فہرست داستانہاے بالاباختہ جلد سوم

بالا باختر

دفتر سوم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

تمام زمانہ پر واضح ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ وادی ناپیدا کنار ہے جسکی بالا دوی مین پیک خیال بھی معترف بہ عجز و قصور ہے جن حضرات شائقین نے ان داستانون کو سُنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ کماحقہ واقف و آگاہ ہین کہ یہ داستانین برسون مین بھی تمام نہین ہوتین الحق کہ انکی اصول فارسی کے مصنف ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی نے [illegible] داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے اسقدر وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف فرمایا کہ اسقدر جانکاہی کی ہوگی۔ اس داستان کے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کئی جلدون پر مشتمل ہین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوشربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ 〃	ششم	صندلی نامہ	۱ 〃
سوم	بالا باختر	۱ 〃	ہفتم	تورج نامہ	۲ 〃
چہارم	ایرج نامہ	۲ 〃	ہشتم	لال نامہ	۱ 〃

ان داستانون مین سے طلسم ہوش رُبا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذرین اور بسبب خواہش خریداران اسکے طبع کی نوبت مکرر آئی اور نوشیروان نامہ جلد اول اور ایرج نامہ جلد اول اور کوچک باختر بطیار ہو کر فروخت ہو رہی ہے باقی جلدین بھی بالفعل [illegible] مکمل موجود ہین چنانچہ منجملہ جلدہای مذکورہ بالا کے یہ دفتر بالا باختر جو داستان کا دفتر سوم ہے

اور جسکو

بلبل ہزار داستان شاخسار بلاغت گل سرسبد چمنستان فصاحت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب مطبع نولکشور بڑی محنت و مشقت سے بزبان اُردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار شکر و سپاس بقیاس اُس صانع کون و مکان طلسم بند ہر دو جہان کو سزاوار ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے ہیجدہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور طرح طرح کے مخلوقات سے اُنکی زیب و زینت فرما کے ہر ایک کو ایک کام پر مقرر کردیا سبحان اللہ و بحمدہ انسان ایسے ضعیف البنیان کو خلعت اشرف المخلوقات عطا فرمایا۔ اپنے لطف عمیم سے کیسا کیسا مرتبہ بڑھایا کہ فرشتون کو رشک آیا۔ نظم

عجب ہے قدرت خلاق داور ۔ جو چاہے کردے قطرے کو سمندر
کیا ناشاد کو دلشاد اُسنے ۔ کیا برباد کو آباد اُسنے

کیا اللہ نے روشن قمر کو ۔ کیا پیدا اُسی نے ابر تر کو
کیے سرسبز اُسنے خشک اشجار ۔ بنایا قطرہ کو لولوے شہوار

یہ ادنی اُسکی قدرت ہے نمودار ۔ کہ آتش کو بنایا دم مین گلزار
عجائب قدرت حق ہے ہویدا ۔ کیا جن و ملک کو اُسنے پیدا

ہر اک کو رزق پہونچاتا ہے یزدان ۔ اُسی کے حکم مین ہین جن و انسان
درندے اور پرندے کرتے ہین یاد ۔ جہان ہے نام سے خالق کے آباد

ضیا مردم کو دی ہے چشم تر مین ۔ عطا کی روشنی نور سحر مین
ہر اک گل کو کیا خوشبو اُسی نے ۔ کیا ہے ایک قطرہ جو اُسی نے

اُسی نے دی خرد ہر جان کو ۔ اُسی نے دی ہے گویائی زبان کو
ہدایت کو کیے مرسل روانہ ۔ کہ لائے دین و ایمان سب زمانہ

نعت سرور کائنات، اشرف مخلوقات صاحب خلق عظیم احمد بلا میم حبیب کبریا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ و الثنا

درود نامحدود اور رحمت بے حد و عد اُس خلاصۂ دارین نبی الثقلین خاتم النبیین شفیع المذنبین فخر بنی آدم باعث ایجاد عالم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر جنھون نے خلق عالم کو راہ راست پر لگایا۔ چاہ ضلالت سے نکالکر سرچشمۂ ہدایت پر پہونچایا۔ کفر کے مرحلجات کو بیخ و بن سے گرادیا۔ بڑے بڑے کافرون کو بزور شمشیر مطیع اسلام کیا۔ نظم

محمد سا نبی کوئی نہ ہوگا ۔ ثنا کرتا ہے خود خلاق یکتا
خدا کے عاشق صادق ہین جنکے ۔ ہوئی ہے ختم حضرت پر نبوت

نہین یہ خوبیان ہرگز کسی مین ۔ نہ تھا سایہ تلک جسم نبی مین
محمد کا کوئی ہمسر نہین ہے ۔ انھین کی ذات سے قائم ہین ہم

محمد مالک ارض و سما مین ۔ شفیع روز محشر مصطفےٰ ہین
خدا قرآن مین جنکا مدح خوان ہے ۔ بشر سے نعت اُنکی کب بیان ہو

منقبت حیدر کرار صاحب ذوالفقار وصی رسول زوج بتول مطلوب کل طالب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

تحیات طیبات اُس شیر و لشکر اسلام ہادم بنیان کفر و ظلام امیر عرب قاتل مرحب کرار غیر فرار حامل لواے احمد مختار غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جنکی ضرب تیغ بیدریغ سے دین اسلام نے رواج پایا ہر ایک کافر بت پرستی ترک کرکے دائرہ اسلام مین آیا۔ خندق کی لڑائی مین وہ شجاعت دکھائی کہ بڑے بڑے زبردستون اور گردن کشون نے منھ کی کھائی جل جلالہ۔ نظم

کرون اوصاف حیدر کس زبان سے ۔ مضامین ڈھونڈھ لاؤن آسمان سے
سخاوت مین شجاعت مین ہے یکتا ۔ جلالت مین عدالت مین ہے یکتا

خدا کا ایسا بندہ کب ہوا ہے
نبی کا مرتبہ سب سے بڑا ہے
علی چاہیں کریں قطرہ کو گوہر

کوئی انسان کوئی کہتا خدا ہے
قدم دوش محمد پر رکھا ہے
علی چاہیں عرض بیجا جوہر

علی پر ختم ہے حق کی عبادت
علی پر جان اور ایمان فدا ہے
بشر سے وصف حیدر کب ادا ہو

اٹھایا بارِ نبوی غیر و نکو راحت
علی نور خدا مشکلکشا ہے
خدا کے نور کی کیونکر ثنا ہو

سببِ تالیف کتاب و التماس بخدمت ناظرین اولوالالباب

سرگشتہ مجاوی جہالت و بیخودی نابلد کوچۂ براعت و بیخودی خوشہ چین خوان بزم اہل کمال زلہ ربائے بساط ارباب جاہ و
جلال ازل کوئین شیخ تصدق حسین داستان گو خدمت ناظرین باتمکین مین بعد ادب ملتمس ہے کہ اس حقیر پُرتقصیر کو ابتدائے
سن شعور سے داستانگوئی کا شوق تھا اور باہرین اس فن کی خدمت گذاری مین بسر کرتا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ
کم مایگی اور عدم لیاقت علمی سد راہ شہرت و ترقی تھی تاہم امرا و رؤسا و دیگر صنادید شہر نے اپنی عالی ہمتی اور حقیر نوازی سے اس
الکن ہیچ زبان کے بیان کو پسند فرمایا اور بموجب المرء یقیس علی نفسہ اچھے لوگ بھی اس و الخلائق کو اچھا سمجھنے لگے تا اینکہ امیر
با اقبال رئیس با جاہ و جلال شریف و شریف پرور قدردان اہل علم و ہنر زیب سادۂ تمکنت و برتری مسند نشین بزم حشمت و بہتری عالی
جناب معلی القاب جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ دام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی کو اس کمترین کی ہیچمدانی سے
کچھ شمہ معلوم ہوا اور بنظر بندہ نوازی معرفت محب حق شناس صدیق مودت اساس صورت بند مرقع وداد نقاش نگارخانہ اتحاد الری
من نشین منشی شیخ حامد حسین کے یہ حکم صادر فرمایا کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے کل دفاتر کا ترجمہ بزبان اُردو بہ عبارت سلیس و
مضامین نفیس از طرف مطبع یہ خاکسار کرے چونکہ یہ داستان ایسی ضخیم ہے جسکے ہر دفتر کی ہر ایک جلد روکش بحر زخار ہے اور اسکے اصول
بزبان فارسی مصنفہ ماہر ہمہ دان شیخ ابو الفیض فیضی ہیں جنہوں نے برائے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند کے
اس داستان عظیم الشان کو نہایت وسیع البیانی اور نازک خیالی کے ساتھ تصنیف کیا تھا اس کمترین کو جرأت نہوتی تھی کہ اتنے بڑے
امر بزرگ کی خدمت کا بار انصرام اپنے ذمہ لے لوں مگر اصرار محب موصوف اور ارشاد آقائے نامدار ممدوح سے بمفحوائے المامور معذور چار و
ناچار خدمت ترجمہ کو منظور کیا اور الحمد للہ کہ باقبال خداوند نعمت مختشم الیہ باحسن وجوہ دفترہائے مفصلۂ ذیل کا ترجمہ اس ذرہ بیمقدار کی
سعی سے انجام پذیر ہوا نوشیروان نامہ دو جلدین کوچک باختر ایک جلد مین ایرج نامہ دو جلدین اسکے آگے دفتر پنجم اس
داستان کا جو موسوم بہ طلسم ہوشربا ہے اسکی ساتون جلدین سابق مین حسب الارشاد آقائے نامدار منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم اور
منشی احمد حسین صاحب قمر مد ظلہ نے بکمال فصاحت و بلاغت ترجمہ فرمائی تھیں جو پسند اہل عالم ہو کر مکرر طبع ہوئیں اب رہا دفتر ششم صندلی نامہ
و دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدین اور دفتر ہشتم لعل نامہ۔ اگر حیات مستعار باقی ہے اور آقائے نامدار ممدوح کا حکم محکم احقر کے نام شرف
نفاذ پائیگا تو ان دفترون کا ترجمہ بھی پیشکش ناظرین ہوگا کیونکہ ان باقی دفترون کا ذخیرہ بھی موجود ہے اور مالک مطبع کا رجحان بھی اس طرف
بہت ہے اب حضرات ناظرین سے عرض ہے کہ کمترین کو مثل بعض حضرات ستودہ صفات کے اپنی رطب اللسانی اور خوش بیانی کا دعوی
نہیں بلکہ ہیچمدانی اور ہرزہ درائی کا اقرار۔ آپ حضرات کی عزت افزائی پر بھروسہ کرکے دفترہائے مذکورالصدر کا ترجمہ کیا ہے در این دفتر
سوم داستان امیر حمزہ موسوم بہ بالا باختر کا بھی ترجمہ شروع کرتا ہون حق سبحانہ تعالی کی ذات سے رحمت کا امیدوار ہون کہ جسطرح
اور دفترون کے ترجمے انجام کو پہونچے اسیطرح یہ ترجمہ بھی حسب پسند ناظرین والاتمکین اس احقر کے ذریعہ سے صورت اختتام قبول کرے
ہر چند کہ احقر کو بسبب عدم لیاقت علمی اور ناتجربہ کاری اپنے کے بڑا خوف ہے کہ ان ترجمون مین بہت کچھ لغزشین ہوئی ہونگی لیکن
عالی ہمتی اور قدردانی حضرات ناظرین سے امید بھی قوی ہے کہ میری ہرزہ سرائی پر خیال نہ فرمائینگے اور قصور پر پردہ پوشی کو
کام فرما کے قلم اصلاح سے درست فرماوینگے اور اگر شاید کسی مقام پر سلسلۂ بندش مضمون اور حسن عبارت مقامات
وصل معشوق و صحبت رقص و مصاف میدان نبرد وغیرہ سے مسرور ہونگے تو احقر کو دعائے خیر سے محروم نہ فرمائینگے

آغاز داستان شوکت بیان ناراض ہونا نبیرہ صاحبقران یعنی شاہزادہ قاسم نوجوان کا باوشاہت شہزادہ باقبال بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے اور انتہائے غم و غصہ سے نکلجانا لشکر امیر با توقیر سے طرف دربند جالندریہ کے اور بلانا بدیع الزمان کو برائے امتحان و مقابلہ۔ ساقی نامہ

پلا اب وہ ساقی مے لالہ رنگ ٭ کہ در پیش رندو کو ہے اک امنگ
شراب مصفا کی ہر ایک لہر ٭ نظر آئے دشمن کو شمشیر قہر
کدھر ہے تو اے ساقی مہ جبین ٭ پلا ساغر بادہ دل ہے حزین
تصور ہے خورشید کے نور کا ٭ پلا جام صہبائے انگور کا
سبب تو بتا ساقی روزگار ٭ تلاطم ہے یون آجکل آشکار
وہ مینوش ہے ساقیا کس طرف ٭ جو ہے صاحب شان اور ذی شرف
تڑپتا ہون اس مہ لقا کے لیے ٭ مدد کر مدد کر خدا کے لیے
ارے ساقی بے خبر تند خو ٭ مجھے دے مے ناب جام و سبو
تصور ہے اس مہر کا ہر گھڑی ٭ ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
مے سرخ ہو آج یون جلوہ گر ٭ پری مجھکو شیشے مین آئے نظر
وہ ہون جام جمین ہو ایسی چمک ٭ منفعل شرم سے ہووے مہر فلک
ہین آگاہ اس امر سے جزو کل ٭ پڑی میری گھٹی مین ہے تند مل
پیونگا مے تند زیر فلک ٭ مشہور اپنا لا برائے گزک
سنی بھی ہون جنہ وہ سیمبر ٭ جو ہون غیرت شمس و رشک قمر
کرون میر کہنے کے اوپر عمل ٭ مرے روبرو گائے ہر اک غزل
پلا تو مجھے یون مے مشکبو ٭ بلطف و عنایت نہ و ترش رو

بیت نگارندہ معنی بے عدیل ٭ نوشتہ چنین داستان جلیل ٭ شجاعان عرصہ کارزار اور بہادران شہور شعار معرکہ آرائی قلم شمشیر شیم تیزی طبع نازک خیال کو بصد جاہ و جلال اور بہ رنگینی تمام و کمال یون تحریر کرتے ہین۔ کہ جب شہزادہ خاور سپاہ قاسم ذیجاہ اپنے غصہ کو ضبط نہ کر سکے لحاظ و پاس امیر باتوقیر سے ظاہر تو کچھ نہ کہا مگر لشکر سے تنہا نکل گئے جاتے وقت انھون نے عیار سیارہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو جا کر شاہزادہ بدیع الزمان سے میری طرف سے کہدینا کہ مین طرف دربند جالندریہ کے جاتا ہون اگر کچھ آپ کو دعوی مردی و مردانگی کا ہو تو اسی مقام پر تشریف لائیے اور دنگل رستم کا فیصلہ کر لیجیے قاسم یہ پیغام دیکر سمت دربند جالندریہ روانہ ہوئے ادھر سیارہ عیار نے پیغام ملک قاسم کا شہزادہ بدیع الزمان کو پہونچایا حال روانگی بدیع الزمان کا پھر عرض کیا جائیگا اب حال شہزادہ قاسم کا سنیے کہ انھون نے گھوڑے پر سوار ہوتے ہی سیدھی راہ دربند جالندریہ کی لی اور گھوڑا سرپٹ دوڑاتے ہوئے سیکڑون کوس نکل گئے جاتے جاتے قریب شام متصل ایک باغ کے پہونچے چونکہ خستہ بہت ہو گئے تھے چاہا کہ آج شب کو اس باغ مین آرام لون صبح پھر روانہ ہونگا اس ارادہ پر دروازہ باغ کا تلاش کرنے لگے مگر چار جانب ڈھونڈھا در باغ کا کہین پتا نہ پایا۔ آخر الامر مجبور و ناچار ہو کر گھوڑے کو اڑنگائی گھوڑا طرارہ بھر کے دیوار باغ کو پھاند گیا اور قاسم اندر باغ کے پہونچے جاتے ہی باغ مین ایسی ہوائے سرد و خنک آئی کہ انکا دل باغ باغ ہو گیا اور ماندگی سفر بھول گئے اور ایک زرعہ درختان مین اپنے کو پوشیدہ کر کے اور باغ کے تماشہ مین مشغول ہو دیکھا کہ باغ نمونہ بہشت ہے ہر طرف گلہائے خوشبودار کھلے ہوئے ہین غنچہ رنگا رنگ مسکراتے ہین نہال ہائے تازہ تر عالم وجد مین جھوم رہے ہین طائران نغمہ سنج زمزمہ ساز ہین نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین قطرے انکے فوارون کے ثبوت ہوتا ہے کہ تارے فلک سے ٹوٹ رہے ہین چند فرسنگ کے پھیر مین یہ باغ دلکش آراستہ و پیراستہ ہے اور نازنینان پری پیکر باغ مین مثل گلچینان چمن کے خرام ناز مین محو ہین سامنے بارہ دری بہت خوشنما سجی سجائی مثل عروس شب اول کے دکھائی دی بیچ مین ایک تخت مرصع کار بچھا ہے اسپر ایک مسند جواہر نگار بصد زیب و زینت بچھی ہے اور ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین حور جمال پری تمثال بصد حسن و ناز بیٹھی ہے واضح ہو کہ اس پری کا نام ملکہ شمسہ خونریز ہے اتفاقات روزگار ملکہ کی نظر قاسم پر پڑی دایہ کو بھیجا کہ اس جوان لال پوش کو بلا لا دایہ نے آکر ملکہ کا پیام عرض کیا قاسم ہمراہ دایہ کے آئے جب قریب پہونچے ملکہ استقبال کر کے لیگئی اور برابر اپنے مسند پر بٹھایا اور کشتیان شراب و کباب کی حاضر کین اور کہا کہ ای شہریار

اگر آپ اپنا سمجھیے شاہزادہ خاور سیاہ نے جواب دیا کہ ای ملکہ تمکو ہمسے محبت ہی تو ہماری خوشی یہ ہی کہ اب تم کفر و کافری اور لقاپرستی
کو ترک کرکے کلمۂ طیبہ پڑھو اور دین اسلام قبول کرو ملکہ نے کہا ای شہریار اول تو شعر ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین مطلب گر کعبہ ہوا تو کیا
بتخانہ ہوا تو کیا ؛ دوم یہ کہ تیرا فرمانا تیری خوشنودی خاطر مجھے از جملۂ واجبات اور بجا لانا منظور ہی پھر وہ کلمہ ارشاد کرو کہ جسے پڑھکے مین مشرف باسلام
ہوون ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا اور ملکہ مع تمام اپنی ہمنشینون اور مصاحبون اور لونڈیون باندیون کے بصدق دل کلمہ پڑھکے
مسلمان ہوگئی اور اب دونون عاشق و معشوق باتفاق باہم ایک مسند پر بعد وشی اور ہم آغوش بیٹھے مصروف عیش و نشاط ہوے

جبتک اولان اول حال شاہزادہ با اقبال بدیع الزمان گرد لشکر شکن کا گذارش کیا جاتا ہی

کہ جسوقت سیارہ بن عمرو نے حسب الدعاے قاسم شاہزادہ بدیع الزمان سے جاکر اطلاع پیام کیا شاہزادہ بدیع الزمان
اسیوقت اپنے مرکب گلگون باخبری پر سوار ہوکے یکہ و تنہا سمت دربند جالندریہ روانہ ہوا اور بعد طی مراحل و قطع منازل
دربند جالندریہ مین پہونچا ازبسکہ دن تمام ہوچکا تھا اور شام قریب تھی اسی باغ کی سیر کرتا ہوا اپنی خود یہ تجویز کرکے کہ ذرا یہان بیٹھکر دم
لے لون تو پھر آگے بتلاش قاسم چلون بر دیوار قصر گھوڑے پر سے اتر پڑا اور شاہراہ انتظار شاہزادہ قاسم نامدار مین نگران حیران بیٹھ گیا
حسب اتفاق وہان ملک قاسم جو دریچۂ قصر کھولے جنگل کی کیفیت اور فضا دیکھ رہا تھا ناگاہ نگاہ ملک قاسم کیجانب شاہزادہ بدیع الزمان
جا پڑی اور قاسم نے بغور پہچانکر ایک لونڈی سے ملکہ کی کہا کہ تو جاکے اس جوان سرخ پوش کو جو ابھی آکے یہان بیٹھا ہی یہ کہہ کہ تیرے
آقاے ولی نعمت نے تجھے یاد کیا ہی جلد اٹھکر میرے ہمراہ چل وہ لونڈی بموجب حکم قاسم کے بیرون قصر نکلی اور زیر دیوار جاکر عظمت اور
جرات شوکت و شان اور پوشاک شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت کھڑی ہو رہی سلام تو کیا مگر
خاموش جرات بات کرنے کی اور کچھ کہنے کی نہین کرسکتی تھی شاہزادہ بدیع الزمان نے اسکو اپنے سامنے صم بکم مٹی کی تصویر کھڑی
دیکھکر پوچھا کہ بدبخت تو کون ہی اور میرے پاس تو کیون آئی ہی اس لونڈی نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ باندھکے عرض کی کہ حضور مین
کچھ عرض نہین کرسکتی ایک جوان لال پوش ہماری ملکۂ عالم کے یہان بطور مہمان کے کہین سے آیا ہی اسنے آپکو دیکھکر مجھسے
کہا کہ یہ شخص جو سرخ پوش زیر دیوار آکے بیٹھا ہی اوس سے یہ کہو کہ تیرا آقاے ولی نعمت یاد کرتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان یہ تقریر
اس لونڈی کی سنکے خوب قہقہہ مارکے ہنسا اور لونڈی سے کہا کہ بدبخت کوئی آقا کسی کا اپنے غلام کے خوف سیاست سے کبھی
کہین نہین بھاگ کر جاتا ہی یہ لال پوش میرا غلام ہی اکثر خطائین ایسی اوس سے وقوع مین آئین کہ میرے ڈر سے بھاگ کر یہان تمہاری
ملکہ کے دامن مین آکے چھپا ہی مین اسی کی تلاش مین پھرتے پھرتے یہان سراغ پاکے آیا ہون تو اس سے جاکر کہدے کہ اگر تو اپنی
عزت اور حرمت چاہتا ہی تو اب جلد یہان چلا آ اور میرے قدمون پر سر اپنا رکھکے عذر کر مین تیرے جرم و قصور سب معاف کردونگا
لونڈی حیران و ششدر وہان سے پھرکے پھر قاسم کے پاس آئی اور چپ کھڑی ہو رہی قاسم نے پوچھا کہ اسنے تجھ سے کیا کہا
لونڈی نے سارا حال بیان کیا قاسم بھی سنکے بہت ہنسا ملکہ شمسہ خونریز نے کہا شہریارا یہ کیا معاملہ ہی اور اس جوان سرخ پوش
نے کیسی گفتگو کی شاہزادہ قاسم نے کہا کہ ای ملکہ اصل یہ ہی کہ وہ جوان سرخ پوش میرا عم بزرگوار ہی تمنے بھی نام سنا ہوگا انجم گروہ
رستم شکوہ شہزادہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن امام گنجاب کا وہی ہی میرے
اور اسکے دعوی مجھسے ہی اسوجہ سے میرے اسکے درمیان مین اسطرح کی اکثر باتین ہوتی رہتی ہین ملکہ شمسہ خونریز نے نام شاہزادہ
بدیع الزمان جو سنا تو اپنی دایہ کو مع چند خواصون کے خدمت مین شاہزادہ بدیع الزمان کے بھیجا اور کہا کہ جسطرح سے ہوسکے منت
اور الحاح شاہزادہ بدیع الزمان کو یہان لا بارے دایہ حسب الحکم ملکہ کے خواصون کو ساتھ لیے شاہزادہ بدیع الزمان کے پاس آئی
اور سب نے جھک جھک کر مجرا کیا دایہ نے شاہزادہ بدیع الزمان کی سر سے پاؤن تک بلائین لیکے عرض کیا کہ قربانت شوم ملکۂ
عالم نے بعد آداب و تسلیمات کے استدعا کی ہی کہ آپ اندر تشریف لائین اور از راہ تفضلات بزرگانہ مجھے سرفراز کرین شاہزادہ بدیع الزمان نے

سوا اقرار کے انکار نہ کیا اٹھکر دایہ کے ساتھ اندرون قصر رونق افروز ہوا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھا واسطے استقبال کے
اٹھکر چند قدم گیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو ساتھ لیے اپنی مسند پر برابر لاکے بٹھایا ملکہ شمسہ خونریز نے اٹھکر باادب تمام بندگی کی
صحبت رقص و سرود گرم تھی دونوں باتفاق باہم بیٹھے ہوئے شراب پینے لگے شاہزادہ بدیع الزمان نے ملکہ شمسہ خونریز کو دیکھکر
بہت پسند کیا اور اسی شب کو قاسم کا عقد اسکے ساتھ کردیا چنانچہ شاہزادہ قاسم ملکہ شمسہ خونریز کے ساتھ ہمبستر ہوا ہی اور دو تجھے
نطفہ قاسم سے اولاد کہاں جا کے پیدا ہو ورود قاسم حمام کر کے جو محفل میں آکے بیٹھا تو شاہزادہ بدیع الزمان سے کہنے لگا کہ میرا دنگل رستم
تو مجھے حوالہ کر دیجیے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ اے قاسم اگر تو اسطرح بلاہیت جو شے کہ میری ہی اسکو طلب کرے تو وہ کبھی غیر کی نہیں سب
تیری ہی بے تامل لے مجھے عذر نہیں اور جو تو اپنا بانکپن دکھلا کے چاہے کہ مجھے دھمکا کے لے تو غیر ممکن ہے جب تیرا جی چاہے تو امتحان
کرنے کیلیے کہ تو نے اور تیرے باپ نے بارہا مباحثہ کیا اور مجھے آزمایا اور پھر کچھ نہو سکا آخر وہ دنگل بخوشی مجھے دیا اور پھر قبضہ اختیار میں ہی قاسم نے
کہا کہ بس یاوہ و واہی تباہی گفتگو نہ کر بھلا یہ تو کہ اسکے کیا معنی کہ میرے چچا بھائی کے دنگل پر فضل بیٹھے اور تو دیکھا کرے اپنے منہ
سے کچھ نہ کہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اس معاملہ میں مجھے کیا دخل اور کیا اختیار ہے شہنشاہ سعد اور سلطان صاحبقران مالک ہیں
قاسم نے نہایت خشمگین ہو کر کہا تو اسکے عوض میں آج تیرا سر ہو گا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تو شاید مجھے مردہ سمجھا ہی پھر باتوں
باتوں میں غرض نوبت یہانتک پہونچی کہ دونوں دست بقبضہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس قصر باغ سے نکل کے آمادہ حرب و ضرب ہوے
ملکہ شمسہ خونریز ہمرہ نہایت متحیر اور ششدر کھڑی دیکھ رہی تھی اور کف افسوس ملتی تھی اور دعائیں مانگ رہی تھی کہ خداوندا ان دونوں کا [illegible]

اب دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ سلطان صاحبقران مع تمام شاہ اور شہریار اور سرداروں کے جو بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے تھے ایکمرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان اور
ملک قاسم کے دنگلوں کی طرف جو خیال کیا تو دونوں دنگل خالی ہیں اور دونوں شہزادے نہیں ہیں لوگوں سے پوچھا کہ یہ دونوں
کہاں ہیں سیارہ نے سارا حال بیان کیا امیر با توقیر نے سنکے عمرو سے فرمایا کہ تو دوڑا ہوا جا اور دونوں کو پھیر کر میرے پاس لا جسمیں مناقشہ
نہونے پاوے عمرو دوڑا ہوا بید رنگ ہی یہ طرفۃ العین میں در بند جالندریہ میں جا پہونچا اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کو باہم آمادہ
رزم و جنگ دیکھکر باواز بلند کہا کہ سلطان الاشان نے تم دونوں صاحبوں کو یاد فرمایا ہی بس آپسمیں رزم و پیکار نہ کرو جلد میرے ہمراہ چلو
کسی نے عمرو کے کہنے کا کچھ خیال بھی نہ کیا اور بدستور آپسمیں مصروف مناقشہ و مجادلہ رہے عمرو لاعلاج پھر اسیطرح بچشم زدن ہانپتے
پلٹکر بارگاہ سلیمانی میں آیا اور سارا حال کہا کہ حمزہ اب تو بوڑھا اور ضعیف ہوا کوئی لڑکا بالا تیرا حکم نہیں مانتا پر جانا بھی فعل عبث تھا
امیر با توقیر یہ خبر سنکے بکمال غیظ و طیش اسیوقت اشقر دیوزاد پر سوار ہوا اور عمرو کو اپنے ہمراہ لیکر اشقر کو گرم تاز کیے وہاں پہونچے تو دیکھا
فی الحقیقت دونوں باہم جنگ کر رہے ہیں امیر والاشان صاحبقران نے اسی حالت غیظ میں اشقر دیوزاد کو بائیں دونوں کے ڈالکر
داہنے ہاتھ سے شاہزادہ بدیع الزمان کا کمربند اور بایاں ہاتھ قاسم کے کمربند میں ڈالکر ایک ہی زور میں دونوں کا لنگر توڑ کر زمین سے اٹھا لیا
اتنے میں دیکھا کہ لندھور اور مالک اور سرداران جلیل گھوڑوں پر آتے ہیں جسوقت سرداروں نے دیکھا کہ امیر دونوں شاہزادوں کو زمین پر
پٹکا چاہتے ہیں لندھور اور مالک قدموں سے لپٹ گئے اور منت اور خوشامد سے ان دونوں شاہزادوں کو رہائی دلوائے تقصیر معاف کرائی
اس عرصہ میں ملکہ شمسہ خونریز جو بالائے بام کھڑی معرکہ رزم و جنگ شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم کا دیکھتی تھی امیر حمزہ کا نام سنکے جلدی
سے اپنی دایہ کو مع چند خواصوں کے امیر والا توقیر کی خدمت میں روانہ کیا اور بہت تاکید سمجھا دیا کہ سلطان صاحبقران کو بمنت
الحاح جسطرح سے ہو سکے اندرون محل لے آ چنانچہ ملکہ کی دایہ مع چند خواصوں کے سلطان باکرم کے روبرو آئی اور مجرا کر کے بعد دعا و ثنا کے
آہستہ ملکہ شمسہ خونریز کیطرف سے عرض کیا کہ ملکہ نے عرض کیا ہی شعر زہی قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ز التفات بمانسرای دہقانی
اگر از راہ کنیز پروری خود اپنے اقدام اطہر سے اس کلبۂ احزان کو روشن کریں اور کنیز کو سرفراز فرمائیں تو بعید از عطیات صاحبقرانی نہیں

سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا چلو مجھے وہان جانے مین کیا انکار ہی بارے امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان و ملک قاسم دایہ کے ساتھ اُس مکان عالیشان مین تشریف لیگئے اور ملکہ شمسہ خونریز بطریق استقبال باغ کے دروازہ تک آئی اور اندر لیجا کے بڑی دھوم سے بزم عیش و طرب آراستہ کی اور بہ قدر خدمت اور اطاعت کی کہ سلطان صاحبقران ملکہ شمسہ خونریز سے نہایت راضی ہوے اور عمرو نے خوشامد اور تعریف کر کے بہت سا زر نقد اور مال و اسباب پایا روز دوم سلطان باکرم مع خواجہ عمرو اور شاہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم اور لندھور و مالک وغیرہ کے داخل لشکر ہوے

داستان آنا قاصد کا عجم سے در باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر اور نامہ دینا امیر باتوقیر کو اور نامہ پڑھکر خوش ہونا حمزہ صاحبقران وغیرہ کا اور خواجہ عمرو کا نور الدہر نام رکھنا قاسم کا نور الدہر کو اپنا فرزند کرنا بدیع الزمان کا قبول کرنا پھر قاسم کا امیر سے مع جملہ مردمان لشکر وغیرہ کے دعوت کو کہنا امیر باتوقیر کا منظور فرمانا بعد اسکے جانا قاسم کا جانب عجم اور بہ تزک دعوت اور نور الدہر کی چھٹی کرنا۔ ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی سیمبر
مو سرخ ہو آج یون جلد گر
ہین آگاہ اس امر سے جز و کل
مغنی بھی ہون چند وہ سیمبر
بلا تو مجھے یون تو مشکبو
ہوا شاد و مسرور دل اسقدر
جو بر آئے یہ آرزو سر بسر

نہ کر دیر زنہار آ جلد تر
پری مجھکو شیشے مین آئے نظر
پڑی پیری گھٹی مین ہی تندیل
جو ہون غیرت شمس و رشک قمر
بلطف و عنایت نہو ترشرو
کیا اسکو قاسم نے اپنا پسر
تو ممنون احسان ہو تیرا سنر

بنا میکدے کو دلھن کیطرح
وہ ہون جام جنمین ہو ایسی چمک
ہیونگا مین تند زیر فلک
کرین میرے کہنے کے اوپر عمل
سنا ہی یہ ای ساقی مہربان
جو سامان مذکور ممکن ہو سب

جفا کر نہ چرخ کہن کی طرح
خجل شرم سے ہووے مہر فلک
سنہو مڑا بنا لا برائے گزک
مرے روبرو گائے ہر اک غزل
ہوا خلق ابن بدیع الزمان
لکھون حال اسکی چھٹی کا مین اب

محرران اخبار مسرت اثر و کاتبان حالات ولادت پسر ابن الشان

مسرت نشان کو اسطرح تحریر کرتے ہین کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران عالی ہمم والا کرم کا عجم مین ہی اور امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان باغ ملکہ شمسہ تاجدار مین ہین اور لندھور اور مالک و خواجہ وغیرہ در باغ مذکور پر فروکش ہین اور امیر باتوقیر شب و روز باغ مسطور مین بصد راحت و آرام بسر کرتے ہین ایک روز امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان علی الصباح حسب معمول قدیم واسطے ادائے نماز سحر کے بیدار ہوا اور وضو کر کے باغ مین دو رکعت نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ رہے تھے اور لندھور و مالک و خواجہ عمرو بعد ادائے نماز سحر بیٹھے ہوے تھے صحرائے سبزہ زار کی ہر چہار جانب کیفیت دیکھ رہے تھے اور حمد و ثنائے پروردگار کر رہے تھے ناگاہ ایک شتر سوار خندان اور فرحان در باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر آیا اور لندھور اور مالک وغیرہ سے مخاطب ہو کر یون مستفسر ہوا کہ زلزلہ قاف امیر عالیشان حمزہ صاحبقران کہان تشریف رکھتے ہین لندھور اور مالک و خواجہ عمرو نے دریافت کیا کہ تجھکو امیر باتوقیر سے کیا کام ہی بیان کر شتر سوار مذکور نے کہا کہ مین عجم سے نامہ لیکر آیا ہون چاہتا ہون کہ امیر باتوقیر کی قدمبوسی سے مشرف ہو کر نامہ دون خواجہ عمرو نے کہا سو وقت امیر باتوقیر اس باغ کین تشریف رکھتے ہین نامہ میرے حوالہ کر تاکہ مین نامہ مذکور امیر باتوقیر تک بھجوا دون شتر سوار نے کہا ای خواجہ یہ تو نہو گا کہ مین اس نامہٴ خوشی کو تمکو دون مین خود امیر باتوقیر کو دونگا اور جو اس نامہ مین خوشخبری تحریر ہی اسکا انعام زلزلہ قاف امیر عالیشان سے لونگا ہر چند خواجہ عمرو وغیرہ نے شتر سوار سے نامہ طلب کیا مگر شتر سوار نے کسی طرح نامہ نہ دیا اور یہی کہا کہ یہ نامہٴ خوشی ہی مین ہرگز تمکو نہ دونگا سوا حمزہ صاحبقران کے آخر لندھور اور مالک اور خواجہ عمرو نے بدرجہ ناچاری صاحبقران عالیشان کو قاصد کے آنے کی اطلاع کرائی جسوقت امیر باتوقیر نے کماحقہ کیفیت شتر سوار کی سنی بصد رجا اشتیاق اُس نامہٴ خوشی کے دیکھنے کا ہوا کہ وظیفہ پڑھتے ہوے اُٹھے اور بیرون باغ تشریف لائے ورنہ حمزہ صاحبقران ایک شتر سوار کے واسطے باغ سے برآمد نہوتے لندھور اور مالک و خواجہ عمرو وغیرہ برائے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے اور آداب و تسلیم

بجا لاے جسوقت حمزۂ صاحبقران کرسی پر رونق افزا ہوے اور بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بھی بیٹھے شتر سوار نے امیر با توقیر کو
پہلے تو موافق دستور اور قاعدے کے مجرا کیا اور دعا و ثنا بجا لایا بعدہ اپنی دستار سے نامہ نکالکر مودب ہاتھون پر رکھکر امیر با توقیر کے
پیشکش کیا امیر با توقیر نے اول سر نامہ کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ ملکہ گردیہ بانو مادر گرامی قدر شاہزادۂ بدیع الزمان نے بھیجا ہی بعد دیکھنے
سر نامہ کے امیر با توقیر نے لفافہ چاک کرکے نامہ نکالکر خود ملاحظہ کیا ملکہ گردیہ بانو کیطرف سے اسطرح بعد القاب کے مندرج تھا کہ صاحب
آپکو مبارک ہو کہ شکم سے ملکہ گوہر ملک کے جو میری بہو ہی ایسا فرزند حسین پیدا ہوا ہی کہ آفتاب اُسکے حسن و جمال سے شرمندہ ہی اور بدر کامل
اُسکے روے روشن سے خجل ہی بلکہ آفتاب اس فرزند ارجمند کے رخ انور کے روبرو ایک ذرہ ہی اور ماہ دو ہفتہ اس طفل کے سامنے شرمندہ
آنکھین اس فرزند کی ایسی خوشنما ہین کہ اگر نرگس شہلا بھی ایک نظر دیکھ لے مجھکو یقین ہی کہ عاشق و شیفتہ ہوکر بیمار ہو جاے اور اگر کوئی آہوے صحرا
اس طفل کی آنکھین دیکھ لے عجب نہین کہ اس فرزند کی چشمان بے مثال پر اپنی بڑی بڑی آنکھونکو صدقے اور قربان کرے تیر مژگان ماشاء اللہ
اس نور چشم کے ایسے سر تیز ہین کہ اگر کبھی سینۂ دشمن پر پڑین پشت کو توڑ کر نکلجائین اور رخسار رنگین اس گل اندام کے ایسے رنگین و نازک
ہین کہ اگر گل بھی اس طفل کے رخسار سے مقابلہ کرے صاحب مین کہہ سکتی ہون کہ وہ کبھی اپنے تئین خار صحرا سے بھی بدتر تصور کرکے شرمندہ اور
محجوب ہوکر مرجھا جاوے دہن تنگ اس طفل کا اسدرجہ تنگ ہی کہ اگر غنچۂ گل بھی روبرو اسکے آئے تو اس طفل کے دہن کو زیادہ تر اپنے سے
تنگ پاے پیشانی اس فرزند کی ایسی پر نور اور کشادہ ہی کہ تعریف اسکی مجھسے ہو نہین سکتی علاوہ حسن کے چہرۂ انور سے ایسی صولت اور شوکت ظاہر اور
آشکارا ہی کہ رعب سے ہر ایک عورت اس فرزند کیجانب نظر کر نہین سکتی اکثر اعضا اس طفل کے مثل مینی اور گوش مانند مینی و گوش شاہزادہ
بدیع الزمان کے ہین اور اکثر اعضا بھی مشابہ ہین کیون نہو کہ فرزند اکثر اپنے باپ کی شکل ہوتا ہی صاحب مین نے یہ نامہ آپ کو واسطے
اطلاع کے لکھا ہی کہ آپ بھی خوش ہون اور بدیع الزمان بھی اپنے فرزند کے پیدا ہونیکی خبر سنکے شاد ہو اور صاحب اس فرزند ارجمند کا
نام ضرور کوئی تجویز کرکے رکھدیجیے تاکہ اُسی نام سے یہ نور نظر پارۂ جگر پکارا جائے فقط زیادہ اشتیاق ملاقات راوی کہتا ہی کہ جسوقت
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے نامہ تمام و کمال پڑھا خوشی سے چہرہ مثل گل شگفتہ ہوگیا اور از حد آثار خوشی چہرۂ امیر با توقیر سے آشکار
ہوے خواجہ عمرو وغیرہ نے امیر با توقیر سے دریافت کیا کہ اس نامہ مین کیا خوشخبری مندرج ہی ہمکو بھی آپ مضمون نامہ سے اگر لایق فرمانے کے
تو اطلاع دین امیر با توقیر نے ہنسکر فرمایا کہ یہ نامہ والدۂ بدیع الزمان نے ہمکو لکھا ہی اور مضمون اس نامہ کا یہ ہی کہ ملکہ گوہر ملک کے شکم سے
ایک فرزند حسین پیدا ہوا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ نام اس فرزند کا کوئی رکھنا چاہیے جسوقت یہ خبر خوش خواجہ عمرو نے سنی از حد خوش ہوے
اور لندھور بن سعدان یعنی جانشین حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ شادیانے خوشی کے بجائے جائین حسب الحکم طبل شادمانی
پر چوب پڑی خبر پیدایش پسر سُنکر سب کو خوشی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان بھی خبر فرحت اثر ولادت باسعادت اپنے
فرزند ارجمند کی سُنکے ایسے خوش ہوے کہ چہرۂ انور مثل گل احمر شگفتہ ہوگیا اُسوقت لندھور نے جانب خواجہ عمرو مخاطب ہوکر کہا
الحمد اللہ ایک اور شیر جانب رست بیٹھنے والا پیدا ہوا لندھور کا یہ کلام طعن آمیز نہایت ناگوار ہوا امیر با توقیر نے اُسی عالم خوشی مین حکم دیا
کہ اس شتر سوار کو خلعت پر زر دیا جاے اور زر و جواہر بھی عنایت کیا جاے خدام نے بموجب حکم شتر سوار کو خلعت پر زر اور زر و جواہر دیا
شتر سوار خلعت و زر و جواہر پاکر بہت خوش ہوا اور بار دیگر موافق قاعدہ آداب و کورنش بجا لایا خواجہ عمرو نے جسوقت دیکھا کہ شتر سوار
کو خلعت پر زر اور زر و جواہر دیا گیا اپنے دل مین نہایت ملول ہوے اور خیال کرنے لگے کہ ای عمرو خوش نصیب لوگ ایسے ہوتے ہین کہ ایک نامہ
پہونچاکر خلعت و زر و جواہر یون لیجاتے ہین ایک ہم ہین کہ برسون سے تنگدستی اور پریشان حالی مین بسر کرتے ہین ایک ایک کوڑی کو محتاج
ہین باوجود اسکے کہ ہم اس عرب بے مروت اور اسکی اولاد کے واسطے ہر ایک بلا مین اپنے تئین ڈالتے ہین اور طرح طرح کی مصیبتین اور
تکلیفین اُٹھاتے ہین مگر کبھی ہمکو اسطرح زر و جواہر نہین ملتا افسوس ہزار افسوس کیا ہماری بری تقدیر ہی کہ زر و جواہر کی شکل کبھی عالم
خواب مین بھی ہمکو نظر نہین آتی یہ عرب بے مروت کچھ ہماری قدر و منزلت نہین کرتا سوا مین دیکھے اور کچھ مہینے مین اسکے وصول

نہین دیا

نہین ہوتا کثرت عیال واطفال مین تین روپیہ مین بسر اوقات ہو نہین سکتی کہانتک مہاجنون سے قرض لیکر اوقات بسری کرین اس
قرض لینے کا بھی انجام بدہی ایک روز یہ سب مہاجن مجھپہ نالش کرینگے اور میری ذلت کے درپی ہونگے پس ای عمرو تجھکو لازم ہی کہ اب
رفاقت اس عرب بے مروت کی چھوڑکر خانہ کعبہ چلا جا اور وہان جاکر اپنے گناہون سے توبہ کر کیونکہ اس عرب بے مروت کی محبت اور
رفاقت مین تونے ہزارہا ساحر اور غیر ساحر مارے ہین کلمات دروغ بکثرت زبان پر جاری کیے ہین مکاری بے انتہا کی ہی فی الحال
زاد راہ بھی مہیا اور موجود ہی یعنی جسوقت شتر سوار یہان سے جاے اثناے راہ مین اس نالائق سے خلعت و زر و جواہر لے اور بغیر
اطلاع اس عرب بے مروت کے خانہ کعبہ کیطرف روانہ ہو اور وہان پہونچکر اپنے گناہون سے استغفار کر اور باقی عمر اپنی مین یاد خدا مین بسر کر
خواجہ عمرو تو اس خیال مین تھے ناگاہ امیر بانوقیر نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای خواجہ اسوقت تم میرے فرزند کے فرزند
کا کوئی ایسا نام رکھو کہ اسکے لائق ہو خواجہ عمرو اسوقت رنجیدہ خاطر تو ہو ہی رہے تھے یہ سنکے کچھ جواب ندیا اور چین بجبین بیٹھے رہے
دوبارہ امیر حمزہ صاحبقران نے پھر فرمایا کہ ای خواجہ میرے فرزند کے فرزند کا کوئی نام تجویز کر جب دوبارہ امیر حمزہ صاحبقران
نے خواجہ سے فرمایا اسوقت عمرو نے جواب دیا کہ ای حمزہ صاحبقران مفت نام رکھنا نہین جانتا امیر بانوقیر نے فرمایا کہ ای خواجہ کچھ
نہ کچھ تمکو ضرور دیا جائیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ تو مجھکو یقین ہی کہ عوض زر نقد دینے کے جواب صاف دیا جائیگا امیر بانوقیر نے ہنسکے فرمایا کہ
نہین خواجہ تمکو جواب صاف نہین دیا جائیگا بلکہ ایک ہزار روپیہ نقد دیا جائیگا خواجہ نے کہا کہ ای امیر بانوقیر مجھسے تو ایک ہزار روپیہ پر
یہ مشقت نہوگی نام رکھنے مین نہایت فکر کیجاتی ہی امیر بانوقیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ نام رکھنے مین تو کچھ بھی مشقت نہین ہوتی ہان یہ کہو
کہ ایک ہزار روپیہ سے زیادہ لینے کی خواہش ہی خیر تمکو دو ہزار روپیے دیدیے جائینگے عمرو نے کہا یا امیر مین دو ہزار روپیہ پر اپنے تئین
فکر مین نہین ڈالتا اور کسی سے ارشاد فرمائیے وہ نام رکھدیگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ اسو اب تم ایسے نازک مزاج ہو گئے
ہو کہ دو ہزار روپیہ پر نظر نہین کرتے اور ایک نام لڑکے کا رکھنا نہین جانتا خواجہ عمرو نے کہا کہ ہان کیا شک ہی غرض رفتہ رفتہ امیر
بانوقیر نے ہنس ہنسکر پندرہ ہزار روپیہ خواجہ عمرو کو دینا قبول کیے مگر عمرو نے اور زیادہ لینے کی خواہش کی اسوقت امیر بانوقیر نے
فرمایا کہ اب ہم اس سے زیادہ نہ دینگے جب خواجہ نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران اب اور زیادہ روپیہ نہ دینگے ناچار ہوکر یہ کہا کہ زبانی
جمع خرچ کی کوئی اصل نہین ہی روپیہ میرے سامنے آئے اسوقت اگر مجھکو منظور ہوگا تو نام رکھونگا امیر بانوقیر نے حکم کیا کہ پندرہ ہزار
روپیہ خواجہ کے آگے لاکے رکھدو مگر اسوقت تک خواجہ روپیہ مین نہ ہاتھ لگائین جبتک نام میرے فرزند کے فرزند کا نہ رکھین الغرض
بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران لندھور وغیرہ نے خواجہ عمرو کے روبرو پندرہ ہزار روپیہ رکھدیا عمرو نے جسوقت اس روپیہ پر
نظر کی منھ مین پانی بھر آیا اور قصد کیا کہ اس روپیہ کو نذر زنبیل کرین مگر امیر بانوقیر نے فرمایا کہ ای خواجہ جبتک نام نہ رکھو گے
یہ روپیہ تمکو نہ ملیگا خواجہ عمرو نے یہ سنکر کچھ فکر کرکے کہا کہ ای امیر بانوقیر میرے نزدیک اس فرزند کا نام نورالدہر رکھنا چاہیے
امیر بانوقیر نے اس نام کو نہایت پسند کیا اور یہ نام خواجہ عمرو نے اسوجہ سے رکھا کہ ایک تو تعریف حسن اس فرزند کی نامشہ
گردیدہ بانو سے ظاہر ہوئی تھی دوسرے جسوقت خواجہ نے نام رکھا تھا وہ وقت سحر تھا نور صبح جانب مشرق فلک پر آشکار تھا
تیسری وجہ اس نام رکھنے کی یہ بھی تھی کہ نورالدہر وقت نماز سحر پیدا ہوے تھے القصہ بعد نام رکھنے کے خواجہ عمرو نے وہ پندرہ
ہزار روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا امیر بانوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان اور لندھور وغیرہ نے خواجہ عمرو کے
اس نام رکھنے کی تعریف کی اور بہت خوش ہوے بعد نام رکھے جانیکے امیر بانوقیر نے شتر سوار مذکور سے فرمایا کہ ہماری بھی جانب سے
مادر بدیع الزمان سے بعد تہنیت کے جاکر کہدینا کہ نام اس طفل سعید کا نورالدہر رکھا شتر سوار یہ تقریر امیر بوقار سنکے اور آداب
بجا لاکے جانب عجم روانہ ہوا بعد جانے شتر سوار کے شاہزادہ قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ ای عمو سے نامدار آج مین
آپ سے ایک چیز طلب کرتا ہون مجھکو امید ہی کہ آپ دینے سے انکار نہ کرینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا دلگیر ستم کی خواہش ہی

قاسم نے کہا کہ دنگل رستم تو میرا ہی جب چاہونگا لے لونگا علاوہ دنگل کے ایک اور شی کی آپسے خواہش ہی بشرطیکہ آپ مجھکو عنایت کرین
بدیع الزمان نے فرمایا کہ جو شی میرے امکان مین ہی تمسے زیادہ عزیز نہین لیکن پہلے اُس چیز مطلوب کا نام تو لو اور مین بھی تو اُس چیز
سے واقف ہون کہ وہ کیا چیز ہی جسکو تم مجھ سے طلب کرتے ہو شاہزادۂ قاسم نے کہا کہ پہلے آپ مجھ سے اقرار کرلین کہ مین ضرور دیدونگا
اور اُسکے دینے سے انکار نہ کرونگا بعد مین اُس چیز کا نام ظاہر کرون شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ مین تمسے اقرار کرتا ہون کہ اگر وہ
چیز میرے امکان مین ہی جسکو تم طلب کروگے مین بلا عذر و انکار دیدونگا شاہزادۂ قاسم نے کہا کہ ای عموے نامدار مین چاہتا ہون
کہ آپ مجھکو برخوردار نور چشم راحت جان نور الدہر کو میری فرزندی مین دیدین شاہزادہ بدیع الزمان نے ہنسکر فرمایا کہ بموجب
تمھارے کہنے کے مین نے اپنے نور نظر لخت جگر کو تمھاری فرزندی مین دیدیا شاہزادۂ قاسم یہ کلام شاہزادہ بدیع الزمان
سنکے ازحد خوش اور مسرور ہوے جسوقت یہ تقریر شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان کی مالک نے سنی خوش ہوکر خواجہ
عمرو سے مخاطب ہوکر اور لندھور کو سناکر کہا کہ ای خواجہ شکر ہی خداوند عالم کا کہ نور الدہر کو ہمارے آقا اور مالک نے اپنی فرزندی
مین لے لیا اب انشاء اللہ نور الدہر بھی بعد پرورش ہونیکے دست چپ دنگل زرنگار پر بیٹھینگے لندھور نے یہ کلام مالک
سنکے جواب دیا کہ نور الدہر اصل مین فرزند ارجمند ہمارے سردار شاہزادۂ بدیع الزمان گردنشکن کے ہین کبھی دست چپ نہ بیٹھینگے
سوا دست راست کے الغرض بعد گفتگوے مالک اژدر اور لندھور شاہزادۂ قاسم نے دست بستہ خدمت امیر باتوقیر مین عرض کیا
کہ مین کچھ حضور سے اسوقت عرض کرنا چاہتا ہون امیر باتوقیر نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند بیان کرو کیا کہتے ہو قاسم نے عرض کیا حضور نے
سنا کہ مین نے نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہی اب مجھکو لازم ہی کہ اُس نور نظر لخت جگر کی چھٹی کا سامان کرون لہذا مین حضور کی
دعوت مع کل مردمان لشکر کے چالیس روز تک کرتا ہون کیونکہ میرا قصد ہی کہ نور الدہر کی چھٹی کا جشن چالیس روز تک بعنوان شایستہ
ہو لہذا امیدوار ہون کہ حضور انکار نہ فرمائین اور آقرانان جوین نوش فرمانے کا کرکے چہل روز تک مجھکو شاد اور مسرور فرمائین امیر
باتوقیر نے یہ آرزو شاہزادۂ قاسم کی استماع فرماکر اور خوش ہوکر ارشاد کیا کہ ہمکو بزم عشرت مین شریک ہونے سے اور طعام دعوت کھانے
سے کسی طرح انکار نہین ہی انشاء اللہ ہم بشرط حیات مع جملہ مردمان لشکر شریک محفل عشرت در دعوت ضرور ہونگے شاہزادۂ قاسم
یہ کلام امیر باتوقیر سنکے کمال خوش ہوے اور اُسیوقت امیر باتوقیر سے اجازت جانب عجم جانیکی لیکر براے انتظام سامان دعوت اور
چھٹی کرنے نور الدہر کی بصد عجلت روانہ ہوے اور قطع راہ کرکے داخل لشکر ہوے سلیمان شاہزادۂ قاسم بعد بجالانے آداب و تسلیم کے
ازحد خوش ہوے شاہزادۂ قاسم نے دو گنج افراسیابی دیکر طہماس خان خاوری اور قیماس خان خاوری اپنے دونون ماموون کو
سے فرمایا کہ بہت جلد اسباب و سامان دعوت امیر باتوقیر کا مع جملہ مردمان لشکر مہیا اور موجود کرو اور نور الدہر کی چھٹی کا بھی سامان
ایسا کرو کہ سلاطین روے زمین کو اُسکے رشک ہو طہماس خان اور قیماس خان خاوری نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا طہماس خان
اور قیماس خان خاوری تو انجام کار دعوت اور درستی سامان نور الدہر کی چھٹی مین مصروف ہین اسکا مفصل حال آیندہ تحریر کیا جائیگا لیکن

دو کلمہ داستان اُس شترسوار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شترسوار حمزۂ صاحبقران ذیوقار کو نامہ ملکہ گردیہ بانو دیکر اور خلعت و زر لیکر قبل آنے شاہزادۂ قاسم کے وہ شترسوار ملکہ گردیہ بانو
پر آیا ملکہ گردیہ بانو کو خبر ہوئی کہ شترسوار جو نامہ لیکر گیا تھا آیا ہی ملکہ مذکور نے بذریعہ کنیزان دریافت فرمایا کہ اس فرزند ارجمند کا کیا نام
رکھا گیا ہی کنیزان مسطور نے بموجب حکم ملکہ گردیہ بانو شترسوار سے پوچھا شترسوار نے کہا کہ میری جانب سے خدمت ملکۂ عالم مین اسطرح
عرض کرنا کہ یہ نمکخوار شترسوار نامۂ فیض آثار لیکر باغ ملکہ شمسہ تاجدار پر گیا تھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران اور شاہزادہ
بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان اُسی باغ مین تشریف رکھتے تھے اور خواجہ عمرو اور لندھور اور مالک وغیرہ بیرون باغ
دو کش تھے اس نمکخوار قدیم نے نامۂ حضور فیض گنجور دست امیر باتوقیر مین جا کر دیا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالیشان

حضور کے نامہ کو تمام وکمال پڑھا اور بعد پڑھنے کے بدرجۂ کمال مسرور اور شاد ہوے اور خواجہ عمرو سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے فرزند کے
دلبند کا کوئی نام رکھو چنانچہ بموجب ارشاد امیر ذیشان خواجہ عمرو نے شاہزادہ بدیع الزمان کے نور نظر پارۂ جگر کا نام نور الدہر رکھا
اور امیر با توقیر نے یہ نام نہایت پسند فرمایا اور مجھے ارشاد فرمایا کہ بعد تہنیت کے ملکۂ عالم سے کہدینا کہ اس فرزند ارجمند کا نام نور الدہر رکھنا
ہنگام رخصت اس خانہ زاد کو خلعت بزر اور زر وجواہر رحمت فرمایا یہ کمترین خوار بعد تعجیل تمام وہان سے در دولت پر حاضر ہوا اب جو حکم ہو یہ خادم بجا لائے
جسوقت شترسوار نے تقریر اپنی تمام کی کنیزان مذکور نے ملکہ گردیہ بانو سے تمام وکمال تقریر شترسوار کی جا کر عرض کی ملکہ گردیہ بانو نے
جسوقت سنا کہ نام اس فرزند کا نور الدہر رکھا گیا اور صاحبقران اور بدیع الزمان اور قاسم مع الخیر ہین نہایت خوش ہوئی ملکہ گوہر
ملک سے ہنسکر فرمایا کہ اس تمہارے فرزند ارجمند کا نام نور الدہر رکھا گیا ہی ابھی شترسوار اس فرزند کے جد عالی مقدار کی خدمت سے آیا ہی اسکی
زبانی معلوم ہوا ہی کہ دادا نے اس فرزند کے اسکا نام نور الدہر خواجہ عمرو سے نکلوایا ہی اور کہلا بھیجا ہی کہ نام اس نورچشم کا نور الدہر
رکھنا چاہیے ملکہ گوہر ملک اپنی خوشدامن سے یہ تقریر دلپذیر سنکے بہت خوش ہوئین غرض اسوقت سے فرزند شاہزادہ بدیع الزمان کا
نام نور الدہر رکھا گیا بعد تھوڑی دیر کے ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ گوہر ملک و دیگر خواتین ذیوقار کو کسی کنیز سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ قاسم
لشکر مین آئے ہین اور سامان اس فرزند کی چھٹی کا کر رہے ہین اور اس فرزند ارجمند کو شاہزادہ بدیع الزمان کی اجازت سے اپنی
فرزندی مین لیا ہی المختصر ایوان ملکہ گوہر ملک مین تو بسبب پیدا ہونے نور الدہر کے غلغلۂ تہنیت بلند ہی خواتین ذیوقار باہم شاد
و مسرور ہین دمبدم ایک نہ ایک مطربہ گا رہی ہی خواتین محل خوش ہو ہو کر مطربہ کو انعام دے رہی ہین لیکن بیرون محل لشکر مین شاہزادہ
قاسم نے بہت بڑا سامان نور الدہر کی چھٹی کا کیا ہی مختصر یہ ہی کہ دور دور سے ارباب نشاط جو علم موسیقی مین وحید عصر اور یکتائے
جہان ہین ہزارہا بلوائے ہین شترسوار اطراف وجوانب عجم مین روانہ کیے ہین کچھ ارباب نشاط حاضر ہوے ہین خیمون مین جا بجا نغمہ مین
صدہا فراشان دست چپ انتظام نور الدہر کی چھٹی کا کر رہے ہین صدہا بلکہ ہزارہا ایوان وسیع و بلند خس و خاشاک سے پاک و صاف کیے
جاتے ہین فرش نفیس ہر ایک ایوان مین بچھوایا جاتا ہی جھاڑ اور کنول اور مردنگ اور فانوس وغیرہ سے ہر ایک مقام آراستہ کیا جاتا ہی
شمعہاے موی اور کافوری صدہا جھاڑ ساز کنولون مین لگا رہے ہین ہزارہا فراش فروش کی درستی مین مشغول و مصروف ہین مقامات
مناسب پر صدہا بارگاہین فلک فرسا استادہ کیجاتی ہین اور ہزارہا خیمہ ہاے رشک بیچوبۂ فلک نصب کیے جاتے ہین جا بجا زمین
پست و بلند ہموار کیجاتی ہی بارگاہون اور خیمون مین فرش نادر و نایاب فراش کر رہے ہین جا بجا خیام آسمان پر دمبدم طعنہ زن ہو رہی ہی
اور بزبان حال کہ رہی ہی کہ دیکھ او قبۂ آسمان تو اپنی بلندی پر نازان نہو مجھپر تجھ سے بہتر صدہا بلکہ ہزارہا آسمان بلند و سایہ افگن ہین فلک
بھی نظر حیرت سے جانب خیام بلند دیکھ رہا ہی اور زمین کی خوش قسمتی پر دمبدم رشک کر رہا ہی اور ہر ایک بارگاہ اور خیمہ کے اوپر جو
آسمان گردش کر رہا ہی اس سے صاف مردم کو ثابت ہوتا ہی کہ آسمان ان خیام پر تصدق و قربان ہو رہا ہی ہر ایک ایوان کی چھت مین مخمل بینظیر
چھت گیری ہی جملہ ایوان مذکور کے طاقون مین گلدستہاے رنگارنگ و نایاب لگائے گئے ہین ہر ایوان مین ایک تازہ بہار معلوم ہوتی ہی ہر
ایوان آرائش گلدستہ ہاے بوقلمون سے رشک گلشن نظر آتا ہی بلبل دل ہر فرد بشر کا ان گلدستون پر ہزار جان سے عاشق ہوتا ہی اکثر لخلخے
جو ہر ایک ایوان مین مقامات مناسب پر رکھے گئے ہین جب ہوا ایوان مسطور سے آتی ہی دماغ مین ہر ایک بشر کے جو جو وہان موجود ہی خوشبوے مشک و
عنبر و اگر وغیرہ لیجاتی ہی روح جسم مین ہر ایک شخص کی لطف بے اندازہ اٹھاتی ہی اور دلکو ہر ایک بشر کے فرحت اور شگفتگی حاصل ہوتی ہی
بعض بعض ایوان مین دنگل نفیس بچھائے گئے ہین اور کرسیان جواہر نگار گرد رکھی گئی ہین بیچ مین فرش ہی کسی ایوان مین بالکل فرش
مخمل سرخ کا کیا گیا ہی وہ ایوان سراسر گلنار نظر آتا ہی کیونکہ در و دیوار تک بھی اس ایوان کے سرخ رنگ مین کوئی ایوان اسطرح سبز رنگ
اور اسمین فرش بھی مخمل سبز کاشانی کا بچھایا گیا ہی اور جھاڑ بھی سبز اس ایوان سبز کی سقف مین لٹکائے گئے ہین غرض کہ ایوان سرخ
مین فرش مخمل سرخ اور جھاڑ اور کنول وغیرہ ہر ایک شی سرخ رنگ ہی اور ایوان سبز مین ہر ایک چیز سبز ہی علاوہ آرائش جملہ ایوان

مذکور کے ہزارہا چھوٹے چھوٹے خیمے کئی فرسنگ تک استادہ کیے گئے ہیں تاکہ ارباب نشاط اُن خیام میں آکر فروکش ہوں اور بعد راحت و آرام
مقیم ہوں قبل اسکے تحریر کیا گیا تھا کہ صدہا شتر سوار واسطے لانے ارباب نشاط کے بحکم شاہزادہ قاسم روانہ ہوے تھے چنانچہ وہ سب
شتر سوار چہار جانب ارباب نشاط کی جستجو کرکے اپنے اپنے ہمراہ لانے لگے نازنینان خورشید جمال اور خوبرویان ماہ تمثال مع سازندوں کے
لاکر اُن چھوٹے چھوٹے خیموں میں مقیم ہوئیں یہانتک کہ دو روز کی مدت میں کئی ہزار نازنینان گلبدن اور مہ جبینان سیمتن جو حسن میں
شہرۂ آفاق اور دلبری میں اور علم موسیقی میں نہایت مشاق تھیں آکر جمع ہوگئیں اور انھیں خیام میں جو اُنکے واسطے استادہ کیے
گئے تھے مقیم ہوئیں علاوہ نازنینان مذکور کے چند مردانہ طائفہ بھی آکر حاضر ہوے یعنی بھانڈ جو نقلیں نہایت مضحک کرتے ہیں اور کیسا ہی
انسان ملول اور غمگین ہو اُسکو ہنسا دیتے ہیں وہ بھی انھیں چھوٹے چھوٹے خیموں میں جو نازنینان زہرہ تمثال سے خالی تھے فروکش ہوے
ملازمان شاہزادۂ قاسم ارباب نشاط مسطور کی آب و طعام وغیرہ سے خبر لینے لگے اور اشیاے مرغوب بغیر طلب اُنکو پہونچانے لگے غلہ
اور شکر اور روغن اور سوا اسکے جو چیزیں درکار تھیں شاہزادہ قاسم کے حکم سے کارگزاروں نے اسدرجہ فراہم کیں کہ صدہا جگہ زمین پر
ہر ایک چیز کا انبار سر بفلک کشیدہ تھا گاو زمین کثرت بار خلائق سے دبی جاتی تھی اغذیہ ایسی ایسی لطیف و خوش ذائقہ بحکم شاہزادہ
قاسم کارگزاروں نے تیار کرائی تھیں کہ نازنینان خورشید جمال اور خوبرویان زہرہ تمثال نے یا جس شخص نے چند لقمے اُس غذاے
لطیف و خوش ذائقہ کے کھاے روح اُسکی خوش ہوگئی غذاے شیرین ایسی تحفہ تھی کہ اگر شیرین بھی اُس غذاے شیرین کو کھاتی یقین ہے کہ نام
اپنا شیرین نہ رکھتی کیونکہ وہ غذاے شیرین اسدرجہ شیرین تھی کہ لبہاے حسینان جہان بھی اُس غذاے شیرین سے آشنا ہوکر شیرین مشہور
ہوگئے تھے اور طعام نمکین ایسا مزے کا تھا کہ نمک چہرۂ معشوقان اُس غذاے نمکین سے شرمندہ ہوتا تھا کیونکہ اُس غذاے نمکین کے روبرو
نمک چہرۂ محبوبان دہر بالکل پھیکا تھا اغذیہ خاصگی کی کیا تعریف کیجاے علاوہ تیاری غذاے مذکور کے چند میخانوں میں ایسی
مے ناب شیشوں اور خموں اور بوتلوں میں بھری ہوئی تھی کہ جم نے بھی کبھی پینا تو کجا خواب میں بھی نہ دیکھی ہوگی اور جامہا نادر و
نایاب ایسے تھے کہ جو رشک جام جم تھے صدہا لڑکے حسین و جمیل جو بالکل امرد تھے اور نہایت ہی شوخ چشم تھے واسطے شراب پلانے کے
طلب ہوے تھے اور صدہا نازنینان گلرخسار جو دلبری میں نہایت ہی ہوشیار تھیں براے ساقی گری بلوائی گئی تھیں اشیاے گزک کی
بھی بدرجہ کمال کثرت تھی اور اشیاے فواکہ کی بھی نہایت کثرت تھی سوا اسکے نوبتخانوں میں بحکم شاہزادہ قاسم اسطرح نقارچی نقاروں پر
چوب لگاتے تھے کہ سپہر فلک کے دل پر چوٹ لگتی تھی زمین صدمے نقارہ ہاے کلان سے دمبدم کانپتی تھی جملہ شہنا نواز اسطرح بلحن داؤدی مبارکباد
گاتے تھے کہ دل سننے والوں کے نہایت ہی خوش ہوتے تھے اور آواز ترئی اور قرنا کی گنبد گردوں سے بار بار آتی تھی اگر نوبتخانوں کی مفصل
کیفیت یہ ہیچمدان تحریر کرے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ ہر ایک نوبتخانہ مثل عروس نو آراستہ کیا گیا تھا اور ہر ایک نقارچی اور شہنا نواز
وغیرہ کو جوڑے سرخ پرزر بحکم شاہزادہ قاسم دیے گئے تھے نقارچی اور شہنا نواز جوڑے سرخ پرزر پہنے ہوے نقارخانوں پر مردم کو نظر
آتے تھے اسکے علاوہ بازار لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران پر طرفہ بہار تھی فی الحال جشن جو نورالدہر کی چھٹی
کا ہے دور دور سے اہل حرفہ نے آکر میدان میں اپنی اپنی دکانیں لگائی تھیں ازانجملہ صدہا ساقنیں کمسن حسین بقول شخصے شعر برس
پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔ جوانی کی راتیں مرادوں کے دن ۔ تختوں پر لباس پرتکلف پہنے بیٹھی ہیں حقے مع نیچے نہایت قطعدار
صاف و تازہ کیے ہوے اُنکے روبرو رکھے ہیں چلمیں چرس کی ایک جانب رکھی ہیں ایک جانب آگ ہے ایک طرف مٹکے میں پانی بھرا ہوا ہے
نشہ بازوں کا اُنکی دکانوں پر ہجوم ہے اگر کوئی چرس کا پینے والا کسی ساقن پر ڈورے ڈالکر اپنی کمر سے اشرفی نکالکر دیکر کہتا ہے کہ بی ساقن لا
آج تو بیڑو کی پلوانا وہ ساقن جواب دیتی ہے کہ میاں آؤ آج تم پینے کی ہو وہ چرس کا پینے والا یہ جواب ساقن کا سنکے شرمندہ ہوکر چپ ہو جاتا ہے
ساقن بوجہ اشرفی لینے کے اپنے ہاتھ سے چلم میں چرس رکھتی ہے اور آگ رکھکر چلم مع حقہ اسکو دیتی ہے وہ نشہ باز کسکر دم مارتا ہے چلم
سے بقدر بالشت آگ کا شعلہ بلند ہوتا ہے کثرت سے دھواں دہن سے نکلتا ہے جب چرس جلجاتی ہے وہ نشہ باز حقہ رکھدیتا ہے آنکھیں

کثرت نشہ سے سرخ ہو جاتی ہین ڈگمگاتا ہوا اور جھومتا ہوا کسی طرف چلا جاتا ہی اسیطرح اگر دو چرس کے پینے والے اُس ساقن کی دکان پر ایکبار آجاتے ہین اور وہ ساقن پہلے ایک کو چلم چرس کی بھر کے دیتی ہی تو دوسرا چرس کا پینے والا عجب یاس حسرت سے اُس ساقن کی کیطرف دیکھکر یہ شعر پڑھتا ہی شعر بی بی ساقن دمون کی خیر ہے ٭ ہمین محروم دم بغیر رہے ٭ وہ ساقن مسکرا کر کہتی ہی کہ صاحب والا دم تو بقدر بیتاب تو ہمکو بھی دیتی ہون کیون اتنی چرس کیواسطے مثل چرس صدا بلند کرتے ہو یہ کہکر اُسکو چلم چرس کی بھر کے دیتی ہی غرض ہر ایک ساقن کی دکان پر نشہ بازون کا جماؤ ہی اور ہر دکان پر ایک شخص دائرہ لیے ہوے خیال گاتا ہی اور دائرہ بجاتا ہی نشہ باز اُس سُنکے تعریف کرتے ہین اور دمبدم چرس کی چلمین بھروا کے پیتے ہین کسی طرف حسین حسین کم سن کم سن کنجڑین لباس رنگین پہنے ہوے کولے اور رنگترے اور شریفے ٹوکرون مین رکھے دکانین لگاے ہوے بصد ناز و ادا بیٹھی ہین مردم تماشا بین انکی دکانون پر آکر انکے سینے کیطرف اشارہ کرکے پوچھتے ہین کہ ان کولون کا کیا مول ہی وہ کنجڑین یا میوہ فروشنین مسکرا کر آنکھین نیچی کرکے کہتی ہین کہ یہ کولے بکاؤ نہین ہین اور بالفرض و المحال اگر ہم بیچین بھی تو تم ان کولون کی قیمت نہ دے سکوگے مردم تماشا بین یہ سُنکے کہتے ہین کہ ہم تو نقد ویسے ان کولون کے خریدار ہین اگر بیچو تو ہم ذرا ہاتھ سے سخت و نرم دیکھ لین وہ کنجڑین یہ سُنکے اپنے سینے کو اور اچھی طرح پوشیدہ کر لیتی ہین اور کہتی ہین کہ تم ان کولون کو فقط دل دیکر کیا لوگے ان کولون کو وہی شخص خرید یگا اور ایسی آدمی کے ہاتھ یہ کولے آوینگے جو زر کثیر دیگا تماشا بین یہ سُنکے ہنستے ہوے چلے جاتے ہین اسیطرح ایکجانب میدان مین گلفروش سبد مین ہار اور پھول رکھے ہوے بیٹھے ہین اور خندہ گل رخسار مالنین بھی اسیطرح پھول ہار سبد مین رکھے ہوے بصد عشوہ و ناز بیٹھی ہین کبھی مانند گل خندان ہوتی ہین کبھی کسی جوان گلبدن رشک چمن کو دیکھکر مثل غنچہ مسکراتی ہین مردم کو بہار اپنے گلشن شباب کی دکھاتی ہین اور عشاق کے دل مانند سبزہ کے بعض اوقات خرام ناز سے پامال کرتی ہین اگر کوئی عاشق اُنسے کہتا ہی کہ مثل لالہ کے دلمین تمھاری جدائی سے داغ پڑ گیا ہی دیکھو دست و پا میرے کانٹے کی طرح لاغر ہو گئے ہین آنکھین میری ہر وقت تمھارے انتظار مین مثل نرگس وا رہتی ہین غنچہ دل بغیر تمھارے کسی وقت مثل گل شگفتہ نہین ہوتا یہی دل چاہتا ہی کہ میرے یہ ہاتھ تمھاری گردن کے ہار ہون ہم ہون اور تم ہو اور پھولون کی سیج ہو تو تمھارے گل رخسار کی کبھی بہار دیکھین کبھی تمھارے گلشن حسن کی گلچینی کرین کبھی دامن آرزو کو گلہاے مراد سے بھرین وہ گلرخسار یہ تقریر اپنے عاشق کی سُنکے جواب دیتی ہی کہ کبھی کسی فصل مین تمھارا بوستان خزان دیدہ دل جو ہی بہار مراد سے شگفتہ نہوگا اسی حسرت مین ایک روز مثل گل پژمردہ ہو کر باغ جہان سے چل بسوگے اور گل مراد سیر چمن جستجو سے نہ پاؤگے وہ عاشق تازہ بیچارہ یہ جواب صاف اُس گلبدن سے سُنکے مانند بلبل نالہ و فغان کرتا ہی اسیطرح صدہا جوہری ہزارہا تاجر اور صدہا صراف وغیرہ آئے اور اپنی اپنی دکان پر بیٹھے ہین گرم بازاری ہو رہی ہی لاکھو روپیہ کا مال و اسباب و جواہر بک رہا ہی دو طرفہ لشکر سے گئی و سرخ رنگ دکانین ہر قسم کی آراستہ ہین خریدارون کی از حد کثرت ہی جسوقت نازنینان پری جمال اور خوبرویان نادر جمال جو علم موسیقی مین یکتاے روزگار ہین اپنے اپنے خیمون مین سے باہر آکر بیٹھتی ہین مردم کو ایک قدرت خدا نظر آتی ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی گویا پرستان کی کیفیت نظر آتی ہی شاہزادہ قاسم نوجوان نے اپنے ان ملازمون کو جو لائق جوڑے دینے کے تھے انکو جوڑے سرخ رنگ پر زر دیے ہین اور وہ سب ملازم انھین جوڑون کو پہنے ہوے کاروبار مین مشغول ہین اور جو بڑے بڑے بہادر اور نامی دلاور دست چپ کیجانب بیٹھے ہین اُنسے شاہزادہ قاسم نوجوان نے فرمایا ہی کہ لباس پر تکلف سرخ رنگ زیب تن کرکے تم سب اُس ایوان سرخ مین آکر بیٹھنا اور اُن سب بہادرون نے اقرار کیا ہی کہ انشاء اللہ بموجب ارشاد ایسا ہی ہوگا اور جو نامی صف شکن اور تیغزن جانب دست راست بیٹھتے ہین اُنسے بھی شاہزادہ قاسم نوجوان نے ارشاد کیا ہی کہ تم سب ہمراہ عمروے نامدار بدیع الزمان عالی وقار بلباس سبز اس جشن مین اُس ایوان سبز مین بیٹھنا انھون نے بھی برغبت و خوشی وعدہ کیا ہی کہ انشاء اللہ موافق آپ کے ارشاد فرمانے کے ہم اُسی ایوان سبز مین بیٹھینگے اور واسطے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران عالیشان کے شاہزادہ قاسم نوجوان نے ایک ایوان وسیع و رفیع ایسا آراستہ کرایا ہی کہ سرخ و سبز ایوان کو اُس

ایوان کی آرایش سے نسبت نہین ہی اور ایک ایوان وسیع برائے نزول اسد مالک اورنگ جہانبانی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام
ایسا تکلفات سے آراستہ کیا گیا ہی کہ کسی ایوان کو اُس ایوان کی آراستگی سے بالکل مناسبت نہین ہی اور دیگر صدہا ایوان علی قدر مراتب
سرداران لشکر آراستہ ہوے ہین اور خیام واسطے لشکریون کے استادہ ہوے ہین چونکہ ملکہ خورشید خاوری مادر گرامی قدر شاہزادہ قاسم
نوجوان کو معلوم ہوا ہی کہ میرے فرزند نے نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہی اور سامان جشن نور الدہر کی چھٹی کا میرا فرزند کر رہا ہی
اسوجہ سے ملکہ خورشید خاوری کو لازم ہوا ہی کہ موافق دستور چھٹی لیکر ملکہ گوہر ملک کے یہان جائین ہر چند کہ ملکہ گوہر ملک کے
والدین کیجانب سے چھٹی کا آنا چاہیے تھا چونکہ پدر ملکہ گوہر ملک مسلمان نہین ہوا ہی اسیوجہ سے اُسنے اپنے نواسے کی چھٹی نہین
بھیجی ہی الغرض ملکہ خورشید خاوری نے اپنے نور نظر لخت جگر شاہزادہ قاسم نوجوان سے نسبت چھٹی لیجانے نور الدہر کے فرمایا شاہزادہ
قاسم نوجوان نے کرتے اور ہنسلیان جواہر نگار نقرئی و طلائی تیار کرائی ہین اور واسطے نور الدہر کے وہ ٹوپیان جو تاج سلاطین جہان سے
قیمت مین از حد زیادہ ہین درست کرائی ہین اور وہ کرتے حریر و دیبا وغیرہ پارچہ باریک نرم و بیش قیمت کے ایسے نیز زر سلوائے ہین کہ جنکے
خسروان عالم کو اُن کرتون سے کسی طرح مناسبت نہین ہی اگرچہ ہیچمدان بالتفصیل سامان چھٹی لیجانے ملکہ خورشید خاوری کا تحریر کرے تو از حد
طول ہوگا لیکن مختصر یہ ہی کہ نور الدہر کی چھٹی کہ ہر روز بعینہ ملکہ خورشید خاوری نور الدہر کی چھٹی اس جلوس و تجمل و تزک سے لیکر روانہ ہوئین
کہ کبھی سلاطین روزگار کی برات یون نہوئی ہوگی ملکہ خورشید خاوری نور الدہر کی چھٹی بجلوس و تجمل ہندکو لیے جاتی تھین ناگاہ
زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہی خواجہ عمرو اور لندھور وغیرہ تشریف لائے حمزہ صاحبقران
کو جملہ سردار تسلیم بجا لائے بعد دریافت یہ معلوم ہوا کہ ملکہ خورشید خاوری مادر شاہزادہ قاسم نور الدہر کی چھٹی لیے جاتی ہین امیر باتوقیر
اور شاہزادہ بدیع الزمان جلوس و تجمل چھٹی کا دیکھکر از حد خوش ہوے اور سامان عوت و جشن کا بھی ملاحظہ فرماکر امیر حمزہ صاحبقران
متحیر ہوکر از حد مسرور ہوے کیونکہ امیر باتوقیر نے ایسی آراستگی جملہ ایوان اور خیام وغیرہ کی ملاحظہ فرمائی کہ امیر باتوقیر چند ساعت تک
بنظر حیرت دیکھا کیے آخر بعد ملاحظہ فرمانے کے جانب لشکر تشریف لیچلے شاہزادہ قاسم نے عرض کیا کہ حضور اُس ایوان مین مع سرداران
نامی تشریف رکھین چنانچہ بموجب عرض کرنے قاسم کے امیر باتوقیر اُسی ایوان مین تشریف لاے جو شاہزادہ قاسم نے امیر باتوقیر کے
واسطے آراستہ کرایا تھا اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی موافق کہنے شاہزادہ قاسم کے مع سرداران نامی بلباس مردی اُسی ایوان سبز مین
آئے اور آراستگی ایوان وغیرہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوے اور بہت خوش ہوے اسیطرح شہنشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد بادشاہ
لشکر بھی بموجب عرض کرنے شاہزادہ قاسم کے اُسی ایوان مین جو ہر ایک ایوان سے زیادہ تر آراستہ تھا مع ارکین دولت و اعیان مملکت تشریف
لائے اور تخت جواہر نگار پر جو اُس ایوان مین بچھا ہوا تھا جلوس فرما ہوے اور ارکین دولت و اعیان مملکت بھی اپنے اپنے مقام پر
مودب بیٹھے بعضے کھڑے رہے غرض اسیطرح جملہ ایوان اور تمامی خیام مین علی قدر مراتب سردار اور غیر سردار اعلی اور ادنی آ آکر بیٹھے ہوے تو
بحکم شاہزادہ قاسم کہین کہین ساقی بجے شراب پلانے اور کہین نازنینان گلرخسار کشتیان شراب ناب اور مے مشکبو کی ہمراہ لیکر ہر ایک بزم
مین بناز و ادا جام مے گلگون ہر ایک سردار نامی کو دینے لگین یہان تو سردار اور غیر سردار اعلی اور ادنی میکشی کر رہے ہین لیکن ایکجگہ

دو کلمہ داستان ملکہ خورشید خاوری کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ملکہ مستورہ بجلوس شاہانہ و تجمل خسروانہ نور الدہر کی چھٹی بنوبت و نقارہ شادی جو لیکر روانہ ہوئی تھین بعد قطع راہ قریب شام
ایوان ملکہ گوہر ملک پر پہنچین خوانین ذیوقار ملکہ خورشید خاوری کو بکمال خوشی و سرور بپردہ داری سواری سے اتروا کر ایوان مین
لیگئین اول ملکہ خورشید خاوری نے ملکہ گردیہ بانو کو تسلیم کی بعدہ اور خواتین ذیوقار سے ملکر بیٹھین برخوردار نور نظر پارۂ جگر نور الدہر
کو آغوش ملکہ گوہر ملک سے لیکر خوب پیار کیا اور زر و جواہر سر نور الدہر پر بیشمار نثار کیا بعد اسکے اپنے ہاتھ سے ہنسلیان اور کرتے
اور گھنگرو اور ٹوپی اور کرتہ اور گلے مین اور ہاتھون مین اور پانون مین اور سر پر اور جسم مین بخوشی و مسرت ہر ایک چیز پہنائی جو وقت

ملکۂ خورشید خاوری نور الدہر کو کپڑے اور نہ سلیمان وغیرہ پہنا چکین اسوقت ارباب نشاط یعنے نازنینان زہرہ خصال خورشید جمال نے
لحن داؤدی مبارکباد گانا شروع کی کہ جملہ خواتین محل نہایت خوش ہوئین بعد گانے مبارکباد کے ایک نازنین مہ جبین زہرہ خصال
پری تمثال نے پیش ملکۂ گردیہ بانو و ملکۂ گوہر ملک و ملکۂ خورشید خاوری و دیگر خواتین ذیوقار برمحل یہ غزل لحن داؤدی بناز و ادا شروع کی غزل

وصلت یار کی ممکن کوئی تدبیر نہین
زلف خمدار صنم حلقۂ زنجیر نہین
کیا لکھون حال دل زار سمجھ جائیے آپ
مصحف رخ کی زیارت کوئی تقصیر نہین
مجھکو اٹھوا کے جگہ بزم مین دی غیرون کو
کوچۂ یار سوا اب مری جاگیر نہین

خود چلے آئین وہ ایسی مری تقدیر نہین
دولت وصلت ہمین بنا ہے ہون غنی
اتنا کافی ہے کہ بس لائق تحریر نہین
میرے گھر شب کو ہو مہمان وہ جوان مہرو
کچھ بھی عاشق کی ترے سامنے توقیر نہین
ای ہنر دیکھیے اب چلکے بہار جنت

دل وحشی کا نکلنا ہے نہایت دشوار
ای ہوس تجھے کچھ خواہش اکسیر نہین
وا عطا عشق کی عقبی مین سزا کیون ہوگی
تجھ سے امید مجھے ای فلک پیر نہین
خانہ برباد ہون ای عشق ترے ہاتھون سے
باغ فردوس کا ہے روضۂ شبیر نہین

جسوقت غزل مسطور نازنین مذکور نے بناز و ادا بتا بتا کے گائی جملہ خواتین محل خوش ہوئین خصوصاً ملکۂ گردیہ بانو اور ملکۂ خورشید خاوری
اور ملکۂ گوہر ملک تو اسدرجہ مسرور ہوئین کہ اول ملکۂ گردیہ بانو نے اس نازنین کو زر کثیر اور کچھ جواہر مرحمت فرمایا بعد ملکۂ خورشید خاوری نے
بہت سا روپیہ اسکو انعام دیا بعد اسکے ملکۂ گوہر ملک نے بھی کچھ اشرفیان اُسکو عنایت کین وہ نازنین زر و جواہر و اشرفی لیکر اور خوش ہوکر
گانے لگی آخر جب آواز اُسکی گرفتہ ہونے لگی گانا موقوف کرکے اپنے خیمہ مین آئی اُسوقت اور ایک گلبدن غنچہ دہن پیشواز پہنکر روبروے
ملکۂ گوہر ملک بناز و ادا رقص کرکے مبارکباد گانے لگی اور رنگ محفل دیکھکر یہ غزل بصد ناز و ادا اُسنے شروع کی غزل

عشق ابرو مین جھکے ہین جوان پیر کہین
اب ہمین اہل جہان بستۂ زنجیر کہین
وصل کے باب مین اقرار کرین یا انکار
جتنے قاری ہین وہ قرآن کی تفسیر کہین
ماہوش چند ہم ہجر کی شب دیکھے ہین
مجھکو سب راہرو جادۂ شمشیر کہین
ہو جو گویائی تو شمعون کی زبانین سر بزم
مردم ہند تجھے زائر شبیر کہین

خم قامت کو ہمارے خم شمشیر کہین
جھٹ کے ماتھے سے جو ابروئے خمیدہ پہ گرے
یا خدا کچھ تو زبان سے بت بے پیر کہین
ذبح کرنیکے لیے بیٹھا ہے قاتل مجھکو
آئین یوسف تو مرے خواب کی تعبیر کہین
ٹکٹکی باندھ شب ہجر صنم یون ای چشم
حال سوز دل پروانۂ دلگیر کہین

ہوگئے عاشق گیسوے گرہگیر بتان
تیری افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین
دیکھین عارض جانان پہ اگر خط کی نمود
حضرت عشق ذرا اُن کے تکبیر کہین
جان دیتا ہون مین ابرو پہ کسی قاتل کے
سب تجھے نرگس بیمار کی تصویر کہین
ای منیر حق سے دعا کر کہ وہ سامان ہو نصیب

جسدم غزل مرقومۂ بالا اُس نازنین خوش آواز نے بکمال ناز و عشوہ روبروے خواتین
ذیوقار محل گائی خواتین محل غزل مسطور کو پہلی غزل سے بھی زیادہ پسند کرکے کمال شاد ہوئین اکثر نسوان محل نے اس غزل کے اشعار
یاد کرلیے بعضی عورتین جو جوان اور عاشق مزاج تھین اُنکی کیفیت تو عجب ہوئی ہر ایک شعر کو سُن سُنکے جھومنے لگین اور بے اختیار
تعریفین کرنے لگین خصوصاً ملکۂ گردیہ بانو اور ملکۂ خورشید خاوری نے غزل مذکور کو اس نازنین سے سُنکے بہت تعریف کی اور زر کثیر
انعام مین دیا مطربۂ مسطور انعام کثیر پاکر بہت خوش ہوئی اور پھر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی جب فارغ ہوئی تب دو بجنے کو لگا اُسوقت
خواتین ذیوقار محل نے ملکۂ گوہر ملک کو دلھن بنانا شروع کیا یہان تو خواتین محل ملکۂ گوہر ملک کو دلھن بناتی ہین اب آگے کا

دو کلمہ داستان بیرون محل کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ساقی بجے اور نازنینان غنچہ دہن گلبدن جملہ اعلی و ادنی کو جام بادۂ مشکبو پلا چکے اور سب اعلی و ادنی بعد مےکشی کے
گزک سے لطف مےنوشی اٹھا چکے اُسوقت نجم شاہزادہ قاسم ہر ایک ایوان و در ہر ایک خیمہ مین علی قدر مراتب اہل بزم نازنینان گلبدن
سیمتن غنچہ دہن خورشید جمال عدیم المثال گلزار حسن یکتاے روزگار کمسن کمسن بناؤ سنگار کرکے اور پیشوازین بھاری بھاری پہنکے مع

سازندوں نے اگر بنا زور ادا ناچنے اور گانے لگیں از انجملہ ایک نازنین خورشید جمال پری تمثال روبروے ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی
یعنی سعد بن قباد حاضر ہوے اسطرح رقص کرنے لگی کہ گویا دل بناز و ادا پامال کرنے لگی بعد رقص کرنیکے نازنین مسطور نے یہ غزل
بلحن داؤدی گانا شروع کی غزل

وقتِ آرایش جو منھ دیکھیگا اپنا وہ حسین
ترے مرنے سے مرا نقصان کیا ہو جائیگا
خون ہوگا بیگناہوں کا یونہیں ہر روز گر
باغ میں ادر سرو قد خون حنا ہو جائیگا
صاف باطن ہو نہیں ایسا گر چھپاؤنگا کبھی
ہنسنے کے فریا میں وہ جلدی ہی کیا ہو جائیگا
اے جنوں میں قبر مجنوں پر چڑھاؤنگا فرو
قوم میں حامی مرا مشکل کشا ہو جائیگا

گر جنون فصل بہاری میں سوا ہو جائیگا
برج خورشید منور آئنہ ہو جائیگا
قتل ہو کر بیگنہ عمر خضر پاؤنگا میں
کوچہ جلاد مثل کربلا ہو جائیگا
اے دل ناداں جوانی کو غنیمت جان تو
راز دل سینے سے تیرے آئنہ ہو جائیگا
کھائے کچھ دنیا میں دمسک کہ مرنا ہی ضرور
چاک جب میرا گریبان قبا ہو جائیگا

مثل گل ٹکڑے گریبان قبا ہو جائیگا
زہر کھانے کو کہا میں نے تو بولے ناز سے
تیغ کا پانی مجھے آب بقا ہو جائیگا
جائیو گلگشت کو مہندی لگا کر پانوں میں
تجھ سے یہ جہان ترا اک دن جدا ہو جائیگا
اُنسے جب میں پوچھتا ہوں مجھسے کب ہوگا ملاپ
ایک دن تم دہان گور کا ہو جائیگا
اے منیر جب دم نکیرین آئینگے بہر سوال

جسوقت غزل مسطور نازنین مذکور نے پیش ظل اللہ فلک بارگاہ عالی نژاد سعد بن قباد
بنا زور ادا گائی صاحبان بزم کمال خوش ہوئے خصوصاً سعد بن قباد ذی وقار نہایت مسرور ہوا اور بہت سا جواہر گرانبہا اُس مطربہ کو
مرحمت فرمایا وہ نازنین گلرخسار جواہر بیش قیمت انعام میں پاکر اور خوش ہو کر اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی اور دل شاہ ذیجاہ خوش اور
مسرور کرنے لگی اسیطرح ایک پری تمثال فتنہ محشر روبروے زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران حاضر ہوئی جسوقت سازندوں نے
ساز بخوبی درست کر لیا وہ مطربہ قتال جہان بعد عشوہ و کرشمہ ناچنے لگی اور اہل بزم کا دل خوش کرنے لگی راوی کہتا ہے کہ اُس پری رو نے
اسطرح رقص کیا کہ اکثر اہل بزم کے دل اُسکے رقص کرنے سے گویا پامال ہو گئے امیر حمزہ صاحبقران بھی از حد خوش ہوئے بعد رقص
کرنے کے اُس پری نے یہ غزل شروع کی غزل منیر

گیا ہی کسب ضو عارض سے تیرے
فلک پر مہر کشکول گدا ہی
کہا جو غیر کو بوسہ نہ دیجیے
تو بولے کچھ اجارا آپ کا ہی
وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کیوں ہو غمگین
بتاؤں کیا کسی کو دل دیا ہی
کہاں نیکوں سے بد کا ساتھ چھوٹا
گلوں سے کب جدا کانٹا رہا ہی
کلام اپنا منیر بے عیب جو ہی
تصدق یہ فقط اُستاد کا ہی

سوال وصل پر وہ بت بنا ہی
خموشی صاف میرا مدعا ہی
عبث جھکتا نہیں پیری میں انسان
رہ ملک عدم کو ڈھونڈھتا ہی
نہیں جی چاہتا جانیکو یاں سے
چمن دنیا کا بھی کیا پر فضا ہی
پھنسا ہی گیسوے جاناں میں جاکر
غضب کا پیچ دل پر پڑ گیا ہی
اکیلے وہ نہیں آتے ہیں ڈر سے
شب وصلت بھی ساتھ اُنکے حیا ہی

جسوقت غزل مرقوم روبروے حمزہ صاحبقران اُس قتال جہان نے
بہزار دلبری و ناز و ادا تمام کی اہل بزم خوش ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران تو اسدرجہ مسرور ہوئے کہ ایک ہار موتیوں کا بیش قیمت اُس
مطربہ کو انعام میں دیا اُس شوخ چشم نے ہار کو لیکر بہ ناز و ادا اپنے گلے میں پہن لیا اور مسکرا کر حمزہ صاحبقران عالی وقار کیطرف دیکھکر
پھر رقص کرنے لگی اور غزلیں اچھی اچھی گانے لگی یہاں تو یہ خوبرو پیش امیر حمزہ باتوقیر گا رہی تھی لیکن اب حال ایوان سبز کا لکھا
جاتا ہے کہ ایوان سبز میں شاہزادہ بدیع الزمان گردشکن مع بہادران تیغزن لباس زمردی پہنے ہوے بیٹھے ہیں ناگاہ شاہزادہ
بدیع الزمان نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک مطربہ کمسن یعنی بارہ برس یا تیرہ کا سن بڑی بڑی آنکھیں سرمہ دنبالہ دار آنکھوں میں لگا ہوا
دست و پا حنا سے رنگین مسی لب لعلین پر لگی ہوئی چہرہ کتابی افشان پیشانی پر چنی ہوئی پان کھاے ہوے ناز سے تیوریاں چڑھا
ہوے سبز رنگ زمردی تمام پوشاک زیب تن کیے ہوے پیشواز پر زر پہنے ہوے سینہ ابھار سے ہوے بہزار ناز و ادا مسکراتی
ہوئی جوانوں کو دیکھ دیکھ کے شرماتی ہوئی ہمراہ طبلیے اور سازندے کے اسطرف چلی آتی ہے بعد ایک لمحہ کے وہ نازنین سبز رنگ داخل ایوان
سبز ہوئی اپنے تئیں اور ایوان اور اہل بزم کو ہمرنگ دیکھکر پہلے تو بے اختیار کھلکھلا کر ہنسی پھر شرما کر سر جھکا کر نیچی نظر سے

ہر ایک بہادر کو دیکھ بھال کر جانب شاہزادہ بدیع الزمان بناز و ادا دیکھنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی اُسکو بنظر غور دیکھا جس
دیکھتے ہی دل بدیع الزمان کا بیقرار ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے بیتابی دل کی وجہ سے ارادہ کیا کہ اُس نازنین سے لپٹ جایئے
یا اپنے پہلو مین اُسکو بٹھا لیجے اور اُسکے گلشن حسن سے گلچینی کیجیے مگر خلاف عقل جانکر ضبط کیا وہ نازنین سبز رنگ خود شاہزادہ
بدیع الزمان دیکھکر آگاہ ہو گئی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کا دل مجھپر مائل ہو گیا ہے غرض جب سازندون نے سازونکو بخوبی درست کر لیا وہ مطربہ
شوخ چشم ہزار ناز و ادا و بروے شاہزادہ بدیع الزمان رقص کرنے لگی اور دل شاہزادہ بدیع الزمان بیتاب بیقرار ہونے لگا جب وہ
مطربہ بخوبی رقص کر چکی اور صاحبان بزم کو اپنی جانب متوجہ کر چکی بلکہ اہل بزم کے دلون کو مثل حنا پامال کر چکی اُسوقت اُس نازنین

سبزہ رنگ نے یہ غزل شروع کی غزل
شہیدانِ جفا لاکھون گریبانگیر ہووینگے
انھین وہ ایک سے آباد ہے بستی ہر دل کی
خیال ہے برے غافل نہو انسان دنیا مین
دکھاتی ہے عدم کا راستہ شمشیر قاتل کی
کیے ہین عاشقون کے خون سے دامن سبز اپنے

فزون ہو الفت گیسو مین بیتابی اگر دل کی
قیامت مین اُڑینگی دھجیان دامان قاتل کی
اجل آئی جو عاشق کو تو آیا وہ بُت پرفن
مسافر کو ہمیشہ جستجو رہتی ہے منزل کی
گلے مجھکو لگا کر عید کے دن یار کہتا ہے
گواہی دیتی ہے سرخی حنا دست قاتل کی

مرے نالون مین بھی آواز پیدا ہو سلاسل کی
الٰہی حسرت و اندوہ و حرمان کی ترقی ہو
ہماری جان کے ہمراہ نکلی آرزو دل کی
شہید و ذبح لیجے یہ جادۂ راہ شہادت ہے
مبارک ہو یہ دن تمکو کہ نکلی آرزو دل کی
جسوقت غزل مرقومہ بالا از ابتدا تا انتہا

بیش شاہزادہ بدیع الزمان اُس قتال جہان نے بصد ناز و ادا گا کر تمام کی اہل بزم کا یہ حال ہوا کہ ہر ایک کو گویا حال آگیا اُسوقت ہر ایک
دلاور اور بہادر مستانہ وار بار بار جھومتا تھا اور بے اختیار تعریف کرتا تھا شاہزادہ بدیع الزمان گردنشکن کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ اُسکی
خوش آوازی سے غزل گانے پر بار بار وجد کرتے تھے اور دل مضطر کو دمبدم اُسکی محبت مین سیماب وار پاتے تھے ہر چند کہ ضبط کیے ہوئے بیٹھے تھے
مگر دل بیتاب کی یہ آرزو تھی کہ اسی وقت اُس سے ہم آغوش ہوجیے القصہ شاہزادہ بدیع الزمان نے ازحد خوش ہوکر مطربہ بیمثال کو چند
اشرفیان بطور انعام دینے کو ہاتھ بڑھایا اُس شوخ چشم فتنہ محشر نے چند اشرفیان لینے کا منہ ناز سے بنا کر باشارہ ابرو انکار کیا شاہزادہ
بدیع الزمان کو اُسکا منہ بنا کر اشارے سے انکار کرنا نہایت اچھا معلوم ہوا اور کچھ اشرفیان اُن اشرفیون مین زیادہ کرکے شاہزادہ
بدیع الزمان نے اُسکو اپنے پاس اشارے سے بلایا وہ نازنین شرما کر اور کسی قدر مسکرا کر قریب شاہزادہ بدیع الزمان پہنچ گئی شاہزادہ
بدیع الزمان وہ اشرفیان اُسکو دینے لگے اُس مطربہ نے اپنے اُستاد کیجانب نظر کی اُسنے کان مین اُس شوخ چشم کے کہا کہ خبردار یہ اشرفیان
نہ لینا دامن شاہزادہ کا پکڑکے اور کوئی غزل گا دو اور انعام کثیر لو اُس فتنہ محشر نے ایسا ہی کیا کہ دامن شاہزادے کا ادب سے تھام کر
غزل گانے لگی جب سو اشرفیان اُسکو دی گئین اُسدم دامن شاہزادہ بدیع الزمان کا اُس مطربہ خوش آواز نے چھوڑا اور پھر ٹھمری
ہوکر روبروے شاہزادہ بدیع الزمان گانے لگی اور بار بار شاہزادہ بدیع الزمان سے انعام وافر لیتی تھی یہان تو مطربہ سبز رنگ
اپنا رنگ جما رہی ہے اور انعام کثیر لے رہی ہے کیونکہ اُسکو معلوم ہو گیا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان انھین کا نام ہے اور انھین کا فرزند
نور الدہر ہے جسکی آج چھٹی ہے اس مطربہ کو تو ناچنے اور گانے مین اور انعام لینے مین چھوڑیے اب کچھ کیفیت ایوان سرخ کی سُنیے
ایوان سرخ مین بڑے بڑے نامی وگرامی سردار بہادر وجرار ہوا خواہ شاہزادہ قاسم لباس سرخ پہنے ہوئے گرد بیٹھے ہین اور اُنکے بیچ
مین مقام صدر پر شاہزادہ قاسم بصد شوکت وشان لباس سرخ پہنے ہوئے تشریف رکھتے ہین میخواری سے فرصت پا چکے ہین سرداران
ہمکلام ہین کچھ میدان رزم کا جو ذکر کسی سردار نے چھیڑ دیا ہے شاہزادہ قاسم کی بزم مین پلا رنگ فراسیابی ہے زور شور سے زبانی
چل رہی ہے بزم مین رزم کی گفتگو ہو رہی ہے چہرہ شاہزادہ قاسم سے خشم و قہر ظاہر و آشکار ہے ہر ایک سردار بھی تیغ زبان سے بزم مین رزم
کر رہا ہے کوئی کہتا ہے اس تیغ تیز نے صدہا کے سر جدا کیے ہین بڑے بڑے بہادرون کا خون مین نے اس تلوار سے میدان جنگ مین بہایا ہے
جن دلاورون سے سرداران دست راست زخمی ہوے ہین اور بھاگ گئے ہین مین نے اُنکو قتل کیا ہے کوئی کہتا ہے مین نے

اِس تیر سپر سے ہزار ہا دلاوران کفار کے دلون کو ہدف کیا ہی مالک کا نیزہ چل رہا ہی یعنی مالک کا قول ہو کہ مین اِسی نیزے سے بڑے بڑے دلاوران کفار کو پشت زین سے اُٹھا کر یون زمین پر پٹکا ہو کہ اُنکے استخوان سرمہ سا ہوگئے ہین جنگ مین لندھور کے گرز سے جو کافر بچکر بھاگا ہو اُسکو مین نے اِس نیزے سے ہلاک کیا ہو اصل تو یہ ہو کہ میرے اِس نیزے کے آگے لندھور کے گرز کی کیا حقیقت ہو اور میری دلاوری اور بہادری کے آگے لندھور کی کیا شجاعت ہی سرداران دیگر جو اُس بزم مین خشمناک بیٹھے ہوئے ہین مالک کے قول کی تائید کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بیشک آپکی جوانمردی اور دلاوری مین کسی طرح کا شک نہین آپ تو طاقت و شجاعت مین لندھور سے ازحد بہتر اور برتر ہین وہ تو گرز محض لوگون کے دکھانیکے لیے رکھتے ہین کبھی ہمنے نہ دیکھا کہ کسی کافر کو اُنھون نے اپنا گرز گران مارا ہو اور وہ ہلاک ہوا ہو شاہزادہ قاسم ہر ایک سردار کی گفتگو بھی سن رہے ہین اور اپنی بھی شجاعت اور جوانمردی کا حال اظہار کر رہے ہین شاہزادہ بدیع الزمان کے باب مین فرما رہے ہین کہ مین نے عمو جان کو اپنا بزرگ جانکر بارہا چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا اِس خیال سے کہ خاص و عام مجھکو یہی کہینگے کہ بھتیجے نے اپنے چچا کو زور کو قتل کر ڈالا اور ننگل رستم آجتک یہ خود مین نے نہین لیا اب جسدن قصد کرونگا آن واحد مین گتنی گبر زادے سے لونگا مالک عرض کر رہے ہین کہ آپ بجا اور درست فرماتے ہین غرض جملہ دلاوران مسطور اور شاہزادہ قاسم حالت نشہ مین بہی گفتگو کر رہے تھے کہ یکایک ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن سیمین بدن خورشید جمال زہرہ مثال لباس سرخ زیب تن کیے ہوئے نہایت سفاک و دلبری مین چالاک قاتل عشاق شہرۂ آفاق تیغ ابرو برائے قتل عاشقان کھینچے ہوئے تیر نظر سے دلہا عشاق کو زخمی کرتی ہوئی قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی مع سازندون کے روبرو شاہزادہ قاسم آئی شاہزادہ قاسم اُس خورشید جمال زہرہ خصال کو دیکھکر خاموش ہو اور جملہ سرداران نامی بھی جو اُسوقت ایوان سرخ مین بیٹھے ہوئے تھے اُس پری پیکر کو دیکھنے لگے وہ مطربہ ہسدرجہ حسین تھی کہ ہر ایک سردار کا دل پہلو مین ایک نظر دیکھتے ہی بیتاب ہوگیا جب سازندون نے اپنے ساز کو درست کر لیا مطربہ مسطور نازاد رقص کرنے لگی اور دلہا صاحبان محفل کو خوش کرنے لگی بعد رقص کرنیکے اُس رشک قمر پری پیکر نے روبرو شاہزادہ قاسم غزل شروع کی غزل

سینے سے کبھی آکے وہ دلبر نہیں ملتا
قسمت سے تری میرا مقدر نہیں ملتا
ہوتا ہی نہیں فیض کبھی تنگ دلون سے
لکھتا ہون جو نامہ تو کبوتر نہیں ملتا
کسطرح کھلے فصد مری جوش جنون مین
لیکن مجھے جبریل کا شہپر نہیں ملتا

آرام کا پہلو دل مضطر نہیں ملتا
ہی فرقت جانان مین ہر اک جز کشیدہ
گلزار مین غنچون سے کبھی زر نہیں ملتا
اُلفت مین جو اُس رُخ کے کتابی کی ہون لاغر
مژگان صنم سا کوئی نشتر نہیں ملتا
ملتی ہی ہنر خوب ہمین داد سخن کی

آو باس ہی اُس شوخ کے مین دور ہون لاغر
شل اُسکے گلے سے مرے خنجر نہیں ملتا
تقدیر مین یہ ہی نہ خبر یار کی پاؤن
اعضا سے مرے رشتۂ مسطر نہیں ملتا
تیغ اسد اسر کی سر تیز بان لکھتا
کب لطف سخن پیش سخنور نہیں ملتا

جسوقت اُس مطربہ خوبرو و خوش گلو نے غزل مسطور پیش شاہزادہ قاسم تمام کی شاہزادہ قاسم کی یہ کیفیت ہوئی کہ ہر ایک شعر کو سُنکے جھومنے لگے اور تعریف اُسکے کمال کی کرنے لگے اور سرداران نامی بھی جو اُسوقت مثل مالک وغیرہ کے بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی غزل سُنکے ازحد مسرور ہوئے اُسدم شاہزادہ قاسم نے کمال خوش ہو کر اِس مطربہ کو کئی مشت اشرفیان عنایت کرنا چاہین جسوقت اشرفیان اُس مطربۂ خوبرو و خوش گلو کو شاہزادہ قاسم دینے لگے اُس شوخ چشم نے مسکرا کر عرض کیا کہ مین زیادہ تر آج انعام حضور سے لونگی شاہزادہ نور الدہر کو فرزندی مین لینا خداوند عالم حضور کو مبارک کرے جب یہ سخن اُس مطربۂ شیرین گفتار سے شاہزادہ قاسم نے سنا علاوہ اِن اشرفیون کے اور کئی ہزار روپے اُسکو دلوا دیے وہ مطربہ انعام مسطور پاکر اور ازحد خوش ہو کر پھر غزلین عاشقانہ گانے لگی اور بار بار شاہزادہ قاسم سے انعام لینے لگی یہان تو مطربۂ مسطورہ روبرو شاہزادہ قاسم گا رہی ہی اور انعام لے رہی ہی لیکن مجلس آرائی جن نے ملکہ گوہر ملک کو اِسطرح دلہن بنایا ہی کہ گیسوے مشکبو شانہ سے سنوارے ہین جبین پر نور پر قندیل افشان چنی ہی ثابت ہوتا ہی کہ سپہر حسن پر کواکب جلوہ گر ہین اور دست و پائے نازک مین حنائی ہی ہر چند کہ زیور جواہر نگار پہلے بھی زیب دست و پا وغیرہ تھا

مگر آج تو ازحد زیور جواہر نگار نادر روزگار پہنایا ہے اور سراپا ایسا لباس رنگین اور سبز زر پہنایا ہے کہ کبھی ازواج سلاطین جہان نے بھی خواب مین
نہ دیکھا ہوگا پہننا تو کجا اور وہ لباس عطر سہاگ سے بدرجہ معطر کیا ہے کہ بوے گل تر بھی اُس لباس عطر آگین سے شرمندہ اور محجوب ہے اور
علاوہ زیور جواہر نگار مذکور کے زیور گل بھی اسطرح پہنایا ہے کہ ملکہ گوہر ملک ہمہ تن بہار گلشن بانزہت چمن آئین محل کو نظر آتی ہین المختصر
خواتین ملکہ گوہر ملک کو نظر حیرت دیکھ رہی ہین اور اپنے دلمین خیال کر رہی ہین کہ غضب کا آج ملکہ گوہر ملک پر جوبن ہے کیونکہ رخ
پرنور ملکہ مثل ماہ شب چہاردہ کے روشن ہے نرگسی آنکھوں مین سرمہ دنبالہ دار ہے غرض حسن و تفریب ملکہ گوہر ملک اک قدرت پروردگار ہے
کثرت شرم و حیا سے ملکہ سر جھکائے ہوئے ہین اور اپنی گود مین اسطرح شاہزادہ نور الدہر کو لیے ہوے ہین کہ نسوان محل پر یہ صادق آتا ہے
اور روشن ہوتا ہے کہ آغوش ہلال مین ایک کوکب تابندہ ہے سامنے ملکہ گوہر ملک کے ناچ ہو رہا ہے محل مین ہنگامہ نشاط بلند ہے بہانو نکی
کثرت ہے جب ملکہ گردیہ بانو نے ملاحظہ فرمایا ملکہ گوہر ملک کو خواتین دلہن بنا چکین اور آفتاب بھی غروب ہوگیا بلکہ ماہ و کواکب کا چرخ
پر ظہور ہونے لگا اُسوقت ملکہ گردیہ بانو نے اپنی کنیزون سے ارشاد فرمایا کہ چوبدارون سے جا کر کہو کہ بدیع الزمان اور قاسم کو جا کر لے آئین کیونکہ
ملکہ گوہر ملک اب تیار ہے دیکھینگی کنیزون نے بموجب حکم ملکہ مسطور چوبدارون سے جا کر کہا اُسوقت وہ چوبدار بعد عجلت عصے نقرئی و طلائی
ہاتھون مین لیے ہوے کھڑے اور پگڑیان سرون پر رکھے ہوے چپکنین رنگین و پر زر نہایت نفیس زیب تن کیے ہوے پٹکے نادر کمرون سے
باندھے ہوے واسطے لے آنے شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان کے روانہ ہوے یہان شاہزادہ بدیع الزمان ایوان سبز مین
بیٹھے ہوے دنگلہاے زرین پر مع سرداران نامی کے ناچ دیکھ رہے ہین اور نازنینان زہرہ خصال خورشید جمال کا گانا سن رہے ہین
ناگاہ ایک چوبدار در ایوان سبز پر اور دوسرا چوبدار در ایوان سرخ پر آیا اور ہر ایک چوبدار نے ہر ایک شاہزادے کے خادمون سے کہا کہ مجھکو خدمت
شاہزادۂ عالیجاہ فلک بارگاہ مین اسوقت کچھ عرض کرنا ہے اگر مناسب ہو تو مین خود عرض کرون ورنہ تم خود جا کر جو عرض میری ہے عرض کرو کہ
حضور کو اسوقت ملکہ گردیہ بانو یاد فرماتی ہین خادمون نے عرض کرنا چوبدار کا بہتر نہ جا کر خود اپنے اپنے آقا اور مالک کو حاضر ہونے
چوبدار اور طلب فرمانے ملکہ گردیہ بانو سے بصد ادب اطلاع دی شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادۂ قاسم نوجوان بمجرد آنے چوبدار کے
اور طلب فرمانے ملکہ گردیہ بانو کے ایوان سبز و سرخ سے اٹھ اٹھ کر در محلسرا پر آئے جسوقت دونون شاہزادے داخل محل ہونے لگے اُس وقت
ملکہ مکرمہ معظمہ زبیدۂ شیر دل نے از راہ طعن باواز بلند کہا کہ صاحبو چھپنے والو ذرا پردہ کرو شاہزادۂ قاسم شاہزادے نور الدہر کے برائے
نام جو والدین ہمراہ شاہزادے بدیع الزمان ذی وقار اسوقت محل مین آتے ہین اور تفصیل نور الدہر کے والد ہونیکی یہ ہے کہ شاہزادے
قاسم نے ہمارے بھائی شاہزادے بدیع الزمان گردنشکن کے ہاتھ جوڑ کر اور قدمون پر بار بار گر کر ہزار منت و سماجت شاہزادہ
نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہے میرے نزدیک یہ امر بیجا اور بیکار ہے کیونکہ یہ مثل ہندی مشہور جہان ہے کہ ہاتھی پھرے گانون گانون
جسکا ہاتھی اُسی کا نانون لاکھ شاہزادے نور الدہر کو اپنی فرزندی مین لیا ہے مگر شاہزادۂ نور الدہر ہمارے بھائی کی اولاد کہلاوینگے
جسوقت شاہزادۂ قاسم نے یہ تقریر اپنی پھوپھی ملکہ زبیدۂ شیر دل کی سنی مارے غصے کے تھر تھر کانپنے لگے چہرہ فرط غیظ سے سرخ ہوگیا
غرض اُسی عالم غیظ مین شاہزادۂ قاسم نے چاہا یہ جواب دون کہ کتنی گیرے دولت کی یہ بھی اصل و حقیقت تھی کہ مین اُسکے ہاتھ جوڑتا
اور قدمون پر گرتا اور اُسکی منت کرتا لیکن شاہزادۂ قاسم نے بعد بمشکل غصہ ضبط کر کے کہا کہ پھوپھی صاحبہ آپ کے اس کہنے کا تو کیا
جواب دون ہان اگر کوئی اور اسطرح کہتا تو اُسکو اس کہنے کا مزا چکھا دیتا خواتین پُرفہم نے شاہزادۂ قاسم کو غصہ مین بھرا ہوا دیکھکر
کہا کہ اے شاہزادۂ قاسم تم ناراض نہو ملکہ زبیدۂ شیر دل تمسے ہنسی سے کہتی ہین اُنکی بات کا برا نہ مانو غرض خواتین کے کہنے سے
قاسم کے دل سے ملال رفع ہوا بعد اُسکے خواتین نے واسطے مرگ مارینگے شاہزادۂ قاسم سے کہا شاہزادۂ قاسم نے انکار کیا پھر ملکہ
زبیدۂ شیر دل نے کہا کہ صاحبو تعجب کچھ نہ ہے ہو شاہزادۂ قاسم مرگ نہ مارینگے شاہزادے قاسم نے جھلا کے کہا کہ مین کچھ محتاج نہین
ہون غرض بعد گفتگوے بسیار کے شاہزادۂ قاسم نے تیر کو چلہ کمان مین رکھکر اور پلنگ پر اپنی اچھی ملکہ گوہر ملک کے

اگر سقف ایوان مین ایسا تیر مارا کہ نصف تیر سے زیادہ سقف مین در آیا بعد تیر لگا نیکے شاہزادہ ملک قاسم اور شاہزادہ بدیع الزمان
نور الدہر کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے شاہزادہ بدیع الزمان نے بعد دیکھنے اپنے فرزند نور الدہر کے جمال عدیم المثال ملکہ گوہر ملک
پر جو نظر کی وہ حسن و تقریب ملکہ گوہر ملک کا اُسوقت نظر آیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو حیرت سے سکتا سا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جب
شاہزادہ بدیع الزمان سے وہ کیفیت محویت رفع ہوئی دلمین خدا کا شکر کیا کہ پروردگارا مین کسطرح تیرا شکر ادا کرون کیونکہ میری زبان
مین اتنی قوت اور طاقت نہین ہی کہ تیرے ہر ایک احسان کا شکر کر سکے خصوصًا اس احسان کا شکر کرہی نہین سکتا کہ تو نے مجھکو ایسی
زوجہ خوش جمال اپنی قدرت کاملہ سے عطا فرمائی ہی کہ جسکے حسن و جمال کی مجھ سے تعریف نہین ہوسکتی غرض بعد شکر کرنے کے
شاہزادہ بدیع الزمان ہمراہ شاہزادہ قاسم نوجوان بکمال خوشی و مسرت بیرون محل آئے اور قطع راہ کرکے شاہزادہ بدیع الزمان
ایوان سبز مین تشریف لیگئے اور شاہزادہ قاسم ایوان سرخ مین آئے سرداران دست راست ہان اُسکے تعظیم شاہزادہ بدیع الزمان کے
اُٹھ کھڑے ہوے اور یہان سرداران دست چپ بھی برائے تعظیم و تکریم شاہزادہ قاسم اپنی اپنی جگہ سے سروقد اُٹھے اُدھر شاہزادہ
بدیع الزمان دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے ادھر شاہزادہ قاسم بھی اُس دنگل پر جو بے نظیر تھا رونق افزا ہوے وہان اور یہان
پھر نازنینان بگلبرگ تن ناچنے اور گانے لگین دونون شاہزادے پھر ناچ دیکھنے لگے اور گانا سننے لگے غرض ایوان سبز و سرخ مین
یہ دونون شاہزادے بیٹھے ہوے گانا سن رہے تھے لیکن اب کچھ حال بارگاہون اور خیام کا تحریر کیا جاتا ہی واضح ہوکہ موافق حکم و ارشاد
شاہزادہ قاسم نوجوان بعضی بارگاہون مین سرداران دست راست اور بعضی بارگاہون مین سرداران دست چپ جو بلند حوصلہ اور مالک
وغیرہ سے پایہ کی رکھتے تھے بیٹھے بعد خوشی نازنینان گلرخسار کا ناچ دیکھ رہے تھے اور گانا سن رہے تھے بار بار میکشی کر رہے تھے
بعضے سردار نازنینان غنچہ دہن گلبدن کا گانا اسقدر محو تھے بعضے سردار اُس نازنین کو جو اُنکے روبرو گا رہی تھی بغور دیکھ رہے تھے اور اشارہ
سے اپنے پہلو مین آکر بیٹھنے کو کہہ رہے تھے کہ جواہر بیش بہا دیتے ہین اگر تمہارا دل چاہے تو اس جواہر کو لو اور آرزوے دل ہماری بر لاؤ
نازنین اشارہ سمجھ کے ہر چند کہ اُسکا دل چاہتا ہی کہ مفت ان جوانون سے آشنائی کیجیے لیکن بظاہر ناز و ادا سے انکار نہین کرتی اور یہ اشارہ
کرتی ہی کہ اس ادنی جواہر پر مین اپنی آبرو نہ دونگی اسیطرح اکثر بارگاہون مین اور خیام مین لشکری جو غیر سردار ہین بیٹھے ہوے ہین اُنکے بھی
سامنے موافق اُنکی لیاقت کے نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اور گا رہی ہین اکثر مردان لشکری نازنین مذکور رقص کرنے دیکھکر بیتاب و بیقرار
ہوکر و بدلم قصد کرتے ہین کہ اسی بارگاہ مین اسیوقت اس مطربہ سے مدعاے دل حاصل کرین بخیال اسکے کہ اول تو ضبط ہو نہین سکتا دوسرے
اپنے بیڑے کے سب ان مین کوئی انہین غیر نہین لیکن جب خیال حمزہ صاحبقران آجاتا ہی خوف سے کانپ جاتے ہین اور خیال وصال باز
رہتے ہین اور دلمین یہ تجویز کرتے ہین کہ جب یہ نازنین اپنے خیمہ مین جائیگی اُسوقت دیکھ لیا جائیگا اکیلے مین مدعاے دل آئیگا کسی کو خبر بھی نہوگی یہ
نازنین ہمارے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی یہ تجویز کرکے اپنی مونچھون پر بار بار تاؤ دیتے تھے لشکری تو بعض بعض اس خیال مین بیٹھے مین اکثر برغبت
تمام ناچ دیکھ رہے ہین جو بعضے لشکری نازنینون کا گانا سن رہے ہین ہزار ہا لشکری ساقی بچون سے شراب لیکر پی رہے ہین لیکن اب کچھ حال عیاران
لشکر کا تحریر کیا جاتا ہی کہ عیاران نامی تو چھوٹی بارگاہون مین بصد عیش و عشرت بیٹھے ہوے میکشی کرتے ہین کبھی ناچ نازنینان خوبرو کا
دیکھتے ہین کبھی کہتے ہین کہ اب اچھا موقوف کر دیجیے گا و نازنینان خوبرو موافق اپنی لیاقت کے گاتی ہین عیاران لشکر سے جو ٹکڑے
ہیرے اور الماس کے اپنی اپنی کسو تون سے دمبدم خوش ہو کر دے رہے ہین جو نازنینان گلرو اُنکے سامنے گا رہی ہین وہ خوش ہو ہو کر لے رہی ہین اور
اپنے دلمین خیال کر رہی ہین کہ ہماری کیا اچھی تقدیر ہی کہ ہمنے ہزارون ٹکڑے ہیرے اور الماس وغیرہ کے ان عیارون سے انعام مین پائے ہین
ہمکو یقین ہی کہ جسقدر ان عیارون نے انعام دیا ہی سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران نے بھی
ایسا انعام کسی مطربہ کو نہ دیا ہوگا وہ نازنینان خوبرو تو اپنے اپنے دل مین یہ خیال کر رہی ہین مگر یہ عیار بلا روزگار مین جنھون نے
نمک و مصری کے ٹکڑے ایسے رنگین کیے ہین کہ ہیرا اور الماس و یاقوت احمر معلوم ہونے ہین واسطے اپنا نام کرنیکے وہی ٹکڑے نکالکر انھین

بند کر کے بیطلب دمبدم دے رہے ہیں اسیطرح عیاران عمر نامی بھی خیام میں ناچ نازنینان گلرخسار کا دیکھ رہے ہیں یہ بھی اشرفیان
اور روپے بنائے ہوئے دمبدم مشت بھر بھر کے نازنینان گلبدن کو دیتے ہیں وہ نازنینان خوبرو خوش ہو کر لیے لیتی ہیں اور اپنے
سازندوں کو دیدیتی ہیں سازندے اپنی کمر میں وہ اشرفیان اور روپیہ خوب مستحکم کر کے رکھ لیتے ہیں جب گرمی کی کثرت سے پسینہ آجاتا ہے تو
اشرفیان اور روپے پسیج کر گھل جاتے ہیں اور کمر سے غائب ہو جاتے ہیں سازندے اپنی اپنی کمر میں روپیہ اور اشرفی نہ دیکھکر اور متحیر ہو کر
رونے لگتے ہیں عیار اُنسے پوچھتے ہیں کیوں روتے ہو وہ کہتے ہیں خداوند تمام اشرفیان اور روپیہ کمر سے چور لیگیا ہمکو تباہ اور برباد کر گیا جسقدر
حضور نے ہمکو انعام میں اشرفیان دی تھیں آنمیں سے کوئی اشرفی بھی اب نہیں ہے نہ کوئی روپیہ ہے مگر کمر ابھیگا ہوا ہے عیار ہنسکر کہتے ہیں کہ اس
جلسہ میں کوئی چور آیا ہو گا تمھاری کمر سے اشرفی نکالکر لیگیا ہو گا خیر کچھ تم ان اشرفیوں اور روپیہ کا خیال اور مطلق رنج و ملال نکرو ہم سے اور
اشرفیان اور روپیہ اُسکے عوض میں لے لو لیکن اب بہت ہوشیاری سے رکھنا ایسا نہو کہ پھر بھی چور آکر تمھاری کمر سے نہ لیجائے ہر ایک سازندہ کہتا ہے
کہ خدا حضور کو سلامت رکھے جہان میں حضور کا بول بالا رہے اب کیا مجال جو چور ہماری کمر سے روپیہ لیجائے خداوند اب ہم بہت ہوشیار رہینگے
یہ تقریر سازندوں کی عیاران لشکر اور باہم ہنسکر پھر ان سازندوں کو اشرفیان اور روپیہ دیتے ہیں سازندے بیچارے عیاروں کی عیاری سے ناواقف
روپیہ اور اشرفی دعائیں دے دے کر لے لیتے ہیں اور مضبوط کپڑے میں خوب مستحکم باندھکر ہر ایک کمر سے باندھ لیتا ہے لیکن بعد تھوڑی دیر کے
ہر ایک سازندے کو اپنی کمر بھیگی ہوئی معلوم ہوتی ہے ٹٹول کر جو دیکھتا ہے پھر کمر سے روپیہ اور اشرفی غائب پاتا ہے متحیر ہو کر اور جھلا کر کہتا ہے کہ
تجھ میں کس غضب کے چور ہیں کہ اس مجمع میں بار بار اگر کمر سے روپیہ اور اشرفی اسطرح لیجاتے ہیں کہ مطلق ہمکو خبر نہیں ہوتی وہ نازنین جسکے
ہر ایک سازندے کی کمر سے روپیہ اور اشرفی دمبدم غائب ہو جاتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتی ہے کہ ہر ایک سازندہ خود چور ہے اور
میں تو ناچ اور گا کر انکو روپیہ اشرفی دلاتی جاتی ہوں یہ نالائق خود غائب کرتے جاتے ہیں اور چور بیچارے کا نام رکھتے ہیں بھلا اس
بزم میں چور کیونکر آئیگا اور کمر سے انکے روپیہ کیونکر لیجائیگا اس بات کو عقل ہرگز قبول نہیں کرتی جسوقت وہ نازنین یہ خیال کرنے
لگتی ہے تو ناچنے اور گانے سے باز رہتی ہے عیاران لشکر سازندوں اور اُس مطربہ سے سبب گانے کا دریافت کرتے ہیں وہ نازنین کہتی ہے
کہ خداوند میں کیا عرض کروں اگر کچھ کہتی ہوں تو مفت کی تکرار ہوتی ہے اور اگر نہیں کہتی ہوں تو بھی دلکو قرار نہیں آتا حضور اصل بات یہ ہے
کہ پہلے ان سازندوں نے حضور کے سامنے عرض کیا کہ کوئی چور کمر سے روپیہ لیگیا میں نے خیال کیا کہ یہ سچ کہتے ہونگے حضور نے ازراہ
پرورش اور بندہ نوازی اور روپیہ اشرفیان عنایت کیں اور یہ بھی فرمایا کہ اب ہوشیار رہنا اور انھوں نے بھی یہ دعوی کیا کہ اب
کیا مجال ہے جو چور ہماری کمر سے روپیہ لیجائے اب حضور نے سنا کہ پھر یہ کہتے ہیں کہ چور کمر سے روپیہ لیگیا خداوند یقین نہیں آتا کہ جو
روپیہ لیگیا ہو بلکہ مجھکو یہ خود چور معلوم ہوتے ہیں خداوند میں اسی فکر و تردد میں ہوں جسوقت عیاروں نے یہ تقریر اُس مطربہ کی سُنی
سب نے کہا کہ تو سچ کہتی ہے بیشک تیرا ہر ایک سازندہ بڑا چور اور بہت بڑا چور ہے جب یہ تقریر عیاروں کی سازندوں نے سُنی
انکو اُس مطربہ پر کمال غصہ آیا اور بے اختیار سازوں کو فرش پر رکھکر چوٹی اُس مطربہ کی پکڑ کے عین بزم میں مارنا شروع کیا عیار
تو یہ شغل ہی تماشا بیٹھے ہوئے دیکھا کیے اور خوب باہم ہنسا کیے جب سازندوں نے خوب اُس مطربہ کو درست کر لیا اپنے اپنے ساز کو لیکے
اٹھا کر یہ کہا کہ او نالائق اگر ہم تیرے نزدیک چور ٹھیرے تو لے اب ہم بھی تیرے ساتھ نہ رہینگے یہ کہکر ہر ایک سازندہ چلا گیا وہ مطربہ تھوڑی
دیر بیٹھی ہوئی رویا کی بعدہ وہ بھی ایک طرف چلی گئی عیاران لشکر اور ایک مطربہ کو پکڑ لائے اور اُسکا گانا سننے لگے اور اُسکو وہی دنیعی
ٹکڑے یاقوت احمر کے الماس کے انعام میں دینے لگے عیاران لشکری تو یہ کیفیت تحریر کی گئی مگر اب کچھ حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے
خواجہ عمرو جس ایوان میں حمزہ صاحبقران تشریف رکھتے ہیں یہ بھی اسی ایوان میں موجود ہیں ناچ نازنینان گلبدن کا دیکھ رہے ہیں
اور گانا مہ جبینان خوش گلو کا سن رہے ہیں زنبیل سے لباس فاخرہ نکالکر پہنتے ہیں کبھی بخیال اسکے کہ اے خواجہ عمرو یہ لباس
میلا ہو جائیگا دھوبی سے دھلوانا پڑیگا تیرا نقصان ہوگا اُتار کے زنبیل میں رکھ لیتے ہیں اور وہی لباس قدیمی پہن لیتے ہیں

خواجہ تو تبدیل لباس مین مصروف ہین ناگاہ وہ نازنین جو قبل سے روبروے صاحبقران ناچ رہی تھی وہ ناچکر اور گاکر رخصت ہوئی
اور دوسری نازنین مہ جبین پریروئی خوش گلو روبروے حمزہ صاحبقران مع سازندون کے حاضر ہوئی اور ناچنے لگی بعد ناچنے کے اُس مطربہ
خوبرو نے ایک غزل عاشقانہ شروع کی اور اس لطف کے ساتھ اُسنے غزل گائی کہ جملہ صاحبان بزم اُس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خواجہ
عمرو نے بھی اُسکی جانب نظر کی ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران خوش ہو کر اس مطربہ کو بھی ایک ہار موتیون کا نہایت بیش قیمت
دینے لگے خواجہ عمرو یہ دیکھکر بیتاب ہوے اور کہا اے امیر بانو قیر یہ ہار مجھکو دیجیے مین اس مطربہ کو دیدون جبتک خواجہ اپنی جگہ سے اُٹھین
اور حمزہ صاحبقران سے ہار لین اُس مطربہ خوش گلو نے وہ ہار امیر بانو قیر سے لے لیا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ہار موتیون کا مطربہ
نے لے لیا بیتابانہ اُٹھے اور اُس نازنین مہ جبین سے کہنے لگے کہ اے نازنین مین بھی دیکھون مجھکو کیسا ہار انعام مین ملا ہے جسوقت اُس
ستمگر رشک چمن نے جانب خواجہ عمرو دیکھا عجب شکل اُسکو نظر آئی یعنے اُس نازنین نے دیکھا کہ ناریل ایسا سر ہے زیرہ ایسی آنکھین
ہین کلچا ایسے گال ہین تتی ایسے دست و پا ہین نیچے کا قد چھ گز کا ہے اور اوپر کا قد تین گز کا ہے گلے مین کھاروے کا کرتہ ہے سر پر لمبی ٹوپی ہے جسکے
کی ہے اور ٹوپی مین دم لومڑی کی لگی ہوئی ہے نازنین مسطور صورت عجیب و غریب خواجہ کی دیکھکر اور جن سمجھکر ڈر گئی دست و پا اُسکے خوف
سے کانپنے لگے تو وہ ہار موتیون کا ہاتھ سے فرش پر گر پڑا خواجہ عمرو نے دوڑ کر وہ ہار اُٹھا لیا اور زنبیل تک ہاتھ لیجا کے پھر ہار اُس مطربہ کے
سازندے کو دیدیا جب اُس مطربہ کے حواس خمسہ درست ہوے اور اُسکو معلوم ہوا کہ یہ خواجہ عمرو ہین جن نہین ہین وہ ہار موتیون کا اُس مطربہ
نے سازندے سے لیکر اپنے گلے مین بناز و ادا پہن لیا اور خوش ہو کر پھر ناچنے اور گانے لگی ناچنے مین پسینہ جو آیا اور وہ ہار سینہ مین تر ہوا
رفتہ رفتہ پگھلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے فقط ڈورا اُس مطربہ کے گلے مین رہگیا خواجہ عمرو تو وہان سے چلدیے اُس مطربہ نے اپنے گلے مین ہار کو
جو نہ دیکھا نہایت متحیر ہوئی اور گانا موقوف کر کے طرح طرح کے خیالات کرنے لگی امیر بانو قیر اور سرداران نامی یہ کیفیت دیکھکر سمجھ گئے کہ خواجہ ہار
موتیون کا لیگئے اور مصنوعی ہار جو دے گئے تھے وہ پگھل گیا فقط رشتہ رہگیا یہان تو یہ مطربہ مسطورہ گلے مین اُس ہار مروارید کے گم ہو جانے
سے متردد ہے ادھر امیر بانو قیر خواجہ کی چالاکی اور عیاری پر ہنس رہے ہین انکو تو اسی کیفیت مین چھوڑیے اور اب کچھ حال محلسرا کا تحریر کیا جاتا ہے
اُسکو ملاحظہ فرمائیے ناظرین پر واضح ہو کہ بعد چلے آنے بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم کے خواتین محل ملکہ گوہر ملک کو واسطے تارے
دکھانے کے صحن محل مین لائین کہ ملکہ گوہر ملک درمیان خواتین کے تھین اور گرد ملکہ گوہر ملک جملہ خواتین تھین اُسوقت اکثر نسوان محل کو
یہ ثابت ہوتا تھا کہ ملکہ گوہر ملک بدر کامل ہین اور خواتین کواکب ہین غرض بعد دیکھنے تارون کے ملکہ گوہر ملک صحن محل سے پھر اُسی جگہ
آئین جہان پہلے بیٹھی تھین بعد بیٹھنے ملکہ گوہر ملک دیگر خواتین ذیوقار کے نازنینان گلبدن سیمتن مبارکباد گانے لگین اور خواتین ذیوقار
محل سے انعام کثیر بار بار پانے لگین اسی ہنگامہ نشاط و انبساط مین جو عورت کہ شاہزادہ نورالدہر کو اپنے آغوش مین لیے ہوے تھی اُسنے
شاہزادہ نورالدہر کو مہد زرین مین لٹا دیا اور نازنینان گلرخسار کا رقص دیکھنے لگی بعد تھوڑی دیر کے پھر جو اُسنے طرف گہوارے کے نظر کی
شاہزادہ نورالدہر کو گہوارے مین نہ دیکھا گھبرا کر اور خواتین سے پوچھنے لگی کہ شاہزادہ نورالدہر کو گہوارے سے کسنے اُٹھا لیا ہے خواتین نے کہا
کہ ہمکو نہین معلوم غرض پھر تو جسقدر کہ عورتین اعلی و ادنی محل مین تھین ہر ایک سے دریافت کیا گیا کہ شاہزادے کسکے آغوش مین ہین
سب نے انکار کیا کہ ہمارے پاس نورالدہر نہین ہین جب یہ خبر ملکہ گوہر ملک مادر شاہزادہ نورالدہر کو معلوم ہوئی کہ میرا فرزند گہوارے سے غائب
ہو گیا اور محل مین کسی عورت کے پاس نہین ہے اُسوقت ملکہ گوہر ملک زار زار رونے لگی اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی اور غم دوری فرزند
مین اسقدر بیقرار ہوئی قریب تھا کہ روح جسم سے مفارقت کر جائے جملہ خواتین محل گم ہونے شاہزادہ نورالدہر اور نوبت بہلاکت ہو جانے
ملکہ گوہر ملک سے اسقدر باواز بلند روئین کہ صداے گریہ خواتین امیر حمزہ صاحبقران و شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم
نوجوان و دیگر سرداران لشکر نے سنی امیر بانو قیر بیتاب بیقرار ہوکے اُٹھے اور سرداروں سے فرمایا کہ جلد دریافت کرو کہ یہ ہنگامہ کیا ہے ادھر
شاہزادہ قاسم اور شاہزادہ بدیع الزمان بھی شور گریہ خواتین محل سنکے نہایت ہی مضطر اور پریشان ہوے اور خود در محل کی طرف

واسطے دریافت حال کے چلے اثنائے راہ میں چند سرداران نامی ملے معلوم ہوا کہ شاہزادہ نورالدہر گہوارے سے غائب ہو گئے ہیں شاہزادہ
بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نے پوچھا تمکو کیونکر معلوم ہوا ان سرداروں نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم امیر باتوقیر کے دریافت
حال در محلسرا پر گئے تھے چنانچہ ہمکو چند کنیزون کی زبانی یہ خبر ملال اثر معلوم ہوئی ہے جسوقت یہ خبر وحشت اثر شاہزادہ بدیع الزمان
اور شاہزادہ قاسم نوجوان نے سنی صدمے سے عجب حال ہوا قریب تھا کہ روتے روتے روح جسم سے مفارقت کر جائے جب سرداران
مذکور نے امیر حمزہ صاحبقران سے ماجرائے غم جا کر بیان کیا حمزہ صاحبقران بھی بیقرار ہو کر رونے لگے پھر تو تمامی لشکر میں صدائے
نالہ و غم دوری نورالدہر میں بلند ہوئی ہر ایک بزم عیش اور محفل عشرت مبدل بمجلس غم والم ہوئی اُدھر جملہ خواتین محل دردناک دھاڑ سے
روتی تھیں اِدھر جملہ مردمان لشکر اعلی اور ادنی افسوس کرتے تھے اور روتے تھے اور علاوہ مردمان لشکر کے ہر ایک قطرہ آنسوؤں سے منہ
دھوتی تھی اور مردم بازاری کف افسوس مل ملکر روتے تھے غرض یہ ہنگامہ ماتم محل سے کئی فرسخ تک تھا غرض بعد چند ساعت کے
محل میں شور گریہ موقوف ہوا اُسوقت ایک دوسرے شخص سے کہنے لگا کہ اب صدائے گریہ خواتین نہیں آتی معلوم ہوتا ہے کہ نورالدہر کا
شاید کچھ نشان ملا لشکر کے مردمان لشکری ابھی یہ کہہ ہی رہے تھے یکایک دیکھا کہ چند دربان مسرور و شادان دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں
مردمان لشکر نے اُنسے پوچھا کہ باعث تمہارے خوش ہونیکا کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہمکو بزبانی کنیزان ملکہ گوہر ملک معلوم ہوا ہے کہ شاہزادہ
نورالدہر مع الخیر بعد چند ساعت کے خود بخود گہوارے میں نظر آئے ہیں یہ مژدہ خوشی ہم امیر باتوقیر اور شاہزادہ قاسم اور شاہزادہ
بدیع الزمان کو دینے جاتے ہیں مردم لشکری تو یہ خبر فرحت اثر سنکے شادمان ہوے دربانوں نے امیر باتوقیر کو جب یہ خوشخبری دی
امیر نے سجدہ شکر خدا کیا اور غم والم دل سے دور کیا پھر دربانوں نے شاہزادہ نورالدہر کے گہوارے میں ظاہر ہونیکی خبر شاہزادہ قاسم
نوجوان کو دی شاہزادہ قاسم نے بھی شکر خدا کا کیا جب دربان سطور آگے بڑھے شاہزادہ بدیع الزمان کو بھی یہ مژدہ مسرت افزا دیا
شاہزادے یہ خبر سنکے نہایت مسرور ہوے اور انہوں نے بھی سجدہ شکر خدا کیا غرض رفتہ رفتہ تمامی لشکر میں یہ خبر فرحت اثر مشہور ہوئی
کہ شاہزادہ نورالدہر جو گہوارے سے گم ہو گئے تھے اب ظاہر ہوے ہیں چنانچہ بمجرد سننے اس خبر کے ہر ایک اعلی اور ادنی کے دل سے غم والم
دور ہوا اور ہر شخص شاد و مسرور ہوا امیر باتوقیر اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان نے زر کثیر سر شاہزادہ نورالدہر سے
تصدق کرکے فقرا اور غربا کو دیا اور خواتین نے بھی محل میں بعد زر کثیر تصدق کرنیکے نذر و نیاز کرنی شروع کی ملکہ گوہر ملک کو گم ہو جانے
اپنے فرزند نورالدہر کے صدمہ سے غش آگیا تھا اب ہوش آیا ہے اور اپنے فرزند کو خوش ہو کر سینے سے لگایا ہے اور پیار کیا ہے اور شاہزادہ
بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نے بھی مع امیر باتوقیر نورالدہر کو پیار کیا ہے اور سینے سے لگایا لیکن امیر حمزہ صاحبقران
اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم کو جو اس واقعہ حیرت افزا کی تشویش بدرجہ کمال تھی اسوجہ سے امیر باتوقیر نے واسطے
دریافت کرنے اس امر سربستہ کے خواجہ زادوں کو طلب فرمایا جب خواجہ زادے آئے اسوقت حمزہ صاحبقران نے تمام کیفیت
از ابتدا تا انتہا شاہزادہ نورالدہر کے گہوارے سے غائب ہو جانے اور پھر ظاہر ہونیکی بیان کرکے فرمایا کہ بتائیے یہ کیا واقعہ تھا خواجہ زادوں
نے بموجب ارشاد فرمانے امیر باتوقیر کے بڑی دیر تک فکر کی آخر بعد غور بسیار خواجہ زادوں نے کہا کہ اے امیر حمزہ باتوقیر ہمکو اپنے علم
و حکمت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ نورالدہر کو ایک پریزاد پردہ قاف میں لیگئی تھی اور جسطرح کہ آپکا قصد ہوا تھا اسیطرح شاہزادہ
نورالدہر کا بھی نکاح جواہر پری سے ہوا ہے اور اس لڑکے کے طالع آپ کے طالع سے بہت ملتے ہیں یہ کوئی امر تردد و تفکر کا نہیں
ہے بلکہ موجب مسرت ہے ہمکو فقط علم و حکمت سے آشنائی دریافت ہوتا ہے اور حال غیب سے سوا خداوند عالم کے کوئی ماہر نہیں ہے
جسوقت خواجہ زادوں نے یہ تقریر روبروے امیر باتوقیر کی حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم
ذیشان و جملہ سرداران لشکر اور ظل اللہ مالک اورنگ سلیمانی یعنی سعد بن قباد بادشاہ لشکر نہایت شاد و مسرور ہوئے امیر
باتوقیر نے خواجہ زادوں کے روبرو زر و جواہر کثیر پیشکش کیا خواجہ زادے رخصت ہوے اب حمزہ صاحبقران و شاہزادہ بدیع الزمان

اور شاہزادہ قاسم نوجوان وغیرہ کو اطمینان ہوا فکر و تشویش سے دور ہوئی بعد جانے خواجہ زادون کے اور دور ہونے غم و الم کے شاہزادہ قاسم
نے حکم دیا کہ اسیطرح مطربان نغمہ جبین ہر ایک ایوان دربارگاہ اور خیمہ مین آ آ کر رقص کرین اور گاوین چنانچہ بموجب حکم شاہزادہ قاسم
نازنینان گلرخسار خورشید جمال اسیطرح ہر ایک مقام پر رقص کرنے لگین اور گانے لگین و نظارہ ہونے شاہزادہ نورالدہر کی مبارکباد
دی بشیں حمزہ صاحبقران و شاہزادہ بدیع الزمان اور روبروے شاہزادہ قاسم ذیشان گانے لگین اور انعام کثیر پانے لگین اسیطرح
محل مین بھی روبروے ملکہ گوہر ملک و ملکہ گردیہ بانو و ملکہ خورشید خاوری نازنینان خوبرو و خوش گلو ظاہر نیچے شاہزادہ نورالدہر
کی مبارکباد گانے لگین اور خواتین ذیوقار مرتبہ سے زر و جواہر بحساب انعام مین پانے لگین جب وقت خاصہ نوش کرنیکا آیا ناچ گانا
موقوف ہوا الماس خان خاوری اور عباس خان خاوری ملازمین کے ہاتھ ہر ایک اعلی و ادنی کے واسطے علی قدر مراتب طعام
خاصگی اور مصرفی خوانون مین لگا لگا کر روانہ کیا اگر تعریف طعام تحریر کیجائے تو بیجا طول ہوگا اور دل ناظرین رنجیدہ اور ملول ہوگا
اسوجہ سے ترک تعریف طعام لذیذ کرتا ہون غرض بعد طعام تناول کرنے کے پھر محفل عشرت اور عیش ہر جگہ اسیطرح آراستہ ہوئی اور بعد
نصف شب کے اکثر بزم عیش و محفل عشرت مین نازنینان خوبرو و خوش گلو کا ناچنا اور گانا موقوف ہوا اور اکثر جگہ تمام شب بزم عشرت
آراستہ رہی نازنینان گلرخسار باری باری رقص کیا کین اور گایا کین جب فلک نے دائرہ آفتاب بخیال ترانہ افق مشرق سے
نکالا صبح ہوئی بدستور روز اول ہر ایک ایوان دربارگاہ اور خیمہ مین بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان غنچہ دہن خوبرویان گلبدن زیور و
لباس وغیرہ سے آراستہ ہوکر مع سازندون کے ہر ایک بزم عیش مین حاضر ہوکر رقص کرنے لگین بعض ادھر بموافق فرمایش صاحبان بزم
راگ اور راگنیان گانے لگین اکثر نازنینان خوش گلو ہنگام سحر بھیرون مین غزلین گانے لگین بعض بزم عشرت مین بھانڈ بھی مع اپنے
ساز و سامان کے حاضر ہوے چنانچہ خاص پسند نامے ایک بھانڈ نہایت حسین و کمسن مع اپنے ہمراہیون کے ایوان سرخ مین روبروے
شاہزادہ قاسم حاضر ہوکر بعد ادب تسلیم بجالایا اور بعد ناچنے اور گانے کے اُسکے ہمراہیون نے نقلین نہایت مضحک کرنی شروع کین بعد
کرنے چند نقلون کے بھانڈون نے باہم کچھ مشورہ کیا اور کوئی نقل تجویز کرکے دو بھانڈ بزم عشرت سے علیحدہ چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر
کے بعد دونون بھانڈ نقابدار بنکے محفل مین آئے انمین سے ایک نقابدار زمرد پوش تھا دوسرا نقابدار سرخ پوش تھا وہ دونون
نقابدار باہم حجت و تکرار کرنے لگے آخر نوبت کشتی کی پہونچی اور بڑی دیر تک باہم کشتی ہوا کی گر پشت کسی کی دونون مین سے آشنائے
زمین نہوئی اسوقت نقابدار سرخ پوش نے بغیظ تمام نقابدار سبز پوش سے پوچھا سچ بتا تو کون ہے نقابدار زمرد پوش نے کہا مین
اپنا نام نہین بتاتا تو ہی اپنا نام مجھکو بتا اسوقت سرخ پوش کو بہت غصہ آیا اور ہاتھ اپنا نقابدار زمرد پوش کی نقاب پر ڈالا نقابدار
زمرد پوش نے بھی فوراً ہاتھ اپنا نقابدار سرخ پوش کی نقاب پر ڈالدیا ادھر نقابدار سرخ پوش نے نقابدار زمرد پوش کی نقاب کو چہرہ
سے دور کیا اُدھر نقابدار زمرد پوش نے نقابدار سرخ پوش کی نقاب کو رخ سے جدا کیا بعد دور ہونے ہر ایک نقاب کے نقابدار سرخ پوش
نے نقابدار زمرد پوش سے کہا کہ چچا جان آپ ہین اب مین نے آپکو پہچانا پہلے مجھکو معلوم نہ تھا کہ آپ ہین اسیطرح نقابدار زمرد پوش
نے بھی کہا کہ بھتیجے تم مجھ سے لڑ رہے تھے اب مین نے تمکو پہچانا قبل اسکے مین نہ جانتا تھا کہ تم ہو بعد اس گفتگو کے دونون چچا بھتیجے باہم
گلے ملے اور شاہزادہ قاسم کی خدمت مین یون عرض کرنے لگے کہ خدا حضور کو مدام سلامت رکھے امیدوار انعام کے ہین شاہزادہ قاسم
اپنی اور شاہزادہ بدیع الزمان کی یہ نقل سمجھکر خوش ہوے کیونکہ بھانڈون کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جسکے یہان آتے ہین اُسکی نقل ضرور کرتے ہین
غرض شاہزادہ قاسم نے زر کثیر اُن بھانڈون کو انعام دیا القصہ اسیطرح شب و روز چالیس روز تک شاہزادہ نورالدہر کی چھٹی کا جشن
بکمال شایستگی و تزک رہا بعد گذرنے میعاد معینہ جشن کے شاہزادہ قاسم نے جملہ ارباب نشاط کو زر کثیر دیدے کر رخصت کیا بعد ختم
ہونے مدت جشن کے جملہ اہل حرفہ مثل سوداگر اور جوہری وغیرہ اپنے اپنے مساکن کیجانب لاکھون روپیہ اس جشن مین پیدا کرکے
روانہ ہوے اور جملہ خواتین جو مہمان تھین وہ بھی بعد جشن کے اپنے اپنے گھر گئین اور خدام نے بموجب حکم شاہزادہ قاسم جملہ سامان اور اسباب

جو ایک ایوان میں تھا سب کو ایک جا فراہم کیا اول جو بارگاہیں اور خیام واسطے جشن کے استادہ کیے گئے تھے سب کو خدام نے
اکھاڑ کر اور لپیٹ کر رکھا اور تمام جھاڑ اور کنول وغیرہ بھی جھاڑ سازنے بحکم شاہزادہ قاسم ہر ایک تعام سے لاکر ایک جا رکھے
بعد گذرنے مدت جشن کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران نے اپنے لشکر کو عجم سے روانہ کیا اور شاہزادہ بدیع الزمان
نے بعد تمام ہونے ایام جشن کے اپنے والد نامدار عالی وقار یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران

والا مرتبت سے باادب ملتمس ہو کر عرض کیا نظم

شا عرض حال اپنے فرزند کا　　یہ ارشاد صاحبقران سے کیا
کہ فدوی اب آنا ہے دیسو آ　　جو جاؤ تو جلدی سے چلے آیو
اجازت ہو تو جاوے بہر شکار　　ہمیں شام فرقت نہ دکھلائیو

غرضکہ صاحبقران بن صاحبقران بر ہم کن ملک باختر پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سلطان صاحبقران
سے اجازت لیکر مع تمام اپنے رفقاے جان نثار اور دلیران عرصۂ کارزار بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلکر اپنے مرکب گلگون باختری
پر سوار ہوا اور بعظمت وصولت تمام و شوکت مالا کلام سامان شکار کا ہمراہ لیے سمت صحرا تشریف لیچلا جسوقت کہ شکار گاہ میں پہونچا تو
اُسنے دیکھا کہ ایک میدان وسیع پر فراخ ہے اور وہاں شکار بے انتہا نظر آتا ہے ہزارہا نیل گاو ہزاروں چیتل بارھے ہزارہا ہرن بارہ سنگے
چاروں طرف چوکڑیاں اور جستیں کرتے پھرتے ہیں اشعار

کیے صید اسد رچہ گور و گوزن　　زمیزان گردون ہو جنکا وزن
وہ کھیلا کیا دوپہر تک شکار　　ہوا جس گھڑی وقت نصف النہار
وہ کرنے لگے جائے صید افگنی　　بہت شیر مارے بہت پیل مست
درندوں پرندوں پہ بھی اپنی　　ہوئے گرگدن و رباز و پست

تو اُسوقت شاہزادۂ عالم نے چاہا کہ اب شکار گاہ سے مراجعت
فرماکے اپنے خیمہ میں داخل ہو ناگاہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت نمودار ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اس ہرن کا
شکار کرکے چلونگا قراولوں نے ہرچند عرض کیا کہ خانہ زادوں کو اگر ارشاد ہو تو زندہ پکڑ لائیں ورنہ شکار کرکے حاضر کریں شاہزادہ عالم
نے کسی کا کہنا نہ مانا اور مرکب گلگون باختری کو اُس ہرن کے تعاقب میں سبک خیز کیا اُس ہرن نے جو دیکھا کہ قضا بر قضا اجل بر
ایک شہسوار اپنے راہوار کو تیز گام کیے در پے ہلاک میرا آتا ہے دو چار کوس بطرز مستانہ و انداز معشوقانہ رم کرتا اور چوکڑیاں بھرتا ہوا
شاہزادۂ عالم سے بچا بچا اپنے ساتھ لگائے چلا گیا بعد اسکے وہ ہرن جان توڑ کے ایک سمت کو بھاگا اور شاہزادہ عالیشان
بدیع الزمان نے ازبسکہ تمازت آفتاب سے نہایت بیتاب تھا غیظ میں آکر کہا کہ اب بغیر اس ہرن کے شکار کیے میں یہاں سے نہ پھرونگا
گلگون باختری کو گرم ناز کیا اور چلا رفیق اور جان نثار جتنے سردار تھے سب ہمراہ رکاب بگٹٹ گھوڑے ڈالے چلے جاتے تھے مگر وہ
ہرن کہیں گھات پر نہ چڑھتا تھا اس عرصہ میں شدت تمازت سے کرہ ہوا مثل کرہ نار گرم ہوا اور ذرات ریگ مثل اخگر کے چمکنے لگے
کوسوں کوئی درخت سایہ دار نظر نہیں آتا تھا فرسنگوں تک کوئی دریا کوئی جھیل کوئی حوض کوئی تالاب کوئی جوہر پانی کا نہ تھا نہ کوئی
جانور درندہ اور پرند کی قسم سے اُڑتا یا بیٹھا کہیں نمودار ہوتا تھا اگر کہیں کوئی درخت بھی نظر آیا تو تمام برگ و بار اسکے جھلس جھلس کے
گر پڑے ہیں فقط ٹنڈ منڈ کھڑا ہے بقول شخصیکہ مصرع از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب ❊ اگر کہیں کوئی جانور نظر پڑا تو دیکھا بوم یا علیو از
کسی شاخ درخت بے برگ و بار پر بیٹھا نخ نخ کرتا جو ریگ پر گرا ابھی تو آن واحد میں پھڑک پھڑک کر مر گیا اگر کسی جا جوہر یا دجلہ پانی
کا ملا تو اُسمیں دیکھا کہ وہ چار اژدر پڑے ہوئے اپنے کیچوں سے زہر ہلاہل ڈال رہے ہیں کہ وہ مثل پانی نظر آتا ہے ہر چہار طرف شعلہ

لگے جلنے پتھر چلی ایسی لون
ہوئی کورہ آہنگروں کی زمین
پڑا گر نشان نعل کی سیخ کا
پسینے سے مٹی کے پتلے بنے
تھا نالاں کوئی اور کسی کو تھا غش

لگے جوش کھانے جانوروں کے خون
تپش سے ہوا ہو گئی آتشین
تن خاک پر اک پھپھولا پڑا
تھے شدت سے گرمی کے سب تشنہ
کوئی کہہ رہا العطش العطش

تنور فلک تھا بشدت تپان
لگی کھولنے چادر آبشار
زرہ کی زمیں گرم تھی ہر گھڑی
برستی تھی اک آگ افلاک سے
جہانتک نظر کام کرتی تھی وہان

ہوئے ذرہ ریگ چنگاریان
دل سنگ سے شعلہ زن تھے شرار
سوارونکو جانونکی اپنی پڑی
اُٹھا تھا دھوان مرکز خاک سے
عجب حشر تھا آگین جو کا سکان

درخت اُس جگہ پر نہ تھا سایہ دار | نہ آتا نظر تھا کہیں برگ و بار
کسی جا نہ تھے ڈنڈ سب کے کھڑے | تھے انبار کانٹون کے ہر سو پڑے
کہیں سایہ ڈھونڈھو تو پیدا نہ تھا | کسی سمت پانی کا دریا نہ تھا
لگے ڈھونڈھنے سب درختون کی چھاؤن | ہزار آبلہ تھے پیادون کے پانون
گران تھا سوارون کو تن کا لباس | ہوا زیست سے ہر کسی کو ہراس
لگی کو مین جھونکون تھو جب آئے نکل | لگرمی کا ہوا دوپہر پر عمل
لگی باغ آہون کے دبکے وہان | چلے انکے سایے مین پیر و جوان
چمکتی تھی جو ہوا بن نہ یون ہر گھڑی | لگے تو کہ آہون مین بجلی پڑی
نہ تھا دل لیں ایک کے صبر و سکون | طپش سے نہین آنکھین دو چار جون

چونکہ مرکب گلگون باختری از بسکہ نہایت تیز رو اور گرم رفتار تھا انتہا ے صفت اور تعریف تیزی کی اُسکی یہی ہے کہ بیک مرور نے شل بوے گل اُس گلگون باختری کو باغ عالم مین آنے جانے کبھی نہین دیکھا طائر وہم و خیال بشری کہین گرد سم کو اُسکی نہ پہونچ سکا تو جتنے سردار اور جان نثار ہمراہ رکاب شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب تھے سب شل ہو کر فرسنگون پیچھے رہ گئے تھے شاہزادہ والا مرتبت تن تنہا اُس ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑاے چلا جاتا تھا ایک مقام پر نہایت غیظ و غضب مین آکر تیر کو ترکش سے نکالا ور کمان کو دوش پر سے اُتار زہ سے زہ کو ملا نشانہ ساغری کا ہرن کی تاک کر کمان کو تا بنا گوش کھینچکر تیر کو جو پرتاب کیا تو ہرن چھلاوہ ہو کر غائب تھا اور تیر خالی گیا زیادہ تر شاہزادہ بدیع الزمان نامور خشمگین اور پر غضب اور بسبب تشنگی کے نہایت سراسیمہ اور مضطرب لعنان اسپ تیز گام کو اُس طرف سے منعطف کرکے ایک سمت کو چلا تو راستہ فراموش کرکے پانچ سات کوس ایک سمت نکل گیا وہان کچھ چند درخت سایہ دار نظر آئے طوعاً و کرہاً اُن درختون مین جا کر دم لے رہا تھا ناگاہ اُسنے دیکھا کہ سامنے سے ایک گرد دشت تیرہ و تیرہ خیرہ و خیرہ سر گرد با سمان رسیدہ یا گرد بر زمین وزیدہ غلطان و پیچان جون زلف پریشان اُٹھی ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا آسمن سے سات سو ہاتھی بھسونڈے اُنکے رنگے ہوئے جوڑے مکلل بر زر داتون پر چڑھے ہوئے چاند سورج الماس کے مستکون پر لگے فیلبان گج مارتے کانون کے پیچھے گدگداتے ہوئے پشت پر سات سو علمہاے زرنگار پرچم اُنکے کھلے ہوئے پھر پر ہوا سے اُڑتے علم و نشان بر زر ہاتھون مین لیے اور بعد اُنکے شتری اور فیلی دمامے گرجتے ہوئے پیچھے اُنکے بارہ ہزار شتر آہنی کاٹھے اُنکی پشتون پر بندھے ہوے اُنپر زنبورکین رکھی ہوئی اُن زنبورکون کے سامنے کئی زنبورچی پوستین چرمی پہنے اُنکو دوڑاے لیے چلے آتے ہین بعد اُنکے چار سو ساڑھے چار سو سانڈنی سوار اُنکی گردن مین زنگ گنگا جمنی پڑے ہوئے پشت پر ہر ایک سانڈنی کی سقرلاتی اور مخملی جھولین پڑی ہوئین جھم جھم کرتی چلی آتی ہین سانڈنی سوار اُنکو ہوا کیطرح اُڑاے ہوئے چلے آتے ہین بعد اُنکے قریب بارہ ہزار خاصبردار کے دربان دھوم دھامی پہنے ایک لیان و نالیان چقماق بند قین مخملی زربفتی کمخواب شبچہ اسادری کے غلاف اُنپر چڑھے ہوئے غلافون پر شبنم اور ململ کے گردپوش پڑے ہوئے کاندھون پر رکھے تلوارین ڈاب مین سپرین پشت پر پڑی ہوئی صف بستہ آگے آگے اور پیچھے اُنکے کمیت سرنگ شرغے نقرے سرخے و سبزے مشکی دیو ربی وغیرہ تحفہ تحفہ گھوڑے رانون کے تلے وبانے گھوڑون کو گدگداتے چمکاتے چلے آتے تھے اور پیچھے اُنکے سات سو آٹھ سو حاجب دربان اور بیادل چوبدار مرصع عصی مکلل بزر مغرق بجواہر ہاتھون مین لیے پکارتے تھے بقول میر حسن اشعار

نقیب اور چلو دار اور چوبدار | یہ کہتے تھے آپس مین ہر دم پکار
بلا نوجوانو بڑھے جائیو | دو جانب سے باگین لیے جائیو
اسی اپنے معمول و دستور سے | ادب سے تفاوت سے اور دور سے

بعد اس جلوس کے اپنے خیال کیا تو چار فیلان مست پر ایک تخت مکلل بزر مغرق بجواہر کھنچا ہوا اُسپر دو بادشاہ ہفت تبہ شاہی در بر تاج شاہنشاہی بر سر اجلاس کیے ہوئے گرد و پیش سولہ و سترہ سو بڑے بڑے دلیر و جوانان تہمتن و بہادران شمشیر زن سردار اور رفقاے جان نثار خود اور دو بلتے سر پر زرہ آہنی گلے مین سپرین پشت پر گرز پہلو مین تلوارین ہاتھون مین ترکی و تازی عراقی عربی گھوڑون کے سوار اور سات سو سوار مسلح اور مکمل برچھے تر چھے لیے گھوڑے چمکاتے ہوئے اسیطرف کو آتے ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے اُن بادشاہون کو دیکھکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور اپنے مرکب کو چمکا کے چلا اُن دونون بادشاہون مین سے نعرہ اللہ اکبر سنکے ایک تخت پر سے اُتر پڑا اور گھوڑے پر سوار ہوکے نیزہ پکڑے سد راہ بدیع الزمان عالیجاہ کا ہوا اور یہ کہکے کہ باش خدا پرست

تو کون ہو اور کہان جاتا ہی نیزہ سینہ سکینہ شاہزادہ بدیع الزمان پر مارا شاہزادہ عالم نے جھپٹی تمام اسکا نیزہ گلوگاہ سے پکڑکر ہاتھ سے
کھینچ لیا اور اپنا ہاتھ اُسکے کمربند مین ڈالکر ایک ہی زور مین بادشاہ کو قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہتا تھا کہ زمین پر
دے مارے کہ ایکمرتبہ وہ بادشاہ پکارا ای شہریار الامان الامان شاہزادہ والاشان نے فرمایا ای بہادر امان بشرط ایمان اُسنے کہا کہ
ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ تو اولاد حمزہ صاحبقران سے ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے اپنا نام اور حسب و نسب ظاہر کیا اور اُسے بعزت
بسہولت تمام اپنے ہاتھ سے اُسی مرکب پر بٹھا دیا اُس بادشاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار اصل حقیقت یہ ہی کہ مجھے جمشید کہتے ہین اور
جو تخت پر بیٹھا ہی وہ میرا بھائی ہی خورشید نام ہی چنانچہ ہم دونون بھائی ایک مدت سے مشتاق آپکے اقدام عالی کی زیارت کے تھے
اسلیے کہ ہمکو ایک مہم درپیش ہی اگر بدولت آپکے ہماری وہ مشکل حل ہو جاے تو سات لاکھ سوار سمیت ہم آپکا دین قبول کرین ہم دونون
بھائی قدیم سے لقا پرستی کرتے ہین چنانچہ بارہا ہمنے اس مشکل مہم کے مقدمے مین عرضیان لقا کو لکھکر بھیجین مگر لقانے کچھ ہمارے
لکھنے کا خیال نہ کیا اور نہ کچھ جواب دیا شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ گفتگو جمشید کی سُنکے فرمایا کہ آخر خلاصہ مطلب تمھارا کیا ہی جمشید
نے عرض کیا کہ ای شہریار حال یہ ہی کہ یہان سے چند فاصلے پر دو پہاڑ طلائی نظر آتے ہین وہان ایک دخمہ ہی کہ نام اُسکا دخمہ مراد مشہور ہی اور
سنا ہی کہ قعر مین اُن پہاڑون کے دو شیر طلائی ہین کہ اُنپر ایک تابوت رکھا ہی جو کوئی شخص وہانتک پہونچتا ہی وہ تابوت خودبخود وا
ہو جاتا ہی اور اُسمین سے ایک ہاتھ نکلکے اُس شخص کو اندر تابوت کے ڈال لیتا ہی اور وہ ہاتھ پھر تابوت مین غائب ہو جاتا ہی تختہ تابوت
بدستور بند ہو جاتا ہی بعد دو گھڑی کے اُسکا سر خون چکان تن سے جدا کرکے باہر پھینک دیتا ہی پس ای شہریار مجھے یہ خلجان ہی اور یہی میری آشفتہ
ہو اور یہی مین نے عہد کیا ہی کہ جو شخص اُس دخمہ کا حال مجھے دریافت کرکے بتلا دے مین اُسکا دین اختیار کرون اگر حضور وہان تشریف لیجاکے
میری طمانیت کردین تو مین اور میرا بھائی مع سات لاکھ سوار و پیادہ اپنے ہمراہ لیکے سب آپکا کلمہ پڑھین اور مسلمان ہو جائین شاہزادہ
بدیع الزمان نے یہ اظہار جمشید کا سُنکے کہا مجھے قبول ہی تم دونون بھائی مجھے وہان لیجاکے وہ دخمہ مراد دکھلا دو مین وہان کا جو کچھ
معاملہ ہو گا وہ تمسے آکے کہدونگا جمشید اور خورشید بہت سا خوش ہوکے شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنے شہر مین لاے اور بڑے تکلف
سے بزم شاہانہ آراستہ و پیراستہ کی دعوت اور مہمانداری شاہزادہ عالم کی بجا لاکے روز دوم صبحدم شاہزادہ عالم کو اپنے ہمراہ لیکر گرد نواح
مین اُس دخمہ مراد کے پہونچے اور شاہزادہ بدیع الزمان نے وہی کیفیت جو کہ جمشید اور خورشید کی زبانی سنی تھی وہان دیکھکر فرمایا کہ
اب مجھے یہ منظور ہی کہ پہلے تم کسی قیدی خونی کو جو کہ واجب القتل ہو بلاکے اُس دخمہ کے اندر اور اُس تابوت کے برابر بھیجو تاکہ مین دیکھون
کہ وہ تابوت خودبخود وا ہوکر کسطرح اُسمین سے ہاتھ نکلکر اُس قیدی کو پکڑ لیتا ہی اور بعد دم بھر کے سر اُسکا دھڑ سے جدا کرکے دخمہ سے باہر
ڈال دیتا ہی حسب الحکم شاہزادہ بدیع الزمان کے جمشید اور خورشید نے ایک بندھوے خونی کو زندانخانے سے طلب کرکے کہا کہ تو ذرا جاکر
اُس دخمہ کے دروازے تک جہان وہ تابوت رکھا ہی ہوکر پھر آ تو ہم تجھے اپنی قید سے آزاد کردین وہ بندھوا اپنی رہائی کی خوشی مین بےخوف و خطر
اُس دخمہ کیطرف روانہ ہوا اور جونہین اُس تابوت کے برابر پہونچا ایکبار وہ صندوق خودبخود کھل گیا اور اُسمین سے ایک ہاتھ نکلکر
اُس قیدی کو اُٹھا لیگیا اور پھر وہ تابوت بند ہوکر بعد دم بھر کے سر اُس قیدی کا تن سے جدا کسی نے لاکے بیرون دخمہ پھینکدیا
شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ کارخانہ سحر وہان دیکھکر فرمایا کہ ہمارے واسطے ایک بجرہ عبادتخانہ کے لیے استادہ کرا دو بعد اسکے جیسا
کہ ہوگا ہم تمسے کہدینگے حسب الایماے شاہزادہ والاشان جمشید اور خورشید نے ایک راوٹی منگاکے وہان کھڑی کرادی اب
شاہزادہ بدیع الزمان وضو کرکے اُسمین داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھکے درگاہ جناب قدس الٰہی مین بکمال تضرع و زاری مستدعی
اور ملتجی ہوا تھا کہ ناگاہ ایک غنودگی سی آگئی اور شاہزادہ عالم نے خواب مین دیکھا کہ ایک تخت مکلل بزر مغرق بجواہر پر ایک
مرد بزرگ بکمال عظمت و صولت بیٹھا ہوا اور چند پریزاد اُس تخت کو دوش بدوش لیے ہوے میری بالین پر آگئے چونکہ
شاہزادہ بدیع الزمان نے بارہا حضرت سلیمان علیہ السلام کو خواب مین دیکھا تھا ناگاہ اولین مین پہچان کے سر تا پا اُنکے قدمون

رکھدیا اور بکمال عجز و انکسار باچشم اشکبار ملتمس ہوا کہ یا حضرت مین چاہتا ہون کہ آپکے اقبال اور استمداد سے مین اس طلسم کو توڑ دون
حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک اسم شاہزادہ بدیع الزمان عالیمقام کو یاد کرا کے اور چند کلمے فرما کے اور جسطرف سے جلوہ فرما ہوے
تھے پھر اُسی سمت کچھ دور تشریف لیجا کے غائب ہو گئے جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان خواب سے بیدار ہوا وہ باقی شب عبادت مین بسر کر کے
صبح کے وقت عبادتخانے سے باہر نکلا اور جمشید اور خورشید سے رخصت ہو کے جانب طلسم دخمہ مراد متوجہ ہوا جسوقت کہ برابر
دخمہ کے پہونچا وہ جو اسم حضرت سلیمان ؑ نے یاد کرا دیا تھا اُسکو اُس تابوت کے برابر آکے پڑھا ناگاہ وہ دونون شیر اسد برجہ کانپے
کر وہ تابوت اُن شیرون کے دوش سے زمین پر گر کے خود بخود کھل گیا اور اُس تابوت کے اندر سے ایک دیو شکل گنبد لاجوردی کے
سر اور مانند شاخہاے درخت کے ہاتھ پانون وار زشت و کریہ باہر نکلا اور مانند رعد کے شور کر کے شاہزادہ بدیع الزمان پر حملہ آور ہوا
شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب فرمودہ حضرت سلیمان ؑ اُسکی ضرب کو خالی دیکر ایک تیغہ اُس دیو کی دوال کمر پر مارا کہ مانند
خیار تر دو ٹکڑے اُس لعین کے ہو کر گرے چنانچہ جو لوح طلسمی اُس دیو کے گلے مین پڑی تھی شاہزادہ عالم نے جھٹ پٹ اُس لوح کو
دیو کے گلے سے اُتار کر جو ملاحظہ کیا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے شکنندہ طلسم اگر تو دیو کو قتل کر کے لوح پا گیا تو تجھے لازم ہے کہ پہلے ان دونون
شیرون کو دونون ہاتھون سے ایک زور مین اُٹھا کے اِس دخمہ مراد کے دروازے پر مار بحکم خدا دروازہ طلسم کا کھل جائیگا تو اندر دخمہ کے
داخل ہونا بعد اسکے جو مقدمۂ مشکل اور عقدۂ لاحل تجھے درپیش ہو لوح کو مطالعہ کر کے بموجب حکم لوح کے عمل کرنا اگر بدون لوح کے دیکھے
تو کچھ کام کریگا تو کسی صورت سے جانبر نہوگا مارا جائیگا شاہزادہ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار نے حسب الحکم لوح طلسمی اُن دونون شیرون کے
قریب جا کر دونون ہاتھون سے دونون کو پکڑ کے اور ایک ہی زور مین اُٹھا کر دروازہ دخمہ مراد پر مارا بیساختہ دروازہ وا ہو گیا شاہزادہ
والا تبت بسم اللہ کر کے داخل دخمہ مراد ہوا اور سیر کرتا ہوا برابر ایک تکیہ کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ وہان پر بہت سی قبرین ہین
شاہزادہ بدیع الزمان تمام دن اُس گورستان مین پھرا لیکن وہ گورستان اور قبرین تمام نہوئین اُسمین وقت شب کا ہوا بیساختہ
وہ قبرین شق ہو گئین اور اُنمین سے ہزارون مردے کفن پوش ایک ایک مشعل ہاتھ مین لیے باہر نکل کر ہاے واے کرتے شاہزادہ
بدیع الزمان کیطرف دوڑے شاہزادہ عالم نے جلدی سے لوح کو جو ملاحظہ کیا تو اُسمین مرقوم تھا کہ اے شکنندہ طلسم اِس لوح کو تو
پڑھکر ایک طرف پھینکدے شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے لوح کو گلے سے اُتار کر اُن مردون کے سامنے ڈالدیا ایکمرتبہ
وہ سب کے سب مردے لوح کے اُٹھا لینے کو دوڑے اور اُنمین ایک دوسرے کی مٹھی پر ایسی مٹھی مارتا تھا اور چاہتا تھا کہ لوح کو مین لےلون
اور نہین اُٹھا سکتا تھا آخر اِسی حجت و تکرار مین باہم گلا بگلا کمر بکمر سینہ بسینہ لپٹ پڑے اور کشتی لڑتے لڑتے اتنا لڑے کہ جب صبح
ہو گئی تب ناچار تھک کے اپنی اپنی قبرون مین جا کے بدستور پڑ رہے اور قبرین جیسی تھین ویسی ہی برابر ہو گئین کہین نشان شگاف کا
باقی نہین معلوم ہوتا تھا تب شاہزادہ والا تبار نے لوح کو اُٹھا کے ملاحظہ کیا تو معلوم ہوا کہ اُسمین یہ تحریر ہے کہ اے شکنندہ طلسم اگر
جناب احدیت تجھپر اپنا فضل و کرم کرے اور مردے تمام رات باہم جنگ کر کے قبرون مین چلے جائین تو تجھے لازم ہے کہ ان سب قبرون مین
جو قبر بہت بڑی ہو اُس قبر کو کھود کر مردے کو نکال اور اُس مردے کا پیٹ چاک کر کے دیکھ کہ اُس مردے کے دل مین دو ٹکڑے سنگ سماق
کے رکھے ہین تو اُنکو نکال کے ایک کو دوسرے پر پھر مار بس دونون کی ضرب کے ساتھ ایک ابر تیرہ و تار نمودار ہوگا اور تمام عالم تاریک
نظر آئیگا بعد اسکے جب وہ تاریکی رفع ہو تو پھر جیسا محل اور موقع دیکھنا پھر لوح کو ملاحظہ کرنا شاہزادہ بدیع الزمان نے اُسی صورت سے
ایک قبر بہت بڑی دیکھکر کھودی اور اُسمین سے مردے کو نکالکر اُسکے پیٹ کو چاک کیا اور اُسکے دل مین دو ٹکڑے سنگ سماق کے تھے اُنکو
نکال کے ایک کو ایک پر مارا مارتے ہی ایک ابر غلیظ آسمان پر نمایان ہوا اور چارون طرف اندھیرا سا ہو گیا بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی
برطرف ہوئی اور روشنی معلوم ہونے لگی شاہزادہ بدیع الزمان نے جو خیال کیا تو ایک باغ نہایت عجیب اور پر فضا ہے اشعار

چٹکے تھے غنچے لالون کے سب کونکی طرح	پھینکا کرے تھی اُسکو صبا بسکہ ہر زمان
جھونکے سے باد کے تھین گلشن مین ہمدگر	

شاخ کمان کی طرح سے جھوکتی تھی ڈالیان
قمری بھرے تھی نعرہ حق سرو کہین
ہر دم سپند لا کے جلاتا تھا باغبان

تاراج خواب کرتے تھے بلبل کے چہچہے
اور اک طرف کو فاختہ کوکو کرے تھی وان

فتنہ کہین جگاتی تھی شارک کی داستان
تھا بسکہ سرو دہر مین رخسارہ چمن

غرض وہ جو کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان گلہاے بوقلمون میوہ ہاے گوناگون

جا بجا آبشار جاری حوض پانی کے بھرے ہوے فوارے چھوٹ رہے ہین اور ایک طرف ایک بڑا کنوان ہے اوسپر ایک چرخ کہ اوسمین پیالے یاقوت و زمرد کے نصب کیے ہوے ہین اوسمین ڈولچیان چھوٹی چھوٹی بہت سی ہین جو کہ چرخ پھرا ہے تو اون ڈولچیون سے پانی عجب ایک کیفیت سے اون پیالون پر آکے گرتا ہے اور گردش چرخ مین صدائین ہر ایک ساز اور باجون کی نکلتی ہین اور حوض کے کنارے پر ایک دیو مہیب صورت ایک گرز گران ہاتھ مین پکڑے بیٹھا ہے شاہزادہ عالیمقام نے یہ کیفیت باغ اور اوس دیو کو اسی ہیئت سے خوف پر بیٹھا دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ اے شکنندہ طلسم کیفیت باغ اور دیو کی صورت دیکھکر تجھے لازم ہے کہ اوس دیو کو واصل جہنم کر اوس گرز کو دیو کے ہاتھ سے لیکے چرخ پر مار کہ طلسم ٹوٹ جاے بعد اسکے گنجینہ بیکران و خزینہ فراوان طلسم کا لیکر مصروف عیش و طرب ہو شاہزادہ بدیع الزمان نے یہ تحریر لوح طلسمی پڑھکر چستی و دلیری تمام اوس دیو تیرہ انجام کو نہیب دیکر پکارا کہ باش او خیرہ سر کہ گذارم ترا از دست من زندہ و سلامت بدر روے دیو شاہزادہ بدیع الزمان کو اپنی جانب بااین غیظ و غضب آتے دیکھکر چاہتا تھا کہ اٹھکر کچھ اپنا حربہ کرے شاہزادہ بدیع الزمان الاشان نے تیغہ مار کر شانہ سے تا کمر دو پرکالے ہوکر دیو کے گرے اور خاک و خون مین لوٹنے لگے شاہزادہ عالم نے دوڑکر اوسکے گرز کو اٹھا لیا اور اوس چرخ پر مارا کہ آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی اور تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا عجب طرح کی آوازین خائف اور ہولناک چار طرف سے آنے لگین کہ جسکے سننے سے زہرہ رستم کا بھی آب ہو جاے بعد دو گھڑی کے وہ اندھیاری دور ہوئی اور روشنی نکلی طلسم باطل ہو گیا وہ جو دخمہ در خیند قبرین باقی رہ گئی تھین اوسمین تمام دنیا کا گنج و زر اور جواہر بھرا ہوا تھا بیرون طلسم جمشید اور خورشید طلسم فتح ہو جانے سے آگاہ ہوکے اوسی وقت سوار ہو ہوکر دوڑے اور شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین جاکر تصدق اور نثار ہوے بعد ازان بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھکر مع مصاحبون کے دین اسلام قبول کیا شاہزادہ عالم نے جمشید اور خورشید کے لشکر سے چھکڑے اعرابی طلب کرکے وہ جو گنج زر و جواہر تھا سب نیر بار کرایا اور جمشید اور خورشید کو ساتھ لیے بعظمت و صولت تمام و شوکت مالا کلام پھر اون دونون کے شہر مین تشریف فرما ہوا اور جمشید اور خورشید نے بزم شاہانہ کی تیاری کی طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوے جلسہ جمع ہوا عجب لطف تھا کئی سو طائفے ایک مرتبہ کھڑے ہو کر گانے لگے یہ غزل شروع کی غزل

کہ جو موت کو زندگی جانتے ہین
برابر خوشی ناخوشی جانتے ہین
سبھی کو خبر ہے سبھی جانتے ہین
مگر رند اسکو ولی جانتے ہین

شب وصل لین اُنکی اپنی بلائین
بُرا ہوا اگر بزم مین دم چرائے
نہین جانتے اسکا انجام کیا ہے

کہ ہمدم مکر یا تو ہی جانتے ہین
مگر وہ اُسے بیخودی جانتے ہین
وہ مزنا مراد دل لگی جانتے ہین

مزے عشق کے کچھ وہی جانتے ہین
نہو دل تو کیا لطف آزار و راحت
کہون حال دل تو کہین اسے اصل حال
سمجھتا ہے تو داغ کو رند زاہد

القصہ مین شبانہ روز جلسہ رقص و سرود رہا روز چہارم شاہزادہ عالم نے یہ سوچا کہ اب بخدمت سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام سوار ہو کر چلون ناگاہ پرچہ وقائع نظر انور سے گذرا کہ ایلچی نقابدار سیاہ پوش کا جمشید اور خورشید کے پاس آتا ہے بمجرد سننے اس خبر کے جمشید اور خورشید کے دلمین تو اسدرجہ خوف اور ڈر اسکا سمایا کہ مثل بید تمام بدن مین دونون کے لرزہ پڑا تھا بات منہ سے نہین نکلتی تھی اسی عرصہ مین وہ ایلچی نقابدار سیاہ پوش کا اندرون بارگاہ داخل ہوا اور بطریق کفار سلام کرکے نامہ نقابدار سیاہ پوش کا جمشید اور خورشید کے ہاتھ مین دیا اوسمین یہ مضمون تھا کہ اے خورشید اور جمشید مین نے سنا ہے کہ بدیع الزمان پسر حمزہ نے آکے طلسم دخمہ مراد کو توڑا اور گنج زر و جواہر اور مال و اسباب طلسمی اپنے قبضہ و تصرف مین لاکر تم دونون کو مسلمان کیا ہے لہذا لکھا جاتا ہے کہ تمکو لازم ہے کہ بمجرد پڑھنے نامہ کے سر بدیع الزمان کا کاٹ کر وہ مال و اسباب و گنجینہ اور خزینہ طلسمی کو یہان لیکر حاضر کرو اور اوسی دین قدیم لقا پرستی پر قائم رہو ورنہ اگر تمنے سرموفرق یا کوئی عذر و حیلہ کیا تو مین اگر آن واحد مین تمہار

سارے شہر کو غارت کر دونگا اور تم دونون کو اس عذاب الیم و عظیم سے مارونگا کہ تمہارے حال پر ماہیان و بیابان و مرغان ہوا گریہ و زاری
کرینگے شاہزادہ بدیع الزمان نے مضمون نامہ کا سنکر اس نامہ کو پارہ پارہ کرکے حکم دیا کہ ہان اس ایلچی کو گردن پکڑکے بیرون بارگاہ
کرو حسب الحکم شاہزادہ عالم کے لوگون نے ایلچی کو سلیمان اور گردنیان دیگر کشان کشان بارگاہ سے باہر نکالدیا وہ ایلچی تو ذلیل
رسوا ہوکر سمت نقابدار سیاہ پوش روانہ ہوا یہان شاہزادہ والا رتبت نے حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ بیرون شہر خیمہ بھیجو حسب الحکم پیش خیمہ
اور بارگاہ پہلے سے جاکے بیرون شہر ایک میدان مین استادہ ہوا روز دوم شاہزادہ والاشان بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے
گلگون باختری پر سوار ہوکر اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا اور ایک شب وہان مقام کرکے صبح کو عنقریب تھا کہ سوار ہوکر آگے کو چلے کہ
ایکبار پردہ بیابان سے ایک تتق گرد کا اٹھا اور جسوقت کہ دامن گرد شق ہوا دیکھا کہ چار سو علم اور نشان آگے آگے اور پشت پر انکی ایک
نقابدار سیاہ پوش چار ہاتھیون پر تخت کھنچا ہوا اسپر بیٹھا ہوا ہے اور جسوقت کہ اسنے دور سے لشکر ظفر پیکر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کو
دیکھا بیساختہ بکمال غیظ و طیش اپنے تخت پر سے کودکر ایک مرکب پر سوار ہوا اور نیزہ پکڑکے گھوڑا جھکایا تا وسط میدان مین آکر قائم ہوا
دونون طرف جھٹ پٹ صف آرائی ہوگئی ایکمرتبہ نقابدار سیاہ پوش نے باواز بلند کہا کہ ہان کہان ہے وہ پسر حمزہ شاہزادہ بدیع الزمان
ساتھ ہی اسکے نعیب دینے کے شاہزادہ عالیمقام نے اپنے مرکب گلگون باختری کو تیز گام کرکے میدان مین بمقابلہ حریف نکالا اور
نگاورزن ہوا کوئی سات آٹھ قدم گھوڑا نقابدار سیاہ پوش کا پیچھے ہٹ گیا اور نقابدار گھوڑے پر سے گرتے گرتے سنبھلا پکارا کہ ہان
ای پسر حمزہ شعر با تا چہ داری زمردی نشان * کمان کیان و گرز گران * شاہزادہ رستم صورت بدیع الزمان والا رتبت نے فرمایا کہ ہمارے
طریق مین حریف پر پیشدستی نہین کرتے شعر تو اول برآور تمنائے خویش * کہ من خصم را بیدہم جای پیش * نقابدار سیاہ پوش نے بکمال
جوش و خروش نیزہ سینہ بے کینہ پر شاہزادہ نامور کے مارا شاہزادے نے سنان نیزے پر روک لی اور نیزہ بازی شروع ہوگئی دفعۃً دیکھا کہ
گیارھوین بارھوین طعن مین نقابدار سیاہ پوش نے نیزہ شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے نکالدیا زمانہ نظر دشمن شاہزادے کے
تاریک ہوگیا تھا اسی حالت غضب مین قبضۂ تیغہ طہمورث دیوبند پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ بضرب تیغ اسکو جہنم داخل کرے نقابدار نے جیتی تمام
ہاتھ شاہزادہ عالیمقام کا پکڑکے قاش زین سے زمین پر کھینچ لایا اور آپ بھی گھوڑے پر سے کود پڑا زور کشتی مین بعد دو گھڑی کے شاہزادہ
بدیع الزمان کا لنگوٹ پکڑ زمین سے اٹھالیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین چلا گیا روز دوم دیکھا کہ سر شاہزادہ
بدیع الزمان کا نیزہ پر چڑھا کے لاش کو گلگون باختری کی پشت پر باندھکر سمت لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران کے روانہ
کیا اور جمشید اور خورشید دخمی سے کہا کہ تم بت پرستی قبول کرو ان دونون نے بمجبوری اور عاجزی اپنا دین چھوڑکے بت پرستی اختیار کی

اب تتمہ داستان لشکر فیروزی اثر سلطان صاحبقران سے بیان کیا جاتا ہے * شعر

مصائب نگاران مصیبت بیان * چنین می نگارند این داستان * امیر والا توقیر جو بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے اور شاہزادہ
بدیع الزمان بتقریب شکار اجازت رخصت کی لیکر سمت شکارگاہ روانہ ہوا تھا بعد چند روز جبکہ کچھ حال اثنائے راہ کا اور شکارگاہ
تک پہونچنے اور نہ پہونچنے اور مراجعت فرمانے شاہزادہ بدیع الزمان نامور کا نہ معلوم ہوا اسوقت سلطان والاشان نے شاہزادہ
کرب غازی کو واسطے شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر کے بھیجا اور شاہزادہ کرب غازی حسب الحکم سلطان باکرم جانب شکارگاہ
تبلاش شاہزادہ عالیجاہ روانہ ہوا اور چند روز شکارگاہ اور اکثر صحرا اور دشت اور بوستان مین تلاش شاہزادہ بدیع الزمان کا
جب کہین کچھ سراغ اور پتا شاہزادہ نامور کا نہ پایا تب لاعلاج مراجعت کرکے سمت لشکر اسلام بخدمت سلطان صاحبقران والا رتبت
روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچا تو کرب غازی نے دور سے دیکھا کہ ایک گھوڑا خالی زین شکستہ عنان بکھرا ہوا
خون مین آغشتہ چار طرف دوڑتا پھرتا ہے شاہزادہ کرب غازی اپنے مرکب کو تیز رو کرکے قریب اسکے پہونچا تو پہچانا کہ یہ گھوڑا تو شاہزادہ
بدیع الزمان عالیشان کا گلگون باختری ہے اور اسکی پشت پر ایک لاش بے سر کہ ہو بہو لاش بدیع الزمان معلوم ہوتی ہے

بندھی ہے اور گلے مین گھوڑے کے ایک رقعہ لٹکا ہے شاہزادہ کرب غازی نے کمال بیقرار اور سراسیمہ ہوکر وہ رقعہ گھوڑے کی گردن مین سے کھول لیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای حمزہ بدان و آگاہ باش کہ مین بدیع الزمان کو بقصاص خونریزی دلیران باختر مارکے لاشہ اُسکا اسلیے تیرے پاس بھیجے دیتا ہون کہ تو اپنے بیٹے بدیع الزمان کا تمام ماتم و غم بخوبی کر اور تا قید حیات اپنی سوا اس لاش کی صورت دیکھنے کے بدیع الزمان سے نا امید اور یاس مطلق ہوکر بیٹھ رہ شاہزادہ کرب غازی مضمون اس رقعہ کا پڑھکر پچھاڑین کھاتا بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑا جب بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آیا تب گریبان چاک کرکے خاک سر پر ڈالتا سر برہنہ سینہ زنان شیون کنان بصد غم و الم بصورت سوگواران ستمدیدہ مرکب گلگون باختری کو مع لاش بدیع الزمان ہمراہ لیے داخل لشکر اسلام ہوا جبکہ لشکر کے روبرو پہونچا تو گلگون باختری کو خون آلودہ اور اُس لاشہ بے سر شاہزادہ بدیع الزمان عالیجاہ کو دیکھکر چہار طرف سے ادنی اعلی شاہ و گدا از خرد تا کلان از پیر تا جوان اہل حرفہ بازاری دوکاندار رعایا برایا جو کوسی پیچ کوسی تھا کرار و رلبجے بابو زمیندار گنوار مقدم چھوٹو غرض لکھو لکھا آدمی زن و مرد فریاد کنان دست بر سر زنان گرد و پیش اژدہام مجمع عام کیے تا بارگاہ سلیمانی پہونچے اور آدمیون کی اور عزاداروں کی بھیڑ بھاڑ سے راستہ نہین ملتا تھا کھوے سے کھوا چھلتا تھا اور شور و غل سے شیون و شین کے ایک شور یوم النشور معلوم ہوتا تھا کسی کی بات کوئی نہین سنتا تھا یہ ہنگامہ و غل نالہ و فغان کا سنکر سلطان صاحبقران نے پوچھا کہ یہ کیسا شور کیا قیامت بپا ہے ابھی کسی نے کچھ عرض نہین کیا تھا کہ سامنے سے شاہزادہ کرب غازی سر و پا برہنہ خاک سر پر ڈالتا گریبان چاک سینہ کوبان دست بر سر زنان گریان و نالان بصد آہ و فغان قریب لنگر ناد عنبر آیا اور وہ رقعہ امیر بانوقیر کو ملاحظہ کروایا سلطان صاحبقران رقعہ پڑھکر اور یہ بات کہکے کہ ہاے ای پسر فرزند شاہزادہ بدیع الزمان یہ کیا قیامت مجھپر آگئی حالت غشی مین دنگل پر سے فرش پر گر پڑے اور جبکہ ہوش آیا تو بصد شیون و شین رو رو کر یہ بین کرتے تھے بیت

ہے ہے مرا نوجوان فرزند + ہے ہے مرے لخت جان و دلبند +

پھر غش آجاتا تھا کبھی سر فرش پر دے مارتے تھے اور کہتے تھے کہ ہاے بدیع الزمان تم سا لائق فرزند اُٹھ جاے اور مین زندہ رہون ہاے بیٹا تم مجھ بڈھے کے عصاے پیری تھے تمہاری لیاقت تمہاری شرافت تمہاری شجاعت کس کسکو یاد کرکے روؤن ادھر امیر کا یہ حال اُدھر جتنے دست راستی اور دست چپی سردار و شاہ و شہریار زادے بارگاہ نشین تھے یہ واقعہ جانگزا اور سانحہ ہوشربا سنکے سب بصد غم و الم مصروف ماتم ہوکر گریبان چاک کرڈالے اور سر پر خاک اڑاتے آمادہ ہلاک تھے چہار طرف ادھر ادھر سینہ زنی اور سینہ کوبی کرتے تھے شور نالہ و فغان سے گوش گردون کر ہوے جاتے تھے غرض بارگاہ سلیمانی مین عجب طرح کا کہرام تھا شدہ شدہ یہ خبر وحشت اثر اندرون محل پہونچی تو تمام خواتین معظم و حرمان حرم محترم اور خادمان محل و دہتر سینہ و سر پیٹتی پچھاڑین کھاتی دروازہ بارگاہ پر آکر جا تھین کہ بیتی ہوئی نکل پڑین اشعار

ته و بالا ہوا سامان محفل / لگے سر پیٹنے یاران محفل
پدر مادر سر بالین پہ آکر / گرے مانند اشک تر زمین پر
ہوے گم حوصلے ضبط و فغان کے / لیے نالون نے بوسے آسمان کے
تقاضا تھا تپ سوزان نہان سے / ہوے مصروف شیون اس بیان سے
کہ ہے ہے کیا یہ قسمت رنگ لائی / تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی
یہ دن یہ سن یہ آغاز جوانی / یہ خواب ناز و مرگ ناگہانی
یہ پیارا سفر کرنا جہان سے / یہ تیرا بے نشان ہونا یہان سے
کہان جائین کرین ہم کس سے فریاد / دریغا حسرتا ای واے بیداد
ہجوم شور ماتم اسقدر تھا / سویدا ے دل محشر وہ گھر تھا
ہوا شور فغان آخر گلوگیر / بنا ہر لب لب خاموش تصویر
لگی تجویز ہونے گورکن کی / خلش پیدا ہوئی غسل و کفن کی
ہجوم خلق و شور آہ و فریاد / نظر آیا زمانہ ماتم آباد
کوئی حیرت سے تصویر مکان تھا / کوئی منت کش آہ و فغان تھا
گریبان چاک تھا کوئی الم سے / کوئی تھا خاک بر سر فرط غم سے
کوئی تھا سرنگون بخت زبون سے / پشیمان تھا کوئی اپنے فسون سے

القصہ طول تا چند دیکھے مجملاً یہ کہ ابھی سب اسی شور و غل اور ماتم مین تھے کہ یکا یک ایک پیادہ سرخ پوش نے دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آکر پکارا کہ صاحبو عزاداری اور سوگواری کو تا بروز قیامت

اور قید حیات اپنی اپنی تمام کروگے اور یہ ماتم ایسا نہین کہ جسکی حد و پایان ہو لیکن مین کسی بادشاہ کا نامہ لیکر آیا ہون اگر ہوسکے تو میری
اطلاع بجناب امیر حمزہ صاحبقران کر کے مجھے حضور تک پہونچا دو پہلوان عادی یہ حال سُنکے اُسے ہمراہ لیے بحضور امیر با توقیر گیا اور وہ
نامہ اُسنے اپنی پگڑی سے نکال کے نذر سلطان نامور گذرانا صاحبقران دوران نے جو اُس نامہ کو پڑھا تو اسمین بعد حمد و سپاس
یزدان یہ مضمون مندرج تھا کہ کمترین خانہ زادان عبودیت کیش جمشید اور خورشید دخمی بغرض قدمبوس سلطان والاشان حمزہ صاحبقران
نامور گذرانتے ہین کہ ہم دونون بھائی مدت العمر سے مدعا اور تمنائے زیارت اقدام عالی شاہزادہ بدیع الزمان الامرتبت کی اپنے
اپنے دلونمین رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ وائے شومی قسمت ہم لوگون کی کہ شاہزادہ عالم نے ظل عافیت اپنا جمیع شاہان و شہریاران
و فرمانروایان ملک باختر پر ڈالا کرم سبھون کو شرف باسلام کیا اور کل باختر مسخر کرکے اپنے قبضہ و تصرف مین لایا مگر حیف صد حیف
کہ ہم دونون بھائی ایسے برگشتہ بخت ہین کہ کیسے آجتک محروم رہے اپنے اِس سر کو قدمون تک نہ پہونچا سکے اِسطرح ہم اپنے نصیبون
سے گلہ کرتے تھے حسب اتفاق ایک روز ہم دونون بھائی مع سات لاکھ سوار دلیران عرصہ کارزار بطریق تفریح طبع سوار ہوکے ایک
صحرا کیطرف جاتے تھے اثنائے راہ مین رہبری طالع بیدار سے شاہزادہ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار سے دوچار ہوا اور بہ سبب
لاعلمی اور ناواقفی کے ہمارے اور شاہزادہ عالم کے نوبت مقابلہ و مجادلہ کی پہونچی اور شاہزادہ عالم نے ہم دونون بھائیون کو مردانہ وار
زیر کرکے واسطے قبول کرنے دین اسلام کے ارشاد فرمایا ہم دونون نے عرض کیا کہ ہم بشرط اس شرط کے مسلمان ہوتے ہین اگر آپ بہادر
تو طلسم دخمہ مراد کو توڑے تو کیا مضائقہ ہم تیرا کلمہ پڑھکے تیرا مذہب اختیار کرین شاہزادہ عالم نے اقرار شکست طلسم کا کیا اُسوقت
ہم دونون کو معلوم ہوا کہ یہ وہی اشجع دوران شاہزادہ بدیع الزمان فرزند سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران کا ہے آخرکار
شاہزادہ نامدار جبکہ اُس طلسم کو فتح کرکے تشریف شریف لایا تو ہم دونون بھائیون نے بصدق دل کلمہ شہادت پڑھ کے
ملت بیضا دین اسلام قبول کیا اور شاہزادہ والاصفات تین شبانہ روز از راہ تفضلات خداوندانہ ہمارے شہر مین رونق افزا رہا
اور ہمسے جو کچھ اطاعت و فرمانبرداری ہوسکی اُسمین اپنے حتی المقدور نہین قاصر ہوے اور خدمت چاکرانہ موجب سعادت دارین و مفاخر
کونین سمجھ کے بجالائے روز چہارم شاہزادہ عالم ہم دونون کو ہمراہ لیکر سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوا تھا اثنائے راہ مین ایک نقابدار
سیاہ پوش دوچار ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان کو بعد مقابلہ و مجادلہ نیزہ و شمشیر بزور کشتی زیر کرکے پکڑ لیگیا روز دوم شاہزادہ
نامدار کا نیزے پر رکھوائے ہمارے پاس بھجوا دیا اور ہم دونون کو پیام دین قبول کرنے کا بھیجا اور کہا کہ اگر تم اپنے دین آبائی
و اجدادی کو اختیار نہ کروگے تو مین تمھارا تمام شہر دخمہ اور تمام مال و اسباب گھر بار تاج و تخت ملک حشمت تباہ و برباد کر دونگا
ہم دونون بھائیون نے بخیال مآل اندیشی اور خونریزی بندگان خدا اور تباہی خلق اللہ کے عاجز و ناچار ہوکے ترین جان بچے بظاہر
بت پرستی اختیار کرلی ہے تب وہ نقابدار ہمارا ملک پھر ہمکو سپرد کر کے اس انتظار مین یہان مقیم ہے کہ جسوقت سلطان والاشان
امیر حمزہ صاحبقران سمت شہر سبائل و بندر جالندریہ کی راہ سے نکلین مین انکے دشمنون سے مقابلہ کرکے شکست دون اور کل اقالیم
ایران اور توران وغیرہ اپنے قبضہ تحت و تصرف مین لاؤن اس باعث سے ہم دونون بھائی زندہ درگور اور مجبور یہان مبتلائے
صدگونہ آفات اپنا خواب و خور حرام جانتے ہین اگر حضور استیصال اس نقابدار سیاہ پوش کا نہین فرمائینگے اور کسی سمت عزیمت فرماکے
تشریف لیجائینگے تو ہم دونون جان نثارون کی رائے ناقص مین تو یہ بات آتی ہے کہ سرزمین ایران و توران مین نام و نشان مسلمانون کا
مثال عنقا ہوجائیگا اور یہ نقابدار کسی اہل اسلام کو زندہ نہ چھوڑیگا سلطان والاقدر عالی مراتب نے جو مضمون عرضداشت
جمشید اور خورشید دخمی کا دریافت کیا تو نہایت درہم و برہم ہوکر چاہا کہ مین خود برائے تعذیر نقابدار سیاہ پوش کے جاؤن ناگاہ
دست راست سے خسرو بلاد ہندوستان گرشاسپ دوران جانشین مسند صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان اپنی جگہ سے
اٹھکر بحضور سلطان صاحبقران ملتمس ہوا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو جاکے اُس نقابدار سیاہ پوش تیرہ انجام کو باندھکر حضور

مین لائے امیر با توقیر نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ابھی خسرو بلاد ہند جاؤ اور اُس بدذات ابلیس صفات نقابدار کو اگر زندہ ہاتھ آئے تو
گرفتار کر لاؤ ورنہ جہنم داخل کر کے پھرو حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم لندھور رخصت ہو کے بیرون بارگاہ نکلا اور گرز گران سنگ
آسمان رنگ پرچہ کوہ ہشت پہلو خوردی مردی مرگ مفاجات سترہ سو من کی ضرب کا ہاتھ مین لیکے اپنے فیل میمون مبارک پر سوار
ہوا اور اپنی طرف تو دونون فرزند دلبند لندھور کے ارشیون پریزاد اور لندھار ابن لندھور اور جیپور شاہ اور جیپال ہندی اور
کوکریان ہندی اور رائے دلیپ وغیرہ تین لاکھ خدمتی اور تلنگے بنسی اور چوہان چندر بنسی رگھوبنسی کچھواہہ سنگھ بھجور راؤ سرمہی
سنہری بیجنی کوکنی شنجرفی لٹپٹی تیبان سرون پر اودراج کے مالے گلون مین اونچی چولی کے انگرکھے پہنے ہوئے دھوتیان کانسی باندھے
کمربند و تین کاندھون پر سپرین پشت پر ترکش کمان کاٹھرے کی تیغے ہر دوار کے سنبھالے النگ النگ ٹھہر گئے تھے تیغے جیغہ مستقلہ
پر تلون مین پڑے ہوا اور بائین طرف عادل شیر دل فاضل شیر دل دونون بھانجے لندھور کے مع بابا ملک ورگوجر ملک وغیرہ کے
تین لاکھ اسی ہزار مرہٹے بائیس بائیس بیلے سرون پر موتیون کے گنتھے ہاتھون مین مالے گلے مین اونچی چولیون کے انگوے دگلے پہنے ماتھی ٹینگے
کمرون مین باندھے گنتھے ہاتھون مین لیے دکھنی گھوڑیان رانون کے تلے دبائے بڑی چمک دمک سے اسطرح سے اور تین ساڑھے تین لاکھ
جوانان شمشیر زن دلاوران تہمتن پوربی کھماچی گجراتی بنگالی وغیرہ نو لاکھ سواران اشجع میدان کارزار کو ہمراہ لیکر بہ تہیہ رزم و پیکار
جانب اُس نقابدار سیاہ پوش کے روانہ ہوئے اور بعد طے مراحل اور قطع منازل جبکہ قریب اُس دو جمے کے پہونچے تو اپنی بارگاہ اور
خیمے ڈیرے استادہ کرا کر فروکش ہوا اور اپنی بارگاہ مین بیٹھکر اپنے عیار داراب کلبہ گیر سے فرمایا کہ تو جا کے نقابدار سیاہ پوش کی خبر
لا کہ وہ کس خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے حسب الحکم خسرو ہندوستان کے داراب کلبہ گیر عیار تبلاش سراغ رسانی نقابدار سیاہ پوش
ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا ایک اس کوہ مین پہونچا اور اُسنے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم الشان وہان اترا ہے اور چار طرف ہزار ہا جوان
شمشیر زن دلاوران فیل افگن سپرین تلوارین کڑے پھرتے ہین داراب کلبہ گیر اپنی ہیئت تبدیل کر کے اندرون لشکر پہونچا تو
وہان دیکھا کہ ایک بارگاہ مخملی استادہ ہے اُسمین بہت سے دنگل اور گریبان چیر رہت بچھی ہین سو سوا سو سردار بڑے بڑے دلیر باادب
بیٹھے ہین اور بیچ مین ایک تخت مرصع کار پر ایک ہودج زرین مغرق بجواہر رکھا ہے اُسپر وہ نقابدار سیاہ پوش بکمال عز و شوکت اجلاس کیے
منعقد ہین اور مصاحبین سے کچھ باتین کر رہا ہے اور سامنے بارگاہ کے ایک فیل مست نہایت زبردست سفید رنگ کہ زنجیر اور انڈو کچھ اُسکے
پانون مین نہین ہے کھلا ہوا کھڑا جھوم رہا ہے برابر اُس ہاتھی کے ایک نیزے پر سر اطہر شاہزادہ بدیع الزمان کا رکھا ہے داراب کلبہ گیر نے
ایک شخص سے پوچھا کہ یہ سر کسکا نیزے پر چڑھا ہے لشکر کے لوگون نے جو سنا کہ یہ پوچھتا ہے کہ یہ سر کسکا ہے ہر چہار طرف سے لینا لینا جانے
دینا کہتے ہوئے بلوہ کر کے دوڑے اور داراب کلبہ گیر کو محاصرہ کر کے پکڑ لیا اور آپس مین بحث و تکرار کر رہے تھے کہ یہ شخص ہمارے لشکر کا
نہین کوئی بیگانہ یہان آ کر وارد ہوا ہے اس عرصہ مین ایک پیادہ نمودار ہوا مگر نہایت بدہیئت اور کریہ منظر داراب کلبہ گیر نے اُسکی
صورت کو دیکھکر پہچانا کہ کوئی عیار ہے اور اُس عیار نابکار نے برابر داراب کے پہونچتے ہی خنجر سے دونون کان داراب کے
کاٹ کے داراب کے ہاتھ پر رکھدیے اور کہا او ناتجربہ کار عیاری سے اور اچھی طرح پر آگاہ ہو کہ یہ سر بدیع الزمان پسر حمزہ کا نیزے
پر رکھا ہے اور مجھکو نعماے سگ دندان کہتے ہین مین نے تو ارادہ کیا تھا کہ تجھے جان سے مار ڈالون مگر فقط اسلیے کہ تو اپنے
مالک سے بھی جا کر خبر کرے تیرے کان کاٹکر تیرے حوالے کر دیے یہ کہکے داراب کلبہ گیر کو اُس بلوائے عام سے نجات دلوا کے
اشارہ کیا کہ اب جدھر تیرا دل چاہے نکلجا کوئی تجھ سے تعرض نہ کریگا داراب عیار اشک ریزان باصد آہ و فغان سمت لشکر
لندھور روانہ ہوا اور بخدمت خسرو بلاد ہند کے ساری سرگذشت بیان کی اور اپنی وصیت کر کے کہ اے شہریار بصد تصدق ہو جائے
غلام کے جانشین غلام کا بیٹا الیاس کو کیجیے گا خنجر اپنے سینہ پر مار کر پشت سے نکل گیا اور داراب عیار زمین پر گر کے دم بھر مثل مرغ
بسمل تڑپا اور جان بحق تسلیم ہوا خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان نے اُسکے مرنیکا نہایت غم و ماتم کر کے بطریق اہل اسلام

بعد غسل وکفن نماز جنازے کی پڑھی اور اُسے دفن کرکے جبکہ ماتم سے فارغ ہوا فرط غم اور غصہ سے بیتاب ہوکے جانب لشکر نقابدار سیاہ پوش مخاطب ہوکر او رمع نولاکھ سوار آمادہ رزم وپیکار برابر لشکر نقابدار کے پہونچکے خیمہ وخرگاہ استادہ کرائے اور اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا یہ خبر لندھور کے آنے کی جو نقابدار سیاہ پوش نے سنی بیساختہ اُسنے حکم دیا کہ ہان رے طبل جنگ بجواد و اور حسب الحکم نقابدار سیاہ پوش کے فوج کفار مین طبل جنگ بید رنگ بجنے لگا خسرو ہند نے بھی حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے اور یہان لشکر لندھور مین بھی طبل جنگ بجا غازیان نامدار و مجاہدان تہور شعار آمادہ رزم وپیکار ہوکر عزیز و اقربا یگانے بیگانے دوست آشنا باہم ملنے لگے اور ایک ایک سے ہم آغوش اور ہمدوش ہوکر کہتے تھے یاردشب حاملہ است فردا چہ زاید اشعار

ببینیم تا کردگار جہان
کرا تاج اقبال بر سر نہد

درین انشکار اچہ دارد نہان
کرا تخت تابوت ور بر کشند

کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید
ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید

جوانان شمشیر زن اور دلیران صف شکن اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھ بھال رہے تھے تلوار وگرز بھالون برچھون کو صیقل معیقلہ کرنے لگے القصہ طرفین کے لشکر نو اپنی اپنی درستی آلات مین مصروف تھے تمام شب دونون طرف طلایہ پھرتے رہے آواز ہوشیار باش بیدار باش کی بلند رہی جب رات آخر ہوئی اور سپیدہ صبح کا ظاہر ہوا آفتاب کی کرن نکلنے لگی

دم صبح چون ترک عالیمقام
برآورد رخشندہ تیغ از نیام

عساکر بنا وردگاہ آمدند
کہ از ہمدگر کینہ خواہ آمدند

برداردن نے جھاڑی جھنڈیان کاٹکر میدان کو ہموار کردیا بیلچہ کار بیلچہ کاری کرکے نکل گئے سقے طرفین سے آبپاشی کرکے گرد وغبار کو بٹھلاتے تھے نقیبون او رچاؤشون نے نکلکے میمنہ ومیسرہ وقلب او رجناح اور ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول جو جو صفین تھین انہین آراستہ وپیراستہ کردین بلیت صدا باز نقارہ آمد برون + کہ گردو دغ ون ست دون ست د دون + مارکیت اور میدانیون نے طرفین سے نکلکے باواز بلند نہیب دی ای مردان بکوشید تا جامہ زنان نپوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + آج کہان ہین رستم وسہراب اور برزو بس کون بہادر ہے کہ آج اس میدان کارزار مین نکلکے مردانہ وار صفحہ گیتئہ روزگار اوراق لیل ونہار سے نام آن بہادرون کا مثل حرف غلط کے مٹادے اور نام اپنے باپ دادے کا روشن کرجائے سپہگری کا فن دکھائے ہزارون آدمی لڑے یگ آگے نہ رہے اور یگ پاپیچھے نہ ہٹ جائے۔ گر گیتون کے بولنے کے ساتھ ہی نکلا کر نقابدار سیاہ پوش صف لشکر سے اپنا گھوڑا جہکا کے باہر نکلا اور سراپا دکھلاتا ہوا ناف میدان مین آکر قائم ہوا اور پکارا کہ ای لشکر خدا پرستان وای زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ ست کہ بیاید بمیدان جنگ ساتھ اُسکے للکارنے کے اسطرف سے ارشیون پریزاد بن خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان اپنے باپ سے اجازت رخصت لیکر بمقابلہ نقابدار آیا اور ہم نگاور ہوا اور جنگ نیزہ بازی مین نقابدار نے نیزہ ارشیون پریزاد کے ہاتھ سے نکالدیا تب ارشیون پریزاد نے حالت غیظ مین ایک ضرب گرز اُسپر ماری نقابدار نے ضرب گرز کو روک کے اپنا گرز برسر ارشیون پریزاد بن لندھور مارا قضاے کار ارشیون پریزاد پر تو گرز نہ پڑا ہاتھی کی مستک پر جو ضرب پڑی تو سر ہاتھی کا پھٹ گیا اور ہاتھی چیخ مارکر خاک وخون مین گرا ارشیون پریزاد بچستی تمام اپنے ہاتھی پر سے زمین پر کود پڑا نقابدار نے جو ارشیون پریزاد کو پیادہ پا دیکھا آپ بھی پیادہ پا ہوکے ارشیون پریزاد سے لپٹ گیا اور بہر کمال زور کشتی کا کرکے ارشیون پریزاد کا لنگر توڑدیا اور کمربند پکڑکے اُٹھا لیا اور زیر کرکے گرفتار کرلیا اور طبل بازگشت بجوادیا ارشیون پریزاد کا گرفتار ہوجانا دیکھکر لندھور نہایت مغموم اور مکدر ہوا نجم بن شہاب اور الیاس ہندی دونون عیارون کو واسطے دریافت حال ارشیون پریزاد کے تعاقب مین روانہ کیا ان دونون عیارون نے نقابدار سیاہ پوش کے دروازہ بارگاہ پر جاکر دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش نے ارشیون پریزاد کو زندانخانہ مین بھیجدیا یہ دونون چاہتے تھے کہ وہان سے پھرین ناگاہ سامنے سے نعمانے سگ زندان عیار اُسکا نمودار ہوا اور اُسنے نجم بن شہاب اور الیاس کو جو دروازہ بارگاہ پر کھڑے تھے بہ نگاہ اولین پہچان کر پوچھنے لگا کہ تم دونون کہان آئے ہو اور کون ہو ایک نے

کہا کہ ہم جو کوئی ہونگے تجھے معلوم ہو جائیگا نعماے سگ دندان چاہتا تھا کہ کہے ان دونوں کو پکڑو ایکبار الیاس ہندی نے خنجر کھینچکے نعماے سگ دندان کے سینہ پر مارا نعماے کا نعماے کے سینہ پر خنجر نہ لگا لیکن ہاتھ نعماے کا زخمی ہو گیا اور الیاس ہندی اور نجم بن شہاب دونوں عیار بہ چستی تمام وہان سے جھمکر نکل گئے یہ شور و غل نقابدار سیاہ پوش نے سنا کہ دونون نعماے سگ دندان عیار کو زخمی کیا اور بھاگے جاتے ہین اسیوقت اپنے مرکب پر سوار ہو کے تعاقب مین نجم بن شہاب الیاس ہندی کے چلا الیاس ہندی نقابدار کے خوف سے افتان و خیزان بھاگتا ہوا جب کہین اُسنے اپنا مفر نہ دیکھا تو لندھور کی بارگاہ مین آیا اور جلدی سے لندھور کے تخت کے نیچے جاکے چھپکر بیٹھ رہا نقابدار جو گھوڑا اُٹھائے بکٹٹ پیچھے الیاس کے آتا تھا اُسنے دور سے جو دیکھا کہ وہ عیار اِس بارگاہ مین گھس گیا ہی نقابدار سیاہ پوش بھی بیجھوٹ و خطر اندرون بارگاہ لندھور آیا اور باواز بلند کہنے لگا کہ وہ عیار کہان آکے چھپ رہا جو میرے لشکر مین جاکے میرے عیار کا ہاتھ زخمی کر کے ابھی یہان بھاگ کر آیا ہی لندھور نے کہا ای نقابدار تیرے عیار نے بے جرم اور بے واسطے میرے عیار کے کان قلم کر ڈالے اور وہ عیار اِس غیرت مین خنجر مارکے مر گیا مین نے تجھ سے کچھ نہ کہا عیار عیار اپنے باہم سمجھ لین ہمین انکے مقدمات مین دخل دینا اور نہ تجھے لازم ہی کہ مداخلت کرے اور یہ کہکے خسرو بلاد ہندوستان نے اِس ملائمت سے گفتگو کر کے پوچھا کہ ای بہادر ہمارا اور تیرے سبب دشمنی اور عداوت کا کیا ہی نقابدار نے یہ بات سنکے نقاب اپنے منھ سے اُٹھا دی تو لندھور نے چہرہ اُسکا دیکھ کے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ شخص آشنا صورت ہی بعد اسکے نقابدار سے کہا کہ ہان مجھے کچھ خیال سا آتا ہی کہ مین نے تجھے کہین دیکھا ہی نقابدار پھر وہی نقاب اپنے منھ پر ڈال کے لندھور کی بارگاہ سے باہر نکلا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے بارگاہ مین آیا اور پھر اُسیطرح سے حکم دیا کہ کہدو میرے لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم نقابدار لشکر نقابدار مین طبل جنگ بجا یہ خبر سنکے خسرو بلاد ہندوستان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجاؤ چنانچہ دونون لشکرونکی صداے کوس حربی اور نعرہ ہاے رزمی سے گوش گردون کر ہوتے تھے اور بدستور معمول قدیم طرفین سے طلاے پھرتے تھے اور تمام رات بڑی جاگ اور چہل پہل رہی روز دوم صبحگاہ فوج سیاہ جانبین سے نکلکر سمت وعدہ گاہ مصاف اگر قائم ہوئی اور صف آرائیان ہوئین نقیب و چاؤش بعد درستی صفون کے کنارے ہوئے گرگینون نے میدان مین نکلکر گرز کا سنانا شروع کیا دفعۃً دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش اپنے لشکر سے گھوڑا چمکا کے ناف میدان مین آیا اور باواز بلند یہ کہنے لگا کہ ای خسرو بلاد ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان جوانان شمشیر زن و بہادران صف شکن ہلاک کرانا کچھ ضرور نہین آج مجھے یہ منظور ہی کہ میرے تیرے سر میدان تصفیہ ہو جاے ہر روز کا بکھیڑا اُٹھا دون اپنا سر ابا دکھلا کے مبارز طلب ہوا ساتھ ہی نقابدار کی نہیب دینے کے خسرو بلاد ہند لندھور بن سعدان بھی اپنے فیل میمون مبارک کو کج مار کر اُسکے مقابلہ مین پہونچا اور بعد گفتگوے زبانی دونون نیزہ بازی مین مشغول ہوے جب نیزے دونون کے خلال ہوے اُسوقت لندھور نے گرز پر ہاتھ ڈالا نقابدار سیاہ پوش نے اپنا گرز اراب پر سے اُٹھا لیا اور دونون باہم جنگ گرز مین ہمہ تن مصروف ہوے لندھور نے کئی ضرب اُس اپنے گرز ہفت صد من کی کہ نام جسکا خوردی مردی مرگ مغلجات تھا بقوت تمام نقابدار سیاہ پوش کے سر پر لگائین مگر نقابدار سیاہ پوش کو کچھ تاثیر نہین معلوم ہوتی تھی انتہا یہ کہ تا غروب آفتاب لندھور نے بہزار خرابی و دشواری میداندار ی کی جبکہ وقت شام کا ہوا تو نقابدار نے یہ کہکے کہ ای لندھور روز دیگر ہے جنگ رہی شب بجہت آسایش ہی اپنے لشکر مین طبل بازگشت بجوا کر گرز بازی سے دستکش ہوا لندھور بھی طبل آسایش کا بجانا غنیمت جانکر میدان رزم سے پھرا اور اپنی بارگاہ مین آکے ایک عرضی بخدمت سلطان الاقدر عالی منزلت بدین مضمون کہ یا امیر حمزہ باتوقیر یہ نقابدار سیاہ پوش نہایت زبردست ہی مین کسی صورت سے اسکا حریف نہین ہو سکتا ساعت ساعت اسکو اپنے اوپر غالب اور آپکو مغلوب پاتا ہون اِس بات سے میرے دل مین ہم ادھر شک گذرتا ہی عجب نہین یہ نقابدار کوئی ساحر غدار ہی اور زور سحر یہ رزم و پیکار کرتا ہو مین نے اطلاع عرض کر دیا آگے آپکو اختیار ہی لکھکر دی اور بسبب کسل کسی اعضا کے کہ جنگ نقابدار مین

تمام جسم ہاتھ پانوں شل تھے اپنے پلنگ پر غافل ہوکر سو رہا وہان نقابدار سیاہ پوش جو اپنی بارگاہ مین جاکر مجعاسب تعزین اور
مصاحبین اور سردارون سے کہا کہ یہ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان آفت ناگہان و بلاے بید رمان و اقعی مرد زبردست
اشجع دوران ہے جو ضرب گرز کی اُسکے مجھپر پڑی تھی مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک پہاڑ آن گرا اگر مین طلسم بستہ نہوتا تو بلاشک و ریب
لندھور کے ہاتھ سے مارا جاتا آج کسی صورت سے جانبر نہوتا اور مجھے یقین ہوگیا کہ مین کسی طرح اسپر غالب نہوسکونگا یہ کہکر اپنے عیار
نعماے سگ دندان کو طلب کیا اور اُس سے کہا کہ اگر تو کسی عیاری سے جاکر لندھور کو چرا لاے تو مین تجھے دولت دنیا سے مستغنی اور
مالا مال کرکے رتبہ مرتبہ تیرا اوج افلاک پر پہونچا دون اُس نعماے سگ دندان عیار برادر شیطان نے کہا کہ ابھی مین جاکے لندھور کو
لیے آتا ہون یہ کہکے وہ بدذات عیار سمت لشکر لندھور روانہ ہوا آدھی رات کا عمل تھا کہ جسوقت یہ عیار پشت بارگاہ پر لندھور
کی جاکے پہونچا اُسنے تیرگی شب مین یہ جستی تمام دو میخین بارگاہ کی اُکھاڑین اور ادھر اُدھر خوب سا دیکھکر اندرون بارگاہ گھسا تو دیکھا
اُسنے کہ خواص خدمتگار جہان تہان غافل پڑے سوتے ہین اور لندھور بھی اپنے پلنگ پر عالم خواب مین پڑا ہے جلدی سے کُپّہ عیاری مین سے ایک
ڈبکی دارو بیہوشی رکھکر لندھور کی ناک کے پاس لیگیا جسوقت کہ لندھور نے دم اوپر کو کھینچا وہ تمام بیہوشی دماغ مین پہونچ گئی
لندھور کو چھینک آئی اُس نالائق نے جانا کہ اب لندھور بیہوش ہوگیا جھٹ پٹ ڈال چادر عیاری باندہ پشتارا لندھور کا دوش پر اپنے
رکھکر جس راہ سے بارگاہ مین آیا تھا اُسیطرف سے باہر نکلکر اُفتان و خیزان دو گھڑی رات رہے اپنے لشکر مین پہونچا اور نقابدار سیاہ پوش
کے سامنے لندھور کے پشتارے کو کھولکر رکھدیا نقابدار نے دیکھتے ہی چاہا تھا کہ لندھور کو جلادون کے حوالہ کرکے حکم قتل کا کرے مگر مشتری
قمر بہین جو وزیر اعظم و مشیر المعظم نقابدار کا وہان حاضر تھا اُسنے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ حمزہ صاحب اسم اعظم ہے اور خانہ زاد یقین کلی کرتا
ہے کہ وہ اعانت و امداد کو لندھور کی عنقریب آتا ہوگا اگر اے شہریار تو خسرو بلاد ہند کو کہ جانشین مسند حمزہ مشہور و معروف ہے قتل
کریگا تو غلام کی راے ناقص مین تامل کار خوب نہین لہذا ابھی صلاح وقت اور مقتضاے فراست نہین جو اُسے قتل کرے انسب یہ کہ
لندھور کو مطوق اور مسلسل کرکے قید رکھیے آیندہ پھر جیسا ہوگا سمجھ لیا جائیگا نقابدار نے یہ مشورہ وزیر کا بہت پسند کرکے لندھور کو
زندانخانہ مین بھیجدیا اور بقید شدید رکھا اسی وقت صبح کا ہوا اور لندھور کے گم ہوجانیکی خبر جو لندھور کے لشکر مین ہوئی تو عجب طرح کا
تلاطم تھا سردارون نے ایک سوار کو واسطے اطلاع اس حال کے بحضور صاحبقران روانہ کیا اور اُس سوار نے آکے صاحبقران و دوران کے روبرو
ساری سرگذشت بیان کی امیر با توقیر کو قبل از آنے اُس سوار کے وہ عرضی جو بقید نہ کمک مطفئہ سحر و ساحری نسبت نقابدار کے لندھور
نے لکھی تھی ملاحظہ فرماکے تشویش و تردد لاحق تھا اب بانی اس سوار کے حال گم ہوجانیکا لندھور کے سُنکے نہایت پریشان خاطر ہوے
اور فرمایا کہ ہان ہمارا خیمہ سمت و خمہ مراد لیجاو حسب الحکم انتظام امیر عالیمقام اُس روز تویل عادیان پور شداد بن پہلوان عادی بارگاہ
سلیمانی او پیش خیمہ لیکر آگے گیا روز دوم سلطان و الاحسان امیر حمزہ صاحبقران نے بھی مع تاجدار اور پانچسو پچین گرد اور گردن کشون
کے سوار ہوکے کوچ در کوچ بعد طے مراحل و قطع منازل و خمہ مراد مین نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا اُسوقت نقابدار سیاہ پوش
حال تشریف آوری سلطان با اقبال کا سُنکے بیساختہ اپنے مرکب پر سوار ہوکے جانب بارگاہ سلیمانی چلا امیر حمزہ صاحبقران نے جو سنا کہ
نقابدار سیاہ پوش یہان آتا ہے چند سردارون کو اُسکے استقبال کے واسطے بھیجا اور وہ سردار نقابدار کو استقبال کرکے بارگاہ سلیمانی
مین لاے سلطان صاحبقران نے بکمال عزت اور توقیر نقابدار کو کرسی مرحمت کی اور اشارہ بیٹھنے کا کیا جب نقابدار بیٹھا اور ایک
جام شراب نوش کیے تو اس حالت مین نقابدار نے نقاب اپنے منہ سے اُٹھاکے کہا کہ اے حمزہ صاحبقران میرا فرامرز بن قارن عدنی
نام ہے اور خون اپنے باپ قارن عدنی کا میرے دل مین جوش مارتا ہے باوصف اسکے کہ تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہے مگر مین عوض لینے
باپ کے خون کا تجھ سے نہین چاہتا مگر اس شرط سے کہ تو ملک باختر کی تسخیر سے دست بردار ہوکر ابھی ایران کو کوچ کرجا اور یہ تمام ملک
مجھے واگذاشت کردے سواے اسکے ایک مژدہ جانبخش اور تجھے مین دیتا ہون کہ شاہزادہ بدیع الزمان مارا نہین گیا زندہ

وسالم موجود ہے اگر تو میرے کہنے کو قبول کرے تو مین بدیع الزمان کو ابھی بلوا کے تیرے سامنے بٹھلا دون سلطان صاحبقران نے
یہ حال سنکر فرمایا کہ اے بہادر اگر تو کفر و کافری ترک کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کرے تو نصف مملکت مین کل باختر تجھے تفویض
کر دون اور جو تو ترک کفر کافری کرکے کلمۂ شہادت نہ پڑھیگا تو نقد جان اپنے ہاتھ سے بہ شکل قارن مفت رائگان کریگا قہرمان بن
قارن یہ کلام سلطان عالیمقام کا سنکے ہنسا اور کہنے لگا کہ اے حمزہ مین ایک مدت سے سنا کرتا ہون کہ تیری پہلوانی اور صاحبقرانی
کا تیری قاف سے تا قاف شہرہ ہے ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے وہ سب مٹ جائے خیر کیا مضائقہ یہ کہکے ہاتھ اپنا ران پر مارکے اٹھ کھڑا ہوا
اور بارگاہ سلیمانی سے باہر نکلکر مرکب پر سوار ہوکے اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور اپنی بارگاہ مین آکر طبل جنگ بجوا دیا اشعار

برآمد ز نقارہ اش این صدا	کہ آمد اجل بر شماے شما
بدوزخ بود جائے کافر مدام	بحق محمد علیہ السلام

یہ خبر سنکے نامیان خیبری و میان خیبری سرہنگ مصری و شہاب لنگری بارگاہ سلیمانی مین آئے اور زمین ادب کو بوسہ دیکر
اور بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی پکارے سرور عالم کی عمر دراز لشکر نقابدار سیاہ پوش مین طبل جنگ بجا وہ نقابدار کل معرکہ آرائے
میدان کارزار ہوگا سلطان عالیمقام نے بمجرد سننے اس کلمہ کے فرمایا شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب * ہرچہ آید بر سر من یا نصیب
جو کچھ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے بروز دیوان قضا کلک قدرت سے اپنے صفحۂ ناصیہ پر ترقیم کر دیا ہے وہی ظہور مین آئیگا اسمین فکر اور
تردد کرنا محض جہالت و نادانی ہے کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم کے مہر اوج عیاری
و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے نقار خانۂ سلیمانی مین جاکر ابلاغ حکم کیا کیا چلنی قلابہ چلنی
داروغہ نقار خانہ نے اٹھکر دو اشرفیان عمرو کو نذر دین عمرو نے طبل سکندری پر چوب ماری کوس دارا شہنا اور دہل جمشیدی اور
جھانجھ کیومرثی اور بوق افراسیابی بارہ سو جوڑیان نوازش مین آئین صدائے کوس حربی اور نعرہ ہائے ہاژمی سے زمین متحرک آسمان
متزلزل نظر آنے لگا غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار آمادۂ مرگ و مہیائے قتل ہوکر سیکڑون سمت صحرا ہزارون لب دریا اور
کتنے اپنے خیمہ ڈیرے پانون مین غسل کرکے پوشاکین نفیس اور پاکیزہ پہن کے سجادے بچھا رو بقبلہ بیٹھے تسبیح صد دانہ اشک کو تار نظر مین
پروکے حضور قلب و خلوص نیت سے مستدعی و ملتجی تھے کہ اے رب جلیل کل صبح کو وعدہ گاہ مصاف مین امتحان قوم اشراف و ذرّیہ
اجلاف کا بزبان نیزہ و خنجر اور دم تیغ اور گواہی کلمۂ عمود نظر آئیگا اور جوہر عالی نسبی اور والا دودمانی کا دلیران نامور کے عیان اور
آشکار ہوگا لہذا ہم بہ تمنائے شہادت دست بدعا ہین کہ صدقہ تیری وحدانیت کا ایک قدم ہمارا آگے سے پیچھے کو نہ ہٹے اور بہتر خون
کے اور برچھیان زخم کی جسم پر ڈالے بخلعت شہادت مخلع ہوکے آقائے ولی نعمت کے روبرو سرخرو ہون اور دنیا مین نام اپنے باپ دادے
کا روشن کرکے اولاد کیواسطے باعث ازدیاد حرمت اور آبرو کا کر جائین لاکھون شجاعان صف شکن اور دلیران شمشیر زن اپنے اپنے آلات
حرب کو دیکھتے سنبھالتے تھے کمیابی سلاح کی اسدرجہ ہوگئی تھی کہ ایک ایک تیغہ آبدار اور نیمچہ جوہردار کے دستیاب ہونیکے لیے اکثر
نقد جان دینے کو موجود تھے اور سپرون کو بہادران جنگ دیدہ تیلیان اپنی آنکھون کی سمجھے اکثر پشت پناہ اپنا گردان کے ظفر تکیہ
بنائے بیٹھے تھے کمانون کو باغی ابرو کا جانکر سرون پر چڑھاے اور کمندون کو قریب رشتہ جان جانتے تھے ایک ایک زرہ پر سو سو
جوان چشم بر دوختہ نظر آتے تھے اور چار آئینوں کے لیے آشنا آشناؤن سے چار چشم ہوکر کہتے تھے یارو جو شئے چاہو حاضر ہے مگر قسم سلاح
سے آج ہمسے کوئی شئے نہ مانگو خنجر زرین قبضہ اور نیزۂ سروبالا کو کوئی ہاتھ سے چھوٹنے نہین دیتا تھا شعر بسکہ گشتہ گرم تر بازار تیغ
جائے میکردند جان ایثار تیغ * لشکر مین چارون طرف چہل پہل اور بڑی ہوشیاری سے طلایہ پھر رہے تھے آواز ہوشیار باش اور
بیدار باش کی بلند تھی قطعہ صبح چون آفتاب نورانی * سر کشید از حجاب ظلمانی * خرمن کفر سوختن بلا * سبزی گلشن
مسلمانی * سرخیل وفاداران مقبل وفادار نے اندرون بارگاہ جاکر پایۂ سعادت صاحبقران کو بوسہ دیا
اسیر بانو قیر نے آنکھ کھولکر پوچھا رات کتنی باقی ہوگی مقبل نے عرض کی کہ نماز کا وقت قریب ہے لشکر مین کمر بندی کی تیاری ہے

صاحبقران دوران نے فرمایا کہ پانی وضو کے لیے طلب کرو فراش آفتابہ سیلابچی لیے حاضر تھا امیر حمزہ عالیمقام نے اٹھکر وضو کیا اور
نماز صبح سے فارغ ہوکر صندوقچہ سلاح کا منگوایا اُسے کھولکر تمام سلاح اپنے جسم اقدس پر آراستہ کیے نظم زحور دی برافرخت آن سرفراز
کرد انا تھاش بودی طرازہ زرہ کش قبائے زرانہ ودبودہ زصنعت گریبائے داؤدبودہ قبضہ تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکے
بارگاہ سلیمانی سے برآمد ہوئے تو دیکھا کہ فدمین پوانہ اشقر دیوزاد کو لیے حاضر ہی اور جتنے ندما اور رفقائے جان نثار اور دلیران
عرصہ کارزار مثلاً شاہ سلیمان فارسی اور مظفر فاریابی اور ابوالمحسن گرد وغیرہ بھی سب اپنے اپنے مرکبون پر سوار سلح اور تکمیل
انتظار مین صاحبقران نامدار کے برآمد ہونیکے کھڑے تھے امیر حمزہ صاحبقران نے اشقر دیوزاد کی پیشانی پر بشفقت بوسہ دیکر
عبال پر ہاتھ ڈالا اور رکاب مین قدم رکھ کے قاش زین پر جلوہ فرما ہوکے چلے جبکہ قریب نقارخانہ بلورین پہونچے تو دیکھا سامنے
عشش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخون پر کھنچ چکا ہی مجرائی تمام حاضر ہین مودب کھڑے ہین پچھلے پہر کی نوبت کی ٹکور لگ رہی ہی
شہنا نواز الثہ بھرے ہین بیاس ایسا کو شہناؤن مین پھونک رہے ہین ایک طرف ہزار بارہ سو سنتے بادلے کی لنگیان تمامی کے لنگوٹے
باندھے قیمتی پگڑیان سرون پر رکھے سلمے ستارون کے جوتے موزے پاؤن مین چڑھائے شکرے بودار جمڑے کے گلاب کیوڑا عرق بہار
بید مشک کے مین بھرے ہوئے ہزار سے کے آگے دہانہ پر چڑھائے آبپاشی اور گوہر فشانی کر رہے ہین ہزار ہا نیچشانے گنگا جمنی اور
رُپہلی سنہری ہاتھون مین بایت ہین کف دست انکی کیا زیبا ہر سر انگشت پر ید بیضا روشن روشنی سے میدان وادی ایمن
قریب ہزار بارہ سو حاجب دربان نجیب خاصی نوبت باشی پیادل مرد ہے چوبدار عصابردار دربان دھوم دھامی پہنے عصے مکلل
بہ زر غرق بجواہر ہاتھون مین لیے ہر سو جھل بہل اہتمام مین سرگرم کار ہین سلطان الاشان امیر حمزہ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سے
اتر کے ایک وکل زمین وہان بچھا تھا اُسپر جاکے متمکن ہوئے ناگاہ اندر سے آواز شہناؤن کی گونسز ہونے لگی اور حضرت ظل اللہ
بادشاہ سعد بن قباد کی سواری کی آمد معلوم ہوئی سب مجرائی جو جہان تہان مین بوش گسترہ منتظر برآمد ہونیکے بیٹھے تھے مجرا
بجالاکر اُٹھ کھڑے ہوئے جو پہلوان عادی درگہ سالار لشکر داروغہ دیوانخانہ نے زنبوری پردہ اُٹھایا آگے آگے روشن چوکی والیان
شہنا نواز بیان شہناؤن کو پھونکتیان ڈنکے بجاتیان اور بعد انکے کچھ لالٹین بردانیان کنول بردانیان سورج مکھی الیان تھے والیان بعد
انکے کہاریان برچی طلعتین تخت اُس سلیمان مرتبت کا دوش بدوش لیے نمودار ہوئین پہلوان عادی پکار النصر من اللہ فتح قریب حضرت کو
دیکھا کہ تاج شاہی بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر نماز سے فارغ ہوکر جو اٹھے تو ابھی تک سجدہ گاہ کی مٹی جبین اقدس پر لگی ہوئی ہر
سبحہ ہاتھ مین وظیفہ پڑھتے برآمد ہوئے ہین حمزہ صاحبقران واسطے مجرے کے مردہا پکارا ہے اب علی بادشاہ سلامت شاہ عالم پناہ
سلامت امیر ہاتوبیر حمزہ صاحبقران کشورگیر کا مجرا نگاہ روبرو بادشاہ نے اپنا ہاتھ چھاتی پر رکھکر اشارہ سواری کا کیا سلطان
صاحبقران آداب بجالا کے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور چالیس قدم سر سواری اور صاحبقرانی کے آگے تخت بادشاہی سے بڑھتے
ہوئے یہ شعر پڑھتے ہوئے شعر من آن ستارہ صبحم کہ از کمال ادب ❊ ہمیشہ پیشروی آفتاب میباشم ❊ بعد اُسکے سب مجرائیون کا مجرا
لیتے ہوئے سواری حضرت ظل اللہ کی سمت میدان جنگاہ مثل نسیم سحر روانہ ہوئی ابھی تھوڑی دور سواری نہین پہونچی تھی کہ سمت
چپ سے گرد نمایان ہوئی اور جسوقت وہ گرد پھٹی تو اُسمین سے سات لاکھ عرب ڈاڑھیان ہاتھون مین بانکے عمامے سر پر رکھے اور
عبائین گلے مین پہنے کٹارین کمرون سے لگائے بھالے دوزبانے ہاتھون مین لیے اور رانون کے تلے عربی گھوڑیان چپ و راست اور
آگے آگے مالک اشتر و صاحب نیزہ دو سر غلام نبی اور جاکر حیدر وہان عربی پر سوار مثل شیر نیستانی نیستان کے جنگل مین نمودار ہوا اور
برابر تخت بادشاہی آکے اپنے سوارون کا پرا جماکے گھوڑے کو جھکتے مردہا پکارا شہنشاہ عالم پناہ سلامت مالک اشتر دریا سالار دشت
چپ کا مجرا نگاہ روبرو بادشاہ اسلام نے مالک کا مجرا لیا اور سواری آگے بڑھی سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام نے مالک اشتر
کو مع فوج آتے دیکھکر بیساختہ خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا خیال کرکے اپنے دل مین نہایت مغموم و مکدر ہوا

جی مین کہتے تھے کہ حیف صد حیف آج میرا جانشین لندھور بن سعدان اسیر طلسم کس بلا مین کہان جا کے مبتلا ہو گیا غرض اسی طریق سرداران
سردار ست راستی و ست چپی جو دو چار پیچھے رہ گئے تھے مثلاً سرخیل وفاداران مقبل وفادار ایکطرف سے مع سات ہزار کمانداران
ناوک افگن و دلیران شمشیر زن ملحق ہو کر ایک طرف سے تین لاکھ چوراسی ہزار عیار خنجر گذار قسطوئے زر بفتی پا تابے ستر لاتی پہنے ٹیڑھے
ٹیڑھے تاج سرون پر رکھے چھُریان خنجرون کی کمرون مین بیچے اور گوپھن ہاتھون مین حلقہ ہاے کمند عیاری کلائیون مین لیے
چوتارے چھجے تے شلنگین بھرتے ہمراہ شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ نامدار نمودار ہوئے غرضکہ طول کہانتک دون مختصر یہ کہ سواری
حضرت ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام کی وعدہ گاہ مصاف مین پہونچی اور تبرداروں نے آگے بڑھکے جھاڑی جھنڈی کاٹ کے میدان
کو ہموار کر دیا بیلچہ کار بیلچہ کاری کر کے نکل گئے سقے آبپاشی پر جھکے ہوئے تھے مگر آمد و شد لشکر فراوان اور فوج بے پایان سے انہدام
زمین رعشہ دار اور کثرت گرد و غبار سے کرہ ہوا کرہ خاک آسمان تمام گندلا گندلا نظر آتا تھا الکھو کھا چیلین اور گدھ بہ طمع گوشت
آسمان پر منڈلا رہے تھے جبکہ کثرت آبپاشی سے وہ گرد رفع ہوئی اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے لگا نقیبون نے لشکر میمنہ و میسرہ
قلب و جناح سائقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چودہ صفین بخوبی آراستہ و پیراستہ کردین دونون لشکر مثل اژدہفت سر
منہ کھولے ہوے یا دو دریاے مواج و زخار جوشن زن نظر آتے تھے کوئی کوچہ وہان بجز کوچہ زخم کسی کے خیال مین نہین آتا تھا
اور کہین گوشہ عافیت بجز اپنے گوشہ کمان کے نہین معلوم ہوتا تھا ناگاہ طرفین سے کڑکیتون نے سر میدان نکلکے باواز بلند کہا
ای دلاوران شمشیر زن وای جوانان تہمتن

اشعار

سکندر کہ یک نیمہ آئینہ ساخت — ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد — نداری ز کاوس و دارا بیاد
جگر خون شد از دہر افراسیاب — کہ کشتی اندر زہرہ شیر آب
چو بیژن بچاہ بلا شد ہزار — نماند آن یل برزو نامدار
مگر آن کہ نام شجاعان عصر — نماید بگو تا بفرداے حشر
کدام ست کس آن یل ارجمند — کہ آید بمیدان تیغ و کمند
باحوال جم جاے عبرت نگوست — نشانی نہ از کاسہ مغز اوست
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ — کہ بشکست چون فرق کسر ابنگ
فریدون خدا وند اکلیل و تخت — ز دنیا بنا چار بربست رخت
بخاک سیہ فرق رستم نگر — کہ در دعوی از گرز او کوہ سر
جہان باکسے پایداری نکرد — بکس این جہان پیشہ یاری نکرد
شجاعت خدا و رسل را پسند — شجاعان دنیا بجنت رسند
دہد جلوہ نام جد و پدر — بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

ایسا کون بہادر اور دلیر شیر دل ہے کہ آج نکلے اس میدان کارزار مین نام اپنے باپ دادے کا روشن کر جاے اور رستم اور سہراب بیژن
اور برزو نامداران پیشین اور پہلوانان زمانہ دیرین کے نامون کو مثل حرف غلط صفحہ عالم سے مٹا دے ساتھ ہی اس کڑکے کے اور
کڑکیتون کے للکارنے کے ہر ایک بہادر کی آنکھون مین نشہ شجاعت سے لال لال ڈورے پڑ گئے قبضون پر تلوارون کے ہاتھ
رکھے برچھیون کو تر چھے کیے منتظر تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر سے کون ہوتا ہے ناگاہ دیکھا کہ اسطرف سے نقابدار سیاہ پوش بکمال جوش و
خروش اپنے مرکب کو جولان کیے ناف لشکر مین آیا اور پکارا کہ ای لشکر خدا پرستان داغ بر دستان کر آرزوے مرگ ست کہ آید بسیتم
جنگ ساتھ ہی اسکے للکارنے کے لشکر فیروزی اثر سے طول مست بربری اجازت لیکر بمقابلہ نقابدار کے گیا اور زخمی ہو کر پھرا
اور سیاہ طرح اور دلاوران نامدار اجازت حضرت سلطان الاقدر عالی مرتبت سے لے لیکر میدان جنگ مین بمقابلہ نقابدار کے گیا اور ایک
ضرب نقابدار سے زخمی و مجروح ہو کر پھرے اسی وقت شام کا ہو گیا اور نقابدار نے طبل بازگشت بجوا دیا طبل آسایش کی آواز سنکر
دونون لشکرون نے میدان رزم سے مراجعت کی نقابدار مع اپنی فوج کفار کے اپنی بارگاہ مین گیا اور سلطان والا شان بارگاہ
سلیمانی مین آکر داخل ہوئے رات کو پھر طبل جنگ بجوا دیا اور صبح کو دونون لشکر بدستور میدان رزم مین آکر قائم ہوئے اور
بعد تیاری میدان و صفوف آرائی نقابدار سیاہ پوش اپنے کرگدن پر سوار ہو کے میدان جنگ مین نکلا اور مبارز طلب ہوا
ناگاہ لشکر اسلام مین نقارے گرجنے لگے اور علمدارون نے علمون کو جلوہ گر کیا اور تمام وضیع و شریف دونون لشکرون کے دیکھتے تھے شجاعا

بمیدان خرامید صاحبقران	سمند بر براد و در زیر ران	چو در خانهٔ زین نشست آفتاب	روان گشت فتح و ظفر ہم رکاب

یعنی سلطان بشر احتشام امیر حمزہ عالیمقام عنان اشہب تیز گام اشقر دیوزاد کو جانب میدان منعطف کرکے برابر تخت بادشاہ لشکر اسلام
کے آئے اور اجازت رزم حضرت ظل اللہ سے لیکر اس نیت پر کہ آج اس نقابدار کو زندہ گرفتار کرلاؤنگا بمقابلہ نقابدار سیاہ پوش
تشریف فرما ہوئے نقابدار نے سلطان جم اقتدار امیر حمزہ صاحبقران نامدار کو بمقابلہ دیکھکر کہا ای حمزہ لا ضرب امیر با توقیر نے
فرمایا کہ تجھے خوب معلوم ہے کہ ہمارے یہاں کا یہ طریق نہیں کہ کوئی ادنی پیادہ بھی فوج اسلام کا حریف پر پیشدستی کرے پس
تو اپنے دل کی حسرت بر لا جب جناب احدیت تیری ضرب سے مجھے محفوظ رکھیگا تو پھر جو مجھ سے ہوسکیگا کرونگا نقابدار نے
ہنسکے کہا مثل ہے کہ وہ جو پہلے مارے سوچ کر سنبے شیر کیا ہارے ❊ اور یہ کہکر گرز بر سر سلطان عالیمقدار امیر والا توقیر نے بھی عرائے
برسے گرز اٹھا کر اسکے گرز کو روکا اور پھر یہ کہکے شعر تو فرمایے ردی ضرب من نوش کن ❊ ہمہ شادی از دل فراموش کن ❊ ضرب
گرز کی امیر ماری نقابدار سیاہ پوش کا یہ حال تھا کہ چار طرف تن گرد کا اٹھا مع کر گردن گرد میں چھپ گیا تھا پلک سے پلک
جھپک گئی جھپکی کا دو دو زبان بر لذت دے گیا تھا گرز ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑا گردن کی کمر ٹوٹ گئی تھی بے بیادہ یا حالت
غش میں زمین پر پہنچ گیا تھا نقابدار کی فوج کے لوگ دوڑ پڑے اور مشکوں سے آبپاشی کرکے جب اس گرد کو دفع کیا اور چھینٹے پانی کے
نقابدار کے منہ پر اور دماغ پر پڑے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو دماغ میں پہونچی تو اسکی آنکھ کھل گئی اور ایکبار غیظ و طیش میں ڈوبکر
چاہتا تھا کہ اشقر دیوزاد سے لپٹ جائے اور اسطرف اشقر دیوزاد کنوتیاں اپنی کھڑی کرکے اس نیت پر کہ نقابدار کو پکڑ کے
چباؤں گرم ہو کر چلا کہ امیر حمزہ صاحبقران اشقر دیوزاد کو روک کر کود پڑے اور نقابدار سے باہم زور کشتی کا ہونے لگا تا غروب
آفتاب طرفین سے خوب زور کشمکش کا رہا بیت ہوئے جبکہ بر تو فگن سنگ سرخ ❊ شفق سے ہوا شام کا رنگ سرخ ❊ نقابدار
سیاہ پوش نے کہا کہ یا امیر حمزہ صاحبقران روز برائے جنگ و شب برائے آسایش اب میرے اور تیرے کل تصفیہ ہوجائیگا
امیر نے کہا پھر کل پر کیا منحصر ہے رات اور دن دونوں برابر ہیں نقابدار نے کہا یہ کیا ضرور ہیں بوعدہ فردا اقرار کرتا ہوں کہ کل آئی
میدان رزم و جنگ میں تجھ سے پھر کشتی لڑونگا اور جو میں تجھے زیر کرکے پکڑ لیجاؤں تو جو چاہوں وہ تیرے حق میں کروں اور اگر
تو مجھے زیر کرکے گرفتار کرے تجھے اختیار ہے جو چاہے سو میرے حق میں کرے یہ کہکے اور مرکب طلب کرکے سوار ہوا اور مع اپنے
لشکر کے اپنے خیمہ کو چلا گیا امیر حمزہ صاحبقران دوران نے بھی لاعلاج ہوکر مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی میں آکے داخل ہوئے
جتنے شاہ اور شہریار زادے اور سرداران دست راستی اور دست چپی تھے سب کے سب نے اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے اسوقت
سلطان صاحبقران جانب شاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ یا حضرت میں نے اپنی یاد میں مثل
نظیر اس فرامرز یعنی نقابدار سیاہ پوش کے کوئی پہلوان اور دلیر نہیں دیکھا دیکھئے تو یوں ہے کہ یہ آفت ناگہان و بلائے بیدرمان ہے
دیکھیے کل سر میدان بوقت مقابلہ و مجادلہ میرے اسکے کیا معاملہ درپیش ہو غرض یہاں تو یہ گفتگو درپیش تھی وہاں فرامرز بن
قارن عدنی نقابدار سیاہ پوش جو وعدہ گاہ مصاف سے پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا تو بہلول اور شاہ صفا مغربی وغیرہ اپنے
پہلوانوں اور سرداروں کی جانب مخاطب ہوکر کہا ای یاروں میں لشکر اسلام میں فقط تین شخصوں سے ہمیشہ اندیشناک اور خائف رہتا
ہوں اول تو امیر حمزہ سے دوم بدیع الزمان پسر حمزہ سے سوم لندھور سے میرے جی میں بڑا کھٹکا اور وسواس ہی پہلوانوں نے
جواب دیا کہ لندھور اور بدیع الزمان تو تیرے پاس قید میں فقط حمزہ باقی ہے سو اسے بھی آج تو نعمائے سگ دندان کو بھیجکر
پکڑ منگوائیے تاکہ تیرے دل سے یہ کھٹکا نکل جائے فرامرز بن قارن عدنی نے کہا خوب تمنے کہا اس سے بہتر کوئی صلاح نہیں اور
نعمائے سگ دندان اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ ہاں حمزہ صاحبقران کو جاکے پکڑ لا نعمائے سگ دندان نے کہا بہت خوب
اور یہ کہکے وہ بدذات واسطے گرفتار کرلانے امیر حمزہ عالیمقام کے چلا

تتمہ داستان حیرت بیان زمزمہ جادو کا کیخسر وفرخ لقا اپنے بھائی کے ہاتھ سے مارا جانا اور شاہزادہ بدیع الزمان کا رہائی پاکر سمت لشکر تشریف لانا

بہلول جو سردار لشکر نقابدار سیاہ پوش ہے اُسکی ایک بیٹی کہ نام اُسکا زمزمہ جادو نہایت زبردست ساحرہ سحر و ساحری مین وحید عصر ہے اُس بدکردار نے فرامرز بن قارن عدنی یعنی نقابدار سیاہ پوش پر شیفتہ اور فریفتہ ہوکر ایک طلسم بزور سحر باندھ دیا ہے کہ بسبب اُس طلسم کے کوئی شخص کیسا ہی فیل زور اور شیر دل زبردست ہو فرامرز بن قارن عدنی پر غالب نہین ہو سکتا کوئی حربہ کسی کا اُسپر اثر نہین کرتا ہے اور زمزمہ جادو نے معنبر کوہ جو قرب وجوار مین اُسی دخمہ مراد کے ہے وہان ایک باغ دلکشا نہایت دلچسپ و پرفضا بنا رکھا ہے بیشتر اُسی باغ مین رہا کرتی ہے جبکہ وہ زمزمہ جادو شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ بدیع الزمان بن امیر حمزہ صاحبقران گردن لشکر شکن کو بزور سحر و نیرنگ پکڑ لیگئی تو بہلول کا ایک بیٹا نہایت صاحب حُسن وجمال اور ذیہوش اور صاحب فراست کہ نام اُسکا کیخسر وفرخ لقا اور زمزمہ جادو کا حقیقی بھائی ہے اُسنے زمزمہ جادو سے پوچھا کہ تو کہان گئی تھی اور اسقدر جو سراسیمہ عرق عرق تربتر کہان سے آتی ہے زمزمہ جادو نے کہا کہ مین دخمہ مراد کی جانب گئی تھی وہان سے شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران کو محصور کرکے پکڑ لائی ہون اُسے معنبر کوہ مین عقابین پر چڑھا دیا ہے یہ حال سُنکے کیخسر وفرخ لقا کو کمال اشتیاق شاہزادہ بدیع الزمان کے دیکھنے کا ہوا اور اُسنے زمزمہ جادو سے کہا کہ ذرا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلکے پسر امیر حمزہ صاحبقران کو دکھلا دے دیکھون اِن خداپرستون کی کیسی شکل اور کیا وضع ہوتی ہے چونکہ یہ زمزمہ جادو اپنے بھائی پر مرتی تھی یعنی کیخسر وفرخ لقا پر راغب اور ازراہ فاجرین چاہتی تھی اُس سے ہمصحبت ہو مگر کیخسر وفرخ لقا انکار کرتا تھا اور ہمیشہ لیت ولعل مین حیلہ وبہانہ کرکے ٹالے جاتا تھا آج جو کیخسر وفرخ لقا نے سوال شاہزادہ بدیع الزمان با اقبال کے دکھلانے کا اُس سے کیا تو یہ نہایت خوش ہوکر کہنے لگی کہ ابھی چل اُسکو دیکھ لے میرے ہمراہ گلگشت باغ بھی کرنا یہ کہکے زمزمہ جادو کیخسر وفرخ لقا کو اُس عقابین کے نیچے لیگئی اور شاہزادہ بدیع الزمان کو کہ محصور سحر محض بیدست وپا عاجز و مجبور بیٹھا تھا دور سے اسے دکھلا دیا کیخسر وفرخ لقا کو دیکھتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان سے ایک محبت بدل پیدا ہوئی اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر دنیا مین کوئی شخص غلامی اور نعلین برداری یا ملازمت اور خدمت کسی کی کرے تو ایسی آسمان صولت عرش اقتدار شاہزادہ بدیع الزمان کی کرے غرض یہ جگر ازبسکہ محبت مین شاہزادہ والا مرتبت کی نہایت بیتاب ہوا تو نظر بکریم کارساز کرکے چاہا کہ کسی صورت سے شاہزادہ بدیع الزمان کو پھانسی سے نجات دلوا دون اور اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری مین سعادت کونین و افتخار دارین حاصل کرون بعد لمحہ کے تبسم کنان زمزمہ جادو سے کہنے لگا کہ تم نے تو ہمارا کہنا کر دیا تمہاری خوشنودی خاطر کے واسطے اب تمہارے ساتھ چلکے گلگشت باغ بھی کرینگے زمزمہ جادو زیادہ تر شادان وخندان ہوکر کیخسر وفرخ لقا کے ساتھ ساتھ باغ مین آئی اور بطرز رندانہ و معشوقانہ باتین کرتی اٹکھیلیون سے سیر باغ کرکے ایک بارہ دری مین مع کیخسر وفرخ لقا آکر بیٹھی اور گلابیان شراب کی اور پیالے لاکے مصروف بادہ خواری ہوئی کیخسر وفرخ لقا نے فرصت وقت کو غنیمت جانکر تھوڑا سا زہر ہلاہل ایک پیالے مین شراب کے ملا کے اپنے مُنہ سے لگا لیا اور جھوٹ موٹ مُنہ بنا کے کہنے لگا اُف کسقدر یہ شراب تیز اور تلخ ہے کہ قطرہ اسکا پیا نہین جاتا یہ کہکے چاہتا تھا کہ شراب کو زمین پر پھینکدے زمزمہ جادو نے جلدی سے کیخسرو کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ یہ شراب مین پیونگی لا مجھے دے پھینک نہین سبب مجھے تیری جھوٹی شراب کہان میسر تھی کیخسر وفرخ لقا نے بظاہر نہین نہین کرکے وہ پیالہ شراب کا زمزمہ جادو کے حوالے کردیا وہ ملعونہ ازبسکہ راغب اور طالب اُسکی تھی بیساختہ وہ پیالہ شراب کا کیخسر وفرخ لقا کے ہاتھ سے لیکر غٹ غٹ پی گئی اور پیتے کے ساتھ ہی ہائے کرکے لوٹ گئی اور بطرفۃ العین تمام پیٹ اُسکا شق ہوگیا اور جہنم واصل ہوئی فوراً ایک تاریکی آسمان پر چھا گئی پھر آوازین مہیب پیدا ہوئین بعد دم بھر کے جبکہ وہ تاریکی دفع ہوئی تو کیخسر وفرخ لقا نے اُس ملعونہ کی ٹانگ پکڑ کے ایک غار مین ڈالدیا اور بسرعت تمام بہ رہائی شاہزادہ عالیمقام

اُس غار کی طرف چلا بیان جسوقت زمزمہ جادو ملعونہ فی النار و الستقر ہوئی اُسیوقت تمام علامت سحر شاہزادہ بدیع الزمان برسے دور ہوگئی عقابین بھی پرزے پرزے ہوکر اڑگیا تھا شاہزادہ بدیع الزمان عالم تحیر مین ششدر ایک مقام پر کھڑا تھا ناگاہ سامنے سے کنجسر و فرخ لقا آکر اقدام اقدس سے شاہزادہ نامور کے لپٹ گیا اور سارا حال زمزمہ جادو کے مار ڈالنے کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کنجسر و فرخ لقا کو قدمون سے اُٹھا کے سر اُسکا اپنی چھاتی سے لگا لیا اور بہت سا پیار کرکے فرمایا مصرعہ جزاک اللہ فی الدارین خیرا۔ اور کنجسر و فرخ لقا کو اپنی زبان مبارک سے بھائی کہا پس کنجسیر و شاہزادہ عالیمقام کو شہر معنبر کوہ مین لایا اور کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہوا اور تمام ساکنان شہر کو مشرف باسلام کیا بعد اسکے بائیس ہزار سوار دلیران عرصہ کارزار کی جمعیت سے شاہزادہ بدیع الزمان کے ہمراہ جانب خیمہ مراد روانہ ہوا

داستان حیرت بیان نعماے سگ دندان کا امیر حمزہ صاحبقران کو چرا لیجانا راستہ مین خواجہ کا دوچار ہوکر نعماے سگ دندان کے خنجر سے پانون کاٹ ڈالنا نقابدار سیاہ پوش کا خواجہ کے پیچھے دوڑنا خواجہ کا ایک کوہ پر چڑھ جانا آخر کو عیارون کا نقابدار کو گرفتار کرنا نقابدار سیاہ پوش کا بعوض سرداران لشکر اسلام رہائی پانا میدان جنگ مین نقابدار کا شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا جانا۔ مخمس

پہلے تھا دخل یہ شہوار ترے کوچے مین
اب ہو مجمع اغیار ترے کوچے مین
کہ صبا کو بھی تھا بار ترے کوچے مین
روز ہر گرمیٔ بازار ترے کوچے مین
تو نے غیرون سے جو کچھ ہمکو دکھایا اچھا کا
اب کہان جائین کدھر جائین بجز ... سوا
ہوگئے بیخود و بیہوش ہم ای ہوش ربا
دیکھکر تجکو قدم اٹھ نہین سکتا اپنا
جمع ہین تیرے خریدار ترے کوچے مین
بنگئے صورت دیوار ترے کوچے مین

تھی محبت بھی تری قہر خدا سخت عذاب
کفر و اسلام ہوا دونون کو گھر نہین نایاب
گو دیا ایک زمانے کو اسی نے بیتاب
دیر ویران ہے حرم ... مین کعبہ ہے خراب
کیا خبر ہے تجھے کس حال مین ہون کیسا ہون
آسمان تک ہے پہنچ مجھکو جو اٹھنا چاہون
جادۂ راہ کہین نقش قدم ہون کیا ہون
پانون پھیلائے زمین پر مین پڑا رہتا ہون
جمع ہین کافر و دیندار ترے کوچے مین
صورت سایۂ دیوار ترے کوچے مین

خاک سے کیسے ہم آغوش پڑے رہتے ہین
شور میکش و بیہوش پڑے رہتے ہین
بیخود و غافل و خاموش پڑے رہتے ہین
روز یان سیکڑون بیہوش پڑے رہتے ہین
آرزو ہے دل بیتاب کی فریاد سنے
پر جو اندیشہ ہے یہ بھی کوئی پہچان نہ لے
کہ ترے کان تلک آواز ہماری پہونچے
پاسبانون کیطرح رات کو بیتابی سے
ہے مگر خانۂ خمار ترے کوچے مین
نالے ہم کرتے ہین ای یار ترے کوچے مین

تھی نہ امید ہمین ایسی فسون سازی کی
ہاے کمبخت نے کیسی خلل اندازی کی
اسنے تو چھوٹتے ہی ہم سے دغابازی کی
روز ہی عشق نے یہ تفرقہ پردازی کی
شکل فرہاد جنون پیشہ و مثل مجنون
دے اجاڑ تو رہون تا بہ قیامت مدفون
خاک برباد کرے میری بہرِ خ و ازدون
آرزو ہے جو مرون بھی تو نہین دفن بھی ہون
ہم ہین زندان مین دل زار ترے کوچے مین
ہے جگہ تھوڑی سی درکار ترے کوچے مین

دوست دشمن ہین سبھی تیری ہر اک بل
... نہین غمگین ہو کہ کوئی خوشدل
خنجر رشک سے ہر ایک ہوا ہے بسمل
گر یہی ہین شیخ ابرو کے اشارے قاتل
بے کہے اور سے کیا ہو وفا کا اظہار
داغ نے آج یہ دیکھا ہے کہ ہو کر ناچار
عار سننے سے تجھے ہر اسے کہنا دشوار
حال دل کہنے کی نا تیغ جو نہین ... بار
آجکل جلتی ہے تلوار ترے کوچے مین
پھینک آتا ہے وہ اشعار ترے کوچے مین

پہلے ذکر لشکر امیر حمزہ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے

کہ جب نعماے سگ دندان برادر شیطان عیار نقابدار کا جو بہ تہیہ گرفتاری امیر با توقیر چلا تو لشکر فیروزی اثر مین پہونچکر اسنے دیکھا شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار تو واسطے طلایہ پھرنے کے مع چند عیاران خنجر گذار بارگاہ سلیمانی سے نکلے جا چکا ہے مگر چند عیار دروازۂ بارگاہ پر نہایت ہوشیار بیٹھے ہین کچھ طلایہ پھرتے ہین اور نعماے سگ دندان دور دور ادہر اُدہر پھرتا پھرتا پشت پر بارگاہ سلیمانی کے چلا تھا کہ اسنے دیکھا ایک فراش ایک مقام پر بیٹھا پیشاب کرتا ہے اسنے اُس سے پوچھا کہ بھائی تم کسکے

نوکر ہو اُسنے جواب دیا کہ مین ملازم سلطانی رجنی فراش بارگاہ سلیمانی کا ہون اسوقت میری نوکری ہی سو واسطے بیٹھا تھا یہان
بیٹھ گیا اب مین جاکر اپنے کار خدمت پر حاضر ہونگا نعماے سگ دندان نے بیساختہ ایک بیضۂ بیہوشی اُسکے منھ پر مارکے اُسے بیہوش
کردیا اور وہین کسی سرابچے کے نیچے اُسکو چھپا کے ایک روغن عیاری ملکے اُسکی صورت آپ بنا اور جلد جلد قدم اُٹھایا بیساختہ داخل
بارگاہ سلیمانی ہوا عیارون نے بسبب اِسکے کہ کہین کچھ کھٹکا کسی عیار کی عیاری کا نہ تھا اور اُس رجنی فراش کو کہ ملازم قدیم تھا
سب پہچانتے بھی تھے اُسے دیکھکر کچھ خیال بھی نہ کیا کہ کون ہے اور اندرون بارگاہ کیون جاتا ہی اور وہ عیار بدذات جو اندر بارگاہ کے گیا تو
اُسنے دیکھا کہ سلطان صاحبقران والا شان آرام فرماتے ہین اور دو چار خواص خاص جہان تہان اپنے کار خدمت مین مشغول ہین یہ تیز دست
گلگیر لیکے شمعونکے گل کترنے لگا اور چپکے چپکے بیہوشی ہر ایک شمع پر رکھتا ہوا اپنی ناک مین ایک دھجی روئی کی دیکر کہین بیٹھ رہا آن واحد
مین ہواے بیہوشی چارطرف منتشر ہوئی تو وہ خواص سب بیہوش ہوکر کوئی کہین سو رہا کوئی کہین گر پڑا نعماے سگ دندان
کہین پُھرتی پاکے برابر پلنگ کے پہونچا اور کنجۂ عیاری مین دارو بیہوشی رکھکے امیر با توقیر کو سنگھائی امیر کو چھینک آئی بیہوش ہوگئے اُس نے
جھٹ پٹ پشتارہ سلطان صاحبقران زمان کا باندھکر وہین ایک صحنچی مین نقب لگائی اور نقب کی راہ سے تھوری دور پر جاکے نکلا
اور پشتارہ بدوش حستین کرتا اپنے لشکر کو چلا اتفاقاً طلایہ پھرتے پھرتے کہین اُدھر سے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ ضمری آتا تھا اُسنے
دور سے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش کسی کا پشتارہ باندھے ہمارے لشکر سے لیے اپنے لشکر کی طرف جاتا ہی عمرو نے کہا باش اے بدذات تو کون
ہے اور اسوقت یہ کیا شی لیے بھاگا جاتا ہی نعماے سگ دندان نے عمرو کی جو آواز سنی پشل برق و باد حستین کرتا جان توڑے بھاگ
قریب اپنے لشکر کے جا پہونچا وہان فرامرز بن قارن عدنی یعنی نقابدار سیاہ پوش آج خود طلایہ اپنے لشکر کا دے رہا تھا اُسنے
جو آواز گیرو بگیر کی سُنی وہ نعماے سگ دندان کی جانب تو مخاطب ہوا عمرو کیطرف اپنے گھوڑے کو گرم نازکر کے چلا عمرو فرامرز کو
اپنی طرف آتے دیکھ کے سوچا کہ بڑے دشمن زبردست کا سامنا ہوگیا خدا خیر کرے بیساختہ ایک جست کرکے نعماے سگ دندان
کے پانون مین خنجر مارا کہ دونون پانون اُسکے قلم ہوگئے وہ تڑپ کر زمین پر گرا اور پشتارہ علحدہ جا پڑا عمرو نے بہ چستی تمام پشتارہ امیر
عالیمقام کا اُٹھا لیا اور جبتک فرامرز بن قارن عدنی پہونچے پہونچے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اُسنے چاہا کہ مین پہاڑ پر چڑھ جاؤن اور
تیر کو ترکش سے نکال اور کمان کو دوش پر سے اُتار کے زہ کوزہ سے ملا تیر کو پرتاب کیا اوپر سے عمرو نے ایک پتھر فلاخن مین رکھکر
سر پر چرخ دیکر جو مارا تو وہ تیر اور پتھر دونون پلٹ کر سمت فرامرز آکر گرے حسب اتفاق اُسی وقت کہین الیاس ہندی جو
عیار خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا تھا اُسنے کسی عیاری سے نقابدار کے لشکر مین جاکے پاسبان کو بیہوش
کیا اور زندانخانہ سے لندھور کو نکال کے پشتارے مین باندھے اپنے لشکر کی سمت آتا تھا جب اُس پہاڑ کے برابر جہان عمرو سے اور
نقابدار سے پتھر اور تیر کی لڑائی ہوتی تھی پہونچا تو الیاس نے بخیال اس آل اندیشی کے کہ اِس نقابدار کا لشکر سامنے ہی اور سب ہوشیار
ہو چکے ہین یہان ٹھہرنا مناسب نہین پشتارہ لندھور کا لیے بارگاہ سلیمانی مین آیا اور لندھور کو جھٹ پٹ پشتارے سے کھولکر
بحضور سلطان سعد بن قباد سارا حال شاہ عیاران عیار کا اور فرامرز بن قارن عدنی کی لڑائی کا بیان کیا یہ حال سُن کے
نظر کردۂ علی عمران صاحب بغدہ گران مہتر قران و مہتر برق فرنگی اور چالاک بن عمرو اور سمک یلطاقی امیر بن عمرو و عندلس بن
عمرو و سیارہ بن عمرو و محمود گلباد خان عراقی کتارہ کابلی خجستہ رائی نسیم بن عمرو وغیرہ عیار خنجر گذار ایکبار خنجر بکف حلقہ ہاے
کمند عیاری اور نیچے ہاتھون مین پکڑے چار طرف سے دوڑ پڑے اور فرامرز بن قارن عدنی کو جاکے محاصرہ کرلیا اور چار طرف
سے پتھر مارنا شروع کیا انتہا یہ کہ پٹ کر جسطرح بنا فرامرز بن قارن عدنی نقابدار سیاہ پوش کو پکڑ لیا اور اُسکی مشکین باندھے
بہزار ذلت وخواری گردنیان دیتے کشان کشان اپنے لشکر مین لائے عمرو بھی پشتارہ لیے بارگاہ سلیمانی مین پہونچا اور پشتارہ
کو جو کھولا تو سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران کو اُسمین بندھا پایا عمرو نے جلدی سے فتیلہ رفع بیہوشی صاحبقران کو دے کر

ہوشیار کیا اور حال نعمائے سنگ دندان عیار کی عیاری کرکے بچانے کا اور اثنائے راہ مین اپنے سے دوچار ہونے اور اُسکے بھاگنے اور نقابدار سیاہ پوش کے آجانے اور خیمہ مین اپنے اور نقابدار کے معرکہ سنگزنی اور تیر افگنی کا من وعن بیان کیا اس عرصہ مین دیکھا کہ افواج کواکب منتشر ہوکر دورہ مغرب مین جا چھپے اور شہرہ اجلاس سیاہ زرین کلاہ آفتاب عالمتاب تخت نیلگون سپہر پر افشاے عالم ہوا یعنی وقت صبح کا ہوا اور حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ نے بارگاہ سلیمانی مین آکے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا سلطان الاتوقیر امیر حمزہ کشورگیر اپنے دنگل ناد عنبر پر جلوہ فرما ہوئے کل تاجدار پانچ سو بچپن سردار دست راستی اور دست چپی سب اپنے اپنے دنگلون پر باقاعدہ مستمرہ باادب متمکن ہوئے اُسوقت صاحبقران دوران نے فرامرز بن قارن عدنی کو اپنے روبرو بلوا کر فرمایا کہ ای فرامرز بن قارن عدنی اب تجھے لازم ہے کہ اس کفر وکذب کو ترک کرکے ملت دین اسلام قبول کر فرامرز نے جواب دیا کہ ای حمزہ اگر تیرے بہادری سے مجھے پکڑا ہوتا تو مین اپنے دل مین متنبہ در معقول ہو کر جو تو کہتا وہ منظور کرتا تیرے عیار نے چارون طرف سے بلوہ اور وار کرکے مجھے زیر سنگ رکھ لیا اور حالت غش مین مجھے پکڑ کر یہان لائے مین اسپر تو یہ گفتگو مجھ سے کرتا ہے یہان تو یہ بارگاہ سلیمانی مین سلطان صاحبقران سے فرامرز بن قارن عدنی یہ باتین کر رہا تھا وہان جو زخمی ہو کر مارے جانا نعمائے سنگ دندان عیار کا اور گرفتار ہوجانا نقابدار سیاہ پوش کا نقابدار کے سرداران لشکر نے سُنا تو باہم مشورہ کرکے ارشیون پر نراد وغیرہ قیدیون کو زندانخانہ سے بلوا کے رہائی دی اور بڑی دھوم دھام سے انکو خلعت پہنا کے بکمال عظمت حرمت شوکت وشان انھین ہمراہ لیے سمت لشکر فیروزی اثر بخدمت سلطان والاشان حمزہ صاحبقران آئے اور نہایت عجز وانکسار سے ہاتھ اپنے باندھ کے متدعی اور ملتجی ہوئے کہ ان سردارونکو لیجیے اور فرامرز بن قارن عدنی ہمارے مالک کو انکے بدلے مین ہمکو عنایت کیجیے امیر الاتوقیر نے فرامرز بن قارن عدنی کو انکے حوالے کردیا جسوقت فرامرز بن قارن عدنی بارگاہ سلیمانی سے نکلے اپنے لشکر مین آیا اُسوقت بدستور قدیم طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوا دیا یہان یہ خبر طبل جنگ کے بجنے کی سُنکے سلطان باکرم نے فرمایا ادھر ہمارے بھی لشکر مین بحکم ایزدی اور بتائید ربانی طبل جنگ بجے اور حسب الحکم امیر عالیمقام یہان لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بعد رنگ بجا اور تمام شب تیاری جنگ مین گذری روز دوم صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین آکر قائم ہوئے اور بطور قدیم صف آرائیان ہوئین وآراستگی میدان کی بخوبی ہوچکی اُسوقت فرامرز بن قارن عدنی اپنے کرگدن کو رانون سے مس کرکے ناف میدان مین آکے مبارز طلب ہوا امیر باتوقیر چاہتے تھے کہ اشقر دیوزاد کو جولان کرکے بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت میدان رزم کی لین ناگاہ دیکھا کہ سمت بیابان سے ایک تتق گرد کا اُٹھا مثل ابر تیرہ وتار کے اور جسوقت وہ گرد نزدیک ہوا آگے آگے بائیس زنجیر فیل مست اُنپر علمدار بائیس علم زرنگار ہاتھون مین لیے پرچم کھولے ہوا در پھریرے اُنکے ہوا سے پھرپھراتے اور ریعاب مین اُنکے بائیس سو سوار چرم پوش سامان جنگی درست کیے بجائے خود گریبان سر دن پر باندھے ہوئے اُنکے پیچھے کچھ سانڈنی سوار زرق برق وردیان پہنے سانڈنیان مورنی بنی ہوئین چھم چھم کرتی ہوئی اُڑتی چلی آتی مین بعد اُنکے خاصبرداران اور برچھی برداران وغیرہ جلوس کا اُنکے پیچھے کچھ چوبدار عصا بردار مرد بے پوشاکین نفیس پہنے عصے شہری روپہلی ہاتھون مین لیے نہیب دیتے اور اہتمام سواری کا کرتے ہوئے دو ڈھائی سو سقے آبپاشی پر جھکے ہوئے رستون چوکی نواز آگے آگے شہنائون مین ملت بھیرون بہاس ایناکو پھونکتے ہوئے غرض یہ کہ بعد ان سب کے ایک تخت مکلل بزر مغرق بجواہر ایک بادشاہ نہایت ذیجاہ صاحب حسن وجمال برس بیس اکیس کا سن وسال تاج شاہی برسر جامہ شاہنشاہی دربر اُسپر بیٹھا ہوا اور دست راست تخت کے ایک نقابدار سبز پوش بکمال شوکت وشان مثل شیر نیزہ بدوش قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھے شعر آثار شجاعت از جبینش * چون جوہر ذوالفقار پیدا * اپنے مرکب گلگون نژاد برق آہنگ کو جولان کیے زیر سایہ علم چلا آتا تھا اور پشت پر اُسکے بائیس ہزار سواران اشجع روزگار اور دلیران عرصہ کارزار مسلح اور مکمل تحفہ گھوڑے رانون کے تلے دبائے ایک سمت میدان رزم کے آکر صف آرا ہوئے اور وہ نقابدار سبز پوش فرامرز بن قارن عدنی کو میدان رزم مین دیکھکر بکمال غیظ اپنے مرکب کو گرم تاز کرکے بمقابلہ فرامرز نکلا اور ہتکا در ہوا تو دیکھا دس بارہ قدم گھوڑا نقابدار سیاہ پوش کا

پیچھے ہٹ گیا اور نقابدار ادھر کھا کے عنقریب تھا کہ گردن کی پشت پرسے زمین پر گر پڑے مگر خوب سا آپکو سنبھال کے پھر قائم ہوا اور نیزہ سینہ بکینہ پر نقابدار سبزپوش کے مارا نقابدار سبزپوش نے اپنے نیزے کی سنان پر اُسے کاٹا اور باہم نیزہ بازی مین مشغول ہوئے

اشعار

بجنبش درآمد از انسان زمین
شہان را چنین کی بود کارزار
دو دشمن اجل ہر دو در مرگ یار
چنان نیزہ با نیزہ آمیختند
سنان چون زبانہای نیزہ مار
سنان یک بدیگر درآویختند
بمیدان کشیدہ سنان ہر کین
کہ برہم نہ پیچید زان کو بہ ماہ

ساتوین طعن مین نقابدار سبزپوش نے نیزہ فرامرز بن قارن عدنی کا نیزہ پر لگا کے مثل تیر شہاب کے ہوائی کردیا فرامرز نے جو دیکھا کہ اس سبزپوش نے نیزہ میرے ہاتھ سے نکالدیا اپنے دونوں ہاتھ فاش زین کر گردن پر مارے اور پکارا کہ اے سبزپوش غضب کیا تو نے نیزہ میرا تو نے نکالدیا مگر باش کہ گذارم ترا صحیح وسالم کہ زندہ از دست من بروی یہ کہکے گرز اپنا پکڑ کے بزور و قوت تمام ایک ضرب اُسنے برسر نقابدار سبزپوش ماری نقابدار نے بہ چستی تمام گرزہ سپر کو اپنے منھ پر لاکے کہا کہ اے قادر ذوالجلال پناہ تو سنجواہم پناہ بسپر دارم اور اُس گرز کی ضرب کو اپنی سپر پر روکا تو با وصف اسکے کہ وہان کی زمین سنگ تھی ہوکر چارون پانون نقابدار کے گھوڑے کے تا بہ زانو زمین مین غرق ہوگئے تھے شعر صداے تراق و تراق و تراق ٭ رسیدہ بہ نیلی رواق ٭ مگر دست حق پرست مین اُس شجیع روزگار نقابدار سبزپوش کے مطلق لغزش نہ معلوم ہوتی تھی جسطرح سے سپر کو تھامے تھا اسی صورت سے مثل ستون قائم رہا ہان بند نقاب کا جو ٹوٹ گیا تو وہ نقاب کھلکر چہرۂ زیبا سے گر پڑی اور فرامرز بن قارن عدنی نے دیکھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مانند آفتاب تابان مہر درخشان ابر نقاب مین سے طالع ہوکر مجھ بدبخت تیرہ روزگار کو دنیا سے مٹا چکا یعنی چند ساعت مثل چراغ سحری میری زیست مستعار مین باقی ہین نہایت سراسیمہ و مضطر ہوکر کہنے لگا کہ اے ظالم اظلم خدا پرست تو نے زمزمہ جادو کے ساتھ کیا سلوک کیا جو غار عنبر کوہ کی عقاب مین پڑے تو بہانتک زندہ و سالم پہونچا شاہزادہ عالم نے جواب دیا کہ اُس کجہ ملعونہ زمزمہ جادو کو مین نے جہنم واصل کیا اب تجھے بقصد ترک کفر و کافری اور شناخت پروردگار عالم مین کیا منظور اور کیا تامل ہے فرامرز علیہ اللعن نے درجواب کوئی کلمہ سخت کہا شاہزادہ والاشان بدیع الزمان نے حالت غیظ مین اپنا ہاتھ اُسکے کمربند مین ڈالکر نعرہ الله اکبر جگر سے کھینچا اور ایک ہی زور مین خانۂ زین کر گردن سے اُسکو اُٹھا کے سر سے بلند کیا اور سپہر چرخ دیکر زمین پر چارون شانہ چت مار کرا اور پھر جھپٹ پٹا نے مرکب سے کود کر فرامرز کی چھاتی پر چڑہ بیٹھا اور ایک ہاتھ اُسکی ٹھڈھی کے نیچے اور دوسرے ہاتھ سے سر اُسکا پکڑ کے پیچ دیکر سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا اور ایک طرف زمین پر پھینک دیا سلطان صاحبقران اور سرداران لشکر اسلام شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھکر دور بر اور امیر با توقیر نے اپنے لخت جان و جگر شاہزادۂ نامور کو گلے سے لگالیا اور بہ فرط محبت اور جوش خون پدری لپٹے ہوئے چھوڑتے نہ تھے اور سرداران باوقار اور دلیران نامدار اور جان نثار مصافحہ اور معانقہ کرتے اکثر تصدق اور نثار ہورہے تھے لشکر اسلام مین طبل شادمانی اور نقارے فتح و ظفر کے بجنے لگے ابھی میدان سے مراجعت نہین فرمائی ہے کہ سامنے سے ایک اور گرد نمایان ہوئی جسوقت وہی گرد شگافتہ ہوا تو دیکھا کہ شاہزادہ جلیل القدر والااعتبار عمرو بن رستم چھوٹا بھائی شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم کا بعد مدت دراز اُس گرد سے نمودار ہوا سلطان صاحبقران عمرو بن رستم کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور تمام سرداران لشکر اسلام عمرو بن رستم کی آمد دیکھکر شاد اور خرم شکر خدا کررہے تھے ادھر سنیے کہ جسوقت فرامرز بن قارن عدنی مارا گیا سب سردار اور فوج و سپاہ فرامرز بن قارن عدنی کے بخدمت سلطان الاقدر عالی منزلت آکر حاضر ہوئے اور بہ طیب خاطر ایکنے کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا اور خورشید و جمشید دجمی کہ بخوف فرامرز بن قارن عدنی بظاہر اپنے دین کو مخفی کرتے تھے اور بیم جان سے اظہار رب پرستی کیے تھے ان دونون نے ملازمت سلطان صاحبقران والا مرتبت کی کرکے بتقریب دعوت اپنے شہر دجمہ مین لائے اور بڑی دھوم سے مہمانداری اور دعوت کی اُسوقت عین محفل عیش و نشاط مین امیر والا توقیر نے جانب عمرو بن رستم مخاطب ہوکر پوچھا کہ تم اتنی مدت تک کہان رہے

عمرو بن رستم نے عرض کی فدوی نقابدار پلنگینہ پوش کے پاس تھا اور جو کچھ حال تھا وہ بیان کیا غرض بن شبانہ روز امیر حمزہ صاحبقران دوران تقریب دعوت جمشید اور خورشید کے مکان مین رونق افروز رہے روز چہارم وہان سے رخصت ہوکے مع تمام اپنے سردارون کے بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے اور حکم دیا کہ آج ہمارے یہان بھی جلسہ ہو سامان درست ہونے لگا نظم

اسی عرصہ مین وقت شام آیا
ہوا گرمی صحبت کا بہانہ
فروغ صبح نے انجام پایا
دیا ہر شمع محفل نے زبانہ
کیا خورشید گردون نے کنارا
چراغون کا یہ جبن جا شعلہ چمکا
عروس شب نے زلفون کو سنوارا
ہوا دیوار بر عالم شفق کا

تمام سرداران بوقار آکر اپنی جگہ پر بیٹھے اشعار

ہوئی بے پردہ دختِ رز صبو سے
لب ساقی نے رخصت نوش کی دی
سر تقوی خمار آلودہ ہو کر
چھپا کر منھ سر محفل سے نکلی
ہوا برق بلا انداز رقاص
ہوئی پردے سے باہر راز ہو کر
وہ موج بوے گل ہر ہر کلائی
سر فتنہ بدست مہربانی
صدائے صوت تھی گھنگرو کی جھنکار
جمایا راگ کا اُس ماہ نے ڈھنگ
جو ترک تمنا کی تمنا نہین رکھتے
تصویر ہین سینہ مین کلیجا نہین رکھتے
ہر دم ہمہ تن گرم رہ راہ طلب ہین
بتخانہ سہی پاس جو کعبہ نہین رکھتے
ہم طائر تصویر ہین کیا ذبح کریگا
کیا تم لب اعجاز مسیحا نہین رکھتے
وحشت مین بھی خاک نشینون کا ادب ہے
ہم نام کو بھی کوئی تمنا نہین رکھتے
دے عمر دو روزہ مین خدا موت بھی اے خضر
کس کس کی ہم اس دل مین تمنا نہین رکھتے
جو ساتھ مین بھے بادہ کشی سے کرین توبہ

ہوا ہنگامۂ عشرت دوبالا
لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
حدیث قلقل مینائے لبریز
گرا ابر تلافی بائے خنم پر
نہ سنتا بند واعظ کوئی مینوش
لگا گھر کرنے دل مین ناز رقاص
وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ
دکھائی تھی ادائے خوش ادائی
کبھی کج انگلیون سے ماہ پارہ
ہوئے خوابیدہ گان خاک بیدار
لگا دل کی لگی ہر اک بجھانے
یہ حوصلہ ہم رکھتے ہین گویا نہین رکھتے
نفرت ہے دورنگی سے یہان تک کہ مری جان
آرام کبھی صورت دریا نہین رکھتے
مرتے ہین مگر ڈر ہے کسی کا ہمین ایسا
بیرحمی صیاد کا کھٹکا نہین رکھتے
دریا کی طرح جوش مین آئے جدھر آئے
پامال سر جادۂ صحرا نہین رکھتے
سنتے ہین فغان چھڑکے مجکو مفت نے
پر بھی کوئی جینا ہے کہ مرنا نہین رکھتے
ہم کشتۂ شباب ہین کیا خاک جئینگے
تسلیم ہم اتنا بھی تقوی نہین رکھتے

طرب نے حوصلہ دل کا نکالا
مے ساغر نے نکہت جوش کی دی
ہوئی ایمان فروش زہد و پرہیز
پشیمان شرم توبہ دل سے نکلی
ہر اک تھا مثل پنبہ پنبہ در گوش
موافق ساز کے آواز ہو کر
وہ لینا منھ پہ آنچل ناز کے ساتھ
کبھی تو پھرتی تھی وہ حور ثانی
قیامت پر تھی سرگرم اشارہ
اسی صورت دکھا کر ناچ کا رنگ
جو گائی یہ غزل اُس خوش ادا نے غزل
جو چاہو کرو ظلم کبھی اُف نہ کرینگے
ہم باغ مین اپنے گل رعنا نہین سمجھے
سجدے سے غرض ہے ہمین کیا قید مکان کی
جینے کی بھی اس دل مین تمنا نہین رکھتے
کہتے ہو جلا دے کوئی بسمل کو ہمارے
دل مین کبھی پھرنے کا ارادہ نہین رکھتے
تصویر بنایا ہوس ترک ہوس نے
خاموش بھی رہنا وہ گوارا نہین رکھتے
خنجر کی سنان کی خلش تیر نظر کی
اچھا ہے جو وہ اب دم عیسی نہین رکھتے
رات بھر خوب ناچ رنگ نے ہر ایک شکل

تصویر حیرت سے دنگ رہا ان سب کو مصروف عیش رکھا جاتا ہے

تتمہ حال داستان شوکت بیان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کا ملک کیوان جالندری کی لڑکی کے باغ مین پہونچنا اُسکا عاشق ہونا کیوان جالندری کا بمکر شاہزادہ کو گرفتار کرنا اور نقاسکے پاس قید شاہزادہ کی بھیجنا قیطولات پر اور شاہزادہ سے تلوار چلنا

آخر کو پھر گرفتار ہونا اور چاہ ماران مین ڈلوا دینا قاسم کا پھر مدد سے ایک دیو کی کوئین سے نجات پانا

مخمس

تھی پریشان جو انتظار سے آنکھ
شکر ہے ہو گئی قرار سے آنکھ
ہمین لتی تھی ایک یار سے آنکھ
لڑ گئی یار گلعذار سے آنکھ
تو بہ کیسا اور العفو کیسا
یہ نظر بازیان مین سخت بلا
تاکنا جھانکنا ہمیشہ رہا
دید کا بھی ہے کیا مزا ایکا
اب نہین چھپتی ہزار سے آنکھ
نہین رہتی ذرا قرار سے آنکھ

تیکی پڑتی ہے اک محبت سی
صاف ہے آئنے کی صورت سی
خود بخود چھا رہی ہے الفت سی
کچھ وہ حیرت سی کچھ وہ حسرت سی
جب مری قبر پر گذر کیجے
کام جو کیجے دیکھکر کیجے
پھر تغافل نہ اسقدر کیجے
تو وہ ناوک نظر کیجے
خوب بنتی ہے انتظار سے آنکھ
کیون چرائی مرے مزار سے آنکھ

یار ہے زود خشم و تیز مزاج
نظر آتا نہین کچھ اسکا علاج
جسکے غصہ سے ہو جہان تاراج
اسکو دیکھا ہے جو مکدر آج
چار آنسو بھی جب بہائے ہین
عشق نے رنگ کیا دکھائے ہین
دل کے ٹکڑے تو دہر آئے ہین
اشک خونین نے گل کھلائے ہین
بھر گئی سرمہ غبار سے آنکھ
آج آئی ہے کس بہار سے آنکھ

تیغ یار ہے غضب قاتل
جسکو دیکھا وہ ہو گیا بسمل
اس بلا سے نجات ہے مشکل
کیا بچے ناوک نظر سے دل
بزم مین کوئی انجمن آرا
دے وہ بھر بھر کے ساغر صہبا
مہربان ہو اگر تو کیا کہنا
دو بدو یون ہے میکشی کا مزا
ہو گئی ہے نہین شکار سے آنکھ
جام سے لب لگے تو یار سے آنکھ

اللہ اللہ ری نازکی دماغ
گل ہے گل سونگھنے مین باغ ہے باغ
ہو گیا عیش جاودان سے فراغ
نشہ تیرا اتر گیا اے داغ
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ

غزل

کوئی جانے تو کیا جانے وہ یکتا ہے ہزارون مین
یہ توبہ ٹوٹ کر کیون جا ملی پرہیزگارون مین
ملیگا بعد میرے پھر نہ سمجھا قدر دان اسکو
دل بیتاب بھی داخل ہوا پانچون سوارون مین
فرشتون سے سر روز جزا اک روز ہونی ہے
بہارین ہمنے لوٹی ہین بہت اگلی بہارون مین
پڑین ہاتھ تیری گردن مین وہ تو مین ہاتھ ہی ظالم
مری آنکھون نے دیکھا ہے کسی کو سوگوارون مین
مرا ہی دل نہو مین ہی نہون اے مرگ یون سہی
سنبھلکر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقرارون مین
انھین لوگون کے آنے سے تو میخانہ کی عظمت ہے
کہ ان بیتابیون پر لوٹ ہے امیدوارون مین
وہ کنز اگر چلے مین بیکدے سے حضرت زاہد
شب فرقت یہ کیسی آگ دشمن بھی ستارون مین

ستمگارون مین عیارون مین دلدارون مین یارون مین
کہان ہے دختر رز اے محتسب ہم بادہ خوارون مین
قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگوارون مین
جو ارمانون مین ہم پیر تو پیکانون مین دل میرا
لگا رکھا ہے ہمکو بھی کسی نے جان نثارون مین
دکھا دینگے صف محشر مین ہم کتنے نکلتے مین
کہ بوے غیر آتی ہے مجھے پھولون کے ہارون مین
تغافل بزع دیدار ہوگا مین نہ مانونگا
خدا جانے یہ کس کا فاتحہ ہے آج یارون مین
خدا کے سامنے قسمین نہ کھانا دیکھنا ڈرنا
قدم تو شیخ کے تشریف لائے بادہ خوارون مین
وہ ہے افسردہ دل عالم بجا ہے یہ اگر کہیے
بڑے مرشد ہین ہاتھون ہاتھ لانا انکو یارون مین
مزار رویا کرے وہ داغ بیکس اسطرح تنہا

کسی کا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خوارون مین
ترے ڈر سے وہ کافر جا چھپی پرہیزگارون مین
ہوئے گرم عنان جب ہوش و صبر و تاب عقل و دین
یہ خوش ہے اپنے یارون مین خوش ہے اپنے یارون مین
کوئی غنچہ دہن ہنسکر ہمین اب کیا ہنسائیگا
جو پوچھا اسنے کوئی ہے مرے امیدوارون مین
خوشی مرگ عدو کی لاکھ غم سے ہو گئی بدتر
نگہ تیری تڑپکر جا ملیگی بیقرارون مین
حقیقت برق کی کیا ہے مگر اس سے بھی جلتے ہین
ہمین تو آپنے ٹھہرا دیا بے اعتبارون مین
تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیا ہوتا
کہ مردے ہین مین برادر زندے ہین مزارون مین
مرا اخر جلایا اے فلک مجھپر گرے بجلی
کہ جسکی رات نہیں ہو اگر گذری ہو یارون مین

راویان شیرین گفتار نے یون تحریر کیا ہے کہ بعد جشن واصل ہونے فرامرز کے سلطان صاحبقران سمت ملک عجم تشریف فرما ہوچکے

پہلے دو کلمہ داستان شاہزادہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ موصوف بارگاہ افراسیابی مین آرام فرما رہے تھے کہ ناگہان خواب مین دیکھا کہ ملکہ شمسہ تاجدار دختر انوشیروان جو جان سے پیاری کہ جس سے سابق مین عقد شاہزادہ نامدار کا ہوچکا تھا میلے کپڑے پہنے ہوے کھڑی ہوئی ہین ہاتھوں مین ہتھکڑیاں پڑی ہوئی ہین پھول سے رخسار زرد ہوگئے ہین نرگسی آنکھوں مین حلقے پڑگئے ہین سنبل سی زلفین جو ہر وقت آراستہ رہتی تھین پریشان ہورہی ہین یہ صورت ملکہ کی دیکھکر حیران ہوکر شاہزادہ بلند اقبال نے پوچھا اے ملکہ یہ کیا حال ہے کسکا سوگ تمھاری کیا تمنے میرے مرنیکی خبر پائی ہے قاسم تو ابھی زندہ ہے پھر تمنے یہ شکل کیون بنائی ہے اُسوقت بے اختیار ملکہ کی آنکھوں سے اشک رواں ہوے گویا نرگس کے پھول سے شبنم ٹپک کے گلاب کے پھول کی جو انکے قریب تھے تر کرنے لگی بیت دو طفل اشک آنے نکل ایک اسطرف ایک اُسطرف ❊ گر گرگئے دونون بچل ایک اسطرف ایک اُسطرف ❊
جب شاہزادہ ملک قاسم نے یہ حال دیکھا بیتاب ہوگئے اور کہنے لگے اے ملکہ خدا کے واسطے کچھ جواب دو اب میرا دل بہت بیتاب ہورہا ہے مجھ سے تمھارا حال زار نہین دیکھا جاتا ملکہ نے آنکھوں مین اشک بھر کر اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھا شعر کیا پوچھتے ہو ہمدم مجھ جسم ناتوان کی ❊ رگ رگ مین نیش غم ہے جیسے کمان کمان کی ❊ اے شاہزادہ عالم جب سے آپ باغ سے تشریف لیگئے ہین ہر دم آپ کی جدائی مین دل تڑپا کرتا تھا مین غمزدہ یہ کہکر دلکو سمجھا لیا کرتی تھی اور یہ شعر پڑھا کرتی تھی بیت جن دنون مین مرے ایام بھلے آئینگے ❊ بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئینگے ❊ کہ یکبیک فلک کج رفتار نے یہ سامان کیا کہ باپ میرا اُس امر سے مطلع ہوا اور آکر مجھے قید کر لیگیا بس یہ حال سُنکر شاہزادہ ملک قاسم نے چاہا کہ ملکہ کو آغوش تمنا مین کھینچون کہ شاہزادہ ملک قاسم کی آنکھ کھل گئی اور صورت ملکہ کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوگئی کچھ خواب کا خیال اور کچھ ملکہ کے چھوٹنے کا ملال اُن سے نہ سہا گیا آخر بیتاب ہوکر رونے لگا اُسوقت سیارہ رومی اور سمک بلطاقی اور تمام خدام سبب عرض کرتے تھے کہ مزاج مبارک کیسا ہے اور نیز یہ عرض کرسکتے ہین کہ آپ خواب مین جائینگے اسلیے کہ آپ شیر بیشہ صاحبقرانی ہین لیکن قاسم نے کسی کو جواب نہین دیا بلکہ یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

اندنون جوش جنون ہے ترے دیوانے کو
بادہ وصل سے بھر دے مرے پیمانے کو

لوگ ہر سو سے چلے آتے ہین سمجھانے کو
آہ کچھ تجکو خبر عاشق بیدل کی نہین

ساقیا بہر خدا از رہ الطاف و کرم
آیا ہے پیک اجل اب مُجھے لیجانے کو

یہ اشعار پڑھکر فرمایا کہ اے سمک بلطاقی آج سے ہماری صورت بھی نہ دیکھوگے شاید روز حشر کو ملاقات ہو لیکن خبردار میرا حال امیر حمزہ صاحبقران پر ظاہر نہ کرنا اور یہ تبلاؤ کہ رات کتنی ہے عرض کیا کہ شاید پہر بھر باقی ہے شاہزادہ ملک قاسم نے آہ جگر سے کھینچی اور یہ غزل زبان پر لائے غزل

کہون کیا جو گذرتے ہین مجھپہ الم غم دل کی کسی کو خبر ہی نہین
نہ تو آتی ہے نیند کہ سو ہی رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون
کہان بخت جو جا مین چمن کو ذرا نہین اُنکے نصیب مین وان کی ہوا
مین جہان کے چمن کی جو سیر کیا نہین ایک طرح یہ بیان کی ہوا
ہے الم سے جو بس ترا حال زبون ہے عبث تجھے دعوی عشق جفا

مرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا مرے حال پر اُسکی نظر ہی نہین
شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہے کہ جسکی سحر ہی نہین
جو اسیر قفس سے چھٹے بھی تو کیا اُنھین طاقت جنبش پر ہی نہین
جہان گل و سرو سہی تھے بپا وہان دیکھا تو آج شجر ہی نہین
شب ہجر مین کیسا رویا تھا خون ترا دامن و جیب تو تر ہی نہین

غرض شاہزادہ ملک قاسم نے وہ اتنی رات تڑپ تڑپ کر بسر کی صبح نمودار ہوئی یہ تضمین پڑھکر اُٹھ کھڑا ہوا تضمین

کوئی حرم کو کوئی بتکدے کو جاتے ہے
تو بھرکے آنکھوں مین آنسو یہ کہہ سناتے ہے

کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاتے ہے
علی الصباح چو مردم بکار و بار روند

مین مجھسے پوچھون اُن سے دل کدھر کو جاتے ہے
بلاکشان محبت بکوے یار روند

یہ پڑھکر مرکب پر سوار ہوا ہر چند رفقاے باوفا نے روکا لیکن شاہزادہ ملک قاسم نے کسی کو جواب نہین دیا اور جواب بھی دیا تو یہ کہ میرے ساتھ آنا اچھا نہین یہ کہکر گھوڑے کی باگ لی اور ایک سمت کو راہی ہوا دل مین کہتا تھا اے پروردگار عالم باغ مین اُس گل رعنا کو جسکی آنکھ کے آگے نرگس ہمیشہ بیمار ہے اور جسکی زلف کے آگے سنبل کو پیچ و تاب ہے جسکی چال سے روش پامال ہے جسکی خندہ دندانی کے آگے

گل وریدہ دہن ہین جسکے قد موزون کا سرو سہی بھی اسیر ہی بن گیا ہی انہون یہ سوچتا ہوا اور دل سے باتین کرتا ہوا چلا جاتا تھا دیکھا کہ دروازہ باغ کا نمودار ہوا لیکن دیکھا تو بجا کے بکھرا ہوا ہی اور پردہ دروازے کا مثل گریبان پھٹا ہوا پڑا ہی اور عجب حسرت برستی ہی چمن چمن سے آواز سرو و مسلنہ کی پیدا تھی وہان سے آواز جغد اور فاختہ آتی ہی شاہزادہ ملک قاسم یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بیتاب ہوکر اندر باغ کے قدم رکھا ایک طائر دیوار باغ پر بادل محزون یہ شعر پڑھتا تھا شعر شبنم بچھے قسم چمن آرائے دہر کی ٭ کیا سوچکر تو حالت گلشن پہ آئی ہی ٭ کبھی یہ کہتا تھا کہ اس دولت دنیا پر ناز نہ کرے اسلیے کہ ہر بہار کے لیے ایک دن خزان ہی قطعہ

چمن کے تخت پر جبدم شہ گل کا تجمل تھا
کے تھا باغبان ورو بیان غنچہ بیان گل تھا

ہزار دن بلبلون کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا
خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین

شاہزادہ قاسم کا دل امڈا اور ملکہ کی تصویر آنکھون مین پھر گئی اور یہ اشعار زبان پر لایا اشعار

گل چمن مین ہر طرف تھا آشیان عندلیب
کچھ بتا گل کا بتا اور دے نشان عندلیب

آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب
سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈھ لایا دام کے

باغبان بیرحم سے رو رو کے مین نے یہ کہا
ڈالیان سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب

شاہزادہ ملک قاسم نے دیکھا تو نشان پائے معشوق کا معلوم ہوتا ہی یہ دیکھکر کف افسوس ملے اور یہ زبان پر لایا مخمسہ

نشان پا یہ کس بیباک کا ہی ٭ تصدق جان ہی اور دل فدا ہی ٭ بتا اٹھکیلون کا دے رہا ہی ٭ ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی ٭ کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی

اور اُس تمام پر کہ ملکہ نے صندل کے چھاپے لگائے تھے اور منت شاہزادہ قاسم کے ملنے کی مانی تھی اُس نشان پنجہ نگارین کو دیکھکر دل قاسم کا ہلتا تھا کبھی کہتا تھا کہ ہیہات یہ ہاتھ جہان مین کب دیکھنا نصیب ہونگے اور یہ کہتا تھا شعر ہی کون یان جو یار کی لادے خبر مجھے ٭ اے سیل اشک تو ہی بہا دے اُدھر مجھے ٭ اور کبھی بادل پر درد یہ کہتا تھا بیت چلے کھینچے تھے کہ ہم بستر جانہ ہونگے ٭ یہ نہ سمجھے تھے کہ تیرون کا نشانہ ہونگے ٭ اور تیغ کھینچکر یہ شعر پڑھا شعر تمہارے ہاتھ سے تنگ آگئے ہین خون اپنا کرتے ہین ٭ بہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم بہ دنیے ہین ٭ دیکھا کہ یکایک ایک جوگن دروازہ باغ سے نمودار ہوئی اور آواز دی کہ ای شخص کیا کرتا ہی قاسم نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوگن چلی آتی ہی دوڑ کر قاسم کے قدمون پر گر پڑی اور دست بستہ حال اسیری ملکہ کا بیان کیا کہ اُسکے باپ کو حال مسلمان ہونیکا معلوم ہوگیا اُس ظالم نے ملکہ کو اسیر کیا اور قفس مین بند کرکے طرف دربند جالندریہ کے روانہ کیا باغ کو تاراج اور پامال کیا لیکن بروقت چلنے کے ملکہ نے مجھ سے کہا تھا کہ ای سرو ناز آشنا تو میرے اوپر احسان کرنا کہ شاید شاہزادہ ملک قاسم اس باغ ویران کی طرف نکل کے تو میرے حال سے مطلع کرنا کہ کیسے کیسے جبر سہکر اور یہ کہ تو خدائے آسمانی اور نادیدہ کو بھولا اور خداوند زمرد شاہ باختری کو خدا اپنا جان تو تیری جان بخشی کرتا ہون لیکن مین اپنے خدائے برحق کو نہ بھولی اور یہ کہتی رہی مصرعہ روزیکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست ٭ اور یہ کہا کہ اگر کبھی کسی صحبت جشن مین جانا اور کسی حسین سے جام بجام ہمکلام ہونا تو اس مست مے محبت کو یاد کر لینا شعر خوشی سے رہیو مرے مہربان جہان رہیو ٭ نہ ملیو ہمسے مگر دل سے شادمان رہیو ٭ یہ سنکر شاہزادہ ملک قاسم نے چاہا کہ مین اپنے تئین ہلاک کرون یہ دیکھکر اُس جوگن نے کہا کہ اس مرنے سے تو مرنا یہ بہتر ہی کہ آسکے باپ سے لڑکر مر جائیے اور یا ملکہ کو رہا کیجیے شاہزادہ ملک قاسم نے کہا کہ اُسکے باپ کو کیونکر پاؤن جوگن نے کہا کہ فی الحال نیچے اس درہ کوہ کے بیس ہزار فوج سے شکار کو آیا ہی یہ سنکر شاہزادہ ملک قاسم خوش ہوگیا اور تمام سلاح اور سنجوگ سے آراستہ اور پیراستہ ہوکر شبرنگ زہرہ جبین پر سوار ہوا اور پلا کر افراسیابی کو بکڑ کر طرف لشکر کیوان جالندری کے روانہ ہوا وہان ملک کیوان جالندری مصروف شکار تھا اور آہوون کو صید کرکے کہتا تھا کہ خداوند زمرد شاہ باختری نے مجھسا بندہ جری اور بہادر اور زور آور نہین پیدا کیا اور سب رفقا اُس بے دین کے آپس مین کہتے تھے کہ آجکل یہ تکبر کے کلمے کہتا ہی اچھا نہین اور یہ شعر شیخ سعدی کا حسب حال اسکے ہی شعر تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد ٭ اور یہی چرچا ہو رہا تھا کہ سامنے سے گرد نمایان ہوئی اور

دامن گرد شگافتہ ہوا آواز نعرے کی پیدا ہوئی۔ نعرہ شاہزادہ ملک قاسم آفتاب مشرق دین پروری و شہسوار لال پوش خاوری و منتقم ملک الموت جان کفاران و سر جدا کنندہ نابکاران بہ کیسے تیغ بلارک افراسیابی کھینچکر لشکر پر گرا۔ نظم

بچشم زرہ خون چکان بر کنار ۔ زخود کردہ قطع نظر روزگار
کمانہا زبس کشمکش در تعب ۔ خدنگ جگر دار خندیدہ لب
زخون بردہ تیغ بلالی گرو ۔ زرنگین کمانہا فلک تو بتو
پراگندہ شد اہل جمع عناد ۔ زہامون چو خار و خس از تند باد
ملکزادہ شمشیر افراختہ ۔ بدنبال کین پروران تاختہ
پلنگ دلاور زخون سیر نیست ۔ بہ نخچیر کس مانع شیر نیست
زفوج ستمگر برآمد خروش ۔ ز دل ماند یا کینہ جویان ہوش

ادھر کیوان افسران فوج کو للکار رہا ہے کہ ہان اے مردان اس شاہزادے کو جانے نہ دینا بغیر قتل کیے یا گرفتار کیے منہ نہ موڑنا مگر شہزادہ ملک قاسم عالیشان کا یہ حال ہے کہ جب جھپٹ کر تیغہ بلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو گئے اسی طرح سمت کیوان جالندری پہونچا کیوان نے تیغہ مارا شاہزادہ اُسی صورت سے منہ پھیر رہا جس وقت کہ تلوار کیوان جالندری کی سر آ پہونچی ملک قاسم کے جگی شاہزادہ عالم نے بچستی تمام داہنے ہاتھ سے اُسکے قبضۂ شمشیر کو پکڑ لیا اور ذرا جو فشار دیا تو تلوار اُس تیرہ روزگار کے ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی اُسی وقت شاہزادہ ملک قاسم نے بائین ہاتھ سے ایک طمانچہ اُسکے منہ پر مارا کہ وہ ملعون چارون شانے چت زمین پر گرا اور شاہزادہ ملک قاسم جست کر کے اُسکے سینہ پر جا بیٹھا اور پوچھا کہ اے کیوان جالندری در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اُس علیہ اللعن والعذاب نے بخوف جان جواب دیا کہ اے بہادر مجھے ثابت ہوا کہ تیرا دین برحق ہے جو اس دین کو قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادہ ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا کیوان جالندری نے بکر کلمہ پڑھکر اسلام قبول کیا شاہزادہ والا تبار نے اُسکی چھاتی پر سے اُتر کے تلوار اُسکے حوالے کر دی اور وہ بدذات ابلیس صفات از راہ تیرہ دلی اندر تاریک درونی بظاہر باتین لسانی اور چرب زبانی سے کر کے کہنے لگا کہ بعد مدت یہ غلام تیری ہدایت سے اُس چاہ کفر و ضلالت سے نکلکر بسر چشمۂ ہدایت پہونچا اب حضور کی کفش برداری اور فرمانبرداری میں سعادت دارین اور افتخار کونین اپنا سمجھکر تہیہ یہ رکھتا ہون کہ لحظہ بھر آپکی خدمت سے جدا نہون یہ کہکے شاہزادہ ملک قاسم کو اپنے باغ میں لیگیا اور اپنے تمام اہالیان دولت اور ارکان سلطنت کو کہلا بھیجا کہ مین آج شاہزادے کی خدمت میں رہونگا خاصہ پیر ابین منگوا و حسب الحکم اُس بدذات کے تمام جلوس سواری کا اور عملہ والے اور فوج و سپاہ دروازۂ باغ پر حاضر رہی کوئی پہر رات کے عمل میں داروغہ باورچیخانہ نے خاصہ لا کے کہاریون کے دوش پر خوان کھانے کے اندرون باغ بھجوا دیے اُس ملعون نے اندر رونی سب کھانا بارہ دری میں چنوا کے دیکھنے بھالنے مین تھوڑی سی بیہوشی کسی شے میں ملا دی اور شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم کو اور اپنی بیٹی کو پاس بٹھلا کے دھوکھا دیکر وہ کھانا بیہوشی آغشتہ کھلا دیا جبکہ شاہزادہ خاور سیاہ اور ملکہ نے دو دو نوالے اُسمین سے کھا لئے تو بعد دم بھر کے ملکہ نے شاہزادہ قاسم سے کہا کہ شہریار اسوقت میرے دماغ میں کچھ گردش معلوم ہوتی ہے اور مین گری پڑتی ہون قاسم نے کہا تم سچ کہتی ہو میرا بھی اسوقت یہی حال ہے یہ کہکے جانب کیوان جالندری مخاطب ہو کے فرمایا کہ اے ملک کیوان جالندری یہ کیسا کھانا تھا خدانخواستہ مجھے بیہوشی کے آثار معلوم ہوتے ہین کیوان جالندری نے ہنسکے جواب دیا کہ خداوند تعالی سخت گیر نہین بلکہ منتقم حقیقی ہے یہی شکل اُسکے قہر اور غضب کی ہے جو تو آپ بچشم دیکھ رہا ہے ملک قاسم نے جانا کہ اس نمک حرام نے بفریب کلمہ پڑھکے مجھے کھانا بیہوشی کا کھلا دیا اور یہ سمجھ کے فرمایا کہ بھلا او بدذات تو نے مجھ سے دغا کی اور تیغہ پکڑ کے چاہتا تھا کہ اُٹھے پانون مین لغزش اور دماغ مین شدت گردش کی ہوئی چرخ مار کر گرا اور بیہوش ہو گیا اُدھر ملکہ بیہوش ہو کر گر پڑی اُس شیطان نے باطمینان تمام شاہزادہ عالیمقام کو اپنی بیٹی ملکہ شمسہ تاجدار کے ساتھ خوب سا جکڑ باندھکر بٹھلا دیا اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے جاگ کر وہ شب کاٹی جبکہ وقت صبح کا ہوا تو اُسنے اپنے تمام ہمنشین و مصاحبین کو اندر باغ کے بلا کر ساری نقل شاہزادہ خاور سیاہ اور اپنی بیٹی کی بیان کی اور بخوف و خطر اُسی وقت جلادون کو طلب کر کے حکم دیا کہ ہان ان دونون کو میرے سامنے قتل کرو وزیر صاحب تدبیر نے عرض کی

اے شہریار بیری راے ناقص مین تو اسکا قتل کرنا امیر حمزۂ صاحبقران سے عداوت مول لینا ہی صلاح دولت نہین مقتضاے
فراست تو یہ ہی کہ ملک قاسم کو سمت سبائل بخدمت خداوند لقا روانہ کر دیجیے وہ خداوند کل کا مالک ہی جو چاہے اسکے حق مین کرے
آپ اسکے ہاتھ سے بری ہو جائینگے ملک کیوان جالندری نے مشورہ وزیر کا پسند کیا اور اُسی وقت مرجان فیلکش نامے ایک
پہلوان کو پچاس ہزار سوار سے حکم دیا کہ تو نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کو بخدمت خداوند لقا پہونچا آحسب الحکم کیوان شاہزادہ خاور سیاہ کو
اُسی حالت بیہوشی مین مطوق اور مسلسل کرکے ایک ارابے پر بٹھلا دیا اور مرجان فیلکش مع پچاس ہزار سوار نیزہ دار گرد و پیش ارابے
کے بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کو سمت سبائل روانہ ہوا جب قریب دربند کرشعت کے پہونچا
تو وہان کا جو حاکم کرشعت کرگدن سوار نامے ایک پہلوان تھا اُسنے شاہزادہ خاور سیاہ کو عجب طرح کا ایک مرد شیر صولت بصد شان
و شوکت دیکھکر ارابے پر سے اتروا کے کھانا کھلوایا اور پھر بدستور ارابے پر بٹھلا کے اور کچھ فوج اپنی بھی ہمراہ کرکے اُسی ہوشیاری
اور خبرداری سے دربند سیلکیہ مین پہونچا دیا وہان اُس دربند کے جو حاکم ہومان سخت کمان اور کوہ درشت ہیکل اور لوح
درشت ہیکل یہ تینون بہادر تھے اُنھون نے بھی عظمت اور جرأت شاہزادۂ عالم کی جو دیکھی تو بخوف قہر لقا اور کچھ حیلہ نکر سکے فقط ملک
قاسم کو کھانا کھلوا کے بدستور سوار کرا دیا اور دس بارہ ہزار سوار اپنے ملازمون کو ہمراہ کرکے تا دربند قران کوہ پر پہونچایا وہان عنقا کے
شاہی چنگال جو حاکم تھا اُسنے بھی اسیطرح سے شاہزادہ ملک قاسم کو جوان مردلاور سمجھکر شراب و طعام لاکے حاضر کیا اور کھلا پلا کے
باحتیاط تمام دربند فولادیہ مین بھجوا دیا اُس دربند کے حاکم جو لوح اور توح تھے علی ہذا القیاس اسی طور سے اُنھون نے بھی دعوت
شاہزادۂ والا مرتبت کی کرکے اپنی عملداری سے بکمال حفظ مراتب شاہزادۂ عالی مناقب کو لیجا کر دربند طاؤسیہ مین داخل
کیا وہان جو مالک دربند طاؤسیہ کا افلاق نامے ایک گبر نہایت زبردست شہرۂ آفاق تھا اُس برگشتہ تقدیر نے شاہزادۂ خاور سیاہ
والا توقیر کو حقیر سمجھکر کہا کہ اے مرجان فیلکش اس ایک خدا پرست نحیف ضعیف مقہور درگاہ خداوند لقا کے واسطے ملک کیوان
جالندری نے یہ فوج و سپاہ ہمراہ اور اسقدر اہتمام کرکے ناحق بھیجا ہی تو اسکو ایک طمانچہ مین پشت بزمین کرکے مشکین باندھ لیتا
اسکی اصل و حقیقت کیا ہی مرجان فیلکش نے کہا اے افلاق اسقدر لاف و گذاف نکر اس گفتگو سے فضول اور تقریر بیہودہ سے
کیا حصول ہوگا یہ بات سنکے وہ بدذات اور زیادہ تر کچھ بیہودہ بکنے لگا مرجان فیلکش نے حالت غیظ و طیش مین قریب شاہزادۂ
خاور سیاہ کے آکر کہا اے شہریار مین تجھے مرد دلاور اور شیر بہادر جانتا ہون یہ تجھ سے ہو سکتا ہی کہ جو مین تجکو اس قید سے نجات
دیدون تو تو افلاق زبان دراز خود ستا کو بمردانگی زیر کر سکیگا اور پھر مردانہ وار صادق الاقرار اس شرط پر ہو کہ آپ اگر اس طوق و
سلاسل مین مقید ہوکر بیٹھ رہیگا ملک قاسم نے کہا مجھے قبول ہی مرجان فیلکش نے چاہا کہ آہنگرون کو طلب کرکے قید کو کٹوا دے
قاسم نے یہ کہکر کہ آہنگرون کی کچھ احتیاج نہین طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر ہاتھون کی ہتکڑیان پانون کی بیڑیان کمر کے خار دار ٹوشل
تار عنکبوت توڑ ڈالے اور مثل شیر تشنہ و گرسنہ جست کرکے بمقابلۂ افلاق پہونچا اور بطرفۃ العین ایک طمانچہ مین اُس لعین کو زیر کرکے
باندھکر ڈالدیا اور پھر ارابے پاس آکے اپنے تمام اسباب قید جسم پر آراستہ کرکے بیٹھ رہا اور مرجان فیلکش یہ حرکت اور وضعداری
شاہزادہ قاسم کی دیکھکر بہ ہزار دل و جان ثناخوان اور ممنون و مشکور قاسم کا تھا مگر بحال مجبوری اُسی طرح سے ارابے پر
بٹھلا کے آگے روانہ ہوا اور ایک عرضداشت بمضمون سابق لکھکر ابتدا آنے خاور سیاہ کی دربند جالندریہ مین اور ماجرا گرفتاری
بفریب اور اپنے ہمراہ روانہ کرنیکا اور اثناے راہ مین جو کچھ کیفیت دربندون مین گذری تھی سب قلمبند کرکے بخدمت یاقوت شاہ
روانہ کی اور جسوقت کہ وہ عرضداشت مرجان کی یاقوت شاہ کے پاس پہونچی اور اُسنے پڑھی تو خواجہ گراز الدین ملک
بختیارک نے تعریف اور توصیف شجاعت و قوت اور جوانمردی کی شاہزادہ قاسم کی بہت سی کرکے مشورہ دیا کہ اے جبرئیل درگاہ
لقا ایسے شخص کا اب زندہ رکھنا کسی طرح مناسب نہین بہتر یہی ہی کہ جسوقت قید قاسم کی سبائل مین پہونچے اُسی روز حکم جلاد کو

دیجیے اور اُسے قتل کیجیے گنجاب اور قہرمان عجمی نے یہ ماجرا دیکھی یہ قاسم آفت روزگار بلاے بے درمان ہی اُسکا تو لحظہ بھر جینا
قیامت ہی یہ کہکے یاقوت شاہ مع گنجاب اور قہرمان عجم بالاے قیطول گیا جو قت کہ یاقوت شاہ نے سنگ سیاہ پر قدم مارا
ایک آواز پیدا ہوئی ای بندگان قدرت چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی تیرا بندہ جبرئیل قدرت یاقوت شاہ حاضر ہی
لقا نے کہا ای جبرئیل درگاہ آ بارے یاقوت شاہ اور گنجاب اور قہرمان عجم قیطول پر رو برو لقا کے گئے اور سجدے کرکے بیٹھے
لقا نے پوچھا چہ تقدیر کنم یاقوت شاہ نے کہا یا خداوند قاسم پوتا حمزہ کا اس صورت سے در بند جالندریہ میں پہونچا اور ملک
کیوان جالندری نے اُسکو بعد شدید ارا بے پر سوار کرکے ہمراہ مرجان فیلکش اور پچاس ہزار سوار کے تیرے پاس بھیجا ہی اب جیسا
حکم قضا و قدر کا اُسکے واسطے صادر ہو گنجاب اور قہرمان عجم نے کہا یا خداوند یہ پوتا حمزہ کا ملک قاسم بڑا ہی زبردست اور سرکش ہی
اُسکا قتل واجب ہی ملک بختیارک بھی یہی مشورہ دیچکے ہیں لقا نے کہا میری مشیت میں بھی قتل نبیرۂ حمزہ ہی کہ دو کہ اُسے زیر
قیطول لا کر قتل کریں گہراے اختر شناس جو وزیر اعظم لقا کا تھا اُسنے دست ادب باندھکر عرض کی یا خداوند بارگاہ حمزہ میں پانچسو
پہلوان گرد اور گردنکش نامدار ہیں ایک قاسم کے مارے جانے سے کچھ وہان کمی نہ ہو جائیگی میری راے ناقص میں تو یہ ہی کہ اُسے بلاکے بالطاف
خداوندی دلالت کیجیے کیا عجب کہ پرستش خداے آسمان کی چھوڑکر خداوند کو سجدہ کرے لقا نے قہرمان اژدر گیر سے اشارہ کیا کہ اچھا
تو جاکے منع کر کہ ابھی اُس خدا پرست کو قتل نہ کریں بندہ کے سامنے لائیں کہ میں اُسے سمجھا کے راہ راست پر لاؤن اور بیا خاطر اُسکے گناہ
حمزہ بھی بخشدون غرض جبکہ قہرمان اژدر گیر جاچکا تب پھر لقا نے حکم دیا کہ ہان جتنے میرے بندگان خاص قیطول میں بیٹھے ہین وہ بھی سب
جاکے قاسم کا استقبال کرین اور آتناے راہ میں طائفے ارباب نشاط کے ہمراہ اُسکے اعرابے کے لطف رقص و سرود کا اُسے دکھلاتے یہانتک
لائیں اور ہر روز ہر مقام پر ایک سردار پہلوان میرا بندہ ملک قاسم کی بڑی دھوم سے دعوت اور مہمانداری کرے چنانچہ حسب الحکم لقاے
مشرک خداکے سب سردار اور پہلوان بارگاہ نشین لقا اُسکے استقبال کے چلے اور اُسی صوبہ سے ہر مقام پر شاہزادہ عالیمقام کی دعوت اور
مہمانداری کرکے ہمراہ اعرابے کے جلسہ گانے بجانے کا دکھلاتے لاتے تھے اور جبکہ وہان پہونچے دیکھا بموجب مشورہ ملک بختیارک شوم
کافر بیدین بحکم یاقوت شاہ ملک قاسم کو جلادون نے اعرابے پر سے اُتار کے زیر تیغ بٹھلایا ہی اور خط کوئلہ کا گردن پر کھینچکر تیغ کھینچے ایک
جلاد کھڑا ہوا ہی اور چار طرف بلواے خاص و عام اور اژدحام تماشائیون کا اسقدر ہی کہ کھوے سے کھوا چھلتا ہی اور راستہ نکلنے کا نہین
ملتا لوگ بغلون میں گھسے رانون میں سر آئے کاندھون پر سر رکھے درختون پر ٹیلون پر کنگرون پر چڑھے تماشا دیکھنے کو کھڑے ہیں
اِن لوگون نے دور ہی سے باواز بلند جلادون سے ابلاغ حکم لقاے مشرک خدا کا کرکے کہا کہ خبردار او جلاد تیغ خود را نگاہدار اور قریب پہونچکے
شاہزادہ خاور سیاہ کو وہان سے اُٹھا لیا ملک بختیارک نے اُن سے پوچھا کہ صاحبو یہ صلاح و مشورہ خداوند کو کس نے دیا کہ قاسم کو قتل
نہ کرین لوگون نے کہا کہ گہراے اختر شناس وزیر اعظم نے خداوند کو سمجھا کے اُسے قتل ہونے سے بچالیا ہی اور بعد اُسکے ہم سب کو یہ حکم
ہوا کہ اسی تکلف سے ملک قاسم کو قیطول پر لیجائیں اور بحضور خداوند پہونچائیں بختیارک نے خوب قہقہہ مار کے کہا کہ نوشیروان
ملک عادل کسریٰ کی بارگاہ میں تو مدد و معاون خدا پرستون کا خواجہ بزرچمہر تھا اور گنجاب کے دربار میں کفیل اُن لوگون کا علقمہ اصطرلابی
رہا یہان قیطول خداوندی بحضور خداوند لقا یہ گہراے اختر شناس دلسوز اس فرقے کا معلوم ہوتا ہی عجب طرح کے یہ خدا پرست
اقبال کے زبردست ہیں کہ میں چار اس قوم کو ایسے ہین دوستدار بہم پہونچ گئے ہین پھر انھیں اب کون مار سکتا ہی بہتر ہی لیجاے ناچ رنگ
دکھلائیے دعوتیں مہمانداران پیجیے دیکھیے انجام اِسکا کیا ہوتا ہی القصہ شاہزادہ خاور سیاہ کو بطور سابق بڑے اعزاز و تکریم سے جلسہ
رقص و سرود دکھلاتے دعوتیں کھلاتے شہر سبائل میں لائے قاسم نے دیکھا کہ شہر سبائل جو پستہ فرنگ کا شہر ہی خلقت کا انبوہ مکان
شہر گرد اگرد چاندنی چوک اردو بازار جوہری بازار سلاح بازار چینی بازار خاص بازار صرافہ بزاز سب کا سب گھٹا ہوا دکانیں لال و مال دکانداران
مرفہ حال ہر کوچہ و بازار زر دیر سرزمین وہان کی حسن خیز تمام چوک میں آئینہ بندی اور ہر ایک دکان میں رنگامیزی کی ہوئی نقش و نگار

گرد دریا تماشا مین جمع وضیع و شریف ادنی علی بقدر حیثیت اپنے پوشاکین بہا بہت پرتکلف پہنے چار طرف مجمع کثیر و انبوہ غفیر نظر آتا تھا
مختصر یہ کہ دروازہ بہشت پر پہونچے اور شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کو اندرون بہشت لیگئے اور وہان کی فضا حورون کے چہرہ زیبا
اور جمال رعنا اور سیکڑون قصر یاقوت احمر اور زمرد اور پکھراج اور نیلم اور گوہر شبچراغ دکھلاتے پھرتے تھے شاہزادہ عالم مین زنگلگشت
گلستان ارم اور سیر باغ بہشت کرکے متحیر او رشسدر ہوکر اپنے جی مین کہتا تھا کہ معاذ اللہ یہ کیا اُس خالق اکبر خداے عزوجل کی قدرت کے
کا تماشا مین دیکھ رہا ہون اس مشرک خدا لقانے کیا کیا کارخانے کفر و کافری کے بنائے ہین روز چہارم چاہ ماران اور جتنے خانہاے
عذاب دوزخ لقاے مشرک خدانے تیار کیے تھے وہ سب دکھلاکے فردوس بازار مین لائے اور حوض کوثر چشمہ سلسبیل و پل صراط
کی سیر کرانے دروازہ چمن پر زیر قیطول خداوندی ہو پہنچے یہان ہر چند کافرون نے ترغیب کرکے کہا کہ یہ مقام سجدہ کرنیکا ہے مگر
قاسم نے سجدہ نہ کیا ناچار ہو کر کفار ساتون قیطولون کی سیر کرانے ہوے کہ احوال ہر ایک قیطول بروقت ایلچی گری خسرو بلاد
ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان کے بیان کیا جائیگا شاہزادہ خاور سیاہ کو پہونچا کے پیچھے حجاب قدرت لقا کے ٹھہرے
وہان چند نوجوان خوبرو نہایت حسین باغ و تکلین عجیب و غریب وضعین بنائے بصورت فرشتون کے اور ناظر اور منظور اور معشوقون بچہرہ
اور دوستدار مخمور وغیرہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کے صاحب حسن و جمال پری تمثال گبرو گبرو چھوکرے لباس فاخرہ پہنے دریائے
جواہر مین غوطہ مارے کھڑے تھے انھون نے برابر حجاب قدرت کے عرض کی کہ قاسم نبیرہ حمزہ نادیدہ خداے آسمان کا پرستار حاضر ہے
لقانے اندر سے پوچھا اس بندے نے مجھے سجدہ کیا یاقوت شاہ نے عرض کی نہین لقانے ایک ساعت تامل کرکے کہا کہ مجھے معلوم
ہوا وہ مستدعا اور تمنا میرے جلوۂ قدرت کے دیکھنے کی رکھتا ہے اچھا کیا قباحت ہے حجاب قدرت کو اٹھا دو جس وقت شاہزادہ والا
کی نگاہ اُس خوک بیکر خرس بادیۂ ضلالت لقاے مشرک خدا کی صورت زشت و روے پلشت پر جا پڑی تو دیکھا کہ ایک گبر زبون نہایت
طویل القامت بیس گز کا قد اکیس گز کی داڑھی کا بولا سر مانند ایک گنبد کے جسم پہاڑ معلوم ہوتا ہے یاقوت شاہ وغیرہ جتنے گبر اور
کفار وہان سامنے تھے سبھون نے سجدہ کیا مگر قاسم نے یہ کہا کہ استغفار توبہ ہے اُس خالق جزو و کل خداے عزوجل کو سجدہ کرتا ہون
جسنے کہ مجھے پیدا کیا ہے اور مجھے بخر لعین کے کیا کہون کہ تو نے دعوی باطل کرکے ایک عالم کو گمراہ کر دیا ہے ملک قاسم کا یہ کلام سنکے لقانے
بکمال غیظ و غضب حکم دیا کہ ہان اس بندہ گستاخ کو مار دو اور سزاے معقول دو تاکہ پھر ایسی گفتگوے پوچ گستاخانہ اور بیباکانہ بحضور
خداوند کے ابھی کوئی کافر کچھ جرات نہین کرسکا تھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر تمام قید اپنے جسم سے
توڑ کر پھینکدی اور ایک کافر کے ہاتھ سے تلوار چھینکر اُسے جہنم واصل کیا اور پھر ان کفار پر مثل شیر ژیان حملہ آور ہوتا تھا دو دو چار چار
کفار تہ تیغ بیدریغ کرکے خاک و خون مین لٹا دیتا تھا چار طرف کفار بھاگ کھڑے ہوے قاسم نے دوڑکر ایک ضرب تیغ بر سر زمرد شاہ
لگائی لقانے گھبرا کے اپنا سر جو ہٹا لیا تو تاج لقا کا ٹکڑے ٹکڑے زمین پر گرا اور قدرے زخم شانے پر اُس ملعون کے لگا تھا کہ لقا سراسیمہ ہوکر
تخت سے گر پڑا اور بھاگا کفار نے چار طرف سے ہجوم کرکے لقا کو تو بچا لیا اور ملک قاسم کو محاصرہ کرکے سرگرم آمادہ رزم تھے اتفاقاً
ایک مقام پر کسی مقتول جہنمی کافر کا پڑا تھا ملک قاسم کا پانون جو اُسپر پڑا اور پھسلا تو قاسم بیساختہ زمین پر گرا جتنے کفار تھے
سب کے سب قاسم پر گر پڑے اور پشکر پکڑ لیا لقانے حکم دیا کہ اس گستاخ بندۂ عاصی کو لیجا کے چاہ ماران مین ڈالدو حسب الحکم اُس بیحیا
لقاے مشرک خدا کے کافرون نے بجبر و قہر بڑی سعی و جہد سے ملک قاسم کو لیجا کے چاہ ماران مین ڈالدیا چار طرف سے کفار نے
غل کیا اور عجب طرح کا ہول تھا ہر ایک گبر کہتا تھا کہ خداوند لقا کے قہر و غضب سے بندے کو لازم ہے ہر وقت خائف و ترسان رہے اس
خدا پرست سے خداوند کے سامنے عرض معروض کرنے مین نہ ڈری بیباکانہ اور بے ادبانہ اسنے گفتگوے سخت اور خلاف رتبہ خداوندی کی
کہ اس عذاب مین مبتلا ہوکر مارا گیا اور اب حال خاور سیاہ بہ اقبال کا سنیے کہ جب قاسم نصف چاہ تک پہونچا تو اسنے دیکھا کہ اُس
کنوئین مین سے بڑے بڑے اژدہون نے اپنے کپھنے کھول کھولکر زبانین نکالین اور اُچھل اُچھلکر جستین کرکے چاہتے تھے کہ کھا جائین

مگر جیسے جناب حدیت کہ وہ محیط اور قادر مطلق ملک حیات و ممات کا ہی بچالے اُسے ملک الموت سے بھی کچھ گزند نہین پہونچ سکتا ہزار حیلہ اور کرو وسیلہ سے وہ بچا لیتا ہی یکایک ایک پنجہ آسمان سے پیدا ہوا اور ملک قاسم کو پکڑکے مثل برق چاہ ماران سے نکال لایا اور ایک باغ مین کہ رشک دہ گلزار فردوس دائم تھا جاکر زمین پر چھوڑ دیا شاہزادہ خاور سیاہ نے دیکھا کہ ایک دیو مجھے اُس کنوئین سے نکالکر یہان لایا ہی اور میرے سامنے کھڑا ہی ملک قاسم نے پوچھا کہ ای دیو تو کہان سے اسوقت اکر میرا شریک حال ہوا اُسنے کہا کہ میرا نام ارعال دیو ہی نمکخوار اور فرمانبردار شہنشاہ بردہ قاف کی بیٹی ملکہ قریشہ سلطان کا ہون اور حسب الحکم ملکہ عالم کی غرض ملکہ کی بخدمت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران لیے جاتا تھا یہان اس کنوئین پر مجمع اور دھوم آدمیون کی دیکھکر مین نے جب تجھے اس کنوئین مین گراتے دیکھا تو مجھے خیال آیا کہ یہ کون شخص ہی جسے ان لوگون نے بجبر و قہر کنوئین مین ڈالدیا لاؤ ذرا اس شخص کو مین کنوئین سے نکالکر دریافت کرون کہ یہ کیا ماجرا تھا قاسم نے کہا مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا پوتا وہ جو تونے سنا ہو ملک قاسم ہون اور ملکہ آسمان پری میری دادی اور ملکہ قریشہ سلطان میری پھوپھی ہین لقا سے اور مجھ سے کچھ بقدمہ دین مباحثہ ہوگیا اسیر بموجب اُسکے حکم کے ہزارون کافرون نے مجھے چار طرف سے محاصرہ کرکے پکڑ لیا اور اس چاہ ماران مین ڈالا تھا جناب حدیت نے تجھے اس صورت سے وہان پہونچا دیا اور تو مجھے نکال لایا دیو نے کہا کہ تو تو میرا مرشدزادہ ہی اب جو تو فرمائے تو مین جاکے لقا سے مشرک خدا کو اُسی کنوئین مین ڈالدون یا ایک نوالہ کرکے کھالون قاسم نے کہا خبردار ایسی حرکت نہ کرنا بس تو اپنے جس کام کو جاتا تھا جا خدا سے مانگ رگ ست دیو تو ناچار ہوکر چلا گیا شاہزادہ خاور سیاہ سجدہ شکر جناب باری حافظ حقیقی کا بجا لاکے جانب گلگشت باغ مخاطب ہوا تو اُسنے دیکھا روشون پر سلیقہ کاری کی ہوئی ہر طرف بیل بنا ہوا اطراف اور جوانب مین گرجھل اور مہندی کی ٹٹیان کھڑی ہوئین سرو و شمشاد مانند عروس دامادہر مقام پر ایستادہ ہیے تبسم پھول کھل کھلے ہنس رہے ہین غرض تعریف باغ طول تا چند مختصر یہ کہ شاہزادہ خاور سیاہ سیر کرتا جاتا تھا کہ سامنے سے ایک مرد پیر نمایان ہوا ملک قاسم نے اُس سے کہا کہ یہ باغ کسکا ہی اُسنے کہا چکیدہ قدرت نور خالص خداوند تعالی کی بیٹی ملکہ گیتی افروز کا یہ باغ ہی اور یہ پیلے قاسم سے معذرت خواہ اس امر کا ہوا کہ صاحبزادے میرے مکان پر تشریف لیچلیے اور جو وہان نان جوین حاضر ہی اُسے نوش فرمائیے بعد اُسکے بخوبی اور دلجمعی سے سیر کیجیے غرض یہ کہکے قاسم کو اُسی باغ مین ایک مکان اُسکا تھا وہان لیگیا اور بڑے تکلف سے طعام اور شراب لاکر شاہزادہ خاور سیاہ کا منھ ہاتھ دھلوا کھانا کھلوایا شراب پلوائی اور نہایت خاطرداری کر رہا تھا حسب اتفاق اسوقت کہین ملکہ گیتی افروز اپنی بارہ دری سے اُٹھکر گلگشت باغ کو نکلی اور گرد و پیش ملکہ کے ہزار بارہ سو پری طلعتین چین شمائل مہ جبین اور خوصین جوہر سے دھوم دھامی بنتے تمام باغ مین شل آمد بہار دھوم مچاتی قہقہے چہچہے کرتی ادھر اُدھر دوڑتی پھرتی تھین اشعار

کوئی شاخ میوے کی دینی ہلا
چھڑی زر و نسرین کی کوئی بنا سے
لگی بھرنے کوئی دشالے مین پھول
بناتی تھی گجرا کوئی گلعذار
کوئی حوض پر بیٹھی لٹکاکے پانون
کوئی اینڈتی تھی کھڑی زیر تاک
دوپٹے کی گاتی کوئی باندھکر

کوئی کھیلتی گل سے مثل صبا
گلون سے کوئی گود بھرنے لگی
پرونے لگی کوئی بالے مین پھول
چنبیلی کی چن چن کے کلیان کوئی
کسی کو خوش آئی تھی کیلو کی چھاؤن
کوئی باغ مین ہر طرف کو پھری
بڑی پھرتی تھی جست ادھر اور اُدھر

کوئی پھول انگیا مین رکھکر دکھائے
کوئی پھول کانون مین دھرنے لگی
کوئی گوندھنے بیٹھی نرگس کا ہار
بنانے لگی اپنی چنپا کلی
لگی جھاڑنے کوئی دامن کی خاک
کوئی اپنے دامن مین اُلجھی گری
ناگاہ ایک لونڈی ملکہ کی سیر کرتی ہوئی

یہان شاہزادہ خاور سیاہ بیٹھا تھا وہان جانکلی اور حسن و شباب شاہزادہ عالیجناب کا دیکھکر کچھ حیرت زدہ سی عالم محویت مین لحظہ بھر تو کھڑی رہی بعد اُسکے قریب ملکہ کے آکر حال شاہزادہ با اقبال کا بیان کیا اور کہنے لگی کہ قربان جاؤن یہ شخص کوئی نوری

فرشتہ خداوند بہجدہ ہزار ملک باختر کا ہی یا نہین معلوم کوئی پریزاد ہی کچھ مین اُسکے حسن وجمال کا حال عرض نہین کرسکتی قطعہ

ہی جھوٹ کہ تھا حسن کا بانی یوسف
رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف
یہ کہنے کی باتین ہین کہ یون تھا وون تھا
شاید کہ نہ ہوگا اسکے ثانی یوسف

ملکہ گیتی افروز نے جبن ذرسے کہ چاہ ماران مین گرادیا تھا شاہزادہ خاور سیاہ کا سنا تھا از بسکہ اُسکو ایک صدمہ جانکاہ ہر وقت و ہر ساعت رہتا تھا اور جانتی تھی کہ مین کسی صورت سے اِس کوہ غم و الم کے بار سے جانبر نہونگی تو جسوقت اُس خواص کی زبانی یہ حال سنا عجب طرح کا خلجان اور سو سو طرح کے خیالات اور توہمات دل مین درہزار دھب کی اُلجھنین جی کو پیدا ہوئین گھبرا کر وہین سے بھری اور ہزار امید و بیم مع چند خواصون اور اپنی محرم رازون کے اُس لونڈی کو ساتھ لیئے خرامان خرامان قریب اُس پیر مرد کے مکان کے پہونچی اور بنگاہ اولین اپنے محبوب و مرغوب و مونس تنہائی موجب صبر و شکیبائی دوست دلخواہ شاہزادہ خاور سیاہ کو پہچانکر حالت محویت مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

کہان گل کہان مرتبہ خار کا
کہان مین کہان سامنا یار کا
مرے بخت برگشتہ سے ہی امید
کہ دیکھون ان آنکھون سے یہ روز عید

یکا یک ملک قاسم کی جو آنکھ بیساختہ اُسطرف جا پڑی تو دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین غارتگر دل و دین برس بارہ ایک کا سن و سال سراپا حسن و جمال شوخ و شنگ بھبوکا رنگ بھولا بھولا مکھڑا لنبے لنبے بال جٹی بھوین ہرن کی سی آنکھڑیان دہ موتون ناک پتلے پتلے ہونٹھ غنچہ دہن صراحی دار گردن نظم

بناگوش سے صبح محشر خجل
ترقی مین جوش بہار چمن
وہ شانے وہ بازو وہ ساعد وہ دست
زبس آئینہ سان ہر تن مین صفا
درخشندہ ناف اُس دریاک کی
وہ رانین بنا تھین سانچے مین ڈھال

سیہ خال اُسمین سویدائے دل
بر و دوش گلدستۂ انجمن
کرین جسکو سجدے صنوبر پرست
یہ سینہ پہ پڑتا ہی عکس آنکھ کا
اگر نافت بھی پردہ خاک کی
پھسل جائے جسپر نگاہ خیال

زبان منہہ مین آگاہ اسرار غیب
وہ غبغب غبہار اک موج آب زلال
سمن سینہ نازک اندام نرم
وہ چھاتی کی رنگت وہ بھٹنی سیاہ
پسینے کے قطرون مین بوئے گلاب
وجود کمر کی لطافت گواہ
تہو ساق کیون روکش شمع طور

دہن غنچہ نور بے شک و ریب
دکھاتی تھی اک جا پہ بدر و ہلال
عیان شرم مین شوخی شوخی مین شرم
کہین دیکھکر جسکو اہل نگاہ
صفائی شکم سے خجل ماہتاب
نہان جسم سے مثل تار نگاہ
کہ تھی پشت پا اُسکی رخسار حور

وصف سراپا اُس حور لقا کا مین بیان نہین کرسکتا سبب یہ کہ جن آنکھون کو خالق کون و مکان نے بصارت دی اُن کمبختون کی زبان نہین پھر وہی مثل ہی مثل کہ گونگے سپنا ہوا سمجھ سمجھ پچھتائے ○ اور جس زبان کو یارا ئے بیان ہی حیف صد حیف کہ صانع ازل اور معبود قدرت نے اُسے بینائی نہین عطا کی پھر بقول شخصیکہ شنیدہ کی بود مانند دیدہ ۔ لہذا بجز اسکے شعر کوہ پر موسیٰ نے جسکا نام رکھا برق طور وہ ایک چنگاری تھی اُسکے آتش رخسار کی ○ بیان سراپا مین عاجز اور قاصر ہوکر خلاصہ مطلب کو گذارش کرتا ہون کہ شاہزادہ ملک قاسم نے حسن خداداد و عالم فریب ملکہ کا دیکھکر ایک تیر عشق کا جگر پر کھایا اور بے اختیار ہوکر یہ مخمس زبان پر لایا ۔ مخمس

نو شمع طور یا رشک پری فاست این
با چراغ جلوہ بخش محفل نہا این
حیرت دارم بصناعی کہ آراستہ این
عارض ست این یا قمر یا لالہ حمرت این
باشعاع شمس یا آئینہ دلہاست این

ملکہ گیتی افروز نے کہا اے شہریار ایک مدت سے مین مشتاق تیرے جلوہ دیدار کی تھی مگر وہ جو کہتے ہین کل امر مرہون باوقاتہا سب باتون کا ایک وقت مقرر ہی میرے طالع نے یاوری کی شعر ہمائے اوج سعادت بدام ما افتاد ○ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتاد ○ ورنہ تو کہان اور مین کہان اور یہ کہکے شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنے ہمراہ لیئے اُسی اپنی بارہ دری مین آکر جلوہ فرما ہوئی اور شاہزادہ قاسم کو برابر اپنے مسند پر زانو بزانو بٹھا کے ساری نقل مختصر گرد مرد کی ملک بربر مین جانے اور پانچسو پچپن سرداران بارگاہ سلیمانی کی تصویر کھینچکر لانے اور اپنی وابستگی دل کا حال ملک قاسم با اقبال کی تصویر پر اور اُس صدمہ درد جانکاہ فراق اور اشتیاق مین اپنی حالت دن بدن تباہ کرنا اور بپاس رسوائی اور مطعونی خلائق ضبط آہ و فغان کرکے رہنا اور بمضمون اِس بیت کے بیت

عشق وہ کیجیے جسکو کوئی پہچان نہ جائے ؛ جان جائے تو بلا سے پہ کوئی جان نہ جائے ؛ ہر وقت اور ہر ساعت جی ہی جی مین
گھٹ گھٹکر مثل شمع زندگانی کرنا اور اکثر اوقات حالت بیتابی مین یہ رباعی زبان پر لانا رباعی

دل خون شد و دلدار ز کار آگہ نیست ؛ غم گشت مراد غمگسار آگہ نیست
این با کہ توان گفت کہ عمرم بگذشت ؛ در خواب روی یار و دیار آگہ نیست

اور کبھی یہ مضمون اس شعر کے شعر
زعم گٹ بلا لمم کہ زمن خبر ندارد ؛ عجب از محبت من کہ در و اثر ندارد

چپکے چپکے منھ ڈھانپ ڈھانپ کر رونے اور اپنے دن بسر کرنے کا حال مفصلاً اور مشرحاً بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے ملکہ کو
گلے سے لگا لیا اور بجواب اسکے یہ شعر پڑھا ای ملکہ شعر چاہت کو میری آپ نہ دم دیکے پوچھیے ؛ اپنے ہی جی سے آپ قسم لیکے پوچھیے ؛
اگر تم کو ہمسے محبت ہی تو ای ملکہ بخداے لم یزل و لا یزال کہ ہمکو بھی اسیطرح سے تم اپنا شیفتہ الفت و محبت جانو مگر ایک بات ہم تم سے
کہتے ہین اگر تم بگوش ہوش سنو اور اسکو قبول کرو تو البتہ ہمارے تمہارے ایک صورت موافقت کی ہی کہ موجب ہماری خوشنودی اور باعث
تمہاری بہبودی دنیا و عقبی کا ہی ملکہ نے یہ شعر پڑھکے شعر گر کہے تو رات دن کو تو کہون مین رات ہی ؛ کفر اسمین کچھ نہین یہ دل ملے کی بات
ہی ؛ پوچھا پھر کیا بات ہی مجھے معلوم ہو تو مین اقرار کرون شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ اصل حقیقت یہ ہی کہ تمہارا باپ
لقاے مشرک خداے گمراہ کنندہ عالم ایک گبر غیور جھوٹا دعوی خدائی کا کرتا ہی اسکو خدا کہنا کلمہ کفر اور اُسے سجدہ کرنا عین کافری ہی
لازم ہی کہ اُسپر لعن کرکے کفر و کافری کو ترک کرو اور کلمہ شہادت پڑھکے ملت بیضا دین اسلام قبول کرو خداے عز و جل خالق جز و کل
لاشبہ و لاشریک ہی سجدہ اُسکو کرنا واجب ہی ملکہ گیتی افروز نے یہ کلام زبان معجز بیان سے شاہزادہ عالیمقام کی سنا تو فی الفور زنگ کفر
آئینہ ضمیر انور سے اُسکے دفع ہو گیا اور تجلی نور اسلام کی نمایان ہوئی اور بیساختہ کہنے لگی کہ ای شہریار یہ تو نے مجھے راہ راست کی ہدایت کی ہی
لاشک و لاریب مین بھی ہمیشہ سے اپنے دلمین پہرون سوچتی تھی اور میرے جی کو رات دن یہی الجھن رہتی تھی کہ بابا جان تو کھانا کھاتے
ہین اور پانی پیتے ہین حاجت بول و براز کی ہوتی ہی جورو بیٹا سب عزیز و اقربا اُنکے موجود ہین بیمار بھی پڑتے ہین علاج معالجہ بھی ہوتا ہی
پھر یہ خدا کیسے ہین لیکن کوئی رہنما آجتک مجھے نہین ملا اور نہ کوئی ایسا تھا کہ جو میرے دلکی تسلی کر دیتا عاجز و مجبور تھی اسی طرح
چلی جاتی تھی اب جو تو نے مجھے تلقین کیا اور تیری خوشنودی خاطر اسمین ہی تو اسمین میری عقبی و دنیا دونون بنتے ہین مجھے تو دعوی
محبت یہ ہی کہ اگر تو کہے تو مین تجھے سجدہ کرون ملک قاسم نے کہا معاذ اللہ توبہ استغفار مین ایک بندہ عاصی ہون ایسا کلمہ کم زبان پر
نہ لاو ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ پھر وہ کلمہ ارشاد کرو تا مین اُسے پڑھکر افتخار دارین اور سعادت کونین حاصل کرون شاہزادہ
خاور سیاہ نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا ملکہ مع اپنی تمام انیسون جلیسون اور محرم رازون دمسازون خواصون دکھاریون کے بصدق دل
کلمہ پڑھکے مسلمان ہو گئی اور جشن عیش و نشاط مین شاہزادہ ملک قاسم کے ہمدوش اور ہم آغوش ایک مسند پر بیٹھی شراب خواری مین
مصروف ہوئی دوسرے روز ملک قاسم کو بیٹھے بیٹھے ایک مرتبہ یاد شبائیس شبخون مارنے کی اور معرکہ جنگ و جدال کا شاہزادہ
بدیع الزمان با اقبال کے جو خیال مین آگیا تو اپنے جی مین یہ تجویز کرکے کہ کشتی گیر نے ملک سنجان مین ملکہ گوہر ملک کے واسطے
لشکر گنجاب پر شبخون مارے اور کیسی کیسی معرکہ آرائی کرکے اپنی نمود اور ناموری کرلی اب مجھے بھی لازم ہی کہ کسی صورت سے زیر قبطول
لشکر لقا پر شبخون مارکے تمام ملک سبائل مین تلاطم ڈالدون اور لکھو کھا کفار کو جہنم داخل کر دون تاکہ میری بھی دھوم اقالیم
مین پڑجائے اور شہرہ میری شجاعت اور شمشیر زنی کا تا سمع اقدس سلطان امیر حمزہ صاحبقران اسقدر پہونچے کہ اس کشتی گیر کی
نمود اور تہمتنی کا کوئی پھر نام نہ لے بس یہ سوچ کے ملکہ گیتی افروز سے کہنے لگا کہ ای ملکہ ایک عرض میری تمسے در پیش ہی اگر تم سے
ہو سکے تو فہو المراد ملکہ نے کہا بیت اگر جان تنخواہی جان دہم دیگر چہ میخواہی بگو ؛ سر ابایت میدہم دیگر چہ میخواہی بگو ؛ قاسم نے
کہا کہ جسوقت مجھے بموجب حکم لقا کے ہزارہا کفار نابکار نے چارسو سے بلوہ کرکے گرفتار کر لیا تھا تو میری پوشاک اور تمام سلاح
تمہارے باپ کے قبضہ اختیار مین جا پڑے اگر وہ ہتھیار میرے کسی تدبیر سے تم لا سکو تو کیا خوب ہو ملکہ گیتی افروز نے

عرض کیا کہ جہانتک ہوسکیگا مین سعی اور جہد کر کے منگائے لیتی ہون یہ کہکے اُسی وقت ملکہ اپنی مان کے پاس گئی اور یہ کہکے کہ وہ جو
نادیدہ خدا کا پرستار ہوتا امیر حمزہ صاحبقران کا بموجب حکم باباجان کے چاہ ماران مین گرا دیا گیا تھا اُسکی پوشاک و ہتھیار سب
باباجان کے پاس ہین اگر اماجان تم وہ مجھے منگا دو تو مین اپنے ایک سردار جان نثار کو عطا کرونگی ملکہ کی مان نے وہ پوشاک اور
تیغہ دودمان افراسیابی وغیرہ سلاح ملک قاسم کے ایک نواب ناظر کو اپنے بھیجکر لقا سے منگا بھیجے اور اپنی بیٹی ملکہ گیتی افروز سے
یہ کہا کہ واری یہ سلاح و پوشاک کیا چیز ہی قربان گئی میری جان اگر تو جان مانگے تو مین تجھپر صدقہ کرنے کو حاضر ہون وہ سب ملکہ کو
حوالے کیے اور ملکہ نے لا کے خوشی خوشی شاہزادہ خاور سیاہ کے سامنے رکھدیے ملک قاسم نے وہ سب پوشاک اور ہتھیار لیکر
کہا ای ملکہ شاہزادہ بدیع الزمان سے اور مجھ سے عہد طفولیت سے ہمچشمی کا دعویٰ ہی اُسنے گنجاب پر شائیس شبخون مار کر اپنا شہرہ
ہفت اقلیم مین ڈالا ہی مین بھی چاہتا ہون کہ شاہزادہ بدیع الزمان کی طرح سے تیرے باپ کے لشکر پر زیر قیطول جا کے شبخون
مارون اور نام سپاہ گری مین تلاطم ڈالدون ملکہ نے کہا ہی ہی ای شہریار یہ تو نے کیا فرمایا گنجاب یہان کے ایک نفر کے برابر بھی
رتبہ نہ رکھتا تھا باباجان کے زیر قیطول خداوندی چونسٹھ لاکھ سوار اور پیادہ کی چھاؤنی پڑی ہی مثل گنجاب نو لاکھ سردار اور
پہلوانان قدرت سنتریان بارگاہ جہکی پہرے پر متعین ہین خاور سیاہ نے کہا باشد ای ملکہ خدائے ما بزرگ ست ملکہ گیتی افروز
بیتاب ہو کر لپٹ گئی اور رو رو کے ممانعت کر کے کہتی تھی کہ ای شہریار یہ کیا خیال فاسد آپکے دل مین آگیا ہی واسطے اپنے دین اور
ایمان کے ایسی حرکت نہ کرنا آپ یکہ و تنہا بجان اُحد نہ کوئی آپکا کفیل اور نہ مددگار اور نہ کوئی یار نہ غمخوار بس اکیلے آپ کیا کر سکینگے
بقول سعدی مورچگان راچو بود اتفاق ❊ شیر ژیان را بدرانند پوست ❊ ملک قاسم نے کہا کہ ای ملکہ اس مقدمہ مین سد راہ نہ ہو
اور منع نہ کرو نظر بکرم کریم کارساز کر دیکھو کہ جبتک دادا جان سلطان امیر حمزہ صاحبقران داخل سپاہ گری ہون مین دلیرانہ اور
رستمانہ وہ کارنمایان بیان کرونگا کہ میرا افسانہ کارنامہ دنیا مین تا روز جزا یادگار رہے اور ذکر جرأت و مردیت اور زور و طاقت کا میری
سُنکے شجاعان روے زمین اپنے اپنے کان پکڑین اور روحین یلان سیستان گورمین تھرا اُٹھین ملکہ تمکو ہماری جان عزیز کی قسم
اب تم زیادہ اصرار نہ کرو اور ایک گھوڑا نہایت تیز گام اور چالاک اپنے باپ کے خاصون مین سے انتخاب کرا کے منگا دو ملکہ نے
عاجز اور مجبور ہو کر ایک مرکب برق آہنگ باد رفتار اصطبل خاصہ سرکار سے طلب کر کے بہزار عجز و انکسار کہا کہ ای شہریار مین نے تو
کنیزانہ تعمیل آپ کے حکم کی کی اور خوشنودی خاطر اقدس کردی گھوڑا حاضر ہی مگر عند اللہ جو کام کرنا آل کار اُسکا سمجھ لینا باباجان
دعویٰ خدائی کا کرتے ہین اور زیر قیطول لکھو کھا گبر غیور بڑے بڑے زبردست اور طاقتدار سر بسنگ ہر وقت چوکی پہرے پر ہوشیار
خبردار رہتے ہین میرا راج سہاگ قائم رکھنا اپنے میرے بدخواہون کا روز بد نہ دکھانا اور اگر یون ہی منظور ہو بیت گر زیست
ہے تو مجکو خفا پر خفا نہ ہو پہ سر تن سے میرے کر تو جدا پر جدا نہو ❊ مین کسی صورت سے متحمل اس صدمہ عظیم کی نہو سکونگی اپنی جان
کھو دونگی میرا خون ناحق اپنی گردن پر نہ لینا یہ کہکر قاسم سے لپٹ گئی اور ہاتھ قاسم کا نہین چھوڑتی تھی اُسوقت شاہزادہ
خاور سیاہ ملکہ کو بہت سا پیار کر کے سمجھا بجھا کے بجبر و قہر رخصت ہوا اور آدھی رات کے عمل مین اُس مرکب پر سوار ہو کے بیرون باغ
نکلا ملکہ گیتی افروز کی جو کسی صورت سے تسکین دل اور اطمینان خاطر نہوا تو نہایت سراسیمہ و بیتاب ہو کر مہروند عیار کو بلا کے شاہزادہ
والا مناقب کے ساتھ کر دیا اور بتاکید تمام یہ کہدیا کہ بھائی کہین کسی حال مین تو شاہزادہ خاور سیاہ کے قرب سے جدا نہونا اور
مہروند عیار کو ملک قاسم ہمراہ لیے جانب قیطول روانہ ہوا اور تل تو امان پر چڑھکر دیکھا کہ سات فرسنگ کا یہ شہر سپاہ ہی اور
چونسٹھ لاکھ سوار پیادے کی چھاؤنی زیر قیطول لقا پڑی ہی ہزارہا خیمے ڈیرے بیچ بے اسپک راؤٹیان قلندریان رکیان بکھرے
پال استادہ ہین بجو بجے سرکش و زور آور لقا پرست زمرد پڑے ہین بیٹھے بیٹھے سوتے ہین سیکڑون خیمے ڈیرون مین ناچ ہو رہا ہزارون
کفار کسبیون رنڈیون کو بغل مین لیے سوتے ہین کہین سو دو سو گبر غیور بادہ نخوت سے مخمور اپنا اکھاڑا جدا جدا جمائے دس بیس

ونڈ بگدر بزم کی کثرت کر رہے ہین سو پچاس کوئی پتا بلا رہا ہی کوئی بیٹھا باہم بانک کی کثرت کر رہا ہی کہین دو ایک بلم کی کثرت کر رہے ہین
کوئی بانا بلا رہا ہی کوئی تیر و کمان ہاتھ مین تو دہ خاکی پر تیر لگا رہا ہی کوئی سر میدان اپنے گھوڑے کو کاوے پر لگا رہا ہی کوئی برچھا بلا رہا ہی
سو پچاس کہین بیٹھے ہوے کوئی مثنوی یا کوئی اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین قہقہے چہچہے اڑ رہے ہین کسی جا پر ایک بڑا فربہ خشم
گبر باریش سفید لنگی ریشمی باندھے برہنہ سر ایک صندل کی چوکی پر بیٹھا طنبورا ہاتھ مین لیے آگے کوئی کتاب صفات لقا شرک
خدا کی رکھے بڑی خوش آوازی نغمہ سازی سے اُس کتاب کا مضمون ہر ایک گبر کو سمجھا سمجھا کے بیان کرتا ہی اور گرد و پیش اسکے ہزار ہا
کفار کا ہجوم اور دھوم ہی گلہاے خوشبو دار نئے نئے رنگ کے اور ہار پھول کے دونے ٹوکریان مٹھائی کی روپیہ اشرفیان چھلے انگوٹھیان
لوگ لا لا کے اُسکی چوکی کے برابر بطریق نذر کے رکھتے جاتے ہین شاہزادہ عالم یہ غفلت لشکر کفار کی دیکھکر اُس تل سے نیچے اترا اور
نا ف لشکر مین قائم ہو کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کرکے ملک قاسم شاہ خاور سیاہ ؛ زنم تیغ برابر تیرہ باد اشعار

ز آب دم تیغ شبنم زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین	اگر تیغ بر کوہ خارا زنم	ز تن شاخ گاو زمین بر کنم

باواز بلند کہا ای لشکر کافران عیار و نابکاران بر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند حالا مرا بداند و بشناسد کہ منم نور حدیقہ سلطنت و بیان
شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری آفتاب مشرق دین پروری ؛ شہسوار بے لعل پوش خاوری ؛ نعرہ شاہزادہ
والا تبار کا مثل تیر ترقہ کفار کے کلیجون کے پار نکل گیا اور شبخون آنا قاسم کا سُنکے لشکر کفار مین ایک عجب طرح کا تلاطم پڑ گیا تھا کہ کسی کو
اپنے تن بدن کا ہوش و حواس باقی نہ تھا جو جس حال مین بیٹھا تھا لیتا لیا جانے نہ دیتا کہتا دوڑا اور نیچے اپنے بیگانے کی تمیز کسی کو نہ تھی
جو سامنے جسکے آگیا اُسنے وہ فوج غنیم کا سمجھکر قتل کرنے پر مستعد ہوا آپس مین لپٹ پڑے اور غت پٹ ہو کر آمادہ رزم و پیکار
ہوے چار طرف تلوارین چمک رہی تھین تیرون کی بوچھار ہو رہی تھی لاش پر لاش اور مردے پر مردا ڈھیر پر ڈھیر سر پر سر گرتے جاتے
تھے چلے خون بہے کوسون تک نظر آتے تھے ملک قاسم نے یہ رنگ ڈھنگ اور کیفیت جنگ کفار باہم دیکھکر اپنے مرکب کو گرم تاز
کیا اور ایک سمت شمشیر زنی اور کفار کشی کرتا چلا اثنائے راہ مین چار گبر فرقہ کفار کے جو پہلوان زبردست مشہور و معروف تھے دوچار
ہوے شاہزادہ عالم نے ہر ایک کو بضرب تیغہ برق دم واصل جہنم کرکے عنان اسپ تیز گام کو جانب باغ منعطف کیا اور بطرفۃ العین
صاف اُس ہنگامہ گیر و دار سے نکلے داخل باغ ہوا ملکہ نگینی افروز کے ساتھ ہمدوش اور ہم آغوش ہو کر دو چار پیالے شراب کے
پیے اور باطمینان تمام پلنگ پر جاکے آرام کیا یہان زیر قبطول دو پہر رات کامل معرکہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ بخوبی روز روشن
ہو گیا تب دیکھا کہ بھائی نے بھائی کو اور باپ نے بیٹے کو بیٹے نے باپ کو اور آشناؤن نے آشناؤن کو مار گرایا ہی اب جو ایک نے
دوسرے کو دیکھا کہ مجھے قتل کرنے کو تلوار مارا چاہتا ہی ہان ہان کرکے کہا کہ واہ واہ بھائی اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایسے بدحواس
ہو گئے کہ مجھی کو تلوار تم مار چکے تھے غرض جہان جو تھا وہین اُسنے ہاتھ اپنا روک لیا چار طرف ہزار ہا لاشین بیجان لقا پرستون
کی خاک و خون مین پڑی ہوئی ہزارون زخمی ڈولیون پر چار پائیون پر اپنے اپنے گھرون کو جاتے تھے ہزارون مثل مرغ
بسمل درد زخمہاے کاری سے تڑپتے اور خاک و خون مین لوٹتے پھرتے تھے سیکڑون سسکتے دم توڑتے تھے قصہ مختصر یہ اخبار
وقایع کار روبروے لقاے مشرک خدا کے گذرا کہ رات کو ملک قاسم نبیرہ حمزہ نے لشکر خداوند پر زیر قبطول آکر شبخون مارا
کہ قریب تیس چالیس ہزار جوانان اشجع روزگار اور دلیران نامدار بندے خداوند کے مارے گئے بختیارک نے کہا یہ خدا پرست
بھی کیا صاحب اقبال ہین جنکی آمد کی ابتدا سے یہ دھوم دھام تھی بلا شک و لاریب کوئی اولاد حمزہ سے اِس ملک مین آ کے
وارد ہوا ہی لقا سُنکے خاموش ہو رہا مگر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت لقا کا نہایت حالت غضب مین قبطول سے نیچے اترا اور
اپنے معتبر گرد و مرد کو طلب کرکے بتاکید تمام حکم دیا کہ ای گرد و مرد جلد اس حال کو تحقیق کرکہ یہ کون شخص ہی کہان سے آیا اور کس قدر
فوج و سپاہ اِسکے ہمراہ ہی اور کہان اور کس مقام پر آکے اترا ہی جسنے یہ شبخون لشکر خداوند پر مارا حسب الحکم یاقوت شاہ

گرد مرد مع ایک لاکھ ساٹھ ہزار عیاران چوکیدار دریٔ سراغ رسانی تمام شہر کے گلی کوچہ مین پھرتا تھا اور بیس بیس تیس تیس کوس تک
عیار بیرون شہر سبائل مین پھر آئے کہین کچھ بتا و نشان لشکر کے اترنے کا نہ ملا انتہا یہ کہ سم مرکب تک کہین نظر نہ آیا بعد دو دن کے
پھر شاہزادہ خاور سیاہ بطریق روزا دین مسلح اور مکمل ہوکر ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہوا اور بوقت نصف شب اپنے مرکب پر سوار
ہوکر تل تو امان پر گیا اور تمام لشکر کو بغور دیکھکر وہان سے نیچے اترا اور بطنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا کہ ای لشکر کفار بیحیا
اور ای افواج نابکاران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند حالا مرا بداند وبشناسد کہ منم نور حدیقہ رسالت وشہامت صاحب عزم
ومبارز رزم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نعل خفتان خونریزی خاوری بس پھر تو یہ حال تھا کہ اول شبخون کی جنگ جدال مین
جو ہزارون لقا پرست بدخصال مارے گئے تھے تو سب کفار سراسیمہ وبدحواس ہو رہے تھے گھبرا گھبرا کر اپنے خیمون ڈیرون سے جو
نکلے تو تیرگی شب مین پھر کچھ تمیز اپنے بیگانے کی کسی کو نہ رہی اسیطرح جنوبی شمالیون کو اور مغربی مشرقیون کو فوج وسیاہ شاہزادہ
خاور سیاہ کی سمجھکر باہم رزم وجنگ کرنے لگے ناگاہ مہتر گرد مرد نے ایک مقام پر شاہزادہ قاسم کو بغور دیکھکر پہچانا اور نہایت متحیر اور
پریشان ہوکر پوچھنے لگا کہ ای قاسم تو اس چاہ ماران مین سے کیونکر جانبر ہوا اور کسطرح سے نکلکر یہان پہونچا شاہزادہ خاور سیاہ
نے اسے جواب دیا کہ او عیار دیکھا تو نے قدرت پروردگار عالم کو آنا کیونکر چاہتا تھا آنکلکر ایک سمت کو چلے کہ ناگاہ سامنے سے
سہراب اژدر گیر قرب شاہزادہ خاور سیاہ کے آکے پکارا کہ باش ای نبیرہ حمزہ صاحبقران تجھے مین نے پہچانا اب میرے ہاتھ سے زندہ
وسالم بچکر کہان جائیگا یہ کہکر ایک وار تلوار کا بر سر شاہزادہ نامدار کیا ملک قاسم نے اسکی ضرب کو خالی دیکر ایک طمانچے کا ہاتھ مثل طمانچۂ
قضا کے اسکو مارا کہ ایک شانہ اور آدھا کلہ اس ملعون کا جدا ہوگیا اور سہراب اژدر گیر علیہ اللعن والعذاب فاش زمین سے تڑپ کر
زمین پر گرا اور دو چار مرتبہ پھڑک کر داخل جہنم ہوا شاہزادہ خاور سیاہ بعد فرو جاہ بخوبی تمام اس لشکر کفر وضلالت سے صاف نکلا
اور باغ مین آکے اپنے گھوڑے سے اتر پڑا اور پوشاک اور سلاح جسم سے اتار کے ہاتھ منہ دھویا اور پوشاک تبدیل کرکے ملکہ گیتی افروز کے
ساتھ مصروف عیش ونشاط ہوا اور زیر قیلولہ دو پہر رات پچھلی جو باقی تھی تا صبح لشکر کفار مین باہم قتل عام رہا اور تمام فوج وسیاہ
مین ایک شور یوم الحشر بپا تھا جبکہ وہ تیرگی شب کی رفع ہوئی اور ایک ایک کو بخوبی دیکھنے اور پہچاننے لگے ہان ہان کہکے
فوج کفار نے شمشیر زنی اور گرز افگنی سے ہاتھ کھینچا اور ہر ایک کہتا تھا کہ یارو آج تو ہمنے بھی گھس گھس کر تلوارین ماری ہین کہ
خدا پرستون کے دانت کھٹے کردیے دل ہی انکا مزا اٹھتا ہوگا لیکن یہ نہین معلوم کہ لشکر قاسم کا صبح ہوتے مثل کافور کس طرف
غائب ہوجاتا ہی دوسرا بولا کہ وہ غائب ہوجانا تو درکنار اسقدر تو ہمنے شمشیر زنی کی اور سیکڑون کو قتل کیا مگر کوئی لاش کسی زخمی
کی یا مردے کسی خدا پرست کے نظر نہین آتے یہ کیا ماجرا ہی وہ چار گبر نا ہنجار کہتے تھے کہ صاحبو یہ خدا پرست بڑے ہوشیار اور عقلمند
ہین اپنے ہمراہ کے مجروحون اور مقتولون کے لاشے اسی وقت گھوڑے پر رکھکے لیجاتے ہین جب جا ہو تب تم امتحان کرلو کہ
تمام میدان رزم مین لکھو کھا زخمی اور لاشے مردون کے پڑے ہونگے اور تم تلاش کرکے ایک لاش بھی کسی مسلمان قاسم کے
ہمراہ والون کی کہین نہ پاؤگے غرض یہان تو یہ گفتگو تھی کہ یہ واقعہ سنکر یاقوت شاہ لاشہ سہراب اژدر گیر کا اپنے ہمراہ لیکے
لقاے مشرک خدا کے پاس گیا اور تمام معرکہ شبخون بیان کیا لقا اپنے جی مین نہایت متحیر اور ششدر تھا کہ چاہ ماران سے
قاسم کیونکر نکلا اور یکہ وتنہا کسطرح سے لکھو کھا سوار اور دلیران عرصہ کارزار مین آکر شبخون مارتا ہی اور صاف نکلجاتا ہی اور کچھ کہین سے
فوج اسنے بہم پہونچائی ہی تو وہ فوج صبح ہوتے ہوتے کہان بھاگ کر چھپ رہتی ہی اسکی فوج کا نہ کوئی مارا جاتا ہی نہ کوئی زخمی ہاتھ آتا
ہی نہ کسی کی لاش کہین پڑی نظر آتی ہی آخر جبکہ لقا مسخرے کے ذہن مین کوئی بات نہ آئی تب کہنے لگا ای بندگان قدرت میرے
راز سربستہ قدرت مین کسے مداخلت ہی اصل حقیقت یہ ہی کہ مین نے عالم نشہ مین یہی تقدیر کی تھی بختیارک نے عرض کیا
کہ شبخون مارنے کی تقدیر کی تھی لقا نے کہا کہ ہان مین نے یہی تقدیر کی تھی میرے بندے مغرور بہت ہوگئے تھے یہ کہکے جاب

یاقوت شاہ مخاطب ہوا اور حکم دیا کہ ہر چند اپنی تقدیرات کار زار مین خود خوب جانتا ہون بشر کو کیا معلوم ہوگا لیکن ای جبرئیل تو
مہتر گردمرد کو خشم نمائی قرار واقعی کرکے تاکید کر کہ اس بندۂ مغضوب کو جو کہ مرتکب اس افعال زشت شبخون مارنے کا ہوتا ہی دریافت
کرکے عرض کرے تا موافق اُسکے تقدیر تجویز ہو حسب الحکم لقائے شرک خدا کے یاقوت شاہ نے مہتر گردمرد کو بلا کے بہت سے کلمات
سخت و درشت کہے اور حکم دیا کہ جسطرح ہو سکے جلد اُسکو عرض کر کہ وہ کون ایسا زبردست پیدا ہوا ہی جو لشکر خداوند پر زیر قیطول
خداوندی شبخون مارتا ہی اور ہزارہا بندگان خداوند کو قتل کرکے آپ صاف زندہ و سالم بچکر نکلجاتا ہی مہتر گردمرد عجب طرح کی تشویش
مین مبتلا بجز عجز و انکسار کے کچھ جواب نہ دیسکا اور بہر صورت معترف اپنے قصور اور خطائے فاش کا ہوکر بہت خوب بہت خوب کہکر بہ تلاش
شاہزادہ خاور سپاہ چلا اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار عیار اپنے ساتھ لیے محلہ محلہ خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ ہزارون کسیان جالی کرتی والیان مسّی
پھلیل والیان وغیرہ کو معین کیا تھا جو کیدارون کو خوب سے کوڑے مار مار کر بڑی تقید سے کہا جہان کوئی شخص نووارد کسی مکان
مین اترا ہو یا محض کہین نظر آئے جھٹ پٹ اُسے گرفتار کرادو بعد تحقیقات اگر اُسکے ذمے شبخون مارنا پایۂ ثبوت نہ پہونچیگا تو وہ اس
مواخذے سے بری ہوکر چھوٹ جائیگا ہر ایک کار دانسر مین بھٹیارون اور بھٹیاریون پر بڑا جبر و تشدد کیا کہ خبردار نہارے بے اطلاع
چبوترہ کوتوالی کے کسی مسافر کو اُترنے نہ دینا پچاس پچاس کوس تک بیرون شہر سائل سانڈنی سوار اور عیارون کو بھیجدیا کہ جہان
کہین کسی گانون گرانون قصبے پوروے دیہات مین یا کسی صحرا مین یا لب دریا کوئی شخص فوج و سپاہ ہمراہ لیے پڑا ہو یا جہان کہین
دو چار ہزار سوار اور ہزار دو ہزار پیادے غیر کف نظر آئین جلد اُنکی اطلاع کرو کہ یہان سے فوج سرکاری بطور دوڑ کے جائے اور اُنکو گرفتار
کرلائے بعد ازان جتنے دروازے شہر سائل کی آمد و رفت کے تھے اُن سب پر پچاس پچاس ہزار سوار اور دو سو افسرون کو متعین
و مامور کرکے بتقید بلیغ حکم دیا کہ پہر رات تک دروازے سب کے کھلے رہین بعد اسکے پھاٹک بند ہوجائے اور آدھی رات تک سب کو
پہچان لو کہ بندگان خداوند اسی شہر کے رہنے والے ہین اُنکی آمد و رفت دروازے کی کھڑکیون کی راہ سے جاری رہے بعد نصف
شب کے کھڑکیون مین بھی آہنی قفل ڈالدو اور کسی کو آنے جانے نہ دو القصہ اسطرح سے انتظام تمام شہر کا کرکے اور ہر طرف لوگون کو
بھیجکر گردمرد آپ بھی مستعد اور آمادہ سراغ رسانی خاص شبخون تھا اب اسکو تو رہنے دیجیے اول حال شاہزادہ خاور سپاہ
باقبال کا سنیے کہ ملک قاسم پھر ایک دن کا وقفہ دیکر ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہوا اور نصف شب کے عمل مین مہروند عیار کو
ہمراہ لیے مرکب پر سوار ہوکر زیر قیطول پہونچا اور بدستور قدیم طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر آمادہ کفار کشی ہوا اور پھر اسی طرح سے
بلوائے عام تمام فوج کفار کا بر سر شاہزادہ عالیمقام ہوگیا اور چار طرف سے یہی شور و غل تھا کہ یارو بڑی خبرداری اور ہوشیاری سے
رہنا فوج غنیم کو کسی طرف سے جانے نہ دینا دیر نہ کرو مارو مارو مگر عالم بدحواسی اور ظلمت شب مین کسی کو خاک نہ سوجھتا تھا اور اُس
بلڑ مین مطلق کوئی کسی کو نہ پہچانتا تھا پھر باہم لپٹ لپٹ کر اور گھس گھسکر شمشیر زنی کرنے لگے شاہزادہ خاور سپاہ کفار کشی کرتا
بہ جستی تمام ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامنے سے ایک پہلوان تنومند گھوڑے پر سوار بہمن خون آشام نام گھوڑا چمکا کر نعرہ کرتا ہوا
کہ او قاسم میرے ہاتھ سے کہان جائیگا آیا اور لپک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادہ نے اُسکا وار خالی دے کر ایک ہی ضرب مین
اُسکو داخل جہنم کیا الاعجال اس مال اندیشی کے کہ کچھو کھا کر کفار کا بلوہ تا زیر دیوار باغ ہی ملک قاسم جانب باغ ملکہ گیتی افروز متجانب
ہو اعنان اشہب تیزگام صحرا کی طرف منعطف کرکے روانہ ہوا اور جب وقت صبح کا ہوا تو ایک میدان مین دور سے دیکھا کہ
مجمع کثیر و انبوہ غفیر لوگون کا اور چار طرف شور و غل ہی شاہزادہ ملک قاسم نے قریب جاکے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا
ہنگامہ ہو رہا ہی اُسنے شاہزادۂ عالم کو سر سے پانون تک دریائے خون مین غوطہ زن اور تمام پوشاک خون آلودہ دیکھکر
زبرائے جوشن پوش اپنے سردارے کہا اُسنے شاہزادہ خاور سپاہ سے ادراک حال کیا کہ ای بہادر تو کون ہی اور یہ کیا معرکہ
تجھے درپیش ہوا قاسم نے جواب دیا کہ سودا اگرچہ ہون اسقدر گنج و اسباب جمعیت مین موجود رکھتا تھا کہ شاید صراف بھی

خزینہ بیسارگان اپنے پاس نہ رکھتا ہوا اپنے ملک سے بحیلۂ تجارت اسطرف کو آتا تھا اثنائے راہ مین ایک غول قطاع الطریقون کا ملا
انھون نے نقد و جنس جو کچھ میرے ہمراہ تھا سب لوٹ لیا اور میرے ملازمین اور خدام کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہو کر گر پڑے کچھ بھاگ
گئے مین حتی المقدور اُن سبھون سے بپاس حفظ آبرو و حرمت مقابلہ و مجادلہ کر کے جب عاجز ہوا تو بہزار جد و جہد نکل کے یہان آیا ہون
اب تو بیان کر کہ یہ کیا ہلڑ ہو رہا ہی اُس زبر اے جوشن پوش نے کہا کہ ایک شیر ژیان یہان آ کے وارد ہوا ہی اور اُسنے ہزارون
جوانون کو ہلاک کر ڈالا ہی اُسکے مارنے کی فکر مین ہم سب یہان آئے ہین شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اُس شیر کو تم سب مجھے دور سے بتلا دو
مین اُسکا شکار کرونگا ہر چند زبر اے جوشن پوش نے اور اُسکے ساتھ والون نے ممانعت کی اور کہا ای بہادر تو ایسا حوصلہ نہ کر
مفت اُس شیر کے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے نہ مانا لوگون نے ناچار ہو کے نشان اُس شیر کا بتلا دیا کہ وہ فلان جھاڑی مین ابھی
ایک بھینسے کو مار کر لایا اور بیٹھا کھا رہا ہی شاہزادہ خاور سیاہ اپنے مرکب کو اُس جھاڑی کی طرف سبک خیز کر کے جب قریب پہونچا تو
گھوڑے پر سے کود کر تیغۂ پالارک فراسیابی کو میان سے کھینچا اور شیر کو باواز بلند للکار کر کہا کہ او کتے جھاڑی مین کہا چھپا بیٹھا ہی باہر
نکلکے دیکھ کہ ملک الموت تیری روح قبض کرنے کو آ پہونچا ساتھ ہی شاہزادہ قاسم کے للکارنے کے شیر غصے مین بھرا ہوا باہر نکلا
اور ملک قاسم کو شمشیر بکف اپنے سامنے دیکھکر جانب شاہزادہ قاسم والا مناقب حملہ آور ہوا شاہزادہ خاور سیاہ نے بہ چستی تمام
پیترہ بدل کے اُسکے طمانچہ کو خالی دیا اور برابر سے تیغۂ پالارک افراسیابی اُسکی دوال کمر پر مارا تو برابر دو ٹکڑے شیر کے ہو کر خاک و
خون مین پھڑکنے لگے زبر اے جوشن پوش اور تمام اُسکے ہمراہ کے جتنے کفار تھے سب کے سب مرحبا صد مرحبا واہ واہ کرتے ہوئے
دوڑ کر شاہزادہ ملک قاسم سے لپٹ گئے کوئی تصدق ہوتا تھا کوئی بلا گردان ہو کر کہتا تھا شعر انچہ تو کردی نمی آمد ز کس * جز تو دیگر
را نبود این دسترس * غرض اُسوقت شاہزادہ خاور سیاہ نے اپنا نام و نسب اُن سبھون پر ظاہر کر کے فرمایا کہ اگر تم سب کو مجھ سے
دعوی محبت ہی تو اب لقا پرستی کو ترک کر کے ملت بیضا دین اسلام قبول کرو زبر اے جوشن پوش نے عرض کیا کہ وہ طریق ہمکو
نہین معلوم کہ کیا کہتے ہین اور مسلمان کیونکر ہوتے ہین شاہزادہ ملک قاسم نے کلمۂ شہادت تلقین کیا زبر اے جوشن پوش مع تمام
اپنے ساتھ والون کے بصدق دل کلمہ طیبہ پڑھکے مسلمان ہو گیا ابھی وہان سے مراجعت نہین کرنے پائے تھے کہ سامنے سے ایک
پیادہ بدحواس گرد مین آلودہ پسینے مین غرق اُفتان و خیزان دوڑتا ہوا قریب زبر اے جوشن پوش کے آیا اور کچھ سرگوشی مین اُسنے
زبر اے سے کہا زبر اے جوشن پوش نہایت مشوش اور پریشان ہو کر سکتے کی صورت رہ گیا شاہزادہ قاسم نے پوچھا خیر باشد ای
زبر اے جوشن پوش کیا ماجرا ہی اُسنے کہا ای شہریار وہ جو پہاڑ یہان سے تھوڑی دور پر نظر آتا ہی وہان ایک میرا حقیقی بھائی
کہ نام اُسکا طوفان ترک اور بڑا سرہنگ ہی عہد طفولیت سے بیر اور اُسکے عداوت قلبی چلی آتی ہی اور چند بار اُسنے میرے
اوپر شبخون مارا اور سیکڑون آدمی میرے ہمراہ کے قتل کر کے چلا گیا اب شاید پھر وہ تین لاکھ سوار کی جمعیت سے بارادۂ رزم و جنگ
آتا ہی دیکھا چاہیے کہ اُس ظالم اظلم کے ہاتھ سے ابکی مرتبہ میری جان و آبرو کیونکر بچتی ہی ملک قاسم نے فرمایا کہ ای زبر اے جوشن پوش
اسقدر بدحواس نہو اُسکو آنے دو دیکھو تو کیا ہوتا ہی ابھی پورا کلمہ زبان فیض ترجمان سے شاہزادہ خاور سیاہ کی تراوش
نہین کیا تھا کہ سامنے سے تتق گرد کا اُٹھا اور جس وقت کہ وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ طوفان ترک دریائے آہن مین
غوطہ مارے بہ کمال جوش و خروش اپنے گھوڑے کو تیز گام کیے مع تین لاکھ سوار نیزہ دار چلا آتا ہی اب زبر اے جوشن پوش
نے بھی آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو کر اپنی فوج کو صف آرا کر کے قائم کیا اس عرصہ مین طوفان ترک بھی آ پہونچا اور زبر اے
جوشن پوش کو مع فوج ثابت قدم دیکھکر اپنے لشکر کو قائم کیا اور صف آرائی اپنی فوج کی کر کے باطمینان تمام ناف لشکر مین آ کر باواز
بلند کہنے لگا کہ ای زبر اے جوشن پوش اب تک تو خیر تو نے جان اپنا مفر دیکھا چھپتا پھرا اگر آج بلا کہ میرے سامنے سے زندہ
و سالم بچکر کدھر جائیگا بس اگر کچھ دعوی شجاعت تجھے اپنا ہی یا جسپر تجھے بڑا گھمنڈ سپاہ گری اور شمشیر زنی کا ہو

اُسے میرے مقابلہ کو بھیج یا تو آپ نکلکر مجھ سے مجادلہ کر ابھی یہ بات پوری اُسکے مُنہ سے نہین نکلنے پائی تھی کہ شاہزادہ رستم صولت خاور سیاہ والا مرتبت اپنے مرکب کو چھیڑ کر سر میدان نکلا اور طوفان ترک سے جا کر تیم نکالا وہ دس بارہ قدم گھوڑا طوفان ترک کا پسپا ہو کر ٹھہرا اور طوفان گھوڑے پر سے گرتے گرتے بچا طوفان ترک نے ملک قاسم کو دیکھکر کہا کہ اے اجل رسیدہ تو کون ہے اور تو ابھی میرے زور اور طاقت سے آگاہ نہین کیون مفت اپنی جان کھونے کو میرے مقابلے مین آیا ہے مجھے تیرے سن سال اور حسن جمال پر رحم آتا ہے بس بہتر یہ ہے کہ پھر جا زبر اے جوشن پوش میرا بھائی میرا حریف ہے وہ اور ہم دونون باہم سمجھ لینگے ملک قاسم نے جواب دیا کہ اے شوم کو مین مین تیری جان کا ملک الموت ہون پلیت بیا رانچہ داری زمردی نشان ہکمان کیانی گرز گران ** طوفان ترک یہ کلمہ سخت ملک قاسم کا سُنکر غیظ مین آیا اور یہ کہکے کہ خبردار ہو جا نیزہ سینۂ بے کینہ پر شاہزادہ خاور سیاہ کے مارا ملک قاسم نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے پر کانٹھ لیا اور ساتوین طعن مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا طوفان ترک کی آنکھون مین تاریکی سی چھا گئی اور تلوار کو میان سے کھینچکر پکارا اے بہادر نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جمال بازی شمشیر بازی راستبازی یہ نہ کہنا کہ مجھے خبردار نہ کیا تھا لے خبردار یہ کہکے جھک کر تلوار بر سر اقدس شاہزادہ والا تبار ماری ملک قاسم نے چیستی تمام بارہ کو تلوار کی بجائے قبضہ پر اُسکے اپنا ہاتھ ڈالدیا کہ ہاتھ اُسکا بیکار ہو گیا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ پنجۂ قضا نے میری کلائی پکڑ لی ہے طوفان ترک نے بہ مجبوری جھنجھلا کے ہاتھ ملک قاسم کے کمر بند مین ڈالدیا اور چاہتا کہ قاش زمین سے اُٹھالے پھر قاسم نے بھی اپنا ہاتھ اُسکی کمر مین ڈالدیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا طرفین سے لوگون نے پکار کر کہا اے بہادر یہ بے زبان گھوڑے ناحق ہلاک ہوے جاتے ہین اگر یہی منظور ہے تو تم دونون صاحب گھوڑون پر سے کود کر زور کشتی کا کرو چنانچہ طوفان ترک اور ملک قاسم دونون گھوڑون پر سے کود پڑے اور سینہ بسینہ کمر بہ کمر باہم زور کشمکش کا کرنے لگے کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین شاہزادہ خاور سیاہ نے طوفان ترک کو دس بارہ قدم پسپا کر کے اور جھر ماری پیٹ کے بھل زمین پر گرا اُسوقت شاہزادہ ملک قاسم نے جلدی سے اُسکے کمر بند پر ہاتھ ڈالکر ایک زور مین اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر چاہتا تھا کہ زمین پر مارے اور پیوند زمین کرے طوفان ترک پکارا اے شہریار امان ملک قاسم نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان اُسنے کہا جو تیرا دین قبول کرے وہ کیا کہے شاہزادہ خاور سیاہ نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا طوفان ترک نے بصدق کلمہ پڑھکے اسلام قبول کیا شاہزادہ ملک قاسم نے اُسکو بہ سہولت ہاتھ سے زمین پر رکھدیا طوفان ترک نے اپنے تین لاکھ سواران کفار سے کہا اے بہادر دین کے تو غلامی اِس شہریار کی بدل و جان اختیار کی جسکو میری رفاقت منظور ہو وہ کلمہ پڑھکے مسلمان ہو میرا بھائی ہے اور جسکو نہ منظور ہو جہان جی اُسکا چاہے چلا جاے مجھ سے کچھ واسطہ نہین سبھون نے بالاتفاق جواب دیا کہ تو ہمارا سردار اور افسر ہے تجھ سے بہتر ہمکو عقل و فہم نہین جو تو نے قبول کیا وہی ہمکو بھی منظور ہے تبلا کہ ہم کیا کہین طوفان ترک نے سب کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے زبر اے جوشن پوش اور طوفان ترک کو حکم دیا کہ بس اب تم دونون بھائی باطمینان تمام اپنے ملک مین جا کر رہو جسوقت کہ ہم لشکر کشی بر سر لقا نے مشرک خدا کرین اور تمکو لکھین اُسوقت تم مع اپنی فوج و سپاہ آ کر حاضر ہونا یہ کہکر ملک قاسم وہان سے پھرا اور چپ و راست اپنے دوست و دشمن کو دیکھتا اپنے باغ مین آ کے داخل ہوا اِسطرح سے چند شبون شاہزادہ خاور سپاہ نے لشکر زمرد شاہ پر مار کے اصلال فیلتن اور مشتاق کنگرہ شکن اور ہوشیار کمند انداز اور سلیمان تیر انداز اور بہرام اور ارژنگ اور فرہنگ اور فیروز سردار وغیرہ چوراسی ہزار بڑے بڑے سرہنگ کفار کو بہ حرب تیغۂ آبدار میدان کارزار سے مار کر نکلجاتا تھا اِسی دن نجومی نکل آیا اور ہر ایک کس و ناکس نے شاہزادہ ملک قاسم کو پہچانکر شور و غل کرنا شروع کیا یا رویہ تو وہی بندۂ مغضوب خداوندی ہے جسے حسب الحکم خداوند لقا کے چاہ ماران مین گرا دیا تھا ناگاہ یہ ہنگامہ سُنکے لقا نے دریچۂ قدرت سے قاسم کو دیکھکر جالوت رعد آواز کو اشارہ کیا کہ میرے بندگان خاص کو ہوشیار کر دے تا یہ خدا پرست بھاگ کر جانے نہ پائے

جالوت رعدآواز کی آواز سات کوس تک جاتی ہی اُسنے قیطول پر سے شور کیا کہ ای بندگان خاص حکم خداوند سیجدہ ہزار ملک باختر
کا ہی کہ اِس بندۂ گستاخ خداپرست کو زندہ و سالم جانے نہ دینا یہ آواز جالوت رعدآواز کی جو سُنی تو ہزارون پہلوان لقاپرست
اور ہزارون کفار بڑے بڑے زبردست چارطرف سے شاہزادۂ عالم پر حملہ آور ہوے اور شاہزادہ قاسم شل شیر صحرائی جسطرف رخ کرتا
کفار مانند گلہ گوسفند کے بھاگتے پھرتے تھے ناگاہ سوکیاے سرکش طوفانی للکار کر سدراہ شاہزادۂ خاور سیاہ کا ہوا اور
ساطور پانچسو من کا بقوت تمام سر اطہر پر شاہزادۂ عالیمقام کے مارا ملک قاسم نے بہ چستی تمام اپنے مرکب کو تیز گام کر کے اُسکا
بند دست پکڑ لیا اور ساطور کی ضرب سے بچکر تیغہ مارا کہ لاش اُس جہنمی بدمعاش کی مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر گری اور خاک
خون مین پھڑکنے لگی عجب طرح کا شور یوم المحشر فوج کفار مین ہوا اور ہر ایک یہ زور دست اور برش تیغ کی اُس شاہزادہ حق پرست
کی دیکھکر مارے ہول کے شل تمثال بیجان ششدر سا در حیران رہ گیا اس عرصہ مین سوکیاے طوفانی اپنے باپ کا مارا جانا نظر
ہاے واے کرتا سر اپنا پیٹتا بصد نالہ و آہ غیظ و غضب مین بھرا ہوا بمقابلہ شاہزادۂ خاور سیاہ آیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھ کے
بیساختہ حملہ آور ہوا شاہزادہ قاسم نے اُسکے وار کو خالی دیکر ایک ہی ضرب تیغۂ پلارک افراسیابی سے اُسے بدرجۂ جہنم پہونچایا
اور سمت صحرا اپنے مرکب کو جولان کیے روانہ ہوا جالوت رعدآواز نے پھر قیطول پر سے نعرہ کیا کہ ای بندگان قدرت خبردار
اِس خداپرست کو نہ جانے دو تعاقب مین جاکے جلد پکڑ لاؤ چارون طرف سے بلوۂ لشکر کفار کا تعاقب مین شاہزادۂ خاور سیاہ
نامدار کے چلا جاتا تھا مگر وہ شاہزادہ با اقبال بافضال لایزال ایزدی صاف نکلکر قریب دامان کوہ دوشاخہ کے پہونچا اب
اُسکو تو یہان چھوڑیے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہی

اب یہان سے تتمہ داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران بیان کیجاتی ہی

کہ جسوقت سلطان ظفر احتشام امیر عالیمقام بعد استیصال جنگ فرامرز بن قارن عدنی ملک عجم مین جاکے داخل ہوے اور
تمام لشکر اسلام لب دریا کنارے شہر عجم کے فروکش ہوا بارگاہ سلیمانی مین حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ سریر سلطنت پر
اجلاس فرما تھے اور سلطان صاحبقران دنگل ناد عنبر پر متمکن ہوے باقی جتنے سرداران دست راستی اور دست چپی
تھے چپ و راست سب اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر باادب بیٹھے ہوے ہزار بارہ سو طائفے ارباب نشاط کے حاضر تھے تھاپ
طبلون پر پڑی اور لہرا سارنگی کا بجا پائین کی گمک آسمان کو جانے لگی آواز ہو شاہوش نوشانوش کی بلند ہوئی سب بارگاہ نشین
جلسہ رقص و سرود کا دیکھ رہے تھے ناگاہ دروازۂ بارگاہ سے نامیان خیبری تو میان خیبری سرہنگ مصری ابوشہاب
لنگری دونون جوڑیان ہرکارون کی گردین آلودہ پسینے مین غرق روبروے تخت بادشاہ کے آکے بصد ادب زمین عبودیت
کو بوسہ دے کر پکارین قطعہ اے تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو * اے خلعت شاہنشہی زیبا بہ بالاے تو
بدر الدجاے مکرمت مہر سماے ابہت * شد فخر تخت سلطنت کامد بزیر پاے تو * شہنشاہ عالم پناہ کی عمر دراز ضیغم بن
عنکبوس نامے ایک پہلوان زبردست تین لاکھ سوار کفار کی فوج اور جمعیت سے یہان سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا
ہی اور تہیہ فاسد طبل جنگ بجواکے آمادہ رزم و پیکار ہی یہ کہکر ہرکارے تو آداب بجا لاکے رخصت ہوے سلطان والاشان امیر
حمزۂ صاحبقران نے فرمایا شعر سر بی بحیم ز شمشیر حبیب * ہرچہ آید بر سر من یا نصیب * جو کچھ کہ نوشتۂ تقدیر ہی وہ بعرصۂ ظہور
آیا اور آئیگا پھر اسمین فکر و تردد کرنا محض بیجا ہی کہدو ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے در نگ بجے حسب الحکم
قدر تو ام سلطان باکرم کے فوج اسلام مین بھی طبل جنگ بجا صداے کوس حربی اور نائے رزمی سے زمین متحرک
آسمان متزلزل نظر آنے لگا غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار آمادۂ رزم و مہیاے قضا ہو کر عزیز و اقربا یگانے بیگانے
یار آشنا باہم ملنے لگے اور ایک سے ایک کہتا تھا دیکھیے شب حاملہ است فردا چہ زاید یار و جنگ و سرادارد و اللہ اعلم بالصواب اشعار

صبح محشر سے نہین کم صبح کا دھڑکا ہے آج ٭ کون ہو محکوم پائے حکم کا کسکے رواج ٭ دیکھیے کل تختہ تابوت ہو کسکو نصیب
کون ہو والی اعلم زیب بخش تخت وتاج ٭ دلیران عرصہ کارزار اور شجاعان روزگار اپنے اپنے آلات حرب کو سنبھالنے لگے
ہزارون غازیان صاحب تمکین اور مومنین نے جسوقت سے کہ آواز طبل جنگ کی سنی ہے اُسی دم سے غسل کرکے پوشاکین پاکیزہ
اور نفیس پہنے عطریات انواع انواع طرح کے ملے سیکڑون اپنے خیمے ڈیرون مین سیکڑون مسجدون خانقاہون مین اور ہزارون
لب دریا کتنے جانب صحرا زمین پر سجادے بچھائے سمت قبلہ منہ کیے رو رو کر بحضور قلب اور خلوص نیت بجناب رب علامت دعی
اور ملتجی ہین کہ اے رب جلیل سپہ گری کا فن ہے کہ رن سے منہ پھیرکے نہ آئے ۔ پگ آگے ہٹ رہے پگ پاچھے ہٹ جائے ٭ صدقہ
دینی وحدانیت کا پائے ثبات مین ہمارے لغزش نہ آنے پائے خلعت گلگون شہادت پہنکر سرخروئے کونین کہلائین اور نام اپنے
آبا واجداد کا روشن کر جائین طلائے چار طرف پھرتے تھے تمام لشکر مین جاگ اور تیری جسمین ہلچل سی رات بھر رہی آسمین دیکھا کہ رات اب باقی نہین ہے

اشعار			
آثار صبح نمایان ہو چلے	لگے ہونے نظرون سے تارے نہان	چھپا نور مین جادۂ کہکشان	موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند	رخ شمع مائل بزردی ہوا	لباس فلک لاجوردی ہوا	مسیحا نفس بھی نسیم وزان
اُٹھے سونے والے لگے انگڑائیان	ہزبران جنگی بآئین جنگ	کشیدہ بہر مرکبان تنگ تنگ	سرخیل وفاداران مقبل وفادار

اور شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار نے اندرون بارگاہ جاکے پائے سعادت حمزۂ صاحبقرانی کو بوسہ دیا امیر بانوقر نے
خواب راحت سے بیدار ہوکر پوچھا کہ رات کتنی باقی ہے مقبل نے عرض کیا کہ نماز کا وقت کا ہے اور دونون لشکرون مین کربندی ہو چکی
فوجین سمت میدان رزم جایا چاہتی ہین حمزۂ صاحبقران دوران نے فرمایا پانی وضو کے لیے طلب کرو فراش آفتابہ سلفچی لیے حاضر تھا
امیر حمزۂ صاحبقران نے اُٹھکر وضو کیا اور دو رکعت نماز صبح سے فارغ ہوکر پوشاک پہنی صندوقچہ سلاح کا منگاکر سلاح تن اقدس پر
آراستہ کیے اور وظیفہ پڑھتے ہوئے بارگاہ سے برآمد ہوئے قندس دیوانہ اشقر دیوزاد کو لیے قریب ڈیوڑھی کے کھڑا تھا سلطان
حمزۂ صاحبقران نے اشقر کی پیشانی پر بوسہ دیا ایال پر ہاتھ ڈالا رکاب مین قدم رکھکر بیت بروئے زین جلوہ کرد چسبت ٭
چو سد سکندر بزین برنشست ٭ قاش زین پردہ شہریار بانوقر یعنی امیر کشورگیر جلوہ فرما ہوا دو ڈھائی سو ندما اور رفقا مثلاً
سلمان فارسی اور مظفر فاریابی اور ابو المعدن گرد وغیرہ جو سب اپنے اپنے مرکبون کو روکے مجرے کے واسطے کھڑے تھے
مجرا کرکے ہمراہ رکاب ظفر انتساب امیر عالیجناب ہوئے جبکہ قریب نقارخانہ بلورین پہونچے تو دیکھا سامنے عیش محل کی ڈیوڑھی کا
پردہ چرخیون پر کھنیچ چکا ہے اور مجرائی لوگ سب مجتمع ہین روشنی شمع برخاست ہونی جاتی ہے پچھلے پہر کی نوبت نقارچی بجارہے
ہین شہنا نواز للت بھیرون بیاس شہنائیون مین پھونکتے ہوئے سانگے سرون کے بھرتے ہوئے صف بستہ ابھی تک کھڑے
ہین ہزارون سقے آبپاشی پر جھکے گوہر افشانی کر رہے ہین ہزار بارہ سو حاجب دربان ایشک اقاصی توشک باشی یساول مردے
نقیب چوبدار دربان دھوم دھامی پہنے عصے سنہرے رپہلے مکلل بزر مغرق بجواہر ہاتھون مین لیے جابجا اہتمام مین سرگرم
ہین جلوس سواری کا حاضر ہے پل عادیان پور شدادیان کپتیان کرب بن کوہ کرب آفتاب ہفت عرب پہلوان عادی
درگہ سالار لشکر پرا ابر زنبوری پردے کے تخت شدادی پکڑے کھڑا ہے سلطان حمزۂ صاحبقران اشقر دیوزاد پر سے اُترکے
قریب عقبہ فلک تکیہ ملائک مقیم کے ایک دنگل پر جاکے بیٹھے کہ ایک بار اندر سے آواز شہنادون کی گونجی دھونی جلنے مجرائی
تھے سب گھبرا گھبراکر اُٹھ کھڑے ہوئے پہلوان عادی نے پردۂ زنبوری تھام لیا اندر سے کچھ کنول بردارنیان سرج مکھی
والیان پنجشاخہ بردارنیان دستی والیان نمودار ہوئین بعد انکے روشنچوکی بجنی ہوئی کہاریان پری طلعتین تخت اُس
سلیمان تربت شہنشاہ لشکر اسلام کا دوش بدوش لیے پردے سے باہر نکلین حضرت کو دیکھا کہ تاج شاہی برسر
چارقبہ شاہنشاہی در بر تیغ ہاتھ مین تسبیح پڑھتے برآمد ہوئے پہلوان عادی نے کہا نصر من اللہ فتح قریب

امیر باتوقبر نے دنگل پر سے اٹھکر مجرا کیا مردہا پکارا شاہ عالم پناہ سلامت مہابلی بادشاہ سلامت امیر کشورگیر کا مجرا نگاہ روبرو
حضرت نے ہاتھ چھاتی پر رکھا اشارہ سواری کا کیا سلطان صاحبقران آداب بجا لا کے اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور چالیس قدم
سروری اور صاحبقرانی کا آگے زیر سایۂ علم اژدہا پیکر تخت سے بادشاہ کے نیچے ہوے اور مجرائیون کا مجرا لیتے ہوے سواری حضرت
کی سمت وعدہ گاہ مصاف روانہ ہوئی کئی ہزار سقے گرد و پیش تخت کے آبپاشی کرتے ہوے گرد و غبار کو تھجلاتے ہوے روشنچوکی
بجتی ہوئی آگے آگے نقیب چوبدار مردہے تحفہ تحفہ گھوڑون پر سوار اہتمام سواری کا کرتے ہوے بہ تجمل و شوکت تمام قریب میدان
مصاف پہونچے تبرداروں نے جھاڑی جھنڈ بان جنگل کی کاٹ کر ہموار کر دیا بیلچہ کاری کر کے نکلگئے ہزارون سقے آبپاشی کرتے
گرد و غبار کو تھجلا رہے تھے نقیبون اور چاوشون نے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول جو دھون
صفین بآئین آراستہ پیراستہ کر دین کڑکیتون نے نکلکے بآواز بلند کہا اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید شعر روز جنگ ست
جنگ باید کرد * کوشش نام و ننگ باید کرد * کہان ہین رستم و سہراب و دریزن و برزو کو ایسا بہادر ہو کہ آج سر میدان نکلکر نام اپنے
باپ دادے کا روشن کر جاے اور ان بہادرون کے نام مثل حرف غلط صفحۂ روزگار سے مٹا دے ساتھ کڑکیتون کے للکارنے کے
دلاورون اور بہادرون کی آنکھون مین نشۂ شجاعت سے لال ڈورے پڑ گئے جوش جرات سے جھومنے لگے اور سب برچھے ترچھے
تیغون کے قبضون پر ہاتھ ڈالے منتظر اس امر کے تھے کہ دیکھیے ہراول لشکر پہلے کون ہوتا ہے ناگاہ ضیغم بن عنکبوس اپنے مرکب کو
جھکا کے ناف میدان مین آیا اور گھوڑے پر سے اتر کے پشت تو کی لشکر اسلام کی طرف اور منہ سمت قیطول لگا کر کے زمین پر
ماتھا رگڑنے لگا اور سجدہ کر کے پکارا یا خداوند باختر مدد کرنا یہ کہکے پھر مرکب پر سوار ہو کے پکارا اے لشکر خداپرستان اے زبردستان
از شما کرا آرزوے مرگ ست کہ بیاید بمیدان جنگ ساتھ ہی للکارنے کے لشکر فیروزی اثر سے پہلے بہرام شیرخوار اپنے مرکب کو
جھکا کے بادشاہ سے اجازت میدان لی اور بمقابلہ ضیغم بن عنکبوس آکر ہمتگاور ہوا جنگ نیزہ وری مین جبکہ تیس تیس چالیس چالیس
تان چلی اور نیزے خلال ہو گئے تب ضیغم بن عنکبوس نے نیزے کو ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار پر ہاتھ ڈالکر پکارا اے خداپرست
خبردار باش یہ نہ کہنا کہ پہلے ہوشیار نہ کر دیا تھا جھک کر تلوار برسر بہرام شیرخوار ماری کہ سر کو کاٹ کر تا ابرو اتر گئی بہرام شیرخوار
نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹکا کے نکل گئی مگر زخم کاری لگا تھا ایک چادر خون کی منھ پر آ گئی بہرام شیرخوار
حالت غش مین آنکھین بند کیے جھوم رہا تھا ضیغم بن عنکبوس نے للکار کے کہا کہ اے فوج اسلام تمھارے ساتھ کا جوان زخم دار
اور بیکار ہو گیا ہے اور کوئی میرے مقابلے مجادلے مین آئے مرزبان خراسانی اجازت لیکر نکلا یہ بھی زخمی ہو گیا غرض طول نا چند
مختصر یہ کہ اسی شکل سے چند سردار اسکے ہاتھ سے زخم کاری کھا کے پھرے کہ ایک مرتبہ اسنے بآواز بلند کہا اے حمزہ صاحبقران
تو اپنے سردارون کے در پے ہلاک ناحق ہو کر میرے مقابلے اور مجادلے کو بھیجتا ہے مناسب یہ ہے کہ تو آپ سر میدان رزم نکل تا میرے
اور تیرے معرکۂ جدال و قتال فیصلہ ہو جائے ابھی ضیغم بن عنکبوس کی زبان سے یہ کلمہ پورا نہین نکلنے پایا تھا کہ چار طرف لشکر
اسلام مین علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور نکور نوبت پر بڑی عمرو نے میدان مین نکلکر بآواز بلند کہا کہ اے بہادران شیرشکار
و اے دلیران عرصۂ کارزار ہوشیار ہو جاؤ کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران میدان مصاف مین دق افزا ہوتے ہین
طرفین سے ادنی و اعلی سوار و پیادے دونون لشکرون کے دیکھنے لگے کہ سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالیمقام اشقر دیوزاد کو
جولان کر کے میدان مین برآمد ہوے اور ساتھ ہمتگاور ہونے کے ضیغم بن عنکبوس کا گھوڑا بارہ تیرہ قدم پسپا ہو کر تھرانے لگا
اور ضیغم گرتے گرتے ہزار خرابی سنبھلا اور پھر اپنے مرکب کو تازیانہ مار کر بمقابلہ امیر باتوقبر آیا کہنے لگا اے حمزہ لا ضرب
حمزہ صاحبقران دوران نے فرمایا کہ تو نے دیکھا کہ چند سردار لشکر اسلام سے نکلے مگر کسی نے تجھ پر پیشدستی نہ کی ہمارے
طریق مین حریف پر پیشدستی نہین کرتے بیت تو اول برآر تمناے خویش * کہ من خصم را میدہم جاے پیش *

ضیغم بن عنکبوس اپنا دوسرا نیزہ لیکر بمقابلہ سلطان والا رتبت آیا اور ساتوین طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی ہوگیا تب اُسنے حالت
غیظ وغضب مین ایک وار تلوار کا بر سر اطہر کیا امیر با توقیر نے بسہولت تمام بائین ہاتھ سے بند دست اُسکا پکڑکے ذرا جو
فشار دیا تو تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر علیحدہ جا پڑی اُسیوقت حمزۂ صاحبقران دوران نے داہنا ہاتھ اُسکی کمر زنجیر
مین ڈالکر طنطنۂ اسد اکبر جگر سے کھینچا اور بزور داوین ضیغم بن عنکبوس کو خانہ زین سے اُٹھا کے سر پر چرخ دیا اور چاہتے تھے
کہ اُسکو پیوند زمین کرین ایکمرتبہ اُسنے کہا ای سلطان حمزۂ صاحبقران الامان الامان مجھے معلوم ہوا کہ یہ تائید تیرے دین کی ہی
امیر عالیمقام نے اُسکو آہستہ زمین پر ہاتھ سے چھوڑ دیا اُسنے کہا ای جان بخش بندہ جو تیرے دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے
سلطان والا رتبت نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا وہ بصدق دل کلمۂ طیبہ پڑہکے مشرف باسلام ہوا لشکر مین شادیانے خوشی کے
بجنے لگے ضیغم بن عنکبوس نے اپنے ہمراہ کے تین لاکھ سوار کو کلمہ پڑھوا کے مسلمان کیا اور بہزار جان اطاعت وفرمانبرداری مین حاضر
تھا غرض امیر والا توقیر بعظمت وعزت تمام وشوکت مالا کلام میدان رزم سے مراجعت فرما کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا اور بقاعدہ
معہودہ قدیم بادشاہ لشکر اسلام نے تخت پر جلوس فرمایا پانچ ہزار پانچ سو پچپن گرد اور گردن کش دست راستی دست راست اور
دست چپی دست چپ اپنے دنگلون اور کرسیون پر آکر بیٹھے یکایک خبر پہونچی کہ ملک قائم شکار کھیلتا ہوا در بند جالندریہ مین
وارد ہوا تھا اُکو ان جالندری وہان کے حاکم نے شاید کسی فریب سے شاہزادہ خاور سیاہ کو سمت سبائل روانہ کیا ہی یہ خبر
وحشت اثر سُنکے تمام بارگاہ نشین عجب طرح کے رنج والام مین بسکوت پاس ادب سے ابھی کچھ کہنے نہین پائے تھے کہ سلطان والا قدر
عالی منزلت نے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ اسوقت ہمارا پیش خیمہ نکالو اور سبائل کیطرف لیجاؤ انشاء اللہ تعالی کل صبح کو ہم سوار
ہوکر اُسیطرف کو روانہ ہونگے حسب الحکم قدر توام سلطان باکرم پہلوان عادی تو اُسی دم پیش خیمہ ہاتھیون اور شترون اور چھکڑون
پر بار کراکے مع اسی ہزار غازیون کے سمت سبائل روانہ ہوگیا اور روز دوم حمزۂ صاحبقران نے مع تمام سردارون لشکر اسلام
سوار ہوکر کوچ در کوچ قریب قلعہ در بند جالندریہ کے نزول اجلال وورود اقبال فرمایا اور تمام لشکر اسلام کے خیمہ ڈیرے جابجا
پڑگئے سلطان والا شان امیر حمزۂ صاحبقران داخل بارگاہ سلیمانی ہوکے اپنے دنگل ناد عنبر پر تمکن ہوئے اور گرد وپیش
سر سلطنت کے تمام سرداران دست راستی اور دست چپی اپنے دنگلون اور کرسیون پر باادب بیٹھے تھے ناگاہ تمام لشکر مین ایک غل
ہوا اور بیرون بارگاہ عجب طرح کا ایک ہلڑ اور شور یوم النشور بپا تھا امیر حمزۂ صاحبقران دوران نے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہی عیارون
نے عرض کیا کہ جسوقت لشکر فیروزی اثر یہان آکے اس میدان مین فرد کش ہوا تھا تو فرسنگون کہین دریا کا نام ونشان نہین
معلوم ہوتا تھا اب بطرفۃ العین سمت کوہ جالندریہ سے ایک دریاے زخار ساحل ناپید اکنار پیدا ہوا ہی کہ تمام لشکر مین
سیلاب قریب آپہونچا ہی اور ہزارون آدمی غرق ہوکر ہلاک ہوگئے ہین ہزارہا خیمہ ڈیرے ڈوب گئے ابھی عیار یہی عرض
کر رہے تھے کہ سرخیل وفاداران مقبل وفادار اور پہلوان عادی نے سراسیمہ وبیقرار اندرون بارگاہ آکے عرض کی کہ یا
سلطان حمزۂ صاحبقران جلد برخاست کیجیے دریاے مواج جوش مارتا چلا آتا ہی امیر حمزۂ صاحبقران دوران اور حضرت
ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ مع تمام سرداران لشکر اسلام جھنگ بارگاہ سے نکلین نکلین پانی دروازہ بارگاہ پر آپہونچا
غرض کہ امیر با توقیر مع سرداران ہزار جد وکد وہان سے کئی فرسنگ پر جا کے قیام پذیر ہوے اور ایک طرف تین لاکھ
چوراسی ہزار مبارزان لشکر اسلام اور ساٹھ ہزار کماندار ہمراہیان مقبل وفادار یہ سب جو کہ خادمان محل حریان حرم محترم تھے
اُنکو بحفاظت تمام سوار کرکے اور جو کچھ کہ جلدی مین ہوسکا قنات خیمے ڈیرے بچا لے ایک دو بارگاہین لیجا کے وہان استادہ
کرائین اور جو آئین معظم کو اسمین آمار دیا باقی ہزارہا مومنین اور جوانان صاحب عز وتمکین اُس دریا مین غرق ہوکر درجۂ شہادت
فائز ہوے اور ہزارہا گھوڑے بیل ہاتھی وغیرہ جانور ڈوب کر مرگئے بارگاہ سلیمانی اور ہزارون خیمے

ڈیرے وغیرہ جہان استادہ تھے ڈوب رہے پانی کی طغیانی یہانتک ہوئی کہ بارگاہ سلیمانی نصف پانی مین غرق اور نصف بیرون آب
نظر آتی تھی اور شور اور جوش دریا کا اسقدر تھا کہ کسی کو کسی کی بات بخوبی نہین سنائی دیتی تھی مین شبانہ روز یکسان حال
پانی کی طغیانی کا رہا ز چہارم آمد پانی کی کم ہوئی از جنوب تا شرق ایک دریاے مواج ساحل ناپید اکنار نظر آتا تھا قلعہ دربند
جالندریہ مثل حباب وہان سے معلوم ہوتا تھا اور جہاز اور کشتی اور کوئی بجرا یا مور پنکھی وغیرہ کہین وہان ملنا غیر ممکن تھا امیر
حمزۂ صاحبقران دوران کمال تشویش اور تردد اس امر مین جانب خواجہ عمرو مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ خواجہ یہ کیا آثار قیامت
نمودار ہوے ہین کوئی تدبیر اس پانی کی سد باب کرنے کی اور کوئی راہ قلعہ جالندریہ تک پہونچنے کی تم نکالو عمرو بن امیہ نے
کہا حمزہ تو صاحب اقبال ہے تجھے تشویش عبث ہے شعر بسا قفل آنرا نباشد کلید * کشائندہ ناگہ کہ آید پدید * کوئی نہ کوئی وسیلہ
اس قلعہ کشائی کا تیرے ہاتھ آجائیگا مین بیچارہ مور ضعیف واللہ اعلم بالصواب کن آفات و مکروہات مین ان دنون
گرفتار ہون پیچھے کچھ تن بدن کا ہوش نہین کہ مین کہان ہون اور کیا کرتا ہون اور کیا کہتا ہون امیر حمزۂ صاحبقران
دوران نے پوچھا خیر باشد تجھے کیا صدمہ بڑا پیدا ہوا کن مکروہات مین تو مبتلا ہو گیا مین بھی تو سنون عمرو نے کہا حمزہ
اصل حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جو تصدقات سرکار سے ماہ بماہ عنایت ہوتا ہے وہ فقط سود بیاج مین جاتا ہے باقی یہ اصراف روزمرہ
قرض دام پر منحصر ہے مگر تا چند اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ عسرت اور تنگدستی سے دو دو روز بجز غم و غصہ کھانے اور خون دل پینے
کے اور کچھ کھانا بہم نہین پہونچتا دروازہ پر ہر روز صبح کو دو ہزار قرضخواہون کا بلوہ اور رولا رہتا ہے گھر مین یہ حال ہے کہ
بیبیان بسبب افلاس کے کچھ حقیقت اور عزت میری نہین سمجھتی ہین بیٹے پوتے میرے مجھے محتاج سمجھکر میرا پاس ادب مطلق
نہین کرتے مجھے تو اب یہ معلوم ہوا کہ یہ جو کسی نے کہا ہے بیت ای زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا * ستار عیوب و قاضی الحاجاتی *
بے زر بلے برادر یہ سب برحق و بجا ہے سر مو اسمین جھوٹھ نہین ہے بہر انصاف شرط ہے کہ اے حمزہ جس حالت مین مین اپنی مصیبت
مین گرفتار ہون مجھ سے کیا ہو سکتا ہے ہان ایک بات کا امیدوار ہون کہ اگر از راہ عطیات صاحبقرانی بمضمون اس شعر کے بیت
رسم ست کہ مالکان تحریر * آزاد کنند بندۂ پیر * اجازت ہو تو مین اب براے طواف بیت اللہ رخصت ہون اور وہان جاکے
حج کرون اور تیری ازدیاد جاہ و حشمت کے واسطے نماز پنجگانہ پڑھکر دست بدعا رہون باقی وہ جو ریوڑیان کوڑیان نذر و نیاز
کی وہان چڑھینگی وہی صرف قوت اپنا کرکے وہان کی جاروب کشی افتخار کونین سعادت دارین سمجھونگا امیر باتوقیر نے
یہ گفتگو عمرو کی سنکے فرمایا کہ خواجہ واقعی تم سچ کہتے ہو بہت مناسب ہے ایسے مقام پر اس نیت سے جانے کو کون منع کریگا
خوشا طالع تیرے خواجہ مگر ہمکو دعا سے نہ بھول جانا عمرو نے یہ کلام سلطان امیر عالیمقام کا سنکر نہایت اپنے جی مین
رنجیدہ و کشیدہ ہو کر تیوری بدلی اٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہکے کہ اے حمزہ خدا حافظ جاتا ہون کہ امیر حمزۂ صاحبقران نے جانب
شاہ صفا ترک خزانچی دیکھکر اشارے سے کہا کہ پانچ تھیلیان زر سرخ کی عمرو کو دو شاہ صفا نے باواز بلند کہا کہ خواجہ
سلامت کہان جاتے ہو پانچ ہزار اشرفی زاد راہ عطا ہوئی ہین وہ تو لیتے جاؤ اتنا سنتے ہی عمرو کا یہ حال ہوا کہ منہ مین پانی
بھر آیا اور یہ کہتا ہوا کہ حمزۂ صاحبقران فی الحقیقت تو بڑا کریم اور عالی ہمت رفتار در بندہ نوازی ہے بیت صدف نے ابر سے
منہ کھولکر گہر مانگے * ترے کرم نے دیے بے سوال حاجتمند * اور جھٹ پٹ شاہ صفا سے وہ پانچ توڑے اشرفیون کے
لیکر نذر زنبیل کیے اور پھر اپنی کرسی پہ ہو برابر آکر بیٹھا اور بہت سی مدح و ثنا سلطان والا مرتبت کی کرکے کہنے لگا کہ حمزہ قلعہ
جالندریہ کا فتح کر لینا کچھ مشکل بات نہین مگر بشرطیکہ یہ جو تو نے از راہ خداوندی زاد راہ کعبہ مجھے عطا کیا خیر محض
تیری ناموری ہے اور علاوہ اسکے تو نے اپنی عقبی بخیر کی ثواب سمجھکر دیا لیکن جو مثل تو نے سنی ہے - کہ مرد در خوش دل
کند کار بیش - اگر نصف باغ بہشت لقائے مشرک خدا کا ہمراہی مجھے لکھدے اسمین مع اسباب نقرہ و طلائی

اور جواہر بیش بہا اور مالیت نقد وجنس لقا کی اور زیور اور اشیا اور اسباب حور وغلمان کا غرض جو کچھ کہ ہو اُسکا مالک و مختار
مین ہون تو کیا مضائقہ نصف باغ میرے قبضہ اختیار مین رہے اور آدھے کا مالک و مختار تو ہے سلطان والا قدر عالی تربت نے
تبسم ہو کر فرمایا کہ یہ تو وہی مثل ہے کہ حلوائی کی دوکان دادا جی کا فاتحہ۔ ابھی کجا باغ بہشت مملوکہ اور مقبوضہ لقاے مشرک
خدا لگا اور کجا سبائل کجا تو کجا مین لاحول ولا قوۃ آب ندیدہ موزہ از پا کشیدہ یہ پیشبندی باندھنا کیا واہیات بات ہے ابھی
یہین اس بلا کا سامنا ہے ایسے ایسے کئی دربند آگے طے کرنے کو پڑے ہین وہان تک پہونچین آگے دیکھیے جنگ دو ہزار دو عمرو نے
کہا اے حمزہ حیلے حوالے اور عذرات نہ دینے کے تو اور مین آپ مین تیرا کیا نقصان ہوتا ہے تو یہ اقرار نامہ لکھکر اپنی مہر کر دے
امیر حمزہ صاحبقران دو جہان نے کہا کیا قباحت ہے بسم اللہ مین ابھی تجھے مہر کیے دیتا ہون یہ کہکر ایک کاغذ اسی مضمون کا
لکھوا کے مہر خاص فرما کے عمرو کو حوالے کیا اور عمرو نے خوشی خوشی وہ اقرار نامہ حمزہ صاحبقران سلطان والا شان سے لیکر
نذر زنبیل کیا اور ایک مچھلی چوبی اس صنعت سے کہ چار آئینہ حلبی چپ و راست اور رو و پشت پر اسکے نقب کیے تھے اور بجاے
پر و بال اکثر پیچ ایسے رکھے تھے کہ جہان اُنکی کل کو مروڑے جسطرف چاہے دریا مین چلا جاے اور ایک قطرہ پانی کا مطلق اُسکے
پیٹ مین نہ پہونچ سکے تیار کی اور کنارے اُس دریا کے اُس مچھلی کے پیٹ مین آپ بیٹھکر دریا مین مچھلی کو گرا دیا اور وہ مچھلی بصورت
ذی روح مچھلی کے بموجب اشارے کل کے سیدھی سمت قلعہ دربند جالندریہ تیرتی ہوئی چلی اور اثناے راہ دریا مین جو شیا
کوئی جانور نہنگ وغیرہ دور سے نظر آتا تو عمرو اندر سے کل اُسکی دبا کے اور طرف سے نکلجاتا تھا مختصر یہ کہ وہ زیر دیوار قلعہ دربند
جالندریہ پہونچی حسب اتفاق ایک سقہ اکوان جالندری و کیوان جالندری کے باورچیخانہ کا نیل بند دروازے پر
قلعہ کے گیا اور اُسنے اپنا ڈول پانی بھرنے کو اوپر سے اُس دریا مین ڈالا عمرو بطور مچھلیون کے تڑپ کے اُس ڈول مین جا بیٹھا
جبکہ اُس سقے نے اپنا ڈول کھینچا اور پانی مشک مین بھرنے لگا عمرو مچھلی کی شکل اُچھلکر سقے کے گلے سے لپٹ گیا اور اسقدر
اُسکے حلق کو دبایا کہ دم اُسکا نکلگیا اور وہ سقہ جہنم واصل ہو کر زمین پر گر پڑا تب عمرو مچھلی کے پیٹ سے نکلکر زنبیل سے معجزہ طلب
ہوا اور ایک بوڑھے پہلوان کی شکل بنا اور گھوڑا نہایت لاغر اور نحیف کہ سواے پوست و استخوان کے نام گوشت کا اُسمین نہ تھا
اُسپر ایک بہت پرانا پھٹا چارجامہ کھنچا ہوا قدم پھونک پھونک کر زمین پر رکھتا تھا عمرو سوار ہو کر دروازہ بارگاہ اکوان
جالندری پر پہونچا اور ہر چند چوبدار و مردہے دربان ممانعت اور ہان ہان کرتے سد راہ ہوے مگر عمرو نے خیال نہ کیا بلکہ غضب
مین آکے دو ایک کوڑے اُن سب کے مارے اور کہا او حچوکر دم کیا مجھے روکتے ہو مین سوار قدرت خداوند لقا کا ہون بیساختہ
اندرون بارگاہ گھس گیا اکوان جالندری و کیوان جالندری دونون ایک تخت پر بیٹھے تھے اور گرد و پیش و چپ و راست
قریب دو ڈھائی سو بڑے بڑے زبردست سردار لقا پرست ہمنشین اور مصاحبین اُن دونون کے کرسیون اور صندلون پر
بیٹھے کچھ ذکر مذکور ادھر اُدھر کا کر رہے تھے عمرو کو دیکھکر اکوان جالندری نے کہا ہین یہ کون ہو کتنا اسکو لوگ چار طرف
سے ہان ہان کرتے جاتے ہین کہ اتنے مین عمرو نے باواز بلند کہا کہ اے اکوان اور کیوان حاکمان دربند جالندریہ بدانید و
آگاہ باشید کہ مین سوار قدرت خداوند بیچدہ ہزار ملک باختر کا ہون خداوند نے تقدیر کی ہے کہ ایک خدا پرست کو زندہ
سالم نہ رکھے لہذا مجھے تمہارے پاس واسطے استیصال لشکر حمزہ کے بھیجا ہے اکوان اور کیوان کو سوار قدرت کی شکل اور ہیبت
دیکھکر ہنسی آئی اور مطلق دلکو دونون کے یقین نہوا اور از راہ ظرافت اور از روے امتحان بھی ایک اپنے قوی پہلوان کو
اشارا کیا کہ ذرا اس بیہودہ گو کاذب بے ادب کو اس اقرار کرنے اور جھوٹھ بولنے کی تعزیر دے کر بارگاہ سے باہر نکالدے
وہ پہلوان تیغہ پکڑ کر اُٹھا اور یہ کہکر کہ باش او بد ذات اپنی جعلسازی کی تعزیر بھی دیکھ عمرو کیطرف حملہ آور ہوا عمرو نے
اُسکی ضرب کو خالی دے کر برابر سے وہی تلوار جو کمر سے لگی تھی کھینچکر ایکہی وار مین اُس گبر تیرہ روزگار کو جہنم واصل کیا تب

پھر تو ہڑ ہو گیا چار طرف سے پچاس ساٹھ سردار اکوان جالندری کے ہتھیار پکڑ پکڑ کے عمرو کی جانب دوڑے عمرو نے
بھی تمام چند بیضہاے بیہوشی مار کر دس بارہ کافرون کو بضرب تیغ گرایا تھا دو چار جہنم واصل ہوے پانچ سات زخمی ہو کر گر پڑے
عجب طرح کا تلاطم اکوان اور کیوان کی بارگاہ مین پڑ گیا تھا اُسوقت اکوان جالندری اور کیوان جالندری کو یقین کلی
ہو گیا کہ لاشک اور لاریب یہ سوار قدرت خداوند تھا کاہے ورنہ اس دریا کو طے کر کے قلعہ پر کیونکر چڑھ آتا اور بظاہر ایسا شخص ضعیف
اور لاغر میری بارگاہ کے ایسے ایسے زبردست سردارون اور پہلوانون کو مار کر سطح سے گرا دیتا یہ سمجھکر اکوان و کیوان جالندری
مع تمام اپنے سردارون کے عجز والحاح منت وسماجت کرنے لگے کہ اے سوار قدرت خداوند ہمکو نہین معلوم تھا ہم سے
خطا ہوئی اب تم عفو جرائم ہمارا کر دو بارے عمرو نے اکوان اور کیوان کو اپنے نزدیک بلا کے گلے لگا لیا اور یہ کہا کہ خداوند
ہیجدہ ہزار ملک باختر نے تو مجھے فقط تمھاری اعانت کے واسطے بھیجا تھا تمکو از راہ بد دیانتی اور تیرہ دلی یقین نہ آیا خیر اب تو
مین تمھارے دونون کے قصور معاف کرتا ہون لیکن سنو یہ تمنے کیا نامردی کی حرکت کی تھی خداوند تو عالم الغیب ہے جو تم
اچھی بُری کہین کرتے ہو سب اُسپر آشکار اور عیان ہو جاتی ہے تمنے جو حمزہ کی فوج آتے دیکھکر از راہ نامردی خائف و ترسان
ہو کر قلعہ کے دروازے بند کر لیے اور دریا کا پانی اُسکے لشکر کی طرف نکال دیا اس حرکت بیجا سے تمھاری خداوند نہایت بیزار خفا ہے
اب تمکو لازم ہے کہ اس پانی کو دریا کے روکو اور دروازہ قلعہ کا کھولکر سر میدان نکلکر استیصال لشکر حمزہ کا کرو بلکہ میری حضوری
مین تمکو کچھ سعی اور جد و رزم و پیکار مین نہین کرنی پڑیگی تم فقط اپنے لشکر کو میرے ہمراہ لیے کھڑے رہو مین بحکم خداوند ایک خدا پرست
کو زندہ وسالم نہ رکھونگا اور جو گرفتار ہونگے اُنکو تمھارے حوالے کرونگا اُسی حالت مین اگر وہ مقید اقبال خداوندی کی پرستش کا
کرینگے مین اُنکے واسطے حسب الحکم خداوندی ازدیاد حرمت اور جاہ کے واسطے اُن سب کے کہونگا اور منصب جاگیرین دلوا دونگا اور
جو کوئی غدر اور انکار کریگا اُسکو قتل کرونگا اکوان جالندری اور کیوان جالندری دونون اپنے اپنے ہاتھ باندھ کر
سوار قدرت کے تصدق اور نثار ہوے اور کہنے لگے ہر چہ فرمان تو باشد آن کنیم اور یہ کہکے اپنے اہلکارون کو حکم دیا کہ ہان پہلے
تم جھٹ پٹ پانی کی راہ مسدود کر کے جسطرف کہ نشیب اور برآمد پانی کی ہو اُسطرف کی راہ کھول دو تاکہ یہ چارون طرف
دریا کا پانی کم ہو جاے اہلکارون نے اُسی وقت لوگون کو بھیجکر پانی کا نکلنا بند کر کے راستہ نکلنے کا کھولدیا کوئی پہر بھر کے
عرصہ مین وہ تمام دریا کا پانی جو میدان مین بھرا تھا غائب ہو کر فقط دجلہ باقی رہگیا اور بعد اسکے اکوان جالندری
اور کیوان جالندری نے حکم دیا کہ جسقدر خس وخاشاک اور بیزاون کی راکھ بہم پہونچے جلد اُن دجلون مین ڈالکر زمین
کو خشک اور میدان کو ہموار کر کے ہمارا لشکر بیرون قلعہ نکلے سر میدان ہم طبل جنگ بجوا کے بتائید سوار قدرت ان
خدا پرستون کا مقابلہ کرینگے حسب الحکم اُن دونون کے اہلکارون نے راکھ مٹی کوڑا ڈلوا کے تمام میدان کی کیچ جتنی
تھی خشک کرادی اور میدان صاف وشفاف کرا کے عرض کی کہ ہم تعمیل حکم کر چکے اب جس وقت کہ مزاج مبارک
مین دونون صاحبون کے آئے فوج کشی بر سر حریف کرین یہان امیر باتوقیر نے جب دیکھا دریا کا پانی خود بخود غائب ہو گیا
اور میدان خشک اور ہموار ہے پانی ایک طرف نکلگیا مع سرداران لشکر پھر اُسی میدان مین تشریف لائے اور بارگاہ سلیمانی
کو پاک صاف کرا کے اسباب سب نکلوا دیا اور فرش نیا وہان بچھوایا اور تمام سرداران دست راستی ودست چپی اپنی اپنی جگہ پر قائم ہوے
اُدھر اکوان و کیوان جالندری روز دوم صبح کو قلعہ مین سے مع تمام اپنی فوج وسپاہ کے نکلکر باہر میدان مین فرو کش ہوے اور
خیمے ڈیرے استادہ کرا کے حکم دیا کہ طبل جنگ بجوا دو چنانچہ طبل جنگ لشکر کفار مین بجا اور یہ خبر سنکے اہلکارون نے لشکر اسلام کے
بارگاہ سلیمانی مین آکے بحضور بادشاہ اسلام بعد دعا وثناے شاہنشاہی عرض کیا کہ سرور عالم کی عمر دراز اکوان جالندری
اور کیوان جالندری دونون حاکم دربند جالندریہ کے مع تمام اپنی فوج وسپاہ قلعہ سے باہر نکل کر میدان مین

فروکش ہوئے اور طبل جنگ بجواکے صبح کو معرکہ آراے میدان کارزار ہونگے سلطان امیر حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ بحکم ایزدی اور
بتائید ربانی طبل جنگ ہمارے بھی لشکر مین بجے مگر کچھ عقل نہین کام کرتی کہ یہ آناً فاناً دریاے زخار ساحل ناپیدا کنار بطرفۃ العین کیونکر
خشک ہوگیا اور اُسکا پانی کس طرف کو نکلگیا اور پھر جھٹ پٹ حاکمان دربند نے دجلۂ میدان کا خشک کراکے میدان ہموار کر دیا
اور قلعہ سے نکلکر بیخوف و خطر طبل جنگ بجوادیا یہ کیا معاملہ ہے سحر و ساحری کا بھی کچھ آثار معلوم نہین ہوتا خیر جو مشیت پروردگار ہے
شعر کارساز ما بفکر کار ماست ٭ فکر ما در کار ما آزار ماست چہ حسب الحکم سلطان باکرم لشکر اسلام مین طبل جنگ بجا اور رات بھر
دونون طرف بڑی جاگ اور تیاری ہوشیاری رہی صبح کو بدستور اور معمول قدیم دونون لشکر آکر میدان مین قائم ہوئے اشعار

دو لشکر برابر شد آراستہ
شد از ہر طرف بانگ برخاستہ
نہادند بر دوش مردان کار
زرہ ہائے داؤدی زرنگار
ز آمد شد لشکر بیقیاس
زمین در تزلزل فلک در ہراس
ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر
رہ رفتن خویش گم کردہ مہر
یلان غرق آہن ز سر تا بپا
چو شیرے کہ گیرد در آئینہ جا
بروے زمین آن یلان فوج فوج
بہ ہنگام جولان گری موج موج
حفیفی زمین چون فلک اوج بود
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
ز سم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

بعد صفوف آرائی لشکر اکوان اور کیوان جالندری سے پہلے سوار قدرت یعنی شاہ عیاران عیار عمرو بن امیۂ نامدار اپنے
مرکب کو چمکا کے میدان مین آیا اور مرکب پر سے کود کر سمت قبلہ بحضور قلب اور خلوص نیت زیر لب یہ کہتا تھا کہ ای رب جلیل
تو سمیع و بصیر و عالم اور خبیر ہے تجھ سے تو کچھ پردہ اور مخفی نہین ہے کہ مین بندہ عاصی تیرا ہون لعنت کرتا ہون لقا اور اُسکے پرستار دن
پر مگر بخیال مآل اندیشی اور بیم جان بظاہر اس لشکر کفار اور اکوان اور کیوان جالندری دونون نابکاران روزگار
کے سنانے کے واسطے اور فتح پانے لشکر اسلام اور اپنے آقاے ولی نعمت امیر حمزۂ صاحبقران عالی مقام کے لیے یہ کہتا ہون
اور اس علیہ اللعن لقا پر مین لعنت کرکے سر بسجود تیرے سامنے ہون کہ تو معبود حقیقی میرا ہے خلاصہ یہ کہ دل مین یہ کہکے
باواز بلند پکارا کہ یا خداوند باختر وقت مدد ہے اور گھوڑے پر سوار ہوکے نیزہ بدوش بکمال جوش و خروش نعرہ زن ہوا کہ
ای لشکر خداپرستان وای زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ ست کہ بیاید بمیدان جنگ بمجرد اُسکے للکارنے کو سپاہی
لشکر اسلام سے اولان اول شاہزادہ فرامرز عاد مغربی اپنے مرکب کو صف سے نکالکر روبرو تخت بادشاہ اسلام پہونچا اور دست
ادب باندھکر اجازت طلب میدان کا ہوا حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ نے فرمایا بخدائے لایزال سپردیم شاہزادہ
فرامرز عاد مغربی سراپا دکھلاتا ہوا بمقابلۂ سوار قدرت آکے ہنگا ور ہوا تو دیکھا کہ دس بارہ قدم گھوڑا سوار قدرت کا اکڑکے
پیچھے ہٹ گیا مگر سوار قدرت مثل ستون قاش زین پر قائم رہا مطلق لغزش اور تکان اُسکے جسم کو نہین معلوم ہوتی تھی اور
اُسنے پھر اپنے مرکب کو خوب سا سنبھالکر جولان کیا اور پکارا کہ ای خداپرست لاف زن مردان عالم فرامرز نے بطریق اہل اسلام
گفتگو کی کہ ہمارے دین مین حریف پر پیشدستی نہین کرتے سوار قدرت نے کہا ایسا دین اور طریق تم سب کو بہت سا خوار
کریگا اور یہ کہکے نیزہ بازی مین مشغول ہوا ساتوین آٹھوین طعن مین نیزہ شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے ہاتھ سے
نکال دیا فرامرز عاد مغربی اپنے نیزے کے ہوائی ہوجانے سے مثل شعلۂ جوالہ بھڑک اُٹھا اور غضب مین ضرب تیغ
سر پر سوار قدرت کے لگائی سوار قدرت نے اِس چالاکی سے اُسکی ضرب کو خالی دیکر وقت برگشتگی تلوار بطور طمانچے کے
شاہزادہ فرامرز عاد مغربی کے گلے پر ماری کہ ساتھ چوٹ پڑنے کے فرامرز چرخ مارکر گھوڑے پر سے زمین پر گرا اور مثل قالب
بیجان بیہوش پڑا تھا سوار قدرت نے جلدی سے اپنے مرکب پر سے کود کر فرامرز کی مشکین باندھین اور واللہ اعلم بالصواب
کیا معاملہ درپیش ہوا کہ ہوا لگتے ہی شاہزادہ فرامرز کو ہوش پھر آگیا سوار قدرت نے فرامرز کو باندھکر اکوان جالندری
اور کیوان جالندری کے پاس بھیجدیا اور آپ پھر اُسی طرح سے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا

فوج اسلام سے شاہزادہ اسلام بہرام گرد بن خاقان چین اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر بمقابلۂ سوار
قدرت آیا اور اُسی صورت سے سوار قدرت نے نیزہ بہرام کا ہوائی کرکے مرکب پر سے گرادیا اور حالت غفلت مین بہرام کی مشکین
باندھ اپنی فوج مین بھیجدیا بعد چند سردارون کے گرفتار ہونیکے اکمرتبہ ایل عادیان پور شدادیان کپتیان کرب بن کوہ کرب پہلوان
عادی نے اپنے گھوڑے کو میدان مین نکالکر بادشاہ سے رخصت لی اور بمقابلۂ سوار قدرت تخت شدادی پکڑکر آیا اکوان
جالندری اور کیوان جالندری یہ قدوقامت اور جسامت کہ اکیس گز کا دورہ کمر کا ہی دیو کا سا کلہ پہلوان عادی کا دیکھکر
متحیر اور ششدر باہم کہتے تھے یہ بشر تو نہین معلوم ہوتا کوئی قوم دیوزاد سے ہی دیکھیے سوار قدرت اِسکے ہاتھ سے کیونکر جانبر ہوتا ہی
ناگاہ سوار قدرت نے بآواز بلند کہا کہ ای طویل القامت خداپرست تو اپنے زعم اور نگاہ خلائق مین جوان قوی ہیکل اور بڑا
زبردست معلوم ہوتا ہی مگر یہ بھی تو جانتا ہی کہ جس خداوند سجدہ ہزار ملک نے تیری شہامت اور تجھے یہ طاقت عطا کی ہی وہ قادر
قادر مطلق ہر شے اپنے سوار قدرت کو کسقدر قوت عطا کی ہوگی جو تجھے سر میدان اِسوقت باندھکر لیجائیگا اِس سے لازم یہی
کہ تو خدائے آسمان کی پرستش چھوڑکر خداوند تعالی کی پرستش اختیار کر پہلوان عادی نے فحوائے کلام سے پہچانا کہ یہ سوار
قدرت بیشک وشبہہ عمرو ہی بیساختہ یہ کہنے لگا کہ ای کنہ وزدیہ تو کیا جھک مارتا ہی عمرو سوچا کہ پہلوان عادی نے
مجھے پہچان لیا ایسا نہو کہ مجھے رسوا کرے تب بزبان عبری کہنے لگا کہ خبردار ای درازشکم تم اپنی زبان کو سنبھالے رہنا کچھ
بیہودہ نہ بکنا اور بہتر اسی مین ہی کہ میرے ہاتھ سے زیر ہوکر اپنی مشکین بندھوائیے پھر جیسا مناسب ہوگا مین کہدونگا پہلوان
عادی نے رمز وکنایہ عمرو کا سمجھکر کہا اسقدر زیادہ تقریر کو طول نہ دے ای سوار قدرت بس ورنہ کرلا عرب عمرو یعنی سوار قدرت
نے کہا اِس فربہ جسم اور بھاری لاش پر تو مغرور ہی جنگ تیر اور شمشیر مین تو کیا مجھ سے عہدہ برہوسکے گا ہان اگر گھمنڈ اور غرور ہے تجھے اپنی
پہلوانی کا ہی سو مین سر میدان تجھ سے کشتی لڑونگا اور بطرفۃ العین اِس منحنی جسم اور لاغر ہاتھ پانون سے تجھے زیر کرکے باندھ لیجاؤنگا
تاکہ خلائق تماشائے قدرت خداوند سجدہ ہزار ملک اپنی آنکھون سے دیکھے اور فرقہ گمراہ یعنی لشکر اسلام بھی مقر خداوند کی الوہیت
کا ہو یہ کہکر سوار قدرت اپنے گھوڑے پر سے کود پڑا ادھر پہلوان عادی بھی مرکب پر سے اُترا اور عمرو سے اور پہلوان عادی سے
بظاہر کشتی کشمکش کی ہونے لگی معاذاللہ کا مقام ہی کہ اگر پہلوان عادی ایک ہاتھ یا ایک ران اپنی عمرو پر رکھدیتا تو
عمرو سے جنبش نہ کیجاتی لیکن بمقتضائے مصلحت ایک چار گھڑی زور ہوے دونون لشکرون مین فوج وسپاہ نے دیکھا
کہ سوار قدرت نے پہلوان عادی کو بزور کشتی پشت بزمین کرکے آسمان دکھا دیا اور چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور
لوگون کے حوالے کرکے اکوان جالندری اور کیوان جالندری کے پاس بھیجدیا اور قریب شام طبل بازگشت بجوا کر بہت
لاف وگزاف کرکے یہ کہا کہ کل ایک خداپرست کو زندہ وسالم نہ چھوڑونگا ای حمزہ صاحبقران تیرے حق مین اب بہتر یہی
ہی کہ تو خداوند سجدہ ہزار ملک باختر کی پرستش کر ورنہ کل دیکھنا جو مین سلوک تیرے ساتھ کرونگا یہ کہکے مع اکوان اور کیوان
جالندری میدان مصاف سے اپنے خیمے کی طرف چلا اُدھر امیر عالیمقام مع بادشاہ اسلام اور تمام سردارون کے وہان سے
مراجعت فرماکے بارگاہ سلیمانی مین آکے داخل ہوے وہان سوار قدرت کو اکوان اور کیوان جالندری نے لکھو کھا روپیہ
تحفہ اور تحائف اور زر نقد اور جواہرات بیش بہا بطریق نذر ونیاز کے دیا وقت شب سوار قدرت نے وہ سب نقد وجنس
دیکھکر داخل زنبیل کیا اور پھر طبل جنگ بجوادیا اور صبح کو پھر دونون لشکر میدان رزم مین آکر قائم ہوے اور اُسی شکل سے
سوار قدرت نے پھر نکل کر بیس چالیس سردار لشکر اسلام کے پکڑ لیے اور اکوان اور کیوان جالندری کے پاس بھجوادیے
اور مختصر یہ کہ تین روز کی میدان داری مین قریب تین ساڑھے تین سو بڑے بڑے نامی اور نامور سرداران لشکر فیروزی اثر
کو سوار قدرت نے زیر کیا اور وقت شام طبل آسایش بجواکے اکوان اور کیوان جالندری سے علیحدہ زندانخانے

مین گیا اور سب سردارون کو اپنے روبرو بلا کے بزبان عبری کہا کہ تم سب نے مجھے پہچانا سردارون نے کہا کہ زبانی پہلوان عادی
کے ہمکو حال معلوم ہوا اگر اب فرمائیے کہ آپ کا کیا ارادہ ہے جو ارشاد ہو ہم بجا لائین عمرو نے کہا صلاح وقت اب یہ ہے کہ بعد دو گھڑی
کے مین تم سب کو اکوان اور کیوان جالندری کی بارگاہ مین بلا کے کہونگا کہ ابھی تم سب خداوند لقا کی پرستش کا اقرار کرو
تو مین تم سب کو چھوڑے دیتا ہون اور ایک ایک کے واسطے بڑے بڑے رتبہ اور مرتبے دلوا دونگا پہلے تم سب اسکا مجھے جواب
دے لو تو مین بعد اسکے آزمانی کا بھی جو قصاص ہوگا ظاہر کر دونگا تم سب متفق ہو کر اقبال کرنا مین تم سبھون کو تمھارے گھوڑے
اور سلاح دلوا کر خلعت سے مخلع کرونگا کل صبح کو تم سب میرے ہمراہ سوار ہو کر میدان جنگ مین چلنا مین بمقابلہ لشکر اسلام
ناف میدان مین جو سردار نکلیگا اُس سے آمادہ رزم و جنگ ہونگا تم سب گرد و پیش اکوان اور کیوان جالندری کے
مسلح و مکمل بہت ہوشیار کھڑے رہنا آئندہ جیسا موقع اور محل مین دیکھونگا تم سے کہہ دونگا تم اسپر عمل کرنا جب
سردارون نے کہا بسر و چشم جناب نے فرمایا ہمکو قبول ہے غرض یہ خوب سا سمجھا بجھا کے عمرو اکوان اور کیوان جالندری کی بارگاہ
مین گیا سب نے تعظیم اُٹھ کھڑے ہوے اکوان اور کیوان جالندری بڑے اعزاز و تکریم سے عمرو کو سوار قدرت سمجھے ہوے
ایک دنگل پر برابر بٹھلا کے تعریف شجاعت اور جوانمردی کی کرنے لگے عمرو نے کہا کہ اے اکوان اور کیوان جالندری اسوقت تم
ذرا اُن سردارون کو جنھیں مین نے زیر کر کے تمھارے پاس بھیجدیا تھا زندانخانے سے طلب کرو تو مین اُنسے فہمایش کرون اگر
میرے کہنے پر اُن سب نے عمل کیا اور خداوند لقا کو برحق جانا تو اُنکے واسطے بہت بھاری بھاری خلعت دینا اور ہر ایک کا مرتبہ اور
رتبہ بڑھا کے اور نہایت عزت و آبرو کر کے صبح کو اپنے ہمراہ میدان رزم مین لیجے چلنا اور جو اُنھون نے راہ سرکشی سے کہنا میرا نہ مانا تو مین
اُسیوقت اُن سب کو قتل کرونگا اور حسب الحکم سوار قدرت یعنی عمرو کے اکوان اور کیوان جالندری نے سرداران لشکر اسلام کو مجلس
سے طلب کر کے عمرو کے روبرو کھڑا کر دیا اور عمرو نے وہی تقریر اُن سب سے کی اور سب سردارون نے بموجب مشورے کے اقرار
کیا تب عمرو نے اکوان اور کیوان جالندری سے بڑے دھوم دھامی خلعت سب کو دلوائے اور دنگلون اور کرسیون پر باعزاز
تمام بٹھلا کے جلسہ ناچ گانے کا اُنکو دکھلایا شراب پلوائی بعد اُسکے برخاست کر کے جب وقت صبح کا ہوا بدستور معمول قدیم مع اکوان
اور کیوان جالندری اور تمام سرداران لشکر اسلام سوار ہو کر میدان رزم گاہ مین آ کے قائم ہوے اسطرف سے سلطان ظفر احتشام
امیر عالیمقام مع تمام سرداران لشکر اسلام کے وعدہ گاہ مصاف مین تشریف لائے اور تیاری میدان جنگ کی اور صف آرائیان
طرفین مین جب ہو چکین تب دیکھا کہ سوار قدرت اپنا مرکب جولان کر کے ناف میدان مین آیا اور باواز بلند مبارز طلب ہوا مین
ساڑھے تین سو دلیران لشکر اسلام گرد و پیش چپ و راست اکوان اور کیوان جالندری کو محاصرہ کیے بشگفتہ پیشانی باتین
کر رہے ہین اور سوار قدرت کی شہسواری اور سراپا میدان کا دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ لشکر فیروزی اثر مین دست راست سے علمون
نے جلوہ گری کی اور نکور نوبت پر بڑی امیر با توقیر نے خیال کیا تو دیکھا کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر صاحبقران
بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مرکب گلگون باختری کو چمکا کے روبرو تخت بادشاہ
کے آیا اور اجازت طلب ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے جام کلہ عفریت اپنے دست مبارک سے لبریز کر کے شاہزادہ عالم کو
عطا فرمایا اور شاہزادہ والاشان ایک ہی دم مین اُسے نوش فرما کے آداب بجا لایا اور سوار قدرت سے آگے ہمتگا ور ہوا وہی
جو رنگ ڈھنگ سوار قدرت کی رزم و جنگ کا تھا اُسیطرح سے نیزہ وری کے بعد جب سوار قدرت نے جھک کر تلوار ماری
تب شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے بفنون سپہ گری سوار قدرت کا بند دست پکڑ لیا اور جھپٹ پٹ داہنا ہاتھ اُسکی
کمر زنجیر مین ڈال کے چاہتا تھا کہ تا کاش زین سے لنگر توڑ کر اُٹھا لے عمرو نے آہستگی کہا اے شاہزادہ بدیع الزمان ذرا سمجھ بوجھکر
ایسا نہو کہ مجھے کچھ گزند پہونچے بس شاہزادہ بدیع الزمان نے جو پہچانا کہ یہ سوار قدرت شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار

بنکے تشریف لایا ہی کیا قصور ہوا مجھ سے اور یہ کہکر اپنا ہاتھ کمر سے کھینچ لیا عمرو نے اپنے مرکب پر جست کرکے باواز بلند کہا کہ ای دلیران
لشکر اسلام تم جو سب گرد و پیش اکوان اور کیوان جالندری کے کھڑے ہو جواب کیا دیکھتے ہو اور کسکے منتظر ہو ان دونوں کو پکڑ کر جو
کوئی فوج کفار سے کچھ حوصلہ کرے جھٹ پٹ اُسے مار کر جہنم واصل کرو تم شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور یہ کہکے سلطان
با اقبال کی رکاب سے آکر لپٹ گیا امیر حمزہ صاحبقران دوران فرط سرور سے اشقر دیو نژاد پر سے کود پڑے اور عمرو کو یکایک اپنی
چھاتی سے لگا لیا وہان اتنی دیر مین سرداران لشکر اسلام نے اکوان اور کیوان جالندری کو تخت پر سے اُتار کے گرفتار کر لیا اور
فوج کفار سے شمشیر زنی کرنی شروع کی چار طرف سے آواز امان امان کی بلند ہوئی ہزارون سفاک گرے غازیان دیندار مجاہدان
تہور شعار نے بلوہ کر دیا اور سلطان امیر عالیمقام نے باطمینان تمام داخل قلعہ دربند جالندریہ ہو کر قتل عام کا حکم دیا جنہونے
کلمۂ شہادت پڑھا اور دین اسلام قبول کیا اُنکو امان دی باقی سب کافرون کو تہ تیغ بیدریغ کرکے واصل جہنم کیا اور دیوہرے
بتخانے منہدم کراکے جابجا مساجد کی بنا ڈالدی تمام شہر اسلام آباد ہو گیا شادیانے فتح کے بج رہے تھے روز دوم جسوقت کہ حضرت
ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ تخت سلطنت پر اجلاس فرما ہوے اور امیر باتوقیر مع پانچہزار پانچ سو چپن سرداران نامی پہلوانان
گرامی جوانان صف شکن و شیر افگن بارگاہ سلیمانی مین متمکن ہوے اُسوقت اکوان جالندری اور کیوان جالندری کو اپنے
روبرو طلب کرکے فرمایا کہ ای بہادر و اب کہو کہ بمقدمۂ یزدان شناسی کیا کہتے ہو آن دونون نے عرض کی کہ فی الواقع آپ کا
دین برحق ہی وہ کلمہ جس سے انسان مسلمان ہو جاتا ہی ہمکو ارشاد کیجیے سلطان والاقدر عالی منزلت نے کلمۂ شہادت تلقین
کیا اکوان اور کیوان جالندری از صدق کلمۂ طیبہ پڑھکے مشرف باسلام ہوے اُسوقت امیر والاتوقیر نے پوچھا کہ ای
اکوان جالندری یہان سے تا پایۂ تخت زمرد شاہ کتنا فاصلہ راہ کا ہوگا اور اثنائے راہ مین کتنے دربند اور پڑینگے اُس نے
عرض کیا کہ ای شہریار عالیمقام یہان سے تا سبائل تین مہینے کی راہ ہی اور چھ دربند حضور کو اور طی کرنا ہونگے یہ حال سنکے امیر حمزہ
صاحبقران نے فرمایا انشاء اللہ تعالی اگر حیات مستعار باقی ہی تو کل صبح کو یہان سے ہم کوچ کرینگے حسب الایماے صاحبقران
دوران پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر آگے روانہ ہوا روز دوم لشکر فیروزی اثر کا کوچ ہوا اور جسوقت کہ سلطان ظفر احتشام امیر
عالیمقام سوار ہو کر مع سرداران لشکر اسلام کوئی دو فرسنگ پر پہونچے تو وہان ایک چوراہا نظر آیا صاحبقران زمان نے
اکوان اور کیوان جالندری سے پوچھا کہ اب کس طرف سے چلین اُن دونون نے بیان کیا کہ ایک راستہ تو یہ سمت شہر
صفوانیہ جانے کا ہی وہان کا حاکم ملک صفوان ہی اور سلطان تھا قضاے کردگار ایک اژدہا اُس شہر مین آنکلا عجب
طرح کا اژدہا تھا جو دیکھتا تھا مارے دہشت کے عجیب حال ہوتا تھا اب اُس اژدہے کے خوف سے وہ راہ بند ہو گئی
اور دوسرا راستہ سامنے ہی یہ راہ جانب قلعہ سعادت آباد گئی ہی کہ وہان کا بادشاہ سعادت شاہ ہی اور یہ راستہ تیسری
طرف کا جو ہی اسطرف ایک طلسم عناصر الاربعہ پڑتا ہی کہ اُس مین دور سے چار مینار بہت مرتفع اور بلند ہین ایک مینار
مین شعلۂ جوالۂ آتش سر بہ فلک رسان اور دوسرے مینار سے ایک دریاے زخار پانی کا اور تیسرے مین تتق
خاک کا اُٹھتا ہوا اور چوتھے مینار سے ایک عجب طرح کی ہوا نکلتی ہی اور بعد اُسکے جو راہ کہ چوتھی طرف کو گئی ہی اُس سمت
دریا ہی اور بیچ دریا مین ایک قلعہ فلک فرسا نہایت مستحکم بنا ہوا ہی مالک اور حاکم اُس قلعہ کا سالوک پہلوان نامے
ایک طرار زبردست اور سرکش پہلوان لقا پرست دوام پذیر ہی کہ اُسنے ہزارہا مسلمانون کو ہلاک اور پیوند خاک کر دیا
اور قدیم الایام سے در پی ایذا رسانی اور خونریزی اور تلاش اہل اسلام مین شب و روز مصروف و مشغول رہتا ہی
خدا جانے اُس سفاک بیباک اور جلاد چالاک کے دل مین ان لوگون کی طرف سے کہان کی عداوت سما گئی ہی
کہ جہان کسی خدا پرست کو پاتا ہی زیر تیغ بیدریغ کرتا ہی اور راے شہریار ہنئے اکثر منجمون اور کاہنون سے سنا ہی کہ

جو شخص اُس اژدہے کو جسکے باعث سے شہر صفوانیہ کا راستہ مسدود ہو رہا ہی مار یگا وہی قابل لقاے مشرک خدا کا ہوگا
سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے یہ حال چارون راہون کا سنکے جانب دارا ے سواد ہندوستان رکن السلطنة
دوران رستم زمان لندھور بن سعدان مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے خسرو بلاد ہند تم دریا کی راہ سے بر سر سالوک پہلوان جادو
اور اُس دشمن خدا عدوے دین ایذا رسانندہ مومنین کو اگر مسلمان ہو تو فہو المراد ورنہ جہنم واصل کرو اور شاہزادہ انجم گروہ
رستم شکوہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو اور بعضے کہتے ہین کہ شاہزادہ کرب غازی کو طلسم عناصر الاربعہ کی طرف روانہ کیا
مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر کو سمت سعادت آباد جانے کو حکم دیا بعد ان تینون صاحبون کے جانیکے امیر باتوقیر مع مرجع
عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار اور بادشاہ لشکر اسلام اور تمام سرداران عالیمقام
اور لشکر فیروزی اثر سوار ہو کر جانب صفوانیہ جہان وہ اژدہا رہتا ہی مخاطب ہوے

اب تتمہ داستان فرحت بیان حال پیدایش عمرو ثانی وغیرہ بیان کیا جاتا ہی

کہ جسوقت سلطان صاحبقران آن تمام اپنے سردارون اور شاہ و شہریارزادون کی شادیان کر کے اسطرف کو متوجہ ہوے تھے
تو ہر ایک سردار کے محل مین ایک ایک فرزند پیدا ہوا چنانچہ قبۂ دین ستون اسلام شاہزادہ کرب غازی کا فرزند بطن سے ملکہ زبیدہ
شیردل کے اسد بن کرب غازی اور خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان کا بیٹا لندھاد بطن سے ملکہ غنچہ خاتون کے
مالک اژدر کا فرزند ابراہیم اور شاہزادہ بہرام گرد بن خاقان چین کا معظم خان بن بہرام اور مرزبان خراسانی کا فرزنگ
بن مرزبان اور شاہزادہ جمہور جہان سوز طرطوس بہادر شہنشاہ تیرزن کا علقمہ بن جمہور اور شہنشاہ سعد کا حارث
بن سعد اور پہلوان عادی کا عدیل بن عادی اور سرخیل وفاداران مقبل وفادار کا قبل بن مقبل غرض اسیطرح
سے سب سردارون کے گھرون مین بیٹے پیدا ہوے اور پانچ پانچ برس کے ہوے حسب اتفاق سلطان والاشان کے یہان بلکہ
مہر نگار تاجدار کے بطن سے بھی ایک لڑکا نہایت حسین مثل آفتاب تابان اور ماہ درخشان پیدا ہوا مگر لنج یعنے دونون ہاتھ ناقص تھے
چنانچہ ملکہ مہر نگار تاجدار اپنے لخت جگر پارۂ دل فرزند جگر پیوند کو باین ہیئت دیکھکر رات دن رویا کرتی تھی اور نماز پنجگانہ مین بہزار
تضرع و زاری جناب باری سے مستدعی اور ملتجی اس بات کی تھی کہ اس میرے فرزند کے ہاتھ پانوُن اچھے ہو جائین ایک روز کی
نقل ہی کہ شب کے وقت عالم خواب مین بحکم رب جلیل حضرت جبرئیل نے سرہانے ملکہ آکر اپنا ہاتھ اُس صاحبزادے پر ملا فوراً دونون ہاتھ
وہ جو ناقص تھے اُس لڑکے کے اچھے ہو گئے صبح کو ملکہ جو آرام کر کے اُٹھی اور اپنے فرزند کے ہاتھ پانوُن مین کسی طرح کا نقص نہ دیکھا
فرط شادی سے سجدات شکر کرتی پھرتی تھی اور مثل گل پیرہن مین پھولے نہ سماتی تھی تو از بسکہ وہ لڑکا ہو بہو بصورت سلطان
والاقدر عالی منزلت تھا عمرو ثانی اُسکا نام رکھکر ملکہ نے بڑی دھوم سے جشن نشاط اور محفل انبساط کی تیاری کی اور سیکڑون
طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے مہمانون کا ہجوم اور دعاگویون کی دھوم تھی لکھوکھا روپیے اشرفیان جواہرات
جوڑے دوشالے رومال خلعتی ہاتھی گھوڑے پالکیان انعام مین عطا فرمائے تھے غرض یہ کہ اسی ہنگامۂ نشاط و محفل انبساط
مین ایک پنجہ پیدا ہوا اور اُس شاہزادے کو مہد ناز و نعم سے اُٹھا لیگیا بس عجب طرح کا شور یوم النشور تمام محل مین اُٹھا اور
ماتم بپا ہو گیا چار طرف دھڑا دھڑی پڑی تھی محفل عیش ساتھ طیش کے بدل گئی ملکہ مہر نگار تاجدار فرش خاک پر پچھاڑین کھاتی
اور دو ہتڑ اپنے سر پر مارتی تھی شیون اور شین کرتی تھی مگر چونکہ مشیت ایزدی سے کسی کو چارہ نہین ہی لاعلاج تسلیم و رضا
پر ساکت ہو کر چپ رہی۔

اب حال اسد بن کرب غازی کا سنیے

کہ شاہزادہ اسد کو مکتب خانہ مین معلم کے پاس واسطے تحصیل علم کے بٹھایا تھا تو اسد ایک کمان بانس کی اور خدنگ سرکنڈے کے

بناکے جب مکتب سے رخصت پاتا تھا تو کھیلا کرتا تھا ایک روز کچھ معلم اسد پر خفا ہوا تھا اسد نے دوڑ کر اپنی تیر و کمان اُٹھالی اور جھنجھلا کے ایک تیر معلم کی ناک پر مارا کہ خون جاری ہوا معلم نے اسد کو پکڑ کے خوب مارا اور شام تک اُٹھنے نہ دیا شام کے وقت جب معلم نے کہا کہ بس محل مین جا تب اسد نے اپنے مکتب والون سے کہا کہ یارو مین نواسا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان حمزہ صاحبقران کا ہون اور تم سب مجھ سے دعویٰ دوستی کا کرکے ہمیشہ بہت سالاف و گزاف اپنی جان نثاری اور یاری کا کرتے تھے اب اگر تمھین مجھ سے واسطہ ہی تو میرے شریک حال ہو کے جو مین تم سے کہون وہ کرو تو مجھے یقین ہو کہ تم سب میرے دوست ہو اُن سب لڑکون نے کہا کہ جو آپ فرمائین ہم بجالائین شاہزادہ اسد نے کہا تو میری اجازت اور خوشنودی خاطر یہ ہو کہ اِس میان جی کو پکڑ کے خوب سا مارو لڑکون نے معلم کو رولا کرکے پکڑ لیا اور یہانتک اُسکا گلا گھونٹا کہ معلم کا دم خفا ہو کر نکلگیا اور مرگیا اسد نے جو دیکھا کہ معلم مرگیا اُسنے کہا کہ اب میرا یہان رہنا صلاح نہین اور یہ کہکر چار ہزار نوجوان امیر امرا رئیسون اشرافون کے بیٹے پوتون کو جمع کرکے سلاح تحفہ تحفہ اُنھین بندھوائے گھوڑے جنکے پاس تھے وہ تو اپنے لائے باقی گھوڑے اور اسباب اپنے پاس سے سب کو دیے اور بشان و شوکت تمام تہیۂ جہاد اور کفار کشی ہمت سبا ئل سوار ہو کر روانہ ہوا

اب دو کلمہ داستان صولت بیان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب قاسم قریب کوہ دو شاخہ کے پہنچا تو پشت پر سے ایک شور کسی کی فوج کی آمد کا سُنکے خاور سیاہ نے پھر کے دیکھا کہ کامگار تبر و بابیار تبردار بجمعیت کثیر مجھے نہیب دیتے آتے ہین شاہزادۂ قاسم نے وہان سے پلٹ کر اُنسے مقابلہ کیا اور مردانہ وار دونون سے رزم و پیکار کی دونون کو بضرب تیغ آبدار بدرجۂ اسفل السافلین پہونچایا باقی ماندہ جو کفار تھے مع سر ملک سو کیاے طوفانی ہزیمت کھاکر دونون سرداران جہنمی کے لاشے لقاے شرک خداکے پاس لیگئے اور لقانے کہا کہ ان دونون کے لاشون کو دریاے رحمت مین ڈالدو اب کی نوروز مین پھر انکو زندہ کرونگا چنانچہ حسب الحکم اُس شرک خداکے وہ لاشے دریا مین ڈالدیے گئے یہان قاسم کا حال سنیے کہ قاسم باطمینان تمام وہان سے مراجعت فرماکے اپنے باغ مین پہونچا اور ملکہ گیتی افروز سے ملاقات کرکے مصروف عیش و نشاط ہوا روز دوم پھر وقت شب اُسی طرح سے مسلح و مکمل ہو کر شبخون مارا اور فیل دندان اور ہوشیار کمند انداز وغیرہ چند سرداران نامی زہر و برستون کو جہنم واصل کیا اور بلواے عام کفار سے بخیریت تمام نکل گیا الاراہ گم کرکے برابر ایک قلعہ کے جانکلا چنانچہ اُس قلعہ کا نام قلعہ دشت اور حاکم وہان کے سلیم اور سالم نامے دو پہلوان تھے وہ قلعہ سے نکلکر شکار کھیلنے کو جاتے تھے حسب الاتفاق اُن دونون کا شاہزادۂ خاور سیاہ سے سامنا ہوگیا اور اُنھون نے دیکھا کہ ایک نوجوان سر سے پانون تک خون مین آغشتہ مسلح اور مکمل اپنا مرکب گرم تاز کیے ادھر کو آتا ہی سد راہ شاہزادۂ خاور سیاہ کے ہو کر پوچھنے لگے کہ ای بہادر یہ کیا واردات تجھ پر گذری اور یہان کہان سے آتا ہی خلاصہ یہ کہ اُن دونون کو تحقیق اور تصدیق ہو گیا کہ یہ شخص قاسم اور یہی لشکر خداوند پر شبخون مارتا ہی تب بہزار چرب زبانی اور لسانی ملک قاسم کو وہ اندرون قلعہ لیگئے اور شراب مین دارو بیہوشی ملاکے شاہزادے کو بیہوش کیا اور مطوق و مسلسل کرکے ہوشیار کیا اُسوقت کہنے لگے کہ ای قاسم اب تجھے لازم ہی کہ خداوند بیجدہ ہزار ملک باختر کی پرستش کر قاسم نے غیظ مین آکے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور تمام قید اپنے جسم سے توڑ کر علیحدہ پھینکدی اور اُن دونون کے کمربند پکڑ کے ایک ہی زور مین اُٹھالیا اور چاہتا تھا کہ سر چرخ دیکر ہونذ زمین کرے سلیم و سالم نے بآواز بلند کہا کہ ای شہریار ہمکو ثابت ہوا کہ یہ تائید اور برکت تیرے دین کی ہی جو کوئی اُس دین کو قبول کرے وہ کیا کہے قاسم نے کلمۂ شہادت ارشاد کیا اور وہ دونون از صدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوگئے اُسوقت ملک قاسم نے اُن دونو سے کہا کہ تم بدستور ہماری طرف سے اِس قلعہ کے حاکم رہو جسوقت کہ ہم تمکو طلب کرین تم مع اپنی فوج و لشکر ہمارے شریک حال ہونا

اور یہ کہکر آپ سوار ہوا اور اپنے باغ مین تشریف فرما ہوکر ملکہ گیتی افروز سے ملاقات کی اور ایک شبانہ روز عیش کرکے بجوز قیطول
لشکر کفار پر شبخون مارا قضاے کار اُس روز اول شام سے تمام کفار ہوشیار اور خبردار بیٹھے جاگتے تھے لقانے بھی بڑی
تاکید تمام لشکر کو کردی تھی کہ خبردار اگر آج یہ بندہ گستاخ شبخون مارکر نکلجائیگا تو مین تم سب پر اپنا قہر نازل کرونگا پس جسوقت ملک قاسم
نے نعرہ کیا اور آمادہ شمشیر زنی اور کفار کشی ہوکر ایک سمت کو چلا تو قمطوس بن القاش خون آشام نے پشت پر سے آکے تلوار
سر اقدس پر شاہزادہ والا تبار کے ماری اور دو اُنگل کا زخم سر پر شاہزادہ نامور کے آیا ملک قاسم نے پلٹ کر جو تیغہ پلارک
افراسیابی اُس ملعون کو مارا تو لاش اُس شقی کی دو پر کالے ہوکر خاک و خون مین پھڑکنے لگی اور قاسم اپنا مرکب جھکاکے ایک سمت
کو نکل گیا اور عجب طرح کا اتفاق درپیش ہوا کہ آج بھی اپنے باغ کا راستہ فراموش کرکے جانب طاؤس کوہ جا نکلا اور ازبسکہ
خون بہتے سا سر اقدس سے نکلگیا تھا حالت غش مین گھوڑے پر سے گر پڑا کہین داراشاہ نامے وہان کا بادشاہ شکار
کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے شاہزادہ خاور سپاہ کو بحالت زخمداری بیہوش اور خود فراموش زمین پر پڑا اور مرکب کو ایک سمت مع
زین و لجام آغشتہ بخون چراگاہ مین خالی زین پھرتے دیکھکر اپنے جی مین سوچنے لگا کہ یہ کون شخص ہے کہ چہرے پر اسکے
عجب طرح کی ایک شوکت اور شان اور شجاعت اور صولت معلوم ہوتی ہے آیا کوئی شاہ و شہریار زادہ بڑا عالی خاندان ہے اثناے
راہ مین کسی سے معرکہ جدال و قتال درپیش ہوا ہے اور زخمی ہوکر یہان گھوڑے پر سے گر پڑا ہے یہ سوچکر شاہزادہ خاور سپاہ
کو اپنے لوگون سے اُٹھواکے ایک پالکی مین لٹا دیا اور اُسی حالت غش مین اپنے مکان پر لاکے جراحون سے ٹانکے لگوائے
جسوقت کہ زخم شاہزادہ قاسم کے سر کا دھویا گیا اور جراح نے ٹانکے لگائے اور ہوا جو دماغ کو لگی تو ملک قاسم نے آنکھ کھولدی
اور دیکھا کہ مین ایک بارگاہ مین آغشتہ بخون پڑا ہون اور ایک بادشاہ میری بالین پر بیٹھا جراح سے ٹانکے میرے سر مین
لگوا رہا ہے اپنے دل مین سمجھا کہ مین جو قمطوس کو واصل جہنم کرکے حالت زخمداری مین پھرا تو شاید یہ مرکب باد رفتار مجھے
یہان لیکر نکل آیا ہے اور مین غش کھاکے پشت مرکب پر سے جدا ہوکے کہین گر پڑا ہون یہ بادشاہ وہان وارد ہوا اور
مجھے اُٹھا لایا ہے غرض قاسم ابھی یہی سوچ رہا تھا کہ اُس بادشاہ نے پوچھا اے بہادر کیا حال ہے اور اپنی سرگذشت تو بیان کر
شعر۔ چہ کسی وچہ نام خوانندت + در کدامی مقام دانندت + ملک قاسم نے اُسوقت تو بمقتضاے فراست کچھ افشاے راز اپنا
نہین کیا جیسا موقع اور محل بنا کہہ دیا مگر بعد چند روز کے جب زخم سر کا بھر آیا اور غسل صحت کیا تو اُس روز اپنا نام اور حسب و نسب
بیان کرکے داراشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ تجھے مین مرد مردانہ سمجھتا ہون لہذا اگر بچشم فراست اور بدیدۂ حقیقت تو غور کرکے
میری نصیحت پر عمل کرے اور اِس کفر و کافری نمرود پرستی کو ترک کرکے کلمۂ شہادت پڑھے اور دائرۂ اسلام مین آئے
تو تیرے لیے مفاخرت دارین اور سعادت کونین اور باعث ازدیاد محبت اور خوشنودی خاطر کا میرے ہو چونکہ داراشاہ
نہایت عاقل اور فہیم تھا معقول ہوکر کہنے لگا کہ اے مرشدزادۂ کونین شاہزادۂ خاور سپاہ زہے فخر و مباہات مجھ بندۂ عاصی
اور خاطی کا کہ تجھ سا سالک راہ طریقت اور حقیقت اِس ذریعہ سے میرے کلبۂ احزان مین آئے اور راہ نیک تجھے تلقین
فرمائے مین کیونکر تیرے ارشاد کو بسر و چشم قبول نہ کرونگا شاہزادہ قاسم نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا اور وہ بصدق کلمہ
پڑھکے مسلمان ہوگیا ملک قاسم نے اُسے اپنے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب ہم جاتے ہین تم اِسی طاؤس کوہ پر نگاہداشت
فوج کی جاری کرو اور حکمران رہو جسوقت کہ ہم لشکر کشی بر سر زہرد شاہ کرین تم مع اپنی فوج و سپاہ ہمارے پاس حاضر ہوا کیکر
شاہزادۂ عالم داراشاہ کے پاس سے رخصت ہوا اور سوار ہوکر اُسی باغ مین جاکے ملکہ گیتی افروز کے ساتھ ایک شبانہ روز
معروف عیش و عشرت رہا روز دوم پھر نصف شب کو زیر قیطول لشکر لقا پر جاکے شبخون مارا اور قاری پوش سر دار
وغیرہ بڑے بڑے سرکش چند کفار کو جو دو چار رہ گئے تھے بضرب تیغ آبدار قتل کرکے نکلگیا اور ابکی مرتبہ پھر راہ گم کرکے

سمت دریاے مارگیر جاکر وارد ہوا اُس درے کا حاکم اور فرمانروا طاؤس سبز قبا نامے ایک پہلوان فیلتن اہرمن توان نہایت
قوی ہیکل تنومند قوی بازو تھا اور اُسکے دو بیٹے تھے وہ کہین شکار کھیلنے کو آتے تھے حسب اتفاق اُس جنگل مین ایک شیر
پیدا ہوا اور اُن دونون پر حملہ ور ہوکر چاہتا تھا کہ ہلاک کرے اُدھر سے قاسم جو گھوڑا جھکاے آتا تھا یہ تماشا دیکھکر ضبط نہ کرسکا
اور بیساختہ بہ چستی تمام چمک کر برابر سے ایک ہی تیغہ بلارک افراسیابی جو دوال کمر پر شیر کے مارا تو شیر کے دو ٹکڑے ہوکر
ایک طرف پھڑکنے لگا اور دونون بیٹے طاؤس سبز قبا کے سراسیمہ دوڑکر شاہزادہ خاور سیاہ کے قدمون سے لپٹ گئے اور
بہت سی تعریف اور توصیف شکر اور سپاس اپنی جان بخشی کا کرکے اپنے باپ طاؤس سبز قبا کے پاس گئے اور سارا حال شیر
کا اپنے اوپر حملہ ور ہونے اور قاسم کا اُسوقت بیساختہ وہان پہونچکر اُس شیر کے مارنے کا بیان کیا طاؤس سبز قبا نے اپنے
قلعے سے مع چند سردارون کے نکلکر استقبال کیا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو اندرون قلعہ لیجاکر پوچھا کہ معلوم ہوا کہ تو اولاد
حمزہ صاحبقران ہی ملک قاسم نے کہا کہ ہان مین پوتا امیر حمزہ صاحبقران کا ہون طاؤس سبز قبا نے بہ خیال اُس
آل اندیشی اور حرص دنیا کے کہ اگر مین اِس شخص کو بفریب گرفتار کرکے بہ حضور خداوند لقا بھیجدونگا تو کیا عجب ہی کہ
میرے واسطے خلعت پیغمبری ہوجاے بعیاری اور مکاری مسلمان ہوگیا اور ملک قاسم کو شراب بیہوشی آغشتہ پلاکے عالم
بیہوشی مین پکڑلیا اور پابجولان کرکے عرضداشت اِس حال کی کرکے یاقوت شاہ کو بھیجدی قضاے کردگار ملکہ گیتی افروز
جو شاہزادہ خاور سیاہ کے تنہا معرکہ آرا ہونے اور شبخون مارنے سے واقف ہوگئی تھی روتے روتے اور سرزنی اور سینہ کوبی کرتے
کرتے زیادہ تر بیتاب اور بہت مضطرب ہوئی و درحالت یاس مین دوپٹہ اپنا سمت قبلہ زمین پر بچھا کے بحضور قلب اور خلوص
نیت جناب باری سے دعا مانگ رہی تھی ناگاہ مہروند عیار کو ملکہ کا دہان آگیا اور اُسنے کہا خیر باشد ملکۂ عالم نصیب دشمنان
اِسوقت کیا صدمہ ہی ملکہ نے کہا کہ بھیا کچھ حال آج شاہزادہ با اقبال کا نہین معلوم کہ معرکۂ جدال و قتال مین کیا سانحہ درپیش
ہوا جو ابتک تشریف نہین لائے مہروند عیار نے کہا ملکۂ عالم نظر بہ کرم کریم کا ساز رکھکر گھبرائیے نہین شاہزادہ خاور سیاہ
بڑا صاحب اقبال ہی کچھ اندیشہ نہ کیجیے مین جاتا ہون اور جہان وہ شہریار ہوگا مین ڈھونڈھ لاتا ہون یہ کہکر مہروند عیار
جو باغ سے نکلا تو ابھی تھوڑی دور نہین گیا تھا کہ اُسنے دیکھا ایک شخص ایک خط ہاتھ مین لیے دوڑتا ہوا سمت قیطول لقا جاتا
ہی مہروند نے جلدی سے اُسکے برابر ہوپہنچکر پوچھا کہ بھائی خیریت تو ہی تم اسقدر جلد اور بدحواس کہان جاتے ہو اُسنے کہا کہ
دشمن خداوند لقا ایک خداپرست ملک قاسم نامے ہمارے یہان آکر قید ہوا اُسکے حال کی عرضی اپنے بادشاہ طاؤس
سبز قبا کی طرف سے لیے یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ خداوند کے پاس جاتا ہون مہروند عیار نے کہا کہ اور یہ دوسرا شخص
تمھارے پیچھے کون ہی اُس قاصد نے جو نہین پلٹ کر دیکھا مہروند عیار نے حلقہ کمند عیاری کا اُسکی گردن مین مارا کہ جھٹکے
کے ساتھ چارون شانے چت ہوکر گر پڑا مہروند عیار نے اُسے تو بیہوش کرکے ایک غار مین ڈالدیا اور وہ نامہ اُس سے لیکر
ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور ساری کیفیت بیان کی ملکہ گیتی افروز اُسوقت نقاب منھ پر ڈالکر بحیلۂ شکار سوار ہوئی اور کئی ہزار
سوار اور خانہ زادان جان نثار مع مہروند عیار ہمراہ رکاب اپنے لیکر قریب درۂ مارگیر کے پہونچی خبر ملکہ گیتی افروز کے
اپنی سرحد مین آنے کی سُنکر طاؤس سبز قبا اپنے قلعہ سے بطریق استقبال کے نکلا اور ملکہ سے ملازمت حاصل کرکے نذر دی
اور جاگرانہ ہمراہ رکاب ملکۂ عالی جناب ہوکر ملکہ گیتی افروز کو اندرون قلعہ لایا اور بہت سا تحفہ تحائف پیشکش
کرکے دست بستہ بنا بر ادب کھڑا ہوا ناگاہ ملکہ نے پوچھا کہ مین نے سنا ہی کسی خداپرست اولاد حمزہ کو پکڑکر قید کیا ہی
ذرا اُسے میرے سامنے تو لاؤ مین بھی دیکھون کہ وہ نادیدہ خداے آسمان کا پرستار کیا شکل اور کیسی وضع رکھتا
ہی طاؤس سبز قبا نے حسب الحکم ملکۂ عالم کے ملک قاسم کو اُسی صورت سے بقید سلاسل طلب کرکے سامنے ملکہ

گیتی افروز کے کھڑا کر دیا اور شاہزادہ خاور سیاہ نے جو اندرون قلعہ آکر ملکہ کو وہان صدر آرا دیکھا جوش حمیت سے نہایت غیظ و
غضب مین نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا تمام قید اپنے جسم کی مانند تار عنکبوت کے توڑ کے پھینک دی اور مثل شیر زبان حملہ ور ہو کے
طاؤس سبز قبا کو پکڑ لیا اور چاہتا تھا کہ اٹھا کے زمین پر مارے طاؤس سبز قبا نے از سر صدق اسلام قبول کیا ملک قاسم نے
اُسے ہاتھ سے چھوڑ کر فرمایا کہ طاؤس سبز قبا تم جسطرح ہمیشہ سے اپنے قلعہ اور اس درہ مار گیر مین فرمانروائی اور حکمرانی کرتے
تھے اسیطرح سے سلطنت کرو جسوقت ہم لشکر کشی بر سر زمرد شاہ کرینگے حسب الطلب ہمارے تم مع اپنی فوج و سپاہ آکر
شریک حال ہمارے ہونا اور یہ کہکر سوار ہوا اور باغ مین آکر ملکہ کے ساتھ عیش مین مشغول ہوا اور پھر بہ معمول قدیم نصف شب
کو جبراً و قہراً ملکہ کے پاس سے اُٹھکر تہیۂ شبخون سوار ہوا اور بطور سابق الذکر لشکر لقا پر جاکر شبخون مارا اور اُسی طرح سے
ستائیس شبخونون مین مار نوش سردار اور عنقار وش سردار اور جہلم بن منکوس اور منکوس پہلوان غدار خرماس
فیل کش اور مابہار سرکش وغیرہ ہزارہا کفار کو مار کر جبکہ نہایت زخمی ہو گیا اب بہ جرأت اور قوت جنگ رستمانہ کرتا باغ مین
ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور اپنے ہاتھ سے زخمون مین ٹانکے لگائے پھاہے مرہم کے رکھکر چندے شبخون مارنے مین توقف کیا
یہ وقائع خونریزی کفار زیر قیطول سُنکے لقائے مشرک خدا نے گردم دو عیار کو طلب کیا کہ جہان سے ہو سکے تو اُس بندۂ عاصی
قاسم کو ڈھونڈ ھکر پکڑ لا معتبر گردم دو بموجب حکم اُس مشرک خدا کے کوچہ بکوچہ خانہ بخانہ تمام سبائل مین خوب تلاش کر کے
بعد چند روز کے ملکہ گیتی افروز کے باغ مین گیا اور اُسنے دیکھا کہ ملک قاسم زانو پر ملکہ گیتی افروز کے سر رکھے آرام کرتا ہی
اور تمام صحبت والیان اور خواصین اپنے اپنے کام مین چارسو متفرق اور مصروف ہین مگر زخم قاسم کے سر کا ابھی بجھی اندمال
نہین آیا تھی مرہم کی جرحی ہر گرد و پیش انگیٹھیان آگ کی دہک رہی ہین گردم دو کا یہ تو کیا منہ تھا جو بے ادبانہ اور
بیباکانہ ملکہ گیتی افروز کی صحبت مین چلا جاتا لیکن پیش خود یہ تجویز کر کے کہ یون تو پیر الکہنا کل آفاق محض کذب اور افترا
سمجھیگا اور خداوند لقا اور یاقوت شاہ یقین نہ لائیگا مین یاقوت شاہ کو اپنے ہمراہ لاکے دکھلا دون تا مین مفتری اور
کاذب نہون اور مواخذہ اور قہر خداوندی سے امین اور بری رہون معتبر گردم دو جھٹ پٹ وہان سے اُلٹے پانون پھرا اور
یاقوت شاہ کے پاس جاکے من و عن سارا حال بیان کیا اور یاقوت شاہ کو بچشم دکھلا دینے کا اقرار کر کے اپنے ہمراہ جانب
باغ مخاطب ہوا اثنائے راہ مین مہر وند عیار کو کہ ملکہ گیتی افروز کا جاسوس تھا اُسنے یہ حال دریافت کیا تو قبل از پہونچنے
گردم دو اور یاقوت شاہ کے ملکہ کے پاس آکر آہستہ سرگوشی مین کہا کہ ملکۂ عالم غافل کیا بیٹھی ہو ہوشیار ہو جاؤ معتبر گردم دو عیار
تمہارے بھائی صاحب جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کو ساتھ لیے تمہین اور شاہزادہ خاور سیاہ کے دکھلانے کے واسطے
آتا ہی ملکہ سراسیمہ ہو کر اپنے جی مین سوچی کہ اگر مین اس حال کی شاہزادہ خاور سیاہ کو اطلاع کرتی ہون تو وہ جاہل مطلق
ہی ہرگز چھپ کر نہ بیٹھیگا یہ سوچکر ایک پیالہ شراب بیہوشی آغشتہ قاسم کو پلا کر حالت بیہوشی مین ایک صندوق مین بند
کر کے آپ خاموش ہو کر بیٹھ رہی اتنی دیر مین یاقوت شاہ اندرون محل آیا اور ملکہ سے یہ کہکر کہ ای شوخ دیدہ گیسو بریدہ
تو نے بندۂ مغضوب خداوندی یعنی قاسم کو اپنے باغ مین لاکر رکھا ہی ایک طمانچہ ملکہ کے مارا اور تمام بارہ دری اور نشستین
اور حجرے اور بنگلے باغ کے ڈھونڈھ کے جب کہین کچھ پتا و نشان قاسم کا نہ پایا تو لا علاج بہت سا خجل اور منفعل ہو کر
پھر آیا وہان ملکہ گیتی افروز روتی ہوئی لقائے مشرک خدا کے پاس گئی اور کہا کیون باباجان تم نے یہی تقدیر کی
تھی کہ یاقوت شاہ مجھے آکے طمانچہ مارے اور بے ثبوت اور بے قصور دربدر میری ننگ اور حرمت آبرو کے ہو کے
قاسم کے ساتھ متہم کرے لقا نے کہا ہرگز مین نے یہ تقدیر نہین کی تھی یہ کہکر لقا نے یاقوت شاہ کو طلب کیا اور
مت ساز جر و توبیخ کر کے چند تازیانے مارے اور کہا کہ دور ہو میرے سامنے سے اگر بار دیگر ایسی کوئی خطائے فاش تجھ سے

حضور مین آئیگی تو تجھے مین اپنے قہر مین مبتلا کرونگا یاقوت شاہ جو ذلیل ہو کر غیظ و طیش کی حالت مین زیر قیطول آیا تو اُسنے عمّتر گردمرد کو بلا کے خوب کوڑے لگوائے اور کہا کہ اس نفتری بدذات کا پوست جسم سے کھنچوا دُ اُسنے عجب طرح کا افترا اور اتہام خداوندزادی پر کرکے مجھے بحضور خداوند بے عزت کرایا عمّتر گردمرد نے عرض کی کہ ذرا آپ تامل اور صبر کرین اگر مین قاسم اور ملکہ عالم کو باتفاق باہم ایک مسند پر بیٹھے نہ دکھاؤن تو جس عذاب عظیم سے چاہنا مجھے قتل کرانا اور جو مزاج مین آئے وہ کر لینا بارے یاقوت شاہ نے گردمرد کو چھوڑ دیا اور گردمرد پھر اُسی وقت بہیئت عیاری باغ مین گیا اور اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اور ملکہ گیتی افروز دونون ایک پلنگ پر ہمدوش و ہم آغوش لپٹے ہوئے پڑے ہین گردمرد یہ دیکھکر وہان سے پھرا اور یاقوت شاہ کے پاس جاکے کہا کہ ایکی مرتبہ پھر ذرا تکلیف فرماکے چلیے اور دیکھیے میرا جھوٹھ اور افترا آپ کو معلوم ہو جائیگا یاقوت شاہ نے کہا اچھا کیا قباحت ہے مجھے لیجاکے دکھادے تو مجھے بھی یقین آئے گردمرد نے ایک روغن عیاری ملکر اور یاقوت شاہ کی صورت ایک پیرضعیف عورت کی بنادی اور آپ بھی ایک فرشتہ کی شکل بنکر یاقوت شاہ کو لیے باغ مین آیا جب یاقوت شاہ نے بچشم اپنی دیکھا کہ ملک قاسم اور ملکہ دونون ایک پلنگ پر پڑے ہین وہان سے پھرکے لقا کے پاس گیا اور کہا یا خداوند آپ ذرا چلکے اپنی صاحبزادی کا تماشا دیکھیے کس لطف سے قاسم کے ساتھ مصروف عیش ہے لقا نے کہا اچھا معلوم ہوا اور یہ کیفیت آدھی رات کا عمل تھا اُسوقت ادمیرگرد اور محبت دریاباری اور قہرمان عجم اور ارجل سمرجل خشت اندازون کو مع گنجاب طلب کیا اور حکم دیا کہ تم سب اسی دم جاکے اُس باغ کو بیخ و بنیاد سے منہدم کردو اور اُس بندۂ عاصی قاسم نبیرۂ حمزہ کو جلد گرفتار کرکے لاؤ یہ سب تو مع کئی ہزار کفار مسلح اور مکمل ہو کر جانب باغ روانہ ہوئے ادھر وندعیار نے یہ خبر سُنکے جبتک یہ لوگ پہونچین پہونچین پہلے ہی جاکے شاہزادہ خاور سیاہ کے سامنے گھبراکے ملکہ گیتی افروز سے کہا کہ ادمیر اور محبت دریاباری و گنجاب اور قہرمان عجم اور ارجل خشت انداز وغیرہ ہزار کفار حسب الحکم لقاے خداے باختر کے واسطے بربادی اور انہدام باغ اور اسیری دشمنان شاہزادۂ خاور سیاہ کے آتے ہین بمجرد استماع اس کلام کے ملکہ تو مثل قالب بیجان ششدر و حیران رہ گئی لیکن ملک قاسم تیغہ بلارک افراسیابی پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور ہر چند ملکہ گیتی افروز نے رو روکے اپنا منہ پیٹ پیٹ کے بنت اور سماجت اور عجز و انکسار روکا منع کیا اور کہا اے شہریار تو تو آمادۂ رزم و جنگ جاتا ہے مجھے جو اعداے بے پیر اور قوم شریر سر و پا برہنہ با موے پریشان کشان کشان پکڑ لیجائینگے تو پھر یہ کیسی رسوائی ہوگی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے سالہاے دراز لشکر گنجاب سے مقابلہ اور مجادلہ کرکے ملکہ گوہر ملک کو کیسا کیسا حتی المقدور اپنے ہر آفات و بلیات سے محفوظ رکھا اور حیف صد حیف کہ تیری سلامتی مین تیرے سامنے مجھے فرقہ کفار گرفتار کرکے بے عزت کرین اور لقا کے پاس لیجائین شاہزادۂ خاور سیاہ نے ملکہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا اور بیساختہ بیرون باغ اگر ابھی وہ سب کفار دروازۂ باغ تک نہین پہونچنے پائے تھے کہ قاسم نے طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر نعرہ کیا **نعرہ**

ملک قاسم شاہ خاور سیاہ
اگر تیغ بر کوہ خارا زنم
زنم تیغ برابر و نیزہ بہ ماہ
ز تن شاخ گاو زمین بر کنم
ز آب دم تیغ شمشیر زمین
ہمہ باختر شد بزیر نگین

اور یہ نعرہ کرکے شمشیر زنی کرنے لگا قہرمان عجم اور گنجاب اور ارجل خشت انداز وغیرہ نے جو آواز قاسم کی سنی تو باغ کی طرف سے پھر کر قاسم کی جانب متوجہ ہوئے شاہزادۂ خاور سیاہ مثل شیر صحرائی دس بیس کفار کو مار کر جیتی تمام ایک طرف کو نکل گیا اثناے راہ مین ایک غول سوارون کا ملا وہ سوار ملک قاسم سے پوچھنے لگے کہ ایسے وقت تاریک شب مین تو کون شخص ہے کہان سے آتا ہے قاسم نے کہا مین مسافر ہون شب کو بیابان راہ بھول کے ایک درخت کے نیچے اُتر پڑا تھا صبح کو کوچ کر جاتا اسوقت تمہارے گھوڑون کی ٹاپ سُنکے مجھے وہم ہوا کہ مبادا قافلہ قطاع الطریق یا چورون کا ہو تو مین ذرا آگے بڑھ کے دیکھون اپنے بستر سے اُٹھکر آتا تھا اُن سوارون نے بہت سی

دلجوئی اور خاطر کرکے قاسم کو بٹھلایا اور غاشیہ زین پوش کا بچھا کے کھانا جو کچھ کہ اُنکے پاس موجود تھا شاہزادۂ عالم کو کھلوایا اسمین
رات تھوڑی رہ گئی اور آثار سحر نمایان ہو چلے تھے قاسم اُن سوارون سے رخصت ہو کر آگے ایک سمت کو روانہ ہوا ابھی کوس
دو کوس بھی نہین پہونچا ہوگا کہ بخوبی روز روشن ہو گیا اور قاسم ایک قلعہ کی دیوار کے نیچے اُتر پڑا اور دم لینے لگا کہ سامنے سے
چار حبشی پیدا ہوئے اور شاہزادہ خاور سیاہ کے نزدیک آکر کہنے لگے کہ ای شخص چل ہمارے ہمراہ بادشاہ نے تجھے یاد فرمایا ہی
تاکہ تیرا گوشت بہت سلونا اور نمکین ہی وہ نوش فرمائے ملک قاسم نے اُن چارون زنگیون کو بضرب تیغ داخل جہنم کیا ناگاہ اور
چالیس حبشی سپرین تلوارین پکڑے نمودار ہوئے اور چار طرف سے بر سر شاہزادۂ نامور زغہ کرکے آمادۂ رزم و پیکار ہوئے اقبال
ایزدی سے اُن چالیسون مین سے دس حبشی ملک قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے ہوئے ساعت بھر کے
بعد کئی ہزار زنگی مردم خوار مسلح اور مکمل سامنے سے پیدا ہوئے اور تلوار برچھے تیر کمند گرز کی ہر طرف سے شاہزادۂ خاور سیاہ پر
بوچھار کرنے لگے ملک قاسم اپنی زندگی سے مایوس ہو کر بجناب باری مستدعی تھا کہ ناگاہ بیت از جانب دشت کوہ اورنگ
گردی برخاست طوطیا رنگ * یعنی ایک تتق گرد کا اُٹھا اور جسوقت وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ آگے آگے چالیس ہاتھیون پر چالیس
علم و نشان پیچھے اُنکے ایک نوجوان نہایت وجیہ و شکیل مرکب پر سوار نیزہ بدوش بکمال جوش و خروش چالیس ہزار سوار نہیب
دیتا ہوا کہ باشید باشید اور روسیاہ زنگیو مین تمھاری جان کا فرشتۂ عذاب آن پہونچا اور شاہزادۂ خاور سیاہ نے ملاحظہ فرمایا
کہ ایک مرتبہ افواج زنگیان آدم خوار پر گرا اور کوئی دو گھڑی کے عرصہ مین اسقدر شمشیر زنی کی کہ کئی ہزار زنگیون کو تہ تیغ بیدریغ کرکے
ہزیمت فاش دی شاہزادۂ قاسم نے پوچھا کہ ای بہادر تو کون شخص ہی اُسنے جواب دیا کہ مجھے خداوند لقانے ان زنگیون کے
مقابلے اور مجادلے کو بھیجا تھا اور سنا تھا کہ حمزۂ صاحبقران نے اژدہائے صفوانیہ کو مارا ہی اسواسطے مجھے تقدیر کر دی تھی
کہ بعد از فتح زنگیان تو بر سر حمزۂ صاحبقران جانا سو مین نے ان زنگیون کا استیصال بخوبی کیا اب بہ تلاش حمزۂ صاحبقران
جاتا ہون اُسکو شکست دونگا یہ کہکے شاہزادۂ خاور سیاہ کو بڑے تملق و چاپلوسی اور اعزاز و احترام سے اپنی بارگاہ مین لایا
اور صدر جاہ و حشمت پر بٹھلا کے اپنے ملازمون سے کہا کہ سرا و زینہ لاؤ شاہزادۂ قاسم نے دیکھا چند ملازم اُسکے ایک خوان کھانے کا
اور کھانچی اُسپر دھرا ہوا اور ایک شیشہ شراب خون کبوتر کے رنگ کا لائے اور سامنے اُسکے رکھدیا تب اُسنے کھانچا خوان کا اُٹھایا
کھانے کی طرف متوجہ ہوا مگر اُسمین چالیس رکابیان تھیں اُنمین افعی سیاہ بند تھے یہ نوجوان ایک ایک جام شراب کا پیتا تھا اور
اُنمین سے ایک ایک سانپ بجائے گزک کھا لیتا تھا چنانچہ نام بھی اُسکا تردمار خوار ہی خلاصہ یہ کہ بعد اپنے معمول کے اُسنے
ملک قاسم سے کہا کہ ای بہادر تو بھی کھانا کھا شراب پی شاہزادۂ خاور سیاہ نے فرمایا کہ اول میرے اور تیرے امتحان زور ہو جائے
تو مین کھانا کھاؤن اُسنے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے ہاتھ اپنا بڑھا کے زور پنجہ کرنے لگا اور قہقہہ مار کے کہنے لگا کہ ای بہادر جسقدر زور
اور طاقت تجھ مین ہو قصور نہ کر قاسم نے کہا کہ مین یون زور کبھی نہ کرونگا تو پہلے خوب سا اپنی قوت اور طاقت کا امتحان کرلے بعد
اسکے مین زور کرونگا چنانچہ اُسنے حتی المقدور خوب سا زور کرکے جب کہا کہ ہان اب تو میرے پنجہ کو پھیر دے شاہزادۂ خاور سیاہ نے
آن واحد مین پنجہ اُسکا پھیر دیا تب وہ اپنے دل مین یہ سمجھکر کہ مین اِسکا حریف کسی صورت سے نہین ہو سکتا ہون یہ شخص بڑا صاحب
طاقت اور زبردست ہی قاسم سے کہنے لگا کہ ای بہادر تو میری نوکری اور رفاقت قبول کر قاسم نے مصلحتاً فرمایا کہ کیا قباحت ہی
ہم لوگ سپاہی پیشہ مین جو کوئی قدردان ہمارا ہوتا ہی ہمکو اُسکی رفاقت کرنے مین کچھ مقام عذر نہین غرض کہ اُسنے شاہزادۂ
خاور سیاہ کو اپنا رفیق بنا کے روز دوم وہان سے کوچ کیا اور اپنی فوج و سپاہ سب ہمراہ لیے مع خاور سیاہ لب دریا کشتی پر
سوار ہو کر ایک سمت کو چلا اثنائے راہ مین باد مخالف وزان ہوئی اور دریا مین طوفان پیدا ہوا کشتیان سب تباہ ہو گئین
اور جس کشتی پر شاہزادۂ قاسم اور وہ نوجوان بیٹھا تھا کہین ٹکر کھا کے تختہ تختہ پارہ پارہ جدا ہو گئی ایک تختہ پر شاہزادۂ خاور سیاہ

بیٹھا ہوا بہتے بہتے تیسرے روز بہ سبب شدت گرسنگی اور تشنگی کے جبکہ قریب ہلاکت پہونچا تب جناب باری سے دعا مانگنے لگا اور کبھی یہ قطعہ عالم یاس مین زبان پر لایا قطعہ بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفےٰ دستے * بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستے * ز حالات شب معراج دانستم ید اللہی * چرا دستم نگیری ای علی بہر خدا دستے * ناگاہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر جا بیٹھا اور دور سے ساحل پدیدار ہوا قاسم نے دیکھا کہ وہ تختہ کنارے پر آلگا اور سامنے ایک طرف کچھ دھوبی کپڑے دھو رہے ہین ایک طرف ایک دام دار خاموش نہایت غمگین اور اندوہگین جال خالی ہاتھو مین پکڑے کھڑا ہی قاسم نے پوچھا کہ تو مغموم کیون کھڑا ہی اسنے کہا کہ دام دار ہون اور میری اوقات صرف اسی پیشے پر ہی تین دن ہو چکے ہین کہ کوئی مچھلی دام مین نہ آئی میرے اہل و عیال سب فاقے کی حالت مین واویلا کر رہے ہین ملک قاسم نے جال اسکے ہاتھ سے لیکر اپنے ہاتھ سے ڈالا اور ماہی کلان اسمین پھنسی ماہی گیر خوش و خرم ہو کر یہ کہنے لگا کہ اے صاحبزادے تیرے صدقہ مین آج تیسرے فاقے مجھے روٹی میسر آئی اور مین اسے بیچکر اپنے اہل و عیال کی فاقہ شکنی کرونگا اور تمام عمر تجھے دعا دونگا مگر امیدوار ہون کہ آج تو غریب الدیار غریب الوطن میرے ہی مکان پر چلکے چند روز قیام پذیر ہو غرض شاہزادہ قاسم کو اپنی دکان پر لا کے بڑی عزت اور توقیر سے بٹھلایا اور کہا اس جا تو رہا کر چنانچہ قاسم نے اس ماہی فروش کی دکان پر سکونت اختیار کی اور قدرت خدا کی دیکھیے کہ جس روز سے ملک قاسم وہان جا کر فروکش ہوا اسقدر مچھلی بمنافع اس ماہی فروش کی بکنے لگی اور اسقدر اسے فائدہ ہوا کہ چند روز مین وہ ماہی گیر مالک گنج خطیر کا ہو کر دولت و مال سے متمتع ہو گیا آخرکار اس ماہی گیر نے شاہزادہ خاور سیاہ کو اپنا فرزند قرار دیا اور شبانہ روز تعریف اور توصیف شاہزادہ عالم کی ہر ایک کے سامنے کر کے کہتا تھا کہ عجب طرح کا مبارک قدم اس صاحبزادے کا ہی کہ جسکی برکت سے مین حالت عسرت اور ہلاکت سے نکلکر ایسا دولتمند ہوا غرض ملک قاسم کو تو اب اسی ماہی گیر کی دکان پر رہنے دیجیے جبتک

تتمہ داستان خسرو بلاد ہندوستان لندھور بن سعدان سے گذارش کی جاتی ہی

کہ لندھور جامیر والا توقیر سے رخصت ہو کر کشتی پر سوار ہوا اور اسی دریا کی راہ سے بعد چند روز قریب قلعہ سالوک کے پہونچا اور لب دریا کشتی کا لنگر ہوا یہ خبر سالوک نے جو سنی کہ سپہ سالار حمزہ صاحبقران کا لندھور بن سعدان بہ تنبیہ قلعہ گیری آکر کنارے دریا کے اترا ہی آدھی رات کے وقت اپنے عیار کو ہمراہ لیکے کسی قریب سے کشتیون پر آیا سعد سیہ کلاہ کو چرا لیگیا اور اسی شکل سے پانچ چار روز کے عرصے مین چند سرداران لندھور کو چرا لیجا کے اپنے قلعہ مین قید کیا اور یہان تمام فوج و سپاہ لندھور کی ہر چند غور کرتی تھی اور اسکی تلاش مین کشتیون پر سے اتر کے اور اس طرف جاتی تھی مگر کہین کسی سردار کا پتا و سراغ نہ ملتا تھا ناچار سب عاجز ہو کر رہ جاتے تھے کسی کی کچھ عقل نہین کام کرتی تھی کہ کشتیون پر سے کون آکے سردارون کو لیجاتا ہی ایک روز کی نقل ہی کہ کوئی پہر رات پچھلی باقی ہو گی خسرو بلاد ہند شام سے اسی فکر و تشویش مین جاگا کیا کہ سردارون کا کشتیون پر گم ہو جانا بڑا تعجب کا مقام ہی آخر جن یا کوئی دیوزاد تو آکے نہین لیجاتا جہان عیار اور میرے سب ملازمین جان نثار ہوشیار اور بیدار رہتے ہین دو چار دن مین بھی شب بھر جاگتا رہون شاید کچھ پتا ملجائے اسی فکر اور تجویز مین آنکھین بند کیے پلنگ پر پڑا تھا کہ ایک کھٹکا سا معلوم ہوا لندھور بن سعدان نے آنکھ کھول کر جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک شخص کمند پکڑے قلعہ پر سے نیچے اتر کر میری کشتی پر آتا ہی لندھور نے آپ کو بظاہر خواب مین ڈال دیا اور بہت ہوشیار نیم وا چشم سے جب دیکھا کہ وہ شخص میری بالین پر آکے بغور مجھے دیکھ رہا ہی لندھور نے بجالاکی اسکا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ وہ منھ کے بھل سامنے آپڑا اور لندھور نے اسے پکڑ کر باندھا اور پوچھا کہ سچ بتلا تو کون شخص ہی اسنے کہا اے خسرو بلاد ہند سچ تو یہ ہی کہ سالوک وہ جو آپ نے سنا ہو وہ مین ہون اور آپ کے سب سردارون کو واقعی مین ہر شب کو آکر لیگیا میرے قلعہ مین سب موجود ہین اور آج بیشک و شبہہ مین آپ کو پکڑ لیجاتا اگر مجھے ثبوت ہوا کہ آپ کا

دین برحق ہے اب مین مسلمان ہوکر آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری مین حاضر رہونگا آگے جو مزاج مین آئے وہ میرے
حق مین کیجیے لندھور نے اپنے دل مین یہ کہکر کہ حکم شرع کا تو ظاہر یہ ہے جس حالت مین یہ اقرار اسلام قبول کرنے کا
کرتا ہے تو اب اِس پر قصاص اور قتل واجب نہین کلمہ شہادت ارشاد کیا سالوک خوف جان سے کلمہ پڑھ کے بفریب
مسلمان ہوگیا اور بڑی چرب زبانی اور لسانی سے بہت سا عجز و انکسار کرکے لندھور کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور کھانا بیہوشی
آمیختہ کھلوا کے لندھور کو عالم بیہوشی مین پکڑ لیا اور زندان خانہ مین بقید شدید مبتلا کے آپ قلعہ سے باہر نکلا اور اپنے لشکر کو
ہمراہ لیکر کشتیون کو محاصرہ کیا اور معرکہ آرائے رزم و پیکار ہوا اکثر کشتیون کے تختے توڑ ڈالے چند کشتیبان دریا مین غرق ہوگئین
ہزارون مومنین دلیران لشکر لندھور کے ڈوب کر بدرجہ شہادت فائز ہوئے ہزارون زخم گولی اور تیر سے شہید ہوگئے بہت گرفتار
ہوگئے اکثر اُس لہر مین کشتیبان اپنی اپنی جسطرف موقع دیکھا نکال لیگئے سالوک تمام مال اسباب لندھور کا تاخت و تاراج
کراکے اپنے قلعہ مین آیا وقت شب خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکو عذاب جہنم اور سیر گلزار نعیم کی دکھلاکے مسلمان
کیا جب صبح کے وقت سالوک خواب سے بیدار ہوا تو شب کے خواب کا جو خیال کیا تو پیادہ پا زندانخانے مین جاکے
لندھور کی قید کٹوادی اور قدمون پر اپنا سر رکھ کے بہت سا عجز و انکسار کیا اور خواب کا بیان اور بحکم حضرت ابراہیم
علیہ السلام اپنے بصدق دل مسلمان ہونیکا حال کہکر تمام مال اسباب لندھور کا اور جتنے سردار قید تھے اُن سب کو
زندانخانے سے طلب کرکے حوالہ لندھور کیا اب لندھور کو تو اسی حالت مین رہنے دیجیے

دو کلمہ داستان مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی و جاگر حیدر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مالک اژدر سلطان صاحبقران نامور سے رخصت ہوکے قریب شہر سعادت آباد کے پہونچا اور آمد مالک اژدر کی
سنکے سعادت شاہ نے اپنے قلعہ سے نکلکر طبل جنگ بجوایا اور روز دوم بوقت مقابلہ و مجادلہ مالک اژدر نے سعادت شاہ
کو بفن نیزہ بازی گھوڑے پر سے گراکے باندھ لیا اور حارث اپنی بیٹے کو سعادت آباد مین بہ انتظام اور اسلام آباد کرنیکے چھوڑ کر
آپ مع چند سردارون کے بخدمت سلطان والاقدر عالی منزلت صاحبقران نامدار روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ دیجیے

اب شمہ داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے گذارش کیا جاتا ہے

کہ جسوقت سلطان صاحبقران لندھور اور مالک اور شاہزادہ بدیع الزمان کو رخصت کرکے آپ مع شاہ عیاران عیار عمرو
بن امیہ نامدار اور باقی سرداران لشکر اسلام سمت صفوانیہ روانہ ہوئے تو بعد طے مراحل اور قطع منازل قریب اُس شہر کے
پہونچکر دیکھا کہ دور سے ایک قلعہ فلک فرسا اسقدر بلند ہے کہ پیک نظر اور طائر خیال کی وہانتک رسائی غیر ممکن معلوم ہوتی
ہے عروج وہم انسان سقف تک اُسکی محال کمند عقل اُسکے کنگرے تک نارسا اور تمام شہر اور اطراف اور جوانب اُسکے جو دیہات قصبے
پُروے اور گانون گرانون صحرا اور دشت ہین سب کے سب جلکر کوئلے کے رنگ سیاہ نظر آتے ہین امیر والاتوقیر کو یقین کلی ہوگیا کہ
یہ ساری علامت اسی اژدہے کی یہان سکونت کی ہے اُسوقت سلطان والاقدر عالی منزلت نے شاہ عیاران عیار عمرو سے اور تمام
سرداران لشکر سے فرمایا کہ تم سب یہین ٹھہرو مین اِس جنگل مین اژدہے کی تلاش مین جاکر تین نعرے کرونگا ایک تو جسوقت وہ
اژدہا مجھے نظر آئیگا دوسرا جسوقت مین اُس پر حملہ ور ہونگا اور تیسرے جبکہ اُسے مارونگا تب باطمینان تمام نعرہ کرونگا یہ کہکے امیر
والاتوقیر جانب اُس صحرا کے مخاطب ہوئے اور چارطرف بغور دیکھتے ہوئے ایک مقام پر پہونچے کہ ایک دھوان وہان سے
سر بفلک رسا نکلتا ہے سلطان عالی مقام نے جانا کہ اسی جا پر وہ اژدہا ہے اور یہ سمجھکر چند قدم آگے بڑھے تو دیکھا کہ قعر کوہ
مین ایک بہت بڑا غار ہے اور اِسقدر حدت اور حرارت وہان معلوم ہوتی ہے کہ زمین پر قدم نہین رکھا جاتا اور تمام جسم جھلسا
جاتا ہے حمزہ صاحبقران دوران نے وہان ٹھہرکر بلند نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا ساتھ بولنے صاحبقران دوران کے اُس

غار مین سے اُس اژدہے نے کفچہ اپنا نکالکر قلاب آتشین سلطان عالی جناب کی طرف چھوڑے امیر والا توقیر نے آپ کو خوب سا
سنبھال کے نعرۂ دوم کیا اور دو تیر حضرت اسحاق پیغمبر کے ترکش سے نکالکر بدفعات او بسرعت اور چستی تمام کمان مین پیوستہ
کرکے نشانہ اُسکی دونون آنکھون کا کہ شل طاؤس چمن یا دو مشعل آگ کے دہکتی نظر آتی تھین تاک کر پرتاب کیے کہ بطرفۃ العین
اژدہے کی دونون آنکھون کے دوسار ہوگئے اور اژدہا غار سے تڑپ کر شل ایک پہاڑ کے باہر زمین پر گرا اور گرتے ہی اپنے
دنبالے کی صاحبقران پر چوٹ کی امیر والا توقیر نے بضرب تیغ عقرب سلیمانی اُسکے دنبالے کو قلم کرکے چاہتے تھے کہ تیسرا نعرہ کرین
مگر ازبسکہ تعفن اور بدبو اُسکے خون کی دماغ مین پہونچی تو بحالت غش مین بیہوش و خود فراموش ہوکر فرش خاک پر بیٹھ گئے جبکہ
عرصہ گذرا اور سرخیل وفاداران مقبل وفادار اور عمرو بن امیہ نامدار نے آواز تیسرے نعرہ کی نہ سنی تو نہایت سراسیمہ و بیتاب
ہوکر اُفتان و خیزان اُس صحرا مین پہونچے اور چار طرف جو بغور دیکھا تو لب غار وہ اژدہا اندھا و ٹکڑے مردہ پڑا تھا اور اُسکے خون سے
تمام زمین وہان کی گلگون نظر آتی تھی اور ایک جانب سلطان امیر حمزۂ صاحبقران رفیع المناقب اپنی آنکھین بند کیے بیخود اور
بیخبر لب بسکوت بیٹھے ہین عمرو نے یہ رنگ دیکھکر جلدی سے ایک پتھر کلہ مین گوپھن کے رکھ اُس اژدہے کے کلے پر مارا کہ تمام
کفچہ اُسکا جھنجھری ہوکر اُڑ گیا بعد اُسکے سلطان عالیمقدار کو آکے ہوشیار کیا اور کہا کہ حمزہ بڑا افضال الٰہی شامل حال ہوا کہ مین
خوب وقت پر آ پہونچا جو ایسے اژدہے کو ایک پتھر مین مارا اور تجھے اس حال غفلت اور بیہوشی سے ہوشیار کیا صاحبقران دوران
نے متبسم ہوکر فرمایا کہ ہان تو سچ کہتا ہے تو ہی نے مارا خیر اب اس اژدہے کا پوست کھنچوا حسب الحکم سلطان باکرم کے عمرو نے
اُس اژدہے کا پوست کھنچوا کے ایک عماری پر رکھوا دیا اور صفوان شاہ بادشاہ صفوانیہ خبر مقدم مبارک امیر حمزۂ صاحبقران
دوران کی اور مارنا اژدہے کا سُنکے اپنے قلعہ سے نکلا اور سلطان عالیمقام کی ملازمت حاصل کرکے بطیب خاطر اپنی از سر
صدق مشرف باسلام ہوگیا سلطان والاشان نے اُس شہر کو از سر نو پھر آراستہ اور آباد کرکے صفوان شاہ کے قبضۂ تصرف مین
بدستور تفویض فرمایا

اب دو کلمۂ داستان شوکت بیان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان سلطان صاحبقران سے رخصت ہوکے سمت طلسم عناصر الاربعہ روانہ ہوا اور بعد طی مراحل
او قطع منازل اُس سرزمین مین جاکر داخل ہوا تو خورشید شاہ جو اُس شہر کا فرمانروا تھا شاہزادۂ عالم کے آنے کی خبر سنکے
استقبال کو نکلا اور ملازمت حاصل کرکے بڑے اعزاز اور احترام سے شاہزادۂ عالیمقام کو اندرون شہر لے گیا شاہزادۂ عالم نے
دیکھا کہ تمام رعایاے شہر سیاہ پوش اور ادنی اور اعلی شاہ و گدا مغموم اور اندوہگین شعر دان کی خلقت پہ سخت ماتم تھا
چہرہ ہر ایک کا پر از غم تھا شاہزادۂ عالیجاہ نے خورشید شاہ سے پوچھا کہ تمہارے شہر مین اس سیاہ پوشی اور غم و الم کا کیا باعث
ہے خورشید شاہ نے ایک آہ دل پُردرد سے کھینچکر بعد درد و غم چشم پُرنم کرکے کہا کہ شہریار میرا ایک بیٹا تھا کہ اُسے اقبال شاہ
کہتے تھے حسب اتفاق وہ مجھ سے رخصت ہوکر بطریق سیر و شکار سوار ہوکر گیا تھا کہین کسی نے کچھ تذکرہ طلسم عناصر الاربعہ کا کیا
کہ اسی سرزمین مین واقع ہے وہ نادانستہ اُس طلسم کی سیر دیکھنے کو گیا تھا پھر کچھ سراغ اور پتا اُسکا نہ ملا کہ میرے فرزند جگر پیوند پر کیا
سانحہ گذرا اور وہ کدھر غائب ہوگیا اُس روز سے مین سیاہ پوش ہوکر اُسکی مفارقت اور مہاجرت کے رنج و آلام مین دن رات
رویا کرتا ہون رعایاے شہر نے بھی میرے غم و ماتم کو دیکھکر سیاہ پوشی اختیار کی ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ انشاء اللہ
تعالے مین تیرے فرزند کو اُس طلسم سے جاکر لیے آتا ہون اُس بادشاہ نے سر اپنا شاہزادۂ عالم کے قدمون پر رکھکر کہا اے
شہریار مین نے اپنے بیٹے سے صبر کیا اور ہاتھ اُٹھایا اگر آپ اُس طلسم مین جانے کا قصد نہ کرین اور مجھے طریق اور آئین دین
خداپرستی کا بتلا دین تا مین بھی مشرف باسلام ہوکر تا قید حیات حضور کی نعلین برداری اور اطاعت مین سعادت دارین حاصل کرون

شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا ای خورشید شاہ مین تہیہ طلسم کشائی آیا ہون اب تا وقتیکہ اُس طلسم کو فتح نہ کر لونگا تجھے تلقین باسلام بھی نہ کرونگا بس زیادہ اب مبالغہ اس امر مین مجھ سے تو نہ کر الا البتہ اتنا میرا کام کر کہ ذرا میرے ہمراہ چل کے اُس طلسم کو بجھے دکھلا دے خورشید شاہ مجبور ہو کر ہمراہ شاہزادہ نامور سوار ہوا اور دروازہ طلسم کو دور سے دکھلا کر عرض کی کہ ای شہریار یہی درہ ہی جو دور سے نظر آتا ہی یہی دروازہ طلسم کا ہی اُس طرف درہ کے ایک پہاڑ بہت بڑا اور نہایت پُر فضا نظر آئیگا اور فرسنگون تک ریگستان ہی جو کوئی اِس درے کو طی کر کے اُس پہاڑ تک جانے کا ارادہ کرتا ہی اگر سوار بھی جائے تو اُس ریگ مین مع مرکب غرق ہو جاتا ہی شاہزادہ عالی مقام نے یہ کلام خورشید شاہ کا سنکے فرمایا کیا مضائقہ اب تم ایک کام کرو کہ اس جا پر ٹھہرے رہو ہم جا کے بحول و قوت پروردگار عالم کے تمھارے فرزند کو لیے آتے ہین اور وہان کا جو حال ہوگا وہ بھی تم سے کہدینگے اور بسم اللہ کہکر عنان اشہب تیز گام کو جانب طلسم منعطف فرما کے قریب درہ طلسم کے پہونچا تو درے سے اُسنے دیکھا کہ ایک کوہ فلک فرسا فی الحقیقت بہت بڑا اور عجیب طرح کا پُر فضا قلہ کوہ سے تا پایین کوہ ایک تختہ گل کا نظر آتا ہی مثل دامن گلچین ہزارہا گلہاے رنگارنگ اور بالاے کوہ سیکڑون درختان چتردار اور سایہ گستر اور نہالان پُر ثمر اور بار ور ہین اُنپر لکھو کھا طائران خوش نوا اور نغمہ سرایان خوش ادا بالحان داؤدی زمزمہ سرائی کرتے بمضمون اِن شعرون کے کچھ مذمت دنیا کرتے ہین اشعار

کہین کوبین اور ہین پتے پڑے
کہین پر گل نالہٗ وا حبیب
کہبین نخل گلشن برومند ہین
کہین شور کرتے وہان جغد و بوم
نہ گل کو بقا نہ ثمر کو ثبات

کہین نو دزان ہی نسیم بہار
کہین پت جھڑا ور ڈنڈ سوکھے کھڑے
کہین لہلہے سب نہال چمن
کہین کانٹون سے راستے بند ہین
کسی شی کو یان کی نہین اعتبار
کہین رات سے دن کہین دن سے رات

کہین باد صر صر ہی اور جہند خار
کہین شور مرغولہ و عندلیب
کہین زلف سنبل وبال چمن
کہین طوطیان خوش الحان کی دھوم
خزان کے تصرف مین ہی یہ بہار

اور زیر کوہ فرسنگون تک وہ ریگستان کا میدان نظر آتا ہی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن وہان ایک جا پر گھوڑے پر سے اتر پڑا اور ایک چشمہ آب پر بیٹھکر وضو کیا اور بسمت قبلہ منھ کر کے بحضور قلب جناب اقدس الٰہی سے مستدعی اِس امر کا ہوا کہ ای رب جلیل صدقہ اپنی وحدانیت کا میری دعا مستجاب کر تاکہ مین اِس طلسم کو فتح کرون ابھی یہی دعا شاہزادہ عالم کی زبان پر جاری تھی کہ ناگاہ سامنے سے حضرت خضر علیہ السلام نمودار ہوے شاہزادہ عالم نے حضرت کو بندگی کی حضرت نے ارشاد فرمایا ای شاہزادہ عالی وقار اسقدر اضطرار کرنا کیا ضرور تجھے جناب باری نے بہت صاحب اقبال پیدا کیا ہی طلسم کشائی تو کریگا لیکن یہ کاغذ جو مین تجھے دیتا ہون اسکو پڑھ کے جو کچھ اسمین مرقوم ہو اُسپر عمل کرنا یہ فرما کے حضرت خضر نظر سے غائب ہوگئے شاہزادہ عالم نے حسب الحکم حضرت کے اُس کاغذ کو جو ملاحظہ فرمایا تو اسمین لکھا تھا کہ ای شخص اگر تو رہنموئی بخت سے تہیہ طلسم کشائی یہانتک پہونچا ہی تو اب سمت مشرق ستر قدم شمار کر کے جا کر دیکھ وہان ایک بت سونے کا کھڑا ہی اور قفل طلائی اسکی ناف پر لگا ہی تو اِس اسم کو پڑھکر دستک دینا وہ قفل خود بخود کھلکر گر پڑیگا لوح طلسم اُس بت کے شکم مین ہی تو اُس لوح کو نکالکر باحتیاط اور ہوشیاری تمام رکھنا اور جو کچھ کہ مرقوم ہو اُسپر عمل کرنا بافضال الٰہی یہ طلسم فتح ہو جائیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے وہ کاغذ پڑھکے اپنے پاس رکھا اور جانب مشرق ستر قدم شمار کر کے گیا وہان دیکھا کہ وہ بت سونے کا کھڑا ہوا ہی اور قفل اُسکی ناف پر لگا ہی شاہزادہ عالم نے وہی اسم جو اُس کاغذ مین مرقوم تھا پڑھکر دستک دی یکایک وہ قفل خود بخود کھل گیا شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے اُس بت کے پیٹ مین اُس لوح کو دیکھا کہ ایک پرت الماس کی چند اسماے الٰہی کندہ مثل آفتاب درخشندہ سلک مروارید مین وہ لوح منسلک ہی

نکالکر اپنے گلے مین ڈال لی ناگاہ ایک دیو نہایت مہیب شکل ہوائے آسمان سے نہایت شور کرتا کہ باش باش ای آدمی زاد ارے
تو یہانتک کیونکر پہونچ گیا اور اب تو لوح کا مالک ہو کر یہان سے زندہ و سالم نکل ہی جاسکیگا یہ کہکر ایک وار شمشاد کا بر سر
شاہزادہ والانژاد مارا شاہزادہ عالم نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ ای طلسم کشا اگر تو برہبری طالع اور افضال ایزدی سے
یہانتک پہونچا اور لوح طلسم تیرے ہاتھ آئی ہی تو جسوقت کہ عفریت جادو محافظ لوح کا تجھپر حملہ در ہو تو اس اسم اعظم کو کہ حاشیہ
لوح پر مرقوم ہی اپنے اوپر دم کرکے اُس دیو کو قتل کرنا بعد ازان جو کچھ کہ واقعہ درپیش ہو بدون ملاحظہ لوح کوئی کام اپنے دل سے
نہ کرنا نہین تو ابد الآباد تک مبتلاے صدگونہ آفات رہیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح اُس اسم اعظم کو ورد زبان
کرکے اپنے اوپر دم کیا اور جتنی تمام اُس دیو کی ضرب کو خالی دیکر ایک ہی ضرب تیغ طہمورث دیو بند مین کام اُس دیو تیرہ انجام کا
تمام کیا بعد جہنم واصل ہونے اُس دیو کے ایک آواز مہیب گوشزد ہوئی کہ کشتی مرا نامم عفریت جادو بود اور تاریکی چار طرف
چھا گئی تھی بعد دم بھر کے وہ شور غل موقوف ہو کر تاریکی دور ہوئی شاہزادہ عالی مقام باطمینان وہان سے لوح کو اپنے گلے مین
ڈالے آگے روانہ ہوا اور تھوڑی دور آگے جاکے دیکھا کہ ایک قلعہ بہت بڑا چار منار کا نظر آتا ہی اور اُن چارون منارون مین
ایک منار سے شعلۂ آتشین سر بفلک رسا ہین اور دوسرے منار سے ایک چادر پانی کی نیچے گرتی ہی اُس پانی کا ایک دریاے زخار
بحر ناپید اکنار فرسنگون تک موجزن ہی تیسرے منار سے ہوا کس زور شور سے نکلتی ہی کہ اگر پہاڑ بھی اُس ہوا کے جھونکے مین آجائے
تو کیا عجب کے مثل پرکاہ اُڑتا پھرے منار چہارم سے خاک اُڑتی ہی کہ وہان زمین آسمان سواے خاک کے اور کچھ نہین معلوم
ہوتا اور ایک غول زنگیان خونخوار مردم آزار کا باشمشیر عریان ایک سمت اور چند غول نفیریان ہاتھون مین لیے ایک سمت
خاموش کھڑے ہین جونہین شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کو اُن غولون نے دیکھا بیساختہ نفیرین منہ سے لگاکے بجانا
شروع کین اور دروازہ قلعے کا کھل گیا اور اندرون دروازہ سے ایک تاجدار کہ نام اُسکا سرافراز جنی بادشاہ اُس قلعہ
کا تھا تخت پر سوار مع چند اپنے خدام کے باہر نکل کر قریب شاہزادہ نامور کے آیا اور بہت بے تکلف ملاقات کرکے ہاتھ شاہزادہ
بدیع الزمان والا صفات کا پکڑ لیا اور برابر اپنے تخت پر بٹھلا کے یہ کہتا ہوا کہ ای شہریار اقبال شاہ بیٹا خورشید شاہ کا تیرے
پاس زندہ و سالم موجود ہی اور مین بھی مسلمان ہون ماجرا یہ ہی کہ لوح طلسم کا سراغ اور پتا کسی کو نہین معلوم کہ لوح مفقود الخبر ہی
اور بدون لوح طلسم کشائی غیر ممکن لہذا التماس کرتا ہون کہ حضور اس خیال سے درگذر کرین اس مقدمہ اہم مین سعی اور
جہد بیفائدہ کرکے آپ کو مبتلاے بلا نہ فرمائین شاہزادہ بدیع الزمان نے ہنسکے جواب دیا کہ ای سرافراز جنی کچھ مقام اندیشہ
مجھکو نہین لوح طلسم تجھ سے مفقود الخبر ہی الا میرے پاس موجود ہی غرض یہی باتین کرتے جسوقت کہ سرافراز جنی شاہزادہ عالم
کو اپنے خیمے مین لایا اور بڑے اعزاز و تکریم سے بٹھلا کے پھر وہی ذکر مذکور کرکے سمجھانے لگا تب شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ جو
حق دوستی و دولتخواہی خیر اندیشی کا تھا تم میرے ساتھ ادا کر چکے اب اس نصیحت بیفائدہ سے کیا حاصل تم دیکھو کہ بحول و قوۃ
پروردگار عالم مین اس طلسم کو کس خوبصورتی سے بسہولت فتح کیے لیتا ہون یہ کہکے شاہزادہ عالیمقدار سرافراز جنی کے پاس
سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکے خیمے سے باہر نکلکے حسب الحکم لوح جانب مغرب روانہ ہوا ابھی کوئی کوس بھر کے فاصلہ پر نہین پہونچا تھا
کہ دور سے ایک بیل فولادی دیکھا اُسپر ایک طاؤس زمرد کا بنا ہوا رقص کر رہا ہی اور ہر پر و بال سے اُسکے قطرے پانی کے ٹپک
ٹپک کر نیچے بیل کے وہ جو دریا ہی اُسمین گرتے ہین اور دریا زیادہ تر موجزن ہوتا ہی ناگاہ اُس طاؤس کی نگاہ جو شاہزادہ
بدیع الزمان عالیجاہ پر جا پڑی تین مرتبہ ہیہات ہیہات ہیہات کی صدا دیکر اُڑا اور پھر اُسی بیل پر جاکر بیٹھ گیا شاہزادہ
عالم رانون تک پتھر کا ہو گیا اُسوقت گھبرا کے جو لوح کو ملاحظہ کیا تو اُسمین رقم تھا کہ اگر اس مور نے تین بار ہیہات ہیہات
کہکر تجھے پتھر کا رانون تک بنا دیا تو اب تجھے لازم ہی کہ ایک داغ سرخ اُس مور کے سینہ پر ہی اُسکا نشانہ تاک کے ایک تیر ما

شاہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے ایک تیر کمان مین پیوستہ کرکے زہ سے زہ ملا نشانہ اُسی داغ سرخ کا تاک کر
پرتاب کیا تو صاف اُسکے سینہ سے دوسار ہوگیا اور چار طرف ایک تاریکی سی چھا گئی اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من
آب زنیر جادو بود بعد دم بھر کے وہ تاریکی دور ہوئی اور شاہزادۂ نامور نے بموجب ایماے لوح اُس پیل کو بزور زمین سے
اُکھاڑ کے دیکھا کہ دروازہ نقب کا ہی بیساختہ اُس نقب مین قدم زن ہوا دیکھا کہ فرسنگون تک چار طرف دریاے ریگ روان ہی
اور ایک ساحر زبردست ایک بڑے اونچے ٹیکرے پر بیٹھا اور سامنے اُسکے وہی تصویر طلائی نفیر ہاتھ مین لیے کھڑی ہی اور ایک شیشہ درمیان مین
رکھا ہی وہ ساحر کچھ سحر کرکے اُس تصویر پر دم کرتا ہی اور وہ تصویر نفیر بجاتی ہی اور اُس شیشے مین سے ریگ زمین پر گرکے ایک دریاے ریگ روان
سر بفلک رسا نمایان ہوتا ہی شاہزادۂ عالم نے لوح کو جو دیکھا تو اُسمین لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو بخوبی طالع سے یہانتک
پہونچا ہی تو اب تجھے چاہیے کہ اِس اسم اعظم کو جو حاشیۂ لوح پر مرقوم ہی پیکان تیر پر دم کرکے اِس شیشے پر مار بعد اُسکے جو کچھ کہ عجائبات
سے تجھے نظر آئے بدون ملاحظۂ لوح خبردار کوئی کام نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا شاہزادۂ بدیع الزمان نے حسب الحکم لوح اُس اسم اعظم
کو پیکان تیر پر دم کرکے اُس شیشے پر مارا کہ تیر اُس شیشے کو توڑ کر اُس تصویر طلائی کے سینے کے پار گذر گیا پھر ایک شور و غل
اُٹھا اور چار طرف اندھیرا ہو گیا اور ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ افسوس مردم و جان دادم و بمطلب خود نہ رسیدم کشتی مرا نام
من خاک زیر جادو بود آخر جبکہ گھڑی بھر کے بعد روشنی ہوئی تو شاہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب حکم لوح کے اُسکی لاش
کو اُٹھا کے زمین وہان کی کھودی تو ایک تختہ پتھر کا نمودار ہوا شاہزادۂ عالم نے اُس پتھر کو جو وہان سے اُٹھا کے دیکھا تو
ایک دروازہ نظر آیا اور بسم اللہ کہکر اُسکے اندر ایک سمت روانہ ہوا تھوڑی دور بڑھ جا کے اب جو خیال کیا تو ایک دریاے
زخار ساحل ناپید اکنار موجزن ہی اور کوئی کشتی کوئی زورق کوئی ناؤ بیڑا وغیرہ ایسی شی نہین جسپر سوار ہوکر اُس پار جاے
شاہزادۂ بدیع الزمان نے لوح کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اِس لوح کو اپنے پاؤن کے نیچے رکھ یہ بشکل کشتی بنکر تجھے اُس پار
دریا کے پہونچا دیگی شاہزادۂ عالم نے حسب الحکم لوح کے اُس لوح کو اپنے پاؤن کے تلے جو نہین رکھا تو وہ شکل کشتی بنگئی
اور بطرفۃ العین شاہزادۂ نامور اُسپر سوار ہوکر اُس پار دریا کے پہونچا اور وہ کشتی پھر جیسی لوح تھی ویسی ہی بنگئی شاہزادۂ عالم پھر بدستور
اُسے اپنے گلے مین ڈال کر چند قدم آگے بڑھا تھا کہ دیکھا ایک صحراے لالہ زار کہ کوسون تک آگ لگی معلوم ہوتی ہی نمودار
ہوا شاہزادۂ والا مقدار نے لوح کو ملاحظہ کیا اور بموجب حکم لوح کے ایک اسم اُسمین سے یاد کرکے اپنے جسم پر دم کیا
اور بے خوف و خطر اُس لالہ زار آتش بہار مین قدم زن ہوکے اُس طرف پہونچا وہان دیکھا کہ دریاے آتش موجزن
ہی اور شعلہ آگ کا سر بفلک رسا ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے وہان بھی حسب الحکم لوح ایک اسم اپنے اوپر دم
کیا اور یا ابراہیم خلیل اللہ کہکر اُس دریاے آتش کو طے کرکے ایک جادوگر کو دیکھا کہ منقل آگ کا آگے رکھے ہوئے کچھ
دانے رائی سرسون کے پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہی اور وہ دانے اُس آگ کے منقل مین ڈالتا ہی آگ شعلہ زن ہوکر اُس دریاے
آتش مین گرتی ہی یکایک اُس جادوگر کی نگاہ جو شاہزادۂ بدیع الزمان کی طرف پڑی ایک گرز آتشین اُٹھا کر یہ کہتا ہوا
کہ باش اے طلسم کشا تو یہانتک آ پہونچا اب میرے ہاتھ سے بچکر زندہ و سالم کہان جاسکیگا قریب شاہزادۂ عالم کے پہونچا
شاہزادۂ نامور نے بعد ملاحظۂ لوح بہ چستی تمام ایک اسم لوح کا پڑھکر اُسکے گرز کو اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور وہی گرز جو اُسکے
سر پر مارا تو وہ ساحر مثل انار آتشبازی شرربار ہوکر شور کرتا تھا اور نہیب دے کر کشتی مرا نام من آتشبار جادو
بود فی النار و السقر ہو گیا بعد گھڑی بھر کے اب جو شاہزادۂ نامور نے چار طرف غور کیا تو نہ کہین وہ دریاے آتش
نہ فرسنگون تک وہ لالہ زار نظر آتا ہی فقط ایک صحراے وحشت زا ہولناک جہان تک کوسون اور فرسنگون تک بوے
عفونات دماغ مین نہین آتی ہی اور ایک ساحر مہیب شکل کان بچھے ہوے کھڑو سیندور کا ملے بر لگاے بال

تا بزانو بڑھے ہوے ایک ایک بال سو سو رنگ کے کالے کوڑیالے بہیرجٹی دھامن ناگنی سانپ لہراتے ہوے بغل مین ایک جھولی
بھری ہوئی اُسمین اُرد مولی رائی سرسون مٹر کے دانے دھتورے کے پھل اور بہت سا اسباب بھرا سارے کرتب ساحری کے
بھرے ہوے سر کھجلا ہوا رہم منہہ سے جاری گرد ہ خاک بر پڑا ہی شاہزادہ بدیع الزمان آگے روانہ ہوا جاتے جاتے جب ایک کوس بھر
کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ اُس بیابان مین اِس زور و شور سے ہوا چلتی ہی کہ انسان کی تو کیا اصل و حقیقت ہی گھوڑے اور
ہاتھی کا پانون زمین سے اُکھڑ جاے اور جو شی سامنے اُس ہوا کے جھونکے کے آجاے اُڑ جاے سیکڑون بڑے بڑے درخت
جڑ سے اکھڑ کے کوسون جا پڑے ہین اور ایک ساحر ایک پہاڑ پر ایک مشک ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور کچھ جادو پڑھ کے اُس مشک پر
پھونکتا ہی اور اُس مشک مین سے ہوا نکلتی ہی اور عجیب طرح کا زور و شور پیدا کرکے چار طرف پھیلجاتی ہی شاہزادہ بدیع الزمان
نے جو خیال کیا کہ ہوا کی تندی سے اب تیرے پانون مین لغزش اسدرجہ ہی کہ ٹھہرا نہین جاتا بیساختہ لوح کو ملاحظہ کیا اُس مین
لکھا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم سجدات شکر بجناب ایزد کائنات ادا کر کہ یہان تک بخوبی تو پہونچ گیا اور سب آفات سے محفوظ رہا
اب تو اسم اعظم کو پیکان تیر پر دم کرکے اِس مشک پر مار اگر تیرا تیر ہدف پر جا بیٹھا تو فہو المراد تو طلسم کشائی کرچکا ہی آگے پھر
ایسا کچھ دغدغہ اور اندیشہ نہین اور اگر تیرے تیر نے خطا کی تو پھر ابد الآباد تک اسی مقام پر تو مبتلاے صد گونہ آفات رہیگا اور
تا قید حیات رہائی اور نجات غیر ممکن ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے وہی اسم یاد کرکے پیکان تیر پر دم کیا اور مارا کہ وہ ناوک بجھا
گوشۂ کمان سے نکل کر مشک پر لگا اور مشک کو توڑ کر اُس ساحر کے سینے کے پار گذر گیا اور ساتھ ہی ایک شور و غل بپا ہوا
کہ مردم و جان دادم نام من باد انگیز جادو بود اب جو دیکھا تو کہین اُس باد تند و تیز کا نام و نشان نہین نہ وہ صحرا ہی اور
اُسی صورت کا ایک قلعہ جہان سرفراز جنی نے شاہزادہ بدیع الزمان کو لا کے دعوت کی تھی سامنے نظر آتا ہی شاہزادہ عالیمقام
بعظمت و جرأت تمام دروازۂ قلعہ پر پہونچا تھا کہ ناگاہ اندر سے قلعہ کے سرفراز جنی اور عقاب جادو اور طاؤس جادو اور
شہنشاہ اور شہریار واسطے استقبال کے نکلے اور ملازمت شاہزادہ والا مرتبت کی حاصل کرکے اندرون قلعہ لیگئے سرفراز جنی نے
بڑی دھوم سے دعوت کی تیاری کی اور تمام رات محفل رقص و سرود کا جلسہ رہا حسب اتفاق شاہزادۂ آفاق نے کہین سنا کہ کوئی دردانہ
پری تھی وہ مرگئی ہی اور ہان اُسکی ریحانہ پری اِس فکر و تردد مین ہی کہ اُسکی لاش کہین دفن کرے شاہزادہ عالم نے بموجب ملاحظہ
لوح طلسم وہان جاکے ریحانہ پری کو ممانعت کی اور فرمایا کہ یہ تیری بیٹی ابھی جیے گی اِسکو دفن نہ کر یہ فرماکے بحضور قلب
جناب باری مین مستدعی اور ملتجی ہوا اور اُسی عالم غفلت مین بشارت ہوئی کہ باغ مراد سے ایک سیب حیات اگر تو لاکے اِسکو
کھلاے تو پھر یہ زندہ ہوجائیگی جسوقت کہ شاہزادہ عالم کو ہوش آیا تو اِس دریاے تفکر مین غوطہ زن ہوا کہ ای رب جلیل مجھے
کیا علم ہی کہ وہ باغ مراد کہان پردۂ دنیا پر ہی یا پردۂ قاف مین ہی مین کیونکر کس طرح سے اُس باغ تک پہونچون اور سیب کو
لاؤن جبکہ کسی صورت سے گوہر مراد ہاتھ نہ آیا تب عاجز اور مجبور ہوکر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین مرقوم تھا کہ لاشۂ دردانہ پری کو
اُٹھا وہان ایک بڑی چٹان پتھر کی پڑی ہی اُس پتھر کو ہٹا اُسکے نیچے دہرہ نقب کا ہی اُس نقب مین جاکے منزل مقصود پر فائز ہو
شاہزادہ والا شیم نے حسب الحکم لوح کے دردانہ پری کی لاش اُٹھا کے اُس پتھر کی چٹان کو وہان سے اُکھاڑا تو واقعی دہرہ نقب
کا نمایان ہوا شاہزادہ والا مرتبت بیخوف و خطر اندرون نقب داخل ہوا تو اُسنے دیکھا کہ چار طرف ایک صحراے وسیع الفضا
نہایت طرب انگیز اور دلچسپ ہی نظم گل جو تھا اُس دشت مین بے خار تھا ٭ سبزہ رنگ سبزۂ رخسار تھا ٭ نام کو
بھی رنج جز راحت نہ تھا ٭ تھا نہ صحرا خلد کا گلزار تھا ٭ ابھی تھوڑی دور آگے نہین گیا تھا کہ سامنے ایک تختہ لالۂ حمرا
کا پھول تمام یاقوت سرخ کے یا عقیق احمر کے کھڑے ہوے معلوم ہوتے ہین اور چار چار داغ نیلم کے سے ہر پھول کے دل بر
مین عجب طرح کی کیفیت اور فضا دکھلا رہا ہی اور بیچ مین اُسکے ایک تالاب سنگ مرمر کا لب گردان اور سات سات زینے

چار طرف بہت پر تکلف بنے ہوے پانی اُسکا مثل آب مروارید صاف اور شفاف یا مانند سیماب کے موجین مار رہا ہی اور ایک
کشتی بطور مور پنکھی کے نہایت خوبصورت بنی ہوئی اُس تالاب مین پڑی ہی اور مجمع پریزادون کا ہی کہ تو پریزاد اُس مور پنکھی
مین سوار سیر تالاب کی کرتی پھرتی ہین اور باقی اُس تالاب پر پوشاکین استبرق پردۂ قاف کی بڑی دھوم دھام سی زرق
برق کی پہنے بطرز دلبرانہ اور انداز معشوقانہ باہم گیند بازی کرتی ہین اکثر تالاب مین پانون ڈالے بیٹھی ہین بہت سی
دوڑتی پھرتی ہین قہقہے چہچہے اُڑاتی ہین اور سمت چپ کنارے پر اُس تالاب کے ایک درخت عظیم الشان فلک فرسا نہایت
تنہ دار اور سایہ گستر ہی کہ تنا اُسکی لاجوردی اور شاخین اور پتے تمام زمردی اور پھول اُسکے یاقوت رنگ اور پھل اُسکے
مثل خوشہاے مروارید نظر آتے ہین اور ہر ایک شاخ پر اُس درخت کی ہزارون طائران خوشرنگ اور نغمہ سرایان خوش آہنگ
کہ پانون اُنکے پکھراج کے پرون پر زمردی بوٹے الماس کی چونچین یاقوت کی آنکھیان لالڑی کی سی معلوم ہوتی ہین
بالحان داؤدی زمزمہ سرائی کرتے باہم یہ کلام کرتے ہین بیت ہواے صحرا فضاے گلشن سیاحت عجب بقا ہی * مسافرو
دیکھ لو تماشا سراے فانی عجب سرا ہی * اور سب سے بلند تر چوٹی پر اُس درخت کی ایک مرغ برابر فیل مست کے اشعار
پر و بالش چو شاخہاے درخت * پاے او بود مثل پایۂ تخت * چون ستونش بلند منقارے * بے ستون لیک
در میان غارے * بیٹھا ہوا اُس تالاب کی طرف بغور دیکھ رہا ہی ایک مرتبہ شاہزادۂ ذی رتبہ کو اُس مرغ نے جو دیکھا
تو ایک صداے افسوسناک دیکر بیساختہ پرواز کرکے اُس تالاب مین گر پڑا اور ساتھ اُسکے گرنے کے جتنے وہ طیور خوشنما شاخہاے
درخت پر زمزمہ سرا تھے بطرفۃ العین سب کے سب پرواز کنان اُسی تالاب مین جاکے غوطہ زن ہوے بعد دم بھر کے ایک جھونکا
ہوا کا آیا تمام خس و خاشاک اور جو پتے اُس درخت کے وہان پڑے تھے اُڑا کر جسطرح سے جاروب کش یا فراش صاف اور
شفاف کر جاتا ہی کنارے تالاب کے سب پاک و صاف کر دیے اور وہ مجمع پریزادون کا نظرون سے غائب ہوگیا اور
بعد دم بھر کے ایک ہلکا سا ابر جسطرح سے کوئی آبپاشی کرتا ہی تمام میدان مین برس کر نکلگیا پھر دیکھا کہ لوگ بطور فراشون
کے ایک خیمہ بہت بڑا نہایت وسیع اور خوشنما وہان لاکے استادہ کر گئے بعد ایک ساعت کے آواز ڈنکے کی گوشزد ہوئی اور دیکھا
کہ سواری ایک بادشاہ کی بکمال شوکت وجاہ نمودار ہوئی اور وہ بادشاہ تاج شاہی بر سر وجامۂ شاہنشاہی در بر تخت پر
سوار گرد و پیش مقربین اور مصاحبین اہالیان سلطنت ارکان دولت آکے اُسی خیمے مین داخل ہوا اور اپنے تخت پر بیٹھکر
ایک اپنے کسی مقرب خاص کو شاہزادہ بدیع الزمان کے بلانے کو بھیجا شاہزادہ عالیجناب نے جواب دیا کہ مین نہ ملازم تیرے
بادشاہ کا نہ اُسکی رعایا ہون مجھے اُسکی تعمیل حکم کرنے اور اُسکے پاس جانے سے کیا غرض اگر تیرے بادشاہ کو کوئی غرض مجھ سے
درپیش ہو تو وہ آپ میرے پاس آئے اور مجھے یہان سے اپنے ہمراہ لیجاے اُس ایلچی نے وہان جاکے اپنے بادشاہ سے بیان
کیا اور کہا کہ وہ شخص نہایت مستغنی معلوم ہوتا ہی اور کہتا ہی کہ مجھے تو کوئی حاجت تیرے بادشاہ سے نہین تیرے بادشاہ کی
کچھ غرض ہو تو مجھے آکر یہان سے لیجاے اُس بادشاہ نے کہا فی الواقع وہ شخص سچ کہتا ہی یہ کہکر بادشاہ آپ اپنے تخت پر سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور مع اپنے تمام اہالیان سلطنت اور ارکان دولت بخدمت شاہزادۂ والا مرتبت آیا اور دست بستہ ہوکے
بے تکلف تمام ملاقات کی اور بڑے اعزاز و احترام سے شاہزادۂ بدیع الزمان عالیمقام کو اپنے ہمراہ لیجاکے برابر اپنے
تخت پر بٹھلا لیا اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کر شاہزادۂ نامور کو دیا اور کہا کہ اسے نوش فرمائیے اور کسی طرح کا وسوسہ
اپنے دل مین نہ لائیے مین مسلمان ہون کافر نہین فقط اتنا ہی کہ مین اس طلسم کی خزینہ داری کی خدمت پر مامور ہون اور
میرا نام منظر جنی ہی مدت سے یہی تمنا اور استدعا تھی کہ طلسم کشایان تشریف لائے اور مجھے اُنکے اقدام عالی کی زیارت
نصیب ہو سو شکر ہی خدا کا کہ آپ کی ملازمت مجھے حاصل ہوئی لیکن اے شہریار ابھی ایک مرحلہ اُس

طلسم کا کہ نام اُسکا باغ مراد ہی باقی ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا تھا کہ سمت باغ مراد جاکے جو کچھ کہ عجائبات وہان نظر آئے بدون حکم لوح خبردار جرأت کسی کام مین نکر بیٹھنا چنانچہ حسب الحکم لوح کے شاہزادہ عالم جانب باغ مراد مخاطب ہوا اور چند قدم جاکے قریب اُس باغ کے پہونچا دروازہ باغ کھلا تھا بسم اللہ کہکر اندرون باغ داخل ہوا تو دیکھا کہ باغ بہت دلچسپ اور پرفضا نسیم بہار وزان ہی گلہاے اقسام اقسام رنگ کے شگفتہ و خندان اشعار

سب بان اپنی مین ہین مشغول یاد کردگار
شاخ گل پر عندلیب خوشنوا شیرین مقال
کر رہی ہین نعرۂ حق سرو مستانہ وار

ایک جا پر شاد ہین طوطی و شارک نغمہ سنج
کس مزے سے چہچہے کرتی ہین باجرات ہزار
خندہ زن شمشاد کے سایہ تلے ہین ایک سمت

ہو رہا ہے اک ہجوم طائران خوش نوا
ایک جانب فاختہ کرتی ہی کو کو کی پکار
قمریان بیٹھی ہوئین شاخ صنوبر پر کہین
عارفانہ حال مین ہر سمت کبک کوہسار

اور ناف باغ مین ایک درخت سیب کا اُسپر ایک زاغ نہایت زبردست اور بہت بڑا گھوڑے کے قد کے برابر بیٹھا اور ایک رشتہ طلائی رنگ اُسکے پاؤن پر بندھا ہی یکایک اُس زاغ نے شاہزادہ عالی دماغ کو دیکھکر تین مرتبہ باواز بلند کہا افسوس افسوس افسوس ماندے تاقیامت ماندی شاہزادہ بدیع الزمان پنڈلیون تک پتھر کا ہوگیا اُسوقت نہایت مضطر ہوکر شاہزادہ نامور نے اُس لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اگر کوتے نے تین مرتبہ افسوس کی آواز دیکر تجھے تا بہ ساق سنگ کا بنادیا کچھ خائف اور پریشان ہو اسکے بند طلسم تجھے لازم ہی کہ جسوقت وہ کوا آکر بیٹھے تو بغور دیکھ کہ اُسکے سینے پر ایک خال سرخ رنگ ہی تو اس اسم کو پیکان تیر پر دم کرکے اُس خال پر مار اور کام اُسکا تمام کر شاہزادہ عالیمقام نے حسب الحکم لوح کے وہ اسم اعظم پیکان پر دم کرکے اُسی خال سرخ پر نشانہ تاک کر زاغ کو جہنم واصل کیا وہ باغ اور وہ فضا جتنی تھی سب غائب ہوگئی اور دیکھا کہ مین اندرون قلعہ زیر درخت سیب کھڑا ہون تب شاہزادہ عالم نے ایک سیب اُس درخت سے توڑ لیا اور اگردانہ پری کے حلق مین اُس سیب کا عرق ٹپکایا باقدرت پروردگار عالم سے دردانہ پری دوبارہ زندہ ہوکے اُٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی ماں ریحانہ پری کو اور شاہزادہ والا تبار بدیع الزمان نامدار اور چند لوگون کو اپنے گرد و پیش دیکھکر متوحش اور پریشان ہوکر پوچھنے لگی ماں نے دوڑ کر بیٹی کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور کہا بیٹی جان بخشی تیری شاہزادہ عالم نے کی ہین اور تو دونون تاقیامت کنیزی اُنکی کرین تب بھی اداے شکر اسکا نہین کرسکتے اور دردانہ پری اُٹھکر شاہزادہ نامور کے قدمون سے لپٹ گئی اور کہنے لگی اب جو ارشاد ہو لونڈی بجا لاے شاہزادہ عالم نے کلمہ شہادت ارشاد کرکے سب کو مسلمان کیا اسرافزا بخشی نے سارا مال و اسباب زر و جواہر جو کچھ اُس طلسم مین دفینہ اور خزینہ تھا سب کی ایک فرد تیار کرکے شاہزادہ عالم کی نذر کی اور شاہزادہ بدیع الزمان شادی اقبال شاہ کی دردانہ پری کے ساتھ کرکے اور تمام شہر کو اسلام آباد کرکے مع اقبال شاہ اور خورشید شاہ کے روانہ لشکر فیروزی اثر بخدمت سلطان صاحبقران امیر کشورگیر جہان پناہ ہوتا ہی آگے دیکھیے کیا ہو

رونق افزاے دستان شوکت بیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان حلقہ فگن گوش گردن کشان ملاحظہ فرمائیے

کہ جسوقت امیر جم قدر والاشان حمزہ صاحبقران نے اُس اژدہے کو مارکر اعرابیے پر ہمراہ مقبل وفادار کے روانہ کیا اور آپ وہان سے مراجعت فرماکے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے کہ یکایک خسرو بلاد ہندوستان گرشاسب دوران لندھور بن سعدان قلعہ سالوک سے مراجعت کرکے لشکر فیروزی اثر مین پہونچا اور بارگاہ سلیمانی مین آکے بادشاہ کو نذر دیکر اپنے دنگل پر بیٹھا اور بحضور سلطان صاحبقران از ابتدا تا انتہا سارا حال سنفور دریا اور سالوک دزد کے بحسب بشارت خواب مسلمان ہونے کا بیان کیا ابھی لندھور یہی ذکر کر رہا تھا کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن طلسم اربعہ عناصر کو فتح کرکے بہ مال و اسباب اور گنجینہ زر و جواہر اور خورشید شاہ اور اقبال شاہ داخل بارگاہ سلیمانی ہوا اور وہ مال و اسباب اور خزینہ زر و جواہر نبط

سلطان صاحبقران نامور گذرانا صاحبقران دوران نے فرمایا کہ اب ہماری طرف سے تم اپنے تحت و تصرف مین لاؤ ہم نے اپنی طرف سے تمکو دیا بعد اسکے مالک اژدر صاحب نیزہ و دوسر غلام نبی جا کر حیدر آیا نذر دی ماجراے گذشتہ بیان کیا امیر حمزہ صاحبقران دوران نے سب کے حال پر نہایت شفقت فرمائی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھنے کا حکم دیا سب اپنے دنگلون پر مقیم ہوے دورۂ جام بے اندیشۂ انجام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا اتنے مین کچھ غل سنائی دیا صاحبقران نے دریافت فرمایا کہ کیا غل ہے ناگاہ سرخیل وفاداران مقبل وفادار بحالت زخمداری بحضور سلطان صاحبقران آیا اور شکایت نقابدار پلنگینہ پوش کی کرکے عرض کیا نقابدار پلنگینہ پوش مجھے زخمی کرکے وہ تمام پوست آہو جے کا مع اعراب اپنے ہمراہ لیگیا سلطان عالیمقام نے یہ زیادتی اور گستاخی نقابدار کی سنکے چاہا کہ مین آپ سوار ہوکے واسطے تنبیہ اور چشم نمائی نقابدار کے جاؤن لندھور نے عرض کی کہ شہریار آپ کسلیے اُسکے تعاقب مین تشریف لیے جاتے ہین واللہ اعلم بالصواب وہ کہان ہو بہتر یہ ہے کہ حضور یہین فروکش رہین عجب نہین کہ وہ نقابدار نابہنجار خود آئے امیر باتوقیر نے ایک بات نہ مانی اور وہان سے کوچ کرکے آگے کو روانہ ہوے

جبتک وہ چلے داستان ندرت بیان ملکہ گیتی افروز کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ ملکہ گیتی افروز نے جسوقت سنا کہ یاقوت شاہ اور گنجاب اور قہرمان عجم اور ضیغم خون آشام میری گرفتاری کے واسطے آتے ہین حالت اضطراب مین نہایت بیتاب اور سراسیمہ ہوکر نقاب مُنھ پر ڈال کر گھوڑے پر سوار ہوئی اور مع چند اپنی خواصون کے اُس باغ سے نکلکر ایک سمت کو فرار ہوئی اور تمام شب عرصہ راہ کو بہزار دقت اور مصیبت طے کرکے جبدم کہ گریبان سحر چاک ہوا اور سفیدۂ صبح کا چمکا تو ایک صحراے وحشت زا مین پہونچی اسنے چاہا کہ ذرا یہان کسی درخت کے سایہ کے نیچے دم لے لون تو پھر سوار ہوکے آگے کسی طرف کو چلون ناگاہ وہ جو کہتے ہین مصرعہ آفت رسیدہ را انشو وخر بلا نصیب ٭ سامنے سے ایک شیر صحرائی نمودار ہوا ملکہ دور سے شیر کو دیکھکر بخوف جان لرزان و ہراسان گھوڑے پر سے اُتر پڑی اور افتان و خیزان جسطرح سے ہو سکا ایک درخت پر چڑھ گئی اتنی دیر مین اُس شیر نے آکر ملکہ کے گھوڑے کو ہلاک کر ڈالا اور ہر ایک لونڈی کو نیچون سے پکڑکے کچھ گوشت کھایا کسی کو زخمی سسکتا چھوڑ کے وہ شیر کسی طرف کو نکلا چلا گیا ملکہ یہ سانحہ بچشم اپنے دیکھکر تھوڑی دیر کے بعد چار و ناچار اُس درخت پر سے اُتری اور اشک ریزان بصد آہ و فغان شکایت فلک کجرفتار اور گردون غدار مین یہ اشعار پڑھتی

اشعار

ابر دریابار گو برسا ہو دشت یاس پر
پوست کھینچے ہر ہما کا دیکے مشت استخوان
تا کجا کیجیے بیان اس سفلۂ دون کا مزاج

پا برہنہ خار پر مجھکو پھرا ے دربدر
خشک رکھے مزرعہ امید ہر پیر و جوان
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل
اک و تیرہ پر نہین گاہے خنین گاہے خنان

خار کے سر پر کرے دامان گل کا سایبان
ہنس کو موتی چگا تا ہی سدا یہ بے تمیز
بحر کرے تحمل الجواہر دیکھے چشم سر مردان
ابھی کوئی کوس بھر کے فاصلے پر پہونچی

تھی اور وہ تلوے جنبر رنگ حنا بار معلوم ہوتا تھا اُس سنگ لاخ زمین صحرا مین کہ جہان فرسنگون تک کہین جھڑبیری کہین گوکھرو بھٹ کٹیا کہین خار مغیلان کہین کریل کے کانٹے فرش براہ تھے بسبب برہنہ پائی کے سیکڑون آبلے پڑ گئے اور ہزار ون کانٹے چبھ چبھ کر خوارے لہو کے چھٹتے چلے جاتے تھے یہان گر پڑی وہان گر پڑی خلاصہ یہ کہ عاجز و ناچار شل ہو کر ایک مقام پر بیٹھ گئی اور تا دیر خوب ساری رو کر خیال جو آگیا کہ مبادا یہان سے کوئی شیر یا کوئی درندہ آنکلے بخوف ہلاکت گھبرا کے پھر ایک چنار کے درخت پر بہزار خرابی چڑھ کر بدیدۂ خونبار اور دل بیقرار اور جان زار بجناب اقدس الٰہی مناجات کرتی تھی حسب اتفاق قارن زراسپ نیزہ دار ایک سردار نقاب پرست تبرا زبردست اپنے ملک سے شکار کھیلنے کو نکلا تھا اُسنے اُس صحرا مین وارد ہو کر اپنے باز کو کسی صید پر چھوڑا تھا اور وہ باز اُسی درخت چنار پر آکر بیٹھ گیا تھا قارن زراسپ نیزہ دار نے جو دور سے اپنے باز کو اُس درخت پر بیٹھے دیکھا تو طعمہ دکھلاتا قریب آیا اور بیساختہ اُسکی نگاہ ملکہ گیتی افروز پر پڑی پس

نگاہ وہین عشق کا اُسکے کلیجے سے پار نکلگیا اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا بعد دم بھر کے جب اند کے ہوش آیا تو بطور عاشقانہ یہ بند مخمس کا پڑھنے لگا مخمس

دیکھے زلیخا گر مجھے ہوجاے بیخود دیکھکر ۔ یوسف کو کہتے ہین حسین لیکن نہوگا اسقدر ۔ انسان تو کیا چیز ہی پریون کے یان جلجائین پر

ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر ۔ شمسے ندانم یا قمر یا زہرہ و یا مشتری

کہنے لگا کہ اے روح رواں و اے جان جہان تو کون ہی اور اس صحراے لق و دق مین تیرا گذر کیونکر ہوا ۔ نظم

اسوقت کہان اس دشت مین آہوے جلوہ گر اے بت حور لقا ۔ مری جان ہر جائی برائے خدا کچھ کہ کچھ سُن مری حالت دل

نہ فقط تری زلف ہی دام بلا نہ فقط ترے خال مین ہو شربا ۔ ہین یہ عشوہ و غمزہ و ناز و ادا سبھی باندھے کمر بے غارت دل

ملکہ گیتی افروز اُس بوم طلعت کی صورت دیکھکر اور یہ گفتگو اُسکی سُنکے دم بھر تو مثل بلبل تصویر بے حس و حرکت رہ گئی اور بخیال شاہزادہ خاور سیاہ با اقبال آنکھون مین آنسو بھرے سمت قبلہ منھ کیے کہتی تھی کہ اے رب جلیل تو سمیع البصیر عالم الغیب ہی اشعار

ساقی ہون مین ایک دل حزین کی ۔ ہون فاختہ سرو نازنین کی ۔ کیا غم سے مجھکو آشنائی ۔ آقا سم کے مین عقد مین ہون آئی

اُس بن ہو اگر فرشتہ و حور ۔ سایہ سے مرے رکھے خدا دور ۔ بعد ایک ساعت کے جب پھر قارن زر اسپ نے نیچے اُس

درخت کے کھڑے ہوکر یہ شعر پڑھا شعر چشم من بر چشم تو چشمان تو جاے دگر ۔ من تماشاے تو بینم تو تماشاے دگر ۔ اور کہا اے سرمایۂ ناز و خوبی واسطے اپنے دین و ایمان کے بیت اپنے عاشق کی چشم تر کو دیکھو ۔ صدقے تیرے مین ٹک ادھر کو دیکھ ۔ اور اس درخت پر سے نیچے اتر کے اپنا حال تو بیان کر کہ تو گل کس گلستان شوکت و اجلال اور شمع کس شبستان دولت و اقبال کی ہی اور اس جنگل مین کیونکر تیرے آنے کا اتفاق ہوا تب ملکہ نے چار و ناچار اُس درخت پر سے اُتر کے بتقاضاے فراست اور مآل اندیشی نظر بہ کرم کریم کارساز کرکے جواب دیا کہ اے شخص مین اتو شعر نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون ۔ مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون ۔ اصل یہ ہی کہ ایک سوداگر عمدہ خاندان جلیل القدر کی بیٹی ہون آج رات کو مین سیر صحرا دیکھنے کو گھوڑے پر سوار ہوکر نکلی تھی راہ گم کرکے اس جنگل مین آکے نکلی ناگاہ ایک شیر کے ڈکارنے کی آواز سُنکے مین تو نہجان سی گھوڑے پر سے اُتر کے ایک درخت پر چڑھ گئی میرے گھوڑے کو وہ شیر مار کر کسی طرف کو نکل گیا آخر اُس درخت سے اُتر کے یہان پہونچی تو وہی خوف شیر کا جو میرے جی مین سما گیا تھا تو دو پہر رات سے اسوقت تک اس درخت پر جمی بیٹھی تھی خدا کی قدرت کہ تو یہان آکے وارد ہوا اور اسطرح کی گفتگو میرے ساتھ کرتا ہی بھلا اب مین تجھے اسکا جواب کیا دون اگر خاموش رہتی ہون تو اپنے جی مین یہ سمجھکر کہ الخاموشی نیم رضا کیا جانے کیا واہی تباہی ہذیان بکنے لگے لہذا بجز اسکے کہ حکیمون نے کہا ہی عشق از قسم جنون ست اور تجھے کیا کہون اگر تو مرتا ہی تو اپنا کہین جا کے علاج کر کہتے سب ہی ہین کہ ہم مرتے ہین ہم مرتے ہین مگر ہمنے مرتے کسی کو نہ سنا نہ دیکھا بیت اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد ۔ اور ہندی مین ایک شعر تیرے حسب حال پڑھتی ہون شعر

ہی یہ چاہ کا لطف جو چاہ کرے تو وہ رو رو کے ہجر مین جان ہی دے ۔ اُسے چاہیے غیر کا نام نہ لے جو فراق مین جان کو کہو نہ سکے

یہ گفتگو ہوشمندانہ اور دلیرانہ ملکہ گیتی افروز کی سُنکے قارن زر اسپ اور بھی زیادہ تر خاک مین تڑپتا ہوا اپنا کلیجا دونون ہاتھ سے پکڑے دوڑ کر ملکہ کے پانون پر گر پڑا اور کہنے لگا بیت اے راحت جان بیقراران ۔ مقصود دل امیدواران جو تو نے کہا سب برحق اور بجا ہی لیکن دلبرا اپنا اختیار نہین اتنا امیدوار ہون کہ مجھے فقط ایک جھلک تیرے حسن خداداد عالم فریب کے دیکھ لینے سے مطلب ہی اور باقی میری کیا مجال کہ بدون رضامندی اور تیری خوشنودی کے کبھی سائل وصال ہون یا حرف سوال بوسہ زبان پر لاؤن شعر گر لطف سے قدم رکھو میرے مکان تک ۔ پہونچے ہی فرق فخر مرا آسمان تک ۔ ملکہ نے اپنے دل مین مصلحت جانکر فرمایا کیا مضائقہ بشرطیکہ آنکہ اگر قانع شوی گاہے بدیداری قارن زر اسپ سو سوبار

تصدق اور نثار ہوکے کہنے لگا کیا تاب و طاقت میری جو خلاف تیری مرضی کے کوئی کام کرون بندۂ بے درم خریدہ ہون تیرا
عاشق پاک ہون مصرعہ زنگ آئنہ مین لگتا نہین دیکھے سے ای یار ۔ غرض کہ ایسی ہی باتین کرتے کرتے قارن زر اسپ
ملکہ کو اپنے ہمراہ شادان و خندان شہر زرتاشیہ مین لایا اور محل مین اُتار کر تمام اپنے خواصون اور ملازمون سے حکم دیا کہ
خبردار ہر وقت انکی اطاعت اور خدمت مین حاضر اور مستعد رہنا کوئی بات خلاف انکی مرضی کے اگر مین سنونگا تو بہت بُری
طرح سے پیش آؤنگا بعد اسکے پھر ملکہ کے پاس جاکے رو رو کے کہنے لگا کہ مین تو اپنے دل کی لاگ اور وفور محبت سے بخیال
اسکے کہ تیری دل شکنی ہو اور تو یہ سمجھی کہ یہ شخص مجھہ جبر کریگا جو تیرے مزاج کے موافق باتین تھین اور جسمین تیری خوشنودی خاطر
مین سمجھا ویسی باتین کہکے اُس درخت سے اُتار کے اپنے مکان مین لایا ہون لیکن کیا کرون تیری رنجش اور تیری خفگی سے
ڈرتا ہون ورنہ کیا کہون جو حال بیتابی کا میرے دل کی ہر تو ہی بنظر انصاف اسکا جواب دے کہ یہ دوہا ہندی کا جھوٹھہ ہے
یا سچ ہے دوہا کہا ہوت موت یعنے دیدن لکھے جو نہین ملے سر پڑے اور کہہ دیکھے آنکھ کی جات نرتن کی پیر ۔ ملکہ گیتی افروز نے
از راہ آل اندیشی اور عیاری خون دل اپنا پی کے کہا کہ مین کوئی بازاری مالزادی کسبی نہین خانگی نہین خیر یہ بھی گردش فلک
دون پرور سفلہ نواز سے تیرے گھر مین آنیکا میرا اتفاق ہوگیا پھر اتنی جلدی کیا ہے مین کہین بھاگی جاتی ہون تو مرا کیون جاتا ہے فقط تیرے
فعل بین اس سے حاصل کچھ نہین اور تو مر بھی جائیگا تو میری پاپوش سے لیکن جو تو دعوی عاشقی کے کے نام عشق اور عاشقی لیتا اور
میری خوشنودی اور مرضی چاہتا ہے تو ابھی مجھے مان بہن عزیز و اقربا باپ کی جدائی کا صدمہ اور رنج اسقدر ہے کہ مجھے کوئی بات
خوش نہین آتی دس پندرہ دن صبر کر کس لیے کہ الصبر مفتاح الفرج بعد اسکے جو تیرے جی کی خوشی ہوگی وہ سمجھ لیا جائیگا اور جو تو
کہیگا خیر مین کہہ دنگی مگر ابھی دس پندرہ دن مجھ سے خبردار کسی بات کے لیے نہ کہنا قارن زر اسپ نے کہا کیا تاب و طاقت
میری جو دس پندرہ دن تک بلا ایک مہینہ بھر تک کوئی بات خلاف تیرے مزاج کے کرون اور پھر کبھی اسطرح کے کلام زبان پر
لاؤن یہ کہکے قارن زر اسپ محل سے باہر نکل آیا اور اپنے کاروبار مالی اور ملکی مین معروف ہوا مگر ہر روز ایک مرتبہ محل مین جاتا تھا
اور ملکہ کو بنگاہ خریداری اور بطرز عاشقی دیکھکر چلا آتا تھا اور حالت تعشق مین لحظہ لحظہ بیتاب رہا کرتا حسب اتفاق ایک
عورت ضعیفہ اور بہت مسن و جہاندیدہ اس قارن زر اسپ کی بڑی بوڑھیون مین کہ وہ حاجی مشہور اور وجہ حاجی نامور ہونیکی
یہ تھی کہ وہ سال مین دو مرتبہ لقاے مشرک خدا کے طواف کو جایا کرتی تھی اس سبب سے تمام فرقہ کفار نے اُسے حاجی مشہور
و معروف کیا تھا قارن زر اسپ نے ایک روز حالت بیتابی دل سے اُس ضعیفہ عورت اپنی خانزادی بڑی بوڑھی کو اپنے
پاس بلاکے بکمال عجز و انکسار باچشم اشکبار سارا حال ملکہ گیتی افروز کا بیان کرکے کہا کہ تم اس سوداگر بچی کو اسطرح سے ترغیب
دو کہ میرے حال پر مہربان ہوجاے یہ ہر وقت کے انکار روز نہین نہین مجھے مارے ڈالتے ہین آؤ تم چند روز میرے ہی محل مین
رہو ابھی اپنے گھر نہ جاؤ یہ کہکر اُس عورت کو ملکہ کے پاس اندرون محل بھیجدیا وہ ضعیفہ جو محل مین گئی تو بسبب اسکے کہ وہ
تو ہمیشہ سال بھر مین دو مرتبہ زیر قبطول لقاے مشرک خدا کا روے ناپاک دیکھنے کو یعنی طواف کرنے کو جاتی تھی دس دس
دن لقا کے زنانے مین رہتی تھی ملکہ گیتی افروز اور ملکہ جہان افروز دونون شیعیون کو لقا کی خوب پہچانتی تھی وہ اشرفیان
روپیے وغیرہ اسکو دیتی تھین اسنے جو ملکہ گیتی افروز کو دیکھا تو بنگاہ اولین پہچان کے ملکہ سے تو کچھ نہ کہا محو حیرت سکتے کی
صورت رہ گئی بعد دم بھر کے محل سے نکلے قارن زر اسپ نیزہ دار سے کہا کہ ای قارن یہ خداوندزادی چکیدہ
قدرت نور خالص خداوند لقا کی میری اور تیری دونون کی قبلہ کونین و کعبۂ دارین ہے قہر خداوندی سے خائف اور ترسان
ہو کہ وہ عالم الغیب سمیع اور بصیر ہے یہ سنکے قارن زر اسپ خاموش ہو رہا اور اُس عورت ضعیفہ کو پھر کچھ جواب
نہ دے سکا اتنا تو کہا کہ پھر آپ چند روز میرے ہی مکان پر رہین اپنے مکان پر نہ جائین اُس ضعیفہ نے

کہا ہے سعادت میری اسکا مضائقہ نہین مین اپنی خداوندزادی کے گھر مین سیر کرونگی مگر ذرا مین جا کے اپنے گھر کا بند وبست
کر آؤن اور لڑکے بالون کو سمجھا آؤن تو پھر تیرے پاس آکے رہونگی یہ کہکے وہ ضعیفہ عورت حاجی اپنے مکان کو گئی روز دوم
کسی ملک سے دو پہلوان کشتی گیر کہ ایک کا نام سنبل کشتی گیر اور دوسرے کا توکل کشتی گیر تھا قارن زراسپ نیزہ دار کے
دربار مین وارد ہوے اور دونون پہلوانون کو ازبسکہ دعوی اپنے زور اور طاقت اور فنون کشتی کا تھا تو قارن زراسپ نے
حکم دیا کہ ہماری بارگاہ کے سامنے کشتی دونون لڑین جو کوئی غالب ہوگا اُسے ہم خلعت اور انعام بہت سا دینگے غرض یہان
طول دینا کیا ضرور خلاصہ یہ کہ اُسی وقت بارگاہ کے روبرو اکھاڑا کھودا گیا اور سنبل اور توکل دونون حسب الحکم قارن
زراسپ اکھاڑے مین کود کر کشتی لڑنے لگے آخرکار توکل کشتی گیر نے سنبل کو کسی پیچ پر اُٹھا کر چارون شانے چت زمین
پر مارا اور پچھاڑا قارن زراسپ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ تمام ہمارے شہر زرمانشہ سے خراج روپیہ ایک سال کا ہر ایک
دکاندار سے توکل کشتی گیر کو تحصیل کرا دو حسب الحکم قارن زراسپ نیزہ دار کے کچھ سرکاری چپراسی توکل کے ہمراہ ہوے اور
توکل کشتی گیر مع چند اپنے شاگردون کے ہر ایک دکان سے روپیہ لیتا پھرتا تھا شدہ شدہ وہ الیاس ماہی فروش کی دوکان پر
جہان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نہار رہتا تھا پہونچا توکل کشتی گیر نے قاسم سے کہا کہ دو اشرفیان مجھے دے شاہزادہ قاسم
نے کچھ خیال نہ کیا اور دیدہ و دانستہ بطور دوکاندارون کے دیکھکر اور طرف دیکھنے لگا توکل کشتی گیر نے جب دیکھا کہ اس
ماہی فروش نے میرے سوال کا جواب نہ دیا یہ تو حکومت پر قارن کے نازان تھا اُسنے دست درازی کر کے چاہا کہ اُسکی دکان سے
روپیہ اشرفیان اُٹھالے قاسم نے جلدی سے اُسکا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ تو گدائی کر کے مانگتا ہے یا چاہتا ہے مین بزور لون توکل کشتی گیر
نے جواب دیا ہان مین بزور اور بجور وظلم لے سکتا ہون قاسم کو اتنی بات سُننے کی تاب کہان تھی بیساختہ غیظ مین اگر ایک
سیلی اُسکی گردن پر کردی کہ مانند لوٹن کبوتر کے زمین پر گر کے لوٹنے لگا بعد دم بھر کے جب اُسکو ہوش آیا تو اُٹھا کہ کے
کہ بھلا او ماہی فروش ذرا صبر کر مین اسکا قصاص تجھ سے آکے بخوبی لونگا یہ کہکے زراسپ نیزہ دار کے روبرو جا کے کہنے لگا
واہ واہ صاحب آپکی بھی عجب طرح کی ریاست اور حکومت ہے کہ ایک ادنی اودنی ذلیل دوکاندار آپ کی حکومت نہین مانتا
قارن زراسپ نے پوچھا کہ کون میرے حکم سے سرتابی کرتا ہے توکل کشتی گیر نے کہا کہ الیاس ماہی فروش کا شاگرد اسدرجہ
تکبر اور مغرور ہے کہ وہ اپنے زعم مین تیرے حکم کی کچھ اصل وحقیقت نہین سمجھتا مجھے یہ معرکہ درپیش ہوا قارن زراسپ نیزہ دار
نے ایک چوبدار کو اشارہ کیا کہ الیاس کے شاگرد کو لاؤ حسب الحکم قارن زراسپ کے چوبدار الیاس ماہی فروش
کی دوکان پر جا کے ملک قاسم کو بلا لایا قاسم کو دیکھکر قارن نے پوچھا کہ تو نے اس پہلوان کو کیون سیلی ماری اور
میرے حکم کی تعمیل کرنا درکنار بلکہ برخلاف اُسکے زیادتی کی قاسم نے جواب دیا کہ اے قارن زراسپ نیزہ دار یہ مسخرا
کیسا پہلوان خداوندی تھا جو میری ایک سیلی مین گر پڑا یہ دعوی کشتی گیری کا پھر کیا سمجھکر کرتا ہے توکل کشتی گیر نے کہا
کہ اس جگہ پر پانی گرا تھا اس باعث سے پھسلکر گر پڑا قاسم نے کہا کہ خیر اب یہان تو پانی اور پھسلن کہین نہین ہے اب تجھے
کون منع کرتا ہے یہان تو مجھ سے زور کشتی کا کر توکل کشتی گیر نے کہا کہ ہان اگر تو مجھ سے کشتی لڑے تو اسطرح سے تجھے
اُٹھا کر پشت زمین کر دون کہ تمام تیرے جسم کی ہڈیان تک چور چور ہوجائین شاہزادہ خاور سیاہ نے حالت غیظ وغضب
مین کہا کہ اے زبان دراز یاوہ گو جھک مارتا ہے بس زیادہ گوہ نہ لگا پھر اب تجھے انکار کیسا ہے آ مقابلہ میرے بہی گو ہی
میدان قارن زراسپ نیزہ دار نے شاہزادہ والا تبار خاور سیاہ نامدار کی گفتگو دلیرانہ بہت پسند کر کے کہا کہ ہرگز
ہرگز مجھے منظور نہین کہ تو اس دیو طلعت پہلوان سے کشتی لڑے قاسم نے کہا حاشا یہ ممکن نہین کہ مین اس بے ادب
یاجی فضول گو کو سزاے اعمال کو نہ پہونچاؤن اور اس بڑھ بڑھ کے بولنے کی تعذیر نہ دون قارن مجبور ہو کر خاموش ہوگیا

اور اُسی اول اکھاڑے مین بارگاہ کے سامنے جہان شنبل اور توکل سے کشتی ہوئی تھی قاسم سے اور توکل سے سینہ بہ سینہ
کلہ بہ کلہ زور کشتی کا ہونے لگا اور ہزارہا ملازمین ادنیٰ و اعلیٰ شاہ و گدا برنا و پیر صغیر و کبیر وہان جمع ہوکر تماشا کشتی کا دیکھ رہے تھے
ہجوم تماشائیون کا اور دھوم کشتی لڑنے کی سُنکے ملکہ گیتی افروز جو بالاے بام چڑھ گئی اور ایک دریچہ کھول کر دیکھنے لگی ناگاہ نگاہ
ملکہ کی شاہزادہ خاور سیاہ پر جا پڑی اور اپنے مطلوب و مرغوب شاہزادہ عالم کو دیکھکر مارے خوشی کے عنقریب تھا کہ شادی
مرگ ہو جاے بعد اسکے بڑی دیر تک کھڑکی کھولے ہوے شاہزادہ عالم کو دیکھا کی ایکبار قاسم کی بھی نگاہ اُس دریچے کیطرف
جا پڑی اور ملکہ کو دیکھکر اُسی وقت حالت غیظ مین زور توکل کشتی گیر کا لیکر توڑ دیا اور ایک ہی زور مین اُٹھا کر زمین پر مارا کہ
استخوان اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور جہنم داخل ہوا قارن زر اسپ نیزہ دار نے دوڑ کر قاسم کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور
بہت سی تعریف کرنا شروع کی اور چارطرف سے ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ وضیع و شریف کی زبان سے دھوم داد و واہ کی اُٹھی
قارن نے شاہزادہ خاور سیاہ سے کہا کہ ای بہادر اب تو الیاس ماہی فروش کی دوکان پر نہ بیٹھ میری بارگاہ مین رہا کر
یہ کہکے شاہزادہ عالم کو بہ اعزاز و تکریم تمام اپنے پاس رکھا اور شاہزادہ خاور سیاہ ہم مسند قارن زر اسپ نیزہ دار
ہو کر بیٹھا اِس عرصہ مین ملکہ گیتی افروز نے اندرون محل سے محلدار کو بھیجا اور کہا کہ قارن سے جاکے تو کہدے کہ اس
جوان کو جس نے بزور کشتی توکل کشتی گیر کو مارا ہی لیکر میرے پاس آ جا بموجب حسب الحکم ملکہ کے اُس محلدار نے جاکر قارن
سے کہا قارن زر اسپ یہ پیام ملکہ کا سُنکے اپنے دل مین نہایت حیران و ششدر رہا مگر بخیال عدول حکمی رو و چارو ناچار
قاسم کو اپنے ہمراہ لیے اندرون محل ملکہ گیتی افروز کے پاس گیا ملکہ نے شاہزادہ خاور سیاہ کو دیکھا تو بیساختہ دوڑ کر شاہزادہ
نامور کے گلے سے لپٹ گئی قارن زر اسپ یہ حرکت خلاف اپنے مزاج کے دیکھکر حالت غیظ و غضب مین ملکہ سے کہنے لگا
کہ ای دشمن خانمان عاشق یہ کیا تو نے ظلم کیا اور یہ کہکے باشمشیر برہنہ شاہزادہ خاور سیاہ پر حملہ ور ہوا ملک قاسم نے
بہ چستی تمام اُسکے بند دست کو پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ چارون شانے چت زمین پر گر پڑا اُسوقت قاسم نے اُسکے سینے پر
چڑھ کے پوچھا کہ ای قارن حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اُسنے کہا کہ ای بہادر معلوم ہوا کہ تیرا دین برحق ہی جو تیرے
دین کو قبول کرے وہ کیا کہے ملک قاسم نے کلمہ شہادت تلقین کیا قارن از سر صدق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا اور قاسم
نے اُسکی چھاتی پر سے اُتر کے اپنا نام اور حسب و نسب بیان کیا قارن نے تصدق ہو کر اپنی بیٹی اور تمام رعایاے شہر اور
اپنے ملازمین اور مصاحبین کو کلمہ طیبہ پڑھوا کے شہر کو اسلام آباد کیا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو لا کے اپنے تخت پر بٹھلایا
اور تیاری جشن شاہانہ مین مصروف تھا کہ دفعتہ بیرون بارگاہ سے ایک شور و غل بلند ہوا اور ایک مردھے نے بدحواس
روبروے قارن آکے عرض کیا کہ ایلچی مظفر بن صیغم خون آشام کا دروازہ بارگاہ پر امیدوار باریابی کا ہی قارن نے
کہا کہ بلا لو حسب الحکم قارن زر اسپ کے وہ مردھے بیرون بارگاہ جا کر اُس ایلچی کو قارن زر اسپ کے روبرو لیگیا اور
ایلچی نے قارن کو سلام کرکے ایک نامہ مہر مظفر بن صیغم خون آشام پیش کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے وہ نامہ ایلچی سے لیکر
جو پڑھا تو مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای قارن زر اسپ نیزہ دار مین نے سنا ہی کہ تو نے کوئی عورت نہایت کمسن حسینہ اور جمیلہ رشک
پری غیرت حور کسی صحرا مین پائی ہی اور مین شہرہ حسن و جمال اُس برق تمثال کا سُنکے بقول کسی استاد کے شعر نہ تنہا
عشق از دیدار خیزد * بسا کین دولت از گفتار خیزد * ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ ہو کر رات دن بیتاب اور مانند سیماب کے
بر اضطراب ہون لہذا تجھے لکھا جاتا ہی کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے اُس پریزاد کو محافے مین سوار کرکے میرے پاس بھیجدے
شاہزادہ خاور سیاہ نے وہ نامہ پڑھ کے پرزے پرزے کرکے پھینک دیا ایلچی نے جو یہ حرکت قاسم کی دیکھی نہایت
خشمناک ہو کر یہ کہتا ہوا کہ ای خیرہ سر یہ کیا غضب کیا تو نے جو نامہ مظفر بن صیغم خون آشام کا پھاڑ ڈالا

باش کہ گذارم ترا کہ زندہ و سلامت رہی برسر قاسم حملہ ور ہوا شاہزادہ خاور سیاہ نے اُسکی ضرب کو خالی دیکر برابر سے ایک
سیلی ایسی ماری کہ وہ ایلچی اپنا سر دونون ہاتھون سے پکڑکے بیٹھ گیا اور جب ہوش آیا تو وہان سے خاموش اُٹھکر بیرون
بارگاہ آیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام کے پاس جاکے سارا حال بیان کیا مظفر بن ضیغم خون آشام نے جو یہ زیادتی شاہزادہ
خاور سیاہ کی سُنی تو آتش غضب کا نون سینہ مین اُسکے مشتعل ہوئی اور دود بد دماغی دماغ جان سے اُٹھا مثل مار سیہ دم
بریدہ کے پیچ و تاب کھاکے مع اپنی فوج و سپاہ کے برسر شاہزادہ خاور سیاہ روانہ ہوا حسب اتفاق یہ خبر کہین مہروند
عیار ملکہ گیتی افروز کے کو کانے جو سُنی تو از راہ جان نثاری جسطرح ہوائی گنج سے یا شرارہ سنگ سے نکلتا ہے بسرعت اور
تیزروی تمام شہر زرتاشیہ مین ڈھونڈھتا ہوا پہونچا بخدمت شاہزادہ قاسم آیا اور مظفر بن ضیغم خون آشام کی فوج کشی
کرنے کا سب حال بیان کیا شاہزادہ خاور سپاہ نے قارن زرہ سپ نیزہ دار کو زرتاشیہ کے انتظام اور ہوشیاری
خبرداری کے واسطے وہین چھوڑا اور کہرش نیزہ دار اور کیوس اور اشکبوس اور کیوان نیزہ دار وغیرہ سردارون کو معہ
پچاس ہزار سوار کے لیکر اُس قلعہ سے نکلکر جانب لشکر مظفر بن ضیغم خون آشام مخاطب ہوا ابھی کوئی فرسنگ بھر زمین نہ طے
کرچکا تھا کہ سامنے سے گرد اُٹھی اور آمد لشکر مظفر معلوم ہوئی ملک قاسم مع اپنے لشکر اور سپاہ کے وہین ٹھہر گیا یہ خبر ہرکارون
نے مظفر بن ضیغم خون آشام کو پہونچائی کہ یہ شخص جس نے ملک زرتاشیہ کے حاکم قارن بن زرہ سپ نیزہ دار کی
بارگاہ مین آپکے ایلچی سے کچھ گستاخی کی تھی مع پچاس ہزار سوار بارادہ رزم و پیکار آپ پر سبقت کرکے قریب پہونچا اور
وہ سامنے اپنی فوج اور سپاہ کو صف آرا کرکے منتظر کھڑا ہی غلامون نے جو اُسے بغور دیکھا تو معلوم ہوا اور خوب پہچانا کہ یہ
شخص وہی ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری پوتا حمزہ صاحبقران کا ہی جسے خداوند لقا نے چاہ ماران مین
ڈالدیا تھا اور نہین معلوم کہ پھر اُسنے اُس چاہ عقوبت سے کیونکر نکلکر شبخون لشکر خداوند پر مارے تھے اور چند روز سے
مفقود الخبر تھا مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہرکارون کے کہنے کا یقین نہ آیا اور یہ کہکر کہ قاسم تو کیا بچہ نادان ہی جو
میرے آنے کی خبر سُنکے پھر دیدہ و دانستہ بے موت شیر کے منہ مین یا کام نہنگ مین گرپڑنے کا قصد کرتا اور شبخون مارنے کی اور
بات ہی کہ تاریکی شب مین نکلتا تھا کسی نے دیکھا کسی نے نہ دیکھا اپنی تقدیر سے زندہ و سالم بچکر نکلجاتا تھا اور جو فی الحقیقت
وہی قاسم ہی تو صد آفرین باد آنچنان پدرے ❊ کہ ازو ماند اینچنین پسرے ❊ ایسے دلیر اور شیر اگر لاکھ برس زمانہ گردش کھائیگا
تب بھی بعرصہ امکان نہ پائیگا خیر مین نے سنا ہی کہ فضل بن گیا ہور خون آشام بھی یہی طرح سے برسر شاہزادہ
بدیع الزمان تہیہ مقابلہ و مجادلہ گیا تھا اور شاہزادہ بدیع الزمان کی جرأت اور جوانمردی دیکھکر عاشق و شیدا ہوگیا اور
نوبت ضرب و حرب کی نہین پہونچنے پائی تھی کہ اُسنے اطاعت شاہزادہ بدیع الزمان والا مرتبت کی قبول کی اور شاہزادہ
نامور نے اُسے حضیض خاک سے اُٹھاکر اوج فلک پر پہونچا دیا اب اگر شاہزادہ خاور سپاہ میرے ہمراہ بھی ویسی ہی
عنایات کرے تو کیا مضائقہ مجھے بھی ملک قاسم کی جوانمردی اور دلیری سے ایک محبت بدل ہوئی ہی خیر ذرا چلکے دیکھون
اور پہچان لون غرض یہ کہکر اپنی فوج و سپاہ کو تو اُسی مقام پر ٹھہرا دیا اور یکہ و تنہا اپنے مرکب کو جولان کرکے قریب
شاہزادہ خاور سپاہ کے آیا اور بغور پہچانا کہ ہان یہ وہی ملک قاسم ہی اُسوقت وہی خلاصہ مضمون سابق الذکر کا اُسکے
دل مین تھا زبان پر لایا اور کہنے لگا کہ اے شہریار جیسی عنایات اور خاوندی شاہزادہ بدیع الزمان نے فضل بن
گیا ہور خون آشام کے ساتھ کی اگر ویسی نظر الطاف تو بھی میری جان پر فرمائے تو مین ابھی کلمہ پڑھ کے اسلام قبول
کرتا ہون شاہزادہ قاسم نے فرمایا اے مظفر بن ضیغم خون آشام جس حال مین کہ تم نے کلمہ طیبہ پڑھکر ملت بیضا
دین اسلام قبول کیا تم ہمارے بھائی سے زیادہ تر ہو چکے انشاء اللہ تعالی فضل بن گیا ہور خون آشام سے

تمھارا رتبہ اور مرتبہ سو حصے افزون ہو گا یہ کلام شاہزادہ عالیمقام کا سنکے مظفر اپنے مرکب پر سے کودپڑا اور چاہتا تھا کہ ملک قاسم کی رکاب سے لپٹ جاے قاسم نے اپنے مرکب پر سے اترکے ہان ہان کرکے مظفر بن ضیغم خون آشام کو گلے سے لگا لیا اور کلمہ شہادت تلقین کیا مظفر کلمہ طیبہ پڑھکر مشرف باسلام ہوا بعد اسکے مظفر نے اپنی فوج و سپاہ اور سرداران ہمراہی کو طلب کرکے باواز بلند کہا کہ اے بہادرو مین نے تو کلمہ شہادت پڑھ کے اطاعت اور فرمانبرداری شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کی بدل و جان منظور کی جسے میری رفاقت اور اطاعت منظور ہو وہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو میرا وہ نوکر ہے اور جسے لقا پرستی کا دعوی ہو اور طریق اسلام نہ اختیار کرے وہ اپنے فعل کا مختار ہے جہان جی چاہے وہان چلا جاے مجھ سے اُسکو کچھ علاقہ اور سروکار نہین جتنے سردار اور افسر اور سوار و پیادے ہمراہیان مظفر بن ضیغم خون آشام تھے سب کے سب باتفاق باہم ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ اے مظفر بن ضیغم خون آشام اصل و حقیقت یہ ہے کہ تو افسر اور مالک ہمارا ہے اور ہم تیرے نمکخوار موروثی ہین آتنا ہمارے بھی ذہن ناقص مین آتا ہے کہ عقل اور فہم و فراست ہم سے ہزار حصے تجھ مین زیادہ ہے اور جو بات تونے کی ہو گی بہتر کی ہو گی پس ہمکو کیا جاے غدر ہے جو تو فرماتا ہے ہمکو بدل و جان منظور ہے مظفر نے کلمہ شہادت پکار کر پڑھا سبھون نے از سر صدق کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا شاہزادہ خاور سپاہ مع مظفر بن ضیغم خون آشام اور تمام وہ جدید الاسلام فوج و شاہ بعظمت و جود تمام شوکت مالا کلام وہان سے مراجعت فرما کے شہر زرتاشیہ مین پہونچا اور اپنی بارگاہ مین جاکے داخل ہوا قارن زر اسپ نیزہ دار وغیرہ سرداران نامدار نے نذرین تہنیت کی دین جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ کی تیاری ہونے لگی ہزارون طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے یہان تو جلسہ رقص و سرود کا ہو رہا تھا کہ ایک روز ایک پیادے نے ایک خط ہوشنگ قلعہ دار کا لاکے زر اسپ نیزہ دار کو دیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے قارن زر اسپ مین نے اٹھارہ شاہزادے اور سردار لشکر حمزہ صاحبقران کے پکڑکے اپنے قلعے مین مطوق اور مسلسل کرکے رکھے ہین اندنون ایک خدا پرست کوئی نواسا حمزہ کا اسد بن کرب غازی ہے کہ اُسنے اس سرزمین مین خروج کیا اور وہ آفت روزگار بلاے بیدرمان چار طرف سے یورش کرکے آتا ہے اور میرے لشکر کو درہم برہم کرکے صاف نکلجاتا ہے اور مین کسی صورت سے اُسکا حریف نہین ہو سکتا نہایت اندیشہ ناک ہون اور خائف و ترسان ہون عجب نہین کہ یہ قلعہ میرے قبضہ سے نکلجاے اور وہ کسی دن جنگ رستمانہ کرتا قلعہ مین گھس آئے اور اٹھارہون شاہزادون کو چھڑا لے لہذا تجھے بتاکید بلیغ لکھا جاتا ہے کہ کچھ فوج اپنی بطور میری مدد کے جلد روانہ کر یا آپ اس مہم پر آ تا مین اسد بن کرب کی شر سے چندے امین رہون یہ نامہ شاہزادہ خاور سپاہ اور قارن زر اسپ نے پڑھکر مشورہ کیا کہ کیا خوب بات ہے چلو اُس قلعے کو مسخر کرکے اٹھارہون شاہزادون کو چھڑا لائین غرض یہ مشورہ کرکے ملک قاسم نے قارن زر اسپ نیزہ دار اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ چند سردارون کو اپنے ہمراہ لیا اور لاکھ سوار کی جمعیت سے اُس قلعہ کی طرف روانہ ہوا اتفاقاً کہین لقا کو یہ پرچہ وقائع کا گذرا کہ قارن زر اسپ نیزہ دار اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ چند سردار مسلمان ہو گئے اور ملک زرتاشیہ تبقہ اختیار مین ملک قاسم کے ہو گیا اُسی وقت لقاے مشرک خدا نے نہایت طیش کھا کے انگیز شیرین ارقاش کو مع پانچ لاکھ سوار کے اشارہ کیا کہ تو جاکے اُس بندہ گستاخ قاسم کو جان و شتاب ہو گرفتار کرکے لا اور اگر مقابلے اور مجادلے کا حوصلہ کرے تو اُسکا سر کاٹ کے حاضر کر چنانچہ حسب الحکم لقاے خداے باختر انگیز شیرین ارقاش رخصت ہو کر بتلاش شاہزادہ خاور سپاہ زرتاشیہ کی طرف روانہ ہوتا ہے یہان سنیے کہ شاہزادہ خاور سپاہ نے اسد بن کرب دلاور کا جو نام سنا اور اسطرح جرات اور قوت اور صولت اور شجاعت کا اسد بن کرب دلاور کی مضمون اُس نامے مین لکھا تھا عجب طرح محبت قاسم کو اسد سے پیدا ہوئی اور اُسی دم ایک نامہ بدین مضمون کہ اے برادر عزیز از جان شاہزادہ اسد بن کرب دلاور خبردار تو کسی بات مین

مضطر اور پریشان ہونا مین عنقریب آپہونچا لیکن ایک کام کرنا کہ شاید ہوشنگ قلعے سے نکلنے کا ارادہ کرے تو تو بتقضاے
مصلحت ایک منزل پیچھے ہٹ آنا لکھکر ایک سوار کے ہاتھ شاہزادہ اسد بن کرب دلاور کے پاس بھیجا جسوقت کہ وہ نامہ اسد
کے پاس ہونچا اور اسد نے مضمون نامہ کا دریافت کیا تو بہت ساخوش ہوکر جھٹ پٹ وہان سے کوچ کرکے ایک منزل پیچھے ہٹ
گیا اسد کے پس پا ہوجانے کی جو خبر ہوشنگ نے سنی تو شادان و خندان مع تمام اپنی فوج کے قلعہ سے بیخوف وخطر نکل کر
قریب لشکر قارن زراسپ نیزہ دار جہان شاہزادہ خاور سیاہ نامدار تھا وہان آکر ایک میدان مین فرد کش ہوا اور خیمہ
اور خرگاہ ایستادہ کرا کے اپنی بارگاہ مین متھیار وزدم قارن زراسپ کی ملاقات کے واسطے آیا اور بخیال اسکے کہ مین نے
جو کچھ لکھ بھیجا تھا کہ کچھ مدد ہونچا یا آپ اگر میرے شریک حال ہونا قارن کے خیمے مین جاکے ملاقی ہوا اُس وقت ہوشنگ
کو ثابت ہوا اور اُسے خبر ہوئی کہ یہ لشکر ملک قاسم کا ہی اور قارن مسلمان ہوگیا ہی ناگاہ شاہزادہ خاور سیاہ کو برابر قارن
زراسپ کے بیباہ وجلال کی تمام متھیار دیکھا تو قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر بر سر ملک قاسم حملہ در ہوا قاسم نے بہ سہولت
تمام اُسے پکڑ لیا اور بمردانگی زیر کرکے فرمایا کہ خالق شناختی پروردگار عالم چہ ارادہ داری ہوشنگ از سر صدق کلمہ
شہادت پڑھ کے مسلمان ہوا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو مع قارن زراسپ نیزہ دار اور مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ
سرداروں کے اپنی بارگاہ مین لے گیا اور اٹھارون شاہزادون کو زندان خانے سے طلب کرکے قید سے نجات دی
اور ملک قاسم کے حوالے کیا اور زمین شبانہ روز دعوت اور مہمانداری بڑی دھوم دھام سے کرکے روز چارم شاہزادہ
قاسم نے ہوشنگ کو بدستور رئیسی قلعہ پر مامور کرکے فرمایا کہ بروقت فوج کشی بر سر لقاہم بھی آکر شریک حال ہونا اور
یہ فرماکے قلعہ سے برآمد ہوا اور ہوشنگ کو رخصت کرکے آپ مع قارن اور مظفر وغیرہ سمت زرتاشیہ متوجہ ہوا اور بفر
شوکت زرتاشیہ مین داخل ہوکر دن بھر تو ملکہ گیتی افروز کے ساتھ عیش ونشاط مین رہا دوپہر رات گئے ملکہ کو عالم خواب
مین چھوڑکر بیرون بارگاہ آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر یکہ وتنہا سمت سبائل چلا اور بدستور معمول قدیم تل تواماں پر
چڑھکر ملطفۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ ملک قاسم شاہ خاور سیاہ ٭ زنم تیغ برابرو نیزہ بماہ ٭ زیر قیطول لقا
تو نسٹھ لاکھ سوار و پیادون کے لشکر پر شبخون مارا اور آمادہ کفار کشی اور شمشیر زنی ہوکر عنقاے تیر انداز اور تیران سرکش کو
جہنم واصل کرکے نکل گیا اور آٹھیسوین شبخون مین جسوقت کہ قاسم نعرہ کرکے فوج کفار پر گرا تو عنکبوس اور سبائل اور غلتل
دونون بیٹے اسکے بمقابلہ شاہزادہ قاسم آئے قاسم عنکبوس کو یک ضرب تیغ سے قتل کرکے ایک سمت پکڑ کے چلا اور سبائل
اور غلتل عنکبوس کے دونون بیٹے بنیۂ قصاص خون پدر تعاقب مین ملک قاسم کے گھوڑے دبائے چلے جاتے تھے نوبت
بانیجا رسید کہ شاہزادہ خاور سیاہ جاتے جاتے قریب لشکر ہماے کوہی کے کہ ایک دامان کوہ مین فرد کش تھا ہونچا یکایک
ہماے کوہی نے جو قاسم کو سر سے پاؤن تک آلودہ بخون دیکھا تو پوچھا کہ ای شخص تو کون ہی اور اس لباس خونچکان
سے کیونکر تیرا آنا ہوا ملک قاسم نے کہا کہ شب کو اثناے راہ مین ایک غول قطاع الطریق کا ملا تھا اُس سے
تو بت ہتھیار کی ہونچی بہر حال معرکہ آرا انسے ہوکے مین یہانتک ہونچا ہون یہ سُنکے ہماے کوہی نے شاہزادہ
قاسم کو اپنے خیمے مین بعزت وتوقیر بہت سی خاطر داری کرکے بٹھلایا اور پوشاک نفیس لاکے شاہزادہ عالم کو
پہنائی منھ ہاتھ دھلواکر باتین کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ سامنے سے دونون بیٹے عنکبوس کے بھی ہماے کوہی کے خیمے
مین ہونچے ہماے کوہی اُنکے استقبال کے واسطے اُٹھا اگر قاسم جہان بیٹھا تھا وہین بیٹھا رہا جب ہماے کوہی عنکبوس
کے بیٹون کا استقبال کرکے پھرا تو جانب ملک قاسم مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ ای جوان مین نے تیرے ساتھ سلوک کیا
اور کیسی تیرے حال پر مہربانی کی مگر تجھے اتنی تمیز نہ تھی کہ مین تو استقبال کے واسطے اُٹھا اور تو نے میرا بھی

پاس ادب نہ کیا جہان بیٹھا تھا وہین بیٹھا رہا یہ بات ہماے کوہی کی سُنکے زمانہ شاہزادہ خاور سیاہ کی نظرون مین تیرہ و تار
ہوگیا اور حالت غیظ مین ایک گھونسا ہماے کوہی کے سر پر مارا کہ کھوپڑی اُسکی شق ہوکر علیحدہ جا پڑی اور وہ فرش خاک
پر تڑپ کر گرا اور پھڑکنے لگا سبائل اور غنتل دونون بیٹون نے جو قاتل عنکبوس قاسم کو پہچانا تو یہ دونون تلوارین
پکڑکے حملہ ور ہوے شاہزادہ خاور سیاہ نے داہنے ہاتھ سے سبائل کا قبضہ تلوار اور بائین ہاتھ سے غنتل کا بند دست
پکڑکے بسہولت تمام ذرا جو فشار دیا تو دونون کے ہاتھون سے تلوارین چھوٹ کر علیحدہ جا پڑین بعد ازان اُٹھا کر دونون کو
سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا اور ایک گھٹنا سبائل کے سینے پر اور ایک زانو غنتل کی چھاتی پر رکھکے پوچھا کہ ای بہادرو
اب تم کہو کہ خداے عزوجل خالق جزو کل کی شناخت اور پرستش مین کیا تمھین منظور ہے دونون نے از سر صدق کلمہ
شہادت پڑھکے اسلام قبول کیا بعد ازان فوج وسپاہ جو اُنکے پیچھے پیچھے وہان پہونچی تھی اُسکو بھی مسلمان کرکے
ہماے کوہی کے تمام لشکر کو شرف باسلام کیا اور اب اس فکر و تدبیر مین تھے کہ ہمراہ شاہزادہ خاور سیاہ جدھر تشریف
فرما ہو چلیے قضاے کار یہ خبر زمرد شاہ کو پہونچی کہ قاسم عنکبوس کو مار کر فلان پہاڑ پر پہونچا وہان ہماے کوہی سے ملاقات
ہوئی اور سبائل اور غنتل عنکبوس کے بیٹے اسلحہ سے وہان ہمراہ قاسم کے مسلمان ہوگئے اور ہماے کوہی بھی مارا
گیا لقانے عنکبوس کے بھائی کو لاکھ سوار کی جمعیت سے برسر شاہزادہ خاور سیاہ روانہ کیا چنانچہ وہ میکوس بمقابلہ
شاہزادہ قاسم آیا اور سبائل اور غنتل عنکبوس کے دونون بیٹے بدعوی عبودیت اور جان نثاری میکوس کے مقابلے
مین آگے اور اُس گبر کے ہاتھ سے شہید ہوے اور شاہزادہ قاسم کے سر اقدس پر زخم کاری آیا جبتک معلوم ہو گئی سرداران
فوج وسپاہ شاہزادہ خاور سیاہ کو حالت غشی مین دیکھکر ایک پہاڑ کی طرف لیگئے میکوس نے پہاڑ کو چار جانب سے محاصرہ
کرکے چاہا تھا کہ یورش پہاڑ پر کرے ناگاہ ایک تتق گرد کا اُٹھا اور جسوقت کہ وہ گرد بیٹھی تو دیکھا کہ دُر دریاے فتوت انجم
سپہر صولت صف شکن وصفدر اسد بن کرب دلاور مع خمس ہزار دلیران عرصہ کارزار یہ نعرہ کرکے شعر اسد شہسوارم کہ
در روز جنگ + بدرم دل شیر و چرم پلنگ + میکوس سردار کے لشکر پر گرز و شمشیر لیے اور کفار کشی کرتا قریب میکوس
کے پہونچا میکوس نے نیزہ اُٹھاکے حملہ شاہزادہ اسد پر کیا تھا کہ اسد نے بچستی تمام اُسکے حربے کو خالی دیکر برابر سے
تیغہ اُسکی دوال کمر پر مارا کہ مثل خیار تر کے لاش اُس بدمعاش کی دو پر کالے ہوکر مرکب پر سے گری اور خاک وخون مین
لوٹنے لگی فوج وسپاہ میکوس سردار کی بھاگ کھڑی ہوئی شاہزادہ اسد فتح وفیروزی تمام شادیانے بجواکے پہاڑ پر
چڑھ گیا اور شاہزادہ خاور سیاہ سے ملاقات کرکے اپنا سارا حال معلم کے مار ڈالنے اور اپنے باپ شاہزادہ کرب غازی
کے خوف سے بھاگ کر یہان آنے کا روبروے ملک قاسم کے بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے اسد کو بہت سا پیار
کرکے جب زخم سر کا اندمال پر آیا تب اُس پہاڑ پر سے نیچے اُترکے اُسی صحرا مین زیر دامان کوہ تہیہ شکار مع شاہزادہ اسد
نامدار روانہ ہوا اب ان دونون صاحبون کو صیدگاہ مین چھوڑیے

جبتک وہ کلمے داستان ضلالت عنوان لقاے مشرک خداے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت یہ خبر میکوس تیرانداز کے مارے جانے کی لقاے مشرک خدا کو پہونچی تو لقاے مشرک خدا نے گھبراکے بختیشمی
کو اپنے پاس بلاکر کہا کہ اگر تو زرتاشیہ مین جاکے قاسم کو مع اسد اور جتنے کہ بندہ ہاے گستاخ شریک حال اُسکے ہواخواہ ہین
اور سب کو گرفتار کرکے لاے تو مین تجھے طرۂ پیغمبری عطا کرونگا اور یہ وعدہ حتمی کرکے گھراے بختیشمی کو سمت زرتاشیہ
برسر ملک قاسم روانہ کیا گھرا یہ لشکر جرار سبائل سے کوچ کرکے قریب شہر زرتاشیہ کے پہونچا اور قارن زرد
نیزہ دار تاب اُسکی مقاومت کی نہ لاسکا قلعہ بند ہو گیا گھراے بختیشمی نے زرتاشیہ کو تاخت و تاراج کرکے قلعے کو

محاصرہ کیا یہ خبر اُسی صحرا مین جہان شکار کھیلنے کو قاسم مع اسد گیا تھا شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم کو پہونچی بیساختہ
شاہزادۂ اسد دلاور کہنے لگا کہ بھائی صاحب اگر مجھے ارشاد ہو تو مین یکہ و تنہا جاکے اُس بدذات تکچشمی کو کیفر اعمال
پہونچاؤن اور ایک ہی ضرب تیغ مین جہنم واصل کردون ملک قاسم کی زبان سے بیساختہ یہ بات نکل گئی کہ ای اسد یہ
دیوانہ پن اور جہالت کی باتین تو کیون کرتا ہی بھلا تو اکیلا وہان جاکے کیا کر سکیگا اسد شدت غیظ و غضب سے مثل شعلہ
بھڑک اُٹھا اور شاہزادۂ خاور سپاہ کو اور باتون مین لگاکے کسی بہانے سے بارگاہ سے نکل آیا اور بیٹھ اپنے مرکب پر یکہ و تنہا
قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھے سیدھا شہر زرتاشیہ کی طرف بر سر گھرائے تکچشمی روانہ ہوا اثنائے راہ مین شیر یک غلام سے ملاقات
ہوئی اُس سے احوال کہکے گھرائے کے لشکر مین پہونچا اور ایک سفید کاغذ بطور نامے کے ملفوف کرکے ہاتھ مین لے لیا اور دروازۂ
بارگاہ پر گھرائے تکچشمی کے جاکے اظہار کیا کہ مین شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم نعل خفتان خونریز خاوری کی طرف سے
برسم ایلچی گری نامہ لیکر آیا ہون مردہون نے اندرون بارگاہ گھرائے تکچشمی سے عرض کی گھرائے نے کہا کیا مضائقہ اُس سوار
کو میرے پاس لاؤ شاہزادۂ اسد بن کرب غازی بسم اللہ کہکر اندرون بارگاہ داخل ہوا اور یہ کہکر سلام مین درین محفل
بر آن کسے باد کہ داند خدائے عزوجل خالق جزو و کل یکے ست و رسول مقبول او برحق جتنے کبر بارگاہ نشین گھرائے تھے سبھون
نے اپنے کانون مین اُنگلیان دیکے جواب نہ دیا مگر غیب سے ایک آواز پیدا ہوئی کہ علیک السلام شاہزادۂ اسد قریب گھرائے
تکچشمی کے ایک صندل خالی دیکھکر بیٹھ گیا گھرائے نے پوچھا کہ لاؤ وہ نامہ کہان ہی شاہزادۂ اسد کے دلاوری سے وہی سفید
کاغذ گھرائے تکچشمی کے ہاتھ مین حوالے کیا اُسنے کہا اسمین کیا لکھا ہی اسد دلاور نے کہا زبانی مجھ سے کہہ دیا ہی اُسنے کہا
بیان کر شاہزادۂ اسد بن کرب دلاور نے برابر گھرائے کے سرگوشی مین کہا کہ ای گبر مغرور مین تیری سزادہی کے واسطے بخیال
اسکے کہ تیرے ہمراہ فوج و سپاہ بڑی کثرت سے ہی کیونکر پہونچ سکتا اس ذریعے سے تیری بارگاہ مین تیرے پاس پہونچا ہون
گھرائے تکچشمی نے اسد کا منھ دیکھکر اور یہ تقریر سُنکر کہا کہ پھر تو میرا کیا کر سکتا ہی ابھی پورا کلمہ اُسکی زبان سے نہین
نکلنے پایا تھا کہ شاہزادۂ اسد دلاور نے بہ چستی تمام ایک تیغہ اُس تیرہ انجام کے سر پر مارا کہ سر اُسکا دھڑ پر سے قلم ہوکر
علیحدہ جا پڑا اور لاشہ اُسکا خاک و خون مین لوٹنے لگا چار طرف سے سردار اور کفار بارگاہ نشین اُسکے سپرین تلوارین
پکڑ پکڑ کے بر سر شاہزادۂ اسد دلاور آ پڑے اور اسد مثل شیر ژیان جسطرف حملہ ور ہوتا تھا تمام گبر مانند گلہ گوسفند کے پریشان
ہوجاتے تھے اور پھر سمٹ کر تلوارین برچھیان اور تیر کی سر اقدس پر اُس دلاور کے بارش کر رہے تھے اب نوبت یہانتک
پہونچی کہ شاہزادۂ اسد بن کرب غازی اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا تھا اور اُسکو یقین کلی ہوگیا تھا کہ یہان سے اب
زندہ و سالم نہین جا سکتا کہ ناگاہ نعرۂ شاہزادۂ خاور سپاہ گوشزد ہوا اور اسد نے دیکھا کہ ملک قاسم تیغہ پلارک افراسیابی
خونچکان میان سے کھینچے جسطرف رخ کرتا ہی ایک شور قیامت بپا ہوتا ہی اور لاش پر لاش دھڑ پہ دھڑ سر پر سر مُردے
پر مُردہ گراتا اندرون بارگاہ پہونچ گیا اور تمام کفار عاجز و ناچار ہوکر بھاگ کھڑے ہوے شاہزادۂ قاسم نے شاہزادۂ
اسد بن کرب غازی کو اپنی چھاتی سے لگاکے کہا بھائی تونے یہ بات خوب نہین کی لاکھون کافرون مین تنہا بجان
واحد ایسی جہالت کر بیٹھنا مقتضائے فراست نہین اسد نے کہا مین نے کیا بُرا کیا ایک کافر کو قتل کیا قاسم نے
کہا کفار کشی کی تو اچھا کیا لیکن مصرع مرد آخر بین مبارک بندہ ایست * انجام کو بھی دیکھ لینا چاہیے مصرع صیاد
نہ ہر بار شکارے ببرد * خیر ایک مرتبہ تو نے نادانستہ ناتجربہ کاری سے ایک حرکت کی مگر اب آیندہ کو خیال رہے
شاہزادۂ اسد نے یہ کلام شاہزادۂ عالی مقام کا سُنکے کہا تو اب بھائی صاحب لقائے مشرک خدا پر جہاد
کرنے کو چلین ملک قاسم نے اسد کا منھ دیکھکر اور یہ تقریر سُنکے کہا بھائی مجھے تو یہ حوصلہ اور استعداد نہین جو

فوج کشی بمقابلہ زمرد شاہ کرون اسد نے کہا تو آپ یہان تشریف رکھیے مین جاتا ہون قاسم نے بہرچند منع اور تعرض کیا اور سمجھایا مگر اسد نے نہ مانا اور بیساختہ قاسم کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے مرکب پر سوار ہوکر سیدھا جانب سائل روانہ ہوا اتفاقاً جاتے جاتے قریب قلعہ قضا و قدر کے پہونچا وہان معدود شاہ آہن کلاہ باریش سفید مع بارہ ہزار کفار بڑے بڑے سرکش اور زبردستان روزگار سے اُس قلعہ مین رہتا تھا لیکن عیار اُس تیرہ روزگار کا قلعے سے نکلکے بسیر کوہستان جاتا تھا شاہزادہ اسد بن کرب غازی کو اجنبی صورت دیکھکر اپنے جی مین سوچا کہ اسکی صورت پر عجب طرح کی ایک صولت اور شجاعت معلوم ہوتی ہی کیا عجب کہ یہ کوئی خداپرست ہو یون اگر مین اُس سے پوچھونگا یا کچھ مباحثہ کرونگا کیا جانے کیا اقرار کرے بتلاے نہ بتلاے مسلح اور مکمل ہی ٹرپڑیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ اسے بہ عیاری پکڑکے قلعے مین لیجاؤن اگر کوئی خداپرست ہوگا تحقیق کرکے قید کرادونگا اور جو کوئی بندگان لقا سے کسی ملک کا رہنے والا مسافر راہ گیر ہوگا اُسی وقت چھڑادونگا یہ سوچکر برابر پہونچکے ایک بیضۂ بیہوشی شاہزادہ اسد کی ناک پر مارا کہ تمام بیہوشی دماغ مین سرایت کرگئی اور اسد بیہوش ہوکر گھوڑے پر سے گر پڑا عیار نے اسد کا پشتارا باندھکر اپنے دوش پر رکھا اور اُسی مرکب پر سوار ہوکے آن واحد مین معدود شاہ کے پاس آیا اور پشتارے مین سے اسد کو کھول کے کہا کہ خداوند یہ شخص کوئی لڑائی زبردست بہادر خداپرست معلوم ہوتا ہی مین اِسے ہوشیار کردون آپ اِس سے پوچھیے کہ تو کون ہی کہان سے آیا اور کہان جائیگا اگر کوئی جرم اُسپر ثبوت ہوگا چھوڑ دیجیے گا معدود شاہ نے کہا کہ اچھا اسے ہوشیار کر عیار نے فتیلۂ رفع بیہوشی دیکر اسد کو ہوشیار کردیا اور معدود شاہ نے پوچھا کہ ای شخص تو کون اور کہان جاتا ہی شاہزادہ اسد بن کرب غازی دلاور نے کہا کہ مین تو تقاے خرک خدا سے مقابلہ اور مجادلہ کرنے کو جاتا ہون معدود شاہ یہ کلمات بیباکانہ شاہزادہ اسد کے سُنکے خوب قہقہہ مارکے ہنسا اور کہا بہت خوب خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر سے تو لڑنے کو پہچیے جائیے گا اب ذرا پہلے زندانخانے کی ہوا تو کھا لیجیے یہ کہکے اسد بن کرب غازی کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان ڈلوا کے مجلس مین بھیجدیا اور قید کیا اب اسے تو یہان چھوڑیے

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان لشکر فیروزی اثر سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر والا توقیر دربند جالندریہ سے کوچ کرکے سمت دربند قمہوریہ کے روانہ ہوے ایک روز کی نقل ہی کہ ایک صحرا مین لب دریا لشکر فروکش ہوا اور بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی سلطان والاشان مع تمام شہریار اور شاہزادون اور سردارون کے بارگاہ مین بیٹھے تھے سراپچے سامنے کے کھلوا دیے تھے فضاے صحرا کی جانب مخاطب تھے اور انجم گردون حشم شکوہ شاہزادہ بدیع الزمان لشکر شکن تھوڑے فاصلے پر شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک ہرن نہایت خوبصورت سنگوٹیان اُسکی سونے سے منڈھی ہوئین قلادہ مرصع گردن مین جل زربفت مغرق بجواہر پشت پر پڑی ہوئی بطرز مہوش و انداز دلکش رم کرتا سامنے سے نمودار ہوا شاہزادہ بدیع الزمان نے نہایت مشتاق ہوکر اپنے جی مین کہا کہ اس ہرن کو زندہ گرفتار کرون اور یہ کہکے مرکب کو اُسکے تعاقب مین سبک خیز کیا اور وہان ہرن شاہزادہ والا مناقب کو اپنی جانب مخاطب دیکھکر وہان سے پھرا اور رم کرتا ہوا کوئی کوس بھر تک لگائے لیے چلا گیا بعد ازان اب چوکڑیان بھرتا جست و خیز کرتا ایک سمت بھاگا شاہزادہ عالم بھی اپنے مرکب کو گرم کیے چلا جاتا تھا ایک مرتبہ دیکھا کہ وہ ہرن ایک پشتے پر چڑھ گیا جب شاہزادہ بدیع الزمان بھی قریب اُس پشتے کے پہونچا تو اُسنے دیکھا کہ نیچے اُس پشتے کے دست چپ کو ایک قلعہ ہی وہ ہرن شاہزادہ نامور کو دیکھکر اُس قلعے مین گھس گیا شاہزادہ عالم بھی قریب دروازہ قلعہ کے پہونچکر چاہتا تھا کہ اندرون قلعہ جاے ایک مرتبہ ایک پنجہ پیدا ہوا شاہزادہ بدیع الزمان کو وہ پنجہ اُٹھا کے

بسوے آسمان بیگیا حسب اتفاق امیہ بن عمرو شل سایۂ آفتاب تعاقب مین شاہزادہ بدیع الزمان عالیجناب کے جرا تھا
جب قریب اُس قلعے کے پہونچا تو مرکب کو خالی زین کھڑا دیکھکر سمجھا کہ شاید شاہزادہ عالم اندرون قلعہ داخل ہوا ہی جایا کہ
اندرون قلعہ جاے دروازہ قلعے کا مسدود دیکھا لاعلاج ہوکر گھوڑے کو لیے لشکر مین آیا اور حضور سلطان والاقدر عالیمنزلت
جا کے یہ کیفیت بیان کی اخی سلیمان حاضر تھا اُسنے کہا یا سلطان امیر حمزۂ صاحبقران وہ قلعہ نہین ہی اُسکی کیفیت سے
مین خوب آگاہ ہون وہ تو طلسم جمشیدی ہی غلام کو یقین کلی ہوگیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان اُس طلسم مین جاکر گرفتار ہوا
امیر حمزۂ صاحبقران یہ حال سنکر نہایت مشوش ہوے اور بعد ایک ساعت کے قبہ دین ستون اسلام کرب بر حرب
نظر کردہ امیر عرب کو طلب کرکے فرمایا کہ اے کرب غازی مین بدیع الزمان کے مفقود الخبر ہوجانے سے اور اخی سلیمان
کے بیان سے حال طلسم کا سُنکے نہایت پریشان ہون لہذا تمکو براے حفاظت لشکر بادشاہ اسلام چھوڑکر مین اُس طلسم کی
طرف جاتا ہون شاید کچھ سراغ یا ملاقات اپنے لخت جگر پارہ دل روح روان شاہزادہ بدیع الزمان سے ہم پہونچ جاے
یہ حکم دیکر سلطان نامور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر جانب طلسم جمشیدی روانہ ہوے اور کرب غازی اور خسرو بلاد ہندوستان
وغیرہ سرداران سب بخدمت بادشاہ لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی مین تھے جسوقت امیر حمزۂ صاحبقران کے تشریف لیجانے کی
جانب طلسم جمشیدی خبر کنارنگ شبارنگ کو وہ تخت صحرانشین نے جو وہان کے حاکم تھے بدشعارون نے سُنی تو اُن دونون
تیرہ روزگارون نے وقت فرصت کا غنیمت جانکر اپنے لشکر مین کربندی کرائی اور اپنی بارگاہ سے نکلکر اُسی صحرا مین ایک
مقام پر ٹھہرے کہ جب آدھی رات کا عمل ہوا اُسوقت وہ دونون ملعون بطور شبخون لشکر اسلام پر آگرے یہان لشکر مین تو کسی کو
اس بات کا وہم اور خیال و گمان بھی نہ تھا سب اپنے اپنے خیمے ڈیرون مین غافل پڑے سوتے جاگتے تھے یکایک شور و غل
سُنکے ہر ایک سردار اور شاہ اور شہریار زادے نکلے اور آمادہ رزم اور مہیاے قضا ہوکر مقابلہ اور مجادلہ کیا مگر ازبسکہ وہ کفار سب
ہوشیار مسلح و مکمل بارادۂ رزم و پیکار اور لشکر اسلام مین سب غافل تھے بیساختہ خسرو بلاد ہندوستان شبارنگ کے ہاتھ سے
اور شاہزادہ کرب غازی کنارنگ کی تلوار سے زخم کاری کھاکے بسبب کثرت ریزش خون کے بیہوش ہوگئے اور بہت سے
سرداران اہل اسلام بدرجۂ شہادت فائز ہوے بادشاہ سعد بن قباد شکست کھاکے جنگ رستمانہ کرتے ایک سمت کو نکل گئے
اور تمام لشکر پریشان ہوگیا کنارنگ اور شبارنگ دونون بدذات ملعونون نے بارگاہ سلیمانی اور تمام مال و اسباب تاخت و
تاراج کرکے اُسی وقت ہاتھیون پر اعرابون پر شترون پر بار کراکے سمت سبائل لقاے مشرک خدا کے پاس بھیجدیا
اور ایک عرضداشت بدین مضمون کہ یا خداوند ہم تیرے بندون نے کس فریب سے شبخون مارکے فوج اسلام کو تہ و بالا کردیا
اور بادشاہ کو شکست دیکر بارگاہ سلیمانی اور اثاثہ صاحبقرانی حضور مین روانہ کیا ہی امیدوار ہین کہ از راہ خداوندی
ایسے کارجان نثاری اور سرفروشی کے صلے مین طرۂ پیغمبری ہمکو عطا کر طول تا چند مختصر یہ کہ وہ عرضداشت لکھوا کر بھیجدی
اور لقاے مشرک خدا اکیفیت عرضداشت بارگاہ سلیمانی اور مال و اسباب لشکر اسلام کی اور ترکیب شبارنگ
اور کنارنگ کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنا سر ناپاک ہلاکر باواز بلند کہنے لگا کہ اے بندگان قدرت دیکھا تم سبھون نے
میری قدرت کا تماشا کہ بطرفۃ العین ایک دو بندگان کمترین سے مین نے تمام لشکر حمزہ کا تباہ اور برباد کرادیا جتنے
گبر شقی و ضلال و بیطول پر اُس بوم خصال کے بیٹھے تھے سبھون نے جھک کے سجدے کیے اور کہا یا خداوند امنا و صدقنا
تو برحق خدا ہی تیرے کارخانۂ قدرت مین کسی بشر کو کیا مداخلت بعد ازان لقاے مشرک خدا نے پروانہ پیغمبری کا
اُن دونون لعینون کے واسطے لکھوا کے بھیجدیا

اب دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر والاتوقیر سلطان صاحبقران اُس قلعے کی طرف روانہ ہوئے تو قریب اُسکے جاکے دیکھا کہ بہت بڑا ایک مینار
اُس قلعے کے اندر ہے اور ایک برج برابر اُس مینار کے معلوم ہوتا ہے اور ایک زنگی گنبد پر بیٹھا ہے چنانچہ اسی طرح سے چار برج ہین
کہ مین ہر برج پر ایک ایک زنگی بچہ گرز اور تیر و کمان اور نیزہ ہاتھون مین پکڑے زرہ جلتہ پہنے خود سر پر رکھے ایک ایک مست
ہاتھی پر کھڑے ہین اور ایک ایک دیو ہاتھیون کی مستک پر ایک ایک گرز ہاتھون مین لیے بیٹھا ہے مگر ایک زنگی فقط تلوار کھینچے ہے
صاحبقران دوران نے بجناب باری مناجات کرنا شروع کی ناگاہ خضر علیہ السلام جلوہ فرما ہوے اور امیر باتوقیر سے فرمایا کہ
اے حمزہ صاحبقران حملہ کرنا واہیات ہے پہلے لوح طلسمی حاصل کرو تمکو لازم ہے کہ فلان مقام پر زمین کو کندہ کرو لوح طلسم وہان مدفون
ہے اُس لوح کو نکال کے اپنے پاس رکھو اور جو کچھ اُسمین مرقوم ہو مطابق اُسکے تم کرو انشاء اللہ تعالی عنقریب یہ طلسم فتح ہو جائیگا
یہ کہکے حضرت خضر علیہ السلام تو نظرون سے ناپدید ہوگئے سلطان والاشان نے اُس مقام پر جاکے زمین کو کھودا اور اُس
لوح کو ایک صندوقچے مین دیکھکر نکال لیا ایک پرت الماس کی بے جرم نہایت صاف و شفاف اُسمین کچھ اسماے الٰہی اور
حروف کندہ تھے صاحبقران دوران نے جو اُسے ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم دروازۂ قلعہ کی طرف جا وہان
ایک شیر نکلکے تجھپر حملہ در ہوگا تو یہ اسم اعظم اپنے اوپر دم کرکے بہ یک مشت اُسکو مار کر گرا دینا بعد اسکے اندرون دروازہ ایک
گینڈا زنجیر فولادی مین بندھا ہوگا اُسے بھی اسی طور مار کر گرا دینا پھر جو کچھ عجائبات طلسم تو دیکھے بدون ملاحظہ لوح کوئی
بات نہ کرنا امیر باتوقیر حسب الحکم لوح کے قلعے کے دروازے کی سمت روانہ ہوے کہ یکایک ایک شیر نمودار ہوکر پنجہ اپنا اُٹھاے
بر سر سلطان نامور حملہ آور ہوا صاحبقران دوران نے وہی اسم لوح مین دیکھکر اپنے اوپر دم کیا اور بیک ضرب مشت اُس
شیر کو مار گرا اندرون دروازہ قدم رکھا تو وہان دیکھا واقعی ایک گینڈا دیو طلعت ہیبت منظر کھڑا کہ گردن چون کوہ آہن ⁂ ز رم
تنے در ہنگام رفتن ⁂ میان ابر و آتش بود یک شاخ ⁂ بہ جنگ فیل بودی سخت گستاخ ⁂ زنجیر آہنی مین بندھا
ہوا کھڑا ہے اور بمجرد دیکھنے صاحبقران کے کس غیظ و طیش سے زنجیر فولادی تڑا کے حملہ در ہوا اگر اُسوقت فیل مست
بھی اُسکی آمد کو دیکھتا تو بس پا ہو جاتا سلطان والاشان نے حسب الحکم لوح طلسمی جلدی سے اُسکی شاخ کو پکڑ کے زور
جو کیا تو کاسہ سر اُسکا الگ جا پڑا اور وہ خاک و خون مین تڑپ کر گرا اور مر گیا صاحبقران اُسکو مار کر ابھی چند قدم
آگے نہین بڑھے تھے کہ دیکھا ایک جا پر ایک پیرزال نہایت کہن سال کہ تمام سر پر ایک بال نظر نہین آتا
تھا چندیا گھٹی ہوئی نیلا عصابہ سر سے باندھے کانون سے ناک سے لو آگ کی نکلتی ہوئی پلکین چاندی کی سی
سفید چمکتی ہوئین آنکھیں لہو بھری ہوئین بجلی کی سی چمکتین جھریان منھ پر اور تمام جسم پر پڑی ہوئین دانت
ڈاڑھ مین کچھ نہین خمیدہ قامت سامری کرتہ گلے مین ایک سوسی کا پائجامہ چوڑیدار پانون مین بغل مین جھولی
اُس مین آرد نبولے رائی سرسون مٹر کے دانے آگ دھتورے کی جلتی خون مردون کے مینی کھوپڑی پر
پیالہ شراب کا رکھے دو ایک ناگنین دو ایک سانپ کالے گلے مین لپٹے ہوے شیر کی کھال بچھاے بیٹھی ستار بجا رہی ہے نظم

ضعیف اِسقدر تھی وہ پیرانہ سال ⁂ کہ روتی جوانی کو وہ ڈاڑھ مار
کہ چاندی کے تھے تار پلکون کے بال ⁂ ہوا جھریون سے تھا یہ حال تن
کوئی دانت منہ مین نہ تھا زینہار ⁂ جبین جس طرح دامن پیرہن

بیساختہ صاحبقران دوران کو آتے دیکھکر مثل شعلہ بھڑک کر اُٹھی اور کچھ سحر کرکے بہ شکل ایک مادہ فیل مست کے
حملہ در ہوئی صاحبقران دوران نے لوح کو اُسکے مقابل کیا بمجرد دیکھنے لوح کے تڑپ کر گری اور ہیئت اصلی ہو گئی چاہتی تھی
کہ بزور سحر پرواز کرکے بھاگے امیر معظم سلطان باکرم صاحب اسم اعظم نے بہ چستی تمام اُسکے بال پکڑ کے ایک جھٹکا مارا
کہ وہ زمین پر گری اور کھوپڑی اُسکی پھٹ گئی تاریکی چار طرف چھا گئی اور ایک آواز مہیب پیدا ہو کے داخل جہنم ہوئی

بعد دم بھر کے روشنی ہوگئی سلطان والا قدر آگے روانہ ہوئے تو دیکھا کہ ایک بادشاہ مع فوج و سپاہ آیا اور سلطان صاحبقران سے جنگ ہوئی آخرکار اُنکو شکست دے کر حسب اجازت لوح داہنی طرف جاکر ایک بیل کو جڑ سے اکھیڑا اُسمین ایک ساحر خزینہ دار جادو نکلا ہر چند اُسنے سلطان صاحبقران پر بہت کچھ سحر کیے مگر بوجہ لوح اور اسم اعظم کے سحر کا اثر مطلق نہ ہوتا تھا آخرکار وہ بھی صاحبقران کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوا کل آثار طلسم برطرف ہوئے جب حسب الحکم لوح سلطان صاحبقران اُس طلسم کو فتح کر چکے تو شاہزادہ بدیع الزمان کو رہائی بخشی اور وہ گنجینہ زر و جواہر اعرابون پر بار کراکے مع شاہزادہ بدیع الزمان سمت لشکر فیروزی اثر روانہ ہوئے یہان جس وقت کہ پہونچے تو حال شکست کھانے لشکر اور تاراجی اور غارتگری اثاثہ صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی کا سُنکے نہایت ملدر ہوئے آخرکار شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کو جانب دربند مرنجیہ رخصت کیا اور آپ بنفس نفیس دربند تمھوریہ کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ شاہزادہ بدیع الزمان نے اثنائے راہ مین ایک پہاڑ پر بادشاہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام کو دیکھکر ملازمت حاصل کی اور حال طلسم کے فتح کرنے اور امیر عالیمقام کے مراجعت فرمانے اور سمت دربند قمھوریہ تشریف لیجانے کا سب بیان کیا اور بادشاہ سے رخصت ہوکے پھر سمت دربند مرنجیہ روانہ ہوا بادشاہ لشکر اسلام اُس کوہ پر سے اُتر کے صاحبقران دوران کے پاس تشریف لاے اور ملاقات کی اور شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن مع چالیس ہزار سوار دلیران عرصہ کارزار اور جان نثاران نامدار ایک ملک التجار کی صورت چند چھکڑے اور اعراب لیے مال و اسباب کے بطور تاجرونکے ہمراہ لیے قلعہ مرنجیہ کے برابر پہونچا چنانچہ وہان کا جو حاکم مالک اُس قلعے کا مرنخ دزد نامے ایک گبر غیور مجاسرلبش اور زبردست تھا اُسکا ایک بھائی بہرام تھا اُسنے سوداگر کے قافلے کے آنے کی خبر سُنی تو وہ خیمے سے سوار ہوکر لشکر مین شاہزادہ نامور کے آیا اور شاہزادہ عالم سے ملاقات کی جس وقت بیٹھا شاہزادہ والا قدر نے ایک لعل رمانی ہفت کشور کے خراج کی قیمت کا بہرام کو دکھایا اُسنے طلب کیا شاہزادہ عالیمقدار نے انکار کیا اور نہ دیا یہ بات بہرام کو نہایت ناگوار ہوئی اور کچھ گفتگو خلاف ادب سخت کرکے جب جواب دندان شکن پایا تو حالت غیظ مین بہرام نے ایک خنجر شاہزادہ نامور کے سینہ بے کینہ پر مارا شاہزادہ رستم صولت نے بچا لاکی تمام اُسکا ہاتھ پکڑ کے خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور بہرام کو اُٹھا کر دے مارا تمام اُسکے ساتھ والے ملازمون اور ہواخواہون نے ایک عجب طرح کا ہنگامہ قیامت بپا کیا تھا رفتہ رفتہ یہ خبر سُنکے مرنخ دزد سراسیمہ و مضطر وہان آیا اور شاہزادہ عالم کو دیکھا کہ بہرام کی چھاتی پر بیٹھا ہے مرنخ کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور تلوار کھینچ کے چاہتا تھا کہ شاہزادہ نامور پر حربہ کرے شاہزادہ والا مرتبت نے مثل شیر ژیان بہرام کے سینے پر بیٹھے بیٹھے ایک گھٹنا اپنا زمین پر قائم کرکے ایک ہاتھ بڑھا کر باڑہ کو اُسکی تلوار کی بچا کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ وہ بھی برابر بہرام کے روبروے شاہزادہ عالیمقام گر پڑا شاہزادہ بدیع الزمان نے ایک زانو بہرام کے سینے پر دوسرا زانو مرنخ دزد کے سینے پر رکھ کر فرمایا کہ ای بہادرو اب تم کہو کہ خداے عزوجل خالق جزو و کل کی پرستش اور شناخت مین تم دونون کو کیا منظور ہے اور کیا تامل ہے بہرام اور مرنخ دزد دونون نے بطیب خاطر کلمہ طیبہ پڑھ کے اسلام قبول کیا اور شاہزادہ بدیع الزمان بصد شوکت و شان وہان سے کوچ کرکے سمت دربند قمھوریہ بخدمت سلطان صاحبقران والا مرتبت روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان صاحبقران دوران امیر کشور گیر حمزہ عالیشان سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جس وقت کنار رنگ اور شبار رنگ کوہ بختی نے یہ خبر سُنی کہ سلطان والا شان امیر حمزہ صاحبقران مع تمام

لشکر اسلام قریب آپہونچے تب اُن دونون نے فوج کشی کرکے طبل جنگ بجوادیا اور یہ خبر سُنکر نامیان خیبری اور نوبیان خیبری اسرہنگ مصری ابوشہاب لنگری بارگاہ سلیمانی مین بحضور شہنشاہ لشکر اسلام آئے اور زمین ادب کو بوسہ دے کر دست بستہ بعد دعا و ثناے شاہنشاہی کے یہ شعر پڑھا شعر الٰہی در جہان باشی بہ اقبال ✤ جوان بخت و جوان دولت جوان سال ✤ شہنشاہ عالم کی عمر دراز لشکر شبارنگ اور کنارنگ مین طبل بجا اور کل صبح کو وہ دونون کافر معرکہ آراے رزم و پیکار ہونگے یہ عرض کرکے ہرکارے تو مجرا کرکے بیرون بارگاہ نکل گئے سلطان ظفر احتشام امیر حمزہ صاحبقران عالی مقام نے بمجرد استماع اس کلمے کے فرمایا شعر سری بیم زشمشیر حبیب ✤ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ✤ جو کچھ کہ منشی تقدیر اور کاتب ازل نے صفحہ ناصیہ پر میرے بروز دیوان قضا اپنے کلک قدرت سے ترقیم کیا وہ لعرصہ ظہور آیا اور آئیگا آئین فکر و تردد محض بیجا ہے کہہ دو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجے چنانچہ حسب الحکم عظام حمزہ عالیمقام کے یہان بھی طبل اسکندری پر چوب پڑی بارہ سو جوڑیان نقارخانہ سلیمانی کی نوازش مین آئین تمام لشکر اہل اسلام مین خبر ہوگئی کہ صبح کو میدان جنگ مین غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار آمادہ رزم اور مہیاے قضا ہوکر اپنے اپنے عزیز و اقربا یار و آشناؤن سے باہم ملتے تھے اور کہتے تھے یار و شب حاملہ است فردا چہ زاید دیکھیے صبح کو کس کو تختہ تابوت اور کس کو تخت سلطنت نصیب ہو لکھو کھا دلیر اور شیر اپنے اپنے آلات حرب کو دیکھنے بھالنے لگے رات بھر جاگ اور ہوشیاری اور خبرداری سے بسر کی وقت سحر و دونون لشکر میدان مین آکر قائم ہوے صف آرائیان ہوئین سقے آبپاشی کرکے گرد و غبار کو پاک اور صاف کر گئے کڑکیتون نے ایک طرف سے نکل کے باواز بلند کہا اے مردان بکوشید تا جامہ زنان نہ پوشید - بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد ✤ کوشش نام و ننگ باید کرد ✤ کہان ہین رستم اور کہان سہراب و بیژن اور برزو سواے نام کے اور بھی کچھ دنیا مین باقی رہا - اشعار

نشانے نہ از کاسہ مغز او ست
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
نہ داری ز کاؤس و دارا نیاد
جگر خون شد از زہر افراسیاب
کہ وز دیدی از گرز او کوہ سر
جہان با کسے پائداری نہ کرد

سکندر کہ یک نیمہ آئینہ ساخت
کہ بشکست چون فرق کسری بہ سنگ
فریدون خداوند اکلیل و تخت
کہ گشتنے از زہرہ شیر آب
چو بیژن بہ چاہ بلا شد ہزار
بہ کس این جفا پیشہ یاری نہ کرد

باحوال جم جاے عبرت نکوست
ز آئینہ مرگ چون زنگ باخت
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
ز دنیا بہ ناچار بربست رخت
بخاک سیہ فرق رستم نگر
نماند آن یل برزوے نامدار
بس کون بہادر او نیا داری کہ آج

سربید ان نکلکر اُن اگلے بہادرون کا نام صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط مٹا دے اور اپنے آبا اور اجداد کا نام روشن کرجاے دو ہانگ آگے پٹ رہے اور پگ پاچھے پیٹ جاے ✤ ایسے پوت سپوت کا کاگا ماس نہ کھاے ✤ ساتھ اس آواز کے دیکھا لشکر کفار مین علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور کنارنگ اپنے مرکب کو چمکا کے ناف میدان مین آیا اور رسم قیطول لقا سجدہ کرکے پکارا اے لشکر خدا پرستان و اے زبردستان از شما کرا آرزوے مرگ ست کہ بیاید بمیدان جنگ یہ آواز سنتے ہی یل عادیان پور شداد یان پہلوان عمادی مقابلے کو گیا اور زخمی ہوا اسی طرح اُس روز سترہ سردار دست راستی زخمی ہوے اور دوسرے روز بیس سردار دست چپی زخمی ہوے خلاصہ یہ کہ دس روز کی میدان داری مین ایک سو دو سرداران لشکر اسلام زخمی کرکے طبل بازگشت بجوا کے چلا گیا روز یازدہم جبکہ بدستور قدیم دونون لشکر میدان مین آئے اور تیاری وعدہ گاہ مصاف کی بخوبی ہو چکی اور کنارنگ نے اپنی فوج سے نکل کر باواز بلند کہا کہ اے خدا پرستو

اب بھی کسی کو حوصلہ مجھ سے مقابلے اور مجادلے کا ہو تو آئے میدان جنگ مین ابھی پورا کلمہ اسکی زبان سے نہین نکلنے پایا
تھا کہ دیکھا علمداران لشکر اسلام نے علمون کو جلوہ دیا اور نقارون پر چوب پڑی عمرو نے میدان مین نکلکر نسیب دی کہ اے
دلیران فوج اسلام ہوشیار ہو جاؤ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران میدان مین برآمد ہوتے ہین اور ایک بار
حمزۂ صاحبقران نامدار اشقر دیوزاد کو سبک خیز کرکے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ سے اجازت میدان حاصل
کرکے اور بمقابلہ کنارنگ جاکے ہمتگاور ہوئے بعد مکالمہ زبانی اور آئین صاحبقرانی دونون کفار کو امیر حمزۂ عالیمقدار
نے مردانہ وار کمربند پکڑکے اُٹھالیا اُسوقت اُن دونون تیرہ روزگارون نے خوف جان سے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوکے
وقت شب بھاگ کر قلعہ بند ہوئے روز دوم شاہزادہ بدیع الزمان نے مع بہرام اور مریخ دزد آکر بارگاہ سلیمانی مین
سلطان صاحبقران سے ملازمت حاصل کی اور اپنے دنگل پر بیٹھے اُسی شب کو شبارنگ اور کنارنگ کو وہ تخت کو
خواب مین زیارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نصیب ہوئی ہے اور وہ دونون عیار از سر صدق کلمہ پڑھکے مسلمان ہوئے

اب دو کلمے داستان شاہزادہ کرب غازی سے بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ کرب دلاور سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکے بر سر رزم مریخ روانہ ہوا حسب اتفاق
مریخ شکارگاہ مین شکار کھیل رہا تھا شاہزادہ کرب غازی نے لوگون سے جو دریافت کیا کہ مریخ حاکم دربند مریخیہ
یہی شخص ہے تو مریخ سے ملاقات کی مریخ نے پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا شاہزادہ کرب دلاور نے جواب دیا کہ تیری تادیب اور
تعذیر کے واسطے آیا ہون مریخ نے کہا کہ مجھ سے ایسا کونسا جرم اور گناہ سرزد ہوا وہ فرمائیے تاکہ مین اپنے جی مین متنبہ
اور معقول ہوکر اسکا غدر کرون شاہزادہ کرب غازی نے کہا کہ مین نے سنا ہے تو نے بارگاہ سلیمانی مرجان فیلکش کے
ہمراہ سمت سبائل زمرد شاہ کے پاس روانہ کی ہے مریخ نے عرض کی کیا مجال اور کیا تاب میری کسی حاسد نے غلط عرض
کیا ہوگا وہ بارگاہ اور مرجان تو اسی صحرا مین موجود ہین کرب نے کہا کہ کیا مضائقہ تو میرے ہمراہ چل کہ جہان وہ ہو بتلادے
مین اُسکے باپ سے لے لونگا مریخ نے کہا ازین چہ بہتر آپ تشریف لے چلیں مین ابھی چلکے بتلائے دیتا ہون یہ کہکر مریخ
اُسی وقت ہمراہ رکاب شاہزادہ کرب دلاور کے سوار ہوکر اُس صحرا مین پہونچا اور دور سے تبلایا کہ اسی صحرا مین مرجان
فیلکش مع اپنی فوج و سپاہ کے ابھی کہین گیا نہین موجود ہے شاہزادہ کرب غازی نے نصف شب کو مرجان
فیلکش کے لشکر پر جاکے شبخون مارا اور مرجان فیلکش کو مجروح کرکے بارگاہ چھین لی اور مع مریخ سمت لشکر فیروزی اثر
روانہ ہوا اور بارگاہ سلیمانی مین آکر ملازمت سلطان والا منزلت کی حاصل کی بعد اسکے امیر دالا توقیر مع لشکر نصرت اثر
وہان سے کوچ کرکے سمت دربند کرب سیہ روانہ ہوئے حسب اتفاق راہ گم کرکے گردو نواح مین ایک حرمان
دیوکش کے کہ ایک پہاڑ پر معمور اور نام اُسکا شہر حرمان مشہور تھا آنکلے دیکھا کہ شہر بہت بڑا لشکر لا انتہا صف

انبوہ در انبوہ سکان شہر گروہ گروہ شعار
عجائب رنگ اور نقشے کا بازار
کہ ہون بیتون کے جیون مصرع برابر
ہزارون اس لطافت کے وہان باغ
کہ دل ہر اک کا مثل گل کھلا ہے

نمایان صف بصف اسکی عمارت
بھری جس مین بہار خط گلزار
کہون مین اسکو حرمان یا گلستان
کہ کھائے رشک سے باغ ارم داغ

مسلسل جیسے رنگین ہو عبارت
دو رویہ یون دکانین سب برابر
جیسے ہو غنچۂ دل دیکھ خندان
موافق اس طرح آب و ہوا ہے

اور گردو پیش اُس شہر کے ہزار چشمے پانی کے مثل سیماب موج مار رہے تھے
اور پانی مثل آب مروارید صاف اور شفاف نظر آتا تھا اور وہ پانی خندق مین شہر کی جاتا تھا اور اُسی خندق کے

پانی سے قریہ و دیہات جو حضور تحصیل کے گرد و اطراف مین آباد تھے وہان کے باغات اور زراعت اور کھیتون مین کشتکار
اور دہقان ڈھیکلیان لگائے پانی دے رہے تھے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یہ کیفیت اور فضا دریے
اُس شہر کی دیکھکر بہ کمال اشتیاق جست کرکے اُس خندق کو طی کر گیا اور چالیس فرسنگ تک ابادی اُس شہر کی اور کیفیت
کوچہ و بازار کی دیکھتا ہوا ایک جنگل مین جا نکلا وہان دیکھا کہ سات میل مین کہ انھین بطور ہفت ستون کے بنایا ہی اور
اُنپر ایک قصر عالیشان نہایت خوبصورت اور دلچسپ تعمیر کیا ہی عمرو یہ فضا وہان کی دیکھکر پھرا اور خوشی خوشی صاحبقران
دوران کو لانے اور وہان کی سیر دکھلانیکے واسطے آتا تھا اثنائے راہ مین ایک تتق گرد کا تیرہ و تار اور خیرہ خیرہ سر گرد آسمان
رسیدہ پاے گرد بر مین دوزیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد
شگافتہ ہوا اور دیکھا کہ آگے آگے کچھ پیلان کوہ شکوہ اُنپر علم اور نشان اور کچھ جلوس سواری کا اور بعد اسکے دیکھا کہ
زرومان شاہ مع اپنی فوج و سپاہ شکارگاہ سے پھرا ہوا اپنے شہر کو جاتا ہی شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار یہ تماشا
دیکھکر جب بارگاہ سلیمانی مین پہونچا تو سارا حال بیان کیا سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی
کو حکم دیا کہ تم پیش خیمہ لیکے آگے چلو حسب الحکم سلطان باکرم پہلوان عادی اپنے رخش رخشان پر سوار ہو کر مع پیش خیمہ
اُس طرف روانہ ہوا یہ خبر سُنکے زردمان شاہ بادشاہ نے اپنے اہالیان دولت اور ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ ہمارا لشکر
تیار ہو کل صبح کو ہم واسطے استیصال لشکر خدا پرستان سوار ہونگے بموجب حکم بادشاہ فوج و سپاہ مسلح اور مکمل ہو کر
چار گھڑی رات سے دروازے پر بارگاہ بادشاہ کے حاضر ہوئی اور صبح ہوتے ہوتے زردمان شاہ مع چالیس پہلوانون
کے کہ ایک ایک کو اُنمین دعویٰ رستمی اور سہرابی تھا اور ایک اپنے بڑے بیٹے کو کہ نہایت زبردست اور قوی بازو
شمشیر زن اور پیل افگن داراب پلنگ خوار موسوم اور مشہور تھا اور تمام اپنے لشکر کو ہمراہ لیے سوار ہو کر بیرون
شہر آیا اور لب دریا ایک میدان وسیع مین آکر فروکش ہوا اور بیٹے داراب پلنگ خوار کو حکم دیا کہ تو جاکے داروغہ سے
پیش خیمہ حمزہ کا چھین لا اور اگر وہ کچھ سرکشی کرے تو بلا تامل اُسے قتل کرکے اسباب وغیرہ جو کچھ کہ اُسکے ساتھ ہو تاراج کر لانا
چنانچہ حسب الایماے زردمان شاہ داراب پلنگ خوار مع کئی ہزار سوار کفار اپنے مرکب کو تیز گام کرکے بر سر پہلوان
عادی آیا اور چاہا کہ کچھ از راہ سرکشی دست بُردی پیش خیمہ پر کرے پل عماریان پور شدادیان کیتیان کرب بن کوہ
معدیکرب پہلوان عادی تخت شدادی پکڑ کے بمقابلہ داراب پلنگ خوار جا آیا نوبت ہتھیار پر پہونچی اور داراب پلنگ خوار
پہلوان عادی کے ہاتھ سے زخم کاری کھاکے پھرا اِس عرصے مین زردمان شاہ بھی مع چالیسون پہلوانون اور اپنی فوج
و سپاہ کے آپہونچا اور داراب پلنگ خوار نے اپنے بیٹے کو حالت زخمداری سراپا خون مین آغشتہ اور بیتاب دیکھکر چاہا
کہ آپ بمقابلہ پہلوان عادی جاے یکایک قہر طویل القامت چھوٹا بیٹا اُسکا اپنے مرکب کو جھکا کے زردمان شاہ
سے عرض کرنے لگا کہ فدوی کے سامنے حضرت کا مقابلے مین ایک ذلیل داروغہ پیش خیمہ کے جانا مناسب نہین حضرت اِس
فدوی کو اجازت دین کہ عوض بڑے بھائی صاحب کا اُس خدا پرست سے جاکے لے زردمان شاہ نے کہا کیا
قباحت ہی بخداوند باختر سپر دیم قہر طویل القامت اجازت لیکر میدان مین آیا اور پہلوان عادی سے مبارز طلب ہوا
بطرفۃ العین وہ بھی عمرو معدیکرب کے ہاتھ سے زخمدار ہو کر حالت غش مین مرکب پر سے گرا اور اُسوقت زردمان شاہ
نے اپنے دونون بیٹون کو مجروح دیکھکر بیساختہ اپنے مرکب کو جولان کیا اور بمقابلہ پہلوان عادی آکر پکارا باش
ای صید فربہ طویل القامت خدا پرست کگذارم کہ اکنون از دست من زندہ و سلامت روی یہ کہکے برچھا
پہلوان عادی کے منھ پر مارا پہلوان عادی نے اُس چیانست پر جیتی تمام اپنا نیزہ پکڑ کے اُسکے نیزے کو گانٹھ لیا

اور سترھوین طعن مین اُسکے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کردیا زردمان شاہ نے جو دیکھا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے اسنے نکالدیا فرط غضب
سے زمانہ اُسکی آنکھون مین تیرہ و تار تھا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر پکارا کہ ای خداپرست نیزہ بازی خلال بازی
عمود بازی حمال بازی شمشیر بازی راست بازی دیکھو تو گیا میری تلوار کی بُرش ہی یہ کہکے بقوت تمام ایک وار تلوار
کا پہلوان عادی کے سر پر کیا پہلوان عادی نے اُسکی تلوار کو تخت شدادی پر روک کر بوقت برگشتگی تخت شدادی
مارا کہ حسب اتفاق اُسکا گھوڑا الف ہوگیا اور ضرب پوری نہ پڑی کچھ چھچھلتا ہوا زخم اوچھا زردمان شاہ کے سر پر
آیا لیکن پہلوان عادی جو ضرب کرکے اپنے مرکب کو روکنے لگا کہین اُس مقام پر موشک خانہ تھا سم مرکب شکستہ
مین جا پڑا اور گھوڑا پہلوان عادی کا اگلے پانون کے بھل بیٹھ گیا اور پہلوان عادی قاش زین سے جدا ہو کر گرا اتنے
عرصے مین زردمان شاہ دوڑ کر پہلوان عادی سے لپٹ گیا اور زور کشتی ہونے لگا ہرچند زردمان شاہ کو پہلوان
عادی سے کیا مناسبت تھی جو لحظہ بھر کشتی مین ٹھہر سکتا مگر کارخانہ قضا و قدر مین کسکو مداخلت ہی اسی موشک خانے
مین پہلوان عادی کا بھی پانون جا پڑا اور پہلوان عادی کو حالت غش طاری ہوئی زردمان شاہ نے پہلوان
عادی کو گرفتار کرلیا اور اپنے خیمے مین لیجا کے جب عادی کو ہوش آیا تو کہنے لگا ای خداپرست تو میری نوکری کرلے
پہلوان عادی کو گرفتار جواب دیا کہ جو کوئی مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلاے مین اُسکی نوکری کرتا ہون زردمان شاہ
نے کہا کیا بڑی بات ہی مین تجھے سیر کردونگا پہلوان عادی نے کہا کہ پھر جو مین بھوکھا رہونگا تو پھر نہ تو ہوگا اور نہ مین
ہونگا اور نہ تو میرا مالک ہی اور نہ مین تیرا نوکر ہون زردمان شاہ نے پہلوان عادی کو قید سے رہائی دیکر کئی خوان
خاصے کے طلب کرکے پہلوان عادی کے سامنے رکھدیے پہلوان عادی نے اُن خوانون کے گننے اور خوان پوش
اُٹھاکر کھانے کو دیکھا اور کہا ای بادشاہ میرے کھانے کے واسطے جو کچھ تو نے تجویز کیا ہو وہ تو طلب کرکے مجھے دے
بادشاہ نے کہا اِن خوانون مین سے تو پہلے کھالے جب تیرا پیٹ نہ بھریگا تو مین تجھے اور منگا دونگا پہلوان عادی
نے وہ سب خوانون کا جو کچھ کہ قسم برنج وغیرہ کے پانچ چارسیر کی چپاتیان دس بیس باقرخانیان تھین وہ سب
اُٹھاکے دو نوالون مین کھالیا بادشاہ نے داروغۂ مطبخ سے اشارہ کیا کہ ہمارے باورچیخانے مین جتنا کھانا تیار ہو
وہ سب لاکے اِسکے سامنے رکھدو اُسمین سے جتنا اِسکا جی چاہے کھالے حسب الحکم زردمان شاہ داروغہ نے
دو ڈھائی سو دیگ پلاؤ اور زردے اور مطنجن اور شیر برنج کی اور کوئی سو سوا سو دیگ قلیے اور قورمے کی دو ڈھائی سو
دیگ خشکے کی اور کوئی چارسو جوڑ باقرخانیون کے کہ ایک ایک جوڑ سوا سوا سیر کا تھا اور قریب دو من کے کباب اور کوفتے
وغیرہ لاکے سامنے پہلوان عادی کے رکھوادیے زردمان شاہ نے جانب پہلوان عادی مخاطب ہوکے کہا کہ لے
اب جتنا تیرا جی چاہے اِسمین سے پیٹ بھر کے کھالے باورچی نے کہین قضاے کار چاہا کہ پلاؤ تھوڑا سا کفگیر سے نکال کر
قاب مین رکھے پہلوان عادی نے دوڑ کر باورچی کو آہستہ سے ایک دو انگلیان مارین کہ وہ باورچی مانند لوٹن کبوتر کے
زمین پر گرکے لوٹنے لگا اور سب باورچی تو مارے خوف کے بول نہ سکے بھاگ کر الگ جا کھڑے ہوئے مگر
زردمان شاہ نے کہا کہ ای بہادر اِس باورچی نے کیا قصور کیا تھا جو تو نے اِسکو بے صدر قصور مارا پہلوان عادی
نے کہا کہ تمھارا باورچی نہایت بے تمیز ہی جس وقت یہ دیگ سے کفگیر مارکر چانول نکالتا پھر یہ آب چانولون
کی نہ رہتی سب ٹوٹ جاتے یہ کہکے جلدی سے ایک دیگ کے دونون کنڈل پکڑکے اِس طرح سے دو چار جھٹکے
دیگ کو دیے کہ تہ دیگی مین جو کھرچن لگی تھی وہ بھی دیگ کے پیندے سے کھرچ کر جدا ہوگئی اور پہلوان عادی
نے ایک مرتبہ دونون ہاتھون سے دیگ اُٹھاکے مُنہ سے لگالی اور سارا پلاؤ اُس دیگ کا آن واحد مین گلے کے

اندر بھر کے چٹ کر لیا اسی صورت سے وہ جتنی دیگین تھین سب کو اُٹھا اُٹھا کے جو کھانا اسمین پلاؤ زردہ شیر برنج خشکہ تھا
سب کو باتون باتون مین کھا کر چار چار پانچ پانچ باقرخانیون کو تلے اوپر رکھ کے اور انپر دو دو بادیے قلیے و قورمے کے اُلٹکر
مُنہ مین رکھ لیے اور کھانا شروع کیا کوئی دو تین گھڑی کے عرصے مین وہ سب کھانا بادرچیخانے کا کھا کر کہنے لگا کہ ای بادشاہ
وہ جو مثل تو نے سنی ہو بھوکھا بھلا اور آدھا پیٹ کھانا بہت بُرا ہوتا ہی مارے بھوکھ کے میری جان نکلتی ہی واسطے
اپنے دین و آئین کے کچھ تو اور منگا دے کہ مین کھاؤن اور اند کے مجھے تسکین ہو بادشاہ نے مسکرا کے چوبدارون
اور چیراسیون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر کی بازار مین جا کے جتنے باورچی اور حلوائی اور دُکاندار ہون اُنکی دوکانون
مین جو کچھ پوری پکوان شیرینی ملے وہ سب اُٹھوا لاؤ حسب الحکم زردمان شاہ کے ہرکارے چیراسی چوبدارون نے
بازار جا کے سات سو آٹھ سو ٹوکرے بڑے بڑے مٹھائی اور پوری پکوان کے اور باورچیون کی دوکانون سے پلاؤ زردہ
آبی خمیری چپاتیان شیرمال باقرخانیان کلچے تافتانین غرض جو کچھ تھا سب اُٹھوا کے سامنے پہلوان عادی کے لا کر رکھدیے
پہلوان عادی نے وہ بھی سب مٹھائی پوری پکوان وغیرہ جو کچھ تھا آن واحد مین نوش جان کر کے کہا کہ بادشاہ ہرچند کہ
بے ادبی اور گستاخی ہوتی ہی مگر مجھے معلوم ہوتا ہی کہ تو بڑا دانے زرد اور لئیم ہی ارے جسکو کھانا کھلواتے ہین اُسکو آدھے پیٹ
رکھتے ہین کمبخت تیرا برا ہو اگر مجھے قتل کرنا تھا تو تو نے ایک مرتبہ مجھے تلوار سے ذبح کر ڈالا ہوتا یہ کیا ضرور کہ ترسا ترسا کے
مجھے بھوکھا پیاسا مارتا ہی زردمان شاہ اور اُسکے تمام اہالیان بارگاہ متحیر اور ششدر خاموش کھڑے کچھ جواب نہین دے سکتے
تھے جب پھر پہلوان عادی نے کہا کہ ارے جو توفیق کھلانے کی تجھے نہین تھی تو تو نے مجھ سے وعدہ کیون کیا تھا خیر
اگر تجھے روٹی ٹکڑا نہین میسر ہی تو بلا سے کچھ چنے کی قسم سے مجھے منگا دے کہ مین کچھ تو کھا لون تا کہ تسکین ہو زردمان
شاہ نے ناچار ہو کر کہا کہ ارے دیکھو اصطبل کے اندر گھوڑون کا کچھ دانہ کوٹھون مین ہو تو لاؤ داروغہ دواب نے کئی
کوٹھے چنے اور موٹھ کے دانے کے گھوڑون اور بیلون کے کھانے کے کھلوائے پہلوان عادی نے پھنکے مارنا شروع
کیے اور دو تین گھڑی مین وہ سب دانہ بھی جب کھا چکا زردمان شاہ اپنے جی مین کہتا تھا کہ یہ شخص کوئی دیو ہی اب کی
بار یہ مجھے کھا جائیگا ناگاہ پہلوان عادی زردمان شاہ کا مُنہ دیکھکر کہنے لگا ای بادشاہ تیری توفیق تو مین دیکھ چکا
اب تو اپنے جی مین یہ کہہ کہ یہ شخص بڑا پیٹا ہی بہت کھانا کھاتا ہی مجھے نظر لگائیگا بس مین باز آیا تیری نوکری سے
اگر اسی طرح سے مین روز فاقہ کرونگا تو زندگی میری کاہے کو ہوگی انسان نوکری چاکری بیگانی تابعداری
واسطے اپنے پیٹ بھرنے کے کرتا ہی جب رزق پیٹ بھر کے نہ ملا تو پھر کسی کی اطاعت کرنا کیا ضرور ہی زردمان شاہ
کو کچھ جواب دینے نہ بن پڑا سوا اسکے ایک بھاری خلعت منگا کے پہلوان عادی کو پہنایا اور ایک خیمہ
مخملی بہت پرتکلف علیحدہ پہلوان عادی کے واسطے استادہ کرا کے کہا کہ آپ جو دال دلیا یا نان جوین مجھے
میسر آئے وہ قبول کر کے یہان تشریف رکھین کیا مضائقہ کبھی ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہی پہلوان عادی
نے کہا اچھا تو ذرا مین آرام کر لون پھر تجھ سے گفتگو کرونگا اور اس تیری ابلہ فریب باتون کا جواب دونگا یہ
کہکے پہلوان عادی اُس خیمے مین جا کے ایک بڑے پلنگ پر دراز ہوا اور کروٹین لے رہا تھا اسمین دراز عرب عیار
نے آ کے کہا کہ ای عمرو معدیکرب اب بخدمت امیر حمزہ صاحبقران چل یہان کیون پڑا ہی پہلوان عادی نے کہا کہ
جا مین تو نہین جاتا دراز عرب ناچار ہو کر وہان سے لشکر فیروزی اثر مین آیا اور بارگاہ سلیمانی مین جا کے پھر سارا
حال پہلوان عادی کا بیان کیا تمام سرداران لشکر اسلام بیساختہ ہنس پڑے امیر حمزہ صاحبقران متبسم ہو کر
فرمانے لگے کہ وہ جو کچھ ہوا سو ہوا کچھ پیش خیمہ کا حال اور پہلوان عادی کے ساتھ کی فوج و سپاہ کا حال نہ معلوم ہوا

دراز عرب نے عرض کی کہ قربانت شوم وہ تمام لشکر اُسی میدان مین پڑا ہی اب دیکھیے کیا ہو غرض یہان تو یہ گفتگو ہی وہان
سُنیے کہ زردمان شاہ نے وقت شب کے طبل جنگ بجوادیا اور عیاران لشکر اسلام نے آکر بحضور بادشاہ اسلام عرض
کی عمرت دراز باد کہ تاو درخشری شہر یار عالم کی عمر دراز زردمان شاہ اِس دربند کے حاکم نے طبل جنگ بجوایا اور صبح کو
معرکہ آرائے میدان کارزار ہوگا امیر با توقیر نے فرمایا کہ بحول وقوت پروردگار ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجوا دو
چنانچہ حسب الحکم سلطان باکرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا اور تمام رات تیاری میدان جنگ کی رہی روز دوم
صبح کو دونون لشکر میدان مین نکلے اور صف آرائی ہوئی مختصر یہ کہ دو تین روز کی میدان داری مین چالیس بیٹے
زردمان شاہ کے میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوے اور سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے چالیسون
بیٹون کو اُسکے زیر کرکے پکڑلیا اور بعد ازان زردمان شاہ شیرویہ بن حمزہ سے مقابلہ ہوا بعد از جنگ نیزہ اور
شمشیر جسوقت کہ نوبت کشتی کی پہونچی زردمان شاہ شیرویہ بن حمزہ سے مغلوب ہوکر از سر صدق مسلمان ہوگیا اور اپنی
سب فوج و سپاہ کو بھی کلمۂ شہادت تلقین کرکے مشرف باسلام کیا بعد اِسکے اُسی پہاڑ پر تیاری دعوت کی بڑی دھوم
سے کرکے سلطان والاقدر عالی منزلت کو لیگیا اور چاکرانہ خدمت مین مشغول تھا ناگاہ سلطان صاحبقران کی
نگاہ جو جانب کوہ جا پڑی تو دیکھا کہ عجب طرح کی روشنی کوسون تک نظر آتی ہی امیر با اقبال نے زردمان شاہ
سے استفسار حال کیا کہ یہ چراغان کی روشنی کیسی ہی زردمان نے عرض کی کہ یا امیر عالی مقام یہ روشنی قدیم الایام
سے غلام بھی دیکھتا ہی اور ہر چند اسکی تحقیقات بڑے بڑے سن رسیدہ یہان کے رئیسون اور باشندون سے کی گئی
مگر مطلق اسرار نہین کھلتا اور آجتک کچھ نہین معلوم ہوتا کہ روشنی کیونکر ہوتی ہی اور جو کوئی اِس روشنی کے دریافت کرنیکا
کو اسطرف گیا وہ پھر کر نہین آیا بیت نہ پایا کھوج برسون نقش پاے رفتگان ڈھونڈھے ✤ نہین جنکا پتا ممکن کوئی
انکو کہان ڈھونڈھے ✤ لاعلاج ہوکر خاموش ہو رہے ہین سلطان صاحبقران نے فرمایا نیت شب جمعہ ام
انشاء اللہ تعالے کل ہم اسکا حال دریافت کرینگے غرض وہ شب گذر گئی روز دوم صبح کے وقت سب سردار
بارگاہ نشین بحضور شہر یار سعد بن قباد اور سلطان صاحبقران حاضر ہین اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کہ
بتقریب صید افگنی حسب الایماے امیر والا توقیر اُسی پہاڑ پر جاکے شکار کھیل رہا تھا کہ ایک مرتبہ سامنے سے ایک
ہرن نمودار ہوا اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اُس ہرن کے تعاقب مین اپنے گھوڑے کو تیز گام کرکے ابھی تھوڑی دور
نہین گیا تھا کہ ہواے آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو قاش زین سے اُٹھاکے لے گیا
ہمراہیان شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ نے آکر شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار سے سارا حال بیان کیا عمرو نے
جلد ہی سے اُس پہاڑ پر چڑھ کے چوطرف خیال کیا تو دیکھا درمیان کوہستان کے ایک مرد پیر نماز پڑھتا ہی عمرو
اُس بوڑھے کے برابر جاکر کھڑا ہوا اِس عرصے مین اِس بوڑھے نے نماز سے فراغت کی اور عمرو کو دیکھکر کہا سلام علیک
ابھی عمرو جواب وعلیک السلام نہین دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ اور پیدا ہوا عمرو کو بھی اُٹھا لیگیا عیاران اسلام نے
بحضور سلطان صاحبقران عالیمقام جاکر بیان کیا امیر با توقیر اُسی وقت پریشان خاطر ہوکر اور اشقر دیوزاد
پر سوار ہوکے اُسی دامان کوہستان مین اُس پیر مرد کے پاس جاکر مستفسر اِس حال کے ہوے اُس بوڑھے نے کہا کہ اے
شہر یار یہ مقام جو راے جنی حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی دایہ کا ہی جو کوئی یہان بیباکانہ اور بے ادبانہ
آتا ہی اُسکو قید کرتے ہین امیر والا توقیر یہ گفتگو اُس پیر مرد کی سُنکے اُس کوہ پر تشریف لیگئے تو از بسکہ پہاڑ پر چڑھنے سے
پانون شل ہوگئے سستی فراخ بر طاری تھی دم بھر کے واسطے ایک پتھر کی چٹان پر آرام فرمایا جیکہ خواب سے بیدار ہو

تو آنکھ کھولکر دیکھا کہ وہ پہاڑ نہین ہی بین ایک صحراے وحشتناک مین کھڑا ہون صاحبقران دوران صبح سے شام تک اُس صحرا مین عرصہ راہ کو طے کرکے پھر اُسی پہاڑ پر آئے اور شب کے وقت ایک جا پر بیٹھ خود یہ تجویز کرکے کہ اب یہان آرام کرون صبح کو پھر جیسا ہوگا دیکھ لونگا آرام کیا جب صبح کو آنکھ کھلی تو پھر وہی جنگل نظر آیا سلطان صاحبقران نہایت پریشان اور ششدر ہوکر بحضور قلب جناب باری سے متدعی ہوے ابھی دعا سے فارغ نہین ہو چکے تھے کہ یکایک حضرت خضر علیہ السلام نمودار ہوے اور حضرت خضرؑ نے امیر باکرم سے فرمایا کہ ای امیر حمزہ صاحبقران دست راست دیکھو تو بہت قریب پہاڑ ہی تم اُسپر بیخوف وخطر چڑھ جاؤ لیکن پیچھے پھر کے نہ دیکھنا سلطان والاشان نے بموجب ایماے حضرت خضر علیہ السلام کے چاہا کہ مین پہاڑ پر چڑھون مگر نہ چڑھ سکے تب ناچار ہوکر پھر اُسی طرح رنج وتعب مین دن بسر کیا شب کے وقت عالم خواب مین دیکھا کہ ایک شخص باشمشیر عریان شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ کو اسیر طوق وزنجیر کیے روبروے امیر والا توقیر لایا اور تلوار سے شاہزادہ نامدار کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلا گیا بعد دم بھر کے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو اُسی طرح سے بطوق اور سلسل امیر حمزہ صاحبقران کے سامنے لا کے تلوار سے قتل کیا صاحبقران دوران دیکھا کیے مگر بموجب ممانعت حضرت خضر علیہ السلام کے مطلق کچھ نہ کہا جس وقت سلطان رالاقدر عالی منزلت خواب سے بیدار ہوے تو دیکھا وراے جنی شیرویہ بن حمزہ اور عمرو کو اپنے ہمراہ لیے نمودار ہوئی اور اُسنے صاحبقران دوران کے قریب آکر کہا کہ ہر دن تیرے بشرے پر آثار بزرگی نمایان ہی خیر یہی موجب سفر کا ان دونون تیرے متوسلون کے واسطے ہوا اور یہ کہکے شاہزادہ شیرویہ کو اور عمرو کو حوالے صاحبقران دوران کے کیا اور آپ نظرون سے غائب ہوگیا امیر عالیمقام وہان سے باطمینان تمام مع شاہزادہ شیرویہ بن حمزہ اور عمرو بن امیہ ضمری کے مراجعت فرماکے اپنی بارگاہ مین داخل ہوے روز دوم وقت دربار زردمان شاہ نے بر سبیل تذکرہ کہا کہ ای شہریار اس ملک مین ایک قوم جانوران پرند کی اس شکل سے دیکھنے مین آئی ہی کہ اُنکی تین تین چونچین ہین اور تلوار نیزہ تیر خنجر چھری گولی کوئی حربہ اُنکے جسم پر اثر نہین کرتا سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران نے پوچھا کہ وہ جانور پرند کہان تونے دیکھے ہین زردمان شاہ نے عرض کی کہ یہان سے بہت نزدیک اسی دامان کوہستان مین آشیانے اُنکے موجود ہین امیر باتوقیر نہایت مشتاق اُن پرندون کے دیکھنے کے ہوکر مع سرداران لشکر اسلام سوار ہوے اور زردمان شاہ کو ہمراہ لیے جب اُس پہاڑ کے قریب پہونچے تو واقعی اُن جانورون کو جو بغور دیکھا تو تین تین منقارین تھین اکثر سردارون نے براے امتحان تیر برچھی تلوارین گویان اُن پرندون پر مارین الا کچھ کسی کا حربہ اُنکے جسم پر کارگر نہ ہوا وہ اسی طرح سے پرواز کرتے پھرتے تھے امیر والا توقیر نے جانب عمرو مخاطب ہوکے فرمایا کہ خواجہ سلامت اگر یہ جانور گرفتار ہون تو پر وبال اور پوست اُن جانوران پرند کا تجربے کام کا ہی تو کوئی تدبیر اُنکے پکڑنے کی نکال عمرو نے کہا حمزہ یہ تدبیر دام دارون صیادون کو طلب کرکے پوچھ میری بلا جانے مین تو یہ جانتا ہون کہ زر کا صرف سب چیزون ہی یہ روپیہ قاضی الحاجات ہی جو زر صرف کریگا اُسکو آسانی سے ہر ایک شی مل سکتی ہی لے زر لے پر غرض پانچہزار اشرفیان امیر باتوقیر سے جب لے لین تب مرشد کامل شاہ عیاران عیار نے زہر ہلاہل گوشت مین آمیختہ کرکے زیر دامان کوہ جا بجا رکھوا دیا اور جسوقت اُن جانوران پرند نے اُس گوشت کو کھایا پھر پرواز نہ کرسکے وہین پھڑک پھڑک کر مر گئے عمرو نے پوست اُنکا کھچوا کر چار ہزار خفتان بنواے کوئی حربہ اُنپر اثر نہین کرتا تھا غرض بعد چند روز کے لشکر فیروزی اثر کا وہان سے کوچ ہوا اور سلطان والاشان امیر حمزہ صاحبقران مع تمام سرداران لشکر اسلام کے آگے کو روانہ ہوے

جب تک دو کلمے داستان لشکر شاہزادہ عالیشان خاور سیاہ ملک قاسم سے گذارش کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت لقا خدائے باختر کو یہ خبر پہونچی کہ ملک قاسم نے بڑی جمعیت بہم پہونچائی ہی اور مظفر بن ضیغم خون آشام
وغیرہ مسلمان ہوکر اُسکے شریک حال ہیں لقا نے جانب الماس پولاد جنگ مخاطب ہوکر کہا کہ تو اسی وقت اپنا
لشکر ہمراہ لیکر برسر قاسم جا اگر وہ زندہ دستگیر ہوسکے تو زندہ میرے سامنے لا ورنہ اُسکا سر کاٹ کے حاضر کر
حسب الحکم اُس خدائے باختر کے الماس پولاد جنگ مع اپنے ساٹھ ہزار سوار کفار کے آمادہ رزم وپیکار ہوکر
تلاش شاہزادہ خاور سیاہ نامدار روانہ ہوا اور روز دوم بعد کوچ کرجانے الماس پولاد جنگ کے لقائے مشرک
خدا نے سہیل تیر سوار کو بھی مع لشکر جرار کے حکم دیا کہ تو بطور مدد اور کمک کے تعاقب مین الماس پولاد جنگ
کے جاکر بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے آمادہ کارزار رہنا اور جسطرح سے ہوسکے اُس بندۂ گستاخ قاسم کو زندہ یا
اُسکا سر لانا سہیل تیر سوار بھی فوج بیشمار لیکر تعاقب مین الماس پولاد جنگ کے چلا جس وقت یہ خبر خاور سیاہ ملک قاسم
کو پہونچی شاہزادہ خاور سیاہ جہان فروکش تھا وہان سے ایک منزل آگے سوار ہوکر آیا اور مع لشکر وہان
فروکش ہوا الماس پولاد جنگ نے جو سُنا کہ ملک قاسم بدعوی شجاعت اپنے مقام پر سے کوچ کرکے بمقابلہ میرے
لشکر کے فروکش ہوا ہی اُسی وقت اُسنے طبل جنگ بجوا دیا یہان یہ خبر طبل جنگ کے بجنے کی سُنکے شاہزادہ خاور سیاہ
نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا اور رات بھر تیاری میدان جنگ کی رہی صبح کے وقت دونون لشکر
میدان مین آکر صف آرا ہوے ناگاہ ایک بچہ پیدا ہوا اور شاہزادہ خاور سیاہ کو میدان رزمگاہ سے اُٹھا کے
سوے آسمان لے گیا لشکر الماس پولاد جنگ سے ضیغم خون آشام نکلا اور ناف میدان مین آکر مبارز طلب
ہوا اس طرف ہرچند کہ بسبب ملک قاسم کے اُس بچے کے اُٹھا لیجانے سے عجیب طرح کا تہلکہ اور تلاطم تھا مگر
حریف کو للکارنے سر میدان کھڑا دیکھکر مظفر بن ضیغم خون آشام بمقابلۂ ضیغم خون آشام آیا اور بطریق اہل اسلام
در بارہ پیشدستی کہا کہ جو طریق اور دین مین نے اختیار کیا ہی اُسمین حریف پر پیشدستی ممنوع ہی لہذا اے ضیغم خون آشام
تو اپنا حربہ پہلے کرلے جب تیری ضرب سے جناب احدیت مجھے محفوظ رکھیگا تو مین بھی جو مجھ سے ہوسکیگا حاضر
ہون ضیغم خون آشام نے تیغہ کھینچکر اور یہ کہکر اے ننگ خاندان دشمن خداوند تیری جا پر تو اگر کوئی میرے بیٹی
ہوتی تو خوب تھا تجھ سے نالائق کا قتل واجب ہی خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کردیا تھا زور و قوت تمام ضرب تیغ
کی برسر مظفر ماری مظفر نے سپر کو پناہ کیا مگر تلوار کا کام کا نا ہی اور ایسے طاقتدار کے ہاتھ سے معاذ اللہ وہ تلوار
ضیغم کی مظفر کی سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر مین تا دو ابرو اُتر گئی مظفر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکے نکل گئی مگر
چادر خون کی بکر منھ پر آگئی مظفر حالت غش مین گھوڑے پر جھکا ضیغم خون آشام نے فوج سے کہا کہ یورش کرو
اور جنگ مغلوبہ کرکے ایک خدا پرست کو زندہ و سالم بچکر جانے نہ دو اور چار طرف سے لکھو کھا کفار نیزے اور
تلواریں کھینچے آمادہ جدال وقتال ہوے اور جنگ مغلوبہ واقع ہوئی عنقریب تھا کہ فوج اور سپاہ جان نثاران
شاہزادہ خاور سپاہ جھرمٹ کھا کے پس پا ہوتی ناگاہ ایک گرد اُٹھی اور اُس گرد مین سے در دریاے
جرأت انجم سپہر صولت صف شکن اور صفدر شاہزادہ اسد بن کرب دلاور مثل شیر ژیان با شمشیر عریان
یہ نہیب دیتا ہوا باش باش اے کفاران بیحیا و اے نابکاران پُر دغا کہ گذارم شمارا کہ از دست من زندہ و
سلامت روید مع چند سرداروں کے نمودار ہوا اور یہ نعرہ کرکے نعرہ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ ۰ آمادہ شمشیرزنی اور کفار کشی ہوا ضیغم خون آشام نے مقابلے مین آکے

ایک ضرب اُسی تیغہ کی بر سر شاہزادۂ اسد دلاور کے ماری شاہزادہ اسد نے چہنتی تمام اُسکی ضرب کو خالی دیکر کہا شعر سپر بر رد گر فتن ننگ می آید سپاہی را بگیر دمرد میدان روز جنگ این روسیاہی را اور بوقت برگشتن برابر سے تلوار ماری کہ ضیغم خون آشام کے سر پر زخم کاری لگا اور ضیغم خون آشام حالت غش مین مرکب پر سے گرتے گرتے سنبھلا اور اُسی وقت طبل بازگشت بجواکے مع تمام فوج کفار اور الماس پولادجنگ میدان مصاف سے مراجعت کرکے اپنے خیمے مین داخل ہوا ادھر شاہزادۂ اسد بن کرب دلاور اپنے خیمے مین اور مظفر بن ضیغم خون آشام اور فتسکر شاہزادۂ خاور سیاہ کا اپنے اپنے خیمے ڈیرے مین آکے داخل ہوا مگر رات کو فضلان شاہ اور عدلان شاہ ہمراہیان شاہزادۂ اسد بن کرب غازی نے شاہزادۂ اسد سے جدا ہوکر لشکر کفار پر شبخون مارا اور الماس پولادچنگ کو زخمی کرکے نکلے تھے کہ اُسی طرف سے حارث سعد نے پیچھے سے آکر فضلان شاہ کو زخمی کیا مگر حارث سعد بھی زخمی ہو گیا تھا گھوڑے نے اُسکو رزمگاہ سے لیجاکر ایک جنگل مین ڈالدیا تھا قضاے کار اُسی طرف سے کہین شکار کھیل کر ہرمز بن سماک اژدر گیر پھرا ہوا آتا تھا اُسنے حارث سعد کو بہ خیال زخمداری وہان بیہوش پڑا دیکھکر پہچانا اپنے ہمراہ اُٹھواکے اپنے شہر مین لے گیا اور حارث کے زخمون مین ٹانکے لگواکے اور مرہم کی پٹیان جراحون سے چڑھوائین بارے بعد چند روز کے حارث سعد کو صحت ہوئی چونکہ ہرمز بن سماک اژدر گیر بڑا خوشنویس تھا حارث سعد نے غسل صحت کرکے اُس سے مشق لکھنے کی شروع کی ایک روز کی نقل ہے کہ ہرمز بن سماک نے حارث سے احوال شجاعت اور دلیری کا شاہزادۂ اسد بن کرب دلاور کی اور اُسکے زخمی ہوجانے کا پوچھا حارث نے بیان کیا کہ حق اگر پوچھیے تو شاہزادۂ اسد بن کرب دلاور مرد مردانہ نہایت بہادر ہے اور مین کیا اُسکی شجاعت اور قوت کا حال بیان کرون اگر اس زمانے مین رستم اور سہراب ہوتے تو ہنگام مقابلہ اور مجادلہ لطف اُٹھاتے ہرمز بن سماک اژدر گیر اور حارث سعد کو ایک محبت بدل شاہزادۂ اسد دلاور سے پیدا ہوئی اور تائید غیب سے خود بخود از سر صدق مسلمان ہوگے اور اپنی تمام فوج و سپاہ کو بھی مسلمان کرکے مع دس ہزار سوار دلیران روزگار سمت زرتاشیہ روانہ ہوے

جبتک دو کلمے داستان شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب وہ بچہ ملک قاسم کو میدان جنگاہ سے اُٹھا لیگیا تو بطرفۃ العین شاہزادۂ خاور سیاہ نے دیکھا کہ مجھے ایک صحرا مین کسی نے لاکے اُتار دیا ہے قاسم نہایت اپنے جی مین حیران و پریشان تھا کہ یہ بچہ کہان سے پیدا ہوا لاحول ولا قوۃ نہین معلوم کہ مظفر بن ضیغم خون آشام وغیرہ میرے سردارون اور فوج و سپاہ پر کیا معرکہ درپیش ہوا ہوگا غرض اس فکر و تردد مین تھوڑی دور ملک قاسم نے جاکر دیکھا کہ کئی سو رنڈیان نوجوانین بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کے سن و سال سراپا حسن و جمال جوڑے دھوم دھامی پہنے دف دائرہ ستار طنبورے سارنگیان لیے ہوے جین لیے ایک مقام پر مجمع کیے گاتی بجاتی چہچہے لطیفے اُڑاتی ہین اور اُنکے درمیان مین ایک نازنین نہایت حسین شوخ و شنگ بھبھوکا رنگ ایک تخت پر بکمال کرشمہ و ناز بیٹھی ہوئی برابر اُسکے ایک کرسی بچھی ہے شاہزادۂ خاور سیاہ اُس کرسی پر جاکے بیٹھ گیا وہ نازنین تخت نشین کچھ جھجھک کر باندازِ معشوقانہ اور طرز دلربانہ دزدیدہ نگاہون سے شاہزادۂ عالم کی طرف دیکھنے لگی اُسیمین اور رنڈیان اُسکی مصاحبت والیان کہنے لگین کہ تم کون ہو اور یہان اس طرح سے تم آکر جو بیٹھ گئے تمھین کچھ ڈر کھٹکا کسی کا نہین اور یہ نہ اپنے جی مین تم سمجھے کہ صاحبزادی کسکی بیٹھی ہے اسکا کیا رتبہ و مرتبہ ہے ملک قاسم نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم کہ یہ کون ہین مین اپنے لشکر مین تھا ایک بچہ مجھے سر میدان مرکب پر سے اُٹھا کے

اس صحرا مین بے آیا مین نادانستہ لاعلمی سے یہان چلا آیا ابھی وہ رنڈیان کچھ اور کہنے نہ پائین تھین کہ وہ نازنین بہزار کرشمہ و ناز کہنے لگی کہ ای کمبختو بھر تمھین اسکا کیا چرچا پڑ گیا آئے تو خوب کیا آئے ہمارے سر اور آنکھون پر بیٹھین کوئی بھی اپنے مہمان کی دل شکنی کرتا ہی بعد ازان حال شاہزادہ والا مناقب مخاطب ہوکر پوچھنے لگی اور کہنے لگی کہ پھر آپ وہان کیون بیٹھے ہین یہان میرے پاس آکر بیٹھیے شراب پیجیے بات کیجیے یا باین شورہ شوری یا باین بے نمکی یعنی تشریف لائے تو اس گیا گرمی سے کرنے واسطے اور بدون طلب بیگانی صحبت مین زبردستی آکر بیٹھ گئے اور پھر روٹھے بنکے چپ چپ کیون بیٹھے ہو یہ باتین کرکے ایک پیالہ شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے شاہزادہ خاور سیاہ کے برابر منہ سے منہ ملا پلانے لگی جونہین اسکا منہ برابر قاسم کے منہ کے آیا تو اسدرجہ تعفن اور بدبو اسکے منہ سے آئی کہ شاہزادہ خاور سیاہ نے جلدی سے اپنا منہ پھیر کر کہا کہ لاحول ولاقوۃ ای صاحب تمھارے منہ سے یہ گوہ کی بو کیون آتی ہی اسوقت تمھارے منہ کی بدبو سے تو میرا دماغ پریشان ہوگیا عجب نہ تھا کہ مین استفراغ کردیتا لاحول پڑھنے کے ساتھ ہی اُس نازنین کے منہ اور جسم کی رنگت سیاہ ہوگئی اور کہنے لگی بقول صاحب تم یہ کیا کہتے ہو میرے دشمن کے منہ سے گوہ کی بو آئے تونے مجھے ابھی پہچانا نہین میرا نام فتنہ انگیز جادو ہی اگر تم میری خوشنودی خاطر کروگے تو مین تمکو بادشاہ ہفت کشور کرسکتی ہون اور کنیزانہ تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری کرونگی ملک قاسم نے علٰحدہ ہٹکر کہا استغفار یہ تیری خام خیالی ہی ہمارے طریق مین ساحرہ سے اختلاط نہین کرتے یہ گفتگو شاہزادہ نامور کی سنکے اسنے کہا معلوم ہوا تو نہایت بدنصیب ہی کہ مجھ سی پریزاد تجھے بغیر سعی اور محنت میسر آئے اور تو بقول شخصیکہ من بھائے منڈیا ہلائے ٭ بظاہر یون کہے اور میری سو نوڈیون اور ہمصحبتون مین بانکپن اپنا دکھلا کے اُچاٹ باتین کرے سچ کہا ہی شعر تیرا ہی نقط نہین گلا ہی ٭ تم لوگون کی قوم بیوفا ہی ٭ اچھا مبارک لے تا قید حیات اسی صحرا مین پڑا رہ یہ کہکے بزور سحر مع اپنی سب ساتھ والیون کے مثل شعلۂ جوالہ ہوکے آسمان پرواز کرکے نظرون سے غائب ہوگئی

تین شبانہ روز شاہزادہ خاور سیاہ اُسی صحرائے وحشت زا مین نہایت سرگردان و پریشان رہا روز چہارم پھر وہی ساحرہ نمودار ہوئی اور شاہزادہ قاسم کے پاس آکر کہنے لگی ای تسکین بخش جان حزین واہ تشفی فزائے باطن غمگین بیت ناخوردہ شراب وصل بدہوش ٭ سودائی خانمان فراموش ٭ ای نادان بھلا اسوقت جمگھٹا میری صحبت والیون کا تھا تونے ازراہ میرے جلانے اور ستانے کے انکار کیا اب مین اور تو تنہا ہون ای ظالم اظلم یہ تو دیکھ کہ ابھی میرا سن کیا ہی چار ساڑھے چار سو برس سے سوا نہونگی اگر میرے اور تیرے صحبت تخلیہ کی ہو تو تجھے لطف اور حظ معلوم ہو کہ وہ لطف تمام دنیا مین تو نہ پائے یہ کہکے ایک قاب مین کچھ قسم کھانے سے آگے قاسم کے رکھدیا اور گلے مین ہاتھ ڈالنے کو چاہا تھا کہ شاہزادہ خاور سیاہ نے اسکا ہاتھ جھٹک کر کہا کہ تجھے خبط ہوگیا ہی یہ کیا حرکت اور تیری شامت ہی اپنا کھانا اٹھالے مین نہ کھاؤنگا وہ ساحرہ یہ اشعار پڑھتی ہوئی چلی اشعار جو کوئی کسی کو کلپائیگا ٭ یہ جان لے وہ بھی نہین کل پائیگا ٭ اس دیر مکافات کا بدلا آخر ٭ گر آج نہ پائیگا تو کل پائیگا ٭ پھر بزور سحر پرواز کرکے چلی گئی قاسم اُس دن بھی صبح سے تا شام اُس بیابان مین حیران با دل بریان اور سینہ سوزان خراب اور سرگردان پھرا کیا اور چار دن سے ازبسکہ صورت گردۂ نان بجز قرص مہر و ماہ یا کوئی دانہ بجز خال اپنے جسم کے اور پانی سوائے اشک چشم کے نہ دیکھا تھا اُس بیابان مین تو سنگون ملک کہین کوئی چشمۂ آب بجز چشمۂ خورشید نظر نہ آتا تھا کچھ کھانے پینے کو بہم نہ پہونچا تھا تو شدت عطش اور گرسنگی سے جان بلب حالت غش مین ایک مقام پر بیٹھا تھا کہ وہ ساحرہ پھر قاسم کے پاس آکے پانون پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ ای شخص تو بڑا سنگدل ہی اور ضدی ہی خیر مجھے تو اپنا شیفتہ اور فریفتہ سمجھکر جو کرے وہ تعجب نہین مگر تجھے قسم ہی اپنے دین و آئین کی کہ تو کھانا کھالے

مین تیری خاطر سے مسلمان ہو جاؤنگی بیت عشق ازین بسیار کردست وکند ٭ سبحہ را زنار کردست وکند ٭ جب اُس نے اسلام قبول کرنے کا اقرار کیا تو قاسم نے ازبسکہ تشنہ اور گرسنہ تھا کھانا نوش جان کیا اور پانی پیا اور اُس ساحرہ سے کہا کہ اب تو سحر و ساحری کو ترک کرکے کلمۂ شہادت پڑھ اور مسلمان ہو اُسنے کہا پہلے تو مطلب دلی بر لا قاسم نے انکار کیا اُسنے کہا تو نہ سہی اسی جنگل مین ملا مارا پھر مین جاتی ہون اتنا کہکے وہ ساحرہ پھر غائب ہو گئی اُس روز بھی قاسم نے خوب سی دشت گردی اور بادہ پیمائی کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخر ناچار اور شل ہو کر پھر ایک مقام پر خاموش بیٹھا تھا کہ صبح کے وقت پھر وہ ساحرہ آئی اور یہ مخمس پڑھا - اشعار

گر جاہ عجب تجھے ہو جھانہ چاہیے
پر حق شیفتگی سے تو گذرا نہ چاہیے
ہمکو بھی آپکی نہین پروانہ چاہیے
ہو جاے آپکو تو اسے کیا نہ چاہیے
عالم مین عہد کر تو کسی حال پر نہین
پر کہونگی منھ مین زبان ہے چپ نہین
ہوگا نہ ایسا عاشق معشوق نازنین
مجھ سی نے تجھکو چاہا تو چاہا عجب نہین
انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے
تم سا جو تجھکو چاہے تو پھر کیا نہ چاہیے

ہر چند شکوہ شیوہ اہل زبان نہین
میرا ہی چھیڑنا تمھین گر مدعا نہین
پھر ہر کسی کے دلکا ستانا بھلا نہین
اسکو ستا کے کہتے ہو مین چاہتا نہین
کہتی نہین کہ لطف سے مسرور رکھ مجھے
مہمان مین تھوڑی دیر کی مت دور رکھ مجھے
پر اسقدر بھی غم سے نہ رنجور رکھ مجھے
گر پاس تیرے بیٹھے تو معذور رکھ مجھے
تو تو نہین ہم مرے ہوے اچھا نہ چاہیے
جس جا پہ شمع رو ہو تو پروانہ چاہیے

شاہزادہ خاور سیاہ ازبسکہ عہد طفولیت سے ہمصحبت شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار رہا تھا علاوہ ازین یہ بھی خوب سمجھا تھا کہ مجھے سحر یاد نہین باطل السحر خوان نہین یہ فتنہ ساحرہ آفت روزگار بلاے بے درمان ہر کسی صورت سے مین اسکے سحر سے بظاہر اسباب نجات نہین پا سکتا اور نہ کسی طرف اس صحراے سحر بند سے نکلکر جا سکتا ہون لہذا مصلحت وقت اور حفاظت جان از جملہ واجبات ہر کچھ عیاری کیا چاہیے غرض یہ سوچکر کہنے لگا سبحان اللہ اس حوصلے اور منھ پر تو دعوی عاشقی میرے ساتھ کرتی ہے کہ ذرا دو چار مہینے بھی صبر نہ کیا گیا شعر توتے تو ہمکو دل ہی دیا تھا نسیر ہر یہ داو بلا ہمنے تو دیکھا جانیے والے جی تک اپنا کھوتے ہین ٭ بس اتنا کلام شاہزادہ عالیمقام کا جو اُس ساحرہ نے سنا فرط شادی سے دوڑ کر لپٹ گئی اور بزور سحر ایک شیشہ شراب کا اور ایک پیالہ اور ایک قاب مین کچھ میوہ تر و خشک منگا کے پاس رکھ لیا اور دستک دی کہ چار ساحرہ آئین اور انھون نے جھٹ پٹ ایک تکیہ جواہر دوز بہت پر تکلف اسی جنگل مین استادہ کرکے فرش بچھا دیا اور پلنگ سونے کا جواہر نگار لگا کے غائب ہو گئین قاسم یہ تماشا سحر کا دیکھکر خاموش بیٹھا تھا کہ اُس ساحرہ فتنہ انگیز جادو نے ہاتھ شاہزادہ والا صفات کا پکڑ کے کہا بس اٹھکر اب پلنگ پر بیٹھو شراب پیو عیش کرو غرض شاہزادہ قاسم ہنستا ہوا پلنگ پر تشریف لیگیا اور دو ایک پیالے شراب کے پی کے کچھ میوہ تناول فرمایا بعد ازان اُس ساحرہ سے اختلاط کرکے باتون باتون مین بہ چستی تمام اُسکے حلق کو پکڑ لیا اور اس زور سے دبایا کہ وہ تڑپ تڑپ کر اشارے سے کہتی تھی کہ صاحب یہ اختلاط کیسا میرا دم نکلا جاتا ہے اس زور سے میرا حلق نہ پکڑو چھوڑ دو قاسم نے نہ چھوڑا اور زیادہ زور کرکے فشار دیا کہ اُس ساحرہ کا دم آنکھون کی راہ نکلگیا اور چارطرف عجب ایک تاریکی چھاگئی شور و غل برپا ہوا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ گشتی مرا نام مین فتنہ انگیز جادو بود بعد ایک ساعت کے وہ تاریکی رفع ہو کر روشنی نکل آئی لاش اُس ساحرہ کی ایک طرف پڑی تھی باقی وہ تکیہ اور فرش اور پلنگ وہان کچھ نہ تھا چند پتلیان ماش کے آٹے کی خاک پر پڑی تھین شاہزادہ خاور سیاہ سجدۂ شکر درگاہ احدیت الہی مین کرکے بسہولت تمام اُس بیابان سے باہر نکلگیا اور ایک بستے مین پہونچا وہان کا زمیندار کہین کسی کشت زار مین اپنی کھڑا زراعت کو دیکھ رہا تھا اُسنے قاسم کو دیکھکر بہت تکلف اور تپاک سے ملاقات کی اور بکمال عجز معہ ادب

مجوز ہو کر کے قاسم کو اپنے مکان پر لیگیا اور بقدر رزوی اپنی دعوت اور مہمانداری کرکے غلامانہ خدمت پر حاضر تھا شاہزادہ والا قدر نے اسکو ہدایت کی اور وہ از سر صدق مشرف باسلام ہوا بعد ازان شاہزادہ قاسم اُسکو ہمراہ لیکر سمت زرتاشیہ روانہ ہوا اب حال سنیے کہ وہ سہیل شیر سوار جو حسب الحکم لقاے مشرک خدا تعاقب مین الماس پولاد چنگ کے بطور مدد کے روانہ ہوا تھا اثناے راہ مین کہین یہ خبر اُسکے آنے کی سرداران لشکر ظفر پیکر نے سلطان نامور سے جوسنی تو سعید طوسی اور اسفندیار گیلانی اور فضلان شاہ اور سعدان شاہ اور علقمہ بن جمہور اور ابراہیم بن مالک وغیرہ شاہ اور شہریار زادون نے سر راہ سہیل شیر سوار کو روک لیا اور عجیب اتفاق درپیش ہوا کہ جو بمقابلہ سہیل شیر سوار گیا پیشدستی تو اہل اسلام کرتے نہین سہیل شیر سوار بڑا زبردست پہلوان تھا پہلے جسپر اُسکی تلوار پڑی تا دو ابرو اتر گئی اور وہ سردار لشکر اسلام کا زخمی ہو گیا انتہا یہ کہ وہ جتنے سرداران سابق الذکر ادھر سے اُسکے مقابلے اور مجادلے کے واسطے میدان مین نکلے سب زخمی ہو گئے عنقریب تھا کہ لشکر اسلام شکست فاش کھا کے متفرق ہو جاے ناگاہ ہر ایک کی نگاہ جانب صحرا جو جا پڑے تو دیکھا کہ ایک سوار مثل شیر صحرائی نہایت خشمگین اور پُر غضب قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھے نمودار ہوا جب قریب پہونچا تو سبھون نے پہچانا کہ نور حدیقہ وساطت و شہامت صاحب عزم بہار زو رزم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری نعرہ آفتاب مشرق دین پروری ❊ شہسوار سے لعل پوش خاوری وتیغہ بلارک افراسیابی جو انگل میان سے نکالے مثل برق آکر بمقابلہ سہیل شیر سوار پہونچا سہیل شیر سوار نے نادانستہ پوچھا کہ اے اجل رسیدہ تو کون ہے شاہزادہ خاور سیاہ نے فرمایا کہ تیری جان کا ملک الموت اور دادا کا نقاہون بس زیادہ گفتگو کرنا یہان مناسب نہین اشعار

زبان درکش و تیغ کش از غلاف
کسان کیانی و گرز گران

من اینجا پے رزم و جنگ آمدیم
کہ وقت سخن نیست جائے مصاف

نہ از بہر بزم و درنگ آمدیم
بیار انچہ داری ز مردے نشان

سہیل شیر سوار گفتگو سے شاہزادہ نامدار کی حالت غیظ و طیش مین کانپنے لگا اور تیغہ خار اشگاف بڑکے ملک قاسم کی جانب حملہ ور ہوا شاہزادہ خاور سیاہ نے اُسکی تلوار کی چمک کو دیکھکر بفن سپہ گری بارھ کو بچا بند دست اُسکا پکڑ لیا اور تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر الگ جا پڑی سہیل شیر سوار نے اپنا ایک ہاتھ پنجہ قضا مین دبا ہوا بیکار جو دیکھا تو حالت جوش و خروش مین دوسرا ہاتھ ملک قاسم کے کمربند مین ڈالکر چاہا کہ بزور خانہ زین سے اُٹھا لون شاہزادہ خاور سیاہ نے بھی ہاتھ اُسکی کمر زنجیر مین ڈالدیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا مُلاز مین سے لوگون نے کہا کہ اے بہادر یہ گھوڑے تو بیزبان ہین انھین کیون ہلاک کرتے ہو اگر تمھین زور کشتی منظور ہے تو گھوڑون پر سے اتر کے لڑو سہیل شیر سوار اور شاہزادہ خاور سیاہ نامدار دونون میدان مین کود پڑے اور دو گھڑی کے عرصے مین شاہزادہ خاور سیاہ نے سہیل کو اُٹھا کے سر حلقہ بلند کیا اور طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زمین پر مارا اور پھر یہ چستی تمام اسکی چھاتی پر بیٹھکر پوچھا کہ اے سہیل حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی سہیل شیر سوار نے کہا اے شہریار مجھے ثابت ہوا کہ لقاے مشرک خدا تو تھا ہی پھر اُوہ دین اور ملت برحق ہے جو اِس دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے شاہزادہ قاسم نے کلمہ شہادت تلقین کیا سہیل شیر سوار از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا تب شاہزادہ خاور سیاہ بفتح و نصرت اور بصد شان و شوکت مع شاہزادہ اسعد بن کرب غازی اور سہیل شیر سوار زرتاشیہ سے کوچ کرکے پل اور اقیہ پر کہ چودہ میل زرتاشیہ سے تھا جاکر فروکش اور ملکہ گیتی افروز کے ساتھ عیش مین مشغول ہوتا ہے

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر کشورگیر جہان ستان حمزہ

صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر عالیمقام مع تمام سرداران لشکر اسلام قریب دربند کرسیہ کے پہونچے ملک منصور نامے بیٹا کرشمت سپر گردان کا تھا اُسنے آمد لشکر اسلام کی دیکھکر دربند کو بہت مستحکم کرکے اپنی فوج وسپاہ کو تیار کیا اور بڑی ہوشیاری اور خبرداری سے حفاظت دربند مین مصروف ہوا اور یہان سلطان صاحبقران اُسی قرب مین فروکش ہوکر بہ طریق سیر دربند سوار ہوے تھے تو ملاحظہ کیا کہ دربند نہایت بلند سر بہ فلک رسان بہت مستحکم اور جاے قلب مین ہی غرض صاحبقران اُسکی سیر کرکے پھر اپنی بارگاہ مین آکر داخل ہوے جب کو کرشست سپر گردان نے طبل جنگ بجواے اور قلعہ دربند سے نکل کر سر میدان اپنا لشکر بمقابلۂ فوج اسلام قائم کیا تا میان خبری تو میان خبری سرہنگ مصری ابوشہاب لنگری یہ دونون جوڑیان ہرکارون کی یہ خبر لیکے بارگاہ سلیمانی مین آئین اور روبروے تخت بادشاہ اسلام کے زمین ادب کو بوسہ دیکر بعد دعا اور ثناے شاہنشاہی دست بستہ پکارین سرور عالم کی عمر دراز لشکر کرشست سپر گردان مین طبل جنگ بجا اور کل صبح کو وہ کافر معرکہ آراے میدان جدال وقتال ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور بتائید ربانی بجے طبل جنگ چنانچہ حسب الحکم سلطان باکرم کے یہان فوج اسلام مین بھی طبل جنگ بید رنگ بجنے لگا اور تمام شب طلاے طرفین سے پھرا کیے لشکرون مین بڑی جاگ اور چہل پہل رہی صبح کو دونون لشکر وعدہ گاہ مصاف مین آکر صف آرا ہوے تیاری میدان جنگ کی ہوئی منصور بن کرشست سپر گردان اپنی فوج سے نکلکر گھوڑا جھپکاتا ناف میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے اولان اول یل عادیان پور محمد اویان کیقیان کرب بن کوہ کرب پہلوان عادی اپنے گھوڑے کو صف سے مہمیز کرکے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت طلب ہوا حضرت ظل اللہ نے فرمایا اے عمر و معد یکرب تنے کیون تہیہ کیا اور کوئی سردار نکلنے والا نہ تھا پہلوان عادی نے کہا کہ غلام کو حکم ہو تاکہ غلام ہی جاکے اس گبر مغرور کو بسزاے اعمال پہونچاے بادشاہ اسلام نے اپنے ضمیر اقدس مین یہ تصور فرماکے کہ پہلوان عادی ہمیشہ سے زخم نصیب ہی بیشک زخمی ہوجاے گا خیر اب ممانعت کرنا مصلحت نہین اشارہ کیا کہ اچھا جاؤ بخداے لایزال سپردم اور پہلوان عادی اجازت لیکر بمقابلۂ منصور بن کرشست سپر گردان کے ہمنگام ہوا پندرہ قدم گھوڑا منصور بن کرشست کا پیچھے ہٹ گیا اُسوقت منصور بن کرشست سپر گردان پہلوان عادی کے قدوقامت اور جسامت کو کہ اسی انچ کا قد اکیس گز کا دورہ کمر کا ستر گز کا خیمہ سر پر باوصف اسکے کہ گھوڑا کلان رخش کے رخش کی نسل کا اُسپر آدھے جوتر قاش زین سے باہر دونون پانون زمین پر گھسٹتے ہوے گھوڑا بہزار دشواری اسکے لنگر کے بوجھ سے آہستہ آہستہ قدم گن گن کر زمین پر رکھتا یہانتک پہونچا ہی دیکھکر دنگ ہوگیا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ یہ کوئی دیوزادہ ہی حمزہ نے دیو کو میرے مقابلے اور مجادلے کے واسطے بھیجا ہی اور یہ کہکے منصور بن کرشست نے پوچھا کہ اے پہلوان تو اپنے اس بدن کو کہ میری تیغ تیز مثل خیار تر اسے کاٹ جائیگی کیون تکلیف دینے اور خون ناحق اپنا میری گردن پر کرنے کو آیا ہی اور تیرا نام کیا ہی کہ بعد تیرے قتل کے اگر خداوند لقا مجھ سے پوچھے کہ اُس بندہ گمراہ کے جسم کا کیا نام تھا تو مین اُس سے تیرے ہاتھ پانون اور قدوقامت کی تعریف کرکے کیا تیرا نام بتلاؤنگا اب پہلوان عادی نے بزبان عرب کچھ جواب دیکر یہ شعر پڑھا شعر گران ہر کرا بار سر بر تن ست ٭ حکیم علاجش بدست من ست ٭ اور کہا بس زیادہ بک بک کرکے دماغ خراشی نہ کر لا ضرب اُس گبر نے کہا تو خبردار رہنا یہ کہکے بزور وقوت تمام تیغ بے نیام سے کھینچکر ایک ضرب بر سر پہلوان عادی ماری پہلوان عادی نے سپر کو پناہ کیا تھا مگر زبردست کے ہاتھ کی تلوار تھی

سپر کو قلم کرکے کھوپڑی پر پڑی اور تا دو ابرو اُتر گئی پہلوان عادی نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی بھکر منہ پر آئی پہلوان عادی حالت غش مین جھومنے لگا اسی طرح سے اور کئی سرداران لشکر اسکے ہاتھ سے زخمی ہو گئے تھے کہ ایک مرتبہ قبۂ دین ستون اسلام شاہزادہ کرب پُر حرب نظر کردۂ امیر عرب بادشاہ اسلام سے اجازت طلب ہوا اور حسب الایمائے حضرت اپنے مرکب کو جولان کرکے بمقابلہ منصور بن کرشست میدان مین آکر ہمگادر ہوا اور جنگ نیزہ بازی مین شاہزادہ کرب غازی نے نیزہ منصور بن کرشست کا مانند تیر شہاب کے ہوائی کر دیا بس ساتھ نیزے کے نکل جانے کے فرط غیظ و غضب سے منصور بن کرشست سپر گردان کی آنکھون مین زمانہ تیرہ و تار تھا اور یہ کہکر کہ ای بہادر نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی جمال بازی شمشیر بازی راست بازی اور کہاد یکھو تو کیا برش میری تیغ تیز کی ہے یہ نہ کہنا کہ مین نے خبردار نہ کر دیا تھا حملہ در ہو کے ایک وار تلوار کا بر سر شاہزادہ کرب غازی کیا شاہزادہ کرب دلاور نے اسکی ضرب کو رد کرکے بوقت برگشتن تیغہ مارا منصور بن کرشست نے سپر کو منہ کی پناہ کیا وہ تلوار سپر کو کاٹ کے سر منصور بن کرشست کے گری خود کو اور دو بلغہ کو تراش کرکاسۂ سر مین تا دو ابرو اُتر گئی منصور نے جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکے نکل گئی مگر ایک چادر خون کی بھکر منہ پر آئی اور دونون آنکھین اسکی بند ہو گئین حالت غش مین گھوڑے کی گردن پر سر جھکا دیا اور گھوڑا اپنے راکب کو باین حالت زخمداری وعدہ گاہ مصاف سے لیکر اپنے لشکر مین پھرا شاہزادہ کرب غازی نے باواز بلند کہا کہ اور بھی کسی کو حوصلہ ہو تو نکلے لشکر کرشست سپر گردان سے اسی طرح اور چند سردار بمقابلہ و مجادلہ نکل کر شاہزادہ کرب غازی کے ہاتھ سے زخم کاری کھا کر پھر گئے اور چند کفار جہنم واصل ہوئے کرشست سپر گردان طبل بازگشت بجوا کے پھر کھڑا ہوا یہان لشکر اسلام مین بھی طبل آسایش بجا اور سلطان نامور مع دلیران لشکر اسلام میدان رزم سے مراجعت فرما کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے القصہ طول تا چند روز دوم کرشست سپر گردان طبل جنگ بجوا کے آپ میدان مین نکلا اور مبارز طلب ہو کر بہت سے سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا اور اسی طرح سے روز دوم میدان مین نکلکے لاف و گذاف کرنے لگا کہ ناگاہ علمداران لشکر اسلام نے علمون کو جلوہ دیا اور تکور نوبت پر پڑی ہر ایک سردار لشکر فیروزی اثر کو معلوم ہو گیا کہ آج امیر والا توقیر سلطان والاشان حمزۂ صاحبقران عازم میدان ہوا چاہتے ہین اس عرصہ مین دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران اشقر دیوزاد کو جولان کرکے قریب تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اور اجازت طلب میدان کے ہوئے بادشاہ اسلام نے سلطان عالیمقام کی طرف منہ موڑ کر فرمایا کہ بخدائے لایزال سپردیم بتو امیر والا توقیر نے انگشت شہادت شربت مین ترکرکے چکھ کر وہ جام شربت کا تو عمرو معدیکرب پہلوان عادی کو مرحمت فرمایا اور عادی نے وہ شربت نوش کیا اور صاحبقران دوران اشقر کو تیز گام کرکے کرشست سپر گردان سے ہمگادر ہوئے بارہ قدم گھوڑا کرشست کا پسپا ہو کر پیچھے ہٹ گیا اُسوقت کرشست سپر گردان نے تازیانہ اپنے مرکب کو مار کر روکا اور پھر خوب سنبھل کر بمقابلۂ سلطان والاشان آیا اور ایک عجب طرح کی عظمت و صولت اور شوکت و شان ناصیہ اقدس پر صاحبقران دوران کے نبور دیکھکر پوچھنے لگا کہ ای بہادر مصرع اگر شاہی ترا آخر چہ نام ست * سلطان صاحبقران نے فرمایا کہ ای کرشست سپر گردان یہ محل گفتگو نہین یہان زبان نیزہ اور دم شمشیر اور کلہ عمود سے بات کرنا چاہیے شعر بیا را آنچہ داری ز مردی نشان * کمان کیانی و گرز گران * کرشست سپر گردان نے نیزہ بکر و فرکے سینہ بے کینہ پر سلطان نامور کے مارا امیر والا توقیر نے سنان نیزے پر

گانٹھ لی ایک آواز دونون سرون سے پیدا ہوئی اور دونون نیزون کی سنانون سے چنگاریان آگ کی شکل گلہاے آتشبازی کے نکلین اشعار

سنان یک بدیگر در آمیختند | بمیدان کشیده سنان بہر جنگ | بہ جنبش در آمد از ایشان زمین | چنان نیزہ با نیزہ آویختند
که بر هم شده پیچیده زان گونه مار | شہان را چنین کی بود کارزار | نوبت بجدے رسید کہ تشر جوین

طعن سے سلطان والاشان نے ایک مقام پر نیزہ کرشست سیرگردان کا گانٹھ کر دیا جو اشقر دیوزاد کو اشارہ کیا اور اشقر بموجب ایماے امیر عالیمقام اسطح سے مثل برق کے چمک کر چلا کہ ہمراہ نیزہ سلطان والاقدر کے نیزہ کرشست کے ہاتھ سے جسطح ہوائی گنج سے نکل جاتی ہے بسوے آسمان مانند تیر شہاب کے سیدھا جاکر سرنگون زمین پر گرا کرشست سیرگردان ازبسکہ نہایت بہادر اور اشجع دہر تھا نیزہ جو اُسکے ہاتھ سے نکل گیا اُسے یہ معلوم ہوا کہ یہ میرا نیزہ کلیجے کے پار گذر گیا آتش غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اُسکے اُٹھا مثل مار سر بریدہ پیچ و تاب کھاتا اور مانند زلف و کاکل مہوشان پریشان خاطر ہو کے پکارا کہ باش اے بہادر نیزہ بازی خلال بازی عمود بازی خیال بازی شمشیر بازی راست بازی یہ نہ کہنا کہ خبردار نہین کیا تھا لے ہوشیار ہو جا یہ کہکے ایک ضربت تیغ برسر سلطان نامور ماری صاحبقران دوران نے قبضہ تیغہ عفریت سلیمانی پر ہاتھ رکھا چمک تلوار کی دیکھکر بازو کو بچا بائین ہاتھ سے بند دست اُسکا پکڑ لیا کرشست سیرگردان زبردست صاحبقران دیکھکر سمجھا کہ میری کلائی کو پنجہ قضا نے دبوچ کے ہاتھ کو محض بیکار کر دیا فرط غیظ سے کرشست نے خم ہو کر اپنا دوسرا ہاتھ سلطان والاشان کی کمر مین ڈالدیا اور چاہا کہ سلطان عالیمقام کو قاش زین سے اُٹھالے صاحبقران دوران نے اپنا ہاتھ کرشست کی کمر زنجیر مین ڈالدیا اور زور کشمکش کا ہونے لگا غنقریب تھا کہ دونون مرکبون کے سینے اور پیٹ زمین سے لگ جائین ایک مرتبہ طرفین سے عیارون نے دوڑ کر عرض کی کہ اے شہریاران ان گھوڑون بے زبانون نے کیا ایسا جرم اور گناہ کیا جو انکو اس مشقت مین ڈالکر ہلاک کیے ڈالتے ہو کرشست سیرگردان اور صاحبقران یہ سنکے دونون صاحب گھوڑون پر سے کود پڑے اور گھوڑون کو اپنے اپنے عیارون کو سپرد کر کے شعر بکین خواہی میان را تنگ بستہ + ولے چون سنگ در آہنگ بستہ + اور باہم زور کشتی ہونے لگا اور یہ حال تھا کہ کبھی سلطان صاحبقران کرشست سیرگردان کو دس بارہ قدم بیپا کر کے پیچھے پکڑ لاتے تھے اور کبھی کرشست امیر والا توقیر کو پانچ سات قدم پیچھے ہٹا لیجاتا تھا انتہا یہ کہ تا غروب آفتاب فیما بین سلطان والاشان اور کرشست سیرگردان کے زور کشتی کا رہا وقت شام کرشست نے امیر عالیمقام سے یہ کلام کیا کہ خداوند باختر نے روز براے جنگ اور وقت شب جہت آرام و خواب بنایا ہے کل پھر صبح کو ہمارے اور تمہارے اسی میدان مین امتحان در پیش رہیگا صاحبقران دوران نے فرمایا کہ اے کرشست ہمارے طریق اسلام مین یہ قوانین بندھے ہین کہ جب تک حریف کو زیر نہ کر لین یا اُس سے زیر نہ ہو لین تب تک جنگ سے دست کش نہین ہوتے کرشست نے کہا تم سب خدا پرست رات کو بھی جنگ و رزم کرتے ہو امیر عالیجناب نے جواب دیا کہ فی الحقیقت ہمارے نزدیک رات دن دونون برابر اور یکسان ہین یہ کہکے جانب شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مخاطب ہو کر فرمایا کہ تیاری روشنی کی میدان جنگ مین کر حسب الحکم عظام امیر عالیمقام شاہ عیاران عیار نے چالیس جھاڑ سلیمانی کہ معجزے سے حضرت سلیمان کے تھے اور وہ جھاڑ سلطان صاحبقران کے اشارے کے ساتھ خود بخود روشن ہو جاتے ہین اور شام سے تا صبح لمعان اور درخشان رہتے ہین ہنگام طلوع آفتاب پھر آپ ہی آپ خاموش ہو جاتے ہین بس جبکہ عمرو نے وہ جھاڑ سلیمانی لا کے میدان مین قائم کیے اور حسب الحکم سلطان باکرم وہ خود بخود روشن ہو گئے کرشست نے اپنے لوگون کو

حکم دیا اُسکی طرف کے بھی سونچشانے اور فرشی جھاڑ شیشے کے اور فانوسین اور سورج مکھیان روشن ہوگئین تمام زمین
میدان رزم کی پُرنور تھی اگر تنکا یا سوزن بھی کہین گر پڑتی تو ہر ایک کو نظر آجاتی غرض طول تا چند مختصر یہ کہ امیر با توقیر
اور کرشست سے چار پہر رات زور کشتی کا رہا اور اسی طور سے تین شبانہ روز زور کشمکش کا کرکے روز چہارم صبح کو سلطان
صاحبقران نے دونون بازو کرشست کے پکڑکے اور سر اقدس اپنا اُسکے سینے سے ملا کر فرمایا کہ ای کرشست خبردار
رہنا یہ کہکے سترہ اٹھارہ قدم پسپا کرکے ایک مقام پر جھٹکا مارا کہ کرشست مُنہ کے بھل زمین پر آگرا سلطان
صاحبقران نے اپنا ہاتھ اُسکی کمر زنجیر مین ڈال کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور ایک ہی زور مین کرشست کو
زمین سے اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا اور پھر جست کرکے اُسکی چھاتی پر بیٹھکر فرمایا کہ ای بہادر
حالا درشناختن پروردگار عالم چہ میگوئی کرشست نے کہا ای شہریار مجھے ثابت ہوا کہ تیرا دین برحق ہے جو اس
دین متین کو اختیار کرے وہ کیا کہے سلطان والاقدر عالی منزلت نے کلمہ شہادت ارشاد فرمایا کرشست سرگردان
از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھ کے اُس چاہ ضلالت سے نکلا بسر چشمہ ہدایت پہونچا امیر عالیمقام اُسکی چھاتی پر سے
اُٹھ کھڑے ہوے اور کرشست دوڑ کر سلطان صاحبقران کے قدمون سے لپٹ گیا اور یہ کہکر کہ کل صبح کو زمین
بوس اس عتبہ فلک تکریم ملائک تعظیم کا ہونگا رخصت ہو کر اپنے لشکر مین گیا یہان سلطان والاشان شادیانے فتح
کے بجوا کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے حضرت ظل اللہ بادشاہ لشکر اسلام نے کئی ہزار کیسہ زر اور گہر امیر عالیمقدار
پر تصدق اور نثار کیے اور تمام سرداران دست چپ اور دست راست بقاعدہ مستمرہ اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہوے
روز دوم جس وقت کہ شہنشاہ لشکر اسلام نے آکے تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا اور سلطان عالیمقام دنگل زاد عنبر
پر زینت افزا ہوے اسوقت کرشست سرگردان بھی کچھ تحفہ تحائف لیکر بخدمت سلطان والا مرتبت آیا اور پایہ تخت سلطانی
کو بوسہ دے کر ملتمس ہوا کہ غلام امیدوار عطیات خاقانی اور مراحم صاحبقرانی سے یہ ہے کہ اب دربند کرشاسپیہ مین
تشریف فرما ہو کر پھر از سر نو آباد کیجیے چنانچہ سلطان صاحبقران اور شہنشاہ لشکر اسلام کرشست سرگردان کو ہمراہ
لیکر اُس دربند مین تشریف لے گئے اور کرشست نے بڑی دھوم سے تیاری دعوت اور مہمانداری کی کرکے کئی
دن تک جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ مین امیر با توقیر کو مع تمام سرداران لشکر اسلام کے رکھا بعد ازان سلطان
صاحبقران نے پہلوان عادی کو حکم دیا کہ اب ہمارا پیش خیمہ سمت دربند ہیکلیہ لیکر روانہ ہو چنانچہ حسب الحکم سلطان
باکرم کے عمرو معدیکرب پیش خیمہ لیکر سمت دربند ہیکلیہ روانہ ہوا اور کوچ در کوچ جاتے جاتے ایک روز ایک دیہ مین آکر
وہان کے زمیندارون اور دہقانون کو خوب زد و کوب کرکے ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ میرے واسطے رسد اور کھانا لاؤ ناگاہ
ایک نقابدار پلنگینہ پوش مثل شیر غران با پیل دمان بہ کمال جوش و خروش نمودار ہوا اور قریب پہلوان عادی
کے آکر بدرشتی مانع ہوا کہ رعایا کو یہان کی خبردار آزار نہ پہونچانا پہلوان عادی نے بھی کچھ گفتگوے تلخ کی اور تقریر
کو طول ہوا نقابدار پلنگینہ پوش فرط غیظ سے مثل شعلہ جوالہ بھڑک اُٹھا اور اپنے مرکب پر سے کود کر پہلوان عادی
سے لپٹ گیا اور بزور کشتی پہلوان عادی کو تھوڑی دیر مین چارون شانے چت پشت بزمین کر کے باندھ لیا اور
پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کے چاہتا تھا کہ روانہ ہو اس عرصے مین ایک عیار نقابدار کا آیا اور اُسنے عرض کی کہ ای
شہریار نودرشت ہیکل خزانہ بادشاہ فوج اسلام کا لوٹ کر ہمراہ لیے قریب اسی دربند کے آپہونچا نقابدار
نے جو یہ واقعہ سنا تو عمرو معدیکرب کو اپنے ہمراہ کے لوگون کے سپرد کرکے آپ بذات واحد اپنے مرکب کو گرم
کرکے سمت لشکر نوح درشت ہیکل روانہ ہوا اور بیساختہ وہان پہونچکر آمادہ شمشیر زنی اور کفار کشی ہوا یہ حال

دیکھکر نوح درشت ہیکل نے نقابدار سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ نیزہ وعمود وشمشیر نوبت کشتی پر پہونچی اور کوئی دو تین
گھڑی کے زور مین نقابدار پلنگینہ پوش نے نوح درشت ہیکل کا لنگر توڑکر اٹھالیا اور سر سے اونچا کرکے زمین پر مارا
اور چھاتی پر چڑھ کے ہدایت کی نوح درشت ہیکل بصدق دل کلمہ شہادت پڑھ کے مسلمان ہوگیا اور نقابدار کو مع تمام
لشکر کے اپنے دربند مین لیگیا اور تیاری بزم نشاط اور محفل انبساط کی کرکے دعوت نقابدار کی کرتا ہے اب اسکو تو یہان
اسیطرح دعوت اور مہمانداری مین چھوڑیے

جبتک دو کلمے داستان شوکت بیان سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت امیر والاتوقیر دربند کرشاسیہ سے بعد طے مراحل وقطع منازل قریب دربند ہیکلیہ کے پہونچے اور ایک میدان
مین بارگاہ سلیمانی استادہ کراکے مع تمام سرداران لشکر فروکش ہوے ایک مرتبہ جانب سیف ذوالیدین مخاطب
ہوکے فرمایا کہ ایک نامہ حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام کی طرف سے نوح درشت ہیکل کو لکھکر لا چنانچہ
حسب الحکم قدر توام منشی نے نامہ لکھکر واسطے ملاحظہ اور مزین ہونے مہر سلطانی کے پیش کیا پیشگاہ معدلت دستگاہ سے حکم
صادر ہوا کہ اس نامے کو باواز بلند پڑھکر سنا منشی نے وہ نامہ بعد حمد خداے عزوجل خالق جزو وکل اور نعت جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدینمضمون پڑھا کہ ای نوح درشت ہیکل تجھے لازم ہے کہ لقاپرستی اور کفر وکافری
کو ترک کرکے ملت بیضا دین اسلام قبول کر کہ باعث تیری نجات کا کونین مین ہے اور جو اس حکم جہان مطاع مطیع خاقانی
مین کہ مثل تیر قضا کے کسی مقام پہ سے پھرتا نہین سرمو تونے انحراف یا کچھ عذر اور حیلہ پیش کیا تو اس طور پر تو بہ عذاب
الیم مارا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا درفغان ہوا گریہ کرینگی قطعہ اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ * وگر جنگجوئی
ندارم درنگ * دم از مہر زن باکین دہ پیام * حکایت برین ختم شد والسلام * سلطان والاقدر عالی منزلت
نے پیشانی کو اس نامے کی بمہر سلطانی مزین فرماکے اپنے ایک سردار کے ہاتھ وہ نامہ نوح درشت ہیکل کے پاس
بھیجا جس وقت کہ وہ نامہ نوح درشت ہیکل نے کہ مسلمان ہوچکا تھا پڑھا بہ شورہ اور ایماے نقابدار
پلنگینہ پوش درجواب اسکے تحریر کیا کہ ای حمزۂ صاحبقران یہان ایک پہلوان پنجہ تاب سام نریمان ہے جو کوئی
اس پہلوان کو سرمیدان بمردانگی جواب دے کیا مضائقہ ہم سب اسکا کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوجائین اور یہ لکھکر
بخدمت سلطان والامرتبت اسی سردار کے ہاتھ بھیجدیا بعد پہونچنے نامے کے نقابدار پلنگینہ پوش مع لشکر قلعہ دربند
ہیکلیہ سے نکلکر برابر لشکر حمزۂ صاحبقران نامور کے فروکش ہوا اور اپنے خیمے مین داخل ہوکر طبل جنگ بجوادیا ہرکارہ ہاے
لشکر فیروزی اثر یہ خبر سنکے روبروے تخت شہنشاہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام آئے اور زمین ادب کو
بوسہ دے کر بعد دعا وثناے شاہنشاہی پکارے اشعار ای تاج شاہی را فروغ از تارک والاے تو * دے خلعت
شاہنشہی زیباست بر بالاے تو * بدر الدجاے مکرمت مہر سماے ابہت * شد فخر تخت سلطنت کا مدزیر پاے تو *
شہنشاہ عالم کی عمر دراز قلعہ دربند ہیکلیہ سے ایک نقابدار پلنگینہ پوش نے مع لشکر نکل کر سرمیدان خیمہ استادہ کیا ہے
اور طبل جنگ اپنے لشکر مین بجوایا صبح کو معرکہ آراے میدان کارزار ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا بفضل ایزدی اور تائید
ربانی کہدو کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم سلطان باکرم کے یہان لشکر اسلام مین بھی صداے کوس حربی
اور نعرہ ہاے رزمی بلند ہوا تمام فوج دریا موج اور لشکر فیروزی اثر مین خبر ہوگئی کہ صبح کو میدان رزم ہے غازیان میدان
اور مجاہدان تہور شعار تمام شب تیاری میدان مین مصروف رہے اور دونون لشکرون مین جاگ اور بڑی ہوشیاری رہی
صبح کو طرفین سے فوجین نکل نکل کر وعدہ گاہ مصاف پر آکے قائم ہوئین اور بعد صف آرائی نقابدار پلنگینہ پوش

اپنے لشکر سے مرکب کو جمکا کے ناف میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا چنانچہ ہنگام مقابلہ اور مجادلہ نقابدار بلنگینہ پوش نے چند سرداران لشکر اسلام کو بعد جنگ نیزہ و گرز اور شمشیر بزور کشتی زیر کیا اور باندھکر اپنے لشکر مین بھیجدیا اور طبل بازگشت بجا کے اپنے خیمے مین جا کے داخل ہوا سلطان عالیمقام بھی طبل آسایش بجا کے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے وقت شام نقابدار نے پھر طبل جنگ بجوادیا اور روز دوم صبح کو پھر بدستور دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے اور نقابدار بلنگینہ پوش مرکب کو جمکا کے سر میدان مبارز طلب ہوا ادھر سے شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر شاہزادہ بدیع الزمان نامدار اپنے مرکب گلگون باختری کو جولان کر کے روبرو تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت لیکر نقابدار سے جا کر ہمنگاور ہوا اور بعد جنگ نیزہ اور شمشیر دونون نبرد کشتی مصروف ہوے اور تا شام باہم خوب زور کشمکش کا رہا وقت غروب آفتاب امیر حمزۂ عالی جناب نے آکر دونون بہادرون کو جدا کیا اور طرفین سے طبل بازگشت بجا کے اُسطرف نقابدار مع اپنی فوج و سپاہ اور اِس طرف سلطان صاحبقران مع تمام لشکر اسلام میدان سے پھرے اور اپنی بارگاہ و خیمے مین جا کر داخل ہوے نقابدار بلنگینہ پوش پھر اپنے لشکر مین طبل جنگ بجا کے صبح کو میدان مین آیا اور بآواز بلند کہنے لگا کہ ای حمزۂ صاحبقران سرداران لشکر کو اپنے کیون میرے ہاتھ سے قتل کراتا ہی بہتر یہ ہی کہ آج تو نکل کر سر میدان میرے مقابلے مین آتا کہ ہر روز کا یہ خرخشہ مٹ جائے مجھے بھی دعوی صاحبقرانی ہی امیر بانوقیر نے یہ نہیب نقابدار بلنگینہ پوش کی سُنکے عمرو کو اشارہ کیا اور عمرو نے ایک بار کلاہ نمدی اپنی بسوے آسمان پھینک کر بآواز بلند کہا کہ ای جوانان لشکر اسلام آج زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران میدان مصاف مین بمقابلۂ حریف برآمد ہوتا ہی اور تم سب ہمہ تن چشم ہو کر تماشاے زور صاحبقرانی دیکھو تمام شاہ اور شہریار اور سردار یہ آواز شاہ عیاران عیار عمرو کی سُنکے اور کلاہ اُسکی بسوے ہوا آسمان دیکھکر جانب میدان رزم دیکھنے لگے کہ شور نوبت برتری اور علمدارون نے علمون کو جلوہ دیا اور سلطان ظفر احتشام امیر حمزۂ عالی مقام اشقر دیوزاد کو چھیڑ کے روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے تشریف لائے اور اجازت طلب ہوے حضرت ظل اللہ سعد بن قباد بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جام کلۂ عفریت بھر کے عنایت عنایت فرمایا امیر والا توقیر نے ایک انگلی جام مین ڈالکے شربت کو چکھ لیا اور باقی شربت جام کلہ عفریت کا پہلوان عادی کو اشارہ کیا کہ اُسنے وہ جام اٹھا لیا اور تمام شربت نوش کیا اور سلطان صاحبقران بمقابلہ نقابدار بلنگینہ پوش آکر بعد از جنگ نیزہ و عمود اور شمشیر دونون بہادر میدان مین گھوڑون پر سے اُتر پڑے اور کشتی مین سرگرم ہوے اشعار ؎ بکشتی گرفتن نہادند سر ❊ گرفتند ہر یک دوال کمر ❊ گہے زور این کرد دیگہ گردِ آن ❊ بمیدان نوی دست ہر دو جوان ❊ کبھی سلطان نامدار نقابدار کو چند قدم بزور پسپا کر کے بہجاتے تھے اور کبھی نقابدار امیر عرش اقتدار کو دو چار قدم پیچھے ہٹا دیتا تھا خلاصہ یہ کہ اسی طرح سے تین شبانہ روز باہم زور کشمکش کا رہا روز چہارم نقابدار بلنگینہ پوش بکمال جوش و خروش یہ کہنے لگا کہ ای حمزۂ صاحبقران عالی ہوشیار اور خبردار رہنا یہ زور آخری مین کرتا ہون دونون بازو امیر والا توقیر کے پکڑ کے اور سر اپنا سینۂ اقدس پر سلطان نامور کے رکھکر بزور پسپا کر کے کوئی پانچ چھ قدم پیچھے لے گیا عمرو نے یہ رنگ دیکھکر پکارا کہ حمزہ عجب طرح کی آج تو کشتی لڑتا ہی زور صاحبقرانی کہان جاتا رہا یہ کنایہ عمرو کا سُنکے سلطان والا قدر نے لنگر مارا کہ ہر چند پھر نقابدار نے زور کیا مطلق اقدام عالی کو امیر عالی مقام کے جنبش اور لغزش اُس مقام پر سے نہ ہوئی آخر ناچار ہو کر نقابدار نے کہا کہ ای حمزۂ نامدار مین زور کر چکا اب جو تجھے اپنا امتحان

زور کرنا ہو تو بھی کرلے امیر والاتوقیر نے فرمایا کہ ای نقابدار اب تو خبردار رہنا اور یہ کہکے نقابدار کے دونون بازو پکڑ کے
پیچھے کو دوڑا بیچلے ہر چند نقابدار ہر ایک جا پر چاہتا تھا کہ لنگر مارے اور اپنے قدم کو قائم کرے مگر کہین نہ ٹھہر سکا
آخرکار دس بارہ قدم پسپا کرکے ایک مقام پر شہنشاہ عالی مقام نے اوجھڑ ماری کہ دونون زانو نقابدار پلنگینہ
پوش کے زمین سے آشنا ہوگئے سلطان والاحشم نے خم ہوکر اپنا ہاتھ نقابدار کی کمر زنجیرین ڈالکر طنطنہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچا اور لنگر توڑکر زمین سے اٹھا لیا اور چاہتے تھے کہ سر سے بلند کرکے نقش زمین اور پیوند زمین کرین
ایکبار نقابدار نے کہا یا امیر حمزہ صاحبقران مصرع برمن نگر برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا ✦ میرا نام عجیل ماہ رو
بن عبدالمطلب اور تیرا چھوٹا بھائی ایک کمترین بندگان خدائے عزوجل ہون اور دعوی صاحبقرانی رکھتا تھا
اب مجھے تحقیق ہوا کہ تو برحق اور بیشک عموے پیغمبر آخرالزمان امیر حمزہ صاحبقران دوران ہو سلطان صاحبقران
نے یہ حال سنکے بہ سہولت تمام نقابدار کو زمین پر رکھدیا اور نقاب چہرے سے انور سے نقابدار کے اٹھاکر
دیکھا کہ سر مو اپنی شبیہ اور عجیل ماہ رو کی صورت و شکل مین تفاوت نہ پایا اسوقت نہایت التفات اپنے چھوٹے
بھائی پر کرکے بارگاہ سلیمانی مین لے آئے اور تمام بارگاہ نشینون کو معلوم ہوگیا کہ یہ عجیل ماہ رو چھوٹے بھائی
امیر والاتوقیر کے ہین سبھون نے مبارکباد دی اکثر نے نذر تہنیت گذرانی سلطان صاحبقران نے سات روز
جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ واسطے عجیل ماہ رو کے قرار دی شادیانے اور طبل بشارت کے لشکر فیروزی اثر مین
بجے بعد سات روز کے عجیل ماہ رو اور انکے لشکر کو لیے مع تمام اپنے سرداران لشکر اسلام کے دربند ہیکلیہ سے کوچ
کرکے سمت دربند عنقابیہ روانہ ہوئے اور عرصہ راہ کو طے کرکے قریب اُس دربند عنقابیہ کے کہ اسکو قران کوہ بھی
کہتے ہین پہونچے اور لشکر فروکش ہوا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی امیر والاتوقیر مع بادشاہ سعد بن قباد اور سرداران
لشکر فیروزی اثر داخل بارگاہ ہوئے اب حال سنیئے کہ اس دربند قران کوہ کے تین طرف تو دریاے زخار
ساحل ناپیدا کنار ہے اور ایک طرف خندق بنیا سوت اسی گز کی چوڑی کہ اسمین اسی پیل ایک دوسرے کے
مقابلے مین برابر کھڑے ہوسکتے ہین اور زنجیرین فولادی آن میلون مین وصل کی ہوئی ہین ایک جسر اسلح کا اوپر رکھا
ہوا ہے کہ آمد و رفت اُس قلعے کے آدمیون کی اُسی جسر پر میلون کے ہوکر باہر نکلنے کی ہے چنانچہ جسوقت عنقا وزد
سلطان ظفر احتشام امیر عالی مقام اور آمد لشکر اسلام سے آگاہ ہوا تو اُسنے اپنے قلعے سے نکل کے پانچ کوس کے
فاصلے پر بمقابلہ لشکر فیروزی اثر خیمے اور خرگاہ استادہ کرائے اور مع اپنی فوج و سپاہ وہان آکر فروکش ہوا اور
اپنے خیمے مین بمشورہ اپنے اہالیان دولت اور ارکان مملکت شب کو طبل جنگ بجوادیا یہ خبر لیکر ایک جوڑی
ہرکارہ ہاے لشکر اسلام کی روبروے تخت شہنشاہ سعد بن قباد آئی اور زمین ادب کو بوسہ دیکر دست بستہ
پکاری قطعہ ای ہرکارے رفیقت قل ہو اللہ احد ✦ وے نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد ✦ لم یلد یار و ولم
یولد ہر جا دستگیر ✦ لم یکن یاری وہ مونس لہ کفوا احد ✦ سرفرز عالم کی عمر دراز عنقا حاکم دربند قران کوہ نے
مع لشکر کفر و ضلالت قلعے سے باہر نکل کے اپنی فوج مین طبل جنگ بجوادیا ہے اور صبح کو وہ کافر تبہہ فاسد
معرکہ آراے رزم ہوگا سلطان والاقدر نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی بتائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ
بجے اور بموجب حکم قدر توام سلطان کرم کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا تمام دلیران فوج ہوشیار
ہوگئے اور رات بھر طلاے طرفین سے پھرا کیے بڑی ہوشیاری اور خبرداری کے ساتھ تیاری میدان جنگ
کی رہی صبح کے وقت ادھر سے عنقا مع لشکر کفار اور ادھر سے امیر والاتوقیر مع فوج و سپاہ دلیران

عرصہ کارزار مین آکر وعدہ گاہ مصاف مین صف آرا ہوے ایک مرتبہ عنقا اپنے مرکب کو صف لشکر سے جھکا کے
باہر نکلا اور ناف میدان مین قائم ہو کر پکارا کہ ای لشکر خدا پرستان وای زبردستان از شما ہر کرا آرزوے مرگ ست بیاید
بمیدان جنگ ساتھ اُسکے للکارنے کے لشکر اسلام سے بہرام شیر خوار اجازت لیکر اُسکے مقابلے مین گیا اور عنقا کے
ہاتھ سے بضرب تیغ بدرجہ شہادت فائز ہوا اور اسی شکل سے اکثر سرداران فوج اسلام کے اسکے ہاتھ سے کوئی بضرب
تیغ کوئی بضرب عمود شہید ہوے اور چند سردار زخمی ہو کر پھرے آخر کار وقت شام طبل بازگشت بجوا کے عنقا اپنے
خیمے مین داخل ہوا سلطان باکرم بھی غم و الم مین سرداروں کے باچشم پرنم مع دلیران لشکر اپنی بارگاہ مین آکے
داخل ہوے شب کو عنقا نے پھر طبل جنگ بجوادیا اور بدستور روز اولین صبح کو دونون لشکر میدان مین
آکر قائم ہوے اور عنقا اپنے مرکب کو جولان کرکے پھر سر میدان مبارز طلب ہوا ابھی پورا کلمہ عنقا کی زبان سے
نکلنے نہین پایا تھا کہ دیکھا صف راست مین علمداروں نے علمون کو جلوہ دیا اور انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ
ملک باختر صاحبقران بن صاحبقران پہلوان تہمتن شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب تیز گام خوشخرام
برق آہنگ گلگون باختری کو جھکاتا نکل کر روبرو تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور اجازت طلب میدان کا ہوا
شہنشاہ لشکر اسلام نے جام کلہ عفریت شربت سے لبریز کرکے اپنے دست مبارک سے شاہزادہ بدیع الزمان
کو دیا اور فرمایا ای شاہزادہ بلند اقبال بخداے لایزال سپردم شاہزادہ عالی جناب نے آداب بجا لاکے وہ جام نوش
کیا اور سراپا میدان کا دکھلاتا عنقا سے آکر ہمتگادر ہوا گھوڑا عنقا کا لگاور سے بارہ تیرہ قدم پسپا ہو کر ٹھہرا اور
پھر عنقا نے طمانچے اور گھونسے گھوڑے کے کلے پر مارکے خوب سا روک کر اُسکو برابر شاہزادہ والا مرتبت کے لایا
اور بعد رسم تیرو بازی نوبت بہ جنگ عمود پہونچی چنانچہ ضرب گرز سے شاہزادہ بدیع الزمان کی عنقا
تو بچا مگر عنقا کے گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اُسوقت عنقا نے چاہا کہ دوڑکر شاہزادہ عالم سے لپٹ جاے شاہزادہ عالم
گھوڑے پر سے کود پڑا اور عنقا سے اور شاہزادہ بدیع الزمان سے سینہ بہ سینہ اور کمر بہ کمر اور کلہ بہ کلہ زور کشتی کا تا وقت
شام ہوا آخر عنقا نے یہ کہکر کہ ای بہادر ہمارے تیرے کل صبح کو امتحان زور ہوگا طبل بازگشت بجوادیا اور میدان
رزم سے پھر کے اپنے خیمے مین گیا یہان سلطان والا شان نے بھی بست ساز شاہزادہ بدیع الزمان نامور کے پر
نثار کراکے مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی مین آکر داخل ہوے اور وہان عنقا نے اپنے خیمے مین بیٹھکر
سرداران لشکر سے کہا کہ مین کسی صورت سے شاہزادہ بدیع الزمان کا حریف نہین ہوسکتا اور اپنا غلبہ اُس پر
نہین پاتا یہ کہکر آدھی رات کے عمل مین مع اپنی فوج وسپاہ کے قلعے مین جاکر اُس جسر کو میلون پر سے توڑوا ڈالا
اور قلعہ بند ہوکر آپ فیلبند دروازے پر جا بیٹھا اور برجون و فصیلون پر توپین چڑھا دین اور گولہ اندازون کو
حکم دیا تم منہ ان توپون کے سمت لشکر حمزہ سیدھے کرکے مہتابین روشن کرکے بہت ہوشیار اور خبردار میرے
حکم کے انتظار رہو غرض تیاری معقول اور اپنی دلجمعی قرار واقعی کرکے جب وقت صبح کا ہوا تو ایک اپنے نوکر
کو سلطان صاحبقران کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ای حمزہ صاحبقران مین تمہارا سد راہ نہین ہوتا تم کو
راستہ نکلجانے کا دیتا ہون تم یہان سے پھر کر اپنے ملک عجم کو چلے جاؤ جب یہ پیغام عنقا کا امیر حمزہ صاحبقران
دوران نے سنا تو نہایت متحیر اپنے دل مین اور متفکر ہوگے سرداران بارگاہ نشین نے عرض کیا حضور
باعث تردد خاطر اقدس کیا ہے کس لیے کہ ایک راستہ اور بھی ملک عجم کی طرف سے سوا اُس کے جانیکا ہے
عنقا نے کہلا بھیجا ہے کہ یہ بھی میرا سلوک اور احسان ہے کہ مین اُس راہ سے تمکو جانے دیتا ہون ورنہ وہ بھی تو

میرے قابو اور میرے علاقہ اور سرحد مین ہی امیر والا توقیر ثانی الضمیر عنقا کا دریافت کر کے نہایت درہم اور برہم ہوے
اور اُس پیام بر سے فرمایا کہ تو جا کے اُس بے حیا سے کہدینا کہ تیرے اس سوال کا جواب جنگ ہی وہ شخص بارگاہ
سے نکل کر عنقا کے پاس گیا اور جو کچھ کہ سلطان صاحبقران نے فرمایا تھا بیان کیا عنقا نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا
مگر یہان بارگاہ سلیمانی مین صاحبقران دوران مع تمام سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر واسطے سیر اور تماشاے
قلعہ اور دربند کے تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اُس جسر کو جسپر ہوکر آمد و رفت تھی توڑ ڈالا ہی باقی میل جتنے ہین
وہ سب بدستور اِس سرے سے اُس دربند اور قلعہ تک خندق مین مستحکم اور قائم ہین امیر والا توقیر یہ تماشا دیکھکر
جانب سرداران لشکر اسلام مخاطب ہوے اور فرمایا کہ مین تم سب بہادرون مین سے چاہتا ہون کہ ایک دلاور
مردانہ وار وہان کسی طرح سے پہونچکر اِس دربند کو مسخر کرے سب سردار سنکر خاموش ہو رہے اور سرنگون ہوکر
کسی نے جواب نہ دیا بار دیگر صاحبقران نامور نے باواز بلند کہا کہ اے بہادرو تم مین ایسا کوئی دلیر اور شیر ہی کہ اِس
حکم کی میرے تعمیل کرے ابھی صاحبقران دوران کی زبان فیض ترجمان سے یہ پورا کلمہ تراوش نہین کرنے
پایا تھا کہ ایک مرتبہ قبہ دین ستون اسلام برہم زنندہ دولت سکندر رہیکلان صاحب شمشیر گران کرب پرحرب
نظر کردہ امیر عرب نے برابر سلطان صاحبقران کے آکے عرض کی کہ افضال الٰہی اور اقبال عالی سے فدوی
جاکے اِس دربند اور قلعہ کو مسخر کرتا ہی سلطان والا مرتبت نے کرب غازی کو اپنے سینے سے لگا لیا اور جبین پر
بوسہ دیکر فرمایا کہ بارک اللہ اے کرب غازی تم نے خوب میری بات کو رکھ لیا مصرع آفرین باد برین ہمت مردانۂ
تو بس شاہزادہ کرب دلاور اُسی وقت دامن ہمت کو کمر پر باندھ کر آداب بجالایا اور یا حیدر کرار کہکے کنارے سے
ایک جست کر کے میل اولین پر پہونچا اور میل کو پکڑ کے باطمینان تمام سنبھلکر اُس پر بیٹھ گیا یہ خبر کسی ہرکارے نے جاکے
عنقا سے کہی عنقا بہت ہنسا اور بعد اِسکے حکم دیا کہ فصیلون اور برجون پر جو قلعے کے گولہ انداز ہین اُنسے کہدو کہ ایک
صید لاغر کا ہدف بنا لینا بھی کچھ بڑی بات ہی ایک گولہ مار کر میل پر سے خندق مین گرا دو حسب الحکم عنقا کے گولہ اندازون
نے نشانے تاک تاک کر گولے مارنا شروع کیے لیکن فضل الٰہی سے کوئی گولہ شاہزادہ کرب غازی کے جسم پر
نہین لگتا تھا چپ و راست اِدھر نکلجاتا تھا اور شاہزادہ کرب دلاور یا اسد اللہ الغالب یا علی ابن ابی طالب
ورد زبان کرتا جتنے وہ میل تھے سب کو جستین کرتا طے کر کے اُس پار خندق کے پہونچا سلطان صاحبقران
اور تمام سرداران لشکر یہ چالاکی اور جرأت اور قوت شاہزادہ کرب دلاور کی دیکھ دیکھکر احسنت احسنت
اور مرحبا مرحبا اور تحسین و آفرین کرتے تھے ناگاہ دیکھا کہ شاہزادہ کرب غازی نے دروازۂ قلعہ پر جاکے
نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اور بہ کمال غیظ و جلال ایک تیغہ دوڑ کر دیوار پر قلعہ کی مارا کہ دیوار شق ہو گئی
اور شاہزادہ کرب غازی یا حیدر کرار کہکے اندرون قلعہ داخل ہوا عنقا یہ حال دیکھکر باشمشیر عریان جانب
شاہزادہ کرب دلاور دوڑا اور قریب پہونچکر بقوت تمام ایک ضرب تیغ سر پر شاہزادہ دلاور کے ماری شاہزادہ
کرب غازی نے بند دست اُسکا پکڑ کے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے ایک ہی زور
عنقا کو زمین سے اُٹھا لیا اور جس وقت کہ چار طرف سے سرداران لشکر عنقا نے محاصرہ کر کے
حوصلہ جنگ کا کیا تو شاہزادہ کرب غازی نے عنقا کو دست چپ مین بجاے سپر پکڑ کے دست راست
مین تلوار لی جو کوئی حملہ ور ہوتا کرب غازی عنقا کو سامنے اُسکی ضرب کے کر دیتا تھا اِس باعث سے کوئی
کافر قریب نہین آتا تھا اور نہ گرز تیر تلوار تبر کوئی ہتھیار کی ضرب کرنے کا حوصلہ کرتا تھا مگر عجب طرح کا

شور یوم النشور اور ہنگامہ تمام قلعے مین ہو رہا تھا اُسوقت شاہزادہ کرب غازی نے ارادہ کیا کہ اس عنقا کو بخ دیگر
اِس خندق مین ڈالدون ناگاہ عنقا پکارا ای بہادر امان شاہزادہ کرب غازی نے کہا امان بشرط ایمان اُسنے کہا
کہ بجو مین مسلمان ہوتا ہون کرب غازی نے یہ کلمہ سُنکے اُسے چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت تلقین کیا اُس تیرہ دل تاریک درون نے
اپنے جی مین یہ کہکے کہ ذرا سی بات کہ بینے مین اسوقت تو میری جان بچتی ہی از راہ مکر کلمہ پڑھ کے اسلام قبول کیا اور بڑی
دھوم سے تیاری محفل اور دعوت کی کرکے شاہزادہ نامور کو باعزاز واکرام تمام ایک صدر عز وتمکین پر بٹھلایا اور طائفے
ارباب نشاط کے طلب کرکے جلسہ گانے بجانے کا کیا شاہزادہ کرب دلاور نے فرمایا کہ ای عنقا وہ چتر جسپر سب آنے جانے
تھے پھر اُن میلون پر نصب کرا دے عنقا نے ناچار اور مجبور ہو کر بدستور سابق اُس چتر کو بندھوا دیا اور سلطان صاحبقران
مع لشکر فیروزی اثر عبور اُس خندق سے کرکے شہر مین داخل ہوے عنقا بخوف جان مین شبانہ روز بڑے تکلف سے
دعوت اور مہمانداری کرکے غلامانہ دست بستہ کار خدمت مین حاضر رہا روز چہارم رات کے وقت شبخون لشکر اسلام
پر مار کے سمت دربند فولادیہ فراری ہوا جسوقت یہ خبر عنقا کے شبخون مارنے اور فراری ہونے کی سلطان الاشان
نے سنی صاحبقران وہان بھی نہایت درہم اور برہم ہوکر مع تمام سرداران لشکر اسلام اُسی وقت سوار ہوے
اور تعاقب مین عنقا کے تشریف لیچلے وہان عنقا کا حال سنیے کہ عنقا بھاگتا بھاگتا دروازہ قلعہ فولاد پر پہونچا
اور قلعے کے نیچے سے باواز بلند کہنے لگا کہ یارو مین عنقا حاکم دربند قران کوہ کا ہون حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے
شکست فاش کھاکے بہزار سعی وجہد بھاگتا ہوا یہانتک پہونچا ہون دروازہ قلعہ کا جلد کھول دو تاکہ مین اُن
خداپرستون زبردستون کی تیغ تیز سے جانبر ہون فولاد سخت کمان جو حاکم دربند فولادیہ کا تھا اُسنے یہ
گفتگو عنقا کی جو سُنی تو قہقہہ مار کر دروازہ قلعہ پر آیا اور کہنے لگا کہ اس عیاری سے تیری مجھے دریافت ہوگیا کہ تو
عمرو عیار ہی کیا سبب کہ عنقا نے مجھے پہلے ہی لکھ بھیجا ہی کہ مین نے چتر میلون پر سے اٹھوا کے رستہ آمد ورفت کا
مسدود کر دیا اور مین مع تمام فوج وسپاہ کے قلعے سے باہر نکل کر حمزہ کا سد راہ ہون کیا تاب وطاقت حمزہ کی
اور کیا مقدور لشکر اسلام کا جو میری طرف ایک قدم بڑھا سکے سوا اب تو یہ کہتا ہی کہ اُس قلعے کو اور اُس دربند
قران کوہ کو جہان پرندہ پرواز کرکے نہین پہونچ سکتا وہی دن مین حمزہ نے چھین کر مجھے شکست دے دی
یہ محض جھوٹھ ہی تو ہرگز عنقا نہین ہی عمرو عیار ہی مین تیری عیاریان ہزارون ایسی سن چکا ہون تیرے فریب مین
ہرگز نہ آؤنگا اور دروازہ نہ کھلیگا مگر آج اسی مضمون کی عرضی لکھکر خداوند ہیجدہ ہزار ملک باختر کو بھیجے دیتا ہون
وہ خداوند عالم الغیب ہی جیسا حکم دیگا مین بجا لاؤنگا پھر عنقا نے نہایت عجز وانکسار سے کہا کہ مین عمرو عیار نہین
ہون واسطے خداوند لقا کے دروازہ جلد کھول دو اس گھبراہٹ اور بیتابی گفتگو سے عنقا سے فولاد سخت کمان کو
اور زیادہ تر دغدغہ اور وسواس پیدا ہوا ناگاہ صحرا کی طرف سے ایک گرد نمایان ہوئی عنقا نے جو اُس گرد کو
دیکھا تو یہ سمجھا کہ لاشک اور لاریب آمد فوج اسلام ہی چیخین مار کر کہنے لگا کہ ای ظالمو واسطے خداوند لقا کے جلد
دروازہ قلعے کا کھول دو وہ دیکھو سامنے سے لشکر حمزہ عنقریب آپہونچا فولاد سخت کمان نے کہا بس او دزد
باریک گردن لک لک پا ساربان زادے زیادہ بیہودہ نہ بک ہمین یقین ہوا کہ تو سچ کہتا ہی او بدذات عیار بکار مصرع
این رابہ کسے گو کہ ترا نشناسد ہہ تو نے ایک روغن عیاری کا منھ پر ملکے عنقا کی شکل اپنا تمام لشکر خداپرستون کا
پشت پردہ جواب نمودار ہوا ہی چھوڑ کر تھوڑی سی فوج حمزہ کی لیکر یہان اس فکر مین آیا ہی کہ مجھے فریب دے کر
قلعہ چھین لون اور قلعہ گیرے جنگ مشہور ہون سو مین تیرے ان مکر فریبون مین کبھی نہین آؤنگا بہتر یہی ہی کہ

اب جلد یہان سے چلا جا ورنہ مین ابھی لوگون سے حکم دے کر تجھے یہان سے سنگسار کرا دونگا اور فولاد سخت کمان
کے برہم ہوکر اس گفتگو کرنے سے وہ جو اور سردار مقربین مصاحبین جان نثار فولاد کے تھے اُنھون نے کہا کہ او
سودائی عیار تیری قضا شاید یہان لائی ہے اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہے تو جلد یہان سے بھاگ تیری عیاری مکاری
تو یہان کچھ نہین چلیگی مگر ہم لوگ ذرا جنبش لب مین اپنے آقاے ولی نعمت فولاد سخت کمان کے ایک ہی تیر
مین تیرا کام تمام کر دینگے اور یہ چند سلاح بند فوج و سپاہ کم جو تیرے ہمراہ آئے ہین انسے نوبت ہتھیار کی تو درکنار کہان
ہو پہنچے پائیگی ان سبھون کی ہمارے پاس تک دعا بھی نہین پہونچ سکتی پھر یہ ہمارا کیا کر سکتے ہین ہان ہم سب یہان
ابھی پتھر مارینگے کہ انہین سے ہزارون مارے جائین اور آخر سب عاجز ہوکے بھاگ جائینگے اُس وقت عنقا مایوس
ہوکر وہان سے پھرا اور اپنی فوج سے کہا کہ اب مین برضاے خداوند تعالی دل دے کر آمادہ مرگ اور مہیاے قضا ہوتا
ہون اور سواے لڑنے مرنے کے اور بھاگ کر کہان جاؤن اور یہ کہکر ایک میدان مین آکر اپنے لشکر کو قائم کیا اور
صف آرا ہوکر منتظر آمد لشکر فیروزی اثر کا تھا اس عرصے مین امیر والا قدر عالی منزلت بھی پہونچے اور ہرکارون نے
خبر دی کہ دوروز عنقا مقہور اور مغرور نے زیر قلعہ فولادیہ کے ہرچند داد فریاد کی اور چاہا کہ دروازہ قلعے کا کھولدین
الا فولاد سخت کمان جو حاکم اس دربند قلعہ کا ہے اُسنے یہ کہکر کہ تو عنقا نہین ہے عمرو عیار ہے عنقا کی صورت بنکے
یہان آیا ہے اور چاہتا ہے اس فریب سے ہمارے قلعے مین دخل کرلے دروازہ قلعہ نہ کھولا بلکہ فولاد سخت کمان
نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو یہان سے چلا جا ورنہ ہم تجھکو سنگسار کرکے مار ڈالینگے یہ سُنکے عنقا عاجز و ناچار ہوا اور قلعے
سے الگ جاکے وہ سامنے میدان مین اپنی فوج کا پرا باندھے کھڑا ہے امیر حمزہ صاحبقران دوران نے یہ حال
عنقا کا جو سنا تو متبسم ہوکے فرمایا کہ اچھا ہمارے لشکر مین بھی صف آرائی ہو چنانچہ حسب الحکم حاکم نام امیر عالیمقام
کے فوج اسلام صف آرا ہوکر آمادہ رزم و جنگ کھڑی تھی ناگاہ از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ
سرگرد باسمان رسیدہ پاے گرد زمین دو زیدہ غلطان و پیچان چون سر زلف عروسان ہوا نے مارا گرد کو گردنے
مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے چالیس فیلان مست جھونڈے اُنکے سیندور اور زنگار سے
رنگے ہوے اُنپر چالیس نوجوان خوبرو علمہاے زرنگار مرصع کار ہاتھون مین لیے پرچم اُنکے ہوا سے پھرپھراتے
ہوے تیرے کر ذرہ سے مسلح اور کمل بیٹھے ہوے فیلبان گجک مارتے اس طرف کو آتے ہین بعد اُنکے شتری اور
فیلی دمامے گرجتے ہوے بعد ازان کچھ سانڈنی سوار سانڈنیون کو بطور مورنیون کے آراستہ کیے سقرلاتی اور
مخملی کارچوبی جھولین سانڈنیون کی پشت پر زنگ گنگا جمنی گردنون مین پڑے ہوے چھم چھم کرتی چلی آتی ہین انکے
بعد بان بردار برچھی بردار اور سب جلو مین ہے اور دو ڈھائی سو حاجب دربان بادل مردبے چوبدار عصا بردار
تختے سنہرے رُوپہلی مکلل بزر مغرق بجواہر ہاتھون مین لیے تحفہ تحفہ گھوڑے رانون کے تلے دبائے چمکارتے
کدکداتے اہتمام سواری کا کرتے ہوے بعد ازان ایک جوان نقابدار زرین پوش زیر سایہ علم زرنگار ایک مرکب
بحری پیکر گلگون عذار پر سوار اور گرد و پیش و چپ و راست اُسکے چالیس ہزار سوار دلیران عرصہ کارزار مسلح و
مکمل دریاے آہن مین غوطہ مارے آکر اسی میدان مین ایک طرف صف باندھکر قائم ہوا ابھی کچھ اُسکا حال
منکشف نہین ہونے پایا کہ اس عرصے مین جانب دریاے زخار کچھ کشتیان نمایان ہوئین اور آگے آگے ایک
بجرے پر ایک نقابدار فیروزہ پوش بہ کمال شوکت و شان صدر جاہ و حشمت پر بیٹھا ہوا اور اُن کشتیون
مین قریب پچاس ساٹھ ہزار شجاعان روزگار اور رستمان ہر دیار سپرین تلوارین گرز نیزہ اور خنجر تبر و کمان

وغیرہ سلاح بکڑے بیٹھے ہوے لب دریا ہو بیٹھے اور بطرفۃ العین جو بند ہوا کہ وہ نقابدار فیروزہ پوش مع تمام اپنے
لشکر کے کشتیون پر سے اُتر پڑا اور اپنے عیارون کو برائے دریافت حال کہ یہ تین لشکر جو یہان استادہ ہین کیسے کیسے ہین
اور یہ کیا معرکہ درپیش ہی عیار نقابدار فیروزہ پوش کا آن واحد مین میدان رزم سے احوال دریافت کرکے گیا اور
دست بستہ اُسنے عرض کیا کہ اِسمین ایک لشکر تو سلطان صاحبقران نامور کا ہی اور یہ دوسرا لشکر عنقا نامے حاکم دربند
قران کوہ کا ہی اور تیسرا لشکر کوئی نقابدار زرین پوش ہی کہ اُسکا ہی یہ کیفیت سُنکے نقابدار فیروزہ پوش بھی اُسی
میدان کی سمت چہارم آکر صف آرا ہوا جبکہ تیاری میدان کی بوجہ احسن ہو چکی اور گرد کیت اور میدانی ہر جانب سے
میدان مین نکلکر کرتبی کرکے نکل گئے تب دیکھا کہ اولان اول نقابدار زرین پوش اپنی فوج سے مرکب چمکا کے
باہر نکلا اور طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے پکارا اشعار

بزور صف شکن گیرم جہان را | ازرم برہم زمین و آسمان را
منم صاحبقران حق پرستان | اگر رستم وگر افراسیاب ست
زبر دستان بدشم زیر دستان | زبیم حملۂ من در عذاب ست

تینون لشکرون کے سردار نقابدار زرین پوش کی عظمت وجودت اور شوکت اور شان کو دیکھکر حیران اور ششدر
رہ گئے کہ ایک مرتبہ نقابدار زرین پوش جانب لشکر عنقا مخاطب ہو کر مبارز طلب ہوا عنقا بھی ازبسکہ اپنی زندگی سے
تنگ ہو رہا تھا بیساختہ اپنی فوج سے نکلکر بمقابلۂ نقابدار زرین پوش گیا اور تیغہ آبدار کھینچکر برسر زرین پوش حملہ ور
ہوا نقابدار زرین پوش نے عنقا کی تلوار کو اپنی سپر پہ کاٹکر بوقت برگشتن یہ کہکر بیت تو ضرب زدی ضرب من
نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * تیغہ مارا عنقا نے جو دیکھا کہ ایک برق لامع میرے سر پر گرتی ہی عجب نہین
کہ میرے خرمن ہستی کو جلادے گھبرا کے سپر کو پناہ کیا اور مرتے وقت بفائدہ وہ کلنگ کا دھبا اپنے ماتھے پر لیا مگر وہ برق
شمشیر جب کر جو گری تو لگہ ابر سپر کو مثل قرص قمر کاٹ کر خود اور دو بلغے کو تراش کر کاسہ سر کو کاٹتی نکلے اور جبڑے
کو بیتی صراحی گردن مین مانند فوارۂ سیماب کے نہ ٹھہرے جبلنہ اور زرہ اور بند لا دیر کا قلم کرکے ناف کے تلے جا اُتری
اور قاش زین کو کاٹ کر پشت پر مرکب کے جبری زیر تنگ جا نکلی اور لاش عنقا مع مرکب چار پر کالے ہو کر خاک وخون
مین پھڑکنے لگی یہ برش تیغ اور زور دست حق پرست نقابدار زرین پوش کا دیکھکر لشکر اسلام سے ایک شور تحسین
و آفرین کا اُٹھا اور نقابدار مع اپنے دلیران نامدار کے فوج کفار پر جا پڑا اور شمشیر زنی اور کفار کشی کرکے ایک آن واحد
مین فوج وسپاہ عنقا کو شکست فاش دی اور تمام کفار ہزیمت کھاکے بھاگ کھڑے ہوے اور بہت سے الامان
الامان پکار کے مشرف باسلام ہوے بعد ازان نقابدار زرین پوش نے اپنے لشکر مین شادیانے فتح کے بجوادیے
اور میدان مصاف سے مراجعت کرکے وہین ایک سمت اپنی بارگاہ اور فوج وسپاہ کے خیمہ وخرگاہ استادہ کرادیے
اور مع اپنے تمام سرداران مقربین اور مصاحبین بارگاہ مین جاکے داخل ہوا اور ناچ دیکھنے لگا بعد اسکے نقابدار
فیروزہ پوش بھی مع اپنے لشکر کے میدان رزم سے پھرا اور وہ بھی ایک جانب مع اپنی فوج وسپاہ کے خیمہ
استادہ کراکے فروکش ہوا سلطان والاشان امیر حمزۂ صاحبقران نے بھی مع لشکر فیروزی اثر اور تمام سرداران
فوج اسلام وہین زیر قلعہ دربند فولادیہ بارگاہ سلیمانی استادہ کراکے اور خیمے ڈیرے اسپک راؤٹیان قلندریان بیچوبے
برگے کندلے بنگلے بارہ دریان پال بگرے سرداران لشکر اسلام کے استادہ ہوگئے امیر والا تو قیر اپنی بارگاہ سلیمانی
مین جسوقت کہ رنگل نادعنبر پر جلوہ فرما ہوے عمرو کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ خواجہ ذرا تم تکلیف کرکے نقابدار زرین پوش
کے لشکر مین جاؤ اور خبر تو لاؤ کہ یہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا حمزہ وہ شعر جو شیخ سعدی شیرازی نے گلستان مین لکھا ہی
آج مجھے معلوم ہوا کہ سچ کہا ہی شعر بس گرسنہ خفت وکس ندانست کہ کیست * بس جان بلب آمد کہ برو کس نگریست *

مین کیا حال اپنا تیرے روبرو بیان کرون صاحبقران دوران نے فرمایا کہ خواجہ سلامت تمھارے بیان کرنے کی احتیاج
نہین ہے ہم صاف صاف جو کچھ کہو مین تمھاری تواضع کرون مگر جانا تمکو ضرور ہوگا عمرو نے کہا یہ بات غیر ممکن ہے مین کبھی نقابدار
کے لشکر مین نہ جاؤنگا کس لیے کہ جہان انسان نے برقع بیحیائی کا اپنے منھ پر ڈال لیا پھر اُسکو کسی اشراف کی
عزت و آبرو کا خیال نہین رہتا اگر تو لاکھ روپیہ مجکو دیگا تب بھی مین نہ جاؤنگا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ خواجہ ایکمرتبہ تم جاکے
ہو آؤ اگر اُسکا کچھ حال معلوم ہو تو آکر کہدینا ورنہ تم سے کچھ اس بات مین شکایت نہین عمرو نے کہا حاشا مجھ سے لشکر مین نقابدار
کے جانے کی توقع نہ رکھو میرا وہان جانا بیکار ہے صاحبقران دوران نے شاہ صفا ترک خزانچی سے اشارہ کیا کہ پانچ تھیلیان
عمرو کو دو شاہ صفا نے پکار کے عمرو سے کہا کہ خواجہ سلامت آداب بجا لاؤ پانچہزار زر سرخ سرکار سے تمکو مرحمت ہوئے ہین عمرو نے
پانچہزار اشرفی کا جو نام سنا تو منھ مین پانی بھر آیا اور بیساختہ دوڑ کر وہ اشرفیان شاہ صفا سے لیکر نذر زنبیل کین اور سلطان
والاشان سے عرض کی کہ حمزہ مین تیرا بندۂ بے درم اور مطیع و فرمانبردار ہون جس کام کو تو حکم کریگا مجھے اسمین غدر نہین
اور علاوہ ازین مجھ سا قدردان عالی ہمت ولی نعمت ابر فیض دریا نوال مجھے کہان ملیگا شعر صدف نے طول کے منھ ابر
سے گہر لئے ۔ ترے کرم نے دیے بے سوال حاتم نے ۔ تیری خوشنودی خاطر مجھے بجان و دل منظور ہے قسم اسکی مین ابھی
نقابدار کے خیمے مین جاتا ہون لیکن حمزہ یہ بات خلاف اپنی رائے ناقص کے ہے کہ اُن برقع پوش نقابدارون کا مقدمہ بہت
نازک ہے مجھے تو یقین نہین کہ نقابدار زرین پوش کا حال منکشف ہو امیر باتوقیر نے فرمایا کہ جہان تک سعی وجہد مجھے
ہوسکے دریافت کرنا آیندہ اگر نہ معلوم ہو تو چلے آنا سمجھ لیا جائیگا غرض یہ کہ عمرو بموجب حسب الحکم سلطان باکرم کے بارگاہ
سے اٹھ کھڑا ہوا اور لشکر اسلام سے الگ جاکر اپنی ہیئت تبدیل کی یعنے عمرو نے رنگ روغن عیاری کا منھ پر ملکے
بعد درست بنواے آزاد داڑھی مونچھون کا صفایا کیا قشقہ آزادی ماتھے پر کھینچے ایک تسمہ چرمے کا کمر سے باندھے سنجرفی
تہمد اور لنگوٹ کھینچے تسبیحین دونون کانون مین ڈالے ایک چھڑی ۔ ورد والی ہاتھ مین لیے حق موجود ہے کہتا ہوا
لشکر زرین پوش مین سیر کنان کوڑی کوڑی ہر ایک دوکاندار سے مانگتا قریب بارگاہ نقابدار زرین پوش کے
جا پہنچا حسب اتفاق اُسی وقت نقابدار بھی کہین اپنی بارگاہ سے برآمد ہو کے اپنے لشکر کو ملاحظہ کر رہا تھا شاہ
عیاران عیار نے نقابدار کو دیکھکر کہا کہ کیون او برقع پوش کچھ فقیرون سے بھی واحد شاہد ہوتا ہے ایکبار نقابدار نے
یہ صدا سنکے اپنے لوگون سے اشارہ کیا کہ ان شاہ صاحب کو ایک توڑہ دو خواص نقابدار دوڑ کر خزانچی سے
توڑہ لائے نقابدار نے وہ توڑہ اپنے ہاتھ سے عمرو کو دے کر کہا کہ شاہ صاحب بسم اللہ یہ حاضر ہے قبول کیجیے عمرو نے
یہ کہکے بابا خوش رہ معبود تیرا بھلا کرے جو نہین ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ توڑا روپیہ کا لے ایک مرتبہ نقابدار نے جلدی سے عمرو کا
ہاتھ پکڑ کے کہا شاباش ای ساربان زادے کیا خوب بھلے سعی اور تلاش تو میرے ہاتھ آگیا پھر ہرچند عمرو نے بہت سی نہین نہین
کی کہ حاشا مین عمرو نہین ہون نقابدار زرین پوش نے مطلق خیال نہ کیا اور جھٹ پٹ عمرو کو باندھکر عیار کے
حوالے کیا اور بتاکید تمام کہدیا کہ خبردار اسکو لحظہ بھر اپنی آنکھ سے اوجھل نہ کرنا اور کسی وقت اسکی عیاری اور
مکاری سے غافل نہ رہنا عمرو تو اب عاجز اور مجبور مطلق ہو کر وہان قید ہوا مگر یہ خبر تمام لشکر مین ہوگئی کہ عمرو عیار
حمزہ نامدار لشکر نقابدار مین بہ نیۂ عیاری آیا تھا نقابدار زرین پوش نے کس خوبصورتی سے بسہولت
اُسکو پکڑ کر مقید کیا ہے شدہ شدہ یہ خبر لشکر فیروزی اثر مین پہونچی اور امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کے بھی گوش زد
ہوئی کہ نقابدار زرین پوش نے ہمارے باپ شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کو گرفتار کر لیا ہے یہ دونون
یعنے امیہ اور سیارہ بہ نیۂ رہائی شاہ عیاران عیار بہیئت عیاری نقابدار زرین پوش کے لشکر مین آئے

اور بعد جستجوے بسیار انکو معلوم ہوا کہ نقابدار نے عمرو کو اپنی خوابگاہ مین اپنے پلنگ کے برابر قید کیا ہی تب امیہ اور سیارہ
اپنی صورتین فراشون کی بناکے کوئی آدھی رات کے عمل مین اندرون بارگاہ نقابدار پہونچے تو دیکھا کہ نقابدار غافل
خواب راحت مین ہی اور نفیر خواب بلند ہی امیہ اور سیارہ نے وہ جو دو چار خواص خدمتگاری کرنے والے یا چوکی پہرے
پر بیٹھے تھے انکو دو دو چار چار پھول خوشبودار کہ انپر بیہوشی لگی ہوئی تھی بطور تحفہ دے دئے کر جبکہ دیکھا وہ سب اُن پھولونکو
سونگھکر بیہوش ہوگئے اُسوقت جہان عمرو پابجولان بیٹھا تھا امیہ اور سیارہ نے آکر چاہا کہ عمرو کی بیڑیون اور ہتھکڑیون
کی کیلین کاٹ کر قید سے نجات دین یکایک نقابدار کی آنکھ جو کھل گئی تو اُسنے دیکھا کہ تمام جھاڑ اور مردنگیون اور کنول اور
دیوارگیریون کی شمعین گل ہین اور چارطرف بارگاہ مین اسقدر تاریکی ہی کہ کوئی شی بخوبی معلوم نہین ہوتی گھبرا کے
عمرو جہان قید تھا اُسطرف جو بغور دیکھا تو دو سیاہ پوش کھڑے ہوے عمرو کی قید کاٹ رہے ہین نقابدار زرین پوش
بہ سہولت تمام اپنے پلنگ سے اُتر کے مانند رفتار مور آہستہ آہستہ جاکے امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کی پشت پر پہونچا
اور ابھی تک اُن دونون کو مطلق نقابدار کے بیدار ہو کر آنیکی خبر نہین ہوئی تھی کہ یکایک اُس نقابدار زرین پوش
نے اُسی تاریکی مین بہ چستی تمام امیہ اور سیارہ دونون کے کمربند پکڑ کے اُٹھالیا اور دونون کی مشکین باندھکر اپنے نوکرون
کو آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہی خواص خدمتگار جو دو چار اندرون بارگاہ پھول بیہوشی آمیختہ سونگھکے غافل
پڑے تھے اُنھون نے تو جواب نہ دیا مگر بیرون بارگاہ جو جوان پہرے پر بیٹھا تھا اُسنے گھبرا کر کہا حاضر اور اُس
پہرے والے نے اور لوگون کو جگا کے اندرون بارگاہ بھیجا نقابدار نے کہار روشنی طلب کر حسب الحکم اُسی وقت باہر
چوچوکی خانہ مین مشعلچی اور شمعی حاضر تھے سب اندر پہونچے اور روشنی کرکے دیکھا کہ نقابدار دو سیاہ پوشون کو پکڑے
چہل قدمی کر رہا ہی اس عرصے مین ہوا جو ٹھنڈی ٹھنڈی وزان ہوئی تو وہ خواص خدمتگار جو بیہوش پڑے تھے وہ بھی
چونک چونک کر اُٹھے اور بیہوشی آنکی اُتر گئی اُسوقت نقابدار نے شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کی جانب مخاطب
ہو کر کہا کہ خواجہ سلامت اب پھر کبھی اپنی ہیئت تبدیل کرکے بہ تعبیہ عیاری یہان تشریف نہ لانا اور جو آنا منظور ہو تو اپنی
صورت اصلی سے جب چاہنا بے خوف و خطر چلے آنا آیندہ آپ کو اختیار ہی مگر اتنا یاد رکھیے گا فراموش نہ کیجیے گا اسکے
خلاف پھر کوئی بات وقوع مین آئیگی یا آپ بہ شکل عیاری آئیے گا تو بلا تامل مارے جائیے گا اب تو مین تم کو چھوڑے
دیتا ہون یہ کہکر عمرو کو قید سے چھوڑ دیا اور کئی صندوق کیسہ ہاے سیم و زر اور لعل و گوہر وغیرہ جواہر بیش بہا کے عمرو کو
مرحمت کیے اور کہا کہ میری طرف سے بہ خدمت سلطان والاقدر عالی منزلت امیر حمزہ صاحبقران بعد سلام نیاز
عرض کرنا کہ زرین پوش عبودیت کوش نہایت مشتاق ہی کہ میرے اور امیر کشورگیر کے ایک مرتبہ امتحان زور ہو جاے
یہ کہکر عمرو کو رخصت کیا اور امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کو نجات دے کر عمرو کے ہمراہ کر دیا عمرو نے تھوڑی دور
جاکے بعد اداے شکران نعمت بہت سی تعریف سخاوت و عالی ہمتی کی کرکے نقابدار سے پوچھا کہ اے رشک صد حاتم
فیاض عالم تیرا نام کیا ہی تو وہ اسم وردزبان کرکے اوصاف تیری جوانمردی اور کریمی کے بیان کیا کرون اور تا قید
حیات اطراف عالم مین تیرا مداح ہون نقابدار نے متبسم ہو کے جواب دیا کہ میرا نام نقابدار زرین پوش مشہور ہی
عمرو نے کہا کہ یہ تو برحق اور بجا ہی مگر اصلی نام آپ کا کیا ہی نقابدار نے کہا شاہ عیاران عیار تقریر فضول کے طول
دینے سے کیا حصول مختصر اپنا مطلب بیان کیجیے عمرو نے کہا میرا مطلب دلی فقط اتنا ہی کہ عمر بھر تیرے نام کا مداح
رہونگا نقابدار نے کہا تو یہی کافی ہی کہ نقابدار زرین پوش میرا نام کہتے پھریے عمرو نے کہا کہ خیر اگر
آپ اپنا نام نہین بتلاتے تو اول کا حرف اپنے اسم اطہر کا مجھے بتلا دیجیے کہ مین بیٹھے لگا کے اُسکو پڑھا کرونگا

نقابدار نے کہا کہ بس زیادہ گفتگو بیفائدہ ہی انشاء اللہ تعالی اگر سلطان صاحبقران جس روز سر میدان برآمد ہونگے مین
اپنا نام اور نشان آپ کو تبلادونگا عمرو لا علاج اور مجبور ہو کر امیہ اور سیارہ بن عمرو کو ہمراہ لیے بارگاہ سلیمانی مین بحضور
سلطان والاشان حمزۂ صاحبقران آیا اور اپنا سارا حال اور امیہ بن عمرو اور سیارہ بن عمرو کی عیاری کا مقدمہ
اور نقابدار کے ہاتھ گرفتار ہوجانا اور پیام نقابدار کا مفصلاً اور مشروحاً بیان کیا صاحبقران دوران نے فرمایا بہتر ہی
یہ تو گویا نقابدار زرین پوش نے ہمارے دل کی بات کہی اگر فضل الٰہی شامل ہی تو کل ہم خوشنودی خاطر نقابدار
کی کردینگے اب خواجہ تم ذرا نقابدار فیروزہ پوش کی بھی خبر لے آؤ کہ یہ کون صاحب ہین اور انکو کیا منظور ہی عمرو نے
بطمع زر کہ جسطرح نقابدار زرین پوش سے حاصل ہوا فیروزہ پوش سے بھی کچھ وصول ہو رہیگا اور ڈر خوف تو سب ہی
جا بیجا ہی اگر یہی پس و پیش کرین تو پھر کوئی کام دنیا کا نہو سعدی کہتا ہی بیت بدریا در منافع بیشمار ست ٭ اگر خواہی سلامت
برکنار ست ٭ حمزہ پر احسان کیجیے اور نقابدار فیروزہ پوش سے بھی جو کچھ کہ ہاتھ آجاے لیجیے سلطان صاحبقران
سے کہا کہ حمزہ استعداد تو مین نے جان فشانی اور ریاض کیا اور ذلت قید کی اُٹھائی مگر ابھی تک مجھکو خیال ہی کہ وہ پانچہزار
اشرفیان مین نے عمرو کو عطا فرمائی ہین کچھ اور خدمت اور کام اُس سے لیا چاہیے سو مجھے کچھ عذر نہین تیری اطاعت
اور خوشنودی منظور ہی رضینا بالقضا جاتا ہون امیر والاتوقیر نے فرمایا کہ اے طماع غلطگو لاحول ولاقوۃ یہ کیا تو نالائق
گفتگو کرتا ہی وہ اشرفیان کیا بلا ہین مین نے تو فقط اس نظر سے کہ سواے تیرے کوئی ایسا دوست و دلسوز میرا
نہین جو ایسے معاملات مین جاکر میرا اطمینان خاطر کردیگا تجھ سے کہا ہی اور بہر حاجت جاکر اور یہ پانچ ہزار اشرفیان
خزانہ عامرہ سے لے یہ فرماکے شاہ صفاترک سے اشارہ کیا کہ صاحب پانچ تھیلیان زر سرخ کی اور عمرو کو دو بارگی
عمرو دعائین و تسابیح و ثنا امیر باکرم کی کرتا پانچ توڑے اشرفیون کے لیکر نذر زنبیل کیے اور نقابدار فیروزہ پوش
کے لشکر مین جاکے بصورت اصلی اندرون بارگاہ قدم زن ہوا نقابدار فیروزہ پوش نے جون ہین عمرو کو دیکھا بیساختہ
دنگل پر سے اُٹھکر عمرو کی تعظیم کی اور بڑے اعزاز اور تکریم سے عمرو کو برابر اپنے بٹھلایا اور بہت سا جواہر بیش بہا عمرو
کی تواضع کیا اور بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آج آپ کا میرے کلبۂ احزان پر تشریف لانا کیونکر ہوا عمرو نے کہا اے نقابدار
فیروزہ پوش شہرہ تیری عالی ہمتی اور دریادلی کا اطراف جہان مین سنکر میرا جی چاہا کہ ایسے کریم اور جواد کو دیکھ
لینا مغتنمات اور از جملہ واجبات ہی فقط تیرے دیکھنے کو مین یہان چلا آیا ہون نقابدار نے کہا الطاف اور نوازش
آپ کی ہی ورنہ مین کس لائق ہون اب مین ایک بات کا امیدوار ہون کہ آپ سلطان صاحبقران سے اتنا پیام میرا
کہدیجیے گا کہ مجھے کچھ کسی طرح کا مباحثہ حضور سے اور کسی سے نہین ہی فقط مجھکو دعوی امتحان شجاعت سرداران
دست راست سے ہی اور یہ مجھے منظور ہی کہ مین دنگل رستم اُس سے لیکر اپنے قبضۂ و تصرف مین لاؤن عمرو نے کہا بہت
خوب مین ابھی جاکے یہ پیام تیرا حمزہ سے کہدونگا اور یہ کہکے عمرو نقابدار فیروزہ پوش سے رخصت ہوا اور بخدمت
سلطان عالی منزلت آکر سارا حال بیان کیا صاحبقران دوران نے فرمایا جو کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا القصہ جبکہ
دن گذر گیا شب کے وقت نقابدار فیروزہ پوش نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوادیا اور یہ خبر سنکے امیر والاتوقیر
نے بھی فرمایا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ بجے حسب الاحکام عظام امیر
عالی مقام کے لشکر اسلام مین طبل جنگ بجا اور تمام رات تیاری میدان جنگ کی رہی روز دوم صبح کو سلطان
عالی مقام ہمراہ بادشاہ اسلام مع لشکر فیروزی اثر ایک سمت آکر صف آرا ہوے دوسری طرف نقابدار
زرین پوش مع اپنی فوج و سپاہ کے میدان مین آکر قائم ہوا تیسری جانب نقابدار فیروزہ پوش میدان مین آکر

اپنے لشکر کی صف آرائی کرکے قیام پذیر ہوا بس جبکہ تینون لشکر بخوبی تمام آراستہ ہوچکے تب نقابدار زرین پوش
مرکب کو جہکا کے اپنی صف سے میدان مین نکلا اور سراپا دکھلا کے نعرہ زن ہوا کہ یا سلطان صاحبقران مجھے استدعاے
امتحان زور آپ سے ہی بس ابھی یہ کلام نقابدار زرین پوش کے مُنھ سے ناتمام تھا کہ امیر عالی مقام عنان اشہب
تیزگام اشقر دیوزاد سمت میدان رزم منعطف کرکے روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آئے اجازت طلب ہوے
اور حضرت ظل اللہ بادشاہ اسلام سے موافق دستور قدیم رخصت لیکر نقابدار زرین پوش کے ہمتگادر ہوے اور
جسطرح کہ میدانداری سلطان باکرم کی مشہور اور معروف تھی اُسی صورت سے نقابدار زرین پوش کے ساتھ وقوع مین
آئی اور تین شبانہ روز زور کشتی کا فیمابین نقابدار زرین پوش اور امیر حمزہ صاحبقران کے رہا روز چہارم بزورا دہین
سلطان عالی مقدار نے نقابدار زرین پوش کو زیر کیا اُسوقت نقابدار نے سراپنا اقدام عالی پر سلطان عالی مقام
کے رکھکر نقاب اپنے مُنھ سے اُٹھایا امیر والا توقیر نے جو خیال کیا تو دیکھا کہ ایک جوان نوخاستہ کہ ابھی تک سبزہ گل
رخسار پر نمودار نہین ہوا مانند مہر درخشان یا ماہ تابان خال سبز رنگ اور رگ ہاشمی چہرہ پر نور پر اُسکے لمعان امیر
کشورجہانستان حمزہ صاحبقران اُس نوجوان کے حسن وشباب کو دیکھکر اپنے جی مین نہایت حیران ہوکر پریشان
حال ہوے کہ اے بہادر اپنا نام ونسب بیان کرتا کہ مجھے طمانیت ہو اُسنے عرض کیا کہ یا امیر والا توقیر یہ غلام فرزند
آپکا بہرام بردعی کی بہن کے بطن سے پیدا ہوا اور ہاشم تیغ زن معروف ہے سلطان امیر حمزہ صاحبقران نے اپنے
فرزند جگر پیوند کو دیکھ کے نہایت شادان اور خندان ہوکر چھاتی سے لگالیا اور زر نثار کرتے بارگاہ سلیمانی مین
لائے اور فرمایا کہ اے فرزند تو دست راست بیٹھے گا یا دست چپ ہاشم تیغزن نے عرض کی کہ فدوی کو
دست چپ اجازت ہو سلطان والا مرتبت نے دست چپ زیر دست شاہزادہ ملک قاسم عالیشان شاہزادہ
ہاشم تیغزن کو دنگل بیٹھنے کو مرحمت کیا تمام سرداران لشکر اور بادشاہ اسلام نے امیر عالی مقام کو مبارکباد دی
اور سلطان والا مرتبت نے محفل رقص وسرود کی واسطے اپنے فرزند دلبند ہاشم تیغزن کے آراستہ کی غرض یہانتک تو
تیاری جشن شاہانہ اور محفل خسروانہ ہورہی ہے اب اُنکو تو اسی عیش ونشاط مین رہنے دیجیے جبتک حال نقابدار فیروزہ پوش
کا سنیے کہ نقابدار فیروزہ پوش نے وقت شب اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوادیا اور یہ خبر سلطان والا قدر نے سُنکے
حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر مین طبل جنگ بجے حسب الحکم سلطان عالیمقام کے یہان لشکر اسلام مین بھی صداے طبل جنگ
بلند ہوئی اور تمام رات تیاری جنگ مین گذری صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین نکلے اور نقیبون نے میمنہ ومیسرہ
قلب وجناح ساقہ وکمینگاہ آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول چودھون صفین بآئین بہین آراستہ وپیراستہ کردین سقّے
آبپاشی کرکے گرد وغبار کو فرو کرگئے گرگیت کرکہتی کرتے نکل گئے اُسوقت دیکھا کہ نقابدار فیروزہ پوش اپنے مرکب
کو جولان کرکے میدان مین نکلا اور ناف میدان مین قائم ہوکر پکارا مجھے کچھ حمزہ صاحبقران نامدار اور کسی دست چپ
سردار سے سروکار نہین مجھے فقط دست راستی سرداران بارگاہ نشین سے دعوی امتحان زور اور شجاعت کا ہے
سپہ سالاران اور سرداران دست راست سے جسکا جی چاہے وہ بمقابلہ میرے آئے ساتھ نقابدار کی آواز کے
دیکھا صف راست سے درقاے زنجیر خوار نے اپنے رہوار کو نکالا اور روبرو تخت بادشاہ لشکر اسلام کے آکر آداب
بجالایا اور اجازت لیکر بمقابلۂ نقابدار فیروزہ پوش گیا بعد جنگ نیزہ وعمود نقابدار نے تلوار درقاے زنجیر خوار
کی سپر پر گانٹھ بوقت برگشتن تیغہ مارا کہ درقاے زنجیر خوار کے کاسۂ سر سے تا دو ابرو ایک زخم کاری آیا اور اسی صورت
سے چالیس سرداران لشکر اسلام کو تا شام زخمدار کرکے طبل بازگشت بجوادیا اور اپنی بارگاہ کی طرف مع لشکر کے رو

ہوا سلطان صاحبقران بھی رزمگاہ مصاف سے مراجعت فرما کے بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور سردارون کے
جراحت کے علاج و معالجے اور بخیہ کرنے کا حکم دیا اس عرصے مین پھر لشکر نقابدار فیروزہ پوش سے آواز طبل جنگ
کی بلند ہوئی اور حسب الحکم عظام امیر والی مقام کے لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا روز دوم صبح کو بدستور طرفین
کی فوجین نکلکر میدان مین صف آرا ہوئین اور نقابدار فیروزہ پوش بطریق روز اولین سر میدان نکلکر مبارز طلب
ہوا شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے چاہا کہ آپ نکلکر نقابدار سے مقابلہ اور مجادلہ کرے ناگاہ دیکھا کہ
فضل بن گیاہور خون آشام اپنا اسپ تیزگام کو صف لشکر سے جھکا کر میدان مین نکلکر بادشاہ اسلام سے اجازت
میدان لیکر نقابدار فیروزہ پوش کے قریب جاکے ہمتگادر ہوا اور بحسب قاعدہ مستمرہ سلطان صاحبقران نامدار آئے
اِس بات پر بحث اور تکرار شروع ہوئی کہ فضل بن گیاہور خون آشام سوال کرتا تھا اے نقابدار پہلے حربہ تو کر اور
نقابدار فیروزہ پوش جواب دیتا تھا کہ نہین مین پیشدستی نہین کرنے کا پہلے تو ضرب اپنی کرلے بعد اسکے جو کچھ مجھ سے ہوسکے
کرونگا آخرکار یہ بات قرار پائی کہ اگر دو اہل اسلام ہون اور آئین معرکہ جنگ درپیش ہو تو پھر پیشدستی مین کچھ مباحثہ
نہ کرنا چاہیے اِس مین نیزہ بازی شروع ہوگئی اور دونون دلاور یعنی فضل بن گیاہور خون آشام اور نقابدار
فیروزہ پوش اِس چمک دمک سے جنگ نیزہ مین مصروف تھے کہ دونون لشکرون سے شور تحسین و آفرین اور صدائے
احسنت احسنت اور مرحبا صد مرحبا بلند تھی ایکبار نقابدار نے نیزہ فضل بن گیاہور کا ہوائی کردیا اور فضل بن
گیاہور خون آشام نے نیزہ اپنے ہاتھ سے نکلجاتے دیکھکر حالت غیظ مین گرز پر ہاتھ ڈالا اُسطرف نقابدار نے بھی
گرز اپنا اُٹھا کر ضرب گرز فضل کو روکا اور بعد اسکے ایک ضرب اپنے گرز کی برسر فضل کی فضل نے ہرچند کہ ضرب
کو اپنے گرز پر روکا مگر ایسا صدمہ پہونچا کہ پلک سے پلک جھپک گئی تھی چھٹی کا دودھ زبان پر یاد آگیا تھا
گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی خانہ زین سے برجستی تمام جست کرکے زمین پر آگیا پیادہ کھڑا تھا لیکن دونون ہاتھ مثل
ستون قائم تھے مطلق لغزش اور خم نہ تھا نقابدار فیروزہ پوش فضل کو پیادہ دیکھکر آپ بھی گھوڑے پر سے کود پڑا
اور دونون مین کشتی شروع ہوئی تین شبانہ روز باہم زور کشمکش کا رہا امیر والا توقیر بغور تمام ملاحظہ فرمارہے تھے کہ نقابدار
ہر مقام پر کمال چستی سے اور فضل اب بیجائی سے کشتی لڑتا ہے ایک مرتبہ نقابدار فیروزہ پوش نے فضل کو اپنے آگے
کھینچا اور جھٹ ماری کہ فضل دو زانو نیچے نقابدار کے بیٹھ گیا نقابدار چاہتا تھا کہ زنجیر فضل بن گیاہور خون آشام
کی پکڑکے اُٹھالے کہ دفعتہً فضل جو تڑپ کر نکلنے لگا کہین ہاتھ فضل کا نقاب پر جا پڑا اور بند نقاب کا ٹوٹ گیا
نقاب چہرے سے نقابدار کے گرپڑی اور بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام اور تمام سرداران اور شاہ شہریار زادون
نے دیکھا کہ یہ نقابدار شاہزادہ عمرو بن رستم نامدار چھوٹا بھائی شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا ہے حمزہ صاحبقران
نے شادمان ہوکر اشقر کو تیزگام کیا اور میدان مین جاکر جلدی سے شاہزادہ عمرو بن رستم کو اپنے سینے سے لگالیا
اور میدان جنگ سے شادیانے بجواتے عمرو بن رستم کو ہمراہ لیے بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما ہوے اور
دست چپ زبردست ملک قاسم برابر ہاشم تیغ زن کے عمرو بن رستم کو بھی دنگل مرحمت کیا اور تین مہینے
کامل شاہزادہ عجیل ماہ رو اپنے بھائی اور شاہزادہ ہاشم تیغزن اپنے فرزند اور شاہزادہ عمرو بن رستم اپنے پوتے
کے آنے کی خوشی جشن نشاط اور محفل انبساط مین مصروف رہے اور تہیہ جنگ کا قلعہ فولادیہ کی نہ کیا بعد ازان ایک روز
سلطان عالی مقام مع تمام شاہزادگان ذوالاحترام اور سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر واسطے تماشا
دربند فولادیہ کے تشریف لے گئے تو دیکھا عجب طرح کا دربند ہے کہ سات طرف اسکے سات دریائے زخار تا ملک باختر

موجزن اور رواں ہین اور ایک بہت بڑے پہاڑ فلک فرسا پر قلعہ تعمیر کیا ہی غرض سلطان صاحبقران نے اُس قلعہ دربند فولادیہ کو دیکھکر مراجعت فرمائی اور بارگاہ سلیمانی مین دنگل ناد عنبر پر شکن ہوکر جام کلہٗ عفریت کو شربت سے پر کیا اور برابر اپنے دنگل کے رکھکے وہ جو پانچ ہزار پانچ سو چھپن سرداران بارگاہ تھے اُنکی جانب مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای دلیران لشکر اسلام تم مین سے ایسا بھی کوئی بہادر ہی کہ اِس دربند کو فتح کرنے کا اپنا ذمہ کرکے یہ جام نوش کرے تاکہ مین پھر یہان سے سمت سبائل کوچ کر جاؤن کس لیے کہ یہان اِس سرزمین مین اِسقدر وسعت اور گنجایش نہین ہی کہ جہان میرا لشکر آرام پائے اور بخوبی رہے اگر کوئی صاحب اقرار کرین تو کیا مضائقہ مین یہان سے کوچ کرکے جہان کوئی سرزمین اور میدان وسیع قابل لشکر کے فرودکش ہونے کے ہو کیون وہان جاکے چندے قیام پذیر ہون ابھی امیر والاتوقیر یہی فرما رہے ہین ایک مرتبہ شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ یا سلطان والاشان اِس دربند کے مسخر کرلینے کا مین ذمہ کرتا ہون اور یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان سلطان امیر حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوا اور امیر نامور نے شاہزادہ عالم کو واسطے فتح کرنے دربند فولادیہ کے رخصت کرکے وہان سے کوچ کیا اور مع لشکر اسلام اُس دربند فولادیہ سے بیس فرسنگ آگے جاکے ایک میدان وسیع الفضا مین فرودکش ہوے اور بارگاہ سلیمانی استادہ کراکے مع تمام سرداران بارگاہ نشین جشن نشاط مین معروف ہوے

جبتک دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان کے گذارش کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ بدیع الزمان امیر والاتوقیر حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکے مع اپنے سرداران ضیغم شکار اور دلیران عرصہ کارزار زیر دیوار دربند فولادیہ پہونچا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر باواز بلند کہا کہ ای فرقہ کفار تیرہ روزگار تم مین سے اگر کوئی دعوی شجاعت رکھتا ہو وہ بہادر قلعے سے باہر مردانہ وار آمادہ رزم وپیکار نکل کر مجھ سے مقابلہ کرے پس جونہین یہ نعرہ اور آواز شاہزادہ بدیع الزمان کی فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان کہ دونون حاکم اُس دربند کے تھے اُنھون نے سنی اور دیکھا کہ امیر حمزہ صاحبقران مع تمام لشکر اسلام تو یہان سے کوچ کر گئے اکیلا شاہزادہ بدیع الزمان تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر آیا ہی وہ دونون بھی اپنا لشکر ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلے اور خیمے ڈیرے میدان مین استادہ کراکے فرودکش ہوے اور شب کے وقت طبل جنگ بجواکے تیاری میدان مین معروف ہوے روز دوم صبح کو میدان مین آکر اپنی فوج کی صف آرائی کی اُدھر سے شاہزادہ رستم شکوہ انجم گروہ بدیع الزمان بھی میدان مین صف آرا ہوا یہان طول دینا فضول ہی مختصر یہ کہ فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان دونون سر میدان ہنگام حرب وضرب شاہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے گرفتار ہوکر ازراہ ترس وخوف جان مسلمان ہوکے اور بمکر وفریب بڑے عجز الحاح سے شاہزادہ عالم کو بتقریب دعوت اندرون قلعہ لیجاکر طائفے ارباب نشاط کے طلب کیے اور محفل رقص وسرود کی قرار دی رات کو کھانے اور شراب مین بیہوشی ملاکر شاہزادہ عالم کو بیہوش کیا اور اُسوقت آہنگرون کو طلب کرکے حالت غفلت مین اُس والا مرتبت کے ہاتھون مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق کمر مین زنجیر بغل مین خار دار لنگوٹ لوا دیے جب وہ شب آخر ہوئی روز دوم صبح کے وقت ہومان سخت کمان مع پچاس ہزار سوار کفار سلاح بند شاہزادہ بدیع الزمان کو اعرابے پر لٹھلاکے سمت سبائل بخدمت لقاے مشرک خدا لیچلا اور بعد طی مراحل وقطع منازل کوچ در کوچ جبکہ قریب دربند سرگن کے پہونچا اُس دربند کا حاکم طور سرگن تھا وہ یہ خبر سن کے ہومان سخت کمان کی ملاقات کو آیا اور شاہزادہ نامور کو دیکھکر کچھ کلمات سخت اور درشت زبان پر لایا بعد اسکے کہنے لگا کہ ای بدیع الزمان خداوند لقا کو سجدہ کر کہ باعث نجات کا ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ ہم لوگ خدا پرست اُس گبر غیور خرس بادیہ

ضلالت خوک بیکر تمہارے خداوند اور اُسکے پرستارون پر لعن کرتے مین طور سرکن یہ گفتگوے بیباکانہ سنکر نہایت
درہم وبرہم ہوا ہومان سخت کمان نے کہا اے طور سرکن کیا تو نے یہ بات نہین سنی ہی ہر کہ دست از جان بشوید
ہرچہ در دل آرد بگوید اب یہان اس سے کچھ مباحثہ کرنا مناسب نہین ہی اسکو بحضور خداوند لیے جاتا ہون وہ
مالک ہی جیسا اُسکی مشیت مین ہوگا وہ اسکے حق مین کریگا یہ کہکر ہومان سخت کمان شاہزادہ بدیع الزمان کو
وہان سے لیکر دربند جوزا کوہ مین اور جوزا کوہ سے دربند طاوسیہ مین پہونچا کہ وہ دربند متعلق ہی پیرخارکن سے
چنانچہ پیرخارکن نے جسوقت سنا کہ ہومان سخت کمان بدیع الزمان پسر حمزہ کو گرفتار کرکے خداوند کے پاس
لیے جاتا ہی اہران لعل کلاہ اور میران لعل کلاہ اپنے دونون بیٹون سے کہا کہ تم دونون بطریق استقبال جاکے
شاہزادہ بدیع الزمان کو کھانا کھلواؤ اور شراب پلاؤ اور ہر بات مین پاس اور لحاظ اس شاہزادہ عرش مرتبت کے
رہنے اور مرتبے کا رکھنا خلاف ادب کوئی بات نہ کرنا حسب الحکم اپنے باپ پیرخارکن کے دونون بیٹے اُسکے واسطے استقبال
کے گئے اور بڑے اعزاز اور احترام سے تحفہ تحفہ کھانا اور اقسام اقسام طرح کی شراب ہمراہ لیجاکر شاہزادہ عالم کو کھانا کھلوا
اور شراب پلاکے رخصت ہوے ہومان سخت کمان وہان سے شاہزادہ عالیشان کو لیکر صحراے شکبار مین پہونچا
اور وہان سے ایک عرضی بدین مضمون کہ مین بدیع الزمان پسر حمزہ کو اپنے دربند فولاد سے مردانہ وار گرفتار کرکے لایا
ہون اب جیسا حکم صادر ہو مطابق اُسکے بجا لاؤن لکھکر ایک سوار کے ہاتھ یاقوت شاہ جبرئیل درگاہ لقا کے پاس
بھیجدی یاقوت شاہ نے جو یہ خبر سنی تو نہایت خوش ہوکر قیطول پر گیا اور جونہین یاقوت شاہ نے اُسپر قدم رکھا کہ
اُس کل کے کھٹکے سے بیساختہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ اے بندہ قدرت ہین چہ تقدیر کردیم یاقوت شاہ نے عرض کی کہ
ہومان سخت کمان حاکم دربند فولادیہ بدیع الزمان پسر حمزہ کو جسنے ملک سنجان مین بر سر گنجاب پیغمبر رسل تین
شبخون مارے تھے اور باعث زوال دولت اور بربادی خانمان پیغمبر رسل کا ہوا تھا اسکو گرفتار کرکے لایا ہی لقاے
مشرک خدائے جو یہ سنا تو نہایت خوش ہوکر کہا کہ سرداران باختر سب باتفاق باہم استقبال کرکے پسر حمزہ کو باعزاز و احترام
بارگاہ خداوندی مین لائین حسب الحکم لقا کے بڑے بڑے سردار اور امیر اور رئیس اور پہلوانان تہمتن بارگاہ لقا واسطے
استقبال کے سوار ہوکر گئے اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اثناے راہ مین ہر مقام پر جلسہ اسباب نشاط کا اور محفل عیش و
انبساط کی دکھلاتے دعوتین کھلاتے مہمانداری کرتے بڑی عزت اور توقیر سے چالیس دن کے عرصے مین دروازہ بارگاہ
یاقوت شاہ پر لائے اور یاقوت شاہ نے شاہزادہ عالم کو اندرون بارگاہ طلب کرکے بڑی دھوم سے دعوت شاہزادہ
والا مرتبت کی کی اور بعد دعوت اور مہمانداری زیر قیطول شاہزادہ عالم کو اپنے ہمراہ لاکے کہا کہ اے شاہزادہ بدیع الزمان
یہان تجھے واجب ہی کہ سجدہ کر شاہزادہ والاشان نے فرمایا لاحول ولا قوۃ استغفر اللہ ہم لوگ سجدہ اپنے خالق اکبر
کے سوا اور کسی کو نہین کرتے لعنت ہی لقاے مشرک خدا پر اور اُسکے پرستارون پر یہ گفتگو شاہزادہ نیکخو کی سنکر یاقوت شاہ
نہایت رنجیدہ اور کشیدہ خاطر ہوا اور شاہزادہ عالیجاہ کو سیاست گاہ مین لاکر دار السقر اور دروازہ درگاہ زمہریر
پر جہان ہزارہا من برف پڑی رہتی ہی اور شدت سرما ہی اور درگاہ دار السباع کہ جہان ہزارون شیر و پلنگ وغیرہ
جانوران درندہ رہتے ہین اور چاہ ماران اور بیابان محشر اور صحراے ریگستان اور درگاہ عذاب جہان فرشتگان
عذاب لقا علیہ اللعن والعذاب ریچھون اور اژدہون اور شیرون چیتون وغیرہ جانورون کی کھال پہنے خالف
شکلین بنائے گرز آتشی پکڑے ہوئے قیام پذیر ہین غرض یہ کہ یاقوت شاہ نے شاہزادہ عرش جاہ کو وہ مقامات
عذاب جہنم دکھلائے اور جانتا تھا کیا عجب ہی شاہزادہ بدیع الزمان خوف کھاکے بیم جان سے خداوند کو سجدہ کرے

اگر شاہزادہ عالم جس مقام پر گیا بجز لعن اور کچھ نہ کہا قصہ کوتاہ ناچار ہوکر شاہزادہ نامور کو بالاے قیطول کے لیگیا اور
یاقوت شاہ اور تمام کفار نے پیچھے ساتون پردون کے کھڑے ہوکر عرض کی کہ یا خداوند یہ بندہ عاصی بدیع الزمان
حاضر ہی لقاے مشرک خدا نے اندر سے آواز دی کہ ای بدیع الزمان مجھے سجدہ کر کہ تم خداوند سجدہ ہزارہ ملک لقا
خداے باختر شاہزادہ عالم نے گالی دے کر فرمایا کہ ای خرس پیکر خوک بادیہ ضلالت لعنت خدا تجھپر اور تیرے پرستارون
لقا مشرک خدا یہ گفتگو شاہزادہ بدیع الزمان کی سنکے قہقہہ مار کر خوب ہنسا اور کہنے لگا کہ او بندہ گستاخ مین عالم الغیب
ہون تیرا مدعاے دلی یہ ہی کہ تو میرا جلوہ دیکھے اسلیے سجدہ ابھی نہین کرتا ابھی لقا سواے اسکے اور کچھ نہین کہنے پایا تھا
کہ یکایک بختیارک بول اٹھا خداوند مجھے ثابت ہوا کہ خداوند کو شاہزادہ بدیع الزمان سے الفت خداوندی زیادہ تر ہی
کسلیے کہ قاسم خرد اور بدیع الزمان اسکا بزرگ ہی چنانچہ ملکہ گیتی افروز بھی چھوٹی خداوندزادی تھی جو قاسم کے ساتھ
شکوے خداوندی سے چلی گئی اب دوسری خداوندزادی ملکہ جہان افروز بڑی ہی اور بدیع الزمان بھی بڑا ہی یہ راز
سربستہ قدرت خداوندی کسی کو کیا معلوم کہ ای خداوند جو تیری مشیت مین ہی تیرا کارخانہ اور تیرا کھیل قدرت کا دانا ہی
خوب جانتا ہی واہ واہ کیا کہنا تیری خداوندی اور رحیمی اور کریمی ایسی ہی ہی لقاے مشرک خدا نے یہ گفتگوے کنایہ آمیز
بختیارک کی جو سنی تو نہایت درہم و برہم ہوکر یاقوت شاہ سے کہا کہ اس شیطان کو ابھی قیطول پر سے نیچے اتاردو یہان سے
گرادو کہ استخوان تک اسکے ریزے ریزے ہوجائین ایک مرتبہ یاقوت شاہ اور ہرمز بن نوشیروان و فرامرز بن
نوشیروان اور بہت سے کافرون نے درخواست عفو جرائم اور بخشش بختیارک کی لقاے مشرک خدا سے کرکے عرض کی
یا خداوند یہ شیطان ہی اسکے قول اور فعل کا خداوند کبھی خیال نہ فرمائین اگر اسکی یہ حرکات بدطینتی کی نہوتی تو شیطان
کیونکر نامزد ہوتا غرض یہ کہ لقا نے بپاس خاطر ہرمز اور فرامرز اور یاقوت شاہ کے کہا کہ مین نے اسے بخشا اور عفو جرائم
کیا بعد اسکے شاہزادہ بدیع الزمان کو جو یاقوت شاہ وغیرہ پیچھے ساتون پردون کے لیے کھڑے تھے پھر ایک آواز اندر سے
آئی کہ بحکم خداوندی حجاب قدرت کو اٹھا دو جو وہان محافظ اور موکل تھے انھون نے وہ پردے اٹھا دیے شاہزادہ
بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک گبر غیور جسکا شتر انج کا قد اور سر مانند ایک گنبد کے اور آنکھین جسطرح سے دو طاس خون بیس
گز کی ڈاڑھی بال بال مین جواہر بیش بہا پرویا ہوا چالیس کنگرے کا تاج سر پر رکھے ہر ایک کنگرے پر ایک ایک لعل بدخشانی
اور گوہر شبچراغ نصب کیا ہوا ایک تخت مکلل بجواہر کہ ہر ایک پایہ مین لعل اور یاقوت اور الماس وغیرہ جواہر بیش بہا لگا ہوا
ہی نہایت بہیئت خوک پیکر بڑے کبر و نخوت سے بیٹھا ہوا ہی اور گرد و پیش تخت کے اٹھارہ ہزار کفار قوی ہیکل تنومند
بازو بڑے بڑے زبردست لقا پرست دنگلون کرسیون پر با ادب دست بستہ اور سرنگون بیٹھے ہین اور کچھ بپایہ ادب
کھڑے ہین شاہزادہ بدیع الزمان نے ان سب گبر اور کافران مجلس نشین اور مقربین بارگاہ لقا مشرک خدا کو دیکھکر باواز
بلند کہا کہ سلام من ور دین محفل بران کسے باد کہ داند خداے عزوجل خالق جزو و کل یکے است و دین رسول او برحق
لقا مشرک خدا نے کلام شاہزادہ عالی مقام کا سنا تو مثل مار سردم بریدہ پیچ و تاب کھا کے منہ پھیر لیا اور لقاے مشرک خدا
نے شدت غیظ و غضب مین کہا کہ ای بندہ عاصی میرے روبرو نام نادیدہ خداے آسمانی کا لیکر مجھے تو نے سجدہ کیون نہ کیا
شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ سجدہ اسی خلاق کون و مکان آفرینندہ جسم و جان کو واجب ہی جسنے تجھ ایسے کافر الکفر کندہ
جہنم علیہ اللعن والعذاب کو پیدا کیا اور اسقدر نعمت عظمیٰ اور دولت غیر مترقبہ اور یہ حشمت و عظمت و جرات و شان و
شوکت ملک و مال تجھے عطا کرتا ہی او بیحیا بدذات ناپاک روسیاہ تو اپنے جی مین خجل اور منفعل اور ذلیل نہین ہوتا اور
مواخذہ فرداے قیامت اور عذاب نار جہنم سے نہین ڈرتا کہ بدعوی باطل مبتلا ہی فرعون اور شداد اور ہامان وغیرہ

کفار تیرہ روزگار کا کیا حال تونے نہین سنا کہ آل کار اُنکے لیے کیا ہوگیا لقا شرک خدانے یہ تقریر شاہزادہ باتوقیر کی سُنی تو آتش غضب کانون سینہ مین اُسکے مشتعل ہوئی اور دود بد دماغی و مار جان نے اُٹھکر بدن کو اُسکے مثل شعلۂ جوالہ بھڑکا دیا جلکر کہنے لگا کہ ای بندۂ عاصی اپنی جان پر رحم کر اور بہتر تیرے حق مین یہ ہی کہ مجھے سجدہ کر شاہزادۂ عالم نے کہا کہ ای زمرد شاہ یہ بات تو اُسوقت مجھ سے کہنا کہ جو مجھے کسی نے بردانگی و جوانمردی پکڑ لیا ہوتا یہ کلام شاہزادۂ عالیمقام کا سُنکے لقا تیرہ انجام خوب ہنسا اور اپنے بارگاہ نشینون سے کہنے لگا کہ تم سب مین ایسا کوئی میرا بندۂ خاص ہی کہ اس بندۂ گستاخ اور عاصی کو زیر کرکے اِس گفتگوے فضول اور تقریر مجہول سے متنبہ اور معقول کرے یہ احکام لقاے ناکام کا سُن کے ایک گبر زجاج باختری نامے سردار کہ زبردستان روزگار سے مشہور اور نامدار تھا اُٹھکر لقا سے ملتمس ہوا کہ یا خداوند یہ بندہ تیرا اِس خداپرست کو ابھی اِس گستاخانہ اور بیباکانہ بولنے کا تماشا دکھلاے دیتا ہے اور ایک ہی زور مین اُسے زیر کرکے باندھ لیتا ہی لقا شرک خدانے کہا کہ کل باغ بہشت مین تو اور یہ بندۂ عاصی دونون کشتی لڑنا اور تمام بندگان قدرت میرے وہان آکر تماشا دیکھینگے یہ کہکے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاکے بدیع الزمان کے ہاتھ پانون کی قید کٹوا دو شاہزادہ رستم صولت

بدیع الزمان والاقربت نے فرمایا کہ آہنگرون کا طلب کرنا کچھ ضرورت نہین اشعار

شعلۂ شمشیر شاہ شمع دردن منست

گرمی بازار عشق زلف خون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ زنجیر عشق

بر سر دار فنا خانہ غوغا منم
بشکنم این بند را وقت جنون منست

پاک ندارم ز دار دار ستون منست
یہ کہکر ہاتھون کی ہتھکڑیان پانون کی

بیڑیان گلے کا طوق کمر کے خار دار لٹو مانند تار عنکبوت کے توڑ کے جلد پھینکدیے ہر ایک کافر کے منھ سے بیساختہ واہ واہ اور تحسین و آفرین کی آواز نکلی غرض یہ کہ یاقوت شاہ شاہزادہ بدیع الزمان عرش جاہ کو ہمراہ لیکر باغ بہشت مین گیا اور ایک مقام پر بٹھلا کے دعوت کی تیاری کی اور حوران بہشت کا جلسہ اور محفل رقص و سرود کی قرار دی اور حکم دیا کہ تمام شہر سیائل مین منادی ہوجاے کہ سرداران نامدار اور پہلوانان شیر شکار اور دلیران عرصہ کارزار اور روساے جلیل القدر اور پیغمبران مرسل اور شہریاران بارگاہ خداوندما وہ شاہ اور شہر یار جو کہ نووارد اِس ملک سیائل مین ہون اور عام ہی جسکا جی چاہے بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران اور زجاج باختری پہلوان جہان بندۂ خاص قدرت خداوندی کی کشتی کا تماشا دیکھنے کو کل وقت صبح کے باغ بہشت مین آئے ممانعت کسی خاص و عام کے واسطے کل صبح سے تا شام نہین ہی دروازے باغ بہشت خداوندی کے کھلوا دیے چنانچہ حسب الحکم یاقوت شاہ کے ہمتر گرد مرد عیار طاؤس حرمین لقا ڈھنڈھورے کو ہمراہ لیے پھرتا تھا اور وہ ڈھنڈھورا ڈھول پر چوب مارکے منادی کرتا اور بہ آواز بلند کہتا تھا کہ خلق خداوند کے مالک خداوند کا حکم ہی جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کا کہ دروازہ بہشت گلزار کا کھلا ہی تعرض اور ممانعت کسی کی نہین جسکا جی چاہے کل صبح کو بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران اور زجاج باختری پہلوان قدرت خداوندی کی کشتی لڑنے کا تماشا دیکھنے کو چلا آئے اور یہ منادی سُنکے تمام شہر سیائل کے رہنے والے ادنی اعلی شاہ و گدا زن و مرد کہ و مہ وضیع و شریف از خرد تا کلان از بس کہ آرزو اشتیاق شاہزادہ یگانۂ آفاق بدیع الزمان کے کشتی لڑنے اور باغ بہشت لقا کی سیر کرنے کا بدرجہ نہایت ہوتا ہی اور دوسرے روز صبح کو لکھوکھا کروڑہا آدمی تماشا دیکھنے کو آج اول شام سے تیار اور مستعد اسی خوشی مین سوتے نہین گھڑیان گنتے ہین کہ کہین جلد یہ رات بسر ہو تو چار گھڑی پہلے چلے وہان پہونچین اور کوئی جا موقع کی دیکھکر بیٹھ رہین اور سیر کشتی کی دیکھین غرض اب خلائق سیائل کو تو اسی اشتیاق مین چھوڑیے اور دیکھیے کہ کیا ہوتی ہی

جبتک اولان اول دو کلمے داستان شوکت بیان نور حدیقہ و ساطت و شہامت صاحب عزم مبارز رزم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل غفتان خونریز خاوری سے گذارش کیے جاتے ہین

کہ جب شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی قلعہ زرتاشیہ سے کوچ کر کے جبل اورواقیہ پر کہ جو ملا
ہیں زرتاشیہ سے آگے تھا جا کر فروکش ہوئے ایکروز کی نقل ہے شاہزادہ خاور سیاہ اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی
تفریح طبع اپنی بارگاہ سے باہر نکلکر سوار ہوئے اور سمت صحرا تنبیہ صید افگنی جاتے تھے اثنائے راہ مین ایک دیو بڑا قوی ہیکل
عجیب شکل ہوائے آسمان سے نمودار ہوا اور بیساختہ اُسنے چاہا کہ شاہزادہ اسد بن کرب دلاور کو پکڑلے شاہزادہ اسد
دلاور نے جو دیو کو اپنی جانب مخاطب دیکھا دست بہ قبضہ ہو کر تلوار کو کھینچا اور بمقابلہ دیو چاہتا تھا کہ جا پڑے شاہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم نے جو پیٹ کر دیکھا کہ ایک دیو سے اور اسد سے تقابلہ ہے جھٹ پٹ بہ جستی تمام اپنے مرکب تیز گام
کر کے نعرہ زن ہوا دیو نے قاسم کو دیکھ اسد کی طرف سے پھر کے قاسم کو چاہا ہاتھ بڑھا کے پکڑلے شاہزادہ خاور سیاہ
نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہ دیو یا تو مثل الف کشیدہ قامت حلقہ در ہوا تھا یا مثل وال خم کھا کر منہ کے بھل گرا اور
پھر سنبھل کر ملک قاسم سے لپٹ گیا اور باہم زور کشتی کا ہونے لگا پھر بھر کے عرصے مین شاہزادہ قاسم نے دیو کو اُٹھا کر
زمین پر مارا اور چاہا کہ دیو کی چھاتی پر بیٹھ کے ذبح کر ڈالے ایک مرتبہ دیو نے دانت اپنے نکالکر رونا شروع کیا اور کہنے لگا
کہ اے آدمی زاد مجھے اپنا صید قر کر کے آزاد کر دے ملک قاسم نے پوچھا تیرا کیا نام ہے اور کہان سے تو آیا تھا اور ملت و مذہب
تیرا کیا ہے دیو نے کہا میرا نام دیو سماق بن اجلاق ہے مین ابلیس پرستی کرتا تھا اب جو تو کہے وہ طریق اختیار کرون
شاہزادہ قاسم نے دیو کو چھوڑ کر کلمہ شہادت تلقین کیا وہ دیو کلمہ پڑھ کے از سر صدق مسلمان ہو گیا اور حضرت سلیمان
بن داود علیہ السلام کا دین اور اطاعت شہنشاہ پر دو قاف ملکہ آسمان پری کی قبول کر کے متدعی اور ملتجی رخصت
کا ہوا اس عرصے مین مہران عیار ملکہ گیتی افروز نے گرد مین آلودہ اور پسینے مین غرق تھا شاہزادہ خاور سیاہ کو
سلام کر کے کہا کہ حال کشتی لڑنے شاہزادہ بدیع الزمان اور زجاج باختری پہلوان کا باغ بہشت مین لقا کے اور
مجمع کثیر وانبوہ غفیر تماشائیون کا بیان کیا شاہزادہ خاور سیاہ نے اُس دیو سے کہا کہ اے دیو تو مجھے باغ بہشت مین لقا
کے پہونچا دے تا کہ مین بھی اُس کشتی گیر بیدولت کی کشتی کا تماشا دیکھون دیو نے کہا بہت خوب اور یہ کہکر شاہزادہ
خاور سیاہ کو اپنی گردن پر سوار کر کے چاہتا تھا کہ پرواز کرے شاہزادہ اسد بن کرب غازی نے کہا بھائی صاحب
مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چلیے مجھے بھی لقا کے باغ بہشت اور ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان کے کشتی لڑنے کی سیر دیکھنے
کا اشتیاق بدرجہ تمام ہے ملک قاسم نے دیو سے کہا کہ میرے چھوٹے بھائی اسد کو اُٹھا لے دیو نے شاہزادہ اسد کو بھی
اُٹھا کر اپنے دوسرے کاندھے پر بٹھلا لیا اور پرواز کر کے سمت سبائل روانہ ہوا

اب وہ سلکھے داستان شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے بیان کیے جاتے ہین

کہ جبکہ شاہزادہ بدیع الزمان اور زجاج باختری کے کشتی لڑنے کا تماشا دیکھنے کو تمام خلائق شہر سبائل کی مشتاق
ہو کر روز دوم صبح کو داخل باغ بہشت ہوئی اور لقائے مشرک خدا مع سر فرتاجدار اور فرامرز نابکار اور ملک بختیارک
اور تمام اپنے پیغمبران مرسل اور نامرسل اور پہلوانان قدرت اور ستونان بارگاہ خداوندی اور سرداران باختر وغیرہ کفار
مقربین اور مصاحبین کے فیطول پر آکے بیٹھا اور زیر فیطول اُس تخت کے بہشت مین یاقوت شاہ انجم گروہ رستم شکوہ
شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن اور زجاج باختری کو اپنے ہمراہ لیکر آیا اور تیاری اکھاڑے کی بخوبی ہو چکی تو دیکھا کہ
ایک طرف سے شاہزادہ عالیمقدار بدیع الزمان نامدار نے اسباب کشتی کا جسم اطہر پر آراستہ کیا اور ایک طرف زجاج باختری
جانگھیا لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین کود پڑا دونون پہلوانون نے اپنے اپنے خمون پر ہاتھ مارے اور کشتی مین مشغول
ہوئے تھے کہ اُسی وقت ایک مرتبہ شاہزادہ خاور سیاہ لعل خفتان خونریز خاوری دیو کی گردن پر سوار اور

شاہزادہ امید بن کرب دلاور دوش پر بیٹھا ہوا ہوا سے آسمان سے پردۂ زمین پر اُترے اور دیونے دونون بہادرون کو
اِسطور پر کہ ملک قاسم کو تو دست چپ شاہزادہ بدیع الزمان کے برابر اور اسد بن کرب غازی کو برابر شاہزادہ خاور سیاہ کے
اُسی باغ بہشت مین اکھاڑے پر کھڑا کر دیا ناگاہ خواجہ گرزالدین ملک بختیارک شوم کافر بےدین کی جو نگاہ شاہزادہ خاور سیاہ
کی طرف جا پڑی تو خوب سا بچا مگر بآہستگی سرگوشی مین لقا سے کہا یا خداوندا اسوقت مجکو تیری تقدیرات کا حال بخوبی دریافت
ہو گیا کہ آج بہت سے کفار کی قضا تو نے تقدیر کی ہے کوئی دم بھر مین کئی سو لاشے مقتولون کے باغ بہشت مین پڑے لوٹتے
ہونگے مگر یہ مجھے نہین ثابت ہوتا ہے کہ کون کون سا گبر مارا جائیگا لقا مشرک خدا نے نہایت پیچ و تاب کھا کے کہا اے مردود
بیٹھ گیا گوہ کھاتا ہے اور بری باتین کرتا ہے بختیارک نے کہا اے خداوند تو نے کیا نہین دیکھا کہ شاہزادہ قاسم بھی بہت چپ
شاہزادہ بدیع الزمان کے مسلح اور مکمل کھڑا ہے بلکہ مجھے ایک وسواس اور ترس و ہراس اور بھی پیدا ہوا ہے کہ ایک ہمجنس
بدیع الزمان اور قاسم کا نوجوان مثل شیر غران اور بھی برابر قاسم کے ہے ہر چند کہ یہ نہین معلوم کہ ان دونون کا کوئی
عزیز یگانہ ہے یا کون ہے وہ بھی سپر تلوار پکڑے کھڑا ہے یہ بات تو خلاف عقل اور قیاس کے ہے کہ جان بر خدا پرست ہون اور
خونریزی کفار کی ہو لقا نے جو بموجب ایماے بختیارک اُسطرف کو دیکھا تو واقعی قاسم موجود تھا اور برابر قاسم کے
اسد کو بھی دیکھکر محو حیرت سکتے کی صورت رہ گیا غرض اب حال سنیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان گردنشکر شکن کا زور
کشتی دیکھکر شاہزادہ اسد بیساختہ لمحہ بلمحہ واہ واہ سبحان اللہ اور چشم بد دور ماشاء اللہ ماشاء اللہ کہہ کہکے قربان اور نثار
ہو رہا تھا اور ہر مرتبہ بآواز بلند کہتا تھا کہ ماموں جان اب جلد اس حرام زادے گبر کو اٹھا کر نقش زمین اور پیوند زمین
کیجیے یہانتک شاہزادہ بدیع الزمان نے ہر بار آواز ماموں جان ماموں جان کی سُنکے جو اُسطرف خیال کیا تو دیکھا کہ ایک
نوجوان آفتاب طلعت رستم صولت سہراب توان بکمال شوکت و شان اور شاہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم باہم بہت چپ
میرے کھڑے ہوے ہین اور وہ لڑکا نوجوان مجھے ماموں جان ماموں جان کہکے یہ کہہ رہا ہے ایکبار شاہزادہ بدیع الزمان
نے ملک قاسم کو جو دیکھا تو دریاے حمیت جوش مین آیا اور ایک ہی مرتبہ دونون بازو زجاج باختری کے پکڑ کے سر اپنا
اُسکے سینے سے ملا زور کرکے پسپا کرتا اور دوڑاتا ستر قدم پیچھے ہٹا لیگیا اور آگے اپنے دھر کھینچا کہ دونون زانو زجاج کے
زمین سے آشنا ہو گئے تب شاہزادہ بدیع الزمان نے کمر بند زجاج کا پکڑ کے ایک ہی زور مین لنگر اُسکا توڑ کر زمین سے
اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چرخ دے کر زمین پر مارا چار ون شانے چت گرا اور شاہزادہ رستم صولت مثل شیر صحرائی جست
کر کے اُسکے سینے پر آبیٹھا اور کہا کہ اے زجاج باختری حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی زجاج علیہ اللعن کچھ کلمہ
سخت کہنے کو تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے بہ مضمون اِس شعر کے بیت ❊ بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ❊ جانا کہ یہ تیرہ دل سیاہ درون کافر کسی صورت سے راہ راست پر نہین
آنے کا اُسوقت حالت غیظ مین ایک ہاتھ سے زجاج کے سر کو اور دوسرے ہاتھ سے ٹھڈی اُسکی پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچا اور پیچ دے کر سر زجاج باختری کا دھڑ سے کھینچ لیا اور مانند سگ ناپاک کے سر بے نرخرہ خون چکان دور
پھینکدیا لقا مشرک خدا نے یہ زور دست حق پرست شاہزادہ بدیع الزمان گردنشکر شکن کا دیکھکر حکم کیا کہ ہان
اے بندگان قدرت نہ جانے دینا اس بندۂ عاصی بدیع الزمان کو چار طرف سے محاصرہ کرکے پکڑ لو زندہ ہاتھ آئے تو زندہ
لاؤ ورنہ قتل کرکے اِسکا سر جلد حاضر کرو حسب الحکم لقا مشرک خدا چار سو سے لکھوکھا گبر سپرین تلوارین پکڑ پکڑ کے
جانب شاہزادہ عالی مناقب یورش کر کے چلے شاہزادہ رستم صولت بدیع الزمان نے جو یہ غلو و کفار دون کا اپنی جانب
آتے دیکھا تو بہ جستی تمام ایک گبر نطفہ حرام کے ہاتھ سے سپر تلوار چھین کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا

اور آمادۂ شمشیر زنی اور کفار کشی ہو کر مثل شیر تشنہ دگرسنہ جس طرف حملہ ور ہوتا تھا ہزاروں گبر مانند گلۂ بز و میش پریشان
ہو کر بھاگتے پھرتے تھے شاہزادہ اسد بن کرب دلاور جو برابر قاسم کے کھڑا تھا اُسنے جو یہ تماشا دیکھا ایکمرتبہ بسبقت
کر کے قبل از تنبیہ قاسم طنطنۂ اسد اکبر کھینچکر نعرہ زن ہوا نعرۂ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ؛ بدرم دل شیر و جرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران ؛ اسد شیر دل ابن صاحبقران ؛ یہ نعرہ کرکے اسد لشکر میں در آیا لشکر لقا کو قتل کرنے لگا
ناگاہ برابر سے ملک قاسم نے اسطرح نعرہ کیا نعرۂ ملک قاسم آفتاب شرق دین پروری ؛ شہسوار لعل پوش خاوری ؛ بعد
نعرہ کرنے کے قاسم نے پلارک افراسیابی کو بقہر و غضب کھینچکر لشکریان لقا پر حملہ کیا کہ تمام فوج نابکار پراگندہ مقتول
بہ ضرب تیغۂ آبدار ہونے لگی وہ تلوار چلی کہ ترک فلک نے کانوں پر ہاتھ رکھے مریخ جلاد فلک کانپنے لگا برج اسد سے پناہ
طلب ہوا گاؤ زمین ڈر سے شاخیں اپنی بدلنے لگی زمین جنبش میں آئی کشتوں کے پشتے ہوئے سروں کے انبار تھے
دریائے خون چہار طرف کشتی تن کفار رواں تھے بحر میں غرق سر صورت حباب تیرنے لگے پاؤں گھوڑوں کے حنائے خون
میں سرخ ادھر مار مار کی صدا ادھر سے بھاگ بھاگ کی آواز بلند شعر چقاچاق خنجر بگردوں رسید ؛ ز ہندوستان
خون بہ جیحوں رسید ؛ یہ تلاطم اور شور و شر اور یہ پراگندگی لشکر جس وقت لقائے بے لقا نے دیکھی حواس منتشر
ہوگئے پریشان خاطر مضطرب الحال ہوا دل سے کہتا تھا کہ شیر بچۂ صاحبقرانی بڑے بہادر و دلیر ہیں حقیقت میں
بیشۂ شجاعت و ہمت کے شیر ہیں شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم عالیشان و طفل صغیر اسد شیر دل کس جرات و ہمت اور صولت
و شوکت سے کارزار کر رہے ہیں کہ شمشیر زنی سے ان بہادروں کی لشکر کثیر ہزاروں کی بیخ تک قدم میدان رزمگاہ سے
اُٹھ جاتے ہیں بڑے بڑے نامی و نامور ٹھہر نہیں سکتے تلاطم و انتشار فوج کا دیکھکر بدحواس ہوا اور تین پہلوان لشکر بے سیر میں
منتخب تھے ایک ترجیم کج گردن دوسرا طوفان شتر گردن تیسرا بہمن تیرہ بخت ان تینوں کو پاس اپنے بلایا اور کہا کہ تم
ایسے پہلوان زبردست ہو کر شیر سے مقابلہ کرتے ہو فیل مست کے کلے چیرتے ہو پلنگ کے شکار کھیلتے ہو ان تینوں کو نہیں مار سکتے
ہو ڈرے جاتے ہو پیچھے ہٹے جاتے ہو روباہوں کی طرح دبکے جاتے ہو یہ سنکے وہ تینوں پہلوان جوش جرات و بہادری سے
مثل اژدر دمان کے غصہ سے بل کھایا اور ہاتھی کی طرح چنگھاڑے اُسوقت لقا نے ترجیم کج گردن کو حکم دیا کہ تو جا کے
جلد قاسم نوجوان کو گرفتار کرلے اور طوفان شتر گردن کو اشارہ کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو اسیر کمند قضا کرنے
اور بہمن تیرہ بخت کو للکارا کہ اے پہلوان بہمن تیرہ بخت تو اسطرف جا یہ جو طفل صغیر ضیغم شکار صفدر و نامدار یعنی
اسد شیر دل سامنے شمشیر زنی مثل رستم دستان بصد غرو شان کر رہا ہے اُسکو پنجۂ باز اجل میں دبوچ لے یہ تینوں
سردار بحکم لقائے نابکار اپنے اپنے حریف کی طرف جھپٹے ترجیم کج گردن نے آتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا قاسم عالیشان
نے خالی دیکر اپنے چچا شاہزادہ بدیع الزمان کی طرف نظر دیکھا اور مسکرا کر مثل برق جہندہ چمک کر تیغۂ پلارک افراسیابی
کا جو پڑھکر ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہو کر دھڑ سے زمین پر گرا اور قصد ہوا کہ اس روباہ خصلت طوفان
شتر گردن کو بھی شکار کیجیے چچا جان کو نجات دیجیے وہاں طوفان شتر گردن نے بھی آتے ہی غصہ میں ضرب ساطور
فرق شاہزادہ بدیع الزمان پر کی شاہزادہ بدیع الزمان نے داہنی طرف جھمک کے خالی دی اور پہلو سے آکر قاش
زین سے اٹھا کر اس خار صحرائے کفرستان کو مثل برگ خزان دیدہ ہوا سے سایبان فیروزہ رنگ پھینکا ادھر شاہزادہ
قاسم نوجوان کی بھی نگاہ پڑی دیکھا کہ چچا جان نے نابکار طوفان شتر گردن کو آسمان کی طرف پھینکا ہے فوراً تلوار
تول کر پلٹے کہ اس بوم خصلت یعنی طوفان شتر گردن کو آسمان سے آتے آتے بضرب تیغۂ پلارک افراسیابی
دو پرکالے کر کے کشتی تن نجس کو بحر فنا میں ڈبو دوں مگر شاہزادہ بدیع الزمان شیر بچۂ صاحبقرانی معاً پھینکنے اس طائر

زخم خوردہ کے دونون پانون رکابون مین استوار کرکے زین سے جما کے بلند ہوے اور گرتے گرتے اُس نابکار کے تیغہ آبدار
کا ہاتھ ٹیک کر مارا اُس نجس و شوم ہمسر بوم کے دو پرکالے ہوے نصف ادھر گرا اور نصف اُدھر گرا شاہزادہ قاسم
عالیشان نے از روے طعن ٹہرہ کے آواز دی کہ سبحان اللہ اچھا جان مین بھی آپ کی کمک پر جان بچانے آپ ہی آتا تھا
خیر آپ نے اِس صید لاغر کو شکاری کر لیا کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان و شاہزادہ قاسم عالیشان کی نظر اسد شیر دل
کی طرف پڑی دیکھا کہ بہمن تیرہ بخت نے اسد شیر دل پر تلوار کا وار کیا اسد شیر دل نے تلوار پر کاٹ کر خالی دیا جلدی سے
دہنی طرف گھوڑا ملا کر شمشیر آبدار کا جو ہاتھ مارا جس ہاتھ مین اُس پہلوان زبردست کے تلوار تھی وہی ہاتھ مثل خیار تر
یا مانند نیشکر تازہ کے قلم ہو کر دور جا کر گرا تلوار اسد نامدار اُدھر سے پلٹی ہی تھی کہ ساتھ ہی دوسرا ہاتھ جھپٹ کر کمربند پر
کا مارا کہ شکم نجس ایک بند کمر کا کاٹتی ہوئی دوسرے بند کمر سے باہر سن سے تلوار نکل گئی ظالم اظلم کے دو ٹکڑے ہوے پرکالہ
بالاے جسم یعنی سر و گردن و دست و شکم کا ٹکڑا کٹ کے گھوڑے کے پیچھے سے ڈھلکا کے دھڑ سے زمین پر گرا دوسرا پرکالہ اسفل
جسم یعنی کمر سے پانون تک زین اسپ بدلگام پر جما رہ گیا رکابون مین دونون پانون لٹکے رہے وہی چھوٹ کے ہاتھ سے
یہ انجام ہوا کفر کا قصہ تمام ہوا شاہزادہ اسد شیر دل نے فوراً بمزاج طفلی پیٹ مین مرکب کے تلوار کا کونچا دیا کہ گھوڑا چراغ پا
ہو کر بھاگا آدھا لاشا اُس کافر کا زین پر رہا لشکر مین ہات دوت کا غل مچا کوئی اِس تماشے پر ہنسنے لگا کسی نے گھوڑے کو
روکا گھوڑا اودھر سے پلٹ کر اُدھر گیا وہان کسی نے نیزے کا پھل دور سے دکھایا وہ اُدھر سے پلٹ اور طرف لشکر مین دھنسا
کسی نے سڑاک سے کوڑا مارا گھوڑا بگڑ کر الف ہو گیا نصف لاشہ نجس کا ایک پانون ان ہچکولون مین رکاب سے باہر نکل گیا
دوسرا بخوبی استوار حلقہ رکاب سے باہر اُدھر سے لٹک کر پھنس گیا لاشہ نصف کٹا ہوا زمین پر لٹکنے لگا گھوڑا اور زیادہ بھڑکا
کبھی دوڑا کبھی ٹھہرا کبھی الف ہوا کبھی کاوا کیا کبھی تھوتھنی سے مارا کبھی آگے کے پانون سے ٹھوکر دی کبھی پچھلے قدم سے پٹک
ماری لشکر مین قہقہہ اڑتا لی بجی غل مچا پھبتیان چھٹنے لگین سردارون کی پہلوانون کی غیرت سے ناکین کٹنے لگین شاہزادہ
اسد شیر دل شمشیر برہنہ کاندھے پر رکھے ہوے جھوم جھوم کر تکبر کرتے اور یہ صدا دیتے رہے تھے کہ او گبر ناہنجار لقاسے
بدکردار دیکھا تو نے بندہ مشرک قوی بدن روئین تن کو ایک طفل دمو ضعیف و نحیف بندہ پروردگار عالم عالمیان نے کس ذلت
و خواری سے قتل کیا کہ لاش تک اُس کافر ناہنجار کی ٹھوکرین کھاتی پھرتی ہے لے آ پھر زندہ کرو ملعون مثل مار سیاہ غصے سے تاو پیچ
کرکے بل کھانے لگا اور مثل سگ ابلق غیظ و غضب سے پشت دست چبانے لگا شاہزادہ اسد شیر دل کی ان حرکات طفلانہ
سے اور ناشائستگی صغیرانہ پر شاہزادہ قاسم عالیشان و شاہزادہ بدیع الزمان شیر ژیان ہنس رہے تھے آخر کو وہ گھوڑا چراغ پا
اور بھوچکا ہو کر گھبرا کر مثل تیر کے صحرا کی طرف بھاگا کہین گوشۂ امن اشتہ پایا پلٹے پر نکلگیا اُدھر اُس گبر ناہنجار لقاسے
بے بقا و بد شعار نے سرداران و پہلوانان و جوانان فوج کو حکم دیا کہ اے بہادر و دلیر و جوانمردو تم ہمت سے نہ پھیرو ان بندگان
خداے نادیدہ کو زندہ نہ چھوڑو اس میدان رزمگاہ سے صحیح و سالم نہ جانے دو سنتے ہی اس صداے بے بنیاد و بد نہاد
کے لاکھ جوانان جرار تیغ زن و نمود اران شہزادگان عالی وقار کے اوپر ٹوٹ پڑے اور تلوار چلنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان
کی تلوار خون مین سرخ کنیون سے لہو ٹپکتا ہوا ادھر سے اُدھر گھوڑا ڈپٹا کر جاتے ہین شاہزادہ قاسم عالی شان شمشیر
خون چکان تولے ہوے اُدھر سے ادھر آتے ہین جو سامنے پڑا اُسکو ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کیا شاہزادہ اسد شیر دل
بصد جاہ و تجمل تمام عالم صغر سنی مین تلوارین مارتے پھرتے ہین ایک ایک کو چورنگ بناتے مین ترک فلک الامان الامان کہکر
زیر بغل منہ چھپاتا ہے احسنت احسنت کی صدا دیکر کہتا ہے اے شیر اے دلیر اے شاہزادہ بہادر و نظم مزاج فتح میدانت سنانت
بود نبض ظفر زیر کمانت * بہ آید تیغ از دستت بہ بیجا * چو جبلی کو برون آید ز دریا * یکایک مغرب کی طرف سے

ایک آندھی سیاہ رنگ اُٹھی وہ تاریکی کہ العظمۃ للہ آفتاب چھپ گیا آثار قیامت ظاہر ہوئے دن شب تیرہ تار ہو گیا آسمان و
زمین کچھ نہ معلوم ہوتا تھا بجلی ہر دم طوفان آسمانی اُٹھا فوج ساری بدحواس ہوئی گھوڑے سے گھوڑے ٹکرانے لگے
شانوں سے شانیں لڑیں تلواریں ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ کے گریں شور باد تند سے گوش فلک کر ہوئے سنائے کی آواز
سے دل فوج کے دہلنے لگے ڈر ڈر کر جوانمردوں کے دم نکلنے لگے سیکڑوں گھوڑوں سے گر گر کر مر گئے جب جھونکا ہوائے تیز و
تند کا چلا سروں سے خود اُڑ اُڑ کر گر گئے گھوڑے اُلٹ اُلٹ گئے پہلوانوں کے سر پھٹ پھٹ گئے ایک تلاطم عظیم برپا ہوا گویا
محشر تازہ قائم ہو گیا دشت کارزار صحرائے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا اب اُس جنگ مغلوبہ میں تینوں شاہزادے زخمی ہو
لڑتے جدا ہو گئے کوئی تلواریں مارتا ہوا کسی طرف نکل گیا کوئی شمشیر زنی کرتا ہوا اُس سمت ہو گیا کوئی ادھر تیغ بازی کر رہا تھا
مگر جس وقت وہ آندھی سیاہ اُٹھی تو قاسم نوجوان اسد غازی کے قریب آ گئے مگر بدیع الزمان عالیشان دونوں شاہزادوں سے
دور رہے لیکن صدائے تکبیر ہر ضرب پر آ رہی تھی شاہزادہ قاسم عالیشان نے اسد نامدار سے کہا اے اسد ذرا خیال کرو پروردگار
پروردگار عالم نے شاید یہ آندھی اور یہ طوفان عظیم اپنی قدرت کاملہ سے ہمارے بچانے کے واسطے بھیجا ہے مناسب ہے کہ اب
نکل چلو اسد شیر دل نے کہا بھائی صاحب یہ رائے آپکی بہت درست ہے اور ہمارے بھی پسند ہے ورنہ کیجیے چل نکلیے قاسم عالیشان
نے فرمایا جنگ کہ چچا جان شاہزادہ بدیع الزمان نہ جاینگے ہم کیونکر جا سکتے ہیں یہ موقع و محل نہیں ہے مناسب اور غیر مناسب
کو دیکھنا چاہیے اسد نے کہا کہ وہ نہایت تجربہ کار ہیں بڑے کارگزار معرکہ کارزار ہیں وہ پہلے ہی نکل گئے ہونگے کس وجہ سے کہ
اب اُنکے نعرۂ شیرانہ کی بھی آواز نہیں آتی ہے یقین ہے کہ وہ کسی طرف سے کافران بدکردار کو مار پیٹ کر تشریف لیگئے شاہزادہ
ملک قاسم نوجوان نے کہا کہ بہتر ہے بسم اللہ چلو بیت این فتح و ہزار فتح دیگر ✽ از فضل خدا شود میسر ✽ یہ کہکر قاسم نوجوان
و اسد شیر دل ذیشان تلواریں علم کیے ہوئے کفار کو مارتے ہوئے نکل گئے بعد تھوڑی دیر کے تیرگی کم ہونے لگی آندھی
جھونکے مارتی ہوئی نکل گئی روشنی ہونے لگی شاہزادہ بدیع الزمان بھی حد لشکر ضلالت اثر کے قریب پہونچ گئے چاہتے ہیں
کہ گھوڑا اُٹھا کر نکل جائیں یکایک تاریکی بالکل برطرف ہو گئی شاہزادہ بدیع الزمان نمایاں ہوئے لقائے نابکار اور
سرداران فوج کفار نے دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان پر یکبار ہجوم کر کے آ پڑے چار طرف سے نرغہ کیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے تیغ آبدار کو وقف سران سپاہ بدشعار کیا فوج میں حملہ ور ہوئے ایسی لڑائی ہوئی کہ دریائے خون جاری ہوا تین
شبانہ روز تلوار چلی شاہزادہ بدیع الزمان بہت لڑے دست قوت دار تھک گئے رک رک کے حملہ کرتے ہیں آخرکار
کئی ہزار عیاران نابکار گرد شاہزادہ بدیع الزمان نامدار کے آ گئے اور برابر سے کمندیں اُس شاہزادہ عالی وقار پر
ماریں بہت سی کمندیں شمشیر آبدار سے انھوں نے قطع کیں مگر آن کفاروں نے اس شیر بیشۂ صاحبقرانی زیب و زینت
بارگاہ سلیمانی کو کمندوں میں گرفتار کر لیا اور پاس لقائے بے بقا و نابکار کے لیگئے لقا نے کہا کیوں اے جوان تو نے اتنے
میرے بندوں کا خون کیا اسکے عوض میں اب تجکو سزائے معقول دوں یعنی تہ تیغ کروں اور اگر تو مجکو سجدہ کرے اور خدا کہے
تو ابھی رہا کرکے اپنے خاص بندوں میں شریک سردار بندگان کروں شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم تو کیا مردود ہے پروردگار میرا معبود رب ودود ہے میں سوائے خدائے عز و جل کے کسی کو سجدہ نہیں کرتا ہوں اور
سوائے اُسکے کوئی لائق سجدہ و تعظیم نہیں خبردار بیہودہ نہ بک ورنہ زبان ناشایستہ شمشیر غضب قدرت پروردگار جبار
و قہار سے قطع ہو گی جس وقت شمشیر زبان جوہر بیان شاہزادہ بدیع الزمان سے لقائے بے بقا نے یہ فقرات نشتر انگیز
نمک آمیز سنے نہایت برہم و پر غضب ہوا اور کہا ہاں کوئی حاضر ہو وہ جو شیر بریان نے جنگل سے پکڑ کر واسطے ملاحظہ بادولت
کے لا کر حاضر در دولت کیا ہے ابھی اُس شیر بیشۂ تہور شجاعان زمان یعنی پسر حمزۂ صاحبقران پر بیخوف و خطر چھوڑ دو

کہ پرزے پرزے کرکے کھاجاے یہ جوان رعنا بدزبانی کی سزا پاے سنتے ہی اس حکم محکم لقاکے ببربانون نے اُس جنگلی شیر کو
شہزادہ بدیع الزمان پر چھوڑدہ شیر بہ تین دن کا بھوکا پیاسا شکار انسانی کو جو دیکھا دکارتا ہوا مثل شہباز جانب کے صید پر
جھپٹا اور اسنے ہی پنجہ دست زبردست بمنزلہ طمانچہ کے مارا اگر کوئی اور دوسرا اس مقام پر ہوتا تو فوراً شیر نے اُسکو شکار کرلیا ہوتا
مگر سبحان اللہ شاہزادہ بدیع الزمان مین کیا حواس ہین اور کیا ہمت وجرات وشجاعت ہر اور کیا قوت اور طاقت خداداد ہر
فوراً اُس شیر بیشہ بہادری اور دلاوری نے خالی دی جیسے وہ شیر بر چوٹ مار کر زمین پر منھ کے بھل جھکا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان نے بعد چستی وچالاکی وزور وقوت برھ کے ایک گھونسا مارا کہ سر اُس شیر کا شق ہوگیا اور مغز شیر ناک کی
راہ بہ گیا اور شیر زمین پر گرکے تڑپنے لگا اور بعد تھوڑی دیر کے مرگیا دربار لقاے بے بقا مین شور وغل بلند ہوا
لقاکے ہوش اُڑگئے ڈرکے مارے کانپنے لگا ضیغم روزگار بدیع الزمان نامدار نے نعرہ کیا اور غصے مین آکر قید کو فوراً
توڑڈالا لقاے بے بقا پر جھپٹا کفاران نابکار وبزدلان نابہنجار نے چارطرف سے آکر لقا پر سینہ سپر کرلیا اور ہر سمت سے
شاہزادہ بدیع الزمان پر ہجوم کیا اُس ضرغام کارزار نے جھپٹکر ایک شخص کو اُٹھاکر پھینک مارا اور اُسکی تلوار چھین لی
اور کفارون سے لڑنے لگا اُس گبرو دلاور مین جسکو تلوار ماری دوٹکڑے ہوکر گرا سرکٹ کٹکر جابجا گرنے لگے اور جسم خاک وخون
مین لوٹنے لگے جابجا لاشون کے انبار ہوگئے لوگ بھاگنے لگے بدیع الزمان بڑھ بڑھ کے اور تلوارین مار مار کے جنگ کرتے
تھے ناگاہ شاہزادہ بدیع الزمان کا پانون ایک کٹے ہوے سر پر پڑکر پھسل گیا وہ غضنفر زمین پر گرا چارطرف سے نامرد
ٹوٹ پڑے اور شاہزادہ بدیع الزمان کو پکڑ لیا مشکین باندھکر غل وزنجیر مین مسلسل کیا کشان کشان سامنے لقاے
بے بقا مردود خدا کے اُس شیر کو لائے لقا نے کہا یہ جوان بڑا شوم دست ہر چنانچہ اُسی روز سے شاہزادہ بدیع الزمان کا
کافرون مین شوم دست لقب قرار پایا لقا تیوریا ر چڑھا کر خشمناک اُس فخر شجاعان روزگار کی دیکھکر ہیبت مین آیا اور
آنکھین جھکا کر کہنے لگا ای جوان رعنا ای بہادر یکتا ای پسر حمزہ بدیع الزمان اگر تو مجھکو سجدہ کرے تو مجھکو قسم ہر اپنی خداوندی
کی ابھی تیری خطا کو معاف کردون اور شامل زمرۂ سرداران نامدار مین اپنے کرلون شاہزادہ بدیع الزمان نے چین بہ جبین اور
پر غضب ہوکر کہا او مردود ازلی وابدی مین تجھ اور تیرے پرستارون پر بھی لعنت کرتا ہون لقا بہت خفا ہوا اور یاقوت شاہ سے کہا
کہ اس جوان کو لیجاکر آتش جہنم مین ڈالدو کہ جلکر خاک ہوجاے یاقوت شاہ بحکم لقا شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکر قیدیون سے اُترا اور
اعرابے پر ڈالکر سامنے آتشکدے کے آیا وہان ہجوم خلائق براے تماشا بیحد وانتہا ہر کچھ لوگ انگشت نمائی کرتے ہین کچھ ہنستے کچھ
مسکراتے ہین کچھ لوگ کف افسوس ملکر کہتے ہین کہ ایسا جوان رعنا حسین خوبصورت طرحدار دیوزاد نامی ونامدار کو اب اس آتشکدے
مین ڈالدینگے اور جلاکے خاک کرینگے مفت اسکی جوانی مٹی ہر ملک حسن وجمال اس صاحب جرات وہمت کا تاراج وبرباد ہوتا ہر یہ ذکر تھا
کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان کو منجنیق مین رکھا جاتا ہے کہ آتشکدے مین پھینکین اسوقت شاہزادہ بدیع الزمان کو
اپنی زندگی سے یاس عالم ہراس ہوا اُسی حالت اضطرار مین آنکھین کھولکر چار جانب دیکھتے تھے کوئی یار ومددگار بجز ذات
پروردگار کے معلوم نہوتا تھا گوشۂ منجنیق مین تڑپ تڑپ کر درگاہ ایزدی مین دل رجوع کیا اور عرض کرنے لگے ای ناخداے
کشتی نوح غربان ای مددگار انس وجان ای حاجت رواے دوجہان ای حلال مہمات اہم ای آسان کنندۂ مشکلات امم ای
پروردگار عالم ای خالق ذو الکرم مین ایک بندۂ ذلیل وحقیر امیدوار دستگیری قدرت رب جلیل ہون تو مجھکو اس بلاے
ناگہانی اور آفت وپریشانی سے بچا اور اس آتشکدۂ کفر کفار سے محفوظ رکھ بیت قدرت کو دیکھنا ہون رب جلیل کی

امداد سے طیح سے ہوئی ہر خلیل کی اشعار
باغ وبہار آتش نمرود کو کیا

خاطر نواز دوسرا انجھا کوئی نہین
مشکل کے وقت تو ہوا حامی خلیل کا

رکھو رکھا نہیں ہر ہمدم عقیل کا
موسی کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی

فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا
کوتاہ یان کمند ہو قاصر ہی نردبان
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہو فیل کا
پروردگار اب مری مشکلکشائی کر

طوفان مین ناخدائی کی کشتی نوح کی
بام مراد عرش ہو رب جلیل کا
دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہی
تھا صاف صاف مطلب اس دلیل کا

حقا جواب ہی نہین تجھ سے کفیل کا
آوازہ تیرے عدل کا ہی بسکہ گوشزد
دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا
ابھی یہ دعا بصد التجا امیر حمزہ صاحبقران

شاہزادہ بدیع الزمان کی ختم نہوئی تھی کہ اُن ناریان ازل لقا پرستان پر دغل نے منجنیق کو چکر دیکر بدیع الزمان کو اُس آتشکدۂ مستعل مین پھینکا فوراً ایک پنجہ زبردست آسمان سے پیدا ہوا شاہزادہ بدیع الزمان ابھی آگ تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ وہ پنجہ بقوت تمام دبوچ کر لیگیا شاہزادہ بدیع الزمان نے اس غضب کا جھکولہ اُٹھایا تھا صدمہ ضبط نہو سکا بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہوا ے فرحت افزا خانۂ دل مین پہونچی غنچہ خاطر پژمردہ شگفتہ ہوا ہوش آیا آنکھ کھل گئی دیکھا تو اپنے تئین پہاڑ کی چوٹی پر پایا اور ایک دیو کو دست بستہ سامنے استادہ دیکھا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کیا تو ہی مجھے اُٹھا لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ حضور ہان یہ غلام ناکام آپکو اُٹھا کے اس پہاڑ پر لایا ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور مجھے کس واسطے یہان اُٹھا لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ نام میرا دیو سماک ہی مین برادر رجان برابر دیوار جالیس کا ہون مین عرضی ملکہ قریشیہ سلطان کی خدمت بابرکت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان مین لایا تھا اسکا جواب باصواب حاصل کرکے لیے جاتا تھا کہ راہ مین بالاے آسمان سے آپکو بلا مین آتشکدے کی گرتے دیکھا صدمہ عظیم ہوا دل کو تاب نہ آئی آپ کو اُٹھا لایا اور ادھر سے جلتے وقت شاہزادہ ملک قاسم نوجوان لعل پوش خاوری کو چاہ مارکن سے نکالا تھا اب حضور تشریف لیچلین غلام لشکر اسلام مین پہونچا دے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ قاسم نے یہان بہت سے شبخون مارے ہین مین بھی جبتک یہان بہت سے شبخون مار نہ لونگا اور ان کفار ان بیحیا کو ہلاک نہ کرلونگا تب تک مین یہان سے جانے کا ارادہ نہ کرونگا اے دیو سماک اسوقت مجھکو بھوک بہت شدت کی ہی تو کہین سے میرے واسطے کچھ کھانا لا اور پانی لا یہ سُنکے دیو سماک پر پرواز پیدا کرکے اُڑا اور باورچیخانہ لقاے بے بقا مین پہونچا کئی خوان کھانیکے وہان سے لیے ہوے بازار مین آیا اور ہر ایک دوکان سے ہر چیز عمدہ عمدہ کھانے کی قسم سے مٹھائی شیرمال کباب بالائی وغیرہ لے کر آیا اور سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے خوانہاے طعام لذیذ وغیرہ حاضر کیے وہان پرچہ نویس نے پرچہ اخبار دربار لقاے بے بقا مین تحریر کرکے حاضر کیا کہ آج باورچیخانہ خداوندی سے بہت سا کھانا غائب ہوگیا اور بازار کی دکانون سے بھی ہر قسم کی چیز کھانے کی غائب ہوگئی کچھ سبب نہین کھلتا کہ کیا ہوگیا اور کون لیگیا لقا نے کہا کہ دست قدرت میرا باورچیخانہ سے کھانا اور دکانون پر سے ہر ایک چیز اُٹھا لایا ہی مگر بختیارک نے ہر فرد فرامرز سے کہا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو کوئی دیو اُٹھا لے گیا ہی یہ کھانا وغیرہ وہی دیو واسطے شہزادے کے لیگیا عجب ہی جو لیگیا ہو اگر نہ باور ہو تو دو ایک روز مین یہ حال کھل جائیگا چپ رہو الغرض وہ خوان طعام وغیرہ جب دیو سماک نے لاکر سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے رکھے بدیع الزمان نے خاصہ نوش فرمایا آب سرد و خنک پیا سجدۂ شکر خداے عزوجل بجا لائے اور جو کچھ کہ کھانا باقی رہا دیو سماک چند لقمے کرکے کھا گیا اور ڈکارنے لگا پھر شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے دیو سماک ایک کام اور کرنا چاہیے کہ بغیر اسکے مین کسی کام کا نہین ہون اُس دیو نے کہا قربانت شوم ارشاد کیجیے جو حکم ہو غلام بجا لائے بدیع الزمان نے کہا کہ تو میرا گھوڑا اور ہتھیار لادے دیو سماک نے کہا کہان ہین بدیع الزمان نے فرمایا کہ قلعہ دربند فولادیہ مین ہین کہا کہ خانہ زاد ابھی گھوڑا اور ہتھیار حاضر کریگا یہ کہکے دیو سماک طرف دربند فولادیہ کے چلا شاہزادہ بدیع الزمان نے ایک گوشہ کوہ مین استراحت کی اور دیو سماک قلعہ دربند فولادیہ مین پہونچکر اسلحہ شاہزادہ

بدیع الزمان کے آیا گھوڑا شاہزادہ بدیع الزمان کا نہ لایا یہ دل مین خیال کیا اگر مرکب آیا اور شاہزادہ بدیع الزمان کے
روز مجنون لشکر پیا را خدا نخواستہ اثنائے کارزار مین تنہا بجنس گر جو یہ شاہزادہ بدیع الزمان مارا گیا تو ملکہ فرشتہ سلطان کو
مین کیا منہہ دکھاؤنگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اے دیو سماک تو خود گھوڑا بنکر اپنی پشت پر شاہزادہ بدیع الزمان کو سوار کر کے جس
معرکہ مین کہین بچل جسوقت شاہزادے پر کوئی کسی طرح کا بلوہ کفار ہو چشم زخم سے بچاکر نکال لا یہ سوچکر دیو سماک خود
مثل اسپ صبا رفتار و تیز دم و خوش لگام پری پیکر بنا اور زین پوش سلیمانی مرصع کار کسا کلغی طلائی جسمین لعل و یاقوت
بعد حسن جڑے ہوے تنگ شاہی دو فردے کا قرین کیا دمچی پوزی جڑاؤ آراستہ کی رکابین ہلالی زرنگار جواہر بیش بہا
جڑا ہوا جڑاؤ زیور سے از سرتا پا لدا ہوا عجب نازو انداز کا وہ گھوڑا تھا رنگ طلائی سمیتن حور وش پری پیکر نازک اندام
خوش لگام باریک جلد کہ چلنے مین خون دوڑتا رگون مین معلوم ہوتا ہے جوڑ بند نادر تھوتھنی خوشنما چھوٹی چھوٹی کنوتیان
نعل بدر کامل کیلین اختر تابندہ پیشانی قمر مین آفتاب حسن مین بینظیر و لاجواب سرعت مین انتخاب بس وہ دیو سماک
بصورت سمند فلک سیر پشت زین پر ہتھیار رکھکر جھم جھم کرتا ہوا اسطرف شاہزادہ بدیع الزمان کے آکھڑا ہوا شاہزادہ
بدیع الزمان اسی وقت خواب نوشین سے بیدار ہوا تھا گھوڑے کو مع ہتھیارون کے سجا سجایا زینپوش وغیرہ سے
کسا کسایا اور زیور سے آراستہ سامنے دیکھا استادہ ہے بہت خوش ہوا ہتھیار سب جسم انور پر لگائے سلح و مکمل ہوکر اوس
مرکب صبا رفتار پر سوار ہوے اور سمت لشکر لقاے بے بقا کے باگ مرکب تیز رو کی اوٹھائی اور تل توامان اور تل شکبار پر
آکے کھڑے ہوے دیکھا کہ لشکر کفاران بیحیا فرسنگ در فرسنگ پڑا ہے کوسون تک فوج کا اجتماع ہے بس دیکھتے ہی منہہ طرف
آسمان کے اوٹھایا اور پروردگار عالم عالمیان کی طرف دل کو رجوع کیا اور درگاہ کارساز و بے نیاز خداوند ذوالجلال
سے امداد طلب کی اور شیر کے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ
انجم گروہ شمشیر آبدار بنام انتقام سے ینچتے ہی لشکر کفار ناہنجار پر مانند صاعقہ شعلہ بار کے گرے اور کافران بدکیش
کو قتل کرنے لگے ایک شور قیامت و ہنگامہ محشر برپا ہوا چار طرف سے لشکر کفار نے بھی شاہزادہ بدیع الزمان پر ہجوم
کیا تلوار چلنے لگی لقاے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا جب یہ غلغلہ دار و گیر بلند ہوا لقا گھبرا کر پوچھنے لگا جلد خبر لاؤ کیا
معرکہ عظیم در پیش ہوا یہ شور وغل کیسا ہے بختیارک نے کہا مجھکو یہ ثابت ہوتا ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان نے آتش دوزخ
سے نکل کر روز خون مارا ہے شاید یہ ہنگامہ اور شور و غوغا اسی کا ہے اب کسی سے خبر صحیح صحیح منگائیے ابھی دریافت ہو جائیگا
لقاے بے بقا نے کہا ابھی مین نے تقدیر رجوع کی تو خلاصہ حال دریافت ہوا یہ سب قدرت نمائی میری ہے کہ اسکو پھر
آتش جہنم سے زندہ نکالا سزا یاب بھی ہو گیا بختیارک نے کہا یہ بھی تقدیر کی خوبی آپ ہی کی ہے کہ بندگان خداوند
لقا قتل ہون لقا بولا یہ تقدیر بالائی ہوئی یہ کہکر حکم دیا کہ ہے کوئی ایسا جو اس بندۂ نافرمان کا سر کاٹ لائے یہ سنکر
کثیر بن ازرق پہلوان زبردست گھوڑا اڑا کر شاہزادہ بدیع الزمان کی طرف چلا یہان شاہزادہ بدیع الزمان شمشیر
آبدار سے قیامت برپا کر رہے تھے سر کفار کٹ کٹ کر رہے تھے سرون کے ڈھیر لاشون کے انبار جا بجا پڑے تھے یکایک
تیغ آبدار کھینچے ہوے کثیر بن ازرق قریب شاہزادہ بدیع الزمان کے آپہونچا دیکھا کہ عرصۂ میدان خون سے لالہ رنگ
ہو اس پہلوان نے نعرہ جگر خراش کر کے کہا اے جوان خدا پرست تو دن دہاڑے ہزارہا بندگان خداوند لقا کا خون
کر رہا ہے بے وجہ قتل و قمع ہو رہا ہے اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہے یہ کہکے بڑھکر شاہزادہ بدیع الزمان کو تیغ
آبدار کا ہاتھ مارا اوس شیر بیشہ میدان جنگ یعنی بدیع الزمان خوش آہنگ نے وار اوسکا تلوار خارا شگاف پر روکا
جھنانے کی آواز بلند ہوئی تیغہ پہلوان نابکار کا دو ٹکڑے ہو گیا فوراً پھرتی سے تیغہ جانگزا طہمورثی دیوبند کا جو دست

نو پرست مین تھا جس سے قتل و قمع کر رہے تھے پانون رکابون مین جماکر ایک ہاتھ سر پر غرور نابکار پر مارا کہ خود کاٹ کر
کاسہ سر کا تا دہان سے ٹھوڑی کے مثل آب گلے سے تلوار اُتری دروازہ قلعہ سینہ پر کینہ نابہنجار کا شگافتہ کرتی ہوئی کمر بد کار
دو پارہ کرکے گھوڑے کے تنگ سے اُتر کر بالشت بھر زمین مین ڈوب کے نکلی وہ مغرور دو ٹکڑے ہوکر نصف ادھر نصف اُدھر گرا
جرأت و ہمت نے اِس ضرب کو دیکھکر ہاتھ اُس شہسوار میدان کارزار کا چوم لیا لشکر مین غل ہوا تھا بے شمشیر زنی سیکڑون ناری
داخل درک فی النار ہوئے تمام دن یہ ضرغام بدلاوری و شجاعت لڑا کیا جب شام ہوئی صاف مار پیٹ کر نکلگیا قریب دامن کوہ
کے پہونچکر گھوڑے سے اُترا اور وضو آب تازہ سے کرکے عبادت خداے عزوجل کرنے مین مشغول ہوا نماز پڑھی دعا بدرگاہ
قاضی الحاجات کی کہ پروردگارا تو مجھکو تمام کافران نابکار پر فتحیاب کیجیو ترقی دین اسلام مین مدد کیجیو جبتک شاہزادہ
بدیع الزمان نے اداے فرض معبود رب ودود کی اتنی دیر مین دیو سماک بہیئت اصلی بنکر گیا اور بدستور سابق خوانہاے
طعام لذیذ وغیرہ لایا اور سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے رکھے شاہزادے نے خاصہ نوش کیا پانی پیا شکر خدا بجا لایا جو کچھ
کھانا باقی بچا دیو سماک دو لقمے کر گیا بعد اکل و شرب کے شاہزادہ بدیع الزمان دن بھر کا تھکا ماندہ نہایت خستہ ہو رہا تھا
ہزارون کافرون کو قتل کرکے آیا تھا فرش خواب پر آرام فرمایا دیو سماک رات بھر شاہزادہ بدیع الزمان کی محافظت کرتا رہا جبکہ
ترک فلک نے خسرو خاور کو جلوہ آراے پردہ مشرق سے مثل چہرہ شاہد مقصود طلوع کیا صبح کی روشنی چار طرف پھیلی مرغان
خوشنوا و طائران زمزمہ سرا شاخون پر نہالون کی چہکنے لگے حمد الٰہی مین مشغول ہوے شاہزادہ بدیع الزمان بھی بیدار ہوے
ہاتھ منھ دھو کر وضو کرکے دوگانہ سحری بجا لائے دعا و ثناے پروردگار کی بسجادہ طاعت خداے اُٹھ کے مسلح و مکمل ہوے
ہتھیار لگا کر اُسی مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکر سمت لشکر لقاے نابکار باگ اُٹھائی قریب فوج کفار کے بعد عز و افتخار رجز
اظہار نام نامی و اسم گرامی نعرہ کرکے رزخون مار لشکر کفار کو تہ و بالا کیا ہزارون قتل ہوگئے خون کے دریا بہ گئے بھاگ بھاگ
بندے گوشون مین چھپنے لگے شاہزادہ بدیع الزمان دن بھر لڑا کیا قریب شام امراے بلند قامت کہ یہ بھی ایک پہلوان نامی
دشہزور اور جسیم لشکر لقا مین بڑا زبردست تھا واسطے مقابلے کے گھوڑا نکال کر میدان مین سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے آیا
اور وار تیغ خونریز کا جھیلکر کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے خالی دیکر ایک تلوار کا ہاتھ اُسکی کمر پر مارا وہ نابکار مثل شاخ شجر
تازہ دو ٹکڑے ہوکر گرا اتنے عرصے مین شام ہوگئی تاریکی شب پھیل گئی وہ آسمان شجاعت کوکب فلک ہمت و جرأت صاف
نکلا چلا گیا ہرچند کہ سواران کفار نے تعاقب کیا لیکن شاہزادہ بدیع الزمان کا سمند تیز رفتار ٹاپین مارتا ہوا زخمیون کو
کچلتا ہوا کشتون کو روندتا ہوا پہاڑ کی طرف نکلگیا دامن کوہ مین جاکر شاہزادہ بدیع الزمان کو اُتارا شاہزادہ بعد وضو عبادت
پروردگار مین مشغول ہوا اور دیو سماک جاکر اُسی طرح خوانہاے طعام لذیذ لایا اور سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے
رکھے اور عرض کیا کہ اے شاہزادے خاصہ نوش فرمایئے بدیع الزمان نے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا کیا باقیات طعام دیو سماک
کھا گیا بعد اُسکے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرش خواب پر آرام فرمایا دیو سماک براے حفاظت شہزادے کے گرد و پیش
ٹہلتا رہا اسوقت صبح ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان خواب سے بیدار ہوا بعد اداے فرض خالق کونین مسلح و مکمل ہوکے گھوڑے پے
سوار ہوکر لشکر کفار پر آگرا اور رزخون مارا ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا فوج کفار کشتہ ہوکر پسپا ہوئی اور فراریون کو قرار عرصہ
کارزار مین ممکن نہ تھا آتش شعلہ شمشیر آبدار شاہزادہ ذیوقار میدان حربگاہ مین برس رہی تھی لقاے بے بقا گنبد گیتی نما
پر بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا کہ دیو شوم دست بھر آیا جالوت رعد آواز اُسکے پاس کھڑا تھا لقا نے اُس سے کہا کہ تو ہمارے
بندون سے پکار کے کہدے کہ یہ پسر حمزہ بچکر جانے نہ پائے فوج نے جالوت کی آواز سنکر چہار طرف سے ہجوم کرکے گھیر لیا
گھوڑا مثل برق جہندہ اِس غول سے اُس غول مین ادھر سے اُدھر آتا تھا ادھر تو شمشیر آبدار سر قلم کرتی تھی اُدھر سمند

نہنگم شکار ٹاپون سے کچل کچل کر مار ڈالتا تھا جسکو تلوار نے دو ٹکڑے کیا گھوڑے نے اسے ٹاپون سے پاش پاش کر ڈالا جو
زخمی ہوکر گرا اسکو اسپ تیز رو نے واصل جہنم کیا ہزارون سیکڑون کو نوش جان کرکے کھا گیا شاہزادہ بدیع الزمان گو کہ روز جنگ
دیکھتے تھے اور متعجب ہوتے تھے مگر آج زیادہ متفکر و متعجب ہین کہ مین اسقدر کفار نابکار کو بیجان اور گھائل زخمی کرتا ہون مگر ان زخمیون
کے جسم پاش پاش ہر ایک کشتے کی لاش زمین پر پڑی ملی کہین معلوم نہین ہوتی ہزار ادھر مین نے تلوار سے مارا وہ کافر خواہ زخمی
ہوکر خواہ گھائل ہوکر خواہ کشتہ ہوکر زمین پر گرا اور غائب ہوگیا اب جو پلٹ کر دیکھا تو خون کا تھالا بھرا ہوا ہے لاش انکی مار دی
شاہزادہ بدیع الزمان کو سخت تعجب ہوا کہ مین نے اسقدر کافرون کو واصل جہنم کیا انکے لاشون کو کون لیگیا غرض کہ تمام دن
لڑتے لڑتے گذرا ایسا کشت و خون ہوا کہ ترک فلک نے کانون پر ہاتھ رکھے مریخ کانپنے لگا عطارد کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا
کفار فرار کرنے لگے قرار مشکل ہوا تھوڑا سا دن باقی تھا کہ ایک پہلوان کثیر بن عشاق نام فوج سے نکلا وہ مغرور بڑے طنطنہ
مین سامنے شہزادہ بدیع الزمان کے آیا اور آتے ہی وار تلوار کا اُس نابکار نے کیا شہزادہ بدیع الزمان نے اسکی ضرب کو
رد کرکے اپنا سکہ بٹھایا بائین پر گھوڑا پھیر کر ایک ہاتھ جنیو کا مارا کہ ترچھا جسم اُس نابکار کا کٹ تلوار سے کاٹ کر نکل گئی
اوپر کا ٹکڑا دھڑ سے زمین پر گرا نصف جسم بیدین پشت زین مرکب پر رہا گھوڑا نصف کشتے کو لیکر بھاگا فوج لقا مین ایک شور
غل ہوا اس ناری کے قتل ہوتے ہوتے شام ہوگئی تاریکی شب نے غلبہ کیا مرکب صبا رفتار شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکر
میدان رزمگاہ سے طرف کوہ کے چل نکلا کوہ پر آکے اسی مقام معینہ پر پہونچا شاہزادہ بدیع الزمان گھوڑے سے اترے جتنی
دیر عبادت خدا مین مصروف رہے اُتنے عرصے مین وہ دیو سماک موافق اوقات خوان طعام وغیرہ لایا شاہزادہ بدیع الزمان
نے کھانا کھایا باقیات طعام لذیذ دیو سماک چنبی کر گیا شب کو بستر خواب پر شاہزادہ بدیع الزمان سو رہے صبح کو بیدار ہوئے
نماز خدا بجا لائے غرضکہ اسی طرح روز خون مارتے رہے پانچوین دن جو روز خون مارا ارکان فیل دندان پہلوان کا
شیر بیشہ صاحبقرانی سے سامنا ہوا بڑے زور و شور سے اسکو بھی قتل کیا اکثر مرتے مرتے اس بہادر شجاع کی کارزار کو دیکھکر
اسکے دانت کھٹے ہوگئے آخر کو شہزادے کی تیغ خارا شگاف نے اسکو راہ دوزخ کی بتائی شام کو تڑپ کر نکل آئے اسی کوہ ہوادار
پر آکے ٹھہرے بعد کھانے پینے کے استراحت فرمائی اسیطرح انتیس روز خون مارے اور ہر روز خون مین ایک ایک پہلوان
زبردست لقا سے نابکار کو قتل کیا اور صاف نکل آئے اور جو کچھ جنگ مغلوبہ مین قتل کیے اُنکا شمار ممکن نہین تیسوین روز
خون مین مہران خون آشام کو واصل جہنم کیا اور گھوڑا اٹھا کر کوہ کی طرف رخ کیا مرکب تیز رو نے بھی بڑی جد و کد سے نکلنے
کی کی مگر جا ہوت رعد آواز پکار رہا تھا کہ آج جسکی طرف سے یہ شیر جوان پسر حمزہ صاحبقران نکل جائیگا قسم خداوند
لقا اسکو جہنم ابدی مین پھینکدونگا کہ وہ ہمیشہ جلا کریگا خاک سیاہ ہو جائیگا یہ سنکر چارطرف سے شور و غل کیا یارو لینا
لینا پسر حمزہ کو جانے نہ دینا یعنی شاہزادہ بدیع الزمان کسی طرف سے نکلنے نہ پاوے ادھر شاہزادہ بدیع الزمان فرزند
جگر بند حمزہ صاحبقران لڑ رہے ہین لاش پر لاش گرا رہے ہین قیامت کی آج کارزار ہے محشر تازہ آشکار ہے شاہزادہ
بدیع الزمان چاہتے ہین کہ کسی تدبیر سے کسی طرف سے نکل چلین مگر راہین چارطرف کی بند ہوگئی ہین مورچے کفار سے
معمور ہین چیونٹی کے نکلنے کی راہ نہین ہے لیکن گھوڑا انکا قوم دیوزاد سے دیو سماک ہے اب اسنے دیکھا کہ رات زیادہ آگئی اور
آقا و راکب میرا لڑتے لڑتے صبح سے اسوقت تک تھک رہا ہے بھوکا پیاسا کارزار کیے جاتا ہے اور کفار سے مفر نہین ملتا ایسا نہو
کہ گرفتار ہو یا قتل ہو تو بڑی بدنامی ہوگی ملکہ قریشیہ سلطان کو کیا منہ دکھاؤنگا یہ سوچکر پر پرواز کشادہ کرکے پر جھاڑے
اور فوراً طرف آسمان کے سمت اڑا ایک شور و غوغا بلند ہوا کہ اے لشکریان خداوند لقا دیکھو شاہزادہ بدیع الزمان کا وہ گھوڑا
اڑا جاتا ہے راکب کو اپنے صاف نکال لیچلا اسکو گھوڑا نہ کہیے بلکہ طائر تیز پرواز فلکی کہنا چاہیے راکب ہما اوج شجاعت دیکھتے

مرکب شہباز تیز پرواز بادیہ پیماے فلک رفعت ہی یہ خبر پا کے یک جو بلند ہوا لقاے بے بقا بھی دریچاے گنبد گیتی نما سے
جھک جھک کر دیکھنے لگا ہر ایکسے کہتا تھا صاحبو دیکھو پہچان لو اس گھوڑے نے میری تقدیر کرنے سے پر و بال نکالے ہین
مگر اُس دیو ہوائی آسمانی یعنے دیو سماک نے جو نیچی نگاہ کی دیکھا تھا ے بے بقاے نابکار دریچاے گنبد گیتی نما سے مجھکو دیکھ رہا ہی اور
تعلیان کفر و کافری کی کر رہا ہی اوپر سے اُس گھوڑے یعنے دیو سماک نے اسطرح لید کی کہ سب منھ پر اُس کافر بدکار لقاے
نابکار کے پڑی بلکہ کیا عجب ہی کہ درمیان منھ کے بھی گئی ہو کسو جہ سے کہ جسوقت گھوڑے نے اوپر سے لید کی اور وہ لید اسکے
منھ کے قریب تک آئی اُسوقت تک یہ باتین کر رہا تھا بار بار منھ کھل جاتا تھا شاید کہ رستے نوش جان لقاے بے ایمان
کر گیا ہو بس لقاے بدکردار تھو تھو کر کے منھ کو اپنے پوچھنے لگا اور شرمندہ اور نادم ہو کر سراندر دریچہ گنبد گیتی نما کے کھینچ لیا
جسطرح سے کہ مار سیاہ غار سے سر نکالتا ہی اور دہشت سر کوبی سے سر کھینچ لیتا ہی بختیارک شوریدہ بخت نے اور زخم شمشیر
خجالت بر نمک چھڑکا کلام طعن آمیز ہنس ہنسکر کہے ای خداوند لقا آپ اس اسپ بیباک و شوخ مزاج کو نہین جانتے ہین
یہ گھوڑا وہی دیو ہی جو شاہزادہ بدیع الزمان کو آتشکدے سے نکال لیگیا تھا اور یہی ہر روز جو انہاے طعام خداوندی
ہوا شیاسے او کانہاے بازاری اُٹھا لیجاتا تھا اور روز شاہزادہ بدیع الزمان کو یہ دیو بہ شکل سمند باد صرصر بنکر اپنی پشت
پر سوار کر کے رزم خون مارنے کو لاتا تھا لقاے مردود نادم ہو کر چپ ہو رہا یہان وہ گھوڑا شاہزادہ والا شان بدیع الزمان
کو پشت پر لیے ہوے دامن کوہ مین پہونچا اب شاہزادہ بدیع الزمان پر حال کھلا کہ یہ گھوڑا اصلی نہ تھا بلکہ دیو سماک
بہ شکل اسپ مجھکو اپنی پشت پر سوار کرتا تھا شاہزادے نے کہا ای دیو سماک مین نے تجھکو پہچان لیا اب تو اپنی صورت
اصلی پر ہو تو نے بڑا غضب کیا کہ مجھکو بدنام کیا آجتک کوئی جری دلاور میرے خاندان کا کسی دیو کی مدد سے ہمنبرد کفار
نہین ہوا اب تو جلد جا اور گھوڑا میرا مجھکو لادے اور اسوقت مجھکو ثابت ہوا کہ جسقدر لاشے کافرون کے میدان جنگ
سے غائب ہوے تھے وہ سب تو ہی کھا جاتا تھا یہ سنکے دیو سماک اپنی ہیئت اصلی پر آیا اور کہا ای شاہزادہ والا حشم
آپ اگر چاہین سو دن تک رزم خون میری پشت پر سوار ہو کر کفار دون پر مارین جبتک میرے دم مین دم ہی خدمت
فیض منزلت حضور سے کبھی جدا ہونگا شاہزادہ بدیع الزمان یہ سنکر دیو سماک پر بہت خفا ہوے اور کہا بس زیادہ
باتین نہ بنا مین تیری اس حرکت سے خوش نہین ہون بلکہ ناراض ہون دیو سماک خاموش ہو کر سامنے سے چلا گیا
اور موافق دستور ہر روزہ باورچیخانہ لقاے اور بازار سے کھانا واسطے شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا شاہزادہ بدیع الزمان
نے کھانا نوش فرمایا جو کچھ کھانا باقی رہا وہ دیو سماک نے کھا لیا بعد اُسکے دیو سماک گیا بارگاہ یاقوت شاہ پر پہونچا دیکھا
کہ ایک گھوڑا نہایت چست و چالاک کسا کسایا سجا سجایا در بارگاہ یاقوت شاہ پر کھڑا ہی سائیس باگڈور پکڑے بیٹھا ہی
سماک قریب اُس گھوڑے کے جاکے پیٹ مین ہاتھ ڈالکے لے اُڑا سائیس نے باگڈور ہاتھ سے نہ چھوڑی وہ بھی گھوڑے کے
ساتھہی بلند ہو کے چلا دوسرے سائیس نے دوڑ کر ٹانگ پکڑی وہ بھی بلند ہوا تیسرے سائیس نے کہ بہت بڑا جوان زور آور تھا
جھپٹ کر سائیس ثانی کی ٹانگ پکڑی غرضکہ کہانتک بیان کیا جاے راوی بیان کرتا ہی کہ اسطرح تلے اوپر سات سائیس
ایک کے بعد ایک ٹانگ پکڑے سمت آسمان بلند ہوے گویا ایک لڑی جسم انسانی کی بندھی ہی لوگ متعجب ہو کر غل مچا رہے ہین
کہ دیکھو گھوڑا خود بخود اُڑا جاتا ہی اور سائیس بھی اُسکے ساتھ جاتے ہین یاقوت شاہ یہ خبر سنکے باہر نکل آیا کہ یہ تماشا بھی قابل
دید ہی کہ اوپر گھوڑا آسمان کی طرف اُڑا چلا جاتا ہی اور ساتون سائیس لٹکے ہوے ہوا پر چلے جاتے ہین یہ تماشا لقاے
بے بقا بھی دیکھنے لگا اور حیران اور پریشان تھا اثناے راہ مین جو لنگر بہت ہوا باگڈور کی کیا بساط تھی ٹوٹ گئی
اور ساتون سائیس منھ کے بھل ایک کے اوپر ایک گرا لقانے جو سائیسون کے گرنے کی خبر پائی اور سنا کہ

باگڈور کے موٹنے سے سانس ساتون پر رہے انکے ہاتھ پانون ٹوٹ گئے لقانے کہا اس بات کا تعجب کیا مین نے ہی تو گھوڑے کو
آسمان پر بھیجا ہی بختیارک نے کہا یا خداوند شاہزادہ بدیع الزمان کے واسطے گھوڑا یہ وہی دیو ہیگا جب شاہزادہ سوار ہوکر
میدان کارزار مین آئے آپ ملاحظہ کریجیے گا لقاے بے بقانے ہنسکر بختیارک کے سر پر ایک دھول ماری اور کہا کیا
بکتا ہی جب وہ ادھر دیو سماک نے گھوڑا لیجا کر سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے حاضر کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے
دیو سماک تو اب جا مجھکو اسی جگہ رہنے دے مین بغیر ان کفارون کے قتل کیے نہ جاؤنگا دیو سماک شاہزادہ بدیع الزمان
سے رخصت ہوکر مرتے پردہ قاف کے روانہ ہوا اور شاہزادہ بدیع الزمان ہر روز شغل روزخون مین معروف رہا کیا ہزارہا
لقاپرست و کفارون کو واصل جہنم کیا اب ناظرین والا تمکین پر واضح ہو

دو کلمے داستان شوکت بیان پہونچنا دربند فولادیہ پر مالک اژدر کا امیر بانوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کے حکم سے

پلا ساقیا بادۂ جنگجو
جوان بخت ہو کیون نہ پیر مغان
مجھے بھی کوئی جام بھر کر دے
اسی مے سے چھلکا دے جام سبو
بو نہین ہمارے مین صیاد پر کھلے
انصاف کو مین دیدۂ اہل نظر کھلے
قاتل جزائے خیر ملے تیری تیغ کو
کیفیت شراب کا انجام ہو بخیر

کہ اس معرکے مین بڑھے آبرو
کہ بادہ کا ہی قدر دان یک جہان
کوئی دم مے فرحت انگیز دے
طبیعت کو فرحت ہو دل کو سرور
یکسر قفس کو اڑ گئے رکھا جو پر کھلے
پردہ اٹھا کے پردۂ شمس و قمر کھلے
زخمون کے منہ کھلے نہین جنت کے در کھلے
شلوار بند ساقی زنگ تمر کھلے شعر

وہی جام دے جو اعلاے دہر
نرگس طرح میخانہ آباد رہو
ہوئی دیر اب نشہ کا ہی آثار
سحر معرکہ سر ہو وہ یک بیک
شیشے شراب کے رہین آنکھون پر کھلے
زرگر کی دوکان مین جوہر ہزار رنگ کھلے
فصل بہار آئی ہر چلتا ہی دور جام
کشایندگان حصار قلم

کہ شمشیر بران ہی جسمون کی لہر
کہ ناشاد دل بیکسے مو شاد ہو
لبالب پلا بادۂ مشکبار
ہون جگر مین زخم خانا فلک غزل
ایسا گھٹے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے
طرہ وہ ہی جوہر کی دستار پر کھلے
مے کی دوکان شام کھلے یا سحر کھلے
رقم کرد این راہ جاہ و حشم

قلعہ کشایان مضمون مسرت مشحون نکتہ دانی و محصوران عبارت پر مضامین والا تمکین قدر دانی قلم فتح شیم کو معرکۂ صفحۂ قرطاس
پر یون رواں کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مع بہادران گردنکشان بصد
عز و شان بارگاہ فلک جاہ مین رونق افروز تھے اور ہر ایک سردار نامدار بصد عز و افتخار اپنے اپنے مقام فلک احتشام پر برسر
دنگل نشمن تھا کہ یکایک ہرکارون نے آکے مجرا گاہ فلک اشتباہ پر قدم مارا اور دعاے ازدیاد عمر و دولت و اقبال و حشمت
و اجلال دیکر دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے نامی ناموران سلطان سلطانان و شاہان شاہان امیر بانوقیر حمزۂ صاحبقران
زمان شاہزادہ بدیع الزمان کو بادشاہ دربند فولادیہ نے بدنہاد مکر گرفتار کرکے پاس لقاے بے بقا کے بھیجدیا ہی اور
فوج نے شکست کھائی ہر طرف سب متفرق ہو گئے کوئی کہین گیا کوئی کہین گیا حمزۂ صاحبقران عالیجاہ یہ خبر سنکر کمال
آزردہ خاطر ہوے اور فرمایا کہ اس سے پہلے قاسم گیا ہی اسکی خبر ابھی تک مفصل نہین معلوم ہوئی اب فلک پر نے ابن
رعنا شہزادہ بدیع الزمان کو بھی ہمسے جدا کیا پھر بصد طیش و غضب سرداران لشکر جرار کی طرف دیکھکے کہا کوئی ہی ایسا کہ
انکی خبر لاے مفصل کیفیت شاہزادہ بدیع الزمان کی سناے اسوقت مہتر قران نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام ابھی جاکر
شاہزادہ بدیع الزمان کی خبر لاتا ہی امیر بانوقیر نے اسی وقت خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا مہتر قران تبلاش شاہزادہ
بدیع الزمان روانہ ہوے بعد چلے جانے مہتر قران کے امیر بانوقیر نے فرمایا کہ اے بہادر و اے دلیر و اے نیستان شجاعت کے
شیر و مین چاہتا ہون کہ تم مین سے ایک دلاور جاکر دربند فولادیہ کو فتح کرے اور قلعہ کو اپنے قبضے مین بزور شمشیر آبدار
لاے یہ سنتے ہی مالک اژدر بصد کر و فر اپنے دنگل سے اٹھ کھڑے ہوے اور سامنے حمزۂ صاحبقران والا تبار کے آکے

اور دست بستہ عرض کیا کہ جو ارشاد فیض بنیاد ہو اسوقت امیر بانوقیر نے مالک اژدر کو قریب بلایا اور بدست خود خلعت پر تکلف
سے مخلع کیا اور دعاے حفاظت دے کر اُس نامور یعنے مالک اژدر کو رخصت کیا مالک اژدر لشکر بکروفر ہمراہ لیکر بسمت قلعہ
دربند فولادیہ روانہ ہوے غرضکہ مالک سپہ سالار دست چپ طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوے دربند فولادیہ پر پہونچے
قلعہ سے ہٹکر خیمے برپا کیے بارگاہ فلک جاہ مالک اژدر بعد کروفر استادہ ہوئی اُسمین مالک اژدر رونق افروز
ہوے سب لشکر اپنے اپنے خیموں مین اترا سرداران لشکر ظفر اثر نے کمرین کھولین اور مصروف ضروریات ہوے اُسطرف
فولاد ابلق سوار کو خبرداروں نے خبر دی کہ نائب حمزہ صاحبقران نامور یعنے مالک اژدر بعد کروفر لشکر گران بیکران
لیکر واسطے فتح کرنے قلعہ دربند فولادیہ کے اسطرف آئے ہیں اور زیر قلعہ خیمے استادہ کرکے ڈیرا ڈالا ہے وہ اب دو ایک دن
کے بعد قلعہ پر حملہ آور ہونگے اور دربند فولادیہ کو فتح کرکے قبضہ کر لینگے فولاد ابلق سوار یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت متفکر
و متردد ہوا اور بھائی اُسکا ہومان سخت کمان اُسکے قریب بیٹھا تھا اُسکی طرف دیکھکر کہنے لگا کہ برادر بجان برابر
ہومان سخت کمان صفدر رود لاور مالک اژدر نامور بڑا زبردست روزگار صف شکن جرار ہے ہم اُس سے کبھی عہدہ برائی
نہ پا سکینگے اب مناسب یہ ہے کہ جلد قلعے کا پھاٹک بند کرادو اور پل پختہ خندق اُٹھوا دو پانی کھائیوں مین بھروا دو
کیونکہ قلعہ تو چار طرف سے بہت مستحکم ہے ہومان سخت کمان نے تاے فولاد ابلق سوار کی پسند خاطر کی اور بحکم اُسکے
دروازہ قلعے کا بند ہو گیا قفل پڑ گیا پل تختہ اٹھا لیا خندق پر آب کر دی اُس قلعے کے بارہ برج مثل برج فلکی
تھے اُنپر توپین چڑھا دی گئین اور سنگریزین درست ہو گیا گولہ بارود مہیا کر دیا فوج کو برجوں پر اور حوالی قلعہ پر ساتھ
بند و بست کے بھیجدیا آپ سب کے سب قلعہ بند ہو کر بیٹھے اور منتظر جنگ و جدال آمادہ پیکار رہے ادھر مالک اژدر
نے لشکر ظفر اثر کو حکم دیا کہ چاروں طرف سے قلعے کو محاصرہ کر لو اور نرغہ کرکے دبا ڈالو اور آپ تھوڑی سی فوج ظفر موج
لیکر گولے کی زد سے علیحدہ ڈیرا ڈالا دو پہر تک تمام لشکر نے دم لیا وقت سہ پہر مالک اژدر رہوار پر سوار ہو کر قلعے کے سامنے
آیا دیکھا قلعہ بند ہے پل تختہ اُٹھ گیا توپین چہار جانب مع گولہ انداز و غلامی ذخیرہ آراستہ و پیراستہ ہین مالک اژدر نے
ہرکارے کو بلاکے کہا جاؤ فولاد ابلق سوار و ہومان سخت کمان کو ہمارا پیام دو اگر اپنے حق مین بہتری چاہتے ہو
ہاتھوں کو اپنے رومال سے باندھکر حاضر ہو کفر پرستی چھوڑ دو بتوں پر لعنت کرو ایمان ساتھ وحدانیت پروردگار کے لاؤ
صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ طرفۃ العین مین قلعہ فتح کرونگا ایسی تلوارین مارونگا کہ خون کا دریا بہیگا سیکڑوں ہزاروں
کے سرتن سے اُتارونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہی حکم محکم امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہے
اور تجھ سے بہت آزردہ ہین یہ تجھ سے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی ہے کہ پسر حمزہ صاحبقران عالیشان یعنے شاہزادہ بدیع الزمان
کو تونے دغا سے گرفتار کرکے پاس لقا کے بھیجدیا ہے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو نہ پھر یہ قلعہ فولادیہ ہوگا نہ تو نہ فوج
لشکر ہوگا اور نہ تم مین سے کوئی زندہ نہ بچیگا ہرکارے یہ حکم سنتے ہی مثل باد صرصر کے قلعہ فولادیہ مین داخل ہوا
اور فولاد ابلق سوار سے پیام مالک اژدر بیان کیا اُس کافر خاسر نے جواب دیا کہ خداوند لقا ہمارا مددگار ہے ہم کو
کسی کی کیا پروا ہے جو کچھ تم سے ہو سکے وہ کرو کسی امر مین قصور نہ کرو ہم ایسی ایسی گیدڑ بھبکیوں سے نہین ڈرتے ہین
ہرکارے یہ سنتے فوراً واپس آئے جواب پیام سامنے مالک اژدر کے حرف بحرف عرض کیا مالک اژدر نے لشکر اپنے خیمے مین
آیا اور حکم دیا کہ طبل جنگ لشکر ظفر اثر مین بجے انشاء اللہ کل صبح کو بتائید ایزدی لڑکے اس قلعے کو فتح
کرونگا اور پھر لشکر اسلام مین بقصد انتظام طبل جنگ بجا زمین تھرائی آسمان کانپا بانگ طبل کی قلعہ فولادیہ مین بھی اُن
کافرون نے بھی نقارہ رزمی بجوایا رات بھر ایک دل گرگرایا تمام شب کافران بیچارہ آراستگی سلاح جنگ مین مصروف رہے

کوئی تلوار کو صاف صیقل کرتا تھا کوئی تیر و کمان کو لیس کرتا تھا کوئی اسباب جنگ درست کر کے رکھتا تھا آپس مین ایک ایک سے کہتا تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے کون کون آپ قضا سے برم سے منہ دھوتا ہے اب کوئی امید ہمکو تو اپنی زندگی کی نہین ہے بموجب

قول سعدی علیہ الرحمہ نظم
آخر ای دوستان حذر بکنید
من نکردم شما حذر بکنید

کوس رحلت بکوفت دست اجل
ای کف دست و ساعد و بازو

ای دو چشمم وداع سر بکنید
ہمہ تو دیع یکدگر بکنید

بر من افتادہ دشمن کام
روزگارم بشد بنادانی

جسوقت شہنشاہ ماہ چاردہ مع فوج کواکب و سیارگان قلعہ مغرب مین محصور ہوا اور خسرو خاور ہمراہ سپاہ شعاع اشہب روز گیتی افروز پر سوار ہو کر معرکہ میدان فلک پر افروزندہ ہوا ادھر صبح کی وردی بجی ادھر غازیان مجاہدین فریضہ سحری ادا کرنے لگے دہانے فتحمندی لشکر اسلام مین معروف ہوئے سب صفدر و جرار عازم و پیکار ہو کر مسلح و مکمل ہوئے مالک اژدر ربعبد کرو فر اپنے سمند باد صرصر پر سوار ہو کر یکہ و تنہا سامنے قلعہ کفار کے آئے اور سب فوج ظفر موج کو پشت پر میدان جنگ مین آراستہ کر کے استادہ کیا اور عمود گران سنگ کو ہاتھ سے گردش دیتے ہوئے قریب خندق کے محاذے مین در قلعہ کے ٹھہرے ادھر فولاد ابلق سوار اور ہومان سخت کمان دونون فیلبند در قلعہ پر مستعد جنگ بیٹھے تھے اور دور بین سے دیکھ رہے تھے جب مالک اژدر کو مثل شیر ربعبد کرو فر یکہ و تنہا بنفس نفیس قلعے پر آتے دیکھا ہوائی داغ دی توپین سب تیار تھین فوراً گولہ اندازون نے توپون پر بتی دی اور تمام لشکریان کفار تیر و تفنگ و بان و سنگ مالک اژدر کی طرف پھینکنے لگے زمین ہلنے لگی جگر دہلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا مالک اژدر نامی و نامور جرار و صفدر بفضل خدا بر نظر کر کے گولہ گولی و تیر و تفنگ وغیرہ کو رد کرتے ہوئے لب خندق پہونچے اور قلعے کے پھاٹک پر ایک نعرہ جگر خراش کوہ شگاف کیا نعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان کہ سرکوب کفار گردن کشان او فولاد ابلق سوار و ہومان سخت کمان نابکار تم مجھکو نہین جانتے ہو منم مالک اژدر غلام نبی جاکر حیدر رکشندہ لشکر کفار بد اختر اب میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاؤ گے مین آپہونچا دیکھو اس گرز گران سنگ سے کس کس کو پیوند زمین کرتا ہون اس تیر و کمان جہانگیر سے کس کس کو غربال کرتا ہون اس تیغہ آبدار خونخوار سے کس کس کا خون زیر قلعے مین بہتا ہے یہ رعب و داب اور صولت و سطوت اور ہمت و شجاعت اور صفدری و بہادری مالک اژدر نامور کی دیکھکر فولاد ابلق سوار اور ہومان نابکار گھبرا گئے منھ پر ہوائیان چھٹنے لگین کلیجے سینون مین دھڑکنے لگے ہاتھ پانون سرد ہو گئے کہنے لگے اب کسی طرح یہ پہلوان خدا پرست زندہ نہ چھوڑیگا ہرگز ہرگز اس دلاور کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا افسوس لقاے بے بقانے ہماری کچھ مدد نہ کی شاید وہ مردود بھی ڈر گیا بہتر یہ ہے کہ اب چلو اور اطاعت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی منظور کرو دین اسلام بصدق دل قبول کر دیہ کہکر دونون بھائی فولاد ابلق سوار و ہومان سخت کمان پھاٹک قلعہ کا کھول کے باہر آئے اور رومالے اپنے اپنے ہاتھ باندھ کے قدم مالک اژدر نامور پر گر پڑے اور عرض کیا کہ ہمنے بتون کی پرستش کو ترک کیا اور لقاے بے بقا پر لعنت کی بصدق دل مسلمان ہوئے کلمہ طیبہ تعلیم کیجیے غرض کہ دونون از سر صدق مسلمان ہوے مالک اژدر نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا تمام لشکر اسلام اور مالک اژدر نامور کو دونون بھائی فولاد ابلق سوار و ہومان سخت کمان بڑے اعزاز و اکرام سے اندر قلعے کے لیگئے اور دعوت کا سامان کیا جلسۂ عیش و عشرت آراستہ کیا ناچ رنگ بصد فرحت و مسرت ہوا بعد ختم دعوت مالک اژدر کی مع لشکر فیروزی اثر کے قلعہ فولادیہ مین فولاد ابلق سوار نے کی روز چہارم مالک اژدر نے ایک عرضی بخدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اس مضمون کی روانہ کی عرضی گوہر دریاے شجاعت و لعل بے بہاے معدن ہمت و جرأت ماہ آسمان دلاوری خورشید فلک صفدری امیر باتوقیر صاحب عقل و تدبیر ملک گیر و کشور ستان فخر سلاطین جہان شاہان و سلطان سلاطین زیب قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بعد ادائے آداب و تسلیمات و کورنشات کے بخدمت فیضدرجت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط حضور گیہان ظہور مین خانہ زاد دیرینہ یون عرض پرداز ہی کہ بافضال ایزد متعال و باقبال نام نامی و اسم گرامی امیر باتوقیر کے غلام نے قلعہ دربند فولادیہ کو فتح کیا اور حاکم قلعہ دربند فولاد ابلق سوار اور اُسکے بھائی ہومان سخت کمان کو مع فوج و ملازمین مطیع کیا اور دونون نے بصدق دل اسلام قبول کیا اور کلمۂ طیبہ پڑھا اور وحدانیت پروردگار کے مقر ہوے اب کسی طرح کا خلش بیان نہ باقی رہا مناسب ہی کہ اب حضور قدوم میمنت لزوم سے کاشانۂ قلعہ دربند فولادیہ کو بجمال بیمثال چہرۂ نورانی منور و جلوہ افروز فرمائین کہ نور دین اسلام سے کاشانۂ دل سیاہ بختان روشن ہو جائین اور رواج دین اسلام کا بخوبی ہو شعر الٰہی آفتاب دولت و جاہ ✽ شود تابندہ مثل جلوۂ ماہ ✽ زیادہ حد ادب یہ عرضی بمضمون مسرت مشحون تحریر کرکے ملفوف بہ لفافہ کرکے خدمت بابرکت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین روانہ کی اور یہان رات دن جشن اور دعوتین ہوا کین وہان نامہ بر ملازم سرکار فیض آثار کا مالک اژدر نامدار کی عرضی لیکر بارگاہ فلک جاہ حمزۂ صاحبقران عالم پناہ مین پہونچا آداب و قواعد شاہانہ بجالایا اور دعاے ازدیاد دولت و اجلال و ترقی حشمت و اقبال دیکر عرضی مالک اژدر نامور حاضر کی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے وہ عرضی مالک اژدر دلاور کی خود پڑھی پڑھتے ہی خوشی حاصل ہوئی اور مژدۂ فتحیابی قلعہ دربند فولادیہ سب سرداران و نام آوران لشکر فیروزی اثر کو سنایا اور فوراً کوچ کا حکم دیا کوس رحیل لشکر اسلام مین بجا صبح کو امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بسمت قلعہ دربند فولادیہ روانہ ہوگئے بعد طے مراحل و قطع منازل قلعہ دربند فولادیہ پر پہونچے سنتے ہی خبر فرحت اثر تشریف آوری امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مالک اژدر دلاور و فولاد ابلق سوار ذیوقار ہومان سخت کمان عالیشان مع سرداران صف شکن و جرار براے پیشوائی حمزۂ صاحبقران زمان بصد عز و شان در قلعہ پر حاضر ہوے اور نذرانہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو بڑے عز و احتشام سے قلعہ دربند فولادیہ مین لاے اور بڑی دھوم دھام سے دعوت و ضیافت مع سرداران و لشکریان مہیا کی اور جلسۂ عیش و نشاط آراستہ کیا تین دن تک دعوت و ضیافت اور ناچ رنگ قلعہ دربند فولادیہ مین رہا ہر وقت عیش و عشرت کا سامنا سامان شادی و بہجت مہیا تیسرے دن طرف دربند خارا کے امیر باتوقیر کوچ کرکے روانہ ہوگئے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو تو اب راہ مین چھوڑیئے دیکھیے منزل مقصود پر کب پہونچین

دوسرے داستان حیرت بیان جانا صاحبقران کا لشکر ظفر پیکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے واسطے دریافت کرنے خبر فرحت اثر شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم عالیشان کے

پلا ساقیا بادۂ مے مشکبو
نہ کر اتنا دیتے مین پہلو تہی
تو اب بھی دیا گر کوئی تونے جام
یہ ہے دل مین سامان شبخون کرون

کہ دل کو مرے جسکی ہے جستجو
کہ لازم ہے میخوار کی دلدہی
تو سمجھا جائیگا میکدہ لا کلام
سبو و خم و شیشہ خون سے بھرون

اُسی مے کی ہر دم ہے مجھکو تلاش
مجھے جلوۂ دختِ رز کی قسم
ملازم ہین سب میرے رندان رس
دکھاتا ہون تیغ زبانی کی کاٹ

کہ حاسد کا دل جسسے ہو پاش پاش
کوئی جام دے صورت جام جم
ترے غمین یہ چشم پوشی ہے زہر
رے لالہ گون کی ہے مدت سے چاٹ

زیادہ تعلی نہ کر اے سحر
کہ رہتا ہے کامل بس اک شب قمر

غزل

رنگ پر پھر جنون کا ہے گلستان آجکل
پھر بہار آئی ہے پھر جوش جنون کی فصل ہے
مثل گل وہ ماہ ہر دم رہتا ہے خندان آجکل
بیقراری پر مری بجلی بھی رہتی ہے زبان

رنگ لایا ہے نیا یہ سوز پنہان آجکل
ہو رہا ہے تار تار اپنا گریبان آج کل
فصل گل مین وحشیون کا شور محشر سے سوا ہے مین
ابر پیکر حال پر رہتا ہے گریان آج کل

چاک ہوتا ہے گریبان تا بہ دامان آجکل
ہو مرا سارا بدن سرو چراغان آجکل
کیا سبب جامہ مین جو پھولا سماتا ہی نہین
بلبلین رہتی ہین گلشن مین غزلخوان آجکل
فصل گل مین پھر مجھے وحشت کی طغیانی ہوئی

پھر جنون نے چاک کر ڈالا گریبان اجل | **بیت** | کشایندۂ دفتر بے نشان | رقم این چنین کرد این داستان

جستجو کنندگان مضامین فصاحت آئین و شمیمان جمال بیمثال چہرۂ شاہد معنی پر تمکین دفتر تازہ رنگین کو محفل نشاط سراپا انبساط
مین برائے مشاغل قلوب یون لکھوتے ہین کہ جب مہتر قران عیار طرار غیر فرار واسطے خبر لانے شہزادگان عالیمقدار یعنے
شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم عالیشان کے بحکم امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان لشکر ظفر پیکر سے روانہ ہوے بعد قطع منازل
بلاخیز و طے مراحل وحشت انگیز چند روز مین ملک سبائل مین پہونچا مگر اپنی صورت اصلی کو تبدیل کر ڈالا اور خبر فرحت اثر
شاہزادون کی دریافت کرنے لگا ہر ایک سے معلوم ہوا کہ شاہزادۂ قاسم عالیشان ایک مدت تک روز شبخون مارا کیا اور
باغ شبستان مین ملکہ گیتی افروز کے ساتھ بعد عیش و عشرت رہا ہر چند کفار تلاشی رہے مگر گرفتار نہو سکا آخر کار ملکہ
گیتی افروز کو ہمراہ لیکر کسی طرف کو چلا گیا اور شاہزادہ بدیع الزمان جیسے قید سے رہا ہو کے آیا ہر روز خون مارا کرتا ہی مہتر قران
نے دلمین خیال کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو تلاش کرو اور خدمت مین انکی حاضر رہو یقین ہر کہ یہان سے قریب کسی مقام پر
ہوگا یہ سوچکر مہتر قران صحرانورد ہوا اور ہر مقام پر تلاش کرتا چلا جاتے جاتے ایک کوہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک مقام پر شاہزادہ
بدیع الزمان بیٹھا ہی اور جیان پر فرش خواب کیا ہی ناظرین پر واضح ہو کہ مہتر قران پاس شاہزادہ بدیع الزمان کے اسوقت
پہونچا ہی کہ دیو سماک گھوڑا دیکر شاہزادہ بدیع الزمان کو جا چکا ہی اب شاہزادہ والا حشم تنہا ہی مہتر قران مجرئی بجا لا کر تسلیمات
بجالایا اور عرض کیا کہ ای شاہزادہ بدیع الزمان شہریار امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران آپکے واسطے نہایت متردد مین آپ
تشریف لیچلین شاہزادے نے کہا ای قران وہ لعل پوش خاوری تو بیت سے شبخون مارکے بیٹی کو لقاے بے بقا کی
لیگیا ہی مین بھی چاہتا ہون کہ لقا کی دوسری بیٹی کو اپنے قبضے مین لاکر نکلجاؤن اور ابھی تو چند ہی مین نے روز خون مارے
ہین اور جہانتک ہو سکیگا روز خون مارونگا مہتر قران نے کہا بہتر ہی لیکن ای شاہزادہ والا حشم روز خون سواے آپکے
آجتک کسی نے نہین مارے یہ ایجاد آپ نے کیا القصہ بعد شب گذرنے کے صبح کو شاہزادہ بدیع الزمان گھوڑے پر سوار ہو کر
مع مہتر قران لشکر لقاے بے بقا پر دفعتہ آگرا اور نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان نتم آن پہلوان رستم شکوہ ٭ بدیع الزمان
شاہ انجم گروہ ٭ یہ نعرہ جگر خراش کرتے ہوتے تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے ادھر مہتر قران للکارا باش ای نامردو مین
تمھاری سرکوبی کرنے کو آپہونچا شمشیر آبدار سے شاہزادہ بدیع الزمان نے ندی لہو کی دم بھر مین بہادی کشتی تن کفار کی
غرق خون ہوئی صورت حباب سر بھیس گنکے تیرنے لگے بحر لشکر مین تلاطم ہو گیا موجین شمشیر خونچکان کی لہرین دریاے اجل
کی دکہانے لگی سوے دوزخ ہر ایک جان جانے لگی لشکر کفار مین غلغلہ ہوا ناری چار طرف سے دوڑے شاہزادہ
بدیع الزمان پر ترغہ کیا ادھر پشت پر مہتر قران موجود تھا نزدیک آنانے ہوے ڈر رہا تھا کسی کو ہرگز بدیع الزمان کے پاس
جانے ند دیتا تھا لاش پر لاش گرا رہا تھا لقاے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا دیکھتا تھا شور و غل جو سنا بختیارک سے کہا
کہ شاید وہ شوم دست پھر آگیا بختیارک نے کہا کہ ای خداوند یہ بڑا بہادر زبردست و شجاع دلیر ہی آگے ملک سنجان مین
کیسے کیسے شبخون پر شبخون مارے ہین یہان روز خون مارنا ایجاد کیا ہی لقا نے کہا کہ آج مین اسکو قتل کراتا ہون آج ایسا
پہلوان اسکے مقابلے مین بھیجتا ہون کہ جسکی ضرب تیغ سے پناہ نہین سامنے لقا کے ایک پہلوان زبردست کوہ پیکر جسیم
و تنومند شل فیل مست ہمسر و رستم تنومندی مین پیلتن نام اسکا خطیر شیر افگن تھا لقا نے کہا ای پہلوان تو جاکے بدیع الزمان
کو زندہ گرفتار کر لا یہ حکم لقاے بے بقا وہ سنتے ہی پیٹھوں سے نیچے اترا اور صفون کو چیرتا ہوا اور دامن سے چلے
لشکر کفار پھاڑتا ہوا قریب بدیع الزمان کے آکر چنگھاڑا ای پسر حمزہ اگر تجھکو اپنی جان بچانا ہی تو میرے ساتھ چل مین
تیری خطا خداوند لقا سے معاف کرا دونگا تیری جان بچا دونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے تلوار تو لکر یہ جواب شمشیر

زبان سے دیا کہ او کافر ازلی کیا بیہودہ بکتا ہے ذرا دم لے ابھی تو دوڑتا ہوا آیا ہے سانس تیری چڑھ گئی ہے کف منہ سے مثل سگ غرندہ کے
جاری ہے غرق عرق خجالت پہلے ہی سے ہوا جاتا ہے کوئی دم مین تجھکو بھی تہ تیغ آبدار کرتا ہون مالک دوزخ تیرا منتظر ہے شعلہائے آتش
جہنم تیری طرف لپک لپک کر آتے ہین فرشتہ عذاب کے تجھکو بلانے مین انشاء اللہ تیرے خدا لقاے بے لقا کا بھی سر نجس تن سے کاٹ لون
یہ فقرے تیغ زبان شاہزادہ بدیع الزمان کے سنکر تاؤ پیچ کھانے لگا غصہ سے آنکھین دونون خون کبوتر ہو گئین نامرد نے جھپٹ کے
تیغہ خونخوار کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ نابکار پھولون پر سپر کے پڑ کھن سے آواز آئی شاہزادہ
بدیع الزمان نے سپر کو ترچھا کر کے ادھر باری تیغہ خطیر شیر افگن کے ہاتھ سے نکلکر سپر مین الجھکر رہ گیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے اس نامرد کا تیغہ پھرتی سے چھین لیا اور بیلکر ہاتھ شیر آبدار کا مارا تلوار غازی کی اس نامرد کے شانے پر پڑی ترچھی
کاٹتی ہوئی نکل گئی وہ کافر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بھائی اس کافر بدکیش کا کہ مطیر نام اسکا تھا پشت پر شاہزادے کی
جھپٹ کر آیا چاہتا تھا کہ تلوار بدیع الزمان پر مارے عنتر قران نے دیکھا کہ دشمن شاہزادے کے قریب آگیا ہے تلوار مارا چاہتا ہے
دوڑ کر عنتر قران نے بغدا ایسا مارا کمر پر اس نامرد کے پڑ دوبارہ ہو کر وہ مردود غل گرا شور غل بلند ہوا کہ خطیر شیر افگن اور مطیر پلتین
دونون مارے گئے لقاے مردود نے خجالت سے سر دریچہ کے اندر کھینچ لیا شاہزادہ دن بھر لڑا کیا جب شام ہوئی اور تاریکی پھیلی
شاہزادہ بدیع الزمان اور عنتر قران لڑتے ہوے کفار کا خون بہاتے ہوے صاف نکلے چلے گئے گر عنتر قران پیچھے رہ گیا
شاہزادہ بدیع الزمان کوہ پر پہونچے اور عنتر قران ادھر سے ملک سبائل کو چلا گیا وہان سے کھانا وغیرہ لیکر شاہزادہ بدیع الزمان
کی خدمت مین کوہ پر حاضر ہوا شاہزادہ بدیع الزمان کو کھانا کھلایا گھوڑے کو دانہ گھاس دیکر باندھ دیا شاہزادے نے نماز مغرب
پڑھ کے آرام کیا عنتر قران بھی سو رہا جب صبح ہوئی شاہزادہ حوائج ضروری سے فرصت کر کے مسلح و مکمل ہوا گھوڑے پر سوار ہو کر
لشکر کفار بد شعار پر آگرا تلوار چلنے لگی عنتر قران بغدا لیکر ساتھ شاہزادے کے لڑنے لگا وہی غلغلہ برپا ہوا ہر طرف سے کفار غل
کر کے غل مچانے لگے مگر خوف سے کوئی نزدیک شاہزادے کے نہ آتا تھا شاہزادہ خود گھوڑا اٹھا کر ہر غول پر جا پڑتا تھا عنتر قران بھی
سایہ کیطرح جدا نہوتا تھا لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تماشا دیکھتا تھا شاہزادہ لڑ رہا تھا بختیارک کہ رہا تھا یا خداوند خطیر شیر افگن
اور اسکا بھائی مطیر اسکے ہاتھ سے مارا گیا آج کیا ہوگا اور کون اس سے مقابلہ کرنے جائیگا شاہزادہ آپکے سب بندونکو مار ڈالتا ہے
لقانے کہا اے شیطان درگاہ جو جو کہ مجھ سے منحرف ہے وہ زندہ اسکے ہاتھ سے نہ بچیگا یہ کہکے اپنے پہلوانون کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہے
کوئی ایسا بہادر جو اس عیار کا سر کاٹ لائے اور پسر حمزہ کا خون بہائے غراب عقرب چشم اپنے دنگل سے اٹھا اور کہا کہ مین اسکو مار کے
سر کاٹ لاتا ہون یہ کہکر اجازت حربگاہ لقاے بدخواہ سے لیکر قیطولون سے اترا اور اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر میدان مین آکے
للکارا کہ اے جوان خدا پرست تو نے عجب قیامت برپا کی ہے ہزارہا بندگان خداوند لقا کو قتل کیا ہے اب مجھ سے بچکر کہان جائیگا
مین تیرا قاتل ہون خبردار و ہوشیار ہو کہ مین آپہونچا خداوند لقانے تقدیر کی ہے کہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائے میری ضرب گران
سے بچنا تیرا مشکل ہے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ او مردک نا ہنجار تو کیا بیہودہ بکتا ہے تیرا خداوند لقا کیا جھک مارتا ہے یہ
سنکر غراب عقرب چشم جھلایا اور کہا ارے او بدزبان یہ کلمہ واہیات خداوند لقا کی شان مین تو کہتا ہے شرط کہ تجھکو ارہ خونخوار سے
مثل نیم مرغ خشک چیر ڈالون اور تجھکو آتشکدہ غضب خداوند لقا مین پھینکدون یہ کہکر ارہ پشت نہنگ شاہزادہ بدیع الزمان
پر مارا ادھر تلوار آبدار شاہزادہ بدیع الزمان کی چلی ارہ مثل نیشکر کے قلم ہو کر دور گرا ظالم تیغ خجالت سے کنگر جاری ہوا دستہ
اسی ارہ کا اس نامرد کے ہاتھ مین تھا بدیع الزمان کو کھینچکر مارا وہ بھی شاہزادے نے سر بچا کر خالی دیا پھر شاہزادے نے فوراً رکابون
مین پانون جماکے تلوار غراب عقرب چشم کے سر پر لگائی وہ تلوار کاسہ سر ظالم نجس کاٹتی ہوئی زیر تنگ فرس کے اتر آئی زمین پر
بوسہ دینے اٹھی غراب عقرب چشم دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اسپ نیشترزنی و نخوت و کبر مثل کژدم تشنہ غرور کے ساتھ نکلگئی لقانے

کہا غواب عقرب چشم کو اپنی جرأت پر کمال گمان تھا بلکہ تیرے غصے سے شاہزادے کو قتل کرنے گیا تھا ہمکو غرور کسی کا بند نہین
ہم خداوند مین اسوجہ سے ہمنے اُسکو دشمن کے ہاتھ سے قتل کرادیا شاہزادۂ بدیع الزمان اور عمر قران دن بھر لڑا کیے اور شام
کو تاریکی مین ایک طرف تلوارین مارتے ہوئے نکلگئے اُسی دامن کوہ مین جاکر بدیع الزمان نے قیام کیا اور عمر قران ملک
سائل کو وہان سے جاکے برائے شاہزادۂ بدیع الزمان کھانا لایا شاہزادے نے خاصہ نوش کرکے آرام کیا

دو کلمے داستان روز خون مارنا اسد بن کرب غازی کا اور اُسی جنگ مین ملاقات ہونا شاہزادۂ بدیع الزمان سے

کہ جب اسد بن کرب غازی شاہزادۂ قائم عالیشان سے جدا ہو کر چلا آتے راہ مین بیقان دیو قارد ملازمان خوش کردار سے
ملاقات ہوئی اُن سب کو اپنے ساتھ لیا اور شب کی شب صحراے سبزہ زار مین بصد اضطرار قیام کیا صبح کو اسد شیر دل مع رفقاے
عالیمنزل لشکر لقاے بے بقا پر آگرا اور نعرۂ شیرانہ اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر بلند کیا نعرۂ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ دو بدوم
دل شیر و جرم پلنگ ۔ منم نبیرہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان اسد بن کرب غازی عالیشان باشید اے کفار بدغا مین
آہو بچا یہ کہکر تلوار میان سے نکالی اور قتل کرنا شروع کیا ہزارہا کفار بدشعار کو واصل دار البوار کیا تلاطم عظیم برپا ہوا سر کٹنے
گرنے لگے جیسے اولے آسمان سے گرتے ہین خون برسنے لگا جیسے ساون بھادون مین زور سے پانی برستا ہے اسد شیر دل جھپٹ جھپٹ کر
تلوار مارتا ہے کفار کے لشکر زیر و زبر کر رہا ہے جسکو برچھے ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر گرا کہ یکایک ایک سمت سے نعرۂ جانخراش
بلند ہوا کفار کے کلیجے دہل گئے نعرۂ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ ۔ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ ۔ نعرہ کرتے ہی تلوار
کھینچکر کفار پر آپڑا وہ روز خون مارا کہ اچھے پہلوانون کے جی چھوٹ گئے دل ٹوٹ گئے عمر قران بھی بعد ایسکے لڑنے لگا آثار قیامت
ظاہر ہوئے اور وہ تلوار چلی کہ ترک فلک دہل گیا زمین ہلنے لگی خون کے دریا جاری ہوئے لاش پر لاش گری رن بولنے لگا طائر
روح ہر ایک کا قفس تن کے پر توڑنے لگا چار طرف ایک شور ہے کہ آج بہت سے خدا پرست آگئے ایک طرف سے وہ قزاق بھی جو جان
بچاکر اسد شیر دل کے ساتھ سے بھاگ گئے تھے وہ بھی لشکر پر آگرے ہین ایکطرف وہ جوان بھی جو روز خون مارکر رہا ہے برابر شمشیر زنی
کر رہا ہے لاش پر لاش گر رہی ہے سر کفار گیند کی طرح زمین پر آکے ٹکراتے ہین یہ تلاطم برپا تھا کہ کافر ملعون تبردار نے اسد شیر دل کی پشت پر
وار کیا اسد شیر دل چمک دیکھکر فوراً پیچھے ہٹا خود تو بچا مگر گھوڑے کے پیچھے پر پڑا پچھلا دھڑ گھوڑے کا قلم ہو گیا اسد شیر دل جلدی
سے کود پڑا اور جھپٹکر تلوار ملعون تبردار کے ماری کمر پر اُس گبر نابکار کے پڑی دو ٹکڑے ہو کر دھڑ سے زمین پر گرا اسد شیر دل پیادہ ہی
جنگ و جدل کرنے لگا بختیارک نے کہا یا خداوند نبیرہ حمزہ یعنی اسد شیر دل پیادہ لڑ رہا ہے عیارونکو حکم دیجیے کہ کمندین
مار کے اس بہادر بے بدل کو گرفتار کرین لقاے بے بقا نے گردم و دارمزاد کو حکم دیا کہ جاؤ اسکو کمندون مین گرفتار کر لاؤ
وہ دونون نامور عیار دنکو ساتھ لیکر گئے اور چار طرف سے حلقہاے کمند مارے اسد شیر دل کو گرفتار کر لیا مگر شاہزادۂ بدیع الزمان
کو گرفتاری اسد شیر دل کی خبر نہین ہے وہ اودھر کے غول مین لڑ رہے ہین جسطرف سے صف کفار سے اُلجھے لڑتے ہوئے بدیع الزمان
اور طرف کو نکلگئے جو رفقا کہ اسد شیر دل کے ہمراہ تھے وہ بھی متفرق ہو کر لڑائی مین لڑتے ہوئے ادھر اودھر ہو گئے تھے القصہ اسد
شیر دل کو غل و زنجیر مین مقید کرکے سامنے لقا کے لائے اسد شیر دل نے بطریق اسلام سلام کیا لقا نے کچھ جواب نہ دیا اور زیادہ
برہم ہوا پوچھا کہ تو حمزہ کا کون ہے اور کیا قرابت رکھتا ہے اسد شیر دل نے کہا کہ او گیدی مین امیر حمزۂ صاحبقران کا نواسا ہون
لقا نے کہا تو مجھکو سجدہ کر تو بچ جائیگا ورنہ سزا پائیگا جان سے مارا جائیگا اسد شیر دل نے کہا او کافر لعنت ہے تیرے اوپر اور تیرے
پرستارون پر کیا مجال ہے تیری جو میرا بال بیکا کر سکے لقا نے کہا مجھکو تیری طفلی و کمسنی پر رحم آتا ہے ابھی تیری کیا عمر ہے تیرے حق مین
بس یہی بہتر ہے کہ جہالت کو چھوڑ دے مجھکو مین بہشت عزیز رکھونگا سردار لشکر کرونگا اسد شیر دل نے جب دیکھا کہ اس جا سے جانبری
بہت مشکل ہے بطور تقیہ ظاہری جان بچانے کے واسطے لقاے بے بقا پر دل مین لعنت کرکے کہا کہ اچھا مجھکو منظور ہے معلوم کیا

میں نے کر تو خداوند ہی مین اطاعت سے تیری باز نہین ہون لقا خوش ہو کے پکارا ارے ہان جلد اسکی قید دور کرو مین نے اسپر رحم کیا قصور
اسکا معاف کیا گیا فوراً آہنگر آئے اور قید شاہزادہ اسد بن کرب غازی کی کاٹی گئی جسوقت اسد شیر بیشہ دلاوری و صفدری نے دیکھا
کہ قید سے مین رہائی پائی لقاے بے بقا کے پاس آیا اور اسکی داڑھی زور سے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ رخسار پر اسکے پانچون انگلیون کا نشان
بنگیا بلکہ پانچون انگلیون نے کام شمشیر آبدار کا کیا اور للکار کر کہا او کافر اسکو تو نے تئین خدا کہواتا ہے تجھپر ہزار لعنت یہ دیکھتے ہی چہار طرف
سے کفار دوڑ پڑے بختیارک چلکے بھاگ گیا للکار کر سبھون سے کہا ارے لوگو خداوند لقا کو بچاؤ یہ سنکر سب اور لوگ بھی دوڑے اور
چاہا کہ اسد شیردل کو گرفتار کرین اسد شیردل نے ایک نامرد کو دوڑ کر طمانچہ مارا وہ منھ کے بھل زمین پر گرا اسکی تلوار چھین لی اور کفار سے
لڑنے لگا جس غول مین دھنس جاتا ہے وہ متفرق ہو کے بھاگ جاتا ہے ادھر پلٹ کے دوسرے غول پر جا پڑتا ہے ادھر کے کفار سمٹ کر غول
باندھ کر دوسری طرف سے گھیر لیتے ہین ادھر کے کفار متفرق ہو جاتے ہین اسد کو کفار دم نہین لینے دیتے اسد شیردل لاش پر لاش گراتا ہے خون
کے انبار لگاتا ہے دو پہر کامل ہو نہین اسد شیردل نے کفار سے لڑا کیا ناگاہ ایک لاش پر پانون اسکا پڑا الجھکر گرا کفار ٹوٹ پڑے اس شیر بیشہ
میدان شجاعت کو پکڑ لیا لقا جھلایا ہوا تو تھا کہا کہ اسکو اس گنبد گیتی نما پر سے نیچے پھینکدو کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مر جاے گھبر اسنے کہا یا خداوند اسکو
دار پر چڑھا کر تیرباران کیجیے اور سبھون کو بھی عبرت ہو لقا نے منظور کیا یاقوت شاہ سے لقا نے کہا کہ آج رات کو اسے قید سخت مین رکھو
کل صبح کو اسے تیرباران کرونگا یاقوت شاہ اسد شیردل کو لیگیا رات بھر محبس مین بے آب و دانہ بند رکھا ہنگام صبح میدان خونی تیار
ہوا دار استادہ کی گئی منادی نے تمام شہر مین ندا کی کہ آج نبیرہ حمزہ اسد بن کرب غازی دار پر چڑھا کر تیرباران کیا جائیگا جسکو
تماشا دیکھنا ہو میدان خونی مین زیر گنبد گیتی نما آئے اور تماشا تیرباران ہونے اسد شیردل نبیرہ حمزہ کا دیکھے کسی کی ممانعت نہوگی
حکم عام لقاے ناکام کا ہے غرضکہ جلاد کشان کشان اسد شیردل کو زیر گنبد گیتی نما لائے لقا بھی گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا اور بختیارک
بھی تماشا دیکھتا تھا سب سردار بھی لقا کے کھڑے تھے حکم لقاے بے بقا ہوا کہ اب اس نبیرہ حمزہ اسد بن کرب غازی کو دار پر
چڑھا دو جلاد جھپٹے اور چاہا کہ اسد کو دار پر چڑھا دین اسد شیردل کو عالم اضطرار ہے آہ بیقراری مین سر طرف آسمان کے بلند کیا اور دل
رجوع کر کے دعا کی کہ ای رب جلیل ای معبود انس و جان ای مددگار بیکسان تو عالم و دانا ہے کہ یہ بندہ حقیر و ذلیل تیرا بخطا ہے اپنی قدرت
کاملہ سے مجھکو اس بلا سے نجات دے آفت ناگہانی سے بچا لے مین بھوکا پیاسا مبتلاے بلا جانبہار ہون بند مصیبت مین گرفتار قطعہ

ای کریمی کہ از خزانۂ غیب	گبر و ترسا وظیفہ خور داری	دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری
اسوقت مین کوئی نہین سوا کفیل ہے	رب جلیل تو ہے یہ بندہ ذلیل ہے مگر	ناخدا کشتیٔ عالم بچا طوفان سے	کون بگڑے ہو جو تیرا کیے ہمین چارہ ہے

یہ دعا اسد شیردل کی ابھی تمام نہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک سمت سے نعرہ شیرانہ ہوا کہ جگر ہل گئے کفار دیکھنے لگے نعرہ
بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ یہ نعرہ کر کے تلوار کھینچے آپڑے کفار متفرق ہوے دیکھا کہ دار استادہ ہے شور
بلند ہے کہ جلد نبیرہ حمزہ اسد کو دار پر کھینچیے تیرباران کرو یہ آواز سنتے ہی حواس منتشر ہو گئے دل بیقرار ہوا تاب نہ رہی گھوڑا دوڑا کے
تلوار کھینچے ہوے اسطرف آپڑے کفار سب بھاگے جو ہاتھ آئے انکو تیغ آبدار کیا میدان صاف ہوا دیکھا کہ اسد شیردل مسلسل بہ غل و
زنجیر زیر دار کھڑا ہے مہتر قران بھی ساتھ ہی شاہزادہ بدیع الزمان کے تھا آتشبازی دوڑتا ہوا پہونچا جو کفار سامنے آگئے انکو جھپٹ کے بغدا مارا
دو ٹکڑے کر کے دھڑ سے زمین پر گرا دیا شاہزادہ بدیع الزمان نے گھوڑے سے کود کے جھٹ پٹ قید اسد شیردل کی توڑی گلے سے لگایا پیشانی
پر بوسہ دیا مہتر قران نے جھپٹ کے ایک سوار کو حقہ آتشبازی مارا وہ سوار دھوئین سے گھبرا کے گھوڑے سے گرا مہتر قران نے اسکو جھپٹ کے
بغدا اسکا مار کے دو ٹکڑے ہوے جو دھڑ کے تلوار اسکی چھین لی اور گھوڑا اسکا لے لیا اسد نامدار بن کرب غازی بلند اقتدار کی خدمت مین لاکر
حاضر کیا اسد اس گھوڑے پر سوار ہوا اب بدیع الزمان و اسد دونون ملکر لشکر لقا پر گرے اور دشت پر ان دونون کی مہتر قران بغدے سے
لڑنے لگا ان دونو کی تلوار چلنے لگی گھمسان پڑنے لگا کشتے پر کشتے کفار کے پڑ گئے ہنگامہ دار و گیر بلند ہوا بختیارک و یاقوت شاہ بھاگ کر

گنبد گیتی نما پر چڑھ گئے یہاں خون کے دریا بہنے لگے ناگاہ لقانے دریچہ سے سر نکال کے گنبد گیتی نما سے دیکھا کہ اسد شیر دل آ ہو گیا بدیع الزمان
اور اسد نے قیامت برپا کر دی ہے وہ غضب کی تلوار چل رہی ہے کہ زمین خون سے رنگین ہے لقانے فیل دندان بلند بینی سے کہا کہ تو دیکھتا ہے کہ
بدیع الزمان اور اسد جنگ کر رہے ہیں تلواریں شربہ شربہ مارتے ہیں تو جا کے قتل نہیں کرتا جا دونوں کے سر کاٹ لا فیل دندان یہ سنکر قیطوس
سے اتر کر گردن پر سوار ہوا اور میدان رستخیز میں آ پہنچا بدیع الزمان اور اسد کے آیا اور کہا اے پسر حمزہ تو نے بڑا ہنگامہ ڈالا ہے اب میں تجھے قتل
کرتا ہوں زندہ نہ چھوڑونگا اب میرے ہاتھ سے بچکے کہاں جائیگا اس تیغہ خونخوار سے امان پائیگا اب پناہ پانی دونوں کو مشکل ہے کیونکہ تیغہ
خونخوار کا اس نابکار نے وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو جیسے کی پناہ کر کے خالی دیا اور کہا او نامرد ے شعر تو فرب نزدی ضربیں بہوش
کن چو ہمہ شادی از دل فراموش کن ۞ در شرھکے تلوار ایسی خودسر نابکار پر ماری کہ صدر و کمر کاٹتی گھوڑے کے تنگ سے نکل آئی وہ کافر بیہوش
مع رہوار دو ٹکڑے ہو کر گرا ایک شور بلند ہوا کہ فیل دندان بلند بینی گردن سوار مارا گیا پھر دونوں شاہزادے اور مہتر قران تلاطم بحر لشکر میں دیکر
تلوار مارنے لگے موج شمشیر بے پناہ نے کافروں کو غرق دریا فنا کیا سیکڑوں کو قتل کرتے ہوئے اس سرے سے اس سرے نکل گئے شاہزادہ
بدیع الزمان نے اسد شیر دل سے کہا اب دن تمام ہو گیا شام قریب ہو چکی مناسب یہ ہے کہ بس اب نکل چلو اسد شیر دل نے کہا کہ ماموں جان ابھی تو
بہت سے کافر قتل کرنے کو باقی ہیں ابھی کہاں جائیگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا تم ابھی لڑائی کے ڈھنگ سے واقف نہیں اسیطرح پہ دنیا
تھوڑے تھوڑے کفار قتل کرتے ہیں اور نکل جاتے ہیں رات کو تھکے ماندے خستہ آرام لیتے ہیں صبح کو پھر جنگ و جدل کرتے ہیں اسد شیر دل نے کہا جو
کچھ خوشی آپکی میں تو یہ چاہتا تھا کہ ان سب کو قتل کر کے ایک ہی دم میں قصہ کفر پرستی پاک کر دیتے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا موقع اب
نہیں ہے مناسب یہی ہے نکل چلنا ہے اسد نے کہا بہتر یہ کہہ کر کے دونوں شاہزادے تاریکی شب میں تلواریں مارتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے
دامن کوہ پلنگ پر کے دم لیا راہواروں سے اتر کر کمریں دونوں شاہزادوں نے کھولیں مہتر قران جا کے ملک سبائیل سے کھانا لایا ان دونوں
بہادروں نے کھانا کھایا پانی پیا گھوڑوں کو بھی دانہ گھانس دیا باگیں اتار کے گھوڑوں کو چھوڑ دیا ان دونوں دلاوروں نے شب کو اسی کوہ پر استراحت
کی صبح کو دونوں شاہزادے مسلح و مکمل ہو کر مع مہتر قران ہتھیاروں سے آراستہ ہو کر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور برابر معرکہ آرائی لشکر کفار کی طرف یعنی
سوز خون مار کو بدیع الزمان اور اسد مع مہتر قران چلے ادھر سرکاروں نے شاہزادہ قاسم کو خبر دی کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو لقانے قید کیا
تھا وہ شیر مرد قید آہن توڑ کر بزور شمشیر آبدار لشکر کفار کو قتل کرتا نکل گیا اور روز خون مارتا ہے ہمراہ اس شہزادے کے اسد اور مہتر قران بھی ہیں
روز خون لشکر کفار پر تینوں بہادر مارا کرتے ہیں قاسم نوجوان یہ خبر سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے مظفر اور چہر وند کو ساتھ لیکر مسلح و مکمل ہو کر طرف لشکر
لقا کے روانہ ہوئے یہاں شاہزادہ بدیع الزمان و اسد بن کرب غازی مع مہتر قران کے لشکر لقا پر تلواریں علم کر کے لشکر کفار پر گرے شاہزادہ
بدیع الزمان و اسد شیر دل تلواریں کھینچکے کافروں کو قتل کرنے لگے قران تبر سے مارنے لگے کشتوں کے پشتے ہوتے ہوئے کھیت پڑنے لگے تلاطم عظیم برپا ہوا
آثار قیامت کفار کو ظاہر ہو گئے کہ ایکبار ایکطرف سے نعرہ ہوا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری و شہسوار لال پوش خاوری و صاحب
اقبال و بیجاہ و حشم ۔ صفدر رستم قاسم عالی ہمم ۔ ای کافران بیحیا و ای نابکاران بد دغا میں بھی کہ تمکو تمہاری ابو کا جواب میں تم میں سے ایک
زندہ نہ چھوڑونگا و تیغ زنی کرونگا کہ زمین ہلیگی اب کہاں بھاگ کر جاؤگے یہ کہکے تیغہ بے دریغ کو نیام انتقام سے کھینچا اور کافروں کو قتل کرنا شروع کیا
بدیع الزمان اور اسد پہلو بہ پہلو لڑنے لگے اور قران ان دونوں کی پشتیبانی کرنے لگا اور کافروں کو تبر سے مارنے لگا قاسم اور مظفر ایک طرف تلواریں
مارنے لگے ادھر چہر وند بھی گرد انکے پروانہ وار پھر پھر کے لشکر بد کیش کے جوانوں کو قتل کرنے لگا لقا گنبد گیتی نما پر کے بیٹھا تھا شور و گیر و دار جو سنا کہا کہ
تحیار کرنے کہا ای خداوند آج قاسم دو بہادروں کو ہمراہ لیکر جنگ کرنے آیا ہے اور بدیع الزمان بھی حسب معمول مع اسد و قران لڑ رہے ہیں لاش پر لاش
گر رہی ہے یقین ہے کہ آج آپکا کوئی بندہ زندہ نہ بچیگا لقانے یہ سنکے اپنے سرداروں کیطرف دیکھا اور کہا تم لوگ بیان کیا کر رہے ہو وہاں شہزادے شیر بچے
مہا جتوانی کا خاتمہ کیے دیتے ہیں یہ سنکے سب سردار اٹھ کھڑے ہوئے جو بیٹھے ہوئے تھے اترے گرچہ سردار اس گروہ سرداران نکلکر میدان کارزار معرکے میں
ان تینوں کے آئے خورشید آہن پوش للکارتا ہوا بدیع الزمان کے مقابل آیا اور چلایا ای پسر حمزہ تو نے بڑا فتنہ اٹھایا ہے دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں

داہنی طرف اُس نامرد کے آگرا اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر رہا مگر دوسرے ہاتھ سے تھپکی مار کے تلوار اُس پر غرور کی چھین لی فوراً اپنی تلوار اور اُس ظالم کی تلوار دونوں بائین ہاتھ مین لین داہنے ہاتھ سے گرز زنجیر اُس ظالم بے پیر کی تھام کر گھوڑے سے اُٹھا لیا اور زمین چکر دیکر زمین پر مارا وہ مغرور تا بسینہ پر کینہ زمین مین غرق ہوگیا کاسۂ سر چور چور ہوا نشۂ غرور دور ہوا بھڑک کر دم نکل گیا ایک شور اُسوقت ہوا کہ خورشید آہن پوش مارا گیا اُسوقت الکوس تبردار نابکار بد شعار نے جھپٹ کر شہزادہ قاسم کے مقابل آکر ساطور مارا قاسم نے ساطور اسکا قلم کرکے پلارک کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوکر وہ نامرد زمین پر دھڑ سے گرا یہ دیکھتے ہی چہار اژدر گیر نے اسد شیر دل کے سامنے آکر تلوار تولی اور ہاتھ بلند کرکے چاہتا ہے کہ اسد شیر دل پر وار کرے اسد شیر دل نے پھرتی و چالاکی سے جھک کر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا زیر بغل اُسکے مارا تلوار اسد شیر دل کی سینہ پر کینہ کاٹ کر یون سن سے نکل گئی جیسے صابون سے تار باریک آہنی ڈو بکر نکلجاتا ہے وہ نامرد دو ٹکڑے ہوکر گرا فاتق اژدر گیر مظفر دلیر پر شل سگ دیوانہ جھپٹ کر آیا مظفر نے پھرتی سے جھک کے پالٹ کا ہاتھ مارا دونون ٹانگین ظالم اظلم کی شل نیشکر تازہ کے قلم ہوگئین وہ بریدہ پا گرا چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ سر پر مارا کاسۂ سر کاٹ کر آب دم شمشیر حلق سے اُس نابکار کے اُتر گیا ناری زمین پر گر کے ٹھنڈا ہوگیا مگر خون آشام دوڑ کر عمتر قران جرار سے لپٹ پڑا جلدی مین دو مین ہاتھ تلوار کے نامرد نے مارے عمتر قران نے خالی دیئے مگر ایک ہاتھ اوچھا ساحل بھر مین عمتر قران پر پڑ گیا ہلکا سا چرکا تلوار کا لگا مین چار اُنگل کا تا عمتر قران نے بغدا تان کر جو مارا سر پاش پاش ہوا وہ بھی زمین پر گر کر فی النار و السقر ہوا الیاس تبردار تلوار کو چکر دیتا ہوا عمروند کے مقابل آیا اس سے بھی دو چار ہاتھ تلوار کے چلے دونون نے پھرتی سے وار رد کر دیئے عمروند نے بائین ہاتھ سے خنجر کمر سے کھینچا سامنے منہ کے تلوار کا جلوہ دکھایا بائین ہاتھ سے پہلو پر خنجر آبدار مارا ظالم جھجک کے زمین پر گرا گھوڑے نے دونون اگلے سم سینۂ نابکار پر رکھدیئے ظالم تڑپ کر مر گیا بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند جھون پہلوان مارے گئے لقا نے کہا مین نے انکی تقدیر اسی طرح کی تھی یہ میری نافرمانی مین تھے جو میری اطاعت مین کمی کریگا وہ یونہین مارا جائیگا غرضکہ چار پہر دن قیامت کا ہنگامہ رہا شام ہوتے ہی لشکر کفار مین روشنی ہوئی چراغان و مشعل جلنے لگے شہزادہ بدیع الزمان اور اسد شیر دل و عمتر قران تلوارین مارتے ایک طرف لاش پر لاش گراتے صاف نکلے چلے گئے شہزادہ قاسم عالیشان اور مظفر و عمروند ایک جانب لڑتے بھڑتے نکل گئے کفار بد شعار نے دیدہ و دانستہ طرح دی اور ان سب کو نکل جانے دیا شاہزادہ بدیع الزمان و اسد شیر دل وہین پلنگ کوہ مین آئے عمتر قران نے اپنے زخم مین ٹانکے دیئے مرہم سلیمانی کا پھاہا چڑھا دیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای عمتر قران کہین سے جا کے کھانا لاؤ عمتر قران نے کہا ای شہزادے غلام بسبب زخمی ہونے کے مجبور ہے اسکی اذیت سے دل دردمند ہے عالم مجبوری ہے مجکو معاف کیجئے صبح کو جسطرح ممکن ہوگا حضور کے واسطے کھانا لاؤنگا حضور کو کھلاؤنگا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای عمتر قران مین تو صبح کو لڑنے جاؤنگا عمتر قران نے کہا کل روز خون نہ ماریئے پرسون سمجھ لیجئے گا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا ای عمتر قران وہ ترک تنگ چشم ملقب بہ لعلپوش خاوری قاسم آیا ہوا ہے وہ ضرور لشکر لقا پر آگرے گا اگر مین نہ جاؤنگا تو خدا معلوم وہ اپنے دل مین کیا خیال کریگا اور کیا سمجھے گا مین ضرور لشکر لقا پر روز خون مارونگا اسد شیر دل نے کہا کہ ماموں جان مین جا کر کھانا لاتا ہون آپ تھوڑی دیر توقف فرمایئے شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تم آدمی اور طرح کے ہو مجھے تمکو جانے دینا اچھا نہین معلوم ہوتا ایسا نہو کہ تم وہان کچھ شر و فساد کرا دو ہم بیفکری سے بیٹھے رہین اور تم وہان گرفتار ہو جاؤ تو پھر مین کیا کرون اسد شیر دل نے کہا حضور کا اقبال اور فضل خدا شامل حال چاہیے کیا مجال کسی کی جو آنکھ ملا سکے بھلا ہم سے کون لڑ سکتا ہے آپ خاطر جمع رکھین مین ابھی تو آتا ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا دیکھو خبردار جو چیز لینا تو دام دیکر مول لینا اسد شیر دل نے کہا بہت خوب جیسا آپ ارشاد فرماتے ہین ویسا ہی عمل مین لاؤنگا یہ کہکر اسد روانہ ہوا جب شہر مین آیا دیکھا کہ شہر بابل نہایت آراستہ و پیراستہ ہے سیر و تماشا دیکھتا ہوا ایک میفروش کی دکان پر

اسکے دو گلابیان شراب کی ہین وہان سے آگے چلا قضاے کار بختیارک کے باورچیخانے کے پاس پہونچا دیکھا کہ بختیارک ایک
کرسی زرین پر بیٹھا ہوا کھانا پکوا رہا ہے سامان دعوت یاقوت شاہ مین مصروف ہے اسد شیردل نے پاس بختیارک کے جاکر
کہا ای ملک جی آج کیسی دعوت کی تیاری کر رہے ہو بختیارک نے سر اٹھا کر دیکھا کہ اسد شیردل ہے پہچانکر چپ ہو رہا تھر تھر کانپنے
لگا جان نکل گئی دل مین کہا کہ ملک الموت سر پر آگیا ہاتھ جوڑکر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ زہے نصیب اس خانہ زاد
کے کہ آقاے ولی نعمت نے کفش خانہ پر قدم رنجہ فرمایا پیرو مرشد یہ خانہ زاد آپ کا غلام در غلام ہے اور یہ سب حضور کا صدقہ ہے
اسد شیردل نے کہا کہ ملک جی تم بڑے بدذات ہو اسدن ہمارے قتل کرانیکی کیا کیا تدبیرین بنا رہے تھے اور خوب اشتعالک
دے رہے تھے وہ مردود لقاے بے بقا تمہارے کہنے پر عمل کرتا تھا اب اسوقت ہے شرط کہ ایک ہاتھ تلوار کا مارون کہ تمہارا
بھٹا سا کلہ ادھر جا پڑے ابھی تمکو جہنم واصل کرون اسوقت بختیارک نہایت خوف زدہ ہوا اور سوچا کہ ایسا نہو یہ شیر بچہ دلاوری
مجکو قتل کر ڈالے اسد شیردل کے قدمون پر گر پڑا اور نعلین پاے عقدہ روے غازی پر ناک رگڑنے لگا اور ہاتھ جوڑکر عرض کیا کہ غلام
کی کیا مجال ہے آپ میری خطا کو عفو کیجیے آیندہ غلام ایسی جسارت نہ کریگا آپ مالک و مختار ہین چاہین قتل کرین چاہین جانبر
کرین اسد شیردل نے کہا کہ خبردار اب کبھی ایسی حرکت نالایق نہ کرنا اور ہمیشہ مجھ سے ڈرتا رہنا اگر پھر کبھی ایسی حرکت تجھسے سرزد ہوگی
تو ضرور قتل کرونگا اور زندہ نہ چھوڑونگا پھر وہان سے دو ایک خوان کھانے کے لیکر روانہ ہوے اور بختیارک دوسرے دروازے سے نکلکر
یہ سوچ کر چلا کہ یاقوت شاہ کو اسد شیردل کے آنے کی خبر دون اس خیال مین دروازہ پر یاقوت شاہ کے پہونچا اور لوگون
سے باتین کرنے لگا قضاے کار اسد شیردل بھی اسی طرف سے گذرا کبابون کے بریان ہونیکی بو جو ناک مین آئی جناب گیا اسوقت
یاقوت شاہ اپنی صحبت مین بیٹھا ہوا ہے دور شراب چل رہا ہے یاقوت شاہ پی رہا ہے مرغ و ماہی کے کباب بکاول گرما گرم تیار کرکے
بھیجتا جاتا ہے یاقوت شاہ اور اسکے ہمصحبت کھاتے ہین اسد شیردل کے خیال مین یہ آیا کہ تھوڑے سے کباب ماموں کیواسطے
لے چلیے اس اثنا مین نگاہ بختیارک پر پڑی للکارا کہ او نمک حرام تو میری خبر کرنیکو یہان آیا ہے یہ کہکے اسد شیردل نے تلوار کھینچی اور کہا
کہ مین اے مردود ہے شرط کہ تجکو جہنم واصل کرون بختیارک دوڑکر اسد شیردل کے قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کیا مجال خانہ زاد
جو کچھ منھ سے نکالے اسد شیردل نے دیکھا کہ اسنے پائجامہ اپنا نجس کیا ڈر سے پیشاب خطا ہوگیا اب خوف سے روح اسکی فنا
ہو جائیگی اسد نے تلوار میان مین کرکے کہا کہ تو میرا گھوڑا لیے ہوے یہین کھڑا رہ خبردار یہان سے حرکت نہ کرنا جبتک مین نہ آؤن
کہین نہ جانا مین اندر جاتا ہون یاقوت شاہ سے کچھ کہنا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھکے کہا غلام کی کیا طاقت اور کیا مجال
ہے جبتک حضور بارگاہ سے باہر تشریف نہ لاوینگے یہ غلام کہین نہ جائیگا اسد بن کرب غازی مرکب بادرفتار سے اترے اور
باگ گھوڑے کی بختیارک کے ہاتھ مین دی اور دلیرانہ بارگاہ یاقوت شاہ مین داخل ہوکے بطریق اسلام سلام کیا یاقوت شاہ
نے فوراً اسد کو پہچان لیا پوچھا کہ ای اسد آج یہان آپ کا کیونکر آنا ہوا اسد شیردل نے کہا کہ بیٹھون تو کہون یاقوت شاہ نے
اسوقت ایک کرسی زرنگار منگا کر بچھوادی اسد نامدار کرسی زرنگار پر جلوہ افروز ہوا یاقوت شاہ سے فرمایا کہ اسوقت
مین اپنے ماموجان کے واسطے شراب لینے کو آیا تھا جب شراب لیکے چلا تو تمہاری بارگاہ کی طرف سے گذرا بوے کباب نے دماغ
مین آئی دل نے کہا کہ اگر دستیاب ہون تو ماموجان کے واسطے لیتے چلیے ای یاقوت شاہ اگر تو بخوشی کباب دیگا تو بہتر ورنہ
بجبر کباب لونگا یاقوت شاہ نے اسد شیردل کی شکل غضبناک دیکھکر کہا کہ ای طفل جوانمرد غازی ابھی تو شام تک لقاپرستون
سے لڑبھڑ کر گیا اور اب تن تنہا یہان چلا آیا تجھے کچھ خوف اپنی جان کا نہ آیا نہ سمجھا کہ یہان سب دشمن تشنہ خون ہین تشنہ
دشمنی سے مست ہو رہے ہین دیکھیے کسطرح پیش آتے ہین اتنے سردار گردن فراز تیغزن و جانباز یہان بیٹھے ہین سب کو تو
مار ڈالیگا یہ سنکے اسد بن کرب غازی شیر حجازی نے کہا اگر تم سے ایک نے بھی مجھپر ہاتھ ڈالا تو یہ سمجھ لینا کہ پھر یہان ایک

کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یاقوت شاہ نے چاہا کہ اپنے سرداروں کو حکم دے کہ اِس دیوانے کو پکڑیں محفل میں اسد کے اِس کلام سے سب سردار دست بقبضہ ہوگئے تھے مگر حکم کے منتظر تھے اُدھر اسد شیر دل نے بھی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ ناگاہ قرش بن عنتر سوکیاے طوفانی اندر بارگاہ کے آیا اور پوچھا کہ یہ کیسا شور و غل اور کس بات کا ہنگامہ ہے کہ تمام سردار دست بقبضہ بیٹھے ہیں یاقوت شاہ نے کہا کہ یہ دیوانہ یعنے اسد شراب وکباب لینے آیا ہے چاہتا ہے کہ میں زبردستی لیجاؤں اور میں چاہتا ہوں کہ اِسے گرفتار کروں قرش بن عنتر نے کہا کہ تم لوگ ناانصاف ہو اور کچھ جرات نہیں رکھتے ہو دیکھو ایسی بہادری اور دلاوری چاہیے کہ بیخوف وخطر یکہ و تنہا تم ایسے دشمنوں کی بارگاہ میں چلا آئے اور تم اُسے گرفتار کرو خلاف جرات و جوانمردی کے ہے اور حمیت و مروت سے بعید ہے اسوقت جو کوئی اِس بہادر کو گرفتار کرنے کا قصد کریگا میں اُسکو قتل کرونگا اور جو کوئی اِس شیر مرد سے دغا کریگا ضرور اُس سے تلوار چلیگی میں اسوقت کسی کی رعایت نہ کرونگا پھر اسد شیر دل سے کہا اے بہادر آپ تشریف لیجائیں خوان طعام اور شراب وکباب حاضر ہے بیجیے پھر چند خوان طعام لذیذ اور چند کشتیاں شراب وکباب مرغ ماہی کی ہمراہ اسد شیر دل کے کردیں اسد بن کرب غازی بارگاہ یاقوت شاہ سے باہر آیا بختیارک سے مرکب لیکر سوار ہوا اور خوان کشتیاں ہمراہ لیکر جانب کوہ چلا مگر بختیارک تو بڑا بدذات اور نہایت مفسدہ پرداز ہے مہتر گردمرد سے کہا کہ تو اسد کے تعاقب میں جا اور دیکھ آ کہ کس پہاڑ پر مقیم ہے مہتر گردمرد عقب میں اسد شیر دل کے چلا اِدھر حال سنیے ناظرین پر واضح ہو کہ جب اسد دلاور واسطے کھانا لینے کے چلے تھے مہتر قران بھی پیچھے پیچھے چلا تھا کوس بھر آیا تھا کہ آواز زنگ کی کان میں مہتر قران کے آئی مہتر قران ایک جھاڑی میں پوشیدہ ہو رہا اِس خیال سے کہ دیکھوں کون عیار آتا ہے اور کہاں جاتا ہے جب قریب جھاڑی کے وہ آیا تو مہتر قران نے پہچانا کہ مہروند عیار قاسم کا اپنے آقا کے واسطے کھانا لیے جاتا ہے جست کرکے اُسکے پاس آیا اور کہا کہ اے مہروند آدھا کھانا تو مجکو دے جا کہ میرا شاہزادہ بھوکا ہے اور میں زخمی ہوں طاقت چلنے کی نہیں کہ جا کر ملک سبائل سے کھانا لاؤں اِسواسطے چاہتا ہوں کہ تو آدھا کھانا مجکو دیدے اور آدھا تو لیجا اُسنے کہا کہ میں بڑی مشقت سے کھانا لایا ہوں کیونکر ہوسکتا ہے کہ تجھے دیدوں میں تو اسمیں سے ایک دانہ بھی نہ دونگا مہتر قران نے کہا میں تجھ سے زبردستی لونگا الحتصر تکرار زیادہ ہوئی بعد گفتگوے طول وطویل نوبت حرب و ضرب کی آگئی مہتر قران نے خنجر کمر سے کھینچا مہروند نے بھی خنجر نکالا لڑائی ہونے لگی بڑی دیر تک عیاروں میں خنجر بازی ہوئی آخرکار مہروند زخمی ہوا اور کھانا چھوڑ کر بھاگا مہتر قران کھانا لیے ہوے پاس شہزادہ بدیع الزمان کے آیا شاہزادے نے پوچھا کہ ایسا جلد تو کہاں سے کھانا لے آیا ہے سچ بتا دے مہتر قران نے ساری کیفیت شہزادہ بدیع الزمان سے بیان کی بدیع الزمان نے کہا یہ کھانا میں نہ کھاؤنگا یہاں مہروند مہتر قران کے پیچھے پیچھے لگا ہوا آیا تھا یہ سب کیفیت مکان قیام شہزادہ بدیع الزمان دریافت کرکے پاس شہزادہ قاسم کے آیا اور سب کیفیت بیان کرکے کہا کہ مجھے مہتر قران نے زخمی کیا اور کھانا چھین لیا شاہزادہ قاسم یہ سُن کے نہایت برہم ہوا اُسی وقت سوار ہوکر اور مہروند کو اپنے ہمراہ لیکر پلنگ کوہ پر آیا شاہزادہ بدیع الزمان دیکھتے ہی قاسم کو اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ کھانا تمہارا بجنسہ رکھا ہوا ہے اگر میں کھالیتا تو البتہ تمکو فساد کرنا چاہیے تھا اسپر بھی بڑی بدنامی کا باعث تھا تمام عالم میں مشہور ہوتا کہ اولاد حمزہ کھانے پر لڑے شاہزادہ قاسم نے کہا میں کھانے کے واسطے نہیں آیا ہوں بلکہ قران کو سزا دینے آیا ہوں کہ میرے عیار کو زخمی کیا اور کھانا بھی چھین لیا مہتر قران چھپا ہوا کھڑا تھا یہ باتیں سُنکر دست بستہ سامنے آیا اور کہا آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں یہ گنہگار حاضر ہے مگر انصاف شرط ہے اے شہریار میں زخمی تھا کھانا اِس سبب سے میں نے مانگا کہ مجھ سے ملک سبائل تک جایا نہیں جاتا تھا میں نے کہا کہ آدھا کھانا مجھے دیدے کہ میرا شاہزادہ بدیع الزمان بھوکا ہے اِسنے نہ دیا مجھے بُرا معلوم ہوا آتا بیشک غلام خطاوار ہے کہ لڑکر کھانا چھین لیا اب قصور

میرا معاف فرمایئے ورنہ آپ مالک و مختار ہین شعر یا عفو کیجیے مجھے یا قتل کیجیے ٭ لیکن گناہگار کی بالکل خطا
نہین ٭ شہزادۂ قاسم عالیجناب نے بصد غیظ و عتاب کچھ نہ جواب دیا غصہ مین تو بھرا ہوا تھا چاہا کہ تلوار کھینچکر ایک
ہاتھ مارون شاہزادۂ بدیع الزمان نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یہ نظر کردۂ شاہ مردان شیر خدا علی مرتضی ہی امیر بانوقیر بھی
اسکی بڑی خاطر کرتے ہین اور نہایت آبرو سے پیش آتے ہین بقول سعدی نظم بادشاہے کو روا دارد ستم بر زیر دست
دوستدارش روز سختی دشمن زور آور است ٭ با رعیت صلح کن از جنگ خصم ایمن نشین ٭ زانکہ شاہنشاہ عادل را رعیت لشکر است
اے قاسم عالیشان تمکو مناسب ہی کہ مہتر قران کی خطا معاف کر دیو یہ سنکر شاہزادۂ قاسم نے مہتر قران کی خطا معاف کی اور عرض
کیا کہ عمو جان آپنے بجا ارشاد فرمایا قطعہ ہر کہ در خردیش ادب نکنی ٭ در بزرگی فلاح از و برخاست ٭ چوب تر را چنانکہ
خواہی پیچ ٭ نشود خشک جز بآتش راست ٭ شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹھیے تشریف رکھیے غصہ کو جانے دیجیے کچھ حال
بیان کیجیے شہزادۂ قاسم عالیشان غصہ دفع کر کے بیٹھے اب اپنا اپنا حال آپس مین بیان کرنے لگے شہزادۂ قاسم نے عمرو ند اپنے
عیار کو مہتر قران سے بصفائی دل ملوا دیا اس اثنا مین اسد شیر دل بھی آ پہونچا اور خوانہاے طعام لذیذ اور کشتیان شراب و
کباب کی سامنے شہزادۂ بدیع الزمان کے رکھوائین اور تمام کیفیت بیان کی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ تہورش کے باعث
سے تم بچگئے اب ایسی حرکت کبھی نہ کرنا اسد شیر دل سنکر چپ ہو رہا پھر سب نے کھانا کھایا اور بعد اسکے شغل شراب و کباب
ہوا ناگاہ قران کی نگاہ گردم رد پر پڑی دیکھا کہ درخت کی آڑ مین کھڑا ہی جھپٹ کر اُسکے پاس آیا اور نعرہ کیا او مکار نابکار تو
جاسوسی کرنے کو آیا ہی اسنے چاہا کہ بھاگ جاؤن جان اپنی بچاؤن مہتر قران نے اُسکو پکڑ لیا گردم رد نے کہا مین تو تم
سب کو آگاہ کرنے آیا تھا کہ اس امر سے خبردار کردون کہ کبابون مین بیہوشی ملی ہی شاہزادۂ بدیع الزمان نے کبابون کو پھکوا دیا
اور اُس سے اقرار نامہ لکھوا کر چھوڑ دیا کہ ہمارا اس مقام کا افشاے راز نہ کرنا گردم رد وہان سے یاقوت شاہ کے پاس آیا
اور اُس سے کہا کہ مین اسد شیر دل کے ساتھ چلا گیا تھا نہین معلوم وہ غار مین کوہ کے گھس کر کدھر چلا گیا مین تمام کوہستان
مین تلاش کرتے کرتے پریشان ہو گیا جب کہین سراغ نہ ملا تو چلا آیا اور خلوت مین جاکے یاقوت شاہ سے کہا کہ بقعۂ مرفوع
مین شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد شیر دل اور قاسم نوجوان سب بیٹھے ہین یاقوت شاہ یہ حال گردم رد سے سنکر
لقاے بے بقا کے پاس چلا مہتر قران بھی پیچھے پیچھے گردم رد کے اسواسطے آیا تھا کہ دیکھون گردم رد عیار یاقوت شاہ
سے کیا کہتا ہی فوراً نعرہ کیا نعرہ مہتر قران ٭ سریع السیر چون باد بہاری ٭ جہان سرہنگ در خنجر گذاری ٭
بمیدان اندر و آتش فشانم ٭ منم مہتر قران شیر زبانم ٭ او خبیث تو نے افشاے راز کیا حالانکہ اقرار نامہ
لکھ آیا اس مضمون کا کہ مین ہرگز ہرگز افشاے راز نہ کرونگا اور پھر تو نے یہان آنکر بیان کیا اب مین تجھے کب چھوڑتا
ہون یہ کہکے ایک بغدا مارا وہ زخمی ہوکر گرا یاقوت شاہ نے للکارا ہان ہان اس شوم دست مہتر قران کو مارو
پکڑو کہ گردم رد کو زخمی کر کر جاتا ہی اسی حالت مین پلٹ کر مہتر قران نے یاقوت شاہ کو بھی بغدے سے زخمی کیا
اور پانچ چار ظالم و کفار کو جان سے مار کر صاف مہتر قران نکلا چلا گیا یاقوت شاہ کچھ ایسا زخمی نہ تھا کہ اٹھا
بیٹھا نہ جاے لقاے بے بقا کے پاس آہستہ آہستہ آیا اور کہا یا خداوند بدیع الزمان و اسد شیر دل اور قاسم نوجوان
بقعۂ مرفوع مین بیٹھے ہین گردم رد عیار جاکے خبر لایا ہی لقاے بے بقا نے اُسی وقت سنبل انشاز سہیل نقط انداز کو طلب کر کے
حکم دیا کہ تم جاکے بقعۂ مرفوع مین آگ لگا دو کہ وہ مفسدان پسر حمزہ وغیرہ وہان بیٹھے ہین جلکر خاک ہو جائین یہ دونون ناری حکم
پاتے ہی لقاے سے اپنے ہمراہیون کو لیکر روانہ ہوے مہتر قران تو مخبری کو دربار لقا مین موجود تھا یہ خبر سنکر کمال چالاکی سے وہان سے
شل باد صرصر بھاگا چلا آیا دیکھا کہ تینون بہادر یعنے شاہزادۂ بدیع الزمان و اسد شیر دل و قاسم عالیشان غفلت تام بیٹھے ہوے

آپس مین باتین کر رہے ہین مہتر قران نے آتے ہی عرض کیا کہ ای شہریار اب جلد خدا جلد یہان سے نکل چلیے کہ سنبل آتشباز
وسہیل نفط انداز بیشۂ مرفوع کو جلانے آتے ہین لقا کو خبر آپکے یہان قیام کی ہوگئی لقا نے حکم دیا ہی کہ بیشۂ مرفوع کے چارطرف
آگ لگا دو کہ سب خداپرست جلکر خاک سیاہ ہو جائین چنانچہ وہ قریب آگئے اور حقہ ہاے آتشین برسایا چاہتے ہین جلد اُٹھیے
اور نکل چلیے شاہزادہ بدیع الزمان کو نہایت فکر ہوئی کہ اب اِسوقت کیا کرنا چاہیے شاہزادہ قاسم نے کہا کیا ڈر ہی یہان آنکو
آنے دیجیے نکلکر سب کو مارتے ہین اسد شیردل نے کہا وہ کافر کیا کر سکینگے مین ایسی تلوارین مارونگا کہ انکو بھاگتے راستہ نہ ملیگا
شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اچھا دیکھا جائیگا اب مناسب یہی معلوم ہوتا ہی کہ یہان سے جلد نکل چلو پھر سمجھ لینا غرضکہ تینون
بہادر یہان سے اور طرف نکلے اور طرف کو چلے گئے دم بھر مین ایک صحراے سبزہ زار مین جا کے اقامت پذیر ہوے جہان کا سبزہ زار
لائق دید تھا کہ جسکے دیکھنے سے دل کو بشاشی اور فرحت حاصل ہو غنچۂ خاطر پژمردہ وہان کی ہوا سے شگفتہ ہو چار سمت
سے ہواے خنک کے جھونکے چلے آتے ہین نکہت گلہاے خودرو دماغ دل کو معطر کر رہی ہی اور وہ نرم نرم سبزہ دوب جس سے
فرش مخمل کاشانی سبز کا لطف ملتا ہی ایک نہر اسی درمیان سبزہ زار کے ہی کہ جسکا پانی نہایت صاف و شفاف مثل گوہر بے بہا
شیرین بہ از شہد و نبات و قند ہی سرد برف سے زیادہ گرد و نواح جابجا درختان میوہ دار ایسے کہ جن میوون کے کھانے
سے عمر بھر سیری رہے اُس صحرا مین اُن خداپرستون نے قیام کیا اور وہان آتے ہی سنبل آتشباز وسہیل نفط انداز وغیرہ
نے بیشۂ مرفوع مین آگ لگادی تمام بیشہ جلنے لگا چرند و پرند وہان کے کچھ تو اُڑ اُڑکے نکل کر بھاگ گئے کچھ جل جل کے کباب
ہوگئے یہ کفار بیشہ مین آگ لگاکر چلے آئے یہان لقا نے بڑی خوشی کی نوبتین بجوائین جلسۂ عیش و عشرت رات بھر رہا کہ
تینون مفسد بیشۂ مرفوع مین جلکر خاک سیاہ ہوگئے ہونگے اسی جلسۂ عیش و عشرت مین لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا کہ لاش
گداے تنگ چشم کی آئی اور لوگون نے حال اُسکے مارے جانے کا لقا سے بیان کیا لقا نے لاش اُسکی دریاے رحمت مین
اپنے پھنکوادی اور عنجق بن سہم شیر شکار سے کہا کہ تو جا کے شہر زرتاشیہ کو خراب و تباہ و برباد کر دے اور سب کو قتل کر کے گیتی افروز
کو یہان لے آ وہ کافر لشکر گران اپنے ہمراہ لیکر پہاڑ کی راہ سے روانہ ہوا اور دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا جلد جلد چلا جاتا تھا یہان لقا
نے سنبل آتشباز وسہیل نفط انداز کو بلا کر کیفیت بیشۂ مرفوع کی دریافت کی دونون نے عرض کیا ای خداوند ہم سب خداپرستون
کو جلا آئے وہ سب کے سب جلایا کیے اور پکارا کیے کہ براے خدا اے باختر ہمین نہ جلا و ہمنے کچھ نہ سُنا سب کو جلا کے خاک سیاہ
کر دیا لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای بختیارک شیطان درگاہ کچھ تو نے سنا کہ وہ بندگان گنہگار سب جلگئے بختیارک
نے کہا کہ یا خداوند انمین سے کوئی نہین جلا کس سبب سے کہ مہتر قران یہان آیا ہوا تھا اُسنے جا کر اُن سب کو خبر دی ہوگی
وہ وہان سے چلے گئے ہونگے دوسرے یہ امر ہی کہ خداپرست مرتے ہی نہین لقا بہت برہم ہوا کہا کہ او نالائق تو بڑا بدذات ہی
بختیارک بولا کہ آپ کو آجکل مین معلوم ہو جائیگا کہ وہ خداپرست جلے یا نہین جلے یہان کا حال سنیے کہ صحراے سبزہ زار مین
شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم نوجوان اور اسد شیردل بیٹھے ہوے باہم باتین کر رہے ہین کہ مہتر مہر وند عیار نے
آکر کچھ کان مین قاسم عالیشان کے کہا قاسم خبر وحشت اثر سنکر پریشان ہوے اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے شاہزادہ
بدیع الزمان نے کہا کہ کیون کیا ہی خیریت تو ہی شاہزادہ قاسم نے کہا کہ مین ابھی آپ کے پاس سے نہ جاتا مگر ناچار ہون کہ
عنجق بن سہم شیر شکار زرتاشیہ کے خراب و تباہ کرنے کو بحکم لقا گیا ہی اور فوج کثیر اُسکے ساتھ ہی مین ملکہ گیتی افروز کو وہین چھوڑ
آیا ہون نہین معلوم کیا ہو اب مین اُس کافر کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر مرکب صبا رفتار پر سوار ہوکر روانہ ہوے شاہزادہ
بدیع الزمان نے ہر چند اصرار کیا کہ مین بھی تمھارے ہمراہ چلتا ہون مگر قاسم عالیشان نے نہ منظور کیا اور کہا کہ مین بہت جلد
آپ کے پاس حاضر ہوتا ہون آپ تشریف نہ لے چلیے شاہزادہ بدیع الزمان خاموش ہو رہے بہ مجبوری قاسم عالیشان کو جانے دیا

در کلمہ داستان عجائب بیان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا کوہ جوزا پر مع لشکر آنا اور گم ہونا ہاشم تیغزن کا اور حال ہاشم کا دریافت کرکے عمرو کا آنا کہ وہ گرفتار ہو گئے ملک بیت الحرمان کے درۂ کوہ مین اور مقابلہ امیر کا اور گرفتار ہونا سرداروں کا

کدھر ہے تو اے ساقی جنگجو
شکر بادۂ لالہ گون مین گھی
رہے تیرا میخانہ آباد و شاد
کھڑا ہون آکر کب سے تیرے حضور
زبان قلم بھی ہو جلدی روان

پلا دے مجھے ساغر مشکبو
طبیعت کو بے نشہ ہی بر ہمی
مجھے ساقیا دل سے رکھیو تو یاد
کوئی جام دے تاکہ ہو کچھ سرور
مضمون کا ایک لشکر بیکران

زلال مے ارغوان دے مجھے
ہے اُس رند کی جستجو اور تلاش
مین ہون بیکانۂ میکشان
اگر ہو خمار مے لاجواب
سحر ایسی باتون سے کیا ہی حصول

ارے بے نشان کا نشان دے مجھے
دل میکشان جس سے ہی پر خراش
عطا کر مجھے ساغر مہوشان
طبیعت کو جودت ہو پھر بیحساب
لکھوں اب داستان دزبادہ نہ طول تنظیم

گھٹا چھائی ہے ہر سو باغ پر عالم ہے جوبن کا
جو دو گل رکھے جوڑے مین اُٹھا یا بوجھ سوسن کا
رہا کرتا ہے اُسکی بزم مین مجکو نہ کیون کھٹکے
اُتر تا پھر نہین جب زہر چڑھ جاتا ہے ناگن کا
طریقہ اپنے مذہب کا زمانے سے نرالا ہے

مے گلگون پلا دے ساقیا موسم ہے ساون کا
ہوا ہے شوق مجھکو آجکل جو سیر گلشن کا
رقیب روسیہ اے دوستو کانٹا ہے گلشن کا
لگا تلوار قاتل تشنۂ جام شہادت ہون
نہ بندہ شیخ کو مانے نہ قائل ہے برہمن کا

نزاکت مین نہین ثانی کوئی اُس شاخ گلشن کا
کیا کرتا ہون نظارہ کسی کے رخ روشن کا
ہمارے سر سے سودا تیری کاکل کا نہ جائیگا
اُتر جائے گلے سے گھونٹ جلدی آب آہن کا
شعر طراز ندہ و نغز بیکران

نوشتند نایاب این داستان و نقاجان حصار ملک مضامین لاجواب و قلعہ کشایان اقلیم عبارات انتخاب شمشیر قلم سحر رقم سے داستان شوکت بیان سلطان کشورگیر امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہان شاہان سلطان سلطان حمزۂ صاحبقران دربند فولادیہ سے کوچ کرکے روانہ ہوے بعد قطع منازل و طی مراحل دربند جوزا کوہ پر بصد عز و احتشام پہونچے جیسے بارگاہین استادہ ہوئین لشکر ظفر پیکر اُترا امیر باتوقیر بارگاہ مین آکر بیٹھے ہاشم کو نہ پایا ارشاد کیا کہ ہاشم کہان ہین جیسے شاہزادہ بدیع الزمان اور شاہزادہ قاسم غائب ہوے ہین امیر باتوقیر ہاشم کشورگیر کو بہت عزیز رکھتے ہین اس سبب سے اگر ہاشم تھوڑی دیر بھی اوجھل ہو جاتے ہین امیر باتوقیر تلاش کرتے ہین غرضکہ پوچھا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے کہ ہاشم کو مین نے بڑی دیر سے نہین دیکھا کہان ہین سردارون نے عرض کیا کہ ہاشم دربند سیاہ کوہستان کی طرف شکار کھیلنے گئے ہین امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جلد جاؤ اور ہاشم کو اپنے ساتھ لے آؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسی وقت روانہ ہوے جاتے جاتے ایک درۂ کوہ کے پاس پہونچے وہان ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمنے ہاشم کو تو نہین دیکھا ہے اُس شخص نے کہا کہ اِسی درۂ کوہ مین گئے ہین خواجہ بھی اُسی درہ کوہ مین داخل ہوے چند قدم چلے تھے کہ بوے خون ناک مین آئی آگے بڑھے تو دیکھا ہمراہیان ہاشم کشتہ ہوے پڑے ہین حیران ہوے اور چند قدم بڑھے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اُسمین ایک چبوترہ سنگ سفید کا بہت عمدہ اور نایاب ہے اور گرد اُس چبوترے کے تختہ گلزار شگفتہ دربہار ہے اور چبوترے پر فرش مخمل سرخ کا ہے بیچ مین اُس فرش کے اوپر ایک کرسی زرنگار مرصع ہے اُسپر ایک جوان نقابدار سرخ پوش بصد جاہ و حشم متمکن ہے اور گرد اُسکے رفقا اور سردار کرسی ہاے زرین پر بیٹھے ہین اور ہاشم تیغزن مسلسل بزنجیر آہنی قید ہے مگر پانون ہاشم تیغزن کا پانون سے شیر کے بندھا ہے اور نقابدار سرخ پوش بار بار بکراہت ہاشم تیغزن کی طرف دیکھتا ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو یہ سانحہ دیکھتے ہی تاب نہ رہی اور منہ غصہ سے سرخ ہو گیا آنکھون مین خون اُتر آیا نعرہ کے نعرہ کیا نعرہ عمرو بن امیہ ضمری

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم ٭ خال رخ نجنگ بد اختر بہ برم ٭ در محفل خسروان چو گردم ساقی ٭ جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم ٭

نقابدار کو للکارا کہ او اجل رسیدہ یہ تونے کیا غضب کیا کہ فرزند جگربند امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو اس ذلت و خواری سے

قید کیا ہی پاے شیر مین بندھا ہی بس اسی مین خیر ہی کہ ہاشم تیغزن کو چھوڑ دے ورنہ امیر حمزۂ صاحبقران زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان قیامت برپا کردینگے تجکو اور تیری ذریت مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے نقابدار نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالا
اور پکار کر کہا او ساربان زادے تیرہ روزگار مین تیری اور تیرے حمزہ کی کیا حقیقت سمجھتا ہون اگر وہ بھی میری سرحد مین آئین
تو انکو بھی گرفتار بقید شدید کرون اور لشکر کو تہ تیغ کرون اس نقابدار کے مطیعان بے پیر ہزار ہا زنگی موجود تھے اُنسے
نقابدار نے کہا کہ اس مفسدہ پرداز کو تو پہلے پکڑ لو اسی جوان کے پاس اسکو بھی قید کرو ہزارہا زنگی دوڑے اور چاہا کہ پکڑین
خواجہ وہان سے بھاگ گئے خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین جاتے تھے راہ مین بہرام گرد خاقان چین اُدھر سے آتا
تھا خواجہ عمرو کو جو بدحواس آتے دیکھا کہا ای خواجہ خیریت تو ہی آپ کہان سے آتے ہین خواجہ عمرو نے کہا کہ ای بہرام گرد خاقان
چین کیا کہون جو اسوقت مجکو صدمۂ عظیم ہی دل مضطر سینہ مین بیتاب ہی ہاشم تیغزن کو اسوقت عجب حال خراب سے
دیکھ آیا ہون جاتا ہون حمزۂ صاحبقران سے بیان کرونگا بہرام گرد خاقان چین نے خواجہ عمرو سے کہا کچھ حال ہاشم کا بیان
تو کرو کیونکر دیکھا ہی کہان ہین خواجہ عمرو نے کہا وہ سامنے درۂ کوہ دکھائی دیتا ہی وہان ایک نقابدار سرخ پوش رہتا
ہی اُسنے ہاشم کو قید کیا ہی پاے شیر مین بندھا کھڑا ہی یہ سُنکے بہرام خاقان چین جانب درۂ کوہ چلا خواجہ عمرو اُدھر
روانہ ہوے بہرام گرد خاقان چین جب درمیان درۂ پہاڑ کے گیا دیکھا کہ نقابدار سرخ پوش کرسی زرنگار پر بیٹھا ہی
اور گرد سب سرداران زنگی ہین اور ہاشم تیغزن پاے شیر سے بندھا مسلسل بہ زنجیر ہی یہ دیکھتے ہی غصہ سے تاب ضبط
باقی نہ رہی نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ منم شیر بہرام گرد جوان و شجاع و قوی و جری پہلوان و پھر للکارا باش او خیرہ سر کیا غضب
کیا تو نے فرزند رشید حمزۂ صاحبقران کو بہ گرفتاری ذلیل کیا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہی یہ سُنکے نقابدار سرخ پوش
کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کیا تو اس جوان کا حمایتی بنکر آیا ہی بہرام گرد خاقان چین نے جواب دیا او مردود مجکو تو نہین جانتا
میرا یہ مالک مختار ہی بدر عالیمقدار اسکا فخر شجاعان روزگار ہی نقابدار سرخ پوش نے کہا ابھی تجکو معلوم ہوجائیگا یہ کہکے نقابدار
نے نیزہ علم کیا بہرام نے بھی نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا نقابدار نے نیزہ مارا بہرام نے نیزہ نیزہ پر روکا نقابدار نے نیزہ اُلجھا کر جھٹکا مارا
بہرام کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا جھنجھلا کے تلوار میان سے کھینچ لی جھپٹ کر ہاتھ نقابدار سرخ پوش کو مارا نقابدار نے سپر پر روکا
تلوار بہرام گرد خاقان چین کی پھلون مین سپر کے اٹک گئی نقابدار نے قبضۂ تلوار پر بہرام کے ہاتھ ڈالکر تلوار بہرام خاقان
چین کی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر بہرام گرد کو اُٹھا لیا اور ہمراہیان بہرام کو تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بہت سے قتل
ہوے اور جو کچھ باقی رہے وہ بھاگ کر خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوے یہان خواجہ عمرو حال گرفتاری ہاشم
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے بیان کر رہا تھا کہ عیار بہرام کا بدحواس مضطر و نالان سامنے امیر باتوقیر کے آیا اور حال
گرفتاری بہرام گرد خاقان چین بیان کیا امیر باتوقیر بہت غضبناک ہوے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ وہ درہ کوہ کتنی دور ہی
خواجہ نے عرض کیا کہ حضور بیس کوس ہی فرمایا ابھی لشکر کشی کرو صبح کوچ ہوجاے پہلوان عادی کو مع خیمہ و خرگاہ اُدھر روانہ کیا
جسوقت سامنے درۂ کوہ کے پہونچے خیمے بارگاہ مین ایستادہ کین اور طبل جنگی بجوادیا صبح کو لڑائی کا سامان ہوا نقابدار سرخ
پوش درۂ کوہ سے مع فوج زنگی کے نکلا اور میدان مین آکر للکارا کہ تم کون ہو چلے جاؤ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو بارگاہین خیمے
خالی کردو اور اپنا راستہ پکڑو ورنہ بڑی شکست فاش کھاؤگے تم سب کے سب قتل ہوجاؤگے پہلوان عادی مثل شیر
غضبناک کے بپھرا نقابدار سرخ پوش سے بڑہ کے سامنا کیا نقابدار نے تلوار میان سے کھینچی پہلوان عادی نے بھی
تلوار کھینچتے ہی بڑہ کے ہاتھ مارا نقابدار نے خالی دیا اور جھپٹکر وار کیا پہلوان عادی زخمی ہوکر گرا فوج شکست کھاکر
بھاگ گئی نقابدار بارگاہین خیمے چھین کر اوکھڑوا لیگیا پہلوان عادی مجروح ہوکر مع لشکر خدمت امیر باتوقیر

مین آیا اور حال سارا لڑائی کا بیان کیا امیر خشمناک ہوئے اور خود بہ نفس نفیس مع لشکر ظفر اثر کوچ کیا جب قریب اس پہاڑ کے پہونچے
درہ کوہ بر شہر بیت الحرمان کے میدان وسیع مین ڈیرا ڈالا اور بارگاہ ہشامی استادہ کرائی گرد اس بارگاہ فلک جاہ کے خیام لشکر ہوئے
خبرداروں نے جاکر ملک زردمان شاہ کو خبر دی کہ ای بادشاہ صاحب ترقی وجاہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران لشکر بیکران لیے قریب درہ
کوہ کے اُترے ہین آمادہ بجنگ آئے ہین یہ سنکے ملک زردمان شاہ نے بھی خیمے اپنے مع فوج روانہ کیے مقابلہ امیر مین وہ بھی خیمے استادہ
ہوئے ملک زردمان شاہ فوج قلعہ بیت الحرمان سے لیکر خیمون مین آکر فروکش ہوا امیر باتوقیر نے چاہا تھا کہ ایلچی ملک زردمان شاہ کے
پاس بھیجین کہ طبل جنگی ملک زردمان شاہ نے بجوادیا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اب نامے کی کیا حاجت ہے اب تو خود اُسنے نقارہ رزمی بجوادیا
ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے دونون لشکر مین رات بھر تیاری جنگ و جدل کی رہی جب صبح ہوئی وردی لشکرون مین بھی غازیان
دین و مجاہدان اُلا تمکین عبادت و فریضہ سحری سے فارغ ہوئے معرکہ کارزار مین صفین آراستہ ہوئین ملک زردمان شاہ کے دو بیٹے تھے ایک
قہر طویل قامت ایک زہر طویل قامت بڑے بہادر و جرار لشکر شکن تیغزن تنومند طاقتور رستم و اسفندیار کو میدان حربگاہ مین
زال سے بھی کمتر سمجھتے تھے بڑے بڑے پہلوانون کو زیر کیا تھا عفریت سے مقابلہ کرتے تھے جس وقت لشکر آراستہ ہوکر آمادہ پیکار ہوا
اُس وقت قہر طویل قامت بڑا بیٹا ملک زردمان شاہ کا اجازت لیکر بادشاہ سے میدان مین گھوڑا چھیڑکر آیا اور مبارز طلب لشکر
اسلام سے ہوا فوراً مرزبان خراسانی بادشاہ اسلام سے رخصت حرب و ضرب لیکر میدان جنگاہ مین آیا پہلے تو گفتگو سخت درمیان
مین آئی پھر دونون مین نیزہ بازی ہوئی مرزبان خراسانی نیزہ قہر طویل قامت کا نکال لیگیا قہر طویل قامت نے تلوار
کھینچی مرزبان خراسانی نے بھی تلوار میان سے لی تلوار چلنے لگی اُسنے اُسکا وار رد کیا اُسنے اسکی ضرب کو خالی دیا ایک مقام پر
قہر طویل قامت نے جھکائی دیکر ایک ہاتھ تلوار کا سر پر مرزبان خراسانی کے مارا مرزبان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار قہر طویل
قامت کی سپر پر پڑی کاٹتی تا دو ابرو اُتر گئی مرزبان خراسانی نے دونون ہاتھون سے سر پکڑ لیا اور تیورا کر گرا قہر طویل قامت
نے بعد عربدہ جھوم کر نعرہ کیا اور کہا کہ اور کوئی دلیر میرے مقابلہ کو آئے یہ سنکے اسد اژدہا دم صف لشکر سے گھوڑا اڑا کر نکلا اور آتے ہی میدان
مین قہر طویل قامت سے تلوار خوب چلی آخر کار اسد اژدہا دم بھی زخم کھاکر گرا اسیطرح قہر طویل قامت نے کتنے پہلوان بہادر جری زخمی
کیے چنانچہ بعد اسد اژدہا دم کے اسد شیرگیر آکر لڑا وہ بھی زخمی ہوکر گرا بعد اسد اسدان پھر اسد نوردہ گیر قہر طویل قامت سے لڑکے
اور بجنگ سماند کے زخمی ہوکر گرے پھر تو قہر طویل قامت کو جوش بہادری مین نشہ بادہ غرور چڑھا نعرہ کرکے آواز دی ای مسلمانو ای
خداپرستو کیسے بودے پہلوانون کو میرے مقابلے مین بھیجتے ہو کہ جیسے ایک ہاتھ تلوار کا بھی نہین رک سکتا کسی دلیر بہادر جوانمرد شیر صولت
صاحب ہمت کو مجھ سے لڑنے بھیجو کہ کچھ لطف شجاعت کا ملے اور مزا لڑائی کا حاصل ہو یہ سنکر بہ جوش بہادری وہ لوٗہ صفدری قبہ دین ستون
اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب بادشاہ اسلام سے بجبر رخصت ہوکر اسپ ضیغم شکار کو
اڑاتے ہوئے مقابل اُس متکبر کے آئے اور میدان رزمگاہ مین گھوڑے کو کاوے پر لگایا نیزہ بعد ہنرمندی ہلایا مگر ناظرین اُلا تمکین
کو آگاہی ہو کہ جب صبح کو دونون لشکر باہم مقابل ہوئے تھے سو درہ کوہ سے نقابدار سرخ پوش چند سوار نقیوش اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا
تھا قہر طویل کی لڑائی کا تماشا دیکھا کیا اور اکثر ملک زردمان سے پکار کر کہا ای ملک زردمان یہ خداپرست بڑے زبردست ہین
تُنے اپنے بیٹے کو کیون میدان رزمگاہ مین بھیجا مین اُنسے سمجھ لیتا ملک زردمان نے کہا کہ جلو آپ کے آنیکی خبر نہ تھی اتنے مین نقابدار
سرخ پوش بولا خیر سمجھ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران زمان سے عرض کیا کہ ای شہریار یہی نقابدار بدذات ہے کہ اسنے
بہرام گرد اور ہاشم تیغزن کو گرفتار کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر مین سمجھا کہان جائیگا انشاء اللہ میرے ہاتھ سے سزا
پائیگا الغرض کرب غازی شیر صحرائے جانبازی بمقابلہ قہر طویل قامت نابکار کے آئے قہر نے بکبر و نخوت پوچھا کہ ای جوان تیرا
کیا نام ہے کرب غازی نے نعرہ جگرخراش کیا کہ لشکر کفار کے دل ہل گئے زمین تھرائی نعرہ کرب کرب شہسوار ام بل نامدار

نظر کردۂ شیر پروردگار ہے کرب غازی نے نعرہ کرتے ہی تلوار کھینچ لی قہر طویل قامت نے بھی تیغہ کمر سے نکالا قہر طویل قامت
نے کرب غازی پر وار کیا کرب غازی نے خالی دیا چونکہ تیغہ نابکار بھاری تھا ہاتھ جو خالی گیا کلائی پر ضرب پہونچی شانہ
جھوٹا پڑ گیا بائین ہاتھ سے وہ ہاتھ پکڑ لیا جسمین تیغہ تھا یہان کرب غازی نے رکابون مین پانون استوار جما کے جو ہاتھ
تلوار کا مارا مع مرکب وہ نامرد دو ٹکڑے ہو کر زمین پر دھڑ سے گرا کرب غازی نے تلوار کا خون رومال سے پاک کر کے قبضہ شمشیر
چوم کاندھے پر رکھکر مردانہ وار جھوم کر کہا کہ اور کوئی نامرد مقابلے کو نکلے یہ سنکر زہر طویل قامت بھائی کی محبت کے جوش مین
غصہ سے ہونٹھ چباتا ہوا صف لشکر سے نکلکر سامنے کرب غازی کے آیا اور کہا او جوان خدا پرست تو نے میرے بڑے بھائی
شجاع و دلیر کو قتل کیا ہے کہان میرے ہاتھ سے اب بچکر جائیگا کوئی دم مین تجکو تہ تیغ آبدار کرتا ہون یہ کہکر اس نامرد نے
کرب غازی پر وار تلوار کا کیا کرب غازی نے دھار بچا کر تلوار کے قبضہ کو پکڑ کے جھٹکا دیا کہ تلوار اسکے ہاتھ سے نکل آئی کرب نے تلوار
چھین لی داہنا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر بڑی دور تک کھینچے نامرد کو دوڑا لیگئے مرکب دونون بھاگ کر بیٹھ گئے کرب غازی گھوڑے سے
کود پڑے زہر طویل قامت کو بھی جھٹکا دیکر کھینچے مرکب سے اتار لائے اور لڑنے لگے قریب شام اسے زیر کیا کفار کے لشکر مین طبل ہان بجا دونون
اپنے اپنے خیمون مین پھر گئے ملک زردمان شاہ لاش بیٹے کی اٹھوا لایا زمین مین گاڑ دی نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ اے ملک زردمان
تم طبل جنگ بجوا دو کل مین انسے سمجھ لونگا ملک زردمان شاہ نے نقارہ جنگی بجوایا ادھر صاحبقران زمان نے بھی کوس حربی بجوایا
چار پہر رات تیاری کارزار و آراستگی مین ہتھیارون کے بسر ہوئی دم سحر دونون لشکر معرکہ آرا آبرد ہوئے نقابدار سرخ پوش درہ کہسار
سے نکلا زنگیان خونخوار اسکے گرد تلوارین کھینچے تھے جب پرے درست ہو چکے صفین آراستہ ہوئین نقیب نیب دینے لگے لشکر کا دل بڑھانے
لگے پہلوان تلوارین تول تول کر بڑھنے لگے یہ دیکھکر نقابدار سرخ پوش میدان مین آیا اور پکارا اے خدا پرستو مسلمانو تم بڑے مغرور ہو اے
دلیرو یہ جانتے ہو کہ ہم سب جگہ غالب آئینگے مگر تمہین چڑھکر لڑنے آئے ہو مگر یہ مقام وہ نہین ہے کہ جہان تم فتحیاب ہوئے ہو یہ جگہ اور ہے یہان
بڑے بڑے بہادر اولوالعزم آ کے زیر ہوئے ہین تم سب خدا پرست مارے جاؤگے گرفتار ہوگے بہتر یہ ہے کہ خداوند لقا کو سجدہ کرو تو تمہاری
سب کی جانبری ہو جائیگی یہ سنکر جمہور جانسوز تاو پیچ کھا کر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا نقابدار سے نیزہ بازی ہونے لگی
دونون برابر رہے جمہور نے نیزہ بڑھکر میدان مین گاڑ دیا اور تلوار کمر سے کھینچ لی نقابدار آگے جمہور کے بڑھا جمہور جانسوز نے
بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے کلائی پر ہاتھ بڑھا کے جھیلی دی تلوار جمہور کی بٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈالکے تلوار جمہور کے ہاتھ سے
نکال لی جمہور نے نقابدار کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور گھوڑے سے کود پڑا نقابدار بھی مرکب سے اتر پڑا اور بڑی دیر تک کشتی ہوا کی
نقابدار نے لنگر توڑ کر جمہور کو اٹھا لیا اور مشکین باندھ کے زنگیون کے حوالہ کیا یہ دیکھتے ہی فرامرز عاد مغربی غضبناک ہوکر نقابدار
کے سامنے آیا اس سے بھی تلوار چلنے لگی تگاورکل کیطرح پھرنے لگے فرامرز عاد مغربی نے ایکبار جھکائی دیکر تلوار کا ہاتھ مارا نقابدار
نے دھار بچا کے قبضے پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ تلوار چھین لون مگر ممکن نہوا آخر کشتی ہونے لگی قریب شام نقابدار نے فرامرز کو زیر کر کے
باندھ لیا اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین پھر گئے امیر با توقیر بھی بارگاہ ہشامی مین آئے خواجہ عمرو نے
کہا اے شہریار دیکھا آپ نے جمہور و فرامرز ایسے بہادر تھے کہ اپنے آنکھوں مین دن مین زیر کیا تھا نقابدار کیسا جری و دلاور طاقتور
ہے کہ اسنے دو پہر مین دونون کو زیر کر کے باندھ لیا امیر نے فرمایا اے خواجہ جاکر نقابدار کی خبر لاؤ کہ یہ کون ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ مین
ہرگز نہ جاؤنگا اول تو یہ کہ اندر درہ کوہ کے زنگیان خونخوار رہتے ہین دوسرے یہ کہ نقابدار جادوگر معلوم ہوتا ہے امیر با توقیر حمزہ
صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تمکو پانچ ہزار روپیہ دینگے جو ہمکو تم خبر لادوگے خواجہ عمرو نے کہا کہ مجھے جان ضایع کرنا منظور نہین بادشاہ
نے فرمایا جو کوئی درہ کوہ سے نقابدار کی خبر لائیگا مین خلعت زر سرفراز کرونگا ابو الفتح اصفہانی اور گلباد عراقی نے
عرض کیا کہ غلام خبر نقابدار کی جا کے لائینگے بادشاہ نے دونون کو بہ خلعت زر سرفراز فرما کر رخصت کیا دونون طرف

درہ کوہ کے روانہ ہوے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑہ کے پیچھے اُن دونون کے چلے ابوالفتح اور گلباد دونون درہ کوہ مین داخل ہوے
نقابدار کو ڈھونڈھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ شور و غل ہوا گران مفسدون کو جانے نہ دینا ابوالفتح اور گلباد دونون جست
کرکے بھاگے تھے کہ زنگیون نے چار طرف سے گھیر کے پکڑ لیا اور نقابدار کے سامنے لیگئے خواجہ عمرو وہان سے بھاگے امیر باتوقیر
سے کہا کہ ابوالفتح اور گلباد دونون گرفتار ہوگئے نقابدار نے اُن سب کو قید کیا غرضکہ پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر
ہم نبرد ہو کر میدان رزمگاہ مین آکر صف آرا ہوے یہان لندھور نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار آج مجھے
بڑی حیرت ہی کہ دربارگاہ ہشامی پر میرا گرز دھرا رہتا تھا رات کو وہ گرز گاؤسر غائب ہوگیا امیر باتوقیر نے فرمایا ای بھائی تمہارا
گرز اُٹھانے والا کون ہی یہان تو یہ باتین تھین اُدھر نقابدار سرخ پوش درہ کوہ سے باہر آیا گرز لندھور کا ہاتھ مین اُسکے
تھا لندھور سے لشکر والون نے کہا ای لندھور تم اپنا گرز دربارگاہ امیر پر تلاش کر رہے ہو گرز تمہارا نقابدار سرخ پوش کے
ہاتھ مین ہی لندھور اور امیر باتوقیر نہایت متعجب ہوے حیران ہو کے کہتے تھے کہ یہ کیا معرکہ ہی گرز یہان سے کسنے لیجا کر نقابدار کو
دیدیا غرضکہ نقابدار میدان رزمگاہ مین آیا اور پکارا لندھور کہان ہی آج میرے مقابلے کو آکے لندھور یہ سنتے ہی کھڑا ہوگیا
فیل مست پر سوار ہو کر میدان مین آیا نقابدار سرخ پوش کو للکارا کہ او نقابدار کیا ایک یہی فن فنون سپاہگری اور بہادری
مین ہی کہ سپاہی کا ہتھیار چرا اور چور بنکر غازی و دلاور سے مقابلہ کرے تو بڑا ہی بیحیا ہی نقابدار نے ہنسکر کہا ای لندھور جو تیرا مال ہی
وہ سب میرا ہی مال ہی اب تجھے بھی پکڑ لیجاؤنگا اور حمزہ کو بھی باندہ لونگا لندھور کو غصہ آگیا خشمناک ہو کر للکارا او بیحیا میری چوری
کرکے میرا سامنا کرتا ہی اور بیہودہ بکتا ہی کیا مجال تیری جو حمزہ صاحبقران زمان سے آنکھ ملاسکے نقابدار نے جھنجھلا کر وہی گرز لندھور
پر مارا لندھور ضرب گرز گران سے بیہوش ہوگیا ہاتھی لندھور کا مر گیا یکایک خاک اُڑی عیار لندھور کے دوڑے نقابدار بھی
عیاران لندھور پر تلوار کھینچ کے جھپٹا عیار سب بھاگ گئے نقابدار نے لندھور کو گرفتار کرکے درہ کوہ مین بھیجدیا اور پھر للکارا
کہ اور کوئی پہلوان مجھ سے مقابلے کو آئے مالک اژدر بادشاہ سے رخصت لیکر گھوڑا دوڑا کر مقابلہ نقابدار مین آئے نقابدار نے
جھٹکے نیزہ ملا مالک اژدر نیزہ سے نیزہ نقابدہ کو اڑا لیگیا وہ نابکار یہ دیکھ کے ششدر رہگیا اور غضبناک ہو کر تلوار کھینچ کے
وار کیا مالک اژدر نے وار نقابدار کا رد کر دیا پھر جھپٹ کر مالک اژدر نے ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے خود بکر تھپکی ماری اور
ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے آخر کو دونون گھوڑون سے اُترے کشتی ہونے لگی المختصر قریب شام نقابدار نے مالک اژدر کو زیر کرکے
گرفتار کیا طبل بازگشت بجا کر نقابدار درہ کوہ مین داخل ہوا یہان حمزہ صاحبقران بھی بارگاہ ہشامی مین تشریف لائے اور
عمرو وغیرہ سے فرمایا واللہ بیشک یہ نقابدار سحرساز کامل ہی ورنہ مجال رکھتا تھا جو مالک اژدر کو اس طرح زیر کرکے مشکین باندھکر
لیجائے خواجہ عمرو نے کہا ای امیر آپ سچ اور صحیح فرماتے ہین القصہ چند میدان داریون مین بہت سے سردارون کو نقابدار نے
اسیر و گرفتار کیا حمزہ صاحبقران زمان نہایت حیران و پریشان غمگین و مضطر و فکرمند بارگاہ مین بیٹھے ہوے خواجہ عمرو سے فرماتے
تھے ای خواجہ غضب ہوا لشکر تباہ ہوا جاتا ہی تم بھی کوئی تدبیر اور عیاری نہین کرتے خواجہ جواب دیتے تھے ای شہریار میرا کیا اختیار ہی
مین کیا کرون دربار مین امیر باتوقیر کے یہی ذکر و مذکور ہو رہے تھے ناگاہ عجیبل ماہرو اپنے دنگل سے اُٹھا اور حمزہ صاحبقران کی
آنکھ بچا کر بارگاہ سے یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا کہ مین ابھی نقابدار کو پکڑے لاتا ہون یہ کہکر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر
کے امیر کی نگاہ عجیبل کے دنگل پر پڑی دیکھا دنگل عجیبل کا خالی ہی پوچھا عجیبل ماہرو اپنے دنگل ہی لوگون نے عرض کیا کہ
نقابدار کے گرفتار کرنے کو گیا ہی عجیبل ماہرو کو تو گئے ہوے بڑی دیر ہوئی آپ نے اب ملاحظہ فرمایا امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے
فرمایا کہ جاؤ عجیبل کو سمجھا کر بلا لاؤ عمرو اسی وقت روانہ ہوے اور بہ تعجیل لپکے ہوے گئے اُس وقت پہنچے کہ عجیبل ماہرو درہ کوہ مین
داخل ہوچکے ہین خواجہ پکارے ای عجیبل تم کو سودا ہوا ہی کیون عذاب مین پھنسا چاہتے ہو جان بوجھکر بلا کو خریدتے ہو

نقابدار کو یہان تلاش کرتے ہوئے آئے ہو عجیل نے کہا ای خواجہ یہان تو نقابدار کا نام ونشان بھی نہین ہی ای خواجہ یہ مقام
عجیب پر فضا اور پر بہار ہی چارطرف عجب کیفیت لالہ زار ہی تم ٹھہر جاؤ ذرا دو چار گھڑی سیر کرون تو چلون تم بھی اِس گلشن پر بہار
کی ہوا کھاؤ عمرو نے کہا ای عجیل یہ مقام نہایت پر خطر ہی مجھے یہان ٹھہرتے ہوئے خوف معلوم ہوتا ہی مین تو جاتا ہون یہان مین ہرگز
نہ ٹھہرونگا تم بھی جلد چلے آؤ اپنے تئین بلا مین نہ پھنساؤ عجیل نے کہا کہ خواجہ یہ مقام بہت دلچسپ ہی ایکدم بھر ٹھہر کے چلے چلینگے
عجیل ماہرو وہان فرش بچھوا کر بیٹھا اور شرابخواری کرنے لگا اِسقدر عجیل نے شراب کے جام چڑھائے کہ استغراق ہوگیا ناگاہ ایک
صدائے مہیب عجیب وغریب آئی کہ او بے ادب تو نے غضب کیا کہ یہان ایسی حرکت ناشایستہ کی تجھکو قضا دامنگیر ہو کر یہان لائی ہی
عجیل پھر کر دیکھنے لگا کہ یہ آواز کدھر سے آئی مگر فوراً آتے ہی آواز کے خواجہ عمرو وگلیم عیاری اوڑھ کے غائب ہوگئے لیکن ایک
درخت کی آڑ پکڑ کے خواجہ ٹھہرے دیکھا کہ ایک اژدر پہاڑ کیطرف سے آیا عجیل پر دوڑا عجیل نے تلوار کھینچی اور اژدر کیطرف جھپٹے اژدر نے
شعلہائے آتشین منہ سے نکالے تمام چرند وپرند بریان ہو کر کباب ہوگئے پھر اژدر نے نفس کشی کی دم کھینچنے کے ساتھ تمام لشکر عجیل
کھنچکر اُس اژدر کے پیٹ مین آگئے عجیل کا بھی لنگر ٹوٹ گیا سر کے بھل اُس اژدر کے منہ مین جا پڑے وہ اژدہا عجیل کو
نگلکر بزبان انسانی گویا ہوا کہ ای ہمراہیان عجیل عجیل ماہرو سے تو ہاتھ دھو واب اپنی جان کی خیر مانگو مین تم سب کے تئین
نگل جاؤنگا یہ آواز سُنکے ہمراہیان عجیل وہان سے بھاگے اور خواجہ عمرو نے سب کیفیت عجیل ماہرو کی دربار مین آکر حمزہ صاحبقران
زمان سے بیان کی امیر باتوقیر کو نہایت رنج ہوا تاسف کر کے کہنے لگے کہ عجیل نے ناحق جہالت مین اپنی جان دی یہ ذکر تھا کہ
نقابدار نے طبل جنگی بجوایا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی صبح کو لشکر دونون ہم مقابلہ ہوئے نقابدار سرخ پوش
مرکب چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب ہوا چوگان بن حمزہ بادشاہ سے رخصت لیکر مقابل نقابدار سرخ پوش کے آئے
نوبت حرب وضرب آئی نقابدار نے سب حربے رد کیے جھپٹ کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کشتی ہونے لگی بعد عرصہ بسیار نقابدار نے
زیر کر کے باندھ لیا اور زنگیون کے حوالے کر دیا نقابدار پھر مبارز طلب ہوا اب اسفندیار گیلانی گھوڑا دوڑا کر سامنے نقابدار
سرخ پوش کے آیا وہ بھی گرفتار ہوا اُس روز نقابدار سرخ پوش بائیس پہلوانان جنگ آزما کو گرفتار کر لیگیا اسیطرح روز روز دو
اکیس سردارونکو نقابدار پکڑ لیگیا ایک دن مین دس دس بیس بیس سرداران لشکر اسلام گرفتار ہو کر اسیر ہوئے لشکر امیر باتوقیر
بہادرون سے خالی ہوگیا اب فقط لشکر اسلام مین حمزہ صاحبقران وبادشاہ چمچاہ اور مقبل وفادار اور دو ایک سردار باقی ہین
اُسوقت بادشاہ نے خواجہ زادونکو بلایا اور اُنسے کہا کہ آپ علم نجوم سے نجومی حال دریافت کرین کہ مآل اِس جنگ کا کیا ہی اُنھون
نے روزنامچہ صاحبقران زمان کا نکالا جو خواجہ بزرجمہر کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اُسمین تحریر تھا کہ نقابدار کے ہاتھ سے حمزہ پر
قران صعب ہی مگر مآل اسکا بخیر ہی بعد علم نجوم سے دیکھکر عرض کیا کہ ایک ہفتہ کی مہلت نقابدار سے طلب کیجیے اور بدرگاہ قاضی الحاجات
وحلال مہمات رجوع کیجیے ضرور آپکی فتح ہوگی بادشاہ نے چارون بھائیون کو چار توڑے اشرفیون کے دیئے اور خلعت عطا کیے
اور صاحبقران زمان سے فرمایا اگر آپکی رائے ہو تو مین ایلچی نقابدار کے پاس بھیجون اور مہلت طلب کرون حمزہ صاحبقران
زمان نے فرمایا اگر اُسنے مہلت نہ دی تو میری سُبکی ہوگی یہ ذکر آپس مین ہو رہا تھا کہ چوبدار نے بعد دعائے دولت وترقی
اقبال کے عرض کیا کہ ایک ایلچی نقابدار سرخ پوش کا نامہ لیکر آیا ہی حکم کیا کہ بلاؤ جب عیار نقابدار کا سامنے بادشاہ اسلام
کے آیا بقواعد شاہانہ آداب بجا لایا اور نامہ سامنے امیر باتوقیر کے پیش کیا امیر نے منشی سے فرمایا کہ پڑھو منشی نے بعد ادب وہ
نامہ پڑھا اُسمین تحریر تھا کہ ای امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مین تمہارے تمام سرداران لشکر کو اسیر کر چکا ایک فقط
تم باقی ہو اور تم نے بڑا نام پیدا کیا ہی ملک ملک تمہارا سکہ جاری ہی زیر تا قاف ثانی سلیمان تمہارا لقب ہی مین تمکو ایک
ہفتہ کی مہلت دیتا ہون اگر اِس اثنا مین تم نے میری اطاعت قبول کی اور خداوند لقا کو سجدہ کیا تو فبہا ورنہ ایکطرفۃ العین

ہین تم سب کا خاتمہ کرونگا مسلمانون کا نام و نشان مٹا دونگا امیر نے مضمون نامہ سُنکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھا اور نہایت چین بر جبین ہوئے منشی سے کہا کہ قلم ہاتھ مین لو اور جواب نامہ تحریر کرو منشی جواب نامہ لکھنے لگا امیر باتوقیر نے فرمایا لکھو ای نقابدار سرخ پوش نامہ تیرا پہونچا مضمون مندرجہ سے آگاہی ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ شاید تجکو ایک ہفتہ کوئی اور کام درپیش ہے خیر کیا مضائقہ ہے مہلت کو مین نے منظور کیا مگر تو نے جو کلمات بیہودہ آخر نامہ مین لکھے ہین اُسکا جواب یہ ہے کہ تیری کیا اصل ہے اور تیرے خداوند نقاب مردود کی کیا حقیقت ہے مین تجپر اور تیرے خداوند لقا اور اُسکے تمام پرستارون پر ہزار ہزار لعنت کرتا ہون اگر آج تو معرکۂ کارزار مین آتا تو مجھ سے مقابلہ ہوتا سب حال تجپر کھلجاتا انشاء اللہ بعد ایک ہفتہ کے بمدد ایزدی تجکو قتل کرونگا اور ایسی تلوارین مارونگا کہ تمام ملک زرومان خراب تباہ و برباد کرونگا یہ لکھوا کر نامہ بند کرا کر ایلچی کے حوالے کیا جسوقت نامہ بر جواب نامہ لیکر چلا گیا امیر باتوقیر نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ای شہریار یہ تائید ربانی اور مدد یزدانی ہے کہ ہمکو بغیر طلب مہلت ملگئی بعد اُسکے حکم کیا کہ درمیان درۂ کوہ عبادت خانہ ہمارے واسطے تیار کرو کہ اُسمین بیٹھ کے برجوع قلب بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کرینگے بموجب حکم امیر حمزہ صاحبقران درمیان درۂ کوہ کے ایک سائبان کپڑے کا ایستادہ کیا اُسمین سر شام سے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان داخل ہوے اور نماز حاجت پڑھ کے دعا مین معروف ہوے۔

اب ورق کھلے داستان حیرت بیان در خون ملنا بدیع الزمان کا لشکر نقابپر اور عشق ملکہ جہان افروز بدیع الزمان سے عشق مہر افروز اسد شیردل سے اور عشق شور انگیز مہتر قران سے پھر باغ بہشت مین سب کو پکڑ لینا

پلا ساقیا بادۂ نوشید
نہ کر ایسی رندوں سے رد و بدل
ذرا سوچ وہ کون ہے جنگجو
پناہ اُسکی تیغ دو دم کی نہین
بیت نگارندۂ معنی نکتہ بین

کہ مضمون نو کی ہے فکر جدید
چھلکتا ہوا جام دے برمحل
شکستہ کیے جسنے خم اور سبو
کہ توقیر کچھ جام جم کی نہین
رقم کردہ داستان رنگین

ارے اب تو حیلہ حوالہ نہ کر
ہے کس رند کی دھاک میخانہ مین
نہ دیگا اگر ساقیا کوئی جام
بہت طول لازم نہین ہے سحر

پلا ساغر مے مجھے بیخطر
کہ گردش سراسر ہے پیمانہ مین
شادیگا وہ میکدے کا بھی نام
کہ پیر مغان کو ہوئی ہے خبر

معرکہ آرایان مضامین تازہ خیال و ہنگامہ کنندگان میدان

کارزار اشہب قلم برق دم کو میدان قرطاس پر یون جولان کرتے ہین کہ جب شاہزادۂ قاسم عالیشان و شاہزادۂ بدیع الزمان اور اسد شیردل سے رخصت ہوکر زرتاشیہ چلے گئے مہتر قران برآمد دریافت کرنے خبر ملک سبائل مین آیا دیکھا تمام شہر آراستہ و پیراستہ ہے اور ہر شخص خرم و شاد ہے کوچہ کوچہ چراغان کی روشنی ناچ رنگ گلی گلی نقارے شادی کے بج رہے ہین نوبتین رکھی ہین ہر شخص کی زبان پر جاری ہے کہ آج دشمن فنا کر دیے گئے مہتر قران بشکل مرد سپاہی ہر طرف سیر کرتا پھرتا ہے ایک شخص سے مہتر قران نے پوچھا کیون صاحب آج شہر مین کیا کوئی عید ہے کس بات کی یہ خوشی اور یہ شادی ہے تمام شہر مین کیسا جشن ہے اُسنے کہا کہ آج خداوند لقا کے دشمن بقبۂ مرفوع مین جلا دیے گئے اُسنے کہا کہ وہ دشمن کون تھے اور اُنکا کیا نام تھا اُس شخص نے کہا کہ پسر حمزہ بدیع الزمان اور نبیرۂ حمزہ قاسم و اسد شیردل و مہتر قران عیار اُنکا یہ سب بقبۂ مرفوع مین جلا دیے گئے اُنکے جلکے خاک ہوجانیکی خوشی کی گئی ہے مہتر قران یہ سنکے وہان سے چپکا چلا آیا بدیع الزمان سے سب حال بیان کیا بدیع الزمان نے کہا کہ کل صبح کفار کو حال معلوم ہوگا غرضکہ وہ رات اُس آفتاب ہمت و شجاعت نے بسر کی صبح کو مانند خورشید تابان مسلح و مکمل ہوکر لشکر تیرہ بختان پر چلے اسد شیردل نے کہا کہ ماموں جان مین بھی چلونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا بیٹا تمکو کون لیجائے تم جہان تلوار پکڑ کر گرتے ہو جاتے ہو کہ شاید وہان قعر جہنم ناریان بد عمل کو ایک ہی نوالہ کرجاؤن ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑون ای فرزند یہ ڈھنگ لڑنے کا اچھا نہین جیسا محل و موقع ہو ویسا کرنا چاہیے اگر لڑنے کا موقع ہو تو لڑے چلے آنیکا محل ہو تو ہٹ آے اسد شیردل نے کہا جسطرح آپ لڑینگے اسیطرح مین بھی جنگ کرونگا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا اچھا چلو الغرض کہ بدیع الزمان و اسد شیردل و مہتر قران نے گھوڑے

اُٹھائے جب تل جوامان اور تل مشکبار پر ہوئے شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ تیرانہ کیا کہ جگر لشکر کفار کے دہل گئے روحین جسم مین
تھرتھرا کانپنے لگین نعرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ * بدیع الزمان شاہ انجم گروہ * ساتھ ہی بدیع الزمان کے
نعرہ اسد شیر دل کا ہوا کہ زمین متزلزل ہو گئی آسمان نے چکر کھایا لشکر کفار مثل روباہ دبکنے لگا نعرہ اسد * اسد شہسوارم کہ در روز
جنگ * بدرم دل شیر و چرم پلنگ * مہتر قران بھی بعد آن کے للکار نعرہ مریع السیر چو آن بادبہاری * جان سرہنگ در خنجر گذاری
بمیدان آرد در آتش فشانم * منم مہتر قران شیر ربانم * ایک دلاور ضرغام روزگار دوسرا بہادر ضیغم نامدار تیسرا شیر بیشہ عیاری
تو را لشکر کفار پر تلوارین کھینچکر آپڑے اور قتل کرنے لگے مہتر قران پشت پر لگی بغدہ تانے ہوئے جو زد پر پیچھے سے آیا اُسے
مار کے ڈالدیا ہنگامہ محشر بپا ہو گیا لقاے بدلقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا شور و غل سنکر پوچھا کہ اب یہ کیسا شور قیامت اور علغلہ
برانت ہی بختیارک نے کہا یا خداوند بدیع الزمان و اسد شیر دل وغیرہ آتش غضب سے آپکی نکلے ہین وہی آپکے بندونکو
قتل کر رہے ہین لقانے کہا کہ یہ خداپرست قوم ساحران سے ہین کہ آگ سے زندہ نکل آئے اب اور کسیطرح کی موت انکے
واسطے تقدیر کیجائیگی پھر سردارونکی طرف نظر کر دیکھا اور چار پہلوانون کو منتخب کیا ایک امیر گرد اور دوسرا محبت دریا باری
تیسرا طاہر پیل گردن اور چوتھا نخجیل حشمت انداز ان چارونسے کہا کہ جاؤ ان خداپرستونکے سر کاٹ لاؤ وہ چارون کفار
صورت اربعہ عناصر میدان حرب مین آئے ترک فلک بغضمین انکے غرور پر ہنسنے لگا محبت سے آواز دی ای چارون پہلوانو
ہفت دوزخ تمہاری کب سے منتظر ہین جلد چلو مالک بلا رہا ہے یہان بدیع الزمان نامدار و اسد شیر دل جدا جدا لڑتے لڑتے علیحدہ
ہو گئے ایکطرف بدیع الزمان تلوارین مار رہے ہین ایکطرف اسد شیر دل لاشون پر لاشین گرا رہے ہین کہ امیر گرد اسد
شیر دل کو للکار کر جھپٹا اسد نے تلوار ماری اُسنے وار بچا کر تلوار اسد کی چھین لی اور گھوڑے پر سے اسد کو اُٹھا لیا
بدیع الزمان نے جو دیکھا اور واہ واہ کا شور بھی سُنا کہ اسد گرفتار ہو گیا یہ دیکھتے ہی مانند شیر گرسنہ کی صفین چیرتے ہوئے کفار کے سر
قلم کرتے ہوئے جھپٹ کر فوراً آئے اور للکارا او کافر بدکیش مین آ پہونچا اب تجھے زندہ کب چھوڑتا ہون میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا
ظالم بدیع الزمان کی آواز سنکر گھبرا گیا بدیع الزمان نے اسد شیر دل کے بند کمر مین ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اسد ہاتھ سے اُس
نامرد کے چھوٹ گیا مہتر قران نے اسد شیر دل کو جلدی سے گھوڑے پر سوار کیا امیر گرد نے تلوار شہزادہ بدیع الزمان کے سر پر
ماری بدیع الزمان نے وار تلوار کا پشت شمشیر آبدار پر اپنی روکا تلوار ظالم کی کر گئی دندانے مثل آری کے پڑ گئے بدیع الزمان
نے گھوڑے سے گھوڑا ملا کر ایک ہاتھ جو تلوار کا مارا ظالم مغرور مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہو کر گرا ادھر اسد شیر دل پر محبت دریا باری
گینڈے کو دوڑا کر آ پڑا اسد نامدار نے تلوار کا ہاتھ مارا نامرد نے سپر پر روکا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ظالم نے اپنے تئین بہت بچایا
مگر زخمی ہوا چہرہ لشکریان لقا سے نظری ہوا دوسرا ہاتھ اسد نے اور مارا ظالم نے پھرتی سے خالی دیا وہ تلوار گینڈے کے پچھلے
دھڑ پر پڑی گینڈا مع محبت دریا باری زمین پر کود گیا گینڈا تڑپکر مر گیا محبت دریا باری دوڑ کے اسد سے لپٹ گیا اسد کو
گھوڑے سے اُٹھا کر بھاگا اسد شیر دل نے آواز دی کہ ماموجان مجھے بچائیے بچکو بوم شوم نے دبوچا ہے شہزادہ بدیع الزمان صدا
اسد نامدار سنکر جھپٹے صورت برق چمک کر آ پہونچے محبت دریا باری نے اپنے عیار سے کہا کہ اس طفل کو لینا مہتر قران نے بڑھکر
ہاتھ سے اُسکے اسد کو لیلیا محبت دریا باری جلدی سے دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور بدیع الزمان کے قریب کے وار کیا شاہزادہ
بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا پھر شاہزادہ بدیع الزمان نے تیغ تلوار بلند کی اور سر تاکر جھکائی دی اور جھکا کر کمر کا ہاتھ مارا ظالم مثل
خیار تازہ تر کے دو ٹکڑے ہو کر گرا گرد برد ہو گیا غل ہوا کہ دو پہلوان نامی نامی مارے گئے یہان بدیع الزمان محبت دریا باری سے
لڑ رہے تھے ادھر طاہر پیل گردن نے بھی دوڑ کر اسد کو گھوڑے سے اُٹھا لیا پھر اسد شیر دل نے بدیع الزمان کو آواز دی کہ
ماموجان ڈوبے آج یہ کیسا معرکہ ہے بدیع الزمان نے للکارا باش او ظالم مین آیا محبت دریا باری کو مار کر بدیع الزمان طاہر پیل گردن

کی طرف جھپٹے طاسو پیل گردن نے اسد کو چکر دیکر بدیع الزمان پر پھینک مارا شاہزادہ بدیع الزمان نے شاہزادہ اسد
شیر دل کو معلق روک لیا اور مہتر قران کے سپرد کیا طاہر نے جھنجھلا کر تیغہ بدیع الزمان کو مارا بدیع الزمان نے بچالاکی تلوار سے قلم
کیا پھر رکابون مین پیر جما کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ظالم مع گینڈے کے چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ادھر اسد شیر دل کو مہتر قران نے
پھر گھوڑے پر سوار کیا تخیل خشت انداز قریب اسد شیر دل آکر للکارا اسد نامدار نے برابر اُس ظالم پر زن زن تلوار کا جھالا
باندھ دیا اُس نابکار کو بچنا دشوار ہوگیا قران نے پشت سے آواز شاباش مرحبا ای اسد شیر دل تو نے تو اسوقت ساون
بھادون کی جھڑی باندھ دی شعر برس پڑے مین مثل ابر غازی اپنے دشمن پر با جھڑی ساون کی مثل ابر بارندہ ہو میدان مین ناگاہ
تخیل خشت انداز نے ایک جگہ پا کر خشت جو ماری اسد شیر دل کے سینہ پر پڑی گھوڑے پر جھوم کر بیہوش ہوگیا خشت انداز نے
چاہا کہ دوسری خشت اور مار دن کہ اسد کا کام تمام ہو کہ بدیع الزمان نے اُسکو للکارا باش او نامرد کیا کرتا ہے بچہ کو خشت مارتا ہے
جو دار مین آپہونچا خشت انداز نے وہی خشت شاہزادہ بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے پھرتی سے ہاتھ اُٹھا کر خشت
روک لی اور وہی خشت اُس مغرور کو ماری سر اُس بدنہاد کا شق ہوگیا چرخ کھا کر زمین پر گرا تڑپکر مرگیا پھر تو کفار کے حوصلے
پست ہوگئے کوئی سامنے بدیع الزمان کے نہ آیا شام تک اسیطرح جدال و قتال کرتے رہے اٹھارہ سرداران نامی کو قتل کیا اور
انبوہ مین سیکڑون زخمی اور قتل ہوئے جب تاریکی شب ظاہر ہوئی صاف نکلے چلے گئے کسی سے دیرون کو روکا نہ گیا بدیع الزمان
نے راہ مین اسد شیر دل سے کہا کہ ای فرزند آج مین بہت سے کافرونکو قتل کرتا مگر تمہارے سبب سے کچھ نہو سکا اسد شیر دل بولا کہ
جناب ماموجان صاحب مین اپنی کمزوری سے ناچار ہون نہین تو چار دن نابکارون کو جو تنگ کرتا یہی باتین کرتے ہوئے دامن
کوہ مین آئے مہتر قران ملک سبا تل سے کھانا لیتا آیا تھا دونون شاہزادونکو کھانا کھلایا آپ بھی کھایا بعد کھانا کھانے کے
بدیع الزمان نامدار و اسد عالیوقار اور مہتر قران عیار کوہ پر بیٹھے ہوئے کیفیت شب ماہ دیکھ رہے ہین اور باتین اُسی جنگ و
جدال کی ہورہی ہین کہ ایکطرف شگاف کوہ مین روشنی معلوم ہوئی بدیع الزمان نے مہتر قران سے کہا کہ وہ روشنی شگاف کوہ مین
کیسی معلوم ہوتی ہے ذرا جاکے دیکھو تو یہ کیا راز ہے مہتر قران اُسی شگاف کوہ کی طرف چلا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ دو رنگ محل
بندی ہے اُسپر چراغان روشن ہین اور فرش سفید مثل چاندنی شفاف کہ جیسے چاندنی ماہ چہاردہ کی شب کو چھٹکی ہوتی ہے اور اُس
فرش پر دو مسندین پر تکلف آراستہ ہین ایک مسند پر ایک مہ جبین سفید پوش بصد حسن و جمال بیٹھی ہے چہرہ اُسکا ایسا نورانی ہے کہ چودھوین
رات کا چاند شرمندہ ہے عکس رخ سے اُسکے اختر تابندہ جھلملا رہے ہین گیسوے تابدار مثل مار سیاہ دوش پر لہراتے نکہت اُنکی
بر از مشک و عنبر سارا ہی محفل فیض منزل خوشبو سے اُنکی بسی ہوئی ہے دوسری مسند پر تکلف پر ایک نازنین خورشید لقا
بصد ناز و ادا سبز پوش عنبرین زلف بدوش تاج مہی سر پر رکھے ہوئے مثل طاؤس طناز کے جلوہ افروز ہے اور ایک نازنین
نمکین مہر تمکین حسین مہ جبین سبزہ رنگ آنکھین نرگس شہلا رخسار گلہاے شگفتہ دندان گوہر آبدار گیسو سنبل پیچان سیمین تن
غنچہ دہن پوشاک و لباس عمدہ زیب بدن ایک کرسی جواہر نگار پر بصد کر و فر متمکن ہے وہ حسن و جمال بیمثال اُسکا کہ نگاہ
خیرگی کرتی ہے مہتر قران اُس نازنین سبزہ رنگ پر ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہوگیا دفعتہ ایسا محو جمال بیمثال خوش خصال
ہوا کہ بت کی طرح اُس صنم ذی حشم کے سامنے کھڑا رہ گیا اب خبر لیکر کون جاے خود فراموش ہے عشق چہرہ زیبا حور وش
مین بیہوش ہے نظارہ روے جمال جہان آرا کا کرتا ہے دمبدم لب پر آہ سرد آنکھون مین اشک گرم ہین عشق کا دم بھرتا ہے کبھی سکوت ہے

کبھی یہ اشعار پڑھتا ہے اشعار

کوچے مین یار کے مین زمین گیر ہوگیا
سینے کا خط کھنچا ہوا شمشیر ہوگیا

دل محو حسن زلف گرہ گیر ہوگیا
تو جھی نظر نے مارا تار تیری اے
باغ جہان سے ایسی گئی کچھ شگفتگی

دیوانہ وار بستہ زنجیر ہوگیا
بیوجہ خون عاشق دلگیر ہوگیا
پہلو مین دل بھی غنچہ تصویر ہوگیا

اسطرح ضعف بازون کی زنجیر ہوگیا
اُس ترک خشم کا کوئی دیکھے تو بانکپن
قوس قزح کو توڑ گیا سیر تیر آہ

گردون کے بازنالۂ شبگیر ہوگیا | بیان تو مہتر قران عشق جمال پری پیکر مین محو صورت آئینہ حیران مین وہان شاہزادہ بدیع الزمان

منتظر خبر روشنی ہین کہ مہتر قران آئین تو کچھ کیفیت معلوم ہو کہنے لگے کہ روشنی کچھ دور نہیں ہے کہ مہتر قران ابتلک پھر کر نہ آئے خبر
کچھ نہ لائے نہیں معلوم کیا وجہ ہوئی اسد شیردل نے کہا کہ ماموجان اگر آپ فرمائیے تو مین جاکر خبر لاؤن شاہزادہ بدیع الزمان
نے منع کیا اسد نے نہ مانا جسطرف روشنی دکھائی دیتی تھی اودھر چلا جب پہونچا دیکھا مہتر قران چپکا کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے اسد
شیردل نے پکارا اے مہتر قران تم خوب خبر لینے آئے تھے تم محو تماشائے حسن محفل نزہت منزل ہوگئے وہان ماموجان تمہارے
منتظر ہین مہتر قران نے کہا اے شہریار آپ بھی میرے پاس تشریف لائیے ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جلسہ لائق دید ہے اسد شیردل نے
جو اس جلسہ کو آگے بڑھ کے دیکھا بیساختہ احسنت کہکے ہاتھ سے دل پکڑ لیا آہ سرد دل سے کھینچی دل نے بے اختیار چاہا کہ
اس نازنین سفید پوش کے پاس جاکر بیٹھیے جو مثل ماہ کامل مسند نورانی پر جلوہ گر ہے اور دریائے مروارید مین سراپا غرق ہے
بیدل دادہ و فریفتہ حیرت زدہ کھڑا رہ گیا جب وقت اسد شیردل کو بھی آنے مین دیر ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان گھبرائے
اور کہا کہ خدا جانے وہان کیا معرکہ ہے کہ جو گیا وہ وہین کا ہو گیا شعر صنم خانہ حقیقت مین عجب شہر خموشان ہے * جو جاتا ہے
ادھر کو پھر ادھر پھر کر نہیں آتا * یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان اٹھ کھڑے ہوے اور جدھر روشنی معلوم ہوتی تھی اسطرف چلے جب
قریب اس روشنی کے پہونچے دیکھا کہ مہتر قران و اسد شیردل محو تماشائے جلسہ حسن جیستان جہان مین صورت تصویر سکوت
مین کھڑے ہین شعر جلوۂ رخسار جانان دیکھتے ہی دفعتہً * عشق پیدا ہوا محو تماشا ہو گئے * بدیع الزمان نے آواز دی اے
اسد شیردل و اے مہتر قران کیا تماشا کھڑے دیکھتے ہو ہم تمہارے منتظر ابتک رہے تم نے اسقدر دیر لگائی کہ دل متردد و متفکر
ہوا کہ خدا جانے کیا معرکہ گذرا جو دونون نہین آئے کس بلا مین پھنس گئے خبر لینا چاہیے اسد شیردل نے کہا ماموں جان
آپ بھی تشریف لائیے ملاحظہ فرمائیے مہتر قران نے کہا اے شہریار آگے بڑھ آئیے بہ نگاہ غور دیکھیے قدرت خدا کا نمونہ ہے صانع
ازل کی صنعت کا ظہور ہے چند مہر درخشان سے چہرہ ہائے تابندگان کا نور ہے شاہزادہ بدیع الزمان قریب مہتر قران کے جاکر
دیکھنے لگے نگاہ آلودہ عشق نازنین حور العین سبز پوش تاجدار پر پڑی دل مائل جمال جہان آرا ہوا استقلال کا مطلق نہ یارا
ہوا آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر پڑھا شعر شمشیر عشق حسن رخ بیمثال نے * دل کو کیا نگار دو پارہ جگر کیا * اسدرہے
اثر عشق نور چہرہ پر نور کی چھوٹ پڑتے ہی دلکو محویت طاری ہوئی جب ہوشیار ہوئے مہتر قران سے کہا کہ غضب ہوا تو نے
مجکو کس چیز کا نظارہ کرایا کہ دل نے عالم بیخودی قبول کیا نہیں معلوم یہ کون شعلہ خو ہے اور کسکی دختر ماہرو ہے مہتر قران نے کہا اے
شہریار ابھی توقف فرمائیے معلوم ہو جائیگا اسد شیردل نے کہا ماموجان آپ تامل کیون کرتے ہین چلیے اپنے معشوق
حور لقا کے پاس بیٹھیے ڈر کسکا ہے آپ اتنے لشکر پر تو روز خون مارتے ہین یہان چلتے ہوے آپ ڈرتے ہین بدیع الزمان
نے کہا بیٹا تم ابھی بچے ہو کوچۂ عشق کو نہیں جانتے روش راہ عشق علیحدہ ہے شجاعت کا کوچہ اور ہے معشوق جبر سے
ہاتھ نہیں آتا ہے یہ اپنے تئین منظور نہین کہ معشوق دلفریب کو رنج دیجیے ایسا نہو کہ مین اسکے پاس جا بیٹھون اسکو
اس صحبت مین کسی سے شرم و لحاظ مانع ہو اسکے خلاف ہو پھر قران سے شاہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ تم جاؤ ذرا یہ تو دریافت
کرو یہ کون ہے اور کسکی دختر مہر پیکر ہے مہتر قران یہ سنکے آگے بڑھا چارطرف چوکنا ہو کر دیکھنے لگا سوچ رہا تھا کسطرح حال دریافت کرے
ناگاہ ایک عورت نازنین پری پیکر پیشاب کرنے کو صحبت سے اٹھکر باہر آئی اور قنات کی آڑ مین بیٹھکر پیشاب کیا مہتر قران
بھی پیچھے پیچھے اس نازنین کے آیا جب وہ فراغت کر چکی مہتر قران سامنے اسکے گیا اور سلام کیا اس مہوش نے جو اس شب ماہ
مین ایک آدمی سیاہ فام موٹا تازہ تنومند بالا قد تصویر ظلمت کدہ کو مثل دیو کے دیکھا ڈر کر دہل گئی گھبرا کر کہا ارے تو کون
ہے مہتر قران نے پھر سنکے جواب دیا آپ کا غلام تازہ آپ کچھ ڈرین نہیں مین قسم ہا سے نہیں ہون بلکہ انسان ہون کچھ مجکو

آپ سے دریافت کرتا ہے فقط آپ اتنا بتلا دیجیے کہ یہ نازنین مہر تمکین سبز پوش تاجدار مسند نشین جاہ و جمال کون ہے اُسنے کہا کہ دختر بلند اختر جمال دیدہ پارہ جگر زمرد شاہ باختری ہے اور نام اسکا ملکہ جہان افروز ہے عمتر قران نے کہا کہ دوسری نازنین ماہ جبین سفید پوش کون ہے اُسنے کہا کہ یہ بیٹی جرنیل قدرت یاقوت شاہ کی ہے نام اسکا ملکہ مہر افروز ہے عمتر قران نے پوچھا کہ وہ تیسری نازنین سیمین تن گلعذار کرسی نشین جواہر نگار کون ہے اُسنے کہا کہ یہ بیٹی ہے گروہ مرد عیار کہ نام اسکا شور انگیز ہے عمتر قران نے کہا کہ یہ مہر و ماہ فلک حسن و جمال اس صحرا مین کیون آئی مین اُس پری نے کہا کہ اسکا حال نہ پوچھو عشق وہ بری بلا ہے کہ گلیون کی ٹھوکرین کھلواتا ہے دشت و صحرا دکھلاتا ہے اشعار

عشق کرتا ہے جب اثر پیدا	پہلے ہوتی ہے چشم تر پیدا
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ بار دیکھا	عشق وہ گل ہے کہ جسکو نہ شگفتہ دیکھا
عشق کرتا ہے دل کی پامالی	عشق نے کر دیے ہین گھر خالی
عشق کا جس پہ جن سوار ہوا	اُسکا دیوانون مین شمار ہوا

اے شخص یہ ملکہ جہان افروز نور جمال بے مثال شاہزادہ بدیع الزمان خوشخصال پسر حمزہ صاحبقران بلند اقبال پر عاشق و فریفتہ ہے جیسے تصویر اُس خورشید رو کی دیکھی ہے بیقرار و بیتاب ہے ناگہ پر در دربار ہے سُنا تھا وہ شیر بیشہ مردانگی قید ہو کر آیا تھا اب اُسنے رہائی پائی ہے روز خون مارا کرتا ہے رات کو کسی کوہ کیطرف نکل جاتا ہے ملکہ جہان افروز کئی روز سے اس مقام پر فروکش ہے اس خیال سے کہ شاید وہ محبوب خوش اسلوب ادھر آنکلے ملاقات کامل ہو اور تسکین دل مضطر کو حاصل ہو عمتر قران نے یہ سُنکر کہا کہ تم ملکہ جہان افروز سے کیا علاقہ رکھتی ہو اُسنے کہا مین کوکا ہون ملکہ جہان افروز کئی روز سے اس مقام پر فروکش ہے بدیع الزمان کو یہان لے آئین تو کچھ مین دونگی ملکہ کی کوکا نے یہ سُنکر کہا کہ دُور موئے شہ مشٹنڈ کالیے بیہودہ نہ بک تیرے نام پر پانچ جوتیان جتنے کا پانی بھلا تو کیا جانے شاہزادہ بدیع الزمان کو اور کہان پائیگا عمتر قران نے کہا کہ ملکہ کی کوکا بنکے اتراؤ نہین جیبھ سنبھالے رہو آدمیت کی بات کرو مین شاہزادہ بدیع الزمان سے خوب واقف ہون اُسنے کہا تجکو بدیع الزمان سے کیا خصوصیت ہے عمتر قران نے ہنسکر کہا مین عیار ہون شاہزادے کا اور تجکو اگر نہ اعتبار آئے تو دیکھ لے بدیع الزمان وہ سامنے کھڑا ہے تم ملکہ سے پوچھ آؤ تو شاہزادے کو لیچلون وہ عورت یعنے کوکا ملکہ کی دوڑی ہوئی خدمت مین ملکہ جہان افروز کے آئی ملکہ اُسوقت اپنی انیسون جلیسون سے یہ کہ رہی تھی افسوس ہم عجب بدنصیب ہین گردش فلک کجرفتار مین پڑے ہین گھر چھوڑکر معشوق دلفریب جامہ زیب کی تلاش مین نکلے ہین کئی روز سے کوہستان مین پڑے ہوے ہین مگر اُس گل نودمیدہ گلشن صاحبقرانی کا کہین پتا نہ لگا ہر روز صورت بلبل نالان آہ و فغان فراق مین اُس گل خندان کے یہ شعر ورد زبان کرتے ہین شعر صبا بہ گلشن جانان اگرچہ می گذری ؛ ز ما لقیت جیبی نقل نہ خبری ؛ اور ہماری ہمشیرہ صاحبہ ملکہ گیتی افروز تو صحبت وصل معشوق کے مزے اڑا رہی ہین ہم بدنصیب صدمہ ہجر محبوب مین مبتلا ہین یہ کہکر آہ سرد دل پُر درد کھینچکر چشمہاے چشم نم سے گرانے لگی کوکا نے جھکر سلام کیا اور کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو شاہزادہ بدیع الزمان تشریف لاتے ہین سر اُٹھو موتیون سے بھر دیجیے کہ یہ خبر فرحت اثر لونڈی نے سنائی ہے پژمردہ بہار غنچہ دل پژمردہ لائی ہے ملکہ بیساختہ بولی اے بوا تیرے منہ مین گھی شکر کہان ہین ہرچند مجکو اپنے طالع نگو سے توقع نہین لیکن شاید گردش ستارون کی بدل گئی ہو کہیے جی مین اُس مسیحاے زمان کو دیکھ لون بوا سچ کہیو تو جھوٹ موٹ تشفی دل کے لیے کہتی ہے یا سچ مچ آگئے ہین اُسنے کہا اگر آپکے نمک کی قسم اور اپنے دونون دیدون کی قسم مین اپنی آنکھ سے دیکھ آئی ہون اگر حکم ہو تو جاکر بلا لاؤن ملکہ نے کہا جبتک مین اپنی آنکھ سے دیکھ نہ لونگی ہرگز یقین نہ آئیگا اگر تو سچی ہے تو جا میرے دلربا کو لاکے میرے پہلو مین بٹھا دے اُسنے کہا آپ صحبت عیش و طرب آراستہ کیجیے مین آپ کے معشوق کو لیے آتی ہون یہ کہکے وہ عمتر قران کے پاس آئی کہا کہ ملکہ منتظر جلوہ خورشید برج ہمت و شجاعت ہے تو مجھے جو ٹھانا کیجیو چل میرے ہمراہ کر دے عمتر قران ملکہ کی کوکا کو ساتھ لے [illegible] سے پاس بدیع الزمان کے آیا یہان بدیع الزمان سے اسد شیر دل کہ رہا تھا کہ ماموجان آپ ان تینون نازنینون مین سے کس پر مائل ہوے

شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ مین تو معشوق سبز پوش تاجدار پر مائل ہون اسد نے کہا مین تو نازنین سفید پوش پر عاشق
ہون اتنے مین مہتر قران ایک عورت کو ہمراہ لیے ہوئے آیا اور بدیع الزمان سے کہا ای شہریار مژدہ باد یہ نازنین سبز پوش تاجدار
بیٹی ہے لقا کی اور آپکے عشق مین دیوانہ وار پھرتی ہے ادھر بھی مشتاق دیدار آپکی آئی ہے اور یہ ملکہ کی کوکا ہے جسوقت نگاہ ملکہ کی
کوکا کی چہرہ بیمثال بدیع الزمان پر پڑی ماہ کامل کو جلوہ گر دیکھا خدا کی قدرت نظر آئی سر سے پا تک بلائین لینے لگی کہا کہ حضور
چلیے آپکے فراق مین ملکہ جہان افروز نے اپنا حال تباہ کیا ہے اب دیر نہ کیجیے تشریف لیچلیے شربت دیدار سے تشنہ فراق کو سیراب کیجیے
گلشن حسن ملکہ جہان افروز خزان دیدہ سرسبز و شاداب فرمائیے یہ سنکے شاہزادہ بدیع الزمان ملکہ کی کوکا کے ساتھ چلے اسد شیر دل
نے کہا مین بھی آپکے ہمراہ آتا ہون شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا تم یہین ٹھہرو مین وہان جاکر تمکو بلا لونگا یہ کہکر صحبت عشرت ملکہ
کیطرف آئے جسوقت ملکہ جہان افروز نے شاہزادہ بدیع الزمان کو دیکھا مسند سے اٹھ کھڑی ہوئی دوڑکے ہاتھ شاہزادہ بدیع الزمان
کا پکڑ لیا اور لاکے مسند زرنگار پر اپنے پہلو مین بٹھایا سامان عوت مہیا کیا دور جام گردش مین آیا ملکہ نے ساغر زرنگار اپنے ہاتھ سے
لبریز کیا اور شاہزادے کو دیا بدیع الزمان نے شراب کا جام ہاتھ سے نہ لیا پینے مین انکار کیا ملکہ نے کہا ای شہریار ای آرام دل بیقرار میری
خوشی یہ ہے کہ میرے ہاتھ سے ایک جام بادہ گلرنگ نوش کرو شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا تم کافرہ غیر مشرب ہو یہ شراب ہمکو پینا حرام ہے اگر
تمکو ہم سے علاقہ و محبت دلی ہے تو وحدانیت خدا کا اقرار کرو اور نور دین اسلام کو دلمین جگہ دو زنگ کفر کو آئینہ قلب و جگر سے دھو
مسلمان ہو ملکہ جہان افروز نے کہا مین مسلمان ہوتی ہون تمکو سجدہ کرنیکو موجود ہون آئین اسلام تلقین کیجیے زلال شربت دین اسلام پلائیے
بدیع الزمان نے کہا سجدہ انسان کو کرنا منع ہے لائق سجود رب معبود ہے ہم راہ راست بتانے کو آمادہ تلقین طریق اسلام تعلیم کرنیکو موجود ہین
غرضکہ ملکہ جہان افروز بصدق دل مسلمان ہوئی لقا پر لعنت کی اور کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اور جتنی ساتھ والیان تھین ان سب
کو مسلمان کیا اب دور بادہ گلرنگ چلنے لگے آپس مین رمز و کنایہ کی باتین ہونے لگین شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ باہر میرے بھائی
اسد شیر دل و عیار بیسر مہتر قران دونون کھڑے ہین انکو بھی بلوا لو ملکہ نے کوکا کو اپنی بھیجا وہ جاکر بیوجھی یہان اسد شیر دل
ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ صحبت مین چلیے کہ ماموںجان کو دیر ہوئی مہتر قران روکتا ہے یکایک کوکا ملکہ کی آئی اور کہا کہ چلیے آپکے
ماموںجان بلاتے ہین اسد شیر دل اور مہتر قران اسکے ہمراہ چلے جب محفل عشرت مین پہونچے ملکہ جہان افروز اور شاہزادہ بدیع الزمان
ایک مسند زرین پر بے تکلف بیٹھے مثل آفتاب مہتاب کے دیکھا گویا قران سعدین نظر پڑا اسد نامور نے ملکہ جہان افروز کو سلام
خسروانہ کیا اور پاس ملکہ مہر افروز کے مسند زرنگار پر جلوہ افروز ہوئے ملکہ مہر افروز بھی اسد شیر دل کو دیکھتے ہی بدل و جان
شیفتہ و فریفتہ ہوئی مگر چپکی بیٹھی رہی ملکہ جہان افروز نے اپنی کوکا سے کہا کہ اسد شیر دل و ملکہ مہر افروز کو علیحدہ بیجاکر بٹھادو
کہ تخلیہ ہو آپس مین لطف مزے جوانی کے اٹھائین ملکہ کی کوکا نے ایک خلوتخانہ برائے اسد شیر دل و ملکہ مہر افروز کے تیار کیا دونو
کو بیجاکر وہان مسند بے تکلف پر بٹھایا سامنے جام شراب آیا ملکہ نے ہاتھ مین لیکر اسد سے کہا ای شہریار نوش فرمائیے اسد
شیر دل نے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو وحدانیت پروردگار کا اقرار کرو تو مین یہ جام بادہ گلرنگ تمہارے ہاتھ سے پی لون ملکہ
مہر افروز بصدق دل مسلمان ہوئی کلمہ پڑھا سجدہ شکر خدا بجا لائی لقا پر لعنت کرنے لگی صحبت عیش و عشرت گرم ہوئی بوس و کنار
ہونے لگا ادھر مہتر قران نے ملکہ شور انگیز سے کہا کہ ای صاحب اب تم کیون مضمحل اور افسردہ مثل گل تر پژمردہ بیٹھی ہو آؤ
چلو علیحدہ چلین ہم تم شغل بوس و کنار کرین ملکہ شور انگیز نے کہا کہ میری قسمت مین کالا آبنوس کا کندہ تصویر ظلمات
ہاتھی کا بچہ رکھا تھا مہتر قران نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ملکہ نے کہا موذی کاٹے کچھ شامت آئی ہے مجکو ہاتھ نہ لگا دور
سے بات چیت کرین اپنے جلے ہوئے سوختے کو پسند نہین کرتی مہتر قران نے کہا غصہ نہ کیجیے گرمیان نہ دکھائیے
ٹھنڈی ٹھنڈی اٹھکر چلی آپنے مزے اڑائیے ان گرما گرم باتون پر مہتر قران کی ملکہ شور انگیز ہنس پڑی شاہزادہ

بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ شورانگیز یہ عیار میر اباد شاہ ملک جلش ہے اسکے برابر کوئی نہیں ہے اور یہ اجتک کسی پر مائل نہیں ہوا خدا جانے کیا سبب ہے کہ اسکو تمسے الفت ہوئی تم نے اسپر کوئی منتر دم کی یا کوئی افسون پڑھا جو مہتر قران تم پر عاشق ہوگیا یہ کہکے بدیع الزمان نے مہتر قران سے اشارہ کیا کہ ملکہ شورانگیز کو گود مین اٹھا لیجاو مہتر قران جھپٹ کے ملکہ شورانگیز کو گود مین اٹھا لیگیا چونکہ ملکہ شورانگیز بھی مہتر قران پر مائل تھی مگر یہ سب ظاہر کے نخرے تھے غرضکہ لیجاکر مہتر قران نے ملکہ شورانگیز کو بھی مسلمان کیا اور جام شراب پیکر مشغول باختلاط ہوے اب علیحدہ علیحدہ تینون صحبت آرا مین رات بھر عیش و عشرت و بوس و کنار و لطف وصال ولدار مین رہے ناگہ نور سحری پیدا ہوا سلطان شرقی نے اقلیم فلک پر طلوع کیا صبح ہوئی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی مرغان خوشنوا چہکارنے لگے طیور حمد الٰہی مین مشغول ہوے شاہزادہ بدیع الزمان و اسد شیر دل نے غسل کیا نماز سحری بجا لاے ملکہ جہان افروز سے بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ خدا حافظ اب ہم لشکر لقا پر جاکر روز خون مارینگے تمکو سپرد خدا کیے جاتے ہین اگر زندہ رہینگے تو انشاء اللہ پھر ملاقات کرینگے ملکہ جہان افروز آنکھون مین آنسو بھرلائی اور کہا ای شہریار بقول لے کہ آمدی کہ پرشدی چہ بیائی و چہ میروی دو روز بھی لطف صحبت نہ اٹھایا اچھی طرح جی بھر کے نہین دیکھا مین ہرگز جانے کو نہ جانے دونگی اشعار

ہجوں میں پھر مجھے تڑپاے گا
چاندسی شکل یہ ای ماہ لقا

اشک خون آنکھوں سے رلوائیگا
دیکھنے کو مجھے ترسائیگا

اب جو پہلو سے مرے جائیگا
جانتے ہین آپ اگر تو بہتر

آکے زندہ نہ مجھے پائیگا
یہ تو فرمائیے کب آئیے گا

شاہزادہ بدیع نے کہا ای ملکہ ہرچند کہ ہمکو بھی تمھاری جدائی بہت شاق ہے نشتر غم تمھارا فراق ہے مگر کیا کرین قول مردان جان دارد کہ جو منھ سے کہا ہے اسکو نباہنا چاہیے ہے مین کہ چکا ہون ایک میرا ابن عم شاہزادہ قاسم ہے اسنے یہان اٹھائیس شبخون مارے ہین بھی اٹھائیس روز خون لشکر لقا پر مارونگا تو چین لونگا اب مین کسی طرح رک نہین سکتا ہون کہ دیر ہوتی ہے یہ سنکر ملکہ جہان افروز بآہ و زاری و نالہ و اشکباری شاہزادہ بدیع الزمان سے لپٹ گئی مسدس

جانے جانے ہی کی ضد ہے تو بہت خوب اچھا
تجکو یہ دھن ہے تو ہم نے بھی جی پر رکھا

ای صنم کیسے کہیں تجھ سے کہ مت نہ جا
پھینک دینگے ابھی ہم چیر کے پہلو اپنا

مانتا ہی نہیں کہنے کو میرے تو اچھا
تجھپہ قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا

یہ سنکر محزون و نالان شاہزادہ بدیع الزمان تلوار ٹیک کے اٹھ کھڑے ہوے اسد شیر دل بھی چلنے کو تیار ہوا ملکہ مہر افروز نے کہا کہ ای شہریار تم کہان چلے شاہزادہ بدیع الزمان کو جانے دو تم میرے پاس رہو اسد نے کہا ای ملکہ پروانہ کہین شمع سے جدا ہوکے رہ سکتا ہے بلبل گل کو کب چھوڑتی ہے شعاع قمر سے علیحدہ نہین ہوتی شعر جاؤن نہ ساتھ عقل کا بالکل قصور ہے ماہون کو چھوڑ دون یہ حمیت سے دور ہے ای ملکہ نظر بخدا رکھو انشاء اللہ اگر جیتے رہے تو پھر اسی جان کے ہمراہ آئینگے خاطر جمع رکھو عوض فکر و تردد کے دعا کرو مہتر قران بھی گھبرا کر اٹھا دیکھا کہ آفتاب طلوع ہوا ہے عرض کی ای شاہزادہ بدیع الزمان کیا آج روز خون مارنے نہ چلیے گا شاہزادے نے فرمایا چلو چلتے ہین وقت شمشیر زنی کا آگیا نشہ جرأت و ہمت کا جوش ہے دین و دنیا فراموش ہے ملکہ شورانگیز نے کہا ای اختر فلک عیاری ای کوکب سپہر طراری و خنجر گذاری یہ کیا تو بھی مجکو چھوڑ کے چلا جائیگا بعد وصل صدمہ فراق دکھائیگا ارے موے مسٹڈے اگر تجکو جانا ہی تھا تو کیون اور زیادہ منھ کالا کیا کہ الٹا تو اہو گیا ارے مونڈی کاٹے جلسازین تو تجھ سے بھاگتی ہی تھی مجکو کیون الفت کے عذاب مین ڈالا نوج پڑتا ایسے سے پالا شعر ایسا جو مجھتی تو کبھی بات نہ کرتی ۔ واللہ کہ مین تجھ سے ملاقات نہ کرتی ۔ شل اب پچتائے کیا ہوتا ہے جب چڑیان چگ گئین کھیت مہتر قران نے ہنسکر شورانگیز کو گلے سے لگایا اور کہا ای جان جہان ای راحت دل مشتاقان تمھاری بھولی بھولی باتین بھلی لگتی ہین سمجھین اپنے دل مین منصفی کرو یہ وفاداری کے خلاف ہے کہ آقا جدال و قتال دشمنون سے کرنے جاے اور غلام پہلو مین معشوق کو لیے ہوے پڑا رہے دل کیونکر قبول کرے علاوہ اسکے تمکو ہم سے پھر کیا امید ہوگی یہ ذکر تھا کہ شور النفاق بلند ہوا ابیت بر ہم تمام صحبت

عشاق ہو گئی ✤ دامن مین منہ جو شمع سحر نے چھپا لیا ✤ القصہ شاہزادہ بدیع الزمان ملکہ جہان افروز کو اسد شیر دل و ملکہ
مہر افروز کو مہتر قران ملکہ شور انگیز کو مضطر و نالان با دیدۂ گریان حیران و پریشان چھوڑ کر روانہ ہوئے یہان صبح کو یاقوت شاہ
جبرئیل قدرت کو خبر ہوئی کہ ملکہ گیتی افروز تو غائب ہو چکی ہے اب ملکہ مہر افروز اور ملکہ جہان افروز اور ساتھ اسکے شور انگیز وغیرہ
بھی ہین صحراے سبزہ زار کی طرف گئی ہین یاقوت شاہ سوار ہوا مع چند ملازمان کے اُسی صحراے پُر فزا مین آیا جہان کہ ملکہ
مہر افروز وغیرہ نے جلسۂ عیش و نشاط کیا تھا دیکھا کہ نازنینان مہ جبینان بیٹھی ہوئی آپس مین ہنس بول رہی ہین ہمنشین ہمنشین
مذاق کی باتین کر رہی ہین یاقوت شاہ اُنکے پاس آکر بیٹھا پوچھا تم سب یہان کیون آئی ہو اُن سب نے کہا کہ ہمارا دل گھبراتا
تھا برائے تفریح طبع ادھر صحراے سبزہ زار مین چلے آئے کہ کچھ دل بہلے یاقوت شاہ نے کہا کہ اب مکان کو چلو آج کل خدا پرست
رہزن خون مارتے آتے ہین ایسا نہو کہ تمکو بھی قتل کرین غرض کہ یاقوت شاہ سب کو سمجھا بجھا کر لیگیا کہا اگر تمھارا دل ایسا ہی
گھبراتا ہو بہشت کی سیر کرو ہنسو بولو دل بہلاؤ اپنی ہمجولیون سے کھیلو کودو مگر کہین نہ جاؤ یہان شاہزادہ بدیع الزمان و اسد شیر دل
و مہتر قران تلوارین کھینچکر نعرے کرتے ہوئے لشکر لقاے بے بقا پر رہزن خون گری تلوار چلنے لگی دریاے خون بہنے لگے کشتون کے
پشتے سرون کے ڈھیر ہوئے تلاطم عظیم برپا ہوا دن بھر لڑے سیکڑون کفار قتل کیے جب شام ہوئی تاریکی پھیلی شام کو پھر اُسی کوہ کی
طرف آئے ہر ایک دامن کوہ و صحرا مین تلاش کیا مگر ملکہ جہان افروز وغیرہ کا کہین پتا نشان نہ ملا نہایت حیران و پریشان متردد
و متفکر ہوئے کہا الٰہی یہ کیا معرکہ ہے کہ دفعتہً سب کے سب غائب ہو گئے اسد نے کہا کہ اے مہربان معلوم ہوتا ہے کہ لقاے بے بقا نے
آدمی بھیجکے بلوا لیا ہے مین ابھی جاکر لقا کو اسیر کرتا ہون اور آپکی معشوقہ ملکہ جہان افروز کو ساتھ لیے آتا ہون بدیع الزمان نے کہا
بیٹا یہ کام سرزنشی سے نہین نکلتا ہے تدبیر سے ہوتا ہے مہتر قران نے کہا اے شہریار ملکہ باغ بہشت لقا مین ہو گی میرے خیال مین ایک
عیاری سوجھی ہے وہ ساتھ تدبیر اور عقلمندی کے ہو گی مین فرشتے کی صورت بنون اور تم شاہزادے دونون ہاتھ باندھکے توبہ توبہ کرتے ہوئے
میرے پیچھے چلے آؤ جب دروازہ بہشت پر پہونچین گے تو دربانون سے یہ کہینگے کہ بہشت مرفوع مین آگ لگی تھی اندنون ہمنے توبہ کی
دین لقا قبول کیا ہم بحکم لقا انکو اندر باغ کے لیے جاتے ہین کوئی دروازے پر نہ روکیگا اسی صورت سے اندر باغ بہشت کے
چلے چلینگے ملکہ جہان افروز و مہر افروز کو ڈھونڈھ لینگے یہ تدبیر شاہزادہ بدیع الزمان نے بہت پسند کی اور کوہ سے مہتر قران جیا
شاہزادہ بدیع الزمان کا بشکل فرشتگان دونون شاہزادے ہاتھ باندھے چلے آگے آگے مہتر قران اور پیچھے پیچھے اسد شیر دل
اور شاہزادہ بدیع الزمان جسوقت در باغ بہشت پر پہونچے دربانون نے کہا اے فرشتے مقرب درگاہ خداوند لقا کے یہ کیا معرکہ ہے
فرشتے نے کہا اے دربانون انکو نہ روکو یہ عتاب خداوندی لقا مین آئے تھے بہشت مرفوع مین حکم خداوند لقا سے آگ لگادی گئی
تھی تا یہ گنہگار جل جائین جب انھون نے توبہ کی اور دین خداوند لقا قبول کیا پاس خداوند لقا کے آئے انکے گناہ بخشے
گئے مجکو حکم خداوند لقا ہوا کہ یہ دونون تازہ گناہگار بخشش یافتہ قابل رحمت ہین انکو باغ بہشت مین پہونچا دو خازن بہشت
خداوند لقا سے کہدینا کہ انکو نہ روکو جانے دو دربانون نے کہا اے فرشتہ مقرب جا لیجا ان دونون کو مگر آگے بڑھکر سڑک پر
دو راہا ہے کہ ایک راہ زنانے بہشت کی طرف گئی ہے اور ایک راہ مردانے بہشت کی طرف تم زنانے بہشت کیجانب نہ جانا یہ سنکے وہ
فرشتہ نقلی باغ بہشت خداوند لقا مین داخل ہوا جاتے جاتے جب قریب زنانی ڈیوڑھی کے پہونچے تو ایک عورت قصر یاقوت سے
نکلی مہتر قران نے اُسے پہچانا جھپٹکر اُسکے پاس آیا کہ ملکہ کہان ہین وہ عورت وہی ملکہ کی کوکا تھی اُسنے مہتر قران کو پہچان کر
کہا اے فخر عیاران عیار مہتر قران نامدار ملکہ ہماری یاد شاہزادہ بدیع الزمان مین مضطر و بیقرار ہین رو رہی ہین یہان کیسا تم
اکیلے آئے ہو مہتر قران نے کہا دونون شاہزادے بھی میرے ہمراہ آئے ہین وہ دیکھو سامنے کھڑے ہین یہ سنکے وہ عورت خوش
ہو کر دوڑی گئی جاکر ملکہ مہر افروز و ملکہ جہان افروز کو مژدۂ جان بخش خبر آمد بدیع الزمان و اسد شیر دل و مہتر قران وغیرہ

کا سنایا کہا ای ملکہ مہترقران عیاری کرکے فرشتہ مقرب درگاہ خداوند لقا کی شکل بنکر ان سب کو اپنے ہمراہ لایا ہی یہ خوش خبری
پاتے ہی ملکہ جہان افروز و ملکہ مہر افروز و ملکہ شور انگیز اٹھ کھڑی ہوئین فوراً قصر یاقوتی سے باہر آئین اشارے سے شاہزادہ بدیع الزمان
اور اسد شیر دل و مہترقران کو بلایا جب یہ تینون قریب آئے دوڑ کر لپٹ گئین ہاتھ پکڑے ہوے اپنے اپنے قصر مین لے گئین
قصر یاقوتی مین ملکہ جہان افروز شاہزادہ بدیع الزمان کو لیکے داخل ہوئین اور قصر مروارید مین ملکہ مہر افروز اسد شیر دل کو
لیے آئین اور قصر زبرجد مین ملکہ شور انگیز مہترقران کو لیکے پہونچین ہر قصر مین صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی دو دو جام بادۂ گلرنگ
کے پیے اختلاط کی باتین ہونے لگین شغل بوس و کنار مین مصروف جام بادۂ وصال کا ساقی ہوا تمام شب اسی عیش و عشرت
مین بسر ہوئی جب صبح کا تارہ چمکا وہ مجاہد عابد و زاہد اُس فرش انبساط سے اُٹھے نماز سحری بجا لائے حمد و ثناے الٰہی مین مصروف
ہوے بعد دعاے فتح و نصرت بدیع الزمان نے ارادہ کیا کہ جاکر روزخون لشکر لقا پر مارین ملکہ جہان افروز نے صاحب ہمت و
شجاعت کو نہ جانے دیا کہا کہ ای شہریار میری خوشی یہی ہی کہ آج آپ نہ تشریف لیجایئے لونڈی کو ہجر مین نہ تڑپایئے شاہزادہ
بدیع الزمان بھی چپ ہو گیا اور ملکہ کے کہنے کو منظور کیا اور نہ گیا یہان خادمان بہشت بختیارک کے پاس آئے اور کہا کہ
بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران اور اسد شیر دل کو فرشتہ مقرب درگاہ وحدانیت اپنے ساتھ بہشت مین لیگیا وہ دونون
توبہ توبہ کرتے ہوے باغ بہشت مین داخل ہوے بختیارک نے اپنے دل مین کہا کہ بدیع الزمان ملکہ جہان افروز پر
مقرر عاشق ہوا اور مہترقران عیار عیاری کرکے بصورت فرشتہ ضرور اُسکو لیگیا یہان تو بختیارک یہ خیال ہی کر رہا تھا
کہ شاید ایسا ہوا ہو گا کہ سپاہی زنانی ڈیوڑھی کے دس پانچ لاشین لائے اور کہا اِنکو بدیع الزمان نے قتل کیا ہی اور اب
داخل قصر ملکہ جہان افروز ہوے ہین یہ سُنکر بختیارک اُٹھا کہ جاکر خداوند لقا سے حال بدیع الزمان بیان کیجیے یہان
لقاے بے بقانے شراب تیز و تند طلب کی کہ کچھ نشہ پانی جاکر گنبد گیتی نما پر جاؤن تقدیرین اپنے بندگان خداوندی
کی کرون اُسوقت تک کوئی دربار مین حاضر نہوا تھا جسوقت لقاے بے بقا گنبد گیتی نما مین آیا بختیارک حاضر ہوا اور
آداب بجا لایا عرض کیا یا خداوند ایک راز مخفی گذارش کرتا ہون کہ ملکہ گیتی افروز تو ہاتھ سے جا چکین اب دوسری صاحبزادی
ملکہ جہان افروز بھی جایا چاہتی ہین جلد خبر لیجیے غفلت نہ کیجیے اور ملکہ مہر افروز کا بھی ستارا چمکا چاہتا ہی جبرئیل قدرت
یاقوت شاہ کا کاشانہ صدر آب ظلمت کدہ ہوگا اور ملکہ شور انگیز دختر گردمرد بھی جوش مین آئی ہی اُسکو بھی دریادلی سے بہر
مسلمانی کی ہی مین نے معتبر خبر پائی ہی کہ شاہزادہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران اور اسد شیر دل نبیرۂ امیر باتوقیر اور مہترقران
عیار بدیع الزمان داخل باغ بہشت ہو چکے ہین قصر ہاے معلی نور جمال سے منور ہین عیش و عشرت مین زینت بخش خلوتکدہ
مہ جبینان ہین لقاے بے بقانے کہا او شیطان مجسم کیا بکتا ہی بختیارک نے کہا کہ دربانان باغ بہشت یہ خبر لائے ہین
اُنھون نے بیان کیا ہی لقانے کہا مین نے تقدیر نہین کی تو جھوٹھ کہتا ہی بختیارک نے کہا اگر آپ فرمائین تو مین
جاکر دیکھ آؤن لقانے کہا جا دیکھ آ مگر خبردار اگر تو نے کوئی بات جھوٹھ کہی تو مین بہت بُرے پیش آؤنگا یہ سُنکے
بختیارک وہان سے جلد داخل باغ بہشت لقا ہو کر قصر ملکہ جہان افروز مین آیا دیکھا کہ پردے زربفتی پڑے ہین اندر سے
صداے رقص و سرود آرہی ہی پردہ اُٹھا کر دیکھا کہ بدیع الزمان و اسد شیر دل و مہترقران اپنی اپنی معشوقہ سے اختلاط مین
مشغول ہین جلسۂ عیش آراستہ ہی بس یہ دیکھتے ہی پردہ چھوڑ کر بھاگا مہترقران نے جھپک آدمی کی دیکھی کہ کوئی شخص جھانک کر بھاگ
گیا جلدی سے پردہ اُٹھا کر باہر قصر کے آیا دیکھا کہ بختیارک بھاگا جاتا ہی بڑھکر نعرہ کیا کہ او مادر بخطا شیطان مجسم خبردار ٹھہر جا کہان
بھاگا جاتا ہی مین آ پہونچا مردود تو جاسوسی کو آیا تھا بختیارک اور زیادہ بھاگا مہترقران جست کرکے اُسکے پاس پہونچا
بختیارک پانون پر مہترقران کے گر پڑا مہترقران بختیارک کو پکڑ لایا شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا

کہ اے شہریار یہ حرامزادہ خبر لینے کو آیا تھا مین اسکا سر کاٹے لیتا ہون بختیارک نے کہا مین غلام ہون حضور کا اب معاف کیجیے
شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ اے مہتر قران بختیارک کو قتل نہ کرو ستون سے باندھ دو مہتر قران نے بختیارک کو رسی سے
ستون مین جکڑ کے باندھ دیا وہان لقاے بے بقا نے جب دیکھا کہ بختیارک کو بہت دیر ہوئی اور ابتک خبر لیکر نہین آیا گردم
سے لقا نے کہا کہ تو جا کر خبر لا کہ بختیارک کو کیا ہوا جو خبر لیکر نہین آیا کیا کسی عذاب مین یہ شیطان مبتلا ہوا گردم دیکہ لقاے
بے بقا قصر باغ بہشت مین پہونچا پردہ اُٹھا کے جھانکنے لگا مہتر قران نے جھپٹ کے اُسے بھی گرفتار کیا شور انگیز نے کہا اے
پدر کو قتل نہ کرنا مہتر قران نے اُسے بھی ستون سے باندھ دیا جب لقا نے دیکھا کہ گردم بھی پھر کر نہ آیا غصہ مین یاقوت شاہ
سے کہا کہ آج قصر باغ بہشت مین کیا آفت آئی ہی جو جاتا ہی پھر کر نہین آتا ہی تو جا کر دیکھ تو کہ ان دونون کو کیا ہوا جو پھر کر نہین آئے
یاقوت شاہ جلدی جلدی قصر باغ بہشت مین آیا پردہ اُٹھا کر جھانکا اسد شیر دل نے جو یاقوت شاہ کو دیکھا جھپٹ کر پکڑ لیا
اور یاقوت شاہ کی مشکین باندھ کے ڈال دیا جسوقت لقا نے دیکھا کہ یاقوت شاہ بھی جا کر بیٹھ رہا پھر کر نہ آیا نہایت غصہ ہوا تلوار
پکڑ کر غیظ و غضب سے کانپتا ہانپتا چلا قصر باغ بہشت مین آکر پردہ زربفتی اُٹھا کر دیکھا کہ ملکہ جہان افروز پہلوے بدیع الزمان
مین رونق افروز ہی اور ملکہ مہر افروز پہلوے اسد شیر دل مین جلوہ آرا ہی اور ملکہ شور انگیز پہلوے مہتر قران عیار بدیع الزمان
مین خیمہ زن ہی اور بختیارک اور گردم دستونون سے بندھے کھڑے ہین اور یاقوت شاہ کی مشکین بندھی ہوئی ہین لقا یہ
دیکھکر غصہ ہوا تمام جسم مین آگ لگ گئی نعرہ کیا باش اے خیرہ سر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر لقا نے تلوار کھینچی
شاہزادہ بدیع الزمان مثل شیر غضبناک تلوار پکڑ کر جھپٹا لقا نے تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے خالی دیکے قبضہ پر تھپکی ماری
تلوار لقا کے ہاتھ سے چھوٹ کر گری بدیع الزمان نے بند کمر مین ہاتھ ڈالکر لقا کو اُٹھا لیا اور تین چرخ دیکر کہا کہ او نابکار ہی
شرط کہ مار دن زمین کا پیوند ہو کر فی النار والسقر ہو لقا گڑگڑانے لگا کہا مین نے تقدیر نہین کی ہی کہ تو مجھے ماریگا بدیع الزمان
ہنسا اور اُسکو چھوڑ دیا اور تلوار لقاے بے بقا کی زمین سے اُٹھالی اور کہا کہ بیٹھ جا تو بھی شراب پی لے غرضکہ اُس
صحبت مین لقا وغیرہ سب بیٹھے اور شراب خواری ہونے لگی جلسۂ عیش و عشرت گرم ہو گیا ناچ و رنگ ہونے لگا۔
دوسرے داستان طلسم بیان دعا کرنا امیر حمزۂ صاحبقران کا اور پھنسنا طلسم مین اور ملاقات ہونا پیر زال جو راے
جنی سے اور ہاتھ آنا لوح و سلاح جنگ کا اور عقد ہونا دختر جوراے جنی سے عجیل باہرو کا اور عمرو سے اُسکی لڑکا
کا نام دختر جوراے کا لعل افروز پری اور لڑکا کا نام مشکل پری اور مقابلہ لقا بدار سرخ پوش کا اور قتل ہونا زرد مان شاہ کا

ہاتھ سے امیر حمزۂ صاحبقران کے

پلا ساقیا دور جم جم رہے	کوئی دم نہ اب دور برہم رہے	نہ کر ساقیا مجھ سے چالاکیان	یہ بہاتی نہین تیری بیباکیان
تری تیری یہ چشم مروت سے دور	دیا تو نے ابتک نہ جام سرور	بنا کر کیا دخت رز کو عروس	ہو شاہانہ اس میکدے مین جلوس
جو اعوان کی ہو ساقی تلاش	اسی سنگ غم سے ہو جان پاش پاش	دکھاؤن وہ نقشہ تجھے کھینچکر	بھڑک جاے بہزاد دیکھے اگر
اگر نشہ مے سے سرشار ہون	تو صورت نگر حسن دلدار ہون	تامل نہ کر دل ہی میرا کباب	پلا ساقیا قدح آفتاب
حجاب حقیقت اُٹھا دے سحر	مضامین کے جلوہ دکھادے سحر	بیت فرازندۂ رایت محفلان	علم ہو دا این نشان بیان

محفل آرایان شاہد عروس سخن جلوہ کنندگان بزم گلہاے معنی انجمن عبارات رنگین کو بیان دلچسپ سے یون بزم نظم
لاتے ہین کہ جب نزار قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کوہ جوزا پر عبادتخانہ بنواکے براے طلب حاجت
پروردگار عالم سے تشریف لائے خواجہ عمرو ہمراہ تھے امیر نے کہا اے خواجہ وہ اژدہا کس جا ہی جو عجیل باہرو کو نکل گیا
ہم نے ہزار جگہ دیکھا کہ جس جگہ مسکن اژدہا ہوتا ہی وہان کے خس و خاشاک اور اشجار خشک و تر جل جاتے ہین

اس مقام پر برعکس کیفیتین نظر آتی ہین کہ نخل سر سبز و شاداب ہین سبزہ تر و تازہ لہک رہا ہی ہر گل رنگینیان دکھا کر مہک رہا ہی طائر جابجا خوش الحانیان کرتے ہین دم وحدانیت باغبان قضا و قدر کا بھرتے ہین عمرو نے کہا اے امیر اسی جگہ عجیل نے فرش بچھا کر مینوشی کی اور استفراغ اُسکو اسی جگہ ہوا اور اسی مقام سے اژدہائے مہیب پیدا ہوا اور عجیل کو نگل گیا القصہ امیر با توقیر سر شام سے بعد نماز حاجت دعا مانگنے کو بیٹھے سر برہنہ کیا اور ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اشک حسرت دریای چشم گوہر بار سے جاری ہوے اور راز دل اُس بے نیاز رب کارساز سے بیان کرنے لگے اور بلبلا کر یہ دعا مانگنے لگے قطعہ

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب
گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستان را کجا کنی محروم
توکہ با دشمنان نظر داری

توئی ہست بخشندۂ عاصیان
توئی را حمایت کن بیکسان
نگہدار مارا ازراہ خطا
خطا در گذار و صوابم نما

اے سمیع و علیم اے غفور الرحیم اے فتاح طلسم مشکلات جن و بشر اے مددگار مجبور و بیکسان و مضطر یہ عاصی تجھ سے ملتجی ہو کہ اس بلا سے جلد نجات دے اور مجکو شتیاب کر تو خوب عالم و دانا ہو کہ مین ترقی دین اسلام کے واسطے مدام کوشش و سعی کرتا ہون اب اس دشمن سخت سے بچالے اور جلد اس بند عذاب عظیم سے میرے سرداروں کو رہا کر اسیطرح چار پہر رات حمزہ صاحقران نے درگاہ خدا مین دعا مانگی آثار صبح ظاہر ہوئے نماز سحری بجالائے اور پھر چاہا کہ مشغول دعا ہے بدرگاہ رب اکبر ہون یکایک دیکھا کہ ایک اژدہا منہ کھولے مثل دہان غار دکوہ عمیق کے سامنے چلا آتا ہے جب اژدہا قریب آیا ایک آواز آئی اے حمزہ تو منہ مین اس اژدہے کے چلا آ اندیشہ نہ کر امیر با توقیر نہایت حیران ہوئے کہ یہ آواز کس کی ہو چارطرف متحیر ہو کے دیکھنے لگے تو پھر آواز آئی اے حمزہ تو نے بڑے بڑے طلسم فتح کیے اژدہون کے منہ مین کودا اور اس مقام پر تو خائف ہوتا ہی کچھ مطلق خوف نہ کر بلا تامل تو منہ مین اس اژدہے کے چلا آ مطلب تیرا جلد حاصل ہوگا یہ سنکر عمرو نے امیر با توقیر نے کہا کہ مین تو منہ مین اس اژدہے کے جاتا ہون مجکو یقین کامل ہو کہ عجیل بھی زندہ ہو یہ کہکے جھپٹ کر منہ مین اژدہے کے درآئے عمرو دیکھ رہے ہین کہ پھر آواز آئی کہ اے خواجہ تم بھی دہن اژدر مین داخل ہو کچھ نہ ڈرو عمرو بھی آنکھین بند کرکے دہن اژدرمین کود پڑے بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا باغ بہشت آئین مین اپنے تئین پایا دیکھا کہ چار طرف گلہاے رنگارنگ کھلے ہوے ہین اشجار میوہ دار جھوم رہے ہین باربار صناعی باغبان ازل پر وجد کرتے ہین سبزۂ نوخیز لہلہا رہا ہی ہر غنچہ سربستہ مہک رہا ہی سنبل زلف پیچان دوش پر ڈالے ہی ہر گل پیراہن شمیم آلود کو سنبھالے ہی نرگس اشارے کرکے بلاتی ہی سوسن خود بخود مسکراتی ہی سرو ایک پانون سے پیشوائی کو کھڑا ہی شمشاد و دل آزاد کا جھنڈ اگر ہی غنچے مسکرا کر ضبط کرتے ہین مگر ہنسی سے دانت نکلے آتے ہین طیور شاخون پر پھول پھول خوش الحانیان کرکے حمد و ثناے باغبان قضا و قدر کا دم بھرتے ہین مور چکور رقص تازہ دکھاتے ہین دل دیکھنے والون کا لبھاتے ہین چار طرف دیوارون پر انگور کی بیلین تاک رہی ہین حور وشان باغ جنت نظیر کو جھانکتی ہین نہرین جابجا جاری ہین فوارے چھوٹتے ہین تمناے گوہر بے بہاے دل مشتاقان لوٹتے ہین بیچ مین اُس باغ معطر کن دماغ کے ایک گنبد بلور نور سے معمور ہی اور سامنے اُسکے ایک بنگلہ چوب صندل کا آراستہ ہی دیکھا کہ چند آدمی پر شکل نورانی پیدا ہوے اور اُنھون نے کہا کہ حضور چلیے حضرات جنی آپ کو بلاتی ہین امیر نے پوچھا کہ یہ گنبد کیسا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہی حضرات جنی اسکی مجاور ہین عمرو نے کہا اس گوشہ نشین کا کیا اچھا باغ ہی گویا بہشت تھا ہم اس کیفیت کا چمن تازہ رنگ کہین نہین ہی امیر نے کہا خواجہ یہ مقام بزرگ تر ہی اسے باغ بہشت تھا سے مناسبت نہ دو یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی اے حمزہ اس بے ادب کو اپنے ساتھ نہ لانا صاحبقران نے کہا اب اس سے ایسی خطا نہ ہوگی غرضکہ وہ لوگ امیر با توقیر کو ہمراہ لیے ہوے قریب گنبد نورانی کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ مرصع کار ہی گرد اُسکے چبوترہ طلائی بنا ہوا تیار ہی گرد کٹہرا اُسکے طلا کار لگا ہی اور پھول جواہر کے اُس مین جڑے ہوے ہین اُنکی روشنی سے تمام باغ

منور ہی عمرو نے پھر کہا ای امیر یہ باغ بہشت زمرد شاہ باختری سے کہین بہتر ہی صاحبقران نے کہا ای خواجہ پھر تمنے وہی کلمہ
کہا چپ رہو کجا بہشت لقا اور کجا گلشن شبرک مصرعہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک ٭ ای خواجہ یہ نبی اللہ کا چلہ خانہ ہی اسکی
بزرگی کو کب بہشت لقا پہونچ سکتا ہی یکایک پھر آواز آئی ای حمزہ تم آؤ اور اس بے ادب کو خبردار نہ لاؤ یہ نالائق یہان آنیکے قابل
نہین ہی صاحبقران نے عرض کیا کہ عفو کیجیے اب اس سے ایسا گناہ نہو گا اور عمرو سے کہا خواجہ مین تمھین منع کرتا ہون تم نہین
مانتے ہو عمرو نے کہا مجھ سے قصور ہوا الغرض چلے اندر گنبد کے قدم رکھا دیکھا کہ ایک پیرزال بہ لباس سفید معطر بہ از بوے عنبر
وسارا کرسی زرنگار پر جلوہ افروز ہی نور چہرے سے مثل ماہ چہاردہ کے ہویدا رعب و داب چہرہ پر آب و تاب برابر مانند سلیمان نبی ہویدا ہی
امیر باتوقیر نے سلام کیا حورا ے جنی واسطے تعظیم حمزہ صاحبقران کے اٹھین اور مسند پر صاحبقران نامدار کو بٹھایا سامان دعوت
مہیا کیا خوان سونے کے کھانچے چاندی کے خوان پوش زربفتی و کمخوابی جھالر نقیش کی گرد حاشیہ جواہر کا لعل و یاقوت زمرد
و پکھراج و نیلم و ہیرا نصب کیا ہوا دسترخوان کارچوبی گرد اسکے جھالر موتیون کی پیالے یاقوت و ہیرے کی رکابیان لعل و زمرد کی
سامنے حمزہ صاحبقران کے بصد تکلف رکھی گئین عمرو نے جو یہ سامان دیکھا کہا کہ یا امیر مین تو اسے گوشہ نشین سمجھا تھا یہ
بادشاہ ہفت اقلیم سے بھی زیادہ ہی کہ یہ سامان اسکو بھی میسر نہو گا اسے گوشہ نشین نہ کہیے شاہنشاہ عالیجاہ کہیے حورا ے جنی نے
کہا کہ تجکو منع کیا کہ ایسی باتین نہ کرو ورنہ سزا پاؤگے امیر نے کہا ای حورا ے جنی اسکا قصور گناہ ہی معاف کرو ابکی بار جو خطا کرے تو آپ
سزا دیجیے گا عمرو نے کہا ای حمزہ یہان عجب تماشا ہی یہ عورتین تعریف سے خوش ہوتی ہین نہ مذمت سے راضی ہوتی ہین کس قسم کی عورتین
ہین المختصر کھانا کھانے مین مصروف ہوے عمرو نے سب کی آنکھ بچا کر ایک پیالہ زمرد کا اور ایک کابی یاقوت کی اور ایک چمچہ الماس
کا چرا کے بغل مین رکھ لیا جب کھانا کھا چکے اور دسترخوان بڑھایا گیا بکاول نے جو ظروف شمار کیے تین ظروف نہ پائے حورا ے
سے بیان کیا وہ عمرو کی طرف دیکھ کے بولین کہ خواجہ یہ بات اچھی نہین وہ تینون ظرف چرا لیے ہین دید عمرو نے کہا مین چور ہون
مین نہین جانتا کیسے ظروف حورا ے نے کہا کہ اسکی تلاشی لو ان لوگون نے کپڑے عمرو کے اتارے بغل سے تینون ظروف نکلے
حورا ے نے کہا تجکو جبتک سزا نہو گی تو ہرگز نہ مانیگا حورا ے نے لوگون سے کہا کہ عمرو کی مشکین باندھ دو ان سبھون نے عمرو کی مشکین
باندھ دین امیر باتوقیر چپکے دیکھ رہے ہین کہ جو گناہ کیا تو سزا پائی پھر حورا ے نے کہا کہ عجیل کو لاؤ اسنے پہلے گناہ کیا ہی لوگ گئے اور عجیل
ماہرو کو سر و پا برہنہ کشان کشان لائے پھر حورا ے نے کہا کہ شیرونکو جا کر لاؤ اور پھر شیرونکو سب کے اوپر چھوڑ دیا وہ شیر لپٹ کر عجیل ماہرو
اور خواجہ عمرو کو لیگئے کہ یہ بے ادب اسی سزا کے قابل تھے امیر نے حورا ے جنی سے کہا کہ خوب کیا تم نے کہ ان دونون نالائقون کو
شیرون کو کھلوا دیا یہ کہکر اشکبار ہوے حورا ے جنی نے کہا ای حمزہ اب غم نکھاؤ ہم آپکو آزماتے تھے آپ صاحبقران زمان ہین
آپکو غصہ ہمپر آتا ہی ہم سمجھ گئے کہ آپ نے بہ سبب بزرگی اس باغ کے غصہ نہین کیا اب عمرو اور عجیل کو ہمسے لیجیے گا اور لوگون سے
کہا کہ جلد جا کر بعزت و حرمت دونون کو لاؤ بعد لمحہ بھر کے امیر باتوقیر نے دیکھا کہ عمرو اور عجیل تخت پر سوار چلے آتے ہین ان دونون
نے صاحبقران کو سلام کیا امیر نے حورا ے جنی سے کہا اب خطا انکی معاف کر دیجیے انھون نے کہا کہ آپ مجھے زیادہ شرمندہ
نہ کیجیے اور آپ بہت خوش اعتقاد ہین بیشک آپ صاحبقران زمان ہین اور مین نے انکو بہت ذلیل کیا اسکے عوض مین اپنی دختر عجیل
کو دیتی ہون کہ لعل افروز پری اسکا نام ہی اور کوکا اسکی مشکل پری عمرو کو دیتی ہون اور وہ ظروف نقرئی و طلائی و جواہر جو
عمرو نے چرائے تھے وہ منگوا کر عمرو کو دیدیے اور پھر ملازمون سے حکم کیا کہ ملکہ لعل افروز اور مشکل پری کو لاؤ ملازمین انھین جامہ عروسی پہنا کر
زیور مرصع کار و جواہر نگار سے مغرق کر کے لائے عجیل ماہرو کا عقد لعل افروز کے ساتھ امیر باتوقیر نے پڑھا اور مشکل پری کا عقد
عمرو کے ساتھ ہوا پھر حجلہ عروسی تیار کیے گئے اسمین علحدہ علحدہ دونون کو بھیجا اور جشن عیش و عشرت کا حکم دیا ناچ رنگ ہونے لگا
مبارک سلامت کی دھوم ہوئی وہان خلوتکدہ عروسی گرم ہوا بوس و کنار مین مشغول ہوے عجیل ماہرو اور خواجہ شراب وصال سے

سیراب ہے کہ خورشید تابان برج حمل مین آیا نور جمال جہان آرا نے مقام کیا لعل افروز کے بطن سے سلیمان ثانی پیدا ہوگا اور مشکل پری کے
بطن سے عیار تیزرو تولد ہوگا غرضکہ بعد از جشن شادی کتخدائی لعل افروز و مشکل پری امیر باتوقیر نے کہا اے حورائے جنی مین
نقابدار سرخ پوش سے نہایت عاجز آیا ہون کہ اُسنے تمام میرے سردار اسیر کر لیے اب سوائے بادشاہ کے اور کوئی باقی نہین ہے اب تم کوئی
تدبیر ایسی بتاؤ کہ مین اُسکے شر سے محفوظ رہون حورائے نے کہا کہ اے صاحبقران زمان یہ نقابدار سرخ پوش بلاے بے درمان آفت
کا پرکالہ ہے آپ اُس سے عہدہ برا نہونگے باپ اُسکا اکثر حضرت سلیمان سے لڑا کیا ہے اسم اعظم بھی اُسپر تاثیر نہ کریگا اُسکے پاس حفظ ہیکل ہے کہ زمانے
بھر کا حربہ اُس پر تاثیر نہین کرتا ہے اُسکے باعث سے اُسکو قوت و طاقت بہت ہے کوئی اُسپر غالب نہین ہو سکتا امیر بولے تم سچ کہتی ہو مین
اسم اعظم بھی آزما چکا اکثر سردارون پر دم کرکے مین نے نقابدار سے لڑوایا مگر کچھ نہو سکا نقابدار اسیر کرکے لیگیا تم کوئی تدبیر بتاؤ کہ مین
اُسپر غالب ہون حورائے نے کہا کہ آپ مضطر نہون خاطر جمع رکھیے مین اُسکی فکر آپ کرتی ہون یہ کہکے اپنا صندوق الماس تراش کا
منگوایا اُسے کھولکر اُسمین سے زرہ بکتر اور چار آئینہ اور خود اور کمربند اور تیغہ ہفت جوشن نکالا امیر کو دیا کہا کہ وقت جنگ اُسے پہنکر
سامنا کیجیے گا نقابدار اس اسباب کو پہچانیگا اور کہیگا کہ حورائے نے تمہین دیا ہے اُس سے سمجھونگا مجھے کچھ اُسکی دشمنی کی پروا نہین ہے
اور ایک لوح دی کہ اُسکو اپنے بازو پر باندھ لیجیے گا کہ سحر اُسکا آپ پر تاثیر نہ کریگا امیر یہ اسباب لیکر اُس سے رخصت ہوے حورائے نے
کہا کہ آپ اس حوض مین اپنے سب ہمراہیون کو ساتھ لیکر کود پڑیے عجیل و عمرو نے اپنی اپنی معشوقہ کو وہین چھوڑا امیر کے ہمراہ حوض
مین کود پڑے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا آپکو وہین پایا جہان دعا مانگنے کو بیٹھے تھے پھر وہان سے لشکر اسلام مین آئے بادشاہ سے
حال بیان کیا بادشاہ نے کہا اے صاحبقران آپکے جانیکے بعد نقابدار نے بڑی بڑی بدعتین کین ہین گھس گھسکر سردارونکو
لیگیا یہ سنکر امیر باتوقیر نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے انشاء اللہ تعالی کل بمدد یزدانی و تائید سبحانی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بموجب
حکم امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان طبل جنگ بجا اُدھر بھی بانگ کوس حربی دشت نبرد مین گونجنے لگی رات بھر تیاری جنگ
مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان جنگاہ مین صف آرا ہوے نقیب نقابت کرنے لگے جوانون کا دل بڑھانے لگے تیغون
پر پہلوانان نبرد آزمانے ہاتھ ڈالے سنانین چمکین پھریرے نشانون کے کھل گئے تیر چلون مین کمان کشون نے جوڑے نقابدار سرخ پوش
گھوڑا چمکاکر میدان مین آیا للکارا کہان ہین حمزہ صاحبقران جنکا لقب زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہے جنکی دھاک قاف سے تا قاف
ہے یہ سنتے ہی امیر کشور گیر بصد عزت و توقیر بادشاہ جمجاہ سے رخصت حربگاہ لیکر میدان قتال مین گھوڑا اُڑاتے ہوے آئے اور نعرہ
جگر خراش و کوہ شگاف بلند کیا نعرہ امیر حمزہ باتوقیر امیر عرب ضیغم روزگار ۔ کند صف شکن خسرو نا ملائم ۔ زہ تیغم بمیدان جنگ
آزمان ۔ بہر سو شود الامان الامان ۔ نقابدار نے نعرہ کرکے کہا اے حمزہ کہان جاکر چھپ رہے تمہاری تلاش مین تھا اور
ڈھونڈھتا ہوا آتا تھا اگر آج تم نہ آتے تو مین بادشاہ کو اسیر کرکے لیجاتا امیر باتوقیر نے فرمایا او سگ ناپلید تونے میرے لشکر پر بڑے
بڑے ظلم و ستم کیے ہین انشاء اللہ آج اُسکی تجکو سزاے معقول دونگا نقابدار سرخ پوش یہ کلمہ سنکر بہت قہقہہ مار کر ہنسا کہا کہ تو مجھے سزا
دیگا خیر ابھی معلوم ہوا جاتا ہے اے حمزہ اگر آج صاحبقرانی تیری خاک مین نہ ملادی تو نام اپنا نقابدار سرخ پوش صفحہ ہستی پر نہ رکھا القصہ
بعد گفتگوے تند و تیز کے نیزہ بازی ہونے لگی نقابدار نے جو بند نیزہ طویل کا باندھا امیر باتوقیر نے بفضل ایزدی فوراً ناخن جرأت و
شجاعت سے وا کیا آخرکار نقابدار نے ایک بند باندھکر نیزے کو لاکے سر قدس پر امیر کے تکان دی فوراً صاحبقران زمان
نے پھرتی کے ساتھ چوب نیزہ تیغہ سلیمانی سے مثل نیشکر خام کے قلم کی اور گھوڑا بڑھاکے نصف ڈانڈ نیزہ کی ہاتھ سے نقابدار کے
جھٹکا مارکے چھین لی نقابدار متحیر ہوکر چہرہ نورانی امیر باتوقیر دیکھنے لگا تیغہ ہفت جوشن بھی اور سب اسباب سلاح جنگ
پہچانکے کہا یہ تجکو اسباب حورائے جنی نے دیا ہے خیر اُس سے بھی سمجھونگا وہ بیرزال میرے ہاتھ سے کہان جائیگی امیر
باتوقیر نے نعرہ کرکے فرمایا او نابکار جب تو میرے ہاتھ سے بچیگا تو اُس سے سمجھ لینا یہ سنکر وہ نہایت غضبناک ہوا

اور تلوار میان سے کھینچی صاحبقران زمان بھی گھوڑے پر درست ہو بیٹھے نقابدار نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر باتوقیر نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا وار تیغہ نقابدار کار دہوا صاحبقران زمان نے بھر بڑھکر ہاتھ تیغۂ ہفت جوشن کا مارا نقابدار نے
جلدی سے سپر کو منھ پر لیا تیغۂ ہفت جوشن حمزہ صاحبقران سپر کے دو ٹکڑے کرکے سر نقابدار کا کاٹتا ہوا ابرو تک اتر گیا نقابدار
نے جلدی سے دستانہ مارا کہ تیغہ سر سے نکلگیا نقابدار نے زخم سر کو باندھا مگر خون جاری رہا گھوڑا پھیر کر سامنے سے حمزہ
صاحبقران کے بھاگا مگر یہ کہتا جاتا تھا کہ یار زندہ صحبت باقی پھر سمجھو نگا یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ عیار زرد پوش درۂ کوہ سے نکلا
اور امیر باتوقیر سے کہا کہ اب تعاقب مین جایئے امیر پیچھے نقابدار کے گھوڑا اڑا کر مثل شیر غضبناک کے اُس روباہ زخم خوردہ پر جھپٹے جب
قریب نقابدار کے پہونچے نعرۂ شیرانہ کیا نقابدار دہل گیا لشکر زردمان شاہ سے کہا کہ حمزہ کو مارو سب کفار صاحبقران زمان پر
ٹوٹ پڑے امیر باتوقیر سے تلوار چلنے لگی ادھر لشکر اسلام بھی عقب مین امیر کی کمک کو پہونچا اب جنگ مغلوبہ ہوگئی برابر کٹ کٹکے
خون سے گرنے لگے جسمون کے پشتارے ہوگئے ادھر خواجہ عمرو کرب غازی کو لیکر زندانخانہ پر آئے موکلان زندان کو مار اپنے سب
سرداروں کو رہا کر لیا اُدھر امیر باتوقیر لڑتے ہوئے زردمان شاہ کے قریب پہونچے زردمان شاہ نے چھوٹتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بار کو بچا کے ہاتھ قبضۂ شمشیر زردمان پر ڈالدیا دوسرے ہاتھ سے بجلی دیکر تلوار چھین لی اور
زردمان شاہ کو گھوڑے سے اٹھا لیا مشکین باندھکر خواجہ عمرو کے حوالے کیا فوج کفار شکست فاش کھا کر بھاگی تمام مال و
اسباب و خیمہائے لشکر زردمان شاہ کو لوٹ لیا نقابدار بھاگا ہوا درۂ کوہ مین آیا امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ مجھسے
عیار حورائے جنی کا کہہ گیا ہے کہ نقابدار کا تعاقب نہ چھوڑنا عمرو نے کہا کہ ای امیر پھر تامل کیا ہے بسم اللہ چلیے امیر باتوقیر نے درۂ کوہ
مین گھوڑا ڈالا پیچھے پیچھے سب لشکر اور سرداران لشکر بھی چلے تھوڑی دور تک گئے تھے کہ دیکھا کئی سر خون سے کٹے ہوئے پڑے ہین امیر
نے عمرو سے کہا کہ خواجہ جلد خبر لاکہ یہ آدمی کیونکر مارے گئے عمرو ڈرتا ہوا چلا جب پاس اُس درے کے پہونچا دیکھا کہ پہاڑ دو طرف سے
مل گئے ہین اور ایک زنجیر درمیان مین لٹکی آویزان ہے اسمین ایک خنجر لٹکا ہے جہان کوئی آدمی آیا اُس زنجیر مین مسلسل ہوا خنجر اوپر
سے اُسپر پڑا کر سر اُسکا کٹ گیا عمرو یہ حال دیکھکر بھاگا آنکر امیر حمزہ صاحبقران سے بیان کیا یہ سُنکر صاحبقران زمان مرکب
بڑھا کر چلے کہ مین تو دیکھون سردار سب پیچھے چلے آتے تھے جب قریب اُسکے آئے امیر نے چاہا گھوڑا بڑھاؤن عمرو نے باگ گھوڑے
کی تھام کر روک لیا کہا مین نہ جانے دونگا یہان طلسمات کا کارخانہ ہے ساحر یہان رہتے ہین جہالت سے کیا فائدہ پہلے پروردگار
عالم سے رجوع کیجیے مدد غیبی طلب فرمایئے بعد اُسکے جانے کا ارادہ کیجیے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان متحیر کھڑے دیکھ رہے
ہین کہ لندھور نے کہا ای شہریار مین جاتا ہون ایک گرز زنجیر و خنجر پر مارونگا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگی یہ کہکر تھوڑی دور چلا تھا کہ
ایک پنجہ لندھور کو اُٹھا لیگیا امیر کو بڑا افسوس ہوا عمرو نے کہا دیکھا آپ نے ای امیر یہان کارخانۂ عجائبات ہے یہی ذکر تھا کہ
وہی عیار زرد پوش پیدا ہوا امیر کو سلام کرکے عرض کیا کہ حورائے جنی نے یہ اسم دیا ہے کہ اِسے پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیجیے اور سپر
سر پر رکھے چلے جایئے زنجیر لپٹیگی اور خنجر سر پر پڑیگا آپ تیغۂ ہفت جوشن سے قلم کرکے چلے جایئے گا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے
بموجب تعلیم عیار زرد پوش وہی کیا زنجیر کو بھی کاٹا خنجر کو قلم کیا اگر درۂ کوہ مین داخل ہوئے اور لشکر بھی پیچھے آیا ایک پہر بھر کے بعد
درۂ کوہ سے باہر آئے ایک میدان وسیع نظر آیا کوسون سایہ درخت نہ تھا تمازت آفتاب بے انتہا دھوپ منزلون از حد زمین
مثل تابۂ آہن کے جل رہی ہے آسمان سے گویا آگ برستی ہے وہ میدان کرۂ نار ہو رہا ہے نگاہ مردمک مین دیکھنے سے چھالے پڑتے
ہین گھوڑے سراپا عرق مین غرق پسینون کی بوندین جلتی ہوئی ٹپک رہی ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ امیر باتوقیر کا پیاس کے
مارے حال غیر ہوا مرکبون نے زبانین باہر نکالدین لشکر حمزہ پر تشنگی نے غلبۂ عظیم کیا اب جو خیال کرتے ہین سیکڑون منزل تک
کہین چشمہ نہ جھیل نہ تالاب نہ چاہ ہے پانی نایاب سوکھی ہوئی تمام گیاہ ہر لشکر سے صاحبقران کے بہت سے بہ تلاش آب متفرق

ہو گئے دور تک پانی کی تلاش مین نکلگئے دیکھا کہ سامنے ایک چشمہ ہی پانی اُسکا دیکھنے مین بہت صاف و شفاف ہی بہت سے لوگ
اُسی پانی کی طرف دوڑے اور جاتے ہی پانی پینے لگے جسنے وہ پانی پیا سرنگون ہوکر غرق ہوگیا اُس چشمے کے پاس ایک مینار پر
ایک مرد پیر بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا تھا جب بہت آدمی پانی پی کر غرق چشمہ طلسم ہوے اُس پیر مرد نے زور سے نقارہ بجایا کہ صدا
سے اُسکی پانی نے جوش مارا وہ لوگ جو غرق ہوگئے تھے اوپر کو بھر آئے پھر موج نے اُس چشمے کی اُن آدمیون کو نکالکر باہر پھینکدیا
اب جو خیال کیا تو وہ سب آدمی پتھر کے تھے باقیات آدمی یہان سے بھی خائف ہوکر بھاگ آئے اور امیر سے یہ سب کیفیت بیان
کی امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا کہ جاؤ خبر لاؤ کہ یہ کیا طلسم ہی عمرو وہان آیا دیکھا کہ درحقیقت جو کیفیت سنی تھی وہ صحیح ہی اور ایک طرف
تو اُس چشمے کے ایک گنبد ہی کہ اُسمین سے آواز رونے کی آرہی ہی عمرو آس پاس اُس گنبد کے پھرا مگر کہین دروازہ اُسکا نہ پایا
مگر ایک درخت عظیم قریب گنبد کے دیکھا کہ شاخین اُسکی گنبد پر ہین عمرو درخت پر چڑھ گیا دیکھا سقف مین اُس گنبد کے ایک
سوراخ ہی اُس سوراخ مین آنکھ لگا کر دیکھا کہ لندھور زنجیر آتشی سے بندھا ہی اور سوسن کا پتھر اُسکے سینے پر رکھا ہی عمرو نے لندھور کو
پکارا لندھور آواز عمرو کی پہچان کر رونے لگا اور پکار کر کہا کہ اے خواجہ جلد ایک حقہ آتشی مارو کہ مین جل جاؤن اس عذاب سے
نجات پاؤن عمرو روتا ہوا امیر کے پاس آیا لندھور کا حال بیان کیا لندھور کا حال سنکر امیر بھی رونے لگے ہمراہ عمرو کے
چلے جب برابر اُس گنبد کے پہونچے دیکھا کہ ایک عورت تخت پر بیٹھی ہوئی تصویرین دیکھ رہی ہی جب امیر اور قریب گئے وہ عورت
کھڑی ہوگئی امیر کو سلام کیا کہا آپکے نصیبے نے یاوری کی کہ مقام ساحران سے گذر کر یہان تشریف لائے فرمایا مجھے ساحرون سے
کچھ اندیشہ نہین ہی یہ بتا کہ تو کون ہی اُس عورت نے کہا کہ مین ملک شام کی رہنے والی ہون ساحر مجھے یہان اُٹھا لائے ہین
مین اُنسے رخصت لیکر اس مکان مین آکر رہی ہون امیر نے کہا مین بھوکا ہون وہ اندر گئی اور کھانا لائی امیر باتوقیر کے سامنے
رکھدیا امیر نے فرمایا تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ اُسنے کہا کہ مین بھی مسلمان ہون تمہارے ساتھ کھانا کھاؤنگی امیر نے ارشاد کیا
کہ اگر تم مسلمان ہو تو کلمہ پڑھو اُسنے تامل کیا وہ مکارہ بھلا کلمہ کیا جانے چپ ہو رہی امیر سمجھ گئے کہ یہ عورت بھی ساحرہ ہی مجھ سے
مکر کرتی ہی فوراً نعرہ کیا کہ باش او مکارہ نکاتہ وہ عورت بزور سحر شیرنی بنگئی اور امیر باتوقیر پر جھپٹی امیر نے پھرتی سے تیغہ ہفت
جوشن کا ہاتھ مارا کہ کمر پر اُسکی پڑا دو ٹکڑے ہوکر گری ایک شور غل ہوا تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
مکارہ جادو بود دھوس مردیم دمطلب خود تریسیدیم عمرو نے مال و اسباب اُسکا لیکر سب داخل زنبیل کیا امیر باتوقیر گنبد کیطرف
چلے عجب تماشا سے طلسم نظر آیا جون جون امیر باتوقیر آگے آتے ہین گنبد پیچھے ہٹتا ہی دور ہوتا جاتا ہی عمرو سے کہا خواجہ یہ کیا اسرار ہی
عمرو نے عرض کیا اے امیر خدا معلوم یہ کیا بھید ہی مگر اے امیر وہ جو ساحرہ کو آپ نے قتل کیا ہی اُسکے اسباب مین ایک ڈبا بھی تھا
وہ مین نے رکھ لیا ہی نہین معلوم اُسمین کیا ہی امیر نے فرمایا لاؤ وہ ڈبا کہان ہی مین دیکھون خواجہ نے وہ ڈبا امیر باتوقیر کو دیا امیر
نے وہ ڈبا کھولا دیکھا کہ اُسمین ایک لعل بیش بہا ہی اور اُسپر اسما کندہ ہین امیر باتوقیر نے وہ اسماے الٰہی پڑھکر دم کیے اور
دستک دی وہ گنبد طلسم غائب ہوگیا اور جو لوگ امیر کے لشکر کے پانی پی کر پتھر کے ہوگئے تھے وہ سب انسان ہوے اور دوڑ کے
قدمون سے امیر کے لپٹے امیر اُنسے سب حال پوچھ رہے تھے اور بیان کر رہے تھے کہ عیار زردپوش پیدا ہوا سلام کیا اور
کہا کہ آپ غافل ہین جادوگر آپہونچے امیر نے دیکھا کہ دور ایک گرد اُڑی جب وہ دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ ایک مرد پیر
اونٹ پر سوار آگے آگے اور پیچھے چار ہزار اونٹ پر از بار ہین جب وہ مرد پیر سامنے آیا امیر کو سلام کیا کہا کہ مین ایلچی ہون
بلاجان جادو کا عطارد قمر چہر میرا نام ہی اور یہ مال بلاجان نے بھیجا ہی آپکے صرف مین لائیے امیر نے فرمایا کہ عوض مین
اس مال کے جو لوگ لشکر کے میرے تیرے یہان اسیر ہین اُنکو رہا کردے کہ مین اُنھین لیکر چلا جاؤن اُسنے کہا کہ قاعدہ
بلاجان جادو کا یہ ہی کہ جسکو گرفتار کرتا ہی مار ڈالتا ہی امیر نے کہا کہ ان صندوقون کو کھولو مین دیکھون تو کہ اُسمین کیا ہی

اُسنے صندوق کھولے دیکھا کہ صندوق مین مار وعقرب بھرے ہوئے ہین وہ سب نکلکر امیر پر دوڑے امیر نے کہا او مکار یہ کیالایا
ہی عمرو نے کہا جلد آپ اسم اعظم پڑھیے امیر نے اسی وقت اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ مار وعقرب و شتر غائب ہو گئے امیر باتوقیر عطارد جادو
تیغہ ہفت جوشن کھینچکر جھپٹے وہ پیر مرد بقوت سحر اژدہا بنکر جھپٹا امیر نے تیغہ ہفت جوشن کا جھکر ہاتھ مارا اژدہا دو ٹکڑے ہو کر گرا طوفان
عظیم آیا تاریکی پھیل گئی شور وغل برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من طوفان جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم وبہ مطلب خود
نرسیدیم جب وہ شور وغل موقوف ہوا اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ لاشہ اُسکا غائب ہو گیا پھر وہی عیار زرد پوش پیدا ہوا
اور امیر سے کہا کہ اے شہریار جلد یہان سے روانہ ہو جائیے کنارے دریا کے اور متوجہ حصار بندی کے ہوجیے اور فوج اور کس اسباب
سے غافل نہوجیے گا اگر یہ جا تا رہیگا تو غضب ہو جائیگا اور اب مین آپکی خدمت مین حاضر نہونگا امیر باتوقیر نے کہا کہ بارک اللہ
تو نے مجھ پر احسان کیا مگر اپنے نام سے آگاہ کر اُسنے کہا کہ ابھی معاف رکھیے نام میرا پھر آپ کو معلوم ہو جائیگا یہ کہکر چلا گیا امیر
وہان سے کنارے پر دریا کے آئے دیکھا کہ بیچ مین دریا کے ایک قلعہ بلند ہی مگر اُس دریا مین سب سے پہلے قاقل سمرقندی
اور سر برہنہ طبشی آگے آئے تھے وہ دونون کشتی پر سوار ہوے اِس ارادے سے کہ پار اُترجائین کشتی وہان سے روانہ ہوئی
بیچ دھارے مین جب کشتی پہونچی کشتی نے چرخ کھایا اور برق چمکی پھر جو خیال کیا تو جتنے کشتی پر سوار تھے سب کے سر کٹ گئے اور
ایک صداے عجیب بلند ہوئی اور پوست اور گوشت اُنکے گھل گئے تھے فقط استخوان کشتی مین پڑے ہوے تھے امیر باتوقیر
حیران وپریشان دریا پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ عجب تماشا ہی جو کسی نے نہ دیکھا تھا

جبتک دو گھڑی داستان مصیبت بیان مینوشی کرنا بدیع الزمان اور اسد کا اور عمرو قران کا باغ بہشت لقا مین
ساتھ جہان افروز کے اور گرفتار ہونا لقا اور یاقوت شاہ اور گردمرد اور بختیارک کا باغ بہشت مین اور بہ عیاری
عمرو قران چلے جانا اپنی اپنی معشوقہ کو لیکے بعد تعاقب لشکر کفار کا اور گرفتار ہونا مع قاسم کے اور عرضی گھرا کے
کے بھیجنا حمزہ کے پاس

دکھا ساقیا جلوہ آفتاب
ہی ارغوان کی مجھے چاہ ہی
پلا ایک ساغر تو بس ساقیا

ہو کہنہ سے ہی مجھے اجتناب
یہی درستی کی فقط راہ ہی
نہین جام جم کی ہوس ساقیا

اسی مے کی مدت سے ہی تاک اب
نکل ہی مرے منھ سے جلدی لگا
سحر کیا ہی یہ بادۂ مشکبو

دکھا ساقیا روے بنت العنب
چلا میکدے سے مین اب ساقیا
ہی خورشید مضمون کی اب جستجو اشعار

آستانہ ہو گیا اپنا قفس فولاد کا
روے گل پھولے جو منھ دیکھے مرے صیاد کا
وصف چشم حور کرتا ہی خدا قرآن مین
حوصلہ تو دیکھو مشت خاک کی بنیاد کا

آب دانے نے دکھایا گھر ہمین صیاد کا
گردش چشم بتان سے ملگیا مین خاک مین
گلشن فردوس مین بھی دخل ہی صیاد کا
قدکشی کو باغ مین جاتا ہی وہ بالا بلند

حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا
بار عشق اُسنے اُٹھایا اور میلی کی نہ آنکھ
کاٹنا منظور ہی اُس شوخ کو شمشاد کا شعر

رہروان سالک مسالک مقام قریب پر رقم گردہ اند این بیان عجیب و رہروان منازل بے کاروان سراے تصدیق وطی کنندگان
مراحل پر آشوب تدقیق مسافر کلک جواہر سلک کو منزل تقریر وتحریر پر یون روان کرتے مین کہ شاہزادہ بدیع الزمان واسد
نامور وعمرو قران بجلسۂ عیش وعشرت خلوت کدہ باغ بہشت لقاے بے بقا مین ساتھ ملکہ جہان افروز وعمر افروز شور انگیز
کے شغل نا ونوش مین مشغول ہین اور یاقوت شاہ اور گردمرد اور بختیارک بندھے کھڑے ہین اور لقاے بے لقا اُن سبکے پاس
بیٹھا ہی بعد تھوڑی دیر کے بدیع الزمان نے عمرو قران سے کہا کہ اب تدبیر چلنے کی کیا چاہیے لقا نے کہا کہ مین نے تقدیر کی ہی
کہ تم اپنی اپنی معشوقان پری چہرہ کو یہان سے لیے جاؤ بدیع الزمان نے کہا او مکار تو چاہتا ہی کہ ہم یہان سے نکلین اور تو
ہمین فوج بھیجکر گرفتار کرادے عمرو قران نے کہا کہ آپ اسے چھوڑیے گا نہین مین اسکی تدبیر کرنے کو جاتا ہون پھر خواجہ سرا کی

صورت بنکر نجتیارک کو ساتھ لیا اور اُس سے کہا جو مین کہون تو بھی وہی کہنا اور اگر کوئی بات تو نے خلاف کہی تو اُسی وقت تجکو
مار ڈالونگا نجتیارک نے کہا کیا مجال جو خلاف حکم کے کوئی بات مُنھ سے نکالون عمر قران اُسے بارگاہ یاقوت شاہ مین لایا اور
گنجاب سے کہا کہ خداوند لقا نے تقدیر کی ہو کہ چار گھوڑے باساز مرصع اور سو گھوڑے اور دروازہ بہشت پر بھیجا دو اور جب
دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے گھرون کو جائین خداوند لقا بہشت مین سیر کرینگے نجتیارک نے بھی کہا کہ جلدی گھوڑے
بھیجدو کہ خداوند لقا نے فرمایا ہو اُسی وقت گنجاب نے گھوڑے اُسکے ساتھ کر دیے عمر قران گھوڑون کو ہمراہ لیے ہوے
دروازہ بہشت لقا پر آئے اندر جا کر بدیع الزمان سے کہا کہ مین گھوڑے لایا ہون تشریف لیچلیے بدیع الزمان نے ملکہ جہان افروز
سے کہا تم ہمارے یہان چلو نہین تو لقا تمکو مار ڈالیگا ملکہ سوچی کہ شاہزادہ سچ کہتا ہو لقا سے کہا کہ اے پدر نامدار بدیع الزمان مجکو اپنے
ساتھ لیے جاتے ہین لقا نے کہا کہ دو دختر میری تھین ایک کو قاسم لیگیا تجھے بدیع الزمان لیے جاتے ہین اب مین بے اولاد ہو گیا
مین نے تقدیر نہین کی کہ تو بدیع الزمان کے ساتھ جائے اسد شیر دل نے نعرہ کیا او گیدی مسخرگی کرتا ہو شرط کہ ایک ہاتھ تلوار کا
مارون کہ سر تیرا مثل برگ خزان دیدہ اُڑ جائے لقا سے جل سا رونے لگا بدیع الزمان نے عمر قران سے کہا کہ ان سب کو ستون سے
جکڑ کر باندھ دو عمر قران نے لقا اور یاقوت شاہ اور نجتیارک اور گردمرد کو باندھ دیا اور ملکہ جہان افروز اور مہر افروز اور
شور انگیز کو مع چند کنیزان خاص اور دایہ وغیرہ کے مرکبون پر سوار کر کے چلے اور جواہرات بیش بہا بہت سا ہمراہ لیا اور سوار
ہو کر شہر سبائل سے نکلکر صحرا کو روانہ ہوے نجتیارک نے لقا سے کہا کہ خداوند اب تقدیر کیجیے کہ قید سے نجات ہو لقا نے کہا
ہر چند تقدیر کرتا ہون مگر رہائی نہین ہوتی اب یہ البتہ تقدیر کی ہو مین نے کہ کوئی آکر چھڑائے اس قید سے رہا کرے اُس وقت
نجتیارک چلایا ارے کوئی آکر ہم سب کو چھڑاؤ بندھے ہوے ہین کھولدو کنیزین آواز سنکر دوڑین آن کر اُن چارون کو کھولا
قید سے رہا کیا لقا فیطلون پر آکر بیٹھا نقارہ دربار کا بجا تمام ارکان دولت و اعیان مملکت حاضر دربار لقا ہوے جب وقت
دربار آراستہ ہو چکا لقا پکارا اے بندگاہ من مین نے تقدیر کی ہو کہ سب مسلح و مکمل ہو کر جائین اور بدیع الزمان و اسد شیر دل
و عمر قران کو مع جہان افروز و مہر افروز و شور انگیز کے گرفتار کر لائین یہ سُنکر اُسی وقت گنجاب و قہرمان عجم و سال
آتش در گیر و قہر بن سال و قہرش بن ملک سو کیاے طوفانی و ارجل خشت انداز و سنبل آتشبار و حارث
بن نسوات و فاروت لفظ انداز لشکر بے پایان بحکم القا سے لقا ہمراہ لیکر تلاش مین بدیع الزمان وغیرہ کی روانہ
ہوے ادہر بدیع الزمان و اسد و عمر قران ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیے ہوے دامن کوہ مین پہونچے وہان اُتر کر گھوڑون کو
گھانس وغیرہ دی اسد نے کہا ماموں جان کچھ دل میرا گھبراتا ہو ایک ہول سا ہو بدیع الزمان نے پوچھا بیٹا کیا سبب ہو اسد بولا
سبب کچھ نہین معلوم خود بخود دل گھبراتا ہو بدیع الزمان نے عمر قران سے کہا کہ مین نے اسقدر اسد شیر دل کو کبھی مضطر نہین
دیکھا ہو یہ ذکر تھا کہ سامنے سے ایسی گرد اُڑی کہ بگولون نے سر فلک پر کھینچا زمانہ تیرہ ہو گیا فلک در و دیوار چھپ گیا جب اس گرد
چاک ہوا دیکھا سامنے سے لشکر بے پایان کفارون کا آتا ہو بدیع الزمان جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوے اور اسد شیر دل نے
بھی زین مرکب صبا رفتار کو زینت دی اور تلوارین کھینچ کے کفار پر جا پڑے لڑائی ہونے لگی اور عمر قران بعد ایک پیچھے سب کے جوا
بیچ مین ملکہ وغیرہ کو لیا لیکن مہروند عیار قاسم عالیشان خبر کے واسطے ملک سبائل مین آیا تھا اُسنے دیکھا کہ بدیع الزمان اور
اسد شیر دل اور عمر قران سے لڑائی ہو رہی ہو کفار سے تلوار چل رہی ہو لشکر کفار کا ہجوم ہو یہ دیکھکے مہروند بھاگا اور جلدی سے
جا کر قاسم عالیشان سے احوال بیان کیا قاسم نے زراسپ نیزہ دار سے کہا کہ تم ملکہ گیتی افروز کو ہمراہ لیکر قلعہ ہوشنگ شاہ
در پانشین مین جاؤ اور آپ لشکر ہمراہ لیکر مدد بدیع الزمان کو آئے دہن سے نعرہ کیا کہ دل لشکر کفار کے دہل گئے نعرہ قاسم

آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لعل پوش خاوری	صاحب اقبال و جاہ و ذی حشم	مطلع عالم قاسم عالی ہمم

اور تلوار کھینچ کے لشکر کفار پر گر پڑے تلواروں کے فوج کا شیرازہ کر دیا کشتون کے پشتے ہوے سرون کے انبار تھے ملک قاسم
عالیشان نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار پسپا ہوا اور ملکہ جہان افروز وغیرہ کو ہمراہ اپنے لوگون کے قلعہ ہوشنگیہ کو روانہ کر دیا
اب حال شاہزادہ بدیع الزمان کا سنیے کہ یہ بھی اُس مجمع کفاران مین ٹریو ٹرہ کے وار تلوار کا کر رہے تھے اثناے جنگ مین زخمی
ہوے گھوڑا مارا گیا ملک قاسم عالیشان نے جب سنا تلوارین مارتے ہوے بدیع الزمان کے پاس آن پہونچے دوسرے گھوڑے پر سوار کیا
پھر کفار سے قاسم اور اسد اور بدیع الزمان لڑنے لگے داد مردانگی دے رہے تھے کہ ناگاہ دوسرا گھوڑا بھی بدیع الزمان کا قتل ہوا
پیادہ ہو کر لڑنے لگے کئی زخم کھائے قاسم نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان پیادہ ہے تو قاسم بدیع الزمان کیطرف جھپٹے قاسم جبتک آوین
بدیع الزمان کو کفار نے کمند مار کر گرفتار کر لیا قاسم نے چاہا کہ ٹربھڑ کر بدیع الزمان کو رہا کرین ایک زخم نیزہ اور ایک تلوار کا لگا کہ
جھومنے لگا یکایک گھوڑا قاسم کا بھی مارا گیا قاسم عالیشان پیادہ ہو گئے کفار نے حلقہ کمند مار کر قاسم کو بھی گرفتار کیا اسد شیر دل
علیحدہ لڑ رہا تھا اُسکو تنہا پا کر کفار سب ٹوٹ پڑے اُسکو بھی حلقہ کمند مین گرفتار کیا عمتر قران لڑتا ہوا نکل گیا فوج قاسم عالیشان
نے شکست کھائی متفرق ہو کر سب علیحدہ علیحدہ نکل گئے کفار نے اُسی جگہ خیمے برپا کیے گنجاب نے چاہا کہ بدیع الزمان اور قاسم
اور اسد کو قتل کرے قہرش نے کہا کہ مین خداوند کے پاس لیجاؤنگا خداوند لقا جو بہتر جانینگے وہ حکم تقدیر کر کے دینگے مین انہین ابھی
قتل ہونے دونگا سردار مجبور و ناچار رہا سب روانہ ہوے ارم زاد نقلیشی نے خبر لقاے بے بقا کو دی کہ بدیع الزمان اور قاسم و
اسد کو گرفتار کر کے لاتے ہین لقا بہت خوش ہوا کہا مدت سے یہی تقدیر کی تھی جلد لاؤ میرے سامنے اُنھون نے مجھے بڑی بڑی
ایذا دیتیان کین ہین آج انکو بغیر قتل کیے کب چھوڑتا ہون گھر ایہ کلام بد انجام لقا کا سنکر بہت پریشان ہوا اپنے دلمین کہا کہ یہ شہزادے
ناحق مارے جاتے ہین مفت انکی جان جاتی ہے دست ادب باندھکر عرض کرنے لگا اے خداوند لقا یہ جو خدا پرست قید ہو کر آتے ہین انکا
قتل کرنا مناسب نہین ہے انکو قید رکھیے کسواسطے کہ حمزہ صاحبقران بدیع الزمان کو بہت عزیز رکھتے ہین اور حمزہ بھی قریب ملک
سبائل آچکے ہین اگر سنینگے کہ فرزند جگر بند میرا قتل ہوا اور نواسے بھی قتل ہوے بڑا فساد ہوگا خون کے دریا بہینگے طوفان عظیم اُٹھیگا
اگر ملک باختر کو ہاتھ سے کھو دینا منظور ہے تو اختیار ہے جسوقت حکم قتل بدیع الزمان جاری ہوا اُسی وقت خبر حمزہ صاحبقران کو پہونچی
وہ غیظ و غضب مین تینون شاہزادون کو رہا کریگا اور ملک کو تباہ کر دیگا وہ ایسا زبردست و شجاع و دلیر ہے کہ اُسنے بہتسی خدائیان
خداوندون کی مٹادین ملک چین کو بزور شمشیر چھین لیا زمرد شاہ نے کہا یہی مصلحت مناسب ہے مین نے بھی تقدیر کی ہے گھر انے کہا کہ
ایسا نہو کہ بختیارک شیطان آپکو صلاح دوسری دے اور آپ اُسکے کہنے پر عمل کرین تو برا ہوگا لقا نے کہا کہ تقدیر میری کی ہوئی
تبدیل نہین ہوتی ہے یہ ذکر تھا کہ بختیارک آیا عرض کیا قیدی حاضر ہین کہا کہ لاؤ میرے سامنے یہ سنکر کفار کشان کشان بدیع الزمان
اور قاسم عالیشان اور اسد شیر دل کو دربار عام مین لائے اور خدا پرستون نے بطریقہ اسلام سلام کیا لقا نے کہا مجھے سجدہ کرو
تو تمھین قید سے رہا کر دون ہر چند کہ تمنے بہت بڑی خطا کی ہے مگر ابھی بخشدون اُن خدا پرستون نے بہت سی لعنت و ملامت
کی بختیارک نے کہا کہ جلد انکو قتل کا حکم کیجیے آپ ایسے کلمات ناشایستہ کیون سنتے ہین لقا نہایت برہم ہوا کہا تو کون ہے
جو دخل درمعقولات و بیجا ہے تو اپنی شیطانی حرکتون سے باز نہین آتا ان خدا پرستون کو مین قید کر دونگا اور امیر حمزہ صاحبقران
سے در بدر صلح ہونگا اور اگر تو زیادہ کہیگا تو تجکو دوزخ مین ڈلوا دونگا بختیارک تو فساد یا ہی سمجھ گیا کہ گھر انے خداوند لقا کو پہلے ہی
سبق پڑھا دیا اب کیا ہوتا ہے چپ ہو رہا لقا نے حکم دیا کہ اِن خدا پرستون کو قید خانے مین لیجاؤ دار وغہ مجلس نے بدیع الزمان
اور قاسم عالیشان اور اسد شیر دل کو قیطول جادم برقید کیا مگر وہ شاہزادے اپنے اپنے معشوقون کی جدائی سے نہایت
محزون و مغموم تھے ہر شب نالہ ہر روز آہ و زاری کرتے تھے مگر جب عمتر قران عیار بدیع الزمان نے خبر گرفتاری پائی ایک روز
شب کو صورت خدمتگار کی بنکر گھرانے اختر شناس کے پاس عمتر قران آیا اور تخلیہ مین اپنے تئین ظاہر کیا اور کہا کہ مین

جاہتا ہون کہ شاہزادون کو قید سے رہا کرون کوئی تدبیر تبائیے گہرا نے کہا کہ بالفعل تو مین نے اُن شہزادون کو قتل ہونے سے
بچایا ہے اور ابھی خبرداری اور ہوشیاری چوکی پہرے والون کی بہت ہی بختیارک سا دشمن اُنکے درپے قتل ہے ابھی اُنکا چھوٹنا مشکل
ہے بس بہتر یہ ہے کہ تم خدمت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین جاؤ اور عرضی میری لیتے جاؤ جیسا حکم وہ دینگے ویسا کرنا مہتر قران
نے کہا بہت خوب عرضی تحریر فرمائیے یہ سُنکر گہرائے اختر شناس نے کاغذ و قلم و دوات لیکر یہ عرضی لکھنا شروع کی عرضی اے
تاج بخش سلاطین جہان وای زیر کنندہ سرفرازان دوران وای شاہنشاہ کشور ہمت و شجاعت وای خسرو خسروان مملکت
صولت و شوکت امیر باتوقیر کشورگیر صاحب شمشیر شاہان شاہان سلطان سلطان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان
زیدکم اللہ اقبالکم و اجلالکم حقیر پرتقصیر کمترین عقیدت گزین گہرائے اختر شناس ہجوم اندوہ و یاس یہ عریضہ اکام ذریعہ بخدمت
حاشیہ بوسان بساط فیض مناط قلم مصیبت شیم سے یون تحریر کرتا ہے کہ غلام اطاعت التزام کمال مشتاق جمال بمثال ہے و شوق
قدمبوسی حضور موفور السرور صاحب جاہ و جلال ہے دیگر یہ کہ شہزادہ بدیع الزمان نامدار و شاہزادہ قاسم والاتبار و شاہزادہ اسد
شیر دل جبار الحکم لقائے بدکردار قید ہین بلکہ اُسی روز ارادہ اُس ناہنجار کا تینون شہزادون کے قتل کرنیکا تھا مگر مین نے بحکمت
عملی اسوقت تک بچایا اور جہانتک مجھ سے ہوسکیگا حفاظت مین اُن شہزادون کے کوشش کرونگا لہذا عرضی ہذا بخدمت نامی نامدار
عالیشان حمزۂ صاحبقران زمان پیش کرکے امیدوار ہون کہ جسقدر جلد تشریف لائین کہ صورت رہائی کی اُن شہزادگان
بلند مکان کی ہو زیادہ حد ادب الٰہی آفتاب دولت و اقبال و کوکب جاہ و جلال مدام تابندہ و درخشندہ رہے اس مضمون کی عرضی
گہرائے اختر شناس بلند قیاس نے تحریر کرکے ملفوف کی اور مہتر قران کو دی اور کہا تم جلد خدمت امیر باتوقیر مین جاؤ اور
میری عرضی پہونچاؤ مہتر قران بہ تعجیل تمام بعد قطع منازل و طی مراحل لشکر امیر کشورگیر مین پہونچے سنا کہ حمزۂ صاحبقران زمان
درۂ کوہ مین تشریف لیگئے ہین مہتر قران بھی درۂ کوہ کی طرف روانہ ہوا ایک چشمۂ آب صاف و نایاب پر پہونچا دیکھا کہ ہڈیان
بہت سی پڑی ہین پوچھا لوگون سے یہ ہڈیان کیسی ہین اُنھون نے کہا یہ ہڈیان مسلمانون کی ہین اور نقابدار سرخ پوش
نے لشکر اسلام پر بلا نازل کی ہے تمام لشکر حمزۂ صاحبقران ہلاکت مین پڑا ہے مہتر قران نے کہا کہ میری خبر بخدمت حمزۂ صاحبقران
زمان پہونچاؤ اُن لوگون نے کہا کہ ہمکو منع کرگئے ہین کہ کوئی اندر درۂ کوہ کے نہ آوے مہتر قران یہ سُنکر لاچار خود درۂ کوہ کے

جلا ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ احوال امیر باتوقیر تحریر کیا جاتا ہے

اب دو کلمے داستان شوکت بیان امیر حمزۂ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب شراب طلسم
طلسمات کا کارخانہ ہے سب
کہ ہو دور اب قیچبائی کا اسم
نظر آئے ہین شعبدے یان عجب
فسون ساز کیا تو بھی ہے ساقیا
بجز شعبدہ باز ساقی ہے تو
نہ ابتک کوئی جام تونے دیا
طلسمات کے ہین یہ جام و سبو
سحر طعن و تشنیع سے کیا ہی حصول
نہ دے داستان مسلسل کو طول

غزل

خلش خار کہین ہے کشش دام کہین
فصل گل مین نہین بلبل کو کوئی دم آرام
نیک آغاز کہین ہے تو بد انجام کہین
آپ کے عشق نے دو نام جہان مین پائے
دل عشاق کو ملتا نہین آرام کہین
میری تحقیر کہین ہوتی ہے اکرام کہین
غم صیاد کہین خطرۂ گلدام کہین
دیکھو اچھا نہین ہر روز کا آنا جانا
کفر مشہور کہین ہے تو یہ اسلام کہین
تجھ سے قاصد ہین کہے دیتا ہون لیجے وہ خط
دل بلبل کو نہین باغ مین آرام کہین
پاس کہتے ہین کہین عاشق بدنام کہین
شادی وصل کہین ہے تو کہین رنج فراق
صحبت غیر مین ہو جاؤ نہ بدنام کہین
باغ و صحرا مین کسی طرح نہین جی لگتا
پہلے لینا نہ خبردار مرا نام کہین

بیت
طرازندۂ دفتر ذی حشم
نمودند این داستان را رقم
طلسم کشایان معنی عیاران رنگین ورد
کنندگان افسون تازہ مضامین قلم سحر رقم کو نسخہ بلاخیز وحشت انگیز بریدن وان کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران

زمان نے ایک روز شب کو اُسی عالم طلسمات مین فرش خواب انتخاب پر جو آرام فرمایا چشم خوابیدہ کو بیداری کا عالم نظر آیا یعنی
خواب عالم رویا مین مشاہدہ کیا کہ شاہزادہ بدیع الزمان قاسم عالیشان و اسد شیردل گرفتار بلا ہوے ہین کفار نے قید کیا
نہایت مضطر و بیتاب ہین اور مہتر قران کو دیکھا کہ حیران و پریشان غمگین و نالان چلا آتا ہے امیر باتوقیر یہ خواب پریشان دیکھکر فوراً
بیدار ہو گئے اور خواجہ عمرو سے کیفیت رویاے صادقہ بیان کی اور کہا کہ اے خواجہ جلد جلد لشکر سے خبر لاؤ کہ شاید مہتر قران آیا ہو
اور حال کچھ بدیع الزمان و قاسم نوجوان و اسد شیردل کا بیان کرے عمرو اُسی وقت بحکم امیر کشورگیر روانہ ہوے تھوڑی
دور ابھی چلے تھے کہ دیکھا مہتر قران بحال پریشان مضطر و نالان چلا آتا ہے عمرو ٹھہر گئے اور آواز دی مہتر قران دوڑ کر قدمون سے
عمرو کے لپٹ گیا خواجہ عمرو نے مہتر قران کو گلے سے لگایا اور مزاج پرسی کی اور سامنے حمزہ صاحبقران زمان کے لائے امیر
باتوقیر کو مہتر قران نے سلام کیا امیر نے فرمایا اے مہتر قران میرے فرزند کی کیا خبر لایا ہے مہتر قران نے عرض کیا کہ حضور گرفتار
بلا ہین لقاے بے بقا نے شاہزادہ بدیع الزمان و قاسم عالیشان و اسد شیردل کو قید کیا ہے پہلے قاسم عالیشان دختر
لقا ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوے باغ شبستان مین بعیش و عشرت رہا کیے انتالیس شبخون مارے پھر ملکہ گیتی افروز کو نکالکر
لے گئے شہر زرتاشیہ مین رکھا ہے اور بدیع الزمان نے چالیس روز خون مارے اور دوسری دختر لقا ملکہ جہان افروز کو عاشقی
نکال لے گئے اور اسد شیردل بن کرب غازی بدیع الزمان کے شریک تھے وہ دختر یاقوت شاہ ملکہ مہر افروز پر عاشق
ہوے مگر گردش فلک کج رفتار سے اب وہ تینون شہزادے ایک جگہ قیطولون پر قید ہین اور گھراے اختر شناس کہ مرد مسلمان
ہے اور وزیر اعظم لقاے بے بقا کا ہے اُسنے اِن شہزادون کو قتل ہونے سے بچایا ہے اور یہ عرضی آپ کی خدمت مین روانہ کی ہے یہ سنکے
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو نہایت رنج ہوا اور لفافہ چاک کرکے عرضی پڑھی اور مضمون مصیبت مشحون سے آگاہ ہوکے
صدمہ عظیم دل کو ہوا الکمال آبدیدہ ہوکے فرمایا کہ پروردگار اُنکا نگہبان ہے اے بھائی مین بھی اِس بلا مین مبتلا ہون یہان سے
نجات پاؤن تو اُدھر جاؤن مگر اے قران مین حیران ہون کہ کیا کرون خدا معلوم اس دریا مین کیا بلا ہے کچھ دریافت نہین
ہوتا مہتر قران نے عرض کیا اے شہریار مین جاتا ہون اور خبر لاتا ہون امیر نے منع کیا اور کہا کہ اے قران تمھارا جانا اس دریا پر
مناسب نہین ہے قران نے نہ مانا اور سلام کرکے صاحبقران کو روانہ ہوا جبتک کنارے پر اُس دریاے بیکنار قلزم ذخار کے
پہونچا موجہاے بحر زخار دیکھکر حیران ہوا دہشت سے دل پانی پانی ہو گیا وہ تلاطم آب وہ شور کا دھارا ہے ایک شمشیر آبدار سے ہر حباب
مثل منقلب کاسہ سر کفار ہے ماہیان بے آب نکل نکلکر سب ساحل مین تڑپنے لگین مہتر قران متحیر و متردد کھڑا ہے ماہیت اُس دریا کی کچھ
نہین معلوم ہوتی مہتر قران دل سے کہ رہا ہے کہ ناحق اس دریا پر آیا ہر چند فکر کرتا ہے مگر کوئی تدبیر نہین سوجھتی اسی فکر و تردد مین شناور دریاے
فلکی گردش کرتا ہوا گرداب مغربی مین غرق ہوا اور ناخداے زورق شب یعنی مہتاب مجمع سیارگان چرخ زبرجدی پر طالع ہوا غرضکہ جب آدھی
رات آئی دیکھا کہ دور ایک فانوس روشن ہے اور کچھ لوگ بسمت فانوس چلے جاتے ہین مہتر قران بھی اُنکے ہمراہ ہوا براے دریافت احوال چلا اپنے
دلمین کہتا تھا کیا سانحہ ہے کچھ حال نہین کھلتا خیر جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا مصرع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید ؛ مہتر قران اُس فانوس کے
اشتیاق مین کوسون چلا مگر اُس فانوس تک نہ پہونچا وہ فانوس شعلہ تھا یا تیر شہاب تھا کہ مہتر قران دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے اور وہ فانوس پیچھے
ہٹتی جاتی ہے جب بہت دور مہتر قران نکل گیا دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ چارون کونون پر برج عالیشان دیوارین مثل دیوار ہاے
قہقہہ کے ہین مہتر قران اُس قلعے کو دیکھکر مثل آئینہ متحیر ہوا کہا کہ دیکھنا چاہیے ہے کہ اس قلعہ بند کا دروازہ کسطرف ہے چہار طرف پھرا مگر
دروازہ اُس قلعے کا کہین نہ پایا اور زیادہ حیران ہوا مگر جب زیر قلعہ ٹھہرا تو سنا کہ صداے نالہ و زاری بصد بیقراری آتی ہے
آواز آہ و درد کی سنکر بہت مضطر و پریشان ہوا دیوار قلعہ پر کمند ماری اور قلعہ پر چڑھنے لگا کمند قائم نہوئی مہتر قران اوپر سے گرا
مگر چوٹ سے محفوظ رہا اور مجبور ہوکر زیر قلعہ نقب کھودنا شروع کی ابھی مہتر قران نے تھوڑی سی نقب کھودی تھی کہ اندر سے

نقب سے آواز آئی اے شخص نقب زن زیر قلعہ کیا کرتا ہے غیر عملداری مین نقب زنی کرتا ہے کیون تیری قضا دامنگیر ہے یہ بہت بڑی تقصیر ہے اسی مین بہتر ہے کہ جا دور ہو ورنہ باہر نقب سے نکلیگا تو کھاجاؤنگی مہتر قران یہ آواز سنکر بہت گھبرایا آگے پیچھے دیکھنے لگا کوئی نظر نہ آیا اب تو نقب مین جانب فراز ایک چوڑا سوراخ کیا اُسمین سے جھانک کر جو دیکھا ایک ساحرہ معلوم ہوئی اُسی جگہ سے نقب کا مہرہ پھیر کر اُس ساحرہ کی پشت کیطرف نقب کھودنے لگا آہستہ آہستہ نقب کھودتے کھودتے اُس ساحرہ کے پیچھے نقب توڑ کر مہتر قران نکلا اُدھر جادوگرنی نقب کو دیکھکر یہ کہتی تھی اے شخص نقب زن اگر سو برس تک تو نقب مین بیٹھا رہیگا تو کیا ہوگا اگر کبھی تو نقب سے باہر نکلیگا اُسیوقت تجکو کھاجاؤنگی مہتر قران یہ سنکر دلمین ہنسا اور کہا او کافرہ سو برس کون نقب مین بیٹھا ہے مین ابھی تیرا کام تمام کرتا ہون یہ کہکر مہتر قران دبلے پانون چپکے چپکے اُس ساحرہ کی پشت کے قریب پہونچا اور بغدا کھینچکر برابر سے پشت پر مارا کہ سینہ پر کینہ حاسدہ سے پار ہو گیا وہ ساحرہ مُنھ کے بھل گری مہتر قران نے نعرہ کیا نعرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری | جہان سرہنگ در خنجر گذاری | بمیدان آمدہ آتش فشانم | منم مہتر قران شیر ژیانم

قلعے کو جنبش ہوئی وہ ساحرہ جہنم واصل ہوئی زمانہ تیرہ و تار ہوا آگ آسمان سے برسی زمین کو زلزلہ ہوا مہتر قران نقب مین کود کے بیٹھ رہا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من زنبور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب تاریکی برطرف ہو گئی اور زمانہ روشن ہوا مہتر قران نقب سے نکلکے باہر آیا اب دروازہ قلعہ طلسمی کا نمودار ہوا قران جھپٹ کر دروازے پر قلعے کے آیا دیکھا کہ دروازے مین قلعے کے بہت بڑا قفل لگا ہوا ہے مہتر قران نے بغدا نکالکر قفل پر مارا قفل ٹوٹکر چھجر سے گر پڑا دروازہ قلعے کا کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک جوان عنابعد شوکت زیبا غل و زنجیر مین مسلسل بیٹھا ہے اُس گرفتار سلسلہ زنجیر نے جو مہتر قران کو اندر قلعے کے آتے دیکھا روح تازہ آئی گویا مردے سے زندہ ہوا پوچھا اے بھائی تو کون ہے اور اِس قلعے مین کیونکر تیرا گذر ہوا کہ یہ قلعہ حصار سحر مین بند ہے مہتر قران نے کہا کہ مین زنبور جادو کو مار کر یہان آیا ہون اور یہ سر اُسی ساحرہ کا ہے وہ جوان بہت خوش ہوا اور کہا اے بھائی تو نے بڑا کار نمایان کیا ایسے ساحرہ کو تو نے قتل کیا ہے کہ جو سحر سازی مین اپنا نظیر نہ رکھتی تھی مہتر قران نے کہا کہ تم اب اپنا حال کہو تم کون ہو اور کیونکر گرفتار ہوے کیا جرم تمسے ہوا اُس جوان نے کہا کہ مین بھائی ہون بلا جان جادو کا مریخ جان جادو میرا نام ہے مین مسلمان ہو گیا ہون جب میرے مسلمان ہونیکی خبر میرے بھائی بلا جان جادو کو ہوئی مجکو قید کیا اور اِسی زنبور جادو کو مجپر مقرر کیا ستر برس کا زمانہ گذرا کہ مین اِسی قلعہ طلسمی مین بند ہون معلوم ہوا کہ اب عمر قید طلسم کی میری تمام ہوئی کہ تو نے اگر زنبور جادو کو قتل کیا مگر اے برادر رہائی میری اِس قید طلسم سے جب ہوگی کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان جسوقت یہان تشریف لائینگے تم جاکر جلد صاحبقران زمان کو ہمراہ اپنے لاؤ کہ وہ مجھے رہا کرین اور مین اُنکو راہ دریا اور تالاب کی اور شہر زرین حصار کی بتاؤن اے بھائی میری مین بہنین تھین ایک سوسن ایک نسترن اور ایک نسرین اور وہ میری بہت دوست تھین مجھ سے کمال محبت رکھتی تھین نسرین و نسترن کو قتل کیا اور سوسن بلا جان کے پاس ہے اور ہم دونون بھائی بیٹے ہین عمود بن عماد خونخوار کے کہ وہ ابلیس پرست تھا اُسکو حضرت سلیمان بن داؤد نبی اللہ نے بہت سی لڑائیان و معرکہ عظیم سر کرکے مسلمان کیا تھا اور چار سو جادوگر اُسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے کہ اُن جادوگرون کا سحر سازی مین شل و نظیر نہ تھا وہ بڑے زبردست سحار تھے اُنھون نے یہ طلسم باندھا تھا مہتر قران مریخ جان جادو سے یہ سب حال سنکر خدمت بابرکت صاحبقران مین دوڑتا ہوا گیا اور سب کیفیت مریخ جان جادو کی بیان کی اور سر اُس فتنہ گر زنبور جادو کا آگے حمزہ صاحبقران کے رکھدیا یہ سنکر امیر با توقیر بہت خوش ہوے اور مہتر قران کو خلعت و انعام دیا اور فوراً سوار ہو کر عمرو و مہتر قران وغیرہ کو ہمراہ لیکر اُسی قلعہ مین آئے اور چاہا کہ مریخ جان جادو کو رہا کرین کہ یکایک دیو چنگاسہ چنگھاڑتا ہوا دوڑا اور حمزہ صاحبقران کو للکارا اے حمزہ تو نے بہت بڑا غضب کیا کہ میری زوجہ زنبور جادو کو قتل کیا اب تو کہان جاتا ہے مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر اُس دیو نے دار شمشاد ماری

حمزہ صاحبقران نے سر بچا کر خالی دی اور تیغہ ہفت جوشن پر اسم اعظم دم کیا اور رکابون مین استوار پانون جما کر ایک ہاتھ اُسی تیغہ
ہفت جوشن کا مارا سر بجس سے کاٹتا ہوا چار انگشت زمین مین اُتر گیا وہ دیو سیہ رو دو ٹکڑے ہو کر گرا خاک اُڑی زمین کو زلزلہ
ہوا ایک طوفان برپا تھا زمین سے آسمان تک اندھیرا ہو گیا بے انتہا شور و غل اُٹھا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی بھی دور ہوئی اور
شور و غل موقوف ہوا صاحبقران آگے بڑھے پاس مریخ جان کے آئے اور چاہا کہ مریخ جان کو قید سے رہا کرین مریخ جان نے
عرض کی کہ میرے بازو پر ایک مہرہ بندھا ہے اُسے کھولکر پڑھیے اور مجھپر دم کیجیے تو مین رہا ہو جاؤن امیر باتوقیر نے جلدی سے مریخ جان
کے بازو سے مہرہ کھولا اور جو کچھ اُسمین اسم اعظم تحریر تھا اُسکو بہ فصاحت و بلاغت پڑھ پڑھکر مریخ جان پر دم کیا مریخ جان نے رہائی
پائی اور صفت و ثنا امیر باتوقیر کی مریخ جان کرنے لگا اور دعاے دولت و اقبال و جاہ و جلال کی دینے لگا جب مریخ جان
نے قید سخت سے رہائی پائی حمزہ صاحبقران اُسکو ہمراہ اپنے لیکر چلے کہ یکایک نقابدار زرد پوش پیدا ہوا دیکھا امیر باتوقیر نے گھوڑا
اُڑائے ہوے چلا آتا ہے اور سامنے حمزہ صاحبقران کے آکر نعرہ کیا کہ باش او حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ بلاے بیدرمان اور آفت
روزگار و فتنہ پرداز زمانہ کو قید سے رہا کیا اسی ظالم کے سبب سے بلاجان اور ساحران طلسم بے خور و خواب رہتے تھے او حمزہ
اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ تو اسے اپنے ہمراہ لیجائے یہ کہکر نقابدار زرد پوش نے شمشیر سحر آلود کا صاحبقران پر وار کیا
امیر باتوقیر نے اسم اعظم دم کرکے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار نقابدار زرد پوش کی پٹ پڑی جھنجھنانے کی آواز آئی پھر حمزہ صاحبقران
نے بڑھکر تیغہ ہفت جوشن کا ہاتھ مارا نقابدار زرد پوش کے دو ٹکڑے ہوے ایک زلزلۂ عظیم ہوا تاریکی پھیل گئی بعد تھوڑی دیر کے
دیکھا کہ لاش نقابدار زرد پوش کی غائب ہو گئی مریخ جان بہت خوش ہوا دوڑ کے قدم مبارک صاحبقران سے لپٹ گیا اور
ہاتھ چوم لیے اور کہا شعر آن دست زبردست کہ قربان شوم + رحم نبدا طاقت مردانہ را + امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان
مریخ جان کو ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیکر اپنے لشکر ظفر پیکر مین آئے اور مریخ جان سے پوچھا کہ یہان سے شہر بلاجان
کتنی دور ہے مریخ جان نے دست بستہ عرض کیا کہ شہر بلاجان کا سات منزل پر ہے اور نام اُس شہر کا شہر بلا ہے اور شہر زرین
حصار بھی اُسے لوگ کہتے ہین اِس شہر بلا مین تین لاکھ ساحر باکمال رہتے ہین کہ جنکا نظیر پردۂ دنیا پر نہین ہے سب وہ ساحر علامۂ
روزگار فتنہ ساز ہستی ناپائدار ہین اُنکا مقابلہ بہت دشوار ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کچھ اندیشہ کی جگہ نہین مدد ایزدی محافظت کو
موجود ہے معین و معاون وہ معبود ہے پہلوان عادی سے حکم کیا کہ جلد پیش خیمہ ہمارا لیجاؤ دیر نہ کرو پہلوان عادی بموجب حکم محکم
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان پیش خیمہ ہمراہ لیکر اُسی وقت روانہ سمت شہر زرین حصار ہوے بعد اُسکے لشکر فیروزی اثر
امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا روانہ ہوا پھر بعد زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران بصد جاہ و حشم و بہ شان و
شوکت شاہانہ جانب شہر زرین حصار تشریف لیچلے اور سرداران نامی و پہلوانان گرامی ہمراہ رکاب ظفر اکتساب تھے اتھال
غاشیہ بردار ظفر آگے آگے نقیبان چپ و راست رعب و دبدبہ و تہور و شجاعت حاضر امیر باتوقیر اِس سامان جلوس بارادۂ جدال
و قتال چلے جاتے ہین کہ راہ مین خبرداروں نے خبر دی حضور کی ترقی دولت و اقبال و ازدیاد جاہ و جلال ہو لشکر جادوگران بہیجد
بدرستی ساز و سامان سحر و ساحری بارادۂ جدال و قتال چلا آتا ہے صاحبقران نے فرمایا کیا خوف ہے خداے ما بزرگ ست ناظرین
والا تمکین پر واضح ہو کہ بعد فتح قلعۂ طلسمی اور قتل ہو جانے زنبور جادو اور خنگاسہ جادو اور نقابدار زرد پوش کے ترانہ عیار
نے بلاجان جادو سے جاکر کہا کہ زنبور جادو اور خنگاسہ جادو اور نقابدار زرد پوش کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا اور
مریخ جان جادو کو رہا کرکے امیر اپنے ہمراہ لشکر اسلام مین لیگئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے شہر زرین حصار پر لشکر کشی
کی ہے مع پہلوانان نامور و سرداران پر جگر آئے ہین بلاجان نے چین بجبین ہوکر کہا کیا پروا ہے سب کو مین قتل کرونگا ایک کو
بھی زندہ نہ چھوڑونگا دیکھنا کہ اِس صحراے بلاخیز مین کیا معرکہ پڑتا ہے کیسا دریاے خون بہتا ہے سر مثل حباب کے نظر آئین تن

کشتی طوفانی ہو جائین بحر بلا جان جادو نے علامہ جادو کیطرف دیکھ کے کہا کہ تو آفت روزگار اور نہایت کاربرداز گیرودار ہے لشکر ساحران ہمراہ اپنے لیکر جا اور کسی صورت سے حمزہ کا کام تمام کر یا تو سب کو زندہ گرفتار کر لانا یا قتل کر ڈالنا یہ سُنکے علامہ جادو لشکر ساحران کامل ہمراہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اور اپنے مصاحبون اور ہمراہیون سے بلا جان جادو نے کہا کہ لشکر حمزہ کی کیا حقیقت ہے کہ مین اُسپر جادو کرون علامہ جادو اُن سب کے قتل کرنے کو بہت ہے وہی اُن سب کا کام تمام کریگا غرضکہ علامہ جادو لاکھ ساحران زبردست سے درۂ کوہ مین جاکر اُترا ادھر پہلوان عادی جو پیش خیمہ لشکر حمزۂ صاحبقران کا لیے ہوے لشکر سے چلا تھا جا کہ اُسی درۂ کوہ کے قریب خیمے استادہ کرے اُدھر ہرکاران لشکر ساحران جفا کیشان نے علامہ جادو کو یہ خبر بہجت اثر کر دی کہ بارگاہ ہشامی حمزۂ صاحبقران نامی اور خیمہاے لشکر اسلام بعد انتظام قریب لشکر ساحران استادہ ہوا چاہتے ہین یہ سنتے ہی علامہ جادو پچاس ہزار فوج لشکر ساحران سے لیکر باہر اُس درۂ کوہ بلند کے آیا اور آتے ہی میدان مین نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو یہان کیون خیمے استادہ کرتے ہو خبردار اس مقام سے چلے جاؤ یہان بارگاہ نہ استادہ کرو ورنہ بہت ذلیل و رسوا ہو گے سب کے سب بلاے سحر مین پھنسو گے پہلوان عادی یہ سُنکے غصہ مین ہوا اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر رکھکر نعرہ کیا اور ساحران بدکردار و کفار بدشعار یہ بارگاہ ہشامی امیر کے حکم سے استادہ ہوئی ہے اسمین شہنشاہ عالیجاہ جلوہ افروز ہونگے تمہارا یہان اجارہ ہے تمکو خود چاہیے کہ تم لوگ اس مقام سے چلے جاؤ اور جگہ اُترنے کی دو اگر یہ زیادتی و ظلم و جور پیش آؤ گے بہت بڑی سزا پاؤ گے یہ سُنکر علامہ جادو غیظ و غضب سے آگ بگولا ہو گیا اور گینڈا بڑھا کر میدان مین آیا اور للکارا اے خدا پرستو کیون تم سب اجل رسیدہ ہو کر آئے ہو بس چلے جاؤ ورنہ سب قتل کرونگا عادی یہ لاف و گزاف علامہ جادو کی سُنکر مقابلے کو آیا دونون طرف تلوارین کھچ کھچ گئین چوٹین چلنے لگین آخر پہلوان عادی زخمی ہوا اور کئی بھائی اُسکے حقیقی مجروح بہ زخم کاری ہوے بڑی شکست کھائی پہلوان عادی کے سردارون کے میدان سے قدم اٹھ گئے علامہ جادو قریب پہلوان عادی کے آیا سحر کرنے لگا عادی نے تیغۂ آبدار کا جھپٹ کر وار کیا علامہ جادو نے خالی دیا اور بڑھکر ہاتھ زنجیر کمر مین ڈالدیا پہلوان عادی نے ہرچند زور کیا مگر کچھ نہو سکا علامہ جادو نے لنگر اُکھاڑ کر اُٹھا لیا اور زمین پر اس زور و شور سے مارا کہ پہلوان عادی غرق زمین ہو گیا باقی تمام فوج عادی کی بعد اضطراب و بیقراری شکست خوردہ فراری ہو کے خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین آئی اور کیفیت سردار کی بیان کی امیر باتوقیر نے بعد غیظ و غضب ارشاد فرمایا کوئی ایسا ہے کہ اُن ملعونون ساحرون کو قتل کرے اور خیمے استادہ کرے یہ سُنکر کرب غازی بہ ارادۂ جانبازی اُٹھ کھڑے ہوے اور تسلیم بجا لا کر کہا اگر حکم عالی ہو تو جاکر اُن کفار کو سزاے کامل دون اور خیمے برپا کراؤن امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے اُنھین خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور دعاے حفظ جان دیکر رخصت فرمایا کرب غازی اپنے قزاقان جوانمرد کو ہمراہ لیکر بعد کر و فر آئے اور سامنے درۂ کوہ کے خیمہ استادہ کیا علامہ جادو کو خبر ہوئی کہ سردار امیر باتوقیر کے کرب غازی نامی و نامور بعد کر و فر آئے ہین اور سامنے درۂ کوہ کے خیمے استادہ کیے ہین علامہ جادو تاو پیچ غصے سے کھاکر درۂ کوہ سے مع لشکر ساحران باہر آیا اور مقابل لشکر کرب خیمہ اپنا استادہ کیا اور شب کو شراب خواری مین مصروف ہوا جب نشۂ بادۂ نخوت سے بدمست ہوا طبل جنگ بجوایا عیاران تیز رفتار نے کرب غازی کو خبر دی کہ لشکر ساحران مین طبل بج رہا ہے کرب غازی نے بھی نقارہ حربی کے بجنے کا حکم دیا رات بھر سامان جنگ مین بسر ہوئی جب ترک مشرقی نے میدان نیلوفری پر جلوہ آرائی کی یعنی نیر اعظم آفتاب عالمتاب طلوع ہوا دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین مورچے بندیان ہو گئین سب صفین برابر سے ڈٹ گئین چیونٹی کے بھی نکلنے کا راستہ نہ رہا نقیب نقابت کرنے لگے جوانون کے دل [illegible] ولولے بڑھانے لگے علامہ جادو میدان مین بصد کبر و نخوت گینڈا بڑھا کر آیا مبارز طلب کیا کرب غازی اُسکے مقابلے کے واسطے گھوڑا اڑا کر آئے علامہ جادو نے چین بجبین ہو کر کہا کہ تُنے یہان خیمہ کیون کیا ہے ابھی خیمہ اُکھڑوا لیجا و حکم شاہ جادوان بلا جان جادو نہین ہے کہ یہان کوئی

خیمہ برپا کرے پہلوان عادی کو ابھی مین گرفتار کر چکا ہون اور فوج کو اُسکے مار کر بھگا دیا اب تم میرے مقابلے کو آئے ہو تم کیا کر سکتے ہو اسمین بہتر ہو کہ چلے جاؤ یہ زحمت نہ اُٹھاؤ ورنہ مارے جاؤ گے دام بلا مین پھنسو گے یہ کلام اُس بیہودہ گو کا سنکر کرب غازی بصد جانبازی بہت طیش مین آئے اور منہ غصے سے سرخ ہو گیا نعرہ کیا نعرہ کرب کرب شہسوار یل نامدار ؛ نظر کردہ شیر پروردگار او نالائق یہ لاف و گزاف ہے شرط کہ زبان تیری گدی سے کھینچ لون اور بخبر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے صدہا تجھ سے جادوگرون کے تباہ و برباد کر دیے ہین اس طلسم کی کیا اصل ہے انشاء اللہ تعالی اس حصار طلسمی کو بھی شکست کرینگے اور فتحیاب ہونگے غرضکہ بعد گفتگوے بسیار اُس نابکار سے لڑائی شروع ہوئی مگر کرب غازی ہزار ہزار جانبازی کرتے ہین کوئی حربہ اُس ساحر پر کارگر نہین ہوتا کیونکہ سحر اُس ساحر کا زبردست ہے لیکن کرب غازی بھی اُس نابکار سے مغلوب نہین ہوتا کہ یہ شیر بیشہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان اور نظر کردہ غالب کل غالب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب ہے علامہ نے جھنجھلا کے ایک ناریل سحر کا کرب غازی شیر حجازی پر کھینچ مارا کرب غازی پر سحر نابکار نے اثر کیا زمین شق ہوئی اور کرب غازی غرق زمین ہو گیا علامہ جادو نے چاہا کہ اب فوج کرب غازی اور ہو فوج متفرق ہو گئی سب بدحواس ہوکے نہایت بہجوم یاس ہوا ہاتھ جان سے دھو کر عازم فرار بصد اضطرار ہوے اور سب بدرگاہ قاضی الحاجات یہ مناجات کرنے لگے ای رب ای دستگیر بیکسان ای چارہ گر مجبوران ہمارے سردار و آقا کو اس سگ مکش ساحر نے گرفتار بہ سحر کیا اب ہم بے سر پاؤن کے ہم کیا کرین کیونکر جنگ جدال کرین تو قادر و توانا ہی بد کر اس بلا کو دور کر یہان یہ ذکر تھا کہ یکایک ایک سمت سے نعرۂ کوہ شگاف جگر خراش ہوا کہ زمین ہل گئی آسمان تھرایا کلیجے ساحرون کے ہلنے لگے نعرہ امیر حمزہ صاحبقران ؛ امیر عرب ضیغم روزگار ؛ کند صف شکن خسرو نامدار ؛ تیغم میدان جنگ آزما ؛ بہر سو شود الامان الامان ؛ سبھون نے دیکھا بصد شان و شوکت امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جہان حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر و سرداران نامور ہو پہنچے مگر اُسوقت امیر ہو پہنچے ہین کہ دن تمام ہو چکا تھا علامہ جادو نے طبل بازگشت بجوا دیا اور درۂ کوہ کیطرف لشکر کو خیمون مین حکم اُترنے کا دیا امیر باتوقیر بھی بارگاہ مین داخل ہوے لشکر فیروزی اثر بھی خیمون مین فروکش ہوا لیکن کرب غازی کے گرفتار ہونیکا حال سُنکے بہت متاسف ہوے بڑا صدمہ کیا کہ شب بھر بیدار رہے نیند نہ آئی بلکہ خاصہ بھی نہ تناول فرمایا مگر علامہ جادو نے جو لشکر اسلام کی جمعیت بیشمار دیکھی بہت حیران و پریشان ہوا اور نہایت خوف کیا کہ ایسا نہو یکبار ہمارے لشکر پر حمزہ اپنا لشکر لیکر آپڑین تو بھر بُری ہو گی اسمائے سحر زبردست پڑھکر گرد اپنے لشکر کے حصار کھینچا اور دہشت دی کہ کوئی لشکر مین آنے نہ پائے اور پھر خیمے مین آکر شراب خواری مین مصروف ہوا جب نشہ بادۂ نخوت سے چور اور بدمست ہوا طبل جنگ بجوایا ادھر بھی لشکر اسلام کے بادشاہ کو خبر طبل جنگ ساحران ہوئی حکم کوس حربی ہوا نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جدال و قتال رہی جب سردار کاروان نجوم خسرو انجم سپاہ قلعۂ مغربی مین محصور ہوا اور شہنشاہ گیتی افروز بصد نور شعاع مہری میدان فلکی پر جلوہ آرا ہوا دونون لشکر مسلح و مکمل ہو کر بعزم جدال و قتال میدان مین آئے اور صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز نقابت کرکے دل جوانان درہ پوش و پہلوانان ذی ہوش کا بڑھانے لگے حال بہادران ماسبق و دلیران گذشتہ کا سنانے و ہولے غازیون کے دونے بڑھانے لگے اشعار

کرو کام ہنگام ہر کام کا ❊ کرو صفدری وقت ہر نام کا
زمانے مین کوئی نہ کام آئیگا ❊ فقط نام ہی نام رہ جائیگا
ہوا نامور رستم پہلوان ❊ لڑائی مین جرأت کا گاڑا نشان
انھون نے بڑے معرکے سر کیے ❊ تہ تیغ میدان مین لشکر کیے
شجاعت بھی ہر کار عمدہ سحر ❊ کہ پیکار مین جس سے سارے ہنر
جوانان ذی ہوش و جنگ آزما ❊ دلیران و لشکر شکن بے ریا
بزرگون کا تم نام روشن کرو ❊ کہ لاشون سے میدان رزمی بھرو
رہیگی نہ دولت نہ حشمت مدام ❊ جہان مین بڑا ہے شجاعت کا نام
وہ ہین کون سہراب اسفندیار ❊ ہوا جنکا دنیا مین عز و وقار
نہ منہ موڑے جرار پیکار سے ❊ سپاہی جو کھیلے تو تلوار سے

الغرض اُسطرف علامہ جادو میدان رزمگاہ مین آیا لشکر

اسلام سے مبارز طلب ہوا مالک اژدر بادشاہ سے اجازت حرب لیکر بمقابلہ علامہ جادو آئے اور نعرہ شیرانہ کیا نعرہ مالک اژدر
منم مالک اژدر پہلوان * بہ ہنگام پیکار شیر ژیان * اور نیزہ خار اشگاف تان کر علامہ جادو پر مارا علامہ جادو نے اسم سحر
پڑھکر دم کیا اور وہ سنان نیزہ طویل دست زبردست مالک اژدر سے نکلکر دور جا گرا مالک نے جھنجھلا کر تلوار میان سے لی
اور جھپٹ کر ایک ہاتھ سر ساحر نابکار پر مارا تلوار بھی ہاتھ سے مالک اژدر کے چھوٹ کر گر پڑی مالک متعجب ہو کر رہ گیا علامہ جادو نے
مالک اژدر کی زنجیر کر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا خاک اڑی زمین شق ہوئی مالک اژدر زمین مین سما گئے علامہ
نے پھر للکارا مبارز طلب کیا فرہاد خان بمقابلہ علامہ جادو لشکر سے نکلکر میدان مین آئے بعد گفتگوے بسیار لڑائی ہونے لگی
علامہ جادو نے سب حربے فرہاد خان کے رد کر کے انھین بھی بزور سحر گرفتار کر کے مارا وہ بھی غرق زمین ہوے الغرض اسیطرح
علامہ جادو نے ہوسے چالیس سرداران زبردست و پہلوان دلیر کو پکڑکر غرق کر دیا جب شام ہوئی طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے مین
پھر گیا دوسرے روز پھر صبح کو میدان حرب مین آیا اسدن بھی بڑا معرکہ پڑا اور پچاس سرداروں کو گرفتار کر کے لیگیا القصہ سات
روز تک میدان جنگ مین ہنگامہ نبرد گرم رہا چار سو سردار امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے لشکر کے علامہ نے گرفتار کر لیے
آٹھوین روز حسب دستور پھر میدان جنگ مین علامہ جادو آیا اور للکار کر پکارا اے خدا پرستو دیکھا تمنے کہ مین نے سات روز مین
تمھارے لشکر مین تلاطم ڈالدیا کیسے کیسے سرداروں کو پکڑ لیا کیسے کیسے بہادروں کو زیر کیا اگر تم اب بھی سامری کو سجدہ کرو تو بہتر
ہے ورنہ سب کے سب مارے جاؤ گے ہزیمت اٹھاؤ گے غازیان لشکر اسلام و مجاہدان فوج خوش انجام نے آواز دی کہ او نابکار
لعنت ہے تجھپر اور تیرے سامری پر علامہ جادو کو غصہ آیا پھر میدان مین لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا یہ سنکے امیر با توقیر حمزہ
صاحبقران زمان اسم اعظم دم کر کے چلے گھوڑے کو جولان کیا علامہ جادو پکارا اے جوان کیون تو اپنی جان کے پیچھے پڑا ہے امیر نے
نعرہ کیا نعرہ صاحبقران * منم امیر عرب ضیغم روزگار * بود وصف شکن خسرو نابکار * ز تیغم بمیدان جنگ آزما * بہر سو شود الامان
الامان * فرمایا او نابکار تو اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا ابھی تجھکو تہ شمشیر آبدار کرتا ہون یہ سنکر علامہ جادو نے سحر کیا
برق چمک کر صاحبقران پر گری امیر با توقیر نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ برق سحر پلٹ گئی علامہ جادو اژدہا بنکر دوڑا قلاب آتشین
منھ سے چھوڑا صاحبقران زمان نے پھر اسم اعظم پڑھکر شمشیر پر دم کیا اور جھپٹ کر ہاتھ مارا اژدہے کے دو ٹکڑے ہو گئے زمین پر اژدہا
لگا تڑپنے لگا خون کا تھالا بھر گیا آندھی سیاہ اٹھی زمانہ تیرہ و تار ہوا علامہ جادو کے پیرون کا شور و غل چار طرف بلند ہوا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من علامہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامہ جادو فی النار ہوا
امیر با توقیر لشکر ساحران پر جا پڑے اسم اعظم ورد زبان تھا شمشیر آبدار سے قتل کرنا شروع کیا لشکر اسلام بھی کمک کو آگیا وہ تلوار
چلی کہ خون کے دریا بہ گئے لاشوں کے انبار ہوے سرون کے جا بجا ڈھیر لگ گئے برکت سے اسم اعظم کی ساحر اپنا سحر بھول گئے آخر کار
شکست فاش لشکر ہزیمت اثر کفار نے کھائی ایسا بھاگے کہ بھاگنے کا راستہ نہ ملا بہت سے پہاڑون سے ٹکرا کے مر گئے تہ تیغ صاحبقران
ہوے آخر جو کچھ باقی رہے بھاگے مگر سرداران لشکر اسلام جو اسیر بلاے سحر ہو گئے تھے انکو بھی ساتھ لیے چلے گئے اور لاش علامہ جادو
کی لیجا کر سامنے بلا جان کے رکھدی اور کیفیت معرکہ و حالات ہزیمت بیان کیے بلا جان نے سرداران لشکر اسلام کو قید کیا اور لڑائی
موقوف کی اور طلسم بند ہو کر بیٹھا خبر دارون نے یہ سب اخبار مین کیفیت بلا جان جادو بیان کی اور عرض کیا اے امیر اب بلا جان جادو
آپ سے نہ لڑے گا طلسم بند ہو کر بیٹھا ہے حمزہ صاحبقران زمان نے مریخ جان جادو کو بلایا اور فرمایا کہ اب کیا تدبیر کیجیے مریخ جان
نے عرض کیا آپ نہ گھبرائیے خاطر جمع رکھیے اس حصار کی آٹھ سات دیوارین سحر سے بنائی ہین مین وہ سحر پڑھکر دیواران سحر معدوم
کر دونگا اور وہ باطل السحر فقط میری ہیکل مین لکھا ہوا ہے اور صورت اسکے پڑھنے کی یہ ہے کہ روز اول یہ اسم گلاب خالص پر دم کر کے
کرسیل فولادی پر طاؤس زرین بال بیٹھا کر بال کر رہا ہے اسپر چھڑکونگا وہ حصار برطرف ہو جائیگا دوسرے روز دوسرا اسم بید مشک تازہ پر

دم کرکے دیوار پر مارونگا تیسرے روز عرق کیوڑہ خالص پر پڑھونگا اور چوتھے روز زعفران عمدہ پر پڑھونگا اور پانچوین روز عنبر پر دم کرونگا
اور چھٹے روز عود نایاب پر پڑھونگا اور ساتوین روز عطر خالص پر دم کرکے مارونگا بفضل ایزدی وتائید احدی ساتون دیوارین سحر کی معدوم
ہوجائینگی چنانچہ جب حمزہ صاحبقران زمان سے رخصت ہوکر مرنج جان چلا خبرداروں نے بلاجان جادو کو خبر دی کہ مرنج جان برائے
شکستن حصار سحر آتا ہی بلاجان جادو سُنکے گھبرایا یہان مرنج جان جادو اسم باطل السحر پڑھکر دیوار حصار سحر معدوم کرنے لگا یہانتک کہ
چھ دیوارین حصار سحر بلاجان جادو کی معدوم کین ایک دیوار باقی رہی خبرداروں نے بلاجان جادو کو خبر دی کہ ایک دیوار حصار
طلسم اور باقی ہی چھ دیوارین معدوم ہوچکین بلاجان یہ سُنکے نہایت مضطر وپریشان ہوا کہ کل یہ بھی دیوار معدوم ہوجائیگی حصار
برطرف ہوجائیگا لشکر خداپرستان اندر قلعے کے آجائیگا پھر بڑی مشکل ہوگی کوئی ایسا نہین کہ مرنج جان جادو کو پکڑ لائے اسوقت
ترانہ عیار آیا اور عرض کیا کہ آپ رنجیدہ ہون مین مرنج جان جادو کو گرفتار کیے لاتا ہون بلاجان جادو بہت خوش ہوا کہا تجکو اسکے
عوض بہت کچھ انعام واکرام دونگا ترانہ عیار بلاجان جادو کو سلام کرکے روانہ ہوا اور اپنی صورت ایک فراش کی بنائی جس جگہ
مرنج جان بیٹھا تھا وہان آیا اور فراش کی نوکری بدلادی دوسرے فراش کی جگہ پر آپ بدلی کرکے آپ ہی شب کے وقت سامنے مرنج جان
کے روشنی کی اور بیہوشی اُڑائی مرنج جان کی ناک مین جو دھوان بیہوشی کا بھرا مرنج جان جادو فوراً بیہوش ہوگیا ترانہ عیار نے زبان
مین مرنج جان کی سوزن دیا اور حلقہ کمند سے مشکین باندھین اور پشتارہ باندھکر لے نکلا جلد دوڑتا ہوا آیا اور بلاجان کے سامنے آگر
وہ پشتارہ رکھدیا بلاجان جادو بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای ترانہ عیاری اسی کا نام ہی تو بڑا خوش تدبیر وذی فہم ہی کیا کہنا پھر اُس
سکار ترانہ عیار کی صفت وثنا کرکے خلعت زرین دیا اور مرنج جان جادو کو ہوش مین لاکر کہا کہ او ناہنجار تو اپنی بدذاتی سے باز نہین
آتا ظلم وبدعت سے ہاتھ نہین اُٹھاتا مسلمانون سے جاکر ملا گیا تجکو ہاتھ آیا میرے مٹانے کی تدبیر کی ہی یہ بھی گردش تیری تقدیر کی ہی
دیکھ پچھتائیگا بُری طرح مارا جائیگا مرنج جان نے کچھ جواب نہ دیا بلاجان جادو نے مرنج جان کو قید کیا اور مجلس کے داروغہ سے تاکید کی
کہ یہ مجرم بڑا زبردست ظالم اظلم ہی اس سے بہت ہوشیار رہنا کبھی راحت نہ دینا قید شدید مین رکھنا اگر یہ چھوٹ جائیگا قیامت برپا
کریگا پھر ہاتھ نہ آئیگا اسکو بڑی مشکل سے گرفتار کرایا ہی پھر بلاجان جادو نے ترانہ عیار کو خلوت مین بلایا اور کہا ای ترانہ تو فخر
عیاران عیار ہی تو نہایت شعبدہ کردار ہی مجکو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ساربان زادے سے بڑا اندیشہ اور دغدغہ ہی اگر تو کسی حکمت سے
کسی تدبیر سے یا کسی عیاری سے یا کسی شعبدہ بازی سے عمرو کو پکڑ لائے تو مین تجھے بہت خوش کرون مالا مال کردون برابر عمرو کے
جواہر بیش بہا تولکر تجکو دون یہ سُنکے ترانہ عیار ناہنجار نے عرض کیا بہت اچھا ابھی جاتا ہون اسکی تدبیر لگاتا ہوا اگر بن پڑتا ہی
تو عمرو کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکے بلاجان جادو کو سلام کیا اور لشکر امیر باتوقیر حمزہ کیطرف روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ جب
مرنج جان جادو بہ عیاری ترانہ عیار ناہنجار گرفتار ہوا امیر باتوقیر کو فوراً خبر ہوئی کہ مرنج جادو نے چھ دیوارین حصار سحر کی
معدوم کین ایک دیوار اور باقی تھی جو ترانہ عیار بلاجان جادو نے مرنج جان کو گرفتار کیا اور لیگیا اب مرنج جان جادو بحکم
بلاجان جادو قید شدید مین ہی حمزہ صاحبقران نے یہ سُنکے بڑا رنج کیا اور بہت تاسف ہوے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ کوئی تدبیر
شہر بلا کے لے لینے کی نکالو تم شہنشاہ عیاران عیار ہو تم اس فن مین نامدار ونمودار ہو تمھارے سامنے لقمان بھی طفل مکتب ہی
بقراط بھی ایک مبتدی ہی ارسطو کی کیا حقیقت ہی لقمان تمسے دفتر عیاری کا درس لے فلاطون تمسے برسون پڑھے سوا تمھارے کوئی
ایسا نہین ہی کہ شہر بلا پر قبضہ کرے اگر تم اپنی کوشش وسعی سے شہر بلا مین قبضہ کرو تو نصف مال بلاجان جادو کا مین تمکو دونگا خواجہ
نے کہا ای امیر سب یونہین کہتے ہین مگر کوئی بموجب اقرار کے دیتا نہین قول کی پابندی بہت مشکل ہی دینے کا دل کسی پاس نہین ہی امیر
باتوقیر نے کہا کہ مین اقرار اس امر کا کرتا ہون جیسا چاہو عہد وپیمان لیلو مین کبھی اپنے اقرار سے نہ پھرونگا جو کہتا ہون اُتنا ہی
کرونگا عمرو نے ہنسکر کہا کہ اچھا آپ ایک پرچہ کاغذ پر اقرارنامہ لکھکر رجسٹری کامل کرادین تو کیا مضائقہ ہی امیر باتوقیر نے

فرمایا ابھی ابھی مین تحریر کرتا ہون غرضکہ حمزۂ صاحبقران زمان نے کاغذ پر اقرارنامہ لکھکر مہر اپنی ثبت کرادی اور حاشیہ پر عمرو نے
سرداران لشکر اسلام کی گواہیان کرالین بجنسہ کاغذ لکھوا کر اقرارنامہ داخل زنبیل کیا اور امیر باتوقیر سے رخصت ہوا چاہتا ہے کہ ایکایک
پہلوان عادی اندر بارگاہ امیر کے آیا اور عرض کیا اے امیر باتوقیر ترانہ عیار بلاجان جادو حاضر دردولت فیض منزلت ہے امیدوار باریابی
کا ہے اسکو کیا حکم ہوتا ہے امیر باتوقیر نے پہلے تو سکوت کیا اور پھر فرمایا کہ اے پہلوان عادی ترانہ عیار بلاجان جادو کو میرے سامنے بلالاؤ
پہلوان عادی پھر بھر کے بعد باہر بارگاہ سے آیا اور ترانہ عیار بلاجان جادو کو اپنے ہمراہ لیکر داخل بارگاہ فلک جاہ امیر باتوقیر ہوا
ترانہ عیار روبروے حضوری حضور فیض گنجور ہوکر مجرا گاہ سلطانی پر جھکا اور آداب سلام بہ قواعد شاہانہ بجالایا اور دعاے دولت و اقبال
اور حمد و ثناے حمزۂ باکمال مین مصروف ہوا اور دست بستہ خدمت پایان بساط فیض مناط حضور سلیمان ظہور مین یہ عرض پرداز ہوا کہ
اے سلطان سلطانان و اے شاہ شاہان زمن لرزۂ قاف ثانی سلیمان جہان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اس غلام ناکام نے آج
شب گذشتہ یعنی کل کے روز شب کو عالم رویا مین بسبب بیداری طالع بخت خفتہ ایک بزرگوار معقول صورت کو اس ہیئت مبارک
سے دیکھا ہے کہ قبا و عبا و جبہ دربر عمامۂ سفید برسر جریب ہاتھ مین نورانی صورت ریش سفید دراز کنٹھہ مروارید لیے ہوے یون فرماتے
ہین اے ترانہ پنبۂ غفلت کو گوش کفر نیوش سے نکال دیکھ اب ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو زمانہ عمر تھوڑا ہے دین اسلام قبول کر
کج ادائی کو چھوڑ راہ راست اختیار کر دوزخ مین نہ جل نور دین اسلام سے دیدۂ دل روشن کر یہ کلام خوش انجام وعظ و پند آن برگزیدہ
باری تعالی کے سُنکر کانپنے لگا چشمہ چشم سے اشک حسرت و ندامت بہنے لگے تیزی شعلہاے آتش دوزخ سے ڈرا جسم تمام مثل چوب بید
کے تھرتھر کانپا انھین بزرگوار نے میری پشت پر ہاتھ پھیرا دلکو کسی قدر تقویت ہوئی اُنھون نے آئین دین اسلام تلقین فرمائے اُسی
عالم رویاے صادقہ مین یہ غلام اسلام لایا بصدق دل مسلمان ہوا بیدار ہوتے ہی خیال مین آیا اب ترا اس کفرستان مین کیا کام ہے ترا
تو نیک انجام ہے اگر یہان اب تو ٹھہرا اور بلاجان جادو کو تیرے مسلمان ہونیکی خبر ہوگئی تو وہ تجکو قتل کریگا اب خدمت امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران مین چل لہذا مستعد ہون کہ زیر قدم میمنت لزوم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین اپنی عمر بسر کرون امیر حمزۂ
صاحبقران زمان چونکہ نیک طینت خالص طبیعت ہین اُسکے فریبانہ کلام نہ سمجھے کہ یہ عیار شعبدہ کردار فریب دیتا ہے آخر کو دغا کریگا
ترانہ عیار سے یہ مژدہ ترقی اسلام سُنکے ہرچند کہ بظاہر بہت خوش ہوے ترانہ عیار کو خلعت دیا خشت زرین نشین کیا وہ ضلالت شعار
بدکردار نابکار ترانہ عیار حضوری امیر باتوقیر مین یون عرض رسا ہوا کہ اگر خواجہ عمرو عیار نامدار نمودار میرے ہمراہ شہر بلا کو تشریف لیچلین
تو مین بلاجان جادو کو گرفتار کرادون امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے راے اُس ترانہ عیار کی پسند کی اور عمرو سے فرمایا
اے خواجہ تم ساتھ اِسکے شہر بلا کو جاؤ اور موافق راے ترانہ عیار کے کارروائی گرفتاری بلاجان جادو کی کرو کہ موقع بھی اچھا ہے اور
یہی مناسب ہے اس سے بہتر پھر وقت ہاتھ نہ آئیگا اور جو کچھ ہمارے تمہارے عہد و پیمان ہین بموجب تحریر اقرارنامہ عمل مین آئیگا خواجہ
عمرو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا اور یہ شعر پڑھا شعر دوست دشمن میشود صاحب بوقت عاجزی * خون زخم آہوان رہ میبرد صیاد را * اور حضور
امیر باتوقیر مین عرض کیا کہ اے صاحبقران زمان مین ساحرون سے دہشت کرتا ہون نیک و بد آغاز و انجام خوب سوچ لیجیے مجکو
جانے مین کچھ انکار نہین مصرع برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد * امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خواجہ مین سوچ چکا ہون
انشاء اللہ بہتر ہی ہوگا بسم اللہ جاؤ تامل نہ کرو خواجہ عمرو یہ سُنکر مجبور و ناچار بنابر حکم حمزۂ نامدار ہمراہ ترانہ عیار ضلالت شعار
روانہ ہوے بعد قطع منازل و طی مراحل ساتھ ترانہ عیار نابکار کے شہر بلا مین پہونچے دیکھا شہر بہت آراستہ و پیراستہ دو طرفہ دکانین
خوشنما سڑکین بجنسہ دوکاندار خوش و خرم رعیت آباد ہر چیز بازار مین مہیا نادر و عمدہ عمارات پر تکلف خواجہ شہر کو دیکھتے سیر کرتے
چلے جاتے ہین کہ ترانہ عیار اپنے گھر پر عمرو بن امیہ ضمری کو لیگیا بہت خاطر و مدارات سے پیش آیا مکان کے اندر لیجا کے بٹھلایا
اور آپ وہان سے بلاجان جادو کے پاس آیا اور خوشخبری سنائی کہ مین عمرو کو فریب دیکر اپنے گھر تک لایا ہون خاطر و مدارات

کرکے مکان کے اندر جھلا آیا ہون بلاجان جادو یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر نہایت مسرور و شاد ہوا اور ترانہ عیار سے کہا ای ترانہ
تونے بڑا کار نمایان کیا عمرو کو فریب دیکر لایا یہ تیرا ہی کام تھا کیونکہ صریحًا مجکو مسلمان اپنا دشمن جانی سمجھتے ہین اور دشمن کے گھر مین
ہمراہ ملازم دشمن کے اُسکے کہنے سے چلے آنا بہت مشکل ہے نہین معلوم تونے ایسی کون سی عیاری کی کہ وہ تیرے ہمراہ بلے تامل آیا اور
امیر نے آنے دیا ترانہ عیار نے کہا ای بلاجان جادو امیر نے خود حکم کرکے بھیجا ہے بلاجان جادو نے کہا ای ترانہ عیار تو بھی بلائے
بید رمان و آفت روزگار ہے کہ ایسے جہاندیدہ اور گرم و سرد عالم کشیدہ و ذائقہ تلخی و شیرینی دروزگار چشیدہ زبان دریدہ کو فریب مین
ایسا لایا کہ وہ برضا و رغبت شہر بلا مین آیا اب مین حمزہ کو مع لشکر اسلام و سرداران خوش انجام کے گرفتار کرونگا وہ کھٹکا اور دغدغہ
جو میرے دل مین تھا سب مٹ گیا یہ کہکر بلاجان جادو نے یہین سے سحر کیا اور دشکے ای خواجہ عمرو گھر مین ترانہ عیار کے سحر مین مبتلا
ہو گئے بلاجان جادو نے ترانہ عیار سے کہا کہ ای ترانہ جا اور عمرو کو دربار مین حاضر کر ترانہ عیار مکان پر اپنے آیا اور ساتھ تمام عیارونکو
بھی لایا خواجہ عمرو مکان مین ترانہ عیار کے بیٹھے ہین مگر سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ کچھ خبر سر و پا کی نہین ہے ترانہ عیار نے بسہولت خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار کیا اور سلسل بغل و زنجیر کرکے سامنے بلاجان جادو کے ترانہ عیار نے خواجہ عمرو نامدار کو حاضر کیا
بلاجان جادو بغیظ و غضب و بہ کبر و نخوت کہنے لگا ای عمرو تونے دیکھا کہ مین کیسا زبردست ساحر ہون کہ تجھ سے عیار طرار خنجر گذار
کو پکڑ بلایا اب تجھے کب چھوڑتا ہون ایسے عذاب شدید سے تجکو قتل کرونگا کہ سننے والون کو عبرت ہو اور مجھ سے خوف کرین اور دھاک
لشکر اسلام ہو یہ کہکے حکم کیا کہ بلاؤ جلادون کو ساحر بموجب حکم اپنے سردار کے دوڑے جلاد ستم ایجاد کو بلا کر لائے جلاد سامنے بلاجان
جادو کے حاضر ہوئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ غلام حاضر ہین جو حکم سرکار جلالت شعار ہو بجا لائین جسکو حضور فرمائین اُسکو ابھی
قتل کرین ہمین کیا عذر ہے بلاجان جادو نے حکم دیا کہ لیجاؤ اس ناعیار ساربان زادے کو قتل کردو دیر نہ لگاؤ کہ یہ بڑا ساحر کش
ستم رسیدۂ کافران ہے جلاد بے بنیاد نے بڑھکر خواجہ عمرو کا غصے سے ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور نطعے پر لیجا کر بٹھایا اور تیغۂ خونخوار چوڑے
پھل کا میان سے نکالا اور ہاتھ سے باڑھ کو دیکھا خواجہ عمرو نے صورت اُس جلاد خونخوار کی بحسرت یاس دیکھی وہ جلاد مریخ خشم زحل
ہیئت غضب طبیعت سنگدل آتش مزاج خواجہ عمرو سے کہنے لگا ای ساربان زادے بہت تونے ظلم و ستم کیے ہین صدہا ساحران زبردست
تونے قتل کرڈالے مگر یہان بلاجان جادو کے ہاتھ سے تجکو جانبری نہوگی کہ بڑا اقبال دشمن ہے جلاد یہ کہکر تیغۂ خونخوار تولکر سر پر عمرو کے منتظر
حکم اخیر بلاجان کا کھڑا ہوا عمرو اُس عالم یاس مین فکر کرتے کرتے سوچا کہ ای خواجہ تجکو تو دخل ہر فن مین کامل ہے الحان داؤدی مین بھی
دخل بخوبی رکھتا ہے یہ سوچکر ہفت پیوند کی جوڑی زنبیل سے نکالکر بجانا شروع کیا اور گانے لگا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ وہ گانا
بجانا ہے کہ جسکی تاثیر سے پتھر موم ہو پانی ہوکر بہ جائے فولاد نرمی پیدا کرے انسان کی کیا اصل و حقیقت ہے جلاد تو سنتے ہی وہ گانا بجانا
بت بنکر کھڑا رہگیا ایسا محو ہوا کہ تیغہ ہاتھ سے چھوٹ پڑا بلاجان جادو آواز پر خواجہ عمرو کی ایک دل کیا ہزار جان سے عاشق ہو گیا
بیخود ہوکر آنکھین بند کرلین اسطرح جھوم کر سر ہلانے لگا جیسے کسی پر بھتنا چڑھ بیٹھتا ہے اور کھیلتا ہے اُسی عالم بیخودی مین جلاد کو
منع کیا کہ اس عیار طرار فریب دادہ دل ناشکیب کو قتل نہ کرنا یہ دواے دل رنجوران ہے پھر خواجہ عمرو سے پکار کر کہا ای عمرو اگر تو میرے
سامنے ہر روز گایا بجایا کرے تو تیرا قصور معاف کردون اور تیرے خون سے درگذر کرون اپنے پاس تجکو رکھون خواجہ عمرو نے جب
بلاجان جادو کو محو بیخودی دیکھا اور اپنے اوپر مہربان بدرجۂ کمال پایا جواب دیا کہ ای بلاجان جادو مجکو تعجب تھا کہ تو مجکو قتل کرتا
ہے مین تو مثل نقش حب دل بشر مین رہنے کے قابل ہون مگر خیر اتنی گردش طالع نارسا تھی جو تیرے سامنے ہتک ہوئی بلاجان جادو
نے کہا ای عمرو مجکو تیرے اس فن و کمال کا حال مطلق نہ معلوم تھا جبھی تو حمزہ تجکو بدل عزیز رکھتے ہین مین کیا جانون کہ تو ایسا صاحب
کمال ہر فن مین بیمثال ہے جبتک انسان کا انسان سے سابقہ نہین پڑتا اُسکا عیب و ہنر نہین ظاہر ہوتا عورتون کی مثل مشہور ہے مثل
سونا جانیے کسے اور آدمی جانیے بسے ۔ دوسرے شیخ سعدی کا بھی قول بہت درست اور ٹھیک ہے قول سعدی تا مرد سخن نگفتہ باشد

عیب و ہنرش نہفتہ باشد * در بیشہ گمان مبر کہ خالیست * شاید کہ پلنگ خفتہ باشد * خواجہ عمرو نے جواب دیا ای بلاجان جادو تو سچ کہتا ہی اگر تو مجھپر بسر رحم و لطف ہوا ہی تو مین بھی حکم سے باہر نہین ہون علاوہ اس گانے بجانے اور خدمتگذاریون کے واسطے بھی موجود ہون مجھکو تو اس شکل و شمائل سے دیکھکر حقیر نہ سمجھنا فن سپاہ گری بھی جانتا ہون فوج قاہرہ سے بھی مقابلے کو بند نہین ہون فن شمشیر مین بھی چالاک ہون عیاری مین بیباک ہون تو میری صورت دیکھکر گمان تذلیل بیجا بقول سعدی آن من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من * آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے * ہر کہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند * روز میدان و انکہ بگریزد بخون لشکری * بلاجان یہ کلام مسرت التیام خواجہ کے سنکر بہت مسرور و شادکام ہوا قید سے فورا رہا کیا خلعت فاخرہ دیا اپنے ہمراہ لیکر مثل عزیزون کے داخل محل خاص ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو مکانات و قصر عالیات پر نگاہ کی دیکھا نہایت آراستہ و پیراستہ ہین چھت پردے زربفتی پر تکلف پڑے ہوئے دیوارون پر رنگامیزی آب طلائی کی تصویرات نقرئی جابجا کھنچی ہوئی جنکو دیکھکر بہزاد و مانی حیرت مین آئین ایسے محو ہون کہ قلم مصوری ہاتھ سے چھوٹ جاے چارطرف آئینہ بندی شیشہ آلات پر تکلف موقع محل پر سجا ہوا ہی اسباب عیش مہیا ہی فرش مخمل زر نگاری کا بچھا ہی بیچ مین ایک مسند جواہر نگار اُسپر ایک نازنین مہ جبین جو پیکر پری شمائل گل سے رخسار نرگسی چشم زلفین سنبل تابدار و مشکبار دندان گوہر بیش بہا لب لعلین یاقوت کے ٹکڑے

اشعار

مستانہ جسم مین ہی جو حسن کا خمار
کہتی ہین بلبلین کہ ہی عالم بہار کا

سینہ وہ چاند سا کہ فدا جسپہ آفتاب
اسپری ناز کی صنم جامہ زیب کی

ہی حسن لاجواب جوبن ہی انتخاب
بار گران ہی پیٹ یہ کرتی کریب کی

رنگت گلاب کی ہی گلا ہی صراحی دار
قد سرو باغ حسن ہی اُس گلعذار کا

لباس فاخرہ زیب جسم انوری دھوپ چھاؤن کا پائجامہ مصالح لگا ہوا ٹیچا لچکا جسکی چارطرف سیا ہوا دھانی آب رواں کا دوپٹہ چنا ہوا چھوٹے کیرے جامدانی و کامدانی کے اوپر بنگلہ سجا ہوا

مخمس

ہاتھ مین پانچے دونون جو اُٹھائے اکبار
جھکون مین دم رفتار اُڑا یا اُسنے
جنبش جسم سے آنچل کا جو ٹیچا لچکا
قتعہ برق نے سورج کی کرن پر مارا
کامدانی کی سراسر بھی نئی تیاری
جال مین سونے کی چڑیا جو پھنسی پر باندھے

سرخ اطلس کا وہ پیجامہ سجا ہوتے دار
کسقدر جامے سے باہر ہوا وہ رشک بہار
اک دوپٹہ دیا شبنم کا پھر اُس گل کو اُڑھا
چادر ابر مین بجلی کو تڑپتے دیکھا
ٹھیک پوشاک عجب پہنے ہوئے تھی ساری
پیٹ پر کرتی نے جالی تو ہوئی گلکاری

جسکی کلیون کا ہوا غنچہ دہن سے نہ شمار
گلبدن پھر جو مقابل کوئی پایا اُسنے
شل خوبان جہان ہونے لگے اُسپہ فدا
جھمٹ اُسنے رخ روشن پہ جو بن کر مارا
کیا سکیہ دش مین کرہوئی انگیا بھاری
بند کیا محرم زرتار کے کس کر باندھے

زیور مرصع کار سے مغرق بنی ہوئی سر بزانو پر جھکا ہوا نہایت محزون و نالان غمگین و پریشان بیٹھی ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے اُس حور وش کو دیکھکر کہا کہ یہ کون اور کیون سر بزانوے حیرت پر جھکائے ہی بیت سر جھکائے ہوئے سیر دو جہان کرتی ہی * کونسی شی ہی جو آئینہ زانوسی ہی * اُسکو ضرور دریافت کرنا چاہیے ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی معشوقہ کس خاندان عالیشان سے ہی اور کسکے فراق مین متحیر و رنجیدہ ہی چہرہ اسکا نہایت مکدر ہی کسکے ہجر کا غم و الم اسکے دل پر ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہ اپنے دل سے باتین کرکے بلاجان جادو کی طرف متوجہ ہوے اور پوچھا کہ یہ حسین مہ جبین کون ہی اور کس خاندان عالیشان سے ہی یہ سنکر بلاجان جادو ہنسا اور کہا ای خواجہ عمرو تمنے اس پریزاد کو نہین پہچانا یہ ماہرو بیٹی یاقوت شاہ کی ہی اور نام اسکا ملکہ مہر افروز ہی مین اس مہ جبین پر عاشق ہوکر ملک سبائل سے اُٹھا لایا ہون مگر یہ حور وش مجھ سے راضی نہین ہی وصل میرا منظور نہین کرتی کوئی بات مجکو بن نہین آتی دل بیتاب اسکی آتش عشق سے جلتا ہی شعلہ ہجر سے جگر کباب ہو رہا ہی بادہ وصال آفتاب روکی آٹھ پہر تمنا ہی دیکھیے کب ساحل مراد پر زورق آرزو بہو نچے گوہر وصل قلزم جمال پری تمثال سے کب ہاتھ لگے ای خواجہ مین ہر وقت ملول و غمگین رہتا ہون چشمہ چشم گوہر بار سے روے تمنا اپنا دھوکر الم طوفان ہجر سہتا ہون خواجہ عمرو نے جو یہ کلام غم انجام اُس ناکام بلاجان جادو سے سنے

مسکرا کر کہا کیون گھبراتے ہو دلبر الم فراق سہتے ہو خاطر جمع رکھو مین اسکو بہت جلد راضی کردونگا اس بات کی کیا حقیقت ہے مین نے کوچہ
عیاشی مین بڑے بڑے کام کیے ہین جسکے پاس طائر خیال نہ پہونچ سکتا تھا اسکو راضی کرکے بلوا لیا ہے اور ہم بستری سے سرفراز کیا ہے
بلاجان جادو نے کہا اے خواجہ اگر تم اسے راضی کردوگے تو تمام عمر ممنون احسان ہونگا خط غلامی لکھدونگا خواجہ عمرو اور بلاجان
جادو بھی باتین کرتے ہوے آہستہ آہستہ اس نازنین کے پاس آئے بلاجان جادو ملکہ مہرافروز کے پاس بیٹھ گیا جو نہین پہلو ملکہ
مہرافروز کا زانو بلاجان سے مس ہوا ملکہ پیچھے ہٹ گئی خواجہ عمرو بھی سامنے ہنستے ہوے بیٹھ گئے بلاجان جادو نے کہا اے خواجہ کچھ
گاؤ کوئی غزل دردآمیز سناؤ کہ دل پھنسا ہوا زلف جانان کا ہے پریشانی از حد اٹھا رہا ہے یہ سنکر خواجہ عمرو نے جوڑی ہفت
ہونڈی نکالی اور الحان داؤدی سے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

تمھیں مشہور ہونا تھا مجھے بدنام ہونا تھا
مرے دلکو مجازی سے حقیقت ہوگئی حاصل
یہی دور مین تیرے ساقی گلفام ہونا تھا
چلے آئے جو روز وصل یہ تھا امر تقدیری
تجھی بر خون مرا اے مرغ بے ہنگام ہونا تھا
بھلا یا یک قلم جاتے ہی تمنے اپنے عاشق کو
چراغ زندگانی کل قریب شام ہونا تھا
نہ یہ سمجھا تھا مین فرقت مین آخر جان جائیگی
یہی ہر صبح ہونا تھا یہی ہر شام ہونا تھا
گئی جان حزین جو پاس کی تیری محبت مین

پھنسا ہے دل مرا گیسوے پیچان کے پھندے مین
یہی اس عشق کے آغاز کا انجام ہونا تھا
ہوے دو چار ہی اس ابروے خمدار کے کشتے
تمھارا نام ہونا تھا ہمارا کام ہونا تھا
رہینگے تا قیامت قبر مین ہم یہ نہ سمجھے تھے
ہمارے اور تمھارے نامہ و پیغام ہونا تھا
عدم سے آکے دنیا مین اٹھائے رنج و غم کیا کیا
تمھارا وصل مجکو موت کا پیغام ہونا تھا
محبت کے تو اسباب سے ہین اور ایذا پہ ایذا ہے
اسی مین کام اسکا اے بت خودکام ہونا تھا

محبت کا مری آخر برا انجام ہونا تھا
مری تقدیر مین آخر اسیر دام ہونا تھا
رہین محروم ہمیشہ مست اک جام سبوحی کو
تری تلوار سے سفاک قتل عام ہونا تھا
ادھر تونے صدا دی وصل کی شب عاشق بسمل
اسی منزل پہ دنیا کا سفر اتمام ہونا تھا
پہونچکر تا بہ گیسو جان آخر کھوئی اس دل نے
مسافر کو اسی منزل پہ بیجا آرام ہونا تھا
خیال رخ مین گر تڑپون تو الجھون یاد گیسو مین
وہ اے دل ہو جسکا قسمت مین آرام ہونا تھا

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو لحن
داؤدی سے یہ غزل بعد جوش و خروش گائی اور ہفت ہونڈی تال سر سے ٹھیک بجائی سمان بندھ گیا اور بلاجان جادو
محو ہو کر جھومنے لگا آنکھوں سے اشک حسرت بہنے لگے روتے روتے ہچکی لگ گئی خواجہ عمرو نے جانا دم ٹوٹ رہا ہے سراے فانی
کو ناری چھوڑتا ہے جسوقت خواجہ عمرو نے گانا موقوف کیا بڑی دیر کے بعد بلاجان جادو کو ہوش آیا حواس درست ہوے اور ملکہ
مہرافروز بھی خواجہ عمرو کا گانا سنکر شگفتہ خاطر ہوگئی غزل سرائی خواجہ عمرو سے نہایت خوش ہوئی سر اٹھا کر خواجہ عمرو کو دیکھنے لگی دل
مین کہتی تھی کہ یہ خوش آوازی یہ لحن داؤدی خواجہ عمرو کی زمانے مین سنا کرتے تھے کہ سواے خواجہ عمرو کے کوئی مرد ایسا غزل سرا اور
ترانہ ساز مسلمانون مین نہین ہے کیا تعجب ہے کہ یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار حمزہ صاحبقران زمان ہو خیر اے ملکہ چپکی بیٹھی
رہو آپ ہی معلوم ہوجائیگا الغرض بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو نے بلاجان جادو کو اشارہ کیا کہ تم اس صحبت سے اٹھکر باہر
چلو تو مین کچھ باتین ملکہ مہرافروز سے رضامند ہونے کی کرون بلاجان جادو اشارہ خواجہ عمرو کا سمجھ گیا اور وہان سے اٹھکر باہر
اس قصر کے چلا آیا اور امور مین مشغول ہوا عمرو نے جب ملکہ مہرافروز کو تنہا پایا تو پوچھا اے ملکہ تم یہان کیونکر آئین کچھ کیفیت اپنی
بیان کرو مجکو تمنے پہچانا یا نہین ملکہ مہرافروز نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ بخوبی تو نہین پہچانا مگر عقلیہ ثابت ہوتا ہے کہ
آپ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار خنجر گذار امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان ہین خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا کہ جب تم نے مجکو
پہچان لیا تو کس واسطے پریشان خاطر ہو ہنسو بولو شگفتگی سے بات کرو انشاء اللہ ہم تم ملکے اس کافر بے دین بلاجان جادو کا کام
تمام کرتے ہین تھوڑا ہی عرصہ اور باقی ہے اب تم اپنے آنے کا بیان حال کہو کہ اس کافر کے پھندے مین کیونکر پھنسین ملکہ مہرافروز
نے بحسرت غنچہ لب وا کیا منہ سے پھول جھڑنے لگے شعر کسی کے عشق نے دیوانہ ایسا کردیا مجکو۔ بھلا یا دین و دنیا کو اسی کی یادگاری نے

ای خواجہ مین عاشق زار فریفتہ گل رخسار نبیرۂ امیر ہاتو قیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان اسد نوجوان ہون بہ بہشت
لقا سے اسد شیر دل کو نکال لائی تاب مفارقت محبوب خوش اسلوب نہ لاسکی راہ مین لشکر لقا نے بے بقا نے اُس بیشہ صاحبقرانی کو
گھیر لیا اسد نوجوان سے تلوار چلنے لگی مجکو اُسی معرکہ کارزار مین سے غافل پاکر ایک پنجہ اُٹھا کر بسوئے آسمان بلند ہوگیا مین اُس عالم
اضطراب مین بیہوش ہوگئی جب میری آنکھ کھلی اِسی قصر مین اِس زشت رو و بدخو بلاجان جادو کے پہلو مین مین نے اپنے تئین پایا
نابہنجار سیہ کار مجھ سے طالب وصل ہوا اسوقت تک تو مین نے اپنی آبرو کو اِس سگ ناپاک سے بچایا ہی مگر اِس ستم کش جفا جو بلاجان
جادو نے اب بہت سر اُٹھایا ہی آبرو بچتی نہین معلوم ہوتی اسد کی محبت مین مین اپنی جان دونگی اِسکا وصل کسی طرح نہ منظور کرونگی
ای خواجہ کیونکر اِس گبر نابہنجار سے ہم صحبت ہونا گوارا کرون مین مسلمان ہون دین اسلام بطفیل فرزندان امیر حمزہ صاحبقران
قبول کر چکی ہون یہ ساحر کافر بدخلق بدمست ہی ای خواجہ عمرو بیت خر من دل برق ظلم و جور سے پامال ہی آبرو رہجاسے گر تو
نقد جان کیا مال ہی خواجہ عمرو نے یہ سب کیفیت سُنکر ملکہ مہرافروز سے کہا کہ مین تو کہہ چکا پہلے ہی تم سے تم کیون گھبراتی ہو مین تمھارا
شریک حال ہر طرح ہون خدا کو یاد کرو اُسکی شان کبریائی پر نظر رکھو ملکہ مہرافروز خواجہ عمرو کے کہنے سے اُس سیاہ رو بلاجان جادو
کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوا ایکدن خواجہ عمرو نے ملکہ مہرافروز سے کہا کہ آج مین اِس نابکار زشت بلاجان جادو کو بیہوش کرتا
ہون اب سیر دیکھو کہ کیا ہوتا ہی یہ کہکے صحبت ملکہ مہرافروز مین شراب بیہوشی کی تیاری کی اور بلاجان جادو کو پلا دی جب بلاجان
جادو بیہوش ہوا کپڑے سب اُسکے اُتار کے ایک صندوق مین بند کیے اور قفل بہت بھاری اُس صندوق مین لگا دیا اور اُسکو اِس
سبب سے قتل نہ کیا کہ ہنگامہ برپا ہوگا یہ راز مخفی افشا ہوگا غرضکہ وہ صندوق ایک کوٹھری کے گوشہ مین اُٹھا کر عمرو نے رکھدیا ملکہ
مہرافروز نے کہا کہ ای خواجہ مین ایک تمکو مژدہ مسرت آمیز و فرحت انگیز اور سناتی ہون فلان مکان مین سرداران لشکر اسلام مقید بہ قید
شدید ہین پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا یہ مرحلہ صاف رہجائیگا اُن سب بیچارے سرداران لشکر اسلام کو رہا کرکے صاف نکل چلو خواجہ
عمرو مہرافروز کی یہ بات سُنکر نہایت خوش ہوے اور فوراً روانہ ہوے عقب دیوار زندان آکر کمند ماری اور بالاے دیوار زندان
آکے دیکھا کہ سرداران لشکر اسلام بیچارے محزون و ناکام سب کے سب طوق و سلسل پہنے ہین خواجہ عمرو اندر زندان خانے کے اُترے
تمام سردارون کو اُس قید شدید سے رہا کیا اور سب سردارونکو ہمراہ لیکر راہی ہوے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے ترانہ عیار
بلاجان جادو و دو سو عیار فتنہ انگیز ساتھ اپنے لیے ہوے گشت کرتا ہوا چلا آتا ہی خواجہ عمرو نے سردارون سے کہا غضب ہوا یونہین مقابلہ
ہوگیا دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی ترانہ عیار مع عیاران ہمراہی کے جب قریب پہونچا عمرو کو اور سب سردارون کو جو قید تھے پہچانا اور
للکارا او ناعیار یہ تو نے کیا کیا بلاجان جادو کے قیدیون کو چھوڑ دیا کہان جاتا ہی مین آپہونچا یہ کہکے تلوار کھینچکے جھپٹا خواجہ عمرو
نے نیمچہ کھینچا تلوار چلنے لگی عیار زخمی ہو ہو کر پسپا ہونے لگے کچھ مارے گئے جب دو چار گھڑی گذری لڑتے ہوے تو ترانہ عیار بلاجان
جادو اُن عیارونکو تڑپتا ہوا چھوڑکر بے تحاشہ بھاگا کہتا تھا شاید بلاجان جادو کو عمرو نے مار ڈالا یا قید کیا جب ترانہ عیار دوڑتا
ہوا ملکہ مہرافروز کے محل مین آیا دیکھا کہ ملکہ بھی پابہ رکاب بیٹھی ہی چونکہ عیار تھا صاف پہچان گیا کہ ملکہ کا بھی ارادہ عمرو اور سردارون
کے ہمراہ بھاگ جانے کا ہی بالکل آمادہ ہی ترانہ عیار بلاجان جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی بلاجان کو تلاش کرنے لگا مگر
کہین نہ پایا نہایت مضطر و پریشان ہوا مگر بار بار یہی کہتا تھا کہ اگر بلاجان جادو مارا جاتا تو فوراً حال دریافت ہوجاتا یقین ہی کہ
عمرو نے کوئی عیاری کی ضرور بیہوش کرکے کہین چھپا دیا ہی یہ دل مین اپنے سوچکر کونا کونا اُس قصر کا ڈھونڈھنے لگا جب کوٹھری
کے اندر پہونچا دیکھا ایک صندوق مقفل رکھا ہی دل نے کہا ای ترانہ عیار بلاجان جادو اسی صندوق مین بند ہی جلد ہی سے
اُس صندوق کو کھولا اُس بدمست و سیاہ رو بلاجان جادو کو اُس صندوق مین بیہوش پایا ترانہ عیار نے بلاجان جادو کو
صندوق سے اُٹھا نکالا ہوش مین لایا اچھی طرح ہوشیار کیا ساری کیفیت بلاجان جادو سے ترانہ عیار نے بیان کی وہ سیاہ رو

بلاجان جادو یہ سنتے ہی وہین سے سحر کرنے لگا آخر ایسا سحر کیا کہ عمرو اور سب سردار فوراً بیہوش ہو ہو کر گر پڑے اور ایسی غفلت کی بیہوشی سوار ہوئی کہ عیارون نے سب کو مع عمرو باندھکر قید کر لیا اور خوشی خوشی سامنے بلاجان کے سب سرداروں کو مع عمرو کے گرفتار کرکے لائے اُس نابکار نے پھر از سر نو اُن سب کو مسلسل و مطوق کرکے قید سخت مین رکھا جب دوسرے دن محل مین یا ملکہ مہرافروز کو نہایت مکدر خاطر پایا دلکو رنج و الم ہوا قاعدہ ہے کہ جسپر عاشق اور فریفتہ و شیفتہ ہو جب اُسکو کوئی صدمہ ہوگا اپنے تئین بھی اُس سے زیادہ اندوہ و ملال ہوگا بلاجان جادو ملکہ مہرافروز کو رنجیدہ خاطر دیکھکر بہت مضطر و پریشان ہوا اور ہاتھ گردن نازنین مین حمائل کرکے یون کہنے لگا اے آرام جان غمزدگان و اے راحت رسان دل شتافان تم آج اسقدر مکدر و رنجیدہ کیون ہو بخود دم پریشان و مضطر و غمگین ہو مین نے تو کل سے آجتک تمسے دل نازک پر ملال لانے کا کچھ ذکر بھی نہین کیا کہ ایسا ہو مین کچھ تذکرہ معرکۂ بے عنوانی کا کرون اور خلاف خاطر تمہارا سرراہ جبین ہو تو میری مسرت اور چین مین فرق آسکے گا اگر اس مقام پر کوئی اور ہوتا اور ایسی حرکت ناشایستہ کرتا تو مین بہت بُری طرح اُس سے پیش آتا مگر تمسے کچھ نہین کہ سکتا کہ مین تم پر عاشق ہون اور تمکو اپنا سردار جان سمجھتا ہون اب یہی بہتر ہے کہ میرا وصل تم منظور کرو اور مجکو اپنی غلامی مین قبول کرو دل عاشق جانسوز کا نہ ملول کرو ملکہ مہرافروز نے سر جھکا کر جواب دیا کہ بلاجان جادو واقعی مجھ سے بڑی خطا ہوئی فقط مین نے تقدیر آزمائی کے واسطے یہ حرکت کی تھی اور اگر سچ پوچھا ہے تو اس امر مین عمرو کا مطلق قصور نہین ہے کیونکہ وہ مجھکو منع کرتا رہا کہ اے ملکہ مہرافروز ایسا امر نہ کرنا چاہیے اس کام کا انجام بد ہوگا مگر مین نے اُسکے کہنے پر مطلق عمل نہ کیا اور ایسی خطا کی بلاجان جادو اس عذر و معذرت ملکہ مہرافروز سے بہت خوش ہوا اور جو کچھ کہ خیال فاسد دلمین اُس زشت خو بلاجان جادو کے تھا وہ بالکل نکلگیا اور یقین کامل ہو گیا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی کچھ تقصیر نہین ہے اسیوقت خواجہ عمرو کو زندانخانے سے طلب کیا جب خواجہ عمرو سامنے بلاجان جادو کے آئے ایسی دلچسپ باتین کین اور کلام مذاق آمیز کیے کہ بلاجان جادو ہنسنے لگا اور دوبارہ خلعت سے خواجہ عمرو کو سرفراز کیا خواجہ شریک صحبت تخلیۂ خاص ہوے دور شراب چلنے لگا بلاجان جادو نے کہا اے خواجہ کچھ گاؤ دل ہمارا کوئی غزل اچھی سی سننے کو چاہتا ہے خواجہ عمرو نے یہ سُنکے بلاجان جادو سے جوڑی جفت بوندی نکالی اور سُر ملا بھیروین کی دھن مین ایکتان اڑائی اور یہ غزل عاشقانہ لحن داؤدی گائی

غزل

وصل مین فرقت کا ڈر تھا ہجر مین غمناک تھا
کوئی عاقل تھا نہ کوئی صاحب ادراک تھا
کاکلین شانون پہ لہراتی تھین کا ہون کسطرح
کوئی بسمل تھا تو کوئی بستۂ فتراک تھا
چھوڑکر مجھ ناتوان کو پاس غیرون کے گئے
مین تو تھا مجذوب لیکن دل مرا بیباک تھا
او ستمگر کیون نہ کرتا صبر تیرے ظلم پر
دیکھیان اسکا گریبان سکا دامن چاک تھا
زیست مین بین نبے مرنے پر عبث غمناک تھا
چین سے عاشق ترا کسدن تہ افلاک تھا
لوگ گلشن مین گل صد برگ سمجھے تھے جسے
یار تھا میرا کہ اپنے وقت کا ضحاک تھا
دور سے دیکھ آتا تھا جا کر کسی محبوب کو
کیون جلایا یار نے کیا مین خس و خاشاک تھا
یار کو دیتا تھا ہیم بیقراری کی خبر
دل مرا کیون چاک ہوتا کیا تری پوشاک تھا
ہے تعجب قتل کرنے کر نے کیون قاتل رکا
کیون نہ آخر خاک ہوتا ابتدا سے خاک تھا
عشق مین جو تھا وہ دیوانہ تھا یا وحشی مزاج
اصل مین وہ گل نہ تھا میرا دل صد چاک تھا
دیکھکر قاتل کو یہ حالت دلون کی ہوگئی
ہجر مین بن سُست تھا بزدل مرا چالاک تھا
اسکے باعث یار سے کین وصل مین گستاخیان
ہجر کی شب دوستو نالہ ہمارا اُداک تھا
عشق مین رسوا ہوا عاشق بھی و معشوق بھی
مین مہیاے قضا تھا اور وہ سفاک تھا

خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے جو یہ غزل بالحان داؤدی گائی بھیروین کی دھن کا سمان دکھا یا رنگ جما یا ملکہ مہرافروز ہجر اسد نوجوان مین ایسی بیقرار ہوئی کہ حجاب بیجا خفائی منہ پر رکھکر رونے لگی یاد قامت محبوب نے دل دکھایا جلسۂ وصل اپنا یاد آیا گل نرگس قطرۂ شبنم اشک حدقۂ چشم سے نکالکر بھر گئے کچھ بہ بہر گل عارض ملکہ مہرافروز پر ڈھل کر آئے لعل لب یا پارہ یاقوت مرجھا کر غنچۂ سوسن کی طرح ہوگئے کیونکہ سرمہ گین چشم سے جو اشک حسرت بہے سیاہی سرمہ دنبالہ دار کی رخسارون پہ لب جان بخش عشاق تک دوڑی

عجب کیفیت اُسوقت جمال بیمثال چہرہ ملکہ مہرافروز خوش مقال نے دکھائی گویا باغ حسن پر عجائب بہار آئی خواجہ شکل شمائل ملکہ
مہرافروز کی دیکھکر مسکرانے لگی اور بلاجان جادو کا تو یہ حال ہوا کہ بے تیغ ذبح ہوگیا غش کھا کے ایسا عالم محویت ہوا کہ سر اپنا زمین
پر دے مارا حقیقت مین عشق تو بلائے جان آفت روزگار ہوتا ہے جب سمند شوق کا بندھ جاتا ہے پھر کچھ آنکھ سے نہین سوجھتا ہے سر بپا
ملکہ مہرافروز سے لپٹا جاتا تھا ہاتھ گردن نازنین مین حائل کیے دیتا تھا ملکہ پیچھے ہٹی جاتی تھی غیرت سے گڑی جاتی تھی غرضکہ بڑی دیر
کے بعد بلاجان جادو جامۂ انسانی مین آیا ہوش و حواس درست ہوے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ ہر روز یہی جلسۂ عیش و
عشرت رہتا ہے بلاجان جادو مشتاق وصال ملکہ مہرافروز ہے ہجر مین مثل ماہ روز اول کاہیدہ ہوا جاتا ہے چہرہ زرد دل مین درد
آنکھین پرنم دلبر ہجوم غم و الم کوئی مونس ہمدم ایسا نہین کہ اس نازنین مہ جبین کو وصل پر راضی کرے کب تک صدمۂ فراق یار
جانی و محبوب جادو دانی اُٹھائے اب صورت یہ ہے کہ بلاجان جادو مثل بیمار مضطر و ناچار بحزن و غمگین رہتا ہے دلبر غم شوق وصال
اُس نازنین بیمثال کا سہتا ہے اسیطرح کئی دن گذر گئے خواجہ عمرو روز بلاجان جادو کو گانا سنایا کرتے ہین خلوتکدے مین ملکہ
مہرافروز کا دل بہلایا کرتے ہین جب ملکہ مہرافروز کہتی ہے کیون اے خواجہ کیا ہوگا روز فراق سے شب وصل محبوب کا کب بدلہ ہوگا
کسطرح اس دام صیاد ظلم ظالم سے رہائی ہوگی دیکھیے کب دور شب جدائی ہوگی خواجہ عمرو کہتے ہین اے ملکہ مہرافروز نہ گھبراؤ دل مضطر
کو یاد اسد نوجوان مین نہ تڑپاؤ خدا کو یاد کرو رب اکبر سے طلب امداد کرو پروردگار عالم کوئی صورت بہتری کی نکالیگا الغرض
ایک روز خواجہ عمرو برائے تفریح طبع مکانون اور املاک وغیرہ کی سیر کرنے کو چلے سیر کرتے پھرتے تھے خوشنمائیان کاریگرون کی
اور صناعیان مصوران طلسم کی اور منبت کاریان مکانات کی دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک مکان مین وارد ہوے دیکھا وہ
مکان نہایت خوشنما بنا ہے اور کام نقاشان ختنی نے ایسا بنایا ہے کہ روح بہزاد و مانی اُسکی سیر کرنے کو آئی اور معمارون نے انہین
ایسی اُستادی ختم کی ہے کہ قصر فلک کی کارنمائی نگہ سے گرگئی ہے مگر وہ مکان خالی پڑا ہے کوئی اُسمین نہین رہتا ہے آراستگی مکان
کی اُسیطرح سے کہ جیسے کسی رئیس کے رہنے کے واسطے سجتے ہین لیکن اُس مکان کے ایک گوشے سے آواز گریہ و زاری
و آہ و بیقراری کی چلی آتی ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آواز سنکے حیران و متعجب ہوے اور اُس آواز کی طرف چلے جب گوشے مین
پہونچے دیکھا کہ ایک جوان خوبرو حسین شکیل طرحدار خوش چشم خوش وضع قید آہن مین گرفتار سوزن زبان مین مضطر
و پریشان بیٹھا ہے اور عجب درد و آہ سے رو رہا ہے خواجہ عمرو اُسکے قریب آئے اور پوچھا اے شخص تو کون ہے اور کیا نام تیرا ہے کچھ کیفیت
اپنی بیان کر اُس جوان رعنا نے اشارے سے کہا کہ مین اس قید شدید مین ہون کیونکر تم سے ہمکلام ہون کوئی لکڑی
اُٹھا دو تو اُس سے زمین پر لکھکر بتا دون خواجہ عمرو نے ایک لکڑی اُس جوان کو اُٹھا کے لا دی اُس جوان نے زمین پر لکڑی
سے اپنا حال اور نام و نشان بتا لکھدیا کہ میرا نام مریخ جان جادو ہے اور مین خدمت امیر حمزہ صاحبقران مین شامل جا کر ان
حاضر رہا کرتا تھا یہان مین بحکم امیر کشور گیر دیوار طلسم بزور اسم باطل السحر معدوم کرنے کو آیا تھا چنانچہ چھ دیوارین سحر کی مین نے
معدوم کین ایک دیوار اور باقی تھی جو بلاجان جادو کو خبر ہوئی اُسنے ترانہ عیار کو بھیجکر گرفتار کرایا ہے جب سے اس قید
شدید مین ہون کچھ بس نہین عالم بیکسی اور مجبوری مین تڑپتا ہون اور درد و الم سے روتا ہون کوئی میرا ہمدم و غمخوار
نہین کہ مجکو رہا کرے اور اس بلا سے چھڑائے خواجہ عمرو نے کہا اے مریخ جان جادو اگر تو رہا ہو جائے تو کیا کاربرآری دکھائے
اور کیا کرے اُسنے پھر زمین پر لکھدیا کہ اس سیاہ رو بلاجان جادو کو بزور شمشیر سحر زبردست قتل کرون خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری نے خوش ہوکے کہا کہ اگر تو اسکا اقرار محکم کرے اور قتل بلاجان جادو پر آمادہ ہو اور دین اسلام قبول کرے مسلمان
ہو جائے تو مین ابھی تجکو اس بلائے قید آہن سے رہا کردون مریخ جان جادو نے پھر زمین پر لکھدیا کہ مین ضرور مسلمان
ہو جاؤنگا اور دین اسلام قبول کرونگا اور اطاعت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے سرتابی نہ کرونگا مثل غلامان غلام و

چاکران چاکر حاضر رہونگا جو کار اہم درپیش ہوگا اُسمین بدل وجان کوشش کرونگا اور کبھی دغا سے نہ پیش آؤنگا خواجہ عمرو یہ سنکے
اُس سے بہت خوش ہوئے اور چاہا کہ سوزن اُسکی زبان سے نکال لین اور مریخ جان جادو کو رہا کرین کہ مریخ جان نے پھر زمین پر لکھدیا
کہ مین تمھاری کوشش سے رہا نہونگا خواجہ عمرو نے کہا ای مریخ جان جادو کیا سبب ہے تو نے مجھے نہ پہچانا مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
ہون عیار طرار امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا مریخ جان جادو یہ سنکے اور زیادہ خوش ہوا اور کہا کہ مجھپر سحر زبردست بلاجان جادو کا
جاری ہے سوائے فیروز جادو کے کوئی سحر مجھپر سے رد نہین کرسکتا ای خواجہ اسیطرح سے مین پہلے بھی گرفتار ہوکر قید ہوچکا ہون یہ بلاجان
جادو میرا بھائی ہے اور مین بہنین میری تھین نسرین و نسترن و سوسن ای خواجہ عمرو نسرین و نسترن کو اُسنے قتل کیا اور سوسن
اُسکے پاس ہے مین بھی سحر وساحری مین زبردست کچھ بلاجان جادو سے کم نہین ہون بلکہ بلاجان جادو مجھ سے ہمیشہ خوف کرتا رہتا
ہے کہ ایسا نہو کہ سحر اُسکا مجھپر چل جائے اور مدام میری تاک مین رہا کرتا تھا غرضکہ ایک روز بلاجان جادو نے مجھکو غفلت مین پاکر اپنا
حربہ کیا اُسکا حربہ کارگر ہوگیا فوراً مجھکو گرفتار کرکے سوزن میری زبان مین دیدی اب جو زبان بند ہوگئی تو مین کیا کرسکتا مجھکو قید
کرکے زنبور جادو کے حوالے کردیا اُسنے مجھکو لیجاکر ایک قلعۂ طلسمی مین قید کیا اور وہ قلعہ ایسا تیار کیا کہ انسان تو کیا ہے طائر وہم کا بھی
پہونچنا محال ہوا مین نہایت حیران و پریشان با نالہ وزاری بصد بیقراری ایک گوشۂ تنگ و تار مین پڑا رہتا تھا زندگی کے دن پورے
کرتا تھا کوئی مونس و یار پیش و پس چپ و راست بیت حال دل کسسے کہتے کوئی نہ تھا وہان فقط ہمنشین تھی تنہائی ؛ اُسی قلعے مین
ایک عمر گذری کہ ستر برس قید رہا جب پروردگار نے صورت رہائی کی دکھائی اُسکا سامان اسطرح بندھا کہ مہتر قران نامدار عیار طرار
خبرگیری قلعۂ طلسم کو آیا اُس سے اول زنبور جادو سے مقابلہ ہوا مہتر قران نامدار نے اُس ملکہ ساحرہ کو بزور تیغۂ آبدار عیاری کے
قتل کیا اور سر اُسکا کاٹ لیا جسوقت زنبور جادو قتل ہوچکی سحر اُسکا ٹوٹ گیا مہتر قران قلعہ اصلی مین آیا تمام قلعے مین پھرا خوب
سیر کی بعد اُسکے ایک گوشہ مین مسلسل بغل و زنجیر مجھکو دیکھا مین نے ساری حقیقت اپنی اور نام و نسب اپنا اُسکو بتایا اُسنے بھی آپکی
طرح سے چاہا کہ سوزن میری زبان سے نکال لے اور مجھکو قید سخت سے رہا کرے مین نے اُسکو بھیجکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان
کو بلوایا جب امیر باتوقیر تشریف لائے بڑا معرکہ عظیم ہوا زنبور جادو کا شوہر خنگاسہ جادو کو خبر ہوئی کہ زنبور جادو ہاتھ سے مسلمانون
کے قتل کی گئی وہ اپنے مقام سے دوڑا اور امیر باتوقیر کو گھیرا امیر باتوقیر سے خنگاسہ جادو نے مقابلہ کیا خنگاسہ جادو زیر ہوا امیر نے
اُسکو بیک ضرب تیغۂ آبدار قتل کیا دو ٹکڑے ہوکے گرا تعجیل جہنم مین پہونچا امیر حمزۂ صاحبقران مجھکو رہا کرنے کو آگے بڑھے دیکھا کہ سامنے
نقابدار زردپوش ہے اُس سے امیر باتوقیر سے مقابلہ ہوا اُسنے بھی بڑے بڑے سحر کیے امیر نے بقوت و قدرت پروردگار عالم و بزور اسم
اعظم سب سحر نقابدار زردپوش کے باطل کیے آخرکار تیغۂ آبدار سے اُس نقابدار زردپوش کو بھی قتل کیا حمزۂ صاحبقران زمان
جب میرے قریب آئے مین نے اسم رہائی بتایا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے وہ اسم پڑھ پڑھکر مجھکو اُس قید و بلائے سخت سے
رہا کیا مین نہایت ممنون و مشکور رہون کیا یہ احسان کم ہے انسان کو لازم ہے کہ سر سے تنکا اُتارنے کا احسان مانے اور حمزۂ
صاحبقران زمان نے تو میری جان بچائی ایسی بلائے سخت سے نجات دی ہے اگر میرے دم مین دم ہے تو قدم مبارک امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران زمان کے کبھی نہ چھوڑونگا اُنکے پسینے پر اپنا خون گراؤنگا ای خواجہ تم ایسا کلمہ کہتے ہو کہ مجھ سے دغا نہ کرنا مرد جو منہ سے کہتے
ہین وہ کرتے ہین بقول شخصے قول مردان جان دارد تم مجھکو رہا تو ہونے دو دیکھو تو سہی یہان کیسی آفت برپا کرتا ہون تمھارے حکم سے
کبھی باہر نہونگا جو کہوگے وہ کرونگا مگر میری رہائی تمھارے ہاتھ سے تو کسی طرح ممکن نہین ہان تم اتنی کوشش کرو کہ فیروز جادو کو بلاؤ تو وہ اگر
مجھکو رہا کریگا خواجہ نے یہ سنکے کہا ای مریخ جادو فیروز جادو کون ہے مریخ جان نے پھر لکڑی سے زمین پر لکھدیا کہ فیروز جادو ایک مصور
طلسم ہے کہ وہ تصویرین بناتا ہے شاید دیکھا تو ہوگا کہ بلاجان جادو کے قصر پر تصویرین جو لگی تھین وہ سب اُسی کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہین
ایسا خوشنما مصور ہے کہ بہزاد بھی اگر ہوتا تو اُسکے ہاتھ کو چوم لیتا یہ سنکر خواجہ عمرو وہان سے روانہ ہوئے اور مریخ جان جادو سے کہ آئے کہ تو

خاطرجمع رکھو مین تیری رہائی کی ضرور فکر کرتا ہون یہ کہکر اُس مکان سے خواجہ عمرو باہر آئے تھوڑی دور چلے تھے کہ ترانہ عیار بلاجان جادو کو سامنے آتے دیکھا خواجہ ٹھہر گئے ترانہ عیار نے کہا ای خواجہ عمرو تم کہان گئے تھے اور کہان سے آتے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ آج بیٹھے بیٹھے کچھ دل گھبرایا تھا مکانات بلاجان جادو کی سیر کو نکلے تھے اُسی طرف سے سب دیکھتے چلے آتے ہین ترانہ عیار نے کہا کہ آؤ چلو تھوڑی دیر میرے مکان پر قیام کرو خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلو ترانہ عیار خواجہ عمرو کو ساتھ اپنے لیے ہوے مکان پر آیا خواجہ عمرو کو اندر مکان مین لاکر بٹھا دیا دعوت کا سامان کیا گلابیان شراب کی لاکر سامنے خواجہ عمرو کے رکھین اور قابین کباب گرما گرم کی حاضر کین اور کھانے طرح طرح کے لایا دسترخوان بچھایا کھانا چنا خواجہ عمرو کو کھلایا اور بعد طعام لذید و آب لطیف کے جام شراب حاضر کیے کباب بطور گزک کھلائے ترانہ عیار نے بھی کھانا کھایا پانی پیا اور شغل نا و نوش یعنی شراب بھی ہوا بعد فراغت طعام و نا و نوش سر انجام خواجہ سے کہا کہ ای خواجہ عمرو اسوقت تمھاری دعوت کرنیکا یہ باعث ہوا کہ میرا جی چاہتا تھا کہ آپکا گانا سنون کیونکہ آپکی خوش آوازی اور ترانہ سازی کا تمام شہر و بلاد مین شہرا ہی اگر آپ نے میرے کہنے سے سرفراز فرماکر کھانا نوش فرمایا ہی اور شراب کباب کا بھی شغل کیا ہی تو میری خاطر سے کچھ گا بیے بھی کوئی غزل عمدہ کسی شاعر غزہ کی سنا دیجیے کہ دل محظوظ ہو خواجہ عمرو مجبور ناچار ہوے کہا ای ترانہ اچھا سن یہ کہکے جوڑی ہفت پیوندی نکالی اور جوڑ اگئی عمدہ دھن کی اُسوقت بھلی معلوم ہوئی سر ملا کر جھجھری اور یہ غزل گانے لگے غــزل

تو گرفتارون پر ایسی قید ہی صیاد کی
او صبا تو نے ہماری خاک کیون برباد کی
تشنۂ جام شہادت ہمسے پیاسے رہگئے
مجھ سے یہ کٹریان نہ اٹھینگی کبھی جلّاد کی
روز رکھتا ہی قفس مین لاکے گلہاے چمن
رہگئے دل تھام کر وہ مین نے جب یاد کی
سیکڑون تدبیرین کرتا ہی جلانیکی مرے
حال وہ مجنون کا کیفیت یہ ہی فریاد کی
ہین قفس مین سب کے دُہری تیلیان فولاد کی
چپ رہون کیونکر نہ مین بیداد ہر صیاد کی
کسقدر ہی آب یہ تلوار ہی جلاد کی
جس جگہ دیکھا اُجاڑا آشیان اسنے مرا
رہتی ہی مجھپر عنایت اندنون صیاد کی
باغ مین ہوگا خرامان جبکہ وہ سرو سہی
کیجیے کس سے شکایت اُس ستم ایجاد کی
لاکھ ضبط نالہ کرتا ہون مگر رکتا نہین
اُسکے کوچے سے اُڑا کر بجلی بیداد کی
بلبل تصویر ہون عادت نہین فریاد کی
فصل گل مین بھی یہ بہتا ہی مجکو بیزبان
باغبان مین ہوگئی خو آج کل صیاد کی
نالۂ عاشق نے آنا تو اثر پیدا کیا
خاک مین ملجائیگی یہ قدکشی شمشاد کی
اُسنے کی صحرانوردی یہ پہاڑون مین ہا
کیا کرون مین مجکو عادت ہوگئی فریاد کی

خواجہ عمرو نے جو یہ غزل بہ الحان داؤدی گائی ترانہ عیار محو خوش آوازی خواجہ ہوگیا اور بہت محظوظ و مسرور ہوا خواجہ بعد تھوڑی دیر کے ترانہ سے رخصت ہوکر چلے مگر پھر اُسی مکان کیطرف آئے اور اندر داخل ہوے دیکھا کہ مریخ جان جادو اُسی حال زار مین بیٹھا ہی خواجہ نے کہا ای بھائی تو کہہ تو مین تجکو اپنے ہاتھ سے رہا کردون مریخ جان جادو نے زمین پر لکڑی سے لکھدیا کہ ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مین تمسے کسی طرح رہا نہونگا میرا کہنا مانو اگر فیروز کتاب دار کو آپ کسی طرح بلا لائین تو البتہ میری رہائی ہوجاے اس امر مین آپ کوشش فرمائین خواجہ یہ کلمہ سنکے وہان سے مہرافروز کے پاس آئے ساری حقیقت مریخ جان جادو کی بیان کی مہرافروز نے کہا کہ مین فیروز کتاب دار کو ابھی بلواتی ہون یہ کہکر ملکہ نے حکم دیا کہ کوئی فیروز کتاب دار کو جا کر بلا لاے اور یہ کہدے کہ تصویرین لیتے آئین الغرض حسب الحکم ملکہ کے فیروز کتاب دار تصویرین لیکر حاضر ہوا تصویرین پیشکش کین ملکہ اور خواجہ تصویرون کی سیر کرنے لگے تھوڑی دیر کے بعد فیروز رخصت ہوا خواجہ بھی پیچھے پیچھے اُسکے چلے جب وہ اپنے مکان مین داخل ہوا خواجہ پھر کے چلے آئے دن عیش و نشاط مین بسر کیا جب رات کا وقت ہوا خواجہ فیروز کے مکان مین آئے فیروز نے سامان عیش مہیا کیا اُسوقت خواجہ نے سب حقیقت مریخ جان جادو کی بیان کی فیروز نے کہا کہ خواجہ سلامت مین حاضر ہون لیکن جبتک بلاجان جادو ہوشیار ہی مجھسے کچھ نہو سکیگا خواجہ نے کہا کہ یہ ایسی کون سی بات ہی اُسکو گرفتار کیے لیتا ہون دونون آدمی باہم مشورہ کرکے مہرافروز کے پاس آئے فیروز تو ایک مکان مین پوشیدہ رہا ملکہ نے بایماے خواجہ بلاجان جادو کو طلب کیا جب وہ آکے شریک صحبت ہوا خواجہ نے

شراب بیہوشی آلود پلاکر اُسے بیہوش کیا اُسوقت فیروز جادو باہر آیا بلاجان جادو کے بازو مین ایک تعویذ بندھا ہوا تھا اُسے کھول لیا
اور خواجہ کو ہمراہ لیکے مریخ جان جادو کے پاس گیا تعویذ کو پانی مین دھو کر مریخ پر چھڑکا سیخچہ زبان سے نکال لیا مریخ جان جادو فوراً
قید سحر سے رہا ہوا تو انائی آگئی سب وہان سے پھر کے مہرافروز کے پاس گئے باہم مشورہ کر کے خواجہ فیروز کتاب دار مریخ جان
جادو مہرافروز لشکر اسلام مین چلے آئے امیر حمزہ صاحبقران سے ساری کیفیت بیان کی امیر حمزہ صاحبقران یہ کل حال
سُنکر نہایت خوش ہوے اور اُدھر صبح کو بلاجان جادو کو ہوش آیا دیکھا تو ملکہ اور خواجہ کا پتا نہین گھبرا کے کنیزون سے دریافت
کیا کہ ملکہ اور خواجہ کہان گئے اُنھون نے کہا کہ ہم خود اُنھین ڈھونڈھ رہے ہین اور چارطرف تلاشی ہین کہ ملکہ کہان تشریف
لے گئین بلاجان جادو یہ سنکر نہایت متردد اور متفکر و پریشان ہوا کہ کہان ڈھونڈھون اور کہان جاؤن پھر سوچکر باہر آیا اور اپنے
پیرونکو بلوا کر کہا کہ جلد جاؤ اور جاکر خبر لاؤ کہ ملکہ اور خواجہ کدھر گئے ہین یہ سُنکر پیر اُسکے بہت جلد جاکر خبر لائے کہ ملکہ مہرافروز اور
فیروز کتاب دار اور مریخ جان جادو اور خواجہ عمرو عیار یہ سب لشکر اسلام مین موجود ہین بلاجان جادو یہ خبر سُنکر نہایت متوحش اور
پریشان و حیران ہوا کہ اب کیا کرون کیا نہ کرون کونسی تدبیر کرون بلاجان جادو تو ادھر اس فکر مین متردد تھا اور اُدھر لشکر اسلام
مین مریخ جان جادو رد سحر بلاجان جادو مین مصروف ہوا بلاجان جادو نے سات دیوارین سحر کی بنا کر سد راہ کین تھین اُن دیوارون
کو مریخ جادو نے زور سحر برطرف کرنا شروع کیا چھ دیوارین تو اُنمین سے زور سحر برطرف ہوگئین اب ساتوین دیوار کو برطرف کرنے کی فکر
شروع کی مگر اس مقام پر ناظرین کو خیال رہے کہ مریخ جادو نے پہلے ہی امیر حمزہ صاحبقران سے عرض کر دیا تھا کہ اے امیر با توقیر آج کی
آج کی شب میری حفاظت بہت لازم اور نہایت پر ضرور ہے اسلیے کہ کہین ایسا نہو کہ محنت میری ضایع و برباد ہو جاے یہ سُنکر امیر حمزہ
صاحبقران نے ارشاد فرمایا تھا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے تمھاری حفاظت کا بندوبست بطور کافی کر دیا جائیگا اُسی وقت مقبل وفادار
خیرخواہ سرکار کو بلاکر ارشاد فرمایا تھا کہ تمھین لازم بلکہ الزم ہے کہ آج شب بھر تم مریخ جادو کی حفاظت اور نگہداشت بطور کافی
کرو اور نہایت ہوشیار اور بیدار رہنا اور خبردار غفلت شعاری کو کام مین نہ لانا مقبل سے یہ ارشاد فرماکر رخصت کر دیا تھا الغرض
مقبل وفادار امیر باتوقیر سے رخصت ہوکر حاضر خدمت مریخ جادو ہوا تھا مریخ جادو تو اپنے خیمے مین بیٹھا اور رد سحر مین مشغول تھا
اور مقبل وفا شعار تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوے حفاظت اور پاسبانی اور نگہداشت مریخ جادو کی کر رہا تھا اُنکو تو اس حال مین
چھوڑیے اور اب کچھ حال بلاجان جادو کا سنیے کہ اُسکی کیا حالت ہے جب بلاجان جادو نے یہ تماشا دیکھا کہ مین نے جو سات دیوارین
سحر کی بنا کر سد راہ کی تھین اور جسپر مجھے یقین کامل اور پورا وثوق تھا کہ ہرگز اُنمین سے ایک دیوار کو بھی کوئی برطرف نہ کر سکیگا اور
اس مقام پر اب کسی کا سحر کارگر نہ ہوسکیگا اُنمین سے چھ دیوارین تو برطرف ہو چکین اور اب ایک دیوار باقی ہے تو جسنے چھ دیوارین
برطرف کر دین اُسکے نزدیک اس ایک دیوار کا برطرف کر دینا کیا بات ہے حد سے زیادہ متفکر اور متردد ہوا اور کمال درجہ رنج و ملال نے آکر
اُسکو گھیر لیا عقل اُسکی تشریف لیگئی سوچ رہا ہے کہ اب کیا فکر کرون اور کیا تدبیر کرون الغرض ایک ساحر زبردست کرگس جادو نامے کو اپنے
بلا کر کہا کہ اے کرگس جادو جسطرح تجھ سے ہوسکے آج ہی رات کو جاکر کسی نہ کسی طرح مریخ جادو کو باندھ لا اگر تو آج رات رات اُسکو گرفتار کر لائیگا
تو مین تیرا بہت زیادہ ممنون منت و احسان ہونگا یہ سُنکر کرگس جادو جلد جلد روانہ ہوا جاتے جاتے ٹھیک دو پہر رات گئی تھی کہ خیمہ
مریخ جادو کے برابر آپہونچا اور خیمے کے برابر آکر چاہتا تھا کہ سحر کرنا شروع کرے قضاے کار اور اتفاقات روزگار مقبل وفادار کی نظر
کرگس جادو پر جا پڑی کہ کوئی ساحر ناک لگاے ہوے خیمے کے برابر کھڑا ہوا ہے بس نظر کا پڑنا تھا کہ مقبل وفادار نے تیر چلہ کمان مین جوڑ کر چھوڑ دیا
ایسا تاک کر مارا کہ تیر دو سار ہوگیا اور کرگس جادو کی پشت سے نکلگیا اُسکے گرنیکے بعد بڑی دیر تک ایک غل و شور اور ہنگامہ عظیم برپا رہا
جب وہ ہنگامہ برطرف ہوا اور غل و شور موقوف ہوگیا تو ایک آواز آئی کہ مارا جان کشتنی نام من کرگس جادو بود یہ آواز
خیمے مین مریخ جادو نے بھی سنی سنتے ہی اس آواز کے مریخ جادو اپنے خیمے سے باہر نکل آیا اور غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ

کرگس جادو مرا ہوا پڑا ہے کرگس جادو کو مردہ دیکھکر مریخ جادو نہایت خوش و مسرور ہوا اور اپنے خیمے مین جاکر دیوار ہفتم کے برطرف
کرنے مین پھر مشغول ہوا اُدھر امیر حمزہ صاحبقران کو خبر ہوئی کہ مریخ جادو چھ دیوارین گرا چکا ساتوین دیوار کے گرانے مین معروف
ہے بلاجان جادو نے کرگس جادو کو مریخ جادو کے گرفتار کرنے کو بھیجا تھا اُسکا کام مقبل نیکنام نے تمام کیا امیر یہ سُنکر نہایت
خوش ہوے اور ادھر مریخ جادو نے دیوار ہشتمی کا بھی فیصلہ کیا وہ بھی نیست و نابود ہوئی اب جو یہ رنگ بلاجان جادو نے دیکھا کہ
کرگس جادو بھی پھر کر نہ آیا اور یہان ساتون دیوارون کا خاتمہ ہوگیا معلوم ہوتا ہے کہ کرگس جادو بھی مارا گیا اور بلاجان جادو نے
اپنا کام بخوبی انجام دیا قلعہ کو توپ تفنگ و اسلحہ جنگ سے خوب درست و آراستہ کیا اور ہر طرح کا بند و بست کرکے لڑائی کا پیام دیا کہ یہ
مجھسے بازیان تو ہو چکین سحر سازیان ختم ہوئین لیکن اب اگر آپکو دعوی مردی اور مردانگی کا ہے اور غرہ صاحبقرانی ہے تو بسم اللہ میدان
مین نکلیے اور تیغ و تیر و گرز و شمشیر سے ہمارا مقابلہ کیجیے یہ سنکر امیر حمزہ صاحبقران نے عزم بالجزم کر دیا کہ ہم خود تنہا جاکر زبان تیغ سے
اُسکو جواب دینگے اور جو کچھ ہوگا سمجھ لینگے یہ مردود ازلی اور مقہور سرمدی اپنے دل مین سمجھا کیا ہے جو اسطرح کے کلام لغو اور بیہودہ منھ
سے نکالتا ہے اسداسکی بھی یہ مجال ہے جب امیر کشورگیر کا یہ ارادہ مستحکم مریخ جان جادو اور فیروز کتاب دار کو معلوم ہوا فوراً دونون کے
دونون حاضر خدمت فیضدرجت ملازمان ذی الاشان امیر حمزہ صاحبقران ہوے اور بصد ادب گذارش کیا کہ ہمارے نزدیک یہ عزم
صاحبقرانی کسی طرح مناسب نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ حضور یہ قلعہ اصلی ہے سحر کا قلعہ نہین ہے حضور کو اس امر مین سمجھ بوجھکر قدم اُٹھانا
چاہیے اور بہت احتیاط سے چلنا چاہیے امیر قلعہ گیر نے التماس مریخ جادو اور فیروز کتاب دار کو سُنکر قبول فرمایا اور اپنے ارادے سے
باز رہے لیکن بلاجان جادو پر جون جون دیر گذرتی ہے خواب و خور حرام ہوتا جاتا ہے اور نہایت پریشان حال اور مختل الحواس ہے کہ
اب کیا فکر و تدبیر کرے آخر اسی پریشانی مین ترانہ عیار کو بلاکر کہا کہ اے ترانہ یہ وقت تمھارے خاموش رہنے کا نہین ہے اے ترانہ یہ
وقت مدد ہے اور تمھارے حوصلہ اور عالی ہمتی سے یہ امر بہت بعید ہے کہ تم خاموش بیٹھے رہو اے ترانہ اگر آج رات کو تم جاکر کسی طرح امیر کو
گرفتار کر لاؤ تو فرد ہے اور لطف عیاری و ساحری ہے ورنہ سب کچھ ہیچ پوچ ہے اگر تم امیر حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر لاے تو بڑا کام کیا
مین تمھین ایسا مالا مال کر دونگا کہ تم بھی حد سے زیادہ خوش و مسرور ہوگے دولت دنیا سے ایسا نہال کر دونگا کہ تمھارے پاس رکھنے
کی جگہ نملیگی ترانہ نے یہ سُنکر کہا کہ خیر منھ سے تو نہ کہونگا مگر جو کام کرونگا اُسے آپ خود دیکھ لینگے یہ کہکر اُسی وقت بلاجان جادو سے رخصت
ہوکر راتی راتا قلعے سے نکلکر داخل لشکر اسلام ہوا اور اپنی صورت تبدیل کرکے خیمہ خوابگاہ امیر حمزہ صاحبقران کے برابر آیا اور آتے کے
ساتھ ہی خنجر کمر سے نکالکر سراچہ کو چاک کیا اور خیمہ صاحبقرانی مین داخل ہوا اور امیر باتوقیر کے پلنگ کے برابر آکر بیٹھ گیا اور بیلہ عیاری اپنے
ہاتھ مین لیکر ہاتھ کو چرب کرکے اور کفچہ مین دارو بیہوشی رکھکر امیر کشورگیر کے دماغ سے ملا دیا جب امیر حمزہ صاحبقران نے نفس
کشی کی تو دارو بیہوشی دماغ مین چڑھ گئی بس بیہوشی کا دماغ مین چڑھنا تھا کہ ترانہ تو لوٹ مار کر امیر کے پلنگ کے نیچے چھپ گیا اور
ادھر امیر حمزہ صاحبقران کو بڑے زور سے چھینک آئی آنکھ کھولکر داہنے بائین نظر کی جب کسی کو گرد اگرد نہ پایا پھر تکیہ پر سر رکھکے آنکھ
بند کر لی اور بیہوش و بدحواس ہوگئے بس امیر کا بیہوش ہونا تھا کہ ترانہ عیار امیر کے پلنگ کے نیچے سے نکلا اور پلنگ کے نیچے سے نکلکر
اپنے بازو سے حلقہ ہاے کمند کھول کے امیر باتوقیر کو باندھ لیا اور کمند مین باندھکر چادر عیاری مین لپیٹ کر پشتارہ بدوش کرکے صحیح
و سلامت اُسی سراچہ کی راہ سے جسے خنجر سے چاک کیا تھا صاف لیے ہوے نکلگیا اور یہان کسی کو مطلق خبر نہوئی اور راتی راتا چلنا
شروع کیا جاتے جاتے صبح ہوتے داخل قلعہ ہوا یہان بلاجان جادو تیرہ رو بعد آرزو انتظار ترانہ عیار مین کھڑا ہوا تھا کہ
ترانہ سامنے سے پشتارہ بدوش نظر آیا بلاجان جادو ترانہ کو دیکھکر آگے بڑھا اور جاکر ترانہ کے قریب چپکے سے پوچھا کہ کیون ترانہ
خیر تو ہے جلد بیان کر کہ اپنا کام کر آیا یا نہین ترانہ نے جواب دیا کہ آپ اسقدر پریشان کیون ہوتے ہین اے بلاجان جادو مبارک ہو کہ
مین امیر حمزہ صاحبقران کو جاکر گرفتار کر لایا اور صاف نکلا ہوا چلا آیا کسی کو خبر بھی نہ ہوئی بلاجان جادو نے پوچھا کہ اے ترانہ

بیچ کر تو امیر کو گرفتار کر لایا ترانہ نے عرض کیا کہ یہ دیکھیے تو پشتارہ میرے کاندھے پر ہے اور بلاجان جادو مین نے جاتے کے ساتھ ہی سراپچے کو
خیمہ خوابگاہ امیر کے چاک کیا اور چاک کرکے خیمہ کے اندر گیا اور داروے بیہوشی سنگھا کر حلقہاے کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین باندھکر
پشتارہ بدوش کرکے لے آیا بس یہ سنکر بلاجان جادو کی جان مین جان آگئی ترانہ جادو کو خلعت دیا اور حسب عمدہ بہت کچھ زرومال
ترانہ جادو کو دیا کہ وہ نہایت مسرور ہوا بعد اسکے اسیوقت آہنگرون کو بلایا فوراً آہنگر حاضر ہوے بلاجان جادو نے آہنگرون سے حکم
کیا کہ بہت جلد حمزہ کو طوق اور ہتکڑیان بیڑیان پہناکر زندانخانے مین بھیجدو اسیوقت آہنگرون نے ہاتھون مین ہتکڑیان پانون مین
بیڑیان گلے مین طوق پہنادیا اور بلاجان جادو نے امیر کو زندانخانے مین بھیجدیا اور خود وہ کافر ناپاک مصروف عیش و عشرت ہوا
دربار آراستہ کیا حکم دیا کہ تمام عیاران نابہنجار اور ساحران بدکردار آکر مجتمع ہون سامان شرابخواری مہیا کیا جاے طائفون کو
حکم ملا کہ آکر مجرا کرین بموجب حکم تمام عیار اور سردار اور ساحر دربار مین بلاجان جادو کے حاضر ہوے کل سامان شرابخواری لاکر مہیا
کیا طائفے آنا شروع ہوے جب کل سازوسامان مہیا ہوچکا اور دربار بھی مملو ہوچکا تو اسنے تمام عیارون اور سردارون اور ساحرون
کو خلعت وانعام تقسیم کیے کہ آج مین نے اپنے دشمن پر فتح پائی اور اسکو اسیر کرلیا ترانہ کو باردگر خلعت وانعام دیا ناچ شروع ہوا اور
شراب کا دورہ ہونے لگا جب سب کے سب نشہ مین چور ہوگئے اور بلاجان جادو کو بھی خوب نشہ ہوگیا تو اسوقت بلاجان کو آج کی
سوجھی چوبدار کو حکم دیا کہ لاؤ حمزہ کو دربار مین حاضر کرو بموجب حکم چوبدار جھپٹا ہوا گیا اور جلد حمزہ صاحبقران کو لاکر حاضر دربار کیا جب
امیر دربار نابہنجار مین داخل ہوے تو بطریق اہل اسلام سلام کیا جواب سلام تو وہان کون دیتا تھا مگر جواب مین سلام کے حمزہ پر طعن
وتشنیع شروع کی کہ کیون اے حمزہ اب کیا سامان تجکو نظر آتا ہے اور اپنے کو یہان کسطرح پاتا ہے اب بھی ہواے صاحبقرانی دماغ مین آتی ہے
اور اب بھی بوے امارت مشام جان مین جاتی ہے اب بھی کچھ حکومت وسلطنت کا سمان پیش نظر ہے اب وہ سرداری کہان ہے اور اب کیا
حال ہے کچھ کہو تو یہ سب باتین سنکر امیر نے جواب دیا کہ مین اپنے کو یہان اسطرح پاتا ہون کہ جسطرح شیر روباہون مین ہوتا ہے یا رستم
چند کینہ خواہون مین یہ کلام حیرت انجام امیر باتوقیر کا سنکر اس مردود ازلی کو غصہ آگیا اور جام شراب کا کہ اسکے ہاتھ مین تھا امیر باتوقیر پر
کھینچ مارا کہ وہ سینہ بے کینہ امیر پر آکر پڑا جام بھی ٹوٹ گیا اور شراب بھی امیر باتوقیر پر گری بس شراب کا امیر پر گرنا کہ یہ حال ہوا امیر کا
کہ بسبب غیظ وغضب کے اعضا امیر کے کانپنے لگے اور منہ سرخ ہوگیا زمانہ نابہنجار اور فلک کجرفتار پر نظر کی اور دنیاے دنی پیش نگاہ
بالکل تیرہ وتاریک ہوگئی اور اسی غیظ وغضب اور حالت تعب مین جو زور کیا تو وہ سب طوق وسلاسل مثل تارہاے عنکبوت ٹوٹ
گئے اور ساری قید جسم امیر سے جدا ہوگئی اور اس قید سے بالکل آزاد ہوگئے بلاجان جادو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ کل قید جسم امیر سے جدا
ہوگئی اس ملعون ازلی نے سحر کرنا شروع کیا وہ کافر ساحر سحر کرتا جاتا تھا اور امیر کشور گیر رد سحر کرتے جاتے تھے کسی قسم کا سحر امیر پر کارگر
نہ ہوتا تھا جب بلاجان جادو نے یہ رنگ دیکھا کہ امیر باتوقیر پر سحر کارگر نہین ہوا تو تیغہ کمر سے کھینچکر امیر حمزہ صاحبقران پر حملہ آور
ہوا امیر نے وار اسکا خالی دیا تیغہ اسکا زمین پر گرا سر بلاجان جادو کا جھک گیا بس اسکا سر جھکنا تھا کہ امیر باتوقیر نے اس بلا کا
گھونسا اسکے سر پر مارا کہ کاسہ سر اسکا سو ٹکڑے ہوگیا اور وہ ملعون زمین پر گر کے تڑپتے تڑپتے رہرو راہ عدم ہوا اور شعلہ افروز نار
جہنم ہوا بس اسکا واصل جہنم ہونا تھا کہ لپک کر امیر کشور گیر نے سپر اور شمشیر اس ملعون ازلی اور مقہور سرمدی کی اپنے قبضے مین کی ان کفار
نابہنجار نے جو یہ رنگ دیکھا کہ اب تلوار امیر کے ہاتھون مین آگئی اب بھلا کون امیر سے جان بچائیگا بس یہ سوچکر چار طرف سے ٹوٹ پڑے
تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر جب یا علی مدد کہکر تلوار مارتے تھے ایک ہاتھ مین دس دس اور بیس بیس واصل جہنم ہورہے تھے تیغ بیدریغ
امیر باتوقیر کی جاے پناہ نہ تھی خون کا دریا بہ رہا تھا کشتون کے پشتے لگ گئے ایک تھوڑی ہی دیر مین تمام عیار اور ساحر گریز گریز
کرنے لگے ہر ایک کی جان پر بن گئی سب کو امید منقطع ہوگئی کہ اب امیر کی تیغ بیدریغ سے پناہ ملنا دشوار ہے اور فتح پانا تو ایک امر محال ہے
اور بعید از خیال ہے اور امیر برابر سن سن تلوارین مارتے ہوے اس سرے سے اس سرے تک اور اس غول سے اس غول تک یا علی ولی

کٹتے ہوے لاش پر لاش گراتے ہوے نکلجاتے تھے اور علی الاتصال نعرہ ہاے شیرانہ بلند کر رہے تھے کہ گنبد فلک ہل رہا تھا اب جو باقیماندہ ساحر وغیرہ تھے اُنھوں نے یہ خیال کیا کہ بھلا بلاجان جادو ایسے ساحر زبردست سے تو امیر باتوقیر کا بال بیکا نہو سکا قید بھی کیا زندانخانہ بھی دکھایا سب حوصلے پورے کرنا چاہے مگر پھر بھی کچھ نہو سکا اور آخر کار مارا گیا اور اپنے ساتھ لگے اتنے ساحر اور عیاروں کا خون کرا دیا تو بھلا ہم لوگ کب امیر حمزہ صاحبقران سے عہدہ برآ ہونگے اگر اپنی جان بچانا ہے اور خیریت منانا ہے تو بہتر یہ ہے کہ اطاعت حمزہ اختیار کرو اور سامنے حمزہ کے چلکر سر اطاعت جھکا دو یہ سوچ کر یکبارگی سب نے شور الامان الامان یا امیر حمزہ صاحبقران بلند کیا یہ سنکر امیر نے جواب دیا کہ امان بشرط ایمان تمام ساحر دست بستہ خدمت میں امیر باتوقیر کشورگیر کی نہایت ادب سے سر جھکائے ہوے حاضر ہوے اور حسب ہدایت و ارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مطیع اسلام ہوے معلوم ہوا کہ وہ نقابدار سبز پوش بھی بلاجان جادو تھا امیر سجدۂ شکر بدرگاہ رب العزت نہایت عجز و انکسار سے بجا لائے تمام مال و اسباب اور زر و جواہر قلعہ کا اپنے قبضہ میں کیا اور چند روز وہاں قیام فرما کر مہرافروز کو سپرد خواتین معظمہ کرکے کوچ فرمایا اور دربند خارکیہ کا راستہ لیا اب یہاں سے امیر حمزہ صاحبقران کو تو یہیں چھوڑ دیجیے اور حال اُدھر کا گوش دل سے سماعت کیجیے کہ شاہزادہ بدیع الزمان اور عمر قران اور اسد نوجوان باغ بہشت میں جہان افروز وغیرہ سے ادھر صحبت میں اور لقاے روسیاہ بمعیت بختیارک و گردمرد و یاقوت شاہ شریک صحبت عیش ہے ناچ ہو رہا ہے طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے جام مئے ارغوانی گردش میں ہے راگ مالے چھوٹ رہے ہیں رباب و چنگ بج رہا ہے نہایت عیش و نشاط کی صحبت ہے سب کے سب نشہ میں چور ہیں کہ اسد نے لقا سے خطاب کیا کہ اے خیرہ سر تُو شاہزادہ بدیع الزمان کو تو اپنی دامادی میں قبول کر یہ سنکر اُسنے جواب دیا کہ اچھا میں نے بھی تقدیر کی اور بختیارک سے کہنے لگا کہ او بختیارک بہت جلد جہان افروز کا نکاح شاہزادہ بدیع الزمان کے ساتھ پڑھ دے بختیارک نے فوراً صیغۂ عقد کا پڑھ دیا نکاح نامہ لکھا گیا قران نے اُس نوشتہ پر لقا کی مہر کروالی جب شاہزادہ بدیع الزمان کا نکاح جہان افروز کے ساتھ ہو گیا اور سارا مرحلہ عقد طے ہو گیا شاہزادہ بدیع الزمان نے یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ تم مہرافروز کو اسد نوجوان کے ساتھ منعقد کر دو یاقوت شاہ نے بھی اس امر کو بطیب خاطر قبول کیا اور بختیارک سے کہا کہ مہرافروز کا عقد بھی اسد نوجوان کے ساتھ پڑھ دو بختیارک نے مہرافروز کا صیغۂ عقد اسد نوجوان کے ساتھ پڑھدیا جب دونوں عقد نکاح واقع ہو چکے تو آپس میں یہ صلاح ہوئی کہ یہاں سے جہان افروز اور مہرافروز کو لیچلیے تو نہایت مناسب ہے عمر قران نے یہ سنکر کہا کہ یہ کونسا امر مشکل ہے اور اسمیں کیا دقت ہے میں ابھی لیے چلتا ہوں بات ہی کیا ہے بس قران یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور بختیارک کو اپنے ساتھ لیکر وہاں سے چلا باغ بہشت سے نکلکر لقا کے اصطبل کا راستہ لیا اور بختیارک سے راہ میں کہا کہ اے بختیارک میں تو اصطبل کو جاتا ہوں تم بھی میرے ساتھ چلو مگر کچھ کہنا سننا نہیں اور جو کچھ میں داروغہ سے اصطبل کی بات چیت کروں تو تم آشنا کرنا کہ اُسکی تصدیق کر دینا اور اگر بختیارک تُم نے اُسکے کچھ بھی خلاف کیا تو یہ سمجھ لو کہ جان ہی سے مار ڈالونگا اور ذرا بھی تامل نہ کرونگا اب اسوقت میں ہوں اور تم ہو کسی کو یہ خبر بھی نہو گی بختیارک نے کہا کہ میری کیا مجال جو میں آپکی عدول حکمی اور خلاف ورزی کروں آپ ہر طرح سے اطمینان رکھیے جو کچھ آپ داروغہ اصطبل سے ارشاد فرمائینگے میں فوراً اُسکی تصدیق کر دونگا مجھے اُسمیں عذر ہی کیا ہے آپ چلیں تو سہی غرض عمر قران اور بختیارک باغ بہشت سے نکلکر اصطبل میں آئے اور داروغہ اصطبل سے عمر قران نے کہا کہ بہت جلد سو گھوڑے تیار کر کے خاصہ کے مجھے دو میں بحکم لقا یہاں آیا ہوں تعویق نہ کرو داروغہ حیران ہوا کہ بھلا اسوقت سو گھوڑوں کا کیا کام ہے حیران ہو کر صورت دیکھنے لگا کہ بختیارک نے کہا کہ تمھیں اس امر میں کیا مداخلت ہے اے مضراب گلہ بان حکم ہے خداوند لقا کا کہ جتنے گھوڑے عمر قران مانگیں اُتنے گھوڑے مع ساز و یراق درست کرکے اُسکے حوالے کر دو تعویق نہ کرو یہ سنکر مضراب گلہ بان نے کہا کہ اگر حکم خداوند لقا کا ہے تو پھر مجھے اسمیں کیا عذر ہے میں ابھی سو گھوڑے کیا اگر دو سو گھوڑے کہیں تو تیار کر کے حوالے کر دوں الغرض مضراب گلہ بان نے اُسی وقت سو گھوڑے مع ساز و یراق درست کر کے عمر قران

کے حوالے کر دیے عمتر قران خوش خوش وہ مرکب تیز رفتار لیے ہوئے مع نخجیارک پھر باغ بہشت مین آیا اور بدیع الزمان اور اسد سے
عرض کیا کہ بسم اللہ اُٹھیے کہ مین نے سامان راہ روی مہیا کر لیا اب جو بدیع الزمان نے غور کر کے دیکھا تو لقا اور گرد مرد اور یاقوت شاہ
اور نخجیارک کو تنہا پایا سب کے سب اپنے اپنے ٹھکانے پوانے جا چکے تھے بس وقت فرصت کو غنیمت جانکر دارو بیہوشی اُڑائی
وہ سب کے سب بیہوش ہو کر گرے بس جھٹ پٹ عمتر قران اور اسد نوجوان اور شاہزادہ بدیع الزمان نے لقا اور نخجیارک
اور گرد مرد اور یاقوت شاہ کو کس کس کر ستون سے باندھ دیا اور مہر افروز اور جہان افروز کو انکے مال اور اسباب اور کنیزون
سمیت اپنے ہمراہ لیکر باغ بہشت سے نکلے اور مرکبان صبا رفتار اور تیز دم پر سوار ہو کر شہر سے جلد جلد باہر آئے اور کوہستان کا راستہ
لیا جب عمتر قران اور اسد اور بدیع الزمان مع مہر افروز و جہان افروز اور کل ساز و سامان جا چکے تو بعد تھوڑی دیر کے لقا
کو ہوش آیا اب جو دیکھتا ہے تو خود بھی ستون سے بندھا ہوا ہے اور گرد مرد اور یاقوت شاہ اور نخجیارک بھی ستون سے بندھے
ہوے ہین یہ دیکھکر لقا بہت ہی گھبرایا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا اور اسی حالت مین چلایا کہ ای بندگان من مراد رہا بید لقا کی یہ
آواز سنتے کے ساتھ ہی ہر چہار طرف سے ساکنان بہشت دوڑ پڑے آکر کیا دیکھتے ہین کہ خداوند ستون سے بندھے کھڑے ہوے ہین
اور میان یاقوت شاہ اور نخجیارک اور گرد مرد بھی ستون سے کسے ہوے کھڑے ہوے ہین حیران ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہے غرض
جس طرح ہوا لقا اور یاقوت شاہ اور نخجیارک و گرد مرد کو ستون سے کھولا جب میان لقا اس قید بند سے آزاد ہوے تو بہ جلدی
تمام وہان سے فیلقون پر آئے اور آنے کے ساتھ ہی نقارہ دربار کا بجوایا نقارہ درباری کے بجتے ہی تمام سردار اور عیار وغیرہ متعرب
بارگاہ آکر حاضر دربار ہوے جب دربار جمع ہو چکا اور سب سردار آچکے تو لقا نے گنجاب اور قہرمان عجم اور ارجل خشت انداز اور
قہر بن عنتر سوکیاے طوفانی اور سہیل آتشباز وغیرہ سے خطاب کیا کہ ای سرداران نیک اطوار و نمکخواران وفادار سرکار مین تمھین حکم دیتا
ہون کہ جلد یہان سے جاؤ اور بدیع الزمان اور اسد اور قران نور خالص جلید و قدرت جہان افروز کو باغ بہشت سے لیکر بجالاکی
و تیز دستی نکل گئے ہین انھین جاکر جلد گرفتار کر لاؤ ورنہ عذاب و عقاب خداوندی مین مبتلا ہو گے اور کہین کے نہ رہو گے یہ حکم محکم سنتے ہی
گنجاب اور قہرمان عجم اور ارجل خشت انداز اور قہر بن عنتر سوکیاے طوفانی اور سہیل آتشباز مع نخجیارک ولد الزنا و دیگر ساحران
و عیاران زبردست و چالاک بہ معیت فوج بیشمار تعاقب مین عمتر قران اور اسد اور بدیع الزمان کے روانہ ہوے لیکن اُس طرف بدیع الزمان
اور اسد و عمتر قران جہان افروز اور مہر افروز وغیرہ کو لیے ہوے دامن کوہ مین پہونچے سب آپس مین بیٹھے ہوے بعیش و عشرت تمام
باتین کر رہے تھے کہ یکایک اسد یا تو بیٹھا ہوا تھا یا گھبرا کر اور بدحواس ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور متوحش ٹہلنے لگا بدیع الزمان نے جو یہ حال
دیکھا قران سے کہا کہ ای عمتر قران مین نے اسد کو کبھی ایسا سراسیمہ نہین دیکھا جیسا کہ اسوقت اسد بدحواس اور پریشان ہو گیا ہے ذرا
دیکھو اسکا حال کیا ہے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سامنے سے گرد و غبار کا ایک تتق اٹھا اور گنجاب وغیرہ لشکر لیے ہوے پہونچے اور
چار طرف سے آکر گھیر لیا اور آواز دی کہ ای مغضوبان خداوند لقا ہوشیار ہو جاؤ کہ اجل تمھاری تمھارے سر پر آگئی ہے مارے جاؤ گے
اگر کچھ دعوی مردی ہو تو پہاڑ سے نیچے اُتر آؤ ورنہ ہم وہین آکر تمھین گرفتار کر لینگے اور نہایت ذلت و خواری سے سامنے خداوند لقا کے
لے جائینگے جب یہ آواز بدیع الزمان نے سنی تو قران سے کہا کہ اسد نے شاید سواد لشکر دیکھا تھا اسوجہ سے مضطرب ہو گیا ہے اچھا پھر
اب بتاؤ کہ تمھاری کیا راے ہے قران نے کہا کہ بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ سے نیچے اُتر چلین اگر قضا آکے برابر ہوئی ہے تو یہان بھی آئیگی
اور وہان بھی اور اگر فتح ہوئی تو پھر کیا کہنا ہے اور اگر یہان سے نہ چلے تو وہ سب یہان فرد فرد آئینگے پھر اس دامن کوہ مین اتنی سی جگہ نہین ہے
کہ جان تو بھی سکینگے گرفتار ہو جائینگے دل کا حوصلہ دل ہی مین رہ جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ پہاڑ کے نیچے چلے چلو اور خدا پر تکیہ کر کے لڑنا شروع
کرو اگر نصرت الٰہی شامل حال ہو جائیگی تو یہ فوج کیا ہے اگر اس سے تگنی اور چوگنی بھی سامنے آئیگی تو اُسے بھی مار کر ہٹا دینگے یہ مشورہ پسند آیا اور
اسد اور قران اور بدیع الزمان پہاڑ سے نیچے اُترے فوج لقا تو چار دن طرف سے گھیرے ہوے کھڑی تھی انکے اُترنے کے ساتھ ہی سب کے سب

ٹوٹ پڑے اور جانبین سے تلوارین کھنچ گئین جنگ پر مستعد ہو گئے تلوار چلنے لگی اسد و بدیع الزمان و مہتر قران نے لڑنا شروع کیا یہان تو اسد
اور بدیع الزمان و مہتر قران لڑ رہے ہین انکو اسی حال پر لڑتا چھوڑیے اور اب حال شاہزادہ خاور سیاہ کا سنیے کہ جو یہان سے شہر زرتاشیہ
کو روانہ ہوا تو اُسنے جاکر شہر زرتاشیہ مین عنجق بن سہیم شیر شکار کو قتل کیا اور بعد قتل عنجق بن سہیم شیر شکار زرسپ نیزہ دار سے جاکر ملاقات
کی اور اُس سے کہا کہ ای زرسپ نیزہ دار مین تمھارے پاس اسلیے آیا ہون کہ مین نے عنجق بن سہیم شیر شکار کو قتل کیا اب تم ملکہ
گیتی افروز کی حفاظت کرو اُسکی نگہداشت بطور کافی عمل مین لاؤ مین ملک سبائی کو جاتا ہون کہ میرا ہمچشم شاہزادہ بدیع الزمان وہان
موجود ہے میرا قیام اب یہان محض بے سود ہے زرسپ نیزہ دار نے یہ سُنکر عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اور آپ تشریف لیجایئے مین ہر طرح
قلعہ کی اور ملکہ کی نگہداشت کرونگا کسی کو آنکھ ٹیڑھی کرکے قلعہ زرتاشیہ کیطرف نہ دیکھنے دونگا یہ سُنکر شاہزادہ خاور سیاہ ملکہ گیتی افروز
کے پاس آیا اُسے بصد اشتیاق گلے سے لگایا اور بہت سی تشفی و دلاسا دیا دو چار روز وہان قیام کرکے ملکہ گیتی افروز سے رخصت ہوکر
بمعیت سواران جرار کہ جنکی تعداد سات ہزار سے بھی کچھ زیادہ تھی روانہ ہوا جلد منزل بمنزل راہ کوہ و جبل طی کرتا ہوا چلا آتا تھا آتے آتے
اُسوقت وہان پہونچا کہ جسوقت یہان شاہزادہ بدیع الزمان اور اسد نوجوان و مہتر قران مع چند مومنون کے ہزارہا کفار کے حلقے مین
گھرے ہوے تھے برابر تلوار چل رہی تھی یہ تینون چار اُس ہزارہا کی جمعیت مین اسطرح بیخوف و ہراس لڑ رہے تھے کہ ذرا بھی خیال تنہائی
نہ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اِنکے ساتھ بھی ہزارہا کی جمعیت ہے اگر اُنسے کچھ زیادہ نہین تو کم بھی نہین ہے کسی طرح کی شکستگی و ہراس چہرہ پر
نہ تھا یہ تینون بہادر ادھر سے اُدھر اِس غول سے اُس غول تک اِس پرے سے اُس پرے تک اسطرح تلوارین مارتے ہوے نکلجاتے تھے کہ جسطرح
شیر غضبناک جمعیت روباہ پر حملہ آور ہوتا ہے شور گیر و دار بلند تھا آواز بگیر و بزن گنبد فلک کو ہلا رہا تھا خون کا ایک دریا بے موج بہ رہا تھا
لاش پر لاش گر رہی تھی کشتون کے پشتے اور لاشون کے ڈھیر لگ گئے تھے جون جون لاش پر لاش گرتی تھی وون وون اُنکی جرائتین
اور بڑھتی جاتی تھین اور بڑھ بڑھ کے تلوارین مار رہے تھے لیکن اِس معرکۂ عظیم مین مہتر قران عجب کام کر رہا تھا کہ ناموس کی حفاظت
کرتا تھا اور برابر لڑ بھی رہا تھا جب کوئی ناموس کی جانب بڑھا فوراً قران نے ناموس کو پس پشت کر لیا اور آپ سینہ سپر ہو گیا برابر
مارنا شروع کیا جو سامنے آتے تھے مار کر اُنکو پسپا کر دیا اِسطرح ہاتھ سن سن برابر چل رہا تھا کہ گویا ہاتھ مین قوت برقی کا پورا اثر آگیا تھا
یا ہاتھ اُسکا برق کے سانچے مین ڈھال دیا تھا ہاتھ برابر چل رہا تھا سیکڑون کفار دن کو واصل جہنم کرتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا نظم

سریع السیر چون باد بہاری جہان سرہنگ در خنجر گذاری
بلاے جان و جسم کافرانم غلام حیدر و مہتر قرانم

ادھر بدیع الزمان عالیشان کا نعرہ شیرانہ بلند تھا ع بتیغم لیسے ملک اسلام شد ـ کہ سر فتنہ باختر نام شد ـ ای نابنجار و کہان بھاگ کر
جاؤگے اور کہان میری تیغ بیدریغ سے تمکو پناہ ملیگی اگرچہ یہ سب بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے سیکڑون کے وارے نیارے کر رہے تھے
مگر اُس لشکر کثیر او جم غفیر مین ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک ہزار مین سے ایک کم ہو گیا کچھ معلوم بھی نہ ہوتا تھا مگر اسپر تکیہ کیے ہوے
یہ جری برابر لڑ رہے تھے اور اُنسے بڑھے ہوے تلوار کر رہے تھے اور اپنے خدا سے استعانت چاہتے تھے کہ یکایک قاسم نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہ اسد و مہتر قران اور بدیع الزمان مع چند عورتون کے اِس فوج کثیر سے لڑ رہے ہین کہ جسکا اور چھور ہی نہین معلوم ہوتا تاب باقی
نہ رہی بس کھینچکر بلارک افراسیابی نعرہ کرکے کفار پر آپڑا اور صفون کو درہم برہم کرتا ہوا مارتا پیٹتا جسطرح ہو سکا بدیع الزمان
کے پاس آیا صاحب سلامت ہوئی تلوار کھینچکر مع فوج یہ بھی ٹوٹ پڑا قضاے کار اتفاقات روزگار یہ تو لڑنے مین مصروف تھے کہ
ایک پنجہ آسمان سے گرا اور گرتے ہی دختر یاقوت شاہ یعنی ملکہ مہر افروز کو نہایت پھرتی اور چالاکی و عجلت سے اٹھا لیگیا قاسم
نے دیکھا کہ مہر افروز کے غائب ہو جانے سے جہان افروز نہایت ہی مضطر اور پریشان ہے اور گھبرا گھبرا کر چہار طرف بہ نگاہ حسرت و
یاس دیکھ رہی ہے کہ یکایک یہ کیا سانحہ ہوا کہ میری مصاحب اور ہمراز مجھ سے جدا ہو گئی قاسم نے مہروند سے کہا کہ ای مہروند جسطرح
ہو سکے بہت جلد جہان افروز کو یہان سے بچا کر لیجا اگر تو صحیح و سلامت باسایش و آرام ملکہ جہان افروز کو نکال لیجایگا اور

کسی قسم کا رنج وصدمہ جہان افروز کو نہ پہونچیگا تو مین تجکو بہت انعام واکرام دونگا اور تجھ سے بہت خوش ہونگا یہ حکم قاسم کا سنکر عمرو زند آگے
بڑھا اور نہایت چالاکی اور تیزدستی سے ملکہ جہان افروز کو مع اسکی کنیزان ہمراہی اور اسباب ضروری کے صاف نکال لیا اور مظفر بن ضیغم خون
آشام کے ہمراہ کیا اور مظفر سے کہا کہ ملکہ جہان افروز کو بہت جلد اور نہایت ہوشیاری سے قلعہ زرتاشیہ مین پہونچا دو دیکھو حکم ہے قاسم کا کہ کسی قسم
کا صدمہ اور رنج وتکان ملکہ جہان افروز کو نہ پہونچے مظفر ملکہ جہان افروز کو لیکر قلعہ زرتاشیہ پر روانہ ہوا اب جب یہ خرخشہ بھی موقوف ہوا
تو اب باطنیان تمام نے لڑنا شروع کیا اور چارون آدمی ایک جگہ جم گئے بے پناہ ہاتھ تلوار کے پڑنے لگے بڑی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی کہ
اثنائے جنگ مین گھوڑا بدیع الزمان کا مارا گیا قاسم نے عمرو زند کیطرف دیکھکر کہا کہ ارے جلد کوئی مرکب کہین سے جا کر لا فوراً یہ سننے کے ساتھ ہی
عمرو زند لپک گیا اور بہت جلد ایک مرکب تیزرفتار صبا دم ہم پہونچا کر لے آیا اور خدمت بدیع الزمان مین حاضر کیا بدیع الزمان فوراً اس اسپ
تیزگام پر سوار ہو کر بصورت تلوار زن ہوے نہایت جرات وتہور سے مقابلہ کیا مگر قلیل آدمی اس فوج کثیر اور جم غفیر کا کہانتک مقابلہ کرتے
آخر کار لڑتے لڑتے جتنے ہمراہی شاہزادہ قاسم کے تھے وہ سب مارے گئے اور جو چند لوگ بچگئے تھے وہ تاب مقاومت نہ لا سکے اور مفرور ہوگئے
پھر بھی چارون دلاور یکہ وتنہا باقی رہگئے مگر اب یہ بھی لڑتے لڑتے تھک چلے ہین کہ بختیارک نے گنجاب سے کہا کہ اب یہ چارون
خداپرست بھی یہان سے جایا چاہتے ہین جہان افروز تو جا ہی چکی ہے جسطرح ہو ان چارونکو گرفتار کرلینا چاہیے اگر اب ذرا بھی تعویق و
تامل کیا تو یہ صاف نکلکر چلے جاینگے اور پھر کسی سے نہ رکینگے سوا دست تاسف ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا اور عتاب خداوندی مین الگ
مبتلا ہونگے جلد کمندین مارکر انکو گرفتار کرلو اب راستہ کسکا دیکھتے ہو کہو عیاران سے کہ جلد حلقہ ہاے کمند کھولکر ان مفسدونکو پکڑ لین
الغرض حکم بختیارک کا سنکر گردمرو اور ادہم نژاد ایک چار سو عیارون کو ساتھ لیکر حلقہ ہاے کمند کشادہ کر کرکے آگے بڑھے قضائے کار
اتفاقات روزگار قاسم اور بدیع الزمان واسعد تو گرفتار ہوگئے لیکن مقتر قرآن جس دم ضربہ ہاے آتشین مارتا ہوا صاف اس ہنگامے
سے نکلگیا اور کوئی بال بیکا نہ کرسکا وہ تو اُدھر نکلگیا گنجاب نے چاہا کہ قاسم واسعد اور بدیع الزمان کو اسی جگہ قتل کرین کہ عمرو بن عنتر
سوکیاسے طوفانی مانع آیا کہ خبردار خبردار ایسا نہ کرنا ورنہ خطا پاؤگے یہان قصد قتل نہ کرو بلکہ سامنے خداوند کے لیچلو جیسا وہ کہین عمل کرو
خداوند کو اختیار ہے کہ چاہین قتل کرین یا عفو کرے ہم لوگونکو اس امر مین کوئی مداخلت نہ ہونا چاہیے کیونکہ ہم پابند حکم ہین ہمین حکم گرفتار
کرلانیکا ہے گرفتار کر لیچلو خودرائی سے کچھ حاصل نہین ہے بلکہ موجب عتاب خدا ہے اگر تمنے یہان قتل کیا اور خداوند لقا کے یہ امر خلاف
ہوا تو بتلاؤ کہ پھر کیا ہوگا الغرض یہ راے عنتر سوکیاسے طوفانی کی سب کو پسند آئی اور انکو گرفتار کرکے وہان سے پھرے اور قاسم
وبدیع الزمان کو زیر گنبد گیتی نما لائے اور لقا سے خبر کی کہ اے خداوند قیدی حاضر ہین لقا نے حکم کیا کہ اچھا ہمارے سامنے لاؤ قاسم اور
بدیع الزمان واسعد کو سامنے لقا کے لائے لقا نے انکو دیکھکر حکم کیا کہ ان تینون کی گردنین ماری جائین کہ انہوں نے بہت بڑی خطا
اور گستاخی ہماری جناب مین کی ہے ہرگز یہ لائق عفو نہین ہین جب گہراے خرشناس نے دیکھا کہ اب انکی گردنین ماری جاتی ہین اگر کسیطرح
جان انکی نہ بچیگی تو نہایت ہی حیران ہوا کہ کیا فکر وتدبیر کرون کہ جان انکی بچ جاے ایک لمحہ کے لمحہ غور کیا بعد غور کے لقا سے کہا کہ یا
خداوندا ایک امر میرے ذہن مین آیا ہے اگر اجازت پاؤن تو گذارش کرون لقا نے کہا کیا مضائقہ ہے بیان کرو کیا کہتے ہو گہراے نے التماس
کیا کہ خداوند میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ خداوند انہین قتل نہ کرین بہتر یہ ہے کہ ان کو قید کیجیے کسواسطے کہ حمزہ قریب ملک
سبائل کے آپہونچا ہے جسوقت وہ یہان آئیگا تو آپ اس سے کہلا بھیجیے گا کہ اے حمزہ اگر تو مجکو سجدہ کرے تو مین ابھی تیرے فرزندون کو رہا کیے
دیتا ہون اور اگر تو مجکو سجدہ نہ کریگا تو مین انہین ضرور قتل کردونگا حمزہ بدیع الزمان و قاسم کو بہت دوست رکھتا ہے اور نہایت چاہتا ہے
کمال درجہ حمزہ کو ان فرزندون سے الفت ہے ضرور بالضرور آپ کو سجدہ کریگا اور یہی ہمارا مطلب اصلی ہے آپ اسقدر بیقرار ہو رہے ہین کیون [illegible] ہین
عجلت نہ کیجیے یہ سنکر لقا نے کہا کہ نہایت مناسب ہے کوئی مضائقہ کی بات نہین ہے اور مین نے بھی ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی یہ سنکر
گہراے نے التماس کیا کہ یا خداوند کہین ایسا نہو کہ شیطان بارگاہ خداوندی بختیارک خداوند کو اس ارادہ سے باز رکھے اور انکو قتل کرادے

لقا نے یہ سنکر جواب دیا کہ ای گہرا تم گھبراؤ نہیں اگر وہ شیطان بارگاہ ایسا جانیگا بھی تو کیا ہو سکتا ہے کہین تقدیر بھی بدل سکتی ہے جو تقدیر میں ہوگی سو ہوگی تم اطمینان رکھو یہ کہکر حکم دیا کہ جاؤ لیجاؤ ان خدا پرستون کو زنگار شاہ اپنے پاس قبطول چارم مین قید رکھے اور معذب بعذاب شدید کرے یہ خدا پرست نہایت ہی غذب اللسان اور وسیع التقریر ہوتے ہین اگر لاکھ لاکھ منت عاجزی کرین مگر ایک ساعت نہ چھوڑے اور شدید و غلاظ مین تخفیف نہ کیجاے ورنہ بصورت خلاف ورزی عدول حکمی مستحق عذاب عقاب خداوندی پیدا ہوگا خبردار ہمارے حکم کے خلاف نہ کیا جائے وہ بیچارے زنگار شاہ کے پاس قبطول چہارم مین مقید بقید شدید ہوئے اور زنگار شاہ نہایت سختی سے پیش آیا بعد اسکے اس ضلالت بنیاد نے یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ ای یاقوت شاہ بہت جلد ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس کو ایک لاکھ سواران جرار ہمراہ روانہ کرو کہ وہ بہت جلد جاکر شہر زرتاشیہ کو تاخت و تاراج اور بالکل پامال کرآئین و گیتی افروز جہان افروز نور خاص چکیدہ قدرت کو بلا تامل پکڑ لائین یاقوت شاہ نے اگر حکم لقا کا ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس کو فوراً سنایا وہ دونون ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت کو ہمراہ لیکر شہر زرتاشیہ کو کہ روانہ ہوئے مہروند عیار سوقت تک یہان موجود تھا مضطرب و پریشان و حیران ہوکر یہان سے بھاگا کل حال جاکر ملکہ گیتی افروز سے بیان کیا کہ ای ملکہ آپ کیا غافل بیٹھی ہوئی ہین لشکر لقا کا ضیغم خون آشام و سہیل بن عنکبوس لیکر یہان پہونچ گیا ہے ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت ان کے ساتھ ہے معلوم ہوا ہے کہ حکم لقا یہ ہے کہ بالکل شہر زرتاشیہ کو تاخت و تاراج کرڈالو اور بالکل کسی کی رو و رعایت نہ کرو اس طرح تباہ کرو کہ درخت تک کاٹ ڈالو ای ملکہ گیتی افروز اب کیا تدبیر کرون اور کیا فکر کرون کہ یہ بلا کسی طرح سے ٹلے ای ملکہ میرے تو ہوش و حواس باختہ و پراگندہ ہوگئے ہین یہ سنکر ملکہ گیتی افروز بھی حیران ہوگئی اور کہنے لگی کہ ای مہروند سچ ہے میری بھی عقل حیران ہے کہ کیا فکر کرون مگر ہان ایک تدبیر میرے ذہن مین اسوقت یہ آتی ہے کہ امیر حمزہ کی خدمت مین طلب کمک کے لیے عریضہ لکھون مہروند نے اس رائے کو بہت پسند کیا اور کہنے لگا کہ ہان ای ملکہ میرے نزدیک بھی یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ ضرور خدمت صاحبقران مین عریضہ روانہ کیجیے ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ بہتر قلم دوات منگاؤ مہروند نے قلم دوات کاغذ لاکر حاضر کیا ملکہ نے خط لکھنا شروع کیا کہ + بعالیخدمت فیضدرجت بلند مرتبت امیر حمزہ صاحبقران دام اسد الرحمن مدظلہ السبحان - بعد از ادای ہدایا تسلیم بصد تکریم و ابلاغ مراسم تعظیم بخدمت آن منبع عطوفت و کرم سرچشمہ رافت و اعطاف اتم گذارش ملدوز ملکہ گیتی افروز یہ ہے کہ حضور اس زمانہ مین یہ کنیز ایسی مضطر و پریشان ہے کہ جسکا اظہار بیرون از حد بیان ہے حضور پر نور السرور پر اسوقت امداد کمک ہماری لازم بلکہ الزم ہے مجھپر انواع ظلم و ستم کی چڑھائی ہے ضیغم خون آشام اور سہیم بن عنکبوس لشکر بیشمار کہ جسکی تعداد ایک لاکھ سوار ہے بحکم لقا لیکر قلعہ زرتاشیہ پر آئے ہین اور یہ معلوم ہوا ہے کہ حکم لقا ضیغم اور سہیم کو یہ ہے کہ اسطرح شہر زرتاشیہ کو تباہ و برباد اور تاخت و تاراج کردو کہ کسی کا نشان نہ باقی رہے درخت تک اس شہر کے کاٹ کے پھینکدو اور کسی قسم کی رعایت نہ کرو پس حضور کو ہماری حفاظت و دران کفار اشرار کے شر سے نگہداشت لازم ہے اور سوائے حضور کے مین اسوقت کس سے گذارش کرون اور کون میرا حامی و ناصر ہے کہ ناداہان نوش فرمائیے اور ہاتھ اگر قلعہ زرتاشیہ مین دھوئیے والتسلیم یہ عرضی لکھکر اپنی مہر کی اور لفافہ بند کرکے مہروند کو دیا اور کہا کہ ای مہروند تو بہت جلد اس خط کو امیر کشور گیر تک پہونچا دے تامل نہ کر مہروند اس خط کو لیکر مثل پیک صبا رفتار کے طرف لشکر ظفر پیکر امیر حمزہ کے روانہ ہوا اب مہروند تا خدمت امیر مین جاتا ہے

اب دو کلمے داستان مہتر قران کے سنیے

از مہتر قران جو اس جنگ سے بھاگا تو پوشیدہ گہرا کے پاس آیا اور کل کیفیت گہرا سے بیان کی کہ قاسم اور بدیع الزمان اور اسد تو ان کفار کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے آپ نے سنا ہی ہوگا اور کل کیفیت معلوم ہی ہوگی مگر ای گہرا مین بڑی کوشش سے حقہ ہائے آتشین مارتا ہوا نکل آیا اور یہان تک پہونچا ہون اب بیان کرو کہ قاسم اور بدیع الزمان کس حالت مین ہین اور انسے اور لقا سے کیسی بنی گہرا نے کہا کہ ہان جب قاسم اور بدیع الزمان و اسد گرفتار ہوکر لقا کے سامنے آئے تو لقا نے حکم قتل دیا تھا بالفعل تو مین نے اس حیلے سے انکو بچالیا ہے کہ ای لقا جستو امیر یہان آئین تو انسے کہلا بھیجنا کہ ای حمزہ اگر تم مجکو سجدہ کرو تو مین ابھی تمہارے فرزندون کو چھوڑے دیتا ہون ورنہ قتل کردونگا لقا کو یہ رائے میری پسند آئی ہے اور ابھی تو لقا نے انکو زنگار شاہ کے پاس قید کردیا ہے اور قتل سے انکے دست بردار ہوگیا ہے آیندہ دیکھا چاہیے کہ اب کیا ہوتا ہے مگر ای

قران مین نے ایک عریضہ لکھا ہے جس طرح ہو سکے اس عریضہ کو امیر تک پہونچا دو عمتر قران عریضہ لیکر طرف لشکر امیر روانہ ہوا مگر چلتے چلتے ایک
چالاکی بڑی عیاری یہ کی کہ سیلچہ اور ملیچہ دونون لقا کے بھانجے ہین انکو بعیاری حلقہ کمند مین گرفتار کرکے گلیم عیاری مین پشتارہ
باندھکر اپنے ساتھ لے لیا کہ یہ دونون بھانجے لقا کے امیر حمزہ کے پاس قید رہینگے اور جلد جلد راہ کو طے کرتا ہوا روانہ ہوا اور یہان لقا کو خبر
ہوئی کہ عمتر قران بڑی عیاری کر گیا کہ چلتے چلتے سیلچہ ملیچہ کو گرفتار کر لیگیا اور انکے بستر خواب پر پیچ باندھ لیگیا یہ سنکر لقا کو بہت بڑا صدمہ ہوا
کہ ہائین چلتے چلتے اسنے بڑی چالاکی کی اور کس پھرتی سے دونون کو گرفتار کر لیگیا اور افسوس کہ یہان کسی کو مطلق خبر نہوئی مگر کچھ سوچ کر
گردمرد اور ارمزاد کو حکم دیا کہ تم جاکر دیکھو تو عمتر قران ہی انکو اٹھا لیگیا ہے یا اور کوئی غائب کر لیگیا گردمرد اور ارمزاد جو سیلچہ اور ملیچہ کی
خوابگاہ مین آئے تو معلوم ہوا کہ تیرا عمتر قران کا ہے جاکر لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند بیشک یہ کام عمتر قران کا تھا اسی کا تیر معلوم ہوتا ہے اور
وہی بعیاری ان دونون کو اسیر کر لیگیا ہے لقا نے گردمرد اور ارمزاد سے کہا کہ مین نے تقدیر کی کہ تم دونون جاکر سیلچہ ملیچہ کو چھڑا لاؤ اور ان
دونون کو خلعت دے کر رخصت کیا گردمرد اور ارمزاد دونون بانے عیاری کے اپنے جسم پر آراستہ کرکے روانہ ہوئے بعد طے منازل
اور قطع مراحل کے جب لشکر مین پہونچے تو اپنی صورتین تبدیل کروالین اور ایک دن بہجو تفحص حال کیا معلوم ہوا کہ سیلچہ اور ملیچہ دونون کرب غازی کے
لشکر مین مقید مین غرض بوقت شب یہ دونون جہان سیلچہ اور ملیچہ تھے وہان گئے اور دور کھڑے ہوکر ہوا کا رخ دیکھکر دارو بیہوشی اڑانا شروع
کی تمام پاسبان اور محافظ بیہوشی سونگھکر بیہوش ہو گئے ان دونون نے اسی حالت بیہوشی مین گردنین ان سب پاسبانون کی کاٹ ڈالین سیلچہ
اور ملیچہ کو چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ بدوش ہوکر دربار لقا کی راہ لی اور پہر رات باقی تھی کہ لشکر اسلام سے نکلگئے جب صبح کو امیر کو خبر ہوئی کہ
کوئی اکرات کو کرب کے لشکر سے سیلچہ اور ملیچہ کو چھڑا لیگیا اور تمام محافظون کو بھی مار گیا امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو طلب کیا جب خواجہ سامنے امیر کے
آئے عرض کیا کہ کیا ارشاد ہوتا ہے امیر نے ارشاد کیا کہ خواجہ تم نے کچھ سنا کہ یہان کیا ہوا خواجہ نے عرض کیا کہ حضور ارشاد ہو کیا ہوا غلام کو تو کچھ معلوم
نہین امیر کشورگیر نے فرمایا کہ اے خواجہ کوئی ذات شریف اکرات کو سیلچہ ملیچہ کو لشکر کرب سے چھڑا لیگئے اور ساتھ لگے محافظون کو بھی مار گئے خواجہ نے
کہا کہ جو جیسا ارشاد ہو امیر نے کہا خواجہ جلد دریافت کرو کہ انکو کون چھڑا لیگیا اور یہ کسکا کام ہے خواجہ امیر کے پاس سے اٹھے اور جاکر دیکھا تو تیر گردمرد
ارمزاد کا پہچانا امیر سے آکر عرض کیا کہ یا امیر تیر گردمرد و ارمزاد کا معلوم ہوتا ہے یہ سنکر امیر نے خواجہ سے کہا کہ جلد سیلچہ اور ملیچہ کو لیتے آؤ کہ وہ میرے پاس بالعوض
عاصم اور بدیع الزمان کے قید تھے اگر یہ دونون بچکر لقا کے پاس پہونچ گئے تو لقا میرے بیٹون فرزندونکو مار ڈالیگا اے خواجہ جس طرح ہو سکے جلد
جاؤ اور جاکر ان دونون کو ان مفسدون کے ہاتھ سے چھڑا لاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ بہت مناسب غلام جاتا ہے اور بانے عیاری کے اپنے
بدن پر آراستہ کرکے پیادہ پا چلنے لگا قران نے جو خواجہ کو جاتے دیکھا خواجہ سے کہا کہ استاد ہم بھی تمہارے ساتھ ہین اور امیر سے عرض کیا یا امیر ہم
بھی استاد کی مدد کو جاتا ہون امیر نے ارشاد کیا کہ بہت مناسب القصہ خواجہ تو روانہ ہوئے اور قران بھی کچھ عیارونکو ساتھ لیکر تعاقب مین گردمرد
اور ارمزاد کے روانہ ہوا لیکن عمرو بہت جلد جلد چلا جاتا تھا قران سے پیشتر جا پہونچا دیکھا کہ گردمرد و ارمزاد دونون چند عیارون سے
پشتارے لیے چلے جاتے ہین خواجہ نے کہا کہ او نابکارو کہان جاؤگے تم امیر کے قیدیون کو لیکر بھاگے ہو دیکھو تو کیسی سزا دیتا ہون گردمرد
و ارمزاد نے جو آواز عمرو کی سنی جان نکل گئی عیارون سے کہنے لگے کہ بڑا غضب ہو گیا وہ مفسدہ پرداز آپہونچا سب نے پوچھا کہ کون گردمرد نے
کہا کہ خواجہ عمرو عیار یہ سنکر سبھون نے کہا کہ پھر کیا خوف ہے اکیلا ہی تو ہے کیا کر سکیگا اسے مار لیجیے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ خواجہ آپہونچے
کھینچکر تیغ ان نابکارون پر گرے وہ کافر بھی چار طرف سے ٹوٹ پڑے تیغ چلنے لگا خواجہ بھی بڑے زور مین لڑ رہا ہے نہایت شور و دلاوری سے
تیغ زنی کر رہا ہے مگر تنہائی سے نہایت ہی پریشان ہے ایک تھوڑی دیر گذری تھی کہ عمتر قران بھی چند عیارون سمیت آپہونچا اور پکڑ کر تعداد ان کافرون
پر گرا اب تو خواجہ اور قران دونون شریک ہوگئے مار کر سب عیارونکو بھگا دیا اور سیلچہ ملیچہ کو چھین لیا گردمرد بھی بھاگا مگر ارمزاد گھرا ہوا تھا
لڑتے لڑتے جب اسنے دیکھا کہ جان نہین بچتی ہے سامنے ایک کنوان تھا ادھر ادھر دیکھکر بہ جلدی تمام دھم سے اس کنوئین مین کود پڑا
جلد جلد اس کنوئین کو کنکر پتھر اور مٹی سے پاٹ دیا مگر ارمزاد نقب زنی کرکے اس کنوئین سے لقا کی خدمت مین روانہ ہوا اور ادھر قران

اور خواجہ اُس کنوئین کی پاٹ کر سیلچہ اور سیلچہ کو چھین کر امیر کی خدمت مین آئے بارے اُن دونون کو قید مین کر کے در بند خارکیہ کو روانہ ہوئے

اب دو کلمے داستان حیرت بیان امیر حمزہ صاحبقران کا در بند خارکیہ پر پہونچنا اور پیر خارا کن کا مزاحم ہونا بیان کیا جاتا ہی

کہ جب بعد مرحلہ پیمائی امیر حمزہ در بند خارکیہ پر پہونچے اور یہ خبر پیر خارا کن کو معلوم ہوئی کہ امیر حمزہ در بند خارکیہ پر آتے ہین تو اُسنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور قلعہ کو توپ تفنگ سے آراستہ کیا امیر نے دو بیحیرہ زر در بند والون سے حال پیر خارا کن کا دریافت کیا کہ آخر پیر خارا کن کا قصد کیا ہی اور اسنے یہ سامان قلعے کی درستی کا کیون کیا ہی در بند والون نے امیر سے بیان کیا کہ اے امیر ہم تو یہ سمجھے تھے کہ پیر خارا کن تو مدت سے مسلمان ہی حضور جیسے ہوئے یہان تشریف فرما ہونگے پیر خارا کن فوراً دروازہ قلعہ کا کھول دیگا اور خدمت مین حاضر ہوگا ہمین معلوم کیا سبب ہی کہ وہ حضور کی خدمت مین نہین آیا امیر یہ سنکر خاموش ہو رہے اور سپہر کو خود سوار ہو کر سامنے قلعے کے آئے امیر کا قلعے کے سامنے آنا تھا کہ وہان سے دو ایک گولے چلے امیر گولے کی زد سے ہٹ گئے اور ہرکارونکو پیر خارا کن کے پاس روانہ کیا کہ وہ جا کر پیر خارا کن کو یہ پیغام دین کہ تو تو مسلمان ہی بصدق دل ایمان لا چکا ہی پھر کیا سبب ہی کہ تو نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور ہمارے پاس نہ آیا الغرض ہرکارے دعال ہلاتے ہوئے دروازہ قلعہ کے پہونچے پیغام امیر کا پیر خارا کن کو پہونچایا کہ اے پیر خارا کن امیر نے یہ پیغام دیا ہی کہ اے پیر خارا کن ہم تو تجھے مسلمان سمجھتے ہین پھر کیا سبب ہی کہ تو نے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور ہمارے پاس نہ آیا پیر خارا کن نے یہ پیغام امیر کا سنکر جواب دیا کہ میری جانب سے خدمت مین امیر کی گذارش کرو کہ مجھے چند مسئلے استفسار کرنا ہین اگر حضور اُسکا جواب عنایت فرمائین تو مین آپکی اطاعت اختیار کرون اور ابھی دروازہ قلعے کا کھولدون مجھے آپکی اطاعت سے کچھ عذر نہین ہی یہ سنکر ہرکارون نے پیر خارا کن سے کہلا بھیجا کہ جو مسئلے تم استفسار کرتے ہو وہ تم لکھ کر ہمکو دو ہم اُسے امیر کی خدمت مین لیجائین اور جواب باصواب اُسکا تمکو لادین صرف اتنے امر پر تمنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور خدمت امیر مین نہ آئے اگر تم خود چلے آتے اور اگر ان مسئلون کو پوچھتے تو کیا وہ مسئلے حل نہ ہوتے الغرض پیر خارا کن نے چند مسئلے ایک کاغذ پر لکھ کر اُن ہرکارونکو دیدیے ہرکارے اُس کاغذ کو لیے ہوئے خدمت امیر مین آئے امیر نے اُس کاغذ کو کھولا اور پڑھا تو اسمین چند مسئلے لکھے ہوئے تھے اسمین سے مسئلہ اول یہ تھا کہ مین رحمت خدا سے بھاگتا ہون پس وہ کونسی رحمت ہی کہ جس سے بندہ گریز کرتا ہی دوسرا سوال یہ تھا کہ مین گوشت بے ذبح کے کھاتا ہون تیسرا سوال یہ تھا کہ مین بے نکاح و متعہ کی جو ایک عورت سے مباشرت کرتا ہون پس وہ کونسی عورت ہی کہ بے نکاح و متعہ مباشرت اُس سے درست و جائز ہو چوتھا مسئلہ یہ تھا کہ مین نماز بے وضو کیے ہوئے پڑھتا ہون بعد اسکے لکھا تھا کہ اے امیر اگر آپ ان سب مسئلون کا جواب باصواب عنایت فرمائینگے اور میرے ذہن نشین ہو جائیگا تو بیچون و چرا آپکی اطاعت اختیار کرونگا اور دروازہ قلعے کا کھولدونگا مجھے عذر و تامل نہوگا جس وقت امیر سب مسئلے پڑھ چکے تو قلم دوات اُٹھا کر اب لکھنا شروع کیا کہ جواب مسئلہ اول یہ ہی کہ وہ رحمت الٰہی جس سے لوگ بھاگتے ہین بارش ہی کہ جب پانی برستا ہی تو لوگ اپنے اپنے مکانونمین چلے جاتے ہین اور زیر آسمان کھڑے نہین رہتے جواب مسئلہ دوم یہ ہی کہ وہ جانور کہ گوشت جسکا بلا ذبح کیے ہوئے حلال ہی وہ مچھلی ہی جواب مسئلہ سوم کا یہ ہی کہ وہ عورت کہ جسکے ساتھ بغیر نکاح و متعہ مباشرت جائز ہی وہ کنیز ہی جواب مسئلہ چہارم یہ ہی کہ وہ نماز جو بے وضو پڑھی جاتی ہی وہ نماز میت ہی امیر نے یہ لکھکر ہرکارونکو دیا کہ جلد جا کر پیر خارا کن کو دے آوین ہرکارے گئے اور جا کر وہ کاغذ پیر خارا کن کو دیا جب پیر خارا کن نے وہ جواب باصواب پڑھا تو ساکت ہوا اور اُسیوقت بے تامل دروازہ قلعے کا کھولکر قلعے سے باہر آیا اور خدمت امیر مین حاضر ہوا اور شرف قدم بوسی حاصل کیا امیر کی دعوت کا سامان کیا قلعے مین لیگیا کل اہل در بند کو مطیع اسلام کیا خزانہ نقد جو اُسکی تحویل مین تھا وہ بجنسہ امیر کو حوالہ کیا امیر نے کئی روز قیام کیا اور خارکیہ سے طاؤسیہ کا راستہ لیا

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ کا در بند طاؤسیہ پر پہونچنا اور مہتر قران کا واسطے رہا کرنے بدیع الزمان اور قاسم کے جانا

جب امیر مع لشکر اسلام در بند طاؤسیہ پر پہونچے بارگاہ برپا ہوئی تب بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوہ فرمایا اور دائین بائین صاحبقرانی کو رونق بخشی جملہ سردار کرسیون پر متمکن ہوئے امیر کی نگاہ قاسم اور بدیع الزمان کی خالی جگہون پر پڑ گئی آنکھون مین آنسو بھر لائے اور ادھر ادھر دیکھکر ارشاد کیا ہمارے عیارون مین کون ایسا بہادر ہی کہ جا کر شاہزادونکو چھڑا لائے عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر دونون شاہزادون کے ساتھ آپکا نواسا اسد بھی قید ہی یہ سنکر فرمایا کہ جو کوئی اُن تینون کو چھڑا لائیگا مین اُسے دولت سے مالا مال کرونگا یہ سنتا تھا کہ قران اُٹھ آیا اور عرض کیا کہ غلام اجازت پاوے تو شاہزادونکو چھڑا لائے فرمایا اچھا اور اسیوقت خلعت منگوا کر باقراق عیار کو دیکر لباس عیارانہ پہنکر روانہ ہوا بعد چند دن کے ساحل پر پہونچا اور لشکر نقاکی سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا اتفاقاً کا گرد مرد دور امیر

چلے آتے تھے برابر ہو بچے نگاہ اُنکی فقیرون کے غول پر جو پڑی نگاہ اولین مین گردمرد اور ارمزاد نے پہچان لیا کہ یہ فقیر جو سب کا سر
نشار ہی یہ عمتر قران ہی اور جو پوستین پوش ہی یہ گلباد عراقی ہی اور وہ جو سرخ کفنی پہنے ہی وہ برق فرنگی ہی اسیطرح سب کو تاڑ لیا اور
ارمزاد نے کہا کہ کسی طرح گرفتار کیا چاہیے گردمرد نے کہا کہ یہ بلاے بے درمان و آفت جان بھلا کسکے ہاتھ آئینگے مار پیٹ کر نکل جائینگے اس سے
بہتر یہ ہی کہ کسی کو اُنکے پیچھے پیچھے بھیجو کہ وہ اِنکا مسکن دریافت کرلاے جسوقت اُنکا ٹھکانا دریافت ہو جائیگا عیارون کو ساتھ لیجا کے
گھیر کر انھین گرفتار کر لینگے ارمزاد نے اس راے کو پسند کیا اور سنقر نام ایک عیار کو کہ شاگرد ہی گردمرد کا اُنکے پیچھے پیچھے روانہ کیا کہ
یہ جہان جاکر اترین وہان کا ٹھکانا دیکھ آئے لیکن عمتر قران تو ایک بلا کا عیار ہی اسنے گردمرد اور ارمزاد کے نقش جبین سے مدعا اُنکا
دریافت کرکے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ اِن حرامزادون کا یہ ارادہ ہی سبھون نے کہا کہ خلیفہ جی پھر جیسی آپکی صلاح ہو وہ کیا جاے
عمتر قران نے کہا کہ سمجھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوا اور سب سے کہا کہ شہر کے اندر تو قیام مناسب نہین ہی کہ اگر گھر گئے تو مفت مین مارے
جائینگے یا گرفتار ہو جائینگے سب نے کہا کہ پھر چلیے صحرا مین قیام کیجیے قران نے کہا کہ یہ بھی نہین ہو سکتا کہ اِنسے بھاگ جائین اور قطع نظر
اسکے قاسم اور اسد اور بدیع الزمان کے رہا کرنے کو آئے ہین جسطرح بنے اُنھین جاکر چھڑایے ساتھ والون نے کہا کہ پھر خلیفہ جی جو کچھ
ہم سے کہیے ہم آپ کے ساتھ ہین جہان جاہیے رہیے الغرض قریب دروازہ شہر کے ملتمس شاہ ابدال کا ایک تکیہ تھا قران سب کو
لیکر اُسی تکیہ پر آیا اور ابدال سے صاحب سلامت کی کہ عشق اسد ہی دوست اُسنے کہا کہ آؤ بابا سد اراعشق ہی قران نے اپنے ساتھ
والون سمیت وہین بستر لگایا سنقر نے جاکر گردمرد اور ارمزاد کو خبر دی کہ عیاران لشکر اسلام ملتمس ابدال کے تکیہ پر اُترے
ہین یہ دونون سُنکر بہت خوش ہوے اور عیارون کو جمع کرنے لگے کہ چلکر عیاران اسلام کو للکارین اور ٹوک کر گرفتار کرین مگر
یہان جو عمتر قران تکیہ پر آکے بیٹھا ابھی اچھی طرح بستر نہ لگائے تھے کھانے کی تیاری بھی نہ کی تھی کہ ایک شخص نے آکر عمتر قران
کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کھانا نہ پکائیے جو کچھ ماحضر آش اس ذرہ بے مقدار کو میسر ہی چلکر تناول فرمایے بلکہ مکان میرا حاضر ہی اسمین
رہیے تکیہ پر کیون تکلیف اٹھایے اُس شخص کی آواز سُنکر ابو الفتح نے پہچان لیا کہ یہ اخی سعید میرا باپ ہی قران سے کہا کہ خلیفہ جی
یہ میرے باپ ہین چلیے چین سے اِنکے مکان مین آرام کیجیے اور رہیے غرض اخی سعید سب کو لیکر اپنے مکان مین آیا اور پوشیدہ
تہ خانے مین بٹھایا تمام لوازم ضیافت ادا کیے کھانا کھلایا سب بعد کھانا کھانے کے سو رہے اور ادھر گردمرد اور ارمزاد کئی ہزار
عیار ساتھ لیے ہوے تکیہ پر آئے دیکھا کہ تکیہ پر فقط ملتمس ابدال اور اُسکے دو چار مرید بیٹھے ہوے ہین ملتمس ابدال سے ملتمس ہوے
کہ یہان چند فقیر آکر اترے تھے وہ کیا ہوے اور کہان گئے اُسنے کہا کہ بابا وہ لمحہ بھر یہان ٹھہرے تھے کہ ایک شخص آیا اور اپنے
ساتھ انھین لیگیا گردمرد نے کہا کہ جنگل کیطرف گئے یا شہر کیطرف جاتے دیکھا ہی فقیر تکیہ دار نے کہا کہ شہر کیطرف گردمرد اور ارمزاد وہان سے پھر اور
اپنے عیارون سے کہا کہ تلاش کرو کون اِنکا دوست ایسا ہی کہ جس نے ہمارے دشمنون کو اپنے یہان امان دی ہی عیارون
نے چارطرف جستجو کرنا شروع کی ادھر عمتر قران کو اخی سعید کے مکان مین تیسرا روز ہی اور ابھی تک کوئی تدبیرین نہین
بن پڑی ہر لحظہ یہی فکر ہی کہ کیونکر اسد اور قاسم اور بدیع الزمان کو رہا کیجیے کہ دفعۃً آواز نقارہ شادمانی کی بلند
ہوئی عمتر قران نے اخی سعید سے پوچھا کہ ای بھائی اخی سعید یہ نقارہ کیسا بج رہا ہی اور اسوقت نقارہ بجنے کی کیا وجہ ہی
اخی سعید نے بیان کیا کہ سنوبات یہ ہی کہ سال بھر مین دو روز نوروز کے قرار دیے گئے ہین ایک نوروز کوچک اور ایک نوروز
بزرگ نوروز کلان مین تو لقا اپنا دیدار سب کو دکھاتا ہی اور عالم عالم اور جوق جوق خلائق مشتاق دیدار لقا ہو کر آتی ہی
اور بڑا مجمع کثیر اور جم غفیر ہوتا ہی کہ پیک صبا کا بھی گذر دشوار ہو جاتا ہی اور بروز نوروز کوچک تمام سرداران و الا اقتدار
اور افسران سرکار اپنی اپنی دختران ناکتخدا کو کمال عز و شان اور نہایت بناؤ سنگار سے آراستہ و پیراستہ کر کے باغ بہشت
لقا مین لاتے ہین اور لقا بھی اُس روز داخل بہشت ہوتا ہی اور باغ بہشت از سر نو آراستہ کیا جاتا ہی اور لقا اُن سب دختران

کا کتخدا کے ساتھ مشغول عیش و عشرت و اختلاط ہوتا ہی جسکو وہ پسند کرتا ہی اور اُسکی نظر رغبت پڑتی ہی اُسے اپنے تصرف مین لاتا ہی باپ اُسکا
فخریہ اس امر کو قبول کرتا ہی اور اپنے ابناے جنس مین تفاخر کرتا ہی کہ میری بیٹی آج کے روز نظر کردہ خداوند لقا ہوئی چنانچہ آج کے روز
نوروز کو چونکہ ہی یہ اُسی کا نقارہ بجا ہی یہ سُنکر مہتر قران نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کل چلو ذرا اس تماشے کو بھی دیکھ آئین اور اس
نوروز کو چونکہ کی بھی سیر کر آئین دیکھو تو یہ ہر کیا ہر ایک چلنے پر آمادہ ہوگیا غرض رات کی رات تو مہتر قران نے وہین بسر کی صبح
کو باغ بہشت مین نوروز کی تیاری ہونے لگی مہتر قران اُن چالیسون عیارون کو لیکر صورتین تبدیل کرکے باغ بہشت کے دروازے
پر آکھڑا ہوا دیکھتا کیا ہی کہ برابر سواریان امیران عظام اور رؤساے بلند احتشام سرداران ذوالاقتدار افسران باوقار کی دختران
کی چلی آتی ہین ہر ایک سواری کے ساتھ وہ وہ تزک و احتشام ہی کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ سواریان پری جلیل القدر یا دو جلیل الشان
شاہزادیون کی ہین اور برابر داخل بہشت ہوتی چلی جاتی ہین گویا بیدہ قاف مین پریان چلی آتی ہین اتفاق کار گردمرد عیار
کی بیٹی شورانگیز قلعہ زرتاشہ مین ملکہ جہان افروز کے ساتھ تھی گردمرد عیار قبل نوروز اپنی دختر کو ملکہ جہان افروز کے پاس سے
جاکر بدقت تمام چرا لایا تھا اُسکی بھی سواری بہت سی سواریون کے بعد بڑے تزک و احتشام سے گذری کہ ہزارہا عیار جلو مین تھے
اور تمام ساز و سامان امیرانہ ہمراہ تھا جب سواری دروازہ بہشت کے قریب پہونچی ناگاہ ایک جھونکا ہوا کا آیا پردہ محافے کا اُٹھ گیا
نگاہ مہتر قران کی شورانگیز پر پڑی ایک تو یہ سابق ہی سے عاشق تھا آج خوب آراستہ و پیراستہ دیکھا تو ہزار جان عاشق ہوگیا
یا تو ایک حصہ عشق تھا یا ہزار حصہ ہوگیا دل بگڑ گیا بیقراری سے حال تباہ کیا ہر چند ضبط کیا مگر کچھ نہو سکا غش کھا کے گر پڑا ساتھ والون
نے پوچھا کہ اُستاد کیا ہی جبکہ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ غش کر گیا پانی چھڑکا جب ہوش آیا کہا کہ خلیفہ یہ کیا ہوا ہمنے ایسا حال آپکا کبھی
نہین دیکھا قران نے دیکھکر کہا یہ جو محافے مین گردمرد کی بیٹی بیٹھی ہی مین اسپر بہت دنون سے عاشق ہون اسوقت جو اسپر نظر پڑ گئی
تاب ضبط باقی نہ رہی بیقرار ہوگیا دیکھیے حضرت عشق ہمارا کیا حال بناتے ہین بہشت لقا مین جانیکا قصد ہی دیکھیے آیندہ پھر کر آتے ہین
یا وہین مرکر رہ جاتے ہین اور مین تو بغیر معشوق کے لیے ہوے ہرگز نہ پھرونگا یہ کہکر کہا کہ تمھارا خدا نگہبان مین تو باغ بہشت مین جاتا
ہون اور اپنی محبوبہ کو لاتا ہون سبنے کہا کہ خلیفہ جو حال آپکا وہ ہمارا ہم تنہا آپکو نہ چھوڑینگے القصہ سب فرداً فرداً داخل باغ بہشت
ہوے جاکر باغ بہشت مین کیا دیکھا کہ عجب صحبت ہی چار طرف ناچ ہو رہا ہی ستار چھڑ رہا ہی انجمن عیش و عشرت برپا ہی اور ایک قصر
عالیشان مین تمام امرا و رؤسا کی بیٹیان زرنگار کرسیون پر جلوہ گر ہین وہین شورانگیز بھی بیٹھی ہی قران ایک گوشہ مین کھڑا ہوا
بنگاہ حسرت و یاس شورانگیز کو دیکھ رہا ہی اور اپنے دلمین یہ سوچ رہا ہی کہ کسطرح شورانگیز کو لے بھاگے مگر کچھ بن نہین پڑتی اور کوئی
بات سمجھ مین نہین آتی کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کہ اسی اثنا مین ارمزاد ادھر سے آنکلا اُسنے قران کو دیکھ پایا کہ قران ایک باغبان
کی صورت بنا کھڑا ہوا ہی یہ دیکھکر لقا سے جاکر عرض کیا کہ یا خداوند مہتر قران بہشت کے اندر ایک گوشہ مین بصورت باغبان بنا
ہوا کھڑا ہی اور اس تاک مین ہی کہ شورانگیز کو لے بھاگے لقا پوچھنے لگا کہ کیا یہ وہی قران ہی کہ جس نے مجھے گرفتار کرکے رسیون
سے باندھ دیا تھا ارمزاد نے عرض کی کہ حضور ہان وہی مہتر قران ہی لقا کہنے لگا کہ مین نے تقدیر کی کہ مین اُس سے کچھ
تعرض نہ کرونگا یہ سُنکر بختیارک نے عرض کیا کہ یا خداوند اسوقت تو آپ اُسے چھوڑے دیتے ہین مگر پھر ایسا وقت نہ ملیگا
جسطرح ہو اسے قتل کیجیے یا گرفتار کر لیجیے مصرع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین لقا نے یہ سُنکے کہا کہ اچھا مین نے تقدیر کی کہ اُس
بندہ مغضوب کو جلد پکڑ لاو یہ سُنکر ارمزاد بہت سے زبردست عیار ساتھ لیکر چلا اب وہان کا حال سُنیے کہ مہتر قران تصویر
حیرت بنا ہوا سامنے ملکہ شورانگیز کے بے خود کھڑا ہوا تھا کہ چار جانب سے عیاران کفار اور گبران نابکار نے قران کو گھیر لیا
پیچھے پکڑ کر کے قران پر دوڑے قران نے جو یہ دیکھا کہ ان حرامزادون نے چار طرف سے نرغہ کر لیا ہی اور حملہ کیا چاہتے ہین
پکڑ کے نعرہ یا علی ابن ابی طالب کہکر قران اُن پر گرا اور برابر مارنا شروع کیا جسکے بند پڑ گیا دو ہی ٹکڑے تھا ایک دو گھڑی کا

عرصہ نہ گذرنے پایا تھا کہ دس بیس عیار جان سے مارے گئے اور دس بیس عیار ایسے زخمی ہوے کہ اُٹھنے بیٹھنے کی قوت باقی نہ رہی
ایک غل و شور اور ہنگامہ عظیم برپا ہوگیا تمام نازنینان مہ جبین و زہرہ جبینان مہر تمکین اُٹھ اُٹھکر بھاگین ملکہ شور انگیز بھی اُٹھکر ایک طرف
چلی گئی قران لڑتا بھڑتا مارتا پیٹتا جو ایک گنبد کے نیچے پہونچا تو جاکر کیا دیکھا کہ لقا وہان کھڑا ہوا تماشا لڑائی کا دیکھ رہا ہی لقا پر
نظر پڑنا تھا کہ ساری لڑائی بھڑائی چھوڑ کر یا علی یا ولی کہکر جو ایک جست کرتا ہی تو گنبد کے اندر تھا اور ایک نعرہ کیا کہ او گبر ناہنجار بھلا
مین تجھے کب زندہ چھوڑونگا ٹھیرا تو رہ کہان جاتا ہی لقا نے آواز دی کہ مین نے یہ تقدیر نہین کی ہی کہ تو مجھے قتل کریگا یہ کہکر لقا وہان سے
بھاگا اُسکا بھاگنا تھا کہ قران بھی اُسکے تعاقب مین چلا جاتے جاتے ایک مقام پر ایک دروازہ کھلا ہوا دکھائی دیا قران اُس دروازہ
کو دیکھتے ہی اُس دروازے کے اندر داخل ہوا اور اندر سے کنجی اُسکی چڑھا دی اب جو آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہی کہ ایک بڑی سی ڈھابلی
کبوترون کی بنی ہوئی ہی قران جلدی سے اُس ڈھابلی مین گھس گیا ہر چند آن عیاران ناہنجار نے جستجو کی اور ہر طرف ڈھونڈھا
لیکن قران کا کہین پتا نہ ملا مجبور ہوکر پھر گئے اور جاکر لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند قران غائب ہوگیا ہی اور اُسکا کہین پتا نہین لگتا
یہ سُنکر بختیارک نے عرض کیا کہ قران کہین گیا نہین ہی جائیگا کہان یہین کسی گوشہ مین باغ کے چھپ رہا ہی کوئی چالاکی ذہن مین آئی
ہی اُسکے لیے یہین کسی کونے مین پوشیدہ ہو رہا ہی دیکھ لینا یہین سے نکلیگا ارمزاد نے یہ سُنکر کہا کہ ہم تو ڈھونڈھ آئے کوئی جگہ ایسی
نہین چھوڑی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو ہم تو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے اب ملک جی آپ چلیے اور چلکر ڈھونڈیے آپ بھی اپنے
حوصلہ نکالیے یہ سُنکر بختیارک نے کہا کہ مین تو اُس سے نہایت خائف ہون اور جو ڈر نہ لگتا تو مین بیشک جاتا اور ڈھونڈھ لاتا ارمزاد نے
کہا کہ حتی المقدور مین نے ڈھونڈھنے مین کمی نہین کی ہی اور ہر طرف ڈھونڈھ آیا مجکو تو کہین نہین ملا اب پھر جاتا ہون اور جاکر تلاش کرتا ہون
اب یہان حال جہتر قران کا سنیے کہ اُنھون نے دن تو اُس کبوترخانہ مین بسر کیا اور رات کو بھوکھ جو لگی تو اُس ڈھابلی سے کھانے کی
تلاش مین نکلے جیسے ہی وہان سے نکلے دیکھتے کیا ہین کہ لقا کیواسطے مرغ کے کباب تیار ہو رہے ہین اور خاص شراب زمرد شاہ کے پینے کی
گلابیون مین بھری رکھی ہوئی ہی یہ دیکھنے کے ساتھ ہی قران جھپٹکر ایک چوبدار کی شکل بنکر کباب و شراب لیکر وہان سے چلتے ہوے
اور پھر اُسی ڈھابلی مین آگھسے وہین بیٹھکر خوب کباب کھاے اور خوب شراب چوری کی پی یہان تو جہتر قران اپنی ڈھابلی مین بیٹھے
ہوے شراب و کباب اُڑا رہے ہین اور وہان دوسرا چوبدار آیا کہ لقا نے شراب طلب کی ہی اور کباب مانگے ہین جلد لاؤ لوگون نے کہا کہ ابھی
تھوڑی دیر ہوئی ہی کہ ایک چوبدار شراب بھی لیگیا اور کباب بھی لیگیا اب کباب کہان اب اور تیار کیے جائین تو ہون اچھا جاؤ تیار
کرلین تو بھیجدیے جاینگے اس چوبدار نے لقا سے کہا کہ کباب تو ایک چوبدار پہلے ہی لے آیا ہی اب وہان کباب تیار نہین ہین تیار کیے جاتے
ہین تیار ہو لین تو آتے ہین یہ سُنکر لقا نے کہا کہ میرے پاس تو نہ شراب آئی نہ کباب آئے نہ مین نے کسی چوبدار کو بھیجا تھا بختیارک
یہ سُنکر کہنے لگا کہ مین نے تو عرض کیا تھا کہ جہتر قران یہین کسی گوشہ مین باغ کے چھپ رہا ہی میرے ذہن مین تو یہی آتی ہی کہ اُسی کو
بھوکھ لگی ہوگی یہ شراب و کباب چوبدار کی شکل بنکر وہی لیگیا ہی اُسی کا یہ کام ہی ورنہ اور کسکی مجال ہی کہ خداوند کے کھانے پینے کی
چیز اسطرح لیجاے کہ پتا نہ لگے یہ سُنکر لقا نے کہا کہ ای شیطان درگاہ تو اسوقت ہی کہان عقل تیری کدھر چرنے گئی ہی ارے جہتر قران
یہان کہان اُسے تو میرا دست قدرت اُٹھا لیگیا مشرق یا مغرب کسی طرف ڈال آیگا بختیارک نے کہا کہ خداوند یہی ہوگا آپ
بجا فرماتے ہین اب سنیے کہ یہان یہ گفتگو ہو رہی تھی اور وہان جو جہتر قران نے شراب و کباب اُڑاے تو خوب نشہ ہوا اس نشہ کے
عالم مین تصویر خیالی اپنی معشوقہ دلفریب کی نظرون مین پھرنے لگی تو عجب حال ہوگیا دل دھڑکنے لگا آنسوؤن کا تار بندھ گیا
اور اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ شاید میری قسمت مین وصال محبوب نہین ہی جبتو لاکھ لاکھ تدبیرین کرتا ہون کوئی تدبیر کارگر
نہین ہوتی خداوندا اب تو مجکو فراق ملکہ شور انگیز مین نہ تڑپا اور جلد وصال محبوبہ سے کامیاب کردے اور اگر وصال محبوب
میری قسمت مین نہین ہی تو مجکو دنیا سے اُٹھالے کہ اب مجھ سے صدمۂ فراق بار نہین اُٹھ سکتا اور وہ قلق و کرب جہتر قران کو

کہ العیاذ باللہ آخر کار اُسی عالم بیقراری اور بیتابی مین جست اُس ڈھابلی سے نکلکر دربار لقا کیطرف روانہ ہوا دہان جو اگر دیکھا تو کیا دیکھتا ہو کہ صحبت عیش و عشرت برپا ہی ناچ ہو رہا ہی گرداگرد لقا کے تمام سردار اور کل عیاران نامدار بیٹھے ہوے ہین اور اُسوقت ملکہ شور انگیز سامنے لقا کے ناچ رہی ہی تمام حضار محفل تعریفین کر رہے ہین اور ہر شخص گویا ایک وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی لقا بھی محو ہو رہا ہی ایک عجیب عیش و عشرت کی صحبت گرم ہی یہ دیکھکر مہتر قران کو بھلا کب تاب رہتی ہی بیتاب ہوگیا اور چپکے چپکے لوگون کی آڑ مین پوشیدہ ہوکر شور انگیز کے پاس پہونچا اور اُس سے چپکے سے آگے بڑھ کے کہنے لگا کہ اے یار جانی اور اے محبوب جاودانی مین تو تیرے عشق مین از حد بیتاب و بیقرار ہون یہانتک کہ بخوف و خطر بیقرار ہوکر یہان چلا آیا اور مطلق اپنی جان کا خوف نہ کیا اگر تجھے بھی مجھ سے کچھ محبت ہی اور مجھے چاہتی ہی تو بسم اللہ کہکر میری گردن پر سوار ہولے مین تجھے لے بھاگون پھر کسی کی اتنی مجال نہین ہی کہ تجھے مجھ سے بچا سکے شور انگیز تو مہتر قران پر بصد دل فریفتہ تھی ہی اُسے یہ موقع غنیمت معلوم ہوا جلدی سے جست کرکے قران کی گردن پر دبیٹھی مہتر قران چلتا ہوا ایک تھوڑی دور پر جاکر آواز دی کہ اے کافران نابنجار و اے ساحران نابکار آگاہ ہو شعر منم آتش خرمن کافران ٭ منم برق جانسوز مہتر قران ٭ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو مین اپنی معشوقہ کو لیے جاتا ہون اب دیکھون تو کس مین اتنی تاب طاقت ہی کہ جو ملکہ شور انگیز کو مجھ سے لے لیتا ہی اس آواز کا پہونچنا تھا کہ ایک غلغلہ اور ایک شور برپا ہوا یہان لقا تو ڈر کے مارے دم بخود ہو گئے مگر اور لوگ قران پر دوڑ پڑے قران ایک طرفۃ العین مین بہتون کو مار کر صاف نکل آیا اور اُسی کبوتر خانہ مین آپ بھی گھس رہا اور شور انگیز کو بھی دہین بٹھالا اور کہنے لگا تم اب تو اس ڈھابلی مین بیٹھ رہو جب یہ شور و غل ہو چکیگا تو اُسوقت باغ بہشت سے نکل چلینگے وہ کہنے لگی کہ تمھین اختیار ہی جب چاہو جب لے چلو میری جان تمھارے ساتھ ہی اب یہان کا حال سنیے کہ جب قران غائب ہو گیا تو بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند ملاحظہ کیا آپ نے کہ قران شور انگیز کو کسطرح لے بھاگا لقا نے جواب دیا کہ یہ تقدیر مین نے نہین کی تھی اے بختیارک یہ تقدیر بالائی تھی اور یہ کہکر حکم دیا کہ کل عیار جائین اور ڈھونڈھین تلاش کرین جہان کہین قران ملے اُسے پکڑ لائین بہ حکم سنکر عیاران لقا نے جاکر ڈھونڈھنا شروع کیا ہر چند لاکھ لاکھ فکرین کین کوئی جگہ ایسی نہین تھی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو لیکن کہین پتا نہ لگا آکر لقا سے عرض کیا کہ خداوند ہم ہر طرف ڈھونڈھ آئے کوئی جگہ ایسی نہین ہی کہ جہان نہ ڈھونڈھا ہو لیکن ہمین تو کہین پتا نہین لگتا خدا جانے کس طرف چھپ رہا ہی بختیارک نے کہا کہ یا خداوند مہتر قران ابھی تک باغ بہشت سے باہر نہین گیا ہی کچھ ایسا محکم بند و بست کیا جائے کہ وہ بہشت سے نکلکر باہر نہ جانے پائے یہ سُنکر لقا نے کہا کہ تقدیر کی مین نے کہ تمام دروازے بہشت کے بند کرواؤ اور چار طرف سے پہرے قائم کردو کہ قران نکلکر جانے نہ پائے اس حکم کے سنتے ہی اُسیوقت سب دروازون پر بند و بست ہو گیا چوکی پہرے سب قائم کردیے گئے خوب اچھی طرح ہر جانب بند و بست ہو گیا اب اُدھر کا حال سنیے کہ مہتر قران مع ملکہ شور انگیز کے اُس ڈھابلی مین بیٹھا ہوا تھا کہ صبح ہو گئی کبوتر باز کبوتروں کو دانہ دینے آیا دروازہ ڈھابلی کا کھولا کہ کبوتروں کو نکالے اور دانہ اُنکے سامنے ڈالے پانی دے کہ قران نے ہاتھ ڈھابلی سے نکالکر کبوتر باز کا ہاتھ اس زور سے پکڑ کر کھینچا کہ وہ منہ کے بھل گر پڑا اُسکا گرنا تھا کہ قران ڈھابلی سے نکلکر اُسکی چھاتی پر بیٹھے اور کمر سے خنجر نکال کے اُسکی گردن پر رکھدیا کبوتر باز کے حواس جاتے رہے ہوش اُڑ گئے کہنے لگا کہ تو کون ہی قران نے جواب دیا کہ آگاہ ہو منم مہتر قران سر برندہ کافران اگر تو مسلمان ہو جائے اور دین حق کو قبول کرے تو بھلا ہی مین تجھے ابھی رہا کیے دیتا ہون اور اگر اسلام نہین قبول کرتا تو مین ابھی تجھے مار ڈالونگا وہ کبوتر باز یہ سُنکر کہنے لگا کہ بہت اچھا آپ اسقدر برہم کیون ہوتے ہین مین نے لقا پر لعنت کی اور اسلام قبول کیا یہ سُنکر مہتر قران نے اُس کبوتر باز کو چھوڑ دیا وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور قران سے کہنے لگا کہ اب یہ فرمائیے آپ کا ارادہ کیا ہی مجھ سے کچھ کہیے تو اور چلیے میرے ساتھ غریب خانہ پر جبتک مزاج مبارک مین آئے تشریف رکھیے جبتک کوئی راستہ نکل جانے کا نکلے اُسوقت تک میرے غریب خانہ پر رونق افروز ہو جیے خانہ من خانہ شماست مہتر قران اُس کبوتر باز کے ہمراہ اُسکے مکان مین چلے گئے لیکن یہ خبر تی اُڑتی یاقوت شاہ کو پہونچی کہ مہتر قران مع ملکہ شور انگیز

بہرام کبوتر باز کے مکان مین ہے یہ خبر سنکر یاقوت شاہ خود بہرام کبوتر باز کے مکان پر آیا اور پوچھا کہ کیون بہرام تو نے مہتر قران اور شور انگیز
کو اپنے یہان چھپایا ہے اگر چھپایا ہو تو جلد تبلا دے ورنہ تیرے لیے بہتر نہوگا بہرام نے کہا کہ اے جبرئیل قدرت کیسا مین خداوند کا
دشمن ہون کہ خدا پرست کو اپنے گھر مین چھپاؤنگا آپ کو میری جانب ایسا گمان مین نہین سمجھ سکتا کہ کہانتک زیبا ہوگا اور اگر کسی نے
آپ سے ایسا بیان کیا ہے تو بالکل جھوٹھ اور محض مجبر افترا اور اتہام ہے یاقوت شاہ کو یقین ہوگیا کہ اسکے گھر مین قران ہرگز نہین ہے
اور وہان سے واپس آیا قصہ کوتاہ دن تو یون گذرا رات کے وقت میان مہتر قران ایک خواجہ سرا کی صورت بنے اور بہرام کبوتر باز
کو بھی ایک خواجہ سرا کی صورت بنایا اور شور انگیز کو ایک برقع اڑھا کر دونون کو اپنے ساتھ لیا اور باغ بہشت سے لیکر چلا آتے آتے
جب دروازے پر پہونچے دربانون نے قران سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ عورت تیرے ساتھ کون ہے قران نے جواب دیا کہ میرا
نام خواجہ آہن پوش ہے اور یہ عورت طاؤس شاہ کی بیٹی ہے اسکے پیٹ مین درد اٹھا ہے بحکم لقا مین اسکو اسکے گھر لیے جاتا ہون
دربان یہ سنکر چپ ہو رہے اور قران وہان سے چلتے ہوے اسیطرح بہانہ بازیان کرتے ہوے پانچون دروازون سے جلد جلد
گذرتے ہوے چھٹے دروازے پر پہونچے وہان اتفاقات روزگار قضاے کار ارمزاد بخشی بیٹھا ہوا تھا قران سے اور ارمزاد سے جو
تقریر ہوئی ارمزاد نے پہچان لیا کہ خواجہ آہن پوش کیسا یہ تو مہتر قران ہے شور انگیز کو لیے جاتا ہے اٹھکر شور انگیز کے پاس آیا کہ
ذرا مین اسکی صورت تو دیکھون طاؤس شاہ کی بیٹی کو تو مین پہچانتا ہون یہ خیال کرکے شور انگیز کے پاس آکر چاہا کہ مین اسکے
برقع کو اٹھا کر صورت دیکھون جیسے ہی ارمزاد شور انگیز کے پاس آیا کہ مہتر قران نے نعرہ کیا کہ او حرامزادے بھلا تیری یہ طاقت ہے
کہ تو طاؤس شاہ کی بیٹی کو بے پردہ کریگا یہ کہکر ایک عصا اسپر مارا کہ وہ منہ کے بھل سامنے آیا اسکا گرنا تھا کہ ایک دوسرا عصا دھم سے
اور اسکے سر پر جمایا کہ سر اسکا شق ہوگیا عیار دوڑ پڑے ارمزاد کو اٹھایا اور قران سے کہا کہ آپ خفا نہ ہوجیے اسے لیجائیے قران
ملکہ شور انگیز کو لیے ہوے زن زن کرتے ہوے اخی سعید کے مکان مین پہونچے تمام عیاران اسلام وہان موجود تھے قران کو
دیکھکر ان سب نے پوچھا خلیفہ جی آپ کہان تھے ہم نے آپ کو چار طرف ڈھونڈھا جب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے تھک گئے اور کہین آپ کا
پتا نہ لگا تو مجبور ونا چار باغ بہشت سے نکلکر یہان چلے آئے یہ سنکر مہتر قران نے کہا کہ تم سب نے نہایت مناسب اور بہت بہتر کیا کہ
یہان چلے آئے غرض مہتر قران بیٹھے آپس مین باتین ہونے لگین قران نے تمام حال اپنا انسے بیان کیا صحبت عیش وعشرت برپا ہوئی
رات بھر خوب ہنگامہ تہنیت بلند رہا اور وہان کی سنیے کہ جب صبح ہوئی ارمزاد کو لیے ہوے لوگ لقا کے سامنے آئے سب سرگذشت بیان
کی بختیارک خوب اچھلا خوب کودا اور پکارا کہ اجی حضرت وہ خواجہ آہن پوش نہ تھا وہ مہتر قران تھا کہ شور انگیز کو لیکر نکل گیا مگر ابھی
شہر کے باہر نہین گیا اگر جلد خبر لیجائیگی تو شاید مدد ہاتھ لگ جاے لقا پکارا کہ اے ارمزاد سن قسم ہے مجھے اپنی خدائی کی کہ اگر تو نے قران کا
سراغ لگا دیا تو خیر ورنہ تو بیاد رکھنا کہ مین تجھے دوزخ حاویہ مین ڈلوا دونگا اور مطلق کسی امر کا خیال نہ کرونگا ارمزاد نے یہ سنکر
بہت سے عیارون کو اپنے ہمراہ لیا اور ہر چہار جانب ہر ایک گلی کوچہ مین ہر بازار مین تلاش کرنا شروع کیا ہر روز ڈھونڈھنے جاتا
تھا اور محروم واپس آتا تھا ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پریشان ہوگیا ایک روز اخی سعید کے مکان کے نیچے سے گذر ہوا
دیکھتا کیا ہے کہ اخی سعید کے مکان کے نیچے مرغ کے پر ڈھیر بھر پڑے ہوے ہین اُس روز تو ارمزاد دیکھتا ہوا چلا گیا مگر کچھ
جی کھٹک گیا دوسرے روز پھر اسی طرح سے گذر ہوا پھر اسی طرح ڈھیر مرغون کے پرون کے دکھائی دیے کہ اخی سعید کے
مکان کے نیچے پڑے ہوے ہین جب یہ معرکہ دو روز ارمزاد نے دیکھا تو ایک روز اخی سعید کے پاس آیا اور پوچھا کہ مین نے دو روز
برابر دیکھا کہ تمہارے مکان کے نیچے مرغون کے پر بہت پڑے رہتے ہین تمہارے گھر مین اسقدر مرغ روز ذبح ہو کر کیا ہوتے ہین
اخی سعید نے کہا کہ پھر تمکو اس سے کیا بحث ارمزاد نے کہا کہ کچھ نہین یونہین پوچھتا ہون خلاف عادت روزمرہ جو تمہارے یہان
اس کثرت سے مرغون کے پر دیکھے تو پوچھا کہ آخر تمہارے یہان کیا کام ہے جو اسقدر مرغ ہر روز ذبح ہوتے ہین اخی سعید نے کہا کہ یہ کیا

پہومرغون کا بلاؤ پکا کر کھاتا ہون کچھ مرغون کے کباب بھنوا تا ہون یہ سنکر ارمزاد چپ ہو رہا مگر ارمزاد کو جو شبہ گذرا تھا اور جی کھٹک
گیا تھا تو کامل اطمینان ہوا اور اخی سعید کے بیان پر کچھ وثوق ہوا رات کے وقت ایک نہایت تیز اور چالاک عیار کو جو فن عیاری مین
نہایت کامل تھا ارمزاد نے بلا کر کہا کہ ای عیار جلد جا اخی سعید کے مکان پر اور اُسکے کوٹھے پر کمند ڈال کے چڑھ جا اور ذرا تو دیکھ تو سہی کہ
مہتر قران تو اخی سعید کے مکان مین نہین ہے یہ سنکر وہ عیار اسباب عیاری تیار کر کے اور چادر عیاری اوڑھکر اخی سعید کے مکان پر
آیا اور آتے ہی اخی سعید کے کوٹھے پر کمند ڈالکر چڑھ گیا کوٹھے پر سے جھک کے جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ میان مہتر قران اپنے یارون بہت سے
عیارون کو لیے بیٹھے ہین خوب شراب اُڑ رہی ہے مرغ کے کباب کھا رہے ہین گانا بجانا ہو رہا ہے طنبورا چھڑ رہا ہے ملکہ شورانگیز خوب
لہک لہک کے گا رہی ہے مہتر قران الست ہو رہے ہین اور عیار بھی نشہ مین چور ہو رہے ہین شورانگیز کی تعریفین کر رہے ہین کہ واہ
واہ شورانگیز واہ کیا کہنا ملکہ شورانگیز بھی جھوم رہی ہے جون جون وہ عیار تعریف کرتے ہین شورانگیز اور قیامت کی تانین لے رہی ہے
اور خوب جی توڑ توڑ کے گا رہی ہے کہ در و دیوار مست ہو رہے ہین مرغان ہوا ہوا بلاے ہوا ٹھہر گئے اور شورانگیز کے گانے سے عالم وجد مین
آکر جھوم رہے ہین یہ عیار صاحب جو تشریف لیگئے تھے ساری عیاری بھول گئے اور وہ خیال بالکل رفو چکر ہو گیا یہ بھی الست ہو گئے
غرض ایک تھوڑی دیر کے بعد جب وہ عیار ہوشیار ہوا تو اُسنے قصد کیا کہ اب وہان سے پھرے اور جاکر ارمزاد کو خبر کرے کہ میان
مہتر قران مع متعدد عیارون کے اخی سعید کے مکان مین بیٹھے ہوے ہین اور شورانگیز بھی وہین موجود ہے یہ قصد کر کے منہ موڑا ہی
تھا کہ مہتر قران کی نظر اُس عیار پر پڑ گئی وہین سے جو رکو کے جست کرتے ہین تو کوٹھے پر پہنچے اور آتے کے ساتھ ہی ایک بغدہ
یا علی ولی کہکر جو اُس عیار کے رسید کیا تو دو ٹکڑے ہو گئے لاش اُس عیار نابکار کی اُٹھا کے کسی مقام مخفی پر گاڑ دی اور وہان جا
پہر رات ارمزاد اُس عیار کے انتظار مین بیٹھا رہا جب وہ عیار پھر کر نہ آیا اور رات ساری گذر گئی تو ارمزاد کو یقین ہو گیا کہ ضرور بالضرور
عیاران اسلام اخی سعید کے مکان مین جمع ہین اور وہ شاگرد تیرا مارا گیا دن تو افسوس و قلق مین بسر گیا جب رات ہوئی تو خود
ارمزاد اخی سعید کے مکان پر آکے کمند ڈال کے کوٹھے پر آیا پہر رات باقی تھی کہ دیکھا تمام عیاران اسلام مع مہتر قران کے بیخبر ہاتھ
پھیلائے سو رہے ہین یہ دیکھکر دبے پاؤن کوٹھے پر سے اُتر آیا اتنی رات تو جون تون بسر کی جب صبح ہوئی تو ارمزاد نے جاکر لقا کو
خبر کی کہ مہتر قران مع چالیس عیاران اسلام کے اخی سعید نان پز کے مکان مین موجود ہے اور شورانگیز بھی مہتر قران کے ساتھ
ساتھ ہے یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ اُسنے آگے بھی ملک اصفہان اور ملک ترکستان مین دکان کھولی تھی اور وہان بھی عیاران
اسلام کا مددگار رہا تھا یہ تو عمرو کا بہنوئی ہے بظاہر لقا پرست ہے اور باطن خدا پرست ہے یہ سنکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی وقت آتش باز
جائین اور اخی سعید نان پز کے گھر مین آگ لگا دین اور کچھ عیار جاکر اُن عیارونکو پکڑ لائین بمجرد حکم لقا ایک بارہ ہزار عیاران
نابکار اور گبران نا ہنجار ایک دم سے چلے اور جاکر اخی سعید کے مکان کو چار طرف سے گھیر لیا اور اخی سعید کو آواز دی کہ او
نان پز نکل تو سہی ارے مردود آج تیرا حال تاکید مال ہم پر منکشف ہوا کہ ظاہر مین تو نے دام تزویر پھیلا کر اظہار لقا پرستی کیا تھا
اور باطن مین خدا پرست ہے اور بےخوف و خطر عیاران اسلام کو اپنے گھر مین مخفی کرتا ہے دیکھ تو آج تیرا کیا حال ہو گا اور ہم کیا حال
تیرا کرینگے کہ تو بھی یاد کرے کہ مکر و زور کی سزا ایسی ہی ہوتی ہے نکلتا ہے تو نکل ورنہ تیرے مکان مین آگ لگا دی جائیگی کہ تو جل
بھنکر اسی مکان مین خاک ہو کر رہ جائیگا بس اخی سعید گھر سے باہر نہ نکلا تو آتشبازون نے چار طرف سے آگ لگا دی
مہتر قران نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ چار جانب سے آتش بغض و عناد بھڑکنے لگی اور اگر اسی مکان مین بیٹھے رہینگے تو ہرگز جانبر
نہونگے بس یہ خیال کر کے اُن چالیسون عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر کوٹھے پر آیا اور آتے کے ساتھ ہی حقہ ہاے آتشین اُن عیاران
نابکار پر دھڑا دھڑ مارنا شروع کیے کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اندھیرا ہو گیا تھا کہ اُن چالیسون عیارون کو مہتر قران لیکر کوٹھے سے
کود پڑے اور خنجر و تبر اور بغدہ لیکر اُن عیاران نابکار اور گبران نا ہنجار پر جو گرے تو ایک طرفۃ العین مین بہت سے عیارونکو جان سے

ہلاک کیا اکثرون کو زخمی کیا بہتون کو جلا دیا کہ جتنے کافر خاسر تھے اُن سب کو قرار واقعی سزا مل گئی اور جتنے ہلاکت سے بچے
تھے سب بھاگ گئے اور لقا کو خبر کی کہ مہتر قران نے تمام عیارون کا ستیاناس کر دیا اور ہمارا کوئی دسترس نہ چل سکا یہ سنکر لقا
نے حکم دیا کہ اب برق انداز جائین اور گھر کو اخی سعید کے جلا دین یہ سنکر برق انداز اخی سعید کے مکان پر گئے اور
چارون طرف سے اُسکے مکان کو گھیر کے عیاران اسلام کو للکارے کہ ای بدبختو ہوشیار ہو جاؤ اگر تم کو کچھ دعوی ہو تو نکل آؤ
یہ یاد رہے کہ ابکی تمھاری جانبری نہ ہوگی قضا تمھارے سر پر آگئی خداوند لقا کا حکم ہے کہ ہم تمکو جلا کر خاک کر دین اگر دعوی مردی
ہے تو نکل آؤ اور لڑ بھڑ کر جان دو اور نہین تو اسی مکان کے اندر جلکر رہ جاؤ گے یہ سنکر تمام عیاران اسلام علی علی کرکے مکان
اخی سعید کے باہر نکلے اور خدا کا نام لیکر لڑنا شروع کیا اُدھر سے غلولے اور تفنگ چلنے لگے ادھر سے بھی عیاران اسلام نے
تلوارین اور خنجر ہاتھون مین لیکے بیخوف و خطر لڑنا شروع کیا لیکن یہ کل چالیس عیار ہین اور ادھر برق اندازون کی جمعیت بارہ ہزار سے
بھی کچھ زیادہ ہر ایک کا جواب ایک ہزار زیادہ سے زیادہ ایک دو کا تقابلہ کر سکتا ہے اور یہان تو ان چالیسون پر بارہ ہزار کا مجمع ہے
ویا بتری دل گیر ہی عیاران اسلام مضطرب و بدحواس ہین کہ خدا ہی عزت رکھے اور وہی ان نابکارون کے شر سے امان دے تو دے ورنہ
کوئی صورت بچاؤ کی معلوم نہین ہوتی مگر خدا کو یاد کر رہے ہین اور جہانتک قوت یاوری دے رہی ہے برابر مار کے جاتے ہین اُدھر اخی سعید
اپنے مکان کے اندر دعائین مانگ رہا تھا کہ تو ہی ان نابکارون کی شر سے بچائیگا تو بچ جائینگے تیرا ہی آسرا ہے اور تیری طرف رجوع ہے ہم
سب کی خداوندا واسطہ اپنی خدائی کا تجکو اور ان سب عیارون اسلام کو ان کفار بدکردار سے امان دے اور اپنی پناہ مین لے اور عیاران
اسلام کو ان بیحیاؤن پر فتحیاب کر اور ان سب کو واصل جہنم فرما اور عیاران اسلام کو محفوظ رکھ تو ہی اس ہنگامہ عظیم مین انکا حافظ و نگہبان
ہے کہ یہ سب ان کفار سے تیری راہ پر لڑ رہے ہین اور تیرے ہی نام پر ان سبھون نے اپنی جانون کو ہیچ سمجھا ہے اگر تیری نظر التفات ہو جائے
اور یہ کوشش انکی تو قبول کرے تو سارے کام بن جائین خداوندا اگر نصرت تیری انکے شامل ہو جاے تو ابھی یہ سب مظفر و منصور ہین
اور اسی دم ان کفاران لقا پرست کا کام بالکل تمام ہے پھر کیا قدرت ہے انکی کہ دم بھر لڑ سکین اخی سعید تو ادھر یہ دعائین مانگ رہے
ہین اور ادھر مہتر قران اُن سب عیاران اسلام کو جرأت دلا رہے ہین خبردار ای مردان جرار ہمت نہ ہارو کہ نصرت و فیروزی منجانب
اللہ تمھارے شریک حال ہے تم ضرور فتحیاب ہوگے اس بات کا خیال نہ کرنا کہ یہ کفار بدکردار بکثرت ہین بھائیو کم من فیئۃ قلیلۃ کثیرۃ
اکثر ایسا ہوا ہے کہ جب نصرت و فیروزی من جانب اللہ شامل حال ہو جاتی ہے تو بہت تھوڑے سے آدمی بہت بڑی جماعت پر غالب آجاتے
ہین کچھ خوف و ہراس کا مقام نہین ہے کہ ان اللہ معنا خداوند عالم جسکے نام پر ہم کوشش کر رہے ہین وہ ہمارے ساتھ ہے یہ نعرہ
مہتر قران کا سنکر وہ چالیسون جوانمرد جان توڑ توڑ کر لڑ رہے ہین مہتر قران بھی بغدہ ہاتھ مین لیے ہوے لڑ رہا ہے ایک بڑا
ہنگامہ عظیم برپا ہے بڑی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے کہ اتفاقات روزگار گھرائے اختر شناس جو اپنے فن مین نہایت کامل اور
عدیم المثال تھا اور وہان سے قریب رہتا تھا اُسکو جو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی عیار سے کہا کہ تو اپنے شاگردون کو ساتھ لیکر اخی سعید
کے مکان مین نقب کنی کرکے جلد پہونچ اور اخی سعید کو اُسکے ساتھیون سمیت میرے گھر مین لے آ کہ وہ بہت تھوڑے ہین اگرچہ بہت جی توڑ توڑ
کر لڑ رہے ہین لیکن کہانتک آخر مارے جائینگے تجکو بہت سا انعام دونگا یہ سنکر وہ عیار اپنے شاگردون کو لیکر اخی سعید کے مکان
کی طرف چلا اور جھٹ پٹ نقب زنی کرکے اخی سعید کے مکان مین آیا دیکھا کہ اخی سعید دعا کر رہا ہے اور قران بھی نہایت حیران
و پریشان ہے کہ اب کیا کرے اور کیا نہ کرے نہ تو اس لشکر کثیر پر اتنے سے آدمی فتحیاب ہو سکتے ہین نہ کوئی اور راہ نکلنی معلوم ہوتی
ہے اگرچہ یہ سب جی توڑ توڑ کر لڑ رہے ہین مگر کہانتک لڑینگے آخر مارے جائینگے اسی خیال مین قران تھا ہی کہ دفعتہً طبقہ زمین کا
ٹوٹا اور ایک شخص خاک آلودہ اُس نقب سے نکلا قران کو تو فوراً یہ خیال گذرا کہ یہ کوئی ہمارا دشمن ہے نقب کھود کر آیا ہے چاہا کہ
بڑھکر اُس پر حملہ کرے کہ اُسنے آواز دی کہ ہائین قران کیا کرتے ہو ارے مین تمھارا دوست ہون دشمن نہین ہون بلکہ تمھاری

جان بچانے آیا ہون آو میرے ساتھ نقب مین چلے چلو اخی سعید نے جو اُسکی آواز سنی پہچان گیا کہ یہ شخص گھرا اختر شناس کا عیار ہی ضرور ہماری کمک پر آیا ہوگا یہ سوچکر قران سے کہا کہ تم کچھ خیال نہ کرو اور بخوف وخطر بلا تکلف اسکے ساتھ نقب مین چلے چلو اور یہ تو گویا تائید غیبی ہی اسکو غنیمت ہی سمجھو بس یہ سنتے ہی مہتر قران مع شور انگیز اور تمام عیاران اسلام کے اُسکے ساتھ ہوے اور اخی سعید بھی مع مال واسباب اُن سب کے ساتھ اُس نقب کی راہ سے گھرا اختر شناس کے مکان مین داخل ہوا اور مُہرہ نقب کا بند کر دیا اور یہان کا حال سنئے کہ یہ نابکار سمجھے کہ سب عیاران اسلام اور اخی سعید اور مہتر قران مکان کے اندر بھاگ گئے یہ سمجھکر اخی سعید کے گھر کو جلاکر خاک سیاہ کر دیا اور بہت ہی خوش خوش آکر لقا سے بیان کیا کہ ہم نے تمام گھر اخی سعید کا پھونکدیا اور تمام عیاران اسلام جل بھن کر خاک سیاہ ہو گئے یہ سُنکر لقا بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مین نے تو کئی ہزار برس پیشتر سے یہی تقدیر کی تھی کہ یہ سب جل بھنکر خاک سیاہ ہو جائینگے یہ سُنکر بختیارک نے کہا کہ مین نے یہ تقدیر نہین کی تھی کہ کوئی خدا پرست جلا دیا جاے یا خداوندا اگر ایک بھی اُنمین کا گرفتار ہو کر آتا یا کسی کی لاش وہان سے آتی یا کوئی زخمی آتا تو مجکو یقین آتا اور جل کر مر جانے کا یقین بھی ہوتا وہ سب زندہ وسلامت ہین کسی نہ کسی طرف نکلے ہوے چلے گئے ہونگے ایک بھی جلکر خاک سیاہ نہین ہوا لقا نے کہا کہ او مردود نامعقول تو میری تقدیرون کو رد کر دیتا ہی اور ہمیشہ میرے برعکس کہا کرتا ہی دیکھ ایک نہ ایک دن اِس برعکسی پر ضرور بالضرور تو جہنم مین ڈالدیا جائیگا بختیارک تو اتنا کہکر چپکا ہو رہا کہ خیر آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ مین جو کہتا تھا سچ ہی یا جھوٹھ ہی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے سنئے

کہ صاحبقران نے چند روز تک تو مہتر قران کا انتظار کیا لیکن جب مہتر قران پھر کر نہ آیا تو رو کر فرمایا کہ افسوس ہی ان فرزندون کی قسمت مین رہائی نہین ہی خدا جانے مہتر قران کس بلا مین گرفتار ہو گیا عمرو نے جو صاحبقران کو آبدیدہ پایا کرسی ہدہد سے اُٹھکے آداب بجالایا اور ملتمس ہوا کہ اے شہریار آپ رنجیدہ نہون مین جاکر تینون شاہزادون کو چھڑا لاتا ہون امیر نے خوش ہو کر اُسے خلعت دیا اور دس ہزار توڑے انعام کے دیے اُسوقت عمرو نے بانے عیاری کے اپنے بدن پر آراستہ کیے اور بانے شاطری مارتا ہوا ملک سبائل کو روانہ ہوا دو روز کی رہبری مین تمام مسافت طے کر کے داخل ملک سبائل ہوا چونکہ سابق ازین عمرو ملک سبائل کی سیر کر چکا ہی اِس سبب سے ہر گلی کوچہ سے واقف تھا تمام شہر مین پھرتے پھرتے اخی سعید کے مکان پر پہونچا دیکھا کہ تمام مکان جل بھن کر خاک سیاہ ہو گیا ہی نہایت افسوس کیا رات کے وقت گھرا اختر شناس کے پاس ایک خدمتگار کی صورت بنکر پہونچا گھرا سے ملاقات کی چپکے چپکے حال اپنا اُسپر اظہار کر کے مہتر قران اور اخی سعید کا حال استفسار کیا کہ آپ کو کچھ معلوم ہی کہ اخی سعید کیا آفت پڑی اور مہتر قران اِس مقام پر قاسم اور بدیع الزمان کی رہائی کے لیے آیا تھا اُسپر کیا گذری اگر آپ کو کچھ حال اُسکا معلوم ہو تو بتائیے گھرا نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین خواجہ وہ سب میرے مکان مین موجود ہین اور بفضل خدا صحت سے ہین تمام قصہ درسرگذشت مہتر قران کی ابتدا سے انتہا تک بیان کی بعد اسکے جس جگہ اخی سعید اور مہتر قران اور تمام عیاران اسلام بیٹھے تھے وہان عمرو کو لایا سبھون نے اُس سے ملاقات کی خواجہ نے سب کو گلے سے لگایا اور اخی سعید کو بہت سا دلاسا دیا کہ گھر تمہارا اگر جل گیا ہی تو جل جانے دو کچھ اُسکا رنج وملال نہ کرو تمہارے لیے اور اِس سے بہتر گھر ملجائیگا اور قران سے کہا کہ تو نے اخی سعید کا گھر خاک سیاہ کروایا تمھین اِس سے کیا فائدہ ہوا اور کیا تمہارے ہاتھ آیا قران نے یہ سُنکر جواب دیا کہ اُستاد مال واسباب اخی سعید کا سب برقرار ہی ایک چیز بھی ضائع وبرباد نہین ہوئی ہان گھر بیشک جل گیا تو اُسکے عوض مین گھرا اختر شناس نے اور گھر اُسے دیدیا ہی آپ اِسقدر تردد کیون ہین عمرو نے کہا اچھا یہ تو سب صحیح ہی مگر اے قران یہ تو تم بتاؤ کہ تم یہان عشق وعاشقی کا دم بھرنے آئے تھے یا شاہزادگان والا تبار کو رہا کرنے قران نے کہا کہ اُستاد مین اُنکی فکر سے کسی وقت غافل تھوڑی ہون مجکو ہر وقت وہی فکر ہی

اور یہ واقعہ تو شدنی تھا جو پیش آگیا عمرو نے کہا کہ اے قران سنو حمزہ صاحبقران قاسم اور بدیع الزمان کی جدائی میں بہت ہی بیقرار
ہیں زار زار مثل ابر بہار کے رویا کرتے ہیں یہ سنکر قران نے کہا اچھا ارشاد پھر جیسا آپ ارشاد فرمایئے اور جو تدبیر ٹھہرایئے ہم طرح
موجود ہیں عمرو نے گھرائے اختر شناس سے پوچھا کہ تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ قاسم اور بدیع الزمان کس کے پاس قید ہیں اور اُنکا
کیا حال ہے اُسنے بیان کیا کہ ہاں مجھے معلوم ہے لقا نے اپنے خاوند زنگار خون آشام کے سپرد کر دیا ہے عمرو نے کہا کہ اے گھرائے
اختر شناس میں ایک زن حسینہ بے عدیل اور بے مثل کی صورت بنتا ہوں تم مجکو کسی طرح زنگار شاہ کے حوالے کردو اور اُسکے آگے
میری بہت سی تعریفیں کردو کہ یہ عورت ہر ایک فن میں دخل رکھتی ہے گھرائے نے اقبال کیا کہ اچھا میں اسکی تدبیر لگاتا ہوں اور جسطرح ہو سکیگا
تمھیں زنگار شاہ تک پہونچائے دیتا ہوں یہ کہکر دوسرے روز زنگار شاہ کی دعوت کی اور زنگار شاہ کو اپنے گھر میں بلایا عمرو
ایک نازنین مہ جبین کی صورت بنکر سامنے زنگار شاہ کے آیا اسطرح ناچا اور اسطرح گایا کہ زنگار شاہ نہایت ہی محظوظ ہوا اور گھرائے
اختر شناس سے پوچھا کہ کیوں وزیر اعظم یہ کنیز آپ نے کب مول لی ہے اور کس قیمت کو ہاتھ لگی ہے گھرائے اختر شناس نے اُسکی تعریفیں
کرنا شروع کیں کہ یہ تو عجب خوش کردار اور نیک اطوار عورت ہے کہ قابل بیان نہیں ناچنے گانے میں لاجواب ساقی گری میں انتخاب
افسانہ گوئی میں بیمثال مصاحبت میں باکمال زنگار شاہ نے جو یہ وصف سنے وجد کرنے لگا کہ خوبصورت ایسی خوش سیرت ایسی گھرائے
اختر شناس سے کہا کہ اگر اس کنیز کو تم مجھے بخشدو تو نہایت احسان کرو گھرائے نے کہا کہ اور کسی کو تو میں ہرگز نہ دیتا مگر آپ خاوندے قدرت
خداوند ہیں شوق سے لے جایئے اور اپنی خدمت میں رکھیے اور اپنے کام میں لایئے زنگار شاہ نہایت گھرائے اختر شناس کا ممنون
ہوا اور اُس کنیز کو اپنے گھر میں لایا اور آتے ہی صحبت عیش آراستہ کی جام مے ارغوانی گردش میں آیا عمرو نے اُٹھکر اپنی ساقی گری
دکھائی شراب پلائی اور خوب ناچا اور گایا زنگار شاہ نے عمرو کو اپنے پاس بٹھایا اور تخلیہ کرا کے عمرو سے مشغول اختلاط ہوا اب
باہم شراب چلنے لگی کباب اُڑنے لگے عمرو نے کئی جام شراب بیہوشی آلودہ کے زنگار شاہ کو پلائے یہانتک کہ اُس کافر بدمست
کو مستی سوجھی اور عمرو کو اپنی گود میں کھینچ لیا چھاتیوں پر ہاتھ ڈالدیئے دیکھا کہ سینہ بالکل صاف ہے یہ دیکھکر بہت ہی حیران ہوا
پوچھا اے نازنین مہ جبین یہ کیا کہ سینہ تیرا بالکل سپاٹ ہے اُسنے کہا کہ پھر اسے صاحب تمھیں استعجاب کسی امر کا ہے ابھی میرا سن ہی
کیا ہے کوئی گیارھواں سال ہو گا یہ سنتے ہی زنگار شاہ اور بھی زیادہ خوش ہوا کہ خوب یہ تو باکرہ ہے اچھی چیز ملی اب بیچو اختلاط کرتے
کرتے ازار بند پر جو ہاتھ ڈالتا ہے تو ایک عمود ہاتھ میں آگیا اب تو اور بھی گھبرایا پوچھا کہ اے نازنین یہ کیا ہے عمرو نے کہا کہ یہ خنجر طلائی ہے وقت
بیوقت کے واسطے لگا رکھا ہے غرض زنگار شاہ نے چاہا کہ ٹانگوں میں دبا کر پاجامہ اُسکا اُتارے کہ عمرو تڑپ کر اُسکی بغل سے
نکل گیا زنگار شاہ اُٹھکر دوڑا کہ ہائیں جانصاحب کہاں جاتی ہو میری جان تم پر نثار ایک ذرا ٹھہرو یہ سنکر عمرو اور دور ہٹ گیا
زنگار شاہ ایک چند ہی قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا اِس اُسکا بیہوش ہو کر گرنا تھا کہ عمرو نے جھٹ سے اُسے اُٹھا کر پلنگ کے
نیچے ڈالدیا اور خود زنگار شاہ کی صورت بنکر در زندان خانہ پر آیا اور قرابے شراب کے ان دربانوں کو دیئے جو زندان خانہ پر چار سو
محافظ متعین تھے اُن سب نے وہ شراب خوب پی اور پی پی کر خوب بیہوش ہوئے اُنکا بیہوش ہونا تھا کہ عمرو زندانخانہ کا دروازہ
توڑ کر زندانخانہ میں داخل ہوا آکر کیا دیکھا کہ اُس قیدخانہ میں قاسم اور بدیع الزمان اور اسد نوجوان مایوس بیٹھے ہوئے آپس میں
باتیں کر رہے ہیں کہ افسوس صد افسوس ہم تو یہاں اِس حال پر اختلال میں مبتلا ہیں اور امیر کشور گیر نے ہماری خبر بھی نہ لی کہ ہم پر
کیا گذر گئی خواجہ عمرو کو ہماری رہائی کے لیے بھی نہ بھیجا کاش خواجہ ہی کو بھیجدیتے افسوس ایسی ساعت سے اسیر ہوئے تھے
کہ آجتک کوئی شکل رہائی کی نہ نکلی اور چھوٹنا نصیب نہوا آپس میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک شخص کو دیکھا کہ خنجر برہنہ ہاتھ میں لیے
ہوئے آیا اور پکارا کہ میں بحکم زمرد شاہ آیا ہوں کہ تمھارے سر کاٹ کر لے جاؤں اُنھوں نے کہا کہ ہم خود آمادہ مرگ اور مہیائے قضا
بیٹھے ہوئے ہیں تم شوق سے ہمارے سر کاٹ کر لے جاؤ بلکہ اگر تم ہماری گردنوں سے یہ بار سر اُتار لوگے تو ہم تمھارے ممنون ہونگے

مگر ہان البتہ وصیت ہماری یہ ہو کہ اگر لشکر امیر حمزہ صاحبقران مین تمھارا گذر ہوجاے تو بعد سلام آنا پیام ہمارا کہدینا کہ قاسم
اور اسد نوجوان اور بدیع الزمان بے ایرو یاور عام جیسی مین مارے گئے ہین فاتحہ خیر سے فراموش نہ کرنا اور ایک ایک سورۂ فاتحہ
سے روح کو ہماری شاد کردینا اور ہمارے خون ناحق کا عوض لقا سے ضرور لینا یہ کہکر بے اختیار رو دیے اُنکے رونے پر ہر چند عمرو نے
ضبط کیا مگر کسی طرح ضبط نہوسکا اور ایک چیخ مارکر رو دیا اور دوڑ کر دونون شاہزادون سے لپٹ گیا اور کہا کہ اے شاہزادو گھبراؤ نہین
اور روؤ نہین مین تمھارا غلام خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون بحکم امیر تمھاری رہائی کے لیے آیا ہون اسد و قاسم اور بدیع الزمان
بھی بہت خوش ہوے اور خواجہ سے لپٹ گئے خوب گلے مین ہاتھ ڈالکر روئے جب رونے سے افاقہ ہوا تو خواجہ نے اُنھین زنبیل مین
ڈال لیا اور زندانخانہ سے نکل کر جلد جلد اتنی راہ طے کرکے گہراے اختر شناس کے مکان مین لایا سارا حال اُس سے بیان کیا اور
اُسی شب کو کل عیارون کو اپنے ہمراہ لیکر خدمت امیر حمزہ صاحبقران مین روانہ ہوا جلد جلد بعد طے منازل اور قطع مراحل جب قریب
لشکر اسلام کے پہونچا تو بدیع الزمان اور قاسم اور اسد نوجوان کو زنبیل سے نکالا اور بعض عیارون کو حکم دیا کہ تم جلد جاکر امیر حمزہ
صاحبقران کو خبر کرو کہ بفضل خداے تعالی شاہزادے رہا ہوکر آئے ہین عیار دوڑے اور جاکر امیر حمزہ صاحبقران کو اطلاع
دی کہ حضور شاہزادے رہا ہوکر آئے ہین امیر نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ سب کے سب شاہزادون کے استقبال کو جائین یہ
حکم سنتے ہی تمام سردار بہت ہی خوش خوش گئے اور جاکر شاہزادون کو استقبال کرکے لائے قاسم اور بدیع الزمان اور اسد
نوجوان نہایت خوش و مسرور خدمت بابرکت امیر کشورگیر مین حاضر ہوے شرف ملازمت حاصل کیا دوڑ کر امیر باتوقیر کے قدمون پر
گر پڑے امیر نہایت مسرور اور خوشنود ہوے ایک ایک کو گلے سے لگایا کئی روز بزم عشرت اور جشن مسرت برپا ہوا سب کے سب
کیسے خوش و مسرور ہوے امیر نے سبھون کو انعام و اکرام اور خلعت سے سرفراز کیا جب کئی روز پیہم جشن ہوچکا تو امیر باتوقیر وہان سے
کوچ کرکے طے مراحل اور قطع منازل کرتے ہوے مع لشکر ظفر موج بیشۂ فیض رسان مین تشریف لائے خواجہ عمرو برسم ہالادوی آگے
نکل آیا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا دیکھتا کیا ہو کہ اُس دامن کوہ مین ایک بہار طرب انگیز اور فرحت خیز ہو گلہاے رنگارنگ
کھلے ہوے ہین طرح طرح کے درخت لگے ہوے ہین چشمہ ہاے آب نہایت پر ضیا اور مصفا لبریز ہین ہواے مسرت بخش آرہی ہو کہ جس سے
دل مین قوت اور آنکھون مین تراوٹ پیدا ہوتی ہو ایسی خوشبو چلی آتی ہو کہ جس سے دماغ تازہ ہوا جاتا ہو اور مشام جان کو راحت
پہونچتی ہو یہ دیکھکر عمرو چار و معدود پھرتے پھرتے سیر کرتے کرتے غافل نیرنگ فلک ہوگیا اور ایک درخت کے نیچے آکر لیٹ رہا ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا کے جھونکے جو آنے لگے تو عمرو کو نیند آگئی اور بیہوش ہوکر سو گیا اب نیرنگی گردون سنیے کہ ایک عیار تیز رفتار غول زرینہ
جنگ برادر شیوہ عیار رہنے والا ملک ہامان دران کا سیر کرتا ہوا اُسی مقام پر آیا اور عمرو کو زیر درخت بیخبر سوتا پایا اور پہچان گیا
کہ یہ تو قاتل ہو تیرے بھائی کا بس عمرو کو فوراً بیہوشی سنگھاکر حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کرکے اور چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ
بردوش ہوکر روانہ ہوا ارغنون اور ارغن اُسکے آقازادے تھے یعنے عنقاے تیغزن جو ہاتھ سے ہاشم تیغزن کے دربند عنقا کوہ پر
قتل ہوا تھا اُسکے بیٹے تھے اُنکے پاس لیکر چلا جس وقت سامنے ارغنون اور ارغن کے پہونچا پشتارہ عمرو کا سامنے رکھدیا ارغنون
اور ارغن نے استفسار حال کیا غول زرینہ جنگ نے تمام حال ابتداے انتہا تک بیان کیا جب اُنکو یہ معلوم ہوا کہ یہ خواجہ عمرو
ہین تو وہ بہت مسرور ہوے اور غول زرینہ جنگ سے نہایت خوش ہوے اور خواجہ کو ایک چاہ تاریک مین قید کیا اب یہان کا حال
سنیے کہ امیر باتوقیر نے جو یہ رنگ دیکھا کہ کئی روز گذر گئے کہ عمرو کا کہین پتا نہین ہو نہایت متردد ہوے کہ خواجہ کہان چلا گیا اور کیا
آفت و مصیبت خواجہ پر گذر گئی ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ خواجہ کو بے میرے دیکھے چین آتا اور وہ میرے پاس نہ بھی آتا کچھ دال مین کالا
ضرور ہو یہ سوچکر امیہ اور سیارہ سے کہا کہ اے امیہ و سیارہ جاؤ اور اپنے باپ کی خبر تو لاؤ دیکھو تو وہ کہان ہو اور کس حال مین
ہو یہ دونون حکم کے ساتھ ہی بانے عیاری کے تن پر آراستہ کرکے روانہ ہوے جاتے جاتے تفحص کنان لشکر مین ارغنون اور

ارغن کے پہونچے اپنی صورتین بدلکر داخل لشکر ہوئے حال خواجہ کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ غول زرینہ جنگ ارغنون اور ارغن
کا عیار پکڑ لایا ہے اور وہ کئی روز سے یہان قید ہے یہ سنکر امیہ تو ایک باورچی کی شکل پر تشکل ہوا اور سیارہ ایک نان بز کی صورت بنا اور
اُس لشکر مین ایک دکان نہایت بر تکلف کھولی اور رات کے وقت نقب زنی کرکے زندانخانہ مین عمرو کے پاس پہونچے چاہا کہ عمرو کو
چھڑا لین کہ غول زرینہ جنگ پہونچا اور حلقہ ہائے کمند امیہ و سیارہ پر مارے امیہ تو اسیر بلا ہوگیا لیکن سیارہ تڑپ کر نکل گیا
غول زرینہ جنگ نے مشکین امیہ کی باندھ لین اور عمرو کے پاس قید کرکے روانہ ہوا اب حال سیارہ کا سنیئے کہ زندانخانہ سے
نکلتے ہی یہ تو اپنی دکان پر آیا اور بہت سا کھانا پکا کر داروے تند بیہوشی آغشتہ کرکے زندانخانہ مین لایا کہا یہ کھانا ارغن اور ارغنون نے
بھیجا ہے کہ وہ جو لوگ رات بھر قیدی کی حفاظت کرتے ہین اُنکے لیے بھیجا و اُن سب نگہبانون نے وہ کھانا آپسمین تقسیم کرلیا اور جب
پیٹ تان تان کے کھایا ایک دو گھڑی کے بعد سب کے سب بیہوش ہوکر گرے بس جھٹ پٹ سیارہ نے دروازہ زندان کا کھولکر عمرو اور
امیہ دونون کو رہا کیا اور اُسیوقت وہان سے لشکر اسلام کا راستہ لیا جلد جلد راہ طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ قضائے کار غول
زرینہ جنگ آپہونچا اور نعرہ کیا ارے ناعیارو کہان جاتے ہو میرے ہاتھ سے چھوٹ کر کہان بھاگو گے مین آپہونچا اور پیچھا کرکے دوڑا عمرو
نے اُسکے کئی شاگردون کو مار کر ڈھیر کردیا اور غول زرینہ جنگ کے ایسے دو چار تیر مارے کہ آنکھین اُسکی پتھرا گئین اور عمرو کے سامنے
سے بھاگا عمرو اُسکے تعاقب مین چلا آتے آتے ایک عظیم الشان دریا ملا غول زرینہ جنگ تو اُس دریا مین کود پڑا عمرو وہان سے پھر آیا
جلد جلد راہ طے کرکے خدمت امیر حمزہ صاحبقران مین پہونچا اور تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ اے امیر با توقیر دونون بیٹے
عنقائے مغزن کے لشکر اپنا لیے ہوئے سر راہ پڑے ہوئے ہین کہ لشکر اسلام کا سد باب کیجیے اور اُدھر سے کسی طرح نہ گذرنے دیجیے یہ سُنکر
صاحبقران نے مقبل سے کہا کہ بہت جلد ایک چوکی لاکر بچھاؤ اور ایک خلعت زرنگار اور ایک شمشیر اور ایک جام شربت اور ایک بیڑا پان
کا لاکر اُس چوکی پر رکھو مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر با توقیر جلد جلد وہ سب اشیا لاکر مہیا کیے جب وہ سب سامان درست ہوچکا
تو امیر لشکر گیر نے غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار سے خطاب کرکے فرمایا کہ اے جوانان باہمت اور اے بہادران پر صولت تم مین سے کون
ایسے دو بہادر ہین کہ جاکر ارغن اور ارغنون کو زندہ پکڑ لائین یا اُن دونون کے سر کاٹ کر لے آئین پوری بات ابھی امیر با توقیر کے منھ سے
نہ نکلی تھی کہ ادھر سے شاہزادہ رستم شکوہ انجم گروہ سر فتنہ ملک باختر بدیع الزمان نامور اپنے دنگل سے اُٹھا اور اُدھر سے قبہ دین ستون
اسلام کرب بر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور دونون نے دست بستہ آکر خدمت صاحبقران
مین عرض کیا کہ اگر حکم والا شرف اصدار پائے تو ہم دونون غلام جاکر اِس مہم کو سر کر لائین یہ سُنکر صاحبقران نے شاباش و مرحبا کہا
اور فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے جاؤ حق سبحانہ تعالی تمھارے ارادے مین برکت دے اور یہ کہکر اُسی وقت شاہزادے بدیع الزمان
اور کرب غازی کو خلعت و انعام دیکر روانہ لشکر ارغنون اور ارغن کیا ان دونون غازیان جرار اور بہادران کرار نے جلد جلد
راہ طے کی اور سامنے لشکر کفار بد کردار کے بارگاہ اپنی استادکرائی ہرکارون نے یہ خبر ارغنون اور ارغن کو پہونچائی کہ کرب غازی
اور شاہزادہ بدیع الزمان لشکر اسلام سے مقابلہ کے لیے آئے ہین یہ سنا تھا کہ فوراً حکم دیدیا کہ طبل جنگ ہماری جانب سے بجوایا
جاے صبح کو ہم ان دونون کا مقابلہ کرینگے حسب الحکم اُسی وقت طبل جنگ بجوا دیا گیا ادھر شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب غازی
نے بھی سامان جنگ مہیا کیا صبح کو دونون لشکر مقابل ہوئے اور نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جانبین سے صفین آراستہ ہوچکین
اور میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکر نکل گئے ارغنون ارغن سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوا اور گھوڑا چمکا کر میدان مین
آیا ادھر بدیع الزمان بھی نکلکر مقابل ارغنون کے ہوا اُدھر سے بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ * بہ برج خوبی شہ انجمن *
بدیع الزمان گرد لشکر شکن * بہ تیغم بسے ملک اسلام شد * کہ سر فتنۂ باختر نام شد * ادھر سے ارغنون نے بھی جواب
دیا الغرض بعد گفتگوے بسیار ارغنون نے بدیع الزمان کے نیزہ حوالے کیا بدیع الزمان نے نہایت ہی پھرتی سے

اُسکے نیزہ کو اپنے نیزے پر روکا اور چند ہی طعنون مین برچھا ارغنون کا ہاتھ سے گر گیا برچھے کا گرنا تھا کہ اُس گبرنا ہنجار نے نہایت ہی
غیظ مین آکر بدیع الزمان پر تلوار ماری بدیع الزمان نے اُسکے وار کو اپنی سپر پر روک کے پلک کے اس زور سے اُسکی کلائی
مضبوط پکڑی کہ ہاتھ اُسکا فشردہ ہوگیا اور تلوار اُسکی چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اُسکے ہاتھ سے تلوار کا گرنا تھا کہ بدیع الزمان نے اب
جو ایک تھوڑا سا پیچھے ہٹکر اور یا علی کہکر ایک وار تلوار آبدار کا کیا تو صاف اُس گبرنا ہنجار کے دو ٹکڑے ہوے اور مرکب سے نیچے
گر پڑا بس اُسکا گرنا تھا بھائی نے بھائی کی لاش جو دیکھی خون آنکھون مین اُتر آیا اور تاب باقی نہ رہی اسب دودر کابہ پر سوار
ہوکے للکارتا ہوا دوڑا اُدھر سے کرب غازی بہت ہی جلد جلد گھوڑے پر سوار ہوکر بدیع الزمان کے قریب آئے اور کہا ای بدیع الزمان
اب تم پھر جاؤ شاباش دلاور ایسے ہی کام کرتے ہین اب تم تھک گئے ہو اتنے بڑے کافر کو گرایا ہی اب مین اس مردود ازلی کا مقابلہ
کرونگا ہر چند بدیع الزمان نے انکار کیا مگر کرب نے کسی طرح نہ مانا اور بدیع الزمان کو قسمین دیکر پھیر دیا اور آپ بہ نفس نفیس
ارغن کے مقابلہ کو آیا ادھر سے کرب غازی اور اُدھر سے ارغن سامنے آیا ارغن نے آتے کے ساتھ ہی کرب غازی پر ایک تلوار
لگائی کرب غازی تلوار اُسکی روک کے اب جو یا علی ولی کہکر تیغہ کر نیوس کا ایک وار کرتے ہین تو مع راکب و مرکب چار ٹکڑے
تھے بس ارغن کا مارا جانا کہ فوج ارغن وارغنون کی دوڑ پڑی اُدھر سے شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب غازی کے ساتھی بھی دوڑ پڑے
اور تلوارین کھینچ کھینچ کر اُس لشکر پر حملہ آور ہوے بڑی جنگ مغلوبہ ہوئی اگرچہ وہ لوگ بھی بڑی دلیری سے لڑے مگر اُنکا مقابلہ کب کر سکتے
تھے آخر شکست کھا کر بھاگ نکلے جب میدان لشکر مخالف سے خالی ہوا تو بدیع الزمان اور کرب غازی اپنی فرودگاہ مین آئے
نذرین فتح کی گذرنے لگین بدیع الزمان اور کرب غازی نے فتح نامہ کی عرضی امیر حمزہ صاحبقران کی خدمت مین ارسال
کی کہ الحمد للہ والمنہ غلامون نے بامداد خدا اور باقبال حضور فتح پائی ارغنون اور ارغن مارے گئے لشکر اُنکا منفرور ہوا جیسے ہی یہ
نامہ امیر کو پہونچا پہلے امیر با توقیر سجدہ شکر بدرگاہ جناب باری بجا لاے اور بعد اُسکے خلعتہاے پر تکلف اُن دونون کے واسطے روانہ
کیے اور بعد روانگی خلعتون کے خود بھی مع لشکر ظفر پیکر وہین تشریف لائے بدیع الزمان اور کرب غازی کو بار دگر خلعت سے سرفراز فرمایا
اور دونون کو گلے سے لگایا پھر عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خواجہ ذرا ملک سبائل کی تو خبر لاؤ خواجہ امیر سے کئی ہزار روپیہ لیکر ملک سبائل کیطرف
روانہ ہوا غافل اپنی دھن مین راہ طی کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ غول زرینہ جنگ آکر پشت پر سے عمرو کے لپٹ گیا اور بغل مین داب کر
لے چلا خواجہ نے اُسکی بغل مین ایک ایسا خنجر رسید کیا کہ غول زرینہ جنگ بیقرار ہوگیا اور ہاتھ اُسکا ڈھیلا ہوگیا اُسکا ہاتھ ڈھیلا ہونا
تھا کہ عمرو تڑپ کے اُسکی بغل سے نکلکر ایک طرف کو راہی ہوے غول زرینہ جنگ پھر عمرو کے پیچھے دوڑا عمرو نے پلٹ کر حلقہ ہاے کمند
اُسکے پانون مین ڈالدیے کہ وہ غول بادیہ ضلالت اُلجھکر گرا بس اُسکا گرنا کہ خواجہ جھٹ خنجر کھینچ اُسکے سینہ پر سوار ہوے دیکھا کہ اُس
مردود کی کمر مین ایک نامہ ہی اُس نامے کو نکالا اور نکالکر پڑھا تو ارغنون اور ارغن نے لقا کو لکھا تھا کہ میرے عیار غول نے خواجہ عمرو
کو گرفتار کر لیا ہی اور مین نے اُسے قید کر دیا ہی اب جیسا حکم ہو ویسا عمل مین لاؤن کہیے زندہ مقید خدمت عالی مین روانہ کرون اور
اگر حکم ہو تو سر اُسکا کاٹ کر روانہ لشکر ظفر پیکر کرون اُس نامہ کو تو عمرو نے اپنے پاس رکھا اور اُس غول بادیہ ضلالت سے کہا کہ
اگر تو مسلمان ہو جاے تو تو مین تجھے ابھی چھوڑے دیتا ہون ورنہ تجھے مار ڈالونگا اور ہرگز نہ چھوڑونگا اُسنے کہا کہ مین نے آپکی
اطاعت قبول کی اور لقا پر لعنت کی مجکو لقا پرستی سے کچھ سروکار نہین خواجہ نے کہا کہ مجھے ہرگز تیری بات کا اعتبار نہین ہی اُسنے
قسمین کھائین اور کہا کہ اب آپ یقین ہی جانین کہ مجھ سے کبھی خطا نہو گی عمرو نے کہا کہ اچھا ہم تمھین زمین مین گاڑے دیتے ہین
تم یہین رہو جسوقت ہم اُدھر سے پھرینگے تو تمھین یہان سے رہا کرینگے یہ کہکر عمرو نے زمین کھود کے اُسے کمر تک گاڑ دیا غول زرینہ جنگ
نے کہا کہ مجھے کوئی درندہ اگر کھا جائیگا یہ سُنکر عمرو نے چند زنگ اُسکے گلے مین ڈالدیے اور کہا کہ جب کوئی جانور تیرے پاس
آئے تو گردن اپنی ہلانا زنگ کی آواز سے وہ بھاگ جائیگا یہ کہکر عمرو وہان سے روانہ ہوے طی مراحل اور قطع منازل

کرتے ہوے جب قریب ملک سبائل کے پہونچا تو اپنی صورت کو بشکل غول زرینہ جنگ بناکر داخل شہر ہوا اور سیدھا بارگاہ
یاقوت شاہ مین آیا اور وہ نامہ جو غول زرینہ جنگ سے ہاتھ لگا تھا وہ یاقوت شاہ کے ہاتھ مین دیا یاقوت شاہ اُس نامہ کو
پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اُسے خلعت و انعام دیا اور وہ نامہ لیکر لقا کے پاس آیا اور وہ نامہ لقا کو دیا لقا دیکھکر بہت خوش ہوا اور
کہنے لگا کہ ہمنے تو کئی لاکھ برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی جلدی جاؤ اور ارغنون اور ارغن کے عیار سے کہو کہ عمرو کو زندہ ہمارے پاس
پکڑکر لے آؤ یہ حکم سُنکر یاقوت شاہ چلا ہی تھا کہ بختیارک نے کہا کہ یا خداوند اُس عیار بدکردار کا یہان زندہ آنا میرے نزدیک
کسی طرح مناسب نہین ہو عمرو کا سر ہی طلب کیجیے تو بہتر ہو یہ سُنکر لقا نے یاقوت شاہ سے پکارکر کہا کہ ای جبرئیل قدرت اچھا
اُسکو زندہ یہان بلوانا اچھا نہین ہو تم سر ہی اُسکا منگوا لو تو بہتر ہو یہ حکم سُنکر یاقوت شاہ لقا سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین
آیا اور غول زرینہ جنگ کو حکم محکم لقا کا سنایا غول زرین جنگ نے جو یہ حکم سُنا کہا بہت اچھا مین گیا اور سر اُسکا ابھی لایا
آپ اطمینان خاطر رکھین اب سنیے یہان تو یہ گفتگو ہو اور وہان حال غول زرینہ جنگ اصلی کا سنیے کہ یہان زمین مین گڑا ہوا حیران
اور پریشان کھڑا ہوا تھا کہ قضاے کار اتفاقات روزگار کچھ ہیزم کش وہان آئے کہ لکڑیان درختون مین سے کاٹ کرلے جائین
اُن سب کو دیکھکر غول زرینہ جنگ نے آواز دی کہ ارے صاحبو مجھکو ایک ظالم زبردست نے زمین مین گاڑ دیا ہو براے خدا
مجھے اِس بلاسے نجات دو اور زمین سے نکالو اُسکی آواز سُنکر پہلے تو وہ لوگ بہت ہی خائف ہوے کہ معلوم نہین اس صحراے
لق و دق مین یہ کوئی بھوت ہی یا پریت ہی کون بلا ہو کون اُسکے پاس جاے بعد اُسکے سب نے آپس مین یہ صلاح کی کہ اچھا جو کچھ
ہو ذرا چلکر سب ملکے دیکھو تو ہو کون آخر ہم بھی اتنے آدمی ہین ہمارا بنائیگا کیا اور اگر کسی طرح کی گزند پہونچانیکا قصد کریگا تو ہم بھی
مارینگے اگر واقعی کوئی آدمی کسی بلا مین اتفاقات روزگار سے مبتلا ہوگیا اور کسی ظالم کے پھندے مین پھنس گیا ہو تو قربۃً الی اللہ
کسی کی جان بچانے مین بڑا ثواب ہو اب جو آکر دیکھتے ہین تو واقعی وہی امر ہو جیسا کہ اُسنے پکارکر کہا تھا الغرض اُن سب نے زمین
سے اُسے نکالا اور اُس بلاسے نجات دی یہ بدبخت یہان سے رہائی پاتے ہی بارگاہ یاقوت شاہ کی طرف روانہ ہوا جلد جلد راہ طے
کرتا ہوا چلا جاتا تھا اور اپنے دل مین کہتا جاتا تھا کہ اے غول زرینہ جنگ معلوم نہین کہ عمرو نے یاقوت شاہ کے دربار مین پہونچکر
کیا مکاری کی ہوگی اور کیا آفت برپا کر رکھی ہوگی ضرور بالضرور میری شکل بنکر یاقوت شاہ کے دربار مین گھسا ہوگا اور نہین معلوم
کیا کیا حرکات کر رہا ہوگا یہی منصوبہ گانٹھتا ہوا طے منازل کرتا ہوا چلا جاتا تھا جب دربار یاقوت شاہ مین پہونچا تو جاکر کیا دیکھا
کہ عمرو یاقوت شاہ کے دربار مین اُسی کی صورت بنا غافل بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہو بس پیچھے سے آتے ہی ساتھ ہی عمرو کے لپٹ
گیا اور اُسے گرفتار کرکے مشکین خوب مضبوط باندھ لین خواجہ بہت ہی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہوا پلٹ کے جو دیکھتا ہو تو غول
زرینہ جنگ کھڑا ہوا ہی اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ ارے بڑا غضب ہوا یہ کمبخت آ پہونچا مگر دل کڑا کرکے پکارا کہ ای یاقوت شاہ
یہ عمرو ہو کہ میری شکل بنکر تیرے دربار مین آیا ہو اور مجھے غافل پاکر گرفتار کرلیا ہو غول زرینہ جنگ نے آواز دی کہ ای جبرئیل
قدرت یہ بالکل غلط کہتا ہی بلکہ یہ عمرو ہی کہ میری صورت بنکر تیرے دربار مین آیا ہو اور مین غول زرینہ جنگ اصلی ہون ای
جبرئیل قدرت اِس کمبخت نے اثناے راہ مین مجھے گرفتار کرلیا تھا اور مجھے جان ہی سے مارے ڈالتا تھا جب مین نے
بظاہر اسلام قبول کیا تو یہ کمبخت مجھکو ناحق زمین مین گاڑکر یہان چلا آیا مجھکو تو ہیزم کشون نے جب نکالا ہی تو مین یہان تک آیا
ہون ورنہ وہین مرکر رہ جاتا اور کوئی درندہ آکر کھا جاتا اگر آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو مجھکو اور اِسکو دونون کو گرم پانی
سے نہلوائیے حال کھل جائیگا کہ اصلی کون ہی اور نقلی کون ہو القصہ یاقوت شاہ نے پانی گرم کرواکے دونون کو نہلوایا عمرو
اپنی صورت اصلی پر نکلا اور غول زرینہ جنگ اپنی ہیئت اصلی پر نکل آیا یاقوت شاہ نے جاکر لقا سے بیان کیا کہ وہ قاصد
جو نامہ ارغنون اور ارغن کا لیکر آیا تھا وہ خواجہ عمرو عیار تھا اب غول زرینہ جنگ ارغن اور ارغنون کا عیار پیدا ہوا

اور آپ نے اگر عمرو کو گرفتار بلا کیا ہی لقا نے کہا کہ اچھا اُس مکار بد کردار عمرو عیار کو ہمارے سامنے لے آؤ اُسی وقت عمرو کو سامنے لقا کے لائے بختیارک نے اُٹھکر سلام کیا اور کہا کہ پیرو مرشد آپ دھوکے مین آگر گرفتار بلا ہوے مگر خاطر جمع رکھیے آپ کا کوئی کچھ نہین کر سکتا کیا مجال ہی جو کوئی آپ سے آنکھ بھی ملاے باجوری سے پیش آے اُنکا تو دستور قدیم ہی کہ جس نے آپ کو قید کیا اُسی حریف کو آپ نے صید کیا آپ گرفتار کیا ہوے گویا شکار آپ کے ہاتھ لگا خواجہ عمرو نے کہا او مردک بختیارک شیطان درگاہ تو مجھ سے مضحکہ کرتا ہی تو بھول گیا کیا یاد نہین مین نے بارہا تیری جان بچائی بختیارک نے ہاتھ باندھکر عرض کیا میری کیا تاب وطاقت کہ آپ سے مضحکہ کردن مگر اسمین میرا بالکل اختیار نہین عمرو نے کہا استاد جی کیا مضائقہ ہی خبر سمجھا جائیگا الغرض لقاے بے بقا نے کہا اے عمرو اگر تمکو جان بچانی ہی تو مجکو سجدہ کرو ورنہ آج تم میرے ہاتھ سے کب بچتے ہو ابھی تہ تیغ کرتا ہون عمرو دل مین سوچا کہ اگر اس مقام پر کچھ جھوٹ سچ کی عیاری نہ کروگے مصلحتاً کچھ باتین اُسکے حسب دلخواہ نہ بناؤ گے تو مفت مین جان جائیگی عمرو نے دل مین تصور خیالی کرکے کہا اے خداوند لقا مین تجکو سجدہ کرتا ہون اپنے فعل سے باز آتا ہون یہ کہکے عمرو بھی اُس جگہ کو چھوڑ کے دوسرے مقام پر کھڑے ہوے اور قبلہ رو لقاے بے بقا کیطرف سجدے کو زمین پر جُھک کے اور اپنے ہاتھ کی دو انگلیون کی محراب عبادت سجدہ گاہ پروردگار جلیل القدر براے ترک کفر ولیل بنائی اور سر اپنا سجدے کے لیے اُس محراب انگشت پر رکھا اور دلکو رجوع طرف پروردگار عالم کے کیا اور زبان عجز بیان سے بتضرع وزاری بدرگاہ جناب باری عرض کیا کہ اے عالم الغیب واے دانندۂ راز دل مجبوران مین سجدہ تیری درگاہ بے نیاز وبارگاہ کارساز مین کرتا ہون یہ لقاے بے بقا مردود درگاہ خدا ہی یہ کافر کیا چیز ہی مین اسپر لعنت کرتا ہون اور تجکو سجدہ کرتا ہون کہ اسوقت بے اس فعل ناجائز کے کوئی چارہ مجکو نہین بن پڑتا جان بچانیکا حکم تو نے ہر طرح سے دیا ہی وہی فعل مین نے اسوقت کیا ہی العفو العفو ابھی خواجہ عمرو سجدے مین تھے کہ لقا نے حکم دیا کہ ہمارے بندۂ تازہ کو سجدے سے اُٹھاؤ ہم سرفراز کرینگے اور مرے اعزاز واکرام سے اپنے پاس رکھینگے یہ حکم لقا سنتے ہی بڑھکے بختیارک نے سر خواجہ عمرو کا سجدے سے اُٹھایا اور کہا کہ اے خواجہ تمھاری سب خطا معاف ہوگئی تم اب مقبول بارگاہ خداوند لقا ہوے لقاے بے بقا بہت خوش ہوا اور خواجہ عمرو کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور مقام صدر پر بٹھایا ہر کا فرنے بنظر یہ خواجہ عمرو کو ملوایا خواجہ عمرو اپنی شرارتون سے کب باز آتے ہین ایک ایک سے اشارے بازی ہوتی ہی پردے پردے مین مزے کرتے ہین بختیارک کو ہاتھ کے اشارے سے دھمکاتے ہین کہتے ہین کہ دیکھو تو ابکی کیسا تم سب کو مزا چکھاتا ہون کہ عمر بھر ذائقہ زبان سے نہ جاے لقاے بے بقا خواجہ عمرو کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ اے عمرو اگر امیر مجھ سے صلح کرلین اور میری پیروی کرین تختگاہ لقا کو اپنی سجدہ گاہ بنائین تو مین انکو اپنے تخت حکومت اور ملک ومال کا مالک ومختار کردون کہ پھر بندگان درگاہ خداوند لقا کا خون ناحق نہ ہو عمرو نے کہا اے خداوند لقا مین اگر جاؤن تو امیر حمزۂ صاحبقران زمان کو سمجھا کرلے آؤن اور تیرا مطیع کرادون کیونکہ مین جو کچھ صاحبقران سے کہدیتا ہون وہ منظور کرلیتے ہین میرے کہنے کے علاوہ دوسرے کی بات پر عمل نہین کرتے ہین لقا نے کہا مین تجکو بہت خوش اور مال ودولت سے سرفراز کرونگا عمرو نے دل مین کہا کہ او مردود تو مجکو بہکاتا ہی مین کب راہ راست سے بھرتا ہون تجپر اور تیرے پرستارون پر لعنت کرتا ہون لقاے بے بقا سے عمرو نے کہا مجکو تیری اطاعت سے اب کام ہی تو جو حکم کرے بسرو چشم بجالاؤن کچھ عذر نہ کرون لقا یہ سنکر بہت مسرور ہوا بختیارک نے کہا کہ اے شہنشاہ عیاران حقیقت مین آپ بے مثل وبے نظیر ہین آپ کے ذکر سے زبان ذائقہ پاتی ہی آپ کا کیا مذکور ہی آپ جو کچھ فرماتے ہین صحیح ودرست ہی خواجہ عمرو نے لقا کی طرف دیکھ کے عرض کیا کہ حضور دیکھیے یہ بختیارک مجپر طعن کرتا ہی لقا یہ سنکر بختیارک پر خفا ہوا اور جھڑک دیا کہا کہ او شیطان درگاہ تجکو ہمارے امور خدائی مین کیا دخل ہی ہمنے بارہ سو برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی بختیارک نے عرض کیا خداوند سچ فرماتے ہین یہی ہوگا عمرو بیشک ایسا ہی شخص ہی جیسی کہ تقدیر اسکے واسطے کی گئی لقا نے کہا چپ رہ بیہودہ نہ بک اگر ابکی تو نے کچھ خلاف خداوندی مُنھ سے کہا

تو آتش جہنم مین ٹوہو ا دونگا بختیارک ڈر کر چپ ہو رہا خواجہ عمرو نے کہا اگر آپ مجکو امیر بانوقیر کے لینے کے لیے بھیجتے ہین تو اس سامان و
تزک سے بھیجیے کہ دیکھنے والون کو رشک آئے مین آپکی صفت و ثنا بیان کرونگا امیر کو میرا سامان وقار اور جاہ و تجمل دیکھکر حوصلہ
ہوگا لقانے کہا یہ بندہ درگاہ سچ کہتا ہی اُسنے حکم دیا کہ لاؤ اور سب سامان ابھی درست کرو الغرض خلعت زرین خواجہ عمرو کے
زیب جسم کیا تاج جواہر نگار عمرو کے سر پر رکھا پٹکہ مرصع کار زرین بہ کمر کیا داب الماس تراش کی لگائی ولایتی بہت عمدہ خواجہ
عمرو کو دی شاہانہ طور پر عمرو کو آراستہ و پیراستہ کرکے تخت جواہر نگار پر بٹھایا کہارون کو وردیان کارچوبی پہنا دین کچھ نقیب کچھ خواص
کچھ اور ملازم برائے خدمت خواجہ عمرو کے ساتھ کیے ڈنکا باجا وردی کا ہمراہ اور بارہ سو سوار زرین پوش مرصع کلاہ ہمراہ رکاب
سعادت انتساب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کردیے وہ سوار کہ جنکی پوشاکین زرق برق ہتھیار چمکتے ہوئے گھوڑے اُنکے چست و چالاک
ابلق و سرنگ و کمیت و سمند سوار سب کے سب خاص اردل کے جوان تھے جو ہر وقت در بارگاہ خاص خداوند لقاے بے بقا پر
رہا کرتے تھے خواجہ عمرو کی سواری کے ساتھ ہوئے خواجہ عمرو تخت پر سوار کہار شل پر بزادان تخت کو اٹھائے ہوئے چلے باجے
وردی کے بجتے ڈنکا ہوا سواری خواجہ عمرو کی چلی چپ و راست پیش و پس سوار تخت کو گھیرے ہوئے نقیب آگے آگے نقابت
کرتے ہوئے اس شان و شوکت و جاہ و تجمل سے سواری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی ملک سبائل سے عین بازار سرچوک ہوکر
نکلی لوگ تماشے کو دو رستہ کھڑے ہوگئے آپسمین سب بازاری اور دوکاندار کہتے تھے کہ یہ سواری کس شہنشاہ کی ہی ہمنے ایسا جاہ و
حشم شان و شوکت و قار و تجمل کسی کا نہین دیکھا نقیبان بلند آواز کہتے جاتے تھے کہ ای اہل شہر سبائل و ای تماشابینان بازاری
خیال کرو آگاہ ہو کہ یہ عز و شرف یہ حشم و خدم درگاہ خداوند لقا سے آجتک کسی کا نہین ہوا یہ بندہ تازہ بندگان خداوندی شہنشاہ عیاران
عیار سلطان طراران طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار نامدار ہی غرضکہ اس سامان و حشمت و اجلال سے سواری خواجہ عمرو کی شہر
سبائل سے نکلی قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے دوسری منزل پر پہونچے بارگاہ خواجہ عمرو کے واسطے استادہ ہوئی اور خیام
وغیرہ فوج و سواران زرین پوش کے لیے نصب کیے سب اپنے اپنے خیمون مین اُترے خواجہ عمرو بارگاہ مین داخل ہوئے سب
سرداران سواران حسب معمول آکر بیٹھے اُسوقت خواجہ عمرو نے کہا کہ بھائیو ہم تم سے بہت خوش اور راضی ہین اب جسوقت اُدھر سے پھر
چلینگے تم سب کے عہدے خداوند لقا سے کہکر بڑھا دینگے اور تم لوگون کی ترقی کرا دینگے مگر اسوقت ہمارا دل چاہتا ہی کہ کوئی چیز عمدہ
تمکو دین کہ تم بھی خوش ہو اور تمام عمر ہمارے احسان کو فراموش نہ کرو کچھ تو تم بھی یاد کرو اُن سب سردارون نے کہا ہم آپ کے
تابعدار ہین آپ ہمارے مالک و مختار ہین آپ ہماری توقیرین نہ بڑھائین تو جائے تعجب ہی وہ چیز عمدہ کیا ہی جو آپ فرماتے ہین لائیے
مرحمت کیجیے اُسکی صفت و ثنا بیان فرمائیے خواجہ عمرو نے کہا میرے پاس شربت سامری ایسا نایاب و لاجواب ہی کہ جو کوئی اُسکو
پیے از سر نوجوانی تازہ کی قوت آجاے اور جو چالاکی اور عقل و دانشمندی و عیاری مجھ مین ہی وہ سب اُسکو حاصل ہو یہ کہکے
زنبیل سے گھڑے شربت کے نکالنا شروع کیے ایک ایک گھڑا ہر ایک سر کو دیا اور کہا اپنے اپنے جرگہ مین جاکر پلاؤ اور تم بھی خوب پیو وہ سب
افسر گھڑے شربت سامری کے اُٹھا لیگئے اور سب کو پلانا شروع کیا جب شربت کم ہوا پھر آئے اور خواجہ عمرو سے کہا کہ اتنے آدمی اور
باقی ہین خواجہ عمرو نے ایک ایک گھڑا اور تقسیم کر دیا لوگ متعجب ہین کہ خواجہ عمرو بڑا صاحب کمال ہی کہ گھڑے شربت سامری کے تھیلے
سے نکلے چلے آتے ہین جسقدر طلب کرو موجود ہین پھر کہارون کے مہرا کو بلایا اور ایک گھڑا شربت سامری کا اُسکو بھی دیا کہا کہ
تم کسواسطے محروم رہو پی لو یاد کروگے پھر ایک گھڑا خواصون کو بھی دیا اور ایک نقیبون کو دیکر کہا کہ تو تم پر بھی نظر توجہ ہماری ہی
یہ شربت سامری پیو اور خوش ہو الغرض سب کو خواجہ عمرو نے وہ شربت پلایا خوش ذائقہ جو معلوم ہوا تو وہ لوگ ایک جام کی
بدلے دو دو تین تین جام چڑھا گئے انجام اندھون کو نہ سوجھا کہ کیا ہوگا یہ شربت تلخی جان بنکر کیا رنگ دکھائیگا غرضکہ گردش
فلک کا ان سب کے واسطے سامنا ہو آیا نصف شب سب پر بیہوشی نے اپنا اثر کیا وہ بڑا لشکر کا شہر خاموشان ہوگیا گویا سب

دریاے خواب عدم مین غرق ہوگئے خواجہ عمرو بارگاہ سے باہر نکلے تمام سوارون کے خیمون کی طرف آکے سیر کی دیکھا کہ سب بیہوش
ہین کسی کو مطلق خبر نہین سب سوارون کے کپڑے اُتارے اور ہتھیار لیے داخل زنبیل کیے پھر کہارون کی طرف آئے سب کی
وردیان پگڑیان اُتارین اور دھوتیان کھولین زنبیل مین رکھین پھر اُسی طرح خواصان خاص اور نقیبان بلند آواز جتنے ملازمان
ہمراہ تھے سب کو برہنہ کرکے ڈالدیا اور کپڑے اُتار کر داخل زنبیل کیے اور تاج و تخت بھی اپنا داخل زنبیل کیا اور مقراض آبدار
نکال کر سب کی ڈاڑھیان اور مونچھین تراش کر پھینکدین اور ایک پرچہ کاغذ قلم تیز رقم سے تحریر کرکے افسر کلان کے سر کے بالون
مین خوب جکڑ کر باندھ دیا اُس پرچہ کاغذ مین یہ مضمون بلاغت مشحون تھا کہ او مردود ازلی او کافر ابدی زمرد شاہ باختری لقاے
بے بقا دیکھو منم شہنشاہ عیاران عیار و سرکردہ طرار و خنجر گذاران تراشندۂ ریش لقا پرستان و سرکوب کافران جہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
یون عیاری شاہانہ کرکے نکل آتے ہین پھر اور تیرے پرستارون پر ہزار ہزار لعنت کرتے ہین او دجال احجل اور ابلہ فربہ بدعمل سجدہ ہین
اپنے پروردگار عالم کو کیا تھا تو کیا مردود ہے غازیان دیندار و سرکوب ضلالت شعار تو دشمنون مین سے بصد جاہ و تجمل و بہ شوکت و حشم
صاف مونچھون پر تاو پھیرتے ہوے چلے آتے ہین الحمد للہ بفضل خداے عزوجل بال بھی نہین بیکا ہوتا بس فقط زیادہ اللعن و لعذاب یہ پرچہ
کاغذ لکھکر موے سر افسر کلان سواران لقاے بدایمان مین باندھ دیا اور سب گھوڑے کھولے اور ایک ایک گھوڑے کی باگ پک ایک
کی دمچی مین باندھ دی اور آگے کے گھوڑے پر آپ سوار ہولیے سب گھوڑون کو سرپٹ اُڑاے ہوے راہگیرون کو تماشا دکھاتے ہوے کر
بارہ سو گھوڑے آگے پیچھے دوڑتے چلے آتے ہین ایک تق گرد آسمان تک بلند ہے اِس شان و شوکت اور بصد کر و فر ولایتی تو لیے ہوے
طرف لشکر ظفر پیکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کے روانہ ہوے بعد قطع منازل خوش و خرم جب خدمت فیضدرجت زیب اورنگ قاف
ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مین پہونچے تمام کیفیت غول زرین چنگ کی بیان کی اور اپنا گرفتار ہونا اور حال رہائی کا
اپنی اور عیارون کی سب امیر با توقیر سے عرض کیا اور گھوڑے امیر کو دیے صاحبقران بہت ہنسے اور خواجہ عمرو کو خلعت دیا ادھر
حال سنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تمام سواران و افسران و خواصان و نقیبان و کہاران وغیرہ کو بیہوش کرکے اور کپڑے وغیرہ
اُتار کے ننگا مادر زاد سب کو کرکے طرف امیر با توقیر کے روانہ ہوگئے وہ سب کے سب رات بھر بیہوش پڑے رہے صبح کے وقت ہوشیار ہوے
آنکھین کھلین گویا خواب عدم سے بیدار ہوے اپنے تئین از سر تا پا برہنہ پایا ادھر اُدھر دیکھتے ہین کپڑے کا نام نہین نہ اسباب نہ وردیان
نہ گھوڑے نہ تخت و تاج وغیرہ ہر بارگاہ عمرو مین سنا آیا پڑا ہے پھر دن ناچیاہے اپنے افسرون سے کہا واہ واہ کیا خوب خداوند
لقانے تقدیر کی تھی عمرو نے عیاری کرکے کیا رنگ دکھایا سب کو ننگا کرکے چلا گیا اب بتاؤ کیا کرین کیونکر ملک سبائل تک جائین
کپڑا اتنا کس سے مانگین اِس جنگل صحرا مین کون کسکی خبر لے یہ کہکے چہرون پر جو ہاتھ پھیرتے ہین کسی کی مونچھ مین ایک بال نہین
ریش پر ریش کا بال نہین اور زیادہ گھبرائے کہا او عمرو سب کے چہرے بگاڑ گیا ہر ایک کو خردمندہ اکر گیا یہ کیا غضب ہوا اب
شہر سبائل مین کسی کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہے کیا کرین اور کیا نہ کرین افسر تمام خاموش اور ششدر و حیران و دل
پریشان مہر سکوت لب پر شعر زدہ سکتے ہین خاموش نہ کہہ سکتے ہین مگر بیعلاج سے بیٹھے ہوے تکتے ہین آخر کار و نابکار شست
نیا دھنگے مادر زاد سطر پر آگے پیچھے ہاتھ رکھکے سب کے سب ایکبار اُٹھ کے بھاگے ملک سبائل کا راستہ لیا جب دوڑتے دوڑتے
تھک جاتے تھے و نوحہ سب ملکے بیٹھ جاتے تھے تھوڑی دیر دم لیکر پھر اُٹھکر دوڑتے پھر کوس بھر چلکے ایک جگہ بیٹھ گئے جو کوئی
راہگیر آتا جاتا دیکھتا تھا دور سے ڈر کے مارے بھاگ جاتا تھا کہتا تھا یہ کیا بلا نازل ہوئی یہ بھتنون کا لشکر کہان سے امنڈ آیا
کس پہاڑ سے ٹیری بشکل انسانی بنکر نکل آئی بھاگو یہ بن مانس ایسا نہو کہ آدمیون کو کھا جائین ہر قریہ مین ہر قصبے مین ہر دیہ مین
جو شخص انکو دیکھ دیکھ بھاگا اُنسے ہر جگہ تلاطم ڈالدیا جا بجا مین شور پڑگیا گانون ملے انمین سے سب لوگ عورت مرد بچے جوان بوڑھے
نکل نکل کر ڈر کے مارے بھاگ گئے گانون کے گانون خالی کر دیے ایک تلاطم عظیم اِس صحرا سے تا ملک سبائل برپا ہوگیا

ہو گیا ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ سب سوار مع سردار پیادہ باس ہیئت عجیب و غریب سے اٹھکر دوڑتے تھے کیونکہ یہ لوگ خائف ہوکر
انکو دیکھکر بھاگتے تھے کہ ڈاڑھیاں مونچھیں ندارد خرد منڈے بال سر کے بڑے بڑے آنکھیں غلہ سی قد لمبے تاڑ سے ننگ دھڑنگ آگے
تھا نہ پیچھے تھا ہاتھوں سے آگا پیچھا چھپائے صحرا کی خاک جو دوڑنے میں اڑ اڑکر جسم پر سب کے پڑی تھی اور ہیئت بدل گئی تھی صاف
بھتنوں کی شکل معلوم ہوتی تھی اس شکل و شمائل کے غول کے غول دیکھکر کیونکہ نہ شہری و دہقانی ڈر ڈر کر بھاگتے مگر واضح ہو کہ سب قوموں
میں کہار کی قوم بہت بیباک و بے شرم ہوتی ہے کیونکہ اس قوم کو گانے اور ناچنے اور مٹکنے کی کچھ غیرت نہیں ہے اکثر راہ میں بھی جھانجھ مرگ
بجا کر ناچتے اور مٹکتے ہیں اور جب کہار ہمقوم دس بیس ملکر سفر کو جاتے ہیں تو اپنے اسباب کے ہمراہ جھانجھ مرگ ضرور ساتھ لیکر نکلتے ہیں
کس واسطے کہ بعد فراغت کرنے کاروبار سرکاری کے رات کو فرصت کے وقت شغلیہ پہر چار گھڑی بجاتے ہیں کہ ذرا دل بہلے چنانچہ یہ کہار بھی
اپنے جھانجھ مرگ ساتھ لیے گئے تھے جب خواجہ عمرو سب کو بیہوش کرکے اسباب و کپڑے وغیرہ لینے لگے تو جھانجھ مرگ خواجہ عمرو نے نہیں لیے
وہیں چھوڑ دیے کہ یہ مہمل چیز ہے اسکو وہ لیکر کیا کرتے چنانچہ کہاروں نے اور کچھ اسباب اپنا اور وردیاں وغیرہ تو نہ پائیں مگر مرگ پڑے
تھے اٹھا لیے اور انکو راہ میں بجانا شروع کیا اور مٹک مٹک کر گانے اور ناچتے چلے کبھی دوڑے کبھی اچک کر ایک جگہ بیٹھ گئے تماشے میں اور
اور ایک تماشا پیدا ہوا بستی والے ٹیکروں پر چڑھ چڑھ کر غول کے غول غٹ کے غٹ ان بوجہانے نحس و شوم کی سیر کرنے لگے لڑکے سب
ہنس ہنسکر تالیاں بجاتے تھے عجب کیفیت تھی کبھی کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی الغرض اسطرح وہ سب بارہ تیرہ سو آدمیوں کا غول ایک ہیئت
عجب ننگ دھڑنگ سر سے پانو تک آگے پیچھے گرد و غبار میں آلودہ خرد منڈے بنے ہوئے غول کے غول کہار انکے بیچ میں گاتے بجاتے ناچتے
مٹکتے شہر بابل میں داخل ہوئے لوگ دیکھتے ہی گھبرائے بچے بوڑھے عورت مرد ڈر کر بھاگے دوکاندار اپنی اپنی دکانیں کھلی چھوڑ چھوڑ کر
اٹھ کھڑے ہوئے شہر میں ایک تلاطم عظیم پڑ گیا غدر ہو گیا بھگدڑ کا سامان نظر آیا لوگ غل مچانے لگے ارے انکو مارو نکالو یہ بھتنوں
کا لشکر کہاں سے شہر میں گھس آیا ہے یا خداوند لقا کے فرشتوں کی فوج کہیں سے شکست کھاکے بھاگ آئی ہے یہ لوگ ننگ دھڑنگ یک
یک سے پکار کر کہتے ہیں ارے بھائیو تم لوگ ہم سے کیوں ڈرتے ہو ناحق خوف کرتے ہو نہ ہم لوگ بھتنے ہیں نہ خداوند لقا کے فرشتے ہیں تباہ
کردۂ فلک بے پیر ہیں ہم سب لوگ وہی سوار ہیں جو عمرو کی سواری کے ساتھ ادھر سے گئے تھے عمرو نے بیہوش کرکے ننگا کر دیا آپ چلا گیا
اب ہم تباہ و برباد ہو کر ننگے بھاگے چلے آتے ہیں یہ لوگ سب کہتے ہیں سمجھاتے ہیں مگر شہر میں انکی کوئی نہیں سنتا لوگ دور سے ڈھیلے
پتھر اینٹیں مارتے ہیں اب وہ بیچارے آفت کے مارے زخمی ہوکر اور زیادہ بھاگنے لگے جب شہر بابل میں یہ ہنگامہ و تلاطم برپا ہوا
شدہ شدہ لقائے بے بقا کو بھی گنبد گیتی نما پر خبر ہوئی کہ آج شہر بابل میں عجب تلاطم عظیم برپا ہے نہیں معلوم بھتنوں کا لشکر کہاں سے
آگیا ہے یا آپکے فرشتوں کی فوج شکست کھا کر مسلمانوں سے بھاگ آئی ہے عجب ہیبتناک شکلیں ہیں کہ دیکھنے سے جنکو ڈر معلوم ہوتا ہے
لقائے بے بقا نے ان خبرداروں کو جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتے ہو کیا جھک مارتے ہو دور ہو سامنے سے ایسی خبریں واہیات نہ لایا کرو
میرے شہر میں بھتنوں کا کیا کام ہے اور میرے فرشتے شکست کھا کر کیوں بھاگنے لگے میرے فرشتے کیا ایسے بودے ہیں کہ مسلمانوں سے
شکست کھاکے بھاگینگے وہ بڑے بڑے بہادروں سے بھی نہیں دبتے ہیں مجھ ایسے خداوند کے فرشتے ہیں میرے فرشتے بغیر میرے
حکم کے کسی سے لڑنے کو کیوں جانے لگے پھر لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ میں جا کے خبر تو لا کہ یہ کیا معرکہ ہے بختیارک نے
کہا اے خداوند مجکو عقل سے یہ ثبوت ہوتا ہے کہ وہ جو آپ نے سوار اور کہار وغیرہ عمرو کے ہمراہ رکاب کیے تھے شاید راہ میں کچھ انپر افتاد پڑی
عمرو نے شاید کچھ عیاری کی ہے وہی بھاگے ہوئے آئے ہونگے بختیارک تو بڑا جہاندیدہ بلا رسیدہ آفت کا پرکالہ ہے اڑتی ہوئی چڑیا کو پہچانتا
ہے بختیارک ابھی یہ لقائے بے بقا سے کہ رہا تھا کہ زیر گنبد گیتی نما ایک غلغلہ بلند ہوا مارنا باندھنا پکڑ لینا کی صدا آئی لقا گھبرایا
بختیارک سے کہا جاتا نہیں دیکھنے خبر لینے کہ یہ کیا آفت ہے بختیارک یہ سنتے ہی سیڑھیوں پر سے اترا لقا نے خود دریچۂ گنبد گیتی نما
سے دیکھا صدہا غول شغول بیابانی کے بھتنوں کے مانند بالکل ننگے مادرزاد مونچھیں ڈاڑھیاں ندارد خاک میں لوٹے ہوئے

آگے پیچھے کو اپنے ہاتھون سے چھپائے ہوئے چلے آتے ہین اور کچھ لوگ مثل کہارون کے ٹھرک بجاتے گاتے ناچتے اچکتے مٹکتے آتے
ہین انکو کچھ غیرت ننگے کھلے کی نہین ہے سب بندگان خداوند ہنستے ہین لقا سے بھی دیکھکر ضبط نہو سکا آخر کو ہنس دیا ان سبھون نے
دہائی دیکر غل مچایا کہ ہم لوگ وہی سوار زرین پوش ہین جنکو خداوند لقا نے عمرو کے ہمراہ کیا تھا جنگل مین عمرو نے ہمکو بیہوشی کا
شربت پلاکر لوٹ لیا داڑھیان مونچھین تک کاٹ ڈالین ہم سب کے سب ننگے مادرزاد منزلون سے بھاگتے ہوئے آتے ہین ہم
تماشا ننگے راہ مین لوگ پھبتیان کہتے تھے واہ واہ کیا خداوند نے اچھی تقدیر کی خوب اپنی قدرت دکھائی کہ اس دہاڑ و نکو پہونچے
کپڑا اتنا تک نصیب نہین کہ ستر ڈھانپتے بختیارک نے دست بستہ عرض کیا یا خداوند خوب آپ نے بندۂ تازہ عمرو کی بارہ سو برس
بیشتر تقدیر کی تھی کہ اسنے یہ رنگ تو دکھایا ان بیچارون کا یہ حال بنایا لقا نے کہا یہ سب بندے میرے راندۂ درگاہ تھے نافرمانی
خداوند کی کرتے تھے اسلیے انکے واسطے یہ تقدیر کی گئی تھی اب اپنی سزا کو پہونچ گئے جاؤ کہدو ان سب کی خطا معاف کی اور اسباب گھوڑے
جوڑے اور انعام اکرام مرحمت ہوئے سب لوگ نہا دھو کر کپڑے پہنکر معزز ہو گئے تمامی شہر مین اس واقعہ کی مہینون آپسمین ہنسی
دل لگی رہی بختیارک نے کہا یا خداوند مین نے جو اسوقت گذارش کیا تھا آپ نے مجکو جھڑک دیا تھا مین خاموش ہو رہا لقا نے کہا
ہمنے عمرو کے واسطے ایسی ہی تقدیر کی اور ان بندگان مرے کے واسطے اسطرح کی تقدیر کی اگر ابکی عمرو گرفتار ہو کر آئیگا تو اسکی تقدیر کرکے قتل کرونگا

اب دو کلمے داستان امیر باتوقیر کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادۂ عنبر سبو ٭ شکست اب ہماری ہو یا جام سبو
چڑھائی ہے رندون کی میخانہ پر ٭ یہ جنگ و جدل ایک پیمانہ پر
یہ ہے منقلب جام یا ہین حباب ٭ یہ دریا لہو کا ہے یا ہے شراب
سبو بس اب آ اپنے مطلب پہ تو ٭ مضامین اعلا کی کر جستجو
گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا ٭ حد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا
تیرا ہمارے قتل کا کیونکر اٹھا دیگے ٭ کس کر کمر بندھی ہی تو در دشکم ہوا
ٹوٹے ہین وکو شیشہ تیر اب ہر قدم ٭ کانٹون پر آبلون سے ہمارے ستم ہوا
جھڑکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز ٭ قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا

نہ کر دیر دینے مین پہلو تہی ٭ کہ ہے دخت رز آج کل فربہی
خم مولند ہے مین کہ سیلاب ہی ٭ کہ میخانہ مین بحر خون ناب ہی
تڑپ برق کی بوتلون سے نہ ہو ٭ ہر ایک موجہ مے ہے حق شہود
اس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا ٭ خنجر زبان بن گئی نیزہ قلم ہوا
بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا ٭ پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا
وقت اخیر جذبۂ دل کھینچ لائیگا ٭ دیکھینگے رہ یار جو آنکھون مین دم ہوا
نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ ٭ چھوٹا کمان سے تیر تو ہم پر کرم ہوا
بیت نگارندۂ معنی لاجواب ٭ رقم کرد این داستان انتخاب

پیغام رسان نامۂ حیرت شمامہ زبان سخندانی مخبران دفاتر طبع رسائی وجودت ذہن نکتہ دانی قلم تیز رقم کو صفحۂ قرطاس فلک اساس پر یون
رد ال کرتے ہین کہ جب عمرو نامدار عیار طرار بصد تیز رفتاری عرضی ملکہ گیتی افروز نور چکیدۂ قدرت دختر زمرد شاہ باختری لقا ے
بے بقا کی لیکر طرف لشکر امیر باتوقیر ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کے روانہ ہوا مثل صرصر تیز و تند کے چلا شعر ہوا کے گھوڑے پہ جسوقت
مین سوار ہوا ٭ ہر ایک آہوے باد صبا شکار ہوا ٭ بموجب حکم ملکہ گیتی افروز کے عمرو نامدار عیار طرار آشنا ے راہ مین ایسا اچکتا دوڑتا
چلا کہ جو دیکھتا وہ یہ کہتا کہ یہ سامان بے پر مثل طائر تیز پرواز اڑتا جاتا ہے کہ قدم اسکے ہوا بھی نہین پا سکتی شعر یہ تیز و تند چلا لیکے میرا خط
نواصد ٭ نہ پائی گرد قدم بھی ہوا کے گھوڑے نے ٭ بعد قطع منازل و طے مراحل عمرو نامدار عیار تیز رفتار لشکر حمزۂ نامدار مین پہونچا اور
عرضی ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری کی صاحبقران زمان کے سامنے پیش کی امیر باتوقیر نے فوراً لفافہ چاک کرکے
عرضی کو ملاحظہ فرمایا تحریر تھا کہ اے صاحب حشمت و اقبال دائی درخشندۂ کوکب شوکت و اجلال بخشندۂ تاج و تخت سلاطین سکہ زنان
اقلیم مصر و چین سلطان سلطان و شاہان شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زید اسرا اقبالکم و اجلالکم
پس از قواعد آستان بوسی بخدمت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط حضور سلیمان ظہور زبان خامۂ ادب شمامہ عرض پرداز
ہوتی ہے کہ یہ کنیز ناچیز دلسوز غم اندوز ملکہ گیتی افروز خادمۂ خاص فیض اختصاص نامی نامداران فخر سہراب و رستم دوران شاہزاد

ملک قاسم نوجوان اس کشاکش مین ہیجان ہی مسدس

یہ گردش فلکی غم نئے دکھاتی ہی
نہ جان جاتی ہی میری نہ موت آتی ہی
جدائی ہجر کی ہر روز خون رلاتی ہی
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو
شب سیاہ مجھے صبح تک ڈراتی ہی
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دلکو

ای سرپرست مجبوران ای مددگار بیکسان فلک دور و دوار اور چرخ ناہنجار اب یہ بلا ڈالنے والا ہی آفت تازہ ٹوٹنے والا ہی یہ خادمہ بار غم فراق محبوب خوش اسلوب راحت جگر و جان حمزۂ صاحبقران زمان اٹھانیکی متحمل نہ تھی مگر کیا کرے چار و ناچار صدمۂ ہجر دلدار کو خانۂ دل مین جگہ دی روح کو تودہ بناکر سینہ مین وقعت تصور ناوک مژہ چشم یار جانی کیا تھا اب سنا ہی کہ ضیغم خون آشام اور رستم اشکبوس ہر آئے بربادی قلعہ زرتاشیہ و تاراجی مال حرمت ناموس جگر گوشۂ صاحبقران زمان یعنے شاہزادہ قاسم عالیشان آتے ہین مسدس

لٹتی ہون چرخ سے نہ ستم کر تو اتنا بس
سامان کچھ اور ہوگیا تھی دل مین کچھ ہوس
مانند زلف یار نہ تو سانپ بنکے ڈس
ظالم نہ ظلم کر کہ ہی دنیا مجھے قفس
تنہا ہون راس و چپ ہی کوئی اور نہ پیش و پس
مین آپ مر رہی ہون یا بن ترس ترس

ای سالار کاردان ہمت و شجاعت وای خسرو خسروان ملک صولت و شوکت یہ التجا میری مقبول بارگاہ فلک جاہ حضور فیض گنجور ہو کہ میری حرمت کا آپکو خیال و پاس ضرور چاہیے اگر اسوقت بیکسی مین میری کمک نہ کی تو اپنی جان دونگی اور ننگ حرمت گوارا نہ کرونگی فقط زیادہ حد ادب تحریر گستاخانہ کو معاف فرمایئے گا مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ یہ مضمون مصیبت انگیز و درد آمیز عرضی ملکہ گیتی افروز غم رسیدہ و الم اندوز کا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے جو پڑھا بیساختہ برخاستہ مزاج ہوئے پس چین بجبین ہوکر قبضۂ شمشیر بے نظیر کی طرف دیکھا اور شربت شیرین دھات جام کلۂ عفریت مین بھروا کر دربار عام فلک احتشام مین رکھا فرمایا ای بہادران عالی منزلت وای دلیران فلک مرتبت تم مین سے کوئی ایسا جری و دلیر ہی کہ یہ جام شجاعت نظام نوش کرے اور ملکہ گیتی افروز دختر لقا بے بقا کو قلعہ زرتاشیہ سے بصد رفعت و جلالت و بہ حرمت و عزت ہمراہ لائے یہ کلام شجاعت فرجام امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا سنکر شاہزادہ عاد مغربی و شاہزادہ ہاشم تیغزن نے قصد اٹھنے کا کیا امیر باتوقیر نے فرمایا ای میوہ ہاے نخل گلشن شجاعت وای گلہاے چمن ہمت تمہارا جانا مناسب نہین ہی یہ سنکے وہ دونون شاہزادے ساکت رہے اسوقت ہمسر سہراب و رستم دستان و ہم نبرد تہمتن و نریمان فخر پہلوان جہان مالک اژدر پہلوان ونگل سے اپنے اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ ای افتخار شجاعان عرب و عجم وای صاحب وقار و حشم و خدم ای امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران زمان مین اس خدمت فیض درجت کو بسر و چشم بجا لاؤنگا اور ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری کو بصد اعزاز و اکرام و بعز و احتشام بحفاظت تمام ہمراہ اپنے لاکر داخل محلات معلی کرونگا یہ کہکر وہ جام شربت شیرین بصد عز و تمکین اٹھا کر پی لیا اور امیر باتوقیر سے اسی وقت رخصت ہوکر دربار فلک اقتدار امیر باتوقیر سے چلے آئے اور اپنے ہمراہیان فوج جرار کو حکم کمربندی دیا کیا مجال تھی کہ دیر ہو فوراً فوج جرار تیار ہوکر مسلح و مکمل ہوکر کوچ پر آمادہ ہوئی ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دار ہمراہ رکاب مالک اژدر نامدار ہوئے وہ نیزہ باز جنگی جلالت و تہور سے مریخ فلک کانپتا خورشید کو لرزے کی تپ چڑھی ایک ایک جوان صف شکن غازی و جرار نمودار و نامدار وہ نیزے انکے جنکے سامنے خطوط شعاعی خجل ہو لرزان رستم سے پہلوان کا دل ہو وہ پھل نیزون کے چمکتے ہوئے جنکے آگے کرن خورشید کی شرماتی تھی برق جہندہ تڑپ کر رہ جاتی تھی وہ سنانین وہ بنانین دل سنگ سخت کو برمائین بجلیان چمک کر شرما جائین سب جوانمرد نیزہ بازی مین استاد ہزارون بند نیزے کے یاد گھوڑے انکے ابلق و کمیت و سرنگ زیر ران عجب سج دھج کے سب جوان سردار آن جوانو کا مالک اژدر سا نامور جو کلۂ اژدر کو چیر ڈالے فوجون کو شکست دے پہلوانون کو زیر کرے سر پر چپی زرتاش کی باندھے ہوئے تلوار کمر سے لگی ہوئی نیزہ دوسر ہاتھ مین مغرق بہ سلاح جنگ فوج ظفر موج کو ہمراہ لیکے طرف قلعۂ زرتاشیہ روانہ ہوا آگے پیچھے سردار نامدار نیزے لیے ہوئے اسپہاے تیز رفتار پر سوار نیزے برق شمال ہاتھون مین لیے ہوئے تلوارین دابون مین پڑی ہوئی گھوڑون کو ردین اڑاتے ہوئے شان و جرات و شوکت دکھاتے ہوئے مثل شیران غضبناک کے چلے ناظرین پر

واضح ہو کہ مالک اژدر ناموز مع لشکر ظفر پیکر ایک لاکھ اسی ہزار نیزہ دارون سے بعد کوچ بموجب حکم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران طرف قلعہ زرتاشیہ کے روانہ ہوے

اب دو کلمے داستان قلعہ زرتاشیہ کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب وہ مجھکو زلال کہ دیکھون تماشاے جنگ جدال
ارے جلد بلوا ہے حالت سقیم کوئی دم مین ہوتی ہے جنگ عظیم
سحر کی طرف آنکھ اسکی اب تاک ہے
چلے دور پر دور پیمانے کا دگرگون ہے اب رنگ میخانے کا
تجھے کچھ ہے بنت العنب کی خبر ہے یارون کے جرگہ پر اسکی نظر
غضب کی وہ علامہ بیباک ہے ہمسر

کوئی گلفام جلانے دل ناشاد آیا — قتل کرنے کو کوئی غیرت شمشاد آیا — منھ مین تنکا تھا کہ گلچین بے بیداد آیا
کیا سمجھکر مین سوے گلشن ایجاد آیا — آشیان بھی نہ بنایا تھا کہ صیاد آیا

ہوئی وحشت جو سوے باغ مین ناشاد آیا — نظر آنکھون کو نہ یان بھی وہ پریزاد آیا — دم ابھی لگا دل بر سر فریاد آیا
سلسلہ گیسوے جانان کا مجھے یاد آیا — دوش پر دام جو ڈالے ہوے صیاد آیا

کیا بتاؤن دل بیتاب نے صدمہ جو سہا — کوئی پامال ہوا خون کسی عاشق کا بہا — دنگ بلبل بھی ہوئی کبک بھی حیرت مین رہا
وہ خرامان جو ہوا باغ مین سب نے یہ کہا — دیکھو طاؤس چمن بنکے پریزاد آیا

بسکہ ارمان تھا اُسے آمد فصل گل کا — مست اسطرح ہوئی نشہ ہو جیسے مل کا — نہ رہا چین کا رہا ہوش نہ پھر سنبل کا
قفس تنگ مین خون ہوگیا دل بلبل کا — ہاتھ مین دستہ گل لیکے جو صیاد آیا

آنکھ کھلتے ہی قفس ہوگیا بس اپنا وطن — ہوش آیا تو اُٹھا کر ستم چرخ کہن — کیون نہ جاری ہو زبان پر کرہر دم یہ سخن
مجھ سا حیرت زدہ ہوگا نہ کوئی مرغ چمن — شاخ گل تک بھی نہ پہونچا تھا کہ صیاد آیا

بیت تراز ندۂ نکتہ شوخ وشنگ ❊ نمود ندار قام این حال جنگ ❊ صف آرایان میدان رزمگاہ عبارات رنگین و ہنر آزمایان مضمون جدال و قتال جرأت آئین شمشیر قلم کو معرکہ کارزار صفحہ قرطاس پر موزونیت طبع سے حرف افشان کرتے ہین کہ جب ضیغم خون آشام اور رستم اشکبوس مع لشکر کفار بیحد و بیشمار بحکم زمردشاہ باختری لقاے بے بقا قریب قلعہ زرتاشیہ کے پہونچے سامنے قلعہ کے کچھ فاصلے پر میدان مین خیمے برپا کیے سرداران و جوانان و پہلوانان نامور اور لشکر کفار کے مع سوار و پیادے بعد کبر و غرور و بہ مکر و زور اُترے اور خیمون مین داخل ہوے یہان ملکہ گیتی افروز دختر لقا کو بھی خبر ہوئی مظفر بن ضیغم خون آشام کہ رفیق شفیق شاہزادۂ قاسم نوجوان کا ہے اور بڑا بہادر و دلاور زبردست ہے ملکہ نے مظفر کو بلایا اور کہا اے مظفر بن ضیغم خون آشام تیرا باپ بربادی زرتاشیہ کو آیا ہے اور مجکو گرفتار کرکے لیجائیگا میری حرمت مین فرق آئیگا مظفر نے کہا اے ملکہ دوران کیا مجال اور کیا تاب و طاقت رکھتا ہے جب تک میرے دم مین دم ہے کوئی تمھاری طرف آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھ سکتا اگر شیر بھی تمسے دشمنی کا ارادہ کرے کلے چیر کر پھینکدون آپ نہ گھبرایے انشاء اللہ تعالی مین اُسکو زیر کرونگا اور مظفر و منصور ہونگا یہ کہکے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلاح جنگ سے آراستہ ہوا فوج کو حکم کیا کہ باہر قلعہ کے مقابلہ مین لشکر کفار کے خیمے برپا کرو مظفر بن ضیغم خون آشام مسلح و مکمل ہو کر مع فوج ظفر موج کے آیا اور خیمے برپا ہوے حاکم قلعہ زرتاشیہ نے بھی فوج اپنی بھیجدی اور سردارون سے کہدیا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام کے ہمراہ جنگ و جدل مین رہنا مظفر نے کہا کہ ہمارے یہان بفضل ایزدی طبل جنگ بجے ضیغم خون آشام اور رستم اشکبوس نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر سب پہلوان و دلاوران و جوانان جنگ سامان جدال و قتال مین معروف رہے صبح ہوتے ہی دونون طرف کے لشکرون مین صف آرائیان اور مورچے بندیان ہونے لگین دونون لشکر چار طرف مثل ابر سیاہ و سرخ و زرد کے چھاگئے اور پہلوانان جرار صفون سے میدان جنگ مین نکلکر مانند رعد کے گرجنے لگے سنانون کی بجلیان تلوارون کی برقین چمکین کہ رستم اشکبوس نے

گھوڑا صف سے نکالا نیزہ ہلاتا ہوا میدان مین آیا مبارز طلب ہوا ادھر سے مظفر بن ضیغم خون آشام نعرہ کر کے صف جنگ سے شبدیز فلک سیر کو مہمیز کر کے نکلا بعد گفتگوے بسیار سہیم اشکبوس نے نیزے کا بند باندھا مظفر نے ناخن جرأت سے وہ بند نیزے کا کھول دیا سہیم اشکبوس نے جھنجھلا کر نیزہ تان کر سینے پر مظفر بن ضیغم خون آشام کے مارا مظفر جوانمرد نے اپنے نیزے سے نیزہ سہیم کا ہوائی کر دیا سہیم اشکبوس منھ دیکھ کے رہ گیا مظفر نے کہا اے سہیم کیا منھ دیکھتا ہے تلوار میان سے لے کوئی حوصلہ بہادری نہ رہ جائے سہیم اشکبوس نے تلوار کھینچ کے وار کیا مظفر نے خالی دے کے تلوار میان سے لی اور جھپٹ کر ایک ہاتھ رکابون مین پانون استوار کر کے مارا سہیم اشکبوس نے جلدی سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تیغہ آبدار مظفر بن ضیغم خون آشام کا سہیم اشکبوس پر پڑا ربع سپر کے دو ٹکڑے کر کے تا دو ابرو در آیا سہیم اشکبوس نے واستانہ مارا کہ تیغہ جھنجھنا کر نکل گیا سہیم اشکبوس گرا عیار کفار جلدی سے سہیم اشکبوس کو اٹھا لیگئے یہ دیکھتے ہی ضیغم خون آشام مثل فیل مست کے چنگھاڑتا ہوا صف لشکر کفار سے نکلا میدان رزمگاہ مین آکر نیزہ زمین پر گاڑا اور للکار کر کہا اے مظفر یہ کیا تو نے حرکت ناشایستہ کی کہ خداوند لقا کی اطاعت و پرستش سے ہاتھ اٹھایا اور مسلمانون کا شریک ہوا جسطرح فضل بن گیا ہور خون آشام نے لشکر بدیع الزمان کا شریک ہو کر بدیع الزمان کا ساتھ دیا اسیطرح تو بھی ملک قاسم کا مطیع ہو گیا تجکو ہاتھ آیا جو تو خداوند لقا سے پھر گیا خداوند لقا تجکو بخشش و انعام دیتا تھا خلعت سے سرفراز کرتا تھا دیکھ اب بھی میرے کہنے پر عمل کر میرے ساتھ چل مین خداوند لقا سے تیری خطا بخشوا دونگا انعام و اکرام و خلعت و زر دلوا دونگا مظفر نے کہا اے ضیغم اسوقت مین پاس و لحاظ پدری نہ کرونگا تو مجکو عبث بہکاتا ہے راہ راست سے نہ پھرونگا کیون زیادہ باتین بناتا ہے رشتہ الفت پدری کو قطع کر یہی گوے میدان ہے نیزہ ہاتھ مین اٹھا تلوار میان سے کھینچ دو دو ہاتھ تلوار کے چلین دم مین فیصلہ ہو جسکو خدا دے وہ لے یہ سنکے ضیغم خون آشام نے بڑھکے نیزہ زمین سے اکھاڑا مظفر نے بھی نیزہ اٹھایا باپ بیٹے مین نیزہ بازی ہونے لگی ضیغم خون آشام نے از روے طعن کہا اے مظفر مین جانتا ہون جس بل پر تجکو سارا گھمنڈ سپاہ گری کا ہے تو نے نیزہ بازی اور شمشیر زنی ملک قاسم سے خوب سیکھی ہوگی آج اسکا کچھ ہنر دکھا مظفر نے کہا تو مجبر کیا طعنہ زنی کرتا ہے شہزادہ ملک قاسم عالی شان کی خدمتگزاری اور فرمانبرداری کی بدولت سب ہنر جنگ اور سپاہ گری اور بہادری کے حاصل ہین دیکھ تو آج پروردگار کیا کرتا ہے یہ سنکے ضیغم خون آشام نے بڑھکر ایک بند باندھ کے نیزے کا ہاتھ نکالا مظفر نے وہ بند کھول کے نیزے سے نیزے کو اٹھایا ایک جھٹکے مین نیزہ ضیغم خون آشام کے ہاتھ سے نکل آیا انی سے انی لڑتی چنگاریان اڑین دواند ڈواند سے ملی گویا دو سانپ گتھے ہوے ہوائی ہوے نیزہ ضیغم خون آشام کے ہاتھ سے چھوٹ کر کئی نیزے پر گرا لشکر مین تحسین و آفرین کا شور ہوا مظفر بھی مسکرانے لگا کسی نے پکار کر کہا کیا خوب بیٹا باپ کا نیزہ اڑا لے گیا ضیغم خون آشام غیرت سے کٹ گیا جھکر داب سے تیغہ خونخوار کھینچا اور کہا او مظفر ابھی تک خیریت ہے تو ہاتھ باندھکر میرے پاس چلا آ مین تجکو سینے سے لگا لون تقصیر تیری بحل کر دون خداوند لقا سے تیری خطا بخشوا دونگا خلعت و انعام دلا دونگا ورنہ تو بری سزا پائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دنیا مین لوگ مجکو برا کہینگے گر تیری خطا نہ سمجھینگے لشکرون مین یہی چرچا ہوگا کہ بیٹے کو باپ نے مار ڈالا کچھ پاس فرزندی نہ آیا مظفر نے کہا کیون زیادہ کلام لاحاصل کو طول دیتا ہے لے اب تلوار کا ہاتھ لگا مجکو عبث لالچ دے کے بہکاتا ہے اب میدان جنگ مین تجکو کب چھوڑتا ہون ضیغم نے کہا او مظفر کیا تجکو سودا ہوا ہے کیون اپنا خون میرے ہاتھ سے کراتا ہے مظفر یہ سنکے چین بجبین ہوا تلوار میان سے کھینچ لی اور بڑھکر وار کیا ضیغم خون آشام نے خالی دیا تلوار مظفر کی خالی گئی ہاتھ جھوٹا پڑ گیا ضیغم نے کر کی جھکائی دیکر سر پر مظفر کے ہاتھ مارا مظفر نے پھرتی سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ آبدار ضیغم خون آشام پورا سر پر مظفر کے بیٹھا کہ سپر کو کاٹ کر خود فولادی کو چاک کیا تا دو ابرو اتر گیا مظفر نے چالاکی سے سپر شکستہ کو پھینک کے واستانہ مارا کہ تیغہ آبدار جھنجھناتا ہوا سر سے نکلکر گردن رہوار پر پڑا

سر مرکب مظفر دلاور کٹ گیا مظفر زمین پر گرا ضیغم خون آشام نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارکے مظفر کا کام تمام کرے لشکر مظفر تلوارین کھینچکے آپڑا مظفر کو لوگ ہاتھون ہاتھ قلعہ مین اُٹھا لیگئے مگر چادرین خون کی مظفر کے منھ پر برابر گر رہی تھین غشی کا عالم ہوگیا یہان لشکر کفار بھی تلوارین کھینچ کے بڑھا جنگ مغلوبہ ہوگئی تلوار چلنے لگی خون کے تھالے بھرے دونون طرف کے جوان زخمی ہوے بہت سے مارے گئے تلاطم عظیم برپا ہوا تلوارون کی جھنکارین فلک تک پہونچین مریخ فلک گھبرایا عطارد نے قلم ہاتھ سے رکھدیا لشکر مظفر نے شکست کھائی بے سردار کی فوج کیونکر ٹہر سکتی تھی بہت سے جرار مارے گئے بہت سے لوگ متفرق ہوکے صحرا کی طرف نکل گئے بہت سے بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے قلعہ کا پھاٹک بند کر لیا پل تختہ اُٹھا دیا خندق پر آب کر دی مظفر بن ضیغم خون آشام جب زخمی ہوکر قلعہ مین آیا حاکم قلعہ زرتاشیہ کو شکستگی لشکر کی خبر ہوئی قلعہ کا بند و بست کر دیا مگر تلاطم عظیم برپا ہوگیا کنیزون نے ملکہ گیتی افروز سے کہا کہ ای ملکہ مظفر بن ضیغم خون آشام بہت زخمی ہوا خدا اُسکو بچالے اور پہلوانان لشکر بھی زخمی ہوے سپاہی بہت سے قتل ہوگئے کچھ لوگ لشکر کے قلعہ مین بھاگ کر آئے ہین پھاٹک قلعہ کا بند کر لیا ہی پل تختہ اُٹھا کر خندق پانی سے بھروا دی ہی ضیغم خون آشام لشکر کفار لیکر لب خندق آپہونچا ہی خندق کو پھاندنا چاہتا ہی اب پھاٹک قلعہ کا توڑ کر لشکر کفار قلعہ مین گھس آئیگا ملکہ گیتی افروز یہ سنکر گھبرا گئی بدحواس ہوگئی ہاتھ پاؤن کے طوطے اُڑ گئے طائر ہوش و حواس پرواز کر گئے اشک گرم آنکھون مین بھر لائی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کے یہ مخمسہ بحالت جانگزا پڑھنا شروع کیا مخمسہ یہی کہا تھا دل بیقرار سے پہلے ✤ تڑپ کے آہ کر اِس حال زار سے پہلے ✤ نہ اُلجھا غنچۂ دل ہائے خار سے پہلے ✤ نہ فکر کرنے دی کچھ انتشار سے پہلے ✤ ہزار حیف کہ موت آئی یار سے پہلے ✤ کنیزین بھی ملکۂ دوران کے ساتھ رونے لگین اشکون سے منھ دھونے لگین ملکۂ گیتی افروز کو اب سوا اِسکے کچھ نہ بن پڑا کہ گیسوے تابدار مثل زلف لیلاے شب کھول کر بکھرا دیے اور سوے آسمان دونون ہاتھ بلند کیے کنیزون سے کہا مین دعا کرتی ہون تم آمین کہو پھر زبان عجز بیان سے بتضرع وزاری درگاہ جناب باری مین یون التجا کرنے لگی کہ ای کریم کارساز وای رب بے نیاز ای خالق کل مخلوقات وای آسان کنندۂ مشکلات و مہمات رحمت کاملہ اپنی نازل کر کہ یہ طوفان قلزم آفات دفع ہو ای نوح غریبان اِس کنیز کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچالے اِس شعلۂ آتش ناریان پر دغل سے نجات دے پھر جوش عشق محبوب جانی و خیال چہرۂ یار جاودانی مین یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے شروع کیے اشعار

مثال قلزم ذخار دل ہی طوفان مین
بہار آنے نہ پائی کہ پھر خزان آئی

بچا جو ہجر سے وہ وصل یار دیکھیگا
یہ خوف ہی کہ نہیں اشک چشم گریان مین

جو اِس خزان سے بچیگا بہار دیکھیگا
ارے بلا یہ بلا کیسی باغبان آئی

ابھی ملکۂ گیتی افروز بصد سوز دل درگاہ جناب باری مین باہ وزاری و بصد بیقراری دعا کر رہی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یہان ضیغم خون آشام لشکر کفار ناکام لے کر لب خندق آپہونچا چاہتا ہی کہ گھوڑے کو اڑائے خندق کے پار جائے کہ ناگاہ جانب دشت سے ایک تتق گرد اُٹھا اور مثل باد تند کے وہ غبار بڑھتا چلا آتا ہی جسطرح سے ساون بھادون مین کوہ سے کالی گھٹا جھوم کر اُٹھتی ہی اور ہوا کے زور پر اُڑتی چلی آتی ہی بعینہ یہی کیفیت ظاہر ہوئی اور اُس ابر مین ہزارون بجلیان چمک رہی ہین مثل برق جہندہ تڑپ تڑپ کر رہجاتی ہین لشکر کفار کے لوگ پشت زین مرکب پر کھڑے ہوکر تعجبانہ دیکھنے لگے جب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ نیزہ دار برق وار شہسوار ابلق بست دو سرنگ پر سوار مثل صرصر تیز رفتار سرپٹ باگین اُٹھائے چلے آتے ہین ڈاڑھیان منھ مین دبائے ہوے تلوارین زیب کمر کیے ہوے نیزے ہاتھون مین تانے ہوے سنانین اُنکی مثل برق کے چمکتی ہوئی آگے سب کے سردار نامدار مثل شیر غضبناک کوہ پیکر ہمسر رستم دلاور بصد کروفر نیزہ ہلاتا ہوا رد مین گھوڑا اُڑائے چلا آتا ہی یہان یہ معرکۂ عظیم جو نظر پڑا اُدھر مین سے نعرہ کیا

نعرہ مالک اژدر شنیم مالک اژدر پہلوان * ہنگام پیکار شیر ژیان * خبردار او گبر ناہنجار کہان جاتا ہی مین آپہونچا آگاہ ہو شنیم مالک اژدر شیر غضنفر غلام نبی جاکر حیدر ابھی تجکو اس ظلم کی سزا دیتا ہون نہ تیغ بید ریغ کرتا ہون یہ نعرہ دلخراش ضیغم خون آشام ستمگر بلند اختر کرجو دیکھا مالک اژدر جوش شجاعت مین للکارتا چلا آتا ہی ضیغم نے خندق کی جانب سے باگ گھوڑے کی پھیری میدان بکھیڑے نیزہ ہلانے لگا مالک نے کہا او ضیغم مین مخبرون سے سُن چکا ہون کہ آج صبح سے تونے برا تلاطم فوج مین ڈالا ہی مظفر کو بھی تونے زخمی کیا کچھ تجکو اپنے فرزند کا بھی پاس نہ آیا لشکر کو شکست دے کے بھگا دیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا او شغال قبل صید لاغر تجکو گرفتار کرتا ہون تیرے ہمراہیان لشکر کو سزاے سخت دیتا ہون دم بھر مین شمشیر آبدار سے خون کے دریا بہینگے سر مثل حباب سیل فنا مین غوطہ زنی کرینگے کیا حقیقت ہی اس لشکر کی کہین پتا بھی نہ لگیگا انشاء اللہ ایک ایک سردار گوشہ پناہ ڈھونڈھتا پھریگا ضیغم یہ کلام سخت مالک کے سُنکر نہایت طیش مین آیا غصہ سے ہونٹھون کو چبایا صورت مار سیاہ غیظ سے بل کھاکر نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا مالک کو ایک بند زبردست باندہ کر نیزہ مارا مالک نے نیزے پر نیزے کو روک کے ایک ایک بند ناخن جرات سے کھول دیا اور ڈانڈ کو ڈانڈ مین اُلجھاکر جھٹکا مارا کہ نیزہ ضیغم مثل ہوائی ہاتھ سے چھوٹ کر ہوا ہو گیا ضیغم یہ دیکھ کے رہگیا دل مین بہت خفیف ہوا کہ بہادری مین بٹہ لگا سکۂ ناموری مٹ گیا دیکھیے اب نقد جان پر کیسی بنتی ہی مگر دل کو قوی کرکے تیغہ آبدار میان سے نکال لیا اور بڑھکر مالک اژدر کو پکارا کہ ای مالک یہ تو بتاؤ تمھاری آنکھ پر پٹی زرتاش کی کس واسطے چڑھی ہی کیا آنکھ تمھاری بیکار ہی مالک اژدر نے تلوار تول کر کہا او کور باطن تو آپ اندھا ہو گا مجکو پروردگار عالم نے وہ آنکھ اژدھا چشم شیر چتون عنایت کی ہی کہ ایک نگاہ غضب سے میری بڑے بڑے بہادر دہل کر مر گئے ہین اگر ابھی پٹی آنکھ سے کھول کر نگاہ ڈالون تو اور تیرا لشکر دہل کر مر جاے شیرون کا زہرہ آب ہو ضیغم نے کہا کیون زیادہ ترنگ بہادری کی جتاتے ہو ابھی حال کھلا جاتا ہی یہ کہکر ضیغم نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا مالک نے خالی دے کر کمر زنجیر پر ہاتھ ڈال دیا ضیغم کو خانہ زین سے اُٹھالیا اور ہاتھ سر سے بلند کرکے آواز دی کہ او کافر ازلی وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہی اُس لقا پرست نے کچھ جواب نہ دیا مالک نے کہا ہی شرط کہ زمین پر مارون کہ تو پیوند خاک ہو جاے ضیغم نے گردش بخت دیکھی مالک نے ضیغم کو اپنے عیارون کے حوالے کیا عیاران مالک نے ضیغم کو لاکر لشکر مین قید کیا اُدھر مالک نے کفار پر حملہ کیا صد ہا زخمی ہو ہزارون قتل کیے کفار کے پانون اُٹھ گئے سارے کے سپاہی بھاگ نکلے تاب جنگ نہ لاسکے سیہم اشکبوس زخمدار ہو کے پکر راہی ملک سبائل ہوے ملکہ گیتی افروز غریب در قلعہ سر کھولے ہوے دعا کر رہی ہی ابھی دعا تمام نہی کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی ای بی بی مبارک ہو تمھاری دعا مقبول درگاہ خدا ہوئی لشکر اسلام کمک کو آیا سردار اسکا مالک اژدر ہی ایک لاکھ اسی ہزار سوار سے آکر ضیغم کو گرفتار کیا لشکر کفار کو شکست دی بڑی خونریزی ہوئی باقیماندہ بھاگ گئے اب مالک سردار لشکر اسلام بعد کروفر خوش وخرم جانب قلعہ آتا ہی یہ سُنکے ملکہ نے سجدۂ شکر کیا پھاٹک قلعہ کا کھلوا دیا پل تختہ خندق پر ڈال دیا تمام سردار و رفقاے مظفر پیشوائی کرکے مالک اژدر کو بڑے جاہ و حشم سے قلعہ مین لیگئے مالک نے جو مظفر کے سر پر زخم کاری دیکھا ٹانکے دلوائے پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی ملکہ گیتی افروز سے کہا ای مخدرۂ شہزادۂ عالی شان وای ناموس قاسم نوجوان آپ مع ملکہ جہان افروز کے سوار ہوکر تشریف لے چلیں امیر پا توقیر حمزۂ صاحبقران نے یاد فرمایا ہی یہ سُنکے ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز بہت خوش ہوئین محافے طلب کیے سوار ہوکر مع کنیزان پری رویان روانہ ہوئین مظفر ہرچند کہ زخمدار تھا مگر سوار ہوکر ہمراہ چلا اور حاکم قلعہ زرتاش بھی پچاس ہزار فوج جرار سے براے محافظت ناموسان شہزادگان ساتھ ہوا مالک نے لیث عرب وحارث عرب کو

مع پچاس ہزار نیزہ دار کے ہمراہ کر کے محافون کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ نیزہ دار ہر وقت گرد محافون کے راہ مین رہین محافظت کا
بڑا خیال رہے کیونکہ یہ ناموس بلقیس عصمت سلیمان منزلت شہزادگان عالی شان و نور دیدہ صاحبقران کی ہین اب از راست
و چپ پیش و پس فوج ظفر موج بیچ مین محافے منزلین طے کرتے چلے جاتے ہین پیچھے پیچھے فاصلے سے مالک اژدر و حاکم قلعہ
و منظفر عالت زخمداری مین بسہولت شکار کھیلتے خرم و مسرور آتے ہین یہان حارث عرب ولیث عرب دونون سردار
نامدار لشکر جرار ہمراہ لیے ہوے گرد محافون کے زیر کوہ فلک شکوہ پہونچے ناگاہ درۂ کوہ سے ایک نقابدار نمد پوش
بصد جوش و خروش جلوہ گر ہوا اور وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا کہ ای نیزہ داران لشکر بشمار و ای پہلوانان جرار اس کوہ کی
طرف سے نہ آؤ اودھر کو پلٹ جاؤ ورنہ سزاے معقول پاؤ گے حارث عرب ولیث عرب نے کہا کہ شاہراہ عام پر کسی کا
اجارہ نہین ہمین کون روک سکتا ہی خبردار ادھر آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا ہمارے ساتھ ناموس شہزادگان عالی حسب و الا نسب
جگر گوشۂ امیر عرب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کے ہین یہ سنکر وہ نقابدار نمد پوش غصہ سے آگے
بڑھا اور للکار کر پکارا خبردار آگے قدم نہ اٹھانا بس بہتر ہی کہ پیچھے پلٹ جاؤ اور دوسری طرف سے راہ لو لشکر حارث
عرب وغیرہ نے نہ مانا نقابدار نمد پوش بڑھکر قریب محافون کے آیا حارث عرب ولیث عرب نے تلوارین
کھینچین چاہا کہ دونون طرف سے نقابدار نمد پوش پر آ پڑین نقابدار نمد پوش بجرأت و ہمت آگے بڑھا اور دونون
سردارون کو دونون ہاتھون مین قاش زین سے اٹھا لیا اور دو دو جھکولے دیکر زمین پر بٹھا دیا اور للکار کر کہا کہ کیا
تمکو مارون جاؤ اپنے سردار حامی کو بلا لاؤ حارث عرب ولیث عرب دونون بھاگے ہوے مالک اژدر کے پاس
گئے مگر بیحواس بصد یاس باحال پریشان غمگین و نالان تھے سردار نامدار مالک اژدر جرار سے کہنے لگے کہ وہ سامنے درۂ کوہ
سے نقابدار نمد پوش باہر آیا اور آتے ایک مرتبہ ہم دونون کو زیر کر کے ایک ایک بتدبیر قاش زین سے اٹھا لیا اور زمین پر
بٹھا دیا اور لشکر کو محافون کے گرد سے ہٹا دیا اور محافون پر قبضہ کر کے درۂ کوہ مین لیگیا یہ سنتے ہی مالک اژدر نہایت غضبناک
ہوا منظفر بن ضیغم خون آشام کو بھی غصہ آیا مگر حالت زخمداری مین ہی حاکم قلعہ زرتاشہ بھی گھبرایا سب بتعجیل تمام گھوڑون کو
دوڑاتے ہوے لشکر مین آئے اُس نقابدار نمد پوش نے بصد شوکت و شان محافون کو لیجا کر درۂ کوہ مین داخل کیا اور
دونون شہزادیون کو دیکھ کے کہا اے فرزند اے پارۂ جگر تم نہ گھبرانا تم میری دونون آنکھین ہو ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز
نے سلام کیا نقابدار نمد پوش نے بشفقت تمام بزرگانہ مثل فرزندون کے دونون کو سینے سے لگایا یکایک مالک اژدر
نے آتے ہی نعرہ کیا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ٭ بہنگام پیکار شیر ژیان ٭ کہان ہی وہ نقابدار نمد پوش
کہ جو محافے ناموسان شہزادگان عالی وقار کے درۂ کوہ مین لے گیا آئے مقابلے کو دیکھین تو وہ کیسا زبردست ہی کہ
ناموس بیگانہ پر قبضہ کیا یہ آواز سنتے ہی نقابدار نمد پوش درۂ کوہ سے باہر آیا ادھر ملکہ گیتی افروز و ملکہ جہان افروز
ہراسان ہوکر درگاہ جناب باری مین عرض کرنے لگین اے پروردگار عالم یہ کیا مصیبت ہی کیا گردش بخت بدکردار
ہی کہ ایک بلا سے ابھی نجات پائی تھی حواس بخوبی نہ درست ہوے تھے کہ دوسری آفت مین مبتلا ہوے تو مدد کر
اور بعزت و حرمت لشکر امیر با توقیر مین پہونچا ملکہ دوسران تو دعا مین مشغول ہوئین یہان نقابدار نمد پوش نے
نکلتے ہی درۂ کوہ سے نعرۂ کوہ شگاف کیا مالک اژدر نے کہا اے نقابدار یہ زیادتیان کر کے بیگانے ناموس پر
قبضہ کر کے درۂ کوہ مین لے گیا یہ کام رہزنون کا ہی شریف ایسا فعل نہین کرتے ہین ابھی اسکا مزا چکھاتا ہون یہ
کہکر نیزہ سنبھالا نقابدار نمد پوش نے کہا او زبان دریدہ ہمارا مال تھا ہم لے گئے ہمین اختیار ہی تو کون ہی بس
زیادہ کلام نہ کرنا تو کیا مزا چکھائیگا مین ابھی تجکو تلخی مرگ سے آشنا کرتا ہون یہ کہکر نیزۂ خطی تان کر مارا

سنان نیزہ نیزے پر بڑی چنانچہ ایک سو ستائیس طعنین آپس مین ردوبدل ہوئین ایک مقام پر مالک نے سنان نیزہ سے سنان
نیزہ کو ہوائی کیا نقابدار نمدپوش نے نیزچھے ہو کر ڈانڈ پر ڈانڈ ماری مالک اژدر کا نیزہ دو ٹکڑے ہو کر گرا مالک نے بڑھکر
گریبان پر ہاتھ ڈال دیا نقابدار نمدپوش بھی دست و گریبان ہوے آخر کار دونون گھوڑون سے کود پڑے زور ہونے لگے
جو پیچ نقابدار نے باندھا مالک نے اُسکا توڑ کیا جب مالک سنے اُٹھانے کا قصد کیا نقابدار کا لنگر اُکھڑ نہ سکا تمام لشکر کھڑا
ہوا تماشا دیکھ رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو شیر غضبناک گتھے ہوے ہین یا دو فیل مست لڑ رہے ہین اسی حال مین دو روز برابر
گذرے کہ لشکر مالک اژدر کے عیار مثل طائر تیز پرواز دوڑے گئے اور امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان
سے جا کر سب روداد اول سے آخر تک بیان کی اور عرض کیا اے فخر شجاعان روزگار اے خسرو تاجدار عالی وقار امیر باتوقیر
حمزہ نامدار بے آپ کے تشریف لیجائے ہوے یہ مہم سر ہو گی ناموس شہزادگان فلک نشان درہ کوہ مین داخل ہین یہ سنتے ہی
امیر باتوقیر گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر روانہ ہوے اور شہزادہ بدیع الزمان و ملک قاسم نوجوان
و عمرو بن امیہ ضمری اور سردار وغیرہ بھی ہمراہ رکاب فلک انتساب ہوے جلد جلد گھوڑے اُڑاتے ہوے مثل صرصر تیز و تند
کے پہونچے قریب درہ کوہ کے ہجوم لشکر مالک اژدر کا دیکھا نعرہ کیا کوہ جنبش مین آگیا زمین کو زلزلہ ہوا آسمان گردش مین
آیا نعرہ صاحبقران امیر عرب منیغم روزگار * منم صف شکن حمزہ نامدار * زتیغم بہ میدان جنگ آزمان * بہر سو شود
الامان الامان * حمزہ صاحبقران کے ساتھ ہی نعرہ بدیع الزمان عالیشان ہوا کہ دشت بلا خیز لرزنے لگا
نعرہ بدیع الزمان بدیع الزمانم کہ در روز کین * توانم زدن آسمان بر زمین * بعد اسکے نعرہ ہوا شہزادہ ذیشان ملک
قاسم نوجوان کا کہ جنگل گونجنے لگا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری * شہسوار لعل پوش خاوری * صاحب جمال
وجاہ و ذی حشم * صفدر انم قاسم عالی ہمم * یہ نعرہ شیرانہ سنتے ہی عیار طرار تراشندہ ریش کفار عمرو نامدار نے بھی
نعرہ کیا نعرہ عمرو عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم * خال رخ نجنگ بداختر ببرم * از محفل خسروان چو گردم ساقی * جام و
قدح و سبو و ساغر ببرم * اسی طرح سے اور سرداران نامور و پہلوانان پر جگر نعرے کرتے ہوے ساتھ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
کے پہونچے مگر لندھور بن سعدان کہ بہ کسی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے فوراً فیل مست کو ہوتے مثل رعد گرجتے برق کے مانند
آگے وہین سے نعرہ کیا نعرہ لندھور جزیرہ ہاے دریار اگر قسم تابہ ہندوستان * اگر نام نیمداند منم لندھور بن سعدان *
امیر کشور گیر میدان رزمگاہ مین جو پہونچے دیکھا کہ مالک اژدر اور نقابدار نمدپوش دونون گتھے ہوے زور کر رہے ہین کبھی نقابدار
ریل کر لیجاتا ہے کبھی مالک آگے کھینچ لاتا ہے حمزہ صاحبقران زمان بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے اور سب بھی اس زور آوری
و کارنمایان کے تماشائی ہو گئے مگر لندھور بن سعدان بنا بر مذاق و مزاج ہر بار کہتے ہین ہان بھائی یک چشم کیا کہنا
تمھارا کیا ندکور تمھاری یہ آنکھ کا قصور ہے جو لنگر نقابدار نمدپوش کا نہین اُٹھ سکتا ہے مالک اژدر یہ جواب دیتے
ہین بس چو پیچ بند رکھو زیادہ ریز نہ کرو ابھی ہانپتے کانپتے آئے ہو ذرا دیر دم لو دیکھو مین ابھی نقابدار کو زیر کیے لیتا
ہون مگر امیر باتوقیر خیال کرتے ہین تو اب مالک اژدر بعض بعض مقام پر زور مان جاتا ہے کیونکہ عرصہ بھی دو روز کا ہوا ہے کہ برابر
زور کرتا ہے لنگر نقابدار کا جان پر کھیل کر اُکھاڑتا ہے مگر نقابدار نمدپوش زمین سے جنبش بھی نہین کرتا اب صاحبقران
زمان سوچے کہ ایسا نہو کہ نقابدار مالک کو ریل کر لیجاوے تو بڑا غضب ہو گا مالک اژدر لشکر مین بہت خفیف ہو گا
کیونکہ کسیقدر زور دکمی کرنے لگا ہے یہ سوچکر امیر باتوقیر اشقر دیوزاد سے کود پڑے تکبیرون کی صدائین دونون طرف سے
بلند ہوئین یا حیدر کرار کی آواز آئی امیر باتوقیر دل مین کہتے ہین کہ یہ نقابدار نمدپوش بھی اہل اسلام سے معلوم ہوتا ہے
نہین معلوم یہ کون بندۂ خدا ہے غرضکہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے بڑھکر دہنا ہاتھ نقابدار پر ڈالا اور بایان ہاتھ مالک

کے بازو بیر رکھکر روکا اور کہا ای مالک اژدر بس زیادہ زور نہ کرو ادھر نقابدار نمدپوش سے فرمایا کہ ای نقابدار جو ہونا تھا ہو چکا پھر کبھی سمجھ لینا مالک اژدر نے کہا ای امیر باتوقیر آپ دخل نہ دیجیے مین ابھی نقابدار کو زیر کیے لیتا ہون امیر منع کرتے ہین مالک نہین مانتے ہین جب صاحبقران مالک اژدر کا ایک ہاتھ چھڑاتے ہین مالک دوسرا ہاتھ نقابدار پر ڈال دیتے ہین اسی کشاکش رستخیز مین اتفاقاً ہاتھ مالک کا چہرۂ نقابدار نمدپوش پر پڑا نقاب مالک کے ہاتھ مین الجھکر الٹ گئی اب رخ روشن کھلا آفتاب عالمتاب درخشان ہوا دیکھا تو فرزند جگر بند امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران علمشاہ عالیشان ہین امیر باتوقیر کو علمشاہ نے جھک کر مجرا کیا حمزۂ صاحبقران نے جھک کر سینہ سے لگایا ادھر قاسم عالیشان اور بدیع الزمان نے بھی سلام کیا اور جتنے سردار نامدار تھے تعظیم علمشاہ فلک جاہ کو جھک گئے مالک اژدر نے آداب بجالا کے دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ عالی منزلت وای صاحب شوکت وعظمت غضب کیا تھا آپ نے کہ نام نامی واسم گرامی اپنا اظہار نہ فرمایا مجکو بے ادبی کا مرتکب کیا عفو فرمائیے خادم لاعلم و بے قصور ہی اگر ایسے ہی غلامون سے پوشیدگی کرینگے تو ہم خادمون کا کہان ٹھکانا لگیگا کاہے کو جان بچیگی علمشاہ آسمان جاہ نے فرمایا کہ اگر مجاسفے مین نے روک کر درہ کوہ مین اژدر دالیے تو کیا ہوا میری ہو بھا دج ہین مین نے دعوے سے روکا گر تم لوگون نے نہ مانا حارث عرب ولیث عرب لڑے تھے مین نے اٹھا لیا تھا قتل کرنا مناسب نہ جانا غرضکہ شہزادہ علمشاہ ذیجاہ کے ملتے ہی امیر باتوقیر کو بڑی خوشی ہوئی کہ برسون کے بعد راحت جان فرحت دل تازگی روح سے ملے ہمراہ اپنے سب کو لیے مع محافہائے ناموسان ومخدرات عالی شان کے داخل لشکر ظفر پیکر ہوئے قاسم نوجوان کو علمشاہ فلک جاہ نے گلے سے لگایا پیار کیا شہزادہ بدیع الزمان بھی بھر برادر بجان برابر علمشاہ آسمان پناہ سے ملے تمامی سرداران لشکر امیر کو علمشاہ کے ملنے کی بڑی خوشی ہوئی اور کئی روز تک جشن رہا

دو کلمے داستان حیرت بیان وعبرت نشان روانگی امیر باتوقیر وکشور گیر امیر حمزۂ صاحبقران بہ طرف دربند عقابیہ

اشعار

پلا ساقیا اب وہ جام شراب	کہ ہر جسکے پینے مین بیحد ثواب	وہ مے دے کہ ہر جسکا پینا مباح	وہ مے دے کہ ہی جسمین دین کی پناہ
وہ مے دے کہ جو ہو وے با آب وتاب	جو ہو رنگ مین مثل لعل شراب	وہ مے جسکے پینے مین ہون سرفراز	کہ کرتا ہی طے راہ دور و دراز

راویان اخبار عبرت انگیز و ناقلان روایات حیرت خیز طرازندۂ عبارات باصفا و معنی سنجان مضامین بیش بہا اس مضمون حیرت مشحون کو صفحہ قرطاس پریون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر کئی روز تک دربند خارکیہ مین قیام فرما چکے اور خارکن کے یہان رہ چکے تمام اہالیان دربند کو شرف اسلام سے مشرف فرما چکے تو اُسوقت حکم قضا شیم نے بنام پہلوان عادی یون شرف اصدار پایا کہ اب مابدولت واقبال طرف دربند عقابیہ کے عنان عزیمت کو منعطف فرمانے کا عزم بالجزم رکھتے ہین اور اب دربند خارکیہ مین ہمارے قیام کی کوئی زیادہ ضرورت بھی نہین معلوم ہوتی ہی اب تم بعجلت تمام سامان سفر مہیا کرو اور بارگاہ سلیمانی اور تمام خیمہ جات کو درست ومہیا کر کے دربند عقابیہ کی راہ لو ہم بھی آتے ہین یہ کہکر خود امیر کشور گیر نے بارگاہ ہشامی مین جلوہ افروزی فرمائی ادھر سامان سفر درست ہونے لگا اس مقام پر بنا بر آگاہی ناظرین با تمکین اتنا لکھنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ معمولات امیر کشور گیر سے یہ بات ہی کہ جب کوچ فرماتے ہین تو بارگاہ سلیمانی اور دیگر سامان ضروری کو مع تھوڑی فوج ضروری کے بمعیت پہلوان عادی کے پہلے روانہ کر دیتے ہین اور بارگاہ ہشامی امیر باتوقیر کے ساتھ رہتی ہی جب منزل مقصود پر اردوے معلی پہونچ لیتا ہی اور بارگاہ سلیمانی استادہ ہو لیتی ہی تو اُس وقت امیر باتوقیر پہنچتے ہین اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوتے ہین الغرض جب

سب سامان ضروری مہیا ہو چکا اور ہر ایک ساتھ والا چلنے پر آمادہ ہو چکا تو تمام پیش خیمہ لدنا شروع ہوا اور کوچ کی تیاری
ہوئی شعر لدا پیش خیمہ بصد دھوم دھام ٭ کہ غلغل فتد بر سر روم و شام ٭ تمام سامان اپنے ہمراہ لیکر پہلوان عادی
مع تھوڑی سی فوج ضروری کے طرف دربند عقابیہ کے روانہ ہوے جب پہلوان عادی روانہ ہو چکے تو اب امیر کشور گیر کے
بھی چلنے کا سامان درست کیا جب پیر خار افگن کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ پیش خیمہ امیر باتوقیر کا روانہ ہو چکا ہے اور آپ بھی
جانے کا سامان کر رہے ہین اور عنقریب تشریف لے جائینگے تو اُسوقت پیر خار افگن بصد ادب دست بستہ خدمت
امیر مین حاضر ہوا امیر کو بجا لایا اجازت بیٹھنے کی ملی جب پیر خار افگن بیٹھ لیا تو اُسوقت اُسنے عرض کیا کہ مجھے
معلوم ہوا ہے کہ حضور کا پیش خیمہ بسمت دربند عقابیہ روانہ ہو چکا ہے اب حضور بھی عنان قصد روانگی کو طرف دربند عقابیہ
کے منعطف فرمائینگے تو ایسے امر مین فقیر کو بہ نظر خیر خواہی یہ عرض کرنا ہے کہ حضور حاکم دربند عقابیہ کا طیران زرین بال ہے
لقا کا فرشتہ قدرت کہلاتا ہے اور ساحر بھی بلا کا زبردست ہے کہ بڑے بڑے زبردست ساحر اُس سے پناہ مانگتے ہین مناسب
و بہتر یہ ہے کہ حضور قبل از روانگی کوئی تدبیر اُسکی بھی ضرور غور فرمالین اگرچہ اقبال حضور سے یہی توقع ہوتی ہے کہ وہ کمبخت
کیا کر سکتا ہے مگر احتیاطاً شعر ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست ٭ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭ یہ سنکر امیر باتوقیر تھوڑی دیر تک
دریاے فکر مین غوطہ زن رہے اور بعد اُسکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو طلب فرمایا جب خواجہ سامنے امیر کے آئے تو اُسوقت
ارشاد فرمایا کہ اے مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری بہار افزاے اردوے معلاے صاحبقرانی عیار طرار لشکر سلیمانی
جرار و کرار خواجہ عمرو عیار عزم بالجزم ہمارا یہ ہے کہ اب ہم دربند عقابیہ کی طرف عنان عزیمت کو منعطف کرین پہلوان عادی
پیش خیمہ اور بارگاہ سلیمانی لیکر روانہ ہو چکا ہے مگر اسوقت خیر خواہ سرکار پیر خار افگن نے آکر یہ بیان کیا ہے کہ حاکم
دربند عقابیہ کا طیران زرین بال لقا کا فرشتہ قدرت نہایت زبردست ساحر اور بڑا کافر خاص ہے اُسکی تدبیر پہلے سے
لازم و لازم ہے کہ وہ کمبخت خیمہ کے پہونچتے ہی کوئی آفت نہ برپا کرے اور کسی قسم کی رخنہ اندازی نہ کرے پس بہتر اور مناسب
تو یہ ہے کہ اس تدبیر کے واسطے آپ تشریف لیجائیے اور اس امر اہم دشوار کو آپ انجام دیجیے کہ اس امر مین ہماری بے حد
خوشنودی ہے اور تمھارے واسطے ہماری خوشی سے بڑی بہبودی ہے جب عمرو یہ سب کلام امیر باتوقیر کا سُن چکے تو عرض کیا
کہ سنیے اے حمزۂ صاحبقران اب مجکو آپ اس امر مین معاف رکھین اور کسی اور شخص کو اس کام کے لیے تجویز فرما کر روانہ
فرمائیے مین تو متعدد مقامات پر بحکم سرکار جا چکا اب وہ لوگ جو سیکڑون اور ہزارون کی تنخواہین پاتے ہین اور بڑے
بڑے دعوے جرأت اور دلاوری کے فرماتے ہین وہ جائین اور اُنھین حکم دیجیے کہ اب وہ اس کام کو انجام دین اور
حق نمک کو ادا کرین اور اے امیر میرے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے آپ خود ہی واقف ہین کہ سرکار سے مجکو تین روپیہ
ماہواری پیادون کی تنخواہ ملتی ہے پتلے تک پیر گھس چلے ہین اِدھر سے تک ٹوٹے جاتے ہین کپڑا تک پھٹ گیا ہے
کوئی حیثیت درست نہین ہے یہ تنخواہ جو تمام لشکر سے آپ نے متعین کیے ہین اور یہ تین روپیہ مہینہ جو خزانہ سرکار سے
ملتا ہے اسمین میری کیا بسر ہو سکتی ہے فقط حضور کی محبت اور بچپنے کا ساتھ مجبور کرتا ہے کہ جہان حضور بھیجتے ہین بے عذر و
تامل چلا جاتا ہون مگر حضور کو ہمارا خیال بھی نہین ہے جو حضور کے یہان سے سیکڑون کماتے ہین اور بیشمار زر و مال پایا کرتے
ہین وہ آخر کس دن کے واسطے ہین اور کس دن کے لیے اُنکو رکھا ہے مین اب نہ جاؤنگا اور اگر جاؤنگا تو ہمراہ رکاب بھی
رہونگا اور خداوند ایک تو مین ساحرون سے ڈرتا ہون مین جاکر کیا کرونگا اور دوسرے مین کیا میری ہستی کیا اگر دل
پر جبر کرکے چلا بھی جاؤن تو وہ اتنا بڑا ساحر زبردست ہے کہ اُسکے مقابلے اور رد سحر کے لیے بڑے بڑے لوگ جانا چاہیے
ہین نہ کہ مجھ سا حقیر اب جب امیر نے یہ دیکھا کہ عمرو اب باتین بنائے جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل مفلس ہے کچھ روپیہ کی اُسے

ضرورت ہے اب یہ سوچے کہ کیا تدبیر ہو کہ یہ جلدی سے جائے اور اِس کام کو انجام دے اور اسکی ضرورت بھی رفع ہو جائے
الغرض بہ مشورہ بادشاہ اسلام امیر کشورگیر نے قلم دوات کاغذ منگواکر پرچہ لکھا کہ جو اِس مہم کو جاکے سر کرے اور طِران زرین
بال کو جاکے پکڑ لائے ہم دس ہزار روپیہ اور ایک خلعت بیش بہا اور ایک تلوار آبدار نہایت قیمتی اُسے عطا کرینگے اور یہ پرچہ
لکھکے تمام عیاروں کو بلایا اور اور سرداروں کو بھی جمع کیا اور کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اِس کام کو انجام دے اور اِس مہم
اہم کو سر کرے وہ اِس پرچے کو اُٹھالے اور رقم مندرجہ پرچۂ ہذا کا مستحق ہو اور علاوہ اِس رقم کے ہماری خوشنودی اور اپنی
بہبودی کا مستحق ہو یہ کہکر اُس پرچہ کو اُس طرف کن دے کر ڈالا کہ جدھر خواجہ عمرو کھڑے ہوئے تھے اور بھی عیار اور سرداران
لشکر امیر بڑھے اور قصد کیا کہ اِس پرچے کو بڑھکر اُٹھالیں اور خشتہائے زرین سے اُچک اُچک کر دوڑے مگر یہ لالچی اور طامع زر
خواجہ عمرو کب چوکتے ہیں اور کب اُس پرچے کو چھوڑتے ہیں یہ جو بڑھے تو فقط اسی کے تھے کہ امیر باتوقیر سے کچھ قبولوا لیں تو پھر جا کر
اِس کام کو انجام دیں اب جب دیکھا عمرو نے کہ مطلب تمھارا تو حاصل ہوگیا اور جو چاہتے تھے وہ گویا مل گیا ہے فوراً عمرو آگے
بڑھے اور لپک کر بعجلت تمام ہاتھ بڑھا کر اُس پرچے کو روک ہی تو لیا اور اُن سب عیار اور سرداروں سے للکار کر کہا کہ او
ناہنجارو جو انامرگو ناعیارو کیوں کمبختیاں آئی ہیں کیوں اپنی شامتیں بلواتے ہو اور عمداً اجل کے مُنھ میں جاتے ہو اور موت
کا طعمہ ہوتے ہو تم سے ہو گا کیا کر سکو گے اور جا کر کیا بناؤ گے ارے جائینگے تو ہمیں جائینگے اور اِس کام کو انجام دینگے تو
ہمیں دینگے اور اِس مہم کو سر کرینگے تو ہمیں سوائے ہمارے اور کسی میں بھی تم میں سے اتنا جیھ ہے کہ اِس مشکل کے پہاڑ کو اپنے
سر پر اُٹھالے اور اِس بوجھ کو سنبھال لے اِس کام پر کیا ہے اور اتنی آتی مہموں میں کون گیا اور کس نے اپنی جان کو کچھ نہ سمجھا
سوائے ہمارے کسکا جیھ اور حوصلہ ہے کہ جو اُدھر کا رخ کریگا بس لے بس جائیے آپ سب صاحب اپنے اپنے ٹھکانے ہو آئیے بیٹھیے اور
یہ کہکر اُس پرچہ کو لیے ہوئے امیر کے سامنے بڑھے اور کہا کہ ای امیر اگر یہ سچ ہے تو میں یوں نہ مانونگا اِس کاغذ پر اپنی مہر ثبت فرمائیے
تو پھر میں ابھی جاتا ہوں قبلہ بندہ تو اب دم بھر نہ ٹھہریگا بس آپ نے مہر کی اور بندہ روانہ ہوا گھڑی بھر کی بھی دیر نہ لگیگی یہ سنکر امیر
باتوقیر ہنسے اور پرچہ کو لیکر انگشتر مہری اُتار کر اپنی مہر اُس کاغذ پر ثبت کردی اور خواجہ عمرو کے حوالے کر دیا خواجہ عمرو عیار
اُس کاغذ کو لیکر روانہ ہوئے منظور رہ زرنفتی پتیابہ سقرلاتی گویں عیاری اپنے بدن پر چست کر کے دربند عقابیہ کی راہ
لی اور عیار بھی عقب میں خواجہ کے روانہ ہوئے جلد جلد منزل بہ منزل راہ کوہ و جبل طے کرتے ہوئے جاتے ہیں

لیکن اب یہاں پر دو کلمے داستان طِران زرین بال کے بیان کردینا مناسب ہے کہ وہ گبر ناہنجار اور ساحر
بد کردار کس حال سے ہے اور کس کیفیت میں ہے

جب طِران زرین بال نے خبر آمد آمد پیش خیمۂ صاحبقرانی کی سُنی کہ لشکر ظفر پیکر امیر حمزۂ صاحبقران نے اِس دربند
کی طرف عنان عزیمت جولان کی ہے اور عنقریب پیش خیمۂ صاحبقرانی یہاں پر جلوہ افروزی کیا چاہتا ہے تو اُسکے ہوش و
حواس خمسہ جاتے رہے اور ساری سحر و ساحری بھول گیا اور دماغ رفو چکر ہو گیا عقل باختہ ہو گئی اِسی گھبراہٹ میں
ملکۂ عربدہ جو کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی تو اُس سے کہا کہ ای ملکۂ عربدہ جو پیش خیمۂ امیر حمزۂ صاحبقران اِسطرف
آتا ہے اور عنقریب اُردوئے معلائے صاحبقرانی اِسطرف نزول اجلال فرمائیگا ای ملکۂ عربدہ جو تو بہت جلد جاکر پیش خیمۂ امیر
اور عیاران اسلام کو جسطرح ہو گرفتار کر لے اور جس طرح ہو سکے دربند عقابیہ کو اِس بلا سے نجات دے کہ تیرے سوا اِس کام
کے لائق اور دوسرا کوئی شخص میرے ذہن میں نہیں آتا اگر تو اِس کام کو باخیر و خوبی انجام دیگی تو یہ باعث خوشنودی
ہمارا اور تمھاری بہبودی کا ہو گا ای ملکۂ عربدہ جو یہ وقت اِسی قسم کا ہے کہ تم جاکر اِس مہم اہم کو سر کرو اور

اس بلاے بے درمان کو یہان سے ٹالو ای ملکہ اگر اس امر مین کچھ بھی تعویق و تامل تمنے کیا اور یہ وقت ہاتھ سے نکل گیا تو پھر کچھ بنائے نہ
بنیگی اور سواے دست تاسف ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا کیونکہ ابھی لشکر صاحبقرانی حوالی مین ہی اور سرحد دربند عقابیہ پر نہین پہونچا
ہی اب عنقریب آیا ہی چاہتا ہی زور دہی ایک منزل راہ باقی ہی ایک ہی آدھ دن مین یہان آجائینگے اور ہم مُنہ دیکھکر رہ جائینگے
یہ سنکر ملکہ عربدہ جو نے سامان سفر اور عیاری وغیرہ درست کرکے اپنی راہ لی اور طیران زرین بال سے کہا کہ ای طیران
زرین بال مُنہ سے تو کچھ نہ کہونگی مگر خیر جو کچھ کام کرونگی وہ تم خود ہی دیکھ لوگے تو سہی جو اس لشکر کو تاخت و تاراج نہ کرون
اور نہین تو اپنا نام پھر سے بدل ڈالون آجتک مین نے کسی بات کو مُنہ سے نہین نکالا اور خیر اب جس بات کو مُنہ سے نکالا ہی یا تو
اُسے پورا کر آؤنگی اور یا پھر مُنہ نہ دکھاؤنگی یہ باتین کرکے طیران زرین بال کے پاس سے اُٹھی اور جلد جلد اپنا سب اسباب
درست کرکے ساتھ ستر خواصین نہایت چست و چالاک کہ وہ قریب قریب اپنے فنون عیاری اور ساحری اور عربدہ جوئی وغیرہ
مین ملکہ عربدہ جو کے برابر تھین اپنے ہمراہ لیکے روانہ ہوئی اور ایک دس بارہ کوس دربند عقابیہ سے نکل کر ایک باغ تھا
نہایت پُر فضا اور طرب خیز اور فرحت انگیز اُسمین جا کر فروکش ہوئی اور ایک شخص تھا آہوان جادو نام وہ ملکہ عربدہ جو کا کوکا
تھا اور نہایت فنون ساحری اور عیاری اور شعبدہ بازی مین مشاق بلکہ یگانۂ آفاق تھا مثل و نظیر اپنا نہ رکھتا تھا اُس باغ
کے قریب قیام پذیر تھا اُسے کسی کو بھیجکر طلب کیا اور کہلا بھیجا کہ ای آہوان جادو مین ایک نہایت اشد ضرورت سے اس جگہ
فروکش ہوئی ہون اور تمھارا آنا یہان پر ضرور اور واجبات سے ہی بس تمکو چاہیے کہ اپنا ساز و سامان عیاری و ساحری درست
کرکے جلد میرے پاس چلے آؤ کھانا وہان کھاؤ ہاتھ یہان دھوؤ مین تمھارے انتظار مین یہان ٹھیری ہوئی ہون تم آؤ تو کوئی
مشورہ ٹھیرا کر اور کوئی بات قرار دے کر کاربند ہون جب آدمی ملکہ عربدہ جو کا آہوان جادو کے پاس پہونچا بس اُسی وقت
وہ اپنا ساز و سامان درست کرکے اُس باغ کی طرف روانہ ہوا جب اُس باغ مین پہونچا اور ملکہ عربدہ جو سے ملاقات ہوئی سارا
حال ملکہ عربدہ جو نے بیان کیا کہ ای آہوان جادو لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا قریب پہونچا ہی طیران زرین بال نے مجکو
روانہ کیا ہی کہ مین پہونچکر سد راہ ہون اور اُس لشکر کو روکون اور عیاران اسلام کو گرفتار کرون تو ای آہوان جادو مین نے
تمکو اسواسطے بلایا ہی اور اسلیے تکلیف دی ہی کہ مین تو اس جگہ ٹھیری ہون اور تم آگے بڑھکر محل و مناسب دیکھکر ایک چوکی
آہوان سحر کی تیار کرو اور خود بھی بشکل آہوے صحرائی بنکر اپنے کو اُس گلہ آہوان سحر مین ڈال دو اور غور کرتے رہو کہ جب لشکر
اسلام تمھارے قریب آجاے تو تم بے تردد اُسکو کسی نہ کسی طرح گرفتار کرکے اپنے قابو مین کرو اور مجکو خبر کرو مین تمھارا پیغام
سنتے ہی بہت جلد پہونچ جاؤنگی آگے تمھاری جیسی راے ہو یہ سُنکر آہوان جادو نے جواب دیا کہ بہت مناسب اور نہایت انسب
ہی کہ آپ یہین قیام فرمائیے مین آگے بڑھکر ایک چوکی آہوان سحر کی قائم کرتا ہون اور آپ کے ارشاد کے موافق اپنے تئین بھی
اُس گلہ آہوان مین ڈالدونگا اور آپ کو بوقت ضرورت خبر کردونگا یہ کہکر آہوان جادو نے ایک چوکی آہوان سحری کی آگے
بڑھکر قائم کردی اور خود بھی ایک آہو کی شکل اُسی گلہ آہوان مین چھپ رہا اب اسکو تو اس حال پر چھوڑیے اور حال خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری کا بگوش دل سماعت فرمائیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جب یہان سے روانہ ہوے تو مہتر قران حبشی
اور برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی وغیرہ کو ساتھ لیکر چلے اب بھاگا بھاگ دو منزلہ اور سہ منزلہ
برابر طے کرتے ہوے اور راہ دشت و جبل علی الاتصال قطع کرتے ہوے چلے جاتے ہین اور جو منزل ایک دن مین طے کرنیکی
ہی اُسکو دو ہی پہر مین طے کر لیتے ہین کسی مقام پر قیام نہین جب ساتھی بہت ہی تھک جاتے ہین اور طاقت رفتار باقی
نہین رہتی اور وہ نہایت مجبور کرتے ہین کہ خواجہ اب تو براے خدا قیام کیجیے اب طاقت رفتار نے بالکل جواب دیدیا
ہی مگر یہ کسی کی نہین سنتے جب خود ہی کچھ بھوک معلوم ہوتی ہی اور ساتھ والے حد سے زیادہ مضطر ہوتے ہین تو ایک دم کے دم

کسی مقام دلکشا اور فرحت افزا مین قیام کرتے ہین اور جو کچھ میوہ دانہ جنگلی مل جاتا ہی یا اور جو کچھ از قسم غذا میسر ہو جاتا ہی اُسے
کھا پی کر شکر خدا بجا لاتے ہین اور پھر آگے چلتے ہین اِسقدر تیز چلے کہ اگرچہ پہلوان عادی اپنا سامان لیکر عمرو سے بہت پیشتر
چلے تھے مگر بھلا عمرو کا مقابلہ کب کر سکتے تھے اور اُنکے برابر کب چل سکتے تھے راستہ مین پہلوان عادی سے ملاقات ہوئی
خواجہ نے پکار کر کہدیا کہ ہم بڑھتے ہین تم بھی جلد قدم بڑھاے ہوے چلے آؤ اور تیز جانا شروع کیا جاتے جاتے جیسے ہی قریب
اُس گلۂ آہوان کے پہونچے اور آگے بڑھنے کا قصد کیا ہی تھا کہ ایک آواز خوفناک پیدا ہوئی کہ باش باش او نابنجار کہان
جاتا ہی ہم آہو بچے دیکھو تو کیسی سزا ملتی ہی بس جیسے ہی یہ آواز خواجہ نے سنی جھپ اپنے عیارون سے الگ ہو کر گلیم عیاری
اوڑھ کر بلباس فقیرانہ علیحدہ ہو رہے اور اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ مقام خالی از سحر نہین ہی یہان کوئی ساحر ضرور ہی میرا
ششش و پنج بیکار نہ تھا یہ کہکر جلدی سے وہان سے قدم اُٹھایا اور ایک تھوڑی دور پر ایک چشمہ پانی کا نہایت پر صفا اور
با صفا تھا کنارے اُس چشمے کے بیٹھکر جھٹ سے ایک تھالی نکالکر ستو گھولنے لگے یہ بیٹھے ہوے ستو گھول رہے تھے کہ یکایک
وہ سب آہو تو وہین کھڑے رہے مگر اُس گلۂ آہوان سے ایک بہت بڑا آہو چوکڑی بھر کے اُس فقیر کے پاس آیا اور زمین پر گر کے ایک
لوٹ مار کر بہ شکل انسانی متشکل ہوا اور اُس فقیر کو آکر نہایت ادب سے جھک کر سلام کیا فقیر نے کہا کہ بابا یہ تو کچھ فقیر کی سمجھ مین
نہ آیا کہ کبھی جانور ہی اور کبھی آدمی کیا کوئی اسم تجھے یاد ہی کہ جسکی وجہ سے تو جب چاہتا ہی جانور بن جاتا ہی جب چاہتا ہی آدمی
کی شکل ہو جاتا ہی یہ کیا معرکہ ہی کچھ فقیر سے بیان تو کر اور ارے بابا اگر تو کوئی بھوت پریت ہی اور فقیر کو کھانے کے ارادے
سے آیا ہی اور بھوکھا ہی تو فقیر کے نقمہ کرنے سے کیا حاصل ہی یہ ستو حاضر ہین فقیر سے لے اور کھا اور مجھے چھوڑ دے فقیر
کی سوکھی ہڈیون مین کیا مزا ملیگا اُسنے جواب دیا کہ باباجی تم گھبراؤ نہین مجھے تم سے کوئی سروکار نہین ہی مین تمھارے
کھانے کے لیے نہین آیا ہون اور نہ بھوکا ہون کہ تمھارے ستو کھاؤن باباجی بات یہ ہی کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا
دربند عقابیہ کی طرف آتا ہی اُس لشکر مین خواجہ عمرو عیار ضرور ہوگا اور مجھے اُسکا تفحص ہی اُسی کے ڈھونڈھنے کے
لیے نکلا ہون باباجی تم نے تو عمرو کو نہین دیکھا فقیر نے کہا کہ بابا مین تو عمرو کو نہین پہچانتا کہ وہ کون ہی بابا یہ تو بتلاؤ
کہ وہ کون ہی اور کس قسم کا آدمی ہی اور اُسکے تفحص کی تجکو کیا وجہ ہی اُسنے جواب دیا کہ باباجی بات یہ ہی کہ وہ لشکر امیر حمزہ
صاحبقران کا بڑا زبردست عیار ہی اور نہایت تیز و چالاک ہی لشکر امیر کا دربند عقابیہ پر چڑھائی کرنے کو آتا ہی اور
امیر کا قاعدہ ہی کہ پہلے وہ کسی سردار کو روانہ کرتے ہین تو اس معرکہ مین یقین ہی کہ امیر نے پہلے اُسی کو بھیجا ہوگا مین بحکم
ملکہ عجبدہ جادو اُسکے گرفتار کرنے کو نکلا ہون یہ سنکر فقیر رونے لگا اُسنے پوچھا کہ بابا تم روتے کیون آخر تمھارے رونے کی
کیا وجہ ہی کچھ بیان تو کرو فقیر نے کہا کہ بابا میرا حال کچھ قابل استفسار اور لائق اظہار نہین ہی اُسنے کہا کہ باباجی کچھ تو بیان
کرو جب اُسنے بہت اصرار کیا تو فقیر نے رو رو کر کہا کہ بابا آج رات کو مین نے ایک گانون مین جو یہان سے بہت ہی قریب
ہی قیام کیا تھا مین تو سو رہا بس کوئی شخص آکر میری عمر بھر کی کمائی جو مین نے کن کن دقتون سے صحرا نوردی کرکے
جمع کی تھی اُٹھا لیگیا اور بابا مجھے بالکل خبر نہین ہوئی اب سحر کو جو مین اُٹھا دیکھتا کیا ہون کہ فقیر کی تو جمع جتھا جو کچھ تھی وہ غائب
ہو گئی اور بابا یہ کتھری پڑی ہوئی ہی معلوم ہوتا ہی کہ لشکر امیر کا قریب آ پہونچا اور وہ شخص جو کتھری میری چرا لیگیا وہ عمرو ہی تھا
اور اپنی کملی سے ایک کتھری نکالکر سامنے اُسکے پھینکدی کہ دیکھ بابا یہی کتھری وہ کمبخت چھوڑ گیا اُسنے پوچھا کہ باباجی اِسمین
کیا ہی فقیر نے کہا کہ بابا کھول کر دیکھ لے مین نے تو اپنے رنج و صدمہ مین ابتک اُسکو کھول کر نہین دیکھا اُسنے اُس کتھری کو
کھول کر دیکھنا شروع کیا دیکھا بہت سے گدڑے چیتھڑے نکلے اور اُس گدڑے مین ایک بلور کی سرمہ دانی اور نہایت
خالص سونے کی سلائی رکھی ہوئی تھی اُس نے کہا کہ باباجی میرے نزدیک تو تمھاری سب جمع کے برابر یہ

سرمہ دانی اور سلائی ہوگی تم اسقدر اُداس کیون ہوتے ہو فقیر نے کہا کہ بابا مجھے مال دنیا سے کیا کام ہو میری کتھری مین معلوم
نہین کیا کیا چیزین تھین اور کن کن محنتون سے ہاتھ آئین تھین یہ کہکر کہنے لگا کہ بابا اچھا دیکھو تو اس سرمہ دانی کے اندر
سرمہ ہی ہو یا اور کچھ ہو اُس شخص نے اُس سرمہ دانی کی ڈھانٹ جو کھولی تو اُس سرمہ دانی مین سے ایک دھوان سا اُٹھا اور دماغ
مین اُسکے جو بو گئی وہ شخص بیہوش ہوکر دھڑ سے زمین پر گرا بس اُسکا زمین پر گرنا کہ خواجہ نے اپنی جگہ سے اُٹھکر تیغہ کمر سے کھینچکر
جھٹ سے اُسے ذبح کر ڈالا بس اُسکے ذبح ہوتے ہی ایک غل اور شور اور ہنگامہ عظیم برپا ہوا اور ایک سیاہ آندھی چلی اور وہ جگہ
تمام دھوان دھار ہو گئی جب وہ دھوان اور آندھی برطرف ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آہوان جادو بود بس
اِس آواز کے پیدا ہوتے ہی خواجہ عمرو تو شکر خدا بجالائے اور اپنے دل مین کہنے لگے کہ فال تو اچھی ہوئی ہو انشاء اللہ اس معرکہ
مین بھی امیر کی فتح ہوگی اور وہ آہوان سحر جو کھڑے ہوے تھے وہ سب زمین پر گر پڑے اور لوٹین مار کر سب کے سب بشکل انسانی
مشکل ہوکر وہان سے بھاگے اور جاکر ملکہ عربدہ جو سے یہ ساری حقیقت بیان کی کہ اے ملکہ ہم سب آہو بنے ہوے کھڑے تھے
کہ ایک چشمہ پر ایک فقیر آکر بیٹھا آہوان جادو بہ شکل انسانی شکل ہوکر اُسکے پاس گیا اور جاکر اُس سے کچھ باتین کین اور ہمکو
اُسی جگہ کھڑا رہنے دیا معلوم نہین کیا باتین ہوئین مگر ہمنے دور سے یہ دیکھا کہ اُس فقیر نے ایک کتھری نکالکر اُسکو دی آہوان
جادو نے اُس کتھری کو کھولا اُسمین سے ایک سرمہ دانی اور ایک سونے کی سلائی نکلی آہوان جادو نے اُس سرمہ دانی کو کھولا
جیسے ہی اُس سرمہ دانی کو کھولا ویسے ہی وہ بیہوش ہوکر وہ زمین پر گرا اور اُس فقیر نے اُسے اُٹھکر ذبح کر ڈالا ہم سب مجبور
ہوکر چلے آئے کیونکہ ہم بغیر حکم آہوان جادو کیا کر سکتے تھے یہ سُنکر ملکہ عربدہ جو نے کہا کہ افسوس آہوان جادو مارا گیا گویا
نصف قوت میری سلب ہو گئی معلوم ہوتا ہو کہ یہ فقیر مقرر خواجہ عمرو ابن امیہ ضمری عیار طرار تھا سواے اُسکے یہ چالاکی کسی مین
نہین ہو اور یہ کہکر اپنی خواصون سے کہا کہ تم سب یہین ٹھہرو ہم آتے ہین اور ایک جوگن کی شکل بنکر تمام بدن پر بھبھوت ملا
ایک ساری زرد باندھ لی بانسری ہاتھ مین لی اور ایک ستاری کندھے پر رکھی جوڑا سر پر باندھا اور تمام بانے فقیری کے
زیب بدن کرکے روانہ ہوئی اور یہان کا حال سُنیے کہ ابھی خواجہ عمرو یہان بیٹھے ہوے تھے کہ پہلوان عادی پیش خیمہ صاحبقرانی
کو لیے ہوے آپہونچے خواجہ سے ملاقات ہوئی پہلوان عادی نے پوچھا کہو اُستاد کیا نقشہ ہو اور کیا گذری خواجہ نے کہا کہ اچھی
گذری ایک بڑے زبردست ساحر اور بڑے چالاک عیار آہوان جادو کو واصل جہنم کیا فال تو اچھی آئی ہو دیکھیے اب آئندہ
کیا نتیجہ ہوتا ہو پہلوان عادی نے کہا کہ اُستاد گھبرانے کی کوئی بات نہین ہو خداوند رب العزت اچھا ہی کریگا عمرو نے کہا کہ
ہان گھبراہٹ کاہیکی ہو انشاء اللہ اچھا ہی اچھا ہو یہ کہکر پہلوان عادی سے کہا کہ اچھا اب تم اسی مقام پر قیام کرو اور
بارگاہ سلیمانی استادہ کرو لشکر کو بھی اُترنے کا حکم دو کیونکہ قرینہ سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہان سے دربند عقابیہ کی سرحد شروع
ہو یہ سُنکر پہلوان عادی نے حکم دیا کہ یہین فرودگاہ لشکر معین کی گئی تمام لشکر اسی جگہ اُترے اور قیام کرے اور بارگاہ
سلیمانی قائم کیجاے حسب الحکم پہلوان عادی کے لشکر اُترنا شروع ہوا اور خدام نے اُس مقام کو بہت جلد صاف و
شفاف کرکے خیمے نصب کرنا شروع کیے جب سب لشکر اُتر چکا اور خیمے سرداران لشکر کے برپا ہو چکے تو اب پہلوان عادی
خود اُٹھے اور بارگاہ سلیمانی کے استادہ کرانے مین مشغول ہوے اشعار بپا خیمہ شاہ والا ہوا ÷ شرف اُس زمین کا
دوبالا ہوا ÷ زمین کا خطاب آسمان سے یہ تھا ÷ مرے سامنے تیری ہستی ہو کیا ÷ الغرض وہ جوگن جلد جلد اُس باغ
سے نکل کر روانہ ہوئی اور یہان سب سامان درست ہو چکا قریب خیمون کے اکثر لوگ ٹہلنے لگے دیکھا کہ ایک جوگن سامنے
سے کچھ اشعار اپنی بانسری مین گاتی ہوئی چلی آتی ہو مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا گا رہی ہو ابھی سب اُس جوگن کو دیکھ
رہے تھے کہ یکایک ایک جوگی کو دیکھا کہ وہ اِس لشکر سے نکلکر اُس جوگن کی طرف بڑھا یہ لوگ اب حیرت سے دیکھنے لگے

لنکر صاحبقران مین جوگی کہ یہ اسقدر جلد کس طرف سے نکل آیا اب اس جوگن نے جو جوگی کو آتے دیکھا تو اور بھی لہک لہک کر گانے لگی مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کیا گاتی ہر لیکن آواز ایسی دلکش ہر کہ اپنی طرف کھینچے ہی لیتی ہر مگر غور کرکے جب سُنا تو اُلکی سنے معلوم ہوا کہ کچھ اشعار فقیرانہ گا رہی ہر اور گانے گاتے ایک جگہ بیٹھ گئی یہ جوگی بھی اُسکے قریب بیٹھ گیا اب یہ سب غور سے جو کان لگاکر سنتے ہین تو کیا سنتے ہین کہ وہ جوگن اپنی بانسری مین یہ خمسہ گا رہی ہر خمسہ

ہوا ہر ان دنون چرچا یہان تک بینوائی کا
بھرے ہر در بدر خورشید کاسہ لے گدائی کا
فقیرون نے کیا ہر داعیہ ساری خدائی کا
طریقہ بیچاؤن نے لیا صاحب جائی کا
غرض رنگا ہر رنگ ایک ایک نے اپنے دھمائی کا

القصہ یہ جوگی اُسکی بانسری سنتے سنتے گویا مست ہوگیا اور اپنی بانسری اُٹھاکر یہ بھی گانے لگا ایسا گایا کہ وہ جوگن بھی اُسکی بانسری سُنکر مست ہوگئی اور بہت تعریف کی کہ واہ واہ آپ کو تو اس فن مین مجھ سے بھی زیادہ دستگاہ معلوم ہوتی ہر کچھ اپنا حال تو بیان کیجیے کہ آپ کون شخص ہین اور کہان سے آتے ہین اُس جوگی نے اُس جوگن کا حال پوچھا کہ تم اپنی کیفیت پہلے بیان کرو پھر مجھ سے پوچھنا مین کون ہون اُس جوگن نے کہا کہ غزل

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
ار آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین
جون گل ہزار جاے گریبان دریدہ ہون
تیغ نگاہ چشم ہی تیری نہین حریف
خون جگر سے مین بھی تو دامن کشیدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سبع دالقول و رد
گریبان بہ شکل شیشہ و خندان بطرز جام
بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون
وہ آپ سے زبان زد عالم ہین ورنہ مین
ظالم مین قطرہ قطرہ خون چکیدہ ہون
غافل ہر کیون ترا مری فرقت سے گوش دل
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون
کوئی جو پوچھتا ہر کہ کس پر ہو داد خواہ
اک حرف آرزو سو لب نا رسیدہ ہون
کرتا ہر جاکے گل کی تسلی چمن مین تو
ای بیخبر مین نالہ حلق بریدہ ہون

یہ سُنکر اُس جوگی نے کہا کہ ارے خاص ہمنے سب کچھ رام کہانی سنی اور تمنے بیان کی لیکن اس سے کوئی خاص مطلب پیدا نہوا اور نہ کوئی صاف صاف بات اُس سے منکشف ہوئی اور نہ یہ معلوم ہوا کہ تم کون ہو اور کہان سے آتی ہو اور یہان تمھارے آنے کی کیا وجہ ہر مین پوچھتا کچھ ہون اور تم جواب کچھ دیتی ہو صاف صاف بیان کرو کہ جس سے کوئی مطلب پیدا ہو یہ سُنکر اُس جوگن نے کہا کہ اب جو تمکو استفسار حال پُر ملال پر اس فقیرنی کے اصرار ہر تو اب یہ داستان حیرت بیان اور قصہ عبرت نشان اس آوارہ وطن غریب و بیکس کا سنو کہ مین اور شوہر میرا نہایت حسین و خوبصورت ہر اپنے گھر مین بے کھٹکے چین اور آرام سے بسر کرتی تھی اور خدا قوت لا یموت پہونچاے جاتا تھا بے منت خلق اپنے گھر مین سب سے الگ تھلگ رہا کرتی تھی نہ کسی کا لینا نہ کسی کا دینا نہ کسی سے غرض نہ مطلب مگر اتفاقات روزگار و قضاے کار شوہر نامدار میرا بہ ظلم و ستم کفاران ناہنجار و ستم شعاران بدکردار گرفتار رنج و آزار ہوگیا اور اس نالائق روزگار ظالم و جفا کار ساحر زبردست دشمن تیز دست گبر بدمست کافر لقا پرست جو فرشتہ قدرت لقا مشہور ہر اور نام اُسکا طیران زرین بال ہر اُسکے قلعہ مین مقید بہ قید شدید اور معذب بعذاب سخت و صعب ہر اور لاکھ لاکھ کرور کرور تدبیرین اور فکرین کین مگر وہ کافر خاسر کسی طرح رہا نہین کرتا اُسی کے فراق مین مین نے اپنا یہ حال بنایا ہر اور اُسی کے ہجر مین دل کو صبر و قرار نہین ہر دن گریہ و زاری مین اور ساری رات نوحہ و بیقراری مین گذر جاتی تھی رات دن اختر شماری اور ماتم و زاری مین بسر ہوتی تھی آخرکار جب دل کو قرار نہ پڑا اور حال نہایت ابتر ہوا تو ایک شب دل نے یہی کہا کہ بس اب جوگن بنکر نکل چل اور کوہ و صحرا کی راہ لے یہ خیال کرکے روتے روتے آنکھ لگ گئی اور بیخبر سو گئی تو اتنا سے خواب مین قریب صبح ایک بزرگوار نورانی شکل کو دیکھا کہ نہایت ہی عظم و شان و جلالت و وقار سے میرے

پاس تشریف لائے ہین اور بہت سا خدم و حشم اور بہت سے خدام والا مقام اُنکے ساتھ ہین اور مجھ سے فرماتے ہین کہ اے عورت بیقرار و مضطر نہو اور اس قدر نوحہ و زاری اور گریہ و ماتم نہ کر جسطرح ہو سکے یہان سے نکل اور راہ دشت و جبل اختیار کر ایک صحرا مین تجھے ایک شخص اس شکل و شمائل کا ملیگا نام اُسکا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہی لشکر امیر حمزۂ صاحبقران سلطان سلطانان کا بہت بڑا عیار زبردست ہی تو اُس سے جا کر ملاقات کر ناکہ وہی طیران زرین بال کا قاتل ہوگا وہی اُسے قتل کریگا اور تیرے شوہر کو تیرے رہا کر کے تجھ سے ملا دیگا تو اطمینان رکھ یہ خواب دیکھکر مین اُٹھی اور اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ خواب رویائے صادق ہی گویا میرے تصور کی تصدیق ہوگئی اور اپنے دل مین یہ یقین کر لیا کہ ضرور مین اپنے ارادے پر کامیاب ہونگی اور ضرور میرا شوہر مجھ سے مل جائیگا یہ سوچکر کل اسباب فقیری مہیا کر کے اپنے بیگانے کو چھوڑ کر گھر بار اور مال و اسباب سے منہ موڑ کر جنگل کی راہ لی کئی مہینے مجھے صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کرتے گذر گئے ہین اور اب حال میرا یہ ہی مصرع پانون سوجے ہوئے تلوون مین چبھے ہین کانٹے ۔ مگر اجتک تو اُس شکل و شمائل کا کوئی آدمی نہین ملا اور میرا مقصد دل حاصل نہین ہوا اس فقیر نے یہ حال سنکر اُس جوگن سے کہا کہ اگر تمھین کچھ شکل اُسکی جو اُن بزرگ نے بتائی تھی یاد ہو تو مجھ سے بھی بیان کرو اُس جوگن نے کہا کہ صورت تو اب مجھے نہین یاد رہی کیونکہ کبھی نہین دیکھا یہ ذکر ہی مگر اسی احتیاط سے مین نے اُسی وقت خواب سے اُٹھکر اُسی خیال پر ایک تصویر کھینچ لی تھی وہ البتہ میرے پاس ہی اُس جوگی نے کہا کہ وہ تصویر مجھے دکھا سکتی ہو اُسنے کہا کہ ہان تصویر کے دکھا دینے مین کیا عذر ہی اور وہ تصویر نکال کر اُس جوگی کو دکھائی اب جو یہ جوگی اُس تصویر کو دیکھتا ہی تو ہو بہو خواجہ عمرو ہی کی تصویر ہی اب یہ جوگی اپنے دل مین یہ سوچا کہ عورت تو کچھ سچی معلوم ہوتی ہی اپنے تئین تبلا بھی وہ اور نام اپنا ظاہر بھی کردو اگر یہ عیارہ اور ساحرہ ہوتی تو اس بیان کو ظاہر کرنے مین یہ دردی نہ جاتی بس یہ سوچکر اُس جوگن سے کہا کہ اے جوگن تم اس تصویر کو بھلا میری صورت سے ملا کر تو دیکھو کہ میری صورت سے ملتی ہی یا نہین اس جوگن نے کہا کہ کیون اسکی کیا وجہ ہی یہ سُنکر اُس جوگی کو ہنسی آئی اور وہ جوگی کہنے لگا کہ ارے نصیبا تیرا جاگ اُٹھا آگاہ ہو کہ مین ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار لشکر امیر حمزۂ صاحبقران سلطان سلطانان ہون یہ سُنکر اُس جوگن نے کہا کہ مجھے یقین نہین آتا کہ تمھین عمرو ہو کیونکہ اگر تم عمرو ہوتے تو تمکو جوگی بننے کی کوئی وجہ نہ تھی اور لباس فقیرانہ اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی عمرو نے کہا کہ سن اے جوگن مجکو جوگی کی شکل بننے کی یہ وجہ تھی کہ تجکو ایک زبردست عیارہ اور فریبی سمجھا تھا تو اس لحاظ سے جوگی کی شکل بنکر تمھارے حال کو کھوج کرنے آیا تھا اب جو تم ایک سچی عورت معلوم ہوئین تو مجکو چھپانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اپنے کو پوشیدہ کرنے کی کوئی جہت نہ تھی مگر اس مقام پر ناظرین کو خیال رہے کہ اس عرصہ مین اور اتنی دیر کی گفتگو مین اکثر لوگ قریب و جوار کے اور بھی نکل آئے اور دیکھ رہے ہین کہ اس جوگی اور جوگن سے کیا باتین ہو رہی ہین اور عیاران لشکر اسلام بھی متعجب ہین کہ آخر یہ معرکہ کیا ہی یہ جوگی کون ہی اور یہ جوگن کون ہی غرض اُس جوگی نے جھپٹ قلعہ مار کر اپنی صورت اصلی پیدا کی اب جو اُس تصویر کو ملا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بیشک یہی خواجہ عمرو ہین بس یہ دیکھکر تمام لوگ کف افسوس ملنے لگے اور مہتر قران وغیرہ نے کہا کہ اُستاد غضب کیا اور ادھر فوراً ایک پنجہ آسمان سے گرا اور خواجہ کو اُٹھا لیجلا جیسے ہی خواجہ کو پنجہ لیجلا ویسے ہی وہ جوگن بھی جھٹ پٹ بالا ہوا آڑ چلی اور پکار کر کہا کہ او نا عیار و بس اسی بل پر دعوی عیاری ہی دیکھو عیاری اسکا نام ہی اور یون اپنا کام کرتے ہین اور اسطرح اپنے حریف کو گرفتار کرتے ہین خبر اب مین فلان باغ مین جاتی ہون اور وہین قیام پذیر ہون اگر تم سب کو کچھ دم و داعیہ ہی تو اپنے اُستاد کو آکر چھڑا لینا ہم بھی دیکھین کہ تم کیسے عیار ہو اور اگر تم نہ آئے اور آکر اپنے اُستاد کو نہ چھڑایا تو آج سے پھر نام عیاری نہ لینا وہ جوگن یہ کہکر چلی گئی اور یہان ان سب کو کمال تاسف ہوا کہ افسوس ہم سے

استادونے ذکر بھی نہ کیا اور اس جوگن کے پاس چلے گئے اور گئے تو ایسے مبہوت ہوگئے کہ آخر اُسکے پھندے مین پھنس گئے
کہ مہتر قران حبشی نے برق فرنگی اور ابوالفتح اصفہانی کی طرف دیکھکر خطاب کیا کہ آیا تم مین سے کسی سے ہو سکتا ہی
کہ جاکر اُستاد کو چھڑا لاے یہ کلام مہتر قران کا سُنکر برق فرنگی بول اُٹھا کہ ہان ہم جاینگے اور انشاء اللہ اُستاد کو چھڑا لاینگے
آخر ہم کس دن کے لیے ہین اور ہم نہ جائین تو لعنت ہی ہماری زلیست پر اور تف ہی ہماری غیرت پر کہ اُستاد تو پھنس جائین
اور ہم کوئی فکر اُنکی رہائی کی نہ کرین اور یہ کہکر مہتر قران تو ایک طرف کو روانہ ہوے اور یہ جرأت برق کی دیکھکر اور دنکو
بھی حوصلہ ہوا اور اپنی اپنی طرف چلے مہتر قران حبشی بھی تھوڑی دور پر ایک جھیل تھی اُسکے کنارے بیٹھکر فکر عیاری کرنے
لگے اور حال عیارون کا دریافت کرنے لگے

اب اس مقام پر دو کلمے داستان ملکہ عبدہ جو کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ اپنے باغ مین پہونچی اور پہونچتے کے ساتھ ہی ایک نامہ طیران زرین بال کو روانہ کیا کہ اے طیران زرین بال مین نے
باقبال خداوندی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار تیز دست لشکر صاحبقران کو تو گرفتار کر لیا ہی مگر جوش مسرت مین چند
عیاران لشکر اسلام سے وعدہ کر آئی ہون کہ اگر تم سب مین کچھ دم واجبہ ہی تو عمرو کو آکر چھڑا لینا اور گو یا بہت بڑا اعتماد دلا آئی
ہون یقین ہی کہ وہ سب لشکر رہائی خواجہ عمرو عیار نکلینگے اور میرے باغ تک آئینگے بس اُنکو بھی گرفتار کرون تو مع عمرو
حاضر قلعہ عقابیہ کرون بعد اُسکے لشکر کی خبر ہوگی اور اگر لات و منات معلی نے مدد کر لی تو سارے لشکر کا ناس کرتی ہون بعد اسکے
خواجہ عمرو کو ایک ستون سے کسکر باندھ دیا اور لشکر صاحبقرانی سے لیکر اپنے باغ تک پہرہ بٹھا دیے کہ جو کوئی عیار جس حیثیت
سے ہمارے باغ کا قصد کرے فوراً خاک اُڑ کر ہمکو خبر کرے اور بعد اُسکے اُن ساتھ ستر خواصون کو بلا کر سامان شرابخواری
مہیا کیا جام شراب گلرنگ گردش مین آیا ملکہ عبدہ جو مع اپنی خواصون کے شرابخواری کر رہی ہی اور جو درد جام مین بچ جاتا
ہی اُسے خواجہ پر پھینک دیتی ہی اور کہتی ہی کہ کہو خواجہ کیا نقشہ ہی اسوقت تمہارے دل پر کیا گذر رہی ہی بس خواجہ صاحب
اسی بل بوتے پر آپ کو یہ دعوے تھے اور اسی بھونڈی عیاری پر یہ ڈینگین تھین اب کہو تمہارا کیا حال بتاؤن یہ کہتی ہی اور
ہنستی ہی اور وہ خواصین بھی قہقہے مار رہی ہین اور خواجہ عمرو اُس ستون سے بندھے ہوے چپکے اس سکوت مین کھڑے
ہوے ہین کہ افسوس مین کس بلا مین پھنس گیا اور اس عیارہ نے کیسا دام تزویر مین مبتلا کر دیا کہ یکایک خواجہ عمرو نے
دیکھا کہ خاک کے تتق اور بونڈرے بن بنکر آتے ہین اور ایک آواز اُس خاک سے پیدا ہوتی ہی کہ اے ملکہ عبدہ جو ہوشیار
ہوشیار ہو جاؤ کہ مہتر برق فرنگی ایک باغبان بچی کی صورت بنا ہوا آتا ہی عمرو اس آواز کو سُنکر حیران ہوا کہ یہ طلسم کیا ہی اور
کیا معرکہ ہی کہ سامنے سے دیکھا مہتر برق فرنگی ایک باغبان بچی کی شکل بنا ہوا چلا آتا ہی اور اس حسن و جمال سے آتا ہی کہ
کثرت سے لوگ اُسکے ساتھ ہو لیے ہین اور اُسکی صورت ہی دیکھتے ہوے چلے آتے ہین یہ دیکھکر عمرو نے منہ پیٹ لیا اور اپنے
دل مین کہنے لگا کہ افسوس یہ بھی ہمارے ساتھ گرفتار ہوا چاہتا ہی یہ کمبخت کیا خاک عیاری کریگا اور کیا اس ساحرہ کا بنا
سکیگا جب پہلے ہی اِسکے آنے کی خبر ہو گئی اور یا اسرا اکبر کس غضب کی یہ ساحرہ ہی کہ زمین تک اسکے قابو مین آگئی اور برابر
خاک تک اُڑ اُڑ کر خبر کر دیتی ہی کہ یکایک وہ باغبان بچی ملکہ عبدہ جو کے سامنے آئی اور جھک جھک کر نہایت ادب سے ملکہ کو مجرا
کیا اور عرض کیا کہ اے ملکہ شکر ہی لات و منات کی جناب مین کہ آج حضور نے کس مدت کے بعد اس باغ کو سرفراز فرما کر
رونق تازہ بخشی حضور نے تو مجھے کاہے کو پہچانا ہوگا اے ملکہ یہ کنیز آپکے باغ کے داروغہ کی بیٹی ہی آپکے ورود مسعود کی خبر
سُنکر حاضر خدمت ہوئی ہون اور تھوڑے سے گلہاے خوش رنگ مدنظر خدام والا مقام کے لیے لائی ہون اور یہ کہکر تھوڑے سے
پھول نہایت خوشرنگ ملکہ کو نذر دیے اور کہا کہ مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف * یہ دیکھکر ملکہ نے کہا کہ ہان مہتر

برق فرنگی یہ پھول تو خوب لائے کیون مہتر برق فرنگی یہ پھول تو خوب بیہوشی کے ہونگے یہ باتین سُنکر مہتر برق کے ہوش
وحواس جاتے رہے سمجھے کہ بڑی بلا معلوم ہوتی ہر یہان سے بھاگنا چاہیے یہ خیال کر کے مہتر برق فرنگی بھاگا ہی چاہتے
تھے کہ ملکہ عبدہ جو نے آواز دی کہ بگیر فوراً زمین نے مہتر برق فرنگی کے پانون پکڑ لیے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑہ سکے ملکہ
نے حکم دیا کہ جلد مہتر برق فرنگی کو گرفتار کرو اور مثل خواجہ عمرو کے اسکو بھی کسکر برابر عمرو کے ستون سے باندھ دو یہ بیچارے
بھی گرفتار ہو گئے وہ لوگ جو انکے ساتھ ہوے تھے یہ رنگ دیکھکر بھاگے اور ایک غل ہو گیا کہ مہتر برق فرنگی کو بھی ملکہ عبدہ جو
نے مثل خواجہ عمرو کے گرفتار کر لیا اب سنیے کہ مہتر برق فرنگی تو گرفتار ہو گئے اور ملکہ عبدہ جو پھر شراب خواری مین مشغول
ہوئی کہ یکایک خواجہ نے دیکھا کہ ایک کتا نہایت ہی خوش قطع خوش قد سبک خرام سامنے سے چلا آتا ہر اب مہتر برق فرنگی
اور خواجہ دونون دیکھ رہے ہین کہ یہ کتا کہان سے آیا ہر کہ یکایک ایک بونڈلا خاک کا اُٹھا اور ایک آواز پیدا ہوئی کہ اے
ملکہ عبدہ جو ہوشیار ہو جاؤ کہ ضرغام شیر دل ایک نہایت ہی خوبصورت کتے کی صورت بنا ہوا آتا ہر اور یکایک وہ کتا
بھی قریب آیا خواجہ عمرو کے دل پر ایک ہو گری پڑی کہ لیجیے میان ضرغام بھی گرفتار ہوے اب جو ملکہ نے آنکھ اُٹھا کر
دیکھا تو وہ کتا قریب ملکہ کے آگیا کہ ملکہ نے آواز دی کہ آؤ آؤ میان ضرغام اچھے تو رہے اسوقت کہان سے آتے ہو
بس یہ آواز سُنکر وہ کتا زمین پر لوٹا اور اپنی ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا تو واقعی ضرغام ہر چاہتا ہی تھا بھاگے کہ ملکہ
عبدہ جو نے آواز دی کہ بگیر بس فوراً زمین نے پانون پکڑ لیے اور ایک قدم بھی آگے نہ بڑہ سکا ملکہ نے حکم دیا کہ اسکو
بھی گرفتار کرو اور خواجہ عمرو کے برابر کسکر ستون سے باندھ دو یہ بیچارہ بھی گرفتار ہو گیا اور ستون سے باندھ دیا گیا اور
ملکہ بہت شدت سے ہنسی اور خواجہ سے کہنے لگی کہ واہ واہ خواجہ صاحب یہ شاگرد بھی آپ کا کسقدر ہوشیار ہر کیا کہنا اے
خواجہ تو یہی کہ جتنے آپ کی رہائی کے لیے آئین اُن سب کو آپ کے برابر باندھ دون کیا کہنا کیا شاگرد ہین اور کیا اُستاد ہین اجی
خواجہ صاحب اب بھی تو کوئی عیاری کیجیے معلوم نہین کہ وہ کونسے ناعیار ہونگے اور کون لوگ ناتجربہ کار ہونگے جنکو آپ نے پھانس
لیا ہو گا ہم تو جب آپکی عیاری جانتے کہ جب ہمسے کوئی چالاکی آپکی پیش جاتی یہ سُنکر خواجہ نے جواب دیا کہ ہان اے ملکہ جو تم کہتی ہو
سب بجا ہر بیشک تمہارے پھندے سے کوئی نہین بچیگا اور تمسے جھوٹ مگر کوئی نہین جا سکتا اور جو آئیگا وہ گرفتار ہو گا یہ باتین
ہو رہی تھین کہ پھر ایک لمحہ بھر کے بعد کیا دیکھتے ہین کہ ایک ساحر نہایت ہی مہیب شکل زرد زرد آنکھین سر پر جوڑا بندھا ہوا اور کچھ
جھلکی جھلکی لٹین کاندھون پر چھوٹی ہوئین قشقہ سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا بڑے بڑے زرد زرد دانت ہونٹھون کے باہر نکلے ہوئے
ایک عجیب بھیانک شکل ایک دہقانی کو لیے ہوے سامنے سے چلا آتا ہر اور خاک کے بونڈلے اُٹھ اُٹھکر چلے آتے ہین اور برابر آواز
آتی ہر یہ کہ اے ملکہ عبدہ جو ہوشیار ہو جاؤ اور آگاہ ہو کہ ابو الفتح اصفہانی ایک ساحر کی شکل بنا ہوا اور ایک دہقانی کو
مہتر قران کی شکل بنائے ہوے آتا ہر یہ آواز سُنکر خواجہ عمرو دھاڑین مار مار کر رونے لگے کہ ہاے افسوس میرے شاگرد یہ
تو پھنس چکے تھے اب ابو الفتح بھی آتا ہر یہ بھی گرفتار ہو جائیگا اس بدبخت کے سامنے کسی کی عیاری نہ چل سکیگی اور یہ
جب مجکو اسنے گرفتار کر لیا مہتر برق فرنگی اور ضرغام شیر دل پھنس چکے تو اب کون اسکے پھندے سے بچ سکیگا الغرض
جب قریب ملکہ عبدہ جو کے آیا جھک کر ادب سے سلام کیا اور ملکہ عبدہ جو سے کہا کہ اے ملکہ یہ نمک خوار حاضر ہر اور دیکھیے
یہ مہتر قران ہر غلام نے اسکو گرفتار کر لیا ہر اسکو بھی خواجہ کے ساتھ مقید کیجیے ملکہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آہ آؤ آؤ میان ابو الفتح
آؤ تم تو ہمارے قدیمی خیر خواہ ہو آؤ بیٹھو بیشک تمنے بڑا کام کیا ہمارے بڑے دشمن کو گرفتار کر لیا ابو الفتح کے تو یہ سُنکر چھکے
چھوٹ گئے قصد کیا کہ بھاگے ملکہ عبدہ جو نے جون ہی آواز دی کہ بگیر فوراً زمین نے پانون اسکے پکڑ لیے اور یہ ایک قدم آگے
نہ بڑہ سکا فوراً ملکہ نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھی گرفتار کرو اور اسکو بھی کسکر ستون سے باندھ دو فوراً حکم کے ساتھ ہی یہ بیچارہ ابو الفتح بھی

گرفتار ہو گیا ملکہ خوب قہقہہ مار کر ہنسی اور ایک جام شراب مین کچھ درد باقی تھا وہ اُٹھا کر ابو الفتح پر پھینک دیا اور کہنے لگی واہ میان
ابو الفتح کیا کہنا اصفہانی ایسے ہی زبردست و عیار ہوتے ہین کیا زبردست عیاری اور کس قیامت کی چالاکی کی ہو کہ دل
وجد کر گیا یہ کہکر اُور زور سے قہقہہ مار کر ہنسی اور کہنے لگی کہ اجی میان صاحب وہ اور ہی عیار ہونگے جنپر آپکی یہ صنعت عیاری
اور یہ پھیکی اور پھیکی چالاکی چل جاتی ہوگی بس ایسی ہی تیرہ مغزیون پر عیاری کا دعوی تھا واہ خواجہ صاحب آپکے یہ شاگرد بھی
بڑے ہی تیز طبیعت معلوم ہوتے ہین اب خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی چارون شخص
مجبور و بیبس عاجز و بیکس بندھے ہوئے کھڑے ہین اور یہ بدبخت لکاتہ طعن و تشنیع کر رہی ہو اور شراب زہر مار کرتی جاتی ہو
خوش فعلیان کر رہی ہو الغرض جب یہ خبر وحشت اثر مہتر قران کو معلوم ہوئی کہ برق فرنگی اور ضرغام شیر دل اور ابو الفتح اصفہانی
یہ تینون شخص باری باری گئے اور اُنکے بنائے کچھ نہ بنی بلکہ گرفتار ہو گئے نہایت صدمہ ہوا اور بہت افسوس کیا تھوڑی دیر تک
دریائے فکر مین غوطہ زن رہے بعد اُسکے کچھ سوچ کر سر زانو سے اُٹھا کر یا علی ولی شاہ مردان مدد کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے بقصد کرکے
باغ ملکہ عربدہ جو کا راستہ لیا ادھر سے تو مہتر قران جلیش چلے اور اُدھر خاک اُڑی اور جا کر ملکہ عربدہ جو کو خبر کی کہ مہتر قران جلیش
اپنی اصلی صورت پر آتا ہی خواجہ نے جو یہ آواز سنی گویا روح سلب ہو گئی آنسو نکل آئے اور کہنے لگے کہ افسوس مہتر قران بھی پھنسے
اور ابو الفتح سے مخاطب ہو کر کہا کہ ابو الفتح مجکو یقین یہ ہوتا ہو کہ جب مہتر قران بھی آئیگا اور یہ لکاتہ اُسکو بھی گرفتار کر لیگی تو تو
پھر ہم پانچون آدمیون کو ضرور تہ تیغ کریگی افسوس ہو کہ موت کہان اور کیونکر آئی کہ ملکہ عربدہ جو نے کہا کہ لیجیے خواجہ صاحب
آپکے وہ چوتھے شاگرد بھی تشریف لاتے ہین اور تکلف یہ ہو کہ بصورت اصلی تشریف لاتے ہین کوئی عیاری بھی نہین کی معلوم
ہوتا ہو کہ یہ شاگرد آپکے بڑے بہادر اور نہایت منچلے ہین جوش شجاعت مین بصورت اصلی تنہا تشریف لاتے ہین شاید مجھ سے
لڑنے کو تشریف لاتے ہین اچھا کیا مضائقہ ہو آئین اپنا حوصلہ وہ بھی پورا کر لین ادھر یہان مہتر قران جلیش نے چلتے چلتے یہ خیال کیا
کہ ارے قران آخر یہ کیا معرکہ ہو جو گیا ملک عدم کو وہ وہین کا ہو رہا۔ اور یہ کیا رنگ ہو کہ جو گیا وہ جاتے ہی گرفتار ہو گیا اب
مہتر قران یہ خیال کرتے جاتے ہین کہ ناگاہ نظر اُنکی پاؤن کی طرف پڑ گئی تو کیا دیکھتے ہین کہ جب زمین پر قدم پڑتا ہو تو گرد اُڑکے
ایک تتق بنکر اُس باغ کی طرف جاتا ہو بس فوراً اُنکے ذہن مین یہ امر آیا کہ کچھ نہین بات یہ ہو کہ اس لکاتہ نے زمین پر اپنے پیر
بٹھا دیے ہین کہ جو عیار ہماری طرف چلے زمین ہمکو خبر دیدے یہی سبب ہو جو اُس باغ کا قصد کرتا ہو فوراً بونڈلا خاک کا اُٹھکر
اُس باغ مین جاکر اطلاع کر دیتا ہو فوراً آپ ہی ایک پڑیا دار وے بیہوشی کی نکال کر ہاتھ مین لے لی اور جب قدم آگے بڑھانا
چاہتے ہین تو زمین پر وہ دار وے بیہوشی پہلے ڈال دیتے ہین کہ قدم اُنکا اُس دار وے بیہوشی پر پڑتا ہو اور خاک کے ساتھ
وہ دار وے بیہوشی بھی اُڑ کر اُس باغ کی طرف جاتی ہو اور اُن صراحیون اور جامہائے شراب مین جاکر گرتی ہو القصہ اسطرح
مہتر قران وہ دار وے بیہوشی زمین پر ڈالتے ہوئے اور برابر پاے شاطری مارتے ہوئے چلے جاتے ہین اور ملکہ عربدہ جو
قہقہہ مار مار کر ہنس رہی ہو اور شراب زہر مار کرتی جاتی ہو اور بہت خوش ہو کہ اب مہتر قران بھی آتا ہو اُسکو بھی گرفتار
کرتی ہون اور برابر خواجہ عمرو سے کہ رہی ہو کہ لیجیے خواجہ صاحب اب آیا مہتر قران اور اب آیا خواجہ نے جواب دیا کہ
ملکہ الہی تمہارے شر سے بچائے تو بچے ورنہ کوئی تم سے بچ سکتا ہو کہ یکایک دیکھتے کیا ہین کہ مہتر قران جلیش پاے
شاطری مارتے ہوئے یا علی ولی کے نعرے کرتے ہوئے جلد جلد چلے آتے ہین عمرو کی نظر جو اُنپر پڑی دیکھا بصورت اصلی
چلے آتے ہین کلیجا یک سے ہو گیا مگر مہتر قران بیخوف و ہراس چلے آتے ہین جب ملکہ عربدہ جو سے سامنا ہوا تو اُنھون نے
پکار آواز دی کہ آگاہ ہو اے ملکہ عربدہ جو نعرہ سریع السیر چون باد بہاری ✦ جان سرہنگ و خنجر گذاری ✦ بلاے جسم و جان
کافرم ✦ غلام حیدر و مہتر قرانم ✦ ہوشیار ہو جا کہ مین آپہنچا اور یہ کہکر نعرہ ہاتھ مین کھینچکر دو دُرّے اُنکے دو ڑلے برا اور اس

بھراتے پردہ بھی حیران ہوگئی اور اپنی جگہ سے اُٹھی مگر اُس دارو بیہوشی نے جو مہتر قران نے خاک کے ساتھ ملا دی تھی خوب مدہوش کر ہی دیا تھا ایک چند ہی قدم چلی تھی کہ دھڑ سے بیہوش ہوکر گری اُسکے گرتے ہی وہ ساتھ ستر خواصین بھی دوڑین جو بڑھی وہ گری خلاصہ یہ کہ وہ سب گر پڑین بس مہتر قران نے نام مبارک حضرت امیر المومنین سید الوصیین غالب کل غالب اسد اللہ الغالب کا لیکر ملکہ عبدہ جو کے سر پر اِس زور سے بغدہ مارا کہ ایک سر کے دو ہو گئے اور اُن ساتھ ستر خواصون کے بھی سر کاٹ کر پھینک دیے مگر ملکہ عبدہ جو کے سر پھٹتے ہی ایک جانور اُسکے سر سے پیدا ہوا اور دربند عقابیہ کی طرف طیران ہوگیا اور یہان مہتر قران نے جب اُسکے قتل سے فراغت پائی تو خواجہ عمرو کے پاس آئے اور سلام کیا خواجہ نے دعا دی مہتر قران نے خواجہ اور ابو الفتح اور ضرغام شیر دل اور برق فرنگی کو ستون سے کھولا سب آپس مین بغلگیر ہوے خواجہ نے دوڑ کر مہتر قران کو گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ واہ بیٹا کیا کہنا سواے تمہارے یہ کام کسی کا نہ تھا کہ اسطرح بیخوف و ہراس اگر اس کام کو انجام دیتا مگر یہ چالاکی تمہاری میرے ذہن مین نہ آئی کہ تُمنے کیا کیا مہتر قران نے کل کیفیت بیان کی کہ اُستاد یہ بات ہی کیا تھی یہ کہو کہ کسی کی سمجھ مین نہ آیا اُستاد بات یہ تھی کہ اِس کمبخت نے زمین پر اپنے پر بچھین کر دیے تھے جو شخص اسطرف کا قصد کرتا تھا خاک کے بگولے اُٹھکر خبر دیتے تھے مین نے جو غور کیا تو یہ امر میری سمجھ مین آگیا فوراً ایک پڑیا بیہوشی کی نکالکر اپنے زیر قدم ڈالتا ہوا یہان تک چلا آیا وہ بیہوشی اُس خاک کے ساتھ اُڑ آئی یہ سارے کرشمے آپکے تھے بس یہ سنا تھا کہ عمرو وجد کر گیا اور جیب سے ایک ٹوپی ابرک کی زنبیل سے نکالکر مہتر قران کے سر پر بیٹھا دی کہ واہ مہتر قران کیا کہنا کیا ذہن لڑا ہے سبحان اللہ مہتر قران نے سر جھکا دیا اور ٹوپی پہنکر ایک اشرفی نکالکر نذر دی خواجہ نے کہا کہ مہتر قران اسوقت تو ہمکو زیبا تھا کہ تُمنے اتنے بڑے کار دشوار گذار کو انجام دیا اور ایسا کار نمایان کیا ہم تمکو کچھ دیتے نہ کہ تم اُلٹے ہمین دو مگر بیٹا عادت کے خلاف ہے اور یہ کہکر اشرفی مہتر قران کے ہاتھ سے اُٹھا کر نذر زنبیل کی اور بعد اُسکے اِن پانچون آدمیون نے جتنا مال و اسباب اُس باغ مین تھا اُس سب کو اپنے قبضہ مین لیکر اپنی راہ لی اور شکر خداوند جل و علی بعد عجز و نیاز بجا لائے کہ خداوندا شکر ہے تیرا کہ تونے اِس بلا سے نجات دی جلد جلد وہ راہ طے کر کے لشکر صاحبقران مین آئے سبھون سے آکر ملے سب کے سب خوش و مسرور ہوے اور دوسرے روز حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی داخل لشکر ہوے سبھون نے شرف قدمبوسی حاصل کیا خواجہ نے کل کیفیت اپنی اسیری اور ابو الفتح اور ضرغام شیر دل اور مہتر برق فرنگی کی گرفتاری اور مہتر قران کی چالاکی اور عیاری کی بیان کی یہ حال سُنکر امیر با توقیر بہت خوش ہوے مہتر قران کو بلا کر خلعت بیش بہا اور ایک تلوار آبدار اور ایک خنجر جواہر نگار دیا اُس روز و شب کو وہان قیام کیا جشن تہنیت برپا رہا صبح کو وہان سے کوچ کر کے دربند عقابیہ کا راستہ لیا جلد جلد وہ دس بارہ کوس طے کر کے داخل دربند ہوے اور طیران زرین بال سے کہلا بھیجا کہ اگر تجکو اپنی جان بچانا منظور ہو اور اپنی خیر منانا ہو تو فوراً رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آ اطاعت لقا کو ترک کر شرف اسلام سے مشرف ہو اور ہماری اطاعت کر اور اگر یہ امر منظور نظر نہین ہے اور کچھ دم داعیہ ہے تو کل صبح کو میدان مین نکل آ اور ہمارا مقابلہ کر جب یہ پیام امیر با توقیر کا اُسنے سنا تو نہایت غیظ مین آیا اور کہلا بھیجا کہ اے حمزہ تمکو اپنی صاحبقرانی کا بڑا دعوی ہے مین تمہاری ان سب باتون کا جواب زبان تیغ سے دونگا کہ تم بھی یاد کروگے ایلچی امیر کا واپس آیا شب کو طیران زرین بال نے طبل جنگ بجوا دیا طبل جنگ کی آواز سُنکر امیر نے بھی اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دیا جب صبح ہوئی تو طیران زرین بال نے عقاب فیل سوار کو جو بہت بڑا پہلوان تھا بہ معیت چار ہزار ساحران نمودار کے روانہ کیا وہ کافر خاسر ان ساحرون کو لیے ہوے میدان مین آیا اور لشکر آراستہ کیا میمنہ و میسرہ قلب و جناح فوج مرتب کیے اور اُدھر سے حسب الحکم امیر کشور گیر عملیق جنگ عراقی اور ہلال اصفہانی فوج صاحبقرانی لیکر میدان کارزار

مین آئے اور فوج کو ترتیب کیا بعد ترتیب فوج اُسطرف سے عقاب فیل سوار خنگھارتا للکارتا آگے بڑھا اور لشکر امیر
صاحبقران سے یہ دونون سردار بڑے دریر مقابلہ مین عقاب فیل سوار کے گئے اور مجروح ہوے اُسوقت عقاب فیل سوار
نے آواز دی کہ بس اسی بل بوتے پر طیران زرین بال فرشتہ قدرت زمرد شاہ کا مقابلہ کرنے کو آئے تھے واہ واہ کیا کہنا
کس شان و شوکت سے یہ دونون سردار لڑے ہین دیکھو مین تم سب کو آگاہ کرتا ہون کہ اب بھی اپنے ارادے سے باز آؤ
اور خداوند لقا کو سجدہ کرو ورنہ تم سب ہلاک ہوگے اور امیر تمہارا گرفتار کر لیا جائیگا کیون دیدہ و دانستہ جان دیتے
ہو وارے اپنی خیر مناؤ اسکے آواز دیتے ہی نعرہ رستم پیل تن دپیل کن علمشاہ والا حشم بلند ہوا کہ آگاہ ہو او کافر ناہنجار
و بدکردار عقاب فیل سوار منم رستم پیل تن دپیل کن کشندہ دویل ہندی کپتان فرنگی یعنی شیر علمشاہ رومی شہ
فیل زور دہ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور نہ او نالائق روزگار بدکردار نابکار کیا لاف و گزاف لغو اور مہمل بکرہا ہے او
بدبخت اگر تجکو اپنی جان بچانا ہو تو جلد رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آ اور ہماری اطاعت اختیار کر دائرہ اسلام مین داخل
ہو ورنہ یہ یاد رکھنا کہ تو اور یہ تیرا لشکر سب واصل نار سقر ہو جائیگا عقاب فیل سوار یہ نعرہ سُنکر سامنے آیا اور برابر کر چاہتا تھا
کہ علمشاہ پر گرز کا وار کرے کہ فوراً علمشاہ نے اپنا مرکب اُسکے قریب لیجا کر یا علی مدد کہکر ہاتھ بڑھا کے دست نجس اُسکا
پکڑ لیا اور اس زور سے کلائی دبائی کہ فشردہ ہو گئی ہاتھ سے اُسکے گرز چھین کر اُسی کے گرز کا جو ایک وار کرتے ہین تو وہ ملعون مع
فیل تھلتھلہ ہو کر رہگیا اور علمشاہ نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور وہ چار ہزار ساحران نابکار بھاگے صدائے تحسین و آفرین لشکر
صاحبقران سے بلند ہوئی خود امیر نے بھی جوش مسرت مین علمشاہ کی تعریف کی علمشاہ وہین سے امیر کے سلام کو جھکے تھے
کہ فوراً ایک پنجہ بہت زور سے کڑک کر گرا اور علمشاہ کو اُٹھا لیگیا امیر بانوقیر یہ واقعہ دیکھکر نہایت غمگین و ملول ہوے اور وہان سے
پھر کر خیمہ مین تشریف لائے اور خواجہ عمرو کو طلب کیا جب خواجہ سامنے آئے تو امیر نے ارشاد کیا کہ اے خواجہ دیکھا تمنے کہ کام
بنکر بگڑ گیا ایک پنجہ آسمان سے گر کر علمشاہ کو اُٹھا لیگیا خواجہ اسکی فکر کرو اور جسطرح ہو سکے داخل قلعہ ہو اور علمشاہ کو چھڑا لاؤ
کہ یہ کام سوائے تمہارے اور کسی سے ناممکن ہے یہ کلام امیر کشور گیر کا خواجہ عمرو نے سُنکر عرض کیا کہ حضور پریشان خاطر نہون
یہ غلام جاتا ہے اور انشاء اللہ العزیز علمشاہ کو چھڑا کر لاتا ہے آپ ہر طرح اطمینان رکھیے خدا مالک ہے اُسی کی نصرت و اعانت
چاہیے السعی منی والاتمام من اللہ یہ کہکر خواجہ عمرو وہان سے اُٹھے اور آکر ساز و سامان درست کرکے طیا کی راہ لی
بہت جلد جلد اپنی راہ طے کرکے قریب قلعہ آئے اور چار طرف قلعہ کے تفحص و تجسس کیا مگر کسی جانب سے قلعہ مین جانے
کی راہ نہ پائی ہر طرف سے راہ کا سد باب ہے اور ہر جانب پر قلعہ کے ایک دھوان سا بلند ہے جب خواجہ نے کسی طرف سے
راہ اندرون قلعہ جانے کی نہ پائی تو نہایت ملول ہوے اور دریائے فکر مین غوطہ زن ہوے کہ اب کیا کرنا چاہیے اور
کون سی فکر کی جاے کہ علمشاہ کو اس بلا سے نجات ہو تھوڑی دیر تک تو غور کیا کیے بعد تھوڑی دیر کے سر زانوے فکر
سے اُٹھا کر جیب سے ایک کلاونت کی شکل پر شکل ہو کے ایک چشمہ آب پر کہ جو قلعہ سے متصل تھا جا کر بیٹھے اور ایک نہایت
غمگین اور ملول صورت کر کے کچھ آنسو بھی آنکھون مین ڈبڈبائے بال بھی پریشان کر لیے غرض اس شکل و شمائل سے بیٹھے
ہوے تھے کہ ایک تھوڑی دیر کے بعد سامنے سے ایک ساحر پیدا ہوا جب وہ قریب خواجہ کے آیا تو اُنکی یہ شکل و شمائل
محزون و غمگین دیکھکر اُنکے پاس آکھڑا ہوا اور پوچھنے لگا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو اور یہان قریب قلعہ تمہارے
بیٹھنے کی کیا وجہ ہے خواجہ نے جواب دیا کہ ارے بھائی میرا حال پُر اختلال قابل اظہار و لائق استفسار نہین ہے مین
اپنا حال تم سے کیا بیان کرون کہ ایک کوہ غم و الم مجھپر بہت بڑا ہے اور وہ عظیم صدمہ دل پر گذر گیا ہے کہ گویا کلیجہ میرا
نکل گیا ہے اُس ساحر نے کہا کہ کچھ بیان تو کرو کوئی خلاصہ کیفیت کہو تو سہی شاید ہم سے کوئی کام تمہارا نکل جائے

ای شخص مجکو تیری صورت محزون دیکھکر نہایت ہی ترس آتا ہی کہ بامن کبرسنی تجپر کیا مصیبت آگئی ارے یہ دن تو تیرے گوشہ عافیت مین بیٹھ رہنے کے تھے خیر کچھ اپنا حال بیان تو کر اب دیکھا خواجہ نے کہ یہ مرتد داخل زیر مین آگیا اور کیا عجب ہی کہ اس سے کوئی کام نکل جاوے یہ سوچکر ایک ٹھنڈھی سانس بھر کر اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر کہنے لگے کہ سن ای بھائی اگرچہ فسانہ میرا قابل اظہار نہین ہی مگر جب تجکو اصرار ہی اور مین تجکو اپنے حال پر شفیق پاتا ہون تو بیان کرتا ہون کہ مین ایک کلاونت ہون ایک مدت سے انتہائی مصیبت و رنج مین مبتلا تھا بسبب کبرسنی کے چلنے پھرنے سے بھی مجبور ہون نہ کہین جا سکتا ہون نہ آسکتا ہون برابر دو دو تین تین فاقے گذر جاتے تھے جب حال میرا بہت ابتر ہوا تو مین اپنی جگہ سے جسطرح ہو سکا گرتا پڑتا اس قصد سے نکلا کہ جاکر طیران زرین بال سے ملاقات کرون اور اپنا گانا بجانا سناؤن شاید وہ میری کفالت کرے اور یہ مصیبت میری کٹے گرتا پڑتا چلا آتا تھا کہ یہان سے قریب ایک کانون مین آکر لٹ گیا اور ایک قطاع الطریق نے آکر تمام سامان گانے بجانے کا مین دستار وغیرہ سب چھین لیا اور مجکو ایک دو تین گھونسے رسید کیے مین رو کر رہگیا اور کچھ نہ بنا سکا کچھ اس طرز سے اس ساحر سے یہ قصہ بیان کیا کہ اسکے بھی آنسو نکل آئے اور کہنے لگا کہ خیر اگر سب سامان گانے بجانے کا چوری گیا تو آواز اور گلا تو تمھارا تمھارے پاس ہی مین تمکو اپنے ساتھ قلعہ مین طیران زرین بال کے پاس لیے چلتا ہون اور چلکر تمھارا گانا سنواتا ہون جو تمھاری تقدیر کا ہوگا مل جائیگا یہ کہکر انکو اپنے ساتھ لیکر قلعہ کیطرف چلا جب داخل قلعہ ہوا اور طیران زرین بال سے ملاقات ہوئی تو اس سے ذکر کیا کہ حضور ایک کلاونت کہ جو نہایت اپنے فن موسیقی مین اکمل ہی بامید مرتبت و مکرمت حضور موفور السرور حاضر ہوا ہی اور شرف قدمبوسی حاصل کرنیکی اجازت چاہتا ہی طیران زرین بال نے کہا کہ اچھا اسے بلاؤ کیا مضائقہ ہی ہم اسکا گانا سنینگے یہ سنکر وہ ساحر وہان سے اٹھا اور آکر انکو اپنے ساتھ لیگیا جب طیران زرین بال کے سامنے آئے تو نہایت ادب سے سلام کیا طیران زرین بال نے کہا کہ تم بہت کبیر السن ہو بیٹھ جاؤ یہ کلاونت سلام کرکے بیٹھ گیا اس ساحر نے کل روئداد انکی حرف بحرف طیران زرین بال سے بیان کی اور بعد اسکے بہت کچھ تعریف کی کہ حضور اگرچہ یہ کلاونت کبیر السن ہی اور کوئی ساز و سامان بھی پاس نہین رہا اسکے رنج و صدمہ سے اور زیادہ ضعف و ناطاقتی نے آکر گھیر لیا قوت قلبی سلب ہوگئی اور جسطرح یہ کلاونت قصد کرتا ہی اسطرح آواز نہین نکل سکتی مگر حضور ان سب امور پر وہ الحان اور وہ آواز ہی کہ باید و شاید حضور میری تو زبان نہین ہی جو مین تعریف کر سکون اور حضور جسوقت سنینگے اسوقت خود ہی آپ پر منکشف ہو جائیگا اسکا گانا سنکر در و دیوار مست ہو جاتے ہین وہ دلکش آواز ہی کہ انسان کا کیا ذکر ہی چرند و پرند آکر جمع ہو جاتے ہین اور جبتک یہ گایا کرتا ہی اسوقت تک سر جھکاے ہوے اسکا گانا سنا کرتے ہین یہ سنکر طیران زرین بال نہایت ہی خاطر داری اور دلجوئی سے پیش آیا اور کہنے لگا کہ ای کلاونت تو گھبرا نہین ہر طرح کا اطمینان رکھو ہم ضرور بالضرور تیرا گانا سنینگے مگر آج تو تو ہمارے یہان قیام پذیر ہو اور آرام و آسایش سے بسر کر ہم کل اسم اعظم صاحبقران کو بند کرکے جشن تہنیت برپا کرینگے اور تیرا گانا سنینگے یہ کہکر ملازمون سے حکم کیا کہ اس کلاونت کو لیجاؤ ملازم طیران زرین بال آکر اسکو لیگئے اور ایک نہایت معقول جگہ پر اسکو اتارا اور ہر طرح کی آسایش و آرام کا خیال رکھا اب یہ اپنے دل مین خوش ہین کہ پھندے مین پھانس لیا اور یہ تلون دام تزویر مین آگیا اگر خدا نے مدد کی تو بیڑا ہی پار ہی اس روز و شب خوب آسایش و آرام سے بسر کی دوسرے دن طیران زرین بال نے اتنی مہلت نہ پائی کہ اسم اعظم کو بند کرتا مگر حسب وعدہ جشن کی تیاری کی تمام قلعہ آراستہ کیا گیا کل سردارون اور ساحرون کو حکم ہوا کہ آج شب کو ہم جشن کرینگے سب کے سب سر شام سے حاضر بارگاہ ہون پھر تمام طائفون کو حکم پہونچا غرض ہر طرح کے سامان اور اسباب عیش و جشن مہیا کیے جب شام ہوئی اور بارگاہ آراستہ ہوئی کل قلعہ مین روشنی ہوئی مقربان بارگاہ آنا شروع ہوے جب سب حاضر ہو چکے اور دربار جمع ہو چکا تو اسوقت طائفون کو حکم ہوا کہ وہ مجرا کرین جب طائفے مجرا کر چکے تو اسوقت انکو بھی

حکم ہوا کہ اب وہ کلاونت بھی گاے بموجب حکم اُنھون نے بھی گانا شروع کیا لحن داودی مین تو اُنکا حصہ ہی تھا اسطرح گاے کہ سب حاضرین دربار ست ہو گئے اور طیران زرین بال نے بہت تعریف کی کہ واہ میان بڈھے واہ کیا کہنا اور اُس ساحر سے جو اُنکو لیگیا تھا کہا کہ فی الواقعی جیسا تمنے بیان کیا تھا بلکہ کچھ اُس سے بھی زیادہ پایا اب جو دیکھا خواجہ نے کہ آپ نے میری تعریف کی کہنے لگے کہ حضور اگرچہ کوئی سامان موسیقی میرے پاس نہین مگر میری آواز تو ہے طیران زرین بال نے کہا کہ ہان بیشک تم اپنے فن مین کامل ہو گو تمھارا سن اس قابل نہین ہے کہ تمھارے منھ سے آواز بھی نکلے مگر معلوم نہین کہ کیا محنت اور جانفشانی تم نے کی تھی کہ اب اسوقت تمھارا یہ حال ہے اور یہ آواز ہے واہ واہ کیا کہنا اب طیران زرین بال نے جو تعریف کی تو پھر کیا کہنا تھا جتنے حاضرین محفل تھے سب کے سب ہمزبان ہو گئے اور ہر طرف سے صداے تحسین و آفرین کی بلند ہوئی اب خواجہ سلام کرتے جاتے ہین اور خوب لہک لہک کر گا رہے ہین ایسا گائے کہ سنتے سنتے سب حاضرین محفل خود رفتہ ہو گئے طیران زرین بال نے ایک خلعت نہایت پرتکلف منگوا کر دیا اور بہت کچھ انعام و اکرام دیا جب دیکھا خواجہ نے کہ اب عیاری خوب طرح چل گئی تو اُسوقت طیران زرین بال سے کہا کہ حضور مجھکو صرف اسی فن مین دخل نہین ہے بلکہ فن ساقی گری مین بھی ایسی مہارت ہے کہ شاید و باید لیکن اب بڈھے کے ہاتھ سے کون پیے گا یہ سنکر طیران زرین بال نے کہا کہ شراب منگاؤ جام و صراحی لاکر رکھی گئی خواجہ نے جام بھر بھر کے اور دارو بیہوشی ملا ملا کر سب کو دینا شروع کیا سب نے نشے مین مست ہو کر لاف و گزاف بکنا شروع کیا کوئی کہتا ہے کہ ہم دربار مین گا ناسن رہے ہین کوئی کہتا ہے کہ آسمان ہمارے کندھے پر بیٹھا ہے غرض جو ہے وہ ایک عجیب رنگ مین ہے آخر جب سب لوگ خوب بیہوش ہو ہو کر گر پڑے اور طیران زرین بال بھی بیہوش ہو کر گرا بس فوراً عمرو نے ایک نکالا اُسکی زبان مین کھینچ دیا اور وہان سے بصورت داروغہ زندانخانہ متشکل ہو کر قید خانہ کی طرف آگئے اور محافظان زندانخانہ کو شراب بیہوشی پلا کر قتل کیا اور داخل زندانخانہ ہوے اور علمشاہ کو قید سے رہا کیا اب جو علمشاہ وہان سے آگے تو داخل قلعہ ہوے متعاقب فیل سوار کے ہمراہی لڑتے تھے اُنسے مقابلہ ہوا خوب تلوار چلی مگر انجام کار بہت سے بھاگ گئے اور اکثر نے اطاعت اختیار کی اور امان پائی پھر طیران زرین بال سے پوچھا کہ اگر تو اسلام قبول کرے تو رہا کر دیا جاے ورنہ قتل کیا جائیگا اُسنے انکار کیا علمشاہ نے اُسے تہ تیغ کیا اور اور جو ساحر وہان تھے اُنھین بھی قتل کیا مابقی کو شرف اسلام سے مشرف کر کے مظفر و منصور خدمت امیر مین حاضر ہوے امیر نہایت خوش ہوے اور خواجہ اور علمشاہ کو خلعت بیش بہا سے سرفراز و ممتاز فرمایا

دوسری داستان ایلچی گری لندھور کے امیر کیجانب سے بیان ہوتے ہین

پلادے ساقی تو بھول سی ہو کہ دل کو اب میرے بیکلی ہے
نسیم گلشن مین چل رہی ہے صبا ادب سے ٹہل رہی ہے
پلادے بھر بھر کے سب کو ساغر نہ کر نہان ہو گئی ہے دعوت
لگی ہے ہمکو بھی تاک اُسی کی نہ کچ چھوڑ بنگے میکدے مین
ہے عشق زہر ہلاہل ایسا کہ اس سے مشکل بہت ہے بچنا
ملے وہ بیکش تو غدیہ دینا اگر زبانی بھی کیسو قاصد
عطا کر ایک جام آفتابی کہ فصل گل آگئی ہے ساقی

بہار آئی چمن کھلے ہین طیور کا غُل گلی گلی ہے
ہر ایک شاخ نہال تازہ خوشی سے پھولی ہے اور پھلی ہے
یہ کیسا سوچ اور بچار ساقی دلون مین رندون کے کھلبلی ہے
ہمارے جرگے سے اُٹھ کے ساقی کدھر کو بنت العنب چلی ہے
سمجھ نہ قند مکرر اسکو نہ جان مصری کی یہ ڈلی ہے
پلا شراب وصال جلدی کہ جان کوئی دم مین اب چلی ہے
بہار مضمون کی اب ہے آتو سحر کے گلشن مین بھی چلی ہے مخمس

ہم جو وحشت مین ذلیل و خوار ہین | دشت مین گہ جانب کہسار ہین | اور گریبان چند تیرے تار ہین
اب یہان دست جنون بیکار ہین | اپنے ہاتھون دریئے آزار ہین

ہی ہمارا کون سا صحرا نہ پوچھ | کس قدر ہی حال وحشت کا نہ پوچھ | ہم کو ہی کیا آج کل سودا نہ پوچھ
ای جنون کچھ حال دست و پا نہ پوچھ | مست ہین در کار خود ہشیار ہین

ایک ہین پیش قضا شاہ و گدا | اس سرا مین اب نہین سکن روا | ہی جرس کی رات دن آتی صدا
غافلو اُٹھو چلو بیٹھے ہو کیا | رہرو ملک عدم تیار ہین

موسم گل آرزوے یار مین | چشم نرگس جستجوے یار مین | عالم گلشن ہی کوے یار مین
انتظار گفتگوے یار مین | بلبلین کھولے ہوے منقار ہین

بیت نویسندۂ معنی بے نظیر ٭ رقم کرد این داستان دلپذیر ٭ نشیان عبارت مکاتیب گوناگون و محرران مضامین خطوط بو قلمون کلک جواہر سلک کو صفحۂ قرطاس فلک اساس پریون روان کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان بعد عیش و عشرت جلسۂ شادی ملاقات فرزند جگربند صاحب عزوجاہ شہزادۂ علمشاہ فلک پناہ سے فرصت کر چکے ایک روز دربار فلک اقتدار مین جام کلہ عفریت پُر از شربت سلسبیل رکھوا دیا اور فرمایا ای بہادران نامور و ای شیران پر جگر تم مین سے کوئی ہی ایسا کہ اس شربت خوشگوار کو بہتر از آب حیات جانکر گوارہ کرے اور یہ نامہ میرا لیجاکر اپنے سامنے زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا سے پڑھوا دے مگر شرط یہ ہی کہ خود گنبد گیتی نما پر جاکر لقا کے ہاتھ مین دے اور وہ عبارت نامہ اول سے آخر تک سب پڑھ لے یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان نہایت خرم و شادان اپنے دنگل سے کودے اور دست بستہ عرض کیا ای فخر سلاطین زمن و ای خسروان صف شکن زیر کنندۂ شجاعان دوران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان یہ خاکسار خادم آستان فلک نشان متمنی ہی کہ اس عہدۂ جلیل پر فائز ہو اور اس نامۂ اعزاز شمامہ کو جانب ملک مسائل لیجاے اور لقاے بے بقا سے ملاقات کر کے گنبد گیتی نما پر ہاتھ مین اسکے دے کر پڑھواے امیر نے ہنسکر فرمایا کہ ای لندھور میری بھی یہی تمنا تھی اور مین یہی چاہتا تھا یہ سُنکر لندھور تسلیم بصد تعظیم بجا لاے اور وہ جام خوشگوار و شیرین اُٹھا کر پی لیا مالک اژدر بھی اُسوقت اپنے دنگل پر متمکن تھے چپکے سے بہ مذاق تہذیب لندھور سے کہا ای برادر آپ ہی آپ مزے اُڑاے سارا جام شیرین چڑھا گئے ہماری صلاح بھی نہ کی ناظرین پر واضح ہو کہ ان دونون مین اکثر مزاح ہوا کرتی ہی لندھور نے جواب دیا ای برادر تمنے ایک آنکھ سے خوب دیکھا مین یکچشم سے بات نہین کرتا ہون مالک اژدر نے کہا ای بھائی گوش دل سے ایک شعر سنو کسی فارسی گو نے کیا خوب فرمایا ہی شعر زدو چشم دیدم تو در دیدہ ام ٭ ازین بہ کہ یک را ہمہ دیدہ ام ٭ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے سیف ذوالیدین سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے لقاے بے بقا کو تحریر کرو کہ راہ راست پر آے کجروی دین و کفر پرستی سے باز رہے سیف ذوالیدین نے دست بستہ عرض کیا سمعاً و طاعتاً سیف ذوالیدین ایک نہایت ذی فہم و صاحب ادراک منشی بے بدل و خوشنویس بے مثل تھے کہ عطارد فلک انکے قلم فیض رقم کی صفت و ثنا کرتا ہی کسی محرر خوش تحریر کی کیا تاب جو اُنکے سامنے قلم تحریر سکے اور عبارت لکھ سکے غرض بموجب ارشاد امیر باتوقیر خامۂ ہدایت شمامہ اُٹھا کر قلم برداشتہ نامہ لکھنا شروع کیا اول حمد پروردگار عالم و عالمیان بعدہ نعت رسول مختار عالیشان بعد شکایت کجروی روزگار و فلک ناہنجار آخر مین نصیحت و ہدایت تحریر کر کے حاضر خدمت فیض درجت امیر باتوقیر کیا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای سیف ذوالیدین پڑھو اس نامے کو سناؤ مجکو کہ کیا تحریر کیا ہی سیف ذوالیدین نے نامۂ ہدایت شمامہ پڑھنا شروع کیا نامہ حمد و سپاس بقیاس اُس منشی یکتا کی کہ جسنے قلم قدرت سے اپنے نقطۂ کن تحریر فرمایا اور اُسی لفظ کن کے ارشاد کرنے سے تمام آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا عرش و کرسی و لوح و قلم بہشت و دوزخ کو بنایا دشت و جبال و صحرا و دریا پیدا کیے شمس و قمر و نجوم کو نور قدرت سے منور کیا ملائکہ کو آسمانون پر

رضوان و حور و غلمان کو بہشت عنبر سرشت مین بنایا کیا کیا اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اشعار

اُسکی صنعت کا کیا بیان کیجیے
اُسنے پیدا کیا ہر لوح و قلم
بحر و بر اور سیارے، دشت و جبل
اُسنے کیا کیا کیے شجر پیدا
سوے نرگس نظر ہو، دیکھو تو
بھینی بھینی وہ جوہی کی خوشبو
دیکھے انسان جو شان بدو
کیسا سنبل کو پیچدار کیا
طائرون کی وہ نغمہ پردازی
کیا سحر اُسکی صنعتین ہون رقم

قدرت حق کو کیا عیان کیجیے
اُسنے پیدا کیا بہشت و ارم
اُنہین سب مین ہر بس اُسی کا عمل
کیسے کیسے ثمر کیے پیدا
گل ریحان کا طور دیکھو تو
موتیے کی وہ تیز سب سے بو
نظر آجاے قدرت معبود
گل سوسن کو سوگوار کیا
مور و تیہو کی وہ خوش اندازی
وجد مین آکے رک گیا ہر قلم

اُسنے پیدا کیا زمین و زمان
آتش و آب اور ہوا و خاک
مہ و خورشید و کوکب و افلاک
کیسے کیسے چمن بنائے ہین
بیلا البیلا پن دکھاتا ہر
وہ چنبیلی کی نکہت افشانی
سرو و شمشاد کو کیا استاد
کیسے کیسے طیور پیدا ہین
فاختہ کی وہ جا بجا کوکو

اُسنے پیدا کیا مکین و مکان
اُسنے پیدا کیا بہ قدرت پاک
ریزۂ سنگ و ذرہاے خاک
گل ہر اک رنگ کے کھلائے ہین
جوبن اپنا چمن دکھاتا ہر
دل شگفتہ وہ غنچے ریحانی
اُسکی خاطر ہر قمری دل شاد
بلبلین گل پہ دل سے شیدا ہین
غُل کہین لا الہ الا ہو

بشر صنعت صانع روزگار پر نظر کرے صناعی وحدہ لاشریک کا دم بھرے اُس خالق کل مخلوقات نے کیا چیز نہین پیدا کی ہر رنگ مین اُسکی قدرت نمائی کا ظہور ہر زمین سے آسمان تک

نور علی نور ہی سخن عظیم
کرین اظہار حق کی وحدت کا
جو نہ مانیگا ہوگا وہ محجوب

لیکے آدم سے تا بہ جن و بشر
راستے سے لگائین ہر اک کو
ای سحر حمد خالق عالم

کتنے پیدا کیے ہین پیغمبر
نیک اور بد بتائین ہر اک کو
کیا مجال بشر کرے جو رقم

حکم اُنکو دیا ہدایت کا
پیروی اُنکی ہر بشر پہ وجوب
ای بانی کفر و ضلالت دای

رہبر جادۂ خجالت ای کفر نماے طلسم ہستی و ای نوشندۂ بادۂ مستی و ای خود پرست گشتنی دای رواج دہندۂ مملکت زشتی دای ایجاد کن کفر و ضلالت و فسونگری زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا علیہ اللعن و العذاب ای سزاوار لعنت و ملامت پس از تہنیت ہدایت قلم رہنماے طریق خدادانی سے تجکو تحریر کیا جاتا ہر کہ تو کس خواب خرگوش مین ہر کون سے گوشۂ غفلت مین بیٹھا ہر گوش دل سے پنبۂ غفلت کو نکال جادۂ کفر پر پانون کو نہ ڈال کچھ تجکو ملک عدم کا بھی حال معلوم ہر منزل اول قبر کی ہر وہ گوشۂ تنہائی آس پاس نہ کوئی دوست نہ بیٹا نہ بھائی وہ زمین کا سونا خاک غربت کا بچھونا وہ فشار قبر زمین کا پیسنا اشت استخوان کا سرمہ ہو جانا پسلیون کا ٹوٹنا ہڈیون کا چورا ہونا العظمۃ للہ وہ نکیرین کا تنہائی مین آنا وہ شکلین ہیبتناک بال اُنکے دراز قد و قامت طولانی آنکھین بڑی بڑی خونناب مثل شعلۂ آتشین ایک ہاتھ مین گرز آتشین دوسرے ہاتھ مین شیشۂ آتشین وہ سب عقوبت وارد وہ سوال اُنکے جنکا جواب خوف و دہشت سے انسان نہین دے سکتا اُسوقت بیکسی پر کہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے یہ دولت و حشمت یہ حکومت و سلطنت اور دعوی خدائی کچھ کام نہ آئیگا رہ رہکر پچھتائیگا آخرکار دوزخ کا سامنا شعلۂ آتشین کا بھڑکنا تلافی عصیان سے عذاب کا ہونا معاذ اللہ اللہم احفظنا من بلاء الدنیا دوسرے وہ قیامت کا آنا حشر کا قائم ہونا سوا نیزے پر آفتاب عالمتاب تانبے کی زمین وہ گرمی و حدت مہر تابان سے زمین اسقدر جلتی ہوئی کہ پاے نگاہ اگر ایک قدم چلے سو آبلے پڑین اپنے عرق جسم مین سراپا سب غرق کوئی کسی کا آشنا نہین نفسی نفسی کا شور اُسوقت ہادی و رہنماے کون و مکان پیغمبر آخر الزمان اُمتی اُمتی کہتے آئینگے سفارش کرکے سب کو بخشوائینگے رحمت پروردگار عالم کا نزول ہوگا جو اُسمین شمول ہوگا داخل بہشت عنبر سرشت کیا جائیگا تجھ سے کفار ضلالت شعار دعوی خدائی کرنے والے پروردگار عالم سے نہ ڈرنے والے قعر جہنم مین پھینکدیے جائینگے ابد الاباد تک آتش دوزخ مین جلینگے ای غافل کفر پر لعنت کر ہوشیار ہو بادۂ نخوت سے پرہیز کر کفر سے ہاتھ اُٹھا یہ دعوی خدائی ترک کر وحدانیت پروردگار کا قائل ہو اسلام پر مائل ہو کفر پر لعنت کر دین محمد مصطفی کا رواج دے

کر وہ نبی ہدا خیرالوریٰ بدرالدجی شمس الضحیٰ نجم الہدیٰ شفیع روز جزا مالک دوسرا بن آمنہ در و دپڑھا کر کفر و کافری پر صبح شام لعنت
کیا کر ای لقائے بے بقا اس مہملات و مزخرفات سے اگر دست بردار ہوا اور دین اسلام سے شاد کام ہو کر وحدانیت پروردگار
و خالق کل مخلوقات کا متوہو یکتائی رب العزت کو خانۂ دل مین جگہ دے تو علاوہ تیری حکومت و مملکت کے اور اپنے
ملکون مین سے بھی تجکو دون اور بادشاہ ہفت اقلیم تجکو کرون ورنہ تجکو اختیار ہے تیرا گلا ہے اور میری شمشیر آبدار ہے جب تک
میرے دم مین دم ہے تابندگی و برش تیغ و دودم ہے تمامی کوہستان کو نیست و نابود کر دونگا طوفان نوح کا سامان دکھاؤنگا فقط
زیادہ علیہ اللعن والعذاب سیف ذو الیدین نے یہ نامہ ہدایت شمامہ لیکر بحضور حمزۂ صاحبقران پیش کیا امیر باتوقیر مضمون
نامہ سے بہت مسرور ہوے اور کہا او سیف ذو الیدین اسکا تم لفافہ کرکے بند کرو سیف ذو الیدین نے لفافہ مین رکھ کے
بند کیا اور لفافے پر تحریر کیا کہ بعونہ تعالی لفافہ ہذا از جانب فخر شہنشاہ زمان تاج بخش سلاطین جہان سلطان سلطانان
شاہ شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بدست مردود ازلی کافر ابدی زمرد شاہ باختری
لقائے بے بقا علیہ اللعن والعذاب کے ہو پہنچے امیر کشور گیر نے بعد عزت و توقیر یہ تقریر کی کہ جو کوئی دارائے ہند لندھور
بن سعدان کی دعوت کرکے اِس مرحلۂ عظیم پر رخصت کریگا مین اُس سے بہت خوش ہونگا اُسنے گویا میری دعوت کی یہ
سُنکے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا اے گل گلشن دین و ایمان و اے بلبل بوستان ہندوستان آج پہلی دعوت تمھاری میرے یہان
ہے لندھور نے عرض کیا کہ سمعاً و طاعتاً بسم اللہ بہت خوب بادشاہ نے دعوت کا سامان بڑے کر وفر سے کیا کھانے بہت
عمدہ عمدہ پکوائے دارائے ہند لندھور بن سعدان وقت چاشت بارگاہ بادشاہ ذوی الاقتدار کی طرف چلے
راہ مین ایک شخص نے آکر سلام کیا لندھور نے پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا مین یاقوت شاہ کا خدمتگار ہون لندھور
نے کہا تو میری ملازمت اختیار کریگا اُسنے عرض کیا مین بسر و چشم آپ کی نوکری کرونگا لندھور نے کہا چل میرے ساتھ
آج سے تو میرا نوکر ہے وہ شخص لندھور کے ہمراہ ہوا لندھور بارگاہ فلک جاہ بادشاہ مین آے بادشاہ نے اپنے سامنے
دسترخوان بچھوایا کھانے چنوائے ہر قسم کے طعامہاے لذیذ و نفیس منگوائے لندھور نے بعد اعزاز و اکرام دعوت کا کھانا
کھایا آب خنک پیا شکر خدا کیا بادشاہ بہت خوش ہوے اور خلعت سے سرفراز کرکے رخصت کیا دوسری دعوت امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے لندھور بن سعدان کی بڑی دھوم دھام سے کی اور جتنے لندھور کے ہمراہی ہین سب کی
ضیافت کی ہنگام چاشت لندھور اُسی خدمتگار کو ساتھ لیکر حاضر بارگاہ فلک اشتباہ امیر باتوقیر ہوے سفرۂ استبرق
و سندس بچھوایا گیا کھانے طرح طرح کے چنے پلاؤ زردہ قورمہ سالن روٹیان باقرخوانی شیرمال خستہ شیر برنج بہت
عمدہ اسی طرح کے سب کھانے نادرات و نایاب تھے لندھور نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا آب سرد پیا خدمتگار نے بھی
خوب تنکے کھایا کچھ پوٹ باندھ لیا امیر باتوقیر نے خلعت فاخرہ دے کر رخصت کیا تیسری دعوت فرزند جگر بند امیر باتوقیر
علمشاہ ذیجاہ نے اُسی سامان و تزک سے کی اور خلعت دیا بہت مسرور ہو کر خوش کیا چوتھی دعوت شہزادۂ نامی
بدیع الزمان عالیشان گرامی نے اسیلاح کی پانچوین دعوت شہزادۂ ملک قاسم نوجوان نے بعد عز و شان کرکے
رخصت کیا چھٹی دعوت مالک اژدر نے بڑے کر وفر سے کی اور ساتوین دعوت بہرام نے بھی لندھور کی
کرکے رخصت کیا الغرض اسیلاح سب سردارون نے لندھور کی جدا جدا دعوت کی اور رخصت کیا مگر اُس
خدمتگار نے خوب عمدہ کھانے جو لندھور کے آگے سے بچے وہ کھائے اور باندھ کر لے آیا جب لندھور کو دعوت
سے فرصت ہوئی امیر باتوقیر نے حکم کیا کہ ایک لاکھ اسی ہزار کی جمعیت دارائے ہندوستان لندھور بن سعدان
کے ہمراہ ہو چیدہ چیدہ سوار چھانٹ کر لندھور کے سپرد کیے کچھ نیزہ دار جرار کچھ تیغزن پیلتن

صف شکن کچھ تیر انداز نوجوان پہلوان جری دلیر رزمگاہ کے شیر نیزہ دارون کے نیزے مانند برق کے چمکتے تیغ زنون کی تلوارین
آبی ہوئی اگر پہاڑ پر ہاتھ مارین دو ٹکڑے ہو کماندارون کے تیر و کمان صورت قوس و قزح تودۂ دل و سخن نشانہ کرنے کو
پس حریف چلا کر گوشون مین چھپین سہم کر مر جائین خنجر آبدار کافر کا خون بہانے کو تیار تبر زنون سے شکل ظفر آشکار ہو غرضکہ
لشکر مین کوچ کا سامان ہونے لگا گھوڑون کے نعل نقرئی اور طلائی کیلون سے بندھنے لگے وہ نعل ہلالی جنپر بدر کامل صدقے
ہو کیلون پر اختر تابندہ نثار ہون وہ گھوڑے کمیت و سرنگ چنبر ابلق لیل و نہار بلا گردان ہین ہر جوڑ بند عمدہ ہو تھنی نایاب
گردن صراحی دار دُم چنور مثل طاؤس طناز باریک جلد کشادہ کفل خوش انداز پری پیکر تیز رفتار باد صبا اُنکی ٹھوکرون مین
آئے تو بس جائے صرصر تیز و تند گرد سوار بھی نہ پائے زین پوش کارچوبی سجے ہوئے زیور طلائی سے آراستہ مثل پری چھم چھم
کرتے پھرتے ہین فیلون کی تیاری بڑے شان و شوکت کی مشکین فیلون کی آئینہ بند دانتون پر خول سونے کے چڑھے ہوئے
خرطومین مرصع کار طلائی گل بوٹے بنے ہاتھ پانون رنگے ہوئے جھولین زربفت کی پڑی ہوئی دُو دُوریان رسے ریشم ہفت رنگ
کے کسے ہوئے ہیکلین جڑاؤ سونے کی گلے مین گھنٹے سونے کے پڑے ہوئے زنجیرین سونے چاندی کی اس ساز و سامان سے
آراستہ پیراستہ مگر دارائے ہندوستان لندھور بن سعدان کا ہاتھی جسکا نام فیل میمونہ مبارک ہے وہ بڑے تزک
و ساز و سامان سے سجا سجایا مغرق بجواہر تعلیش کے رسون سے گدی کسی ہوئی جھول کارچوبی پڑی ہوئی دانتون پر
چوڑیان جواہر نگار جڑی ہوئی رنگ طلائی اور نقرئی سے خرطوم رنگی مستک پر چوگرد چھوٹے چھوٹے آئینے بیچ مین ایک بڑا
آئینہ لگا ہوا کہ عکس اُسکا دور تک پڑتا ہے ہر سوار سامنے آکر اپنی صورت کا بناؤ دیکھ لیتا ہے امیر باتوقیر نے چالیس ایسے
زر و جواہر و اسباب کے ہمراہ کیے تمام ہمراہیان لشکر لندھور کو صاحبقران نے خلعت سے سرفراز کیا دارائے ہند
لندھور بن سعدان بھی غرق سلاح جنگ ہو کر خلعت فاخرہ پہنکر آراستہ ہوئے خود فولادی سر پر رکھا زرہ جامۂ فولادی
بر مین پہنا دستانۂ فولادی ہاتھون مین جوشن و بکتر زیب جسم کیے پٹی زرتاش کی انکھے پر باندھی جھلم منہ پر ڈالی کمر بند زرین سے کمر
چست و چالاک کی ڈاب و پرتلہ مرصع کار گلے مین پہنے تیغ ولایتی کمر سے لگائی نیزۂ خطی تسمۂ قربوس مین ڈال کر بازو مین لیا
کمان دوش پر لگائی ترکش کمر مین لگایا گرز گاؤ سر سترہ سو من کا پنجۂ شیر گیر مین پکڑا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو آکر
سلام کیا اور عرض کیا کہ خادم رخصت ہوتا ہے نامہ ہدایت شمامہ مرحمت فرمائیے امیر باتوقیر نے وہ نامہ عنایت کیا لندھور نے
بہ فخریہ وہ نامہ پگڑی مین رکھ لیا صاحبقران زمان نے فرمایا اے لندھور تم کو پروردگار عالم کے سپرد کیا شعر فتح و ظفر ہمرہی
مبارک ہو دل ناکام کو ؎ شاد ہو دل کام پہونچائے خدا انجام کو ؎ دیگر ؎ سفر فتنت مبارک باد ؎ بہ سلامت روی و
باز آئی ؎ لندھور بن سعدان بصد عز و شان امیر باتوقیر سے رخصت ہو کر چلے بارہ ہزار زرہ پوش تیغ زن اور لاکھ نیزہ دار
مرصع پوش جرار نامدار باقی اور سب خنجر گذار تبردار کماندار آگے پیچھے جلودار ہاتھیون پر سرداران ذیوقار ڈنکا
ہوتا ہوا اور دیون کے باجے بجتے ہوئے قرنا پھنکتی جوگی ترہی کا شور نوبت نقارون کا غلغلہ بڑے کر و فر سے لشکر
ظفر پیکر روان ہوا آگے آگے سقے گلاب اور کیوڑے سے آبپاشی کرتے ہوئے عود و عنبر کے تخلخے مجمر طلائی مین سلگتے
ہوئے علمہائے بلند ہاتھیون پر سقہائے زرین کھلے ہوئے نقبائے بلند آواز ہٹو بڑھے جلو کی نہیب دیتے ہوئے
اور نگاہ روبرو کی صدائین لگاتے ہوئے اس شان و شوکت سے چلے جو کوئی راہ مین دیکھتا تھا کہتا تھا کہ یہ سواری
بڑے بادشاہ عظیم الشان کی ہے جو اس کر و فر جاہ و جلال صولت و شوکت سے آتی ہے لشکر لندھور کا طومار تھا کہ
جس جگہ لندھور فروکش ہوتا تھا کوسون تک خیمہ ہائے رنگارنگ استادہ ہوتے تھے وہ پڑاؤ فوج لندھور کا
اس جنگل مین بمنزلہ آبادی شہر کے معلوم ہوتا تھا القصہ اسی طرح منزل بمنزل جادۂ منازل بتحقیق و راہ مراحل

تدبیق طے کرکے قریب ملک سبائل پہونچے ہرکارون نے جاکر زمردشاہ باختری لقا خداے باختر کو خبر دی کہ لشکر اسلام
کی ملک سبائل پر چڑھائی ہر کوئی پہلوان زبردست بڑے جاہ وحشم اور شان وشوکت سے آتا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اب جہان
لشکر ظفر اثر لندھور نامور کا پہونچا ہے اسی مقام پر لقاے بے بقانے دو پہلوان نامی ایک تو برخاش اژدرگیر اور دوسرا
فرخاش اژدرگیر دونون کے ساتھ فوج کفار کرکے بھیجی اور کہا کہ جاکے روک تو لشکر اسلام کو شہر سبائل مین داخل ہونے نہ
پاے بموجب حکم زمردشاہ باختری برخاش اژدرگیر اور فرخاش اژدرگیر فوج کفار ہمراہ لیے ہوے اُس مقام پر آئے
جہان لشکر لندھور فروکش تھا لشکر کفار کے بھی مقابلے مین لشکر اسلام کے خیمے ہوے دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا
صبح کو دونون طرف لشکر صف آرا ہوے نقباے بلند آواز نقابت کرگئے برخاش اژدرگیر گھوڑا چمکا کر میدان جنگ
مین آیا ادھر سے لندھور بن سعدان صف لشکر اسلام سے فیل میمونہ مبارک کو ہوتے ہوے نعرہ شیرانہ کرکے نکلے نعرہ
لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم * منم گرز بانم منم رستم پہلوانم * برخاش اژدرگیر نے جھکر نیزے کا وار
کیا لندھور نے نیزے پر ہاتھ ڈال دیا ڈانڈ نیزے کی پکڑ کے جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے ظالم کے نکل گیا برخاش اژدرگیر
نے تلوار کھینچی لپک کر ہاتھ مارا لندھور نے وار بچا کر بایان ہاتھ قبضۂ تیغ خونخوار پر ڈال دہنا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر گھوڑے
سے اٹھا لیا چکر دیکر بالاے آسمان اچھالا اور فوراً تیغۂ فولادی ڈاب سے کھینچا گرتے گرتے برخاش اژدرگیر کو ایک ہاتھ
مارا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا یہ دیکھتے ہی فرخاش اژدرگیر تاو پیچ کھا کر صف لشکر کفار سے گرز تولتا ہوا نکلا اور غصے مین
آتے ہی گرز گران سر کا وار کیا لندھور نے کلہ عمود پکڑ کر جھٹکا مارا فرخاش اژدرگیر منہ کے بھل گھوڑے کی گردن پر آرہا
اور گرز ہاتھ سے نکل گیا فرخاش اژدرگیر اگر گھوڑے کی ایال نہ پکڑ لے تو منہ کے بھل زمین پر گرے گھوڑا کچل ڈالے استخوان
چورا ہوجائین فرخاش اژدرگیر گھوڑے کی ایال تھام کر سنبھل گیا تلوار میان سے کھینچکر ایک ہاتھ مارا لندھور نے اُسے
گرز پر روکا تلوار بہت بڑی گرز کی چھوپ سے تلوار ٹوٹ گئی اُسے خدمتگار لندھور نے آواز دی او فرخاش کیا یہ تیری
تلوار کلی تھی جو ٹوٹ گئی لندھور خدمتگار کے فقرے پر ہنس پڑا اور وہی گرز تان کر مارا مع راکب و مرکب پست ہوکر زمین پر
گرا کاسۂ فرخاش ٹکڑا ہوا چورا چورا ہوکر پیوند زمین ہوا فوج کفار تلوارین لیکر آپڑی ادھر سے لشکر لندھور تلوارین کھینچکر ٹوٹ
پڑا جنگ مغلوبہ ہوگئی تلوار چلنے لگی آخرکار فوج کفار کو شکست فاش ہوئی لشکر کفار کے لوگون نے لاشین دونون کی اٹھائین
اور طرف شہر سبائل کے بھاگے لشکر اسلام نے بہت سے کفار قتل کیے جب فوج شکست خوردہ زیر گنبد گیتی نما پہونچی بختیار
نے لقا سے کہا کہ جو خداوند نے برخاش اژدرگیر اور فرخاش اژدرگیر کو واسطے روکنے لشکر اسلام کے بھیجا تھا اُن دونون
کی لاشین آئی ہین اور بہت سے پہلوان فوج مارے گئے کچھ زخمی ہوے باقی بھاگ آئے ہین لقا نے کہا ہم نے اُنکے لیے
یونہین تقدیر کی تھی اُنکی لاشون کو بہشت خداوندی مین پہونچادو ہم انھین پھر زندہ کرینگے غرض کہ اُنکی لاشین بہشت
خداوندلقا مین بھجاکے رکھدین یہان زمردشاہ باختری نے بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز او کرہ خشت انداز
کو فوج کثیر ساتھ کرکے کہا کہ جاؤ لشکر اسلام کو قتل و قمع کرکے ہٹادو بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور کرہ خشت
انداز سلام کرکے ہمراہ جمعیت فوج کثیر کے روانہ ہوے جہان لشکر اسلام ہمراہ لیے ہوے لندھور فروکش تھا وہان
بہمن خشت انداز وغیرہ نے مع لشکر کفار کے خیمے کیے شب کو طبل جنگ اُدھر بجنے لگا ادھر بھی لشکر اسلام مین کوس
حربی بجا نقارہ رزمی گڑگڑانے لگا صبح کو صفین آراستہ ہونے لگین نقباے بلند آواز صداے جنگ وجدال دینے
لگے زمین دشت نبرد ہلنے لگی بہمن خشت انداز نے گھوڑا صف سے نکال کرکاوے پر لگایا مبارز طلب کیا لندھور
بن سعدان اپنے فیل میمونہ کو ہوتے ہوے گجگ لگاتے ہوے لشکر اسلام سے نکل کر میدان وغا مین آے اور وہ

نعرہ کیا کہ رستم کی روح کفن مین دہل گئی گھوڑے لشکر کفار کے اس نعرے سے ڈر ڈر کر چراغ پا ہوے نعرۂ لندھور سنم
داراے ہندستان و لندھور بن سعدان ٭ دلیر و غازی و لشکر شکن ہاشم سر میدان ٭ بہمن خشت انداز نے نیزہ سنبھالا
لندھور نے بھی نیزۂ خطی اٹھایا دونون مین نیزہ بازی ہونے لگی بہمن خشت انداز نے کئی مقام پر نیزے کی جھکائیان
دیکر سر لندھور پر نیزہ مارا خود فولادی نیزۂ خونخوار سے الجھ کر زمین پر گرا وہ بلٹنے مین نامۂ ہدایت شمامہ امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران زمان کا رکھا تھا وہ اوجھڑ سے نیزے کی گر گیا لندھور کو خبر نہوئی مگر وہ خدمتگار کہ جسکو لندھور نے بروز دعوت
بادشاہ جم جاہ ہنگام کوچ نوکر رکھا تھا وہ ہر وقت ساتھ لندھور کے پیچھے پیچھے پھرا کرتا تھا اب جسوقت سے برخاش اژدر گیر
اور فرخاش اژدر گیر کو لندھور نے قتل کیا اور فوج لقا کو شکست دی کہ سب کفار بھاگ گئے اور لاشین ان دونون کفار
کی اٹھا لیگئے اسوقت سے وہ خدمتگار بھی غائب ہو گیا لندھور سمجھے کہ اب وہ خدمتگار اپنے شہر مین آ گیا یاقوت شاہ
کے پاس پھر چلا گیا کہ اسی کا تو وہ خدمتگار پہلے سے نوکر تھا لیکن وہ خدمتگار کہین گیا نہین فقط گلیم اوڑھ کر روپوش ہو گیا
تھا مگر اسی لشکر مین غائبانہ رہتا تھا اور ہر وقت لندھور کے ساتھ ساتھ مثل سایہ کے پھرتا تھا مگر اپنے تئین لندھور پر
ظاہر نہ کرتا تھا وہی خدمتگار اسوقت بہمن خشت انداز کی لڑائی مین مثل سایہ کے غائبانہ لندھور کے ساتھ تھا جسوقت
کہ بہمن نے نیزہ سر لندھور پر مارا اور خود لندھور کا نیزے سے الجھ کر گرا ساتھ ہی خود کے وہ بلٹنے سے نامہ امیر باتوقیر حمزۂ
صاحبقران کا بھی گرا لندھور کو خبر نامے کے گرنے کی نہ ہوئی اسی خدمتگار نے جو گلیم اوڑھے غائب تھا وہ نامہ بڑھ کر
اٹھا لیا لندھور لڑائی مین بہمن خشت انداز کی مشغول رہے کہ یکایک ملک قہرش سوکیاے طوفانی شکار کھیلتا
ہوا اسطرف آیا دیکھا کہ میدان کارزار آراستہ ہے دو طرف لشکر صف آرا ہین بہمن خشت انداز سرگرم وغا ہے فوراً گھوڑا
اڑا کر لشکر اسلام مین پہونچکر پوچھا کہ یہ کس سے کارزار ہے بمقابلہ بہمن خشت انداز یہ کونسا جرار ہے اور یہ لشکر کہان سے
آیا ہے لشکر اسلام کے ایک سوار زرہ پوش نے کہا کہ لشکر اسلام ہے اور یہ سردار ملازم قدیم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا ہے نامہ ہدایت شمامہ امیر کشور گیر کا لیکر پاس زمرد شاہ باختری کے آیا ہے اس سے
فوج لقا لڑ رہی ہے کل زمرد شاہ باختری نے دو پہلوان زبردست مع فوج گران بھیجے تھے ایک برخاش اژدر گیر دوسرا
فرخاش اژدر گیر دونون کو ہمارے سردار نے قتل کیا فوج کو مارے تلوارون کے بھگا دیا وہ لوگ لاشے انکے اٹھا کر
بھاگ گئے آج پھر لقا نے بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور کریہ خشت انداز کو مع فوج کثیر کے بھیجا ہے اس
سردار ایلچی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے سرگرم کارزار ہین ملک قہرش سوکیاے طوفانی نے کہا کہ تمہارے
سردار کا کیا نام ہے اور کس عہدے کا قائم مقام ہے جو حمزۂ صاحبقران کی ایلچی گری کر کے زمرد شاہ باختری کے پاس
آیا ہے اس سوار زرہ پوش نے کہا کہ یہ سردار ہمارا شہزادۂ ہندوستان ہے اور نام اسکا داراے ہند لندھور بن سعدان
ہے دربار امیر باتوقیر مین سب سرداران نامی وگرامی کے بالادست دہنی طرف ونگل زرین پر بیٹھتا ہے ملک قہرش یہ سنکر چپ
ہو رہا وہان سے گھوڑا نکال کر میدان نبرد مین آیا اور آواز دی اے بہمن خشت انداز لڑائی موقوف کرد اپنے لشکر
مین چلے آو کوئی ایلچی سے جنگ وجدل کرتا ہے اور ایلچی بھی وہ ایلچی کہ جو تمام لشکر امیر باتوقیر کی ناک ہے اس سے یہ جنگ
بیباک ہے خداوند لقا کو مین سمجھا دونگا یہ سنکر بہمن خشت انداز لشکر مین اپنے آیا اور قہرش نے سب کی کمرین
کھلوا دین لڑائی موقوف کی اور کہا کہ خبردار کوئی سپاہی پیدل سوار لشکر لقا کا لشکر اسلام سے نہ بولے ہرگز تکرار
اور جنگ وجدل نہ کرے تم سب کے سب اپنے سردارون بہمن خشت انداز اور طوفان رعد آواز اور
کریہ خشت انداز کے ہمراہ یہین قیام پذیر ہو یہ کہکر گھوڑا بڑھا کر پاس لندھور بن سعدان کے آیا اور بطور

صلح ملا اور لندھور کا ہاتھ پکڑ کے لشکر اسلام مین لایا اور کہا کہ مین نے بہمن خشت انداز وغیرہ کو منع کردیا ہی اب آپ سے ہرگز کوئی نہ لڑیگا اور نہ دغا کریگا آپ بھی اپنے لشکر کو حکم دیجیے کہ سب کمرین کھولین آب وخورش مین مشغول ہون مین آپ کے آنے کی اطلاع خلاصۂ طور بزرمرد شاہ باختری خداوند لقا سے کرتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے مجکو آپ کے آنے کی وجہ اور آپکا نام نامی واسم گرامی دریافت ہو گیا لندھور اُسکے کلام نرم اور خوش خلقی پر بہت محظوظ ہوے اور اُس سے پوچھا کہ اے بھائی تمھارا کیا نام ہی اور تمکو دربار لقا مین کیا عہدہ ہی اُسنے کہا کہ میرا نام ملک قہرش سوکیاے طوفانی ہی جو آپ کو عہدہ دربار امیر با توقیر مین ہی وہی عہدہ مجکو بھی دربار خداوند لقا مین ہی اٹھارہ ہزار سردار کا بالا دست دہنی طرف خداوند لقا کے ذلکل زرین پر بیٹھتا ہون لندھور بن سعدان خوش وخرم ہوے قہرش کا ہاتھ پکڑے ہوے اپنے خیمہ مین لاے اور بہت خاطر ومدارات سے پیش آئے بعد تھوڑی دیر کے قہرش لندھور سے رخصت ہو کر دربار زمرد شاہ باختری مین آیا اور دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند لقا آپ نے یہ کیا ایلچی حمزۂ صاحبقران سے فوج کو لڑنے کا حکم دیا اتنے بندگان خداوند کا خون ناحق ہوا مین نے بخوبی دریافت کرلیا ہی یہ فقط نامہ داری کرنے صاحبقران کی آیا ہی لڑنے کا ارادہ مطلق نہین ہی اور ایسا جوان خوبرو طرحدار جرار نامدار ہی کہ باید وشاید اور دربار مین نہایت معزز سرداران لشکر اسلام مین بالا دست بیٹھنے والا دہنی جانب کا مثل میرے عہدے کے نام اُسکا وارائے ہند لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان ہی آپ کی خداوندی سے بعید ہی کہ ایسے بندے پر نظر رحمت نہو اور خلق ومروت اور خاطرداری سے پیش نہ آئے شیوۂ خداوندی یہ ہی کہ اُسکو باعزاز واکرام بلائیے دعوت وضیافت کیجیے کیونکہ وہ نامہ بر ہی بقول شخصے ایلچی را زوال نیست شعر کب ایلچی پہ ظلم وتعدی درست ہی ✤ گر یہ نہین تو پھر یہ خداوندی سست ہی ✤ یہ سُنکر لقاے بے بقا اُس دربار عام مین نادم ومحجوب ہوا اور بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ یہ بندہ ہمارا بہت درست کہتا ہی ہمنے اُسکو تقدیر کیا ایسی سمجھ اور عقل دی کہ ایسی دانشمندی کی اُسنے بات کہی اے بختیارک جیسا بندہ کہ قہرش سوکیاے طوفانی ہمارا ہی کوئی ایسا لائق نہوگا اور ایسی اطاعت موافق رضاے خداوندی کے کوئی نہ کریگا ہمنے بھی اِسکے واسطے وہ تقدیر عمدہ اور اعلی لکھی ہی کہ کسی کی ایسی نہ کرینگے اور نہوگی پھر قہرش سے کہا اے بندۂ مقبول درگاہ خداوندی جاؤ اُس ایلچی کو مع لشکر کے زیر گنبد گیتی نما لاکر فروکش کرو اور بہرام محمل نشین اور مہران شاہ سے کہا کہ تم جاکر ایلچی صاحبقران کی دعوت بعد اعزاز واکرام بڑے سامان وتزک سے کرو کہ وہ بھی محظوظ وشاد ہو کر جاے یہ سنکر قہرش سوکیاے طوفانی گھوڑا اُڑاتا ہوا لشکر لندھور بن سعدان مین آیا اور لندھور سے کہا کہ آپ کی اطلاع خداوند لقا سے بطور خوبی مین نے کی اور تمام کیفیت نامہ داری بیان کی خداوند لقا کا حکم صادر ہوا ہی کہ آپ مع لشکر ظفر اثر شہر مین داخل ہو جیے اور زیر گنبد گیتی نما قیام فرمائیے اور بہرام محمل نشین اور مہران شاہ کو آپ کی دعوت وضیافت کا حکم ملا ہی وہ سامان دعوت مین مصروف ہین جب آپ تشریف بیجائیے گا آپ کی دعوت ہوگی یہ سُنکے لندھور نے حکم دیا کہ لشکر کوچ کرکے شہر سبائل مین داخل ہو زیر گنبد گیتی نما خیمے برپا کیے جائین وہین ہم قیام کرینگے بموجب حکم لندھور لشکر ظفر اثر کوچ کرکے شہر سبائل مین داخل ہوا زیر گنبد گیتی نما خیمے استادہ ہوے لشکر اسلام بعد انتظام رونق افروز ہوا لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان خیمۂ فلک حشم مین جلوہ گر ہوے بعد تھوڑی دیر کے بہرام محمل نشین اور مہران شاہ سامان دعوت لشکر ظفر پیکر ہمراہ اپنے لیکر آئے ہزارہا خوان طعام لذیذ عمدہ عمدہ طرح طرح کے کھانے خوانون مین چنے ہوے خوان کسنون سے کسے ہوے صدہا دیگین پلاؤ کی جسمین گھی برابر کا پڑا ہوا صدہا دیگین زردے کی جس مین قند جو گنا کھپا ہوا صدہا دیگین دو رنگ کے سالن کی تلے ہوے آلو اور تلی ہوئی اروی کہ شوربہ اُسمین بالکل نہ تھا گھی کے تار بر

باورچی نے رکھا تھا روٹیان خمیری صدہا چھکڑون پر لدی ہوئی لشکر لندھور مین لاکرایک مقام پر ڈھیر کردین اور بہرام محل نشین اور مہران شاہ خیمۂ لندھور مین آئے اور سب خوان طعام لذیذ کے رکھوا دیے اور لندھور سے عرض کیا کہ ای سرور عالیشان وای شہزادہ ہندوستان یہ دعوت قبول ہو مدعاے دلی حصول ہو یہ نان خشک آپ بھی نوش فرمایئے اور سردارون کو بھی کھلوایئے اور کھانا بہت سا باہر ہو لشکر مین تقسیم کرو یجیے یہ ہدیہ محتاج ہی مصرع گر قبول افتد زہے عزو شرف ٭ لندھور بن سعدان نے کہا مین دعوت رد نہین کرتا ہون مگر تمھاری دعوت اسطرح قبول کرونگا اگر تم دین اسلام مین آؤ وحدانیت پروردگار کا اقرار کرو لقاے بے بقا پر لعنت کرو یہ کافر ازلی و ابدی ہی پروردگار قادر و توانا رزاق مطلق خالق کل مخلوقات ہر ہر شی کا وہ پیدا کرنے والا ہی ہر چیز کا موجد وبانی خداوند عالم ہی یہ سب شعبدہ کفر ہین اسپر مطلق اعتبار نہ کرو اور اعتقاد درست رکھو آتش دوزخ سے پرہیز کرو محکمۂ حشر ونشر سے خوف کرو دین اسلام برحق جانو شریعت پیغمبر آخرالزمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرو کہ تمھاری نجات ہو عصیان سے رستگار ہو توبہ کرو باب اجابت کھلا ہوا ہی شعر دنیا و آخرت مین حفاظت اسی سے ہی ٭ توبہ تیری سپر ہی گنہگار کے لیے ٭ انسان کو لازم ہی کہ سرکشی چھوڑ دے عجز وانکسار اختیار کرے یہ دفتر نصیحت بفصاحت وبلاغت لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان نے جو سنانے بہرام محل نشین اور مہران شاہ کے کھوٹے آئینۂ دل زنگ کفر سے صاف ہو گیا بیاض سینہ بے کینہ سے حروف کفر پرستی آب ایمان و دین اسلام نے بالکل دھو ڈالے دست بستہ ہو کر عرض کرنے لگے کہ ای رہنماے جادۂ نجات وای رہبر راہ دین اسلام ہم نے لقاے بے بقا پر لعنت کی اور ہم وحدانیت رب العزت اور پیغمبری شاہ رسالت محمد مصطفے علیہ التحیۃ والثنا کے قائل ہوے ہمکو آپ کلمۂ طیبہ تلقین فرمایئے اور دعوت ہماری قبول کیجیے لندھور نے بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو مسلمان کیا کلمہ پڑھایا پھر دعوت انکی قبول کی دسترخوان بچھوایا کھانا چنا گیا ہر رنگ کا طعام کئی رنگ کا پلاؤ کئی رنگ کا زردہ سفیدہ شیر برنج کئی رنگ کے سالن کوفتے کباب کئی طرح کی چپاتیان شیرمالین باقرخانی خستہ بہت عمدہ لندھور مع رفقاے ہمراز کھانے لگے اور بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو بھی اپنے ساتھ کھلایا وہ خدمتگار جو گلیم اوڑھے روپوش تھا اُسنے جو ایسے ایسے نادر کھانے دیکھے جی للچایا منھ مین پانی بھر آیا جو کھانا لندھور نے کھاکر چھوڑ دیا اُسکو اُٹھاکے غائب کر دیا جس پیالے اور پلیٹ سے لندھور نے ہاتھ اُٹھایا وہ غائب ہو گیا لندھور کو بھی تعجب ہوا بہرام محل نشین اور مہران شاہ کو بھی حیرت ہوئی کہ عجب سحر کہ ہی دسترخوان پر سے پیالے پلیٹین خود بخود غائب ہو جاتی ہین غرضکہ کھانے وغیرہ سے فراغت کر کے شکر خدا کیا بہرام محل نشین اور مہران شاہ خدمت لندھور مین حاضر رہے لقاے بے بقا کو یہ سب خبرین متواتر پہونچین بختیارک نے کہا ای خداوند یہ ایلچی امیر حمزہ صاحبقران کا دیکھیے کیا کرتا ہی آپ بھی تقدیرین کیا خوب کر رہے ہین لقا نے جھڑک دیا او شیطان درگاہ چپ رہ تجکو اسرار خداوندی مین کیا دخل ہی اور یاقوت شاہ سے کہا تم جاؤ دعوت کرو اور قہرش کو حکم دیا کہ لندھور ایلچی امیر حمزہ کو لاؤ اور سیر کراؤ کہ وہ سامان خداوندی دیکھکر سجدہ کرے ملک قہرش بموجب حکم خداوند لقا لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے خداوند لقا کا دریاے رحمت جوش پر ہی آپ کو یاد کیا ہی اور سیر کرانے کا حکم ہوا ہی لندھور نے کہا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور مسلح ومکمل ہو کر اٹھ کھڑے ہوے اور سرداران لشکر ظفر اثر سے اپنے لندھور نے کہا کہ تم سب یہین آراستہ وتیار رہو مین زمرد شاہ باختری کے پاس نامہ لے کے جاتا ہون یہ کہکر بسم اللہ الرحمن الرحیم زبان پر جاری کیا اور قدم آگے بڑھایا ساتھ قہرش کے چلے دیکھا کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت ہزار پیغمبرون سے آتا ہی اُس سے لندھور نے ملاقات کی اور وہ اپنے مقام صدر پر لے گیا دعوت کا

پیام دیا لندھور نے کہا مین بغیر تمھارے دین اسلام قبول کیے دعوت نہ کھاؤنگا یاقوت شاہ نے خوانہاے طعام کی طرف
جو خیال کیا دیکھا کہ سب خوانون کی مہرین ٹوٹی ہوئی ہین جھتریان جو خوانون کی اٹھاکر دیکھین سب ظروف طعام جھوٹے کیے
ہوے ہین یاقوت شاہ حیران ہوا متعجب ہوکر کہنے لگا کہ ان خوانون کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا یہ کس نے سب ظرفون مین سے
ذرا ذرا سا کھانا کھاکر جھوٹا کر دیا لندھور بھی متعجب ہوا مگر ہنسکر کہا اے یاقوت شاہ یہ کھانا اور کون کھانیوالا ہے تمھارے
خداوند کی روح نے میرے بدلے یہ کھانا نوش کر دیا اب تم سب تبرک سمجھ کے یہ کھانا کھالو یاقوت شاہ یہ سنکر غصہ ہوا منھ
سرخ ہوگیا دیدے نیلے پیلے نکال کر رہ گیا کچھ کر نہ سکا کہ خداوند لقا امیر پر سر رحمت ہے لندھور رخصت ہوکر قہرش کے ساتھ چلے آگے
بڑھکر تحویل زحل پیشانی سے ملاقات ہوئی کہ اُسکے ساتھ چالیس ہزار سوار زرین پوش تھے قہرش نے اشارہ کیا کہ ہٹ جاؤ یہ
ایلچی صاحبقران ہین خداوند لقا نے یاد کیا ہے اور آگے بڑھے تو ارجل سپر جنگ آہن پیشانی ملا اُسکے ساتھ بھی چالیس ہزار
آہن پوش تھے قہرش نے اشارہ کرکے اُسکو بھی ہٹا دیا بعد اُسکے سہم بن مار گیر کو دیکھا کہ چالیس ہزار سوار مرصع کلاہ پہنے ہوے
صف آرا کھڑا ہی تھا قہرش کے سبب سے کچھ نہ بولا جب وہان سے آگے بڑھے کہ ملک حرمان میکائیل قدرت اور القاش
بن اقسام عزرائیل قدرت اور مخنوش خون آشام اور ملک خنباج زرین بال و جمشید زرین درفش داماد یاقوت شاہ
اور سیلان زنگی و قطران زنگی و ارزق فیل سوار سنگ انداز و معرب بن سلسلہ و سلبی و ہیبت رعد آواز و اسلم
گرد در گوش اور یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو بھی اُن سب کے ہمراہ پایا وہان یاقوت شاہ نے پھر لندھور بن سعدان
کو ٹھیرایا اور تصویر لقا اُس مقام پر نصب تھی یاقوت شاہ نے وہ تصویر لندھور کو دکھائی اور کہا کہ اے لندھور اس تصویر
خداوند لقا کو سجدہ کر لندھور نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا کفر بکتے ہو مین سواے پروردگار کے کسی کو سجدہ
نہین کرتا ہون مگر جس دن امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان یہان آکر سجدہ کرینگے مین بھی سجدہ کرونگا یہ سنکے یاقوت شاہ
جبرئیل قدرت تاؤ پیچ کھاکر چپ ہو رہا ایک سماک ہزبر پیشانی خلعت زرین لیکر آیا لندھور سے کہا کہ خلعت درگاہ
خداوند لقا سے مرحمت ہوا ہے اِسکو زیب جسم کرکے داخل بارگاہ قدرت ہونا لندھور نے کہا مین کافر کا خلعت نہین پہنتا ہون
کیا مجکو بارگاہ امیر با توقیر مین خلعت کی کچھ کمی ہے یہان سے جاؤ مجکو خلعت کے پہننے کا ارمان نہین ہے یہانتک گفتگو کو طول ہوا
کہ لندھور کو غصہ آگیا لندھور نے طمانچہ زور سے سماک ہزبر پیشانی کے گال پر مارا وہ قلعہ بازی کھاکر گر گیا سرداران لقا
نے بگڑ کے قبضون پر ہاتھ ڈالے فوج آمادہ جنگ ہوئی لندھور نے بھی تلوار پکڑ کے نعرہ شیرانہ کیا تلوار چلتے چلتے رہ گئی کیونکہ
ملک قہرش سوکیاے طوفانی نے ایک ایک سردار کو منع کیا اور سمجھا دیا کہ لندھور مہمان خداوند لقا ہے اس سے جنگ
نہ کرو کہ قہر خداوند لقا نازل ہو عتاب خداوندی مین گھر جاؤ سب سردار دست بہ قبضہ ہوکر رہ گئے خاموش ہو رہے
بختیارک نے لقا سے کہا اے خداوند آپ نے جسکے ہاتھ خلعت بھیجا تھا اُسکو لندھور نے مار ڈالا اور کسی کو بھیجیے اور خلعت نوازی
مہمانداری فرمایئے لقا نے کہا چپ رہ کیا بکتا ہے جتنے اُسکے بلے ایسی ہی تقدیر کی تھی پھر زمرد شاہ باختری نے ایک ملازم کے
ہاتھ خاصے کا کھانا بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے کہو اے بندے بجبر خداوند لقا کی نظر رحمت ہے کہ تو دربار خداوندی مین
اگر ایسے ایسے گناہ کرتا ہے اور خداوند تجکو معاف کرتے ہین تو کھانا تو کھالے کہ رضاے خداوندی ہے اُس ملازم خاص خداوند
لقا نے من وعن پیام لقا بیان کیا اور وہ خاصے کا کھانا آگے رکھدیا لندھور نے کہا یہ کھانا کافر کا ہے مجکو کھانا حرام ہے اور
مین کفر و کافر پر لعنت کرتا ہون ملازم لقا وہ کھانا پھیر لیگیا لقا سے بختیارک نے کہا اور کھانا بھیجیے جس قدر
لندھور کی خاطر کرتے جایئے گا اُسکا غرور بڑھتا جائیگا لقا نے کہا او شیطان درگاہ پھر تو بولا جو بیچ بند نہین رکھتا
بختیارک چپ ہو رہا اور لقا کے پاس سے اُٹھکر وہان چلا آیا جہان لندھور تھا اور لندھور سے آڑ کرکے

کھڑا ہوا غرضکہ قہرش سو کیاسے طوفانی نے لندھور بن سعدان سے کہا کہ اب سوار ہوجیے چلیے یہ سُنکے لندھور کھڑے ہوگئے
بختیارک نے چپکے سے طہماس پیل گردان کے پاس آکر کہا کہ اے طہماس جسوقت لندھور سوار ہو تو ہاتھی لندھور کا
ٹھہرا کر بار نا گھرا سے اختر شناس نے یہ کلام بختیارک ناکام کا سنا لندھور بن سعدان سے اشارہ مین کہدیا کہ بختیارک
نے شرارت سے یہ تدبیر کی ہو لندھور ہنسا کہا کہ او شیطان سامنے آتو اپنی بدذاتی سے نہین چوکتا خیر کیا مضائقہ ہو یہ
کہکر لندھور سوار ہوے فیل میمونہ مبارک سے کہا ای میمونہ طہماس کو پکڑکے مارڈال فیل میمونہ مبارک نے خرطوم بڑھا کر
طہماس نابکار کو پکڑکے کھینچ لیا اور خرطوم پیچیدہ کرکے مثل چارے کے خرطوم کو گردش دینا شروع کی طہماس کے استخوان تو
پہلے ہی چرچرا کے ٹوٹ گئے تھے اب سر جھکا کر طہماس کو فیل میمونہ نے مارڈالا ایک ہلڑ ہوا لندھور نے فیل میمونہ سے کہا
بس چھوڑ دے فیل میمونہ نے طہماس کی لاش کو اُٹھا کر پھینکدی جھپٹ کر بختیارک نے لقا سے کہا ای خداوند لندھور
کے ہاتھی نے طہماس کو مارڈالا لقا نے کہا طہماس کی لاش کو بہشت مین بھجاؤ شاید ہاتھی لندھور کا کثرت سے ہماری فوج
کی بھیڑ کا ہوگا لندھور نے گجک دی ہوگی ہاتھی بگڑ گیا طہماس کو مارڈالا ہینے اسی طرح اُسکی تقدیر کی تھی جاؤ طاوس قدرت
سے کہو کہ اپنی پشت پر سوار کرکے ساتون بہشتون کی سیر کراے بختیارک نے طاؤس قدرت سے کہا کہ حکم خداوند لقا
کا یہ ہو کہ تو اپنی پشت پر سوار کرکے لندھور کو ساتون بہشتون کی سیر کرا لا مگر بہ شرارت دشمنی و بدذاتی بختیارک نے طاؤس
قدرت کے کان مین چپکے سے کہا کہ لندھور کو اپنی پشت پر سوار کرکے بلندی پر سے پھینکدینا کہ لندھور گر کر مر جاے کہ
یہ دشمن خداوند لقا ہو وہ خدمتگار جو گلیم اوڑھکر روپوش ہوگیا تھا وہ تو ہر وقت مثل سایہ کے لندھور کے ہمراہ ہو
مگر لندھور کو نہین معلوم اُس خدمتگار نے یہ کلام شرارت انجام بختیارک کا سنا کہ وہ عالم روپوشی مین اُس جگہ کھڑا
تھا اور کوئی اُسے نہ دیکھ سکتا تھا جسوقت لندھور بن سعدان فیل میمونہ پر سے اُتر کے طاؤس قدرت کی پشت پر سوار
ہوا اور طاؤس قدرت نے اُڑنے کا قصد کیا وہ خدمتگار برابر طاؤس قدرت کے کھڑا تھا اُسنے اُسکی دم کے مقام پر بجوڑا
ہاتھ کے اشارے سے اُسکا خانہ دیکھا تو طاؤس قدرت اُچھلنے لگا لندھور خائف ہوے کہ ایسا نہو کہین گرادے طاؤس
قدرت نے اُسی اچھلنے مین دو چار ہاتھ پرواز کی مگر اُس خدمتگار غائب نے اُنگلی اُس مقام سے نہ ہٹائی طاؤس قدرت
اور زیادہ بچین ہوا اب ضبط باقی نہ رہی ادھر اُدھر دیکھنے لگا کوئی آس پاس نہین دل مین کہتا ہو یہ کیا مصیبت ہو بختیارک
کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا ہو آخر قہرش وغیرہ نے آواز دی ای طاؤس قدرت آج تیری پرواز کا یہ کیا طور ہو تو کیون اُچھلتا کودتا ہو
کیا لندھور کو گرا دیگا طاؤس قدرت نے کہا ای قہرش عجیب تلاطم کا سامنا ہو دریاے مصیبت موجین مار رہا ہو ذرا تم
غور سے دیکھو تو کہ میری پشت کی طرف کیا کوئی کانٹا اُلجھ گیا ہو یا کوئی کیل چبھی ہوئی ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ کوئی شی اُسطرف
سے کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہو یہ کہتے کہتے اور ذرا بالشت بھر طاؤس قدرت اونچا ہوا مگر پرواز نہین کیا جاتا ایسی جلتی ہوئی
کہ دم پر بن گئی اُچھل اُچھل کر پہلو بدلنے لگا لندھور نے دیکھا اب مین گرا چاہتا ہون یہ سب لوگ ہنسینگے جوت منفت
مین لگیگی مانند گھوڑے کے زور سے آسن دبا کے پتری جمائی طاؤس قدرت کی ہڈیان پسلیان چورا چورا ہوگئین
طاؤس قدرت ہاے مرگیا کہکر بیہوش ہوکے دھم سے زمین پر گر پڑا لندھور اُچک کر الگ ہوگئے طاؤس قدرت تڑپ کر
مرگیا روح طاؤس قدرت طرف گلشن آتشین کے سیر کرنے کو پرواز کر گئی بختیارک نے دوڑکر خداوند لقا سے طاؤس قدرت
کی کیفیت سب بیان کی لقا سے بے بقا سُنکر چپ ہو رہا بعد اُسکے حکم کیا کہ قہرش سو کیاسے طوفانی کو ہمارے پاس
بلالاؤ بختیارک گیا اور قہرش کو بلاکے لایا لقاسے بے بقا نے کہا ای قہرش یہ کیا سانحہ گذرا قہرش نے سب کیفیت
خداوند لقا سے بیان کی کہا کہ نہین معلوم کہ یہ کیا سبب تھا کہ طاؤس قدرت بیان کرتا تھا یا کوئی عارضہ اُسکو لاحق ہوا

کچھ حال نہ کھلا کہ کیا تھا اور کیا ہوا لقا نے کہا ہم نے اسکی ایسی ہی تقدیر کی تھی اسکو بھی بہشت خداوندین ڈلوا دو اور ذرہ لندھور
بن سعدان کو کہ وہ ایلچی ہمارا جنبوران کا اپنے ہمراہ لیجا کر بخوبی تمام وبعیش وعشرت ساتون بہشت خداوندی کی سیر کرا کر
لندھور کو مسرور وشاد کر دو یہ سنتے ہی فرش سوکیاے طوفانی سلام کر کے پاس لندھور بن سعدان کے آیا اور کہا اے مہمان
زمرد شاہ باختری خداوند لقا کا مجکو حکم ہوا ہے کہ تو لندھور کو ساتون بہشت خداوند کی سیر کرا لا حضور چلیں میں اب
ساتون بہشتون کی سیر اچھی طرح سے کرا لاؤنگا یہ سنکر لندھور بن سعدان ہمراہ فرش سوکیاے طوفانی کے بہشت
کی سیر کو روانہ ہوئے فرش سوکیاے طوفانی شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کو خوش وخرم ہمراہ لیے
بہشت اول مین داخل ہوا لندھور نے دیکھا کہ پھاٹک گوہر آبدار کا ہے چوکھٹ بازو مرصع کار سونے کے ہین کنڈی زمرد
کی زنجیر در یاقوت کی ہے باہر نیلم کے جڑے ہین عجب حسن وخوبی کا دروازہ ہے کہ کبھی دیکھا نہ سنا دیوارین سونے کی
چہار طرف اسپر مرصع کاری جہت عمدہ کی ہوئی آگے جو بڑھے عجب بہار تازہ نظر آئی اشجار میوہ دار پر عجب جوبن ہے زمرد کے
پتے نیلم کی ٹہنیان یاقوت کے پھل ہیرے کے پھول تھالون مین شیر وشہد بھرا ہے ہر نخل نہال ہے میوون کے بار سے شاخین جھوم
جھوم کے زمین بوس ہوتی ہین کسی چمن کی زمین سونے کی ہے کسی چمن کی زمین چاندی کی ہے اسپر پھول جو رنگا رنگ کے بکھرے
ہین عجب بہار تازہ دیتے ہین جب چمن کی سیر کیجیے دل وہین بہلتا ہے آگے بڑھنے کو دل نہین چاہتا کہین گل ریحان اپنی بہار
دکھاتا ہے کہین گل نسرین ونسترن کھلکھلاتا ہے کہین چنبیلی جوبن پر ہے کہین بیلا البیلا پن دکھا رہا ہے کسی جگہ نرگس کے اشارے
ہین کہین موتیا کھلکھلا کر ہنس رہا ہے گل دوپہریا اپنے رنگ پر ہے گل داؤدی عجب ڈھنگ پر ہے سوسن زبان درازی کرتی
ہے گل مہندی دمسازی کرتی ہے گل عباسی اپنا رنگ دکھاتا ہے نسیم سحر پیام بہار دمبدم لاتی ہے سرو وشمشاد وجد مین کھڑا جھوم
رہا ہے باغبان شاد وشاد پھرتے ہین صیاد کا نام نہین خزان کا یہین کام نہین باد بہاری گلچینی کرتی جاتی ہے اس چمن پر بہار
ہین نہ شام ہے نہ صبح دن ہے نہ رات ہر دم سہانا وقت نظر آتا ہے دل عجب مزے اٹھاتا ہے کہین غنچے مسکرا کے وابستگی گلون کی دکھاتے
ہین کہین کلیان پھولون کی کھل رہی ہین کہین تیان گلہاے شگفتہ کی ہواے شادابی سے کھل رہی ہین طاؤس رقاصی کرتے
ہین کبک محو خرام ناز ہین مرغان چمن کی خوش الحانیان ہین بلبلون کی نواسنجیان ہین طیور زمزمہ پرداز ہین بصفیران چمن
ترانہ ساز ہین فاختہ کوکو کرکے شور کرتی ہے شعر جوبن ہے کہین قدر چمن لالہ زار پر ہستی پہ بلبلین ہین تو گل ہین بہار پر آگے
بڑھے تو دوسری کیفیت نظر آئی قصر زبرجد کیسا آراستہ وپیراستہ ہے اور کسقدر وسیع وبلند ہے کہ اس حد سے اس حد تک نگاہ دوڑ کے
مین رہ جاتی ہے در ودیوار وسقف وزمین مین اس حسن سے زبرجد تراش کر کاریگر نے جڑے ہین کہ کسی ٹکڑے کا جوڑ کسی جا
محسوس نہین ہوتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سنگ زبرجد کو تراش کر صانع نے رکھدیا ہے تمام چھت پردے پر رنگ زبرجدی
مرصع کار آئینہ بندی چہار طرف جابجا تصویرین لقاے بے بقا کی قلم جواہر نگار سے ایسی طرح طرح کی کھینچی ہوئی ہین کہ اگر
بہزاد ومانی دیکھین دنگ ہو جائین اپنے ہاتھ کاٹ کے پھینکدین سامنے اس قصر عالیشان کے دو نہرین ہین ایک شہد وشیر
سے مملو ہے ایک آب صاف وشفاف سے مثل گوہر آبدار کے بھری ہے ایک گویا سلسبیل ہے دوسری مانند نہر لبن کے ہے صحن قصر
زبرجد مین جب خراماں خراماں لندھور بن سعدان پہونچے دیکھا حوران بہشت کا جھرمٹ غلمان کا غول سامنے چلا آتا
ہے کمسنین کمسنین قد موزون نوخاستہ کندنی رنگ صورتین مثل آفتاب ومہتاب پیشانیان کوکب تابندہ رسیلی آنکھین کھل
سے گال غنچہ سے لب سلک گوہر آبدار دندان سراحی دار گلا آئینہ کے مانند سینہ اسپر دو جام بادۂ حسن اوندھے ہوے
جوبن ابھار پر دست وبازو بصورت بازو بھرے بھرے بعضون کی چہنڈیان گندھی ہوئی بعضون کے جوڑے بندھے
ہوے بعضون کی چوٹیون مین نقرئی وطلائی موباف پڑے ہوے چہار طرف سے فرش اور لندھور کو گھیر کر آکھڑی ہوئین

کوئی مسکراتی ہو کوئی منھ پر ہاتھ رکھے ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہو کوئی کسی کو گدگداتی ہو کوئی کسی سے اشارے کرتی ہو کوئی
کسی کا ہاتھ پکڑتے ہو کوئی کسی کے شانے پر رخسار رکھے ہو وہ حورین اس ناز و انداز سے کھڑی ہوئی لندھور کے سامنے خوش فعلیان
کر رہی ہین کہ ایک حور کی چوٹی طلائی موباف کی کٹکے غائب ہو گئی اُسنے جو سر پر ہاتھ رکھکے دیکھا تو چوٹی ندارد جو حور اُسکے پاس
کھڑی تھی اُس سے بھر کر کہا واہ بہن واہ مجکو ایسی ہنسی دل لگی نہین بھاتی ہو تُنے میری چوٹی کاٹ لی کیا تمکو ملا اُس حور نے
کہا واہ خوب کچھ تمھین خبر ہو کیا ہین تم نے خواب دیکھا کہین میرا نام نہ لگا نا دیکھو کہین میرے پاس قینچی تھی جو مین نے تمھاری
چوٹی کاٹ لی ہین تو تم سے الگ کھڑی ہوئی ہون یہ کہکے وہ حور بولی اوہی لو اور غضب ہوا دیکھو کسی نے میری بھی چوٹی کاٹ لی
اِدھر اُدھر پھر کر دیکھا جو حور اُسکے پاس کھڑی تھی اُس سے کہا ای بوا یہ کیا تمکو سوجھی کہ میری چوٹی جھٹ سے اُڑا لی مین نے کس پاپ
سے بال بڑھائے تھے وہ حور زیادہ طرار تھی تیوری چڑھا کے بولی کچھ شامت آئی ہو میری بلا تیری چوٹی کاٹتی تیرے بال جان کا
وبال ہین لیکے کیا کرتی نوج بوا مین ایسی دل لگی کسی سے نہین کرتی جو حور کہ افسر کلان حوران بہشت کی تھی وہ الگ
کھڑی ہنس رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ مستانو خوب تم نے اپنے تئین خیال مین ڈالا ہو اور حورون نے کہا کیا مین جھوٹ موٹ کسی پر تہمت
لگائی ہون کہین تمھین تو نہین چوٹیان کاٹ کر الگ ہو گئین وہ حور بولی چل تجھے مجھ سے ایسی بھونڈے پن کی باتین نہ کر اب تو
سنڈی ہو گئی کونے مین بیٹھ رہ وہ حور یہ ابھی کہہ رہی تھی کہ اُسکی بھی چوٹی جڑ سے اُڑ گئی وہ چلائی ہی ہی غضب ہوا مجھپر بھی آسمان
مصیبت کا ٹوٹ پڑا مین تمکو ٹر ماری بھی سنڈی ہو گئی کیا ستم ہو اسوقت یہان آنا قہر ہو گیا حورون مین ایک چلبلاہٹ پڑ گئی قہرش
سوکیا سے طوفانی بھی حیران تھا کہ کوئی آس نہ پاس یہ کیا ماجرا ہو آپسے آپ چوٹیان حورون کی کٹ کے غائب ہوئی جاتی
ہین اور لندھور بھی ششدر رہو کے چار طرف دیکھنے لگے کوئی نظر نہ آیا ہنس کے حورون سے کہا کہ یہان کوئی تمھاری چوٹیان
کاٹنے والا دکھائی نہین دیتا مین جانتا ہون تمھارے خداوند لقا اپنے دست قدرت سے چوٹیان کاٹ لیتے ہین شاید تمھارا
خداوند بال خورہ جب اسی طرح پانچ چار حورون کی چوٹیان سونے چاندی کی کٹ گئین بہشت لقا مین چل پون حورون مین
ہونے لگی قہرش نے کہا ارے کاہے کو آپس مین لڑتی ہو بجھیار بنا بہشت خداوند لقا مین کرتی ہو اپنے اپنے سرون پر ہاتھ رکھ
کے چوٹیان ہاتھ سے پکڑو قہرش کے کہنے سے سب نے چوٹیان اپنے ہاتھ سے پکڑکے سر پر اپنے ہاتھ رکھ لیا کہ آواز آئی بہت بڑا
نقصان ہمارا ہوا تمھارا کیا فائدہ ہوا غرضکہ بعد تھوڑی دیر کے قہرش نے لندھور سے کہا اب تشریف لے چلیے دوسرے
بہشت کی سیر کیجیے لندھور قہرش کے ساتھ روانہ ہوا قہرش لندھور کو لیکر دوسرے بہشت مین پہونچا وہان لندھور
بن سعدان نے جاکر بہشت دوم لقاے بے بقا کا دوسرا رنگ ملاحظہ کیا وجد مین آ گیا دیکھا کہ اس بہشت کا پھاٹک
نہایت بلند و خوشنما یاقوت احمر کا ہو چوکھٹ بازو گوہر آبدار کے ہین کنڈے مرجان کے زنجیر گھیرواج کی پٹا و جڑاؤ
سونے کا لگا ہو دیوارین چاندی کی منقش کی ہوئی جب اندر جاکے دیکھا زمردی درخت ہین پتے یاقوت کے شاخین
نیلم کی پھل گوہر آبدار کے مانند سفید و صاف چمک رہے ہین پھول کندنی رنگ کے ہین زمین سونے کی ہو تھالے
درختون کے کیوڑے سے لبریز ہین ہر چمن تازہ رنگ دکھاتا ہو ہر پھول خوشی سے کھلا جاتا ہو غنچے مسکراتے ہین
اپنی دلبستگی سے خاموش ہین کھلکھلا کر ہنس نہین سکتے ہین ایک طرف چمن نافرمان شگفتہ ہو ایک سمت داغہاے
لالہ شجر زاغ روشن ہین نرگس کی ٹکٹکی لگی ہو سوسن محو سکوت ہو سنبل زلف حور کا جوبن دکھاتی ہو سرو شمشاد
خوبان چمن کو اکڑ کر حسن دکھاتا ہو طاوس دچکور زیر نخل میوہ دار خرامان ہین مرغان چمن زمزمہ پرداز ہین بلبلین
چہک رہی ہین گلیان چمن تازہ کی شمیم گل سے مہک رہی ہین قصر لعل بے بہا کا سامنے ہو صحن قصر مین ایک
حوض بھرا آب نایاب ہو کونون پر حوض کے گلدستے زمردین ناندون مین لگے ہوے ہین قصر کی سقف زرین

ودر و دیوار لعل بیش بہا کی گویا یہ قصر ایک قالب ڈھلا ہوا ہے چھت پردے مرصع کار تصویرین لقا کی سونے کا کام کیا لگی ہین آئینے زرشی دھرے ہین حورون کا جمگھٹا ہے خوش فعلیان کر رہی ہین مگر خداوند لقا کا دم بھر رہی ہین اشعار ہر طرف تازہ کار تازہ جمال ✦ دلربا خوش ادا نرالی چال ✦ ہر ہر اک حور تازہ جوبن پر ✦ اک نئی ہے بہار گلشن پر ✦ ناز و انداز چھیپی رنگت ✦ بھولی بھولی ہر ایک کی صورت ✦ کوئی چلتی ہے چال مستانہ ✦ کوئی کرتی ہے ناز جانانہ ✦ غنچہ لب کوئی مسکراتی ہے ✦ مثل گل کوئی کھلکھلاتی ہے ✦ سرمگین ہے کسی کی چشم سیاہ ✦ کوئی ہے مہر اور کوئی ہے ماہ ✦ گہرا کاجل کوئی لگائے ہے ✦ لب پہ کوئی دھڑی جمائے ہے ✦ سحر الٹ دینے کے اُنکے دن ✦ بانکی ترچھی ہر ایک کم کمسن ✦ لندھور بن سعدان دیکھکر گلشن بے خزان کو وجد کر گیا حورون کی طرف محو تماشا تھا کہ قمرش سوکیا سے طوفانی نے کہا کہ اب چل کے تیسرے بہشت کی سیر کیجیے لندھور ہمراہ قمرش کے وہان سے روانہ ہوے تیسرے بہشت کے دروازے پر آئے نیا رنگ دیکھا پھاٹک عالیشان وسیع بے انتہا ہیرے کے پٹ عقیق زرد کی چوکھٹ بازو زمرد کا بنا موتی کے کنڈے لعل بیش بہا کی زنجیر فیروزے کے کوئے دیوار ہاے بہشت جواہر نگار مینا کاری خوشنما کی ہوئی لندھور دیکھ کے حیران ہو گیا داخل بہشت جب ہوا عجب کیفیت نظر آئی کہ نہالہاے تازہ پر عجب حسن دیکھا یاقوت کے اشجار پتے گوہر بار پھول فیروزی پھل کندنی زمین بلورین منقیشی سبزہ وہ پٹریون پر دوب جو جمی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پیشانی چمن پر افشان کرن کی آفتاب نے چھڑک دی ہے زمین باغ بہشت بالکل زرریز معلوم ہوتی ہے طائر خوشنوا شاخون پر چہک رہے ہین سبزہ روش چمن لہک رہے ہین ہماے حسن سایہ فگن ہے حسین حسین باغبان سونے چاندی کی گگریان لیے ہوے چمن بندی کر رہے ہین قصر زمردی عجب جوبن پر ہے فلک ہفت رنگ بھی دیکھنے کا مشتاق ہے چھت پردون سے جواہر نگار سے آراستہ ہے فرش مخمل سرخ کا بچھا ہے شیشہ آلات سے درست تصویرین لقا کی مینا کاری کی ہوئی لگی ہین صحن چمن مین عجب شان و شوکت کا حوض ہے آب یاقوتی سے لبریز ہے فوارے چھوٹ رہے ہین حورون کا غول جا بجا پھر رہا ہے غلمان خرامان خرامان ادھر سے اُدھر جاتے ہین لندھور جب باغ بہشت سوم کی سیر کر چکے قمرش نے کہا اب چوتھے بہشت مین چلیے لندھور کا دل وہان سے آنے کو نہ چاہتا تھا مگر بمجبوری قمرش کے ساتھ چلے آئے چوتھے بہشت مین قمرش لندھور کو لیگیا چوتھے بہشت کا دروازہ ایسا تھا کہ جسکے پٹ فیروزے کے تختے پھولون مین سونے کی شامین نشیب و فراز مین لگی ہوئی یشب کے چوکھٹ بازو ماہی پشت کی کیلین جڑی ہوئی سنگ مرمر کا پٹا و کنڈے زنجیر گنگا جمنی دیوارین بلور کی مگر سب پر مینا کاری کی ہوئی اور رنگا میزی بنی ہوئی نہال بار دار شاخین سونے کی پتے عقیق زرد کے پھل یاقوت احمر کے پھول چاندی کے عجب خوشنما درخت ہین کہ پہرون جنکو دیکھا کرے دلکو سیری نہ ہو پھولون کے نخل طیور منقارون سے گلہاے شگفتہ کھٹک کر گراتے ہین باغبانیان گلچینی جا بجا کرتی ہین باد صبا زمین پر فرش گل بچھاتی ہے نسیم سحر غنچون کو شگفتہ کرتی ہے نرگس محو تماشا ہے سوسن مسکراتی ہے گلاب خندہ زنی کر رہا ہے کیوڑا عطر بیزی مین مشغول گیندا ہزار جوبن دکھاتا ہے معشوقون کے حسن کو گیندہ دھر کا بنا تا ہے سبزۂ نوخیز خواب مین ہے ہر چمن عالم شباب پر ہے قصر طلائی اپنا رنگ دکھاتا ہے جواہر کے نگینے بہشت پیل ترشے ہوے جڑے ہین اندر سے باہر تک نقرئی ایک نہر مصفا بہ آب زمرد رنگ لہرین مار رہی ہے حورین کنارے پر نہر کے جمع ہین کوئی ہاتھ منھ دھوتی ہے کوئی آپس مین ہمجولیون کو چھینٹے پانی کے دیکر خوش فعلیان کرتی ہے کوئی پٹیون کا سنگار کرتی ہے کوئی آئینہ مین نظارہ بار بار کرتی ہے کوئی شانے سے زلفون کو سلجھاتی ہے کوئی چوٹی کسی سے گندھواتی ہے غرض اپنے اپنے رنگ مین سب مصروف ہین عجب طرح کے جلسے ہین شگفتگی دل کے ولولے ہین لندھور نظارہ کنان ایک ایک جانب ہے قمرش کہتا ہے اب آگے چلیے پانچوین بہشت کی سیر کیجیے دل زیادہ نہ لگائیے قدم آگے کو اٹھائیے لندھور ناچار و مجبور وہان سے بھی روانہ ہوے قمرش

پانچوین بہشت مین لندھور کو لیگیا اُسمین جاکر دیکھا کہ ابورین پھاٹک پارے کی قلعی سے شفاف کیا ہوا صاف صورت زیبا
از سرتا پا دکھائی دیتی ہی مرصع کار چوکھٹ بازو جواہر نگار پٹا و نقرئی چولین سونے کی کیلین الماس تراش زنجیر کنڈے عقیق
یمن کے دیوارین شیشے کی ایسی صاف و شفاف کہ جسکا جی چاہے باہر سے باغ بہشت پنجم کی سیر کرلے درخت اُن میوون
سے لدے ہوے جنکو دیکھ کے ذائقہ زبان پر آئے توڑ توڑ کے کھانے کو جی للچاے پھولون کے زیر درخت انبار نازک نازک
شاخون پہ پھولون کی تختگی کا بار بلبلون کے غول طائرون کے زمزمے گنجشک کا شور طائر اس شاخ سے اُس شاخ
پر اُڑکے بیٹھتا ہی کوئی طائر کریال کرکے بال و پر صاف کرتا ہی کوئی گلون کی شادابی کا دم بھرتا ہی قصر بلورین آئینہ وار آراستہ
و پیراستہ ہی کار چوبی پردے پڑے ہین فرش مخمل زنگار رنگ کا بچھا ہوا کوچ و دنگل کرسیان قرینے سے لگی ہین میز پر
سنگار کا سامان دھرا ہی گلابیان بادۂ گلرنگ کی ہین کشتیان میوون کی برابر چنی ہین جلسہ جما ہی رقص ہو رہا ہی
ہمصفیران چمن بیرنگ ترانہ ساز ہین حوران گلشن فرحت افزا جمع ہین ہم سن ہمسن جوبن والیان زمردشاہ کی پرستار
عجب طرز جوانی کے عالم مین تن تنکے اینڈتے ہین حسن کا اُبھار دکھا دکھا کر دل لیتی ہین کچھ شیشے کے قصر کے اندر جانے کی
حاجت نہین ہی باہر سے بخوبی جلسۂ جشن کا تماشا دیکھیے لندھور بھی دور سے دیکھ کے شل نقشۂ تصویر ہوگیا قرش نے
کہا اب تشریف لے چلیے چھٹے بہشت کی سیر کیجیے لندھور ملک قرش سو کیلسے طوفانی کے ساتھ روانہ ہوے
قرش لندھور کو لیکے چھٹے بہشت مین آیا وہان کا اور ہی رنگ دیکھا پھاٹک کے پٹ لعل بے بہا کے چوکھٹ بازو
ہیرے کے پانزے یاقوت احمر کے پٹا و زبرجد کا زنجیر کنڈے پکھراج کے دیوارین گوہر آبدار کی درخت جواہر نگار شاخین مرصع کار
پتے کندنی پھل گوہر آبدار کے پھول افشانی سرخ و زرد زمین الماس رنگ کاہ دھانی پھول جابجا زعفرانی عجب بہار
دے رہے ہین غنچے وجد کے عالم سن جھومتے ہین مرغان چمن منقارون سے منھ چومتے ہین اشعار چمن مین عجب طرح
کی ہی بہار ٭ کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار ٭ شگفتہ کہین ہی گل یاسمن ٭ کسی جا ہی نسرین کہین نسترن ٭ کہین داغ لالہ
کے روشن چراغ ٭ خوشی سے ہین غنچے کہین باغ باغ ٭ چنبیلی کہین اور کہین موگرا ٭ کسی جا ہی جوہی کہین موتیا ٭ کہین
خوشنما سنبل پیچدار ٭ کہین چشم نرگس کو ہی انتظار ٭ کہین سرو و شمشاد نوخواستہ ٭ لب جو بعد حسن آراستہ ٭ کسی نخل پر
بلبلون کا ہجوم ٭ کہین طائرون کے ہی نغمے کی دھوم ٭ خرامان کہین کبک ہین اور چکور ٭ کہین رقص کرتے ہین گلشن مین
مور ٭ سحر ہی عجب رنگ پر ہر چمن ٭ کہ محو تماشا ہو ہر گلبدن ٭ سامنے قصر نیلم وہ شان و شوکت دکھا رہا ہی کہ فلک زبرجدی
شرما رہا ہی جب عکس اُس قصر کا شعاع آفتاب عالمتاب سے اُس گلشن زنگار رنگ پر پڑتا ہی عجب بہار نظر آتی ہی دیکھ دیکھکر
طبیعت محو ہوئی جاتی ہی صحن قصر مین جو حوض پر آب ہی بہ رنگ گوہر آبدار بعکس قصر سے پانی برنگ آسمانی نظر آتا ہی حوران بہشت کا جابجا
جمگھٹا چمن حسن کا جوبن دکھاتی پھرتی ہین ادھر ادھر اٹھلاتی پھرتی ہین کوئی ہنستی چلی آتی ہی کوئی آپ ہی آپ کھیلا چن سے
مسکراتی ہی کوئی لندھور کو اشارہ کرکے بلاتی ہی کوئی قرش کو دور سے ٹھینگا دکھاتی ہی نظم ہاتھ مین ہاتھ کوئی ڈالے ہوئے
پائینچے کوئی ہی سنبھالے ہوے ٭ کوئی مارے دوپٹے کی گاتی ٭ کوئی جوبن پہ اپنے اتراتی ٭ کوئی پہنے ہی محرم زرتار ٭ کسی
کی کرتی آستینون دار ٭ حور پیشانی کوئی بناے ہی ٭ کوئی لاکھا غضب جمائے ہی ٭ کوئی ڈالے ہی نقرئی سوبات ٭ کسی کی
زلف شانون سے تا ناف ٭ کسی کے ہاتھ پانون مین وہ حنا ٭ پیسکے دل جس سے پائمال ہوا ٭ صورت ایک ایک کی
قیامت ہی ٭ چال ہر ایک کی پر آفت ہی ٭ سرو قد کوئی کوئی غنچہ دہن ٭ کوئی گل رو ہی کوئی رشک چمن ٭ گرا گرا ئسی کے
کاجل ہی ٭ چنچل کوئی کوئی چنچل ہی ٭ سحر ایک ایک شوخ اور طرار ٭ سحر ہی ناز اور بلا رفتار ٭ الغرض وہان بھی لندھور بن
سعدان محو جمال حوران ہوگئے قرش نے ہاتھ تھام کے کہا لے آپ تشریف لائیے ایک بہشت اور باقی ہی وہ دیکھیے

بخوبی سیر کیجیے کاہیکو کسی نے باغ دنیا مین بہشت دیکھا ہوگا ایسی حورون کا کب نظارہ کیا ہوگا یہ سمجھکے لندھور بن سعدان
ہمراہ قہرش سو کیا ہے طوفانی کے چلے مگر عجب عالم محویت مین کہ لقاے بے بقا کو کیونکہ نہ کفر پرست سجدہ کرین جب ایسے
ایسے کارخانے کفر کے اُسنے تیار کیے ہین کہ جنمین عقل نہین کام کرتی بے وقوف و نادان کا کیون نہ پانون جادۂ راست
سے ڈگمگا جاے جب ہی تو ابن سامان فسون کار پہ دعوی خدائی کرتا ہی ای لندھور لعنت ہی لقاے بے بقا پر اور اُسکے
پرستارون پر وہ صناع روزگار رب اکبر اگر چاہے یہ طلسم کفر دم بھر مین فنا ہو جاے اور اپنے دست قدرت سے ایسے
ایسے طلسم ہزارہا آن واحد مین تیار کردے کیا حقیقت اُسکی ہی قہرش بھی لندھور کو ساتھ لیے ہوے بہشت ہفتم مین
آیا وہان کا تو عجب رنگ اور عجب طرز اور عجب تازہ بہار دیکھی وہ دربی سے نکہت گلہاے رنگا رنگ آنے لگی ہواے عطر
بیز قدم آگے کو بڑھانے لگی نظر جو دروازے پر پڑی دیکھا نہایت عالیشان بلند نشان پھاٹک ہے دونون پٹ جڑاؤ جواہر
کے ہین کہ سونے چاندی کی تیرون پر لعل و یاقوت نیلم پکھراج ہیرا مرجان موتی نگینے گول گول ترشے جڑے ہین اور گرد
نگینون کے مرصع کاری کی ہوئی ہی اسی طرح کے چوکھٹ پٹا ڈ زنجیر وغیرہ سب اکیڈال پھاٹک بنا ہی دیوارون پر بھی
جو گرد دونون طرف اندر باہر بھی کام کیا ہوا ہی زمین بھی اسی صورت سے سارے بہشت کی آراستہ ہی تعریفی جواہر نگار
ہی ساز و سامان اُسکا مرصع کار ہی صحن بہت وسیع نہر اور حوض مین آب شیرین مثل شربت و نبات کے لبریز چھلک
رہا ہی حورین غلمان رضوان عجیب حسن و جمال بے مثال کے باغبان باغبانیان بیلچے کھرپیان لیے ہوے آب کشی
چمنون کی کر رہے ہین صورتین وہ آنکی جو دیکھے محو جمال ہو کر دریاے حیرت مین غرق ہو مگر تابیت حسن کو نہ پاے
باغبانیون کی عجب ہیئت زربفت کے لہنگے کارچوبی مصالح ٹکا ہوا تار شمار کے دوپٹے بنت کی آستینون دار کرتیان
چھنسی چھنسی پہنے ہین چوٹیون مین لچکا سنہری رپہلی بنا ہوا لہنگے پھڑکاتی ہوئی چمن کی کیاریون مین دھرے اُدھر پانی پہونچاتی
پھرتی ہین آپس مین خیلاپن ہوتے جاتے ہین زیور جواہر نگار مین سر سے پانگ لدی ہوئی ہین چلنے مین چھم چھم آواز آتی ہی
خوابندگان ملک عدم کی نیند اُڑی جاتی ہی حورون کی یہ آرائش ہی دھوپ چھاؤن کی اطلس کے پاجامے چھٹے پائنچون کا سعد
دور کر گرد چمن تازہ مین پھیلا دین مثل ابر کے چمن بھر مین سایہ ہو جاے دھوپ کا نام نہ آے کریب و گاج دھانی جمپئی دوپٹے
کہ جسکے دیکھنے سے آنکھون مین تازگی آے اور وہ دوپٹے اسطرح اوڑھے ہوے سر سے دوش پر پشت و کمر کھلی ہوئی ایک سرا آگے
سینے پر پڑا ہوا محرم کرتی آب رواں کی نہایت چست جسم سے لپٹی باوجودیکہ پوشاک و لباس پہنے ہوے ہین مگر ضیاے حسن
بھمن چمن کے تجلی دیتی ہی رنگتین گوری گوری چاند سے چہرے سنور آنکھین کوکب درخشان پیشانیان ستارون کے مانند
تابندہ گیسوے تابدار مشکبو بصورت سنبل دوش پر پڑے ہین دانت گوہر آبدار کی صورت صاف و شفاف چمک رہے
ہین سینہ آفتاب سا اُسپر دو کنول بلورین روشن ہین اشعار بونا سے قد ہین قامت زیبا ہین حال معتدل ؎
جنکا کہ عشق عاشق شیدا کو جان گسل ۔ لے لیتے ہین یہ ناز و ادا سے ہر اک کا دل ۔ خورشید اِنکے حسن کے ہی سامنے
خجل ۔ دیکھے جو چشم شوق سے روے نگار کو ۔ آفت کہ کے تھام لے وہ دل بیقرار کو ۔ اس سج دھج کی اس حسن و
جمال کی لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان نے جو حورین دیکھین منہ مین پانی بھر آیا شوق وصال گلعذار ہوا
لاحول کہکے آگے بڑھے ہر چند حورین اشارے کرتی ہین مگر لندھور نے رخ بھی نہین کیا گلہاے شگفتہ کی سیر کرنے
لگے دیکھا نہالان گلشن نایاب میوہاے شیرین سے لدے ہوے شاخین زمین بوس ہین باد صبا پیام شادابی دیتی ہی
نسیم کے چلنے سے ہر ٹہنی وجد مین آکے جھومتی ہی پھول کھلکھلا کر ہنستے ہنستے گرے پڑتے ہین غنچے نسیم کے آنے جانے
سے تبسم کرتے ہین لالہ رویون کے گل مشتاق ہین سنبلستان تک پہونچے ہین مشتاق ہین بلبلین شاخون سے

اتر کر فرش گل پر بیٹھتی ہین کبھی منقارون مین پھول لیکر اُڑ جاتی ہین لندھور یہ تماشا دیکھتے پھرتے ہین کہ ناگاہ طائرون کا
غول ایک چمن مین آکر بیٹھا دیکھا عجب قسم کے جانور ہین کہ کبھی ایسے طائر نگاہ سے نہ گذرے تھے منقارین لعل و یاقوت
کی پنجے نیلم و زمرد کے پر پکھراج کے جا بجا فیروزے جڑے ہین دُمین عقیق زرد کی ہین چوٹیان گوہر آبدار کی گردن سے پوٹے
تک پر ہیرے کے ہین جا بجا رنگ کندنی چمک رہا ہی جب پرواز کرتے ہین اور جس جگہ اُنکا سایہ پڑتا ہی وہ زمین مرصع کار
معلوم ہوتی ہی لندھور نے اُن طائرون کو بہت پسند کیا کہا حقیقت مین ایسے جانور کبھی نہ دیکھے تھے اب نہایت عالم وجد
ہوا جہان ٹھہرے محو تماشا ہو گئے قمرش نے کہا کہ بس اب سیر کر چکے یا نہین چلیے اور کہین کی سیر کیجیے لندھور یہ سُنکر
روانہ ہوے قمرش سو کیا سے طوفانی ہمراہ زیر قیطول اول آیا اور کہا کہ آپ ایک ذرا اور توقف کیجیے کہ مین اذن
خداوند لقا سے لے آؤن تو پھر آپ کو لیچلون لندھور بن سعدان وہان ٹھہر گئے قمرش لقا کے پاس آیا اور کیفیت
لندھور کے سیر کرانے کی بہشتون مین بیان کی لقا نے کہا اب قیطولات کی سیر کراتے ہوے ہمارے پاس لاؤ قمرش یہ سُنکے
لندھور کے پاس آیا اور کہا کہ تشریف لیچلیے لندھور قمرش کے ساتھ چلے راہ طے کر کے جب لندھور قیطول اول پر آئے
دیکھا کہ مثل چاند کے ایک گروہ تجلی بخش روشن و منور ہی اور بہت سے عیار آراستہ و پیراستہ بیٹھے ہین لندھور کو دیکھ کے
اشارے بازیان کین لندھور نے خیال بھی نہ کیا آگے بڑھے جب لندھور قیطول دوم پر پہونچے دیکھا کہ ایک پہلوان
زبردست ہی نام اُسکا مہر منقار کلنگ ہی اور وہ دبیر فلک ہی اُسکو عطارد بھی کہتے ہین ایک دوات زمرد کی پانچسو من
کی اور ایک لوح ایک سو بیس گز کی ہیرے کی اور قلم یاقوت کا بیس گز کا یہ سب اُسکے آگے رکھا ہی جو کچھ حکم ہوتا ہی زمرد شاہ
باختری کا وہ تحریر کرتا ہی جب لندھور وہان پہونچے عطارد بہ لطف پیش آیا اور لندھور سے کہا آپ بھی کچھ لکھیے لندھور
نے قلم یاقوتی اُٹھا کر اُس لوح پر لکھدیا کہ لقاے بے بقا زمرد شاہ باختری پر ہزار ہزار لعنت ہی وہ منقار نابکار عطارد
فلک نہایت غصہ ہوا اور نیلے پیلے دیدے نکال کر کہا ای لندھور یہ تو نے کیا لکھا لندھور نے جواب دیا جو مجکو آتا تھا وہ مین نے
لکھدیا مہر منقار دبیر فلک نے وہ دوات اُٹھا کر لندھور پر کھینچ ماری لندھور نے کلۂ عمود گاو سر پر دوات روکی
کلۂ عمود سے ٹکر کھا کر دوات زمین پر گری گرتے ہی غائب ہو گئی سب کو تعجب ہوا عطارد متحیر ہو گیا قمرش بھی
یہ تماشا دیکھ کے دنگ ہوے کہ دوات گرتے ہی زمین پر غائب ہو گئی کیا کوئی افسون لندھور کو بھی یاد ہی یہان وہ دوات
اُسی خدمتگار گلیم پوش نے اُٹھا کر داخل زنبیل کی جو لندھور کے پاس سے غائب ہو گیا تھا وہ لندھور کے برابر
ساتھ ہر جگہ مثل سایہ کے ہی اب کچھ کچھ لندھور بھی سمجھتے جاتے ہین جیسے چوٹیان حوران بہشت لقا کی
کٹ گئین ہین کچھ سر ہوے ہین مگر بخوبی نہین قمرش نے لندھور سے کہا مین اُس وقت سے بہت متعجب ہون جب سے
حوران بہشت خداوند لقا کی چوٹیان کٹین ہین کہ کیا سانحہ درپیش ہوا اور اب یہ دوسرا تماشا اور دیکھا کہ
دوات تمھاری کلۂ عمود مین ٹکر کھا کر میرے سامنے یہان گری اور فوراً غائب ہو گئی کیا کچھ آپ کو بھی
افسونگری مین دخل ہی اور کچھ پڑھکر آپ نے کیا پھونکدیا تھا لندھور نے کہا ای قمرش مین جھوٹھے پر لعنت
کرتا ہون مین نہین جانتا کہ دوات کیا ہو گئی تم نے دیکھا کہ مین نے تو دوات کو چھوا بھی نہین اور نہ مجکو اُن حورون
کی چوٹیان کٹنے کا بھید ثبوت ہوا مجکو خود حیرت ہوئی تھی کہ خود بخود چوٹیان حورون کی کٹ گئین جب مین نے
کہا کہ سر پر اپنے ہاتھ رکھو کہ چوٹیان اپنی اپنے ہاتھ سے تھام لو آواز آئی تھی کہ تم نے برا کیا میرا نقصان
ہوا مین خود ادھر اُدھر دیکھنے لگا تھا کہ یہ آواز کسکی ہی مین سمجھا کہ کچھ لقا کی یہ بھی کارستانی ہی اب دوات
گم ہوئی مجکو اسکا بھی حال نہین معلوم مین جانتا ہون کہ لقاے بے بقا نے تقدیر کر کے اپنے دست قدرت

سے دوات اُٹھالی اُسی کے پاس ہوگی مہر منقار دبیر فلک غضبناک ہوا اور لوح و قلم اُٹھا کے چاہا لندھور کو مارے لندھور
نے ایک طمانچہ بڑھکر مارا مہر منقار زمین پر گرا ہاتھ سے لوح و قلم چھوٹ گیا وہ بھی فوراً غائب ہوگیا دبیر فلک طمانچہ کھا کر پھڑ کنے
لگا طائر روح ناری کا پھڑکتے پھڑکتے آشیانۂ جہنم مین پہونچا ساتھ والے اُسکے ملازم لقاے بے بقا بڑے بڑے زبردست
پہلوان وہان مسلح و مکمل موجود تھے اُنھون نے ارادہ لندھور سے لڑنے کا کیا قہرش سوکیاسے طوفانی نے جب
دیکھا کہ اب یہان قیطول پر دنگا فساد ہوا چاہتا ہے اگر یہان لڑائی ہوئی تو بڑی خونریزی ہوگی اور توقیر آسمان دوم
اور زمردشاہ باختری کی خداوندی مین دھبّا لگجائیگا قہرش نے سب کو منع کیا اور کہا کہ خبردار لندھور سے قصد جنگ
وجدال نہ کرنا کہ یہ مہمان خداوند لقا ہے تم پر عتاب و قہر خداوندی نازل ہوگا یہ سُنکے وہ سب رُک گئے اور لندھور سے
نہ بولے قہرش لندھور کو ساتھ لے کے قیطول سوم پر لایا اور وہان لندھور نے دیکھا کہ ایک پہلوان زبردست بیٹھا ہے
مگر سراپا جسم و دست و پا مرصع کار ہے لندھور نے پوچھا اِسکا کیا نام ہے قہرش نے کہا اِسکو خنگ مرصعی ناہید فلک
کہتے ہین جتنی دیر مین لندھور نے پوچھا اور قہرش نے جواب دیا ناہید فلک غائب ہوگیا قہرش نے کہا ابھی ابھی
تو خنگ مرصعی ناہید فلک قیطول پر بیٹھا تھا ابھی غائب ہوگیا کون اِسکو اُٹھا لیگیا لندھور نے کہا مین نہین
جانتا کہ اِسکو کون لیگیا کچھ وہ جوان ذراسی خاک کی پڑیا تھوڑی ہے جو مٹھی مین کسی نے دبا لی اتنے بڑے جوان
پہلوان کو اُٹھا کر کون فوراً لیکے غائب کریگا سواے لقا کے یہ اُستادیان مکر کی کون جانتا ہے اُسنے تقدیر کر کے
اپنے پاس بلا لیا ہوگا یہ کہکر لندھور آگے بڑھے جب قہرش سوکیاسے طوفانی لندھور کو قیطول چہارم پر لاے
لندھور نے دیکھا کہ سونے کا آفتاب وزن مین چار سو من کا بنا کر قائم کیا ہے لندھور بڑی دیر تک اُس سورج
کو دیکھا کیے قہرش سے پھر کر آفتاب کی بڑی تعریف کی کہا کہ اے قہرش یہ سورج جس نے بنایا بہت خوب بنایا قہرش
نے کہا کہ سواے خداوند لقا کے کون بنا سکتا ہے لندھور نے کہا کہ واہ واہ کیا خوب سونے کو جلا دی ہے تمھارے
خداوند معلوم ہوتا ہے کہ ڈھالنے کے کاریگر ہین قہرش مسکرا کر چپ رہا اب جو پھر کر دیکھا تو آفتاب بھی غروب ہوگیا
قہرش نے گھبرا کر کہا کہ سورج کو کون لیگیا اور کیونکر غائب ہوگیا لندھور نے کہا جہان تم ہو وہان مین ہون مجھے
کیا معلوم آفتاب کہان گیا مین جانتا ہون شاید میرے دکھانے کو خداوند نے تمھارے تقدیر کی ہوگی آفتاب
غروب ہو کر گہن مین آگیا ناظرین پر واضح ہو کہ آفتاب اُسی خدمتگار گلیم پوش غائب نے نذر زنبیل کر لیا لندھور
سمجھ گئے کہ بیشک وہی عیار طرار میرے ہمراہ آیا ہے غرضکہ قہرش لندھور کو وہان سے لیکر ساتھ ساتھ قیطول پنجم
پر آئے دیکھا کہ زہرابۂ مریخ صولت بہرام فلک ہے اور ایک ہاتھ اُسکا سونے کا ہے لندھور بغور دیکھا کیے دیکھتے دیکھتے
زہرابۂ مریخ صولت بہرام فلک کا ہاتھ فوراً خود بخود کٹ گیا لندھور کو تعجب ہوا قہرش متحیر ہو کر کہنے لگا کہ ابھی
تو اِسکا ہاتھ سالم تھا آپ کے آتے ہی یہ بیدست ہوگیا کس نے اِسکا ہاتھ کاٹ لیا لندھور نے کہا مین کیا جانون
کہ اِسکا ہاتھ کس نے کاٹ لیا اور یہان اُسی خدمتگار گلیم پوش جو غائب ہوگیا تھا اُسنے کاٹ کے داخل زنبیل کیا
قہرش لندھور کو پھر قیطول ششم پر لایا لندھور نے دیکھا کہ مشتری قاضی فلک ششم ہے کہ نام اُسکا گہراے اختر شمار
ہے اور گوہر آبدار بعد جلوہ گری آویزان ہین وہی دور سے ستارہاے تابندہ معلوم ہوتے ہین لندھور وہان سے
آگے بڑھے قہرش سوکیاسے طوفانی قیطول ہفتم پر لندھور بن سعدان کو ہمراہ اپنے لایا ستارۂ زحل کو دیکھا
کہ اُسکے ایک ہاتھ مین چھ ہاتھ نقرہ و طلا کے لگے ہین جیسے کہ درخت کی شاخ مین شاخین ہوتی ہین لندھور کھڑے
ہو کر اُسکو بھی بحیرت تمام مشاہدہ کرنے لگے قہرش سے کہا کہ تمھارے خداوند لقا نے ستارۂ زحل کیا خوب

بنایا ہی کیا کہنا بڑے کاریگر ہین قہرش نے کہا سب خداوند لقا کے دم کا ظہور ہی اتنی دیر کے ہمکلام ہونے مین زحل کے جھون ہاتھ قلم ہوگئے اور نہ معلوم ہوا کہ کس نے کاٹ لیے اور کیا ہوے قہرش کو پھر تعجب ہوا کہا کہ ای لندھور اسکے بھی ہاتھ کٹے اور نہ معلوم ہوے لندھور نے کہا مجھے خود تعجب ہی مگر ای قہرش یہ سب کاربردازی میرے دکھانے کے لیے لقاے بے بقا مکر و شعبدے سے کرتا ہی اُسنے اِن دونون کے واسطے ایسی ہی تقدیر کی ہوگی جو ہاتھ ان دونون کے قلم ہوگئے اب لندھور آگے جو بڑھے دیکھا کہ بلاتشبیہ عرش اعلی کا سا سنا ہی وہان ایک پردہ کارچوبی مرصع کار پڑا ہی کہ اُسکو حجاب قدرت زمردشاہ باختری کہتے ہین اور اُسپر یہ لکھا ہی کہ یہ قدمگاہ زمردشاہ باختری خداوند لقا ہی اور ایک زنجیر طلائی بہت گندہ وہان لٹکی ہی قہرش سوکیاے طوفانی نے پردۂ حجاب خداوند لقا اُٹھایا لندھور اندر داخل ہوے قہرش وہین تھم گیا وہ دربار مین نہ گیا لندھور نے دربار لقا مین آتے ہی کہا سلام علیکم یعنے جو خداپرست ہو اُسپر میرا سلام پہونچے بختیارک نے جواب دیا علیکم السلام سب اہالیان دربار دیکھنے لگے لقا نے بختیارک کی طرف بغیظ و غضب دیکھا گہراے اخترشناس میٹھا تھا چونکہ یہ خداپرست ہی اُسنے لقا سے کہا کہ بختیارک شیطان درگاہ ہی اسکی بات کچھ قریب قیاس نہین ہی لندھور نے دیکھا کہ سب سردار اپنے اپنے عہدون پر بیٹھے ہین کہین جگہ میرے بیٹھنے کی نہین ہی پیچھے پلٹ کر دیکھا کہ قہرش سوکیاے طوفانی نہین ہی پھر لقا نے قہرش کو بھی بلوایا وہ آکر اپنے دنگل زرین پر شکن ہوا اُسوقت شہزادۂ ہندوستان داراے ہند لندھور بن سعدان نے بصد جوش و خروش کہا ای زمردشاہ باختری ایک ذرا ادھر ملاحظہ کر نزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا مین نامۂ ہدایت شمامہ لے کر آیا ہون چار قدم اُٹھکر نامے کی تعظیم کر اور ساڑھے تین قدم میری تعظیم کر اور پچاس کشتیان زر و جواہر کی اِس نامۂ فیض شمامہ پر منگوا کر تصدق کر اور پچاس کشتیان میری نذر کر جب اِس نامے کو پڑھکر جواب لکھ لقاے بے بقا کلام لندھور بن سعدان سُنکر منغص ہوا کہ گہراے اخترشناس اور قہرش سوکیاے طوفانی نے دست بستہ عرض کی کہ ای خداوند بندے اِسیطرح ناز کرتے ہین اور خداوند کا نازبرداری شیوہ ہی اگر بندون کے کلام کا جواب بعتاب خداوندی دین تو رحمت مین فرق آتا ہی آپ کو بخشش و کرم کرنا چاہیے بندون کا جبر ہر طرح اُٹھانا ضرور ہی استقبال و تعظیم تو موقوف رکھیے مگر ہان کشتیان زر و جواہر کی منگوا لیجئے لیکن بختیارک بولے جاتا ہی مثل زاغ صحرائی کے کائین کائین کیے جاتا ہی اُسکو منظور یہ تھا کہ جنگ و جدل ہو اور لندھور کو لقاے بے بقا قتل کا حکم دے کہ خونریزی خوب ہو مگر جب گہراے اخترشناس اور قہرش سوکیاے طوفانی نے لقا کو سمجھایا رحمت کا نام سنتے ہی وہ خربے دم مثل گدھے کے بھول گیا اور کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر آگے لندھور بن سعدان ایلچی صاحبقران زمان کے رکھوادین گہراے اخترشناس اور قہرش سوکیاے طوفانی نے لندھور کو اشارہ کیا کہ استقبال موقوف رکھو اور نذر قبول کرو لندھور بھی کچھ سوچ کے جپ ہو رہا اور خدمتگاران زمردشاہ باختری لقاے بے بقا کو حکم دیا کہ یہ کشتیان تم سب ملکے لوٹ لو یہ محض لوگون کا حق ہی مین لیکے کیا کرونگا اب ناظرین والا تمکین پر یہ فقرہ دلفریب بدین حسن اظہر من الشمس و ابین من الامس ہو کہ یہ حقیر و فقیر سراپا تقصیر احقر کونین شیخ تصدق حسین مترجم اِس داستان مین اکثر مقامات پر جس خدمتگار غائب کا کنایۃً و اشارۃً ذکر کرتا چلا آتا ہی یہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عیار ان عیار نمود ار و نامدار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہین کہ گلیم اوڑھکر پہلے ہی روپوش ہوگئے تھے مگر مثل سایہ کے ہر وقت ہر جگہ داراے ہند لندھور بن سعدان کے ساتھ ہی ساتھ رہے چنانچہ اِس دربار لقاے بے بقا مین بھی بہت ہوشیاری کے ساتھ موجود تھے جس وقت لندھور نے خدمتگاران لقا کو کشتیان لوٹنے کا حکم دیا خواجہ عمرو

بن امیہ ضمری نے اسی روپوشی مین سب کشتیان اُٹھا کر نذر زنبیل کین بلکہ اُس جگہ کی خاک تک نہ چھوڑی اب جو خدمتگار چہار طرف سے کشتیون پر گرے وہان کی خاک تک نہ باقی رہی اُن خدمتگارون کے گرتے ہی خواجہ نے اُسی روپوشی مین جال ایاسی مار کر سب خدمتگارون کی پگڑیان کھینچ لین اور نذر زنبیل کین خدمتگارون نے دیکھا کہ ہم مین سے کسی کے سر پر پگڑی ایک بھی نہین ہی سر اُٹھا کر کہا واہ واہ واہ خداوند نے کیا خوب تقدیر کی کہ کشتیان لوٹنا کیسا یہان تو پگڑیان تک غائب ہوگئین لندھور کے آتے ہی دربار خداوند لقا مین اندھیر ہوگیا یہ مثل اصل ہوگئی مثل چراغ گل پگڑی غائب صاحبون دہاڑے اندھیر نہ سنا تھا بختیارک نے یہ اُدھم دیکھکر سلام کیا اور صلواۃ کے دو فقرے پڑھے اور ہنسکر کہا واہ اُستاد جی واہ مانتا ہون یہان بھی آپ کے جال بیمثال کا ظہور ہوگیا کیون نہ شعر باوجودیکہ بال و پر نہ تھے آدم کے ٭ پر وہان پہونچے فرشتے بھی جہان جا نہ سکے ٭ زمرد شاہ باختری نے بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ اے شیطان درگاہ کیا ہی یہ تو کیا بکتا ہی بختیارک نے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ اے خداوند آپکو میرے افعال سے کیا مطلب ہی مین نہین معلوم کیا مُنہ سے بک رہا ہون اور کیا مجکو دکھائی دیتا ہی الغرض لندھور آگے بڑھا دیکھا کہ کہین جگہ میرے بیٹھنے کی نہین ہی اب سوچتے ہین اور دل مین لندھور کہ رہے ہین کہ دربار لقا مین وہنی طرف جاے صدر بر ضرور بیٹھنا چاہیے نہین تو بڑی سُبکی کی بات ہی یہ سوچ کے لندھور دہنی طرف لقاے بے بقا کے قریب آیا کہ قہرش کے دنگل کے پاس ایک بڑا نامی وگرامی کہ نام اُسکا شمعون شیر چشم تھا اپنے دنگل زرین پر متمکن تھا اُسکے پاس آکر لندھور نے کہا کہ اے شمعون سیر چشم تو ذرا اِس مقام سے ہٹ جا تو مین تیرے خداوند کو یہ نامہ ہدایت شمامہ فرستادہ حمزۂ صاحبقران زمان پیش کرکے پڑھوا دون اُس پہلوان زبردست شمعون سیر چشم نے کہا کہ واہ مین تو اپنا دنگل تم کو نہ دونگا تم کوئی بڑے زبردست آئے کہ دربار سے اُٹھائے دیتے ہو بھلا تمھارے اُٹھانے سے تو مین کیا اُٹھونگا تمھاری کیا حقیقت ہی یہ سنکے لندھور بن سعدان کو نہایت غصہ آیا ایک طمانچہ اِس زور سے شمعون سیر چشم کو مارا کہ گردن اُس پہلوان کی پشت کی جانب پھر گئی طنطنہ مین آکر وہ نابکار اُٹھا کہ لندھور کے لپٹ جائے لندھور بن سعدان نے ایک لات اِس زور سے ماری کہ شمعون سیر چشم زمین پر گر کر بیگن کی طرح ڈھلکتا ہوا پایئن فرش آیا اور ہچکیان لینے لگا آخر کار وہ دھنیان مہری کا لیپا لک اُسی جگہ زمین کند ہوکر سویا یعنی راہی جہنم ہوا اور سرداران لقاے بے بقا بگڑ کر اُٹھا چاہتے تھے قہرش سوکیا سے طوفانی نے اشارے سے منع کیا کہ خلاف حکم زمرد شاہ باختری ہوگا عتاب و قہر خداوندی نازل ہوگا لندھور مہمان اور ایلچی حمزۂ صاحبقران ہی مصرع ایلچی کو کبھی زوال نہین ٭ خطا شمعون سیر چشم کی تھی وہ بھی کے واسطے لندھور کو کیون نہ جگہ بیٹھنے کی دی غرضکہ جیسے ہی شمعون فی النار ہوا لندھور بن سعدان لپک کر دنگل زرین پر دہنی طرف لقاے بے بقا کے بیٹھ گئے اب جو زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کو لندھور بن سعدان نے دیکھا عجب ہیبت سے تخت جواہر نگار پر متمکن ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ناویہ بیل کو بناؤ سنگار کرکے تخت پر بٹھا دیا ہی یا تماشا کسی قسم کا بنایا ہی فقط اتنی کسر باقی ہی کہ ایک لڑکا پردے کے باہر آکے پکارے کہ بیا تکٹ صورت عجب قطع کی رنگت ایسی جیسے جھلا ہوا بھیکا شلغم آنکھ جیسے ہوندی بیر ناک جیسے سنج ہوکر کیڑے پڑ جائین گال ایسے جیسے کہ کربلا امرود بڑے بڑے ہونٹھ دونون فلفل دراز کے مانند ناک مثل شکر قند فیض آبادی کے ماتھا چیٹا پالک کے ساگ کا جوڑا تھا کان بڑے بڑے تڑی کمرک کی صورت دانت ایسے کہ جوے لہسن کے برابر رکھے ہین سر گول گدہ ہاتھ لوکی سے بال کے ہری پیاز ریش بجھنے کی ڈاڑھی معلوم ہوتی ہی بربال

مین گوہر شاہوار ٹہرے ٹہرے برابر سے پروئے ہوئے اور ہر سلک گہر کے نیچے زمرد و یاقوت لگے ہوئے تاج جواہر نگار سر پر
ایسا جسمین لعل و یاقوت و زمرد و پکھراج و نیلم و ہیرا و گوہر و مرجان ٹہرا ٹہرا بیش قیمت برابر سے جڑا ہوا گوہر شاہوار کا مالا
گلے مین ہاتھون مین لعل و یاقوت کی سیلیان لباس مرصع کار پہنے آنکھون پر مثل جہلم کے موتی کی لڑیان پڑی ہوئی منھ
پھیلائے تخت نخوت پر بیٹھا ہی دارائے ہند لندھور بن سعدان نے دو بغلے مین ہاتھ ڈالا کہ نامہ ہدایت شمامہ امیر باتوقیر کا
نکالون اور لقاے بے بقا کو دون دیکھا دو بغلے مین نامہ نہین جی سن سے ہوگیا ہاتھ پانون کے طوطے اڑ گئے طائر روح
پرواز کرنے کو موجود ہوا دل مین کہا کہ افسوس ای لندھور اتنی محنت کر کے اور جان پر کھیل کے تو آیا اور نامے کو کہین راہ
مین گرا دیا ایک تو یہ کہ امیر باتوقیر کیا لعنت کرینگے دوسرے اس کافر ازلی و ابدی کے آگے جھوٹھا ہونگا یہ کفار کہینگے
کہ لندھور فریب کر کے یہانتک آیا تھا نامہ نہین لایا تھا فقط دھوکا دیا تھا یہ سوچکر رنگ رو متغیر ہوگیا کہ ناگاہ پشت سے
آواز آئی کہ بسم اللہ ای لندھور نامہ لو اب جو دیکھا داہنی طرف زیر بغل ایک ہاتھ پیدا ہوا اُسپر وہی نامہ ہدایت شمامہ
رکھا ہوا ہی لندھور اُس ہاتھ کی شناخت کر کے بہت خوش ہوئے اور نامہ اُٹھا لیا اور کہا کہ بھائی تو نے وہ احسان
آج کیا ہی کہ عمر بھر نہ بھولونگا ہمیشہ ممنون رہونگا پھر لقاے بے بقا کے آگے لندھور نے جا کر کہا کہ یہ نامہ زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا ہی اسکو سب اول سے آخر تک پڑھ لیجیے اور جواب اس نامے کا تحریر کیجیے یہ سنکر
زمرد شاہ باختری لقاے بے لقا نے وہ نامہ لندھور بن سعدان کے ہاتھ سے لیا اور سب تمام و کمال پڑھا اور
منھ غصے سے مانند چقندر کے سُرخ ہوگیا اور سر کدو سا ہلا کر جھاڑو سی داڑھی پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ حمزہ بڑے دعوی بہادری
اور شہزوری پر ہین مین اُنکی کیا حقیقت سمجھتا ہون لندھور تیرا فقط خیال و پاس مہمان اور ایلچی گری کا ہی نہین تجکو قتل
کرتا اور خاک تیری جہنم مین جلا دیتا یہ کہکے نامے کے پھاڑنے کا قصد کیا کہ لندھور نے لپک کر ہاتھ سے لقاے بے بقا
کے نامہ چھین لیا اور چاہا تلوار کھینچکر لقا کی چھاتی پر چڑھ بیٹھون پہلے ہی اس نابکار کا فریدست کا کام تمام کر دون پھر
جیسا ہوگا دیکھ لونگا شعر اپنے پھندے مین یہ صید گر آ گیا ٭ نام رہ جائیگا اور وقت نکل جائیگا ٭ بختیارک نے
جو لندھور بن سعدان کے تیور بگڑے دیکھے ڈر کے مارے چپکے سے پردہ بارگاہ کے باہر چلا آیا مگر قہرش سوکیاے
طوفانی اور گھراسے اختر شناس نے لندھور کو روکا اور منع کیا کہ آپ ایلچی ہین آپ کو یہ زیادتی مناسب نہین ہی
جواب طلب کیجیے اور تشریف لے چلیے لندھور نے کہا کہ نامہ پھاڑنے سے تجھکو کیا غرض اور بیہودہ بکنے سے تجکو کیا کام جو
تیرے مزاج مین آسے جواب اس نامے کی پشت پر لکھدے اب اگر ہمارے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران عالیشان
کی شان مین کوئی کلمہ بے ادبانہ کہا تو ابھی زبان تیغ آبدار سے جواب دونگا کہ یہ سب تاج و تخت خاک مین ملجائیگا قہرش
نے لقاے کہا کہ لندھور ایلچی صاحبقران ہی آپ کو اس سے کیا مطلب ہی خداوندی کے خلاف ہوتا ہی اور رحمت مین
فرق آتا ہی فقط آپ جواب تقدیر کر کے لکھدیجیے جو کچھ منظور خداوند ہو زمرد شاہ باختری نے کہا کہ میر منشی سے کہدو
کہ لکھدے اس نامے پر کہ خداوند لقا کو جنگ و جدل منظور ہی اگر حوصلہ ہو مقابلہ کر کے لڑو لندھور نے کہا کہ میر منشی
کی کیا طاقت ہی کہ اس نامہ پر لکھ سکے تو آپ خود ہاتھ سے لکھ جو لکھنا ہو قہرش نے کہا کہ خداوند آپ رحمت کو کیون
دریاے قہر مین اپنے ڈبوتے ہین ماہیت سے تو اس نامہ کے آپ آگاہ ہو چکے دو کلمے خود ہی لکھدیجیے رحمت کا نام
سُنکر وہ دبکی شل سگ المست کے پھول کر کپا ہوگیا تخت پر تن بیٹھا اور قلم لیکر لکھدیا اس نامے کی پشت پر
کہ مجکو جنگ منظور ہی یہ لکھکر نامہ لندھور کو دیا دارائے ہند لندھور بن سعدان نامہ امیر باتوقیر کا لیکر اٹھ کھڑا
ہوا اور سلام علیکم کہ کے تنتا ہوا باہر پردہ بارگاہ کے آیا لندھور کے ساتھ قہرش سوکیاے طوفانی بھی اُٹھ کے

بارگاہ لقاسے چلا آیا دل مین سوچا کہ قیطولات بروج لقا اور سرداران فوج لقا بگڑے ہوے جابجا کھڑے ہونگے ایسا نہ ہو کہ لندھور سے کہین فساد ہو جس طرح سے مین اپنے ساتھ لندھور کو لایا ہون اسی طرح ساتھ لے جا کر لشکر تک لندھور کو پہونچا کر مع لشکر لندھور کو رخصت کر کے روانہ کر دون یہ سوچ کر لندھور کا ہاتھ پکڑ لیا اور باتین کرتا ہوا قیطولات سے بخیر و عافیت اُتار کر لایا اور لشکر مین لندھور کو پہونچا دیا جب لندھور اپنے خیمہ مین آئے اور قرش کو بھی ہمراہ لائے قرش نے کہا اے لندھور میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میرے آپ کے مقابلہ ہو اگر آپ مجکو زیر کر دیجے تو مین دین اسلام قبول کرون اور اگر مین آپ کو زیر کرون تو آپ خداوند لقا کو سجدہ کیجے لندھور نے کہا کہ بسم اللہ ابھی قرش نے کہا کہ آج موقع نہین ہے میری حمیت قبول نہین کرتی کہ آپ نامہ صاحبقران کا لے کر آئے ہین اور جواب لے کر چلے ہین اور مین آپ سے مجادلہ کرون پھر کبھی دیکھا جائیگا لندھور نے کہا تم کو اختیار ہے جب تمھارا جی چاہے مقابلہ کر لینا یہ سُنکر قرش سوکیاب طوفانی رخصت ہوا اور لندھور نے مع لشکر فیروزی اثر کوچ طرف امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے کیا اور جاسوسان ہوشیار اور خبرداران تیز رفتار نے آگے بڑھکر حمزہ صاحبقران زمان کو خبر فرحت اثر دی کہ لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان خرم و شادان مع لشکر ظفر نشان آتا ہے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مع سرداران دہیلوانان بہت دور تک پیشوائی کو دارا سے ہند لندھور بن سعدان کی تشریف لے گئے اور لندھور کو بڑے جاہ و حشم سے ہمراہ اپنے مع سرداران نامور و لشکر ظفر اثر کے دربند فیض بخش پر تشریف لے گئے اور بڑی خوشی کی لندھور نے جواب نامہ بحضور امیر کشورگیر پیش کیا اور تمام و کمال کیفیت ملک سبائل اور قرش کا اپنے ساتھ لیجانا اور ساتون بہشت کا احوال سیر کرنے کا اور ساتون قیطولات کی روئداد اور عجائبون کا حال اور بارگاہ لقاسے بے بقا کا معرکہ اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا روپوش ہو کے ساتھ جانا اور ہر جگہ کی عیاری خواجہ عمرو کی اور نامہ خواجہ عمرو کا دینا من وعن سب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سے لندھور بن سعدان نے ہنس ہنسکر بہ شگفتگی خاطر بیان کیا امیر باتوقیر سُنکر بہت خوش ہوے اور فرمایا اے لندھور تم نے بڑا کار نمایان کیا تمھاری بہادری و دلیری و جوانمردی مین کوئی شک نہین پھر کئی روز تک اسی دربند فیض بخش پر جلسہ جشن و شادی لندھور کے آنے کا رہا اور وہین خیمے اور بارگاہین برپا رہین کہ وہان سے پل مشکبار قریب تھا صحراے رحمت سے ملا ہوا

دوسری داستان عشرت بیان شادی جبرئیل قدرت کی ساتھ ملکہ حیات بانو دختر بادشاہ سلیث زرین مسکے

پلا ساقیا جام عشرت فزا
یہ میخانہ بزم عروسی بنے
حسینون کی خاطر تھی اگلی دلہن

کہ درد و الم مین ہے دل مبتلا
مگر رندون مین خوب گاڑھی چھنے
ملے مہ جبینون کو یہ گلبدن
اسی کی سمجھے تاک ہے ای سحر

بنے میکدہ حجلہ ہاے عروس
تماشا ہو جبوقت آئے برات
دکھا ساقیا حسن زیبا العنب
کہ جلکے مین مشتاق شمس و قمر

دلہن بیاہ لاتا ہے آج اک عروس
عیان دشت مین ہو شب برات
سمجھا یا ہے کس حجلہ مین اسکو اب

مخمسہ

خوش نمی آید بہ یاد گل خندان مرا
میچکد لخت جگر از دیدہ گریان مرا
گرمی سوز دروننم غوغتی پنہان مرا
موج اشکے گر نباشد در شب ہجران مرا
کیست تا آبے زند بر آتش سوزان مرا

گر بکویش می روم پوشیدہ از چشم رقیب
حلہ می سازد بجان ناتوان من عجیب
وائے بر ناکامی تقدیر و حسرت بر نصیب

گر بہ شاخ گل نشینم رنجہ گردد عندلیب
بے قفس ہرگز نیاید اندرین بستان مرا

بر سر ہر کس فتد چون سایۂ زلف دوتا
مبتلایش سر بصحرا میکشد جان در بلا
عقدۂ کارم نشد از ناخن تدبیر وا

بر امید زلف چوگان تو گردون سالہا
ہمچو گوی بے پا و سر افگندہ در میدان مرا

آہ شامم نالۂ شب گریۂ وقت سحر
ناتوانم کرد چون مور ضعیفہ و بے جگہا
شد وجودم صورت موہوم در چشم بشر

بسکہ گشتم در غم ہجرش ز مو باریکتر
میتواند داشت چشمش در صف مژگان مرا

بیت نگارندہاے عبارات نورہ رقم کردا این داستان سرور بہ مشاطان عروس مضامین حسن و جمال و حجلہ نشینان فکر عبارت تازہ خیال نوشاہ قلم شادی رقم کو صفحۂ قرطاس نگارین پر یون جلوہ نما کرتے ہین کہ شہزادۂ ہندوستان دارائے ہند لندھور بن سعدان جواب نامہ ہدایت شمامہ زمرد شاہ باختری لقاسے بے بقا سے لیکر بعد کورنش خدمت فیض درجت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین حاضر ہوچکے زمرد شاہ باختری لقاسے بے بقانے پھر از سر نو آراستگی قبطولات وغیرہ کی کرائی قندیل ہاے منور و ستارہاے تابندہ گوہر شاہوار وغیرہ اور شیشہ آلات سے مزین کیے اور آرایش حجاب قدرت لقاسے بے لقا بطور عمدہ ہوئی اور ساتون بہشت کو پھر آراستہ و پیراستہ کیا اور دربارداری اور جشن کفر پرستی مین سب سردار معروف ہوے کہ ایک روز یاقوت شاہ جبرئیل قدرت بعد التجا پردۂ حجاب قدرت مین آیا اور بہ گریہ و زاری عرض کیا کہ اے خداوند یہ بندۂ ناچیز تیرا کب تک بے جورو کے رہیگا ملکہ گوہر ملک کو تو بدیع الزمان نور دیدہ صاحبقران زمان پسند کرینگے اب بغیر جورو کے مجھ سے رہا نہین جاتا یہ سنتے ہی ایک آواز قہقہہ کی آئی اور حکم ہوا اے یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نور چکیدۂ خداوند آوا اسوقت تمھاری آہ و زاری اور نالہ و بیقراری نے دین اور دنیا کو متزلزل کردیا دریاے رحمت خداوند جوش مین آیا ہم تمھاری شادی ابھی کیے دیتے ہین تم کیون گھبراتے ہو اور مضطربانہ آہ و زاری کرتے ہو ملکہ حیات بانو دختر بادشاہ سلیبث زرین کمر کو ہم نے اپنی آغوش خداوندی کے واسطے رکھا تھا کہ نور قدرت اعلا اُسکے پیٹ مین آشکار ہوگا مگر اسوقت تیری اضطرابی اور آہ و زاری سے دل قدرت بیچین ہوگیا ملکہ حیات بانو کو ہم نے تجھے دیا یہ سنکر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت بہت شاد ہوا اور آداب و تسلیمات بجالاکر سجدے کو درگاہ خداوند لقا مین جھک گیا لقاسے بے بقانے اُسی وقت تصویر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی مصوران رشک بہزاد و مانی سے کھنچواکر ہمراہ نامۂ مسرت شمامہ بطور رقعہ شادی کتخدائی کے شاطر صرصر تیز رفتار عیار طرحدار کے ہاتھ بادشاہ سلیبث زرین کمر کے پاس بھیجی سلیبث زرین کمر نے اُس نامۂ مسرت شمامہ کی پانچ قدم تعظیم کی اور ہاتھ پر لیکر جو یا شعر اُس نامہ کو چشم و سر پہ رکھا ٭ دل پہ رکھی گہ جگر پہ رکھا ٭ آنکھون سے لگاکر وہ نامہ کھولا تصویر یاقوت شاہ کو دیکھا اور کھڑے ہوکر وہ نامہ بہ آداب تمام پڑھا پھر اس نامہ بر صرصر تیز رفتار کو ایک خلعت جواہر نگار دیا اور اُس سے کہا کہ اے نامہ بر پہلے میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات کے سجدہ بارگاہ خداوندی مین کرنا اور پھر کہنا کہ اس بندۂ بارگاہ خداوندی کو بسر و چشم قبول و منظور ہے حضور تاریخ معینہ برات وغیرہ لکھ بھیجین یہ غلام اُس کنیز ناچیز کو عروس بنائے اور حضور برات شاہانہ بھیج کر دلھن کو بیاہ لیجائین مجکو کچھ عذر نہین مشاطۂ عروس گلعذار صرصر تیز رفتار عیار طرحدار جواب نامۂ مسرت شمامہ لے کر آیا خداوند لقاسے عرض کیا لقاسے بے بقانے اُسی وقت تاریخ برات مقرر کرکے لکھ بھیجی اور یہان سامان شادی کتخدائی یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کرنا شروع کیا قبطولات پر تمام شیشہ آلات جھاڑ مردنگیان وغیرہ لگائین شہر سبائل آئینہ بند کرکے آراستہ و پیراستہ کردیا ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ اس مقام پر یہ مضمون رہ گیا تھا کہ جس وقت تاریخ برات

یاقوت شاہ جبرئیل قدرت مقرر ہو چکی ایک نامہ بدین مضمون خدمت فیض درجت امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان مین زمرد شاہ باختری لقاے بے بقانے تحریر کیا کہ اے فخر شجاعت و ہمت واے زینت لشکر صولت و شوکت شاہنشہ شاہان جہان تاج بخش سلاطین دوران امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان آپ کو بعد سلام کے تحریر کیا جاتا ہو کہ ابھی ہفتہ عشرہ جنگ موقوف رہے کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی شادی کرنا منظور ہو آپ سے مہلت طلب کرتا ہون اور آپ اپنے لشکر مین بھی حکم کر دیجیے کہ کوئی سوار و پیدل لشکر اسلام یا سردار نامدار آپ کا ہمارے اہل لشکر وغیرہ سے نہ بولے اور کسی طرح کا فساد نہ کرے فقط زیادہ والسلام یہ نامہ امیر با توقیر نے پڑھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بلاکر حکم دیا کہ ہمارے تمام لشکر مین حکم دیدو کہ آٹھ دس روز تک کسی ساکن ملک سبائل یا اہل لشکر لقاے بے بقاسے کوئی نہ بولے اور فساد نہ کرے بلکہ میری راے یہ ہو کہ ہماری طرف کا کوئی ادھر کو نہ جاے جب تک اُسکے یہان سامان شادی کا پھیلا ہو کیونکہ کسی طرح کی زیادتی ہماری طرف سے عائد نہو امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے لقاے بے بقاسے کہلا بھیجا کہ تمہارا عذر ہمنے منظور کیا تم شادی کرو کوئی تم سے نہ بولیگا یہ سُنکے لقاے بے بقانے سامان شادی کا مہیا کیا تمام شہر سبائل کو آئینہ بند کرکے شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور شہر سبائل سے تا کوہ دو شاخ و کوہ البرز دیل مشکبار حتی کہ دلہن کے مکان تک دو رستہ ٹھاٹھر واسطے چراغان کے استادہ کیے گئے اور تمام جنگل اور جھاڑیان کٹوا کر سڑکین بہت عمدہ پختہ تیار ہوئین اور یہان سے وہان تک ٹھنڈی سڑکین بنوائی گئین سقون نے اسقدر پانی چھڑکا کہ سڑک موتی محل کا لطف معلوم ہوا دولہا کے مکان سے تا در خانۂ عروس سڑک پر فرش مخملی بچھوایا عود و عنبر و سارا کے لخلخے جا بجا روشن کیے گئے ہر قسم کی دکانین دونون طرف سڑکون پر جم گئین

نظم

آج رنگ و جشن نیا ہو بگا نظم
کہ حسن انکا سب پر نمودار ہی
کوئی ساری ٹلس کی باندھے ہوے
جوان کوئی اور کوئی نوخواستہ
کوئی لب پہ لاکھا جمائے ہوے
انگھیاے مزے جنکو کھاکر زبان
سنرق جواہر مین اور عمدہ رخت
معطر مین بیلا چنبیلی کے ہار
کہین خوانچے والے با صد وقار
برات آتی ہو ہر طرف ہی یہ دھوم

دکانون کے تنبو برابر تنے
کوئی بانکی ہو اور ترچھی کوئی
کوئی گندمی اور کوئی چمپئی
کسی کی عجب سرمگین چشم ہی
کہین کنجڑنون کی برابر قطار
اشارون مین گاہک کا دل لیلیا
جو دو چار یار آشنا آ رہے
کسی سمت کو شور ہی بیحساب
کٹورے بجانے مین سقے کہین

دکاندار ہر قسم کے آ جمے
حسین خوبرو سیدھی سادھی کوئی
پری رو کوئی بسنتی رنگ کی
ہر خوش ایک تو ایک پر چشم ہی
طرحدار طرار اور ہوشیار
بڑے ناز و غمزے سے سودا دیا
چلم پر چرس کی بڑے دم پڑے
بہت گرم اور نرم تلچے کباب
برہمن ہین پانی پلاتے کہین

تنبولن وہ ایک اک طرحدار ہی
کوئی گلبدن رخت پہنے ہوے
ہر اک زیور زر مین آراستہ
کوئی مٹیان ٹیڑھی بنائے ہوے
رنگین چھجریون مین وہ ترکاریان
کہین ساقنون کی دکانون پہ تخت
صدا آرہی ہو کہین بار بار
کسی سمت حلوائیون کی قطار
تماشائیون کا دو رستہ ہجوم

دہان تو یہ سامان اور تھی دھوم دھام شادی برات یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی ہو یہان لشکر امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مین بھی خبر ہوئی کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی شادی ہو آج برات آنے والی ہو اُسکا بڑا سامان و اہتمام لقانے کیا ہو دیکھنا چاہیے کہ عجب تماشا ہوگا سب سردارون نے مشورہ کرکے رب غازی سے کہا کہ کسی صورت سے چلیے تماشا برات کا دیکھین کرب غازی نے کہا کہ امیر با توقیر کا حکم قطعی ہو کہ کوئی اُسطرف رُخ نہ کرے مین نہین اجازت دلا سکتا البتہ اسد شیر دل سے کہو کہ آجکل اُنکا جاہ بیار ہو بابا جان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کا کہنا بہت مانتے ہین کیا عجب ہو کہ حکم دیدین سب سردار اسد نامدار کے پاس آئے

اور کہا کہ ای اسد شیر دل آج برات یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی آنیوالی ہی بڑی کیفیت کے ساتھ آراستگی ہوگی قابل
دیکھنے کے ہی بھی تماشا ہی کسی صورت سے آپ چلیے خواجہ سے اجازت لیکر تماشا برات کا دیکھو آئین اسد شیر دل تو خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری کی خصلت سے آگاہ ہین سب سرداروں سے کہا کیا دو گے کسی سردار نے کہا ہم پانچسو روپیہ دینگے کسی نے کہا ہم دو سو
روپیہ دینگے کسی نے کچھ کسی نے کچھ اقرار کیا غرضکہ اسد شیر دل نے سب سے رقعہ جمری روپیہ کا لکھوا لیا اور سب سرداروں
کو ہمراہ لیکر اسد شیر دل دربارگاہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پر آئے اُسوقت خواجہ عمرو باطمینان تمام خیمے مین ملکہ سرو سیمین تن
سے مصروف جشن اختلاط تھے کہ اسد شیر دل نے آواز دی کہ دادا جان مین آتا ہون خواجہ نے اندر خیمے کے بلا کر کہا ای
نور چشم ای راحت دل اسد نامور اسوقت بے محل تمہارے آنے کا سبب کیا ہوا اسد نے کہا کہ حضور کئی روز سے بسبب
اطمینان کے برآمد نہوے تھے قدمبوسی کا فدوی مشتاق تھا دیکھنے کو بہت دل چاہتا تھا اس سبب سے حاضر ہوا خواجہ
عمرو نے کہا ای فرزند یہ بات قریب قیاس نہین کوئی ایسا ہی اسوقت امر ضروری ہی جو تم آئے ہو سچ بتاؤ میرے سر کی قسم
کیا کام ہی اسد شیر دل نے کہا ای دادا جان تمام سرداران لشکر ظفر پیکر مشتاق برات کے دیکھنے کے ہین اور یہ پرچہ کاغذ جمری کا
سبھون نے دیے ہین اگر آپ اجازت دیجیے تو برات کا تماشا ہم سب الگ سے کھڑے ہو کر دیکھ آئین وہ کاغذ جمری سب سرداروں
کے خواجہ عمرو کو اسد نے دیے خواجہ عمرو نے وہ کاغذ تو لیکے پاس اپنے رکھ لیے اور کہا ای فرزند جگر بند امیر با توقیر کا حکم محکم
تقاضا شیم تو یہ ہی کہ کوئی ہمارے لشکر سے لقا کیطرف رخ نہ کرے یہ سب برات کا تماشا دیکھنے پر آمادہ ہین نہین معلوم کیسا
ہو کیا نہو اس بھیڑ مین ہو جن اگر کوئی فساد ہو تو مجھپر بڑی بدنامی آئیگی اور امیر با توقیر بہت خفا ہونگے لیکن اچھا بیٹا تمہاری
خاطر مجھکو ہر طرح منظور ہی جاؤ سب سے روپیہ نقد تحصیل لاؤ مین خود ساتھ بیچل کے تمہین اور ان سب کو بھی تماشا برات کا
دکھا لاؤنگا یہ سنکے اسد شیر دل آئے اور سب سرداروں سے روپیہ تحصیل کر لیکے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے آگے
رکھدیا خواجہ عمرو نے ملکہ سرو سیمین تن سے کہا کہ مین خود ان سب کو ساتھ لیجا کر تماشا برات کا الگ سے دکھا لاؤنگا نہین
تو یہ سب آفت برپا کرینگے یہ کہکے باہر خیمہ کے آئے اور کہا کہ صاحبو تم سب کی دل لگی اور تماشے نے کیا پریشان کیا ہی خدا خیر
کرے پھر ان سب کو ہمراہ لیے ہوئے یعنی علمشاہ فلک جاہ اور شہزادہ بدیع الزمان عالیشان اور شہزادہ قاسم نوجوان
اور اسد شیر دل اور ہاشم تیغزن اور لندھور بن سعدان و مالک اژدر نامور وغیرہ کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ساتھ
لیکر پل سنگبار پر آئے اور ایک مقام علیحدہ دیکھکر فرش بچھوا کر سب بیٹھے کہ الگ سے تماشا برات یاقوت شاہ جبرئیل
قدرت کا دیکھین تھوڑی دیر کے بعد آواز باجے کی آئی سب لوگ تماشا بین اور دکاندار وغیرہ ہوشیار ہوگئے ناگاہ نشان کا
ہاتھی نظر پڑا اُسکے بعد اور صد ہا ہاتھیوں پر نشان اور ماہی مراتب شاہی بعد اُسکے ڈنکا ہاتھی پر ہوتا ہوا اُدھر تاشے ڈھول
بجتے ہوئے نوبت خانہ نقارخانہ تختون پر سجا ہوا کہار وردیان کارچوبی پہنے وہ تخت اُٹھائے ہوئے جب یہ سامان آگے بڑھ گیا
دیکھا کہ جلوسی اونٹ آہستہ سے بجے سجائے جہارین ریشم ہفت رنگ کی جھولین مخمل کی اُنپر کارچوبی پڑی ہوئی اُسکے بعد گھوڑے
جلوسی کوتل زیور جواہر سے آراستہ صد ہا آگے پیچھے نکل گئے اُسکے بعد پھر یہ باجے طاشے ڈھول روشنچوکی انگریزی باجا
ارگن باجا جب یہ بھی سب پیادہ آگے بڑھ گیا دیکھا سواروں کے رسالے طرح طرح کے دریائے آہن مین غرق گھوڑے
اُنکے کیسے کیسے ترکی و تازی و عراقی و عربی کلیلین کرتے ہوئے ڈگمی چوکڑی کے ساتھ چلے جاتے ہین اُسکے بعد پیدل ہزارہا
پلٹنین ہر رنگ کی ہر طرح کی ہر وضع کے سلاح جنگ سے آراستہ برابر قطار باندھے ہوئے سامنے سے نکل گئین اب اسکے بعد
پھر اُسی طرح سے باجے بجتے طاشے ڈھول نفیرے انگریزی ارگن بعد جوش وخروش اُنکے پیچھے تخت طوائفان
بربر دیان کے کہار کاندھون پر اُٹھائے اور اُن تختون پر طبلہ سارنگی نفیرے بجتے ہوئے پریان اُنپر ناچتی گاتی طنطنین

اُڑاتی چلی جاتی ہین بھولی بھولی صورتین اُنکی حسین حسین کمسن کمسن بانکی ترچھی نازو انداز نخرے غمزے قیامت کی نگاہین آفت کی چتونین عجب سج دھج کی کہ جنکو دیکھ کے پیر فلک محو ہوجاے گرد و پیش سرداران لشکر لقاے بے بقا اہتمام برات کا کرتے ہوے چلے جاتے ہین پیچھے پیچھے سواریان زنانی سکھپال فنسین مجافے ہزار در ہزار آتشبازی برابر چھوٹتی ہوئی اس سامان و جلوس و شان و شوکت سے برات گئی مگر دولھا کو کسی نے نہ دیکھا کوئی تو کہتا ہے کہ کسی ہاتھی پر ہوگا کوئی کہتا ہے کہ سکھپال مین بیٹھ کے گیا ہے کوئی ہنس کے کہ رہا ہے کہ ارے قفس مین بند تھا جتنی زبانین اتنی باتین شعر کلام مختلف العام اِسکو کیا کیجے ٭ زبان خلق کو نقارۂ خدا کہیے ٭ ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت دولھا بنکر اپنے مقام پر بیٹھا رہا اپنی طرف سے سرداران اولو العزم کو دلھن بیاہ کے لانے کے واسطے بھیجدیا اسوجہ سے کہ خداوندزادہ کا جانا غیر مناسب تھا دوسرے یہ کہ زور دن پر جوانی کے چڑھا ہوا اسنگ مین بھرا ہوا یاقوتی فلک سیر تیز و تند کھا کر انتظار عروس یعنی ملکہ حیات بانو کا راستہ دیکھ رہا ہے کہتا ہے یا خداوند ایسی تقدیر کیجیے کہ جلد دلھن بیاہ کر آئے فیصلہ ہوجاے در پردۂ حجاب ہون شربت وصال سے سیراب ہون الغرض جب برات چلی گئی بعیر کم ہوئی خواجہ نے کہا کہ اب چلیے ایسا نہو امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو خبر ہوجاے تو غضب ہوگا بہت خفا ہونگے سرداران لشکر اسلام نے کہا کہ ای خواجہ تھوڑی دیر اور توقف کیجیے کہ پھرتی ہوئی برات دیکھ لین کہ جہیز کیسا ہے اور دلھن کا محافہ کیسا ہے کس سامان سے اُدھر سے بیاہ کر دلھن کو لاتے ہین اور کیسی برات آتی ہے دوسری کیفیت بھی دیکھ لین تو پھر لشکر مین چلین غرض وہان ٹیکرے پر سب کے سب بیٹھے رہے شغل شرابخواری ہوا کیا خواجہ عمرو تانین اُڑایا کیے لحن داؤدی سنایا کیے رات بھر اُس جگہ جمگھٹے جشن اور جلسے رہے صبح ہوتے ہی برات کی آمد شروع ہوئی اُسی سامان و اہتمام سے دلھن کو بیاہ کر لاے وہی دھوم دھام وہی نوبت نقارے بجتے ہوے باجے طرح طرح کے اُسی طرح تخت پر پریان ناچتی ہوئی تانین بھیرون کی اُڑاتی ہوئی وہی رسالے آراستہ و پیراستہ وہی پیدل نجیب پلٹنین مسلح و مکمل وہی سرخبوش سردار لشکر لقا کے رات بھر کے جاگے ہوے نشہ شراب سے آنکھین چڑھی ہوئی جھومتے چلے جاتے ہین جہیز بے انتہا اونٹون پر ہاتھیون پر لدا ہوا پیچھے سب جلوس و جہیز کے محافہ دلھن کا جواہر نگار مرصع کار جڑے نگینے بیش قیمت لعل و یاقوت زمرد و پکھراج ہیرے کے جڑے ہوے آفتاب کے مانند چمکتا ہوا سونے کا ڈولا معلوم ہوتا ہے ریشمی ڈوریون سے چوبندی کسی ہوئی شعر آسی پر جان دیتا ہون مثال تبس مرتا ہون ٭ کسا رہتا ہے چوبندی سے پردہ جسکی محمل کا ٭ گرد محافہ جواہر نگار کے صدہا خواصین پیش خدمتین پری چہرہ حور شمائل کمسنین کم جوانین طرح طرح کے بناؤ کیے ہوے سرخ جوڑے پہنے سرمہ کاجل سے آراستہ گلوریان موٹی موٹی کلون مین دبی ہوئین سر سے پانگ تک پور طلائی پہنے ہوے چھم چھم کرتی پایۂ محافہ عروسی تھامے ہوے ہنستی بولتی چلی آتی ہین کہاریان پری پیکر نازنین حسین مہ جبین ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرۂ آفاق چھڑے پاؤن مین مچھلی دار جھمکے موتیون کے سر پر نشیلی آنکھین گہرا گہرا کاجل دیا مسی کی دھڑیان جمی ہوئی پان کی لالی ہونٹھون پر جس سے لاکھون کا خون ہو زرلفت کے لہنگے گوٹ پر بنت کارچوبی بیچ مین جھوریان ٹکی ہوئی کامدانی کے دوپٹے چوگرد بنت لچکا ٹنکا ہوا کارچوبی بنگلے کی محرم کرتیان بوٹ کارچوبی پاؤن مین دلھن کا محافہ اُٹھاے ہوے چھمچھماتی چلی آتی ہین سرداران لشکر اسلام چھمچھماہٹ کی آواز سنکر ہڑبڑا کر اُٹھے ٹیکرے سے اُتر کر لب سڑک آکھڑے ہوے برات کا تماشا برابر سے بخوبی دیکھنے لگے حسب اتفاق محافے کی چوبندی کسی ہوئی تھی ہوا کا گذر مطلق نہ تھا دلھن کو محافے مین گرمی زیادہ معلوم ہوئی سر پھرنے لگا طبیعت بیچین ہوئی دایہ سے کہا ارے محافے کی چوبندی کھلوا دو کہ ذرا ہوا آے دل بشاش ہو دایہ نے فوراً چوبندی کھلوادی

ذرا ذرا ہوا آنے لگی دل کو فرحت ہوئی طبیعت سنبھلی سب سرداران لشکر کوئی کسی طرف دیکھ رہا ہی کوئی کسی کو تکتا ہی
مگر ہاشم تیغزن کی نگاہ ملکہ حیات بانو عروس شب اول پر پڑی کلیجا تھام کے منھ سے آہ کی ادھر ملکہ حیات بانو
کی بھی نگاہ فوراً چہرہ ہیتال ہاشم پر پڑی وہ بھی دل دونوں ہاتھوں سے مسوس کر رہ گئی اُف اُف کرنے لگی مگر
کیا کرے کیا چارہ کہ ناگہاں پردہ محافہ کا پھر گرا ہاشم تیغزن نے یہ شعر پڑھا شعر دیکھ لینے مین ذرا اوٹ نہ جانے ترے
ہاتھ ٭ لیلی اتنا تو نہ تھا پردۂ محمل بھاری ٭ دیگر سینہ سے تیر عشق پار ہوا ٭ دل کلیجہ جگر فگار ہوا ٭ اب تاب ضبط کہان
ادھر انکا حال غیر اُدھر اُسکا دل بیچین اُدھر برات آگے بڑھی ادھر ہاشم بیتاب و بیقرار ہوکر خواجہ عمرو کے پاس آکر
کہنے لگے ای خواجہ مجکو تو اس عروس نے تیغ شمشیر ابروے خمدار سے گھائل کیا دل پر قابو نہین چین کسی پہلو نہین شعر
کیا حال ہو بیان دل بیقرار کا ٭ سینہ مین اب ہی جان بہ عالم فشار کا ٭ ای خواجہ منھ کو کلیجا نکلا آتا ہی دل سے صبر نہین
کیا جاتا ہی اب مین اپنی جان دونگا خواجہ عمرو نے ہنسکر کہا ای ہاشم تیغزن زیادہ مستیان نہین کرتے اسمین انسان ذلیل
و رسوا ہوتا ہی اسی واسطے تم آگے نکلے برات کا تماشا فقط حیلہ تھا عشقبازی کا سلسلہ تو خوب نکالا واہ واہ واہ کیا
کہنا اگر یہان کسی کو ثبوت ہوا تو تم مارے جاؤگے مین بھی رسوا ہونگا مجکو صاحبقران سے بڑی ذلت ہوگی تم صاحبقران
کے مزاج کو جانتے ہو تمھاری صورت سے نفرت ہو جائیگی ہاشم تیغزن نے کہا کچھ ہو مجھ سے اب تاب ضبط ممکن نہین کوئی
دم مین جان جایا چاہتی ہی شعر ممکن نہین ہو صبر دل بیقرار سے ٭ کیا دور جان نکلے اگر جسم زار سے ٭ ای خواجہ عمرو
اگر تم اتنا کام کرو کہ برات مین اسوقت غلغلہ برپا کرادو تو پانچہزار روپیہ تمکو دونگا خواجہ نے کہا خیر خاطر ہی تمھاری اچھا
دیکھو مین اسوقت کیا کرتا ہون یہ کہکر کرب غازی سے کہا ای کرب قیطاس خون آشام پہلوان زبردست سردار
لقا تمکو نگاہ بد سے دیکھتا ہی کرب تو دیوانے ہین بقول شخصے دیوانہ را ہوے بس ست فوراً کرب غازی دست
بقبضہ ہوکر اُس پہلوان کی طرف جھپٹے اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ سب کے سب براتی پراگندہ ہوگئے نعرۂ کرب غازی
کرب شہسوارم یل نامدار ٭ نظر کردۂ شیر پروردگار ٭ باش او گبر ناہنجار کب تجھے چھوڑتا ہون تو زندہ و سلامت میرے
ہاتھ سے نکل جائیگا قیطاس خون آشام نے تلوار کھینچکر ماری کرب غازی نے خالی دیکر تیغہ کرب نوش عساد
مغربی کا ہاتھ مارا سر پر قیطاس خون آشام کے مثل برق جہندہ چمکتے ہی اُس نابکار کو کاٹ کے زیر تنگ اتر آیا
وہ نامرد دو ہوکے گرا ادھر اسد شیر دل نے فرخ اژدہا چشم کو للکارا اُس سردار نے ساطور اُٹھاکر اسد پر
مارنے کا قصد کیا اسد نے زیر بغل خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس بغل پر پڑا اور اُس بغل کو کاٹتا ہوا نکل گیا اسد
بن کرب غازی نے اُس نابکار کو مار کر نعرہ کیا کہ سب دہل گئے نعرۂ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ٭ بدرم دل شیر
چرم پلنگ ٭ لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان بھی مسلح زنگی پر جا پڑے اور نعرہ کیا نعرۂ لندھورم لندھور
بن سعدان منم شیر نیستانم ٭ منم گرد نیسانم منم رستم پہلوانم ٭ مسلح زنگی سردار لقا نے اژدہ پشت نہنگ کا ہاتھ مارا لندھور
نے گرز پر روک کے وہی گرز گران سر اُس ستمگر پر مارا وہ پہلوان زبردست مع کر گدن پیوند زمین ہوگیا مالک اژدر
نعرہ کرکے ازرق اژدہا چشم پر جا پڑے نعرۂ مالک اژدرم منم مالک اژدر پہلوان ٭ بہنگام پیکار شیر ژیان ٭ ازرق
اژدہا چشم نے تلوار ماری مالک نے خالی دے کر دو زبانہ برچھا مارا کہ سینۂ پر کینہ کافر کو توڑ کر پار گذر گیا ناگاہ
فرخ شہسوار قلندر کا بھی نعرہ ہوا نعرۂ فرخ شہسوار قلندر منم صفدر زمانی و نامدار ٭ قلندر جری فرخ شہسوار
ازرق آہن خوار نے آتے ہی فرخ شہسوار قلندر کو ساطور مارا فرخ شہسوار نے اُسکا وار روک کر تیغہ
آبدار کا ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا یکایک اُدھر سے علمشاہ فلک جاہ نعرہ کرتے ہوے جھپٹے کہ باش او نابکار

دناہنجار نیم رستم پیلتن پیلکن کشندۂ زدیل ہندی دکشندۂ کیتیان فرنگی یعنی نعرہ علمشاہ رومی شہ فیل زور پہ کہ برتخت مرزوق انگندہ وشور ہا تہ سرپیٹا زرین کمر نے جو دیکھا کہ علمشاہ جوش وخروش مین تیغہ کیتیان علم کیے ہوئے چلا آتا ہے جھپٹ کر اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ فولاد پناہ نے وار اُسکا خالی دیکر ہاتھ تیغہ آبدار تیغہ کیتیان کا جو مارا شانے پر اُس مردود کے پُر انصف جسم کاٹتا ہوا فرش ابلق رنگ سے گذر گیا وہ نابکار دو ہوکے زمین پر مع مرکب گرا شہزادہ بدیع الزمان نور چشم صاحبقران نے بھی نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان بدیع الزمانم کہ در روز کین پہ تو انم زدن آسمان برزمین پر قیصیح زرد پوش سردار زبردست لشکر لقانے تلوار ٹبر ھکر ماری شہزادۂ بدیع الزمان نے بارہ بچاکر ایک ہاتھ تیغے برّ الدیا دوسرا ہاتھ کمرزنجیر مین ڈالکر گھوڑے سے اُٹھالیا اور سر سے اپنے تصدق کرکے آسمان کی طرف اُچھال دیا پھر گرتے ہوئے شمشیر آبدار سے چورنگ کیا اب چارطرف غُل وشور ہوا کہ لشکر اسلام سے سرداران امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان آپڑے لینا جانے نہ دینا گھیرکر گرفتار کرو دم لینے کی مہلت نہ دو مگر ہاشم تیغزن شمشیر علم کیے ہوئے اُس بِھڑ مین لڑتے ہوے قریب محافے کے پہونچے گرد محافۂ عروس کے چند سردار تھے اُنکو جھپٹ جھپٹ کے ہاتھ تلوار کے مارے وہ زخمی اور گھائل ہوکے گرے ہاشم برابر محافے کے پہونچ گئے پردہ اُلٹ کے محافے کا ہاتھ پھیلا کر ملکہ حیات بانو سے کہا اے محبوب جانی دل آرام جاودانی اب دل بہت مضطر وبیتاب ہے آغوش مین عاشق کے آؤ سینہ سے سینہ لب سے لب ملاؤ ملکہ حیات بانو تو پہلے ہی سے حسن وجمال صورت بیمثال شہزادہ ہاشم تیغزن دیکھکر فریفتہ وشیفتہ ہوگئی تھی دمبدم پردہ محافے کا اُٹھا اُٹھاکر دیکھتی جاتی تھی کہ وہ راحت دل مشتاقان وصبر وہ عاشق بیجان کہان ہے جیسے ہی چہرۂ آفتاب مثال پر نگاہ ملکہ حیات بانو کی پڑی اور آواز ہاشم تیغزن کی سنی بیقرار ہوکر دونون ہاتھ آرزوے شوق وصال شہزادہ ماہ تمثال مین پھیلا دیے گویا اشارہ تھا کہ مجکو آغوش تمناے مواصلت مین لیلو ادھر ہاشم تیغزن بھی یہی چاہتے تھے فوراً ملکہ حیات بانو عروس تازہ کو محافے سے کھینچکر گھوڑے پر اپنی پشت کی جانب بٹھالیا ملکہ حیات بانو دونون ہاتھ کمر ہاشم مین ڈالکر لپٹ گئی گویا دل بیقرار وبیتاب وروح بیجان کو تسکین ہوگئی خواجہ عمرو نے کہا اے ہاشم کو ہر مدعا ہاتھ آیا مطلب دل بیقرار حاصل ہوا اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ملکہ کو لیکے نکل جاؤ پھر جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا ہاشم تیغزن شمشیر آبدار علم کیے ہوئے کافرون کو مارتے پیٹتے لڑتے بھڑتے ملکہ حیات بانو کو لیکے نکل گئے اب عمرو نے سرداران لشکر اسلام کو آواز دی کہ اے بہادران نامدار واے دلیران عالی وقار کیون جمے ہوے لڑ رہے ہو بہتر یہ ہے کہ یہان سے نکل چلو اب مناسب نہین ہے کہ دم بھر ٹھہرو یہ صداے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سنتے ہی تمام سرداران بلند ہمت بصد صولت وشوکت تلوارین مارتے ہوے صاف نکلے چلے گئے اب جو دیکھا تو تمام کہاریان مغلانیان خواصین وغیرہ غل وشور کرتی ہین ارے لوگو دوڑو خبر لو محافہ خالی ہوگیا ملکہ حیات بانو عروس یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو کوئی صاف نکال لیگئے برات لٹ گئی سناٹا ہوگیا ایک راوی یہ بیان کرتا ہے کہ جب برات مین تہلکہ وتلاطم ہوا اور سرداران لشکر اسلام سے تلوار چلنے لگی خواجہ عمرو کی بن آئی جتنا جہیز تھا سب لے لیکے نذر زنبیل کرنا شروع کیا اور جو کچھ مال واسباب تھا سب لوٹ کر داخل زنبیل کیا غرضکہ برات ساری متفرق وپریشان ہوئی آدمی سب تتربتر ہوگئے بھاگے ہوے ملک سبائل مین آئے یاقوت شاہ سے بیان کیا کہ راہ مین خدا پرست برات کا تماشا دیکھنے کو آئے تھے اُنسے خوب تلوار چلی فلان فلان سردار نامی مارا گیا بہت سے زخمی اور گھائل ہوکے آئے ہین دُلہن کو محافے مین سے نکال کرلے گئے اسباب تلف ہوگیا خواصین مغلانیان ملکہ کی شور کرتی ہین ہم سب تباہ ہوے دولہا نے کچھ خبر نہ لی یہان یاقوت شاہ زرینے رنگ مین نشہ پیے ہوے دلہن کے انتظار مین بیٹھا تھا کہ اب دلہن آتی ہوگی بادۂ وصل سے سیراب ہونگے

مزے اڑینگے گل گلشن جوانی شگفتہ و شاداب ہوگا اسکی خبر نہ تھی کہ عین بہار مین خزان آجایگی بلبل مدعا صیاد کے پھندے مین پھنس گئی شکار کو اپنے دوسرا صید کر لیجایگا یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نے یاد جمال جہان آرا و جوش وصال بجز مدعا مین کف افسوس ملکر یہ خمسہ پڑھا خمسہ

ہیہات وید جلوہ جانان شود نشد
روزے بہار حسن گل افشان شود نشد
لطفے بحال زار پریشان شود نشد
من خواستم کہ مشکلے آسان شود نشد
خالی درت ز فوج رقیبان شود نشد

غرضکہ یہ خبر سنتے ہی یاقوت شاہ جبرئیل قدرت نہایت متردد و متفکر اور پرغم ہوا گھبرا کر گردمرد سے کہا کہ تو جاکر دریافت تو کر کہ کونسا خداپرست میری عروس تازہ ملکہ حیات بانو کو لیگیا پھر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت غم رسیدہ گریبان دریدہ سامنے خداوند لقا کے آیا اور بہ تضرع و زاری بعد اضطراب و بیقراری کہنے لگا کہ یا خداوند آپ نے یہ کیسی تقدیر کی تھی کہ میری عروس نو ناز نین مہ جبین مہر تکین حسین ملکہ حیات بانو کو خداپرست چھین لیگئے بڑے غضب کی بات ہی کہ پہلے ملکہ گوہر ملک کو بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران نے چھین لیا اب ملکہ حیات بانو کو کہ یہ عروس بنی ہوئی تھی کسی اور خداپرست نے قبضہ مین کیا لقا نے کہا ای یاقوت شاہ جبرئیل قدرت خمسہ

آسان نیست منزل عشق ست لبس اہم
رنج و بلا و آبلہ پائی و درد و غم
بت خانہ چیست غم نہ کردم سوے حرم
عمرے بپائے سرو کویش سپردہ ام
کان شاخ حسن تابع فرمان شود نشد

ای نور خالص قدرت کیون گھبراتا ہی کیون گریہ و زاری کرتا ہی تیرے رقیب کا سر کٹوا کر منگوا دونگا ذرا حال تو دریافت ہوجاے یاقوت شاہ نے کہا کہ جسکے پاس گوہر ملک ہی اُسکا تو حال معلوم ہی کہ وہ بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ہی مگر جو حیات بانو کو لیگیا ہی اُسکا ابھی نہین حال دریافت ہوا ہی لیکن معلوم ہوجایگا لقاے بے بقا نے حکم دیا کہ جاؤ اور طبل قہاری بجواؤ کہ رات کو سر بدیع الزمان کا کٹکر آجایگا یاقوت شاہ نے قیطو ون سے اُتر کر حکم لقاے بے بقا سنا دیا کہ طبل قہاری بجے کہ رات کو بحکم خداوند بدیع الزمان پسر حمزہ کا سر کاٹا جایگا ہرکارے یہ خبر لیکر لشکر ظفر پیکر اسلام کی طرف روانہ ہوے اب ادھر کا حال سنئے کہ ہاشم تیغزن ملکہ حیات بانو کو لیے ہوے اپنے خیمہ مین آے ملکہ حیات بانو کو بٹھایا شغل بوس و کنار مین مصروف ہوے اور سردار سب اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے خواجہ عمرو ہاشم تیغزن کے خیمہ مین روپیہ لینے کو گئے وہ جو درمیان معرکہ آرائی ہاشم تیغزن نے اقرار کیا تھا ہاشم تیغزن نے بموجب اقرار کے سب روپے عمرو کو دیے خواجہ عمرو جب روپیہ لے چلے ہاشم سے کہا ای ہاشم تیغزن حمزہ صاحبقران کو یہ پرچہ خبا ضرور گذریگا کہ تم ملکہ حیات بانو کو چھین لائے ہو وہ نہایت پرغضب ہین تمھاری صورت سے بیزار ہو جاینگے ہاشم تیغزن نے کہا کہ عمو جان پھر مین کیا کرون آپ میرے مزاج سے خوب واقف ہین کہ مین نے کبھی عدول حکمی صاحبقران کی نہین کی مگر مبادا ملکہ حیات بانو مجھ سے چھن گئی تو مین اپنے تئین ہلاک کرونگا آپ دس ہزار روپیہ اور مجھ سے لیجیے اور کوئی تدبیر ایسی کیجیے کہ حیات بانو ہاتھ سے نہ جاے کہ اب بالفعل اسی سے میری زندگی ہی خواجہ عمرو پھر ملکہ حیات بانو کی طرف مخاطب ہوے اور کہا کہ بی بی جو کچھ تمھارے دل مین ہو مجھ سے صاف صاف بیان کردو تمکو قسم ہی اُسی کے سر کی جسکو تم چاہتی ہو کہ تم کس سے راضی ہو تمھاری رغبت زیادہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کی طرف ہی یا ہاشم تیغزن سے راضی ہو کیونکہ وہ تمھارا ہمقوم ہی اور خداوند لقا کا نور خالص ہی اور یہ غیر مذہب ہی کہ اہل اسلام امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کا پارہ جگر ہی ملکہ حیات بانو نے یہ سُنکر کہا کہ ای خواجہ مجھے ہاشم تیغزن بہ جبر نہین لائے ہین مین اُنپر خود عاشق و فریفتہ ہوکر اُنکے ساتھ چلی آئی اگر مجکو کوئی اُنکے پہلو سے جدا کریگا تو مین اپنی جان

دو بعد دنگی یہ سنکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا اے ہاشم تیغزن لاییے تو دس ہزار روپیہ مرحمت کیجیے اب مین اُن روپیون کا حقدار ہو چکا ہون کیجیے مزے اڑائیے ملکہ حیات بانو کے ساتھ بعیش و نشاط زندگی کے مزے تو اب کون تم سے ملکہ حیات بانو کو لے سکتا ہے پھر خواجہ عمرو نے ملکہ حیات بانو سے کہا اے ملکہ سنو میری باتین لوح دل پر نقش کالحجر کر لو جو کچھ مین تمکو فہمایش کرون وہی تم جب امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا سامنا ہو اور وہ پوچھین سب بیان کر دینا ملکہ نے کہا عمو جان بہت خوب جو کچھ فرمائیے گا وہ مین یاد رکھونگی ہاشم تیغزن سے کہا پہلے دسون توڑے روپیون کے تو لاکر رکھدیجیے تو پھر عرض کرون ہاشم نے اُسی وقت دس توڑے منگوا کر خواجہ عمرو کو دیدیے عمرو نے ملکہ حیات بانو سے کہا کہ تم امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے بیان کرنا کہ اے امیر مجکو عالم خواب مین ایک بزرگوار نورانی شکل نے مسلمان کیا تھا اور صورت ہاشم تیغزن کی دکھائی تھی اور فرمایا تھا اے ملکہ حیات بانو یہ جوان رعنا تیرا شوہر ہوگا مین برات مین محافے مین سے دیکھتی آئی تھی جب مین نے انکی صورت بینظیر کو پہچانا انکے ساتھ چلی آئی اب عمر بھر انکا اور میرا ساتھ ہے اور عزت و حرمت کنیز کی آپ کے ہاتھ ہے ملکہ نے خواجہ عمرو سے کہا مین یہی صاحبقران سے کہدونگی الغرض خواجہ نے وہ روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور ملکہ حیات بانو کو تعلیم و فہمایش کر کے وہان سے چلے آئے پھر بارگاہ سلیمانی مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو سلام کر کے کرسی ہدہد پر متمکن ہوے صاحبقران زمان پرچۂ اخبار ملاحظہ فرما رہے تھے جب پرچۂ اخبار ملاحظہ فرما چکے سر اٹھا کر عمرو سے کہا اے خواجہ خوب تمام سرداران کو ساتھ لیجا کر برات کا تماشا دکھایا اور خوب کشت و خون کرایا اگر کوئی سردار نامدار مارا جاتا تو مین تمھارا کیا کرتا خواجہ عمرو نے کہا اے شہریار عالی وقار سب سردار نامدار مجھ سے بجد ہوے کہ ہمکو لیجلو اور تماشا برات کا آنکھ سے دکھلاؤ مین مجبور ہو کر ان سب کو لیگیا مگر کشت و خون تو اس دیوانے کے سبب سے ہوا کہ یہ وحشت مین آکر دوڑ پڑا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ عروس یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کو ہاشم تیغزن چھین لایا یہ اُس بیوقوف کمبخت نے کیا غضب کیا اے خواجہ مین سمجھ گیا یہ سب کچھ فتنہ پردازی اور شعبدہ بازی تمھاری ہے واللہ کسی مذہب مین مطلق جائز نہین کہ زن شوہردار پر نگاہ ڈالے بہتر یہ ہے کہ ہاشم سے کہو اُس عروس کو ابھی اُسکے دولھا کے پاس بھجوا دے ورنہ بہت بُری طرح سے پیش آؤنگا تمام عمر اُسکی صورت نہ دیکھونگا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو غصہ آگیا ہے منھ سرخ ہے نگاہ غیظ سے دیکھ رہے ہین عمرو نے دست بستہ عرض کیا اے امیر مجھے اس امر مین کچھ دخل نہین آپ کو اختیار ہے جسطرح چاہیے اُس سے پیش آئیے صاحبقران زمان بصد عظم و شان نہایت غیظ و غضب مین سوار ہو کر جانب خیمۂ ہاشم تیغزن چلے مگر خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب حمزہ صاحبقران زمان ہین لیکن بار بار راہ مین امیر کو سمجھاتے جاتے ہین اے صاحبقران زمان ہاشم تیغزن آپ کا فرزند جگر بند رشید و سعید نہایت صاحب غیرت ہے کوئی کلمہ سخت اُس سے نہ کہنا کہ وہ اپنے تئین ہلاک کرے صاحبقران زمان غصہ مین بھرے ہوے عمرو کی بات کا کچھ جواب نہ دیتے تھے جب قریب خیمہ ہاشم کے پہونچے ہاشم تیغزن امیر باتوقیر کی خبر آمد سنکے اپنے خیمہ سے باہر آئے جھک کر سلام کیا قدم مبارک کو دوڑ کر بوسہ دیا امیر باتوقیر نے فرمایا اے ہاشم وہ عروس یاقوت شاہ کی کہان ہے ہاشم تیغزن نے عرض کیا کہ غلام کے خیمہ مین حاضر ہے صاحبقران زمان بے تکلف خیمۂ ہاشم مین چلے گئے ملکہ حیات بانو نے جو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو آتے دیکھا اٹھکر بعد آداب سلام کیا اور قدم میمنت لزوم امیر باتوقیر صاحبقران کو چوم کر بعد حجاب و شرم و لحاظ جو کچھ کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے سکھا دیا تھا وہ سب سر جھکا کر بیان کیا امیر باتوقیر نے جو سنا کہ ملکہ حیات بانو پہلے ہی سے مسلمان تھی اور خواب مین دیکھکر ہاشم تیغزن کو عاشق و شیدا ہوئی تھی

ہنسکر فرمایا ای ہاشم تیغزن تسع عروس تجکو مبارک خوشانصیب اسکا کہ ماہ مہر کے پہلو مین جلوہ گر پایا ✦ ای فرزند مبارک ہو مین کچھ سمجھا تھا یہان کچھ اور واقعہ ہی پھر ملکہ حیات بانو سے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا ای ملکہ مخدرہ ہاشم تیغزن اسوقت ہمارے پاس تمکو رونمائی مین دینے کو کچھ نہین ہی کیا تمکو دون مگر ہان یہ نکہ ہمارے بازو کا لو تم اپنے بازو پر باندہ لو یہ وہ نکہ ہی جو بعالم طفولیت مین ملکہ آسمان پری کے ساتھ ہماری شادی ہوئی تھی ہمکو چڑہاوے مین یہ نکہ ملا تھا یہ کہکر وہ نکہ ملکہ حیات بانو کے بازو پر آپ باندھ دیا اور بہو کو گلے سے لگایا سر پر دست شفقت پھیرا فرمایا اب کیا مجال کسی کی جو تم پر آنکھ ڈال سکے یہ کہکر صاحبقران زمان وہان سے آکر بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز ہوے چار گھڑی دن باقی تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر لقاے بے بقا مین طبل تمہاری بجا ہی اسواسطے کہ رات کو شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے دشمنون کا سر کٹ جائیگا امیر با توقیر نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ وہ مسخرہ جھک مارتا ہی اور سرداران باختر جو مسلمان ہو چکے تھے مثل طور سرکن اور پیر خارا کن وغیرہ کے وہ حاضر دربار جلالت آثار تھے اُنسے پوچھا کہ تم اس امر خرفات سے واقف ہو کہ ملعون کیا بکتا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد اور تو ہم نہین جانتے ہین مگر یہ ہمنے اکثر دیکھا اور سنا ہی کہ زمرد شاہ باختری کا جس شہر پر قہر و غضب آتا ہی وہ شہر تمام آپسے آپ سنگسار ہو جاتا ہی اور جس شخص پر جب کبھی عتاب آیا اُسکا سر صبح کو خود بخود کٹا ہوا پایا صاحبقران زمان یہ سنکر نہایت شوش ہوے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی جادوگر اسکا مطیع ہی یا کسی دیو کا یہ کام ہی کہ وہ غائبانہ آتا ہی اور اپنا کام کر جاتا ہی پھر بدیع الزمان سے فرمایا ای فرزند آج تم ہمارے پاس سے نہ جاؤ بدیع الزمان نے عرض کیا بہت خوب القصہ سب ایک جگہ بیٹھے اور شب بیداری کی تیاری ہوئی سر شام سے نمازین پڑھکر خاصہ نوش کیا اور پھر ورد و وظائف مین معروف ہوے ادھر لقاے بے بقا نے ڈیڑہ پہر رات گئے دیو زرین چنگ سے کہا کہ تو سر بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران کا کاٹ لا وہ دیو زرین چنگ بحکم لقاے بے بقا وہ سرہنگ دو پہر رات گئے بارگاہ سلیمانی مین آیا دیکھا کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان بیٹھے ہوے ہین اور بدیع الزمان بھی وہین موجود ہین چپکے چپکے چلا اس گمان پر کہ کوئی نہ دیکھے اور بدیع الزمان کا سر کاٹ لون جب قریب آیا سب نے دیکھا کیونکہ سرمۂ سلیمانی سب کی آنکھون مین دیا ہوا تھا اُس سرمہ کی یہ صفت ہی کہ جسکی آنکھ مین یہ سرمہ لگا ہوا ہو اُسکو دیو پری جن وغیرہ سب معلوم ہوتے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ ایک دیو آسمان سے اُترا اور بدیع الزمان کی طرف چلا امیر با توقیر نے سب کو منع کیا کہ تم مین سے کوئی نہ بولے اور خبر نہو جسپر یہ جائیگا وہ خود اُس سے سمجھ لیگا لیکن دیو زرین چنگ جب بدیع الزمان کے قریب آیا اور ہاتھ اُسنے بڑھایا کہ بدیع الزمان کو پکڑکر سر دھڑ سے کاٹ لے شہزادہ بدیع الزمان نے ہاتھ دیو کا پیچھے سے پکڑکر جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بھل سامنے آیا بدیع الزمان نے ایک گھونسا اُسکے سر پر مارا کہ مغز اُسکا پاش پاش ہو گیا مر کر گر پڑا غل ہوا کہ وہ دیو کو مارا صاحبقران زمان نے طور سرکن اور پیر خارا کن سے کہا کہ یہی دیو تھا جو ہر ایک کو مار ڈالتا تھا اُنھون نے عرض کیا کہ حضور یہی تھا جو ہلاک کیا کرتا تھا اور لقاے بے بقا کا اُسپر بڑا دارومدار تھا غرضکہ لاشہ اُس دیو زرین چنگ کا اُٹھواکر باہر پھنکوا دیا ہرکارے خبر لیکر دوڑے یاقوت شاہ کے پاس آکر کہا کہ دیو زرین چنگ شہزادہ بدیع الزمان کا سر لینے گیا تھا بدیع الزمان نے اُسکو مار ڈالا بختیارک نے ہنسکے کہا کہ یا خداوند یہ خدا پرست بھلا دیو کے مارنے سے کہین مرجاینگے انھون نے ہزارہا دیو مار ڈالے ہین حمزہ صاحبقران نے بردۂ قاف مین بڑے بڑے سرکشان قاف کو زیر کیا ہی اس دیو زرین چنگ کی بھلا کیا حقیقت تھی جو آپنے خداپرستون کے مارنے کے واسطے بھیجا تھا اُس سے اُنکا بال بھی بیکا نہوا اور مفت اُس دیو زرین چنگ کی جان گئی لقانے کہا کہ ہمنے اُسکے لیے

یہی تقدیر کی تھی یہان دربار لقامین یہ گفتگو تھی کہ ہرکارون نے آکر یہ خبردی کہ کوہ مقناطیس سے زرنگ بن سہلان
گرازدندان لاکھ سوار زرین پوش کی جمعیت اپنے ہمراہ لے کر خداوند لقا کی مدد کو آتا ہی یہ سنتے ہی لقاے بے بقا پکارا
ای بندگان قدرت مرا بہ بینید دیکھو مین نے اپنے بندۂ خاص الخاص کو بلایا ہی اب وہ خدا پرستون کا کام تمام کریگا سب
سردارون کو حکم دیا کہ ہمارے اس بندۂ خاص کو استقبال کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ سنتے ہی فوراً یاقوت شاہ جبریل
قدرت تیسطولات سے اُتر کر مع سرداران درباری کے پیشوائی کو آیا اور زرنگ بن سہلان گرازدندان کو استقبال
شاہانہ کرکے خداوند کے پاس لایا زرنگ نے آتے ہی لقا کو سجدہ کیا اور پایۂ تخت کو بقدوم لقاے شوم بوسہ دیا اور
دنگل زرین پر متمکن ہوا زرنگ نے حال خدا پرستون کا پوچھا بختیارک نے بیان کرنا شروع کیا یہان زرنگ بن سہلان
گرازدندان سے بختیارک یہ باتین کر رہا تھا کہ ایک ہرکارے نے آکر عرض کیا ای خداوند لقا کوہ لخت صحرانشین
بھی ساٹھ ہزار سوارون سے آتا ہی اور ساتھ اُسکے دو بیٹے مہلائیل کے ہین ایک کا نام سیامک سیاہ کلاہ اور ایک
کا نام بہروز غول بچہ کہ فن عیاری مین مثیل و بےنظیر ہین اور مہلائیل کے ایک بھتیجے کا جو نام بہروز غول بچہ ہی اُسکا
سبب یہ ہی کہ ایک کنیز مہلائیل کی ایک روز کسی کام کو صحرا کی طرف گئی وہان غول نے اُسے گھیرا اور بہ جبر اُس
کنیز سے ہم صحبت ہوا اُسی وقت سے اُسکو حمل رہ گیا تھا اُس سے یہ بہروز غول بچہ پیدا ہوا اِس سبب سے اُسکو
اِسی نام سے پکارتے ہین اور دو عیار اور بھی صحرانشین کے ساتھ ہین ایک کا نام طارق اور ایک کا نام سارق
ہی الغرض جب لقاے بے بقا نے اِن سب کے آنے کی خبر سنی بہت خوش ہوا اور یاقوت شاہ کو واسطے
استقبال پہلوانان جرار کے بھیجا یاقوت شاہ سب کو استقبال کرکے اپنے ہمراہ لایا اور وہ سب سجدہ کرکے
لقاے بے بقا کو اور بوسہ قدم پردے کے دنگلہاے زرین پر متمکن ہوئے کوہ لخت صحرانشین نے احوال
اہل اسلام پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا سب بیان کیا اور کہا کہ عیار حمزۂ صاحبقران بلاے بے درمان
آفت جہان ہی دن بھر مین ہزار صورتین بدلتا ہی ابھی چاہے تو میری صورت بنکر یہان آئے اور تم نہ پہچان سکو ناظرین
والاتمکین پر واضح ہو کہ بختیارک تو اپنے خیمہ مین گیا وہ دربار لقاے بے بقا مین تھا مگر یہ جو کوہ لخت صحرانشین
سے حال بیان کر رہے تھے یہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بصورت بختیارک بنے ہوئے باتین کر رہے تھے جب بختیارک
نقلی نے کوہ لخت سے یہ کلمہ کہا کہ عمرو عیار حمزۂ صاحبقران بلاے بے درمان ہی دن بھر مین ہزار صورتین بدلتا
ہی اگر وہ ابھی چاہے تو میری صورت بنکر آئے تم ہرگز اُسکو نہ پہچان سکوگے کوہ لخت بختیارک نقلی سے کہہ رہا
تھا کہ کیا بکتا ہی تجھ سا احمق گدہا نہ پہچان سکیگا تو مجکو فریب دیتا ہی مین ایسا نہین ہون کہ اصلی کو اور نقلی کو
نہ پہچانون بس واہیات باتین میرے سامنے نہ بنا ابھی بگڑ جاؤنگا تو تجکو سزا دونگا یکایک بختیارک اصلی
بھی سامنے سے نظر آیا بختیارک نقلی نے یعنی عمرو نے کہا ای کوہ لخت دیکھ جو مین کہتا تھا وہی پیش آیا کہ عمرو
میری شکل بنا ہوا چلا آتا ہی خوب غور سے دیکھو کہ میری شکل مین اور اُسکی شکل مین کچھ بھی فرق ہی یہ سنکر بہروز غول
بچہ نے دوڑ کر بختیارک اصلی کو ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ باش او دزد باریک گردن تو ایسا ہم کو سمجھتا ہی کہ
ہم تجھے نہ پہچانینگے ارے غضب کیا تو نے بختیارک تو بیٹھا ہی اور تو اُسکی شکل بنکر آیا اور تجکو خوف نہ معلوم ہوا کہ
لوگ پہچان کر قتل نہ کر ڈالین بختیارک اصلی چلایا کہ یارو یہ کیا اندھیر ہی تم لوگون کو اپنا برا یا نہین سوجھتا
ہی عمارا جو بختیارک اصلی مین ہون وہ بختیارک نقلی عمرو ہی مگر بختیارک اصلی کی اُس فریاد کو کون سنتا ہی
اُدھر سے یاقوت شاہ بھی پکارا کہ عمرو کو جانے نہ دینا خبردار مار لینا غرضکہ بختیارک اصلی کو خوب مارا اور ستون سے

باندھ دیا اور سب شرابخواری مین مشغول ہوے بختیارک نقلی اچھل رہا تھا اور کہتا تھا کہ آج اس دشمن کو مین مارے ڈالتا ہون
اسکا زندہ رہنا بہتر نہین یہی رخنہ پرداز ہی یاقوت شاہ نے حکم دیا کہ اسکو قتل کرو کہ آج سے رخنہ پردازی مٹ جاے
عیاری کا خاتمہ ہو لوگ تلوارین کھینچکر دوڑے جب بختیارک اصلی نے دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی مارا جاؤنگا بہت بُری بنی
اُسوقت بختیارک اصلی نے اشارہ کیا کہ مین دو ہزار روپیہ اپنی جان کے عوض مین دیتا ہون آپ مجھکو بچا لیجیے اب رحم
کیجیے مین آپ کی تابعداری سے باہر نہین ہونگا اُسوقت بختیارک نقلی نے یاقوت شاہ سے کہا کہ پیر و مرشد میری صلاح
یہ ہی کہ اسکو کل صبح کو میدان مین لے چلکے سامنے حمزہ کے قتل کیجیے گا یاقوت شاہ بھی کچھ سمجھا بختیارک نقلی کا کہنا
منظور کیا اور حکم کیا کہ آج اِسکو نہ قتل کرو لوگون نے ہاتھ روکا بختیارک اصلی قتل ہونے سے بچ گیا لیکن اب کیفیت
بختیارک کی سنیے کہ یاقوت شاہ سے بختیارک نقلی نے کہا کہ حضور آج اس جلسہ دعوت سرداران و پہلوانان مین سب کو
مین شراب عمدہ پلاؤنگا یقین ہی کہ ان سب نے کبھی عمر بھر ایسی شراب نایاب و عمدہ نہ پی ہوگی یاقوت شاہ بہت خوش
ہوا اور کہا بہت مناسب ہی کہ آج تو ہی ساقیانہ دورہ جام بادۂ خوشگوار کر بختیارک نقلی نے سامان شرابخواری اکٹھا کر
مہیا کیا شیشہ و خم و سبو مہیا کیے کنٹر گلابیان بادۂ لالہ رنگ کی لبریز کین اور بخوبی حسب دلخواہ بیہوشی اُسمین ملائی اور
کنٹر و گلابیان شراب خالص کی لا لاکر جام بھر بھر کر سب کو پلانا شروع کین سب اہل محفل جوش مستی و سرور مین بعد
جوش دل یہ نظم رندانہ اور غزل مستانہ پڑھ پڑھ کے جام پر جام ساغر پر ساغر چڑھانے لگے غزل

ارے ساقی مستانہ دکھا اب رنگ جانانہ
ادا ہر جسکی بانکی ترچھی چتون چال مستانہ
غضب بنت العنب کا آج کل ہی حسن جانانہ
نظر آتا ہی ہر دم دور گردون دور پیمانہ
سحر اندھیر ہی آنکھون مین ہر دم دل الجھتا ہی

رہے آباد میخانہ پلایا جام شاہانہ
تری محفل مین ہی کیا جمگھٹا یارون کا رندانہ
کوئی میخوار دیوانہ ہی کوئی رند مستانہ
کوئی دم مین یہان پر تشنہ مے رنگ لائیگا
وہ مہرو آج شاید زلف مین کرنے لگا شانہ

اُسی رشک پری پر ہی دل بیتاب دیوانہ
چلے اے ساقی گلفام اب تو دور پیمانہ
ہمارے جام مین ہی جام جم کی ساری کیفیت
نظر آتا ہی مجکو صاف نقش کوے جانانہ
یہ غزل آبدار ہر ایک نابکار نے

زبان پر جاری کرکے جام بادۂ گلرنگ پیے اور بعد تھوڑی دیر کے سب بیہوش ہوے جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ سب
بالکل بیہوش شل خواب عدم کے ہو گئے خواجہ اُٹھے اور زنبیل سے سو قیدی نکالے اور اُن سب اسیرون کے ہاتھون مین
ایک ایک ڈلی گڑ کی تھی کہ وہ مزا لے لیکر کھا رہے تھے خواجہ نے اُن سب قیدیون سے کہا ہان بیٹا جاؤ شاباش سب کے
کپڑے اُتار لو ننگا بچا کر دو تمکو اور گڑ کھلائینگے بختیارک بندھا ہوا یہ تماشا ستون سے دیکھ رہا ہی اور اپنی مصیبت مین
تو ہی مگر گھڑی گھڑی مسکرا رہا ہی غرضکہ اُن قیدیون نے سب کو ننگا کیا کپڑے اُتار کر ایک جگہ ڈھیر کیے عمرو نے جالی الیاس
مار کر سب کپڑے سمیٹے اور نذر زنبیل کیے پھر سب سرداروں کے اور عیارون کے چہرے تبدیل کیے آدھے منھ کالے اور
آدھے لال رنگے حتی کہ یاقوت شاہ تک کی صورت بیجا کی بنائی اور سب کے ہاتھون مین ایک ایک تلا جوتی کا باندھ
دیا مگر سردار کوہ لخت صحرا نشین کو اُٹھا کر ایک الگ جگہ لٹا دیا اور اُسکا بھی منھ سیاہ و سرخ رنگ کے
زرد ٹیکے دیے اور بہروز غول بچہ کو شکل پریزاد معشوق خوش انداز بنایا آنکھون مین کاجل دیا بالون مین تیل
خوشبودار ڈال کے شانہ کیا پٹیان تھہری نکالین افشان ماتھے پر چھڑکی ہونٹھون پر لاکھا پان کا جمایا پوشاک
معشوقانہ نکال کے پہنائی محرم مین کٹوریون کے مقام پر گوڈر رکھدیا اور گود مین اُٹھا کر لاکے برابر پہلو مین کوہ لخت
کے لٹا دیا دونون کو کروٹ سے کرکے پانون پر پانون رکھ دیے سینہ سے سینہ ملحق کر دیا لب سے
لب ملا دیے اور ایک ڈوری زنبیل سے نکال کر ایک کے کمر بند سے دوسرے کا کمر بند باندھکر

ازار بندی رشتہ کر دیا اور سب مال و اسباب سے دیگر سب کا سر تا بحر تاکر کے لشکر اسلام کی طرف راہی ہوئے اب اس صحبت
شعبدہ بازی کا حال سنیے کہ جب صبح ہوئی بیہوشی دفع ہوئی ہوشیاری کا عالم ہونے لگا کمھیان جو منھ پر شراب پینے کی
وجہ سے بھنکنے لگین ہاتھ سے جس نے مکھی اُڑائی جوتی کا تلا منھ پر پھٹ سے پڑا آخر کار دو ایک ہوشیار ہوکر منھ پر تلے جوتی کے
پڑتے مارتے اُٹھ بیٹھے ایک ایک سے کہنے لگا واہ جی واہ ایسی دل لگی نہین بھاتی جوتیان منھ پر مارتے ہو وہ کہتا ہی تم ہمارے
منھ پر جوتیان مارتے ہو یہ کہتا ہی تم ہمارے منھ پر جوتیان لگاتے ہو آخر سب اُٹھ کھڑے ہوگئے دیکھا ایک کا کمر بند ایک کی
کمر سے بندھا ہی آپس مین جوتی چلنے لگی وہ اسکو تلا جوتی کا لگاتا ہی یہ اُسکو مارتا ہی بختیارک ستون سے بندھا ہوا ہنس ہنس
پیٹ مین مارے ہنسی کے بل پڑ رہے ہین پھٹا پھٹ کی جو آواز آئی یاقوت شاہ کی بھی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سب سردارون
اور عیارون کے ہاتھ مین جوتی کے تلے ہین آپس مین اُچک اُچک کر بھٹا بھٹ مار رہے ہین اور منھ سب کے آدھے
کالے آدھے لال ہین بیجا کی شکل بنے ہوئے سب بد افعال ہین ایک طرف سیکڑون کالے کالے لڑکے کھڑے ہوئے
گڑ کی ڈلیان کھا رہے ہین یاقوت شاہ یہ معرکہ دیکھکر ہنسنے لگا کہا واہ عجیب بھتنون کا لشکر جمع ہوا ہی گھبرایا کہ یہ کیا
معرکہ ہی بختیارک نے چلا کر کہا اے جبرئیل قدرت جسکو آپ بختیارک اصلی سمجھے تھے وہ عمرو تھا اُسی نے یہ کرشمہ
کیا ہی شراب مین بیہوشی سب کو پلاکر اسباب لوٹ مار کر چلا گیا اور یہ نقشہ بنا گیا جسکو آپ بختیارک نقلی کہتے تھے
وہ مین بندھا ہوا پڑا ہون یہ تلاطم اور شور جو ہوا کوہ لخت کی بھی آنکھ کھلی دیکھا ننگا برہنہ بالکل پڑا ہوا ہون اور پہلو
مین معشوق حسین مہ جبین آراستہ و پیراستہ ہونٹھون پر ہونٹھ رکھے ہوئے سینہ سے سینہ ملائے لیٹی ہی خوش ہوا کہا خداوند
لقا نے تقدیر کر کے مہمان نوازی کی کہ ایسا معشوق دلفریب میرے واسطے بھیجا واہ کیا قدرت خداوند لقا ہی جب اپنے
بندون پر ایسی رحمت کرے کیونکر لائق سجدہ نہو یہ کہکر اُسی معشوق سے لپٹ گیا اور بوس و کنار کرنے لگا بہروز غول
بچہ کی جو آنکھ کھلی کہنے لگا اے کوہ لخت یہ تو کیا کرتا ہی مین بہروز ہون عورت نہین ہون اُسنے کہا اے جان جہان گھبراؤ نہین
خداوند لقا کی عنایت ہوئی کہ تجھ سی خوبرو کو میرے واسطے بھیجا بہروز نے کہا ارے تو کچھ دیوانہ ہوگیا ہی اندھیر کرتا ہی عورت
و مرد کو نہین پہچانتا غرضکہ دونون مین ہشت مشت ہونے لگی کوہ لخت غالب آیا بہروز کو دبا بیٹھا بہروز غول بچہ
نے غل مچایا سیامک سیاہ کلاہ نے جو آواز بہروز کی سنی جو اُسکا بھائی ہی جھپٹ کے آیا عجب تماشا دیکھا کہ کوہ لخت
ننگا برہنہ پڑا ہی اور بہروز بہ شکل معشوقانہ لباس محبوبانہ سے آراستہ پیراستہ نیچے کوہ لخت کے دبا ہی سیامک نے
کہا اے کوہ لخت یہ کیا تجھکو ہوگیا ہی تو میرے بھائی کو مارے ڈالتا ہی عمرو یہ سب کرشمہ نوکر گیا ہی ہوش مین آ یہ
عورت نہین ہی یہ بھائی میرا بہروز غول بچہ ہی اتنی دیر مین اور سردار و عیار بھی آ گئے اُنھون نے بھی یہ تماشا
دیکھا بختیارک قہقہے لگا رہا ہی کوئی ہنستا ہی کوئی مسکراتا ہی غرضکہ بہروز غول بچہ کو کوہ لخت سے چھڑایا
بختیارک نے کہا اے کوہ لخت میرے کہنے کا تجھکو یقین نہ آیا دیکھا عمرو نے کیا حال تم سب کا کیا کیسا وہ عیار
طرار ہی دیکھو تم سب کی کیا گت بنا کر عمرو چلا گیا کوہ لخت بہت شرمندہ اور خجل ہوا بختیارک نے کہا بڑا بول
تمھارے پیش آیا اُدھر بہروز غول بچہ نہایت منفعل ہوا غرضکہ سب کے سب اپنے اپنے ہاتھ منھ دھوکر پوشاک
و لباس بدل بدل کر اپنے اپنے مقام پر آ بیٹھے بختیارک کو ستون سے کھولا بختیارک نے کہا اے بہروز غول بچہ
دیکھا تو نے عمرو کی چالاکی اور طراری و جراری کو عیار ایسے ہوتے ہین بہروز غول بچہ غصے مین آکر اُٹھ کھڑا ہوا اور
کہا کہ اگر مین اس ساربان زادے کو گرفتار کر کے نہ لایا تو نام اپنا بہروز غول بچہ نہ رکھا سب نے منع بھی کیا مگر وہ
کہکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا راہ مین صورت اپنی تبدیل کی داخل لشکر ظفر پیکر امیر با توقیر ہو اتھوڑا سا دن باقی

تھا ادھر اُدھر پھر کر گذار ارات کو بارگاہ سلیمانی کے در پر ٹہلنے لگا جب ڈیڑھ پہر رات گذر گئی دربار برخاست ہوا تمام
سرداران امیر باتوقیر اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے خیموں مین آئے خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری بھی اپنے خیمہ کی طرف چلے بہروز
غول بچہ بھی پیچھے پیچھے عمرو کے ساتھ چلا عمرو نے خیمہ مین آکر سب عیارون کو رخصت کیا آپ کھانا کھا کر پلنگ پر
لیٹا جس وقت عمرو سو گیا بہروز قنات کا پردہ چاک کر کے اندر خیمہ کے آیا عمرو کو خواب راحت مین غافل پایا بجرأت
تمام عمرو کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کمر سے کھینچکر عمرو کا سر کاٹ لیا اور ایک صندوق عمرو کے پلنگ کے پاس رکھا تھا
وہ صندوق اُٹھا لیا اور جدھر سے آیا تھا اُسی راہ سے نکل کر راہی طرف سبا کل کے ہوا رات کو اپنے خیمہ مین آکر دم لیا
صبح کو بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا بختیارک بھی وہان بیٹھا ہوا تھا بہروز نے کہا دیکھا جو مین نے کہا کر کے دکھا دیا مین عمرو
کا سر کاٹ لایا بختیارک نے کہا کہان ہے اُسنے ایک رومال بندھا ہوا آگے یاقوت شاہ کے رکھدیا اور ایک صندوق لاکے
سامنے رکھا کہا کہ اِس رومال مین تو عمرو کا سر ہے اور اِس صندوق مین کچھ مال ہے وہان رکھا تھا مین اُٹھا لایا ہون بختیارک
ہنسنے لگا کہا اچھا اِس رومال کو کھولو جسوقت بہروز نے رومال کھولا دیکھا کہ کاغذ کا سر ہے بہروز غول بچہ نہایت متعجب
ہوا اور بختیارک قہقہہ مار کر بہت ہنسا کہا ای بہروز دیکھا عمرو بلاے بے درمان ہے آفت روزگار ہے بھلا وہ کسی کے ہاتھ
آتا ہے ای بہروز اِس صندوق مین کیا ہے بہروز نے کہا مجھے نہین معلوم اِسمین کیا ہے مین تو مال سمجھ کے اُٹھا لایا ہون اِسمین
کچھ مال ہوگا بختیارک نے کہا کیا عجب ہے جو اِسمین اُستادجی آرام کرتے ہون ذرا اِسکو ہوشیاری سے کھولنا گرد
اِس صندوق کے سب عیارون کو کھڑا کر کے پھر صندوق کو کھولو جب وہ صندوق سے باہر آئے عمرو کو گرفتار کر لویہ
سُنکے بہروز نے سب عیارون کو صندوق کے گرد کھڑا کیا سب عیار حقہاے آتشبازی اور کمندین لیکر چار طرف کھڑے
ہوے جسوقت صندوق بہروز غول بچہ نے کھولا عمرو فوراً جست کر کے صندوق سے باہر آیا عیارون نے حقہاے
آتشبازی مارے اور چار طرف سے کمندین عمرو پر پڑین خواجہ عمرو گرفتار ہو گئے فوراً مشکین خواجہ عمرو کی باندھ لین
یاقوت شاہ نے بختیارک سے کہا کہ جلد جا کر خداوند لقا سے گرفتاری عمرو کا حال بیان کرو بختیارک خوشی خوشی لقاے
بے بقا کے پاس دوڑا آیا اور عرض کیا کہ یا خداوند بہروز نے عمرو کو گرفتار کیا ہے فوراً اُسکو حکم قتل دیجیے ایسا نہ ہو کہ
عمرو کے قید ہونے کی خبر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو پہونچے وہ کسی سردار کو بھیج کے عمرو کو رہا کرالین لقاے بے بقا
نے بہ مشورۂ بختیارک عمرو کے قتل ہونے کا حکم دیا بختیارک وہان سے یاقوت شاہ کے پاس آیا عرض کیا ای جبرئیل
قدرت عمرو کے واسطے قتل ہونیکا حکم قطعی دیجیے کہ فوراً عمرو کو قتل کرو یاقوت شاہ نے کہا کہ جلاد کو بلاؤ جب جلاد
حاضر ہوے کہا لیجاؤ اُس ساربان زادے کو جلد قتل کرو تاخیر نہو جلاد کشان کشان عمرو کو لیکے نطعے پر بٹھایا اور جلاد
بے بنیاد تیغہ کھینچکر دوڑا بادشاہ کو دیکھنے لگا کہ وہ لخت پکارا اِس مجرم کے قتل مین اتنی تاخیر کرتا ہے تو ہٹ جا مین آپ
اِسکو قتل کرونگا اور عمرو کو آواز دی باش او دزد مکار تو نے ہمارے بڑے بڑے دہاڑیے کیے منھ آدھے کالے آدھے لال
بنائے سب کو ننگا کیا بہروز کو عورت کی شکل بنا کر میرے پہلو مین لٹایا اب کہان جاتا ہے یہ تلوار تیرے خون سے سرخ
کرونگا ابھی سر کاٹ کے پھینکدونگا یہ دن تو بھول گیا تھا عمرو پکارا او کافر بیدین مین اب بھی تیری دبی گت بنانے کو
موجود ہون تو کہان میرے ہاتھ سے بچکے جائیگا اور تیری کیا مجال جو تو مجکو قتل کر سکے بختیارک نے کہا سچ ہے پیر و مرشد
آپ کی مرنے کی عادت نہین یہ سب دیوانے ہو گئے ہین اپنے حق مین کانٹے بوتے ہین آنکھین کی خرمن ہستی پر
برق گریگی یہ کبھی بارور نہونگے آپ بیشک رہا ہو جائینگے یہ سب منھ دیکھ کے رہجائینگے عمرو نے کہا ملک جی تم بھی
ہمارے قتل کرانے مین کمی نہ کرو دیکھو تو پروردگار عالم کیا کرتا ہے اگر زندگی ہے تو پھر انبر جو تاخیر کرونگا اور اگر

قضا آگئی ہی تو مجبوری ہی مگر مین جانتا ہون کہ اس نابکار کے ہاتھ سے میرا رونگٹا بھی میلا نہوگا یہ سُنکے کوہ لخت اُٹھا اور پکارا کہ او نا عیار خموش کیا بکتا ہی یہ کہکے تلوار کھینچ کے چلا کہ عمرو کو قتل کرون خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اب بچنا مشکل ہی یہ ضرور قتل کریگا ہرگز نہ چھوڑیگا بس خواجہ عمرو کی آنکھون سے باران اشک مثل ساون کی جھڑی کے جاری ہوے اور ترپ کر درگاہ الٰہی مین دعا کی ای حاجت رواے دوجہان ای چارہ کن مجبوران وای مددگار بیکسان وای حلال مشکلات انس وجان اسوقت بیکسی مین سواے تیرے کون امداد کرنے والا ہی تو مجکو اس بلا سے نجات دے اس کافر کے ہاتھ سے بچالے ای پروردگار تو صادق الاقرار ہی مجھ بندۂ ناچیز کا توہی مددگار ہی کوہ مراندیپ پر تو مجھ سے اقرار کر چکا ہی کہ جب تک تو تین مرتبہ اپنے منہ سے موت نہ طلب کریگا اُسوقت تک تو نہ مریگا یہ کیا ہوا مین نے تو ابھی اپنے منہ سے ایکمرتبہ بھی موت نہین مانگی پھر کیون ملک الموت کا سامنا ہی نظم

کسی طرح سے کر اس قید سے رہا مجکو
مدد کن ای مرے پروردگار و رب انام
سوا ترے نہین اس درد کا کوئی درمان
سُن التماس تو ہی ذوالجلال والاکرام
رحیم رحم کر آفات سے بچا مجکو
تو کارساز ہی مشکل مری کر اب آسان
یہ بلبلا کے دعا کی اُنھون نے جبکہ سحر
بس آیا جوش مین دریاے رحمت داور

فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کوہ لخت ناہنجار تیغ آبدار کھینچ کر عمرو کی جانب چلا قریب نہ آنے پایا تھا کہ ایک آواز غیب سے آئی مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت ٭ اور آواز کے آتے ہی ایک پنجہ آسمان سے گرا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا کوہ لخت مُنہ دیکھ کے رہ گیا بختیارک نے کہا تم لوگ دیوانے ہوگئے ہو عمرو کو کبھی نہین قتل کر سکوگے نہین معلوم وہ اب کہان سے کہان پہونچ گیا پھر بختیارک نے جاکر لقا سے ساری کیفیت عمرو کی بیان کی لقا نے کہا ای بندگان من قدرت مرا ببینید و بجاے خود بپسندید یہ میرا ید قدرت تھا جو عمرو کو لیگیا بجے دیوِن نے کہا یا خداوند امنا وصدقنا لیکن خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے قتل ہونے کی جو خبر مشہور عام ہوئی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بھی سنا کہ عمرو قتل کیا گیا دل کو صدمۂ عظیم ہوا کف افسوس ملکر دل پردرد سے ایک آہ سرد کھینچی کہا ہاے میرا بچپنے کا یار وفادار اب کہان پاؤنگا ایسا جرار و نامدار مہتر قران نے جو سنا بیقرار ہوگیا مہتر قران ہمیشہ سے عاشق زار اپنے اُستاد خواجہ عمرو کا ہی چلایا ہاے اُستاد کیا غضب ہوا آپکو کس دشمن نے قتل کیا مین ابھی اُسے مار ڈالونگا یہ کہکر لشکر امیر با توقیر مین حال خواجہ عمرو کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ بہروز غول بچہ عیار کوہ لخت صحرا نشین بیدین رات کو خواجہ عمرو کو پکڑ لیگیا تھا اب سنا کہ خواجہ عمرو مارے گئے بس یہ سنتے ہی مہتر قران بحال پریشان نالان وگریان چاک گریبان دیوانہ وار وحشی مثال دنیا آنکھون مین تیرہ و تار روتا پیٹتا خاک سر پر ڈالتا ہوا طرف ملک سبائل کے چلا اتنا جلد دربار لقاے بے بقا مین آیا جسطرح سے کہ آندھی مین ہواے تیز وتند چلتی ہی یا تیر کمان سے نکل کر سنسناتا ہوا جاکر ہدف پر پہونچتا ہی مہتر قران جسوقت دربار لقاے بے بقا مین پہونچا سامنے شہاب فیل گردن ایک پہلوان زبردست بیٹھا تھا مہتر قران نے اُس سے پوچھا کہ خواجہ عمرو کو تو نے کیا کیا شہاب فیل گردن نے جواب دیا او حبشی تو کیا بکتا ہی کچھ دیوانہ ہوگیا ہی مہتر قران جست کر کے اُسکے برابر آیا اور فوراً بغدہ تان کر مارا شہاب فیل گردن مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوکر گرا عیقور فیل بازو یہ دیکھتے ہی تلوار کھینچکر جھپٹا اور پکارا کہ ارے حبشی تو نے غضب کیا ایسے نو شیر و بہادر پہلوان کو مارا اب مجھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا مہتر قران نے خالی دی اور جھپٹ کر بغدہ مارا عیقور فیل بازو کی گردن مثل قلم قلم ہوگئی وہ بھی داخل جہنم ہوا بہروز غول بچہ یہ معرکہ دیکھکر للکارتا ہوا دوڑا کہ باش او ناعیار مین آپہونچا اب بچکر کہان جائیگا دو پہلوانان زبردست کو تو نے مار لیا ارے قاتل عمرو مین ہون اب تیرا بھی کام تمام کرتا ہون

یہ کہکر بہروز نے پنجہ مارا مہتر قران نے باڑہ بچاکر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا دوسرے ہاتھ سے جھٹکا دیکر پنجہ بہروز کا چھین لیا اور
بہروز غول بچہ کو بزور قوت اُٹھاکر بغل مین دباکر بھاگا سرداران وعیاران لقاے بے بقانے ہرچند تعاقب کیا
مگر کسی نے نہ پایا ناچار ہوکر پھر آے اور مہتر قران بہروز کو پکڑے ہوے بغل مین دباے ہوے دربار امیر باتوقیر حمزہ
صاحبقران زمان مین لایا اور مشکین باندھکر اُسکو دربار مین آگے امیر باتوقیر کے ڈالدیا اور کہا کہ یہی بدذات اُستاد خواجہ
عمرو کو پکڑ لیگیا تھا امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای بہروز سچ سچ بیان کر کہ عمرو کو کیا کیا بہروز نے کہا ای امیر باتوقیر آپ کو میری
بات کا کب اعتبار آئیگا مگر مین قسم کھاتا ہون زمردشاہ باختری خداوند لقا کی کہ عمرو مارا نہین گیا بروقت قتل
ہونے کے آسمان سے ایک پنجہ گرا وہ عمرو کو لیگیا مہتر قران نے کہا ای امیر باتوقیر اس کافر کی بات کا کیا اعتبار یہ جھوٹا
ہی جان کے خوف سے یہ کلمہ کہتا ہی مین ابھی اسے ہرگز نہ چھوڑونگا امیر باتوقیر نے فرمایا تمھین اختیار ہی مہتر قران نے
بہروز کو قید کیا آپ پھر ملک سبائل مین چھپتا ہوا آیا شہر مین ایک مکان خالی پڑا تھا اُس مکان مین بیٹھکر نقب کھودنا
شروع کی بختیارک کے مکان مین دوسرا نقب کا توڑا اور بختیارک کی مشکین باندھکر اپنے لشکر مین لایا دربار
مین امیر باتوقیر کے سامنے ڈالدیا اور کہا کہ حضور آپ بختیارک سے اُستاد خواجہ عمرو کا حال دریافت کیجیے امیر باتوقیر نے
فرمایا او بختیارک سچ بتا کہ عمرو کو کیا کیا بختیارک نے کہا ای امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عمرو کے قتل کرنے کا حکم لقا
نے دیا تھا جس وقت جلاد نے نطعے پر بٹھایا اور تیغہ کھینچکر سر پر آیا عمرو نے دعا کی ایک پنجہ آسمان سے گرا عمرو کو اُٹھا
لیگیا خواجہ عمرو قتل نہین ہوے مہتر قران نے کہا یہ بھی جھوٹا ہی پھر بختیارک کو بھی قیدخانہ مین بھیجدیا دوسری
شب کو مہتر قران پھر سبائل مین آیا اور گردمرد اور ارمزاد دونون ایک مقام پر خیمہ مین سورہے تھے مہتر قران خیمہ
مین آیا اور دونون کو بیہوش کرکے پشتارہ دونون کا باندھا اور لے کر راہی ہوا جب لشکر اسلام مین پہونچا صبح کو دربار مین
امیر باتوقیر کے حاضر ہوا اور پشتارہ کھولکر گردمرد اور ارمزاد کو ستونون سے باندھ دیا اور تازیانہ لیکر کھڑا ہوا اور کہا ای
گردمرد ای ارمزاد اگر تمکو جان عزیز بچانی ہی تو سچ سچ بتاؤ کہ خواجہ عمرو کہان ہین نہین تو مارے تازیانون کے تمھارا
کام تمام کردونگا اُن دونون نے کہا کہ قسم ہی ہمکو اپنے دین ومذہب کی عمرو مارا نہین گیا اُسکو ایک پنجہ آسمان پر اُٹھاکر
لیگیا آگے آپ مالک ومختار ہین چاہین ہم کو مار ڈالین چاہین جان بخشی کرین امیر باتوقیر نے کہا ای مہتر قران بہروز
بھی یہی کہتا تھا اور بختیارک بھی یہی بیان کرتا تھا اور یہ دونون بھی یہی اظہار کرتے ہین اب معلوم ہوا کہ عمرو زندہ
ہی مارا نہین گیا کوئی دوست خواجہ عمرو کا عمرو کو پنجہ مین دباکر اُٹھا لیگیا ہی مہتر قران نے عرض کیا ای شہریار مجھے
اِن چارون کے کلام کا اعتبار نہین ہی مین جاکر خود لقاے بے بقا سے حال دریافت کرونگا امیر باتوقیر نے کہا
تمھین اختیار ہی مہتر قران نے گردمرد اور ارمزاد کو بھی قید کیا اور آپ صورت تبدیل کرکے داخل شہر سبائل
ہوا اس فکر مین تھا کہ کسی طرح قیطولون پر پہونچون قضاے کار اتفاقات روزگار معشوق لقا مہرچہرہ قیطولون
پر سے آیا تھا اپنے مکان پر جاتا تھا مہتر قران نے کسی سے اُسکا حال اور نام دریافت کرکے اپنی صورت خدمتگار
کی بناکر اُسکے ساتھ ہولیا جب وہ مکان مین آیا اور پوشاک اُتار کر بیت الخلا گیا مہتر قران نے اُسی جگہ جاکر
مہرچہرہ کو بیہوش کیا اور ایک کونے مین اُسکو ڈال دیا اور آپ اُسکی صورت بنکر پوشاک اُسکی پہنکر لقا کے پاس
چلا راہ مین اکثر لوگ کہتے تھے ای مہرچہرہ تم ابھی گئے تھے اور ابھی پھرے آئے کیا سبب ہی مہرچہرہ نقلی نے
کہا کہ خداوند نے ایک کام کو بھیجا تھا اب پھر خداوند لقا کے پاس جاتا ہون غرضکہ قیطولون کو طی کرکے
جب لقا کے پاس پہونچا لقاے بے بقانے کہا ای محبوب قدرت تو کہان تھا ادھر آ میرے گلے سے لگ جا

منھ پر منھ رکھدے مین تجکو پیار کرونگا مہتر قران لقا کے قریب آیا ہاتھ بڑھا کر چاہا اُسکو گلے سے لگائے مہتر قران نے لقا کو ایک طمانچہ مارا لقا طمانچہ کھاکر گرا قران لقا کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور نعرہ کیا نعرہ مہتر قران منم مہتر قران عیار باشم ٭ کہ شیر افگن دم پیکار باشم ٭ سردار ملک حبش جرار ونامور او مردود راست راست کہدے کہ اُستاد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو تونے کیا کیا ورنہ ابھی بغدے سے تیرا کام تمام کرتا ہون لقاے بے لقانے دیکھا کہ اسوقت اس تخلیہ مین کوئی آس پاس نہین ہے فقط تنہائی ہمنشین ہے لقاے بے بقانے ہنسکر کہا کہ او بندہ گستاخ تو خداوند سے اپنے ایسی بے ادبی کرتا ہے تجکو جہنم مین جلنے کا ڈر نہین ہے مین نے عمرو کو کچھ نہین کیا فقط قتل کا حکم دیا تھا مگر جب جلاد قتل پر عمرو کے مستعد ہوا ایک پنجہ آسمان سے گرا وہ عمرو کو اُٹھا لیگیا تو کیون رنجیدہ و غمدیدہ ہے مین نے ایسی تقدیر کی ہے کہ عمرو زندہ ہے قتل نہین ہوا ہے او بندہ بے ادب تو مجھ ایسے خداوند کو کیون مارے ڈالتا ہے مجھے چھوڑ دے مگر مہتر قران نے نہ چھوڑا لقا کو خوب مسل کر پامال کرنے لگا جب تو لقاے بے بقا چلایا ای بندگان خداوند لقا دوڑو اپنے خداوند کی مدد کو پہونچو مہتر قران مارے ڈالتا ہے یہ آواز استغاثہ خداوند لقا املاق شاہ نے سنی گھبرا گیا جلدی سے پردہ حجاب قدرت کو اُٹھا کر دیکھا کہ ایک حبشی خداوند کے سینے پر چڑھا ہوا ہے اور بغدہ تانے ہے بس فوراً تلوار کھینچکر املاق شاہ دوڑا مہتر قران نے لقا کو تو چھوڑ دیا اور املاق کی طرف جھپٹا لقاے بے بقا ڈر کے مارے تخت کے نیچے گھس کر چھپ گیا املاق نے بڑھکر مہتر قران کو تلوار ماری مہتر قران نے تلوار اُسکی روک کر بغدہ مارا اس بغل سے اُس بغل تک کاٹتا ہوا نکل گیا املاق دو ہو کے گرا ہاروت بن سہیل عاد دوڑا تیغہ مہتر قران پر مارا مہتر قران نے اچک کر خالی دی اور ایک ہاتھ بغدے کا سر پہ ہاروت کے لگایا کاٹتا ہوا ناف تک اُتر گیا ہاروت گر کر زمین پر تمام ہو گیا لقاے بے بقا تو خوف سے زیر تخت خداوندی چھپا ہوا تھا مگر کفار کا چار طرف سے مہتر قران پر ہجوم تھا یکایک طویل زرین بال نے آکر یہ معرکہ جو دیکھا بڑھکر مہتر قران کے پہلو پر تلوار ماری مہتر قران کی چار طرف لڑائی مین نگاہ تھی چونکہ لڑ رہا تھا طویل زرین بال کا وار خالی دیا اور جھپٹکر ایک پالٹ کا ہاتھ مارا دونون پانون طویل زرین بال کے اُڑا دیے وہ کافر واصل جہنم ہوا اب جو سامنے قران کے آیا اُسکو ایک ہی ہاتھ مین دو ٹکڑے کیا جا او ت رعد آواز گنبد گیتی نما رسے پکارا ای بندگان لقا مہتر قران قیطولون پر سرگرم جنگ ہے جلد آکر اسے مارو لوگ قیطولون پر آنے لگے ہجوم زیادہ ہونے لگا شور گیر و دار بلند ہوا غلغلہ محشر برپا تھا ناگہان ایک سردار تھا کہ نام اُسکا اژدہا بچہ باختری تھا اُسنے پشت پر آکے مہتر قران پر تلوار ماری تلوار کی چمک دیکھکر مہتر قران نے پلٹ کر خالی دی اور جھپٹ کر بغدے کا ہاتھ مہتر قران نے مارا اُسنے بھی خالی دیا مہتر قران اُس سے لپٹ پڑا اور گلا گھونٹ کر مار ڈالا مہتر قران پھر اژدہا بچہ باختری سے جدا ہوا اور ہاتھ بغدے کا مارا اُسکے شانے پر پڑا شانہ بھی کٹ کے جدا ہو گیا عقد عجمی دوڑکر پکارا ارے او خدا پرست تونے بڑا غضب کیا کئی بہادران لشکر لقا کو قتل کیا مین تیرا قاتل ہون آپہونچا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا یہ کہکر اژدہ پشت ... نگ ... مہتر قران نے بغدے سے آرے کو کاٹ کر جو بغدہ مارا عقد عجمی دو ہو کے گرا مہتر قران لڑتا ہوا آگے بڑھا بہ شکل تمام اور بڑی دقت سے ایک دریچہ قیطول ... کیا وہان سے جست کرکے دوسرے دریچہ پر آیا وہان بھی ہجوم کفار کا بہت تھا دو چار کو مار کے آگے بڑھا دیکھا کہ اب راہ مسدود ہے ہر جگہ ہجوم کفار زیادہ ہے بس یا علی ابن ابی طالب کہکر وہان سے جست کرکے زمین کی طرف کو چلا اور غور کرکے نیچے نظر جو کی دیکھا کہ نیچے لشکر کفار نابکار بیحد و انتہا ہجوم کیے تھا مہتر قران نے دل مین

اپنے خیال کیا کہ اب تم زمین پر پہونچے اور مارے گئے اِس لشکر کے نرغے سے نکلنا بہت مشکل ہر کس
کس سے لڑوگے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے ہو جاؤگے یہ سوچ کر نہایت دل میں ہراس و یاس ہوا
آنکھوں سے آنسو جاری ہوے اعتقادیہ دل رجوع کر کے دعا کی یا مولا علی ابن ابی طالب غالب کل غالب
شعر یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بو تراب ✤ حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب ✤ نظم

ہے مدد کا وقت یہ ای سرور کون و مکان
کیجیے امداد اس بیکس کی ای شاہ زمان

ایک میں اہل زمین اور گرد اتنے بدگمان
اپنے فدوی کو شہا جلدی بچانا چاہیے

جان بچنا کافرون سے ہے بہت دشوار یان
ذوالفقار حیدری کا تازیانہ چاہیے

مہتر قران نے جو اوپر سے زمین پر آتے آتے یہ تڑپ کر دعا کی فوراً قبول ہوئی معاً ایک پنجہ آسمان سے گرا
اور کمر میں مہتر قران کی پڑا راہ میں سے مہتر قران نامدار کو اُٹھا لیگیا سب قیطول والے کفار اور لشکر نابکار مستعد
کارزار زمین پر کھڑے تھے اِس ارادے پر کہ مہتر قران زمین پر گرا اور ہمنے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کر ڈالا کہ ہمارے
خداوند لقا سے ایسی بے ادبی کی اور اسقدر پہلوانان زبردست و دلاور کو اِسنے قتل کیا ہے اسکو ہرگز نہ چھوڑو مثل
پانی کے مہتر قران کا خون سیاہ بہادو اور جسم نکا بوٹی کر کے ڈالدو شعر دل کی دل ہی میں رہی کوئی نہ حسرت نکلی
وہ ستمگر ہوا روپوش جھلک دکھلا کر ✤ ناظرین والا مقام پر واضح ہو کر روئداد خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اور کیفیت
مہتر قران کی بیان کیجاتی ہے

دو کلمے داستان حیرت نشان خواجہ عمرو و مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہے ساقی مدہوش گلا بیان اب لا
امیدوار ہون نایاب ساغر مے کا
ہوش باش تجھے مے سوار ہے ساقی
ہوا ہے اِس بہار مین میخواری کی ہوس آئی
سنیگا عمرو کی جسوقت کوئی عیاری
غرور ساقی کو ہے پر مین غرور نہین ✤ غزل
رستگار شاہ مردان کل خدائی ہوگئی
اک طرف مین اک طرف ساری خدائی ہوگئی
آسمان پر جاکے جکی صورت تیر شہاب
میرے دلمین جب غبار آیا صفائی ہوگئی

زلال سرخ کا بھر بھر کے جام اب پلوا
تو شعبدے کی ہیں اب ساقیانہ باتین کر
پلا کدھر کو مے خوشگوار ہے ساقی
غرور مجھ سے کریگا تو ہوگا پچتاوا
تو بھول جائیگا سب میکشی و میخواری
مٹ گئی باطل پرستی حق نمائی ہوگئی
آپ ہی سے خلق کی مشکل کشائی ہوگئی
ترک ہمسے ہوگیا عشق زنخدان صنم
آہ سوزان منہ سے جب نکلی ہوائی ہوگئی
پھیکتے ہین اب تو بیت اللہ میں کافر کمند

ہوا نہ مجھ سے مین طالب کبھی کسی شے کا
کہ مجکو عمرو کی لکھنی ہے داستان ادھر
مین وہ نہین ہون کہ ہون دختِ رز کا سودائی
کرینگے رند ترے میکدے پہ سب حاوا
سحر تعلی بیجا یہ کچھ ضرور نہین
اِسکی پیدایش سے کعبہ کی صفائی ہوگئی
آفت جان ان بتون کی آشنائی ہوگئی
چاہ غم سے یوسف دل کی رہائی ہوگئی
اکثر آئینون مین خاکستر سے ہوتی ہے جلا
کاکلون کی منزل دل تک رسائی ہوگئی

بیت عجائبات نگار رندگان فرخندہ ✤ نمودہ اندر تم داستان زیبندہ ✤ شاد کنندگان دل پُر درد و غمزدگان تسلی
بخشان خاطر مضطر و بیقراران شعبدہ پردازی طبیعت کو بہ چالاکی دنیا کی میزان بیان مین یون بولتے مین اور
عقدہ لاحل سخن کو ناخن زبان سحر بیان سے بصد تیزی عقل و فہم دادر اسیطرح یون کھولتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری کو پنجہ زیر تیغہ جلاد نطعے پر سے اٹھا لیگیا خواجہ عمرو حرکت نشیب و فراز سے بیہوش ہوگئے جب اُس پنجہ نے
قیامگاہ پر لیجا کر تھام تارا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو کو ہوش آیا ہوا سے فرحت افزا دماغ مین پہونچی طبیعت بشاش
ہوئی آنکھ جو کھلی دیکھا اور ہی جلسہ ہے دل مین کہا واہ واہ خوب یک نشد و دو شد نہ وہ شہر سبا ئل نہ جلاد ہے نہ نطعے
ہے دوسرا کارخانہ ہے قدرت خدا کا سامنا ہے پریزادون کا مجمع ہے دیوان بلند قامت چار طرف مودب کھڑے

ہوے ہین اور ایک جوان حسین مہ جبین طرحدار جرار نامدار شجاع و دلیر ہمشکل شہزادہ بدیع الزمان فلک نشان ڈنگل جواہر نگار پر بصد صولت و شوکت جلوہ گر ہی خواجہ عمرو اُسکو دیکھتے ہوے قریب گئے پوچھا کہ یہ جوان رعنا کون ہی جو بدیع الزمان عالیشان سے بہت مشابہ ہی جب نزدیک پہونچے تو اُس جوان بلند مکان نے خواجہ عمرو کو جھک کے سلام کیا اور برابر کرسی زرین پر بٹھا لیا اور کہا کہ آپ کسی طرح کا خوف دل مین اپنے نہ کیجیے آپ نے مجکو نہین پہچانا مین بیٹا ہون بدیع الزمان فرزند جگر بند حمزہ صاحبقران کا نام میرا بدیع الملک ہی اور والدہ ماجدہ میری بدیع الجمال پری ہی ابھی مین ادھر سے برونے ہوا تخت پر سوار جاتا تھا آپ کو زیر تیغہ جلاد بد نہاد نطعے پر جو بیٹھا دیکھا دیو سے اُٹھوا منگوایا ارشاد تو کیجیے کہ یہ کیا معاملہ تھا آپ کو کیون قتل کرتے تھے خواجہ عمرو نے حال بیان کیا اور کہا ای فرزند ہم تمام زمانے کے قرضدار ہین مگر آجکل بہت تنگ ہین بدیع الملک نے کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر خواجہ عمرو کو دین خواجہ صفت و ثنا اُسکی کرنے لگے القصہ خواجہ عمرو کی دعوت بڑی دھوم سے کی جلسۂ عیش و نشاط برپا کیا خواجہ عمرو رات بھر گایا کیے صبح کو بدیع الملک نے ایک کلاہ سیاہ رنگ کی صندوق مین سے نکال کر خواجہ عمرو کو دی اور کہا کہ آپ اسکو لین اسمین یہ وصف ہی کہ جب آپ اس کلاہ کو سر پر پہنینگے آپ کو کوئی نہ دیکھیگا آپ سب کو دیکھینگے خواجہ عمرو نے وہ کلاہ لے لی بہت خوش ہوے اسکے عوض مین عمرو نے تیغہ سیف البلاد شہزادے کی نذر کیا شہزادہ والا منزلت نہایت شاد ہوا پھر شہزادہ نے ایک تاج عمرو کو دیا اور کہا کہ صفت کلاہ اسمین بھی ہی اور چار لعل نصب ہین اکثر دیو اس تاج کے متلاشی ہین اس تاج کو دیودن سے بچائیے گا خواجہ نے کہا مین بہت حفاظت سے رکھونگا یہان یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک دیو نے لا کر مہتر قران کو بھی وہین سامنے بدیع الملک کے اُتار دیا ہواے سرد سنج قلب جو لگی بعد تھوڑی دیر کے مہتر قران کی آنکھ کھلی خواجہ عمرو کو جلسۂ برخاستن مین دیکھا مہتر قران دوڑ کر قدمون سے عمرو کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ الحمد للہ والمنۃ مین نے آپ کو زندہ و سلامت پایا پھر مہتر قران نے تمام سرگذشت عمرو سے بیان کی عمرو نے کہا ای مہتر قران مرحبا جزاکم اللہ خیر الجزا کیا کہنا مرد دلیر بہادر و نامدار ایسا ہی کرتے ہین پھر شہزادہ بدیع الملک سے مہتر قران کی بہت تعریفین کین اور کہا یہ میرا عیار بے بدل بہادر و بےنظیر ہمیشہ سے میرا جان بخش ہی شہزادہ بدیع الملک سنے مہتر قران کو بھی خلعت زرین دیا خواجہ عمرو نے کہا ای شہزادے اب ہمکو لشکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان مین پہونچا دو شہزادہ بدیع الملک نے ایک دیو کو حکم کیا کہ ان دونون کو بحفاظت تمام لشکر اسلام مین پہونچا آؤ وہ دیو خواجہ عمرو اور مہتر قران کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے لے اُڑا اور لا کے سامنے لشکر اسلام کے اُتار دیا عمرو نے مہتر قران سے کہا کہ تم چلو لشکر مین ہم اس تاج کا وصف آزمائین یہ سُنکے مہتر قران خدمت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران مین آیا اور مژدہ سلامتی عمرو کا امیر با توقیر سے بیان کیا صاحبقران زمان بہت خوش ہوے اور بہروز و بختیارک وغیرہ کو رہا کر دیا یہ سب قید سے رہائی پاکر لقاے بے بقا کے پاس آئے اور عمرو کی کیفیت بیان کی یہان عمرو وہی تاج خفا سر پر رکھے قیطولون کو طے کرکے لقا کے پاس آیا اور برابر لقا کے جاکر بیٹھا اور مقراض نکال کر ڈاڑھی لقا کی کترنا شروع کی جتنے بال کاٹتا تھا جواہر اُنکے نکال کر کمر مین رکھتا جاتا تھا اور بال پھینک دیتا تھا ایک دم بھر مین چہارم ڈاڑھی لقا کی عمرو نے کاٹ لی بختیارک پکارا یا خداوند یہ کیا تماشا ہی آپکی ڈاڑھی خود بخود کتری چلی جاتی ہی آپ کو نہین معلوم ہوتی ہی لقا نے جو ہاتھ اپنا ڈاڑھی پر پھیرا حیران و پریشان ہوا قضاے کا وہ دیو جوان دونون یعنی خواجہ عمرو اور مہتر قران کو اپنے اوپر سوار کرکے بدیع الملک کے پاس سے یہان

پہونچانے کے واسطے لایا تھا اُسنے تاج خفا کی جستجو بھی ساتھ ساتھ عمرو کے چھپا ہوا آیا تھا کہ کسی طرح سے تاج لے لیجے بس اُس
دیو نے جو تاج عمرو کے سر پر دیکھا نہ دوڑی تمام تاج سر سے عمرو کے اُتار لیا اور راہی ہوا جسوقت وہ تاج سر سے عمرو کے اُتر گیا
خواجہ عمرو سب پر ظاہر ہوگئے دیکھا سب نے کہ مقراض ہاتھ مین ہے اور ڈاڑھی لقا کی کتر رہے ہین بس لقا عمرو کو دیکھتے ہی
پکارا کہ باش اوذرو باریک گردن تو ڈاڑھی خداوند کی کاٹتا ہے عمرو نے جو دیکھا کہ تاج سر سے اُتر گیا اور حال تیرا سب پر
ظاہر ہوگیا بہت مضطر و پریشان خاطر ہوا چاہتا تھا کہ جست کرکے نکل جاے سب دوڑ پڑے اور عمرو کو پکڑ لیا عمرو نے
کہا ای خداوند اب مجکو معلوم ہوا کہ تو بھی صاحب کشف و کرامات ہے اور واقف اسرار کائنات ہے مین غائب ہوکر تیری ڈاڑھی
کترنے آیا تھا تو وہ عالم الغیب ہے کہ حال میرا تجپر کھل گیا سر مو پوشیدہ نہ رہا یہ کہکر سجدے کو جھک گیا لقا نے رحمت
پر نگاہ کرکے عمرو کو چھوڑ دیا عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو جاؤن حمزہ کو سمجھا کر لے آؤن کہ وہ بھی تجھے سجدہ کرے اور تیرے قہر و
غضب سے ڈرے لقا نے کہا ای عمرو مین نے ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی تو اب جلد جا اور حمزہ کو سمجھا کر ہمراہ اپنے
لے آ عمرو غنیمت جانکر چلا قیطولون پر سے اُترا اور لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا جب خدمت فیضدرجت امیر باتوقیر مین
آے آداب بجالاے اور قدمبوسی بادشاہ اسلام کی حاصل کی امیر باتوقیر بہت خوش ہوے پھر خواجہ نے شہزادہ بدیع الزمان
سے کہا کہ ہم تو تمہارے صاحبزادہ بدیع الملک کے پاس ہو آئے اور انگوٹھہ سیف البلاد بھی دیا اور اُنھون نے ایک
تاج ہمکو دیا تھا اُسمین یہ صفت تھی کہ ہم سب کو دیکھتے تھے ہمکو کوئی نہ دیکھتا تھا اُسی تاج کو ہم سر پر رکھے لقا کے پاس پہونچے
اور بیٹھکر ڈاڑھی لقا کی کترنے لگے جو آدھی ڈاڑھی کتری تھی کہ انھین کا وہ دیو جو ہمکو پہونچانے آیا تھا تاج اُتار لیگیا ہم سب پر ظاہر ہوگئے
کفار نے پھر ہمکو گرفتار کرلیا قتل ہونے کا سامان تھا مگر اپنی عیاری سے بچکر چلے آئے بدیع الزمان نے کہا ای خواجہ
اُس سے دریافت کیا جائیگا پھر وہ تاج ہمکو مل جائیگا اُسوقت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے کہا ای خواجہ اب ہوشیار
ہو جاؤ کہ اب حریف بڑے بڑے زبردست آئے ہوے ہین خواجہ نے کہا ای صاحبقران زمان آپ بھی خبردار رہیے
کہ داماد نہنگ بن سہلان گراز دندان کا زرنگ گراز دندان میرے سامنے کہتا تھا کہ مین حمزہ کو شل کر پاس کہنہ کے
چیر کر پھینکدونگا یہ سنتے ہی امیر باتوقیر کو جلال آگیا اور قہر و غضب مین تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا ای خواجہ
برب کعبہ اگر ابھی جاکر اُس کافر نابکار کو سزاے سخت نہ دی تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہرچند عمرو نے کہا کہ ای صاحبقران
سر میدان اُس سے سمجھ لینا اسقدر تعجیل بہتر نہین مگر امیر باتوقیر کب کسی کی سنتے ہین از حد غصہ تھا بارگاہ سلیمانی سے
باہر نکل آئے اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوے تمام سردار پیچھے پیچھے تھے کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلین امیر باتوقیر نے
مڑکر فرمایا ساتھ میرے کوئی نہ آے بعد تھوڑی دیر کے تم سب چلے آنا یہ کہکر اشقر دیوزاد کو تیز کیا باگ اُٹھائی گھوڑا مثل پری
کے اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو بھی رو مین ساتھ مرکب کے چلے جاتے تھے دل مین کہتے تھے کہ ای عمرو تو نے ناحق یہ کلمہ حمزہ کے
سامنے کہا دیکھیے اب خدا کیا دکھاتا ہے یہانتک کہ حمزہ صاحبقران آتے آتے بصد جاہ و جلال و ہمت و اقبال داخل
لشکر کفار ہوے اور در بارگاہ یاقوت شاہ پر پہونچ کے اشقر دیوزاد سے اُترے درانہ اندر بارگاہ یاقوت شاہ کے چلے
گئے اندر پہونچتے ہی بطریق اسلام سلام کیا اور پکارے کہ کہان ہے زرنگ گراز دندان کہ وہ کہتا تھا حمزہ کو شل کر پاس
کہنہ کے چیر کر پھینکدونگا اب مین موجود ہون وہ آے میرے سامنے اگر قوت رکھتا ہو مجھکو چیر ڈالے نجیبار کنے جو امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو مثل شیر غضبناک کے بپھرے ہوے دیکھا دم نکل گیا روح فنا ہوگئی کہا کہ آج خداوند لقا کی خیر نہین
یہ دم بھر مین قیطولون کو اُلٹ دیگا بارگاہ تہ و بالا کردیگا قیامت برپا ہو جائیگی مگر اُسوقت یاقوت شاہ نے خائف ہوکر جواب دیا
کہ زرنگ گراز دندان یہان نہین ہے قیطولون پر خداوند لقا کے پاس ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ بلاؤ اُسے یاقوت شاہ

نے بختیارک سے کہا کہ تم جا کر خداوند لقا سے کہو کہ حمزہ صاحبقران زمان زرنگ گراز وندان سے مقابلہ کرنے کو آئے ہین
آپ انہین رخصت کیجیے اون جنگ دیجیے بختیارک فوراً قیطولون پر خداوند لقا کے پاس آیا اور تمام ماجرا بیان کیا لقا نے
کہا ای بختیارک حمزہ سجدہ کرنے آیا ہے اُسے میرے پاس بلا لاؤ بختیارک یاقوت شاہ پاس آیا اور کہا کہ حکم خداوند لقا ہے کہ صاحبقران
کو قیطولون پر بھیجیے یاقوت شاہ نے امیر باتوقیر سے کہا کہ کیا ارادہ ہے صاحبقران نے کہا چلوین چلنے کو موجود ہون یاقوت شاہ
امیر باتوقیر کو ہمراہ اپنے لیکر چلا اس اثنا مین تمام سردار بھی آگئے تھے وہ سب صاحبقران کے ساتھ ساتھ چلے جس وقت امیر
باتوقیر دروازے پر قیطولون کے آئے اشقر دیوزاد سے اُترکر نردبان قیطول اول پر چڑھے آگے آگے یاقوت شاہ تھا اور پیچھے
پیچھے صاحبقران چلے آتے تھے دیکھا امیر نے کہ عجب شان و شوکت قیطول اول کی تھی کہ تمام عمارت نقرۂ مصقول کی بنی ہے
ماہتاب ایک قرص نقرئی بنا کر اُسے جس پر چڑھایا تھا دریان اُسمین کلابتون کی باندھی تھین بصورت فرشتگان اِدھر سے اُدھر
اور اُدھر سے اِدھر اُسی قرص نقرہ بشکل ماہتاب کو کھینچتے تھے وہان ایک پہلوان زبردست کہ نام اُسکا ظلیر اژدر چشم تھا بیٹھا ہوا تھا
اُسنے کہا کہ ای حمزہ سجدہ کرو خداوند لقا کو کہ یہ فلک اول مسکن قمر نقرئی ہے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے اور کرور کرور
نفرین اُسکے پرستاران بیحیا پر ظلیر اژدر چشم بہت غصہ ہوا اور تیغہ کھینچکر صاحبقران پر مارا امیر نے پشت شمشیر پر روک کر تیغہ
عقرب سلیمانی کا ہاتھ جو لگایا کہ وہ نجس ابر مثل شق القمر کاسۂ سر سے تا ناف دو ہو کے گرا غل ہوا کہ ظلیر اژدر چشم مارا گیا یاقوت شاہ
دوسرے قیطول پر لیکر آیا دیکھا کہ ایک شخص لوح و قلم اور دوات کئی سو من کی لیے بیٹھا ہے نگاہ جو صاحبقران پر اُسکی پڑی
آواز دی کہ ای حمزہ یہ آسمان دوم ہے دبیر فلک کا یہ مقام ہے مجھے عطارد و قرطاس نویس کہتے ہین ای حمزہ لقا کو سجدہ کر اور اس
لوح پر قلم کو اُٹھا کر جو مطلب رکھتا ہو لکھدے کہ تیرا مطلب برآئے بہتری ہوجائے صاحبقران نے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ
العلی العظیم اور قلم اُٹھا کر لوح طلا پر تحریر کیا نہ گفت باد بر لقائے بے بنیاد بس عطارد و قرطاس نویس نے جو
یہ لکھا ہوا پڑھا نہایت غضب مین آیا اور وہی لوح طلائی اُٹھا کر امیر باتوقیر پر ماری صاحبقران نے روک کر وہ تختی اُسکے
ہاتھ سے چھین لی اور اُسکے سر پر ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور وہ آواز پیدا ہوئی کہ سبھون نے جانا کہ قیطول اُلٹ گیا کفار
تو اُسی عطارد و قرطاس نویس کے اُٹھانے مین مصروف ہوئے خواجہ عمرو نے دوات و لوح و قلم کہ صدہا روپیہ کا سونا تھا
اُٹھا کر نذر زنبیل کی یاقوت شاہ پھر تیسرے قیطول پر صاحبقران کو لایا وہان دیکھا کہ سامان عجیب کیفیت کا ہے جلسۂ راگ
رنگ کا جمع ہے عبیر و گلال اُڑ رہا ہے پچکاریان رنگ کی چل رہی ہین اور ایک نازنین نہایت حسین مہ جبین خوشرو طرحدار نازک
ادا اور لقا لباس مکلف پہنے ہوئے چنگ اُسکے ہاتھ مین سامنے کھڑی ہے اور نام اُسکا ناہید چنگی ہے جیسے ہی امیر باتوقیر کو
اُسنے دیکھا پکار کر آواز دی ای حمزہ یہ فلک سوم مقام زہرہ ہے اور مجھے ناہید چنگی کہتے ہین اگر تو خداوند لقا کو سجدہ کرے مین
تیری خدمت کو موجود ہون صاحبقران اُسپر بھی نفرین کرکے آگے بڑھے چوتھے قیطول پر آئے دیکھا کہ تمام مکان طلا کار ہے
اور بیچ مین مثل آفتاب کے ایک گردہ سونے کا بنا ہوا آویزان ہے اور لوگ مانند فرشتگان اُس آفتاب کو گردش دے
رہے ہین کبھی اِدھر سے اُدھر جاتا ہے اور کبھی اُدھر سے اِدھر آتا ہے ایک پہلوان کہ نام اُسکا لیث شیر چنگال ہے بیٹھا ہوا ہے اُسنے
امیر سے خطاب کیا ای بے ادب تو فلک شمس پر آیا اور اب تک سجدہ خداوند لقا کو نہ کیا امیر کشورگیر نے فرمایا او بدذات کیا واہیات
بکتا ہے لقائے بے بقا کیا گیدی ہے جسکو کوئی سجدہ کرے یہ کلمہ سنکر لیث برہم ہوا اور اُٹھا کر دونون چنگال امیر باتوقیر پر مارنے
صاحبقران نے دونون ہاتھ پہونچون کے برابر سے پکڑکے جھٹکا دیا کہ منہ کے بل وہ سامنے گرا امیر نے اوپر سے اُسکے سر پر
ایک گھونسا مارا کہ مغز اُسکا پاش پاش ہو گیا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا صاحبقران آگے بڑھے پانچوین قیطول پر پہونچے
دیکھا وہ مکان یاقوت احمر کا ہے اور زہرابہ مریخ صولت فلک پنجم کا مالک ہے اور پانچ ہاتھ اُسکے ہین ہر ہاتھ ایک ایک

حربہ ہی جیسے ہی صاحبقران اُسکے پاس پہونچے وہ پکارا ای حمزہ جلد خداوند لقا کو سجدہ کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارے
جاؤگے امیر باتوقیر نے نعرہ کیا او تیرہ روزگار کیا مزخرفات بکتا ہی زہراب نے پانچون حربے صاحبقران پر مارے امیر پانچون
خالی دیے اور اُسکے عوض مین تیغہ عقرب سلیمانی جو زہرابہ مریخ صولت پر مارا برابر سے دو ٹکڑے ہوے وہان سے قیطول
ششم پر آے وہ گھراے اختر شناس کا مقام ہی فلک مشتری اُس قیطول کا نام ہی وہان سے قیطول ہفتم پر آئے وہ
فلک مقام زحل ہی اشکال ستارہ چشم ایک گرز ناہنجار ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہی اُسنے بھی صاحبقران سے کہا کہ زمرد شاہ باختری
خداوند لقا کو سجدہ کرو امیر باتوقیر نے کہا کہ تیرے خداوند لقا زمرد شاہ باختری پر ہزار ہزار لعنت ہی اُسنے گرز گران سنگ
امیر باتوقیر پر مارا صاحبقران نے عمود اُسکا پکڑ کر چھین لیا اور وہی عمود گران اُس نابکار کے سر پر مارا اشکال ستارہ چشم
گر کر پیوند زمین ہو گیا یاقوت شاہ تھرانے لگا صاحبقران اشکال ستارہ چشم کو مار کر در بارگاہ لقاے بے بقا پر آے
یاقوت شاہ نے سنگ سیاہ پر قدم مارا ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای بندگان من چہ تقدیر کردم یاقوت شاہ نے جواب دیا
کہ حمزہ ساتون قیطولون کے سردارون کو قتل کر کے یہان پہونچا ہی اب کیا اُسکے واسطے حکم خداوند لقا ہی آواز آئی کہ ہمارے
سامنے لاؤ حریم پردہ دار نے پردہ اُٹھایا صاحبقران نے اندر پردے کے قدم رکھا دیکھا کہ قصر رفیع نہایت وسیع ہی سب مکانون
سے بلند تر یہ مقام ہی فلک اطلس اس قصر کا نام ہی گنبد گیتی نما اسی کو کہتے ہین اس قصر مین اسقدر گنجایش ہی کہ اٹھارہ ہزار
پہلوانان نامی و سرداران اولوالعزم و نگلہاے زرین بر گرد تخت لقاے بے بقا کے متمکن ہین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران ہا
نے بے اندیشہ و بیخوف و بیم باواز بلند فرمایا کہ سلام میرا اُسپر ہی جو خداے عزوجل کو وحدہ لاشریک جانتا ہو یکایک چہار طرف سے
ایک غل ہوا کہ او خدا پرست سامنے زمرد شاہ باختری خداوند لقا کے اپنے خداے نادیدہ کی مدح و ثنا کرتا ہی لیکن لقا نے
کہا کہ ای حمزہ مین تو یہ سمجھا تھا کہ تو مجھے سجدہ کرنے آیا ہی اب معلوم ہوا کہ تیرے دماغ مین کچھ اور ہی سمایا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا
کہ کہان ہی زرنگ گراز دندان کہ وہ دعوی کرتا ہی کہ مین حمزہ کو مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینکدونگا اسوقت میرے سامنے
آئے تو اُس مردود کو حقیقت کھل جاے نہنگ بن سہلان گراز دندان نے کہا کہ ای حمزہ آ پہلے مجھ سے پنجہ تو کر لے صاحبقران
برابر اُسکے آئے اُسنے ہاتھ بڑھایا اور اپنی انگلیان امیر کی انگلیون مین ڈالکر خوب زور کیا امیر باتوقیر نے زور اُسکا اُٹھاکر
اب جو زور کیا پنجہ اُسکا پھیر دیا اور ایک جھٹکا دیا کہ ہاتھ اُسکا شانے کے پاس سے اُکھڑ گیا وہ بیہوش ہو گرا زرنگ گراز دندان
بیتاب ہو کر للکارا ارے حمزہ تو نے غضب کیا اور دوڑ کر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ایک شور برپا ہوا امیر باتوقیر نے پہر بھر کے بعد
لنگر اُسکا توڑ کر زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا امیر کشور گیر نے ایک ٹانگ اُسکی پانون کے نیچے دبائی اور دوسری
ٹانگ دونون ہاتھون سے پکڑ کر بحول و قوت الٰہی چیر کر مثل کرباس کہنہ و بوسیدہ کے نصف ادھر نصف اُدھر پھینکدیا
اور نعرہ کیا کہ دیکھو یون پہلوان زبردست کو چیر ڈالتے ہین لقا نہایت درہم و برہم ہوا اور اشارہ کیا کہ مارو اس بے ادب کو جانے
نہ دو بس یہ سنتے ہی ضیغم خون آشام اور قاہر قہرمان عجمی امیر کی طرف دوڑے ایک طرف سے ضیغم نے تلوار ماری صاحبقران
نے خالی دی وہ تلوار قاہر قہرمان عجمی پر پڑی اُسکے شانے پر زخم کاری لگا دوسری طرف سے قہرمان نے وار کیا امیر نے وہ
بھی خالی دیا تلوار قہرمان کی ضیغم خون آشام کے سر پر پڑی تا دو ابرو آسکے اُتر آئی وہ زمین پر گرا عمامت گرہ پیشانی دوڑا
اور کہا کہ ارے خدا پرست تو نے غضب کیا دونون کو آپس مین لڑوا دیا آپ الگ رہا یہ کہکر تلوار کا ایک ہاتھ مارا امیر نے اُسکی
تلوار سپر پر روک کر جو تیغہ عقرب سلیمانی مارا کاسہ سر سے تا ناف اُتر گیا وہ بھی گر کر مر گیا الماس گراز چشم نے آرہ پشت نہنگ
مارا امیر نے اُسکے آرے کو کاٹ کر تلوار اُسپر ماری شانے پر پڑی زیر بغل اُتر گئی قیطاس فیل گردن نے بڑھکر للکارا اور تیغہ
برابر اگر امیر کو مارا امیر نے اُسکے وار کو روک کر تیغہ سلیمانی کا ہاتھ کمر پر اُسکی لگایا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوا پھر

کوہ بخت تیرہ پیشانی سے مقابلہ ہوا اُسنے سانچ ماری صاحبقران نے سانچ قلم کرکے بیاض گردن پر اُسکی ایسا ہاتھ تیغہ
سلیمانی کا صفائی سے مارا کہ صاف سر اُسکا تن سے جدا ہوگیا پھر قاہر زہر ترکیب سے سامنا ہوا امیر باتوقیر نے اُسکو بھی قتل کیا
اب بارگاہ لقا مین لاش پر لاش گر رہی ہے عمرو پشتیبانی کر رہا ہے نیچے قیطولون کے جو سرداران لشکر اسلام کھڑے ہوئے تھے
اُنمیں سے وہان تلوار چلنے لگی غلغلہ بلند ہوا محشر تازہ برپا ہوگیا ادھر علمشاہ سے اور شیر کوہی سے مقابلہ ہوا شمشیر زنی ہونے لگی
شیر کوہی نے تلوار کا وار کیا علمشاہ نے وار اُسکا رد کرکے شیر کوہی کو شکار کیا بدیع الزمان سے سردار تیغ آزما سے سامنا
ہوا اُسنے تیغ آزمائی کی بدیع الزمان نے ایک ہاتھ مین اُسکی صفائی کی شہزادہ ملک قاسم لڑتے ہوئے چلے آتے تھے کہ سہیل عفریت
چشم سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار مارنے کو ہاتھ اُٹھایا قاسم نے جھک کر جو زیر بغل تیغہ یلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا اِس بغل سے اُس
بغل سے کاٹ کر نکل گیا ہاشم تیغزن سے اور مہارن بن قہرمان سے سامنا ہوگیا وہ کافر حملہ آور ہوا ہاشم نے خالی دیکر کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر مرکب سے اُٹھالیا اور آسمان کیطرف اچھال کر گرتے ہوئے چورنگ کیا اُس روز اس ترکیب کے ساتھ جنگ مغلوبہ ہوئی کہ
بہت سے نامی سرداران لقا اور بڑے بڑے پہلوانان زبردست مارے گئے اور امیر باتوقیر کا تو یہ عالم ہوا کہ قیطولون پر شل ہوگئے
تین پہر کامل تیغزنی کرتے ہوئے گذر گئے ہر چند چاہتے ہین کہ زمرد شاہ تک پہونچین اسقدر ہجوم کفار ہے کہ لقا تک جا نہین سکتے
چہار طرف تلواروں کی بجلیان چمک رہی ہین پہلوان مثل رعد کے گرجتے ہین امیر باتوقیر کو تردد پیدا ہوا کہ برابر کفار کو قتل
کر رہا ہون اور نیچے قیطولون کے میرے سردار تیغزنی کرتے ہین مگر کسی طرح ہجوم لشکر کفار کم نہین ہوتا بادل کی طرح چلے آتے ہین
امیر گھبرا گئے آخر کار بدرگاہ پروردگار دلکو رجوع کیا اور یہ دعا کی کہ اے قاضی الحاجات اے حلال مہمات تو مدد کر اور مجھ کو
کافرون پر فتحیاب کر تیر دعائے حمزہ صاحبقران زمان ہدف مراد پر پہونچا اور مدد غیب کا اثر نمود ہوا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور
صاحبقران کو اُس ہنگامہ کفار سے اُٹھا کر بسوے آسمان لیکر روانہ ہوا اور ایک پنجہ لقاے بے بقا کو لیگیا مجمع کفار مین غلغلہ
عظیم برپا ہوا لوگ دہشت مین آ آ کر زمین پر منہ کے بھل گرنے لگے بہت سے پہلوان گوشوں مین نہاں ہوئے بختیارک یہ رنگ
دیکھکر تخت کے پیچھے چھپ گیا دلمین یہ ڈر سمایا کہ مبادا کوئی پنجہ مجھے بھی نہ اُٹھا لیجاے اُسوقت عمرو نے دیکھا کہ وہ مجمع کفار جسمین
کشمکش بہت تھی سب پاشان ہوگیا راہ قیطولون پر کی صاف ہوگئی خواجہ عمرو قیطولون سے اُتر کے نیچے آے اور سرداران
لشکر کو بآواز بلند پکارے کہ اے بہادران نامی وگرامی اے سرداران جرار اب کیون تیغزنی اسقدر کر رہے ہو حمزہ کو اور لقاے
بے بقا کو تو دو پنجے آسمان سے گر کے اُٹھا لیگئے اب ناحق مصروف جنگ وجدل ہو اپنے لشکر ظفر اثر کی طرف چلو توقف نہ کرو
یہ کہکر خواجہ عمرو اشقر دیوزاد کو لیکر چلے اور لشکر اسلام مین اور سب سردار بھی آکر اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے عمرو
نے سب حال صاحبقران کا خدمت بادشاہ کیوان جاہ مین بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے خواجہ ایسے
ہنگامے مین صاحبقران کو پنجہ کا اُٹھا لیجانا بہتر ہوا یہ کام کسی دوست کا ہے دشمن کا نہین کچھ اندیشے کا مقام نہین مگر
اے خواجہ سیاہ ملک سیاہ کلاہ عیار بہت لاف وگذاف کرتا ہے کہ عمرو کی کیا حقیقت ہے خواجہ عمرو نے کہا اے شہریار مین ابھی جا کر
اُسے پکڑ لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا بارگاہ یاقوت شاہ مین پہونچا وہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ نہین معلوم خداوند لقا کہان چلے
گئے کوئی کہتا تھا کہ ید قدرت اُٹھا لیگیا کوئی کہتا تھا کہ فرشتے آسمان پر لیگئے اِس اثنا مین عمرو سامنے سے دکھائی دیا مگر خواجہ
بصورت اصلی ہین جدھر بختیارک بیٹھا تھا اُدھر رخ کیا بختیارک نے جیسے ہی خواجہ کو بصورت اصلی آتے ہوئے دیکھا جان
نکل گئی جسم مین تھرتھری پڑ گئی کہ دیکھیے کوئی آفت تازہ اور نہ آے جلدی سے کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور پکارا کہ پیرو مرشد
آئیے تشریف لائیے اسوقت بے محابہ کدھر آنے کا اتفاق ہوا کیون قدم رنجہ فرمایا کیا خیال اقدس مین آیا یاقوت شاہ نے
جلدی سے کرسی منگوا کر عمرو کے بیٹھنے کو بچھوادی جام شراب گلرنگ پیش کیا اور بعد اُسکے پوچھا کہ اے خواجہ خیر تو ہے صاحبقران کی آئی

ہو گی عمرو نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ سیامک سیاہ کلاہ بہت لاف زنی کرتا ہی مین اُس سے مقابلہ کو آیا ہون سیامک پکارا
کہ ای عمرو بہتر ہی کیا مضائقہ ہی مگر پہلے میری دعوت قبول کیجیے میرے خیمہ مین چلیے عمرو اُٹھ کھڑے ہوے کہا چلو سیامک اپنے
خیمہ مین خواجہ کو لایا اسباب دعوت سامنے مہیا کیا آپ بھی بیٹھا پان کی گلوری اپنے خاصدان مین سے نکالکر عمرو کو دی
کہا اسے نوش کیجیے عمرو نے بے تکلف اُسے کھا لیا اور دوسری گلوری اپنے پاس سے نکالکر جلدی سے چبالی کہ وہ رفع بیہوشی
کی تھی خواجہ عمرو پر مطلق بیہوشی کا اثر نہوا بعد اُسکے عمرو نے ایک گلدستہ پھولون کا سیامک کو دیا اور کہا کہ اسے ملاحظہ کیجیے
سونگھیے کیا اچھی اِسکی خوشبو ہی سیامک نے جو اُسکو سونگھا فوراً ایک چھینک آئی بیہوش ہوکر گرا عمرو سیامک کا پشتارہ باندھکر
راہی طرف لشکر اسلام کے ہوا اور لاکر سرہنگ ملی کے حوالے کیا کہ اسے اچھی طرح سے رکھنا پھر لشکر کفار کی طرف چلا جب
قریب پہونچا صورت اپنی سیامک کی بنائی بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا بختیارک نے پوچھا تمھین تو عمرو پکڑ لیگیا تھا تم
کیونکر رہا ہوے سیامک نقلی نے کہا کہ مکر اسلام اختیار کرکے چھوٹ آیا پھر کرسی پر بیٹھ کے باتین کرنے لگا اور یہ فکر تھی کہ
اِن کافرون کو بیہوش کیجیے مال و اسباب انکا لے لیجیے قضاے کار بہروز غول بچہ تعاقب مین عمرو کے یہان سے تھا کہ عمرو
نے سیامک کا پشتارہ سرہنگ ملی کے سپرد کیا اور آپ پھر بارگاہ یاقوت شاہ کیطرف گیا بس یہ تیرہ روزگار اُسی وقت عمرو
کی صورت بنکر خیمہ مین عمرو کے آیا اور سرہنگ ملی کو بلاکر سیامک کو اُس سے لے لیا اُسے تو رخصت کیا اور خود تمام مال اسباب
عمرو کا لیکر وہان سے روانہ ہوا اثناے راہ مین سیامک کو ہوش مین لایا اور اُس سے کہا کہ یقین ہی عمرو تیری صورت بنکر
بارگاہ یاقوت شاہ مین گیا ہوگا نہین معلوم کیا فساد برپا کیا ہو تو جلد جا اور وہان کی خبر لے سیامک سیدھا بارگاہ پادشاہ
شاہ مین آیا سبھون نے دیکھا کہ ایک سیامک تو بیٹھا تھا دوسرا سیامک یہ کہان سے پیدا ہوا ادھر سے عمرو نے نعرہ کیا
او دزد باریک گردن تو میری شکل بنکر یہان آ پہونچا یہ شاید تو نہ جانتا تھا کہ مین اِس مقام پر موجود ہون اُدھر سے کوہ لخت ثانی
للکارا اور چاہا کہ سیامک کو گرفتار کرے سیامک نے کچھ نشان اور پتے ایسے دیے کہ کوہ لخت سیامک کو پہچان گیا کہ یہ سیامک
اصلی یہی ہی اور وہ عمرو ہی بس قصد کیا کہ عمرو کو پکڑے عمرو نے جو دیکھا کہ اب افشاے راز ہو گیا ایک جست کرکے برابر کوہ لخت
کے آیا اور ایک دھول سر پر مار کے تاج اُسکے سر سے اُتار لیا ادھر سے سیامک خواجہ پر لپکا عمرو نے ایک لات ماری
وہ چت گرا عمرو صاف نکل کر چلا گیا اور اپنے لشکر مین آکر سرہنگ ملی پر بہت خفا ہوا کہا کہ تو نے غضب کیا اتنی بھی تمیز
نہ کی کہ یہ عمرو ہی یا کوئی اور ہی سیامک کو تو نے دیدیا اگر تو نے صورت نہ پہچانی تھی تو آنکھین پہچان لی ہوتین میری سی
آنکھین تو اور کسی کی نہین ہین تو ایسا اندھا ہو گیا کہ آنکھون سے بھی نہ پہچان سکا سرہنگ نے کہا اُستاد اب تو
مجھ سے خطا ہو گئی آیندہ مین اِس طرح سے دھوکا نہ کھاؤنگا غرضکہ عمرو نے بہت سرزنش اُسے کی اور پھر لشکر کفار
کیطرف راہی ہوے اور سوچے کہ کسی طرح بہروز کو گرفتار کیجیے اور اپنا مال و اسباب اُس سے لیجیے لیکن سیامک کا حال
سنیے کہ پھر لشکر اسلام مین آیا اور ایک فراش کی صورت بنائی اور ہاشم تیغزن کو چپکا کر پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کر لیچلا
اتفاقاً لشکر کفار سے طارق عیار سیامک کا شاگرد اُدھر سے آتا تھا پشتارہ ہاشم کا اُسے سیامک نے دیدیا اور کہا کہ تو اسے
لیچل مین جاتا ہون شاید اور کوئی سردار لشکر اسلام کا ہاتھ لگجاے تو گرفتار کر لاؤن طارق وہ پشتارہ لے کر لشکر کفار
کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین طارق کو اِس شدت سے پیشاب کی ضرورت ہوئی کہ ضبط نہ ہو سکا پشتارہ پیٹھ پر سے
اُتار کے ایک طرف کو رکھدیا اور ایک مقام پر بیٹھ کے پیشاب کرنے لگا قضاے کار خواجہ عمرو لشکر کفار کی طرف سے پھرے
ہوے چلے آتے تھے شب ماہ تھی دور سے دیکھا کہ ایک پشتارہ زمین پر رکھا ہوا ہی اور ایک شخص بیٹھا ہوا پیشاب کر رہا ہی
عمرو حلقہ ہاے کمند درست کیے ہوے چپکے چپکے دبے پانون برابر اُسکے آیا جیسے ہی طارق پیشاب کرکے اُٹھا خواجہ نے

حلقہ ہاے کمند مارکے جھٹکا دیا وہ گرا عمرو چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا مشکین باندھ لین طارق کو گرفتار کرکے پشتارہ اُٹھاکر راہی
طرف لشکر اسلام کے ہوا جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا دیکھا اُدھر سے سیامک خالی بھرا ہوا آتا ہی عمرو کو جو دیکھا نیمچہ کھینچکر
دوڑا عمرو سوچا کہ تو پشتارہ بدوش ہی مفت مین مارا جاینگا بھاگا سامنے سے اور درختون کی آڑ مین ہوکر پشتارہ ایک کنارے
رکھکر آپ برہمن کی صورت بنکر ایک کنوئین کے پاس آبیٹھا سیامک جو وہان آیا اُس برہمن سے پوچھا کہ ایک شخص دبلا
پتلا پشتارہ بدوش ادھر سے گیا تھا تونے دیکھا ہی یا نہین اُس برہمن نے کہا کہ ہان ایک شخص خوف زدہ سا ادھر سے دوڑا
ہوا آیا اور اِس کنوئین مین پھاند پڑا سیامک سیاہ کلاہ جگت پر کنوین کی جھک کر دیکھنے لگا برہمن نقلی نے پیچھے سے
ڈھکیل دیا سیامک کنوین مین گر پڑا اُس کنوین مین پانی بہت کم تھا سیامک کے پانون تہ کو جالگے مگر سیامک یہی
اپنے دل مین کہتا تھا کہ عمرو نے بے موت مارا اب کہین کا نہ رہا بس سیامک گر گر کے پکارا اے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مجکو
اب کنوین سے نکالیے مین مسلمان ہوتا ہون دین اسلام قبول کرتا ہون خواجہ نے یہ سُنکے کمند کنوین مین لٹکائی کہا اے
سیامک کمند کو پکڑکے نکل آ سیامک جب کنوین سے نکلا خنجر کھینچکر دوڑا اور کہا کہ او مکار ساربان زادے غضب کیا تھا تونے
اب مین بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون عمرو بھی خنجر پکڑکے جھپٹے اور آواز دی کہ باش اے خیرہ سر مین تیرا کام تمام کرتا ہون یہ
کہکے خنجر بازی کرنے لگے اُدھر ہاشم تیغزن کو عمرو نے فتیلہ رفع بیہوشی دے آیا تھا ہاشم جو بعد تھوڑی دیر کے ہوش مین آئے
حلقہ ہاے کمند بقوت و جرات توڑ ڈالے اور چلے شاہراہ آکے دیکھا کہ سیامک اور عمرو سے خنجر چل رہا ہی دونون کھڑے
لڑرہے ہین ہاشم پیچھے سے آکر سیامک کے لپٹ گئے سیامک کو پکڑ لیا عمرو نے حلقہ ہاے کمند سے مشکین سیامک کی
باندھ لین اور طارق اور سیامک کو مع ہاشم تیغزن کے لشکر اسلام مین لائے بارگاہ سلیمانی مین سامنے بادشاہ اسلام
کے ہاشم تیغزن و عمرو حاضر ہوے عمرو نے طارق و سیامک کو حضور مین بادشاہ اسلام کے حاضر کیا بادشاہ اسلام نے
فرمایا اے سیامک و طارق دین اسلام قبول کرو ورنہ قتل کیے جاؤگے مفت جانین جائینگی غرضکہ از روے مکر دونون مسلمان
ہوے تقاضاے لعنت کی کلمہ طیبہ دونون نے پڑھا بادشاہ اسلام نے رہا کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو اب یہ فکر ہوئی کہ بہروز کو بھی
گرفتار کرکے لانا چاہیے یہ سوچ کر لشکر کفار کی طرف خواجہ چلے اتفاقات روزگار اُدھر سے بہروز غول بچہ آتا تھا سیامک
کی اور طارق کی فکر مین خواجہ اُسکو دیکھ کے آڑ مین ہوگئے اور خنجر کے غلاف مین جلدی سے دود بیہوشی بھرکر ریگستان مین خنجر گاڑ دیا
قبضہ اُس خنجر کا سونے کا تھا اُسکو باہر زمین کے نکال دیا ناگاہ بہروز نے دور سے دیکھا کہ ریگستان مین کچھ چمک رہا ہی جب قریب
اُسکے آیا معلوم ہوا کہ قبضہ ہی اُسکو ریگستان مین سے نکالنا چاہا وہ قبضہ زمین مین گڑا ہوا تھا نہ نکلا جب بہت زور بہروز نے کیا
اور کھینچا تو دیکھا کہ خنجر ہی مگر مٹی اُسکے میان پر بہت جمی ہی خنجر کو کھینچا جب نہ کھنچا آخر کو منھ کے برابر لاکے خوب زور کیا خنجر کھنچ آیا
اُسکے میان سے غبار بیہوشی جو اُڑا دماغ مین بہروز کے پہونچا فوراً بہروز چھینک کھاکر گرا خواجہ عمرو جھپٹ کر آئے اور مشکین بہروز
کی باندھ لین اور اُسکو سامنے بادشاہ اسلام کے لائے جب بہروز ہوش مین آیا بادشاہ اسلام نے بہت بہروز کو نصیحت کی انجام کار
وہ مکار بھی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر کے مسلمان ہوا بادشاہ نے اُسکو بھی رہا کیا ہرچند عمرو نے کہا اے بادشاہ یہ نہایت سیاہ قلب
ہی صدق دل سے اسلام نہین لایا ہی اسکو نہ چھوڑیے دغا کریگا فرمایا اے خواجہ اقرار لسانی ہمین کافی ہی تصدیق قلب ہو خواہ
نہو اگر بصدق یہ اسلام مین نہین آیا اپنی سزا کو پہونچیگا ہمارا کیا نقصان ہوگا اپنا سر کھائیگا یہ کہکر مشکین اُسکی کھلوا دین
القصہ دن تو گذرا رات کو طارق و سیامک و بہروز تینون لشکر اسلام سے بھاگ کر چلے گئے صبح کو خواجہ عمرو نے بادشاہ
سے عرض کیا کہ دیکھا حضور نے وہ تینون ملعون بھاگ کر چلے گئے حضور نے محنت بھی میری برباد کی فرمایا خیر پھر پکڑ لاؤ اب
ہم کچھ دخل نہ دینگے چاہنا مار ڈالنا چاہنا بخش دینا

دو کلمے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور لقاے بے بقا و بدایمان کے بیان کیے جاتے ہین ۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا جام صہبائے نور | مہ چاردہ کا ہوا ہے ظہور
رہین کب تک اب مے کی امید مین | کواکب مین ہیکو خورشید مین
ترا میکدہ آسمان ہوگیا | کواکب کا جلوہ عیان ہوگیا
ہر اک ساغر مے ہے خورشید ضو | جھلکتے ہین اک جام مین نجم سو
مے لالہ گون کی ہے جلوہ گری | اثر آئی شیشہ مین گویا پری
عجب حسن پر آج میخانہ ہے | کہ دربار ساقی کا شاہانہ ہے
پرستان کا ہے سراسر سمان | اکھاڑا ہے یہ یون کا گویا یہان
وہ گل کون ہے ساقی گلعذار | کہ ہے جسکی آمد برنگ بہار
سحر کر عیان اسم والا تبار | امیر عرب حمزۂ نامدار

غزل

ہردم خیال ہے جو کسی گلعذار کا

گلشن مری نگاہ مین عالم ہے خار کا
اسدرجے ارتفاع ترے خاکسار کا
مین خاص کوچہ گرد ہون ملک تتار کا
چال اپنی بھول جائے ابھی چرخ کجروش
رہتا ہے جیسے باغ مین موسم بہار کا
کس سمت کو یہ توسن عمر روان گیا
کیا اختیار ہے دل بے اختیار کا

دھوکا ہر ایک گل پہ ہے رخسار یار کا
ہے لامکان مکان مرے مشت غبار کا
اسدرجے اضطراب دل بیقرار کا
انداز دیکھ لے جو یہ رفتار یار کا
ایسا فلک نے نامورون کو مٹا دیا
ملتا نہین پتا جو ہمارے غبار کا
ابر آسمان پر آئے تو زاہد پیے شراب

کانٹے پہ ہے گمان مرے جسم زار کا
سودا ہے مجھ گیسوئے مشکین یار کا
تختہ اُلٹ پلٹ ہے ہمارے مزار کا
اسطرح چند روز کا جہان ہے شباب
چھوٹا نشان بھی نہ کسی کے مزار کا
جس سمت چاہتا ہے یہ لیجاتا ہے مجھے
ہے انتظار رحمت پروردگار کا

بیت منقش کن جدول لاجواب ٭ نوشتند از طرز این کتاب ٭ حسن آرایان پریوشان نازنینان وجلوہ نمایان مہ جبینان وفصیحان بلاغت نشان وسخنوران نکتہ بیان اس داستان عالیشان کو بہ طبیعت آرائی قلمبند کرکے یون آراستہ وپیراستہ کرتے ہین کہ جب زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو اُس ہنگامہ کفار نابہنجار سے مع لقاے بے بقا وبختیے اُٹھا لیگئے کرۂ ہوا مین آکر بہ تیزی باد صرصر دونون بیہوش ہوے اور بعد کئی ساعت کے جب ہوش آیا دیکھا کہ بارگاہ فلک اشتباہ برپا ہے اور اُس بارگاہ مین ایک تخت جواہر نگار بچھا ہوا ہے اور تخت پر ایک پریزاد نہایت خوبصورت حسین مہ جبین چہرہ مثل خورشید درخشان آنکھین نرگسی ابرو ہلال عید یا شمشیر بران مژہ ناوک دل دوز عاشقان رخسار پھول سے لب برگ گل سے دندان گوہر نایاب سینہ صورت آئینہ قد شمشاد گلشن حسن تاج مکلل بجواہر سر پہ پوشاک فاخرہ زیب جسم انور تخت پر بصد صولت وشوکت متمکن ہے اور دو جوان رعنا مثل آفتاب ومہتاب گلعذار غنچہ دہن زینت گلشن حسن وخوبی تیرہ تیرہ چودہ چودہ برس کا سن کرسیون پر جلوہ گر ہین نور جمال بیمثال چہرون سے ہویدا ہے آثار ہمت وشجاعت ونشان شان وشوکت جبینون سے پیدا ہے اور تمام گرداگرد دیوان بلند قامت دست بستہ کھڑے ہین پریزادان ماہ طلعت مثل گلدستہ ہاے گلستان حسن وجمال بہ ادب حاضر ہین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان متحیر ومتفکر ہوکر دیکھنے لگے اُس پریزاد ونگ نشین ومہ جبین اور اُن جوانان ماہ پیکر ومہر تمکین نے اُٹھکر با ادب وقواعد شاہانہ مجرا کیا اور قدم میمنت لزوم پر امیر کشور گیر کے بوسہ دیا اور بعد اعزاز واکرام اُس تخت جواہر نگار پر لاکر بٹھایا حمزۂ صاحبقران زمان نے اُن تینون گلبیرہنون کو گلے سے لگایا مگر جسوقت لقاے بے بقا کی آنکھ کھلی صاحبقران کو اس عزت وتوقیر سے دیکھا جلکے خاک ہوگیا پکارا کہ ارے یہ کیا غضب ہے حمزہ میرا ایک ادنی بندہ ہے اُسکی تو یہ عزت وحرمت کی اور مین زمرد شاہ باختری کہ تم سب کا خداوند اور خالق جن وبشر ہون میری توقیر یہ کی اور بات بھی نہ پوچھی اے خیرہ سر دیو میرے غضب سے ڈرو ایسا نہو کہ تم سب کو جلا کر خاک سیاہ کردون اُن سب نے جواب دیا کہ او گبر نابہنجار یہ شرط کہ تجھے دیو سے کھلوا دیا جاے بہت بکتا ہے خاموش

اور اگر تجھے کچھ دعوی خدائی ہو تو آ ہمسے کشتی لڑ اور ہمین زیر کر اُسوقت ہم جانین کہ تو کچھ قدرت رکھتا ہی لقا پکارا کہ آؤ مین
تم سب کو زیر کرونگا قدرت خداوندی کی دکھاؤنگا القصہ امیر باتوقیر نے اشارہ کیا کہ لقا کو بھی جگہ بیٹھنے کی دیا چاہیے
دیوون سے ایک کرسی منگوا کر بچھوا دی اُسپر لقا کو بھی بٹھایا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے حال سے مجکو آگاہ کرو
کہ تم کون لوگ ہو اُسوقت وہ پریزاد تخت نشین لب گوہر بار سے دُرفشان ہوئی کہ ای شہریار عالی وقار رای بخشندۂ تاج و
تخت سلاطین روزگار یہ کنیز شاہزادہ بدیع الزمان ملک قدر وعالیشان کی زوجہ ہی اور حضور فیض گنجور کی بہو ہی نام میرا
ملکہ بدیع الجمال پری ہی اور یہ دونون آپکے پوتے ہین اِسکا نام نورالعیان اور اُسکا نام نورالزمان ہی اور حمران
پریزاد ایک میرا بھائی ہی اُسکو دیو قہقہہ سہ چشمی اُٹھا لیگیا ہی اُسکے چھڑانے کو پردۂ ظلمات مین بدیع الملک پسر
بدیع الزمان گیا ہی کہ وہ بھی آپ کا ایک پوتا ہی وہ ملکہ بلقیس پری کے بطن سے ہوا ہی اسوقت مین اُسکی مدد کو جاتی تھی
کہ آپ کو ہنگامۂ کفار مین مضطر و پریشان دیکھا دیوون سے حکم کرکے آپکو مع لقاے بے بقا اُٹھوا منگایا ناظرین نکتہ بین
پر واضح ہو کہ یہ بدیع الملک پسر بدیع الزمان ہی اور ایک بدیع الملک شہزادہ نورالدہر کا بیٹا ملکہ قمر چہرہ کے بطن سے
بھی پیدا ہوگا یہ مقام قابل اعتراض نہین ہی الغرض امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے نورالعیان اور نورالزمان
سے فرمایا کہ ای فرزند لقاے بے بقا سے تم کچھ فیصلہ کرلو بعد اُسکے پھر سمجھا جائیگا اُسوقت بحکم شہزادگان والاشان اکھاڑا
دیوون نے تیار کیا پہلے نورالعیان سے اور لقاے بے بقا سے کشتی ہوئی زور کرتے کرتے دوپہر کے بعد لقا کو زیر کیا اور
کہا کہ او گبر ناہنجار دین اسلام قبول کر اُس بیحیا نے جواب دیا کہ مین اِسوقت مصلحتاً تیرے ہاتھ سے زیر ہوگیا ہون
ورنہ تو مجھے کیا زیر کرسکتا ہی او بے ادب اپنے خداوند سے یہ گستاخی کہ تو مجھ سے کہتا ہی کہ دین اسلام قبول کر ارے
بندے میرے غضب سے ڈر بے ادبی نکر یہ سنکر نورالعیان نے برہم ہوکر ایک دیو سے حکم کیا کہ اِس کافر مرتد کو کھا جا وہ دیو
لقا کی طرف لپکا صاحبقران زمان نے منع کیا اور فرمایا ای فرزند اگر اِسکو دیو نے کھا لیا تو میرے واسطے نہایت بدنامی ہوگی
کہ حمزہ نے لقا کو دیوون سے کھلوا دیا مناسب یہ ہی اب تم مجکو اور اِسکو دنیا مین پہونچا دو نورالعیان نے عرض کیا کہ آج تو حضور
استراحت فرمائین شریک جلسۂ دعوت ہون کل دیکھا جائیگا الغرض اُس روز امیر باتوقیر و لقاے بے بقا اُسی مقام پر رہے
جلسۂ عیش و عشرت شب بھر رہا دوسرے روز نورالعیان اور نورالزمان نے حمزۂ صاحبقران کو تخت پر سوار کرکے رخصت کیا اور
دیوون سے کہا کہ بحفاظت تمام حضور کو لشکر اسلام مین پہونچا آؤ اور ایک دیو سے خطاب کیا کہ لقا کو اُسکے قبطون پر پٹک آؤ دیو بحکم
نورالعیان اور نورالزمان لقاے بیحیا کو پشت پر سوار کرکے قبطون پر پہونچا گیا اُدھر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان بعد
گردش تخت پر سوار لشکر مین داخل ہوے تمام سرداران لشکر جرار امیر باتوقیر کو دیکھکر شاد شاد ہوے بادشاہ اسلام نے طبل
شادمانی بجوایا نوبت نقارے خوشی سے صدائین بلند کرنے لگے اُدھر لقا بھی اپنے قبطون پر آیا نقارۂ درباری بجوایا بختیارک
و یاقوت شاہ وغیرہ خوشی خوشی آے تمام دربار آراستہ ہوا لقاے بے بقا تخت پر متمکن ہوا دورۂ شراب چلنے لگا لقاے
بے بقا نے جب خوب شراب پی نہایت بدمست ہوا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل صبح کو سوار قدرت نکل کر سب خدا پرستون کا کام
تمام کریگا اُس بدمستی مین شراب کا نشہ زیادہ تھا لقا کے خیال مین آیا کہ کل تو خود لقا بدار نبکر خدا پرستون سے سامنا
کریگا غرضکہ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے فوراً خبر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے بادشاہ اسلام سے
آکر عرض کیا کہ لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہی کل صبح کو سوار قدرت لقا معرکہ آراے نبرد ہوگا امیر عالیمقام نے فرمایا کچھ
اندیشہ نہین حکم دیا جاے کہ یہان بھی بہ تائید یزدانی و بفضل سبحانی کوس حربی نوازش مین آے القصہ رات بھر جانبین مین
تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوے سرداران لشکر ادھر بھی اور اُدھر بھی منتظر ہین کہ دیکھین آج کارزار

کو لشکر کفار سے کون نکلتا ہے کہ یکایک پلنگ کوہ کی طرف سے ایک نقابدار بالہ پوش مرکب پر سوار نظر آیا اور آتے ہی لشکر
اسلام سے مبارز طلب ہوا ادھر لشکر اسلام سے قبۂ دین ستون اسلام نظر کردہ شاہ ولایت امیر مشرق و مغرب شہسوار دلدل
مالک جزو و کل یعنی کرب غازی بادشاہ اسلام سے رخصت جہاد لیکر مرکب تیز رفتار چھیڑ کر نقابدار بالہ پوش کے مقابلہ کو آئے
بعد از نکاورزنی و ہمجنسی نیزہ بازی ہوئی مگر نیزہ نقابدار کو کرب غازی نے ہوائی کر دیا نقابدار نے تلوار میان سے کھینچی
کرب غازی نے نعرہ کیا نعرہ کرب غازی کرب شہسوار م یل نامدار ۔ نظر کردہ شیر پروردگار ۔ ہوشیار باش او نقابدار
نابنجار یہ کہکے نیام انتقام سے شمشیر آبدار مثل برق جہندہ بعل تلوار کا چمکنے لگا نقابدار نے جھکر تلوار کا ہاتھ مارا کرب غازی
نے بعد جانبازی وار اسکا روکے جو ہاتھ تلوار کا مارا ہر چند کہ نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تلوار بجلی کی طرح کوند کر
سپر پر پڑی سپر کو مثل گردہ ورق سیاہ قلم کر کے سر میں در آئی کاسہ سر نقابدار کا کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر گئی نقابدار نے
دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی زخم کاری لگا سر سے ایک دریا خون کا جاری ہوا تاب مقاومت نہ لا سکا باگ گھوڑے کی
پھیر کر فراری ہوا عیار نقابدار کو ہمراہ لیکر پلنگ کوہ کی طرف بھاگا اتفاقاً ادھر سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دونوں عیار
طرار و جرار ہمراہ لیے ہوئے پلنگ کوہ کی سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہیں اثنائے راہ میں دیکھا کہ ایک نقابدار عرصہ کارزار کیجانب
سے خون میں نہایا ہوا زخمی اٹھا کا گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا ہے اور ایک عیار بھی اسکے ساتھ ہے عمرو نے اپنے عیاروں سے
کہا کہ یہ دونوں جانے نہ پائیں گھیر کر پکڑ لو وہ عیار خواجہ عمرو نامدار دوڑے دونوں کو گھیر لیا عیار نقابدار یعنی گرد مرد نابکار
تو بھاگ گیا نقابدار کو گرفتار کر لیا عمرو نے نقاب الٹ کر دیکھا تو لقائے بے بقا و روسیاہ ہے عمرو نے اپنے عیاروں سے
کہا کہ اگر اسے حمزہ صاحبقران کے پاس لیے چلتا ہوں تو وہ رحم دل ہیں ترس کھا کر چھوڑ دینگے اس سے یہ بہتر ہے کہ اس بھیا
نابکار ازلی کو نہیں قتل کر دوں یہ کہکر عمرو لقا کو اسی حالت زخمداری میں دامنۂ کوہ میں لائے اور باندھکر بٹھا دیا عیار عمرو
نامدار کے لقا کو گھیرے ہوئے گرد کھڑے رہے خواجہ عمرو نے تلوار کھینچی لقا نے آواز دی ای بندگان بے ادب تم غضب کرتے ہو
قہر خداوندی سے نہیں ڈرتے ہو مجھ ایسے خدا کو قتل کرتے ہو دیکھو اگر قہر و غضب میں آؤنگا تو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا عمرو نے
جواب دیا او مردود میں ابھی تیرے ٹکڑے اڑاتا ہوں یہ گفتگو تھی کہ ناگاہ دیو زرین بال نمایاں ہوا اور لقا کو اٹھا لے گیا عمرو
ناچار مع عیاران جرار وہاں سے پھرا اور لشکر اسلام کی طرف چلا ادھر کا حال سنیے کہ لشکر اسلام میدان رزمگاہ سے پھر کر
اپنے اپنے مقام کی طرف آئے امیر با توقیر نے کرب غازی کو خلعت دیا اور سرداران لشکر سے فرمایا کہ یہ ثابت نہوا کہ یہ نقابدار
کون تھا کرب غازی نے عرض کیا کہ مجھے تو لقائے بھیا معلوم ہوتا تھا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو بھی آئے مجرا کیا اور تمام حال
بیان کیا امیر نے فرمایا کہ یہ کیا اس بھیا کو سوجھی تھی کہ نقابدار بنکر لڑنے آیا اب ادھر کا حال سنیے کہ دیو زرین بال نے لقائے
بھیا کو اٹھا کر قیطولون پر لا کر اتارا سب سردار جمع ہوئے زخم میں ٹانکے لگے قہرش بن عنطر سوکیاسے طوفانی نے لقا سے
کہا یا خداوند آپ طبل جنگی بجوا دیں کل میں خدا پرستوں سے لڑونگا اسیوقت طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکاروں نے خبر لیکر راہی
ہوئے لشکر اسلام میں آکر دربار امیر میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لشکر لقا میں طبل جنگ بجا ہے کل قہرش بن عنترسوکیاسے
طوفانی مقابلے کو آئیگا یہ سنکر لندھور بن سعدان نے امیر با توقیر سے عرض کیا کہ حضور میرے نام پر طبل جنگ بجوائیں
قہرش بن عنترسوکیاسے طوفانی سے میں وعدہ کر چکا ہوں کل میں اس سے ہمنبرد ہونگا امیر با توقیر نے فرمایا ای دارائے
ہند بہتر ہے کل تم قہرش کو زیر کر کے مسلمان کرو غرضکہ لشکر اسلام میں بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری
جنگ میں مصروف رہے صبح کو میدان جنگ تیار ہوا جانبین میں صفیں آراستہ ہوئیں لقائے بے بقا گنبد گیتی نما
میں بیٹھا صفوف جدال و قتال دیکھ رہا ہے جس وقت صفیں آراستہ ہو چکیں اور نقیبانے بلند آواز نقابت

کر کے چلے گئے قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی فیل مست پر سوار ہوا پہلے لقا کو سجدہ کیا پھر یاقوت شاہ سے اجازت
حرب وضرب لیکر میدان رزمگاہ مین آیا اور بڑے شد ومد سے مبارز طلبی کی ادھر لشکر اسلام سے شہزادہ ہندوستان
داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان بادشاہ اسلام فلک مقام سے رخصت جنگ وجدال لیکر معرکہ جنگاہ مین
اپنے فیل یعنی میمونہ مبارک کو جھکا کر نعرہ شیرانہ کرتا ہوا آیا نعرہ لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم ۂ منم
گردنہ یمانم منم رستم پہلوانم ۂ جسوقت قہرش نے لندھور کو آتے ہوے میدان مین دیکھا بہ ارادۂ لگاورزنی ہاتھی کو ہول کر
دوڑ بڑا بجرأت ودلاوری لگاورزنی ہوئی بعدہ لاف زنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ قہرش بن عنتر سوکیاے
طوفانی قریب گلوگاہ داراے ہند لندھور بن سعدان آیا تھا کہ لندھور نے جھجپ دستانے کی ماری انی نیزہ
قہرش کی جھڑ گئی لندھور نے نیزۂ طویل سے اپنے نیزۂ قہرش کو ہوائی کر دیا قہرش نے گرز اٹھایا عمود بازی ہونے
لگی کئی وار گرز قہرش کے لندھور روک کے للکارا کہ باش او قہرش ایک ہلکی سی ضرب میری بھی اٹھا لے تب جانون
کہ تو بڑا جری وبہادر ہے قہرش نے کہا اے لندھور تم دریغ نہ کرو پوری ضرب گرز گاؤسری لگاؤ لندھور نے کہا اے
قہرش تو میری ضرب گرز گاؤسر کا تحمل نہو سکیگا جب قہرش نے قسم دی لندھور مجبور ہوا اور دونون ہاتھ سے
گرز کو پکڑ کے تانا اور قہرش پر ضرب گرز گاؤسر لندھور نے لگائی قہرش نے خالی دی وہ گرز گران سر لندھور بن سعدان
فیل قہرش پر پڑا فیل مست فوراً تڑپ کر مر گیا قہرش کشتی پر آمادہ ہوا لندھور بھی فیل میمونہ مبارک سے کود پڑا کشتی
ہونے لگی دونون لشکر کھڑے ہوے دیکھ رہے ہین دونون پہلوانون کے لنگر جمے ہوے ہین اکھڑ نہین سکتے چھ شبانہ روز
برابر زد ہوا کیے ساتوین دن ایک مقام پر لندھور نے قہرش کے ایک گھونسا گھماے گلو پر مارا قہرش بیتاب ہو گیا
یقین تھا کہ بھڑک کر دم نکلجاے اسی حالت مین لندھور نے لنگر اکھیڑ کر قہرش کو زمین پر مارا قہرش زمین پر چت گرا
لندھور نے زیر کر کے قہرش کو باندھ لیا لندھور عرصہ کارزار سے قہرش کو لیکے لشکر کیطرف پھرے ادھر لشکر کفار مجبور دنا چار
اداس حیران وپریشان پھر گیا لقا کو قہرش کے گرفتار ہو جانے کا بہت رنج ہوا صاحبقران زمان لندھور پر زر نثار
کرتے ہوے لاے بہت خوش ہوے خلعت فاخرہ لندھور کو دیا اُس روز دربار امیر باتوقیر نے نہین کیا عالم شادمانی مین مشغول
رہے دوسرے دن آکر بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز ہوے فرمایا لاؤ قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی کو جسوقت
قہرش دربار عالم پناہ مین آے صاحبقران زمان کو سلام کیا کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی ساقی بیچے کو اشارہ
کیا وہ جام شراب گلرنگ بھر بھر کر کے پلانے لگا جب قہرش کا دماغ ساغر ایاغ پی کر گرم ہوا دل باغ باغ ہوا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا
صاحبقران نے فرمایا اے قہرش اب یہ بتا کہ لندھور نے تجھے کیونکر زیر کیا قہرش نے مصلحتاً کہا جی ہان واقعی لندھور
نے زیر کیا صاحبقران نے فرمایا پھر تجھکو اسلام قبول کرنے مین کیا عذر ہے قہرش نے باادب عرض کیا مجھے کچھ عذر نہین مین
حضور کا غلام حلقہ بگوش ہون لقا پر مین لعنت کرتا ہون اور اطاعت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کی بسر وچشم قبول کی امیر
کشور گیر نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا قہرش از سر صدق اسلام لایا امیر باتوقیر نہایت خوش ہوے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون کو کہ قید آہن
قہرش کی دور کرین قہرش نے عرض کیا کہ آہنگرون کی کچھ حاجت نہین ہے یہ کہکے فوراً زور کیا سب قید توڑ کر پھینک دی
صاحبقران زمان نے قہرش کو خلعت عنایت کیا مگر قہرش مسرور نہوا بلکہ مکدر خاطر ہو کر خلعت قبول کیا امیر باتوقیر نے دیکھا کہ
قہرش خلعت پر مکدر ہوا غنچہ خاطر اسکا شگفتہ نہوا امیر باتوقیر نے فرمایا اے قہرش تم اسوقت کیون ملول ہو سبب بتاؤ جو کچھ
حوصلہ ہو دل مین نکال لو قہرش نے دست بستہ امیر باتوقیر سے یہ عرض کیا کہ اُسوقت مین نے چند مصلحتون سے کہدیا تھا
کہ مین لندھور سے زیر ہو گیا ورنہ حضور نے میری طاقت اور زور کو ملاحظہ فرمایا اگر لندھور میری شہرگ گلو پر گھونسا

نہ مارتا اور مجکو زیر کر لیتا تو مین جانتا گھونسا لگا کر مین بیتاب و بے بس ہوگیا یہ سنتے ہی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو غیظ
آگیا اور غصہ سے منھ سرخ ہوگیا فرمایا بلاؤ تو لندھور کو کہان ہی جب لندھور سامنے آے صاحبقران زمان کو دیکھا کہ
غصے سے منھ سرخ ہی بیٹھے غیظ سے کانپ رہے ہین لندھور کو دیکھتے ہی فرمایا اے لندھور تونے قہرش کو کیونکر زیر کیا لندھور
نے کہا جسطرح بہادر زیر کرتے ہین اُسی طرح مین نے بھی قہرش کو زیر کیا امیر نے فرمایا تو جھوٹھ بولتا ہی قہرش کی شہرگ
گلو پر گھونسا مارا بیخود و مجبور کر دیا کیا اسیطرح بہادر دغا و فریب سے زیر کرتے ہین تو قابل بارگاہ مین آنے کے نہین ہی
بس دور ہو چلا جا دربار سے میرے اور کبھی میرے سامنے آنے کا قصد نہ کرنا نہین تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا اور عمرو
سے غصہ ہوکر امیر با توقیر نے کہا کہ جلد میرے دربار سے اس دغا باز ہندی کو نکالو میرے دربار مین ایسے دغا باز ہندی
کا کچھ کام نہین ہی یہ سُنکے لندھور بن سعدان بادیدۂ گریان دربار امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے باہر آے
اور اپنے دونون بیٹے فرہاد خان یکفرزلی اور ارشیون پریزاد کو ساتھ لے کر اپنے لشکر مین آئے اور سرداران لشکر کو
بلا کر کہا کہ بھائیو ہم پر تو عتاب صاحبقرانی آیا ہی مجکو نہ اب فوج سے غرض ہی نہ مال ومتاع سے کام ہی سپاہگری وبہادری
سے ہاتھ اُٹھایا اب تم سب فرہاد خان یکفرزلی اور ارشیون پریزاد کی اطاعت کرنا کبھی عدول حکمی انکی کوئی نہ کرے ہمراہ
رکاب میرے دونون بیٹون کے رہنا اور فرہاد خان یکفرزلی اور ارشیون پریزاد سے کہا کہ خبردار اطاعت و فرمانبرداری
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے باہر نہونا ہر وقت مثل غلامان حلقہ بگوش خدمت فیضد رجت مین حاضر رہنا
اگر تمنے میرے خلاف حکم کیا تو میری پیٹھ قبر سے نہ لگیگی اور حشر کے روز تمہارا دامنگیر ہونگا دونون بیٹے لندھور کے
رونے لگے اور کہا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہین لندھور نے کہا جو مین کہتا ہون ایسا ہی کرنا رونے سے کچھ حاصل نہین تمکو
خدا کے سپرد کیا سرداران لشکر لندھور نے عرض کیا کہ خداوندا آپ کیون فقیری اختیار کرتے ہین پروردگار عالم
نے آپ کو گیارہ لاکھ سوار و پیادہ ایسے لشکر جرار کا حاکم کیا ہی اپنی اقلیم ہندوستان مین چلکر بادشاہت کیجیے فوجین کو
شکست دیجیے ملکون کو تسخیر فرمایئے لندھور نے کہا بیشک یہ سب ممکن ہی مگر واسطے مین اطاعت صاحبقران زمان کو سب سے بہتر
سمجھتا ہون اب فرمانبرداری امیر با توقیر کی چھوڑ کے حکومت و سلطنت و سپاہگری و بہادری نہ کرونگا مجکو زندگی اپنی دشوار
ہی بس اب سپاہگری کا میری خاتمہ ہوچکا چندے مین فقیری اختیار کرکے مرجاؤنگا کیا مین اب زندہ رہونگا اس کلام
مصیبت انجام پر لندھور کے لشکر مین تلاطم ہوگیا شور گریہ وزاری لشکر مین بلند ہوا ہر شخص چیخین مار کر کے رونے لگا ایک
ہنگامہ درد انگیز و ماتم خیز برپا ہوا لندھور نے سب اسلحہ اُتارے خود و زرہ و دستانہ چلتہ و جھلم و بکتر اور نیزہ و شمشیر تفنگ و تیر و
کمان و خنجر و تبر یہ سب فیل میمونۂ مبارک پر رکھدیے اور کہا کہ اے میمونہ اب تو صحرا کی راہ لے مین تجھ سے اب رخصت ہوتا ہون
فیل میمونہ مبارک زار زار روتا ہوا مثل ابر نوبہار کے طرف ایک صحرا کے راہی ہوا اور لندھور بیٹون سے اور سب عیال و اطفال سے اور سرداران
لشکر سے رخصت ہوکر جانب صحراے پُر آشوب روانہ ہوے مگر تھوڑی سی خاک اُٹھائی اور گریبان چاک کرکے سر پر ڈالی اور منھ پر ملی اور
گیروا تہمد باندھکر فقیرانہ بھیس کرکے صحرا نوردی کرنا شروع کی اور یہ شعر زبان پر جاری کیے شعر نرگس نے آنکھ پھیر لی بلبل جدا ہوئی
چلیے اب اس چمن سے یہان کی ہوا پھری ٭ دیگر بلبل سے گل سے باد صبا سے بگڑ گئی ٭ بو بلبلہ سبھا کی سبھا سے بگڑ گئی ٭ جو جو کہ
پڑھتے ہین خیال جدائی خدمت امیر با توقیر کا آتا ہی اشک حسرت آنکھون سے بہاتے ہین اور یہ عبرت آمیز تضمین پڑھتے ہین تضمین کوئی
حرم کو کوئی بتکدے کو جاتے ہی ٭ کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاے ہی ٭ مین تجھ سے پوچھون کہ اے دل کدھر کو جاتے ہی ٭
دہ بھر کے آنکھون مین آنسو یہ کہ سناتے ہی ٭ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ٭ بلاکشان محبت بہ کوے یار روند

دو گلے داستان والا شان شوکت نشان قہرش بن عنتر سوگیا سے طوفانی سے

معرض تحریر مین لائے جاتے ہین۔ ساقی نامہ

بجا رکھ ارے ساقیا ہوش تو — پلا جلد اب جام سرجوش تو
تلاطم ہے میخانے مین ساقیا — ارے آج تونے غضب ہی کیا
خم و جام دو کا پتا بھی نہین — ہے قلقل مین شیشے کی بانگ حزین
نہ کر ہمسے رندون پہ ایسا عتاب — مناسب ہے پلوا دے چوکھی شراب
زمانے کو کیسا ہوا انقلاب — کہ بہتی پھری مثل بارش شراب
بس آ اپنے مطلب پہ اب بیحجر — کہ دربار حمزہ ہے پیش نظر اشعار

فقیری سلطنت ہے خاکسار کوے جاناں کو — مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو
دماغ اسکا ہے جو سونگھے کسی سیب زنخدانکو — مذاق اسکو ہے جو چوسے لب شیرین جانان کو
جگہ ہے مین کا فرو دینداران نفوس سودائی — جنون کے جوش مین کرتا ہون کار قوت رستم
حکومت ہو تو دلوا دیجے پھانسی گریبان کو — نکلتا ہون صحرا توڑ کر دیوار زندان کو
ہوئی ہے جان کا جنجال ہند دا مسلیمانکو — جنون کے جوش مین ایسا گلے گرہنے گھونٹا
بیت نماینده نقش راز نہان — رقم می نماید این داستان

جلوہ نمایان ضیاے خورشید فلک جرات و ہیبت وضیا پردازان تجلی ماہ آسمان صولت و شوکت اختر سپہر بہادری و دلاوری کو یون درخشندہ و تابان کرتے ہین کہ جب داراے ہند لندھور بن سعدان رستم زمان پر عتاب امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان آیا اور دربار سے اپنے نکالدیا اور حکم کیا کہ کوئی میرے سامنے ذکر لندھور کا نہ کرے اور جو سعی وسفارش لندھور کی کریگا اُسکو بھی مین اپنے دربار مین نہ آنے دونگا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو دربار مین امیر باتوقیر کے بہت گستاخ و دلیر تھے ڈرتے ڈرتے امیر سے کہا کہ ای حمزہ لندھور نے سب اپنا مال ومتاع ولشکر بیٹون کے سپرد کیا سلاح جنگ وغیرہ کھول کے فیل میمونہ پر لادے اور اُس سے کہا کہ جدھر تیرا جی چاہے صحرا کی طرف چلا جا آپ روتا ہوا اور تمھاری جدائی مین خاک اُڑاتا ہوا گریبان چاک منہ پر خاک بیابان کی لگا کر فقیری بھیس کرکے ایک طرف کو چلا گیا امیر باتوقیر نے چین بر جبین ہوکر فرمایا خواجہ اب کبھی لندھور کا ذکر میرے سامنے نہ کرنا یہ ذکر تھا کہ بیٹے لندھور بن سعدان کے فرہاد خان یکفرلی اور ارشیون پریزاد دونون دربار مین امیر باتوقیر کے سامنے آئے صاحبقران نے فرمایا کہ تم کسواسطے میرے دربار مین آئے ہو باپ تمھارا فقیری اختیار کرکے جانب صحرا گیا تم اپنا لشکر خیمہ ڈیرہ لیکر ملک ہندوستان کیطرف جاؤ مجھے کچھ تمھاری فوج اور لشکر کی پروا نہین ہے اُن دونون نے عرض کیا کہ ہم قدم مبارک حضور کے چھوڑ کر ہرگز نہ جائینگے اطاعت وفرمانبرداری مین حضور کی بدل وجان حاضر رہینگے امیرنے فرمایا تمھین اختیار ہے بیٹھو اپنے اپنے مقام پر مین ہیرجبر نہین کرتا ہون مین تمھاری اور نہ تمھارے لشکر کی پروا رکھتا ہون وہ دونون سردار سلام کرکے اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوے امیر باتوقیر قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا ای قہرش تجھے زور آوری اور قوت وبہادری کا دعوی ہے کہ تو کہتا ہے کہ لندھور نے شہرگ گلو پر گھونسا مارا اسوجہ سے مین عاجز ہوگیا ورنہ مین کبھی کسی سے زیر نہوتا اچھا تو اُٹھ مجھ سے زور کرلے جسقدر ارادہ جسطرح تیرا جی چاہے کہ تیرے دل کا حوصلہ نکلجاے قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی نے عرض کیا کہ حضور میری کیا مجال ہے کہ آپ سے آنکھ ملا سکون اب تو یہ خادم حضور کا غلام حلقہ بگوش ہوچکا ہے اطاعت وفرمانبرداری سے آپ کی مجھے کیا عذر ہے حضور کبھی ایسا نہوگا امیر باتوقیر نے قسم کھاکر کہا ای قہرش برب کعبہ مین مجبور کرکے جبر یہ کسی سردار کو اپنے پاس نہین رکھتا ہون مین تیرا عذر کبھی نہ مانونگا جب تک کہ مین تجھ سے مقابلہ نہ کرونگا اور تو بھی زبان سے اقرار نہ کریگا کہ مین زیر ہوا اُسوقت مین تجھ سے راضی ہونگا جب قہرش نے دیکھا کہ امیر باتوقیر کسی طرح نہین مانتے مجبور ہوا امیر کشورگیر اُٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا ای قہرش اور زیادہ کچھ نہین فقط اتنا کرنا تو میرا لنگر اُٹھالے یا مین تیرا لنگر اُٹھاؤن یہ کہکر صاحبقران زمان میدان مین بیٹھ گئے اور قہرش زور کرنے لگا کس کس طرح سے قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی نے

جدو کد کرکے زور کیا مگر مطلق پانون ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بھی نہ ہٹ سکے اے زمین پابوس صاحبقران رہی اگر دراہمی پاے
مبارک کو بہزار وقت وخرابی لغزش ہوئی فوراً اشارہ لنگر پارنے کا کیا ہاتھ بھر پانون زمین مین غرق ہوگئے اور قہرش سے ہرگز
ہرگز لنگر صاحبقران زمان کا زمین سے نہ اُکھڑ سکا قہرش پسینے پسینے ہوکر غرق عرق حجاب ہوا پھر بھر کال قہرش نے طاقت و
قوت دکھائی کہ نہایت تھک گیا اور امیر کا بال بھی قہرش سے نہ بیکا ہوا یہ دیکھکر صاحبقران زمان اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا کہ
اب تو بیٹھ جا مین زور کرکے تیرا لنگر اُٹھاے لیتا ہون ناچار و مجبور قہرش بقوت تمام اپنا لنگر قائم کرکے زمین پر بیٹھ گیا
امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے کمر زنجیر مین استوار ہاتھ ڈال کے لنگر توڑ کے پہلے ہی زور مین گھٹنون تک لاے اور
دوسرے زور مین سینہ سے زیادہ اُٹھا لاے تیسرے زور مین ہاتھ سر سے بلند کرکے نعرہ تکبیر کیا اور کئی مرتبہ ہاتھ سے جنبش
دیکر فرمایا کہ کیون ای قہرش اب کیا کہتا ہی اگر کہہ تو بلند کرکے دے مارون کہ تو پیوند زمین ہوجاے قہرش نے عرض کیا کہ حضور
اب مین زیر ہوا مجھکو چھوڑ دیجیے نہین مرجاؤنگا اور پھر دوبارا بصدق دل مسلمان ہوا اور اقرار وحدانیت پروردگار کیا
اور کلمہ طیبہ جو تعلیم پاچکا تھا زبان پر بفصاحت جاری کیا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان نے اُسکو اُسی مقام پر
بہ آہستگی بٹھلا دیا دربار مین سب پر رعب و داب صاحبقران زیادہ ہوا امیر نے اور بادشاہ اسلام نے پھر قہرش کو خلعت
فاخرہ سے سرفراز کیا اور صاحبقران زمان نے قہرش کو دست راست پر بیٹھنے کی جگہ دی ہرکارون نے فوراً جاکر
لقاے بے بقا کو خبر دی کہ قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی نے زیر ہوکر امیر حمزۂ صاحبقران زمان سے دین اسلام
بصدق دل قبول کیا اور مسلمان ہوگیا زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا یہ سنتے ہی نہایت غیظ و غضب مین آیا اور
گردم رد عیار سے کہا کہ جلد جا قہرش کو گرفتار کر لا کہ اُسکو تنبیہ معقول کرون سزاے سخت دون گردم رد عیار فوراً حکم
لقا سنکر اُسی وقت قیطولون سے اُترکر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام کے آکر ایک خدمتگار کی شکل بنا اور بارگاہ سلیمانی
کے آگے ٹہلنے لگا جب دو پہر رات گئی اور دربار امیر باتوقیر برخاست ہوا اور سب سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے قہرش بھی بارگاہ
سے نکل کر اپنے خیمہ مین آیا یہ خدمتگار شعبدہ کردار ایک گوشہ خیمہ مین پوشیدہ ہورہا جب قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی
شدت خواب سے بالکل وغافل ہوگیا گردم رد عیار بشکل خدمتگار قریب قہرش کے آیا اور فنون عیاری سے بیہوش
کیا پشتارہ باندھکر قنات خیمہ چاک کرکے اور قہرش کو لیکر طرف ملک سبائل کے بھاگا اور لاکے سامنے یاقوت شاہ
کے روبرو پشتارہ رکھدیا یاقوت شاہ نے فوراً قہرش کو اُسی حالت بیہوشی مین مسلسل بزنجیر و طوق اور ہتھکڑی کرکے
قید کیا جب قہرش کو ہوش آیا اپنے تئین طوق و زنجیر مین مسلسل پایا نہایت متردد و متحیر ہوا یاقوت شاہ قہرش کو قید
کرکے سامنے زمرد شاہ باختری خداوند لقا کے لایا قہرش نے بطریق اسلام سلام کیا لقاے بے بقا اور زیادہ غصہ مین
ہوا اور کہا ای بندہ بے ادب تو نے مجھے تو سجدہ نہ کیا آسمان کے خدا کی تعریف کرکے سلام بطریق اسلام کیا بس بہتر
یہ ہی کہ اپنے آئین قدیم پر قائم ہو اور مجکو سجدہ کر مین تیری خطا معاف کردون قہرش نے کہا او بدمست کافر واکفر
تجھپر اور تیرے پرستارون پر لعنت ہی مین دین اسلام قبول کرچکا پاک و پاکیزہ ہوگیا پروردگار عالم کو سجدہ کرونگا اور
تجھپر لعنت کرونگا قہرش کا بھائی ہزبر بن سماک کھڑا تھا اُسنے قہرش کو ایک لات ماری اور برہم ہوکر للکارا کہ او
بیحیا تو خداوند لقا کو بُرا کہتا ہی جسکا نمک برسون کھایا اُس سے یہ نمکحرامی کرتا ہی یہ دیکھکر قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی
کو غصہ آیا اور للکارکر کہا او ہزبر شوریدہ بخت کھڑا ہو رہ معلوم ہوا تیری قضا آپہونچی اور یہ کہکے قہرش نے غصہ مین ہاتھون
کی ہتھکڑیان اور پانون کی بیڑیان اور گلے کا طوق ایک ہی جھٹکے مین توڑ ڈالا اور وہی ہتھکڑیان بیڑیان اُٹھاکر
ہزبر بن سماک پر کھینچ مارین کہ سر ہزبر نابکار کا پاش پاش ہوگیا وہ ظالم گرا اُسی کی تلوار لے کر لقاے بے بقا

پر چھپتا لقاے بے بقا اُٹھکر بھاگا نیچے تخت کے چھپ گیا اور سب سرداروں نے کہا کہ اِس بندۂ بے ادب کو جلد مارو یہ سنتے ہی
کفار نے چار طرف سے قہرش کو گھیر لیا ہجوم کرکے قہرش پر آپڑے قہرش نے تلوارین مارنا شروع کین اُسوقت بنیمبر
نارسل لقاے بے بقا یسہ فیل عادیہ کہکر ودرا باش او ظالم تو نے اپنے بھائی ہزبر بن سماک کو مار ڈالا اب تو میرے ہاتھ
سے کہان جائیگا اور جھپٹ کر تلوار قہرش پر ماری قہرش نے خالی دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا وہ ملعون دو ٹکڑے ہوکر گرا اب
قہرش لڑتا ہوا چلا جو کافر رہنے بائین پیش و پس آیا قہرش نے اُسکو تلوار سے دو ٹکڑے کیا ساتوین قیطول سے کفار کی
صفائی کرتا ہوا چھٹے قیطول پر آیا وہان تھا داژدر چشم تلوار کھینچے کھڑا تھا پکارا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہی یہ کہکے تلوار
ماری قہرش نے وار اُس نابکار کا پشت شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا مارا تلوار قہرش کی کمر پر پڑی وہ ظالم مثل خیار تر
کے قلم ہو گیا قہرش وہان سے بڑھا قیطول پنجم پر آیا وہان اژدر قاقم پوش تھا للکارا کہ او قہرش کہان آتا ہی تو نہین
جانتا کہ مین بہرام فلک ہون یہ کہکے ارہ پشت نہنگ کا ہاتھ مارا قہرش نے اُسکے آرے کو تلوار سے کاٹ کے ہاتھ تلوار
کا مارا وہ تلوار شانے پر پڑی زیر بغل اُتر گئی وہ ظالم گرا قہرش آگے بڑھا کارزار کرتا ہوا قیطول چہارم پر آیا وہان مقہور
شیر گیر سے سامنا ہوا اُسنے ایک گرز گران سر قہرش پر مارا قہرش نے کلہ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور ایک جھٹکا مارا کہ گرز اُسکے
ہاتھ سے نکل گیا قہرش نے وہی گرز اُٹھا کر مقہور شیر گیر کے سر پر مارا سر پاش پاش ہوکر جسم مین ایک من کا تھلتھلہ
بنکر رہ گیا قہرش وہان سے آگے بڑھکر قیطول سوم پر پہونچا وہان قارن ازرق چشم سے سامنا ہوا اُسنے بھی
تلوار کا ہاتھ مارنے کو بلند کیا قہرش کی تلوار زیر بغل چل گئی اِس بغل کو کاٹ کر اُس بغل سے نکل گئی وہ مردود
دو ہوکر گرا وہان سے قہرش لڑتا ہوا دوسرے قیطول پر آیا وہان عطارد اژدہا چشم دبیر فلک سے مقابلہ ہوا
عطارد نے لوح طلا قہرش کے مارنے کو اُٹھائی قہرش نے اُسکے ہاتھ سے وہ تختی طلائی چھین لی عطارد اژدہا چشم
نے دوات سونے کی کہ کئی سو من کی تھی قہرش پر کھینچ ماری قہرش نے اُسی تختی پر روکی عطارد نے سونے کا قلم کہ پچاس
گز کا تھا قہرش پر مثل نیزۂ طویل کے مارا قہرش نے قلم پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارکر چھین لیا اور وہی مثل سنان نیزہ
عطارد کے سینہ پر مارا کہ توڑ کر پشت کے پار گذر گیا پھر تکان دے کر قلم کو نکال لے عطارد اژدہا چشم کا لنگر اُٹھا کر
زمین پر مارا کہ وہ مردہ صد سالہ ہو گیا وہان سے لڑتا ہوا قیطول اول پر آیا وہ مقام گردم مرد عیار کا تھا اُسکے ہمراہ
بھی عیار بہت سے وہان تھے اُنسے خوب تلوار چلی کہ ترک فلک نے کانون پر ہاتھ رکھ لیے مریخ فلک تھرتھرانے لگا
ایک سوار زرین پوش سے مقابلہ ہوا قہرش پا پیادہ تھا اور وہ گھوڑے پر سوار تھا قہرش پر اُسنے نیزہ تانا قہرش
نے بوڑی نیزے کی تلوار سے قلم کردی اُسنے ڈانڈ نیزے کی کھینچ ماری قہرش نے بچکر خالی دی وہ ڈانڈ گئی ہوئی زمین
پر گری قہرش نے جھپٹ کر ٹانگ اُس سوار زرین پوش کی پکڑ کے کھینچ لی وہ سوار زمین پر گرا قہرش نے ایک
ہاتھ تلوار کا مارا وہ سوار دو ہوکے گرا قہرش اُس سوار کے گھوڑے پر جھپٹکر جا بیٹھا تلوارین مارتا ہوا جنگ و جدال
کرتا ہوا قریب شام کنارے پر لشکر کفار کے پہونچا وہان سے جو مرکب تیز و تند کی باگ اُٹھائی سرپٹ گھوڑا اڑاتا ہوا
طرف لشکر اسلام کے چلا اُدھر کا حال سنیے جب گردم مرد عیار قہرش بن عنتر سو گیا اے طوفانی کو چرا لیگیا صبح کو لشکر
اسلام مین غلغلہ ہوا کہ کوئی قہرش کو چرا لیگیا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو بھی خبر ہوئی کہ قہرش کو عیار لشکر کفار
پکڑ لیگیا فرمایا بڑا غضب ہوا عمرو سے فرمایا اے خواجہ جلد جاؤ دریافت کرو کہ لقاے بے بقا قہرش کے ساتھ
کیا سلوک کرتا ہے کہ سہ پہر کو خبر آئی کہ قہرش کو یاقوت شاہ مسلسل بہ طوق و زنجیر کرکے قیطولون پر سامنے لقا
کے لیگیا تھا وہان قہرش نے قید آہن اپنی توڑ ڈالی اور مارے تلوارون کے سب قیطولون کو درہم و برہم

گر دیا بہت سے سرداران نامی کو قتل کیا اب قیطولون سے نیچے اترا ہی اور لڑ رہا ہی چار پہر کامل اسکو جنگ وجدل
کرتے ہوئے ہو چکے ہاتھ بھی تھک گیا ہی یہ سنکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اٹھ کھڑے ہوے اور فرمایا لاؤ اشقر دیوزاد
مرکب صبار فتار کو اگر قہرش مارا گیا بڑا غضب ہوگا لقاے بے بقا کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا صاحبقران ہمان اشقر دیوزاد
پر سوار ہوکر چلے تمام سرداران لشکر اسلام بھی پیچھے صاحبقران کے گھوڑے اڑاتے ہوے روانہ ہوے تھوڑی دور صاحبقران
بڑھے تھے کہ عمرو نے دور سے دیکھکر کہا اے امیر باتوقیر قہرش بن عنتر سو کیاے طوفانی وہ گھوڑا ڈالے رو مین
چلا آتا ہی اور شمشیر برہنہ خون سے آلودہ ہاتھ مین ہی جب قہرش قریب آیا دیکھا کہ تلوار سے خون کی بوندین ٹپک رہی
ہین اور خود بھی از سرتاپا خون مین ڈوبا ہوا ہی امیر باتوقیر کو دیکھتے ہی قہرش مجرے کو خم ہو گیا صاحبقران زبان
نے فرمایا کہ اے قہرش مین تیرا حال سنکر کمک کو چلا تھا اور یہ سردار بھی سب تیرے لینے کو ہمراہ میرے ہوے تھے
قہرش نے جب یہ پرورش صاحبقران کی دیکھی گھوڑے سے کود پڑا اور قدمون پر صاحبقران زمان کے گر پڑا اور
رکاب سعادت انتساب کو بوسہ دے کر گرد صاحبقران کے پھرا امیر باتوقیر قہرش کو ہمراہ لیے ہوے بارگاہ سلیمانی
مین آے خلعت دیا قہرش نے بادشاہ اسلام کو مجرا کرکے دعا دی اور یہ شعر پڑھا شعر الہی بخت تو بیدار بادا ❊

ترا دولت ہمیشہ یار بادا

ودستگے داستان جرأت نشان لندھور بن سعدان کے بیان کیے جاتے ہین

بدہ ساقیا جام آرائے جم
بکن چشم پوشی کہ رندانہ ام
فقیرانہ سازم بپاس شہی

علم شد بہ بیدان نشان قلم
کہ زینت دہ جام و میخانہ ام
کلاہ گدایہ کہ تاج مہی

گدایانہ مہر کن عطا ساقیا
بدہ ای رخ صاف بنت العنب
من آنم کہ خاطر غنی داشتم

بیا تا کجا انتظارت بیا
کہ از سالہا عاشقم بے سبب
چو انکاشت آن قدر انکاشتم

سحر دیدہ این گردش روزگار
اگر انیم بروے لیل و نہار

غزل

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا
شکار گاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا
پھرا جو مجھ سے زمانے مین وہ خراب ہوا
کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تیز
دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا
بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا
ہمارا طالع خفتہ کہین نہ بس جاے
ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا
ہوائے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا
بنایا جادۂ رہ مجکو خاکساری نے
یہ سر پہ اسکے ہے بے ڈھب ہجوم خواب ہوا
بیت نگارندۂ حرف جنگ وجدال

ہو دند ارقام این قیل وقال ❊ قلندران جادۂ انکسار طبیعت بوریا نشینان صحراے فکر و ذہن وجودت اس نظم و
نثر کو بزبان قلم فصاحت وبلاغت رقم صفحۂ قرطاس تیرہ اساس پر مثل شمشیر آبدار یون جلوہ نما کرتے ہین کہ جب شہزادۂ
ہند دستان لندھور بن سعدان بعد عتاب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان اپنے دونون بیٹون اور عیارون اور اپنے
بارہ لاکھ سوار و پیادہ کے لشکر ظفر اثر کو چھوڑ کر لباس فقیرانہ پہنکر اور کشکول کو لے کر جانب صحراے پر آشوب روانہ ہوا
مگر نہایت حیران و پریشان گریان و نالان خاک بسر چاک گریبان بادیہ پیما تھا وہ دشت ہولناک کہ جہان نہ کوئی درخت
نہ کوئی جھنڈی سواے سایۂ افلاک کوسون سایہ نہین سنسان چٹیل میدان تمازت آفتاب حد سے زیادہ دھوپ
کڑی لون چلتی ہی بگولے جابجا زمین سے اٹھ اٹھ کے سر بہ فلک کھینچتے ہین میدان کرۂ نار ہی پانون زمین پر رکھا نہین جاتا
پاے نگاہ مین چھالے پڑتے ہین زمین تابۂ آہن ہی آسمان کو گرمی سے تپ چڑھی ہی اس لون مین ذرے خاک کے اڑکر جسم
پر گرتے ہین اور فوراً آبلے ڈالتے ہین پیاس کی شدت سے حلق مین کانٹے پڑے ہین مگر منزلون پانی کا نام نہین جھیلین
تال تلیان سوکھی پڑی ہین اگر کسی چہ مین پانی کسی قدر نظر آیا شدت تشنگی سے پانی کی چاہ مین اس چہ کے کنارے دوڑ

کے آ کے دیکھا پانی شل آب حمام کے کھول رہا ہی مچھلیان اسکی ابھر کر حدت سے سیخ موج پر کباب ہوئی جاتی ہین انگلی پانی مین ڈالنے
کو دل نہ چاہا مایوس ہو کے پلٹے زبان سے ہونٹھ چاٹنے لگے عجب صدمہ و آلام مین کبھی یہ دُکھ کا ہیکو اُٹھائے تھے اپنے بخت
برگشتہ پر اشکبار فلک کجرفتار چرخ بیدار کی شکایت مین زبان پر یہ اشعار پڑھتے چلے جاتے ہین اشعار

بخت بد کی تو برائی ہی سراسر آشکار
خار کے سر پہ کرے دامان گل کا سائبان
زیر دریا بار برساتا ہی ابر خشک و تر
پر ذرا تو دیکھ تو یہ کجروی آسمان
ہنس کو موتی چگاتا ہی جدا یہ بے تمیز
خشک رکھے مزرعہ امید پیر و جوان
پا برہنہ خار پر مجھکو پھرائے دشت مین
پوست کھینچے ہی ہمانگے پشت استخوان
تا کجا کیجیے بیان اس سفلہ دودن کا مزاج
اک ترینے پر نہیں گا ہے جنین گا ہے چنان
پانون مین اسقدر آبلے پڑے ہین کہ دو قدم چلنا دشوار ہی جتنے ٹوٹے بھاڑ کر پانون مین

باندھے ہین جب خار مغیلان تلوون مین چبھتے ہین آسمان کیطرف بحسرت و یاس دیکھ کے یہ شعر پڑھتے ہین شعر خاکسارون پر
نہ کر ای چرخ یہ ظلم و ستم ٭ خار ہین تو آبلے ہین آبلے ہین خار ہین ٭ دیگر دور مین تیرے ای فلک ہمنے ٭ دشت و صحرا نیا نیا دیکھا ٭
ای سخت کجرفتار ای فلک ناہنجار بس معاف کر ظلم سے ہاتھ اُٹھا اپنی گردش اسقدر نہ دکھلا اب تاب تحمل نہیں نہ یارائے استقلال
کو ایسا نہو کہ حرکت ہو غضب ہو جائے جو کہین پانون ڈگمگا جائے پھر یاد پروردگار مین بصد آہ و زاری و نالہ و بیقراری یہ
شعر ورد زبان کیا شعر تحمل اب نہیں بندے سے اس اذیت کا ٭ امیدوار ہون پروردگار رحمت کا ٭ ای کارساز مطلق
و ای بندہ نواز برحق اب تو اپنا کرم و فضل شامل حال کر پائے غمزدگان دشت مصیبت جادۂ اعتقاد سے نہ ہٹے شعر بلا پر بلا
ہو جفا پر جفا ٭ رہون پر مین ثابت قدم یا خدا ٭ اسی حالت اضطرار مین بادل بیقرار مین شبانہ روز چلے شعر تھا پیاس
کی شدت سے زبس صدمۂ جانکاہ ٭ چھالے تو قدم آگے بڑھانے نہیں دیتے ٭ ناگاہ دوسرا صحرا اور نظر آیا اسمین کہین
کہین درخت کا سایہ دھوپ اسی طرح لون کی وہی شدت گرمی کی وہی حالت خاک اُڑتی ہوئی سبزہ بالکل مرجھایا ہوا
گل کمھلائے ہوئے غنچے سوکھ کر صورت خار ہو گئے بہار کا کہین نام نہیں خزان سراسر پھیلی ہوئی سموم تند چل رہی ہی طائر
مارے گرمی کے پر ڈالے دیتے ہین بلبلین منقارین کھولے ہانپ رہی ہین مرغان چمن کی کہین صدا نہیں طیور زمزمہ سرا
نہیں اگر جا بجا شجر بھی ہین سب بے برگ و بار خزان سراسر آشکار طیور کے غول اُڑ اُڑ کر اُدھر سے اِدھر بیٹھے کہین امن
کی جا نہیں پاتے چند اشجار خزان دیدہ نظر آئے اور اُن درختون مین پتے زرد زرد لگے ہین مگر سایہ ہی لندھور
بصورت فقیرانہ اُس مقام پر آئے دیکھا ایک چشمہ ہی کئی روز کے تو پیاسے تھے اُس چشمے پر بیٹھ گئے ہاتھ منھ دھونے
لگے پانی اُس چشمے کا نہ بہت گرم تھا نہ ٹھنڈا تھا سمویا ہوا معلوم ہوتا تھا غنیمت جان کے دو چار گھونٹ پانی کے
پیے ہوائے گرم و سرد جسم کو لگی طبیعت کسی قدر ٹھہری کچھ ہواس بجا ہوئے ایک درخت کو تکیہ کر کے لیٹ گئے جب دل
سنبھلا اُٹھنے کا ارادہ کیا مگر اُٹھا نہ گیا پانون دونون سوجے ہوئے تھے طبیعت خستہ دل پژمردہ آخرکار اُسی درخت
کے نیچے پڑے رہے رات بھر ہوش نہ آیا صبح کو بیدار ہوئے اسی چشمہ پر آ کے ہاتھ منھ دھویا کچھ پانی اور پیا صحرا کیطرف
راہ لی الغرض پھر چلتے چلتے ایک صحرائے سبزہ زار ملا جا بجا درخت گنجان ہرے ہرے پتے دور تک ہر شجر کا
سایہ گل خودرو کھلے ہوئے غنچے سربستہ مہک دے رہے ہین طائر جا بجا چہک رہے ہین سبزہ ایسا شاداب
گویا مخمل زنگاری کا فرش بچھا ہی طائرون کے زمزمون کی صدا آ رہی ہی بلبلین نغمہ سنجیان کرتی ہین نسیم
سحر مژدہ بہار لاتی ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی صبا اٹھکھیلیان کر رہی ہی شمیم گلہائے رنگارنگ سے
دماغ لندھور کا معطر ہو گیا ٹھنڈی ہوا جو بدن کو لگی جان مین جان آ گئی شعر پھیرے خدا نے دن چمن روزگار
کے ٭ رنگ آنے مین نظر ہمین فصل بہار کے ٭ جا بجا چاہ جھیل تالاب پانی سے لبریز گرد و نواح گاؤن قریے آباد پیرو

جوان دلشاد جابجا زراعت تیار عورت مرد بچے بوڑھے جوان چلتے پھرتے ہین اُس کیفیت کو دیکھتے ہوے لندھور راہ راہ جلتے ہین دل شگفتہ طبیعت بحال ہوئی آگے جو بڑھے بہت سے درخت باردار میوہ دار ایک تکیے پر نظر آے بہت خوش ہوے جب قریب پہونچے دیکھا ایک قلندر بزرگ صورت پاکیزہ سیرت ریش دراز پلکین بڑھی ہوئین سر کے بال کمر تک گیروا تہمد باندھے ہوے ننگے سر شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا ہوحق کرتا ہی لندھور بھی بصورت فقیر ہوپہنچتے ہی صدا دینے لگے بابا اللہ ہی اللہ ہو حق اللہ اور پاک ذات اللہ سائین کا تکیہ اُسی کے نام پر شعر نہ ہو دہ لطف شاہی مین نہ کیفیت امری مین ۔ مزا سائین نے جو پایا ہی ای بابا فقیری مین ۔ لندھور فقیر یہ صدا لگا کر سامنے قلندر کے خاک پر بیٹھ گئے قلندر نے کہا ای بچہ تو کون ہی اور تیرا کہان سے آنا ہوا تو کس جادر کا قلندر ہی کس در کا فقیر ہی کسکا تو مرید اور کون تیرا پیر ہی اپنے مرشد کا نام بتا لندھور نے کہا ای بابا شعر کیا پوچھتا ہی مذہب و مشرب فقیر کا ۔ دل سے مرید خاص ہون اللہ پیر کا ۔ دیگر چند عرصے سے ہوے باشندے ہم اس راہ کے ۔ کچھ نہ پوچھو حال بس ہم ہین فقیر اللہ کے ۔ اُس قلندر نے یہ اشعار فقیرانہ سُنکر نہایت وجد کیا اور کہا ای بچہ تیرے چہرے سے شان شہزادگی ہویدا ہی شوکت امیری صورت سے پیدا ہی زبان ایسی شستہ و رفتہ کہ جسکے بیان سے دل مزے اُٹھاتا ہی تونے صاف اپنا حال نہ بیان کیا سب کچھ کہ گیا اور پھر کچھ نہ کہا اپنی کیفیت سے آگاہ کر نام و نسب بتا تو کون ہی اور کہان سے آتا ہی لندھور نے کہا ای بابا قلندر مین اپنا حال کیا بیان کرون

مخمس

گلرخو عالم آشنا ہین ہم
کہ چکے تمسے بارہا ہین ہم
ہم سے کیا پوچھتے ہو کیا ہین ہم
گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم
گل خندان پہ پر فدا ہین ہم

جرم ثابت ہوا ہی کیا ہم پر
ظلم افلاک سے بڑا ہم پر
نہین کھلتا یہ ماجرا ہم پر
ای بتو اسقدر جفا ہم پر
ارے اک بندۂ خدا ہین ہم

کبھی ہم تھے گلون کی صحبت مین
رہتے تھے مہوشون کی صحبت مین
گاہ تھے بلبلون کی صحبت مین
تھے مزے آن سبھونکی صحبت مین
خاکسار اب تو اک گدا ہین ہم

ای بابا قلندر کہان تک تمسے کہین شعر کبھی دیر مین تھے کسی بُت پہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تھے جاکے دعا ۔ ترے کوچے مین بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے ۔ اب تم اپنا نام بتاؤ کاسۂ فقیری پلاؤ تو پھر لوٹ گے دل جمے مزے گدائی کے اُڑین فقیر نے کہا ای بچہ میرا نام دال قلندر ہی ایک مدت سے تکیے کا باشندہ ہون مالک کی یاد مین مریدون مین بسر کرتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر لندھور نے ساری کیفیت اپنی ظاہر کرکے کہا ای دال قلندر اب تو مجکو کاسۂ گدائی پلا مین بھی تیرا مرید ہو کے بیٹھونگا اللہ اللہ کیا کرونگا دال قلندر نے کہا ای بچہ لندھور فقیری بہت مشکل ہی تجھ سے ضبط و ربط نہ ممکن ہوگا تو ایسا شجاع و دلیر صاحب شوکت و شان شہزادہ ہندوستان کیون گدائی اختیار کرتا ہی دنیا کو ترک کرکے کوچہ فقر مین قدم دہرتا ہی لندھور نے کہا ای بابا دال قلندر اب تو مین نے دنیا کو ترک کیا کوچہ گدائی مین قدم مارا ہی کاسۂ فقیری پلائیے ارکان گدائی تبلائیے مُرید کیجیے اسی تکیہ پر آپ کی خدمت شب و روز کیا کرونگا شان معبود کا دم بھرونگا دال قلندر مجبور ہوا بہت کچھ سمجھایا مگر لندھور نے نہ مانا کاسۂ فقیری پیا اور دل طرف ولی اللہ کے رجوع کیا لندھور تکیے پر دال قلندر کے پاس رہتے ہین یہ آواز لگایا کرتے ہین حق اللہ و پاک ذات اللہ الغرض یہ خبر بر کاران لشکر لقانے یاقوت شاہ کو دی کہ دارا بند لندھور بن سعدان بر عتاب حمزہ ہو اللہ بار امیر با توقیر سے لندھور چلا گیا فلان صحرا مین

دال قلندر کا مرید ہوکر فقیری اختیار کرکے سب لشکر و حکومت چھوڑکر تکیے پر بیٹھا ہی یاقوت شاہ نے فوراً جاکر خداوند لقا
سے یہ حال بیان کیا لقانے کہا ہمنے بارہ سو برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی پھر میلاد قدرت کو حکم کیا تو جا اور میری طرف سے
لندھور کو پیام دے ای بندہ من نہ گھبرانا خوب کیا جو تونے امیر کی رفاقت سے دست برداری کی میرے پاس چلا آ
میری خداوندی کا اقرار کرکے سجدہ کرمین تجکو اپنے لشکر کا مالک و سردار کرونگا دست راست پر جگہ دونگا جہان قہر ش
مین عنتر سوکیا سے طوفانی بیٹھتا تھا شان و شوکت تیری بڑھاونگا اپنی رحمت سے مرتبہ تیرا اعلا در اعلا کرونگا ای میلاد
اچھی طرح سے اُسکو سمجھانا جبر و تعدی نہ کرنا میرے بندے کو خرم و شاد کرکے میرے پاس لانا ناظرین پر واضح ہو کہ یہ
وہ سردار ہی کہ اسکو سب لقاپرست حرامی کہتے ہین نہ اُسکی مان کا پتا ہی نہ باپ کا کہین نشان ہی وہ کہتے ہین کہ
میلاد کو لقانے آپ دست قدرت سے پیدا کیا ہی غرضکہ میلاد قدرت بیس ہزار فوج جرار اپنے ساتھ لیکر طرف
تکیے دال قلندر کے روانہ ہوا ایہان یہ کیفیت ہی کہ دال قلندر شیر کی کھال پر بیچ مین بیٹھا ہی اور گرد سب مرید
ہین لندھور بن سعدان بانہ فقیری کا لیے ہوئے زیر بغل بیراگی آہن رکھے ہوے برابر دال قلندر کے
پوست شیر پر بیٹھے صداے ہو حق لگا رہے ہین ادھر کا حال سنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو دربار امیر با توقیر
حمزۂ صاحبقران زمان مین آے دیکھا ذلکل لندھور بن سعدان کا دست راست پر خالی ہی نہایت دل کو
صدمہ ہوا چونکہ عمرو کو لندھور سے بڑی محبت ہی اور لندھور کو بھی ہر وقت خیال عمرو کا رہتا ہی مثل صاحبقران
زمان کے کیونکہ بیابان جبل القمر کی راہ مین حمایت انھین نے کی تھی غنچۂ خاطر عمرو کا پژمردہ ہوا مگر رعب صاحبقران
سے کچھ کہہ نہ سکے تھوڑی دیر دربار فیض آثار مین ٹھہر کے چلے آے اور طرف صحرا کے چلے ایک مقام پر بیٹھ کے رنگ روغن
عیاری کا نکال کر صورت فقیرانہ بنائی اور کچھ سوچتے ہوے اپنے ذہن مین چلے جب بعد قطع مسافت صحرا نوردی تکیہ
دال قلندر پر پہونچے دیکھا کہ دال قلندر بیچ مین شیر کی کھال پر بیٹھا ہی اور برابر اُسکے لندھور بن سعدان بصورت
فقیرانہ بیراگی پر تکیہ کیے الحق کی صدا دے رہے ہین اور گرد تمام مرید چیلی چاپڑ ہین عمرو بصورت قلندر تکیہ پر
آے اور پکارے کہ یاد اسد کی دم پر دم دال قلندر نے اور سب مریدون نے اور لندھور نے یاد اسد کی یہ فقیر
لندھور کے پاس بیٹھ گیا لندھور نے کہا کہ سائین تمہارا کیا نام ہی اور کہان سے اِسوقت آنا ہوتا ہی اس فقیر نے
کہاکہ میرا نام افضال قلندر ہی فقیرون کا کام سیاحی ہی دشت نوردی کرتے پھرتے ہین فقیر ردین ادھر بھی آ نکلے
غرضکہ افضال قلندر سے پہلے تو فقیرانہ باتین ہوئین لندھور نے پوچھا ای افضال قلندر اس زمانے مین
لشکر حمزہ کیطرف تو نہین پھرا ہوا افضال قلندر نے کہا کہ سنا ہی لندھور امیر سے جدا ہوکر فقیر ہوگیا کسی صحرا کو چلا گیا
دست راست امیر سونا ہی لندھور نے کہا لشکر امیر مین ایک ہمارا دوست کہ نام اُسکا خواجہ عمرو ہی نہین معلوم وہ
کیسا ہی افضال قلندر نے کہا بفضل خدا سے اچھا ہی مگر اُسکو لندھور کے چھوٹنے کا بڑا رنج ہی افضال قلندر نے ایسی
باتین کین کہ دال قلندر مسرور ہوا اور مرید بھی سب خوش ہوے مگر لندھور نے ایک آہ سرد کھینچی اور یہ شعر پڑھا
شعر جب پانون اُٹھ گیا چمن روزگار سے ٭ بلبل کو کیا غرض ہی نسیم بہار سے ٭ دال قلندر نے کہا ای بچہ کیا خیال
آیا اور کیا تونے کہا فقیر بولا ای بابا نہین معلوم فقیر کس دھن مین کیا بڑ ہانکتا ہی افضال قلندر بھی یہ سنکے محزون
خاطر ہوا اور نکال کے کچھ تھیلی سے پرشاد ذرا ذرا سب کو بانٹا اور کہا لو بابا کیا یاد کروگے کہ سائین آیا تھا کچھ پرشاد
بابا فرید کا دے گیا تھا اُن سبھون نے اُس پرشاد کو آنکھون سے لگایا اور کھایا تھوڑی دیر کے بعد سب بیہوش
ہوگئے افضال قلندر یعنے خواجہ عمرو نے ایک پرچۂ کاغذ اپنے نام کا لکھکر وہان ڈال دیا اور سب سامان فقیرانہ

وغیرہ دال قلندر اور سب مریدون کا اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اور اُسی پرچہ کاغذ مین یہ بھی لکھدیا کہ مین عمرو بن امیہ
ضمری ہون خالی کیا جاتا دال قلندر کا سر تا بجر تا کیا تمھارے پاس کیا تھا جو مین لیتا تمھارے دیکھنے کو میرا دل بہت
چاہتا تھا اسواسطے خاص تمھاری ملاقات کو آیا تھا اے بھائی لندھور اب جا کر تمھاری اطلاع لشکر مین کرونگا غرض خواجہ
عمرو سب لے دیکے وہین گلیم اوڑھ کے روپوش ہو رہے جب لندھور کو ہوش آیا اور دال قلندر وغیرہ بھی ہوشیار ہوے
وہ پرچہ کاغذ لندھور نے پڑھا اور ہنسکے کہا واہ بھائی صاحب خوب دل لگی کی تمھارے آنے سے ہمارا دل بہت خوش ہوا
ماشاءاللہ کیا کہنا یہ ذکر تھا کہ فوج لقا کے نقارے کی آواز آئی مریدون نے دال قلندر سے کہا اے مرشد جی نہین معلوم یہ فوج
ادھر کیون آئی ہے لقا کی کس پر چڑھائی ہے ناگاہ فوج لقا نے چار طرف سے گھیر لیا اور میلاد قدرت پاس لندھور کے آیا
اور کہا اے لندھور خداوند لقا کی تیرے اوپر نظر رحمت ہے اسنے کہدیا ہے کہ لندھور کو میرے پاس بصد عزت و تکریم لاؤ مین
اپنے پہلو مین تھرش بن غنتر سوکیا سے طوفانی کے مقام پر بٹھاؤنگا رتبہ بڑھاؤنگا سالار کل فوج کا کرونگا وہ عزت و
توقیر تیری ہوگی کہ حمزہ نے کبھی نہ دیکھی ہو لندھور نے کہا او نابکار کیا بکتا ہے اور لقا کیا گیدی ہے جا کہدے کہ کیا جھک
مارتا ہے حمزہ پر میری جان فدا ہے گو اُنسے جدا ہو کر چلا آیا فقیری اختیار کر لی مگر غلامی سے اُنکی باہر نہین ہون میلاد قدرت
نے کہا اے لندھور کیون تیری قضا آئی ہے خداوند لقا کی اطاعت کر نہین مارا جائیگا لندھور نے کہا او نابکار دور
ہو کیون فقیرون کو ستاتا ہے لقا سے کہدے کہ او مردود ازلی اب تو مین نے لشکر اور جنگ و جدل سے ہاتھ اُٹھایا
فقیری اختیار کی اب مجھ سے کیا مطلب ہے نہ میرے پاس لشکر نہ رفیق و یار نہ سامان جنگ و جدل نہ ہتھیار مجھ سے
خبر نہو میلاد قدرت نے کہا معلوم ہوتا ہے تو زندہ نہ جائیگا مین تیرا سر کاٹ کے لے جاؤنگا یہ کہکر تلوار ماری لندھور
نے بیراگی آہنی پر روکی تلوار میلاد کی ٹوٹ گئی میلاد نے دوسری تلوار لیکر لندھور پر وار کیا وہ بھی ضرب لندھور نے
بیراگی پر روکی اور جھپٹ کر بیراگی آہنی میلاد پر ماری میلاد کا سر پاش پاش ہو گیا اب فوج نے غلبہ کیا لندھور بیراگی
آہنی سے لڑنے لگا ادھر خواجہ عمرو لشکر اسلام مین آئے اور آتے ہی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سے دست بستہ
عرض کیا اے امیر لندھور تو فقیر ہو کر دال قلندر کے تکیہ پر بیٹھا تھا اُسکو فوج لقا نے گھیرا ہے میلاد سردار فوج مارا گیا
فوج نے نرغہ کیا ہے تلوارین اُس تنہا پر پڑ رہی ہین لندھور زخمی ہو کر جھوم رہا ہے صاحبقران زمان نے سُنکر خواجہ
عمرو سے کہا اے خواجہ اسوقت کی عرض و معروض تمکو معاف کی اگر آیندہ ایسی خطا ہوگی کہ لندھور کا ذکر میرے
سامنے کروگے تو تمھاری زبان کاٹ لونگا مین کیا کرون جو لندھور مارا جاتا ہے جیسا کیا ہے ویسا اپنی سزا کو پہونچے
میری بلا سے جو زخمی ہو کر جھوم رہا ہے یہ کلام امیر فلک مقام بہ نسبت لندھور بن سعدان سُنکر تمام سردارون کو
رنج ہوا اور بادشاہ جم جاہ سعد بن قباد فلک پناہ بھی بہت متردد و متاسف ہوے کہ افسوس لندھور کی مفت جان
جاتی ہے مگر ہاے امیر حمزہ کسی طرح نہ مانینگے کیا کہون مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امیر کے سامنے سے ہٹ کے آڑ مین
آے اور بدیع الزمان کو اشارہ کر کے بلایا شہزادہ بدیع الزمان امیر باتوقیر کے پاس سے اُٹھ کے باہر آئے کہا اے
بدیع الزمان ایسا شیر جوان شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان مفت مارا جاتا ہے اور کوئی تدبیر نہین بن
پڑتی امیر کسی طرح نہین مانتے کیا کرون مجکو بڑا رنج ہے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا خواجہ مین تو جا کر لندھور کا شریک
ہوتا ہون اسمین جو کچھ ہو یہ کہکر گلگون باختری رہوار تیز رفتار فلک سیر بادیہ پیما پریوش پر سوار ہو کر فوراً جانب
صحرا تکیہ دال قلندر کی طرف روانہ ہوے ادھر کا حال سنیے کہ لندھور فوج لقا سے بے ہتھیارون کے لڑ رہا ہے بیراگی
آہنی فقط ہاتھ مین ہے بیس ہزار کا ہجوم یہ تن تنہا کیا ہو سکتا ہے زخمی بھی ہو چکا ہے وہان ہرکارون نے خداوند لقا کو

خبر دی کہ لندھور کے ہاتھ سے میلاد قدرت مارا گیا لندھور بھی زخمدار ہو چکا ہی فوج خداوند لڑ رہی ہی بختیارک نے کہا
یا خداوند دیکھا آپ نے لندھور کو آپ کچھ کم سمجھے ہین وہ بے فوج کے ہزارون پر بھاری ہی لقا نے کہا ہم نے اسکی بھی یہی
تقدیر کی تھی اُسکو بہشت مین بیجا کے ڈال دو اب کی نوروز کے دن زندہ کر دینگے لندھور سے یہ کیون لڑا اُس بندے
سے ہمارے کوئی مقابلہ نہ کرے کوئی اُس سے نہ بولے اور نہ ستاوے مگر اُسوقت دربار لقا مین گنجاب بن گنجور ملک
حرمان دیو کیش موجود تھا بختیارک نے اُس سے چپکے سے کہا کہ تو نہین اب جاکر لندھور سے عوض اپنی زوجہ
ملکہ غنچہ خاتون کا لیتا کہ اسوقت لندھور یکہ و تنہا بے فوج اور بے ہتھیار کے لڑ رہا ہی زخمدار ہو چکا ہی جاکر مار لے
گنجاب نے کہا ای ملک جی کیونکر لندھور سے مقابلے کو جاؤن خداوند منع کرتے ہین کہ خبردار لندھور سے کوئی نہ بولے
اُسکو اپنے حال پر چھوڑ دو ایسا نہو کہ غضب خداوندی آوے بختیارک نے کہا کہ خداوند کو کیون خبر کرو چلے جاؤ فتح
کرکے چلے آؤ ہر چند بختیارک نے گنجاب کو اُبھارا مگر گنجاب نے منظور نہ کیا آخر بختیارک نے کہا کہ اچھا اپنے
کسی سردار کو بھیجدے جب گنجاب مجبور ہوا اور بختیارک نے بہت غیرت جورو کی دلائی اُسوقت گنجاب
نے اپنے دونون بیٹون کو اشارا کیا ای تغریت بن گنجاب و ای عفریت بن گنجاب تم لاکھ سوار و پیادے لیجا کر
لندھور کو مار آؤ یہ سنتے ہی فوراً تغریت بن گنجاب و عفریت بن گنجاب دونون فوج لیکر روانہ ہوے جب
تکیہ ڈال قلندر پر پہونچے دیکھا کہ تنہا لندھور بے ہتھیار دن کے بیراگی آہنی سے لڑ رہا ہی ہزارون کشتہ کیے
ہوے پڑے ہین لندھور بھی زخمدار ہو چکا ہی تغریت بن گنجاب گھوڑا اُڑا کر سامنے لندھور کے آیا اور للکارا
کہ باش او خدا پرست مین تغریت بن گنجاب آپہونچا اب کہان میرے ہاتھ سے بچ کے جائیگا یہ کہکر تلوار ماری
لندھور نے بیراگی پر روک کے بیراگی ماری تغریت نے خالی دے کر پھر ہاتھ تلوار کا مارا کاسہ سر پر پڑا تا دو ابرو
اُتر گیا لندھور نے بیراگی تلوار پر ماری تلوار جھنا کر نکل گئی لندھور کے منھ پر چادر خون کی آپڑی سر دونون
ہاتھون سے پکڑ لیا جھومنے لگا ڈال قلندر اور سب مرید اُسکے دوڑے کھنکر پتھر اینٹین ہاتھون مین اُٹھالین
فوج کو مارنا شروع کیا فوج لقا تلوارین مارتی ہی اور مریدان ڈال قلندر ڈھیلون سے کفار کو ہلاک کرتے ہین مجمع کثیر
کفار کا ہی شور نبرد بلند ہی لاشون پر لاشین گر رہی ہین ناگاہ ایک تتق گرد بیابان سے بلند ہوا مثل باد تند
آگے آگے بگولے دوڑتے چلے آتے ہین شعر از دامن دشت و کوہ او رنگ * گردے برخاست تو تیا رنگ * ایک سوار
جرار و نامدار تلوار تولے پیدا ہوا اور وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ *
بدیع الزمان شاہ انجم گروہ * زدستم بسے ملک اسلام شد * کہ سر فتنہ باختر نام شد * باش ای کفاران پر دغا مین آپہونچا
آتے ہی تلوارین مارنا شروع کین کشتون کے انبار کردیے کسی کو اُٹھا کر زمین پر مارا کسی کا سر تلوار سے اُڑ گیا کسی کی
کمر پر ہاتھ مارا وہ دو ہو کے گرا کسی کو مع راکب و مرکب چورنگ کیا اُدھر سے مارتے ہوے تغریت بن گنجاب کیطرف
آئے اُس نابکار سے مقابلہ ہوا تغریت نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار
تغریت کی سپر پر پڑی سپر کاٹ کر کاسہ سر سے تا دو ابرو اُتر آئی بدیع الزمان نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی چادر
خون کی منھ پر آئی بدیع الزمان زخم کاری کھا کر جھومنے لگے مریدان ڈال قلندر کھنکر پتھر مارتے ہوے دوڑے
اب بدیع الزمان کو تاب جنگ نہین کفار کا ریلے پر ریلا ہی لندھور کہہ رہا ہی ای شہزادہ بدیع الزمان آپ کیون
اِس بلا مین پھنسنے کو آئے مین تو اپنی جان دینے پر آمادہ بیٹھا تھا آپ نے غضب کیا کہ میرے واسطے
آپ یہان آکر زخمی ہوے صاحبقران زمان آپ سے بہت آزردہ ہونگے بدیع الزمان نے کہا ای لندھور مین

جاؤنگا نہین تمہارا ساتھ دونگا یہان یہ باتین لندھور اور بدیع الزمان مین ہورہی تھین اُدھر کفار کا بلوہ تھا مریدان
دال قلندر ڈھیلون سے لڑرہے تھے کہ یکایک پھر نعرہ ہوا نعرۂ قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی منم قہرش بن عنتر کہ
جرار و دلیرانم ❊ غلام حمزۂ صاحبقران شیر میتانم ❊ باش او کفار نابکار مین آپہونچا اور آتے ہی ابر شمشیر آبدار سے سر برسانا
شروع کیے کہ تغریت بن گنجاب گھوڑا بڑھا کر قہرش کے سامنے آیا قہرش نے للکارا تغریت نے تلوار ماری قہرش نے وار
اُسکا روک کے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے زین فرس سے اُسکو اُٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر تغریت کو مارا کہ پیوند خاک
ہوگیا بھائی اُسکا عفریت بن گنجاب بھائی کو اِس حال خراب سے دیکھ کے مثل اژدہے کے بل کھا کے لپکا قہرش نے
للکارا او نامرد تو کہان جاتا ہے عفریت نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا قہرش جب تک سپر کو چہرے کی پناہ کرے کہ تلوار
عفریت کی قہرش کے سر پر پڑی قہرش نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی ساتھ ہی قہرش نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا اُس موذی
کے شانے پر پڑا تلوار زیر بغل کاٹتی ہوئی اُتر آئی اُدھر وہ ملعون زمین پر گرا ادھر قہرش سر پر زخم کاری کھا چکا تھا
گھوڑے پر نہ سنبھل سکا زمین پر گر کے مثل شیر جھومنے لگا لندھور پکارا ای قہرش غضب کیا تو نے تو کیون آیا
قہرش نے کہا یہ کب ہوسکتا ہے کہ میری وجہ سے عتاب صاحبقران مین آگیا دربار سے نکالا گیا اور مین تیرا یہ حال
سنکر نہ آتا میری حمیت کب تقاضا کرتی تھی جو کچھ ہوا سو ہوا مین تیرے ہمراہ ہون مصرع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ❊
ادھر ہرکارون نے خبر لقاے بے بقا کو دی کہ فرزند گنجاب کے تغریت بن گنجاب و عفریت بن گنجاب مارے گئے
لقا پہلے تو گنجاب پر بہت خفا ہوا کہ ہمنے تو منع کیا تھا کہ لندھور سے جنگ و جدل نہ کرنا اور اُس سے نہ بولنا تو نے
اپنے بیٹون کو کیون بھیجا کہ لندھور بھی زخمی ہوا تیرے دونون بیٹے بھی مارے گئے مگر جب سنا لقا نے کہ اور سردار
اب لشکر صاحبقران سے جانے لگے چنانچہ بدیع الزمان گیا تھا وہ بھی زخمی ہوا قہرش بن عنتر بھی لشکر امیر سے گیا وہ
بھی زخمی ہوا اور سردار بھی جائین تو کیا عجب ہے سہیل اژدر حشیم کو حکم کیا کہ لاکھ سوار ہمراہ لے جا کر خدا پرستون کو قتل کر
سہیل اژدر حشیم بموجب حکم لقاے بے بقا لاکھ سوار جرار ساتھ لیکر آیا دیکھا کہ لندھور بن سعدان و بدیع الزمان و
قہرش بن عنتر سوکیاے طوفانی تینون کا یہ عالم ہے کہ زخم کاری ہین آنکھین بند کیے جھوم رہے ہین اور مریدان دال
قلندر ڈھیلون اور تبردارون سے لڑرہے ہین سہیل اژدر حشیم نے حکم کیا کہ مارلون جیلی جابڑون کو میدان مین تلوار چلنے
لگی شہرہ ہوا کہ دل فوج کفار کے دہل گئے نعرۂ اسد اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ❊ بہ رزم دل شیر و جرم پلنگ ❊ باش
او نابکار مین آپہونچا یہ کہکر آتے ہی سہیل اژدر حشیم پر حملہ کیا سہیل نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا سر پر پڑا تا دو
ابرو اُتر آیا اسد نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی منہ پر آگئی آنکھون مین تاریکی چھائی اسد
شیر دل صورت صنم جھومنے لگا ساتھ ہی اسد شیر دل کے زخمی ہونے کے نعرۂ کوہ شگاف ہوا کہ گاو زمین دہل گئی
مریخ فلک کانپ اُٹھا نعرۂ کرب غازی کہ رب شہسوارم یل نامدار ❊ نظر کردۂ شیر پروردگار ❊ باش او دست بادۂ کبر
و نخوت مین تیرا قاتل آپہونچا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا تو نے غضب کیا کئی سرداران نامی و نامور کو زخمدار
کر دیا سہیل اژدر حشیم نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کرب غازی شیر حجازی نے بعد جانبازی بار بچا کر
ہاتھ قبضۂ شمشیر سہیل اژدر حشیم پر ڈال دیا تلوار جھٹکا دے کر ہاتھ سے اُسکے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈال کر فرس سے اُٹھا لیا اور بلند کر کے پکارے کہ او موذی سہیل اژدر حشیم یون کافرون کا بل بہادر
نکال دیتے ہین یہ کہکر اُسکو اُچھالا گرتے ہوئے اُسکو ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہو کر نامرد زمین پر
گرا تکبیر کہکر گھوڑا بڑھایا تلوارین مارتے ہوئے فوج کفار مین ڈوب گئے دم بھر مین ستھراو کر دیا کشتون کے

بستے ہو گئے سرون کے ڈھیر تنون کے انبار لگے غل اور شور لشکر کفار مین بلند ہوا کہ ای بھائیو مرگ مفاجات کا سامنا ہی ملک الموت
آ گئے اب جانین بچنا دشوار ہین مگر کرب غازی بصد جانبازی لاکھون کے نرغہ مین تلوار پکڑے جو دھنس گئے دو چار تلوارین
اگر سر پر پڑ گئین زخمی ہو گئے خون مین نہائے سر سے پا تک تر اور کپڑے خون سے گلنار گھوڑا بھی خون کی چھینٹون مین نشان
وہ معرکہ عظیم اُس صحرا مین ہوا کہ ترک فلک جگر مین آیا زمین لالہ گون ہو گئی گویا سبزہ صحرا کو باغبان اجل نے خون سے سینچا تھا
فتاح پلنگینہ پوش مع ہزار قزاقون کے جو تلوارین کھینچکر کفار پر آ پڑا فوج کو مسمار کر دیا تہلکہ ڈال دیا بھاگنے کا راستہ نہ ملا
مگر عیاران لشکر لقا اپنے سردارون کی لاشین اور جسقدر مارے گئے سب کی لاشین اُٹھا اُٹھا کے لے بھاگے میدان
صاف ہو گیا یہان سرداران لشکر اسلام جو زخمدار ہو گئے تھے سب گھوڑون سے اُترے تکیہ بر آسے ناظرین والا تمکین پر
واضح ہو کہ بوجہ اختصار کے کل دست راستیون کے آنے کی کیفیت نہین بیان کی ورنہ کل سرداران دست راست شریک
جنگ ہونے اور سرداران لقا کے ہاتھ سے زخمی ہوے کرب غازی تشریف لاے سب کے زخمون مین ٹانکے دیلے گئے
پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین لندھور ایک ایک سے کہنے لگا کہ آپ لوگون نے کیا غضب کیا کہ امیر با توقیر کا ساتھ
چھوڑ کے یہان آے اور زخمی ہوے صاحبقران کے خلاف ہوا ہو گا وہ آپ لوگون سے بیزار ہو نگے ایک مجھ تنفس کے واسطے
آپ سب نے یہ زحمتین اُٹھائین ہین نہایت ممنون و مشکور ہوا اُن سب سردارون نے کہا کہ اب ہم تیرے ساتھ ہین ای
لندھور اب ہم کہان جاتے ہین یہین ڈیرے ہو نگے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جب عمرو نے بدیع الزمان کو دربار
صاحبقران سے اشارے سے بلا کر حال لندھور کا بیان کیا اور بدیع الزمان لندھور کی طرف چلے تو قرش
بن عنظر سو کیاسے طوفانی تازہ مسلمان بھی چپکے سے اُٹھ کے خواجہ عمرو کے پاس آیا وہ بھی حال لندھور سنکر روانہ
ہوا اسی طرح سب سردار دست راستی صاحبقران مع کرب وغیرہ حال لندھور کا سنکے راہی ہوے مگر جو کوئی سردار
اِس معرکہ مین لشکر امیر با توقیر سے گیا اور زخمی ہوا فوراً ہرکارون نے خبر صاحبقران کو دی کہ فلان سردار لشکر اسلام سے
گیا وہ زخمی ہوا ہرہرکارون نے گھڑی گھڑی کی خبر از آغاز جنگ لندھور تا اختتام کارزار کرب نامدار من وعن امیر
با توقیر کو پہونچائی امیر کشور گیر خبرین سن سنکے اور منغص ہوتے ہین بادشاہ جم جاہ سن سنکے دست تاسف ملتے ہین
اور کہتے ہین افسوس نہین معلوم امیر کے ذہن مین کیا آگیا ہی کہ نہین مانتے خدا سب کو بچاے جب اختتام لڑائی کی
خبر امیر کشور گیر کو ہرکارون نے پہونچائی بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد فلک پناہ نے سجدہ شکر کیا اور امیر نے فرمایا کہ
ہمارے دست راست کے سردار سب آج ہمارے لشکر سے چلے جائین لندھور کا ساتھ دین آج شب کو ہماری فوج
مین اُنمین سے کوئی نہ رہے ورنہ مین بہت بُری طرح پیش آؤنگا پھر عیارون کو بلایا اور حکم دیا کہ تم بھی اپنے اپنے آقا
کے پاس جاؤ اُن عیارون نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم خانہ زاد آپ کے تابع فرمان ہین ہم کہین ہرگز نہ جائینگے فرمایا
نہین ہم تم سب کو حکم دیتے ہین بخوشی کہتے ہین کہ تم سب اپنے اپنے سردار کے پاس جاؤ جب تمھارا آقا نہین تو تم سے
کیا مطلب ہی بعد اسکے فرہاد خان یکفری دار شیون پر یزاد کو بلا کر کہا کہ تم بھی اپنے باپ کے پاس جاؤ تمھارا
یہان کچھ کام نہین اُن دونون نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور کے قدم میمنت لزوم کو چھوڑ کر ہرگز ہم نہ جائینگے
ہم سے کیا خطا ہوئی جو حضور ہم سے آزردہ ہوتے ہین فرمایا مین تم سے آزردہ نہین ہون بخوشی تمام برضا و رغبت
تم سے کہتا ہون کہ تم سب مع لشکر لندھور کے اسی وقت چلے جاؤ مجکو دست راستیون مین سے کسی کا اب اپنے
لشکر مین رکھنا منظور نہین مین کسی کے بھروسے پر لشکر کشی نہین کرتا ہون پروردگار عالم سے مدد کا ہر وقت طلبگار
رہتا ہون غرضکہ سردار دست راستی صاحبقران کے اور عیار اور دونون بیٹے لندھور کے مع اپنے لشکر کے لشکر

امیر باتوقیر سے چلے آے اور لندھور وغیرہ کے شریک ہوے یہان امیر کشور گیر نے سرداران دست چپ کی رہتے بڑھاے اور اعزاز و اکرام کیا اور عہدے دیے خلعتون سے سرفراز فرمایا ادھر کا حال سنیے کہ سرداران دست راست صاحبقران اور عیار اُن سرداروں کے اور فرہاد خان بکفربل و مارشیون بریزاد مع لشکر کے لندھور کے پاس تکیہ دال قلندر پر آے اور مجبورون نے بیان کیا کہ امیر باتوقیر سب سرداران دست راست سے آزردہ ہو گئے اور حکم کردیا ہے کہ کوئی اُنمین سے ہمارے لشکر مین نہ رہے لندھور کو سنکر بہت ملال گذرا سب سردار اُسی تکیہ دال قلندر پر فروکش ہوے اب دال قلندر کو بادشاہ فقیرون کا بنایا ایک تاج زرین لنبا نوکدار بصورت دُم ہدہد بنوا کر پہنایا اور اُسکے سب چیلی چانٹہ کو لنبی لنبی بلائین پہنائین بیراگیان دوشاخہ اور ایک شاخہ آہن کی آبدار بنی ہوئین ہاتھ مین دین اور تہمدین گیروی سب کے بندھی ہوئین ہو حق چیچہے کرنے لگے وہ تکیہ عجب کیفیت کا مقام ہوگیا دُکانین طرح طرح کی آس پاس جم گئین تکیہ کے گرد بازار آراستہ ہوگیا بنیے بقال پنساری بزاز صراف قصاب تنبولی نانبائی حلوائی کنجڑے ہر طرح کی چیز مہیا ہر طرح کے خوانچہ والے پھیری کر رہے ہین کٹورا بج رہا ہے ڈھول گمک رہا ہے چوک کا سمان نظر آتا ہے وہ تکیہ دال قلندر کا صحرا عشرتکدہ ہوگیا حق اللہ کی صدا بلند سب شاد و خورسند

دو کلمے داستان حیرت نشان لقاے بے بقا و لندھور بن سعدان وغیرہ کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ

پلا ساقیا جلد جام شراب ۔ کہ گردش مین ہو قدح آفتاب
شراب مصفا کی خواہش ہے اب ۔ کہ رندون کے دل پر ہے رنج و تعب
گدایانہ دے ساقیا جام تو ۔ اس آغاز کا دیکھ انجام تو
وہ دے ساقیا جام ذی مرتبت ۔ فقیری مین شاہی کی ہو کیفیت
سحر پی کے جام مے ارغوان ۔ بجوش و خروش آج لکھ داستان مخمس

ہم جو وحشت مین ذلیل و خوار ہین ۔ دشت مین گہ جانب کہسار ہین ۔ اے گریبان چند جھڑے تار ہین
کب بیان وحشت جنون بیکار ہین ۔ اپنے ہاتھون در پئے آزار ہین

عشق مین اُس ابروے خمدار کے ۔ ہون قرین مین منزل دشوار کے ۔ مر گیا گر ہجر مین اُس یار کے
درد و غم رنج و الم مجھ زار کے ۔ بس یہی دو چار ماتمدار ہین

تو نہین راحت مکان دہر مین ۔ گل ہین لیکن بوستان دہر مین ۔ بیٹھتے ہین ہم جہان دہر مین
آبروے عاشقان دہر مین ۔ آپ کے آگے ذلیل و خوار ہین

ہے ہمارا کون سا صحرا نہ پوچھ ۔ کسقدر ہے حال وحشت کا نہ پوچھ ۔ ہم کو ہے کیا آج کل سودا نہ پوچھ
اے جنون کچھ حال دست و پا نہ پوچھ ۔ مست ہین در کار خود ہشیار ہین

ایک ہے پیش قضا شاہ و گدا ۔ اس سرا مین اب نہین مسکن روا ۔ ہے جرس کی رات دن آتی صدا
غافلو اُٹھو چلو بیٹھے ہو کیا ۔ رہرو ملک عدم تیار ہین

موسم گل آرزوے یار مین ۔ چشم نرگس جستجوے یار مین ۔ عالم گلشن ہے کوے یار مین
انتظار گفتگوے یار مین ۔ بلبلین کھولے ہوے منقار ہین

بیت نمایندۂ نطق و ذہن نظام ۔ چنین ساز د آراستہ این کلام ۔ مخبران روداد کیفیت نزاع طریقہ شاہ و گدا و منظران حالات حقیقت آیات جادۂ فریب و دغا زبان قلم شجاعت رقم پر بعد صولت و شوکت عبارت تازہ و بے اندازہ لا کر یون حال منکشف کرتے ہین کہ جب سہیل اثر در چشم ہانہ سے کرب غازی کے دل ملجم ہوا اور

فوج کفار نے شکست کھائی نامرد فرار ہو گئے لقا کو ہر کاروں نے خبر دی لقاے بے بقانے سب کشتے اٹھوا منگائے اور کہا کہ ابھی بر وز نور وز سب کو زندہ کرونگا گنجاب بن گنجور ملک حرمان دیوکش کو ایک تو سوختی جورو کے چھن جانے کی تھی کہ غنچہ خاتون لندھور کے ساتھ نکل آئی اور عقد کر لیا دوسرے اب دو بیٹون کے قتل ہونے کا بوجہ لندھور نہایت صدمہ و ملال ہوا اسی رنج و غم مین تھا کہ مہتر سنجانی عیار طرار گنجاب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو لندھور کو کوئی عیاری کر کے اٹھا لاؤن آپ اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے کہ آپ کے دل کا کچھ بخار دفع ہو گنجاب بن گنجور نے کہا کہ بہتر ہے جلد جا اور لندھور کو پکڑ لا الغرض مہتر سنجانی بارادۂ گرفتاری لندھور ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کے طرف تکیۂ دال قلندر کے روانہ ہوا ادھر کا حال سنیئے کہ بعد کئی دن کے بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار نے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے فرمایا کہ ای امیر ایک عرضی شہزادہ بدیع الزمان کی بمضمون عذر و معذرت براے عفو خطا آئی ہے اب آپ بری خاطر سے اسکا قصور معاف کیجیے اور لشکر مین بلا لیجیے امیر با توقیر نے کہا ای بادشاہ آپ کے خلاف ہو گا مین کبھی یہ بات نہ مانونگا آپ انکے بارے مین مجھ سے نہ کچھ ارشاد کیجیے گا اور جو کچھ فرمایئے وہ مجکو بدل منظور ہے بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے مگر سرداران دست راستی کے جدا ہونے کا نہایت صدمہ و ملال ہے الغرض ادھر مہتر سنجانی صحرا نوردی کر کے ایک مقام پر ٹھہرا اور رنگ روغن عیاری کا نکال کر بصورت فقیر بنکر روانہ ہوا جب تکیہ دال قلندر پر پہونچا دیکھا وہ تکیہ مثل شہر کے آراستہ و پیراستہ ہے کیفیت چوک و نخاس کی پیدا ہے جا بجا جلسہ تازہ دوکانداروں سے صحرا آراستہ ہر چیز ہر طرح کی مہیا کثور الخنک رہا ہے کوچہ پھولون کی بو باس سے مہک رہا ہے تکیے پر ایک تخت مثل اورنگ شاہی جلوہ نما ہے دال قلندر اُس تخت پر بصد تمکنت و حشمت تاج بر سر لباس خوشنما فقیرانہ در بر متمکن ہے اور سرداران لشکر اسلام بصد غرو تمکین مرید بنے بیٹھے ہین اور کچھ چیلی چاپڑ بنی بنی تو پیا پہنے ننگے بدن فقط تہمد گیر دی باندھے گرد مشغول کاروبار ہین اور لشکر بیشمار دور تک صحرا مین فروکش ہے مہتر سنجانی یہ کیفیت دیکھکر بہت ہنسا کہا خوب ایک میلہ جما یا ہے ایک شہر فقیرون نے الگ بسایا ہے مہتر سنجانی بصورت فقیر اُس گروہ مین گیا اُن فقیرون سے یاد اللہ ہوئی اور دال قلندر نے پوچھا ای درویش تیرا کیا نام ہے اِس فقیر نے کہا مجکو درویش پاکی کہتے ہین سب فقیر بخاطر و مدارات درویش پاکی سے پیش آئے بھنڈارے مین شریک کیا فقیر رہنے لگا بعد کئی دن کے ایک روز فقیر پاکی نے رات کو اُس جلسہ فقرا مین ایک شیشی عطر کی نکالی کہ وہ شیشی مملو از خوشبوے بیہوشی تھی آگے دال قلندر کے رکھدی کہ وہ سردار اُن فقیرون کا ہے اور مرشد اُن مریدون کا ہے اور کہا کہ ای بابا دال قلندر یہ فقیر کئی روز سے مہمان تھا اب دو ایک روز مین آگے کی سیر کریگا فقیر کے پاس سواے محتاجی و عریانی کے کیا ہے مگر فقیر یہ تحفہ فقیرون کی نذر کرتا ہے اسمین عطر سلیمانی مثل تبرک کے ہے ای بابا دال قلندر تم ذرا ذرا سب کو تقسیم کر دو دال قلندر درویش پاکی سے بہت خوش ہوا اور شیشی اُٹھا کے ذرا ذرا سب مریدون کو اور چیلی چاپڑون کو دیا سب نے وہ عطر سونگھا خوشبو تیز تھی دماغ بھر گئے سرور مثل نشہ کے پیدا ہوا ہنگام شب تھا خواب راحت کا زمانہ قریب آچکا تھا سب اپنے اپنے بستر پر لیٹ گئے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے درویش پاکی اُٹھا دیکھا مرشد جی تخت پر پڑے ہین اور سب اپنے اپنے مقام پر بیہوش ہین لندھور کے پاس آیا جلدی سے پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کے لے بھاگا جلدی جلدی دوڑتا ہوا مانند ہوا کے دربار یاقوت شاہ مین آیا اور پشتارہ سامنے گنجاب بن گنجور کے رکھدیا پشتارہ کھلوا کر لندھور کو فوراً غل و زنجیر مین مسلسل کیا بیڑیان ہتھکڑیان طوق

آہنی پہنایا زنجیر مین جکڑ دیا گنجاب نے جاکر خداوند لقا سے عرض کیا یا خداوند لندھور کو بیہوش گرکے گرفتار کیا ہو مین
چاہتا ہون کہ اپنے دونون بیٹے تقویت وغویت کا بدلہ دون لقا سے بے بقا نے کہا ہمنے بھی یہی تقدیر کی تھی جلد لندھور
کو زیر قیطول لیجاکر اسے بیہوشی کے عالم مین قتل کرو کہ ہوشیار نہونے پاوے یہ سُنکے گنجاب آیا اور جلاد کو کہا کہ حکم خداوند
لقا کا ہو کہ لندھور کو اسی عالم بیہوشی مین لیجاکر قتل کرو لندھور کو جلاد بدنہاد زیر قیطول اُٹھالاے اور اسیطرح
عالم بیہوشی مین نطعے پر لٹا دیا اور جلاد تیغہ چوڑے پھلے کا ہست آبدار لندھور کے سر پر کھینچکر کھڑا ہوا اب حکم
لقاے بے بقا کا منتظر ہو کہ ناگاہ ایک خدمتگار نے جلاد بدنہاد کو اشارہ کیا اور ایک اشرفی دکھائی اور کہا کہ یہ
اشرفی لے اور پھر یہ عطر کی پہلے اس مجرم کو سُنگھادے اور پھر جب تو قتل کرنا جو پہلی دھار خون کی اس مجرم
کی رگ گردن سے نکلے اُسمین یہ روئی ڈبو کر مجکو دیدے جلاد نے منظور کیا اُس خدمتگار نے وہ روئی اور ایک
اشرفی جلاد کے ہاتھ پر رکھدی ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ یہ خدمتگار عیار ہو نام اسکا خوردک بن گرد مرد ہو
اسکو خواجہ عمرو نے اپنا بیٹا کرکے عیاریان سکھائین تھین اب جلاد بے بنیاد واسطے قتل لندھور کے منتظر حکم
لقاے بے بقا ہو اتنے مین بختیارک حکم خداوند لقا لیکر آیا اور کہا کہ او جلاد ہاتھ پانون بچاکر اپنے کام مین مشغول
ہو حکم خداوند لقا قطعی ہو کہ لندھور کا کام تمام کر جلاد حکم خداوند لقا سے آگے بڑھا پہلے تو وہ روئی لندھور کی ناک
سے لگادی اور پھر تلوار کھینچکر بارہ کا ڈورا انگلی سے دیکھ کے چاہتا ہو صفائی کا ہاتھ گردن پر لندھور بن سعدان
کے لگاے کہ یکایک لندھور کی آنکھ کھلی ہوشیار ہوا اپنے تئین مسلسل دیکھا جلاد آمادہ قتل ہو ادھر جلاد نے ہاتھ تیغہ
کا مارا لندھور نے دونون ہاتھ اُٹھا کر تیغہ جلاد روکا وہ تیغہ ہتھکڑیون پر پڑا ہتھکڑیان کٹ کے ہاتھ سے لندھور کے
گرین لندھور نے ایک طمانچہ جلاد بے بنیاد کو مارا جلاد کا منھ پشت کی طرف پھر گیا اور چکر کھا کر زمین پر گرا جہنم داصل ہوا
اب لندھور نے زور کرکے قید آہن کو توڑ ڈالا اور بڑھکر وہی تیغہ جلاد اُٹھالیا اور تنکر نعرہ کیا نعرہ لندھور بن سعدان
جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان ✤ اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان ✤ باش اے نابکاران دکفار کہا اور
لڑنا شروع کیا جسکو بڑھکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا دو ٹکڑے ہوا ایک شور وغل زیر قیطول بلند ہوا اور ہنگامہ عظیم برپا
ہوا لقا نے پوچھا یہ غل کیسا ہو بختیارک نے کہا یا خداوند کیا خوب آپ نے تقدیر کی ملاحظہ کیجیے ہنگامہ قتل برپا
ہو اب دیکھیے کیا ہوتا ہو لقا نے کہا ہمنے تو منع کیا تھا کہ لندھور سے نہ خبر ہونا ہمارا کہنا کسی نے نہ مانا اگر ہم ایسی تقدیر
نہ کرتے تو یہ بندے اپنی سزا کو نہ پہونچتے اسواسطے یہ تقدیر کی کہ لندھور بیہوش ہوکر گرفتار ہو پھر تقدیر کی کہ قتل
ہوتے وقت ہوشیار ہوا اور انکو قتل کرے یہان تو یہ محشر تازہ برپا ہو اُدھر خواجہ عمرو نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران
سے عرض کیا کہ لندھور بن سعدان کو مہتر سنجانی عیار گنجاب کا بیہوش کرکے اُٹھالے گیا تھا وہان قید آہن
مین مبتلا ہوا قتل کا حکم ہوا تھا لندھور نے قید توڑ ڈالی اور اکیلا کفار سے لڑ رہا ہو صاحبقران نے کہا مین کیا
کرون میری بلا سے عمرو نے کہا ایسا نہو تنہا لاکھون مین گھر کے مارا جاے صاحبقران نے فرمایا خبردار خواجہ اب
مجھ سے نہ کہنا مین تمکو پہلے بھی منع کرچکا تھا پھر تمنے لندھور کا ذکر میرے سامنے کیا اب میرے سامنے لندھور کا نام
نہ لینا خواجہ خاموش ہو رہے دربار سے باہر آکے تکیہ دال قلندر کی طرف چلے اور وہان بدیع الزمان سے کہا تم
یہان کیا بیخبر بیٹھے ہو کچھ لندھور کی بھی خبر ہو بدیع الزمان نے کہا خواجہ کچھ مفصل حال بیان کرو عمرو نے کہا
وہان لندھور قتل ہوتے تھے قید آہن توڑ کر لڑ رہے ہین بدیع الزمان اُٹھ کھڑے ہوے گھوڑے پر سوار
ہوکر طرف ملک سبائل کے روانہ ہوے پھر تو سب سردار دست راستی صاحبقران زمان جو تکیہ پر

دال قلندر کے جمع تھے دفعہ دفعہ کرکے آگے پیچھے چلے شہزادہ عالیشان یعنی بدیع الزمان مثل باد صرصر کے سرپٹ گھوڑا
اڑاتے ہوئے شہر سبائل مین داخل ہوئے دیکھا کہ لشکر دورنگ مثل دریائے تہار موج زن ہے اور بڑے بڑے سردار
جمع مین بارگاہ یاقوت شاہ صورت حباب استادہ ہے مگر لندھور تیغہ آبدار تولے ہوئے شناوری اُسی قلزم زخار کی کرتا ہے
جس نخل مین دھنس گیا تہ اوکر دیا یہ دیکھکر شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان منم فخر سہراب و رستم
وقار ٭ بدیع الزمان صفدر و نامدار ٭ باشید ای کافران بیحیا و نابکاران پُر دغا یہ کہکر تلوار کھینچکر جا پڑے مارے
تلوارون کے فوج کو بچھا دیا ایک سوار کو مار کر گھوڑا اُسکا لندھور کو دیا لندھور گھوڑے پر سوار ہوکر لڑنے لگا کہ یکایک
اور نعرہ ہوا نعرہ قرش بن عنطر سو کیاے طوفانی منم قرش بن عنطر کہ جار و دلیرانم ٭ غلام حمزہ صاحبقران شیر
نیستانم ٭ یہ کہکر تلوار کھینچکر مثل موجہ دریا لشکر مین ڈوب گیا اتنے عرصہ مین اور نعرہ ہوا نعرہ اسد شیر دل اسد شہسوارم
کہ در روز جنگ ٭ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ٭ اسد نامدار بصد شوکت و وقار تلوار پکڑ کر اُس فوج دریا موج کو مارتا ہوا چلا
گیا کہ ساتھ ہی اِس نعرے کے اور نعرہ ہوا کہ زمین کانپنے لگی لوگ دہل گئے نعرہ کرب غازی کرب شہسوار ایل
نامدار ٭ نعرہ کروہ شیر پروردگار ٭ پھر تو سردارون اور عیارون اور اہل لشکر اسلام کا تار بندھ گیا ایک آئے دو آئے اور
چار آئے ایک کے بعد ایک کا آنا شروع ہوا چار طرف تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی شہزادہ بدیع الزمان
سے اظہر پیل گردان سے مقابلہ ہوا بدیع الزمان نے ایک دار مین چورنگ کیا مظہر پیل گردان کو بعد اُسکے مثل
خیار تر کے دو ٹکڑے کیا طویل کرسی نشین کو قرش نے مارا اسی طرح ایک ایک سردار نامدار نے بڑے بڑے سردار
اولوالعزم کو قتل کیا مگر کرب غازی نے قیامت برپا کی تہلکہ فوج مین ڈالدیا بدیع الزمان نے بڑھکر بارگاہ یاقوت
شاہ پر قبضہ کیا مار کر کفار کو بھگا دیا اب کرب غازی کا ارادہ ہوا کہ قیطولون پر لقا کے چڑھ چلیے اور تمام سردارون
کو قتل کرکے قصر ہاے نادرہ ہمسران خلک کو ڈھائیے اور آج ہی خاتمہ کر دیجیے خون کے دریا بہ رہے تھے گھوڑون کے سم
خون مین رنگین تھے ستر اسی ہزار سرداران نامی مارے گئے اور حشرات الارض کا تو شمار نہین ایسا کشت و خون اِس
مرتبہ ہوا کہ لقا گھبرا گیا بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند کیا آج سب کا خاتمہ کرا دیجیے گا قیطولون کو مٹوا دیجیے گا اب
سرداران لشکر اسلام بعد اولوالعزمی قیطولون کی طرف بڑھتے ہین اگر یہ سردار قیطولون پر آگئے تو جانیے کہ قیامت آگئی
بالکل نشان نہ باقی رہینگے کئی ہزار آپکے لشکر کے سرداران نامی مارے جا چکے ہین یہ سرداران لشکر اسلام بڑے
سخت جان ہین کہ زخمی تو ہین مگر مثل شیر غضبناک جھپٹ جھپٹ کر لڑ رہے ہین جلدی طبل امان بجوائیے بچنے والی
تقدیر کیجیے اب کوئی تدبیر نہین بن پڑتی لڑائی بگڑ گئی بدیع الزمان نے یاقوت شاہ کی بارگاہ چھین لی یا خداوند
دیکھیے کہنا مانیے جلد تقدیر کیجیے نہین تو قیطول لٹ جائیگا سبائل تباہ ہو جائیگا پھر کچھ بنائے نہ بنیگا جب نہایت
تلاطم اور از حد ہنگامہ اور بے انتہا تہلکہ اور غلغلہ عظیم برپا ہو چکا گویا روز قیامت قائم ہو گیا تھا اُسوقت لقا نے بختیارک
کے کہنے سے طبل امان کے بجنے کا حکم دیا بختیارک اُٹھ پکارا جلد طبل امان بجے تباہی کے آثار ظاہر ہو گئے بہت بڑی
خونریزی ہوئی ہزارہا بندگان خداوند آج مارے گئے غرضکہ طبل امان بجا فوراً سرداران لشکر اسلام نے لڑائی سے
ہاتھ روک لیے تلوارون کو خون سے پاک کرکے میان مین کیا شہزادہ بدیع الزمان نامدار بارگاہ یاقوت شاہ
اپنے ہمراہ لے کر تکیہ دال قلندر کی طرف روانہ ہوئے لندھور بن سعدان و کرب غازی سب سردارون
اور عیارون کو ہمراہ لیکر مع لشکر بفتح و فیروزی خوش و خرم و مع کشتگان لشکر اسلام و زخمیان خوش انجام
عقب مین بدیع الزمان نامور کے تکیہ دال قلندر کی سمت آئے بدیع الزمان عالی شان نے تکیہ پر

اگردی بارگاہ یاقوت شاہ برپا کی اور دالِ قلندر کو اسی طرح پھر تخت نشین کیا تاج شاہانہ پہنایا عیش و مسرت مین مشغول ہوے پھر دہی ہو حق کی صدائین بلند ہوئین یا اللہ کے نعرے ہونے لگے اُدھر لقانے اپنے کشتگان نجس کو اُٹھوایا زخمون کی مرہم پٹی ہوئی قیطلون وغیرہ کی آراستگی کی بختیارک نے کہا یا خداوند ایسی ویسی تقدیر نہ کیا کیجیے سوچ سمجھ لیا کیجیے آج تو بے سمجھی آپ کی ہوئی تقدیر نے آگ لگا دی تھی مگر خیریت گذری لقانے کہا او شیطان درگاہ تجھکو امور خداوندی مین کیا دخل ہی یہ سب تقدیرین ستر ہزار برس بیشتر کی کی ہوئی ہین جنکا اب سامنا ہوتا چلا آتا ہی اور ابھی کیا ہی اب تو تماشا ہماری تقدیر کی ہوئی کا دیکھیگا تو دنگ ہو جائیگا تو اتنی سی تقدیرین ڈر گیا خبردار تو کچھ نہ بولا کر سیر دیکھا کر مین اپنے بندون کو کیا کرکے دکھاتا ہون غرضکہ بختیارک نے کہا درست ہی بجا ہی آپ ایسے ہی خداوند ہین پھر لقا تخت پر متمکن ہوا دربار مین سب سرداران نامی آ آکر بیٹھے اور باتین بھی لڑائی کی ہوا کین ہر ایک سردار لشکر اسلام کی بہادری کا مذکور رہا لقانے سب کشتگان نجس سردارون وغیرہ کے اٹھوا کر بہشت مین ڈلوا دیے اور کہا کہ ابکی بروز نوروز یہ سب زندہ ہونگے

ودکلے داستان جرات نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان اور زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کے بیان کیے جاتے ہین۔ ساقی نامہ

بلا ساقیا بادۂ لالہ فام
عطا کر وہ جام مے انگبین
الٹ ساقیا دخت رز کی نقاب
ہی خانہ بدوشی سراسر عیان

لڑائی کا کرنا ہی پھر انتظام
چمکتی نظر آئے شمشیر کین
دکھا جام مین جلوۂ آفتاب
دو عملہ مین بلبل کا ہی آشیان

نیا رنگ موا اب دکھا ساقیا
شراب ایسی ہو منقلب بیدرنگ
نہ ترسا برائے خدا اب مجھے
سحر ایسی باتون سے کیا کام ہی

کوئی جام تازہ پلا ساقیا
لہو کی ہو بارش بمیدان جنگ
جزا اسکی خالق سے تجھکو ملے
کہ خورشید حسرت لب بام ہی غزل

دل تنگ آئیگا سنکر غل مری فریاد کا
موم کی صورت پگھل جائے قفس فولاد کا
دکھ نہ او نادان بھروسا عالم ایجاد کا
غل بپا ہی خانۂ زنجیر مین فریاد کا
جی لگائین ہم گلون سے کیا خزان کا خوف ہی
کیا پتا پائے کوئی مجھ خانمان برباد کا
کیا عجب شوق اسیری مین گرفتار سے

تنگ ہوگا حوصلہ مثل قفس صیاد کا
دیکھ پائے تو اگر گلشن مین اس جلاد کا
طور اس گلزار مین ہو نکہت برباد کا
ہم نہ سمجھے حرف مطلب کو کتاب عشق مین
کیا بھروسا ہی بہار گلشن ایجاد کا
طعمۂ موج فنا سے ہو گا رم مین منہدم
بلبلین دامن پکڑلین دوڑ کر صیاد کا

ہمصفیر ایسا اثر ہی گرمی فریاد کا
چشم قمری مین ہو سولی ہر شجر شمشاد کا
اٹھ گیا ہی کونسا مجنون کہ ای لیلی ادا
اثر سلم دیکھو تو عالم ہماری یاد کا
جوش وحشت مین ہوا ہون مثل عنقا بے نشان
خانۂ تن ہی حباب اک سیل بے بنیاد کا
بیت کشایندہ دفتر ذی کمال ✤ نو دند

ارقام این طرفہ حال ✤ قلعہ کشایان مضامین جرت آئین جدال و قتال و فتح کنندگان کارزار مطالب نظم و نثر و شجاعت مآل اس داستان حرب و ضرب کو بزبان خامۂ دو زبان قلمبند کرکے شمشیر آبدار فکر کو میدان طبیعت مین یون جلوہ نما فرماتے ہین کہ بعد ہنگامۂ شمشیر زنی بیشمار لقاے بے بقا کو سرداران اولو العزم و پہلوانان نامی و نامور کے قتل ہونیکا صدمۂ عظیم ہوا اور اُن سب کی لاشین اٹھوا کر بہشت مین ڈلوا دین لیکن یہ فکر پیدا ہوئی کہ اب چوٹی کے سردار چیدہ چیدہ پہلوان مارے جانے لگے اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ خداپرست ایک کو بھی زندہ نہین چھوڑینگے کمال بہادر و دلاور ہین اسی فکر مین تھا کہ بختیارک آیا اور لقا کو مکدر خاطر پایا پوچھا یا خداوند آج آپ کا مزاج کیسا ہی اسوقت آپ مکدر ہین کیا کوئی نئی تقدیر اوسکی لقانے کہا او شیطان درگاہ من کیا بکتا ہی چپ رہ اور جا طماس زنگی دار ماس زنگی و تہمتن زنگی کو جلد بلا لا بختیارک گیا اور تینون سرداران نامی دتوی ہیکل کو بلا کر لایا لقاے بے بقانے

حکم دیا کہ تین لاکھ سوار جرار بیشۂ فیض رسان پر لیجاؤ اور حمزہ کو مع کل سرداران لشکر کے قتل کرو اور اس پار کسی کو آنے نہ دینا خدا پرستون کا کام تمام کرنا یہ حکم سنکر طہماس زنگی وارماس زنگی و تہمتن زنگی نے سجدہ کیا اور قدم پر لقا کے بوسہ دیا اور تین لاکھ کا لشکر لیکر طرف بیشۂ فیض رسان کے روانہ ہوے بعد اُسکے لقا نے قہرمان کو بلایا کہ یہ پہلوان سالکنان بہشت سے ہی لاکھ سوار بھی اِسکے ہمراہ کرکے حکم دیا کہ تم بھی بیشۂ فیض رسان پر جاؤ اور خدا پرستون کا خون بہاؤ اتنے مین ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ اوزمرد شاہ باختری خداوند لقا حفران کوہی مع لشکر کے آیا ہی لقا نے کہا لاؤ میرے سامنے جب خفران کوہی داخل بارگاہ لقا سے بے بقا ہوا لقا کو سجدہ کیا قدم پر بوسہ دیا لقا نے کہا تم بھی بہ مقابلہ حمزہ صاحبقران جاؤ یہان نہ ٹھہرو خفران کوہی حکم لقا سنکر مع دو لاکھ فوج کے بیشۂ فیض رسان کی طرف روانہ ہوا اور ہرکارون نے آکر خبردی کہ مضراب زنگی فیل سوار تین لاکھ کی جمعیت سے آتا ہی لقا نے اُسکو بھی بلاکر حکم دیا کہ جاؤ بیشۂ فیض رسان پر اور لشکر امیر حمزہ صاحبقران کو چہار طرف سے گھیر لو اور خدا پرستون کو قتل کرو مضراب زنگی بھی سجدے کو جھک گیا پھر مع تین لاکھ فوج کے روانہ ہوا الغرض اسی طرح جو سردار اطراف وجوانب کے آتے گئے زمرد شاہ باختری اُنکو برائے قتل خدا پرستان بھیجتا گیا یہ لشکر بیشمار مثل مور وملخ بیشۂ فیض رسان مین جب پہونچے ہرکارون نے امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان کو خبردی کہ لشکر کفار کی چڑھائی ہی اور فلان فلان سردار اتنی اتنی فوج لیکر بیشۂ فیض رسان پر آچکا ہی اور سردار بھی لشکر کثیر لیے ہوے چلے آتے ہین امیر بانوقیر نے فرمایا کہ پروردگار حافظ ونگہبان ہی فوج کفار کو آنے دو ادھر طہماس زنگی وارماس زنگی و تہمتن زنگی نے شام ہی سے طبل جنگ بجوادیا اُدھر لشکر صاحبقران زمان مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون طرف تیاریان جنگ وجدال کی ہوا کین ناگاہ خسرو انجم سپاہ یہ چہرۂ نورانی قلعۂ مغرب مین محصور ہوا اور ترک نقابدار خونین پوش بصد حدت وتیزی مزاج اور از بر خاستہ خاطر ہوکر میدان نیلگون مین تخت شعاع پر جلوہ گر ہوا یہان صبح کو دونون لشکر میدان رزمگاہ مین آکر صف آرا ہوے نقبا سے بلند آواز بصد سوز وگداز نقابت کرکے چلے گئے لشکر لقا مین نشانہاے جنگی علم ہوے پھر برے سیاہ کے کھل گئے نیزون کی انیان بجلیون کے مانند چمکنے لگین ڈھالون کی گھٹا جھوم کر اُٹھی پہلوانان زبر دست مثل رعد گرجنے لگے فوج کے دل کے دل مثل بادل کے جھکے گھوڑون کی تگاپو سے زمین ہلنے لگی اُدھر لشکر کفار سے ارماس زنگی تڑپ ٹھٹنے سے نکلا پہلے نیزہ ہلایا پھر گھوڑے کو کاوے پر ڈالکر مبارز طلب کرنے لگا اور للکارا اے خدا پرستو کوئی ایسا بہادر ہی کہ میدان جنگ مین مجھ سے مقابلہ کرے اُدھر لشکر اسلام سے مندویل اصفہانی اجازت حرب لے کر میدان جنگ مین آیا اور نعرہ کیا باش اونابکار ارماس زنگی نے گھوڑا بڑھاکر وار کیا مندویل اصفہانی نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا ارماس زنگی نے تلوار سپر پر روکی دوسرا ہاتھ مارا مندویل اصفہانی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر کو کاٹ کے کاسۂ سر مین اُتر آئی مندویل اصفہانی نے بجرأت تمام دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی مُنھ پر آئی یہ رنگ دیکھ کے ہومان جنگ عراقی نے گھوڑا صف لشکر اسلام سے نکالا اور للکار کر ارماس زنگی کے قریب آگئے ارماس کی تلوار اِنکے سر پر بھی پڑی خود وسر کاٹ کے کاسۂ سر مین آئی یہ بھی زخمی ہوے اِنکے بعد اسد شیر گیر اذن جنگ لے کر میدان مین آے ارماس نے انکو بھی مجروح کیا بعد اِنکے اسد پنجہ گیر سے مقابلہ ہوا ارماس زنگی نے اِنکو بھی گھائل کیا پھر اسد اسدان لڑنے کو آے وہ بھی ارماس زنگی کے ہاتھ سے زخمی ہوے

پھر انکے بعد اسد مارگیر بصد عزت و توقیر شمشیر آبدار تولے میدان جنگ مین آے ارماس زنگی سے خوب لڑے آخرکار
زخمی ہوے ارماس زنگی ان سرداران دست چپ کو زخمی کرکے کبر و نخوت سے جھومنے لگا بہادری اپنی جتانے لگا ہمدم
للکار رہا ہو کہ آئے کوئی لشکر اسلام سے میرا مقابلہ کرے امیر باتوقیر یہ کلام اُس نابکار کے سن سُنکے غصہ ہوتے ہین مگر نہایت
تشویش و تردد ہے آخرکار شام ہوگئی طبل بازگشت بجا دوسرے دن میدان جنگ پھر صف آرا ہوا وہی سامان لشکر وہی
شور و غل وہی کفار کا کبر و غرور وہی نقیبان بلند آواز کی نقابت کے بعد وہی سردار ارماس زنگی لشکر کفار سے نکلتا
ہوا نکلا اور میدان مین آکر مبارز طلب کیا آج ادھر لشکر امیر باتوقیر سے عمرو بن رستم برادر قاسم عالیشان گھوڑا بڑھاکر
نکلے اُدھر ارماس زنگی آیا ادھر سے عمرو بن رستم بڑھے بعد تگادرزنی نیزہ بازی ہونے لگی نیزہ ارماس زنگی کو بڑی
شد و مد سے عمرو بن رستم نے ہوائی کیا ارماس نے تلوار کھینچی عمرو بن رستم نے بھی تلوار میان سے لی ارماس نے وار
تلوار کا کیا عمرو بن رستم نے خالی دیا ارماس نے پھر جھکائی دے کر سر کا ہاتھ مارا عمرو بن رستم نے جلدی سے سپر کو پناہ کیا
مگر تلوار ارماس کی سپر کاٹتی ہوئی خود سے گذر کے تا دابرو پہونچی عمرو بن رستم نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی چادر
خون کی منھ پر آئی سر ہاتھوں سے پکڑ کے جھومنے لگے ارماس زنگی نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ تلوار کا اور بڑھکے مارے کہ صف
لشکر امیر باتوقیر سے نکل کر شہزادہ ملک قاسم نوجوان نے نعرہ کیا کہ ارماس زنگی دہل گیا نعرہ قاسم آفتاب شرق
دین پروری ٭ شہسوار لال پوش خاوری ٭ صاحب اقبال و جاہ و دبشم ٭ صفدر رانم قاسم عالی ہمم ٭ بس قاسم عالیشان
تلوار کھینچکر ارماس زنگی پر جا پڑے ارماس زنگی بھی باگ اٹھاکے بڑھا گھوڑے سے گھوڑا ملگیا سپر سے سپر لڑ گئی بعد
تگادرزنی کے نیزہ بازی ہونے لگی ارماس زنگی نے نیزہ مارا نیزہ سینہ تک نہ پہونچا تھا کہ قاسم نے تلوار کی جھڑپ دی نیزہ
ارماس زنگی شل نیشکر خام کے قلم ہوگیا نامرد نے دی کٹی ہوئی ڈانڈ نیزے کی کھینچ ماری قاسم نے شمشیر آبدار سے وہ ڈانڈ روکی
شل خیار تر کے کٹ گئی ارماس زنگی نے تلوار کھینچکے وار کیا اللہ ری بہادری قاسم کی باڑھ بچاکر ہاتھ قبضے پر ڈالدیا ایک جھٹکا
دیکر تلوار ارماس زنگی کی چھین لی دوسرا ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر زین فرس سے اٹھالیا ہاتھ بلند کرکے ارماس زنگی کو اُچھالا
جب ظالم فراز سے طرف زمین کے چلا گرتے گرتے ہاتھ تلوار کا مارا ظالم دو ہوکے گرا تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی امیر
باتوقیر یہ تماشا دیکھ کے بہت خوش ہوے ادھر قاسم نے نعرہ تکبیر بلند کیا یہ دیکھکر ہمراہیان ارماس یعنی زنگیان سیاہ شور
چہار طرف سے شہزادہ ملک قاسم نوجوان پر ٹوٹ پڑے قاسم سے گھمسان کی تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان نے گھبراکر علمشاہ کو اشارہ کیا علمشاہ نے گھوڑا صف لشکر اسلام سے نکال کر تیغہ کیتیان فرنگی میان سے
کھینچا اور نعرہ کرکے جا پڑے نعرہ علمشاہ علمشاہ رومی شہ فیل زور ٭ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ٭ منم رستم پیلتن و پیلتن
کشندہ ٭ دو پیل ہندی و کیتیان فرنگی باش اے نابکاران و بیحیا دستم شعار و قتال کفار آپہونچا ادھر مالک اژدر سے
بھی امیر باتوقیر نے فرمایا کیا دیکھتے ہو مارکے انکو شتاب دو یہ سنتے ہی مالک اژدر صفدر و نامور گھوڑا بڑھاکے چلے اور تلوار
کھینچ کے نعرہ کیا نعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان ٭ بہ ہنگام پیکار شیر ژیان ٭ آتے ہی غول مین زنگیون
کے دھنس گئے تلوار چلنے لگی سر کٹ کٹ کے گرنے لگے خون کے دریا بہے زمین لالہ گون ہوگئی پھر تو دیکھا کہ کوہ کیجانب
سے جتنے سردار دست چپی تھے سب لشکر کفار پر تلوارین کھینچ کھینچ کے آپڑے جنگ مغلوبہ ہوگئی ہنگامہ عظیم برپا ہوا
یکایک گرد اٹھی منقرانب زنگی فیل سوار مین لاکھ زرہ پوش نیزہ دار تلوارین ولایتی آبدار پڑی ہوئین اور برابر
اُسکے ایک نقابدار سرخ پوش نیزہ طویل ہاتھ مین زرہ بکتر چار آئینے پہنے دستانے ہاتھون مین خملہ منھ پر جیلتہ ڈالے
ہوے مرکب باد رفتار پر سوار سب کے سب شور و غل مچاتے للکارتے ہوے آے اور تلوارین کھینچ کھینچ کے گرے

اب تو وہ تلوار چلی وہ کشت و خون ہوا کہ ترک فلک تھرا گیا مریخ آسمان ڈر کے چھپ گیا وہ نعرے بزن و بگیر کے لشکر کفار مین
اور خداپرستون مین نعرۂ تکبیر بلند ہوے میدان رزمگاہ نمونۂ میدان حشر ہو گیا جا بجا کشتون کے ڈھیر ہوے خون کے دریا بہ گئے
دن بھر برابر تلوار چلی اُدھر مضراب زنگی اور نقابدار سرخ پوش ادھر قاسم نوجوان و علمشاہ عالیشان و مالک اژدر سلیوان یہ
لوگ ساکھے کے لڑنے والے تھے تلاطم ڈالدیا قیامت برپا کر دی دس ہزار سرداران لشکر کفار علاوہ حشرات الارض کے قتل ہوے
ادھر ڈیڑھ سو سردار نامی و نامدار دست چپی حمزۂ عالی وقار جان بحق تسلیم ہوے قریب شام طبل بازگشت لشکر کفار مین
بجا سرداران لشکر اسلام ادھر پھرے امیر باتوقیر سب کو ہمراہ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آے زخمیون کی زخمہ دزی ہوئی
خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نے سرداران لشکر اسلام کی لاشین اُٹھوا کے گڑوائین اُدھر سرداران لشکر کفار اپنے اپنے
خیمون مین گئے عیارون نے کشتے لشکر لقا کے اُٹھواے سردارون کی لاشین گڑوائین زخمیون کے زخمون مین ٹانکے
دواے مگر نقابدار سرخ پوش نے بعد بجنے طبل بازگشت کے پھرتے وقت یہ کہا ای خداپرستو یہ سرداران دست راستی
کے نکال دینے کا بدلہ ہی اور ابھی کیا ہی آگے دیکھنا کہ کیا ہوتا ہی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نقابدار سرخ پوش کی طعنہ زنی
پر حیران تھے خواجہ سے کہا کہ ای عمرو یہ نقابدار کون تھا کچھ ثبوت نہوا ادھر شہزادۂ ملک قاسم بار بار یہی کہتے تھے کہ یہ کون
نقابدار بن کے آیا ہی جس نے میرا بانہ سرخ پوشی کا اختیار کیا ہی خواجہ اسکو ضرور دریافت کرو یہ نقابدار کون ہی اور
کہان سے آیا ہی غرض دو پہر رات گئے لاشین مقتولون کی اُٹھوانے سے لشکر کفار نے فراغت پائی بعد دو پہر رات کے
طبل جنگ لشکر کفار مین بجا لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی پھر تیاری کارزار کی ہونے لگی صبح ہوتے ہی ادھر
لشکر کفار میدان جنگ مین آ کے جمنے لگا صف بندیان ہونے لگین میدان درست ہوا اور ادھر خداپرست بھی
مسلح و مکمل ہو ہو کر آنے لگے مقابل مین صفوف لشکر کفار کے گھوڑے چمکا چمکا کر ٹھہرنے لگے بعد اُسکے نقباے بلند آواز
نقابت کر گئے کہ وہی سردار مضراب زنگی فیل سوار میدان مین آیا مبارز طلبی کی سرداران دست چپی مقابلے کو نکلکر
لشکر اسلام سے آے بہت سے زخمی ہوے پندرہ سردار مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا سرداران لشکر اسلام اپنے
خیمون مین آے سرداران لشکر کفار اُدھر اپنے اپنے خیمون مین گئے لاشین دونون طرف کی اُٹھوائی گئین غرضکہ اسیطرح
چارون برابر سید اندازی ہوئی اور بہت سے سردار مارے گئے زخمیون کا شمار نہین امیر باتوقیر کو بھی کمال تشویش ہی بادشاہ
لشکر اسلام نہایت متفکر و متردد ہین کہ سرداران دست راستی یون نکل گئے اور سرداران دست چپی برابر روز قتل ہوتے
چلے جاتے ہین دیکھیے ابکی لڑائی کیونکر فتح ہوتی ہی پروردگار عالم کیا دکھاتا ہی خواجہ عمرو بھی بہت گھبرائے حیران و پریشان
قلندر کی شکل بنکے تکیۂ دال قلندر کیطرف روانہ ہوے جب تکیہ پر پہونچے فقیرون کے مانند آن فقیرون سے یاد الہی
کی مگر لندھور نے پہچان لیا اور ہنسکر کہا ای خواجہ عمرو لشکر مین خیر و عافیت تو ہی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کا مزاج
مبارک تو اچھا ہی عمرو نے کہا لشکر اسلام کی کیا خیریت پوچھتے ہو چار روز سے لشکر کفار کی چڑھائی ہی زنگی دکوہی قیامت
ڈھا رہے ہین سرداران دست چپی امیر باتوقیر کئی سو قتل ہوے اور بہت سے زخمی ہو کر پڑے پھڑک رہے ہین جبسے
لشکر لقا کی طرف سے مضراب زنگی فیل سوار اور نقابدار سرخ پوش آیا ہی آفت برپا کر دی ہی خلاصہ یہ کہ اب کل تین
سردار نامی و گرامی دست چپی مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے باقی ہین اور سب زخمی و قتل ہوے یقین ہی یہ بھی
کل اُسکے ہاتھ سے مارے جاوینگے امیر کو بھی بہت تشویش ہی بادشاہ اسلام بھی بہت متردد ہین فقط تم کو خبر دینے کو آیا
تھا لندھور نے کہا تمنے مجھپر بڑا احسان کیا مین ممنون تمہارا ہوا کہ تمنے مجھکو بھی خبر دی خیر انشاء اللہ جیسا کچھ بن پڑتا
ہی کرتا ہون خواجہ عمرو تو یہ سنکر طرف لشکر امیر کے روانہ ہوے لندھور آپس مین مشورہ کرکے آمادۂ جنگ ہوے

اور کل سردارون اور عیارون کو مع لشکر دال قلندر یعنی وہی سب مرید اور چیلی چاپڑ دال قلندر کے سب کو ہمراہ لیکر
طرف لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے روانہ ہوے مگر اس صورت سے کہ دال قلندر کو بادشاہ بنایا تخت پر
سوار کیا تاج سر پر رکھا ہاتھ مین سونٹا آہنی دیا اور سب چیلی چاپڑ بنے ہوے قلندر سب کے سر پر لنبی لنبی ٹوپیان نوکدار
سوزنی کی ہاتھون مین بیراگیان آہنی وہ سب فقیرون کا لشکر مع دال قلندر اپنی اپنی زبان مین عجب عجب بولیان
ٹھولیان حق اللہ کے نعرے اور ہو حق کرتے ہوے اُسوقت میدان رزمگاہ مین پہونچے ہین کہ صفین آراستہ ہو چکین
ہین نقبا نقابت کر چکے ہین مضراب زنگی فیل سوار اور نقابدار سُرخ پوش میدان مین مبارز طلب کر رہے ہین امیر
باتوقیر کے لشکر کی جانب بارگاہ یاقوت شاہ جبریل قدرت کو شہزادہ بدیع الزمان نے استادہ کرایا ہے فقیرون کی صف
باندھکر دال قلندر نے امیر باتوقیر کو مجرا کیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے بکراہت مُنھ پھیر لیا اور کہا اے خواجہ
یہ فقیرون کی فوج کہان سے آئی ہے خواجہ نے یہ کلام امیر خوش انجام کا سنا عرض کیا یہ سب غلامان حضور فیض گنجور سے
ہین صاحبقران نے فرمایا تو غلط کہتا ہے اسمین کوئی میرا دوست نہین ہے یہ سب فقیر بے تدبیر ہین یہان میدان مین مضراب
فیل سوار حربہ کوہ گیارہ سو من کا ارہ پشت نہنگ باندھے مبارز طلب کر رہا تھا اور طعنہ زنی کے کلام ٹرہ ٹرہکر
زبان نجس سے نکال رہا تھا کہ دال قلندر نے کہا اے بابا لندھور بیٹا اِس بدذات کو یہ فقیر کے سامنے لاف و گذاف کر رہا ہے
لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان شکل قلندری بنائے ہوے بندرہ سو من کی بیراگی آہنی ہاتھ مین لیے ہوے
فیل میمونہ مبارک پر سوار مثل شیر غضبناک آگے بڑھے اور نعرہ کوہ شگاف کرتے ہوے میدان جنگاہ مین آے نعرہ
لندھور منم لندھور بن سعدان منم شیر نیستانم ٭ منم گردِ نریمانم منم رستم پہلوانم ٭ اِسقدر تیز فیل میمونہ مبارک کو بڑھایا
کہ فیل مضراب زنگی سے فیل میمونہ لڑگیا اور فیل مضراب فرب مان گیا مگر مضراب زنگی نے لگا ور زنی کے ہوتے ہی
ارہ پشت نہنگ لندھور کے سر پر مارا لندھور نے بیراگی آہنی پر روکا ارہ پشت نہنگ بیراگی پر ہٹ پڑا لندھور
نے فیل سے فیل کو ملا کر کمر زنجیر مین مضراب زنگی کے ہاتھ ڈالا اور نعرہ تکبیر کہکر فیل سے جدا کرکے مضراب کو اُٹھا لیا ہاتھ سے
بلند کرکے زمین پر اُس برگشتہ بخت کو مارا کہ چارون شانے چت گرا لندھور فیل میمونہ سے کود کر چھاتی پر مضراب زنگی
کی آیا ایک پانون اُسکا اپنے پانون کے نیچے دبایا اور ایک پانون اُسکا دونون ہاتھون سے پکڑا مثل کرباس کہنہ کے
چیر کر مضراب زنگی کو پھینکدیا یہ دیکھکر لشکر مضراب زنگی اور نقابدار سرخ پوش تلوارین کھینچکے لندھور پر ٹوٹ
پڑے فوراً سرداران لندھور و بدیع الزمان و کرب غازی وغیرہ تلوارین پکڑ پکڑ کے آ بڑھے اور سب ساتھ والے
دال قلندر کے بیراگیان اُٹھا اُٹھا کے فوج مین دھنسے دال قلندر بھی سونٹا آہنی لیے ہوے لڑنے لگا خوب گھنگھور کی
تلوار چلی بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا سرداران لشکر کفار مار کے ڈالدیے لشکر لقا کو مسمار کر دیا زنگیان و کوہیان کو از
تا پا خون مین نہلا دیا بھاگنے کا راستہ نہ ملا میدان رستخیز صاف ہو گیا خفران کو بھی اپنی فوج کو لے کر کوہ کی طرف چلا گیا
نقابدار سرخ پوش بھی کسی طرف کو نکل گیا مگر امیر باتوقیر آج کھڑے تماشا دیکھا کیے اپنے کسی سردار دست جپی کو میدان
جنگ مین جانے نہ دیا دال قلندر لندھور کو ساتھ لیے ہوے مع تمام سرداران نامی و گرامی بارگاہ یاقوت شاہ مین
آیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بھی مع سرداران دست جپی بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے جب دربار جمع ہوا
اور امیر باتوقیر زینت دہ دربار فلک اقتدار ہوے خواجہ عمرو کو بلایا اور فرمایا اے خواجہ لندھور نے میرے دکھانے کو
پہلوان زبردست سردار لقا مضراب زنگی فیل سوار کو چیر ڈالا کل مجھ سے اور لندھور سے مقابلہ ہے طبل جنگ میرے نام
لشکر مین بجوایے یا تو وہ مجکو زیر کرکے چیر ڈالے یا مین اُسکو چیر کر پھینکدونگا وہ اپنے دل مین کیا سمجھا ہے بڑا شہزوری کا

دعوی کرتاہی مین کیا اُسکی حقیقت سمجھتا ہون عمرو نے کہا ای حمزہ کیا مجال اُسکی اور کیا تاب وطاقت اُسکی کہ ایسے بہادر کا مقابلہ کرسکے آپ کے دکھانے کو اُسنے نہین چیرا بلکہ کافر جانکے اُسکو مارا شکار جسطرح صیاد کے قابو مین آجائیگا وہ اُسکو اُسیطرح صید کریگا صاحبقران زمان نے چین بہ جبین ہوکر فرمایا ای عمرو تجھکو کیا دخل ہی ہماری باتون مین تجھ سے جسطرح کہتے ہین وہ کرجا ابھی نامہ میرا لندھور کے پاس لیجا اگر وہ طبل جنگ نہ بجوائیگا تو مین خود سبقت کرونگا عمرو نے دیکھا کہ اسوقت حمزہ صاحبقران کا مزاج بہت برہم ہی خاموش ہورہا اور نامۂ جلالت شمامہ امیر باتوقیر عمرو لیکر لندھور کے پاس آیا سب سردارون نے عمرو کی تعظیم کی اور کرب و بدیع الزمان وغیرہ خوش ہو ہوکر گلے ملنے لگے مگر خواجہ عمرو کو بشاش نہ پایا سبنے کہا ای خواجہ آپ کو تو مسرور ہونا چاہیے یہ مقام نہایت خوشی کا ہی لیکن آپ رنجیدہ خاطر ہین عمرو نے کہا ای بابا باپ تمھارا عرب کے سارخوار ریگ بیابان شمار ہی اُسکی مروت و محبت کو سب جانتے ہین جس سے بہ پاس داری دخلق پیش آتا ہی اُسکو عالم بالا پر چڑھاتا ہی اور جس سے بے مروتی کرتا ہی اُسکو خاک مین ملادیتا ہی اس عرب مین بالکل مروت و حمیت نہین دیکھو کہ لندھور بن سعدان شہزادۂ ہندوستان رفیق و ہمنشین تھا اُسنے اشنا تبا کام کیا کہ تمھارے اور تمھاری اولاد کے دشمن جان کو یون بے تہدی کے ساتھ مارا اور تمکو ناگوار خاطر ہوا امیر باتوقیر کہتے ہین کہ لندھور نے میرے دکھانے کے واسطے مضراب زنگی کو چیر ڈالا یہ کہکر نامہ امیر کشور گیر لندھور کے ہاتھ مین دیا کہ خود تم پڑھ لو جو کچھ تحریر ہی لندھور نے نامہ امیر باتوقیر لیکے سر پر رکھا اور آنکھون سے لگایا لفافہ پر بوسہ دیکر کھولا تو دیکھا نامہ مین یہ تحریر ہی نامہ ای پہلوان دوران و ای رستم زمان و ای فخر سہراب و نریمان و ای زیر کنندۂ یلان گردن کشان شہزادۂ ہندوستان لندھور بن سعدان زیدکم اللہ قوتکم یہ نامہ فیض شمامہ حمزۂ صاحبقران کیطرف ہی کہ کیا خوب فنون سپاہگری تجھکو یاد ہین کس زور و شور اور کس قوت و طاقت سے تونے مضراب زنگی کو چیر کر پھینکدیا کہ تمام اہل لشکر تیری بہادری پر فخر و مباہات کرتے ہین یہ تونے ساری زور آزمائی مجکو دکھائی اور ہمت و شجاعت اپنی جتائی مگر ای لندھور میرے طائر عنقاے نگاہ مین تو پرپشہ سے بھی کم ہی خیر جو کچھ ہوگا کل معلوم ہوجائیگا گذشتہ را صلوۃ ای لندھور تجکو قسم ہی جناب شیث پیغمبر علی نبینا و علیہ السلام کی کہ طبل جنگی میرے نام پر بجوادے کل مجھ سے تجھ سے مقابلہ ہوگا یا تو مجکو زیر کرکے چیر ڈالنا یا مین تجھکو چیر کر پھینکدونگا فقط زیادہ والسلام اور طول کلام بیجا ہی دو فقرون مین فیصلہ ہی لندھور یہ نامہ پڑھتے ہی آبدیدہ ہوا اور یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر جان حزین یہ ناصحا کیا سخت اپنی ہی ٭ نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی ٭ خواجہ عمرو نے کہا ای لندھور کسطرح مین نے امیر باتوقیر کو سمجھایا کوئی پہلو فہمایش کا مین نے نہین اُٹھا رکھا سب نشیب و فراز دکھایا مگر صاحبقران نہین مانتے ہین کہتے ہین کہ بغیر مقابلہ کیے لندھور سے نہ رہونگا اُسوقت لندھور بن سعدان رونے لگا کہا افسوس صد ہزار افسوس ایسے آقاے نامی و نامور صاحب شوکت و حشمت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا ساتھ چھٹتا ہی اور ایسے ایسے احباب مثل خواجہ عمرو وغیرہ سے جدائی ہوتی ہی کہ تا قیامت پھر ملاقات نہوگی کسواسطے کہ مین امیر باتوقیر سے نہ مقابلہ کرسکتا ہون نہ لڑسکتا ہون سوا اسکے کہ آج رات کو جام زہر پی کر صاحبقران پر جان اپنی فدا کردونگا اور سب کے گلے ملا ایک ایک سے بغلگیر ہوکر خوب رویا اور یہ شعر وردزبان کیا شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ٭ دیگر حیف آشناؤن کے نہ کسی جا نشان رہے ٭ گلشن سے چھٹ کے بلبل نالان کہان رہے ٭ یہ کہکر نعمان ہزار کو حکم دیا کہ ای رفیق قدیم ہمارے اب ساغر عمر ہمارا لبریز ہوگیا پیک اجل آپہونچا جام زہر ہلاہل جلد تیار کر یہ سنکر سردارون نے کہا کہ ای نعمان ہزار اجردار ایک جام زہر نہ تیار کرنا بلکہ اتنے جام زہر تیار کرکے رکھو کہ جسقدر ہم سب سردار مین ہمراہ لندھور کے سب جام ہلاہل پینگے اور لندھور کے ساتھ ہی جان دینگے بعد لندھور کے مزا زندگی کا نہین ہی مگر بدیع الزمان عالیشان نے ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کی عرضی ای افتخار

سلاطین روزگار ای ناظم ناظمان اقلیم کارزار ای زینت دہ اورنگ جانداری ای بخشندۂ تاج شہریاری پشت و پناہ خسروان عالیشان دستگیر بیکسان و مجبوران جلوہ نماے محفل سلطان زینت گلزار بزم غبستان زرزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان دام اقبالکم و اجلالکم بعد آداب و تسلیمات و قواعد کورنشات و پس از آستان بوسی بخدمت فیضدرجت باریاب آستان فلک نشان بعد عجز و انکسار یہ جانباز و کمترین خدمت گزین گنہگار بے پایان یعنی بدیع الزمان یون عرض پرداز ہی کہ ایک لندھور بن سعدان خادم خادمان بارگاہ عالیشان صاحبقران زمان کے ہمراہ بہت سی جانین قدم میمنت لزوم پر تصدق ہونگی کل صبح کو ان سب کی لاشین دربارگاہ فلک پناہ پر پڑی ہونگی اور لندھور کے ساتھ ہم سب فرزندان امیر باتوقیر کی لاشین زیر قدم مبارک ہونگی لہذا عرضی ہذا پیش کرکے حضوری حضور مین غلام یہ التجا کرتا ہی کہ براے خدا و رسول ہماری خطائین معاف فرمائیے گناہ بحل کیجیے شعر گنہگارون کو بھی پرورش دکھاتے ہین ٭ رحیم ہاتھ کرم سے نہین اُٹھاتے ہین ٭ زیادہ ادب ۔ مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ٭ شہزادہ بدیع الزمان نے یہ عرضی قلم گریان رقم سے مرقوم کرکے خواجہ عمرو کو دی اور کہا کہ یہ عرضی بخدمت امیر باتوقیر پہنچاؤ خواجہ عمرو نے کہا کہ مجکو اسوقت مناسب حال یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ عرضی کسی اپنے رفیق و شفیق کے ہاتھ بھیجدو تو بہتر ہوگا عرضی میرا لیجانا اچھا نہین بدیع الزمان نے بھی کہا کہ ای خواجہ تم سچ کہتے ہو میری عقل نے سہو کیا تھا یہ کہکے ورقاے زنجیرہ خوار کو بلایا یہ نہایت رفیق و شفیق بدیع الزمان کا ہی وہ عرضی شہزادہ بدیع الزمان نے ورقاے زنجیرہ خوار کو دی اور کہا کہ جلد بخدمت فیض منزلت عالیشان صاحبقران زمان یہ عرضی لیجا دست بستہ حضور مین حاضر کرنا ورقاے زنجیرہ خوار عرضی بدیع الزمان لیکر بارگاہ سلیمانی مین آیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کو مجرا کیا اور ہاتھون پر رکھکر باادب عرضی بدیع الزمان حضور مین پیش کی امیر کشور گیر نے وہ عرضی سب اول سے آخر تک ملاحظہ کی اور فوراً جواب عرضی بدیع الزمان کا مرقوم فرمایا جواب عرضی ای نور چکیدۂ صاحبقرانی و روشنی دیدۂ دل عبد یزدانی نوبادۂ گلشن شجاعت و نونہال چمن جرأت و ہمت صاحب وقار رستم دوران فخر سہراب و نریمان آرام روح صاحبقران یعنی بدیع الزمان نوجوان اطال اللہ عمرکم و قدرکم بعد دعاے مزید حیات و ترقی درجات کے معلوم ہو کہ عریضہ تمہارا آیا ملاحظہ صاحبقران سے گذرا تمنے بیکار اتنا عذر عفو خطا کی تم چلے آؤ کیا مین تمکو منع کرتا ہون لیکن بہ نسبت لندھور عذر و معذرت تمہاری کوئی ہرگز نہ مانونگا ای بدیع الزمان اگر خدا نخواستہ سب اولاد میری مرجاے مین بغیر لندھور سے مقابلہ کیے ہوے نہ راضی ہونگا قسم ہی مجکو جناب خلیل پیغمبر علی نبینا و علیہ السلام کی کہ گو وہ طبل جنگ نہ بجوائیگا مگر مین طبل دغا بجواتا ہون اور مزا اس شہزوری کا دکھاے دیتا ہون زیادہ دعا شعر نرالا ڈھنگ ستم پیشہ یہ دکھاتا ہی ٭ گناہ کرتا ہی اور مجھ سے بخشواتا ہی ٭ یہ جواب عرضی بدیع الزمان لکھکر ورقاے زنجیرہ خوار کو دیا اور لشکر مین حکم کیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم صاحبقران کوس حربی پر چوب پڑی ادھر ورقاے زنجیرہ خوار جواب عرضی لے کر خدمت مین شہزادۂ بدیع الزمان کی آیا جواب عرضی کا پڑھکر سب مایوس ہوے اور کہا ای لندھور نقارۂ سلیمانی اور نقارۂ سکندری پر ادھر چوب پڑ گئی غضب ہو گیا اب جان نہ بچیگی اسطرف بھی نقارۂ مرگ بجا لندھور نے بدیع الزمان وغیرہ کو سمجھایا کہ سر آپ میرے ساتھ جان نہ دیجیے راندۂ درگاہ صاحبقران زمان فقط ایک مین ہون آپ لوگون سے کیا سروکار ہی اور یہ کہکر نعمان سنزارا سے کہا کہ لا جام زہر ہلاہل کا نعمان جب جام زہر بالب کرکے لایا اور لندھور ہاتھ مین لیکر بیٹھا ادھر کا حال سنیے کہ امیر باتوقیر نے دو پہر رات گئے دربار برخاست کیا علمشاہ وغیرہ اپنے اپنے خیمون مین گئے اور صاحبقران زمان خوابگاہ مین تشریف لیگئے عمرو بھی اپنے خیمہ مین گئے مگر رات بھر امیر باتوقیر کو بھی انتظار صبح مین نیند نہ آئی خواجہ عمرو کو بھی لندھور کی طرف سے بڑی فکر ہی علمشاہ وغیرہ تمام شب بیدار رہے اور نہایت متردد و متفکر

تھے خصوصاً شہزادۂ علمشاہ نوجوان کو کمال درجہ تشویش تھی آخرتاب تحمل نہ لاسکے اور مع چند سرداران نامی وگرامی کے دربار گاہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان پر گئے وہان پہونچ کر معلوم ہوا کہ امیر باتوقیر بارگاہ مین تشریف نہین رکھتے ہین تمام حاجب و دربان بیہوش پڑے ہوے ہین سراچہ بارگاہ سلیمانی کا چاک ہی علمشاہ عالیجاہ یہ احوال جانگزا دیکھکر متردد ہوے اور دل مین خیال کیا بلکہ یقین کامل اس امر کا ہوا کہ لندھور بن سعدان نے اپنے عیار کو بھیجا ہوگا وہ امیر باتوقیر کو بیہوش کر کے لیگیا ہی بس یہ خیال کر کے شاہزادۂ ذیجاہ علمشاہ گردون بارگاہ کو کمال غیظ آیا اور سرداران نامی سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ دیکھو لندھور نے بزدلی وخوف جان سے ہمارے قبلہ وکعبہ کو اپنے عیار سے چڑوا منگایا ہی یہی باعث تھا کہ شب کو صحبت عیش ونشاط آراستہ کی تھی سرداران نامی وگرامی نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ بیشک یہی وجہ اُنکی خوشی و سرور کی تھی علمشاہ عالی جاہ نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اُس ہندی کو سزاے معقول دیتا ہون یہ کہکر شہزادۂ علمشاہ بصد غیظ وغضب مع چند سرداران نامی و نامدار کے طرف بارگاہ لندھور بن سعدان کے روانہ ہوے یہان لندھور وغیرہ نے نماز سحر سے فارغ ہو کر جامہاے زہرآلود تیار کراے تھے ہر ایک سردار جان اپنی دینے پر آمادہ تھا لندھور خود ہر ایک سردار کو سمجھاتا تھا کہ تم سب کیون ہلاک ہوتے ہو میرے ہمراہ ناحق جان دیتے ہو رانده درگاہ امیر باتوقیر مین ہون تم لوگون سے کیا واسطہ ہی مگر کوئی سردار نصیحت لندھور کی نہ سنتا تھا ہر ایک مستعد جام زہر پینے پر بیٹھا تھا لندھور کے ہاتھ مین بھی جام زہر تھا اشک حسرت آنکھون مین بھرے تھے لب پر آہ سرد تھی چہرہ کثرت رنج وغم سے متغیر تھا ارادہ تھا کہ جام زہر نوش کرے ناگاہ شہزادۂ علمشاہ ذیجاہ نے آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر پوچھا سچ کہ اے لندھور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو تو نے چڑوا منگایا ہی اور اب ہم لوگون کے دکھانے کے واسطے نامردی پر کمر باندھی ہی جام زہر ہاتھ مین لے کر بیٹھا ہی یہ کلام علمشاہ عالیجاہ کا سُنکر لندھور بن سعدان نے جام زہرآلود زمین پر پھینکدیا نہایت پریشان خاطر ہوا رنگ چہرہ متغیر ہو گیا اور کہا اے فرزند علمشاہ اس بات کی مجھکو مطلق خبر نہین مین تو آپ اپنی جان دینے کی فکر مین بیٹھا تھا امیر باتوقیر کو چڑوا کے کیا کرتا علمشاہ فلک پناہ نے کہا کہ اے لندھور بن سعدان مین ہرگز نہ مانونگا جلدی امیر باتوقیر کو پیدا کرو لندھور نے قسم کھائی اور کہا اے علمشاہ تمہین اپنے دل مین انصاف کرو کہ بھلا مجھ سے حمزۂ صاحبقران زمان کی جناب مین ایسی بے ادبی ہو گی تمہارا کدھر خیال ہی علمشاہ ہرگز نہین مانتے لندھور کی قسم کا بھی اعتبار نہین کرتے ہین بگڑتے ہین اور غصہ کرتے ہین لندھور قسم پر قسم کھا کھا کر عذر کر رہا ہی سب سردار اور بدیع الزمان بھی کہتے ہین کہ آپ کا خیال غلطی پر ہی یہان امیر کو کوئی چڑا کر نہین لایا ہی علمشاہ کو یقین نہین آتا ہرگز کسی کا کہنا نہین مانتے آخر کار لندھور کو لوگ سامنے سے علمشاہ کے الگ لے گئے کہ ایسا نہو علمشاہ اسوقت غصہ مین بھرے ہوے ہین لندھور کو تلوار مارین سب سردار ہاتھ جوڑ جوڑ کر عذر و انکسار کر رہے ہین بدیع الزمان اور کرب واسد و ہاشم سمجھا رہے ہین اور علمشاہ مثل شیر غضبناک بھرے ہوے کھڑے ہین

ودسکلے داستان حیرت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا پھر سے لالہ رنگ	اگر ڑنے کی رندون کو ہو بہونگ	نہ سیری مری ہوئی اک جام سے	وہ مو دے گئے جس سے آرام سے

جو شیدائے روئے دل آرام ہی	اُسے عمر بھر عیش سے کام ہی	تمنائے دل جلد حاصل ہوا ہی	وہ میکش کرے جلد مجھکو طلب
تڑپ کر بسر شب ہوئی ای سحر	نہین بھولی یاد رخ سیمبر	شغل	ہائے اُس شوخ پر آئی ہو طبیعت میری

جو رسنتا نہین کھلے سے حقیقت میری
مجھ سے فرماتے ہین وہ سُنکے حقیقت میری
کہ بدل سکتی نہین نزع مین رنگت میری
واعظا تذکرہ بازم جانان کون سنے
لیلئے چور نہ جسکو وہ ہی دولت میری
دلکو وہ لیگئے پہلو سے نہ کچھ زور چلا
اُسین خواہ کی ہی امین ہی خصلت میری
بھیجدے چاہے جہان مالک و مختار ہی تو
روز عاشورہ ہوئی ہی شب فرقت میری
تھا گنہگار مجھے پہلے سبھون سے بخشا
صورت برق ازل سے ہوئی خلقت میری

کیون نہ جانے کو وہان چاہے طبیعت میری
شان حق دیکھیے آپ اور محبت میری
مہربانی بھی نہین انکی ستم سے خالی
کوچہ اُس حور شمائل کا ہی جنت میری
ذکر تو میرا ہر طور کیا کرتے ہین
سامنے آنکھون کے دکھائی گئی دولت میری
وھیان تو میرا ہر حال نہین رہتا ہی
کچھ جہنم ہی نہ میرا نہ ہی جنت میری
آپ شرماتے ہین کیون میرے بیان آنے سے
میری عزت کا سبب ہوگئی ذلت میری
گر انھین بھی کوئی تجاہل کا انساب جسم

خاک سے کوچۂ جانان کی ہی طینت میری
ای مسیحا نہ نقاہت سے ہی صورت میری
کرتے ہین خانۂ اغیار مین دعوت میری
پاس غیر داغ جنون کچھ نہین دینار و درم
نہین شکوہ جو وہ کرتے ہین شکایت میری
باغ مین دیکھتے ہین کیا گل و بلبل کو حضور
اُنکے دل مین ہی محبت کہ عداوت میری
بیٹھا آرزو مین کشتہ ہوئی ہین لاکھون
کون ہی پاس اگر ہی بھی تو حسرت میری
ایک جا چین سے دم بھر نہ ملا مجھکو قرار
ای جنون یاد کرینگے وہ محبت میری

بیت نولیسندۂ دفتر زر نگار • چنین کرد مرتوم این کارزار • تیغ آزمایان معرکۂ فصاحت و بلاغت جرأت نمایان میدان صولت و شوکت شمشیر زبان قلم ہمت شیم کو بہ صیقل طرازی طبیعت صف لشکر سفاین مین یون روان کرتے ہین کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو وہ نقابدار سرخ پوش جو خفران کوہی کے ہمراہ میدان کارزار مین آیا تھا چُرا کرلے گیا اور زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا کو دیدیا لقا دیکھتے ہی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو بہت خوش ہوا اور کہا کہ ہمنے بارہ ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی لے جاؤ حمزہ کو سلسل و قید آہن کرکے قتل کرو فوراً جلاد آئے اور زیور آہن بہت بھاری یعنی طوق و زنجیر جھکریان اور بیڑیان صاحبقران کو پہنا کر قتل کرنے کے واسطے بٹھایا جب امیر با توقیر نطع پر بیٹھے بحکم لقا جلاد تیغ آبدار کھینچکر سر پر صاحبقران کے کھڑا ہوا اور لقائے بے بقانے دروازہ اُس بہشت کا کھلوا دیا جسمین سرداران لقا تھے اُدھر کا پھاٹک قلعہ کا بند کرا دیا حکم کیا کہ پھاٹک بغیر ہمارے حکم کے نہ کھلنے پاوے اور کوئی اُدھر سے نہ آنے پاوے بیان کا حال سنیے کہ علمشاہ تیغ کیشان کھینچے ہوئے آمادۂ قتل لندھور ہین کہ یکایک نعمان ہزارہ عیار لندھور گھبرایا ہوا آیا اور چپکے سے کان مین لندھور کے کہا کہ داراسے ہند آپکو کچھ خبر بھی ہی صاحبقران کو نقابدار سرخ پوش چُرا لیگیا اب امیر با توقیر مسلسل بہ طوق و زنجیر زیر تیغ جلاد اور ہم بیٹھے ہین لقائے بے بقا قتل کا حکم دیا چاہتا ہی خواجہ عمرو بھی قریب لندھور کے کھڑے تھے کچھ کچھ انھون نے بھی قیافے سے بات کو سمجھا کہ امیر کا ذکر ہی نعمان سے علیحدہ بلاکے پوچھا کہ کیا ہی نعمان نے سب حال بیان کر دیا خواجہ چپکے سے چلتے اور اپنے خیمے مین آکر بانا ہے عیاری سے آراستہ ہوکر سبائل کی طرف چلے اُدھر لندھور بارگاہ یاقوت شاہ سے باہر آیا اور گھوڑے پہ سوار ہوکر سرپٹ گھوڑا اُٹھاتا ہوا مثل باد صرصر کے سبائل کیطرف روانہ ہوا یہان نعمان نے تمام سرداران دست راستی و دست چپ سے امیر کا حال بیان کیا علمشاہ نے پوچھا کہ لندھور کہان چلا گیا نعمان نے امیر کی سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ وہین گیا ہی اُدھر لندھور بن سعدان سے پہنچتے ہی قریب

لشکر کفار کے نعرہ کیا نعرہ لندھور خیرہ باشد دربار اگر قتم تا بہ ہندستان دوا گرتا تم ہندی منم لندھور بن سعدان یہ نعرہ
کرتے ہی تلوار کھینچکر لشکر کفار پر آپڑے کہا باش ای نابکاران بیجا ابھی صفائی کیے دیتا ہون بس تلوار چلنے لگی
دم بھر مین لشکر کفار کو درہم و برہم کر دیا کشتون کے پشتے لگا دیے خون کے دریا بہا دیے در قلعہ پر پہونچے دیکھا
دروازہ بند ہے اب گھبرائے کہ کیا کیا جائے غصہ مین آکر پھاٹک قلعہ کا توڑ کے پھینکدیا دندانا قلعہ کے اندر داخل
ہوئے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ہوئے قلعہ مین آئے امیر کے پاس پہونچ گئے دیکھا صاحبقران مسلسل بہ زیور آہن
زیر تیغہ جلاد بیٹھے ہین خواجہ نے امیر سے کہا ای حمزہ قید توڑ کے کفار کو مارو لندھور بھی آگیا ہے کفار سے تلوار چل رہی
ہے امیر باتوقیر نے کہا کہ نہین اب مجھکو قتل ہو جانے دو جینا مجھکو منظور نہین دل زیست سے بہت سیر ہے چچا عمرو
نے کہا امیر خدا کا واسطہ میرا کہا مانو قید توڑ دو نہین تو مفت سرداران نامدار تمھارے قتل ہونگے اب سردار
آنے لگے ہین امیر نے کہا مین ہرگز قید نہین توڑونگا مجھکو قتل ہونا منظور ہے اس وقت تو مجھ سے نہ بول یہان
سے چلا جا جو تجھ سے نہین دیکھا جاتا ورنہ مین تجھکو بھی گرفتار کرا دونگا اسوقت بختیارک نے یہ کیفیت دیکھی
ہنسکر صلوات پڑھی یعنی صلواۃ بر محمد لعنت برزمرد شاہ باختری لقاے بے بقا نے کہا یہ تو نے کیا سبق
پڑھا بختیارک نے کہا یا خداوند نہین معلوم مین آپ ہی آپ کیا بکتا ہون لقا نے پھر طہماس آہن خوار کو اشارہ
کیا کہ یہ سرداران اہل بہشت سے بڑا پہلوان زبردست تھا لقا نے کہا کہ تو دیکھ رہا ہے اور لندھور قتل و قمع
کر رہا ہے خونریزی ہو رہی ہے طہماس آہن خوار بحکم لقاے نابکار مقابلے کو لندھور کے آیا لندھور نے للکارا
ار باش او بیجا طہماس آہن خوار نے تلوار ماری لندھور نے خالی دی وہ تلوار طہماس کی مرکب
لندھور پر پڑی مرکب گرا لندھور کود کے الگ ہوا مرکب لندھور کا مر گیا طہماس آہن خوار نے
دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا لندھور کے روکتے ہی روکتے سر پر پڑا خود کاٹ کے کاسہ سر سے تا دو ابرو اتر گیا
لندھور نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا چادر خون کی منھ پر آئی لندھور مثل شیر جھوم کر گرا دونون ہاتھون
سے سر پکڑ لیا خواجہ عمرو نے پھر جھکر امیر سے کہا ای حمزہ از برای خدا قید آہن کو توڑ لے لندھور زخمی ہوکر
گر چکا بڑا غضب ہو جائیگا امیر نے کہا خوب ہوا کہ لندھور زخمی ہوا مین ہرگز قید نہ توڑونگا تو نہین
دفع ہوتا ہے ہٹ جا میرے سامنے سے نہین تو تجھکو بھی مین گرفتار کرا دونگا عمرو پھر چپ ہو رہا ادھر کا حال سنیے
کہ جسوقت لندھور نے نعرہ کیا تھا اسی وقت نعرہ لندھور سنتے ہی علمشاہ فلک جاہ تیغہ کپتیان تولے ہوئے
گھوڑے پر سوار ہوکر مثل ہما کے در قلعہ پر آئے اور سب سرداران دست راستی اور دست چپی بھی آگے پیچھے
تلوارین لیے ہوئے گھوڑے اڑاتے ہوئے قلعہ سبائل کی طرف چلے آتے ہین جس وقت علمشاہ عالیجاہ
قلعہ کے اندر داخل ہوئے وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا منم رستم پیلتن دیلکن کشندہ دویل ہندی وکشندہ
کپتیان فرنگی شمشیر علمشاہ رومی شہ فیل زور پسر کو برتخت مرزوق افگندہ شور ہ باش ای نابکاران بیجا یہین
آپہونچا یہ کہکے تیغہ کپتیان فرنگی کو کھینچا اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا کہ زمرد شاہ باختری نے ابوسعید آہن خوار
کی طرف اشارہ کیا وہ تلوار کھینچکر علمشاہ کی طرف جھپٹا علمشاہ نے للکارا کہ ٹھہر او نابکار مین تیرا کام تمام
کرتا ہون ابوسعید نے جھپٹ کر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ابوسعید کی سپر پر پڑی سپر
کو کاٹا خود سر کو چاک کیا کاسہ سر سے گذرتی ہوئی تا دو ابرو پہونچی علمشاہ نے دستانہ مارا تلوار جھنجھنا کر
نکل گئی علمشاہ نوجوان کی جرأت کو دیکھنا چاہیے اللہ اکبر کیا جری و بہادر تھے کہ زخم سرکاری کھا کو فوراً

بڑھکے ابوسعید آہن خوار کو زین فرس سے اُٹھا لیا اور سر سے اونچا کر کے فرمایا کہ او کافر مار دون زمین پر
کرچیان پسلیان چور ا ہو کر داخل جہنم ہو جلد بتا کہ وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہے اگر تو بصدق دل مسلمان
ہو اور کلمہ طیبہ پڑھے اور خدا کو وحدہ لاشریک جانے تو ابھی امان دون اور جانبری تیری کرون ابوسعید
فوراً بصدق دل مسلمان ہوا کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا علمشاہ عالیشان نے اُسی طرح ابوسعید کو گھوڑے
پر بٹھا دیا ادھر زخم سر مین جو لگی اور چادر خون کی منھ پر آئی بیقرار ہو گئے گھوڑے سے اُتر کے جھومنے
لگے جو کافر قریب آتا تھا تلوار مارتے تھے ابوسعید علمشاہ کی طرف سے لڑنے لگا عمرو نے امیر سے کہا اے حمزہ
اب تو علمشاہ بھی زخمی ہوے اور خون مین نہائے ہوے جھوم رہے ہین اور آپ قید نہین توڑتے از برائے
خدا جلد قید توڑ کے کفار کو قتل کیجیے نہین تو آج سب سردار مارے جائینگے امیر نے کہا مین قید نہ توڑونگا آج
مین اپنی جان دونگا تو نہین مانتا یہان سے چلا جا ورنہ مین تجھکو گرفتار کرا دونگا یہ کہکے کہا ارے یارو یہ عمرو
کھڑا ہے پکڑ نہین لیتے ہو لوگ دوڑے مگر عمرو کو کسی نے نہ پایا امیر نے کہا یہ عمرو کھڑا ہے تم کو نہین دکھائی دیتا مین دیکھ
رہا ہون جلد اسکو پکڑ کر قتل کرو سب لوگ عمرو پر ٹوٹ پڑے عمرو نے بھی نیمچہ برق مثال کھینچا اُس سے تلوار چلنے
لگی یکایک نعرہ بدیع الزمان کا ہوا نعرہ بدیع الزمان منم فخر سہراب و رستم وقار * بدیع الزمان صفدر و نامدار *
اور وہین سے تلوار کھینچ کے کفار کو قتل کرنا شروع کیا قہرمان عجمی گھوڑا بڑھا کر سامنے بدیع الزمان کے آیا اور
آتے ہی تلوار ماری بدیع الزمان کے سر پر پڑی کاسہ سر شگافتہ ہوا از سر تا پا خون مین نہا گئے حال دگرگون ہوا
سر تھام کر جھومنے لگے کہ نعرہ شہزادہ ملک قاسم نوجوان کا ہوا نعرہ قاسم آفتاب مشرق دین پروری *
شہسوار لال پوش خاوری * صاحب اقبال و جاہ و ذو حشم * صفدر نامم قاسم عالی ہمم * وہین سے تلوار
کھینچی کفار کو مارنے لگے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر گرا خضران فیل گردن تلوار کھینچکر جھپٹا قاسم
نے للکارا کہ باش اونامرد خضران فیل گردن نے بڑھکر تلوار ماری قاسم نے سپر پر روکی تلوار نے سپر
کو کاٹ کر سر کو زخمی کیا قاسم بھی زخمی ہو کر شہزادہ بدیع الزمان کے مانند جھومنے لگے شہزادہ قاسم کے بعد
مالک اژدر کا نعرہ ہوا نعرہ مالک اژدر منم مالک اژدر پہلوان * بہنگام پیکار شیر ژیان * اب مالک
اژدر بھی تلوار پکڑ کے لڑنے مین مشغول ہوے کہ بہمن ترک کوہستانی سامنے سے تلوار کھینچے ہوے دوڑا
مالک اژدر نے بھی وہین سے ڈانٹا کہ او نابکار خبردار کہان آتا ہے ہوشیار ہو بہمن ترک کوہستانی
نے آتے ہی تلوار کا وار کیا مالک اژدر نے بھی ساتھ ہی تلوار کا ہاتھ مارا ادھر تلوار کھا کر مالک اژدر
زخمی ہوے اور اُدھر بہمن ترک کوہستانی گھائل ہو کر زمین پر گرا مالک اژدر بھی زخمدار ہو کر
گھوڑے پر جھومنے لگے اب نعرہ کرب غازی کا ہوا نعرہ کرب کرب شہسوار م یل نامدار * نظر کردہ
شیر پروردگار * تلوار میان سے کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑے ایک ایک وار مین دو دو کو چورنگ کیا
جسکو ہاتھ تلوار کا مارا وہ گھائل ہو کر سنبھل نہ سکا ساری فوج مین تلاطم ڈال دیا مگر یہ بھی زخمدار ہوے
اُسی حالت زخمداری مین ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہے کہ نعرہ اسد شیردل کی آواز آئی نعرہ اسد اسد شہسوارم
که در روز جنگ * بدرم دل شیر و چرم پلنگ * تلوار علم کر کے لشکر کفار پر جھپٹے اور لڑنے لگے مگر زخمی ہوے
لیکن کارزار مین کمی نہین تلوار پر تلوار مار رہے ہین کہ شاہزادہ ہاشم تیغزن کا نعرہ ہوا نعرہ ہاشم منم
صفدر و غازی و صف شکن * شجاع و جری ہاشم تیغزن * اور تمام لشکر کفار کو للکارا باش اے نابکاران

بچا یہ کہکے تلوار پکڑ کے قتل و تیغ کرنے لگے اب تو برابر سردار پر سردار دو دو چار چار ملکر گھوڑے دوڑاتے ہوے آپہونچے
اور لشکر بھی آگیا انبوہ کثیر ہوا تلوار چلنے لگی امیر باتوقیر دیکھ رہے ہیں کہ ناگاہ بادشاہ سعد بن قباد ملک نژاد لشکر
لیے ہوے آئے اور پہلوان دلاور نعرے کرتے ہوے تلوارین لیکر مصروف پیکار ہوے حمزۂ صاحبقران ہر ایک
سردار کی جانبازی اور دست درازی دیکھ رہے ہین اور زخمون کو بھی ملاحظہ کر رہے ہین کہ کیسے شیر دلاور زیبالش
لشکر نامی و نامور زخم کھا کھاکے جھوم رہے ہین خون مین نہاے ہوے جا بجا پڑے ہین مگر امیر باتوقیر قید نہین توڑتے
عمرو آآکے ہر بار ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہتا ہی ای امیر خدا کا واسطہ قید توڑو نعرہ کرو لڑائی فتح ہو ورنہ سب سردار یونہین گھائل
ہونگے سربازی کر کے مارے جاینگے امیر یہی فرماتے ہین ارے یارو کیا غضب ہی عمرو کو مارنہین لیتے عمرو کا یہ حال ہی
کہ جب کفار برابر آجاتے ہین جھپٹ جھپٹ کر پیچھے کا ہاتھ مارتا ہی اپنے کو بچاتا ہی مگر عمرو بھی زخمی ہو چکا ہی ادھر حالت زخمداری
مین لندھور کا حال بہت متغیر ہوا خاک و خون مین تڑپنے لگا غرضکہ تڑپ تڑپ کر لندھور نے اپنے تئین امیر باتوقیر
تک پہونچایا سر شگافتہ خون آلودہ قدمون پر امیر باتوقیر کے ڈالدیا امیر نے پانون اپنا لندھور کے سر کے نیچے سے ہٹا لیا
لندھور کبھی بیہوش ہو جاتا ہی کبھی ہوش مین آتا ہی ادھر سردارون سے جدا تلوار چل رہی ہی کفار قتل ہو رہے ہین سردار
بھی امیر کے زخمی ہو رہے ہین اب جو لندھور کو ہوش آیا تڑپ کر قدم پر صاحبقران کے جا پڑا رنگ رو متغیر ہو گیا آنکھین
پتھرا گئین زخمی کو پیاس بھی زیادہ ہوتی ہی زبان خشک منھ سے نکال کر پانی کا اشارہ کیا اُسوقت وہان پانی کہان تھا
زبان خشک ہونٹھون پر پھیر کر رہگیا مگر اُسی حالت اضطرار مین ہاتھ جوڑکر امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ ای تاج بخش
سلاطین و ای پرورندۂ عاجز و مسکین ای عیسی دوران مسیحاے زمان حمزۂ صاحبقران اب وقت آخری ہنگام
احتضار ہی عفو خطا کیجیے گناہ بخش دیجیے کوئی دم کا مہمان ہون جان کھنچ کے ہونٹھون پر آئی ہی ملک الموت کا سامنا
ہی چاہتا ہون کہ منزل عدم سبک ہو جاے یہ وقت غلام نوازی کا ہی حق وفاداری مجھ سے ادا نہ ہو سکا خطا معاف
کیجیے یہ غلام اب حضور پر سے تصدق ہوتا ہی شعر یہ خانہ زاد قدیم اب تمام ہوتا ہی ✣ قدم پہ آج فدا یہ غلام ہوتا ہی ✣
یہ کہکے لندھور کراہا آنکھین بند کرلین چہرہ اور زیادہ متغیر ہوا امیر باتوقیر نے یہ سب باتین عجز و انکسار کی سُنکر لندھور
بن سعدان پر جو نظر کی دریاے محبت نے جوش مارا آنسو ٹپک پڑے مگر وہ قطرۂ گوہر آبدار رخسارۂ لندھور
پر گرے لندھور بن سعدان نے غش سے پھر آنکھین کھولدین اور چہرۂ نورانی امیر باتوقیر کو بغور دیکھا بس امیر
بیتاب ہو گئے ایک چیخ مار کر چاہا گلے سے لپٹالین مگر ہاتھون مین ہتھکڑیان تھین مجبور ہوے لندھور نے پھر
چشم نیم واسے رخ صاحبقران زمان دیکھا امیر نے بیقرار ہو کر ہتھکڑیون کو جھٹکا مارا ہتھکڑیان ٹوٹ گئین حمزۂ
صاحبقران زمان لندھور بن سعدان کا سر بہ شفقت و محبت سینے سے لگا کر کہنے لگے ہاے میرے یار وفادار
ای میرے جانباز و سردار امیر کو چھوڑ کر ابھی ملک عدم کو راہی نہ ہونا افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا گردش
چرخ کجرفتار ہی کہ تجھکو اس حال زار مین اور عالم بےلبسی مین دیکھا امیر باتوقیر یہ کہتے جاتے ہین اور اشک حسرت
چشم شوق سے بہاتے ہین کہ عمرو نے بڑھ کے کہا ای امیر اب قید توڑیے سب سرداران نامی زخمی ہو چکے ہین
کرب و اسد و ہاشم تیغزن وغیرہ لڑ رہے ہین ایسا نہو کہ کوئی بیچارا تلوار مارے آپ بھی زخمی ہو جیے اور اس
مجروح یعنی لندھور کا ابھی کام تمام ہو جاے عمرو ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ دو نابکار آمادۂ قتل امیر باتوقیر تلوارین
تولے ہوے دوڑے امیر کو غصہ آگیا فوراً قید توڑ کر پھینکدی اور لندھور کا سر زمین پر رکھدیا اور جھپٹ کر
دونون نابکارون کو دونون ہاتھون مین پکڑ کے اٹھایا اور دونون کے سر ٹکرا کے زمین پر مارا کہ استخوان

اُنکے چورا ہوکر پیوند خاک دونون بدمذہب ہوے عمرو نے دوڑکر تلوار امیر کو دی امیر لڑنے لگے اُسکو مارا اور اُسسے قتل کیا اور کسی کو اُٹھا کے اچھال دیا تلوار سے چورنگ کیا کسی نامرد کو چیر کر پھینکدیا ایک تلاطم عظیم محشر تازہ برپا تھا کشتون کے ڈھیر ہو رہے تھے سر خاک پر لوٹتے پھرتے تھے اُدھر کرب غازی بصد جانبازی اور اسد شیردل بصد جرأت و ہمت اور ہاشم تیغزن مارتے مارتے کفار کو قتل کرتے کرتے قریب قیطولون کے پہونچے بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند اب امیر نے بھی قید توڑ ڈالی شمشیرزنی کر رہے ہین ہزار ہا آج کشتہ ہوے میری یہ راے اکسیر اعظم ہوگی جلد طبل امان بجوائیے سرداران امیر قریب قیطولون کے آپہونچے آج سبائل کا خانہ ہوجاےگا خداپرست بڑے سخت جان ہین یہ کبھی مرتے نہین زخمی تو سب ہین مگر قیامت برپا کر رہے ہین آج تخت خداوندی کو دم بھر مین خداپرست سب تہس نہس کر دینگے آپ خود دریچون سے ملاحظہ کر لیجیے لقاے بے بقا نے خود دریچہ ہاے گنبد گیتی نما سے دیکھا تو معرکۂ حشر نظر آیا جی چھوٹ گئے گھبرا گیا طبل امان بجنے کا حکم دیا فوراً طبل امان بجنے لگا سرداران لشکر اسلام جابجا لڑتے لڑتے رُک گئے امیر باتوقیر جلدی سے لندھور کے پاس آئے بکڑ کے لندھور کو خاک سے اُٹھایا بادشاہ اسلام نے خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری سے کہا کہ جلد ہمارے لشکر کے سردارون کی لاشین اُٹھواو زخمیون کو بیشۂ فیض رسان پر لشکرگاہ مین بھیجدو عمرو لاشین اُٹھوانے مین مصروف ہوے علمشاہ و بدیع الزمان و ہاشم و قاسم وغیرہ کو گھوڑون پر سوار کر کے اور لوگ ہمراہ کیے اور لشکرگاہ مین پہونچایا بدیع الزمان اور علمشاہ ابوسعید آہن خوار کو بھی ساتھ لے آئے بادشاہ اسلام اور امیر باتوقیر مع لندھور سب کو ہمراہ لے کر طرف بارگاہ سلیمانی کے آے امیر باتوقیر نے اپنے سامنے لندھور و علمشاہ و بدیع الزمان وغیرہ کے زخمون مین ٹانکے دلواے خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نے سب کے زخمون پر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھائین اور علاج معالجہ سب کا جلدی جلدی کیا لندھور نے دربار عام مین کھڑے ہوکر دست بستہ امیر سے تقصیر معاف کرائی صاحبقران زمان نے لندھور و علمشاہ وغیرہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور بدستور قدیم اپنے اپنے مقام پر تمام سرداران دست راست اور سرداران دست چپ کو جگہ بیٹھنے کی دی سب سردار مجرا کر کے اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوے جشن تازہ برپا ہوا اُدھر لقاے بے بقا نے بختیارک کو حکم دیا کہ سردارون کی لاشین اُٹھواکر بہشتون مین ڈالدو ابکی نوروز کو پھر زندہ ہوجاینگے فوراً بختیارک نے سردارون کی لاشین اُٹھواکر بحکم لقا بہشت مین ڈلوادین زخمیون کے ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھائی گئین آراستگی قلعہ وغیرہ کی کی گئی لقاے بے بقا نے دربار مین شغل شرابخواری کرنا شروع کیا

دو کلمے داستان زینت نشان کوچ کرنا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا مع لشکر ظفر پیکر بیشۂ فیض رسان سے طرف ملک سبائل کے

پلا ساقیا بادۂ خوشگوار | کہ ساماں ہے کوچ کا روبکار
دکھا مجھکو میخانہ آراستہ | کہ جام و سبو سب ہوں پیراستہ
وہ رندونکی دھوم اور نشہ کا جوش | وہ شیشونکے قلقل کا باہم خروش
دکھا جلوہ چہرۂ آفتاب | لگا دے مرے منہ سے جام شراب
رقم کردہ رنگین فسانہ سحر | کہ حاسد کا ہو رشک سے خون جگر

خمسہ

ہاتھ میں کسطرح قاتل کا دامن چھوڑ دے | کسطرح سر تلکے پائے تیغ افگن چھوڑ دے | دوست سے ملنا عبث کیوں شکل دشمن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے | جو کہ ہو آہن ربا کسطرح آہن چھوڑ دے

مدتوں سے کشمکش میں ہوں کہ اب ہے خدا | اپنے قیدی پر توجہ کی نظر کر تو ذرا | طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
دام سے تن اور تن سے جان ہو جائے رہا | اگر کے بسمل مجھکو اب ای صید افگن چھوڑ دے

دفعۃً ہو جائے سب گلشن سے بیت الحزن | بھول جائے ہم صفیروں کی ابھی سب انجمن | خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن
ہاتھ میں اس گل کے گر دیجے چھری مرغ چمن | ہر قفس ای باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

بیت عبارت نویسان سواد نو* رقم میکنند این بہ ایجاد نو* قطع کنندگان منازل معرکہ آرائی بعد کرہ فروطی کنندگان مراحل آرائش دریائے لشکر ظفر پیکر اس داستان شوکت بیان کو بہ نوک قلم تیز رقم یوں مرقوم کرتے ہیں کہ بعد معرکہ آرائی و جنگ و جدل لقائے بے بقانے باہر ملک سبائل کے یعنی ناکے پر کہ اُسکو کوہ دوشاخہ کہتے ہیں ایک گنبد عالیشان رشک آسمان خوشنما و مزین نہایت عمدہ تعمیر کرایا اکثر وہاں آکے مع اپنے سرداروں وغیرہ کے لقائے بے بقا بیٹھا کرتا تھا اور سیر و تماشا دیکھتا تھا ایک روز ہرکاروں نے خبر دی کہ آج لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا جنبش قیصرسان سے کوچ ہوا طرف ملک سبائل کے آتا ہے اور کوہ دوشاخہ پر اتریگا یہیں مقام ہوگا زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا واسطے سیر دیکھنے لشکر اسلام اور سرداران عالی مقام وغیرہ کے اُسی گنبد عالی شان پر مع سرداروں وغیرہ کے آکر بیٹھا بختیارک بھی آنکر حاضر دربار لقائے بدکردار ہوا ادھر کا حال سنیے کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہم کل یہاں سے کوچ کرکے قریب ملک سبائل کوہ دوشاخہ مقام کرینگے لیں ڈوری جائے اور سامان لشکر کے اُترنے کا ہو صبح کو پہلوان عادی بن معدی کرب کو حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا سبائل کی طرف کوہ دوشاخہ پر لیجاؤ اور خیمے بارگاہیں وہیں استادکرو پہلوان عادی نے تسلیم بجا لاکر تمام خیمے اور بارگاہیں اور مال واسباب چھکڑوں پر اشتروں پر لدواکر روانہ کیا اور بارگاہ سلیمانی شتر بندہ پر شانی پر بار کراکے طرف ملک سبائل کوہ دوشاخہ پر چلے شعر لداپیش خیمہ بعد حوم وحام* پڑی کھلبلی بر سر روم و شام* بعد اُسکے تمام سرداران و شہزادگان و شہریاران وعیاران اور بادشاہ جہجاہ یعنی سعد بن قباد اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نیک نہاد مع لشکر ظفر پیکر بہ سمت کوہ دوشاخہ مرکبان پر نژاد پر روانہ ہوئے یہاں زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا گنبد بلند رفعت پر بیٹھا ہے اور بختیارک بھی حاضر ہے کہ یکا یک سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ سواران نیزہ دار چھکڑے اونٹ گھوڑے ٹٹو وغیرہ کہ جنپر خیمے بارگاہیں تنبو سرداران و لشکریان وغیرہ کے اپنے ہمراہ لیے ہوئے آتے ہیں اور پیچھے اُنکے کئی ہزار سوار مسلح و مکمل ساتھ ساتھ عادی بن معدیکرب بصد شان و شوکت نمودار ہوے جب زیر قلعہ لقائے بے بقا ہو پہنچے زمرد شاہ باختری نے بختیارک سے پوچھا ای شیطان درگاہ من یہ کون ہے بختیارک نے عرض کیا یا خداوند یہ شہزادہ تنگ داحل ہے عادی بن معدیکرب نام اُسکا ہے اور چوالیس بھائی اور ڈیڑھ لاکھ فوج جرار اسکے ہمراہ ہے یہ بڑا شیر دلیر جری و بہادر ہے اسکا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا یہ ذکر تھا کہ دوبارہ پھر گرد اُڑی دیکھا کہ بڑی بھیڑ لشکر کی ہے کوسوں تک سر ہی سر معلوم ہوتے ہیں اور نیزوں کی انیاں مثل برق جہندہ کے چمکتی ہیں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے زمین کو جنبش ہے جب زیر قلعہ آئے دیکھا کہ کرتیت سیر گردان ساٹھ ہزار سوار سے آیا لقانے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکو کرتیت سیر گردان کہتے ہیں پیچھے اُسکے مندویل اصفہانی پچاس ہزار سواروں سے گذر گیا لقانے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اُسکا نام مندویل اصفہانی ہے پھر بعد اُسکے محویل جنگ عراقی پچاس ہزار سوار تیغزن سے گذرا لقانے پوچھا یہ کون ہے بختیارک نے کہا اسکا نام محویل جنگ عراقی ہے پھر بہرام سیستانی اسی ہزار نیزہ دار سے

آیا لقانے کہا اسکا کیا نام ہی بختیارک نے کہا اسکو بہرام سیستانی کہتے ہین بعد اسکے دیکھا کہ حردم بردلی بھی
چالیس ہزار دیوانے نہنگ بجے دربائی وغیرہ ساتھ لیے ہوے مجرے جاہ وحشم اور دھوم دھام سے آیا دیوانون
کی فوج دیکھکر لقا بہت متعجب ہوا بختیارک سے پوچھا ارے یہ کون ہی بختیارک نے کہا یہ حردم بردلی ہی دیکھیے
تو یہ دیوانے کیا تماشا کرتے جاتے ہین ساکنان ملک سائل دور سے دور تک کھڑے سیر آمد لشکر اسلام کی
دیکھ رہے ہین انکو کوئی دیوانہ ہوکر کے ڈراتا ہی کوئی آچک کر جھپٹتا ہی کوئی خالی چلا جاتا ہی عجب ہیئت کی یہ دیوانون
کی فوج ہی یا خداوند یہ سب سردار جنکو آپ نے دیکھا ہی یہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے ابتدائے زمانہ مین زیر
کیے تھے وہ سب کے سب مع اپنی اپنی فوج کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب امیر کشور گیر حمزۂ صاحبقران
کے رہتے ہین اور یہ سب سردار اطاعت و فرمانبرداری مین مثل غلام حلقہ بگوش کے حاضر رہتے ہین سرداران
نامی وگرامی دست راستی و دست چپی اب آئینگے وہ قابل ملاحظہ کے ہین کہ کیا شان و شوکت و جرأت
و ہیبت چہرون سے ہویدا ہی یہ ذکر تھا کہ دور سے گرد اڑی گھوڑون کی تگاپو کی صدا بلند ہوئی دیکھا کہ شہزادہ چین
و ماچین یعنی بہرام گرد بن خاقان چین آیا تین لاکھ فوج جرار ایک ایک اسمین رو دار و نمودار لقانے اسے دیکھکر
بختیارک سے پوچھا کہ یہ کون سردار ہی اور کہان کا رہنے والا ہی بختیارک نے عرض کیا یا خداوند اس کا نام
بہرام گرد ہی یہ شہزادہ چین و ماچین ہی بعد اسکے مالک اژدر صفدر و نامور بصد جاہ و وقار ایک لاکھ اسی ہزار
نیزہ دار جرار ہمراہ رکاب سعادت انتساب لیے ہوے آیا آپ عجب شان و شوکت سے لباس فاخرہ زیب
بدن پٹی زرتاش کی ایک آنکھ پر چڑھی ہوئی مسلح و مکمل مرکب صبا رفتار پر سوار لقانے یہ دیکھکر بختیارک سے
دریافت کیا کہ یہ کون سا پہلوان و سردار ہی بختیارک نے کہا یا خداوند نام اسکا مالک اژدر ہی لقب اسکا غلام نبی
چاکر حیدر ہی لقانے پوچھا اسکی آنکھ پر کیا بندھا ہی بختیارک نے کہا یا خداوند ایک آنکھ مالک اژدر کی اژدہا چشم ہی
اس آنکھ سے جسکو دیکھ لیتا ہی وہ انسان دہل کر مر جاتا ہی اس سبب سے اس آنکھ پر پٹی زرتاش کی بندھی رہتی ہی
امیر نے خود منع کر دیا ہی کہ خبردار اس آنکھ سے کسی کو نہ دیکھنا کہ کوئی دہل کر مر جائے اور خون ناحق ہو جبکہ جنگی
دیدہ بازی ہی ناگاہ تبری دھوم دھام سے شہزادۂ ملک قاسم ذیجاہ و ذیحشم کی آمد ہوئی دیکھا کہ چار سوار تیغزن
و نیزہ دار صفدر و جرار زرق برق بنے ہوے گھوڑے پری پیکر ساز و یراق سے آراستہ سب مسلح و مکمل ساتھ
ہین اور مظفر بن ضیغم خون آشام غرق بدریاے آہن ہمراہ رکاب فیض اکتساب ہی اور برادر حقیقی عمرو بن رستم
برابر گھوڑے سے ملائے ہوے ہی اور ماموں انکے قیماس خان خاوری کس جاہ و تجمل سے انتظام فوج جرار کا کرتے
ہوے آتے ہین اور بارگاہ افراسیابی اشترون پر بار کی ہوئی ہمراہ ہی اور آپ بصد رعب و داب مرکب حور لقا پری
پیکر طاؤس روش صبا رفتار پر سوار لباس شاہانہ جسم مین تاج شہزادگی سر پر تیغہ یلارک افراسیابی ہاتھ مین بڑے
کروفر سے چلے آتے ہین زمرد شاہ باختری نے دیکھکر کہا ای بختیارک جلد بتا کہ یہ کونسا جوان عالی شان ہی
بختیارک نے ہنسکر عرض کیا کہ اس جوان فلک نشان شہزادہ عالیشان کو نہین پہچانا آپ اتنا جلد بھول گئے
یہ فرزند فرخ نہاد داماد آپ کا زوج ملکہ گیتی افروز شہزادہ ملک قاسم فرزند علمشاہ رومی رستم زمان کا اور پوتا
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا ہی لقا سے بے تقاضہ یہ سنکر دریاے غیرت مین غوطہ زن ہوا اب دیکھا کہ شہسوار
قلندر بصد کر و فر دو لاکھ فوج ہمراہ مجرے عز و جاہ سے آیا پوچھا لقانے یہ کون ہی بختیارک نے کہا یہ بھی
بیٹے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے فرخ شہسوار قلندر ہین بعد اسکے پھر دیکھا کہ شہزادہ ہاشم تیغزن

جوانمرد وصف شکن دو لاکھ فوج جرار ہمراہ نہایت جاہ و حشم سے آے لقانے کہا کہ یہ کون جوان فلک نشان عالی ہمت ہو
بختیارک نے کہا یہ بھی فرزند جگربند امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران شہزادۂ ہاشم تیغزن شوہر ملکہ حیات بانو عروس
یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کا ہو کہ جسکی برات مین معرکۂ عظیم ہوا تھا عین یل شادگام ہر لقانے یہ سنکے اور زیادہ
سکوت کیا کہ یکایک گرد اوڑی دیکھا کہ الجوب خان شش گزی سات گھوڑون کی بگھی پر سوار کس شکل سے
کہ ایک صندوق لاجوردی بگھی پر رکھا ہو اُسپر بہ آرام تمام لیٹا ہوا چلا آتا ہو ایک کوچبان کوچ بکس پر بیٹھا ہو
اور تین پہلوان زرہ پوش آگے سے اُن گھوڑون پر سوار ہین جو بگھی مین جتے ہین اور جا کر آگے آگے بگھی کے دوڑتے
ہوے صداے ہیٹ جانے والا دیتے ہوے چلے آتے ہین اور گرد بگھی کے چالیس ہزار فوج جرار ہو زمرد شاہ باختری
نے پوچھا اے بختیارک سب کچھ تو دیکھا مگر یہ بتا کہ اس بگھی پر نئے فیشن کا پہلوان ہو اس سردار کا کیا نام ہو بختیارک
نے عرض کیا یا خداوند ابھی آپ نے دنیا کا کیا دیکھا ہو اب ملاحظہ فرمائیے اس سردار نامی و نامدار کا نام الجوب خان
شش گزی ہو یہ بروقت پیکار اسی صندوق سے جست کر کے اُڑتا ہو اور حریف کو مارتا ہو گویا اِسکے پر لگے
ہین کہ مثل شہباز کے دشمن کو شکار کرتا ہو زمرد شاہ باختری مسکرایا اتفاقاً اُسوقت لقا شراب پی رہا تھا جام
بادۂ ناب ہاتھ مین اُس بدمست کے تھا تھوڑی سی شراب اُس جام کی پی کر باقی جھوٹی شراب الجوب خان
شش گزی پر پھینکدی بدذات نے شرارت اپنی دکھائی فوراً الجوب خان شش گزی نے اُس صندوق
مین سے بصورت مرغ شکاری اُڑ کے ایک لات زمرد شاہ باختری کو ماری وہ لات اُسکے ہونٹھون پر پڑی دو
دانت آگے کے ٹوٹ کر لقا کے حلق مین جا رہے مُنہ سے لقاے بے بقا کے خون بہنے لگا کھونڈا ہو گیا
الجوب خان شش گزی فوراً لات مار کے پھر اپنے صندوق مین آ کر اُسی طرح لیٹ رہا بختیارک نے کہا دیکھا آپ نے
امتحان کر کے یہ کیا ہوا خداوند کے مُنہ مین کھڑکی ہو گئی دانت ٹوٹ گئے خون تو مُنہ سے پونچھئے لقانے کہا ہمنے
بھی تقدیر کی تھی تو نہین جانتا یہ بندہ ہمارا نجابے ادب ہو کہ اپنے خداوند سے ایسی بیہودہ گستاخی کی مین
رحم دل ہون نہین تو اِسوقت اِسپر غضب نازل کرون بروز معرکہ اِسکو سزاے سخت دی جائیگی اس بے ادبی
کا بدلہ لے لیا جائیگا اب جو دیکھا تو جمہور جہان سوز طرطوس تبرزن بہادر اور ثریاے زنگی شہزادۂ زنگبار اور
طویل زنگی آئے تیس تیس ہزار سوار جرار نامدار اِنکے ساتھ ہین لقانے پوچھا یہ کون سے سردار ہین بختیارک نے
کہا یہ شہزادۂ زنگبار ہین جو سب کے آگے ہو اُسکا نام جہانسوز تبرزن بہادر ہو اور جو بیچ مین ہو اُسکا نام نامی
ثریاے زنگی ہو اور جو سردار پیچھے ہو اُسکا نام طویل زنگی ہو اتنے مین پھر گرد اوڑتی دیکھا شہزادہ دوران رستم زمان
علمشاہ نوجوان سات لاکھ فوج جرار و نمودار و نامدار کی جمعیت ہمراہ لیے ہوے بڑی دھوم دھام کر و فر سے
آے اور آلاگرد فرنگی اور مالاگرد فرنگی خادمانہ ساتھ ہین اور آپ سلاح جنگ سے آراستہ زرہ خود و بکتر چار آئینہ پہنے
تاج شہریاری سر پر تیغہ کپتیان فرنگی ہاتھ مین لقانے پوچھا یہ کون جوان رعنا ہو بختیارک نے کہا خداوند یہ سردار
اولوالعزم جگر گوشہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران رستم زمان ہو علمشاہ نوجوان نام اِسکا ہو اور رستم پیلتن و پیلکن
کشندۂ دویل ہندی و کشندۂ کپتیان فرنگی بھی کہتے ہین یہ مذکور تھا کہ دیکھا شہزادہ ہندوستان داراے ہند
لندھور بن سعدان جانشین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا آیا ہمراہ اُسکے نو لاکھ
فوج نیزہ دار کماندار تیغزن تبرزن ایک ایک صفدر و صف شکن ہو اور آپ فیل میمونہ مبارک پر سوار مسلح و
مکمل تیغۂ شرر افشان و داب مین گرز گاو سر اراب پر گرگراتا ہوا لقاے بے بقانے دیکھکر پوچھا یہ کون سا سردار ہو

بختیارک نے عرض کیا یا خداوند آپ نے اسکو نہیں پہچانا یہ شہزادہ ہندوستان دارائے ہند لندھور بن سعدان
گرد جانشین حمزۂ صاحبقران دست راستی اول درجہ کا ہی جو ایلچی گری کرکے نامۂ امیر باتوقیر لیکر دربار خداوندی
مین آیا تھا لقا یہ سنکر چپ ہو رہا بعد اسکے شہزادہ بدیع الزمان نور چکیدۂ صاحبقران زمان مع اپنے رفقائے
سنجانی کے آئے اور سات لاکھ فوج ظفر موج غرق سلاح جنگ مرکبان کمیت و سرنگ پر سوار بڑے جاہ و حشم سے
آئی بارگاہ طہمورث کا اشتر دن پر بار آپ مرکب پری پیکر فلک سیر پر سوار اسلحۂ زرق برق سے آراستہ تیغ
طہمورث دیو بند تولے ہوئے چہرہ بمثال مانند ماہتاب جلالت صورت آفتاب عالمتاب لقائے بے بقانے دیکھکر
کہا یہ سردار نوجوان خوش جمال کس خاندان سے ہی اور کیا اسکا نام ہی بختیارک نے جواب دیا یا خداوند آتنا
جلد آپ بھول گئے اس جوان عالیشان کو بھی نہ پہچانا یہ راحت قلب و جگر روح و جان حمزۂ صاحبقران شہزادہ
بدیع الزمان ہی یہ دوسرا داماد ملک نثراد شوہر ملکہ جہان افروز نور چکیدۂ قدرت کا ہی زمرد شاہ باختری نے کہا
مین اپنے کس کس بندے کو پہچانون ایک دو چار ہون تو نگاہ قدرت مین رہین ای شیطان درگاہ مین بھلا تو ہی منصفی
سے بتا کہ اسقدر بندونکو کیونکر پہچان سکتا ہون جو اسوقت سامنے آئے انکو دیکھ لیا پھر سہو ہو گیا بختیارک نے کہا یا
خداوند آپ بہت سچ اور صحیح و درست فرماتے ہین بعد اسکے کرب غازی شیر حجازی صفدر روصف شکن فخر سہراب و نریمان
فوج قزاقان ہمراہ لیے ہوئے مسلح و مکمل فرس طاؤس صورت پر سوار زیر قلعہ لقا جو آئے لقانے دیکھکر کہا یہ کون سا سردار
جوان فلک نشان ہی بختیارک نے کہا یہ داماد امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کا ہی کرب غازی اسکا نام ہی اب جو
دیکھا تو اسد شیر دل بصد جاہ و تجمل مسلح و مکمل مرکب بادیہ پیما پر سوار ہمراہ اسی ہزار فوج جرار بصد شوکت و شان آئے
لقانے دیکھکر کہا یہ طفل کمسن کون ہی بختیارک نے عرض کیا کہ یہ شہزادہ اسد شیر دل بن کرب غازی نواسا حمزۂ
صاحبقران زمان کا ہی اور داماد یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کا شوہر ملکہ مہر افروز ہی اب اسکے بعد حاکمان و دربند
اپنی اپنی فوج کے ساتھ مثل سیر خارا کن کے آتے ہین اور لقا بختیارک سے ایک ایک کا نام پوچھتا ہی کبھی تاسف

کرتا ہی کبھی منغص ہوتا ہی نظم
رقم کرتا ہی خامۂ روزبان
وہ گلدستۂ گل مہکتے ہوئے
کرو مدح بند تھے جیسے لقار کے
چلو باغبانون کہ آئی بہار

نہین یان ہے اب داستان نازنین
صفائی وہ رستے کی ہوتی ہوئی
سوارونکی آگے لگین وکڑیان
پس و پیش لشکر کے وہ دلکے دل
عجب شد و مد سے سواری چلی

کہ سکتے مین ہین آسمان و زمین
زمین پانی سے منھ کو دھوتی ہوئی
مسن نہین کوئی کوئی نوجوان
تماشا کنان تھا فلک بر محل
ہر اک سمجھا باد بہاری چلی

سواری صاحبقران زمان
شرک آگے ستے چھڑکتے ہوئے
وہ غول ایسے عیار طرار کے
نقیبون کی وہ مثل بلبل پکار
الغرض بعد گذر جانے فوج

بہار و سرداران نامدار و رفیقان عالیوقار و فرزندان فلک اقتدار اب جو زمرد شاہ باختری لقائے بے بقا و بختیارک
بیحیا وغیرہ نے دیکھا کہ سواری مثل باد بہاری زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کی بڑے اہتمام
و انتظام اور شان و شوکت سے مع بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد فلک نہاد آتی ہی خاکروبان سرگرم آگے آگے صفائی
شرک کی کرتے آتے ہین سقے دریادلی سے آبپاشی مین معروف ہین ملازمان شاہی گلدستے گلہائے خوشبودار کے صدہا
ہاتھون مین لیے ہین لخلخے برابر عنبر و سارا کے ہزارہا سلگ رہے ہین کوسون تک دشت مہک رہا ہی اور نیزہ دارون
کی قطار کہ سنانین جنکی مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہین تیغزنون کی بھیڑ گھوڑے انکے ترکی و تازی کمیت و
سرنگ ابلق لیل و نہار آنبر صد تھے فوج بیشمار ہمراہ رکاب سعادت انتساب غول کے غول دل کے دل
ایک طرف مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ایک لاکھ اسی ہزار عیار طرار مع سر خنگ

وخبتر قران ہمراہ لیے ہوے رو مین چلے آتے ہین سواری امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد کی آگے آگے دو علم ظفر شیم نشان فتحمندی جیسے سراسر ہویدا ہی اور صدا بہ آواز بلند خوش الحانی شبگہاے منشور لامع النور سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی پیدا ہی کیونکہ یہ علمہاے خوشنما جنکے پنجے مثل پنجۂ خورشید تابان و درخشان ہین ان علمون کو حکیم خواجہ بزرجمہر نے اپنی صنعت وحکمت سے تیار کیا تھا وہ علمہاے بلند نشان کہ پھر پھرے جنکے رشک کہکشان نقیبان خوش الحان یہ صدائین لگاتے چلے آتے ہین شعر آداب وقاعدے سے ذرا بلبلو چلو ٭ آے نہ اُڑ کے گرد گل نوبہار پر ٭ دیگر تھم تھم کر ہر اک قدم پہ نسیم سحر چلے ٭ کہدو صبا جھکاے ہوے اپنا سر چلے ٭ کوئی نقیب نگہ روبرو کی صدا دیتا ہی کوئی نقیب ترقی جاہ واجلال حشمت واقبال کی آواز لگاتا ہی ڈنکے پر چوب قدم قدم پر پڑتی ہوئی طبل و دہل صداے سلامت وباکرامت دیتا ہی دوست شاد و دشمن پامال کا نعرہ ہر شعر دہ شہنانوازون کی پیاری دھنین چھنچھین گوش زہرا فلک پر سنین ٭ نقیبون کی آوازین خاطر پسند ٭ نگہ روبرو کی صدائین بلند ٭ امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ہمراہ رکاب بادشاہ فلک پناہ سعد بن قباد شہریار گرد اور شہزادگان منزلت نشان سواری ٹبری شد ومد اور دھوم دھام اور اہتمام وانتظام سے زیر قلعۂ لقاے بے بقا گذر کر کوہ دوشاخہ پر پہونچی خیمے بارگاہین چھولداریان تنبو قناتین استادہ ہوئین امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان وبادشاہ کیوان جاہ سعد بن قباد عالیشان بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے اور تمام شہزادگان منزلت نشان وسرداران نامور مع لشکر ظفر پیکر خیمہ ہاے زنگارنگ مین اترے لقاے بختیارک نے عرض کیا کیون خداوند آپ نے جاہ وجلال حشم وخدم لشکر اسلام کا ملاحظہ کیا لقا نے کہا ای بختیارک جب ہماری فوج آئیگی تہلکۂ عظیم برپا ہوگا یہ کہکے وہان سے قیطولون پر گنبد گیتی نما مین آیا دربار آراستہ ہوا لقا تخت پر متمکن تھا کہ خفران کوہی نے آکر عرض کیا یا خداوند آج طبل جنگ بجوائیے کل نقابدار سرخ پوش لشکر اسلام سے مقابلہ کریگا لقا نے کہا ای خفران کوہی ابھی طبل جنگ کیونکر بجواؤن ابھی مجھکو سردارون کے آنے کا انتظار ہی جنگ کی تقدیر نہین کی ہی ادھر امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کو بلایا اور فرمایا ای خواجہ جاؤ ذرا لشکر لقا کی خبر لاؤ خواجہ عمرو بموجب حکم ایسہ باتوقیر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوے اور طرف لشکر لقاے بے بقا کے روانہ ہوے جب صحرا مین پہونچے دور سے ایک خیمہ رشک پیچو بہ فلک نظر پڑا اُس صحراے سبزہ زار مین عجب تازہ بہار دیکھی گل خودرو عجب کیفیت دے رہے تھے غنچون کی چٹک پھولون کی مہک تا بہ فلک جاتی تھی بھینی بھینی بو اُس صحرا مین پھیل کر مشام دل کو بساتی تھی جا بجا سرو کے درختون پر قمریون کا ہجوم کہین تیہو کی صدا کہین نعرۂ حق سرہ کی دھوم علی العموم صداے مرغ سحری سے وہ خندۂ کبک دری کہین فاختہ کی کوکو کی صدا کسی شاخ گل پر بلبل کی نوحہ گری غرض عجب خمہ شگوفہ وادی بینا کار زمرد نگار تھا جو شجر میوہ دار تھا سامنے باغبان قدرت کے نگونسار تھا دشت پر بہار رشک گلشن پستی و بلندی سے ہموار تھا کوسون سبزۂ زمرد گون آبپاشی نسیم سے نم تھا گلچینان چمن کو بھی نوک خار سے غم نہ تھا قطعہ گل جو تھا اُس دشت مین بیخار تھا ٭ سبزہ رشک سبزہ رخسار تھا ٭ نام کو بھی رنج جز راحت نہ تھا ٭ تھا نہ صحرا خلد کا گلزار تھا ٭ ایسے صحراے سبزہ زار مین وہ خیمہ فیض منزل صورت قصر گلشن شدادی معلوم ہوتا تھا ہر گلشن مثل شاخ گل کے شگفتہ پردۂ قنات مثل حجاب زمردگون بوقلمون ڈوریان رگہاے گل ہفت رنگ کی ٹھمی ہوئی خواجہ عمرو کیفیت صحرا و منزلت خیمہ زنگار رنگ دیکھکر بہت شگفتہ خاطر ہوے خیال مین آیا کہ اس خیمے مین چلکے دیکھیے کہ اسمین کون ہی اور کسکا خیمہ ہی ایک گوشے مین بیٹھکر رنگ روغن عیاری کا نکال کر ایک گوسپے کی شکل

بنے اور ایک طنبورا زنبیل سے نکال کر ہاتھ مین لیا اور خیمہ عالی منزلت کے پردے کے آگے طنبورا
چھیڑکر گنگنا نے لگے دو چار تانین ادھر اُدھر کی مارین اور چند شعر اس غزل کے لحن داؤدی مین گائے غزل

غم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا
دم کے جانیکا نہایت غم رہا

جسمین رونے کی حقیقت تھی مرے
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

میرے رونے پر جو آسنے شبنم رہا
برق چمکی ابر باران تھم رہا

سنتے ہین لیلا کا خیمہ تھا سیاہ
اُسمین مجنون کا سدا ماتم رہا

واہ ری دلچسپی رخسار یار
میری تیلی کا دہان تل جم رہا

صبح گذری شام ہونے آئی میر
تو نہ چونکا اب تلک دن کم رہا

خواجہ عمرو یہ غزل بصد خوش الحانی گا رہے تھے کہ ایک کنیز نے آکر پردہ خیمہ نورانی کا اُٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند کنیزین
مثل سیارگان ایک آفتاب صورت مہ طلعت حور شمائل بدر کامل کے گرد گھیرے ہین خواجہ عمرو دیکھتے ہی ہزار جان سے
حسن چہرہ زیبا پر شیفتہ و فریفتہ ہوئے اُف کہکے کلیجہ پکڑ لیا شعر آنکھ سے آنکھ جبکہ چار ہوئی ✤ ایک برچھی جگر کے پار ہوئی ✤
گانا بجانا بھول گئے عیاری کیسی گرفتاری کیسی بے تحاشا خیمہ نورانی مین داخل ہوئے ملکہ شمیمہ بنت خضران نے کہا کیا
تو عمرو ہی خواجہ عمرو نے کہا مین عمرو نہین ہون بلکہ ایک گویا ہون ملکہ نے کہا کیا نام ہی خواجہ نے کہا میرا نام کلاونت رنگارنگ
ہی ملکہ شمیمہ نے کہا ای میان رنگارنگ بیٹھو کچھ گاؤ خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ تم اپنا حال کہو کہ اس صحرا مین تم کیون آئین اور
کون ہو ملکہ شمیمہ نے کہا مین عمرو کی تلاش مین آئی ہون میرا نام شمیمہ بنت خضران ہی خواجہ عمرو یہ سُنکر ہاتھ باندھکر
کھڑے ہوگئے اور کہا ای ملکہ مین شیفتہ جمال بیمثال کا تیرے ہوگیا نقد دل تو رونمائی مین دے چکا اب چھپانا کیا
ضرور ہی مین ہی عمرو بن امیہ ضمری ہون یہ کہکر سر جھکا دیا اور کہا لے ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان مجھکو
قتل کر سر کاٹ لے تجھکو اختیار ہی شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ✤ سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے ✤
شمیمہ دیکھکر کہنے لگی ای خواجہ عمرو مین یون نہین تجھکو قتل کرونگی تو جا کوئی عیاری کرکے آ تو میرے تیرے مقابلہ ہوگا مین بھی
تو دیکھون کہ تو کیسی عیاری کرتا ہی یہ سُنکے خواجہ روانہ ہوئے راہ مین مہتر قران سے ملاقات ہوئی مہتر قران نے پوچھا
اُستاد کہان سے آپ آتے ہین خواجہ نے کہا شمیمہ کو گرفتار کرنے گئے تھے وہان خود شکار ہوگئے اُس شہباز حسن و جمال
شمیمہ نے طائر دل کو میرے صید کیا تیر نگاہ پری رخسار کا نشانہ ہوا ای مہتر قران شعر ایسا بیخود ہوا مین دل نہ رہا قابو
مین ✤ عشق حسن رخ محبوب کا دیوانہ ہون ✤ دیگر مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے ✤ پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہوگیا ✤
اسقدر موجال ہوئے زلف یار ہون ✤ ہر نفس اپنا برنگ تار سنبل ہوگیا ✤ مہتر قران نے کہا اُستاد شمیمہ عیارہ مکارہ کا ان کو
ذرا بت ہوشیاری کے ساتھ رہیے گا جو عیاری کیجیے گا سمجھ بوجھ کے کیجیے گا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہی یہ کہکے دربار امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران مین آئے اور عرض کیا حضور مین حال دریافت کر آیا ہون وہ جو نقابدار سرخ پوش بنکے مقابلے
کو آیا تھا وہ شمیمہ بنت خضران کوہی عیارہ تھی اور وہی در پئے فساد اب ہو رہی ہی میرے پیچھے پڑی ہی بعد اُسکے خواجہ عمرو اپنے
خیمے مین آئے متفکر تھے کہ کون سی عیاری کرکے شمیمہ کو اپنے قبضے مین لاؤن پشت دست راست اُٹھا کر دیکھا تین سو ساٹھ
سکاربان دست بستہ سامنے آکھڑی ہوئین اُسمین سے ایک کو پسند کرکے اُٹھ کھڑے ہوئے اور رنگ روغن عیاری کا نکال کر
مہتر گردمرد کی شکل بنے اور خیمہ محبوب یعنی شمیمہ حسینہ کیطرف روانہ ہوئے جب در خیمہ شمیمہ پر پہونچے پکار کر آواز دی منم
مہتر گردمرد عیار خداوند لقا کنیزون نے آواز گردمرد کی سُنکر خیمہ مین بلا لیا شمیمہ گردمرد کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا
کہ آپ اسوقت کدھر تشریف لائے اور مجھ ناچیز کو کیون سرفراز کیا گردمرد نے چند خوشے انگور کے شمیمہ کو دیئے اور کہا کہ
خداوند لقا نے یہ تجھکو تحفہ عنایت کیا ہی اور یہ نامہ بھیجا ہی اور فرمایا کہ یہ میوہ بہشت اُسکو دینا کہ اُسکے کھانے سے
تجھکو اور زیادہ جوش و ولولہ شجاعت و عیاری کا ہوگا عمرو کو جلد گرفتار کرکے بھیجنا شمیمہ نے وہ خوشہ انگور

ہاتھ مین لیے اور کہا حکم خداوند لقا بسر و چشم بجا لاونگی اسوقت میرا دل تمھارے دیکھنے کو بہت چاہتا تھا تمکو دیکھکر تسکین
خاطر ہوئی اور ایک کرسی زرنگار رکھی تھی شمیمہ نے کہا اس کرسی پر بیٹھو وہ کرسی بظاہر تو عمدہ تھی مگر نہین معلوم کہ کچے تاگے
سے بنی ہوئی تھی جیسے ہی گرد مرد نقلی اُس کرسی پر بیٹھا ایک آواز تڑانے کی پیدا ہوئی اور گرد مرد نقلی چوتڑون کے
بل کرسی کے اندر دھنس گیا اور فوراً دو پنجے کرسی کے اندر سے پیدا ہوگئے ادھر فوراً گرد مرد نقلی نے جست کی دیکھا
کہ کرسی اوپر اور نیچے گرد مرد نقلی حلقہ ہاے کمند مین پھنسے ہوے تھے گرد مرد نقلی نے کہا واہ واہ خوب خاطرداری
گرد مرد کی بنے کی ہی شمیمہ نے کہا ای گرد مرد مجھکو تمھارے اوپر عمرو کا شک ہی کہ شاید عیاری کرکے آیا ہو اور ابھی تک مجھکو
شک ہی یہ کہکے کنیزون سے کہا گرم پانی لاکے ہاتھ منھ گرد مرد کا دھلاؤ جیسے ہی کنیزون نے گرم پانی سے منھ دھلایا
چہرہ اصلی عمرو کا نمایان ہوا کنیزین ادہی ادہی کرکے پاس سے ہٹ گئین شمیمہ نے عمرو کو دیکھ کے کہا باش او
دزد باریک گردن مین ابھی تجھکو قتل کرتی ہون دیکھا تو نے میری عیاری کو کیا حقیقت تیری عیاری کی ہی مین نے
تجھکو فوراً پہچان لیا خوشہ انگور بیہوشی میرے کھلانے کو لایا تھا سچ کہنا کیا بچی ہون عمرو کی کمر مین ایک بڑا خنجر
لگا ہوا تھا فوراً خنجر پر ہاتھ ڈال دیا اور کہا مین ابھی تجھکو قتل کرتی ہون یہ کہکے خنجر کمر سے کھینچا ایک شرارہ دھوین
کے ساتھ میان سے خنجر کے نکلا ملکہ شمیمہ کو اور جو کنیزین پاس کھڑی تھین اُنکو چھینکین آئین اور تڑاق سے گرکے بیہوش
ہوئین عمرو نے زور کرکے حلقے کمند کے توڑے اور نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری دیکھو یون عیاری
کرتے ہین یہ کہکے شمیمہ کا پشتارہ باندھا اور لیکر چلے کنیزین دوڑین عمرو نے للکارا کہ خبردار میرے پاس نہ آنا ورنہ
سب کو مار کے ابھی ڈال دونگا تم کو کیا دخل ہی ہمارے اُسکے عیاری کی لڑائی ہی یہ کہکر روانہ ہوے وہ ہنگام شب
چاندنی چھٹکی ہوئی انجم کی انجمن فلک پر تابندہ صحرا سنسان باد شمیم تھم تھم کر چل رہی ہی گلہاے صحرا مہک دے رہے
ہین خواجہ پشتارہ لیے چلے جاتے ہین کہ راہ مین ایک طرف سے آواز دردناک پیدا ہوئی تھم کر سُنا کوئی شل مجروح
کے آہ آہ کر رہا ہی اُس صدا کی طرف متوجہ ہوکر چلے دیکھا کہ ایک غار مین ایک نازنین مہ جبین حسین مہر تمکین تلوار سے
گھائل تڑپتی ہوئی خون ہر زخم سے جاری ہی سینے پر تلوارین ایسی بے جگہ پڑی ہین کہ ثمر حسن کے دونون کوسے شگافتہ
ہوکر دو پھانکین ہوگئے ہین خواجہ عمرو کو دیکھکر حال اُس رشک مہر کا بہت رنج ہوا پوچھا تو کون ہی اور کیا نام تیرا
ہی اُسنے صداے حزن سے کہا میرا نام ماہ طلعت ہی ایک شخص اِس گانون مین سے اُٹھا لایا تھا طالب وصل ہوکر
آمادہ ہوا مین مانع ہوئی اور اُس سے راضی نہوئی اُسنے مار کے مجھکو اس غار مین ڈال دیا ای شخص تیرا احسان
ہوگا یہ بتانین سونے کے اور جو کچھ زیور ہی تو یہ سب لے لے مجھکو اِس قریہ مین پہونچا دے کار ثواب ہی اور تیرا احسان
ہوگا خواجہ عمرو کو بھی زیور اُسکا دیکھکر لالچ آیا دل مین کہا ای عمرو یہ بیچاری بہت زخمی ہی اور یہ قریہ بھی قریب ہی
اِسکو پہونچا دو اور زیور لے لو بس پشتارہ شمیمہ کا رکھدیا اُسنے پوچھا اِس مین کیا ہی خواجہ نے کہا کہ اِسمین کچھ
اسباب میرا ہی تجھے اِس سے کیا کام مین تجھکو تیرے گھر پہونچانے دیتا ہون تو خاطر جمع رکھ یہ کہکر خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری ماہ طلعت کے پاس آئے اور چاہا خواجہ نے کہ اُسکو پکڑ کے اُٹھائین کہ ماہ طلعت نے حقہ
بیہوشی کھینچ مارا خواجہ عمرو بیہوش ہوکے گرے ماہ طلعت نے اُٹھکر خواجہ عمرو کی مشکین باندھین اور ملکہ
شمیمہ کا پشتارہ کھول کے اُسمین عمرو کا پشتارہ باندھا اور شمیمہ کو ہوشیار کیا ملکہ شمیمہ نے آنکھین کھول کر
اور ہی کرشمہ دیکھا پوچھا ای ماہ طلعت وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہی ماہ طلعت نے کہا آپ کو عمرو بن امیہ ضمری
بیہوش کرکے لیچلا تھا مین نے اِسطرح سے عیاری کرکے آپ کو رہا کیا اور عمرو کو گرفتار کیا یہان تو یہ ذکر تھا کہ

پشت سے ایک دیو گے للکارنے کی آواز آئی پلٹ کر جو دیکھا ایک دیو طویل القامت سیاہ رنگ جسیم و تجسم قریب آیا
اور کہا منم فرشتۂ فرشتگان مقرب خداوند اے شمیمہ وا ماہ طلعت اِسوقت خداوند تیری نہایت فخر و مباہات
کرتا ہے اور کہا کہ جو کچھ تو کارگذاری کر رہی ہے مین سب دیکھ رہا ہون پہلے وہ تقدیر کی تھی کہ تونے عمرو کو گرفتار
کیا پھر بشریت پر تجھکو چھوڑا خود تو گرفتار ہوئی اب پھر ہم کو رحم آگیا اسطرح کی تقدیر کی کہ ماہ طلعت وزیرزادی
نے تجھکو رہا کرا کے عمرو کو گرفتار کرایا شاباش مرحبا کیا کار نمایان کیا اے شمیمہ عمرو بن امیہ ضمری کو گرفتار
کرکے بھیجدے یا خود ساتھ لے کر چل شمیمہ نے کہا اے فرشتۂ قدرت میری طرف سے خداوند سے عرض کرنا کہ یہ سب
بندہ نوازی اور قدرت نمائی خداوند کی ہے جو کچھ کہ مجھ ناچیز سے ظہور مین آیا ورنہ لونڈی کی کیا اصل وحقیقت
ہے عمرو کو تو مین نے گرفتار کیا ہے آپ کی خدمت مین بھیجتی ہون مگر مین اِس وقت آنے سے معذور ہون
کہ بسبب گرفتار ہونے کے خستگی ہے مجھ کو اِس وقت چلنا ایک قدم دشوار ہے پھر کسی وقت حاضر ہونگی
یہ کہکے خواجہ عمرو کا پشتارہ اُس فرشتۂ قدرت کو دیا فرشتۂ قدرت نقلی نے عمرو کو قبضے مین کرکے پشتارہ
دوش پر لگایا اور آپ بغدے ہیکر بصورت اصلی نعرہ کیا نعرۂ مہتر قران سریع السیر جون باد بہادری * جہان
سرہنگ در خنجر گذاری * بہ میدان اژدر آتش فشانم * منم مہتر قران شیر ژیانم * باش او عیارہ مکارہ
یون عیاری کرتے ہین یہ دیکھکر شمیمہ نیمچہ کھینچکر مہتر قران پر جھپٹی اور پکاری او عیار مکار تونے مجھکو بڑا
دھوکھا دیا کہان جاتا ہے یہ کہکے ہاتھ نیمچے کا مارا مہتر قران نے بغدے پر روکا اور کہا کہ اُستانی اب نہ ہاتھ
نیمچے کا مارنا مین تم کو نہین مار سکتا ہون کہ تم اُستاد کی منظور نظر ہو معشوقہ محبوبہ اُستاد ہو چکی ہو ورنہ ایک ہی
ہاتھ مین بغدے کے دو ٹکڑے کرتا غرضکہ دو چار ہاتھ نیمچے کے شمیمہ نے مارے مہتر قران نے کچھ خالی دیئے کچھ
بغدے پر روکے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو لے نکلا ناگاہ خواجہ عمرو بھی ہوشیار ہوے مہتر قران نے
ساری حقیقت بیان کردی اُدھر مہتر قران نامور کو شمیمہ بنت خضران کو ہی نے آواز دی ذرا ٹھہر جاؤ عمرو
سے مجھے کچھ کہنا ہے غرض کہ شمیمہ و ماہ طلعت قریب خواجہ عمرو و مہتر قران کے آئین مہتر قران صورت زیبائے
ماہ طلعت پر فریفتہ تو ہو چکا تھا ابکی دیکھنے مین ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو کر بیتاب ہو گیا اور کہا
اے جان جہان اے آرام دل بیتابان مجھکو تم اپنی غلامی مین قبول کرو سینہ سے لگجاؤ تو صبر و قرار آئے دل
محزون شگفتہ ہو ماہ طلعت نے کہا ارے موئے مونڈی کاٹے کچھ شامت تیری آئی ہے منہ نہ دیکھا اپنا جو معشوق
حسین و جمیل دیکھا پھسل گئے عاشق ہو گئے جا پہلے گڑھیا کے پانی سے منہ اپنا دھو آ تو پھر عشق و عاشقی
کرنا مہتر قران نے کہا انشاء اللہ تمہارے وصل سے دل شاد خانۂ ویران کو آباد کرینگے غرضکہ ملکہ شمیمہ نے
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے کہا کہ تیری بھی عیاری دیکھی اور تیرے شاگرد کی بھی عیاری دیکھی
جا آج اپنے لشکر مین طبل جنگ اپنے نام پہ بجوا میرے اور تیرے میدان رزمگاہ مین مقابلہ ہوگا جو کچھ
ہوتا ہے وہ کل ہو جائیگا دم بھر مین میرا تیرا فیصلہ ہو جائیگا کل مین میدان جنگ و جدال مین دلہن بنکر
آؤنگی عروسانہ جلوۂ حسن و جمال دکھاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا اے معشوقہ خانہ زیب و اے محبوبہ دلفریب شعر
تمہاری نذر کو ہر ایک آن حاضر ہے * سر و دل و جگر و روح جان حاضر ہے * عاشق کو کیا عذر ہے جو کچھ کہ حکم ہو
بسر و چشم بجا لاؤن اگر ارشاد حضور ہو تو سر اپنا کاٹ کر رکھدون اشعار

سر بلند سامنے فوراً دل بسمل آئے	کھینچکر خنجر خونخوار جو قاتل آئے
ذبح اسطرح کرا کہ دم بھی نہ تڑپون گر کر	جبین بسمل کو تہ خنجر قاتل آئے

پانون مین طاقت رفتار نہین جز ضعف	قطع کرنے کو جو دل عشق کی منزل آے	انتہا عشق کی معلوم کسی کو نہ ہوئی
یہ وہ دریا ہی نظر جسکا نہ ساحل آے		

یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر لشکر اسلام کی طرف آے ملکہ شمیمہ اور ماہ طلعت

اپنے خیمہ کی جانب چلین شمیمہ نے آکر اپنے باپ خفران کوہی سے کہلا بھیجا کہ آپ خداوند لقا سے اجازت لیکر طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے اور آپ فوج لے کر جلد آئیے جس وقت خفران کوہی کو یہ معلوم ہوا الحکم خداوند لقا طبل بجوایا اور فوج لے کر خفران کوہی روانہ ہوا ادھر کا حال سنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دربار امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مین آے اور عرض کیا ای امیر باتوقیر آج میرے نام پر کوس حربی بجیگی کل میدان کارزار مین شمیمہ نبت خفران کوہی عروس نوبنکر آئیگی اور مین بھی دولھا بنکر میدان جنگ مین جاؤنگا آج میری حضور سے اور سب سرداران وشہزادگان سے رخصت ہی جو کچھ خطا ہوئی ہو بحل کردیجیے عمرو کی آج رات آخری ہی امید حیات قطع ہوگئی کس واسطے کہ مین اسکا عاشق زار ہون میرا ہاتھ اسپر نہ اٹھیگا اور وہ مجھکو ضرور قتل کریگی امیر باتوقیر نے یہ سنکے آنکھون پر رومال رکھ لیا اور اشک حسرت بہانے لگے سردار سب رونے تھے شہزادون کو نہایت صدمہ و ملال ہوا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سمجھاتے تھے کہ ای خواجہ عمرو کل تم مقابلہ کو شمیمہ نبت خفران کے نہ جاؤ کسی اور کو اسکے مقابلے مین بھیجدو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا حضور یہ کبھی مجھ سے نہوگا عمرو کل بمقابلہ شمیمہ نبت خفران کوہی ضرور جائیگا اور جان اپنی دیگا پھر تو لشکر اسلام مین ایک محشر تازہ برپا ہوا ادنی اور اعلی پیر و جوان سب خواجہ عمرو کے لیے روتے تھے اور کف افسوس مل مل کے کہتے تھے کہ بڑا غضب ہوگا اگر خواجہ عمرو شمیمہ کے ہاتھ سے مارے گئے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اپنا بہت برا حال کرینگے کہ خواجہ عمرو ساتھ کے کھیلے ہوے بچپنے کے رفیق ہین اور اپنے بھائی سے بڑھکر خواجہ عمرو کو سمجھتے ہین یہان یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگ شمیمہ نبت خفران کوہی کے نام پر بجا ہی اور ابھی اپنے مقام سے خفران کوہی مع فوج کے چلا ہی یہ سنکر بموجب رآے خواجہ عمرو امیر باتوقیر نے کوس حربی کا حکم تو دیدیا مگر نہایت صدمہ و ملال ہوا اگریہ وزاری کو ترقی ہوئی اور دربار امیر باتوقیر محفل ماتم خانہ رنج و غم ہوگیا غرضکہ لشکر اسلام مین کوس حربی بجا گویا نقارہ عزا نوازش مین آیا خواجہ دربار امیر باتوقیر برخاست کرکے اپنے خیمے مین آے اور سب عیارون کو جمع کیا اور ایک ایک سے وصیت کرکے رخصت ہوے اور کہا کہ کل ہماری برات کے ساتھ ایک تکلیف اور کرنا کہ ہمکو منزل اول تک پہونچا دینا پھر تم لوگون سے تا حشر خواجہ عمرو کوئی کام لینے کو ملک عدم سے نہ آیگا عیاران لشکر اسلام ابعد رنج و آلام سب کے سب چیخین مار مار کر رونے لگے اور ہر ایک عیار خواجہ عمرو کے گلے مل مل کے روتا تھا اور وداع کرتا تھا وہ صحبت بزم عزا تھی نالہ و آہ کی صدا آسمان تک جاتی تھی وہ شب قیامت کی شب تھی سیارے بھی اس مہر سپہر عیاری کے لیے محزونی اپنی ظاہر کرتے تھے کہ ٹوٹ ٹوٹ کے گرتے تھے عجب دردناک وہ رات تھی ایک شب ظاہر مین باقی حیات تھی الغرض دو پہر رات گئے تمام عیارون کو رخصت کیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مشغول بہ تیاری عیاری ہوے اپنے تئین دولھا برات کی رات کا بنایا خلعت شاہانہ پہنا آنکھون مین سرمہ دیا شملہ سر پر رکھا اور پھولون کا گہنا پہنا بدھی بیلے کی گلے مین طرہ گیجھے دار کان مین لگایا سہرا بھاری بیلے کے پھولون کا شملے پر باندھا بالون مین تیل لگایا منھ مین الیس پان کا بیڑا دبایا عطر سہاگ کا خوب لگاکر دولھا بنکر تیار ہوے اسوقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پر وہ حسن نوشاہی تھا کہ شمع محفل نثل پروانے کے صدقے ہوتی تھی ترک فلک بلا گردان ہوا مہتاب و آفتاب نے تارون کو نچھاور کرکے صدقے اتارا الغرض خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے وہ دو پہر رات اپنی اہتمام عروسی مین بسر

کی ناگاہ فراش سپہر خبر آمد مہر سنکر دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور سے کر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدہ سحری بصد
جلوہ گری قبہ چرخ اخضری پر چمکا کہ یکایک نوشاہ روز عالم افروز آفتاب جہانتاب نے دامن سحاب نور کو بصد آب و تاب
کھینچا تابندگی سے بیحجاب ہوکر بند نقاب شعاع کو دور کیا کہ دیکھا سبھون نے نوشاہ مشرق نے آسمان پر ظہور کیا
تمام عالم ایجاد کو نور سے پر نور کیا از زمین تا چرخ برین ضیاے نور چہرہ نوشاہ مہر سے معمور مگر جب ماہ تابان اندھے درخشان
سے بشکل حیران نہایت پریشان ہوکر دامن کہکشان مین پنہان ہوا بس صبح ہو گئی شعر مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری
سے * پھولا گل خورشید نسیم سحری سے * عیاران لشکر اسلام ایک لاکھ اسی ہزار در خیمہ خواجہ عمرو پر حاضر ہوے یہان
خواجہ تخت شاہانہ پر دو طا بنکے بیٹھے عیارون نے تخت کو اُٹھایا بارگاہ امیر با توقیر پر حاضر ہوے صاحبقران زمان سے
وداع ہوتے وقت عرض کیا کہ ای امیر آج جام حیات میرا لبریز ہو گیا مین شمیمہ کا عاشق زار ہون میرا ہاتھ اُسپر ارنے کو
نہ اُٹھیگا اور وہ مجھکو بیشک قابو پاکر نہ چھوڑیگی ضرور قتل کریگی جو مجھ سے خطا ہوئی ہو بحل کیجیے سب سرداران لشکر اسلام
میرا کہا سنا معاف کرین کہ اب سفر ملک عدم قریب ہے یہ منزل قبر بہت سخت ہے وہ تنہائی کا سامنا وہ تاریکی لحد
نکیرین کا مقابلہ نہ کوئی دوست نہ آشنا اقربا نہ ہمدم نہ مونس اعمال کی پرسش دریاے عصیان کی طغیانی سواے
ناخداے کشتی دو جہان پروردگار عالم کوئی حامی و مددگار نہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے اس عبرت آمیز کلام پر
امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان اشک حسرت آنکھون مین بھر لاے منہ پر رومال رکھ کے رونے لگے تمام سردارون
مین کہرام گریہ وزاری کا برپا لشکر اسلام مین بھی شور گریہ خواجہ عمرو کی جدائی کا بلند ہوا ہاے خواجہ ہاے خواجہ
کا غل تھا عیارون مین ہاے استاد کی صدا بلند تھی ہر شخص خواجہ سے گلے مل مل کر بعد شور و شین الوداع الوداع کہتا
تھا تخت روان پر خواجہ دو طا بنے ہوے عیار وہ تخت کاندھون پر اُٹھاے گریہ وزاری کرتے ہوے چلے تمام لشکر
اسلام ہمراہ ہے اور سرداران عالیشان بصد صورت غمناک ساتھ ساتھ تھے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بھی بچشم
پرنم بصد رنج والم سردارون کے بیچ مین اسطرح وہ تخت روان دولہا کا جاتا تھا گویا تختہ تابوت پر کسی بادشاہ کا جنازہ
بڑی دھوم دھام سے مقبرے کی طرف جاتا ہو اور سب ادنی اعلی فوج و رعایا سردار و ملازم روتے ہوے ساتھ ہون
الغرض اس صورت سے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری میدان کارزار مین آے ادھر لشکر کفار نابکار اور خفران کوہی
گھوڑے پر سوار اور شمیمہ بنت خفران کوہی برات کی شب کی دلہن بنی عطر سہاگ مین بسی تخت عروسی پر متمکن
گھونگھٹ ڈھالی ہاتھ کا سہرا تقیشی سر سے بندھا ہوا شاہانہ جوڑا زیب جسم گویا آفتاب عالمتاب کرن مین پنہان
غرض دونون تخت میدان رزمگاہ مین اُترے شمیمہ نے للکارا ای عمرو ہوشیار ہو قضا تیری آپہونچی کس خواب
خرگوش مین ہے کھینچ نیمچہ مقابلہ کر خواجہ نے کہا ای جان جہان ای راحت و آرام دل عاشقان معاذ اللہ تجھ سے
معشوق خوبرو حسین جمیل شکیل پر نیمچہ براے قتل اُٹھاؤن جن ہاتھون سے یہ ارادہ کرون وہ ہاتھ میرے قطع ہون ای
پیاری غنچہ دہن گلبدن تجھپر جان صدقے ہے روح نثار ہے یہ کہکر سر جھکا دیا اور کہا لے ای دلبر عاشق کو کیا عذر ہے حاضر
ہے سر کاٹ لے شعر بحل کر یا جدا کر تیغ سے کیا عذر عاشق کو * تری آغوش مین سر جان جان نہوڑائے بیٹھے ہین *
شمیمہ نے کہا ای عمرو کیون مکر کی باتین کرتا ہے نیمچہ کھینچ میرے تیرے مقابلہ جنگ ہو خواجہ نے کہا ای جانی مین کبھی تجھپر
نیمچہ نہ کھینچونگا شعر لگا قتال عالم ہاتھ اک شمشیر بران کا * یہ حسرت ہے کہ سر کٹ کر گرے آغوش عاشق مین * یہ سنکر شمیمہ
نے کہا دیکھو ای عمرو بچا بیگا نیمچہ کھینچ میرا وار روک مین حجت تمام کر چکی یہ تیری عیاری مکاری کی باتین مین نہین سنتی
اب مارتی ہون ہاتھ نیمچہ قضا سیم کا کہ سر کٹ کے ادھر گریگا پھر کچھ تیرے بناے نہ بنیگا خواجہ نے کہا ای محبوب مین کہتا

یون دیر نہ لگا عاشق کو بغیر وصل معشوق جینا دشوار ہی جلد سر کاٹ دے شعر حاضر یہ سر ہو کاٹ لو خون بھی بحل کیا ٭ ہوا انفراغ
عشق کا جھگڑا تمام ہو ٭ یہ سنکے شمیمہ عیارہ نیمچہ کھینچ کر جھپٹی ادھر خواجہ عمرو نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھا شعر بابا و عنقبا زونکو
ذرا جرأت مری دیکھین ٭ تہ شمشیر جانان یون سر تسلیم رکھتے ہین ٭ شمیمہ نے ہاتھ نیمچہ کا لپک کر عمرو کو مارا سر خواجہ عمرو کا
کٹکر دھڑ سے زمین پر گرا لاشہ گر کے خاک پر تڑپنے لگا خون کا دریا جاری ہوا یہ تماشا تمام لشکر اور سب سردار دیکھتے
تھے جیسے ہی عمرو کا سر کٹا صاحبقران آنکھون پر رومال رکھکے رونے لگے سرداران لشکر اسلام مین شور و شیون
و ماتم شروع ہوا یہان جیسے ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا بدن سے سر جدا ہوا اور لاش زمین پر گری فوراً لاش
سے آواز آئی شعر ایک دن مرتا سو اب مر گیا عاشق تیرا ٭ وصل کی رہگئی ای جان یہ حسرت باقی ٭ شمیمہ عیارہ
دوڑ کر لاشہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پر آئی اور پکاری ہاے افسوس ای خواجہ مین کیا جانتی تھی کہ تو میرا ایسا
عاشق زار ہی شعر میرے عاشق تری کیا مفت گئی جان افسوس ٭ مین نہ سمجھی تھی کہ ہی دل سے تو شیدا میرا ٭
ای فدا گشتۂ جان نثار و ای دلدادۂ محبوب اب مین تیری لاش کو اٹھا کر ہم آغوشی کرونگی سینے سے سینہ لگاؤنگی
بوس و کنار سے روح کو شاد کرونگی تیرے غم مین ہمیشہ سوگ نشین رہونگی یہ کہکر لاش کو کھینچا اور سر بالین لاش
بیٹھ گئی اور کس اشتیاق و دلسوزی و محبت سے کٹی ہوئی گردن اپنی آغوش مین رکھی مسیحائی معشوقانہ ظاہر کرنیکا
قصد کیا یکایک لاش آغشتۂ خون و خاک نے بصد شوق و اشتیاق دل مبتلاے فراق دونون ہاتھ اٹھا کر گردن محبوب
جانی مین حمائل کیے اور وہ بنے ہوئے ظاہر مین تھے حلقہ ہاے کمند شمیمہ عیارہ و مکارہ پر پڑے وا بستہ محبت تازہ
گرفتار ہوئی یہان خواجہ عمرو نے کٹا ہوا خول متوے کا خون بھرا ہوا سر اصلی سے اپنے نیچے آتارا اور جیب سے
آٹھکر نعرہ کیا نعرہ عمرو عمردم کہ کلاہ از سر قیصر برم ٭ خال رخ بختک بداختر برم ٭ در محفل خسروان جو گردم ساقی ٭ جام و
قدح و سبو و ساغر برم ٭ باش ای عیارہ مکارہ محبوب دلفریب و معشوق جامہ زیب دیکھا میری عیاری کو تو نے یہان لشکر
اسلام مین تو تمام شہزادون نے واہ واہ کا شور مچایا سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا عیاری کی ہو دل دوستان شاد کیا و دشمنون
کو برباد کیا ای خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کیا کہنا تمہارا مثل و نظیر نہین تمہارے سامنے کون عیاری کر سکتا ہی ادھر ملکہ شمیمہ
منفعل و محجوب ہوئی ماہ طلعت وزیرزادی ملکہ شمیمہ کی لپک کر مثل برق کے پاس شمیمہ کے آئی اُسنے بھی خواجہ کی بڑی
تعریف کی اور کہا ای ملکہ حقیقت مین عیاری اسکا نام ہی اب اس سے بڑھکے کوئی کیا عیاری کریگا شمیمہ نے کہا ای
ماہ طلعت تو منصف ہی بیشک یہ شخص عیار کامل بلکہ شہنشاہ عیاران عیار و سلطان طراران خنجر گذار ہی مین نے تو اب
اسکی اطاعت و فرمانبرداری قبول کی دین اسلام بصدق دل منظور کرتی ہون یہ ذکر تھا کہ خفران کوہی اپنے سرداران
لشکر سے بڑھکر آیا اور اپنی بیٹی شمیمہ سے خواجہ عمرو کی بہت منت و ثنا کی اور کہا مین بھی دین اسلام قبول کرتا ہون
جسکو میرا ساتھ دینا ہو آے دین اسلام قبول کرے اور اطاعت صاحبقران عالیشان کی کرے غرضکہ خواجہ عمرو
ملکہ شمیمہ و ماہ طلعت وزیرزادی و خفران کوہی وغیرہ کو ہمراہ لیے ہوے خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
زمان مین حاضر ہوے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد اور امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو کی بہت تعریف کی خواجہ
نے مجرا کیا سب سردارون نے خواجہ عمرو کو گلے سے لگایا خوش ہو کر ملے عیار ایک لاکھ اسی ہزار سب خواجہ
سے بغلگیر ہوے سبھون نے کہا آج پھر از سر نو زندگی ہوئی ملکہ شمیمہ اور خفران کوہی اور ماہ طلعت
وزیرزادی نے از سر صدق مسلمان ہو کر کلمۂ طیبہ پڑھا زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا پر لعنت کی بت پرستی
سے دست بردار ہوے زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا صاف چہرے پر نور دین اسلام نظر آیا وحدانیت

پروردگار کے قائل ہوئے امیر باتوقیر وبادشاہ جمجاہ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے تمام سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے خیمون مین گئے خواجہ عمرو شمیمہ کو ہمراہ لیے ہوئے اپنے خیمہ مین گئے امیر باتوقیر نے انعقاد جلسۂ جشن شادی وخرمی عمرو کے زندہ ہونیکا لشکر اسلام مین حکم دیا اور بارگاہ سلیمانی مین بھی جشن نو کیا خواجہ عمرو بھی بعد شادی وسرور ناؤ نوش مین مشغول ہوئے

شعر وہ شب شب برات تھی دن روز عید تھا ٭ شادی یہ تھی سراک کو ظفریاب ہم ہوئے

وو کلمے داستان حیرت نشان جمعیت سرداران زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا وجنگ وجدل رستم زمان علمشاہ نوجوان کے بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا تو زلال فرنگ
کہ رندون کو ہے جنگ کی پھر امنگ
یقین ہے کہ جلینگی پھر بجلیان
یہان ہو گا پھر خون کا دریا روان
ہوا چاہتا ہے پھر اب جھگڑا
ارے ہوش مین آ ذرا ساقیا
اٹھا چاہتا ہے پھر اب غلغلا
ہوا چاہتا ہے تلاطم بپا
نہ دے طول اب داستان کو سحر
بس اب مختصر کر بیان کو سحر

غزل

جسم کیسا یان لباس جسم آدھا ہو گیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہو گیا
خوب محشر کرکے برپا یار کو دکھلا دیا
میرے اسکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا
طوف کے حیلہ سے ہم بھی گھورنے کو جائینگے
بنکے آہو سایہ اپنا دشت پیما ہو گیا
بنگیا محراب کعبہ کا پیام جام مے
پی گئے آنسو جو خالی جام صہبا ہو گیا
آج اور رفتار جانان کا رفردا ہو گیا
سایۂ قامت بھی کیا بڑھتا ہے تیری ہی طرح
گر سیہ پوشی سے کعبہ چشم لیلا ہو گیا
خود نما جب ہو گیا آئینہ سودائے عشق
مست ہین اللہ کے جو منھ سے نکلا ہو گیا
اب تو ساقی نام دریا نوش اپنا ہو گیا
وائے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
سرو گلشن مین ہوا جنت مین طوبی ہو گیا
سلسلہ جنبان ہوئی گردش جو چشم یار کی
حلقۂ زنجیر مجنون چشم لیلا ہو گیا

بیت بہر فتنہ سازندگان فساد ٭ نگارند مضمون جنگ وجہاد ٭ سلحشوران میدان کارزار وبنرد آزمایان ہنگامہ گیرودار جمعیت لشکر مضامین اعلا کو بر طبع آرائی ذہن رسا بہ نوک سنان قلم تیز رقم صفحۂ جنگاہ مین یون صف آرا کرتے ہین کہ جب خفران کوہی مع چند سرداران نامی وگرامی اور اپنی بیٹی ملکہ شمیمہ وماہ طلعت وزیر زادی وغیرہ بعد عیاری عروسی ونوشاہی خواجہ عمرو دولت دین اسلام سے یہ سب غنی ہوئے اور فیضیابی خدمت امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان سے شرف اطاعت وفرمانبرداری حاصل کیا خوش وخرم لشکر اسلام مین رہنے لگے ادھر زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کو خبر پہونچی کہ خفران کوہی اور شمیمہ بیٹی اسکی مع ماہ طلعت وزیر زادی وغیرہ کے مسلمان ہوئی نہایت غیظ وغضب مین آیا اور بختیارک نے کہا یا خداوند یہ کیسی تقدیر آپ نے کی کہ خفران کوہی وشمیمہ وماہ طلعت وغیرہ لشکر اسلام مین چلے گئے لقا نے کہا اے شیطان درگاہ من ان بندون نے نافرمانی میری کی اب سایۂ سحاب رحمت سے اپنے انکو نکالدونگا دیکھ تو کہ انکے واسطے کیا ہوتا ہے اب تقدیر کرتا ہون سردار آنے والے ہین وہ انکو گرفتار کرکے جہنم مین ڈال دینگے یہ سب اپنی سزا کو پہونچینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے خبر دی یا خداوند قاقم کوہ کی طرف سے ببران ببر سوار وملک بنالک غول وشم کلاہ کرگدن پیشانی کئی لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے آتے ہین لقا نے حکم دیا کہ سردار ہمارے لشکر کے جائین اور استقبال کرکے بڑے حشم وخدم سے سب کو لائین فوراً سرداران لشکر لقا گئے اور سب استقبال کرکے بڑے اہتمام سے ان سردارون کو لائے جسوقت وہ تینون سردار بارگاہ لقا مین داخل ہوئے پہلے سجدہ کیا پائے تخت زمرد شاہ باختری کو بوسہ دیا پھر ببران ببر سوار نے حال لشکر اسلام دریافت کیا بختیارک نے کہا سرداران اسلام نے بڑے بڑے سرداران خداوند کو مارا بڑی خونریزیان ہوئین بہت سے سردار شریک لشکر اسلام ہوئے چنانچہ فی الحال خفران کوہی اور ملکہ شمیمہ بیٹی اسکی اور وزیر زادی ماہ طلعت شریک مسلمانان ہوئی ببران ببر سوار غصے سے شعلہ آذر دمان کے پیچ وتاب کھا کر رہگیا اور لقا سے عرض کیا یا خداوند طبل جنگ کا حکم دیجیے

نقارے نے بختیارک سے کہا کہ جا کر طبل جنگی لشکر میں بجوا بختیارک گیا اور طبل جنگی کے بجنے کا حکم دیا یہاں لشکر نقا میں طبل جنگی بجنے لگا اودھر بہر کاران لشکر اسلام نے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور اقبال اسلام باور ہے ببران ببر سوار وغیرہ کوہ قاف سے آئے ہین اور طبل جنگی بجا ہے صاحبقران نے بھی کوس حربی کے بجنے کا حکم دیا یہان لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بر ضرب پڑی رات بھر دونوں طرف لشکرون مین سامان حرب و ضرب ہوا کیا صبح کو دونوں لشکر میدان رزمگاہ مین آکر صف آرا ہوئے نقبائے بلند آواز نے نقابت کی ببران ببر سوار حربی شمشیر دہ سے صف لشکر سے نکلکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اودھر لشکر اسلام سے سہراب ظلماتی اور مہراب ظلماتی یکے بعد دیگرے گھوڑے اڑاتے ہوئے مقابلہ ببران ببر سوار کے آئے نیزہ بازی تیغ بازی ہوئی دونون زخمی ہوئے ببران ببر سوار مثل رعد کے گرجنے لگا اور مبارز طلب کرنے لگا یہ سنتے ہی کرب غازی بعد دلاوری گھوڑا چھیڑکر میدان مین آئے اور نعرہ کیا نعرہ کرب کرب شہسوار یل نامدار ☆ نظر کردۂ شیر پروردگار ☆ بعد تگا ورزنی و بمسخنی کے نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین نیزہ ببران کے ہاتھ سے ہوائی ہو گیا ببران ببر سوار نے جھنجھلا کر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر وار کیا کرب غازی نے پشت شمشیر بردار اسکا روکا اور ہاتھ تیغہ کر بنوس عاد مغربی کا جھکر ہارزم روئے سپر پر روکا تیغہ سپر کاٹ کے کاسۂ سر مین پہونچا کرب غازی نے جو تیغہ بزور کھینچا دو ابرو سے آگے جھکر خون مین ڈوبا ہوا نکل آیا ببران ببر سوار گرا چاہتا تھا کہ فوج کفار تلوارین کھینچکر آپڑی ببران کو سنبھالا کرب غازی پر سب حملہ آور ہوئے ہمراہیان کرب غازی بھی تلوارین پکڑکر جھپٹے اور سرداران لشکر اسلام بھی گھوڑے بڑھا کر شریک جنگ ہوئے کفار سے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا رستم زمان علمشاہ نوجوان تیغہ کیتیان فرنگی کھینچکر ملک بنا لک غول پر جا پڑے نعرہ کیا منم رستم پیلتن و پیلکن کشندہ دو پیل ہندی و کشندہ کیتیان فرنگی شعر علمشاہ رومی شہ فیل زور ☆ کہ بر تخت مرزوق افگند شور ☆ بنا لک غول نے تیغ کا ہاتھ مارا علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ بنا لک غول سپر کو چاک کرکے تا دو ابرو اتر گیا علمشاہ نے دستانہ مارا تیغہ چھٹا کر نکل گیا فوراً اسی حالت زخمداری مین علمشاہ نے جو تیغہ کیتیان فرنگی کا ہاتھ مارا بنا لک غول کی سپر کاٹتا ہوا نجیب سے گذر گیا زخم کاری لگا گرتے گرتے بچا اودھر چادر خون کی منہ پر علمشاہ کے آپڑی عیار نے آکر علمشاہ کو سنبھالا اودھر ملک قاسم عالیشان گھوڑا دبا کر کوہ لخت کے برابر آئے کوہ لخت نے تلوار کا وار کیا قاسم نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کوہ لخت زخمی ہوکر جھومنے لگا کفار بیچ مین آگئے کوہ لخت کو ہٹا لیگئے بدیع الزمان نے بنا لک غول کے اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا بنا لک غول کو علمشاہ زخمی کر چکے تھے اب اور گھائل ہوا قہرش بن عنطر سو کیا ہے طوفانی نے طوفان بن سماک کو مجروح کیا ضیغم خون آشام نے جھکر قہرش کو للکارا کہ تو نے کیا غضب کیا کہ طوفان کو مار خبردار مین آپہونچا قہرش نے جھکے اسے بھی ہاتھ تلوار کا مارا وہ بھی زخم کاری کھا کر گرا منطر پیل گردان نے قہرش پر بلچہ کھینچ مارا قہرش نے بلچہ اسکا پشت شمشیر پر روکا اور ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا جو مارا منطر پیل گردان دو ٹکڑے ہوکر فی النار و السقر ہوا اودھر کوہ لخت بھی اپنے زخم کو باندھے ہوئے ڈر رہا تھا کہ قضا کار قہرش سے مقابلہ ہوگیا کوہ لخت نے تلوار کا وار کیا قہرش نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار قہرش کی مثل برق کے خود کوہ لخت پر چمکی ہر چند اُسنے اپنے کو بچایا مگر تلوار قہرش کی بے پناہ تھی سر کوہ لخت کے ٹیری تنگ مرکب سے نکلکر خون افشانی کرنے لگی اُس روز کی جنگ مغلوبہ مین سرداران لشکر اسلام کے ہاتھ سے تین ہزار کفار نامی سردار و پہلوانان جرار مارے گئے اور علمشاہ کے سر سے بقدر خون بہا کہ غش آنے لگا آخر کار مرکب کو لشکر امیر کیطرف موڑا اور تیغہ کیتیان کو میان مین کرکے دونون ہاتھ مرکب کی گردن مین ڈالدیے مرکب باد رفتار لشکر گاہ امیر کیطرف تو نہ لیگیا اور کسی طرف نکلا چلا گیا وقت شام کا تو قریب آچکا تھا دونون لشکرومین طبل بازگشت بجنے لگا سرداران لشکر اسلام اپنے اپنے خیمونمین آئے صاحبقران نے بارگاہ سلیمانی کیطرف مراجعت فرمائی خواجہ عمرو اور عیارون نے کشتون کو اٹھوا کر دفن کرایا اور زخمیون کی مرہم پٹیان کین اودھر کشتگان نجس اپنے کفار نے اٹھوائے اور زخمیون کی زخمدوزیان کرنے لگے اودھر امیر با توقیر بارگاہ سلیمانی مین جلوہ گر ہوئے دربار جمع ہوا سب سردار و نکو

دیکھا مگر علمشاہ رستم زمان کو نہ پایا خواجہ سے فرمایا علمشاہ کہان ہین عمرو نے کہا ای امیر مجھے نہین معلوم صاحبقران نے فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑا علمشاہ کو کسی طرف لیکر نکل گیا ای خواجہ جلد جاؤ علمشاہ کو تلاش کرو عمرو نے کہا ای امیر میرا جانا مصلحت نہین عیاران لشکر کفار یہ سمجھینگے کہ عمرو ڈر کر بھاگ گیا لہذا اگر حکم ہو تو اور عیارونکو تلاش علمشاہ مین بھیجون امیر بانوقیر نے فرمایا بہتر ہی غرضکہ خواجہ عمرو نے عیاران لشکر اسلام سے کہا کہ علمشاہ کا پتا نہین ہی نہین معلوم زخمی ہو کر کدھر کو چلے گئے گھوڑا انکا بد مین کہان چلا گیا تم لوگ جلد جاؤ اور پتا علمشاہ کا لاؤ یہ سنکے چند عیار بموجب حکم امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے رخصت ہو کر ایک طرف روانہ ہوے

دوسری داستان حیرت نشان رستم زمان علمشاہ عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف | دکھائے جوانی کا عالم ضعیف | کدھر ہے تو ای ساقی نیکخو | بتا رند گم گشتہ کی تو خبر
وہ بیہوش جبتک ایگا یان | لگیگا نہ میخانے کا کچھ نشان | یہ میخواری ہے ساقیا بد مزا | ہر اک رند ہے فکر مین جابجا
مناسب ہے پہلو تہی تو نہ کر | مے ارغوان کی نہین کچھ خبر | سحر شام سے ہے تردد یہی | نہ اہل نشان کی خبر کچھ ملی خمسہ

نگاہ آنکھ سے ای یار ماہرو نکلے | کہ میرے سینے سے دل بہر جستجو نکلے | تری تلاش مین جو جاہے چارسو نکلے
ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے | کہ پردہ کعبہ کا الٹون وہان بھی تو نکلے

بیت نویسندۂ دفتر لاجواب ٭ رقم کرد این داستان انتخاب ٭ کہ جسوقت مرکب بادرفتار علمشاہ نامدار کو عرصۂ کارزار سے لے نکلا اور کوہستان کی راہ لی علمشاہ پر نہایت ضعف طاری تھا مرکب رات بھر جلا رہروی کرتے کرتے صبح کو ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا مرکب گاہ سبزہ زار کی چرا مین مصروف ہوا جب سیر ہوا ایک چشمے پر آیا پانی پی کر سیراب ہوا ناگہان مرکب نے پھریری لی پشت زین سے علمشاہ زمین پر گر پڑے عالم بیہوشی مین پڑے رہے مگر مرکب وفادار برائے حفاظت سوار زخمدار بالین علمشاہ پر کھڑا رہا قضا کار ادھر قافلہ خواجہ بہرام کا آتا تھا ہوا خواہان خواجہ بہرام بازرگان نے دیکھا کہ ایک شخص زخمدار نہایت مجروح صحرا مین پڑا ہی اور مرکب سکا کھڑا ہوا محافظت اسکی کر رہا ہی ملازمون نے آکر خواجہ سے بیان کیا خواجہ بہرام بازرگان خود آیا اور علمشاہ نوجوان کو اٹھا کر اپنے خیمے مین لیگیا اسی وقت جراح کو بلوایا زخم کو دھلوا کر ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی چڑھائی اور ملازمون کو خدمت علمشاہ کے واسطے حکم کیا جسوقت کہ تسکین دل مجروح ہوئی علمشاہ کو ہوش آیا آنکھ کھلی خواجہ بہرام کو سرہانے اپنے مشغول خدمتگذاری دیکھا فوراً علمشاہ اٹھ بیٹھے خواجہ بہرام نے علمشاہ سے استفسار حال کیا علمشاہ نے کہا کہ نام میرا جمشید ہی مین سوداگر ہون قزاقون نے مجھے آکر جنگل مین گھیر لیا میرے ملازمون سے تلوار چلی سب مارے گئے مین تنہا انسے لڑا زخمی ہوا مرکب مجھکو عالم بیہوشی اور زخمداری مین لیکر ادھر نکل آیا اب جو آنکھ کھلی اپنے کو اس جگہ پایا خواجہ بہرام سے علمشاہ نے پوچھا آپ اب اپنا نام بتایئے کہ آپ کون ہین اسنے کہا مجھکو خواجہ بہرام بازرگان کہتے ہین چندے تم یہان رہو ہمارے پاس استقامت اختیار کرو ہم سب سامان تمہارا درست دیار کر دینگے القصہ علمشاہ وہان رہنے لگے چندے مین زخم سراندمال پر آکر روبصحت ہوے اور غسل صحت کیا زخمداری سے فرصت پائی ہوا خواہان خواجہ بہرام بازرگان نے خواجہ بہرام سے کہا کہ یہ شخص ہمین خود قزاق معلوم ہوتا ہی اسکے باعث سے خوف بہت بڑا ہی کہ ایسا نہو یہ شخص کسی وقت غفلت مین دغا کرے یہ حرکت قزاقی پیش آے اپنے ساتھیون کو بلا کر قافلہ لوٹ کر لیجائے صلاح وقت یہ ہی کہ شب کو اسے سوتا چھوڑ کر نکل چلیے خواجہ بہرام نے کہا یہ مناسب ہی میرے بھی ذہن مین تمہارا کہنا آیا بہتر تو ہی کہ آج ہی شب کو کوچ کر چلو الغرض علمشاہ کو عالم خواب مین چھوڑ کر خواجہ بہرام مع قافلہ کے کوچ کرکے راہی ہوا یہان صبح کو علمشاہ جو بیدار ہوے اپنے تئین اکیلا ایک پلنگ پر پایا کوئی قافلے والون مین سے نظر نہ آیا نہایت حیران پریشان ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہی کیسا طلسم تھا جو نظر سے غائب ہو گیا مگر مرکب علمشاہ عالیشان استر لاکبود فرنگی موجود تھا پشت مرکب پر سوار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوے چلتے چلتے کوئی دس کوس زمین طے کی ہوگی کہ ایک درہ کوہ نظر آیا اس درۂ کوہ کے اندر داخل ہوے دیکھا کہ کچھ لوگ مردہ قتل کیے پڑے

ہین اور کچھ لوگ زخمدار نہایت مجروح و گھائل ہین اور خواجہ بہرام بازرگان ایک درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی علمشاہ خواجہ بہرام کو
پہچانکر برابر اُسکے آئے اور پوچھا کہ ای خواجہ بہرام یہ کیا حال تمھارا ہی اور کسنے تمکو درخت سے باندھ دیا خواجہ بہرام نے کہا ایک شخص
سکندر رو دزد یہان رہتا ہی اُسنے تمام قافلہ میرا لوٹ لیا لوگونکو میرے قتل کیا اور یہ سب زخمی ہوے پڑے ہین مجھے اس درخت سے
باندھکر چلا گیا علمشاہ نے کہا ای خواجہ بہرام مین نے کیا تصور تمھارا کیا تھا کہ تم مجھکو اُس صحراے لق و دق مین تنہا چھوڑ کر راہی ہو
اُسنے کہا ای شخص حقیقت تو یہ ہی کہ مجھ سے بہت بڑی خطا ہوئی مین ان ہوا خواہون کے بھڑکانے سے تمکو تنہا چھوڑ کر جنگل مین چلا آیا
اُسی سبب سے اس گناہ مین مبتلا ہوا اور تمھارے صبر مین گرفتار ہوا کہ مین تمکو قزاق سمجھا تھا کہ تمکو غافل پاکر نکل آیا اُس بدگمانی کا نتیجہ ظاہر
ہوا علمشاہ نے کہا ای خواجہ بہرام اسکا کچھ خیال نہ کرو اور کسی طرح کا غم نہ کھاؤ پروردگار مالکُ حافظ ہی انشاء اللہ اُسی سکندر رو دزد
کو گرفتار کرکے تمھارا مال و اسباب نہ دلواؤن تو نام اپنا پھر علمشاہ رومی نہ رکھون ای خواجہ بہرام بگوش دل سنو مین نے اپنا حال
مصلحتاً تمسے پوشیدہ کیا تھا مین فرزند جگر بند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا ہون اور نام میرا علمشاہ رومی رستم زمان ہی یہ
کہکر خواجہ بہرام کو درخت سے کھولا اور فرمایا ای خواجہ بہرام اب تم یہان توقف کرو مین جاتا ہون اور سکندر رو دزد کو تلاش کرکے
لاتا ہون خواجہ بہرام نے عرض کیا ای شہریار اب آپ حیران و پریشان ہونے کو کہان جایئے گا اُس ملعون کو کہان پایئے گا علمشاہ
نے اُسکے کہنے کو نہ مانا اور روانہ ہوے ہرچند خواجہ بہرام نے تعاقب کرکے منع کیا مگر علمشاہ مرکب صبا رفتار کو چھیڑ کر روانہ ہوے
تھوڑی دور چلے تھے کہ دیکھا سامنے ایک قلعہ قلہ کوہ پر ہی اور اُسکے پھاٹک پر چند قزاق بیٹھے ہوے وہی مال تقسیم کر رہے ہین ناگاہ
اُن قزاقون نے پہاڑ پر سے دیکھا کہ ایک شخص پوشاک فاخرہ پہنے مسلح و مکمل مرکب پریوش پر سوار چلا آتا ہی دوڑ کر سکندر رو دزد کو
اطلاع دی سکندر رو دزد جھپٹ کر پھاٹک پر آیا بغور دیکھا ایک طریق نام دزد کو بھیجا اور کہا تو جا کر اس شخص کا پہلے حال دریافت
کرنا اور بعد اُسکے گھوڑا اور ہتھیار اس جوان کے چھین لینا اور کپڑے اُتروا لینا زندہ چھوڑ کر چلا آنا کہ اُسکا جدھر جی چاہے چلا جائے
وہ طریق دزد گھوڑے پر سوار ہوکر مثل آندھی کے چلا قریب آنا کیسا وہین سے علمشاہ کو للکارا او جوان کہان جاتا ہی یہ گھوڑا اور ہتھیار
ہمین دیدے جا علمشاہ نے نعرہ کرکے کہا ای حرامزادو مال و اسباب اُس بیچارے سوداگر کا لوٹ کر بہت دلیری پر آگئے ہو مین اسواسطے
آیا ہون کہ تم سب کو قتل کرکے جن جنکا مال و اسباب تمنے چھینا ہی اُنکو دلواؤنگا جا تو کہدے سکندر رو دزد سے کہ اگر تجھکو زندہ رہنا
منظور ہی تو مال و اسباب خواجہ بہرام کا دیدے ورنہ بزور شمشیر سب مال و اسباب تجھ سے لیلونگا طریق دزد پکارا کہ ای جوان سچ ہی تو
ایسا ہی سرکش و دلاور ہی کہ ہمسے بھی بل کی لیتا ہی تو کیا مال چھین لیگا اپنی جان و مال کی خیر مانگ بھلا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہان
جاتا ہی یہ کہکر جھپٹا اور تلوار کا وار کیا علمشاہ نے تلوار اُسکی چھین کر پشت زین سے اُٹھا لیا اور چکر دیکر جو زمین پر مارا سینے تک غرق
زمین ہوگیا روح نجس اُسکی راہی جہنم ہوئی یہ دیکھکر دس قزاق اور وہان سے للکارتے ہوے دوڑے آتے ہین علمشاہ سے تلوار چلنے لگی
تو انمین سے مارے گئے اور ایک اپنی جان بچا کر بھاگ گیا یہ دیکھکر سکندر رو دزد کو غصہ آگیا بارہ ہزار قزاقون سے تلوار کھینچے ہوے
آپڑا علمشاہ کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی مین ہر جنگ عظیم رہی یہانتک کہ اب علمشاہ رومی سے اور سکندر رو دزد سے مقابلہ ہوا سکندر رو
دزد نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا علمشاہ نے بازو بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈال دیا تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر کو استوار تھام کر زین
فرس سے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے پکارے کہ او سکندر رو دزد لعنت کر لقاے بے بقا پر اور دین اسلام قبول کر کلمہ پڑھکر پاک و صاف
ہو وحدانیت پروردگار کا قائل ہو نہین تو ابھی تجھکو مارتا ہون کہ پیوند زمین ہو جائیگا اُسنے کہا کہ آپ مجھکو اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیجیے کہ
آپ کون ہین علمشاہ عالیشان نے فرمایا کہ تونے جو سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان انکا مین فرزند
جگر بند ہون نام میرا علمشاہ رومی رستم زمان ہی سکندر رو دزد نے عرض کیا مجھکو بدل آپ کی اطاعت منظور ہی اور بصدق دل
دین اسلام قبول کرتا ہون علمشاہ نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اور بہ آہستگی گھوڑے پر بٹھا دیا اُسی وقت سکندر رو دزد نے

اپنے ملازمونکو بھیجکر خواجہ بہرام کو بلوایا اور سب مال و اسباب سکندر رو زد نے دیدیا علمشاہ نے پوچھا ای خواجہ بہرام اب تم یہان سے
کسطرف جاؤ گے خواجہ بہرام نے عرض کیا ای شہریار مرصع حصار یہان سے بہت قریب ہے وہین جاؤنگا علمشاہ نے فرمایا ہم تمہارے
ساتھ چلتے ہین تمکو پہونچائے دیتے ہین دوسرے روز وہان سے کوچ کیا بعد قطع مسافت شہر مرصع حصار مین آے کاروانسرا مین اترے دوسرے
روز ایک دوکان سر چوک بکرایہ لی اسمین خواجہ بہرام بازرگان آکر بیٹھا دوکان کو اسباب تجارت سے آراستہ و پیراستہ کیا علمشاہ بھی وہان
بیٹھے اتفاقاً حاکم شہر کیطرف سے ایک شخص پہلوان نہایت تند خو محصول تجارتی لینے کو آیا بہرام بازرگان نے کہا ای بھائی آج ہی
ہم وارد شہر ہوکر دوکان بکرایہ لیکر اترے ہین ابھی تو اچھی طرح سے مال تجارتی دوکان پر لگایا بھی نہین ہے کہ تم محصول لینے کو مال کا آئے
جب ایک مہینہ گذریگا اور کچھ مال ہمارا بکیگا اسیوقت محصول تجارتی ہمسے لینا ہمین محصول دینے مین کیا عذر ہے اسنے کہا ہم یہ کچھ نہین جانتے
ہمکو حکم اسیطرح ہے یا تو محصول مال تجارتی سرکار مین داخل کرو یا اس شہر سے ابھی چلے جاؤ علمشاہ اس گفتگو پر بہت برہم ہوے اور کہا کہ جاؤ سرکار مین
ہماری نالش کرو ہم محصول کبھی ہرگز نہ دینگے اس پہلوان نے غصہ سے ہاتھ بڑھا کر کچھ اسباب دوکان کا پھینکدیا علمشاہ نے ہاتھ اسکا پکڑکر
ایک طمانچہ مارا کہ منہ اسکا پشت کیطرف پھر گیا اور تیورا کر گرا بازار مین ہنگامہ برپا ہوا شدہ شدہ یہ خبر حاکم مرصع حصار کو ہوئی کہ آج اس شہر مین
ایک نیا سوداگر آیا ہے اس سے اور ملازم سرکار سے بابت محصول کے فساد ہوا وہ ملازم سرکار مارا گیا حکم ہوا کہ دریافت کرو وہ کون سوداگر ہے اور
اسکے کس ساتھ والے نے ہمارے کس ملازم کو مار ڈالا لوگون نے کہا کہ خواجہ بہرام بازرگان ایک سوداگر کہین سے آیا ہے اسکے بیٹے نے کوتوال
شہر کو مار ڈالا یہ سنکے حاکم مرصع حصار نے مہران وردرگوش کہ ایک سردار بہت بڑا زبردست تھا اس سے کہا کہ تو جا کر اس تاجر کے بیٹے کا
سر کاٹ لا مہران وردرگوش یہ سنکر بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر آیا دوکان بہرام بازرگان کی گھیر لی اور پکارا کہ جسنے کوتوال شہر کو مارا
ہے نکلکر سامنے آے علمشاہ عالیشان مسلح و مکمل ہوکر آراستہ بالا کبود فرنگی مرکب ضیغم شکار پر سوار ہوکر سامنے آے اور کہا کہ ہمنے اسکو مارا ہے
اور تجھکو بھی مارینگے اسنے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مارلو اسے یہ سنتے ہی ہمراہی اسکے تلوارین کھینچکر دوڑ پڑے علمشاہ نے بھی تیغہ کپتیان کو
کھینچا تلوار چلنے لگی بہت سے لوگونکو مار کر مہران وردرگوش کے برابر آ پہونچے مہران نے تلوار کا وار کیا علمشاہ نے تلوار اسکی روک کر جو تیغہ
کپتیان کا ہاتھ مارا تیغہ مہران وردرگوش کے سر پر پڑا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا ہمراہی اسکے لاش مہران وردرگوش لیکر بھاگ
گئے حاکم مرصع حصار کے سامنے آکر بیان کیا کہ یہ بھی اس سوداگر بچے کے ہاتھ سے مارا گیا وہ نہایت زبردست اور طاقت دار و بہادر ہے حاکم
مرصع حصار بہت برہم ہوا اپنے سپہ سالار کو بھیجا کہا کہ جا کر اس سوداگر بچے کو زندہ پکڑ لا یا سر کاٹ کر لے آ جسطرح وہ ہاتھ آے غرضکہ وہ
سپہ سالار کہ ملازم اسکا چلبی فیل جبین تھا فوج کثیر ہمراہ لیکر آیا اور علمشاہ و سوداگر کو گھیر لیا علمشاہ نے تلوار کھینچی اور لڑنے
لگے علمشاہ نے دم بھر مین وہ تلوار زنی کی لاش پر لاش گرادی کشتون کے پشتے ہوگئے خون کا دریا بہنے لگا فوج سامنے سے
فرار ہوئی علمشاہ نامدار مارتے ہوے برابر چلبی فیل جبین کے آے اور نعرہ کیا کہ آپ نہین سامنا کرتا فوج کو لڑواتا ہے نامردی دکھاتا
ہے چلبی فیل جبین نے غصہ ہوکر تلوار ماری علمشاہ نے وار اسکا روک کر جو تیغہ کپتیان فرنگی کا ہاتھ مارا سپر اسکی دو ٹکڑے
ہوئی نامرد نے سر اپنا بچایا پیچھے پر مرکب کے ہٹ آیا تیغہ علمشاہ گھوڑے کی گردن پر پڑا سر مرکب کا اڑکر ادھر گرا یہان راکب
و مرکب تہ و بالا ہوکر گرے علمشاہ کود کر مرکب سے سینہ پر چلبی فیل جبین کے خنجر لیکے بیٹھے اور فرمایا لعنت کر لقا پر اور دین
اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہون وہ کافر از روے خوف جان اسلام لایا طوطے کی طرح کلمہ پڑھا علمشاہ نے
اسکو جان کی امان دی علمشاہ سے اسنے کہا اب آپ میرے ساتھ دربار حاکم مرصع حصار مین چلیے مین آپکو اس سے
ملوا کے اسکو بھی مسلمان کرا دون علمشاہ اسکے ہمراہ روانہ ہوے یہان اس سپہ سالار نے ایک ملازم کے ہاتھ کہلا بھیجا
کہ یہ شخص سوداگر بچہ نہین ہے پسر حمزہ ہے مجھکو بھی اسنے زیر کیا مین ظاہر مین بخوف جان مسلمان ہوا اگر مین دین اسلام بظاہر
نہ قبول کرتا تو یہ مجھکو بھی قتل کرتا اب مین اسکو اپنے ہمراہ لیکر آپ کے دربار مین آتا ہون آپکو اختیار ہے خواہ گرفتار کیجیے خواہ

چھوڑ دیجیے یا قتل کیجیے القصہ جب علمشاہ دربار مین حاکم مرصع حصار کے آئے وہ دیکھتے ہی علمشاہ کو تخت سے اتر کر کھڑا
ہو گیا جھک کر ادب بجا لایا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ پسر حمزہ صاحبقران زمان ہین اور دین آپ کا
برحق ہے اب مین لقا سے بے ایمان پر لعنت کرتا ہون اور مسلمان ہوتا ہون مجھکو کلمہ پڑھائیے علمشاہ نے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا اس
مردود ازلی نے طوطے کی طرح کلمہ پڑھا اور علمشاہ کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے علمشاہ نے کہا ہم تاج بخش
بزور شمشیر ہین گرچہ تخت نشینی نہین کرتے تمھارا تاج و تخت تمکو مبارک ہے یہ کہکر حاکم مرصع حصار کو تخت پر بٹھایا آپ
کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوے الغرض حاکم مرصع حصار نے علمشاہ کی دعوت کی اور کھانے مین بیہوشی شریک کر کے علمشاہ کو کھانا
کھلایا جب علمشاہ والا جاہ بیہوش ہو گئے فورا گرفتار کیا اور غل و زنجیر مین اسیر کر کے قلعہ افلاکیہ مین بھیجدیا اور خواجہ بہرام
بازرگان کا بھی سب مال و اسباب تجارتی لوٹ کر اسے بھی قید کیا ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ اس قصہ کو تو یہین چھوڑا اب
حال لشکر امیر باتوقیر کا بگوش دل سماعت فرمائیے کہ بہران ببر سوار تو ہاتھ سے سرداران لشکر اسلام کے یہان زخمی ہوا تھا
مگر اپنے عیار زرد ہنگ سے کہا کہ جسطرح ہو تو بدیع الزمان کو گرفتار کر لا تجھکو اسکے عوض مین بہت کچھ انعام دونگا
زرد ہنگ نے کہا بہت خوب مین بدیع الزمان کو گرفتار کیے لاتا ہون زرد ہنگ عیار بہران ببر سوار رات کو خدمتگار
کی شکل بنکے شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو گرفتار کر کے پشتارہ باندھکر لے آیا بہران ببر سوار نے کہا ای زرد ہنگ
تو ان دونون کو یونہین گرفتار کیے ہوے قلعہ زرین حصار مین لیجا اور وہان ان دونون کو قید کر زرد ہنگ عیار
بہران ببر سوار بموجب اپنے آقا کے حکم کے ان دونون کو لے کر طرف قلعہ زرین حصار کے روانہ ہوا اور وہان لیجا کر ان دونون
شہزادون کو قید کیا یہان لشکر اسلام مین جب صبح ہوئی ایک شور و ہنگامہ برپا ہوا کہ رات کو کوئی عیار شہزادہ بدیع الزمان
اور ہاشم تیغزن کو چرا کر لے گیا حمزہ صاحبقران زمان یہ حال سنکر بہت متردد و متفکر ہوے اور صدمۂ عظیم ہوا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بلا کر بہت خفا ہوے اور کہا کہ تم نہایت غافل رہتے ہو عمرو نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے
ہین شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کو مین ابھی جا کر رہا کرتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان کو مجرا کر کے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوے اسوقت پہونچے کہ زرد ہنگ عیار قید بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن
کی لے کر طرف قلعہ زرین حصار کے روانہ ہو چکا تھا بارگاہ مین یہی چرچا اور ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اور نخجیارک
دربار مین بیٹھا ہوا بہران ببر سوار سے کہ رہا ہے کہ تم نے برا کیا کہ قید کر کے پسران حمزہ کو اپنے شہر مین بھیجدیا اب یہ بتاؤ
کہ تمھاری کوئی اولاد بھی ہے یا نہین بہران ببر سوار نے کہا ملک جی فقط ایک بیٹی لکھو بھر کی آنکھون کا تارا ہے اسی کی
روشنی خانۂ دل والدین مین ہے نخجیارک نے کہا ای بہران بس اب شہر بھی تمھارے ہاتھ سے گیا اور دختر بھی تمھاری
قبضے مین خدا پرستون کے گئی بہران ببر سوار یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا ای ملک جی یہ کیا تم واہیات بکتے ہو خبردار
اب اسطرح کی گفتگو مجھ سے نہ کرنا نخجیارک مجیب ہو رہا خواجہ عمرو نے یہ تمام گفتگو سنی اور وہان سے خدمت حمزہ
صاحبقران مین آئے اور سارا حال بیان کیا اور کہا کہ قید شہزادون کی شہر زرین حصار مین گئی امیر باتوقیر نے
فرمایا کہ پھر کیا کیا جائے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ جب تک شہزادون کو چھڑا کر نہین لاتا ہون جبتک مجھکو چین نہین
ہے یہ کہکر خواجہ عمرو شہر زرین حصار کی طرف روانہ ہوے پیچھے عمرو کے مہتر قران حبش بھی چلے لیکن حال
وہان کا سنیے کہ زرد ہنگ عیار کہ اسکا نام اکثر راویون نے بلا انگیز بھی لکھا ہے یہ دونون شہزادون کو لیکر شہر زرین
حصار مین پہونچا اور چارسو چوک مین دو لکڑیان زبردست بڑی بھاری گاڑدین اور پنجرے مین دونون شہزادون
کو بند کر کے اسمین لٹکا دیا اور نگہبانی کے واسطے عیارون کو وہان متعین کیا اور ان عیارون سے کہدیا کہ جو کوئی انکے

حال ہر تا سعت کرے یا یہان آنکر ٹھہرے اُسکو فوراً گرفتار کرلینا یہ حکم قطعی اپنے عیارون کو دیکر بلا انگیز وہان سے چلا آیا یہان سے پہر
کر خواجہ عمرو ایک فقیر کی صورت بنکر شہر زرین حصار مین داخل ہوے جابجا یہ چرچا سنا کہ پسران حمزہ کو بلا انگیز عیار پکڑ لایا ہے چار سوق
مین عقابین پر چڑھایا ہے یہ سنکر خواجہ عمرو نے چوک مین دیکھا کہ واقعی بدیع الزمان اور ہاشم کو قفس آہنی مین قید کرکے ٹنکا یا ہے
یہ دیکھتے ہی عمرو کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور روتا ہوا چلا گیا غرض دن اُٹھا چھپکے چھپکے گریہ وزاری مین گذارا جو پہر رات
گئے تھوڑی سی مٹھائی حلوائی کی دُکان سے لی اور اُسمین بیہوشی ملاکر خوانون مین لگائی اور کسنا اُسپر کسکے خوانپوش
ڈال کے زیر عقابین آیا اور اُن عیارون کے آگے لاکر وہ خوان رکھدیے اور کہا کہ مہتر بلا انگیز نے یہ مٹھائی کے خوان تم کو
بھیجے ہین سب عیارون نے خوشی خوشی آپس مین تقسیم کرکے خوب کھائی بس کھاتے ہی سب بیہوش ہوگئے خواجہ عمرو بصورت
اصلی بنکر عقابین کے اوپر آیا پنجرون سے لپٹ کر خوب رویا اور کہا آؤ مین تمھین پنجرون سمیت لیچلون بدیع الزمان و ہاشم
تیغزن نے کہا عمو جان ہمین یون چھوٹنا منظور نہین ہے ہم رہا ہو کر اپنے پانون سے جائین تو کیا مضائقہ ہے ورنہ ہمین قید کی
تکلیف اُٹھانا منظور ہے عمرو نے سمجھایا کہ یہ جہالت اچھی نہین ہے تمھارا باپ بھی جب کو عقابین پر چڑھایا گیا تھا تو یونہین اُسکو بھی
جہالت نے گھیرا تھا آخر کو بیٹھے قید رہا آؤ مین تمکو زنبیل مین ڈالکر لیچلون کہنا مانو جہالت نہ کرو بدیع الزمان و ہاشم تیغزن نے نہ مانا
عمرو ناچار ہوا شیرمال وکباب وغیرہ نکالکر دیے دونون شہزادون نے کھائے اور شکر خدا بجالائے بعد اُسکے سوہن نکالکر قفل پنجرے
کا کاٹنے لگا آواز قفل کے ریتنے کی بلند ہوئی سامنے مکان بلا انگیز کا تھا وہ آواز سے سوہن کی چونکا اور روشنی کروا کر دیکھا کہ پنجرے
سے ایک سیاہ چیز لپٹی ہوئی ہے معلوم کیا کہ یہ عمرو عیار ہے قفل کاٹ رہا ہے دو سو عیار ہمراہ لیکر چلا اور دور ہی سے للکارا ادنا عیار
مین آپہونچا تو کہان جائیگا عمرو نے ہاشم و بدیع الزمان سے کہا کہ دیکھا تمنے حریف آپہونچا اور تم قید سے نہ چھوٹے یہ کہکر عمرو جست کرکے
ایک طرف کو دکر راہی ہے ہوا بلا انگیز جو زیر عقابین آیا دیکھا کہ سب عیار بیہوش پڑے ہین اور عقابین پر کوئی نہین ہے بلا انگیز سبھو نکو ہوش مین
لایا اور بہت سرزنش کی ادہر بلا خبر اپنے چچا کو وہان تعزیر کیا اور کہدیا کہ خبردار رہنا کہ پسران حمزہ قید سے نہ رہا ہونے پائین اُسنے کہا کہ کیا
مجال جو کوئی عقابین پر نگاہ ڈال سکے یہ سنکے بلا انگیز چلا گیا بلا خبر بلاکیش مع دو ہزار عیار محافظت کو بیٹھا ناگاہ دیکھا کہ ایک حجام
سامنے سے نمودار ہوا بلا خبر پکارا کہ یہان خلیفہ ہماری حجامت بناتے جاؤ اُسنے کہا بہت اچھا مین حاضر ہون دیکھیے تو کیسا مونڈتا ہون
اُس حجام نے اپنی کٹوری مین پانی لیا لنگی بچھائی سر کے بال خوب پانی سے بھگوئے اور استرا نکال کر سلی پر تیز کیا کہ جلدی سے سر اُسکا
کاٹ لیجیے کہ ناگاہ بلا انگیز آپہونچا عمرو کو پہچانا آواز دی کہ چچا جان ذرا ٹھہریے گا پہلے مین حجامت بنوا لون تو پھر آپ بھی بنوا لیجئے گا یہ کہکر
دوڑا عمرو کسوت پیشکر بغل مین دبا کر پچھلے پانون ہٹا بلا انگیز آگے بڑھتا آتا ہے عمرو پیچھے ہٹتا جاتا ہے آخر کار بلا انگیز پکارا کہ ارے حجام کیا
تو میری حجامت نہ بنائیگا حجام نے کہا ابھی تیرے مونڈنے کا وقت نہین ہے تجھکو پھر مونڈونگا یہ کہکر قدم اُٹھا کر عمرو چلا بلا انگیز پکارا ارے
یارو یہ حجام عمرو عیار ہے یہ سنکر لوگ دوڑے مگر کوئی قریب گرد پاے عمرو کے بھی نہ پہونچ سکا عمرو جست وخیز کرکے صاف نکلا
چلا گیا بلا انگیز نے اپنے چچا سے کہا واہ چچا واہ اس وقت اگر مین نہ آجاتا تو آپ مونڈے جاتے یقین تھا کہ وہ آپ کا
سر کاٹ لیتا اُسنے کہا کہ واقعی مین نے اُس نابکار کو نہین پہچانا تھا میری زندگی تھی کہ تو نے آکر مجھے بچا لیا بلا انگیز
نے کہا کہ اب تو اُس بلاے بے درمان سے ہوشیار رہیے گا یہ کہکر بلا انگیز چلا گیا یہان بعد پہر بھر کے عمرو ایک سقے کی صورت
بنکر مشک کاندھے پر رکھے ہوے لنگی کھاروے کی بندھی ہوئی کٹورا کھنکاتا ہوا سامنے سے دکھائی دیا ایک عیار نے اُنہین
سے آواز دی کہ میان بہشتی ہمین پانی پلاتے جاؤ بہشتی دوڑ کر قریب آیا دو چار عیارون کو پانی پلا کر بلا خبر کے پاس
پانی لایا چاہتا تھا کہ بلا خبر کو پانی پلائے ادھر سے بلا انگیز پھر آپہونچا نگاہ اول عمرو کو پہچانا اور دوڑا پکارتا ہوا میان
بہشتی پہلے پانی مجھے پلاؤ عمرو بہت دور تھا اُسکے تیور سے دریافت کرلیا کہ بلا انگیز نے مجھے پہچان لیا اب اے عمرو تیری

آہ بڑی دیر ہوگی بھلا خواجہ عمرو اب وہاں کب ٹھہرتے ہین پیچھے ہٹنا شروع کیا اور پکارے کہ باش او نابہنجار تو مجھے گرفتار کرنے آتا
ہی بھلا مین کب تیرے ہاتھ آتا ہون یہ کہکر عمرو بھاگے وہان سے سب عیار دوڑے یہ کہتے ہوے ارے لینا پکڑنا جانے نہ دینا یہ بہشتی
عمرو عیار ہی یہ سنکے عمرو جست وخیز کرکے نکل گئے بلا انگیز نے سب کو سرزنش کی کہا ارے کیا غضب ہی کہ یہ مکار ہر مرتبہ تمکو فریب دیتا ہی
اور تم نہین پہچان سکتے ہر ایک عیار نے کہا کہ استاد ہم عمرو کو ہرگز نہین پہچان سکینگے آپ خوب اسے پہچانینگے اور آپ ہی خوب اسکے
فریبون کو دریافت کرینگے غرضکہ بلا انگیز سب کو سرزنش کرکے چلا گیا سہ پہر کے وقت عمرو دال موٹھ والا بنکر آیا ایک عیار نے انہین
سے پکارا دال موٹھ والے ہوت ارے میان ادھر آؤ ہمین بھی دال موٹھ کھلاؤ یہ سنتے دال موٹھ والا آیا خوانچہ اتارا پیسے پیسے کی دال موٹھ
سب کو دینا شروع کی ہنوز وہ دال موٹھ کسی نے نہ کھائی تھی کہ بلا انگیز آگیا اور آواز دی کہ اس دال موٹھ والے کو پکڑ لو جانے نہ دو خبردار
کوئی اس دال موٹھ کو نہ کھاے اسمین زہر ملا ہوا ہی عیارون نے دال موٹھ پھینکدی عمرو کو پکڑنے کو دوڑے عمرو بھلا کسیکے ہاتھ لگتا ہی
خوانچہ وہین چھوڑ کر جست وخیز کرکے نکل گیا عیار پھر کر چلے آے بلا انگیز نے کہا کیون صاحبو اگر ایسی ہی غفلت ہی تو یہ قیدی کا ہیکو
قید رہینگے عمرو چھڑا لیجائیگا جب دن کو یہ حال ہی تو دیکھیے رات کو کیا بلا ہی اور کس فریبانہ شکل سے عمرو آتا ہی سبھون نے کہا استاد
کیا مجال جو اب عمرو یہان قدم بھی رکھ سکے ہم سب ہوشیار رہینگے یہ سنکے بلا انگیز چلا گیا ان سبھون نے سرشام سے چار طرف روشنی
کرائی دور دور تک پنجشاخے گڑوائے گئے تمام میدان روشن ہوگیا وہ رات دن معلوم ہوتا تھا بلا خیز مع عیارون کے ہوشیار
وخبردار بھاری زرنگار پر بیٹھا ہوا تمام عیارون کو گرد بٹھاکے دیکھ رہا تھا کوئی عیار بیٹھا تھا کوئی عیار کھڑا تھا کوئی ٹہل رہا تھا کوئی باتین عمرو
کی کر رہا تھا یہان عمرو نے ایک پتلا کاغذ کا برنگ سیاہ بنایا اور اسکے پانون مین پہیے لگاکے دور استادہ کر دیا اور خود بھی لباس
سیاہ پہنکر اس پتلے کی آڑ مین کھڑا ہوا فاصلے کا عیارون کی نگاہ پڑی کہ ایک شخص سیاہ دور کھڑا ہوا ہی سب نے بلا خیز کو
دکھایا کہا دیکھیے تو یہ عمرو کھڑا ہوا ہی یا اور کوئی ہی یہ کہکے دو ایک پتھر اس پتلے پر مارے اسنے خالی دیے اب اور بھی سب کو
یقین ہوا یہ عمرو عیار ہی تمام عیار للکارتے ہوے دوڑے کہ عمرو کو پکڑ لینا جانے نہ دینا یہان عمرو نے اس پتلے کو ہوا کے رخ پر
چھوڑ دیا کہ وہ پتلا اڑتا ہوا چلا تمام عیار اسکے پیچھے پیچھے شور دار وگیر کرتے ہوے دوڑے کوئی عیار عقابین پر نہ باقی رہا عمرو
ادھر سے جست وخیز کرکے عقابین پر آے اور قفس آہنی کے پاس پہونچکر شیرال وکباب نکال کر ہاشم وبدیع الزمان کو
کھلاے کہا آؤ اس پنجرے سمیت تمکو لے چلون دونون شہزادون نے جواب دیا ہمین یون چلنا منظور نہین ہی عمرو قفل پنجرے
کا کاٹنے لگا کہ اس اثنا مین بلا انگیز کی آنکھ کھلی عقابین کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ ایک سیاہ پوش عقابین سے پٹا ہوا پنجرے
کا قفل کاٹ رہا ہی وہین سے بلا انگیز نے للکارا او دزد باریک گردن بھلا میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین آپہونچا عمرو نے
ہاشم وبدیع الزمان سے کہا ارے کمبختو آج بھی تم رہا نہوے مین ناچار ہون کہ نہایت سعی وکوشش کرکے تم تک آتا
ہون اور تمنے جہالت پر کمر باندھی ہی یہ کہکر عمرو جست کرکے وہان سے راہی ہوے بلا انگیز عیارون کو لیے ہوے پہونچ
گیا چارون طرف سے عمرو کو گھیر لیا اور پکارا کہ باش او دزد باریک گردن آج تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو
پکارا او نابہنجار تو میرا کیا کر سکتا ہی یہ کہکر عمرو نے گلیم زنبیل سے نکالی اور گلیم کو چکر دے کر پکارا خبردار مین آیا اور کملی
ان عیارون پر پھینکی عیار تو اس کملی پر تلوارین مارنے لگے عمرو دوسری طرف سے کودا اور نیچہ پاکر عیارون سے
لڑنے لگا نیچے کا ہاتھ پڑنے لگا لیکن ادھر وہ جو اس پتلے کے پیچھے گئے تھے انکا حال سنیے کہ وہ پتلا تو ہوا پر اڑتا ہوا چلا
جاتا ہی اور یہ سب اسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین یہانتک کہ ایک مقام پر وہ پتلا ایک درخت مین اٹکے کر رہ گیا
اور ان عیارون نے برابر اسکے نیچے مارنا شروع کیے آواز کھڑکھڑاہٹ کی بلند ہوئی دیکھا تو وہ پتلا بانس کی
کھپچون کا کاغذ سے منڈھا ہوا ہی آپس مین کہا واہ واہ واہ اس مکار نے برا دھوکا دیا بلا خیز نے کہا ارے تم سبکے

سب عقابین پر سے چلے آے قیدیون کو تنہا چھوڑ دیا کہین ایسا نہو کہ عمرو قیدیون کو عقابین پر سے چھڑا لیجاے جلد چلو یہان
سے غرضکہ یہ سب کے سب عیار بھاگ گئے ہوے زیر عقابین آے دیکھا کہ بلا انگیز سے اور عمرو سے تلوار چل رہی ہے یہ بھی اگر شریک
بلا انگیز کے ہوے اور پکارے کہ او مکار ہمین تو تونے فریب دیکے اُس ٹیلے کے پیچھے دوڑا دیا آپ ادھر آیا دیکھ کہ ہم تیرا کیا حال
کرتے ہین اب بے قتل کیے نہ چھوڑینگے عمرو نے کہا ای بد نہاد تو تم میرے پیچھے ناحق پڑے ہو میرا بال بھی بیکا نہو گا اور دیکھو
مین جاتا ہون یہ کہکر غول مین سے ایک جست کی بس جس طرح ہوائی جاتی ہے یا شرارہ سنگ سے نکلتا ہے اسی طرح ہر جگہ
میدان پکڑتا جست کرتا چلا عیار ہر چند دوڑے مگر کوئی اُسکے برابر نہ پہونچ سکا لیکن بلا انگیز نے عمرو کا تعاقب نہ چھوڑا
یہ چلا آتا ہے یہانتک کہ صبح کی روشنی ہو کر دن نکل آیا اور عمرو قلعہ کے دروازے کے پاس پہونچا سوچا کہ اگر شہر کی طرف
پھرتا ہون تو گرفتار ہو جاؤنگا باہر باہر شہر کے چلنا چاہیے بس شہر کے باہر باہر چلا صحرا کا راستہ لیا آتے آتے دیکھا کہ ایک بلندی
ہے اُس ٹیلے کے اوپر چڑھ گیا اور ایک درد رسیدہ کی شکل بنکر وہان لیٹا اس اثنا مین بلا انگیز عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا آ پہونچا
دیکھا کہ اُس بلندی پر کہین پتا نہین جب اُس ٹیلے پر آیا بلا انگیز نے دیکھا کہ ایک بیمار پڑا ہوا کراہتا ہے اور گدڑی اوڑھے
ہوے ہے ایک ٹھوکر ماری کہ ارے تو کون ہے اُسنے آواز حزین سے جواب دیا کہ ارے ظالم کیون مجھ آزاری کو ایذا دیتا ہے بلا انگیز
نے کہا کہ مُنھ تو اپنا کھول اُسنے چہرے سے گدڑی اُٹھائی بلا انگیز نے دیکھا کہ ایک شخص بہت نزار و ناتوان پڑا ہوا ہے مگر آنکھون
سے پہچان لیا کہ یہ عمرو ہے بس چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور چادر مین پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لاد کے وہان سے راہی
ہوا شہر مین آتے ہی شاگردون نے پوچھا کہ استاد کہو کیا ہوا بلا انگیز نے کہا عمرو کو پکڑ لایا اتفاق روزگار بہران بر سوا
کی بیٹی ملکہ سرو سیمتن نہایت حسین شکیل جمیل ہے اُسپر بلا انگیز عاشق و فریفتہ ہے اور کبھی کبھی کسی بہانے سے اُسے جا کر دیکھ
لیتا ہے اب خیال مین گذرا کہ عمرو کو ملکہ سرو سیمتن کو دکھلا لائے اور ملکہ سرو سیمتن کا حسن و جمال عمرو کو دکھاے یہ سوچکر اپنے چچا
بلاخیز سے کہا کہ آپ میدان خونی کی تیاری کیجیے مین جا کر ایک نگاہ ملکہ کو اسے دکھلا لاؤن بعد اسکے قتل کرون بلاخیز نے کہا اے
فرزند اسکو عمرو تو مین نہ لیجا یہ شخص سحر زبان سحر بیان ہے اگر چھوٹ گیا تو پھر ہاتھ آنا اسکا مشکل ہو گا بہت غنیمت جان کہ یہ ہاتھ
آ گیا بلا انگیز نے کہا چچا جان آپکو خبر ہے مین ایسا نادان نہین ہون کہ ایسے مکار کو چھوڑ دونگا بلاخیز نے منع کیا کہ اے نادان عمرو کو
وہان نہ لیجا میرا کہنا مان بلا انگیز کے سر پر تو عشق کا بھوت سوار تھا یہ کب کسی کا کہنا مانتا ہے دوسرے یہ کہ اپنے سامنے عیاری مین
کسی کو بہتر نہین جانتا ہے عمرو کو لیے ہوے باغ مین ملکہ سرو سیمتن کے آیا یہان ملکہ اسی وقت سو کر اٹھی تھی مسند ناز پر جلوہ گر
تھی کہ محلدار نے آکر عرض کی کہ بلا انگیز آیا ہے اور عمرو عیار کو گرفتار کر کے لایا ہے اُسکی صورت عجیب و غریب آپکے دکھانے
کو در دولت پر حاضر ہے ملکہ نے کہا اچھا بلا لو بلا انگیز عمرو کو نہلا دھلا کر صورت اصلی بنا کر سامنے سرو سیمتن کے لایا عجیب صورت
ملکہ نے دیکھی کہ کبھی ایسی شکل نگاہ سے نہ گذری تھی ملکہ نے ایک انیس خاص سے کہا کہ بلا انگیز سے کہو کہ ذرا اسے یہان چھوڑ جاے
کہ مین امی جان کو اسکی صورت اصلی دکھاؤنگی سہ پہر کو آکر اسے لیجانا بلا انگیز نے جو یہ پیغام سنا کہا یہ بدشواری تمام میرے
ہاتھ آیا ہے ایسا نہو کہ مین اسے یہان چھوڑ جاؤن اور یہ یہان ہاتھ سے چھوٹ جاے ملکہ نے جو سنا کہ بلا انگیز نے عدول حکمی
کی نہایت بد دماغ ہوئی حکم دیا کہ جلد اسے یہان سے نکالو میرے سامنے سے بلا انگیز کو ہٹاؤ بلا انگیز نے دیکھا کہ ملکہ آزردہ
ہوئی عرض کیا کہ مین اسے چھوڑے جاتا ہون پھر ایک درخت سے عمرو کو باندھکر بلا انگیز چلا گیا اُس وقت ملکہ نے
کہا ارے اسکی نگہبانی کرو ایسا نہو کہ یہ چھوٹ جاے لوگ نگہبانی کے واسطے متقرر ہوے ملکہ سرو سیمتن نعمت خانہ مین
خاصہ کھانے کو بیٹھی گیتی آرا سے کہا ارے کسی نے عمرو کو بھی کھانا دیا یا نہین جلد جا کر عمرو کو کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ گیتی آرا
کھانا لے کر آئی لیکن عمرو نے جس وقت سے ملکہ سرو سیمتن کو دیکھا ہے عاشق ہو گیا ہے اپنے دل مین عجیب عجیب خیال

باندھ رہا ہی کہ ناگاہ گیتی آرا خوان کھانیکا لائی اور کہا کہ لے موے مونڈی کاٹے ساربان زادے تقدیر نے رسائی کی کہ ملکہ نے دسترخوان پر سے تیرے واسطے کھانا بھیجا ہے جلد کھانا کھا عمرو نے کہا کہ ہاتھ تو میرے بندھے ہوے ہین کھانا کیونکر کھاؤن وہ ہنسکے بولی ای مکار شامت کے مارے تو چاہتا ہی کہ ہاتھ تیرے کھولدیے جائین یہ ہرگز نہوگا یہ کہکر اپنے ہاتھ سے کھانا عمرو کو کھلایا خواجہ عمرو تو ہوشیار و چالاک عیار ہی گیتی آرا سے چوچلے کرتا گیا اور کھانا کھا گیا جب عمرو کو گیتی آرا کھانا کھلا چلی خوان اٹھوا کر لیگئی یہان ملکہ کھانا کھا کر سو رہی سہ پہر کو بیدار ہوئی منھ ہاتھ دھویا مان کو اپنی بلایا عمرو کو دکھایا وہ دیکھکر عمرو کو ڈری اور کہا کہ بیٹیا یہ کوئی جن ہی آدمی نہین ہی جلد اسے یہان سے نکالو یہ کہکر چلی گئی ملکہ سرو سیمتن گاتی خوب ہی اسکی آواز کا شہرہ ہی اسوقت تمام گائنین آگر بیٹھین ساز ملے ملکہ سرو سیمتن نے دائرہ ہاتھ مین لیا اور بعد حسن علم موسیقی یہ غزل گانے لگی غزل

جیسا بیتاب ہی اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا
ابتدا ہی مین ہوا عشق مجھے آفت کا
او ستمگار ترا دل کبھی ایسا تو نہ تھا
دیکھکر ضعف مرا ہنسکے وہ مہرو بولا
نجد مین شور سلاسل کبھی ایسا تو نہ تھا
دیکھتے ہی مجھے تیوری وہ چڑھا لیتا ہی
باغ مین شور عنادل کبھی ایسا تو نہ تھا
روز آزار دیا کرتا ہی دل کو میرے
شور دریا ب ساحل کبھی ایسا تو نہ تھا
کیا ہوا یار جو صورت نہین اب دکھلاتا
عشق ابرو مین وہ کامل کبھی ایسا تو نہ تھا
نہین سنتا مری جو چاہتا ہی کرتا ہی
دشمن جان مرا قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا
یہ تپان صورت بسمل کبھی ایسا تو نہ تھا
ہاے بے درد وہ قاتل کبھی ایسا تو نہ تھا
بیگنہ مجھکو کیا قتل نہ کچھ رحم آیا
میری جانب سے وہ غافل کبھی ایسا تو نہ تھا
میری تیری کا سنا غل تو کہا لیلی نے
ایسا وارفتہ ہی اب دل کبھی ایسا تو نہ تھا
آئی کس رنگ سے آئی ہی بہار ای گلچین

یہ غزل ملکہ سرو سیمتن نے اس خوش آوازی سے لگائی کہ ساتھ والیان وجد کرکے جھومنے لگین اور تعریفین کرنے لگین ملکہ سرو سیمتن نے کہا کہ عمرو کو بھی میرے سامنے لاکر بٹھاؤ وہ بھی میرا گانا سنے کہ اسنے بڑی بڑی محفلین دیکھی ہین ذرا اچھی اچھی گانے والیون کو سنا ہی دیکھون کہ میرا گانا اسکے پسند آتا ہی یا نہین گیتی آرا عمرو کے لینے کو چلی عمرو نے یہان جیسے گانے کی آواز سنی ہی بیتاب ہی دل تڑپ رہا ہی کہ گیتی آرا نے کہا ارے عمرو اے ساربان زادے چل تو بھی تجھکو ملکہ کا گانا سنواؤن ایسی خوش آواز ایسی تانین کبھی تو نے خواب مین بھی نہ سنی ہونگی پھر عمرو کو درخت سے کھولکر گیتی آرا لائی اور ستون سے باندھ دیا ملکہ سرو سیمتن دائرہ بجا کر پھر گانے لگی تمام انیسین جلیسین صدقے قربان ہونے لگین عمرو جیسکا کھڑا ہوا تھا ملکہ کو بغور دیکھ رہا تھا مطلق گانے کی تعریف نہ کی ملکہ خوب جھوم جھوم کر گائی عمرو نے گردن تک نہ ہلائی ملکہ سرو سیمتن نے دائرہ ہاتھ سے رکھکر عمرو سے پوچھا ای شخص تو نے سر تک نہ ہلایا معلوم ہوتا ہی تجھکو میرا گانا نہین پسند آیا عمرو نے کہا تمھارا کیا کہنا خوب گاتی ہو اچھا شغل ہی دو گھڑی دل بہلاتی ہو مگر ای ملکہ گانا فن ایک شی دیگر ہی ہر شخص نہین جانتا ہی دل اپنا سب بہلالیتے ہین گانے والے کا فقط منھ چڑھا لیتے ہین ملکہ سرو سیمتن اسوقت نہایت خوش مزاج تھی عمرو کے کہنے پر ہنسنے لگی مگر ملکہ کی ساتھ والیون نے کہا کہ بلاؤن یہ بن مانس گانے کی کیا قدر جانے آپکا ثانی زمانے مین نہین بھلا اسے کیا تمیز ہی یہ بھی آدمی کوئی چیز ہی ملکہ بولی صاحبو تم کیا جانو اسنے بڑے بڑے بادشاہون کی صحبتین دیکھی ہین عمرو سچ کہتا ہی کہ گانا اور چیز ہی ایک نے کہا ارے عمرو تو تو ملکہ کے گانے کی حقیقت نہین جانتا کچھ تجھے بھی دخل ہی عمرو نے کہا ہان بوا کچھ آئین بائین شائین مین کر لیتا ہون ملکہ سرو سیمتن نے کہا جب ہی تجھکو میرا گانا پسند نہین آیا ای عمرو بھلا کچھ گاؤ تو سہی عمرو کو ستون سے کھلوا کر اپنے پاس بٹھایا عمرو نے سازندون سے کہا ساز ملاؤ ان سب نے ساز ملا کر چھیڑنا شروع کیا خواجہ عمرو گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگے تانین اڑانے لگے غزل

ہم شہادت کے طلبگار رہا کرتے ہین
عاشقون کو یہ قضا بھائی ترے کوچے کا
گیسوے یار کے پابند ہین اک مدت سے
صورت سایۂ دیوار رہا کرتے ہین
عاشق ابروے خمدار رہا کرتے ہین
اس سلاسل مین گرفتار رہا کرتے ہین
الفت چشم مین دنیا کی خبر کیا ہمکو

نشۂ عشق مین سرشار رہا کرتے ہین
آجکل وصل صنم بفضل خدا سے ہی نصیب
میرے ہمدم یہی دو چار رہا کرتے ہین
سر میدان وہ کبھی تیغ ادا کھینچین تو

ہوش آتا نہین موسیٰ کی طرح مدت سے
بخت خفتہ مرے بیدار رہا کرتے ہین
بیٹھا رتے ہین جو اس گل کا دبا کر پہلو
ہم تو مر جانے پہ تیار رہا کرتے ہین

محو نظارۂ دلدار رہا کرتے ہین
درد و رنج و الم و غم سے بہلتا ہے دل
غیر کی آنکھ مین ہم خار رہا کرتے ہین
یہ غزل عاشقانہ جو خواجہ عمرو نے

خوش الحانی سے گائی ملکہ ہزار جان سے عاشق ہوگئی اور محفل مین سب کو ایسا عالم وجد ہوا تمام اہلین جلیسین محو ہوکر
بصورت تصویر رہ گئین خواجہ عمرو ایک غزل عاشقانہ کی دو چار تانین لگا کر چپ ہو رہے ملکہ بولی ای شخص تو چپ کیون ہو رہا
گائے جا آجتک ایسی صدائے دل آویز کسی کی نہین سنی ای عمرو واقعی سچ ہے مجھکو گانا نہین آتا یہ علم اور چیز ہے بیشک تیرا مثل نہین ہے
عمرو نے کہا ای ملکہ مین خاک گاؤن ہاتھ تو میرے بندھے ہوے ہین ہاتھ کھلین تو البتہ کچھ بجا کر تمھین سناؤن اسوقت تم محفوظ
ہو ملکہ نے حکم دیا کہ ہاتھ اسکے کھولدو انیسون نے سمجھایا کہ بلا لون یہ مکار ہے چھوٹ جائیگا ملکہ نے کہا کہ جشنین چہار طرف سے عمرو
کو گھیرے ہوے کھڑی رہینگی ممکن نہین کہ یہ کہین جاسکے غرضکہ ہاتھ عمرو کے کھولدیے گئے عمرو نے پھر سازندون کو اشارہ کیا کہ ساز
ملاؤ اور آپنے جوڑی ہفت بیوندی زنبیل سے نکال کے نفلیان درست کرکے منھ پر آسے رکھکے پھونکا خوب خوب بجایا خوب
خوب گایا ملکہ کا یہ عالم تھا کہ آنسو آنکھون سے جاری تھے کبھی اٹھ کے عمرو کے گرد پھرتی تھی ہزار جان سے ملکہ سرو سیمتن
عمرو پر عاشق ہوگئی پھر عمرو کے پانون بھی کھلوا دیے اور جشنون سے کہا کہ تم اسکے گرد سے ہٹ جاؤ یہ یہان بیٹھا ہوا گا رہا
ہے اب یہ یہان سے ہرگز نہ جائیگا مگر بلا انگیز جو عمرو کو چھوڑ کر یہان سے گیا عیارون کے پاس آیا بلا خیز چچا نے اسکے پوچھا
کہ کیون عمرو کو کیا کیا اُسنے کہا کہ ملکہ سرو سیمتن کے پاس چھوڑ آیا ہون وہ اپنی مان کو بھی صورت عمرو کی دکھائینگی سہ پہر کو
جاکر لے آؤنگا یہ کہکر اپنے گھر گیا کھانا کھایا سو رہا سہ پہر کو پھر میدان خونی تیار کیا اور عمرو کو لینے چلا جب دروازے پر باغ
کے پہونچا محلدار سے اور بلا انگیز سے سازتھا تمام حال عمرو کا اُسنے بلا انگیز سے بیان کیا اور کہا کہ اب عمرو ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا
گا رہا ہے ای بلا انگیز دیکھ تو مدت سے ملکہ پر عاشق ہے تجھے آجتک یہ دن نصیب نہ ہوا کہ ملکہ تجھے اپنے سامنے بٹھاتی اور عمرو
اُسکے روبرو بیٹھا ہوا ہے خوب مزے اُڑ رہے ہین بلا انگیز یہ کیفیت محلدار سے سنتے ہی آگ بگولا ہوکر دوڑا وہان جاکر دیکھا کہ
عمرو گا رہا ہے اور ملکہ نشۂ عشق خواجہ عمرو مین بیٹھی ہوئی جھوم رہی ہے یہ دیکھتے ہی بلا انگیز نے کچھ ملکہ سمرو سیمتن کا لحاظ
و پاس نہ کیا اور پکارا کہ او سرو سیمتن تو نے عمرو کو چھوڑ دیا وہ گا رہا ہے اور تو سن رہی ہے اب حال معلوم ہوگا مجھے اور عمرو کو
تو پھر گرفتار کرکے لیے جاتا ہون ملکہ نے پکار کر کہا او جل ککڑے نگوڑے کچھ تیری شامتون نے گھیرا ہے جا دور ہو یہان سے
جو تیرا جی چاہے شوق سے میرے باپ سے کہلا بھیجنا مین نے اسکا گانا سنا اور چھوڑ بھی دیا یہ سنتے ہی عمرو نے نعرہ کیا کہ باش
او بیحیا مین آیا مجھے اب تو گرفتار کر یہ کہکے نیمچہ کھینچکر عمرو چلا بلا انگیز نے بھی نیمچہ کھینچا تلوار چلنے لگی ایک مقام پر عمرو نے
جھکائی دیکر جو ایک ہاتھ نیمچہ کا مارا بلا انگیز زخمی ہوا پیشانی سے خون بہنے لگا عمرو پکارا او بلا انگیز اب تیرے اور بھی
شامتی آنے ہونگے زیادہ ٹھہرنا یہان مناسب نہین ہے دیکھ ہم جاتے ہین اور تجھ سے کہے جاتے ہین کہ ہم ہر شب ملکہ
سرو سیمتن کے پاس آئینگے رات بھر رہینگے اور صبح کو چلے جائینگے اب تو ہمین روک لے تو جانین کہ مرد ہے یہ کہکر جست دخیز
کرکے نکل گیا ہر چند بلا انگیز نے تعاقب کیا مگر عمرو کب ہاتھ آتا ہے غائب ہوگیا بلا انگیز ناچار و مجبور وہان سے پھرا اپنے
عیارون سے اور چچا بلا خیز سے تمام ماجرا بیان کیا بلا خیز نے کہا کیون مین نہ کہتا تھا کہ عورتون مین عمرو کو نہ لیجاؤ
وہ نہایت ذو فنون ہے بہر طور چھوٹ جائیگا تو نے نہ مانا آخر کار دھوکا اٹھایا وہ دکھا کے چھوٹ گیا بلا انگیز نے کہا
چچا جان مین پھر اُسے گرفتار کرونگا میرے ہاتھ سے کہان جاتا ہے اور اب تو وہ مجھ سے کہ گیا ہے کہ مین ہر شب

ملکہ سرو سیمتن کے باغ مین آؤنگا صبح کو چلا جاؤنگا کسی روز تو وہ میرے ہاتھ آجائیگا اب عقابین کو در باغ ملکہ سرو سیمتن پر گاڑنا
چاہیے اور جب عمرو آجاے تو اُسے پکڑ لینگے تم سب مستعد بیٹھے رہو اُسی وقت عیارون نے قفس بدیع الزمان و ہاشم نوجوان
کے اُس عقابین پر سے اُتار لیے اور عقابین کو اُکھیڑ لیا بلا انگیز بارہ ہزار عیار ساتھ لیے ہوے دف و دُہل و طاشے بجاتے ہوے
دروازے پر باغ کے آے پہلے عقابین کو نصب کیا بعد اُسکے دونون قفس لٹکاے عیار گرد عقابین کے بیٹھے بلا انگیز نے
جتنے مکان عقابین سے ملحق تھے وہ سب کھدوا ڈالے بالکل لگاؤ عقابین پر جانے کا نہ رکھا وہ مکان ملکہ کی مصاحبون
اور خواصون اور مغلانیون اور پیشخدمتون کے تھے ایک ایک بلا انگیز کو گالیان اور کوسنے دیتی تھی کہ اِس موے منحوس نے
بہت سر اُٹھایا ہی جلدی اِسکا زور ٹوٹ جاے یہ موذی کا ناغارت ہو خاک مین ملجاے ملکہ کو جس وقت یہ خبر پہونچی اور زیادہ
دشمن ہوگئی مگر جب ہورہی کہ بے بس تھی کیا کرتی ادھر بلا انگیز نے یہ بندوبست کیا تھا کہ جو کوئی ملازم ملکہ کا زن و مرد کسی
کام کو باغ سے نکل کے باہر جاتا تھا اور پھر باغ مین آنے کا ارادہ کرتا تھا اُسکو نہلا کے دیکھ لیتا تھا کہ عمرو تو نہین ہی پھر
چھوڑ دیتا تھا اور عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے وہین موجود تھے سب تماشا دیکھ رہے تھے یہانتک کہ دن تمام ہوا قریب
شام ایک اصیل کی صورت بنکر کچھ گھی ایک دیگچی مین لیے اندر باغ کے چلے گئے عیار سب بلا انگیز کے شاگرد دن بھر
پکڑ دھکڑ کرتے کرتے کوسنے گالیان کھاتے کھاتے تنگ آگئے تھے کسی نے بھی نہ پوچھا کہ یہ کون جاتا ہی عمرو دروازے پر
آے محلدار کو سلام کیا اُسنے پوچھا کہ ارے یہ گھی کِسکے واسطے لائی ہی عمرو نے کہا کہ گیتی آرا نے منگایا تھا محلدار نے کہا
اری نیک بخت گیتی آرا تو مصاحب خاص ملکہ سرو سیمتن کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھاتی ہی وہ کیون گھی منگانے
لگی ماما نے کہا اے بوا محلدار اگر تمکو یقین نہو تو جاکر پوچھ لو محلدار یہ کلام اُس ماما کا سنکر اندر باغ کے گئی اور جاکر گیتی آرا
کو الگ بلاکر کہا کہ اے بی بی تمھارے گھر سے گھی آیا ہی کیا تُمنے منگایا ہی گیتی آرا نے کہا کہ محلدار کیا تمکو خبط ہوگیا ہی پہلے جاکر
اپنی فصد کھلواؤ پھر مجھ سے گھی کا ذکر کرو ملکہ میری ہزارون برس سلامت رہے مجھے موے گھی کی کیا پروا ہی جو کسی سے منگواؤنگی
کسی اور نے منگوایا ہوگا یہ سنکر محلدار اُس ماما کے پاس آئی اور آکر کہا کہ گیتی آرا تو قسمین کھاتی ہی کہ مین نے نہین گھی منگوایا
خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے گیتی آرا کا نہین نام لیا تھا راحت افزا کا نام لیا تھا تم نے گیتی آرا سے جاکر پوچھا محلدار وہان
سے راحت افزا کے پاس آئی اور آکر اُس سے بھی پوچھا راحت افزا نے بھی یہی جواب دیا کہ بوا محلدار مجھے ملکہ کے
صدقے سے ہمہ نعمت کھانے کو ملتی ہی مجھے گھی منگانے کی کیا ضرورت ہی جب کئی پھیرے محلدار نے اسی طرح پیغام سلام
مین کیے چونکہ محلدار موٹی زیادہ تھی بسبب توند کے چلنا دشوار تھا دو چار مرتبہ کی آمد و رفت مین سانس پھول گئی
ہانپنے لگی اور یہ کہکر بیٹھ گئی کہ بھاڑ مین جاے ایسا گھی اور پیغام و سلام اگر ایسی ہی اب جانکھپی ہی تو مین اِس نوکری
کو آگ لگاؤنگی مجھ سے سو سو پھیرے نہین ہوسکتے ادھر ملکہ سرو سیمتن بھی نہایت اُداس پریشان حال مثل تصویر پاس
عمرو کے دھیان مین بیٹھی چپکی رات تک رہی تھی کھانا بھی نہین کھایا تھا کہ محلدار کا گلگنانا سنا اور صورت بھی دیکھی کہ پسینے پسینے
ہوگئی ہی دم چڑھ گیا ہی سانس پیٹ مین نہین سماتی ملکہ نے کہا اے محلدار یہان آؤ کچھ مجھ سے تو بیان کرو کہ کیا ماجرا ہی کیسا گھی
کیسی ماما محلدار نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے حضور ملکۂ عالم قربان جاؤن صدقے جاؤن بڑی دیر سے ایک کالی سی ماما آکے
ڈیوڑھی پر کھڑی ہی گھی کی پتیلی ہاتھ مین ہی کبھی کہتی ہی کہ گیتی آرا نے گھی منگایا ہی کبھی کہتی ہی راحت افزا نے گھی منگایا ہی یہ
لوگ قسمین کھاتے ہین جب سے میری جان گیند دھوکے مین پڑگئی ہی سراپھیری کرتے کرتے ٹانگین ناحق ٹوٹ گئین اور پھر
گھی والی کا ابتک پتا نہ لگا ملکہ نے کہا محلدار خفا نہو جانے دو اُس ماما کو میرے پاس لے آؤ جس نے گھی منگوایا ہوگا وہ خود
پہچان لیگی وہان سے یہ سنکر محلدار پھر ڈیوڑھی پر آئی اور آکر اُس ماما سے کہا کہ اری نیکبخت تجھ سے ڈرا چاہیے تو نے تو

دوڑاتے دوڑاتے مجھکو ہلاک کرڈالا کوئی مُردی نہین اقرار کرتی کہ ہمنے گھی منگوایا ہی تو میرے ساتھ وہین چلی چل جسکی تو ماما ہوگی
وہ آپ تجھے پہچان لیگی محل خانہ بھوت خانہ ہی مین تیری بی بی کو کہان ڈھونڈھتی پھرون ماما نے کہا چلو مین خود چلتی ہون غرضکہ
محلدار ماما کو ساتھ لیے ہوے ملکہ کے پاس آئی ملکہ نے پوچھا ارے تو کسکی ماما ہی اور کسکے واسطے یہ گھی لائی ہی ماما نے کہا حضور آپکے
واسطے یہ گھی لائی ہون بہت تحفہ مسکہ گھی ہی دیکھیے تو کیا خوشبو آتی ہی جی چاہے سونگھ لیجیے ملکہ نے کہا مین تجھے کیا جانون تو
کون ہی عمرو نے کہا سبحان اللہ ایک ہی دن مین آپ مجھے بھول گئین کل ہی آپ سے وعدہ کرگئی تھی کہ ہر روز رات کو آیا کرونگی
خدا جانے کس جانبازی سے یہانتک آئی اب ملکہ سمجھی کہنے لگی کیا تو عمرو ہی یہ سنتے عمرو نے کہا غنیمت ہی کہ اب بھی آپنے پہچانا
اتنا بھولاپن اچھا نہین فہمیدہ کو بات کا اشارہ کافی ہی افشائے راز کرنا بہتر نہین ملکہ پکاری ارے تو نے کیا شکل بنائی ہی صورت
اصلی اب اپنی دکھلا عمرو نے گرم پانی منگواکر منھ ہاتھ دھوئے بصورت اصلی ہوگیا ملکہ نہایت مسرور ہوئی خوشی سے غنچہ
خاطر شگفتہ ہوا گویا سوکھے دھانون پانی پڑ گیا سب ساتھ والیون نے کہا اے خواجہ کیا تم ملکہ پر جادو کرگئے تھے کہ آٹھ پہر
گذر چکے ہین کہ تمھاری یاد مین نہ سوئین ہین نہ آرام کیا ہی نہ کچھ کھایا ہی نہ کچھ پیا ہی عمرو نے کہا مین نے بھی اسوقت تک کچھ
نہین کھایا ہی غرضکہ ملکہ نے کھانا منگوایا آپ کھایا اور عمرو کو بھی کھلایا مصاحبون کو دیا بعد اُسکے صحبت راگ رنگ کی
آراستہ ہوئی ملکہ نے عمرو سے جو جو فرمایش کی وہ عمرو گایا کیا اور ساز بجایا کیا اور ملکہ بھی دائرہ ساتھ عمرو کے بجایا کی اور
گایا کی دو پہر رات گئے تک صحبت گانے بجانے کی رہی بعد اُسکے ملکہ اپنی خوابگاہ پر آئی اور ایک پلنگڑی سونے کی واسطے
عمرو کے برابر اپنے چھپرکھٹ کے بچھوائی ملکہ نے بھی آرام کیا عمرو بھی سو رہا صبح کو عمرو ملکہ سے رخصت ہوکر ایک رونے کی صورت
بنکر راہی ہوا تمام عیار مکار جو گرد سامنے دروازے پر باغ کے عقابین کے پاس دیکھا کیے کسی نے کچھ تعرض نہ کیا اس اثنا
مین بلا انگیز آیا عیارون سے پوچھا کہو عمرو آیا تھا یا نہین سبھون نے کہا استاد کیا ایسا اندھیر ہی کہ ہماری آنکھون مین خاک
ڈالکر چلا جاتا عمرو ہرگز نہین آیا بلا انگیز خوش ہوا ہنوز بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اصیل زیبا اُسکا نام تھا بلا انگیز نے اُسکو بہت سا
مال کھلایا تھا اکثر ملکہ کا حال وہ اس سے کہا کرتی تھی جب وہ باغ سے ملکہ کے باہر آئی بلا انگیز کو اشارے سے بلایا جب وہ پاس
آیا کہا سن تو موذی کاٹے تو کیسا عیار طرار ہی کہ عمرو شام سے اندر باغ کے آیا ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا گایا بجایا رات کو سویا
صبح کو باغ سے چلا گیا بلا انگیز نے کہا کیونکر آیا اور کیونکر گیا وہ بولی اصیل کی صورت بنکر آیا رونے کی صورت بنکر روانہ ہوگیا
موے یہ سب عیار دیکھا کیے اور کسی نے نہ پہچانا بس یہ سنتے ہی بلا انگیز جل کر خاک ہوگیا غصہ سے آگ بگولا بنا ہوا وہان
سے پھرا تمام عیارون پر آکر خفا ہوا اور کہا کہ ارے تم سب تو کہتے تھے کہ عمرو باغ مین نہین گیا وہ تو اصیل کی صورت بنکر
ریچی مین گھی لیے ہوے شام کے وقت گیا رات بھر اندر باغ کے رہا صبح کو رونے کی شکل بنکر نکل گیا تم سب غافل
بیٹھے رہے اسی منھ پر دعوی عیاری کا کرتے ہو واہ واہ واہ سبھون نے کہا استاد واقعی سچ ہی ایک اصیل شام کو دیگچی گھی کی
لیے ہوے اندر باغ کے گئی تھی اور صبح کو بہت سویرے ڈھونڈھ ہلکے ایک رونا نکلا تھا مگر خیر اب جو کچھ ہوا سو ہوا اب
ہم ہوشیار ہین کیا مجال جو اب عمرو باغ مین جاسکے بلا انگیز تو چلا گیا یہان دن بھر غل و شور برپا رہا ایک ایک اصیل ایک
ایک رونا پکڑ لیا جب اُنکو گرم پانی سے نہلایا صورتین اُنکی جیسی تھین ویسی ہی رہین تب جانے دیا عمرو ایک گوشے مین کھڑا
تماشا دیکھا کیا جب دو گھڑی دن رہا عمرو ایک دال موٹھ والے کی شکل بنکر خوانچہ ہاتھ پر رکھے آیا تمام عیارون کو دال موٹھ
کھلائی اور اُنکی نگاہ بچاکر باغ مین گھس گیا وہی محلدار موئی بھدی پیچھے دوڑی کہ ارے موے تو اندر کہان چلا جاتا ہی
باغ سے باہر نکل عمرو اُسکی کب سنتا ہی سیدھا وہان آیا جہان ملکہ بیٹھی ہوئی تھی اور اپنی انیسون سے کہہ رہی تھی کہ
کل تو عمرو آیا تھا آج دیکھیے آتا ہی یا نہین کہ ناگاہ عمرو نے آواز لگائی دال موٹھ گرما گرم تیڈیان کرای ہی ایک خواص پکاری

اے بوا

ارے موے تو یہان زمانے مین چلا آیا کیا تیری شامتین آئی ہین تجھکو اس مقام پر آتے ہوے خوف نہ آیا جشنین جب ایک مرتبہ
چوب وچماق پکڑ کر عمرو پر لپکتی ہوئی دوڑین کہ لینا پکڑنا اسے جانے نہ دینا عمرو بیچارا سب کی مار کھاتا ہے اور کسیکے ہاتھ آتا ہے کود پھاند کر
ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے واسطے دال موٹھ لیکر آیا ہون اور آپ مجھے مار کھلواتی ہین ملکہ نے تامل کرکے کہا کیا تو عمرو
عیار ہے عمرو نے جواب دیا کہ ہان ہون تو سہی پھر تم بھول گئین اور نہ سمجھین یہ آپ کا جانباز حاضر ہے ملکہ بھی بے اختیار
ہنس پڑی اور جشنون کو منع کیا کہ خبردار کوئی اس دال موٹھ والے سے نہ بولنا یہ عمرو عیار ہے ملکہ سرو سیمتن نے پھر
عمرو سے کہا کہ اس خوانچہ کو پھینکو اور صورت اصلی اپنی بناؤ عمرو نے خوانچہ ہاتھ سے رکھدیا اور ہاتھ منھ اپنا گرم پانی سے
دھویا لباس بدلا بصورت اصلی بنکر ملکہ کے پاس بیٹھے ملکہ سرو سیمتن بہت خوش ہوئی مثل گل خندہ زن ہوکر کہنے لگی کہ
مین جانتی تھی کہ آج تم نہ آؤگے عمرو نے کہا کہین ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جو تم سے کہون وہ نہ کرون پھر ملکہ نے کھانا
منگوایا عمرو کے ساتھ کھایا بعد اسکے تمام شب گانے بجانے مین گذری دو گھڑی رات رہے سے عمرو ایک ماما کی صورت
بنکر باغ سے نکل کر صحیح وسلامت چلا آیا صبح کو بلا انگیز نے اپنے عیارون سے پوچھا کہ باغ مین عمرو آیا تھا یا نہین
اُن سب نے کہا کہ اُستاد ہماری دانست مین غیر آدمی کوئی اندر باغ کے نہین گیا بلا انگیز نے کہا کہ خیر معلوم ہوجائے گا
انتظار مین ماما نہ پاکے بیٹھا رہا جسوقت کہ وہ ماما باغ سے باہر آئی اپنے پاس بلا کر بلا انگیز نے پوچھا کہ کہو کیا حال ہے
عمرو آیا تھا یا نہین اُسنے سب حال بیان کیا بلا انگیز نے ایک ایک عیار کو سرزنش کی اور کہا کہ تم سب کے سب کیسے
غافل بیٹھے رہتے ہو آیندہ روند کو نہین دیکھتے عمرو دال موٹھ والا بنکر اندر باغ کے گیا رات بھر وہین رہا صبح کو نکلکر
چلا گیا یہ سنکر ایک نے دوسرے کا منھ دیکھا اور کہا کہ واہ یہان کل دال موٹھ والا جو آیا تھا ہم سب کو دال موٹھ دیکر
باغ کی طرف چلا گیا تھا پھر ہمنے اُدھر سے پھرتے نہین دیکھا بلا انگیز نے کہا ارے تم لوگ دو بار ذلیل کروا چکے اب تو
ہوشیار رہو وہ بولے اُستاد تمسے تو کہنا ناحق ہے اب جائیگا تو حال معلوم ہوگا بلا انگیز تو چلا گیا سب عیار ہوشیار
ہوکر بیٹھے جو باغ کے اندر سے باہر آتا ہے اور پھر جانیکا قصد کرتا ہے اُسے عیار گرفتار کرتے ہین عمرو کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے مگر گلیم
اوڑھے ہوے پوشیدہ ہے جب چار گھڑی دن رہا اُسوقت عمرو ایک مالن کی شکل بنکر چنگیر پھولون کا ہاتھ مین لیکر باغ کیطرف
چلا عیارون نے عمرو کو چہار طرف سے آکر گھیر لیا اور کہا کہ یہان دیکھو آج عمرو مالن بنکر باغ مین چلا ہے خوب ہی بھیس بدلا
ہے اسے جانے نہ دو یہ سنکر بلاخیز پکارا گرم پانی لاؤ اسکا منھ دھلاؤ بلکہ سر سے پانون تک نہلاؤ عمرو نے جو دیکھا کہ عیارون
نے گھیر لیا اب تدبیر گرفتار کرنے کی ہے وہی چنگیر اُن عیارون پر کھینچ مارا اور نیمچہ پکڑ کر دوڑا لڑنے لگا دو چار کو زخمی کیا پھر
جست وخیز کر کے اُس غول سے نکلکر میدان پکڑا ایک طرف کا راستہ لیا عیارون نے ہرچند تعاقب کیا مگر کوئی گرد
قدم تک بھی نہ پہونچ سکا سب عیار تو تھک گئے مگر بلاخیز پیچھے پیچھے عمرو کے للکارتا چلا جاتا ہے کہ او دزد باریک گردن
کہان جائیگا جہان پوشیدہ ہوگا جاکر مارونگا عمرو بھی پکار رہا ہے کہ او نابہنجار چلا تو آ یہان تک کہ ایک ویرانے مین پہونچا کہ وہان
بوئے انسان تک نہ تھی اُسوقت عمرو ٹھہر گیا اور للکارا کہ او نامرد مجھے تو ایسا بودا سمجھتا ہے کہ تعاقب مین چلا آتا ہے دیکھ تو تیرا
کیا حال کرتا ہون بلاخیز نے برابر عمرو کے پہونچتے ہی ایک ہاتھ نیمچے کا مارا عمرو نے روکا نیمچہ بازی ہونے لگی عمرو نے لڑتے
لڑتے دوسرے ہاتھ مین حلقے کمند کے درست کرکے بلاخیز پر مارکے جھٹکا دیا بلاخیز گرا عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور
مشکین باندھ لین کہا کہ کیون او بیحیا مزا میرے تعاقب مین آنیکا پایا بلاخیز نے کہا حق یہ ہے کہ تجھ ایسا عیار مین نے نہین دیکھا
اب مین نے غلامی تمھاری اختیار کی اور اسلام لایا عمرو نے کہا او مکار بھلا مین کب تیرے فریب مین آتا ہون بلاخیز نے جواب
دیا مین مطیع ہون آپکا جی چاہے بخشدیجیے چاہے قتل کیجیے عمرو نے کہا اچھا اگر تم ہمارے دوست ہو تو ہم تمھین ترجین مین

گاڑے جاتے ہین رات بھر یہان رہو صبح کو ہم اگر تمھین لیجائینگے یہ کہکر بلاخیز کو سینے تک زمین مین گاڑ دیا اور دونون ہاتھ اُسکے پیٹھ
پر اُسکی باندھ دیے بلاخیز نے کہا کہ خواجہ عمرو مجھکو کوئی جانور درندہ کھا جائیگا عمرو نے کہا نہین تمھین کوئی نہین کھائیگا ہم اسکی
بھی تدبیر کیے جاتے ہین پھر زنگ شکستہ نکال کر گلے مین بلاخیز کے باندھ دیا اور بتا دیا کہ جسوقت کوئی جانور درندہ تمھاری طرف
رخ کرے گردن اپنی ہلا دینا زنگ بجینگے وہ جانور انکی صدا سے بھاگ جائینگے تمھارے پاس نہ آئینگے پھر بلاخیز نے کہا مین بھوک
سے ہلاک ہو جاؤنگا عمرو نے کچھ خمیری روٹیون کے ٹکڑے نکال کر سامنے بلاخیز کے رکھدیے اُسنے کہا ہاتھ تو میرے بندھے
ہوے ہین کیونکر کھاؤنگا عمرو نے جواب دیا منھ جھکا کر کتے کی طرح کھا لینا یہ کہکر خود بلاخیز کی صورت بنکر وہان سے روانہ ہوا
کوئی پانچ چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ زیر عقابین آیا عجب عالم تھا خاک منھ پر پڑی ہوئی تھی لباس پارہ پارہ تھا سر
کے ٹکڑے اُڑے ہوے تھے عیارون نے پوچھا اے بلاخیز کیا ہوا اُسنے کہا کہ عمرو بلاے بے درمان ہے دیکھو یہ حالت میری ہوئی
اور وہ ہاتھ نہ آیا عیارون نے کہا ارے میان تمھاری جان بچگئی یہی غنیمت ہے غرض دو چار باتین کرکے چلم ہاتھ مین لیکر
دروازے پر باغ کے آیا محلدار سے کہا مجھے آگ لا دو محلدار نے کہا مونڈی کاٹے کیا مین تیری لونڈی ہون کہ آگ لا دون
بلاخیز نے کہا خیر تم نہ جاؤ ہم آپ ہی لے آئینگے اور جست کرکے محلدار کو پھاند کے اندر باغ کے چلا پیچھے پیچھے محلدار دوڑی ارے موے
کہان جاتا ہے عمرو ایک طرفۃ العین مین وہان آیا جہان ملکہ سرو سیمتن بیٹھی ہوئی اپنے دل سے کہ رہی تھی افسوس آج عمرو یہان
کسی طرح نہ آسکیگا مصاحبین عرض کر رہی ہین کہ صدقے جاؤن بلاؤن عمرو مالن بنکر تو آیا تھا مگر ان عیارون مونڈی
کاٹون نے اُسے نہ آنے دیا ملکہ بولی خیر عمرو یہان آے یا نہ آے مگر اپنی جان سے سلامت رہے ان شیاطین کے شر سے بچ جاے
مجھے بڑا دھڑکا ہے کہ یہ موے ہزارون ہین وہ اکیلا ہے یہ ذکر تھا کہ غل ہوا وہ جو عیار گرد عقابین کے رہتے ہین اُنمین سے
ایک عیار اندر باغ کے چلا آیا ہے ترکنین دوڑین عمرو کب اُنکے ہاتھ آتا ہے جست وخیز کرکے ملکہ کے برابر آ پہونچا اور ملکہ سے کہا
واہ سبحان اللہ ہم تو تمھارے واسطے اس محنت و مشقت سے آئین اور آپ خیال مین بھی نہ لائین واہ کیا انصاف ہے ملکہ
نے آواز پہچانکر کہا ارے صاحبو یہ کسلیے پیچھے دوڑتی ہو یہ تو عمرو ہے خبردار کوئی اسکے پاس نہ آے اور کوئی ایسا ہاتھ نہ اُٹھاے جتنی
جلتنین ترکنین تھین وہین ٹھہر گئین ملکہ نے عمرو سے کہا خواجہ اب اپنی اصلی صورت جلد بناؤ عمرو نے منھ ہاتھ دھویا بصورت
اصلی بنا ملکہ کے پاس آکر بیٹھا ملکہ نے کہا خواجہ مین تو آج تمھارے آنے کی امید نہ تھی عمرو نے کہا ملکہ مین تو آج دن سے آتا تھا مگر
یہ بہوات مجھے پہچان گئے سب نے آکر گھیر لیا غل مچایا مین اپنی جان بچا کر بھاگا بلاخیز عیار نے میرا پیچھا کیا مین اُسکے ہاتھ نہ آیا
صحرا مین جاکر اُسکو مین نے گرفتار کیا مشکین باندھکر نصف قد سے زمین مین گاڑ دیا ہے اور اُسکی صورت بنکر یہان آیا اس سعی و
کوشش سے تم تک پہونچا ہون اے ملکہ مجھکو ثابت ہوتا ہے کہ کوئی تمھاری صحبت مین کا بلا انگیز سے ملا ہوا ہے کسواسطے کہ جو شکل بنکر مین
یہان آتا ہون بلا انگیز کو اُسکی خبر ہو جاتی ہے نہین معلوم کون سی عورت یہان کی بلا انگیز سے ملی ہوئی ہے کہ رات بھر کی ساری کیفیت
بلا انگیز سے کہدیتی ہے ملکہ نے کہا کہ اے خواجہ مجھے نہین معلوم کہ کون سی عورت بلا انگیز سے ملی ہوئی ہے اگر مجھے اُس عورت کی اطلاع
ہو جاے تو تبہ کی ناک چوٹی کٹوا ڈالون اور گدھے پر سوار کراکر تشہیر کرا دون کہ آیندہ پھر کوئی ایسی حرکت چغلی کھانے کی
نہ کرے عمرو نے کہا خیر دریافت ہو جائیگا یہ امر پوشیدہ نہ رہیگا غرض کھانا آیا دونون نے کھایا صحبت راگ رنگ آراستہ ہوئی
شغل گانے بجانے کا ہونے لگا ملکہ سرو سیمتن بھی دائرہ بجانے لگی دو پہر رات گئے تک یہ صحبت رہی بعد اُسکے دونون اُٹھے
اپنے اپنے پلنگ پر آکر سو رہے صبح کو عمرو ایک ماما کی شکل بنکر باغ سے چلا گیا جب باہر باغ کے آیا گلیم عیاری اوڑھکر
ایک طرف کو بیٹھ رہا تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ بلا انگیز آیا عیارون سے حال پوچھا کہ کہو رات کی کیفیت کیا ہے عیارون
نے کہا اُستاد عمرو رات کو مالن کی شکل بنکر آیا تھا ہمنے اُسے اندر باغ کے جانے نہین دیا ارادہ کیا کہ گرفتار کرلین

وہ بھاگا بلا خیز اُسکے پیچھے دوڑا ہر چند تعاقب کیا مگر نہ پایا یہی باتین ہو رہی تھین کہ ماہ زیبا دروازے سے باغ کے نکلی اور
بلا انگیز کو اشارے سے بلایا جب وہ اُسکے پاس آیا ماہ زیبا نے تمام حال شب کا بیان کیا اور کہا ادموے بلا انگیز
بچارہ در اصل تو وہی نگوڑا گھسکھدا ہو اور تیرے ساتھ والے بھی سب ایسے ہی دیسے ہین کہ یہ سب بیٹھے دیکھا کرتے ہین
اور عمرو ہر رات کو آتا ہو ملکہ کے ساتھ عیش کرتا ہو اور صبح کو چلا جاتا ہو اور ملکہ بھی اُسپر عاشق ہو گئی ہو بے عمرو کے کھانا
نہین کھاتی جبتک عمرو نہین آلیتا ہو بیقرار رہتی ہو بلا انگیز بولا خیر معلوم ہو جائیگا سو دن چور کے ایک دن شاہ کا بھی
ہو جائیگا غرض یہ باتین کرکے ماہ زیبا تو چلی گئی بلا انگیز ادھر پھرا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے دیکھ رہا تھا
ماہ زیبا کو پہچانا اور دل مین کہا کہ یہی سب حال بلا انگیز سے کہدیتی ہو خیر شام کو اِس سے بھی سمجھا جائیگا پھر
خواجہ عمرو وہان سے راہی ہوے اب حال سنیے بلا خیز کا جسکو خواجہ عمرو رات کو نصف گاڑ کر چلے آئے تھے
بلا خیز رات بھر زمین مین گزارا جب کوئی گرگ و پلنگ آیا اُسنے ان رنگون کو بجایا وہ بھاگ گیا صبح کو آیند
و روند جو اُدھر سے گذرے یہ چلایا ارے مین چیختا ہون مہتر بلا انگیز کا مجھے عمرو نے گرفتار کیا ہو اور اِس مقام پر
گاڑ دیا ہو ذرا مجکو اُکھاڑ دو لوگون نے اُسے زمین سے نکالا پھر مشکین کھودین بلا خیز بحال تباہ وہان سے آیا
بلا انگیز سے تمام حال اپنے گرفتار ہو جانے کا بیان کیا بلا انگیز نے کہا ہان مین پہلے ہی سارا ماجرا سُن چکا اور مین
آج دن بھر اِس مفسد کی تلاش کرتا ہون لیکن کہین نہین پاتا ہون آخر کار مجبور و ناچار ہو کر پھر آتا ہون اور پھر اب
اُسکی تلاش مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اب جتنے عیار ہین سب زیر عقابین بیٹھے ہوے ہین اور آپس مین کہ رہے
ہین کہ عمرو بلاے بے درمان آفت روزگار ہو اُسکا ہاتھ آنا بہت دشوار ہو جب پانچ چھ گھڑی دن باقی رہا عمرو بندر والے
کی شکل بنا اور بندر نچاتا و ڈگڈگی بجاتا ہوا ایک طرف سے پیدا ہوا اور اُن عیارون کے سامنے آکر بندر نچانے لگا
جتنے عیار تھے غافل شعبدہ بازی فلک سے ہو کر تماشا دیکھنے لگے عمرو نے بہت انھین خوش کیا ہر ایک عیار نے
پیسہ پیسہ دو دو پیسے دیے اِسی اثنا مین شام ہو گئی تھی کہ وہان سے پھر کر دروازے پر باغ کے آیا ماہ زیبا بیٹھی ہوئی
تھی ڈیوڑھی سے پکارا کہ محلدار صاحب ذرا ہمارا تماشا اپنی ملکہ کو دکھادو تمھارا احسان ہوگا کچھ ہم کو ملجائیگا
پیٹ پلیگا اُسمین سے چہارم تم بھی لے لینا محلدار نے کہا کہ چل پیچھے مردوے یہان سے ملکہ ہماری اپنے رنج مین
آپ بیٹھی ہوئی ہو وہ اِس وقت تماشا نہ دیکھیگی عمرو نے کہا تم جاکر ذکر تو کرو وہ تماشا بندر کا جو دیکھیگی دل بہل
جائیگا محلدار اُٹھ کر چلی عمرو بھی ساتھ ہی اُسکے داخل باغ ہوا ادھر محلدار ملکہ کے سامنے آئی اُدھر غل ہوا
کہ ارے بندر والا باغ کے اندر چلا آتا ہو محلدار نے جو پھر کر دیکھا واقعی وہی بندر والا ہو ایک لکڑی لے کر
دوڑی اور ہر ایک پکاری ارے موے بندر والے تو محل مین بغیر بلائے چلا آیا یہ کہکے سب عورتین مارنے
کو دوڑین عمرو کسی کی مار کب کھاتے ہین بندر کو تو چھوڑ دیا آپ اُچک کر آگے بڑھ گئے جست و خیز کرکے
ملکہ تک پہونچے کہا واہ ملکہ آپ ہمین بلواتی ہین اور ذلیل کرتی ہین نوکر چاکر تمھارے مارنے کو دوڑتے
ہین ملکہ بولی مین نے کب تجھے بلوایا تھا عمرو پکارا خیر ابھی سویرا ہو پھرا جاتا ہون گیتی آرا پکاری
اے ملکہ عالم بلا لون یہ بندر والا نہین ہو خواجہ عمرو ہین بھلا بندر والے کی بھی اتنی مجال تھی کہ بے محابہ
محل مین چلا آتا ملکہ نے کہا تو سچ کہتی ہو پھر عمرو کو پکاری خواجہ تم ہو تو آؤ اپنی شکل اصلی بناؤ عمرو اُسی وقت
گرم پانی سے ہاتھ منھ دھو کر ہیئت اصلی بنا کر ملکہ کے پاس آبیٹھا ملکہ نے کہا خواجہ تم تو خوب بندر والے
بنے عمرو نے کہا اے ملکہ کیا کہون اِن کمبختون عیارون میمون خصلتون کے خوف سے ایک نئی شکل بنکر

آتا ہون ملکہ ہنسنے لگی پھر عمرو نے کہا اے ملکہ آج مجکو معلوم ہو گیا کہ جو عورت بلا انگیز سے ملی ہوئی ہے اور مفصل
حال اُسکو سب بتا دیتی ہے ملکہ نے کہا اے خواجہ بتاؤ تو وہ کون سی عورت ہے عمرو نے کہا اچھا سب اپنے ملازمون
کو بلاؤ ملکہ نے سب کو بلایا ایک ایک سامنے سے گذرنے لگی جب زیبا سامنے آئی عمرو نے کہا یہی صبح کو بلا انگیز
سے کچھ باتین کر رہی تھی اور یہی اُس سے ملی ہوئی ہے ملکہ نے اُسے بندھوا کر خوب ٹھوایا کہ بے دم ہو گئی ملکہ
نے کہا اسے کوٹھری مین بند کر دو بعد اُسکے ملکہ نے عمرو کے ساتھ کھانا کھایا شغل گانے بجانے کا ہوا دو پہر
رات گئے ملکہ اور عمرو سو رہے صبح کو اُٹھکر ملکہ سے کہا جاتا ہون یہ کہکر بارہ دری کی آڑ مین گیا ماما زیبا
کی صورت بنکر سامنے ملکہ کے آیا ملکہ پکاری ارے اِس نگوڑی کو کس نے کھولا عمرو بولا ملکہ چپ رہو مین
ہون خواجہ عمرو ماما زیبا کی صورت اے ملکہ اب مین باہر باغ کے جاتا ہون دیکھو تو آج کیسا شگوفہ کھلتا
ہے خدا نے چاہا تو آج بلا انگیز کو گرفتار بلا کرتا ہون ملکہ نے کہا خواجہ تم نے تو کیا جلد شکل بدلی عمرو نے جواب
دیا کہ مین طرفۃ العین مین ہزار شکلین بدلتا ہون یہ کہکر دروازہ باغ کی طرف چلا یہان بلا انگیز صبح سے
آیا ہے حال عمرو کا عیارون سے پوچھ رہا ہے وہ کہتے ہین ہم نے آتے جاتے کسی کو آج نہین دیکھا یہ ذکر تھا کہ
ماما زیبا نقلی نے باغ سے باہر نکل کر ایک گوشہ مین جاکر بلا انگیز کو اشارہ کیا بلا انگیز پیچھے پیچھے چلا جب
وہ اکیلا ہوا ماما زیبا ے نقلی نے کہا ارے موے مین تیرے باعث سے بدنام بھی ہوئی نہین معلوم
کون مردہ عمرو سے یہان کا حال کہدیتا ہے تو سر جھکا مین تیرے کان مین جو کچھ کہنا ہے کہدون بلا انگیز
نے سر جھکایا کہ بات ماما زیبا کی سُنے عمرو نے حلقے کمند کے مار کر جھٹکا دیا کہ بلا انگیز منہ کے بل گرا عمرو اُسکی
چھاتی پر چڑھ بیٹھا بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا چادر عیاری مین باندھکر پشتارہ پیٹھ پر لگایا ایک طرف کا راستہ
لیا کوئی چند قدم چلا تھا کہ ایک دھوبی ملا کہ وہ لادی کپڑون کی بیل پر لادے ہوے لیے جاتا تھا عمرو نے بعیاری
اسیر کر کے اُسے زمین مین تا نصف قد گاڑ دیا اور بیل اُسکا لیکر اُسی بیل پر بلا انگیز کو لاد کر لے چلا ادھر تمام عیارون
نے دیکھا کہ بلا انگیز کو بڑی دیر ہوئی کہ ابھی تک نہین پھرا دو چار عیار جو آگے بڑھے اُنھون نے دیکھا کہ نہ بلا انگیز
ہے نہ وہ عورت ہے عیار اپنا سر پیٹ کر پکارے کہ بلا انگیز کو عمرو پکڑ لے گیا ارے جلدی تلاش کرو جتنے عیار تھے
سب کے سب دوڑے بلا خیز بھی مضطر و بے حواس ہو کر چلا عمرو ایک نالے کے برابر پہونچا بیل کو ہانکتا
ہوا چلا جاتا تھا اتنے مین عیارون نے آ گھیرا اور کہا کہ اِس لادی مین کیا ہے ہمین دکھلا دے دھوبی نے
کہا اِس مین سب زنانے کپڑے ہین اور تم لوگ نا محرم ہو مین تمھین ہرگز نہ دکھاؤنگا اُن سب نے کہا
کہ ہم بغیر دیکھے تجھے نہ جانے دینگے آخر عمرو بولا کہ تم مین ایک شخص کو دکھاؤنگا بلا خیز نے کہا کہ تو مجھے دکھا دے
عمرو نے اُسے الگ لیجا کر ایک نیمچہ اُسکی کمر پر مارا بلا خیز کے دو ٹکڑے ہوے عیارون نے دور سے دیکھا کہ
اِس دھوبی نے بلا خیز کو مار لیا نیمچے کھینچ کھینچ کر للکارتے ہوئے سب عیار دوڑے عمرو کو گھیر لیا عمرو
سے نیمچہ چلنے لگا دس پانچ کو مار کر غول مین سے اُن عیارون کے نکل کر چلا ہر چند تعاقب کیا مگر نہ پایا
ناچار و مجبور بلا انگیز کو پشتارے سے نکالا ہوش مین لائے اُسکی جو آنکھ کھلی چچا کی لاش سامنے دیکھی
اور دو چار عیارون کو بھی کشتہ پایا نہایت افسوس کیا صدمۂ عظیم ہوا سب عیارون نے کہا کہ اتنا غنیمت
چاہیے کہ آپ ہی بچ گئے ورنہ وہ آپ کو بھی مار چکا تھا الغرض لاشین اُٹھوائین پھونکین جلائین بعد اُسکے
بلا انگیز سب عیارون کو ساتھ لیکر زیر عقابین آیا سب کو سمجھایا ایک ایک پر تاکید کی کہ خبردار بہت ہوشیار رہنا

سب کو تاکید کرکے چلا گیا اُس شب کو عمرو ایک عیار بلا انگیز کی صورت بنکر اُن عیارون مین آکر بیٹھا ادھر اُدھر کی باتین
کرکے دروازہ باغ پر آیا سب کو غافل کرکے محلدار کو سلام کیا اب محلدار عمرو سے واقف ہو گئی ہی کہ ہر روز یہ ایک نئی
شکل بنکر آتا ہی اُسنے کہا کہ خواجہ آؤ ملکہ تمھارے انتظار مین بیٹھی ہی جلدی جاؤ عمرو باغ کے اندر آئے بعد غل ہوا کہ
ایک عیار گھسا آتا ہی ملکہ بولی ارے مردارو کیون غل مچاتی ہو عمرو ہی آنے دو چپ رہو وہ سب کی سب چپ ہو رہین
عمرو ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے کہا خواجہ تشریف لائے صورت اصلی اپنی بناکر دکھلائے عمرو گرم پانی سے ہاتھ منھ دھوکر
بصورت اصلی بنکر پاس ملکہ کے آبیٹھے ملکہ نے پوچھا کہ خواجہ یہان بڑا ہلڑ تھا کہ عمرو بلا انگیز کو پکڑے گیا کچھ عیار عقابین
پر رہگئے تھے باقی سب چلے گئے تھے عمرو نے تمام قصۂ گذشتہ بیان کیا ملکہ نے کہا کہ خواجہ اب اپنی حفاظت کرو دشمنون
سے اپنے تئین بچاؤ عمرو نے کہا ای ملکہ حافظ حقیقی بچانے والا ہی کھانا آیا ملکہ بھی تمام دن کی بھوکھی تھی عمرو نے اور
ملکہ نے کھانا کھایا بعد اُسکے صحبت رقص و سرود رہی دوپہر رات گئے یہ صحبت برخاست ہوئی اپنی اپنی خوابگاہ پر سو رہے
صبح کو جب عمرو جانے لگے کہنے لگے ای ملکہ ماما زیبا کو چھوڑ دو کہ ذرا وہ آج اپنے دوستون کے ہاتھ کی بھی مار
کھالے غرض عمرو تو اسی طرح گلیم عیاری اوڑھے ہوے نکلے چلے گئے ملکہ نے ماما زیبا کو کوٹھری سے نکالا رہا کیا
اُسی وقت باغ سے باہر نکلوا دیا ماما زیبا باہر نکل کر چلی یہان بلا انگیز جو صبح کو آیا تھا عیارون سے حال پوچھ رہا
تھا کہ کہو رات کو کیا گذری کہ ناگاہ ماما زیبا باغ سے باہر نکلی غل ہوا کہ وہ زیبا آئی اور اُسنے بھی بلا انگیز سے اشارہ
کیا پاس بلایا بلا انگیز تو اُسکی صورت سے جلا ہوا تھا حکم کیا عیارون سے کہ اِس قطامہ کو پکڑو خوب مارو عیار
اُسے پکڑکے جوتیان مارنے لگے یہانتک مارا کہ ماما زیبا سوج پھول کے اُپلا ہو گئی اُس وقت ماما زیبا
پکاری ارے او مونڈی کاٹے بلا انگیز تیری دوستی مین وہان ملکہ سرو سیمتن نے مار کر نکال دیا اور یہان
تو نے مار کھلوائی دوست دشمن کو تو نے نہ پہچانا بلا انگیز کو یقین ہوا کہ یہ عمرو نہین ہی ماما زیبا ہی نہایت منفعل
ہوا اور اُسکو اپنے گھر بھیجدیا اور عیارون سے کہا کہ یارو عمرو تو غائبانہ ہمارے اوپر جوتین مارتا ہی اور ہم اُسکا
کچھ نہین کر سکتے آج سے مین تم سبھون سے رخصت ہوتا ہون مین بھی پوشیدہ ہوکر عیاری کرونگا جبتک اُسکو
نہ پکڑونگا تمھین صورت نہ دکھاؤنگا اب مین جاتا ہون ہر ایک نے کہا جائیے زمرد شاہ باختری خداوند لقا
آپ کو عمرو پر فتحیاب کرے بس بلا انگیز وہان سے آیا اور تلاش مین عمرو کی مصروف ہوا لیکن عمرو قریب
دوپہر کے ایک مغل کی صورت بنا ہوا عبا اوڑھے ہوے ایک نانبز کی دکان پر آیا اور اُسے دو روپے چورن
کے بنے ہوے دیے کہ ہمین کھانا کھلاؤ اُس نے کہا آپ بیٹھیے دکان کے اندر نانبز نے بلاکر مغل کو بٹھایا
اور کھانا بہت تحفہ تحفہ خوان مین لگا کر دیگشو کے ہاتھ بھیجا اُسنے عمرو کے آگے لگایا ہاتھ دھلاکر عمرو کو
کھانا کھلایا دو چار نوالے کھائے تھے کہ بیہوشی سی عمرو کو معلوم ہوئی سر اُٹھا کر دیگشو کو دیکھا اب سمجھا کہ یہ
بلا انگیز ہی اُدھر اُس دیگشو نے للکارا کہ باش او دزد باریک گردن منم مہتر بلا انگیز کہان جائیگا عمرو
چاہتا تھا کہ فتیلۂ رفع بیہوشی کمر سے نکال کر سونگھے کہ بلا انگیز نے حلقہ ہاے کمند مارے عمرو جست کرکے
کمند سے نکل کر نیچے دکان کے کودا مگر بیہوش ہو گیا بلا انگیز دوڑ کر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مشکین کسنے لگا
یہ دیکھکر نانبز اور اُسکے لوگ پکارے کہ ہان ہان کیا کرتا ہی بلا انگیز نے کہا ارے تمھین کیا معلوم یہ عمرو
ہی اور مین بلا انگیز ہون مین نے اسے آج بعد مدت گرفتار کیا ہی مین اِسے بے مارے نہ چھوڑونگا اِس نے
غضب کیا ہی کہ میرے چچا کو مار ڈالا ہی اور عیارون کو قتل کیا ہی سب نے کہا کہ مہتر جی لیجائیے ہم اور کچھ

بخشے تجھے معاف کیجیے بلا انگیز بصورت اصلی بنا اور عمرو کا پشتارہ باندھکر سرپے چلا اپنے گھر مین لاکر کوٹھری مین
بند کیا زوجہ بلا انگیز اُس وقت پائخانہ مین گئی ہوئی تھی کنیزون سے کہا خبردار اِس کوٹھری کو کوئی نہ کھولے
اس مین میرا چور بند ہے یہ کہکر باہر آیا اپنے عیارون کے پاس چلا کہ اُن سب کو جمع کرکے لاؤن اور گدھا
منگواؤن عمرو کو اُسپر سوار کرکے منھ کالا کرکے تمام شہر مین تشہیر کرون اور دروازے پر باغ کے ملکہ کے
سامنے قتل کرون بلا انگیز تو اِس فکر مین تھا یہان عمرو کو ہوش آیا آپ کو ایک کوٹھری مین بند پایا
باہر کوٹھری کے عورتون کے بولنے کی آواز سنی معلوم کیا اُس بے حیا نے اپنے گھر مین قید کیا ہے بس
بلا انگیز کو پکار پکار کر لگا گالیان دینے زوجہ بلا انگیز جو پائخانہ سے نکلی اُسنے سنا کہ کوئی شخص کوٹھری مین
سے بلا انگیز کو گالیان دے رہا ہے زوجہ نے بلا انگیز کی پوچھا کہ ارے یہ کون ہے کنیزون نے کہا ہمین نہین
معلوم مترجی ایک شخص کو لاکر کوٹھری مین بند کر گئے اور کہہ گئے ہین کہ کوئی اس کوٹھری کو کھولے نہین زوجہ
بلا انگیز کی دروازے کے پاس کوٹھری کے آکر یہ پکاری کہ ارے تو کون ہے اور کیون بلا انگیز کو گالیان دیتا
ہے اور تجکو کیون بلا انگیز نے قید کیا ہے عمرو نے کہا اگر چھوٹتا ہوا ہوتا تو مردود کو سزا دیتا خراب تو وہ مجھے پکڑ لایا
ہے جس وقت چھوٹونگا تو بتا دونگا زوجہ بلا انگیز نے پوچھا ارے کچھ کہ تو سہی یہ مونڈی کاٹا تجکو کیون پکڑ لایا
ہے عمرو نے کہا مین مدت سے اِس شہر مین رہتا ہون اور ایک بیٹی اُس شخص کی ہے مگر ابھی وہ ناکتخدا ہے سن
اُسکا پندرہ برس کا ہے اُسپر یہ بیحیا مدت سے عاشق تھا مجھ سے کہا کرتا تھا کہ تو میرے ساتھ اِس کا عقد کر دے
مین قبول نہ کرتا تھا آج یہ مجھے بدنہاد فریب پکڑ لایا ہے اور اب جاکر میری زوجہ کو فریب دیگا اور اُس دختر کو
اپنے قابو مین کریگا زوجہ نے بلا انگیز کی کہا اے شخص مین تجھے اس شرط سے رہا کیے دیتی ہون کہ تو جا اور
اپنی دختر اور زوجہ کو لے کر اِس شہر سے نکل جا عمرو نے کہا مین کیونکر شہر چھوڑ سکتا ہون کہ مین دو ہزار روپیے
کا قرضدار ہون وہ لوگ مجکو نہ جانے دینگے اگر قرض ادا ہو جاے تو ایک گھڑی بھر مین اِس شہر مین نہ ٹھہرون
بلا انگیز کی زوجہ نے قفل تڑوا کر عمرو کو باہر نکالا اور دو توڑے روپیون کے دیے اور کہا کہ اپنا قرض دے کے
آج ہی یہان سے خبردار چلا جا عمرو نے کہا بہت اچھا اب مین یہان کیون ٹھہرنے لگا یہ کہکر چلا اور گھر سے
باہر نکل کر ڈیوڑھی مین پوشیدہ ہوکر کھڑا ہو رہا اور یہان زوجہ نے بلا انگیز کی بائی اپنے نوچے کپڑے پھاڑے
چلانے لگی کہ ہاے مجھپر یہ مونڈی کاٹا سوت لاتا ہے اور کنیزون سے کہا یہ مردہ جسوقت قدم رکھے خوب مارنا
غرض سب کنیزین مستعد ہوکر وہان بلا انگیز کی زدوکوب کے لیے بیٹھین لیکن اِس طرف بلا انگیز جو اپنے عیارون
مین آیا کہا صاحبو مین عمرو کو پکڑ لایا اب گدھا لے چلو اُسکو گدھے پر سوار کر دو منھ کالا کرکے جوتیون کا ہار گلے مین
ڈالو تمام شہر مین عمرو کو تشہیر کر دو اور بعد اُسکے لاکر اُسکو اُسی باغ کے دروازے پر قتل کرو اُن سب عیارون
نے کہا بہت اچھا اُسی وقت وہ سب عیار گئے اور ایک گدھا دھوبی کا لائے جب مترجی بلا انگیز کے دروازے پر
پہونچے بلا انگیز نے کہا تم سب باہر ٹھہرو مین عمرو کو یہین لاتا ہون یہ کہکر اندر مکان کے چلا عمرو جو ڈیوڑھی مین
کھڑا ہوا دیکھا کیا اور دل مین یہ تجویز کی کہ بلا انگیز اب تو جورو کی جوتیان کھاکر پھرے تو گرفتار کرون بلا انگیز نے
جیسے ہی قدم گھر کے اندر رکھا اپنی زوجہ کو دیکھا کہ بھوت اُسپر سوار ہے عجب حال ہے چڑیل بنی ہوئی بیٹھی ہے پوچھا کہ صاحب
یہ کیا حال بنایا ہے وہ بھتنی بولی موے مونڈی کاٹے شامت زدہ گدھے مجھپر سوت تونے کی ہے ان نگے پاس
سے ہوکر آیا ہے تو اب میری حال پرسی کرتا ہے یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا کہ لینا اِس مردے کو جانے نہ دینا

بس یہ سنتے ہی کنیزین دوڑین کسی نے کالی ہنڈیا مارنے کو اُٹھائی کسی نے چولھے کا توا لیا کوئی ڈوئی لیکر دوڑی کوئی
کرچھا لیکر چلی کسی نے دست پناہ تانا کسی نے جلی ہوئی لکڑی چولھے کی کھینچ لی بلا انگیز کو اِسطرح سب نے مارنا
شروع کیا یہ اکیلا کنیزین اتنی سبھون نے گھیر لیا لینا لینا کرکے پل پڑین اسقدر بلا انگیز کو مارا کہ اُس روسیاہ
کا مُنہ سوج کر اُپلا ہو گیا بلا انگیز پکار رہا ہے کہ ارے صاحب کچھ میری تقصیر تو بتاؤ کیون مجھے کنیزون سے مار کھلوائی
زوجہ اُسکی بولی کہ او مردے تو اُس مغل کی بیٹی پر عاشق ہو کر مغل کو پکڑ لایا تھا یہان لاکر قید کیا تھا اِسواسطے
کہ اُسکی بیٹی سے عقد کرے بلا انگیز پکارا ارے صاحب ذرا سنو تو سہی مغل کیسا اور کہکی دختر مین تو کسی سے نہین
واقف ہون مین تو عمرو عیار کو بڑی مشقت سے لایا تھا کہین تونے اُسے چھوڑ تو نہین دیا وہ بولی ہین سنے
اُسے تو اُسی وقت چھوڑ دیا بلکہ دو ہزار روپیے اُسے اپنے پاس سے دیے اور کہا کہ تو جس جس کا قرضدار ہے
ابھی اُسکو روپیہ دیدے کر اِس شہر سے نکل جا بلا انگیز نے یہ سُنکر اپنا مُنہ پیٹ لیا کہ بی بی تونے بڑا غضب کیا
میری ساری شفقت و محنت برباد کر دی اور وہان سے باہر چلا جیسے ڈیوڑھی مین آیا وہان اندھیرا تھا عمرو
نے ساتون حلقے کمند کے گانٹھ کے مارے اور جھٹکا دیا بلا انگیز گرا عمرو چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا مشکین باندھین اور کہا
کم او بیچارہ تو سہی اگر تیرے عیارون سے تجکو نہ قتل کروایا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا فوراً بلا انگیز کو اپنی صورت
بناکر بیہوش کرکے ڈالدیا اور خود بلا انگیز کی صورت بنکر ڈیوڑھی سے باہر آیا جتنے عیار باہر کھڑے تھے اُن سے
کہا کہ صاحبو مین اِس مکار کو باہر نہین لایا کہ وہ سحر بیان اور سحر زبان ہے ایسا نہ ہو کہ وہ کہے کہ مین بلا انگیز
ہون اور یہ عمرو ہے اور تم لوگ مجھ سے برگشتہ ہو جاؤ اور مجھی کو گرفتار کر لو اِس سے بہتر یہ ہے کہ مین اُسکا سر کاٹ
کے تمھارے پاس لیے آتا ہون سبھون نے کہا اُستاد ہم ایسے نہین ہین کہ اُسکے فریب مین آجائین اور عمرو کو بلا انگیز
سمجھین آپ شوق سے اُسکو باہر لائیے کہ ہم بھی بخار اپنے دل کا نکال لین ہماری طرف سے آپ خاطر جمع رکھیے
القصہ عمرو اُنسے رخصت ہو کر کے اندر آیا اور بلا انگیز کو ہوش مین لاکر باہر لے کر آیا سب نے لات مکی جوتا تھپڑ مارنا
شروع کیے بلا انگیز پکار رہا ہے ارے صاحبو مین بلا انگیز ہون کیا غضب ہے کہ تم لوگ مجھے نہین پہچانتے یہ عمرو ہے
مین بلا انگیز ہون اِس بلا مین کون اُسکی سنتا ہے ہر ایک مار رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اگر تو ہی بلا انگیز ہے مگر ہم تجھے
مارینگے اور تیرے ٹکڑے اُڑائینگے تیرے ہاتھ سے ہمارے بہت عزیز مارے گئے ہین الحاصل بلا انگیز کو اُن سب
عیارون نے ایسا مارا کہ بیدم کر دیا اُسی وقت بلا انگیز نقلی نے عیارون سے کہا کہ تیل توے سے اِسکا مُنہ
کالا کرکے گدھے پر سوار کرو اور کوچہ کوچہ گلی گلی پھراؤ اُن سب عیارون نے عمرو نقلی کا مُنہ کالا کرکے
جوتیون کا ہار گلے مین پہنا کر گدھے پر سوار کیا اور تمام شہر کے ہر گلی کوچہ مین تشہیر کرتے ہوئے دربارِ
ملکہ سرو سیتمن پر لائے اور گدھے پر سے اُتارا اور زیر عقابین بٹھایا بلا انگیز نقلی نے نیمچہ کھینچا اور
بلا انگیز اصلی کو ایک ہاتھ نیمچہ کا جھپٹ کر مارا کہ سر اُسکا کٹ کر زمین پر گرا لاشہ خون مین لوٹنے
لگا بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن عقابین پر دیکھ رہے ہین کہ خواجہ عمرو کو بلا انگیز گرفتار کیے ہوئے
مُنہ کالا کرکے گدھے پر سوار لایا اور نیمچہ مارا سر کٹ کے عمرو کا زمین پر گرا بس جیسے ہی عمرو قتل ہوا اُن
دونون اسیرون نے سر اپنا قفس سے ٹکرانا شروع کیا بے اختیار رونے لگے ادھر ملکہ سرو سیتمن دربار سے
دیکھ رہی تھی جب عمرو کا سر کٹ کے زمین پر گرا اور لاش تڑپنے لگی تاب ضبط باقی نہ رہی دروازہ کھولکر دوڑی
جتنی چوب چاق لیے ہوئے ملکہ کے ساتھ تھین عیارون پر دوڑین عیار تو دونون قفس ہاشم تیغزن اور

بدیع الزمان کے بیس مع بلا انگیز نقلی کے چلے گئے ملکہ سرو سیمتن لاش عمرو نقلی کی اُٹھالائی اندر باغ کے دفن کرکے
قبر بنائی اور اُسپر مجاور بنکر بیٹھی زار زار مضطر و بیقرار ہوکر روتی تھی اور کہتی تھی کہ ای عمرو مین یہ نہ جانتی تھی کہ تو میرا
عاشق زار ہے ہاے مین یہ نہ جانتی تھی کہ تو ناشاد و نامراد دنیاے فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کریگا مین
اپنے وصل سے تجکو شاد کرتی حسرت دل نکل جاتی اب مین بھی اپنی جان دونگی بغیر تیرے زندگی ہونا مشکل ہی
ہاے افسوس تجھ ایسا عاشق صادق نہ ملیگا جو حق عاشقی کا ہی اُس سے زیادہ چاہا جو منھ سے کہا مرتے دم تک
نباہا شعر بلبل کو چھٹ کے گل سے بھلا کیا قرار ہو * کیونکر بہار باغ نہ آنکھون مین خار ہو * دیگر ای فلک
مین کیا کہون اب اِس تری بیداد کو * قطع ہوتے باغ مین دیکھا قد شمشاد کو * بھر لباس فاخرہ تبدیل
کیا اور پوشاک سیاہ پہنی شال عزا دوش پر ڈالی فقیرانہ بھیس کرکے دھونی رما کے قبر عمرو نقلی پر بیٹھی بین کرکے
رونے لگی اب حال بلا انگیز نقلی کا سنیے کہ یہ اُن سب بلا انگیز اصلی کے عیارون کے ساتھ مکان مین آیا قفس
بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کا کوٹھری مین رکھوادیا اور اکیلا کوٹھری مین گیا اور پنجرون کے پاس بیٹھ کے
کہنے لگا ای شہزادہ یہ تمنے کیا غضب کیا کہ سر اپنے قفس سے ٹکرائے اور حالت تباہ کی ارے مین عمرو زندہ
ہون اور بلا انگیز کو مین نے اپنی صورت کا بناکر قتل کیا یہ سُنکر ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان بہت
خوش ہوے اور کہا کہ خواجہ تمنے عجب مژدہ جان بخش سُنایا خدا تمھین زندہ و سلامت رکھے خواجہ عمرو نے
پھر سوہن نکال کر جلدی سے قفل قفسون کا کاٹا اور کہا تم بیٹھے رہو جب مین تم کو آواز دون فوراً وہان چلے
آنا الغرض عمرو اُنکو بہت تسکین اور دلاسا دے کر باہر نکلا اور عیارون سے کہا کہ کیون صاحبو تم مجھے پہچانتے
ہو ای عیاران بلا انگیز بتاؤ مین کون ہون سب عیار یہ سُنکے حیران ہوے اور پکارے کہ اُستاد آپ یہ کیا
کہتے ہین پہلے یہ فرمایے کہ یہ کیا معاملہ ہی ہم ایسے اندھے ہین کہ آپ کو نہ پہچانینگے آپ ہمارے استاد مہتر بلا انگیز
ہین اُسوقت خواجہ عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو عمروم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم * خال رخ نحشک بد اختر بہ برم * در
محفل خسروان چو گردم ساقی * جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم * بس نیچہ سر شگاف کھینچا اور کہا واقعی تم سب
اندھے ہو کہ مجھے نہ پہچانا مین بلا انگیز نہین ہون مین نے بلا انگیز کو اپنی صورت کا بناکر ملکہ سرو سیمتن کے
درباغ پہ قتل کیا ای عیاران بلا انگیز اگر تم کو میری اطاعت کرنا منظور ہو تو دین اسلام قبول کرو اور لقا پر
لعنت کرو اور اگر یہ نہین منظور ہی تو مین کچھ مزاحمت نہ کرونگا تمھارا جہان جی چاہے چلے جاؤ مین نے ہاشم
تیغزن اور بدیع الزمان کو قید قفس سے رہا کیا یہ کہکر آواز دی ای ہاشم تیغزن وای بدیع الزمان
صف شکن قفس سے باہر نکل آؤ یہ سُنکے دونون شہزادہ عالیشان قفس سے نکل کر باہر دروازے پر آئے
اب عیاران بلا انگیز کو یقین ہوگیا کہ یہ فی الحقیقت عمرو ہی اور بلا انگیز مارا گیا ہر ایک عیار پکارا کہ
ای خواجہ عمرو ہمنے لقا پر لعنت کی اور ہم دین اسلام قبول کرتے ہین آپ کی اطاعت سے کسی طرح
باہر نہ ہونگے یہ سُنکے عمرو نے صورت اصلی اپنی بنائی سب عیار آکر قدمبوس ہوے دین اسلام اختیار کیا
بعد اُسکے عمرو گھر مین بلا انگیز کے گیا اور زوجہ سے اُسکی کہا کہ مین تمھارا ممنون ہون کہ تم نے مجھے
رہا کیا تھا اب تم جو کچھ مجھ سے کہو مین اُس امر کو بسر و چشم بجا لاؤن اُسنے کہا مجھے خدمت مین ملکہ
سرو سیمتن کی پہونچا دو عمرو نے کہا اچھا کل ہم تمھین وہان پہونچا دینگے یہ کہکر مال و اسباب
بلا انگیز کا لے لیا اور رات کو بصورت اصلی ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان کو لے کر باغ مین

ملکہ سروسیمتن کے پہونچا دونون شہزادون کو پہلے باہر ٹھہرا گیا آپ اندر باغ کے آیا ملکہ سروسیمتن کو دیکھا کہ بصورت
فقیرانہ شال غزادوش پر ڈالے ہوے ایک قبر تازہ پر بیٹھی بین کر کے رو رہی ہی کبھی قبر سے لپٹ جاتی ہی کبھی
سر زانو پر ٹیکنے لگتی ہی خواجہ عمرو ہنستے ہوے قبر کی طرف آگے اور آواز دی ای ملکۂ عالم یہ کیا ہی کہ تم نے اپنا یہ حال
بنایا ہی ملکہ سروسیمتن نے جو عمرو کی شکل دیکھی اور آواز سنی دوڑ کے لپٹ گئی اور رو رو کر کہا ای خواجہ
تم کو میرا جذبۂ عشق قبر سے باہر نکال لایا یہ بتلاؤ کہ ملک عدم سے تم کیونکر یہان آئے سنتی ہون کہ جو کوئی ملک عدم
کو روانہ ہوتا ہی پھر وہان سے پھر کے نہین، اگہ منزل ملک عدم نہایت سخت و دشوار اور دور و دراز ہی وہان
سے پھر کے آنا کیسا خبر بھی نہین معلوم ہوتی ہی جلد اپنا حال زار بیان کرو خواجہ عمرو نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور
ہنسکر کہا ملکہ مجھے کون مار سکتا ہی مین زندہ ہون مین نے تو بلا انگیز کو اپنی صورت بنا کر قتل کیا تھا ملکہ یہ
سنتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ قریب تھا شادی مرگ ہو جائے مثل گل تازہ شگفتہ ہوئی خواجہ عمرو کو بارہ دری
کی طرف ہاتھ پکڑ کے لے چلی عمرو نے کہا شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن بھی عقابین سے رہا ہوے میرے
ساتھ آئے ہین اُنکو بھی یہین جا کر لے آؤن پہلے اُنکے واسطے کوئی مقام عمدہ رہنے کو تجویز کرو ملکہ اور زیادہ خوش
ہوئی اور کہا خواجہ جلد اُنکو لاؤ مین اپنی آنکھون پر اُنکو بٹھاؤنگی عمرو گیا اور ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان
صف شکن کو ہمراہ لیکر آیا ملکہ سروسیمتن نے ایک قصر عالیشان مین اُنکو لیجا کر بٹھایا اور ہمہ اشیا اسی وقت
منگوا کر مہیا کرا دی خادمون کو حکم کیا کہ خدمت کے واسطے رہو سب نوکر جا کر خدمت مین حاضر ہوے عمرو اُنکو
اچھی طرح سے بٹھا کر ملکہ کے پاس آیا ملکہ نے فوراً کھانے کا سامان کیا خوانون مین طرح طرح کے طعامہاے لذیذ
چنوا کر کسنون سے خوان کسوا کر اپنی مہر کر کے بڑے اہتمام سے بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کے پاس
وہ خوان طعام بھیجے اور گیتی آرا کو ہمراہ کیا اور کہدیا کہ دونون شہزادون کو باادب شاہانہ خاصہ نوش کرا کے آنا
جس چیز پر اُنکی رغبت دیکھنا اور وہ نہو فوراً منگوا لینا گیتی آرا تو اُدھر کھانا کھلانے شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ
ہاشم تیغزن کو گئی ادھر ملکہ سروسیمتن نے بہ شگفتگی خاطر دسترخوان بچھوایا خواجہ عمرو نے اور ملکہ نے بھی کھانا
کھایا بعد فراغ کھانے وغیرہ کے محفل حسن آراستہ ہوئی گائنون کو ملکہ نے طلب کیا شہزادہ بدیع الزمان اور
ہاشم تیغزن کو بھی بلوایا مسند زرین پر جلوہ گر کیا صحبت راگ رنگ کی برپا ہوئی طبلے منجیرے بجنے لگے گانا شروع
ہو گیا ملکہ سروسیمتن نہایت شاد شاد پہلوے خواجہ عمرو مین متمکن ہوئی دونون شہزادے مسند پر مثل آفتاب
و ماہتاب کے بیٹھے کنیزان خاص و خواصان فیض اختصاص گرد مثل ہالہ اُس ماہ شب چہاردہ کے کھڑی ہوئی
ہین کوئی صورت گل شگفتہ ہو کر ہنس رہی ہی کوئی مثل غنچہ نیم وا کے مسکراتی ہی کسی کی مثل نرگس ٹکٹکی لگی ہی
کوئی مثل سوسن زبان بند کیے خاموش ہی کوئی جو بہت چلبلی طبیعت کی ہی کچھ رہ رہ کے شعر پڑھتی ہی شعر
چلو چمن مین بہار آئی سیر گل دیکھین ✤ ہر ایک غنچہ سربستہ کھلکھلانے لگا ✤ دیگر باغ مین آج تازہ باغ کھلا ہی
عندلیبو عجیب تماشا ہی ✤ الغرض دو پہر رات تک صحبت راگ رنگ کی رہی بعد اُسکے بدیع الزمان اور ہاشم
تیغزن وہان سے اُٹھ کر اپنے قصر عالیشان مین آئے آرام کیا باریدارنیان چوکی پہرے پر متعین ہوئین
عمرو نے اُس روز اپنا عقد ملکہ کے ساتھ پڑھوایا رات کو صحبت برخاست کر کے ایک پلنگ پر سوئے شب وصل کا سامنا
ہوا عقدۂ دل عاشق و معشوق کے کھل گئے غنچۂ سربستہ شگفتہ ہوا باغ مراد مین بہار آئی شعر گذری شب وصال
رہ بوس و کنار مین ✤ تا صبح خوب غنچۂ دل کی گرہ کھلی ✤ ناگاہ طلایہ گردسپہر بے مہر یعنی ماہ شب چہاردہ مع ہمراہیان

نجوم فلک سے جانب مغرب روانہ ہوا اور مرغ زرین بال فلکی یعنی آفتاب عالمتاب گلدستہ قصر فلک نیلوفری پر بلند پروازی
کر کے بصدائے اللہ اکبر جلوہ گری کرنے لگا صبح ہو گئی طیور حمد الٰہی مین مصروف ہوئے زمزمہ پردازی کرنے لگے بلبلین چہکنے
لگین مرغان خوش الحان کی صدائین تکبیر دون کی بلند ہوئین نسیم سحر چلنے لگی نرگس چونک کر آنکھین ملنے لگی پھولون کی
کلیان چٹکین فرش گل سے چمن آراستہ ہوئے بھینی بھینی بو گلون کی چار سو سے صبا لانے لگی دونون شہزادے بیدار
ہوئے فرض خدا ادا کیا سپاس پروردگار سے زبان تر ہوئی ملکہ سرو سیمتن اور خواجہ بھی اُٹھے خواجہ نے ملکہ سے
کہکر اصطبل شاہی سے گھوڑے پری وش صبا رفتار منگوائے پھر پوشاک شاہانہ زنبیل سے نکالکر دونون
شہزادون بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کی بدوائی اور تلوارین ولایتی دشمن کش دونون کو دین خود و زرہ بکتر
و چار آئینہ اور دستانے وغیرہ سے دونون شہزادون کو آراستہ کر کے مسلح و مکمل کیا اور کہا چلو ایوان شاہی مین کفار
کو تہ تیغ کرو ضرب شمشیر سے سردارون کو زیر کرو اور سکہ دین اسلام کا جاری کرو الغرض شہزادہ بدیع الزمان شہزادہ
ہاشم تیغزن گھوڑون پر سوار ہوئے اور ہمراہ خواجہ کے ایوان بادشاہی مین آئے وہان سہیل نایب ببران
ببر سوار موجود تھا آتے ہی شہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان منم فخر سہراب و اسفندیار +
بدیع الزمان صفدر نامدار + سہیل نائب ببران ببر سوار ایوان شاہی سے باہر آیا دیکھا کہ پسران حمزہ
تیغ بکف آ گئے فوج کو آواز دی سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے فوج چارون طرف سے سمٹ کر گرد شہزادون
کے آ گئی شہزادہ بدیع الزمان مقابلہ پر سہیل کے آئے اور ادھر ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا نعرہ
ہاشم منم صفدر و غازی و صف شکن + شجاع و جری ہاشم تیغزن + شمشیر آبدار کھینچکر فوج پر جا پڑے
تلوار چلنے لگی کفار کی لاشون کے پشتارے ہو گئے ادھر سہیل نے تلوار کا وار شہزادہ بدیع الزمان پر کیا
شہزادے نے عجب پھرتی و چالاکی کی کہ بارہ بچا کر تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور سہیل کی تلوار چھین لی پھر کمر زنجیر
کو پنجہ شیر گیر سے محکم تھام کر سہیل کو اُٹھا لیا اور فرمایا بتا وحدانیت پروردگار مین کیا کہتا ہے لقا پر اور
اُسکے پرستارون پر لعنت کر دین اسلام قبول کر ابھی تیری جانبری ہوتی ہے ورنہ مار ونگا زمین پر کہ یہ تن و توش
تیرا گرد برد ہو جائیگا تیری خاک کا بھی پتا نہ لگیگا سہیل نے کہا بصدق دل دین اسلام قبول کرتا ہون آپ کی
اطاعت سے باہر نہ ہونگا کلمہ مجکو پڑھا دیجیے اور مسلمان کیجیے بدیع الزمان نے سہیل کو کلمہ طیبہ تلقین کیا
اور جان بخشی کی سہیل کو بدیع الزمان نے چھوڑ دیا سہیل نے اپنے تمام لشکر و اہل شہر کو مسلمان کیا دین
اسلام کا اُس شہر مین رواج ہوا سہیل نے شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن کی بڑی دھوم اور سامان
سے دعوت و ضیافت کی کئی روز تک اُس شہر مین جشن عام رہا بعد اسکے خواجہ عمرو نے چلنے کا سامان کیا ملکہ
سرو سیمتن کو ایک محافے مین سوار کیا اور کئی ہزار عیار تازہ اسلام لائے ہوئے ہمراہ محافے کے کر دیے اور
حکم کر دیا کہ بہت حفاظت اور خبرداری و ہوشیاری سے ملکہ کو لے جانا اور بارہ ہزار سوار جرار لیکر ہمراہ بدیع الزمان
اور ہاشم تیغزن طرف لشکر اسلام روانہ ہوئے

دو کلمے داستان عجائب بیان رستم زمان علمشاہ نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ مئے لاجواب
وہ ساقی پلا جام گلرنگ کچ
ذرا جلد پلوا کوئی جام تو

نظر مین سمائے نہ پھر آفتاب
ہو بیرنگ میخانہ کا رنگ آج
کسی رند کی ہو مجھے جستجو

وہ ہووے کہ رندونکے بھولین حش رنگ
جو ساقی مراد دستگیری کرے
فلک تو عجب شعبدہ باز ہے

ضعیفی مین آئے جوانی کا رنگ
دل زار ترک اسیری کرے
کہ تا ساز قلقل کی آواز ہے

زخم مرہم اب دکھانے لگا | رہ کجروی بس بتانے لگا | سمجھ ہو جو تائید پروردگار | ابھی دور کرتا ہوں طرز ایکبار

غزل شب فرقت مجھے جب یہ پریزاد آتا ہی
یہ ہر سو شور ہوتا ہی کہ دم جلاد آتا ہی
ترے کوچے مین وہ بھی محو کرتا ہی دعا عامل
کبھی مجنون کبھی وامق کبھی فرہاد آتا ہی
اڑاتا خاک صحرا مین جو مین دیوانہ جا نکلا
ذرا دیکھو ہمارا عاشق ناشاد آتا ہی
نہین اٹکھیلیون کی چال چلتا ہی وہ خوش قامت

دل غمگین تڑپ کر تا اب فریاد آتا ہی
تڑپتا دیکھتا ہون مین کہین جو مرغ بسمل کو
اٹھا کر جگہ ہر سو عشق کی افتاد آتا ہی
تجھ چھی ہی آستین ابرو پہ بل ہی تیغ کھینچے ہی
کہا مجنون نے لیلی سے مرا استاد آتا ہی
عدم مین بھی رواج اکثر ہی سودے کا جو ہر گل
ہماری خاک کو کرتا ہوا برباد آتا ہی

سوئے مقتل جو وہ ترک ستم ایجاد آتا ہی
دل بیتاب اپنا صاف مجکو یاد آتا ہی
ہر اک کرتا ہی میری پیروی صحرائے الفت مین
بگڑے تیور سے بیرحمی سے قتل کو جلاد آتا ہی
مجھے وہ دیکھکر رستے مین ملنے مانے مین غیرون سے
گریبان چاک سے گلشن ایجاد آتا ہی
بیت نویسندۂ دفتر خوش بیان

رقم کروین تازہ تر داستان ٭ رہروان جادۂ جستجو و کوشش و سعی کنندگان منزل نکو قلم تیز رقم کو صحرائے صفحہ قرطاس کی
اپنی طبیعت آرائی سے مضامین نو پیدا کر کے یون روان کرتے ہین کہ جب رستم زمان علمشاہ رومی اودھر قلعہ
افلاکیہ مین اور یہان بدیع الزمان صف شکن و ہاشم تیغزن کو بلا انگیز عیار ببران ببر سوار اٹھا کر لے گیا اور
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تبلاش شہزادگان بحکم امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران روانہ ہوے جب خواجہ عمرو کو تلاش مین
شہزادون کے عرصہ زیادہ ہوا مہتر قران حبشی نے صاحبقران زمان سے عرض کیا کہ اگر آپ کی راے ہو
تو غلام جاکر خبر خواجہ عمرو استاد کی لاے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہی جاؤ مہتر قران فوراً روانہ ہوا الغرض
چلتے چلتے منزلین طی کرکے ایک مقام پر دوساہا ملا کہ وہان سے ایک راہ طرف شہر زرین حصار کے گئی تھی اور
ایک راہ شہر مرصع حصار کی طرف نکل گئی تھی اور وہی راستہ قلعہ افلاکیہ کا بھی تھا مہتر قران وہان ٹھہرا
آیندو روندے سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ راہ زرین حصار کی ہی کہ جہان بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن قید مین
اور خواجہ عمرو رہا کرنے کو گئے ہین اور وہ راہ مرصع حصار کی ہی اور اسی طرف قلعہ افلاکیہ کا بھی ہی جہان
علمشاہ رومی قید ہین مہتر قران سوچا کہ استاد عمرو تو خود ولی اللہ ہین ان پر کوئی غالب نہین آسکتا
اے قران تو پہلے چلکر علمشاہ کو قید سے رہا کر بعد اسکے استاد کی خبر کو چل مہتر قران یہ دل مین سوچکر مرصع حصار
کی طرف روانہ ہوا جب قریب شہر کے پہونچا دیکھا کہ ایک خواجہ سرا حبشی صحرا مین شکار کھیل رہا ہی قران نے ایک
خدمتگار کی صورت بنکر اس خواجہ سرا کو آکے سلام کیا اسنے پوچھا کہ تو کون ہی مہتر قران نے کہا کہ غریب الوطن
مسافر نوکری کی تلاش مین نکلا ہون اس حبشی کا خواجہ عنبر نام تھا اسنے کہا کہ ہم نے تمھین نوکر رکھا ہمارے
ساتھ رہا کرو قران نے سلام کیا شکار کھیل کر جب وہ اپنے گھر کو آیا اور شکار کا گوشت ملکہ مرصع بانو
کے واسطے بھیجا کہ یہ بیٹی تھی مرصع قبا کی اب مہتر قران کو معلوم ہوا کہ یہ خواجہ سرا بادشاہ مرصع قبا
کی بیٹی کا ہی ایک روز مہتر قران نے اس خواجہ سرا کو بیہوش کیا اور بعدہ نکال کے اس حبشی کا سر کاٹ لیا
اور لاش اسکی مع سر کے زمین مین ایک مقام علیحدہ پر دفن کر دی اور آپ اس کافر خواجہ سرا کی شکل
بنکر مالک مرصع قبا کے سامنے آیا آداب بجالایا اور ملکہ مرصع بانو کی طرف سے آداب و تسلیمات عرض
کرکے کہا پیر و مرشد غلام شکار کو گیا تھا وہان آیندہ و روندہ کی زبانی معلوم ہوا کہ عمرو و ہاشم و بدیع الزمان
کے رہا کرنے کے واسطے شہر زرین حصار کو گیا ہی اور کچھ عیار اور بھی اسکے پیچھے پیچھے آئے ہین کیا عجب
ہی کہ کوئی عیار یہان بھی پسر حمزہ علمشاہ رومی کی خبر سنکر آیا ہو آپ ذرا ہوشیار رہیے گا بادشاہ نے

کہا ای عنبر تو شب و روز میرے پاس رہا کر قران نے عرض کیا بہت اچھا مہتر قران نے اُسی شب کو مالک مرصع قبا کو بیہوش کیا اور اُسکی صورت بنکر تخت شاہی پر صبح کو بیٹھا اور حکم کیا کہ پسر حمزہ کو لاؤ یا تو وہ دین لقا پرستی اختیار کرے نہین تو آج ہی مین اُسے قتل کرونگا لوگ اُسی وقت قلعہ افلاکیہ کو گئے اور علمشاہ کو لائے علمشاہ نے آکر دربار مرصع قبا مین بطریق اسلام سلام کیا مالک مرصع قبا نقلی نے کہا ای پسر حمزہ رسی جل گئی مگر بل نہین جلا تو اس قید شدید مین بھی گیا لیکن کلمہ و کلام وہی ہی یا تو زمرد شاہ باختری کو سجدہ کر نہین تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو علمشاہ نے جواب دیا او کافر خاسر مجھے تو نے بفریب اسیر و گرفتار کیا اگر تو بمردی گرفتار کرتا تو جو کچھ تو کہتا وہ مین قبول کرتا اور اب جو کوئی مجھے زیر کرے مین دین اُسکا قبول کرنے کو موجود ہون مالک مرصع قبا نقلی نے سب سردارون کی طرف دیکھا اور کہا کہ ہی کوئی تم مین سے ایسا کہ پسر حمزہ کو بقوت بازو زیر کرے کسی سردار نے جواب نہ دیا مگر ایک پہلوان تھا کہ برجیس پیلتن اُسکا نام ہو نہایت قوی ہیکل و بد ہیکر چالیس انچ کا قد و قامت اُسنے عرض کیا کہ ای بادشاہ اگر حکم ہو تو مین اس پسر حمزہ کو سر میدان باندھ لون اور حلقہ بگوش اپنا کرون اُسنے کہا کہ کیا مضائقہ ہو غرض بادشاہ مرصع قبا نقلی نے حکم دیا کہ جلد اکھاڑہ تیار کرواؤ آہنگر کو بلاؤ جسوقت آہنگر آئے بادشاہ نے کہا کہ ابھی قید آہن اسکی دور کرو یہ سنکر علمشاہ رومی نے قید اپنی توڑ کر آپ پھینکدی جب اکھاڑا تیار ہو چکا برجیس پیلتن سے بادشاہ نے کہا کہ جا اکھاڑے مین اور پھر علمشاہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا ای پسر حمزہ اگر تم اسکو زیر کروگے تو مین تم کو رہا کر دونگا علمشاہ نوجوان اکھاڑے مین آئے اور خم ٹھونک کر آئے بکشتی ہوئے دو پہر کامل اُس پہلوان سے زور ہوا آخر کار علمشاہ نامدار نے اُس پہلوان زبردست کو زیر کیا پچھاڑ کر اُسکو چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھے اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے مارے ڈالتا ہون اُسنے کہا مین دین اسلام قبول کرتا ہون اور آپ کا مطیع و فرمانبردار مدام رہونگا علمشاہ نے اُسکو کلمہ طیبہ تلقین کیا مالک مرصع قبا نقلی نے تمام سرداران و افسران فوج کی طرف دیکھکر کہا کہ صاحبو دین اسلام اور اطاعت پسر حمزہ برحق ہی اور واجب و لازم ہی مین نے تو دین اسلام قبول کیا تم بھی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرو مذہب اسلام اختیار کرو اُن سب نے کہا ہم بصدق دل اسلام لائے دین حمزہ قبول کیا بعد اُسکے مالک مرصع نقلی نے علمشاہ عالیشان سے کہا کہ ای شہریار مین مہتر قران آپ کا خادم ہون آپ کے چھڑانے کے واسطے آیا تھا اور یہان کے بادشاہ کو مین نے قید کر لیا علمشاہ نے فرمایا کہ اُسے لاؤ ہمارے سامنے مہتر قران گیا اور اندر سے مالک مرصع قبا کو صندوق مین بند کر کے لایا علمشاہ نے اپنے سامنے صندوق سے نکلوایا فتیلۂ رفع بیہوشی دیا جب وہ ہوش مین آیا علمشاہ کو سامنے بیٹھے ہوے دیکھا مہتر قران نے تمام حال اُس سے بیان کیا اور کہا کہ اب تو بھی دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا اُسنے علمشاہ سے کہا کہ ای شہریار ایک مشکل صعب رکھتا ہون اگر اُسے حل کیجیے تو مین بھی دین اسلام اختیار کرون آپ کی اطاعت شب و روز کیا کرون علمشاہ نے فرمایا بیان کر اُسنے کہا کہ میرے شہر سے تین کوس پر ایک پہاڑ ہی کہ کوہ مرگ اُسے کہتے ہین جو ذیحیات وہان جاتا ہی وہ زندہ پھر کر نہین آتا ہی اور اکثر آدمی شہر مین سے بھی غائب ہو جاتے ہین ہر چند لوگ اُنھین ڈھونڈھتے ہین مگر پھر اُنکا پتا نہین لگتا آپ یہ راز مجھپر کھولدین تو بصدق دل دین اسلام قبول کرون اور مین نے اکثر لقا سے بھی کہلا بھیجا کہ یہ مشکل میری آسان کیجیے وہان سے جواب آیا کہ خداوند فرماتے ہین کہ وہ پہاڑ ہمنے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہی اُسکا حال سوا ہمارے اور کوئی جان نہین سکتا تم اس راز کے افشا کرنے کے درپے نہو علمشاہ عالی وقار یہ سنکر کہنے لگے کہ ای مالک مرصع قبا

ہم بتائید الٰہی انشاءاللہ جب اس راز کو تم سب پر منکشف کرینگے اُسی وقت تم سے سوال اسلام لانے کا کرینگے یہ کہکر مہتر قران سے کہا کہ ہمارا گھوڑا اشتر کبود لاؤ مہتر قران نے جلدی سے مرکب تیز رفتار کو منگوا کر حاضر کیا علمشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر اُس پہاڑ کی طرف روانہ ہوے مہتر قران بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب علمشاہ گردون جناب ہوا جب وہان پہونچے دیکھا کہ دیو تیرہ شاہین بیٹھے ہوے ہین اور مدت سے یہ تینون شیاطین اِس مقام پر رہتے ہین جو آدمی ادھر سے آتا ہے وہ کھا لیتے ہین اور اکثر جا کر شہر مین سے بھی آدمیون کو پکڑ لاتے ہین جسوقت علمشاہ کو ایک دیو نے آتے ہوے دیکھا خوش ہوا بغلین بجاتا دوڑا اور اپنی زبان مین کہتا تھا کہ خداوند ابلیس پر تلبیس نے لقمہ چرب میرے واسطے بھیجا ہے جب قریب علمشاہ کے وہ دیو پہونچا دست درازی کی علمشاہ نے ہاتھ دیو کا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ دیو جھکا علمشاہ نے گردن مین اُسکی ہاتھ ڈالدیے اور زور کشمکش کے ہونے لگے وہ دونون دیو جو قلعہ کوہ پر بیٹھے تھے پکارے کہ ارے یہ کیا کھیل کر رہا ہے ہم کو نہ دینا تو آپ کھا جا کِسکا راستہ دیکھتا ہے کیون عرصہ کرتا ہے یہان اِس دیو کی جان پر بنی ہوئی تھی اِس دیو نے کچھ اُن دونون کو جواب نہ دیا ادھر علمشاہ نے اڑنگی پر چڑھا کر بقدرت ایزدی مارا کہ وہ چارون شانے چت گرا فوراً چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اِسی طرح وہ دونون دیو جو اور تھے اُنکو بھی زیر کیا اسی اثنا مین ان ان دونون تینون دیودن کی عفریتہ ملعونہ وہ ساحرہ بھی تھی مثل آندھی کے دوڑی ہوئی آئی علمشاہ نے دیکھا کہ ایک بلاے سیاہ بحال تباہ سر جھاڑ منھ پہاڑ سامنے سے چلی آتی ہے جسوقت اس لکاتہ کی علمشاہ پر نگاہ پڑی ہزار جان سے مائل ہوئی شیفتہ و فریفتہ جمال بیمثال شہزادۂ فلک جلال ہو کر پکاری کہ او آدم زاد تو نے خوب کیا جو اِن تینون کی مشکین باندھ لین یہ موے مونڈی کاٹے تمام خلائق کو آزار رسانی کرتے تھے اب تو آ میرے پاس کہ مین تجھپر عاشق ہوئی ہون تجھے پیار کرون سینہ سے لپٹاؤن گلے لگاؤن یہ کہکر ہاتھون کو پھیلا کر دوڑی علمشاہ نے پکار کر کہا او لکاتہ خبردار میرے پاس نہ آنا نہین تو قتل ہو جائیگی اُس لکاتہ نے کہا کہ تو شاید مجھے نہین جانتا ہے ارے مین ساحرۂ زبردست ہون ایک دم مین تجھے خاک سیاہ کر دونگی یہ کہتی ہوئی علمشاہ کی طرف بڑھی جسوقت برابر آئی علمشاہ نے تلوار کھینچی اُس ملعونہ نے چند سرسون کے دانے پڑھکر مارے علمشاہ کا ہاتھ خشک ہو گیا عفریتہ جادو نے ہاتھ پکڑ کر علمشاہ کا اپنی طرف کھینچا بس علمشاہ کو لیکر چلی مہتر قران نے جو یہ دیکھا کہا بڑا غضب ہوا ایک پتھر گوپھن کے پلے مین دے کر مارا اُس عفریتہ کے سر پر پڑا مغز سر کے چار ٹکڑے ہو گئے وہ ملعونہ گری اور تڑپ کر مر گئی سب پر اُسکے خاک اُڑا کر شور و غل مچانے لگے آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہو گئی چہار طرف سے سناٹا ہوا جب بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من عفریتۂ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب دل نہ رسیدیم اب جو علمشاہ نے دیکھا تو وہ دیونی مری ہوئی پڑی ہے علمشاہ پھر صحیح و سالم ہو گئے اور طاقت دہی عود کر آئی بس علمشاہ اُٹھ کھڑے ہوے اور اُن تینون دیودن کے پاس آئے اور فرمایا کہ اگر تم تینون دین اسلام اختیار کرو تو مین تم کو امان دون اور رہا کر دون اُن سبھون نے ابلیس پر لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا علمشاہ کی اطاعت کی علمشاہ نے اُنھین رہا کیا اور کہا تم میرے ساتھ شہر مین چلو وہ بولے ہم حاضر ہین مگر ان کی لاش کو گاڑ دیں تو چلین علمشاہ نے کہا اچھا غرضکہ اُنھون نے اُس ملعونہ کو زمین کھود کے گاڑ دیا اور ساتھ علمشاہ کے ہوے علمشاہ اُنھین ساتھ لیے ہوے مالک

مرصع قبا کے پاس آئے اور سرمۂ سلیمانی دلوایا اور اُن دیودن کو دکھایا تمام حال بیان کیا کہ یہ دیو
اُس پہاڑ پر رہتے تھے آدمیون کو کھاجاتے تھے اب خدا چاہیگا تو کوئی ضایع نہوگا اُس وقت مالک
مرصع قبا کلمۂ طیبہ پڑھکر ازسرِصدق مسلمان ہوا اسلام قبول کیا اور ملکہ مرصع قبا کا عقد علمشاہ کے
ساتھ کردیا تمام شہر اسلام لایا بناے اسلام قائم ہوئی اسلام آباد ہوا کفر بے بنیاد ہوا پھر مہتر قران نے
علمشاہ سے کہا کہ ای شہریار شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن شہر زرین حصار مین قید ہین خواجہ عمرو
اُنکے چھڑانے کو عرصہ سے گئے ہوے ہین اب مجھے اُنکی بھی خبر لینا ضرور ہی علمشاہ نے کہا مین بھی چلتا ہون
ای قران اُنکی مدد کو مُنکر نہ جانا مروت سے بعید ہی الغرض علمشاہ نے مالک مرصع قبا کو وہین چھوڑا اور
آپ کچھ لوگ ہمراہ لیکر مہتر قران کے ساتھ شہر زرین حصار کو چلے لیکن جس روز کہ خواجہ عمرو نے بلا انگیز
عیار بیران ببر سوار کو اپنی صورت بناکر قتل کیا اور سر اُسکا در شہر پناہ پر لٹکایا تھا اُسی دن اتفاق سے اُمیہ
اور سیارہ عمرو کی خبر کو آئے تھے سرِ خواجہ کا دروازے پر شہر کے آویزان دیکھکر گریبان چاک گریان ونالان
لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے تھے اُسکے تیسرے دن علمشاہ اور مہتر قران شہر زرین حصار مین پہونچے تمام
شہر اسلام لاچکا تھا والی شہر نے دین اسلام قبول کیا تھا علمشاہ ومہتر قران نے ہاشم وبدیع الزمان اور
خواجہ عمرو سے ملاقات کی بہت خوش ہوے ایک رات جشن اُسی باغ مین رہا صبح کو یہ سب کے سب لشکر اسلام
کی طرف روانہ ہوے جس وقت دو تین منزل لشکر اسلام رہگیا عمرو ان سب سے رخصت ہوکر پہلے لشکر اسلام
مین پہونچا لیکن گلیم عیاری اوڑھ لی دیکھا کہ پہلوان عادی ایک مقام پر خیمے کے اندر بیٹھا ہوا ہی اور کھانا
بے انتہا پک رہا ہی دیگین پلاو زردے کی دم پر لگی ہوئی ہین مگر ہر ایک افسوس کر رہا ہی اور کہ رہا ہی کہ بھائیو
غضب ہوگیا خواجہ عمرو قتل ہوے ایسا وفادار دنیا مین نہ پیدا ہوگا بدیع الزمان اور ہاشم کو شہر زرین حصار
مین رہا کرنے گئے تھے جان اپنی اُن دونون شہزادون پر سے نثار کی آج اُنکا سوئم ہی ہر ایک کو چاہیے ہی کہ دعاے مغفرت
سے فرد فرد اُنکو یاد کرے کہ وہ محسن سب کے تھے عمرو نے اپنے دل مین ہنسکر کہا کہ واہ واہ نیا تماشا ہی کیا خوب این
گل دیگر شگفت ای عمرو تم زندہ اور سلامت ہو اور یہان تمھارے تیجے کے فاتحہ کی تیاری ہوگئی خیر ایک
جلتہ تو اور ہاتھ آیا دیکھا جائیگا دن تو وہ گذارا رات کے وقت عمرو ایک خبیث کی صورت بنکر پہلوان عادی
کی خوابگاہ مین آئے اور پہلوان عادی کی چھاتی پر چڑھکر گلا گھونٹنے لگے پہلوان عادی گھبرا کے جونکا صورت
دیکھکر خائف ہوا ڈرکر پکارا تو کون ہی کہ گھگی بندھ گئی عمرو نے باواز ہیبتناک کہا تو مجکو نہین جانتا تو ایسا غافل
دنیا مین ہی مین ملک الموت ہون عمرو کو فرشتے اسوقت بہشت کی طرف لیے جاتے تھے اثناے راہ مین مجھ سے ملاقات
ہوئی اُسنے بمنت وعاجزی مجھ سے کہا کہ آپ کا احسان ہوگا میرا ایک کام کردیجیے ایک میرا دوست شفیق ہی
کہ نام اُسکا پہلوان عادی ہی لشکر اسلام مین مقیم ہی اُسے بھی اپنے ساتھ لیتے آئیے کہ بہشت مین میرا دل بہلے
تنہا بہت گھبراؤنگا لہذا مین تجھے لینے کو آیا ہون میرے ساتھ چل کچھ عذر نہ کر پہلوان عادی نے
ڈرتے ڈرتے کہا بہت اچھا مجکو کیا عذر جو حکم ہو بجا لاؤن مگر جو آپ مانیے تو ایک بات عرض کرون مین نے
تین توڑے اشرفیون کے بڑی مشقت سے جمع کیے ہین وہ آپ مجھ سے لے لیجیے اور تین دن کی مجکو مہلت
دیجیے ملک الموت نے کہا یہ بہت دشوار ہی لیکن تیری خاطر بھی کرنا درکار ہی اچھا لا سمجھ لینگے پہلوان عادی اُسوقت
اُٹھا اور وہ تینون توڑے اشرفیون کے لاکر ملک الموت کو دیدیے ملک الموت نقلی توڑے لیکر راہی ہوے اور پہلوان

عادی صبح کو اُٹھا اور بارگاہ صاحبقران زمان مین آکر حاضر ہوا بعد مجرا کرنے کے بیٹھا امیر باتوقیر سے رات کا حال سب
بیان کیا صاحبقران زمان متحیر ہوے فرمایا کہ ای پہلوان عادی تم کچھ احمق ہو سے ہو تمکو کیا خبط ہو گیا ہی بھلا کہین
ملک الموت بھی رشوت لیتے ہین خدا جانے یہ کیا اسرار ہی تم ڈرو نہین اسیطرح دوسرے روز بہرام وغیرہ نے بھی
اور کئی سردارون نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سے آکر بیان کیا کہ آج ہمارے پاس بھی ملک الموت
آئے تھے ہم سے بھی رشوت لے کر چھوڑ گئے نہین ساتھ اپنے لیے جاتے تھے امیر باتوقیر یہ سُنکر ہنسنے لگے اور سوچتے
سوچتے خیال مین آیا یقین ہی کہ عمرو زندہ ہی یہ ساری شعبدہ بازی اُسی کی ہی خدا ایسا کرے کہ وہ زندہ ہو امیر
باتوقیر نے سب سردارون سے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کہ ہم بھی دیکھین ملک الموت کیسے ہین اور کیونکر آتے ہین
اور کس طرح رشوت لیتے ہین دربار خدا مین رشوت کا کام نہین غرضکہ دوسرے روز سب سردار بارگاہ سلیمانی
مین امیر باتوقیر کے پاس رہے دو پہر رات گئے ایک شخص کو دیکھا کہ دو سینگ اُسکے سر پر لباس بھیڑ کی کھال
کا پہنے ہوے آنکھین دونون سُرخ گرز گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوے سامنے سے چلا آتا ہی وہین سے
پکارا پہلوان عادی کو کہ او شکم بزرگ تو نے تین روز کی مہلت مانگی ہی اب تو یہان آکر چھپا ہی کیا یہان
بچ جائیگا مین آج تیری روح قبض کرونگا یہ کہکے پہلوان عادی کی طرف چلا پہلوان عادی کانپتا ہوا
امیر باتوقیر کے پیچھے جا کر چھپا اُس شخص نے کہا مین وہین آتا ہون کیا حمزہ تجھے بچا لینگے پہلوان عادی کا مارے
ڈر کے وہان پیشاب خطا ہو گیا صاحبقران بھی کچھ اُسکی صورت سے خائف ہوے مگر دل کو مضبوط کر کے پکارے
کہ ارے تو کون ہی اُسنے جواب دیا مین ملک الموت ہون امیر نے فرمایا کہ ملک الموت کو کسی نے آجتک بے پردہ
نہین دیکھا تو کوئی ساحر معلوم ہوتا ہی اور پہلوان عادی سے تجھے کیا دشمنی ہی جو اِس طرح ڈراتا ہی دور ہو یہان
سے نہین تو مارا جائیگا ملک الموت نقلی نہایت غضبناک ہوا اور قریب آیا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
پر ہاتھ دوڑایا صاحبقران نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچا کہ وہ مُنہ کے بھل سامنے امیر کے آیا امیر باتوقیر
چاہتے تھے کہ طمانچہ مارین کہ آواز پیدا ہوئی کہ ارے تو عمرو کو مارے ڈالتا ہی یہ سنتے ہی امیر باتوقیر صاحبقران
بہت خوش ہوے فرمایا کہ خواجہ آؤ جلد صورت اصلی اپنی دکھاؤ تمھارے دیکھنے کو دل ترپتا ہی عمرو نے کہا
یا امیر ہاتھ میرے چھوڑ دیجیے امیر نے ہاتھ عمرو کے چھوڑ دیے عمرو بصورت اصلی بنکر قدمون پر گرا امیر باتوقیر
نے اُسے گلے سے لگا لیا سب سردار بھی نہایت خوش ہوے اور عمرو سے ملے عمرو نے از ابتدا تا انتہا حال
تمام بیان کیا اور عرض کیا کہ علمشاہ دمہتر قران اور شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ ہاشم تیغزن یہ سب کے
سب پیچھے آتے ہین لیکن یہان جو ہرکارے لشکر کفار کے بامر جاسوسی لگے ہوے تھے اُنھون نے عمرو کے
آنے کی اور ہاشم و بدیع الزمان اور علمشاہ کے رہا ہو جانے کی اور بلا انگیز کے مارے جانے کی خبر جا کر یاقوت شاہ
سے بیان کی اور عرض کیا کہ ملکہ سرو سیمتن دختر بہران ببر سوار عمرو پر عاشق ہو کر مسلمان ہو گئی تمام شہر اسلام آباد
ہوا ملکہ سرو سیمتن بھی ساتھ آئی ہی بختیارک بھی وہان حاضر تھا ہنسکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ناچ کر شک کر یہ اپنی زبان
سے کہنے لگا تا دھنتا بھئی تا دھنتا اور بہران ببر سوار کے آگے آکر بہت جھک کر سلام کیا اور کہا کہ سُنا آپ نے
جو کچھ کہ ہرکارون نے آکر خبر دی جو مین نے آپ سے اُس دن عرض کیا تھا وہی ظہور مین آیا آپ اُسوقت میرے
اوپر بہت خفا ہوے تھے دختر بلند اختر کو آپ کی مرشد کامل ہادی آگاہ دل رہنمائی کر کے اپنی راہ پر لگا لے آئے
اور شہر آپ کا سارا غارت ہوا اسلام سب نے قبول کیا بہران ببر سوار نے ندامت سے بختیارک کو کچھ جواب

نہ دیا اور خنجر کھینچ کر اپنے پیٹ مین مارا پشت کے پار گذر گیا بہران ببر سوار اُسی وقت تڑپ کر مر گیا سب نے اُسکا
نہایت غم والم کیا لاش کو اُس ناری کی جلوا دیا جب لقا کو خبر ہوئی اُسکو بھی بہت صدمہ ہوا چپ ہو کے
رہگیا اِسی سوچ مین لقا بیٹھا ہوا تھا کہ دیو زرین بال کچھ دیودن کو ہمراہ اپنے لیے ہوے آیا اور کہا کہ جب
فرمایئے مین خدا پرستون پر سنگ باران کرون لقاے بے بقانے کہا کہ پوچھنے کی کیا حاجت ہی کل جا کر
خدا پرستون پر سنگ باران کرو دیو زرین بال یہ سُنکر چلا گیا اور کوہستان مین جا کر پتھر اکھٹے کر کے
جمع کرنے لگا یہ ارادہ تھا کہ کل خدا پرستون کو سنگسار کرونگا اور ادھر لقا نے حکم دیا کہ طبل قہاری بجے
کہ کل سب خدا پرست سنگسار ہو جاینگے یاقوت شاہ نے طبل قہاری بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے
خبر لے کر دوڑے آکر اُنھون نے صاحبقران زمان سے دربار مین عرض کیا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ
وہ سنگ دل کیا سنگسار کریگا وہ سخت بیحیا ہی یہان بفضل ایزدی نقارے پر چوب پڑی اور عمرو سے
فرمایا کہ جلد جاؤ اور خبر لاؤ کہ اِسکی کیا اصل ہی عمرو نکل کر بارگاہ سلیمانی سے چلا تھا کہ ایک پنجہ اُٹھا کر عمرو کو
لے گیا عمرو ہر چند پکارا کہ ارے تو کیسے دھوکے مین مجھے لیے جاتا ہی تو کون ہی کچھ اپنا حال تو بتا وہان کون
سنتا تھا عمرو کو جب تک ہوش رہا چلایا کیا آخر کار کرہ ہوا مین آکر بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا
آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک خیمہ عالیشان برپا ہی اور بدیع الجمال پری اور بدیع الملک دونون ایک تخت جواہر نگار
پر جلوہ گر ہین جیسے ہی خواجہ عمرو کو دیکھا اُٹھ کھڑے ہوے اور جھک کر سلام کیا کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمرو کو
بٹھایا عمرو نے بدیع الملک سے کہا کہ اے صاحبزادے تُنے خوب سلوک میرے ساتھ کیا تھا میرے مارے جانے
مین کچھ فرق نہ رکھا تھا کلاہ تم نے دی بھی اور چھنوا بھی لی بدیع الملک نے قسم کھائی کہ خواجہ مجھکو مطلق خبر اِسکی
نہین یہ کہکر تمام دیودن کو سامنے خواجہ کے بلایا اور کہا کہ جسنے کلاہ خواجہ سے چھینی ہی وہ ابھی لا کر حوالے کر دے
نہین تو جسکے پاس وہ نکلے گی مین اُسے قتل کرونگا جس دیو نے کلاہ خواجہ عمرو کی لے لی تھی اُسی وقت لا کر
حوالے کر دی عمرو بہت خوش ہوے بعد اُسکے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ بدیع الجمال عجب مصیبت لشکر اسلام
پر ہی کہ لقاے بے بقا نے طبل قہاری بجوایا ہی اور مشہور ہی کہ کل لشکر اسلام پر سنگ باران ہونگے
یہ ذکر تھا کہ دیو دوڑے ہوے آے اور عرض کیا کہ کئی ہزار دیو دامنہ کوہ مین پتھر جمع کر رہے ہین اُنکا ارادہ
یہ ہی کہ کل لشکر اسلام کو سنگسار کرینگے ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑینگے ملکہ سے عمرو نے کہا کہ سُنا
تم نے ملکہ بدیع الجمال پری نے کہا کیا مجال اُن ملعونون کی جو ایک خدا پرست کو بھی سنگسار کر سکین
ہم بہرات رہے سے اُدھر چلینگے اور پھر سب دیودن کو حکم قطعی دیا سب کے سب تیار رہین غرض بہرات
رہے سے بدیع الملک اور ملکہ بدیع الجمال پری سب دیودن کو ساتھ لے کر مدد لشکر اسلام
کو راہی ہوئی اور ادھر ہاشم تیغزن اور شہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ عالی شان چلے آتے
تھے اور تینون دیو جو شہزادون نے زیر کیے تھے وہ بھی اِن سب کے ہمراہ تھے قضاے کار ایک
دیو اُن مین سے شکار کھیلنے کو گیا تھا وہ بدحواس بھاگا ہوا سامنے علمشاہ کے آیا اور علمشاہ سے آکر
عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار دیو زرین بال کئی ہزار دیو ہمراہ لیے ہوے دامنہ کوہ مین پتھر جمع
کر رہے ہین اور کہتے ہین کہ کل صبح کو ہم سب مل کر لشکر اسلام پر سنگ باران کرینگے علمشاہ فلک پناہ
یہ سنتے ہی ایک دیو پر خود سوار ہوے اور اُن دونون دیودن پر ہاشم تیغزن اور بدیع الزمان صف شکن کو سوار

کیا جلد لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوے یہان لشکر اسلام مین چار پہر رات سب نے نمازین پڑھین اور
گریہ وزاری کیا کیے اور دعائین مانگا کیے جب وہ رات گذری صبح نمودار ہوئی ایک آندھی آئی آواز دیوون
کے گرجنے کی بلند ہوئی اور پتھر آسمان سے گرنے لگے تمام لشکر اسلام مین ایک تلاطم عظیم پڑ گیا ناگاہ علمشاہ اور
شہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن بھی دیوون پر سوار ہوکر پہونچے اور تلوارین کھینچکر اُن دیوون زشت خو
پر گرے قتل و قمع کرنے لگے ادھر سے شہزادہ بدیع الملک اور ملکہ بدیع الجمال پری کئی ہزار دیو ہمراہ لیے
ہوے آ پہونچے اور اُن دیوون پر گرے سب دیو اپنے اپنے حربے پکڑ کر مستعد کارزار ہوے آپس مین
جنگ و جدل ہونے لگی سر کٹ کے گرنے لگے ہاتھ پانون دیوون کے جدا ہوکر زمین پر گرے قضاے کار
شہزادہ بدیع الزمان سے اور دیو زرین بال سے مقابلہ ہوگیا اُس نے وار شمشاد کا وار کیا بدیع الزمان
نے ضرب اُسکی خالی دے کر تیغہ افعی سلیمانی کا ہاتھ مارا سر اُسکا کاٹ کرتا جگر اُتر گیا وہ دیو دو ٹکڑے
ہوکر آسمان سے زمین پر گرا علمشاہ سے اور دیو زرین تن سے سامنا ہوا دیو زرین تن نے زاغنول
مارا علمشاہ نے زاغنول اُسکا خالی دے کر تیغہ کپتیان فرنگی کا ہاتھ مارا سر اُس دیو زرین تن
کا مثل شاخ شجر نرم اُڑ گیا دیو قبیح زرین بال سے اور ہاشم تیغزن سے مقابلہ ہوا اُس دیو نے
وار کیا ہاشم نے بھی خالی دے کر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا جو مارا کمر پر اُس دیو کی پڑا دو ٹکڑے ہوکے
گرا بدیع الملک نے وہ شمشیر زنی کی کہ تمام دیوون کو مار کے بھگا دیا آسمان سے زمین پر خون برس رہا
تھا کیونکہ یہ لڑائی جو دیوون مین ہوئی تھی زمین پر نہ اُترے تھے اوپر ہی اوپر لڑے لشکر اسلام اور سب
سرداران لشکر اسلام دنگ تھے جتنے دیو کہ مطیع دین اسلام تھے اُنھون نے پتھر اُن دیوان کفار سے
چھین چھین کے عمرو کے اشارے سے لشکر کفار کو سنگسار کرنا شروع کیا ہزارہا کافر مارے گئے اور کفار
ہر چند غل و شور مچایا کیے کہ اے فرشتگان مقرب خداوند لقا ہمین کیون سنگسار کرتے ہو لیکن وہان کون
سنتا تھا بلکہ آواز پر پتھر اور زیادہ برستے تھے یہانتک کہ تمام لشکر کفار شکست کھا کر غل و شور کرتا ہوا
بھاگا اور اندر شہر کے سب کے سب چلے آئے دروازہ شہر کا بند کر لیا دیوون نے چاہا تھا کہ اندر شہر
کے بھی سنگباری کرین مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مانع ہوے کہ صاحبقران کے خلاف ہوگا اب جانے دو
دور کرو دیو سب پھر آے بدیع الجمال پری اور بدیع الملک سے بدیع الزمان سے ملاقات ہوئی
بدیع الملک نے بدیع الزمان کو سلام کیا بدیع الزمان نے سینے سے لگا لیا اور سب ملکر خدمت
بابرکت زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین حاضر ہوے یہان صاحبقران
زمان بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوے اپنے سردارون سے فرما رہے تھے کہ نہین معلوم پروردگار عالم نے
دفعتہ کس مددگار کو بھیج دیا کہ اِس آفت کو ہمنے لشکر اسلام پر سے برطرف کیا یہ صرف پروردگار رحیم و
کریم کی رحمت ہے اور شان وحدانیت ہے مگر صاحبو مجھکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیو سب پتھر آسمان پر سے مار رہے ہین
کیونکہ صاف دیوون کے گرجنے کی آواز آسمان سے آتی ہے ہر ایک کہ رہا تھا کہ اے امیر آپ درست فرماتے ہین
یقیناً یہی امر ہم کو بھی معلوم ہوتا ہے یہان تو بارگاہ سلیمانی مین امیر باتوقیر اور سردارون مین یہ ذکر تھا کہ
یکایک شہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ و ہاشم تیغزن اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ آسمان سے
اُترے اور قدمبوسی حمزۂ صاحبقران زمان کی حاصل کی امیر باتوقیر نہایت خرم و شادان ہوے علمشاہ

اور بدیع الزمان وغیرہ کو گلے سے لگایا اور بدیع الملک اور بدیع الجمال پری سے صاحبقران سے ملے اور بہ شفقت پیش آئے بہت خوش ہوئے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت صاحبقران سے بیان کی یہ سنکے امیر نے سب کو بہت تحسین وآفرین کی بدیع الملک اور بدیع الجمال پری کو خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر شہزادہ بدیع الملک حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اتنے مین ہرکارے لشکر اسلام کے آئے اور دعاے دولت وحشمت واقبال اور ثناے ہمت واجلال امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کر کے عرض کیا کہ لشکر لقاے بے بقا قلعہ بند ہوا ہے صاحبقران زمان نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر ظفر پیکر جاے اور چہار طرف سے قلعہ کو گھیر لے القصہ لشکر اسلام نور روانہ ہوا اور چہار طرف سے قلعہ کو محاصرہ کر لیا بارگاہ سلیمانی بھی وہین آکر برپا ہوئی جہان پر خیمہ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کا تھا مگر یاقوت شاہ بسبب خوف سنگساری کے اُسوقت جو بھاگ کر زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کے پاس آیا اور عرض کیا کہ یا خداوند یہ کیسی آپ نے تقدیر کی تھی کہ اُلٹا ہمارا لشکر سنگسار ہوا بہت لوگ مارے گئے آخر کار لشکر سب وہان سے بھاگ آیا زمرد شاہ باختری نے جواب دیا کہ یہ تقدیرین نے نہین کی تھی بلکہ یہ تقدیر بالا کی ہوئی اے نور خالص قدرت نہ گھبرا اُ خاطر جمع رکھو اب مین ایسی تقدیر کرونگا کہ ایک خدا پرست زندہ نہ رہیگا مین نامہ لکھتا ہون شہر عنطلی آباد کو کہ وہان سات لاکھ جادوگر رہتے ہین اور نائب میرا زرد دہشت جادو ہے وہ وہان رہتا ہے اور خدائی کرتا ہے آتے ہین اب اپنی مدد کے واسطے طلب کرتا ہون کہ سب ساحران نامی وگرامی وہان کے آکر ان خدا پرستون کو نیست ونابود کر دینگے یہ کہکر اُسی وقت میر منشی کو بلاکر حکم دیا کہ عنطلی آباد کو بنام زرد دہشت جادو میری طرف سے ایک نامہ بہت جلد تحریر کر مضمون نامہ لقا ہے بندۂ بندگان خاص با اختصاص من یعنے خداوند لقا زمرد شاہ باختری وامے پرستار پرستاران خلاصۂ درگاہ خداوند خداوندان یعنے زرد دہشت جادو نائب وجانشین خداوند لقا از جانب مرد شاہ باختری تخت نشین خداے سجدہ گاہ بندگان ہو کہ خدا پرست اب بہت سرکشی کرتے ہین اور قریب قلعہ ملک سبائل کے آگئے ہین مین نے ہزار ہا تقدیرین اُن سب کے نیست ونابود ہونے کی کین مگر سب تقدیرین اُلٹی پڑین کوئی تدبیر پیش نہ گئی اے بندۂ خاص الخاص درگاہ من تجھکو بہ تاکید اکید لکھا جاتا ہے کہ اب اپنے خداوند کی مع لشکر ساحران نامی ونامدار سے آکر مددگاری کر اور آکر ان سب خدا پرستون کا خاتمہ کر پھر خدائی زمرد شاہ باختری کی خوب چمکیگی اگر تم کو آنے مین عرصہ ہوا تو قیامت آئیگی خداوندی ساری مٹ جائیگی اے بندہ من دیر مناسب نہین ہے کھانا وہان کھاؤ ہاتھ یہان دھو تھوڑے لکھے کو بہت سمجھو تاکید مزید جانو فقط یہ مضمون تازہ لکھکر میر منشی نے نامہ کو ملفوف کیا اور وسواس عیار کو بلاکر وہ نامہ دیا اور کہا یہ نامہ لے کر عنطلی آباد مین اسطرح جلد جا کہ جیسے طائر وہم وخیال سقام فکر پر پہونچتا ہے زرد دہشت جادو کو دینا اور جواب لیکر جلد آنا وسواس عیار ستمگار نے مثل طائر فکر کے نامہ لیکر سر سے باندھا اور شہر عنطلی آباد کو روانہ ہوا اودھر کا حال سنیئے کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز تھے کہ ایک شتر سوار نامہ فیض شمامہ جناب خواجہ عبد المطلب کا لے کر خدمت بابرکت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان مین حاضر ہوا اور بعد قواعد شاہانہ مجرا سعد بن قباد اور امیر باتوقیر کو کیا پوچھا امیر باتوقیر نے اے شتر سوار تیرا کہان سے آنا ہوا عرض کی غلام مکہ معظمہ سے آتا ہے یہ کہکر ایک نامہ فلک شمامہ پگڑی سے نکالکر ہاتھوں پر رکھکر

پیش کیا صاحبقران زمان نے وہ نامہ ہاتھ سے اُٹھا کر کھولا اور پڑھنے لگے نامہ ای راحت روح و قرۃ العین
وای نور دیدۂ والدین ای گل حدیقہ عربستان ای غنچۂ نو دمیدۂ بوستان جہان وای زیب اورنگ ہمت
وشجاعت وای زینت طراز ملک ہندوستان وولایت و سردفتر لشکر اسلام و تاج بخش شاہان ذوی الاحترام
آرام و سرور دل مہجوران فخر سلاطین جہان سلطان زیر قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان اطال اللہ
عمرکم بعد دعاے درازی عمر و ترقی درجات عالیات واشتیاق دیدار فرحت آثار تم کو یہ لکھا جاتا ہے ای
فرزند ارجمند بالفعل شہر مکہ معظمہ پر ابو عمرو بن شداد حبشی فوج قاہرہ لے کر بعد شد و مد چڑھ آیا ہے اور
نہایت زور دن پر ہے کہ لاف و گزاف ہر کس و ناکس کے سامنے کرتا ہے لہذا تم کو قلمی ہوتا ہے کہ دیکھتے ہی نامے
کے فوراً کوچ کرو اور بہت جلد اپنے تئین پہونچاؤ اگر تمہارے آنے مین دیر ہوئی تو ہم سب کا استیصال ہو جائیگا
اور حرمت خانۂ کعبہ مین فرق آئیگا ای نور چشم خانہ دل کو ہمارے روشن کرو ویرانۂ بیت الحزن دل تردد
منزل کو بہار جمال سے اپنے رشک گلشن کرو فقط زیادہ والدعا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان یہ نامہ
تفکر شمامہ پڑھکر بہت متردد ہوے اور بادشاہ اسلام یعنے سعد بن قباد شہریار کی طرف مخاطب ہو کر
عرض کیا کہ مین نے مدت سے والدین ماجدین کی زیارت نہین کی ہے نہایت دیکھنے کا مشتاق بھی تھا
اب بالفعل یہ مہم بھی درپیش ہے بغیر میرے جائے یہ مہم سر نہو گی اب مین تو مکہ معظمہ کو جاتا ہون اور عجیل
ماہرو کو اپنا جانشین کرکے چھوڑے جاتا ہون یہ سب سردار پہلوان آپ کی خدمت والا منزلت مین
موجود ہین آپ کی فرمانبرداری مین ہرگز قصور نہ کرینگے جو حکم آپ کا ہوگا وہ بسر و چشم بجا لائینگے اور اب
بالفعل لڑائی بھی لشکر کفار سے ملتوی ہے جبتک مین وہان سے آؤن آپ بخوشی و خرمی بسر کیجیے یہ کہکر
عجیل ماہرو کو اپنے رنگل زرین پر بٹھایا اور سب سردارون کو بخوبی فہمایش کر دیا اور ملک قاسم نوجوان
اور شہزادہ بدیع الزمان کو بغلگیر کرواکے ملوا دیا اور کہا کہ خبردار آپس مین کسی طرح کا رنج و ملال اور جھگڑا اور
فساد نہ کرنا سب لشکر غیر ذی اثر کا بند و بست کرکے اُٹھ کھڑے ہوے اور پانی پر اسم اعظم دم کرکے گرد لشکر
خط کھینچکر وہ پانی چھڑک دیا جب ان سب امور سے فارغ ہوے بارگاہ مین تشریف لائے رات کو تو وہین
رہے صبح کو سب سے رخصت ہو کر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو ہمراہ لے کر سوار ہوے طرف مکہ معظمہ کی
راہ لی اب فقط امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان اور خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری اور مقبل وفادار مکہ معظمہ
کی طرف چلے ہین باقی تمام سردار اور لشکر جرار اُسی مقام پر فروکش ہے یہ خبر ہرکاران لشکر کفار نے جا کر
لقاے بے بقا زمرد شاہ باختری کو پہونچائی کہ صاحبقران اور عمرو اور مقبل لشکر سے اپنے طرف مکہ معظمہ
کے جاتے ہین یہ سُنکر بختیارک نے زمرد شاہ باختری کو صلاح دی کہ یا خداوند ایسے مین میدان
صاف ہے اگر جادوگر عنطلی آباد سے آجائین تو خدا پرستون کا بہت جلد خاتمہ کر دین لقا نے گردم سے کہا
تو ابھی جا عنطلی آباد کو اور جلد ساحرون کے لشکر کو اپنے ساتھ لے کر آ بہ حکم خداوند لقا گردم دیو بھی
عنطلی آباد کو روانہ ہوا لیکن وسواس عیار نامۂ لقاے نابکار لیے ہوے مالک بن زردہشت کے پاس
پہونچا اس نے نامہ لقاے بے بقا کو پہلے چوما چاٹا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بعد اُسکے وہ نامہ
پڑھا اسی وقت گلنوم جادو و امہات جادو کو بلا کر کہا تم دونون ابھی جاؤ اور خدا پرستون کا خاتمہ
کرو وہ دونون بحکم مالک بن زردہشت جبر و سحر پر پرواز بید اکر کے طرف آسمان کے اُڑے اور جانب

ملک سبائل روانہ ہوئے بعد اُسکے وسواس عیار کو زردہشت نے خلعت دیکر رخصت کیا یہان لقا
گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک شعلہ ہاے آتش آسمان پر چمکے اور دو جادوگرنیان اژدر آتش فشان پر
سوار آسمان سے اُترین اور لقا کو مجرا کیا اور کہا کہ ہم غنطلی آباد سے آپ کی مدد کو آئے ہین لقا سے بے بقا بہت
خوش ہوا اور کرسیان جواہر نگار اُن کو بیٹھنے کو دین اور بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا بختیارک نے اُنکے
سامنے حال سارا جادوگرون کے مارے جانے کا بیان کرنا شروع کیا کہ اس طرح سے شہر ام الجبال
کشمیر اندر کوٹ چاہ ماران خداپرستون نے تباہ کیا مگر تم اچھے وقت آئی ہو کہ لشکر خداپرستان مین مرد
کامل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نہین ہین دونون نے کہا کہ ملک جی اگر عمرو ہوتا تو کیا کرتا خیر اس سے کیا بحث
ہو اب تم خلاصہ بیان کرو کہ ہمین خداوند لقا نے یہان کسواسطے طلب کیا ہی بختیارک نے کہا کہ خداوند
خداپرستون کے ہاتھ سے بہت تنگ آگئے ہین اب عاجز ہوکر مع لشکر قلعہ بند ہوکر بیٹھے ہین تم کو اس لیے
بلایا ہو کہ تم ان خداپرستون کا استیصال کرو اُن دونون جادوگرنیون نے کہا کہ واقعی ہم دیکھتے آئے
ہین کہ گرد شہر کے لشکر خداپرستان پڑا ہوا ہی بس ہم اگر سحر کرینگے تو شہر والے بھی مارے جائینگے اگر لشکر مسلمانان
یہان سے کسی طرح ہٹے تو ایک چشم زدن مین ان سب خداپرستون کو غارت کردین بختیارک نے لقا سے
کہا یا خداوند آپ بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو تحریر کیجیے کہ ہم بارادۂ جنگ و جدال قلعہ سے باہر آتے ہین
تم کو لازم ہو کہ اپنے لشکر کو یہان سے ہٹاکر وہان لے جاؤ جس مقام پر اُترے ہوے تھے اب اس مقام پر
ہمارا لشکر اگر قیام پذیر ہوگا لقا سے بے بقا نے اُسی وقت ایک نامہ اسی مضمون کا بادشاہ اسلام کو لکھا
گلنوم جادو اور امہات جادو نے اسم سحر پڑھکر اُس نامہ پر دم کردیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد لے جاؤ
کہ لشکر اسلام اس نامے کو دیکھتے ہی فوراً ہٹ جائیگا القصہ وہ نامۂ لقا بختیارک نے ارمزاد کو دیا کہ تو
یہ نامہ خدمت بادشاہ اسلام مین لے جا ارمزاد بحکم لقا سے بے بقا نامۂ سحر آلود لیکر لشکر اسلام مین آیا اور
سامنے بادشاہ اسلام کے پیشکش ملازمان والا کیا بادشاہ اسلام نے دبیر سے فرمایا کہ اس کو پڑھو
اُس نے بہ آواز بلند پڑھکر سُنایا مضمون نامۂ لقا سُنکر بادشاہ اسلام نے سب سردارون سے فرمایا
کہ صاحبو حمزۂ صاحبقران حصار اسم اعظم گرد لشکر ظفر پیکر کھینچ گئے ہین ہم کیونکر اُس حصار کو توڑکر نکل جائین
بدیع الزمان نے عرض کیا کہ حضور بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن شہزادۂ قاسم عالیشان نے کہا کہ اگر
صاحبقران بھی ہوتے تو بیشک خیمہ و بارگاہ یہان سے اُٹھواکر اور جگہ استادہ کرتے لشکر کو اس مقام پر
سے علیحدہ لے جاتے یہ تو عین نامردی ہو کہ حریف تو ہم سے لڑنے کو آئے اور ہم اُسکے سامنے نہ آسکین بدیع الزمان
نے کہا یہ بھی عین جہالت ہو کہ فرمان بادشاہی سے تم سرتابی کرتے ہو جو حکم کہ حمزہ صاحبقران دے گئے
ہین اُسکے خلاف کرتے ہو قاسم نے جواب دیا کہ ہم داداجان کے قاعدے پر چلتے ہین اور ہم تو اپنا
خیمہ یہان سے ہٹائے لیے جاتے ہین اُس وقت قاسم و بدیع الزمان مین یہان تک گفتگو رہی
کہ قریب تھا دونون طرف تلوارین کھنچ جائین اور دست تا ستیون مین اور دست چپیون مین فساد ہو
آپس مین خونریزی ہوجاے اُسوقت بادشاہ اسلام نے یہ رنگ دیکھکر پہلوان عادی کو حکم دیا کہ جلدی
یہان سے لیے چلو جہان پہلے خیمے تھے وہین خیام استادہ کرو آپس مین فساد ہونا اچھا نہین پہلوان
عادی بحکم بادشاہ اسلام خیمے طنبو قناتین اور بارگاہ سلیمانی اشترون اور ہاتھیون پر بار کرواکے

روانہ ہوئے جہان اُترے ہوئے تھے وہین بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی خیمے وغیرہ برپا کیے گئے سب سردارونشکر
جرار وہین قیام پذیر ہوئے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوئے ارمزدا نے لقا سے جاکر عرض کیا کہ
تمام لشکر اسلام یہان سے اسی جگہ کوچ کرکے قیام پذیر ہوا جہان پہلے دامنہ پلنگ کوہ پر تھا اب یہان
میدان ہوگیا گلنوم جادو اور امہات جادو نے یہ خبر جب سُنی لقا سے عرض کیا یا خداوند اب ہم وہان
جاکر دامنہ پلنگ کوہ پر مقام کرتے ہین آپ ہمارے واسطے سامان سحر اور کھانا پانی شراب کباب برابر بھیجے
جائیے گا تین روز مین سب خدا پرستون کا کام تمام کردینگے یہ کہکے لقاے بے بقا سے رخصت ہوکر وہ دونون
جادوگرنیان دامنہ پلنگ کوہ مین آکر اُترین لقا نے تمام اسباب سحر اور پلاؤ زردے کی قابین تورمے
کے پیالے شراب کی گلابیان کباب کی تشتریان یہ سب اُن دونون جادوگرنیون کے پاس بھیجدین
اور روز شب اسی طرح سے جایا کیا مگر بختیارک نے کہا فدا جو لوگ اُنکے پاس جائین چھپ کے جائین
کوئی لشکر اسلام کا نہ دیکھ لے الغرض جب سامان سحر اُنکے پاس پہونچا اُن دونون نے خون خوک سے
غسل کیا اور اُسی خون سے چوکا دیا اور وہی گوشت بھینٹ ہرون کو دیا اور شراب بھی دی اور منقل
آتش سامنے رکھکر کالے تلون پر اسم سحر پڑھکر آگ مین ڈالنا شروع کیا اب دھوان آگ مین سے اُٹھنے لگا
اور آسمان پر جمع ہوکر ایک گہرا ابر تیرہ و تار بنگیا اور جاکر لشکر اسلام پر چار طرف چھایا ہوا سے تند چلنے لگی بجلی
چمکنے لگی رعد کی آواز مہیب بلند ہوئی کہ دل دہلنے لگے ترشح شروع ہوا پہلے پھوار پڑی پھر چھوٹی چھوٹی
بوندیان بعد اُسکے بڑے زور شور سے برسنے لگا بعد تھوڑی دیر کے بعد منھ تھم گیا اولے پڑے کہ ایسے
اولے دیکھے نہ سُنے ہزار ہا من کی ایک ایک سل آسمان سے گری بعد اُسکے برف باری ہوئی کہ سردی
کے مارے ہر ایک آتش مزاج کانپنے لگا برف سے راہین بند ہوگئین لشکر کے جوانون وپہلوانون
کے دست وپا بے قابو ہوگئے بڑے بڑے شیردل آتش تن گرم مزاج سمور وقاقم مین چھپنے لگے ہرچند
لحاف بھاری بھاری منون کی روئی کے رضائیان کمل طوشے دوشالے بہت عمدہ عمدہ اوڑھے تھے
مگر سردی کم نہ ہوتی تھی عجب لشکر اسلام کی صورت ہوگئی تھی کہ دانت سے دانت بجنے لگے ہونٹھ مارے
سردی کے نیلے ہوگئے جو بہت ضعیف وناتوان تھے جاڑے کے صدمے سے مرگئے لشکر اسلام مین ایک
تلاطم برپا تھا دو شبانہ روز برف باری ہوئی تیسرے روز گلنوم جادو اور امہات جادو نے یہ لقا سے
کہلا بھیجا کہ ہم نے تمام خدا پرستون کو محض بیکار کردیا ہی ہم نے اسقدر برف برسائی ہی کہ گرد لشکر کے
برف کے انبار لگادیے ہین جابجا پہاڑ برف بنکر حائل ہوگئے ہین کیا ممکن ہی کہ اب وہ نکل کر کہین جاسکین
یا سردی کے مارے حس وحرکت کرسکین ایک طرف ہم راستہ کیے دیتے ہین آپ اپنا لشکر بھیجین کہ وہ
سب خدا پرستون کو قتل کرین اودھر لشکر کفار کا حال سنیئے کہ یاقوت شاہ نے بعد اُن جادوگرنیون کے
جانے کے تمام لشکر کو اپنے شہر سے باہر کیا بارگاہ استادہ ہوئی داخل بارگاہ ہوا فوج سپاہ گرد و اطراف
مین لشکر خدا پرستون کے اُتری دن تو گذرا شب کو خبر لقا و یاقوت شاہ کو پہونچی کہ برف باری لشکر
اسلام پر ہورہی ہی لقا نے پکار کر کہا ای بندگان من بہ بینید قدرت مرا دہ شخص دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی
ہرچند مین نے چاہا کہ یہ خدا پرست راہ راست پر آجائین مگر نہ آئے اور مجکو آزار پہونچایا کیے مین نے اکثر بہ
غضب ابر نازل کیا کہ سب کے سب غارت ہوجائین ہر ایک کافر پکار اُٹھا کہ یا خداوند آمنا وصدقنا جب

بسرے دن یہ پیغام جادوگرنیون کا پہونچا لقاے بے بقا نے سنتے ہی حکم دیا کہ طبل تیاری بجے اور گنجاب
سے کہا کہ جا تیرے دم شمشیر سے بدیع الزمان کی موت تقدیر کی ہے اور گاؤلنگی گاو سوار سے کہا کہ تو
قاسم کو تہ شمشیر کرنا اسی طرح ہر ایک سردار سے خطاب کیا کہ فلان فلان سردار لشکر حمزہ کو قتل کرنا القصہ صبح کو
یاقوت شاہ سوار ہوا اور تمام لشکر ساتھ لیکر چلا یہان لشکر اسلام کا یہ حال ہے کہ ہاتھ پانون شدت سرما سے
اکڑے ہوے ہین بیدم پڑے ہین ناگاہ ایک طرف سے کفار پیدا ہوے اور للکارتے ہوے تلوارین کھینچکر لشکر
پر آپڑے قتل عام ہونے لگا بہت سے سردار و لشکری اہل اسلام کے ہاتھ سے کفار کے شہید ہوے لیکن بدیع الزمان
جو اپنے خیمے سے نکلے اور تلوار کھینچی اور کفار کو قتل کرتے ہوے برابر گنجاب کے پہونچے گنجاب نے ہاتھ تلوار
کا مارا بدیع الزمان نے دست رعشہ دار سے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر ہاتھ کانپ کر مارے سردی کے سر سے
ہٹ گیا ادھر تلوار گنجاب کی سر پر پڑی گوشہ سپر کو کاٹ کر فرق پر آئی تا دو ابرو اتر گئی زخم کاری لگا بدیع الزمان
نے دستانہ مارا تلوار جھنکا کر نکل گئی مگر اسی حالت زخمداری مین جو کانپتا ہوا ہاتھ تلوار کا گنجاب کو مارا
مع کرگدن اس ظالم کے چار ٹکڑے ہوے ادھر بدیع الزمان کے زخم سر سے خون اسقدر جاری ہوا کہ غش
آگیا دونون ہاتھ گردن مرکب مین حمایل کر دیے مرکب لے کر عرصہ کارزار سے نکل گیا یہان قاسم سے اور
گاؤلنگی سے مقابلہ ہوا گاؤلنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم عالم اضطراب سرما مین بیخود تھے جب تک سپر
سر پر لائین تلوار گاؤلنگی کی پڑی کاٹتی ہوئی تا بہ ابرو پہونچی فوراً قاسم نے داستانہ مارا تلوار نکل گئی مگر
قاسم نے بھی فوراً تلوار نکلنے کے بعد ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا مارا کمر پر پڑا گاؤلنگی شل خیار تر کے
دو ٹکڑے ہو کر گرا یہان زخم سر سے جو خون جاری ہوا بیہوش ہو کے گردن سے گھوڑے کی لپٹ گئے ان کو
گھوڑا میدان کارزار سے لیکر نکل گیا لندھور سے اور سوکیاے سرکش سے سامنا ہوا اسنے ارہ مارا جبتک
گرز گاو سر سنبھالے ارہ سر پر لندھور کے پڑا لندھور بھی زخمی ہوا مگر فوراً وہی گرز ستر وسومن کا جو دودستی تھام کر مارا
سوکیاے سرکش کے سر پر پڑا راکب و مرکب گرد برد ہو کر پیوند زمین ہو گئے تا بھی نہ لگا لندھور کو شدت درد زخم سے
غش آنے لگا آخر بیہوش ہو گیا فیل میمونہ بہار لندھور کو بھی میدان سے لے نکلا کسی طرف کو روانہ ہوا
مالک اژدر سے اور قہرمان عجمی سے سامنا ہوا قہرمان عجمی نے جو تیغہ مارا مالک کے سر پر پڑا سپر کو قلم کر کے تا دو ابرو
اتر گیا مالک نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا لیکن اسی حالت مین مالک نے سنان نیزۂ دودھاری
قہرمان پر ماری وہ نیزہ سینہ پر پڑا پشت کے پار گذر گیا قہرمان گر کر زمین پر تڑپنے لگا یہان مالک کے زخم
سر سے خون جاری ہوا کہ غش آنے لگا بیہوش ہو گئے مرکب مالک اژدر کو بھی لے کے نکل گیا اسیطرح ہر سردار
نامدار ایک ایک کافر نامی کو مار کر میدان رزمگاہ سے کسی طرف کو نکل گیا کرب غازی اپنے سرداران نامی کو
لے کر بارگاہ سلیمانی کو اشترون پر لاد کر کسی طرف کو چل کھڑے ہوے اسد شیردل بھی ہمراہ کرب غازی
کے کفار سے لڑتے لڑتے ایک طرف کو راہی ہوے جب بادشاہ اسلام سعد بن قباد نے دیکھا کہ سب سردار
ایک ایک کر کے زخمدار ہو کو چلے گئے اور تمام لشکر نکل گئے میدان صاف ہو گیا آخر کار بادشاہ بھی مرکب
تیز رفتار پر سوار ہو کر ایک طرف کو روانہ ہوے مگر کفار نے روکا کارزار ہونے لگی کفار سے اور بادشاہ سے
تلوار چلنے لگی بادشاہ نے بھی وہ جنگ و جدل کی کہ صف لشکر کفار درہم و برہم ہو گئی بادشاہ نے گھوڑے
کی باگ اٹھائی ایک سمت کو راہی ہوے تھے کہ یاقوت شاہ درمیان راہ مل گیا برابر سے اسنے تلوار ماری

مگر چونکہ دست و پا بسبب برف باری ایسے بے قابو تھے کہ سپر چہرے تک نہ آسکی تلوار یاقوت شاہ کی فرق پر بادشاہ کے پڑی تا دوابرو اُتری بادشاہ نے بھی دستانہ مارا تلوار جھناکے سر سے نکلی فوراً ہاتھ تلوار کا بادشاہ نے یاقوت شاہ کو مارا سپر یاقوت شاہ کے تلوار بادشاہ کی پڑی یاقوت شاہ بھی زخم کاری کھا کر چکر کھانے لگا بادشاہ خون زخم سر مین ڈوب گئے بیہوشی کا عالم طاری ہوا گردن مرکب مین ہاتھ حمائل کر دیے مرکب لے کر بادشاہ کو چل کھڑا ہوا ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کر جسقدر سرداران لشکر اسلام زخمدار چلے گئے ہین ان سب کا حال فرداً فرداً بیان کیا جائیگا اور ناموس حمزہ صاحبقران زمان کو مہترقران مع تمام عیارون کے ہمراہ لے کر حقے آتشبازی کے مارتا ہوا ایک طرف کو چلا گیا اور ملکہ گیتی افروز اور فتنہ انگیز وغیرہ مرکبون پر سوار ہو کر علیحدہ علیحدہ صحرا کی طرف نکل گئین یہان لشکر کفار نے جو دیکھا تو تمام خیمے خالی پڑے ہین میدان صاف ہو کوئی لشکر اسلام سے آدمی کیا جانور بھی نہین لشکر اسلام سے ظاہر مین لشکر کفار کے بہت سے قتل ہوے لیکن کوئی سردار نامی و نامدار لشکر اسلام سے مارا نہین گیا راوی بیان کرتا ہو کہ اس قدر اہل اسلام اس روز شہید ہوے کہ یاقوت شاہ نے اُنکے سر کٹوا کر چوبیس ہزار کلہ منار بنوائے اور لاشون کو ایک گڑھا کھدوا کر ڈلوا دیا اور آپ خوشی خوشی بفتح و فیروزی جنگاہ سے پھرا باجے خوشی کے دف و مرچنگ کو کفار بجاتے ہوے دہل شادی کے پیٹتے ہوے ملک سبائل مین داخل ہوے یاقوت شاہ نے مجرا کیا اور خوشخبری فتح کی سنائی لقاے بے بقا پکارا اے بندگان من قدرت مرا دعذاب و قہر من بہ بنیید بختیارک نے کہا یا خداوند مجکو مفصل خبر معلوم ہوئی کہ کوئی نامی سردار لشکر اسلام کا نہین مارا گیا سب سردار ڈٹ بھڑ کر زخمی ہوے اور مرکب اُنکے عرصہ کارزار سے اُنھین نکال لے گئے دیکھ لیجیے گا کہ پھر جمعیت کر کے آوینگے بہتر یہ ہو کہ چار طرف کو نامے لکھیے اور روانہ کیجیے کہ جہان کہین کوئی اُن مین سے سردار پہونچے وہان کا حاکم اُسے گرفتار کر کے آپ کی خدمت مین بھیجدے لقاے بے بقا نے راے بختیارک کی پسند کی میرمنشی کو حکم کیا کہ فوراً نامے لکھکر چار طرف کو روانہ کرو اُن نامون مین یہی مضمون مندرج ہو کہ عرصہ کارزار سے سردار لشکر حمزہ زخمی ہو کر نکل گئے ہین جہان پہونچین گرفتار کر کے فوراً خدمت خداوند لقا زمردشاہ باختری مین روانہ کرو کہ خوشنودی خداوند لقا ہی تاکید مزید جانو ایسے نامے لکھوا کر سانڈنی سوارون کے ہاتھ چار طرف کو روانہ کیے اس قصہ کو یہین چھوڑا انشاء اللہ آگے کیفیت سرداران زخمی کی فرداً فرداً عرض کی جائیگی

دو کلمے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین

گلابی کا اک جام دے ساقیا
عجب رنگ گردون دون ہی مدام
نہ ساغر نہ شیشے نہ جام و سبو
ہوئی ختم تمہید بس اے [illegible]

ادھر طبع موزون پھرے ساقیا
نہ دو دن کسی کو رکھا شاد کام
ہے لالہ گون بن گئی بس لہو
بس آ اپنے مطلب پہ اے بیخبر

وہ مینوش جسکا ہی سارا ظہور
وہ رندون کا مجمع پریشان ہوا
وہ ساقی خمخانہ لاجواب

فلک نے کیا دور مین اسکو دور
غضب ہی یہ میخانہ ویران ہوا
سفر کو گیا ہی بصد اضطراب

غزل

اجل کو جو طبیب دردمند کو اپنی دوا سمجھے
شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھے
گلو زیر آب تیغ یار کو آب بقا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے

نگہ کیا اور غمزہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
بہا خون کوے قاتل مین اُسی کو خون بہا سمجھے
ہر اک گردش مین انداز ناز فتنہ زا سمجھے
جو اسپر بھی نہ وہ سمجھے تو اُس بت سے خدا سمجھے

ترے کوچے کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
اسے تیر قضا اُسکو پر تیر قضا سمجھے
دی کچھ تلخ کام اس زندگانی کا مزا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
جدائی مین ہماری وہ اگر اپنا بھلا سمجھے

بُرا سمجھے بُرا سمجھے بُرا سمجھے
وہ ہم سے خاکساروں کو جب اپنا خاک کیا سمجھے

سمجھے اِی سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے
ہم اپنی خاکساری اپنے حق مین کیمیا سمجھے

پڑین پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
بیت نویسندۂ قصہ دل بند +

قلم بند کروندہ اوراق چند و سیاحان منازل مضامین خوش آیین و نوخیز بادیہ بیابان مراحل طبع رسا و جودت انگیز گل عنبر بیز گلشن سخندانی غنچۂ نوحدیقہ خوش بیانی کو شاخ قلم تیز رقم سے صحرا صحرا چمن چمن یون معنبر و معطر کرتے ہین کہ امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان لشکر ظفر پیکر سے جدا ہوکر رہ نورد جانب مکہ معظمہ ہوے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دمقبل وفادار منزل بہ منزل کوچ کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک روز اثناے راہ مین عجب خواب پریشان دیکھا فوراً گھبراکر بیدار ہوے اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو سوتے مین سے بیدار کیا اور کہا اِی بھائی اِسوقت مین نے ایک خواب پریشان حال دیکھا ہی عمرو نے کہا بیان فرمایئے صاحبقران نے فرمایا اِی خواجہ دیکھا مین نے کہ ایک دریا خون کا موج مار رہا ہی گرداب ہزار ہا پڑتے ہین موجین اُس دریاے خون کی شمشیر خونچکان کا رنگ دکھا رہی ہین اور آپ خوناب بھر کا زور و شور ہوش و حواس کھوتا ہی ماہیان بحر خون اُچھل اُچھل کر خشکی مین گرتی ہین اور پراگندہ چہار جانب نکل گئی ہین اور بدیع الزمان اور قاسم اُسی دریاے خون مین غوطہ مار رہے ہین اور پکار رہے ہین کہ یا صاحبقران ہم کو اِس ورطۂ ہلاکت سے نکالیے طوفان بے پایان سے بچایئے یہ خواب دیکھکر جو مین چونکا ہون میرا دل نہایت مضطرب اور دردمند ہی اِسوقت وہ پریشانی ہی کہ قابل بیان کے نہین عمرو نے عرض کیا اِی حمزہ خواب وخیال کی بات کا خیال نہ کیجیے اندیشہ کو دل مین جگہ نہ دیجیے امیر باتوقیر نے فرمایا اِی خواجہ مجکو تشویش وفکر زیادہ ہوتی جاتی ہی تم اِسوقت جاؤ اور خبر لشکر اسلام کی لاؤ کہ مجکو اطمینان ہو عمرو نے بہ مجبوری عرض کیا کہ بہت خوب اور یہ کہکر رخصت ہوا اور حمزہ کو مجرا کرکے جلد روانہ ہوا خواجہ عمرو چلتے چلتے قریب ملک مسافر آباد کے پہونچے ایک جنگل کو سون تک جلا ہوا دیکھا ہر شجر سوختہ ہوکر رہ گیا مثل چنار با مثل سنگ آتشین گرم ہی سبزہ صحرا جا بجا خاک سیاہ ہی ریگ بیابان تپ رہی ہی سنگریزے جلکر کوئلے ہوگئے ہین خواجہ دیکھتے بھالتے اُس صحراے سوختہ آتش کو چلے جاتے ہین کہ آگے بڑھکر کچھ آبادی مثل قریہ کے نظر پڑی جب وہان خواجہ عمرو پہونچے تو باشندگان قریہ سے دریافت کیا کہ یہ صحرا کوسون تک کیون جلا ہوا ہی اُن سب نے بیان کیا کہ زمرد شاہ باختری نے شہر عنظلی آباد سے دو جادوگرنیان بلوائین تھین اجہات جادو اور گلنوم جادو اُنھون نے لشکر اسلام پر سحر کیا تھا اِس قدر برف باری ہوئی کہ تمام لشکر اسلام بے قابو اور بے حس وحرکت سردی سے ہوا اور بہت سے آدمی اُسی سردی سے ہلاک ہوگئے مگر اُسی عالم برف باری مین یاقوت شاہ و گنجاب وغیرہ لشکر لقا کو لے کر لشکر اسلام پر گرے خوب تلوار چلی بڑا کشت وخون ہوا سرداران نامی لشکر اسلام زخمدار ہوہو کر صحرا کو چہار جانب نکل گئے لشکر اسلام پراگندہ ہوکر تباہ وبرباد ہوگیا کچھ سردار اور لشکری خدا پرستان نے آکر اِس صحرا مین پناہ لی حاکم یہان کا محکوم خون آشام ہی بحکم خداوند لقا اُسنے تمام صحراے سبزہ زار کو جلاکر پھونک دیا بہت سے خدا پرست یہان جلکر خاک ہوگئے خواجہ عمرو نے یہ سنتے ہی ایک آہ کا ایسا نعرہ کیا کہ صحراے سوختہ لرزنے لگا اور خواجہ عمرو چیخین مار کر بیساختہ رونے لگے اور بیان کرنے لگے کہ ہاے افسوس یہ سب سرداران نامی و نامدار خدا جانے تباہ وبرباد ہوکر عالم زخمداری مین کہان نکل گئے کیا جانے زندہ ہین یا مرگئے یا جلکر اِسی صحرا مین خاک ہوگئے ہاے غضب میرا مال واسباب بھی لٹا کس کس محنت ومشقت سے پیدا کیا تھا او

ناموس کا میرے نہین معلوم کیا حال ہوا خدا جانے کدھر گیا حیف کہ ناموس کا بھی ساتھ چھوٹا اور مال بھی تلف ہوا
ای عمرو تو کہین کا نہ رہا زندہ در گور ہو گیا بڑی دیر تک بیٹھے رویا پیٹا کیے اور بیان کیا کیے الغرض بعد
گریہ وزاری و آہ وبیقراری کے خیال مین آیا دل سے کہا ای عمرو اس کافر روسیاہ محکوم خون آشام کو تو
پہلے چل کر سزاے معقول دے کہ اسنے اہل اسلام کو جلا کر خاک کیا ہو یہ سوچ کر اُٹھے اور وہان سے ایک
گوشہ مین آئے اور روغن عیاری نکال کر ایک گوئیے کی صورت بنکر داخل شہر مسافر آباد ہوئے اور چوک
مین بیٹھکر رباب بجانا شروع کیا اور آگے اپنے ایک چادر بچھائی راہ گیر آ آ کر کھڑے ہونے لگے طفل وجوان و
پیر کا ہجوم ہو گیا جس نے سنا وہ نہایت خوش ومحظوظ ہوا اور اُس نے اپنے حسب لیاقت انعام دیا عمرو
نے اُسی چادر پر جو ملا ڈالدیا یہانتک کہ تمام شہر مین شہرہ ہو گیا کہ ایک گویا بڑا اُستاد کامل کسی شہر سے آیا ہی اور
وہ رباب خوب بجاتا ہی شدہ شدہ محکوم خون آشام کو بھی خبر ہوئی محکوم خون آشام بہت مشتاق ہوا اور چوبدار
بلانے کو اُس گویے کے بھیجا چوبدار بحکم محکوم خون آشام گویے نقلی کے پاس آیا اور اُس سے کہا ای گویے تجکو
محکوم خون آشام نے بلایا ہی اور نہایت مشتاق ہی جلدی چل اگر وہ تجھسے خوش ہو کے راضی ہوگا تو بہت کچھ انعام دیگا خواجہ
عمرو گویے کی صورت بنے ہوئے ہمراہ چوبدار کے دربار مین محکوم خون آشام کے آئے محکوم خون آشام نے کہا میان
گویے کچھ گاؤ بجاؤ عمرو بیٹھکر رباب بجانے اور یہ غزل گانے لگا غزل

الٰہی برج عقرب سے قمر جلدی کہین نکلے
ترے انداز سے سو سو طرح کے ناز ہوں پیدا
کہ لاکھوں کام اُسی سے درد کے بے دو دمین نکلے
مرے دلمین جو حسرت ہو نکالوں مین کہان اُسکو

تجھے کیا ہمسے شوق حسن گندم گون گندم ہو
ترے ہر ناز پر سو سو کام ای نازنین نکلے
تصور اُس لب شیرین کا آجائے اگر دلمین
نہ وہ زیر فلک نکلے نہ یہ زیر زمین نکلے

عدوئے نیش زن کے گھر سے بیراہ جبین نکلے
ہمارے جد امجد چھوڑ کر خلد برین نکلے
خدا کے دو زبینش اور اس چشم تصور کو
تو آنسو ہو کے شربت خون ہو کر انگبین نکلے

یہ غزل عمرو خوب گایا اور خوب ہاتھ
سے بتا بتا کر ناچا کہ محکوم خون آشام محو ہو گیا بہت خوش ہوا اور بہت سا انعام دیا اور گویے سے کہا کہ تم کو ہم نے
نوکر رکھا آج سے تم ہمارے ملازم خاص ہو روز بوقت تخلیہ کے گایا بجایا کرو عمرو خوش ہوا دعائین دینے لگا کہ عالی
عالی مراتب ہردم اقبال یاور رہے ہر روز صحبت عیش گرم رہتی ہی اور گانا بجانا ہوا کرتا ہی محکوم خون آشام بہت
شاد ومسرور ہی ایک دن خوشی مین آکر عمرو نے کہا کہ آج ساقی گری مین کرونگا شراب عمدہ تیار کر کے مین پلاؤنگا
رنگ نو جماؤنگا محکوم خون آشام نے حکم دیا کہ آج بادہ گلرنگ تیرے ہی ہاتھ سے پئینگے یہ سُنکے عمرو نے گلابیان
شراب کی اور جام زرنگار ہاتھ مین اُٹھا لیے اور ساغر بادۂ خونناب بھر بھر کے دینا شروع کیا ایک ایک جام
پی کے سب بدمست ہوے اور عمرو نے گانا شروع کیا ایسا رنگ جمایا کہ سب بیہوش ہو گئے محکوم خون آشام
بھی نہایت بیہوش ہوا عمرو اُٹھا اور نعرہ کیا یہان کسی کو خبر نہین سب مال واسباب عمرو نے لیا اور داخل
زنبیل کیا اور ناک محکوم خون آشام کی جڑ سے کاٹ لی اور رقعہ لکھکر اس مضمون کا وہان ڈالدیا منم
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری او محکوم خون آشام بد انجام تو نے جو چند اہل اسلام کو جلا دیا اُسکا یہ عوض ہی کہ
فقط تیری ناک کاٹ لی جان سے نہین مار ڈالا بموجب مثل نکٹا جیا بُرے حال ٭ بس خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری اُسی وقت وہان سے راہی ہوے صبح کو بیٹا محکوم خون آشام کا القاش خون آشام باپ کے
سلام کو آیا اُسنے عجب رنگ صحبت کا دیکھا کہ باپ کو نکٹا پایا خون کا تھالا بندھا ہوا ہی سب کے سب بیہوش پڑے ہین
ایک پرچہ کاغذ وہان پایا اُسکو پڑھکر نہایت غصہ ہوا اور تلوار کھینچکر باپ کو ایک ہاتھ مارا کہ سر اُسکا کٹ کر الگ جا گرا اُسنے

تڑپنے لگا بعد اُسکے تمام اہل صحبت اور ملازمون کو ہوش مین لایا اور کہا کہ اگر تمام خدا پرستون کو نہ مارا تو اپنا
نام التقاش خون آشام نہ رکھا یہ کہکر تیاری مین لشکر کی مصروف ہوا اور کوچ کا سامان کرنے لگا ارادہ کارزار
کا لشکر اسلام سے ہوا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا حال سُنیے کہ جب اسباب و مال لوٹ کر اور ناک کاٹ کر
محکوم خون آشام کی روانہ ہوا آتے آتے قریب ملک سبائل کے پہونچا شام کا وقت قریب آگیا تھا ایک
تکیہ فقیر کا نظر پڑا اُس تکیہ پر آکر قیام کیا کہ رات یہان بسر کر دیجیے صبح کو ملک سبائل مین چلکر مفصل اہل اسلام
کا حال دریافت کیجیے وہ فقیر جو اُس تکیہ پر رہتا تھا اُسنے عمرو کے آگے ایک کاسہ آش اور کچھ روٹیان رکھین
خواجہ عمرو نے بسم اللہ کہکے نوالہ توڑا اور چاہتا تھا کہ مُنھ مین نوالہ رکھے کہ فقیر نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ ذرا
ٹھہر جائیے اِس کھانے کو نہ کھائیے اِس مین زہر ملا ہوا ہی مین مرد مسلمان ہون کافرون کو زہر دے کر مار ڈالتا
ہون اہل اسلام کا دوست کفار کا عدو ہون عمرو نے نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا اُس سے حال لشکر اسلام کا پوچھا
فقیر نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ ای مرد دیندار چوبیس ہزار کلہ منار
مسلمانون کے سر کٹوا کر لقانے بنوائے ہین تمام لشکر اسلام کی صفائی ہو گئی یہ کہکر زار زار رونے لگا عمرو نے
اُسے دلاسا دیا اور نام اپنا اظہار کیا کہ منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دیکھنا تو کیسا اِن کفار سے عوض لیتا
ہون الغرض رات کو وہان رہے صبح کو اُٹھکر داخل ملک سبائل ہوے جب پل تو امان اور پل مشکبار پر
آکر پہونچے وہ کلہ منار چوبیس ہزار نظر آئے اور ایک ابر آسمان پر گھرا دکھائی دیا بعد اُسکے پلنگ کوہ کیطرف
جو نگاہ کی دیکھا تو ایک ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہی اور دھوان اُٹھتا معلوم ہوتا ہی تمام صحرا دھوان دھار ہی دل مین
عمرو نے خیال کیا کہ وہ جادوگرنیان جنھون نے لشکر اسلام کو تباہ کیا اور برف باری کی وہ بھی اِسی مین ہین چلکر
ان دونون کو فی النار کرو بعد اُسکے اپنے ناموس کی جستجو کرو یہ خیال کر کے پلنگ کوہ کیطرف روانہ ہوا جب دامنہ
پلنگ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک چوبدار لقاے بے بقا کا کئی اونٹون پر کھانا اور شراب اور کباب نقل میوہ
لدوا دے ہوے چلا جاتا ہی عمرو ایک فقیر کی صورت بنکر آگے بڑھا اور راہ مین ایک مقام پر جا کر بیٹھ رہا
جب وہ چوبدار اِس فقیر کے قریب پہونچا فقیر نے دعائین دین کہ بابا خدا تیرا بھلا کرے فقیرون سے بھی کچھ دھد
شاہد ہوتا جا یہ سُنکر چوبدار اور شتربان پکارے کہ شاہ صاحب ہم ایک بلا مین گرفتار ہین دعا کیجیے کہ اِس عذاب
سے نجات پائین پھر آپ کو خوب سیر ہو کر نعمتین کھلائین فقیر نے کہا بابا معبود فضل کریگا کچھ کہو تو کہ وہ کیا عذاب
ہی اُن دونون نے کہا شاہ صاحب ایک دو جادوگرنیان آئی ہوئی ہین ایسی کنجوس مکھی چوس ہین کہ صبح کو اگر کوئی
اُنکا نام لے تو شام تک اُسکو کہانا کھانے کو نہ ملے اُنھین کے زہر مار کرنے کو یہ کھانا اور شراب و کباب وغیرہ لیے
جاتے ہین شب و روز ہمکو ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر پھیرے پھیرے کرتے گذرتی ہی مگر ایک کوڑی اُن کمبختون
سے حاصل نہین ہوتی فقیر بولا بابا کیون گھبراتے ہو ایک دو روز کی اور تکلیف ہی پھر اُن دونون کا خاتمہ ہوا چاہتا
ہی اور لو یہ خاک ذرا سی چاٹ لو دیکھو تو آج ہی تمھارے واسطے کیا فلاح و فراغت ہوتی ہی چوبدار اور شتربان اِس راز کو
خاک نہ سمجھے وہ خاک جلدی سے لیکر کھا گئے وہ قتال جان بیہوشی تھی حلق سے اُترتے ہی ایک چکر آیا بیہوش
ہو کر گرے عمرو نے وہ کھانا اور شراب و کباب اور میوہ وغیرہ آغشتہ بدارو سے بیہوشی کیا اور پھر اُسی
طرح درست کر کے اُن دونون کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا وہ جو ہوش مین آئے گھبرا کر اُٹھے عمرو نے گلیم عیاری کو اوڑھ لیا
تھا دیکھا چوبدار و شتربان نے کہ وہ فقیر نہین ہی بہت متردد و خائف ہو کر جلدی سے روانہ ہوے عمرو بھی گلیم عیاری

اوڑھے ہوے پیچھے پیچھے ساتھ ہولیے جب وہ چوبدار اُن اونٹون کو لیے ہوے وہان پہونچے جہان گلثوم جادو اور اجہات
جادو بیٹھی تھین دیکھتے ہی دور سے پکارین کہ او موذی کاٹو آج کیا غضب ہوگیا جو تم نے دیر لگائی معلوم ہوگیا کہ اب
تمہاری بھی شامتین آئی ہین اُنھون نے کہا حضور ہماری کیا مجال ہو ہمارا اِسمین کیا قصور ہو کھانے کے پکنے مین دیر
ہوئی ہم کیا کرین جسوقت ہم کو باورچیون نے تیار کر کے خوان دیے اُسوقت ہم لے کر آئے وہ بولین کہ خیر سمجھا
جائیگا ذرا اِس کام سے فراغت پائین تو تم کو اِس دیر کر کے آنے کی سزا دلوائین چوبدار نے کہا مین خداوند سے کہدونگا
کہ میری کچھ تقصیر نہین آپ مالک ہین آپ کو اختیار ہو القصہ وہ خوان کھانے کے اور میوے کے اور گلابیان شراب
کی اور قابین کباب کی اونٹون پر سے اُتار کے کھولین مگر یہ اتفاق دونون بڑی سن رسیدہ ہین سو سو برس کے سن ہین
جیسے ہی کھانا کھانے کو بیٹھین نوالہ مُنھ کے برابر لائین بو داروے بیہوشی کی ناک مین پہونچی بس نوالہ ہاتھ سے پھینک دیا
ادھر چوبدار کی طرف نگاہ غضب سے دیکھا چوبدار کا مارے ڈر کے پیشاب خطا ہوگیا شتربان خوف سے تھر تھر کانپنے لگا
اُن دونون لکا ماؤن نے پوچھا کہ تم دونون سچ سچ بتاؤ کہ راہ مین تم سے کسی شخص سے ملاقات ہوئی تھی اور کہان پر
تم لوگ ٹھہرے تھے اُن دونون نے ڈر کر صاف صاف کہدیا کہ سچ تو یہ ہو کہ راہ مین ایک فقیر سے ملاقات ہوئی تھی وہان
ٹھہر گئے تھے اُسنے ایک خاک ہمین کھانے کو دی تھی ہم اُس خاک کے کھاتے ہی بیہوش ہوگئے اور گر پڑے تھے پھر ہمین
کچھ خبر نہین کہ کیا ہوا اُن جادوگرنیون نے جانا کہ شاید یہان اُس ساربان زادے عمرو کا گذر ہوگیا عمرو اِنکو آتا ہوا
دیکھکر ضرور فریب مین لایا ہوگا اور عجب نہین کہ اِن لوگون کے ساتھ اپنی صورت بدل کر یہان بھی آکر موجود ہوا ہو یہ
خیال جو دل مین آیا اُن جادوگرنیون نے کیا ایک اسم سحر کا پڑھکے ہاتھ کو جنبش دی کہ مین بجلیان چمک کر اِس چوبدار اور
شتربان پر گرین خرمن ہستی اُنکی جلا کر خاک سیاہ کر دی بعد اُسکے اُن دونون نے صلاح کی کہ انہین ہرگز عمرو عیار نہ تھا
اور کہین ہوگا گلثوم نے کہا کہ اچھا اگر یہی امر ہو تو مین جاکر اُسے ڈھونڈھتی ہون جہان ملیگا گرفتار کر لاؤنگی یہ کہکر وہان
سے روانہ ہوئی عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے ایک درخت کی آڑ مین کھڑا ہوا تھا جب وہ تلاش کرتی ہوئی چلی عمرو جست
کر کے برابر اُسکے پہونچا اور پیچھے سے حلقہ ہاے کمند اُسپر مارے کہ وہ پھنسکر چت گری عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور
داروے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا اور اُسکی صورت بنکر اجہات جادو کے پاس آیا کہا ارے عمرو
بڑا عیار طرار ہو ہر چند تلاش کیا مگر پتا نہ لگا اجہات نے کہا خیر ہوا کہان جائیگا مگر ہمین غافل اِس سے نہ رہنا
چاہیے موذی کا بڑا ہوشیار و مکار ہو الحاصل وہ کھانا وغیرہ تو زمین مین دفن کر دیا مگر اجہات جادو کو بھوک بہت
بشدت لگی ہوئی تھی کچھ میوہ پانی سے دھو کر کھایا گلثوم نقلی نے اُٹھکر اجہات جادو کو پانی پلایا اور کہا چلو بہن
ہم تم دونون اُس ساربان زادے کو ڈھونڈھ لائین اُسنے کہا اچھا اور یہ کہکر اُٹھکر چلی بس لڑکھڑا کر گری بیہوش
ہوگئی عمرو نے نعرہ کر کے اُسکو بھی گرفتار کیا اور گلثوم کو بھی زنبیل سے پھر نکالا اور دونون کی زبانون مین سوزن
دی اور منھ اُن روسیاہون کا آدھا لال آدھا کالا کر کے گدھے پر دونون کو سوار کیا اور آپ گلے مین ڈھول
ڈال کر ڈھنڈھورچیے کی صورت بنکر لشکر کفار کی طرف سے چلا اور ہر قدم پہ پکارتا جاتا تھا کہ جو جادوگر لقا کی مدد
کو آئیگا اُسکا یہی حال کیا جائیگا اور چوب دن سے ڈھول پر لگاتا تھا اِسی طرح عمرو قریب بارگاہ یاقوت شاہ
کے آیا اور وہان بھی ٹھہر کر یہی کہا کہ جو کوئی ساحر لقا کی مدد کو آئیگا وہ یہی سزا پائیگا یہ کہکر اُن دونون جادوگرنیون
کو دو دو جوتیان مارین یاقوت شاہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا سب سردار جمع تھے بختیارک بھی موجود
تھا کہ ارمزاد نے آکر خبر دی کہ ایک ڈھنڈھورچیا دربارگاہ پر دو عورتون کو اپنے ساتھ لیے گدھون پر سوار

لیے ہوئے تمام شہر میں پھرا کر لایا ہے اور یہ آواز دے کر چلاتا ہے کہ جو ساحر لقا کی مدد کو آئیگا وہ بھی سزا پائیگا یہ صدا لگا کر چوب ڈھول پر مارتا ہے اور دو دو جوتیاں اُنپر لگاتا ہے بختیارک نے یہ کیفیت سنتے ہی صلوۃ پڑھی اور پکارا کہ مرشد کامل ہادی و رہنماے دل اُن دونوں جادوگرنیوں کو پکڑ لائے پھر بختیارک نے یاقوت شاہ سے کہا کہ ابھی تک تو وہ زندہ ہیں اگر چھوٹ سکیں تو چھڑا لیجیے نہیں تو آپ کی دوستی میں جان بھی اُنکی جائیگی یاقوت شاہ یہ سُنکر مع سرداران لشکر کفار اُٹھ کھڑا ہوا اور بارگاہ سے باہر آیا کہ پھر عمرو نے آواز لگائی کہ جو ساحر لقا کی مدد کو آئیگا وہ اسیطرح سزایاب ہوگا اور ڈھول پر چوب لگائی پھر نیمچہ کھینچکر ایک ایک ہاتھ صفائی کا اُن دونوں کو لگایا کہ صاف مثل نیشکر خام کے سر اُن دونوں جادوگرنیوں کے اُڑ گئے جیسے ہی اُن جادوگرنیوں کے سر بدن سے کٹکر گرے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی سیاہ اُٹھی ہواے تند و تیز چلی دن کی شب ہوگئی خواجہ عمرو نے نعرہ کیا منم قاتل ساحران غدار شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یاقوت شاہ نے اُسی تاریکی میں پکارا لینا عمرو کو جانے نہ دینا لوگ دوڑے خواجہ عمرو بھلا کسکے ہاتھ آتے ہیں جست کرکے برابر یاقوت شاہ کے آئے اور ڈھول مار کر تاج یاقوت شاہ کا اُتار لیا اور بختیارک کی دستار زریں لے لی اور قلمدان لیتا ہوا دو چار کو مار کے صاف نکلا چلا گیا ہر چند لوگوں نے تعاقب کیا مگر کسی نے گرد قدم بھی نہ پائی اتنی دیر میں جب تاریکی رفع ہوئی دو آوازیں پیدا ہوئی کشتی مرا نام من اجہات جادو و گلثوم جادو بود افسوس مردیم و جا نہادادیم و بمطالب خود نرسیدیم یاقوت شاہ نے تاج اور منگوا کر سر پر پہنا اور اُن جادوگرنیوں کی لاشوں کو اُٹھوا کر جلوا دیا اور لقا سے جا کر تمام حال بیان کیا لقا نے یہ سُنکر کہا کہ اُن دونوں کو غرور ہوگیا تھا کہ ہمنے اگر زمرد شاہ باختری کی مدد کی خداے ستون کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا اس سبب سے ہمنے تقدیر پلٹ کر یہ کی کہ عمرو کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو کر قتل ہوں جتنے وہاں بیٹھے تھے پکارے یا خداوند آپ کا کلام حق ہے غرور آپ کو کب پسند ہے پھر گرد مرد سے لقا نے کہا کہ تو جا کر عمرو کو پکڑ لا گرد مرد بموجب حکم لقاے بے بقا جستجوے عمرو میں چلا مگر عمرو بن امیہ ضمری کا حال سنیے کہ جسوقت قتل کرکے جادوگرنیوں کو راہی ہوا جستجوے ازواج امیر با توقیر اور اپنے حال و ناموس کی تلاش میں روانہ ہوا دامنہ صحرا سے نکلکر کوہستان کا راستہ لیا جاتے جاتے دور سے دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے اُسپر کچھ لوگ معلوم ہوتے ہیں جب قریب آیا مہتر قران کو پہچانا کہ مع جمیع عیاران لشکر اسلام کوہ پر موجود ہیں خواجہ نے یہیں سے مہتر قران کو آواز دی سب عیاروں نے اور مہتر قران نے عمرو کو پہچانا پہاڑ پر سے اتر کے آئے خواجہ عمرو کو سب نے سلام کیا اور استاد استاد کہکے قدموں سے عمرو کے لپٹ گئے خواجہ عمرو بہت خوش ہوے اور گلے سے لگایا مہتر قران سے پوچھا کہ ہم مال و ناموس تمہارے سپرد کر گئے تھے تم سے اُسکی محافظت نہ ہوسکی مہتر قران نے کہا کہ استاد میں بڑی جانبازی و سرفروشی کرکے آپکے ناموس اور امیر حمزہ کے ناموس کو نکال لایا ہوں اور کمال جانفشانی کرکے مال بھی آپ کا تلف نہیں ہونے دیا یہ سُنکے عمرو نے پشت پر ہاتھ اپنا شفقت و مہربانی سے پھیرا اور بہت تحسین و آفرین کی مہتر قران عمرو کو ساتھ لیے ہوے پہاڑ پر آیا عمرو پاس ناموس حمزۂ صاحبقران کے گئے وہاں عمرو کو دیکھتے ہی ایک کہرام مچگیا ایک ایک عورت اپنے شوہر اور اپنے فرزندوں کو یاد کرکے رونے لگی عمرو نے سب کو تسلی و تشفی دی اور کہا کہ نہ گھبراؤ تمہارے وارث سب زندہ ہیں فقط زخمی ہو کر جدا جدا نکل گئے ہیں انشاءاللہ تعالی سب کے سب بشان و شوکت آئینگے اور تم سے ملینگے اب میں اُن سب کی تلاش میں جاتا ہوں بعنایت جامع المتفرقین ایک ایک کو ڈھونڈھکر لاؤنگا ناموسان امیر با توقیر میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ملکہ طور بانو حاملہ بھی اور زمانہ وضع اُسکا قریب تھا ناگاہ اُس وقت درد زہ شروع ہوا اور بعد تھوڑی دیر کے برج حمل سے مثل آفتاب

عالمتاب یا مانند ماہ شب چاردہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ چہرہ اُسکا خورشید کے مانند تابندہ تھا پیشانی سے آثار شان و شوکت پیدا تھے جبین مبین مثل کوکب ضیا پرور کے درخشندہ تھی دائیون نے لڑکے کو نہلایا دھلایا اور سب نے پیار کیا دائیون نے نال کاٹ کے ملکہ طور بانو کی آغوش تمنا مین دیا وہ پیار کرنے لگی سب عورتین آ آکر مبارکباد دینے لگین عمرو بھی شاد و مسرور بیٹھے تھے کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے پیدا ہوا اور اُس لڑکے کو اُٹھا کرلے گیا ملکہ طور بانو شور گریہ وزاری کرنے لگی پچھاڑین کھا کر رونے لگی عمرو بھی نہایت متفکر و متردد ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہوا مگر ملکہ طور بانو کو سمجھانے لگے اور تسلی دینے لگے اور سب عورات معظمہ ملکہ کو گلے سے لگا کر تشفی دیتی تھین اور کہتی تھین کہ اے ملکہ طور بانو تمھارا تو فرزند چار گھڑی کا پیدا ہوا گم ہوگیا اگر خدا چاہیگا تو پھر ملجائیگا ہم کو دیکھو اور ہمارے دل و جگر پر غور کرو کہ کیسے کیسے فرزند جوان رعنا صاحب شوکت و شان تڑپھڑ کر غائب ہوگئے خدا جانے کہ زندہ ہین یا مارڈالے گئے کوئی امید اُنکے ملنے کی ظاہر نہین معلوم ہوتی مگر شان پروردگار بہت بڑی ہے شاید کہ پھر ہم سے ہمارے جگر گوشہ دوبارہ آملین تو تم بھی صبر کرو اگر خدا چاہیگا فرزند کی زندگی رکھنا منظور ہوگی تو پھر وہ زندہ رہیگا اور تم سے ملجائیگا یہ سُنکر ملکہ طور بانو چار ناچار ہو کر صبر کا پتھر سینہ پر رکھکے خاموش ہو رہی اور نظر بہ قدرت پروردگار کی خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ طور بانو گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو مین تمھارے بھی فرزند دلبند کی جستجو کرونگا اگر خدا چاہیگا تو تمھارے نور نظر کو تم سے ملادونگا یہ کہکر سب سے رخصت ہوئے اور جعفر قران کو بہت تاکید کی کہ سب سرداران لشکر اسلام کو لیے ہوے ساتھ ناموسان امیر با توقیر کی بہت حفاظت کرنا یہ کہکر وہان سے روانہ ہوے

ودکھلے داستان شوکت نشان شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف
نہ کر سستیان ساقی شوخ و شنگ
سحر کو نہین درد کی چاہ ہے

جوانی کا دے رنگ طبع ضعیف
ہے مطلوب ہمکو شراب ترنگ
وہ مے دے جو خجلت دہ ماہ ہے

طبیعت دکھانے او بوالعزمیان
کوئی جام چالاک دے ساقیا

مضامین اعلیٰ ہون ہر دم عیان
مگر طیب و پاک دے ساقیا

غزل

نکالے موج سے دریا حباب کا ساغر
وہ کون مست ہے ساقی کہ جسکی خاطر سے
بھرا ہے شبنم گل سے شراب کا ساغر

مدام ہوتے ہے خون جگر کا نوشندہ
سبو فلک کا ہے اور آفتاب کا ساغر

بھرا ہوا جو پیے وہ شراب کا ساغر
بجائے جام ہے چشم پر آب کا ساغر
سحر کو گل نے جو دیکھا ہے غش مین ہے بلبل

بیت نگارندۂ معنے بعدیل + نو وند مضمون نور اسبیل + جرأت نمایان میدان معرکہ آرائی و یکہ تازان عرصۂ کارزار مردانگی و توانائی شمشیر قلم شوکت رقم کو صفحۂ قرطاس پر یون روان کرتے ہین کہ جس وقت خسرو خاور سیاہ ملک قاسم فلک جاہ میدان کارزار مین لنگی گا کے ہاتھ سے زخمی ہوے بیہوش ہو کر گردن راہوار مین ہاتھ ڈال دیے اور گھوڑا قاسم کو عالم زخمداری مین لے کر طرف صحرا کے نکل گیا تمام رات مرکب باد رفتار نے راہروی کی اور صبح کو ایک دامن کوہ مین آکر پہونچا گھاس کھائی پانی پیا پھر ہری جولی قاسم ذیشان پشت زین سے بروے زمین گر پڑے مگر وہان سبزہ زار نہایت لطیف تھا گھوڑا بھی بالین سوار کھڑا ہوا چرا مین مشغول رہا اتفاق کار وہان قافلہ خواجہ مظفر بازرگان کا اُترا ہوا تھا خواجہ مظفر اُسوقت براے تفریح مع چند ملازمون کے اُٹھا اور سیر کرتا ہوا اُس مقام پر آیا جہان ملک قاسم نوجوان بیہوش پڑے ہوے تھے خواجہ مظفر نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا مثل خورشید درخشان سراپا خون مین غلطان زخمدار بیہوش پڑا ہوا ہے اور گھوڑا اُسکا بالین پہ کھڑا ہے خواجہ مظفر

پاس اُس جوان کے آیا اور ہوشیار کیا مگر عالم زخمداری مین ایسی غشی طاری تھی کہ ہوش نہ آیا جب تو خواجہ
مظفر بازرگان نے اپنے ملازمون سے کہا کہ اِس جوان حسین کو اُٹھا کر ہمارے خیمے مین لے چلو سب ملازم
خواجہ کے شاہزادہ قاسم کو اُٹھا کر اپنے قافلے مین لائے اور خیمہ خواجہ مظفر مین داخل کیا خواجہ نے جراح
کو بلا کر زخمون مین ٹانکے دلوائے اور پھاہے مرہم کے چڑھوا دیے اور آپ خدمت مین مصروف ہوا جب
دل کو تسکین خاطر خواہ ہوئی بڑی دیر مین شاہزادے کو ہوش آیا شاہزادہ قاسم نے بالین پر اپنے خواجہ
مظفر کو خدمت گذاری مین پایا قاسم عالی شان بسم اللہ کہہ کے اُٹھ بیٹھے خواجہ مظفر نے حال پوچھا کہ ای جوان
رعنا تو کون ہی اور کہان تجھ سے تلوار چلی تھی کس کے ہاتھ سے تو زخمی ہوا قاسم نے کہا کہ مین بھی سوداگر بچہ
ہون میرے قافلہ پر قزاق آ پڑے میرے ہمراہی خوب خوب لڑے آخر سب مارے گئے مین بھی زخمی ہوا مرکب
مجکو لے کر ادھر نکل آیا خواجہ مظفر نے کہا ای جوان مین لاولد ہون میرے کوئی اولاد نہین ہی مین چاہتا ہون
کہ تجھکو مین پسر بنا لون تو میرے پاس رہ عیش و عشرت مین بسر کر قاسم نے قبول کیا خواجہ مظفر بہت خوش
ہوا اور اپنے ناموس مین لے گیا قاسم نوجوان خوش و خرم رہنے لگے خواجہ مظفر کی ایک کنیز تھی کہ خواجہ اُس
کنیز سے بہت مانوس تھا وہ کنیز نور جمالی قاسم بیمثال دیکھ کے عاشق ہو گئی اور دو پہر رات گئے قاسم
عالیشان جس جگہ آرام کر رہے تھے وہان آئی اور پانون شاہزادہ قاسم کے دبانے لگی قاسم کی فوراً آنکھ
کھل گئی بیدار ہو گئے دیکھا کہ ایک زن سبزہ رنگ کمسن جوانی کی امنگ مین پلنگ کے نیچے پٹی کے پاس
بیٹھی ہوئی پانون دبا رہی ہی شاہزادہ قاسم نے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین حرم ہون خواجہ مظفر بازرگان
کی جس وقت سے تم کو دیکھا ہی اُس وقت سے دلدادہ ہوئی ہون اور شیفتہ و فریفتہ ہون جو تم مجھ سے صحبت
ہو اور مطلب دل حاصل ہو تو مین خواجہ مظفر کو زہر دے کر مار ڈالون اور تمام مال و اسباب
کا تمھین مالک کر دون شاہزادہ قاسم نے اُس کنیز سے کہا کہ او مردار کیا بکتی ہی دور ہو میرے پاس
سے اُسنے چاہا کہ لپٹ جاؤن دونون ہاتھ گردن مین قاسم کے ڈالون کہ قاسم نے ایک اُلٹا ہاتھ مارا
کہ وہ دور جا کر گری ایسی چوٹ لگی کہ ہونٹھ پھٹ گئے آبدیدہ ہو کر وہان سے چلی گئی یہان قاسم پھر سو رہے
مگر اُس مکارہ نے صبح کو جا کر خواجہ مظفر کو چونکایا اور کہا کہ اچھے شخص کو فرزند اپنا کیا ہی کہ وہ
شب کو میرے پاس آیا طالب وصل ہوا مین نے انکار کیا اُس نے میرا یہ حال بنایا خواجہ مظفر
بازرگان نہایت رنجیدہ خاطر ہوا اُسی وقت اپنے گماشتون کو جمع کر کے تمام کیفیت اُن سے بیان کی
اور کہا اسے قتل تو کیا کرون مگر یہی اسکی سزا ہی کہ صحرا مین تنہا چھوڑ کر چلا جاؤن سب نے کہا جیسا مناسب
جانیے وہ کیجیے القصہ دن تو گذرا جب رات ہوئی قاسم کو سوتا چھوڑ کر خواجہ مظفر بازرگان
مع تمام قافلے کے کوچ کر کے وہان سے چلا گیا صبح کو جو قاسم عالی شان بیدار ہوئے دیکھا
سناٹا پڑا ہی نہ کوئی آدمی ہی نہ آدم زاد قاسم سمجھے کہ یہ اُسی عورت کا فساد ہی کہ خواجہ مظفر بازرگان
مجھے سوتا چھوڑ کر یہان سے چلا گیا یہ سوچ کر قاسم عالی شان فوراً اُٹھے مرکب باد رفتار موجود
تھا اُسپر سوار ہو کر روانہ ہوئے دو تین کوس آئے ہونگے کہ پس پشت سم مرکب کی آواز آئی پیچھے پھر کر
دیکھنے لگے دیکھا کہ خواجہ مظفر کا غلام کہ نام اُسکا الماس ہی چلا آتا ہی جس وقت وہ برابر پہونچا نعرہ کیا
کہ باش او مفسدہ پرداز تجھے خواجہ نے اپنا فرزند بنایا تو نے اُسکے ناموس پر نگاہ بد ڈالی تجھکو اسکی

سزا دون یہ کہکر تلوار اُس غلام خواجہ نے کھینچی اور قاسم ذیشان پر وار کیا شاہزادۂ قاسم نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کر پشت زین سے اُٹھا لیا اور پکارا کہ او الماس ہم اولاد حمزۂ صاحبقران مان ہین ہم سے ایسی حرکت نہین ہوتی ہر ہم برائے ناموس پر بد نظر نہین کرتے ہین وہ فاحشہ خود میرے پاس طالب وصل آئی تھی زہر کی پڑیا ہاتھ مین لائی تھی اور کہتی تھی کہ اگر تم کہو تو خواجہ مظفر کو زہر دیکر مار ڈالون اور تمھین مال و اسباب کا مالک کر دون یہ سنکر مین نے اُس فاحشہ کو اتنا ہاتھ مارا کہ دور جا کر گری اُس نے نہین معلوم کہ خواجہ سے کیا جاکر کہا کہ وہ مجکو سوتا چھوڑ کر رات کو مع لشکر کوچ کر گئے الماس نے کہا اے شہریار یہ امر مجھکو نہین معلوم تھا قاسم نے پوچھا اب خواجہ کہان ہین اُس نے عرض کیا کہ ایک درۂ کوہ مین اُترے ہوئے ہین یہ سُنکے قاسم نوجوان نے الماس کو امان دی اور اُسی طرح گھوڑے پر بٹھا دیا اور ہمراہ الماس غلام خواجہ مظفر کے پاس روانہ ہوئے جب درۂ کوہ مین قدم رکھا دیکھا کہ جابجا لاشین پڑی ہوئین ہین تہالے خون سے بندھے ہوئے ہین اور مظفر بازرگان ایک درخت سے بندھا ہوا اُلٹا اے قاسم نے کہا اے مظفر اُس قحبہ کنیز کے اغوا کرنے سے ہم پر بدگمانی کرکے ہمین چھوڑ کر تنہا وہان سے چلے آتے اپنے نزدیک ہمین طعمۂ گرگ و شیر کر چکے تھے مگر سچ بتاؤ کہ تم اپنی سزا کو پہونچے یا نہین ہمین تو پروردگار عالم نے اپنی محافظت مین رکھا خیر گذشتہ را صلوات نیکی نیک راہ بدی پیش راہ اب یہ بیان کرو کہ کس نے تمھارا یہ حال کیا خواجہ مظفر نے کہا کہ مجھے نہ معلوم تھا کہ قزاق یہان رہتے ہین مین غافل یہان اُترا کوئی چار گھڑی گذری ہوگی کہ قزاق قافلے پر آ پڑے سب کو قتل کیا سارا مال و اسباب لوٹ لیا مجھے درخت سے باندھ دیا قاسم نے خواجہ کو درخت سے کھولا اور کہا کہ اے خواجہ بازرگان خاطر جمع رکھو ابھی جاکر اُن قزاقون کو سزا دیتا ہون اور تمام مال و اسباب تمھارا تمھین دلائے دیتا ہون یہ کہکر قزاقون کی تلاش مین قاسم نوجوان بعد غرو شان روانہ ہوئے آگے بڑھکر دیکھا کہ وہ قزاق سب کے سب قوم زرنگ سے ہین اسباب جو لوٹ کر لائے ہین ایک مقام پر بیٹھے ہوئے حصہ بانٹ کر رہے ہین وہین سے شاہزادۂ قاسم نے نعرہ کیا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ✤ شہسوار لعل پوش خاوری ✤ صاحب اقبال وجاہ و ذی حشم ✤ صفدر نام قاسم عالی ہمم ✤ او تیرہ روزگار حرامخوار دین آ پہونچا سزا دینے کو تم نے بے خطا و ناحق سوداگرون کا مال لوٹا ہے اُن قزاقون نے جو قاسم کو دیکھا کہ ایک جوان مرصع لباس گھوڑے پر سوار نعرہ کرتا چلا آتا ہے آپس مین کہا کہ سونے کی چڑیا تقدیر سے خود بخود اُڑ کر آئی ہر بھائیو لینا گھوڑا اور لباس اسکا جانے نہ پائے دس قزاق مجتمع ہوکر قاسم کے سامنے آئے اور تلوارین کھینچکر قاسم کو چارون طرف سے گھیر لیا قاسم عالی شان نے تیغۂ پلارک افراسیابی کو کھینچکر نو قزاقون کو واصل جہنم کیا اور ایک بھاگ گیا وہ بارہ ہزار قزاقون کو اپنے ہمراہ لے کر آیا قاسم کو چار طرف سے گھیر لیا قاسم عالی شان نے تیغۂ پلارک افراسیابی سے ایک طرفۃ العین مین بہت سے قزاقون کو مارا بہروز زنگی کہ سب قزاقون کا سردار تھا اُسکے برابر قاسم پہونچے بہروز نے تلوار ماری قاسم نے بازو بچا کر ہاتھ ڈال دیا اور بہ قوت وجوان مردی تلوار بہروز کی چھین لی اور بہروز کو پشت زین فرس سے بہ چالاکی ایک ہاتھ سے پکڑ کر اُٹھا لیا اور کہا او بہروز زنگی دین اسلام قبول کر اور کلمہ زبان پر جاری کر نہین تو ارتا ہون کہ پیوند زمین ہو جائیگا

بہروز نے عرض کیا کہ اپنے حسب ونسب سے آگاہ کیجیے شاہزادہ قاسم عالی شان نے فرمایا کہ ای بہروز آگاہ ہو مین
نور عین وفرزند رستم وشکوہ علمشاہ حق پژوہ نبیرہ امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
زمان کا ہون بہروز زنگی یہ سُنکر پکارا کہ مین نے دین اسلام قبول کیا کلمہ طیبہ پڑھا ایسے مطیع وفرمانبردار آج سے
آپ کا رہونگا قاسم عالیشان نے اُسکو مسلمان کیا شاہزادہ قاسم نے اُسی وقت خواجہ مظفر کو بلا کر اسباب
اُسکا اُسے دلادیا خواجہ مظفر بھی از سر صدق مسلمان ہوا اور اُس نکاتہ کنیز کو مار ڈالا کہ جس نے شاہزادہ قاسم
کو بہتان لگایا تھا شاہزادہ قاسم عالی شان سے رخصت ہو کر چلا گیا لیکن قاسم نوجوان نے بہروز زنگی سے کہا
کہ اب تو قزاقی کو چھوڑ دے اور کسی کا مال واسباب نہ لوٹنا بہروز نے اُسی وقت قزاقی سے توبہ کی اور کچھ لوگ
اُسکے پاس قید تھے اُنکو شاہزادہ قاسم کے سامنے لایا قاسم نوجوان نے اُن سب کو رہا کروادیا مگر اُنمین
ایک جوان تھا نہایت وجیہ حسین متین شکیل جمیل آثار سرداری اُسکے چہرے سے ظاہر شاہزادہ قاسم
نے اُس سے پوچھا تو اپنا حسب ونسب بیان کر اُسنے کہا مین شاہزادہ ہون ملک معدانیہ کا اور فرزند
ہون معدان شاہ کا شکار کھیلتا ہوا اُس طرف کو آنکلا تھا اِسکے ہاتھون سے گرفتار ہو گیا مدت بعید
سے قید تھا اب آپ کی وجہ سے رہائی پائی اب مین چاہتا ہون کہ آپ کی غلامی مین رہون قاسم نے
کہا کہ کیا مضائقہ لقا پر اور پرستاران لقا پر لعنت کر اور دین اسلام قبول کر اُس نے کہا ای شہریار
مین لقا پر ہزار ہزار لعنت کرتا ہون قاسم نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا وہ بصدق دل مسلمان ہوا بعد
اُسکے اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ آپ میرے شہر مین تشریف لے چلین قاسم نے کہا کہ اچھا تو
پہلے اپنے نام سے آگاہ کر اُسنے کہا مجھکو شاہزادہ حمید لعل قبا کہتے ہین یہ سُنکر شاہزادہ قاسم
نوجوان ہمراہ حمید لعل قبا کے روانہ ہوے جب قریب شہر کے پہونچے خبرداروں نے یہ خبر معدان شاہ
کو دی کہ شاہزادہ حمید لعل قبا بیٹا تمہارا بعد مدت مدید کے آیا ہے قزاقون کے پاس قید تھا سردار
قزاقان کو نبیرۂ حمزۂ صاحبقران شاہزادہ ملک قاسم نوجوان نے زیر کر کے مسلمان کیا اور
اُس نے حمید کو قید سے چھڑایا ہے وہ بھی دین اسلام قبول کر کے آیا ہے معدان شاہ الفت پدری
سے یہ خبر سُنکر بہت خوش ہوا اور قاسم کو استقبال کر کے لایا قدمبوسی شاہزادہ قاسم کی حاصل
کی اور اپنے بیٹے حمید لعل قبا کو گلے سے لگایا قاسم کو ایوان شاہی مین لے گیا اور تمام اسباب
دعوت وضیافت مہیا کیا قاسم نوجوان نے معدان شاہ سے کہا کہ بیٹا تمہارا حمید لعل قبا مسلمان
ہو گیا اب مناسب ہے کہ تم بھی لقاے بے بقا کی پرستش سے دست بردار ہو اور دین اسلام قبول
کرو تو مین دعوت قبول کرون معدان شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار بھائی میرا لعلان لعل قبا
ہے پہلے اُسے مسلمان کر لیجیے تو پھر مین بھی دین اسلام قبول کرونگا قاسم نے پوچھا وہ کہان ہے
معدان شاہ نے کہا وہ اپنے شہر مین ہے قاسم نوجوان اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوے اور شہر
لعلانیہ کو کوچ کیا جب قریب ملک لعلانیہ کے پہونچے ملک لعلان کو خبر ہوئی کہ معدان شاہ
ہمراہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران زمان لڑنے کو آیا ہے لعلان شاہ یہ خبر سُنکر لشکر لے کر شہر سے باہر
آیا طبل جنگی بجوایا ادھر قاسم نے معدان شاہ سے کہا کہ تم بھی طبل جنگی بجواؤ الغرض رات بھر
سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے کارزار ہوے لعلان لعل قبا میدان مین آیا مبارز

طلبی کی شاہزادۂ قاسم بھی اُدھر سے نعرہ زن ہوے نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری ٭ شہسوار لال
پوش خاوری ٭ صاحب اقبال وجاہ و حشم ٭ صفدر رانم قاسم عالی ہمم ٭ اور گھوڑا دوڑا کر اُدھر سے
قاسم نوجوان اُدھر سے وہ ملک لعلان لعل قبا مقابلے پر میدان رزم مین آیا بعد تگا و دوزنی و جنگجی
لعلان نے نیزہ مارا شاہزادۂ قاسم نے نیزے سے اُسکا نیزہ ہوائی کر دیا لعلان لعل قبا نے تلوار
کھینچی اور بجھکر ہاتھ مارا شاہزادۂ قاسم نے بازو بچا کر ہاتھ ڈال دیا قبضۂ شمشیر کو جھٹکا دے کر تلوار اُسکے
ہاتھ سے نکال لی اور کمر زنجیر کو مضبوط تھام کر زین فرس سے اُٹھا لیا اور کہا کہ او لعلان لعل قبا مسلمان ہو دین
اسلام قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ملک لعلان لعل قبا نے کہا کہ میری بیٹی ملکہ لعلپوش کو
دیو عراق اُٹھا کے لے گیا ہو اور دامنۂ چمن کوہ مین لیجا کر رکھا ہو اگر آپ اُسکو اُس دیو کی قید سے نجات
دیجیے اور اُسکو چھڑا کر مجھ سے ملا دیجیے تو مین مسلمان ہون اور دین اسلام قبول کرون قاسم نے اُسے
چھوڑ دیا اور کہا کہ کل ہم وہان چلینگے انشاء اللہ اُسکو رہا کرینگے غرض وہ روز تو گذرا دوسرے روز قاسم
چمن کوہ کی طرف روانہ ہوے یہان دیو عراق ملکہ لعلپوش کو لایا ہو ایک مکان نہایت عمدہ و نفیس تعمیر
کیا ہو اور ایک باغ لطیف بنایا ہو اُسمین ملکہ لعلپوش کو رکھا ہو اور آپ بھی رہتا ہو شب و روز صحبت تخلیہ ہو
اور اُسی شہر کے بادشاہ اُس دیو کے خراج گذار ہین سب کے سب اطاعت و فرمانبرداری اُس دیو کی کرتے
ہین بلکہ اکثر بادشاہون کی بیبیون اور بیٹیون کو دیو عراق اُٹھا لایا ہو وہ ملکہ لعلپوش کی خدمت مین رہتی
ہین اور بارہ سو عورتین اور علاوہ اُنکے رہتی ہین ملکہ لعلپوش کے یہان تریا راج ہو مرد کا نام نہین روز
مینا بازار لگتا ہو کوہستان مین رونق ہو چوک و نخاس کی کیا حقیقت ہو بازار خوب آراستہ شب کو چراغان
بیحد و انتہا ہر قسم کا اسباب ہر جگہ سے ہزارہا عورتین لے کر آتی ہین بڑی بھری خریداری ہوتی ہو القصہ
شاہزادۂ قاسم عالیشان وہان آئے تمام کوہ مین مینا بازار لگا ہوا دیکھا سیر کرتے ہوے اُس چمن کوہ
مین پہونچے جو عورت شاہزادۂ قاسم کو دیکھتی تھی منع کرتی تھی کہ اُدھر نہ جاؤ دیو عراق تمکو کھا جائیگا شاہزادۂ
قاسم کہتے تھے کہ مین خود اُسکو سزاے سخت دینے کو آیا ہون غرضکہ اُس مقام پر کہ جہان لعلپوش رہتی ہو دیکھا کہ
ایک بارہ دری بہت نایاب و عمدہ مصفا و خوشنما ہو اور آگے اُسکے چمن بندی ہو باغ مین ایک چبوترہ ہو شاہزادۂ
قاسم آکر اُسی چبوترے پر بیٹھ گئے نازنینان و مہ جبینان و حور وشان نے جو جمال بے مثال قاسم
نوجوان کو دیکھا منہ مین سب کے پانی بھر آیا اور کہا اے جوان حسین تو یہان کیا اپنی جان دینے آیا ہو ایک
دیو عراق یہان رہتا ہو قد اُسکا ایک ہزار گز کا ہو اُسنے لاکھون آدمیون کو کھا لیا ہو تیری کیا حقیقت کیون
اپنی جوانی گنواتا ہو اسمین خیر ہو کہ یہان سے چلا جا قاسم نے کہا کہ اسواسطے آیا ہون کہ اُس دیو عراق کو مار کر
ملکہ لعلپوش کو لیجاؤن اور اُسکے باپ سے اُسکو ملاؤن یہ سُنکر ایک نازنین نے جا کر ملکہ سے حال
بیان کیا کہ ایسا ایک جوان رعنا حسین مہ جبین یہان وارد ہوا ہو کہ ہم نے اس شکل و شمائل کا آدمی نہین
دیکھا اور وہ کہتا ہو کہ مین دیو عراق کے قتل کرنے کو آیا ہون اور ملکہ لعلپوش دختر لعلان کو اپنے ہمراہ لے جا کر
اُسکے باپ سے ملا دونگا ہر چند ہم سب منع کرتے ہین کہ تو اس مقام پر نہ بیٹھ چلا جا وہ نہین مانتا ملکہ کو
یہ خبر سُنکر اُس جوان کا نہایت اشتیاق ہوا اُسکے دیکھنے کے واسطے بارہ دری سے اس جاہ و حشم سے برآمد
ہوئی کہ چار سو نازنینان مہ جبینان در در گوش مرصع پوش چار طرف سے گھیرے ہین اور ملکہ سرخ جوڑا پہنے ہوے

مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ دریاے حسن مین غرق چہرہ مانند خورشید تابان کے چمکتا ہوا ذرے
تمام عکس منور سے مثل اختر تابان و درخشان جیسے ہی سامنے شاہزادہ ملک قاسم نوجوان کے ملکہ لعلپوش
آئی دیکھتے ہی اُسکے حسن و جمال بیمثال کو شہزادہ قاسم دلدادہ و فریفتہ ہوگئے اُدھر ملکہ بھی دیکھتے ہی شاہزادہ
قاسم عالی شان کو عاشق و شیدا ہوگئی شعر ایک تیر نگاہ عشق نے بس ٭ کام دونون طرف کیا اپنا ٭
شاہزادہ قاسم نے اُف کرکے جگر کو تھام لیا اُدھر ملکہ لعلپوش شمشیر عشق و حسن و جمال کی گھائل ہوئی
عالم بیخودی ہوگیا دل مین اپنے کہا اے لعلپوش اس جوان بیمثال کے ساتھ اپنی جان دینا قبول ہے بس
یہ خیال کرکے قاسم کے پاس آئی اور کہا اے عزیز اے بادشاہ حسن و جمال جان سے زیادہ کوئی چیز نہین ہے
تو کیون آمادہ مرگ ہوکر یہان آیا ہے بھلے چنگے دل کو اس بلاے عشق مین پھنسایا ہے قاسم نے کہا اے ملکہ
ہم نے ہزارون دیوون کو مارا ہے اسکی کیا حقیقت ہے انشاء اللہ تعالی بفضل ایزدی تم اپنی آنکھ سے دیکھ لینا
کہ کیونکر اس دیو عراق کو مارتا ہون ملکہ نے ساتھ والیون سے کہا کہ جلد شراب و کباب لاؤ اُسی وقت تمام
سامان عیش مہیا ہوگیا ملکہ نے جام شراب لالہ گون لبریز کرکے شاہزادہ قاسم کو دیا قاسم نے کہا اے ملکہ عالم
مین تمھارے ہاتھ سے یہ جام نہ پیونگا جسوقت تم مسلمان ہوگی اُسوقت تمھارے ساتھ ہم ناؤنوش ہونگا ملکہ
نے کہا اے شہریار مین تو اب تمھاری لونڈی ہوچکی جو کچھ حکم کروگے بجا لاؤنگی یہ کہکر لقاے بے بقا اور اُسکے
پرستارون پر لعنت کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی دین اسلام قبول کیا اُسوقت شاہزادہ قاسم نے جام
بادہ گلفام ملکہ کے ہاتھ سے لیکر نوش کیا اور خود دوسرا جام لبالب کرکے ملکہ کو دیا اُسنے بھی بے اندیشہ انجام
جام لے لیا اب دونون باہم سرگرم عیش و نشاط و سرور و انبساط اور مشغول و اختلاط بے اختیار ہوے گائن
آکر موجود ہوئین ناچ رنگ شروع ہوا چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی دیکھا کہ ایک دیو کوہ پیکر
طویل قامت سر بفلک کشیدہ ظاہر ہوا اور ہاتھ مین اُسکے میوے کی ڈالیان تھین اپنی معشوقہ کے واسطے
لیے آتا تھا ملکہ نے شاہزادہ قاسم سے کہا اے شہریار غضب ہوا وہ دیو عراق آپہونچا شاہزادہ قاسم نے
کہا کیا اندیشہ ہے آنے دو خوف نہ کرو یہ کہکر قاسم ذیشان کھڑے ہوگئے اُس دیو نے جو دیکھا کہ میری
معشوقہ پہلوے رقیب مین مشغول عیش ہے غصہ سے بہ سرخ آگ کا انگارا ہوگیا دل مین جل بھن کے
خاک سیاہ ہوا مثل رعد کے گرجتا ہوا دوڑا اور پکارا کہ او آدمزاد تو نے کیا غضب کیا میری جان جہان
معشوقہ آرام جان پر قبضہ کیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا اُدھر قاسم نوجوان نے نعرہ
کوہ شگاف کیا کہ زمین لرزنے لگی بارہ دری جنبش مین آئی جتنی نازنینان مہ جبینان اندر بارہ دری کے
تھین مارے ڈر کے باہر نکل آئین دو چار کنگرے سقف کے گرے سب نے جانا کہ زلزلہ آیا اب یہ عمارت
گرا چاہتی ہے بلکہ مثل بید کے تھر تھر کانپنے لگی کہا خدا خیر کرے اس دیو کے ہاتھ سے اس شہریار خوش جمال و بیمثال
کو خدا بچاے حافظ حقیقی جان کا اُنکی نگہبان ہے یہان آتے ہی دیو عراق نے شاہزادہ قاسم پر وار شمشاد ماری وہ ضرب ایسی
اگر کسی دیوزاد پر پڑتی تو مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوتا مگر واہ ری جرات و ہمت شاہزادہ قاسم نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران
کی ضرب وار شمشاد اس خوبصورتی سے خالی دی کہ وہ دیو منہ کے بل گرا شاہزادہ قاسم نے
دونون شاخین تھام کر اُس شجر ظلم و بدعت کو جھٹکا دیا کہ سر اُس دیو عراق کا زمین بوس ہوا عراق قاسم
سے لپٹ گیا قاسم نے گردن مین ہاتھ دونون ڈالدیے کشتی ہونے لگی بڑے معرکہ کرکے

زور ہوئے نہایت زبردست پیچ ہوئے چار پہر کامل دیو عراق سے اور قاسم عالی شان سے کشتی
ہوئی ایک مقام پر قاسم نے عراق کو ریل کر کھینچی پانون کی لنگا کر اڑنگا مارا کہ دیو عراق بے قابو ہو کر گرا
فوراً قاسم مثل شہبازانہ کے اُس صید کو دبا بیٹھے اُدھر وہ دیو گرتے ہی نصف زمین مین دھنس گیا تھا اب
جو قاسم اُسکو دبا بیٹھے تو اُسکی جان بر بنگئی زیر ہو کر اُس صید اجل گرفتہ نے مارے خوف کے کھیسین
نکالدین گڑگڑانے لگا قاسم نے للکار کر کہا او دیو عراق بس اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ
ابلیس پرستی کو ترک کر شیاطین پر لعنت کر دین حضرت سلیمان علی نبینا علیہ السلام اختیار کر حق پرستی قبول
کر نہین تو ابھی تجھکو مار ڈالونگا دیو عراق تو جانکنی مین تھا ملک الموت کا سامنا تھا جان پر بنی ہوئی تھی دل
مین اپنے اُس دیو نے کہا کہ بیشک یہ آدمزاد تجھے مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا ایسے زبردست آدمزاد سے
کبھی سامنا نہ ہوا تھا اِسکے سامنے دیو و جن و پری کی کیا حقیقت ہے دیو عراق نے دل کو سنبھال کے ضبط
کر کے شہزادہ قاسم سے پوچھا کہ آپ کون ہین مجھے آگاہ کیجیے شہزادۂ خاور سیاہ فلک جاہ نے کہا تو نے

سنا بھی ہوگا نعرہ	آفتاب شرق دین پروری	شہسوار لعل پوش خاوری	صاحب اقبال و جاہ و حشم
صفدر وقت قاسم عالی ہمم	سنہم شاہزادہ ملک قاسم ذیشان نبیرۂ امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان		

حمزۂ صاحبقران زمان یہ سُنکے وہ دیو عرق عرق ہو گیا مثل چوب بید کے کانپنے لگا بصدق دل حق پرستی
اختیار کی دین حضرت سلیمان علیہ السلام جان و دل سے قبول کیا قاسم اُسے چھوڑ کے اُٹھ کھڑے
ہوئے وہ دیو اُٹھا گرد جھاڑ کے کھڑا ہوا اور اندر بارہ دری کے گیا اور ایک صندوق طلائی اُٹھا لایا
اور سامنے شہزادہ قاسم کے رکھدیا ملک قاسم نے پوچھا کہ اسمین کیا ہے دیو نے عرض کی کہ حضور خود کھولکر
ملاحظہ فرمائین چنانچہ قاسم نے اُسے وا کیا رضوان پری کو دیکھا وہ رضوان پری جسے طلسم
بیہات مین قید سے جادوگرون کے چھڑایا تھا بس اُس سے استفسار حال کیا اُس نے کہا کہ
شہریار ایک مدت مدید سے مین اسکی قید مین گرفتار رہون قاسم نے اُسے بھی رہا کیا اور دیو عراق اور
رضوان پری دونون کو ایک سفارش نامہ لکھکر دیا کہ تم جا کے آسمان پری کو دینا وہ تمھاری بہت
آبرو کریگی دیو عراق اور رضوان پری دونون شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم سے رخصت ہو کر
چلے گئے اب قاسم ملکہ لعل دخت کو سوار کر کے لعلان لعل قبا کے پاس لایا وہ بخشی سے اپنی ملاوٗ
بعد اُسکے اپنی فوج و لشکر سمیت اسلام لایا اور لعل دخت کی شادی شہزادہ قاسم کے ساتھ کر دی قاسم
اُس سے کامیاب ہوا چنانچہ اُسی نازنین سے لعل بن قاسم پیدا ہوگا القصہ قاسم نے چند روز یہان رہکر
لشکر جمع کیا جب لاکھ سوار کے قریب ہو گئے تب وہان سے کوچ کر کے دامنہ پیل کوہ مین اُکر اُترے دوسرا
دن تھا کہ خبر آئی کہ آردشیر کوہ پیکر دیو بند بھانجا ضیغم خون آشام کا تین لاکھ سوار کی جمعیت سے
اِدھر آتا ہے لقا پرست ہے اور نہایت زبردست ہے ملک قاسم نے کہا آنے دو اگر آتا ہے کچھ اندیشہ
نہین ہے یہانتک کہ لشکر آردشیر کا برابر آ پہونچا اور مقابل مین لشکر شاہزادہ خاور سیاہ کے
اُترا آردشیر نے طبل جنگ بجوایا قاسم نے بھی خبر سُنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی
پر چوب پڑے قصہ مختصر چار پہر رات جانبین مین تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکۂ کارزار مین آنے
صف باندھکر کھڑے ہوئے بعد آراستگی میدان قتال نقیبان بلند آواز نے نقابت کی آردشیر

کوہ پیکر دیو بند نے اپنے مرکب کو پرے سے بڑھایا میدان مین گھوڑا چمکا کر آیا مبارز طلب کیا ابھی پوری بات اُسکے مُنھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ شہزادہ قاسم ادھر سے اپنے مرکب کو چمکا کر چلا آردشیر دودر کے نگاور زن ہوا کوئی چار قدم مرکب قاسم کا پیچھے پسپا ہوا اور کوئی سات قدم گینڈا آردشیر کا پیچھے ہٹ گیا مسل کر ان دون مین مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگو سے بسیار نیزہ بازی مین معروف ہوے قاسم نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا اردشیر نے غیظ و غضب مین آکر گرز قاسم پر مارا قاسم نے گرز کو اُسکے رد کرکے جو اپنا گرز اُسپر مارا مرکب آردشیر کا مارا گیا اُسنے پیادہ ہوکر چاہا کہ قاسم کے مرکب کو بیکر سے قاسم پشت زین سے کود پڑا آردشیر سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر بہ ارادہ کشتی دوڑا قاسم نے بھی آلات حرب کمر سے کھول کر رکھدیے اور دامن گردان کر استینین چڑھا کر آردشیر پر جھلا دونون دست وگریبان ہوے کشتی ہونے لگی دو شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن قاسم نے اُسے زیر کیا اور مشکین باندھکر اپنے لشکر مین لیکر آیا اور داخل بارگاہ ہوا آردشیر سے کہا دین اسلام قبول کر آردشیر کوہ پیکر ذی فہم تھا اُسی وقت لقاے بے بقا زہرو شاہ باختری پر ہزار ہزار لعنت و ملامت کی اور از سر صدق دین اسلام قبول کیا اور کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا قاسم عالی جاہ نے اُسے خلعت فاخرہ عنایت کیا کرسی زرنگار بیٹھنے کو مرحمت فرمائی آردشیر نے شہزادہ قاسم سے عرض کیا کہ ای شہریار والا تبار یہان سے تین منزل پر برق اندازون کا قلعہ ہے اُسمین خزانہ ہریاقوت شاہ کا لیکن وہ قلعہ پہاڑ پر ہی نہایت استوار ہی ہاتھ آنا اُسکا بہت دشوار اور مشکل ہی ممکن نہین کہ کوئی قلعے پر جا سکے کیونکہ اُس پہاڑ کی گھاٹیون پر کئی کئی ہزار من کے پتھر رکھے رہتے ہین اور جہان حریف نے جانے کا قصد کیا تو لوگ وہ پتھر وہان سے ڈھلکا دیتے ہین کہ حریف کا کام تمام ہو جاتا ہی ہر چند سعی و کوشش کیجیے لیکن وہ قلعہ کسی طرح ہاتھ نہین آتا ہی قاسم نے آردشیر سے کہا کہ اگر خداوند کریم نے چاہا تو ہم اُس قلعہ کو بھی ضرور لینگے اور وہان کا خزانہ بھی اپنے قبضے مین کر لینگے یہ سُنکر حمید لعل قبا نے شہزادہ قاسم سے عرض کیا کہ ای شہریار ابھی تک کسی شخص پر میرے مسلمان ہو جانے کا حال نہین کھلا ہی اور وہ جو مالک ہی اُس قلعے کا مربوط برق انداز مجھسے اور اُس سے نہایت دوستی اور ملاقات ہی مین اکثر اُسکی ملاقات کو جاتا ہون اگر آپ میرے ساتھ اپنی صورت تبدیل کرکے چلیے تو مین آپ کو قلعے کے اندر پہونچا دون قاسم نے کہا کہ مین اتنا ہی چاہتا ہون کہ قلعے کے اندر کسی طرح پہونچ جاون پھر قلعے کا لے لینا مشکل نہین ہی بلکہ فتح یقین قلعہ سے تونگا حمید لعل قبا مستعد ہوا قاسم نے بارہ ہزار سوار اپنے لشکر مین سے چھانٹ لیے اور اُسی وقت کوچ کرکے قریب قلعہ برق انداز آنکے پہونچا اور اُن بارہ ہزار سوارون کو کہا کہ تم دامنہ کوہ مین پوشیدہ بیٹھے رہو جب ہم قلعے کے اندر پہونچ جائین اور نعرہ کرین اُسوقت تم سب کے سب اپنے مرکبون پر دوڑانا دروازہ قلعہ کا کھل جائیگا بے تکلف چلے آنا اُنھون نے کہا بہت اچھا بس قاسم وضع اپنی تبدیل کرکے ہمراہ حمید لعل قبا کے ہو لیے حمید لعل قبا دس بارہ آدمیون کو ساتھ لیکر سامنے قلعے کے آیا اور پکار کے کہا کہ جاکر مربوط برق انداز سے کہدو کہ حمید لعل قبا تمھاری ملاقات کو آیا ہی لوگون نے جاکر مربوط سے کہا اُسنے جو یہ خبر سنی کہا کہ جلد حمید لعل قبا کو لاؤ لوگون نے دروازہ کھول کر حمید کو اندر بلا لیا حمید لعل قبا نے کہا کہ دروازہ قلعہ کا ابھی بند نہ کرنا مین ٹھہر دنگا نہین دو دو باتین کرکے پھرا آتا ہون لیکر چلا جاؤنگا

مین مربوط کی آیا اُسنے تعظیم کرکے کرسی جواہر نگار حمید لعل قبا کو بیٹھنے کو دی حمید اُس کرسی پر خود نہ بیٹھا
شہزادہ خاور سیاہ کو بٹھایا اور خود مودب کھڑا رہا مربوط نے پوچھا ای حمید لعل قبا یہ کون شخص ہی جسکا
تو نے اِسقدر اعزاز کیا اُسنے کہا ای مربوط یہ میرا آقا ہی مین اِسکا غلام ہون اُسنے کہا نام اِسکا کیا حمید ہی
نے کہا کہ اِسے نبیرۂ حمزۂ صاحبقران عالیشان شہزادۂ ملک قاسم خاور سیاہ کہتے ہین مین اِسی
شخص کے طفیل بادیۂ کفر وضلالت سے نکلا سرچشمۂ ہدایت پر آیا اور لقاے بے بقا پر لعنت کی دین
اسلام قبول کیا اُسوقت مربوط برق انداز نے کہا تونے غضب کیا کہ دغا سے اپنے ساتھ اِسے یہان
لے آیا اگر جائیگا کہان تجھکو اور اِسکو دونون کو مارونگا اور لوگون سے کہا کہ مارو اِن دونون کو چار طرف
سے کفار کا ہجوم ہوا قاسم نے اور حمید لعل قبا نے بھی تلوارین کھینچکر لڑنا شروع کیا تلوار چلنے لگی مگر قاسم
چند آدمیون کو مارکر برابر مربوط برق انداز کے آے اور تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُسے
اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارتا ہون زمین پر کہ پیوند خاک ہوجائیگا مربوط پکارا کہ
لاکھ لاکھ لعنت ہی لقاے بے بقا پر اور اُسکے پرستارون پر اور کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا
اُدھر سوار بھی قاسم کے آگئے تھے تھوڑے سے اہل قلعہ مارے گئے تھے کہ صدا الامان کی بلند ہوئی
ملک قاسم نے سب کو امان دی بتخانے تڑوا ڈالے مسجدین بننے لگین مربوط برق انداز نے اُسی شب
دعوت وضیافت کا سامان کیا اور کھانے طرح طرح کے پکوائے اور بہت اعزاز واکرام سے شہزادۂ
قاسم کی دعوت کی بعد فراغت آب وطعام شہزادۂ خاور سیاہ محفل عیش ونشاط مین تشریف
لائے طائفے کسبیون کے آکے جمع ہوے اور رقص ہونے لگا اُس محفل مین ایک نازنین یہ خمسہ بصد
ناز وادا وحسن وخوبی گانے لگی خمسہ

رہے وہ لب کہ ہی جس لب یہ گفتگو تیری
رہے وہ چشم کہ ہی جسکو جستجو تیری
رہے وہ جان کہ جویا ہو چارسو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین
اگرچہ ہی داغ محبت کا قلب روشن مین
مقام ہوگا کئی دن کے بعد مدفن مین
یقین ہی نکلے گی جان اپنی آکے گردن مین
سنا ہی جا ہی قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی
دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہی
وہ ناتوان ہون جسے بھولنا خاطر ہی
وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکے بو تیری

ہوا ہی چار عناصر سے اجتماع محال
کیا ہی زرد ہوا بنکے شش جہت مین خیال
ترے فراق مین برسون ہی ہی فکر وصال
پھرے ہین شرق و مغرب سے تاجنوب وشمال
تلاش کی ہی صنم ہم نے چارسو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا
تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

چمک ہی دل مین ہمارے بھی نور عرفان کی
کہ یہ بھی ایک نشانی ہی دین وایمان کی
ان آیتون کی صفت کیا مجال انسان کی
پڑھا ہی ہمنے بھی قرآن قسم ہی قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہی گفتگو تیری

پہنچ کے حال مرا کہیو میرے یوسف سے
ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے
نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

نال کار نہ تقریر سے ہوا ثابت | نہ کوششون سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت | نگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت | قوی ضعیف کو کرتی ہی جستجو تیری

ہمارے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح | سفیدی آنکھونکی دکھلارہی ہی عالم صبح | وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
شب فراق مین اہی رہ وصل تادم صبح | چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہی فلک پہ عیان | ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان | یہ حسن و عشق کے جلوے مین دیکھو او نادان
جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان | کسی مین خو ہی ہماری کسی مین بو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر چمن معطر ہو | کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی | فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہی
دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہی | صبا ہی کے نہین حصہ مین آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہی رستم میدان | مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہان | جو کند ذہن ہین کٹتے ہین سنکے تیر بیان
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان | رہیگی معرکہ مین آتش آبرو تیری

یہ خمسہ اُس نازنین نے لحن داؤدی مین اس طور سے گایا کہ تمام حاضرین محفل محو ہوگئے صداے واہ واہ ہر شخص کے مُنھ سے نکلنے لگی اور شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ بہت خوش ہوے اور کئی سنگیچے یاقوت احمر کے اور کئی کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر اُسکو دین اور فرمایا کہ مجھکو اسوقت گانا عیار طرار خنجر گذار خواجہ عمرو نامدار کا یاد آگیا الغرض شب بھر یہی جلسہ رہا بعد دعوت و ضیافت کے تمام خزانہ یاقوت شاہ کا قاسم کے حوالے کیا قاسم وہان سے باہر آیا دامنہ کوہ مین اُترا ہوا تھا کہ سیارہ ڈھونڈھتا ہوا پہونچا قدم بوسی حاصل کی اور عرض کیا کہ سردار آپ کے قیماس خان خاوری وغیرہ بھی یہان سے قریب ایک جنگل مین پڑے ہوے ہین قاسم نے اُنھین بلوایا وہ ملاقات سے مشرف ہوے قاسم نے کہا کہ مین لشکر کشی لقا پر کرونگا لیکن ذرا بدیع الزمان کا حال معلوم ہولے اور سیارہ سے کہا کہ جاکر خبر بدیع الزمان کی لا سیارہ خبر لینے کو روانہ ہوا لیکن اب حال گذارش کیا جاتا ہی مالک اشتر و ابراہیم بن مالک کا کہ یہ دونون لشکر اسلام سے نکلے سرگردان تباہ و پریشان ایک دامنہ کوہ مین پہونچکر یکجا ہوے وہان سے شہر زلزالیہ مین پہونچے ہین زلزال شاہ اُس مقام کا حاکم تھا اُسنے جو خبر مالک اشتر کے آنے کی سُنی ایک سردار کو اپنے بھیجا کہ اِس خداپرست کو جاکر گرفتار کر لا وہ آیا مالک سے مقابلہ ہوا آخر کار مالک نے اُسے گرفتار کیا اُسنے از روے خوف اسلام اختیار کیا اور رات کو بھاگ کر زلزال کے پاس گیا تمام حال کہا زلزال خود مالک کے مقابلے کو آیا پہلے نیزہ بازی ہوئی مالک نے چند طعن مین نیزہ اُسکا نکالدیا زلزال نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری مالک نے رد کی شمشیر زنی ہونے لگی بعد شمشیر زنی کے نوبت کشتی کی آئی دوپہر کی کشتی مین مالک اشتر نے زلزال کو زیر کیا اور چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور پکارا کہ لقا پر لعنت کر دین اسلام اختیار کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا وہ روسیاہ دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا اور مالک اشتر کو اپنے لشکر مین لے گیا دعوت کا سب سامان مہیا کیا مالک اشتر کو کھانے مین بیہوشی دی مالک اشتر کو آثار بیہوشی جو معلوم ہوے پکارا کہ اے زلزال تو نے میرے ساتھ دغا کی اُسنے جواب دیا کہ تم لوگ خداپرست ہو نہایت زبردست ہو تم سے کوئی سرکھ ہوکر نہین لڑ سکتا ہی تم کو جس نے اسیر کیا ہی بہ مکر و فریب کیا ہی مالک اشتر یہ گفتگو سُنکر برہم ہوکر اُٹھے بس اُٹھنا تھا کہ ایک چکر آیا اور بیہوش ہوکر گرا ابراہیم اُٹھانے کو مالک کے اُٹھا وہ بھی گرا زلزال کے لوگ دوڑ پڑے دونون کی مشکین باندھ لین اور قید سخت مین گرفتار کیا اور زندان بھیجدیا یہ جاکر قید مین بیٹھے اور

مجبور ہوئے شکر خدا بجالائے دوسرے دن زلزال شاہ نے مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک کو چاہا کہ دونوں کو قتل کرے مگر وزیر نے اُسکے منع کیا کہ ابھی اُنکا قتل کرنا میری رائے ناقص کے نزدیک مناسب نہین پہلے آپ کو اطلاع کرنا انکی گرفتاری کی خداوند لقا زمردشاہ باختری کو ضرور ہی جیسا حکم وہان سے آئے ویسا بجا لائیے آگے آپ کو اختیار ہی زلزال شاہ کو رائے وزیر کی بہت پسند آئی اور اُسی وقت ایک عرضی خداوند لقا زمردشاہ باختری کی خدمت مین اس مضمون کی تحریر کی کہ ای مقدر کن بندگان معاصی وای بخشندۂ جان دل وروح پرستاران باختری خداوند لقاے بے بقا زمردشاہ ذیجاہ زاد مقدر آئم - بعد زمین بوسی ونقوش قدوم کار خدائی لزوم کو سجدہ گاہ اپنا بناکر یہ بندۂ کمترین عقیدت کیش دست بستہ یون عرض رسا ہی کہ کل اس بندۂ عاصی نے سرحد زلزالیہ مین مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک سرداران لشکر اسلام کو پایا بہ ہزار معرکہ آرائی وبہ جہد جدال وقتال وبہ مکر وزور گرفتار کرکے مسلسل بہ قید آہن زندانخانہ مین رکھا ہی لہذا عرضی ہذا پیش کرکے امیدوار ہون کہ بعد ملاحظۂ عرضی ہذا انکے لیے جو حکم محکم فرمایا جائے بجالاؤن اگر حکم قتل ہو تو قتل کردون اور اگر وہان طلب ہو تو کچھ فوج ہمراہ کرکے حاضر خدمت کردون زیادہ حد ادب فقط یہ عرضی زلزال شاہ نے لفافے مین بند کرکے عیار کو دی اور کہا کہ جلد یہ عرضی خدمت خداوند لقا مین پہونچا اور جواب لے کر جلد آ وہ عیار طرف ملک سبائل کے روانہ ہوا اتفاقاً عیار زلزال شاہ تو عرضی لیے ہوئے ادھر سے جاتا ہی اور اُدھر سے سیارہ عیار طرار شہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم ذیجاہ کا آتا ہی راہ مین ملاقات ہوئی سیارہ نے اُس سے پوچھا کہ تو کیسا عیار ہی اور کہان جاتا ہی اُسنے کہا مین شہر زلزالیہ سے آتا ہون اور زلزال شاہ کا عیار ہون خداوند لقا کی خدمت مین عرضی زلزال شاہ کی لیے جاتا ہون سیارہ نے فوراً اُسے حلقہ ہائے کمند مار کر گرفتار کیا اور پشتارہ باندھکر خدمت ملک قاسم مین لاکر حاضر کیا اور عرض کیا کہ یہ عیار ہی زلزال شاہ کا شہر زلزالیہ سے آتا ہی یہ عرضی زلزال شاہ کی لقا کے پاس لیے جاتا ہی مین نے گرفتار کرکے حاضر کیا ملاحظہ کیجیے کہ عرضی مین کیا لکھا ہی اور کیا معرکہ درپیش ہی شہزادہ قاسم نے جو عرضی پڑھی نہایت صدمہ ہوا اور سردارون سے بیان کیا کہ مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک شہر زلزالیہ مین قید ہو گئے ہین اور زلزال شاہ واسطے اجازت قتل کے عرضی لقا کو لکھتا ہی اب مین پہلے مالک اژدر کو رہا کرلاؤنگا تو پھر اور طرف ارادہ کرونگا یہ کہکے طرف شہر زلزالیہ کے کوچ کیا جب قریب شہر زلزالیہ کے پہونچے زلزال شاہ کو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران قاسم ذیشان مالک اژدر کے رہا کرنے کو آئے ہین زلزال بھی اپنی فوج لے کر باہر آیا دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا رات بھر آراستگی جدال وقتال مین سب مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئے نقیباے بلند آواز نے نقابت کی زلزال شاہ میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کرنے لگا ادھر شہزادۂ ملک قاسم گھوڑا بڑھاکر مقابلے مین آئے بعد تگاورزنی وہمسخنی کے زلزال شاہ نے نیزے کا وار کیا قاسم نے پھرتی وچالاکی سے ڈانڈ نیزہ خونخوار کی تھام کر جھٹکا مارا نیزہ زلزال شاہ کے ہاتھ سے نکل گیا قاسم نے نیزہ چھین کے اپنے لشکر کیطرف پھینکدیا زلزال شاہ نے تلوار میان سے کھینچکر ہاتھ مارا قاسم نے وار بچاکر قبضۂ شمشیر کو پکڑ لیا اور تلوار چھینکر اپنے لشکر کی طرف پھینکدی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زلزال شاہ کو زین فرس سے اٹھالیا اور سر سے بلند کرکے پکارے او نابکار لقاے بے بقا پر لعنت کر اور پرستش اُسکی چھوڑ دے اور پروردگار عالم وحدہ لاشریک کو برحق جان کر سجدہ کر دین اسلام قبول کر نہین تو مارتا ہون کہ پیوند خاک ہوکر جہنم واصل ہوگا زلزال شاہ نے کہا اے شہریار مین نے لقاے بے بقا

اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا آپ کی اطاعت و فرمانبرداری بجان و دل مدام کرونگا قاسم نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا از سر صدق زلزال شاہ مسلمان ہوا قاسم نے اُسکو اُسی طرح گھوڑے پر بٹھادیا زلزال شاہ نے عرض کیا اے شہریار اگر اجازت ہو تو اپنے سرداران لشکر اور لشکریون کو بھی مسلمان کرون قاسم نے کہا بہتر ہے یہ تو عین تمناے دلی ہے زلزال شاہ بعد حکومت و دبدبہ و بزور شمشیر تمام فوج و سرداران لشکر وغیرہ کو دائرۂ اسلام مین لایا بعد اُسکے شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم ذیجاہ کو ہمراہ لے کر مع لشکر داخل شہر ہوا اور تمامی شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے گروا دیے دیر توڑ کر مسجدین تعمیر کرائین پھر مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک کو رہا کر کے حاضر خدمت فیضدرجت قاسم عالیشان کیا مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک نے جو نور جمال بیمثال قاسم باکمال کو دیکھا بہت خوش ہوے اور قدمبوسی حاصل کی زلزال شاہ نے بڑے سامان اور بڑی دھوم دھام سے شہزادۂ قاسم عالیجاہ کی دعوت کی اور تمام لشکر اسلام کو مدعو کر کے بڑا جشن عام کیا رات بھر جلسۂ عیش و صحبت شراب و کباب و محفل راگ رنگ رہی سب سرداران لشکر بھی جمع رہے اور مالک اژدر اور ابراہیم بن مالک وغیرہ شریک جشن نوروزی ہمراہ شہزادہ ملک قاسم رات بھر رہے **شعر** صبح دمیدہ شب گذشت ماہ شبین بخانہ رفت ٭ روے سحر سپید کنید یار باین بہانہ رفت ٭ صبح کو شہزادۂ قاسم زلزال شاہ سے رخصت ہوکر سرداران لشکر و مالک اژدر و ابراہیم بن مالک ان سب کو ہمراہ لے کر روانہ ہوے جب کوہ نرل پر آکر پہونچے سیارہ عیار طرار سے کہا کہ جاکر خبر بدیع الزمان کی لاؤ کہ وہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین سیارہ عیار قاسم سے رخصت ہوکر بتلاش شہزادۂ عالیشان جگرگوشۂ حمزۂ صاحبقران یعنی شہزادۂ بدیع الزمان روانہ ہوا

دو کلمے داستان شوکت نشان قرۃ العین صاحبقران شہزادۂ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا پھول سی وہ شراب
اُسی مے کی ہے ساقیا اب تلاش
بہار آئی ہے گلشنون مین ہے شور
کہین بند کرتے ہین بدمستیان

اگر جس جام گل مین ہو بوے گلاب
نہ کانٹا لگے جس سے نہ ہو خراش
شگفتہ ہین گل رقص کرتے ہین مور
کہین طائرون کی ہین سرمستیان

بہار آئی بلبل کے ہین چہچہے
وہ گلرنگ جام آج ساقی ملے
چکورا ک طرف زمزمہ ساز ہین
سحر باغ عالم مین تازہ بہار

سُنا شیشۂ مے کے تو قہقہے
کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلے
کہین بلبلین نغمہ پرداز ہین
دکھاتی ہین نیرنگیان یہ ہزار

غزل خزان مین سیر چمن کو جو وہ نگار آئے
شب فراق مین کیونکر مجھے قرار آئے
خزان مین بلبل نالان کا ہے یہی نالہ
خزان کے بعد جو اے باغبان بہار آئے

ہرے درخت ہون پھر موسم بہار آئے
یقین تو ہے کہ نہ پھولا سماؤن تربت مین
چمن مین جلد الٰہی کہین بہار آئے
وہ نغمہ سنج ہون ہرگز کبھی جمیگا نہ رنگ

شفیق و مونس و ہمدم بھی کوئی پاس نہین
جو بہر فاتحہ وہ گل سر مزار آئے
ضرور پھول چڑھا نا مزار بلبل پر
چلے کے سامنے بلبل اگر ہزار آئے

بیت شگفتہ کن گلشن داستان ٭ معطر کنند این گل بیخزان ٭ نغمہ سرایان گلزار رنگین بیانی و زمزمہ سرایان چمن خوش الحانی گلہاے مضامین رنگارنگ کو بہ شادابی طبع موزون گوناگون صفحۂ سبزہ زار صفحہ یون معطر کرتے ہین کہ جسوقت گل حدیقۂ سردار مومنان و مسلمانان و نونہال گلشن صاحبقران یعنے شہزادۂ بدیع الزمان نیرنگی فلک کجرفتار مین سموم آفت آسمانی سے مثل گل خزان دیدہ پژمردگی کشیدہ گنجاب کے ہاتھ سے زخمی ہوے مگر اُسی عالم زخمداری مین گنجاب کو مارا اور آپ بیہوش ہوکر گردن رہوار سے لپٹ گئے مرکب بادرفتار انکو

لے کر صحرا کی طرف نکل گیا دن بھر رات بھر بادیہ پیمائی کی صبح کو قریب شہر جمشیدیہ کے پہونچا اُس مقام
پر ایک باغ شگفتہ و شاداب جمشید شاہ کی بیٹی ملکہ مرصع کا تھا اور اُس باغ کا نام گلشن جمشیدیہ تھا
زیر دیوار باغ مرکب سے شہزادہ بدیع الزمان عالم بیہوشی مین گر پڑے اور مرکب ادھر اُدھر چرا کرنے
لگا قضائے کار داروغہ باغ کہ نام اُسکا جناح تھا باغبانون کو ہمراہ لیے باہر باغ کے براے تفریح طبع
آیا کہ وقت سحر تھا آفتاب نہ طلوع ہوا تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی نسیم دبے پانون خرامان
خرامان آتی تھی صبا اٹکھیلیان کرتی ہوئی ادھر سے اُدھر جاتی تھی شبنم آبپاشی کر چکی تھی کیفیت سبزہ زار
تھی عالم بہار نظر آتا تھا طیور جا بجا چہک رہے تھے گل خودرو مہک رہے تھے اُسی سبزہ زار مین دیکھا
کہ ایک گھوڑا پری پیکر با ساز مرصع نگار نرم گیاہ چرا کر رہا ہی مگر زین ڈھلا ہوا آغشتہ بخون ہی داروغہ
جناح نے باغبانون سے حکم کیا کہ یہ گھوڑا کسکا ہی پکڑ لاؤ باغبان چار طرف سے گھیر کر اُس گھوڑے کی طرف
دوڑے جب مرکب حوروش نے دیکھا کہ یہ لوگ میری طرف آتے ہین مثل غزال رسیدہ طرارہ بھر کر اپنے سوار
کی بالین پر آکھڑا ہوا باغبان جو قریب آئے اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا ماہ طلعت مہر صورت زخمدار
آغشتہ بخون اِسطرح پڑا ہی جیسے شفق مین خورشید تابان جلوہ گر ہو مرکب نے کسی باغبان کو پاس اپنے راکب
کے نہ آنے دیا ٹاپون سے مارنے لگا اور مُنھ سے کاٹنے کو دوڑا باغبان پھر آئے اور داروغہ جناح سے سب
کیفیت بیان کی جناح خود آیا اور مرکب کو چمکار کر کھڑا ہوا اور شہزادہ بدیع الزمان کا حال دیکھکر بہت
تاسف کیا اور گھوڑے کی باگ ڈور تھام کے شہزادہ بدیع الزمان کو باغبانون سے اُٹھوا کر اپنے باغ مین
لایا پہلے زین پوش اور ساز وغیرہ مرکب کا اُتروا کر گھوڑے کو بندھوا دیا پھر جراح کو شہر جمشیدیہ سے بلوایا
مجروح کی زخمدوزی کرائی اور مرہم پٹی کی آپ خدمت مین حاضر رہا اور باغبانون کو براے خدمت مقرر کیا
جب دل کو تسکین ہوئی زخمون کو راحت ملی غش سے آنکھین کھولین ہوشیار ہوے آہستہ سے آہ سرد کھینچ کے
اُٹھو بیٹھے اپنے تئین ایک باغ نو بہار مین پایا کیفیت چمن شاداب دیکھکر غنچہ دل شگفتہ ہوا دیکھا کہ اشجار باردار
جھوم رہے ہین میوے گوناگون لگے ہین غنچے مسکرا رہے ہین پھول کھلکھلا کے ہنس رہے ہین رنگینی گلہاے
رنگا رنگ صناعی باغبان قضا و قدر کی دکھا رہی ہی بلبلون کے چہکنے کی صدا آ رہی ہی طائران خوش الحان
حمد الٰہی مین مصروف ہین سبزہ جا بجا تختہ زمین پر مثل فرش مخمل زنگار کے ہی وہ باغ شہزادہ بدیع الزمان
کو بہت پسند آیا دل کو فرحت ہوئی روح کو قوت ہوئی داروغہ باغ مسمی جناح نے شہزادہ بدیع الزمان سے
کہا کچھ اپنا حال بیان کیجیے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا مین سوداگر بچہ ہون راہ مین قزاقون نے سب
مال لوٹ لیا تلوار چلی ملازمین میرے سب مارے گئے ہین بھی زخمی ہوا گھوڑا مجھکو بیہوشی مین لے کر ادھر
نکل آیا تم اپنا حال بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہ باغ کسکا ہی اور حاکم یہان کا کون ہی داروغہ نے عرض کیا کہ اس باغ
کا نام گلشن جمشیدیہ ہی اور جمشید شاہ کی ایک دختر نیک اختر ملکہ مرصع ہی نور نظر والدین ہی اُسکی وجہ سے دل کو اُنکے
آرام و چین ہی وہ اِس باغ کی مالک ہی اور مین داروغہ اِس باغ کا ہون شہزادہ بدیع الزمان سُنکے چپ ہو رہے
چند روز مین بدیع الزمان نے زخمداری سے صحت و نجات پائی اچھے ہوے غسل صحت کیا اُس باغ مین مثل بلبل
کے رہنے لگے شعر یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا ؎ بوے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ مین ؎ ایک روز ملکہ
مرصع دختر نیک اختر جمشید شاہ براے گلگشت چمن باغ مین آئی بدیع الزمان نے آمد آمد گل حدیقہ حسن جمال ملکہ مرصع

بیمثال سُنکر کان لگرتے کیے اور یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر بے سبب کیونکر کہون ہر گل ہی خندان باغ مین ٭
کچھ تو دیکھا ہی جو یون نرگس ہی حیران باغ مین ٭ اُدھر باغبان متہم بہار گلشن شگفتہ خاطری سے یہ صدا لگا رہے ہین شعر
آیا ہی سیر چمن کو وہ گل پردہ دار ٭ آشیان خالی کرین مرغ خوش الحان باغ مین ٭ ایک طرف نسیم سحر اہتمام صفائی وچمن آرائی
مین مشغول ہی ایک سمت باد صبا جاروب کشی شاخہاے سنبل و ریحان سے کر رہی ہی غنچے چٹک چٹک کر بالب خندان مژدہ
گلون کو دے رہے ہین اور گلہاے رنگین خود کھل کھل کر اُس گلعذار کے گرد بچھا و ہو کر گر رہے ہین شہزادہ بدیع الزمان
جالیون کا یہ رنگ باغ تازہ دیکھکر نہایت باغ باغ ہین کہ داروغہ باغ گھبرایا ہوا آیا اور شہزادہ بدیع الزمان سے عرض کیا کہ آپ
میرے ساتھ آئیے بدیع الزمان داروغہ کے ساتھ گئے داروغہ نے ایک گوشہ چمن مین لاکر شہزادہ بدیع الزمان نامدار کو
دکھا دیا اور کہا کہ آپ یہان سے باہر نہ نکلیے گا کیونکہ دختر نیک اختر جمشید شاہ ملکہ مرصع آج سیر باغ کو آئی ہی اور اُسکو
مرد کی صورت سے نہایت نفرت ہی بس ایسا نہو کہ آپ کے آنے کی اُسکو خبر ہو جاے مجھپر عتاب آے بلکہ یہین بیٹھے
بیٹھے اپنے سامنے ہار بہت عمدہ عمدہ باغبانون سے گندھوا کر اور ڈالیون مین لگاکر بھیجنا ملکہ کی نذر کیے جائین گے
شہزادہ بدیع الزمان وہان گوشہ باغ مین بیٹھے اور باغبانون سے ہار گندھوانے لگے مگر ایک ہار زرد چنبیلی اور
سفید چنبیلی کے پھولون کا بناکر خوشنما بطور ہدیہ اپنے ہاتھ سے گوندھکر اور ڈالی مین لگاکر ہمراہ اُن ڈالیون کے
ملکہ کے پاس بھیجا باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا بہت عمدہ اور شفاف بنا تھا اُسپر نگیرہ مرصع کار کھنچا ہوا تھا اور
اُسمین فرش مخمل زرنگاری کا بچھا ہوا تھا اور چہار طرف کرسیان جواہر نگار وفرین سامنے نگیرے کے پائین فرش گلدستے
پھولون کے لاکر رکھے گئے اور چنگیرون مین ہار بھی باغبانون نے لاکر لگا دیے کہ ملکہ مرصع خرامان خرامان گلگشت چمن
کرتی ہوئی زیر نگیرہ آکر کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہوئی اُسمین جلیسین سب لباس فاخرہ پہنے ہوے گرد ملکہ کے آکر بیٹھین سات سو
خواصین زمرد پوش دُر در گوش سامنے اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہوئین مالنین زرق برق بنی ہوئین ڈالیان لگا کے
اور چنگیر ہارون کے فرین حضوری کر کے بہ آداب قاعدہ تسلیم بجا کر سامنے سے ہٹ گئین ملکہ اُن گلدستون کی بہار دیکھنے
لگی اور پھولون کی ڈالیون کی سجاوٹ ملاحظہ کرکے جسوقت چنگیرون پر ملکہ کی نگاہ پڑی بغور سب کو دیکھا حکم کیا کہ
چنگیرین ہمارے پاس لاؤ مالنین دوڑ کے آئین اور چنگیرین اُٹھاکر سامنے ملکہ کے رکھین وہ جو ہار شہزادہ بدیع الزمان
گل عذار صاحبقران نے اپنے دست شاخ گل حسن و جمال و پنجہ مرجانی سے بنایا تھا اُس ہار کو ملکہ مرصع نے بہت
پسند کیا اور گیتی آرا وزیرزادی سے کہا کہ اری خیلا بھلا بتا تو سہی ڈالیان پھولون کی رکھی ہین چنگیرون مین ہار ہر رنگ
کے خوشنما فرین ہین اسمین کونسی ڈالی تجھے اچھی معلوم ہوتی ہی کون سا ہار نو بہار اچھا ہی اور عمدہ بنا ہوا ہی اُسنے کہا کہ اے
ملکہ عالم بلا لون صدقے جاؤن وہی ہار قابل گلے کے ہار کے ہی جو پسند میری غنچہ دہن گل پیرہن کے ہو ملکہ بولی مجھے تو
اِس ڈالی کا ہار نہایت پسند آیا ہی یہ کہکر اُس ہار نو بہار کو ہاتھ مین اُٹھا لیا اور بغور دیکھا تاثیر دست حق پرست شہزادہ
بدیع الزمان اُس ہار کے پھولون کی خوشبو مین ایسا اثر کر گئی تھی کہ دل ملکہ مرصع کا خود بخود اُسپر مائل ہوا اور اُن
گلون کی خوشبو سے بوے محبت آنے لگی مگر گچھون مین پھولون کے جو نگاہ کی تو اُسمین کاغذ کے کچھ پھول کٹے ہوے لگے تھے
اور اُن پھولون کی پتیون مین ایسے اشعار عاشقانہ تحریر تھے **اشعار**

فصل وداع جوش ہی موسم ناؤ نوش ہی
رنگ ہی اسکے جسم پر گل سے کہین زیادہ تر
دل کا یہ حال ہوگیا صورت چشم و گوش ہی

صدقے ہو تیری چال پر کیون نہ نسیم ہر سحر
آئے برہنہ گر نظر سب کہین سرخ پوش ہی

لالہ و گل کا جوش ہی بلبلون کا خروش ہی
نقش قدم سے رہگذر دامن گلفروش ہی
چہرے پہ تیرے گلبدن جب سے مری نظر پڑی

پڑھتے ہی اِن اشعار محبت آثار کے رنگ چہرۂ گل شگفتہ کا ظاہر مین صورت

صورت

گلسنج ہو گیا مگر دل مین جو نکہت الفت عاشق دلجو سے اثر کیا تھا باغ باغ تھی چین بہ جبین ہو ئی نیچہ ابروے خمدار غلاف عتاب حسن و جمال
سے کھینچکر علم کیا اور پکار کر کہا کہ بلاؤ تو جناح داروغہ باغبان کو یہ کون سا عاشق تازہ ہمارا اس باغ مین پیدا ہو کر رنگ لایا ہے کیا خوب بو صاحب
این گل دیگر شگفت عمر بھر کے بعد مین آج نئی بات سنائی دی مین عشق و عاشقی کو کیا جانون ذرا اس سرو باغ عاشقی کو میرے سامنے لاؤ کہ مین اسکی
سرکشی کو دیکھون جسنے یہ اشعار عاشقانہ ہار کو بہار عشق مین گوندھکر بھیجے ہین یہ سنکے جناح داروغہ باغبانان مثل بید خشک کے کانپتا ہوا
سامنے آیا سر جھکا کر آداب بجا لایا ملکہ نے کہا ای جناح اگر تجھکو اپنی زندگی منظور ہے تو سچ سچ اور صاف صاف بتا دے کہ یہ ہار کسنے گوندھا ہے اسنے
کہا حضور قربان شوم اس غلام خانہ زاد نے گوندھا ہے ملکہ نے کہا ای جناح بھلا ایسا ہی دوسرا ہار میرے سامنے گوندھ دے تو مین جانون کہ یہ ہار تو ہی
نے بنایا ہے اور سوا اسکے یہ اشعار عاشقانہ تو نے کہان پائے تجھکو کسنے یاد کرائے کیونکر اسمین تو نے گوندھے جناح نے دست بستہ عرض کیا ای ملکہ
عالم بھتیجا میرا ملک ایران سے آیا ہے وہ ہر فن مین بہت لائق و قابل ہے سچ تو یہ ہے کہ یہ ہار دلکشا جانفزا اسنے بنایا ہے ملکہ نے کہا کہ جا اپنے بیٹے کو تو
ہمارے سامنے لا جناح داروغہ باغبانان وہاں سے آیا اور شہزادہ بدیع الزمان سے کہا ای بھلے آدمی یہ تو نے کیا غضب کیا جو مین کہتا تھا وہی سامنا
ہوا یہ جو تو نے ہار بنایا تھا اسمین اشعار عاشقانہ درج کر دیے تھے اب چلیے ملکہ نے بلایا ہے دیکھیے تو کیا ہوتا ہے شہزادہ بدیع الزمان نے دل مین
کہا کہ جو مقصود تھا وہ ہاتھ آیا مطلب یہ تھا کہ کسی صورت سے ملکہ کا سامنا ہو جائے پھر جناح داروغہ باغبانان سے کہا کہ خوف کس بات کا ہے اگر ملکہ نے
بلایا ہے تو مجھے لیچل دیکھ تو خدا کیا کرتا ہے جناح شہزادہ عالیشان کو اپنے ہمراہ لیکر چلا مگر راستے مین جناح نے شہزادہ بدیع الزمان سے کہا مجھے اندیشہ
ہے کہ ایسا نہو ملکہ تمکو قتل کرے عبث تمہاری جان جائے بہتر یہ ہے کہ تم کہین یہاں سے چلے جاؤ تمہاری جان بچ جائے مجھپر جو گذریگی وہ گذریگی ظلم و ستم
سہلونگا ملکہ سے کہدونگا کہ وہ بھاگ گیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ مین نے کون سی تقصیر کی ہے جو بھاگ جاؤن تو اگر اپنے ساتھ نہ لیچلیگا
تو مین خود ملکہ کے سامنے چلا جاؤنگا یہان یہ ذکر تھا کہ دو حبشنین اور دو اصیلین ملکہ کی دوڑی ہوئی آئین کہ ای جناح تو نے عرصہ کیا ملکہ خفا
ہو رہی ہین جلد اپنے بیٹے کو لیچل مگر ان حبشنون نے جو حسن و جمال بیمثال شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کو دیکھا نہایت متحیر ہوئین اور تاسف
کیا وہ بھی شہزادہ بدیع الزمان کو سمجھانے لگین کہ ای عزیز مصر حسن و مصور شہ ماہ کنعان کیون چاہ بلا مین جان بوجھکر ڈوبتا ہے جو کچھ تیرا باپ کہتا ہے
یہی بہت مناسب انسب ہے تو یہان سے بھاگ جا اپنے حسن و جمال و جوانی پر رحم کر اس تازہ شباب لا جواب کو خاک مین نہ ملا کجروی فلک بدکردار
سے خذر کر ملکہ نہایت سفاک بیباک قتال جہان عربدہ جو ہے اگر حکم قتل دیا تو کچھ نہ ہو سکیگا لیکن بدیع الزمان نامدار کسی کو
جواب نہین دیتے ہین خاموش سب کے ساتھ چلے جاتے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ اور دو حبشنین بھی ملکہ کی ملین مگر وہ
بھی شکل و شمائل شہزادہ بدیع الزمان کی دیکھکر دنگ ہو گئین غرضکہ شہزادہ بدیع الزمان سامنے ملکہ مرصع پوش کے آئے
جو نہین نگاہ چہرہ زیبا سے گل گلنزار حسن و جمال ملکہ مرصع پوش خوش خصال پری تمثال پر پڑی شیفتہ و فریفتہ ہو گئے اور ملکہ کی نگاہ
شہزادہ بدیع الزمان عالیشان فلک مکان پر پڑی وہ بھی ہزار جان سے دلدادہ عاشق ہو گئی از عشق نکہت گل سے ہار کے تھیلے
ہو چکا تھا اب تو شمع محفل حسن پر پروانہ ہو گئی مگر ظاہر مین اسیطرح غیظ و غضب آشکار کیا نیچہ ابروے خمدار کی تلوار کھینچ کے دوڑی
کہا واہ واہ یہی ہمارے عاشق زار ہین مین بھی تو دیکھون کیسا کوچہ محبت مین قدم ڈالا ہے سر جھکائین ہاتھ تلوار کا لگاؤن
خون عاشقی کا رنگ دیکھون جناح باغبانون کا داروغہ بیتاب ہو گیا دوڑ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا کہ اس غلام کے سر کو
جدا کیجیے اور اسکو بخشد یجیے کہ یہ مسافر تازہ وارد ہے خطا معاف کیجیے اشعار

جوش پر لائی ہے بجلی ابرو دیا یار کو	ہے تڑپ دل مین خیال ابروے خمدار کو

یہ سنکر ملکہ نے ہاتھ تلوار کا روک لیا شہزادہ بدیع الزمان نے مسکرا کر یہ اشعار پڑھے نظم

اس سے بہتر ہے گلے پر پھیرو تلوار کو	مر گیا ہون دیکھکر مین ابروے خمدار کو
تیز ہر دم کرتی ہے تیغ نگاہ یار کو	چشم کی گردش ہوئی ہے سان اس تلوار کو
رو رہا ہون دیکھکر برق نگاہ یار کو	میان مین دم بھر نہین ہے چین اس تلوار کو
کیون چھپاتے ہو دکھا کر ابروے خمدار کو	میرے مرقد پر بھی رکھدینا اسی تلوار کو
ہم نہ چھوڑینگے تمہارے ابروے خمدار کو	

اقتدِ دل اب دیکھے لینگے سول اس تلوار کو
یون نزاکت سے گران ہی سرمۂ چشم یار کو
جام مین آنکھون کے بھر دو شربت دیدار کو

کر دیا نوع دگر سرمے نے چشم یار کو
جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو

نرگس شہلا بنایا نرگس بیمار کو
انکھو چشم لطف سے مجھ ہجر کے بیمار کو

ملکہ مرصع پوش یہ اشعار جانگداز عشق آمیز سنکر مثل غنچہ نو دمیدہ مسکرانے لگی اور تلوار ہاتھ سے پھینکدی کہا کہ ای جناح مجھکو یہ خیال آگیا کہ مین اسے کیا قتل کرون یہ تیرے باپ کا قدیم ملازم ہی اور یہ بیچارہ آفت کا مارا مسافر نازہ وارد ہی خیر بیجا اپنے بیٹے کو مین نے معاف کیا یہ سنکے جناح داروغہ باغبانان شہزادہ بدیع الزمان کو لیکے جلدی وہان سے روانہ ہوا ایک دہی قدم چلا تھا کہ ملکہ نے پھر بلایا اور کہا ای جناح تمنے تیرے بیٹے کی تنخواہ بھی مقرر کی در اب کہین ہمکو جانے نہ دینا اسیطرح اس طالب دیدار کشتہ شمشیر ابروے خمدار نے سر بہانے اور حیلے سے کئی بار اس گلشن نوبہار کو بلایا کبھی لکھانا مقرر کیا اور کبھی مکان بنے کو بتایا بدیع الزمان نامدار ہر بار سامنے ملکہ کے آتے تھے شربت دیدار سے سیراب ہوکر یہ شعر پڑھتے تھے نظم دل دیئے تو اس مزاج کا پروردگار دے ٭ جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گذار دے ٭ دل اس نگاہ ناز سے بچنے نہ پائیگا ٭ آگے نصیب ہی جیسے پروردگار دے ٭ غرضکہ جب جناح شہزادہ بدیع الزمان کو لیکر چلا تاکید کی کہ قدم جلد اٹھاؤ ایسا نہو کہ ملکہ بلاکر قتل کرے مزاج بدلجاے شہزادہ عالی تبار بدیع الزمان نامدار نے کہا ای جناح تم ابھی بیخبر ہو کچھ عقل نہین رکھتے ہو بات کا اشارہ بھی نہین سمجھتے ہو ملکہ مجھپر عاشق ہوگئی وہ خود کشتہ تیغ نگاہ میری ہوگئی ہی مجھکو اب کیا قتل کریگی جناح یہ سنکے بدیع الزمان پر اور زیادہ خفا ہوا شہزادہ بدیع الزمان اسکے جھنجھلانے پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے ای جناح کیون خفا ہوتے ہو ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی گھبراؤ نہین مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی ٭ ادھر بدیع الزمان نظر سے ملکہ کی اوجھل ہوے آگے بڑھ گئے ادھر ملکہ مرصع پوش کا دل بیقرار ہوگیا بیتابانہ وہان سے اٹھی ہوائی رنگ چہرے سے پرواز کیا بلبل دل قفس جسم مین تڑپنے لگا مثل گل لوخاستہ گلشن حسن و جمال مین بیتاب ہوگئی حالت غیر ہونے لگی عجب کیفیت نوراہم ہوئی نگلون کا کھلکھلا کر ہنسنا ناگوار ہوا غنچون کا چٹکنا طبع نازک پر بار ہوا صبا جو شانہ سے گل سے بڑھکر قریب آئی معلوم ہوا کہ موجہ نسیم کا کونڑا شرا گھبرا کر بارہ دری مین آئی اکیلی پلنگ پر لیٹ رہی سب انیسون جلیسون سے حکم کیا کہ تم سب جاؤ باغ کی سیر کرو اسوقت میرے پاس کوئی نہ آؤ اسیطرح بیقراری مین وہ دن گذرا شب کی کالی بلا کا سامنا ہوا الفت محبوب کا خیال آیا آہ سرد کھینچکر دل پر درد سے کروٹین لینے لگی اشک حسرت مثل قطرہ شبنم گل سے رخسارون پر بہنے لگے یہ اشعار جانگداز پڑھنے لگی اشعار

مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی
تو نہوتا جو صنم کب یہ جدائی ہوتی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت امید

کاش ملنے کے عوض موت ہی آئی ہوتی
دور ہی سے کیئے ابرو کے اشارے ہر دم
کوئی بجلی ہی فلک تونے گرائی ہوتی

گر نہو شمع تو معدوم ہین سب پروانے
پاس سے اُن کے تلوار لگائی ہوتی
یہ اشعار پڑھکے اور زیادہ مضطرب و بیقرار

ہوئی شب ہجر دلدار گذری اور صبح فراق نمودار ہوئی صداے مرغ سحر سے سنان ظلم بھوری ولیکن گرتی تھی آنکھ پر مین ایسا توانائی نے زور کیا تھا کہ فرش خواب سے اٹھنے مین گری پڑتی تھی ہر چند باغ مین مرصع پوش تھی مگر یہ جانتی تھی کہ خارستان مصیبت مین پڑی ہون نغمہ بلبل کو نالہ جانکاہ جانتی تھی طایرون کے چہکنے کو شور گریہ وزاری سمجھتی تھی بارہ دری چار طرف بیت الحزن معلوم ہوئی حواس خمسہ منتشر ہوگئے چھکے چھوٹے ایک دن مین تپ غم ہجر چڑھی منھ اتر گیا آنکھون مین حلقے پڑگئے نقیہ وزار و ناتوان ہوگئی صورت تار سطر رنگین جسم زار کی نظر آنے لگین لیکن صفحہ دل پر اشعار عاشقانہ نقش ہوگئے بار بار یہ اشعار پڑھ پڑھکر روتی تھی اشعار

آتش شوق کو کب دل سے جدا رکھا ہی
ورنہ بیمار غم ہجر مین کیا رکھا ہی
کھائی ہی وعدۂ فردا پہ قسم کیا جھٹ پٹ
تیرے درد کو بھی دل مین چھپا رکھا ہی

اس لگی کو تو کلیجے مین چھپا رکھا ہی
نا امیدان وفا کا جو نہین دل رکھتے ہین
آج اس حرف تسلی نے لٹا رکھا ہی

دیکھ لینے کو ترے دم یہ لگا رکھا ہی
آپ نے خاک مین جسطرح ملا رکھا ہی
اسقدر تو ہی تو پردہ نشین پاس حجاب

الغرض وہ دن بھی یونہین بیقراری و اشکباری و آہ وزاری مین گذرا جلیسین و انیسین جب اندر خلوتگاہ مین آنے کا قصد کرتی ہین ملکہ مرصع پوش مانع ہوتی ہی کہ خبردار اندر قدم نہ رکھنا

کیا ہمارے عتاب کو تم لوگ بھول گئے ابھی شمشاد کو حکم دے کر سولی دلوا دونگی سنبل پر پیچ سے کوڑے کھلواؤنگی پھر پکاری ارے نرگس تو کیسا بیرا دے رہی ہے آنکھ نہین دکھاتی اری سوسن کیون خموش ہے زبان نہین ہلاتی ملکہ مرصع پوش نے بہت کچھ تاکید شدید کی مگر گیتی آرا کہ وہ زیادہ منہ چڑھی بھی وہ ویرانہ گوشۂ خلوتگاہ مین چلی گئی یہ سوچ کر کہ دیکھون تو کہ آج تیسرا روز ہوا ہے ملکہ نہ کسی ضروریات کو باہر نکلی نہ آ کے منہ دھویا نہ چھپکی پڑ گئی نہ کھانا کھایا نہ پانی پیا نہ کسی سے بات کرتی ہے نہ ہنستی ہے یہ آخر ماجرا ہی کیا ہے بلا سے ملکہ آج چاہے مار ڈالے چاہے زندہ رکھے مین تو جا کر حال دریافت کرونگی یہ دل مین سوچ کر اندر داخل ہوئی اور جاتے ہی قدمون پر ملکہ کے سر رکھدیا اور پکاری ای ملکہ ہماری خطا معاف ہو اس وقت لونڈی جان پر کھیل کر آئی ہے شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ہے سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے + پھر ملکہ کی چٹ چٹ بلائین لیکر گیتی آرا نے کہا واری جاؤن صدقے جاؤن آپکا مزاج کیسا ہے تیسرا دن ہوا ہے کہ بارہ دری سے باہر قدم رنجہ نہین فرمایا ہے کیا دل کا حال ہے کچھ بیان کیجیے مجھ سے تو نہ چھپایئے مین تو حضور کی ہمراز قدیم ساتھ کھیلی ہوئی ہون کیا مجھکو حضور محرم راز اپنا نہین جانتی ہین خمار تصور کرتی ہین میرے پاس بھی تو حضور نے ایک ہمرازی کا خزانہ جمع کیا ہے سواے اِسکے اور کوئی خدمت عنایت نہین کی جب گیتی آرا نے ایسی چاپلوسی اور خوشامد کی باتین ملکہ مرصع پوش کے سامنے چپکے چپکے کین ملکہ بھی کچھ سوچ کے چپ ہو رہی غصہ نہ کیا ملکہ نے ہاتھ گردن مین گیتی آرا کے ڈالکر کہا کہ ہو در انجھکو اٹھا کر بٹھا گیتی آرا نے سر کے پیچھے ہاتھ دیکر ملکہ کو اٹھا کر بٹھا ما اور بچشم نم کہنے لگی کہ ہے ہے یہ دو دن مین واری تمہارا کیا حال ہو گیا جیسے خدانخواستہ آپ سے دو برسون کا بیمار ہوتا ہے ای ملکہ عالم آپ ایسی نڈھال ہوگئین آج تو آپ کا نرالا ڈھنگ ہے چہرہ ایسا اُتر گیا رنگ بالکل بے رنگ ہے شعر آنکھ نے آئینہ حیران کی صفت پیدا کی + زلف نے حال پریشان کی صفت پیدا کی + ملکہ نے جب گیتی آرا کو اپنا دوست دلسوز پایا بیان کیا کہ ای گیتی آرا اب سن میرے راز درد دل کو کیا کہون نہ کچھ کہ سکتی ہون اور نہ اب ضبط کر کے چپ رہ سکتی ہون ای گیتی آرا جب سے نور حسن و جمال چہرہ بیمثال اُس باغبان بچے کا دیکھا ہے صبر و قرار دل سے جاتا رہا ہے شیفتہ و فریفتہ ہو گئی مگر ای گیتی آرا شعر لعنت ہے ایسے دل پہ کہان جا کے ہے پھنسا + جو دیکھ کو مطیع ہوا کس ذلیل کا + گیتی آرا نے کہا بلاؤن قطعہ دل کے آنے مین اختیار ہے کیا + یہ شریف و رذیل کیسا جانے + اپنے مطلب سے کام ہے اسکو + آبرو کی دلیل کیا جانے + مین صدقے جاؤن اگر دل اُس باغبان بچے پر آگیا ہے تو اسکو بلایئے پاس بٹھایئے دل بہلایئے آغوش تمنا مین لیجیے پیار کیجیے سواے میرے کوئی اس راز سے آگاہ نہ ہوگا ملکہ نے کہا ای گیتی آرا وہی مین ہون کہ مرد کی صورت سے ہزارون کوس بھاگتی تھی نفرت کی تھی اب مین خود عاشق زار ہو گئی اور ایسی قوم رذیل پر مر جاؤنگی اس شبلی کو ہرگز گوارا نہ کرونگی گیتی آرا نے کہا واری ایک بات تو ہے امین وہ گل حدیقہ حسن و جمال سرو سہی بے مثال اگرچہ باغبان زادہ ہے مگر چہرے سے اُسکے داب شاہان اور سطوت خسروانہ معلوم ہوتی ہے اگر نہین معلوم امین کیا بھید ہے کس فلک بیمثال کا خورشید ہے اور یہ بھی سہی تو اُسکے چہرے پر تو نہین باغبان زادہ تحریر ہے یہ آپ کی بیجا تقریر ہے اُسکو بلا لیجیے چین کیجیے مزے اڑایئے ملکہ نے کہا ای گیتی آرا یہ بہت مشکل ہے سخت دشوار ہے بس معلوم ہو گیا کہ منزل عدم درپیش ہے ناحق پس و پیش ہے پیمانۂ عمر لبریز ہو گیا بادۂ وصال محبوب نصیب

مین نہین تم کیا کرو اور مین کیا کرون بخت بدکردار نے برائی کی غضب ہے

دل کو تھام کے سینے مین کیا کیا اٹھایئے
کس کس کا داغ ای ستم آرا اٹھایئے

ہم بھی جگر کو تھام لین دل کو سنبھال لین
تم تھم سکے رخ سے زلف چلیپا اٹھایئے

دل چاہتا ہے پھر کوئی جھگڑا اٹھایئے
یون خاک مین بلایئے اس چشم شوق کو

ای ناتوانی دل بیمار الامان
طاقت نہین کہ دل سے تمنا اٹھایئے

رنج و قلق کہ صدمہ و ایذا اٹھایئے
دل کا اٹھایئے کہ جگر کا اٹھایئے

دام بلاے زلف سے باندھا ہے سلسلہ
پلکون سے اُسکا نقش کف پا اٹھایئے

ہر چند کوہ سے بھی گران تر ہے بار عشق

ہمت یہ کہ رہی ہی کہ تنہا اُٹھائیے ÷ اے گیتی آرا عجب مخمصہ مین جان ہی شوق دل زار ، الفت دلدار تو یہ کہتی ہی کہ اُس
گل شگفتہ سروقد کی ہم آغوشی کر شعر منھ پر منھ تو سینے پہ سینہ ہو یار کے ÷ جی چاہتا ہی بوسے بھی لین گلعذار کے ÷ اور
غیرت کا یہی رہ رہ کر تقاضا ہی کہ اے ملکہ مرصع پوش کیا تو نے اس باغبان بچے سے دل لگایا ہی تف ہی تیری اوقات پر کہان
ذلیل و خوار ہونے کو گئی ہی کس اندھے کنوئین مین گری ہی اے گیتی آرا مین اسی پیچ و غم و فکر و تردد مین دور دور سے ہون کچھ
سمجھ مین نہین آتا کچھ بن نہین پڑتا شعر غم صیاد و فکر باغبان ہی ÷ دو غلے مین ہمارا آشیان ہی ÷ مگر غالب یہی رائے ہوئی ہی کہ ہرگز
ہرگز باغبان بچے سے صحبت نہو اپنی جان دیدے آج اس گلشن فانی سے طرف باغ جاودانی کے مثل بلبل پرواز کر گیتی آرا نے کہا کہ
تا داری ایسا ارادہ نہ کرنا یا تو اُسکو بلاؤ گلے سے لگاؤ پیار کرو صحبت عیش ہو یا دل سے عشق کو بھلا دو مطلق خیال اُسکے چہرہ
زیبا کا اُٹھا دو اٹھو چلو پھرو گلگشت چمن کرو کھاؤ پیو دل بہلاؤ عشق کا نام زبان پر نہ لاؤ ملکہ نے کہا اے گیتی آرا دل نہین مانتا
معلوم ہوتا ہی کہ اب اجل بہت قریب ہی مصرعہ نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی ÷ اے گیتی آرا جلد ہی امان جان کو بلاؤ
اور کہدو کہ اب وقت اخیر ہی ایک نظر اگر دیکھنا ہو دیکھ لین اور سب جلیسین انیسین کہان ہین بلاؤ سرخ جوڑا شہانہ منگاؤ کہ ہم
آج دلھن بنینگے آپ ہی آپ تنہائی مین حسرت دل نکال لینگے یہ سُنکے گیتی آرا اُٹھی تمام جلیسون انیسون کو بلایا خواصان
خاص کو طلب کیا گویا دربار جمع ہو گیا ایک کنیز سے ملکہ کی مان کو بلوایا اُدھر کشتی مین لگا کر سرخ جوڑا عروسی کا داروغہ
توشہ خانہ لائی ملکہ مرصع پوش اُٹھی اُسی مقام پر سلفچی آفتابہ حاضر ہوا ہاتھ منھ دھو کے عوض مین تیل کے عطر
سہاگ کا بالون مین لگایا جسم مین ملا پوشاک کو بسایا کنگھی چوٹی ہوئی پٹیان نکالی گئین مانگ بھری افشان چنی
کاجل لگایا دھڑی جمائی شعر چنی افشان جو پیشانی پہ گویا چاندنی چھٹکی ÷ ملی مسی جو ہونٹون پر تو پھولا تختہ سوسن کا ÷
زیور جواہر نگار جسم پر آراستہ کیا جوڑا سرخ عروسی کا پہنا گھونگھٹ نکال کر بیٹھی کہ ملکہ مرصع پوش کی مان آئین یہ
سامان دیکھکر دنگ ہو گئین مگر بیٹی کی دونون ہاتھون سے بلائین لین ملکہ مرصع پوش نے کہا امان جان آپ ہمکو جی بھر
کے دیکھ لیجیے پھر رخصت کیجیے کہ وقت انتقال میرا قریب ہی موت آپہونچی ہی مان ملکہ کی رونے لگی بیٹی کو سینے سے
لگایا ملکہ بھی زار زار مثل ابر کوہسار گریان ہوئی ملکہ کے رونے پر تمام جلیسین انیسین خواصین کنیزین ملازم غیر ملازم
عزیز اقربا یگانہ و بیگانہ یہ سب جمع ہو گئے تھے برابر سب کا شور نالہ و زاری آہ و بیقراری بلند ہوا اُسوقت وہ باغ
ماتمسرا ہو گیا بعد اُسکے مان نے ملکہ کی پوچھا کہ مجھکو اس سامان بیت الحزن اور نالہ و زاری کا سبب نہین معلوم ہوتا لوگو
کوئی کچھ حال تو کہو کہ کیا ماجرا ہی ملکہ مرصع پوش تو شرم سے سر جھکا کر گھونگھٹ مین خاموش ہو رہی گیتی آرا نے بیان
کیا اور ساری کیفیت سے والدۂ ملکہ کو آگاہ کیا اور کہا کہ اس سبب سے ملکہ آج جان دینے پر آمادہ ہین یہ سُنکے مان نے
اپنی بیٹی کو پھر گلے سے لگایا منھ چوما اور کہا بیٹیا تم شوق سے اپنے محبوب جانی اور یار جاودانی کو بلاؤ صحبت ہو مزے اُڑاؤ مین
تمھارے باپ کو سمجھا دونگی تم کیون اپنی جان کھوتی ہو منھ اشک گرم سے دھوتی ہو دنیا کے یہی کارخانے مین رنگ چمن ہمیشہ
نرالے ہین کس کس طرح مان نے اُسکو سمجھایا جلیسون انیسون نے بھی بہلایا ملکہ نے مطلق کسی کا کہنا نہ مانا اور مان سے کہا
اے امان جان آپ تشریف لیجائیے منظور فقط ایک نظر آپ کو دیکھنا اور دکھانا تھا اب جیسی بن پڑیگی وہ کر گذرینگے یا جان
دینگے یا جیتے رہینگے الغرض مان تو ملکہ مرصع پوش کی روپیٹ کے چلی گئی ملکہ نے گیتی آرا سے کہا کہ جاؤ اُس گل نونہال
حسن و جمال کو لاؤ مرتے وقت اُسکو ایک نظر اور دیکھ لین جان دیتے وقت اُسکو بھی اپنی شکل دکھا دین یہ سُنکے گیتی آرا
شہزادہ بدیع الزمان کے پاس آئی اور کہا اے صاحب چلیے ملکہ نے بلایا ہی ذرا دیکھیے کہ آپ کی محبت مین کیسا حال
بنایا ہی بدیع الزمان جب ہوے سناٹے مین آئے ہوئے ہمراہ گیتی آرا کے آئے سامنا ملکہ کا ہوا دیکھا ملکہ مرصع پوش

دلھن بنی ہوئی بیٹھی ہے اور شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے اشک حسرت آنکھون سے جاری شہزادہ بدیع الزمان
نامدار دلدادہ و فریفتہ تو پہلے ہی سے تھے جب اُس عروس حسن و جمال کا یہ رنگ و ناز و ادا دیکھا اور زیادہ عشق کے
دریاے طغیانی کے گھونگھٹ مین یون چہرۂ نورانی اُس خورشید لقا کا تھا کہ جیسے ماہ شب چاردہ ہالے مین ہوتا ہے
نور چھن چھن کے جلوہ گری کر رہا ہے شہزادہ بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران آکر سامنے ملکہ مرصع پوش کے بیٹھے ملکہ
نے کہا اے عزیز مصر حسن و خوبی و اے ماہ کنعان و یوسف محبوبی دیکھ تیرے عشق مین یہ حال میرا ہوا ہے اے یار جانی مین تجھپر
عاشق تو ہوئی مگر غیرت نے گوارا نکیا کہ تجھ باغبان بچے سے ہمصحبت ہوتی اور وصل تیرا اختیار کرتی اسوقت جو تجھکو بلایا فقط
یہ سبب اور منشا دل کا تھا کہ آخری وقت تجھکو اور ایک نظر دیکھ لون اور تجھکو بھی اپنی حالت بیتابی دکھاؤن کہ پر ارمان ناکتخدا
دنیاے فانی سے عشق محبوب خوش اسلوب مین جاتی ہون بس اب تجھے اختیار ہے چاہے یہان بیٹھا رہ جی چاہے چلا جا
مین اپنے تئین اس شمشیر آبدار سے ہلاک کرتی ہون اور تجھپر جان و دل فریفتہ و شیفتہ نثار کر کے مرتی ہون اشعار

روز مرگ آرزو ہی تا بکی غم کیجیے
عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجیے
باغبان عیش سے اپنی بھی ہی لیتجا
جب کلیجا اپنا ہو سا مثل رستم کیجیے

تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے
حالت غم کو نہ بھولا چاہیے شادی مین بھی
اب خزان جلدی بہار نخل ماتم کیجیے
مرگیا اُس گلبدن کے غم سے مین [illegible]

رفتگان کا بھی خیال اے اہل عالم کیجیے
خندۂ گل دیکھکر یاد اشک شبنم کیجیے
معرکے مین عشق کے رکھنا قدم تب جانیے
واسطے میرے کفن کے قطع شبنم کیجیے

ملکہ ہماے مرصع پوش بصد جوش و خروش یہ اشعار عشق آثار پڑھکر شمشیر آبدار اُٹھا کر چاہتی ہے کہ اپنے گلے پر پھیرے کہ
شہزادہ بدیع الزمان نے بصد عز و شان جھپٹ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے ملکۂ عالم ایک دو باتین مجھسے اور کر لو پھر تمکو
اختیار ہے یہ جان نثار بھی مرنے پر تیار ہے تم باغبان بچے کسے سمجھی ہوئی ہو ہرگز ہرگز بخداے لایزال مین باغبان بچہ نہین ہون
مین گل گلشن سردار مومنان و مسلمانان ہون مین نونہال تازہ باغ دین اسلام بصد احترام ہون مین قرۃ العین و جگر گوشہ
امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہون نام میرا شہزادہ بدیع الزمان عالیشان ہے
مین نے بادشاہ گنجاب بن گنجو زنگ حرمان و یونس کو ملک سنجان سے بھگایا آپ حال مین ایک معرکہ
عظیم اور درپیش ہوا تھا کہ قریب ملک سمائل کے بڑی جدال و قتال ہوئی تھی لشکر اسلام سے کارزار ہوئی وہان
مجھسے اور گنجاب سے پھر مقابلہ ہو گیا گنجاب نے مجھے زخمی کیا مگر بفضل ایزدی مین نے زخمدار ہو کر گنجاب ملعون
کو مارا لیکن زخم کاری جو لگا تھا خون بہت جاری ہوا اُسکے باعث غش طاری ہوا بیہوشی کے عالم مین مین نے گردن
مرکب مین ہاتھ حمائل کر دیے گھوڑا مجھکو اُس معرکۂ کارزار سے لیکر طرف صحرا کے نکل آیا تمہارے باغ کی دیوار کے نیچے
مرکب نے پھریری لی مین اُسی عالم بیہوشی مین گر پڑا چونکہ زخمی بہت تھا صدمۂ زخمداری سے ہوش نہ آیا جناح داروغہ
باغبانان تمہارے باغ سے نکلا اُسنے دیکھا میری حالت زار پر اُسکو رحم آیا وہ اُٹھا لایا چارہ گری زخم کی مجھکو علاج
کر کے اچھا کیا یہ اُسکا البتہ نہایت مجھپر احسان ہے فقط تمہارے خوف سے اُسنے مجھکو اپنا بیٹا قرار دیا ورنہ مین اُسکا
بیٹا نہین ہون کیون اپنے تئین ہلاک کرتی ہو اور مجھپر ناحق اپنا خون کا ذمہ دھرتی ہو یہ سند نقاب عارض دلدادہ کو [illegible]

باغ مراد عشق کی دیوار توڑ دے
رو مجھے اگر سنائیے ہاتھون کو جوڑ کر

بس سر اُٹھا کے مصحف رخ یار دیکھیے
کہتا ہے دل نہ خاطر دلدار توڑیے

بت کو سلام کیجیے زنار توڑ دے

یہ اشعار پڑھکر شہزادہ نامدار بدیع الزمان
عالی وقار نے نقاب اُلٹ دی اور کہا اے ملکہ اب دل سے خیال بیجا دور کر دو دل کو سرد کرو اشعار نہ رخ پہ لائیے
گھونگھٹ نقاب کے ہلاے دو روہ مذاق کی باتین حجاب سے بدلے یہ نہین ہے دیکھنے کی تاب صورت خورشید یہ شعاع حسن ہے مجھپر

نقاب گے بدلے + ملکہ ہماے مرصع پوش نے جو چہرۂ نورانی شہزادۂ بدیع الزمان پر غور سے نظر کی اور کیفیت
تمام وکمال سنی اسقدر خوش ہوئی کہ جامے سے باہر ہوگئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاے مثل گل کھلکھلا کر ہنسی
غنچۂ دل شگفتہ ہوا صورت سوسن زبان کھولی کہا اے شہریار مجھکو یہی یقین تھا کہ تم اس باغبان کے بیٹے ہو گے مگر افسوس
یہ تھا کسی طرح ثبوت نہوا میری قسمت مین اتنی تکلیف اور رنج و غم تھا ہوا الغرض گیتی آرا نے سبکا اشارا کیا ایک ایک
جلیس انیس خواص کنیز ہر ایک حیلے بہانے سے ہٹ گئی تخلیہ ہوا دونون ہمصحبت ہوئے عاشق و معشوق ملے
گرد و کدورت آب وصل سے دھو گئی غنچہ سربستہ ہواے بہار سے کھل گیا سرو قامت نہال تازہ نظر آیا بادۂ وصال کا
جام پی کر سیراب ہوئے نشۂ محبت سے چور آنکھین مخمور دل کو سرور ہوا غم مفارقت دونون طرف سے دور ہوا مگر جب
والدۂ ملکہ مرصع پوش نے سنا کہ وہ نوجوان کہ جسپر ملکہ عاشق ہوئی تھی وہ باغبان بچہ نہین ہے نور عین حمزہ صاحبقران
ہی اور اب ملکہ اُس سے ہمصحبت ہے جام شراب دور مین ہے نشۂ عشق سے مست ہے یہ سُنکر نہایت خوش ہوئی جانمین
جان آئی لوگون نے کہا کہ بہتر ہوا جان تو ملکہ کی بچ گئی مبارک ہو اُسنے خود جوڑا اپنا تلاش کر لیا اور ایسا جوڑا کہ حسب
ونسب مین اعلی اور اعلی لیکن جمشید شاہ کو خبرداروں نے آکر خبر دی کہ ملکہ مرصع پوش ایک خدا پرست پر عاشق
ہوئی اور باغ مین اپنے اُس خدا پرست سے ہمصحبت ہے جمشید شاہ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا جہنم کا کندہ تو تھا آتش
سے دل سینہ مین مثل سپند کے جلنے لگا پکارا کہ یا تو اس اجل رسیدہ کو مرد کی صورت سے نفرت تھی مین نے زبردستی
یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے منظور نظر کرائی تھی یا اب ایسی آوارہ ہو گئی کہ ایک خدا پرست سے ہمبستری اختیار
کی اور اُسکے ساتھ اپنے باغ مین میرے ظاہر کرنے کو گرم اختلاط ہے ابھی جاکر دونون کو قتل کرتا ہون یہ کہکر تلوار ٹیک کر
اُٹھ کھڑا ہوا اور کچھ فوج ساتھ لیکر باغ مین آیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف سے گھیر لو اور آپ یکہ و تنہا داخل باغ جمشید یہ ہوا
جسوقت بارہ دری مین آیا دیکھا کہ ملکہ مرصع پوش اور بدیع الزمان پسر حمزہ صاحبقران ایک مسند پر بیٹھے ہین
ہم آغوشی کا موقع ہے بوس و کنار ہو رہا ہے گردنون مین ہاتھ حائل ہین منھ پر منھ لب بلب سینہ بسینہ جمشید شاہ
نے یہ دیکھکر للکارا کہ او گیسو بریدہ یہ کیا تو نے غضب کیا پردۂ عصمت خدا پرست سے چاک کرایا کہان جاتی ہے دیکھ تو
کیسی سزاے معقول دیتا ہون اور اس خدا پرست کو تو ابھی قتل کرتا ہون پھر تلوار کھینچ کر جھپٹا للکار کر پھر پکارا کہ بابا
او خدا پرست و برباد کن ناموس شہریاران دیکھ تو تیرا حال کیا کرتا ہون بغیر مارے کب چھوڑتا ہون اور اس گیسو بریدہ
ننگ خاندان کو بھی تیرے ساتھ ہی قتل کرونگا مگر شہزادہ بدیع الزمان نامدار مطلق کچھ خبر نہوئے تیور میلے ہوئے
جسطرح بیٹھے تھے اُسی طرح بیٹھے رہے جب جمشید شاہ نے برابر آکے تلوار ماری شہزادۂ بدیع الزمان نے ملکہ
مرصع پوش کو تو پشت کے پیچھے کر دیا اور دونون گھٹنون کے بل اُٹھ کر ایک پھبکی دی کہ تلوار اُسکی بٹ پڑی ہاتھ
قبضے پر ڈالدیا اور مروڑ کر پنجہ اُسکا تلوار چھین لی اور کمر زیر خنجر مین ہاتھ ڈال کر جمشید کو اُٹھا لیا اور زمین چکر دیکے
زمین پر مارا اور جست کر کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ او نابکار دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی مارے
ڈالتا ہون جمشید شاہ نے کہا کہ مین نے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی دین اسلام قبول کیا بدیع الزمان
نے اُسکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیا جمشید شاہ مسلمان ہوا شہزادۂ بدیع الزمان اُسکے سینہ پر سے اُٹھ کھڑے ہوئے
جمشید شاہ نے قدوم میمنت لزوم بدیع الزمان لیے اور کہا کہ اب مین مطیع و فرمانبردار اور غلام حلقہ بگوش
ہوا امیدوار ہون کہ اب آپ اپنے حسب و نسب سے غلام کو آگاہ کیجیے شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ
فرزند جگر بند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نام میرا شاہزادہ بدیع الزمان ہے ناموری سرفتنہ ملک باختر بھی کو

سب کہتے ہین جمشید شاہ نے دست بستہ عرض کیا اب آپ اندر شہر کے تشریف لیچلیے شہر کو اسلام آباد کیجیے
شہزادہ ذیجاہ ہمراہ بادشاہ کے شہر جمشیدیہ مین داخل ہوئے دولت دین اسلام سب کو مرحمت کی تبخانے
تڑوا ڈالے مسجدون کی بنیادین جابجا ڈلوادین سکہ نام پر بادشاہ دین اسلام سعد بن قباد نیکنام کے جاری
کیا جھنڈا دین اسلام کا کھڑا کیا جب جمشید شاہ مع اپنے سرداران نامور کے خلعت دین اسلام سے سرفراز
ہوچکا عقد ملکہ ہماے مرصع پوش کا ساتھ شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے کردیا اسی باغ مین شہزادہ
بدیع الزمان اور ملکہ ہماے مرصع پوش دونون رہنے لگے ہر روز جلسہ صحبت عیش شراب و کباب و راگ
رنگ ہو مزے اڑتے ہین فلک رشک کرتا ہو در پئے ظلم و جور ہو آزار کا پہلو ڈھونڈھ رہا ہو ایک روز شب کو شہزادہ
بدیع الزمان اسی باغ مین ملکہ ہماے مرصع پوش سے ہمبستر تھے کہ عقب دیوار باغ سے آواز رونے کی آئی چین
ہوگئے اٹھ کھڑے ہوے روشنی ہمراہ لیکر اُس آواز کی طرف چلے جب باہر دروازۂ باغ کے آئے دیکھا کہ ایک شخص نہایت
زار و نا توان ضعیف و نحیف بیٹھا ہو اور بار بار آہ سرد کھینچتا اشک گرم بہاتا ہو اور شکایت فلک کجرفتار کی کرتا ہو شہزادہ
بدیع الزمان نے اُسکے پاس آکر کہا ای شخص تو کون ہو اور کیا مصیبت تجھپر فلک کجمدار نے ڈالی ہو اُسنے کہا تجھسے
کیا بیان کرون تو جا اپنا کام کر اگر کوئی میری دادرسی کرنے والا ہو تو اُس سے اپنا درد دل بیان کرون شہزادہ
بدیع الزمان نے فرمایا کہ تو اپنا حال تو اظہار کر جو مشکل ہوگی مدد پروردگار سے ابھی آسان ہوجائیگی اسنے
کہا کہ تم نام و نشان اپنا اظہار کرو تو پھر حقیقت حال گذارش کرون شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ مین فرزند ارجمند
امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہون اور نام شہزادہ بدیع الزمان نامدار ہو اُسنے کہا
کہ نام میرا سعد ہو مین وزیر جمشید شاہ کا بیٹا ہون اور جمشید کی چھوٹی بیٹی پر والہ و شیدا ہون اور وصل اُسکا
جمشید شاہ نے ایک شرط پر موقوف رکھا ہو اور وہ شرط یہ ہو کہ ایک سیاہ پوش دامنہ کوہ مین مقیم ہو
جو اُسے جاکر زیر کرے مین اُسکے ساتھ اسکی شادی کردونگا ای شہریار مین اُس سے مقابلہ کرنے گیا تھا اُسنے مجھکو
گرفتار کرلیا تھا مگر اس عہد پر مجھکو رہا کیا کہ خبردار آیندہ پھر یہان پر آنے کا قصد نہ کرنا مین وہان سے اپنی جان
لیکر روانہ ہوا مگر ولولۂ محبت نے ایسا دیوانہ کر رکھا ہو کہ مجکو اپنی جان کا کچھ پاس نہین اُسی بیقراری کے عالم
مین بار دگر ورزش اور کثرت ڈنڈ مگدر کی ایسی بہم پہونچائی اور طاقت بڑھائی کہ پھر حوصلہ اُسکے مقابلہ کا ہوا اور
جوش عشق مین اُس سے مقابلے کو گیا اُسنے پھر مجھے زیر کیا اور پیشانی پر میری داغ دے کر چھوڑ دیا اور کہدیا کہ
اگر ابکی پھر تو آئیگا تو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا ای شہریار بسبب خوف جان اب مین اُسکے مقابلے کو نہین جاسکتا
مگر اشتیاق اور آرزوے وصل محبوب خوش اسلوب مجھے بے تیغ ذبح کیے ڈالتا ہو شہزادہ بدیع الزمان نے
کہا ای سعد اگر تو اس نحوست کفر کو چھوڑکر دین اسلام بصدق دل قبول کرے اور لقا پر لعنت کرے اور مسلمان
ہوجاے تو مین تیرے ساتھ چلکر اُس سیاہ پوش کو زیر کرون اور شادی تیری ملکہ کے ساتھ کردون سعد نے کہا
مجھکو بدل قبول اور منظور ہو اگر حکم ہو تو آپ کو سجدہ کرون شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ معاذ اللہ یہ تو کیا کہتا ہو
توبہ کر سجدہ پروردگار عالم و عالمیان کو شایان اور زیبا ہو بس یہ کافی ہو کہ تو کلمہ پڑھ اور خدا کو وحدہ لاشریک جان اور لقا
بے بقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کر دین اسلام مین آکر مسلمان ہو وہ بہر طور رضامند ہوا شہزادہ بدیع الزمان نے
فرمایا خیر اسوقت تو تو جا صبح کو آنا اور اسی دروازۂ باغ پر ٹھہرا رہنا مین تیرے ساتھ چلونگا اور دامنہ کوہ مین قدرت
پروردگار کا تماشا دکھا دونگا اور انشاء اللہ تعالے اُس سیاہ پوش کو زیر کرونگا یہ کہکر شہزادہ بدیع الزمان

باغ مین تشریف لائے اور سعد چلا گیا ملکہ ہماے مرصع پوش سے کیفیت سعد وزیرزادے کی بیان کی ملکہ
نے کہا کہ صاحب اُسے مدت سے یہی سودا ہی اور وہ جو سیاہ پوش دامنہ کوہ مین رہتا ہی اُس سے کوئی نہ عہدہ برا
ہوا ہی اور نہو گا مقابلہ کیا راستہ تک اُدھر کا بند ہو گیا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ ای ملکہ خدا نے چاہا تو
کل اُس سیاہ پوش کو جا کر زیر کرونگا ملکہ ہماے مرصع پوش نے بہت سمجھایا اور نہایت مصر ہوئی کہ ای
شہریار اُس کمبخت کے مقابلے کو ہرگز نہ جانا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای ملکہ یہ کہنا تمھارا ہرگز نہ مانونگا
انشاء اللہ ضرور کل جا کے اُسکو زیر کرونگا الغرض وہ رات گذری صبح نمودار ہوئی شہزادۂ بدیع الزمان نے
چلنے کا سامان کیا ملکہ ہماے مرصع پوش نے منع کیا مگر شہزادے نے نہ مانا مجبور ہو کر ملکہ نے باپ کو اپنے بلوایا۔
جمشید شاہ نے بہت بہت منع کیا مگر شاہزادۂ نامدار نے جمشید شاہ کا بھی کہنا نہ مانا قصہ مختصر شہزادۂ بدیع الزمان
عالیشان ہمراہ سعد کے روانہ ہوے یہان ملکہ مرصع پوش دلکو پکڑ کر جوش محبت مین رہ گئی مگر دیوانہ وار مضطر و بیقرار
کبھی بارہ دری سے باہر آتی ہی اور کبھی فرش خواب پر جا کر لیٹ رہتی ہی کبھی انیسون جلیسون سے کہتی ہی صاحبو دعا
کرو کہ شہزادۂ بدیع الزمان بفتح و فیروزی خیر سے پھر کر جلد آئے خدا وہ جمال بے مثال شہریار دکھائے ملکہ کا تو یہ حال تھا
کہ بہ ہاے پریشان مضطر و نالان دعاے خیریت برزبان ہی اُدھر شہزادۂ بدیع الزمان جب درۂ کوہ مین پہونچا
سم مرکب کی آواز بلند ہوئی بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت قوی ہیکل قوی بازو صاحب تن و توش
سیاہ پوش کرگدن پر سوار ایک تابوت اُسکے ساتھ سامنے سے ظاہر ہوا اور شہزادۂ بدیع الزمان کو دیکھکے للکارا
کہ او اجل رسیدہ اس طرف تو کہان آتا ہی پھر جا اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہی شاہزادہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا
نعرہ بدیع الزمان منم قہر سہراب و رستم وقار ٭ بدیع الزمان صفدر نامدار ٭ باتین اور ہر دو تو نے ادھر کی
راہ مسدود کی آمد و شد خلائق بند ہی مین تجھکو سزا دینے آیا ہون وہ سیاہ پوش بصد جوش و خروش قہقہہ مار کر
ہنسا اور کہا تو مجھکو سزا دینے آیا ہی خیر معلوم ہو گا کہنے کو تو یہ کلمہ لاف و گذاف اُسنے منھ سے نکالا مگر شان و شوکت
و رعب و جلالت سطوت و صولت شاہزادۂ بدیع الزمان کی دیکھکر نہایت حیران اور متردد ہوا پہلے تو بہت سا
بدیع الزمان کو سمجھایا کہا کہ تو یہان سے چلا جا تو کیون کسی کیواسطے زحمت اُٹھاتا ہی اپنی جان کو گنواتا ہی۔
بعد اُسکے نیزہ اُٹھا کر بدیع الزمان پر وار کیا۔ بدیع الزمان نے طعن نیزے کی روکر کے نیزہ اُسکا چھین لیا اُسنے
تلوار کھینچ کر وار کیا شہزادۂ بدیع الزمان نے بہ فنون سپاہ گری تلوار بھی اُسکی چھین لی وہ گینڈے پر سے
کود پڑا شاہزادۂ بدیع الزمان بھی مرکب بادرفتار سے اُترے اسلحہ اُتار کر زین مرکب پر رکھدیے کشتی ہونے لگی
کوئی زور کوئی پیچ اُسنے باقی نہ اُٹھا رکھا بفضلہ تعالی تیسرے دن شہزادۂ بدیع الزمان نے زور اُسکا توڑ کر لنگر کھا کر
جو مارا پیوند زمین اور نقش زمین ہو گیا شہزادۂ بدیع الزمان چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھے اور پکارے کہ دین اسلام
قبول کر تو ان پر لعنت کر نہین مارے ڈالتا ہون اُسنے کہا کہ آپ اپنے نام اور حسب نسب سے اچھی طرح آگاہ کیجیے
شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا کہ نام تو مین نے اپنا پہلے ہی تجھپر ظاہر کر دیا تھا اب پھر تجھکو بخوبی آگاہ کیے دیتا ہون
مین نور عین و راحت جان فرزند نوجوان امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کا ہون اور نام میرا
میرا شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان ہی اُسنے کہا ای شہریار مین تین برس سے مسلمان ہون اور دین اسلام قبول
کر چکا ہون الحمد اللہ کہ اب مراد میری برآئی مین تو اسکا منتظر تھا قدوم میمنت لزوم کا مشتاق تھا اور نام میرا
قارن کرگدن سوار ہی باپ میرا ملک شمائل کا بادشاہ تھا نام اُسکا شمائل شاہ تھا لقاے

جو روسیاہ ہی جب وہ ظلمات سے یہان آیا دیو پری بہت سے اُسکے ساتھ تھے اُسنے زبردستی ملک ہمارا میرے
باپ سے چھین کر عمل اپنا کرلیا اور باپ کو میرے قتل کیا اُس زمانے مین مین میرا دو برس کا تھا مان میری مجھکو لیکر
وہان سے بھاگی اس دامنۂ کوہ مین آکر پناہ لی اور سکونت اختیار کی جب مین سن تمیز کو پہونچا تو اُسنے مجھسے ساری
کیفیت بیان کی مین نے زور و طاقت و قوت بہم پہونچائی جو ادھر سے آتا تھا مین اپنا زور اُسپر آزماتا تھا جس شخص کو
مین نے دو تین روز کی کشتی مین زیر کیا اُسکو اپنا رفیق بنایا اور جسے کچھ بھی نہ پایا اُسکو چھوڑ دیا اور اُس سے کہدیا کہ
جلد جا یہان سے پھر ادھر آنے کا قصد نہ کرنا چنانچہ اسی طرح منتخب کرکے مین نے چالیس ہزار رفیق جرار نامدار جمع کیے تھے
اب میرا ارادہ ہوا تھا کہ لقاے بے لقا پر لشکر کشی کرون کہ شب کو مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی صورت
فرماتے ہین ای قارن ابھی لقا پر لشکر کشی نہ کر یہان فرزند رشید امیر بادتوقیر حمزۂ صاحبقران شہزادہ بدیع الزمان
آنے والا ہی اور وہی تجھے زیر کریگا تو اُسکے ساتھ لقاے بے لقا پر لشکر کشی کرنا بس مین آپ کا نہایت منتظر تھا الحمد
کہ قدمبوسی آپ کی حاصل ہوئی شہزادۂ بدیع الزمان نے پوچھا کہ یہ تابوت تیرے ساتھ کیسا ہی اُسنے کہا کہ یہ تابوت
میری مان کا ہی غرضکہ بدیع الزمان اُسکے سینے پر سے اُٹھ کھڑے ہوے اور قارن کو گلے سے لگایا قارن نے
دعوت وضیافت شہزادہ بدیع الزمان نامدار کی بڑی دھوم سے کی دوسرے روز شہزادہ بدیع الزمان کو
ساتھ لیکر شہر جمشیدیہ مین آیا جمشید شاہ نے جو دیکھا کہ قارن غلام حلقہ بگوش ہوگیا ہی نہایت حیران ہوا اور کہا کہ
حقیقت مین اولاد حمزۂ صاحبقران زمان بڑی زبردست ہی کیسے کیسے جرارون اور بہادرون اور دیوزادون اور
پریزادون کو زیر کیا ہی شہزادۂ بدیع الزمان نے جمشید شاہ سے فرمایا کہ ای بادشاہ جو خرخشا تیری تھی وہ پوری ہوئی -
قارن کو زیر کرکے مین گرفتار کر لایا ہون اب تجھکو لازم ہی کہ شادی اپنی بیٹی کی سعد کے ساتھ کردے اُس بادشاہ
جمشید شاہ نے بموجب حکم شہزادۂ بدیع الزمان اُسیوقت عقد ملکہ گل چہرہ دختر نیک اختر مجردا اپنی کا سعد کے ساتھ
کردیا اب یہ کیفیت ہی کہ شہزادۂ بدیع الزمان دن بھر تو بارگاہ مین جمشید شاہ کی رہتے ہین اور رات کو باغ
مین ملکہ ہماے مرصع پوش کے پاس جلوہ افروز ہوتے ہین اور ہرکارے سرداران لشکر اسلام کیواسطے چہار طرف
روانہ کیے کہ خبر سرداران لشکر اسلام کی دین ایک دن شہزادۂ بدیع الزمان بارگاہ جمشید شاہ مین جلوہ افروز
تھا کہ ہرکارون نے آکر جمشید شاہ کو خبر دی کہ ایلچی ہوشنگ شاہ نیل دندان اور کاؤس شاہ نیل دندان
کا آیا ہی یہ خبر سنتے ہی جمشید شاہ کی رنگت زرد ہوگئی مگر کہا کہ بلاؤ ایلچی کو جب ایلچی اندر بارگاہ کے گیا سلام کیا
جمشید شاہ نے ذکل پر بٹھایا ایلچی نے نامہ جمشید شاہ کو دیا جمشید شاہ نے دبیر سے کہا کہ نامہ پڑھو
دبیر سرکار نامہ پڑھنے لگا لکھا تھا ای جمشید شاہ ہمنے سنا ہی کہ تمھاری دختر نیک اختر ملکہ ہماے مرصع پوش
کے حسن کا بہت شہرہ ہی اور وہ نہایت حسین مہ جبین شکیل و جمیل ہی ہم بہت اُسکے مشتاق ہین اب تمکو مناسب
ہی کہ فوراً پڑھتے ہی نامۂ مسرت شمامہ کے اُس حوروش کو محافہ مین سوار کرکے ہمراہ ایلچی با بدولت کے کردو
اور اگر اسکے خلاف کروگے تو سزا پاؤگے وہین آکر تمام شہر کو قتل کرکے بیخ و بنیاد قلعہ کی کھدوا کر پھینک دونگا
اخیر کو پھر بہت پچھتاؤگے ایسا نہ کرنا نقول ہے چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + تاکید مزید جانو شہزادہ
بدیع الزمان نے جو یہ مضمون نامۂ وحشت شمامہ سنا نہایت غضبناک ہوا اور دبیر کے ہاتھ سے نامہ لیکر چاک
کرکے پھینکا، یا ایلچی نے جو دیکھا کہ شکل سردار کے ایک شخص ہی اُسنے نامہ چاک کرکے پھینک دیا اور بادشاہ نے
کچھ جواب بھی نہ دیا بس غصہ ہوکر تلوار کھینچکر بدیع الزمان کو بڑھکے ایک ہاتھ مارا شہزادہ بدیع الزمان نے

قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار اُسکی چھین لی اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ گردن ایلچی کی پشت کی جانب پھر گئی
اور زمین پر گر کے مانند لوٹن کبوتر کے لوٹنے لگا اور بیہوش ہوگیا بعد ایک لمحہ کے جو آنکھ کھولی شہزادہ بدیع الزمان
کو سامنے بیٹھے دیکھا پھر آنکھ بند کرلی بدیع الزمان نے پکارا او مردک میں نے تجھکو ایلچی سمجھ کے زندہ چھوڑ دیا
دور ہوجا میرے سامنے سے وہ اس کلمہ کو بہت غنیمت سمجھا مڑ کے بھی ادھر نہ دیکھا جلدی سے اُٹھ کے سیدھا
ایوان شاہی سے نکل کر باہر آیا اور اپنے شہر کی طرف بھاگا جب کاؤس و ہوشنگ کے سامنے آیا وہ نامہ چاک
اُنکے آگے پھینک دیا اور تمام کیفیت وہاں کی ہوشنگ سے بیان کی ہوشنگ سُنکر نہایت درہم و برہم
ہوا اور تیغہ کھینچکر ایلچی کے مارا اور کہا او نامرد ے تو نے نامے کو ذلیل کروایا زندہ پھر کر وہاں سے کیوں آیا
تجھکو وہیں جان دیدینی تھی تیغہ ہوشنگ ایلچی کی کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر ایلچی زمین پر گرا ہوشنگ نے تیغے
کا خون پونچھ کر غلاف میں کیا اور اُٹھ کھڑا ہوا دو لاکھ سوار جرار لشکر سے چھانٹے اور اُنکو اپنے ہمراہ لیکر
اُسیوقت طرف شہر جمشیدیہ کے کوچ کیا منزل بمنزل آتے آتے جب قریب شہر جمشیدیہ کے ہوشنگ
و کاؤس مع لشکر پہونچے ہرکاروں نے خبر جمشید شاہ کو دی کہ ہوشنگ و کاؤس مع لشکر کے آپہونچے
جمشید شاہ نے بدیع الزمان سے کہا ای شہریار یہ دونوں بلا کے زبردست ہیں رستم و اسفندیار
کو اپنے سامنے پشہ سے بھی کمتر جانتے ہیں شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ آنے دو کیا ڈر ہی خدا حافظ و نگہبان
ہی وقت پر سمجھ لیا جائیگا پھر فرمایا ای جمشید شاہ اگر تم زیادہ اُنسے خوفناک ہو تو یہیں رہو میرے ہمراہ نہ چلو
میں تنہا اُن سے مقابلہ کو جاؤنگا یہ سُنکر قارن کرگدن سوار نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ بھی نہ جایئے
میں اُن دونوں کو جاکر باندھ لاتا ہوں شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا ای قارن آجتک یہ نہیں اتفاق ہوا کہ
ہم امن و امان سے بیٹھے رہے ہوں اور کسی رفیق کو حریف سے لڑنے کے واسطے بھیجیں یہ شیوۂ بہادری اور
مردانگی نہیں ہی ای قارن ایسا نہوگا جب ہمپر ایسی ہی کوئی اُفتاد پڑیگی تو تم ہمارے شریک ہو کر کارزار کرنا۔
القصہ فوج و لشکر اپنے ساتھ لیکر شہزادۂ بدیع الزمان شہر سے باہر آئے سامنے لشکر کاؤس و ہوشنگ کے خیمے
برپا ہوئے ہوشنگ شاہ نے جو یہ خبر سُنی کہ پسر حمزہ لشکر لیکر مقابلہ کو آیا ہی اور اُسی نے نامہ چاک کرکے پھینکدیا تھا
فوراً یہ حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل اس خداپرست کو اگر سزا بخوبی نہ دی ہو تو نام اپنا ہوشنگ شاہ نہ رکھا ہوگا
اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جاسوسان لشکر نے یہ خبر شاہزادۂ بدیع الزمان کو پہونچائی شہزادۂ بدیع الزمان
نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے بموجب حکم شہزادۂ عالی تبار بدیع الزمان نامدار
کوس حربی پر چوب پڑی رات بھر آلات حرب و پیکار کی درستی دونوں لشکروں میں رہی صبح کو دونوں لشکر میدان
میں آکر صف آرا ہوئے جسوقت میدان تیار ہوچکا نقباے بلند آواز نے نقابت کی بعد اسکے پہلوانان زبردست
مثل رعد کے گرجنے لگے کہ یکایک اُدھر سے ہوشنگ شاہ فیل دندان پیل فولادی ہاتھ میں لیے ہوئے کرگدن
پر سوار میدان میں آیا اور للکار کر کہا کہ کہاں ہی وہ شخص جسنے نامہ میرا چاک کرکے پھینک دیا میدان جنگ
میں میرے مقابلے کو آئے۔ قارن کرگدن سوار نے چاہا کہ اُسکے مقابلے کو میں جاؤں شہزادۂ بدیع الزمان
نے کہا کہ ای قارن تم اس سے مقابلے کو نہ جاؤ کہ وہ میرا نام لیکے للکار رہا ہی مجھی کو مناسب ہی کہ اس سے
مقابلے کو جاؤں تم تماشا دیکھو کہ پروردگار کیا کرتا ہی یہ کہکر مرکب کو چمکا کر مثل برق جہندہ کے عرصۂ کارزار میں
آئے وہ گینڈا دوڑا کر مقابل ہوا تو دس قدم گینڈا اُسکا مرکب ضیغم شکار شہزادہ بدیع الزمان نے

پیچھے ہٹا دیا پھر ہوشنگ شاہ نے گینڈا دوڑا کر تگاورزنی کی دوبارہ گینڈا ہوشنگ کا تو ذرہ بھر پیچھے ہٹ گیا
پھر للکار کر پوچھا کہ او خدا پرست نام تیرا کیا ہے شہزادۂ بدیع الزمان نے نعرہ کیا نعرۂ بدیع الزمان سے
منم آن پہلوان رستم شکوہ بدیع الزمان شاہ انجم گروہ آگاہ ہو او ہوشنگ کا فرازلی مین فرزند جگربند امیر
باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہون نام میرا شہزادۂ بدیع الزمان ہے اور سرفتنہ ملک باختر جو ہے سنا
ہو وہ مین ہون اسنے کہا خیر معلوم ہوا اور نیزۂ سرشگاف کا اسنے وار کیا اور کہا کہ ای بدیع الزمان نے روک تو
نوک نیزۂ قتال کی میرے شہزادۂ بدیع الزمان نیزہ تانکر چلے نیزہ بازی ہونے لگی ستر طعنین نیزے کی بدیع الزمان
نے روک کے نیزہ ہوشنگ شاہ کا ہوائی کر دیا ہاتھ دیکھ کے رہگیا نہایت خفیف ہوا تا و پیچ غصہ سے کھا کے تیغۂ آبدار
کا وار کیا شاہزادۂ بدیع الزمان نے ایک ہاتھ سے مع قبضہ شمشیر ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ کمر مین ڈالدیا
ہوشنگ شاہ بھی لپٹ پڑا زور کشاکش کے ہونے لگے آخرکار ہوشنگ گینڈے سے کود پڑا اور بدیع الزمان
بھی گھوڑے سے اتر کے کشتی ہونے لگی چار پہر کامل زور دونون مین ہوا کیا شام کے وقت شہزادۂ بدیع الزمان
نامدار نے لنگر ہوشنگ شاہ کا توڑا اور اٹھا کر زمین پر مارا مشکین باندھ کر لشکر مین اٹھوا لائے رات کو کاوس
نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ حربی پر چوب پڑی دوسرے دن صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر گئے کاوس فیل دندان گینڈا دوڑا کر میدان رزمگاہ مین
آیا مبارز طلب کیا ادھر سے قارن کرگدن سوار شہزادۂ بدیع الزمان سے اجازت لیکر مقابلے کو میدان مین گیا
بعد تگاورزنی نیزہ بازی ہوئی قارن کرگدن سوار نیزہ کاوس نکال لے گیا کاوس فیل دندان نے
تلوار کھینچی جھپٹ کے قارن کو ہاتھ مارا قارن نے بفنون سپہ گری تلوار کاوس کی چھین لی کاوس
گینڈے سے کود پڑا قارن بھی گینڈے سے کودا کشتی ہونے لگی دو دن کامل کشتی کا زور رہا تیسرے دن کاوس
کو قارن نے زیر کرکے مشکین باندھ لین اور خدمت مین شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان کی لایا شہزادۂ
بدیع الزمان نے قارن کرگدن سوار کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور میدان رزمگاہ سے مراجعت کرکے
بارگاہ عالی منزلت مین آئے سب سرداران لشکر بھی حاضر بارگاہ شہزادۂ والا قدر ہوئے ہوشنگ و کاوس
کو بلایا وہ جب سامنے آئے فرمایا کہ ای ہوشنگ و کاوس آج تمہارا قتل ہونے کا دن ہے اگر دین اسلام قبول
کرو اور لقا اور پرستاران لقا پر لعنت کرو تو تمہاری جان بخشی کر دون ورنہ ابھی تو تیغ بے دریغ کر دونگا ہوشنگ
و کاوس دونون مسلمان ہوئے از سر صدق ایمان لائے لقاے بے لقا پر لعنت کی کلمۂ طیبہ پڑھکر طیب و
طاہر ہوئے دین اسلام قبول کیا شہزادۂ بدیع الزمان نے انکو رہا کیا ہوشنگ و کاوس نے اپنے تمام لشکر
کو مسلمان کیا اور بجان و دل اطاعت شہریار منظور کی اور شریک شہزادۂ بدیع الزمان ہوئے بدیع الزمان
نامدار نے بعد فتحیابی وہان سے شہر جمشیدیہ کا راستہ لیا مع سرداران لشکر و لشکریان نامور داخل شہر
جمشیدیہ ہوئے ہرکارون نے پہلے سے خبر بادشاہ جمشید شاہ کو پہونچائی کہ شہزادۂ بدیع الزمان نامور سرفتنہ
باختر فرزند امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران بعد کرو فر ہوشنگ فیل دندان و کاوس فیل دندان کو مطیع و فرمانبردار
کرکے داخل شہر جمشیدیہ ہوئے ہین اور دونون خلعت دین اسلام سے مخلع ہوئے بادشاہ جمشید شاہ بہت
خوش ہوا جلسۂ جشن تازہ مہیا کیا ملکہ ہماے مرصع پوش نے جو سنا بہت مسرور و شاد ہوئی باغ مین صحبت
عیش و نشاط اور جلسۂ جشن آراستہ کرکے سبکو جوڑے دیے خلعت دیے ناچ و رنگ و ناو نوش کا سامان مہیا کیا

دو کلمے داستان شجاعت نشان رستم زمان علم شاہ رومی کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہی تو ای ساقی مہ جبین
سبب تو بتا ساقی روزگار
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے
تصور ہی اُس مہ کا ہر گھڑی
اُسی گل کی ہی سر بسر مجھکو تاک

پلا ساغر بادہ ہی دل حزین
تلاطم ہی یون آج کل آشکار
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
ہی اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
اسی جستجو مین اُڑاتا ہون خاک

تصور ہی خورشید کے نور کا
وہ مینوش ہی ساقیا کس طرف
ارے ساقی بیخبر تند خو
یہ ہی میکدے مین غم و ہم کا جوش
جہان تیرہ و تار ہی ای سحر

پلا جام صہبائے انگور کا
جو ہی صاحب شان ورندی شعار
مجھے دیجئے تاب جام و سبو
کہ بے اسکے بیکار ہی نائو نوش
وہ خورشید رو جلد آئے نظر

غزل بہار آئی بھرون اب شراب شیشے مین
ہی تیرے آگے یہ جوش شراب شیشے مین
جو کوئی جام ہو دیتا تو جلد دے ساقی
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین

اُتارو نشل پری آفتاب شیشے مین
کریگی مست قناعت ہی تجھکو بادہ فروش
عیان ہی صاف ثبات حباب شیشے مین
سفید مو ہوئے ترک قدح کشی کیجے

نئی ہی صورت فوارہ گردن مینا
اگر شراب نہین بھر دے آب شیشے مین
بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہیے
عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین

بیت سخن سازیکہ معنی ساز کردہ + سخن را اینچنین آغاز کردہ + سیاحان منازل مصیبت و آلام دشت نوردان صعوبت و الم انجام و مجروحان خاطر مصیبت آثر اس داستان حیرت بیان کو یون زیر قلم شجاعت رقم کرتے ہین کہ جب اُس تلاطم دریائے ناگہانی و آفت آسمانی مین صورت حباب گرداب بلا سے پریشان ہوے اور یاقوت شاہ شکر بکفار ریکر تلوار چلنے لگی سب سردار زخمدار ہو ہو کر نکل گئے رستم زمان علم شاہ نوجوان کو حالت زخمداری مین مرکب باد رفتار ریکر صحرائے پر آشوب کی طرف لے نکلا علم شاہ بیہوش گردن مرکب سے لپٹ گئے رات بھر گھوڑے نے بادیہ پیمائی کی صبح اُسکو ایک صحرائے سبزہ زار مین ہوئی وہ صحرائے سبزہ زار قریب شہر آہن حصار کے تھا وہان ایک مقام پر گھانس چرنے لگا بعد اُسکے ایک چشمے پر آکر پانی پیا بھر ہری جو لی علمشاہ نوجوان پشت زین سے عالم بیہوشی مین زمین پر گرے جوقت ہوائے صحرائے سبزہ زار نے فرحت دل دردمند کو دی اور خوشبوئے گل خودرو نے مشام روح کو تازگی بخشی غش سے آنکھیں کھولدین ہوش مین آئے اُٹھ بیٹھے آہستہ آہستہ سر چشمہ آب شفاف پر آئے پہلے زخم کو اپنے ہاتھ سے دھو کر رومال سے پونچھا اور زخم کو خشک کیا بعد اُسکے بڑے بڑے چھوٹے درختون کی جڑ سے پکڑے اور زخم پر لگا کے ٹانکے دیے اور اوپر سے کس کر باندھ دیا پھر مرکب پر سوار ہو کر چلے آتے آتے شہر آہن حصار مین داخل ہوئے دیکھا کہ شہر خوب آباد ہی رعایا دلشاد ہی کمال زیب و زینت اور رونق شہر مین ہی پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام ہی اور بادشاہ یہان کا کون ہی لوگون نے بیان کیا کہ اس شہر کا نام آہن حصار ہی اور حاکم یہان کا پنجہ رو مین تن ہی مگر بالفعل وہ خداوند تھا زمرد شاہ باختری کی مدد کو گیا ہوا ہی اب بھائی پنجہ رو مین تن کا کہ نام اُسکا ملک جدید ہی وہ اُسکے قائم مقام کل حکومت پر حکمران ہی علم شاہ رومی یہ سب حال دریافت کرکے کاروانسرا مین داخل ہوئے بھٹیارے کو ایک اشرفی دی اور کہا کہ ہمارے واسطے کھانا بہت عمدہ تیار کر اور گھوڑے کے لیے دانہ گھانس مہیا ہو اور ایک جراح کو پہلے بلا لا کہ ہمارے زخم کا علاج کرے اُسنے پوچھا پیر و مرشد یہ زخمی آپ کہان ہوئے علم شاہ نے کہا کہ مین سوداگر ہون قزاقون نے تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور مجھے زخمی کیا اُسی حالت زخمداری مین گھوڑا مجھے لیکر ادھر نکل آیا یہ سُنکے بھٹیارا فوراً جراح کو بلا لایا جراح نے زخم کو دیکھکر پٹی مرہم کی چڑھائی ایک ہفتہ مین علم شاہ نے زخمداری سے نجات پائی غسل صحت کیا ایکدن صبح کو علم شاہ رومی شہر کی سیر کو

نکلے دیکھا کہ خلائق ایک طرف کو چلی جاتی ہی غول کے غول غٹ کے غٹ پڑے دریے رواں ہیں علم شاہ نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کہاں جاتے ہیں کیا کوئی کہیں تماشا ہوتا ہی یا آج اس شہر میں کسی قسم کا میلا ہی لوگوں نے بیان کیا کہ یہ جو اس شہر کا حاکم ملک جدید ہی اسکی ایک بیٹی نہایت حسین مہ جبین مہر تمکین نازنین خوبصورت پری پیکر حور وش گلعذار سیم تن غنچہ دہن سرو قد ہزاروں مین ایک ہی اور نام اسکا ملکہ زرمہر ہی شہرۂ حسن و جمال سنکر عشق میں مبتلا ہوکر دور دور سے آتے ہیں مگر وصل سے اسکے ناکام رہجاتے ہیں ملکہ زرمہر کی ایک شرط ہی جو اسکی شرط کو بجالائے وہ اسکے وصل سے کامیاب ہو علمشاہ نے پوچھا اے بھائی اسکی شرط کیا ہی ان سب نے کہا ملکہ زرمہر یہ کہتی ہی کہ جو کوئی نقابدار سیاہ پوش پر غالب ہو وہ جوان میرے وصل کا طالب ہو مگر سیکڑوں نے اس سے مقابلہ کیا کوئی اس نقابدار سیاہ پوش پر غالب نہ آیا گوہر مقصود قلزم عشق سے ہاتھ نہ لگا اے جوان آج ہی روز ہی کہ ایک بادشاہ زادہ کسی طرف سے آیا ہوا ہی عشق ملکہ زرمہر میں مبتلا ہی آج اس شہزادے کا نقابدار سیاہ پوش سے مقابلہ ہی یہ لوگ سب کے سب اسکی لڑائی کا تماشا دیکھنے کو جاتے ہیں علمشاہ رومی نے کہا کیوں بھائیو ہم بھی چلیں تماشا دیکھنے کو ان لوگوں نے کہا چلئے کسی کی منا ہی نہیں جلسۂ عام ہی قابل دید یہ تماشا عجیب ہی یہ سنکے علمشاہ نوجوان بصد عز و شان ان سبکے ساتھ ہوئے جب معرکۂ امتحان میں پہونچے علمشاہ نے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہی اور ایک قصر نہایت خوشنما و رفیع ہی اس قصر عالیشان میں ملک جدید بیٹھا ہی اور دختر نیک اختر اسکی ملکہ زرمہر پہلو میں مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ گر ہی اور گرد اسکے سات سو خواصین در درگوش مرصع پوش دریائے جواہر میں غرق لباسہائے پر تکلف پہنے اپنے عہدوں پر موجود ہیں مگر متوجہ معرکۂ آرائی دیکھنے پر ہیں اور تمام خلائق ادنی و اعلی خرد و کلاں جمع ہیں گویا عیش باغ کے میلے کا سامان ہی لیکن سب کے سب تماشائے معرکہ آرائی نقابدار و شہزادۂ نامدار کا دیکھتے ہیں مگر دیدۂ دل ملکہ کی طرف ہیں عجب کیفیت ہی یکایک علمشاہ نوجوان نے دیکھا کہ ایک نقابدار سیاہ پوش سامنے سے پیدا ہو گھوڑا اڑاتا ہوا اس مجمع عام کے بیچ میں سے میدان وسیع میں آیا اور نیزہ تول کر آواز دی کہ کون اجل رسیدہ گریبان دریدہ عاشق زار ملکہ زرمہر تاجدار ہی اور کون خواہان وصل یار گلعذار ہی سامنے میرے آئے اور مقابلہ کرے علمشاہ کھڑے ہوئے بغور دیکھ رہے ہیں کہ ایک جوان رعنا نہایت خوبصورت صاحب حسن و جمال شان و شوکت میں بیمثال کوئی بیس برس کا سن و سال مرکب پری پیکر پر سوار سامنے نقابدار کے مجمع عام سے نکل کے آیا اور للکارا کہ او نقابدار سیاہ پوش کیا جوش و خروش کرتا ہی مین آیا دیکھ تو کیسا زیر کرتا ہوں کہ تو بھی یاد کرے نقابدار پکارا کہ اے جوان کیوں وہاں از در قضا میں قدم رکھتا ہی اپنے ارادے سے باز آ وصال ملکہ سے ہاتھ اٹھا اس جوان نے کہا کہ عشق معشوق حور لقا مجھکو اس ارادے سے باز نہیں رہنے دیتا و لوگ دل بحسرت منزل آمادہ جانبازی ہی اب جو کچھ ہو سو ہو ؏ قدم جب عشق میں دھرتے ہیں بسم اللہ کرتے ہیں + متاع جان کو اپنے فی سبیل اللہ کرتے ہیں + دیگر گشتہ ہونا ہی ہمیں نقش قدم پر اسکے + کوچۂ یار کو ہم پہلے ہی مقتل سمجھے + یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش نے کہا تجھے اختیار ہی اسی واسطے ہمنے سمجھا دیا اچھا آپہلے مجھسے چوگان بازی کر یہ سنکے وہ جوان مصروف چوگان بازی ہوا ہزار جد و جہد کی مگر نقابدار سیاہ پوش بہت ذی ہوش تھا گوئے آہن نہ لگا بعد اسکے نیزہ بازی ہوئی چند طعنین نیزے کی رد کرکے نقابدار نے نیزہ جوان رعنا کو ہوائی کر دیا اب نوبت شمشیر زنی کی آئی اس جوان حسین نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار نے تلوار پر تلوار کو روکا اور ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالکے جھٹکا مارا تلوار

جوان کے ہاتھ سے نکل گئی نقابدار تلوارین دونون پھینک کر لپٹ پڑا اُس جوان نے بھی ہاتھ دونون نقابدار
کی گردن مین ڈالدیے آخرکار دونون پشت مرکب سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین پہر کامل زور ہوا اُسنے پیچ
باندھا اُسنے توڑ کیا اُسنے پیچ کیا اُسنے توڑ کیا اسیطرح بعد تین پہر کے نقابدار نے لنگر اُس جوان نازنین کا اُکھیڑا اور
اُٹھا کے زمین پر مارا زیر کرتے ہی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کمر سے کھینچکر چاہتا ہی کہ اُس جوان شوکت نشان کو
ذبح کرے بس یہ دیکھتے ہی علمشاہ رومی بیتاب ہو گئے اُس جوان کے حسن و جمال اور کمسنی پر ترس آگیا دلمین کہا اے
علمشاہ یہ جوان ناحق قتل ہوتا ہی اسے بچانا چاہیے فوراً للکارے کہ او نقابدار تیرہ درون خبردار اس جوان کو قتل
نکرنا اگر تو نے اسکو ذرا بھی زخمی کیا تو مین تیرا کام تمام کرونگا نقابدار سیاہ پوش نے جو پھر کر دیکھا کہ مہر طلعت ماہ صورت
شان شاہانہ آشکار شوکت خسروانہ چہرے سے نمودار مرکب بری پیکر پر سوار چلا آتا ہی نقابدار اُسکے سینہ پر سے اُٹھ کھڑا
ہوا اور علمشاہ سے کہا کہ تو کون ہی جو اسکی جانبداری اور حمایت کرتا ہی۔ علمشاہ نے فرمایا او ظالم مجھکو اسکی جوانی
اور کمسنی اور حسن و جمال پر رحم آیا مجھسے اسکا قتل ہونا دیکھا نہ گیا بس بہتر یہ ہی تو اسکی خونریزی سے باز آ نہین تو مین
تجھے قتل کرونگا نقابدار سیاہ پوش یہ سُنکر بہت ہنسا اور پکار کر کہا کہ خوب این گل دیگر شگفت تو نے ضرور مجھکو
قتل کیا ارے او اجل رسیدہ کیا تیری بھی شامت آئی ہی تو بیکار جان دیتا ہی تجھے اس قصے سے کیا کام ہی اور مجھیر تو
کسیکی کیا تاب و طاقت ہی جو غالب آئے علمشاہ نے کہا کہ اگر مجھسے مقابلہ ہو تو حال کھلے یہ لن ترانی اور یہ لاف
گزاف تو سب بھول جائے نقابدار سیاہ پوش نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ تیری بھی قضا آئی ہی خیر اچھا لے
آ تجھکو اور اسکو دونون کو ساتھ ہی قتل کرونگا یہ کہکر دہی چوگان بازی شروع کی نقابدار کو علمشاہ سے
نکال لیگیا پھر نیزہ بازی ہوئی ستر طعنون کے بعد علمشاہ کا نیزہ بھی نقابدار سیاہ پوش نے ہوائی
کر دیا علمشاہ نے تلوار کھینچی شمشیر زنی کی بھی برابر چوٹین خالی نکل گئین علمشاہ نقابدار سے عہدہ برا نہو سکے آخر کار
نوبت کشتی کی آئی دو روز کامل زور ہوا کیے علمشاہ نے جو پیچ باندھا وہ توڑ کر کے نکل گیا لنگر نقابدار کا علمشاہ سے
نہ اُٹھ سکا گویا زمین نے پاؤن نقابدار سیاہ پوش کے پکڑ لیے آخر کو نقابدار سیاہ پوش نے علمشاہ کو زیر کیا اور
مشکین باندھلین علمشاہ دلمین اپنے سمجھ گئے یہ کوئی ساحر زبردست ہی جو مین اسیر غالب ذ آسکا جب نقابدار نے
علمشاہ کو گرفتار کیا ملک حیدیہ نے پکار کر کہا کہ یہ شخص بخطا ہی قتل نہ کرنا دونون کو گرفتار مسلسل بہ غل و زنجیر کرکے
زندانخانے مین قید کرو پھر دیکھا جائیگا یہ سُنکر لوگون نے اُس جوان کو اور علمشاہ کو علیحدہ علیحدہ زندان خانہ مین
قید کیا علمشاہ نہایت اُداس اور پریشان کمال مضطر و حیران زندان مین بیٹھے کہ دو پہر رات گئے دروازہ زندان کا کھلا
علمشاہ نے مڑ کے دیکھا کہ ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین چہرہ مثل ماہ شب چاردہ کے روشن سامنے سے
آئی تاریکی زندان اُسکے حسن و جمال سے دور ہو گئی زندان مین دن کے مانند روشنی ہوئی وہ نازنین آکر علمشاہ کے پاس
بیٹھ گئی اور محبت سے دونون ہاتھ گردن مین حمائل کیے اور کہا اے عزیز جان مشتاق محبت و الفت تیری بیقرار کرکے
یہان لے آئی ہی یہ تو نے کیا غضب کیا کہ اُس نقابدار سیاہ پوش سے مقابلہ کیا تو انسان فخر حسینان جہان ہی
اور وہ تو دیو اور سحر ساز زبردست ہی نام اُسکا دیو جلاد جادو ہی وہ تو بیار سے محبت سے باہین گردن مین ڈالے باتین
کیا کی یہان علمشاہ بھی اُسکے دلدادہ و فریفتہ ہو لے بوس و کنار ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے اس نازنین نے
کہا کہ تو اپنا نام و نشان بتا کہ تو کون ہی علمشاہ نے کہا کہ مین فرزند رشید و جگر گوشہ امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی
سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہون اور نام میرا رستم شکوہ علمشاہ رومی ہی لشکر اسلام سے [illegible]

ادھر نکل آیا تھا اُس نقابدار سیاہ پوش کی کیا تاب و طاقت جو مجھکو زیر کرتا مگر اسکے ساحر ہونے کا حال نہ معلوم
تھا ورنہ مین اُسکو کب زندہ چھوڑتا خیر اب تو بعبث کے دھوکا کھایا گرفتار ہوگیا مگر انشاء اللہ پروردگار قادر
و توانا ہی یہ مردود کہان جاتا ہی کوئی سامان کبھی تو پروردگار عالم مہیا کریگا پھر دیکھا جائیگا اب تو اپنا نام و نشان بتلا کہ
تو کون ہی اور کہان سے آئی ہی اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار مین چھوٹی بیٹی ہون بادشاہ ملک جدید کی نام میرا
زرچہرہ ہی مین بھی کل اُس قصر مین اپنی بہن زرچہر کے پاس بیٹھی ہوئی تماشا دیکھ رہی تھی جب تم گھوڑا چمکا کر نعرہ کرتے ہوئے
نقابدار سیاہ پوش سے مقابلے کو آئے تمہارا حسن و جمال دیکھکر مین عاشق و شیدا ہوئی جب تم گرفتار اُسکے ہاتھ سے
ہوئے مجھکو نہایت صدمہ و الم ہوا جب تم زندان خانہ مین بھیجے گئے کچھ مجھکو تمسے ملنے کا آسرا ہوا اسوقت بہ تدبیر کامل
مین تم تک پہونچی ہون یہ کہکے ایک پرچہ دیا اور کہا کہ اسپر جو دعا لکھی ہی اُسے تم نو روز پڑھو کہ اس دعا کی برکت سے
تمہارے پاس ایک دیو سفید آئیگا جو کچھ تم اُس سے کہوگے وہ حکم تمہارا بجالائیگا وہ دعا کا پرچہ علمشاہ نے لیلیا اور
ملکہ زرچہر چلی گئی مگر اتنا کہتی گئی کہ ای شہریار ذرا اپنے عاشق کو نہ فراموش کرنا بعد اُس نازنین کے جانے کے
علمشاہ وہ دعا پڑھنے لگے اُسی وقت ایک دیو سفید رنگ آکے حاضر ہوا اور بادب سلام کیا دست بستہ کھڑے ہوکر
عرض کیا کہ غلام حاضر ہی کیا حکم ہوتا ہی حضور نے کیون یاد فرمایا ہی علمشاہ نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ دیو جلاد جادو کو
مارون اور زیر کرون اُس دیو سفید نے عرض کیا کہ غلام بھی ایک مشکل سخت مین گرفتار ہی اگر حضور میری مشکل کو حل کرین
تو مین دیو جلاد جادو کے قتل کرنے کی تدبیر بتادون علمشاہ نے فرمایا کہ پہلے تو اپنی حاجت کو بیان کر اُس دیو نے کہا کہ
مین ایک صندوق سدا استغافیل سے لیے ہوئے آتا تھا کہ باغ مین سُہراب شاہ کے پہونچا خیال مین آیا کہ یہان
بیٹھکر کچھ کھاپی لون صندوق زمین پر رکھ دیا مین گلگشت باغ مین مصروف ہوکر کچھ اثمار وغیرہ توڑ توڑ کر کھانے لگا تھا کہ ایک
ملک سہراب شاہ وہان آگیا اُسنے اپنے ملازمون سے وہ صندوق اُٹھوا کر قبضہ مین کیا مین نے جو دور سے دیکھا دوڑا مجھکو
سہراب شاہ پر نہایت غصہ آیا للکار کر اُسپر جا پڑا وہ بھی بہت طاقتدار ہی لپٹ پڑا مجھسے اور اُس سے کشتی ہونے لگی
بڑی دیر تک سہراب شاہ سے زور ہوا کیا جب مین نے دیکھا کہ اب میرا زور گھٹا اور سہراب شاہ غالب
ہوا چاہتا ہی زیر کرکے مار ڈالیگا مین ڈر کے مارے اپنے تئین چھڑا کر سہراب شاہ سے بھاگا آجتک اُدھر کا خوف
سے رخ نہین کیا اگر آپ وہ میرا صندوق مجھکو سہراب شاہ سے دلوا دیجیے تو پھر مین آپ کو دیو جلاد کے قتل
کرنے کی تدبیر بتادون علمشاہ نے پوچھا کہ سہراب شاہ کس شہر مین رہتا ہی دیو سفید نے عرض کی کہ
شہر سہرابیہ مین یہان سے بہت قریب ہی چار طرف اُس شہر کے دریا جاری ہین اور صحرا نہایت سبزہ زار ہی
وہان سہراب شاہ حکومت و بادشاہت کرتا ہی علم شاہ نے فرمایا کہ تو مجھے وہان لیچل مین تجھکو صندوق
دلوا دونگا دیو سفید نے کہا کہ مین سہراب شاہ کے سامنے نہ جاؤنگا علمشاہ نے فرمایا کہ تو مجھے بالاے
بام قصر سہراب شاہ اُتار دیجیو پھر مین سمجھ لونگا۔ دیو سفید نے یہ سُنکے علمشاہ رومی کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر
روانہ ہوا پہر بھر مین بالاے ہوا اُڑتا ہوا قصر سہراب شاہ پر پہونچا بام قصر پر علمشاہ کو اُسنے اُتار دیا اور
آپ ایک گوشہ مین پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہا علمشاہ رومی زیر بام قصر اُترکر آئے دیکھا کہ سہراب شاہ تخت پر
بیٹھا ہوا ہی اور تمام سردار گرد دربار مین جمع ہین جب علمشاہ رومی سامنے سہراب شاہ کے پہونچے
سہراب شاہ کی نگاہ علمشاہ پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص مثل آفتاب عالمتاب کے جلوہ گر ہوا چہرہ نورانی مثل
خورشید تابان پیشانی صورت بدر کامل شان و شوکت چہرے سے ہویدا رعب و جلالت پیدا سہراب شاہ

حیران ہوا کہ یہ کون ہی اور یہان کیونکر آیا بغور دیکھنے لگا جب علمشاہ قریب آئے سہراب شاہ نے پوچھا
کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور یہان تیرا گذر کیونکر ہوا علمشاہ نے بآواز بلند پکار کر کہا مین فرشتہ قدرت
زمردشاہ باختری خداوند لقا کا ہون بحکم خداوند لقا مین جہان چاہتا ہون چلا جاتا ہون مجھسے کسی کی اجازت
طلب کرنے کی کیا ضرورت ہی اسوقت مجھکو خداوند لقا زمردشاہ باختری نے بھیجا ہی کہ وہ جو صندوق تو نے
دیو سفید سے چھین لیا ہی میرے پاس بھیجدے سہراب شاہ نے نام خداوند لقا زبانی فرشتہ قدرت کے
سنا یقین کامل ہوا کہ یہ بیشک فرشتۂ قدرت ہی فوراً تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا تعظیم و تکریم کے بعد فرشتہ قدرت
نقلی کو اپنے برابر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بڑی خاطر و مدارات سے پیش آیا اسباب دعوت برائے فرشتۂ قدرت
مہیا کیا زمردشاہ باختری کا حال پوچھنے لگا علمشاہ نے بھی کچھ کہا کچھ نہ کہا تھا کہ اس اثنا مین انتروت جادو
کلثوم جادو اور اچھات جادو کی آئی کہ وہ سہراب شاہ پر عاشق و فریفتہ ہی علمشاہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا
پہلے سہراب شاہ سے پوچھا کہ یہ کون ہی سہراب شاہ نے کہا کہ یہ فرشتۂ قدرت خداوند لقا زمردشاہ
باختری ہی وہ جو صندوق مین نے دیو سفید سے چھینا تھا اُسے یہ لینے آیا ہی انتروت جادو نے کہا اے بھولے
بادشاہ کچھ تو احمق ہو گیا ہی تو اسکو کیا جانے مین اسے خوب پہچانتی ہون یہ فرزند رشید حمزہ صاحبقران زمان
ہی یہ ہرگز فرشتۂ قدرت زمردشاہ باختری نہین ہی میری دونون بیٹیون کلثوم جادو اور اچھات جادو نے
جا کر لشکر خدا پرستان پر سحر کیا تھا برف باری سحر سے بہت دنون تک کی اُدھر جبرئیل قدرت خداوند لقا یاقوت شاہ
فوج لیکر خدا پرستون پر آ پڑا تمام خدا پرست تباہ و برباد ہو گئے تھے معلوم ہوتا ہی کہ یہ بھی اُسی تباہی مین نکل کر اسطرف
چلا آیا ہی یہ کہکر علمشاہ سے انتروت جادو مخاطب ہوئی کہا کیون اے پسر حمزہ سچ بتا تو یہان کیونکر آیا ہی اور مین
اب کیا تجھے زندہ چھوڑتی ہون تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر چاہتی تھی کہ سحر کرے مگر علمشاہ رومی بھی تو
ماشاء اللہ بہت فہمیدہ اور ذی عقل ہین جیسے ہی یہ آئی تھی اُسیوقت علمشاہ رومی دست بقبضہ ہو بیٹھے تھے معاً اُس
کلام انتروت جادو کے تیغہ کیتیان فرنگی کا ہاتھ مارا سر پر انتروت جادو کے پڑا اسفل تک کاٹتا ہوا آرہا دو پرکالے
اُس ساحرہ کے ہو کر گرے فوراً وہ راہی سوے قعر جہنم ہوئی سیاہ آندھی اُٹھی ہولے تند چلی تلاطم مثل طوفان
سمندر کے برپا ہوا پریون نے اُسکے شور و غل مچایا بعد تھوڑی دیر کے جب تاریکی دفع ہوئی پرکالہ ہائے لاش ساحرہ سے
ایک صدائے مہیب آئی کشتی مرا نام من انتروت جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اُس
ساحرہ فاحشہ کے قتل ہوتے ہی سہراب شاہ نے سردارون کو حکم کیا کہ اس خدا پرست کو مار ڈالو جانے نہ دو کفار
ہجوم کر کے چار طرف آئے علمشاہ رومی نے نعرہ کیا کہ دربار گرزنے لگا نعرہ علمشاہ ستم رستم پیلتن و پیل کش کسندہ
دو پیل ہندی و کشندہ کیتیان فرنگی لینے شعر علمشاہ رومی شہ فیل زور ہے کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ہے بس
نعرہ کرتے ہی سہراب شاہ پر جا پڑے مگر کفار بیچ مین آکر حائل ہو گئے علمشاہ سہراب شاہ تک نہ پہونچ سکے
کارزار ہونے لگی تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی ایوان شاہی مین کشتون کے ڈھیر ہو گئے سرون کے انبار
لگ گئے علمشاہ رومی تلوارین مارتے ہوئے ایوان شاہی سے باہر آئے دیکھا وہان اور زیادہ کفار کا ہجوم ہی وہان
وہ تلوار چلی کہ پناہ بذات خدا کفار کے دانتون پسینہ آگیا جسکو علمشاہ رومی نے ہاتھ تیغہ کیتیان فرنگی کا مارا دو
ٹکڑے ہو کر فی النار و السقر ہوا سہراب شاہ تخت پر سوار ہو کر پکارتا پھرتا ہی فوج کو للکار رہا ہی ارے تم
کیسے جانباز ہو ایک متنفس کو گرفتار نہین کر سکتے چار طرف بھاگتے پھرتے ہو غرض کہ اسیطرح گھمسان کی لڑائی دو پہر

رہی علمشاہ رومی لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے برابر تخت سہراب شاہ کے پہونچے للکار کر پکارے
کہ او کافر خاسر خبردار آگے تخت نہ بڑھانا مین آپہونچا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون سہراب شاہ یہ سنکر
غصہ ہوا تلوار کھینچ کر ہاتھ مارا علمشاہ نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار سہراب شاہ کی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر تخت پر سے اُٹھا لیا اور فرمایا کہ او کافر اسمین بہتری ہی کہ دین اسلام قبول کر لقا پر اور اُسکے پرستارون پر
لعنت کر نہین تو مارتا ہون کہ ابھی تو ناپاک پیوند خاک ہوتا ہی سہراب شاہ از سر صدق مسلمان ہوا کلمہ طیبہ پڑھکر
دین اسلام قبول کیا اور پکار کر آواز دی کہ خبردار اب کوئی اس شہریار سے نہ لڑے مین غلام حلقہ بگوش اس شہریار
ذیوقار کا ہون فرمابرداری انکی قبول کی اسلام لایا اسیوقت تمام لشکر کفار نے تلوارون کو میان مین کیا اور
سب کے سب مسلمان ہوئے سہراب شاہ کو علمشاہ نے چھوڑ کر تخت پر بٹھا دیا سہراب شاہ علمشاہ رومی
کو بڑے اعزاز و اکرام سے ایوان شاہی مین لایا اور دعوت و ضیافت نہایت تزک اور بڑی دھوم سے کی رات بھر
جلسۂ عیش و نشاط رہا راگ رنگ اور دورہ شراب و کباب مین بیگلے سب مصروف رہے صبح کو علمشاہ نوجوان
نے فرمایا کہ ای سہراب شاہ لاؤ وہ صندوق کہان ہی سہراب شاہ نے وہ صندوق ملازمان درباری سے
منگواکر پیشکش علمشاہ کیا علمشاہ نے دیو سفید کو بلا کر صندوق دیدیا اور کہا کیون ای دیو سفید پہچان لے
یہی صندوق ہی اُسنے عرض کیا کہ حضور یہی صندوق ہی علمشاہ نے کہا کہ اس صندوق کو کھولو مین دیکھون تو
اسمین کیا چیز بند ہی اُس دیو سفید نے وہ صندوق کھولا دیکھا کہ اسمین ایک پریزاد نہایت حسین و خوبصورت
مثل ماہ تابان بیٹھی ہی گویا برج مین بدر کامل جلوہ گر ہی دیو سفید نے عرض کیا کہ ای شہریار مین اسیر عاشق و فریفتہ
ہون یہ مجھپر دلدادہ و شیفتہ ہی علمشاہ نے فرمایا جاؤ چین کرو تم دونون مزے اُڑاؤ مگر دیو جلاد جادو کے قتل
کی تدبیر بتاؤ اُس پریزاد نے اُس صندوق مین سے ایک تلوار نکال کر دی کہا کہ اس تلوار سے اسکو قتل کیجیے گا
اور دیو سفید نے عرض کیا ای شہریار وہ جو اسم اعظم آپ کو یاد ہی جسکے باعث سے مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا
اور اطاعت و فرمانبرداری حضور کی مین نے قبول کی یہ اسی اسم اعظم کی برکت ہی آپ اُسی اسم اعظم کو پڑھ کر اپنے اوپر
دم کر لیجیے گا دیو جلاد جادو کا سحر مطلق اثر نکریگا علمشاہ نے دیو سفید کو رخصت کیا دیو سفید اُس پریزاد کو اپنی
صندوق مین بند کر کے آداب بجا لایا اور صندوق لیکر راہی ہوا علمشاہ نے کہا ای سہراب شاہ اب مین شہر
آہن حصار کو جاؤنگا اور سہراب شاہ سے تمام کیفیت اپنے گرفتار ہو جانے کی اور مدد سے ملکہ زرین چہر دختر
ملک جدید کی رہائی پانے کی بیان کی سہراب شاہ نے کہا ای شہریار مین آپ کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب
چلونگا علمشاہ رومی ملک سہراب شاہ کو ہمراہ لیکر مع اسی ہزار سوار جرار کے طرف آہن حصار کے روانہ ہوے
لیکن ادھر کا حال سنیے کہ صبح کو ملک جدید کو خبر ہوئی کہ وہ شخص جو اُس جوان کی طرف سے نقابدار سیاہ پوش
سے لڑا تھا زندان خانہ سے غائب ہو گیا دروازہ زندان خانہ کا کھلا ہوا ہی ہتھکڑیان بیڑیان سب وہین
ٹوٹی پڑی ہین ملک جدید نے ملازمان شاہی سے کہا کہ جلد دریافت کرو کہ کون اُسکا دوست تھا جو اُسکو
چھڑا کر لیگیا لوگون نے بہت بہت کوشش و جستجو کی مگر مطلق سراغ نہ لگا ملکہ زرین چہر حیران تھی کہ وہ دیو سفید
اُسکو کہان لیگیا کیا ماجرا ہوا غرض کہ بعد چند روز کے خبردارون نے خبر دی کہ وہی جوان شجاع جو زندانخانہ
سے غائب ہو گیا تھا ملک سہراب شاہ کو ہمراہ لئے ہوے لشکر جرار کی جمعیت سے آتا ہی دروازہ شہر پناہ پر
خیمے استادہ کیے ہین ملک جدید نے سُنکر کہا خیر سمجھا جائیگا مگر علمشاہ رومی نے ملک جدید سے کہلا بھیجا کہ

کل ہم اُس نقابدار سیاہ پوش سے مقابلہ کرینگے میدان رزمگاہ تیار کر رکھنا ملک جدید نے دوسرے دن شہر مین
منادی کرائی کہ آج اُسی شخص سے پھر مقابلہ نقابدار سیاہ پوش سے ہو جسکو اُس روز نقابدار نے زیر کیا تھا اور
تیاری میدان جنگگاہ کا حکم دیا بموجب مشتہر ہونے اس خبر کے تمام خلائق جوق جوق گروہ گروہ تماشے کو جمع ہوئی وہی سب
سامان مہیا ہوا ملک جدید اور ملکہ زرچہر اور ملکہ زرچہر مع خواصان مرصع پوش اُسی قصر عالیشان پر آکر بیٹھین
اودھر علمشاہ رومی مسلح و مکمل ہوکر اور وہی اسم اعظم اپنے اوپر دم کرکے مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر چلے اور ملک
سہراب شاہ مع سواران جرار ہمراہ رکاب سعادت اکتساب ہوا بصد جلال و حشم و شوکت و خدم میدان رزمگاہ
مین ایک طرف کو اپنی فوج جرار لیکر جلوہ آرا ہوا کہ یکایک دیکھا نقابدار سیاہ پوش بصد جوش و خروش
مرکب مشکی پر سوار سامنے آیا اور للکارا کہ کہان ہے وہ اجل رسیدہ جو مجھسے مقابلہ کو آیا ہے علمشاہ نوجوان فوراً
مرکب خوش رفتار کو چمکا کر اپنے ہمراہیون کے غول سے نکلے اور نعرۂ کوہ شگاف کیا کہ تمام میدان لرزنے لگا اور کہا
کہ منم علمشاہ رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ دوپل ہندی و کشندۂ کپتان فرنگی یعنی نعرہ علمشاہ رومی شہ فیل زور کہ
برتخت مرزوق افگندہ شور ؛ او تیرہ روزگار مین تیری جان سخت کا دشمن ہون او سیاہ رو تیری روح نجس کے قبض
کرنے کو مین مثل ملک الموت کے ہون دیکھ تیرے سر پر قضا کھیلتی ہے جام حیات تیرا لبریز ہوا آتشکدۂ ابدی مین تجھکو
بھیجتا ہون نقابدار نے پہچانا اور کہا کہ ارے تو تو ایکبار مجھسے مقابلہ کرچکا ہے مین نے تجھکو زیر کیا تھا اب پھر تو آیا ہے
کیون بیحیائی اختیار کی ہے جان عزیز کو غنیمت جان میرے سامنے نہ آ علمشاہ نے کہا وہ وقت گذر گیا آج تجھکو معلوم
ہو جائیگا سارا غرور تیرا اور لاف زنی اسفل کیطرف سے نکل جائیگی آج مین کب تجھکو زندہ چھوڑتا ہون شعر
اگلی باتونکا یاد کیا لانا ؛ اب دکھا مجھکو جو ہنر ذاتی ؛ یہ سنکر نقابدار سیاہ پوش نے تاؤ پیچ کھا کر چوگان ہاتھ
مین لیا اور کہا کہ آ پہلے چوگان بازی کے ہنر دکھا علمشاہ رومی نے فرمایا بسم اللہ اودھر تو نقابدار چوگان بازی مین
مصروف ہوا اودھر علمشاہ نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا دو چار ہاتھ مین بہ برکت اسم اعظم علمشاہ گو اپنے نکال لیگئے
نقابدار سیاہ پوش کو کمال حیرت ہوئی جھنجھلا کے نقابدار نے نیزہ اٹھایا علمشاہ نے اسم اعظم پڑھ کے دم کیا اور
نیزہ بازی مین مصروف ہوئے ستر طعنین علمشاہ نے نقابدار سیاہ پوش کی رد کردین آخرکار نیزہ اُسکا ہوائی کیا
نقابدار اور زیادہ حیران ہوا اور دلمین کہا کہ تو تو روئین تن آہنی بدن ہے یہ تیرا کیا کرسکتا ہے یہ سوچ کر تلوار کھینچی
علمشاہ نے بھی وہی شمشیر آبدار جو معشوقہ دیو سفید یعنے پریزاد نے دی تھی علم کی نقابدار نے تلوار ماری علمشاہ نے
بپشت شمشیر روکی فوراً اسم اعظم پڑھ کر دم کیا اور ہاتھ شمشیر آبدار روئین شگاف کا نہایت صفائی سے بڑھ کر لگایا
نقابدار بائین ہاتھ سے سپر چہرے پر لایا گویا ابر سیاہ نے کوہ سیاہ کو دبایا بجلی شمشیر آبدار کا سپر کو چمکتا شجر قامت
منحوس پر معلوم ہوا یا پھر جو پلک جھپکنے کے بعد دیکھا برق غضب قہار کے مانند زیر تنگ مرکب مشکی شمشیر تڑپ کر نکل آئی
برابر سے اُس کافر خاسر کے دو ٹکڑے ہوئے علمشاہ رومی نے نعرۂ تکبیر کرکے قبضۂ شمشیر خونچکان کو چوم لیا بس ایک شور
و غل برپا ہوا اُس ساحر کے پیر اپنے سر پیٹنے لگے آندھی سیاہ چہار طرف سے اُٹھی روز تیرہ و تار ہو گیا تلاطم عظیم مثل طوفان
فوج کے اُس بحر جنگگاہ مین اٹھا ہر شخص خائف و ہراسان ہوا بعد عرصۂ بعیدہ کے تاریکی رفع ہوئی روشنی ہوئی شور
و غل موقوف ہوا تلاطم برطرف ہو گیا آواز مہیب پیدا ہوئی گفتنی مرا نام من دیو جلاد جادو بود افسوس مردیم و
جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم دیکھا سب نے کہ رستم زمان شہزادہ علمشاہ نوجوان با شمشیر برہنہ مرکب پری پوش پر جلوہ گر
ہوا اور ایک ہزار گز بختہ طولانی اُس دیو جلاد جادو کے دو پرکالے سامنے پڑے ہین اور خون کا دریا یہان سے

وہان تک جاری ہی ملک جدید قصر عالیشان سے اُتر کر دوڑا اور آ کے علمشاہ کے قدمون پر گر پڑا اور عرض کیا
کہ پہلے حضور اپنے نام ونشان حسب ونسب عالیشان سے آگاہ کیجیے علمشاہ رومی نے فرمایا کہ فرزند رشید جگر بند
سعید امیر با توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کا ہون اور نام رستم زمان شہزادہ علمشاہ رومی
عالیشان ہی ملک جدید یہ سُنکر از صدق مسلمان ہوا دین اسلام قبول کیا کلمۂ طیبہ پڑھکے پاک و طاہر ہو گیا تمامی شہر
اور لشکر کو دائرۂ اسلام مین لایا سکۂ سیم و زر نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد عالی نژاد کے جاری کیا بتخانے شوالے
دیرے سب منہدم کر کے مسجدون کی بنا کی صدائے ناقوس ہر طرف سے بند ہو گئی تکبیر کے نعرے جابجا بلند ہونے
لگے آوازین اللہ اکبر کی چہار جانب سے آتی تھین ملک جدید شہزادہ علمشاہ نوجوان کو ہمراہ اپنے لیے ہوے بڑے
سامان و اہتمام سے تعظیم و تکریم مع فوج کرتا ہوا ایوان شاہی مین لایا عرض کیا کہ تخت پر جلوہ فرمائیے علمشاہ نے کہا کہ نہین
ہم اسکے شایان نہین مین ہمارا فضل تاج بخشی ہی بادشاہت کرنا نہین ہی تجھکو یہ تخت و تاج مبارک رہے یہ کہکر علمشاہ
نے ہاتھ تھام کر تخت پر بٹھا دیا اور آپ کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے ملک جدید نے صحبت عیش مہیا
کی سامان دعوت ضیافت ہوا علمشاہ نوجوان نے فرمایا اے ملک جدید وہ شخص کہان ہی جسکو اس روز
نقابدار سیاہ پوش تیرہ درون نے زیر کیا تھا ملک جدید نے عرض کیا کہ زندانخانہ مین ہی علمشاہ نے کہا کہ اُس جوان کو بُلوا
ای ملک جدید نام اُس جوان کا کیا ہی اور کہان کا باشندہ ہی ملک جدید نے کہا ای شہریار نام اُس جوان کا فرہاد ہی اور
فلان شہر کا شہزادہ ہی عشق ملکہ زرمہر مین جان شیرین اپنی دینے پر آمادہ ہوا تھا یہ کہکر حکم کیا کہ شہزادۂ فرہاد کو زندانخانے
سے جلد لاؤ پھر علمشاہ رومی سے عرض کیا کہ کچھ کیفیت اپنی تو حضور ارشاد فرمائین کہ زندانخانے سے آپ کہان غائب
ہو گئے تھے اور پھر یہان کیونکر تشریف فرما ہوئے اُسوقت علمشاہ رومی نے اُس ایوان شاہی مین تخلیہ کرایا اور حال
بیان کرنے لگے زرچہر کا عاشق ہو کر زندانخانے مین آنا اور اسم اعظم اُسکا بتانا اور دیو سفیدہ پر سوار ہو کر شہر سہرابیہ مین
جانا اور وہان ساحرہ کو قتل کرنا اور سہراب شاہ کو دائرۂ اسلام مین لانا اور تمام شہر کو اسلام آباد کرنا اور دیو سفیدہ کو
صندوق ولا دینا یہ سب حال ملک جدید سے بیان کیا ملک جدید سُنکر بہت خوش ہوا مثل گل غنچۂ خاطر کھل گیا دل
باغ باغ ہوا فکر سے فراغ ہوا دل مین یہی خیال کیا اور کہا ای ملک جدید پروردگار عالم نے تجھکو ایسا داماد نجیب الطرفین اعلی
حسب والا نسب صاحب شوکت و شان جری دلاور شجاع بہادر عطا کیا کہ روے زمین پر اسکے ثانی کا شاید کوئی اور ہو شکر کو
لاکھ لاکھ اُس کارساز مطلق کا یہ کہکے قبلہ کی جانب سجدۂ شکر کو جھک گیا جب سر سجدے سے اُٹھایا داماد کو سینہ سے
لگایا ناگاہ چوبدار نے عرض کیا کہ شہزادہ فرہاد کو لوگ زندان خانے سے لائے ہین علمشاہ نے حکم کیا لاؤ ملازم اور داروغہ
زندان خانہ شہزادۂ فرہاد کو مسلسل بہ زیور آہن سامنے لائے اور پھر دربار اور جلسۂ جشن آراستہ ہوا سب سردار
اپنے اپنے مقام پر آ کر بیٹھے ملک سہراب شاہ بھی کرسی جواہر پر متمکن ہوا علمشاہ نے شہزادہ فرہاد کی قید آہن جلد کو
بلوا کر کٹوائی اور کرسی جواہر اپنے برابر بیٹھنے کو دی شہزادۂ فرہاد بھی جلوہ گر ہوا علمشاہ نے ملک جدید سے کہا کہ آپ
تمکو لازم ہی کہ زرمہر کا عقد شہزادۂ فرہاد کے ساتھ کر دو ملک جدید نے عرض کیا کہ مین نے تو دونون بیٹیان آپکی کنیزی
مین دین آپ کو اختیار ہی جو چاہیے کیجیے علمشاہ نے شہزادۂ فرہاد سے فرمایا اگر تم دین اسلام قبول کرو اور بتون پر لعنت
کرو کلمہ پڑھو تو تمہاری شادی تمہاری معشوقہ کے ساتھ کر دی جاوے شہزادۂ فرہاد نے عرض کیا مجھکو قبول اور منظور ہی تب تو
علمشاہ نے کلمۂ طیبہ تلقین کیا فرہاد نے بتون پر لعنت کی دائرۂ دین اسلام مین آیا مسلمان ہوا علمشاہ نے ملکہ زرمہر کی
شادی شہزادہ فرہاد کے ساتھ کر دی اور اپنا عقد ملکہ زرچہر کے ساتھ کیا ملک جدید نے بہت بڑی خوشی کی اور سامان

جلسۂ عام کا حکم دیا تمامی شہر کو آئینہ بند کیا آراستگی دکانہائے آہن حصار کی تاکید شدید کی جوڑے خلعت امرا سے
تا بہ ہر تنک بہت تقسیم کیے انعام واکرام بٹنے لگا طرح طرح کے کھانے پخت ہو کر تمام ملازموں اور شہریوں اور طائفوں وغیرہ کو روز
تقسیم ہونے لگے بڑی دھوم دھام سے شادی علمشاہ کی ملکہ زریں چہر کے ساتھ ہوئی اور ملکہ درمہر کی شادی شہزادہ فرہاد کے
ساتھ ہوئی مبارک سلامت کی دھوم علی العموم بڑی تمام رسوم ظہور میں آئیں دولہا کو ملک جدید ملکہ کے پاس محل میں
اپنے ساتھ لایا دلھن کی ماں نہایت مسرور و شادکام خوشی سے پھولے نہیں سماتی ہو باغ تمنا میں بہار آئی گھڑی گھڑی
عروس کی بلائیں لیتا دولہا کے نثار ہوتا غرضکہ دن اسی جشن و شادی میں گذرا شب زفاف آئی تخلیہ ہوا دولہا دلھن
چھپر کھٹ پر جلوہ افروز ہوئے ماہ کامل خیمۂ مشرق سے فوج سیارگان لیکر برائے طلایۂ عروس و نوشاہ فلک زنگار گون پر
نکلا ہوا الہائے شب نورانی ہمراہ بدر کامل بصد ناز و انداز معشوقانہ خراماں گلشن روزگار کی بہار دیکھنے کو چلی یہاں دولہا
دلھن ہم آغوش باہم بوس و کنار ہونے لگے ع سینہ بہ سینہ لب بلب یونہیں کٹی تمام شب + تا نصف اللیل جام زلال
وصال دولہا دلھن نے نوش کیا شراب وصل سے خوب سیراب ہوتے باغ تمنائے مشتاقاں میں بہار آئی نسیم سحر جوش
جوانی نے گل آرزو کھلا دیا غنچۂ وابستۂ گلشن حسن و جمال شگفتہ ہو گیا اشعار باغ میں آمد بہار ہے آج + چشم نرگس کو انتظار ہے
آج + آنے والا ہے اک صنوبر قد + قمری کا یہ غل ہزار ہے آج + چشم نرگس بھی وا ہے گلشن میں + کسی گلرو کا انتظار ہے آج +
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم چلتی ہے + گلشن نظم پر بہار ہے آج + الغرض دختر ملک جدید ملکہ زریں چہر کے یہاں اسی رات کو ماہ
شب چار دہ نے برج محل میں جلوہ گری کی بحر حسن و جمال کی صدف آرزو میں گوہر بے بہائے مقصود نے قیام کیا چنانچہ
بعد انقضائے مدت حمل ملکہ زریں چہر کے شہزادہ عالی تبار صاحب عز و وقار شجاع و نامدار پیدا ہوا کہ جسکا ذکر اپنے محل میں
گذارش کیا جائیگا اور اسم مبارک و نام نامی بھی صاحبزادہ گرامی قدر کا عرض کیا جائیگا القصہ بعد چندے کے شہزادہ فرہاد
علمشاہ عالی نژاد سے رخصت ہو کر اپنے ملک کو راہی ہوا باپ اس شہزادے کا فرخ معجوق تھا اسکو بھی شہزادہ فرہاد نے
ہزار ہزار صفت و ثنا میں اسلام کی کر کے مسلمان کیا اور تمام شہر کو اپنے اسلام آباد کیا مسجدیں بنوائیں بتخانے توڑ ڈالے
بعد اسکے اپنے باپ فرخ معجوق کو ہمراہ لیکر شہزادہ فرہاد پھر خدمت فیضدرجت شہزادہ علمشاہ رومی میں آکر حاضر ہوا علمشاہ
نے مع شہزادہ فرہاد و فرخ معجوق و مہراب شاہ وغیرہ شہر آہن حصار میں رہنا اختیار کیا اور ہرکارے چہار طرف برائے
خبرگیری شہزادہ قاسم عالیشان و شہزادہ بدیع الزمان وغیرہ روانہ کیے۔

دو کلمے داستان فرحت نشان شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کے بیان کیے جاتے ہیں

بلا ساقیا بادہ سے ریا
عجب میکدے میں ہے ابر قیل و قال
ہے بے لطف کیفیت بادہ ذوق
زمانے کی آب ہوا ہے خراب

تیرے دور میں مہر ہی جابجا
نہ شیشہ ہی کا ہے غم نہ جام
نہ دور میں ہے شیشہ ہے خوش
سراسر نظر آتا ہے انقلاب

ہے ہنگام مستی عجب امتحان
بہت میکدہ اب بے رنگ ہے
نہ مے ہے نہ ساقی عجب طور ہے
سحر دشمن جان مستاں ہیں جیسا

کہ دشمن ہے ساقی کا پیر مغان
ہر اک بادہ خوار آج دل تنگ ہے
حقیقت میں ابا ورہی دور ہے
کسی کی خطا کیا یہ اپنے نصیب

غزل یہ زمانہ عالم خواب ہے یا تشنہ منزل ہے
یہ جہاں سب ہیں کے ساقی نہ دور ایسے نہ تو بہ کر
نہ وہ وقت عیش و خوشی رہا نہ وہ لطف بادہ کشی رہا
ہر رواں عالم کو یہ کارواں جسے دیکھو پا بہ رکاب ہے

جو مکیں ہیں نقش بر آب ہیں جو مکاں ہیں شکل حباب ہیں
گئی باغ دہر سے فصل گل نہیں بلبلوں کا وہ شور و غل
نہ وہ دل رہا نہ وہ جی رہا نہ وہ عمر ہے نہ شباب ہے
لہو چشم تر سے بہا کہیں جگر اپنا غم سے جلا کہیں

نہ پھرے عدم کو جو چل بسے ہیں اجل کا جبر
نہ وہ چہچہے ہیں نہ جام مل نہ شراب ہے نہ کباب ہے
ہے سمند عمر رواں رواں لئے لشکر
ہیں یتیم میں آ سے کہتے ہیں یہ شراب ہے وہ کباب ہے

بیت نگارندہ داستان عجیب + رقم کرد این ماجرائے غریب + صاحبان صمصام برق نظام سخنور وزرہ پوشان شوکت

نشان اہل ہنر شمشیر آبدار سخن کو غلاف دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون علم کرتے ہین کہ جب شہزادہ ہندوستان
و اراے ہند لندھور بن سعدان اُس طوفان سماوی اور اُس تلاطم کارزار مین مجمع لشکر اسلام سے زخمی ہوکر بیہوش ہوئے
فیل میمونہ مبارک لندھور کو لیکر نکلا اور راہی صحراے وحشت خیز ہوا رات بھر روان وادی دشت و بیابان رہا صبح کو ایک صحرا
سبزہ زار مین پہونچا وہان بھی نہ ٹھہرا ہواے دشت و کوہسار جو ٹھنڈی ٹھنڈی جسم مجروح کو لگی روح کو تازگی دل کو فرحت
ہوئی لندھور بن سعدان کو ہوش آیا دامن کوہ مین پہونچکر فیل میمونہ کو روکا شفقت و محبت سے پچکاری دی فیل
میمونہ ہاتھ پاؤن پھیلا کر بیٹھ گیا لندھور بن سعدان اُترے اور درختون سے چیونٹے پکڑ کر زخم مین ٹانکے لگائے اور پھر
اسپر سوار ہوکے ایک سمت کو روانہ ہوئے چند فرسنگ چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے دونون بیٹے پارۂ جگر نور نظر
فرہاد خان یکفربی اور ارشیون یرزاد ہمراہ فوج قلیل لیے ہوئے آتے ہین اُن دونون نے جو اپنے پدر بزرگوار کو اس
حال سے آتے دیکھا پہلے جھک کر سلام کیا پھر دوڑ کر قدمون پر بوسہ دیا ساتھ ساتھ اپنے باپ کے روانہ ہوئے آگے بڑھکر
آیندہ و روندہ سے پوچھا کہ کوئی بستی یہان سے قریب ہے کہ نہین لوگون نے کہا کہ آگے بڑھکر تھوڑی دور پر ایک قلعہ ہے اور حاکم
اُس قلعہ کا زہرخوار تندخو ہے لندھور نے یہ سنکر اُسی قلعہ کیطرف راستہ لیا آتے آتے سامنے قلعہ کے پہونچے مع فرزند
و فوج قلیل کے لندھور نے وہین قیام کیا خبردارون نے زہرخوار تندخو کو خبر دی کہ خداپرستون پر زمرد شاہ باختری
نے اپنا غضب نازل کیا ہے وہ سب تباہ و برباد ہوئے ہین چنانچہ لندھور بن سعدان مع اپنے دونون بیٹون
کے کچھ جماعت قلیل سے ادھر آیا ہے اور سامنے قلعہ کے اُترا ہے یہان یہ ذکر تھا کہ ایک نامہ بر بھی ملک سمائل
سے از جانب زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا زہرخوار تندخو کے سامنے حاضر ہوا اور پگڑی سے نامہ نکالکر
دیا زہرخوار تندخو فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور تعظیم کرکے نامہ لیا چوما آنکھون سے لگایا سر پر رکھا سجدہ کیا پھر نامے کو کھولکر
پڑھا لکھا تھا اے زہرخوار تندخو تجھکو یہ نامہ خداوند لقا زمرد شاہ باختری کی طرف سے پہونچے معلوم ہو تجھکو کہ ہمنے
خداپرستان یعنے لشکر اسلام پر قہر و غضب اپنا نازل کیا اور سبکو برف باری کرکے مارڈالا اگر شاید کوئی سردار خداپرست
اُسمین تباہ ہوکر تمھاری حد مین آجاے فوراً گرفتار کرکے یہان بھیجدو فوراً پڑھتے ہی نامے کے نامہ بر سے کہا کہ ایک
روز تو یہان قیام کر لندھور بن سعدان یہان آیا ہے کل مین اُسکو گرفتار کرکے تیرے ہمراہ کردونگا یہ کہکر لشکر کو حکم دیا کہ
باہر قلعہ کے خیمے برپا ہون اور جمعیت لشکر کثیر وہین ہو بموجب حکم زہرخوار تندخو باہر قلعہ کے خیمے برپا ہوئے فوج سب آکر جمع
ہوئی زہرخوار تندخو بھی داخل بارگاہ ہوا شام سے شراب خواری مین مصروف ہوا ناچ رنگ ہونے لگا جب نشۂ شراب مین مست
ہوا حکم کیا کہ طبل جنگ بجے فوراً طبل جنگ پر چوب پڑی ادھر لندھور بن سعدان نے نقارۂ زری بجوایا رات بھر سامان
جنگ مین لشکر دونون مصروف رہے صبح کو میدان کارزار مین دونون لشکر صف آرا ہوگئے نقباے بلند آواز نہیب
دیکر چلے گئے زہرخوار تندخو نے مرکب چمکا کر نکالا میدان مین آیا اور للکار کے پکارا اے خداپرستو غضب خداوند لقا مین
گرفتار بھی ہوئے تو بھی تمھارا غرور نہ گیا کہ گھر پر چڑھ کر لڑنے آئے ہو کیا کچھ ایسا ہمکو ذلیل و خوار سمجھے ہو خیر کیا مضائقہ ہے جسکو آرزوے
مرگ ہو وہ میدان مین مقابلے کو آئے یہ سنکر فرہاد خان یکفربی لندھور سے رخصت لیکر میدان مین سامنے زہرخوار تندخو کے آیا
پہلے نگاو رزنی ہوئی پھر سخن سنجی ہوئی نیزہ بازی ہونے لگی فرہاد خان یکفربی نے چند طعنون مین نیزۂ زہرخوار تندخو ہوائی کردیا
زہرخوار نے تلوار کھینچکر وار کیا فرہاد خان یکفربی نے ہاتھ قبضہ پر سے ڈال کر تلوار چھین کے اپنی کمر مین لگالی اور کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالکر پشت زین سے زہرخوار تندخو کو اُٹھا لیا خوناب سرخ چشم کہ بھائی حقیقی زہرخوار کا ہے اُسنے جو دیکھا کہ بھائی
اسیر گرفتار ہوگیا فوج کو اشارہ کردیا کہ چہار طرف سے گھیر کر ٹوٹ پڑو اور خداپرستون کو مارلو فوج کفار نے چہار طرف سے ہجوم کیا

فرہاد خان یکغری زہر خوار کو ہاتھ سے ٹپکنے نہ پایا تھا کہ فوج کفار تلوارین کھینچکر آپڑی فرہاد خان نے اُسی ملعون کو بجا سپر
کرکے لڑنا شروع کیا اُدھر ارشیون پریزاد سے اور خونناب سرخ چشم سے مقابلہ ہوا خونناب نے تلوار کا وار کیا ارشیون پریزاد نے
لپٹ کر تلوار اُسکی چھین لی اور بندکمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا لیکن خونناب سرخ چشم جو مثل ہاتھی کے بلندی پر تھا بندکمر خونناب
سرخ چشم کا ٹوٹ گیا ارشیون کے ہاتھ سے چھوٹ گیا زمین پر گر کر بھاگا لشکر اسلام میں ایک شور و غل ہوا لینا پکڑ لینا اُدھر
زہر خوار تندخو کے بھی بندکمر پر ایک کافر کی تلوار پڑی بندکمر کٹا ہاتھ سے فرہاد خان یکغری کے زہر خوار بھی چھوٹ کر فرار ہوا
خداپرستون نے تلوارین مارنا شروع کین لشکر کفار شکست کھا کر بھاگا قلعہ بند ہوگیا اہل اسلام نے تمام مال و اسباب لشکر کفار
لوٹ لیا اور قلعہ پر جاکر نرغہ کیا چہار طرف سے گھیر لیا دوسرے روز لشکر اسلام نے طبل جنگ بجواکر قلعہ پر چڑھائی کی اُدھر سے
کفار نے پتھر مارنا شروع کیے لندھور بن سعدان نے سبکو منع کیا کہ آگے نہ بڑھو آپ تنہا قلعہ پر چلا جب دروازے پر قلعہ
کے پہونچا گرز گران سنگ ستر و سومن کا دونون ہاتھ سے تھام کر پوری ضرب لگا نعرہ کر قلعہ پر مارا مع برج دروازہ قلعہ کا گرا
لندھور چاہتا تھا کہ اندر قلعہ کے جاے کہ زہر خوار تندخو اور خونناب سرخ چشم ہاتھ باندھ کے سامنے لندھور کے آئے اور
قدم سے لندھور کے لپٹ گئے اور عرض کیا کہ ہم بجان و دل مطیع ہوئے لقا بے لقا پر لعنت کی مسلمان ہوئے کلمہ پڑھکر دین اسلام
قبول کیا لندھور نے اُنکی جان بخشی اور بفتح و فیروزی لندھور پھر بارگاہ مین آئے فوج خیمون مین مقیم ہوئی سب نے استراحت
کی دوسرے دن زہر خوار تندخو اور خونناب سرخ چشم خدمت فیضدرجت شہزادۂ ہند لندھور بن سعدان مین آئے اور
بڑی عزت و احترام سے مع فرزندان لندھور و فوج جرار ہمراہ لیکر شہر مین آئے اور تمام لشکر کو مسلمان کیا اور شہر کو اسلام آباد
کیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی لندھور بن سعدان مع فرہاد خان یکغری و ارشیون پریزاد و دیگر سرداران صحبت
عیش و نشاط مین بیٹھے ہوئے ہین دور شراب چل رہا ہے تاج رنگ ہو رہا ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے دعا و ثنا
بجا لائے بعد اُسکے عرض کیا کہ شہریار قہرمان دیونژہ سرداران بدیع الزمان کو گرفتار کیے ہوئے لیے جاتا ہے لندھور
بن سعدان یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور فیل میمونہ پر سوار ہوکر چلا اور فرہاد خان یکغری و ارشیون پریزاد
و زہر خوار تندخو و خونناب سرخ چشم چالیس ہزار سوار جرار ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوئے جب قریب اُس مقام کے پہونچے
کہ جہان لشکر کفار جمع تھا قہرمان کو خبر ہوئی کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزۂ صاحبقران زمان آپہونچا اپنے
لشکر کو قہرمان نے حکم دیا فوج صف آرا ہوئی ادھر لندھور نے بھی فوج کو آراستہ کیا قہرمان میدان رزمگاہ مین آیا
مبارز طلب کیا لندھور نکلی اُسکا مقابل ہوا بعد ہمسخنی نیزہ بازی ہونے لگی لندھور بن سعدان بعد فنون سپہگری نیزہ
اُسکا نکال لیگیا قہرمان نے تلوار کا وار کیا لندھور نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار قہرمان کی چھین لی اور کمر زنجیر تھام کر
پشت زین مرکب سے اُٹھا لیا فوج کفار بارادۂ کارزار چہار طرف سے دوڑ پڑی لندھور نے جلدی سے قہرمان کی
مشکین باندھکر داراب کے حوالے کیا اور آپ تیغہ کھینچکر لشکر کفار سے لڑنے لگا تمام سرداران لشکر اسلام تلوارین
کھینچکر چہار طرف سے آپڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی سیکڑون کفار واصل جہنم ہوئے دو پہر کامل کارزار
رہی انجام یہ ہوا کہ لشکر کفار بھاگا شکست فاش ہوئی ہزیمت نمودار ہوئی والی ہند لندھور بن سعدان بفتح و
فیروزی مع سرداران لشکر اسلام بارگاہ مین آئے قہرمان دیونژہ کو سامنے بلایا اور کہا او کافر خاسر اگر تجھکو جان عزیز ہے تو
لقا بے لقا پر لعنت کر دین اسلام مین آ قہرمان خوف جان سے طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا لندھور سے عرض کیا کہ اب تو مین
مطیع دین اسلام ہوا امیدوار ہون کہ دعوت میری آپ قبول کیجئے لندھور نے کہا کیا مضائقہ ہے دوسرے دن لندھور
مع فرزندان خیمۂ قہرمان مین گئے قہرمان نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا دسترخوان بچھایا لندھور بن سعدان نے مع

فرزندون کے کھانا کھایا جب ہاتھ دھونے لگا دوران سر ہوا لندھور کو شک ہوا قہرمان سے کہا تو نے میرے ساتھ دغا کی کھانے مین بیہوشی دی قہرمان نے کہا تم خداپرستون کو جسنے گرفتار کیا یونہین فریب و دغا سے پکڑ لیا تمسے کوئی شمشیرزنی مین سر بسر نہین ہوسکتا لندھور برہم ہوکر اُٹھا تھا کہ بیہوشی نے غلبہ کیا زمین پر گرا فرہاد خان بلفرح و ارشیون بریزاد لندھور کو تھامنے اُٹھے تھے کہ اُنپر بھی بیہوشی کا طمانچہ پڑا چکر کھاکر گرے الغرض جتنے لندھور کے ساتھ آئے تھے وہ سب بیہوش ہوئے قہرمان نے سبکو گرفتار کیا اور بارابون پر ڈال کر لنک سائل کو لیکر روانہ ہوا

دو کلمے داستان شوکت نشان شہزادۂ اسفندیار گیلانی کے بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا بادۂ جنگجو
ارادہ نہ کر جنگ بیکار کا
نہ کر غصہ اتنا بس اب رام ہو

عبث ہی تو رندون کا دل تنگ ہے
ذرا خوف کر دل مین قہار کا
نہ اس میکدے مین تو بدنام ہو

ہو مستعد قتل میکش پہ کج
عبث بے خطا ہو رہا ہے خفا
پلا ساقیا جام تسکین دل

نہ دے سکتے ہیچ کو علم کا رواج
روا رکھ نہ رندون پہ [illegible]
سحر کا دل زار ہی مضمحل

غزل چہ تدبیر اے مسلمانان من خود را نمیدانم
نہ از ملک عراقیم نہ از خاک خراسانم
دوئی را چون بدر کردم ہمہ عالم یکے دیدم
نہ تن باشد نہ جان باشد چہ باشد جان جانانم

نہ ترسا نہ یہودیم نہ گبر و نی مسلمانم
نہ از خاکم نہ از بادم نہ از آبم نہ از آتش
یکے بینم یکے دانم یکے گویم یکے خوانم
اگر در عمر خود یکدم ز بے یارے بر آوردم

نہ شرقیم نہ غربیم نہ بریم نہ بحریم
نہ از آدم نہ از حوا نہ از فردوس رضوانم
مکانم لامکان باشد نشانم بے نشان باشد
ازان وقت و ازان ساعت پشیمانم پشیمانم

بیت نویسندۂ دفتر لاجواب * نوشتند این داستان انتخاب * رہ نوردان وادی مصیبت یاس گرفتاران احسرت و ہراس اس داستان صعوبت نشان کو یون تحریر فرماتے ہین کہ جب شہزادہ اسفندیار گیلانی لشکر اسلام مین سے کسی سردار لشکر لقاے بے لقا کے ہاتھ سے زخمی ہوئے خون مثل دریا کے بہنے لگا غش طاری ہوا گرد ہوا زین ہاتھ چھوڑ دیے گھوڑا اس تلاطم سے لے نکلا صحرا کیطرف روانہ ہوا رات بھر چلا صبح کو ایک صحراے سبزہ زار ملا ہری ہری گھانس کھانے مین معروف ہوا جب سیر ہوا چشمہ پر آب شفاف پر آکے پانی پیا بھریری جولی شہزادہ اسفندیار زین مرکب سے زمین پر گرے تھوڑی دیر کے ہواے سرد جسم مجروح مین لگی ہوش آیا آنکھیں غش سے کھولدین دیکھا کہ صحرا مین تنہا پڑا ہوا ہے آہستہ سے اُٹھے چشمہ پر آئے زخم دھویا جو نٹے پاڑ کر باندھے لگائے کچھ اثمار صحرائی توڑ کر کھائے چشمے پر آکر آب خوشگوار پیا جب سیر و سیراب ہو چکے مرکب پر سوار ہوکر چلے چند فرسخ راہ طے کی تھی آفتاب عالمتاب بلندی بام فلک لاجوردی پر آیا اور گرمی زیادہ دکھانے لگا دھوپ تیز ہو گئی گرمی کی شدت ہوئی تاب تپش خورشید تابان نے پریشان کیا حواس مختل ہوے خیال مین آیا کسی درخت کے سایہ مین چل کے بیٹھ رہو ایک جانب کو سر اُٹھا کر جو نگاہ کی دیکھا کہ چند درخت سبز نہایت سایہ دار ہین اُن درختون کے نیچے کچھ آدمی بیٹھے ہین اسی طرف کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ یہ تکیہ ہے اور ایک درویش عبادت کیش بوریا فقر پر بیٹھا ہے سن مین ہمعمر خضر ہو گا ریش دراز مثل ابریشم سفید تا بہ سینہ پلکین بڑی بڑی مونچھین کھڑی کھڑی ناک سرخ و سفید رنگ گلاب آنکھین خون کبوتر تن و توش کچھ نہین بلکہ نحیف و زار پیشانی پر گھٹا سجدے کا ہاتھ مین کنٹھا سلیمانی سجادہ سامنے بچھا ہوا کچھ جپ رہا ہے اور گرد اُس فقیر زیب حصیر عبادت کے چند چیلے فقیر بنے ہوئے جمع ہین مگر کس صورت سے کہ کوئی افیون قدح گلی مین گھول رہا ہے کوئی سوکز کا سونٹا لیے ہوئے مٹی کی کونڈی مین بنگ گھونٹ رہا ہے کوئی بالشت بھر کی چلم چرس کی منہ سے لگائے ہوئے دم مارتا ہے کوئی کالی مٹی کا حقہ بڑا مینڈہ دار آسیر ڈیڑھ خمہ سیاہ نیچہ موٹی ڈنڈی کا مُنھ مین لگائے ہوئے منہ سے دھوان اُڑاتا ہے اُن سب مریدون مین ہر ایک کی زبان پر یا ہادی یا مرشد کامل و رد ہے رہ رہ کے غل اُٹھتا ہے شہزادہ اسفندیار گیلانی کو یہ صحبت اُن فقیرون کی پسند آئی پاس اُس درویش عبادت کیش کے آئے اور سلام کرکے بیٹھ گئے گھوڑا ایک درخت سے

باگڈور لپیٹی کرکے باندھ دیا اور اُس درویش سے کہا کہ شاہ صاحب مین بھی آپکا مرید ہوتا ہون اب تارک دنیا ہوکر صحرا نشینی
اختیار کرونگا فقیر نے کہا اے بابا ابھی سن تیرا بہت کم ہے صورت مثل آفتاب درخشان کے ہے طرحدار وضعدار چہرے سے رعب
وجلالت ہویدا ہے پیشانی سے شان وشوکت پیدا ہے وضع سپاہانہ ہے تو کیون مرید ہوتا ہے یا فقیری کا بندہ نہ سکیگا اسلیے
فقیری مین اول تو غمخواری بہت چاہیے ہر زیبائش سے دستبردار ہونا پڑتا ہے کوچۂ فقر البتہ بہت ٹیڑھا ہے اس مقام پر سیدھا
رہنا بہت مشکل ہے اے بابا تجھسے فقیری نہو سکیگی تو ارادہ اس راہ پر آنے کا نہ کر مجھکو قیاس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے مادر و پدر سے
روٹھکر گھر سے چلا آیا ہے اے بابا فقیر کی خوشی یہ ہے کہ تو اپنے گھر کو جا اپنے مان باپ سے علاوہ جو کچھ اُنھون نے کہا ہوگا بہتری
بھلائی کیواسطے کہا ہوگا شہزادہ اسفندیار نے کہا اے شاہ صاحب یہ امر نہین ہے مین ایک سوداگر تھا قزاقون نے میرا مال
اسباب لوٹ لیا اور قافلے کو میرے قتل کیا مجھسے بھی تلوار چلی مین بھی زخمی ہوا اب مین تنہا رہگیا میرا جی یہی چاہتا ہے کہ ترک دنیا
کرکے فقیری اختیار کیجیے درویش نے بہت سمجھایا مگر شہزادہ اسفندیار نے نہ مانا تب درویش نے کہا مرید ہونا بھی بہت مشکل ہے
فقیری اختیار کرنا دشوار ہے کیونکہ اول بہت سے روپیونکا صرف ہے پہلے کھانا بہت سا عمدہ پکوایا جاے فقیرون کو جمع کرکے
کھلایا جاے پھر سب فقیرون کے سامنے پیالہ فقیری کا تجھے پلایا جاے جب تیری مریدی ٹھیک ہے اور چند کلمات فقیری تجھکو
تعلیم کیے جائین جب فقیری تیری کام کی ہے اور سب فقیرون کی کلی مین بیٹھ سکتا ہے شہزادہ اسفندیار نے کہا یہ اسباب جو
میرے پاس ہے اسکو فروخت کیجیے اور آپ جسطرح چاہیے بطور کامل چاہیے کرکے فقیرون کو جسقدر منظور ہو جمع کرکے کھلوائیے
فقیر نے اُسپر بھی عذر کیا اور سمجھایا مگر شہزادہ اسفندیار گیلانی نے نہ مانا تمام اسلحہ اُتارا زرہ وبکتر خود وچار آئینہ جھلم دستانے
موزے لنگے تیر وکمان ونیزہ وگرز وشمشیر وتیر وخنجر وسپر وجملہ ٹیکا وغیرہ سب درویش کے آگے رکھدیے فقیر نے مریدون سے
اُٹھواکے اندر ایک گوشہ مین مکان کے رکھوا دیا اور روپیہ اپنے پاس سے نکال کر کھانا عمدہ پکوایا اور تمام اطراف کے فقیرون کو
جمع کیا جلسۂ فقرا برپا ہوا یا معبود یا موجود یا ہادی یا مرشد یا داتا کی صدائین بلند ہوئین بانگ جرس اور گانجا اُڑنے لگا افیون
گھلنے لگی حقے سب بڑے بڑے مٹی کے ڈیڑھ خمے فقیر پینے لگے کھانے چکھنے لگے عجب غلغلۂ عظیم اُس صحرائے لق ودق مین
رہا تھا تین روز تک جماؤ رہا تیسرے روز سب فقیرون کے روبرو اُس درویش نے پیالہ جھوٹا اپنا شہزادہ اسفندیار گیلانی
کو پلاکر مُرید کیا اسفندیار مرید ہوکر شاہ صاحب کی خدمت مین رہنے لگا تمام طریقے فقیری کے بتائے کلمات عجائب تعلیم کیے
شہزادہ اسفندیار عرصے تک وہان رہا ایک شب اسفندیار اپنے فرش پر سو رہا تھا کہ ایک فقیر بہت موٹا تیار مشٹنڈا
آکر اسفندیار کے پانون دابنے لگا اسفندیار کی جو آنکھ کھلی بیدار ہوا یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا ایک لات اُسکے زور سے
ماری وہ فقیر دور جا گرا غصہ جو آیا وہی سونٹا لیکر اُٹھا جتنے فقیر سو رہے تھے سبکو پیٹنا شروع کیا سب غل وشور دہائی تہائی
مچانے لگے مگر سبکے ہاتھ پانون ٹوٹ گئے اپاہج ہوے اُس فقیر مسند نشین نے اس درویش عبادت کیش کو کہ نام اسکا کاشف قلندر
تھا اُٹھاکر بیٹھ پر لادا اور ایک طرف کو لے بھاگا یہان یہ کیفیت جو شہزادہ اسفندیار گیلانی نے دیکھی اُٹھکر منڈھی مین درویش
کی گھسے اپنا سلاح سب جو کہ فقیر نے چھپا کر رکھا تھا اُسے اپنے جسم پر آراستہ کیا اور کچھ نقد روپیہ اشرفی لیا مرکب رہوار قار پر
سوار ہوکر روانہ ہوئے رات بھر اُس صحرا مین چلے صبح کو قریب شہر خضرانیہ کے پہونچے آیندہ روندہ سے دریافت کیا کہ
یہ شہر کونسا ہے لوگون نے کہا شہر خضرانیہ اسکا نام ہے شہزادہ اسفندیار شہر مین آئے دیکھا تو شہر نہایت آباد وخوش
خرم ہے عمارات عالیشان اور بڑے بڑے بلند مکان جابجا آراستہ وپیراستہ ہین دُکانین دو رویہ پختہ بنی ہین دکاندار جمیع
اشیائے نادرہ بیچ رہے ہین شہزادۂ عالیشان چار طرف پھر کر سیر کرنے لگے آہستہ آہستہ مرکب تیز رفتار چلا گیا
شہزادۂ ذی قدر کیفیتین شہر کی آراستگی اور زیبائش دُکانون کی دیکھتے جاتے ہین ایک مقام پر جو پہونچے

دیکھا خلایق کے غول کے غول ایک سمت کو چلے جاتے ہین شہزادہ اسفندیار نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لوگ کہان
جاتے ہین اُسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس شہر مین نووارد ہین فرمایا کہ ہان بھائی سوداگر ہون ابھی چلا آتا ہون پیچھے
اسباب اور آدمی بھی آتے ہونگے کہا تم بھی وہین جاتے ہو جہان یہ لوگ چلے جاتے ہین وہان کیا تماشا ہے ہمین بھی آگاہ کرو اُسنے
کہا کہ اس شہر کے بادشاہ خضران شاہ کی ایک دختر نیک اختر نہایت حسین مہ جبین نازنین مہ تمکین شکیل جمیل صورت چودھوین رات کا
چاند جس سے خورشید تابان شرمندہ پھول سے غدار نرگس سی آنکھین بوٹا سا قد بگرزو بیلے انتہا قوت بلا کی طاقت مین رستم و
نریمان سے زیادہ ہے اُسکی شرط یہ ہے کہ جو کوئی بیل کو ایک ہاتھ پر اُٹھا کر بام قصر پر لیجائے اور پھر وہان سے اُتر آئے اُسکے ساتھ
اپنی شادی کرون اور خود بھی گائے کو اُٹھا کر ایک ہاتھ سے بام قصر پر لیجاتی اور پھر اُتر آتی ہے چنانچہ آج ایک شہزادہ فرزند فرخ شاد
مغرق کہ نام اُسکا خرم سبزپوش ہے وہ مثل بلبل ملکہ گل چہرہ دختر خضران شاہ کے دام عشق مین گرفتار ہو کر آیا ہے عالم
اُسکا رشک گلہاے خزان دیدہ ہے بہار باغ جوانی کو اپنی مٹانے آیا ہے پھول سے ہاتھون سے یہ بار عظیم اُٹھانے آیا ہے نہین معلوم
اُسکے غنچہ دل مین کیا بوے گل محبت ملکہ گل چہرہ سمائی ہے کہ صیاد اجل اُس عندلیب آوارہ خانمان کو قفس عشق مین پھنسا کے
لایا ہے سوا اسکے کچھ اُسے سوجھتا نہین جان دینے پر آمادہ ہے شہزادہ اسفندیار نے کہا ہم بھی تماشا دیکھنے چلتے ہین غرض
کہ اُس شخص کے ہمراہ شہزادہ اسفندیار بھی روانہ ہوے جب اُس امتحان گاہ مین پہونچے دیکھا کہ ایک میدان وسیع اور
ایک قصر رفیع ہے اُس قصر پر خضران شاہ بصد کبر و غرور بیٹھا ہے اور پائین قصر عالیشان ایک تالاب پر از آب شفاف و صاف
گرد اُس تالاب کے دوکانین لگی ہوئی ہین طرح طرح کی اشیا بک رہی ہین خلایق کا ہجوم تماشائیون کی دھوم ہے ایک میلے کا
سامان معلوم ہوتا ہے خوانچے والے ادھر آوازین لگا رہے ہین تماشائی سودا خرید خرید کے کھا رہے ہین - نظم

قلم تھم نہ کر اسقدر تیز ران ۔ دکھاتا ہون میلے کا کچھ یان سمان
طبیعت کو روکا نہ ہرگز رکی ۔ مضامین نو کی طرف ہی جھکی
لکھون حال کیا امتحانگاہ کا ۔ کہ ہے جوش تالاب کے چاہ کا
تماشائیون کا وہ ہر جا ہجوم ۔ وہ دوکاندارون کے سودے کی دھوم
وہ دوکانین آراستہ ہر طرف ۔ ہر ایک جا خریدارون کی صف کی صف
کہین سیاقنون کی ہین بالین بکی ۔ جوانون کی آنکھین ہین جنسے لڑی
کہین کنجڑنون کی جمی ہے قطار ۔ مزیدار ترکاریان بے شمار
کسی جھبری مین کیلے کہین ۔ ہین امرود کے ڈھیر ایسے کہین
کہین بھانڈیان مٹی بوندون کی ۔ کہین ہین شکرقند بھی تلی ہوئی
کسی سمت حلوائیون کی دکان ۔ مٹھائی بھری جنکی شیرین تمام
کہین گشت مین خوانچے والے ہین ۔ کبابی نے ڈیرے کہین ڈالے ہین
صدائین لگاتے ہین ہر ہر قدم ۔ کباب آبکے لوجی چٹپٹے بامزہ
تمبولن کہین کرتی ہے گفتگو ۔ مرا بیڑا کھالے تو ہو سرخرو
کسی جا ہین صراف اور جوہری ۔ رودی میوون ہین دوکانین بھری
لیے ہاتھون پر ہار وہ گلفروش ۔ صدا دیتے ہین بجوش و خروش
خریدار لو موتیا کھل گیا ۔ چنبیلی مین ہے آکے بیلا بسا
یہ جوہی کے کنگن یہ بیلے کے طوق ۔ وہ لے جسکو ہو عشقبازی کا شوق
کٹورا کھنکتا ہے وان جابجا ۔ ہر میلے مین سقون کا بھی جمگھٹا
بجاڈول کہتے ہین یہ برہمن ۔ ہو گنگا جل ہو ٹھنڈا من
سحر میلے کا دیکھکر جمگھٹا ۔ ہر اک آکے شوقین اسجا ڈٹا

شہزادہ اسفندیار رونق بازار صورت گلزار دیکھکر برنگ بلبل فرحان و شادان ہوے ہر طرف خرامان پھر کر سیر کرنے لگے کہ یکایک شور بلند
ہوا وہ ملکہ گل چہرہ آتی ہے شہزادہ اسفندیار گھوڑا بڑھا کر آگے آئے دیکھا کہ ملکہ گل چہرہ دختر خضران شاہ نقاب روے تابان
ڈالے ہوے مرکب پری پیکر پر سوار بصد عز و وقار ایک طرف سے آئی اور میدان مین کھڑی ہوئی اتنے مین ایک گاے بہت موٹی
تازی خوبصورت اور ایک بہت بڑا زبردست ناگوری بیل ملازمان شاہی لائے ملکہ گھوڑے سے اُتری اور ململ کے دوپٹہ کی گاتی
باندھکر ایک ہاتھ سے گاے کو اُٹھا لیا اور لیکر بام قصر پر چلی اور وہ بام ایکسو بیس زینے کا بلندی مین تھا اُسپر کس سبکی کے
ساتھ چڑھ گئی اور پھر ملکہ فوراً وہی گاے اُسی ہاتھ مین لیے اُتر آئی اور مطلق طبع نازک پر بار گران نہوا گاے کو اُسی

جگہ چھوڑ کر مرکب حور وش پر سوار ہو بیٹھی صدائے تحسین و آفرین چہار طرف سے بلند ہوئی ملکہ گل چہرہ نے پھر آواز بلند
کی کون اس مجمع عام میں ملکہ گل چہرہ دختر خضران شاہ کا عاشق زار ہی اور دلدادہ و فریفتہ ہو کر وصل کی چاہ رکھتا ہی آئے
وہ میرے سامنے اور بیل کو اٹھا کر بام قصر پر لیجائے اور پھر اسیطرح شل میرے پھر کے اسی جگہ بیل کو لے آئے شرط کو میری
پورا کرے اسکے ساتھ میں اپنی شادی کروں جام بادۂ وصل پلاؤں اور اگر اس حوصلے پر شرط میری وہ نہ پوری کریگا اس بیل کو
اٹھا کر بام پر نہ لیجا سکیگا تو گرفتار ہو کر ابھی سامنے میرے قتل کیا جائیگا شہزادہ اسفندیار ہنوز مرکب صبا رفتار پر بیٹھے تماشا
دیکھتے ہیں کہ ایک جوان سبزہ رنگ تاج شاہانہ برسر پوشاک فاخرہ دربر مثل بائیس برس کا سن والدین کی مرادوں کے دن
صاحب حسن و جمال شان و شوکت میں بیمثال ایک غول سے نکل کر مرکب پریوش کو جھپکا کر میدان میں سامنے ملکہ کے آیا
دیکھنے والوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ یہی خرم سبز پوش فرزند جگر بند فرخ شاہ معوق ہو دیکھے اس نازنین مہ جبین سے
یہ بیل زبردست ناگوری کیونکر اٹھ سکتا ہی اور کسطرح لیجائیگا مفت اسنے اپنی جان دی اس عمر کے درخت کی کونپل بھی نہ
ٹوٹے ہمکو اسکے حسن و جمال پر رحم آتا ہی اب ملکہ گل چہرہ کے عشق میں بہار گلشن جوانی پر اسکے خزان آجائیگی مگر خرم سبز پوش
بصد ولولہ و جوش اس بیل کے پاس آیا اور ایاب ہاتھ میں اسکو اٹھایا لیکر بام قصر بلند پر چلا ابھی چار زینے طے کیے تھے
کہ چکر آیا پاؤں کانپنے زینے پر سے گر پڑا بیل ہاتھ سے چھوٹ گیا آپ بیہوش ہو گیا ملازمان شاہی نے دوڑ کر پکڑ لیا مشکیں
باندھ لیں خضران شاہ نے آواز دی کہ اس جوان کو جلد قتل کرو کہ سبکو عبرت ہو بار دگر کوئی حوصلہ عشق ملکہ گل چہرہ کا
نکرے دعوی بیجا سے باز رہے اسیوقت جلاد آکر حاضر ہوئے اور ہاتھ پکڑ کر اس جوان کا نطعے پر لائے ادھر خضران شاہ
نے حکم دیا جلاد نے تیغہ جوہر ہیٹھے کا سیان سے کھینچا انگلی سے بارہ کو دیکھا کہ تیسرا حکم خضران شاہ دیا چاہتا تھا
ادھر جلاد نے دو قدم ہٹکر تیغہ تولا کہ شہزادہ اسفندیار بصد عز و وقار بھر آگئے تاب نہ رہی اس جوان حسین پر رحم آگیا مرکب
جور لقا کو جھپکا کر برابر جلاد کے آئے اور فرمایا کہ او جلاد خبردار اس جوان حسین نازنین کو قتل نہ کرنا میں اسکے بدلے اس بیل
کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر بام بلند پر لیجاتا ہوں اور پھر لے آتا ہوں شرط کو ملکہ کی پوری کرونگا اسکو قتل ہونے نہ دونگا لوگوں نے
دیکھا کہ ایک جوان حسین چہرہ مثل خورشید تابان کے روشن ہی پیشانی مانند کوکب درخشان کے تابندہ اکیس بائیس برس کا
قوی بازو بھرے ڈنڈ بھری بھری مچھلیاں سینہ تصویر کھینچنے کے قابل صاحب شان و شوکت شجاع و دلاور رستم زمان فخر بہمن
پہلوان عرصۂ امتحان ہر ایک دیکھکر حیران ہوا اور خضران شاہ بھی شہزادہ اسفندیار کو دیکھکر دنگ ہو گیا ملکہ ہزار جان
سے عاشق ہو گئی لیکن خضران شاہ نے یہ حال جو سنا کہ یہ جوان صاحب شوکت و شان اس شخص کے عوض بیل اٹھانے
کہتا ہی اپنے سامنے شہزادہ اسفندیار نوجوان کو بلایا اور بہت سا سمجھایا کہ ای گل باغ حسن و جوانی تو اپنی جان کو مثل سبزۂ
نوخیز کیوں پامال کرتا ہی کیوں بہار گلشن حسن بخزان کو سناتا ہی تجھے اس شہزادے سے کیا واسطہ ہی شہزادہ اسفندیار
بولا مجھکو اسپر رحم آیا راہ خدا سمجھ کے اسکی طرفداری کرتا ہوں اور اگر مجھسے بیل نہ اٹھیگا تو مجھے اور اسے دونوں کو قتل کرنا
خضران شاہ نے کہا بیشک یہی ہوتا ہی اگر تجھسے بیل نہ اٹھیگا تو تجھکو دم بھر زندہ نہ چھوڑونگا شہزادہ اسفندیار نے کہا مجھے
قبول ہی خرم سبز پوش کو جلادوں سے چھڑوا دیا لیکن خرم سبز پوش سمجھا کہ یہ جوان شاید خود ملکہ پر عاشق ہوا ہی طالب وصل ملکہ گل چہرہ
ہی اگر یہ جوان شرط جیتا بھی تو ملکہ کو لے لیگا تو پھر وصل سے محروم رہجائیگا اس سے تو مر جانا بہتر ہی شہزادہ اسفندیار سے کہا کہ
آپ میری جانبداری کا حیلہ ناحق کرتے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ کے عشق کا آپکو خود ولولہ ہوا ہی اگر آپ شرط جیتیے گا تو خود ملکہ
گل چہرہ کو لیجیے گا وصل سے دل شاد کیجیے گا میری موت ہر طرح ہی میں بہر کیف وصل سے ملکہ کے محروم رہونگا شہزادہ
اسفندیار نامدار نے کہا کہ یہ خیال تیرا غلطی پر ہی ہم کبھی پرائے معشوق پر نظر بد نہیں ڈالتے یہ فقط خدا راہ کا سودا کرتے ہیں

ای برادر تو کھڑا تماشا دیکھہ کہ خدا کیا کرتا ہی مین ابھی شرط جیت کر تیرے ساتھ ملکہ گل چہرہ کی شادی کیے دیتا ہون مگر خرم سبز پوش
کو شہزادہ اسفندیار کا کلام تصدیق نہوا مطلق یقین نہ لایا شہزادہ اسفندیار قریب بیل کے گھوڑے سے اُتر کر آئے
اور ملازمون سے پکار کر کہا کہ اس بیل پر اور کچھ بوجھ بھاری لاکر رکھو تو مین اُٹھاؤن وہ سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا کہ
پہلے خالی بیل تو آپ اُٹھا لیجائیے پھر بوجھ بھاری اُٹھائیے گا شہزادہ اسفندیار نے مسکرا کر آیتین پڑھائین اور بسم اللہ کہکر
بیل کو ایک ہاتھ پر اُٹھا لیا بے تکلف مثل گل سبک کے لیکر بام قصر پر چڑھ گئے اور فوراً وہان سے پھر بیل کو اُسی ایک ہاتھ پر لیے ہوے
اُتر آئے اور مطلق کچھ معلوم بھی نہوا پھر پکار کر فرمایا کہ اب اسپر کچھ اور رکھدو لوگون نے امتحان قوت کیواسطے اس بیل پر
اسقدر بوجھ رکھا کہ وہ بیل بیٹھ گیا اور اُٹھ نہ سکا مگر شہزادہ اسفندیار نامدار دوسری بار اُس بار و بیل کو اُٹھا کر ایک ہاتھ سے
بام قصر پر لیگئے وہان تھوڑے عرصہ تک اُس بیل کو لیے ہوئے کھڑے رہے اور سُنا کیے کہ چہار طرف شور تحسین آفرین بلند ہی خرم
سبز پوش مگر ورد مند ہی بالاتفاق سب اُس مجمع عام مین کہرہے ہین کہ یارو ہمنے آجتک ایسا جوان حسین زبردست طاقتدار
نہین دیکھا نہ سنا خضران شاہ قصر سے نیچے اُتر کر خوشی کے مارے چلا تھا کہ اس جوان رستم خصال کو گلے سے لگاؤن اور تعریف
کرون کہ اُسوقت کلو اس عیار ضیغم خون آشام کا آیا اور اُسنے مجمع خلائق دیکھکر ایک شخص سے استفسار حال کیا لوگون نے
کیفیت سب بیان کی کہ یہ جوان عالیشان آدمی کا ہیکو دیو کا زور رکھتا ہی بیل کو مع بار عظیم اُٹھا کر کوٹھے پر لیگیا اور پھر اسطرح
لیے چلا آتا ہی مطلق تیور نیلے ہوئے اور نہ طبع نازک پر بار ہوا کلو اس عیار یہ سنکر آگے بڑھا کہا مین تو دیکھون کہ یہ کون جوان
رعنا قوتدار ہی کلو اس عیار ضیغم خون آشام نے جو غور سے نگاہ کی خوب پہچانا اور خضران شاہ کے پاس جا کر کہا ای خضران شاہ
مین اس جوان رعنا کو خوب پہچانتا ہون تو نہین جانتا کہ یہ کون ہی ارے غافل ہوشیار ہو پنبہ غفلت گوش دل سے نکال یہ شخص
زمرد شاہ باختری خداوند لقانے اندنون خدا پرستون پر اپنا غضب نازل کیا ہی بہت سے اہل اسلام مارے گئے اور بہت سے
خدا پرست تباہ و برباد ہوکر چہار طرف نکل گئے تمام ملک باختر مین نوشتے تاکیدی خداوند لقا کے آئے ہوئے ہین کہ جہان خدا پرست
ملجائین اور ہاتھ آئین یا زندہ گرفتار کرکے بھیجدینا یا سر کاٹ کے خدمت خداوند لقا مین روانہ کرنا ارے یہ فرزند جگر بند امیر بادو فر
حمزہ صاحبقران زمان ہی اسے جلد گرفتار کرکے قید کر یا مار ڈال خضران شاہ نے اُسیوقت فوج کو طلب کرکے حکم کیا کہ کیسر
حمزہ کو جلد گرفتار کرو یا مار ڈالو اور ہرکارون کو دوڑایا کہ جلد کمک لیکے آؤ جو کچھ فوج خضران شاہ کی اُس مقام پر موجود تھی
وہ بحکم خضران شاہ تلوارین کھینچ کھینچ کے شہزادہ اسفندیار پر دوڑی اور غل و شور بلند ہوا کہ لینا پکڑ لینا اس خدا پرست کو
جانے نہ دینا کفار للکارتے نیچے اُس قصر کے آئے جہان شہزادہ اسفندیار نوجوان بیل کو لیے ہوئے بام پر کھڑا تھا دیکھا
شہزادہ عالیشان نے کہ کفار بلوہ کرکے بجبر چلے آتے ہین پس بیل کو بام سے نیچے پھینک دیا دس کفار جو زیر بام قصر کھڑے
ہوئے تھے وہ کچل کر مرگئے اور وہین سے قبضہ پر ہاتھ ڈالکر تیغہ آبدار کو کھینچکر نیچے بام قصر کے اُترے اور نعرہ کوہ شگاف
کرکے کفار پر جا پڑے نعرہ اسفندیار ستم فخر رستم شجاع و دلیر + کہ در فوج ہاشم غرندہ شیر + جگر بند صاحبقران زمان کہ نام
شد اسفندیار جوان تیغہ آبدار سے کفار کو قتل کرنا شروع کیا خرم سبز پوش بھی مع اپنے ہمراہیون کے شریک شہزادہ اسفندیار
نوجوان ہوا غلغلۂ دار و گیر برپا ہوگیا تماشائی اپنے گھرون کو بھاگے میلہ پریشان ہوگیا ایک ایک دُکاندار دکان اپنی چھوڑ کر
راہی ہوا میدان صاف ہوگیا سڑک پر جا بجا خون کا دریا جاری ہوا لاشون کے ڈھیر ہوئے شہزادہ اسفندیار لڑتے ہوئے
مرکب کے پاس آئے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوئے رعایا کو خوف طاری ہوا اپنے اپنے گھرون کے دروازے کی کنڈیان
بند کرلین کہا اب بڑا خوف و بیم ہی ہنگامہ اندر شہر کے برپا ہی ایسا نہو کہ شہر لٹ جائے لیکن لشکر کو جو خضران کے خبر ہوئی
اُسی وقت بلوہ کرکے فوج والے چار طرف سے آگئے شہزادہ اسفندیار کو گھیر لیا ہزارہا کفار شہزادے پر آپڑے

ادھر شہزادہ اسفندیار کا یہ حال تھا کہ بخوف و خطر لڑ رہا تھا بے پناہ تیغ آبدار کا ہاتھ پڑ رہا تھا خرم سبز پوش کے ساتھ والے
قتل ہوئے مگر سیکڑوں کفار کو مار کر مرے جسقدر طول کارزار کو ہوتا تھا بلوہ کفار کا زیادہ ہوتا جاتا تھا اور خضران شاہ تخت پر
سوار ایک ایک کو پکار رہا تھا للکار رہا تھا ارے نامردو دو آدمی ہیں انکو بھی تم پکڑ نہیں سکتے بھاگے پھرتے ہو لعنت ہی تمہاری
بہادری پر تف ہی تمہاری اوقات پر شہزادہ اسفندیار نے مرکب کو خضران شاہ کی طرف بڑھایا صفوں کو درہم و برہم کرتا ہوا
رستمانہ لڑتا ہوا قریب تخت خضران شاہ کے پہونچا جو بڑے جری بہادر مقرب بادشاہ تھے اُنسے تلوار چلنے لگی ایک طرفۃ العین
میں اُن سبکو مار کر گرا دیا شہزادہ اسفندیار برابر تخت خضران شاہ کے آیا اور نعرہ کیا او گبر نابکار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے
ادھر خرم سبز پوش بھی ہمراہ شہزادہ اسفندیار نوجوان کے تھا اُسنے چاہا کہ خضران کو تلوار کا ہاتھ ماروں شہزادہ اسفندیار نے
منع کیا ای برادر ابھی تم ٹھہرو یہ میرا شکار ہی تم اور کفار کو قتل کرو میں لے مارے لیتا ہوں خضران شاہ نے اسفندیار پر
تلوار ماری شہزادے نے دم شمشیر کو بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ مروڑ کر تلوار خضران شاہ کی چھین لی اور تلوار
اُسکی اپنے قبضہ میں کر کے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر تخت پر سے خضران شاہ کو اُٹھا لیا کلواس عیار پاس تخت خضران شاہ
کے تھا بھاگا خرم سبز پوش نے تیر و کمان کیانی میں جوڑ کر مارا سینہ کلواس کا نشانہ ہوا جو سینہ کی پسلیاں توڑ کر پشت
کے پار نکل گیا کلواس رو سیاہ سہم کر چلانے لگا گوشۂ اسکی تلاش ہوئی زمین پر تیورا کے گرا اسی اثنا میں واصل سقر ہوا شہزادہ
اسفندیار نامدار نے خضران شاہ کو اُٹھا کر سر سے بلند کیا اور فرمایا لعنت کر لقا پر دین اسلام اختیار کر نہیں تو مارتا ہوں
کہ پیوند زمین ہو جائیگا خضران شاہ پکارا ای شاہزادہ اسفندیار نامدار لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا پر بے لقا پر اور
اُسکے پرستاروں پر اور آپکا مطیع و فرمانبردار ہوا شہزادہ اسفندیار نے خضران شاہ کو تخت پر رکھدیا خضران شاہ
تخت سے کود پڑا قدموں پر شہزادے کے گرا اور کلمہ پڑھ کر از سر صدق اسلام لایا مسلمان ہو کر اپنی فوج کو پکارا کہ خبردار
کوئی تلوار نہ مارے جنگ موقوف کرو میں اس شہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا میں اسلام لایا جسکو مسلمان ہونا ہو
وہ میرے شہر میں رہے نہیں ابھی اس شہر سے نکل جاوے ہر طرف سے آواز آئی کہ ہم سب نے لقا بے لقا پر
لعنت کی ہمیں اُس کافر سے کچھ کام نہیں ہی ہم بھی سب مسلمان ہوئے خضران شاہ خوش ہوا شہزادہ اسفندیار
نوجوان نامدار و عالیشان کو بڑے جاہ و حشم سے ایوان شاہی میں لایا اور کہا کہ آپ تخت سلطنت پر جلوہ افروزی
فرمائیے میں آپکی نیابت کرونگا شہزادہ اسفندیار نے کہا ای خضران شاہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تیرا تخت و تاج
تجھکو مبارک رہے پر اسکا ہاتھ پکڑ کر خضران شاہ کا تخت پر بٹھایا آپ کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوے ملازموں سے کہا
کہ دیکھو خرم سبز پوش کہاں ہی جلد اُسے لاؤ چوبدار بصد عز و افتخار خرم سبز پوش کو لائے شہزادہ اسفندیار نے برابر
اپنے کرسی پر بٹھایا جشن شادی آراستہ ہوا صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش میں آیا شہزادہ اسفندیار
نامدار نے کہا ای خضران شاہ اب تم اپنی بیٹی ملکہ گل چہرہ کی شادی خرم سبز پوش کے ساتھ کردو یہ بھی شہزادہ ہی کوئی اور نہیں ہی
خضران شاہ نے جواب دیا کہ میں آپکا غلام حلقہ بگوش ہوں وہ کنیز ناچیز ہی میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اُسکو حضور اپنی کنیزی
میں لیکر رکھیں شہزادہ اسفندیار نے فرمایا کہ ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں ہی کہ کسی کے ناموس پر قبضہ کریں فقط میں نے
اسی جوان کیواسطے اسکے عوض میں بیل اُٹھا کر پہونچا دیا تھا یہ ملکہ گل چہرہ کا عاشق زار ہی اور یہی مستحق ہی خضران شاہ
نے عرض کیا کہ مجھے کیا عذر ہی آپ مالک و مختار ہیں جسے چاہیں اس کنیز ناچیز کو بخشیں پھر شہزادہ اسفندیار نامی و نامدار نے
خرم سبز پوش کیطرف مخاطب ہو کے فرمایا ای شہزادہ خرم سبز پوش تو اگر دین اسلام اختیار کرے اور لقا پر لعنت کرے از صدق دل
ہو جا تو تیری معشوقہ مہ جبین نازنین تجھکو حوالے کردوں اور شادی تیری اُسکے ساتھ کروں خرم سبز پوش از سر

صدق مسلمان ہوا کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں آیا شہزادہ اسفندیار نے ملکہ گل چہرہ کی شادی اُس جوان خرم سبز پوش کے ساتھ کر دی شادی کتخدائی ملکہ گل چہرہ کا جشن تمام تین روز تک اندر سے باہر تک رہا خضران شاہ نے سبکو خلعت انعام و اکرام تقسیم کیا خضران شاہ خرم سبز پوش اور شہزادہ اسفندیار کو ہمراہ لیکر محل میں آیا ماں و دلھن کی شاد شاد ہوئی دولھا کی بلائیں لیں خضران شاہ نے کہا کہ اے صاحب شہزادہ اسفندیار نامدار فرزند حمزہ صاحبقران عالی وقار کی بدولت مجھکو دولت اسلام بھی ملی اور تمھاری نور دیدہ ملکہ گل چہرہ کو ایسا بر بھی ہاتھ آیا غرضکہ بعد دن گذرنے کے تخلیہ کی صحبت ہوئی شب زفاف کا سامنا ہوا وصل معشوق خوش اسلوب ہاتھ آیا گوہر امید صدف آرزو کو ملا غنچہ نرگس گلشن حسن و جمال بمثال ملکہ گل چہرہ کھل کر پھول ہوا بادۂ وصل سے دونوں سیراب ہوئے خوش و خرم رہنے لگے ایک روز خرم سبز پوش نے خدمت شہزادہ اسفندیار عالی وقار میں عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو خادم اپنے شہر کو جاوے اور اپنے باپ کو بھی مسلمان کر کے خدمت حضور میں حاضر کرے شہزادہ عالیوقار نے فرمایا بہتر ہے کیا مضائقہ خرم سبز پوش بڑے جاہ و حشم سے اپنی معشوقہ محبوبہ عروس تازہ ملکہ گل چہرہ کو ہمراہ لیکر اپنے شہر میں آیا باپ اسکا فرخ معجوق بیٹے سے ملا بہت خوش ہوا بہو کو پیار کیا بہت سا زر و جواہر نثار کیا خرم سبز پوش نے تمام حقیقت اول سے آخر تک اپنے باپ سے بیان کی اور کہا کہ آپ بھی لقا پرستی ترک کیجیے زمرد شاہ اخیبی پر لعنت بھیجیے دین اسلام قبول فرمائیے کہ بہتر دین اسلام سے کوئی دین نہیں کفر پرستی بیکار ہے فرخ معجوق بفہمائش فرزند جگر بند خرم سبز پوش مسلمان ہوا لقا پر لعنت کی اور تمام لشکر کو بھی مسلمان کیا اور شہر کو اسلام آباد کیا اور خرم سبز پوش کے ہمراہ شہر خضرانیہ میں آیا قدمبوسی شہزادہ اسفندیار گیلانی حاصل کی شہزادے نے یہاں بھی تمام شہر خضرانیہ کو اسلام آباد کیا بتخانے تڑوا کے مسجدیں تعمیر کرائیں شہزادہ اسفندیار گیلانی نے خضران شاہ سے ایک روز کہا کہ اب ہمکو رخصت کرو اب ہم بھی جاوینگے خضران شاہ نے عرض کیا کہ غلام بھی حضور کے ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوگا الغرض خضران شاہ نے بعد دعوت و ضیافت فرخ معجوق و خرم سبز پوش سے کہا اب تمھارا کیا ارادہ ہے انھوں نے کہا ہم بھی زیر قدم میمنت لزوم شہزادہ اسفندیار گیلانی کے ہونگے شہزادہ اسفندیار نامدار نے شہزادہ خرم سبز پوش کو اور فرخ معجوق شاہ کو خلعت زرین دیا اور ہمراہ اپنے لیکر مع خضران شاہ کے بجمعیت چالیس ہزار جرار لشکر ظفر از طرف ملک سمبائل کے کوچ کیا اور منزل بہ منزل روانہ ہوئے دم کلمے داستان حیرت نشان ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیار بچی کے بیان کیے جاتے ہیں۔

کہاں ہو تو اے ساقی روزگار
گلابی پلا بھی[illegible] خوشگوار
پلا دے وہ جام مئے لالہ فام
زلال تولا کی ہے جستجو
اسی کا ہوں مشتاق میں دل کباب

لبالب پلا جام مے خوشگوار
کہ ہے باغ مینا دمے بہار
کہ زاہد بھی ہو خوش کہ جام مدام
مرے منہ سے لا کر لگا دے سبو
کہ جس مے سے شرمندہ ہو آفتاب

صدا کیسی قلقل کی ہے ہاں بلند
بہار آئی ساقی وہ دے جام نور
مجھے چاہیے وہ مے خوشگوار
نہ کر دیر او ساقی بے نظیر
سحر کو وہ دے بادۂ سرخ فام

مجھے بھی عطا کر مے دل پسند
کہ ہو غنچہ دل کو ہر دم سرور
کہ ہو دور گردوں بھی جس پر نثار
لگا منہ سے جام مے دلپذیر
نظر آئیں مضمون رنگین تمام

غزل ہم بیکسوں کی بحر میں حالت خراب ہے
قاضی و محتسب کا کلیجا کباب ہے
فصل بہار آ کے خزاں یار ہو گئی
مہماں چند روز یہ عہد شباب ہے
کو ہست [illegible] کی ہوئے دریا نگاہ گرم

خوناب ہے شراب لہو کیا ہے ہے
روشن جو عکس رخ سے یہ جام شراب ہے
انگور میں ہنوز ہماری شراب ہے
جذبے میں پاک صحبت بالغ [illegible]
پانی شراب ہو گیا ماہی کباب ہے

فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے
کہتے ہیں دست ماہ میں آفتاب ہے
خاطر نہ اسکی توڑیے جام شراب ہے
ہر کہ نمک سے چار گھڑی میں شراب ہے
بیت توسن کلک ما دیہ پیما

یون ہو راہ سخن کو طی کرتا عبارت آرائے دشت نوردان سخنوری و سلسلہ بندان مسلسل گوہر مضامین طبع دلبری اس داستان
جوہر بیان کو بازار نکتہ سنجی و قدر شناسی مین یون ارزان کرتے ہین کہ جب ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیار بچی ان دونون نے
طوفان آفت آسمانی سے لشکر اسلام مین تلاطم عظیم محشر تازہ برپا دیکھا اور خیمہ سے نکل کر نگاہ کی بیساختہ جگر و دل سے آہ کی دیکھی
فلک کجمدار سے برف باری ہو رہی ہی فاقوت شاہ فوج لیے لڑ رہا ہی تلوارین مثل بجلیون کے اوس گھنگھور گھٹا مین چمک رہی ہین
اور سرداران لشکر اسلام زخمدار ہو ہو کر جانب صحرا نکلے جاتے ہین لشکریان اسلام گوشہ امن ڈھونڈھتے پھرتے ہین حضرات لا غرض
تمام فراری ہین ملکہ گیتی افروز نے فتنہ عیار بچی سے کہا اے فتنہ اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی ورنہ قتل کیے جاینگے بہتر یہ ہی
کہ گھوڑے لاؤ ہم تم گھوڑون پر بیٹھ کر کسی طرف نکل چلین فتنہ نے کہا یہ رائے بہتر تو ہی مگر بی بی اپنے اور میرے حالات پر
خیال کرو کہ انجام اسکا کیا ہوگا کہ ایام حمل ہم تم دونون کے حد معینہ کو پہونچ چکے ہین پورے دن ہین نہین معلوم صحرا مین درد زہ
ہون اور سامان وضع حمل ہو اس خوف جان و تلاطم و اضطراب مین کیا ہوگا ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ اے فتنہ جو کچھ مشیت ایزدی
مین کیا چارہ اس بلا سے تو نجات پا جائینگے جیسی گذریگی ویسی سہینگے فتنہ نے کہا جو کچھ مرضی آپکی مین حکم بجا لاتی ہون یہ کہکے
اصطبل مین آئی دو مرکب تیز رفتار برق دم لائی ان پر کچھ اسباب ضروریات بھی رکھ لیا اور دونون سوار ہوئین نقاب چہرے
پر ڈال کے ہتھیار لگا کر جانب صحرا روانہ ہوئین گھوڑے پری پیکر صورت غزالان طرارے بھرتے ہوئے چلے جاتے ہین
یا دو پریان تیز پروازی مین مشغول ہین رات بھر دونون مرکب بادیہ پیمائے صحرائے وحشت افزا رہے صبح کو ایک صحرائے
سبزہ زار پر بہار فرحت افزا مین پہونچے ملکہ نے گھوڑے کی باگ روک لی تو فتنہ کا بھی مرکب برابر مرکب ملکہ گیتی افروز کے
آیا ملکہ نے کہا اے فتنہ تھوڑی رات سے میرے درد ہی مگر اب زیادہ معلوم ہوتا ہی خدا کے لیے اب کہین مقام کر ٹھہر جا مجھسے
اب گھوڑے پر بیٹھا نہین جاتا درد کی زیادہ شدت ہی ایسا نہو کہ مین گر پڑون فتنہ نے کہا اے بی بی یہ صحرائے لق و دق تنہائی
کا عالم ہم تم دونون عورتین مین آشوب زمانہ اسطرح پر ہی دشمنون کا دورہ ہی ایسا نہو کہ پردہ عصمت مین فرق آ جائے یا جان
جائے ملکہ نے کہا جو کچھ ہو جائے کوئی قتل کرے خواہ کوئی پکڑ لے اب تو درد کے مارے دم نکلا جاتا ہی تو جلد مجھکو گھوڑے
سے اتار نہین مین اب گرا چاہتی ہون فتنہ گھوڑے سے اوتری اور ملکہ کے گھوڑے کی باگ تھامے درختون کے جھرمٹ مین
لائی کہ وہان پر ایک چشمہ آب صاف و شفاف بھی تھا اور آس پاس درختون کی آڑ تھی بیچ مین میدان گرد اوسکے سبزہ نوخیز مثل
مخمل زنگاری کے اگا ہوا جا بجا گل خودرو کھلے ہوئے لپٹین پھولون کی بھینی بھینی چلی آتی ہین ان درختون پر طائران
خوش الحان زمزمہ پردازی کر رہے ہین یاد پروردگار مین منقارین کھولے چہک رہے ہین حمد الٰہی ورد زبان ہی فتنہ نے
ملکہ گیتی افروز کو اوس مقام پر لا کر مرکب پری پیکر سے اوتارا درد زہ اور زیادہ ہوا مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی فتنہ نے
زین پوش بچھا دیا جسقدر آفتاب عالمتاب بام فلک پر بلند ہوتا جاتا تھا درد زہ کی شدت زیادہ ہوتی جاتی تھی فتنہ
عیار بچی اکیلی مضطر و بیقرار کبھی پانو پکڑتی کبھی سرہانے بیٹھ کے سر ملکہ کا گود مین لیتی کبھی اوٹھا بٹھاتی ہی کبھی
لٹا دیتی ہی جب ملکہ شدت درد سے چلاتی اور یہ کہکے رونے لگتی ہی کہ اے بی مر گئی ہاے دم نکلا پیٹ پھٹا جاتا ہی عرق عرق ہوگئی جان تن
ہون کوئی جیسے چھری بھونکتا ہی فتنہ عیارہ اوٹھا کے بٹھاتی ہی سینے سے لگاتی ہی کبھی پیٹ سہلاتی ہی کبھی دعائین مانگتی ہی کہ پروردگار
تو جلد مشکل آسان کر اس صحرا مین تو ہی حافظ و نگہبان اور کفیل حال بیکسان ہی کبھی ہنسکے ملکہ سے کہتی ہی کہ بی بی چپکے ادھی آ ج
کرو کوئی راہ گیر آ جاتا تو شکر ہنسیگا کھڑا ہوکر حال پوچھنے لگیگا اوس سے کیا کہوگی بڑی غیرت کی بات ہی دل پر ضبط کرو آہستہ
آہستہ آہ سرد بھرو گرمی و جوش جوانی نہ دکھلاؤ اگر ایسا ہی تھا تو کاہیکو ایسی کی تھی جو اوسکا یہ انجام تکلیف کے ساتھ پیش
آیا اے شہزادی نہال وصال عشق کا یہی پھل ہی سب عورتون کو یہی راہ در پیش ہی اسمین ناحق رونا پیٹنا اور پس و پیش ہی

مگر اسوقت مجھکو ایک شعر برجستہ کیا خوب یاد آیا ہی بادشاہزادی زیب النسا جو مخفی تخلص کرتی تھی کیا سچی بات اُسنے نظم
کی ہی شعر اے صدف تشنہ بیرو سوے نیسان سنگ + بہر یک قطرۂ باران جگرت تنگ فند + ملکہ گیتی افروز نے اُس عالم
اضطراب مین فتنہ سے کہا کہ اری مردار اسوقت بھی دل لگی تیری نہین جاتی ہم تو اپنے حال مین مضطر و بیقرار ہین تجھکو ہنسی سوجھی
ہی شعر پڑھتی ہی فتنہ نے کہا اے ملکہ یہ محل خوشی کا ہی رنج کا مقام نہیں روز مولود شہزادۂ عالی وقار ہی دیدۂ دلکو جلوہ نور آفتاب
عالمتاب شہریاری کا انتظار ہی الغرض یہی ذکر تھا کہ قریب زوال نیر اعظم دردزہ کی شدت ہوئی بالکہ گیتی افروز نے ایک چیخ زور
سے ماری کہ آفتاب برج شہریاری و خورشید آسمان جہانداری برج حمل سے طالع ہوا تمام صحرا نور جمال بیمثال مولود مسعود سے
مطلع انوار ہو گیا فتنہ نے دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت مہ جبین مہر تمکین حسین نازنین پیدا ہوا چہرے سے سطوت شاہانہ رعب
داب و جلالت خسروانہ نمود ہوا فتنہ بہت شاد و مسرور ہوئی اور مبارک مبارک پکارنے لگی اور تالیاں بجا کے یہ اشعار

تہنیت آمیز پڑھنے لگی **نظم**
رہے آباد یہ آغوش جہان مین بردم
ہوش یہ سحر و شام مبارک ہووے
اس مصیبت مین دیا حق نے تمھین طفل حسین

شادی جلوۂ گلفام مبارک ہووے
راحت جان و دل آرام مبارک ہووے
پھلے پھولے یہ گلستان جہان مین گلرو
مژدۂ عشرت و آرام مبارک ہووے

عیش و عشرت کا سرانجام مبارک ہووے
اس مہ چاردہ کا نور رہے جلوہ نما
بلبل دلکو گل اندام مبارک ہووے
فتنہ عیارہ یہ اشعار تہنیت آمیز

پڑھتی جاتی تھی اور کاروبار زچہ کا کرتی جاتی تھی پھر اس طفل حسین کو بعد شادی گود مین لیا نال کاٹ کے چشمۂ آب
صاف پر لیجا کر نہلایا پاک و طاہر کرکے گود مین ملکہ گیتی افروز کی دیا ملکہ نے آغوش تمنا مین اُس پارۂ جگر کو لیا اور یکبیک
یہ کلام زبان سے کہا کہ یہ طفل عجب نحس قدم پیدا ہوا ہی کہ ہم اس تباہی مین ہین نہین معلوم باپ پر اسکے کیا گذری اگر یہ مولود
مسعود بساعت محمود پیدا ہوا ہی تو پدر نامدار اسکا زندہ و سلامت رہے اور بعد عیش و عشرت جلد آکر ملے اور اگر یہ کمبخت ہی
تو مر جائے یہ کہکے ملکہ گیتی افروز رونے لگی فتنہ نے کہا اے ملکہ کیون روتی ہو ہلاک ہوتی ہو پروردگار عالم سے دعا کرو
کہ یہ لڑکا بھی زندہ رہے اور وارث بھی بخیر و عافیت ملے فتنہ یہ کہہ رہی تھی کہ دفعتہً اُسکو بھی دردزہ شروع ہوئے ملکہ
سے کہا بی بی جس عالم مین تم تھین مین بھی اُسیمین پھنسی ہون درد ہو رہا ہی اور اب زیادہ ہوتی جاتی ہی تاب ضبط
ممکن نہین کوئی دم مین آہ میرے بھی منھ سے نکلتی ہی ملکہ نے کہا کیون ری مردار جو خواب اُس مزے سے تو آگاہ ہوئی
مجھکو ہنسی مین کھیجاتی تھی اب مین بھی اُسیطرح تیرے ساتھ پیش آؤن فتنہ نے کہا اے ملکہ اسوقت اضطرار و بیقراری
مین جو کچھ کہو بجا ہی اگر زندہ رہی تو پھر جواب دونگی غرضکہ شام تک درد شدید ہوتا گیا ہنگام غروب آفتاب لڑکا پیدا
ہوا مگر وہ لڑکا مشابہ بصورت عمرو تھا فتنہ نے اُسکا بھی نال کاٹا نہلا دھلا کر گود مین لیا دونون ایک درخت کی آڑ مین
بیٹھی ہوئی تھین کہ ناگاہ صحراہ مین ایک جانب سے تتق گرد اُٹھا ملکہ گیتی افروز نے دیکھکر کہا اے فتنہ غضب ہوا فوج
کفار آپہونچی اب جانین بھی گئین آبرو مین بھی گئین کیا کرین کہان بھاگ کر جائین فتنہ نے کہا اے ملکہ آبرو بچانا مقدم
ہی یہ کہکے اپنے لڑکے کو دامان پیشواز مین چھپا لیا ملکہ نے اپنے طفل کو پوشیدہ کر لیا اُسوقت فتنہ کے پاس قلم دوات کاغذ
موجود تھا ملکہ نے اُس سے لیکر ایک سفارش نامہ لکھا اُسکا یہ مضمون تھا کہ یہ فرزند جگر بند بڑے خاندان عالی سے ہی اسکے
بزرگون کا بردہ دنیا پر مثل و نظیر نہین ہی جو کوئی اسکو لیکر پرورش کریگا وہ بھی رتبۂ اعلی کو پہونچیگا مین ماں اسکی ہون
بسبب خوف جان و آبرو اسکو چھوڑ کر جاتی ہون اسی مقام پر اسوقت پیدا ہوا ہی ملکہ گیتی افروز نے یہ مضمون جگر ریش
پرچہ کاغذ پر لکھکر اُس طفل حسین کے بازو پر باندھ دیا اس عرصہ مین وہ گرد قریب ترائی آواز سم اسپان آنے لگی پس
ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیارہ بیچاری ان دونون کے دلون مین یہ دہشت سمائی کہ اُن لڑکون کو آغوش سے زمین پر

لٹا دیا اور آپ بہ خوف جان و آبرو گھوڑون پر سوار ہوکر راہی ہوئین پیچھے بھی پھر کر دیکھا کہ یہ لڑکے [illegible] کسی
اور عورت نے جنے ہین افسوس یہ فلک کجرفتار کا ظلم و جور دیکھیے کہ اسنے کیا سلوک کیا ہی کن دردون سے اور کن
دکھون سے تو اُس صحراے لق و دق مین اُن لڑکون کو جنا اور اسطرح اپنی جان و آبرو کا خوف کرکے اُس صحراے سنسان مین
ڈالکر چلین گئین کاش کہ اُن لڑکون کو بھی گود مین گھوڑون پر لیلیتین تو کیا ہوتا جو سرنوشت ہوتی ہو وہ پیش آتی ہو الغرض
ملکہ گیتی افروز اور فتنہ عیار بچی یہ دونون تو گھوڑون پر سوار ہوکے اُدھر روانہ ہوئین وہ دونون طفل صغیر ایک
مثل اختر دوسرا رشک بدر منیر بیچارے وہین پڑے رہگئے اتفاق روزگار وہ فرخ کفار نہ بھی سوداگر کا قافلہ تھا اور
نام سالار قافلہ کا فرخ بازرگان تھا رہنے والا شہر فرنگوشیہ کا تھا اسباب تجارتی بیچنے کیواسطے جابجا شہرون سے خرید
کرتا پھرتا تھا مگر اب اپنے شہر کو سب مال و اسباب لیے ہوئے ہمراہ جاتا تھا اُسی صحرا مین وہ سوداگر مع قافلہ اُترا خیمے
استادہ ہوئے سب قافلے والے اپرے فرخ بازرگان ہنوز خیمے مین نہ داخل ہوا تھا کہ آواز لڑکون کے رونے کی ایکطرف
سے آئی فرخ بازرگان نے گوش بر آواز ہوکر کہا کہ صحرا مین لڑکون کے رونے کی آواز کہان سے آتی ہو گماشتے جو اُسکے
ہمراہ تھے اُن سے کہا کہ کچھ آدمیون کو ساتھ لیکر جاؤ صحرا مین تلاش کرو کہ لڑکون کے رونے آواز کدھر سے آتی ہو یہ کیا
ماجرا ہو گماشتے سوداگر کے دو چار آدمی ہمراہ لیکر صحرا مین تلاش کرنے لگے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے دو لڑکے اُسیوقت
کی پیدائش معلوم ہوتی تھی مثل نجم و ماہ دو ہفتہ زمین پر پڑے ہوئے ہین ایک ملازم نے دوڑ کر فرخ بازرگان کو
اطلاع کی فرخ بازرگان خود آیا لڑکون کو دیکھکر بہت خوش ہوا زمین سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا پیار کیا شاد شاد دونون
کو لیے ہوئے اپنے خیمہ مین آیا اور کہا کہ پروردگار نے مجھکو اپنی قدرت کاملہ سے ایسے فرزند عنایت کیے ہزار ہزار شکر ہی
فرخ بازرگان نے ملکہ گیتی افروز کے فرزند ارجمند کا نام ایرج رکھا کس سبب سے کہ بیٹا فرخ بازرگان کا جو مر گیا تھا
اُسکا نام ایرج تھا اسواسطے اسکا بھی نام ایرج رکھا کہ خدا نے عوض مین بیٹا دیا اور فتنہ کے بیٹے کا نام شاپور رکھا
کیونکہ فرخ بازرگان کے باپ کا نام بھی شاپور تھا اب ناظرین الاتمکین کو واضح ہو کہ اکثر راویون کے قول معتبر سے
معلوم ہوتا ہی کہ ایرج و شاپور لشکر اسلام کے ایسے بیابان مین پیدا ہوتے ہین اور بعض راویون نے لکھا ہی کہ [illegible]
ملیدا مین ایرج و شاپور پیدا ہوئے ہین غرضکہ فرخ بازرگان اُسی صحرا مین اُس شب قیام کرکے صبح کو ملک فرنگوشیہ
کیطرف کوچ کر گیا ادھر کا حال سنیے کہ ملکہ گیتی افروز اور فتنہ یہ دونون جو وہان سے بھاگین گھوڑون کی باگین اُٹھا کر
مثل آندھی کے گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے چلے آتے آتے ایک بیشہ مین پہونچے قضاے کار الماس زنگی
ایک غلام زمرد شاہ باختری کا کہ وہ سابق مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوا تھا جب زمرد شاہ باختری کو عشق
الماس منکشف ہوا عتاب خداوندی اپنا نازل کرکے لقاے بے لقا نے الماس زنگی کو نکالدیا تھا اُسنے آکر اس بیشہ مین
سکونت اختیار کی اور کچھ آدمی بدمعاش جمع کرکے پیشہ قزاقی کرنے لگا جسوقت ملکہ گیتی افروز اور فتنہ اُس بیشہ مین
نقابدار پہنی ہوئی پہونچین اُسوقت سر راہ بیٹھا ہوا الماس زنگی سیر سبزہ زار کر رہا تھا جیسے ہی دو نقابدارون کو تنہا
دیکھا وہین سے اُٹھکر للکارا ای نقابدارو اُسی جگہ ٹھہر جاؤ گھوڑے روک لو اگر تمکو اپنی جانین عزیز ہین تو گھوڑے اور
اسباب و مال جو تمہارے پاس ہو وہ سب مجھکو دیدو اور جدھر جا ہو چلے جاؤ ورنہ تم دونون کو تہ تیغ ابدار بیدریغ کرونگا
ملکہ گیتی افروز نے گھوڑا روک لیا فتنہ نے آگے بڑھکر الماس سے کہا کہ ای شخص تیرا دین کیا ہی الماس زنگی نے کہا مین
لقا پرست ہون فتنہ نے کہا یہ شہزادی لقا کی بیٹی ملکہ گیتی افروز ہی خدا پرستون کے قبضہ مین تھی زمرد شاہ باختری نے
اب خدا پرستون پر غضب نازل کیا سب خدا پرست مارے گئے کچھ تباہ ہوکر نکل گئے یہ بھی تباہی کی ماری سر بصحرا وہان سے

بھاگی اب جو تقدیر دکھائے الماس زنگی نے جیسے ہی نام ملکہ گیتی افروز کا سنا بہت شاد و مسرور ہوا اور دلمین کہا کہ
کیا وسیلہ تیری عفو تقصیر کا ہاتھ آیا اب یقین ہو کہ خداوند لقا زمردشاہ باختری مہربان ہوا اور میرے گناہ سے درگذرے کہ
میرے معشوق کو میرے پاس خود خداوند لقا نے تقدیر کرکے بھیجا الماس نے فتنہ سے کہا کہ اری مین تو انھین کے جرم
عشق مین راندہ گیا تھا اب کیا ہی یہ خود میرے پاس گھر بیٹھے چلی آئین میرے کاشانے کو رونق افروز کرین مین انکی غلامی
کرونگا یہ کیفیت جو ملکہ گیتی افروز نے دیکھی اور الماس زنگی کا نام سُنا کانپ گئی دلمین کہا کہ جان و آبرو مفت گئی اب
کوئی چارہ سوائے مرجانے کے نہین ہی چپکے سے فتنہ سے کہا کہ مین تو اپنے تئین ہلاک کرتی ہون ابھی اپنی جان دیتی ہون
اسکے ہاتھ سے آبرو نہ بچیگی - شعر بادہ گر جائے تو گر جائے سبو باقی رہے + جان جائے یا نہ جائے آبرو باقی رہے + دیگر
دنیا کے سب امور ہین عزت کیواسطے + دیتے ہین اپنی جان کو حرمت کیواسطے + فتنہ انگیز نے کان مین ملکہ گیتی افروز
کے کہا بلا لون صدقے جاؤن کیون اپنی تم جان دو کسواسطے ہلاک ہو تم گھبراتی کیون ہو اس موے مونڈی کاٹے کو
مین زہر دیکے مارونگی تم خاطر جمع رکھو ملکہ یہ سُنکے چپ ہو رہی غرضکہ الماس دونون کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان
مین لایا ایک مقام پاکیزہ مین لاکر بٹھایا بہت خاطر و مدارات کی اور پھولون کی سیج آدمیون سے درست کرائی اور ملکہ گیتی افروز
سے طالب وصل ہوا فتنہ انگیز نے کہا کہ گھبراتے کیون ہو تامل کرو آج تھکی ماندی راہ کی مسافت اُٹھائے ہوئے ہین ذرا انکا
دل ٹھکانے ہونے دو پھر لطف وصل حاصل کرنا اب تو یہ تمھارے قبضہ مین ہین کیا کہین چلی جائینگی الماس یہ سُنکے
چپ ہو رہا دو روز تک خبر نہوا تیسرے دن پھر پیام وصل ملکہ گیتی افروز کو دیا اور سامان شب وصلت کیا فتنہ نے
کہا بہتر ہو اب کوئی عذر نہین باقی مگر ہار پھول پان مٹھائی وغیرہ تم یہان یہ سب بھیجدو ہم سیج وغیرہ درست کرلینگے یہ کام
مردون کا نہین ہو یہ امور عورات کے ہین عورتون ہی سے خوب بن پڑتے ہین الماس زنگی راضی ہوگیا خوشی خوشی سب
چیزین منگوا کر آدمی کے ہاتھ بھیجدین یہان فتنہ انگیز نے مٹھائی کو خوب آغشتہ بہ زہر ہلاہل کیا اور سب ملازمان الماس
زنگی کو وہ مٹھائی تقسیم کرادی سب نے خوشی خوشی کھائی اور قدرے مٹھائی مین سم الماس ملاکر الماس زنگی کو دی
اور کہا کہ یہ ملکہ گیتی افروز کی جھوٹی مٹھائی ہو فقط تمھین کو کھانا چاہیے الماس مسرور و شاد ہوا اور مزے سے اُس
مٹھائی کو زہر مار کیا فتنہ نے ہار پھول وغیرہ کو بسے بیہوشی مین بسا کر الماس کو دیا اور کہا کہ ملکہ نے تھوڑے نکال کے
تمکو دیے ہین کہ یہ تم اپنے پاس رکھو غرضکہ تخلیہ ہوا ملکہ گیتی افروز کے پاس الماس زنگی آیا جیسے ہی پلنگ پر پاؤن اُسنے
رکھا کلیجے مین درد اُٹھا تڑپنے لگا ایسا تڑپا کہ مثل ماہی بے آب کے تڑپتے تڑپتے مرگیا اُدھر جتنے ملازم اُس الماس زنگی
کے تھے سب کے سب یکایک گر کر تڑپے اور فی النار و السقر ہوئے ملکہ گیتی افروز فتنہ انگیز سے بہت خوش ہوئی کہ خدا نے
بچایا سجدہ شکر کیا پھر تمام مال و اسباب الماس زنگی کا اپنے قبضہ مین کیا بہت سے آدمی نوکر رکھے سوداگر کی صورت بنی
تمام مال و اسباب لدوا کر وہان سے روانہ ہوئی جاتے جاتے ملک فضلانیہ مین آکر پہونچے اور شہر مین چوک کے اندر ایک
دکان بڑی عالیشان کرایہ لی اور مال سوداگری سے آراستہ کرکے بشکل سوداگر بیٹھی اور فتنہ انگیز گماشتہ بنکر کاروبار سوداگری
کرنے لگی اور سب ملازم حاضر ہوکر مصروف دکانداری وغیرہ ہوئے مگر ملکہ گیتی افروز متفحص دیدار جمال بمثال شہزادہ
ملک قاسم فرخندہ خصال کی رہی کہ شاید دل تمنا منزل کو نور خورشید صاحبقرانی کی زیارت نصیب ہو اسی فکر اور
سوچ مین ہر روز صبح سے شام تک مردانہ بھیس کیے ہوئے سوداگر بنی ہوئی دکان پر بیٹھی رہتی ہی ملازم حاضر ہین فتنہ انگیز
بھی مردانہ بھیس کیے ہوئے نیابت ملکہ کرتی ہی گماشتے کاروبار سوداگری مین مصروف ہین ایک روز بادشاہ فضلانیہ ملک
داراب شاہ فضلہ نشین کی دختر ملکہ مہر افروز محافے مین سوار بصد حشم و خدم اور بہ جاہ و وقار برائے حمام حمام خانے کو

اُدھر سے جاتی تھی اور ملکہ گیتی افروز بصورت سوداگر مردانہ بھیس کیے ہوئے دُکان پر بیٹھی تھی اور تمام ملازم گرد دست بستہ کھڑے ہوئے تھے کہ نگاہ ملکہ مہر افروز کی سوداگر پر پڑی حسن وجمال بیمثال چہرہ نورانی مثل آفتاب عالمتاب دیکھکر ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہوگئی اُن کے ہاتھ سے دل تھام لیا تیر عشق نے جگر کو دو پارہ کیا دیکھتی ہوئی حمام خانے کو چلی گئی جب اُدھر سے پھری کہاریون سے چپکے سے کہا کہ مردہی کو حکم دے کہ وہ اس سوداگر سے کہے کہ عمدہ عمدہ اشیاے سوداگری لیکر در دولت پر آئے اور تاکید کردی کہ ساتھ ہی اپنے لائے ہم بہت سا اسباب خرید کرینگے کہاریون نے چوبدارون کو حکم ملکہ مہر افروز کا سُنا دیا چوبدار سوداگر کی دُکان پر آئے سوداگر کو آداب بجالائے اور عرض کیا کہ حضور کو بادشاہ ملک داراب شاہ فضلون نشین کی بیٹی ملکہ مہر افروز نے یاد کیا ہی اور مال سوداگری بہت تحفہ عمدہ عمدہ مانگا ہی جلد میرے ساتھ لیکے چلیے دیر نہ کیجیے ملکہ گیتی افروز یعنی سوداگر نقلی یہ سُنکر بہت متردد ہوا فتنہ انگیز نے کہا کہ جاؤ اسباب ساتھ لیلو مضائقہ کیا ہی فکر و تردد کس بات کا ہی ملکہ ناچار ہوئی اور اسباب نایاب ہمراہ گما شتون کے لیکر پیچھے پیچھے ہمرہیون کے روانہ ہوئی جب در دولت فیض منزلت ملکہ مہر افروز پر سوداگر پہونچا مال و اسباب اندر محل کے بھیجدیا آپ باہر بیٹھا رہا ملکہ مہر افروز نے کہا کہ کیا سوداگر نہین آیا لوگون نے عرض کیا کہ باہر در دولت پر حاضر ہی حکم ہو تو بلالین ملکہ مہر افروز نے کہا کہ سوداگر کو اندر بلا لو مال اپنے ہاتھ سے آکر دکھائے محلدار گئی اور سوداگر کو ہمراہ لیکر محل میں آئی ملکہ مہر افروز چلمن کے اندر بیٹھی سوداگر کو چلمن کے پاس کرسی جواہر نگار پر بیٹھایا ملکہ مہر افروز نے چلمن کے اندر سے پوچھا کہ اے تاجر تیرا کیا نام ہی سوداگر نے کہا مجھکو خواجہ خورشید کہتے ہین ملکہ مہر افروز نے کہا اچھا مال تحفہ تحفہ دکھاؤ سوداگر اشیاے نادرہ دکھانے لگا ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اندر پردے کے ہاتھ بڑھا کر رکھدو سوداگر اندر چلمن کے ہاتھ بڑھا کر صندوقچہ دینے لگا ملکہ مہر افروز نے وہ صندوقچہ لیکر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے پستان نایاب پر ہاتھ رکھ لیا اور پوچھا کہ سوداگر بتاؤ یہ ڈبیان کیسی ہین سوداگر نقلی پہلے تو نہایت شرمایا پھر بکمال درجہ تعریف اُن ڈبیون کی کرنے لگا کہ اے ملکہ ان درج گہر بار کا کیا کہنا انمین آب مروارید سفید بیش قیمت بھرا ہوا ہی انکا جوہری سواے دل عاشق زار کوئی نہین ہو سکتا ہاتھ کے چھونے سے روح کو تازگی اور دل کو فرحت ہوتی ہی انھین ساغرون مین وہ بادۂ عشق بھرا ہوا ہی کہ جسکے خمار سے روح بیچین اور دل بیقرار ہی مسدس سینہ وہ باصفا کہ ہی خورشید کا یقین

رکھے ہین یا چنگیر مین گلہاے یاسمین
سینہ ہی آئینہ قد آدم دھرا ہوا
دو قمقمے یہ نور کے رکھے ہین مشتعل
شیشے شراب کے ہین کہ کوزے نبات کے

لوح بلور سے بھی مصفا ہین یہ کہین
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا
ہوگئے ہین فرقدین یہان صاف متصل
یا ہین حباب چشمۂ آب حیات کے

بہتی صفاے صبح کی صادق کبھی نہین
یہ چھاتیان ہین یا کہ ہین الماس کے کنول
کرتا گمان انار کا ہی سخت بستہ دل
سوداگر نے پستان و سینۂ ملکہ مہر افروز

کی ایسی تعریف کی کہ ملکہ مہر افروز غرور حسن سے پھول کر مثل گل نو بہار شگفتہ ہوگئی مگر سوداگر نے چپکے سے کہا اے ملکہ یہ فعل ناشایستہ رسوا کریگا مین بھی ذلیل ہونگا اور تم بھی بدنام ہوگی ملکہ بولی اے خواجہ خورشید مجھے کچھ بدنامی کا ڈر نہین ہی میرے باپ نے اجازت دیدی ہی کہ جسے مین پسند کرون اُسکے ساتھ اپنی شادی کرلون یہ کہکر چلمن اُلٹ دی اور کہا کہ مین اب تمھین نہ جانے دونگی مین تو تمھارے حسن وجمال بیمثال پر اُسیوقت عاشق ہوئی تھی جب مین حمام جاتی تھی جبھی عشق ہوکر تمکو اسباب کے خریدنے کے حیلے سے بلایا ہی یہ سُنکے ملکہ گیتی افروز دلمین نہایت متردد و متفکر ہوئی اور ملکہ مہر افروز سے کہا اگر تمھارا یہی ارادہ ہی تو آج تم مجھے جانے دو اور اپنے باپ سے اسکا ذکر کرو اگر وہ رضامند ہوگا تو کیا مضائقہ ہی ہم تمھارے ساتھ عقد کرینگے جام بادۂ وصال پلاینگے ملکہ مہر افروز نے کہا خیر بہتر ہی غرضکہ ملکہ گیتی افروز یعنی سوداگر نقلی

وہان سے یہ حیلہ کرکے چلا آیا اور فتنہ انگیز سے تمام کیفیت کہی فتنہ انگیز نے کہا تم خوف نہ کرو دیکھا جائیگا اُدھر ملکہ مہر افروز
نے باپ سے کہلا بھیجا اے وارث سریر سلطنت کفضلا قبلہ دارین یہ بزرگوار خواجہ خورشید ایک سوداگر کسی شہر کا یہان آیا ہے
نہایت حسین خوشکیل ولیاقت دار اور صاحب شان وشوکت ہے مین اسپر دلدادہ و فریفتہ ہوئی ہون آپ میری شادی اُسکے ساتھ
کر دیجیے داراب شاہ فضلہ نشین تو مدت سے اسی فکر مین تھا کہ کوئی ایسا لیق وتمین اور صاحب حسب ونسب ہو
تو ملکہ کی شادی اُسکے ساتھ کر دیجیے یہ پیغام ملکہ مہر افروز کا سنتے ہی داراب شاہ فضلہ نشین بہت خوش ہوا
اُسیوقت خواجہ خورشید کو بلوایا دیکھتے ہی صورت بے نظیر مثل ماہ منیر خود عاشق ہوگیا اور کہا اے خواجہ خورشید مین جیسا
داماد ڈھونڈتا تھا ویسا ہی مجھکو ملا اب مین اپنی دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز کو تجھسے منسوب کرتا ہون خواجہ خورشید
سوداگر نقلی یعنے ملکہ گیتی افروز نے فتنہ انگیز کے مشورے سے جواب دیا کہ ہمارے یہان یہ رسم ہے کہ چھ مہینے تک عروس کے
ساتھ نہین سوتے ہین اتنے زمانے تک ہمبستری نہین کرتے ہین اگر یہ رسم آپکو منظور ہو تو مجھکو قبول ہے بادشاہ نے
کہا کہ مین ملکہ مہر افروز سے پوچھکر اسکا جواب دونگا اُسیوقت بادشاہ نے ملکہ مہر افروز سے جاکر پوچھا ملکہ مہر افروز نے
کہا کہ مجھکو منظور ہے داراب شاہ فضلہ نشین نے بڑی دھوم سے سامان شادی کیا تمام ملازمین اور رعایا کو جوڑے
تقسیم کیے امرا کو خلعت دیے انعام بانٹے کئی روز تک تمامی شہر مین جلسہ جشن شادی ملکہ مہر افروز رہا اور چراغان
کا حکم ہر شب گلی گلی ناچ رنگ کوچہ کوچہ گانا بجانا تھا جسدن برات ملکہ مہر افروز کی ہوئی اگر اُسدن کا سامان اگر لکھین
تو بہت طول ہو مطالب داستان مین فرق آئیگا خلاصہ یہ کہ خواجہ خورشید سوداگر کے رہنے کے واسطے ایک مکان
عالیشان فرش فروش جھاڑ کنول وغیرہ سے آراستہ کرا دیا اسی مکان مین خواجہ خورشید سوداگر کی برات اس
دھوم سے آئی کہ فلک کو دیکھکر حیرت ہوئی مگر داراب شاہ نے بھی اسقدر جہیز ومال ومتاع دیا کہ قابل تحریر نہین
خواجہ خورشید سوداگر دو گھڑی دن رہے دلھن کو بیاہ کر لائے اور اُس مکان عالیشان مین اُتارا شب زفاف
مین فقط بوس وکنار شب بھر ہوا کیا پہر رات رہے دولھا دلھن اپنی اپنی کروٹ لیکر سو رہے صبح کو خوش وخرم
دونون اُٹھے ملکہ عاشق زار خواجہ خورشید ہے اگر دم بھر نہین دیکھتی تو بیچین ہو جاتی ہے ایک دسترخوان پر خواجہ خورشید
اور ملکہ مہر افروز اور فتنہ انگیز شکل عیار مردانہ وار بنی کھانا کھاتی ہین خواجہ خورشید کو جسدن کھانا کھانے مین
عرصہ ہو جاتا ہے ملکہ بھی خاصہ نہین تناول کرتی ہے یہ عشق ملکہ مہر افروز کا حال ہے شام سے دو پہر رات تک خواجہ خورشید
ملکہ مہر افروز کے پاس گرم اختلاط تخلیہ مین ہین روز شغلہ شراب وکباب کبھی بوس وکنار کبھی چاہ پیار کی باتین کبھی
ہجر کی شکایتین کبھی وصل ہونے کی گھاتین رہتی ہین بعد نصف شب کے خواجہ خورشید سوداگر اپنی خوابگاہ پر آکر
آرام کرتا ہے ملکہ مہر افروز بصد جانسوزی پژمردہ دل ہوکر پلنگ پر پڑی رہتی ہے سونا کیسا نیند کسے آتی ہے اختر شماری کرتے کرتے
صبح ہو جاتی ہے دن ہجر کے گذر رہے ہین ایام وصال کی مشتاق ہے دن گنتی ہے کہ ابھی اسقدر زمانہ شب وصل کے آنے کا
باقی دیکھیے کیونکر زندگی ہوتی ہے بادۂ وصل کے ذائقہ سے لب زبان ناکام آشنا ہوتی ہے شعر الٰہی جلد گذر جائین ہجر کے ایام ٭
شب وصال کی امیدوار رہتی ہون ٭ چھ پہر کامل صحبت عیش ونشاط بصد انبساط ہے مگر دوپہر علیحدگی ہے اُسپر بھی یہ بیقراری
اور اضطرابی ہے کہ چندے مین صورت ماہ منیر ملکہ مہر افروز کاہیدہ ہو گئی اسیطرح جب چند روز گذر گئے اور ملکہ مہر افروز
کی بیتابی اور بیقراری زیادہ بڑھنے لگی ایک دن اپنی انیسون اور جلیسون سے ملکہ مہر افروز نے کہا کہ صاحبو میری تو عقل
مین بسبب عشق خواجہ خورشید کے فتور آگیا ہے آخر تم لوگ بھی فہم وادراک رکھتے ہو عقل سے دریافت کرو یہ بات میری
کچھ سمجھ مین نہین آتی ہے بڑا تعجب ہے کہ مین تو اس سوداگر پر جان دیتی ہون دل سے عاشق زار ہون اور اسکو مطلق میری

پروا نہین ذرا سی بھی محبت نہین معلوم ہوتی ہی میری جان پر بنی ہی — نظم

اس ستمگار و دل آزار کو پروا بھی نہین
ہم جو روتے ہین تو یہ دیکھکے ہنس دیتا ہی
ہمتو اس عشق مین ہین گور کنارے پہونچے

مرغ بسمل کیطرح ہمتو تڑپتے ہین مدام
شکل تک وہ گل بیخار دکھاتا بھی نہین
کبھی بھولے سے کسیطرح دلاسا بھی نہین

جاندلی کا یہ تماشا مجھے بھاتا بھی نہین
اب سحر ہجر مین اُس ماہ لقا کے ہر شب
ای صبا جواب مجھے کچھ نہین بن پڑتا نہ اسکو چھوڑ سکتی ہون نہ صدمہ ہجر ہر روز کا

اُٹھ سکتا ہی شعر ہار مو کچھ بتاؤ کیا کیجیے + جی مین آتا ہی جان دیدیجے + ایک جلیس اُنمین سے بولی ای ملکہ عالم واری جاؤن جاؤن کیون جان دو کسواسطے صدمہ ہجر سہتی ہو رات دن تو تمھارے پاس تمھارا معشوق گلے کا ہار ہی ہر وقت شغل بوس و کنار ہی مگر کیا کرے اپنے خاندان کی رسم سے ناچار ہی ضبط کیجیے دل پر اسقدر صدمہ شوق وصل نہ لیجیے چھ مہینے گذر جانے دیجیے پھر شراب وصال محبوب پیجیے جیسا ہوگا سمجھ لیا جائیگا ملکہ مہر افروز نے کہا اب مجھ مین تاب ضبط باقی نہین ہی دوسری انیس بلائین لیکر عرض کیا لونڈی صدقے شرم حجاب دور کیجیے پیارے محبوب کے گلے مین باہین ڈالکر وصال چھیڑیے محبت سے باپ کا نام لیکے ڈرائیے دھمکائیے شاید جوش مردانگی سے غیرت آجاے آپکا مطلب دل حصول ہو تیسری ہمراز نے کہا ای ملکہ عالم مین ایک ترکیب بتاؤن اس سے بہتر کوئی حکمت نہین ہی اگر آپ بھی پسند کیجیے حضور اپنے یار جانی محبوب جاودانی کو صحبت تخلیہ یا صحبت جشن کرکے شراب ارغوانی تیز و تند پلائیے کہ نشہ مین بیہوش ہو جاے پھر بخوبی گوہر مقصود حاصل کیجیے ملکہ نے کہا اسقدر شراب کیونکر پلاؤن اُسنے عرض کیا کہ مین آپکو اسکی بھی ترکیب بتائے دیتی ہون حضور جام شراب اپنے ہاتھ سے بھرین پہلے سلونے اپنے منھ سے لگاکر قطرہ بھر آپ نوش کرین سارا جام اُسکو پلادین پہلے دو ایک جام تو وہ خوشی سے پی لیگا اگر پھر انکار بھی کریگا تو اُسکو قسمین دیکر پلا دیجیے گا عاشق و معشوق کیواسطے یہ بات کیا مشکل ہی ملکہ مہر افروز کو یہ صلاح بہت پسند آئی اُدھر ملکہ فتنہ انگیز سے روز کہتی تھی ہاے فتنہ ابتک حال کچھ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کا نہ معلوم ہوا کہ کہان ہین اور کسطرف گئے ہین فتنہ انگیز تسلی و دلاسا دے کر کہتی تھی کہ بلا لون صبر کیجیے معلوم ہوا جاتا ہی جہان پر ہین ملکہ گیتی افروز فتنہ سے کہتی تھی مجھکو یہ ڈر ہی کہ ایسا نہو میرا راز اس ملکہ پر کھل جاے تو غضب ہو جاے نہین معلوم کیا انجام ہو فتنہ نے کہا اگر آپکا حال کھل بھی جائیگا تو آپ کہدیجیے گا کہ مین تو پہلے ہی عذر کرتی تھی مگر تمنے زبردستی عقد کیا ملکہ گیتی افروز یہ سنکے چپ ہو رہی الغرض اُسی شب کو یہان ملکہ مہر افروز نے سامان سوداگر کے بیہوش کرنے کا کیا شراب تازہ و تیز و تند نہایت نشہ کی عمدہ مہیا کرکے گلابیان بھروا رکھین اور گزک کیواسطے کباب نایاب گرما گرم تیار کرالئے اور مٹھائی بہت نادر رنگ کے خوان مین چنوائی گلدستے پھولون کے عمدہ عمدہ ہار بیلا چنبیلی موتیے کے خوشبودار چنگیرون مین آراستہ کرائے گلوریان سونے چاندی کے ورق کی جواہر نگار کے خاصدان مین چھوٹی الائچیان چکنی ڈلیان دو رخی حلوا تشتریون مین یہ سب پہلے ہی صحبت کی آراستگی ہو گئی غرضکہ شام ہوئی سوداگر قصر ملکہ مہر افروز مین داخل ہوا ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور پایین فرش سے گلے مین باہین ڈالے ہوئے منھ پر منھ رکھے ہوئے مسند پر لائی خواجہ خورشید بیٹھ گیا ملکہ مہر افروز آغوش مین ہو بیٹھی مگر خواجہ خورشید نے دیکھا کہ ملکہ نے جلسہ عیش و نشاط زیادہ کیا ہی اور کسیقدر بیجا بیان بھی کرتی ہی کبھی لپٹ کر منھ سے منھ ملاکر بوسے لیتی ہی کبھی زانو پر ہاتھ دوڑا کے آگے لیجاتی ہی اُسوقت خواجہ خورشید ہاتھ پکڑ کے لپٹ جاتا ہی اور کہتا ہی ای جان جہان کیون گھبراتی ہو روز وصل بھی اب قریب ہی چندے ہی کی کشش باقی ہی غرضکہ دور شراب چلنے لگا ملکہ مہر افروز نے گلابی اور جام زرنگار رشک وہ جام جم ہاتھ مین لیا اور بادۂ لالہ گون سے لبریز کیا پہلے ایک قطرہ آپ پیا پھر خواجہ خورشید کو دیا گرد سبکی سب انیسین جلیسین بیٹھی ہین کوئی ہنستی ہی کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی کوئی مذاق کرتی ہی کوئی کہتی ہی — شعر

گلفام خود جو شوق سے جام شراب دے + کس دل سے پھر نہ پینے کا اُسکو جواب دے + خواجہ خورشید کے جام شراب ارغوانی

چاہا کہ ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیے ملکہ مہر افروز نے کہا جانِ جان ہمارے ہاتھ سے پیو خواجہ خورشید نے چاہا چھکر ساغر کو منھ لگائین کہ عکس کاکل مشکین ملکہ مہر افروز اُس زلال صاف مین نظر آیا یہ شعر برجستہ زبان پر جاری کیا شعر کیا عکس ہی یہ زلف کا جام شراب مین + یا بال ہین پڑے قدح آفتاب مین + ملکہ نے کچھ کہا یون مین تمکو بتائے دیتی ہو شعر ہین عکس اپنے رخ کے زلالے شراب مین + لہرا رہے ہین لعون کے کالے خراب مین + غرضکہ خواجہ خورشید نے اسیطرح یہ جام دل لگی و مذاق ہاتھ سے ملکہ مہر افروز کے کئی جام پینے بعد چار پانچ ساغر پینے کے اب خواجہ نے انکار کیا کہ ملکہ بس اب یاد ہی نیا ؤرات کو طبیعت بیچین ہوگی تکلیف پہونچیگی ملکہ نے کہا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہی کہ ہم تم خوب خراب ہین خوب نشے جمین اور گانا بجانا راگ رنگ ہونگے آج خوب ہمارے تمہارے اختلاط اور بوس وکنار ہو کچھ تو دل فرقت منزل کا دور غبار ہو خواجہ خورشید انکار کرتے جاتے ہین ملکہ جام پر جام قسمین دے کر پلاتی ہی اور کباب وغیرہ بھی کھلاتی ہی کبھی منھ پاس لب معشوق کے لیجاتی ہی کیفیت بوسۂ دہان یار اُٹھاتی ہی الغرض سب گلابیان پلاکر خواجہ خورشید کو خالی کین آخر کار ایک جام رہگیا ملکہ کے ہاتھ مین یہی چاہتی تھی کہ یہ بھی خواجہ خورشید کو پلا دون مگر خواجہ خورشید اب کسیطرح نہین پیتا پیار بھی کرتی ہی منت سے بھی کہتی ہو مگر خواجہ خورشید کہتا ہی ملکہ اب یہ جام ہماری خاطر سے تمھین پی جاؤ مجھکو اب نہ پلاؤ آج اسقدر شراب تمہارے کہنے سے پی ہی کہ مین نے کبھی عمر بھر ایک وقت خاص مین ایسی شراب نہین پی دیکھیے رات کیسی کٹتی ہی طبیعت کیسی ہوتی ہی ملکہ کہتی ہو ہمارے سر کی قسم اور ہماری جان کی قسم یہ جام پیلو اب نہ پلاؤنگی خواجہ خورشید انکار کرتا ہی اور کسیطرح نہین پیتا ہی جب تو ملکہ نے وہ جام شراب آگے خواجہ خورشید کے رکھدیا اور پیار سے بانہین گلے مین

ڈال کے بوسے لیکر کہنے لگی نظم	انکار اب جو کرتے ہو جام شراب سے	کیا کچھ خیال آگیا روز حساب کا
گر بدمزہ ہی مئے تو نہین کچھ مضائقہ	تو نوش کرلو پہلے یہ لقمہ کباب کا	ابر بھی گرچہ میرزی کا ہو کچھ ظہور
مین ذائقہ دون تمکو دہن کے لعاب کا	منت سے اپنے کہتی ہون میرا لہو پیئے	گر پی نہ لے تم اٹھا گے یہ پیالہ شراب کا

خواجہ خورشید یہ اشعار عاشقانہ اور کلام عاجزانہ سنکر مجبور ہوگیا کہا ملکہ خیر تمہاری خوشی بہر کیف کرنا منظور جو کچھ حال ہو اب یہ جام پینا ضرور ہی یہ کہکر وہ ساغر آفتاب رنگ بادۂ سرخ فام سے بھرا ہوا اٹھا کر پی گیا اور یہ شعر پڑھا شعر یار مو پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے + زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین + خواجہ خورشید نے وہ پی کر کچھ کباب نوش کیے اور کلوریان کھائین سرخروئی کیواسطے اتنا کلمہ دبی زبان سے کہا آج کچھ اور جی چاہتا ہی مگر کیا کرین مجبور ہین ملکہ نے ہاتھ پکڑ کر سینے کہا چلیے جو کچھ چاہیے نوش کیجیے خواجہ خورشید نے کہا ابھی صبر کرو نہ گھبراؤ شعر بیتابیان نہ اے دل ناکام چاہیین آپہونچا ہی قریب زمانہ وصال کا + اب صحبت مین سب انیسین جلیسین بیٹھی ہین ناچ ہو رہا ہی گائنین خوش لہجہ و خوش آواز گا رہی ہین کس مزے سے گا رہی ہین اب جو ملکہ مہر افروز نے دیکھا کہ خواجہ خورشید کو نشہ کی طغیانی ہوئی آنکھین بند کر کے جھومنے لگا ملکہ مہر افروز نے کہا اے جانِ جان راحت دل مشتاقان خوابگاہ پر جاؤ آرام کرو مین بھی صحبت برخاست کرتی ہون اب سوؤنگی خواجہ خورشید یہ سنکے اٹھ کھڑا ہوا لڑکھڑاتا ہوا پلنگ پر آیا لیٹتے ہی بیہوش ہوگیا ملکہ سے انھی انیس نے کہا جیسے یہ صلاح بتائی تھی کہ اب حضور اُٹھیے جایئے پہلو مین اپنے یار جانی محبوب جاودانی کے لیٹیے مزے اڑایئے ملکہ اُسکے کہنے سے اٹھی اور پلنگ پاس خواجہ خورشید کے آئی کھڑے کھڑے پلٹ گئی حجاب مانع ہوا دست درازی نہ کر سکی پھر اُس انیس علامہ دہر نے آمادہ کر کے ملکہ کو بھیجا ملکہ گئی پاس بیٹھی شرم سے اُٹھ کے چلی آئی اسیطرح کئی بار ایسا ہوا مگر ملکہ مہر افروز کا حوصلہ بسبب شرم وحجاب کے نہ پڑا کیونکہ ملکہ مہر افروز نا کتخدا ہی ابھی اس کو جسے نابلد ہی فقط وجد عشق نے حوصلۂ وصل پر ازخود رفتہ کیا مگر حجاب جو حائل ہی وہ مانع ہوتا ہی آخر جب انیسون جلیسون نے دیکھا کہ ملکہ کا شرم سے حوصلہ نہین پڑتا

شاید یہ ہمارا ہی لحاظ و حجاب کرتی ہو کہا سنیے کہ اب ہم اپنے مقام خوابگاہ پر جاتے ہیں حضور نہ شرمائیں تخلیہ میں شراب
وصل یار جانی سے سیراب ہوں یہ کہکر سب اٹھ اٹھ کر چلی گئیں مگر تاک جھانک میں رہیں کہ دیکھیں ملکہ کیونکر شراب وصل
پیتی ہے غرضکہ پردے پڑ گئے تنہائی ہو گئی اب ملکہ مہر افروز اٹھی اور خواجہ خورشید کے پلنگ پر آئی پہلے ہاتھ سے
خواجہ خورشید کو جگایا مگر خواجہ خورشید نشۂ شراب میں ایسا بیہوش تھا کہ اسکو اپنے سر و پا کی بھی مطلق خبر
نہ تھی جگانے سے ملکہ مہر افروز کے بالکل ہوشیار نہوا کروٹ بھی نہ لی جب تو کچھ حوصلہ ملکہ کا بڑھا جاما برہنہ کر کے
کمربند کھولا ساغر اشتیاق لیکر صراحی کو وصل کو تلاش کیا کہیں نہ پایا مثل اپنے خواجہ خورشید بھی نظر آیا طیش
عشق کم نہ ہوئی صورت آئینہ حیران رہی مثل زلف شکنیں پریشان ہوئی خواجہ خورشید کو اسیطرح چھوڑ کر
اٹھ کھڑی ہوئی مسند پر آکر خواصان خاص کو پکارا سب انیسیں جلیسیں آکر حاضر ہوئیں اس فکر و تردد اور
پریشانی میں جو دلمیں گدگدی ہوئی ملکہ مارے ہنسی کے لوٹنے لگی ملکہ کے ہنسنے پر سبکی سب ہنسنے لگیں اور کہنے لگیں
واری جاؤں بلائیں لوں کچھ کہو تو سہی کیا ہوا کیا گوہر مدعا سے بھی زیادہ کوئی چیز ہاتھ لگی جو نہیں بتاتی ہو ہنسے جاتی ہو
ادھر ملکہ کی ہنسی کم نہیں ہوتی جو بیان کرے آخرکار ان سب ہمرازوں نے ملکہ کو سنبھالا کچھ ہنسی کم ہوئی ملکہ نے بیان
کیا کہ صاحبو میں کس سے گوہر وصل حاصل کروں وہ تو مثل میرے تمہارے عورت ہے مرد نہیں ہے صدف شوق عشق بحر
ٹٹولتی رہگئی گوہر مدعا نہ ہاتھ لگا صدف آرزو دریائے امید پر سے پیاسی چلی آئی ایک بھی قطرہ نہ پایا کہ لب تر
کرتی یہ سنکے سبکی سب بہت متعجب ہوئیں کہا نہیں معلوم آہیں کیا اسرار ہے بس جو ہونا تھا ہو چکا عشق بیکار ہے
الغرض ملکہ مہر افروز بھی اپنے پلنگ پر جاکے سو رہی صبح کو جب ملکہ گیتی افروز ہوشیار ہوئی کمربند اپنا کھلا ہوا پایا گھبرا
کے اٹھی پوشاک و لباس کو درست کرکے پہنا ملکہ مہر افروز کے پاس مسند پر آکر بیٹھی انیسیں جلیسیں ملکہ مہر افروز کی
طعن و تشنیع کرنے لگیں ملکہ گیتی افروز نے ملکہ مہر افروز سے کہا اے ملکہ ذرا تخلیہ کرو ان سبکو ہٹادو کچھ تم سے باتیں کرنا ہیں ملکہ مہر افروز نے
سبکو وہاں سے ہٹادیا بالکل تخلیہ ہو گیا ملکہ گیتی افروز نے کہا میں تو پہلے ہی شادی نہ کرتی تھی مگر تمنے نہ مانا فقط اپنی عزت
و حرمت بچانے کے واسطے مردانہ لباس پہن کر سوداگر بنی تھی اب تمسے اپنا حال کیا بیان کروں میں عجب تباہی کے جہاز پر
ہو کے دریائے مصیبت میں غوطہ زنی کر رہی ہوں خدا کسی پر ایسی مصیبت نہ ڈالے تم میرے حسن پر فریفتہ ہوئیں میرا شوہر
مجھسے زیادہ حسین و جمیل ہے نہایت خوبصورت صاحب شان و شوکت ہے میں تمسے وعدہ کرتی ہوں جسوقت وہ آجائیگا
تمہاری شادی اسکے ساتھ کردونگی میں اسی کو تلاش کرتی پھرتی ہوں ملکہ مہر افروز نے کہا کہ تمہارے شوہر کا کیا نام ہے
کس خاندان سے ہے ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ میں کہدونگی اسوقت موقوف رکھو موقع نہیں ہے یہ کہکر ملکہ گیتی افروز
اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے مکان میں آئی فتنہ انگیز سے ساری کیفیت بیان کی اور کہا کہ جس بات کا خیال تھا
اور خوف تھا اسیکا سامنا ہوا خدا آبرو بچائے جلدی کہیں میرا شوہر مجھسے ملجائے ادھر کا حال سنیے کہ بادشاہ
فضل اللہ داراب شاہ فضلہ نشین کو عالم خواب میں ایک مرد بزرگوار نے مسلمان کیا اور کہا کہ تو نے اپنی بیٹی ملکہ
مہر افروز کی شادی جسکے ساتھ کی ہے وہ مرد نہیں ہے ارے غافل وہ عورت ہے وہ بیٹی ہے زمرد شاہ باختری کی نام اسکا
ملکہ گیتی افروز ہے اور وہ ناموس ہے نبیرۂ صاحبقران والاشان کا اور نام نبیرۂ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران اسکے شوہر کا
شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ ہے داراب شاہ فضلہ نشین یہ خواب دیکھکر بیدار ہوا محل دختر نیک اختر
ملکہ مہر افروز میں آیا اور کیفیت خواب کی تمام بیان کی اور کہا اے ملکہ مسرور ہو اور خاطر جمع رکھ کہ تیری شادی
بڑے عالی خاندان نبیرہ حمزہ صاحبقران کے ساتھ ہوگی اور میں نے تیری شادی جسکے ساتھ کی ہے یہ دختر لقا کی

ملکہ گیتی افروز نام ہی اُسکے ساتھ بہت اعزاز و اکرام سے پیش آتا اور بڑی خاطر و مدارات کرتا داراب شاہ
پھر ملکہ مہر افروز اپنی دختر کو ساتھ لیکر ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور کہا کہ مجھکو تمہارے حالات سے
بالکل آگاہی ہوئی آج رات کو سوتے مین بخت خوابیدہ میرے بیدار ہوئے عالم رویا مین مجھکو ایک بزرگوار
مقدس کہ چہرہ اُنکا مثل آفتاب کے روشن تھا مَین نے مجھکو دولت لازوال دین اسلام عنایت کی مجھکو
کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اے ملکہ گیتی افروز مجھکو بشارت دی ہی کہ نبیرہ حمزہ صاحبقران زمان خاور سیاہ
شہزادہ ملک قاسم فلک جاہ کہ جو تمہارا شوہر ہی وہی ملکہ مہر افروز کا بھی زوج ہوگا الحمد للہ کہ کفر پرستی ترک کرکے
اس غلام حلقہ بگوش حمزہ صاحبقران زمان کا بھی اوج ہوگا کیونکہ مَین دیکھے اُنکے نام پر اسلام لایا ہون
اے ملکہ گیتی افروز اب تم بعیش و راحت خاطر جمع سے رہو تمکو کسیطرح کی تکلیف نہوگی ملکہ مہر افروز کے ساتھ دل
بہلاؤ اب مین ہرکارے چہار طرف روانہ کرتا ہون اور سراغ لگاتا ہون انشاء اللہ بہت جلد وہاں کا پتا معلوم ہوا
جاتا ہی جہان پر وہ مقیم ہین ملکہ گیتی افروز یہ مژدہ سُنکر شکر الٰہی بجا لائی دل کو تسکین ہوئی داراب شاہ
فضلہ نشین نے اُسی وقت ہرکارون کو چہار طرف روانہ کیا اور حکم تاکیدی دیدیا کہ نبیرہ حمزہ صاحبقران زمان شہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم ذی جاہ کی جلد خبر لاؤ کہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین یہ سُنکے ہرکارے تیز قدم حسب الحکم
بحکم بادشاہ نامدار جلد روانہ ہوئے تیسرے دن خوشی خوشی دوڑے ہوئے آئے اور دربار کیا دی اور عرض
کیا کہ شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ دامنہ بیل کوہ مین مع جماعت لشکر کثیر اُترے ہوئے ہین دس
بارہ ہزار سوار جرار تحت حکم اس نامدار کے ہین داراب شاہ نے یہ مژدہ فرحت افزا سُنکر ہرکارون کو خلعت
سے سرفراز کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس آیا اور خبر خیریت اثر کا مژدہ دیا اور کہا کہ انشاء اللہ آج ہی خدمت
باسعادت شہزادہ ملک قاسم مین جاتا ہون خاطر جمع رکھو یہ کہکر کچھ تحائف عمدہ لیکر خدمت فیضدرجت ملک
قاسم والاشان مین اُسی روز روانہ ہوا داراب شاہ جب دامنہ بیل کوہ مین پہونچا خبرداران نے شہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم ذی جاہ کو خبر دی بادشاہ داراب شاہ فضلہ نشین حاکم شہر فضلانیہ تحائف و ہدایا ہمراہ
لیے ہوئے قدمبوسی حضور کو آیا ہی شہزادے نے لشکر سردارون کو بھیجکر باعزاز و اکرام اُسکو بلوایا جب وہ حاضر
خدمت ہوا آداب و سلام بطریق اسلام بجا لایا اور تحفے پیش کیے اور کیفیت خواب اور حال اپنے اسلام لانے کا
بیان کیا بعد اُسکے کہا کہ ملکہ گیتی افروز میرے محل مین جلوہ آرا ہین ملکہ مہر افروز میری دختر سے شغل صحبت
رہتا ہی یہ مژدہ سُنتے ہی قاسم عالیجاہ بہت خوش ہوئے غنچہ دل باغ باغ ہوگیا اُسی وقت چند سوار جرار
لیکر ہمراہ داراب شاہ فضلہ نشین کے روانہ ہوئے جب داخل شہر فضلانیہ ہوئے دیکھا کہ شہر بہت
آراستہ اور پیراستہ ہی ہر گلی کوچہ آئینہ بند ہی عجیب مقام دل پسند ہی قاسم نوجوان تمام شہر کی سیر کرتا ہوا ایوان
شاہی مین پہونچکر محل مین مع داراب شاہ داخل ہوا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم والاجاہ پہلے ملکہ
گیتی افروز کے پاس آئے ملکہ گیتی افروز دیکھتے ہی قاسم نوجوان کو دوڑکر لپٹ گئی عاشق و معشوق گلے
ملکر زار زار مثل ابر بہار خوب روئے بعد اُسکے مسند زرنگار پر دونون جلوہ افروز ہوئے ملکہ گیتی افروز نے
حال اپنا بیان کرنا شروع کیا اگر از سر نو ملکہ گیتی افروز کی زبانی تحریر کرون تو بہت طول ہوگا ایک دفتر دوسرا تیار
ہو۔ خلاصہ یہ کہ کیفیت لڑکے کی پیدا ہونے کی اور اُسکو جنگل مین چھوڑ کر جان کے خوف سے چلے آنا اور الماس
غلام لقا کے پاس پہونچنا اور فتنہ انگیز کا اُسکو زہر دے کر مار ڈالنا اور وہان سے شہر فضلانیہ مین

سوداگر بنکر آنا ملکہ مہر افروز کا عاشق ہونا اور اُسکے ساتھ شادی ہونا پھر اُسکا پہچان لینا سب بیان کیا
شہزادہ قاسم سب کیفیت سنتے جاتے تھے کسی مقام پر تاسف کرتے تھے کسی جگہ پر آبدیدہ ہوتے اور کبھی
سُنکر ہنس پڑتے تھے لیکن ملک قاسم اُس لڑکے کی تباہی پر نہایت ملول ہوئے مگر ملکہ سے کہا کہ بی بی صبر کرو
پروردگار عالم تمکو اور فرزند عنایت کریگا ملکہ گیتی افروز نے کہا اے شہریار ملکہ مہر افروز نے مجھپر بڑا احسان
کیا ہے اب میری خوشی یہ ہے کہ تم اُس سے عقد کرلو کہ مین ملکہ مہر افروز سے وعدہ کرچکی ہون مگر ملکہ مہر افروز نے
جو شہزادہ ملک قاسم عالیشان کو پوشیدہ ہو کر دیکھا ہزار جان و دل سے شیفتہ و فریفتہ ہوگئی اور اپنی انیسون
جلیسون سے کہا کہ مین نے تو آج تک کوئی بشر جوان رعنا ایسا اور اس حسن و جمال کا نہین دیکھا اگر تمھاری نظر
کوئی بشر گذرا ہو تو بیان کرو اُن سبھون نے کہا بلا لون حقیقت مین اس طرحکا بشر شکیل جمیل مہر جبین مہر تمکین
شان و شوکت مین بے نظیر حسن مین بدر منیر آج تک نہین دیکھنے مین آیا صانع قدرت نے اسکو اپنے دست
قدرت سے خود بنایا ہے ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اب دیکھیے ملکہ گیتی افروز نے جو مجھسے وعدہ کیا تھا وہ وفا کرتی
ہے یا نہین انھون نے عرض کیا واری جائین صدقے جائین ملکہ گیتی افروز صادق الوعدہ واثق الاقرار ہے
کیون نہ وعدہ وفا کریگی کبھی اُسکی بات مین فرق نہوگا وہان تو یہ تذکرہ تھا ادھر ملکہ گیتی افروز نے داراب شاہ
کے پاس کہلا بھیجا کہ مین نے ملکہ مہر افروز سے وعدہ کیا تھا جب خاور سیاہ شہزادہ ملک قاسم آئینگے مین تمھارا
عقد اُنکے ساتھ کرا دونگی سو اب مین نے نبیرہ حمزہ صاحبقران زمان شہزادہ قاسم عالیشان کو رضا مند
عقد کرنے پر ملکہ مہر افروز کے کیا ہے تم سامان شادی کتخدائی ملکہ مہر افروز درست اور مہیا کرو مین اپنے ہاتھ
سے ملکہ مہر افروز کو عروس بناؤنگی الغرض کہ وہ شب تو ہم آغوشی ملکہ گیتی افروز مین بسر کی بادہ وصال سے
ملکہ گیتی افروز اور شہزادہ قاسم سیراب ہوئے غنچہ دل کھلے طبیعت شگفتہ ہوئی شعر اے فلک دیکھ برے
ظلم سے کیا ہوتا ہے ✦ بچھڑے مل جاتے ہین جب فضل خدا ہوتا ہے ✦ القصہ صبح کو شہزادہ قاسم دربار مین
داراب شاہ فضلہ نشین کے تشریف لائے داراب شاہ دیکھتے ہی ملک قاسم نوجوان کو تخت پر سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس تخت سلطنت پر جلوہ افروزی فرمائیں شہزادے نے فرمایا
اے داراب شاہ ہم تاج بخش ہین خود بادشاہ نہین ہین کسیکا ہم تاج و تخت نہین لیتے ہین یہ کہکے
ہاتھ پکڑ کے داراب شاہ کو تخت پر بٹھا دیا اور آپ کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوا دارب شاہ نے عرض
کیا کہ حضور مین چاہتا ہون کہ دختر نیک اختر ملکہ مہر افروز کو حضور کی کنیزی مین حاضر کرون شہزادہ عالیقدر نے
فرمایا کہ ہمین قبول و منظور ہے اُسیوقت ترنج خوشبو کا شہزادہ ملک قاسم پر مارا مبارک و سلامت کی صدائین
دربار مین بلند ہوئین یہ بھی رسم اُس شہر کی تھی داراب شاہ خوش ہوا شادی کی تیاری ہونے لگی
پہلے مانجھے کا سامان ہوا بعدہ ساچق کی بڑی دھوم سے تیاری ہوئی مھندی کا سامان عجیب شکوہ اور جلوس
سے ہوا برات کا سامان ہونے لگا ادھر بادشاہ داراب شاہ نے مانجھے کے دن سے حکم چراغان
شہر مین دیا تھا ہزار ہا دیگین نفیس نفیس کھانون کی روز پختہ ہوتی تھین اور تمام شہر کو کھانا تقسیم ہوتا تھا
بادشاہ نے ہزار ہا جوڑے ملازم و غیر ملازم کو تقسیم کیے امرا کو خلعت دیے ناچ رنگ گلی گلی کوچہ بکوچہ یعنی
ہوا کہ ہر کس و ناکس ناچ دیکھے راگ رنگ سے دل بہلائے دور شراب ارغوان برائے رعایا و ملازم
اسقدر افراط سے کہ خم کے خم جا بجا لنڈھے پڑے ہوئے ہین آٹھ پہر سبکے نشے جمے ہوئے ہین

لوگون کے بادۂ ارغوانی سے دل بیزار ہو ہوگئے الغرض برات کی شب آئی ملکہ گیتی افروز نے شہزادۂ ملک قاسم
کو نہلا کر پوشاک فاخرہ پہنا کے دولھا بنایا بدھی پھولون کی پہنائی سہرا پھولون کا نقشی سلے پر سر سے باندھا
طرہ لگا کر نوشاہ بنایا پھر برات بڑے سامان سے سجا کر روانہ کی بعد اُسکے ملکہ جہر افروز کے قصر مین گئی اور
ملکہ جہر افروز کو خوشی خوشی عروس بنایا پہلے روغن خوشبو بالون مین لگا کر کنگھی چوٹی کی پٹیان نکالین مانگ بھی
کہکشان دیکھکر نثار ہوئی پھر آنکھون مین کاجل دیا نیچون کو ابرو کے اور آبدار کر دیا جبینِ افشان جو پیشانی پر
گویا چاندنی چھٹکی مسی جو ہونٹون پر تو پھولا تختہ سوسن کا پھر ملکہ گیتی افروز نے عروس کو پھولون کا گہنا پہنایا
عطر سہاگ مین نہلا دیا وہ بھینی بھینی خوشبو پیدا ہوئی کہ دماغ دل ہر ایک کا معطر ہوگیا جب سہرا دلھن کے
سر سے باندھا حسن چھن چھن کے چھوٹ دینے لگا ماہ و خورشید نثار ہوئے فلک مشتاق دید ہو کر بیقرار ہوا زہرہ
مشتری مبارکباد دینے لگین یہان ملکہ گیتی افروز دلھن کو آراستہ کر رہی تھی اُدھر برات بڑی دھوم دھام سے
تمام شہر مین گشت کر کے دروازے پر دلھن کے آئی صحبت جشن اور جلسہ راگ رنگ مین براتی اتر کر بیٹھے شہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم ذی جاہ دولھا بنے ہوئے محل مین داخل ہوئے غرضکہ بعد رسومات مسطورات بڑے
ساز و سامان اور حشم و خدم سے دلھن کو بیاہ کر لائے داراب شاہ نے جہیز سے کچا کچ لا دیے قاسم عالیشان نے دلھن
کو بیاہ کر اپنے قصر دالاشان مین اتارا ملکہ گیتی افروز نے حجلۂ عروسی خوب گلہائے خوشبودار و عطر سہاگ سے بسا کر
شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ کر کے دلھن دولھا کو بعد عیش و عشرت اُسی حجلۂ عروسی مین داخل کیا گویا مہر و ماہ
ایک برج مین جلوہ افروز ہوئے ملکہ گیتی افروز بھی بعد شادی باہر حجلہ کے جاگتی رہی اور فتنہ انگیز سے باتین ہنسی
دل لگی کی ہوا کین ادھر شہزادہ ملک قاسم نوجوان ملکہ جہر افروز سے ہمصحبت ہوئے بادۂ وصل سے جام اشتیاق
ملکہ جہر افروز عروس تازہ کا دولھا نے لبالب کر دیا غنچۂ دلبستہ کھل گیا گلشن امید مین بہار آئی دل عروس باغ باغ
ہوا گوہر مراد صدف آرزو کو ملا صبح کو دونون دلھن دولھا بادۂ وصل سے مخمور نشہ مین چور چور اُٹھے دولھا نے
اُٹھکے جلد حمام کیا پوشاک فاخرہ دوسری زیب جسم نورانی کی نماز پڑھکے ایوان بادشاہی مین تشریف لائے مسند
شوکت و حشمت پر جلوہ افروز ہوئے حکم دیا کہ ابھی بتخانے کھدوا دو مسجدین تعمیر ہون بموجب احکام شہزادۂ
عالیمقام فوراً تعمیل ہوئی دہرے شوالے سب منہدم ہوگئے مسجدین بنا ہونے لگین سکہ بادشاہ اسلام
سعد بن قباد شہریار کے نام کا جاری ہوا آثار کفر ناپدید ہوگئے نشان اسلام ظاہر ہوئے جھنڈا دین اسلام کا
کھڑا کیا گیا تمام شہر اسلام آباد ہوا ایک ہفتہ عشرہ شہزادہ ملک قاسم نے وہان قیام کیا بعد اُسکے ملکہ گیتی افروز
اور ملکہ جہر افروز کو ساتھ لیکر اپنے لشکر مین تشریف لائے ملکہ حور دخت کے سے دونون کو ملوایا ملکہ حور دخت نے
اپنے مقام خاص پر دونون کو بٹھایا ہنسی خوشی باتین ہونے لگین بعد اُسکے شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم
ذیجاہ نے برائے تلاش شہزادۂ نامدار بدیع الزمان عالی وقار ہر کارون کو یہ حکم دے کر روانہ کیا کہ جلد جستجو
اور کوشش کر کے شہزادۂ بدیع الزمان کا پتا لگاؤ کہ کہان ہین اور کس صورت سے ہین اور کیا ارادے اُنکے ہین
دو کلمے داستان شوکت نشان شہزادۂ فرخ شہسوار و فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہی تو اے ساقی تندخو
قسم تجھکو اُس چشم خونبار کی
قسم تجھکو میرے رخ زرد کی

پلا ساغر بادۂ مشکبو
قسم تجھکو میرے دل زار کی
قسم تجھکو اپنے دل سرد کی

رکھیگا تو کب تک مجھے پر الم
تجھے اب مری آرزو کی قسم
تجھے میرے داغ جگر کی قسم

مناسب ہے رندون پہ لطف و کرم
تجھے آج میرے لہو کی قسم
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم

قسم ہی تجھے میری فریاد کی | قسم تجھکو ہی مجھسے ناشاد کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو | بلا جلد مجھکو مے مشکبو
دکھادے سحر کو بعد اب تاب | تمنا ہی دیکھوں رخ آفتاب

غزل

بود ویرانہ مگر عشق معلے کردہ
من گرفتار بلا تنہا غم ای جان جان
رخنہا انداختی خود فتنہ بپا کردہ
عاشق جانباز را کردہ بلاک تیغ ناز
ہر کسے را عاشق زلف چلیپا کردہ
آمدی برگشتہ خود دم با دلی گفتہ
خانہ خود ای صنم اندر دل ما کردہ
بر سر راہش نگندی و تماشا کردہ
ساختی مومن کسے را کردہ کافر کسے
ای شوم قربانت اعجاز مسیحا کردہ

بیت چنین کاتبان جلالت نصیب + نوشتند این داستان عجیب + شہسواران اشہب تیز گام عرصہ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند باد رفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و تہور شعاران جلالت آثار کمیت قلم تیز رقم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت سلطان نامدار و مرزبان خراسانی اُسی تاریکی شب اور عالم برف باری مین لشکر کفار سے ہمنبرد ہوکر زخمی ہوئے سبھون پر بیہوشی کا عالم طاری ہوا گردنون سے رہوارون کی لپٹ گئے گھوڑے اُس تلاطم سے لیکر نکلے اور جانب صحرا روانہ ہوئے دوش صبا پر پاؤن جماکر مرکبان باد رفتار ایسا سرپٹ دوڑے کہ ہوا بھی تھک کر گرد قدم تک نہ پہونچی پیچھے رہ گئی گھوڑے طراری بھرتے ہوئے صورت غزالان نکل گئے رات بھر اسطرح چلے صبح کو ایک دامنہ کوہ مین پہونچے بھوکھے پیاسے تھکے ماندے چار پہر کی مسافت عظیم اُٹھائے ہوئے تھے صحرائے سبزہ زار قریب دامنہ کوہ جو دیکھا ہری ہری دوب پر بیتابانہ منھ ڈالدیا گھانس کھانے لگے جب خوب سیر ہوئے ایک چشمۂ آب پر ٹوگڈہ کا کر پانی پیا جان مین جان آئی مرکبون کے ہوش و حواس درست ہوئے خنکی پاکر مجبر ہریان جولین تینون سوار نشست مرکبان سے بردے زمین گر پڑے مرکب گرد اپنے سوارون کے شغل چرا کرتے رہے جب آفتاب عالمتاب بلندی بام فلک پر آیا حرارت زیادہ ہوئی دھوپ نے تیزی کھائی ان تینون زخمدارون کو ہوش آیا اُٹھ بیٹھے آہستہ آہستہ ایک درخت کے سایہ مین آئے سامان زخم دوزی قربوس مین موجود تھا نکالا ایک نے دوسرے کے زخم مین ٹانکے لگائے بعد اُسکے پٹیان مرہم کی چڑھائین دوسرے قربوس مین کچھ خشک کلچے روغنی ہمرہ تھے وہ نکلین ان تینون شہسوارون نے کھایا پانی پیا شکر خدا کیا پھر باہم کہنے لگے کہ افسوس صد افسوس کیا لشکر اسلام پر تباہی آئی ہو گیا مجمع خاص خدا پرستان فلک نا ہنجار نے پراگندہ کیا ہی خدا جانے شہزادہ بدیع الزمان نامدار و ملک قاسم عالیوقار پر کیا گذری نہین معلوم بادشاہ اسلام سعد بن قبلہ شہریار کہان گئے اور لندھور بن سعدان اور مالک اژدر نوخوان کیا ہوئے مرزبان نے کہا ای شہزادہ جسطرح ہمکو اور تمکو پروردگار نے زندہ و سلامت رکھا یونہین وہ بھی سب صحیح و سلامت ہونگے پھر بفضل خدا سب ملینگے یہ بھی گردش سیارگان ہی جو ایسی تباہی ظہور مین آئی کہ ایک ایک سردار نامدار متفرق ہوگیا ایک کی دوسرے کو خبر نہین کہ کون کون زندہ ہی اور کون کون مار ڈالا گیا اب بھی پروردگار عالم رحم کرے وہ جو تم صعب خواجہ زادون نے کہا تھا اُسکا سامنا ہوا آفتاب اُسی برج مین آگیا ٹھہرو قیام کرو تھوڑی دیر کسی نیند دور ہیے حال ملک سبائل کا دریافت کرینگے الغرض وہ دن اور وہ رات اُسی صحرائین زیر کوہ بسر ہوئی صبح کو دوسرے دن گھوڑے اپنے کسے اور سوار ہوئے اور ارادہ کیا تھا کہ ایکطرف کو گھوڑے اُٹھائین کہ دیکھا ایک شخص خون مین سر سے پانک نہایا ہوا مرکب تیز رفتار پہ سوار گھوڑا بدحواس آپ بیہوش زخمدار سامنے سے بچا گا چلا آتا ہی مرزبان نے آگے بڑھ کر اُسے روکا اور ہوشیار کیا پھر اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اور تجھے کسنے زخمی کیا ہی تو کسکے

خوف سے بھاگا چلا آتا ہی اُسنے کہا کہ یہان سے دہ کوس پر ایک درۂ کوہ ہی وہان طوفان دزد بڑا نابکار و ناہنجار
رہتا ہی قافلہ سوداگرون کا وہان جاکر اُترا تھا اُسنے سبکو قتل کیا اور مال و اسباب سب لوٹ لیا ایک مین زخمی
ہوکر بچا اسطرف کو بھاگا یہ سُنکے شہزادۂ فرخ شہسوار و شہزادہ فرخ بخت سلطان نامدار نے کہا کہ اب تو ذرا
دم لے سایہ مین بیٹھ جا زخم کو دھو ہم تیرے ٹانکے لگا دین پٹی مرہم چڑھا دین پھر تیرے ساتھ چلکے قزاقون کو مارینگے
اُسنے کہا کہ ہرگز ہرگز تم لوگ اُدھر کو نہ جانا وہ ظالم بڑے خونخوار ہین فوج بادشاہی اُنکا کچھ کر نہین سکتی وہ لشکر سے
بھی نہین دبتے تم تین آدمی اُنکا کیا کر سکوگے اور مین یہان ہرگز نہ ٹھہرونگا یہ کہکر گھوڑا بھگائے ہوئے چلا گیا ادھر
شہزادگان مع مرزبان خراسانی اُس درۂ کوہ کی طرف اُسوقت پہونچے کہ طوفان دزد تمام سوداگرون کو قتل کر چکا ہی
اور اب چاہتا ہی کہ مال و اسباب اُٹھوا کر لیجائے کہ شہزادہ فرخ شہسوار سبکے آگے پہونچا و ہین سے نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ طوفان دزد ملعون کانپ اُٹھا نعرۂ فرخ شہسوار منم صفدر نامی و نامدار + شجاع و جری فرخ شہسوار +
فرمایا کہ باش او دزد ناہنجار کیا غضب کیا تو نے ان بیگناہون کو قتل کیا مین آپہونچا اب کیا تجھے زندہ چھوڑتا ہون
ساتھ ہی اُسکے نعرہ شہزادۂ فرخ بخت عالیوقار کا ہوا نعرۂ فرخ بخت جری و صفدر و شیر حجازی + منم جرار
فرخ بخت غازی + خبردار او ستمگار روسیاہ اب تو ہمارے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا تیسرا بھی نعرہ برابر
اُن دونون شہزادون کے ہوا۔ نعرہ مرزبان خراسانی جہان نامدار و دلاور حشم + منم مرزبان خراسانیم +
باش او کافر ازلی و ابدی ابھی تجھکو تیغۂ آبدار کرتا ہون ان بیگناہون کے خون کا عوض لیتا ہون اُس کافر نے
جو پلٹ کر دیکھا کہ تین آدمی سرکبان پری پیکر پر سوار لباسہائے جواہرنگار پہنے ہوئے گھوڑے دریائے جواہر مین
غرق سامنے چلے آتے ہین اُنکے نعرے مُتنفر مطلق کچھ اعتنا نہ کی بلکہ بہت خوش ہوا اپنے ساتھ کے قزاقون سے
کہا کہ آج اچھے کسی شخص کا مُنھ صبح کو دیکھا تھا کہ یہ قافلہ بھی لوٹا اور انکو بھی اب مار کر یہ دولت لازوال یعنی جواہر
بے بہا اور سب اسباب انکا چھین لو یہ سُنکے وہ کفار تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے شہزادون وغیرہ نے بھی تلوارین
کھینچیں لڑائی ہونے لگی مگر تینون بہادر پہلو بہ پہلو لڑ رہے ہین کیا مجال جو کوئی رہنے بائین یا پشت پر سے اپر
حملہ آور ہون تین ہزار قزاق ان تینون کے مقابل رہین تھے اُنمین سے چار سو قزاق اُن بہادرون کے ہاتھ سے
مارے گئے ہوش و حواس سبکے جاتے رہے بھاگ کھڑے ہوئے وہ نامردے سب دور ہی سے لینا لینا کرتے تھے
نزدیک ان شجاعان اولو العزم کے نہ آتے تھے پھر شہزادہ فرخ بخت سلطان گھوڑا اڑا کر دہنی طرف قزاقون پر جا پڑا
اور مرزبان خراسانی بائین طرف والون پر آکر گرا اور شہزادہ فرخ بخت شہسوار سامنے نعرہ کرتا ہوا جھپٹا جہان طوفان
دزد تھا اُس غول پر آیا دس بیس کو مار کر برابر طوفان دزد کے پہونچا طوفان دزد نے تلوار ماری شہزادہ فرخ نے
پشت شمشیر پر وار اُسکا روکا اور جھکائی دے کر جو ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا اب اُسکے
قتل ہونے سے تمام قزاق بیدل ہو گئے بدحواس و پریشان ہوکر بھاگے دو چار کو شہزادگان عالیوقار نے زندہ گرفتار
کر لیا تھا وہ اسلام لائے اور جہان طوفان دزد رہتا تھا وہان شہزادون وغیرہ کو لیکر آئے شہزادون نے اُسکے
متعلقون کو بھی جو وہان باقی رہگئے تھے مسلمان کیا اور مال و اسباب جسقدر طوفان دزد کا تھا وہ سب اپنے قبضہ
مین کر کے ایک طرف کا راستہ لیا اور تینون نے اپنی صورت سوداگرون کی بنائی منزل بمنزل چلتے چلتے ایک شہر
مین پہونچے کہ نام اُس شہر کا شہر طوفانیہ تھا کاروانسرائے مین اُس روز اُترے دوسرے دن سر چوک ایک دکان
بہت عمدہ کرایہ کو لی کچھ اسباب سوداگری اُس دکان مین آراستہ کر کے بیٹھے مگر حال شنکر اسلام کا دیا ہے

باشندون سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ جتنے سردار نامی وگرامی لشکر اسلام کے تھے وہ سب متفرق ہوکر جدا جدا نکل گئے نہ کوئی اُن مین گرفتار ہوا ہی اور نہ کوئی اُنمین قتل کیا گیا ہی اب تلاش اُنکی بموجب نامہ جات زمردشاہ باختری ہورہی ہی اور یہ حکم لگا ہے لقا ہی کہ جو جہان سرداران لشکر اسلام و دیگر خدا پرستون سے ہاتھ آئے اُسکو گرفتار کرکے بھیجدو یا قتل کرڈالو شہزادہ فرخ شہسوار وغیرہ نے سجدہ شکر کیا اور درگاہ خدا مین تضرع وزاری دعا کی کہ اے جامع المتفرقین ویا الٰہ العالمین تو ہر حال مین اپنے بندون کا حافظ و ناصر اور معین و مددگار ہی اور تو کارساز مطلق ہی پھر ہم سبکو ایک جگہ جمع کردے اسیطرح روز صبح سے شام تک یہ تینون مرد با خدا دُکان پر بیٹھے رہتے ہین اور آپس مین یہی ذکر اور دعائین ہین ایک روز اُسی شہر طوفانیہ کا بادشاہ کہ نام اُسکا سلسلہ سرخ پوش ہی اور بیٹی اُسکی ملکہ ستارہ بانو ہی اتفاقات روزگار ان سوداگرون کی دکان کیطرف سے وہی ملکہ ستارہ بانو محافے مین سوار اپنے باغ سے پھری ہوئی آتی تھی جب برابر دکان کے سواری آئی ہوا سے پردہ محافے کا جو اُڑا شہزادہ فرخ شہسوار گاؤتکیہ سے لگے ہوئے بیٹھے تھے اور ملازم گرد دست بستہ کھڑے تھے ملکہ ستارہ بانو کی آنکھ شہزادے پر پڑی اور شہزادے کی نگاہ ملکہ ستارہ بانو سے لڑی اُدھر ملکہ نے کلیجے کو تھام کر آہ کی اُدھر شہزادہ فرخ نے اُف کہکے دل پکڑ لیا ملکہ دیکھتے ہی شہزادہ فرخ کی عاشق و شیدا ہوئی شہزادہ فرخ ملکہ ستارہ بانو پر شیفتہ و فریفتہ ہوا۔ نظم

رہ گئے دل تھام کر یہ اسطرف وہ اُسطرف
حال دل کس سے کہیں کیونکر نہ اشک خون بہین
عاشق صادق سحر یہ اسطرف وہ اُسطرف

بن چھری کے ذبح تھے کو ضبط کرکے رہ گئے
زخمی تیغ نظر یہ اسطرف وہ اُسطرف

دیکھتے ہی اک نظر یہ اسطرف وہ اُسطرف
مرغ بسمل تھے مگر یہ اسطرف وہ اُسطرف
وصل کی شب کی ہر جاہ اور لب پہ فریاد آہ

نور جمال شہزادہ بے مثال دیکھکر ملکہ محافے مین تڑپ کر رہگئی اور سواری آگے بڑھ گئی حسن مہر جبین مہر تمکین نازنین حسین ملکہ ستارہ بانو کا نظارہ کرکے شہزادہ فرخ شہسوار قلندر بیتاب ہوگیا تصویر ملکہ ستارہ بانو بہزاد عشق نے لوح دل پر نقش کردی آنکھون کے تلے وہ چاندسی صورت ستارہ بانو کی پھرنے لگی ہوش و حواس منتشر ہوگئے سوداگری فراموش ہوئی یاد معشوق دلفریب جامہ زیب آٹھ پہر رہنے لگی اُدھر ملکہ ستارہ بانو محل مین اپنے آکر داخل ہوئی مگر عجب حال پر ملال دلکا تھا کہ تصویر حسن و جمال و فر بیمثال شہزادہ فرخ شہسوار قلندر کی لوح قلب پر مانی عشق نے ایسی کھینچ دی کہ صورت مجنون وہ لیلے شمائل دیوانی ہوگئی اپنی ہمجولیون جلیسون مین بھی بیٹھنا موقوف کردیا قصر مین ڈوپٹے سے منھ ڈھانپے ہوئے چھپر کھٹ پر ہر وقت پڑی رہتی تھی سب انیسین جلیسین باتین کرتی تھین دل بہلاتی تھین مگر کسیکو جواب نہ دیتی تھی کسی شغل کیطرف متوجہ نہوتی تھی سب پوچھتی تھین واری جائین صدقے جائین کچھ حال دل فرمایئے کیا ایسا صدمہ ہی کہ دو روز مین منھ ستا کیا برسون کی بیماری ظاہر ہوتی ہی ملکہ کچھ نہ کہتی تھی خاموش خیال یار جانی محبوب جاودانی مین کبھی اشک خون بہاتی تھی کبھی ادھر اُدھر کروٹین لیتی کبھی آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر یہ اشعار پڑھتی تھی اشعار

کردمن چو دلبر با انچہ کہ کرد خوب کرد
ہیچ نمیکنم گلہ انچہ کہ کرد خوب کرد

برد دلم بیک ادا انچہ کہ کرد خوب کرد
گفتم از چہ کردۂ تیر مژہ مرا زدی

جان ز فریب بردہ صبر و شکیب بردہ
داد جواب بر ملا انچہ کہ کرد خوب کرد

الغرض ایک جلیس ملکہ کی جو زیادہ سب سے منھ چڑھی ہوئی اور ہمرازی مین پیش سب سے رہا کرتی تھی اسنے ایکبار تنہا پاکر ملکہ سے بہ قسم پوچھا کہ اے ملکہ بلا لون مجھسے تو آپ ارشاد کیجیے کہ یہ ماجرا کیا ہی مین اُسکی تدبیر کرون آپ کو صلاح بتاؤن اے ملکہ عالم تمکو اُسکی سر کی قسم ہی کہ جسکے شوق دیدار فرحت آثار اور تمنائے مواصلت مین یہ حال بنا یا ہی مجھسے صاف صاف حال ارشاد فرمایئے اشعار

شکل تصویر ہو خاموش تماشا کیا ہی
بیٹھے بیٹھے کھنچی جاتی ہو یہ نقشا کیا ہی

کسیہ عاشق ہوئی مائل ہوا دل کسکی طرف	صورت آئینہ حیران ہو یہ نقشا کیا ہی	دل کو مرے الجھا دیا ہی پیچین کن زلفون کے
مجھکو حال پریشانی کا سودا کیا ہی	یہ کلام محبت التیام اوس جلیس کا سنکر ملکہ ستارہ بانو نے کہا ای ہمدم	

ہمراز وای جلیس دمساز شعر کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا ؛ بن کہے بھی رہا نہین جاتا ؛ اوس روز جو مین گلگشت باغ کرکے پھری راہ مین سرچوک تازہ گل کھلا کہ ایک گل حدیقۂ حسن وجمال سرو قامت بیمثال کو دیکھا کہ بشکل سوداگر دکان پر بیٹھا ہی اوسپر مین شیفتہ و فریفتہ ہوئی ہون اور اوسکے عشق مین دل بیقرار ہی دمبدم یہی تقاضا ہی دل مضطرب ہی کہ پھر اوسی طرف جایئے ایک نظر اوس بہر کامل کو دیکھ آیئے یا اوسکو کسی صورت سے یہان بلوا اوس جلیس نے عرض کیا کہ بلالون یہ کتنی بڑی بات ہی اوسکو یہان بلوایئے مال سوداگری خرید کیجیے اور اپنا اظہار عشق کرکے جنس وصل کی بھی مشتری ہوجیے ملکہ خوش ہوئی اور کہا کہ بلواؤ الغرض ملکہ ستارہ بانو کی طرف سے ڈیوڑھی پر کہلا بھیجا کہ چوبدار جلد جاے اور وہ جو سوداگر نیا آیا ہی اوسنے دکان سرچوک لی ہی اوسکو بلا لاؤ اور اوس سے کہو کہ ملکہ ستارہ بانو نے تجھکو یاد کیا ہی مع اسباب سوداگری کے میرے ساتھ چلو یہ حکم ملکہ ستارہ بانو سنکر چوبدار گیا اور سوداگر سے کہا کہ آپ کو ہماری ملکہ ستارہ بانو دختر سلسلہ سبز پوش نے طلب کیا ہی مال سوداگری عمدہ عمدہ لیچلیے ملکہ خریدار ہی شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے جو نام ملکہ ستارہ بانو کا سنا عاشق تو ملکہ پہ ہو چکا تھا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اوسیوقت جواہر کے صندوقچے اور کچھ پشمینہ وغیرہ لیکر دوچار گماشتے بھی ہمراہ ہوئے اور ساتھ اوس چوبدار کے در دولت پر ملکہ ستارہ بانو کے آئے محلدار نے جاکر عرض کیا کہ سوداگر مع اسباب کے حاضر ہی ملکہ نے حکم دیا کہ اندر مع اسباب کے بلالاؤ کہ وہ اسباب اپنا اپنے ہاتھ سے دکھائے ایسا نہو کہ مین اوسکا اسباب منگواؤن اور کوئی رقم غائب ہوجاے سوداگر کو شک آئے محلدار یہ سنکے باہر آئی اور کہا کہ ای میان سوداگر ملکہ کے مزاج مین بہت احتیاط ہی تم آپ اسباب لیکر اندر چلو اور ملکہ کو دکھاؤ فرخ شہسوار نے صندوقچے جواہر کے اور بدریان دوشالے رومالون کی کنیزان محل کو دین کہ تم لیچلو اور آپ ہمراہ محلدار کے داخل محل خاص ہوا دیکھا کہ مکان نہایت آراستہ اور پیراستہ ہی قصر خاص کے آگے چلمنین ہفت رنگ پڑی ہوئی ہین ملکہ ستارہ بانو اندر اوسکے مثل آفتاب کے جلوہ گر ہی مہر جمال چہرۂ بیمثال کی شعاع سے نیلیان چلمن کی مثل خطوط شعاعی ایسی تابندہ تھین کہ نگاہ اون پر نہین ٹھہر سکتی فرخ شہسوار قلندر یہ حسن دیکھکر زیادہ دلدادہ و شیدا ہوا اپنے دلمین کہا کہ دیکھیے انجام اس آغاز کا کیا ہوتا ہی چلمن کے برابر کرسی جواہر نگار بچھی تھی اوسپر فرخ شہسوار بعد عز ووقار بیٹھ گیا جب تو دکان پر سوداگر کو دور سے دیکھا تھا اب جو قریب سے دیکھا تو چہرہ پرنور مثل نیر اعظم درخشان پایا ولولۂ عشق کا وہ چند غلبہ ہوا قریب تھا کہ پردہ چلمن ہٹاکر بیتابی مین لپٹ جاے مگر شرم وحیا ملازمون کے سامنے مانع ہوئی گلوریان ورق نقرہ وطلائی اور الائچیان اور چکنی ڈلیان ورق لگی ہوئی جواہر نگار خاصدان مین رکھکر فرخ شہسوار قلندر کیواسطے چلمن کے اندر سے بھیجین فرخ شہسوار نے وہ خاصدان لیلیا ملکہ کو سلام کیا ملکہ ستارہ بانو دلمین سمجھ گئی کہ یہ سوداگر نہین معلوم ہوتا ہی یہ کسی بادشاہ جلیل القدر کا بیٹا ہی سوداگر کا یہ قیافہ کہان اوسکے چہرے پر تو عجب دبدبۂ شاہانہ ہی بعد اوسکے ملکہ ستارہ بانو نے عطر کا کنٹر کنیز کے ہاتھ بھیجا فرخ شہسوار نے عطر بھی لیکر پوشاک ولباس مین لگایا اور بعد تمکنت وحشمت وبعد شوکت واجلال شہزادہ فرخ شہسوار خوش جمال بیٹھا ہی اور ملکہ بغور یہ صورت دیکھ رہی ہی لاکھ جان سے ان اداؤن پر دلمین نثار ہورہی ہی خیال یہ ہی کہ سوداگر چلا جائیگا تو جدائی اسکی مجھسے اٹھ نہ سکیگی ناگاہ محلدار پھر آئی اور کہا ای ملکہ بلالون اسباب جلد

دیکھ لیجیے کہ سوداگر بچہ باہر جلے ملکہ کو یہ کلمہ نہایت شاق گذرا اور کہا تجھکو ہمارے امور مین کیا دخل ہی مین آج اسکی دعوت کرونگی کل اسباب دیکھکر رخصت کرونگی محلدار نے عرض کیا کہ بلا لون آپکو اختیار ہی آپ کچھ نافہم نہین ہین بفضل خدا سے سطرح کا عقل وشعور آپ کو ہی ملکہ نے کہا تو شوق سے میرے باپ سے کہدے کہ بیٹی نے سوداگر کی دعوت کی ہی محلدار نے عرض کیا کہ لونڈی حضور کی خیر خواہ ہی بدخواہ نہین ہی ملکہ نے کہا پھر جو مین کہتی ہون تو وہ کر محلدار نے کہا فرمایئے ملکہ نے کہا کہ سوداگر کے ساتھ والون کو رخصت کردے اور انکو لیجاکر فلان بارہ دری مین بٹھلا اور اسباب بھی انکا وہین لیچل محلدار نے جاکر ہمراہیان فرخ شہسوار کو رخصت کیا اور فرخ شہسوار قلندر کو لیجاکر بارہ دری مین بٹھایا یہان ملکہ ستارہ بانو نے محلدار کو اور تمام مصاحبون کو اور خواصون کو پوشاک فاخرہ پہنائی اور سر سے پا تک زیور جواہر سے مزین کیا اور بہت سا روپیہ نقد دیا اور سب سے کہا کہ صاحبو تم میرا حال دل کیا جانو کہ دو روز سے کیا گذر رہی ہی مین اس سوداگر پر عاشق ہون اگر اس سے جدائی ہوئی تو میری زندگی نہوگی تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی سبنے کہا بلا لون آپکے مرین دشمن دشمنون پر آپکی بلا لگے آپ شوق سے اسکے ساتھ عیش کیجیے مزے اڑایئے جام وصل پیجیے ہم آپکا حال کسی سے نہ کہینگے ملکہ نے ان سبکی طرف سے تو دلکو مطمئن کیا اور اس بارہ دری مین آکر ایک چلمن ڈلوا دی اسکی آڑ مین بیٹھی اور فرخ شہسوار سے باتین کرنے لگی اور حال پوچھنے لگی کہ تمہارا وطن کہان ہی یہان کیونکر آنا ہوا کیفیت سے اپنی آگاہ کرو یہ سنکر فرخ شہسوار ہنسنے لگا اور کچھ حال اپنا مجملاً بیان کیا ملکہ جوش عشق مین کچھ سمجھی کچھ نہ سمجھی ہنسی دل لگی مذاق ہونے لگا یہانتک بے تکلفی ہوئی کہ ملکہ نے چلمن الٹ دی اور شہزادہ فرخ کا ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھالیا فرخ شہسوار نے جو بجا بانہ ملکہ ستارہ بانو کو دیکھا عشق اور زیادہ ہوا ہزار جان سے فریفتہ ہوگیا ملکہ نے فوراً اسباب عیش ونشاط طلب کیا گلابیان شراب کی قابین کباب کی اور جام یاقوت نگار کنیزون نے لاکے حاضر کیے ملکہ نے شہزادہ فرخ شہسوار کے سامنے وہ سب کچھ دیا اور کہا کہ نوش فرمایئے دورہ بادۂ ناب سے دل شاد کیجیے جام لبالب کرکے پیجیے اسوقت شہزادہ فرخ شہسوار نے ہنسکر کہا ای ملکہ مین اہل اسلام سے ہون اور اسیر بانو قیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا فرزند جگر بند ہون نام میرا شہزادہ فرخ شہسوار قلندر ہی لقاے بے لقا نے ساحرون سے سحر کروا کے برف گرائی لشکر کفار آیا لشکر اسلام تباہ ہوکر متفرق ہوگیا کچھ مارے گئے کچھ لوگ زخمی ہوکر نکل گئے چنانچہ مین بھی زخمی ہوا گھوڑا مجھکو اسطرف نکال لایا میرے ہمراہ دو آدمی اور ہین ای ملکہ تم جبوقت تک مسلمان نہوگی مین تمہارے یہان کی کوئی چیز نہ کھاؤنگا یہ سنکر ملکہ بہت خوش ہوئی فوراً کلمہ پڑھ کر دین اسلام قبول کیا نازنینان مغنی کو طلب کیا فوراً سب حاضر ہوئین ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

رنگ پان جب تیرے ہونٹھون پر نمایان ہوگیا
سر بازار آ گیا ای ماہ کنعان ہوگیا
میری تربت پر عجب ماتم کا سامان ہوگیا
جو نیا غم آیا میرے گھر مین مہمان ہوگیا
ذکر مو کا وعظ مین اسنے سر منبر کیا
دوست ہم سمجھے تھے جسکو دشمن جان ہوگیا
یوسف دل سیکڑون ڈوبے نہین جنکا پتا
روز عید فطر روز عید قربان ہوگیا

خشک رہے شرم کے لعل بدخشان ہوگیا
سبزہ خط روے جانان پر نمایان ہوگیا
کچھ ہوئے خاک اڑائی ابر گریان ہوگیا
گر دغم مین تر جبین ہین حسرتون کی سیکڑون
شکر ہی رندو کہ زاہد بھی مسلمان ہوگیا
سیر ہوکے غم بھی یہ کہانے نہین دیتا مجھے
چاہ کنعان یار کا چاہ زنخدان ہوگیا
مرنے مین تم پر اکیلے مین یہ اسنے کہدیا

جب کے انکے حسن کا جلوہ نمایان ہوگیا
اب تو مصحف مصحف رخسار جانان ہوگیا
دار دنیا مین نہین غم دوست سمجھا بھی کوئی
دل ہمارا غیرت گور غریبان ہوگیا
حیف ہی دل بھی ہمارا ہوگیا انکی طرف
حلق کا تیرے فلک بھی ہاے دربان ہوگیا
دیکھ کے آرائش قاتل کٹے کا کھوڑ لگا
آج تنہائی مین افشاے راز نہان ہوگیا

جان کو جل جل کے مرے دی خبر آتا تو بولا
رشک ویران ہلالی اپنا دیوان ہو گیا
بزم مین اپنی جلاتے ہین مجھے کس واسطے
مین بھی اپنے وقت کا گو یا سلیمان ہو گیا
کونسی بلبل کا ماتم ہو بپا گلزار مین
میرا طالع بھی مزاج ماہرویان ہو گیا
جوش وحشت مین ہوا یکسان ظاہر و باطن کا حال
نام اسکا خلق مین خورشید تابان ہو گیا
جلے کیون مٹھے ہو تم ای طائران ہوشتوا

بزم مین دشمن تو تمام شمع سوزان ہو گیا
دوش پر رکھے جنازہ لیگئے تا قبر سب
آپ کے نزدیک مین بھی شمع سوزان ہو گیا
دام سے صیاد کے صدقے مین چھٹا تو
چاک دامن تک جو ہر گل کا گریبان ہو گیا
ایک تم ہو جو نہ آئے فاتحہ کو بھی کبھی
دیکھیے چاک جگر چاک گریبان ہو گیا
میرے سر کو یار نے زانو پر اپنے رکھ لیا
کیا جنون گلزار مین آ کے غزلخوان ہو گیا

کی تمنا ہمنے جو موزون ابروون کی یار کے
چلتے چلتے دوستون کا اور احسان ہو گیا
سارے عالم کے پریرویون سے مجکو ربط ہے
ہمصفیرو مین مگر پابند احسان ہو گیا
چار دن بھی رہ سکتی پر اب کبھی بنتا نہین
ابر تنک اکثر لحد پر میری گریان ہو گیا
آسمان پر پڑ گیا تھا عکس روے یار کا
غش کا اپنے آج مین ممنون احسان ہو گیا

تمت انکے شہزادہ فرخ شہسوار اور ملکہ نے ساتھ ہی کھانا کھایا جام شراب پیا مشغول اختلاط ہوتے بوس و کنار ہونے لگے غنچہ دل ملکہ کا شگفتہ ہوا نہایت بلغ باغ ہوئی بادۂ شراب پی کر آنکھین نشیلی ہو گئین خمار مے وصال سے مست ہو گئی ایسی مسرت و انبساط اور عیش و نشاط مین سات شبانہ روز گذرے تمام خیال دنیا و مافیہا دونون کو فراموش تھا ہر ایک نشۂ شراب وصل سے بیخود و مدہوش تھا آٹھوین روز فرخ شہسوار نے کہا کہ ای ملکہ آج ذرا جا کر اپنے ہمراہیون سے مل آؤن نہین معلوم انپر کیا گذری ہوگی بیچارے سب گھبراتے ہونگے کل پھر تمہارے پاس آؤنگا ملکہ نے کہا بسم اللہ آپ ادھر تشریف لیجایئے مین بھی سات روز سے مان کے سلام کو نہین گئی ہون آج مین بھی ذرا جا کر ہو آؤن - الغرض فرخ شہسوار رات کو نکل کر اپنی دکان پر آئے شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی سے تمام کیفیت بیان کی وہ خوش ہو کر ہنسنے لگے ادھر ملکہ ستارہ بانو جھرمٹ مین انیسون اور جلیسون کے اپنی مان کے پاس آئی سلام کیا مان نے گلے سے لگایا پوچھا کہ ای جان مادر مہربان تم سات روز سے جو نہین آئین مزاج کیسا تھا ملکہ نے عرض کیا کہ ای امان جان کچھ طبیعت ایسی پریشان تھی کہ آنے کو دل نہ چاہا یہ ذکر تھا کہ بادشاہ سلسلہ سرخ پوش آیا بیٹی کو سینہ سے لگایا پیار کیا ادھر انیسین ملکہ ستارہ بانو کے ساتھ جلیسان والدہ ملکہ کی آپس مین مل کر بیٹھین قاعدہ ہے کہ اگر چند عورتین ایک جگہ مل کر بیٹھتی ہین تو تمام دنیا کے ذکر مذکور کرتی ہین ہر ایک ہر طرح کا جھگڑا نکال کر کہنے لگی چنانچہ انیسان ملکہ مین سے ایک نے یہ ذکر چھیڑا کہ ملکہ ستارہ بانو ایک سوداگر بچہ پر عاشق ہوئی ہے اسکو اپنے قصر عالیشان مین بلایا تھا سامان عیش و نشاط مہیا کیا سات دن تک اس سے ہمصحبت رہی خوب جشن کیئے وصل محبوب کے مزے لوٹے آج آٹھوین روز وہ سوداگر اپنے مکان کو گیا تو ملکہ بھی مان کے سلام کو آئی الغرض جب ملکہ ستارہ بانو اپنی مان سے رخصت ہو کر اپنے قصر عالی مین چلی آئی مصاحبون نے ملکہ کی مان سے یہ حال کہا شب کو بادشاہ جو محل مین داخل ہوا اس سے بھی یہی کیفیت لوگون نے کہی بادشاہ سلسلہ سرخ پوش سنتے ہی غضبناک ہوا اور کہا کہ اس ننگ خاندان سے تو بعد کو سمجھونگا پہلے تو اس مفسد کو سزا دینا ہے یہ کہکے ایک پہلوان نامی کو حکم دیا کہ تو فلان سوداگر کو گرفتار کر لا نام اس پہلوان کا عوج قوی بازو تھا یہ حکم سنکر وہ پہلوان دو ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر چلا یہان شہزادہ فرخ شہسوار شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی سے وہی ذکر ملکہ ستارہ بانو کا کر رہے ہین اور مرزبان خراسانی کہ رہا ہے کہ ای شہزادے انجام اسکا اچھا نہین ہے بہتر یہی ہے کہ اب اس شہر سے کسی اور طرف کو نکل چلیے شہزادہ فرخ شہسوار نے کہا کہ ہم اولاد حمزہ صاحبقران ہین

اس شہر کو بغیر اسلام آباد کیے نہ جائینگے یہان یہ ذکر تھا کہ دیکھا عوج قوی بازو سامنے سے فوج لیے ہوئے آتا ہی تو
شہزادہ فرخ نے کچھ خیال بھی نہ کیا جب عوج قوی بازو سامنے آیا اور فوج سے کہا کہ دُکان کو چار طرف سے گھیر لو
بموجب حکم سرداران فوج نے دُکان کو چار طرف سے گھیر لیا اور شہزادون پر نرغہ کیا مرزبان خراسانی نے کہا
کہ دیکھا آپ نے جو مین کہتا تھا وہی ہوا شہزادہ فرخ شہسوار نے چین بجبین ہوکر جواب دیا کہ اے مرزبان
تم ہمارے نہ شریک ہو یہان سے چلے جاؤ مرزبان نے کہا کہ یہ تو کبھی نہو گا اتنے مین عوج قوی بازو للکارا
او سوداگر بچے تو نے غضب کیا کہ ناموس شاہی پر نگاہ بد ڈالی اور خلل انداز عصمت ملکہ ستارہ بانو کا ہوا حکم
تو یہ ہی کہ ابھی سوداگر بچے کا سر کاٹ کر لے آؤ مگر مجھکو تیرے حسن جوانی پر رحم آتا ہی بہتر یہ ہی کہ تو میرے ساتھ ہاتھ
رومال سے باندھ کر بادشاہ کے پاس چل مین تقصیر تیری معاف کرا دونگا یہ سُنکر شہزادہ فرخ شہسوار لعبہ و
وقار پکارا او کافر بدکیش مردان جنگ آزما و شجاعان نامور کہین ہاتھ باندھے جاتے ہین جان دینا قبول کرتے ہین
یون ہتک بہادر نہین منظور کرتے ہین دور ہو سامنے سے کیا بکتا ہی یہ کہکر مسلح و مکمل ہوکر عوج قوی بازو کیطرف
غیظ و غضب مین چلے اور ساتھ ہی انکے شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی تلوارین کھینچکر جھپٹے
عوج قوی بازو نے فوج کو حکم دیا کہ کیا دیکھتے ہو مار لو یکایک دو ہزار تلوارین کھنچ گئین ابر ستم مین بجلیان تنون
کی چمکنے لگین تینون بہادرون سے تلوار چلنے لگی مانند شیر کے جھپٹ جھپٹ کر حملہ آور ہونے لگے جسکو تلوار کا ہاتھ
مارا دو ٹکڑے کرکے گرا دیا ایسی شمشیر زنی کی کہ کفار کے ہوش و حواس منتشر ہوگئے منہ پھیرنے لگے شہزادہ فرخ
شہسوار لڑتا ہوا تلوارین مارتا ہوا برابر عوج قوی بازو کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او نامرد اورون کو لڑواتا ہی تو نہین
سامنا کرتا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے جب عوج نے دیکھا کہ سوداگر بالکل پاس آپہونچا پکارا کہ او جوان
معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہاتھ سے آئی ہی تو نے بہت سے آدمیون کو مارا ہی یہ کہکر تیغہ مارا شہزادہ فرخ شہسوار
نے پشت شمشیر پر روکا اور بڑھکر ہاتھ تلوار کا عوج قوی بازو کے سر پر مارا تلوار مثل برق چمک کر آئی سر کو کاٹ کر
کاشانہ جسم مین پہونچی شہزادہ فرخ نے ہاتھ کو زور سے تکان دی گھوڑے کو دو پارہ کرتی ہوئی زیر تنگ جاکر
نکلی زمین نے بلند ہوکر تلوار کو بوسہ دیا غل ہوا کہ عوج قوی بازو مارا گیا سبحان اللہ کیا ہاتھ صفائی کا لگایا
کہ ایک ہی ضرب مین راکب و مرکب کے دو ٹکڑے ہوگئے ہرکارون نے لیکر بادشاہ سلسلہ سرخ پوش کو
خبر پہونچائی کہ جسکو آپ سوداگر بچہ سمجھے ہوئے ہین وہ جوان سوداگر نہین ہی بہتیرے خوب اُسے پہچانا وہ نبیرہ حمزہ
صاحبقران زمان ہی عوج قوی بازو کو اُسنے ٹکڑے کرکے ڈالدیا سلسلہ سرخ پوش یہ سُنکر اور زیادہ غضبناک ہوا
اور اپنے سپہ سالار سہیم گرگ سوار کو حکم دیا کہ تو جاکر اس خدا پرست کا استیصال کر یہ سُنکر سہیم گرگ سوار اُسیوقت
فوج جرار لیکر روانہ ہوا یہان شہزادہ فرخ شہسوار اور شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی یہ تینون
سے لڑرہے ہین بڑے بڑے پہلوان سامنے سے اُنکے بھاگتے پھرتے ہین کوئی سامنا نہین کرسکتا اور مرزبان
دونون کو سمجھا رہا ہی کہ اے شاہزادو بس بہت لڑے مال و اسباب کا خیال نکرو نکل چلو بڑی بہادری اسی کا نام
ہی کہ جان بچاکر نکل جایئے شہزادہ فرخ شہسوار کہہ رہا ہی کہ اے مرزبان تم جاہو چلے جاؤ ہم مین تو اس شہر کو اسلام آباد
کرونگا فضل خدا شامل حال چاہیے ہی جو منظور خدا ہی وہ ہوگا یہ شیوہ ہمارے خاندان کا نہین ہی یکایک اور کمک
فوج کفار کی آپہونچی سہیم گرگ سوار فوج بیشمار لیکر آپڑا پھر تلوار چلنے لگی مگر سہیم نے دیکھا کہ تین بہادر دریائے خون
مین نہنگانہ و پلنگانہ کارزار کر رہے ہین اپنے رفقا سے سہیم نے کہا کہ اگر یہ دلاور زندہ ہاتھ آجائین تو بہتر ہی

تو بہتر ہو ہر ایک نے لشکر کفار مین سے سہیم گرگ سوار کو جواب دیا بالعنایت خداوند لقاے باختری ان تینون
جوانون کو ہم زندہ گرفتار کیے لیتے ہین یہ کہکر رفقاے سہیم اولو العزمی کرکے چلے تینون سے تلوار چلنے لگی یہان تینون دلاور
پہلو بہ پہلو لڑ رہے تھے لاش پر لاش گرتی تھی سر خاک پر لوٹتے پھرتے تھے یہانتک کہ کفار اب پسپا ہونے لگے دوہائی
سے لینا لینا کرتے ہین پاس نہین آتے ہین پھر ہرکارون نے سلسلہ سرخ پوش کو خبر دی کہ فوج نے رخ پھیر دیے ہین شکست
ہوا چاہتی ہی سلسلہ سرخ پوش فوج لیکر خود آیا جب میدان رزمگاہ مین پہونچا دیکھا کہ تلوار چل رہی ہی بازار بند ہی شہر مین
کھلبل پڑی ہوئی ہی خلایق کوٹھون پر چڑھی ہوئی تماشا لڑائی کا دیکھ رہی ہی اور چہار طرف آواز تحسین و مرحبا کی بلند
ہی کہ سبحان اللہ کیا تینون بہادر و شجاع ہین اس دلاوری سے لڑ رہے ہین کیا بے پناہ ہاتھ تلوارون کے پڑ رہے
ہین ہمیشہ خدا پرستون کا فقط نام ہی سنتے تھے کبھی دیکھا نہ تھا برحق انکے برابر کوئی جری و دلیر دنیا مین نہوگا القصہ
صبح سے شام تک کارزار مین شہزادہ فرخ شہسوار و شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی نے وہ شمشیر زنی کی
کہ بارہ سو کفار جان سے مارے گئے اور زخمی تو بےشمار ہوے یہانتک کہ رات ہوگئی اور شب تاریک مین گھوڑے تینون جرارون
کے مارے گئے شہزادے وغیرہ پیادہ ہوکر لڑنے لگے انجام کار تینون متفرق ہوگئے ایک سے ایک کا ساتھ چھوٹ گیا کوئی
کسی طرف ہو رہا کوئی کہین ہو رہا کوئی کسی جانب کو آگیا اب کافرون نے پشت پر سے حربے کرنا شروع کیے مرزبان خراسانی
اور فرخ بخت سلطان تو زخمون سے چور ہوکر گرے کفار نے دوڑ کر اُن دونون کو تو گرفتار کرلیا مگر فرخ شہسوار کارزار
کر رہا تھا کہ قریب صبح کے ایک سر کٹا ہوا جو پاؤن کے نیچے آگیا ٹھوکر کھا کر گرا اوپر سے ہزارون کفار ٹوٹ پڑے شہزادہ
فرخ شہسوار کو بھی پکڑ لیا سامنے پادشاہ سلسلہ سرخ پوش کے تینون بہادرون کو لائے سلسلہ سرخ پوش نے بے
سامنے قید آہن مین مسلسل کرکے زندان خانہ مین بھیجدیا اور لاشین کفار کی بازار سے اٹھوائی گئین سلسلہ سرخ پوش نے
افسران فوج و سرداران لشکر اور سہیم کو خلعت دیے اور وہان سے پھر کر ایوان شاہی مین آیا جب محل مین داخل ہوا تو
ملکہ ستارہ بانو کی بیٹی کو بلا کر کہا کہ او بدبخت یہ تو نے کیا کیا کہ خدا پرستون سے تو نے عشق بازی کی ملکہ نے کہا امان بجان
دل سے مین ناچار ہوگئی دام محبت مین گرفتار ہوگئی البتہ اپنے قصر عالیشان مین تو اسکو بلایا صحبت شراب و کباب رہی
لیکن سوائے ہنسنے بولنے کے اور کچھ اس سے کسیطرح سروکار نہ تھا پردہ عصمت فاش نہین ہوا جو لوگ میرے ہمراہ
ہین وہ بھی اس کیفیت سے خوب آگاہ ہین بیان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ محل مین خبر آئی کہ وہ خدا پرست جو سوداگر بنکر آیا تھا وہ بھی
ہوکر گرفتار بقید آہن ہوگیا ملکہ ستارہ بانو نقش خورشید تابان کے یہ خبر وحشت اثر سنکر تھرانے لگی اور ایک آہ سرد دل پر درد
سے کھینچکر زار زار رونے لگی سر ٹپک کر مان کے آگے جان کھونے لگی اور مان سے کہا اے والدہ ماجدہ اسکے ہجر مین اب زندگی
مکار ہی بہتر یہ ہی کہ آپ مجکو بھی قتل کر ڈالیے اور اگر آپ نہ قتل کیجیے گا تو مین اپنے ہاتھ سے اپنے تئین ہلاک کرونگی ہرگز یہ صدمہ
جانگزا اُٹھا کر نہ جیونگی اشعار اے اجل جلد آ نہ کر عرصہ + ہیں جینے سے دل ہوا میرا + ایسے محبوب سے فراق ہو جب
زندگی کا مزا رہا کیا اب + قطع ہو جلد رشتہ ہاے حیات + مین ہون اور دلربا نہو ہیہات + اے والدہ ماجدہ اگر آپ مجکو نہ قتل
کرائیے گا تو اپنے ہاتھ سے مین اپنے تئین ہلاک کرتی ہون یہ کہکے انگشتری الماس کی انگلی سے اُتاری اور اٹھی کہ اسکو پیس کے
کھا لونگی یہ دیکھکے مان کے دل کو نہ قرار آیا بیتاب ہوگئی اے ناظرین نکتہ بین مان کی مامتا بُری ہوتی ہی آنچ ممتا کی کلیجے کو
شل ہیمہ خشک کے جلا دیتی ہی اس کلام سے مان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا سا آگیا آہ آہ کہکے کلیجا پکڑ لیا اور بیٹی سے لپٹ
گئی چھاتی سے لگایا پیار کیا کہا خفا نہو تمہارا فعل دل کو راحت ہی جو کچھ تمہاری خوشی ہی وہ ہمارے آنکھون و کلیجے کی
ٹھنڈک اگر تجکو تیرا باپ قتل کریگا تو مین بھی اپنی جان دونگی یہ ذکر تھا کہ سلسلہ سرخ پوش تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے

رہوئے آیا اور پکارا کہ کہان ہے وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اُسنے خوب مجکو رسوا کیا پہلے اُسے قتل کرونگا بعد اُسکے خدا پرست
کو قتل کرونگا ملکہ ستارہ بانو باپ کو غضبناک دیکھکر دوڑ کے قدمون پر گر پڑی اور کہا کہ یہ گنہگار حاضر ہے بسم اللہ سر جسم
سے جدا کیجیے اس لونڈی کی تمناے دلی یہی تھی مان ملکہ کی روتی دوڑی اور کہا صاحب مین ہاتھ جوڑتی ہون پہلے مجھے
کیفیت سمجھ لو تو قتل کرنا درحقیقت اس نالائق سے حرکت ناشائستہ تو وقوع مین آئی مگر مین خوب دریافت کرچکی کہ پردہ
ناموس مین کسیطرح کی خرابی نہین واقع ہوئی ہے غنچہ گلشن عصمت کو ہواے شگفتگی ابھی تک نہین لگی کھلنا کیسا سربستگی سے
کھول بھی نہین ہوا لیس میری خاطر سے اسکی خطا کو معاف کرو جانے دو خون سے اسکے درگذرو ہاتھ منھ دھو ڈالو غصہ کم
ہوجاے اور اگر اسکو تہ تیغ بیدریغ کروگے تو پہلے مجھے قتل کرو کہ مین اسکا خون آنکھ سے نہ دیکھون مین اس داغ کی
متحمل نہونگی کیونکہ سواے اسکے اور کوئی اولاد میرے نہین ہے جسے دیکھکے جیونگی مجھ ناشاد کی یہی آنکھ کا دیدہ ہے کاشانہ دل
کا میرے یہی چراغ ہے مجھ بلبل نالان کا اسکی راحت و آرام سے دل باغ باغ ہے یہ کہکے ملکہ ستارہ بانو کے گلے پہ گلا رکھ دیا
اور کہا لے اے جلاد بے بنیاد اے ستم ایجاد دونون گلے ایک ہی مرتبہ تیغ بیدریغ سے کاٹ لے یہ کیفیت دیکھکے سلسلہ سرخ پوش
ناچار و مجبور ہوا خون سے اُسکے درگذرا تیغ کو میان مین کیا اور کہا آج تو مین نے اسے چھوڑ دیا ہے مگر بار دیگر اگر اس سے
ایسی حرکت نالائق ہوگی اور مین سنونگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا جاؤ لیجاؤ میرے سامنے اسے نہ رکھو یہ کہکر محل سے باہر
چلا گیا اور تخت حکومت پر بیٹھا صبح توری باز کی لاش کو دفن کرایا زخمیون کی زخمون مین ٹانکے دلواے مرہم پٹی کرائی جراح کو
انعام دیا پھر حکم کیا کہ لاؤ اُن خداپرست کو اُدھر کا حال سنیے کہ تینون بزرگوار زندان خانے مین قید ہین مرزبان خراسانی
شہزادہ فرخ شہسوار سے کہہ رہا تھا کہ آپنے دیکھا کیا انجام ہوا ہمارے کہنے پر آپ نے عمل نکیا اگر اُسوقت نکل جاتے تو کوئی کچھ کرسکتا
سپاہی کے چھتیس فن ہین لڑ بھڑ کے نکل جانا سپاہی کیواسطے کچھ عیب نہین بقول سعدی شیرازی دو ہرجاے مرکب توان
تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن * شہزادہ فرخ شہسوار نے جواب دیا اے مرزبان خراسانی تمھاری مردمی و
بہادری سے تعجب ہے کہ ایسے کلمے زبان پر لاؤ ہم اولاد صاحبقران ہین ایسی سختیان بہت اُٹھائی ہین اکثر مصیبتین
پیش آئی ہین لیکن ہمیشہ خدا نے فضل کیا ہے اور آب بھی اُسی کے افضال کے امیدوار ہین پروردگار چاہیگا تو قید
سے بھی رہائی ہوجائیگی کیون گھبراتے ہو اور بموجب تمھاری فہمایش کے شیخ سعدی شیرازی کا بھی قول ٹھیک ہے مگر
سپاہی بہادر دلیر شجاع کو چاہیے ہے جہان تک ہوسکے کد و کوشش شمشیرزنی مین کرے جان جانے سے ہرگز نہ ڈرے
مدد خدا پر نگاہ رکھے کار خیر مین مستعد رہے پھر وہ قدرت نمائی اپنے فضل و رحمت کی دکھادیگا یہان قیدیون مین یہ
باتین ہو رہی تھین اُدھر چوبدار نے آکر داروغہ زندان خانہ سے کہا کہ بادشاہ سلسلہ سرخ پوش نے قیدیان خداپرست
کو طلب کیا ہے جلد لے چلو دیر نہ کرو یہ سنتے ہی داروغہ اُسیوقت زندان خانہ مین آیا اور تینون خداپرستون کو زندان خانہ
سے نکالا سر زنجیر پکڑ کے لے چلا جب ایوان شاہی مین آیا شہزادہ فرخ شہسوار وغیرہ نے کچھ اندیشہ نکیا اور بطریق اہل
اسلام سلام کیا کفار بالاتفاق سب کہنے لگے کہ رسی جل گئی مگر بل نہین گیا شجاعت مین خلل آیا مگر دماغ کا خلل نہین گیا
شہزادہ فرخ شہسوار نے باواز بلند کہا کہ ہمین کسنے بہ دلیری و جوانمردی گرفتار کیا ہم شجاعت مین فرد ہین ہمکو کوئی تم مین سے
بہادر نہین معلوم ہوتا ہے سب کے سب نامرد ہین ہان اگر کوئی شخص ہمین اپنی قوت بازو سے زیر کرتا تو ہم اُسکو شجاع
جانتے سر میدان کوئی غالب آتا تو ہم اُسکی بہادری کو مانتے سلسلہ سرخ پوش نے کہا کہ او خداپرست دو روز تک تو
لڑا کیا اور ہزارون آدمیون کو تونے مارا پھر اب یہ کلمہ کہتا ہے اور یہ کلام کرتا ہے بہتر یہ ہے کہ تو لقا خداے باختری کو سجدہ
کر دین خداپرستی سے ہاتھ اُٹھا ابھی تجکو رہا کردون نہین تو تجکو قتل کرونگا شہزادہ فرخ شہسوار نے کہا او ملعون لاحول ولا قوۃ

ہم لقاے بے بقا پر لعنت کرتے ہین اپنے پروردگار عالم و عالمیان کی حمد و نعت اور نمازین پڑھکر اُسی کو سجدہ کرتے ہین کہ
بس وہی خداوند کریم مطلق ہی کہ جس نے ایک لفظ کن مین تمام مخلوق کو پیدا کیا ہی وہی لائق سجدہ ہی تو اور لقاے
بے بقا تیرا اور پرستار اُسکے سب قابل لعن ہین تو ہمکو قتل کرنے پر کیا دھمکاتا ہی شوق سے قتل کر ہم مرنے سے نہین ڈرتے
ہین ہر وقت یاد پروردگار مین بسر کرتے ہین یہ سُنکر سلسلہ سرخ پوش نہایت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ جلد بلاؤ جلادون کو
کہ خدا پرستون کا جلد کام تمام کرین چوبدار جاکر فوراً جلادون کو بلا لایا جلاد حاضر ہوئے سلسلہ سرخ پوش نے
حکم کیا کہ لے جاؤ ان تینون خدا پرستون کو قتل کرو بموجب حکم سلسلہ سرخ پوش کے جلاد اُن تینون قیدیون کو
سر زنجیر پکڑ کر لے گئے اور نطع پر بٹھایا کنٹوپ پہنائے سب شروط مجرمون کے سامنے بیان کیے گلون پر خط کوے کے
کھینچے حکم اول تو وہ تھا کہ جب نطع پر بٹھایا جب حکم دوم ہو تیغ جلادون نے کھینچے اُنکے وہ جوڑے بیٹھے آبدار کہ
ایک اشارے مین تناور درخت دو ٹکڑے ہون جلادون نے بھر اُنگلی سے اچھی طرح باڑھ تیغون کی دیکھی اور ہاتھ مین
لیکر تولنے لگے تیسرے حکم کے امیدوار ہوے کہ اتنے مین کچھ وزیر سلسلہ سرخ پوش کے دل مین خود بخود یہ بات آئی
دست بستہ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور میری رائے یہ ہی کہ ان خدا پرستون کو بے حکم خداوند لقا آپ قتل کرتے ہین
مناسب نہین ہی بلکہ بہتر یہ ہی کہ کچھ فوج ساتھ کرکے اِن تینون خدا پرستون کو خدمت خداوند لقا بادشاہ باختر مین بھیجیے
وہ چاہے قتل کرے چاہے جان بخشی دے آپ کیون انکے خون ناحق مین شریک ہوجیے سلسلہ سرخ پوش نے
یہ صلاح وزیر خوش تدبیر کی بہت پسند کی اور خلعت دیا پھر سہیم گرگ سوار کو حکم کیا کہ تو ان خدا پرستون کو اپنے ساتھ
ملک سائل مین لیجا اور جبرئیل قدرت یاقوت شاہ کے حوالے کر آ سہیم اُٹھا اور جلادون کو برخاست کیا اور
قیدیون کو سر زنجیر پکڑ کر لے آیا داخل زندان کیا فرخ شہسوار نے مرزبان خراسانی سے کہا کہ کیون ہم مرزبان
دیکھا تم نے افضال پروردگار کو جب تک قضا نہین کوئی کچھ کر نہین سکتا جس خدا نے یہ سامان کیا اور اُسوقت قتل
ہونے سے بچایا وہ رہا بھی کردیگا بشر کو چاہیے ہی سختی سے گھبرائے نہین صبر کرے اور شکر پروردگار بجا لائے
غرضکہ سہیم گرگ سوار نے دو روز مین اپنے سفر کا سامان کیا تیسرے روز تیار ہوکر بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ لیکر
ملک سائل کا ارادہ کیا اور شہزادہ فرخ شہسوار اور شہزادہ فرخ بخت سلطان اور مرزبان خراسانی
اُن تینون کو ارابے پر ڈال کر روانہ ہوا منزل بمنزل نہایت ہوشیاری اور خبرداری اور چوکسی سے اُن قیدیون
کو لیے جاتا ہی قضاے کار رود نیل کوہ کی طرف سے سہیم گرگ سوار بارہ ہزار سوار ہمراہ لیے اور بیچ مین
ارابے اُن تینون قیدیون کے گذرا اور سیارہ شہزادہ ملک قاسم نوجوان کا عیار خبر کے واسطے
سرداران لشکر اسلام کی نکلا تھا اور سرداران لشکر اسلام کو تلاش کرتا پھرتا تھا اسنے جو دیکھا کہ تین شخص
غل و زنجیر مین سلسل ہین ارابے پر سوار اور گرد اُن کے فوج کفار ننگی تلوارین ہاتھون مین لیے ہوئے اور برچھے
تانے ہوئے چلے آتے ہین سیارہ قریب آیا بغور دیکھکر پہچانا کہ شہزادہ فرخ شہسوار اور شہزادہ فرخ بخت
سلطان اور مرزبان خراسانی قید آہن مین گرفتار ہین مگر نہایت زخمدار ہین لوگون سے سیارہ نے
دریافت کیا کہ یہ تینون شخص کیونکر قید ہوئے اور انکو کہان لیے جاتے ہو انھون نے تمام سرگذشت سیارہ سے
بیان کی سیارہ یہ کیفیت دیکھکے اور حال اُن کا تمام سُن کے سر پر پاؤن رکھکر بھاگا شہزادہ ملک قاسم
نوجوان کی خدمت مین حاضر ہوا آداب بجا لایا اور احوال شہزادگان وغیرہ کا سب بیان کیا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
ملک قاسم عالیشان تلوار پکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوے خادم سے گھوڑا طلب کیا جب راہوار آیا بسم اللہ کہکر پشت

مرکب پر سوار ہوکر دامنۂ بیل کوہ کی طرف روانہ ہوئے پیچھے پیچھے آردشیر کوہ پیکر دیو بند بارہ ہزار سوار جرار ہمراہ
لیکر چلا ادھر کا حال سنیئے کہ شہزادہ فرخ نے جو سیارہ کو پہلے آتے دیکھا اور پھر مضطرب ہوکر اس ایک طرف دوڑ کر جاتے
دیکھا کچھ دل مین سمجھ گیا مرزبان سے کہا کہ اے مرزبان اب خدا نے مدد کی زمانہ رہائی بہت قریب ہے دیکھو قدرت خدای
پروردگار عالم کہ کیا ہوتا ہے تم سب پریشان تھے اور تمکو ہراس زیادہ تھا یہ کہکر شہزادہ فرخ شہسوار نے لنگر مارا ارابہ
چلتے چلتے رک گیا آگے بڑھ نہین سکتا ہر چند بیل آگے سے زور کرکے کھینچتے ہین اور پیچھے سے فیل ست ریلتے ہین مگر
ارابہ ہل نہین سکتا جب کفار کو معلوم ہوا کہ قیدیون نے لنگر مارے ہین اس سبب سے ارابہ چل نہین سکتا سب کفار
تلوارین تول کر برچھے تان کر دھمکانے لگے اور کہا اے قیدیو لنگر اپنے توڑو نہین تو ہم تمکو یہین قتل کرینگے قیدی
کہتے ہین او ملعونو کیا بکتے ہو یکایک دیکھا۔ شعر۔ از دامن دشت و کوہ و اورنگ + ہر گرد برخاست تو تیار رنگ +
یکایک دامن گرد شگاف ہوا لمعۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لالپوش خاوری + صاحب اقبال و
جاہ و ذی حشم + صفدر رانم قاسم عالی ہمم + پاشمیدی کافران بیحیا اے ستمگاران پر دغا خبردار ہین آ پہونچا تم مجھکو نہین جانتے
ہو مین کون ہون منم شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ لعل خفتان خون ریز خاوری اب مین کب چھوڑتا ہون
تم میرے عم نامدار فلک اقتدار کی قید ملک سبائل کو لیے جاتے ہو یہ کہکر تیغہ بلارک افراسیابی وہین سے کھینچا اور
گھوڑا چمکا کر فوج کفار پر گرے سہیم گرگ سوار نے جو یکہ تاز میدان جانبازی کو تنہا دیکھی فوج سے کہا کہ مارو اسکو
یہ خدا پرست جانے نہ پائے اور کچھ لوگون سے کہا کہ تم ننگی تلوارین کھینچے ہوئے قیدیون کے گرد کھڑے رہو اور خود
بھی تیغہ کھینچکر قاسم کی طرف چلا مگر برش تیغ قاسم سے رعشہ بدن مین پڑگیا ہوش و حواس باختہ ہوگئے قاسم
نے جسکو ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا مارا دو ٹکڑے ہوکر گرا تسمہ نہ باقی رکھا قاسم عالیجاہ سے کارزار ہو رہی تھی کہ
آردشیر کوہ پیکر دیو بند بھی بارہ ہزار سوار جرار لیکر پہونچا اور شہزادہ خاور سیاہ کے شریک ہوکر لڑنے لگا ادھر یہانپر
جب جنگ و جدل شروع ہوئی ہے ادھر ہرکارے خبر لیکر سلسلہ سرخ پوش کے پاس پہونچ گئے جاتے ہی اور خبر دی
کہ نبیرۂ حمزۂ صاحبقران شہزادہ ملک قاسم عالی شان دامنۂ بیل کوہ مین اترا ہوا تھا اسکو خبر ہوئی وہ
بارہ ہزار سوارون سے آگرا ہے قیدیون کو چھڑائے لیے جاتا ہے غضب کی لڑائی ہو رہی ہے سیکڑون آدمی کام آچکے
سلسلہ سرخ پوش اسیوقت چالیس ہزار سوار جرار لیکر روانہ ہوا اور مثل آندھی کے فوج لیے ہوئے سلسلہ سرخ پوش
چلا آتا ہے اسوقت میدان کارزار مین آکر پہونچا ہے کہ ملک قاسم سے اور سہیم گرگ سوار سے سامنا ہو رہا ہے پیش
آتے ہی سلسلہ سرخ پوش نے فوج کو حکم کیا کہ چہار طرف سے گھیر کر ٹوٹ پڑو ادھر سیارہ عیار قاسم نامدار نے
جاکر لشکر مین شہزادہ خاور سیاہ کے خبر کی کہ جلد کمر بندی ہو اور جلد چلو کفار کا نرغہ شہزادہ ملک قاسم پر ہے جنگ مغلوبہ
ہوگئی ہے لشکر مین یہان خبر سنتے ہی کئی لاکھ کی جمعیت سے سب کے سب تلوارین کھینچ کھینچ کے دوڑے طرفۃ العین مین
آکر اپنے آقا کے شریک ہوئے تلوار چلنے لگی خون کا مینھ برسنے لگا سنانون کی برقین چمکتی تھین سرون کے اولے برستے
تھے تلوارون کی جھنکار تا بہ گوش گردون پہونچتی تھی پہلوان مثل رعد کے گرج رہے تھے وہ گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ
کفار تاب مجادلہ اور مقابلہ نہ لاسکے پسپا ہونے لگے ادھر قاسم نوجوان لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے برابر تخت
سلسلہ سرخ پوش کے پہونچا رفقائے سلسلہ سرخ پوش سے تلوار چلنے لگی قاسم نے پہلوانان سلسلہ سرخ پوش
کو قتل کیا مقابل سلسلہ سرخ پوش کے آیا سلسلہ سرخ پوش نے تلوار کا وار کیا قاسم نوجوان نے بفنون
سپاہ گری تلوار اسکی چھین لی اور کمر بند مین ہاتھ ڈال کر تخت سے اٹھا لیا اور بجائے سپر اس نابکار کو

اپنے چہرے کی پناہ کیا اُدھر اردشیر کوہ پیکر دیو بند سے اور سہیم گرگ سوار سے مقابلہ ہوا سہیم نے تلوار ماری
اردشیر نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سر کو کاٹ کے سر پر تلوار پہونچی وہاں سے کاٹتی ہوئی چلی
سینہ کو چاک کر کے زیر تنگ آئی زمین کو بوسہ دیا سہیم گرگ سوار دو ٹکڑے ہو کر نصف اودھر نصف اُدھر گرا یہ تو تزلزل
کفار بھاگ کھڑے ہوئے اور ہزار ہاتھ شمشیر آبدار ہوئے اور بہت سے کفار لشکر اسلام نے گرفتار کر لیے شہزادہ فرخ شہسوار
و شہزادہ فرخ بخت سلطان و مرزبان خراسانی نے یہ جو رنگ دیکھا قیدین اپنی اپنی توڑ کر تلواریں پکڑ کر کفار سے
کارزار کرنے لگے جب تمام کفار کا قتل عام ہو چکا اور بہت سے کفار بھاگ گئے میدان لاشوں سے بھر گیا تو قاسم عالیشان
وغیرہ نے تلوار کو روکا لشکر اسلام نے بھی تلواریں میان میں کین ملک قاسم نے سلسلۂ سرخ پوش کو سیارہ عیار کے
حوالے کیا اور آپ خدمت میں شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت نامدار کی آئے جھک کر سلام کیا فرخ شہسوار نے قاسم
کو گلے سے لگایا فرخ بخت بھی قاسم سے ملے اور مرزبان سے بھی ملاقات ہوئی قاسم نے وہیں بارگاہ استاد گرامی
شہزادہ فرخ شہسوار و فرخ بخت نامدار و قاسم عالیشان و مرزبان وغیرہ نے داخل بارگاہ ہو کر جلوہ افروزی
کی ملک قاسم نے سیارہ سے کہا لاؤ سلسلۂ سرخ پوش کو سیارہ نے سلسلہ بہ قید آہن سلسلۂ سرخ پوش کو
حاضر خدمت فیضدرجت ملک قاسم وغیرہ کیا شہزادہ ملک قاسم نے فرمایا اے سلسلۂ سرخ پوش یا تو دین اسلام
قبول کر لقاسے بے لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر لعنت کر یا آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو میں ابھی تجھکو قتل کرتا ہوں
سلسلۂ سرخ پوش نے عرض کیا میں مسلمان ہوتا ہوں یہ کہکے لقائے بے لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر لعنت
کی اور کلمہ پڑھکر بصدق دل اسلام لایا ملک قاسم نے اُسی وقت سلسلۂ سرخ پوش کو قید آہن سے رہا کیا
سلسلۂ سرخ پوش نے قاسم سے عرض کیا اگر حکم ہو تو آپکے عم نامدار شہزادہ فرخ شہسوار کو میں اپنے شہر کو
لیجاؤں اور اپنی دختر کو اُنکی کنیزی میں حاضر کروں کہ وہ منظور نظر بھی اُنکی ہے قاسم نے کہا کیا مضائقہ بسم اللہ
سلسلۂ سرخ پوش شہزادہ فرخ شہسوار کو ساتھ لے کر شہر میں اپنے آیا اور ستارہ بانو کا شہزادہ فرخ شہسوار کے
ساتھ عقد کر دیا فرخ شہسوار نے تمام شہر کو اسلام آباد کیا سب ملازم وغیرہ مسلمان ہوئے بتخانے توڑ ڈالے مسجدیں
بنوائیں سکہ بنام بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری کیا کئی روز تک جشن عام و جلسۂ شادی ہوا صحبت
شراب و کباب راگ رنگ برپا رہی بعد اُسکے شہزادہ فرخ شہسوار سلسلۂ سرخ پوش سے رخصت ہوئے۔ ملکہ
ستارہ بانو کو ہمراہ لیکر لشکر ملک قاسم میں آئے قاسم نوجوان استقبال کر کے اپنے عم نامدار شہزادہ فرخ شہسوار کو بارگاہ
میں لائے ایک ہفتہ عشرہ وہاں قیام کیا پھر شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم عالیجاہ نے حکم دیا کہ سب لشکر تیار ہو
ہم ملک سبائل کیطرف کوچ کرینگے اب اس داستان شوکت بیان کو تو اس مقام پر چھوڑتے ہیں انشاء اللہ بر وقت عرض کیجائیگی

دو کلمے داستان حیرت نشان شہزادہ ہاشم تیغزن عالیشان کے بیان کیے جاتے ہیں

غزل

مے عشرت افزا پلا ساقیا
ترے میکدے میں ہے قیل و قال
لڑائی کا گھر میرا میخانہ ہے
لگا ہے مرا اُسطرف بند و بست

کہ دور فلک نے عجب غم دیا
کہ ہر خم میں ہے درد جائے زلال
سو جسنے پی لی وہ دیوانہ ہے
سحر میں ازل سے ہوں مست الست

پلا بادۂ عیش کا اب تو جام
یہ سارا ہے بنت العنب کا فریب
مجھے ایسی مے کی نہیں چاہ ہے

ترے دور میں غم رہے صبح و شام
کہ رندوں کا کھویا ہے صبر و شکیب
ترے بادے سے مجھکو اکراہ ہے

لگاتے ہیں دل نازک بہت سفاک کو جو ہر

ہم اپنے آئینے کو جو ہوتے ہیں سخت پتھر سے
یہ لاغر ہو گیا ہوں الفت زلفِ معنبر سے

وہ کیا خوش ہوں بھلا آہ رقیب کینہ پرور سے
سوا ہیں تار بستر کے نظر میں میری لاغر سے

شگفتہ غنچہ کو ہوتے نہیں دیکھا ہے صرصر سے
انہیں پہونچا دے خط شوق کہتا ہوں کبوتر سے

ترے شمشیر کی قوت ہو سوا جبریل کے پر سے
چھڑکتے ہین پسینا ابروؤن کا پونچھکے سب پر
نہین ہر خار صحراے جنون کم ہمکو نشتر سے
دل سوزان لیے اپنا اُدھر سے ہم جو گذرینگے
جواب تلخ تیرا ہو سوا قند مکرر سے
نہین وہ گل جو پہلو مین تو کروٹ لینی مشکل ہو
یہ مطلب ہم کرینگے قتل تجکو دم مین خنجر سے
لیے ہین خواب مین بوسے لب حور شمائل کے
قیامت تک نہ اُٹھینگے صداے صور محشر سے
دل مضطر کو اپنے ساتھ مین کسواسطے ڈھونڈھو
کفن ہے اپنے بعد فنا مریم کی چادر سے
تماشا گردش چشمان ساقی سے یہ ہوتا ہی
بنا پیمانہ زخم دل کا دامان ہمیشہ سے

ترے ابرو کی گردش نے جنھین بیدم کیا دم مین
وہ اپنے کشتون کو سلاتے ہین یہ خنجر سے
سحر دیکھی کبھی اسکی نہ دیکھی تھی شام اسکی
سرک جائیگا خورشید فلک میدان محشر سے
بھرے ہین سیکڑون مضمون شوخ تیری عبارت مین
سوا ہی فرش گل اپنے لیے کانٹون کے بستر سے
ازل کے روز سے گردش ہی مجھ سرگشتہ کو
مگر دھویا ہی جنے منھ کو اپنے حوض کوثر سے
خجل ہین بعد مردن دیکھنے مجھکو جو آئے ہین
طریق عشق کے رہرو کو کیا مطلب ہی رہبر سے
نہ آتے وہ مگر اقرار ہی کر لیتے آنے کا
کہ اکثر بزم مین شیشے بدل جاتے ہین ساغر سے
نہ پوچھو حال کچھ اُس بیوفا کی کج ادائی کا

انھین سفاک سلانا ہی واجب آب خنجر سے
تصور فصل وحشت مین ہے انگشت حنائی کا
مشابہ ہی شب فرقت تری زلف معنبر سے
نہین ممکن اگر ہان وصل پر مجھسے نہین کہدے
نہ اُٹھیگا ہمارا خط کبھی ہان کبوتر سے
سوال وصل پر اُس ترک کے ابرو کو جنبش ہی
مشابہ ہے خط تقدیر میرا خط ساغر سے
تری پازیب کی جھنکار سے جنکو سلایا ہی
الگ بیٹھے ہوے ہین منھ چھپائے اپنا چادر سے
جلی ہی جان اُس محبوب باعصمت کی الفت مین
نہ سمجھے زیادہ ہی جواب صاف خنجر سے
زلیخا نے بہت پیراہن یوسف نہین پھاڑا
خدا محفوظ رکھے اے جنون ناز ستمگر سے

بیت نگارندهٔ دفتر داستان + نوشت است این تازه جرد داستان + صاحبان صمصام برق لقام سخنوری وزره پوشان جلالت نشان مضامین دلاوری وصفدری شمشیر آبدار زبان کو میدان سخن مین یون معروف جنگ وجدال تحریر وتقریر کرتے ہین کہ جسوقت برف باری سحر ساحران سے ہاتھ پاؤن سردی پاکر کمزور اور بے حس ہو گئے یاقوت شاہ فوج کفار لے کر گرا مگر اسی عالم مین سرداران لشکر اسلام نے دغاگی خوب لڑے کفار سے مگر زخمی ہوے اُسی حالت زخمداری مین مرکب راکبون کو اپنے لے کر جدھر منھ اُٹھا بھاگے چنانچہ نور العین حمزہ صاحبقران زمان شہزادہ صف شکن ہاشم تیغزن بھی زخمی ہوے سر سے پا تک خون مین نہا گئے مرکب کی گردن مین ہاتھ ڈال کر لیٹ گئے مرکب اُسی حالت اضطراب مین اپنے راکب کو ایک سمت صحرا کو لے نکلا سرپٹ دوڑتا چلا گیا رات بھر بادیہ پیمائی مرکب نے کی صبح کو ایک بیشہ مین آکر پہونچا وہ بیشہ نہایت سبزہ زار تھا جابجا درخت گلہاے خودرو کے لگے ہوے تھے کہین اشجار میوہ دار تھے اُن پر طیور زمزمہ سرائی مین مشغول حمد پروردگار عالم تھے پر جھاڑ جھاڑ کر جھکارین لگاتے تھے مرکب ہاشم تیغزن بھی ہری ہری گھاس دیکھکر ایک مقام پر چرا مین معروف ہوا پھر جاکے ایک چشمہ آب پر پانی پیا خنکی جو معلوم ہوئی پھر ہری لی ہاشم تیغزن پشت مرکب سے زمین پر گرا اُسی فرش گیاہ سبز پر پڑا رہا مرکب پھر شغل چرا مین مصروف ہو گیا قضا سے کار اُس بیشہ مین ایک دیوانہ مع جماعت کے رہتا تھا نام اُس دیوانے کا مصروع دیوانہ تھا وقت صبح کا تھا براے تفریح سبزے کی سیر کو وہ اپنے بیشے سے نکلا اور سیر سبزہ زار کی ادھر اُدھر کرنے لگا آگے جو بڑھا دیکھا ایک مرکب پری پیکر سازو براق جواہر نگار سے آراستہ ہری دوب کھا رہا ہی — مصروع دیوانہ کا دل للچایا خیال مین آیا کہ اس مرکب حور وش کو پکڑ لے چلیے کہ اسپر مال و دولت بہت ہی یہ سوچ کر جانب مرکب چلا جب گھوڑے نے اسکو اپنی طرف آتے دیکھا جھپٹ کر بالین سوار نامدار آکھڑا ہوا مصروع دیوانہ جو اُسکے قریب آیا دیکھا کہ ایک جوان حسین ماہ طلعت مہر صورت زخمدار آغشتہ بخون اُس فرش مخمل سبز پر یون پڑا ہوا ہی کہ جیسے شفق مین آفتاب ہو مصروع دیوانہ کو اُسکے حال زار پر کمال رحم آیا دل مین کہا کہ نہین معلوم اس جوان کا

سے کہان تلوار چلی جو یہ اسقدر زخمی ہوا ہے کہ سراپا خون مین ڈوب گیا اسکو اُٹھوا کرلے چلو اور اسکا علاج کرو جب
ہوش آئیگا تو حال دریافت کرینگے بس یکایک ایک چیخ ایسی زور سے ماری کہ جیسے ہاتھی جنگل مین چنگھارتا ہے
اُسکی آواز سے اُسکے ہمراہی آکر موجود ہوئے مصروع دیوانہ نے اُن آدمیون سے کہا کہ اس جوان کو اُٹھا لاؤ
اور اس گھوڑے کو بھی پکڑ لاؤ اور جلد جراح کو تلاش کرو کہ مین اسکا علاج کراؤن وہ لوگ شہزادہ ہاشم
تیغزن کو اور مرکب پری پیکر کو لے کر بیشہ مین آئے شہزادہ ہاشم تیغزن کو پلنگ پر لٹا دیا اور گھوڑے
ایک مقام پر باندھ دیا مصروع دیوانہ پاس ہاشم تیغزن کے بیٹھ گیا کہ اتنے مین جراح آکر حاضر ہوا دیوانے
نے کہا اے جراح دیکھ تو اس زخمی کو کہ کیا حال اسکا ہے اور یہ اچھا ہو جائیگا جراح نے کہا کہ یہ جوان زخمدار
بہت جلد اچھا ہو جائیگا دیوانے نے کہا کہ پھر اسکا علاج کر یہ کہکے دس روپیے جراح کو دیے جراح نے اُسیوقت
زخم کو دھویا کپڑے سے خشک کیا ٹانکے لگائے مرہم کی پٹی چڑھائی دیوانے نے کہا اے جراح تو اب یہان سے جا نہین
اس زخمی کے پاس بیٹھا رہ اسکا علاج اچھی طرح دل لگا کے کر کہ یہ جوان جلد ہی صحت پائے جراح نے کہا حضور مین
یہ روپیہ گھر مین دے آؤن اور جو جو دوائین چاہییے ہین وہ سب لے آؤن تو پھر ہر وقت حاضر رہونگا تا ہنگام صحت
اس جوان زخمدار کے کہین نہ جاؤنگا دیوانے نے کہا جو کچھ دوائین وغیرہ تجھکو چاہییے ہونگی وہ مین یہین اپنے آدمی بھیجکے
منگوا دونگا اور یہ کہکر اور دس روپیے جراح کو دیے اور کہا کہ یہ اپنے گھر بھجوا دو جراح نے وہ سب روپیے اپنے گھر
بھیجدیے پھر مرغ کے چوزے اور اشیاے علاج یہ منگوا لئے ادویہ مرہم اور کچھ کپڑا واسطے پٹی اور پھاہے کے
اور علاج کرنے لگا دن بھر مین دو دو بار پھاہے مرہم کے بدلے تیسرے روز زخم مین پیپ پڑ گئی درد اور اذیت زخمون
مین ایسی ہوئی کہ شہزادہ ہاشم تیغزن ہوش مین آیا دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ مین پلنگ پر لاجوردی مین لیٹا ہون
اور خادم گرد خدمت کے واسطے موجود ہین جراح پاس بیٹھا ہوا علاج کرنے مین مصروف ہے حیران ہوا کہ پروردگار عالم
نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ سامان اس زخمداری مین مہیا کر دیا شکر پروردگار کیا لیکن قوت ابھی گویائی کی نہ پائی چپ
کلام کرتے چپکے پڑے رہے سب کو بغور دیکھ رہے تھے یہ خبر دیوانے کو ہوئی کہ وہ جوان زخمدار ہوش مین آیا ہے
بیتابانہ دوڑکر آیا مگر یہان ہاشم تیغزن بسبب نقاہت اور تکلیف اور درد زخم کے پھر بیہوش ہو گئے دیوانہ پکارا
اے جوان زخمدار میرے آتے ہی تونے آنکھین بند کر لین اب ہوش مین آ اور آنکھین کھول کے باتین کر کچھ حال
اپنا بیان کر جراح نے کہا ابھی اچھی طرح ہوشیار نہین ہوا ابھی ایک ذرا آنکھین کھولی تھین پھر بند کر لین زخم کاری
کا صدمہ کلام مین حارج ہے دیوانے نے پوچھا اب ہوشیار ہوگا اُسنے کہا یقین ہے کہ کل تک ہوشیار ہوکر باتین کریگا
آج مرغ کا شوربہ اسے پلاتا ہون جراح سے دیوانے نے کہا کہ اگر کل اس زخمدار کو ہوشیار نہ پایا تو تجھکو قتل کرونگا
جراح تو جانتا ہی تھا کہ یہ شخص دیوانہ ہے جو کچھ دل مین آتا ہے وہ کرتا ہے جراح نے عرض کیا کہ مین آپ کا ہر طور مطیع
و فرمانبردار ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے جان بخشی کیجیے صحت دینا ہوش مین لانا خدا کا کام ہے وہ دیوانہ جراح کو
نگاہ خشم آلود سے دیکھتا ہوا چلا گیا لوگون سے کہ گیا کہ یہ جراح بھاگ کر جانے نہ پائے کل مین اسکا شوربہ پکاؤنگا
جراح نہایت پریشان ہوا غرض جراح نے شوربہ مرغ تیار کیا اور اُسمین کچھ دوائین طاقت کی ملائین اور
شہزادہ ہاشم کو ہوشیار کرکے پلایا اور پٹی مرہم کی بدل دی اسی طرح کئی بار شوربہ مرغ کا ادویہ ملا کر پلایا ہاشم
تیغزن کا رات بھر تو وہی حال رہا صبح کے وقت شہزادہ ہاشم کو پھر ہوش آیا لوگون نے تکیے گرد لگا دیے
ہاشم تیغزن اُٹھکر بیٹھے لوگون سے استفسار کیا کہ یہ مکان کسکا ہے اور میرا علاج کون کرواتا ہے لوگون نے

کہا کہ مصروع دیوانہ یہان رہتا ہو وہ آپ کو صحرا سے اپنے بیشہ مین اُٹھا لایا ہی یہان ہاشم تیغزن سے لوگ
باتین کر رہے تھے کہ دیوانہ سامنے آتے دکھائی دیا لوگون نے کہا یہی مصروع دیوانہ ہو شہزادہ ہاشم نے دیکھا کہ ایک
شخص عجب شکل کا ہو اور عجیب غریب اُسکی قطع ہو گویا پریشان حال بالون کی سر پر تبیان بنی ہوئین لٹیے لٹیے فلیتے
شانون پر پڑے ہوئے زنجیرہاے آہنی کمر سے بندھی ہوئین ہین چوبدست کاندھے پر رکھے جھومتا چلا آتا ہی مگر جوان
نہایت قوی ہیکل ہو بیلتن معلوم ہوتا ہی فیل مست کی کیا حقیقت ہو تنومند رستم کے مانند خوبصورت خوشتر درنگ
گلاب کا پھول دل مین اپنے کہا ای ہاشم اگر یہ مسلمان ہو جائے تو کیا خوب بات ہو بس شہزادہ ہاشم نے دل سے
یہ بات کہکے چاہا کہ تعظیم کے واسطے اُٹھین جراح نے منع کیا کہ ابھی حرکت نہ کیجیے زخم آے ہین ایسا نہو کہ انکو پھیچا
ٹانکے ٹوٹ جائین دیوانہ بھی قریب آکر پکارا ای عزیز ابھی خبردار مت اُٹھنا نہین کہین زخمون مین تکلیف ہو پھر دیوانہ
شہزادہ ہاشم کے پاس کرسی بچھوا کر بیٹھا دیکھا ہاشم کو کہ چہرہ مثل آفتاب عالمتاب کے روشن ہو جوان نہایت
ملیح خوش انداز کو حور لقا ہی دیوانے کے دل مین خود بخود ایک محبت پیدا ہوئی پوچھا کہ ای بہادر تجھے کس سے جنگ و
جدال ہوئی یہ زخم کاری کیونکر تیرے لگا اور تو کون ہو نام و نشان اپنا بتا کچھ حال اپنا بیان کر شہزادہ ہاشم نے کہا کہ
مین سوداگر تھا قزاقون سے راہ مین لڑائی ہوئی لوگ میرے مارے گئے اسباب لٹگیا مین زخمی ہو گیا گھوڑا مجھکو عالم
بیہوشی مین ادھر لیکر نکل آیا تمنے مجھپر بڑا احسان کیا مین تمھارا بہت ممنون ہوا کہ اس حال زار مین تم میرے شریک ہوئے
اور زخم کا میرے علاج کیا دیوانہ بولا کہ تو اچھا ہولے تو پھر زور و قوت کی تیرے آزمایش ہوگی اگر تو مجھے زیر کر سکیگا تو
مال و اسباب بہت سا تجھکو دونگا اور بعزت و شان اور بحرمت تجھکو رخصت کرونگا شہزادہ ہاشم نے کہا بہت اچھا
غرضکہ بعد دو ہفتہ کے ہاشم تیغزن نے غسل کیا دیوانے نے جراح کو سو روپیے دے کر رخصت کیا پھر صحبت عیش جلسۂ عشرت
دیوانے نے برپا کیا کئی روز تک راگ رنگ اور دور شراب رہا بعد اُسکے اکھاڑا تیار ہوا ایک روز قرار دے کر سب کو جمع کیا
ہاشم اور مصروع دیوانہ دونون اکھاڑے مین جٹ لنگوٹے باندھکر اُترے خم ٹھونک کر آمادہ بکشتی ہوئے دیوانے نے ہاشم
کی گردن مین ہاتھ ڈالے اور ہاشم تیغزن نے دیوانے کی گردن پکڑی زور بہ زور ہونے لگے پیچ مشکل مشکل کے بند ہونے
لگے دن بھر برابر کشتی ہوئی قریب شام شہزادہ ہاشم تیغزن نے اس مصروع دیوانہ کو زیر کیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور
کہا ای مصروع دیوانہ مین نے اپنا حال مصلحتاً چھپایا تھا مین سوداگر نہین ہون مین فرزند جگربند امیر با توقیر اولاد
ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہون نام میرا شہزادہ ہاشم تیغزن ہو پھر تمام کیفیت بیان کی تباہ ہو جانا لشکر
اسلام کا اور اپنا زخمی ہو کر ادھر نکل آنا سب اُسپر ظاہر کیا بعد اُسکے حمد پروردگار عالم اور یکتائی و وحدانیت رب اکبر
اور مذمت دین لقاے بے لقا بیان کی اور یہ بھی کہدیا کہ ای دیوانے مین تجھپر جبر و زیادتی نہین کرتا ہون کسواسطے
کہ تو میرا محسن ہو تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ جان میری بچائی اسطرح دلسوزی سے روپیہ خرچ کر کے علاج کیا کہ مجھکو
صحت ہوئی مین محسن کش نہین ہون میرے خاندان کا یہ طریقہ نہین ہو اگر تیرا جی چاہے دائرۂ اسلام مین آ اور نہ جی
چاہے تیرا دین اسلام نہ قبول کر تجھے اختیار ہو مگر یہ مین کہے دیتا ہون کہ بہتر دین اسلام سے کوئی دین نہین ہی خواہ
میری اطاعت کر خواہ مجھکو رخصت کر مصروع دیوانہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ جوان رعنا فرزند حمزہ صاحبقران زمان
ہو اور یہ بھی دیکھا کہ یہ تجھپر غالب آیا تو اس سے مغلوب ہو کہنے لگا ای شہریار مجھکو بخوبی تصدیق ہوا کہ آپکا دین
اسلام برحق ہو اور لقاے بے لقا گمراہ و کاذب مطلق ہو مین دین اسلام قبول کرونگا مگر اس شرط سے کہ مین
ایک مشکل سخت مین گرفتار ہون اگر آپ اُس مشکل کو میری حل کیجیے تو مین بصدق دل دین اسلام

قبول کرون شہزادے نے فرمایا کہ بیان کر دیوانے نے کہا اے شہریار مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق ہون اور چچا
میرا مجھسے زبردست ایسا ہے کہ ایک اونٹ سارا ہر روز کھاتا ہے نام اُسکا آصف شترخوار ہے چالیس ہزار سوار جرار زبردست
اُسکے ہمراہ رہتے ہین اگر میری معشوق خوبرو کو مجھسے ملا دیجیے اور چچا میرا اُسکے ساتھ عقد کر دے تو گویا آپ نے مجکو
بے دامون مول لے لیا مین نے سنا ہے کہ خاندان آپکا حلال مشکلات ہے جس نے آپ سے دل رجوع کیا اُسکی مشکل
آسان ہو گئی مجکو دین اسلام قبول کرنے مین کوئی عذر نہین ہے مین آپکا عمر بھر غلام حلقہ بگوش ہون شہزادہ ہاشم
تیغزن نے کہا اب پہلے تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دینگے پھر سوال دین اسلام لانے کا کرینگے یہ کہکر اُسکو چھوڑ دیا اور سنتے
اُسکے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے مصروع چل ہم تیرے ساتھ چلتے ہین مصروع دیوانہ اُسی وقت ہاشم تیغزن
کو ہمراہ لیکر بارہ ہزار سوار جرار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب قریب پہونچے خبر معلوم ہوئی کہ آصف شترخوار شکار
کو گیا ہوا ہے یہ سُنکے ہاشم تیغزن نے مصروع کو مع فوج اُسی جگہ چھوڑا آپ یکہ و تنہا شکارگاہ کی طرف روانہ
ہوئے اُسوقت پہونچے کہ آصف شترخوار شکار کھیل کے پھرا ہوا آتا ہے خیمہ کی طرف اپنے جاتا ہے شہزادہ ہاشم
تیغزن نے نعرہ کیا کہ اے آصف شترخوار مین تیری تلاش مین آیا ہون خوب ہوا جو تجھسے یہین ملاقات ہو گئی
آصف نے پلٹ کے دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین متین عالی مرتبت صاحب شان و شوکت مرکب پری پیکر
ضیغم شکار پر سوار سامنے سے چلا آتا ہے حیران ہوا کہ یہ کون ہے گھوڑا بڑھا کر برابر ہاشم تیغزن کے آیا مگر نہایت
مغرور اپنی شجاعت کا بہت غرور بادہ نخوت سے از حد چور بے شعور نشہ کبر دماغ مین بھرا ہوا مست بنا ہوا کسی کو
اپنے سامنے موجود نہ جانتا تھا کسیکی حقیقت کچھ نہ سمجھتا تھا للکارا کہ تو کون ہے اپنا نام و نشان بیان کر شہزادہ
ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا۔ نعرہ ہاشم منم صفدر و غازی و صف شکن ؛ شجاع و جری ہاشم تیغزن ؛ اے آصف
شترخوار مین فرزند جگربند امیر با توقیر لرزہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کا ہون آصف نے
کہا او خداپرست تو غضب خدائے باختری مین گرفتار ہے اُسیر تجھسے دعوی مقابلہ کرتا ہے اور تلاش کر کے مجھسے
لڑنے کو آیا ہے میرے پاس شقہ خاص خداوندی ہے اُسکا یہ مضمون ہے کہ جو خداپرست تمھاری سرحد مین آئے اُسے
گرفتار کر لینا صحیح و سلامت نہ جانے دینا واہ کیا عنایت خداوند لقا زمردشاہ باختری کی ہے کہ تو آپ سے میرے
پاس چلا آیا مگر اے جوان مجکو تیرے حسن و جمال اور گلشن جوانی پر رحم آتا ہے اگر دین لقا اختیار کرے تو مین تجھے اپنی
جان کے ساتھ رکھونگا اور مالک اپنی فوج کا کر دونگا ہاشم تیغزن نے جواب دیا کہ جب تو مجھپر غالب آئیگا جو کچھ تو
کہیگا قبول کرونگا آصف نے کہا خیر تو مجھسے مقابلہ کر لے جو کچھ تیرا جی چاہے حربہ کر ہاشم تیغزن نے کہا اہل اسلام
کا یہ دستور نہین ہے ہم لڑائی مین پہلے سبقت نہین کرتے ہین یہ سُنکے آصف نے نیزہ مارا شہزادہ ہاشم
تیغزن نے نیزے پر نیزہ م اسکا روکا نیزہ بازی کے فن ختم ہونے لگے اس اثنا مین فوج آصف خبر سُنکے آ گئی
اور اُدھر سے مصروع دیوانہ اپنی فوج کو لیکر آ پہونچا آصف نے جو مصروع کو دیکھا کہ آکر علیحدہ کھڑا ہوا ہے
پکار کر کہا کہ او دیوانے مین سمجھ گیا تیرے تیور سے کہ تو ہی اسکو مجھسے مقابلہ کرنے کو لایا ہے اور یہ جوان تیری طرف
سے کارزار کرنے آیا خیر اس دشمن کو گرفتار کر لون تو پھر تجھسے سمجھونگا مصروع دیوانہ پکارا کہ اے چچا جان پہلے
اپنی خبر تو منا لیجیے تو پھر دشمن کو گرفتار کیجیے گا اور مجھسے بھی سمجھ لیجیے گا ابتو آپ خود گرفتار کوئی دم مین ہوا چاہتے
ہین ادھر ہاشم تیغزن نے دو گھڑی کے بعد ستر طعن مین نیزہ آصف کا ہوائی کیا آصف کی آنکھون
مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی اور للکار کر کہا اے جوان مین ایسا بہادر اور زبردست ہون کہ کسی نے آجتک میرا نیزہ

ہوائی نہین کیا تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرا نکال دیا میری جرأت مین فرق آگیا یہ کہکر جھنجھلا کے تیغہ خونخوار کھینچا
شہزادہ ہاشم تیغزن بردار کیا ہاشم نے پھُرتی سے جھک کر ٹھیلکی دی تیغہ آصف پٹ پڑا فوراً قبضے پر ہاتھ
ڈال دیا چاہا کہ تیغہ اُسکا چھین لین مگر ممکن نہوا زور کشمکش کے ہونے لگے مرکب تھک کر بیٹھ گئے آخر کو دونون اپنے
اپنے مرکبون سے کود پڑے آستینین تا مرفق چڑھالین دامان قبا چہار طرف سے دونون نے گردان لیے کشتی ہونے
لگی کوئی دقیقہ زور اور قوت کا کسی نے نہ باقی رکھا بڑے بڑے زبردست پیچ کیے دن بھر کشتی ہوئی شام کو
شہزادہ ہاشم تیغزن نے آصف شترخوار کو زیر کیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور تلوار کھینچ کے گلے پر رکھدی اور
کہا کہ اے آصف بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر لقا پر لعنت کر اور دختر کو اپنی مصروع دیوانہ کے ساتھ
منسوب کردے نہین تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہون آصف نے کہا کہ میری ایک شرط ہے اگر اُسے آپ پورا کر دیجیے تو
مین آپ کی اطاعت بدل وجان قبول کرون اُسی وقت یہ کلام آصف سُنکر ہاشم تیغزن اُسکی چھاتی پر سے
اُتر آئے اور کہا کہ اپنی شرط کو بیان کر ہم پہلے تیری شرط پوری کرینگے تو پھر سوال اسلام لانے کا کرینگے مصروع
دیوانہ نے دوڑ کر کہا اے شہریار آپ اسکو زندہ نہ چھوڑیے گا نہین تو یہ دغا کریگا اسکو مار ڈالیے مصروع
سے ہاشم نے کہا اب یہ کیا دغا کریگا اگر دغا کی پچھتائیگا اب تو اپنے چچا سے مل جا اور کدورت آئینہ دل سے
نکال ڈال پھر شہزادہ ہاشم نے دونون کو سمجھا کر بلوایا بغلگیر کروادیا اور آصف سے فرمایا کہ اب تو اپنی شرط
بیان کر آصف نے عرض کیا اے شہریار حضور میرے قلعے مین تشریف لیجلین پہلے مین دعوت آپ کی کر لون تو
کام اپنا بیان کرون شہزادہ ہاشم نے دعوت اُسکی قبول کی آصف شترخوار ہاشم تیغزن کو اپنے قلعے
مین لیکر آیا جس نے حسن وجمال شہزادہ بیمثال کا دیکھا مثل آئینہ حیران رہگیا آپس مین سب کہتے تھے کہ
خداپرست ایسے حسین وجمیل آفتاب صورت ہوتے مین الغرض آصف نے بڑی دھوم سے دعوت کا سامان
کیا ہاشم تیغزن بہت خوش ہوئے اور بعد دعوت نوش فرمانے کے آصف شترخوار سے کہا کہ اب تو شرط
اپنی بیان کر آصف نے عرض کیا کہ یہان سے تین منزل پر ایک دامنہ کوہ ہے اُسمین ایک قلعہ ہے وہان
بہرام دیوانہ رہتا ہے مین نے شکارگاہ مین اُسکی بیٹی کو دیکھا ہے وہ نہایت حسینہ اور جمیلہ اور شکیلہ ہے کہ اُسکے
حُسن کے آگے آفتاب و ماہتاب شرمندہ ہے مین اُسپر عاشق ہوگیا اور وہ مجھپر مائل ہوئی فقط آپس مین لطایف
اشارے رمز وکنایہ ہوئے تھے کہ بہرام دیوانہ آگیا مین اُسکے خوف سے بھاگا وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لیے
ہوئے چلا گیا پھر میرا حوصلہ اُسکی طرف جانے کا نہ پڑا اگرچہ مین اُسکے عشق مین نہایت مضطر و بیتاب ہون اگر آپ
میرے معشوق کو مجھسے ملا دین تو مین بدل وجان دین اسلام قبول کرون مسلمان ہوجاؤن ہاشم تیغزن
نے کہا کہ چل تو مجھے وہان پہونچا دے آصف نے ایک جوڑی ہرکارے کی ہاشم تیغزن کے ساتھ روانہ کی
جب دامنہ کوہ مین پہونچے ہرکارے خوف سے تھم گئے اندر درۂ کوہ کے نہ گئے مگر ہاشم یکہ و تنہا درۂ کوہ مین
داخل ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ کچھ لوگ دکھائی دیے وہ ہاشم تیغزن کو دیکھکر پکارے کہ او اجل رسیدہ
تو کون ہے جو ادھر آتا ہے کیا تجھے نہین معلوم کہ یہان دیوانہ بہرام صحرانشین رہتا ہے بھاگ اس مقام سے
اگر وہ دیوانہ تجھے دیکھ لیگا تو تجھکو مار ڈالیگا شہزادہ ہاشم نے جواب دیا کہ مین اُسی مبہوت دیوانے سے مقابلہ
کرنے آیا ہون مین اُسکے سر سے ابھی بھوت کبر و نخوت کا اُتار دونگا لوگ یہ کلام ہاشم خوش انجام سنکر ہنسے
اور کہا کہ خیر اگر آپ ایسے ہی زبردست ہین تو جایئے ہم منع نہین کرتے الغرض ہاشم وہان سے آگے بڑھے

اُدھر ایک شخص نے جاکر بہرام صحرا نشین کو خبر دی کہ ایک اجل رسیدہ آپ سے مقابلہ کرنے کو آتا ہے بہرام اُسوقت
اُٹھا اور چوبدست گران سنگ کا کاندھے پر رکھے ہوئے چلا جب سامنے سے ہاشم تیغزن کو آتے دیکھا للکارا
کہ او اجل رسیدہ قضا تیری تجھکو کشان کشان کہان سے لیکر آئی ہے یہ کہکر جھپٹا برابر آکر ہاشم پر چوبدست
گران سنگ کا وار کیا شہزادہ ہاشم تیغزن نے دونون ہاتھون سے چوبدست اُسکی پکڑ لی اور کشمکش کے
زور ہونے لگے بہرام چوبدست کو ہاتھ سے چھوڑکر ہاشم تیغزن سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی کے
پیچ ہوا کیے قوت و طاقت کے امتحان ہوئے شام کو ہاشم تیغزن نے بڑی جد و جہد سے لنگر اُسکا توڑا اور
اُٹھا کر تین بار چکر دیا پھر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار نکال کر گلے پر رکھدی اور کہا کہ دین اسلام قبول
کر لقائے بے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کر بہرام نے کہا کہ مین بیشک آپسے زیر ہوا مگر دین اسلام
ابھی نہین قبول کرونگا چاہین آپ مجکو قتل کرین چاہین جان بخشی کرین مین ایک حاجت رکھتا ہون اگر
آپ وہ میری حاجت بر لائینگے تو مین بیشک بصدق دل دین اسلام اختیار کرونگا شہزادہ ہاشم نے فرمایا بیان
کر کہ وہ حاجت تیری کیا ہے بہرام نے عرض کیا کہ مین ہوشنگ شاہ دریا نشین کی بیٹی پر عاشق ہون اگر وہ میرے
ہاتھ آجائے تو مین لقا پرستی چھوڑکر دین اسلام قبول کرون یہ آپ پہلے فرمائیے کہ کیا آپ خدا پرست ہین مجھے
نام و نشان سے آگاہ کیجیے شہزادہ ہاشم تیغزن نے کہا کہ مین نور عین امیر بانو قیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران زمان ہون نام میرا شہزادہ ہاشم تیغزن ہے یہ کہکے اُسے چھوڑ دیا اور اُسکے سینے سے اُترکے
فرمایا پہلے تیری معشوقہ کو تجھسے ملا لون تو پھر تجھکو مسلمان کرون بہرام صحرا نشین ہاشم تیغزن کے قدمون پر گرا
اور کہا قربانت شوم مین آپ کا غلام حلقہ بگوش تا حیات ہون پھر بہرام ہاشم تیغزن کو اپنے مکان مین
لے گیا بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت کی دوسرے دن ہاشم تیغزن نے احوال ہوشنگ پوچھا کہ وہ کہان
ہے بہرام نے عرض کیا کہ دریا کے اندر ایک قلعہ ہے وہان اُسکی بود و باش ہے ایک دن مین کشتی پر سوار ہوکر شب ماہ
کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا اُدھر سے بیٹی ہوشنگ شاہ کی بجرے پر سوار نازنینان پری چہرہ حور لقا گرد بیٹھی ہوئی
چہلین آپس مین کرتی ہوئین ملکہ کو سیر دریا دکھاتی تھین یکایک نگاہ میری اُسکی دوچار ہوئی ایک برچھی عشق
کی کلیجے کے پار ہوئی اُف کہکے مین نے دل اپنا پکڑ لیا مین دیکھتا رہگیا وہان طرفۃ العین مین بجرہ اُسکا کنارے
قلعہ کے جاکر لگا وہ مہروش فورا اُترکے داخل قلعہ ہوگئی مین نے ارادہ کیا کہ قلعۂ ہوشنگ پر جاؤن دیکھا
تو وہان توپین برجی اور آہنی لگی ہوئی ہین دل کو خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہ کشتی حیات طوفان اجل مین آجائے
اور جہاز عمر دو روزہ غرق فنا ہو بھلا موجۂ تار نفس کی کیا ہستی وحشتناک ہوکر پھر آیا حوصلہ آگے بڑھنے کا
نہوا مگر محبت مین اُس بحر خوبی کی تلاطم مین پڑا ہوا ہون دریائے بیکنار عشق مین غوطہ زنی کرکے تڑپا ہون
سوز فرقت سے اُس موج قلزم حسن کے صورت حباب دل مین پھپھولے پڑے ہین ندی آنسوؤن کی چشمۂ
چشم خونبار سے جاری ہے ہر بار لہر اُسکے پاس جانے کی آتی ہے مگر گرداب خوف بیچ مین حائل ہوجاتا ہے اُس پار
جا نہین سکتا تڑپ کر رہ جاتا ہون پیچ موج سمندر بحر پر ماہی دل بریان منھ سے شعلہ آہ کے ہمراہ دھوان
نکلتا ہے سینہ مثل تابۂ آہن کے دھکا کرتا ہے شہزادہ ہاشم تیغزن نے کہا اے بہرام مین اُسکی ماہیت
سے بالکل نہین واقف ہون کچھ کچھ آگاہ ہوا ہون تم سوداگر بنکر میرے ساتھ چلو مین قلعے مین کسی صورت سے
پہونچ جاؤن پھر ہوشنگ شاہ کو گرفتار کرکے تمھاری معشوق کو تمسے ملا دونگا بہرام یہ سُنکے بہت خوش ہوا

اور اُسی وقت اسباب تجارت کا درست کیا قافلہ باشی ہاشم تیغزن بنا اور وہان سے سوار ہوکر روانہ
ہوئے بڑی دقت سے جب قلعہ ہوشنگ مین آئے کاروانسرا مین اُترے دوسرے دن کشتیان نذر کیواسطے
ہاشم تیغزن ہمراہ اپنے لیے بارگاہ ہوشنگ شاہ مین پہونچے ہوشنگ شاہ نے جمال شہزادہ ہاشم
ذی کمال دیکھکر کہنے لگا کہ یہ سوداگر نہین معلوم ہوتا ہی اسکے چہرے سے دبدبۂ شاہانہ ثابت ہی اور وضع سپاہانہ
ہی ذو القلیس بن ارقسام کہ دربار لقا کے چوبدارون کا افسر تھا اُسکا غلام سیہ فام کہ نام اُسکا الماس
ہی اسوقت وہ بھی ہوشنگ شاہ کے پاس موجود تھا اُس نے چپکے سے ہوشنگ شاہ سے کہا کہ مین اسکو
پہچانتا ہون یہ خدا پرست ہی بیٹا ہی حمزہ صاحبقران زمان کا ہاشم تیغزن اسکا نام ہی آج کل غضب
خداوندی سے لقا کے لشکر خدا پرستون کا تباہی مین آگیا ہی یہ سوداگر بنکر ادھر نکل آیا ہی یہ سُنکر ہوشنگ شاہ
نے ہاشم تیغزن کو آواز دی ای پسر حمزہ مین نے تجھے پہچانا اگر تو لقا پرستی اختیار کرے تو مین تجھے بہت عزت
و آبرو سے اپنے پاس رکھون نہین تو باندھکر تجھے خداوند لقا کی خدمت مین بھیجدونگا یہ سُنکر ہاشم تیغزن نے
للکارا کہ او کافر تو کیا بکتا ہی خموش ہو بس اب جو تجھے تو پہچان گیا تو مین تجھکو دائرہ اسلام مین لانے کو آیا ہون
جب تو دین اسلام قبول کریگا تو تیری بیٹی کی شادی بہرام کے ساتھ کردونگا ہوشنگ یہ سُنتے ہی نہایت
غضبناک ہوا لوگون سے کہا کہ جلد اس خدا پرست کو گرفتار کرلو سب چہار طرف سے ہاشم تیغزن پر ٹوٹ
پڑے ہاشم تیغزن بھی تلوار کھینچکر جھپٹے لڑائی ہونے لگی بہرام کاروانسرا مین تھا اُسکو بھی خبر ہوئی کہ دربار
ہوشنگ شاہ مین ہاشم تیغزن سے اور کفار سے تلوار چل رہی ہی یہ بھی تین چار سو آدمی اپنے ہمراہ لیکر
دوڑا جہان ہاشم تیغزن تلوارین مارتا ہوا ایوان شاہی کے باہر نکل آیا ہی اور ہوشنگ شاہ تخت پر
سوار ہوکر فوج کو اپنی للکارتا ہوا چلا کہ بہرام دلوانہ بھی آ پہونچا اور چوبدست آہنی پکڑکر کفار سے لڑنے لگا
ہوشنگ شاہ نے جو دیکھا کہا کہ ان دونون کو مین قتل کرتا ہون اب یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے
پھر فوج کو اپنی پکارا کہ ای بہادرو جو کوئی ان دونون کا سر کاٹ کے لائیگا یا زندہ گرفتار کریگا مین اسکو عہدۂ
وزارت دونگا عہدۂ وزارت کا نام سُنکر تمام فوج نے جانین اپنی لڑادین اور ہاشم تیغزن اور بہرام صف شکن
پر بڑھ بڑھکر حملہ کرنے لگے مگر جب خدا مددگار ہو تو دشمن کیا کرسکتے ہین ہاشم و بہرام پہلو بہ پہلو پشت بہ پشت
جھپٹ جھپٹ کے تلوارین مار رہے ہین مثل شیر ژیان کفار کو للکار رہے ہین غرضکہ تین پہر کامل دونون
نے شمشیر زنی کی بہرام کے ساتھ والے مارے گئے پہر دن باقی تھا کہ ہاشم نے بہرام سے کہا کہ فوج کفار بہت
ہی ہر طرف سے مثل گھٹا کے اندھی چلی آتی ہی اور تمھارے ہمراہی بھی قتل ہو چکے جبتک کہ ہوشنگ شاہ
نہ گرفتار ہوگا کچھ نہوگا مین آگے تلوارین مارتا ہوا ہوشنگ کیطرف بڑھتا ہون تم میرے پیچھے پیچھے لڑتے ہوئے
آؤ یہ کہکر ہاشم تیغزن اور بہرام صف شکن تلوارین مارتے ہوئے اُس طرف چلے جدھر ہوشنگ تخت پر کھڑا
فوج کو للکار رہا ہی اور اشتعالک دے رہا ہی آتش کارزار بھڑک رہی ہی ایک چشم زدن مین صدہا کفار قتل کرکے تخت
ہوشنگ شاہ کے پاس پہونچے ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا او نامرد تجھ اکیلے پر ہزار ہا آدمیون کو بھیجتا ہی آپ سامنے نہین
کرتا ہی یہ کہکر گھوڑا تخت سے ملا دیا جب ہوشنگ نے دیکھا کہ ہاشم برابر آگیا اُسوقت تلوار کھینچکر وار کیا
ہاشم تیغزن نے تلوار اُسکی چھین کر زمین پر پھینکدی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر تخت پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ
ہی شرط ماروں تجھے زمین پر کہ پیوند خاک ہوجاے بہتر یہ ہی کہ لعنت کر لقا پر اور اُسکے پرستاروں پر نہین

ابھی مارے ڈالتا ہون اگر اسلام اختیار کریگا تو جان بخشی کرونگا ہوشنگ شاہ نے پکارا ای شہریار مین دین اسلام اختیار کرتا ہون مین تمھاری فرمانبرداری اور اطاعت بدل وجان اختیار کرونگا ہاشم تیغزن نے اُسے چھوڑ دیا ہوشنگ شاہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوگیا اور لقا پر لعنت کی اور اپنی بیٹی کی شادی ساتھ بہرام کے کردی کہ وہ مدت سے اُسپر عاشق وشیدا تھا ہوشنگ شاہ نے عرض کیا ای شہریار اب مین آپ کا غلام حلقہ بگوش ہون جو حکم ہو وہ بجالاؤن اور فوج کو پکار کر آواز دی کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار کی قبول کی اب کوئی خبردار نہ لڑے یہ سُنکے تلوارین سب نے میان مین کین پھر ہوشنگ شاہ ہاشم وبہرام کو ہمراہ لیکر دربار مین آیا سامان دعوت وضیافت مہیا کیا صحبت عیش آراستہ کی جلسۂ جشن ہوا جام مے ارغوانی کو گردش ہوئی عین گرمی صحبت مین ہوشنگ شاہ نے ایک آہ سرد کھینچی آنکھون مین آنسو بھر لایا شہزادہ ہاشم تیغزن نے جو ہوشنگ شاہ کو آبدیدہ دیکھا کہا ای بھائی خیر باشد کیا حال ہی کچھ بیان کرو ہاشم نے اپنے دل مین کہا کہ یہ بھی شاید کسی پر عاشق ہی ہوشنگ شاہ نے کہا ای شہریار کیا عرض کیا جاے مین عجب دردلا علاج مین مبتلا ہون کہ اُسکی چارہ گری بہت دشوار ہی شہزادے نے کہا بیان تو کرو اُسوقت ہوشنگ شاہ نے کہا ای شہریار مین ایک روز شکار کھیلتا اپنے شہر سے بہت دور نکل گیا ایک دامنۂ کوہ مین پہونچکر شام ہوگئی اب مین وہان سے شہر کی طرف پھرا آتے آتے وہان ایک مقام نظر آیا چہار طرف چراغان تھا جب قریب اُسکے چراغان کے پہونچا دیکھا کہ شب ماہ کی تیاری ہی نازنینان مہ جبین اور حسینان مہر تمکین کا جلسہ ہی مین ایک درخت کی آڑ مین پوشیدہ ہوکر تماشا رقص کا دیکھنے لگا ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین کو صورت مثل آفتاب درخشان پیشانی بدر کامل آنکھون سے چشم غزالان شرمندہ ابرو ہلال عید یا تیغۂ بران مژگان ناوک دل دوز رخسارے گلاب کا پھول لب مثل غنچہ دندان گوہر آبدار گیسو سنبل تابدار قد سرو باغ حسن نو بہار عجب شان وشوکت سے جلوہ گر دیکھا ناوک عشق سینے کے پار ہوا دل وجگر عاشق کا فگار ہوا ایسا شیفتہ وفریفتہ ہوا کہ رات بھر اُسکے عشق مین نظارۂ جمال بیمثال کرتا رہا وہ جلسۂ حسینان جہان مین بیٹھی ہوئی ناچ دیکھا کی صبح کو وہ جلسہ برخاست ہوا وہ خوروش اُٹھکر خیمۂ نورانی مین چلی گئی مین وہان سے چلا آیا پھر جو لشکر لیکر وہان گیا صحرا مین سناٹا نظر آیا آدمی کیا چڑیا کو نہ پایا ناچار ہوکر اُس مقام پر سے پھرا ہرکارون کو حکم دیا کہ تم دریافت تو کرو کہ کون اس صحرا مین شب کو صحبت آرا تھا کیسا جلسہ تھا ہرکارون نے کئی دن کے بعد دریافت کرکے بیان کیا کہ بیٹی دلیر قلعہ دار کی ملکۂ اقلیم غنج ودلال شب ماہ کی کیفیت دیکھنے صحرا مین آئی تھی چاندنی کا تماشا دیکھتی تھی یہ سُنکر مین نے چاہا کہ دلیر قلعہ دار پر لشکر کشی کرون معلوم ہوا کہ وہ بڑا زبردست ہی اور قلعہ اُسکا بہت مستحکم ہی میرا حوصلہ نہ پڑا اور ارادۂ جنگ وجدال میرا جاتا رہا اور اُس سے عہدہ برآ ہونا بہت دشوار تھا یہ سُنکر شہزادہ ہاشم نے کہا ای ہوشنگ تم خاطر جمع رکھو ہم دلیر قلعہ دار کو زیر کرکے تمھاری معشوق تمھین دلوادینگے تم ہمین وہان لیچلو ہوشنگ شاہ نے کہا کہ مین اپنے لشکر سمیت آپ کے ہمراہ ہوتا ہون حضور تشریف لے چلین ہاشم تیغزن نے کہا کچھ فوج کے چلنے کی حاجت نہین یکہ وتنہا مین یہان سے جاؤنگا اور بعنایت الٰہی دلیر قلعہ دار کو پکڑ لاؤنگا۔ القصہ ہاشم تیغزن دوسرے دن فقط ہوشنگ وبہرام اور چند آدمیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوگئے لشکر ہوشنگ شاہ پیچھے پیچھے چلا بعد قطع مسافت دشت وکوہ شہزادۂ ہاشم تیغزن سامنے قلعے کے پہونچے دیکھا کہ دروازہ قلعے کا بند ہی توپین بڑی بڑی برنجی وآہنی چھ منی برجون پر قلعے کے چڑھی ہین اور قلعہ نہایت بلند اور مستحکم ہی ہاشم تیغزن نے

کہ قلعہ مین کیونکر داخل ہون دیکھا کہ کچھ گڈریے بکریان اور بھیڑین لیے ہوئے قلعہ کو جاتے ہین ہاشم تیغزن
مرکب سے اُترکر ساتھ اُن سب کے ہولیا اور اُن سے باتین کرتا ہوا دروازہ قلعہ کے پاس پہونچا قلعہ دار نے
دروازہ کھول دیا ہاشم بھی اُن گڈریون کے ساتھ داخل قلعہ ہوا قلعہ دار نے جو ہاشم تیغزن کو دیکھا
کہا تو کون ہی جوان جو ہمراہیون کے ساتھ آیا ہی ہاشم تیغزن نے کہا مین پیغام ہوشنگ شاہ کا لیکر دلیر قلعہ دار
کے پاس آیا ہون اُس نے کہا کہ قلعے کے باہر جاکر کھڑا ہو ہم تیری اطلاع دلیر قلعہ دار سے کرتے ہین اگر وہ
بلوائیگا تو ہم تجھے بلا لینگے ہاشم تیغزن نے کہا کہ مین تو سیدھا یہان سے دلیر قلعہ دار کے پاس جاؤنگا
دیکھون تو مجھے کون ایسا ہی جو روک سکتا ہو قلعہ دار نے چاہا کہ ہاشم کی کمر مین ہاتھ ڈالے ہاشم تیغزن نے
ایک طمانچہ مارا کہ منھ اُسکا دوسری جانب پھر گیا اور رخسار پر زخم پڑ گیا خون بہنے لگا چکر کھا کر گرا تڑپنے لگا ساتھ والے
اُسکے تلوارین پکڑکر دوڑے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تلوار چلنے لگی ہاشم تیغزن نے جو دس بیس کو مارکر گرا دیا تمام وہ
بھاگے ہاشم تیغزن آگے بڑھا وہ جو لوگ بھاگے تھے اُنھون نے آکر دلیر قلعہ دار کو خبر دی کہ ایک
شخص گڈریون کے ساتھ اندر قلعے کے چلا آیا ہی قلعہ دار نے روکا تھا اُسکو ایسا طمانچہ مارا کہ وہ گرکر تمام ہو گیا
اور وہ لڑتا ہوا ادھر چلا آتا ہی دلیر قلعہ دار نے کہا کیا وہ بڑا طاقتدار اور بہادر ہی کوتوال کو حکم دیا کہ جاکر اُسے
پکڑ لاؤ ارقم کوتوال اُسی وقت دو ہزار پیادے ساتھ لیکر چلا جب وہان پہونچا جہان ہاشم تیغزن سے تلوار
چل رہی تھی لیکن دور ہی سے للکارا کہ پکڑ لو اس جوان کو جانے نہ دینا پیادون نے چار طرف سے نرغہ کیا۔
ہاشم تیغزن نے اُن سے بھی لڑنا شروع کیا ایک طرفۃ العین مین سو پچاس کو مار کر برابر ارقم کے ہاشم تیغزن
پہونچ گئے اور پکارے کہ او نابکار دور ہی سے غل مچاتا ہی پاس نہین آتا ہی ارقم نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا
حسین شکیل شمشیر آبدار مثل افعی خونخوار علم کیے ہوئے آ پہونچا ارقم پکارا کہ او جوان یہان قضا تیری تجھے لائی ہی یہ
کہکر تلوار ماری ہاشم تیغزن نے سپر پر تلوار اُسکی روکی اور بڑھ کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا دیکھا سبھون نے کہ
ایک برق خود پر ارقم کے چلی پلک جھپکتے ہی زیر تنگ فرس ارقم جاکر زمین پر بوسہ دیا اور مثل بجلی کے وہان سے
تڑپتی ہوئی نکلی غل ہوا کہ کوتوال مارا گیا دلیر قلعہ دار کا زور آدھا ہو گیا مگر پیادے گھیرے ہوئے ہاشم تیغزن
سے لڑ رہے ہین دلیر قلعہ دار کو خبر ہوئی کہ ارقم کوتوال اُس جوان کے ہاتھ سے مارا گیا یہ سُنکے دلیر قلعہ دار
غضبناک ہوا تلوار پیکر کرم بٹھا گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو ساتھ لیکر چلا اُسوقت پہونچا ہی کہ ہاشم تیغزن پیادون
کو بھگا کر ایک مقام پہ کھڑا ہوا جوش جرأت مین جھوم رہا ہی اور لوگ دور سے لینا لینا کا غل مچا رہے ہین نزدیک
اُسکے کوئی نہین آتا کہ دلیر قلعہ دار سامنے سے دکھائی دیا سب بڑھکر پکارے کہ اے دلیر قلعہ دار یہی شخص
قلعے مین چلا آیا ہی دلیر قلعہ دار کی جو نگاہ چہرۂ بیمثال ہاشم تیغزن پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان عجب
شان و شوکت و صولت و جلالت کا ہی کہ آج تک ایسا شکیل جمیل صاحب حشم و خدم نہین دیکھا مثل آئینہ دیکھتے ہی
حیران رہگیا فوج کو حکم کیا کہ جہان تک ہو سکے اس جوان کو زندہ گرفتار کرو لوگون نے کہا کہ یہ شیر غضبناک
کبھی زندہ ہاتھ نہ آئیگا اسکا شکار رہی ہو جانا بہت دشوار ہی ایک دم مین اس نے لاشون کے پشتارے
کر دیے خون کے دریا بہا دیے یہ لڑتے لڑتے مر جائیگا مگر کیا ممکن ہی جو زندہ ہاتھ آئے دلیر قلعہ دار
نے کہا کہ مین خود اسے گرفتار کرونگا یہ کہکر یکہ و تنہا ہاشم تیغزن کی طرف بڑھا اور سب فوج سے کہا تم
کھڑے ہوئے تماشا دیکھو جسوقت دلیر قلعہ دار قریب ہاشم تیغزن کے پہونچا پکارا کہ اے عزیز تو کون ہی

اور کیون میرے قلعے مین آیا ہی ہاشم نے للکار کر کہا اے دلیر قلعہ دار مین پسر حمزہ صاحبقران زمان ہون نام میرا ہاشم تیغزن ہی ہوشنگ شاہ تیری بیٹی پر عاشق ہوا ہی اُسکی معشوقہ کو اُسے دلوانے آیا ہون دلیر قلعہ دار کا دل سینے مین آتش حسد سے جلنے لگا مُنھ سرخ آگ کا انگارہ غصہ سے ہوگیا کہا خیر حال تیرا معلوم ہوا اب تو کہان جائیگا مین تجھے قتل کرتا ہون یہ کہکر نیزہ مارا ہاشم نے طعن کو اُسکی روکیا غرضکہ پچاس طعن مین نیزہ اُسکا ہاشم نے ہوائی کردیا دلیر قلعہ دار نے غصہ سے تلوار کھینچ کر ماری ہاشم تیغزن نے بار بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور کشمکش کے زور ہونے لگے آخر کو دلیر قلعہ دار گھوڑے سے کود پڑا اور آلات حرب کمر سے کھولکر رکھدیے اور آستینین چڑھائین اور دامن گردانے اور مثل بلبل دو نون گتھ گئے کشتی ہونے لگی زور کے امتحان ہوئے کبھی یہ پچاس قدم پیچھے اسکو ریل لے گئے کبھی وہ دس بیس قدم آگے لایا اسی طرح دو شبانہ روز ہاشم تیغزن اور دلیر قلعہ دار سے کشتی رہی تیسرے دن ہاشم نے دلیر قلعہ دار کا لنگر توڑا اور ایک ہاتھ کسے اُسکو اُٹھا لیا سر سے بلند کرکے چاہا کہ زمین پر مارین کہ دلیر قلعہ دار پکارا کہ امان چاہتا ہون ہاشم تیغزن نے کہا کہ لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرا اور دین اسلام قبول کر اُسنے کہا مین نے لقا پر لعنت کی اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری منظور ہی ہاشم نے اُسے ہاتھ سے رکھدیا وہ قدمون پر گرا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور فوج سے کہا کہ تم بھی دین اسلام قبول کرو وہ سب کے سب بولے کہ آپکے ہمراہ ہم بھی ہین جو دین آپکا وہی دین ہمارا ہی غرضکہ دلیر قلعہ دار ہاشم تیغزن کو ایوان شاہی مین لایا سامان دعوت کا مہیا کیا صحبت عیش برپا ہوئی جام مے ارغوانی کا دور ہوا ہاشم تیغزن نے کہا اے دلیر قلعہ دار مین عجب حیرت مین ہون کہ جہان پہونچا اور جسکو زیر کیا اُسکو عاشق تن پایا اُسنے کہا مین فلان معشوق پر فریفتہ ہون میری معشوق مجھے دلا دیجیے پھر مجھے مسلمان کیجیے چند روز ہوئے ہین کہ مین اسی جھگڑے مین پڑا ہون تم اپنا حال کہو کہ کس پر عاشق ہو یا کسی پر نہین مائل ہو ہر چند دلیر قلعہ دار بسبب دہشت اور خوف جان کے ظاہر مین مسلمان ہوا تھا مگر دل مین مکر و دغا بھی اس خیال مین تھا کہ کسی صورت سے ہاشم تیغزن کو گرفتار کیجیے مگر عاشق و فریفتہ ملکہ قمر سیلان ہمشیرہ مفتوح کوہی پر جو تھا یہ کلام فرحت التیام شہزادہ ہاشم تیغزن جو سُنتے رونے لگا ہاشم تیغزن نے پوچھا کہ بیان تو کر کس پر عاشق و دلدادہ ہی دلیر قلعہ دار بولا کہ یہان سے دو منزل پر ایک دامنۂ کوہ ہی وہان مفتوح کوہی رہتا ہی اور بہن اُسکی ملکہ قمر سیلان ہی اُسنے ایک برج تختہ لالہ زار پر بہار مین بنایا ہی وہان آکر وہ جلوہ افروز ہوا کرتی ہی ایک دن مین شکار کھیلتا ہوا ادھر نکل گیا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے ہوئے سامنے اُسکے برج کے پہونچا اور وہ اُسی برج نورانی پر مثل آفتاب تابان کے جلوہ گر تھی دیکھتے ہی اُسکے حسن و جمال کو ہزار جان سے شیدا و دلدادہ ہوگیا دیر تک کھڑا ہوا اُسکو دیکھا کیا گویا تصویر گلی بنکر رہگیا نگاہ میری اُسکی طرف لڑی ہوئی تھی دل میرا اُسکے پہلو مین تھا فقط قالب خاکی زیر برج تھا حیرت زدہ آئینہ جمال جہان آرا کی دید کرتا تھا یکایک زنجیرون کی جھنکار بلند ہوئی کیا دیکھتا ہون کہ ہزارہا دیوانے چلے آتے ہین مین ایسا خوفناک ہوا کہ بھاگا دم بھر نہ ٹھہرا پھر کر بھی اُس طرف نہ دیکھا رخ بھی نہ کیا پس حضور جہان آپ نے چار عاشقون کو معشوقون کے وصل سے کامیاب کیا ہی مجھ بیچارے کو بھی بہ مراد دلی فائز فرمایئے ہاشم تیغزن نے کہا بہتر ہی تم پہلے ہوشنگ شاہ کو بلاکر وعدہ کرو کہ مین اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرونگا پھر مین تمھاری معشوق کی فکر مین جاؤن

دلیر قلعہ دار نے کہا مین ہوشنگ شاہ کو بلواتا ہون مگر یہ نہایت دغا شعار ہی اس دغا باز نے ہوشنگ شاہ
کے پاس کسی کو نہ بھیجا اور ہاشم تیغزن سے کہا مین شکار کھیلنے جاتا ہون ابھی آتا ہون یہ کہکر جانوران شکاری
ساتھ لیکر راہی ہوا یہان بعد اُسکے چلے جانے کے ہاشم تیغزن کے دل مین یہ خیال آیا کہ تو مفتوح کو ہی کو
زیر و زبر کرکے ملکہ قمر سیلان کو لے آ- غرضکہ لوگون سے راستہ دریافت کرکے چلا دلیر قلعہ دار جو شکار کھیلنے گیا تھا
جب شکار کھیل کے پھرا خیمہ مین داخل ہوا کھانا کھایا کباب شکار کے گوشت کے کھائے جام شراب کئی پیے
جب نشے مین سرشار ہوا تصویر ملکہ قمر سیلان آنکھون کے سامنے پھرنے لگی اُسی تصور مین ولولہ عشق ہوا کہ
چلکر ملکہ قمر سیلان کو اُس برج سے اُٹھا لائے یہ سوچ کر یہ تیرہ بخت تصور مہروش مین اُٹھ کھڑا ہوا گھوڑے
پر سوار ہوکر روانہ ہوا جاتے جاتے جب قریب پہونچا دو کوس پر ملکہ قمر سیلان کا برج رہگیا ہوگا قضاے کار
اُدھر سے مفتوح کو ہی شکار کھیلتا ہوا آتا تھا دلیر قلعہ دار کو جو دیکھا للکارا کہ ارے تو کہان جاتا ہی دلیر قلعہ دار
نشے مین تھا- بے اختیار مُنھ سے نکلا کہ مین اپنی معشوقہ ملکہ قمر سیلان کے پاس چلا ہون مفتوح کو ہی
نے جو نام ملکہ قمر سیلان کا سُنا آگ ہوگیا وہین سے للکارا او بدکردار تو میری بہن پر عاشق ہوا ہی
رہ تو جا تجکو عاشقی و معشوقی کا اسوقت مزا چکھاتا ہون اگر تجکو اسوقت نہ مارا ہو تو مفتوح اپنا نام نہ رکھا ہو
دلیر قلعہ دار بولا مجکو کیا تو نے حلواے بے دود سمجھا ہی مفتوح نے کہا تو سہی تیرا حلوا تجہی کو کھلاتا ہون
دلیر قلعہ دار نے یہ سُنکر تلوار کھینچی اور مفتوح کو بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا مفتوح نے تلوار اسکی سپل فولادی
روکی اور جھپٹ کر وہی سپل فولادی جو مارا تو سر دلیر قلعہ دار کی اُلٹ گئی گردن پھر گئی کاسہ سر پھٹ گیا تڑپ کر
گراشل ماہی تڑپ کر مر گیا مفتوح کے ہمراہیون نے ایک ایک عضو اُسکا کاٹ کے صحرا مین پھینک دیا
مفتوح پھر شکار کھیلتا ہوا ایک طرف کو چلا گیا اب ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرمائین کہ ہاشم تیغزن جو روانہ
ہوئے تھے دوسرے روز کوئی چار گھڑی دن رہے اُس تختہ لالہ زار مین پہونچے وہان کی ہوا و فضا دیکھکر نہایت
دل باغ باغ ہوا غنچہ خاطر کو شگفتگی ہوئی دیکھا کہ سامنے ایک برج سُرخ پتھر کا بنا ہوا مثل برج خورشید تابان
منور و نورانی ہی چہار طرف کے دروازے اُسکے جو کھلے ہین سب کیفیت برج کے اندر کی معلوم ہوتی ہی جہاڑ
کنول ہانڈیان جھنبلے دیوار گیریان لگی ہین فرش بہت تکلف کا کیا ہوا ہی اور ایک نازنین حسین مہ جبین
مہر تمکین چودہ پندرہ برس کا سن چہرہ آفتاب درخشان کے مانند چمکتا ہوا پیشانی اختر تابندہ پر زلف
سیاہ مثل سنبل پیچان رخسارے پھول سے بدر کے مانند درخشان گویا ماہ کامل کے گرد ہالہ ہی اور آنکھین
نرگس شہلا ابروے خمدار کمان کیانی پلکین سنان نیزہ لب غنچہ سوسن دندان قطرہ شبنم بانکو ہر آبدار
قد سرو سار رنگ گلاب تازہ کا نارنجی جوڑا پہنے ہوئے اُسی برج منورہ مین جلوہ افروز ہی- **شعر**

برس پندرہ یا کہ سولہ سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + اُس خورشید روسے وہ برج
ایسا منور ہی کہ جلوہ برج نورانی سے تمام صحرا روشن ہی اور گیاہ پر طلا و نقرہ کی رنگآمیزی معلوم ہوتی
ہی ذرے زمین کے چمک مین رشک انجم فلک ہین اور گرد اُس مہ جبین کے کئی سو نازنینان پری چہرہ
حور لقا حاضر ہین اور صحبت رقص برپا ہی ہاشم تیغزن دیکھتے ہی اُس مہروش کو عاشق ہوگئے
صورت تصویر حیرت زدہ محو نظارہ جمال بیمثال تھے کہ ایک انیس خاص ملکہ کی شہزادہ ہاشم
تیغزن کو دیکھتے ہی دنگ ہوگئی کہ ایسا جوان حسین شکیل جمیل طرحدار خوشش و ضع صاحب

شان وشوکت اور رعب وجلالت کا کبھی نہ دیکھا تھا اُس انیس نے اور اپنی ہمجولیون کو بھی دکھایا سب کی نگاہ
ہاشم تیغزن پر پڑی وہ محو جمال ہو کر مثل آئینہ حیرت زدہ ہوگئین ملکہ نے ایک ایک انیس جلیس کی طرف دیکھا
کہ جانب سبزہ زار نرگس وار سب ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہین پوچھا اے کمبختو تم سب کی سب لغور ٹکٹکی باندھے
کس کو دیکھتی ہو ایک نے اُنمین سے عرض کیا شعر گئے دن ٹکٹکی کے باندھنے کے + اب آنکھین
رہتی ہین دو دو پہر بند + دوسری نے کہا ارے خیلا کیا بکتی ہو چپ رہ تیسری نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور
بلاؤن یہ تو دیوانیان ہین آپ ذرا زیر برج نورانی سبزہ زار کی طرف ملاحظہ فرمایئے ملکہ نے جو جھک کر نگاہ کی
دیکھا کہ سبزہ زار چاندنی کا کھیت ہو ماہتاب چرخ چہارم سے اُتر آیا ہو یا خورشید تابان نے برج فلک سے
اس طرف دورہ کیا ہو چہرہ نورانی پر آنکھ نہین ٹھہرتی ہو نگاہ خیرگی کرتی ہو حسن وجمال شہزادہ ہاشم بیمثال
دیکھکر اپنا حسن وجمال بھول گئی۔ ہاشم تیغزن پر ہزار جان سے دلدادہ وفریفتہ ہوئی حسن یوسف صاحبقرانی
کی خریدار ہوگئی صورت زلیخا بیقرار ہوئی دایہ کی طرف مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا شعر فسانہ حسن یوسف کا سنا
کرتے تھے ہم اکثر + دکھایا صانع قدرت نے صحرا مین ان آنکھون سے + ائی دایہ تو ذرا اس جوان رعنا کو جا
بلا تو لا مین اس سے پوچھون تو سہی کہ کون ہو اور کیون یہان کھڑا ہو کسکی تلاش مین ہو یہ سُنکے دایہ گئی اور ہاشم
تیغزن کو اپنے ساتھ لے آئی ملکہ قمر سیلان شہزادہ ہاشم آفتاب جمال کی تعظیم کو اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ پکڑ کر
پاس اپنے بٹھا لیا ساقی گلفام کی طرف اشارہ کیا کہ لا جلد گلابیان بادہ ناب کی قابین کباب کی ساقی مہ جبین
نے کشتیان شراب وکباب کی لا کر فوراً حاضر کین جام جہان نما گردش مین آیا دور شراب چلنے لگا کباب نوش
کیے ملکہ قمر سیلان نے درج دہن کو وا کیا گوہر آبدار کلام شہزادہ ہاشم تیغزن پر نثار کرنے لگی عرض کیا
کہ آپ کا اسم گرامی نام نامی کیا ہو اس کنیز کو کچھ اپنے احوال مسرت مآل سے آگاہ کیجیے شہزادہ ہاشم تیغزن
نے فرمایا کہ فرزند ارجمند حمزۂ صاحبقران زمان کا ہون نام میرا شہزادہ ہاشم تیغزن ہو تم اپنا حال
بتاؤ تمھارا کیا نام ہو ملکہ نے کہا آپ کو میرے نام سے کیا کام ہو شہزادے نے کہا کہ دلیر قلعہ دار تیرا عاشق
ہو مین اُسکے واسطے تمھین لینے آیا ہون ملکہ قمر سیلان نے کہا ای شہریار دلیر قلعہ دار تو قطرہ گندیدہ
ہو وہ میرے دریاے عشق مین کیا غوطہ زنی کریگا مگر ہان ای بحر حُسن وخوبی واے موج دریاے محبوبی واے
گوہر یکتاے قلزم شان وشوکت واے لعل بے بہاے سمندر رعب وجلالت اگر آپ اس قطرۂ ناچیز کو اپنی
کنیزی مین قبول فرمایئے تو بجان ودل حاضر ہون اور اگر حضور اُسکے نامزد مجھکو کرینگے تو مین اپنے تئین
انگشتری الماس سے کشتہ کرونگی شہزادہ ہاشم تیغزن تو خود بھی ملکہ قمر سیلان پری پیکر پر مائل ہین
مگر مجبور ہین کوئی چارہ نہین کہ یہ خلاف خاندان حمزۂ صاحبقران زمان ہو کہ دوسرے کی معشوقہ پر قبضہ
کرنا دل مین کہتے ہین ای ہاشم ہر چند کہ تو بھی عاشق زار جمال ملکہ قمر سیلان ہو اور ملکہ خود بھی اسطرح
کہتی ہو مگر آجتک کبھی ایسا فعل تجھسے نہین واقع ہوا ہو کہ کسی کی معشوقہ خوبرو پر نگاہ بد ڈالی ہو انجام اسکا
کیا ہوگا کبھی ایسا نہ کرنا چاہیے ہاشم تیغزن اسی فکر مین اسی سوچ مین ملکہ کے قریب چپ بیٹھے ہوئے
ہین ملکہ ہر بار زانو پر ہاتھ رکھ کے کہتی ہو کہ حضور کچھ زبان معجز بیان سے ارشاد کیجیے ہاشم تیغزن کچھ جواب
نہین دیتے ہین اتفاقاً مفتوح کوہی جو شکار کھیل کر پھرا اُسی طرف سے گذرا خیال مین مفتوح کوہی کے یہ آیا
کہ بہن کو اپنی دیکھتے چلیے جب مفتوح کوہی سامنے برج کے آیا ملکہ کی جو اپنے بھائی پر نگاہ پڑی شہزادہ

ہاشم تیغزن سے بمنت و عجز ہاتھ جوڑ کر خوف زدہ ہو کر عرض کیا کہ آپ ایک دم بھر کے واسطے پوشیدہ ہو جائیے
بھائی میرا مفتوح آتا ہے مجھے دیکھکر ابھی چلا جائیگا ہاشم تیغزن نے کہا کہ بہتر ہے اور تلوار ٹیک کر اُٹھے اور
دروازے کی طرف چلے ملکہ نے کہا اے شہریار اُدھر آپ نہ جائیے کہ اسی طرف سے تو وہ چلا آتا ہے شہزادہ
ہاشم تیغزن نے فرمایا اے ملکۂ قمر سیلان ہم اولاد حمزۂ صاحبقران زمان ہیں ہم کبھی کسی سے پوشیدہ
نہیں ہوتے ہیں چھپنا کام نامردوں کا ہے دلیر ہم مقابلہ ہوتے ہیں یہ کہکر دروازے سے باہر نکلا اور
مفتوح کو ہی اُدھر سے آتا تھا دیکھا کہ ایک جوان آفتاب طلعت بصد شان و شوکت برج سے ملکہ قمر سیلان
کے نکلا ہے مفتوح نے للکارا تو کون ہے اور یہاں کیوں آیا تھا شہزادہ ہاشم نے نعرہ کیا نعرہ ہاشم
ہنم صفدر و غازی و صف شکن + شجاع و جری ہاشم تیغزن + او مفتوح کو ہی میں فرزند امیر کشور گیر زلزلہ
قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کا ہوں یہاں اسلیے آیا ہوں کہ دلیر قلعہ دار کی معشوقہ کو تجھسے
لونگا مفتوح کو ہی یہ کلام حیرت نظام شہزادہ ہاشم تیغزن سُنکے غصہ سے مثل بید کے تھر تھر کانپنے لگا کہا
او خدا پرست دلیر قلعہ دار کو تو میں نے مار کے صحرا میں ڈال دیا اب تو بھی ٹکڑے اُسکی لاش کے دیکھ لے
گیا تو میری بہن کے پاس صحبت آرا تھا اب تجھے بھی قتل کیے بغیر میں کب چھوڑتا ہوں یہ کہکے جو بدست کا ہاشم
تیغزن پر وار کیا شہزادے نے چوٹ بچا کر دونوں ہاتھوں سے جو بدست کو پکڑ لیا اور چاہا کہ جھٹکا دے کر
چھین لوں مفتوح کو ہی جو بدست کو چھوڑ کر ہاشم تیغزن سے لپٹ گیا اور قصد کیا کہ اس جوان کو مثل
ریزۂ خاک کے پیس ڈالوں مگر جسم ہاشم تیغزن فولاد کا پایا کچھ اثر بھی نہ ہوا کشتی ہونے لگی مفتوح کو ہی زور
آزمائی کرنے لگا جو پیچ سخت باندھا ہاشم نے اُسکا توڑ کرکے رد کر دیا چار پہر رات کشتی ہوا کی صبح کو ہاشم تیغزن
نے لنگ مفتوح کو ہی کا توڑ کر ایک ہاتھ سے اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے کہا کہ دیکھا تو نے زور خدا پرستوں کا
بفضلہ تعالے ہم دشمنوں پر اور کفار پر یوں غالب آتے ہیں مفتوح کو ہی پکارا اے شہریار الامان الامان
شہزادہ ہاشم نے کہا اے مفتوح امان جان کی بشرط ایمان اگر تو لقاے بے بقا پر لعنت کر اور دین اسلام
قبول کر تو ابھی تجکو امان دوں اور جان بخشوں مفتوح کو ہی نے پکار کر کہا کہ لاکھ لاکھ لقاے بے بقا اور
اُسکے پرستاروں پر لعنت ہے مجکو آپ کی اطاعت و فرمانبرداری سے اب سروکار ہے میں نے دین اسلام
قبول کیا میں بصدق دل مسلمان ہوا شہزادہ ہاشم نے اُسے ہاتھ سے زمین پر کھڑا کر دیا مفتوح کو ہی
دوڑ کر شہزادہ ہاشم تیغزن کے قدموں پر گرا نعلین پاے نور عین حمزۂ صاحبقران کو بوسہ دیا اور
اُٹھ کر گرد پھرا کلمۂ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا ہاشم تیغزن نے پوچھا اے مفتوح دلیر قلعہ دار کیونکر
تیرے ہاتھ سے مارا گیا مفتوح نے کہا میں شکار کھیلتا ہوا ادھر سے جاتا تھا وہ اُدھر سے آتا تھا میں نے
اُس سے پوچھا تو کہاں چلا اُس نے کہا کہ میں ملکہ قمر سیلان پر عاشق ہوں طالب وصل ملکہ قمر سیلان
جاتا ہوں اُسکو لے جاؤنگا مجکو یہ کلمہ اُسکا اسقدر ناگوار ہوا کہ میں آمادہ اُسکے قتل پر ہوا انجام کار اسکو میں نے
مار ڈالا اور اُسکی لاش کے ٹکڑے کرکے صحرا میں پھینکدیے چیل کوے کتے بھیڑیے کھا گئے ہونگے شہزادہ
نے کہا تو نے بہت برا کیا مفتوح نے کہا اے شہریار میں کبھی اُسے اپنی بہن نہ دیتا مگر ہاں آپ اپنی کنیزی
میں اُسکو رکھیے شہزادہ ہاشم نے کہا کہ اب تم تو اپنا حال کہو کہ کہیں تم تو کسی پر عاشق نہیں ہو مفتوح
نے ایک آہ سرد کھینچی اور آنسو آنکھوں میں بھر لایا شہزادہ سمجھا کہ یہ بھی عاشق تن ہے کسی پر فریفتہ ہے پوچھا

ای مفتوح تم کیون آنکھون مین آنسو بھر لائے کچھ حال تو بیان کرو مفتوح نے عرض کیا کہ حضور جبتک ملکہ قمر سیلان
کے پاس بیٹھین تو مین اپنا حال عرض کرون شہزادہ ہاشم تیغزن اُسی برج منور کی طرف چلے ملکہ
قمر سیلان نے جو دیکھا کہ شہزادہ ہاشم تیغزن مفتوح پر فتحیاب ہوا فوراً سجدہ شکر کیا غرضکہ ہاشم
تیغزن جب ملکہ کے پاس آئے ملکہ برائے تعظیم اُٹھ کھڑی ہوئی ہاتھ پکڑ کر مسند زرنگار پر بٹھایا شہزادے
نے کہا ای ملکہ تمھارا بھائی تو اسلام لایا اب تم بھی مسلمان ہو ملکہ نے عرض کیا کہ مجکو ہر کیف تمھاری اطاعت
و فرمانبرداری منظور ہی مجکو مسلمان ہونے مین کیا تامل ہی پھر شہزادے نے کلمہ طیبہ اُسکو تعلیم کیا ملکہ کلمہ
پڑھکر دائرۂ اسلام مین آئی ہاشم تیغزن نے کہا ای ملکہ عجب فضل الٰہی شریک حال ہوا کہ دلیر قلعہ دار
مارا گیا نہین تو ہمارے تمھارے وصل ممکن نہ تھا بڑی مشکل پڑتی ملکہ بولی ای شہریار مین اپنی جان دیتی
مگر دلیر قلعہ دار کو ہرگز ہرگز قبول نہ کرتی فقط میری زندگی تھی جو وہ مارا گیا پھر ملکہ قمر سیلان نے حکم کیا
کہ خاصہ لاؤ فوراً آکر دسترخوان بچھا شہزادہ ہاشم اور ملکہ نے کھانا کھایا رات بھر کا جاگا ہوا تھا
ارام فرمایا دوسرے دن صبح کو مفتوح کو ہی آیا ملکہ بھائی کی تعظیم کو اُٹھی مفتوح نے شہزادہ ہاشم تیغزن
کو سلام کیا پاس آکر بیٹھ گیا ساقی بچون کو اشارہ کیا دورہ بادۂ ناب ہوا جب دو تین جام شراب پر نوبت
پہونچی اور دماغ گرم ہوا نشہ شراب کا چڑھا کہ ہاشم تیغزن نے فرمایا ای مفتوح اب حال اپنا خلاصہ بیان
کرو مفتوح نے کہا ای شہریار یہان سے کئی منزل پر ایک شہر ہی کہ نام اُسکا جانقیہ ہی بادشاہ وہان کا
مرزبان شاہ ہی مجھے اُس سے شکارگاہ مین ملاقات ہوئی تھی مرزبان شاہ مجکو اپنے شہر مین
لے گیا وہان میری دعوت و ضیافت کی بعد انفراغ دعوت مین رخصت ہو کر چلا شہر سے باہر نکلا تھا کہ بیٹی
مرزبان شاہ کی اپنے باغ سے آتی تھی ہوا سے پردہ محافے کا اُٹھا میرا اور ملکہ کا سامنا ہوا تیر عشق جگر
سے پار ہوا دل بہت بیقرار ہوا سواری اُسکی اُسطرف نکل گئی مین اپنے شہر کو آیا پیغام مرزبان شاہ
کو بھیجا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کر دو اُس نے پیغامبر کو نکلوا دیا اور میرا دشمن جانی ہو گیا ای شہریار
مرزبان شاہ زبردستان روزگار سے بڑا نامی و نامدار ہی چار لاکھ کی جمعیت سواران جرار لشکر
بیشمار رکھتا ہی کوئی اُس سے عہدہ برا نہین ہو سکتا بہت دشوار ہی کہ اُسکی بیٹی سے وصل ہو اُسکے عشق
مین مجکو رات دن بیقراری اور آہ و زاری ہی اگر آپ میری مددگاری کیجیے گا تو زندگی ہوگی ورنہ یونہین
فراق مہجبین مین تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگا شہزادہ ہاشم تیغزن نے کہا ای مفتوح تم خاطر جمع رکھو
مین تمھاری معشوقہ کو تمسے ملا دونگا مفتوح نے کہا ای شہریار فوج اسقدر کہان ہی کہ آپ اُس سے
جا کر سامنا کیجیے گا ہاشم تیغزن نے کہا ای مفتوح ہمنے چھ ملک فی الحال یکہ و تنہا فتح کیے ہین
مرزبان شاہ سے بھی اکیلا جا کر مقابلہ کرونگا مدد پروردگار کا طالب ہون وہ حافظ حقیقی ہر وقت
ہر مقام پر تنہائی مین اور غیر تنہائی مین نگہبان ہی فوج اور لشکر کی کچھ حاجت نہین ہی مفتوح کو ہی نے
گرد پھر کے نعلین پا کو بوسہ دیا اور ہاتھ جوڑ کے عرض کیا ای شہریار مجھے آپ کو وہان تنہا جانے دینا گوارا
نہین ہی شہزادہ ہاشم تیغزن نے فرمایا اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو تم فوج لے کر الگ الگ چلو
دامنہ کوہ مین پوشیدہ اُترنا تماشا دیکھنا ہرکارے خبر کے واسطے لگائے رکھنا جس وقت تم کو خبر پہونچے
کہ مین مرزبان شاہ پر فتحیاب ہوا اُس وقت تم فوج لے کر چلے آنا مفتوح نے کہا بہت خوب بسر و چشم

القصہ شہزادہ ہاشم تیغزن یکہ و تنہا بصد کروفر شہر جابلقیہ کو روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل شہر
جابلقیہ مین پہونچے دیکھا شہر بہت آراستہ و پیراستہ ہی دکانین پختہ دو طرفہ مین دکاندار آباد خوش و خرم
ہر چیز عمدہ دکانون پر موجود ہی بازارون کی سیر کرتے ہوئے خرامان خرامان کاروانسرا مین آکر اُدھرسے
بھٹیارے کو آواز دی مہتر جی ادھر آؤ جب بھٹیارہ قریب آیا ایک اشرفی کندلی کلدار نکال کر اُسکے آگے پھینکدی
اور گھوڑے سے اُترے اور کہا گھوڑا ہمارا باندھ دو اور گھانس دانے کا اسکے سامان کرو اور کھانا ہمارے
واسطے پکاؤ بھٹیارے نے خوشی خوشی وہ اشرفی اُٹھائی اور گھوڑا شہزادے کا ٹہلا کر باندھا چارجامہ
کھول کر کوٹھری مین رکھا بھٹیاری سے کہا اری بجودھرائت تو میان کو حقہ پانی دے وہ ہاتھ منھ دھوئین حقہ
پیئین مین دانے گھانس کی فکر مین جاتا ہون اور سودا کھانا پکانے کا بھی لیتا آؤنگا غرضکہ مہترانی نے
ڈیڑھ خمہ حقہ کھنی دار بھرکے آگے شاہزادے کے رکھا اور گرم پانی کا لوٹا بھر کر لائی واسطے ہاتھ منھ دھونے
کے غرض شہزادہ ہاشم تیغزن نے ہاتھ منھ دھو کر حقہ پیا رات کو کھانا قورمہ چپاتیان نوش کین کھانے پینے
سے فراغت کرکے بھٹیارکی نے پلنگ سج سجا کر تیار کر دیا شہزادے نے آرام کیا صبح کو گھوڑا کسوا کر شہر کی سیر کو
چلے جاتے جاتے چوک مین پہونچے دیکھا کہ ایک مقام پر خلائق کا ہجوم ہی جب قریب پہونچے تو ملاحظہ کیا کہ ایک
کمان اور ایک بدرۂ زر چوکی پر سنگ مرمر کی رکھا ہی اور ایک شخص کرسی پر بیٹھا ہوا ہی شہزادہ ہاشم تیغزن
نے گھوڑے کو روک لیا اور اُس شخص سے پوچھا کہ یہ کمان کیسی ہی اور یہ بدرۂ زر کیسا ہی اُسنے شہزادہ ہاشم
تیغزن کے حسن و جمال کو دیکھکر بہت متحیر ہوکر کہا ای جوان صاحب شوکت و شان ہمنے کبھی تمکو اس شہر مین
نہین دیکھا شاید تو نیا وارد ہی اپنا نام و نشان بتا شہزادہ ہاشم تیغزن نے کہا پہلے تم اس کمان کا حال بیان کرو
تو پھر مین اپنے نام اور حسب و نسب سے آگاہ کرونگا اُس کرسی کے احمق نے کہا کہ یہ کمان مرزبان شاہ
کی ہی یہان اسواسطے رکھوا دی ہی کہ جو کوئی اس کمان کو کھینچ لیگا یہ بدرۂ زر پائیگا اور اگر ارادہ کھینچنے کا کرکے
نہ کھینچ سکیگا گردن مارا جائیگا شہزادہ ہاشم تیغزن مرکب سے کود پڑے اور کہا کہ ہم اس کمان کو کھینچتے ہین اگر ہمسے
نہ کھینچ سکیگی تو تو ہمین قتل کرنا یہ کہکر وہ کمان ہاشم تیغزن نے ہاتھ مین اُٹھالی اُس جوان کرسی کے احمق نے
ہر چند منع کیا کہ ای جوان تو اس کمان کو رکھدے ہرگز کھینچنے کا قصد نہ کرنا نہین تو مفت مین جان تیری جائیگی
اور یہ کمان بھلا تجھسے کیا کھنچیگی اس کمان کو بڑے بڑے طاقتدار نہ کھینچ سکے جو دعوی رستمی اور دولہ تہمتنی
رکھتے تھے تو ان ہاتھ پانون پر اتنا بڑا دعوے کرتا ہی ہاشم تیغزن بطلق اُسکے کہنے کو سماعت مین
نہ لائے اور چلہ پر کمان کے ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا اور گوشے سے گوشہ ملا دیا تحسین و آفرین کی صدا چارطرف
سے بلند ہوئی واہ واہ کا غل ہر جانب سے اُٹھا ہر شخص نے کہا کہ ایسی طاقت آجتک ہمنے کسی مین نہ دیکھی
ہمیشہ اس شخص کو خدا نظر بد سے بچائے رکھے وہ جوان کرسی نشین دنگ ہو گیا مثل آئینہ کے حیرت زدہ ہو کر
چہرۂ بیمثال شہزادۂ ہاشم تیغزن دیکھنے لگا شہزادۂ ہاشم تیغزن نے وہ بدرۂ زر اُٹھا لیا اور
کھڑے کھڑے اُسی جگہ غربا اور مساکین و محتاجین کو سب تقسیم کر دیا آپ اُسمین سے ایک پیسہ نہ لیا لوگ
اور زیادہ متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ شخص بڑا سخی داتا ہی کہ اس شفقت و جانکاہی سے تو یہ بدرۂ زر ہاتھ آیا
اور یون دم بھر مین اسنے اسی جگہ بانٹ دیا ہرکارون نے یہ خبر مرزبان شاہ کو پہونچائی کہ ایک جوان
نہایت حسین و شکیل وارد شہر ہوا ہی اُسنے کمان آپ کی کھینچ کے دونون گوشے ملا دیئے اور بدرۂ زر

مساکین کو بانٹ دیا مرزبان یہ خبر سنکر بہت متحیر ہوا اور حکم کیا کہ اُس جوان رعنا کو بکمال عزت و توقیر حشم
و خدم ہمارے پاس لاؤ بموجب حکم بادشاہ وزرا و امرا اور تمام سرداران جلیل القدر برائے استقبال شہزادہ ہاشم
تیغزن آئے اور شہزادے سے ملاقات کرکے کہا کہ بادشاہ آپ کا مشتاق زیارت حسن و جمال چہرۂ بیمثال ہی
تشریف لیچلیے ہاشم تیغزن بعد کر و فر اُن سب کے ہمراہ بارگاہ مرزبان شاہ مین آئے بادشاہ نے شہزادہ
ہاشم کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا ہر اہل دربار بہ نگاہ غور حیران حیران صورت شہزادے کی دیکھنے لگا بادشاہ نے
ساقی بچون کو اشارہ کیا وہ اُسی وقت کشتیان شراب و کباب کی لائے دور بادۂ ناب چلنے لگا بادشاہ نے
اپنے ہاتھ سے جام زرنگار لیکر بادۂ گلفام سے لبریز کیا اور شہزادہ ہاشم تیغزن سے کہا کہ لیجیے نوش کیجیے
ہاشم تیغزن نے کہا کہ مین جام شراب تمھارے ہاتھ سے نہ پیونگا مجھپر یہ شراب حرام ہی تم لقا پرست ہو اور
مین خدا پرست ہون مرزبان شاہ کو دیکھتے ہی ہاشم تیغزن سے ایک محبت دلی پیدا ہوگئی تھی کہنے لگا ہی
جوان رعنا اگر مین تجھکو زیر کرون تو لقا پرستی اختیار کریگا ہاشم نے کہا کہ ہان اگر مین تجھسے زیر ہوجاؤنگا تو
لقا پرستی اختیار کرونگا اور اگر تو زیر ہوجائیگا تو مین تجھکو مسلمان کرونگا مرزبان شاہ نے قبول کیا اور حکم
دیا کہ اکھاڑہ تیار ہو اُسیوقت اکھاڑہ تیار ہوا ملازم جانگیا اور لنگوٹ دو کشتیون مین لگا کر لائے بادشاہ
ہاشم تیغزن کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا دونون نے لباس اُتارے جانگیا اور لنگوٹ زیب بدن کیا
دونون اکھاڑے مین اُترے خم مارکے پیترے بدلے ہاتھ ملاتے ہی لپٹ پڑے کشتی ہونے لگی کلہ بکلہ
پشت بپشت سامنے کے داؤن پیچ اور زور آزمائی قوت نمائی ہو رہی ہی مگر کوئی غالب نہین آتا دونون برابر
جھٹے ہوئے ہین یہان تک کہ شام ہوگئی مرزبان شاہ نے کہا ای جوان بس اب شام ہوگئی رات کو استراحت
کرو صبح کو پھر لڑینگے ہاشم تیغزن نے کہا ای مرزبان شاہ تم دن بھر لڑا کیے کچھ نہوا اسیطرح برسون گذر جائینگے
اور جھگڑا تمام نہوگا اور کوئی کسی پر غالب نہ آئیگا بہتر یہ ہی کہ بغیر فیصلہ ہوئے ہم تم جدا نہون مرزبان شاہ
بولا کہ تاریک شب مین کون تماشا دیکھیگا شہزادے نے کہا کہ روشنی منگواؤ کیا مشکل ہی بادشاہ نے حکم کیا کہ
روشنی ابھی اچھی طرح سے ہوجائے بموجب حکم بادشاہ مشعلچی دستیان طلائی جلا کر حاضر ہوئے ایک جا سوتی
تہیون کے چہار چہار طرف اکھاڑے پر رکھدیے گئے پنجشاخے نقرئی دور تک ہزار ہا گڑ گئے ہزارے طلائی
جلاکے رال کے مٹھے مارنا شروع کیے اسقدر روشنی اکھاڑے سے دور تک چہار طرف ہوئی کہ گویا آگ لگ گئی
اگر سوئی زمین پر گرے آدمی اُٹھا لے ادھر خوان میوے کے اور کاسے دودھ کے لبالب آئے مرزبان شاہ
نے خوب میوہ کھایا دودھ پیا پھر تازہ ہوگیا شہزادۂ ہاشم کی بھی صلاح کی ہاشم تیغزن نے کہا کہ ہرچند مین نے
صبح سے مطلق کچھ نہین کھایا ہی مگر اب بھی نہین کھاؤنگا یہ میرا معمول نہین اب ایک ہی مرتبہ کھانا کھاؤنگا اور پانی
پیونگا ہرچند مرزبان شاہ نے اصرار کیا مگر ہاشم تیغزن نے رُخ بھی نہ کیا مرزبان شاہ نے کہا ای جوان
تو مجھے بدنام کریگا لوگ کہینگے کہ حریف کو بھوکھا پیاسا کرکے پکڑ لیا مین نہین چاہتا ہون کہ کوئی بات بدنامی کی میرے
ذمے عائد ہو ہاشم تیغزن نے کہا تمھین کوئی نہین بدنام کریگا ہمارا تو یہ دستور ہی نہین ہی کہ ہم بغیر فیصلۂ جنگ
کچھ کھائین پیین غرضکہ پھر دونون سرگرم معرکۂ کشتی ہوئے تمام رفقا بادشاہ کے اور سرداران اولوالعزم اور شہر
کے امیر غریب تماشا دیکھ رہے ہین سب کی نگاہ لڑی ہوئی ہی از سرتاپا دونون پسینے مین غرق ہین اکھاڑے
مین جابجا پسینے سے کیچڑ ہوگئی ہی غرضکہ رات بھر اُسی طرح کشتی ہوا کی پیچ بندھا کیے توڑ ہوا کیے آخر صبح ہوگئی

دوسرے روز پہردن باقی تھا کہ مرزبان شاہ ہاشم تیغزن کو ریل کر دوڑا لے گیا چھ سات قدم پر جاکے ایک جھٹکا دیا کہ ایک زانو ہاشم تیغزن کا زمین سے جالگا ہاشم نے لنگر مارا ہر چند مرزبان شاہ نے زور کیا کہ لنگر ہاشم کا اکھیڑ لے مگر مطلق جنبش بھی نہ ہوئی گویا زمین نے پانون پکڑ لیے مرزبان شاہ عرق عرق ہوکر ہانپنے لگا عاجز ہوکر ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا اے جوان مین تو اپنا زور آزما چکا اب تجھے جو کچھ ہو سکے مقدور نہ کر اُسوقت ہاشم تیغزن نے دونون بازو مرزبان شاہ کے تھانبے اور ریل کر دس گیارہ قدم دوڑا لے گیا وہان جاکر دفعۃً جھٹکا مارا دونون گھٹنے مرزبان شاہ کے زمین سے جالگے مرزبان شاہ چاہتا تھا کہ لنگر مارے ہاشم تیغزن نے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کیا اور زور کر کے لنگر توڑا ایک ہاتھ سے مرزبان شاہ کو اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے کئی بار چرخ دیا چاہا کہ زمین پر ماریں کہ مرزبان شاہ پکارا الامان الامان اے جوان یہ حمیت سے بعید ہے جسکو زیر کرتے ہیں اُسکو ذلیل نہیں کرتے ہیں اے رستم عرصۂ صولت و شوکت واے فخر نریمان میدان ہمت وجلالت مین نے اطاعت و فرمانبرداری آپ کی اختیار کی آج سے مین آپ کا غلام حلقہ بگوش ہون بیشک آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین مثل آپ کے کوئی شجاع و بہادر نہوگا ہمیشہ تعریفین مردانگی و شجاعت اہل اسلام کی سنا کرتا تھا آج آنکھون سے دیکھ لیا ہاشم تیغزن نے مرزبان شاہ کو اُسی طرح ہاتھ سے رکھ دیا وہ اُٹھکر گرد پھرنے لگا ہاتھ آنکھون سے لگائے قدم میمنت لزوم کو بوسے دیے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر تمام سردارون کو بلا یا افسران فوج کو طلب کیا اور سب سے کہا کہ جسکو میرے پاس رہنا ہو وہ لقا پر لعنت کرے دین اسلام قبول کرے سب نے کہا لقا پر ہمنے لعنت کی دین اسلام اختیار کیا پھر تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے توڑکر مسجدین تعمیر کرائین سکہ نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا جھنڈا دین اسلام کا گڑ گیا مرزبان شاہ نے شہزادے کی دعوت و ضیافت کی ہاشم تیغزن نے کہا اے مرزبان جب سے مین اسطرف آیا ہون جسکو زیر کیا اُسنے دین اسلام قبول کرنے مین عذر کیا کہ مین فلان مقام پر فلان ملکہ کا عشق رکھتا ہون میری معشوقہ کو مجھسے ملا دیجیے تو مین دین اسلام قبول کرونگا چنانچہ مفتوح تمہاری بیٹی پر عاشق ہے اُسکی معشوقہ کی فکر مین تمہارے شہر مین آیا تھا مرزبان نے کہا اے شہریار مفتوح کی کیا مجال تھی کہ اسطرف آنکھ اُٹھاکر دیکھ سکتا یا میری بیٹی کے عشق کا نام زبان پر لاتا مگر آپ کے فرمانے سے مجکو کچھ عذر و انکار نہین القصہ شہزادہ ہاشم تیغزن نے سب عاشقون کو اور سب معشوقون کو وہین بلوایا اور ایک کا ایک کے ساتھ عقد کر دیا اور اپنا عقد ملکہ قمر سیلان کے ساتھ کیا بعد اُسکے ہرکارون کو چہار طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد سرداران لشکر اسلام کی خبر لاؤ ہرکارے گئے اور بعد کئی دن کے خبر لائے کہ دامنۂ نیل کوہ مین شاہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ کا لشکر اُترا ہوا ہے شہزادہ ہاشم نے بھی لشکر فراوان ساتھ لیکر اُسی طرف کا رستہ لیا

دو کلمہ داستان شوکت نشان بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد عالیمقام کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا جام وہ عطر بیز — کہ جس مے کے پینے سے ہو نشہ تیز
عجب رنگ کی ہو مئے سرخ فام — بھرے ہین تر لبے لہو سے تمام
تلاطم ہوا چاہتا ہے عیان — ترا میکدہ ہوگا مقتل نشان
سحر توسن کلک چالاک کر — روان جلد اب سوے افلاک کر
بڑا معرکہ اب تو در پیش ہے — ہر اک رند ساقی جگر ریش ہے
چمک برق کی ہے کہ موج شراب — الم سے ہے دل میکشون کا کباب
جو ساغر مین شمشیر کی لہر ہے — وہ رندون کے حق مین ترا زہر ہے

غزل

کونسا خورشید آج اپنا چراغ خانہ ہے

بزم مین باہم ہجوم شمع اور پروانہ ہے — ابر ہو صحن چمن ہو ساقی مستانہ ہے
دل خیال چشم مست یار سے بیگانہ ہے — ہر طرف کو خندۂ برق و گل و پیمانہ ہے
داغ سودا جو نظر آتا ہے اک پیمانہ ہے — دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے

روح قالب مین نہین ہی بزم مین پروانہ ہی
سرخوشی ممکن نہین جبتک نہ چھلکے جام عمر
اب نہال آرزو وہ سبزۂ بیگانہ ہی
ہر کسی نے کی فریب دوستی مین دشمنی

بید مجنون میری تربت پر ہوا برپا جو تخم
یہ خرابات جہان بھی گور ہی میخانہ ہی
محو ایسے خانۂ رنگین مین مہمان ہو گئے
میری شمع قبر پر موج ہوا پروانہ ہی

استخوان سونگھا ہما جس شخص نے دیوانہ ہی
نام سرسبزی ہی جسکا بوستان دہر مین
یہ نہین ثابت کسی پر کون صاحب خانہ ہی
بیت نویسندہ کا دفتر لاجواب

رقم کردۂ داستان انتخاب نام شجاعان عرصۂ جانبازی و یکہ تازان میدان سرفرازی توسن کلک کو یون مہمیز کرتے ہین

کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام جب اُس معرکۂ آفت خیز بلا انگیز یعنے برف باری مین بارگاہ فلک جاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر لقا یاقوت شاہ بیکرا آگیا ہی سرداران لشکر اسلام وغیرہ سے تلوار چل رہی ہی مرکب باد رفتار پر سوار ہوکر چلے میدان کارزار مین آکر تلوار کھینچی لڑنا شروع کیا جب ایک سردار لشکر لقا نے مقابلہ ہوا اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوگئے اُسی عالم زخمداری مین اُس کافر کو تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوکر گرا ادھر زخم سے چادر خون کی مُنھ پر آئی بیہوش ہوگئے رہوار کی گردن مین ہاتھ حمائل کر دیے مرکب میدان جنگگاہ سے طرف صحرا کے نکل گیا بگٹٹ قدم اُٹھائے ہوئے دوڑتا چلا رات بھر بادیہ پیمائی کی صبح کو قریب طلسم خونریز کے پہونچا ایک صحرائے پر فزا ملا کہ وہ متعلق شہر پیرانیہ سے تھا مرکب سبزہ زار دیکھکر تھم گیا ہری ہری گھانس کھانے لگا جب خوب سیر ہوا ایک چشمے پر آیا پانی پیا خنکی جو قلب کو پہونچی پھریری لی بادشاہ حالت زخمداری مین بیہوش تھے زمین گیاہ پر گر پڑے مرکب پھر چرا مین مصروف ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جب اُس شہریار کو ہوش آیا اپنے تئین صحرائے سبزہ زار مین پایا بسم اللہ کہکے اُٹھے چشمے پر آئے زخم سر کو پانی سے دھویا رومال سے خشک کیا قربوس زین فرس سے سوزن و رشتہ نکالا زخم سر مین ٹانکے دیے مرہم بھی موجود تھا ایک پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھائی فوراً درد سر کے زخم کا موقوف ہوگیا گھوڑے پر سوار ہوے ایکطرف کو چلے جاتے جاتے ایک اور صحرا مین گذر ہوا دیکھا کہ ایک گنبد سبز شل فلک زنگاری کے ہی خیال مین آیا کہ آج کی شب یہین بسر کیجے کچھ تو دل مجروح کو راحت ملے یہ سوچ کے قریب اُس گنبد سبز کے آئے گھوڑے سے اُترکے اُس گنبد مین داخل ہوئے دیکھا کہ ایک پریزاد نہایت حسین و وجیہ بصورت نازنین مہ جبین مہر تمکین مسند ناز پر جلوہ گر ہی بادشاہ اسلام دیکھتے ہی اُس حور لقا کو عاشق ہوگئے وہ پریزاد تعظیم کے اُٹھی اور ہاتھ پکڑکر اپنے پہلو مین مسند پر بٹھا لیا اور عرض کیا کہ آپ کون ہین اور کیونکر ادھر آئے بادشاہ اسلام نے تمام حال اپنا بیان کیا اور اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی اُس نے کہا مین پریزاد ہون مجکو ساحر پروز سحر سامری یہان لے آئے ہین پھر اُس نے تمام اسباب صحبت جشن اور سامان جلسۂ عیش مہیا کیا گلابیان شراب کی قابین کباب کی منگائین بادشاہ اسلام شریک جلسۂ عیش ہوئے دور مے چلنے لگا پھر اُس نے کھانا منگوا کر دسترخوان بچھوایا آپ بھی کھانا کھایا بادشاہ کو بھی کھلایا بعد فراغت نا و نوش وغیرہ باہم مشغول اختلاط ہوئے بادشاہ اسلام نے اُس پریزاد کے گلے مین دونون ہاتھ ڈال دیے اور مُنھ کے پاس مُنھ لیجاکر ارادہ بوسہ لینے کا کیا کہ ایک بوے بد اُس گندہ دہن کے مُنھ سے آئی فوراً مُنھ ہٹا لیا ہاتھ گردن سے نکال لیے نفرت کلی ہوگئی بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ خود ساحرہ ہی بس دور ہٹ کے اُس سے بیٹھے اُس نے کہا ای شہریار یہ کیا تو ایسی گرمجوشی تھی یا یہ سردمہری ہوئی فرمائیے کیا سبب ہی جو آپ نے مجھسے کنارہ کشی کی بادشاہ اسلام نے جواب دیا او مکارہ لکانہ تو جادوگرنی ہی مجکو پریزاد بنکر صورت دکھائی مُنھ مثل سنڈاس کے ہی ایسی بوے بد آتی ہی کہ نفرت ہوگئی دماغ پریشان ہوگیا وہ بولی کہ ای شہریار سواے گندہ دہنی کے اور تو کوئی عیب مجھ مین نہین ہی حسن خوبی جمال رکھتی ہون سن بھی کم ہی بادشاہ نے فرمایا او لکانہ مجکو فریب دیتی ہی دو سو برس سے تیرا سن کم نہین ہی وہ قسمین کھانے لگی

کہ مجکو ابھی پندرھوان برس شروع ہی ابھی اچھی طرح کھیل کود سے بھی واقف نہین ہون بادشاہ نے فرمایا ہم
جادوگرنی سے ہمصحبت نہین ہوتے ہین اُس مکارہ نے کہا کہ ان باتون مین تم بہت خراب ہوگے مجھے ناراض نکرو
بادشاہ نے کہا او لکاتہ مین تجھپر تھوکتا بھی نہین یہ سنکر وہ برہم ہوئی اور سحر جو کیا ہاتھ پانون بادشاہ کے کرخت ہوکر
رہ گئے اُسنے کھینچ کر اپنے پاس بٹھا لیا اور منتین کرنے لگی کہ اے شہریار مین تجھپر ہزار جان سے عاشق ہون ایسی
چاہنے والی تو نہ پائیگا دیکھ پچھتائیگا نہین تو میرا مطلب دلی برلا بادشاہ نے کہا مجکو جان دینا قبول ہی مگر تجھسے
ہمبستری منظور نہین یہان یہ ذکر تھا کہ ایک تخت پریزاد کا آسمان سے اُترا گلاب پری اُسکا نام تھا تمام برج خیمہ
جشم سے معطر ہوگیا بادشاہ اسلام کو دیکھتے ہی عاشق و شیدا ہوگئی پاس آکر اُس ساحرہ کے بیٹھی پوچھا کہ یہ آدم زاد کون
ہی وہ ساحرہ بولی کہ یہ شخص بڑا ذی مرتبت صاحب شان و شوکت بادشاہ لشکر اسلام ہی خداوند لقا نے لشکر پر اسکے
ساحرون سے برف باری کرائی لشکر اسکا تباہ ہوگیا یہ خراب و خستہ ہوکر ادھر نکل آیا مین اسکو دیکھکر عشق مین
دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہون مین کہتی ہون یہ میرا کہنا نہین مانتا شراب وصل سے سیراب نہیں کرتا اگر اسنے میرا کہنا
نہ مانا تو مین بھی اسکو گرفتار کرکے لقا خداے باختری کے پاس بھیجدونگی چاہے وہ قتل کرے چاہے چھوڑدے
یہ ذکر تھا کہ یکایک دو تخت اور آسمان پر سے اُترے ایک تخت پر روح افزا پری سوار تھی دوسرے پر گلران
پری بیٹھی تھی یہ دونون پریزادین بھی بادشاہ اسلام کو دیکھتے مائل و شیدا ہوگئین پاس آکر بیٹھین اُس ساحرہ سے
حال بادشاہ کا پوچھا یہ کون شخص ہی بادشاہ اسلام بھی اُنکو دیکھکر حیران ہوے روح افزا پری کی طرف مائل
ہوئے مگر اس ساحرہ کی وجہ سے خاموش رہے اُس ساحرہ نے اُن پریزادون سے کہا کہ تمہارا یہان بیٹھنا مناسب
نہین ہی کسواسطے کہ ایسا نہو ملک حارث یہان چلا آئے اور تمھین یہان بیٹھے ہوئے دیکھے تو غضب ہوجائیگا
اور ملک حارث سے بادشاہ طلسم خونریز جادو سے بہت ملاقات ہی جادوگر اُسکے کفیل حال مین اُن پریزادون
نے کہا کہ ہم گھڑی دو گھڑی ٹھہر کر چلے جائینگے اور آپسمین صلاح کی کہ اس ساحرہ کو لپٹ کر مار ڈالو یہ لکاتہ چاہتی ہی
کہ اس سے عیش و عشرت کرے اور ہم محروم رہین یہ مشورہ باہم کرکے اُٹھین تینون ذو فنون جادو کے پاس آکر کہنے لگین
کہ آپ کی قدمبوسی کرلین تو چلے جائین بس ایک نے دونون ہاتھ پکڑے اور دوسری نے دونون پانون پکڑ لیے
اور ایک نے لپٹ کر ہاتھون کو پکڑا وہ لکاتہ گری ایک چھاتی پر چڑھ بیٹھی دونون ہاتھون سے پکڑ کر اس ساحرہ کا
گلا گھونٹ دیا وہ سحر بھی نہ کرنے پائی تڑپ تڑپ کر مرگئی تمام صحرا مین تاریکی ہوگئی پیرون نے اُسکی شور و غل مچایا ہوا تند
چلی جب بعد تھوڑی دیر کے وہ بلاے تازہ دفع ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ذو فنون جادو بود فسوس
مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم بادشاہ اسلام کے ہاتھ پانون کھل گئے پھر وہی طاقت آگئی اثر سحر دفع ہوگیا
بادشاہ نے اُن تینون پریزادون سے کہا مجھپر تمہارا کمال احسان ہوا اس ساحرہ کو مارا میری جان بچائی اُن
پریزادون نے جواب دیا کہ ہم سب آپ کی کنیزین ہین آپ کی محبت مین ہمنے اسکو مار ڈالا بادشاہ اسلام اُن پریزادون
کے پاس بیٹھ گئے اور پوچھا کہ پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم سب کون ہو اور یہ کونسا مقام ہی اور یہ ساحرہ کون تھی اور یہان کے
بادشاہ کا کیا نام ہی اُن پریزادون نے کہا اے شہریار یہان ایک طلسم ہی کہ نام اُسکا طلسم خونریز ہی ہم اُسی طلسم
کے رہنے والے ہین اور یہ ساحرہ بھی اُسی طلسم کی تھی اور یہ علاقہ شہر بیرائیہ کا ہی ملک حارث یہان کا حاکم ہی
بادشاہ اسلام نے کہا کہ ایسا ہو سکتا ہی کہ تم لوح طلسم خونریز ہمین لادو کہ ہم طلسم کو فتح کرین اُنھون نے عرض کیا اے
شہریار ہمین معلوم نہین کہ لوح طلسم خونریز کہان ہی یہ ذکر تھا کہ قضاے کار ملک حارث طلسمی بھی وہان گیا بادشاہ اسلام

کو پریزادون مین بیٹھے دیکھا آگ ہوگیا کلیجہ آتش حسد سے جلنے لگا للکارا کہ او فتنہ پرداز تو کون ہی جو پریزادان طلسم
سے صحبت آرا ہی اب تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا بس تلوار کھینچکر جھپٹا پریزادین تو الگ ہٹ گئین بادشاہ اسلام
بھی تلوار پکڑکے اٹھ کھڑے ہوے اور ملک حارث سے ہم مقابلہ ہوکر لڑنے لگے حارث نے برابر بادشاہ کے آکر
تلوار ماری بادشاہ اسلام نے بارہو بچا کر ہاتھ قبضے پر ڈال دیا اور تلوار اُسکی چھین لی پھر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا
اور مشکین اُسکی باندھکر ایک درخت سے جکڑ دیا اور آپ پھر صحبت پریزادان مین آکر جلوہ آرا ہوے مگر حیران تھے
کہ یہ تینون پریزادین عشق کا دم بھرتی ہین دعوی محبت کا کرتی ہین اور ان تینون نے تمیز احسان کیا ہی اُس جادوگرنی
کو مارا ہی کس سے مشغول اختلاط اور سرگرم ارتباط ہوجیے اسی فکر مین بیٹھے ہوے اُن پریزادون سے ہنس ہنسکر
باتین کررہے تھے کہ یکایک آسمان پر برق و شعلۂ آتش نمایان ہوے پریزادون کے ہوش اُڑگئے فوراً پرواز کرکے
چلی گئین بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی نہایت زشت رو سیاہ فام طویل القامت اژدرِ آتش فشان پر سوار
سامنے سے نمودار ہوئی بادشاہ ملک حارث کو جو درخت سے بندھا ہوا دیکھا بہت غضبناک ہوئی پوچھا اے بادشاہ
تجھکو کسنے گرفتار کرکے درخت سے باندھ دیا ملک حارث نے کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہی اسنے مجھکو زیر کرکے گرفتار کیا اور
درخت سے باندھ دیا اُس ساحرہ نے بادشاہ اسلام کی طرف بنگاہ قہر و غضب دیکھا اور کہا ارے تو کون ہی
بادشاہ اسلام نے نعرہ کرکے کہا او لکاتہ مین تیرا قاتل ہون اور تلوار کھینچکر جھپٹے اُسنے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ ہاتھ
انکا خشک ہوگیا بدن مین طاقت نہ رہی اُس ساحرہ نے کہا کیون تو مجھپر تلوار کھینچکر آیا تھا مجھکو بھی کوئی اور سمجھا
دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون یہ کہکر مشکین باندھ لین اور ملک حارث کو درخت سے کھولا اور کہا کہ تو اس
خدا پرست کو لیجا جو تیرا جی چاہے اسکا حال کر ملک حارث بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے اپنے شہر مین آیا قید آہن
مین گرفتار کیا اور زندانخانہ مین بھیجا دوسرے روز اپنے سامنے بلوایا جس وقت وہ شیر بیشۂ شجاعت و نہنگ دریاے
ہمت مسلسل بقید آہن دربار مین ملک حارث کے آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا ملک حارث نہایت برہم ہوا
اور للکارا کہ او خدا پرست بہتر یہ ہی کہ لقا پرستی اختیار کر نہین تو مین بہت بُری طرح تجھسے پیش آؤنگا بادشاہ اسلام نے
کہا کہ لعنت ہی لقاے بے لقا اور اُسکے پرستارون پر ملک حارث نے تاؤ پیچ کھا کر جلاد کو طلب کیا جب جلاد حاضر
ہوا حکم دیا کہ اس خدا پرست کو قتل کر جلاد حکم قتل پاتے ہی بادشاہ اسلام کے برابر آیا چاہا کہ زنجیر کا سرا جھٹک کر اُٹھائے
بادشاہ اسلام نے نعرۂ جگر خراش کرکے جلاد کو للکارا کہ دور ہو مردود جلاد دہل کر گر پڑا اور دوران سر لیا ہوا کہ پھر
دگیا بعد چند روز کے وہ جلاد اُسی عارضہ مین مرگیا وزیر خوش تدبیر ملک حارث کا بیٹھا تھا اُسنے ملک حارث سے
بہ آہستگی کہا کہ حضور میری راے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ یہ شخص بڑا نامی و گرامی ہی آپ اسے قید رکھیے اور ایک عرضی
بخدمت خداوند لقا زمرد شاہ باختری روانہ کیجیے اُسمین یہ مضمون ہوے کہ تقدیر کنندۂ بندگان خود و پرورش دہندگان
پرستاران یہ عرضی بجہ ناچیز و ذلیل بندہ بندگان خداوندی کی بحضور خداوند لقا زمرد شاہ باختری پیش ہو کہ بادشاہ
لشکر اسلام میرے پاس قید ہی اُسکے حق مین کیا حکم ہوتا ہی اُسکو مسلسل بقید شدید کرکے بھیجدیا جاے یا قتل کیا جاے
جیسا ارشاد ہو عمل مین لاؤن ملک حارث نے راے وزیر با تدبیر کی پسند کرکے اور اسی مضمون کی عرضی لکھکے
طایر طلسماتی عیار کو بلا کر حوالے کی اور کہا جا جلد یہ عرضی خدمت خداوند لقا مین پہونچا اور جواب لیکر جلد آ اور
یہان حارث نے حکم کیا کہ ایک قفس آہنی لاؤ اور اُسمین اس خدا پرست کو بند کرکے سر چوک عقابین پر چڑھاؤ اور
پہرہ بہت جو کسی کے ساتھ مقرر ہو اور پہرے والون کو حکم دو کہ جو کوئی اسپر رحم کرے یا زیر عقابین کھڑا ہو کر اس سے بات

کرے اُسکو گرفتار کر لو اُسی وقت بموجب حکم حارث بادشاہ اسلام کو قفس آہنی مین بند کر کے سر چوک عقابین پر
لٹکا یا اور بہرہ چوکی سرداران لشکر کا معین کیا وہان طایر طلسماتی عیار حارث کی عرضی لیکر مثل پرند کے اُڑتا ہوا طرف
سبائل کے روانہ ہوا قضاے کار شہر جمشیدیہ سے شہزادہ بدیع الزمان نے اُمیہ عیار کو بھیجا تھا کہ جاکر سرداران
لشکر اسلام کی خبر لاے امیہ صحرا صحرا اور کوہ کوہ تلاش مین سرداران لشکر اسلام کی پھر رہا تھا کہ ناگاہ دور سے ایک عیار کو دیکھا
کہ جست وخیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی خیال مین گذرا کہ اس عیار کو گرفتار کرنا چاہیے امیہ نے یہ سوچ کر عیاران کفار مین سے ایک عیار
کی صورت بنائی اور سامنے طایر طلسماتی کے آیا اور دست بستہ ہو کر پوچھا کہ بھائی تم کہان جاتے ہو طایر طلسماتی نے
کہا تم کون ہو اور کہان سے آتے ہو اُمیہ نے کہا مین عیار ہون خالوے قدرت لقا ضیغم خون آشام کا لشکر خدا پرستون
کا تباہ ہو گیا ہی مین اُنھین ڈھونڈھنے نکلا ہون کہ کہان کہان کس کس کو اسیر کیا ہی اور کہان قید ہین طایر طلسماتی
نے کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام شہر ببرانیہ مین قید ہین اور اب قفس مین بند کر کے سر چوک
عقابین پر چڑھاے گئے ہونگے مین عرضی ملک حارث کی لیے ہوے ملک سبائل کو خدمت خداوند لقا مین جاتا ہون اُمیہ اُسکے
ساتھ باتین ادھر اُدھر کی بتاتا ہوا چلا تھوڑی دور پہونچا تھا کہ پیچھے ہٹ کر حلقہ ہاے کمند عیاری طایر طلسماتی پر اُمیہ نے
مارے اور جھٹکا دیا طایر طلسماتی اُلجھکر گرا اُمیہ چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور کہا او حرامزادے عیار مکار مین
اُمیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان عالیشان تیرے آقا مردود نے بادشاہ اسلام کو قید کیا اب مین تجھے لیے جاتا ہون
خدمت شہزادہ بدیع الزمان مین وہ جو کچھ مناسب جانینگے تیرے حق مین کرینگے غرضکہ اُمیہ نے طایر طلسماتی عیار کو بیہوش کر کے
پشتارہ باندھا اور پیٹھ پر لاد کے خدمت مین شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی لایا اور تمام حال شہزادہ بدیع الزمان سے
بیان کیا یہ خبر وحشت اثر سُنکر شہزادہ بدیع الزمان گھبرا گئے اور بڑا ملال ہوا طایر طلسماتی عیار حارث کو قید کیا اور سب سردارون
سے رخصت ہوے اور کہا کہ مجھکو بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام کو رہا کرنا واجبات سے ہی تم سب کے
سب یہین رہو اب مین جاتا ہون اور چندے مین بادشاہ لشکر اسلام کو رہا کر کے لاتا ہون سب سردارون نے کہا کہ حضور
ہمین بھی لیتے چلیے شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا تمھارا وہان کچھ کام نہین ہی ایسا نہو کہ مین فوج ولشکر ساتھ لے کر جاؤن اور
ملک حارث خبر سُنکر بسبب دشمنی کے بادشاہ اسلام کو مار ڈالے اور تنہا جانے مین اس امر خاص کا اندیشہ نہین ہی یہ کہکر
اُمیہ عیار کو ساتھ لے کر شہر ببرانیہ کو روانہ ہوے بعد قطع مسافت صحرا و کوہ و دشت شہر ببرانیہ مین پہونچے خرامان
خرامان بازار کی سیر کرتے چلے جاتے ہین جب اُس مقام پر پہونچے جہان بادشاہ اسلام عقابین پر آویزان تھے قریب اگر
دور ہی سے آداب شاہی بجا لاے اور پکارے ای شہریار مین فقط آپ کی رہائی کے واسطے یہان آیا ہون زیر عقابین
وہ جو نگہبان اور پاسبان تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک جوان حسین شکیل مرکب پری پیکر پر سوار قیدی سے کھڑا باتین
کر رہا ہی پکار کر کہا کہ ای شخص حکم شاہی یہان نہ تو ٹھہرنے کا ہی نہ قیدی سے باتین کرنے کا ہی جو کوئی اس گنہگار سے بات
کریگا وہ گرفتار ہو جائیگا ہمین تیری جوانی پر رحم آتا ہی کہ کیا تجھکو اسیر کر کے لیجائین بہتر یہ ہی کہ تو جلد یہان سے چلا جا نہین تو
اس مجرم کی طرح تو بھی قید ہو جائیگا شہزادہ بدیع الزمان نے للکارا کہ او تیرہ روزگار یہ بادشاہ لشکر اسلام ہی مین
اسے چھڑانے آیا ہون تم تین تین روپیہ کے پیادے ناحق میرے ہاتھ سے مارے جاؤگے بچے تمھارے فاقے
کر کے مر جائینگے تم کچھ مزاحمت نہ کرو چپکے کھڑے تماشا دیکھو وہ مردود کافر کب ماننے والے تھے ایک ہی مرتبہ سب غل
مچا کر دوڑے کہ اس جوان کو پکڑ لو باندھ لو مجرم کا حمایتی بنکر آیا ہی شہزادہ بدیع الزمان نے تلوار کھینچکر مارنا شروع
کیا سو پچاس کو مار کے ڈال دیا باقی سب بھاگ کھڑے ہوے دور سے لینا لینا پکڑنا چلا رہے ہین پاس نہین آسکے

کچھ بھاگ کر ملک حارث کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا ملک حارث نے فرہاد طلسماتی کو بھیجا
کہ جا کر دیکھ تو سہی کون شخص ہے اسکی بھی مشکیں باندھ کر لے آ فرہاد طلسماتی دو ہزار سوار لیکر ساتھ اپنے زیر عقابین
آیا دیکھا کہ ایک جوان حسین تلوار برہنہ لیے زیر عقابین کھڑا ہے اور لاشیں بہت سی پڑی ہوئی ہیں فرہاد طلسماتی
نے حکم کیا کہ چہار طرف سے اس جوان کو گھیر کر پکڑ لو شہزادہ بدیع الزمان بھی تلوار پکڑ کر آ پڑے لڑائی ہونے لگی بہت
سے کفار کو مار کر پاس فرہاد طلسماتی کے پہونچے نعرہ کیا او نامرد اوروں کو لڑنے کو بھیجتا ہے آپ نہیں مقابلہ کرتا ہے فرہاد
طلسماتی شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی برش تیغ سر شگاف دیکھکر خوف سے مثل بید خشک کے تھر تھر کھڑا ہو کر
کانپا کیا جب دیکھا کہ شہزادہ بدیع الزمان تلوار کھینچے ہوئے پاس آ گیا مجبور و ناچار ہو کر لڑنا پڑا کوئی بچاؤ کی صورت
نہ معلوم ہوئی دیکھا کہ اب جان ہر طرح جائیگی دو چار ہاتھ اگر بن پڑے تو لڑ لو یہ سوچ کر تلوار کھینچی شہزادہ بدیع الزمان
جب برابر اُسکے آئے اُسوقت فرہاد نے تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان نے پشت شمشیر آبدار پر روک کر جو ہاتھ تلوار
کا مارا فرہاد مع گردن چار ٹکڑے ہو کر گرا ملک حارث کو خبر ہوئی کہ فرہاد طلسماتی واصل جہنم ہوا ملک حارث نے
رعدان طلسماتی سے کہا کہ تو جا کر اُس جوان کا سر کاٹ لا رعدان طلسماتی فوج لیکر روانہ ہوا جب اُس مقام پر پہونچا
جہاں بدیع الزمان بلند نشان لڑ رہے تھے دیکھا کہ اُس یکتائے میدان دلاوری اور تیغ باز عرصۂ صفدری کے آگے
کوئی قریب نہیں جاتا سب دور دور ہٹے ہوئے کھڑے ہیں اور شور دار و گیر کر رہے ہیں اور لاش فرہاد طلسماتی کی
سامنے پڑی ہے ڈر کے مارے کوئی اُسکی لاش بھی نہیں اُٹھا سکتا رعدان طلسماتی وہیں سے گرجا للکار کر کہا او خدا پرست
اب تو کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے تو نے غضب کیا کہ فرہاد کو مار ڈالا شہزادہ بدیع الزمان غیظ سے کانپنے لگے رعدان
طلسماتی پر مثل برق چمک کر آئے رعدان نے فوج سے کہا مار لو اب اسکو پناہ نہ دو شہزادے پر فوج نے نرغہ کیا شمشیر
بدیع الزمان بجلی کیطرح تڑپ کر گرنے لگی غضب کی تلوار چلی لاش پر لاش بدیع الزمان نے گرائی خون کے دریا بہے شہزادہ
تلواریں مارتا ہوا کفار کو للکارتا ہوا رعدان کیطرف چلا جب برابر رعدان طلسماتی کے بدیع الزمان پہونچے نعرہ کیا
او کافر خاکستر ہوشیار ہو میں آیا جب رعدان نے دیکھا کہ وہ شیر قریب آ گیا پکارا کہ او خدا پرست قضا تیری میرے سامنے
تجھکو لیکر آئی ہے یہ کہکر تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا ایک بجلی رعدان طلسماتی پر تڑپکر
گری فوراً خرمن عمر کو جلا دیا رعدان کے دو ٹکڑے ہوئے ملک حارث کو خبر ہوئی کہ رعدان طلسماتی بھی مارا گیا اور چند
آدمیوں کو لشکر کے مار کر گرا دیا وہ جوان بڑا زبردست ہے سر فتنہ ملک باختر اُسکا لقب ہے شہزادہ بدیع الزمان اُسکا نام ہے
یہ سنکے ملک حارث نے کہا کہ اس خدا پرست کا قتل کرنا واجبات سے ہے یہ کہکر ملک حارث لشکر کثیر ساتھ لیکر آیا آتے ہی
شہزادہ بدیع الزمان پر نرغہ کیا ہزارہا آدمیوں کا اُدھر ہجوم ادھر بدیع الزمان یکہ و تنہا مگر واہ ری جرأت و ہمت ذرا اندیشہ نہیں
مطلق ہراس کا نام نہیں جسطرح لڑ رہے تھے اُسیطرح شمشیر زنی کیے گئے کبھی حملۂ رستمانہ کیا کبھی ہمہمۂ ضیغمانہ کیا چہار طرف لشکر کفار
میں ایک غلغلۂ دار و گیر برپا تھا شہزادہ بدیع الزمان ایسی شمشیر زنی کر رہے تھے کہ میدان رزمگاہ میں ہر زبان تیغ سے صدائے
تحسین و آفرین بلند تھی یہانتک کہ وہ شیر بیشۂ وغا تیغ زنی اور صف شکنی کرتا ہوا برابر تخت ملک حارث کے پہونچا اور نعرہ کیا
او ملک حارث خبردار ہو میں آ پہونچا اب بچکر میری تلوار سے کہاں جائیگا وہ جو اُسکے نمکخوار قدیم و جانباز گرد تخت کے تھے
تلواریں کھینچ کھینچ کر آ پڑے شہزادہ بدیع الزمان سبکو علف شمشیر آبدار کر کے ملک حارث کے برابر آئے حارث نے تلوار
کھینچکر وار کیا بدیع الزمان نے بازو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوار ملک حارث کی چھین لی اور بایاں ہاتھ کمر زنجیر میں
ڈال کر تخت پر سے ملک حارث کو اُٹھا لیا اور بجائے سپر کے اپنے چہرے کی پناہ کیا اور کفار سے شمشیر زنی کرنے لگے لشکر کفار چہار طرف

فراری ہوا ہر ایک شور و غل کرنے لگا اے خدا پرست نے ملک حارث کو پکڑ لیا جانین اپنی لڑائی مین لڑا دو جلد اُس
خدا پرست کو مار لو یہ کہکر سب چہار طرف سے بلوہ کرکے دوڑے اور شور مچانے لگے مگر جب شیر غضبناک کے پنجہ مین شکار آجاتا ہی
کب چھوٹتا ہی اب جو بدیع الزمان کے مقابلہ مین آجاتا ہی اور تلوار اُٹھا کر مارتا ہی بدیع الزمان حارث کو سپر کر لیتے ہین اور وہ
چلا جاتا ہی ارے یارو کیسے تلوارین لگاتے ہو مجھے زخمی کرتے ہو وہ لوگ آواز سُنکر ملک حارث کی تلوارین روک لیتے ہین جب
شہزادہ بدیع الزمان تلوار کا ہاتھ مارتے ہین وہ شقی دو ٹکڑے ہو کر گرتے ہین آخر کار لڑتے لڑتے بدیع الزمان نے دیکھا
کہ فوج ملک حارث کی بہت ہی مین نے ہزارہا کفار قتل کیے مگر کمی نہین ہوتی کہانتک قتل کرون جا بیجا لڑتے ہوے ہو چکے ہین
ملک حارث سے خطاب کیا کہ او ملک حارث بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارتا ہون کہ ابھی پیوند زمین ہو جائیگا ملک
حارث نے کہا اے شہریار اب مجھے چھوڑ دیجیے مین نے غلامی آپکی اختیار کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرتابی نہ کرونگا مگر اُس
خطرہ سے کہ طلسم خونریز کو فتح کیجیے بدیع الزمان نے فرمایا کہ ہمین قبول و منظور ہی پھر حارث کو تخت پر بٹھا دیا وہ فوراً تخت پر سے
کود کر قدم بر گرا النعلین پا سے شہزادہ بدیع الزمان سے آنکھین ملین بوسے دینے اور پھر اپنی فوج سے کہا کہ مین تو مطیع فرمانبردار
اس شہریار عالیمقدار کا ہوا تم سب تلوارین اپنی میان مین کرو علیحدہ ہو جاؤ سب سرداران لشکر و لشکری وغیرہ تلوارین روک
کے کنارے ہو گئے بدیع الزمان عقابین کے پاس آئے قفس کو فوراً آکر دیا بادشاہ اسلام کو نکالا آداب بجالا قدمون کو
بوسہ دیا بعد اُسکے حمام کرا کر لباس فاخرہ پہنایا ایوان بادشاہی مین لاکر تخت پر بٹھایا ایک کرسی پر ملک حارث بیٹھا ایک کرسی
جواہر نگار پر شہزادہ بدیع الزمان جلوہ گر ہوے صحبت عیش برپا ہوئی سامان عشرت مہیا ہوا جام شراب ارغوانی گردش مین آیا
وہ دن تو دعوت و ضیافت مین بسر ہوا دوسرے روز بدیع الزمان نے ملک حارث سے کہا کہ میرے ساتھ ایک آدمی کر دو کہ مجھے جا کر
حد طلسم خونریز بتا دے اُسنے کہا کہ آپ وہان نہ جائیے مین بصدق دل ایمان لایا ہون شہزادہ بدیع الزمان نے فرمایا کہ اب یہ ممکن نہین
کہ ہم اس ارادے سے باز رہین ہم اولاد حمزہ صاحبقران ہین جو تم سے کہتے ہین وہی کرتے ہین اپنے بخشون کو کیا منھ دکھائینگے
جو سنیگا وہ کہیگا کہ فرزند حمزہ صاحبقران بدیع الزمان نے ارادہ طلسم کشائی کا کیا اور طلسم کشائی نہ کر سکا میری آنکھ سب کے سامنے
نیچی ہوگی القصہ شہزادہ بدیع الزمان وہان سے ایک شخص کو ساتھ لے کر طلسم خونریز کی طرف روانہ ہوے اُس کیساتھ ملک
حارث بھی ساتھ آیا جب بدیع الزمان آگے بڑھے ملک حارث وہین ٹھہر گیا شہزادہ بدیع الزمان آتے آتے
قلعہ طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ ایک قلعہ فولاد جوہر دار کا ہی تمام برج اُسکے آراستہ و پیراستہ ہین اور ہر برج مین ایک نگی خونخوار
تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہی اور گرد قلعہ کے خندق بہت گہری ہی اُسمین خون بھرا ہوا ہی اور ہر محراب قلعہ سے خون
جاری ہی اُسی خندق مین خون گر رہا ہی شہزادہ بدیع الزمان کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور شہزادہ
بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا بدیع الزمان بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر عالیشان ہی
اُسمین بہت سے کمرے چہار طرف بنے ہین اور بیچ مین چمنبندی ہی ہر جانب نہرین جاری ہین اور ایک حوض ہی کہ اُسکے کنارے
بہت سی لاشین پڑی ہین خون اُنکی کٹی ہوئی گردنون سے بہ رہا ہی بدیع الزمان نے جو غور کرکے نگاہ کی دیکھا کہ مرزبان حجازی
اور سہیل اردبیلی کی لاشین پڑی ہین پہچان کر کمال افسوس کیا اسی تاسف مین ابھی تھے کہ ایک شخص کو آتے ہوے
دیکھا کہ بال اُسکے سرخ ہین اور شمشیر برہنہ ہاتھ مین لندھور بن سعدان کو پکڑے لیے آتا ہی اور لندھور کی آنکھون سے
آنسو جاری ہین وہ مرد سرخ مو لندھور کو کنارے حوض کے لایا اور لٹا کر چاہا کہ ذبح کرے کہ شہزادہ بدیع الزمان بیتاب
ہوگئے اور نعرہ کیا کہ باش او تیرہ روزگار میرے سامنے تو میرے عمو نامدار کو قتل کرتا ہی پہلے میرا سر کاٹ پھر لندھور کو
مارنا یہ کہکر چاہا کہ تلوار کھینچکر جا پڑین کہ ایک آواز آئی خبردار اے شہریار ارادہ تلوار مارنے کا نہ کرنا نہین تم بھی مارے جاؤگے

شہزادہ بدیع الزمان نے کبھی دہنی طرف دیکھا کبھی بائین طرف نگاہ کی کہ یہ کسنے آواز دی مگر کوئی نظر نہین آیا اس عرصہ مین
اُسنے لندھور کو ذبح کیا اور سر کاٹ کر چلا گیا لاش لندھور بن سعدان کی تڑپنے لگی خون بہکر حوض مین گیا تھوڑی دیر
کے بعد پھر وہی شخص ہاشم تیغزن کا ہاتھ پکڑے ہوے کشان کشان لایا اور اُسی حوض پر لایا چاہا کہ ذبح کرے شہزادہ بدیع الزمان
نے ارادہ کیا کہ جا کر شہزادہ ہاشم تیغزن کو بچائین کہ پھر آواز آئی کہ ایکبار تمکو منع کیا تمھارے خیال مین نہین آیا پھر تم اسی بے
تیغ بکف حملہ آوری کا ارادہ ہے کچھ سوائے افسوس کے ہاتھ نہ آئیگا ناحق بلا مین پھنسوگے ہرگز ادھر رُخ نہ کرنا بدیع الزمان نے
پھر ادھر اُدھر دیکھا کہ یہ آواز کہان سے آئی مگر کوئی نہ معلوم ہوا وہ جلاد سُرخ مو ہاشم تیغزن کو ذبح کرکے چلا گیا بدیع الزمان
سکتے کے عالم مین خاموش کھڑے دیکھ رہے ہین کہ ایک ساعت کے بعد وہی شخص سُرخ مو علمشاہ نوجوان کو گرفتار کیے ہوے
لایا اور بدیع الزمان کو دکھا کر ذبح کرنے لگا شہزادہ بدیع الزمان بیتابانہ تلوار کھینچکے دوڑے کہ پھر آواز خشمناک آئی اے
شہزادے کیا تُنے اپنی زندگی سے ہاتھ اُٹھایا ہم منع کرتے ہین تم نہین مانتے ہو اُسکے پاس گئے اور بلا مین پھنس گئے ناحق جان
جائیگی اور کچھ نہو سکیگا اب بدیع الزمان سمجھے کہ بیشک یہ آواز کسی دوست کی ہے جو فعل ناجائز کا مانع ہے فوراً رُک گئے اور وہ شخص
علمشاہ کو ذبح کرکے چلا گیا بدیع الزمان حیران و پریشان دیکھ رہے ہین کہ ایک اژدر آتش فشان سامنے سے نمودار ہوا
اور شعلۂ آتش مُنھ سے چھوڑنا شروع کیا بدیع الزمان نے تیغہ کھینچا اور ارادہ کیا کہ اژدہے کو مارون پھر آواز آئی خبردار تلوار ہرگز
نہ مارنا مُنھ مین اژدہے کے چلا جا یہی راستہ ہے طلسم کا بدیع الزمان نے دل مین کہا واہ اچھی دوستی ہے کہ دہان اژدر مین بھیجتے
ہین آواز آئی کہ ہماری دوستی کا حال تھوڑی دیر مین کھل جائیگا اور اگر مُنھ مین اس اژدہے کے نہ جاؤگے تو آخر کو پچھتاؤگے
بدیع الزمان نے دیکھا کہ اژدہا مُنھ کھولے ہوے اپنی جگہ پر قائم ہے آگے نہین بڑھتا دل مین اپنے کہا کہ اے بدیع الزمان
ہرچہ بادا باد چلو مُنھ مین اژدہے کے جو کچھ ہو یہ خیال کرکے آنکھین بند کرلین اور مُنھ مین اژدہے کے جا کر کود پڑے پھر جو آنکھ کھلی تو
اپنے تئین دروازے پر ایک حمام کے پایا خیال مین گذرا کہ مدت سے حمام نہین کیا ہے چلو حمام کرلو جب اندر حمام کے گئے دیکھا
حمامی موجود ہین کنگھی کیسہ لے کر بڑھے شہزادہ بدیع الزمان نے لباس جسم نازنین سے اُتار لنگی باندھی حمامیون نے
بدن پر بیسن ملا پھر کیسہ کیا بعد اُسکے بدیع الزمان حوض مین اُترے اور چاہا کہ نہائین دیکھا حوض مین پانی نہین ہے بلکہ خون سے
بھرا ہوا ہے شہزادہ دریائے حیرت مین غوطہ زن ہوا دل مین کہا کہ پروردگار عالم یہ کیا ماجرا ہے پھر قصد کیا کہ حمامیون سے
اسکی کیفیت دریافت کرین کسی کو نہ پایا حمام مین سناٹا پڑا دیکھا ارادہ کیا کہ حوض سے نکلین آواز آئی خبردار اب حوض سے
باہر نہ آنا بہتر یہ ہے کہ حوض مین غوطہ لگاؤ بدیع الزمان نے اپنے دل مین کہا کہ ابتک تو اس دوست کے کہنے سے کسی آفت
مین نہین پھنسے ہو جو کچھ یہ دوست کہتا ہے وہی کرو بس ایک بار بسم اللہ کہکر حوض مین غوطہ مارا اب جو اُبھرے تو دیکھا نہ وہ
حمام ہے نہ کہین حوض کا نام و نشان ہے سامنے ایک مکان پُر تکلف نظر آیا اُس مکان عالیشان مین داخل ہوے دیکھا بہت سی
کُرسیان ہین حسین نازنین پریزادان ماہ طلعت و حور نژادان مہر صورت جمع ہین اور ایک پریزاد نہایت خوبصورت ماہ پیکر چہرہ
مثل آفتاب تابان تاج جواہر نگار سر پر رکھے ہوے تخت مرصع کار پر جلوہ نما ہے شہزادہ بدیع الزمان متحیر و متردد کھڑے ہوے تھے
کہ اُس نازنین تخت نشین نے آواز دی کہ یہان تشریف لائیے اس کاشانے کو سرفراز فرمائیے شہزادہ بدیع الزمان نے کہا مین بالکل
برہنہ ہون وہان کیونکر آؤن ایک پریزاد نے لباس لا کر دیا بدیع الزمان نے اُس پوشاک کے پہننے کا قصد کیا دیکھا کہ سارا لباس خون
مین لودہ ہے نہایت متحیر ہوئے اس اثنا مین ایک پریزاد نے وہی لباس جو حمام مین اُتارا تھا لا کر دیا شہزادے نے لباس اپنا پہن لیا
اور اُس پریزاد حور نژاد نازنین تخت نشین کے پاس جا کر بیٹھے اور اُس سے استفسار حال کیا اُس مہ جبین مہ تمکین نے کہا کہ میرا نام
غلمان پری ہے اور مین عاشق ہون سعد بن قباد عالی نژاد پر اور ہر مقام پر مین آپکو آواز دیتی تھی نہین تو خدا جانے کس بلا مین

آپ گرفتار ہو جاتے اب اگر آپ مجھسے وعدہ حتمی کریں کہ بعد طلسم کشائی کے عقد میرا ساتھ سعد بن قباد شہریار کے کرا دیں تو
میں بھی آپکی مددگاری کروں شہزادہ بدیع الزمان نے کہا اے غلمان پری ہم لوگ احسان فراموش نہیں کرتے ہیں ولادام
صاحبقرانی کا یہ شیوہ نہیں کہ دوست کے ساتھ دشمنی پیش آئیں تم خاطر جمع رکھو پہلے تمہارا عقد اُس شہریار عالیوقار کے
ساتھ کرادونگا بعد اُسکے اور پھر کام کرونگا یہ ذکر تھا کہ گلاب پری آئی اُسنے بھی ایسے ہی کلام کیے بعد اُسکے گلران پری
ظاہر ہوئی وہ بھی بادشاہ اسلام کی عاشقی کا دم بھرنے لگی شہزادہ بدیع الزمان نے ایک ایک سے اقرار کیا کہ میں بادشاہ
اسلام کے ساتھ تمہارا عقد کرادونگا یکایک ایک آواز بلند ہوئی کہ اے آتش او خیرہ سر تو پریزادان طلسم سے مصاحبت ہی خبردار آج
میری ہو پہنچا اب میرے ہاتھ سے تو کہاں جائیگا شہزادہ بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک دیو کریہہ منظر قد ہزار گز کا دار شمشاد ہاتھ
میں لیے آسمان سے چلا آتا ہے مگر جسم اُسکا اطلس کا معلوم ہوتا تھا بدیع الزمان اُٹھکر اُس دیو کی طرف چلے اور نعرہ کیا
کہ اے آتش او دیونابکار میں تیرے مقابلہ میں آتا ہوں دیکھ تو اے موذی کہ آج تیرا سر کیا تا ہوں کہ روح تیری یاد کرے اور حسرت
ثمرہائے نخل جہنم کے اُٹھائے یہ دیکھکر وہ پریزادیں تو پرواز کر کے چلی گئیں دیو نابنجار آگے بڑھا اور دار شمشاد شہزادہ بدیع الزمان
پر ماری شہزادہ بدیع الزمان نے ضرب اُس دیو کی خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار صاف شہزادے کی اُسکے بدن پر سے اُچٹ گئی
خط بھی نہ پڑا کاٹنا کیسا دیو ہنسا اور پھر وار شمشاد ماری بدیع الزمان ہٹ کے دور جا کھڑے ہوئے دار شمشاد زمین پر
پڑی کئی ہاتھ زمین میں دھنس گئی خاک بہت اُڑی دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت کھانا بھی نصیب نہوا کہ شہزادہ بدیع الزمان
اُس تنگ گود سے نکل کر بچا جاتے گئے تونے مارا میں تو قاتل تیرا موجود ہوا یہ کہکر پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایک مو تن بھی
اُس دیو کا نہ کٹا اب یہی ردو بدل ہو رہی ہے کہ دیو دار شمشاد مارتا ہے شہزادہ خالی دے کر تلوار مارتا ہے تلوار اثر نہیں کرتی
یکایک پھر گلران پری پیدا ہوئی اور تیغہ رومیں شگاف شہزادہ بدیع الزمان کو دیا اور کہا کہ اس تیغہ آبدار رومیں شگاف
سے اس دیو نابنجار کو قتل کیجیے وہ پریزاد تیغہ دیکر غائب ہو گئی بدیع الزمان نے وہی تیغہ کھینچ کر علم کیا اب پھر دیو نے
دار شمشاد جھپٹ کر ماری شہزادے نے خالی دے کر ہاتھ اُسی تیغہ آبدار کا مارا وہ تیغہ مثل برق کے چمکا فوراً خرمن ہستی
اُس دیو نابکار کی جلا دی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شور دغل ہوا محشر تازہ برپا ہوا صدائے مہیب پیہم آتی تھی ارے تیرے
ستم کیا کہ اطلس جادوکر مارا اگر اب تیرے ساتھ ہزار جانیں ہونگی تو سلامت نہ جانے پائینگی ناگاہ ایک دیو سیاہ
رنگ سامنے سے پیدا ہوا بدیع الزمان اُسکی طرف تیغہ آبدار علم کر کے چلے اُس دیو نے قریب آکر زاغول مارا بدیع الزمان نے
پینترا بدل کر زاغول خالی دیا اور جھپٹ کر اُسی تیغہ آبدار کا ہاتھ مارا اُس دیو نے زاغول پر روک کر پھر وار کیا شہزادہ
بدیع الزمان نے پھر وار اُسکا رد کر کے تیغے کا ہاتھ مارا وہ پھر بچا گیا اب ردو بدل ہو رہی ہے بدیع الزمان بھی خالی دے رہے
ہیں وہ دیو ایسا چالاک ہے کہ ہرگز چوٹ نہیں کھاتا ہے پھر کافی اسی طرح ردو بدل ہوا کی کہ ایک مرتبہ دیو سامنے سے بدیع الزمان
کے فرار ہوا اور پکارا کہ میں آتا ہوں موت تیری لینے جاتا ہوں شہزادہ بدیع الزمان حیران کھڑا ہوا تھا کہ دیکھیے اب کیا
یہ آفت تازہ لاتا ہے کہ غلمان پری اتنے عرصہ میں آئی اور لوح طلسمی اُسنے لا کر دی اور کہا لیجیے جو کچھ اسمیں لکھا ہو اُسپر عمل
کیجیے بدیع الزمان نہایت خوش ہوئے اور لوح طلسمی لے کر دیکھی اُسمیں لکھا ہوا تھا کہ اب جو دیو آئے اُسپر یہ اسم پڑھکر دم
کرو اُسکی پھرتی اور چالاکی سب دفع ہو جائیگی پھر یہ دوسرا اسم تیغہ آبدار پر دم کر کے مارنا دیو نابنجار دو ٹکڑے ہو کر گریگا ابھی
بدیع الزمان لوح کو پڑھ رہے تھے کہ دیو نے للکارا کہ خبردار ہو تیری موت میں لے کر آیا ہوں اور ایک بڑی سی چٹان پتھر کی
لیے ہوئے آیا اور چرخ دے کر بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان اُسے خالی دے کر دور جا کھڑے ہوئے اور
اسم لوح پڑھکر دیو پر دم کیا فوراً دیو کی طاقت سلب ہو گئی اب شہزادہ بدیع الزمان نے برابر ہو کر نعرہ کیا اور

دوسرا اسم شمشیر پر دم کرکے ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی گشتی مرا نام ہن عفریت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بہ مطلب خود نہ رسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور شہزادۂ بدیع الزمان نے دیکھا تو نہ وہ مکان تھا نہ اُس مقام کا نام و نشان تھا وہ لاشین اُن دیوون کی پڑی ہوئی تھین مطالعۂ لوح مین مصروف ہوئے بحکم لوح طلسمی ایک جانب کو روانہ ہوئے کوئی پہر بھر رہ پیر دی کی ہوگی کہ ایک دریاے قہار نظر آیا اُسکے کنارے پر آکے دیکھا کہ دریاے مواج جوش زن ہی ہر ایک موج شمشیر آبدار سے کم نہین ہی ہر ایک حباب مثل چشم اژدر کے آنکھین نکالے ہوئے ہی حباب فلک چشم حسرت سے اُس چشمۂ قہار کو خود جھکا ہوا دیکھ رہا ہی گرداب دریا صورت قرص آفتاب سحاب تلاطم مین کبھی ظاہر کبھی پنہان مین ماہیان تہ نشین طوفان آب سے اُچھل اُچھل کر کنارے پر گرتی ہین ماہیت سے دریاے بے پایان کی کوئی آگاہ نہین ہوسکتا شہزادۂ بدیع الزمان نے لوح کو نکال کر دیکھا اُس لوح مکاشفہ مین یہ تحریر تھا کہ اس لوح کو اس دریا مین ڈالدو کہ یہی لوح کشتی کی صورت پیدا کریگی اُسپر سوار ہوکر روانہ ہو مگر جہان پہونچنا اس لوح سے غافل نہ ہونا لوح کو دیکھ لینا یہ دیکھکر شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان نے لوح طلسمی اُس دریاے قہار مین ڈال دی وہ لوح طلسمی پانی مین گرتے ہی غرق ہوگئی اب جو شہزادۂ بدیع الزمان نے ملاحظہ کیا تو لوح بصورت کشتی دریاے قہار کے اندر سے اُبھرتی چلی آتی ہی جب وہ لوح بصورت کشتی کنارے پر آئی شہزادۂ بدیع الزمان اُس کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوئے وہ کشتی مانند تیر زبردست چلی جاتی تھی کہ بعد ایک ساعت کے ایک میل بہت بڑا درمیان اُس دریاے قہار کے نظر پڑا کشتی زیر میل پہونچکر گرد اس میل کے چکر کھانے لگی یکایک دیکھا کہ ایک زنجیر طلائی اُس میل طویل پر سے لٹکی شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان نے پھر لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تو اُس لوح مین لکھا ہوا تھا کہ ایک ہاتھ سے زنجیر طلائی کو تھام لو اور دوسرے ہاتھ سے کشتی کا سرا پکڑ کر اُٹھا لو کہ یہ کشتی پھر وہی لوح طلسمی ہوجاویگی اور زنجیر طلائی پکڑ کر اوپر اس میل طویل کے چڑھ جاؤ وہان زینے بنے ہوئے ہین اُسی راہ سے نیچے اُترنا اور خبردار خبردار لوح طلسمی سے غافل نہونا شہزادۂ بدیع الزمان نے بموجب تحریر احکام لوح طلسمی کے عمل کیا ایک ہاتھ سے زنجیر طلائی تھامی اور دوسرے ہاتھ سے کشتی پکڑ کر اُٹھالی وہ کشتی وہی لوح ہوگئی زنجیر طلائی کو مضبوط پکڑ کر میل پر چڑھ گئے اور زینون کی راہ سے نیچے اُترے وہین پہونچے جہان حوض بھرا ہوا تھا اور اُس مرد سرخ مو نے جہان لندھور بن سعدان اور ہاشم تیغزن وغیرہ کو ذبح کیا تھا اب جو بدیع الزمان نے دیکھا کہ وہی شخص سرخ مو امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران عالیشان کو کشان کشان لایا اور ارادہ ذبح کرنے کا کیا شہزادۂ بدیع الزمان یہ معرکہ جانگداز دیکھ کر آنکھون مین آنسو بھر لائے اور ضبط کرکے لوح طلسمی کو دیکھنے لگے لوح طلسمی مین لکھا ہوا تھا کہ اسی طلسم کشا یہی شخص بادشاہ طلسم خونریز ہی اور اسی کا نام خونریز جادو ہی اس اسم کو تلوار پر دم کرکے اسپر حربہ کرو اور دوسرا اسم اعظم جو حاشیہ پر لوح کے تحریر ہی پہلے وہ اپنے اوپر دم کرلو شہزادۂ بدیع الزمان نے جلدی سے لوح تو بغل مین رکھی اور اسم اعظم پڑھتے ہوئے دوڑے اور نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار کہان جاتا ہی تو میرے ہاتھ سے مین آپہونچا وہ مرد سرخ مو اس عرصہ مین حمزۂ صاحبقران زمان کو ذبح کرچکا تھا مگر بدیع الزمان بھی برابر اُسکے پہونچے اُس مرد سرخ مو نے وہی تیغۂ خون آلود کا شہزادۂ بدیع الزمان پر وار کیا اس یکہ تاز جرأت و ہمت و شجاعت نے وار اُسکا اپنی تلوار پر روکا کہ جھنانے کی آواز بلند ہوئی کہ گوش فلک ہفت سر کر ہوگئے شہزادۂ بدیع الزمان نے ہاتھ تلوار کا بڑھکر مارا اُس خونخوار نے خالی دیا اور سحر کیا کچھ پڑھکر دستک دی کہ سات بجلیان چمک کر آسمان سے شہزادۂ بدیع الزمان عالیشان

برگرین مگر لوح کی برکت سے سرد ہو کے رہ گئین اُس ساحر خونخوار نے دو تین سحر زبردست اور بھی کیے مگر شہزادہ
بدیع الزمان پر ان سحرون کا بھی کچھ اثر نہوا جب اُس ساحر ناہنجار و بدکردار نے دیکھا کہ کوئی سحر میرا اس جوان
پر کارگر نہین ہوتا اُسوقت زمین پر گر کے مثل ماہی بے آب لوٹا اور خاک مین ملکر غائب ہوگیا شہزادہ بدیع الزمان نے
ہنسکر پکارا کہ ہم خدا پرستون کو شگون نیک ہاتھ آیا کہ ساحر زبردست کو خاک مین ملایا یکایک ایک شیر ڈکارتا ہوا پیدا ہوا
اور شہزادہ بدیع الزمان کی طرف جھپٹا شہزادہ بدیع الزمان نے جو عکس لوح طلسمی کا اُس شیر پر ڈالا صورت اصلی
اُس ساحر کی ہوگئی کتے کیطرح زمین پر ہاتھ پانون مارنے لگا شہزادہ بدیع الزمان نے للکار کر کہا او کافر خاسر ذرا اپنی
صورت تو آئینہ مین دیکھ اُسنے بغلی سے نکالکر آئینہ طلسم جب اپنی صورت دیکھی بہت حیرت ہوئی ہوش اُڑ گئے ارادہ
کیا کہ جان بچا کر بھاگ جاؤن پر پرواز پیدا کرکے اُڑون کہ شہزادہ بدیع الزمان نے ہم لوح پڑھکر ہاتھ تلوار کا جھپٹ کر
مارا اُس ساحر زبردست کے دو ٹکڑے ہوتے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا خاک اُڑکے بلند ہوئی صداے تحسین و آفرین کی کسی نے
کہا وہ ساحر خونخوار کو مارا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آندھی سیاہ اُٹھی ہواے تند چلنے لگی زمین طلسمی مثل ہنڈولے کے گردش مین
آئی فلک کو سکتہ ہوگیا پھر اُس ساحر کے غل مچانے لگے عجب محشر تازہ برپا ہوگیا بڑی دیر تک ایک تلاطم عظیم رہا جب تاریکی
دفع ہوگئی اور ہواے تند چلنا موقوف ہوگئی آواز آئی کشتی مرا نام من بادشاہ طلسم خونریز جادو بود افسوس مُردیم
و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب بالکل روشنی ہوگئی دیکھا شہزادہ بدیع الزمان نے کہ درمیان قلعہ کے کھڑا ہوا ہون
اور لاش دو پارہ اُس سیاہ رو کی خون مین آلودہ پڑی ہے نہ وہ حوض پُر از خون ہے نہ وہ لاشین لندھور و صاحبقران
وغیرہ کی ہین شہزادہ بدیع الزمان شمشیر برہنہ ہاتھ مین تولے ہوے کھڑے ہین کہ چہار طرف سے صداے گیر و دار بلند ہوئی
لینا لینا پکڑنا مارنا اس مفسد کو یہ قاتل بادشاہ طلسم خونریز جادو ہے جانے نہ پائے گھیر کر اسکو قتل کرو ابجو دیکھا شہزادہ
بدیع الزمان نے تو ساحرون کا چہار طرف سے بلوہ ہوا ہزارہا ساحر مثل ٹڈی دل کے اُمنڈے چلے آتے ہین اور اُن ساحرون
کے آگے آگے روح افزا پری کردہ وزیرزادی بادشاہ طلسم کی ہے اُسنے تمام ساحرون کو للکارا کہ قاتل بادشاہ طلسم خونریز کو
پکڑلو شہزادہ بدیع الزمان تلوار کھینچکر جھپٹے اور تلوارین مارنا شروع کین اُن ساحرون نے سحر کیا مگر شہزادہ بدیع الزمان
پر سحر کی تاثیر نہوئی لوح کی برکت سے سحر ساحرون کا باطل ہوگیا بدیع الزمان تلوارین مارتے ہوئے چلے جاتے ہین ایک قیامت
کا سامنا ہے جس ساحر کو مارا تاریکی ہوگئی پھر اُسکے غل مچانے لگے اب ساحر پسپا ہونے لگے کہ شہزادہ بدیع الزمان جھپٹ کر
برابر روح افزا پری کے پہونچے اُسنے ہرچند سحر کیا مگر کچھ اثر نہوا جب تو اُسنے اپنے کان کی بجلی اُتاری اور سحر کا اسم پڑھکر
شہزادہ بدیع الزمان پر ماری دیکھا بدیع الزمان نے کہ ہزارہا بجلیان آسمان پر چمکنے لگین اور بدیع الزمان پر تڑپ تڑپ کر
ایک ایک بجلی آسمان سے گرتی تھی اور لوح کی برکت سے سرد ہو جاتی تھی کچھ اثر نہ کرتی تھی پھر اُس ساحرہ نے جوڑے سے
یاقوت کا ٹکڑا نکال کر اُسپر سحر پڑھکر بدیع الزمان پر پھینک مارا وہ یاقوت مثل شعلۂ جوالہ کے بھڑک کر گرا اور ٹھنڈا ہوکر زمین پر
رہگیا ناگاہ یہ آواز آئی اے طلسم کشا کھڑے ہوے کیا تماشا سحر کا دیکھتے ہو اس ساحرہ کا کام کیون نہین تمام کرتے یہ سنتے
شہزادہ بدیع الزمان نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا اُس ساحرۂ سیاہ رو کو مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر وہ ساحرہ زمین پر گری دنیا اندھیر
ہوگئی شور و غل برپا ہوا پھر اُسکے اپنا سر پیٹنے لگے بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من روح افزا
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ دو ٹکڑے لاش ساحرہ کے خون
مین غلطان پڑے ہین تمام ساحر دوڑ کر قدمون پر شہزادہ بدیع الزمان کے گر پڑے اور کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش
ہین ہماری جان بخشی کیجیے ہم سب آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین اتنے عرصہ مین غلمان پری آئی اور کہا کہ اے شہریار

مبارک ہو طلسم خونریز فتح ہو گیا خدا نے آپ کو اس بادشاہ طلسم خونریز پر مظفر و منصور کیا پھر گلاب پری اور گلران
پری آکر موجود ہوئین خزانون کے نشان بتائے اور مال و اسباب طلسمی شہزادۂ بدیع الزمان نے تمام اپنے قبضہ مین کیا
اور وہان سے شہر پر اسیر مین آئے ملک حارث استقبال کر کے شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کو بارگاہ مین لایا شہزادہ
بدیع الزمان نے تمام کیفیت فتح طلسم خونریز کی سامنے بادشاہ اسلام کے بیان کی بادشاہ اسلام سعد بن قباد
شہریار سنکر بہت خوش ہوے بعد اُسکے شہزادہ بدیع الزمان عالیشان نے عرض کیا کہ شہریار والا تبار غلمان پری
آپ پر عاشق و فریفتہ ہے اور اُسی کی مدد سے مین نے طلسم خونریز کو بھی فتح کیا لوح طلسمی اُسی نے مجھے لا کر دی بادشاہ
اسلام سعد بن قباد نے فرمایا کہ اے فرزند تمکو اس امر مین اختیار ہے جو مناسب ہووے کرنا چاہیے القصہ شہزادۂ بدیع الزمان
نے بصد عظم و شان عقد بادشاہ اسلام کا ساتھ غلمان پری کے کر دیا پھر شہزادۂ بدیع الزمان نے ملک حارث سے
کہا کہ اب تم بھی دین اسلام قبول کرو اور اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو ملک حارث نے دست بستہ عرض کی کہ مین نے تو
پہلے ہی آپ سے گذارش کیا تھا کہ آپ طلسم کشائی کو نہ جائیں مین نے لقاے بے لقا پر لعنت کی اور آپ کا مطیع و
فرمانبردار ہوا غرضکہ ملک حارث کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور تمام شہر کو اسلام سے آباد کیا نشان دین اسلام گڑ گیا
سکہ نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا شہزادۂ بدیع الزمان مع مال طلسمی و خزانہ وغیرہ کوچ
کر کے شہر جمشیدیہ مین آئے قارن کرگدن سوار اور ہوشنگ شاہ وغیرہ استقبال کر کے لشکر مین لائے
شہزادۂ بدیع الزمان ایک روز وہان رہے دوسرے روز خزانہ طلسمی اور پیش خیمہ اپنا ملک حارث کے ساتھ طرف
ملک سبائل کے روانہ کیا ملک حارث ہمراہ پیش خیمہ و خزانہ مع اپنے لشکر کے چلا آتا ہے قضاے کار سیارہ عیار
ملک قاسم کا خبر کیواسطے شہزادۂ بدیع الزمان کی نکلا تھا اُسنے لشکر اور پیش خیمہ اور خزانہ آتے ہوے دیکھا تمام حال
دریافت کر کے خدمت شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ مین آکر حال بیان کیا ملک قاسم نے جو سنا کہ سر فتنہ
باختر شہزادۂ بدیع الزمان نامور طلسم خونریز کو فتح کر کے بصد شان و شوکت ملک سبائل کو جاتے ہین اور خزانہ کثیر بھی
ہمراہ ہے ملک قاسم نے سنکر کہا کہ اس کشتی گیر نے میرا خزانہ جو طلسم وقیانوس کا میرے ہاتھ آیا تھا وہ سب چھین لیا تھا
اب مین بھی اسکا خزانہ چھین کر اپنے قبضہ مین کرونگا بس آردشیر سے کہا تم جا کر خزانہ چھین لاؤ آردشیر اُسیوقت چار ہزار
سوار ساتھ لیکر چلا اور راہ مین آکر لشکر ملک حارث کو روکا اور للکار کر کہا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا یہ خزانہ ہمارے شہزادۂ
خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ نے طلب کیا ہے جلد خزانہ لیچلو قاسم ذیجاہ کی خدمت مین مع مال و خزانہ کے حاضر ہو
نہین تو تم سب میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے ملک حارث نامور گھوڑا بڑھا کر سامنے آیا اور پکارا کہ یہ مال و خزانہ سر فتنہ
باختر شہزادۂ بدیع الزمان نامور کا ہے کیا مجال کسی کی جو اس مال و خزانہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ سکے آردشیر نے کہا
کہ او مار گنج تجھکو مار کر یہ خزانہ لیجاؤنگا اور شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کو دونگا غرضکہ بگفتگوے بسیار اُن
دونون مین تلوار چلی ملک حارث آردشیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا فوج نے ملک حارث کی شکست کھائی سب
لوگ ملک حارث کو لے کر بھاگے آردشیر تمام مال و خزانہ اپنے قبضہ مین کر کے خدمت شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم
عالیجاہ مین روانہ ہوا ادھر فوج ملک حارث کی بھاگی ہوئی چلی آتی تھی کہ قضاے کار قارن کرگدن سوار [illegible]
مین ملا دیکھا کہ فوج کچھ بھاگی ہوئی چلی آتی ہے اور بہت سے لوگ اسمین زخمی ہین کچھ لاشین بھی ساتھ ہین قریب آکر حال
دریافت کیا اُن فراریون نے تمام کیفیت بیان کی معلوم ہوا کہ ملک قاسم کے رفیق نے ملک حارث کو زخمی کیا اور
تمام خزانہ و مال طلسمی بھی چھین لیا قارن کرگدن سوار نے کہا کہ مین اپنے جیتے جی کا مال و اسباب کب جانے دیتا ہون

اُسی وقت مع اپنے ہمراہیون کے جھپٹا گھوڑے بگٹٹ اُٹھائے یہان آردشیر خزانہ لیکر دو کوس آیا تھا کہ نعرے کی آواز
آئی آردشیر تھم گیا دیکھا کہ سامنے سے قارن کرگدن سوار مع فوج کے یون للکارتا ہوا چلا آتا ہے کہ باش دیترہ روزگار
اب مین تجھے کب جانے دیتا ہون کہ مال طلسمی میرے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس بدیع الزمان نیک اساس کا
لیجاے آردشیر صفین باندھ کر اپنے لشکر کی مستعد جنگ ہوکر کھڑا ہوا قارن کرگدن سوار برابر آردشیر کے گردن
بڑھا کر آیا اور للکار کر کہا کہ تو نے غضب کیا سر فتنہ باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور کا خزانہ چھین لیا اور ملک جاث
کو زخمی کیا۔ کیا تو نہین جانتا ہے کہ ایسے رفیق و جانباز ہمراہ رکاب سعادت انتساب شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے
ہین اگر تو اپنی جان کی خیر چاہتا ہے تو خزانہ و مال طلسمی میرے آقاے نامور کا میرے حوالے کر آردشیر نے کہا کہ تیری
کیا اصل و حقیقت مین سمجھتا ہون بھلا تیرا آقا تو مجھسے آکر خزانہ چھین لیجاے قارن کرگدن سوار یہ کلام سُنکر
غضبناک ہوا اور تلوار میان سے کھینچی آردشیر نے چالاکی سے تلوار ماری قارن کرگدن سوار نے تلوار اوسکی
روک کر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر پر آردشیر کے پڑا تا دوابرو تیغہ آبدار اُتر آیا آردشیر نے دستانہ مارا
تیغہ چھٹا کر نکل گیا چادر خون کی چہرے پر آردشیر کے آئی غشی طاری ہوئی رفقا تمام آردشیر کے دوڑے قارن
کرگدن سوار بھی تلوار لیکر جھپٹا اس اثنا مین قارن کرگدن سوار کی فوج بھی آپہونچی لڑائی ہونے لگی خوب ہی
تلوار چلی لشکر آردشیر کا شکست کھا کر بھاگا کچھ لوگ آردشیر کو لیکر بھاگ گئے قارن کرگدن سوار نے خزانہ و مال
اسباب طلسمی اپنے قبضہ مین کیا آردشیر کی جو فوج بھاگی تھی وہ سب خدمت شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالم پناہ
مین پہونچی تمام حال بیان کیا ملک قاسم نہایت برہم ہوے اور تہمتن خان اور قیماس خان کو حکم دیا کہ قارن
کرگدن سوار سے خزانہ چھین لاؤ وہ دونون سرداران نامی و گرامی فوج لیکر بہت جلد روانہ ہوے قارن کرگدن
سوار ابھی تھوڑی دور پہونچا تھا کہ نعرہ تہمتن خان اور قیماس خان کا ہوا قارن کرگدن سوار نے پھر کر
دیکھا اور کرگدن کو پلٹا یا فوج بھی قارن کرگدن سوار کی پھر کر آئی قارن برابر تہمتن خان کے پہونچا بعد
گفتگوے بسیار دونون مین تلوار چلنے لگی آخرکار قارن کرگدن سوار ہاتھ سے تہمتن خان کے زخمی ہوا ہمراہی
اُسکے قارن کرگدن سوار کو لیکر بھاگے تہمتن خان اور قیماس خان دونون سرداران شہزادہ خاور سیاہ
خزانہ و مال و اسباب طلسمی لیکر روانہ ہوے تھے ہوشنگ شاہ پیل دندان اور کاؤس شاہ پیل دندان
کو خبر ہوئی کہ قارن کرگدن سوار زخمی ہوا لوگ اُسکے بھاگ گئے اور تہمتن خان اور قیماس خان خزانہ لیکر
راہی ہوے یہ سُنکر ہوشنگ شاہ پیل دندان اور کاؤس شاہ پیل دندان فوج لیکر جھپٹے راہ مین آکر اُن دونون
سرداروں کو روکا اور للکار کر کہا باش اے رہزنون ہم آپہونچے یہ خزانہ ہمارے آقاے نامدار کا کہان لیے جاتے ہو یہکہکر
فوج لیے ہوے لشکر تہمتن خان اور قیماس خان پر دونون سردار گرے تلوار چلنے لگی ہوشنگ شاہ اور قیماس خان سے
سامنا ہوا قیماس خان نے تلوار ماری ہوشنگ شاہ نے ضرب اُسکی رد کر کے تلوار کا ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی چار
انگل اُتر گئی اُسنے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی سر سے دریا خون کا جاری ہو گیا غش آنے لگا لوگ قیماس خان کے
بیچ مین آگئے قیماس خان کو لیگئے کاؤس شاہ نے تہمتن خان کو زخمی کیا پھر بہر کمال جنگ مغلوبہ ہوئی انجام کار
کاؤس شاہ اور ہوشنگ شاہ قیماس خان اور تہمتن خان کو شکست دیکر تمام خزانہ و مال طلسمی لیکر چلے اُدھر
ہرکارون نے شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ کو خبر دی کہ تہمتن خان اور قیماس خان دونون زخمی ہوے فوج بھاگ گئی
ہوشنگ شاہ اور کاؤس شاہ خزانہ و مال طلسمی لیکر روانہ ہوے یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم

عالیجاہ گھوڑے پر سوار ہو کر جھپٹے دیکھا سامنے کاؤس شاہ اور ہوشنگ شاہ مع فوج کے دونوں سردار خزانہ لیے ہوئے
جاتے ہیں وہیں سے نعرہ جگرخراش کیا نعرۂ قاسم آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لال پوش خاوری + صاحب اقبال
جاہ و تو بخشم + صفدر انجم قاسم عالی ہمم + باش ای ہرزہ کار دمین آپہونچا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤگے تمنے میرے
سرداروں کو زخمی کیا اور خزانہ چھین لیا یہ آواز جو صحرا میں بلند ہوئی فوج تھم گئی کاؤس شاہ پیل دندان ہوشنگ شاہ
پیل دندان ٹھہر گئے کہ قاسم برابر آکر پہونچے یہاں ہرکاروں نے شہزادہ بدیع الزمان سے تمام روداد گذشتہ کی خبر بیان کی
بدیع الزمان بھی گھوڑے پر سوار ہو کر مثل باد صبا کے چلے یکایک دور سے سر فتنۂ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان کا نعرہ
ہوا نعرۂ بدیع الزمان منم آن پہلوان رستم شکوہ + بدیع الزمان شاہ انجم گروہ + خبردار ای راہزن یہ مال خزانہ طلسمی ہے تو کون
چھینتا ہے میں آپہونچا یہ نعرہ کر کے اپنے لشکر میں آئے ملک قاسم اور شہزادہ بدیع الزمان سے مقابلہ ہوا بدیع الزمان نے
کہا او خاوری اب تونے قزاقی پر کمر باندھی ہے راہزنی کر کے پرایا مال خزانہ چھینتا ہے قاسم نوجوان نے کہا او کشتی گیر تو نے ملک
بربر میں طلسم دقیانوس کا خزانہ میری فوج سے چھین لیا تھا آج میں اسکا عوض تجھسے لونگا اس خزانے کو نہ چھوڑونگا شہزادہ
بدیع الزمان نے کہا میں ہرگز یہ خزانہ تجھکو نہ دونگا او خاوری دیکھ یہ جہالت اچھی نہیں ہے ابھی لشکر اسلام تباہ ہو چکا ہے پھر خدا نے
فضل کیا کہ یہ سازو سامان آنکھوں سے دیکھا اور میں نے اور تو نے بفضل ایزدی یہ جمعیت پیدا کی جلد اس کافر خاسر لقا بے لقا
سے انتقام لینا چاہیے میں نے بڑی کاہش سے طلسم خونریز کو فتح کر کے خزانہ پایا ہے اور تو مجھسے چھینے لیتا ہے یہ کیا انصاف ہے
قاسم نے کہا اب جو کچھ ہو میں بغیر خزانہ لیئے ہوے یہاں سے نہ ٹلونگا اس صحرا میں بر گشت وخون کرونگا اور لقاے
بے لقا مردود ازلی کہاں جاتا ہے اس سے بھی اب چل کے سمجھ لیتے ہیں دونوں شہزادوں میں باہم یہی گفتگو ہو رہی تھی
قاسم کہتے تھے ہم خزانہ لے کر ٹلینگے بدیع الزمان کہتے تھے کہ ہم ہرگز نہ دینگے آخر نوبت بہ جنگ وجدال پہونچی دونوں شہزادوں
نے تلواریں میان سے کھینچ لیں ادھر سے فوج ملک قاسم کی بڑھی ادھر سے فوج شہزادہ بدیع الزمان کی آگے بڑھی دونوں
لشکروں میں صفیں آراستہ ہو گئیں ابھی آپس میں تلواریں نہ کھنچی تھیں جنگ آغاز ہونے پائی تھی کہ صحرا سے تتق غبار کا
بعد نصف ساعت کے شعر از دامن دشت و کوہ او زنگ + گرد سے برخاست تو تیاز رنگ + دیکھا سمجھے کہ فوج
چلی آتی ہے نشانیں نیزوں کی چمک رہی ہیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے صحرا متزلزل ہے جب وہ سب فوج قریب آئی پہچانا کہ
رستم پیلتن پیلفکن کشندۂ دیو پل ہندی کشندۂ کپتان فرنگی شہزادہ علمشاہ رومی گھوڑا اڑاے ہوئے سرداروں کے
بیچ میں چلے آتے ہیں اور سہراب شاہ و فرخ سمجوق اور ملک جدید وغیرہ مع چالیس ہزار فوج کی جمعیت کے عقب میں
دوسری سمت کو جو صحرا کیطرف دیکھا تو ادھر بھی فوج چلی آتی ہے جب وہ نزدیک پہونچی تو معلوم کیا کہ ہاشم تیغزن مع بیس ہزار
سوار جرار کے ظاہر ہوئے شہزادہ علمشاہ نے جو دیکھا کہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان مستعد جنگ ہیں تلواریں دونوں
کے ہاتھوں میں کھنچی ہوئی ہیں دونوں طرف کی فوج آمادہ پیکار ہے مرکب اڑا کر دونوں کے درمیان میں آگئے اور کہا کہ یہ
کیا ہے کیوں آپس میں لڑے مرتے ہو دشمنوں سے جنگ کر کے دل کا حوصلہ نکالو کافروں کو تہ تیغ بیدریغ کرو دونوں شہزادوں
نے علمشاہ رومی کو جھک کر سلام کیا اور تمام سرگذشت بیان کی اس اثنا میں مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری
شہنشاہ عیاران روزگار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی آکر پہونچے دیکھا کہ فوج بیحد و بیشمار اور بیچ میں خزانہ بار ہوا
چھکڑے خزانے کے کھڑے ہوئے ہیں خواجہ نے لوگوں سے حال دریافت کیا سب نے کیفیت ساری بیان کی خواجہ عمرو
جھپٹ کر وہاں آئے جہاں یہ معرکہ عظیم درپیش تھا دیکھا کہ بدیع الزمان اور قاسم تلواریں تولے ہوئے کھڑے ہیں اور بیچ میں
ان دونوں کے علمشاہ رومی ہیں دونوں کو سمجھا رہے ہیں جب خواجہ عمرو بھی بیچ میں دونوں کے آئے بدیع الزمان اور قاسم

نے سلام کیا خواجہ نے کہا یہ کیا حرکت ناشائستہ ہی کیون آپس مین لڑتے ہو غصہ مین باہم کٹے جاتے ہو ٹھہرو ہم فیصلہ کیے
دیتے ہین بس تلوارین میان مین کرو جو ہم کہین وہ تم دونون قبول کرو قاسم و بدیع الزمان نے کہا کہ اچھا جو کچھ فرمایئے
ہمکو قبول و منظور ہی خواجہ عمرو نے کہا یہ خزانہ ہم امانت اپنے پاس ہتے دیتے ہین تم دونون مین سے جسکا لشکر اور پیش خیمہ
پل طاؤسیہ سے پہلے اُس پار اُتر جائے وہی اس مال کا مالک ہو وہی اپنے قبضہ مین لائے قاسم و بدیع الزمان نے اس
شرط کو قبول کیا دونون شہزادے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے ادھر قاسم نے اپنا پیش خیمہ آردشیر کوہ پیکر دیو بند کو دیکر
روانہ کیا اور کہدیا کہ جلد پل طاؤسیہ کے اُس پار لیجاکر خیمہ ہمارا برپا کرو اُدھر شہزادہ بدیع الزمان نے قارن گرگدن سوار کو
ہراول لشکر کرکے پیش خیمہ پنا روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد لشکر کو پل طاؤسیہ سے اُتار کر اس پار لیجاؤ اور خیمہ ہمارا استادہ کرو
دونون سردار بہ تعجیل تمام روانہ ہوے پل طاؤسیہ پر آکر باہم مقابلہ ہوا آپس مین یہ تکرار ہو رہی تھی آردشیر کہتا تھا ہم پہلے جائینگے
قارن کہتا تھا کہ پہلے ہم پیش خیمہ مع لشکر کے اس پار لیجائینگے کہ اُدھر سے قیماس خان اور تہمتن خان ہو پہونچے ادھر سے
ہوشنگ شاہ اور کاوس شاہ آئے مباحثہ اور زیادہ بڑھا ناگاہ شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ ملک قاسم عالیشان بھی
آپہونچے اور سطح تکرار ہوئی پھر نوبت بجنگ و جدل آئی تلوارین کھنچا چاہتی تھین کہ اتنے مین خواجہ عمرو آپہونچے اور کہا کہ پھر تنے فساد
کیا بس ہٹو جاؤ یہان سے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہو ہم دونون کے پیش خیمے ساتھ اُس پار پل طاؤسیہ کے لیجائینگے غرض کہ
دونون مین صفائی خواجہ عمرو نے کرادی بدیع الزمان اپنے خیمہ مین گئے اور قاسم اپنی بارگاہ مین داخل ہوے اب یہان سے
ناظرین والا تمکین زمرد شاہ باختری لقاے بے بقا کا حال سنین کہ وہ کافر خاسر مردود ازلی زمرد شاہ باختری اپنے قیطول
پر بیٹھا ہوا ہی اور دورہ سردارون کا گرد بندھا ہی جام شراب گردش مین ہی ساقی بچے حسین حسین نازنین گلابیان شراب
ارغوانی کی اور جام زرنگار ہاتھ مین لیے ہوئے پلا رہے ہین صحبت عیش و نشاط بصد انبساط جمع ہی چنگ و رباب نوازش مین ہین
ہر ایک کافر سرگرم بادہ خواری ہی کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور ہاتھ اُٹھا کر عرض دعا بد دعا دینے لگے اور عرض کیا
کہ شہزادہ خاور سیاہ و ملک قاسم عالیجاہ اور شہزادہ بدیع الزمان نامور لشکر بے پایان و افواج فراوان ساتھ لیے ہوے آتے ہین
بڑے بڑے سرداران نامی گرامی کو کہ وہ ملک باختر مین بے مثل و بے نظیر تھے اُنکو زیر کرکے رفقا بنا کرلے ہین بختیارک تو یہ سنکر
صلواۃ پڑھنے لگا اور تالیان بجا کر تا دھنا تا دھنا ناچنے لگا اور ہنسکر لقا سے کہا کیون خداوند مین نے آپ سے پہلے ہی کہا تھا
کہ یہ لوگ مارے نہین گئے پھر باشوکت و شان جمعیت پیدا کرکے آئینگے سنا آپ نے یا نہین کہ سر فتنہ باختر اور شہزادہ خاور سیاہ
دونون ظاہر ہوے اور پیش خیمے اُنکے آتے ہین لقاے بے بقا نے کہا ہو شیطان درگاہ مین مین نے اپنی قدرت کاملہ سے
اُنھین محفوظ رکھا اسی طرح تقدیر کی تھی پھر سائیل خشت انداز اور شمائیل خشت انداز سے کہا کہ تم ابھی جاؤ اور پیش خیمہ انکا
تم چھین لاؤ یہ دونون فوراً روانہ ہوے اور ساتھ اُنکے بارہ بارہ ہزار جرار تھے جب وہ جا چکے اُنکے عقب سے مظفر پیل گردان
اور غضنفر پیل گردان سے کہا کہ تم بھی جاؤ مگر تم ملک قاسم کی سپاہ پر گرنا اور وہ دونون بدیع الزمان کی فوج کو
تہ و بالا کرینگے یہ دونون لاکھ لاکھ بیلدارون سے بمقابلہ شہزادہ خاور سیاہ چلے اب سنیے کہ امیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان کا خبر
کے واسطے یہان آیا ہوا تھا اُسنے جو مظفر و غضنفر کو پل طاؤسیہ کی طرف جاتے دیکھا لوگون سے حال دریافت کیا معلوم ہوا
کہ یہ پیش خیمے قاسم و بدیع الزمان کے چھیننے جاتے ہین امیہ نے کہا ان دونون کو گرفتار کیا چاہیے بس گرد مرد کی شکل بنکر
سامنے مظفر و غضنفر کے آیا اور کہا کہ تم آگے نہ جاؤ یہین اترو جسوقت خدا بہت غافل ہونگے ہم تمکو لیجاؤنگا تمام مال و
اسباب و خیمہ چھین لانا اسطرح لڑکر بندگان خداوند لقا کا خون کرنے سے کیا فائدہ مثل مشہور ہی یک جنگ دو سردار
ہوشیار رون برجاؤ نہین سلام کیا اُفتاد پڑے مظفر و غضنفر پیل گردان یہ سنکر دونون بہت خوش

ہوئے اور وہین خیمے استادہ کرائے مع فوج کے اُسی جگہ اُترے اُمیہ وہان سے قارن کے پاس آیا اور اُس سے کہا
کہ مظفر و غضنفر دونون بحکم لقا تمسے پیش خیمہ چھیننے آتے ہین قارن کرگدن سوار نے کہا کچھ پروا نہین اگر آتے ہین تو
آنے دو اُمیہ عیار نے کہا اگر تمھاری رائے ہو تو بسہل و آسانی مین اُنکو گرفتار کرلاؤن جنگ و جدل کی نوبت نہ آنے پائے
پوچھا کیونکر اُمیہ نے کہا رات کو تم خیمہ خالی کردو اور مال و اسباب چھوڑکے چلے جاؤ اور کمینگاہ مین چھپ کر بیٹھو وہ لشکر
پر آکر گھیرینگے خیمہ و اسباب لوٹینگے جسوقت گرانبار ہوکر چلین تم کمینگاہ سے نکل کر آنا اور گرفتار کرلینا قارن یہ تدبیر سُنکر
بہت خوش ہوا اُمیہ سے کہا کہ جسطرح تم کہتے ہو ایسا ہی کرینگے اُمیہ نے کہا پھر مین اُنھین جاکر لاتا ہون یہ کہکر گرد مرد کی
شکل بنکر مظفر و غضنفر کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ آج رات کو جاکر غفلت مین سب مال و اسباب خیمے چھین لو تو اُنھون نے
کہا اچھا اُمیہ دو پہر رات گئے سب لشکر اور دونون سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر لشکر قارن پر آیا مظفر و غضنفر نے
دیکھا کہ یہان کوئی نہین ہو بالکل سناٹا ہی اُمیہ نے کہا کہ آپ کے خوف سے سب خدا پرست بھاگ گئے اب یہ دونون گئے
اور فوج انکی اسباب مال باندھ باندھ کر گرانبار ہوئی پہر رات رہے ارادہ چلنے کا کیا تھا کہ قارن کرگدن سوار کمینگاہ سے
نکلا اور آتے ہی اُن کفار پر گرا ایک ایک نے چار چار کی مشکین باندھ لین مظفر و غضنفر مع اپنے لشکر کے اسیر ہوگئے شہزادہ
بدیع الزمان نے یہ خبر سُنکر اُمیہ و قارن کو خلعت بھیجا اب سبائیل خشت انداز اور شمائیل خشت انداز کا حال سنیے
کہ ان دونون نے طوفان عیار کو بھیجا تھا کہ آردشیر کی خبر جاکر لا طوفان عیار برائے خبر آردشیر چلا جاتا تھا اُدھر سے
سیارہ عیار قاسم کا آتا تھا طوفان کو آتے ہوئے دیکھکر مخفی ہوا اور آگے بڑھ کے تھوڑی دور پر حلقہ ہاے کمند زمین
پر عین راہ مین خس پوش کیے اور آپ ایک جھاڑی مین چھپکر بیٹھا جب طوفان عیار اُس مقام پر پہونچا جہان حلقہ
کمند بچھے تھے دو ایک قدم چلا پاؤن حلقہ مین کمند کے پڑے سیارہ نے کمند کو جھٹکا دیا طوفان عیار اُلجھکر زمین
پر گرا سیارہ جھپٹ کر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین پشتارہ اُسکا لے کر آردشیر کی خدمت مین آیا
اتفاقاً اُسی وقت خواجہ عمرو بھی وہان پہونچے طوفان کو تو لشکر مین قید کیا اور آپ طوفان کی صورت بنکر
سبائیل خشت انداز اور شمائیل خشت انداز کے پاس آئے اور کہا کہ سب خدا پرست منزل کے تھکے
ہوئے پڑے ہین تم چلکر شبخون مارو اور سب کو قتل کرو بارگاہین چھین لو اور اسباب لوٹ لو وہ دونون سرداران
لقا بے بقا اس امر پر مستعد ہوئے اور دو پہر رات گئے فوج لیکر پہونچے لشکر آردشیر پر آئے آردشیر بموجب فہمائش خواجہ عمرو
خیمے وغیرہ خالی کرکے چلے گئے تھے تمام لشکر کو لے کر کمینگاہ مین بیٹھ رہے جسوقت وہ دونون خشت انداز مع فوج کے
آئے کسی کو وہان نہ پایا سمجھے کہ ہمارے ڈر سے خدا پرست بھاگ گئے تمام مال و اسباب لوٹا اور خیمے اکھیڑکر اونٹون پر
بار کرائے اور لے چلنے کا قصد کیا آردشیر فوج کو لے کر آیا اور نعرہ شیرانہ کرکے جا پڑا سب کافرون کو پکڑ لیا بسبب
گرانباری کے کسی کا ہاتھ بھی نہ ہل سکا تمام خشت انداز گرفتار ہوگئے قاسم نے جو یہ حال سُنا آردشیر کو خلعت
بھیجا۔ خواجہ عمرو نے شہزادہ بدیع الزمان اور ملک قاسم سے جاکر کہا کہ ان بلیدارون کو اور خشت اندازون کو
اپنے لشکر مین قید رکھو کہ ان سب سے مقابلے مین ملک سبائیل کے قلعہ نوا لینگے دونون شہزادگان والا قدر نے
یہ صلاح خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی بہت پسند کی اور بارگاہ مین اور خیمے وغیرہ اپنے اپنے ملک قاسم اور
شہزادہ بدیع الزمان نے روانہ کیے اور دونون شہزادون نے یہ کہدیا کہ جس جگہ پر پہلے ہماری بارگاہین اور خیمے وغیرہ
استادہ تھین وہین پر اب بھی جاکر استادہ کرو یہ سُنکر قارن کرگدن سوار اور آردشیر کوہ پیکر دیو بند دونون
سردار نامی و نامدار برابر پہونچے اور پھر یہی تکرار ہونے لگی ہر ایک چاہتا تھا کہ ہم اپنا خیمہ پہلے استادہ کرین کہ اسد بن

کرب غازی آکر پہونچے اور کہا کہ سوائے ماموں جان کے اور کسی کا خیمہ یہان نہین استادہ ہوگا اتنے عرصہ مین ہاشم تیغ زن بھی آپہونچے اسد شیر دل سے اور اسنے تکرار ہونے لگی یہانتک کہ متواتر سرداران دست راست اور دست چپ آنے لگے بعد بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بھی آپہونچے اور مباحثہ اور تکرار ہوتے ہوتے نوبت شمشیر زنی پر آئی دونون کی طرف تلوارین کھینچ گئین ہرچند خواجہ عمرو منع کرتے ہین اور دونون طرف سمجھاتے ہین مگر کوئی نہین سنتا ادھر لقاے بے لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے اور بختیارک کہہ رہا ہے کہ یا خداوند یہ تقدیر آپ نے بہت اچھی کی ہے کہ سب خدا پرست آپسمین لڑ بھڑ کر مر جائین لقاے بے لقا کہہ رہا ہے کہ مین نے اپنی قدرت سے ان سب کو زندہ رکھا اگر اب بھی ان کمبختون نے مجھکو سجدہ نہ کیا تو ایسی مرتبہ ایسا غضب نازل کرونگا کہ کوئی زندہ نہ بچیگا ادھر ملک قاسم اور شہزادہ بدیع الزمان چاہتے ہین کہ آپس مین لڑ مرین ناگاہ نوبت کی آواز بلند ہوئی قبۂ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے پہونچے ادھر بادشاہ اسلام سعد بن قباد بڑے جاہ و احتشام سے تشریف لائے کرب غازی نے بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی اور بادشاہ اسلام سعد بن قباد کو تخت پر بٹھایا اور قاسم و بدیع الزمان سے کہا کہ کیون آپس مین رنج و ملال کرتے ہو اس جنگ بے سود کو موقوف کرو تم سب ملکر ایک جگہ رہو جھگڑے فساد سے کیا حصول یہ دیکھکر اور دشمن ہنسینگے اسوقت سب کے سب علیحدہ ہوئے خدمت بادشاہ جمجاہ مین آئے نذرین دین خلعت پائے سب نے اپنے اپنے خیمے استادہ کرائے بارگاہ صاحبقرانی بھی استادہ ہوئی بادشاہ اسلام نے جلوس فرمایا دربار شاہی آراستہ ہوا سرداران دست راست و سرداران دست چپ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے ادھر لقا نے یاقوت شاہ کو حکم دیا کہ مین نے تقدیر کی ہے تم اپنا لشکر لیجاؤ مقابلے مین خدا پرستون کے اور اپنی بارگاہ استادہ کراؤ اسی وقت یاقوت شاہ بھی بارگاہ اپنی لے کر مقابلے مین لشکر اسلام کے آیا اور خیمے بارگاہ استادہ کرائے فوج لقاے بے لقا اتری دوسرے دن سے آمد سرداران لشکر اسلام کی شروع ہوئی پہلے سب سے سرفتنۂ ملک باختر شہزادۂ بدیع الزمان نامور اپنے رفقاے جلیل اور ہمراہیان قدیم کو لے کر آئے مثل قارن کرگدن سوار اور ہوشنگ شاہ پیل دندان و کاؤس شاہ پیل دندان و جمشید شاہ وغیرہ اور اگلے رفقا مین نسل بن گیا ہو رخون آشام وغیرہ سات لاکھ سواران جرار و دلیران نامدار کی جمعیت ہے یاقوت شاہ اپنی بارگاہ کے باہر کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا ہے اور لقاے بے لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا نظارہ کنان ہے اور بختیارک کہہ رہا ہے کہ یا خداوند مین نے جو آپ سے کہا تھا کہ ان سرداران نامی مین سے کوئی نہین مارا گیا آپکو یقین نہ آتا تھا اب دیکھا آپ نے کسقدر جمعیت بہم پہنچا کر کے یہ پھر آئے ہین لقا نے کہا فقط یہ مین نے قدرت نمائی تم سب کو اپنی دکھائی ہے کہ پھر بجا دیا مرت پلٹا دی اگر اب بھی یہ مجھکو سجدہ نہ کرینگے تو ایک طرفۃ العین مین ان سب کو غارت کرونگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ ایک اور تتق گرد اٹھا جسوقت دامن غبار چاک ہوا دیکھا کہ شہزادۂ خاور سیاہ یعنی ملک قاسم عالیجاہ اپنے سرداروں کو ساتھ لیے ہوئے بڑے جاہ و حشم سے آئے مثل لعلان لعل قبا و فیروز لعل قبا و سعدان شاہ و آردشیر کوہ پیکر و دیو بند و مظفر بن ضیغم خون آشام و قیماس خان خاوری وغیرہ بارہ لاکھ کی جمعیت ہمراہ اور بیچ مین محافہ ملکہ گیتی افروز اور چہرہ افروز کا گرد اسکے کہاریان حسین حسین کمسن مرصع پوش ہر ایک ڈر در گوش اور رنا ظر بجکانے بھی ہمراہ بختیارک نے کہا یا خداوند دیکھا آپ نے کچھ پہچانا کہ یہ سواری کسکی ہے لقاے بے لقا نے کہا مین نہین جانتا کہ یہ کسکی سواری ہے بختیارک نے عرض کیا یہ سواری نور خالص چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز کی ہے لقاے بے لقا نے برہم ہو کر کہا او شیطان درگاہ من تیری خباثت کسی طرح سے نہین

جاتی کچھ تیری شامت آئی ہے یہان تو یہ گفتگو سے مذاقیہ لقاے بے بقا و بختیارک ہی یہان ہو رہی تھی ادھر بعد
آنے شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کے پھر تق گرد کا اڑا سب اہل لشکر اسی جانب دیکھنے لگے سب نے
دیکھا کہ شہزادۂ ہندوستان لندھور بن سعدان مع فرہاد خان یکغزلی وارثیون پریزادہ کے تمام لشکر
ہندی سے بصد صولت و شوکت نمودار ہوے بعد اُسکے مالک اژدر مع ابراہیم بن مالک اسی ہزار سواران عرب
نیزہ دار جرار سے آئے بعد انکے آنے کے اسد شیر دل بن کرب غازی ظاہر ہوے چالیس ہزار امیرزادے اور
بارہ ہزار قزاق برقین بجاتے ہوے ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے بعد اسکے رستم پیلتن دیلکش گشندہ
دوہیل ہندی و گشندہ کیتیان زنگی لیتے شہزادۂ علمشاہ رومی اپنے رفقاے جانباز و سرفروش کو شل
ملک حدید اور ملک سیراب شاہ اور فرخ معجوق کوہی اور رفقاے قدیم شل آلاگرد فرنگی و مالاگرد
فرنگی وغیرہ کے ساتھ لیے ہوے پہونچے بعد اُسکے شہزادۂ ہاشم تیغزن صفدر و صف شکن بھی آئے
مصرع دیوانہ اور آصف شتر خوار اور بہرام صحرانشین اور ہوشنگ شاہ دریانشین اور فتاح
کوہی اور مرزبان شاہ یہ سب کے سب مع سات لاکھ سواران جرار کے ہمراہ رکاب بصد آداب و قاعدہ
چلے آتے تھے بعد اسکے فرخ شہسوار قلندر اور فرخ بخت سلطان چالیس ہزار فوج سے آئے اُسکے بعد سعندیا
گیلانی چالیس ہزار سوار جرار سے آئے پھر تو آمد آمد آگے پیچھے سرداران لشکر اسلام کی ہوئی قطار بندھی ہوئی تھی
پیش و پس چلے آتے تھے اور ملازمت بادشاہ اسلام سعد بن قباد کی حاصل کرتے تھے یاقوت شاہ شل تصویر
حیرت کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور لقاے بے بقا بہت متحیر اور متردد و متفکر گنبد گیتی نما پر بیٹھا تھا اور کہتا تھا کہ یہ تقدیر
میں نے نہیں کی یہ تقدیر بالائی ہوئی ہے نہیں معلوم کہ یہ سب سرداران لشکر اسلام فوجین جمع کر کے کہان سے لائے ہین
بہت بڑا جادوگر کے سب آئے ہین بختیارک کہتا تھا کہ یا خداوند یہ خدا پرست بڑے صاحب اقبال ہین
جدھر جاتے ہین اُس ملک کو بے سر کیے نہین آتے ہین یہ باتین سُنکر لقاے بے بقا بختیارک پر بہت خفا ہوا
آخر کو گنبد گیتی نما پر سے جھنجھلا کے اُتر گیا ادھر بادشاہ اسلام جو بارگاہ سے ٹہلتے ہوے باہر تشریف لائے دیکھا
کہ پل تو امان اور پل مشکبار پر لاشون کا انبار ہے اور سرون کے کلہ منار بنے ہوے ہین دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ جب تباہی لشکر اسلام پر آئی تھی اُسمین یہ سب مردمان لشکر اسلام قتل ہوے تھے جب سے لاشین یونہین
پڑی ہین اور ان سب کے سر کاٹ کر لقانے کلہ منار بنوائے ہین نہایت صدمہ و ملال ہوا ملازمون سے
حکم دیا کہ ان سب بیچارون کی تکفین و تدفین کرو اور ان سب کا ایک گنج شہیدان بنوا دو ملازم بادشاہ لشکر اسلام
سرگرم کار خیر ہوے کہ اس اثنا مین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری تمام ناموس حمزۂ صاحبقران کو ساتھ لیے ہوے
پہونچے تمام سرداران سب کو استقبال کر کے لائے اور داخل بارگاہ شاہی کیا مہتر قرآن حبشی کہ اُس
شب تیرہ و تاریک اور بارش برف مین ناموسان حمزۂ صاحبقران زمان کو ساتھ لے کر مع بارگاہ شاہی
کے بھاگ گئے تھے یہ بھی ناموس کے ہمراہ آئے اور قدمبوسی بادشاہ اسلام کی حاصل کی بادشاہ اسلام نے
عمرو اور مہتر قران کو خلعت سے سرفراز فرمایا بعد اسکے شہزادۂ بدیع الزمان نے خزانہ طلسم خونریز کا
خواجہ عمرو سے طلب کیا اُدھر ملک قاسم نے کہا کہ یہ خزانہ میرا ہے مین لونگا عمرو نے کہا کہ صاحبو کیون آپس مین
تکرار کرتے ہو یہ خزانہ نہ تمھارا ہے نہ انکا ہے کیونکہ سب مال بادشاہ کا ہے کس واسطے کہ پہلے تو بادشاہ اسلام طلسم
خونریز مین تشریف لیگئے تھے دوسرے یہ کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ سامنے ملک سنبائل کے ایک قلعہ مستحکم

بنکر تیار ہوا اور اتنا بڑا قلعہ بنے کہ تمام سرداروں کے ناموس اُسمین رہین اور قصر عالیشان اُسمین بنین اور یہی خشت انداز اور یہی بیلدار جو گرفتار ہوے ہین اُس قلعہ کو بنائین شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ قاسم کو یہ امر منظور ہوا اور کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے اس روپیے سے یہان قلعہ ہی بنکر تیار ہو غرضکہ اُسی وقت سے عمرو نے قلعہ کی نیو ڈالی اور خشت اندازون اور بیلدارون سے قلعہ بنوانا شروع کیا اور شہزادہ عمرو بن رستم کہ بڑے بھائی شہزادہ ملک قاسم کے ہین انکو داروغہ عمارت کا کیا ادھر تو عمارت قلعہ وہان تیار ہونے لگی اور ادھر لقاے بے لقا نے نامے لکھ لکھ کر جابجا روانہ کیے مدد جابجا سے طلب کی بعد اُن نامون کے بھیجنے کے ایک روز لقاے بے لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جوڑی ہرکارون کی دوڑی ہوئی آئی اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ نجحہ روئین تن لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے شہر روئین حصار سے آتا ہے یہ خبر سنتے ہی لقاے بے لقا نے تاج سر اپنا کج کیا اور پکار کر کہا اے بندگان من دیکھو تو اب بلوایا ہے مین نے اپنے پہلوان قدرت کو کہ انجم پرستون کا وہ کام تمام کرے یہ کہکر طبل شادمانی بجوایا پھر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت سے کہا کہ تمام سردارون کو اپنے ہمراہ لے کر جلد جاؤ اور ہمارے پہلوان قدرت کو استقبال کر کے بڑے جاہ و احتشام سے لاؤ یاقوت شاہ جبرئیل قدرت مع بختیارک اور تمام سردارون کے روانہ ہوا مگر طبل شادمانی کی جو صدا بلند ہوئی اور گوش ہمایون بادشاہ اسلام سعد بن قباد مین پہونچی خواجہ عمرو سے کہا کہ جا کر جلد خبر لاؤ کہ یہ طبل کیسا بجتا ہے خواجہ عمرو اُسی وقت لشکر کفار مین آئے دیکھا کہ تمام کفار ایک طرف کو چلے جاتے ہین آپ بھی صورت اپنی تبدیل کر کے ایک پیادے کی صورت بنے اور بختیارک کے ہاتھی کے پیچھے ہو لیے اور اُسکی پیٹھ پر سونٹے مارنا شروع کیے کہ ہاتھی بختیارک کا بڑھکر یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے ہاتھی کے آگے ہو گیا بختیارک نے پیچھے پھر کے دیکھا اور گھڑک کر کہا کیا تو اندھا ہے کہ میرے ہاتھی کو یاقوت شاہ کے ہاتھی سے آگے بڑھائے دیتا ہے کیا تو جوتیان مجھکو کھلوائیگا عمرو نے بائین آنکھ کا تل بختیارک کو دکھا دیا بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہین جان نکل گئی کلیجا دھڑکنے لگا ہاتھ باندھکر کہا کہ آپ خود جوتیان لگا لیجیے مگر یاقوت شاہ سے نہ ذلیل کرائیے عمرو نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ کہان جاتے ہو بختیارک نے کہا کہ نجحہ روئین تن کے استقبال کو کہاں چلے چلو غرضکہ دو تین کوس سب کے سب آئے تھے کہ غبار سامنے سے اُٹھا جو وقت دامن گرد شگافتہ ہوا عمرو نے دیکھا کہ ایک گبر ناہنجار کہ گز کہ تا زانش پچاس انچ کا قد ہے اور ایک ساغر اُسکے ہاتھ مین ہے اور دونون طرف سے دو ساقی بچے حسین کمسن شراب پلاتے چلے آتے ہین اپنے دلمین عمرو نے کہا کہ خدا جانے کس کس مسلمان کو اس سے ایذا پہونچیگی غرضکہ سب کفار تو اُس سے ملاقات کر کے اُسے اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوے عمرو وہان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی مین آئے اور حال نجحہ روئین تن کا بیان کیا بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالیمقام نے فرمایا کہ خداے ما بزرگ ہست پروردگار عالم جو ہمارے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا مگر یہان نجحہ روئین تن لقا کے سامنے آیا پہلے اُس کافر نے لقا کو سجدہ کیا اُس مردود نے دست نحس اپنا اُسکی پیشت پر پھیرا اور کہا کہ تو میرا بندۂ خاص ہے اور خلعت اُسکو سپہ سالاری کا دیا یہ بوم شوم خلعت پہنکر مرغ زرین بنکر یاقوت کی بارگاہ مین آکر بیٹھا تھوڑی دیر گذری تھی کہ جوڑی ہرکارون کی پھر آئی اور خبر دی کہ القاش خون آشام تین لاکھ سوار کی جمعیت سے آتا ہے لقا نے خوش ہو کر اُسکے واسطے بھی سب کو استقبال کے لیے بھیجا تمام سردار گئے اور استقبال کر کے اُسے لائے اُسنے بھی آکر پہلے لقا کو سجدہ کیا پھر بارگاہ یاقوت شاہ مین آکر دنگل پر متمکن ہوا مگر نجحہ روئین تن سے مقدم بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا تھا کہ یہان لقاے بے لقا کو بذریعہ اخبار اطلاع ہوئی کہ

شہر عجم مین بیٹا بدیع الزمان کا کہ نام اُسکا شہزادہ نور الدہر ہی ملکہ گوہر ملک سے پیدا ہوا ہی اور سن اسکا کوئی سات
برس کا ابھی ہی بس جیسے لقا نے نام نور الدہر کا سنا رعشہ بدن مین پڑ گیا کانپنے لگا تاج گھبراہٹ مین سر سے نیچے گر پڑا
نجومیون کی طرف مخاطب ہوکر کہا دیکھو تو اس لڑکے کے ہاتھ سے مجھے کیا ایذا پہونچیگی سب نجومیون نے علم سے اپنے
حال دریافت کیا اور کہا کہ یہ طفل برباد کن خدائی خداوند لقا ہوگا ابھی اسکے استیصال کی تدبیر کرنا مناسب
ہی لقا نے اسی وقت ایک شقہ القاش خون آشام کے نام لکھوایا کہ تو جا کر ملک عجم مین فرزند جگر بند شہزادہ
بدیع الزمان نامدار یعنی نور الدہر عالیوقار کا سر کاٹ لا وہ شقہ جب تیار ہوا گردہ مرد کو دیا کہ تو القاش
کے پاس لیجا گردہ مرد نے شقہ لاکر نخجۂ روئین تن کے ہاتھ مین دے دیا نخجۂ روئین تن سمجھا کہ یہ شقہ سپہ سالاری
کا مجھے ملا ہی ایک تو مادۂ غرور سے بدمست ہو رہا تھا اور زیادہ متکبر ہوا القاش کو مقدم بیٹھا دیکھکر غضبناک ہوا
اور کہا کہ او القاش سپہ سالار خداوند لقا مین ہون تو کون ہی جو مجھسے مقدم ہوکر بیٹھا اُٹھ وہان سے
اور مجھسے زبردست آکر بیٹھ دیکھ یہ شقہ سپہ سالاری کا میرے نام آیا ہی القاش خون آشام یہ سُنکر آگ ہوگیا اور
کہا تیری لیاقت کیا ہی جو مین تجھسے زبردست ہوکے بیٹھون لا تو وہ شقہ کہان ہی دیکھون تو اُسمین کیا لکھا ہی نخجہ نے
جواب دیا کہ مین شقہ تجھے نہ دونگا القاش نے کہا مین زبردستی تجھسے لیلونگا نخجہ نے بگڑ کر کہا کہ کیا تیری طاقت ہی جو شقہ
مجھسے لے سکے القاش نے ہاتھ بڑھایا کہ شقہ چھین لے نخجہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا القاش اُٹھکر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی
بختیارک اُچھلنے لگا اور ہنس کے پکارا کہ کوئی ہی شرط مجھسے بدنے والا کون جیتے کون ہارے اب تمام کفار حیران ہین تماشا
کھڑے دیکھ رہے ہین کہ پہر بھر کشتی کا طول ہوئی آخر کو القاش خون آشام نے نخجہ روئین تن کو اُٹھا لیا اور سر پر
چرخ دے کر بقوت تمام زمین پر مارا کہ نخجۂ روئین تن کا کولا اُتر گیا اور بیہوش ہوگیا القاش خون آشام نے وہ
شقہ لیکر پڑھا اور مضمون سے آگاہ ہوکر کہا کہ صاحبو دیکھو یہ شقہ تو خداوند نے مجکو لکھکر بھیجا ہی اور یہ بیجا کہتا ہی کہ مجھکو
سپہ سالاری کا شقہ آیا ہی اب مین اسے زندہ نہ چھوڑونگا اور چاہا کہ اُسکی چھاتی پر چڑھکے دم فنا کر دے کہ بختیارک
اور یاقوت شاہ نے منع کیا اور کہا کہ جیسا اسنے کیا تھا اپنی سزا کو پہونچ چکا اب جانے دیجیے اتنی دیر مین نخجہ کی بھی
آنکھ کھلی القاش نے اُس سے کہا کیون یہ تیری کیا حرکت بیجا تھی کہ شقہ تو خداوند نے مجکو بھیجا اور تو نے دبا رکھا
مجھے واجب ہی کہ اب تجھے مار ڈالون بختیارک نے نخجہ سے کہا ارے کمبخت عذر و معذرت کر نخجہ عذر کرنے لگا
بختیارک نے نخجہ کو اُٹھا کر پانون پر القاش کے ڈال دیا اور کہا کہ بس اب اسکو معاف کرو دونون آپسمین ملجاؤ
القاش نے اُسے گلے سے لگا لیا اور خطا اُسکی معاف کی یہ خبر خداوند لقا کو پہونچی حکم دیا کہ نخجہ کو اُٹھا کر باغ بہشت
مین پہونچا دو اور القاش کے واسطے خلعت بھیجا اور حکم دیا کہ القاش سے کہو کہ جلد ملک عجم کی طرف جاوٗ۔
القاش خون آشام تین لاکھ سوار جرار اپنے ساتھ لیکر بہ ارادۂ قتل شہزادہ نور الدہر ملک عجم کو روانہ ہوا
یہان جاسوسان لشکر اسلام نے یہ خبر خدمت مین بادشاہ اسلام کے آکر پہونچائی اور تمام حال نخجہ اور القاش
کی کشتی کا بیان کیا اور عرض کیا کہ القاش برائے قتل شہزادہ نور الدہر فرزند بدیع الزمان کے گیا ہی ابھی ہمارے
سامنے جانب ملک عجم القاش روانہ ہوگیا شہزادہ بدیع الزمان یہ خبر سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئے بادشاہ
اسلام نے اُسوقت تمام سردارون کی طرف دیکھ کے فرمایا کہ ہی کوئی ایسا تم مین سے کہ جانب ملک عجم جاکر شہزادہ
نور الدہر کو اس کافر کے شر سے بچائے ابھی یہان بادشاہ کے منھ سے پوری بات نہ نکلی تھی کہ اپنے دنگل پر سے کرب
برحرب صفدر و غازی نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب کہ شہزادہ بدیع الزمان سے کمال الفت و محبت

رکھتے ہین اُٹھ کھڑے ہوے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور دست بستہ کہا کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا بادشاہ اسلام
بہت خوش ہوے اور کرب غازی کو خلعت دیا اور بدیع الزمان کا یہ عالم ہوا کہ پھول کر جامے مین نہ سماتے تھے
ایسے مسرور ہوئے کہ کرب غازی سے لپٹ گئے اور کہا کہ بھائی تمھارا جانا میرے جانے سے بہتر ہے بسم اللہ جاؤ
حافظ حقیقی تمھارا نگہبان ہو کرب غازی بارہ ہزار قزاق لیکر جانب ملک عجم روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے
اُدھر کا حال ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرمائین کہ جب القاش خون آشام ملک عجم کو روانہ ہو چکا ہاروت بن
جالوت رعد آواز لقا سے عرض پرداز ہوا کہ آپ میرے حق مین تقدیر بر جستہ سمجھئے تو مین ان خدا پرستون کو
میدان مین نکل کر مارون لقائے بے بقا نے ہاروت بن جالوت رعد آواز سے کہا کہ تیرے دم شمشیر مین سب
خدا پرستون کی موت تقدیر کر دی ہے یہ کہکے اُسکو خلعت دیا ہاروت خلعت وغا پہنے ہوے یاقوت شاہ
کے دربار مین آیا اور دنگل پر بیٹھکر شرابخواری کرنے لگا جب بادۂ ناب سے دماغ خوب گرم ہوا مستی کا نشہ
چڑھا یاقوت شاہ سے کہا اے جبرئیل قدرت آپ طبل جنگ بجوایئے اُسی وقت یاقوت شاہ نے طبل جنگ
لشکر مین بجوایا شور و غل برپا ہوا کہ خدا پرستون سے کل سامنا ہے سب اپنی تیاری کرنے لگے اُدھر بادشاہ اسلام
بارگاہ سلیمانی مین تخت سلیمانی پر جلوہ افروز تھے کہ آواز نقارے کی آئی خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ
ذرا خبر تو لاؤ کہ یہ نقارہ کیسا بجا ہے ہاتھ باندھکر خواجہ نے عرض کیا کہ ہرکارے خبر لیکر آتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ
سرہنگ کمی اور ابو شہاب لنگری آ پہونچے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا دی کہ بادشاہ کا اقبال یاور جاہ و جلال کی
ترقی لشکر اسلام کا اوج موج ہمیشہ بڑھے ؎ الٰہی بخت تو بیدار بادا ✤ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ✤ وہ دونون دعا و
ثنائے شاہی کر کے عرض کرنے لگے کہ لشکر لقائے بے بقا مین ہاروت بن جالوت رعد آواز کے نام پر طبل جنگ
بجا ہے کل کفار آمادۂ کارزار ہونگے بادشاہ نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بے بموجب حکم
بادشاہ اسلام ادھر بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون طرف لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین رات بھر
یہی سامان رہا صبح کو سرداران لشکر اسلام آکر در دولت شاہی پر موجود ہوئے بادشاہ اسلام نماز صبح پڑھکر وظیفہ
سے فراغت کر کے تخت پر سوار ہو کر باہر بارگاہ کے برآمد ہوئے سردارون نے مجرا کیا افسر چوبدار مردبے نے ایک ایک
کا بہ قاعدۂ شاہانہ سلام پیش کیا تخت بادشاہی وہان سے مثل تخت سلیمان کے چل نکلا اب کوچہ سلامت مین
سواری بادشاہ اسلام کی چلی جاتی تھی دو رستہ سلامی اُتر رہی تھی ہر لشکر کے سردار نے سفیر بنکر بادشاہ سلامت
کے روبرو آکے سلامی کی یہانتک وعدہ گاہ میدان مصاف مین بادشاہ اسلام کی سواری پہونچی تخت بادشاہی قلب
لشکر مین ٹھہرا دست راستی دست راست کو اور دست چپی دست چپ کو اپنے اپنے مقام پر قائم ہوئے دیکھا کہ
اُدھر بھی آمد لشکر کفار کی شروع ہے اس صورت سے کہ ہر پرے اور ہر صف کے بعد باجا بجتا ہوا قرنا کا شور بوق کی آواز
بلند نقارون پر چوبین پڑتی ہوئین ڈنکا ہوتا ہوا پیچھے اُن باجون اور ڈنکے کے جبرئیل قدرت یاقوت شاہ بھی تخت
سوار خواصی مین خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا فریب دین بیٹھا ہوا مگس رانی کرتا ہوا چلا آتا ہے اور گرد و اطراف
مین اور سوار چلے آتے ہین آگے تخت یاقوت شاہ کے ہاروت بن جالوت رعد آواز زرہ پہنے ہوے خود آہنی
سر پر رکھے ہوے دستانے ہاتھون مین گرگدن سیاہ رنگ پر سوار بصد کبر و نخوت چلا آتا ہے تخت یاقوت شاہ
کا ایک طرف کو آکر قائم ہوا اور تمام فوج پیچھے تخت کے کھڑی ہوئی ہے ہاروت سامنے لشکر اسلام کے صف باندھکر
استادہ ہوا میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ دیکھتے دیکھتے آراستہ ہو گیا بیلدارون نے نکلکر تمام پست و بلند زمین کو ہموار کر دیا

تبرداروں نے جھنڈی جھاڑی کو کاٹ کر پھینک دیا سقون نے آب پاشی کی نقیبون نے نکل کر نہیب ہی لشکر کفار
مین علمہاے خوک پیکر علم ہوئے مثل ستارہ دنبالہ دار کے چمکنے لگے آواز نفیر اور گنج نغیر کی بلند ہوئی ہاروت اپنے
گینڈے کو جولان کر کے سامنے تخت یاقوت شاہ کے آیا گینڈے سے اُتر کر سلام کیا اور اجازت پیکار طلب کی عرض کیا
امیدوار ہون کہ میدان رزمگاہ مین جا کر خداپرستون کا کام تمام کرون یہ سُنکر یاقوت شاہ نے کہا کہ جاؤ تمکو
زمرد شاہ باختری کی حفاظت مین دیا اس عرصے مین زمرد شاہ باختری بھی گنبد گیتی نما پر آکر بیٹھا ہاروت
بن جالوت رعد آواز دور سے خداوند لقا کو سجدہ کر کے میدان حرب کو روانہ ہوا گینڈے کو جھکا کر میدان وغا مین آیا اور
مبارز طلب کیا للکار کر آواز دی خداپرستو خداوند لقا نے قہر غضب اپنا نازل کیا تھا تم سب کے سب پریشان و تباہ ہو گئے
تھے خداوند نے پھر اپنی قدرت نمائی کی کہ تم سب کو بچایا تم سب فوج و لشکر اپنے ساتھ لیکر یہان آئے اور اسپر بھی تمنے
خداوند لقا کو سجدہ نہ کیا اب بہتر یہ ہی کہ خداوند لقا کو سجدہ کر دیا جسے تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے مین آئے یہ
لاف و گزاف اور کلام مہملات سنکر اہل اسلام نے لعنت و ملامت کرنا شروع کیا اور قارن کرگدن سوار گینڈا اپنا
بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے آیا اور گینڈے سے اُتر کر مجرا کیا اجازت میدان حرب چاہی
بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ پروردگار عالم تمہارا حافظ و نگہبان ہی خداوند کریم کافر پر فتحمند کرے یہ کہکے جام کلمہ
عفریت عنایت کیا قارن کرگدن سوار جام کو پی کر آداب بجا لایا اور گینڈے پر سوار ہو کے ایک کھچ ماری کہ گینڈا
مثل برق چمک کر برابر ہاروت کے آیا ہاروت اُس سے نکا درزن ہوا برابر سے دونون گینڈے ہٹتے تھے پھر دونون
مین سل کر گینڈون کو ایک دوسرے کے مقابل کیا ہاروت نے قارن سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا تو مجکو نہین
جانتا میرا نام قارن کرگدن سوار ہے مین بیٹا ہون سیائل شاہ کا یہ ملک سیائل میرے ہی باپ نے بنایا تھا
لقاے بے بقا نے ظلمات سے آکر چھین لیا اور ظلم و ستم کیا کہ اسنے میرے باپ کو مار ڈالا اب مین اسی واسطے آیا ہون
کہ اپنے والد ماجد کا ملک اس گبر ناہنجار سے لون ہاروت یہ سُنکر بہت غصہ ہوا اور کہا کہ خیر اب حال تیرا معلوم ہوا
بے جنگ و جدل تجھے فیصلہ ہو گا لے حربہ بیکار سنبھال قارن نے کہا مین نے دین اسلام اختیار کیا ہی خداپرستون
کا یہ دستور نہین کہ پیشدستی کرین تو اپنا حربہ پہلے کر لے جب پروردگار تیرے حربے سے بچائیگا تو مین بھی تجھپر حربہ
کرونگا ہاروت نے یہ سُنکر نیزہ ہاتھ مین اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر قارن کرگدن سوار پر مارا قارن نے
اسکا نیزہ اپنے نیزے پر روکا جب طعن رد ہو گئی پھر بند باندھکر نیزہ مارا قارن نے روک کر پھر رد کیا اسی طرح
بڑی دیر تک نیزہ بازی ہوئی آخر کو قارن نے نیزہ ہاروت ہوائی کر دیا ہاروت نے جھنجھلا کر تیغہ آبدار کھینچا اور
قارن پر وار کیا قارن نے چاہا کہ تیغہ اُسکا چھینکر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لے کہ گینڈے کے پانون موشخانے مین
جاتے رہے گینڈے نے سکندری کھائی قارن کی نگاہ بہک گئی اور ہاتھ اُچٹ گیا تلوار ہاروت بن جالوت
رعد آواز کی قارن کے سر پر پڑی تا دوابرو اتر آئی قارن نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی
منھ پر آ پڑی غشی طاری ہوئی ہاروت نے چاہا کہ دوسرا ہاتھ تلوار کا اور مارے کہ قارن کا کام تمام ہو اُسی وقت
شہزادہ بدیع الزمان اپنے رفیق نامی کے واسطے بیتاب ہو گئے اور پودھا باگ کا لیا اور وہین سے نعرہ کیا کہ اے
گبر ناہنجار کنندہ ناتراش دست خود را نگہدار او بیچا مین آ پہونچا کیا غضب کرتا ہی زخمی کو مارنے کا ارادہ ہی بس
یہ نعرہ کر کے برابر ہاروت کے آ پہونچے قارن کو لوگون کے سپرد کیا وہ لیکر لشکر اسلام مین آئے شہزادہ بدیع الزمان
ہاروت کے مقابلے پر ٹھہرے اور فرمایا کہ او نامرد یہ کیا حمیت مردانگی ہی کوئی بھی زخمی پر ہاتھ مارنے کو اُٹھاتا ہی تو نے

قصد مار ڈالنے کا قارن کے کیا ہاروت نے کہا کہ مین ہی نے تو اسکو زخمی کیا کسی اور کا تو زخم خوردہ نہین تھا
اور اُسکو تو دعوے خداوند لقا کے مار ڈالنے کا تھا وہ تو بہت کچھ ارادہ کر کے آیا تھا اپنے باپ کا بدلا لیا چاہتا تھا اُسکو تو
نے اُسکو پست کیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ انشاء اللہ اب بعد صحت کے وہ ایسا ہی کریگا کیون کیا تو اُسکو کچھ کم
مردان شجاع سے سمجھتا ہی ہاروت نے کہا تم اُسکی قسمت سے آ گئے نہین تو مین اُسکو زندہ نہ چھوڑتا دعوی بہادری
سب اُسکا باطل کر دیتا شہزادے نے کہا جو خدا چاہتا ہی وہ ہوتا ہی تو اور تیرا خداوند گیدی ہی یہان شہزادہ
بدیع الزمان نامدار اور ہاروت مین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی ہرکارے دونون لشکرون کے
خبر لینے کو دوڑے جب گرد و غبار برابر لشکرون کے پہونچکر فرو ہوا دیکھا کہ سو علم نشان لاکھ سوار کے نمودار ہوے اور
بعد اُسکے سامان جلوداری بہت کچھ تھا کہ تمام صحرا آدمیون سے بھر گیا دیکھا کہ ایک شخص کرگدن سیاہ رنگ پر سوار نہایت
قوی ہیکل تنومند پچاس آرنج کا قد لاکھ فوج کی جمعیت کے بیچ مین چلا آتا ہی ہرکارے لشکر اسلام کے نام اُسکا دریافت
کر کے آئے اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ یہ پہلوان جو آیا ہی نام اسکا رزنگ بن سیلان گرازندان ہی لقائے
بے بقا کی مدد کو آیا ہی غرضکہ وہ پہلوان بعد غرور و نخوت تخت یاقوت شاہ کے قریب آیا اور آداب بجا لایا اور
پہلوے یاقوت شاہ مین ٹھہر کر تماشا ہاروت کی لڑائی کا دیکھنے لگا یہان شاہزادہ بدیع الزمان اور ہاروت
بن جالوت رعد آواز سے گفتگو ہو رہی تھی کہ رزنگ نے پوچھا کہ کس کس سے یہ مقابلہ ہی بختیارک نے کہا کہ ہاروت
بن جالوت رعد آواز اسطرف سے ہی اور اُدھر سے شہزادہ بدیع الزمان پسر حمزۂ صاحبقران ہی یہ سُنکر وہ سرہلاکے
رہگیا ادھر بعد گفتگوے بسیار ہاروت نابکار نے وہی تیغہ خون آلود کا وار کیا شہزادہ بدیع الزمان نے سپر کو چہرے
کی پناہ کیا قبضہ و دنبالہ تیغ ہاروت کا سپر سخت سے آشنا ہو کر پھولون مین سپر کے وہ خار تیغہ باغی اُلجھ گیا شہزادہ
بدیع الزمان نے سپر کی ادھر سے کر جھٹکا مارا کہ قبضۂ شمشیر نابکار کے ہاتھ سے چھوٹ گیا شہزادے نے فوراً تیغہ انبی سلیمانی
کا ہاتھ مارا ظالم نے گھبرا کر سپر سے چہرے کی پناہ کی تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر پہونچا حیات خود کو فنا کر کے آب تیغہ آبدار حلق
اُس نار ہی کے اُتر گیا وہان سے جو تیغہ آگے بڑھا چاک کرتا ہوا کو اٹر سینہ پر کینہ گینڈے کے دو ٹکڑے کر کے زمین کو بوسہ
دیا تحسین و آفرین کا غل ہوا بختیارک نے چلا کے کہا وہ ہاروت بن جالوت رعد آواز مارا گیا چار ٹکڑے گینڈے
سمیت ہو گئے برق تیغۂ شہزادہ بدیع الزمان نے خرمن ہستی ہاروت بن جالوت رعد آواز کو جلا دیا یاقوت شاہ
نے بختیارک سے کہا کہ فوج کو حکم دو کہ بدیع الزمان کو گھیر کر مار لو چار طرف سے نرغہ کر کے جا پڑو بختیارک نے منع
کیا کہ نرغہ کرنا اچھا نہین ہی ناچار یاقوت شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا اور رزنگ بن سہیلان کو لیکر پھرا
اور لاش ہاروت بن جالوت رعد آواز کی سامنے لقا کے بھیجدی لقائے بے بقا نے حکم دیا کہ اسے دریائے
رحمت مین ڈال دو کہ ایکی نوروز مین تقدیر کر کے پہلے اسے زندہ کرونگا مگر رزنگ بن سہیلان نے لقا کی خدمت
مین جا کر اُس کافر اکفر کو سجدہ کیا جب رزنگ نے سر سجدے سے اُٹھایا لقا نے خلعت سے سرفراز کیا رزنگ
بن سہیلان اُسی طرح خلعت پہنے ہوئے یاقوت شاہ کے ساتھ بارگاہ مین آکر دنگل نخوت پر متمکن ہوا احوال
اہل اسلام کا پوچھنے لگا بختیارک نے سخرے پن کے ساتھ حال اہل اسلام کا بیان کیا اور کہا کہ بہادری اور
شجاعت اور برش تیغ اسلام آپ نے میدان رزمگاہ مین خود آنکھون سے دیکھ لی رزنگ نے کہا ملک جی تم
دیکھنا کہ مین ان خدا پرستون کو کسطرح مارتا ہون کیسی لشکر اسلام کو شکست فاش دیتا ہون یہ کہکر شراب خواری
کرنے لگا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب طبل جنگی میرے نام پر بجوا دیجئے

اسی وقت یاقوت شاہ نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑنے لگی ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر
ہوے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ لشکر لقا مین زرنگ بن سہیلان کے نام پر طبل جنگ بجا ہے اسکا ارادہ ہے کل
معرکہ آرا ے نبرد ہو بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بتائید ربانی کوس حربی بجے پس حکم
بادشاہ اسلام لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری کارزار رہی صبح کو
بادشاہ اسلام مع غازیان نیندار و مجاہدان الاتبار معرکہ آرا ے پیکار ہوے ادھر کفار بد شعار سامنے لشکر اسلام کے آکر
صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقباے بلند آواز نے میدان مین نکلکر نقابت کی ہان بہادر و جرار و
شیر دلو آج روز نام و ننگ ہے عرصۂ زیست بہت تنگ ہے نیکنامی و بدنامی کے کام کا خیال نہ کرو رستمانہ میدان مصاف مین
جنگ کرنا چاہیے قوت و شجاعت دکھاؤ دشمنون کو مارو آپ ہنس ہنسکے تن پر گل زخم کھاؤ گلشن وغا کو سرسبز کرو
خون جوے میدان کارزار مین بہاؤ عرصۂ جنگ کو لالہ زار کرو قدم آگے بڑھاؤ پیچھے نہ ہٹاؤ یہی شیوۂ مردانگی ہے بعد مرنے
کے لڑائی کی حسرت لیکے دل مین نہ لیجاؤ لڑو بھڑو کافرون کو جہنم مین بھیجو شربت شہادت نوش کرو کیونکہ دنیا ایک سراے
فانی ہے کسی کو بقا نہین

ابیات

پھرتے نہ تھے جو پردہ نشین گھر مین بے حجاب
کیا ہوگئی وہ شوخی رفتار ہاے ہاے
دیکھے جو ہین حیات دو روزہ کے رنگ ڈھنگ
ہر عضو تن ہے بالو کی دیوار ہاے ہاے

کھو دی خزان نے رونق گلزار ہاے ہاے
نعش انکی جا بجا ہے سر بازار ہاے ہاے
آنکھ سراب دشت حباب و نقش آب
غنچے جہان کے کہتے ہین ہر بار ہاے ہاے

پژمردہ ہوگئے گل رخسار ہاے ہاے
سر رفتادہ قامت محشر خرام ہے
ہستی یہ کہتے رہتے ہین یہ جار ہاے ہاے
مٹی نہ کیون خراب ہو قصر ثبات کی

نقیبون نے جو یہ اشعار مصیبت آثار پڑھے اہل درد کی آنکھون سے اشک
حسرت بہنے لگے جو نامرد بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین جانتے ہین لڑین بھڑین نام کرین دلیران اہل اسلام تو
ایسے بیتاب اور بیچین ولولۂ شجاعت سے ہوئے کہ عجب نہ تھا کہ کافرون پر گھوڑے اٹھا کر جا پڑین ادھر لودون کو
بھی حوصلۂ وفا اور کچھ خیال باپ دادا کے نام و ننگ کا آگیا اسوقت زرنگ بن سہیلان گراز دندان اپنے
گینڈے کو کچک مار کر گنبد گیتی نما کیطرف پھر اسامنے لقاے بے لقا تخت نخوت پر بیٹھا ہوا تھا زرنگ نے اُسے
سجدہ کیا وہان سے جالوت رعد آواز نے پکار کر کہا کہ خداوند لقانے تیرے دم شمشیر مین خدا پرستون کی موت تقدیر کردی
ہے جا خدا پرستون کا کام تمام کر زرنگ بن سہیلان پرستشکر ادھر سے پھرا یاقوت شاہ کو مجرا کیا گینڈے کو جولان
کرکے چلا جب نصف میدان مین مقام کارزار آیا پہلے اپنی سلحشوری دکھائی بعد ازان لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہوکر للکارا
اے خدا پرستو جسکو تمناے مرگ ہو وہ آمادۂ قضا ہوکر صف لشکر سے نکلے اور میرے مقابلے کو آئے ابھی کلام اُس
کا فرید انجام کا ختم نہونے پایا تھا کہ لشکر اسلام سے فیروز لعل قبا رفیق جدید شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ
اپنے مرکب تیز رو کو بڑھا کر تخت بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اور اُترکے مرکب سے مجرا کیا دست بستہ ہوکر اجازت
میدان حرب چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد خدا کیا پروردگار عالم تمکو بہ فتح و فیروزی واپس لائے بعد
اُسکے ازروے شفقت و محبت جام شربت منصوری عنایت فرمایا فیروز لعل قبا نے وہ جام پی کر دعا و ثناے شاہی
کی اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب مرکب اُڑا کر برابر زرنگ بن سہیلان گراز دندان کے پہونچا
زرنگ اُس سے نگاور زن ہوا پھر پوچھا کہ تو کون ہے اور کیا نام ہے فیروز لعل قبا نے تمام حسب و نسب اپنا بیان کرکے کہا
کہ مجکو فیروز لعل قبا کہتے ہین زرنگ بن سہیلان گراز دندان نے کہا کہ اے فیروز تو تو پرستاران زمرد شاہ باختری
مین تھا تجھے کیا ہوا کہ تونے پرستش اُسکی چھوڑ دی اور خدا پرستون کے شریک ہوا فیروز لعل قبا نے کہا کہ لقاے بے لقا

لائق پرستش نہین ہو مین نے اسپر لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا یہ سنتے ہی زرنگ آتش حسد سے جل بھنکر کباب ہوا
نشۂ شراب مین تو بدمست ہو ہی رہا تھا کہنے لگا کہ تجھے بے مارے نہ چھوڑونگا حربۂ دغا ہاتھ مین لے او دل کا حوصلہ نکال
فیروز لعل قبا نے جواب دیا کہ مین سبقت وغا مین نہ کرونگا خدا پرستون کا یہ شیوہ نہین ہو خلاف بہادری جانتے ہین
زرنگ نے کہا کہ معلوم ہوا تجکو بھی گھمنڈ اپنی شجاعت وجوانمردی کا ہی یہ کہکر گینڈے کو پیچھے ہٹایا اور خبردار خبردار
کہکر نیزہ مارا فیروز نے تیرے پر نیزے کو رد کیا دو مارا پھر بند باندھکر زرنگ نے نیزہ مارا وہ بھی طعن فیروز نے رد کی
اسیطرح چار گھڑی کامل نیزہ بازی ہوئی دونون کی سنانین اور بانین ناکارہ ہو گئین ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑین اب ڈانڈ
سے ڈانڈ لڑنے لگی یہانتک کہ برچھون کے ٹکڑے اُڑ گئے ناچار ٹوٹی ہوئی چھڑین ہاتھ سے ٹیک دین تلوارین کھینچ لین
زرنگ نے وار تلوار کا کیا فیروز نے اُسکی تلوار کو سپر پر روکا فیروز لعل قبا نے زرنگ کو تلوار ماری زرنگ نے
پشت شمشیر پر روکی اور اُسی اُلجھاوے مین سے نکالکر تلوار کا وار فیروز پر کیا فیروز نے سپر پر روکا مگر زرنگ کی تلوار کا ہاتھ پورا
پڑا تھا سپر کاٹ کر چار اُنگل سر مین اُتر آئی فیروز نے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے ایک پرنالہ خون کا جاری ہوا فیروز
کو غش آنے لگا لعلان لعل قبا نے جو فیروز لعل قبا کو دیکھا کہ زخمی ہو گیا گھوڑا دوڑا کر برابر زرنگ بن سہیلان
گراز دندان کے آیا فیروز کو لوگون کے حوالے کر کے لشکر مین بھیجدیا آپ زرنگ کا سامنا کیا زرنگ نے وہی شمشیر خون آلود
لعلان لعل قبا پر ماری لعلان نے سپر پر روکی اور جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے اُسکی بھی تلوار پشت شمشیر پر روکی اُسی طرح
کئی وار تلوار کے دونون طرف سے چلے دونون نے روک روک کر دیے پھر لعلان لعل قبا نے تلوار ماری زرنگ نے
خالی دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا لعلان کے سر پر پڑا سپر کٹی خود کٹا چار اُنگل تلوار سر مین اُتر گئی لعلان نے دستانہ مارا
تلوار سر سے نکل گئی پرنالہ خون کا جاری ہوا لعلان گھوڑے پر جھومنے لگا میدان شاہ نے جو دیکھا کہ لعلان لعل قبا
زخمی ہوا لشکر اسلام سے گھوڑا نکالکر جھپٹا اور برابر زرنگ کے آیا لعلان لعل قبا کو تو لوگون کے حوالے کیا آپ
ہمنبرد زرنگ سے ہونے لگا زرنگ نے بڑی جد و جہد کر کے اُسکو بھی زخمی کیا غرضکہ دو پہر تک کئی سردار قاسم کے
زخمی ہوئے اور زرنگ بصد غرور وتکبر جھوم جھوم کر پھر مبارز طلب کرنے لگا اُسوقت شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نہایت
بیتاب وبیقرار غصے سے ہو گئے منہ غیظ وغضب سے سرخ ہو گیا مرکب شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو بڑھا کر سامنے تخت
شاہی کے آئے اور اجازت میدان جدال وقتال طلب کی بادشاہ اسلام نے دعائے فتحمندی وفیروزی دے کر فرمایا کہ
تمکو خدائے عز وجل کے سپرد کیا جاؤ دشمن کو قتل کرو یہ سنکر ملک قاسم نے مجرا کیا اور گھوڑا جھکا کر بتعجیل تمام مقابل
زرنگ بن سہیلان گراز دندان کے آئے بختیارک نے جو شہزادہ خاور سیاہ کو میدان حرب مین دیکھا یاقوت شاہ
سے کہا کہ اب زرنگ کا بچنا اور زندہ رہنا نہایت محال ہو ملک قاسم کی تلوار بلائے بے درمان ہو اور یہ بڑا شجاع و
دلیر ہو یاقوت شاہ نے کہا کہ زرنگ بھی بہت زبردست پہلوان ہو اور فن سپاہ گری مین بہت چست وچالاک ہو
قاسم کو مار لیگا بختیارک نے جواب دیا کہ اچھا دیکھ لیجیے گا ابھی حال معلوم ہوا جاتا ہو مثل ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو دم بھر
مین قلعی آئینۂ حیرت کی کھلی جاتی ہو مگر شیشۂ حیات زرنگ بچتا نہین معلوم ہوتا ہو ادھر زرنگ بن سہیلان
گراز دندان سے اور شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم نوجوان سے بعد نگاہ دوزی کے گفتگو ہوئی زرنگ نے پوچھا کہ تو کون ہو
اور تجکو حمزہ سے کیا علاقہ ہو ملک قاسم نے فرمایا مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران زمان ہون اور داماد ہون تیرے خداوند لقا
زمرد شاہ باختری کا نور چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز کو مین لیگیا ہون نام میرا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم زنجاہ ہو
زرنگ نے کہا او خدا پرست تجھسے یہ حال کون پوچھتا ہو تو زبان دراز ہو کہ خداوند لقا کے حق مین اسطرح کے کلمے کہتا ہو معلوم ہوا کہ

قضا تیری دامنگیر ہوئی ہی خیر حربہ و غا کو سنبھال میدان جانبازی کو دیکھ بھال قاسم نے کہا ہمارے خاندان کا یہ دستور
نہین ہی ہم لوگ پیشدستی نہین کرتے دشمن کا وار روک کر ضرب لگاتے ہین جب سکہ فتحمندی جاری ہوتا ہی زرنگ
نے کہا میرا حربہ غضب خداوندی ہی کوئی اُسکا متحمل نہین ہو سکتا قاسم نے کہا او نابکار وہ غضب اب تیرے جان پر نازل
ہوگا زرنگ بولا کہ یہی تلوار سب خداپرستون کے خون مین نہائی ہی اُنھین کے لہو کا اسکی زبان کو چسکا پڑا ہوا ہی رستمی
تلوار سے تجھکو بھی مارونگا یہ کہکر وہی تیغ خون آلود قاسم پر ماری قاسم نے بڑھ کے اُسکی تلوار کو روکا ہاتھ قبضہ پر ڈالکے
ہاتھون کو اُس نامرد کے مروڑا اور جھٹکا دیکر تلوار زرنگ بن سہیلان گرازدندان کی چھین لی اور پھرتی سے تلوار
زمین پر پھینک کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھالیا اور کہا کہ کیون او زرنگ بدکردار دیکھا کیا تیرے غضب نے دو رنگی
زمانہ دکھائی یہ کہکر زرنگ کو تین بار سر پر چرخ دیا اور آسمان کیطرف پھینکا جب وہ مغرور نیچے گرنے لگا پلارک کا وار ایسا
کا ہاتھ اُسکی کمر پر مارا کہ مثل خیار تر کے اُسکے دو ٹکڑے ہوئے بختیارک صلوٰہ پڑھنے لگا اور یاقوت شاہ سے کہا کہ بھلا
آپ نے ایسے جوان کہ ہوائی کہتے ہین مگر فوج زرنگ کی جو کھڑی ہوئی تھی وہ دوڑی اور قاسم پر نرغہ کیا قاسم تلوار
لیکر اُنپر جا پڑا ادھر سے بادشاہ اسلام نے فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ جاؤ قاسم کی کمک کرو یہ سُنکے تمام غازیان دیندار اور
مجاہدان تہور شعار نعرے کرکے تلوارین کھینچ کھینچکر کفار پر جا پڑے اُدھر سے یاقوت شاہ نے اپنے لشکر کو بھیجا دونون
لشکر آپس مین مل گئے تلوار چلنے لگی ہنگامہ محشر انگیز برپا ہو گیا غلغلہ دارو گیر ہر جانب بلند ہوا لاش پر لاش گر رہی تھی
قضا چار طرف میدان حرب مین پھرتی تھی اور قاسم و بدیع الزمان آپسمین دکھا دکھا کر تلوارین مار رہے تھے قاسم
نوجوان کفار کو جو رنگ کرتے تھے بدیع الزمان نامدار جسکے تلوار کا ہاتھ مارتے تھے اُسکے مع مرکب چار پرکالے ہوتے
تھے ادھر لندھور بن سعدان اور مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرے چشمک چل رہی تھی لندھور گرز سے پیوند زمین
کرتے تھے مالک اژدر پہلوان کو برچھے پر اُٹھا لیتے تھے کبھی مالک پکارتے تھے او ہندی دیکھیون حریف کو ہلاک
کرتے ہین کبھی لندھور بن سعدان للکار کے کہتے تھے او عرب بوتیمار خوار ریگ بیابان شمار دیکھیون کفار کو پیوند خاک
کرتے ہین اسی طرح دست راستون اور دست چپون مین لاگ ڈانٹ کی تلوار چل رہی تھی کشتون کے پشتے باندھ دیے
تھے سرون کے ڈھیر لگا دیے تھے خون کے دریا بہ رہے تھے تلوارون کی جھنکار تا بہ قصر فلک نیلگون جاتی تھی مریخ فلک
کانپ رہا تھا عطارد کے ہاتھ سے قلم چھوٹ گیا تھا ترک فلک چکر مین آیا چار پہر دن یونہین برابر تلوار چلی شام کو بختیارک
نے یاقوت شاہ سے کہا کہ بس اب طبل بازگشت بجوائیے آپ دیکھتے ہین کہ خداپرست کسطرح لڑ رہے ہین کیسی تلوارین
مارتے ہین لشکر آپ کا رخ پھیر چکا سپاہی بھاگتے پھرتے ہین خداپرست جنگ و جدال کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے
چلے آتے ہین ایسا نہو کہ قریب قیطونون کے پہونچ جائین اُسوقت پھر بہت مشکل ہوگی لڑائی بگڑ جائیگی کچھ بنائے
نہ بنیگا یاقوت شاہ بھی سمجھا کہ بختیارک سچ کہتا ہی حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے ادھر تو طبل پر چوب پڑی ادھر دونون
لشکر جدا ہو گئے کفار نے لاش زرنگ وغیرہ اُٹھائی اور زخمیون کو اُٹھا کر لیگئے بادشاہ اسلام سرداران نامدار وغیرہ
اپنے اپنے ملک کو ہمراہ لیکر اپنی اپنی بارگاہون اور خیمون مین داخل ہوئے مگر اکثر غازیان دیندار کے نخل جسم پر گلہائے زخم
کھلے ہوئے اور لباس پر چھینٹین خون کی پڑی ہوئی تھین مگر خوشی سے نہال ہوئے جاتے تھے ترقی بہار گلشن اسلام سے
دل باغ باغ تھے آپسمین مثل طائران زمزمہ پرداز کے خوش فعلیان کرتے تھے بادشاہ اسلام نے شہزادہ بدیع الزمان
اور ملک قاسم پر زر نثار کیا غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کو خلعت سے سرفراز کیا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے
دلوائے پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھوا دین یہان یاقوت شاہ نے لاش زرنگ وغیرہ سامنے لگا کے بھیجدی رفقائے

زرنگ رو رو کے کہنے لگے یا خداوندا ہمارے سردار کو زندہ کیجیے لقاے بے لقا بہت غضبناک ہوا اور کہا کہ کیا خداوند
پر اپنے حکومت کرتے ہو اس گمراہ کو مین نے خود قتل کر ڈالا جاؤ بیجاؤ میرے سامنے سے لاش اسکی اور پھینکیا دور نقاے
زرنگ ناچار و مجبور ہو کر بگڑے لاش زرنگ کے لیکر اوسکے وطن کو چلے گئے لقانے حکم کیا کہ باغ بہشت سے پہلوان
قدرت کو نکالو زخم نخجہ روئین تن کا اچھا ہو چکا تھا غسل صحت کر چکا تھا لوگ اوسکو لیکر لقا کی خدمت مین آئے نخجہ نے
سجدہ کیا لقانے آستین رحمت پشت پر نخجہ کی جھاڑی اور خلعت دیا وہ خلعت سرفرازی پہنکر یاقوت شاہ کی بارگاہ مین
آکر بیٹھا دورہ شراب ناب ہوا بعد شراب پینے کے ناچ کا تماشا دیکھنے لگا بختیارک نے حال ہاروت اور زرنگ
کے مارے جانے کا بیان کیا نخجہ نے کہا اب مین آیا ہون ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا غرضکہ پھر شراب خواری
کرنے لگا جب خوب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب طبل جنگ بجوائیے کل یہ خدا پرست ہین
اور مین ہون یاقوت شاہ نے اوسی وقت لشکر مین طبل جنگی بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے
اور عرض کیا کہ نخجہ روئین تن جو زخمدار ہو گیا تھا اب وہ اچھا ہوا ہی آج اوسکے نام پر طبل جنگ بجا ہی کل اس سے مقابلہ ہی
بادشاہ اسلام نے کلمۂ رضینا بالقضا فرما کر حکم دیا کہ بہ فضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے خواجہ عمرو اوسی وقت
نقارخانۂ سلیمانی اور نقارخانۂ جمشیدی مین آئے ہر ایک داروغہ نقارخانہ نے خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو انکی
نذرین قبول کرکے طبل اسکندری کے برابر پہونچے غاشیۂ زربفتی اوتار کر دوال طبل اسکندری پر ماری آواز طبل اسکندری کی
ایسی بلند ہوئی کہ تمام لشکر اسلام مین خبر ہو گئی کہ آج طبل اسکندری بجا ہی کل لشکر اسلام سے سامنا ہی ہر ایک اپنے
اپنے آلات حرب کو درست کرنے لگا کمر ہمت چست باندھی جا بہر رات دونون لشکرون مین تیاری ہی صبح کو فوجین
میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئین لشکر اسلام مین در دولت بادشاہی پر سرداران اولوالعزم کا اژدہام ہوا بادشاہ اسلام
تخت سلیمانی پر سوار ہو کر محل خاص سے برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا چوبدار پکارے کہ نگاہ روبرو قبلۂ عالم سلامت
بادشاہ اسلام بصد عز و احتشام راست و چپ کی جانب ملاحظہ فرماتے جاتے تھے اور ایک ایک کا بصد لطف سلام لیتے جاتے
تھے سواری بادشاہ اسلام کی کوچۂ سلامت سے گذرتی جاتی تھی اور دورستہ سلامی اوترتی جاتی تھی تمام سرداران
عالیشان جلو مین چلے آتے تھے یہانتک کہ وعدہ گاہ مصاف مین سواری پہونچی قلب سپاہ مین تخت بادشاہی آکر
قائم ہوا اور سرداران لشکر داہنی بائین جانب کھڑے ہوئے اور سب فوج کے پرے پشت پر جم گئے اودھر سے لشکر کفار
کی آمد ہوئی یاقوت شاہ تخت پر سوار خواصی مین بختیارک شیطان درگاہ لقا مگس رانی کرتا ہوا داہنی طرف ہرمز و
فرامرز بن نوشیروان فوج کیانیون کی ہمراہ لیے ہوئے بائین طرف صیغم خون آشام سرداران باختر ہمراہ آگے آگے تخت کے
نخجہ روئین تن پیراہن آب روان کا پہنے ہوئے غرضکہ آتے آتے سامنے لشکر اسلام کے لشکر کفار صف باندھکر کھڑا
ہوا اور ایک طرف کو تخت یاقوت شاہ آکر ٹھہرا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیبون نے
نقابت کی بعد اوسکے نخجہ روئین تن نے گینڈا اپنا پھیر گنبد گیتی نما کے سامنے اوترکر لقا کو سجدہ کیا بعد اسکے یاقوت شاہ
سے اجازت میدان حرب طلب کی یاقوت شاہ نے کہا ای نخجہ جا تجھے سپرد خداوند لقا کیا نخجہ سلام کرکے گینڈے
پر سوار ہوا اور گینڈا اوڑا کر میدان وغا مین آیا خوب بلخشوری کی بعد ازان للکار کر کہا ای فرقۂ خدا پرستان تم مین سے
جسکو تمناے مرگ ہو وہ سامنے میرے آئے اور مجھسے مقابلہ کرے ابھی کلام مبارز طلبی نہ ختم ہونے پائے تھے کہ
مظفر بن ضیغم خون آشام رفیق شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ مرکب کو اڑاکر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے
آیا اور اجازت میدان جانے کی چاہی بادشاہ اسلام نے از رو کے شفقت جام شربت خوش مزا مرحمت کیا اور فرمایا

که پروردگار عالم نگہبان ہی تجکو خدا کے سپرد کیا مظفر جام شربت پی کر آداب بجالایا اور مرکب پر سوار ہو کر سامنے
تجہ روئین تن کے آیا تجہ نکا ورزن ہوا دونون کی سپرین لڑین بھولون مین سے سپرون کے چنگاریان آگ کی جھڑین مرکب
دونون کے پسپا ہوئے پھر راسون مین مرکبون کو سنبھال کر ایک دوسرے کے مقابل آیا تجہ نے مظفر سے کہا کہ تو نے بہالی
زمردشاہ باختری کا ہی یعنی لڑکا خالوے قدرت خداوندلقا کا ہی خداپرستون کے قریب مین آگیا دین اسلام اختیار کیا
ارے خداوندلقا سے پھر گیا اب بھی اگر تو راہ راست پر آئے اور خداوندلقا کو سجدہ کرے تو مین خداوند سے پاس تجھے
لیجا کر تیری تقصیر معاف کرادون مظفر پکارا او کیر نا ہنجار مین نے خداوند دوجہان کو سجدہ کیا ہی مخلوق کا پرستار نہین
ہوتا مین تیرے خداوندلقا پر لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون تو کیا مجھکو بہکاتا ہی اب میدان وغا مین جو تجھسے ہوسکے قصور
نہ کرنا تجہ یہ گفتگو سنکے غضبناک ہوا اور نیزہ اُٹھا کر مارا مظفر نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام
پر مظفر نے نیزہ اُسکا گانٹھا کہ مشت کو اُسکی سُست پایا جھٹکا دیا کہ نیزہ اُسکی مشت سے نکل گیا تجہ کے منھ پر بسبب شرم
کے ہوائیان چھٹنے لگین روز روشن اُسکی آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا جھنجلا کے قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ آبدار کھینچکر
پکارا کہ او مظفر تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے ہوائی کر دیا دیکھ یہ تیغہ آبدار ہی خبردار رہنا یہ کہکر مظفر پر وہ
تیغہ آبدار لگایا مظفر نے بڑھکر سپر پر وار روکا قبضہ دونیالہ سر پر آشنا ہوا مظفر نے بھی تلوار کھینچکر ہاتھ مارا تجہ
روئین تن نے اپنے سینے پر تلوار کو روکا تلوار مظفر کی یون اُچٹ گئی جسطرح گھڑیال پر سے موگری اُچٹ جاتی ہی اور جھنجھنانے
کی آواز آتی ہی تجہ روئین تن نے پھر تلوار ماری مظفر نے بپشت شمشیر پر تیغہ اُسکا روکا اور تلوار کا ہاتھ پھر تجہ پر مارا
تجہ روئین تن نے تلوار سینہ پر روکی وہ بھی تلوار اُچٹ گئی مطلق اثر نہ کیا اسی طرح پہر بھر کامل دونون مین
تلوار چلی کہ تجہ تیغہ مارتا تھا مظفر سپر پر روکتا تھا یا بپشت شمشیر پر مگر مظفر جو تلوار کا وار کرتا تھا تو تجہ روئین تن سینہ سپر
کر دیتا تھا بعد پہر بھر کے تجہ نے دیکھا اور دل مین کہا کہ یہ خداپرست بڑا چالاک ہی تلوار تیری نہین کھاتا آخر پینترا بدل کے
کمر بنا کر جو سر پر ہاتھ مارا گوشہ سپر کو قلم کر کے تیغہ سر پر پڑا جا نہ نکل اُتر گیا مظفر نے چالاکی سے دستانہ مارا تیغہ تو نکل گیا
دریاے خون سر سے جاری ہوا غش طاری ہوا تجہ نے چاہا کہ اس مرد مسلمان کا کام تمام کرے کہ میوت بن سارنج
للکارتا ہوا جھپٹا کہ او نامرد تو کیا کرتا ہی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی اور اُترا کر مرکب کو برابر تجہ کے پہونچا مظفر کو تو لوگون کے
ہاتھ بھجوا دیا تجہ نے کہا کہ تو نے غضب کیا کہ میرے صید زبون کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا میوت
بن سارنج نے کہا کہ تجکو آئین مردمی سے کچھ بہرہ نہین ہی زخمی کو تو ایک بہ زرالی چاہے تو مارے تجہ نے کہا خیر اب اُسکے
عوض مین تجکو مارونگا غرضکہ بعد گفتگوے بسیار کے تلوار چلنے لگی چار گھڑی تلوار کی ردو بدل رہی میوت بن سارنج
نے کتنی ہی تلوارین تجہ پر مارین مگر ایک بھی کارگر نہین ہوئی کہین خط تک اُسکے جسم پر نہ پڑا جب تلوار میوت بن
سارنج کی ٹوٹ گئی تو سیل آہنی ارابے پر لدا ہوا تھا وہ اُٹھا کر تجہ پر مارا تجہ نے اُسے بھی رد کیا متواتر سات سیل اُسنے
تجہ پر مارے تجہ نے ساتون سیل رد کر دیئے پھر تجہ نے تلوار جھپٹ کر ماری داہنا ہاتھ میوت بن سارنج کا زخمی ہوا اُسنے
ہاتھ سے خنجر پہلو پر تجہ کے مارا خنجر بھی اُسکا اُچٹ گیا تجہ نے پھر تلوار ماری کہ سر میوت بن سارنج کا زخمی ہوا وہ بیہوش ہو گیا
تجہ نے چاہا کہ بڑھکر میوت بن سارنج کا سر کاٹے کہ قیطاس اژدر پوش للکار کر جھپٹا گھوڑا اُڑا کر برابر تجہ
کے آیا میوت بن سارنج کو تو لوگون کے ہاتھ لشکر مین بھیج دیا اس سے بھی تلوار چلنے لگی قیطاس اژدر پوش
شام تک لڑا کیا انجام کار یہ بھی ہاتھ سے تجہ کے زخمی ہوا شام کو طبل بازگشت یاقوت شاہ نے بجوایا دونون لشکر
اپنے اپنے خیمون کی طرف بڑھے یاقوت شاہ تجہ پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا لقا نے تجہ کے واسطے خلعت

بھیجا ادھر بادشاہ اسلام زخمیون کو گھائل دیکھکر فرماتے تھے کہ یہ عجب طرح کا روئین تن ہی کہ کسی کی تلوار اسپر اثر
نہین کرتی دیکھیے اسکے ہاتھ سے کس کسکو ایذا پہونچتی ہی بادشاہ اسلام جب داخل بارگاہ ہوئے فوراً جراحون کو بلوایا
زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے اسی اثنا مین ہرکارون نے خبر دی کہ پھر نخچہ نے طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ کچھ پروا نہین یہان بھی نقارہ رزمی بجے قصہ مختصر نخچہ روئین تن نے سات روز تک میدانداری
کی اور بہت سے سردارون کو لشکر اسلام کے زخمی کیا اکثر تو جان سے مارے گئے ساتوین روز پہر دن بھلا باقی تھا
کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اٹھا ہرکارے خبر کے واسطے دوڑے گرد جب نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا کہ
بارہ ہزار عیار ہر ایک چست و طرار جوڑیان خنجر کی ہاتھون مین لیے ہوئے نیچے زیب کمر سپرین دوش پر رکھے ہوئے
آپس مین خنجر زنی اور نیمچہ بازی کرتے ہوئے چلے آتے ہین اور انکے سرگروہ دو بھائی ہین کہ بڑے کا نام سیامک
سیاہ کلاہ اور چھوٹے کا بہروز غول بچہ ہی ناظرین والا تمکین کو واضح ہو کہ سابق مین انکا حال گذارش کر چکا ہون کہ
یہ دونون آئے تھے اور لڑ بھڑ کر چلے گئے تھے اب پھر دوبارہ یہ دونون مع عیارون کے آئے ہین سامان جنگ و جدال
درست کرکے لائے ہین القصہ میدان رزمگاہ مین پہونچے اور آکر یاقوت شاہ کو مجرا کیا اور صف باندھکر بارہ ہزار
عیار کھڑے ہوئے یکایک اور گرد صحرا کی طرف سے اٹھی جب وہ قریب آکر شق ہوئی دیکھا کہ چالیس ہزار عیار دغلے
نفیر انکے آگے بجتے ہوئے علم و نشان فوج انکے کھلے ہوئے سلحشوریان کرتے ہوئے دکھائی دیے اور تین عیار
انکے آگے آگے چلے آتے تھے ایک انمین بارہ سنگے کی کھال کا لباس پہنے ہوئے تھا کہ نام اسکا گوزن پوست پوش
تھا اور دوسرا عیار جوڑی خنجر کی ہاتھ مین لیے ہوئے اپنے عیارون سے مصروف خنجر زنی تھا نام اسکا سعید خنجر گذار
تھا اور تیسرے عیار کا نام نوادر سنگ انداز تھا بیس من کا پتھر گوپھن مین رکھکر مارتا تھا ان سبھون نے بھی آکر یاقوت شاہ
کو سلام کیا نذرین گذرانین غرضکہ ان عیارون کے آنے مین شام ہوگئی طبل بازگشت بجوا کر دونون لشکر پھرے بادشاہ
اسلام نے خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ یہ سب بلائین عیارون کی تمہارے واسطے آئی ہین خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ
پیر و مرشد پروردگار عالم میرا حافظ و نگہبان ہی جو میرے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا اور مین تو سیامک و بہروز دونون
کو گرفتار کر چکا تھا مگر حضور نے چھڑوا دیا اور یہ بھاگ کر چلے گئے تھے اب پھر اپنا سامان درست کرکے آئے ہین خیر
سمجھا جائیگا یہی باتین کرتے ہوئے بادشاہ اسلام و خواجہ عمرو داخل بارگاہ ہوئے ادھر یاقوت شاہ ان عیارون
کو ساتھ لیے ہوئے آقا کے سامنے آیا سب سے سجدہ کروایا خلعت دلوایا پھر اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین داخل ہوا صحبت
عیش برپا کی ساقیان پریچہرہ کو حکم دیا دورہ بادہ ناب ہوا جام زرنگار گردش مین آیا بختیارک نے بہروز سے
کہا پہلے تم جو آئے تھے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے مقابلہ کرکے ذلیل ہو چکے ہو عمرو وہ بلاے بے درمان
اور آفت روزگار ہی اسپر کوئی عیاری کارگر نہو گی اور نہ کوئی عیار غالب آئیگا بہروز نے کہا ملک جی اب مین وہ بہروز
نہین ہون ہر روز مشق میری بڑھتی گئی ہی اب سر میدان اسکو مارونگا ادھر نوادر سنگ انداز نے بہت سی
لاف و گزاف کی کہ مین نے ملک قصوریہ باختر مین عمرو کا شہرہ سنا تھا اسی واسطے آیا ہون کہ اسکو سر جنگ مقتول
کرون ادھر گوزن پوست پوش اور سعید خنجر گذار نے بہت سی لنترانیان کین بہروز بولا کہ مین پہلے اس
ساربان زادے سے لڑون بعد اسکے جسکا جی چاہے اس سے مقابلہ کرے اور یاقوت شاہ سے کہا کہ آپ
طبل جنگ میرے نام پر بجوائیے کل مین ہون اور عمرو ہی بختیارک نے کہا کہ ابھی تم آئے ہو جلدی کرنا اچھی
نہین ہی دو ایک روز ٹھہرو بعد اسکے طبل جنگ اپنے نام پر بجوانا اور سامنا عمرو سے کرنا بہروز نے کہا ملک جی

مین جبتک اُس سے نہین لڑتا ہون مجھے چین نہین ہی کل مین ضرور اُس سے مقابلہ کرونگا بختیارک نے کہا ہم بھی
تماشا دیکھینگے القصہ اُسوقت بہروز کے نام پر طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر
ہوئے حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تمنے سنا بہروز عیار نے طبل جنگ بجوایا ہی عمرو نے کہا اے
شہریار مجھے عیاری سے کچھ مطلب نہین وہ میرا کیا کریگا مین میدان مین نہ جاؤنگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
جب بہروز میدان تمھارا نام لیکر پکاریگا تم کیونکر نہ جاؤگے عرض کیا مین لشکر ہی مین رہونگا بادشاہ نے کہا
تم ایک مرتبہ اُسکو گرفتار کرکے لا چکے ہو اب کیون ڈرتے ہو عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مفلس کا دل تھوڑا
ہوتا ہی اُس سے کچھ نہین ہوسکتا بادشاہ نے فرمایا کہ دو ہزار روپیہ ہم تمھین دینگے قاسم و بدیع الزمان و
لندھور و مالک بالاتفاق بولے کہ ایک ایک ہزار روپیہ ہم بھی آپ کی نذر کرینگے قصہ مختصر جتنے سردار تھے سب نے
کہا کہ ہم سے روپیہ لیجیے کسی نے دو سو کسی نے چار سو کسی نے پانچسو روپیہ دینے کا اقبال کیا عمرو نے کہا یہ سب باتی
جمع خرچ ہی کوئی مجکو دینے والا نہین معلوم ہوتا اگر نقد میرے حوالے کردو تو مین جانبازی کو موجود ہون اُسی وقت
سب نے نقد روپیے منگوا کر رکھدیے عمرو نے سب روپیہ اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور جا کر نقارہ خانے مین طبل جنگ
اپنے نام پر بجوایا پھر تو جتنے عیار تھے اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے رات کو جا کر میدان عیاری درست کیا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے ادھر بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالی مقام میدان جنگ مین پہونچے اُدھر سے
یاقوت شاہ اور بختیارک اور تمام کفار آئے ایک طرف سے عیارانِ لشکر اسلام نمودار ہوئے اور زیر نگیرہ آکر بیٹھے
ایک طرف سے بہروز غول بچہ اور سیاہک سیاہ کلاہ اور نوادر سنگ انداز اور گوہران پوست پوش اور سعید
خنجر گذار اپنے عیارون کو ساتھ لیے ہوئے میدان مین آئے دونون لشکر نگران تھے کہ دیکھین کون عیار کسطرف سے
نکلتا ہی اور کیا کرتا ہی کہ ایکمرتبہ بہروز غول بچہ صندوق عیاری سے کودا لقاے بےلقا گنبد لیتی نما پر سے بیٹھا ہوا
تماشا دیکھتا ہی پہلے بہروز غول بچہ نے پھر کر لقا کی طرف سجدہ کیا اور پھر یاقوت شاہ سے اجازت میدان لیکر جست کرکے
چلا گویا آسمان پر اڑتا ہوا جاتا تھا اُسی اُچکنے مین نیمچہ کھینچکے ہاتھ نکالنے لگا ایک بجلی چمکتی معلوم ہوتی تھی جب زمین پر
گرنے لگتا تھا نیمچہ پر پاؤن رکھ لیتا تھا اُتنے ہی سہارے مین پھر جست کرکے آسمان پر جاتا تھا چار گھڑی تک سطح
پر روے ہوا نیمچہ کے ہاتھ نکالا کیا بعد اُسکے زمین پر کھڑے ہوکر دم لیا پسینا خشک کیا تمام لشکر اسلام تماشا کھڑا دیکھتا
ہی گویا نٹ قلع کرکے تماشا کر رہا ہی غرضکہ پھر للکارا کہ اے عیاران لشکر اسلام کہان ہی عمرو میرے مقابلے کو آئے یہان
جو دیکھا تو عمرو کا نام و نشان بھی نہین ہی چہار طرف تلاش کیا کہین نہ پایا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عمرو سب کو ذلیل
کرواکے چلا گیا کہ اسمین سرہنگ بلی نے عمرو کی عرضی لاکر پیش کی اُسمین لکھا تھا کہ غلام خانہ کعبہ کو گیا جو آپ کو
حاجی اور مجاورون کو بھیجتا ہو وہ مجھے بھیجیے گا مین اُنکو تقسیم کردونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عمرو نے اچھا نہ کیا
جو چلا گیا لندھور نے کہا حضور اُنکے دستور سے واقف ہین کہ وہ ظاہر ہوکر حریف سے نہین سامنا کرتے ہین غائب
ہوکر لڑتے ہین یہی باتین ہیان تھین کہ خبر بہروز کو بھی پہونچی کہ عمرو لشکر مین نہین ہی کسی طرف بھاگ گیا اُسنے کہا کہ
میرے خوف سے عمرو چلا گیا پھر پکارنے لگا اے عیاران لشکر اسلام عمرو تو بھاگ گیا اب تم مین سے کوئی میرے
مقابلے کو آئے چالاک بن عمرو صندوق عیاری سے کودا تھا کہ جا کر اُس سے سامنا کرے کہ صحرا کیطرف سے
ایک مرد پیر تخت پر سوار لباس شاہانہ پہنے ہوئے گرد اُسکے زنجیر کی بھتی ہوئی نمایان ہوا اور زنگیرہ اُسکا آکر استادہ ہوا پیچھے
نگیرے کے تخت اُسکا رکھا گیا کہ بہروز نے پھر للکارا کہ کوئی مجھسے مقابلہ کرنے عیارانِ لشکر اسلام سے نہین آیا کہ وہ مرد

ضعیف تخت پر سے اُترا اور آواز دی کہ حریف تیرا مین ہون آیا مین اور آہستہ آہستہ میدان کو چلا بختیارک نے
یاقوت شاہ سے کہا کہ مرد پیر عمرو ہی اس شکل کا بنکر آیا ہی کسی کو کہنا بختیارک کا باور نہ آیا مگر بہروز نے اُس مرد ضعیف کو
دیکھا اور پکارا او اجل رسیدہ تو کون ہی جو میرے مقابلے کو آیا ہی عمرو تو میرے سامنے سے بھاگ گیا تو مجھسے کیا مقابلہ
کہ بچاارے کیون اپنی شامت لایا ہی وہ مرد ضعیف بولا او چھوکرے عمرو تو ولی اللہ ہی تجھسے کیا بھاگیگا مین اُسکا
ایک ادنی مرید ہون پہلے مجھسے تو عہدہ برآ ہولے تجھ ایسے سو عیار اگر ہون تو گرفتار کرکے لیجاؤن بہروز سنکر
آگ ہوگیا اور گوپھن کے کلہ مین پتھر رکھکر مارا اس مرد پیر نے خالی دیا بہروز نے جتنے پتھر مارے سب خالی دیے
اور اپنا حملہ بہروز پر نہ کیا بہروز نے کمند ہاتھ مین لی اور اُس مرد پیر پر ماری وہ حلقہاے کمند مین سے نکل گیا پھلے
دام مین نہ آیا بہروز نے خنجر مارنا شروع کیا پہلے یکدستی خنجر مارا پھر دودستی خنجر مارے کوئی خنجر اُس مرد ضعیف نے
نہ کھایا اور ہنسکر کہا او چھوکرے ہم تعلیم یافتہ خواجہ عمرو کے ہین تو کیا ہمسے عہدہ برآ ہوگا اور دیکھ ہم تجھے باندھے
لیتے ہین بہروز نے کہا تیری قضا آئی ہی اور نیمچہ ہاتھ مین پکڑکر نیمچہ زنی کرنے لگا وہ مرد ضعیف ہنس رہا تھا اور اپنے کو
بچا رہا تھا اور بہروز خشمناک ہو ہوکر نیمچے مار رہا تھا ایک دو گھڑی کے بعد وہ مرد ضعیف بہروز کے سامنے سے
بھاگا اور بہروز اسکے پیچھے دوڑا للکارتا جاتا ہی او مرد ضعیف بودے میدان جنگ سے کہان جاتا ہی بے مارے
نہ چھوڑونگا وہ بھاگتے بھاگتے ایک گڑھے مین جاکر گر پڑا بہروز جو آیا اُس گڑھے مین جھانکنے لگا دیکھا کہ چاہ
تاریک ہی کچھ سوجھتا نہین وہ تو جھانک رہا تھا قضاے کار وہ مرد ضعیف برابر اُس گڑھے کے دوسرا گڑھا تھا اُس مین سے
نکلا اور حلقہاے کمند بہروز پر مارے بہروز حیران ہوا کہ یہ روز بد کا سامنا کیونکر ہوگیا یہ بلا کہان سے آئی اور حلقہا
کمند مین اسیر ہوکر گرا بس وہ مرد ضعیف چھاتی پر اُسکی چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور صورت یہ ہی کہ اُس
پیر مرد نے نعرہ کیا نعرہ عمرو - عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ مجنک بد اختر بہ برم + در محفل خسروان
چو گردم ساقی + تیغ و سپر گسبوح ساغر بہ برم + منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو بن امیہ نامدار جب خواجہ نے بہروز کو گرفتار کیا اور نعرہ مارا یہ سنکے بختیارک صلوۃ پڑھنے لگا اور
یاقوت شاہ سے کہنے لگا کہ آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ آیا تھا اب ملاحظہ کیجیے کہ یہ عمرو ہی یا نہین - القصہ تمام کفار
اُداس و پریشان پھرے سیاہ نمک سیاہ کلاہ بھائی بہروز غول بچہ کا کمال رنجیدہ تھا کہتا جاتا تھا کہ اُسکا عوض
مین عمرو سے لونگا مگر عمرو بہروز کو باندھے ہوئے بادشاہ اسلام کے ساتھ بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوا بادشاہ اسلام
نے عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ صبح کے وقت بہروز کو ہمارے سامنے لانا عمرو نے بہروز کو غل و زنجیر مین گرفتار
کرکے عیارون کے سپرد کردیا صبح کو بادشاہ اسلام نے تخت بادشاہی پر جلوس فرمایا سب سردار آکر حاضر ہوئے
بہروز کو طلب کیا جب وہ سامنے آیا بادشاہ اسلام نے پوچھا ای بہروز تجھے کیونکر عمرو نے گرفتار کیا اُسنے عرض
کیا کہ جسطرح عیار عیارون کو گرفتار کرتے ہین بادشاہ نے فرمایا ای بہروز بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر لقا پرستی
چھوڑدے پرستاران لقا سے بے لقا پر لعنت کر نہین تو مارا جائیگا یہ کہکر بہت سی مذمت لقا کی بیان کی اور تعریف
خداے عزوجل کی بزبان فصیح بیان فرمائی مگر بہروز نہایت سیاہ قلب تھا کب بصدق دل اسلام لانے والا تھا
دل مین اپنے خیال کیا کہ اگر اسوقت کہنا نہ مانونگا تو مارا جاؤنگا عرض کی کہ مین نے لقا پر لعنت کی اور کلمہ پڑھ کر
از روے ترس طوطے کی طرح مسلمان ہوگیا بادشاہ اسلام نے فرمایا مین اسے اپنا عیار بناؤنگا
بہروز کو عالمون کے سپرد کیا کہ طریقے دین اسلام کے تعلیم کرو بہروز روسیاہ اُن عالمون کی صحبت مین

اور بادشاہ اسلام کی خدمت مین رہنے لگا چند روز اسی طرح گذرے تھے کہ ایک دن خیال مین آیا کہ تو کہانتک مسلمانون
مین پڑا رہیگا اور خداوند لقا پر لعنت و ملامت سنا کریگا بہتر یہ ہو کہ اب یہان سے چل اور بن پڑے تو بادشاہ اسلام کا
سرکاٹ کر لیچل غرض ایک رات کو بہروز نے فراشون مین بیٹھکر شراب مین بیہوشی ملائی اور سب فراشون کو بیہوش کیا
اور اُٹھکر قنات کو چاک کرکے اندر جھانکنے لگا قضاے کار اُس روز طلایہ کے گشت پر اسد بن کرب غازی تھا
چہارطرف پھرتا ہوا خیمۂ بادشاہ اسلام کے پاس آیا دیکھا کہ تمام فراش بیہوش پڑے ہوئے ہین اور ایک شخص قنات
چاک کیے ہوئے جھانک رہا ہو اسد نے تلوار کھینچ کر نعرہ کیا کہ او روسیاہ تو کون ہو کیا بادشاہ اسلام کے قتل کرنے
کی فکر مین ہو باش او تیرہ روزگار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا بہروز غول بچہ اسد شیر دل کی آواز
سنکر گھبرا گیا اور وہان سے ہٹکر چاہا کہ بھاگے کہ اسد شیر دل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا بہروز کے دو ٹکڑے
ہوئے لاش زمین پر تڑپی اسد شیر دل نے روشنی منگواکر اُسے جو دیکھا پہچانا کہ یہ تو بہروز روسیاہ ہو غرض
اسد شیر دل نے لاش اُسکی لوگون کے سپرد کی اور آپ اور طرف چلا گیا جب رات گذری اور صبح ہوئی بادشاہ
اسلام ہنوز خوابگاہ مین تھے کہ پرچہ اخبار گذرا کہ شب کو حضور کے قتل کرنے کی فکر مین ایک عیار تھا اُسے اسد شیر دل
نے مارا پھر جو روشنی منگواکر دیکھا تو وہ بہروز تھا بادشاہ اسلام نے تخت سلیمانی پر آکر جلوہ فرمایا دربار سرداران سے
معمور ہوا اسد شیر دل نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ جسے تمنے رات کو مارا ہو اُسکی لاش منگواؤ اسد نے
اُسکی لاش منگوائی بادشاہ اسلام نے دیکھکر فرمایا کہ مین سمجھا تھا کہ یہ روسیاہ بصدق دل مسلمان ہوا تھا مگر سیاہ قلب
تھا کیا اسلام لاتا لاش اسکی گھوڑے پر پھنکوادو اُسی وقت لاش اُس سیاہ رو کی گھوڑے پر پھنکوادی گئی بادشاہ
اسلام نے اسد کو خلعت منگواکر دیا ہرکارون نے کفار کے جو باہر لگے ہوئے تھے یہ خبر جاکر یاقوت شاہ کو دی کہ
بہروز غول بچہ مارا گیا سیامک سیاہ کلاہ سنکر رونے لگا گریبان چاک کیا اور بہ حال تباہ جاکر لاش بہروز کی
گھوڑے پر سے اُٹھا لایا اور سامنے لقاے بے بقا کے لاش اپنے برادر بہروز کی رکھدی اور رو رو کر کہا یا خداوند
اسے زندہ کر دیجیے کہ مین نے اسے فرزندون کی طرح پالا ہو اسکے مرنے سے گویا مین مرگیا لقاے بے لقا نے
یہ سنکر کہا او سیامک نہ گھبرا ہم اسے زندہ کر دینگے مگر ابھی نو روز کو تو خاطر جمع رکھ پہلے اسے زندہ کر لینگے تو بعد کو اور
کسی کو زندہ کرینگے اور ابکی اور طرح کی تقدیرین کرینگے سیامک لاش بہروز کی پھر کر لایا اور ایک صندوق
لاکر اُسمین لاش رکھی اور زمین مین دفن کر دی اور قبر اُسکی بناکر اُسپر فقیر بنکے بیٹھا ہر چند لوگ سمجھاتے تھے سیامک کو
صبر نہ آتا تھا آب و طعام چھوڑ دیا تھا یہان یاقوت شاہ کو ہرکارون نے خبر دی کہ بیٹا دودۂ زندگی کا قطران
دو لاکھ سوار سے آتا ہو اور ملک بنالک غول گردوائی اور کوہ بخت شیر شکار اُسکے ساتھ ہین یاقوت شاہ
نے لقاسے آکر عرض کیا لقا نے حکم دیا کہ بندۂ خاص الخاص میرا آتا ہو جاؤ استقبال کرکے اُسے لے آؤ اُسی وقت تمام
کافر خاصہ واسطے استقبال قطران کے روانہ ہوئے اثناے راہ مین اُس سے ملاقات ہوئی بہ اعزاز و اکرام سبکے
سب پیش آئے اور اپنے ساتھ لیکے خدمت لقا مین لائے قطران وغیرہ نے لقا کو سجدہ کیا اُسنے دست نجس اپنا
سرپر پھیرا خلعت برگزیدگی عطا کیا اور پکارا کہ تو بندۂ خاص میرا ہو جا تیرے دم شمشیر مین سب خداپرستون کی موت
تقدیر کر دی ہو قطران وہان سے اُٹھکر یاقوت شاہ کے ساتھ بیچے قیطون کے اُترا اپنے لشکر مین نہ گیا
یاقوت شاہ کے دربار مین آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا جب دو چار جام پیے اور
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا کیفیت اہل اسلام کی پوچھی بختیارک موجود تھا اُسنے از ابتدا تا انتہا سارا حال بیان کیا

اور کہا کہ بدیع الزمان اور قاسم نوجوان بلائے بے درمان ہین خداوند لقا کی بیٹیان تک چھین کے لیگئے اور ابھی
تمام لشکر اسلام پر برف باری کرائی تھی سب خدا پرست تباہ ہوگئے پھر سب کے سب جمعیت کثیر اپنے ہمراہ لیکر یہان
آگئے ہین اور دیگر خدا پرستون نے سر اُٹھائے ہین اور بالفعل تو بدیع الزمان نور دیدۂ صاحبقران کی شان شوکت
سب سے زیادہ ہی ابھی طلسم خونریز اُسنے فتح کیا ہی قطران نے کہا ملک جی تم دیکھنا کہ اُسکا مین کیا حال
کرتا ہون ایسی سرزنش معقول دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا ساری کشتی اور سرکشی بھول جائیگا اور اگر میری دہشت سے
وہ میرے مقابلے کو نہ آیا تو لشکر اسلام مین گھس جاؤنگا اور اُسے پکڑ لاؤنگا بختیارک نے کہا ای قطران خدا خیر کرے
تنے بڑی لاف وگذاف کی ہی قطران بولا ملک جی تم مجھے ڈراتے ہو مین کسی خدا پرست کی حقیقت نہین جانتا ہون
رستم کو نہین مانتا ہون قضاے کار جاسوسان لشکر اسلام نے یہ سب کیفیت جاکر بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ
اسلام کی حضور مین بیان کی شہزادہ بدیع الزمان عالی شان نے جو سُنا کہ قطران مجھے بحقارت یاد کرتا ہی نہایت
غیظ و غضب طاری ہوا بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ جی چاہتا ہی کہ ابھی جاکر اُسکی گوشمالی کیجیے بادشاہ اسلام
نے ارشاد کیا کہ سر میدان اُس سے سمجھ لینا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ مین اُسے ایک نامہ بھیجتا ہون دیکھون
کیا جواب دیتا ہی اور دبیر کو بلا کر کہا کہ ایک نامہ قطران کو اس مضمون کا لکھو کہ مین نے سنا ہی کہ تو نے بارگاہ
یاقوت شاہ مین بیٹھکر مجھکو بدی یاد کیا ہی بہادرون کا یہ شیوہ نہین ہی بہتر یہ ہی کہ کل سر میدان نکل کر مجھے
مقابلہ کر دیکھون تو کیسا شجاع ہی نہین تو مین آکر سزاے معقول تجھے دونگا تمام لاف وگذاف بھول جائیگا
دبیر نے یہی مضمون لکھکر پیش کیا بدیع الزمان نے اُسے خلعت دیا اور پکار کر کہا کہ کوئی ہی ایسا کہ نامہ ہمارا قطران
کے پاس لیجائے اور جواب لائے یہ سنتے ہی اسد شیر دل بن کرب غازی اپنے دنگل پر سے اُٹھے بدیع الزمان
کو سلام کیا اور کہا کہ ماموں جان مین آپکا نامہ لیکر جاؤنگا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تم جاہل ہو تم نہ جاؤ اسد
نے کہا کہ ماموں جان مین جہالت نہ کرونگا بسہولت نامہ دیکر جواب لے آؤنگا اور جو آپ مجھے نہ جانے دینگے تو مین
اپنے تئین ہلاک کرونگا کسواسطے کہ مین جس امر کا ارادہ کرتا ہون پھر اُس سے باز نہین رہتا ہون بدیع الزمان
یہ سنکر ناچار ہوگئے کہا خیر بہتر ہی جاؤ مگر خبردار کسی سے جہالت کرکے لڑنا نہین اسد شیر دل نے نامہ لیکر سر سے
باندھا اور اپنے قزاقون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئے ہرکارون نے قطران کو خبر دی کہ ایلچی بدیع الزمان کا تمھارے
پاس آتا ہی بختیارک نے کہا ای قطران تمھاری لاف وگذاف کی خبر بدیع الزمان نے سنی ہوگی جو نامہ تمکو لکھا ہی
اب ایلچی اُسکا یہان آتا ہی ضرور سرکشی دکھائیگا قطران بولا کہ آنے دو دیکھا جائیگا اُسوقت بارگاہ سے یاقوت شاہ
کی اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا اور حکم دیا کہ ایلچی خدا پرست کا آتا ہی اُسے روکنا نہین آنے دینا بختیارک
کو بھلا کب چین آتا ہی بارگاہ یاقوت شاہ سے اُٹھکر قطران کے پاس آبیٹھا لیکن اسد بن کرب غازی جب
لشکر مین قطران کے داخل ہوا جو علم و نشان سامنے آیا اُسے گرادیا ان بدعتون کی خبر قطران کو پہونچی بولا کہ
ایلچی ہی اُس سے کچھ کہو نہین بختیارک نے کہا کہ مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ ایلچی سرکشی دکھاتا ہوا آئیگا قطران
بولا کہ خیر سرکشی دکھانے سے کیا ہوتا ہی یہان تک کہ اسد شیر دل دربارگاہ قطران پر آیا تمام جلوخانے کو
خالی کراکے اپنے آدمیون کو وہان قائم کیا اور آپ اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ کافران میمون خصلت و خرسہاے
بادیہ ضلالت بیٹھے ہوئے ہین بطریق اسلام سلام کیا جواب سلام غیب سے آیا کفار نے مانند مار بل کھایا
قطران نے چاہا تھا کہ کرسی اسد شیر دل کے بیٹھنے کو منگوائیے اسد بلداے باختری کی طرف متوجہ ہوا

اور اُس سے کہا کہ تو دنگل اپنا ایک لمحہ کے واسطے خالی کردے کہ مین بیٹھ جاؤن اور نامہ دے کر جواب نامہ کا
لیلون پھر تو اپنے دنگل پر آبیٹھنا بلیدا نے کہا کہ کیون مضطرب ہوتا ہی تیرے واسطے کرسی آتی ہی تو اسپر بیٹھکر گفتگو
کرلینا لمحہ بھر کھڑے رہنے مین کیا پانون تیرے تھک جائینگے اسد شیر دل نے کہا کہ مین تیرے دنگل پر بیٹھونگا اور
اگر نہ اُٹھیگا تو زبردستی تجکو اُٹھا دونگا بلید اپکارا تیری کیا طاقت ہی جو تو مجھے اس دنگل پر سے اُٹھا دے اسد نے
ہاتھ بڑھایا کہ کمر مین ہاتھ ڈالکر دنگل پر سے کھینچ لے اُسنے ہاتھ اسد کا پکڑ لیا اور چاہا کہ طمانچہ مارے اسد نے
دوسرے ہاتھ سے ایک ہی خنجر اُسکے سینے پر مارا کہ پشت کے پار نکل گیا وہ تڑپ کر مر گیا اسد نے لاش اُسکی نیچے
ڈالدی اور آپ اُسکے دنگل پر بیٹھکر لنگر مارا کہ چارون چولین دنگل کی چرچرا گئین بختیارک نے آگے بڑھکے
سلام کیا اور کہا کہ پیرومرشد سبحان اللہ خوب آپ نے جگرداری کی آپکا اور آپکے خاندان کا تو یہی دستور ہی
قطران نے دیکھا کہ اس ایلچی نے میرے سپہ سالار کو مار ڈالا برہم ہو کر پوچھا کہ تو کسواسطے آیا ہی اسد نے کہا کہ نامہ لایا ہون
شہزادہ تہمتن گرز رستم شکوہ دارا دلقا و گنجاب شہزادہ بدیع الزمان نامدار کا قطران نے کہا کہ لا نامہ دے مین
دیکھون تو کیا لکھا ہی اسد شیر دل نے جواب دیا کہ پہلے نامے پر زر نثار کر اور چند قدم استقبال کر دونون ہاتھ پھیلا اسوقت
نامہ تجھے دیا جاوے بختیارک چاہتا تھا کچھ فتنہ انگیزی کرے کہ ایک دھول اُسکے سر پر پڑی کہ پگڑی درباری
بختیارک کی اُچھل کر دور جا گری بختیارک سمجھا کہ پیرومرشد کامل بھی یہان موجود ہین بس بختیارک نے
قطران سے کہا کہ خداوند لقا نے ہمیشہ انکے نامے کی تعظیم کی ہی تم بھی اگر تعظیم کروگے تو کچھ تمہاری عزت
نہ گھٹ جائیگی قطران نے پہلے کشتیان اشرفیون کی منگوا کر نامے پر نثار کین مگر اُسمین سے ایک حبہ کسی کے
ہاتھ نہ آیا خواجہ عمرو نے یہ چالاکی چال آلیاسی مار کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے قطران اُٹھا استقبال کیا دونون ہاتھ
پھیلا کر نامہ لیا منشی کے حوالے کیا اور کہا کہ اسے پڑھ منشی نے بہ آواز بلند وہ نامہ پڑھا قطران نے سنکر نہایت
پیچ و تاب کھایا اور کہا کہ اس نامے کا جواب فقط جنگ ہی القصہ اسد بن کرب غازی جواب نامہ لیکر خدمت
شاہزادہ بدیع الزمان نامدار مین آیا تمام حال بیان کیا بدیع الزمان نے اسد کو گلے سے لگا لیا اور نہایت خوش
ہوئے بہت تعریف کی بادشاہ اسلام نے خلعت دیا یہان قطران اپنی بارگاہ سے اُٹھکر یاقوت شاہ کی بارگاہ
مین آیا سب سرگذشت بیان کی اور کہا کہ مین مناسب نہ سمجھا کہ ایلچی سے بہ بدی پیش آؤن نہین ذراسے اشارے مین
وہ مار لیا جاتا اگر بتائید لقاے خداے باختر ہی سر میدان سب خدا پرستون کا استیصال کرونگا آپ طبل جنگ میرے
نام پر بجوا لیجئے یاقوت شاہ نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے جیسے طبل جنگ بجا اور آواز کوس حربی کی بلند ہوئی ہرکارے خبر
لیکر خدمت بابرکت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوے دعا و ثناے شاہی بجالائے عرض کیا کہ قطران نے طبل جنگی بجوایا
ہی بادشاہ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہی بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اُسی وقت طبل سکندری پر چوب
پڑی آواز طبل سکندری کی گونجی سب غازیان دیندار مطلع ہوئے کہ کل لشکر لقا سے مقابلہ ہی چار پہر رات دونون
لشکرون مین تیاری ہوا کی جسوقت صبح ہوئی میدان آرائی کا بندوبست ہوا دونون لشکر معرکہ کارزار مین آکر مثل صف
مژگان صف آرا ہوے جب میدان تیار ہوچکا اور نقباے بلند آواز نقابت کر چکے قطران بن دودہ زنگی نے گینڈے
کو اپنے جولان کیا لقاے بے بقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا تھا اُسکے سامنے آکر گینڈے سے اُترا خداوند لقا کو سجدہ کیا
یاقوت شاہ سے رخصت میدان حرب طلب کی عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو خدا پرستون کا کام تمام کرون اُسنے کہا جا تجھے
زمردشاہ باختری کے سپرد کیا قطران پھر گینڈے پر سوار ہو کر میدان مین آیا پہلے خوب سلحشوری کی اور پکارا ای خدا پرستو

مقابلے کو آئے جیسے تمنائے موت ہو یہ سنتے ہی لشکر اسلام سے فرخ شہسوار قلندر گھوڑا جمکا کر قریب تخت بادشاہ
اسلام کے آئے اور اجازت پیکار حاصل کی مجرا بجا لاکے بودھا باگ کا لیا اور سامنے قطران کے آئے قطران نگاہ دزن
ہوا دس قدم مرکب قطران کا پیچھے ہٹ گیا اور پانچ قدم مرکب فرخ شہسوار قلندر کا ہٹا پھر مرکبون کو رانون مین
مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا قطران نے دیکھا کہ ایک جوان حسین صاحب شوکت و شان ہے کہا کہ اپنا نام و نشان
بیان کرو اس بہادر نے فرمایا کہ مین فرزند جگر بند حمزہ صاحبقران زمان ہون نام میرا فرخ شہسوار قلندر ہے بصد کروفر
پھر قطران نے کہا کہ دین لقا پرستی قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا فرخ پکارے کہ او بے حیا کیا بکتا ہے
مین لقا سے بے بقا اور اسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون قطران نہایت خشمناک ہوا اور کہا کہ خیر معلوم ہوا اب
تو حربہ پیکار سنبھال اور حسرت دل اور حوصلہ سپاہگری نکال شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے کہا کہ اہل اسلام کا
یہ دستور نہین کہ پیشدستی کرین تو پہلے وار کر بعد اسکے ہم سمجھ لینگے شیر کو بغیر ٹوکے غیظ نہین آتا قطران نے بڑھ کر
نیزہ مارا شہزادہ فرخ شہسوار نے نیزے پر نیزے کو روکا سنا مین نیزون کی لڑین چنگاریان آگ کی اڑنے لگین
نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی کے بعد شہزادہ فرخ شہسوار قلندر نے نیزہ قطران کا ہوائی کر دیا قطران نیزے بحر
آب خجالت مین غرق ہوا اور نہایت خشمناک ہو کر تیغہ کمر سے کھینچا اور للکارا کہ خبردار ہو اور بڑھکر تیغے کا وار کیا
شہزادہ فرخ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ اسکا گوشہ سپر پر پڑا سپر کو قلم کرکے تا دو ابرو سر مین اتر آیا فرخ شہسوار
نے دستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر نکل گیا لیکن چادر خون کی منھ پر آپڑی اسی حالت زخمداری مین جھپٹ کر تلوار ماری
قطران نے خالی دی تکان جو پہونچی ہوا زخم مین بھری سر قربوس سے لگ گیا بیہوش ہو گئے قطران نے
فرخ کو باندھکر اپنے لشکر مین بھیج دیا اور پھر مبارز طلبی کی شہزادہ ہاشم تیغزن گھوڑا جمکا کر سامنے قطران
کے آئے بعد از گفتگوے بسیار نوبت جنگ و جدال پہونچی قطران نے وہی تیغہ خون آلود شاہزادہ ہاشم تیغزن
پر مارا ہاشم نے تلوار اسکی رد کرکے ہاتھ تلوار کا مارا قطران نے پشت تیغ پر روکا پھر تیغے کا وار کیا ہاشم نے
پھر رد کر دیا دو گھڑی تک تلوار چلا کی ایک مقام پر ہاشم نے چاہا کہ تلوار اسکی چھین کر قاش زین سے اٹھا لے
گھوڑے کو رانون مین مسلا کہ وہ چمک کر بجلی کی طرح چلا تھا کہ رہوار موشخانہ تھا گھوڑے کا پانون
موشخانے مین چار ہاتھ دوسرے الٹ گیا ہاشم تیغزن گھوڑے کو سنبھالنے لگا اس عرصے مین قطران کا تیغہ
چار انگل سر مین اتر گیا زخم کاری لگا خون جاری ہوا ہاشم تیغزن نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا رومال سے
زخم سر باندھنے لگا لیکن قطران نے مہلت نہ دی دوسرا ہاتھ تیغہ کا اور مارا ہاشم تیغزن نے اپنے تئین بچایا تیغہ
گھوڑے کی گردن پر پڑا مرکب کا سر قلم ہوا ہاشم گھوڑے سے کود پڑے اور گینڈے سے قطران کے لپٹ کر مع
گردن قطران کو اٹھا لیا قطران گینڈے سے کود پڑا ہاشم نے گینڈے کو چرخ دے کر مارا گینڈا تڑپ کر مر گیا
قطران دوڑ کر لپٹ گیا دست و گریبان کشتی ہونے لگی مگر ہاشم تیغزن کے جو زخم کاری لگا تھا خون بہت بہا
قطران نے ہاشم کی مشکین باندھ لین اور لیکر وہان سے پھر آیا یاقوت شاہ قطران پر زر نثار کرتا ہوا لیگیا ادھر
اہل اسلام اداس و پریشان پھرے یہان جسوقت یاقوت شاہ قطران کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین داخل ہوا
صحبت عیش برپا ہوئی جام مے گردش مین آیا بختیارک نے کہا اے قطران خدا پرستون کا دستور ہے کہ جسکو پکڑ لیجاتے
ہین اسکو تلقین مذہب اسلام کرتے ہین اگر اسنے دین اسلام قبول کیا تو اسکو چھوڑ دیا نہین تو قتل کیا
تمنے بھی دو فرزندان حمزہ کو گرفتار کیا ہے انکو بلا کے کہو کہ لقا کو سجدہ کرین اور اگر وہ تمہارا کہنا مان جائین

تو بہتر ہی ورنہ قتل کا حکم دو قطران نے فرخ شہسوار اور ہاشم تیغزن کو بلایا یہان اُنکے زخمون مین ٹانکے لگے غل و زنجیر مین
گرفتار بیٹھے ہین کہ داروغہ زندان خانے کا آیا اور سر زنجیر پکڑ کر لیچلا جسوقت ہاشم تیغزن اور فرخ شہسوار بارگاہ تین
یاقوت شاہ کی پہونچے بطریق اہل اسلام سلام کیا قطران نے کہا ہو خدا پرستو قید مین گرفتار ہو گر یہ کلمہ کلام بیہودہ
کرتے ہو اگر زیست اپنی چاہتے ہو تو زمرد شاہ باختری کو سجدہ کرو نہین تو آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو شہزادون نے
کہا او نامرد تو نے حالت زخمداری مین ہمین گرفتار کر لیا ہی اسپر یہ گفتگو کرتا ہی ہم لعنت کرتے ہین لقا پر اور اُسکے پرستارون پر
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قطران نے چاہا کہ بختیارک کے مشورے سے جلادون کو بلاے اتفاقاً نامۂ دودہ زنگی آیا
کہ ہم مشتاق ہین خدا پرستون کو دیکھین اگر تمنے گرفتار کیا ہو تو ہمارے پاس بھیجدو قطران زنگی جو مضمون نامہ سے
آگاہ ہو جلّادون کا بلوانا موقوف رکھا فوراً جلداے قوی ترکیب سے کہا کہ تم دونون کو اپنے ساتھ لیکر جنوبیہ
باختر کو جاؤ بختیارک نے کہا ای قطران مین نے کہا تھا کہ خدا پرست مرنا نہین جانتے تمنے رکھا انکی زندگی کا سبب
پیدا ہو گیا اب تو یہ دونون یا تو راہ مین رہا ہو جائنگے یا وہان پہونچکے چھوٹ جائنگے قطران نے کہا مگر جی مین شب کو
روانہ کرونگا کسی خدا پرست کو انکی روانگی کی خبر نہوگی اور جلداے قوی ترکیب سے کہا کہ رات ہی کو کوچ کرکے
یہان سے تو جا جلداے نے بہت جلد اپنا سامان جانے کا کیا اور شب کے وقت ہاشم تیغزن اور فرخ شہسوار کو
ارابے پر ڈالکر بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر طرف جنوبیہ باختر کے روانہ ہوا صبح کو ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہ
اسلام مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ شب کو کفار نے شہزادۂ ہاشم تیغزن اور شہزادۂ فرخ شہسوار قلندر کو مسلسل
بغل و زنجیر کرکے ملک جنوبیہ باختر کو بھیجدیا ہی بادشاہ اسلام یہ سنکر بہت متردد ہوئے خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا
ای خواجہ ہاشم و فرخ کی رہائی کی تدبیر کرو اور اگر غفلت کردی تو ایسا نہو کہ کفار اُنکو مار ڈالین بڑی ندامت حمزۂ صاحبقران
سے ہوگی عمرو نے عرض کیا جو حضور فرماتے ہین بجا ہی اگر غلام انکی رہائی کو جاتا ہی تو یہان لشکر اسلام کی حفاظت کون کریگا
کہ بڑے بڑے کافر پیچیا عیار آئے ہوئے ہین دوسرے میرے جانے سے وہ عیار کہینگے کہ عمرو ہماری دہشت سے
بھاگ گئے لہذا میرا جانا یہان سے کسیطرح مناسب نہین ہی اور سردارون مین کسی سردار کا جانا اُنکی رہائی کے واسطے
بھی بہتر نہین سمجھا جاتا کسواسطے کہ بختیارک مردود نے سکھا دیا ہوگا کہ جب کوئی اُنکی رہائی کو آئے تم دونون کے سر
کاٹ لینا اب یہان کام عیاری کا ہی کہ بہ تدبیر جا کر چھڑائے مہتر قران حبشی نے جو عمرو سے سنا اُٹھ کھڑا ہوا اور
شہنشاہ گیتی پناہ کو مجرا کیا اور کہا کہ غلام اُن شہزادون کی رہائی کو جاتا ہی اگر خدا چاہتا ہی تو چھڑا لاتا ہی بادشاہ اسلام نے
مہتر قران کو خلعت دیا اور کئی ہزار روپیے مرحمت فرمائے قران نے وہ خلعت اور روپیے تو عمرو کو دے دیے اور
کہا اُستاد انھین اچھی طرح سے رکھیے گا اور آپ اُنکی رہائی کے واسطے روانہ ہوا یہان لشکر قطران زنگی مین طبل جنگ
بجا ادھر لشکر اسلام مین بھی کوس حربی پر چوب پڑی چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ مین
صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال تیاری میدانِ جدال ہوئی نقباے بلند آواز نے نقابت کی قطران لقا
کو سجدہ کرکے یاقوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی و شہنشاہ عرقی
وغیرہ کئی سردار اُس سے مقابلہ کرکے زخمی ہوئے قریب دوپہر خورشید آسمان صاحبقرانی شہزادۂ بدیع الزمان نامی
و گرامی بادشاہ سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو آئے بعد نگاورزنی کے گفتگو ہوئی قطران کو معلوم ہوا کہ یہی بدیع الزمان
ہین للکار کر کہا کہ ای خدا پرست بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کرو نہین میرے ہاتھ سے مارے جاے گا بدیع الزمان نے
کہا او گبر نا بہنجار مین تو لقاے بے بقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر قطران

نے نیزہ شہزادۂ بدیع الزمان کے مارا بدیع الزمان نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی بدیع الزمان نے ستر طعنون کے بعد نیزہ اُسکا ہوائی کردیا قطران نے شرمندہ ہوکر تیغہ کھینچا اور پکارا کہ تو نے غضب کیا کہ نیزہ میرا ہوائی کردیا اب خبردار رہ یہ کہکے قطران نے تیغہ مارا بدیع الزمان نے وار اُسکا روک کے جوابًا شمشیر آبدار کا مارا قطران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار سپر پر پڑی سپر کو دو نیم کرکے تلوار سر پر آئی چھ اُنگل سر مین اُترگئی قطران نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار سر سے نکل کے گینڈے کی گردن پر پڑی سر کٹ کے الگ جا پڑا قطران گینڈے سے گرا فوج قطران کی تلوار کھینچکر بدیع الزمان پر آپڑی بدیع الزمان اُنسے لڑنے لگا تلوار چلنے لگی ادھر سے بادشاہ اسلام نے فوج ظفر موج کو واسطے کمک کے بھیجا اُدھر سے یاقوت شاہ کی فوج دوڑی جنگ مغلوبہ ہوگئی ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہوا ایک ایک سے لڑ رہا تھا غضب کی تلوار چل رہی تھی لوگون نے قطران کو گینڈے کے نیچے سے نکالا قطران زخم سر اپنا باندھکر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور اہل اسلام سے لڑنے لگا ادھر سے یہ لڑتا ہوا چلا جاتا تھا اُدھر سے لڑتا ہوا شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم ذیجاہ آتا تھا دونون مین باہم مقابلہ ہوا قطران نے تیغہ مارا قاسم نے پشت شمشیر پر روک کے ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا لگایا سپر کو قلم کرکے تیغہ سر پر پڑا زخم اُسکا دو پارہ ہوگیا اُسنے پیچھے گینڈے کو ہٹایا تیغہ سر سے نکلکر گینڈے پر پڑا اُسے بھی قلم کیا قطران پھر گینڈے سے گرا اور بیہوش ہوگیا بہت سے زنگی بیچ مین آگئے قاسم کے ہاتھ سے قطران کو بچا کرکے بھاگے غرض شام تک جنگ مغلوبہ رہی دونون طرف کے ہزارہا آدمی کام آئے آخرکار بہ مشورۂ بختیارک یاقوت شاہ طبل بازگشت بجا کر پھرا اُدھر بادشاہ نے حکم دیا کہ جتنے اہل اسلام مارے گئے ہین اُنکو اُٹھا کر گنج شہیدان مین دفن کرادو اور آپ زخمیون کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے جراحون کو بلوا کر زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے ادھر قطران بن دودۂ زنگی کے زخم کا علاج جراحون کو بلوا کر ہونے لگا

دو کلمہ داستان حیرت نشان مہتر قران حبش کا جانا طرف ملک جنوبیہ باختر کے اور عیاری کرکے چھڑانا ہاشم تیغزن و فرخ شہسوار کو

بلا ساقیا جام حیرت نما — کہ عیاری تو کا ہو سامنا
رہائی کی تدبیر کچھ تو بتا — پھڑکتا ہے اب بلبل دل مرا
وہ اس گلشن حسن مین گل کھلا — کہ خار الم باغیون کو ملا

چھڑا دام غم سے مجھے ساقیا — کوئی جام تو نے نہ مجھکو دیا
بلا سے چمن مین بہار آئی ہے — ہمین تو قفس کی فضا بھائی ہے
ستارہ یہ طالع ہوا امید کا — سحر مین بنا گھر ہے خورشید کا

غزل ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے
روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے
بات جو ہیرے مسیحا کی ہے وہ اعجاز ہے
پنجۂ مژگان نہین ہے پنجۂ شہباز ہے

طائر رنگ چمن تک مائل پرواز ہے
شعر لکھنے مین جو یاد اسکا خرام ناز ہے
جان آجائے تن بیجان مین وہ آواز ہے
کردیا میرے دل بیتاب نے رسوا مجھے

خانۂ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے
فلک مین جائے مری یا صور کی آواز ہے
کیون نہ اے صیاد میرا طائر دل ہو شکار
آشکارا جا بجا اے یار میرا راز ہے

بیت داندۂ داستان تحریر + میکر درقم خلاصہ تقریر + گرفتاران زندان مصیبت و رنج و ملال و سلسلہ بندان سلسل زنجیر ہائے استقلال وابستۂ مصیبت والام طبع اندوہ التیام کو مجلس فکر و تردد سے یون رہا کرتے ہین کہ جب شاہزادگان والا تبار یعنی شاہزادۂ فرخ شہسوار و ہاشم تیغزن صف شکن زنہاری مین گرفتار ہوکر بہ حکم قطران بن دودۂ زنگی ملک جنوبیہ باختر کو روانہ ہوگئے اور بموجب اخبار جاسوسان لشکر اسلام بادشاہ اسلام کے حکم سے مہتر قران عیار طرار برائے رہائی شاہزادگان عالی وقار چلا جاتے جاتے قریب ملک جنوبیہ باختر کے

پہونچا مگر مہتر قران راستہ بھول کر دوسری راہ سے گیا تھا کہ اثنائے راہ مین کہین ملاقات جلد اسے قوی ترکیب
سے ہوئی جلد اقید شاہزادون کی لیکر داخل ملک جنوبیہ باختر ہوا اور ہاشم و فرخ کو خلخال زنگی کہ داماد ملک
دودہ زنگی کا تھا اسکے حوالے کیا اور بیان کیا کہ مین خداپرستون کے خوف کے مارے کوہستان کی راہ سے قید انکی لیکر
آیا ہون کسواسطے کہ خداپرست چہار طرف پھیلے ہوئے ہین انکو بحفاظت تمام رکھیے خلخال زنگی نے فرخ و ہاشم
کو اسی وقت زندان مین بھیج دیا بعد اسکے ایک عرضی اس مضمون کی دودہ زنگی کو بھیجی کہ قید فرزندان حمزہ کی قطران
کے پاس سے آئی ہے دودہ زنگی نے قمری عیار کو غروبیہ باختر سے بھیجا کہ جاکر پسران حمزہ کو لے آ قمری عیار
چلا آتا تھا کہ مہتر قران نے دیکھا کہ ایک عیار کمال چست و چالاک دوڑا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے قریب آکر صدا
دی کہ تو کون ہے حال اپنا بیان کر قمری نے دیکھا کہ ایک حبشی بہت دنگا باہنائے عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیے
ہوئے ہے دل مین کہا اے قمری نہین معلوم یہ کسکا عیار ہے مگر کسی زنگی کا عیار معلوم ہوتا ہے یس پکارا کہ تو اپنا حال
پہلے بیان کر کہ کون ہے قران نے کہا مین عیار قطران زنگی کا ہون ملک دودہ زنگی کے پاس جاتا ہون اسنے کہا مین
دودہ زنگی کا عیار ہون خلخال زنگی کے پاس جاتا ہون قران نے پوچھا خلخال زنگی کون ہے اسنے کہا دودہ زنگی
کا داماد ہے آؤ تم بھی ہمارے ساتھ چلو قران نے کہا تم کس کام کے واسطے جاتے ہو بیان کرو وہ بولا مین یہ نامہ اسکو
جاکر دونگا اور قید پسران حمزہ کی اس سے لاؤنگا قران نے کہا چلو مین بھی اسی خبر کے واسطے آیا ہون قطران نے
انکو پکڑکر یہان بھیجا تھا وہ دودہ زنگی کے پاس پہنچے یا نہین پہونچے قران یہی باتین کرتا ہوا ساتھ ہولیا چند قدم
چلا تھا کہ قران نے چند قدم پیچھے ہٹ کر حلقے کمند کے اسپر مارے کہ قمری گرا قران نے لغدہ اسکی کمر پر مارا کہ قمری
کے دو ٹکڑے ہوئے نامہ اسکے سر سے کھول لیا اور لاش ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینکدی اور اسی کی صورت بنکر روانہ
ہوا جب ملک خلخال زنگی کے پاس آیا وہ نامہ اسے دیا خلخال زنگی نے نامہ پڑھا اور کہا تم دو ایک روز یہان ٹھہرو
ہم قیدیون کو تمھارے ہمراہ کیے دیتے ہین مگر اے قمری تو سیاہ بہت ہوگیا ہے کہا اندنون مین محنت بہت سخت پڑی
ہے دھوپ مین بہت دوڑا ہون اس سبب سے رنگ سیاہ ہوگیا ہے یہان یہ ذکر تھا کہ خبردار نے خبر دی کہ
طاؤس الحرمین پیک وصال خداوند مہتر گردمرد آتا ہے کہا کہ جلد لاؤ مہتر قران تو پوشیدہ ہوگیا مہتر گردمرد اندر
بارگاہ کے آیا خلخال زنگی کو سلام کیا اسنے کرسی پر بٹھایا پوچھا کہ تم کیونکر آگئے ہو اسنے کہا کہ مین نوشاباد حبشیہ
کلنگان کو گیا تھا ادھر سے پھرتے بہت محبت تھی تمھارے دیکھنے کو چلا آیا خلخال نے پوچھا کہ نوشاباد کیون
گئے تھے بولا کہ طہماس ستون قدرت خداوندی اسے بلانے گیا تھا خلخال زنگی نے کہا پھر وہ آتا ہے گردمرد نے جواب
دیا کہ طہماس کا آنا حمزہ کے آنے پر موقوف ہے خلخال نے لشکر اسلام کا حال پوچھا گردمرد نے بہت سی تعریفین سرداران
لشکر اسلام کی بیان کین خلخال نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ عیار حمزہ کا عمرو بلائے بے درمان ہے گردمرد نے کہا
حقیقت مین وہ آفت روزگار ہے مگر اے خلخال میرے نام سے عمرو کانپتا ہے میری صورت سے اسکی جان نکلتی ہے مین نے
بہت بہت برا حال اسکا کیا ہے اور اب کی یہ ارادہ ہے کہ ناک کان عمرو کے کاٹ لون اور خداوند نے بھی یہی تقدیر کی ہے
کہ مین اسکو نکٹا بوچا کردون خلخال بولا کہ تو پیک وصال خداوند لقا ہے حقیقت مین خداوند تیری خاطر بہت کرتے ہین
پھر صحبت عیش برپا کی گردمرد کی دعوت و ضیافت کی مگر مہتر قران نے جو یہ کلمہ و گفتگو گردمرد کی سنی آگ ہوگیا دل مین
کہا کہ دیکھو یہ بیچا میرے استاد کے حق مین کیا کیا کلمے کہتا ہے خیر کہان جاتا ہے سمجھ لیا جائیگا ساقی کی صورت بنکر صحبت
مین شریک ہوا شراب مین بیہوشی ملاکر ساری صحبت کے لوگون کو پلائی سبکو بیہوش کیا اور گردمرد کے ناک کان کاٹ

لیے اور ایک رقعہ لکھکر اِس مضمون کا اُسکی مونچھ مین باندھ دیا کہ او بیحیا تو نے بہت لاف وگزاف کی تھی اور کہا تھا کہ عمرو
کے ناک اور کان کاٹ ڈالونگا یہ خبر عمرو کو پہونچی اور اُسنے آکر تیری ناک اور کان کاٹ لیے اگر چاہتا تو تیرا سر کاٹ ڈالتا
مگر تجھپر رحم آگیا زندہ چھوڑ دیا اب اگر پھر ایسے کلمے بیہودہ مُنھ سے نکالیگا تو جان سے مار ڈالونگا قصہ مختصر رات بھر
تمام صحبت بیہوش اور مدہوش رہی صبح کو سب کو ہوش آیا اور خلخال کو جب ہوش آیا عجب رنگ صحبت کا دیکھا
مال و اسباب کی قسم سے کچھ نہ تھا منھ سب کے کالے تھے اور گردمرد نکٹا ہو چا ایک رقعہ اُسکی مونچھ مین بندھا ہو تھا
گردمرد نے اُس رقعے کو پڑھکر کہا کہ مجھے حیرت ہی کہ عمرو یہان کیونکر آیا اور خداوند نے یہ کیا تقدیر کی خلخال زنگی
نے کہا تو نے بہت سی لن ترانی کی تھی خداوند ناخوش ہوئے تیرا یہ حال کر دیا غرور کسی کا خداوند کو پسند نہین اتا اب
تجھکو لازم ہی کہ جاکر خداوند کے پاس بہت سا عجز و انکسار کر پھر تیرے ناک اور کان ہو جائین غرضکہ جراح کو طلب کیا
اُسنے گردمرد کے ناک اور کان مین ٹانکے دیے مرہم کا پھاہا چڑھا دیا دو روز گردمرد وہان رہا بعد اُسکے علاج اپنا
کرتا ہوا ملک سیائل کو روانہ ہوا جب خدمت لقا مین پہونچا تمام حال بیان کیا لقا نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ ایسی تقدیر
کرونگا کہ تو عمرو کو ماریگا ناک اور کان کٹنے کا خلعت دیا مگر بیان جہتر قران نے پھر قمری عیار کی صورت بنکے خلخال سے
کہا کہ ابلیسیران حمزہ کی قید میرے ساتھ کر دیجیے کہ مین خدمت مین دودہ زنگی کی لیجاؤن خلخال نے اپنے
سپہ سالار سے کہا کہ نام اُسکا زنگار بن سلسلہ ہی کہ تم قیدیان خداپرستون کی غروبیہ باختر مین لیجاؤ اُسنے کہا
بہت اچھا اور بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لیے اور ہاشم و فرخ کو ارابون پر ڈالکر غروبیہ باختر کو روانہ ہوا پہلی
منزل مین قمری عیار یعنی جہتر قران نامدار زنگار بن سلسلہ سے صحبت آرا ہوا خوب ساقی گری کرکے تمام اہل صحبت
کو بیہوش کیا زنگار بن سلسلہ کو قتل کیا اور کسی مقام پر لاش اُسکی چھپادی اور آپ اُسکی صورت بنکے سو رہا صبح کو
جو اُٹھا ہاشم و فرخ کو زندان خانہ سے بلایا اور کہا کہ مجھے شب گذشتہ کو خواب مین ایک بزرگوار نے مسلمان کیا اور
مین نے تمھاری غلامی اختیار کی مجھے طریقہ دین اسلام تعلیم کرو ہاشم و فرخ نے کہا اچھا اُسنے آہنگرون کو بلا کے قید دونون
کی کٹوانا چاہی اور ہاشم و فرخ نے خود قیدین توڑکر پھینکدین اور زنگار بن سلسلہ نقلی نے دونون شاہزادون کو
حمام کرایا پوشاکین بدلوائین گھوڑون پر بٹھایا اور افسران فوج سے کہا کہ تمھین اگر میرا ساتھ دینا ہو تو اسلام لاؤ نہین تو
میرے پاس سے چلے جاؤ سبھون نے کہا کہ ہمنے لقا پر لعنت کی اور مسلمان ہوئے شہزادون سے کلمہ پڑھکر از سر صدق
دین اسلام اختیار کیا اُسوقت زنگار بن سلسلہ نے کہا کہ صاحبو مین عیار ہون لشکر اسلام کا نام میرا جہتر قران
حبشی ہی مین نے قمری عیار کو مارا اب زنگار بن سلسلہ کو قتل کیا اپنے دونون آقاؤن کو قید سے چھڑا لایا
سبھون نے کہا اب ہم تو مسلمان ہو چلے آپ کے ساتھ ہین جہتر قران نے صورت اصلی اپنی بنائی ہاشم و فرخ
بہت خوش ہوئے اُس روز وہین رہے دوسرے روز کوچ کرکے ملک جنوبیہ باختر پر آئے یہ خبر خلخال شاہ کو
ہوئی کہ دونون خداپرست چھوٹ گئے کوئی عیار خداپرستون کا کہ جہتر قران اُسکا نام ہی اُسنے پہلے قمری کو مارا
بعد اُسکے زنگار بن سلسلہ کو قتل کیا ہاشم و فرخ کو رہا کیا اب وہ دونون بہ ارادہ رزم و پیکار آئے ہین خلخال
نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکلے مین دونون کو قتل کرونگا اور سر انکے دودہ زنگی کی خدمت مین بھیجدونگا اور معلوم
ہوا کہ اسی عیار نے ناک اور کان گردمرد کے کاٹے ہین مین نے تبدیل رنگ سے پہلے ہی پہچانا تھا کہ یہ قمری
نہین ہی مگر کچھ غافل ہو گیا غرضکہ لشکر خلخال شاہ کا مقابلے مین لشکر ہاشم کے اُترا خلخال اپنے
خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا اور شراب خواری کرنے لگا جب خوب نشہ مین بدمست ہوا حکم کیا کہ طبل جنگی

بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین ہاشم و فرخ کی آئے دعا دے کر عرض کیا کہ طبل جنگ خلخال شاہ نے بجوایا ہی شہزادون نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو میدان مین صف آرا ہوے سہیلان زنگی اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فرخ شہسوار اُسکے مقابلے کو چلے ہر چند ہاشم نے کہا کہ برادر آپ بزرگ ہین میرے قبلہ و کعبہ کی جگہ ہین آپ نہ جائیے مین جاؤنگا فرخ بولا بھائی مین اپنے ہوتے تمھین نہ جانے دونگا یہ کہکر مرکب کو جھپکا کر سامنے سہیلان زنگی کے آئے سہیلان نعرہ زن ہوا بعد اُسکے کہا ای پسر حمزہ تو نے غضب کیا کہ زنگار بن سلسلہ زنگی کو مارا وہ میرا بھائی تھا مین اُسکے عوض مین تجھے قتل کرونگا اور اگر تو لقا کو سجدہ کرے تو تیرے قتل سے باز آؤن فرخ نے جواب دیا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی لقاے بے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر اور جو کچھ تجھسے ہوسکے قصور نہ کر سہیلان غضبناک ہوا اور نیزہ مارا فرخ شہسوار نے نیزے پر نیزے کو لیا اور چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا سہیلان خشمگین ہوا اور تیغہ کھینچکر فرخ شہسوار پر وار کیا فرخ نے سپر پر روکا اور جھپٹ کر اپنی تلوار کا وار کیا سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی سر کو کاٹ کر زیر تنگ جا کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا گینڈے سمیت سہیلان کے چار ٹکڑے ہوگئے خلخال شاہ نے جو دیکھا کہ سہیلان مارا گیا فوج کو حکم کیا کہ مار لو اس خدا پرست کو زنگیون کی فوج چہار طرف سے نرغہ کر کے ٹوٹ پڑی فرخ شہسوار بھی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاشم تیغزن بھی کمک کو آگیا تلوار چلنے لگی ہاشم لڑتا ہوا قریب تخت خلخال شاہ کے پہونچا چند آدمیون کو مار کر خلخال کے برابر آیا اُسنے تلوار کا ہاشم پر وار کیا ہاشم تیغزن نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر کو تھام کر خلخال شاہ کو تخت پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجھے قتل کرتا ہون خلخال شاہ نے کہا کہ مین نے لقا پرستی پر لعنت کی اور دین اسلام اختیار کیا آپ کا غلام حلقہ بگوش ہوا ہاشم نے اُسے چھوڑ دیا اور کلمہ طیبہ اُسکو تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تمام اپنی فوج کو دائرۂ اسلام مین لایا ہاشم و فرخ کو شہر مین لیگیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی بنا پڑگئی دو روز شہزادہ فرخ شہسوار و شہزادہ ہاشم تیغزن وہان مقیم ہوے بعد اُسکے خلخال شاہ کو وہین چھوڑا آپ چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے مع مہتر قران ملک سبائل کو روانہ ہوے

وو کلمے داستان شجاعت نشان شہزادہ نورالدہر عالی مقام و القاش خون آشام کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادۂ جنگجو	لڑاتا ہو خالی سبو سے سبو	ہر اک جام مین برق کی ہو چمک	پڑا ہو کشاکش مین ترک فلک
گرج رعد کی قلقل ہو مینا ہو	تلاطم مین ہو ساقی ہر ایک خم	الم سے ہو رندون کی اُبل گیا	جدہر دیکھیے ہو لہو سی شراب
پلا دے جو اک جام ای گلعذار	کھلے دفتر نظم باغ و بہار	کمیت قلم کی سمرے عنان	کہ ہو دیکھکر دنگ پیر مغان غزل

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتان آذری	ہر چند وصفت میکنم در حسن تو زیباتری	تو از پری چابکتری وز برگ گل نازکتری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری	عالم ہمہ یغمای تو خلق خدا شیدای تو	زین نرگس شہلای تو آوردہ رسم کافری
تا نقش می بندد فلک کس را نزد زو دلبری چنین	حوری ندانم یا ملک فرزند آدم یا پری	آفاق را گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری	صورتگر نقاش چین یک صورت یارم ببین	یا صورتی کش این چنین یا ترک کن صورتگری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری	بیت. طرازندۂ معنی کالعدم + نمایان

کن اے صریر قلم + یکہ تازانِ میدانِ جرأت وہمت وشجاعان عرصۂ شوکت وجلالت شبرنگ قلم خورشید حشم کو میدان قرطاس فلک اساس میں بجودتِ طبع آرائی یون جولان کرتے ہین کہ جب القاش خون آشام بعلم لقاے بد انجام تین لاکھ سوار جرار لیکر ملک عجم کی طرف برائے استیصال شہزادہ صاحب وجلال نور الدہر بن بدیع الزمان عالی خصال روانہ ہوا تھا مطابق خبر جاسوسان لشکر اسلام بادشاہ اسلام نے کرب غازی کو واسطے کمک شہزادہ نور الدہر کے بھیجا یہان القاش خون آشام بد انجام جب قریب ملک عجم کے پہونچا خبر اسکے آنے کی فضل بن گیا ہور خون آشام کو ہوئی کہ بہ ارادہ قتل نور الدہر القاش خون آشام آتا ہے فضل اسیوقت درمحل خاص بر آیا اور ملکہ گوہر ملک کو بلاکر حال بیان کیا ملکہ گوہر ملک یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی گھبرا گئی اور کہا اے فضل یہان سوائے تیرے کوئی دوسرا نہین ہے جلد کبھی شاہزادہ بدیع الزمان نور دیدۂ حمزۂ صاحبقرانِ عالیشان کے پاس روانہ کر کسی تدبیر سے ہمکو اس کافر خاسر کے شر وفساد سے محفوظ رکھ فضل بن گیا ہور خون آشام نے عرض کیا کہ آپ گھبراتی کیون ہین جبتک میرے دم مین دم باقی ہے اور بدن پر سر ہے کیا مجال کسی کی جو میری زندگی مین آپکی طرف یا شہزادہ نور الدہر کیطرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے اگر القاش آتا ہے تو آنے دیجئے کیا تاب طاقت جو قلعہ تک طائر وہم وخیال بھی اسکا آسکے یہ کہکر اور تسلی و دلاسا بہت کچھ دیکر اپنے لشکر کو حکم کیا کہ ابھی قلعے سے سات کوس آگے بڑھکر خیمے استادہ کرو اور سب فوج وہین خیمہ مین آتا ہون فوراً لشکر فضل قلعے سے نکل کر سات کوس کے فاصلہ پر خیمے استادہ کرکے فروکش ہوا اُدھر القاش خون آشام بھی آیا پوچھا لشکر کسکا ہے ہرکارون نے بیان کیا کہ یہ لشکر فضل بن گیا ہور خون آشام کا ہے اسی لشکر کے مقابل مین القاش نے بھی خیمے برپا کیے اور لشکر اُترا اور القاش خیمے مین داخل ہوا سرداران لشکر جمع ہوئے شرابخواری شروع ہوگئی ناچ شروع ہوگیا القاش نے اسقدر شراب پی کہ نشے مین بدمست ہوگیا اور حکم دیا کہ لشکر مین طبل جنگی بجے اسی وقت نقارۂ ترمی پر چوب پڑی ہرکارون نے خبر فضل بن گیا ہور خون آشام کو دی کہ لشکر کفار مین طبل جنگی بجا ہے فضل بن گیا ہور خون آشام نے بھی کوس حربی بجوایا دونون لشکرون مین غلغلہ ہوا کہ طبل جنگ بجا ہے سب اپنی اپنی تیاری کرنے لگے جب رات گذر گئی صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی میدان قتال القاش عرصۂ پیکار مین آیا مبارز طلب کیا ایک ایک کو للکارا کہ جسکو حوصلۂ جنگ ہو وہ نکل کر آئے مجھسے مقابلہ کرے یہ سنتے ہی فضل اپنے مرکب کو جھکا کے سامنے القاش کے آیا القاش نکا وزن ہوا پانچ پانچ سات سات قدم دونون مرکب پیچھے ہٹ گئے پھر مرکبون کو رانون مین مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا القاش نے کہا اے فضل تو میرا عموزاد بھائی ہے بہتر یہ ہے کہ دین قدیم پر قائم ہو لقا پرستی اختیار کر اور بدیع الزمان کے لڑکے کو میرے حوالے کردے کہ مین اسے خدمت مین خداوند لقا کی لیجاؤن فضل بن گیا ہور خون آشام نے جواب دیا کہ او گبر نا ہنجار وکندۂ ناتراش لاکھ جانین میری شہزادہ نور الدہر فرزند جگربند شہزادہ بدیع الزمان پر نثار ہین پس مجھسے تو امید نہ رکھ کہ مین اسے تیرے حوالے کرون اب جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ سنکر القاش نہایت برہم ہوا کہا کہ ابھی تجھکو معلوم ہوا جاتا ہے تیری قضا دامنگیر ہوئی ہے خیر تو اپنے دل کی آرزو نکال لے جو حربہ ہو وہ سنبھال سے اور وار کر فضل بن گیا ہور خون آشام نے نیزہ اُسپر مارا القاش خون آشام نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی کے بعد فضل نے نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش کی آنکھون مین دنیا سیاہ ہوگئی شل مار سیاہ غصے سے بل کھا کے تیغہ کھینچا اور کہا کہ اے فضل سے روک میرے تیغے کا وار دیکھون کیسا تو بہادر اور خدا پرستون کا قبلہ باقتدار ہے یہ کہکر القاش نے تیغہ مارا کہ سپر فضل کی قلم کرکے

تا دو ابرو سر مین اُتر گیا فضل نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکل گیا لیکن دریا خون کا جاری ہوا اُسوقت القاش نے
چاہا کہ اور دوسرا ہاتھ تیغہ کا مارون بھائی فضل کا لیس بن گیا ہور خون آشام تلوار کھینچ کے القاش پر جا پڑا
فضل کو تو لوگون کے حوالے کیا اور آپ مقابل ہوا بعد گفتگو کے لیس نے تلوار کا ہاتھ مارا القاش نے لپٹ پر
تیغے کی روک کر وہی تیغہ بڑھ کے لیس پر مارا تیغے نے سپر کو قلم کیا لیس ترچھا ہوگیا تیغہ شانے پر پڑا شانہ نشانہ ہوا ہاتھ
کٹ کے جھولنے لگا تیسرے بھائی فضل قیس بن گیا ہور خون آشام نے جو یہ دیکھا وہین سے تلوار کھینچکے
جھپٹا لیس کو تو لوگ اُٹھا لیگئے قیس سے چار گھڑی تک تلوار چلی انجام کار یہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک القاش
نے سات بھائی حقیقی فضل بن گیا ہور خون آشام کے گھایل کیے اور للکار کر کہا اے خدا پرستو آج تو مین نے جنگ
موقوف کی کہ رات ہوگئی ہے کل سب کو قتل کرونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے طبل بازگشت بجوایا اور اپنے خیمے
کی طرف پھرا سب سردار اور فوج اپنے اپنے خیمون مین گئی القاش اپنے خیمے مین آیا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنا
سب سردار جمع ہوئے صحبت عیش مین شرابخواری ہونے لگی جب بادہ ناب سے دماغ گرم ہوا پھر طبل جنگ بجوایا ادھر
فضل کو مع زخمدار بھائیون کے خیمے مین لائے جراحون کو بلوا کر ٹانکے دلوائے پٹیان مرہم کی چڑھوائین کہ خبر آئی
القاش خون آشام نے طبل جنگ پھر بجوایا ہے آپس مین صلاح کی کہ کل القاش سے کوئی سامنا کرنے والا نہین معلوم
ہوتا بہتر یہ ہے کہ رات کو بھاگ کر قلعے مین داخل ہون یہ مشورہ باہم کرکے شب کو وہان سے بھاگے دو پہر رات گئے قلعہ
عجم مین داخل ہوئے دروازے چار طرف قلعے کے مستحکم بند کر لیے گولہ اندازون کو انعام و اکرام دے کر توپون پر مستعد کر دیا
تمام قلعہ آراستہ ہوا ملکہ گوہر ملک کو خبر ہوئی کہ فضل مع اپنے بھائیون کے زخمدار ہوکر آیا ہے ملکہ کو کمال رنج و ملال ہوا
اور فکر انتہائی ہوئی مگر فضل نے کہلا بھیجا کہ حضور خاطر جمع رکھین یہ قلعہ بہت مضبوط ہے اسے کوئی دفعتہً نہ لے سکیگا
یہان صبح کے وقت القاش کو خبر ہوئی کہ فضل بھاگ کر قلعہ عجم مین چلا گیا القاش نے کہا کہ وہین جاکر اُسے
مارونگا اب وہ میرے ہاتھ سے کہان جائیگا اُسیوقت کوچ کرکے قلعہ عجم پر آیا حکم دیا لشکر کو کہ چار طرف سے قلعہ کا محاصرہ
کرو فوج نے چارون طرف سے زغہ کیا دوسرے دن القاش سامنے قلعے کے آیا گولے کی زد سے ہٹکر کھڑا ہوا
اور پکار کر کہا اے خدا پرستو بسر بدیع الزمان کو میرے حوالے کرو مین کسی کو زحمت نہ پہونچاؤنگا یہان سے چلا جاؤنگا
نہین تو تمام قلعہ کے لوگون کو قتل کرکے نور الدہر کو مار ڈالونگا کسواسطے کہ حکم خداوند لقاے باختر کا یہی ہے تمام
اہل قلعہ پکارے کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہے ہرگز ہم شاہزادہ نور الدہر کو نہ دینگے اور خدا چاہیگا تو تجکو مار لینگے او
کافر خاسر جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر القاش خون آشام یہ سنکر پیچ و تاب کھاتا ہوا وہان سے پھرا اپنے خیمے مین آیا بیٹھتے
حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل مین قلعے پر یورش کرونگا اُسی وقت کوس حربی بجنے لگا خبر ہوئی قلعے والون کو فضل نے بھی
نقارہ رزمی کے بجنے کا حکم دیا دونون طرف سامان جنگ ہونے لگا یہان فضل بن گیا ہور خون آشام نے گوہر ملک سے
کہلا بھیجا اے ملکہ عالم آپ شاہزادہ نور الدہر سے اس لڑائی کی اطلاع نہ کیجیے کسواسطے کہ وہ اگر سن پائیگا تو بیشک
جنگ مین شریک ہوگا قصور نہ کریگا انشاء اللہ مین ان کفار سے سمجھ لونگا ابھی صاحبزادہ بلند اقبال بہت کمسن ہے کل سات
برس کی عمر ہے فن جنگ سے آگاہ نہین کوئی معرکہ ابھی آنکھ سے بھی دیکھا نہین لڑنا کیسا اگرچہ اولاد صاحبقران زمان
ہے کہ بہادری اور شجاعت اور ہمت و مروت اس خاندان عالیشان پر ختم ہے جہانتک ہوسکے ابھی کارزار سے بچائیے
ملکہ گوہر ملک یہ سنکر شاہزادہ والا تبار نور الدہر نامدار کو لیکر تہ خانے مین جا بیٹھی اور ناچ و راگ رنگ کی صحبت
آراستہ کی اسطرف لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو فضل فیلبند دروازے پر قلعے کے آکر بیٹھا

اور رفیق اُسکے گرد و اطراف مین بیٹھے مگر سب آمادۂ مرگ کفن سرون سے باندھے ہوئے تھے اُدھر سے القاش
فوج قاہر ساتھ لیکر سامنے آیا گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا فوج کی طرف دیکھا سب نے عرض کیا اگر حکم ہو تو قلعے
پر یورش کرین کہا کہ کیا مضائقہ ہو تم اپنے حوصلے نکال لو پھر جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا تم آنکھون سے دیکھ لینا یہ سنکر
فوج نے قلعہ پر یورش کیا گھوڑے اُٹھا اُٹھا کے چلے فولادی سپرین ہاتھون مین لیے اور تلوارین بڑے کاٹ کی
علم کیے ہوئے اُدھر جو دیدبان دیکھ رہے تھے اُنھون نے کہا کہ کفار یورش کیے ہوئے آتے ہین فضل سے عرض
کیا کہ کیا حکم ہوتا ہی فضل نے ہوائی دی گولہ اندازون نے گولے مارنا شروع کیے وہ کافر آگے چلے آتے تھے ایک
باڑھ جو توپون کی پڑی آگے کی قطار تو اُڑ گئی پیچھے کے لوگ مارے ڈر کے کچھ تو بھاگ کر دور کھڑے ہوئے اور کچھ
فوج وہین ٹھہر گئی یہان گولہ اندازون نے جو باڑھ مارنے کا تار باندھ دیا ہزارہا کفار مر گئے القاش نہایت خشمناک
ہوا فوج سے کہا کہ بس ہٹو تم قلعہ لیچکے اور تم فتح کر چکے اب ہم تنہا قلعے کو لیتے ہین دیکھو تم خدا پرست شادیانے
شکست کے بجاتے ہین تمکو غیرت نہین آتی ہی یہ کہکے گرز گران سنگ ہاتھ مین لیکر یکہ و تنہا قلعے کی جانب رخ کیا
دیدہ بانون نے یکہ سوار جو آتے ہوئے دیکھا یقین ہوا کہ القاش خود آتا ہی اُسی وقت گولہ اندازون نے پھر گولے
مارنا شروع کیے چارون طرف سے باڑھ گولے کی پڑنے لگی مگر القاش گولون کو رد کرتا ہوا برابر خندق کے آپہونچا اُدھر
توپون کا دھوان جو ہر طرف ہوا روشنی ہو گئی دیکھا کہ القاش گرز گران ہاتھ مین لیے ہوئے خندق پر کھڑا ہی
قلعے مین ایک ہلچل مچگئی فضل نے کہا مین تو دروازۂ محل خاص پر بیٹھتا ہون یہان تمسے جو کچھ ہوسکے وہ کرو مگر
القاش خندق کو پھاند کر اس پار آیا اور گرز گران سنگ دروازۂ قلعہ پر دو ہتھی مارا دروازہ قلعہ کا ٹوٹ گیا القاش
اندر قلعے کے داخل ہوا تلوار کھینچ کر لوگون کو قتل کرنے لگا فوج بھی آکر اُسکے شریک ہوئی اہل قلعہ سے تلوار چلنے لگی -
القاش خون آشام لوگون کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب دروازۂ محل خاص کے پہونچا ایک غل ہوا
القاش خون آشام دروازے پر محل کے آگیا گوہر ملک کو خبر ہوئی بے اختیار نورالدہر کی صورت دیکھکر رونے لگی
نورالدہر نے کہا کہ اے والدۂ ماجدہ آپ کیون روتی ہین کچھ حال تو بیان کیجیے ملکہ گوہر ملک کے مُنھ سے بسبب رونے کے
آواز نہ نکلتی تھی کچھ اور خواصین روتی پیٹتی دوڑی ہوئی آئین اور کہا کہ قریب ہی کہ اب القاش خون آشام محل کے
اندر چلا آئے شہزادہ نورالدہر نے پوچھا کہ القاش خون آشام کون ہی سبھون نے عرض کیا کہ بلا لون ایک کافر ہی
وہ لقا کی طرف سے ہم سب کو قتل کرنے آیا ہی اور تمھاری جان کا دشمن ہی یہ سنتے ہی نورالدہر مثل شعلہ جوالہ کے
بھڑکنے لگا اور نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ مجکو پہلے سے نہ خبر کی یہ حال مجھسے پوشیدہ رکھا مین نے جو پوچھا کہ
یہ توپین کیسی چلتی ہین تو امان جان نے فرمایا کہ تمھاری سالگرہ ہی اُسکی خوشی کی توپین چلتی ہین خیر اب حال معلوم
ہوا اگر القاش خون آشام کے چار ٹکڑے ٹکڑے نہ کیے ہون تو نام اپنا پھر نورالدہر نہ رکھون یہ کہکر ایک نیمچہ
ولایتی چھوٹا سا اُٹھا لیا جو زیبندہ و سزاوار اُس قامت پر تھا اور باہر چلا ملکہ گوہر ملک دوڑ کے لپٹ گئی اور
کہا اے فرزند ابھی تیرا سن لڑنے کے قابل نہین ہی تو نہ جا مجکو خوف ہی کہ ایسا نہو کہین دشمن تیرے زخمی ہو جائے
شہزادہ نورالدہر ملکہ گوہر ملک کے روکے سے نہ رکا اور اپنے تئین چھڑا کر چلا جو کھلائی دایہ وغیرہ راہ مین
بہت روکتی تھین شاہزادۂ عالی وقار جھٹکا دیتا تھا کہ وہ گر پڑتی تھین یہ آگے بڑھ جاتا تھا آگے آگے شہزادہ
نورالدہر چلا جاتا تھا اور پیچھے پیچھے تمام عورتین محل کی غل مچاتی آتی تھین شہزادہ نورالدہر اُسوقت باہر
نکلا کہ القاش سامنے محل کے آپہونچا ہی اور فضل اپنے بھائیون سمیت اُٹھا ہی کہ پہلے اپنی جان نثار

کرون کہ دیکھا شہزادہ نورالدہر نہایت غضبناک نیمچہ کھینچے ہوئے آیا اور فضل سے کہا کہ جاے تعجب ہو کہ ایسا معرکہ گذرا اور ہمکو خبر تکنے نہ کی میرے دادا نے تو سات برس کے سن مین طاہر ومطاہر عادی کو چیر ڈالا تھا یہ کہکر شہزادہ آگے بڑھا ادھر القاش خون آشام قتل کرتا چلا آتا تھا کہ نورالدہر کو دیکھا مانند ماہ شب چاردہ کے چہرہ روشن ہو اپنے دلمین کہا یہی پسر بدیع الزمان ہو تیغہ تول کر دوڑا کہا کہ مین تیرا ہی تو سر کاٹنے آیا ہون جو لوگ کہ آس پاس شہزادے کے تھے بھاگے مگر شہزادہ نورالدہر نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران بہ خشم و بہ قہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر + باش او گبر ناہنجار کسی نے مجھسے تیرے آنے کی خبر کی نہین تو باہر قلعہ سے نکلکر تجھسے مقابلہ کرتا اور تیرے خون سے تجھکو بھرتا اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکے القاش خون آشام نے وہی تیغہ خون آلود نورالدہر پر مارا شہزادے نے ترچھے ہو کر خالی دیا القاش تیغے کی جھونک مین منھ کے بھل آگے جھکا شہزادہ نورالدہر نے جھپٹ کے خنجر مارا کہ سپر کو کاٹ کے اوسکے سر پر پڑا ناددابردا اڑ گیا القاش پیچھے ہٹا نیمچہ سر سے نکل گیا خون کی چادر منھ پر آئی القاش خون پوچھنے لگا نورالدہر نے بڑھکر دوسرا ہاتھ نیمچہ کا اور مارا شانے پر القاش کے پڑا ہاتھ بیکار ہو گیا القاش گھبرا کر کچھ دست پاچہ ہوا تھا کہ شہزادے نے تیسرا ہاتھ تلوار کا پھر مارا کہ چہرے سے اچٹ کے سینہ پر پڑا کہ خانہ تن کے دونون کواڑ کھل گئے القاش خون آشام بدحواس ہو کر بھاگا نورالدہر نے للکارا او نامرد کہان بھاگا جاتا ہو مین آیا یہ کہکر پیچھے اوسکے شہزادہ جھپٹا ملکہ گوہر ملک اور تمام عورتین محل کی ڈیوڑھی پر کھڑی تماشا شہزادے کی لڑائی کا دیکھ رہی تھین ہر ہاتھ پر ملکہ گوہر ملک کہتی تھی ماشاء اللہ خدا تجکو اس بلا سے بچائے اور نظر بد سے محفوظ رکھے بس آگے نہ جاو وہان کفار کا ہجوم ہو ادھر القاش نے بھاگ کر فوج کو پکارا کہ اس لڑکے کو مار لو کفار تلوارین کھینچے ہوئے دوڑے ادھر فضل بن گیا ہو را اپنے بھائیون کو لیکر آ پڑا اور فوج قلعہ کی تلوارین کھینچکر دوڑی جنگ مغلوبہ ہو گئی تلوار چلنے لگی جسکے بڑھ کر شہزادے نے ہاتھ تلوار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا ہزارہا آدمیون کو شاہزادے نے قتل کیا کشتون کے پشتے ہوئے خون کے دریا بہے کفار بھاگ گئے ہین اور پھر آ جھپٹے مین نورالدہر انکو قتل کرتا ہو بیان تو یہ جنگ مغلوبہ ہو گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہو کہ یکا یک قلعہ کے پھاٹک سے نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ قلعہ کی زمین ہلنے لگی نورالدہر نے تنکر دیکھا کوئی سامنے نظر نہ آیا کہ پھر دوسری بار آواز اوسی نعرے کی ہوئی۔ نعرہ کرب غازی منم کرب غازی یل نامدار + نظر کردہ شیر پروردگار + باش او کافر بچا مین آپہونچا اب کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا کرب غازی بارہ ہزار قزاقون سے تلوار کھینچکر آ پڑے کفار کو قتل کرنا شروع کیا ادھر القاش خون آشام زخمون سے چور چلا آتا تھا جو قت قریب کرب نامدار کے پہونچا تھم کر ایک رومال سر سے باندھا اور ایک رومال سے شانے کو کسا اور پٹکا کمر سے کھول کے سینہ کو خوب کسکے باندھا کرب غازی نے کہا اے القاش اسقدر تجکو کسنے زخمی کیا القاش نے شرمندہ ہو کر کہا کہ اس لڑکے سے مقابلہ ہوا تھا زخمی ہو گیا یہ کہکر تیغہ کا وار کرب غازی پر کیا کرب غازی نے اسکا تیغہ سپر پر روکا اور بڑھکر تیغہ کرتوش عاد مغربی کا ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا زخم سرچپارہ ہو گیا تیورا کر گرا لوگ اسکو اٹھا لیگئے کرب غازی فوج کفار سے لڑنے لگا ناگاہ سامنے سے شہزادہ نورالدہر کو آتے دیکھا نیمچہ خون آلود ہاتھ مین خون کی چھینٹین کپڑون پر پڑی ہوئین کفار سے لڑتے ہوئے چلے آتے ہین کرب غازی نے جو غور سے نگاہ کی دبدبہ صاحبقرانی چہرے سے ہویدا پایا عقلیہ جانا کہ نورالدہر یہی ہو دوڑ کے گلے سے لگا لیا نورالدہر کرب کو کیا جانے کہ یہ کون ہین فضل بن گیا ہور شہزادے کے ساتھ تھا اوسنے کہا کہ اے شہزادے سلام کیجیے یہ آپکے پھوپھا جان

کرب غازی ہیں یہ سُنکر نورالدہر نے جھک کر سلام کیا کرب غازی نے گلے سے لگا لیا اور پیار کیا پیشانی
پر بوسہ دیا فضل نے عرض کیا القاش شہزادے کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگ گیا تھا جو آپنے آکر اُسکو
گھایل کیا القصہ فوج قزاقان جو ہمراہ کرب غازی نامدار کے آئی تھی اُسنے مار کر فوج کفار کا ستھراو کر دیا اور
جو باقی رہے اُنکو باہر قلعے کے نکال دیا نورالدہر اور کرب غازی مع اپنی فوج کے کفار کو مارتے ہوئے دو کوس
تک چلے آئے لاش پر لاش گرا دی فوج کفار پسپا ہو کے بھاگی آخر کار کرب غازی نورالدہر کو ساتھ لیکر بہ فتح
و فیروزی پھر سے قلعے کے اندر داخل ہوئے کرب غازی کہتے تھے کہ سبحان اللہ ای فرزند خوب لڑے ماشاءاللہ
مرحبا جزاک اللہ مارمار کے بھگا دیا بہتر ہوتا ہی نورالدہر کہتے تھے کہ بھوبھا جان جب القاش قلعے کے اندر
چلا آیا اور محلسرا کے دروازے پر پہونچ چکا اُسوقت تک مجھسے کسی نے خبر نہین بیان کی اس معرکہ کا حال چھپایا اول
باہر قلعے کے ایک میدانداری ہوئی تھی فضل سے اور اُسکے بھائیون سے لڑائی ہوئی فضل بھی زخمی ہوا اور اُسکے ساتھ ان
بھائی بھی زخمی ہوئے اس معرکے کی مجکو مطلق اطلاع نہین جب قلعہ بند ہوا اور وہ ملعون قلعہ پر چڑھ آیا تو مین نے
پوچھا کہ یہ توپین آج کیسی چلتی ہین اماجان نے مجھسے حیلہ کر کے کہا کہ آج تمھاری سالگرہ ہے اُسکی خوشی کی توپین چلتی ہین
نورالدہر یہ سب حال بیان کرتے چلے آتے ہین کرب غازی تعریفین کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ہین یہان گوہر ملک
دروازۂ محلسرا پر محزون و بیقرار مع خواصون وغیرہ کے کھڑی ہی اور دعائین فتح و فیروزی کی کر رہی ہی کہ لوگون نے
آکر خبر دی کرب دلاور بھوبھا شہزادۂ نورالدہر کے آ گئے ایسی تلوار بھوبھا بھتیجے نے کی کہ فوج کفار شکست کھا کر
بھاگی شہزادۂ نورالدہر ہمراہ رکاب کرب غازی خوش و خرم چلے آتے ہین ملکہ گوہر ملک نے سجدۂ شکر ادا کیا
جب شہزادہ سامنے ملکہ کے آیا ماں کو سلام کیا ملکہ گوہر ملک نے چھاتی سے فرزند کو لپٹا لیا اور پیار کیا ملازم
عورتین بلائین لینے لگین کرب غازی ساتھ شہزادے کے آتے آتے در محل پر آ کر ٹھہر گئے ملکہ گوہر ملک نے
اندر بلا لیا کرب غازی نے ملکہ گوہر ملک کو سلام کیا ملکہ نے خلعت دیا اور کہا کہ بھیا تم نورالدہر کو اپنا غلام سمجھو
اور اسے تعلیم کرو کرب غازی نے کہا کہ میرے پیر شہزادے ہین مجھے جو کچھ آتا ہی مین قصور نہ کرونگا غرضکہ
دوسرے دن ملکہ گوہر ملک نے نورالدہر کو کرب غازی کا شاگرد کیا بہت سی شیرینی خوانون مین چنواکر اُنکے آگے
رکھی اور نذر خدا کر کے تقسیم کرائی کرب غازی نورالدہر کو فنون سپہگری بتانے لگے شہزادۂ نورالدہر کا
ذہن اور جودت طبع ایسی تھی کہ جو کچھ کرب غازی نے نورالدہر کو ایک مرتبہ بتایا وہ لوح دل پر نقش کالحجر
ہو گیا چند عرصے مین فنون نیزہ بازی اسپ بازی و شمشیر بازی و تیر افگنی اور ہنر کشتی وغیرہ کے نورالدہر نے
کرب غازی سے حاصل کیے ایک تو از جانب پروردگار عالم شجاع و دلیر و جری و بہادر صاحب قوت تھے کیونکہ
یہ امیر کشور گیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان کے پوتے ہین جنھون نے سات برس کے
سن مین طاہر و مطاہر عادی کو مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا تھا دوسرے یہ تعلیم یافتہ کرب غازی کے
ہین فنون سپاہگری مین یکتا ہوے اب ایسے چُست و چالاک اسی سن مین ہو گئے کہ کسی انسان و جن و دیو و پری
کی حقیقت نہین جانتے بڑے بڑے پہلوان زبردست رستم نظیر سہراب صفت کو مثل مور ضعیف کے سمجھتے ہین
تلوار کے دھنی زور و شجاعت تہمتنی رگ رگ مین بھرا ہوا ہی قصہ مختصر ادھر کا حال سنیے کہ القاش کو جو لوگ
لیکر بھاگے لشکر مین آئے اور وہان سے تمام لشکر القاش کوچ کر کے ایک دامنۂ کوہ مین جا کے چھپا علاج القاش
خون آشام کا کرنے لگے چند روز مین القاش خون آشام نے غسل صحت کیا اور کہا کہ جب تو مین زخمی ہو گیا تھا اب

جلکر نورالدہر کو مارونگا اور اُس دیوانے کا بھی کام تمام کرونگا یہ کہکر لشکر کو کوچ کا حکم دیا مع لشکر دامنۂ کوہ سے روانہ
ہوا اور سامنے قلعہ عجمی پر آیا ہرکارون نے یہ خبر کرب غازی کو دی کرب غازی اُسی وقت لشکر ہمراہ لیکر شہر سے باہر
آئے نورالدہر بھی ساتھ تھے اُدھر سے لشکر القاش کا آپہونچا دونون لشکر مقابل جدا جدا اُترے القاش نے
شام کو طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی بجا رات بھر جانبین مین اسلحہ پیرائی رہا کی صبح کو میدان جنگ
مین صف آرائی ہوئی نقیب نجیب وسے کر چلے گئے القاش خون آشام میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا
کرب غازی اُسکے مقابلے کو نکلے بعد از گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہوئی کرب غازی نے نیزہ اُسکا سو
طعنون مین ہوائی کیا القاش خون آشام نے تیغہ کھینچا اور کہا کہ او دیوانے خبردار میرے تیغے کی پناہ نہین ہے
یہ کہکر وار کیا کرب غازی نے چاہا کہ تیغہ اُسکا مجین کرا سے اُٹھا لین کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود سے
الٹ گیا تیغہ سر القاش سر پر پڑا تا دوابرو اتر آیا کرب غازی نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکل گیا خون کا دریا جاری
ہوا زخم سر کو باندھکر گھوڑے کو سنبھال کر جھکایا اور القاش کے آکر تیغہ کرنبوس عاد مغربی کا ہاتھ ارا سپر کو قلم
کرکے چار اُنگل القاش کے سر مین اُتر آیا القاش نے سر اپنا پیچھے کھینچا تیغہ کرنبوس عاد مغربی سر سے القاش
کے نکل کر گردن پر گینڈے کی پڑا کہ سر گینڈے کا شل خیار تر کے قلم ہوگیا القاش گینڈے سمیت زمین پر گرا فوج
القاش تلوارین کھینچکر کرب غازی پر اری کرب غازی تیغہ خون آلود علم کیے ہوئے انبر گرا شہزادہ نورالدہر
مع فضل بن گیا ہور خون آشام وغیرہ کمک کو کرب غازی کی آگئے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی عین گرمی
جنگ مین لوگون نے القاش کو گینڈے کے نیچے سے نکالا القاش زخم سر باندھکے پھر لڑنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے نورالدہر سے القاش سے مقابلہ ہوا القاش پکارا آج تجھسے عوض اُس روز کا لونگا اور برابر ہو نجکہ
القاش خون آشام نے تیغہ خون آلود کا وار کیا شہزادہ نورالدہر نے تیغہ القاش پشت شمشیر پر روک کر دی
تلوار القاش خون آشام کو ماری کہ زخم سر جس جو بارہ ہوگیا القاش بیہوش ہو کر گرا کفار پھر اُسے بچا کے بھاگے
دو تین گھڑی تلوار میدان رزمگاہ مین اور چلی ہوگی کہ تمام لشکر کفار شکست کھا کر بھاگا شہزادہ نورالدہر مع کرب
غازی تعاقب مین فوج کفار کے مارتے ہوئے قتل کرتے ہوئے دور تک نکل گئے بڑا دیر لشکر کفار کو نہ ٹھہرنے دیا
تمام مال و اسباب چھوڑ کر لشکر کفار فراری ہوا اہل اسلام مال و اسباب کفار کا لوٹنے لگے نورالدہر نے چاہا تھا کہ
پھر تعاقب مین جائین کرب غازی نے منع کیا نہ جانے دیا شہزادہ نورالدہر کو پھیر لائے وہان سے پھر کر بارگاہ
مین اپنی آئے لباس رزم اُتارے پوشاک بزم زیب جسم کرکے بیٹھے صحبت عیش برپا کی جام مئے ارغوانی گردش
مین آیا کھانا کھایا آرام فرمایا دوسرے دن کوچ کرکے قلعہ عجم کی طرف چلے کرب غازی اور نورالدہر اور فضل
بن گیا ہور خون آشام باتین کرتے ہوئے چلے آتے تھے سامنے دروازۂ قلعہ کے پہونچے تھے کہ ناگاہ ایک
پنجہ آسمان پر سے پیدا ہوا شہزادہ نورالدہر کو اُٹھا کر لیگیا کرب غازی اور فضل بن گیا ہور خون آشام
وغیرہ دیکھتے رہگئے کچھ نہو سکا ملکہ گوہر ملک نے یہ حال جو سنا سر پیٹنے لگی خاک اُڑانے لگی نجومیون سے دریافت
کیا کہ حال نورالدہر کا بیان کرو منجمون نے عرض کیا کہ شہزادہ بلند اقبال زندہ و سلامت ہے بعد چند روز کے
بخوبی تمام ملاقات ہوگی یہ اولاد صاحبقران ہین انپر ایسی ایسی مصیبت صعب بہت پڑتی ہے اور لوگون نے بھی
ملکہ کو تشفی دی کرب غازی نے ہرکارے اور سانڈنی سوار تلاش مین نورالدہر کی چارون طرف روانہ کیے
اُدھر کا حال سنیے کہ شہزادہ نورالدہر کو جب پنجہ اُٹھا کر لیگیا شہزادہ حرکت ہوائے آسمان سے بیہوش ہوگیا

بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا دیکھا کہ ایک صحرائے سبزہ زار نہایت پُر بہار ہی اور سامنے ایک دیو کریہ منظر ہزار
گز کا قد کھڑا ہی نور الدہر نے اُس دیو سے پوچھا کہ تو مجھے اُٹھالایا ہی اُسنے کہا ہان مین تمکو اٹھالایا ہون نور الدہر
نے فرمایا کہ تو مجکو کسواسطے لایا ہی اُس دیو نے کہا کہ نام میرا دیو جبارہ ہی اور مین ملازم ہون دیو قہقہہ سیہ چشمی کا
اور دیو قہقہہ بیٹا ہی سمندون ہزار دست کا اور سمندون بادشاہ پردۂ ظلمات کا تھا ایک دن دیو قہقہہ
سیہ چشمی نے نجومیون سے پوچھا کہ باپ میرا زلزلۂ قاف کو جاک سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے مارا گیا
تھا میری قضا کسکے ہاتھ سے ہی نجومیون نے اپنے علم کے زور سے دریافت کرکے کہا کہ تیری قضا حمزۂ صاحبقران
کے پوتے کے ہاتھ سے ہی اور وہ ملک عجم مین پیدا ہوا ہی مگر ابھی کم سن ہی اُس سے تجکو مقرر ضرر پہونچیگا قہقہہ نے
اُنھین نجومیون سے تصویر تیری کھینچوائی اور کہا کہ جو دیو اُس لڑکے کو پکڑلانے مین اُسے بہت سا انعام واکرام دونگا
مین تصویر تیری لیکر پردۂ قاف سے چلا پردۂ دنیا پر پہونچ کے تجکو ہر جا تلاش کرتا پھرا آج تو میرے ہاتھ آیا مین
تجھے اُٹھالایا اب جو تجکو دیکھا نہایت فربہ پایا خیال مین آیا کہ اسے کھائیے گوشت اسکا بہت مزے کا ہوگا ای آدمزاد
اب آ تو میرے منھ مین کود پڑ کہ تجھے بلبلا کر نگل جاؤن نور الدہر نے فرمایا کہ منھ اپنا کھول اُس دیو نے آنکھین
بند کرلین اور منھ مانند قعر بلاے بے درمان کے کھول دیا نور الدہر دوڑکر لپٹ گئے اور للکارے کہ او حرامخوار بغیر
مارے تجھے نہ چھوڑونگا وہ بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین نور الدہر نے اُسے پچھاڑا اور چھاتی پر اُسکی
چڑھکے دھڑ سے گردن نجس کھینچ لی لاش اُسکی تڑپنے لگی مگر نور الدہر اُسے مار کر پچھتایا کہ اب تو کدھر جائیگا اگر اسے
نہ مارتا تو یہ تجھے جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دیتا اب سیر بیابان مرگ ہوئے آخرکار مجبور و ناچار ایک طرف کو
چل نکلے جاتے جاتے قریب شام دور سے ایک قافلہ دکھائی دیا قریب پہونچکر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ قافلہ کسی
سوداگر کا اُترا ہوا ہی خوشی خوشی داخل قافلہ ہوئے جو کوئی اہل قافلہ صورت نور الدہر کی دیکھتا تھا حیران ہوتا تھا
کہ کبھی ایسا جوان شکیل جمیل صورت مثل آفتاب تابان کے ہی آج تک ایسا کوئی نظر سے نہین گذرا آپس مین
سب نے چرچا کیا کہ نہین معلوم یہ کون ہی اور کہان سے آیا ہی مگر شہزادہ نور الدہر سیر قافلہ کرکے برابر خیمۂ میر قافلہ
پہونچا نام اُس قافلہ باشی کا خواجہ فضل بازرگان تھا ہمیشہ صحرا کی سیر کرتا رہتا تھا دشت نوردی اور بادیہ پیمائی
کا کمال شوق تھا اُسوقت باہر خیمہ کے بیٹھا ہوا تھا اور چند گماشتے بھی پاس اُسکے بیٹھے تھے کہ ناگاہ نور الدہر نے
جاکر سلام کیا خواجہ کی نگاہ جو حُسن وجمال چہرۂ بے مثال شہزادہ نور الدہر پر پڑی دیکھا ایک طفل حسین
مہ جبین مہر تمکین ہی چہرہ مثل آفتاب درخشان کے دمک رہا ہی بنگاہ اولین خود بخود دل مین اُسکے محبت
نور الدہر کی پیدا ہوئی بلاکر نور الدہر کو کرسی پر بٹھایا استفسار حال کیا کہ ای نوبادۂ گلشن کامگاری و ای
نونہال چمن بختیاری تو اس بیابان مین کہان وارد ہوا ہی شہزادہ نور الدہر نے کہا ای خواجہ سلامت مین
سوداگر بچہ ہون جہاز پر سوار دریا مین چلا آتا تھا کہ قضاے کار طوفان آیا سب قافلہ غرق ہوگیا مجکو حافظ حقیقی
نے بچایا مین ایک تختے پر بہتا ہوا کنارے پر پہونچا تختے پر سے اُترکر ایک طرف روانہ ہوا آتے آتے یہان
خضر طالع رسا نے پہونچایا ہی خواجہ فضل نے کہا کہ تم میرے پاس رہو تو مین تمکو فرزندون کی جگہ سمجھون
کسواسطے کہ میرے کوئی اولاد بھی نہین ہی نور الدہر نے کہا مین آپ کی غلامی مین موجود ہون خواجہ فضل
شہزادہ نور الدہر کو اندر خیمے کے لیگیا بہت اچھی طرح پیش آیا ساتھ اپنے کھانا کھلایا برابر اپنے پلنگ کے
پلنگ شاہزادہ نور الدہر کا بچھوایا القصہ شب وہین گذری صبح کو خواجہ فضل نے کوچ کیا کئی دن کے بعد

شہر خضرانیہ مین ہونچا سر چوک دکان سوداگری کی آراستہ کر کے بیٹھا بادشاہ شہر خضران شاہ ہر ایک روز داماد
ملک خضران شاہ کا کہ نام اُسکا فولاد دیوانہ بازار کی سیر کرتا ہوا دکان پر خواجہ فضل کے آیا اور اسباب تجارت کا دیکھنے
ایک دوشالہ بہت بھاری رکھا ہوا تھا اسے ہاتھ بڑھا کر اُٹھا لیا اور لیکر وہان سے چلا شہزادہ نورالدہر نے کہا ای شخص یہ
کیا زبردستی ہی کہ مال تو نے لیلیا اور قیمت داخل نہ کی اور سیدھا یہان سے چلا یہ کہکر اُٹھا اور دوشالہ اُسکے ہاتھ سے
چھین لیا فولاد دیوانہ نہایت برہم ہوا اور ایک طمانچہ نورالدہر کو مارا اور کہا او سوداگر بچے تو نے دوشالہ میرے ہاتھ سے
چھین لیا شہزادہ نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور ایک طمانچہ اس زور سے اُس فولاد دیوانے کے مارا کہ گردن اُسکی پشت
کی جانب پھر گئی منقلب الہیئت ہوگیا تیورا کے گرا تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے مرگیا غل ہوا کہ سوداگر بچہ نے داماد بادشاہ
کو مار ڈالا خواجہ فضل نے نورالدہر سے کہا کہ یہ کیا تو نے غضب کیا اب مال بھی گیا اور جان بھی گئی نورالدہر نے
کہا کہ خواجہ تم نہ گھبراؤ جو کچھ ہوگا مین سمجھ لونگا اگر بادشاہ کو خبر ہوگی اور لوگ میرے پکڑنے کو آوینگے مین اُنسے لڑونگا تُمسے
ہرگز کوئی متعرض نہوگا تم اپنا مال و اسباب لیکر جدھر تمھارا جی چاہے چلے جاؤ خواجہ فضل پکارا ای عزیز یہ تو کیا کہتا ہی
مین نے تجھے اپنا فرزند کیا ہی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تجھسے دست بردار ہو جاؤن اور تجھے قتل کراؤن یہان تو یہ ذکر تھا اور
اُدھر فولاد کے مارے جانے کی خبر خضران شاہ کو ہوئی کہ ایک سوداگر کے بیٹے نے فولاد دیوانہ کو مار ڈالا بادشاہ سُنکر نہایت برہم
ہوا اور ایک پہلوان کہ نام اُسکا طفلاے ترک تھا اُس سے کہا کہ تو جاکر سوداگر بچے کو پکڑ لا وہ پہلوان دو ہزار جوان ساتھ
لیکر روانہ ہوا خواجہ فضل کی دکان کو گھیر لیا نورالدہر مسلح و مکمل ہو کر اُٹھا مرکب پر سوار ہو کر آیا طفلاے ترک سے مقابلہ
کرنے کو موجود ہوا طفلاے ترک نے جو شاہزادے کو دیکھا پوچھا کہ کیا تیرے ہی ہاتھ سے فولاد دیوانہ مارا گیا ہی نورالدہر نے
جواب دیا کہ ہان اُسنے اگر زیادتی کی تھی زبردستی دکان پر سے اسباب سوداگری اُٹھائے لیے جاتا تھا مین نے منع کیا کہ یہ
کیا طریقہ ہی تو اسباب بے قیمت کے لیے جاتا ہی اُسنے پہلے مجھے طمانچہ مارا مین نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر طمانچہ جو مارا وہ طمانچہ قضا کا
ہوگیا فولاد دیوانہ گرا اور تڑپ کر مرگیا طفلاے ترک نے کہا اب اگر تو ہاتھ باندھے ہوئے میرے ساتھ بادشاہ کے حضور
مین چلا چل تو مین گناہ تیرا معاف کرادون قتل ہونے سے بچا دون نورالدہر نے کہا او بیحیا مین نے کیا جرم کیا ہی جو
مین ہاتھ باندھکر بادشاہ کے سامنے جاؤن اور تو معاف کراویگا جا دور ہو نہین تو بھی میرے ہاتھ سے مارا جائیگا
طفلاے نے یہ سُنکر لوگون سے کہا کہ پکڑ لو اس طفل کو یہ سنتے ہی ہمراہیان طفلاے ترک نورالدہر کی طرف دوڑے
شاہزادہ نورالدہر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی چند آدمیون کو مار کر برابر طفلاے ترک کے پہونچا اور للکارا کہ او نامرد
اوروں کو تو مجھسے لڑواتا ہی آپ نہین سامنا کرتا ہی طفلاے ترک نے بھی تلوار کھینچی اور کہا کہ معلوم ہوا اجل تیری آگئی ہی
یہ کہکر تیغہ آبدار کا نورالدہر پر وار کیا شہزادے نے تیغہ دم اُسکا پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ شمشیر برق مثال کا مارا تلوار خود دم
نجس پر فو تکتی ہوئی معلوم ہوئی ایک جھپکے مین زیر تنگ فرس زمین پر جاکر بوسہ دیا غل ہوا کہ طفلاے ترک مارا گیا
ساتھ والے اُسکے فراری ہونے لگے کچھ لوگ نورالدہر سے سرگرم کارزار ہوئے یہ خبر خضران شاہ کو پہونچی کہ طفلاے ترک
کو بھی اُسنے مار ڈالا خضران شاہ یہ سُنکے الیاس وزیر سے بولا کہ تو فوج قاہرہ ساتھ لیجا اور اُس سوداگر بچے کو زندہ پکڑ لا
یا اُسکا سر کاٹ لا الیاس وزیر بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا آتے آتے جب چوک مین پہونچا دیکھا کہ ایک ہنگامہ برپا ہی
نورالدہر خواجہ فضل کی دکان کے آگے کھڑا جھوم رہا ہی قبضہ شمشیر برہنہ ہاتھ مین ہی خون کہنی سے ٹپک رہا ہی لوگ
اُسے گھیرے ہوئے ہین مگر دور دور کھڑے ہین پاس کوئی نہین آتا دور ہی سے لینا لینا کا غل مچاتے ہین الیاس
وزیر نے فوج سے کہا کہ اس طفل کو پکڑ لو فوج الیاس وزیر کی نرغہ کر کے آپڑی پھر تلوار چلنے لگی ایک طرفہ تعین مین

لاش بر لاش نورالدہر نے گرادی کشتوں کے پشتے باندھ دیے لوگوں نے جو یہ عالم برش تیغ کا دیکھا سامنے سے
فراری ہونے لگے پھر بھی کامل نورالدہر کو کارزار کرتے ہوئے گذرا غلغلۂ عظیم تھا کہ یہ بہادر کسی کے ہاتھ نہ آئیگا جو اسکے روبرو جائیگا
وہ مارا جائیگا بہت سے کافر خاسر مضطر و بدحواس ہو ہو کر بھاگے جاتے تھے اس عرصے میں خضران شاہ بھی فوج ہمراہ لیے
ہوئے پہونچا شہزادہ نورالدہر نے پہر کامل لڑکا آخرکار ہزارہا آدمیوں کو مار کر قریب تخت خضران شاہ کے پہونچا اور
تلوار اسکی چھین کر تخت پر سے اُٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر نہیں تو ابھی تجھے مار ڈالونگا خضران شاہ نے کہا
کہ آپ اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیجیے کہ حضور کس برج فلک ہمت و شجاعت کے آفتاب ہیں اور کس صدف دریائے
صولت و شوکت کے گوہر نایاب ہیں شہزادہ نورالدہر نے کہا اے خضران شاہ آگاہ ہو میں امیر کشورگیر ذوالقرنین ثانی
سلیمان کوہ جاہ حمزۂ صاحبقران عالی شان کا پوتا ہوں اور سرفتنۂ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور کا
فرزند دلبند ہوں نام میرا شہزادہ نورالدہر ہے القاش خون آشام کو شکست دے کر پھرا تھا کہ اثنائے راہ
سے مجھکو ایک دیو اٹھا لایا اور ایک صحرا میں لا کر اتارا میں نے اُس دیو سے سبب اپنے اُٹھا لانے کا دریافت کیا
دیو نے کہا کہ میں ملازم قہقہہ سہ چشمی کا ہوں اور وہ بڑا دشمن جان ہے اُسکو نجومیوں سے دریافت ہوا کہ تیری
قضا اُس شہزادہ نبیرۂ کوہ جاہ سلیمان حمزۂ صاحبقران شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے ہاتھ سے ہے
غرضکہ اُسنے قصد میرا کیا اور چاہا کہ مجھکو مسلم نگل جائے حافظ حقیقی کی مدد سے اُس موذی کو میں نے تلوار کے گھاٹ
اتارا تھا وہاں سے پھر چل کھڑا ہوا عین صحرا میں خواجہ فضل سوداگر کا قافلہ ملا میں خواجہ فضل کے ساتھ ہولیا خواجہ فضل
مجھے تمہارے ملک میں لایا یہاں یہ واقعہ پیش آیا خضران شاہ یہ سنکر خوف جان سے بظاہر مسلمان ہوا اور فوج کو
آواز دی کہ خبردار اس شہریار سے کوئی نہ لڑے نورالدہر نے خضران شاہ کو چھوڑ دیا خضران شاہ نے طوطے
کی طرح کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا اور نورالدہر کو ساتھ لیکر ایوان شاہی میں آیا سامان دعوت مہیا کیا نورالدہر
نے خواجہ فضل کو بلا کر خلعت گران بہا دیا اور کہا کہ ہم تمہارے نہایت ممنون ہیں کہ تمہارے ساتھ یہاں تک آئے اور یہ
شہر ہمنے مسخر کیا اب تمہارا جدھر جی چاہے بے تکلف چلے جاؤ کوئی تمسے مزاحم نہوگا خواجہ فضل تو رخصت ہو کر چلا گیا
دو روز کے بعد خضران شاہ نے نورالدہر کو کھانے میں بیہوشی ملا کر بیہوش کیا پھر شہزادہ نورالدہر کو قید آہن میں
گرفتار کر کے ہوش میں لایا اور پکارا او نبیرۂ حمزہ تو نے دیکھا کہ لقا کی مدد سے کیونکر میں تجھپر غالب آیا اب بہتر یہ ہے کہ
لقا کو سجدہ کر نورالدہر نے فرمایا کہ لقا پر لعنت ہے اور نیز اُسکے پرستاروں پر ہزار ہزار لعنت ہے خضران شاہ نے برہم
ہو کر حکم دیا کہ اسے زندان میں لیجاؤ میں کل اسے قتل کرونگا لوگوں نے نورالدہر کو لاکر قید کیا لیکن جب قید شہزادہ نورالدہر
کی داروغۂ زندانخانہ لیکر چلا زیر قصر دختر خضران شاہ ملکہ مہر افروز کے گذرا اسوقت ملکہ مہر افروز اپنے کمرے میں
بیٹھی ہوئی تھی اور دریچے جو اُس قصر میں سرراہ تھے اُنمیں چلمنیں پڑی ہوئی تھیں تماشے کا جھروکوں میں سے
جو ملکہ مہر افروز نے جھانک کے دیکھا اُس خورشید رو بدر کامل آسمان صاحبقرانی پر ہزار جان سے شیفتہ و فریفتہ
ہو گئی انیسیں جلیسیں پاس حاضر تھیں اُنسے کہا کہ دریافت تو کرو کہ یہ قید کسکی ہے اور اسے کہاں لیے جاتے ہیں غرضکہ
معلوم ہوا کہ یہ ماہوش گل حدیقۂ صاحبقران نوباوۂ گلشن شہزادہ بدیع الزمان ہے اور نام اسکا نورالدہر ہے زندانخانے
میں لیے جاتے ہیں خضران شاہ کو اسنے زیر کیا وہ ازروئے ترس جان مسلمان ہوا اب دغا و مکر سے اُسنے شہزادے کو
اسیر کیا ہے آج زندانخانہ میں رہیگا کل قتل کیا جائیگا اتفاقاً جو قید خانہ کہ زیر دیوار قصر ملکہ مہر افروز تھا اسی میں داروغہ
زندانخانہ نے نورالدہر کو قید کیا ملکہ مہر افروز کو جب نورالدہر کی حقیقت معلوم ہوئی اور زندانخانے کا

بھی پتا معلوم ہوا رات کے وقت کچھ مٹھائی تحفہ اور نفیس بیہوشی آلود خوانون مین چنوا کر اپنے ساتھ کنیزون کے سر پر
رکھوا کے ہمراہ لیچلی اور اپنے کوکا شریر تیز رفتار کو بھی ہمراہ لیا جب زندانخانے کے دروازے پر آئی موکلان زندان سے
اظہار کیا یہ خوان مٹھائی کے قیدیون کے کھلانے کے واسطے محل سے آئے ہین تم وہ ایک چھینیان مٹھائی کی قیدیون کو
لیجا کر کھلا دو باقی سب مٹھائی تم آپس مین تقسیم کر کے کھالو ہم کہدینگے کہ مٹھائی قیدیون کو پہونچ گئی سب موکلان زندان
نے وہ مٹھائی باہم بانٹ لی اور کھانا شروع کیا ان نابکارون کو یہ خبر نہ تھی کہ یہ مٹھائی جان شیرین لیکے تلخی مرگ
چکھائیگی ذائقہ حالت نزع زبان پر آجائیگا کسی کو بالکل بہرہ نہ معلوم ہوئی اسی وقت سب نے زہر مار کرلی وہ مٹھائی
کھاتے ہی سب کو کرب پیدا ہوا ہر ایک از خود رفتہ ہوگیا کوئی کہین گرا کوئی کہین گرا گرتے گرتے سب پاسبان و
نگہبان بیہوش ہوگئے شریر تیز رفتار نے خنجر کمر سے نکال کر سب کو قتل کیا اور دروازہ زندانخانہ کا کھول کر ملکہ
مہر افروز کو شاہزادہ نور الدہر کے پاس لیگیا شاہزادہ نور الدہر نے جو اس نازنین زہرہ جبین کی طرف نظر اٹھا کر
دیکھا کہ ایک پری تمثال حور شکل بصد کروفر جلوہ فرما ہے دہن تنگ کو غنچۂ گل سے تشبیہ دینا قصور ہے ایسی شیرین کلامی
مسیحائی اعجاز بیانی کہان آنکھون کو نرگس شہلا کہنا نازک خیالی سے دور ہے چشم غزال سے کیا مثال دون وہ ایک جانور
صحرائی اس نگاہ مین دلربائی کہی شعر صادق آتا ہے۔ شعر مثال چشم او آہو محالش + نگہ چشم دگر باشد مثالش بے اختیار
زبان سے شہزادہ والاقدر کی آہ نکل گئی اس گلعذار نے بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھا کہ اس جوان نے اٹھنے کا قصد
کیا نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرے پر اداسی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینا رعب حسن جمال سے غش
آگیا اپنے بیمار کے سرہانے پر جا کر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکنے وہ اشک گرم جو عارض
شہزادہ نور الدہر پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اسنے کام نخلخہ کا کیا شاہزادہ
نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیۂ زانوے دلدار پایا شریر تیز رفتار سے پوچھا تو کون ہے اور یہ نازنین خورشید تمثال جو خصال
کون ہے اسنے کہا یہ نازنین دختر خضران شاہ ہے نام ملکہ مہر افروز ہے اور مین ملکہ عالم کا کوکا ہون نام میرا شریر تیز رفتار
ہے جسوقت سے ملکہ مہر افروز نے تمکو دیکھا ہے دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہے مفارقت مین تمھاری بہت مضطر و بیقرار ہے جب
کسی طرح تاب ضبط نہ رہی اس تدبیر سے یہانتک آئی کہ مٹھائی کھلا کر پاسبانون اور نگہبانون کو بیہوش کر کے
مین نے قتل کیا آپ زندان مین داخل ہوئی آپ بھی قید آہن اپنی دور کیجیے کیونکہ آپ تو حمزۂ صاحبقران کے
پوتے ہین آپکے نزدیک ان آہنی کڑیون کی کیا حقیقت ہے آپ کو تو موم سے زیادہ نرم معلوم ہونگی یہ سنکے شہزادہ
نور الدہر نے قید آہن کو توڑ ڈالا اور ملکہ مہر افروز کے ہمراہ چلے ملکہ مہر افروز شاہزادہ نور الدہر کو ساتھ لیکر زندانخانے
سے نکلی باغ ملکہ مہر افروز جو شہر کے باہر تھا اسمین شہزادہ والاجاہ کو لیجا کر رکھا شہزادہ نور الدہر نے ملکہ مہر افروز کو
مع اُنکے ہمراہیون کے مسلمان کیا اور باغ مین بہ عیش و عشرت متمکن ہوئے لیکن یہان صبح کے وقت جو خضران شاہ کو
خبر ہوئی کہ کوئی رات کے وقت زندانخانے کے نگہبانون اور پاسبانون کو قتل کر کے قیدی کو چھڑا لیگیا کوتوال کو حکم دیا
کہ جلد قیدی کو تلاش کرو کوتوال شہر گلی گلی کوچہ کوچہ بلکہ گھر گھر تلاش کرتا پھرتا ہے حتی کہ ہر ایک کہتا ہے کہ ایک خداے
کو زندان خانے سے کوئی چرا کر لیگیا اور تمام پاسبانون اور نگہبانون کو قتل کر گیا اب یہان کا حال بگوش دل
سماعت فرمائیے کہ یہ دونون والہ و شیفتہ اور عاشق و دلدادہ یعنی ملکہ مہر افروز اور شہزادہ نور الدہر دلسوز باغ مین
سرگرم عیش و عشرت تھے کہ ایک خواص مضطر و بدحواس رات کو آئی اور اسنے کان مین ملکہ مہر افروز کے کچھ
کہا کہ رنگ ملکہ مہر افروز کا زرد ہوگیا ہوائیان منھ پر چھوٹنے لگین نور الدہر نے پوچھا کیا ہے اے ملکہ کچھ حال تو بیان

کرو تمھارا چہرہ اسوقت متغیر کیون ہوگیا اس خواص نے چپکے سے تمھارے کان مین کہا جو تم گھبرائی ہو ملکہ مہرافروز نے کہا ای شہریار یا تو اسی وقت ہمکو تم اپنے ساتھ لیکر کہین نکل چلو یا ابھی اپنے ہاتھ سے قتل کرو شہزادۂ نورالدہر نے کہا کچھ کیفیت تو ظاہر کرو اُسوقت ملکہ مہرافروز نے رو کر کہا کہ صاحب ایک بادشاہ ہی شہر مشتری حصار کا نام اُسکا خسرو شاہ ہی اُسنے میری خواستگاری کے واسطے اپنے سپہ سالار قارن فیل زور کو میرے باپ کے پاس بھیجا ہی وہ شہر سے تین کوس پر آکر اُترا ہی ای شہریار اب مین اپنی جان دونگی اور اُسکے ساتھ نہ جاؤنگی نورالدہر نے گلے مین پیار سے بانہین ڈال کے بوسۂ لب دندان لیا اور کہا ای ملکہ تم نہ گھبراؤ کچھ اندیشہ نکرو خاطر جمع رکھو میرے سامنے کسی کی کیا مجال جو تمپر آنکھ ڈال سکے قارن فیل زور کیا جان رکھتا ہی جو تمکو لیجائیگا مین اُسے خود جاکے سزا دونگا ملکہ مہرافروز یہ سنکے چپ ہو رہی شاہزادہ نورالدہر دو گھڑی رات رہے سوار ہوکر قارن فیل زور کے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جب اُسکے لشکر مین پہونچے معلوم ہوا کہ قارن بارگاہ خضران شاہ مین گیا ہی شہزادہ وہان سے پھر کر داخل شہر ہوا جسنے راہ مین نورالدہر کو دیکھا وہ حیران ہوا کہ یہ تو زندان خانے سے غائب ہوگیا تھا آج پھر دکھائی دیا جب شہزادۂ نورالدہر آتے آتے دربارگاہ خضران شاہ پہونچا بے تکلف داخل بارگاہ ہوا بطریق اہل اسلام سلام کیا برابر تخت خضران شاہ کے کرسی جواہر نگار خالی رکھی ہوئی تھی اُسی کرسی پر آکر بیٹھ گیا خضران شاہ نے نورالدہر کو دیکھکر پہچانا مگر شرمندہ ہوا کچھ نہ کہا الیاس وزیر اور تمام امیر حیران تھے کہ یہ تو قیدخانے مین سے غائب ہوگیا تھا اب کہان سے پیدا ہوگیا مگر نورالدہر نے قارن فیل زور کو نہایت پسند کیا اور اپنے دل مین کہا کہ اگر یہ زیر ہو تو اچھا جوان وجیہ ہی ابھی تھوڑی دیر نورالدہر کو بیٹھے ہوئے گذری ہوگی کہ قارن نے کہا کہ ای خضران شاہ مین خسرو شاہ کا نامہ لایا ہون خضران نے کہا لاؤ قارن نے نامہ ہاتھ مین خضران کے دیا بادشاہ نے دبیر سے کہا کہ پڑھو کیا لکھا ہی دبیر نے نامہ پڑھنا شروع کیا اُس نامے مین لکھا تھا کہ ای خضران شاہ ہمنے تمھاری بیٹی کے حُسن کی تعریف بہت سنی ہی لہذا ہم اپنے سپہ سالار قارن کو بھیجتے ہین تمھین لازم ہی کہ نامہ دیکھتے ہی اپنا فخر و افتخار سمجھکر بیٹی کو اپنی سوار کرکے بھیجو نہین تو بزور شمشیر تمسے چھین لونگا خضران چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے نورالدہر نے دبیر سے نامہ لیکر چاک کرکے پھینک دیا اور قارن سے کہا ای قارن تونے یہ مثل سُنی ہی یا نہین مثل خویشی بخوشی سودا برضا — تو چاہتا ہی کہ بزور دختر خضران شاہ کو لیلے کیا تاب و طاقت اور ای قارن بگوش ہوش سُن کہ ملکہ مہرافروز مجھسے تعلق رکھتی ہی جو کوئی مجھپر غالب آئے وہ ملکہ مہرافروز کا خواستگار ہو قارن فیل زور نے دیکھا کہ اسنے میرے آقا کے نامہ کو پھاڑ ڈالا قارن کا رفیق اسفندیار اُسکے پہلو مین کھڑا تھا اُس سے قارن نے کہا تو اسے نامے کو چاک کرنے کی سزا دے اسفندیار اُٹھا اور نورالدہر سے کہا ای عزیز ادھر آ ابھی تجھکو نامہ چاک کرنے کی سزا میدان مین جلکر دونگا نورالدہر اُٹھ کھڑے ہوئے اور دونون نے اسلحۂ جنگ کھول کے رکھدیے اور باہم دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی پہر بھر مین نورالدہر نے اسفندیار کو کشتی مین زیر کیا اور قارن کی طرف مخاطب ہوئے ای قارن اُٹھ اب میرے تیرے زور آزمائی ہو قارن غیظ و غضب مین آکر اُٹھ کھڑا ہوا اور دامن گردان کر آستین چڑھاکر شہزادۂ نورالدہر کی طرف جھپٹا نورالدہر اُس سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی دو پہر کامل زور کشتی کا ہوا کیا اب قریب تھا کہ نورالدہر قارن کا لنگر توڑکر زمین سے اُٹھالین اور زمین پر دے مارین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اور نورالدہر کو اُٹھا کر لیگیا قارن متعجب ہوکر رہگیا اور اپنی کرسی پر آبیٹھا خضران شاہ نے بیان کیا کہ یہ لڑکا نبیرۂ حمزۂ صاحبقران تھا

پھر تمام حقیقت خضران شاہ نے قارن کے سامنے بیان کی اور کہا کہ یقین ہی اسکو کوئی دیو اٹھا لیگیا ہی پہلے بھی ایک دیو ملک عجم سے اُٹھا لایا تھا اب ذرا حال اُسکا مجھے بخوبی معلوم ہوئے کہ کہان گیا ہی پھر مین کسیکو تمھارے ساتھ کر دونگا یہ کہکے چار طرف اپنے احباب اور عزیزون کو اُسی وقت نامے روانہ کیے کہ نبیرۂ حمزہ نور الدہر ہمارے شہر سے غائب ہوگیا ہی جہان ہو پہنچے گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیج دو یہ خبر محل مین ہوئی ایک ہمراز انیس نے ملکہ مہر افروز سے کہا کہ بلاؤن شہزادۂ نور الدہر آپکے پاس سے بارگاہ بادشاہ مین پہونچا اُنکے سامنے نامہ خسرو شاہ بہ خواستگاری حضور پڑھا گیا شہزادے نے سنکے وہ نامہ چاک کر ڈالا اس بات پر قارن بگڑا اُس سے مقابلہ ہوا شہزادہ معروف کشتی تھا کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور اُنکو اٹھا لیگیا نہین معلوم شہزادہ کہان گیا خضران شاہ نے اُسکی گرفتاری کے واسطے جابجا نامے لکھے ہین یہ سنتے ہی ملکہ مہر افروز رونے لگی اور عشق شہزادۂ نور الدہر مین بیقرار ہوکر یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار برسون ہی ہجر وصل نہین اکدم نصیب + کم ہوگا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب + ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب + کیا یارین نصیب کی ہیرے قسم نصیب + مجنون سیاہ خیمۂ لیلی کے گرد پھر + ای خوش نصیب تجھکو طوافِ حرم نصیب + یہ کہکر بے اختیار مثل ابر نوبہار زار زار روئی ایکسو تو عالم بیقراری دوسرے یہ خیال کہ اب قارن کے ہمراہ مجھکو خضران شاہ کر دیگا عمر بھر شاہزادے سے جدائی رہیگی اب مین اپنی جان دونگی مفارقت مین یار جانی و محبوب جاودانی کی زندہ رہنا دشوار ہی انیسین جلیسین ملکہ کو سمجھاتی ہین لیکن کسی طرح ملکہ کو صبر نہین آتا آخر ایک انیس ہمراز و رساز بہلانے کے صحن باغ مین لائی کو گل بوٹے سے دل بہلے یہان آکر اور زیادہ ترقی غم و الم ہوئی گلہای چمن نے رنگ عارض دلدار دکھایا غنچہ کو دیکھ کے اپنے غنچہ دہن کا دہن یاد آیا نرگس پر جو نگاہ پڑ گئی فوراً تصور چشمان یار آنکھون مین پھر گئی سرو جویبار نے قد دلدار کی یاد دلائی اور وحشت دل دونی ہوئی دل مین خار الم کھٹکنے لگا سکتے کے عالم مین کھڑی رہی جب ذرا دل نے قرار کیا فرمایا یہان کا ہر نخل آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز ہی اس باغ مین آنے سے کیا ثمر حاصل ہوا مجھے ایسے باغ کے نام سے بیر ہی افسوس یہان بھی کچھ نہ آرام پایا تم نے ہمارا دل نہ بہلایا انیسین جلیسین سمجھانے لگین تسلی و دلاسا دینے لگین مگر ملکہ نے مغضوب پیٹ کے برا حال کیا کھانا پینا چھوڑ دیا اور تنہائی مین پلنگ پر تصور مین شہزادۂ نور الدہر کے پڑی رہنی لگی ادہر کا حال سنیے کہ شہزادۂ نور الدہر کو جو دیو لیکر لپسے آسمان روانہ ہوا نور الدہر گرہ ہوا مین پہونچکے بیہوش ہوگیا تھا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا کہ مجھے دیو اُٹھائے لیے جاتا ہی پوچھا کہ کہان مجھے لیے جاتا ہو اُسنے کہا کہ دیو قہقہہ سیہ چشمی نے تجھے طلب کیا ہی نور الدہر نے ایک گھونسا اُس دیو کے مارا وہ بلبلا گیا اور زمین پر جلدی سے اُتر پڑا کہ دوسرا گھونسا شہزادے نے اور مارا وہ دیو آسمان سے برسے خاک گرا اب نور الدہر اُسے کب چھوڑتا ہی تیسرا گھونسا جو اُسکے سر پر مارا سر اُسکا پھٹ گیا زمین پر گرکے تڑپنے لگا اور پکارا کہ ای آدم زاد ہم دونون دیو قہقہہ سیہ چشمی سے وعدہ کرکے آئے تھے کہ تجھے خدمت مین قہقہہ سیہ چشمی کی پہونچا دینگے دونون تیرے ہاتھ سے مارے گئے یہ کہکر فی النار و السقر ہوا نور الدہر نے اُسے مار تو ڈالا مگر نہایت پریشان ہوئے کہ اب تو کدھر جائیگا دیو اگر زندہ ہوتا تو بسبب خوف جان جہان کہ تجھے لایا تھا وہان پہونچا دیتا آخر کار مجبور و ناچار ایک طرف کو چلے دن بہت کم تھا تھوڑی دیر مین شام ہوگئی نور الدہر نے ایک ہرن کو شکار کیا اور اُسکے کباب بنا کے وہان کھائے اور مغربین کی نماز پڑھکر ایک درخت بلند پر چڑھ کر بیٹھ رہے کبھی غنودگی زیادہ نیند کی آتی تھی غافل ہو جاتے تھے گھبرا کر کبھی چونک کے اُٹھ بیٹھتے تھے اپنی والدۂ معظمہ و نگینہ کے چھوٹنے کا غم تنہائی کا الم صدمۂ شب فراق معشوق کی ملاقات کا اشتیاق ملکہ مہر افروز کی جدائی کا خیال دل پر ہجوم رنج و ملال جب آہ کرتے ہین

خوف ہی کہ شعلہ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ در محبت زور دن پر طپش قلب نے بیقرار کیا جب دم ہونا پہ
آیا تب ستارہ سحری چمکا شاہزادہ نماز صبح پڑھکر ایک طرف کو روانہ ہوا پہر بھر چلے تھے کہ سامنے سواد شہر معلوم ہوا اسی جانب متوجہ
ہوئے دوپہر ڈھلے داخل شہر ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے جب عین چوک مین پہونچے ایک شخص سے پوچھا کہ اس
شہر کا کیا نام ہی اور بادشاہ یہان کا کون ہی یہ سرزمین کسکی حکمرانی مین ہی لوگون نے کہا کہ بادشاہ یہان کا اساس
زرین قبا ہی اور شہر کا نام اساسیہ ہی نورالدہر کاروانسرا مین آکر اترے رات وہین بسر کی صبح کو پھر شہر کی سیر کے واسطے چلے
چلتے جاتے ایک مقام پر پہونچکر دیکھا کہ ہزارہا آدمی غول کے غول غٹ کے غٹ ایک سمت چلے جاتے ہین لوگون سے پوچھا
کہ یہ سب لوگ مجمع کیے ہوئے کہان جاتے ہین اُنھون نے کہا کہ دو پہلوان زبردست بادشاہ کے سامنے کشتی لڑینگے
انکی کشتی کا تماشا دیکھنے ہم سب جاتے ہین شہزادہ نورالدہر بھی سب کے ساتھ ہولیے آتے آتے وہان پر پہونچے
دیکھا کہ ایک میدان وسیع مین ایک قصر رفیع تھا اُس قصر مین بادشاہ بیٹھا ہوا اور میدان مین خلائق کا اژدحام ہجوم عام
تھا اور زیر قصر شاہی اکھاڑہ تیار تھا وہان پہلوان زبردست جٹ لنگوٹ باندھے ہوے اپنے شاگردون کے حلقے
مین کھڑے ہوئے خم ٹھوک رہے تھے اور ہر طرح کے باجے ڈھول وغیرہ بجتے تھے یکایک قصر پر سے ایک چوبدار نے
آواز دی کہ حکم بادشاہ عالیجاہ ہی کہ کشتی شروع ہو یہ سُنکر وہ دونون پہلوان اکھاڑے مین اُترے اور پیترا بدل کے
ہاتھ ملانے لگے آخر کو ہاتھ گردنون مین ڈال کے لپٹ پڑے کشتی کے پیچ بند چھٹنے لگے توڑ ہونے لگے کبھی وہ ریل کے
دھرلاتا ہی کبھی زور کرکے یہ اُسطرف ریل لیجاتا ہی پہر بھر کامل کشتی ہوئی ناظرین پر واضح ہو کہ اُن کشتی گیرون کا نام ایک کا
قہماس کشتی گیر اور ایک کا طہماس کشتی گیر تھا آخرکار زور پہلوانی ہوتے ہوتے قہماس نے طہماس کو اُٹھا کے زمین پر مارا
طہماس کشتی گیر چارون شانے چت گرا لوگ سامنے سے قہماس کے لیگئے اور قہماس پکارا کہ ایسا انسان کہان ہی رستم
سیستان اور کہان ہی سام بن نریمان کہ داد پہلوانی آکر دے اور کہان ہی حمزہ صاحبقران اور کہان ہی بدیع الزمان
کشتی گیر کہ آکر میرا حلقہ غلامی پہنے پھر قصر بلند کیطرف سر اُٹھا کے کہا کہ ای بادشاہ اساس زرین قبا خط منشور میرے مہر کرد
شہزادہ نورالدہر یہ لاف وگزاف اُس پہلوان ناانصاف کی سُنکر بیتاب ہو دوڑے اور سامنے قہماس کے آکر نعرہ کیا کہ او بدگو
یہ تو کیا بکتا ہی یہ کیا شجاعون کا نام بے ادبی سے لیتا ہی ہرگز تیرے خط منشور پر مُہر نہوگی بادشاہ کے شہر مین ایسے ایسے تجھسے
لوگ بہت پڑے ہین اور بڑے بڑے زبردست پہلوان طاقت دار شجاع و دلیر ہین کہ تجھکو تنبیہ کرین اور تیری گوشمالی کرین
پہلے تو مجھسے لڑلے بعد اُسکے خط منشور پر مُہر کرانا قہماس کشتی گیر نے دیکھا کہ ایک طفل حسین نازنین ماہ طلعت مہر صورت کوئی
سات آٹھ برس کا سن کھیلنے کے دن یہ دعوی بہادری و شجاعت کا کرتا ہی قہماس بہت ہنسا اور کہا ای طفل نازنین معلوم
ہوتا ہی کہ شاید تو نے بھی دو چار ڈنڈ پیلے ہین کچھ طاقت آئی ہی اسی سبب سے تن تنہا مجھسے ارادہ لڑنے کا کرتا ہی ای طفل سنتا ہی چپ رہ
نہین تو یہ پتلی نازنین سی گردن توڑ مروڑ کے رکھدونگا جا میرے سامنے سے چلا جا اب کچھ زبان سے نکالا نورالدہر دوڑکر
اُس پہلوان سے لپٹ گئے اور ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچا قہماس کو معلوم ہوا کہ یہ لڑکا کچھ زور آور ہی وہ بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی
اساس زرین قبا دیکھ رہا تھا نگ حیران تھا کہ یہ طفل ماہ طلعت مہر صورت کون ہی اور کہان سے آیا ہی اُدھر تمام خلق تماشائین
متعجب تھی اور حسن و جمال شاہزادہ نورالدہر بیمثال کو دیکھ رہی تھی ادھر شہزادہ نورالدہر اور قہماس سے زور ہو رہا تھا
دو گھڑی کشتی لڑتے ہوئے گذری ہوگی کہ نورالدہر نے قہماس کشتی گیر زبردست کا لنگر توڑکر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کیا سبنے
شور تحسین مچایا نورالدہر نے اُس پہلوان زبردست کو تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا اور اُسکی چھاتی پر چڑھکر پکارا کہ او
قہماس بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا وہ چاہتا تھا کہ پکار کر کہے کہ ارے یہ شخص مسلمان ہی

مارا کہ نورالدہر نے پکڑ کر گردن کو اُسکی جھٹکا دیا کہ زنجیر سمیت گردن اُسکے دھڑ سے کھنچ لی ایک غلغلہ ہوا کہ یارو
پشہ نے ہاتھی کو مار ڈالا چہار طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی شاگردون نے قہقہانش کے چاہا کہ نورالدہر
پر حملہ آور ہون بادشاہ نے حکم دیا ان کشتی گیرون کو مار کر نکال دو اور اس جوان حسین کو ہمارے پاس لے آؤ سب لوگ
شاہزادہ نورالدہر کو اساس زرین قبا کے پاس لیگئے نورالدہر کو بادشاہ نے خلعت دیا اور بڑے اعزاز و اکرام
سے بارگاہ مین اپنی لایا کرسی زرنگار پر بٹھایا اور استفسار حال کیا کہ ای عزیز سعر حسن و خوبی و ای ماہ کنعان محبوبی
تو کس باغ کا پھول ہی اور کس نہال تازہ کا ثمر خوشنما ہی کون ہی اور کیونکر یہان آنا ہوا شاہزادہ نورالدہر نے فرمایا
کہ مین سوداگر ہون قافلہ میرا تباہ ہوگیا قزاقون نے لوٹ لیا مین ادھر بربادی کے عالم مین نکل آیا اساس زرین قبا
نے کہا اب تم میرے پاس رہو کیا مضائقہ ہی گردش سیارگان سے تباہی و بربادی بھی ہوجاتی ہی پھر سامان ہوجائیگا
یہ ذکر تھا کہ نامہ خضران شاہ کا آیا اساس زرین قبا نے اس نامہ کو پڑھوایا اس نامہ مین تصویر نورالدہر بن
بدیع الزمان کی بھی تھی جب اُس نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تصویر نورالدہر کی دیکھی اور صورت پر شاہزادے
کی بغور نگاہ کی تصویر سے شاہزادہ نورالدہر کو مطابق پایا دل مین اپنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہی نبیرہ حمزہ ہی
ناظرین پر واضح ہو کہ تحریر دفتر سے معلوم ہوتا ہی کہ اساس زرین قبا بھائی حقیقی خضران شاہ کا ہی غرضکہ اُسوقت
تو اساس زرین قبا خاموش ہو رہا نامے کا مضمون کسی سے کچھ نہ بیان کیا شب کے وقت نورالدہر کو بیہوش کرکے
گرفتار کیا اور صبح کو غل و زنجیر مین اسیر کرکے خضران شاہ کے پاس بھیجدیا اب کچھ کیفیت ملکہ جہان افروز کی سنیئے کہ
ملکہ بعد غائب ہوجانے شہزادہ نورالدہر کے دیوانہ وار عاشق جمال شہزادہ نامدار ہوکر شہر خضرانیہ سے نکل گئی اور ایک
دامنہ کوہ مین جاکر چھپ رہی ہرچند خضران شاہ نے تفحص کیا مگر ملکہ کا پتا نہ ملا قارن فیل زور بھی تلاش مین لگا
تھا اور ڈھونڈھتا پھرتا تھا ادھر بعد چند روز کے قید شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کی شہر خضرانیہ مین پہونچی
خضران شاہ نے اپنے سامنے دربار مین نورالدہر کو بلایا اور کہا کہ ای خدا پرست دیکھا تونے میرے اقبال کو
اب بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کر نہین تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو شہزادہ نورالدہر نے باواز بلند پکار کر کہا کہ
لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا پر اور اسکے پرستارون پر تجھے اختیار ہی چاہے قید رکھ چاہے قتل کر خضران شاہ نے
برہم ہوکر حکم کیا کہ میدان خونی تیار ہو کل صبح کو ہم اس خداپرست کو قتل کرینگے تمام شہر مین یہ خبر مشتہر ہوگئی کہ کل نبیرہ
حمزہ جو شہر اساسیہ سے گرفتار ہوکر آیا ہی قتل کیا جائیگا الغرض جب رات گذر کے صبح ہوئی شہر کے باہر میدان خونی
تیار ہوا تھا وہان ایک بڑا انبوہ عام تھا خلائق کا اژدحام تھا اور ہر شخص سُن سُنکر دور دور سے حال خداپرست کے
قتل ہونے کا چلا آتا تھا غرضکہ لوگ شہزادہ نورالدہر کو وہان لائے خضران شاہ اور قارن فیل زور بھی
آئے چاہتے تھے کہ نورالدہر کو دار پر کھینچین اور تیرباران کرین کہ یکایک ایک غبار سبز کوہستان کی طرف سے اُٹھا
سبھون نے دیکھا کہ ایک آسمان زمردین زیر فلک نیلگون پیدا ہوا اور وہ ہوا کے زور مین اسی طرف پر ابر و دوڑتا ہوا
چلا آتا ہی اور اُس عکس غبار فیروزی سے تمام میدان خونی سبزہ زار ہوگیا شہر پناہ کی دیوارین زمردین معلوم
ہونے لگین زمین کا رنگ ایسا مائل بہ سبزی ہوا کہ گویا مخمل زرنگار کا فرش کو سون تک ہر ذرے جھلکتے ہوئے فیروزے
کے نگینے ثبوت ہوتے ہین گلشن فلک زبرجدی پر آفتاب شکل گل نیلوفر کے ہی یہ تیزی رنگ عکس غبار سبز کی ہی کہ جو شخص
میدان خونی مین ہی اُسکا لباس سفید مانند دھانی پوشاک کے ہی ہزارہا آدمیون کی نگاہین اُسی غبار سبز کی طرف
لڑی ہوئی ہین کہ یکایک دامن گرد چاک ہوا اور وہین سے یہ شور کی آواز آئی کہ خبردار او نابکاران بدکردو غا

دار جلادان بے حیا نبیرۂ حمزہ کو قتل نہ کرتا نہین تو مین تم سب کو تہ شمشیر آبدار کرونگا اب کیا دیکھتے ہین سب لوگ
کہ ایک نقابدار سبز پوش مرکب سبزہ رنگ پر سوار شمشیر بدوش گھوڑا بے تحاشا ڈالے ہوئے چلا آتا ہے اور پیچھے
اوسکے چار سو نقابدار اور ہین مگر وہ بھی سبز پوش ہین اور گھوڑے بھی سب کے سبزہ رنگ ہین تلوارین لیے ہوئے
ساتھ اپنے سردار کے گھوڑے اڑاتے ہوئے چلے آتے ہین یہ رنگ دیکھکے قارن فیل زور اپنے مقام
سے اُٹھا اور بڑھ کے للکارا کہ او نقابدار سبز پوش تو کون ہے جو اس خدا پرست مجرم خضران شاہ کی
حمایت کرنے کو آیا بہتر یہ ہے کہ وہین سے پلٹ جا یہ میدان خونی ہے یہان نہ آ ورنہ مارا جائیگا یہ سنکے نقابدار
سبز پوش کو غصہ آگیا پکارا کہ نبیرۂ امیر حمزہ کو رہا کرنے آیا ہون یا تیرے دھمکانے سے پلٹ جانے کو
آیا ہون اور یہ کہکر تلوار کھینچی اور جھپٹ کے ایک ہاتھ قارن کو مارا قارن نے تلوار کی پشت پر تلوار کو روکا
اور نقابدار پر وار تلوار کا کیا نقابدار تلوار قارن کی جو بچی نقابدار سبز پوش زخمی ہوا ساتھ والے نقابدار
کے آپڑے اور نقابدار سبز پوش کو بچالیگئے قارن فیل زور پھر اپنے مقام پر آبیٹھا اور پکارا کہ او جلادو
جلد نبیرۂ حمزہ کو دار پر کھینچو جلادان بے حیا شہزادۂ نور الدہر کو زیر دار لائے اور قصد کیا کہ نبیرۂ حمزہ کو
دار پر کھینچین کہ جانب صحرا سے ایک غبار گرد اُٹھا بعد چشم زدن کے شعر از دمن دشت و کوہ و درنگ ٭
گرد سے برخاست تو تیار رنگ ٭ وہین نعرۂ کوہ شگاف ہوا۔ نعرۂ کرب سے کرب شہسوار مبل نامدار ٭
لطف کردہ شیر پروردگار ٭ اور ساتھ کرب غازی کے فضل بن گیا ہور خون آشام بھی للکارا کہ باش او کفار
نبیرۂ حمزہ شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کو دار پر کھینچنا میں آپہونچا اب کہان بچکے جاؤگے
غرضکہ کرب غازی اور فضل بن گیا ہور خون آشام مع چالیس ہزار سواران جرار تیغ بکف آگئے قارن بھی
اپنے مقام سے پھر اُٹھا اور فوج کو آواز دی سب تلوارین کھینچ کھینچ کے دوڑے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی میدان
خونی مین ہلچل پڑگئی لوگ مضطر و بیحواس ہوکر بھاگے شاہزادہ نور الدہر نے جو کرب غازی کے نعرے کی آواز سنی
قید توڑ ڈالی اور ایک کافر سے لپٹ کر تلوار چھین لی اور کارزار کرنے لگے مگر پیدل ہین کرب غازی نے جو دیکھا کہ
نور الدہر قید توڑ کر پیادہ لڑ رہا ہے ایک سوار نابکار کو جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا۔
کرب غازی نے اوسکے گھوڑے کی باگ تھام لی اور نور الدہر کو لاکر وہ گھوڑا دیا شہزادہ نور الدہر مرکب پر
سوار ہوا اور سرگرم پیکار ہوکر تلوارین مارنے لگا اب اور فوج خضران شاہ اور قارن فیل زور کی بھی
اُدھر سے ایاس زرین قبا لشکر اپنا لیے آپہونچا ادھر قزاق سب ہمراہیان کرب غازی کے اور فوج
فضل بن گیا ہور خون آشام کی کہ یہ سب پیچھے رہگئے تھے اور کرب غازی اور فضل آگے چند سوارون
سے گھوڑے سرپٹ دوڑا کر آگئے تھے وہ سب بھی پہونچ گئے گھمسان کی لڑائی ہونے لگی قیامت کی تلوار چلنے لگی
دونون شہزادون کی پوشاکین لہو کی چھینٹون سے افشان تلوارون کا خون بہہ کر کہنیون سے ٹپکنے لگا وہ لڑائی
ہوئی کہ ترک فلک کانون پر ہاتھ رکھے تھا خورشید لرز رہا تھا مریخ فلک کے جسم مین رعشہ تھا عطارد کے ہاتھ
سے قلم چھٹ گیا تلوارون کی جھنکار آسمان تک جاتی تھی بڑا کشت و خون ہوا ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے
اہل اسلام کم قتل ہوئے کفار بہت سے جہنم مین گئے ہنگامۂ آفت خیز غلغلۂ محشر انگیز برپا تھا نور الدہر لڑتا ہوا
تلوارین مارتا ہوا چلا آتا تھا کہ قارن فیل زور سے مقابلہ ہوا قارن فیل زور نے للکارا او نبیرۂ حمزہ اب تو
میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہان جائیگا یہ کہکر تلوار کا وار کیا شہزادۂ نور الدہر نے پشت شمشیر آبدار پر تلوار قارن کی

روکی اور بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ قارن کی سپر کو قلم کر کے سر پر بڑی تادوا بروا تر آئی اُسنے رستانہ مارا تلوار
سرے نکل گئی خون کا دریا بہنے لگا بیہوش ہوگیا لوگ قارن کو لے بھاگے اور شہر مستری حصار کی طرف راہی
ہوے کرب غازی لڑتے ہوے برابر تخت خضران شاہ کے آئے خضران نے تلوار ماری کرب غازی نے
خالی دے کر خضران شاہ کو تخت پر سے اُٹھا لیا فضل بن گیا ہور خون آشام نے اساس زرین قبا کو پکڑ لیا
اساس وزیر شہزادہ نورالدہر کے ہاتھ سے مارا گیا نقابدار سبزپوش جو زخم کھا کر بیہوش ہوگیا لوگ اسی عالم بیہوشی
مین نورالدہر کے پاس لائے اور کہا کہ آپ نے اس نقابدار سبزپوش کو نہین پہچانا یہ ملکہ مہر افروز ہی تمھارے عشق
مین یہان سے نکل کر دیوانہ وار دامنہ کوہ مین جا کر چھپی تھی ہم سب کنیزین بھی ہمراہ ملکہ کے تھین اب جو سنا کر دشمن
آپکے دار پر کھینچے جاتے ہین دل بیتاب کو قرار نہ آیا کہا مین بھی ساتھ شہریار کے جان دونگی نقابدار سبزپوش بنکر آپکے
پاس آئی شہزادہ نورالدہر کو سُنکر بہت ملال ہوا اور کہا اچھا ملکہ کو انکے باغ مین لیجاؤ اور زخم مین ٹانکے دلواؤ علاج کرو
مین آتا ہون وہ سب کی سب ملکہ کو اُسی عالم بیہوشی مین لیگئین اور باغ مین پہونچا یا جراح کو بلوا کے زخم مین ٹانکے
دلوائے اور علاج کرنا شروع کیا یہان کرب غازی خضران شاہ کو لیے ہوے سامنے شہزادہ نورالدہر کے
آئے فضل بن گیا ہور خون آشام اساس زرین قبا کو لایا نورالدہر نے کہا کہ ان دونون کو قید مین رکھو
سمجھا جائیگا اور اب اسی ہنگامے مین فتح کرب غازی و فضل بن گیا ہور خون آشام تلوارین مارتے ہوے
کافرون کو قتل کرتے ہوئے شہر کے اندر آئے اہل شہر جو سامنے آگیا اُسکو قتل کیا شہر مین پہر بھر کامل قتل عام رہا
لوگ بھاگتے پھرتے تھے اور کہین پناہ تلوارون سے غازیون کی نہ ملتی تھی القصہ چہار طرف سے شور الامان
بلند ہوا تمام رؤسائے شہر اور افسران فوج ہاتھ باندھ کر سامنے نورالدہر کے آئے اور دین اسلام سبنے
قبول کیا شہر مین امن ہوئی نورالدہر اور کرب غازی اور فضل بن گیا ہور آ کر ایوان شاہی مین جلوہ گر ہوے
حکم دیا کہ لاؤ خضران شاہ کو اور اساس زرین قبا کو اُسی وقت لوگ دونون کو مسلسل بہ غل و زنجیر لائے نورالدہر
نے کہا اے خضران شاہ و اے اساس زرین قبا تم دونون دین اسلام قبول کرو نہین تو مین ابھی تم دونون کو قتل
کرونگا یہ سُنکے دونون نے لقا پر لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا نورالدہر نے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اور کچھ فقرات حمد
و لعت اور مذمت لقائے بے بقا کے بیان کیے وہ دونون از صدق مسلمان ہوے نورالدہر نے دونون کو
قید سے رہا کیا دونون قدمون پر شاہزادے کے گرے اور گرد پھرے نورالدہر نے فضل سے کہا کہ تمھارے
آنے سے پہلے ایک نقابدار سبزپوش میری مدد کو آیا تھا اور ہاتھ سے قارن کے زخمی ہوا اب معلوم ہوا کہ وہ دختر
خضران شاہ ملکہ مہر افروز ہے اور جبکہ اُس نے پہلے بھی قید سے آکے چھڑایا تھا ذرا مین اُسے دیکھ آؤن
یہ کہکر بارگاہ سے اُٹھا اور باغ کی طرف روانہ ہوا اب سب کو ثبوت ہوا کہ نورالدہر ملکہ مہر افروز پر عاشق
ہے خضران شاہ نے کرب غازی سے کہا کہ مین نے ملکہ کو کنیزی مین شہزادہ نورالدہر کی دیا کرب غازی
نے کہا کہ کیا مضائقہ مگر ادھر نورالدہر باغ مین ملکہ مہر افروز کے آیا ملکہ کے زخم مین ٹانکے لگ چکے تھے پٹی مرہم
بندھ چکی تھی شاہزادہ نورالدہر ملکہ کے پاس بیٹھ گیا اور کہا کہ اے ملکہ یہ تمنے کیا غضب کیا کہ لڑنے کو چلی گئین عورت پر
جہاد حرام ہے ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرون دل بیتاب نے یہی صلاح دی کہ چل کر تمھارے ساتھ اپنی بھی جان دیجیے
بیقراری مین کچھ انجام کا خیال نہ آیا آتش عشق شعلہ زن ہوئی جہان تیرہ و تار نہ آنکھون مین ہوا کچھ نہ سوجھا سوائے
اسکے کہ شہریار کی مدد کو چل اور بن پڑے تو چھڑا لا۔ نورالدہر نے ملکہ کو گلے سے لگایا اور بوس و کنار مین مشغول

ہوے پھر ملکہ سے حال خضران شاہ کے مسلمان ہونے کا بیان اور کیفیت لڑائی کی سب کہی ملکہ مہر افروز
نہایت خوش ہوئی القصہ رات تمام نور الدہر نے شغل بوس وکنار مین بسر کی صبح کو بارگاہ مین آئے کرب غازی
اور خضران شاہ وغیرہ نے تعظیم وتکریم کی بعد اسکے خضران شاہ خود ملکہ مہر افروز کے پاس گیا اور باغ مین سے
سوار کرکے محل مین لایا اور عقد ملکہ مہر افروز کا نور الدہر کے ساتھ کر دیا شہزادہ نور الدہر عیش وعشرت مین
مصروف ہوا مگر قارن فیل زور جو زخمی ہوکر یہان سے بھاگا دو منزل پر دامن کوہ مین ٹھہرا اور اپنے رفیقون سے
کہا کہ صاحبو مین بادشاہ کے سامنے کیا منھ لیکر جاؤن جس کام کے واسطے آیا تھا اُسکا انجام نہ دے سکا بلکہ ہاتھ سے
نبیرۂ حمزہ کے زخمی ہوگیا اور وہان سے بھاگا اور کچھ نبیرۂ حمزہ کا نہ کر سکا یہ کہکر رونے لگا چالاک عیار نے
اُس سے کہا کہ اگر آپ فرمائین تو مین نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لاؤن قارن نے کہا اے چالاک اگر تو نبیرۂ حمزہ کو پکڑ لاوے تو مین
برابر اسکے زر وجواہر تجکو تولدون چالاک نے اُسی وقت کمر ہمت چست کرکے بانے عیاری کے اپنے بدن پر درست
کیے اور شہر خضرانیہ کو روانہ ہوا جب قریب شہر کے پہونچا صورت بدل کر شہر مین داخل ہوا قضاے کار نور الدہر
اور ملکہ دونون باغ مین تھے چالاک حال دریافت کرکے رات کے وقت کمند مار کر دیوار باغ پر آیا اور اُتر کے
دیوار سے باغ مین داخل ہوا اور درختون کی آڑ مین چھپ رہا شاہزادے کو صحبت دیکھ کر ناری جلگیا دوپہر
رات گئے جب سب سو رہے چالاک نے بیہوشی نکال کر ہوا کے رُخ پر اُڑائی کہ بارہ داریان اور پاسبانیان
سب بیہوش ہوگئین اُسوقت اُس نے آکر ملکہ اور نور الدہر کو بیہوش کیا ملکہ کو وہین چھوڑا نور الدہر کو گرفتار
کرکے پشتارہ باندھا اور پشت پر لادکے روانہ ہوا یہان صبح کو جو ملکہ مہر افروز بیدار ہوئی شہزادے کو پہلو مین
نہ پایا اُسی وقت تلاش مین شہزادے کی ملازمون کو روانہ کیا مگر کہین پتا نہ لگا کرب نے سُنا کہ باغ سے
نور الدہر غائب ہوگیا کمال فکر ہوئی کہ شہزادے کو کون لیگیا خضران شاہ نے کہا کہ مجکو یقین آتا ہو کہ شہر
مشتری حصار مین پتا شہزادے کا لگیگا ملکہ مہر افروز کی خواستگاری کیواسطے قارن فیل زور وہان سے آیا تھا
وہ یہان سے زخمی ہوکر بھاگا ہو کرب غازی اور فضل بن گیا ہو رنے اُسی وقت ہرکارون کو خبر کیواسطے روانہ
کیا مگر یہان چالاک عیار شہزادہ نور الدہر نامدار کو لیے ہوے قارن فیل زور کے پاس آیا پہلے تو قارن نے
چالاک عیار کو خوش ہوکر گلے سے لگایا اور زر وجواہر بہت سا دیا اور آہنگرون کو بلواکر قید آہن مین شاہزادہ
نور الدہر کو گرفتار کیا بعد اسکے نور الدہر کو ہوش مین لایا اور کہا کہ اے نبیرۂ حمزہ مین تجھے سامنے خسرو شاہ کے
لیے جاتا ہون وہان تجھے چھوڑ دونگا لیکن اگر خسرو شاہ تجھسے پوچھے کہ قارن تجھے کیونکر پکڑ لایا کہنا کہ ایک ڈانڈ
نیزے کی ماری تھی کہ مین بیہوش ہوگیا اور گر پڑا یہ میری مشکین باندھ کرے آیا یہ سُنکر شہزادہ نور الدہر چپ ہو رہا کچھ
جواب نہ دیا جب قارن وہان سے کوچ کرکے داخل شہر مشتری حصار ہوا خسرو شاہ نے قارن فیل زور کے
استقبال کے واسطے لوگون کو بھیجا سب لوگ قارن کو باعزاز واکرام لائے جسوقت سامنے خسرو شاہ کے پہونچا
خسرو شاہ نے پوچھا کہ اے بیان کر تو نے کیا کارروائی کی قارن نے کہا ملکہ تو آپ کے کام کی رہی نہین وہ نبیرۂ
حمزہ پر عاشق ہوگئی لیکن اُسی نبیرۂ حمزہ کو مین گرفتار کرکے لے آیا ہون خسرو شاہ نے کہا مین نے خدا پرستون کا بڑا
شہرا سنا ہی تو کیونکر اسیر غالب آیا اُس نے بیان کیا کہ مجھ سے معرکۂ کارزار مین مقابلہ ہوا مین نے ایک ڈانڈ نیزے
کی مارکر اُسکو گرادیا اور مشکین باندھ لین خسرو شاہ نے حکم دیا کہ لاؤ نبیرۂ حمزہ کو قارن نے فوراً نور الدہر کو طلب کیا
شہزادہ نور الدہر غل وزنجیر مین گرفتار داخل بارگاہ خسرو شاہ ہوا جب سامنا خسرو شاہ کا ہوا بطریق اہل اسلام

سلام کیا خسرو شاہ نے جو حسن وجمال شہزادۂ بیمثال کا دیکھا صورت آئینہ حیران ہوا اور کہا کہ او نبیرۂ حمزہ رنگی
جلگئی بل نہین گیا تجکو قارن پکڑ لایا ہو اور تو اسطرح کے کلام کرتا ہو اگر زندہ رہنا اپنا چاہتا ہو تو لقا کو سجدہ کر مین
تجھے ابھی چھوڑ دونگا نور الدہر نے کہا ای خسرو شاہ قارن کی بھلا کیا تاب وطاقت تھی جو مجھے گرفتار کرتا ہان
چالاک عیار مجھے بیہوش کرکے پکڑ لایا اور ای خسرو شاہ مین دین لقا پرستی جب اختیار کرون جو تو زیر کرے
گرفتار کیے یہ سنکر خسرو شاہ نے قارن کی طرف دیکھا اور کہا کہ او قارن کچھ سنا تو نے کہ نبیرۂ حمزہ کیا کہتا ہے
قارن نے شرمندگی سے سر اپنا جھکا لیا خسرو شاہ نے کہا کہ جلد قید اسکی دور کرو مسوقت نور الدہر نے خود ابھی
قید کو توڑ کر پھینک دیا خسرو شاہ نے نور الدہر کو حمام کروایا پوشاک بدلوائی اور کہا اگر مین تجپر غالب ہون تو
لقا پرستی اختیار کریگا نور الدہر نے کہا ہان پھر مجکو کچھ عذر نہوگا القصہ دوسرے دن اکھاڑہ تیار ہوا پہلے
قارن مقابلہ کو آیا نور الدہر نے دوپہر مین اُسکو زیر کیا پھر خسرو شاہ سے کشتی ہوئی دو دن کامل زور اور پیچ
کشتی کے باہم ہوے اُسکو بھی شہزادۂ نور الدہر نے زیر کیا خسرو شاہ اور قارن فیل زور مسلمان ہوئے
لقا پر لعنت کی کلمہ پڑھ کر اسلام لائے تمام شہر مشتری حصار کو دائرہ اسلام مین لائے نور الدہر نے خسرو شاہ
سے کہا کہ ابھی تم اپنے مسلمان ہونے کا اظہار نہ کرو بلکہ یہ مشہور کرو کہ ابھی نبیرۂ حمزہ قید مین گرفتار ہی یہان تو یہ
بندوبست تھا اُدھر کرب غازی کو شہر خضرانیہ مین ہرکارون نے جاکر خبر دی کہ چالاک عیار قارن فیل زور کا
نور الدہر کو پکڑ لیگیا اب قارن نے شہزادہ نور الدہر کو غل وزنجیر مین گرفتار کرکے شہر مشتری حصار کو روانہ کیا اور
آپ بھی چلا گیا یہ سنکے کرب غازی مع فضل بن گیا ہو رخون آشام وہان سے کوچ کرکے شہر مشتری حصار کو چلے
اور نامہ خسرو شاہ کو لکھا کہ شاہزادۂ نور الدہر نبیرہ حمزہ کو تمنے قید کیا ہے نامہ دیکھتے ہی نور الدہر کو اپنے ساتھ لیکے
میرے پاس چلے آؤ نہین تو تمام شہر کو قتل کرونگا عیار کرب نامدار کا نامہ لیکر خسرو شاہ کے پاس آیا نامہ اُسکے ہاتھ مین
دیا خسرو شاہ نے وہ نامہ دبیر سے پڑھوایا ایک نقابدار سبز پوش برابر تخت کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے
نامہ ہاتھ سے دبیر کے لیلیا اور چیر کر پھینک دیا اور اُس عیار سے کہا کہ نامہ اپنا لیجا اور کہدینا اُس دیوانے سے کہ قضا
تجکو گھیر کر یہان لائی ہے جو کچھ تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر ہم آمادہ پیکار ہین عیار وہ نامہ چاک چاک لیے ہوئے
کرب غازی کے پاس آیا جو کچھ نقابدار سبز پوش نے کہا تھا وہ حرف بحرف بیان کیا کرب غازی یہ سنکے
نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر کرب غازی مین کوس حربی بجنے لگا ہرکارون نے خبر خسرو شاہ
کو پہونچائی کہ لشکر مین کرب غازی کے طبل جنگ بجا ہی خسرو شاہ نے بھی لشکر اپنا باہر شہر سے لاکر نقارہ رزمی بجوایا
رات بھر جانبین مین درستی آلات حرب وپیکار رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے جب میدان جدل آراستہ
ہوا نقیب نقابت کرکے چلے گئے نقابدار سبز پوش خسرو شاہ سے اجازت کارزار لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا
کرب غازی مرکب جولان کرکے سامنے نقابدار کے آئے نگاورزن ہوے برابر سے دونون مرکب پیچھے ہٹے پھر
رانون مین مسل کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی
کہ سنانین اور بنانین برچھون کی بیکار ہوگئین ڈانڈ برڈانڈ جوڑی ٹکرے ٹکرے ہوگئی ہاتھ سے نیزے پھینک دیے
نقابدار نے گرز مارا کرب غازی نے شمشیر سکندری پر روکا اور شمشیر کا وار نقابدار پر کیا نقابدار نے گرز پر روکا
مگر گھوڑا نقابدار کا تاب نہ لاسکا کمر گھوڑے کی ٹوٹ گئی نقابدار مرکب سے کود پڑا اور تلوار کھینچکر کرب غازی کے
گھوڑے پر جھپٹا کہ پی کرے کہ کرب غازی بھی اپنے مرکب سے کود پڑے اور نقابدار کیطرف چلے کہ نقابدار سبز پوش نے

زمین پر رکھکر کرب غازی کیطرف جھپٹا کرب غازی نے بھی شمشیر و سپر وغیرہ ڈالدی اور دوڑکر نقابدار سے لپٹ گئے کشتی ہونے لگی برابر دونون کشتی لڑا کیے چار پہر دن کشتی رہی نہ تو نقابدار ہٹا نہ کرب غازی ہٹے یہانتک کہ شام ہوگئی اسی طرح کشتی ہوا کی آخر روشنی دونون طرف سے آئی ہزارہا پنجشاخے والے کہ پنجشاخے چاندی کے صدہا سونے کی دستیان لیے ہوئے دستی والے خواصان خاص دونون طرف کے بلورین شمع سبز و سفید روشن کیے ہوئے آکے موجود ہوئے رات بھر دونون مین کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا غالب و مغلوب دونون مین کوئی نہ معلوم ہوتا تھا یہان تک کہ چار شبانہ روز کشتی ہوئی پانچوین روز کرب غازی نے اپنے دلمین کہا نہین معلوم یہ نقابدار کون ہو کہ پانچ روز سے مجھسے کلہ بکلہ مشت بمشت برابر سے کشتی لڑرہا ہی زور مین طاقت مین ہمت مین جرائت مین ایک سر مو تک نہین فرق آیا یہ قوت و شجاعت سوائے اولاد صاحبقرانی کے کون رکھتا ہی اور مجھسے نہ اسطرح مقابلہ کرسکتا ہی مین نے بڑے بڑے پہلوانان زبردست کو زیر کیا اور بڑے بڑے شجاعون کو شکست دی ہی کہ جنکو دعوی یکتائی اپنی قوت و جرائت پر تھا یہ دلمین تصور کرکے بند نقاب تھام کے ایک جھٹکا دیا بند نقاب ٹوٹ گیا ایک آفتاب درخشان طالع ہوا بدر کامل شرمندہ ہوکر چھپ گیا دیکھا تو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مین مثل آئینہ کرب غازی حیران ہوے اور پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا سبب تھا جو تمنے مجھسے مقابلہ کیا مین نے پہلے ہی دلمین سوچا تھا کہ سوائے اولاد صاحبقران کے اسطرح مجھسے کوئی نہین لڑسکتا پانچ روز ہوے کہ دونون مین کوئی غالب و مغلوب نہوا شاہزادہ نورالدہر نے کہا ای پھوپھا جان مجکو فقط اپنی آزمایش منظور تھی کہ دیکھون آپسے زور و طاقت ہمت و جرائت مین کم ہون یا برابر ہون کرب غازی نے کہا کہ اولاد صاحبقران زمان ہو تم پر کون غالب آسکتا ہی مگر مین یہ خیال کرتا ہون کہ اگر وقت بد کے سبب سے میرے ہاتھ سے کوئی زخم تمپر آجاتا تو مجکو صدمۂ عظیم ہوتا اور بدیع الزمان سے مجکو ندامت ہوتی تمنے بڑا کیا پروردگار عالم نے بڑی خیر کی غرض کہ دونون لشکر ایک ہوگئے خسرو شاہ سب کو ہمراہ لیے ہوئے شہر مشتری حصار مین آیا اور بڑی دھوم سے دعوت و ضیافت سب کی کی کئی روز تک جشن عام رہا بعد چند روز کے ملکہ مہر افروز کو ساتھ لیکر شاہزادہ نورالدہر و کرب غازی مع لشکر کے ملک عجم کو روانہ ہوے جب قلعہ عجم مین پہونچے ملازمت ملکہ گوہر ملک کی حاصل کی ملکہ گوہر ملک نے بیٹے کو اور بہو کو گلے سے لگایا پیار کیا اور بہت سا زر و جواہر تصدق کیا بڑی خوشی کی جشن عام رہا تمامی قلعہ مین روشنی کئی روز تک ہوئی تمام بازار آئینہ بند ہوے ناچ رنگ گلی گلی کوچہ کوچہ ہوا کیا قصر عالی بڑے تزک و سامان سے سجا اگر اسکی سجاوٹ اور آرایش جشن تحریر ہو تو کمال طول ہو گا خلاصہ یہ کہ قصر فلک اسکے سامنے پست ہوگیا جو آتا اور اس قصر کو دیکھتا یہ شعر پڑھتا تھا ؎ یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہی + زمین جسکی چہارم آسمان ہی + القصہ شاہزادہ نورالدہر عالیمقام اپنی والدہ ماجدہ سے بعد ایک ہفتہ عشرے کے رخصت لیکر چالیس ہزار سوار جرار کی جمعیت سے مع کرب غازی نقابدار سبز پوش بنکر ملک سبائل کیطرف اس ارادے سے روانہ ہوے کہ جلد دادا جان سے ملازمت حاصل کیجیے اور والد ماجد اپنے شاہزادہ بدیع الزمان عالی منزلت سے قدمبوس ہو لیجیے

دو کلمے داستان جرائت نشان معرکہ آرائی لشکر ظفر اثر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نامور لقاے بے بقا سے بد اختر سے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف
ارے ساقیا معرکے کی ہو جنگ

جوانی دکھائے یہ طبع ضعیف
جوانی کا پیری مین یان جوش ہی

وہ دے جام ہو دل کو جس سے امنگ
تو کس فکر مین آج خاموش ہی

مرے سامنے لاکے رکھدے جو تو
تہیہ کیے ہون مین سو جام کا
نہین مے یہ وہ ہو شراب الست
مین طالب ہون جسکا وہی ہے زلال
سحر بس نزر قیل و قال اب سوال
مے حیدر سے کیست خانہ دل ہوگیا
جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ دل ہوگیا
ابتدائے عشق مین چندے تحمل ہوگیا
نوجوان مرنے سے تیرے ہرگز ملول
صورت برگ خزان بخیر کا غل ہوگیا

چڑھا جاؤن مین خم کے خم اور سبو
مگر وہ شراب مصفا پلا
ہوے جسکے نشہ سے مرسل بہشت
ہمیشہ اسی مے کی جانب ہو دھیان
کہ ساقی کوثر کرینگے عطا
زلف پیچان سے پریشان حال سنبل ہوگیا
مجلس جمشید برہم ہوگئی قل ہوگیا
کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
صبح پیری بھی چراغ زندگی گل ہوگیا
بیت یہ اب نکتہ بنان دفتر کشا

مرا ایک ساغر مین ہوئے گا گیا
ہے جسے ہم پہ شارع نے جائز کیا
نہ اس مے کی جانب تو کیجیو خیال
ادھر کا نہ کیجو کبھی تو گمان
غزل سے حافظ منقبت مین تابل ہوگیا
گل ترے آگے چراغ لالۂ گل ہوگیا
انتہائے شوق ہو اب صبر کی طاقت نہین
مومنون کا مصحف رخسار سے قل ہوگیا
کیا چلی باد بہاری ای جنون جو خود بخود
مضامین نو لکھتے ہین پر صفا

شجاعان عرصہ کارزار مضامین جرأت آئین و بہادران میدان حرب و پیکار طبع رنگین شمشیر خانۂ دو زبان کو بصد صولت و شوکت و بہمت و شجاعت معرکہ رستخیز سخن مین علم کرکے یون صرف کارنمایان ہوتے ہین کہ محاذی مین ملک سائل کے لشکر اسلام بصد شوکت و احتشام فروکش ہو اور مقابلہ فوج کفار بدکردار سے پڑا ہوا ہی اور نجچہ روئین تن باغ بہشت لقاے بے لقاے برائے پیکار باہر آیا ہی اور اُس نے طبل بجوا کر میدانداری کی ہی پہلے روز بہت سے سرداران لشکر اسلام کو زخمی کیا دوسرے روز پھر میدان جنگ مین آیا مبارز طلب کیا دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر نجچہ روئین تن کے مقابلہ کو آیا بعد تگادو رزنی کے نیزہ لندھور کے مارا لندھور نے نیزے پر لیا دو گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کر لندھور نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا نجچہ نے غضب مین آکر گرز لندھور کے مارا لندھور نے اُسکے گرز کا وار رد کرکے جو گرز لگا دوسرا مارا نجچہ نے گرز لندھور کا روکا مگر نہ رک سکا ہاتھ تھرائے دونون گرز آکر اچھلتے ہوئے سر پر پھرے ایک آنکھ کا ڈھیلا صدمۂ چشم سے باہر نکل پڑا بیہوش ہوکر گرا لندھور نے کفار کو آواز دی کہ نجچہ روئین تن کی خبر کو یہ صدا سنکر نجچہ کے لوگ دوڑے اور پاس نجچہ کے آئے دیکھا کہ نجچہ زمین پر بیہوش پڑا ہی اور کینڈا تڑپ رہا ہی اور ایک آنکھ اُسکی بیکار ہوگئی ہی سب لوگ نجچہ کو اُٹھا کر لیگئے اور طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر میدان جنگ سے پھرے سرداران لشکر اپنے خیمون مین گئے بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین داخل ہوے بختیارک نے یاقوت شاہ سے ہنسکر کہا کہ دیکھا آپ نے زبردست کے سامنے کچھ روئین تنی نجچہ کی کام نہ آئی ایک ضرب گرز لندھور سے نجچہ کی آنکھ نکل پڑی وہ بھی پورا ہاتھ نہین پڑا اچٹتا ہوا گرز لگا لقاے بے لقا کو جو خبر ہوئی حکم دیا کہ نجچہ کو داخل بہشت کرو لوگ اُسکو باغ بہشت مین لیگئے علاج اُسکا ہونے لگا چند روز کے بعد نجچہ اچھا ہوا باغ بہشت سے آیا لقا کو سجدہ کیا زمرد شاہ باختری نے خلعت اُسے دیا نجچہ خلعت پہن کے بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا دور شراب چلنے لگا جب جوش بادۂ ناب سے سرشار ہوا طبل جنگ بجوایا اُدھر لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی بجا لشکر مین شور و غل ہوا کل پھر کفار سے مقابلہ ہو رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوے نجچہ روئین تن گینڈا دوڑا کے میدان مین آیا لشکر اسلام کی طرف پکارا کہ سوائے لندھور کے اور جسکا جی چاہے میرے مقابلہ کو آئے یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان

بعد عظم و شان بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر نجہ کے مقابلے کو آئے بعد نگاورزنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی شاہزادہ
بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا نجہ نے تلوار کھینچ کر بدیع الزمان پر وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان
نے خالی دے کر ہاتھ تلوار کا مارا نجہ نے سینہ سپر کردیا تلوار نے جھنجھنانے کی صدادی اور صاف اُچٹ گئی دو تین
وار تلوار کے اسی طرح چلے آخرکار شاہزادہ بدیع الزمان نے ارادہ کیا کہ تلوار اسکی چھین کر گینڈے سے اٹھالیجے
یہ سوچ کر مرکب کو رانون مین دبا کر جولان کیا کہ زیر بغل اُسکے پہونچون ناگاہ مرکب کا پانون موش خانے مین جا پڑا
نجہ نے پھر کر تلوار ماری سر پر شاہزادہ بدیع الزمان کے بڑی تا دوابرو اُتر آئی بدیع الزمان نے دستانہ مارا
تلوار نکل گئی مگر خون کا دریا جاری ہوگیا شاہزادہ بدیع الزمان زخم سر باندھنے لگے کہ نجہ نے دوسرا ہاتھ تلوار
کا دوبارا سر پر پڑا زخم چہارپارہ ہوگیا اب نوبت غشی کی بہم پہونچی قارن جو رفیق شاہزادہ بدیع الزمان
تھا بیتاب ہوکے دوڑا اور بدیع الزمان کو بچایا آپ سامنے آگیا تلوار چلنے لگی انجام کار یہ بھی زخمی ہوا
نجہ تا شام کئی سردارون کو زخمی کرکے پھر گیا دوسرے دن پھر طبل جنگ بجا آکر میدانداری کی دو پہر تک سرداران
دست چپ کو زخمی کیا دو پہر کو شہزادہ خاور سپاہ قاسم عالیجاہ مقابلے کو آئے بعد نگاورزنی و ہمسخنی
و نیزہ بازی تلوار چلنے لگی عین معرکہ آرائی مین مرکب شہزادہ قاسم کی باگ کا تسمہ ٹوٹ گیا گھوڑا بے باگ
ہوکر دوڑا قاسم مرکب کو سنبھالتے رہ گئے اور نجہ روئین تن نے بڑھ کر تلوار ماری سر پر قاسم کے بڑی
تا دوابرو اُتر گئی قاسم نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی قاسم نے زخم سر کو باندھ کر گھوڑے کو سنبھالکر ہاتھ تلوار کا
نجہ روئین تن کے سر پر مارا نجہ کے سر پہ تلوار پڑی مگر کارگر نہوئی مطلق اثر نہوا نجہ نے دوسری تلوار اور قاسم
کو ماری کہ شانہ بھی قاسم کا زخمی ہوا القصہ شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے ادھر بادشاہ اسلام
نے زخمیون کے ٹانکے دلوائے اُدھر کفار بھی فرودگاہ مین پھر آئے نجہ روئین تن لباس رزم اُتار کر پوشاک بزم
پہنکر بارگاہ مین بیٹھا شرابخواری کرنے لگا جسوقت نشۂ شراب مین چور ہوا طبل جنگ بجوایا خبر بادشاہ اسلام کو
ہوئی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارہ رزمی بجے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ اکثر کاتبان خبر
سابق اپنے دفتر مین اسطرح حال نجہ روئین تن کا تحریر کرتے ہین کہ نجہ روئین تن ایک مہینہ کامل لشکر اسلام
سے لڑا صدہا سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور اکثر جوانان لشکر اسلام مارے بھی گئے اُس روز جو میدان
مین آکر کھڑا ہوا اور مبارزطلبی کی ہنوز لشکر اسلام سے کوئی برائے مقابلہ نجہ روئین تن نہ نکلا تھا کہ صحرا کی
کی طرف سے غبار سبزہ مرصع کار اُٹھے کہ کوسون تک میدان مینا کار ہوگیا ذرے مثل اختر تابندہ گرد کے
ساتھ اُڑتے کبھی سبز کبھی طلائی معلوم ہوتے ہین ہر برگ سبزہ صحرا پر مینا کاری ہوگئی اشجار جا بجا طلائی ہین اور
خورشید کا بھی رنگ رخ بدل گیا ہو دونون لشکرون نے جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا شعر از دامن دشت و کوہ
اور رنگ بہ گروے برخاست تو نیا رنگ + چالیس ہزار علم مرصع کار نمایان ہوئے کہ اُنکے پھریرون پر حمد الٰہی
و نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد اسکے ہتھنالین سنفتر نالین قیچیان بادلون کی خاصبردارون کے غول کے
غول مرکب باساز و یراق مرصع پیدا ہوئے بعد اُسکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے ہویدا ہوئے اور تین نقابدار
ایک مرصع پوش دوسرا پلنگینہ پوش تیسرا فیروزہ پوش مرکبان پری پیکر پہ سوار چالیس ہزار
سوار جرار کی جمعیت سے آکر پہونچے اور ایک طرف کو آکر میدان کارزار مین قائم ہوئے دیکھا تینون نقابداران
نے کہ ایک گبر ناہنجار کندۂ ناتراش میدان مین مبارزطلبی کرتا ہوا اور کلمات لاف وگزاف زبان پر جاری کرتا

نقابداروں نے حال دریافت کرنے کے واسطے عیاروں کو بھیجا عیاروں نے حال دریافت کرکے نقابداران
عالی وقار سے آکر عرض کیا کہ ایک کافر کہ نام اُسکا نخجہ روئین تن ہی تمام لشکر اسلام کے سرداروں وغیرہ کو
اُس نے زخمی کیا ہی مہینہ بھر سے لشکر اسلام مین تلاطم ڈال رکھا ہی اور کوئی حربہ اُسپر کسی کا اثر نہین کرتا ہی اب
کوئی مقابلہ کرنے والا اُس سے نہین ہی یہ سُنکے نقابدار مرصع پوش نے کہا یہ میرا شکار ہی اب مین اسے کب
چھوڑتا ہون یہ کہکر مرکب بری بیکر کو اُڑایا اور مقابلہ مین نخجہ روئین تن کے آیا نخجہ نے جو ایک نقابدار مرصع پوش
کو بارادہ رزم و پیکار اپنی طرف آتے دیکھا گینڈا دوڑا کر پہلے نگار درزن ہوا مرکب نقابدار کا ساڑھے تین قدم
پیچھے ہٹا اور گینڈا روئین تن کا چھ قدم پسپا ہوا پھر گینڈے کو گیگ مار کے آگے بڑھایا نقابدار نے
مرکب کو دبا کر رانون مین جھکا بارو برو کا مقابلہ ہوا نختیارک نے یاقوت شاہ سے کہا کہ نخجہ کی خیریت نہین
معلوم ہوتی صحیح و سالم پھر کر آج میدان جنگ سے آنا غیر ممکن ہی ادھر نخجہ نے نقابدار مرصع پوش
سے للکار کر پوچھا کہ تو کون ہی اور کیا نام تیرا ہی نقابدار نے فرمایا مجھے ملک الموت قابض ارواح کفار کہتے
ہین نخجہ خشمناک ہوا اور نیزہ اُٹھا کر نقابدار کو مارا نقابدار مرصع پوش نے چند طعنون مین نیزہ
نخجہ روئین تن کا ہوائی کر دیا اتفاق کار شاہزادہ بدیع الزمان زخمی تھے مگر تماشا میدان کارزار کا
دیکھنے کو چلے آئے تھے نقابدار پر جو نگاہ پڑی دریاے الفت بدری نے جوش مارا قریب نہ تھے دور
نقابدار سے کھڑے ہوئے تھے مگر محبت پیدا ہوئی خواجہ عمر سے کہا کہ جاکر تم نقابدار کو آگاہ کرو کہ
یہ کافر خاسر روئین تن ہی ذرا سمجھ بوجھ کے اس سے لڑنا خواجہ عمر دوڑے ہوئے آئے اور
نقابدار مرصع پوش سے کہا اے بہادر روزگار و اے فخر شجاعان روزگار ذرا اس کافر نخجہ سے ہوشیار
رہنا کہ یہ بدکار روئین تن آہنی بدن ہی اسپر کوئی حربہ اثر نہین کرتا نقابدار نے کہا کہ فضل خدا شامل حال
چاہیے انشاء اللہ مین اسکو زیر کرتا ہون یکایک نخجہ نے تلوار ماری نقابدار نے آتے ہوئے تلوار خیال
مین کرکے ایک تھپکی دی کہ تلوار اُسکی ہٹ پڑی نقابدار نے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار نخجہ کی چھین لین
نخجہ نے تلوار ہاتھ سے چھوڑی کشمکش کے زور ہونے لگے آخر کو مرکبون سے نیچے اتر کر لپٹ پڑے کشتی
ہونے لگی پہر دن باقی تھا کہ نقابدار نے نخجہ کا لنگر توڑا اور ایک ہاتھ سے اُسکو اُٹھا لیا تمام لشکر کفار کو
حیرت ہوئی کہ یہ نقابدار سب سرداران لشکر اسلام سے زبردست ہی اور لشکر اسلام مین تحسین و آفرین
کا شور و غل ہوا بادشاہ اسلام نے پکار کے کہا اے نقابدار مرصع پوش سبحان اللہ ماشاء اللہ
اجرکم اللہ کیا کہنا اس کافر خاسر کے واسطے یہی نکان چاہیے ہی ادھر نختیارک نے یاقوت شاہ
سے کہا کہ کیون مین نہ کہتا تھا کہ نقابدار کے ہاتھ سے آج نخجہ کا بچنا مشکل ہی وہی ہوا نہ یا تو مار ڈالیگا یا
گرفتار کر لیگا یہان نقابدار مرصع پوش نے نخجہ روئین تن پہلوان زبردست کو سر سے اونچا کرکے
تین بار چرخ دیا اور زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر اُسکی مشکین کس کر باندھ لین خواجہ عمرو
تعریفین کرنے لگے شہزادہ بدیع الزمان نہایت خوش ہوئے باچھین مثل گل کھل گئین اور زیادہ محبت
الفت کا ولولہ ہوا خواجہ عمرو برابر کہہ رہے ہین اے نقابدار سبحان اللہ مرحبا آفرین صد آفرین کیا
کار نمایان کیا ہی اگر رستم ہوتا تو حلقہ غلامی ترا گوش جان مین پہن لیتا نقابدار نے عمرو کو سلام کیا
اور کہا کہ لیجاؤ اس مردود ازلی کو اور بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر کرو چاہین وہ اسکو قتل کرین

جاتین وہ اسکو قید آہن مین رکھیں مگر بہت ہوشیاری سے اسکو قید مین رکھنا کہ یہ کافر دغاباز ہی ایسا نہو کہ بھاگ
جائے اور پھر زنجیر فولادی اُسکی کمر سے کھول کے اُسکو جکڑ دیا اور ایک سرا اُس زنجیر کا خواجہ عمرو کے
ہاتھ مین دیا نجمہ روئین تن کو خواجہ عمرو نے کر میدان سے پھرے اُدھر کفار نے طبل بازگشت بجوایا اور سب
مضطر و مایوس شرمندہ خاطر ہو کر اپنے اپنے مقام پر آگئے اُدھر نقابدار مرصع پوش مع لشکر کے جانب صحرا
روانہ ہوگیا اور وہ اسی کوہ مین آکر خیمے برپا کروائے اُترا خواجہ عمرو نجمہ کو لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے
بادشاہ اسلام نے نجمہ سے کہا کہ ای نجمہ لقا پرستی پر لعنت کر دائرۂ اسلام مین آ مسلمان ہوجا اُس کافر
بدکیش نے جواب دیا کہ لاکھ جانین ہون تو خداوند لقا پر نثار کرون مین کبھی مسلمان نہونگا فرمایا اگر مسلمان نہوگا
تو پھر مارا جائیگا نجمہ نے کہا کوئی مجھے نہین مار سکتا اُسوقت بادشاہ اسلام نے سردارون کو حکم دیا کہ تہ شمشیر اسکو
کرو سب سردار تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے چہار طرف سے نجمہ پر تلوارین پڑنے لگین مگر کوئی تلوار اُسکے بدن پر
اثر نہ کرتی تھی نجمہ ہنس رہا تھا تب بادشاہ اسلام نے خواجہ عمرو سے کہا کہ کسی تدبیر سے نجمہ کو قتل کرو عمرو
نے مسکرا کر کہا کہ حضور ملک الموت کو کچھ رشوت دیجائے تو وہ آکر قبض روح کرے اور مجھے آپ خوب جانتے
ہین کہ مفلس ہون ایک حبہ میرے پاس نہین ہی بادشاہ اسلام نے ہنسکر فرمایا کہ خواجہ تمہارا مذاق کسی وقت
نہین جاتا اچھا دو ہزار روپیے دینگے عمرو نے کہا کہ روپیہ منگوائیے بادشاہ نے دو توڑے روپیون کے عمرو
کو منگوا دیے عمرو نے وہ روپیے لے کر داخل زنبیل کیے اور نجمہ روئین تن کو چو میخہ کر کے باندھ دیا اور بہت سا
سیسہ گرم کر کے اُسے پلا دیا کہ تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا لاشہ اسکا گھوڑے پر پھینک دیا کفار یہ سُنکر بہت
رنجیدہ ہوے لقا نے کہا کہ نجمہ کو اپنی روئین تنی پر نہایت غرور ہوا تھا اس سبب سے مین نے اُسے فنا
کیا مگر ابھی تو روز مین نجمہ کو پھر زندہ کر دونگا بختیارک یاقوت شاہ کو سلام کر کے ناچنے لگا اور زبان
سے کہنے لگا تا دھنا تا دھنا لیکن اسطرف شہزادہ بدیع الزمان اور بادشاہ اسلام اور قاسم وغیرہ
نے خواجہ عمرو سے کہا کہ ای خواجہ نقابدار مرصع پوش وغیرہ کی خبر لاؤ کہ یہ کون ہی عمرو نے جواب دیا کہ
نقابدار کے لشکر کی طرف رخ بھی نہ کرونگا سب نے کہا کہ خواجہ صاحب خالی نہ جائیے ہمسے تھوڑا روپیہ
لے لیجیے خفا نہو جیسے ہم جانتے ہین کہ جب آپ مفلس زیادہ ہوتے ہین اُکھڑی باتین کرتے ہین غصہ ہوتے
ہین غرضکہ سب نے ملکر پانچ ہزار روپیے دیے عمرو یہان سے لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوا اور صورت
ایک فقیر کی بنکر داخل لشکر نقابدار ہوا پہلے ایک صراف کی دوکان پر بیٹھکر روپیے کا سکہ دیکھا اُسپر فقط نقابدار
صاحبقران زمان کھدا ہوا تھا متحیر ہوا کہ یہ نقابدار صاحبقرانی کا دعوی کرتا ہی کون ہی الغرض تمام
لشکر کی سیر کرتا دربارگاہ نقابدار مرصع پوش پر آیا کہ دیکھا نقابدار مرصع پوش دنگل شوکت پر
جلوہ گر ہی اور دو نقابدار اور داہنے بائین نشستہ ہین عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ قضاے کار عیار نقابدار
کا آیا اور اُس نے بہ نگاہ غور دیکھا اور عمرو کو پہچانا اور نقابدار مرصع پوش سے چپکے سے کہا
کہ یہ فقیر عمرو ہی آپ کا حال دریافت کرنے آیا ہی نقابدار نے کہا کہ ہمارے پاس خواجہ عمرو
کو بلا لاؤ عیار نقابدار کا عمرو کے پاس آیا اور کہا شاہ صاحب چلیے آپ کو نقابدار
نے طلب کیا ہی کچھ آپ کو ملجائیگا عمرو نے کہا بابا جو کچھ فقیر کو دینا ہو یہین دیدو وہان نہ لیجاؤ اُس
عیار نے اور کچھ عیارون کو اشارہ کیا کہ اس فقیر کو گھیر کر لے چلو اور اگر یون نہ چلے تو پکڑ لیچلو

القصہ عمرو کو گرفتار کرکے نقابدار کے سامنے لائے عمرو نے کہا بابا یہ کیا انصاف ہے کہ فقیرون پر ظلم ہوتا ہے اور لوگ ایذا سے بچاتے ہین نقابدار نے کہا کوئی تمسے نہ بولیگا سچ بتاؤ تم کون ہو کہا عیار ہون لشکر کفار سے خبر کے واسطے یہان آیا تھا نقابدار نے کہا اگر یہ عیار لشکر کفار کا ہے تو جلد اسے قتل کرو اور جو اہل اسلام مین سے ہے تو مین آپ اسکا سر کاٹونگا عمرو نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ ہر طرح جان جانے کے سامان ہین اب چھپانا اپنے تئین بہتر نہین پکارا ہم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نقابدار نے کہا کہ اچھا اپنی صورت اصلی بنا کر دکھاؤ عمرو نے گرم پانی منگوا کر ہاتھ منھ دھویا بصورت اصلی بنا نقابدار مرصع پوش نے عمرو کو رہا کرکے اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور کہا کہ خواجہ تم میرے افشار راز کے واسطے آئے تھے اگر تمھارے مقام پر کوئی اور ہوتا تو مین اُسے زندہ نہ چھوڑتا مگر تم معین لشکر اسلام ہو یہ سمجھ کر کچھ نہ کہا اور اگر تم اب بار دگر صورت بدل کر آئے تو بغیر مارے نہ چھوڑونگا عمرو نے قسم کھائی کہ اب نہ آؤنگا نقابدار نے کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر خواجہ عمرو کو دین عمرو نے دعائین دینا شروع کین اور رخصت ہو کر اپنا راستہ لیا مگر پھر راستے سے پھر کے نقابدار سے آکے کہا اے نقابدار مرصع پوش تُنے زر و جواہر تو مجھے بہت سا دیا لیکن نام تمھارا اگر معلوم ہوجاتا تو اور بھی بہت کچھ میرے ہاتھ آتا نقابدار للکارا کہ پھر وہی کلام لا طائل زبان سے نکالا بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اور تیر و کمان اٹھایا عمرو جست و خیز کرکے نکلا ہوا چلا گیا جب خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا حال بیان کیا اور کہا کہ زندگی میری تھی جو بچگیا اب بار دگر نقابدار کے لشکر مین جانے کا ارادہ نہ کرونگا دوسرے روز خواجہ عمرو لشکر کفار مین خبر کے واسطے گئے چوبدار کی صورت بنکر بارگاہ یاقوت شاہ مین آئے باتین کفار کی سننے لگے کہ نوا ور سنگ انداز پیچھے آکر عمرو کے لپٹ گیا اور غفلت مین گرفتار کر لیا عمرو پکارا کہ مجھسے کیا خطا ہوئی وہ پکارا کہ باشش او ساربان زادے مین نے تجھے پہچانا چوبدار کی شکل بنکر یہان آیا ہے اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ زندہ و سلامت نکل جائے عمرو نے ہر چند نالہ و زاری کی مگر وہ کب سنتا تھا آب گرم منگا کر عمرو کو نہلایا رنگ و روغن عیاری کا چھوٹ گیا صورت اصلی عمرو کی نکل آئی نوا ور سنگ انداز نے آہنگرون کو بلوا کر غل و زنجیر مین گرفتار کیا بختیارک نہایت خوش ہوا یاقوت شاہ سے کہا کہ اب اسکو جلد قتل کروا دیجے تاخیر نہ کیجیے تقدیر نہایت زبردست تھی کہ عمرو یون ہاتھ آگیا اور کل کا ذکر ہے کہ نجانے اس نے کس عذاب الیم سے قتل کرایا ہو یاقوت شاہ نے کہا کہ القاش خون آشام عمرو کا جانی دشمن ہے وہ عجم کی مہم فتح لیے ہوئے آتا ہے عرضی اُسکی آچکی ہے وہ آکر اسے مار یگا بختیارک نے کہا مرشد کا جب تک قید مین رہنا معلوم کسی نہ کسی طرح سے چھوٹ جائینگے نوا ور سنگ انداز نے کہا کیا مجال کسی کی جو ہماری قید سے عمرو کو چھڑا لے جائے پھر قفس آہنی منگوا کر عمرو کو بند کیا اور سامنے بارگاہ یاقوت شاہ کے لٹکا دیا اور کہا کہ ملک جی دیکھین تو کون عمرو کو چھڑا لے جاتا ہے اور یہ کیونکر چھوٹتا ہے یاقوت شاہ عرضی القاش کی لیے ہوئے لقا کے پاس گیا اُس عرضی مین لکھا تھا کہ مین نے مہم شہر عجم کی فتح کی اس لڑکے کو مار ڈالا اب خدمت خداوند لقا مین حاضر ہوتا ہون لقا یہ سُنکر نہایت خوش ہوا اور کہا کہ اسکو خلعت بھیجو بختیارک نے عرض کیا نظف سیل گردان اور سبائیل حشمت انداز مدت سے قید مین گرفتار ہین اور قلعہ ذوالامان بناتے ہین اگر تم تو القاش چھڑا لائے تو بہتر ہے لقا نے اسی مضمون کا نامہ لکھوایا کہ اے القاش تم راہ سے بیت الحرمان کی آؤ کنارے دریاے سبائل کے

خدا پرست قلعۂ ذوالامان بنوا رہے ہیں اور لاکھ بیلدار اور خشت انداز ہمارے یہان کے قید مین انھین چھڑاتے لاؤ ہم تمسے بہت رضامند ہوے اور زیادہ خوش ہونگے القصہ یہ نامہ ارمزاد نخشی کو مع خلعت دے کر روانہ کیا یہان نوادر سنگ انداز نے یاقوت شاہ سے کہا کہ عمرو کو تو مین نے پکڑ لیا اب اور عیار خدا پرستون کے جو نامی اور نامور ہین اُنکو سر میدان گرفتار کرونگا اب طبل جنگ بجوائیے بختیارک بولا اے نوادر عمرو تو شاہنشاہ عیاران ہو مگر بعضے بعضے اور عیار بھی بلا ہے درمان ہین اور آفت روزگار نہایت طرار و فرار ہین جسوقت اُنمین سے کوئی مقابلے کو آئیگا تب حال معلوم ہوگا نوادر پکارا کہ ملک جی تماشا دیکھنا کہ مین نے کیا کیا غرضکہ یاقوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لے کر لشکر اسلام مین آئے اور بیان کیا کہ نوادر سنگ انداز نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اور عمرو کو غافل پاکر گرفتار کر لیا ہے اور اب اُسکا ارادہ ہو کہ سرسیان اور عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرے بادشاہ اسلام نے سب عیارون کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ صاحبو عمرو تو مبتلاے بلا ہو گیا اب تم لوگون کو چاہیے کہ سب کے سب متفق ہو کر اس کافر بدکیش کو سزا پہونچاؤ اور خواجہ کو قید سے چھڑا لاؤ ہر ایک نے عرض کیا کہ حضور انشاء اللہ ہم اپنی جان لڑا دینگے اور اُستاد کو چھڑا لائینگے القصہ لشکر اسلام مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوے گنبد گیتی نما پر لقا بے لقا آکر بیٹھا اُدھر سے عیاران لشکر اسلام آئے منگیرون کے نیچے صندوق ہاے عیاری پر متمکن ہوئے ادھر سے عیاران کفار آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے عمرو کے بھی قفس کو عقابین پر لاکر لٹکا دیا اور کئی ہزار عیار عقابین کے گرداگرد کھڑے ہو گئے اور عمرو سے کہا کہ تم بھی تماشا عیارون کے مقابلہ کا دیکھو غرضکہ جب صفین لشکرون کی جابجا مین آراستہ ہو چکین اور نقیب نہیب دے کر چلے گئے اسوقت نوادر سنگ انداز لقا کو سجدہ کر کے یاقوت شاہ کے سامنے آیا اجازت میدان چاہی یاقوت شاہ نے کہا کہ بحکم خداے باختری کے سپرد کیا نوادر وہین سے جست کر کے آسمان پر گیا اور نیمچہ کے ہاتھ لگانے لگا جب گرنے لگتا تھا نیمچہ پیٹ کر کے پاؤن کے نیچے رکھ لیتا تھا اور اُسی نیمچہ کے سہارے سے پھر آسمان پر اُڑا اُڑا جاتا تھا چار گھڑی تک آسمان سے نہ اُترتا تھا پھر جو زمین پر آتا تھا تو عرق عرق ہو جاتا تھا بعد اسکے دیر تک کھڑا ہوا پسینہ خشک کیا جب خوب دم لیا پکارا اے عیاران لشکر اسلام آؤ میرے مقابلے کو تمھارے سردار داقفر کو تو مین نے پکڑ لیا تمکو بھی گرفتار بلا کرتا ہون یہ سُنکے برق کتارہ کابلی صندوق عیاری سے کودا بادشاہ اسلام کے سامنے آیا اجازت خواہ میدان جنگ ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ پروردگار عالم کی حفظ و امان مین دیا کتارہ جست خیز کرتا ہوا سامنے نوادر سنگ انداز کے آیا نوادر نے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے کتارہ نے نام اپنا بتایا بعد گفتگو کے سنگ زنی ہونے لگی دونون عیار گوپھن پکڑے ہوئے پتھر مار رہے تھے تراق پڑاق کی آواز بلند تھی پتھر پر پتھر روک رہے تھے پتھر چورا ہو ہو کر گرتے تھے چار گھڑی تک سنگ زنی رہی آخرکار ایک مقام پر نوادر نے جھلا وا دے کر جو سینے پر کتارہ کے پتھر مارا کتارہ تڑپ کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا نوادر نے دوڑ کر مشکین باندھ لین اور دم سکو اُسی عقابین سے لاکر باندھ دیا جسپر عمرو کا قفس آویزان تھا اور پھر مبارز طلب کیا مہتر بیوک خطائی نوادر سنگ انداز کے مقابلے کو آیا بعد گفتگو کے نوادر نے کمند ماری مہتر نے خالی دیکر حلقہ ہاے کمند نوادر پر مارے وہ بھی صاف نکل گیا

ایک گھڑی بھر کمند بازی ہوئی مگر مطلب کسی کا حاصل نہوا پھر خنجر زنی ہوئی اُس سے بھی کچھ نہوا تیغچہ چلنے لگا دونون
باہم تیغچہ مار رہے تھے ایک دوسرے کو چاہتا تھا کہ زخمی کرے مگر کوئی کسی کے ہاتھ کا زخم نہ کھاتا تھا کہ
نوادر سنگ انداز نے پیچھے ہٹکر ایک پتھر بزرگ خطائی پر مارا اُسنے تیغچے پر روکا تھا کہ تیغچہ اسکا ٹوٹ گیا وہ
پتھر زانو پر اُسکے پڑا کہ بزرگ خطائی اُسکے صدمے سے گرا نوادر نے اُسکی چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین
اسی طرح شام تک سات عیارون کو نوادر سنگ انداز نے زخمی کر کے گرفتار کیا کئی میداندار یون مین سر سنگ
مصری اور اسلم پیادہ رو اور امیہ وسیارہ وغیرہ کو پکڑ لیا اور اُسنے یہ دستور رکھا تھا کہ جب میدان سے
پھر کر جاتا تھا عمرو وغیرہ اپنے ساتھ لیے آتا تھا عیارون نے دیکھا کہ نوادر سنگ انداز حریف نہایت سخت ہے اور
پتھر اُسکا کسی کا ہر کوئی اُسکی ضرب کی تاب نہین لا سکتا ناچار ہو کر بیٹے عمرو کے اور شاگرد وغیرہ مہتر قران حبشی
کے پاس آئے اور کہا کہ آپ خلیفہ ہین اور جان خواجہ عمرو ہین بلکہ جان بخش عمرو ہین آپ مدد کیجئے تو یہ گرفتار ہوگا
قران نے کہا کہ صاحبو مین حاضر ہون جانبازی کو مگر تم مین سے ایک ایک مجھسے بہتر ہے کوئی مجھسے پایہ کمی کا نہین
رکھتا ہے جب قصد کروگے اُسے پکڑ لوگے الحاصل مہتر قران نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا کفار کو خبر ہوئی بختیارک
نے نوادر سنگ انداز سے کہا کہ اب تم اس بلائے سیاہ کے ہاتھ سے نہ بچوگے اُس نے کہا ملک جی اسکو نہ مارا
تو اپنا نام نوادر سنگ انداز نہ رکھا رات بھر تیاری کی صبح کو دونون طرف کے عیار معرکہ آرائے کارزار ہوئے اپنے
صفین آراستہ ہوئین عمرو کا قفس عقابین پر لا کر لٹکایا گیا اور عیارون کو بھی اُسمین بند کر دیا جو گرفتار ہوگئے تھے
غرضکہ نوادر سنگ انداز لقا کو سجدہ کر کے یاقوت شاہ سے اجازت لے کر میدان مین آیا خوب سلحشوری
کی بعد اُسکے مبارز طلب کیا مہتر قران حبشی اپنے صندوق عیاری سے کود پڑا شاہ اسلام کو آداب بجا لا کے
اجازت طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا سپرد خدا کیا بعد اُسکے جست کر کے نوادر کے سامنے آیا اُسنے دیکھا کہ
ایک حبشی نہایت ڈھنگا چست و چالاک ہے پوچھا کہ تو کون ہے اُس نے کہا میں مہتر قران حبشی خادم خاص
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عیار طرار نوادر نے کہا اُستاد تیرا میرے پاس قید ہے تجکو شرم نہین آتی مجھسے مقابلہ
کرتا ہے جواب دیا کہ او تیرہ روزگار اُستاد غافل کھڑے ہوئے تیرے ہاتھ لگ گئے نہین کسی کی مجال ہے کہ کوئی اُنھین
پکڑتا اور دیکھ مین تجھے نہایت آسانی سے گرفتار کیے لیتا ہون اسی بات پر کچھ میرے اور تیرے شرط ہو جائے
پوچھا کیا شرط ہو مہتر قران نے کہا کہ ایک ایک صندوق پُر از جواہر نوادر نے کہا کہ اچھا ہو چکی شرط صندوق منگوا دو
ادھر مہتر قران نے ایک صندوق پُر از جواہر طلب کیا اُدھر نوادر نے بھی صندوق منگوا کر رکھا نوادر سے مہتر قران
نے کہا کہ مین دیکھون اس صندوق مین کیا ہے اور دوڑ کر نوادر سنگ انداز کا صندوق کھولا اسمین صرف کنکر
پتھر بھرے تھے مہتر قران ہنسا کہا خوب صندوق جواہر کا منگوایا نوادر سنگ انداز شرمندہ ہوا اور کہا اچھا
تیرے صندوق مین دیکھون کیا ہے اور کیسا جواہر ہے مہتر قران نے کہا شوق سے دیکھو وہ جواہر بیش بہا ہے کہ
کبھی نظر سے کسی کی نہ گذرا ہوگا چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا نوادر آیا صندوق کا قفل کھولا تختہ اُٹھایا
تختہ کا ۔۔۔ اسمین مہتر قران اصلی بیٹھا ہوا تھا اور یہ مہتر قران نقلی تھا شاگرد مہتر قران اصلی کا اور نام
اسکا جست عیار تھا جیسے نوادر سنگ انداز نے جھک کر دیکھا مہتر قران نے حلقہ ہائے کمند مارے
گردن مین نوادر کی پڑے قران نے جھٹکا دیا کہ نوادر گرا جست عیار اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مہتر قران
نے نوادر کی مشکین باندھ لین اور پکارا کہ او کافران بے حیا دیکھو یون نوادر سنگ انداز کو گرفتار کرتے ہین

عیاران کفار دوڑے کہ نوادر کو چھڑالین حیست عیار نوادر کو میدان جنگ سے لے کر بھاگا اور مہتر
قران بندہ پکڑے کے عیاران کفار پر جھپٹا عیاران لشکر اسلام اور جو تھے وہ سب کمک کے واسطے مہتر
قران کی آئے نیمچہ اور خنجر چلنے لگا حلقہ ہائے کمند اور حقہ ہائے آتشبازی پڑنے لگے عجب غلغلہ محشر بپا
رہا تھا کہ گوش فلک گنگ ہوگئے تھے عیاران اسلام عیاران کفار سے لڑتے ہوئے عقابین کے
پاس آئے اور چاہا کہ عمرو کو چھڑالین قفس کو عقابین سے اُتارین اسرقت گوزن پوست پوش قفس
عمرو کا اُتار کر بھاگا امیہ اور عیار مانند ترک خطائی وغیرہ کے جو اسیر تھے اُنکو عیاران اسلام نے چھڑا لیا
انجام کار طبل باز گشت بجا دونون لشکر پھر گئے بادشاہ اسلام نے مہتر قران کو خلعت دیا نوادر سنگ انداز
کو غل و زنجیر مین قید کیا لیکن گوزن پوست پوش قفس عمرو کا لیے ہوے جو بارگاہ یاقوت شاہ مین
پہونچا بختیارک نے یاقوت شاہ سے کہا کہ دیکھیے آج عمرو چھوٹ گیا ہوتا بہتر یہ ہے کہ اسے جلد قتل کیجیے یاقوت شاہ
نے چاہا کہ جلاد کو طلب کرون عیارون نے عرض کیا جب تک نوادر سنگ انداز رہا نہو اسکا قتل کرنا بہتر نہین
یاقوت شاہ نے کہا کہ عیار سچ کہتے ہین جب تک القاش خون آشام بھی آجائیگا بختیارک بولا ای
یاقوت شاہ عمرو قید نہین رہیگا چھوٹ جائیگا گوزن پوست پوش نے کہا کہ کیا مجال کسی کی جو
ہماری قید سے چھڑا لیجائے ہم رات بھر بیٹھ کر پہرا دینگے اور وہان سے قفس عمرو کا لیکر اپنے خیمہ مین آیا تمام
عیار ایک جگہ بیٹھے ناچ دیکھتے تھے شرابخواری کرتے تھے اور عمرو کو ستون سے باندھ دیا درد شراب کا
اور ہڈیان کباب کی اُس پر پھینک دیتے تھے خواجہ عمرو اپنے حال کثیر الاختلال پر روتے تھے پروردگار عالم
دعا کرتے تھے کہ ای کارساز مطلق و ای مشکل کشاے دو جہان تو میری مشکل کو آسان کر اور اس قید سخت سے
رہا کر ابھی دعا نہ ختم ہوئی تھی کہ دیکھا خوردک بن گردھر دیکھ عیارون سے شراب کی بوتلین لیے ہوے
آیا سب نے اُٹھ کر تعظیم کی لیکن خوردک نے جو عمرو کی صورت دیکھی خنجر کھینچ کر دوڑا کہ اسے ابھی قتل کر دونگا
گوزن پوست پوش مانع ہوا کہ اسے القاش کے سامنے قتل کرینگے ابھی تامل کیجیے خوردک ناچار صحبت
مین آنکر بیٹھا شراب جو اپنے ساتھ لایا تھا ساقیون کو دی کہ اسے پلا دیں جام ارغوانی گردش مین آیا
دو پہر رات گئی تھی کہ رنگ صحبت کا دگرگون ہوا ہر ایک بہکی بہکی باتین کرنے لگا یہانتک کہ تمام صحبت بیہوش
ہوگئی فقط خوردک اور جو عیار اسکے ساتھ آئے تھے وہ ہوشیار تھے عمرو خوش ہوا کہ تونے جو اسے فرزند کہا
آج اسنے حق فرزندی ادا کیا تیرے چھڑانے کو آیا عمرو نے کہا ای خوردک مرحبا صد مرحبا کیا کہنا خوب تونے
حق فرزندی ادا کیا اب مجھے جلد رہا کر خوردک نے کہا مین تجھے قتل کرونگا کسواسطے کہ پہلے جب مین تجکو
قتل کرنے پر آمادہ ہوا سب نے منع کیا تھا خاص تیرے قتل کے لیے مین نے اپنی صحبت کو بیہوش
کیا کہ اب بے اندیشہ تجھے قتل کرون عمرو پکارا کہ حق فرزندی یہی ہوتا ہے خوردک بولا اگر چاہتے ہو کہ مین
تمھین چھوڑ دون تو لکھ دو کہ مین شاگرد خوردک کا ہوا عمرو نے دیکھا کہ اسوقت انکار کرنا مناسب نہین ہے
مفت جان جائیگی جلدی سے ایک نوشتہ مہری تحریر کر دیا کہ مین خوردک کا شاگرد ہوا خوردک نے وہ
نوشتہ اپنے پاس رکھ لیا اور عمرو کو رہا کر دیا اور کہا کہ مین ابھی انھین سب کے ساتھ پڑا ہون تاکہ آپ بدنام
نہون آپکو اختیار ہے جہان آپکا جی چاہے چلے جایے اور جو چاہے کیجیے عمرو نے تمام صحبت کو لوٹا اور گوزن
پوست پوش کا پیٹ چاک کر کے اُلٹا لٹکا دیا اور ایک رقعہ لکھ کر وہان ڈالدیا اسمین یہ مرقوم تھا کہ ای کافر و آگاہ ہو

مین اپنی عیاری سے آپ چھوٹا اور تمام صحبت کا اسباب لوٹا اور گوزن کو مار کر چلا گیا یہان صبح کو جو عیاران
کفار ہوش مین آئے اپنا حال خراب دیکھ کر حیران ہوئے سامنے عمرو جو ستون سے بندھا ہوا تھا دیکھا کہ
وہ نہین ہی رقعہ اٹھا کر پڑھا معلوم ہوا کہ عمرو چھوٹ گیا نہایت متعجب ہوے کہ اسنے کیا عیاری کی کیونکر چھوٹا
اب جو اپنی صحبت مین دیکھتے ہین تو گوزن پوست پوش نہین تلاش کیا کہین پتا نہ لگا اُٹھ کر ادھر اُدھر
دیکھا تو ایک مقام پر اُلٹا لٹکا ہوا ہی اور پیٹ اُسکا چاک ہی نہایت صدمہ و ملال سب کو ہوا شدہ شدہ یہ خبر
بختیارک کو پہونچی بختیارک اٹھ کر ناچنے لگا اور کہا تا دھنا تا دھنا پھر پکارا اصلواۃ بر محمد لعنت برلات اعلی
ومنات سفلی اور یاقوت شاہ سے کہا کہ حضور مرشد کامل رہا ہوگئے میر اُنکا کسی کو یا درنہ آتا تھا دیکھا وہی
سامنا ہوا اسکو تو یہین چھوڑیے اُدھر کا حال سینے کہ ارمزاد بخشی خلعت اور نامہ لقا لیے ہوئے
القاش آشام کے پہونچا القاش نامہ پڑھکر قلعہ ذوالامان پر آیا اور اہل اسلام سے مقابلہ ہوا
لشکر اسلام کو قتل کرنا شروع کیا عمرو بن رستم کہ وہ میر عمارت قلعہ ذوالامان تھا اُسکو خبر ہوئی اُسی وقت
سوار ہوکر آیا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی میرے ہاتھ سے باش مین آ پہونچا جب سامنے القاش کے
گیا القاش نے پوچھا کہ یہ تونے ہی بندگان خداوند لقا کو قید کیا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہان القاش
بولا کہ پہلے مجھے مارونگا بعد اُسکے انھین چھڑا ئونگا یہ کہکر برابر کیا تلوار چلنے لگی دو گھڑی تک تلوار چلی ہوگی کہ
ایک مقام پر القاش نے تلوار عمرو بن رستم کی رد کرکے جو وار تیغہ آبدار کا کیا سپر کو قلم کرکے سر پر عمرو
بن رستم کے پڑا تا دوابرو اُترا آیا عمرو بن رستم نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا اسی حالت زخمداری
مین تلوار القاش پر ماری القاش نے خالی دی نکان جو ہوئی عمرو بن رستم کو غش آگیا القاش نے چاہا
کہ اُسی بیہوشی مین عمرو بن رستم کو تلوار مارے کہ لوگ عمرو بن رستم کے آپڑے اور بچا لیگئے القاش
خون آشام نے ہمراہیان عمرو بن رستم کو شکست دی مظفر بیل گردان اور شمائیل خشت انداز وغیرہ
کو قید سے رہا کر لیا اور خدمت مین خداوند لقا کی روانہ ہوا مگر شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ نے جو
سُنا کہ القاش خون آشام قلعہ ذوالامان پر آیا ہی اور عمرو بن رستم سے لڑائی ہو رہی ہی اور تلوار
چل رہی ہی فوراً سوار ہوکر روانہ ہوئے اُس وقت پہونچے ہین کہ القاش وہان سے روانہ ہوچکا اور عمرو بن
رستم زخم مین ٹانکے دلوا رہے تھے قاسم نے جو یہ حال شہزادہ عمرو بن رستم کا دیکھا نہایت ملول اور
غضبناک ہوکر فرمایا کہ یہ کافر کہان جاتا ہی سر میدان اس سے سمجھونگا اور پھر کر اپنے لشکر مین آئے ادھر القاش
کو کفار استقبال کرکے لقا کے پاس لیگئے القاش نے پہلے لقا کو سجدہ کیا اور پایے تخت کو بوسہ دیا اور
عرض کیا کہ مین خداوند کے حکم سے پسر بدیع الزمان کو قتل کر آیا کسی کو وہان زندہ نہین چھوڑا لقا سے
بے لقا نے کہا کہ ستر ہزار برس پہلے مین نے یہی تقدیر کی تھی جو کچھ ظہور مین اب آیا ہی پھر القاش کو
خلعت دیا القاش نے مظفر بیل گردان اور شمائیل خشت انداز کو حاضر خدمت خداوند لقا کیا لقا نے
اُنکو بھی خلعت دیا بعد اُسکے بارگاہ یاقوت شاہ مین آیا دنگل شوکت پر بیٹھا پوچھا کہ مین نے راہ مین سُنا
تھا کہ وہ دزد بار یک گردن عمرو عیار قید ہی اُسے میرے سامنے لاؤ کہان ہی بختیارک نے سلام کرکے کہا
کہا کہ کل رات کو عمرو قید سے چھوٹ گیا بلکہ گوزن پوست پوش کو قتل کرکے گیا اور اُسی کی قید مین بھی
تھا القاش نے کہا خیر کیا مضائقہ ہی سمجھا جائیگا پھر دورہ بادہ ناب چلنے لگا خوب نشہ مین چور ہوا حکم دیا

کہ طبل جنگ بجے کل مین ہون اور خدا پرست ہین ناظرین پر واضح ہو کہ بعض دفتر کی عبارت سے یہ ظاہر
ہو کہ نخجہ روئین تن نقابدار سبز پوش کی قید سے چھوٹ کر چلا آیا ہو اور القاش کے سامنے میدانداری
ہوئی ہو اور سردارون کو لشکر اسلام کے زخمی کرتا ہو پھر نقابدار سبز پوش آکر نخجہ روئین تن کو گرفتار
کر کے عمرو کے حوالے کرتا ہو عمرو اُسے سینہ بلا کر مار ڈالتا ہو اور لاش کو دم سکی گدھے پر سوار کر کے اور
ڈھنڈھورا بنگے لشکر کفار مین لاتا ہو تمام لشکر مین تشہیر کر کے دربارگاہ یاقوت شاہ پر آتا ہو اور ہر جگہ
پر یہی صدا دیتا ہو کہ جو لقا کی مدد کریگا اُسکا یہی حال ہوگا بختیارک ہر ایک کو آگاہ کرتا ہو کہ یہ ڈھنڈھورا عمرو
ہو اور یہ لاش نخجہ روئین تن کی ہو جسکو گدھے پر ڈال کر تشہیر کر رہا ہو کفار دوڑے کہ عمرو کو پکڑین عمرو
چند آدمیون کو مار کر صاف نکلا چلا گیا کفار لاش نخجہ روئین تن کی اُٹھا لائے اور بحکم لقا دریاے رحمت لقا مین
ڈلوا دیا بعد اُسکے القاش خون آشام نے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا ہر کارے لشکر اسلام کے یہ خبر لے کر
خدمت بادشاہ اسلام مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ لشکر کفار مین القاش خون آشام نے اپنے نام
پر طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے بھی کوس حربی بجوایا رات بھر جانبین مین درستی آلات حرب پیکار رہی
صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور میدان حرب تیار ہوا
نقیبان بلند آواز نقابت کر گئے القاش خون آشام نے لقا کو سجدہ کیا اور یاقوت شاہ سے اجازت
میدان جنگ طلب کی یاقوت شاہ نے کہا کہ بسپرد خداوند لقا کیا القاش خون آشام کر گدن پر سوار
ہو کر میدان مین آیا اور سرا پا میدان کا دکھایا تھوڑی دیر تک ٹھہر کر دم لیا بعد اُسکے مبارز طلب کیا فوراً
مندویل اصفہانی بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر مقابلے کو آیا القاش مندویل سے نگاہ دو چار
ہوا برابر سے دونون کے مرکب پسپا ہوے پھر مرکبون کو رانون مین دبا کر ایک دوسرے کے مقابل
ہوا القاش نے استفسار نام و نشان کیا مندویل نے نام اپنا بتایا القاش نے اُسے سمجھایا کہ ای
مندویل دین لقا پرستی اختیار کر مندویل نے لقا پر لعنت کی القاش بہت خشمناک ہوا اور نیزہ
مارا مندویل نے نیزے کو نیزے پر لیا چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کسی کا مطلب فتحیابی حاصل نہوا
آخر کار نیزے دونون نے پھینک دیے القاش نے تیغہ کھینچ کر مندویل پر وار کیا مندویل نے
سپر پر روکا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر مین در آیا تا دو ابرو اُتر گیا مندویل نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا
خون سر سے جاری ہوا مگر اُسی حالت زخمداری مین جرأت کر کے تلوار کھینچ کر چلا کہ غش طاری ہوا القاش
پکارا ای خدا پرستو اسے لے جاؤ یہ زخمی ہو کر بیہوش ہو گیا اب گرا چاہتا ہو اور کسی کو میرے مقابلے کو بھیجو
یہ سنکر شہنشاہ عراقی مرکب اُڑا کر سامنے القاش خون آشام کے آئے مندویل کو لشکر مین روانہ
کیا اب مقابلہ القاش سے کرنے لگے بعد حرب و ضرب کے اُسی تیغہ خون آلود سے شہنشاہ عراقی بھی
زخمی ہوے شام تک چند سردارون کو القاش خون آشام نے زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا
دوسرے روز جو میدانداری کی بہت سے رفیق شہزادہ بدیع الزمان کے اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے
تیسرے روز پھر معرکہ آراے نبرد ہوا مبارز طلب کیا شہزادہ بدیع الزمان نے ارادہ کیا تھا کہ القاش
کے مقابلے کو جائین کہ یکایک صحرا کی طرف سے غبار کا تتق اُٹھا جب برابر آکر شق ہوا تو دیکھا کہ ایک جوان
دیو پیکر بلند قد قوی ہیکل چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا کہ نام اُسکا دیو جنگال تھا اور رفیق تھا شاہزادہ

بدیع الزمان عالیمقدار کا الغرض ابرہا سے دیو چنگال نے آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور قدمبوسی
شاہزادہ بدیع الزمان کی حاصل کی اور اجازت طلب کارزار کا ہوا شہزادہ بدیع الزمان نے
بادشاہ اسلام سے اجازت بیکار دلوائی ابرہا سے دیو چنگال میل گران سنگ کاندھے پر رکھکر
القاش خون آشام کے مقابلے کو آیا بختیارک نے ابرہا کو دیکھ کے یاقوت شاہ سے کہا کہ
اس سے القاش عہدہ برا نہو سکیگا مگر یہان القاش سے اور ابرہا سے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی
ابرہا نے القاش کا نیزے سے نیزہ توڑ ڈالا القاش نے غصہ ہوکر گرز ابرہا کو مارا ابرہا نے میل
فولادی پر روکا مرکبون کی تگا پو سے گرد و غبار بہت سا بلند ہوا ابرہا نے اُس تتق غبار سے نکل کر ایک
میل فولادی القاش کو مارا القاش نے گرز پر روکا تھا کہ ہاتھ القاش کا تھرا گیا میل القاش
کے شانے پر پڑا شانہ القاش کا زخمی ہوا میل شانے سے اُچٹ کر گینڈے کے سر پر آگرا مغز سر گینڈے
کا پاش پاش ہوا القاش مع گینڈا تھرا کے زمین پر گرا بیہوش ہوگیا فوج القاش کی ابرہا پر دوڑ کے
آپڑی ابرہا اُدھر لڑنے پر متوجہ ہوگیا بادشاہ اسلام نے لشکر اسلام کو اشارہ کیا کہ ابرہا کی کمک کرو سرداران
اسلام وغیرہ تلوارین کھینچ کر سب آگے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی القاش کو تو کفار
اُٹھا کر لے بھاگے ابرہا لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ قطران بن دودہ زنگی سے مقابلہ ہوا قطران نے اردہ
پشت نہنگ مارا ابرہا نے میل فولادی پر روکا اور وہی میل جو قطران کو مارا مع گینڈے پاش پاش
ہوکر خون کا تھلتھلا بنکر رہگیا بعد اُسکے غلام زمرد شاہ باختری سیمرفیل عاد مقابلے کو آیا ابرہا نے
اُسے بھی جہنم واصل کیا شام تک ستر سرداران نامی جو بڑے کافرازلی تھے ابرہا کے ہاتھ سے مارے
گئے پھر طبل بازگشت بجگیا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو پھرے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ سلیمانی
ہوئے ابرہا کو خلعت دیا اور تحسین و آفرین کی مگر اسطرف کفار القاش خون آشام کو زخمی اور بیہوش
سامنے لقا کے لائے لقا نے حکم دیا کہ اسے باغ بہشت مین داخل کرین اور زخم کا علاج کرین بختیارک نے
کہا یا خداوند ابرہا بھی بلائے بے درمان اور آفت روزگار ہی اُس سے کوئی عہدہ برا نہوگا لقا نے سیامک
سیاہ کلاہ عیار سے کہا کہ ہمنے تقدیر کی کہ تو جاکر ابرہا کو پکڑ لا سیامک اُسی وقت روانہ ہوا اور
صورت بدل کر داخل لشکر اسلام ہوا خیمہ ابرہا کا دریافت کرکے گرد خیمے کے پھرنے لگا دیکھا کہ امیہ عیار
کئی مرتبہ آیا اور گیا جب رات زیادہ گئی سیامک امیہ کی صورت بنکر ابرہا کے پاس آیا اور کہا کہ آج
تمھاری نگہبانی کے واسطے یہین رہونگا اور کھانا بھی اُس نمکحرام نے ابرہا کے ساتھ کھایا جب ابرہا
سو رہا چلے دروازے پر آکر بیٹھا سب پہرے والون کو شراب بیہوشی کی پلائی جب وہ بیہوش ہوے
اندر جاکر خدمتگارون کو اور خاصبردارون کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھ کر صاف لیے ہوئے چلا گیا صبح
ہوتے یاقوت شاہ کے پاس پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھدیا کہ لیجیے ابرہا حاضر ہی یاقوت شاہ
نے سیامک کو خلعت دیا اور ابرہا کو غل و زنجیر مین گرفتار کرکے ہوش مین لایا ابرہا نے جو آنکھ کھولی
اپنے تئین گرفتار بارگاہ کفار مین پایا ورد وابستہ غل و زنجیر دیکھا حیران ہوا کہ تو کہان اور کفار کہان
کیونکر یہان آیا کون تجھے اسیر کرکے لایا نعرہ کیا او کافران بد دغا معلوم ہوا کہ تمنے مجھے عیار کے ہاتھون
گرفتار کروایا ہی بڑے نامرد ہوکہ زبردست دیکھکر دغا سے گرفتار کیا یہ کیسی لقا کی خدائی ہی یاقوت شاہ نے

کہاکہ ہمین تقدیر خداوندی مین دخل نہین ہو یا تو اب لقا کو سجدہ کر نہین تو آمادہ مرگ ہو ابرہا نے کہاکہ مین
لعنت کرتا ہون لقا پر یاقوت شاہ برہم ہوا اور جاکر لقا سے حال ابرہا کا بیان کیا لقا نے کہا ہمارے
بہشت و دوزخ اُسے دکھاؤ لوگ ابرہا کو پہلے باغ بہشت مین لیگئے تمام باغ کی وہان سیر کرائی بوقلمون
گلہائے رنگارنگ جو دکھائی غنچۂ دل شگفتہ ہوگیا تازگی روح ہوئی اُس گرفتاری مین بھی چہرہ بشاش ہوا پھر
انجمن حور و غلمان دکھانے کو جواہرنگار مکانون مین لائے عجب کیفیت نظر آئی ہر ایک حور پیار سے گلے مین
باہین ڈالے دیتی ہو اور یہ کہتی ہو کہ ارے دیکھ یہ تصویر لقا ہی سجدہ کر ہم سب تیری خدمت کو حاضر ہین ابرہا
یہ سب کیفیتین دیکھتا ہو مگر لقا پر لعنت کرتا ہو پھر شیر و شہد کی نہرین دکھائین ہر جگہ تازہ کیفیتین پیش آئین
لیکن ابرہا کی زبان پر کلمۂ لعن بر لقائے خدائے باختری جاری رہا بعد اسکے ساتون دوزخ مین
لیگئے وہان کی عقوبت اور عذاب و عقاب اور چاہ ماران کے اژدہائے بریچ و تاب دکھائے زنگیان
آدم خوار لباس چرمی پہنے ہوئے بصورت مہیب نظر آئے ابرہا نے کچھ خوف نہ کیا اور وہان بھی لقا پر
لعنت کی وہان سے لوگ پھر لقا کی خدمت مین لیگئے اور تمام حال عرض کیا لقا نے کہا لاؤ اُسے میرے سامنے
ابرہا کو قیطولون پر لیگئے ابرہا نے لقا کو دیکھا ایک شخص نہایت قد آور جسیم لحیم بال بال در و جواہر
مین غرق تخت جواہرنگار پر بیٹھا ہو اور گرد اسکے گبران ناہنجار اور کافران تیرہ روزگار بیٹھے ہین ابرہا نے
سلام بطریق اسلام کیا لقا نے کہا ای ابرہا تجھے لایق و لازم ہو کہ مجھے سجدہ کر دیکھ تو کیسا زبردست ہون تجھے مین نے
پیدا کیا ہو کیا قوت و طاقت دی ہو ابرہا پکارا او ملعون یہ کیا بیحیائی ہو کہ تجھکو دعوی خدائی ہو اور پھر ایسا
مجبور ہو کہ تجھکو عیارہ کے ہاتھ پکڑوا بلوایا اگر تو مجھے چھوڑ دے اور بار دیگر تو یا کوئی پہلوان زبردست تیرا مجھکو
پکڑلے تو مین تجھے سجدہ کرتا ہون ورنہ سوائے لعنت تیرے حق مین میرے منہ سے اور کچھ نہ نکلیگا
لقا یہ کلمے سُنکر آگ ہوگیا آتش حسد سے جلا شعلۂ غیظ دہان تنور جسم سے نکلے اور دیو پرندہ سامنے
کھڑا ہوا تھا اُس سے کہا کہ اس بندۂ بے دین کو اُٹھا کر آسمان پر لیجا اور وہان سے زمین پر پھینک دے
کہ استخوان اسکے سرمہ ہو جائین دیو پرندہ بحکم لقا ابرہا کو اُٹھا کر آسمان پر لیگیا اور وہان سے چرخ
دے کر زمین پر پھینک دیا ادھر کا حال سُنیے کہ صبح کو لشکر ابرہا مین غل ہوا کہ ابرہا بستر خواب سے غائب ہوگیا
شہزادۂ بدیع الزمان نے جب سُنا نہایت پریشان ہوئے امیہ عیار سے کہا کہ دیکھ تو کون ابرہا کو لیگیا
امیہ نے جاکر دیکھا پھرا سیا نمک کا پہچانا شہزادۂ بدیع الزمان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہو لقا نے سیامک
عیار کے ہاتھ ابرہا کو گرفتار کروالیا بدیع الزمان نے فرمایا کہ جاکر خبر تو لا اور دریافت کر کہ ابرہا کے ساتھ کفار
نے کیا سلوک کیا امیہ جو خبر کو گیا سُنا کہ ابرہا کو باغ بہشت کی سیر کو بھیجا ہو شہزادۂ بدیع الزمان سے آکر
حال بیان کیا فرمایا ای امیہ تو ابرہا سے غافل نہونا ابرہا کے چھڑانے کی تدبیر کر امیہ نے عرض کیا بہت خوب
پھر دو روز کے بعد امیہ گیا تو کچھ سراغ ابرہا کا نہ معلوم ہوا مجبور پھر آیا اور بدیع الزمان سے
عرض کیا کہ ابرہا کا کچھ حال نہین کھلتا کہ کیا ہوا لقا نے اُسے کہان بھیجدیا لیکن اب ناظرین والا تمکین حال
ابرہا کا ملاحظہ فرمائین بموجب دفتر کے بیان کیا جاتا ہو کہ ابرہا ہے دیو چنگال کو بحکم لقا دیو پرندہ نے
جو آسمان پر سے زمین پر پھینکا تو ابرہا ایک دریا مین گرا پہلے تو غرق ہوگیا پھر پانی سے جو ابرہا تو اُبھار
شناوری کر کے کنارے پر ایک صحرا مین نکلا تمام لباس پانی مین تر تھا پہلے تو قبیہ کو توڑ کر

پھیناے دیا پھر لباس اُتار کر خشک کیا وہی لباس پہنکر ایک سمت کو روانہ ہوا قضاے کار ایک جوان کو دیکھا کہ ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالے چلا آتا ہی آتے آتے اُس جوان نے ابرہا کے برابر آکے آہو کو صید کیا پھر نگاہ اسکی جو ابرہا پر پڑی دیکھا کہ ایک پہلوان دیو پیکر سامنے سے چلا آتا ہی وہ جوان ابرہا کے پاس آیا استفسار حال کیا ابرہا بولا کہ ایک عبد ناچیز ہون اور غریب الوطن ہون دریا کی راہ سے آتا تھا طوفان آیا لوگ میرے اور سب اسباب دریا مین غرق ہوگیا مین تنہا شناوری کر کے نکل آیا اُس نے پوچھا کہ دین تیرا کیا ہی ابرہا بولا کچھ نہین جو شخص مجکو قوت وطاقت سے زیر کرے اور مجھ پر غالب آئے مین اسکا دین اختیار کرون اُس نے کہا اچھا تم میرے ساتھ آؤ جب وہ جوان ابرہا کو ساتھ لے کر اپنے شہر مین آیا ایک مکان ہم سکو رہنے کو دیا اور بڑی خاطر ومدارات سے پیش آیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جہان ابرہا دریا سے نکلا ہی اُس جزیرے کا نام جزیرہ مرغان ہی اور بادشاہ وہان کا ہشام کوہ نشین ہی اور بیٹا اُسکا ارقم کوہ پیکر ہی وہی ارقم کوہ پیکر شکار کھیلتا ہوا آتا تھا ابرہا سے ملاقات ہوئی اور وہ اپنے شہر مین ابرہا کو لیگیا القصہ ارقم ابرہا کو اپنے شہر مین لیکر آیا بعد دو روز کے ابرہا سے اور ارقم کوہ پیکر سے کشتی ہوئی ابرہا نے زیر کیا اور کہا کہ ای جوان نام میرا ابرہا ہے دیو جنگال ہی ارقم نے کہا کہ مان میری اکثر کہتی تھی کہ براق کوہ مین بھائی میرا ہی کہ نام اُسکا ابرہا ہے دیو جنگال ہی معلوم ہوا کہ وہ تمہین ہو میرے ماموں ہوتے ہو آؤ ہم تم ملین بغلگیر ہون غرضکہ ارقم کوہ پیکر نے ابرہا کی دعوت وضیافت بڑی دھوم سے کی اور کہا کہ یہان سے شہر ششتکالیہ بہت قریب ہی اور وہان خدائی نمرود شاہ کی ہی ایسا خداوند صاحب کشف وکرامات کہین نہوگا اگر ناسب جانیے تو شہر ششکالیہ مین چلیے اور نمرود شاہ کو قابل پرستش دیکھیے تو اُسے سجدہ کیجیے نہین تو کوئی مانع نہوگا وہان سے پھر آییے گا ابرہا نے اپنے دلمین کہا کہ چلکر اُس کا ذکر دیکھو تو سہی ارقم سے کہا کہ اچھا چلونگا دوسرے روز ارقم کوہ پیکر ابرہا کو ساتھ لے کر روانہ ہوا ایک منزل طی کی تھی دوسری منزل تھی کہ سامنے سے سم مرکب کی آواز آئی دیکھا کہ ہزارہا سوار اور پیدل چلے آتے ہین اور چوبدار و یساول وغیرہ عصاہاے جواہر نگار ہاتھون مین لیے ہوے لباس زرین پہنے ہوے اہتمام کرتے چلے آتے ہین بعد اُنکے دیکھا ایک جوان مہر طلعت ماہ صورت چہرہ اُسکا آفتاب کے مانند روشن نہایت حسین شکیل پندرہ سولہ برس کا سن لباس سبز رنگ پہنے سر سے پانون تک دریاے جواہر مین غرق مرکب پریوش پر سوار چلا آتا ہی ابرہا کی نگاہ جو اُس پر پڑی از خود رفتہ بیہوش ہو کر دیکھنے لگا تیر عشق نے جگر کے تودے کو نشانہ کر دیا قریب تھا کہ غش کھا کر گرے مگر ضبط کر کے رہ گیا کلیجہ ہاتھون سے پکڑ لیا ارقم کوہ پیکر اسکے ساتھ تھا اُس سے پوچھا کہ یہ جوان رعنا کون ہی ارقم نے کہا کہ یہ خداوندزادہ بیٹا نمرود شاہ کا ہی زیور شاہ اسکا نام ہی آییے چلکر اُسکی تو قدمبوسی کرین ابرہا تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح اُسکے پاس پہونچیے ارقم کے ساتھ چلا ارقم نے قریب پہونچ کر زیور شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ یہ پہلوان آپ کی قدمبوسی کا مشتاق ہی ابرہا نے نذر دکھائی اُس نے دونون ہاتھ پھیلا دیے ابرہا زیور شاہ سے لپٹ گیا عجب دل کو سرور حاصل ہوا ہر بار قصد کرتا تھا کہ بوسہ اُس رخسار نازک کا لیجیے مگر شرم ورعب وجلال مانع ہوتا تھا رہ جاتا تھا لیکن گلے سے لپٹا ہوا تھا الگ نہوتا تھا اور زیور شاہ بھی دونون ہاتھ ابرہا کے گلے مین ڈالے ہوئے تھا یہان تک کہ ابرہا بے اختیار ہو کر رونے لگا زیور شاہ نے پوچھا کہ روتے کیون ہو ابرہا نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ آپ کے قدمون سے ایکدم جدا نہون زیور شاہ بولا

کر تو خاطر جمع رکھ مین تجھے ہر وقت اپنے پاس رکھونگا اُسوقت ابرہا خوش ہو کر زیور شاہ کے ساتھ ہو لیا زیور شاہ
نے اپنی سواری کا مرکب اُسکو دیا ابرہا سوار ہوا غرضکہ زیور شاہ اپنے ساتھ شہر شنکالیہ مین ابرہا کو لایا -
قیطول خدائی اُسکو دکھائے کہ زمین سے تین کوس بلندی پر تھے اور سب قیطول چار تھے اور چارون درجے
جواہر نگار تھے القصہ دوسرے دن زیور شاہ ابرہا کو اپنے ساتھ قیطولون پر لیگیا ابرہا نے وہان ایک
گبرنا ہنجار کو تخت پر بیٹھے دیکھا سلام کیا اور کہا یا خداوند کچھ کرامات اپنی مجھے دکھایئے تو مین سجدہ کرون
نمرود بولا کہ جو کچھ تو کہے مین دکھاؤن جسے کہے اُسے بلوادون ابرہا بولا کہ خداوند مین ایک مدت سے بادشاہ گنبد گویان
مقناطیس شاہ کی بیٹی پر عاشق ہون اُسے بلوا دیجیے اور وہ یہان سے چھ مہینے کی راہ پر ہی نمرود شاہ نے
کہا کہ اچھا ابھی اور پشت کے پیچھے نمرود شاہ کے پردہ زربفتی پڑا ہوا تھا اُس پردے کی طرف خطاب کر کے کہا
کہ جلد مقناطیس شاہ کی بیٹی کو لاؤ ابرہا دیکھ رہا تھا کہ ایک ساعت کے بعد وہی نازنین جسے ابرہا نے طلب کیا
تھا اُس نے ایک درجے مین سے سر باہر نکال کر کہا کہ یا خداوند کنیز حاضر ہی نمرود شاہ نے کہا کہ اچھا وہ پاس آئی
نمرود شاہ نے ہاتھ پکڑ کر ابرہا کے حوالے کیا ابرہا بہت خوش ہوا پھر نمرود شاہ نے کہا کہ ای ابرہا اور
کچھ مانگ ابرہا نے کہا یا خداوند میرا دشمن ہی فولاد شبان وہ ملک کو تباہ کرتا ہی اُسے گرفتار کیجیے پھر
نمرود شاہ نے پردے مین سر ڈالکر کہا کہ کوہ براق سے جلد فولاد شبان کو لاؤ ایک ساعت نہ گذری تھی
کہ فولاد شبان کو دبسر غل و زنجیر مین کر کے سامنے نمرود کے کسی نے ڈالدیا نمرود پکارا ای ابرہا یہی دشمن ہی
تیرا لے اسے جو اسکے حق مین تجھے منظور ہو وہ کر ابرہا نے کہا آپ کو اختیار ہی نمرود نے اُسے زندانخانے مین
بھیجدیا اور ابرہا سے کہا اب تجکو میرا اعتقاد ہوا یا نہین اگر اور کوئی امتحان باقی ہو تو وہ بھی کر لے نہین تو
سجدہ کر ابرہا نے کہا دل مین اپنے کہ یہ ملعون یا خود ساحر ہی یا ساحر اسکے معین ہین تو اگر اسے سجدہ نہ کریگا
یہ بیشک اب بدی کے ساتھ پیش آئیگا دوسرے یہ کہ تو زیور شاہ پر دلدادہ ہی اور عشق مین دین و مذہب کچھ
باقی نہین رہتا بالفعل تو اسے اب سجدہ کر اور اپنے معشوق کے پاس رہ کہ جان بچے پھر آیندہ دیکھا جائیگا یہ دلمین
خیال کر کے نمرود شاہ کو ابرہا نے سجدہ کیا اور پروردگار عالم کو شاہد کیا کہ ای رب اکبر تو ہی انی الضمیر سے خوب آگاہ ہی
کہ مین اسے بمجبوری سجدہ کرتا ہون ورنہ ہرگز یہ قابل پرستش نہین ہی نمرود شاہ ابرہا کے سجدہ کرنے سے بہت
خوش ہوا پہلوان قدرت اُسے خطاب دیا اور ابرہا نقاب در دمنھ پر ڈالکر ساتھ زیور شاہ کے رہنے لگا چند روز
گذرے تھے کہ نمرود شاہ نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار رہو ہم اپنے قیطولون سمیت ملک باختر کو جائینگے وہان
لقا نے اپنی خدائی ظاہر کی ہی اُسکی گوشمالی کرینگے اور خدا پرستون سے سجدہ کرادینگے اُسی وقت لشکر مین کوچ
کی تیاری ہونے لگی جب سامان کوچ درست ہو چکا نمرود شاہ مع قیطولون کے ملک سپایل کو روانہ ہوا
اُسکو تو اثنائے راہ مین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان پیکار نشان لشکر اسلام و جنگ القاش خون آشام وغیرہ کے بیان کیے جاتے ہین

بلا ساقیا بھر کے مے تیز و تند
کہ ہو معرکے کی یہان اب ستیز
غضب کی لڑائی کا سامان ہی

کہ ہونے نہ پائے مرا ذہن کند
یہ سکہ ہمیشہ رہے ہو وہ ضرب
کشاکش مین ساقی مری جان ہی

وہ جو کبھی پلا چکا ہو نشہ تیز
ذرا برق کر لے تو آلات حرب
عجب تہلکہ ہو گا زیر فلک

کہ کانپینگے انسان و جن و ملک
کریگا وہی فتح یہ معرکہ
ہے شان خدا اور تماشہ یہ ہے
کہتے ہیں سب یکسر ابرو کو چشم یار پر
بسکہ خون سے پڑ گئے چھالے تری تلوار پر
ہو گیا میں قتل فرقت میں جو دیکھا ماہ عید

کسی شیر کی آج چمکیگی تیغ
نقاب منور میں جو ہے چھپا
غزل شعر کہتا ہوں کسی کے ابروئے خمدار پر
کھینچی ہے تلوار کس بیرحم نے بیمار پر
جسم رہ جا سلامت اور دو ٹکڑے ہوں
خون ثابت ہے مرا اس سنگدل تلوار پر

بہائیگی کافر کا خون بیدریغ
سحر معرکہ قابل دید ہے
قطعہ نہیں میرے قلم پر بارہ ہے تلوار پر
دیکھ او قاتل مری آتش مزاجی کا اثر
کاٹ ایسا ختم ہے تیغ نگاہ یار پر
بیت جو ہیں کاتبان جلالت چشم +

یہ لکھتے ہیں اب داستان برق دم + شہسواران میدان مضامین یکہ تازی و یکہ تازان عرصہ کارزار خیالات جانبازی
شبدیز قلم جلالت حشم کو میدان صفحہ قرطاس بنوا ساس پر برائے معرکہ آرائی نظم و نثر یون جولان کرتے ہیں کہ جب
القاش خون آشام ارہاد دیو چنگال کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بحکم لقا کے لقا باغ بہشت میں برائے علاج
زخم مارا گیا بعد چند روز کے اچھا ہوا اور غسل صحت کیا باغ بہشت سے نکلا پہلے لقا کی خدمت میں حاضر ہوا آداب
پرستندگی بجا لا کے سجدہ کیا وہان سے بارگاہ یاقوت شاہ میں آیا اور آہنگرون کو بلوا کر ایک نقشہ گرز کا
کھینچ دیا کہ جلدی اسے تیار کرے لاؤ آہنگر موافق اسی نقشے کے گرز بنا کر لائے صنعت اُس گرز میں یہ تھی
کہ جسوقت حریف پر گرز پڑے تو اُسمین سے تین سیخچے پیدا ہون ایک سیخچہ حریف کے سر میں پیوست ہو جائے
اور دو سیخچے حریف کے دونون شانون میں پار ہو جائین غرضکہ جب یہ گرز بنکر آیا القاش نے طبل جنگ
بجایا ہرکارے خبر لے کر خدمت میں بادشاہ اسلام کی آئے پہلے دعائین دین اور ثنائے شاہی بجا لائے
بعد اُسکے عرض کیا کہ القاش خون آشام نے طبل جنگ بجایا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے
لشکر میں بھی نقارہ رزمی بجے فوراً طبل سکندری پر چوب پڑی بہادران صف شکن اور دلاوران تیغزن سامان
جنگ میں مصروف ہوئے رات اسی حال میں گذری صبح کو دونون لشکر میدان میں صف آرا ہوئے بعد آراستگی
صفوف جدال القاش خون آشام نے لقا کو سجدہ کیا اور یاقوت شاہ سے اجازت میدان جنگ لیکر
معرکہ کارزار میں آیا سرا پا میدان کا پہلے سکو دیکھا پھر مبارز طلب کیا مہلیل جنگ عراقی اپنے ہاتھی کو ہول کر
برابر القاش کے پہونچا القاش دوڑ کر نگاورزن ہوا بعد اُسکے استفسار نام و نشان کیا پھر نیزہ بازی ہوئی
مگر مطلب کسی کا حاصل نہوا نیزے ہاتھ سے پھینک دیے القاش نے گرز اپنا اٹھا کر مہلیل پر مارا مہلیل
نے گرز کو سپر فولادی پر روکا کہ گرز میں سے تین سیخچے نکل آئے ایک مہلیل کے سر میں آیا اور دونون شانون
میں پیوست ہو گئے زخم کاری لگے تین فوارے خون کے جاری ہوئے مہلیل بیہوش ہو گیا اہل اسلام دوڑ کے
اسے بچا کے لیگئے القاش نے پھر مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی مقابلے کو آیا بعد گفتگو وہی گرز القاش نے
مارا کہ مرزبان بھی زخمی ہوا پھر القاش نے مبارز طلب کیا جمشید ظلمانی مقابلے کو نکلا وہ بھی ہاتھ سے
القاش کے مارا گیا پھر القاش نے للکارا کہ آئے اور کوئی میرے مقابلے کو یہ سُنکے بہرام صحرا نشین نے گرز کھایا
کیا وہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک کئی آدمیون کو زخمی کر کے القاش پھرا دونون لشکر داخل خیمہ ہوئے القاش
نے پھر طبل جنگ بجایا صبح کو میدان میں آیا اور پکارا ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو یہ سُنکے قارن گردن
سوار بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر میدان میں آیا بعد نگاورزنی و ہمسخنی کے نیزہ بازی ہوئی قارن نے
نیزہ اُسکا توڑ ڈالا القاش نے جو گرز مارا قارن زخمی ہوا پھر القاش پکارا کہ اور کوئی میرے مقابلے پر آئے

آردشیر کوہ پیکر دیو بند کہ رفیق ہی قاسم عالیشان کا اُس نے مرکب کو اُڑایا سامنے القاش کے آیا
القاش نے نام اُسکا پوچھا اُس نے کہا مجکو آردشیر کوہ پیکر دیو بند کہتے ہین القاش نے کہا تو خداوند
لقا کے عزیزون مین ہوکر شرکت خدا پرستون کی کرتا ہی آمیرے ساتھ چل مین خداوند سے تیری تقصیر معاف
کرادون آردشیر نے جواب دیا او کافر خاسر مین نے لقا پر اور اُسکے پرستارون پر لعنت کی القاش یہ سُنکر
برہم ہوا اور کہا لا حربہ اپنا اُسوقت آردشیر نے نیزہ مارا القاش نے گرز سے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اور وہی گرز
آردشیر کو مارا کہ سر بھی اور شانے بھی آردشیر کے زخمی ہوئے پھر مبارز طلب کیا اسد شیر دل بن کرب
غازی مقابلے کو آئے بعد گفتگو کے تلوار القاش پر ماری اُس نے دستہ گرز پر تلوار روکی اسد نے
دوسری تلوار ماری وہ بھی القاش نے روکی اخیر کو اسد شیر دل تلوار پکڑ کر مثل ابر باران تیز کے برس
پڑا تلوار پر تلوار پڑنے لگی القاش کو روکنا مشکل ہو گیا گرز تو القاش نے ہاتھ سے پھینک دیا اب سپر پر
تلوار اسد شیر دل کی روکنے لگا دو گھڑی تک اسد نے خوب تلوارین ارین مگر کوئی القاش پر پڑی نہین
سب اُس نے روکین جب ہاتھ اسد کا سُست ہوا تو القاش نے تلوار ماری کہ اسکی سپر پر پڑی سپر کو
قلم کرکے چار اُنگل سر مین اُترگئی اسد نے دستانہ مارا تلوار جھنا کر نکل گئی اُس حالت مین اسد نے
القاش کو ایک ہاتھ تلوار کا مارا القاش نے وار اُسکا روک کے چاہا کہ پھر تلوار مارے کہ ابراہیم بن مالک
دوڑ پڑا اسد پر سینہ سپر کیا اور لوگون کے حوالے کردیا آپ سامنا کیا۔ دو ایک تلوار کے ہاتھ ابراہیم بن مالک کے
بھی چلے القاش نے رد کردیے پھر القاش نے جو تلوار ابراہیم بن مالک کو ماری ابراہیم بھی زخمی ہوا۔
الغرض کہ سات میدانون مین بہت سے سرداران دست چپ و سرداران دست راست القاش کے
ہاتھ سے زخمی ہوے آٹھوین روز القاش پھر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لات وگذاف کرنے لگا شہزادہ
بدیع الزمان چاہتے تھے کہ مقابلے کو القاش کے جائین کہ صحرا سے گرد اُٹھی اور نقابدار سبز پوش و نقابدار
فیروزہ پوش اور نقابدار رنگینہ پوش چالیس ہزار سوار جرار سے نمودار ہوئے میدان کارزار مین آکر
ایک جانب کو قائم ہوئے القاش نے بار دگر مبارز طلبی کی تھی کہ نقابدار سبز پوش نے مرکب پری پیکر کو اُڑایا
اور برابر القاش کے آیا شہزادہ بدیع الزمان کو تو نقابدار سبز پوش سے کمال محبت ہی عمرو سے کہا
کہ عمو جان آپ نقابدار کو جا کر آگاہ کردیجیے کہ گرز سے القاش کے خبردار رہنا ملک حق الاسکان گرز کی لڑائی
اُس سے نہ لڑنا عمرو فوراً جھپٹا اور نقابدار کو آکر سلام کیا اور القاش کے گرز کا حال بیان کردیا
نقابدار ہنسکر بولا کہ فضل ربانی چاہیے ہی خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر مقابل القاش کے ہوا بعد تگاورزنی اور ہمسختی
نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے چند طعن مین نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش نے برہم ہوکر گرز نقابدار کو مارا
نقابدار نے آتے ہوئے گرز کو خیال کرکے کلہ تھوڑ کر پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ گرز القاش کے ہاتھ سے چھوٹ گیا
القاش نے تلوار کمر سے کھینچ کر نقابدار سبز پوش پر وار کیا نقابدار نے وار اُسکا رد کرکے وار اپنی تلوار کا کیا کہ سپر کو
اُسکی قلم کرکے سر پر القاش کے آئی تا دوا بر وا ترگئی القاش نے سر اپنا پیچھے کھینچ لیا تلوار سر سے
نکل کے ہاتھی پر پڑی کہ سر ہاتھی کا قلم ہوا القاش نیمورا کر مع ہاتھی کے زمین پر گرا القاش کے ہاتھ مین جو ضرب
آئی شانہ اُکھڑ گیا بیہوش ہو گیا ہمراہیان القاش تلوارین کھینچ کر نقابدار سبز پوش پر دوڑ پڑے نقابدار
سبز پوش بھی اُنپر جا پڑا نقابدار فیروزہ پوش اور نقابدار رنگینہ پوش یہ دیکھتے ہی مع چالیس ہزار

سوارون کے تلوارین کھینچ کے لشکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی یاقوت شاہ نے اپنی فوج کو بھیجا ادھر بادشاہ اسلام
نے بھی غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار سے کہا کہ کیا دیکھتے ہو مدد کرو نقابدار سبز پوش کی لشکر اسلام
تکبیرین کہہ کر لشکر کفار پر تلوارین باڑ پکڑ کے گرے شہزادہ بدیع الزمان بھی تلوار کھینچ کر جھپٹے جنگ مغلوبہ ہوگئی
تلوار گھمسان کی چلنے لگی ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہوا نیر فلک کانپنے لگا مریخ کو لرزہ چڑھا خورشید کی تب و تاب
خوف سے کم ہوگئی کشتون کے پشتے بندھ گئے سر ہزارہا مثل پارہ ہاے جبال ٹھوکرون مین آنے لگے خون کے
دریا جاری ہوئے لاش پر لاش گر رہی تھی وہ دونون نقابدار بھی دہنے بائین نقابدار سبز پوش کے چلے آتے
تھے کہ مظفر پیل گردون اور نقابدار فیروزہ پوش سے سامنا ہوا اُس نے کئی سومن کا بیلچہ پھرا کر نقابدار
فیروزہ پوش پر مارا نقابدار فیروزہ پوش نے بیلچہ اُسکا تلوار سے قلم کیا اور وہی تلوار جو اسکو کھینچ کر ماری
مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے اُدھر نقابدار پلنگینہ پوش سے اور ظاہر خشت انداز سے مقابلہ ہوا اُسنے
کئی سومن کی خشت ماری نقابدار پلنگینہ پوش نے اُسے خالی دے کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا کہ اُسکی کمر پر پڑا
مانند خیارتر کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر نقابدار سبز پوش لڑتا ہوا تلوارین مارتا ہوا قریب علمدار کے پہونچا
بختیارک نے کہا ای یاقوت شاہ جلد طبل بازگشت بجواؤ نہین تو کوئی دم مین علم قلم ہوا چاہتا ہے
شکست ہو بکار ہے یاقوت شاہ نے اُسی وقت طبل بازگشت بجوا دیا دونون علحدہ ہوگئے کفار النقاش کو لے کر
پھر گئے بادشاہ اسلام نے مع لشکر مراجعت کی نقابدار سبز پوش مع اُن دونون نقابدارون کے فوج اپنی
لے کر پھرا خواجہ عمرو پھر نقابدار کی تعریفین کرتے ہوئے ساتھ ہو لیے ای نقابدار سبحان اللہ ماشاء اللہ
کیا النقاش خون آشام کو سرچنگ معقول آپ نے دی اب امیدوار ہون کہ آپ اپنے نام نامی اسم
گرامی سے مطلع فرمایے کہ سب مشتاق ہین خصوصاً شہزادہ بدیع الزمان سر فتنہ ملک باختر نہایت
آرزومند ہین نقابدار نے جواب دیا کہ خواجہ مین نے آگے بھی تمسے کہا تھا کہ تم استفسار نام میرا نہ کرنا اور اب بھی
تمسے کہتا ہون کہ نام میرا نہ پوچھو اصرار نام کے دریافت کرنے مین نہ کرو جب مجھسے اور حمزۂ صاحبقران سے
تصفیہ ہو جائیگا اُسوقت نام میرا تم سب پر ظاہر ہوگا عمرو نے کہا ای نقابدار سبز پوش تم جوان زور رون پر چڑھے
ہوئے ہو حمزۂ صاحبقران زمان ہر چند زلزلۂ قاف ثانی سلیمان ہین اور کشور گیر شیر بیشۂ شجاعت جرأت
و قوت و ہمت مین یکتا و بے نظیر مگر اب بوڑھے ہوگئے ہین وہ تمسے نہ لڑ سکینگے بلکہ اسباب صاحبقرانی تمکو
دینگے مین بغیر نام دریافت کیے ہوئے نہ جاؤنگا کہ ہر ایک سردار نے مجھے بہت کچھ دینے کو کہا ہے نقابدار
سبز پوش نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ خواجہ تم چلے جاؤ نہین تو میرے ہاتھ سے تمکو ضرر پہونچیگا عمرو بولا کہ مین کیا تمسے
ڈرتا ہون جو ہو سکے تمسے اُسمین قصور نہ کرو نقابدار نے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر نکالا عمرو نے سر سے
گوپھن کھولی اور اُسکے کلہ مین پتھر دیا نقابدار سبز پوش نے کہا ای عمرو تجھے جان سے تو کیا مارون گر دانہ لعل کا
جو تیرے تاج مین لگا ہے اُسی کو اُڑائے دیتا ہون یہ کہکے تیر کمان مین پیوست کرکے عمرو کے لعل بے بہا کو جو تاج
مین لگا تھا اُسے تاکا ہمت و شجاعت نے چلا کے صدا دی کہ قربان نگاہ و شست جرأت نقابدار سبز پوش کے
ادھر نقابدار سبز پوش نے چلہ کھینچا اُدھر عمرو جست کرکے آسمان پر چلا گیا نقابدار نے ہاتھ روک لیا تیر
نہ مارا جب عمرو زمین پر آیا اُسوقت تاک کر تیر لگایا وہی دانہ لعل بیش بہا کا تاج سے اُڑ گیا عمرو نہایت پریشان
ہوا اور سمجھا کہ بے شک نقابدار سبز پوش مار ڈالیگا یہان نقابدار نے دوسرا تیر کمان مین پیوست کیا تھا

کہ عمرو پکارا ای نقابدار اب آپ تیر و کمان کو تکلیف نہ دیجیے مین جاتا ہون یہ کہکر لعل کا دانہ اُٹھا کر بھاگا
لشکر اسلام مین اُدھر نقابدار سبز پوش صحرا کی طرف راہی ہوا لیکن عمرو جب بارگاہ سلیمانی مین پہونچا
پکارا ای صاحبو تم سب میری جان کے پیچھے پڑے ہو آج نقابدار سبز پوش نے مجھے مار ڈالا ہوتا اسیا تیر
مارا تھا کہ میرا کام تمام ہوا ہوتا مین ہرگز اب نقابدار کی طرف رخ بھی نہ کرونگا سب کے سب ہنسکر چپ ہوگئے
اب لشکر کفار کا حال سنیے کہ لوگ القاش خون آشام کو زخمدار بیہوش سامنے لقا کے لائے لقا نے حکم دیا
کہ اسے بھی باغ بہشت مین پہونچاؤ لوگ القاش کو باغ بہشت لقا مین لیگئے اور علاج مین اُسکے معروف
ہوئے یہان لقاے بے لقا ے گنبد گیتی نما مین بیٹھا ہوا تھا اور بختیارک کہ رہا تھا ای خداوند اب
خدا پرستون سے کون سامنا کریگا لقا جواب دیتا تھا تجھے کارخانہ خدائی مین بیرے کیا دخل ہین کہ
یکایک جوڑی ہرکارے کی آئی ہاتھ اُٹھا کر چیکے چیکے بدعاوی ظاہرہ مین ثنا کی اور عرض کیا کہ ملک قرتیا
کوہ عقرب چشم آتا ہی اور بیٹے گیہنگ شاہ زرائل کے اور پہلوان ملک شمار یہ اور اناملہ اور ...
حصار گئے اُسکے ساتھ ہین لشکر بے پایان ہمراہ رکاب اُسکے ہی لقاے بے لقا یہ خبر سنتے ہی نہایت خوش
ہوا اور پکارا کہ ای بندگان من قدرت مرا ببینید مین نے اپنے پیغمبر زور کو بلایا ہی کہ خدا پرستون کا کام تمام
کرین اور بجاؤ طبل شادمانی اور تمام سردار ہمارے مع گہرائے اختر شناس اُسکے استقبال کو جائین
اور باعزاز تمام اسے لے کر آئین اور حکم دیا کہ قیطول آراستہ کیے جائین تزئین قصرہاے بہشت وغیرہ ہو۔
القصہ طبل شادمانی بجنے لگا تمام سردار پیشوائی کو ملک قرتیا کوہ عقرب چشم کی روانہ ہوے تمام قیطولون
کی آراستگی ہونے لگی جب صداے طبل شادمانی بلند ہوئی عمرو لشکر اسلام سے خبر کے واسطے روانہ ہوے
لشکر کفار مین آئے تمام حال دریافت کرکے پھرے بادشاہ اسلام سے جاکر عرض کیا لقا کا پیغمبر زور بڑی
دھوم دھام سے آتا ہی وہ لوگ جو کبھی قیطولون سے نیچے نہ اُترے تھے اُسکے استقبال کو گئے ہین بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ خواجہ تم اس شخص کو جاکر دیکھو تو سہی کس قد و قامت کا پہلوان ہی کس شکل و شمائل کا
انسان ہی خواجہ عمرو اُسی وقت اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنے خیمہ مین آئے اُدھر سب سردارون نے
آپس مین مشورہ کیا کہ چل کر آمد پیغمبر زور لقا کی دیکھا چاہیے مگر ساتھ پوشیدگی کے کسی پر ظاہر نہو آخر کار
یہ صلاح ٹھہرائی کہ خواجہ عمرو کے پاس چلو اور کچھ روپیہ دینے کو کہو وہ کسی طرح ہم سب کو لیجاکر آمد اُسکی
دکھا لائینگے القصہ سترہ سو سردار ملکر خیمہ مین عمرو کے آئے اور کہا کہ خواجہ آپ ہمکو بھی لیتے چلیے اور آمد
ملک قرتیا کوہ کی دکھلا دیے خواجہ نے کہا مین تم لوگون کو نہ لیجاؤنگا سب نے سو سو روپیے سامنے
خواجہ کے رکھ دیے اُسوقت خواجہ نے مجبور ہوکر ایک ایک سے کہا کہ اچھا مین تمکو اس شرط سے تماشا دکھانے
آمد سواری ملک قرتیا کوہ عقرب چشم کا لیے چلتا ہون کہ وہان جاکر کوئی شر اور فساد نہ برپا کرنا سب نے
جواب دیا کہ خواجہ آپ خاطر جمع رکھیں ہم اپنے مقام سے ہلنے کے بھی نہین اُسوقت عمرو نے سبھون کی
صورتین بدلنا شروع کین قاسم و بدیع الزمان کو سوداگر بنایا اور فرخ شہسوار و فرخ بخت و ہاشم
تیغزن و اسد شیر دل وغیرہ کو گماشتون کی طرح بنایا اور آپ بھی سوداگر کی صورت بنکر سبھون کو ساتھ لے کر
وہان سے روانہ ہوئے اور پل تواہان اور پل مشکبار پر آئے دیکھا ہجوم خلائق اور انبوہ عالم ہی دو طرفہ لوگ
کھڑے ہوئے ہین بیچ مین آمد و رفت کی راہ ہی خواجہ عمرو نے ایک بلندی پر لا کر ان سب کو کھڑا کیا اور کہا

کہ تم یہان سے بیٹھ کر تماشا دیکھو جبھون نے دیکھا کہ ایک میلہ لگا ہوا ہی ہر طرف خوانچے والے پھر رہے ہین
اپنی صدائین لگاتے ہین کوئی کہہ رہا ہی کباب گرما گرم مسالے کے کوئی پکارتا ہی پیڑا برفی جلیبی اور گلابی حلوا کوئی
اور کوئی خوانچے والا آواز لگاتا ہی لونگ چڑے کباب کہین سے صدا آتی ہو گنڈیریان میٹھی پونڈے کی کہین کٹورا
کھنک رہا ہی بہشتی پانی پلاتے ہین کہین برہمن ڈول کھٹکھٹاتے ہین کوئی پکار رہا ہی بارجوی کے طوق کنگن بیلے کے
گلوری والے ایک طرف اپنی سرخروئی دکھا کر گلوریان کھلا رہے ہین حقے والے حقہ پلا پلا کر دھوین اڑاتے ہین عجب
سمان ہی کیفیت سورج کنڈ کے میلے کی دکھائی دیتی ہی کہین ڈھولک بجتی ہی کہین تانین اڑتی ہین یہ کیفیت میلے کی
دیکھتے دیکھتے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ جبرئیل قدرت یاقوت شاہ تمام سرداران لقا سے لقا کو ہمراہ لیے
ہوئے مع بختیارک وگھرلے اختر شناس بصد حشم وخدم سامنے سے دکھائی دیا وہ استقبال کو ملک
قرتیا کوہ عقرب چشم لیے جاتا تھا جب وہ نکل گیا پھر میلے کیطرف مخاطب ہوکر سب تماشا دیکھنے لگے شعر

عجب کیفیت ہی عجب جمگھٹا
خلایق تماشائی ہی جابجا
سڑک پر وہ مجمع تھا بے انتہا
ہوا سرو آنے لگی یک بیک
ہٹو اور بچو کی صدا اٹھی بلند

فلک بھی جھکا تھا کہ دیکھون فرا
دو رستہ تماشائیون کے تھے غول
نہ چیونٹی کے جانے کا تھا راستہ
سواری کا سامان نمودار تھا
سوار آگے دوڑا کے آئے سمند

سواری کا سامان جو دیکھا نہ تھا
ہر اک چیز کھاتے تھے لے لیکے ول
سڑک پر جو چھڑکاؤ تھا دور تک
نہایت تزک بھر کفار تھا
غرض کہ آگے آگے سوار بڑھ لے

اہتمام سواری ایک ایک کو روکتے تھے ہٹاتے تھے بعد اسکے دیکھا رسالے نئے نئے انداز کے اور یاقوت شاہ
مع سرداران لقا ملک قرتیا کوہ کے ہمراہ لیے ہوئے آہستہ آہستہ چلا آتا ہی سرداران لشکر اسلام نے
ملک قرتیا کوہ عقرب چشم کو دیکھا بعد اسکے اور سرداران ملک قرتیا کوہ شمس الرحمن بن جلیل اور سلسل
بن سلاسل اور عیقور ارمنوسی وغیرہ کے کمال شوکت وشان سے گذرے پیچھے انکے کافور آدم خوار
اور ساہور آدم خوار وغیرہ چنگال آہنی انکے ہاتھون پر چڑھے ہوئے تھے شکلین عجیب اور صورتین مہیب
سامنے دکھائی دیے اسد بن کرب غازی کو اسوقت دیوانگی کا جوش ہوا کھینچ کر تلوار نعرہ جگر خراش کرکے
آدم خوارون پر دوڑا ہر چند قاسم ذیشان اور بدیع الزمان منع کرتے رہے کہ یہ کیا وحشت ہی کہان جاتے ہو
وہ کب کسی کی سنتا ہی للکارتا ہوا برابر ان کافرون کے پہونچا اور کافور آدم خوار کو تلوار ماری کافور آدم خوار
نے تلوار اسد شیردل کی چھین کے پشت زین سے اٹھا لیا اور باندھ کر عیقور ارمنوسی کے حوالے کیا شہزادہ
خاور سیاہ قاسم ذیجاہ وسر فتنہ ملک باختر بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ اسد شیردل گرفتار ہوگیا
للکارتے ہوئے کافور آدم خوار کی طرف دوڑے پھر تو جتنے سرداران لشکر اسلام تھے نعرے کرکے کفار پر
آپڑے تلوار چلنے لگی غلغلۂ دار وگیر برپا ہوا صدہا کفار مارے گئے لاشون کے ڈھیر ہوے خون کی ندی بہی
عین گرمی جنگ مین نقابدار سبز پوش مع نقابدار فیروزہ پوش ونقابدار پلنگینہ پوش کے پہونچا اور
سرکھہ سرداران لشکر اسلام ہوکر کفار سے کارزار کرنے لگا اور تلوارین مارتا ہوا کفار سے لڑتا بھڑتا برابر عیقور
ارمنوسی کے پہونچا اسد شیردل اسکے ہاتھ مین تھا نقابدار سبز پوش نے عیقور کے ہاتھ کو جھٹکا دیکر
چھین لیا عیقور نے نقابدار سبز پوش کو تلوار ماری نقابدار نے اسد کو اپنے عیار کو دیا اور تلوار
عیقور کی سپر پر روکی اور بڑھ کے ہاتھ تلوار کا مارا عیقور مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا اسپیلان عقرب چشم

جو دیکھا کہ عجقور مارا گیا بیقرار ہوگیا تاب نہ باقی رہی نقابدار پر تیغ کھینچ کر آ پڑا اور جلدی سے وار کیا
نقابدار نے وار اسکا رد کرکے جو تلوار کا ہاتھ مارا برق شمشیر خود پر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر زمین پر بوسہ
دیا نقابدار اُسکو قتل کرکے صاف اسد شیر دل کو لیے ہوئے اُس ہنگامہ لشکر کفار سے نکل گیا قاسم
و بدیع الزمان وغیرہ بھی تلوارین مارتے ہوئے نکل چلے گئے یہان کفار لاشین دونون کافرون کی لیکر
بارگاہ یاقوت شاہ مین آئے اور بیان کیا کہ یہ خدا پرستون کے ہاتھ سے مارے گئے بختیارک نے
کہا کہ خدا پرست ملک قرتیا کو وہ عقرب جشم کو اپنی شمشیر زنی دکھانے آئے ہونگے یہ سنکے ملک
قرتیا کو م نے کہا ملک جی یہ کہان جائینگے میرے ہاتھ سے تمام خدا پرستون کا مین استیصال کرونگا غرضکہ
ملک قرتیا کوہ لقا کی خدمت مین آیا پہلے سجدہ کیا پھر بوسہ پایۂ تخت کو دیا لقا نے خلعت سے سرفراز کیا بعدہٗ
یاقوت شاہ پھر ساتھ اپنے لے کر بارگاہ مین آیا دعوت و ضیافت مین مصروف ہوا ادھر کا حال سنیے کہ شہزادہ
بدیع الزمان نے امیہ سے کہا کہ نقابدار اسد شیر دل کو لیگیا ہی تو خبر تو لا کہ وہ کیونکر اسد شیر دل سے پیش آتا ہی
امیہ عیار بادل مضطر پاے شاطری مارتا ہوا چلا یہان نقابدار اسد شیر دل کو لیے ہوئے اپنے خیمہ مین داخل ہوا کرسی
زرنگار پر اسد کو بیٹھنے کے واسطے دی اور اسد سے خطاب کیا کہ تو اطاعت میری اختیار کر اسد پکارا او نقابدار
سبز پوش تو نے احسان مجھپر اسی واسطے کیا تھا کہ مین تیری نوکری کرون یہ کبھی مجھسے ہوگا مین نبیرۂ صاحبقران زمان
ہون نقابدار سبز پوش نے کہا کہ تو میرا غلام ہی تجھے اپنی غلامی مین رکھونگا اسد شیر دل ہنسے برہم ہوکر کہا او مغرور
یہ کیا واہیات تو کلام کرتا ہی بدر بزرگوار میرا کرب غازی نظر کردہ شاہ ولایت ہی جو حضرت علی ابن ابیطالب
کے غلام کا فرزند ہو وہ کب کسی کا غلام ہو سکتا ہی نقابدار سبز پوش اسد شیر دل کو چھیڑ رہا ہی اور اسکی باتون پر
ہنس رہا ہی آخر کو اسد نے کہا اے نقابدار سبز پوش جب تک تیرا نام و نشان مجکو معلوم نہوگا مین ہرگز تیرے
پاس نہ رہونگا انجام کار وہ تینون نقابدار شیر دل کو ساتھ لے کر ایک گوشہ مین آئے اور نقاب مین اُٹھا کر
صورتین اپنی دکھائین اب جو اسد پر ثابت ہوا قدمون پر نقابدار سبز پوش کے گرا اور کہا حقیقت مین
آپ کا غلام ہون کبھی آپ کی خدمت سے جدا نہونگا اور نقابدار کے پاس رہنے لگا امیہ عیار نے یہ خبر جا کر
بدیع الزمان کو دی بدیع الزمان سنکر نہایت متعجب ہوے اور کہا واہ واہ این گل دیگر شگفت اسطرف
لقاے بے بقا نے حکم دیا کہ ملک قرتیا کوہ کو مع اُسکے سردارون کے باغ بہشت مین داخل کر دو یہ سنکے
یاقوت شاہ اُسے باغ بہشت مین لیگیا اور دعوت مین اُسکی بڑا اہتمام ہی غرض باغ بہشت مین ملک قرتیا کوہ
کی دعوت بڑی دھوم سے ہوئی اتفاقاً عمرو بھی صورت اپنی بدل کر خبر کو لشکر کفار کی آیا ہوا تھا ان سب کے ساتھ
وہ بھی داخل بہشت ہوا دیکھا صحبت عیش برپا ہی کفار بیٹھے ہوے شرابخواری کر رہے ہین ناچ ہو رہا ہی
جام شراب گردش مین ہی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ ایک طرف سے گردم داد و رامزاد اور سعید خنجر زن
اور سیامک سیاہ کلاہ اور سگ دندان وغیرہ اور عیار بھی ہمراہ اُنکے آئے بختیارک بھی وہان موجود تھا
اُس نے کہا اے گردم داد اے رامزاد یہان تم کیون ان عیارون کو ساتھ لائے ہو اُن دونون نے کہا اے ملک جی
خداوند لقا کا حکم ہوا کہ سب عیار بھی باغ بہشت مین صحبت آرا ہون بختیارک چپ ہو رہا عمرو ایک عیار
کی صورت بنکر اُن عیارون مین شریک ہوگیا وہ سب عیار علیحدہ آکر ایک جگہ صحبت آرا ہوے عمرو اس فکر مین تھا
کہ ان سب کو بیہوش کیجیے یکایک دو پہر رات سے گئے خود بخود آثار بیہوشی ظاہر ہوے ہر ایک بہکی بہکی باتین کرنے لگا

کسی کو دریا معلوم ہوا دوڑا کہ اُس دریا مین نہائے وہ لڑکھڑا کہ پھر بیہوشی مین غوطہ زن ہوا کسی کو سانپ آتے ہوئے
دکھائی دیا وہ لاٹھی لے کر اُٹھا کہ اس سانپ کو مارلے بیہوشی ایسی موذی تھی کہ طمانچہ مار کر سر چلا وہ لوٹنے لگا
صاحب فراش ہوا کوئی کسی کی طرف مخاطب ہوکر بولا کہ تمھاری چار آنکھین ہین اُس نے کہا کہ چار چشم تم ہو ہماری
دو دو آنکھین ہین ذرا بھوئے دیدون سے دیکھو تو دونون آپس مین غصہ ہوے لڑنے کو اُٹھے گر گر بیہوش ہوگئے
غرضکہ اسی غصہ مین سب کے سب عجیب وغریب حرکتین کرکے بیہوش ہوگئے عمرو حیران تھا کہ کس نے ان سب کو
بیہوش کیا ادھر اُدھر دیکھا جب کسی کو نہ پایا ارادہ کیا کہ اُٹھ کر اپنا کام کیجیے ایک آواز آئی کہ خبردار کسی چیز کو
ہاتھ نہ لگانا عمرو نے پھر کر دیکھا کہ عیار نقابدار سبزپوش ہی عمرو عیار نقابدار کی طرف دوڑا کہ اُسکو گرفتار
کیجیے وہان پر حلقہ ہاے کمند خس پوش تھے عمرو اُلجھ کر گرا عیار نقابدار نے دوڑ کر عمرو کی مشکین باندھ لین
اور ستون سے باندھ دیا عمرو نے کہا مجکو کیون باندھا ہی آدھا مال تو لے آدھا مجھے دے اُس عیار
نے کہا کہ ایک حبہ تجھے نہ دونگا اور تمام زر وجواہر سب کا لے کر چاہا کہ وہان سے چلا جائے عمرو نے کہا کہ
خلاف شیوہ مسلمانی ہی کہ مجکو کافرون مین چھوڑے جاتا ہی مین مارا جاؤنگا اُس نے کہا کہ اچھا ایک نوشتہ
لکھ دے کہ مین شاگرد ہوا عیار نقابدار سبزپوش کا تو مین تجھے رہا کردون ورنہ تجھے اختیار ہی عمرو نے
ناچار ہوکر نوشتہ لکھ دیا اُس عیار نے ہاتھ عمرو کے کھول دیے اور وہان سے راہی ہوا عمرو نے پانون آپ ہی
کھولے اور جو اسباب باقی رہا تھا اُسے لے کر داخل زنبیل کیا عیارون کے منھ کالے کیے اور سعید خنجرزن
عیار کو کہ اُس نے سر محفل عمرو کو بہت برا کہا تھا اُسکا پیٹ چاک کرکے لٹکا دیا اور ایک رقعہ لکھ کر وہان ڈال دیا
اور وہان سے روانہ ہوا صبح کو گردمرد وغیرہ جو ہوشیار ہوے اور اپنی صورتون کی خرابیان دیکھین بہت
حیران ہوگئے رقعہ جو اُٹھا کر پڑھا معلوم ہوا کہ یہ کام عمرو کا ہی القصہ لاش سعید خنجرزن کی لقا کے پاس
لائے لقا نے حکم دیا کہ اس لاش کو لے جاکر دریاے رحمت مین ہمارے ڈالدو ابھی نوروز مین اسکو زندہ
کرونگا لیکن اب حال سنیے نوادر سنگ انداز کا اسے جو مہتر قران سر میدان پکڑے گیا تھا یہ مسلمان
ہوکر چھوٹ گیا تھا اُسکے خیال مین یہ آیا کہ آج چل کر نقابدار سبزپوش کو پکڑ لاؤن یہ سوچ کر چلا بارگاہ
نقابدار سبزپوش کے پاس پہونچ کر ایک فراش کی صورت بنا اور فراشون مین مل گیا سب فراشون کو
بیہوش کیا اور خدمتگار بنکر اندر خیمہ کے آیا میوہ کھلا کر تمام خاصبردارون کو اور سب خدمتگارون کو
بھی بیہوش کیا بعد اُسکے نقابدار کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اور جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے
نکل کر تمام لشکر نقابدار طی کرکے لشکر کفار کی طرف راہی ہوا اتفاقات روزگار مہتر قران لشکر کفار مین
گیا ہوا تھا سلسلہ بن سلاسل کو گرفتار کیے ہوے لیے آتا تھا اثناے راہ مین دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ
بدوش چلا آتا ہی مہتر قران نے نیزہ کیا ارے تو کون ہی اور یہ کس کا پشتارہ ہی اُس نے کہا کہ مین نوادر
سنگ انداز ہون نقابدار سبزپوش کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہون مہتر قران نے کہا او دغاباز معلوم ہوا
کہ تو فریب سے اسلام لایا تھا دھوکا دے کر لشکر اسلام سے نکل آیا خیر جو کچھ کیا تو نے بہتر کیا لا نقابدار کو
میرے حوالے کردے اور تیرا جدھر جی چاہے چلا جا ورنہ تجھے مار ہی ڈالونگا نوادر سنگ انداز نے کہا
اُس روز تو مکاری سے مجھے پکڑ لیگیا آج مین اسکا عوض تجھسے لونگا یہ کہکر پتھر گوپھن مین دے کر قران پر مارا
مہتر قران نے اُسے رد کیا ان دونون مین سنگ زنی ہونے لگی قضاے سنگ دندان بالا دوی کو نکلا

وہ بھی یہان آپہونچا عیارون کو لڑتے ہوئے دیکھ کر وہین سے آواز دی ارے کیا تم دونون چور ہو جو
مال پر لڑ رہے ہو نواد رسنگ انداز پکارا ارے سگ دندان تو اسوقت یہان خوب پہونچا مہتر قران نے
مجھے گھیرا ہی وہ یہ سنتے ہی نیچہ عیاری بکر کر دوڑا مہتر قران اُن دونون سے لڑنے لگا کہ سرہنگ تکی اور سیارم
ادھر سے پہونچے شریک مہتر قران ہوئے اُدھر سے سیاماک سیاہ کلاہ وغیرہ آگئے اسطرف امیہ اور چالاک بھی
آگئے اب برابر سے عیارون مین لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ دو اژدرگیر لشکر کفار سے آئے
اور عیاران لشکر اسلام پر تلوارین کھینچ کر گرے عیارون نے پیچھے کھینچے اُنکی تلوارین چلتی تھین انکے نیچے چلتے
تھے مگر نہایت مضطر تھے کہ کیا کرین یکایک نقابدار پلنگینہ پوش اور نقابدار فیروزہ پوش نقابدار سبز پوش
کی تلاش کرتے ہوئے آپہونچے ایک اژدرگیر نقابدار پلنگینہ پوش نے مارا دوسرے کو نقابدار فیروزہ پوش
نے قتل کیا ادھر مہتر قران نے نواد رسنگ انداز کو نجھبٹ کر بغدہ مارا صاف سر بخس اُسکا اُڑ گیا زمین پر
گرا مہتر قران نے بشتارہ نقابدار سبز پوش کا لے کر نقابدار پلنگینہ پوش کے حوالے کیا غرض کہ کچھ
کافر مارے گئے کچھ بھاگے مہتر قران سلسلہ بن سلاسل کو لیکر مع اپنے عیارون کے لشکر اسلام کیطرف
روانہ ہوا نقابدار پلنگینہ پوش اور نقابدار فیروزہ پوش نقابدار سبز پوش کو لیگئے صبح کو یاقوت شاہ کو خبر
ہوئی کہ نواد رسنگ انداز نقابدار سبز پوش کو لیتے ہوئے بشتارہ بدوش آتا تھا اور ادھر سے مہتر قران
سلسلہ بن سلاسل کو گرفتار کیے ہوئے لیئے جاتا تھا اثناے راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی بعجلت باستعجال
دونون مین لڑائی ہونے لگی مہتر قران کے ہاتھ سے نواد رسنگ انداز مارا گیا مہتر قران نے نقابدار سبز پوش
کو چھڑا لیا اور سلسلہ بن سلاسل کو مہتر قران لیگیا یاقوت شاہ نے کہا کہ عیاران لشکر اسلام بڑے بڑے
کار نمایان کرتے ہین کہ تعریف جسکی ممکن نہین سیاماک سیاہ کلاہ نے کہا کہ اگر حکم خداوند ہو تو سلسلہ بن سلاسل
کی خبر لاؤن اور عمرو کو سرمیدان مارون یاقوت شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی القصہ دن تو گذرا رات کو سیاماک
سیاہ کلاہ لشکر اسلام مین گیا اور مہتر جست عیار کی شکل بنکر سلسلہ بن سلاسل کو چھڑا لایا یاقوت شاہ
اُس سے بہت خوش ہوا اور خلعت دیا بعد اُسکے سیاماک نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین
ہوئی ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے
تمام عیار نگیرون کے پیچھے صندوقچہاے عیاری پر بیٹھے نقارے بے بقا گنبد گیتی نما پر بجتے تھے نقیب بلند
نہیب دیکر پکارے کہ کون سا عیار طرار ہی کہ میدان جنگ مین ہنر اپنا دکھائے اُسی وقت سیاماک نے نقاکو
سجدہ کیا اور یاقوت شاہ سے اجازت لے کر میدان رزمگاہ کو چلا جست کر کے آسمان پر گیا وہان خوب نیچہ کے
ہاتھ خالی لگاتے لہاسا کے زمین پر آیا پکارا کہ کہان ہی عمرو آئے میرے مقابلہ کو اسطرف لشکر اسلام مین جا بجا تلاش
عمرو عیار کا کہین نام و نشان بھی نہین ہرچند لوگون نے عمرو کو تلاش کیا کہین نہ پایا جب سیاماک نے سنا
کہ عمرو نہین ہی پوشیدہ ہو گیا لاف و گذاف کرنے لگا کہ وہ ساربان زادہ مجھسے کیا لڑ سکیگا بھاگ گیا میرے سامنے
سے خیر اب اور جس عیار کا جی چاہے میرے مقابلے کو نکلے یہ سُنکر سماک بلطاقی چاہتا تھا کہ سیاماک سیاہ کلاہ
کے مقابلے کو جائے کہ صحرا کی طرف سے ایک پیرمرد بالشت خمیدہ لکڑی کا گٹھا سر پر رکھے ہوئے نمایان ہوا اور
سیاماک کیطرف چلا بختیارک نے صلوٰۃ پڑھی اور کہا کہ مرشد کامل کیا کیا صورت بدل کر آتے ہین یاقوت شاہ
ہنسا اور کہا کہ تجکو سوائے عمرو کے اور کوئی نہین معلوم ہوتا بختیارک نے کہا خیر دیکھ لیجیے گا آپکو حال معلوم ہو جائیگا

مگر وہ پیرمرد برابر سیاماک کے آکر مع گٹھے کے گر پڑا اور اُٹھکر رونے لگا ہاے پیرانہ سالی وائے پیرانہ سالی
اور سیاماک سے کہا کہ یہ گٹھا ذرا اُٹھا کر میرے سر پر رکھدے سیاماک نے کہا کہ تو میدان رزم مین کیون آیا
پیرمرد نے کہا کہ مجھے آنکھون سے نہین سوجھتا ہی سیاماک آیا اور جھکا کے چاہا کہ اسکا گٹھا لکڑیون کا اُٹھا کر
اُسکے سر پر رکھدے کہ عمرو نے ساتون حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ سیاماک گرا عمرو اُسکے سینہ پر
چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین اور پکارا کہ منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بختیارک یہ سُنکر تادھنا تا دھنا کرکے ناچنے لگا یا قوت شاہ سے کہا کہ دیکھا
حضور نے آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ آتا تھا یہ خواجہ عمرو ہی یا اور کوئی ہی الغرض دونون لشکر پھر گئے
بادشاہ اسلام نے عمرو کو خلعت دیا سیاماک کو پھر زندانخانے مین گرفتار کیا قضاے کار اُس رات کو
شہزادہ بدیع الزمان شام سے طلایہ کی گشت پر نکلے چہار طرف پھرتے پھرتے گرد لشکر اسلام کے دو پہر رات
گئے ایک بلندی پر آکر فرش بچھوا کر بیٹھے صحرا کا سناٹا ہوا کی سنسناہٹ خیزی گل خودرو کی بھینی بھینی مہک شب ماہ
کی کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دور سے کچھ آدمی آتے معلوم ہوے امیہ عیار سے کہا کہ دیکھ تو یہ کون آتا ہی امیہ
چلا قریب پہونچکر دیکھا کہ نقابدار سبزپوش اور نقابدار رنگین پوش اور نقابدار فیروزہ پوش
شب ماہ کی سیر دیکھتے ہوے چلے آتے ہین اور کچھ رفیق بھی ہمراہ مین فورًا امیہ نے شاہزادہ بدیع الزمان
سے کہا کہ حضور وہی نقابدار سبزپوش وغیرہ آتے ہین شاہزادہ بدیع الزمان نام نقابدار سبزپوش
کا سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوے اور چند قدم آگے بڑھے کہ نقابدار قریب آگئے شاہزادہ بدیع الزمان
پکارے کہ اے نقابدار عالیمقدار مین نہایت آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا نقابدار کی نگاہ جو شاہزادہ
بدیع الزمان پر پڑی مرکب سے کود پڑا جھک کر سلام کیا بدیع الزمان اُس سے لپٹ گئے اور کہا اے نقابدار
جب سے تجھے مین نے دیکھا ہی کمال آرزو تھی کہ دو چار گھڑی کسی مقام پر صحبت آرا ہون نقابدار بولا کہ میرا
بھی یہی جی چاہتا تھا پھر وہ دونون نقابدار بھی بیٹھے شاہزادہ بدیع الزمان سے ملے سلام کیا غرض کہ
ایک مقام پر سب بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا عین گرمی صحبت مین نقابدار نے
بدیع الزمان سے کہا کہ آپ خواجہ کو بلوایے مین اُنکے گانے کا نہایت مشتاق ہون بدیع الزمان نے
امیہ عیار سے کہا کہ جاؤ خواجہ عمرو کو بلا لاؤ امیہ عمرو کے پاس آیا اور بیان کیا کہ آج اسطرح کی صحبت
ہی آپ کا نقابدار سبزپوش بہت مشتاق ہی چلیے خوش الحانیان دکھایے سب کو خوش کیجیے ہنسایے
انعام واکرام اشرفیان روپیے رول لیجیے یہ سُنکر عمرو امیہ کے ساتھ ہو لیا جسوقت وہان پہونچا نقابدار
کو سلام کیا نقابدار نے مالا مروارید سفید کا گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا عمرو دعائین دے کر قدر نوازی کرنے لگا
عین گرمی صحبت مین عمرو کی نگاہ عیار نقابدار سبزپوش پر پڑی خیال گذرا کہ ایسا نہو کہ یہ کہے عمرو
میرا شاگرد ہی بانسری ہاتھ سے رکھدی نقابدار سبزپوش نے پوچھا کہ خواجہ گاتے گاتے تم پریشان
ہوئے عیار نقابدار بولا کہ اپنے اُستاد کو خواجہ نے دیکھ لیا نقابدار سبزپوش نے کہا ارے یہ شہنشاہ
عیاران ہین انکا اُستاد کون ہی اُس نے کہا یہ میرا شاگرد ہی میرے پاس نوشتہ اسکا سربمہر موجود ہی نقابدار
نے عمرو کی طرف دیکھا عمرو نے کہا اے نقابدار سبزپوش خلاصہ حقیقت اسکی یہ ہی کہ مین باغ بہشت
لقاے بے بقا مین عیاران کفار مین شریک بیٹھا ہوا تھا اور یہ بھی وہان کہین پوشیدہ موجود تھا

اُس نے اُن سب کو بیہوش کیا اور مین شعبدہ بازی فلک سے غافل ہوکر اسکی کمند فریب مین گرفتار
ہوگیا اس نے میری مشکین باندھ لین اور ستون سے کس دیا اور سب عیارون کا مال اور اسباب لوٹکر
چلا مین پکارا کہ ای شخص مجھے ان کفار مین کیون وابستۂ دام مصیبت کیے جاتا ہی یہ سب کے سب جسوقت ہوش مین
آئینگے مجکو قتل کرینگے اس نے کہا کہ تم نوشتہ اس مضمون کا لکھ دو کہ مین تمھارا شاگرد ہوا تو ابھی چھوڑ دون
ورنہ اسی طرح مقید چھوڑکر چلا جاؤنگا مجبور وناچار مین نے ایک نوشتہ لکھ دیا اس نے اسی وقت مجکو رہا کیا
یہ وجہ ہی کہ عیار آپ کا اپنا شاگرد مجکو کہتا ہی اور مین دیدہ و دانستہ فن عیاری مین اس سے نہین مغلوب ہوا
اور ایسے چھوکرے میرے بہت سے دیکھے بھالے ہوئے ہین نقابدار نے اپنے عیار سے کہا کہ سنا تو نے
کہ خواجہ عمرو کیا کہتے ہین عیار نقابدار نے کہا جب کہیے مین خواجہ عمرو کو گرفتار کرون عمرو نے کہا کہ مین
ابھی موجود ہون یہی گوی میدان ہی شہزادہ بدیع الزمان نے کہا یون لڑنا اچھا نہین شرط بدکے کوئی عیاری
کرو حال معلوم ہوجائیگا کہ کون عیاری مین کسپر غالب آتا ہی عمرو نے کہا مین ہرطرح موجود ہون غرض یہ دونون
لشکر کفار کی طرف عیاری کرنے کو چلے مگر علٰحدہ علٰحدہ روانہ ہوئے عمرو جو لشکر کفار مین پہونچا پہر رات باقی
تھی آتے آتے لقا کے قیطولون کے نیچے پہونچا قضا سے کارگردمرد عیار قیطولون پر اسوقت پکار رہا ہی
کہ ارے کوئی مزدور یہان ہی اسوقت مزدوری کریگا عمرو نے دل مین کہا یہی موقع خوب ہی ایک مزدور کی
صورت بنکر سامنے گردمرد کے آیا گردمرد نے کہا فلیتہ روشن کرکے میرے ساتھ چل عمرو فلیتہ روشن
کرکے گردمرد کے آگے ہوا جب کوچۂ طولانی مین پہونچا فلیتہ گل کردیا اور بیہوشی اُسپر ڈالکر کہا کہ حضور یہ فلیتہ
نہین مجھسے جلتا گردمرد نے فلیتہ اُس مزدور سے لے لیا اور کہا کہ مین اسے روشن کیے دیتا ہون اور
مُنھ کے برابر فلیتہ لاکر پھونکا فلیتے مین سے جو دھوان بیہوشی آلودہ اُٹھا دماغ مین گردمرد کے پہونچا گردمرد
بیہوش ہوکر گرا عمرو نے دماغ اپنا بند کر لیا تھا یہ بیہوش نہوا غرض گردمرد کو چادر مین باندھ کر پشتارہ لگیا اور
سامنے نقابدار سبزپوش کے رکھ دیا لیکن عیار نقابدار جو گیا تھا گردمرد کی شکل بنکر خوابگاہ
یاقوت شاہ مین پہونچا سب عملہ کو بیہوش کیا یاقوت شاہ کو بیہوشی دے کے پشتارہ باندھ کر
لے آیا اور پشتارہ بدیع الزمان کے سامنے رکھ دیا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ تم دونون نے اپنی
اپنی پوری عیاری کی اب بروقت قصے انکے تصفیہ ہوجائیگا الغرض صبح کو نقابدار اپنے لشکر کو روانہ ہوا
اور بدیع الزمان داخل لشکر اسلام ہوئے عمرو نے بادشاہ اسلام سے گردمرد اور یاقوت شاہ
کا حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بالفعل انھین قید کرو اور سیامک سیاہ کلاہ عیار کو بلا کر
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ دین اسلام قبول کر اُس نے کہا کہ پہلے مجھے رہا کیجیے مین راہ و رسم سے اسلام کی آگاہ
ہولون تو مسلمان ہون عمرو نے کہا اے شہریار بھائی اسکا روسیاہ کب راہ راست پر آیا جو یہ تیرہ درون
دین اسلام قبول کریگا یہ فریب کرتا ہی کبھی مسلمان نہوگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھین اختیار ہی جو چاہو
سو کرو عمرو نے اُسی وقت سیامک کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور بند بند اُسکا جدا کرکے سگان شکاری کو کھلوا دیا
اودھر لشکر کفار مین صبح کو غلغلہ ہوا کہ یاقوت شاہ بارگاہ سے غائب ہوگیا لقا نے کہا بلاؤ گردمرد کو جب
گردمرد کو تلاش کیا اُسے بھی نہ پایا شاگردون نے اُسکے کہا کہ گردمرد بھی رات سے غائب ہی کہ اسی اثنا
مین پرچہ اخبار گذرا کہ رات کو عیار نقابدار یاقوت شاہ کو گرفتار کرلے گیا اور عمرو گردمرد کو پکڑ لیگیا

یہ دونوں لشکر اسلام میں قید ہیں اور سیاہ مکث عیار کو عمرو نے قتل کیا لقا نے کہا یہ میں نے تقدیر میں لکھی
تھی یہ بالائی تقدیر ہوئی ہی ذکر تھا کہ خبر آئی القاش خون آشام نے غسل صحت کیا اور خدمت خداوند لقا
میں آتا ہی غرض کہ القاش نے آکر پہلے لقا کو سجدہ کیا پایۂ تخت خداوندی کو بوسہ دیا لقا سے سب لیے لقا نے
القاش خون آشام کو خلعت سے مخلع کیا اور کہا میں نے تقدیر کی ہے کہ تیرے ہاتھ سے سب خدا پرست
مارے جائینگے اسی وقت القاش نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لے کر خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر
ہوئے عرض کیا کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہاں بھی بفضل ایزدی طبل حربی بجے
فوراً طبل سکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے
بعد صفوف آرائی نقیب نقابت کر گئے پھر القاش خون آشام میدان جنگ میں آیا مبارز طلب کیا
فرخ شہسوار قلندر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو آئے بعد تکاور زنی اور ہمسنخی کے نیزہ بازی کی
فرخ شہسوار نے نیزہ القاش کا ہوائی کیا القاش خون آشام نے وہی گرز سہ شاخہ فرخ شہسوار کو مارا
سپر پر گرز پڑا سپر کو توڑ کر ایک پنجہ کا شانہ سر میں در آیا اور دو پنجے دونوں شانوں میں پیوست ہو گئے تین زخم
فرخ شہسوار کے لگے تین فوارے خون کے جاری ہوئے فرخ شہسوار کو غش آگیا یہ دیکھتے ہی فرخ بخت
سلطان کو تاب نہ آئی مرکب کو اڑا کر میدان میں آئے فرخ شہسوار کو اپنے لشکر کے عیاروں کو دیا آپ
القاش سے سامنا کیا کھینچکر تلوار القاش پر جھپٹے اور ہاتھ تلوار کا مارا القاش نے گرز پر روک کر
وہی گرز گران سر جو فرخ بخت کو مارا فرخ بخت سلطان بھی زخمی ہوئے اسی طرح تا شام کئی سرداروں کو
اس مردود القاش خون آشام نے مجروح کیا اور طبل بازگشت بجوا کر پھر اپنے خیمے میں داخل ہوا دوسرے
دن پھر طبل جنگ بجوا کر میدان جنگ میں آیا دو تین سرداروں کو زخمی کیا تھا کہ شاہزادۂ بدیع الزمان
بصد شوکت و شان مقابلے کو القاش خون آشام کے آئے بعد تکاور زنی و ہمسنخی نیزہ بازی ہوئی
بدیع الزمان نے چند طعن میں نیزہ اس کا ہوائی کیا القاش نے وہی گرز مارا بدیع الزمان نے
چاہا کہ گرز اسکے ہاتھ سے چھین کر قاش زین سے اٹھالیں کہ گھوڑے نے بدیع الزمان کے سکندری
کھائی خود سے الٹ گیا سر برہنہ پر گرز جو آکر پڑا تین زخم کاری لگے مگر بدیع الزمان نے اپنے تئیں سنبھالا
گھوڑے کو روکا اور چاہا کہ اب ایک ہاتھ تلوار کا القاش کو ماریں کہ خون زخموں سے اسقدر جاری ہوا کہ
غش طاری ہوا القاش نے قصد کیا کہ بدیع الزمان کو باندھ لے یکایک نقابدار سبز پوش کا نعرہ
کوہ شگاف بلند ہوا باش اوگبر نابکار دست خود را نگہدار اینک رسیدم القاش صدائے نعرۂ دلخراش سنکر
رکا کہ نقابدار سبز پوش آپہونچا شہزادۂ بدیع الزمان کو لشکر اسلام کی طرف پھرا اور آپ مقابل ہوا القاش
نے کہا اے نقابدار اس روز میں تیرے ہاتھ سے زخمی ہو گیا تھا آج تجھے بغیر مارے کب چھوڑتا ہوں نقابدار
سبز پوش نے للکار کر کہا او تیرہ روزگار یہ میدان جنگ ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر خدائے ما بزرگ است
القاش خون آشام نے وہی گرز جھپٹ کر نقابدار کو مارا نقابدار نے پھرتی سے تلوار کھینچکر دستۂ گرز
پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ گرز مثل خیار قلم ہو گیا القاش نے تلوار کھینچکر نقابدار پر ماری نقابدار نے بازو تلوار کی
بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار القاش کی چھین لیں مگر القاش بھی کچھ ایسا کمزور
نہ تھا کہ نقابدار اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لیتا کشمکش کے زور ہونے لگے آخرکار مرکبوں سے دونوں گر پڑے

اور کشتی لڑنے لگے تین پہر کامل کشتی ہوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ نقابدار نے ایک مقام پر القاش کا لنگر
توڑا چاہا تھا کہ القاش کو اُٹھا کر زمین پر مارے کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا اور نقابدار کو اُٹھا کر لیے چلا گیا
القاش خون آشام نے للکار کر کہا ای خدا پرستو دیکھا تمنے نقابدار سبز پوش پر غضب زمردشاہ باختری کا
نازل ہوا اب کل تم سب کو قتل کرونگا پھر طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون نقابدار نہایت مغموم و پریشان
اپنے لشکر کو چلے اور ہرکارے چہار طرف تلاش کرنے کو نقابدار سبز پوش کی روانہ کیے ادھر لشکر اسلام پھر آیا
سردار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے بادشاہ اسلام نے زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے مگر نقابدار
کی طرف سے بہت پریشان تھے کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا القاش نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ رضینا بالقضا ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے فوراً طبل سکندری پر چوب
پڑی رات بھر بہادر آلات حرب کو آراستہ کرتے رہے صبح کو دونون فوجون کا میدان مین پرا بندھا بعد
آراستگی صفوف جدال و قتال القاش نے لقا کو سجدہ کیا اور میدان جنگ مین آیا کئی رفیق ہاشم تیغزن کے مثل
آصف شترخوار وغیرہ القاش کے مقابلے کو آئے فائز بدرجہ شہادت ہوے دوسرے دن شاہزادہ
خاور سیاہ قاسم عالیجاہ کے رفیق شہید ہوے تیسرے روز جو القاش خون آشام میدان جنگ مین
آیا۔ الجوب خان شش گزی نے نکل کر مقابلہ کیا دیکھا القاش خون آشام نے کہ تیس چالیس گھوڑے
چلے آتے ہین اور ایک گھوڑے پر ایک صندوق بڑا اسار کھا ہوا ہی اور چہار طرف اُس صندوق کے شیشے لگے ہوئے
ہین جب وہ گھوڑے بہیئت مجموعی قریب آکر پہونچے القاش نے دیکھا کہ تختہ صندوق کا اُٹھا اور اُس
صندوق سے الجوب خان شش گزی باہر نکلا القاش خون آشام نے پوچھا ای جوان یہ صندوق کیا ہی
اور یہ گھوڑے کیسے تیرے ہمراہ ہین الجوب خان نے جواب دیا کہ تجھکو معلوم ہو جائیگا اب لا حربہ اپنا کسی طرح
قصور نہ کر القاش نے کہا تم خدا پرستون مین شیدستی کیا نہین کرتے الجوب خان نے کہا بیشک القاش
نے کہا لے خبردار ہو یہ کہکر گرز گران سنگ مارا الجوب خان نے تختہ صندوق کا کھینچ لیا اور اندر صندوق
کے بند ہوگیا وہ گرز گران صندوق پر پڑا گرز اُچٹ گیا الجوب خان پھر باہر نکلا القاش نے کہا اب تو
اپنا حربہ کر الجوب خان نے کہا خبردار ہو یہ کہکر ایک ایک تازیانہ گھوڑون کو مارا وہ چالیسون گھوڑے گرد
القاش خون آشام کے پھرنے لگے اسقدر خاک اُڑی کہ آفتاب چھپ گیا دن کی شب تیرہ ہوگئی القاش
کو کچھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ تیرہ روزگار آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چارون طرف دیکھ رہا تھا اور جب اُن
آئینون پر نگاہ القاش کی پڑتی تھی آنکھ جھپک جاتی تھی یہان تک کہ جب خوب تق گرد و غبار کا بندھا
الجوب خان نے دونون پانون صندوق پر مارے اور آسمان کی طرف اُچھل گیا اور اوپر سے اُترتے
ہوے دونون موزے القاش کے شانون پر مارے القاش پریشان ہوگیا الجوب خان جب
آسمان پر اُچھل گیا القاش صندوق کی طرف دیکھتا تھا کہ الجوب خان نے پھر دونون موزے القاش
کو مارے اب کی منھ مین القاش کے آکر لگے اور موزون مین الجوب خان کے نعل آہنی خاردار
لگے ہوئے تھے منھ سے اور شانون سے خون بہنے لگا زخم کاری ہوگئے القاش خون آشام نے
اپنے ہاتھی کو میدان سے بھگایا الجوب خان نے بھاگتے ہوے پھر دو موزے اور مارے کہ سر بھی
زخمی ہوا القاش چلایا کہ یارو مجھے اس بلا سے جلدی بچاؤ القاش تو آگے آگے بھاگا جاتا ہی

الجوب خان تعاقب مین اُسکے موزے مارتا ہوا چلا آتا ہے یہان تک کہ بھاگتے بھاگتے اور مار کھاتے کھاتے القاش بیہوش ہوکر گرا اور لوگ اُسکے دوڑے القاش کو بچا لیگئے الجوب خان ششش گزی خوش وخرم پھر کر آیا طبل بازگشت بجا دونون لشکرون نے مراجعت کی بادشاہ اسلام نے الجوب خان ششش گزی کو خلعت سے سرفراز کیا مگر القاش کو جب کفار لشکر مین سے کر آئے لباس اُسکا اتار کے دیکھا کہ تمام گوشت القاش کے شانون کا اور پشت کا اور سر کا کاسہ اور منھ اور رخسارے پاش پاش ہوکر جدا ہو گیا ہے جراحون نے بدقت تمام ٹانکے لگائے علاج ہونے لگا پندرہ روز کے بعد القاش کچھ اچھا ہوا بارگاہ مین یاقوت شاہ کی آیا بختیارک نے پوچھا ای القاش اب کیا ارادہ ہے القاش نے کہا مین سب سے لڑونگا مگر اُس بلا سے سامنا نہ کرونگا بختیارک نے کہا ای القاش ہم تمکو اُسکے مار ڈالنے کی تدبیر بتائے دیتے ہین تم ڈرو نہین شوق سے اُس سے مقابلہ کرو القاش نے کہا ملک جی مین تمام عمر تمہارا ممنون واحسانمند رہونگا بختیارک نے کہا ای القاش جسوقت گھوڑے تمہارے گرد پھرنے لگین اور خاک اُڑانے لگین تم صندوق کی طرف نہ دیکھنا آسمان کیطرف نگاہ کیے رہنا جب الجوب خان کودکر مارنے کے قصد پر قریب تمہارے آئے تم دونون پاؤن اُسکے پکڑ لینا اپنی قوت وطاقت اُنھین نہین ہے کہ تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے پس تم اُسے گرفتار کر کے سر پر چرخ دینا اُسکے ہوش وحواس باختہ ہوجاینگے اُسوقت تمھین اختیار ہے چاہنا وہین مار ڈالنا چاہنا یہان لے آنا القاش خون آشام بختیارک سے یہ تدبیر سُنکے بہت خوش ہوا اور طبل جنگ بجا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا الجوب خان ششش گزی اُسی طرح پھر مقابلے کو آیا القاش خون آشام نے بموجب تعلیم بختیارک کے الجوب خان جیسے ہی اُچھل کر آسمان پر گیا القاش نگاہ کیے رہا جب وہ اوپر سے موزے مارنے کو نیچے آیا دونون پاؤن الجوب خان کے القاش نے مضبوط پکڑے اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر الجوب خان کو خنجر کے پھینکدیا ایک شور وغل ہوا کہ الجوب خان ششش گزی مارا گیا بادشاہ اسلام نے لشکر اسلام مین اُسکی ماتمداری برپا کی اور فاتحہ خوانی ہوئی اور صاحب دفتر بموجب ایک روایت کے تحریر فرماتے ہین کہ الجوب خان ششش گزی القاش خون آشام کے ہاتھ سے مارا نہین گیا فقط زخمی ہوگیا تھا الجوب خان ششش گزی کو ایرج نامدار بعد عز ووقار معرکہ میدان کارزار مین چیر ڈالتے ہین الغرض بعد قتل ہوجانے الجوب خان ششش گزی کے القاش خون آشام نے پھر طبل جنگ بجوایا اور میدان مین آیا اُس روز جمشید عراقی اور طومان شبخیز زنگی مقابلہ کو گئے ہاتھ سے القاش کے مارے گئے قصہ مختصر سات دن کی میداندار‌ی مین چار سو سردارون کو زخمی کیا اور تین سو ساٹھ سردارون کو مارا کہ قبرین اُنکی اُسی میدان مین بنی ہوئین تھین آٹھوین روز پھر القاش میدان مین آیا کمال نخوت وتکبر سے لاف وگزاف کیا اور للکارا ای خدا پرستو بہتر یہ ہے کہ لقا کو سجدہ کرو نہین تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا راوی لکھتا ہے کہ اُسوقت دو چار سردار لشکر اسلام مین صحیح وسالم تھے باقی سب سرداران نامی وغیر نامی وغیرہ عالم زخمداری مین مبتلا تھے جیسے ہی القاش نے مبارز طلب کیا بادشاہ اسلام متفکر ہوے اور مرکب اپنا طلب کیا اور فرمایا کہ آج ہم القاش کے مقابلے کو جاینگے اب کون ایسا سردار ہے کہ جسکو مقابلہ القاش کے واسطے بھیجون خادم مرکب باد رفتار تیار کر کے لایا بادشاہ اسلام چاہتے ہین کہ گھوڑے پر سوار ہون جانب صحرا سے گرد اُٹھی دم بھر کے بعد

دیکھا۔ شعر۔ از دامن دشت وکوہ و اورنگ + گردے برخاست تو تبارنگ + گھوڑون کی ٹاپون کی
آواز آنے لگی ہر قدم نشانہاے لشکر اسلام کی جھلکنے لگین بیان سنانون کی مثل برق جہندہ کے معلوم ہونین
تکبیرون کی صدائین آئین بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ امیر کشور گیر صاحب عزت و توقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد پر سوار اور ہمراہ رکاب سعادت اکتساب مقبل وفادار لندھور وقار
اور بہرام گرد بن خاقان چین بصد جاہ و تمکین اور چالیس ہزار سوار جرار و نامدار نمودار ہوے خواجہ عمرو
یہ کہتا ہوا کہ قربانت شوم قربانت شوم آکر حمزۂ صاحبقران زمان سے قدمبوس ہوا اول حال القاش بدمعاش
کے کبر و نخوت اور لاف و گذاف اور شور و شر کا بیان کیا حمزۂ صاحبقران کو بہت ملال گذرا جب آگے بڑھے
بہت سی قبرین بنی ہوئین میدان رزمگاہ مین دیکھین پوچھا اے خواجہ یہ قبرین کن کن لوگون کی ہین خواجہ
عمرو نے عرض کیا کہ حضور یہ سب قبرین سرداران لشکر اسلام کی ہین کہ وہ ہاتھ سے کفار کے مارے گئے ہین
اور ہزارہا اہل اسلام گنج شہیدان مین دفن ہین صاحبقران زمان با دل نالان رو دیے اور سرداران لشکر اسلام
کی سنگین رونے لگے اور دعاے مغفرت کی پھر بادشاہ اسلام کے سامنے آئے بادشاہ اسلام کو سلام کیا بادشاہ اسلام
بھی بغلگیر ہوے اور فرمایا کہ بعد تمہارے جانے کے فلک کجرفتار نے بڑی بڑی گردشین دکھائین کہ بیان اسکا ایک
دفتر طولانی ہو الا نوبت باینجا رسید کہ چو دیدی الغرض کہ صاحبقران زمان گھوڑا چمکا کر میدان جنگ مین آئے
اور مقابلے پر القاش بدمعاش کے اشقر دیوزاد کو روکا بختیارک نے جو امیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران زمان
کو میدان کارزار مین بمقابلہ القاش دیکھا اپنے دل مین کہا کہ آج القاش کا جام حیات لبریز ہو گیا اب امیر کے قہر
کے ہاتھ سے بچنا اور زندہ رہنا القاش کا ممکن نہین اب لڑائی کا بھی آج فیصلہ ہو گیا یہان القاش خون آشام
صاحبقران سے بیلے گاوزن ہوا بعد گفتگوے بسیار القاش نے نیزہ مارا امیر کشور گیر نے چند طعن مین نیزہ
اسکا ہوائی کیا القاش نے وہی گرز سہ شاخہ آہنی سینچون کا صاحبقران پر مارا امیر کشور گیر نے وہ گرز القاش
کا چھین لیا القاش نے جھنجلا کر تیغۂ خونخوار کمر سے کھینچ کر صاحبقران پر وار کیا امیر با توقیر نے ایک جھکی
دے کر قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور القاش کا ہاتھ مروڑ کر تیغہ چھین لیا اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اس نابرد کو
اٹھا لیا اور فرمایا دین اسلام قبول کر لقاے بے لقا کی پرستاری سے ہاتھ اٹھا کفر پرستی چھوڑ دے القاش
نے انکار کیا کہ کبھی ایسا نہو گا امیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران کو غصہ آگیا دونون ہاتھ سے دونون ٹانگین
القاش بدمعاش کی پکڑ کے مثل کرباس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا زمین سے آسمان تک صداے تحسین و آفرین
بلند ہوئی سب کفار مغموم ہوے لقاے بے لقا گنبد گیتی نما پر بیٹھا ہوا دیکھتا تھا متحیر ہوا اور خائف
ہو کر وہان سے اٹھ گیا مگر دوسرے راوی نے یہ لکھا ہے کہ جب القاش بدمعاش نے دین اسلام نہ قبول کیا
امیر کشور گیر نے اسکی مشکین باندھ کے خواجہ عمرو کے سپرد کیا خواجہ عمرو نے پاس یاقوت شاہ کے ایک ہی
زندانخانے مین قید کیا اور صاحبقران بارگاہ سلیمانی مین آئے بادشاہ اسلام نے بہت تحسین و آفرین کی صبح کو
امیر با توقیر بارگاہ سلیمانی مین جلوہ افروز ہوے یاقوت شاہ کو زندانخانے سے بلایا تلقین بدین اسلام کی
اسنے جواب دیا کہ جسوقت لقا سے فیصلہ ہو جائیگا مین بھی اسلام لاؤنگا فرمایا لیجاؤ اسے زندانخانے مین لیکن
ادھر بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند عیاران لشکر اسلام کیا کیا کارنمایان کرتے ہین کوئی ایسا عیار نہین
کہ جا کر یاقوت شاہ اور القاش کو چھڑا لائے لقا نے گو نج دربندی اور سگ دندان عیار سے کہا

کہ میں نے تقدیر کی ہر تم دونوں جاکر نور خالص قدرت کو چھڑا لاؤ وہ دونوں عیار حکم لقا پاکر روانہ ہوئے اور
صورتیں اپنی بدل کر داخل لشکر اسلام ہوئے زندانخانہ یاقوت شاہ کا دریافت کر کے آئے اور ایک جاے
تنہائی میں نقب کھودنا شروع کی اور دوسرا جہرہ نقب کا زندانخانے میں نکالا یاقوت شاہ اور گردھر کو
قید سے چھڑایا القاش وہاں سے علاحدہ قید تھا ان چاروں نے چاہا کہ وہاں بھی جائیں اور القاش کو
چھڑا لائیں مگر ممکن نہوا چلے گئے صبح ہوتے داخل لشکر کفار ہوئے یاقوت شاہ اور گردھر کو لقا کے سامنے
لائے وہ بہت اُنسے خوش ہوا دونوں کو خلعت دیا یہاں صبح کو جو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ یاقوت شاہ اور
گردھر چھوٹ گئے عُمرو پر بہت خفا ہوئے کہ خواجہ تم بہت غفلت کرتے ہو کہ حریف قید سے چھوٹ گئے
اور تمکو خبر نہوئی یہ ذکر تھا کہ خبر آئی کہ قہرش بن سوکیا سے طوفانی سلسال سے لڑنے گیا سلسال نے اُسے
بدغا گرفتار کر لیا امیر یاتو تیر نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا اور حکم کیا کہ لاؤ القاش خون آشام کو فوراً کرگ القاش کو
لے کر سامنے امیر کے آئے صاحبقران نے القاش سے کہا کہ بہتر یہ ہو کہ دین اسلام قبول کر القاش نے
لقا پرستی پر لعنت کی اور بصدق دل اسلام لایا اور حال قہرش کے قید ہو جانے کا سُنا عرض کیا اگر حکم صاحبقران
ہو تو جاکر قہرش کو قید سے چھڑا لاؤں امیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی پھر امیر یاتو تیر نے خلعت منگوا کر القاش کو
دیا القاش نے اپنے لوگوں کو لشکر کفار سے طلب کیا اور کوچ کر کے ترکستان کیطرف روانہ ہوا اور ایک روایت
دفتر سے معلوم ہوتا ہی کہ القاش ابھی مسلمان نہیں ہوتا ہی قید رہتا ہی اور عمرو گھبرا جھتی قہرش کی مدد کو
جاتا ہی ادھر کا حال سنیئے کہ بارگاہ یاقوت شاہ میں ملک قرتیا کوہ مع اپنے پہلوانان زبردست کے بیٹھا
ہوا ہی اور صحبت عیش برپا ہی جام شراب گردش کر رہا ہی کہ کافور آدم خوار نے عرض کیا ای نور خالص خداوند
آپ طبل جنگ بجوائیے کل میں خدا پرستوں سے سامنا کرونگا اُسی وقت طبل جنگ پر چوب پڑی لشکر اسلام میں
خبر ہوئی کہ لشکر کفار میں طبل بجا ہی امیر عالی مقام نے فرمایا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے فوراً طبل سکندری پر
چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر معرکہ کارزار میں آئے اور صفیں آرایاں ہوئیں نقیب نقابت
کر گئے کافور آدمخوار میدان جنگ میں آیا مبارز طلب کیا قارن گردن سوار اُسکے مقابلے کو گیا بعد گفتگو کے
کافور آدمخوار نے دونوں چنگال اپنے قارن گردن سوار پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے میں دھنسائے فوارہ خون کا
سینے سے قارن کے جاری ہوا اور ایسا صدمہ قلب پر قارن کے پہونچا کہ وہ بیہوش ہو گیا کافور آدمخوار نے
قارن کو گھوڑے سے اُٹھا لیا شہزادہ بدیع الزمان کو تاب باقی نہ رہی بغیر اجازت بادشاہ اسلام کے نعرہ
کرتے ہوئے گھوڑا دوڑا کر چلے او کافر بدکیش کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے خبردار میں آپہونچا یہ کہکے مثل شعلہ
جوالہ برابر کافور آدمخوار کے پہونچکر قارن کو اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور امیہ کے حوالے کیا کافور آدم خوار نے
غیظ میں آکر چنگال اپنے شہزادہ بدیع الزمان پر مارے بدیع الزمان نے چنگال اُسکے بچا کر پہونچوں کے پاس
سے ہاتھ پکڑ لیے اور ایک جھٹکا دیا وہ منھ کے بھل سامنے آیا بدیع الزمان نے اوپر سے قبضہ تلوار کا مارا کہ سر
آدم خوار کا پھٹ گیا پھر گر کر تمام ہو گیا ایک شور ہوا کہ وہ کافور آدم خوار کو مارا یہ دیکھ کے ماہور آدم خوار دوڑا
اور بدیع الزمان کو للکارا کہ اوے خدا پرست تو نے غضب کیا ایسے بہادر کو مار ڈالا یہ کہکر قریب آکر آرہ پشت
نہنگ شہزادہ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے آرہ اُسکا تلوار کی باڑھ پر روکا آرہ اُسکا کٹ گیا
ماہور آدم خوار نے چنگال آہنی مارے بدیع الزمان نے جو خالی دے کر تلوار ماری دونوں ہاتھ اُسکے

کٹ گئے ماہور ہاتھوں کو لپٹے دیکھنے لگا بدیع الزمان نے دوسرا ہاتھ اور تلوار کا مارا کہ ماہور آدم خوار کی کمر
پر پڑا دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا غرض کہ شام تک بدیع الزمان نے ستر ہ کافرون کو واصل جہنم کیا شام کو طبل
بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو پھر گئے صبح کو پھر میدانداری ہوئی ارجل بن جلیل میدان میں آیا
مبارز طلب کیا ادھر سے شہزادہ خاور سپاہ قاسم بالیجاہ نے پودھا باگ کا لیا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
میدان جنگ میں ارجل کے مقابلے کو آئے بعد تگاورزنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی قاسم نے نیزہ اسکا چند طعن
میں ہوائی کر دیا ارجل نے تلوار کھینچ کے قاسم پر وار کیا شہزادہ خاور سپاہ نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تلوار
کا مارا مع مرکب ارجل بن جلیل کے چار ٹکڑے ہوئے قاسم صف شکن نے آواز دی ای کفار ارجل کی
لاش کو میدان سے لیجاؤ اور کسی پہلوان زبردست کو مقابلے کو بھیجو یہ سنکے سلسلہ بن سلاسل کمال
غیظ و غضب سے آکر حملہ در ہوا قاسم ذیجاہ نے تلوار اسکی چھین کر ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول
کر سلسلہ بن سلاسل نے جواب دیا کہ لاکھ جانیں لقا پر نثار کرتا ہوں قاسم نے سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا سلسلہ بن
سلاسل سینے تک زمین میں غرق ہو گیا روح نجس اسکی ڈر کر راہی طرف جہنم کے ہوئی غرضکہ شام تک تئیس سرداران کفار
قاسم نے مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں میں آئے بادشاہ اسلام نے قاسم ذیجاہ کو
بلوا کر خلعت فاخرہ دیا رات کو ملک قرتیا کوہ نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا جب امیر با توقیر کو خبر ہوئی کوس حربی
بجنے کا حکم دیا نقارہ رزمی لشکر اسلام میں بھی بجا علی الصباح دونو دریاے لشکر گران صحراے کارزار میں طوفان خیز
ہوے صفیں آراستہ ہوئیں میدان رزم تیار ہوا نقیب ہٹیب دیکر چلے گئے ملک قرتیا کوہ نے کرگدن کو
جولان دیکر لقا کو سجدہ کیا پھر با قوت شاہ سے اجازت لیکر میدان حربگاہ میں آیا اور للکارا ای خدا پرستو
تمنے بڑے بڑے میرے پہلوان قتل کیے اب جسکو تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے یہ سنکے سر فتنہ باختر
شہزادہ بدیع الزمان نامور اپنے مرکب صبا رفتار کو اڑا کر سامنے بادشاہ اسلام کے آئے اور اجازت طلب
ہوے بادشاہ اسلام نے فرمایا خدا حافظ و ناصر ہے یہ سنکر بدیع الزمان نے تسلیم کی اور گھوڑا چمکا کر مثل
برق جہندہ اس کافر ظالم کے سامنے آئے ملک قرتیا کوہ دو چار تگاورزن ہوا بعد استفسار نام و نشان نیزہ
اٹھا شہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کار ستر طعن میں نیزہ اسکا
ہوائی کر دیا ملک قرتیا کوہ نے غصہ میں آکر مثل مار سیاہ بل کھایا اور تیغ خونخوار کمر سے کھینچکر مارا شہزادہ
بدیع الزمان نے سپر پر روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر اسکی قلم ہوئی ملک قرتیا کوہ پیچھے ہٹ گیا تلوار
شہزادہ بدیع الزمان کی گینڈے کے سر پر پڑی گردن گینڈے کی کٹ گئی ملک قرتیا کوہ گینڈے سے
کود پڑا اور شہزادہ بدیع الزمان کے مرکب کی طرف دوڑا شہزادہ بدیع الزمان نے جو دیکھا کہ یہ مرکب کو
بیکار کرنے آتا ہے یہ بھی پشت زین فرس سے کود پڑے ملک قرتیا کوہ نے بڑھ کر تلوار ماری شہزادہ بدیع الزمان
نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا ملک قرتیا کوہ نے تلوار پشت تیغ پر روکی اسی طرح دو گھڑی کامل باہم
مقابلہ رہا اور تلوار چلی شہزادہ بدیع الزمان نے ایکبار سر تا کر جھکائی دیکر جو ہاتھ کمر کا مارا تلوار مثل
صابون کے کاٹ کر نکل گئی ملک قرتیا کوہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا لاش کے ٹکڑے تڑپنے لگے ایک
شور و غل ہوا کہ ملک قرتیا کوہ کو مارا فوج اسکی تلواریں کھینچ کے دوڑ پڑی شہزادہ بدیع الزمان تلوار
پکڑ کر آنبرا پڑا ادھر سے سرداران لشکر اسلام بدیع الزمان کی کمک کو آئے ادھر فوج کفار ملک قرتیا کوہ

کے لوگون کی شرکت ہوئی اہل اسلام اور کفار کے تلوار چلنے لگی صدائے گیرو دار بلند ہوئی عین گرمی جنگ مین
نیرنگ بن گیرنگ سے اور شاہزادہ علم شاہ سے مقابلہ ہوا اُس نے تلوار ماری علم شاہ نے تلوار
اسکی رد کرکے تیغہ کیتیان فرنگی کا ہاتھ مارا ایسا کہ گردن چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا نیرنگ ارشوسی سے
اور ہاشم تیغزن سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری ہاشم تیغزن نے تلوار اسکی چھین کر کمر پر پنجہ تھام کر
اُٹھالیا اور چکر دے کر آسمان کی طرف پھینکا گرتے ہوئے جو ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہوکر گرا یلغار قمر پیشانی
لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ شہزادۂ بدیع الزمان للکار کر اُس پر جھپٹے ابھی بدیع الزمان برابر یلغار کے نہ پہونچے تھے
کہ شہزادۂ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ درمیان سے مرکب کو جھکا کر قریب یلغار قمر پیشانی کے پہونچے یلغار
نے تلوار ماری قاسم نے خالی دے کر ایک ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا مارا یلغار قمر پیشانی بیچ مین سے
کٹکر دو ہوا اس عرصہ مین شہزادۂ بدیع الزمان بھی پہونچ گئے دوسرا ہاتھ تلوار کا شہزادۂ بدیع الزمان نے
یلغار کی کمر پر مارا کہ چار ٹکڑے یلغار قمر پیشانی کے ہوئے ایک شور اُٹھا کہ یلغار قمر پیشانی مارا گیا
شہزادۂ بدیع الزمان نے قاسم سے کہا او ترک تنگ چشم یلغار سے تو مین لڑنے آتا تھا تو کیون بیچ مین
کود پڑا اور میرے صید کو شکار کیا شہزادۂ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ نے کہا او کشتی گیر مین تو اُسے کشتہ کر چکا
تھا تو نے آکر کیون اُسکو تلوار ماری یہان دونون مین تکرار ہو رہی تھی نوبت تلوار کی پہونچی تھی کہ ایک طرف
سے حمزۂ صاحبقران لڑتے ہوئے پہونچے اور ایک جانب سے علم شاہ ملک جاہ تلوارین مارتے ہوئے
آگئے دونون کو جدا کرکے سمجھا دیا رفع شر ہو گئی پھر قاسم و بدیع الزمان کفار سے مصروف کارزار
ہوئے اُس روز کی لڑائی مین جتنے ملک فرتیاکوہ کے ہمراہی سرداران نامی تھے وہ سب غازیان دیندار کے
ہاتھ سے مارے گئے جو لوگ کہ ملک فرتیاکوہ کی فوج کے باقی رہ گئے وہ لاش ملک فرتیاکوہ کی اُٹھا کر بھاگے
ہزارہا کافر جہنم واصل ہوئے قریب شام کے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ کی طرف پھرے
بادشاہ اسلام نہایت خوش و کمال مسرور پھرے کفار ملک فرتیاکوہ کے مارے جانے سے نہایت پریشان
ہوئے لشکر کفار مین ایک سناٹا ہے دوسرے دن کا ذکر سنیئے کہ لقا سے بے لقا اپنے قیطول پر فکر و تردد
مین خاموش بیٹھا ہوا ہے اور بختیارک بار بار کہتا ہے یا خداوند اب کیا ہو گا کون خداپرستون سے سامنا
کریگا کیسے کیسے پہلوان زبردست خداپرستون نے مارے ہین لقا سنتا ہے مگر کچھ جواب نہین دیتا ہے کہ ناگاہ
ہرکارے کی جوڑی دوڑتی ہوئی آئی بعد ثنائے خداوندی کے عرض کیا کہ خداوند نمرود شاہ شہر شند کالیہ
سے نو لاکھ سوار جرار کی جمعیت سے آپہونچا اور بیٹا اُسکا زیور شاہ تمام فوج کا سردار ہے اور ایک لقا بدار
زرد پوش اُسکا سپہ سالار ہے اور قیطول اُسکے ہمراہ ہین معلق ہوا پر ہین یعنے زمین سے بہت بلند ہین
لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور پکارا کہ ای بندگان من قدرت مرا بہ بینید مین نے اپنے بھائی کو بلایا ہے کہ ان
خداپرستون کا کام تمام کرے پھر یاقوت شاہ سے خطاب کیا کہ تم تمام سردارون کو لیکر استقبال کو جاؤ
اور نمرود شاہ کو لاؤ کہ وہ میرا بندۂ خاص الخاص ہے یاقوت شاہ اُسی وقت تمام سردارون کو ہمراہ لیکر
روانہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا دیکھا کہ کئی فرسنگ کے دورے مین قیطول نمرود معلق ہوا مین
اور نیچے قیطولون کے لشکر اُسکا اترا ہوا ہے یاقوت شاہ نے زیور شاہ کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لقا کی طرف
سے استقبال کے واسطے آئے ہین زیور شاہ نے جا کر نمرود شاہ سے عرض کیا نمرود شاہ نے کہا

کہ جاکر اُس سے کہدو کہ مین لقا کی مدد کو نہین آیا ہون بلکہ اپنی خدائی ظاہر کرنے آیا ہون جو مجھے آکر سجدہ کریگا
اُسے امان دونگا ورنہ سزا کو پہنچاؤنگا اور لقا کا کیا منھ ہی جو وہ دعوی خدائی کرتا ہی بہتر یہ ہو کہ مجھے آکر سجدہ کرے
نہین تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا یاقوت شاہ یہ پیغام سُنکر پھر آیا اور لقا سے بیان کیا لقا یہ سنتے ہی
بہت برہم ہوا اور پکارا کہ اسکی بھی شامت آئی ہی ابھی اسے خاک سیاہ کر دونگا بختیارک نے کہا یا خداوند
آپ گنبد گیتی نما پر سے دیکھیے کہ قیطول نمرود کسقدر بلند مین معلوم ہوتا ہی کہ سامری اسکے شریک حال ہین لقا
نے جو بالاے بام گنبد گیتی جاکر دیکھا واقعی قیطول نمرود معلق ہوا پر دکھائی دیتے ہین اور زمین سے بہت بلند
ہین اسکے ہوش اُڑ گئے حیران ہوکر دیکھا کیا تصویر گلی بنگیا پھر بختیارک سے کہا ای شیطان درگاہ تو دیکھتا رہیو مین
تقدیر کرتا ہون کہ یہ سب خاک سیاہ ہو جائین مگر کہتے تو یہ کہا قیطولون کو دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا گویا جواہرش بہا
کے بنے ہوئے قیطول ہین کہ یہ قیطول اُسکے سامنے گرد ہو گئے یہان تو یہ فکر و تردد تھا اُدھر امیر گیتی ستان کو خبر
ہوئی کہ نمرود شاہ اس عظم و شان سے آیا ہی اور قیطول اُسکے طبقہ ہوا پر قائم ہین بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل کر
قیطولون کو دیکھا ہنسکے فرمایا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہی اُسی وقت دبیر کو بلوا کر ایک نامہ نمرود شاہ کے
نام لکھوایا اور فرخ شہسوار قلندر سے کہا کہ تم یہ نامہ نمرود شاہ کے پاس لیجاؤ اور جواب باصواب اسکا جلد لاؤ
فرخ شہسوار قلندر ایلچی صاحبقران بنکر روانہ ہوے بارگاہ زیور شاہ مین پہونچے اور زیور شاہ کو خبر ہوئی
کہ ایلچی حمزۂ صاحبقران زمان کا نامہ لیکر آیا ہی کہا کہ لاؤ نامہ بر کو لوگ فرخ شہسوار قلندر کو سامنے زیور شاہ
کے لیگئے فرخ شہسوار نے بعد ادائے شرائط نامۂ امیر باتوقیر اظہار کیا کہ نامہ سوائے نمرود شاہ کے اور کسی کے
ہاتھ مین نہ دونگا زیور شاہ فرخ شہسوار قلندر کو ہمراہ اپنے قیطولون پر لیگیا دیکھا فرخ شہسوار نے کہ ایک گبر
ناہنجار کندۂ نار آتش تخت جواہر نگار پر متمکن ہی بطریق اہل اسلام فرخ شہسوار نے سلام کیا نمرود شاہ نے
کرسی جواہر نگار پر فرخ شہسوار کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام لبالب بادۂ گلرنگ کا پیش کیا مگر فرخ شہسوار نے
نہ پیا نمرود پکارا کہ ای ایلچی حمزہ تو مجھے سجدہ کر فرخ نے کہا کہ لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر اُسوقت نمرود شاہ
نے نقاب اپنے چہرے سے اُلٹ دی اور کہا ای ایلچی دیکھ تو میری طرف اب راویان دفتر کا یہ بھی بیان ہی کہ نمرود شاہ کے
تاج مین ایک لعل بے بہا سحر کا بنایا ہوا ایسا نصب تھا جسکی نگاہ اُس لعل پر پڑی وہ سجدہ کرنے کو نمرود علیہ اللعن کے
جھک گیا جیسے ہی فرخ شہسوار قلندر کی نگاہ لعل پر تاج کے پڑی مسحور و مسخر ہوکر نمرود کو سجدہ کیا اور پکارا کہ بیشک
تو خداوند برحق اور آفریدگار مطلق ہی القصہ فرخ شہسوار قلندر مبتلاے سحر ہوکر مطیع نمرود شاہ ہوے اور
وہین رہے مگر نمرود شاہ نے جواب نامے کا لکھوا کر فرخ شہسوار کے لوگون کو دیدیا وہ بیچارے سب وہان سے
چلے آئے اور صاحبقران کو جواب نامے کا دیا اور تمام کیفیت فرخ شہسوار کی بیان کی کہ فرخ شہسوار قلندر نے
نمرود شاہ کو سجدہ کیا امیر باتوقیر پیچ و تاب کھا کر رہ گئے فرمایا بیشک یہ کارخانہ سحر کا ہی انشاء اللہ اس کا فریب سمجھا جائیگا
لیکن یہان نمرود شاہ اپنے قیطولون پر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا میدان مین بہت سی قبرین بنی ہوئی ہین عیار اُسکا
سامرۂ جنی اسکے سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے کہا کہ جاکر دریافت تو کر یہ قبرین کیسی ہین وہ گیا اور حال دریافت
کرکے آیا بیان کیا کہ ایک سردار ہی لشکر کفار کا القاش اُسکا نام ہی اُسنے بہت سے سرداران لشکر
اسلام کے مارے اُن مقتولون کی یہ قبرین ہین نمرود شاہ نے کہا القاش کہان ہی اُسنے کہا کہ لشکر
اسلام مین قید ہی نمرود شاہ نے سامرۂ جنی سے کہا کہ القاش خون آشام کو اُٹھالا سامرۂ جنی گیا

لشکر اسلام مین اور القاش کو اُٹھا لایا جب القاش خون آشام نمرود شاہ کے سامنے ہوش مین آیا
نمرود شاہ کو دیکھا اور لعل بے بہا بر نگاہ پڑی القاش نے نمرود شاہ کو سجدہ کیا ادھر صاحبقران نے
جو سنا کہ القاش زندانخانے سے غائب ہو گیا پوچھا کہ قید القاش کی کسکے سپرد تھی لوگون نے کہا کہ القاش
اسد شیر دل بن کرب غازی کے حوالے تھا امیر بانوقیر نے اسد کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمہارا سودائی مین سقدر
بڑھا اور اسقدر غفلت کی کہ القاش تمہاری قید سے چھوٹ گیا اور تم کو خبر نہ ہوئی اسد شیر دل سر جھکا کر چپ
ہو رہے کچھ جواب نہ دیا جب بارگاہ سلیمانی سے باہر آئے ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا کہ جلد دریافت کرو
کہ القاش کو کون لیگیا ہرکارے فوراً دریافت کرکے آئے اور اسد شیر دل سے کہا کہ نمرود شاہ نے اپنے
عیار سامرہ جنی سے القاش کو اُٹھا منگایا اسد شیر دل اُسی وقت مرکب پر سوار ہو کر سامنے لشکر نمرود شاہ
کے آئے اور بے تکلف نمرود شاہ کو گالیان دینے لگے نمرود شاہ قیطولون پر بیٹھا ہوا تھا صحرا کی سیر کر رہا تھا
اسد کو جو دیکھا سامرہ جنی سے کہا کہ اسے اُٹھا لا سامرہ جنی اسد کو پکڑ کر اوپر قیطولون کے لیگیا اسد کی
جو آنکھ کھلی اپنے تئین سامنے نمرود شاہ کے پایا اور فرخ شہسوار اور القاش کو بھی وہان بیٹھے دیکھا اسد
پکارا او گبر نابکار ایک تو تو نے میرے قیدی کو منگوالیا دوسرے اب مجھکو بھی اپنے پاس طلب کیا یہ کہکر تلوار کھینچکر
اُٹھے نمرود نے جلدی سے نقاب منھ سے اُٹھا دی اور پکارا ای جوان برسن نگر شاید کہ شناسی مرا
اسد کی نگاہ جو اُسکے تاج پر پڑی بے اختیار مبتلائے سحر ہو کر سجدے مین جھک گیا اور کہا کہ تو خدا وند برحق ہے مین
آجتک تجھے بھولا ہوا تھا اب پہچانا یہ کہکر اسد رونے لگا نمرود شاہ نے نقاب منھ پر ڈال لی اور اسد کو بہت سی
تسلی و تشفی دی اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا رفتہ رفتہ یہ خبر مشہور ہوئی کہ فرخ شہسوار اور اسد شیر دل اور
القاش خون آشام یہ تینون نمرود پرست ہو گئے لقا کو یہ سُنکر کمال رشک ہوا اور ہاتھ مل کر کہنے لگا
کہ مجھکو تمنا رہی کہ آجتک مجھکو کسی خدا پرست نے سجدہ نہ کیا لیکن حمزہ صاحبقران زمان نے فرمایا کہ خدا
خیر کرے یہ عجب سحر اس کافر کا ہے یہان نمرود شاہ نے فرخ و اسد سے کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ کو سمجھا کر لاؤ
کہ مجھے سجدہ کرے اسد نے کہا کہ یا خداوند یہ کام عمرو کا ہے اگر وہ آئے اور آپ کو سجدہ کرے تو بیشک
حمزہ کو بھی بہر طور لا کر سجدہ کروائے نمرود نے کہا ہم ابھی عمرو کو بھی بلواتے ہین یہ کہکر سامرہ جنی سے
کہا تو جا کر عمرو کو اُٹھا لا اُسنے اسد سے صورت عمرو دریافت کی اور روانہ ہوا یہان ڈیڑھ پہر دن چڑھے
دربار برخاست ہوا اور عمرو اپنے خیمے کو چلا کہ ایک پنجہ کمر مین اُسکی پڑا اور اُٹھا کر لیچلا عمرو ہر چند چلایا کہ ارے
تو نے دھوکا کھایا مجھے اور کسی کے شبہہ سے لیے جاتا ہے کچھ آواز نہ آئی طبقہ ہوا پر پہونچ کے آنکھین عمرو کی بند ہو گئین
بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئین سامنے تخت نمرود شاہ کے پایا اور دیکھا کہ فرخ
شہسوار قلندر اور اسد شیر دل اور القاش خون آشام سامنے نمرود شاہ کے دست بستہ بیٹھے ہوئے
ہین عمرو نے جھک کر نمرود شاہ کو سلام کیا نمرود شاہ نے اسد سے پوچھا یہی عمرو ہے اسد نے کہا کہ یا خداوند
یہی عمرو ہے نمرود شاہ پکارا ای عمرو مین نے تجکو اسواسطے بلایا ہے کہ پہلے تو مجھے سجدہ کر پھر حمزہ کو سمجھا کر لا
اور مجھے سجدہ کروا عمرو نے کہا یا خداوند مین مدت سے حضور کا مشتاق تھا نہایت قدمبوسی کا شوق تھا آج
آرزوے دلی میری بر آئی یا خداوند مین لاکھون روپیے کا قرضدار ہون نمرود نے کہا ہم تیرا قرضہ ادا کر دینگے
پھر نمرود شاہ نے پچاس کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر عمرو کو دین عمرو نے وہ سب مال نذر زنبیل کیا

اور دو انگلیون کی محراب بناکر اُس کافر خاسر کو سجدہ ظاہری کیا اور دل مین کہا کہ ای پروردگار عالم تو شاہد رہیو
کہ مین تجکو سجدہ کرتا ہون یہ مسخرہ کافر زلیل ہی لایق سجدہ تو ہی نمرود شاہ عمرو سے بہت خوش ہوا اور ایک
خلعت بہت بھاری منگواکر دیا کرسی پر بٹھایا جام شراب گردش مین آیا نمرود شاہ نے کہا ای عمرو تو اب جاکر
حمزہ کو سمجھا کہ وہ بھی مجھے آکر سجدہ کرے عمرو بولا یا خداوند آپ کیون گھبراتے ہین یہ میرا ذمہ ہی مین حمزہ کو مع
سرداران نامی وگرامی کے جاکر لے آؤنگا اور آپ کو سجدہ کروادونگا نمرود نے کہا تو اب تجھے لشکر حمزہ مین
بھجوادون عمرو نے عرض کیا کہ ابھی خداوند کو مین نے اچھی طرح دیکھا نہین جب دل میرا زیارت خداوند سے سیر
ہوجائیگا تو جاؤنگا دوسرے یہ کہ خداوند نے میرے کمال وہنر ابھی نہین ملاحظہ فرمائے ہین نمرود شاہ چپ رہا
اسد بن کرب غازی نے کہا یا خداوند خواجہ عمرو کو علم موسیقی مین ایسا دخل ہی کہ اپنا ثانی نہین رکھتے ہین
نمرود شاہ نے کہا ای عمرو تم بڑے صاحب کمال ہو کچھ گاؤ بجاؤ اپنا ہنر دکھاؤ عمرو نے کہا مین موجود ہون پھر
جتنے سازندے وہان حاضر تھے اُن سے اشارہ کیا کہ تم ساز ملاؤ میرے ساتھ ہی رہو کسی تان مین مجھسے جدا
نہ ہونا سبھون نے کہا حضور کیا مجال پھر سب ساز ملانے لگے عمرو نے بانسری کمر سے نکالی اور ایک چیز چھیڑ کتی ہوئی
گنگنائی کہ اُسی گنگنانے سے سب کے دل بے چین ہوگئے غرض کہ سازندون نے ساز ملاکر چھیڑا اور عمرو بانسری

بجاکر یہ غزل گانے لگا غزل
کسی کا دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خوارون مین
ترے در سے وہ کافر جا چھپی پرہیزگارون مین
ہوے گم عنان جنبش صبر تاب عقل و دین

کوئی جانے تو کیا جانے وہ یکتا ہی ہزارون مین
یہ توبہ توڑ کر کیون جا ملی پرہیزگارون مین
لیگا بعد میرے پھر نہ بھاتا رودان اسکو
دل بیتاب بھی اخل ہوا یا خوں بے قرارون مین

ستمگارون مین عیار زمین لالہ رو نہین یارون مین
کہان ہو وخت رزای محتسب ہم بادہ خوارون مین
قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگوارون مین
اس شعر پر نمرود شاہ نے بہت تعریف

کی اور کہا پھر اس شعر کو کہنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے حسب فرمایش نمرود شاہ مردود کے پھر اس
شعر کو خوب آہنگ کے اسطرح گایا کہ نمرود شاہ اور بھی بے چین ہوگیا اور خواجہ عمرو کی بہت تعریفین کرنے لگا
اور کہنے لگا کہ خواجہ عمرو اس شعر کو پھر کہو خواجہ عمرو نے سہ بارہ پھر اسی شعر کو اس انداز سے گایا کہ نمرود شاہ
خود رفتہ ہوگیا پھر اسی شعر کو گوایا یہان تک کہ سو مرتبہ اسی شعر کو خواجہ عمرو سے کہلوایا اور نمرود شاہ خوب
اُچھلا کودا بہت خوش ہوا تمام حاضرین مست ہوگئے نمرود شاہ ایسا اُسوقت خوش اور راضی خواجہ
عمرو سے ہوا کہ بہت سامال وزر دیا رات کی رقت بعد کھانا کھانے کے نمرود شاہ نے پھر خواجہ عمرو سے
کہا ای خواجہ ہم بہت مشتاق ہین تمھارے گانے کے خواجہ عمرو نے عرض کیا یا خداوند مین موجود ہون
سازندون سے خواجہ عمرو نے اشارہ کیا وہ سب ساز ملاکر چھیڑنے لگے خواجہ عمرو نے نَے کمر سے نکالی اور گنگنانے لگے
نمرود شاہ نے کہا ای عمرو اُسی غزل کے باقیات اشعار گاؤ عمرو نے وہی غزل جہان سے اُسوقت چھوڑی تھی شروع

کی اور بانسری بجاکر گانے لگا۔ اشعار
دکھادینگے صف محشر مین ہم کتنے ٹھکانے ہین
سنبھل کر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقرارون مین
انھین لوگون کے آنے سے تو میخانے کی عظمت ہے
کہ اب بیتابیون پر لوٹ ہی امیدوارون مین

فرشتون سے سر روز جزا تکرار ہوتی ہی
جو یہ پوچھا سنے کوئی ہو میرے امیدوارون مین
خدا کے سامنے قسمین پڑ کھانا دیکھنا ڈرنا
قدم تو شیخ نے تشریف لائے بادہ خوارون مین
وہ کترا کر چلے ہین میکدہ سے حضرت زاہد

نگار کہا ہی ہمکو بھی کسی کے جان نثارون مین
حقیقت برق کی کیا ہی گر اُس سے بجھی تے مین
ہمین تو آپ نے ٹھہرا دیا بے اعتبارون مین
تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیا ہوتا
ارے مرشد مین ہاتھون ہاتھ لا تا انکو یارون مین

یہ غزل جو عمرو نے نَے بجاکر گائی تمام صحبت محو ہوکر بت بنگئی اور نمرود شاہ کا یہ حال ہوا کہ مست ہوکر بیخود ہوگیا جب ہوش آیا

بہت خوش ہوا اور عمرو کو بہت سا زر وجواہر دیا اس عرصہ مین قریب دو پہر رات کے پہونچی عمرو نے کہا یا خداوند
مین ساقی گری خوب کرتا ہون یہ بھی مین نے کمال حاصل کیا ہو منھ سے گاتا جاتا ہون ہاتھ سے ساز بجاتا ہون پانون
سے ناچتا ہون پھر ہاتھ سے جام شراب بھی بھر کر پلاتا ہون ایک ہی دورے مین یہ سب کام کرتا ہون نمرود نے کہا واہ
وا یہ کمال تُنے خوب حاصل کیا ہو دیکھون تو سہی عمرو نے کہا کہ میخانہ میرے حوالے ہوجاے تاکہ کوئی محروم نہ رہے
اُسی وقت نمرود نے داروغہ میخانہ کو بلا کر حکم دیا کہ میخانہ عمرو کے سپرد کردو عمرو نے تمام میخانہ دیکھا اور سب سامان
میخواری درست کیا اور بیہوشی ملا کر تمام علے کو شراب تقسیم کردی اور بہت تحفہ شراب گلابیون مین بھر کر صحبت
مین لایا پہلے جام زرنگار بادۂ گلرنگ کا نمرود شاہ کو لبریز کرکے دیا پھر زیور شاہ کو ایک جام شراب بھر کر دیا
پھر تمام صحبت والون کو ایک سرے سے ایک ایک جام شراب بھر بھر کر دیا سب بلا نوش چڑھا گئے ایک ایک
سردار ذی ہوش اور ایک ایک ساحر بلا نوش عجیب وغریب حرکتین کرنے لگا یہان تک کہ نمرود شاہ خود
ناچنے کو اُٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا عمرو نے تمام صحبت کا مال واسباب اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور سب کی صورتین
انواع واقسام کی بلکر بنائین اور نمرود کی داڑھی تمام مونڈی اور ایک طرف کی مونچھ مقراض سے اُڑا دی اور دوسری
مونچھ مین ایک رقعہ لکھکر باندھ دیا مضمون خلاصہ اُس رقعہ مین یہ تحریر تھا اے نمرود دشمن رب ودود اگر خراج
داڑھی کا ماہ بماہ نہین بھیجے جائیگا تو داڑھی تیرے منھ پر جمیگی نہین تو یونہین منڈا جایا کریگی پھر علے والون کو
روسیاہ کیا اور رقعہ نمرود کی جانب سے اس مضمون کا لکھا کہ اے سامرہ جنی تو جلد عمرو کو لیجا کر لشکر اسلام
مین پہونچا دے اور اُس نوشتے پر مہر نمرود کی ثبت کرکے پہر رات رہے سامرہ جنی کے پاس گیا اور وہ رقعہ
از جانب نمرود مردود سامرۂ جنی کو دیا سامرۂ جنی اُٹھا اور اسی وقت عمرو کو اپنی پشت پر سوار کرکے
لشکر اسلام مین پہونچا آیا یہان حمزۂ صاحبقران زمان خواجہ عمرو کے واسطے کمال افسوس مین تھے کہ
ناگاہ عمرو دوسرے دن صبح کو آیا آداب شاہی بجالایا اور تمام کیفیت نمرود مردود نے دہان کی صاحبقران
سے بیان کی اور کہا کہ اب مین پوشیدہ ہوتا ہون نہین تو اگر ابکی گرفتار ہوکر جاؤنگا تو نمرود پھر زندہ
نہ چھوڑیگا اُدھر کا حال سنیے کہ صبح کو جو نمرود کو ہوش آیا اور اپنا حال خراب دیکھا اور رقعہ پڑھ کر مضمون سے
آگاہ ہوا کہا کہ عمرو بلا کا ہی مثل مار سیاہ بہت تاو پیچ کھایا اور غصہ ہوکر کہا بلاؤ سامرۂ جنی کو جب
سامرۂ جنی حاضر ہوا نمرود پکارا عمرو کہان ہی سامرۂ جنی نے رقعہ مہری نمرود کو دکھا دیا اور عرض کیا بموجب
اس رقعہ کے مین عمرو کو اپنی پشت پر سوار کرکے لشکر اسلام مین پہونچا آیا یہ سُنکر نمرود مردود نہایت برہم
ہوا اور کہا مین نے یہ رقعہ نہین لکھا تھا جا جلد عمرو کو گرفتار کرلا اگر وہ نہ آئیگا تو تجھے خاک سیاہ کردونگا
سامرۂ جنی یہ عتاب نمرود شاہ دیکھکر کانپتا ہوا عمرو کی تلاش مین چلا بعد سامرہ کے چلنے کے نمرود
مردود نے حال اپنا اپنے کفیل ومعین دیوا فلاک سے بیان کیا دیوا فلاک بہت بڑا ساحر زبردست ہی
اُسنے کہا کہ آپ طبل قہاری بجوایے کل خدا پرستون کے لشکر پر اسقدر مار وعقرب برساؤنگا کہ سب کا کام
تمام ہوجائیگا کل ایک خداپرست زندہ نہ بچیگا نمرود دشمن رب ودود بہت خوش ہوا اور زیور شاہ سے
کہا کہ طبل قہاری بجواؤ کل ہم تمام خدا پرستون کا خاتمہ کرینگے زیور شاہ نے قیطولون سے نیچے اُتر کر حکم دیا
کہ طبل قہاری بجے بموجب حکم زیور شاہ طبل قہاری لشکر نمرود مین بجنے لگا ایک شور وغل برپا ہوا کہ کل
خدا پرستون پر غضب خداوند نمرود شاہ نازل ہوگا ہرکارے یہ خبر سُنکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے

اور دعا و ثنا بجالا کے عرض کیا کہ لشکر نمرود شاہ مین طبل قہاری بجا ہی اور ہر طرف یہی غلغلہ ہی کہ کل لشکر اسلام پر
غضب خداوند نمرود شاہ نازل ہوگا اور مار و عقرب آسمان سے برسینگے صاحبقران نے فرمایا کہ خدائے ما
بزرگ است ہمارے یہان بھی لشکر اسلام مین طبل بجے حسب الحکم امیر باتوقیر طبل سکندری پر چوب پڑی
اُدھر لشکر لقا مین بھی خبر پہونچی بختیارک نے کہا کہ ساحر نمرود شاہ کے شریک ہین وہ سحر سے مار و عقرب
برسائینگے حمزہ اسم اعظم سے اُنھین رد کر دینگے کچھ بھی نہوگا خیر ہم بھی تماشا دیکھینگے کہ کل کیا ہوتا ہی غرض کہ
رات بھر لشکر کفار مین جلسۂ عیش و عشرت رہا لشکر اسلام مین تمام شب نماز مین اور تضرع و زاری رہی
اور دعائین کر کر کے بسر کی صبح کو حمزۂ صاحبقران زمان اور تمام سرداران عالیشان دیکھ رہے تھے
کہ ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر کوہ کی طرف سے اُٹھا ہزارہا بجلیان کوندنے لگین اور آواز گڑگڑاہٹ
کی اُس ابر مین سے بلند ہوئی یہان تک کہ وہ ابر تمام لشکر اسلام پر محیط ہوگیا اور کچھ ترشح شروع ہوئی
اور بجائے اولون کے مار و عقرب برسنے لگے اور جسکو وہ کاٹتے تھے پانی ہوکر وہ شخص بہ جاتا تھا دم بھر مین
تلاطم لشکر اسلام مین پڑگیا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے حمزۂ صاحبقران کے پاس کھڑا ہوا تھا آواز دی
ای حمزہ اسم اعظم کیون نہین پڑھتا یہ کارخانہ سحر کا ہی صاحبقران نے اُسی وقت اسم اعظم پڑھ پڑھ کر جو دم
کرنا شروع کیا مار و عقرب برسنا موقوف ہوگئے پھر بار دگر اسم اعظم جو پڑھ کر دم کیا تو وہ ابر بھی غائب ہوگیا
نقارۂ شادمانی لشکر اسلام مین بجے دیو افلاک جادو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ سحر بالکل رد ہوگیا جا کر نمرود شاہ
سے کہا کہ یا خداوند حمزہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی کہ میرا سحر رد کر دیا مگر مین اب کچھ اور تدبیر کرونگا آپ
گھبرائیے نہین سب خداپرستون کا کام تمام ہوا چاہتا ہی یہ خبر لقائے بے لقا کو بھی ہوئی کہ ابر غضب
نمرود جو لشکر خداپرستان پر محیط ہوا تھا طرفۃ العین مین برطرف ہوگیا مگر کچھ لوگ بھی لشکر حمزہ کے ضائع
ہوئے لقا نے کہا نمرود شاہ دروغ گو ہی اُس سے کیا ہوسکیگا مین سب خداپرستون کو غارت کرونگا یاقوت شاہ
سے کہا کہ تم طبل جنگ بجواؤ کل سوار قدرت ہمارا پیدا ہوگا اور خداپرستون کا استیصال کرونگا یاقوت شاہ
اُسی وقت قیطولون کے نیچے آیا اور اپنی بارگاہ مین گیا اور طبل جنگ کا حکم دیا لشکر کفار مین طبل جنگ بجنے لگا
ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو پہونچائی اِدھر بھی نقارۂ رزمی بجا اُدھر نمرود کے لشکر مین بھی کوس حربی
پر چوب پڑی رات بھر تینون لشکرون مین جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا
ہوئے جس وقت صفین آراستہ ہوچکین اور نقیب نہیب دے کر چلے گئے دیکھا کہ پلنگ کوہ کیطرف سے
نقابدار سفید پوش بعد جوش و خروش نہایت قدآور پیدا ہوا اور میدان مین آکر مبارز طلب کیا
بختیارک سمجھ گیا یہ خداوند لقا کے باختری ہی شہزادہ بدیع الزمان بعد عظم و شان گھوڑا اُچھکا کر مقابلے
کو آئے نقابدار پہلے تُنگاور زن ہوا بعد اُسکے ہمسخن ہوا کہا ای بدیع الزمان بہتر یہ ہی کہ لقا کو سجدہ کر
نہین تو مارا جائیگا شہزادۂ بدیع الزمان نے کہا تو یہ کیا جھک مارتا ہی مین لقا پر لعنت کرتا ہون یہ سُنکر
نقابدار برہم ہوا اور نیزہ مارا بدیع الزمان نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کر دیا نقابدار نے غضبناک
ہوکر تلوار کھینچی اور بڑھ کے وار کیا شہزادۂ بدیع الزمان نے سپر کو چھڑے کی پناہ کر کے وار تلوار کا نقابدار کی
روکا اور جھپٹ کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا نقابدار کی سپر کو قلم کر کے تیغہ سپر پر آیا تا دوابرو اتر گیا نقابدار نے دستانہ
مارا تیغہ جھنا کر نکل گیا زخم کاری سر پر لگا سر سے خون کا دریا جاری ہوا نقابدار نے زخم سر کو خوب کس کر باندھ

اتفاق کار سیارہ عیار نے شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ سے جاکر کہا کہ یہ نقابدار خود لقاے بے بقا ہے شہزادہ بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا قاسم نے دل مین کہا کہ مجھسے اور اُس کفتی گیر سے شرط ہے کہ جو لقا کو مارے وہ دنگل رستم لے بس اگر لقاے بے بقا بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارا گیا تو وہ بیشک دنگل رستم پر قبضہ کریگا یہ خیال کر کے مرکب کو اُڑایا اور نقابدار کے پاس آکر للکارا او نقابدار حریف تیرا مین ہون اور بڑھ کر تلوار کا ہاتھ مارا نقابدار نے سپر پر تلوار کو روکا مگر تلوار سپر کو کاٹ کر سر پر پڑی کہ زخم سر چو پارہ ہوگیا نقابدار نے سر پیچھے کو ہٹا لیا تلوار سر نقابدار سے نکلکر گردن مرکب پر پڑی سر مرکب کا جدا ہوگیا مرکب مع نقابدار زمین پر گرا عیار جو نقابدار کے ہمراہ تھا اُسنے بڑھ کر اُٹھا لیا اور دوسرے مرکب پر سوار کیا اور میدان جنگ سے لیگیا شہزادہ بدیع الزمان نے قاسم سے کہا او ترک تنگ چشم مین تو نقابدار سے لڑ رہا تھا تو کیون آیا قطع نظر اسکے یہ کون سی بہادری ہے کہ زخمی کو تو نے مارا قاسم نے جواب دیا کہ او کشتی گیر تجھے کیا مین تیرا کیا ضرر ہوا ایک ہاتھ تلوار کا تو نے مارا ایک مین نے مارا تو عبث مزاحمت کرتا ہے بدیع الزمان نے کہا اسکا عوض مین تجھسے لونگا یہ کہکر تلوار علم کی قاسم نے بھی تیغ کو تولا بدیع الزمان نے جھپٹ کر ہاتھ مارا قاسم نے رد کر دیا قاسم نے تلوار ماری بدیع الزمان نے خالی دی غرض کہ قاسم و بدیع الزمان مین تلوار چلنے لگی یہان تک کہ ایک ہاتھ تلوار کا قاسم پر پڑا قاسم زخمی ہوے بدیع الزمان بھی قاسم کے ہاتھ سے مجروح ہوے علم شاہ قاسم کی حمایت کو آئے ہاشم تیغزن بدیع الزمان کی کمک کو پہونچے ادھر لندھور بن سعدان سے اور مالک اژدر سے تکرار ہونے لگی پھر تو دست راستی ایک طرف تھے اور دست چپی ایک جانب تھے اُسطرف امیہ و سیارہ مین مباحثہ ہوا نصف عیار ایک طرف نصف عیار دوسری سمت ہونے قریب تھا کہ بڑا کشت و خون ہو تمام لشکر اسلام مین ہلچل پڑگئی بادشاہ اسلام ہر چند سمجھاتے ہین اور منع کرتے ہین کہ صاحبو آپس مین کیون لڑتے ہو کٹے جاتے ہو یہ معرکہ اچھا نہین ہے اسکا انجام بُرا ہوگا لشکر کفار مین سخت ہنسی ہوگی مگر کوئی بادشاہ اسلام کی سنتا نہین اور یہان اُس روز حمزۂ صاحبقران زمان بہ سبب درد سر کے میدان جنگ مین آئے نہ تھے عمرو نے دوڑ کر امیر باتوقیر کو خبر دی کہ قاسم اور بدیع الزمان سے تلوار چل رہی ہے سرداران دست راستی ایک طرف ہین اور دست چپی ایک جانب کو ہین ایسا نہو کہ کشت و خون آپس مین ہو جاے جلدی تشریف لیچلیے نہین تو آپس مین لڑکر مر جائینگے یہ خبر سنتے ہی امیر باتوقیر بہ تعجیل تمام مرکب پر سوار ہوکر میدان جنگ مین آئے دیکھا کہ قاسم اور بدیع الزمان دونون زخمی ہین تلوار چل رہی ہے حمزۂ صاحبقران نے وہین سے دونون کو للکارا کہ کیا کرتے ہو تلوارین روک لو خبردار اب نہ ہاتھ لگانا جوہین صداے امیر باتوقیر دونون شہزادون نے ہاتھ روک لیے صاحبقران نے آکر دونون کو علیحدہ کیا لشکر مین لائے پھر تو دست راستی اور دست چپی باہم مل گئے صلح ہوگئی معانقے کیے گلے ملے ایک کو ایک سے پرخاش نہ تھی امیر باتوقیر شہزادہ بدیع الزمان اور شہزادہ قاسم کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے عمرو سے پوچھا کہ یہ کس بات پر تکرار ہوئی عمرو نے سب حال مفصل بیان کیا صاحبقران نے بدیع الزمان سے کہا کہ تم تو سلیم الطبع تھے کیون قاسم سے اُلجھے اور قاسم تو ہمیشہ سے آتش خو شعلہ مزاج ہے اُسکو مین کیا سمجھاؤن تمکو کچھ لحاظ و پاس میرا بھی نہ آیا عجب نالائق ہو۔ امیر باتوقیر نے جو شہزادہ بدیع الزمان سے یہ کلمات سخت و سست کہے بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا بارگاہ سے چپکے اُٹھے چلے آئے اور اپنے خیمے مین داخل ہوے پہلے

جراح کو بلا کر زخمون مین ٹانکے دلوائے بڑی مرہم سلیمانی کی چڑھوائی پھر فقیرانہ لباس زیب جسم کرکے چلے اور ملتمس ابدال قلندر کے تکیے پر آبیٹھے - شعر کجروی پر ہی اگر پیر فلک آٹھون پہر + ای جوان دل بادشاہی سے گدائی خوب ہی + اب بموجب روایات راویان اخبار مصیبت خیز وناقلان حکایت دفتر ماتم انگیز کے تحریر کیا جاتا ہی کہ جب حمزہ صاحبقران زمان نے القاش کو زیر کیا تھا اُسوقت کرب غازی اور فضل بن گیا ہور خون آشام کہ نقابدار بنے ہوئے شریک نقابدار سبز پوش تھے دونون آکر صاحبقران کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوے تھے اور حال شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا بیان کیا تھا اور لشکر اسلام مین رہتے تھے اب جو بدیع الزمان آزردہ خاطر ہوکر چلے گئے فضل بن گیا ہور نے صاحبقران سے کہا کہ ای شہریار آپ ناحق شہزادہ بدیع الزمان پر خفا ہوے شہزادے کا کچھ قصور نہ تھا صاحبقران کو کمال غصہ طاری ہوا اُسی غیظ وغضب مین فرمایا ای گیا ہور اگر تم جنبہ بدیع الزمان کرتے ہو تو تم بھی اسی وقت میرے دربار سے چلے جاؤ اب دم بھر نہ ٹھہرو تمکو ہمارے امور مین کیا دخل ہی فضل بن گیا ہور خون آشام بھی لشکر سے نکل کر پاس شہزادہ بدیع الزمان کے فقیر بنکر جا بیٹھا ہاشم تیغزن اور فرہاد خان یکفرنی بھی لشکر اسلام سے نکل کر شریک بدیع الزمان ہوے آخر کار رفتہ رفتہ چند سرداران دست راست لشکر سے جدا ہوکر شریک بدیع الزمان ہوئے یہ خبر لقا کو ہوئی کہ بدیع الزمان ملتمس ابدال کے تکیہ پر فقیر ہوکر بیٹھا ہی گردمرد سے کہا کہ تو جاکر ہمارے پاس لے آ - گردمرد گیا اور بدیع الزمان سے آکر کہا کہ خداوند لقا نے آپ کو بلایا ہی شہزادہ بدیع الزمان بصورت قلندر جامہ فقیری زیب جسم کیے ہوئے ساتھ گردمرد کے چلے جب سامنے لقاے بے بقا کے آئے سلام کیا لقا نے کہا کہ مجھے سجدہ کر مین تجھے کمال عزت اور آبرو سے رکھونگا شہزادہ بدیع الزمان نے کہا کہ بالفعل مین تارک دنیا ہوا ہون جب یہ خدا پرستون سے فیصلہ کرلینگے اُسوقت سمجھ لیا جائیگا لقا نے کہا کیا مضائقہ ہی مجھکو منظور ہی یہ کہکر شاہزادہ بدیع الزمان کو خلعت فاخرہ دیا اور باعزاز واکرام رخصت کیا شہزادہ بدیع الزمان پھر اُسی طرح بہیئت فقیری قلندر بنکر تکیہ پر آبیٹھے اب اس قصہ کو تو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان حیرت نشان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا وہ مے انگبین	کہ دیتے ہین جان اپنی جسپر حسین	عجب خت زر نے ہو نامدھا طلسم	ہوا کار گر یان کسی کا نہ اسم
بگوش آج کلمہ یہ سن ساقیا	ارے تو سہی سر کو دھن ساقیا	مرا اور ترا آج ہو سامنا	قدم معرکے سے نہ پیچھے ہٹا
طلسمات کا تیرے فتاح ہون	پر آشوب صحرا کا سیاح ہون	طلسمی اگر تیرا خخانہ ہی	مرا نام مفتوح مستانہ ہی
نشہ کی نہ ساقی ذرا تجھکو	مجھے تو وہی جام مے دیجیو	دکھا مجھکو جلسہ عجب شان کا	سمان جسمین ہو سب پرستان کا

سحر کا بھی کچھ غنچہ دل کھلے | کبھی تو ذرا لطف صحبت ملے

اشعار

دیگر اشعار فارسی در صنعت

درے باشد کہ از رحمت بری خلق یکتائی
می درم آرم فراقش ہر شبے صد پیرہن
عشق او ہرگہ رود گرچہ رود تن از سرم

ملامت گو کہ بے حاصل رنج از دست بستانی
می برم صد از زد ہر دم زہر روے او
پیرہن را از گریبان تا بہ دامن می درم
بنگرم گر روے آن مہ دیدہ سازم خویش را

تو از ہر در کہ باز آئی بعد خوبی و رعنائی
دران معرض کہ چون یوسف جمال از پردہ بخرام
روے او را گر بہ بینم داغ ہجرت می برم
از سرم ہرگز نخواہد رفت یاران عشق او
خویش را سازم فدا گردن بردش بنگرم

از کرم خود دل مرا خالی مکن از عشق خود ۔ عشق خود چون روح در قالب ادای ذکرم ۔ بیت نگارندۂ معنی دلپذیر + نوشت
است این داستان بے نظیر + فتاحان طلسم معنی و مضامین رنگین طلسم کشایان ترجمۂ عبارات خوش آئین کلید
سخن رنگارنگ سے قفل ذہن قلب کو بجودت ذہن و طبع آرائی یون کھولتے ہین کہ شاہزادۂ والا اقتدار
نورالدہر نامدار بن بدیع الزمان عالیوار بصد عز و افتخار میدان کارزار مین القاش خون آشام سے
لڑ رہا تھا اور زور کشتی کا ہو رہا تھا اور تیغ معرکے کے بند ہو رہے تھے یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا
اور شہزادۂ نورالدہر کو اٹھا لیگیا کرۂ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہو گئے تھے بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا
اپنے تئین مسلسل غل و زنجیر مین پایا دیکھا ایک دیو نہایت طویل تخت پر متمکن ہی اور گرد اسکے بہت سے
دیوان سرکش بیٹھے ہین شاہزادۂ نورالدہر نے بطریق اسلام سلام کیا وہ دیو کہ جو تخت پر بیٹھا ہی
نام اسکا دیو قہقہہ سہ چشمی ہی نہایت برہم اور پر غضب ہوا اور للکار کر کہا کہ او نبیرۂ کوچک سلیمان تیرے
دادا کے ہاتھ سے باپ میرا مارا گیا اور تیرے باپ نے بیٹون کو میرے قتل کیا مین نے تجھکو اسواسطے
پکڑ بلوایا کہ انکے خون کا تجھسے عوض لونگا اب اگر تو خداوند ابلیس کو سجدہ کرے تو مین تیری جان بخشی
کر دونگا ورنہ تجھے قتل کرونگا شاہزادۂ نورالدہر نے جواب دیا کہ مین ابلیس پر تلبیس پر لعنت کرتا ہون
اور مجھے تو نے غفلت مین پکڑوا بلوایا ہی اگر اسوقت قید نہوتا تو اس کلام ناکام کا تجھے مزہ چکھا دیتا تجھسا
نامرد کوئی نہوگا کہ مجبور کر کے زور کلام دکھاتا ہی دیو قہقہہ یہ بات سنکر اور زیادہ غضبناک ہوا کہا کہ جلاد جلاد
کو اسے قتل کرے فوراً جلاد بے بنیاد حاضر ہوا دیو قہقہہ نے حکم کیا کہ لیجاؤ اسکو اور ابھی قتل کرو جلاد بحکم
دیو قہقہہ زنجیر پکڑ کر شاہزادۂ نورالدہر کو لے چلا اب شاہزادۂ نورالدہر کو یقین مرگ ہو گیا مایوس ہوئے
چہرہ اتر گیا بلبل روح قفس جسم مین پھڑکنے لگا بیقرار ہو کر جانب پروردگار دل کو رجوع کیا اور بدرگاہ
قاضی الحاجات یہ دعا کرنے لگے ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز وقت بیکسی و مجبوری مین سوائے
تیرے کون معین و مددگار ہی تو ستار و غفار ہی ای رب جلیل اس عبد ذلیل کو پنجۂ قضائے مبرم سے بچا لے نظم

ای مرہم زخم دلفگاران	وی چارۂ کار خام کاران	بگذار چنین ذلیل و خوارم	از راہ کرم برآر کارم
سرگشتہ مکن مرا ازین بیش	بنمای رہم بجانب خویش	در وادی معصیت اسیرم	بگذار کہ تشنہ لب بمیرم
خجلت زدہ ام ز کردۂ خویش	وز شرم سرم فگندہ در پیش	چون آمدہ ام بہ عذر خواہی	نومید مکن مرا الٰہی
بردار ز سطرح بلا کم	بگذار ز میان خون خاکم	ادھر تیر دعائے شہزادۂ نورالدہر ہدف مراد پر بھی	

نہ پہونچا تھا ادھر جلاد بدنہاد نے نطع پر بٹھا کر گلے پر خط کونے کا کھینچا اور تیغ خونخوار میان سے نکالا
اب منتظر حکم اخیر دیو قہقہہ سہ چشمی ہی قضائے کار دیو اعتکاف کہ وزیر ہی دیو قہقہہ کا اسنے
دست بستہ عرض کیا ای شاہ دیوان میری عقل کے نزدیک ابھی اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی چندے
اسکو قید رکھیے پھر سمجھ بوجھ کے قتل کیا جائیگا اب کیا ہمارے قبضہ سے جا سکتا ہی دیو قہقہہ نے کہا خیر تجھکو
اختیار ہی جہان تیرا جی چاہے وہان اسکو لیجا کر قید کر دیو اعتکاف نے جلاد کو حکم دیا کہ اس مجرم کو پھیر لاؤ
جلاد قتل شاہزادہ سے باز رہا اور دیو اعتکاف نے نورالدہر کو قصر البحرین سلیمانی مین بھیجدیا اور
دیو عراب کو اسکی پاسبانی کے واسطے مقرر کیا اور کئی دیو دیو عراب کے ماتحت کر دیے نورالدہر
مضطر و نالان حیران و پریشان اس قید مین رہتے تھے اور ہر وقت دعا بہ پروردگار سے اپنی رہائی کی

کرگئے تھے ایک دن ملکہ قریشیہ سلطان تخت پر سوار مع چند دیو کے ادھر سے گذری دیکھا کہ ایک جوان
کا تکڑا سلسل بغل و زنجیر خاک پر بیٹھا ہی مگر چہرہ مثل آفتاب عالمتاب کے درخشان ہی نہایت اسکو صدمہ
ہوا بہیر بسر رحم آکر دیوون سے کہا کہ تم مین سے دو دیو اسکے پاس جائین اور حال اسکا دریافت کرین
کہ یہ کس فلک خوبی کا بدر کامل ہی اور کس آسمان حسن وجمال کا خورشید تابان ہی دیو گئے اور جا کر پاسبانون
سے دریافت کیا اُنھون نے کہا یہ قیدی ہی شاہ دیوان قاف قہقہہ سہ چشمی کا اور ہم کچھ نہین جانتے
ہین اُن دیوون نے آکر قریشیہ سلطان سے یہی بیان کیا قریشیہ سلطان نے کہا خیر اسکا حال
خود اس سے دریافت کرینگے دو دیون سے کہا کہ مین آگے چلتی ہون تم اسکو جا کے اُٹھا لاؤ قریشیہ
سلطان تو اُدھر روانہ ہوئی اور دیو ادھر نور الدہر کے اُٹھانے کو آئے نور الدہر غمدیدہ باچشم
پر آب قید مین بیٹھے تھے دیو موکل نگہبانی کر رہے ہین کہ ذرا آنکھ موکلون کی چوکی یکایک آسمان سے پنجہ گرا
اور شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا شاہزادہ کرۂ ہوا مین پہونچکر بیہوش ہوگیا یہ دیو
خوف سے دیو موکلان مجرم کے نور الدہر کو لے کر بھاگے راہ مین تھک گئے ایک کوہ پر شاہزادۂ
نور الدہر کو اُتار دیا اور آپ نیچے کوہ کے اُتر کر مصروف سیر صحراے سبزہ زار ہوے یہان دیو موکلان
نے قیدی کو نہ پایا چہار طرف تلاش کیا کہین پتا نہ لگا آپس مین کہا کہ وہ جو دیو پوچھنے کو آئے تھے وہی
اس قیدی کو اُٹھا لیگئے ہین ابھی راہ مین ہونگے دور نہ گئے ہونگے چلو چل کر اُس قیدی کو چھین لائین
یہ صلاح کرکے چند دیو جو پاسبان نور الدہر تھے روانہ ہوے آتے آتے دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار
مین وہی دیو ٹہل رہے ہین وہین سے للکار کر اترے اور اُن دیوون سے لڑائی ہونے لگی انجام کار
یہ دو دیو تھے وہ دیو پاسبان بہت سے تھے اُنھون نے ان دونون دیوون کو مار ڈالا مگر کہین قیدی
کو نہ پایا تمام صحرا مین تلاش کیا پتا نہ لگا خیال کیا کہ یہ دیو ہمسے لڑنے لگے اور کوئی انمین سے قیدی کو
لے بھاگا مجبور و ناچار وہ دیو پھر آئے اور دیو غراب سے کیفیت سب بیان کی اور دیو غراب نے
جا کر دیو اعتکاف کو خبر دی کہ کوئی دیو قیدی کو اُٹھا لیگیا دیو اعتکاف وزیر دیو قہقہہ کو سخت تاسف
ہوا کہ شکار پنجہ سے نکل گیا دیکھیے دیو قہقہہ کیا کہتا ہی ادھر کا حال سنیے کہ جب تک دیوون مین لڑائی
ہوا کی نور الدہر اُسی کوہ پر بیہوش پڑے رہے بڑی دیر کے بعد ہوش جو آیا اپنے تئین ایک کوہ پر
تنہا پایا اتنی دیر مین دیوان قہقہہ اُن دونون دیوون کو مار کر چلے گئے یہان شاہزادۂ نور الدہر حیران
ہی کہ مین یونہین سلسل بیان کیونکر آگیا اُسی وقت قید آہن کو توڑا اور نیچے پہاڑ کے اُترے دیکھا
کہ خون کا دریا جاری ہی اور دو دیو قتل کیے ہوے پڑے ہین خیال مین گذرا کہ یہی مجکو اُٹھا لائے
ہین وہ جو پاسبان تھے تعاقب مین آئے ہونگے اُن سے لڑائی ہوئی یہ دونون مارے گئے خیر
خس کم جہان پاک گوشت خورندان سگ مجکو کیا ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھے ہر چند وہ صحراے
سبزہ زار تھا ہر طرف سے ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی آتی تھی نکہت گل خودرو مشام کو بساتی تھی شگفتگی صحراے
دل باغ باغ ہوا جاتا تھا طائران خوش الحان کا چہکنا اچھا معلوم ہوتا تھا مگر راہ سے نابلد تھے
دو قدم چل کر ٹھہر جاتے تھے دل مین کہتے تھے کدھر جائین کس سے دریافت کرین کہ یہ کونسا
صحرا ہی یہان سے کسی شہر کا بھی رستہ ہی غرض کہ اسی طرح شاہزادۂ نور الدہر بہ جبر و قہر تین دن کا

نہ کوئی بستی نظر آئی نہ کوئی شہر ملا سوائے سنسان میدان یا آسمان و زمین کے آدم زاد کا پتا نہین کہین کہین
کچھ طائر بولتے پرواز کرتے مل گئے نہ دانے سے کام نہ پانی سے آشنا بھوکھے پیاسے چلے جاتے ہین چوتھے روز
کچھ درخت سامنے دکھائی دیے اور چند آدمیون کی آواز آنے لگی شاہزادہ نورالدہر اُسی طرف کو چلا جب
قریب پہونچا دیکھا کہ ایک تکیہ ہے اُسپر ایک فقیر مرد پیر نورانی صورت سفید داڑھی بال سر کے بڑے بڑے تہمد
گیروی باندھے دو شاخہ چوب شجر پر تکیہ کیے ہوے یاد اللہ کی دم بدم کرتا ہے اور چند مرید گرد اُسکے بیٹھے ہوے
حق حق کرتے ہین شاہزادہ نورالدہر نے پاس آکر صدا دی شاہ صاحب اللہ اللہ ہے یہ کہکے سامنے فقیر
کے بیٹھ گیا اُس مرد فقیر نے از سرتاپا شاہزادہ نورالدہر کو دیکھا اور پوچھا بابا کدھر سے تیرا آنا ہوا
نورالدہر نے کہا مصیبت کا مارا فلک کا ستایا خانمان برباد ہون آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے اُس فقیر
نے کہا مجکو افضال قلندر کہتے ہین نورالدہر نے کہا شاہ صاحب پہلے کچھ کھلوایے کہ ہوش و حواس
درست ہون چار پانچ روز کا بھوکھا ہون نہ کچھ کھایا ہے نہ پانی پیا ہے افضال قلندر نے کہا کہ بابا کیون مضطر
ہوتا ہے پروردگار عالم رزاق مطلق ہے جا وہ سامنے درخت ہے اُسکا ایک پتا کھٹک کے منھ لگا دینا اُسمین سے
شیر شیرین پیدا ہوگا جسقدر چاہے پی لینا اور ہم سب بھی وہی پیتے ہین وہ روزی رسان برحق سیر
کر دیتا ہے دنیا کی ہمہ نعمتون کا مزہ حاصل ہوتا ہے شاہزادہ نورالدہر اُس درخت کے پاس گیا بموجب ارشاد
فیض بنیاد فقیر خوش تقریر دودھ پی کر خوب سیر و سیراب ہوا شکر خدا کیا پھر افضال قلندر کے پاس آیا
اور سب لباس اُتار ڈالا بانا فقیری کا اختیار کیا اور افضال قلندر کے پاس رہنے لگا افضال قلندر کو
نورالدہر سے کمال محبت ہوگئی اور بڑی خاطر مدارات سے پیش آتا تھا اور بہت دل سے عزیز رکھتا تھا
بعد چند روز کے افضال قلندر نے کہا اے عزیز قریب یہان سے قریب قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام
ہے وہان آج جلسہ ہے تمام پرستان جمع ہوگا تم بھی میرے ہمراہ تماشا دیکھنے چلنا عجب کیفیت کا جلسہ ہوتا ہے
قابل دیکھنے کے یہ صحبت عشرت ہے اور اہتمام و انتظام یہان کی صحبت کا بہت قرینے کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ
قدمگاہ جناب سلیمان علیہ السلام رحیم جنی بھائی عبدالرحمن جنی کا ہے جو ملکہ قریشیہ سلطان کے
یہان ہے اور بہن ملکہ آسمان پری زوجہ صاحبقران زمان کی ملکہ سلیمان پری ناظمہ قدمگاہ جناب سلیمان
علیہ السلام ہے نورالدہر نے یہ سُنکر کہا شاہ صاحب مین ضرور آپکے ہمراہ چلونگا اور تماشا اُس جلسے
کا دیکھونگا غرض کہ شام کے وقت افضال قلندر نورالدہر کو ساتھ لے کر جلسۂ قدمگاہ جناب سلیمان
علیہ السلام مین چلے تھوڑی رات گئے اُس جلسے مین پہونچے نورالدہر نے دیکھا کہ تمام پرستان جمع
ہے ایک ایک پری حسین نازنین شکیل جمیل صورتین آفتاب و مہتاب کے مانند سب بیٹھی ہین گرد پریزادان
مہوش ہین ہزارہا دیو طویل القامت کھڑے ہین روشنی بے انتہا ہے کوسون تک چراغان ہے فرش
زرنگار بچھا ہوا ہے چار طرف مردنگیان اور کنول بلورین روشن ہین جام شراب گلرنگ کا دور ہے عیش عشرت
کا طور ہے ناچ ہو رہا ہے نئی نئی تانین اُڑ رہی ہین بیچ مین بچھے مسند جواہر نگار پر ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ
آسمان پری اور ملکہ سلیمان پری اور ملکہ غلمان پری جلوہ افروز بزم عشرت ہین بصد ناز و حسن و ادا
بیٹھی ہوئی ناچ دیکھتی ہین افضال قلندر کو جو آتے دیکھا بصد عزت و تکریم بلا کر بٹھایا شاہزادہ نورالدہر
بلباس فقیری ساتھ تھے برابر افضال قلندر کے بیٹھے تمام پریان شکل و شمائل اور حسن نورالدہر کو

دیکھ کر دنگ ہوگئین ایک ایک سے کہتی تھی کہ شاہ صاحب کا مرید تو بہت حسین و خوبصورت ہی اس لباس
فقیری مین بھی جلوۂ شاہانہ چہرے سے ہویدا ہی نہین معلوم یہ کون ہی اور کس کا صاحبزادہ ہی غرضکہ بیٹھی ہوئی
ناچ دیکھ رہی ہین کہ ایک پریزاد نے آکر ملکہ فرشتہ سلطان سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکہ جواہر پری
دختر نیک اختر ملکہ آسمان پری کہ بہت علیل تھین اسوقت اُنکی طبیعت زیادہ بے لطف ہوگئی دانت بیٹھ گئے
غش آگیا بیہوش پڑی ہین نبضین ساقط ہین دریاے مرض جوش پر ہی گرد سب کھڑے ہوے رو رہے ہین
آپ ذرا تشریف لے چلیے ملاحظہ تو کیجیے یہ سُنکے ملکہ فرشتہ سلطان اور آسمان پری و سلیمان پری و غلمان
پری یہ سب آبدیدہ ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئین تمام صحبت درہم برہم ہوگئی ملکہ فرشتہ سلطان نے افضال قلندر
کیطرف دیکھ کے کہا شاہ صاحب خوب ہوا کہ اسوقت آپ یہان تشریف فرما ہین ذرا چل کر ملکہ جواہر پری کو دیکھیے کہ کیا
ماجرا ہی ایک زمانۂ بعید سے یہ بیمار ہی اور کسی طرح اُسکو صحت نہین ہوتی اب عارضہ بہت طول پر ہی چنانچہ اس
جلسہ مین وہ بھی آئی ہوئی ہی اسوقت اُسکا بہت حال دگرگون ہوگیا ہی یہ سُنکے افضال قلندر ہمراہ لے کر
نور الدہر کو ساتھ ملکہ فرشتہ سلطان کے چلے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ عقد نور الدہر کا بعہد طفولیت
ساتھ اسی جواہر پری کے ہوچکا ہی جو بیمار ہی اور یہ عقد عبد الرحمن جنی نے پڑھا تھا اور کاغذ تحریری بقلم
عبد الرحمن لکھا ہوا بازوے شاہزادۂ نور الدہر پر بندھا ہوا ہی اور نور الدہر نے زبانی اپنی والدۂ ماجدہ ملکہ
گوہر ملک کے بھی اکثر سنا تھا کہ عقد میرا ملکہ جواہر پری دختر نیک اختر آسمان پری کے ساتھ ہوچکا ہی اب جو نور الدہر
نے اسوقت نام ملکہ جواہر پری سُنا دلمین کہا اے نور الدہر یہ وہی نازنین ہی جسکے ساتھ تمھارا عقد ہوا تھا اب کشتی طوفانی
تمھاری ساحل مراد پر پہونچی غرضکہ ملکہ فرشتہ سلطان وغیرہ افضال قلندر کو ہمراہ لیے ہوے بالین ملکہ
جواہر پر پہنچین اور کہا شاہ صاحب ملاحظہ کیجیے شاہ صاحب بیٹھ گئے اور زائچہ کرنے لگے چونکہ افضال قلندر
صاحب کمال فقیر ہی اور علم رمل وغیرہ مین نہایت دخل ہی ادھر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو
نگاہ جمال بیمثال ملکہ جواہر پری پر پڑی دل سے فریفتہ و شیفتہ ہوگئے چاہتے تھے کہ پروردگار عالم کوئی
سامان ایسا ظہور مین لائے کہ اس معشوقۂ عدیم المثال کی ہم آغوشی ہو کہ یکایک افضال قلندر نے بعد غور
کرنے زائچہ وغیرہ کے سر اٹھایا اور فرمایا اے ملکہ فرشتہ سلطان یہ ابھی اچھی ہوئی جاتی ہی ساعت اسکی
صحت کی آپہونچی یہ جو صاحبزادہ میرے ساتھ آیا ہی یہ اسکا مسیحا ہی اور صداے کلام اُسکی مریض عشق کیواسطے
شربت شفا ہی ایک دم بھر کیواسطے ان دونون کو تخلیہ مین کرادو ابھی ابھی اسکو صحت کلی ہی کیونکہ جسکا عقد عہد
طفولیت مین جواہر پری کے ساتھ ہوا اور عبد الرحمن جنی نے عقد پڑھا وہ یہی لڑکا ہی اور نام اسکا دریافت
کرلو کہ شاہزادۂ نور الدہر ہی گا یہ سُنکر ملکہ فرشتہ سلطان پہلے متعجب ہوئی پھر بہت خوش ہوئی اور اُسی وقت
تخلیہ کردیا اور نور الدہر نے کہا اے مسیحاے درد فراق اے دواے مرض اشتیاق جاہیے اور اپنے بیار محبت کو
جلد اچھا کیجیے شاہزادۂ نور الدہر بالین پر ملکہ جواہر پری کی آیا اور لخلخہ زلف معنبر اپنا اُس مریض اُلفت کو
سُنگھایا فوراً جواہر پری کو ہوش آیا آنکھین کھولدین کہا تو کون ہی نور الدہر نے کہا تمھارا مسیحا ہون نام میرا
نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار ہی یہ سنتے ہی جان تازہ تن بیجان مین آگئی گویا آب تازہ نہال خشک مین آگیا
غنچۂ دل شگفتہ ہوا گل رخسار پر اُسی وقت تازگی آگئی اُٹھ بیٹھی دونون عاشق و معشوق گردنون مین ہاتھین
ڈالکر خوب ہمکنار ہوے نور الدہر بوسۂ لب و دندان لینے لگے غرض کہ بعد تھوڑی دیر کے ملکہ جواہر پری نے خواص

خاص کو آواز دی سب پریزادین خوشی خوشی آئین ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری دوڑ کے گلے
لپٹ گئین اور سب بلائین لینے لگین ایک شادی تازہ ہو گئی صحبت جشن آراستہ کی گئی دورہ جام شراب
کا ہوا ناچ ہونے لگا کہ یکایک ایک تڑاقہ آسمان پر ہوا سب پریزادان و دیوان جانب آسمان سر اٹھا کر
دیکھنے لگے معلوم ہوا کہ ایک دیو بشکل مہیب و بہیئت عجیب سیاہ رنگ طویل قد شاخین دراز مانند شجر کوہ بلند
کے آیا دیوون نے بڑھ کے روکنے کا قصد کیا ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا آنے دو نہ روکو دیکھون تو یہ
کونسا دیو ہی اور کہان سے آیا ہی اور کیا اسکا مطلب ہی جب وہ دیو قریب آیا ملکہ قریشیہ سلطان نے
کہا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی اور تیرا کیا مطلب ہی اُس دیو نے کہا کہ نام میرا دیو فلاک ہی اور دیو
قہقہہ سہ چشمی نے مجھکو بھیجا ہی کہ نبیرۂ حمزہ قید مین سے نکل گیا جہان ملے پکڑ لاو مجھکو تم لوگون سے کچھ
غرض نہین ہین نبیرۂ حمزہ کو لیجاؤنگا فقط اسی سے کام ہی یہ سُنکے شہزادۂ نور الدہر بصد خشم و قہر للکارا
کہ او دیو مردیہ فلاک ناسعید کیا مجال تیری جو مجھکو تو لیجاے یہ سُنکے دیو فلاک نے وار شمشاد اٹھائی ملکہ
قریشیہ سلطان اپنے دیوون سے اشارہ کرکے بڑھی کہ اسکو مار لو افضال قلندر نے منع کیا کہ تم کوئی
اس دیو سے نہ بولو شاہزادہ نور الدہر خود اس سے سمجھ لیگا ادھر شاہزادے نے بھی کہا کہ آپ کوئی صاحب
تکلیف نہ فرمائین مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون اب یہ موذی میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا آپ دیکھیے
مین اسکا ابھی سر کچلتا ہون اُدھر دیو فلاک نابکار نے وار شمشاد شاہزادۂ نور الدہر پر ماری شاہزادۂ
نور الدہر دونون ٹانگون کے بیچ مین اُس دیو کے ہو گیا وہ وار شمشاد خالی آکر زمین پر پڑی کئی ہاتھ زمین
مین دھنس گئی اور وار شمشاد کی جھونک مین دیو فلاک بھی جھک گیا شاخین اُسکی زمین مین گر گئین نور الدہر
پھر نکل کر آگے آئے اور دونون ہاتھون سے دونون شاخین پکڑ کے بل دیا اور بزور و قوت جھٹکا مارا کہ دونون
شاخین دیو فلاک کی جڑ سے اُکھڑ آئین دیو فلاک سیدھا ہونے پایا تھا کہ شاہزادے نے وہی شاخین
اُسکو کھینچ ماریں کہ دیو فلاک زخمی ہوا اور قصد بھاگنے کا کیا نور الدہر نے جست کرکے ہاتھ اُسکی گردن
مین ڈال کے کھینچا آخر کار دیو فلاک بھی لپٹ گیا کشتی ہونے لگی سب پریزاد و دیوان ملکہ قریشیہ
سلطان و افضال وغیرہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین اور قوت صاحبقرانی کا امتحان ہو رہا ہی پہر بھر
کامل دیو فلاک سے کشتی ہوئی انجام کار شاہزادۂ نور الدہر نے لنگر دیو فلاک کا توڑا دیو فلاک گھبرا گیا
چیخنے لگا یہان نور الدہر نے اُسکو اُٹھا کر چرخ دیا اور نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو زمین پر مارا گویا پہاڑ پھٹ کر گرا
دم بھر مین تڑپ تڑپ کر مر گیا صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ قریشیہ سلطان نے دوڑ کر گلے
سے لگا لیا پیار کیا اور کہا کہ تمھین قصر العجرین سلیمانی مین دیو قہقہہ سہ چشمی کے یہان قید تھے مین نے
اپنے دو دیوون سے تمکو اُٹھوا منگایا تھا اب معلوم ہوا کہ ان دونون میرے دیوون کو دیو قہقہہ ملعون کے
دیوون نے مار ڈالا شاہزادۂ نور الدہر نے اول سے آخر تک ساری حقیقت بیان کی ملکہ آسمان پری
ایسی خوش ہوئی کہ گرد پھرنے لگی ملکہ جواہر پری نے بسبب شرم و لحاظ اپنے بزرگون کے اشارے
سے نور الدہر کی بلائین لین اور ہاتھ پھیلا دیے کہ آؤ گلے سے لگ جاؤ پروردگار نے ہماری دعا کو قبول کیا
کہ تم اس بلا سے محفوظ رہے جان بچ گئی شاہزادے نے بھی اشارے سے جواب دیا صبر کرو صبر کرو عنقریب
ہی کہ دورۂ جام شراب وصال ہو اور بوس و کنار علی الاتصال ہو یہ بہادری و شجاعت اور زور و طاقت

جو شاہزادۂ نورالدہر کی دیکھی تمام دیو تھر تھر رعب و جلال نبیرۂ حمزۂ صاحبقران سے کانپنے لگے
ملکہ قریشیہ سلطان و ملکہ آسمان پری وغیرہ دیکھکر دنگ ہوگئین پھر ملکہ قریشیہ سلطان نے پوچھا کہ اے
شاہزادے تمھارا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور کس خاندان عالی سے ہو شاہزادے نے کہا کہ میرا نام نورالدہر
ہے مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران زمان زلزلہ قاف کوہ جگ سلیمان ہون اور فرزند جگر بند سر فتنۂ باختر شاہزادہ
بدیع الزمان نامور کا ہون ملکہ قریشیہ سلطان نے اُسی وقت تصویر نورالدہر بن بدیع الزمان نامور منگا کر جو
چہرۂ خورشید جمال نورالدہر سے مطابق کی سر مو فرق نہ تھا خوش ہوکے ملکہ آسمان پری سے کہا لو صاحب خوش ہو
خدا نے گھر بیٹھے گوہر مراد بھیجدیا اب مبارک ہو داماد کو آج ہی یہین سے سامان برات مہیا کرکے پردۂ قاف مین
بجلدی سنکے سامان برات کا ہونے لگا تمام پریزادان ماہ لقا جمع ہوئے شاہزادۂ نورالدہر کو حمام کرایا پوشاک
بدلوائی طرہ جیغہ پہنا کر سہرا باندھا ملکہ جواہر پری کو عروس بنایا جوڑا شاہانہ پہنایا گہنا پھولون کا زیب جسم کیا سہرہ
باندھ کے تخت عروسی پر دونون کو سوار کیا گرد تمام دیوزاد اور پریزاد شاد شاد بصد ازدحام عجب کر و فر سے برات
لے کر پردۂ قاف کی طرف چلے ایک تخت ملکہ قریشیہ سلطان کا اور ایک تخت پر سلیمان پری ایک تخت پر
غلمان پری اور ایک پر آسمان پری اسی طرح سب پریزاد علحدہ علحدہ تخت پر بیٹھے ہوئے برات شاہزادۂ
نورالدہر و ملکہ جواہر پری کی لیے جاتے ہین راہ مین ایک پہاڑ ملا جب اُس کوہ کے قریب برات پہونچی
قضارا کار ملک مکلل خان مالک طلسم گوہر بار سلیمانی برائے سیر کوہ پر آیا تھا کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ ایک برات
پریزادان ماہوش لیے جاتے ہین اور آگے پیچھے بہت سے تخت پریون کے دیو لیے چلے آتے ہین مجمع کثیر ہے
ہزارون کی بھیڑ ہے فوراً مکلل خان نے چراغ جمشیدی روشن کیا اور ہاتھ بلند کرکے روشنی چراغ کی تمام برات
کو دکھائی جیسے ہی عکس چراغ کی روشنی کا پڑا فوراً سب کے سب بیہوش ہوگئے مکلل خان قریب اُنکے
آیا دولھا دلھن کو اور ملکہ قریشیہ سلطان اور آسمان پری کو گرفتار کرکے لیگیا اور تمام برات کو
چھوڑ گیا بعد تھوڑی دیر کے جب سب کی آنکھین کھلین ہوشیار ہوئے بیہوشی دور ہوئی دیکھا نہ تو دولھا
دلھن ہین اور نہ ملکہ آسمان پری اور نہ ملکہ قریشیہ سلطان ہین سب کے سب مایوس ہوکر آہ و زاری
کرتے ہوئے بعد رنج و الم پردۂ قاف کی طرف چلے ادھر کا حال سنیے کہ مکلل خان جو نورالدہر و
ملکہ جواہر پری وغیرہ کو گرفتار کرکے لایا غل و زنجیر مین قید کرکے زندانخانے مین بھیجا جب نورالدہر وغیرہ
ہوشیار ہوئے اُسنے اپنے سامنے بلوایا پوچھا کہ کیا نام تیرا ہے شاہزادے نے فرمایا میرا نام نورالدہر ہے
مین نبیرۂ صاحبقران فرزند بدیع الزمان ہون مکلل خان نے کہا تو ہی طلسم کشا ہے خوب اسوقت ہاتھ
آگیا کل تجھکو قتل کرونگا یہ پریان کون کون ہین نورالدہر نے کہا ملکہ جواہر پری جو میرے تخت پر بیٹھی تھی
اُسکے ساتھ میری شادی ہوئی ہے اور وہ ملکہ قریشیہ سلطان ہے اور یہ ملکہ آسمان پری ہے ماں جواہر پری
کی مکلل خان نے کہا سب کو کل قتل کرونگا یہ کہکر پھر شاہزادۂ نورالدہر کو زندانخانے مین بھیجدیا اجروس
جنی کہ بیٹا مکلل خان کا ہے اُسکو خبر ہوئی کہ نبیرۂ حمزہ اور کچھ پریزادون کو مکلل خان نے گرفتار کرکے
بغل و زنجیر کرکے زندانخانے مین قید کیا ہے یہ سنکے اجروس جنی مشتاق دید گرفتاران زندانخانے مین
آیا دیکھا کہ ایک نبیرۂ حمزہ اور تین پریان قید مین جسوقت نگاہ اجروس جنی کی جمال چہرۂ بیمثال
نورالدہر پر پڑی بے اختیار عاشق ہوگیا اور دل مین محبت نورالدہر کی پیدا ہوئی دل مین کہا کہ افسوس

صد افسوس ایسا جوان رعنا نبیرہ صاحبقران یون قتل ہو جائے جب تک کہ مین زندہ ہون کبھی ایسا نہوگا
یہ کہکر اسنے محبوب جن کو بلایا اور دیکھکر کہا کہ اے برادر یہ وہ شخص ہی کہ جسکے دادا نے دیو عفریت کو
مارا اور دیو ہزار دست کو قتل کیا آجتک دیوان قاف کے کانون سے اسکے تلوار کی جھنکار رفع نہین ہوئی
یہ اُس صاحب شوکت و شان کا پوتا ہی میرا جی چاہتا ہی کہ کوئی صورت سحر کی ایسی پیدا ہو کہ باپ میرا
بیہوش ہوا اور یہ شہزادہ رہا ہو جائے محبوب جن نے کہا کہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ آپ اپنے والد
ماجد سے خود جا کر بطور معمے کے کہین کیا عجب ہی کہ وہ رضامند ہو جائین اجروس نے یہ سُنکر کہا کہ میرا
جانا اچھا نہین ہی اگر اُنھون نے میرے سخن کو ٹال دیا تو مجھے ازحد ملال ہوگا بلکہ اپنی بیان دینا گوارا کرونگا
بمجبوری محبوب جن نے دیکھکر عرض کیا کہ اگر مصلحت وقت ہو تو مین جا کر عرض کرون اجروس نے
اس رائے کو پسند کیا اور کہا کہ بہتر ہی غرضکہ محبوب جن اس سے رخصت ہو کر مکلل خان جادو کے
پاس آیا دیکھا اسنے کہ یہ نہایت بد دماغ ہو رہا ہی اور اپنے وزیر سے کسی امر پر ناراض ہو کر چین بجبین ہے اور
کمال آشفتگی و برہمی اسکے چہرہ سے ظاہر ہی اہل دربار بھی یہ کیفیت دیکھکر بجائے خود ترسان و لرزان بیٹھے
ہوئے ہین اور کل دربار پر اسکی برہمی مزاج سے ایک رعب چھایا ہوا ہی محبوب جن یہ رنگ دیکھکر اور
فی الفور عرض کرنا مناسب نہ سمجھکر بعد ادائے تسلیم کے اپنے مقام پر جا کر خاموش بیٹھا لیکن مکلل خان
جادو نے اسکی جانب نظر کی اور پوچھا کہ اسوقت تمھارے آنے کا کیا باعث ہوا اسنے عرض کیا کہ شعر
یکے عرض حال زمن گوش کن ✢ وگر خوش نہ آید فراموش کن ✢ بادشاہ نے کہا کہ تمھاری عرض اثر
قبول ہوئی ہے تم خاص رفیق میرے فرزند دلبند کے ہو اگرچہ کچھ خواہش مال کی ہو تو موجود ہی اگر سیر تماشے
کو جی چاہتا ہی تو وہ بھی ممکن ہی مین اجازت دیتا ہون محبوب اپنے دل مین خیال کرتا ہے کہ یہ عجب
مشکل درپیش ہی کہ ع غم صیاد و فکر باغبان ہے ✢ دو عملے مین ہمارا آشیان ہے ✢ ایسا
نہو کہ میرے اس کہنے سے بادشاہ عتاب شاہی میرے اوپر نازل کرے اور اگر نہین کہتا ہون تو جو مینے
اجروس جن سے وعدہ کیا ہی وہ مطلب فوت ہو جائیگا آخرش اسنے دل کو مضبوط کر کے یہ عرض کیا
کہ فدوی اس امر کی گذارش کے لیے حاضر ہوا ہے کہ معمول طلسم ابتدا سے یہ چلا آتا ہی کہ جب چالیس
دن قیدی کو طلسم مین گزر جاتے ہین تو اُسکے بعد اُسکے قتل کی فکر کیجاتی ہے لیکن یہ مصلحت حضور کی
کسی ہواخواہ پر ظاہر نہوئی کہ فی الفور فتاح طلسم کے قتل کرنے مین کیا مصلحت ہی یہی باعث کمترین
کے حاضر ہونے کا ہوا ہے کہ اسوقت ہمارے خداوند نعمت شاہزادہ عالی جاہ کو یہی فکر تھی کہ والد
ماجد نے فتاح طلسم کو قبل از گذرنے میعاد معینہ طلسم کے حکم قتل صادر فرمایا ہے اور یہ باعث خرابی
و بربادی طلسم کا ہے مگر معلوم نہین کہ اسمین کیا مصلحت شاہی مقصود ہی بموجب مصرعہ - امور مملکت خویش
خسروان دانند ✢ شاہزادہ عالی مرتبت اس فکر مین تھا کہ خود حاضر ہو کر اس امر کو عرض کرے مگر
اپنا حاضر ہونا مناسب نہ جانکر مجھسے ارشاد ہوا کہ تو جا اور اس عنوان سے عرض حال کر کہ شاید سہواً حضور
نے حکم دیدیا ہو اس وجہ سے تو جا اور میری طرف سے عرض کر مکلل خان یہ سُنکر نہایت ہنسا اور کہا
کہ اے محبوب جن میعاد بقائے طلسم مین چند دن باقی ہین اور جو ہم نجومیون اور رمالون کی زبانی
سنتے چلے آتے تھے وہ زمانہ یہی ہے اور یہی شخص فتاح طلسم ہی پس چالیس روز کا انتظار کون کرے

اور اندیشہ یہ ہی کہ نجومیوں کا بیان یہ تھا کہ میرے گھر کے چراغ سے آگ لگے گی اور تمام طلسم درہم برہم ہو جائیگا
تو اس اندیشہ میں مین خود ہون کہ وہ کون شخص ہی جو مددگاری فتاح طلسم کی کریگا اور قید سے رہا کردیگا مین
اسی تشویش مین بد دماغ ہو رہا ہون کہ کون ایسا شخص ہی جو مجرم مذکور کو میری قید سے رہا کر دیگا اور کل
کے قتل سے بچائیگا اور بربادی طلسم چاہیگا اگر اس حال مین اجرد س جن میرے پاس آتا اور کہتا
تو ضرور یہی میرا خیال اُسکی جانب رجوع ہوتا بعد اس گفتگو کے مکلل خان نے طاؤس جادو کیطرف
مخاطب ہوکر کہا کہ تمنے بھی احکام یا بیان طلسم کو سنا ہی جیسا کہ مین نے بیان کیا یا نہین اسنے عرض کیا
کہ ضرور مین نے سُنا ہی کہ وہ تاریخ اور دن قریب آگئے ہین جسکو حضور ارشاد فرما رہے ہین آپکا ارشاد
بہت صحیح ہی سرمو اسمین فرق نہین ہی مین بھی اسی اندیشہ مین ہون کہ وہ شخص کون ہوگا جو باعث
رہائی طلسم کشا و موجب بربادی طلسم ہوگا مکلل خان نے یہ سُنکر کہا کہ مین بھی حیران ہون یہ کہکر
پھر محبوب جن کی طرف مخاطب ہوا اور یہ کہا کہ تو نے ساری تقریر اور تمام حالات سنے اسنے عرض کیا
کہ حضور رہان اب کیا مجال ہی جو غلام کوئی کلام اس باب مین عرض کرے اور شہزادہ کو بھی اس امر
کی اطلاع دیتا ہون کہ آپ بھی اس امر کا خیال رکھین کہ طلسم کشا کسی طرح رہا ہونے پائے آپکے والد
ماجد کو از بس تردد ہی اور کل اہل دربار اس فکر مین ہین اور یہی وجہ عجلت قتل فتاح طلسم ہی یہ کہکے
اور مجرا کر کے محبوب رخصت ہوا اور اجرد س جنی کی خدمت مین حاضر ہوا اجرد س نے پوچھا
کہو خیر یا بعیر اسنے دیکھکر کہا کہ نہ شر نہ بعیر عجب طرح کے تردد مین میری جان پڑ گئی تھی لیکن خیر
بچ آیا اس کوشش سے آپ بھی باز آئیے کچھ عجب طرح کا معما ہی جو نجومیون نے حکم لگایا تھا وہ
کھلا کھلا آپکی محبت سے نظر آتا ہی اجرد س جن نے اس کلام کو سُنکر شکر خدا کیا اور کہا کہ شاید کہ
ہمین بیضہ برآرد پدر وبالے محبوب جن کو اپنی صحبت مین چھوڑ کر آپ خدمت مین اپنی ماں کے
حاضر ہوا اور سب کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ اے والدہ مجکو نبیرۂ حمزہ کے قتل ہونے کا نہایت
صدمہ ہوگا اور جب سے مین نے اُسکو دیکھا ہی اُسوقت سے اُس سے محبت دلی مجکو ہو گئی ہی کوئی
تدبیر ایسی بتائیے کہ وہ رہا ہو کر بچ جاوے دوسری بات یہ ہی کہ حمزہ صاحبقران زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان کہ یہ اُنکا پوتا ہے اگر اُنکو خبر ہو جائیگی تو یہ طلسم تو کیا ہے تمام قاف کو صاف
کر دینگے ہم لوگون مین سے کوئی باقی نہ رہیگا - یہ بات والد ماجد نہین سمجھتے لیکن مین اسکا انجام
خوب جانتا ہون کہ دیو عفریت سا دیو کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا دو سرا دیو ہزار دست کہ بادشاہ
قاف کہلاتے تھے کیسی فوجین اُنکے ساتھ تھین لیکن اسیر صاحبقران نے ان سب کو
تہ تیغ کیا جو ہزار دست تھے ایک ہاتھ کو محتاج ہو گئے سر عفریت کا کانہ بنا باقی جو دیوان قاف
ہین آج تک وہ کہتے ہین کہ جھنکار تیغہ صاحبقران کی آج تک ہمارے دماغ سے نہین نکلی
یہ اُسکا پوتا ہے اور انھین کی بی بی اس مقام پر قید ہین - بھلا اماں جان ہم کسی مقام پر اسیر
ہون تو اب اسیر کرنے والے کو زندہ چھوڑین یا قتل کر ڈالین اسکی ماں نے یہ دیکھکر کہا
کہ بیٹا تو سچ کہتا ہے اُسکو کیا معنی بلکہ اُسکے خاندان کو تہ تیغ کرین اور اُسکے ملک کو تاخت
تاراج کر ڈالین لیکن والد نہین سمجھتے اسمین آپ کو کوشش کرنا چاہیے اور کوئی تدبیر بتانا چاہیے

ماں نے اُسکی کہا اے اجروس تو کیوں رنج کرتا ہی میں تجھکو تدبیر بتائے دیتی ہوں تو چراغ جمشیدی جلا کر اپنے باپ کو بیہوش کرکے گرفتار کر اور ان سب قیدیوں کو چھوڑ دے یہ سنکے اجروس جنی خوش ہوا اور اُسی وقت چراغ جمشیدی جلا کر جو گوہر شاہ پر عکس اُس چراغ کی روشنی کا ڈالا فوراً مکلل خان بیہوش ہوگیا اجروس جنی نے مکلل خان کو غل و زنجیر میں اسیر کیا اور شہزادہ نورالدہر وغیرہ کو رہا کر دیا اور ہاتھ باندھکے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا اور عرض کیا اے شاہزادہ والا تبار نورالدہر نامدار میں حضور کا عاشق و شیدا ہوں اور مثل غلام حلقہ بگوش کے مجھکو تصور کیجیے آپ کی محبت سے مین نے اپنے باپ مکلل خان مالک طلسم گوہر بار کو قید کیا ہی کہ اُسنے آپ کو گرفتار کیا تھا آئیے میرے ساتھ ملاحظہ کیجیے یہ کہکے سب قیدیوں کو ساتھ لیے ہوئے آیا اور مکلل خان کو ہوشیار کیا جب مکلل خان ہوشیار ہوا اجروس سے کہا کہ تجھے کیوں تو نے گرفتار کیا اور نبیرہ حمزہ کو کیوں چھوڑ دیا اجروس جنی نے کہا آپ کو اس جوان عالیشان خورشید روشن بو دلیر بہادر صاحب شان و شوکت عالی خاندان والاشان پر رحم نہ آیا کوئی ایسے شاہزادہ بلند مرتبت کو قید کرتا ہی اور قتل کرنے پر آمادہ ہی مکلل خان نے کہا اے اجروس یہی طلسم کشا ہی اس طلسم گوہر بار کو مٹا دیگا شہر کو برباد کردیگا مجھکو تجھکو قتل کرکے رواج دین اسلام کا دیگا اجروس جنی نے کہا اگر آپ اسکے ساتھ کوئی احسان کیجیے گا تو یہ بھی آپ کے ساتھ برائی نہ کریگا یہ بڑا عالی خاندان صاحب عز و شان ہی احسان فراموش اور ہوتے ہیں یہ ایسا نہ کریگا اور اسواسطے بقول اللہ تعالے ہل جزاء الاحسان الا الاحسان مکلل خان نے کہا اے اجروس مسرہ حمزہ سے تو عہد کرلے کہ اگر تم طلسم نیرنگ کو فتح کرو تو تمکو چھوڑ دوں اور دین اسلام قبول کروں شاہزادہ نورالدہر نامدار نے فرمایا کہ تو مجھکو راستہ نیرنگ کا بتا دینا میں با افضال ایزدی و بتائید پروردگار عالم طلسم نیرنگ کو فتح کرونگا یہ سنکر اجروس جنی نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ بھی اقرار کیجیے کہ بعد رہا ہوجانے اسکے شاہزادہ نورالدہر سے بدغا نہ پیش آؤنگا ورنہ میں ابھی آپ کو قتل کرتا ہوں اور نبیرہ حمزہ کو چھوڑے دیتا ہوں مکلل خان نے بقسم اقرار کیا کہ اگر نبیرہ حمزہ طلسم نیرنگ فتح کریگا تو میں دغا سے نہ پیش آؤنگا اجروس جنی نے یہ سنکر مکلل خان کو رہا کیا اور صحبت عیش و عشرت برپا کی جام شراب گردش میں آیا بڑی دھوم سے دعوت ضیافت جنکی کی تمام رات ناچ و راگ و رنگ میں بسر ہوئی صبح کو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامور کے ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری اور ملکہ جواہر پری کو رخصت کیا ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری نورالدہر کو گلے سے لگا کر رونے لگیں اور دعائیں دے کر کہتی تھیں کہ پروردگار عالم بہر تمکو بخیر و عافیت و بہ فتح و فیروزی ہم سے ملائے یہ کہکر رخصت ہوئیں اور پردہ قاف کی طرف بعجلت تمام روانہ ہوئیں

اب دو کلمے داستان عجائب و حیرت نشان بیان ہوتے ہیں کہ شہزادہ والا تبار نورالدہر عالیوقار بن بدیع الزمان نامدار بصد عز و افتخار طلسم نیرنگ کے فتح کرنے کو روانہ ہوئے ہیں

کدھر ہی تو اے ساقی بیخبر صدا قلقل مے کی ہو یوں بلند طلسم اب کروں فتح یہ تاک ہی	کہ مخواروں کی اب ذرا لے خبر چمکتا ہی جیسے طلسم سپند کہ رند و مین یہ رند بیباک ہی	عطا کر کوئی جام اگر اور ہی نہ خاکی سمجھ ساقیا میرا جسم گلابی پلا پھول سی ساقیا	شراب طلسمات کا دور ہی فقط عنصر مے کا ہی یہ طلسم کہ ہو جام مینا و مے پر نیا

تلاطم کا سامان حاشا دکھا عجائب غرائب تماشا دکھا بہار آئی ساقی وہ دے جام تو کہ ہو غنچۂ دل کو پیرے سرور
عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام کہ زاہد بھی ہو منھ لگون چاٹے مدام سحر چاہیے وہ مے پر بہار کہ ہو مدور گردون بھی جس پر نثار

دیگر خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست
شد تہی شیشۂ عمر از مے ہستی و ہنوز
جہان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند
اشعار قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہو آفتاب کا
ساغر پہ ساغر آج چڑھائینگے بزم مین
پڑجاتا ہی جو عکس رخ لاجواب کا

ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست
دیگر۔ فصل گل رفت و حریفانہ شرابی نزدم
بزم می گرم نشد سیخ کبابے نزدم
دیگر۔ ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما
چھینا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا
ہر سال پیر پیر مغان پر چڑھاتے ہین
ہرگز کرینگے خوف نہ روز حساب کا
میت سخن سیخ و غواص دریائے ہوش

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شناس
بر لب شیشۂ دل قطرۂ آبے نزدم
شعر بخروش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند
مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
اس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
ساغر مین دیکھ لیتے ہین خورشید کی ضیا
چنین ریخت گوہر بدامان گوش

رہروان طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل سفرہا مین غرائب و فتاحان طلسم و سیاحان دشت پرہول فسانہ رنگین و طلسم کشایان وادیہ پیمایان صحرائے وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دیکر بصد کر و فر اس راہ پرخطر طلسم کو یون طی کرتے ہین کہ جب شاہزادہ عالی منزلت نور الدہر ذی مرتبت بن بدیع الزمان نے بصد حشمت و شوکت ملکہ قرشیہ سلطان و ملکہ آسمان پری کو رخصت کیا اجروس جنی سے کہا ای برادر اب تم مجکو راستے سے طلسم نیرنگ کے لگا دو اور نشان راہ اس دشت و صحرا کا بتا دو اجروس جنی ہمراہ رکاب سعادت انتساب شاہزادۂ نور الدہر ناظر ہوا اور اُس صحراے پرخطر تک آیا جہان سے ڈانڈا طلسم نیرنگ کا لگا ہوا تھا وہان ٹھہر کر اجروس جنی نے کہا ای شاہزادہ عالی وقار خدا حافظ و ناصر مین یہان سے آگے نہین جا سکتا ہون آپ تشریف لیجائیے انشاء اللہ وقتاً فوقتاً یہ غلام بھی کہین نہ کہین مل جایا کریگا مگر حضور کے ہمراہ نہین رہ سکتا اجروس جنی قدمبوس ہو کر شاہزادے سے رخصت ہوا اور جانب صحراے پر آشوب مرکب کو اڑایا مثل باد صبا گھوڑا چلا وہ صحراے وحشت انگیز دشت بلاخیز کوسون تک سنسان نہ انسان نہ حیوان نہ کوئی درندہ نہ پرندہ نہ چرندہ نہ کوئی درخت سایہ دار دور تک چٹیل میدان تمازت مہر عروج پر دھوپ کڑی خاک گرم اُڑتی ہوئی ذرہ خاک صحرا و میدان دشت صورت سپند تھے گولے جابجا اُٹھتے ہوئے پیاس کی شدت پسینہ مین از سر تا پا غرق گھوڑا ہانپتا ہوا کف منھ سے جاری عرق جسم کے قطرے ٹپکتے ہوئے مجبور و ناچار نور الدہر نامدار دلولہ طلسم کشائی مین چلے جاتے ہین دن بھر مرکب تیز رو مثل باد تند اُڑاتے ہوئے چلے رات ہوگئی ایک مقام پر گھوڑا روک لیا ٹھہر گئے خیال مین آیا کہ آجکی رات اسی جگہ مقام کیجیے صبح کو پھر کسی طرف کی راہ لیجیے یہ سوچ کے مرکب سے اُترے زین پوش بچھا کر اسی میدان مین لیٹ رہے راہ کی مسافت اُٹھائے ہوئے تھکے ماندے سوگئے فوراً خواب ہوا عالم رویا مین دیکھا کہ ایک پیر مرد بصد عزت و توقیر تشریف لائے ہین اور سرہانے کھڑے ہوے ہین نور الدہر اسی خواب مین سلام کو جھکا اس پیر مرد نے شاہزادے کا سر سینہ سے لگایا اور پشت پر دست شفقت پھیرا اور فرمایا ای شاہزادہ نور الدہر تو بڑا نصیبے ور ہی کہ بخت رسا تجکو اس دست و بیابان مین لایا انشاء اللہ بمراد دلی کامیاب ہوگا اور طلسم نیرنگ کو تو فتح کریگا اور خزانہ طلسم اور مال و اسباب تیرے ہاتھ آئیگا وہ دولت لازوال ملیگی کہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہوئی ہوگی

اور ایک نازنین پری پیکر حور رخ ماہ جبین قمر تمکین صاحب حسن وجمال کہ اپنا نظیر انسان وجن وپری مین نہین رکھتی ہی عاشق وشیدا ایزدی ہوگی بعد فتح طلسم اسکو مالک ومختار کرنا تم شاہزادہ نور الدہر بہت ہوشیار وخبردار رہنا غفلت کسی مقام پر نکرنا اب تو بسم اللہ کہکے ہنگام صبح جانب مشرق روانہ ہو تین فرسخ کے بعد ظہور طلسم ہوگا پھر اس پیر مرد نے ایک انگوٹھی مثل انگشتری سلیمانی کہ وہ ہمہ صفت موصوف تھی عنایت کی اور فرمایا کہ اس انگوٹھی کی بہت احتیاط اور نگہبانی کرنا یہ انگوٹھی ہر جگہ تمہارے کام آئیگی اسکی برکت سے کوہ سخت موم ہو جائیگا آتش وآب وہوا وخاک کا کام سب اس سے متعلق ہی دریا مین کشتی ہی خشکی اور تازگی جگر کو بخشنے بھوک پیاس مین کام آوے جنگ وجدال مین تیغ وسپر بنجاے دشمن کو زیر کرے بلا کو ٹالے ڈوبتے ہوے کو طوفان سے نکالے اور دو اسم جو اسپر کندہ ہین یکبعد دیگر مرتبہ پڑھنا ایک دریا جوش مارینگا ایک حباب پیدا ہوگا اور قریب تیرے لہراتا ہوا آئیگا تو اس انگوٹھی کو منھ مین رکھ لینا اور داہنی طرف دیکھنا ایک سنگ سفید نظر آئیگا پھر تجھے بجر کے نزدیک دیکھنا اسکے پاس ایک سنگ فیروزہ رنگ آئیگا اسپر بیٹھ کے روانہ ہونا ورنہ اس دریاے زخار مین تو ڈوب جائیگا غرضکہ وہ مرد پیر یہ سب تدبیرین فہمائش کرکے غائب ہوگیا شاہزادہ نور الدہر صبح کو بیدار ہوا دیکھا کہ ہاتھ مین وہی انگوٹھی ہی شکر خدا بجالایا اور زین پوش گھوڑے پر ڈالکر سوار ہوا اور جانب منزل مقصود روانہ ہوا آگے بڑھکر بموجب حکم پیر مرد اسم پڑھا ایک بحر زخار جوش مارتا ہوا داہنی طرف دیکھا کہ ایک سنگ سفید پھر اسکی طرف چلے کہ اسکے پاس پانی مین بہتا ہوا ایک سنگ فیروزی آیا اسپر نور الدہر سوار ہوا وہ سنگ مثل کشتی آب رواں پر چلا اور انگوٹھی کو شاہزادے نے منھ مین رکھ لیا بھوک پیاس دفع ہوگئی ایک اسی سنگ کشتی نما پر دریا مین چلے آٹھوین روز ایک گنبد شکست نظر آیا اور کشتی بلورین اس شکست گنبد سے پیدا ہوئی وہ بہتی ہوئی قریب شاہزادے نور الدہر کے آئی اسپر شاہزادہ نور الدہر سوار ہوا وہ کشتی بلورین موجزن ہوئی پانی مین بہتے بہتے ایک طرف کو روانہ ہوئی دو ساعت مین پانچ سو فرسخ وہ کشتی نکل گئی ناگہاں تلاطم آب رواں پیدا ہوا طوفان نظر آیا حباب ساحل سے سر ٹکرانے لگے موجین آب دم شمشیر ہوگئین اس طوفان مین ایک نہنگ ہم کشتی پیدا ہوا اور وہ قریب اس کشتی بلورین کے آیا اور بزور دم کشی کے اور شعلۂ آتش منھ سے نکالے دریا مین آگ لگ گئی پانی کھولنے لگا حدت سے اسکی شاہزادہ نور الدہر بیہوش ہوگیا اور کشتی اسی گرداب طوفان مین ڈگمگانے لگی

اب دو کلمے داستان حیرت بیان پہونچنا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا صحراے مقیش نگار مین بیان کیے جاتے ہین

آفت زدگان صحراے مصیبت ومصیبت خیزان بیابان صعوبت اس داستان وحشت بیان کو یون زیر قلم جادو رقم لاتے ہین کہ جب شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان حدت گرمی سے بیہوش ہوگئے نہین معلوم کشتی کہاں جاتی ہی آپ کہاں ہین مگر بعد چند ساعت کے جو ہوش آیا آنکھین کھلین نہ وہ دریا نظر آیا نہ کشتی کو پایا اپنے تئین ایک صحراے مینو سواد مین پڑے دیکھا کہ تمام اس صحرا کا مقیش نگار ہی ہر برگ کاہ تار مقیشی مینا کار معلوم ہوتا ہی اور بیچ اس صحرا مین چمک ہی کہ چشم خیرگی کرتی ہی ہر درخت جواہر نگار ٹہنیاں ہیرے کی پتے زمرد کے طوغہ ثمر لعل یاقوت کے نظر آتے ہین اور بعضے درخت چاندی سونے کے ہین کہ پتے ان مین مینا کار ہین اور پھل مروارید کے ہین اور قطرے شبنم کے ان پتون پر جو شب کو گرے ہین گویا گوہر آبدار جڑے ہین ہواے خوشنما چلی آتی ہی نسیم اٹھلاتی

فوارے دلچسپ موج کو تازگی دیتی ہی طائر عجب رنگ کے ہین کوئی سونے کا طائر ہی کوئی چاندی کا کوئی زمردی
ہی کوئی یاقوتی ہی شاخون پر بیٹھے چہچہا رہے ہین گل ہر رنگ کے جابجا مہک رہے ہین غنچے مسکرا کر چٹک
رہے ہین اُن درختون کے ہر برگ اور ہر شاخ سے آواز یہ آرہی ہی کہ افسوس صد افسوس گل نو دمیدہ
گلزار صاحبقران و سرو بوستان بدیع الزمان یعنی نورالدہر عالیشان کس خارستان بلا مین پھنسا اب
بہار جوانی پر اسکے خزان آجائیگی یہ سُنکر شاہزادہ نورالدہر کا دل ہلگیا پروردگار عالم کی طرف دل رجوع کیا
وہ وقت صبح صادق کا تھا توکل بخدا کرکے ایک طرف چل کھڑے ہوے مگر چہرہ اُداس عالم یاس دل مین
یاد پروردگار زبان پر حمد و ثناے کارساز مطلق ابھی چند قدم چلے تھے دیکھا کہ سامنے ایک قلعہ صدف
آبدار کا ہی اور صبح کو جو ہنگام طلوع نیر اعظم ہی اور عکس جو آفتاب کا اس پر پڑتا ہی مثل گوہر آبدار کے تجلی ہی
روشنی اُسکی صورت ید بیضا جلوہ گری کر رہی ہی اور کنگورے اُس قلعہ کے طلائی ہین اور اسپر گل بوٹے جڑے
ہوے یاقوت اور زمرد کے جڑے ہین اور ہر کنگورے کی نوک پر ایک ایک گوہر شب چراغ نصب ہی اور
اُس قلعہ کا پھاٹک اتنا بڑا اور چوڑا ہی کہ چار فیل مست اُس پھاٹک کو روز بند کرتے ہین مگر اُس در قلعہ
پر مصفا پر ایک تاجدار لباس سفید پہنے ہوے تاج الماس سر پر رکھے ہوے اور چار قب مروارید در بر کرسی
جواہر نگار پر متمکن ہی اور ایک ہاتھ مین جام الماس تراش ہی اور دوسرے ہاتھ مین صراحی یاقوت نگار ہی
کبھی وہ تاجدار شراب گلرنگ سے جام بھرتا ہی اور کبھی جام سے صراحی مین وہ شراب اُنڈیلتا ہی اور اسکے
دہنے بائین دو نازنینان مہر تمثال و حسینان ماہ جمال فخر پریزادان الماس پوشش برہنہ سر خمیدہ کمر
دست بستہ کھڑی ہین اور وہ حسن اُنکا ہی کہ آفتاب و مہتاب کو تاب نظارہ نہین ہی سر سے پانون تک دریاے
جواہر مین غرق ہین اور گیسوے تابدار نازنینون کے ایسے ہین کہ اگر بالاے بام قلعہ سے مثل تار کمند کے
لٹکائین تو زمین پر پہونچین اور جو زمین سے قلعہ کی دیوار پر پھینکین تو مانند حلقہ ہاے کمند کے جا پڑین
اور بال بال گوہر شاہوار پرویا ہوا اور خوشبو سے ان زلف معنبر کی تمام صحرا بسا ہوا ہی اور اس قلعہ کے
چارون کونون پر چار برج ہین اور ہر ایک برج کی شکل مثل اسد خونخوار کے ہی اور یال اُن شیرون کے
مانند تار نقیش کے چمکتے ہوے اور روشن ہین اور پشت پر اُن شیرون کی ایک ایک چاندی کا تیلا ڈھلا
ہوا ہی اور اُن تیلون کے ہاتھ مین ماہی مراتب بعد کو فرہی کہ ذکر اسکا خلاصہ عرض کیا جائیگا اور ایک لکہ ابر
سفید بالاے سر تاجدار مثل آئینہ سکندری کے سایہ کیے ہوے ہی اور اس سے ابر باران مروارید سفید
ہی گویا آسمان سے زمین تک موتیون کا سہرا بندھا ہوا ہی اور ہر قطرہ آب بڑا موتی ہی اور ہر موتی مثل قمقمہ
خورشید کے درخشان ہی یہ حال ہی کہ زیر ابر گرد اُس تاجدار کے موتیون کا انبار ہی اور گرد اُس قلعہ صدف
کے بلور کے خندق ہین اور ایک گاے کلان الماس تراش خندق پر کھڑی ہی جس طرح سے سڑک آہنی
پر ریل ہوتی ہی کہ دو پانون اُس گاے کے اُس پار خندق کے ہین اور دو پانون گاے کے اس پار
خندق کے ہین اور شاخین گاے کی بہت بڑی بڑی خم کھائی ہوئی زمین مین پیوست ہین گویا پھاٹک اس
قلعہ کا ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہی اور ایک زینہ بلورین گاے کی پشت پر اور پشت اُس گاے کی وسعت
مین بہت چوڑی ہی کہ دو آدمی اُسپر چڑھان مین برابر چڑھین اور تھنون سے گاے کے دو فوارے دودھ کے
جاری ہین کہ وہ خندق مین گرتے ہین اور خندق لبالب کنارون تک دودھ سے بھری ہی گویا دریاے شیر

سوختنی ہی اور جو مروارید ابر سے گرتے ہین اُنکا خود بخود گنبد بنکر تیار ہوتا ہی اور جابجا بالاے قلعہ نصب ہو جاتا ہی اور ہر ایک گنبد مین عجائب وغرائب طلسم کا کارخانہ ہی کسی برج مین دو پہلوان کشتی لڑتے ہین اور کسی برج مین دو شخص بیچ کرتے ہین اور کسی برج مین عقد عروسی ہی کہ عاشق ومعشوق بوس وکنار مین مشغول ہین اور کسی برج مین کوئی عورت نازنین لڑکا جنتی ہی غرضکہ اسی طرح عجائبات ہر برج مین ہین۔

شاہزادہ نورالدہر یہ کارخانہ طلسم دیکھکر بہت متحیر ہوے

اب دو کلمے داستان عجائب بیان جانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا پل گاؤ پر سے قلعہ مین

طلسم نمایان عجائب وغرائب رنگین طراز ونقش نگاران طلسمان شعبدہ باز نو انداز اس مضمون حیرت خیز ووحشت انگیز کو بہزاد قلم عجائب رقم سے یون منقش کرتے ہین کہ جب شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے یہ کارخانہ طلسم مشاہدہ کیا صورت آئینہ حیران حیران دیکھنے لگا بعد تھوڑی دیر کے قدم جانب قلعہ بڑھایا اور انگوٹھی کو منھ سے نکال کے دعاے انگشتری پڑھنا شروع کی قریب اُس گاے کے پہونچا اور دعا پڑھکر اسپر سوار ہوا ابھی اچھی طرح سے گاے پر نہ بیٹھا تھا کہ اس گاے نے تین بار آواز دی یا سامری یا سامری صداے گاو صحراے منقش نگار مین گونج گئی زمین کو تزلزل ہوا تمام قلعہ مین تلاطم پڑگیا وہ تاجدار کہ جو کرسی جواہر نگار پر بیٹھا تھا جلدی سے اُسنے جام وصراحی ہاتھ سے صدقہ سر کرکے شہزادہ نورالدہر پر خندق پر آب مین ڈالدیا کہ شیرون مین تلاطم پڑگیا اب جو نورالدہر نے دیکھا ہزارہا کشتیان لیے ہوے جنپر تورے پوش مرصع کار پڑے ہوے نازنینان پری پیکر چلی آتی ہین اور ہر کشتی مین سامان آرایش عروسی اور تختہ ہاے گل کاغذ عمدہ عمدہ مقراض دل وجگر کے بنے مزدورون کے سرون پر ہین اور مشعلین جنگی دستیان طلائی اور شمشاخے لعلی ہزارہا روشن ہین اور جلوس بیحد تھا اور اُن کشتیون مین عجب سامان کتخدائی تھا کسی مین نقل وبادام کسی مین مٹھائی کسی مین خلعت عروسی کسی مین قند کے قوزے کسی مین گلوریان کسی مین گہنا پہولون کا کسی مین سہرا منقیشی جسپر کرن خورشید تابان کی نثار ہو اور اوپر قلعہ کے دو پریزادین جھکی ہوئی تماشا دیکھتی تھین یکایک وہ سیدھی ہوئین اور ہاتھون مین جو تھا آتشبازی کی لیکر داغ دین تمام صحراے لق ودق ومیدان وسیع روشن اور منور ہوگیا اُن مہتابون کی روشنی کا جو عکس قلعہ مین چار طرف پھیلا ہزارہا تیلے مرصع کار اور جواہر نگار چار طرف دیوار ہاے قلعہ پر نظر آنے لگے اور تیلہ ہاے نازنینان پری پیکر نے جو بال اپنے لٹکا دیے زمین پر مثل مار سیاہ کے لوٹنے لگے اور زلف دوتو تیلے وہی تارہاے کمند گیسوان تمام نیچے قلعہ کے اُتر آئے اور حسین تیلون کے یہ سب سامان تھے کوئی تھالی سونے کی لیے تھا اس مین حناے خوشرنگ وباریک بنی ہوئی کسی کے ہاتھ مین تھالی اُسمین سرمہ دانی اور سلائی اور شانہ اور روغن خوشبو مثل عطر سوہاگ کے کسی کے ہاتھ مین آئینہ اسکندری اور کسی کے ہاتھ مین غازہ گلگونہ کسی کے ہاتھ مین کشتی سہرے کی اور کوئی کشتی خلعت عروسی لیے ہوے کسی کے سر پر چوکی جواہر نگار کسی کے ہاتھ مین سیوچہ طلائی پر از آب گوہر نایاب جو نورالدہر نے دیکھا ایک خیمہ عالیشان مرصع نگار استادہ ہو وہین یہ سب لا کے مہیا کیا اور نورالدہر کو ہاتھون ہاتھ سب اُس خیمہ فلک حشم مین لے گئین حمام کرایا پوشاک شاہانہ براے عروسی پہنائی تمام جسم ولباس مین عطر ملا بالون مین شانہ کیا آنکھون مین سرمہ دیا

نرگس نے شرم سے منھ پھیر لیا تاج جواہر نگار سر پر رکھا پھولونکا گہنا پہنا یا دست و پا حنا بند کرکے سہرا
باندھا مسند شاہانہ بر زیر شامیانہ یاقوت نگار کو بٹھایا اور سب مثل براتیون کے بیٹھے تھوڑی دیر تک
ناچ ہوا بعد سب جلوس آراستہ مثل برات کے لیچلے شاہزادہ نوشاہ کو کشتی مروارید پر سوار کیا اور ہزارہا
کشتیون پر سب براتی سوار ہوے اُس خندق پر زنجیر مین کشتیان روانہ ہوئین ناظرین پر واضح ہو کہ طول
کا تو خندق کے کہین پتا نہین مگر عرض اُس خندق کا ہزار گز کا تھا دولہا کی کشتی آگے روشن چوکی اور
باجے ہر رنگ کے بجتے تھے رقاصان پر روش ناچتے ہوے چلے جاتے تھے دو پتلہ چپ و راس
دولہا کے مورچھل ہلا رہے تھے

اب حال گوشۂ اول یعنی برج اول کا بیان کیا جاتا ہی

یہانتک کہ گوشۂ اول قلعہ کے یعنی برج اول مین پہونچے کہ وہ برج زبرجد کا تھا اس برج کا پتلہ شیر پر
سوار تھا مع شیر کو د پڑا اور شریک جلوس برات شاہزادہ ہوا اور اُسکے ہاتھ مین شہنا تھی وہ بھی بجانے
لگا جب برج کے اندر برات پہونچی شاہزادے نے دیکھا کہ یہان شام کا وقت ہی آفتاب غروب
ہو چکا ہی مہتاب طلوع ہوا ہی اور شفق یاقوت رنگ آسمان پر ظاہر ہی مگر شفق سے بارش خون برابر
ہی کہ تمام خندق خون سے بھری ہوئی ہی اور جو قطرہ خون کا زمین پر گرتا ہی مثل چراغ کے روشن ہوتا ہی
انھین قطرون سے خون کے ہزارہا چراغ ضیا بار ہین اور دروازے پر بادشاہ کے سب سرخ پوش
ہین اور زیور یاقوت نگار پہنے ہین اور ہاتھون مین سب کے مقراضین اور تختہ کاغذ سرخ کا ہی وہ سب
مقراض سے پرچے کاغذ کے کاٹ کاٹ کے ہوا مین اڑا رہے ہین سب پرچے کاغذ کے اڑا اڑا کر مثل قمقمہ
اور قندیلون کے معلق ہوا پر روشن ہین تمام برات کا جلوس اور دولہا سیر کرتا ہوا حد گوشہ یعنی برج اول
سے گذر کر برج دوم پر پہونچا

اب حال گوشۂ دوم یعنے برج دوم کا بیان کیا جاتا ہے

سب نے دیکھا کہ ایک پتلہ شیر پر سوار نشان اُسکے ہاتھ مین ہی وہ پتلہ برات کو آتے دیکھتے ہی مع شیر برج
سے کود پڑا اور شریک جلوس برات ہوا برات کو لیکر وہ پتلہ آگے آگے نشان لیے ہوے حد مغرب کی طرف چلا
وہان وقت نصف شب کا تھا اور روشنی چاند کی تیزی پر تھی وہ تاجدار کہ جسکو در قلعہ پر بیٹھے دیکھا تھا لباس کاسنی
پہنے ہوے اور زیور نیلم زیب جسم کیے ہوے مجمر آتشین ہاتھ مین لیے ہوے خوشبویات سلگا رہا ہی اور کبھی مجمر کو
رکھکر مقراض سے تار تقلیش کے طلائی اور نقرئی کتر کتر کے ہوا مین اُڑا دیتا ہی وہ ریزہ ہاے تار تقلیس طلائی و
نقرئی مثل ستارہ کے ہزارہا معلق ہوا پر روشن ہین اس مقام پر جو خندق کو دیکھا تو روشنائی دوات کی
بھری ہوئی ہی سب کے سب تماشا دیکھتے ہوے گوشۂ سوم یعنی برج سوم مین پہونچے

اب حال گوشۂ سوم یعنے برج سوم کا بیان کیا جاتا ہے

دیکھا سب نے کہ یہان بھی ایک پتلہ شیر پر سوار رہا ہی مرآب طلائی اسکے ہاتھ مین ہی مع شیر برج سے کود کر
شریک جلوس برات نوشاہ ہوا اس برج مین جو پہونچے تو وقت نصف النہار کا دیکھا ٹھیک دوپہر اور زمین
آسمان پکھراج نگار ہی اور جو چیز برج مین ہی وہ پکھراج نگار ہی وہان بھی ایک تاجدار پکھراج پوش اور چتر پکھراج
اُسکے سر پر لگا ہی اور ایک آئینہ پکھراج کا اُسکے ہاتھ مین ہی کہ عکس اسکا جو آفتاب پر پڑتا ہے

عجب کیفیت دھوپ چھاؤن کی نظر آتی ہی اور کوسون اُس آئینہ کا عکس دوڑتا ہو مگر تمازت آفتاب قیامت
کی ہو شاہزادہ حدت سے اُسکی نہایت بیچین و مضطر ہوا وہان خندق مین آب زعفرانی رنگ کا بھرا ہوا ہی
یہ سب سیر کرتا شاہزادہ مع برات کے برج چہارم پر پہونچا

اب حال گوشۂ چہارم یعنے برج چہارم کا بیان کیا جاتا ہی

دیکھا کہ ایک پیلا شیر پر سوار ڈنکا آگے رکھا ہوا اور چوب ہاتھ مین ہی برات دیکھتے ہی مع شیر کود پڑا اور ہمراہ
جلوس ہولیا اور ڈنکا دھون دھون پیٹنے لگا یہان تک کہ تمام برج کو طی کر کے حد اول تک پہونچے دیکھا کہ رنگت
صبح کا ہر اور خندق شیر سفید و آبدار سے لبریز ہی جب اُس مقام پر پہونچے کہ جہان سے برات چلی تھی دیکھا
کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہوا اور تمام پریزادان زن و مرد زرد رنگ مرصع پوش عروس کی طرف سے تخت
زرنگار و غیرہ لیے ہوئے منتظر دولھا کے ہین دولھا کو دیکھتے ہی سب کے سب خوش ہوے اور استقبال کر کے
شاہزادۂ نورالدہر کو تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور لعل و گوہر نثار کرتے ہوے اور نوبت نقارے مع
ہر رنگ کے باجے بجاتے ہوے قلعہ کے اندر چلے تماشائی ہزار ہا گرد و پیش تھے بڑا ہجوم عام تھا کتخدائی
کا شور شادی کا ارد حام تھا پھر دروازہ اُسی طرح بند ہو گیا

اب دو کلمے داستان عشرت بیان جانا دولھا بنے ہوئے شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کا قلعہ طلسمی کے اندر و کتخدا ہونا نورالدہر کا و دیگر حالات عجیب و غریب دیکھنا بیان کیے جاتے ہین

مشاطہ گان حجلہ عروس دفتر کتخدائی و جلوہ نمایان چہرۂ نوشاہ معنی حسن دلربائی عروس قلم شاہانہ رقم کو ساتھ
عبارت آرائی طبع رسا کے یون منعقد کرتے ہین کہ جب شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان عالی نسب
بصد صولت و شوکت و بہ تجمل تمام مع براتی و جلوس وغیرہ داخل قلعہ طلسمی ہوے دیکھا کہ عروس کی طرف
سے چند آدمی مغرق بجواہر مع جلوس شاہانہ منتظر دولھا کے کھڑے ہین جب قریب قصر زمردین سواری
دولھا کی پہونچی دولھا کو نہایت شان و شوکت سے قصر زمردین مین لائے کہ وہ قصر نہایت آراستہ
و پیراستہ تھا رسم شربت وغیرہ کیا گیا بعد اسکے دیکھا کہ دو مرد بزرگ باریش سفید عمامہ سرون پر عبائین
و قبائین جسم مین جریبین زمردی ہاتھون مین سامنے سے ظاہر ہوے اور انھون نے عقد شاہزادۂ
نورالدہر ساتھ عروس کے پڑھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی رقاصان خوش گلو نے مبارکباد دی ناچ
ہونے لگا پھر شاہزادے کو محلسرا مین لائے رسم آرسی مصحف وغیرہ ہوا بعد اُسکے سامان رخصت عروس کا
ہوا اسباب جہیز نکلنے لگا گنگا جمنی مسہری و پلنگ طلائی اور صندوق پٹارے چاندی سونے کے صدہا
اور کجاوے ظروفات طلائی و نقرئی مسی کے ہزارہا اور گھوڑے اور ہاتھی جدا جدا مع ساز و عراق سے
آراستہ محافہ زرنگار پر لے عروس غرضکہ دلھن کو محافہ مین سوار کیا اور فیل مرصع کار پر دولھا کو بٹھایا
تمام قلعہ طلسمی مین گشت کروا کر قصر یاقوتی مین دولھا دلھن کو لائے بعد تمام رسومات عرف کے شب زفاف
آئی شاہزادۂ نورالدہر نے قصد مقاربت کیا مگر پہلے بوس و کنار خوب ہوا پھر ہاتھ کمر بند عروس حور وش
پر ڈالا عروس ایک آہ سرد کھینچ کے زار زار رونے لگی اور مثل ابر نو بہار دیدۂ گریان سے آنسو جاری تھے
گویا جھڑی ساون بھادون کی لگ گئی اور شاہزادہ نورالدہر نے اُس عروس سے اسی عالم اشکباری

مین کہا کہ ای جوان رعنا مجھ بے نصیب نے کیا قصور تیرا کیا ہی جو تو مجکو مارے ڈالتا ہی نور الدہر نے حیران
ہو کر کہا ای پری پیکر مین کیا کرتا ہون جو تو روتی ہی غرضکہ شاہزادہ عروس کی گریہ وزاری اور آہ و بیقراری
دیکھکر مثل آئینہ متحیر ہوکر یونہین صورت تصویر بیٹھے مین رہگیا اور یہان دریاے اشک عروس نے طغیانی کی
اسقدر آنسو بہے کہ بحر زخار جوش مارنے لگا اور تمام اسباب غرق ہوگیا اور وہ عروس نمک کیطرح گھلتے گھلتے
پانی مین بہکر غرق ہوگئی کہ نشان بھی باقی نہ رہا تمام قصر اور اسباب ڈوب گیا نور الدہر بھی غوطے کہاتے
کہاتے بظاہر ڈوب گیا مگر بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا نہ وہ قصر پایا نہ اسباب جہیز آرایش
حجلہ نہ عروس ہر اپنے تئین ایک حجرہ تاریک مین بسلاسل بہ طوق وزنجیر آہنی گرفتار پایا کہ ایک بوریاے کہنہ او
نہایت شکست پر بیٹھا ہون تین دن اسی صورت سے گذرے کسی نے خبر بھی نہ لی اور نہ آب و غذا میسر ہوئی
چوتھے روز دیکھا کہ سامنے چند جلاد ستمگار مثل فرشتگان عذاب سب کے ہاتھون مین آلات حرب طرح طرح کے
پاس شاہزادے کے آئے اور شاہزادے کو غضبناک ہوکر کھینچتے ہوے لیکر چلے اور کہتے تھے ای ظالم عروس
پری پیکر کو تو نے مار ڈالا دیکھ تو تیرا کیا حال کیا جاتا ہی شاہزادہ حیرت مین ہی اور اہل شہر حسن و جمال
شاہزادے پر تاسیف کرتے ہین اور کہتے ہین ای جوان تجکو اپنی عروس پر رحم نہ آیا یہانتک کہ کشان کشان
شاہزادے کو ایوان سلطانی مین لائے وہان ملک مروارید سفید پوش کو دیکھا کہ تخت جواہر نگار
پر متمکن ہی اور تاج مرصع زیب سر ہی نور الدہر کو دیکھکر اُس بادشاہ نے کہا او ظالم اظلم او قاتل عروس اول
خطا تو نے یہ کی کہ اس طلسم مین داخل ہوا مگر ہمارے ارکان دولت نے تیرے ساتھ یہ سلوک کیا جیسا کہ
تیرے ظہور مین آیا اُسکے عوض مین تو نے عروس پری رو کہ جو حسن و جمال مین بے عدیل تھی اُسکو تو نے
مار ڈالا شاہزادہ نور الدہر یہ سنکر بہت متعجب ہوا اور کہا ای بادشاہ کیا عرض کرون یہ راز میری سمجھ مین
نہین آتا مین نے اس عروس کو ہرگز نہین مارا مگر ان رسومات کو عمل مین لایا جنکا دنیا مین رواج ہی مین خود
حیرت مین ہون کہ یہ مین نے کیا کیا اور کیا ہوگیا اگر ایسا جانتا تو ہرگز ہرگز عروس کو ہاتھ نہ لگاتا بادشاہ سنکے
خاموش ہو رہا اور اپنے ملازمون سے کہا کہ خواجہ مشتری اختر شمار مفتی طلسم کو جلد بلا لاؤ فوراً ملازم
شاہی گئے اور خواجہ مشتری کو ہمراہ لیکر آئے نور الدہر نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ عمامہ صندلی سر پر
جبہ سفید زیب جسم چادر سفید نورانی نفیس و نادر دوش پر پڑی ہوئی ایک ہاتھ مین تسبیح مروارید سفید اور
دوسرے ہاتھ مین عصاے ضعیفی ریش سفید تا بہ ناف چہرہ نورانی مثل آفتاب کے سن پانچ ہزار برس کا
داہنے بائین خادم عقب نے ہو رہے بہ تقدس تمام سامنے تخت بادشاہ مروارید کے آئے بادشاہ اٹھ کھڑا ہوا
اور تعظیم و تکریم کرکے بڑی عزت و افتخار سے ہاتھ پکڑ کے اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور سب کیفیت نور الدہر
اور عروس کی بیان کی اور کہا کہ اس مسئلہ مین کیا حکم آپ کا ہی اس مجرم کو کیا سزا دیجاے خواجہ نے کہا
کہ بموجب کتاب طلسم کے صورت مسئلہ یہ ہی کہ اس مجرم کو بیابان نورانی مین کہ جو صحراے قمر سیر
مشہور ہی اسی صورت سے قید ہو کہ قفس فولادی مین اسکو بند کرکے چاہ آسیا مین جو میل بلند ہی
اُس مین وہ قفس لٹکا دیا جاے مگر کھانا اسکو عمدہ اور لذیذ کھانے کو اور پانی سرد و شیرین پینے کو دیا جاے
بعد چالیس روز کے اگر یہ زندہ رہا تو قتل کیا جاے اور نگہبان معتمد اور بہادر اسپر مقرر ہون بادشاہ نے
اُسی وقت قفس فولادی منگاکر نور الدہر کو قید کیا اور طائر جنی کو طلب کیا فوراً ایک طائر کلان اُڑتا ہوا

آیا بادشاہ نے اُس سے کہا کہ اس قفس کو صحرائے قمر سیر مین چاہ آسیا کے میل پر لٹکا دے اُسوقت خواجہ نے قلم دوات منگا کر سینہ پر کچھ طائر جنی کے لکھدیا اور کہا موجب اُسکے عمل کرنا طائر جنی کچھ جھکارا اور قفس شاہزادۂ نور الدہر کو منقار سے پکڑ کر اُڑا یہان شاہزادہ نور الدہر نے اس تحریر خواجہ کو بخوبی نہ پڑھا کچھ پڑھنے سے رہگیا بسبب طائر جنی کے پرواز کرنے کے نگاہ نور الدہر کی تحریر پر نہ قائم ہوئی انشاء اللہ اس تحریر سینہ طائر کا جو خواجہ مشتری اختر شمار مغنی طلسم نے لکھا ہی آگے ذکر کیا جائیگا

اب وہ دکھیے داستان مصیبت بیان قید ہونا شاہزادہ نور الدہر کا صحرائے قمر سیر میل چاہ آسیا پر قفس مین بند ہو کے بیان کیے جاتے ہین

آفت زدگان صحرائے رنج وملال ومصیبت خیزان بیابان اندوہ وحزن مآل کلک صعوبت سلک کو محیط بلائے چاہ طلسم کرکے مثل گردش فلک ناہنجار یون آسیا گردانی کرتے ہین کہ جب طائر جنی قفس شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار منقار مین لیکر بصد تیز پروازی اُڑتا ہوا صحرائے قمر سیر مین پہونچا کہ وہ وقت صبح کا تھا اس بیابان نورانی مین سوا سو میل بلورین بنے ہوے تھے اور ہر میل لے اوپر ایک ایک ماہ شب چہاردہ درخشان تھا کہ تمام صحرا روشن تھا اور ہر میل مثل آسیا کے گردش مین اور ایک ایک قفس فولادی ہر میل پر لٹکا ہوا تھا اُس مین ایک ایک جوان رعنا صورتین مثل آفتاب ومہتاب کے قید تھا اور اس صحرا مین ایک چاہ ہی کہ مثل آسیا کے اُسکو گردش ہی اور دورا اس چاہ کا پچیس ہزار گز کا ہی اور درمیان چاہ کے ایک میل بلورین نہایت بلند قائم ہی اور بالا پر اُسکے ایک ماہ شب چہاردہ جلوہ گر ہی کہ جسکی روشنی سے تمام چاہ اور بیابان منور ہی طائر جنی پرواز کرکے اُس میل بلورین پر پہونچا اور قلابہ مین قفس نور الدہر کا لٹکا دیا اسقدر گردش اُسکی بڑھی کہ طائر خود بخود چرخ زنی کرنے لگے کسی ساعت قرار نہوا ہر شام کو طعام لذیذ اور آب سرد اور میوہ خوشگوار آتے تھے اور تبدیلی پاسبانون کی ہر شام کو ہوا کرتی تھی یہ جانور چلے جاتے تھے اور دوسرے جانور نئے جو آتے تھے تو یہ جانور اپنا سینہ اُن جانوران جدید کے سینہ سے ملتے تھے اُنکے سینے کے نقش سب اُنکے سینون پر ظاہر ہوتے تھے اور وہ جانوران جانورون سے کہتے تھے کہ جو تحریر منقوش ہی اُسی پر عمل کرنا ہی حکم شاہ اور خواجہ مشتری ہی کسی وقت جانور غافل نہوتے تھے غرضکہ اسی صورت سے ایک مہینا گذرا دس روز قید مین شاہزادہ نور الدہر کے باقی رہے ایک روز نور الدہر نے خیال کیا کہ یہ خط جو طائرون کے سینون پر تحریر ہین کچھ تو اُس روز پڑھا تھا باقی اسکا اب پڑھنا چاہیے یہ سوچ کر روشنی ماہتاب مین خط اُن طائرون کے سینہ کے پڑھے اُسمین تحریر تھا کہ گھبرانا نہ چاہیے نظر بخدا رکھ تیری رہائی ہو جائیگی اپنے کو اس چاہ مین اگر گرادے تو قید سے چھوٹ جاے پھر خیال مین آیا کہ انگشتری کو بہت دنون سے نہین دیکھا ہی جب سے تم بلا مین پھنسے آپ دیکھنا چاہیے کہ انگشتری مین کیا حکم ہی انگوٹھی نکال کر جو پڑھا اُس مین بھی یہی حکم تحریر تھا کہ تو اپنے تئین چاہ مین ڈال دے سوچا کہ نور الدہر آخر تو قتل کیا جائیگا جان ہر طرح نہ بچیگی اس سے بہتر یہ ہی کہ چاہ مین اپنے کو گرادے تعمیل حکم بھی ہو جائیگی پس یکایک شاہزادہ نور الدہر کوہ شگاف نے بسم اللہ اللہ اکبر کہکے قید آہنی اور قفس فولادی کو بقوت صاحبقرانی توڑ ڈالا اور کنوئین مین کود پڑا غلغلۂ عظیم ہوا اٹھنا پکڑنا مارنا یا ظالم انظلم طلسم آباد سے جاتا ہی نور الدہر گرتے ہی چاہ مین بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا

اپنے تئین ایک صحرا مین پایا دیکھا زمین جابجا شق ہے اور اُس شگاف زمین سے ہزارہا سانپ نکلکر شاہزادے کی طرف دوڑے نورالدہر نے فوراً انگشتری دیکھکر اسم پڑھا وہ سانپ پاس نورالدہر کے نہ آسکے مگر جسوقت شاہزادہ نورالدہر چاہ مین کو دا وہ سب طائر باسیان شور کرتے ہوئے اُس چاہ مین پھاندپڑے اور گرتے پڑتے عقب مین شاہزادے کے دوڑنے لگے صحرائے خارستان مین آکر سب غائب ہوگئے شاہزادہ بھی ایک طرف کو چلا چند قدم کے بعد دیکھا کہ ایک سیاہ فیل کہ دانت اُسکے بڑے بڑے مثل شمع کے جلتے ہوئے سامنے آیا اور شاہزادے پر حملہ کیا نورالدہر کے پاس نہ تلوار نہ نیزہ نہ گرز نہ تیر نہ کمان کوئی آلات حرب پاس نہین مجبور ہوکر بقوت صاحبقرانی دندان فیل پکڑکر جھٹکا مارا نورالدہر کے پانون زمین مین دھنس گئے ہر چند زور کیا پانون نہ نکلے آخر زمین سے کشمکش ہونے لگی اب پانون نورالدہر کے اور زیادہ زمین مین دھنسے جاتے ہین فیل نے خرطوم اپنی نورالدہر کی کمر مین لپیٹ کر اوپر اُچھال دیا شاہزادہ نورالدہر ایک صحرائے ریگستان مین آکر گرا نصف زمین مین دھنس گیا ہر چند چاہا اور زور کیا کہ اس مین سے نکلین مگر نہ نکل سکے جو زور کرکے اُبھرتے ہین اور زیادہ غرق زمین ہوئے جاتے ہین یہان تک کہ تا گلو اُس ریگ گرم مین غرق ہوگئے شاہزادے کے عضو عضو مین درد کثرت کے ساتھ ہونے لگا کہ نوبت جان کنی ہوئی

اب دو کلمے داستان مسرت بیان ملاقات ہونا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار سے اور کنیزان ملکہ دردانہ گوہرپوش سے اُس صحرا مین بیان کیے جاتے ہین

بزم آرایان مضامین عیش و عشرت و جستجو کنندگان معنی عبارات رنگین بفصاحت زبان مسرت بیان کو طبع آرائی سے بہ تکلم یون گویا کرتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر جب تا گلو غرق بحر طلسم صحرائے ریگستان ہوگیا مجبور و ناچار خیال کیا کہ اب زندگی محال ہے افسوس صد افسوس نہ یار ہے نہ مددگار ہے پھر دل کو رجوع طرف پروردگار کے کیا اور یون دعا کرنے لگے ای مالک زمین و زمان وای مختار دو جہان تو دینی قدرت کاملہ سے اس بلا سے نجات دے اس عرصہ مین وقت شام کا ہوگیا ایک طرف نگاہ جو کی ایک بنگلہ یاقوت سرخ کا نظر پڑا کہ نہایت وہ شیشہ و آلات اور فرش پردے وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ ہو ناظرین والا تمکین کو معلوم ہو کہ وہ مقام صحرائے سبزہ زار سیرگاہ ملکہ دردانہ گوہرپوش دختر ملک مروارید سفید پوش بادشاہ طلسم گوہربار کا تھا اور کبھی کبھی ملکہ دردانہ گوہرپوش شب ماہ کی سیر کرنے کو آیا کرتی تھی اتفاقاً اُسی روز کہ شب ماہ چہاردہم تھی سیر کرنے کو اس صحرا مین شب ماہ کی آئی تھی وہان اُسنے ایک بنگلہ یاقوت نگار آراستہ کرایا اور پانچ سو خواصون پری نژاد حوروش کو ہمراہ لیکر داخل بنگلہ ہوئی اور مسند جواہر نگار پہ بیٹھی سامنے گلابیان شراب سرخ کی اور کشتیان کباب کی اور جام زرنگار سے ساقیان ماہ روسے زیبائش بزم عشرت کی اور جو لازمے بزم عیش و نشاط کے ہوتے ہین سب موجود ملکہ نے کیفیت شب ماہ اور سامان عیش و نشاط دیکھکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور یہ شعر برجستہ زبان پر جاری کیا

شعر
بے یار لطف کچھ نہین بزم نشاط مین ✣ گر ہے تو ایک یہ ہی الم انبساط مین

تمام خواصان پری پیکر برائے سیر شب ماہ چاندنی کی کیفیت دیکھتی ہوئی ادھر اُدھر پھرنے لگین ناگاہ دو چار خواصین حسن اٹکھیلیان کرتی آپس مین ہنستی بولتی اُس طرف کو جا نکلین جدھر ریگستان مین شاہزادہ نورالدہر

تا گلو غرق ہی دوسرے خیال کرکے ایک نے دوسری خواص سے کہا کہ بہن ذرا دیکھنا وہ ریگستان مین کیا چمکتا ہی
یا تو کوئی آئینہ بلورین سیدھا کھلا رکھکر چلا گیا ہی اُسکی ضیا تڑپ دے رہی ہی یا دوسرا چاند ریگستان مین سے
اوپر پیدا ہوا ہی اُسکی چمک کے سامنے ماہ فلک کی جلوہ گری پست ہی اسکو دیکھنے سے نظر خیرگی کرتی ہی یہی تعجبانہ باتین
کرتی ہوئین خواصین قریب شاہزادہ نور الدہر کے پہونچین دیکھا کہ ایک جوان حسین مہ جبین مہر تمکین آفتاب سی
صورت ہرچند چہرہ آغشتہ بخاک ہی مگر آنکھ نور حسن جہان آرا پر نہین ٹھہرتی ہی فقط سر باہر اور تا گلو ریگ بیابان مین
غرق ہی ان سب خواصون کو شاہزادے پر ترس آیا اور سبنے مل کے ریگستان سے نکالا شاہزادہ نور الدہر
عالم غشی مین بیہوش تھا فرش خاک پر شاہزادے کو ڈالدیا کچھ خواصین نور حسن و جمال دیکھکر محو تھین اور کچھ
خواصین جوانی پر شاہزادے کی افسوس کر رہی تھین کوئی دور کھڑی تھی کوئی نزدیک سے دیکھ رہی تھی کوئی
جسم نازنین کی خاک جھاڑتی تھی کوئی دباتی تھی کوئی پاؤن سہلاتی تھی کوئی سر زانون پر رکھے بیٹھی تھی اب جو
خواص ادھر اُدھر سے چمن کے سیر کرکے آئی کھڑی ہوگئی دم بھر مین گرد شاہزادے کے ہجوم پریزادان ہوگیا
گویا ماہ کے گرد ہالہ تھا غرضکہ ایک خواص نے دوڑکے ملکہ دردانہ گوہر پوش کو خبر کی ملکہ دردانہ گوہر پوش
باشتیاق حسن و جمال شاہزادہ بیمثال اُس خواص خاص کے ساتھ خود آئی اور دیکھتے ہی حسن چہرۂ نورانی
شاہزادہ نور الدہر پر عاشق و فریفتہ ہوگئی فوراً خواصون سے کہا صاحبو اُسوقت سے تمنے اس جوان کو ریگستان
مین سے نکالا ہی اور اسی جگہ ڈالدیا تمھارے دلمین کچھ رحم نہین آیا جلدی اُٹھاؤ اور بنگلہ مین لیچلو غرضکہ
خواصون نے ملکہ کی شاہزادہ نور الدہر کو ہاتھون ہاتھ اُٹھایا اور باہستگی بنگلہ مین لیکر آئین ملکہ نے عرق گلاب
اور کیوڑا شاہزادے کے چہرے پر چھڑکا قطرے گلاب اور کیوڑے کے جو رخسارون پر پڑے رہے ثابت ہوا
برگ گل ریحان پر شبنم ہی یا چاند کے گرد ستارے ہالہ کیے ہین بعد تھوڑی دیر کے شاہزادہ نور الدہر کو ہوش آیا بسم اللہ
کہکر اُٹھ بیٹھے جنسے پری جمال چہرۂ ملکہ دردانہ گوہر پوش پر نگاہ پڑی ہزار جان سے عاشق و شیدا ہوگیا بغور روے
سوے ملکہ دردانہ دیکھنے لگا گویا تصویر آئینہ تھا ملکہ بھی متحیر تھی مگر حیرت زدگی مین دلیر ضبط کرکے کہا ای جوان مجکو تو
اس صورت سے کیون دیکھتا ہی شاہزادہ نور الدہر نے کہا ای ملکہ جسوقت کہ مین داخل طلسم نیرنگ ہوا اہل طلسم
نے میری شادی بڑی دھوم دھام اور انتظام و اہتمام سے کی عروس میری بعینہ مشابہ تمھاری شکل و شمائل کے
تھی تمھاری صورت مین اور اُس عروس کی شکل مین سر مو فرق نہین ہی مگر وہ عروس ہنگام شب زفاف اسقدر
آہ و زاری کرکے روئی کہ اشکون کا دریا جاری ہوا عروس تو مثل شمع بزم کے گھل کر غرق ہوگئی اور تمام اسباب
و قصر ڈوب گیا مین بھی اُس مین غرق ہوا پھر جو ہوش آیا طلسم مین قید ہوا پروردگار عالم نے اُن سب مرحلون
سے نجات دیکر یہانتک پہونچایا ہی تجکو اپنی عروس سمجھ کر بنگاہ محبت دیکھتا ہون یہ سُنکر ملکہ دُردانہ
گوہر پوش ہنسی اور کہا ای جوان اہل طلسم میری صورت کا پتلہ بناتے ہین اور جو کوئی طلسم مین داخل ہوتا ہی
اُسکے ساتھ ضرور اُسکی شادی کرتے ہین جو کچھ طلسم مین تمپر گذرا ہی یہی کیفیت سبکے واسطے ہوتی ہی چالیس
روز تک وہ قید رہتا ہی بعد چالیس روز کے اُسکو قتل کرتے ہین اور اصل ملکہ دردانہ گوہر پوش دختر
ملک مروارید سفید پوش مین ہون وہ جو کچھ کہ گذر گیا کارخانہ طلسم مین خواب و خیال تھا ای جوان رعنا
پری پیکر اب تو اپنا نام و نشان بتا شاہزادہ نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم پہلے تم اپنا نام بتاؤ اور اپنے باپ
کے نام و نشان و سلطنت سے آگاہ کرو ملکہ نے کہا میرا نام ملکہ دردانہ گوہر پوش ہی مین بیٹی ہون

ملک مروارید سفید پوش بادشاہ طلسم کی یہ سبب حد طلسم گوہر بار ہی میرا باپ یہان کا مالک ہی اب حضور
اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائین شاہزادے نے کہا کہ نام میرا نور الدہر ہی مین فرزند لخت جگر شہریار
ملک باختر شاہزادہ بدیع الزمان نامور کا ہون اور پوتا زلزلہ قاف ثانی سلیمان کو جاہ امیر کشورگیر حمزہ
صاحبقران زمان و عالیشان ہون یہ سُنکے ملکہ خوش ہوئی اور ہاتھ گردن مین ڈالکر لپٹ گئی بوس و کنار
ہونے لگا پھر جام شراب ناب کا دور ہوا روح کو راحت دل کو سرور ہوا ہم آغوش عاشق و معشوق ہوے
شراب وصل نے سیراب کیا غنچۂ دل شگفتہ ہوکر چہرۂ زیبا سے گلفام باغ باغ ہوا غرضکہ شب بھر ملکہ نے عیش و عشرت
مین بسر کی صبح کو شاہزادے کو اُسی بنگلہ مین چھوڑکر چلی گئی خواصین خدمت شاہزادۂ والا منزلت مین حاضر
رہین ہر روز یہی معمول تھا کہ ملکہ دروانہ گوہر پوش شب کو آتی تھی رات بھر عیش و نشاط اور بوس و کنار
مین بعد شوق بسر کرتی شربت دیدار اور شراب وصل سے سیراب ہوتی اور صبح کو چلی جاتی ایک شب شاہزادہ
نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم مین اس صحرای پر آشوب مین تنہا رہتا ہون اور میرے پاس کسی قسم کا سلاح
جنگ سپر تلوار کا ہونا احتیاطاً ضرور ہی ملکہ دُر دانہ گوہر پوش اپنے باپ کے سلاح خانہ سے ہتھیار سب طرح
کے چھپا کر لائی اور شاہزادے کو دیے شاہزادۂ نور الدہر کا جب دل گھبراتا ہی صحرا مین چند قدم شکار کھیلنے کو
چلا جاتا ہی ایک دن دایہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کہ پیر فرتوت اور فتنہ پرداز ملکہ ثانی ابلیس تھی دل مین اپنے
سوچی کہ ملکہ پہلے تو کبھی کبھی سیر صحرای سبزہ زار کو جایا کرتی تھی اب کیا سبب ہی جو ہر روز رات کو جاتی ہی اور صبح کو
آتی ہی کچھ اسمین اسرار ہی ایک شب وہی دایہ فتنہ انگیز بزور سحر پیچھے پیچھے چھپ کر ملکہ دردانہ گوہر پوش
کے اُس صحرا مین بنگلہ کے پاس آکے درختون کی آڑ مین کھڑی ہو رہی دیکھا کہ بنگلہ مین نہایت تکلف کی روشنی
ہی اور سامان عیش و نشاط مہیا ہی اور چھچے اور قہقہے اُڑ رہے ہین اور ایک مرد کی باتون کی آواز آتی ہی متحیر ہوکر
اور زیادہ قریب بنگلہ کے آئی شاہزادۂ نور الدہر کو ملکہ دردانہ گوہر پوش سے ہم آغوش دیکھا منھ پر منھ رکھا
ہی پیہم بوسہ بازی اور عشق مجازی کا طور ہی دیکھتے ہی نہایت غضبناک ہوئی ضبط نہو سکا دیوانہ للکارتی ہوئی
بنگلہ کے اندر چلی آئی اور کہا او گیسو بریدہ شوخ دیدہ خدا پرست سے میل اور عشقبازی کی اور آٹھ پہر بوس و کنار
مین مصروف ہی دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون ملک مروارید بادشاہ طلسم سے کہکر تجکو سزای معقول
دلواؤنگی اور اس خیرہ سر کا تو مین ابھی کام تمام کرتی ہون یہ کہکر تھیلہ اسباب سحر کا کھولا اور اسمین سے کچھ
دانے ماش کے اور کچھ پُتلے اور رائی نکالی اور اسم سحر پڑھنے لگی شاہزادۂ نور الدہر نے خیال کیا کہ میری عاشقی
مین فرق آچلا ہی فوراً تیر و کمان اُٹھاکر ایک ناوک قضا تیغ جلد کمان مین جوڑکر وہان ساحرہ پر تاک کے مارا
لب دہان دایہ ساحرہ نشانہ ہوے زخم کاری لگا سب سحر اُسکی پر پلٹ گیا خون کی ندی جاری ہوئی زمین پر گر کر
لوٹنے لگی دیکھا کہ وہ ساحرہ اژدہا بنکر شاہزادہ پر جھپٹی شاہزادے کی انگشتری تھی اسکو دیکھکر گرز اٹھاکر جو
اُس ساحرہ کے سر پر مارا وہ ساحرہ بشکل اژدہا گرد برہ ہوگئی سر پاش پاش ہوگیا ایک آندھی سیاہ اٹھی سحر اترہ
ہوا پر شور و غل بجانے لگے آوازین آئین تلاطم عظیم برپا تھا بعد تھوڑی دیر کے جب تاریکی رفع ہوئی اور شور
موقوف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام تن نوشابہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بر مطلب دل نرسیدیم
اب جو لاش پر ساحرہ کی شاہزادہ نور الدہر کی نظر پڑی دیکھا کہ سر کے ٹکڑون پر کچھ حرف لکھے ہوے ثبوت ہوتے
ہین نور الدہر نے خواصون سے کہا کہ ٹکڑے سر کے جمع کرکے ملاؤ دیکھون تو کیا لکھا ہی جب خواصون نے سر کے

ٹکڑے جمع کرکے لاش سے لائے شاہزادے نورالدہر نے بغور خیال کرکے تحریر پارہ ہاے ساحرہ پر نگاہ کی تو نشان لوح طلسم کا ملتا ہی اور صاف ثبوت ہوتا ہے جہان لوح طلسمی ہی۔

اب دو کلمے داستان شوکت بیان پتا معلوم ہونا لوح طلسم کا شاہزادہ نورالدہر کو اور ہاتھ آنا بعد لوح کا بجبر وجہد

سخبسان مضامین نو برسائی طبع سلیس وکوشش کنندگان عبارات رنگین بر رجوع قلب جلیس لوحۂ دل تردد منزل پر قلم برداشتہ مضمون خفی منجلی کرکے یون تحریر کرتے ہین۔ بیت بجو یندۂ لوح دار طلسم ٭ کہ می یافت زان پارۂ مردی اسم ٭ جسوقت شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامور نے ٹکڑون پر پرکے نگاہ کی نشان اور پتا لوح طلسمی کا پایا ایسے خوش ہوے کہ شادی مرگ ہوکر بیہوش ہوگئے جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا شکر خداے عزوجل بجالاے اُن پارہ ہاے سرساحرہ پر یہ تحریر تھا ای طلسم کشا مغرب کی طرف روانہ ہو آگے بڑھکر حوض سنگ مرمر کا ہی کہ وہ گلاب سے بھرا ہوا ہی اور اُس حوض پر فوارے لگے ہین اُس مین خون تازہ جوش زن وہ قطرے خون کے جو حوض مین گرتے ہین پانی مین اُن قطرون سے مچھلیان سفید خون افشان پیدا ہوکر تیرتی ہین وہ انگشتری بہ بخشش افضال ہاتھ مین پہنکر حوض مین کودے سب پانی خشک ہوجائیگا بقوت وزور صاحبقرانی فوارون کو بھی ریل کرگرادے ایک غارعمیق نظر آئیگا آنکھین بند کرکے اُس غار مین کودپڑنا شور وغل بہت بلند ہوگا مگر کچھ خیال نہ کرنا اُس میدان محشر نما سے خوفناک ہونا ہرچند وہ میدان بعینہ نمونہ میدان محشر ہوگا کہ گویا آفتاب قیامت قریب سر حدت مہر سے زمین مثل تابہ آہن کے ہوگی ہولے گرم سے شعلے آگ کے نکل کر جسم کو جلا ئینگے پیاس کا یہ غلبہ ہوگا کہ زبان تالو سے لپٹ جائیگی سر سے پانون تک عرق جسم مین غرق ہوگا دل مضطر بدحواس ہوگا مزاج منتشر ہوجائین تو وہی انگوٹھی منھہ مین رکھ لینا کسی قدر تسکین ہوگی بلاے آتش سحر سے محفوظ رہیگا ورنہ جسم تمام دم بھر مین سوکھ کر کانٹا ہوجائیگا گل امید ہاتھ نہ آئیگا یہ سب تماشا دیکھتے ہوے اور تکلیف واذیت اُٹھاتے ہوے چلے جانا کہین پل بھر نہ رکنا آگے بڑھکر ایک مکان خس وخاشاک کا نظر آئیگا اُس مکان خس پوش مین داخل ہونا وہان کوزے کورے گھڑے کورے کورے لوٹے کاغذی آبخورے آب سرد سے بھرے ہوئے رکھے ہونگے دل بے اختیار پینے کو وہ پانی چاہیگا مگر ہرگز ہرگز وہ پانی نہ پینا ورنہ تمام جسم پانی بنکر بہ جائیگا اور تو مرجائیگا ایک تکیہ دار وہان بیٹھا ہوگا وہ تجھے جام آب لبریز کرکے دیگا اُس جام آب کو لیکر اسم انگشتری پڑھکر اُسپر دم کرنا اور وہ پانی اُس تکیہ دار کے سر پر پھینکدینا فوراً شعلۂ آتش پیدا ہونگے وہ فقیر تکیہ دار مع مکان خس پوش جلکر خاک ہوجائیگا پھر ایک دھوان اُس آگ سے اُٹھکر بلند ہوگا وہ دھوان ابر باران بنکر پانی برسائیگا آگ تمام ٹھنڈی ہوجائیگی پھر ہولے تند چلے گی وہ خاکستر مکان سوختہ کو اڑاکر پراگندہ کردیگی اس اثنا مین ایک جانور بہت بڑا بصورت ققنس پیدا ہوگا ہمراہ اُس جانور کے پیچھے پیچھے چلے جانا مگر اُس جانور کے سایہ تلے نہ آنا ورنہ جلکر خاک ہوجاؤگے پھر وہ جانور بیابان ہولناک مین پہونچے گا کہ وہان ریگستان سیاہ ہوگا وہان آسمان سے اُترکر کوڑا پتے تنکے خشک سمیٹ ایک جگہ جمع کریگا اور اُسکے اوپر بیٹھے گا تم علیحدہ کھڑے ہوکر تماشا دیکھنا اُس خاشاک پر بیٹھکر وہ طائر منقار سے آتش مشتعل کریگا اُس کوڑے مین آگ لگجائیگی وہ طائر بھی جلکر کباب ہوجائیگا بلکہ خاک سیاہ بنجائیگا شور وغل ایسا ہوگا کہ عالم محشر نظر آئیگا مگر تم کان اپنے بند کرلینا کہ وہ آوازین کان مین نہ پہونچین ورنہ دیوانے ہوجاؤگے بعد

تھوڑی دیر کے نظر کرنا اس طائر سوختہ کی خاک سے ایک بیضہ گھڑے کے مانند پیدا ہوگا ہر چند تم اسکو توڑوگے
وہ بیضہ ہرگز نہ ٹوٹیگا پھر اوسی بیضے مین ایک آبلہ سرخ پیدا ہوگا جب وہ پھوٹیگا تو حشر برپا ہوگا پس طلسم کشا کو
لازم ہے کہ وہی اسم انگشتری تیر پر دم کرکے نقطہ سرخ کو تاک کر نشانہ بنائے اگر تیر اس آبلہ پر پڑا تو لوح طلسمی ہاتھ
آئیگی اور جان بھی بچیگی ورنہ کبھی برف باری مین مبتلا ہوگا کبھی آتش باری مین پھنسکر خاک ہوجائیگا اے طلسم کشا اس
طلسم مین مرحلہ صعب درپیش ہونگے سب طلسمات سے یہ طلسم نہایت سخت اور خوفناک ہے جب تک زلزلہ قاف ثانی
سلیمان کوچک حمزۂ صاحبقران زمان قدم رنجہ نہ فرمائینگے فتح ہونا اس طلسم سخت کا بہت مشکل ہے اور لوح بیضۂ
طلسم سے نکالکر عمل کرے دشوار تر ہے ہان اے طلسم کشا تو اگر ایسا ہی صاحب اقبال واجلال مثل سکندر ودوران
ورستم دستان کے ہے تو پائے ارادہ کو بڑھا ورنہ دستیابی لوح طلسم سے اور فتح مہمات سے باز رہ یہ عبارت
طولانی شاہزادۂ نورالدہر نبیرہ حمزۂ صاحبقران نے جب پڑھی دقائق اسرار خفی سب منجلی ہوئے بسم اللہ کہکر
براہ خدا کمر ہمت چست باندھی اور طلبگار مدد الٰہی ہو کے جانب مغرب روانہ ہوئے بموجب تحریر فقرات نصیحت
آمیز تمام مرحلہ صعب طے کرکے اوس تکیہ پر مکان خس پوش مین پہونچے دیکھا کہ کوزے ظروف گلی آب سرد سے بھرے
رکھے ہین حالانکہ شاہزادے کا شدت تشنگی سے ہونٹھون پر دم تھا مگر مطلق اس پانی کی طرف اعتنا نہ کیا رخ کرنا
کیسا ہوتا ہے اس فقیر نے جام آب سرد سے بھرکر شاہزادہ نورالدہر کو دیا شاہزادے نے وہ جام آب سرد لیکر
اسم انگشتری دم کیا اور اوس فقیر کے سر پر وہ پانی چھڑک دیا وہ فقیر جلنے لگا اور تمام مکان مین آگ لگ گئی شور و
غل پیدا ہوا تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من اژدہا جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم
وبمطلب دل نرسیدیم اب لوح طلسم کشا کے قبضہ مین پہونچی مین پاسبان لوح طلسم گوہربار تھا مرا تو طلسم کشا
نے خاتمہ کیا پھر اسی طرح مرحلہ آخر کو طے کرکے بیضہ طلسم کو بقوت وناوک اسم اعظم توڑا ہزارہا آوازین لوگون کے
رونے کی بلند ہوئین شاہزادۂ نورالدہر حیران ادھر اودھر دیکھنے لگا مگر کوئی نظر نہ آیا وہی سامان حشر نمودار ہوا جب
سیاہی برطرف ہوئی دیکھا لوح الماس زنجیر مروارید مین بندھی ہوئی قلابۂ فلک طلسم مین لٹکی ہے آواز آئی کہ اسم اعظم
جو انگشتری پر کندہ ہے وہ پڑھکر بسم اللہ کہکے لوح لیلو اب کیا دیکھتے ہو کس بات کا تامل ہے خدا نے عجب نعمت عظمیٰ
عنایت کی۔ جائے شکر وسپاس وحمد بیقیاس پروردگار عالم کی ہے شاہزادۂ نورالدہر نے یہ سنکر اسم اعظم
انگشتری پڑھا اور لوح زنجیر سے نکال کے گلے مین پہن لی لوح طلسمی پر جو نگاہ کی اوس مین لکھا تھا اے طلسم کشا اگر
خداوند کریم یاور و مددگار ہے اور لوح طلسم گوہربار بھی دستیاب ہوئی اب فتح طلسم کر مقام شکر ہے کہ خدا نے عجب دولت
لازوال عطا کی غنیمت جان اور بہت ہوشیار رہنا کہ بغیر لوح طلسمی کوئی کام اس طلسمات مین تو نہین کرسکتا تھا
ہزارہا بلائین اس طلسمات مین قائم کی ہوئی ہین کسواسطے کہ یہ طلسم گوہربار شمس الطلسمات اور معدن آفات ہے
اور یہ طلسم بنایا ہوا آصف برخیا کا ہے اس مین دنیا کے تحفہ جات و عجائبات سلطنت ہین اور اس طلسمات
مین بہت بڑا ایک خزانہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کا ہے وہ اب تک امانت رکھا ہوا ہے جو طلسم کشائی کرے
اور جسکے ہاتھ لوح طلسمی آئے اسکا حق ہے وہ قبضہ کرکے تحت و تصرف مین لائے اور چار سو حکیم جن و انسان بھی
منتخب کیے گئے اور تیس ہزار جادوگر جن و بشر و دیوزادین سے چھانٹے گئے تھے کہ وہ یکتائے روزگار اور
بلائے بے درمان تھے انھون نے اس طلسم گوہربار کو باندھا ہے اور آگے اسکے طلسم نیرنگ ہے کہ وہ بھی اسی
طلسم سے متعلق ہے وہان بھی لوح طلسمی کام دے گی جب یہان سے وہان تک کل طلسم فتح ہو تب طلسم کشا

لقب تیرا ہوا اور بفضل خدا اگر ہمت چست ہو تو چند عرصہ مین طلسمات فتح ہوں تمام خلیبان کہنہ سال کو حکم حکماے دیرینہ ہی کہ اس طلسم کی ظاہر و باطن محافظت کرو اور ساحران کاملین کو اس طلسم کے مرحلات پر معمور کیا ہی کہ ہر ایک مرحلہ عجائب و غرائب ہی کہ جسکی دیدہ نہ شنیدہ ہی کمال ہوشیاری اور دانشمندی سے قدم دھرنا اور لوح کی بہت محافظت کرنا کہ ہر ایک جن و دیو و پری کاہ و سحر برگ و شر طائر و وحشی اور آسمان و زمین طلسم کے سب دشمن ہین شاہزادہ نور الدہر عبارت لوح پڑھکر بہت خوش ہوے اور گلے مین پہن کر دو رکعت نماز شکر بجالاے کہ ایسی نعمت پروردگار نے مجھ عبد ذلیل و حقیر کو بخشی اور دعا کی اے پروردگار عالم اے کارساز مطلق اے معبود برحق تو ہی میرا معین و مددگار ہر حال مین رہنا یہ کہکر سر سجدے سے اٹھایا اور کمر ہمت کو چست باندھا پھر لوح کو ملاحظہ کیا حکم پایا کہ جانب شمال روانہ ہو فوراً شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامور نبیرہ حمزہ صاحبقران بصد عزم و شان و خرم و شادان شمال کی جانب یعنی آگے کی طرف چلے ان کو تو راہ طلسم مین چھوڑیے اور اب اُدھر کا حال بغور سماعت فرمایئے۔

اب دو کلمے داستان سر دفتر عاشقان ثابت قدم ملکہ دردانہ گوہر پوش دختر ملک مروارید بادشاہ طلسم گوہر بار کے بیان کیے جاتے ہین کہ قلزم طلسم مین ملکہ دردانہ گوہر پوش کو بسبب عشق شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کے ملک مروارید بادشاہ طلسم نے غرق کروادیا

پلا ساقیا تازہ تازہ شراب
ہوا ہون مین غرق دریاے عشق
کوئی جام اب چلتے چلتے پلا

کہ دل سوزش عشق سے ہے کباب
خدا جانے کیا مجکو دکھلاے عشق
نہ شاید ادھر پھر ہو آنا مرا

کسی کی مجھے چاہ یان لائی ہی
یکایک مجھے عشق پیدا ہوا
سحر بادہ ناب کی کر نہ چاہ

بہت دور صبر و شکیبائی ہی
ذلیل و حقیر اور سودا ہوا
کہ خورشید مطلب ہی ابرے براہ

دیگر۔ جو کچھ اپنی بار گذر گئی کہین کیا جو یار گذر گئی
نہ ہوے فراق کے کچھ گلے نہ حجاب سے وہ گلا لئے
ہوئی شمع بزم مین کیا خجل وہ گل آکے جو ہوا متصل
جو کسی کی مجھسے نظر پھری تو گیا نگاہ کا نور بھی +
کبھی حال قیس یہ تھا عجب کبھی کوہ کن پہ ہوا غضب
نہین اُسکا نام کو بھی وفا مین تڑپ تڑپ کے گذر گیا
تری اسطرف جو نظر اٹھی مجھے اپنی جان ہی کی پڑی
وہ جو میرے پاس سے اُٹھ گیا مرے ہوش بھی نہ رہے بجا

غرض اپنی نگار گذر گئی شب انتظار گذر گئی
رہے دل کے دل ہی مین حوصلے شب وصل یار گذر گئی
یہ پکار اسینہ مین داغ دل کہ مری بہار گذر گئی
جو بعبارت آنکھ مین تھی مری شب انتظار گذر گئی
مری روح تجھسے ہو کے جب سوے کوہسار گذر گئی
یہ نہ پوچھا مجھسے کہ تجھپہ کیا ارے جان نثار گذر گئی
یہ ادا تھی برچھی نگاہ کی کہ جگر کے پار گذر گئی
یہ بتا تو مجھسے کہ مجھپہ کیا دل بیقرار گذر گئی

بیت۔ نگارندہ دفتر دلبری + رقم کردہ روداد عشق پری + غافلان محفل دلربائی و مہجوران بزم ناشکیبائی بعہد درد و الم فراق و اشتیاق مالا لطاق حسن حسین مہر تمکین سادہ لوحی سے صفحہ قرطاس شوق اساس پر یون نوک قلم اشتیاق رقم لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے بعد خشم و قہر ساحرہ مکارہ نوشابہ جادو کو قتل کیا اور تحریر کاسہ سر ساحرہ سے تا لوح طلسم گوہر بار کا ملا فوراً مغرب کی طرف روانہ ہوا ہر چند کہ حسن و جمال ملکہ دُردانہ گوہر پوش پر شیفتہ فریفتہ ہی مگر ضبط کر کے اور شیشہ دل پر سنگ صبر رکھکر شوق لوح طلسم گوہر بار مین چلے اور اُس پری پیکر حور وش کو پھر کر بھی نہ دیکھا مگر آگے بڑھ کر اتنی صدا حسرت آمیز دی اے ملکہ عالم بس اب صبر کرو اور یاد خدا مین مصروف رہو دعا سے نہ غافل ہونا انشاء اللہ بعد حصول لوح

طلسمی و فتح پانے طلسمات کے اگر زندہ رہے اور پھر کر آئے تو ملاقات کرینگے عقدۂ ہجر ناخن وصال سے کھلینگے
شہزادہ نورالدہر تو ادھر روانہ ہوا جبتک سامنا شاہزادہ کا رہا کھڑی دیکھا کی جب شاہزادہ نورالدہر نگاہ سے روپوش
ہوگیا ملکہ کو ایک عالم فراموش ہوگیا آتش فراق تنور سینہ مین مشتعل ہوئی سیخ تار نفس پر دل و جگر جلکر کباب ہوا
کلیجے مین ہوک اٹھی آہ کے ساتھ دھوان منھ سے نکلا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دین و دنیا فراموش ہوگئی
فراق سے زمین پر گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے نبضین ساقط ہوئین ہاتھ پانون بر رگئے خواصین گھبرائین
کوئی شیشہ گلاب خالص کا لائی کسی نے کنٹر کیوڑے کا لیکے منھ پر عرقیات خوشبودار چھڑکے نخلخے سنگھائے
ہوا پنکھے کی دی مگر ملکہ دردانہ گوہر پوش ہوشیار نہ ہوئی منبض دیکھکر خواصین زیادہ بدحواس ہوگئین تخت
ہوادار پر لٹا کر ملکہ کو اُسی وقت قصر ملک مروارید سفید پوش کی طرف روانہ ہوئین جب سامنے بادشاہ طلسم
گوہر بار کے پہونچین ملک مروارید نے وہ تخت رواں مانند تختہ تابوت کے دیکھا اور ملکہ دردانہ گوہر پوش
کو مثل میت کے پایا پوچھا ارے کیا ہوا کچھ بیان کرو کہ میری پارۂ جگر روشنی چشم چراغ خانہ طلسم گوہر بار پر
کیا گذری جو یہ حال اسکا ہوا مردہ ہوکر آئی ہو خواصون نے عرض کیا ای بادشاہ طلسم پہلے ملکہ کا تدارک ہوشیار
ہونے کا کیجیے کہ ملکہ کو غش سے افاقہ ہو آنکھیں کھولین بات کرین تو ہماری جان مین جان آئے اور حواس
ہمارے درست ہون تو کیفیت گذارش کرین غرضکہ بادشاہ طلسم نے علاج ملکہ دردانہ کا فوراً کیا گلاب و
کیوڑا و عرق خوب سا چھڑکا اُسی وقت نخلخے کئی طرح کے تیار کرکے سنگھائے اور ہوائین معطر دین یہان
ملکہ دردانہ کی مان ملکہ گوہر بانو سر پیٹنے لگی رو رو کے پچھاڑین کھانے لگی اور یون بیان پُر درد کرتی تھی
ہی ہی میرے میوۂ نہال تازہ کو کسکی نظر لگی میرے گل حدیقۂ حُسن و جمال کو کس ہوائے تند کا طمانچہ پڑا کہ
مرجھا گئی یہ غنچہ سے لب پژمردہ ہوگئے نرگس سی آنکھون مین حلقے پڑگئے پھول رخسار کمھلا کر رہ گئے ملکہ گوہر بانو
کے رونے پیٹنے سے تمام محل مین تلاطم ہوگیا اندر سے باہر تک ہر شخص مضطرب الحال تھا وہ قصر شاہی نمونہ محشر تھا
الغرض بڑی دیر کے بعد ملکہ دردانہ گوہر پوش کو ہوش آیا باپ نے اُٹھا کے بٹھایا مان نے پیار کیا گلے سے
لگایا بلائین لیکے پوچھا امان صدقے یہ تمکو کیا ہوگیا کچھ حال دل بیان کرو دشمن تمھارے ابھی مردہ پڑے ہوئے
تھے وارے بندی کچھ جھپیٹے مین آگئی یا کسی بد نظر کی تیر آنکھ پڑی یا نصیب اعدا کچھ عارضہ ہوا ملکہ دردانہ گوہر پوش
نے کہا مجھے نہین معلوم کیا ہوا خود بخود مین گر کر بیہوش ہوگئی غرضکہ اُسی وقت صدقے سے اُترنے لگے خیرات
جاری ہوئی مگر ایک خواص نے ملک مروارید سفید پوش اور ملکہ گوہر بانو سے تمام روداد بیان کی۔
شاہزادہ نورالدہر پر عاشق ہوکر قصر یاقوتی مین لانا اور عیش و عشرت مین کیفیت وصل و بوس و کنار
اور قتل ہونا نوشابہ جادو کا ہاتھ سے شاہزادے کے اور بتانا کر لوح طلسم گوہر بار کا چلے جانا نورالدہر
کا اور ملکہ کا فراق مین یہ حال ہونا حرف بحرف سب کہا ملکہ گوہر بانو تو یہ کیفیت سُنکر سکتے کے عالم مین
چپ ہوکے رہگئی مگر بادشاہ طلسم گوہر بار ملک مروارید سفید پوش نہایت غضبناک ہوا لیکن مصلحتاً
ضبط کیا ملکہ دردانہ گوہر پوش کو بلایا اور کہا ای ملکہ دردانہ تو خدا پرست پر عاشق و فریفتہ ہوئی ہی اور
اپنا دین ترک کرکے دین اسلام قبول کیا ہی بہتر یہ ہی کہ یاد خدا پرست اور خیال حسن دلربا دل سے نکال اور
دین اسلام سے دست بردار ہو توبہ کر ورنہ مین تجکو دریا مین ڈبو دونگا کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہی اگر
تجکو جان عزیز بچانا ہی تو میری فہمائش پر عمل کر ملکہ دردانہ نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکا کر چپ ہو رہی مگر یاد معشوق

خوش اسلوب وخیال حسنُ وجمال محبوب مین اپنا حال پریشان کیا دانہ پانی چھوڑ دیا اور یہ مسدس پڑھنا شروع کیا

مسدس- شب فراق جگر سینہ مین جلاتی ہی ۔ فرا چمن کی نہ صحرا کی سیر بھاتی ہی ۔ لبون تک اب یہ گھٹ گھٹ کے روح آتی ہی
نہ یار آتا ہی یارب نہ جان جاتی ہی ۔ نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو ۔ عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

پھر خیال جو بزم عیش ونشاط صحبت دلدار کا اور تصور ہم آغوشی شاہزادہ نورالدہر اور ذائقہ وصل بوس وکنار کا آتا ہی تو فلک کی طرف دیکھتی ہی اور کہتی ہی- شعر ای فلک تونے کیا کیا مجھسے + میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے + کبھی آہ سرد دل پرسوز سے کھینچ کر بیساختہ یہ شعر پڑھتی ہی شعر- حیف درچشم زدن صحبت یار آخر شد + روے گل سیر ندیدیم وبہار آخر شد + ادھر ملکہ دردانہ گوہرپوش کا عشق شاہزادہ نورالدہر مین یہ حال تعدطلال ہی اُدھر ہر روز ملک مروارید سفید پوش بادشاہ طلسم گوہربار ملکہ دردانہ کو سمجھاتا ہی یہ مطلق اُسکے کہنے کو خیال مین بھی نہین لاتی کہ وہ سگ بد دماغ کیا بکتا ہی اپنے رنگ عشق مین غلطان محبت مین شاہزادہ نورالدہر کی مبہوت ہی آسیب عشق سر پر سوار ہی نہ اپنے سرو پا کا دھیان نہ کھانے پینے کا ہوش یاد محبوب مین جوش وخروش ہی کبھی ہنستی ہی کبھی روتی ہی کبھی دل سے آپ ہی آپ باتین کرتی ہی نہ دل کو صبر وقرار ہی ہر وقت اضطرار ہی غرضکہ ملک مروارید سفید پوش نے آٹھ دن تک سب طرح سے سمجھایا ملکہ دردانہ نے نہ مانا ایک روز بادشاہ طلسم کو غصہ آیا نہایت برہم وغضبناک ہوا حکم کیا کہ ملکہ دردانہ گوہرپوش کو دریاے طلسم کی کشتی پر سوار کرو اور بیچ دھارے مین لے جاکر کشتی کو ڈبو دو کہ یہ گیسو بریدہ شوخ دیدہ اپنی سزا کو پہونچے ملازم شاہی نے ملکہ دردانہ گوہرپوش کو سوار کیا خواصون نے جو دیکھا کہ اب ملکہ دریاے طلسم مین غرق ہو جائیگی سب رونے پیٹنے لگین اُن سب مین چالیس خواصون کو تاب نہ آئی دوڑ کے کشتی مین ملکہ کے ساتھ بیٹھ گئین ملاح وغیرہ کشتی سے اُتر آئے اور کشتی چل نکلی جب بیچ دھارے مین پہونچی کشتی رک کر چکر کھانے لگی یکایک کشتی مع ملکہ دردانہ گوہرپوش وخواصان خاص دریاے طلسم مین غرق ہو گئی لوگ کنارے پر تماشا دیکھا کیے راوی بیان کرتا ہی کہ یہ خبر سنکر تمام شہر کے دکاندار اور رعایا اور تمام ملازم شاہی دریاے طلسم پر تماشا دیکھنے کو جمع ہوے تھے کنارے اُس قلزم زخار کے دور تک میلہ لگا ہوا تھا ہر قسم کے دکاندار خوانچے والے ترکاری والے میوہ فروش اور انواع اقسام طرح کی چیزین بک رہی تھین لوگ خرید رہے تھے حلوائیون کی دکانون پر خریدارون کا ہجوم تنبولی تنبولنین گلوریان بنا بنا کر جوانون کو دیتی تھین ہر ایک سرخرو ہو کر دریا پر آ کھڑا ہوتا تھا ساقیون کے پاؤن کے پیچھے یارون کا جمگھٹا تھا چرس کے دم پڑتے تھے ڈھولک بجر ہی تھی ملکنین اُڑاتی تھین لوگ قہقہے لگاتے تھے کہ یکایک غل ہوا کہ وہ ملکہ دردانہ گوہرپوش کی کشتی ڈوب گئی سب غرق دریاے طلسم ہو گئے لوگ افسوس کرنے لگے ناگاہ ماں ملکہ دردانہ گوہرپوش کی ملکہ گوہربانو روتی پیٹتی سر پر خاک اُڑاتی ہاے کے نعرے کرتی بیٹی کی ماتا مین دریا پر آئی اور مقام ڈوبنے کشتی کا لوگون سے دریافت کرکے دریاے طلسم مین کود پڑی وہ بھی غرق ہو گئی یہان میلہ کنارے دریا کے صبح سے جو جمع رہا دو پہر رات گئے برخاست ہوا جا بجا ناچ کا سامان طوائفین نامی نامی خوش گلو ناچ گاتین کہین اور قسم کا گانا بجانا ہوا کیا طرح طرح کے تماشے تھے ہر قسم کے اشیا خرید وفروخت ہوتے تھے دو پہر رات گئے دریا سے ایک آواز بلند ہوئی کہ سب نے سنی افسوس ہزار افسوس شربت وصال شاہزادہ نورالدہر سے نہ سیراب ہوئی اور کس حسرت سے جان دی مین نے بعد اسکے سب نے

سناکہ بہت سے آدمیون کی آہ وزاری کی آواز آتی ہی اور کلمات حسرت ویاس سب کی زبان پر جاری ہین یہ
سنکے سب تماشائی بین رونے لگے اور ملکہ کے حال پر افسوس کرنے لگے اور محزون ونالان باچشم گریان و
بر آہ دل سوزان سیلہ بر خاست کر کے اپنے اپنے گھرون کو پھرے انکو تو اب یہین چھوڑ دیجیے

اب دو کلمے داستان حیرت نشان جانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار کا لوح آویزان پر اور عجائبات مشاہدہ کرنا بیان کیے جاتے ہین

سیاحان دشت وصحراے طلسمات وبادیہ پیمایان کوہ وبیابان عجائبات تجسن آرائی عبارات رنگین زبان مسافر
قلم سافت شیم پر یون لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر نامور بحکم لوح فرخندہ سیر وہان سے جانب شمال روانہ
ہوے دس کوس چلے ہونگے کہ ایک صحراے ہولناک مین پہونچے کہ منزلون کہین درخت وگیاہ کا نام نہین
صاف چٹان کوسون میدان لیکن سبز رنگ کی زمین ہی مثل طوطے کے پرون کے اور کہین ایسی نرم زمین ہی
مانند کچھار کے جیسے لب دریا تراوت زمین پر محسوس ہو شاہزادے کا پانون اوس زمین مین دھسنے لگا
آگے چلنا مشکل ہوا گو پا زمین قدم گیر ہی سمجھے کہ یہ قریب طلسم ہی بقوت صاحبقرانی پانون نکال کے تیز رفتاری
کی دیکھا سامنے درہ کوہ ہی اور نقش ونگار اوس پہاڑ پر مثل نگار خانہ چینی کے ہی اور بلندی اوس پہاڑ کی
زمین سے ہزار گز ہی اور زنجیر طلائی بہت عمدہ خوشنما باریک کڑیون کی آسمان سے پیدا ہو کر آئی ہی اوس مین وہ پہاڑ
لٹکا ہوا ہی ہر چند تمازت آفتاب بہت تیز ہی اور دھوپ تمام میدان مین پھیلی ہوئی ہی لیکن زیر کوہ بلکہ سایہ کوہ
کے قریب بھی دھوپ نہین آتی ہی جب اوس کوہ کے قریب شاہزادہ پہونچا دیکھا کئی ہزار نقش مثل نقش
سلیمانی اوس پہاڑ پر کھنچے ہوئے ہین اور زیر کوہ عجب میدان سبزہ زار ہی کہ دور سے دیکھ کے جان مین
جان آتی ہی روح تازی ہوتی ہی غنچہ دل پر شگفتگی آتی ہی ہری ہری دوب پر فرش مخمل سبز کا گمان ہی صاف
معشوقانہ پن برستا ہی اور کنارے سبزہ زار کے ایک حوض آب لطیف وخوشگوار سے لبریز ہی اور جانوران
صحرائی اوس سبزہ زار مین ہر طرف چہک چہک کر پرواز کرتے ہین کبھی منقارین کھولکر زیر سایہ کوہ آبیٹھتے ہین
کبھی غول کے غول طائران زمزمہ ساز خوش انداز بیٹھ رہیون پر حوض کی بیٹھ کر منقارین پانی مین ڈالتے ہین
ہر چند شاہزادہ نورالدہر عالیجناب تمازت آفتاب سے اضطراب مین تھا اور شدت تشنگی سے بیتاب تھا
لیکن زیر کوہ اور قریب سبزہ زار نہ آیا دور ہی سے کھڑے ہو کر سب سیر دیکھی پھر لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین یہ
مرقوم تھا کہ جانب چپ دس قدم چلکر کوہ کے محاذی مین کھڑے ہو کر لوح کو مقابلہ مین آفتاب کے بلند
کرکے عکس اس لوح کا کوہ پر ڈالو جب تمکو دو لکیرین کوہ پر کھنچی معلوم ہون ایک سیاہ اور ایک سفید
اوسکے بیچ مین جاکر لوح سے کوہ پر ایک لکیر باریک کھینچدو اور کھڑے رہو اگر لکیر کھینچنے مین عرصہ کیا تو
عذاب شدید مین گرفتار ہوگے بعد اوسکے وسط کوہ تار ہاے باریک برنگ سفید مثل عنکبوت دیکھو گے
اسم اعظم لوح مبارک پڑھکر اون رشتہ ہاے باریک پر دم کرنا اور دوسری بار پڑھکر اپنے اوپر از سرتا پا
ہر اعضا پر دم کرنا جو تار اون مین سب سے زیادہ باریک ہو اسکو تھام کر کوہ پر چڑھ جانا پھر وہان پہونچ کر
لوح دیکھنا شاہزادہ نورالدہر یہ عبارت لوح پڑھکر مسرور ہوا اور چلا جیسے ہی چاہتا ہی کہ درمیان
اون خطون کے داخل ہو کہ ایک آواز آئی ای طلسم کشا ہرگز ان لکیرون کے بیچ مین نہ آنا کہ سراسر
دغا وفریب ہی زحمت اوٹھاؤگے۔ دوسری آواز اور آئی کہ فلان لکیر کے نیچے جانا چاہیے تیسری

آواز آئی کہ یہ سب اہل طلسم تمکو فریب دیتے ہین مناسب و لازم ہی کہ زیر خط سبز جاؤ کہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا مگر
شاہزادہ نور الدہر نے کسی کی آواز پر خیال نہ کیا کہ نام اُسکا ساعت مین سنا لائے اُنھین دونون لکیرون کے بیچ مین چلے
اور لوح سے کوہ پر لکیر کھینچ دی کہ مثل تار عنکبوت تار نمایان ہوے بحکم لوح اُنھین سے ایک باریک تار کو تھام کر کوہ پر
چڑھ گئے اُس کوہ سے تین بار آواز آئی الحذر الحذر الحذر اور کوہ اسطرح جنبش مین آیا جیسے کوئی جھولا جھلاتے
شاہزادہ نور الدہر کوہ پر سے گرا چاہتا تھا کہ لوح کو پھر اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا ہوشیار باش قریب
تیرے درخت یاسمن ہی اوپر اسکے مکڑہ مثل اسپ توانا کے سیاہ رنگ کا بیٹھا ہی اور اسکے پُشت پر خال ہے سفید ہین
اور ایک سو اُسکے پاؤن ہین اب وہ تجھپر حملہ کریگا اور مُنھ سے اپنے دھوان سیاہ آتش آمیز نکالیگا تو اس لوح کو
اپنے تمام جسم پر مل لے ورنہ دھوان یہ تجھکو اُڑا لیجائیگا اور بلا مین گرفتار ہوگا اور جو اسم کہ زیر لوح لکھا ہی پڑھکر
اپنے اوپر اور اسکے اوپر دم کرنا ایک غار عمیق بقدر آدم طویل پیدا ہوگا اُس غار مین اپنے تئین گرا دینا فوراً وہ
مکڑہ غار کے مُنھ پر مثل سرپوش کے آبیٹھے گا اور ہر پاؤن کو اپنے حرکت دیگا ہر ایک پاؤن سے اُسکی بلا مین
جدا جدا پیدا ہونگی کسی پاؤن کی حرکت سے آتش باری ہوگی کسی پاؤن کی حرکت سے سنگ باری ہوگی کسی پاؤن
کی حرکت سے برف باری پیدا ہوگی اور کسی پاؤن کی حرکت سے زلزلہ آئیگا کسی پاؤن کی حرکت سے سانپ
بچھو ظاہر ہونگے اگر اسکے سب پاؤن کی حرکتون کی تاثیر بیان کرون تو مضمون اصل مطلب مین طول ہوگا اے
طلسم کشا جسوقت وہ مکڑہ غار پر آبیٹھے تم دیکھنا اُسکے شکم پر ایک خط سفید ہی اُس خط پر اسم حاشیہ لوح کا پڑھکر
تیر پر دم کرکے مارنا اگر تیر نے خطا کی تو جل جاؤگے اور اگر دوسری جگہہ تیر پڑا قید ہوجاؤگے اگر مقام خط سفید پر
پڑا تو وہ دل حریف نشانہ ہوگا یعنی مرکر خاک سیاہ ہوجائیگا شاہزادہ نور الدہر نے بموجب حکم لوح مبارک
اُسی طرح تیر جو خط شکم عنکبوت پر مارا فوراً وہ مکڑہ ہدف ہوا کنارہ غار پر تڑپنے لگا پیر اُسکے چلائے آندھی سیاہ
اُٹھی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آثار قیامت برپا ہوے بعد تھوڑی دیر کے جب تسلط ہوا روشنی ہوئی آواز مہیب آئی کہ
کشتی مرا نام من عنکبوت جادو بود افسوس مردیم و جاندادیم و مطلب دل در سیدیم آگاہ شوید من دربان
طلسم باطن بودم آب جو شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا تو ایک لاشہ بہت بڑا ساحر زبردست کا پڑا ہی اور ایک
چوکی سنگ مرمر کی ہی اُسپر اپنے تئین استادہ دیکھا اور ایک چشمہ آب اُس چوکی کے کنارے ہی اور تجلی سے
اُسکے بیابان مین وہ روشنی ہی کہ تاب دیکھنے کی نہین ہی شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ نور آفتاب کا ہی سر اُٹھا کے
آسمان کی طرف جو دیکھا ایک کمان نورانی گویا زر آفتاب درخشان سے بنائی ہی اور اُس کمان مین جو محراب
دروازہ بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اُس دروازے مین ایک عفریت قوی ہیکل گوشے کمان کے پکڑے کھڑا ہی
شاہزادے نے لوح کو اُٹھا کر دیکھا اُس مین لکھا ہوا ہی کہ اس چشمہ آب سے چلو بھر کر اور اسم پیشانی لوح کا اُسپر
دم کرکے اُس چشمہ پر ڈالدو پانی بستہ ہوکر سنگ بلورین ہوجائیگا پشت لوح پر جو نقش ہی انگشت شہادت سے
اوپر اُس چوکی کے لکھو وہ چوکی سنگ مرمر کی مثل تخت سلیمانی اُڑکر بائین طرف اس دیو کے جو جنگلی یہ حملہ آور
ہوگا وہ سنگ بلور مُنھ پر اُس دیو کے کھینچ مارنا سر اُس دیو کا شق ہوکر پارہ پارہ ہوجائیگا کاسہ سر سے
اُس عفریت کے ایک سفید مہرہ پیدا ہوگا فوراً اسکو اُٹھا لینا اس اثنا مین دوسرا دیو اور آکر حملہ کریگا پارہ ہی
سر شکست عفریت اُس دیو ثانی پر مارنا اور ایک پارہ سر شکست عفریت اول اس چشمہ آب مین ڈالدینا وہ دیو
بھی اُس چشمہ مین کود پڑیگا اور غوطے کھانے لگے گا جب تک وہ دیو ثانی پارہ سر شکست عفریت اُس چشمہ آب سے

ڈھونڈھ کر نکالے تم اس مہرے کو مثل ناقوس پھونکنا اس مہرے سے آواز ترانہ کی نکلیگی وہ دیو ثانی جلکر خاک
ہوجائیگا وہ جوکی قریب کمان پہونچیگی ہاتھ سے کمان نہ چھونا ورنہ جل جاؤگے بلکہ جوکی سے سنگ مرمر کی جست کرکے
حلقہ کمان پر جا بیٹھنا کچھ خوف نکرنا پھر جو کچھ دیکھنا موافق لوح کے عمل مین لانا شاہزادہ نورالدہر نے بموجب حکم تحریر لوح اسیطرح
کیا ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ لینا پکڑنا مارنا یہ خیرہ سر طلسم کشا طلسم باطن سے نکل جانے نہ پائے شاہزادہ حیران ہوکر
چار طرف دیکھ رہا اور ہنس رہا ہے کوئی نظر نہین آتا صدائین ہولناک اور آوازین بزن بگیر کی بلند ہین

اب دو کلمے داستان مصیبت بیان جانا شاہزادہ نورالدہر کا حلقہ کمان یعنی خانہ طلسم باطن مین اور گرفتار ہونا بلاے طلسم مین بیان کیے جاتے ہین

مصیبت خیزان بلاہاے طلسم باطنی و صعوبت انگیزان آسیب ہاے ظاہری مرحلۂ آفت سحر کو قدرے طے کرکے بیت
غم و الم کو یون بیان کرتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر جسوقت جست کرکے حلقہ کمان پر پہونچے بیہوش ہوگئے
بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا خود کو اندر ایک دروازۂ عالیشان زرنگار کے پایا کہ محراب اس دروازے کی مانند کمان
زرین کے تھی چار جانب اسکے بھی دیوارین قد آدم بلند کوے دروازے کے پختہ گویا وہ کمان دروازہ اسکا
تھا بسم اللہ کہکے شاہزادے نے اندر قدم رکھا اندر اسکے جاکے دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے لیکن تمازت
آفتاب ایسی شدید ہے کہ تمام جسم پر آبلے پڑے جلتے ہین دم بھر کے بعد تشنگی نے غلبہ اسقدر کیا کہ زبان مین
کانٹے پڑگئے حلق خشک ہوگیا یاراے تکلم نہ رہا بدحواس ہوگئے موت کی لذت زبان پر آگئی یقین ہوا کہ اب
روح جسم سے نکل جائیگی اگر حال زار شاہزادہ تحریر کیا جاے تو بہت طول ہوگا المختصر شاہزادہ نورالدہر بہزار
خرابی جلدی جلدی راہ کرۂ نار طے کرتا ہوا چلا مگر طاقت بالکل زائل ہوگئی امید زیست منقطع ہوئی قریب تھا کہ
بیہوش ہوکے گرے ناگاہ دور سے ایک قلعہ بہت بلند دکھائی دیا اور گرد اسکے نہایت عمدہ دلچسپ سبزہ زار ہے
ہر برگ گاہ و شجر شاداب اور قریب سبزہ زار فالیز تربز کی ہے کھیت لہکتا ہوا تربز بڑے بڑے تر و تازہ لگے ہوے
ہین کہ شادابی اسکی خانۂ چشم ناظرین مین کھبی جاتی ہے خیال کیا کہ دس بارہ قدم کا فاصلہ ہے اب چلکے ذرا
اس کھیت پر ٹھہریے اور ہوا کھائیے کہ قدرے غنچۂ دل کی پژمردگی دور ہو پھر دیکھا کہ ایک ایک گگرا پیتل کا
پانی سے بھرا رکھا ہے شاہزادہ شکر خدا بجا لایا اور قدم جلدی اٹھایا جسقدر آگے بڑھتے جاتے ہین وہ قلعہ
وہ کھیت وہ گگرا ہنوز ویسا ہی پیچھے ہٹتا جاتا ہے دیکھا تو جتنے فاصلے پر تھا اتنے ہی فاصلے پر ہے دوپہر کامل اسکے پیچھے
چلے اور اس قلعہ اور کھیت کے پاس نہ پہونچے آخر مایوس ہوے تاب نہ لاسکے بیخود ہوکے زمین پر گرے یقین
ہوا اب موت آپہونچی زار زار اپنے حال زار پر رونے لگے پھر یاد آیا کہ اے نورالدہر لوح کیون نہین دیکھتا
اسی وقت لوح کو اٹھاکے دیکھا لکھا ہوا تھا اے طلسم کشا میدان آدم سوز مین پہونچکر قریب ہلاکت ہوا اور
پیچھے فالیز تربز کے کیون سعی روی کرتا ہے کھیت تک تربز کے نہ پہونچے گا یہ اسم لوح ایک مشت خاک پر پڑھکر
دم کر اور روبرو اپنے سامنے فالیز تربز کے چھڑک دے برابر فالیز تربز کے پہونچ جائیگا پھر لوح کو دیکھنا کہ
اس مرحلے کا طے کرنا نہایت دشوار ہے کہ یہ بہت صعب ہے شاہزادہ نورالدہر نے بموجب حکم لوح عمل مین لاکر
جو دیکھا تو کنارے کھیت کے کھڑا ہون مگر پیاس کی شدت سے شعلۂ آتش سینہ مین بھڑکنے لگا دل جل کر کباب
کے بریان ہوا جاتا ہے اس گگرے کو جو دیکھا تو بہت بڑا کئی مشکون سے بھی زیادہ ہے خنجر کمر سے کھینچکر منہ دانے
گگرے پر مارا مطلق اثر نہ ہوا ناچار ہوکر ایک سنگ گران وہین سے اٹھاکر اس گگرے پر مارا آواز تراقہ کی

پیدا ہوئی وہ گگراہٹ گیا ایک غلغلہ دار و گیر بلند ہوا وہ گگرا جب پاش پاش ہو کر پھیلا اسمین سے زنبورین سرخ رنگ کی اُڑین اور بلند ہو کر اسقدر بڑھین کہ مانند بندر کے ہوگئین سر پر شاہزادہ کے پروانہ کرنے لگین اُن مین ایک زنبور سیاہ رنگ سب سے بڑا مانند گوسفند سیاہ کے ہی اور نیش اُسکے مثل ناوک کے تیز ہین آخرکار اسقدر افراط زنبورون کی ہوئی کہ آفتاب چھپ گیا یکایک کیفیت برجوز نبورین گرین تو بزون سے آب شیرین اسقدر بہا کہ دریاے عظیم جاری ہوا تمام میدان بحر زخار ہوگیا کہ شاہزادے کے گھٹنون تک پانی آگیا زنبورین اُڑا اُڑ کے جسم شاہزادہ **نورالدہر** پر بیٹھکر نیش زنی کرنے لگین برکت سے لوح کے زہر نیش زنبوران موثر نہوا مگر صدمہ جسم پر کمال پہونچا رنگ چہرہ نازنین شاہزادہ کا زرد ہوگیا ہرچند چاہا کہ لوح کو دیکھین مگر زنبورون نے مہلت لوح دیکھنے کی نہ دی ناگاہ شاہزادہ نورالدہر کو معلوم ہوا جیسے کوئی گلے سے لوح کھینچتا ہی ایک آہ سرد دل پر درد کر کے لوح گلے سے اُتار کے مستحکم کر کے ہاتھ مین پکڑی اب صدمہ نیش زنبوران سے تاب ضبط نہ باقی رہی آنکھ بند ہوگئی جسوقت زنبورون کا شاہزادے پر بہت ہجوم ہوا ناچار حیران و پریشان ہو کر لوح سے ان زنبورون کو مارنا شروع کیا برکت ہواے لوح سے تمام زنبورین اُڑ گئین شاہزادے کو کسی قدر تسکین ہوئی آنکھ کھلی دیکھا سب زنبورین دور دور اُڑ رہی ہین جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا ایسی غفلت نہ کیا کر اگر ایک ساعت اور اس بلا مین مبتلا رہتا لوح ہاتھ سے نکل جاتی اب اسی زراعت پر خیال کر کہ ایک درخت مین گل زرد ہی اسپر وہی زنبور سیاہ بیٹھی ہی اسم حاشیہ لوح پیکان تیر پر دم کر کے اُس زنبور سیاہ کو نشانہ کر فوراً شاہزادے نے بموجب حکم لوح کے ایسا ہی کیا جیسے ہی تیر پر اسم حاشیہ لوح دم کر کے مارا وہ زنبور سیاہ نشانہ ہوا غبار سیاہ زمین سے اُٹھا شور و غل ہونے لگا تلاطم عظیم برپا ہوا بعد دو گھڑی کے جب سیاہی رفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من زنبور نیش زن جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب دل نرسیدیم شاہزادے نے دیکھا کہ ایک لاشہ بہت بڑا سیاہ رنگ کا پڑا ہی مگر تاج مقیش دار ہی شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای طلسم تاج اٹھا لو بحکم لوح تاج زمین سے اُٹھالی اور آگے کو روانہ ہوے دو چار کوس چلے تھے کہ ایک درخت صندل سرخ کا دیکھا ہر پتے سے اُسکے قطرے خون تازہ کے ٹپکتے ہین اور خاک بھی اس صحرا کی مثل صندل سرخ کے ہی اور ہوا بہت خوشبودار ہی شاہزادہ بحکم لوح اُس درخت پر چڑھ گیا اور اسم لوح پڑھا درخت جھومنے لگا شاہزادہ خوف سے ایک شاخ مین لپٹ گیا اسقدر تکان درخت کو ہوئی اور ہوا تیز چلی کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بیہوش ہوگیا

اب دو کلمے داستان صعوبت بیان پہونچنا شاہزادہ نورالدہر کا مرحلہ میدان کلہا خندان پر بیان کیے جاتے ہین

عجائب نمایان طلسم تازہ خیال و شعبدہ پردازان نیرنگ روزگار فسون خصال میدان طلسم طبیعت من بیان سحر بیان کو یون گویا کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر تکان سے درخت صندل سرخ کے بیہوش ہوگیا یقین تھا کہ شاخ درخت ہاتھ سے چھوٹ جاے اور شاہزادہ زمین پر گرے مگر دم بھر کے بعد جب تکان درخت کی موقوف ہوئی ہوش آیا دیکھا نہ وہ صحراے احمر ہی نہ وہ درخت صندل ہی ایک میدان وسیع ہی اُس مین سیکڑون کلہاے تازہ یعنی انسانون کے سر کٹے ہوے پڑے ہین اُن سرون مین ایک سر تاجدار ہی اور پاس اُس سر تاجدار کے ایک بارہ برس کی نازنین مہ جبین کا سر ہی کہ وہ بیٹی اُس تاجدار کی ہی اُس سر نازنین کی درخشندگی

سے تمام میدان مین روشنی مثل آفتاب و مہتاب کے ہی اور ہر سر کی آنکھین مثل چشم مردم ذی حیات گردش کرتی
ہین اور پلکین زیر و بالا کی جنبش مین ہین مگر مردمک چشم ہر طرف حیرت زدہ نگران ہی اور تمام کلہ ہاے تازہ رہ رہ کر
خندہ زنی کرتے ہین اور اُن سرون مین ایک کاسہ سر بہت بڑا ہو مثل سنگی کے یکایک وہی سر بولا السلام علیک شاہزادے
نے جواب سلام دیا اُس سر نے کہا آفرین صد آفرین ای جوان تو بڑا صاحب ہمت اور شجاع و دلیر ہی کہ اس طلسم پر
بلا کو پاک و صاف کیا اب توقف نہ کر کہ بلا ہاے عظیم آمادہ تیری ہلاکت پر ہین جلدی جلدی قدم اُٹھا اور
درمیان سے ہمارے نکل جا اور بعیش و عشرت بسر کر یہ تماشاے عجیب و غریب نہ دیکھ اس سر تاجدار
نے کہا ای شاہزادے ہرگز اس بھیلے کے فریب مین نہ آنا یہ ساحر مکاری کرتا ہی ایسا نہو کسی بلا مین گرفتار کرے
جلدی اس کاسۂ سر ستمگار کو توڑ ڈال کہ ہم سب زندہ ہو جائین اور مین ان سب انسانون کو ہمراہ لیکر مع دختر و پسر
کے تیری خدمت مین حاضر رہون اُس تاجدار کی دختر اور بیٹے نے کہا ای پدر بزرگوار یہ طلسم کشا نہایت غریب پرور ہی
شاید ہم پر بھی رحم کرے دختر بولی مین اسکی کنیز ہون پسر نے کہا مین غلام حلقہ بگوش ہون لیکن یہ بھی صدا دینے لگے
اور اکثر سرون نے پھر کہا ہمارے کہنے پر عمل کرو یہ سب دروغ گو ہین سر تاجدار ہنسا اور کہا کہ سبحان اللہ سوا دمیون
کا کہنا نہ ماننا اور ایک مشت استخوان کہنہ کے کلام پر عمل کرنا کام عقلمندون کا نہین ہی شاہزادہ نہایت حیران
اور متعجب ہوا کہ کیا کرون اور کیا نہ کرون کہ خیال لوح پر گیا کہ اب پھر لوح دیکھنا چاہیے فوراً لوح کو ملاحظہ کیا اسمین
لکھا تھا کہ تاج زنبور نیش زن کے دو حصہ کر و نصف کاسۂ سر کلان پر اور نصف سر تاجدار پر رکھدو اور علحدہ
سرون سے ہو جاؤ شاہزادے نے یہی کیا یکایک آواز تراق تراق کی پیدا ہوئی کلہ تاجدار و کاسۂ سر کلان
قد آدم زمین سے بلند ہوا اور ہوا پر ٹھہرا اور دونون سر آپس مین لڑنے لگے اور کہتے تھے کہ اب کام بگڑ گیا سر کلان
بلند ہوکر اپنے کو کلہ تاجدار پر دے مارتا تھا اور کلہ تاجدار کاسہ سر کلان کو کاٹتا تھا اور جتنے سر میدان مین پڑے
تھے وہ سب بلند ہوکر خون کے تالاب مین گر پڑے اور غوطے کھانے لگے بعد ایک دم کے وہ سب سر جسیم ہوکر
بلباس سرخ پہن کر نکلے مگر تمام خون تالاب کا خشک ہو گیا وہ سب کے سب بصورت امرا و وزرا ہوکر کلہ تاجدار
اور کاسہ سر کلان کو بغور دیکھنے لگے پھر تالیان بجا کر ناچنے لگے لیکن دختر تاجدار و پسر تاجدار مرصع و زیور
جواہر نگار سے آراستہ ہوکر جام صراحی ہاتھ مین لیکر مثل طاؤس طناز پاس شاہزادۂ نور الدہر کے
آئی پہلے پسر تاجدار نے ہاتھ شاہزادے کا پکڑا اور کہا مجکو ای جان جہان گلے سے لگا لے شاہزادہ نے
لاحول پڑھ کر ہاتھ جھٹک دیا پھر دختر تاجدار برہنہ ہوکر شاہزادہ نور الدہر سے لپٹ گئی اور منھ پر منھ
رکھکر بوسے لینے لگی اور طالب وصل ہوئی شاہزادے نے لاحول پڑھ کے اسکو ایک لات ماری کہ وہ دور
ہٹ کے گری اس اثنا مین ضربت کاسۂ سر کلان کی کلہ تاجدار پر پڑی کہ کلہ تاجدار ریزہ ریزہ ہوکر گرا دختر
و پسر اس تاجدار کے مع امرا و وزرا غائب ہو گئے اور ایک فلک ابر پیدا ہوا اور بوندیان پڑنے لگین تمام
آسمان چھپ گیا اور بارش کاسہ ہاے سر کی ہوئی پانی زور سے برسنے لگا شاہزادے نے لوح کو دیکھی لکھا
تھا ای طلسم کشا اگر ایک قطرہ بھی پانی او پر تیرے گرا تو تو ہلاک ہو جائیگا لوح اپنے سر پر رکھ لے تا اس بلا سے
محفوظ رہے شاہزادے نے یہی کیا لیکن دیکھا جو کاسۂ سر زمین پر گرتا ہی صدف بن جاتا ہی اور ہر صدف منھ
اپنا کھولے ہی جو قطرہ آب ابر سے گرتا ہی صدف مین آ جاتا ہی وہ گوہر ہو جاتا ہی تمام میدان صدفون سے اور گوہر ابدار سے
بھر گیا بعد ایک ساعت کے بارش باران موقوف ہو گئی وہ تمام موتی اور سیپیان میدان سے غائب ہو گئین

ناگاہ ابر سے ایک صداے مہیب پیدا ہوئی اور ایک کاسہ سر مانند برج کلان کے پیدا ہوا اور زمین پر گرا
گرتے ہی استخوان کاسہ سر ریزہ ریزہ ہوگئے اُسمین سے ایک ہما بہت بڑا ہفت رنگ کا نکلا اور تمام ریزہ ہاے استخوان
کاسہ سر کھا گیا اور آسمان پر اڑکر بہت بلند ہوا اور شاہزادے کے گرد پھرنے لگا شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ بارش موقوف ہوجاے اور ہما ریزہ استخوان سر کلان کھا کر اڑنے اور گرد سر پھرے بعد سات بار چرخ
کرنے کے قصد تجھپر گرنے کا کریگا اسکی منقار کو نہ دیکھنا ورنہ چشم خیرگی کریگی چاہیے کہ اسم حاشیہ لوح پڑھکر اُسپر دم
کرو اور لوح اوپر سر کے رکھ لو جب ہما قصد گرنے کا تیرے سر پر کرے اسم لوح پڑھکر دم کرنا پھر قدرت خدا کا
تماشا دیکھنا شاہزادے نے بموجب حکم لوح کے یہی کیا جیسے ہی ہما نے قصد گرنے کا سر پر شاہزادے کے
کیا شاہزادہ نور الدہر نے اسم لوح پڑھکر دم کیا ایک شعلہ جوالہ لوح سے نکلا اور اُس ہما کو جلا دیا زمانہ
تیرہ و تار ہوگیا مہیب صدائین آنے لگین ہواے تیز و تند چلی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی اور آواز
آئی کشتی مرا نام من ہماے جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب دل نرسیدیم اب شاہزادے
نور الدہر نے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست کی لاش جلی ہوئی پڑی ہے۔ شاہزادے نے شکر خدا کیا

اب دو کلمے داستان فرحت نشان پہونچنا شاہزادہ نور الدہر کا میلہ مین اور گم ہوجانا لوح کا اور آنا نقابدار کا بیان کیے جاتے ہین

تماشا بینان سواد طلسم نیرنگ و سیر کنندگان مجمع ساکنان چین فرہنگ و گم کردگان لوحۂ دانشمندی و حیرت زدگان
آئینہ مستمندی اس داستان عجائب بیان کو یون زیر قلم حیرت رقم لاتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر بعد ختم
قہر ہماے جادو کو مارا اور آگے کو بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا دو تین کوس کے بعد ایک صحراے سبزہ زار وادی مینو ادا
رشک گلشن شداد نظر پڑا گیاہ سبز خوشنما گل خودرو جابجا شگفتہ ہواے سرد فضاے دلکش طائرونکی چہچہے
نرگس کی ٹکٹکی یاسمن کا کھلنا باد صبا کی عطر بیزی دل کو بیکل کرتی ہے سامنے دور سے سواد شہر معلوم ہوتا ہے لوگ
آتے جاتے نظر آتے ہین ایک طرف دریاے قہار ہے کہ اسمین شعلۂ آتش بھڑکتے ہین ایسی آگ اسمین شعلہ ور
ہے کہ اگر آہن سخت اُس دریا مین پڑ جاے پگھل کر پانی ہوجاے اور اُس دریا پر کاغذ کا پل بندھا ہوا ہے کاہ تراش
اُس صحراے سبزہ زار سے گھانس چھیل کر اُسی پل پر سے جاتے ہین شاہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا
کہ اُس کاہ تراش کے ہمراہ روانہ ہو اور عظمی آباد مین داخل ہو اُس کاہ تراش کی یہ شکل ہے کہ پشت اُسکی مانند
سل سنگ سیاہ کی ہے اور جسم اُسکا سرخ ہے قدم اُسکا طویل ہے آنکھین اُسکی زرد ہین شاہزادے نے موافق حکم
لوح کے اُس کاہ فروش کو تلاش کیا جب وہ پشتارہ گھانس کا باندھ کر چلا شاہزادہ اُسکے عقب مین روانہ ہوا
جب وہ پل کاغذ پر پہونچا شاہزادہ بھی اُسکے قدم بر قدم رکھتا ہوا روان تھا یہانتک کہ رہبری سے سنگ پشت
جادو کے پل سے صحیح و سالم گذر کر شہر عظمی آباد مین پہونچا دیکھا شاہزادے نے کہ عمارت اُس شہر کی سنگ سلیمانی
کی ہے آدمی شہر کے تمام مرد و زن پیر و جوان خرد و کلان یک چشم ہین شاہزادہ دیکھکر حیران ہوا دروازے مین
شہر کے جب قدم رکھا دیکھا کہ دکانین حلوائیون کی آراستہ ہین تھال آہنی اور برنجی برابر تلے اوپر جمے ہین
کڑھاؤ بھٹی پر چڑھے ہوے ہین کہین جلیبیان اور امرتیان تلی جاتی ہین کہین پوریان کچوریان پک رہی
ہین کہین مٹھائیان رنگ رنگ کی بن رہی ہین گرم گرم یہ اشیا دیکھکر جی للچایا ذائقہ زبان پر ہر چیز کا
آیا شاہزادہ نور الدہر مثل آئینہ حیران ہوا اور پوچھا حلوائیون سے ارے یارو بتاؤ تو یہ کیا طلسم یک چشم ہے

اُن حلوائیون وغیرہ نے جو دو چشم شاہزادے کو دیکھا پہچان گئے سب نے ملکر شور وغل مچایا کہ ارے دوڑو دوڑو
طلسم کشا آگیا لینا پکڑنا مارنا اسی نے ہمارے جادوؤ اور عنکبوت جادو وغیرہ کو مارا ہی مرحلہ جات کو شکست
کرکے دریاے طلسم سے صحیح وسالم عبور کرکے سنگ پشت جادو کے ہمراہ آیا ہی یہ سنکے شاہزادہ نہایت متوحش
ہوا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح کو سر پر رکھ کے جیب ہو رہو شاہزادے نے لوح سر پر رکھ لی نظر سے اہل شہر اور
دکانداروں کے غائب ہوگیا سب کے سب متعجب ہو ڈھونڈھنے لگے ایک ایک سے دست بگریبان ہوا اور ایک
ایک سے کہتا تھا ارے تم لوگ خواب دیکھتے ہو شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا اس شہر مین
ایک پیر مرد ہی اسکو تلاش کرو کہ وہ اپنے گھر مین کوٹھے پر عبادت خدا کرتا ہو مگر یہ خیال رکھنا کہ اسی طرح مانند اس پیر مرد
کے ہر گھر مین ایک ایک پیر مرد عبادت فریبیہ مین مشغول دیکھوگے کہین اس دام مین نہ آجانا تمھاری اسیری کی علامت
مین سب مین پیر مرد اصلی وہ ہی کہ سرنگون ذکر خدا مین مشغول ہی کسی جانب نہین دیکھتا ہی اور پیر مرد جو ہین وہ ادھر ادھر
دیکھتے ہین اُس پیر مرد سے ملاقات کر اور مہمان اُسکا ہو وہ جو کچھ کہے وہ سنکر قبول کر عمل مین لا۔ القصہ شاہزادہ نور الدہر
گھر گھر اُس پیر مرد کو تلاش کرنے لگا ہر گھر مین جاتا ہی اور دیکھکر پھر آتا ہی مگر ہر پیر مرد کو ایک صورت شکل کا اور ایک ہی
طریقہ کا مشابہ دیکھتا ہی یہانتک کہ پانچ سو گھر دیکھے اور ایک ہی صورت کے پیر مرد پائے مطلق فرق بال بھر کا نہ تھا
قریب تھا کہ فریب طلسمیان مین آئین آخر ایک گھر مین جو گذر ہوا بوے صدق و راستی دماغ مین پہونچی عقل سے
دریافت کیا کہ یہی دوست صادق معلوم ہوتا ہی اس پیر مرد کو بھی اُن سبکی صورتون سے مشابہ پایا اور بجملہ علامت
بموجب تحریر لوح مہیا دیکھے نام اُس پیر مرد کا طاہر جینی تھا اول سلام علیک کی اُسنے سر اُٹھا کے دیکھا اور
ملاقات کرکے بمدارات بٹھایا شاہزادے کو غسل کرایا مسافت سفر راہ طلسم دور ہوئی طعام لذیذ کھلایا شاہزادہ
نور الدہر کو جو بہت عرصہ سے خواب وخورش حرام تھا اب باطمینان تمام سوکے راحت پائی آخر تین دن اُس پیر مرد
کے یہان مہمان رہے بموجب تعلیم پیر مرد نے کوئی اسم کی دی آخر وقت شام برلے سیر شہر کو چلے طاہر جینی نے
ایک نقش پیشانی پر شاہزادہ نور الدہر کے لکھدیا کہ کوئی شخص نہ پہچانے جب شاہزادہ بازار مین پہونچا جملہ
خاص و عام کو ایسا آراستہ اور پیراستہ اور خوش وخرم پایا کہ گویا تیاری سامان جشن کی کرتے ہین جیسے روز عید
ہی باہم ہوکے عیش وعشرت کے اسباب خرید کرتے ہین اور ایک منادی ڈھول گلے مین ڈالے ہوئے مثل ڈھنڈھورچی
کے یہ ندا کرتا ہی کہ کل میلے کا دن ہی آج سے اطلاع اسواسطے سبکو دیجاتی ہی کہ یہ جشن عظیم ہی تمام خاص و عام کو
حکم عام بادشاہ عالی مقام کا ہی کہ شاہ سے گدا تک لباس رنگین فاخرہ غرق بجواہر ہوکر میلے مین آئے شاہزادہ
نور الدہر یہ سب کیفیت شہر کی دیکھکر پھرا اور گھر مین طاہر جینی کے آیا سب حال بیان کیا اور عرض کیا کہ
اگر حکم ہو تو مین بھی جاکر کل میلے کی سیر کرون طاہر جینی نے کہا ای شاہزادے تو ہنوز طفل مکتب ہی کہ برائی اور
بھلائی کو نہین دیکھتا ہی اول یہ کہ یہ طلسم سخت ترین طلسمات ہی اور تو یہانکی طلسم کشائی کریگا ایسا ہو کہ فریب طلسمیان
مین آجاے یہ مرحلہ فریب کا ہی اور اسکے آگے پردہ عجایب سب سے زیادہ مشکل ہی بعد اُسکے مرحلات چہل فاو
نہایت سخت وصعب ہین مین کہے دیتا ہون کہ اب یہان سے لوح کی بہت حفاظت کرنا اور کوئی کام بغیر حکم لوح
ہرگز نہ کرنا نہین پچھتائیگا اور لوح ہاتھ سے نکل جائیگی آخر کار شاہزادہ نور الدہر لوح گلے مین پہنکر میلے کی سیر
دیکھنے چلا بازار مین جو پہونچا دیکھا کہ خرد و کلان سوار و پیادہ لباس رنگین بقدر مقدور عمدہ عمدہ پہنے چلے جاتے
ہین یہ بھی اُن سب کے ہمراہ روانہ ہوا جب میلے مین پہونچا دیکھا کہ اہل حرفہ اسباب سوداگری طرح طرح کا

دکانین آراستہ کیے بیٹھے ہین کہین مال تجارتی انواع اقسام کا ہی کسی جا حلوائی دکانین لگائے مٹھائی ہر رنگ کی جمائے ہین کہین کنجڑین ترکاریان عمدہ عمدہ لیے بیٹھی ہین کہین میوے فروش ہین کسی جا تنبولی تخت ڈالے گلوریان وساوری پانون کی نفیس لگا رہے ہین کسی مقام پر بساطی کہین ہار پھول والے ہین کہین نانبائی کہین بھنگیڑ ملنگون کے ڈیرے ہین چرس اڑتی ہی چلمون پر دم پڑتے ہین ڈھولک بج رہی ہی تماشبین راگ و رنگ مین مصروف شاہزادہ نورالدہر یہ سب دیکھتا ہوا زیر درخت مولسری پہونچا کہ وہان میلے کا رنگ خوب جمع ہوا تھا یہ بھی کھڑے ہوکر تماشا دیکھنے لگا ناگاہ اُس درخت پر ایک جوڑا کبوتر کا بیٹھا تھا کہ رنگ اُسکا سیمابیہ تھا شاہزادے نے سُنا کہ اس کبوتر کے جوڑے نے یہ آواز بلند نر نے مادہ سے بزبان انسان فصیح یہ کہا کہ آج کے روز بموجب قاعدہ طلسم معلوم ہوتا ہی کہ اس درخت کے نیچے طلسم کشا ضرور آئیگا اور کیا عجب ہی جو اس میلے مین برائے سیر آیا ہو ایک مدت سے انتظار مین طلسم کشا کے اس درخت پر مقیم ہون اور یہ جرم دوستی اُسکے بلا مین گرفتار ہون مادہ نے کہا کہ ذرا سر جھکا کر دیکھ تو سہی یہ جوان رعنا کہ جسکے چہرے سے نور اقبال اور شان و شوکت و جلال مثل خورشید تابان درخشندہ ہی یہی طلسم کشا ہو نر نے کہا اگر فی الحقیقت یہی جوان عالیشان طلسم کشا ہی تو اسکو چاہیے کہ ہمکو نجات دے مین اُسکے کام مین آؤن اور ایک آثار طلسم کشائی یہ بھی ہی کہ اس میلے مین کسی پر عاشق ہو اور معشوق کی وجہ سے طلسم توڑے لیکن اُس مین شرط یہی ہی کہ قول محبوب کا اپنے قبول کرے شاہزادہ یہ کلام طائر کا سُنکر حیران ہوا آگے میلہ دیکھنے کو روان ہوا وہ جوڑا کبوتر کا بھی اُڑ گیا سب آدمی شہزادے کو میلے مین دیکھ دیکھ کے آپس مین چشمک کرتے ہین مگر کوئی معترض شاہزادے سے نہین ہوتا ہی شہزادہ نورالدہر نے دیکھا کہ میلہ تو بہت بڑا ہی اور مجمع کثیر ہی مگر سب ایک چشم ہین یہانتک کہ گھوڑے ہاتھی اونٹ اور جانور ہر قسم کے ایک آنکھ کے ہین اور جو دریا کہ شاہزادے کو راہ مین صحرائے سبزہ زار کے کنارے اور داخلۂ شہر ملا تھا وہی بحر زخار یہان بھی ہی کنارے اُسکے بڑا ہجوم اور کثرت خلائق بے انتہا ہی شاہزادہ نورالدہر بھی کنارے دریا کے آیا دیکھا کہ ایک کشتی بہت بڑی اور نہایت وسیع ہی تختے اُس کشتی کے برابر جڑے ہین اور لکڑیون کا عود و صندل کی انبار لگا ہی اور بہت سے آدمی کھڑے گھی کے اُن لکڑیون کے انبار پر ڈال رہے ہین اور اُس انبار پر لکڑیون کے ایک جگہ کی صندل کی بچھی ہی اور بہت سے سپاہی تلوارین کھینچے ہوئے گرد اُسکے کھڑے ہین مگر بہت ہوشیار اور کچھ آدمی لب دریا ٹیکے سند ور کے سر سے پاتک لگائے ہوئے بوریائے کہنہ پر بیٹھے ہین مگر سب کے سب ادھر اُدھر دیکھتے ہین کہ گویا کسی کا انتظار ہی شاہزادہ نورالدہر جھکا کھڑا تماشا بغور دیکھ رہا ہی

اب دو کلمے داستان مصیبت بیان قید ہونا شاہزادہ نورالدہر کا عاشق حسن و جمال زن ستی ہوکر اور سمجھانا ولیعہد کا نورالدہر کو میلے مین بیان کیے جاتے ہین

گرفتار دام عشق حسینان طلسم رنگین و اسیران قفس حسن و جمال نازنین اس داستان محنت خیز الم انگیز کو یون بیزان بیان مین تولتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر نے درمیان میلے کے لب دریا کھڑے ہوکر یہ کیفیت زورق طلسم کی دیکھی حیران ہوا ناگاہ غلغلہ عظیم گوشۂ صحرا سے اُٹھا شاہزادہ نورالدہر اُسی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ اُس طرف مجمع خلائق بہت ہی اور لوگ چلے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر

ایک ٹیکرے پر چڑھ گیا کہ وہ بہت بلند تھا زیر سایہ درخت کھڑا ہو رہا اور دیکھا کہ وہ ہجوم اور ہنگامہ ہی اور
کثرت آدمیون کی ہی کہ زمین نظر نہین آتی شاہزادہ درخت پر چڑھ گیا اب جو دیکھا تو عجب سامان نظر پڑا کہ ایک
تخت مرصع پر ایک معشوق خوبرو پری پیکر چہرہ روشن ماہ جبین مہر تمکین بلاے جان عاشقان لباس سرخ
پہنے ہوئے اور لاشہ شوہر خون چکان زانون پر رکھے ہوے مردانہ وار بیٹھی ہی اور ناریل نقرئی اور
طلائی ہاتھ مین ہین اور گلہاے خوشبودار اور پانون کے بیڑے بہت سے اور سپاریان آگے تخت پر
رکھے ہین لے لیکر آدمیون کو تقسیم کرتی ہی اور آواز بلند کہتی جاتی ہی یا سامری ست یا سامری ست اور بہت سے
مرد اور عورتین جو اسکے تخت کے گرداگرد ہین وہ ہر طرف پان اور ڈلیان اسپر نثار کرتے ہین اور کچھ لوگ
مورچھل اسکے سر پر ہلا رہے ہین جو شخص اس سے پوچھتا ہی اسکو جواب دیتی جاتی ہی اور برہمن بہت سے
گرد تخت کے ناقوس پھونکتے ہین اور شہنا و طبل و دف بجتے چلے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر کی جو نگاہ
چہرۂ نورانی پری جمال حور خصال پر پڑی دفعۃً ایسا عاشق و شیفتہ ہوا کہ دیوانون کے مثل جیسے کوئی
عاشق صد سالہ ہوتا ہی شاہزادہ بیخود ہو گیا چہرے پر از عشق جمال بیمثال سے مردنی چھا گئی ہاتھ پانون
بیقابو ہو گئے نورالدہر درخت پر سے گر پڑا اور بیہوش ہو گیا جب آنکھ کھلی ہوشیار ہوا دیوانہ وار اس
پری پیکر کی سواری کی طرف دوڑا ہر قدم پر گر پڑتا اور خاک مین غلطان ہو کر اٹھکر پھر اسکی طرف دوڑتا تھا
اسی بیخودی مین گریبان قبا تا بدامن چاک اور لباس پرزے پرزے کر ڈالا اور چیخین مار کر روتا ہوا دوڑا
کبھی زبان سے یہ کہتا تھا ای پیاری ای آرام جان عاشق ای قتال جہان ذرا سواری کو روک لے تیرے
عاشق کا ہونٹون پر دم ہی کبھی یہ شعر پڑھتا ہوا جاتا تھا۔ شعر۔ پیادہ پا ہون روان سوے کوچۂ قاتل + اجل
مری مرے سر پہ سوار راہ مین ہی + غرضکہ شاہزادہ مبتلاے عشق افتان و خیزان قریب اس مہ جبین
کے پہونچا دیکھا کہ وہ گل اندام غنچہ لب پھول وغیرہ سب آدمیون کو دیتی دور والون پر پھینکتی ہوئی آتی ہی
انکی طرف کوئی پھول نہین آتا برجستہ بڑھ کے اسکو سنایا۔ شعر۔ گل پھینکے ہین اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی + ای
خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی + یکایک شور ہوشیار باش باادب باش کا ہوا اہتمام سواری ملتوی کرتے
ہوئے آتے ہین نقیب نگہ رو برو صدا دیتے ہین چوبدار خاص بردار برچھی بردار کچھ سوار کچھ پیادے جلو
مین ہین بطور شاہانہ سواری چلی آتی ہی فوج کے سوار مرصع پوش باادب صفین باندھے ہوے دو جانب
کھڑے ہین سلامی ہوتی ہی بعد جلوس سواری کے دیکھا کہ ایک جوان صاحب شان و شوکت و حشمت و رفعت
تاج شاہانہ سر پر رکھے فیل پر عماری مین سوار اور دو شخص راست و چپ چنور ہلاتے ہوے سواری کے
ہمراہ ہین چلتے امیر و غریب دور و قریب کھڑے تھے سلام کو جھک گئے نورالدہر نے دریافت کیا کسکی
سواری ہی ان سب نے کہا کہ یہ سواری شہزادہ ولیعہد بہادر بادشاہ طلسم کی ہی ولیعہد نے جو حال
پریشان نورالدہر کا دیکھا کہ لباس پرزے پرزے خاک مین آلودہ روتا شور و غل کرتا پیچھے تخت زن
ستی ہونے والی کے دوڑا جاتا ہی دریافت کیا لوگون سے یہ کون ہی سبنے عرض کیا کہ یہ تو عاشق زن ستی
پر ہوا ہی ولیعہد نے کہا اسے ہمارے پاس بلا لو ملازم اسکے نورالدہر کو سامنے اسکے لیگئے ولیعہد نے جو
روے مبارک شاہزادۂ نورالدہر کا دیکھا بہت پسند کیا اور خوش ہو کر بہ سر رحم ہوا سمجھایا ای جوان تو نے
اپنا کیا حال کیا ہی ایک زن ستی پر عاشق ہوا ہی یہ مقدمات طلسم ہین ہوش مین آ ہوشیار ہو نورالدہر

خاموش کھڑا رہا اور سب آدمیون نے عرض کیا کہ اے شاہزادہ ولیعہد آپ کیا غضب کرتے ہین اسکو فہمایش
کرتے ہین خاموش رہیے کچھ نہ کہیے ولیعہد ناچار ہوکر خاموش ہو رہا مگر حال زار نور الدہر پر نہایت رنج تھا
شاہزادہ ولیعہد نے کہا اے یارو مین امتحان کرتا ہون کہ یہ طلسم کشا ہے یا کوئی اور ہے یہ تو ایسا بیہوش ہے کہ اسکو
اپنے دست وپا کا بھی ہوش نہین یہ طلسم کشائی کیا کریگا مگر شاہزادہ نور الدہر خود رفتگی سحر سے ایسا مدہوش ہے کہ
کچھ دست وپا کی خبر نہین دین و دنیا فراموش ہے دل کو یہی ولولہ اور جوش ہے کہ قریب تخت محبوب کے پہونچون اور
جست کرکے تخت پر پہلوے دلربا مین جا بیٹھون مگر آدمی جو اسکو گھیرے ہوے ہین وہ جانے نہین دیتے ہین مگر
وہی جوڑا کبوتر کا ہے جو درخت مولسری پر بیٹھا باتین کر رہا تھا اب جو دیکھا تو مادہ سر پر زن ستی کے سایہ فگن ہے اور
نر سر پر شاہزادۂ طلسم کشا کے صورت چتر پر پھیلائے ہوئے ساتھ ساتھ ہے اور مادہ بار بار زن ستی کے کان مین
کچھ کہتی ہے وہ زن ستی سر ہلا کے رہجاتی ہے جب سواری زن ستی کی قریب دریا کے پہونچی اور شاہزادہ نور الدہر
زیادہ بیتاب ہوا زن ستی نے بھی کنکھیون سے نور الدہر کی طرف دیکھا اور لوگون سے کہا کہ اس دیوانے
کو میرے پاس لاؤ مین دو باتین اس سے کرلون لوگ شاہزادۂ نور الدہر کو ہاتھون ہاتھ سامنے اس
زن ستی کے لائے زن ستی نے شاہزادہ سے کہا اے شاہزادہ تو کسواسطے دیوانہ ہوگیا ہے مین تو چند عرصہ
کی مہمان ہون دنیا مین ساتھ اس لاش کے کہ یہ میرا شوہر ہے جلکر خاک ہوجاؤنگی یہ انبار جو لکڑیون کا
سامنے تو دیکھتا ہے یہ سامان میرے جلنے کا ہے شاہزادۂ نور الدہر نے کہا اے جان جہان واے مجھپر کہ تو
بعد ایک ساعت کے جل جاے اور مین زندہ رہون جو تیرا حال وہی اس عاشق و فریفتہ کا بھی حال
ہوگا زن ستی نے کہا یہ تجکو اختیار ہے شاہزادہ نے کہا مین بعد تیرے دم بھر زندہ نہ رہونگا آتش فراق سے
جلنا اچھا نہین بلکہ ساتھ تیرے جلنا بہتر ہے اس نازنین نے کہا یہ دستور دنیا نہین شاہزادہ نے کہا مجکو دستور سے
کچھ سروکار نہین دل پر اختیار نہین جو دل چاہے وہ ہوگا غرضکہ زن ستی کنارے پر دریا کے پہونچی تخت سے
اتری پا برہنہ اس انبار پر لکڑیون کے آئی وہان ایک چوکی چوبی بچھی تھی لاش اپنے شوہر کی آغوش مین
لیکر اس چوکی پر بیٹھی چار طرف خاکروب کھڑے ہوے اور چار طرف سپاہی تلوارین کھینچے ہوے مستعد
ہوے کہ شاید زن ستی بھاگ جاے تو تلوار سے قتل کرین اگر تلوار سے بچکر نکل جاے تو خاکروبون کے حوالے
کرین کہ قاعدہ مذہب ہنود مین یہی ہے شاہزادہ نور الدہر گرد انبار ہیزم کے پھرتا ہے مگر جانے نہین پاتا تھا
کہ آگ ان لکڑیون مین دیدی گئی شاہزادہ ناچار ہوکر رہ گیا پشت کی طرف سے لکڑیون کو ہٹاتا ہوا قدم
بہ قدم جماتا اوپر انبار کے چلا وہ لکڑیان لغزش قدم سے جو ایک مرتبہ گرین سب لکڑیان پھیل گئین
شاہزادہ لکڑیون کے ڈھکیلنے سے دریا مین گرا غوطے کھانے لگا بیہوش ہوگیا بعد ایک ساعت کے
جو آنکھ کھلی اپنے تئین ایک چھوٹے سے باغیچے مین دیکھا وہ چھوٹا سا باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تھا
دیکھنے سے اس باغ کے غنچۂ دل شگفتہ ہوا پژمردگی دل کی دیوانگی فوراً دور ہوئی سامنے دیکھا کہ تختہ بلور پر
ایک چوکی صندل کی بچھی ہے اسپر ایک زن سیاہ فام بیٹھی ہے اور اسباب سحر سامنے اسکے رکھا ہے اور نرنج
گلے مین اسکے ہے اور آپ طوق و زنجیر مین سلاسل ہین دست و پا شاہزادے کے سحر سے بے حس و حرکت
ہین طاقت بدن مین نہین ہے اور وہ ساحرہ عتاب کے کلام نور الدہر سے کہنے لگی شاہزادہ خاموش
عالم سحر مین بیہوش پھر اس ساحرہ نے ایک پتھر اٹھا کر دیوار پر مارا کہ دیوار شگاف ہوگئی وہی ساحرہ اس

شگاف دیوار سے آیا جو کاہ تراش کی صورت بنا ہوا روز اول صحرائے سبزہ زارین ملا تھا اور اُسکے ساتھ [illegible]
پرسے ہوکر شہر مین داخل ہوے تھے اور نام اُسکا سنگ پشت جادو تھا وہ شگاف در سے آکر دست بستہ
کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکہ خوب کام کیا تونے کہ لوح چھین لی اور طلسم کشا کو قید کر لیا شاہزادے نے سنگ پشت جادو
کو پہچانا کہ اتنے مین اُسی شگاف در سے ایک ساحر اور آیا اُسنے سلام کیا ملکہ نے کہا اے بوتیمار جادو طلسم کشا کو اپنی
قید مین رکھ یہ سنکر بوتیمار جادو نے شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور ایک شیشہ کلان خالی اُسکے پاس تھا شیشہ
شاہزادے کے منھ سے ملایا اور اسم سحر پڑھنا شروع کیا اور ہر بار اسم سحر پڑھکر شاہزادے پر اور شیشہ پر دم کیا
شیشہ تو مثل تنور کلان یا خم کلان کے ہوگیا وہ شیشہ زمین پر رکھ دیا اور پھر اسم سحر بوتیمار جادو پڑھنے لگا
نورالدہر مع طوق و زنجیر اُس شیشہ مین کود پڑا بوتیمار جادو نے منھ شیشہ کا بند کیا اور سنگ پشت جادو کے
حوالے کیا اور کہا کہ اس شیشہ کو تو بادشاہ اعظم کے پاس لیجا اور عرض کرنا کہ ملکہ مشک فام جادو عقب مین
لوح لیے آتی ہے یہ سُنکے سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادے نورالدہر کا اُٹھاکر پرواز پیدا کرکے چلا ہر چند
شاہزادے نے شیشہ مین زور کیا اور رنگ بار اگر شیشہ نہ ٹوٹا سنگ پشت جادو نے جو شیشہ مین دیکھا
خوف زدہ ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو مع شیشہ راہ مین چھوڑ کر چلا گیا

اب دو کلمے داستان سحر نشان ملکہ مشک فام جادو کے بیان کیے جاتے ہین

سحر سازان طلسم مضامین رنگا رنگ و طلسم نمایان عبارت داستان گوے خوش آہنگ ان فقرات فصیح کو
بزبان سحر بیان طلسم کشائی خامۂ سحر بیان سے صفحۂ قرطاس لوح اساس پر برائے تحریر یون روان کرتے ہین
جب سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا پرواز پیدا کرکے لے اُڑا اور بوتیمار
جادو بھی اُسی شگاف در سے چلا گیا وہ شگاف دیوار برابر ہوگیا اور ملکہ مشک فام جادو لوح گلے مین پہنے
ہوے چوکی پر سنگ سحر کے بیٹھی مگر اب یہ ارادہ ہے کہ اس باغ سے لوح لیکر خدمت بادشاہ مین جاؤن اور
کیفیت طلسم کشا بیان کرکے لوح دے آؤن ناگاہ نقابدار شنجرفی پوش بوضع فقرا پیدا ہوا اور دور سے
نعرہ کیا اے قحبہ مشک فام جادو ہوشیار و خبردار ہو مین آپہونچا اور تلوار کھینچ کے جھپٹا اس ملعونہ نے چاہا
سحر کرون بسبب لوح کے سحر بھول گئی اس عرصہ مین نقابدار قریب آگیا اور چاہا نقابدار نے تلوار مارے کہ ملکہ
مشک فام جادو نے گلے سے لوح اُتار کے رکھدی اور سحر کرنے لگی نقابدار نے کہا کہ اب سحر کا اثر ہو چلا ہے اور زمین
پر لوح رکھی ہی جھپٹ کر لوح اُٹھا کر گلے مین ڈالی طبیعت بحال ہوئی اثر سحر دفع ہوگیا ملکہ مشک فام جادو
کف افسوس ملنے لگی نقابدار نے چاہا ہاتھ تلوار کا جھپٹ کر مارون وہ ساحرہ ملعونہ سحر کرکے عقاب کی صورت
بنگئی اور ہنستی ہوئی تڑاق سے اُڑکر روانہ ہوئی نقابدار بھی باغ سے پھرا اور تلاش شاہزادہ نورالدہر بن
بدیع الزمان مین روانہ ہوا وہان سنگ پشت جادو شیشہ شاہزادے کا صحرا مین چھوڑ کر چلا گیا تھا بعد
تھوڑی دیر کے پھر آیا اور شیشہ اُٹھا کر سینہ پر رکھا اور سو گیا یہان نقابدار شنجرفی پوش بہ تلاش طلسم کشا
صحرا صحرا کوہ کوہ دشت دشت چلا آتا ہے ناگاہ صحرائے فیروزہ مین نقابدار شنجرفی پوش کا گذر ہوا دور سے
دیکھا کہ سنگ پشت جادو صحرا مین سینے پر چت پڑا سو رہا ہے اور شیشہ طلسم کشا کا سینہ پر رکھا ہے اور دونون
ہاتھون سے شیشہ کو مضبوط پکڑے ہے اور ایک اژدہا گرد سنگ پشت جادو کے حلقے کیے دم منھ مین لیے ہوے
بیٹھا ہے جب نقابدار شنجرفی پوش قریب پہونچا لوح کو سامنے اُسکے جلوہ دیا اژدہا خوفناک ہوکر بھاگا اور غائب ہوگیا

نقابدار نے شیشہ سنگ پشت جادو کے سینہ سے اُٹھالیا اسکو مطلق خبر نہوئی ایسی غفلت کی نیند تھی کہ ہوشیار
نہوا نقابدار نے لوح کو شیشہ کے منھ پر رکھدیا شیشہ سے تڑاقے کی آواز آئی اور ٹوٹ کر چور ہوگیا شاہزادہ
نورالدہر بحالت اصلی ہوگیا نقابدار سبز پوش بکمال ادب تسلیم بجالایا اور لوح کو شہزادے کی نذر کیا شہزادہ
بہت خوش ہوا اور لوح لیکر گلے مین پہن لی اور نقابدار کو دوڑکر گلے سے لگالیا اور کہا ای نقابدار مین بہت
ممنون ہوا تو نے کمال احسان مجھپر کیا مین عمر بھر اس بار احسان سے سبکبار نہونگا اب تو اپنا نام و نشان
بتا نقابدار سبز پوش نے دست بستہ عرض کیا کہ مین حضور کا غلام حلقہ بگوش ہون میرا حال حضور کو بعد طلسم
کشائی کے ظاہر ہوگا یہ کہکر نقابدار ایک طرف کو روانہ ہوگیا یہان شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا
تھا ایک پارۂ سنگ پر اسم لوح دم کرکے اس ساحر کو مار یہ ساحر کشتہ ہوجائیگا شاہزادہ نورالدہر نے
بحکم لوح ایک پارۂ سنگ اُٹھا کر اسم لوح دم کیا اور سنگ پشت جادو پر کھینچ مارا وہ ساحر فوراً تڑپ کر
مرگیا تمام صحرا تیرہ و تار ہوا ہوائے تند چلنے لگی بیرون نے شور و غل مچایا شاہزادہ کھڑا دیکھا کیا بعد تھوڑی
دیر کے روشنی ہوئی اور آواز آئی کشتی مرا نامم سنگ پشت جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب دل
نرسیدیم شاہزادۂ نورالدہر بعد قتل ہونے سنگ پشت جادو کے وہان سے روانہ ہوا پھر اُسی میلے مین
آکر پہونچا اور اُسی درخت مولسری کے نیچے آکر دیکھا کہ میلہ بدستور ہے اب کچھ وہان کے لوگ چپ چاپ مین
کرتے ہین شہزادے نے پھر لوح کو نگاہ کیا لکھا تھا ای طلسم کشا کوئی ایسی غفلت کرتا ہی بڑا غضب کیا تھا تجھے
اگر تیرے واسطے مدد غیب سے نہوتی تو تو قید شیشہ سحر مین پڑے پڑے مرجاتا یہان تو یہ تیری کیفیت ہوئی
اب اسکے آگے بہدۂ عجائب اور مرحلہ جہل فانوس ہین وہان تو کیا کریگا خیر گذشتہ را صلوات اب آیندہ ایسا
نہ کرنا اب ایک تیر اسم لوح پر دم کرکے کبوتر کے جوڑے پر مار وہ اسی مولسری کے درخت پر بیٹھے ہین
شاہزادۂ نورالدہر نے خاطر جمع کرکے ایک تیر ترکش سے نکالا اسپر اسم لوح دم کیا اور کمان مین جوڑ کر
کبوتر کے جوڑے پر مارا دونون یعنی نر اور مادہ ایک ہی تیر سے چھدکر نشانہ ہو درخت کے نیچے گر کر
پھڑکنے لگے اُس میلے مین سب اندھیرا ہوگیا ہوا تند و تیز چلنے لگی میلا تہ و بالا ہوا قیامت کے آثار
ظاہر ہوئے پھر چار طرف سے شور و غل مچانے لگے جب روشنی ظاہر ہوئی دو آوازین آئین کشتی مرا نامم
طیران جادو و طیور جادو بودند افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب دلہا نرسیدیم ہمہ کارہا
طلسم متعلق بما بود و صد افسوس بند و بست ہمہ شکستند۔ اب جو شاہزادہ نورالدہر نے دیکھا
کہ وہی زن ستی تخت پر درمیان میلے کے کھڑی ہے شاہزادہ نورالدہر کو دیکھکر اُس زن
ستی نے کہا ای شاہزادہ ناحق تجکو دریاے طلسم مین ڈالا جب تو نے قصد اوپر اُنہار لکڑیون کے
آنے کا کیا تھا بیرون نے لکڑیان گرادین تو دریاے طلسم مین گرکر غرق ہوگیا مین سنتی تھی کہ یہ فقط خواب
پریشان تھا تو زندہ رہا پھر اس طلسم مین آیا مین وہان تیری منتظر رہی اسی انتظاری مین مین نے اپنا
جلنا موقوف کیا اور تجکو تلاش کرتی ہوئی یہان آئی اب تو ہمراہ میرے چل آ تخت پر بیٹھ لے شاہزادہ
نورالدہر قوت لوح سے مستحکم تھا کہ لوح میرے قبضہ مین ہی اور مین ہوشیار ہون غافل نہین ہون
یہ ملعونہ میرا کیا کرسکتی ہی شاہزادے نے جواب دیا بہت خوب آیا حاضر ہوا اگر آپ اُسی وقت مہربانی
کرتین تو یہ طول و طویل فراق کیون ہوتا زن ستی نے کہا کہ خطا ہوئی عفو کر یہ کہکر ہاتھ بڑھاکر شاہزادہ

نورالدہر کو تخت پر بٹھا لیا شاہزادہ نے ہاتھ اُس ستی کا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بل اسکے
آگے گری شاہزادے نے لوح اُسکے سر پر ماری کہ زن ستی تڑپنے لگی تخت جو بالائے ہوا تھا وہ زمین پر
آرہا وہ ملعونہ تڑپ تڑپ کر مرگئی شور غل اُٹھا تاریکی چھاگئی اور اُسکے سر سے آگ کے شعلے پیدا ہوئے
تخت جلنے لگا اسقدر شعلۂ آتش بھڑک کر بلند ہوئے کہ تمام درخت جلنے لگے سب میلے کے لوگ جل
جل کر خاک ہوگئے صحرا جلا شہر تمام جلا پل دریا کا جلکر خاک سیاہ ہوگیا اب شہزادۂ نورالدہر نے دیکھا
کہ یہاں سے وہاں تک نہ شہر ہی نہ دریا ہی نہ پل نہ صحرا ہی نہ کوئی درخت ہی نہ کوئی آدمی نہ طائر ہی سناٹا پڑا ہی
شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا بموجب حکم لوح عمل مین لائے یہان آواز آئی کشتی مراکہ نام من مشک فام
جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم وبہ مطلب خود نہ رسیدیم شہزادۂ نورالدہر وہان چپکا کھڑا ہوا
حیران حیران چارطرف دیکھتا ہی اور ہنستا ہی اور شکر خدائے عز وجل بجالاتا ہے۔

اب دو کلمے داستان مصائب نشان زحمت اُٹھانا شہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کا درمیان طلسم مرحلۂ پنجم کے بیان کیے جاتے ہین

گرفتاران رنج وبلائے طلسمات عجائب وعجائبات نمایان مصیبت والام طلسم غرائب اس داستان
صعوبت خیز بلا انگیز کو بطرز نو بہ مفہوم ناظرین والا تمکین یون مرقوم کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نے مشک فام جادو کو مارا بعد تھوڑی دیر کے دم لیکر آگے بڑھے پانچ چار کوس
چلے تھے کہ بیابان دلکش صحرائے سبزہ زار کوسون کا میدان نظر پڑا ہر چند گیاہ سبز اور گل خودرو سفید
وزرد وسُرخ ہین مگر دھوپ کی اسقدر تیزی ہی کہ پھول پتے گیاہ سبز وغیرہ سب مرجھائے ہوئے ہین شاہزادہ
نورالدہر تو بہت عرصہ کا بھوکا پیاسا تھا گرمی کے سبب سے تشنگی وگرسنگی کی زیادہ شدت ہوئی
بیتاب ہوگئے قدم اُٹھانا مشکل ہوا مگر چند قدم اور چلے تھے کہ دیکھا کچھ درخت طولانی ایک طرف
لگے ہین جب اُن درختون کے قریب پہونچے معلوم کیا کہ نو درخت ناریل کے ہین اور ہر درخت پر
ایک ایک لنگور بڑی بڑی دُم کا بیٹھا ہی اور ناریل توڑ توڑ کر ہر ایک لنگور کھا رہا ہی اور چند ناریل
زیر درخت زمین پر پڑے ہین شاہزادہ بھوکا پیاسا تو بہت تھا خیال مین گذرا کہ یہ ناریل کھائیے
کہ کچھ دل کو تسکین ہو یہ سوچکر درختون کے نیچے آئے اور چاہا کہ ناریل اُٹھا کر کھائین کہ ایک مرتبہ سب
لنگورون نے بہ آواز بلند قہقہہ مارا اور تالیان بجاکر درختون پر ناچنے لگے اور مثل انسان کے بزبان
فصیح آپس مین کہنے لگے کیون یارو دعا ہماری مستجاب ہوئی طلسم کشا بغیر دیکھے لوح کے نیچے درختون کے
آگیا اب کہان جا سکتا شاہزادۂ نورالدہر نے جو نام لوح کا سُنا گویا خواب غفلت سے چونک
اُٹھا چاہا کہ لوح اُٹھا کر دیکھے اب سحر کب مہلت دیتا ہی مگر اب لوح کے دیکھنے سے کیا ہوگا کیونکہ
اب تو اُسکے قابو مین آگئے فوراً لنگورون نے دُمین اپنی پھیلا کر شاہزادے کی دست وگردن
وکمر مین ڈالکر لپیٹا اور اپنی طرف کھینچنے لگے شاہزادے نے دیکھا کہ یہ لنگور دُمون سے مجھکو
کھینچے لیتے ہین لنگر صاحبقرانی بارا کشاکش ہونے لگی لنگور اپنی طرف کو کھینچتے ہین شاہزادہ اپنی طرف کو
زور کرتا ہی مگر نہ شاہزادہ اُدھر ہٹتا ہی نہ لنگور درخت سے گرتے ہین اور نہ انکی دُمین ٹوٹتی ہین آخر شاہزادہ نے
ایک ہاتھ سے تلوار کھینچی اور دوسرے ہاتھ سے خنجر کھینچا اور دُمون پر لنگورون کی مارنا شروع کیا سیکڑون ہاتھ مارے

مگر کوئی دم نہ کٹی بلکہ خط بھی خنجر و شمشیر کا مونہ پر نہ پڑا شاہزادہ حیران ہوا چاہا کہ لوح کو دیکھے اور سایہ سے
درختون کے نکل آئے اُن لنگورون نے پھر دمون سے شاہزادہ کو کھینچا اب نہ لنگور شاہزادے کو لوح دیکھنے
دیتے ہین اور نہ درختون کے نیچے سے نکلنے دیتے ہین شاہزادہ مبتلاے بلا ہو کر حیران و پریشان بلکہ نادم و پشیمان
ہی اور اپنے تئین ہزار ہزار نفرین کرتا ہی کہ تونے بے دیکھے لوح کے کیون ادھر قدم ڈالا اُدھر لنگور قہقہے لگاتے ہین
طعنہ کرتے ہین کہ ناوک ہاے تشنیع سے جگر شاہزادہ نورالدہر کا چھلنی ہو گیا ہی ایک اُنمین سے کہتا تھا کہ بابا اِنہی
نے جرأت طلسم کشائی کی تھی آخر اپنی سزا کو پہونچا دوسرا ہنسکر کہتا کہ چند جانورون سے تو عہدہ برا ہو سکا طلسم فتح
کیونکر کریگا ایک نے کہا کہ دعوے صاحبقرانی بھی رکھتا ہی مگر کچھ زور نہ دکھایا ایک نے اُنمین سے کہا کہ مین حیران
ہون کہ باوجود ایسی نافہمی اور بیعقلی کے یہ طلسم کشا اتنے مرحلے طلسم کے شکست کرکے یہان تک کیونکر آیا ایک نے
کہا شاید شاہ نگہبان طلسم اُسکا عاشق ہوا ہوگا خود مرحلے شکست ہو گئے ایک نے قہقہہ مار کر کہا کہ اب تو مثل
عورت بیوہ کے عاجز و مجبور ہوا ایک نے کہا کہ تم سب تماشا دیکھو مین ایک ناخن سے اسکا کام تمام کرتا ہون
شاہزادہ اُن لنگورون کی باتین سن سن کے نہایت تنگ آیا اور غصہ ہو کر کہا او بیحیاؤ نیچے درخت کے آؤ
تو دیکھون مین تمھارا زور کہ تم سب کیا کرتے ہو درخت سے غل مچاتے ہو پاس نہین آتے ہو القصہ اسی مخمصہ
مین شام ہو گئی اور تاریکی شب پھیل گئی اُسوقت وہین لنگورون نے اپنی کھینچکر درختون سے اُترے اور چہار
طرف سے دمین پھیلائین شاہزادہ جست کرکے ایک درخت کلان پر چڑھ گیا اور شاخ محکم پر بیٹھکر درخت کو مضبوط
پکڑ لیا لنگورون نے دمین اپنی درخت مین لپیٹین اور زور کیا وہ درخت جڑ سے اُکھڑ آیا سب لنگور دمین اپنی
لپیٹے ہوئے درخت کو کھینچتے ہوے لیچلے شاہزادہ مضبوط درخت پکڑے بیٹھا ہوا اور درخت کے ساتھ کھنچا ہوا
چلا جاتا ہی یہانتک کہ ایک فرسخ راہ طے کی ہوگی کہ دور سے روشنی دکھائی دی جب قریب اُس روشنی کے
وہ لنگور مع درخت شاہزادے کو کھینچتے ہوئے پہونچے شاہزادے نے دیکھا کہ چار دیواری پختہ باغ کی ہی اور
دروازہ کھلا ہوا ہی اور اندر دروازے کے ایک لنگور بڑا ابلق رنگ کا شیر کی کھال پر بیٹھا ہی اور
تاج شاہی سر پر ہی اور مجمر آتش شعلہ ور سامنے اُسکے رکھی ہی وہ سب لنگور دست بستہ سامنے اُسکے گئے اور کہا ای
تاجدار مژدہ باد کہ طلسم کشا کو ہم گرفتار کرکے لائے ہین وہ تاجدار لنگور اُٹھا اور حسب کرکے اُن سب کو گلے سے لگایا
وہ سب تالیان بجا کر شور و غل کرنے لگے اور اندر باغ کے شاہزادے کو مع درخت کے لیگئے اور درخت کو
لنگورون نے زمین پر گرا دیا ناچار ہو کر شاہزادہ اُتر آیا باغ کو جو دیکھا تو نہایت سرسبز و شاداب ہی ہر طرف
گلہاے رنگا رنگ کی بھینی بھینی خوشبوئین چلی آتی ہین ایک طرف کو چبوترہ سنگ مرمر کا بہت بلند اور وسیع ہی اُسکے
پاس بارہ دری نہایت خوشنما آراستہ و پیراستہ ہی پردے بانات پڑے ہین اور چار طرف ملحق دیوار باغ صحنچیان
بنی ہین ہر صحنچی مین فرش نفیس مخمل سبز کا بچھا ہی دیوارگیریان اور شیشے بڑے بڑے اور تصویرین نہایت نادر و
خوبصورت چار طرف لگی ہین اور سقف کار چوبی کہ جسمین جھاڑ نقیشی ٹنگی ہی اور پلنگ ڈوریون سے کسے ہوئے
اونچے پڑے ہوئے ہین ہر پلنگ پر اُن صحنچون مین ایک ایک لنگور بیٹھا ہی جس لنگور نے اپنے مقام سے طلسم کشا
کو دیکھا تالیان بجاتا غل مچاتا دوڑا اب شاہزادہ نورالدہر کے گرد کھڑے ہوئے تالیان بجا رہے ہین اور شور و
غل کر رہے ہین شاہزادہ نہایت حیران و پریشان دلمین کہتا ہی کہ ای پروردگار کس بلا مین مین مبتلا ہوا ہی یہ میری
نادانی مین کہ لوح کو نہ دیکھا آفت مین پھنس گیا یہ دیکھکر وہ لنگور ابلق رنگ جو تاجدار تھا اُسنے سب لنگورون کو

غصہ ہو کر ڈانٹا اور کہا کہ جاؤ دور ہو قیدی کے پاس غل نہ کرو یہ بیچارہ چند ساعت کا مہمان ہی کیون حیران و پریشان کرتے ہو غرضکہ وہ لنگور تاجدار شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر بارہ دری مین لایا آپ مسند پر بیٹھا اور شاہزادے کو سامنے بٹھایا روشنی پاس سے شاہزادے کے ہٹا دی کہ لوح کو نہ دیکھے شاہزادہ بے اختیار تھا دست و پا قابو مین نہ تھے قوت بسبب سحر کے جاتی رہی تھی اُٹھ نہ سکتا تھا لیکن برکت لوح سے ایذا نہ ہوتی تھی غرضکہ اُسوقت تاجدار لنگور نے کہا کہ ای عزیز کوئی تیرا دوست ایسا نہ تھا کہ تجکو منع کرتا کہ یہ طلسم سخت ترین طلسمات جہان سے ہی یہان نہ جا اب تو یہان رہ اور چند ساعت عیش و عشرت مین یہان لبسر کر بعد اُسکے تو قتل کیا جائیگا مجکو تیرے اوپر رحم آیا ورنہ ابھی مین تجکو تہ تیغ بیدریغ کرتا اور تو اس امر پر غرور و تکبر نہ کر کہ لوح طلسمی میرے گلے مین ہی اب لوح تیرے حق مین بیکار ہی تمکو کچھ کام نہ دیگی کیونکہ جب ہم لوح تجکو دیکھنے نہ دینگے تو تو ہمارا کیا کر سکیگا۔

اب دو کلمے داستان حالات و حکایات عجائب و غرائب طلسم کے بیان کیے جاتے ہین

نگاران عجائبات رنگین و طلسمیان حکایات خوش آئین اس داستان عجائب غرائب نشان کو طرز آرائے و پیرایے کلام حیرت مقام گلدستہ مضامین سے صفحات مصفا مین یون زیب و زینت کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کو لنگوران ساحران نے سحر سے طلسم مین گرفتار کیا اور تاجدار لنگور سے سامنا ہوا اُسنے کہا ای طلسم کشا اب تمھاری کوشش بیکار ہی اور دغا سے تمکو گرفتار کرکے تہ قتل کرونگا بعد اُس تاجدار لنگور نے آواز دی کہ ای قرمساق جادو جلد آؤ دیکھا شاہزادے نے کہ ایک لنگور سنجیدہ وضع آیا اُس سے تاجدار نے حکم کیا کہ سامان میخواری تیار کرکے حاضر کر اور مغنیان و رقاصان کو جلد بلاؤ قرمساق جادو نے بموجب حکم تاجدار گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی سامنے لا کے رکھین اور سامان صحبت عیش و نشاط مہیا کیا اور دو درخت سیب کے سامنے بارہ دری کے باغ مین تھے قرمساق جادو نے کچھ اپنی زبان مین اُن درختون سے کہا یکایک وہ درخت شگفتہ ہوے اور جوڑا موسیقار کا درختون سے پیدا ہوا اور سامنے تاجدار لنگور کے آیا اور اوپر اُن درختون کے طاؤس زرین بال بیٹھے تھے کہ پر پرواز اُنکے زمردین اور منقارین یاقوت کی اور گردنین نیلم و زبرجدی بوٹہ دار اور دمین اُنکی مرصع نگار تھین اور ہار ے مروارید کے گلون مین پہنے اور گھنگھرو طلائی پاؤن مین وہ طاؤس درخت سیب سے اُتر کر چھم چھم کرتے ہوئے سامنے تاجدار لنگور کے آ کھڑے ہوے موسیقار کے جوڑے نے مثل زمزمہ ساز کے روزنون سے آوازین نکالین اور طاؤس زرین بال مرصع نگار اُن آوازون کی تال سم پر قدم اُٹھا کر ناچنے لگے تمام صحبت وجد کرنے لگی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار محو تماشا ہو کر رہگیا کبھی یہ ناچ کا سماں نگاہ سے نہ گذرا تھا اور کانون سے نہ سنا تھا باوجود صدمہ گرفتاری کے دل سینہ مین نہایت محفوظ اور خوش ہوا ناگاہ بعیر قرمساق جادو عین کیفیت رقص مین آیا اور تاجدار لنگور سے دست بستہ عرض کیا کہ ای تاجدار ملکہ بوزینہ جادو دختر حضور کیہان ظہور تشریف لاتی ہین ہرچند مین نے حیلہ و حوالہ کیا کہ اس وقت صحبت رقص مین آپ کا جانا مناسب نہین ہی کہ طلسم کشا بیٹھا ہی مگر ملکہ نے نہ مانا کیا حکم ہوتا ہی تاجدار نے کہا کہ آنے دو کیا مضائقہ وہ بھی ناچ دیکھ لیگی اب جو شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا تو ملکہ بوزینہ جادو بشکل انسان چودہ برس کا سن اُٹھتے ہوئے کے دن حسین نازنین خوبصورت

سبزہ رنگ دریاے جواہر مین غرق نور حسن از ناخن پا تا بفرق لباس بکلل بجواہر زیب جسم ہمراہ چند
خواصین در در گوش مرصع پوش تخت جواہر نگار پر سوار کہاریان حسین حسین کمسنین تخت کاندھو پر
اُٹھائے ہوئے سامنے بارہ دری کے سنگ مرمر کے چبوترے پر آئین اور تخت اتارا ملکہ بوزینہ جادو
سامنے اپنے پدر تاجدار لنگور کے آئی اور تسلیم بجالائی اور پہلو مین تاجدار لنگور کے بیٹھ گئی ناچ دیکھنے لگی
قرمساق جادو نے شاہزادہ نور الدہر سے کان مین جھک کر باہستگی کہا کہ اگر ان پریزادون مین سے
کوئی پسند خاطر ہو تو لا کر آپ کے پہلو مین بٹھا دون شاہزادہ نور الدہر ہنسا اور کچھ جواب نہ دیا پھر
قرمساق جادو نے ملکہ بوزینہ جادو سے اور خواصان سرجبینان سے کہا کہ اسوقت ذرا شاہزادہ
طلسم کشا کا کچھ باتین مذاق کی کرکے دل بہلاے کہ صحبت عیش و طرب ہو ملکہ نے کہا او قرمساق کچھ دیوانہ
ہوا شامت آئی ہو کیا قضا سر پہ تیرے کھیلتی ہو اسی سبب سے تو مین اپنی بہن کو ساتھ نہ لائی کہ وہ زیادہ چلبلی
ہو اور بہوڑ بہت تاجدار کے خلاف ہوگا غرضکہ صحبت راگ و رنگ نو توقف دسترخوان چنا گیا ہر قسم کے
پر تکلف طعام ہاے لذیذ رکھے گئے تاجدار لنگور اور ملکہ بوزینہ جادو کھانا کھانے کو بیٹھے شاہزادہ
نور الدہر کو بھی بلایا کہ ای طلسم کشا آؤ کھانا کھاؤ شاہزادہ نور الدہر نے جواب دیا کہ مین آپ کے یہان
کا کھانا نہین کھا سکتا ہون تاجدار نے کہا کہ مین جانتا ہون کہ تم خدا پرست ہو اور ہم لوگ عالم کفر مین ہین
اور ساحر ہین مگر تم مہمان ہمارے ہو ہمین ضرور ہو کہ تم کھانا کھاؤ اور ہمپر مدارات و خاطر داری اور دعوت
و ضیافت واجب و لازم ہو ورنہ ہم بھی نہ کھائینگے اگر تم یہ کھانا نہین کھاتے ہو تو اچھا میوہ وغیرہ کھا لو
کہ یہ تو خشک چیز ہو غرضکہ کھانے پینے سے جب فرصت ہوئی کچھ باتین ادھر اُدھر کی ہونے لگین صبح ہوگئی
نسیم سحر چمن شگفتہ زار مین اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی باد صباے نو روزی ناز و انداز سے بنا بنا کر قدم ہر روش
پر دھرتی تھی پھول کھل کھلا کر ہنسے غنچے مسکرائے سرو شمشاد وجد مین آکر جھومے طیور زمزمے کرنے لگے
جب بخوبی صبح کی روشنی ہوئی ملکہ بوزینہ جادو نے اپنے باپ سے یہ کہا کہ ابا جان کیا سہانا وقت ہو جی
چاہتا ہو کہ آپ بھی چلیے صحن چمن مین گل و بلبل کی سیر دیکھیے ہواے سحری ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی ہو عجب
کیفیت کی صبح ہو آپ مرغوب طبع یہ امر ہو کہ مین تکل اُڑاؤن اور سازندے بھیرون بجائین طاؤس
ناچین تاجدار نے کہا ای نور چشم من کیا مضائقہ مگر مین تو اب بڈھا ہوا مجکو کھیل کود زیبا نہین تم جاؤ
طلسم کشا کو ہمراہ لو ناچ دیکھو گانا سنو تکل اڑاؤ دل بہلاؤ یہ سنکر ملکہ بوزینہ جادو شاہزادہ
نور الدہر کا ہاتھ پکڑ کر اٹھی شاہزادہ نور الدہر ترسان و لرزان اور خائف اور دہشت ناک ملکہ کے
ساتھ ہوا جب صحن مین آیا گوشہ سے کنکھیون سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ای طلسم کشا جو کچھ ملکہ بوزینہ
جادو کہتی ہو قبول کرو اور ایک کلمہ بروقت بتایا جائیگا القصہ ملکہ بوزینہ جادو صحن مین آئی اور ناچ
گانا ہونے لگا ملکہ نے چرخی ڈور کی منگا کر تکل اُڑائی پھر شاہزادے کے ہاتھ مین چرخی دی کہ تم بھی اپنا
دل بہلاؤ جب شاہزادہ نور الدہر نے چرخی اور تکل ہاتھ مین لی تکل نے زور باندھا اور شاہزادے
کو اوپر ہوا کے کھینچنے لگی شاہزادے نے ڈور تو ہاتھ مین لپیٹ لی اور زور صاحبقرانی کیا مگر پیش نہ آیا
تکل نے شاہزادے کو اوپر کھینچا شاہزادہ نور الدہر کے پاؤن زمین سے اُٹھ گئے اور بلند ہوے کرہ ہوا
مین پہونچ کے بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا اپنے تئین زمین آہن پر پایا کہ وہ میدان

بطور احاطہ کے گول تھا اور اُس زمین کو گردش مثل آسیا کے تھی شاہزادہ اُٹھا مگر بسبب گردش
کھڑا ہوا گیا گر پڑا اسی طرح کئی بار اُٹھے اور گر پڑے عقل سے دریافت کیا کہ یہ دائرہ زمین مثل
کمہار کے چاک کے پھرتا ہے کہ پانو زمین پر قائم نہیں ہوتے ناظرین پر واضح ہو کہ اس سبب ان کو
دائرہ سرگردان کہتے ہین یہ بھی ایک طلسم کا احاطہ ہے شاہزادے نے چاہا کہ لوح دیکھیں مگر گردش کے
سبب سے نظر حرفون پر نہ پڑی اور تمازت آفتاب اسقدر تھی کہ جسم پھنکا جاتا ہے دھوپ کی تیزی سے
سر مین بھیجا پکنے لگا نہایت تکلیف ہوئی شاہزادہ نور الدہر گھبرا گئے گرمی سے بدحواس ہوگئے آخر کو
لوح سر پر رکھ لی کہ سایہ لوح سے گرمی مین دھوپ کی تیزی تمازت آفتاب سے کچھ تو محفوظ رہون غرضکہ
برکت لوح مبارک سے قلب کو آرام ہوا مگر جب سایہ نقوش لوح اُس زمین پہ پڑا گردش بھی موقوف
ہوگئی اب شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا ایسی غفلت کوئی کرتا ہے کہ لوح کو بالکل
نہ دیکھا اگر اسوقت حکم لوح سے ناریل کے درختون کے نیچے جاتے ایسی تکلیف نہ اُٹھاتے اب دائرہ
سرگردان مین ہر طرف لوح کا سایہ ڈالو اور تلاش کرو کہ ایک درخت ان درختون مین ہے کہ وہ نہایت بلند
اور تناور ہے اور شاخین اُسکی سُرخ ہین اور پتے اُسکے سیاہ ہین اور اُن پتون مین سفید تل ہین یہ اسم
پڑھکر ایک جھٹکے مین اُس درخت کو اُکھیڑ لو البتہ صاحبقران زمان ہوتے اور وہ چاہتے تو درخت کو
اکھیڑ سکتے تھے ورنہ کوئی کیا اُس درخت کو اُکھاڑ سکتا ہے تم ہمیشہ اس دائرے مین سرگردان رہتے الغرض
شاہزادے نے بحکم لوح اس درخت کو تلاش کرکے اُکھاڑا زیر درخت ایک غار نمایان ہوا شاہزادے نے
بحکم لوح اپنے تئین اُس غار مین گرا دیا بیہوش ہوگئے جب ہوش آیا تو پھر اپنے تئین اُسی باغ لنگوران
مین دیکھا ازبسکہ شاہزادے کو بسبب لوح کے دلجمعی تھی جب نظر لنگور تاجدار کی شاہزادے پر پڑی
ہاتھ زانو پر مارا اور کہا کہ افسوس تبریز جادو نے دغا کی یہ کہکر دُم اپنی دراز کی چاہا کہ شاہزادے کو دُم مین
لپیٹے اب شاہزادہ نور الدہر کب اُسکے جال مین طلسم کے آتا ہے تاجدار نے آواز سب لنگورون کو دی کہ لینا
پکڑنا مارنا اس خیرہ سر کو سب لنگور آواز سُنکر اپنے اپنے پلنگ سے اُٹھکر دوڑے شاہزادے نے دیکھا کہ
اب دم تاجدار قریب آگئی ہے اسم لوح تیر پر دم کرکے کمان مین رکھا اور مردمک چشم راست تاجدار پر تاک کے
مارا تاجدار لنگور تڑپ کر گرا ایک برق اُسی چشم زخمدار سے پیدا ہوئی شعلہ اُس برق کے جابجا باغ مین
گرے تمام باغ اور بارہ دری جلنے لگی چمن لالہ زار آتش بہار ہوگیا شور و غل برپا ہوا آندھی سیاہ اٹھی
بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام ستی میمون تاجدار جادو بود افسوس کہ دم
وجان دادیم و بہ مطلب دل نہ رسیدیم شاہزادے نے دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیاہ فام کی پڑی ہے
اور ایک کرگس بزرگ آسمان سے اُترا اور کلیجہ لاش کا کھانے لگا شاہزادے نے بموجب حکم لوح اسکو بھی
تدبیر سے مارا پھر شور و غل ہوا ہوائے تند چلی تاریکی ہوگئی بعد عرصہ کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا
نام ستی تیز پر جادو بود اے شاہزادے اُس احسان کا یہی بدلہ ہے تجھکو ہمنے قتل ہونے سے بچایا یہان سے
اُڑا کر لیگیا دائرہ سرگردان مین پہونچایا شاہزادے نے کہا کہ تو اپنی سزا کو پہونچا شاہزادے نے
پھر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اب اُن درختون کے نیچے جا جہان تو گرفتار ہوا تھا اب تو ان لنگورون
پر طعنہ زنی کر اور جو کچھ تیرے دل مین آئے اُنکو کہ اب وہ لنگور عاجز ہین تیرا کچھ نہین کرسکتے

درحقیقت اب کیا تاب اور کیا مجال جو وہ لنگور شاہزادے کو کچھ کہ سکین بموجب لوح ایک مشت خاک شاہزادے
نے اُٹھاکر اسم لوح پر دم کرکے درختون پر چھڑک دی ایک جھونکا ہوا کا ایسا تیز و تند چلا کہ آپس مین لڑے اور
آگ اُن درختون سے مثل چنار کے پیدا ہوئی درخت جلنے لگے اور سب لنگور آپس مین ٹکرین لڑ لڑ کر گرے
سر اُنکے پاش پاش ہو گئے اور تڑپ تڑپ کر مر گئے تاریکی ہو گئی آوازین مہیب آنے لگین بعد تھوڑی دیر
کے جب روشنی ہوئی آوازین اُنکی لاشون سے آئین کشتی مرا نامیم ما شناسان طلسم جادوان بودند
افسوس مردیم و جانہا دادیم و بمطالب دلہا نہ رسیدیم

اب دو کلمے داستان مصیبت نشان احوال مرحلۂ ششم کا اور جو میدان حرب و فوج خیال مشہور ہی اور گم ہو جانا لوح طلسمی پاس سے شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان کے بیان کیا جاتا ہے

مرحلہ طے کنندگان میدان حرب و ضرب حال پُر ملال و گم کردگان لوح خاطر تر د دمائرہ ہم و خیال اس کیفیت
داستان عجائب نشان کو طبیعت آرائی سے صفحہ قرطاس حیرت اساس پر قلم تیز رقم سے یون تحریر کرتے
ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نامور نے اُن ساحرون کو مار گرد و غبار اور تاریکی
دور ہوئی آگے بڑھے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا ایک میدان وسیع ہی اور اس میدان مین دور تک بہت بڑا
لشکر فروکش ہی ہزارہا بلکہ لاکھون آدمی معلوم ہوتے ہین غور کرکے جو نگاہ کی آواز طبل اسکندری کان مین آئی
اور علم اژدہا پیکر نشان لشکر اسلام دیکھا اور آدمی لشکر کے شناسا معلوم ہوئے اور قیطولہا سے
نقاب کے بیچ نقاب وغیرہ نظر آنے لگا اور علم و نشان اپنے لشکر کا پہچانا اور اسد شیر دل اور کرب غازی اور
فصل بن کیا ہور خون آشام کو بھی سامنے عالم نقابداری مین دیکھا کہ کھڑے ٹہل رہے ہین اور
شبرنگ عیار وغیرہ مع سردار لشکر ظفر پیکر چلے آتے ہین اور بلازمت نقابدارون کی حاصل کرتے ہین -
شاہزادہ نور الدہر سمجھا کہ طلسم کو ہر بار کو فتح کیا مین نے آتے آتے شاہزادہ اپنے لشکر مین پہونچا اور
تمام سرداران لشکر نے نذرین دین اور طبقہا ے زر و جواہر نثار کیے شاہزادہ نے حال لشکر امیر کا پوچھا
فصل بن کیا ہور خون آشام نے عرض کیا کل شاہزادہ بدیع الزمان نامور سے اور فلان سردار لشکر
نقاب سے مقابلہ ہوا اتفاقاً بڑے معرکے سے دن بھر کشتی ہوئی وقت شام وہ سردار زیر ہوا اور مسلمان ہوا لشکر اسلام
مین داخل ہوا چنانچہ آج شاہزادہ بدیع الزمان کے یہان وہ سردار مدعو ہے مہمانداری کا سامان
بڑے تزک سے ہو رہا ہی شاہزادہ نور الدہر یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور اپنے خیمہ مین داخل ہوا خبرداران
نے خبر کر دی کہ تمام حضور کے حالات کی خبر اور دخلہ حضور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان کو پہونچی
امیر کشور گیر نے بہت سے خوان کشتیان زر و جواہر واسطے تصدق کرنے حضور کے بھیجی ہین اور سرداران
لشکر اسلام لیے ہوئے آتے ہین شاہزادہ نور الدہر نے حالات طلسم کشائی و عجائبات سحر و ساحری
اپنے سردارون کے سامنے بیان کیے جب دن گذرا اور شب ہوئی شاہزادہ بعد فراغ طعام دربار
برخاست کرکے خوابگاہ پر آئے اور پلنگڑی جواہر نگار پر آکے آرام کیا کہ مدت کی کسل اور ماندگی تھی
بےخبر ہو کے باطمینان تمام سو گئے جب رات نصف گذر گئی طلایہ لشکر مین پھرنے لگا ناگاہ شور
نشور لشکر امیر کشور گیر سے اُٹھا گویا قیامت قائم ہوئی ہی شاہزادہ گھبرا کر چونک اُٹھا بیدار ہو کر چلا

یہ غل کیسا ہی جلد خبر لاؤ مگر صدائے جانکاہ نالہ وآہ کی آواز سے متوحش ہوا اُٹھ کر کپڑے پہنے نقاب
چہرے پر ڈالی تلوار لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے یہانتک کہ بلندی پر سے لشکر امیر کی طرف دیکھا کہ تمام لشکر
مین ایک تلاطم عظیم برپا ہی اور ہزار ہا مہتابین اور نجشاخے اور مشعلین روشن ہین اور حمزۂ
صاحبقران زمان اور سرداران اولوالعزم سر برہنہ چاک گریبان فریاد وآہ وزاری کرتے ہین اور امیر
باتوقیر مع سردار سب خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے اپنے تئین ہلاک کرتے ہین اور بار بار قصد اپنے تئین مار
ڈالنے کا ہی لندھور و مالک وعلم شاہ وغیرہ امیر کشورگیر سے لپٹے ہوئے ہین منع کرتے ہین اور
سمجھاتے ہین اور قاسم سب سے زیادہ بیتاب ہو کر کبھی خیمہ مین جاتے ہین کبھی گھبرا کے باہر آلیتے ہین
اور کوئی چیز بطور تابوت کے ہی کہ لوگ اُسکو کاندھون پر لیے ہین دو شالہ بستر اُسپر پڑا ہی اور درمیان مین
اُنکے ایک شخص قوی ہیکل روتا ہوا دست بستہ غل و زنجیر مین گرفتار پیچھے تابوت کے ہی شاہزادہ نورالدہر
دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا رونے لگا قریب تھا کہ اپنے تئین تلوار سے ہلاک کرے کرب واسد و فضل نے
تھامبا اور سمجھایا اور شبرنگ عیار سے کہا کہ جاؤ جلد خبر لاؤ کہ یہ کیا واقعہ ہی شبرنگ عیار اُدھر دوڑا شاہزادہ
آہستہ آہستہ چلا کہ راہ مین آکر شبرنگ نے گریبان چاک کرکے سامنے شاہزادہ کے پچھاڑین کھائین اور
آہ وزاری کرنے لگا اور شاہزادے سے عرض کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ چراغ صاحبقرانی بازوے امیر کشورگیر
ٹوٹ گیا ای شہریار جس سردار تھا کو شاہزادہ بدیع الزمان نے زیر کیا تھا وہ بظاہر مسلمان ہوا
تھا اُسنے بدیع الزمان سے دغا کی کہ سوتے مین شاہزادہ بدیع الزمان کو قتل کیا نام اس سردار
لقاے بے بقا کا سلیمان شاہ تھا اتفاقاً امیہ بن عمرو اُدھر آیا اُسوقت اُسکو معلوم ہوا اُسنے دوڑ کر امیر
باتوقیر سے خبر کی اور وہ مار کر بھاگا اُس ملعون اور بیحیا کو شاہزادہ قاسم نے دوڑ کر پکڑا غل و زنجیر مین گرفتار
کیا یہ پیچھے جنازے کے تیار سا وہی ملعون ہی اب تابوت دریا پر لیے جاتے ہین وہان غسل دیکر گورستان کو
لیجاوینگے شاہزادہ نورالدہر نے جو یہ کلمہ شبرنگ عیار کی زبانی سنا ایک نعرہ مارا کہ زمین جنبش مین آئی آہ
دلخراش جگر سے کھینچ کر بیہوش ہو گیا کرب غازی و اسد شیر دل و فضل بن گیاہور خون آشام
نے بھی اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور رونے لگے جب ہوش آیا شاہزادہ نورالدہر کو ساتھ لیکر لشکر امیر کیطرف
پے مشایعت جنازہ چلے جب قریب تابوت کے پہونچے جنازے سے لپٹ کر ایسا روئے کہ دل سنگ آب آب
ہو گیا اور نقاب عالم بیقراری مین نوچ کے پھینک دی جب امیر کشورگیر کو معلوم ہوا کہ یہ نورالدہر بن
شاہزادہ بدیع الزمان نامور ہی گلے سے لپٹا کر خوب روئے اور بیہوش ہو گئے اور تمام آدمیون نے
دیکھکر نورالدہر بن بدیع الزمان کو قیامت برپا کی شاہزادہ نورالدہر نے عرض کی کیون جناب دادا
صاحب قاتل میرے پدر مرحوم کا زندہ عقب تابوت چلا آتا ہی اور مین دیکھتا ہون برائے قتل اس نابکار کے
حکم دیجیے کہ مین اسکو قتل کرون امیر باتوقیر نے اجازت قتل قاتل بدیع الزمان نامدار دی اور فرمایا کہ اس
بیحیا کو قتل کرو شاہزادہ تلوار کھینچ کر قاتل بدیع الزمان پر جھپٹا اور قصد مار ڈالنے کا کیا اُس پہلوان اسیر
نے عرض کیا ای شہریار کیا شرط بہادری یہی ہی کہ مجکو عالم مجبوری و اسیری مین قتل کیجیے ہرچند مین جانتا ہون کہ
آپ نے تہمتن روئین تن اور القاش خون آشام کو زیر کیا ہی اگر آپ چاہتے ہین کہ نام میرا بلند ہو
اور اگر آپ کو دعوی صاحبقرانی ہی تو حکم دیجیے کہ میرے ہاتھ کھولدین اور سلاح جنگ مرحمت کیجیے

جب مجکو زیر کیجیے تو آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے شاہزادہ نورالدہر نے حکم کیا کہ
ہاتھ اُسکے کھولدو اور سلاح جنگ ہویے میدان رزم اُسی وقت تیار ہوا اور روشنی مشعل و پنجشاخے وغیرہ
کی تیز کردی گئی اور مقابلہ اُس پہلوان سے ہونے لگا بارہ طعن مین نیزہ پہلوان شاہزادے نے ہوائی کیا اُسنے
گرز مارا نورالدہر نے گرز اسکا چھین لیا اُسنے تلوار کھینچی شاہزادے نے بردار کیا نورالدہر نے ہاتھ
بچاکر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا وہ پہلوان نورالدہر سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی یہانتک کہ صبح ہوگئی ناگاہ امیر
نے آواز دی ای پہلوان لینا اب نہ چھوڑنا اُس پہلوان نے عین کشتی مین لوح طلسم پر ہاتھ ڈالدیا شاہزادے
نے ہاتھ پکڑ لیا اس تکان مین رشتہ لوح ٹوٹ گیا وہ پہلوان لوح لیکر جست کرکے علحدہ ہوا اسوقت لشکر نقلی
یعنے فوج نقابدار نقلی و فوج امیر نقلی و فوج لقائے نقلی نے تالیان بجائین اور قہقہے مارے اور کہا
کیون ای طلسم کشا دیکھا تونے اسطرح لوح طلسم چھین لیتے ہین

اب دو کلمے داستان مصائب نشان اسیر ہونا شہزادہ نورالدہر کا دغا سے وحشت آباد مین بیان کیے جاتے ہین

اسیران رنج و بلا و گرفتاران فریب و دغا داستان اسیری شاہزادہ نورالدہر کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامور نے دیکھا کہ اس مکر و دغا سے لوح لیکر ساحر بھاگا بہت کمال
افسوس ہوا اور عقل سے دریافت کیا کہ یہ سب مکر و فریب کے لشکر تھے اور یہ سب غلط ہی فقط دغابازی ہی
امیر نقلی کہ نام اسکا رستم جادو تھا اُسنے اس پہلوان کو خلعت دیا اور شاہزادے کو مسلسل بہ طوق و زنجیر کرکے
فاروس جادو کہ علمشاہ کی صورت تھا اسکو دیا اور کہا بیشۂ وحشت آباد مین لیجاکر اُسکو شاخ درخت
صندل مین لٹکادو مین بعد فراغ انتظام اسکو مع لوح طلسم اپنے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین پہونچادونگا
اور دس ساحر زبردست فاروس جادو کے ہمراہ کیے کہ تم اسکی پاسبانی بطور محکم کرنا اور اب امیر نقلی
یعنے رستم جادو نے لوح پہلوان جادو سے لیکر گلے مین پہن لی اور پہلوان جادو کو مع عرضداشت بخدمت
بادشاہ طلسم یعنے مکلل خان جادو کے بھیجا یہان فاروس جادو مع ساحر جادو کے شاہزادہ نورالدہر
کو مسلسل بہ طوق و زنجیر لیکر بیشۂ وحشت آباد کو روانہ ہوا بیشۂ وحشت آباد مین پہونچکر سر زنجیر شاخ درخت صندل
مین باندھ کر شاہزادے کو لٹکادیا اور برائے حراست مع دس ساحرون کے وہان بہت ہوشیار بیٹھا ادھر
پہلوان جادو مع عرضداشت و مژدہ لوح طلسمی خدمت بادشاہ مکلل خان جادو مین آیا بادشاہ
بہت خوش ہوا اور خلعت پہلوان جادو کو مرحمت کیا اور پہلوان جادو کی دربار عام مین بڑی صفت
و ثنا کی اور انعام و اکرام بہت کچھ دیا اور اپنے وزیر دانشمند جادو کو واسطے لینے رستم خان جادو
کے بھیجا اور حکم کیا کہ اگر رستم خان جادو کے آنے مین ابھی تامل ہو تو لوح اس سے لیکر جلد آؤ جب
دانشمند جادو یہان آکر پہونچا اور رستم جادو کو خبر ہوئی کہ وزیر خاص دانشمند جادو مع خلعت فاخرہ
کے آیا بادشاہ مکلل خان جادو نے بڑے اعزاز و اکرام سے میرے لینے کو اپنے وزیر خاص دانشمند
جادو کو بھیجا ہی بہت خوش ہوا اُسکی گدھے کے پھول گیا اور کبر و نخوت سے کہنے لگا کہ کون برابر مرتبہ مین
ہوگا بادشاہ نے میرا یہ اعزاز و اکرام کیا رفقائے رستم جادو دانشمند جادو کے استقبال کو آئے
اور ہمراہ اپنے دربار مین رستم جادو کے لائے دانشمند جادو نے آکر شقہ بادشاہ مکلل خان جادو

کا رستم جادو کو دیا اور خلعت سے سرفراز کیا اور بہت تحسین و آفرین کی اور کہا کہ لوح طلسمی بادشاہ نے طلب کی ہے رستم جادو نے دانشمند جادو کو لوح طلسم حوالے کر دی اور دانشمند جادو کی دعوت و ضیافت کی اور بہت تحفہ واسطے بادشاہ سکلل خان جادو کے رستم جادو نے دانشمند جادو کو دیے اور عرض کیا یہ سب میری طرف سے خدمت بادشاہ میں پیش کرنا اور مین بھی حاضر ہونگا کہ تم پہونچنے نہ پاؤ گے

اب دیکھیے داستان عشرت نشان رہائی پانا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نامدار کا بحکم خدائے عز و جل اور پھر دستیاب ہونا لوح طلسم گوہر بار بیان کیا جاتا ہے

کارسازان عیش و عشرت افزائے روزگار و مژدہ برداران فرح و مسرت آرائے لیل و نہار اس نکتہ شادی دلپذیر حصول لوح طلسم گوہر بار کو طرز بیان فرحت نشان مین یون لاتے ہین کہ دانشمند جادو وزیر بادشاہ سکلل خان جادو بعد دعوت و ضیافت رستم جادو سے لوح طلسمی حاصل کرکے اور تحفہ و تحائف برائے بادشاہ لیکر رستم جادو سے رخصت ہوا لوح طلسمی گلے مین ڈالی اور بصورت عقاب کو جیک اُڑکر چلا کسواسطے کہ ساحر زبردست تھا منھ لوح کا ہوا کی طرف کیا اور پشت لوح کی اپنی طرف کرکے پرواز کیا جب بیشہ وحشت آباد مین گذر اسکا ہوا دیکھا کہ شاخ درخت صندل مین طلسم کشا لٹکا ہے مشتاق جمال ہوکر درخت صندل کی اُس شاخ پر بیٹھا جس شاخ مین شاہزادہ نور الدہر قید تھا اب نیچے کی شاخ مین شاہزادہ نور الدہر لٹکا ہوا ہے اور اوپر کی شاخ پر بصورت عقاب دانشمند جادو بیٹھا قدرت خدائے عز و جل ظاہر ہوئی اسباب رہائی شاہزادہ نور الدہر پیدا ہوے کہ چند شگوفون اور پتون سے لوح مس ہوگئی تمام درخت مثل موم کے پگھلنے لگا اور پانی ہونے لگا بھاپ اُسکی جو طوق زنجیر مین شاہزادے کے لگی قید آہن موم کیطرح پگھل کر ٹکڑے ہوگئی اور درخت صندل کے پھٹے اور گرے دانشمند جادو اور شاہزادے نور الدہر بھی درخت کے نیچے گرے باغبانون نے غور کیا کسنے قیدی کو رہائی دی دانشمند جادو بھی حیران ہوا کہ یہ قیدی کیونکر رہا ہوا شاید کوئی ساحر حسن شاہزادے پر عاشق ہوا ہے اسنے یہ کارروائی کی ہے آخر کار دانشمند جادو نے چاہا کہ زمین پر لوٹ مار کر بصورت اصلی ہون شاہزادے نے دیکھا لوح گلے مین اس عقاب کے ہے خیال کرکے جو لوح پر نظر کی لکھا تھا اے طلسم کشا اگر ایسی گرفتاری مین یہ اسم جو پیشانی لوح پر تحریر ہوا ہے تم جبہ پڑھکر کف دست پر دم کرو اور زور سے تالی بجاؤ شاہزادہ فوراً حکم لوح بجا لایا ادھر دانشمند جادو نے بھی بصورت اصلی ہوکر فاروس جادو کو آواز دی اس عرصہ مین شاہزادہ نور الدہر نے اسم لوح تمام کرکے تالی بجائی فوراً تمام نگہبانان مع دانشمند جادو بیہوش ہوے شاہزادہ نور الدہر نے لوح دانشمند جادو کے گلے سے اتارکر اپنے گلے مین پہن لی اور سجدہ شکر کیا جب سر سجدہ سے اٹھایا اپنے تئین پھر درمیان اُنھین تینون لشکرون کے پایا شاہزادہ لوح طلسمی کی طرف سے تو خاطر جمع کر چکا تھا نقاب منھ پر نہ ڈالی شور لشکر مین ہوا سب آدمی آپس مین چشمک اور اشارے کرنے لگے شبرنگ نقلی اور کرب نقلی اور اسد نقلی اور فضل نقلی یہ کہتے ہوے دوڑے اے شہریار الحمد للہ آپ کو پھر صحیح و سلامت دیکھا ہمکو کمال حیرت ہے کہ اس پہلوان نے آپ کو کیونکر قید کیا ناگاہ امیر نقلی دست شوق پھیلا کر دوڑا اور کہا اے فرزند جگر بند معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جادوگر یہان مخفی نقاب کے تھا کسی طرف سے موجود تھا اُسنے سحر مین تمکو قید کیا مین نے خواجہ کو عقب مین تمھارے بھیجا ہے شکر خدا کہ تم بخیر و عافیت خود آگئے

شاہزادہ نورالدہر یہ سُنکر خود بھی واسطے پیشوائی کے چند قدم آگے بڑھا جب قریب پہونچا امیر نقلی نے چاہا کہ
دست شوق ظاہری گردن میں شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے ڈالے شاہزادہ نورالدہر نے یہ لوح
بڑھا اور لوح کو مانند حلقہ کمند کے گردن میں امیر نقلی کے ڈالکر جھٹکا دیا سر امیر نقلی کا بدن سے جدا ہوکر ادھر جا پڑا کمال
شور و غوغا بلند ہوا کہ گویا قیامت کے آثار ظاہر ہوے شاہزادہ لوح نیچے پاؤن کے رکھکر کھڑا ہوگیا وہان حلق
بریدہ امیر نقلی سے تریڑا خون کا جاری ہوا اسقدر خون بہا کہ ایک دریا بنے زخار چشم زدن مین بھر گیا تینون لشکر
دم بھر مین غرق ہوگئے اور موجۂ خون ساحر کی ترقی ہونے لگی کل اشیا اس میدان و گرد نواح کے نابود ہوگئے
اب جو شاہزادے نے دیکھا چہار جانب دیوارین بہت بلند اور خون کا دریا بہہ رہا ہی مگر درمیان زیر قدم کیت
لوح سے زمین باقی ہی اور گرد و غبار اُڑ رہا ہی بالکل تاریکی چھائی ہوئی ہی دیر تک یہی کیفیت رہی بعد چند ساعت
کے جب میدان صاف ہوا اور تاریکی دور ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من رستم جادو سپہ سالار لشکر ہاے

طلسم بود افسوس مردیم و جان دادیم و برباد شدیم و بمطلب دل نرسیدیم

اب دو کلمے داستان شوکت نشان مرحلہ ہفتم کہ جسکو جبل قانوس کہتے ہین بیان کیے جاتے ہین

طی کنندگان مرحلات مطالب دقیق و جلوہ نمایان قمقمہ ہاے فقرات رقیق بعد زیب زینت محفل عیش منزل سامعین
و ناظرین مین شمعہاے مضامین کو فانوس طبیعت سے نکالکر یون روشن کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نامور نے رستم جادو سپہ سالار لشکر طلسم کو مارا سجدہ شکر درگاہ باری تعالی مین بجالایا اور
آگے قدم کو بڑھایا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک صحرا مین پہونچے وہان دیکھا کہ وقت شام کا ہی اور ترک آفتاب قلعۂ
مغرب مین محصور ہوگیا ہی ایام آخر ماہ ہین چاند طلوع نہین ہوا تارے جابجا چھٹکے ہین وقت طلوع قمر آخر شب
بلکہ قریب صبح کے ہی لیکن صحرا بہت نورانی ہی روشنی بے انتہا معلوم ہوتی ہی شاہزادہ نورالدہر بہت بھوکھا
اور پیاسا تھا پروردگار عالم سے دعا کی ای رزاق مطلق و ای روزی رسان برحق تو رحم کر مین عبد حقیر و ذلیل ہون
تو رب کریم و خلیل ہی میری مشکل کو آسان کر اپنی قدرت کاملہ سے خوان نعمت عطا کر ہنوز دعا نہ تمام ہوئی تھی دیکھا
وہی نقابدار شنجرفی پوش مع خوانہاے طعام لذیذ و سبوہاے آب سرد وغیرہ کے آیا اور بعد اداے سلام و نیاز
و قدمبوسی شاہزادہ عالیمقام کے عرض کیا کہ تشریف لائیے بیٹھیے خاصہ نوش فرمائیے آب سرد سے دلکو تر و تازہ
کیجیے بعدہ نقابدار گھوڑے سے اُترا اور زرنیوش کا فرش کیا دسترخوان بچھایا تکلف کھانا چنا شاہزادے نے
بسبب احتیاط کے لوح کو دیکھا لکھا تھا شوق سے کھانا کھاؤ پانی پیو کچھ خوف نہ کرو یہ تمھارا دوست صادق
تمھاری محبت سے یہان کھانا و پانی وغیرہ لیکر آیا ہی شاہزادے نے بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالا کھانا شروع کیا دیکھا
کہ کباب مرغ بریان بہت عمدہ تلے ہوے اور شیرمالین خستہ اور لوزیاتِ بادام نفیس اور میوے بہت نادر و
خوش ذائقہ سالن کئی طرح کے پلاؤ گرم گرم تر تراتا زردہ و سفیدہ شیرینی خوش ذائقہ موجود ہی اور کوزہ ہاے
کاغذی آب سرد و خوشگوار سے لبریز ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار نے خوب
آسودہ ہوکر وہ سب کھانے کھائے خوش ہوے پانی پی کر ڈکارین لین شکر خدا بجالائے ہاتھ منھ دھویا
گلوریان ورق نقرئی لپٹی ہوئی کھائین حقہ نوش فرمایا نہایت کھانے لذیذ کھاکر خوش ہوئے اور باطمینان
تمام چند ساعت اُس مقام پر تشریف فرما ہوے اُسوقت فرمایا ای برادر عزیز نام اپنا بتلا کون ہی تو اور اس

شفقت و مہربانی کا کیا سبب اُس نقابدار شنجرفی پوش نے کہا کہ اطاعت و فرمانبرداری کا سبب انشاء اللہ آپ پر
ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے وہ نقابدار آداب بجا لاکر رخصت ہوا اور چلتے وقت یہ کہا اے شہریار یہ مرحلہ جبل فانوس
ہے یہان بہت ہوشیار رہیے گا اور لوح سے غفلت نہ کیجیے گا یہ کہکر نقابدار نے مرکب صبا رفتار کی باگ لی اور
ایک طرف کو روانہ ہو گیا شاہزادہ نور الدہر نے بعد چلے جانے نقابدار شنجرفی پوش کے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا
بجانب مغرب روانہ ہو اگر تیرا دل چاہے کہ تماشا جبل فانوس کرے اور گرفتاری اُسکی دیکھے ایک فرسخ تک جا وہان
نخلستان خرما ہے اور ہجوم درختون کا مثل باغ کے ہے درمیان اُن درختون کے ایک نرہ دیو ساحر ہے اسی کا حربہ
چھین کر اسکو مارنا شاہزادہ بموجب حکم لوح نخلستان خرمے کیطرف چلا جب قریب اُن درختون کے پہونچا دیکھا کہ ایک
دیو خونخوار مشکل مہیب سو رہا ہے کہ اسکے ہیبت سے رستم کا کلیجہ پانی پانی ہو جائے شاہزادہ نور الدہر نے نعرہ کوہ شگاف
کیا کہ وہ دیو خونخوار جاگ اُٹھا دیکھا کہ ایک شاہزادہ حسین نازنین سامنے کھڑا ہے مثل فیل مست کے جنگھاڑ کر للکارا
او خیرہ سر اس طلسم آباد مین تو آیا اور تمام ساحرون کو مار کر یہان پہونچا اور مرحلات کو شکست کر کے اس مرحلہ پر آیا
یہ وہ مرحلہ طلسم جبل فانوس ہے کہ شیران دشت نبرد اور دیوان و ساحران زبردست ادھر آنا کیسا رخ کرکے اس طرف کا
نہین [illegible] ہین اور تو آکے میرے سر پر موجود ہو گیا اب آیا ہے تو آ معلوم ہوا کہ خداوند ابلیس پر تلبیس نے لقمہ نرم و نفیس
اور خوش ذائقہ میرے کھانے کیواسطے بھیجا بہت عرصہ کے بعد مہربانی خداوند ابلیس کی مجھپر ہوئی شکرانہ اُسکا
بجا لاتا ہون یہ کہکے سجدے کو جھک گیا اور شکر ابلیس بجا لاکر سامنے شاہزادہ نور الدہر کے ناچنے لگا اور مسخرگی کرنے لگا
پھر اُسنے شاہزادے سے کہا اے غذاے لطیف و نفیس اس بندہ ابلیس کے منھ مین آمین آنکھین اپنی بند کرکے منھ کھولتا
تو شوق سے میرے منھ مین کود پڑ یہ کہکر منھ اپنا اُس دیو پلید نے کھولا اور آنکھین بند کر لین شاہزادے کو
وہ منھ غار عمیق نظر پڑا ایسا بھیانک بہت بڑا قلعہ طلسم جسم دیو ناپاک کا کھل گیا شاہزادے نے اسم لوح کو پڑھکر اُس
دیو پر دم کیا اور اُسکے سر کے اوپر بھی طرف آسمان کے دم کیا ایک ٹہنی ہری پتلی درخت خرما بحکم لوح ٹوٹ کر
دیو پر گری شاہزادے نے چند پارہ سنگ بہت بھاری اُس دیو کے منھ مین ڈالدیے دیو شاہزادے کو
کھا نگلنے لگا دیکھا کہ دانتون سے چب نہین سکتا کہنے لگا غذاے لطیف میری تو سواے
ہڈیون کے گوشت نہین رکھتا کیا تو بالکل ہی ہڈیون کا ڈھانچہ ہے یہ کہکر دیو نے آنکھ کھولی دیکھا کہ شاہزادہ
کھڑا ہے نہایت غضبناک ہوکر کہا اے بنی آدم خداوند ابلیس کی خاطر سے مین چاہتا ہون کہ تجکو ایذا اور تکلیف
نہو تو نہین مانتا اب تجکو پکڑ کر کھا لونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا اور ارادہ پکڑنے کا کیا شاہزادہ نے وہی شاخ درخت
خرما اُٹھا اور اسم لوح اُسپر پڑھکر دم کیا اور دیو کے پہلو پر مارا بدن دیو خونخوار کا پھٹ گیا چوب درخت نے
کام تلوار کا کیا خون کا فوارہ جاری ہوا دیو تڑپ گیا چاہا کہ اُٹھ کر بھاگے شاہزادے نے اسم لوح پڑھکر اُسکے
سر پر دم کیا گرد سر اُسکے آگ بھڑکنے لگی دیو بھاگ نہ سکا پھر چاہا کہ طرف آسمان کے اُڑ جاے دیکھا تو پر بدان
بندھے ہوئے ہین دیو بہت حیران ہوا شاہزادے نے دوبارہ وہی چوب درخت ماری پھر زیادہ بیتاب ہو کر چلایا
اے آدم زاد یہ تازیانہ تو کہان سے لایا مجکو خداوند ابلیس نے روئین تن بنایا تھا کوئی حربہ مجھپر اثر کرتا تھا یہ تازیانہ
کیا چیز ہے شاہزادے نے دو چار لکڑیان اور ماریں دیو فریاد کرنے لگا چلا کر کہا اے ابلیس تو نے مجکو کیسا روئین تن
بنایا تھا کہ ایک دشمن کے تازیانے نے مجکو بیتاب کیا اور آدم زاد مجھپر غالب آیا شاہزادے نے ایک لکڑی اور
ماری دیو تڑپ کر کبھی تو ابلیس کو گالیان دیتا تھا کبھی عجز و عاجزی کرتا تھا شاہزادے نے پھر دو تین لکڑیان

مارین دیو زمین پر لوٹنے لگا اور کہنے لگا ای آدمزاد شاید ابلیس تجہیر عاشق ہوا کہ ملعون نے مجکو چھوڑ دیا شاہزادہ ہنسا اور ابلیس کو گالیان دین دیونے کہا ہی ابلیس مجکو آدمزاد کو گالیان دیتا ہی اب تو راضی ہوا تو۔ الغرض شاہزادہ نے اسقدر لکڑیان مارین کہ تمام جسم دیو کا بلبلا ہوگیا اور شاخ پھٹ گئی ایک دراز لکڑی مین پڑگئی اُس دراز مین شاہزادے نے دیکھا کہ ایک انگوٹھی رکھی ہی وہ انگوٹھی شاہزادے نے اُسمین سے نکال کے ہاتھ مین پہن لی اور کرسے اس دیو کے زنجیر کھولکر ہاتھ باندھ دیے اور اسم لوح پڑھکر اُسکے منھ پر دم کیا وہ دیو بالکل گونگا ہوگیا پھر سر زنجیر پکڑ کر شاہزادہ کھینچتا ہوا چلا ہر چند وہ دیو زور کرتا تھا مگر وہ زنجیر نہ ٹوٹتی تھی اور زیادہ مضبوط ہوتی جاتی تھی اور وہ انگوٹھی جو درخت سے ہاتھ آئی تھی مثل مشعل کے اُسمین روشنی تھی کہ اسی کی روشنی مین شاہزادہ چلا جاتا تھا کہ دور سے روشنی چراغون کی دکھائی دی زمین سے آسمان تک ایک نور کی تجلی تھی گویا پہاڑ سراپا روشن تھا جب قریب اسکے پہونچے دیکھا کہ کوہ طلائی ہی ایسی اُس پہاڑ مین چمک اور روشنی ہی جلیسی آگ بھڑکتی ہی فانوس مرصع کار ہزار ہا روشن ہین اور وہ پہاڑ ہوا مین معلق گردش کرتا ہی اور چرخ مارتا ہی اسکی گردش سے زمین و آسمان نورانی ہو رہا ہی ایک طرف کیفیت روشنی کی تھی ایک جانب لطف بیابان ہی جب شاہزادہ نور الدہر قریب پہونچا دیکھا کہ ایک چمن لالہ زار کھلا ہوا ہی گلہاے رنگین شگفتہ و شاداب غنچے مسکرا رہے ہین ہر برگ گل پر شبنم کے قطرے مثل گوہر شب چراغ منور ہین اور ہر گل لالہ چراغ کی طرح روشن ہی اور ہر شاخ گل مانند شمع ہاے موسی و کافوری کے جلوہ گری دکھا رہی ہی کہ روشنی اُسکی زمین سے آسمان تک پھیلی ہی جیسے ہزار ہا چراغ جلتے ہین درمیان چمن نورانی دیکھتے ہین اور عکس سے اُن چراغون کے اور سے نیچے تک اس کوہ طلائی کے یہ تجلی ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی اور کوہ شاب ایسا ہی اُسمین ہزار ہا روزن ہین اور ہر روزن کوہ طلا سے پریزادان مہوش منھ نکالے ہوے تانین اُڑا رہی ہین اور سبکی جدا جدا تانین اور سُر ہین کوئی بھیرون الاپتی ہین کوئی بہاگ کی تانین لگاتی ہین کوئی کھماج کی ٹھمکین گاتی ہین کوئی دیس کی چیزین اُڑاتی ہین کوئی بیلاول اور جنگلا وغیرہ سناتی ہین گویا تمام کوہ چہرہ دار نورانی پرستان معلوم ہوتا ہی اور کیفیت گانے بجانے کی علیحدہ علیحدہ سُرون سے دل کو حظ دیتی ہین ان نغمون کی صدا سے وہ کمال علم موسیقی کا ثبوت ہوتا ہی کہ اگر تانسین اور بیجو باورے بھی سنتے تو اپنے کان پکڑ کر سر جھکا لیتے محو ہو کر پتھر سوم خام ہو جاتا تھا انسان کا کیا ذکر ہی کہ وہ تو خوگر علم موسیقی ہی ہوا سے چمن لالہ زار سے صحرا عطر بیز تھا کہ تمام میدان معطر ہو رہا ہی شاہزادہ نور الدہر نے جو نگاہ اوپر کی دیکھا کہ چوٹی پر کوہ کے ایک چوکی الماس تراش بچھی ہی اور ایک لڑکا نازنین مہ جبین حسین شکیل جمیل چودہ برس کا سن کھیل کود کے دن غارت گر جان عاشقان پامال کن دل مشتاقان حسن پریزادان اُسکے سامنے گرد ہی انسان اگر دیکھے بسمل ہو جاے فرشتہ چشم سے دیکھے دیوانہ بن جاے اسی چوکی پر مثل لڑکون کے کھیل رہا ہی دو نون گیسو ناگن پیچ بانند دو رُخ پر لہراتے ہین مشک بوے زلف عنبرین کی صحرا مین مہک چار سو پھیل رہی ہی جب باد صبا سے وہ گیسو اُڑے معلوم ہوا کہ نافہ تاتار کا دہنہ کھل گیا تمام میدان معنبر ہوگیا اور لباس الماس نگار زیب جسم نازنین ہین اور سر پر وہ تاج جواہر نگار کہ جسکی قیمت خراج ہفت اقلیم بھی کم ہی جلوہ گری تاج کی ایسی کہ شب کی روشنی ماند ہی اور کھیل اُسکا یہ ہی کہ کاسہ پر از آب آگے اُسکے رکھا ہی جس مین قرص صابون گھولتا ہی اور نے طلائی منھ سے لگا آب صابون مین ڈبو کر آسمان کی طرف پھونکنا شروع کیا صدہا حباب آب نے طلائی سے

ہوا مین اُڑتے جاتے ہین اور ہر حباب مثل فانوس بلور خوش تراش مرصع کار مدور جلادار بغیر شمع و چراغ
ایسا روشن ہی کہ بعینہ شمع مومی کے ضو دکھاتے ہین تمام حباب پر نور قطار باندھے ہوے ہوا پر قائم ہین
دو رنگ عالم نور ہی اور جس جگہ زمین پر عکس فانوس حباب نور پڑتا ہی فرش آئینہ دار زمین پر معلوم ہوتا ہی
گویا ستارے آسمان سے ٹوٹ کر گر رہے ہین وہ فانوس ہاے حباب ہزارہا ستارے دکھائی دیتے ہین
شاہزادہ حیران حیران چمن لالہ ہاے شب چراغ کو اور کوہ چہرہ دار کو اور چمک اور رخسار ہاے پریزادان
اوسنیے ہر ایک کے اور حسن اُس لڑکے کا اور فانوسین حباب پر نور ستارہ دار کی اور گردش آنکی جلوہ تاج
سر نازنین اور عطر بیزی صحرا کی دیکھکر مثل نقش دیوار ہوگیا اور عرصہ تک محو تماشا رہا لیکن حکم لوح سے
مخالفت تھی کہ حد مین فانوسون کی روشنی کے نجانا باوصفیکہ فانوسین برابر آگے پیچھے روشن ہین آخر
تماشا دیکھنے کو اول دیوار پر سر نکال کر جھانکا کہ وہی دیو حد فانوس مین پہونچا اُس نازنین نے تالی بجائی
چہرے پریزادون کے جو روزن سے نکلے ہوے تھے وہ ہنسنے لگے تمام فانوسین آپس مین لڑ کر ٹکرا کر
ریزہ ریزہ ہوئین اور ہوا مین غلطان ہو کے مثل شمشیر الماس رنگ کے ہوگئین اور اُسی دیو کے سر پر پڑین
کہ سر اُسکا پارہ پارہ ہوگیا اور ہر ستارہ مانند ستارہ ہاے آتشبازی کے ہوے جیسے لوہا وقت تپانے
کے پھول دیتا اور وہ جھٹک کر جسپر گرتے ہین جلا دیتے ہین جب وہ آفت برطرف ہوئی اُس نازنین نے
پارہ ہاے حباب آب کو اور زیادہ پراگندہ پہلے سے بھی دوچند سہ چند کیا سامان نور افشانی زیادہ ہوگیا
شاہزادے نے دیکھا اب روشنی اول سے دہ چند ہوگئی اگر پاے مور ضعیف دور بھی ہو تو دکھلائی دے
باوجود اس روشنی کے لوح کا ایک حرف شاہزادے کو معلوم نہوا لوح پر تاریکی چھاگئی شاہزادہ حیران
ہوا کف افسوس ملنے لگا ناگاہ عکس انگشتری کا لوح پر پڑا حرف لوح کے معلوم ہوے عبارت
پڑھی گئی شاہزادہ خوش ہوا انگوٹھی کی روشنی مین لوح کو دیکھا دلکو تقویت ہوئی بحکم لوح۔ لوح کو زیر قدم
رکھکے اسم لوح پڑھ کر دم کیا

اب دو کلمے داستان جرأت بیان قتل کرنا نور افشان جادو کو اور فتح کرنا مرحلہ ہفتم کو نور الدہر کا بیان کیے جاتے ہین۔

فتح کنندگان مرحلات طلسم طبع رنگین و تماشا نمایان عجائبات فانوس ہاے نور افشانی مضامین دلنشین
داستان پسند خاطر ناظرین کو قلم بر داشتہ یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ شاہزادہ نور الدہر
بدیع الزمان نامور نے لوح طلسمی کو زیر قدم رکھکر اسم لوح پڑھکر دم کیا وہ لوح مثل تخت سلیمانی
کے ہوا پر اُڑکر بلند ہوئی اور برابر فانوسون کے شاہزادے نور الدہر کو لائی وہان پہونچکر دوسرا
اسم لوح پڑھا وہ لوح تخت نمہ ہوا پر فانوسون کے اوپر بلند کر کے لیگئی اور قریب اُس نازنین کے
سر کے پہونچی شاہزادہ نور الدہر نے سر سے اُس نازنین کے تاج اُتار کر اُچھالدیا وہ تاج ہوا پر مثل
قمقمہ کے اُڑنے لگا اُس نازنین نے جو سر اُٹھا کر دیکھا غل مچائی تاج مثل ترنج آتشین کے ٹوٹا
شرارے اس سے نکلے اور ہر فانوس پر گرے تمام فانوسین سرخاب بنکر اُڑ گئین شاہزادہ نور الدہر
نے گیسوے تابدار اُس نازنین کے پکڑ کر ہاتھون کو اُسکے اُسی رسن زلف عنبرین سے باندھا اور وہ
انگوٹھی کہ جو شاخ درخت سے پائی تھی دہن نازنین پر چھاپ دی منھ پر اُسکے نقش مہر کا ظاہر ہوا

اور زبان ولب اُسکے بستہ ہوگئے اور اُسے کاسۂ آب صابون مین وہی انگوٹھی کا نقش دھوکر نصف پانی آسمان کیطرف
اُچھالدیا وہ پانی دور تک پھیل گیا اور زبان معجز بیان سے شاہزادے نورالدہر نے فرمایا کہ بحق اسماے پاک خاتم مبارک
اِس آب صابون کے پھینکنے سے ظلمت ظاہری و باطنی دور ہو اور روشنی سفیدی سحر نمودار ہوا اور نصف پانی جو کاسہ
مین باقی رہا اُسکو زمین پر چھڑک دیا ایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا بعد ایک ساعت کے ہوا صاف ہوئی اور روز روشن
ظاہر ہوا اب جو دیکھا تو وقت زوال آفتاب عالمتاب کا تھا ہزارہا تنور آتشین شعلہ ور جلے ہر گل لالہ پیدا ہوئے
اور ہر تنور مین آگ دہکتی ہوئی بھری تھی شاہزادہ نورالدہر نے وہی نے طلائی اُٹھا کر پھونکی اُس نی سے آواز شور
اسرافیل کی پیدا ہوئی غول جو سُرخابون کا ہوا پر اڑ رہا تھا وہ غائب ہوگیا اب جو دیکھا تو سب کے سب سُرخاب
زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین اور پنجون مین اُنکے اور منقارون مین اُنکے ایک ایک ہری لکڑی درخت کی
تھی وہ نوچ کر کھاتے ہین اور چند سُرخاب مثل طاؤس آہنی کلان کے پکڑکر اُن سُرخابون کو ذبح کرتے ہین
اور لکڑیون کو چُن چُن کر جمع کرتے ہین جب انبار لکڑیون کا ہوا سب سرخاب سمٹ کر یکجا ہوے اور منقارین
اپنی اُن سرخابون کے چھوئین اور گرد شاہزادے کے حلقہ باندھا جیسے کچھ شاہزادے سے کہینگے
شاہزادہ نورالدہر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو یہ نوچ لے لین آخر شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا
تلاش کرو کہ اس نازنین کے سر کے بالون مین ایک تعویذ ہے چھوٹا سا اُسکو نکال کر ان سُرخابون کے حوالے
کرو شاہزادے نے تلاش کر کے تعویذ نکالا اور سُرخابون کو دیا سُرخابون نے وہ تعویذ لیکر ایک تنور مین ڈالدیا
فوراً اُس تنور مین سے ایسی آواز تڑاق تڑاق کی بلند ہوئی کہ پردے کان کے پھٹ گئے اور گوش دل گنگ
ہوگیا شعلۂ آتش اُس تنور سے بھڑک کر اُم چھلے اور لکڑیون کے انبار پر پڑے لکڑیان جلنے لگین گویا صحرا مین
آگ لگ گئی لیکن دھوان جو تنور سے نکلا وہ شعلۂ آتش نہ تھا وہ دھوان زمین پر آکر طاؤس بنگیا اور گرد
انبار لکڑیون کے جو حلقہ سرخابون کا تھا بہ سبب دھوئین کے اُنکی آنکھون سے پانی جاری ہوگیا اسقدر آب
چشم سرخابان کی طغیانی ہوئی کہ وہ طاس لبریز ہوگیا اور تمام سرخاب اُڑکر شاہزادہ نورالدہر کے سر پہ
سایہ فگن ہوئے شاہزادہ اُس نازنین کا ہاتھ پکڑکر نیچے آیا دیکھا کہ ہر سوراخ مین زینے ہوگئے تھے اور ہر چہرہ
پریزادان کاغذ کی تصویر تھی جب قریب طاس کے آئے ہر چند وہ لڑکا تڑپا مگر شاہزادے نے نہ چھوڑا اور
اسکو اب چشم سُرخابان کے طاس مین ڈالدیا وہ لڑکا اُس مین غوطے کھانے لگا آب طاس جوش زن ہو کر
اُس نازنین کو اچھالکر ڈبونے لگا شاہزادے نے دیکھا کہ یکایک وہ لڑکا پیر فرتوت ہزار سالہ روسیاہ ایسا
ہوگیا کہ غول صحرائی بھی صورت سے اُسکی ڈرجاے شاہزادہ نے آیۂ لاحول پڑھا بعد اُسکے دیکھا کہ نہ وہ آب
نہ طاس نہ دھوان نہ شعلۂ آتش شاہزادے نے اُسکی ٹانگ پکڑ کے کھینچی اور تنور آتشین مین ڈالدیا وہ لاش
فریاد کرنے لگی آتش تنور سرد ہوگئی بیرون نے اُسکے نکالکر لاش اُسکی باہر پھینکدی شاہزادے نے آواز
دی اے محرمان ساحر بیحیا آؤ مدت سے قید مین اس ملعون کی پڑے تھے اب رہا ہوا در یا بنا اپنا انتقام
اس ملعون کی لاش سے لو یہ سنتے ہی تمام سُرخاب جمع ہوکر دوڑے اور لاش پہ ساحر کی آئے اور منقارون سے
اور پنجون سے لاش اُسکی نوچ نوچ کر کھانے لگے ایک آواز مہیب آئی کشتی مرا نام من نورافشان جادو
بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب تمام سرخاب اُس ساحر کی لاش کا گوشت سیاہ
نوچ نوچ کر کھا چکے جا بجا سب سرخابون نے کہ اُڑ جائین شاہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اگر تمہین سے

ایک بھی سرخاب زندہ نکل جائیگا آفت برپا کریگا پھر طلسم کشا کا بچنا محال ہی شاہزادے نے فوراً جلو مین آب
طاس لیکر تنور مین ڈالا خود بخود تمام سرخاب تنور مین کود پڑے اور جل کر خاک ہو گئے جسطرح پروانے شمع پر
اپنے تئین گرا کر جلا دیتے ہین وہ سب سرخاب بہ آواز بلند کہنے لگے ای جوان تو نے ہمسے دغا کی ہمنے تیرا کیا گناہ کیا
تھا جو تو نے جلا دیا بعد اُن سب کے جل جانے کے گرد وغبار رفع ہوا تاریکی دور ہوئی ابر اُٹھا موتی برسنے لگے

داستان عجائب نشان حالات مرحلہ ہشتم وحکایات قصر عالیشان کی کہ دیوارین اسکی مثل آئینہ کے صاف وشفاف ہین اور طلسم نیرنگ پردۂ عجائب کے بیان کیے جاتے ہین

جلوہ طرازان عجائبات نیرنگ بیان گہر افشان وحکایت نویسان حالات مرحلہ طبع رنگین نشان سحربیان اس
داستان حیرت نشان کو صفحۂ آئینہ وار پر قلم سحر رقم سے یون لکھتے ہین - کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے
نورافشان جادو کو اس دھوم دھام سے مارا اور ہوانشین کو بھی جلا کر خاک سیاہ کیا اب جو سر اُٹھا کر چارطرف
میدان مین دیکھا سامنے چہار دیواری مثل آئینہ سکندری کے صاف وشفاف ہی آگے بڑھکر جو غور سے
نظر کی سراپا آئینہ کی دیوارین ہین کہ اُن شیشون مین سے چارون طرف نشان محراب کے معلوم ہوتے ہین
اور اندر اُسکے پردے چھٹے ہوے ہین شاہزادہ حیران ہوا کہ پردۂ اصلی کونسا ہی اور دروازہ اصلی کونسا ہی
پھر دل مین کہا کہ سب پردے اُٹھا کر جلوہ پردۂ اصلی معلوم ہو جائیگا ایک پردہ اُٹھا کر جو دیکھا دیوار آئینہ کی
پھر نظر آئی اسی طرح چند پردے اُٹھائے ہر پردے مین دیوار آئینہ دیکھی اُسوقت عقل سے دریافت کیا کہ یہ
عکس پردۂ اصلی کا ان دیوارون پر پڑتا ہی مگر حیران تھا کہ عکس مقابل مین ہوتا ہی کہ اس وجہ عکس پڑتا ہی
آخر ہر پردے کو اُٹھا کر گئے رفتہ رفتہ پردۂ اصلی تک پہونچے دیکھا کہ پردۂ اصلی اسقدر باریک ہی کہ تمام کیفیت اندرونی
کی ادھر دکھائی دیتی ہی اور ہر پردے پر تصویر مرصع کار کھنچی ہوئی ہی شاہزادہ دیکھکر محو تماشا ہو گیا اسطرح نظر ڈالکر
غور کیا کہ جیسے آنکھ اُسی مین جم کر رہگئی خیال کیا یہی تصویرین برابر سے پھیلی ہوئی ہین اور دوسری طرف پردے
بارش گوہر آبدار دکھائی دیتی ہی اور برابر تصویر کے ابر تصویر برق کا چھایا ہوا ہی اور نیچے برق تصویر کے چند
مسافر ہین شہزادے نے دیکھا وہ ابر دوسری طرف مروارید برساتا ہی اور برق کی چمک ہوتی ہی اور چند مسافر
آتے ہین برق جہندہ سے جل جاتے ہین پھر دیکھا ایک تاجدار کی تصویر ہی مع چند قراول اور بازدار کے مثل
شکارگاہ کھنچی ہوئی ہی اسطرف میدان اصلی ہی ہر تصویر اصلی ایسا ہی معرکہ دکھاتی ہی شاہزادے نے ایک تصویر کو
بعینہ اپنی صورت سے مشابہ پایا مگر اس صورت سے کہ ہاتھ پانون بندھے ہوے بارگاہ دیوان مین بیٹھا ہی اور ایک
دیو بصورت مہیب تخت نخوت پر متمکن ہی جس حیثیت سے دربار دیو قہقہہ سہ چشمی مین گرفتار ہو کر گئے تھے اُسی
صورت اور اُسی لباس سے اپنے مشابہ تصویر دیکھی شاہزادہ نور الدہر تصویرات کو دیکھکر اور زیادہ مشتاق ہوا پردہ
اُٹھا کر اندر گیا اور نزدیک سے اُن تصویرات کو دیکھا ہر جگہ سے یہ مقام نہایت پسند آیا ہاتھ اُٹھانے کو بڑھایا آواز
مہیب پیدا ہوئی اور کسی نے مکر مقام کر بیس قدم دور اُن تصویرون سے ہٹا دیا تین بار شاہزادے نے ارادہ
اُٹھانے کا تصویرون کے کیا اور تینون بار ایسا ہی ہوا پھر آواز آئی کہ ایک ایک جگہ سے یہان تک آیا تو اور سرکرنے
سے خوش ہوا اب ارادہ اندر جانے کا رکھتا ہی تو دوسری بار اور عظیم ترین نعرہ ہوا کہ آواز سے پردہ پھٹ گیا
اور اُسمین سے ایک شیر ببر اٹھارہ گز کا ہمہمہ کرتا ہوا ڈکارتا ہوا نکلا اور نور الدہر پر حملہ کیا شہزادے نے بجلکم لوح
تیر گوشہ کمان مین جوڑ کر مارا کہ گوش راست پر شیر کے پڑا وہ شیر زمین پر گر کے لوٹا اور اژدہا بنگیا اور آگ کے

۱۴۰

شعلے منھ سے نکالنے لگا شہزادے نے تلوار ماری پھر اژدہا بھی زمین پر لوٹا اور فیل آتشین بنگیا دانت اُسکے نیزۂ بلند کے مانند تھے شاہزادے نے خنجر کمر سے کھینچکر خرطوم پر مارا خرطوم فیل کی کٹ گئی فیل زبردست زمین پر گرا اور لوٹ مارکر نہنگ بنگیا شاہزادے نے لوح مثل آئینہ اُسکے مقابل کرکے دکھائی وہ بشکل عجیب وغریب نہایت مہیب ہوکر للکارا شاہزادے نے دیکھا کہ چہرہ اُسکا دیو کا ہی اور گردن اونٹ کی ہی اور پنجے شیر کے ہین اور پشت نہنگ اور سینہ پلنگ کا ہی اور دُم اژدہے کی ہی اور کان فیل مست کلان کے ہین اور آنکھین بلاؤ کی ہین اُس بدبخت نے کہا او خیرہ سر کون ہی تو کہ میری کسی صورت سے نہ ڈرا کیا تو جگر و دل فولاد سے سخت تر رکھتا ہی پھر شاہزادے کی طرف دونون ہاتھ بڑھائے شہزادے نے اسم پڑھکر دست و بازو پر اپنے دم کیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کر اُس دیو کو اُٹھا لیا اور تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا کہ وہ تڑپنے لگا پھر ایک پانون اُسکا دونون ہاتھ سے مضبوط پکڑا اور پانون اُسکا اپنے پانون کے نیچے دبایا بہ قوت صاحبقرانی چیرکر پھینک دیا شور و غل اُٹھا ہنگامہ قیامت خیز محشر انگیز برپا ہوا تاریکی چارطرف چھاگئی ہوائے تیز و تند چلنے لگی جب روشنی ہوئی اور سب آفتین برطرف ہوئین آواز آئی کشتی مرا نام من پردہ دار جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم اب جو شاہزادے نے اُسکی لاش کے ٹکڑون پر نگاہ کی تو ایک لیموے سبز دل سے اُس دیو کے باہر نکلا ہوا تھا شاہزادہ نورالدہر نے بحکم لوح وہ لیموے سبز اُٹھا لیا اور پاس پردے کے آیا اور دیو سفید کی تصویر کو ڈھونڈھنے لگا تلاش کرتے کرتے جب دیو سفید کی تصویر ملی وہ لیمون تصویر کے ہونٹھون پر ملدیا دیو سفید نے جمائی لیکر منھ مثل غار عمیق کے کھولا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اُس تصویر کے منھ مین کود ا اُس غار عمیق مین جسوقت شہزادہ گرکر بیہوش ہوگیا جب ہوش آیا اپنے تئین اُسطرف پردے کے پایا فرمایا عجب پیچیدہ راہ پردے کی نکالی ہی جب شاہزادہ اُسطرف آیا دیکھا وہی کیفیت ہی جو اُسطرف تھی وہی تصویرین وہی پردے وہی دروازہ وہی برق وغیرہ حیران ہوا کہ اُسطرف ادھر کا سامان و کیفیت دکھائی دیتی ہی اب اسطرف جو آیا اُدھر کا حال بعینہٖ وہی ظاہر ہوتا ہی عجیب و غریب ماجرا ہی محو تماشا ہی۔ صنعت بانیان طلسم متحیر ہوکر دیکھنے لگا۔

پہونچنا شاہزادہ نورالدہر کا پردۂ طلسمات مین چشمۂ آب حیات تک

دانندگان ماہیت بحر زخار طبع روان و آشنایان کیفیت ظلمات مضامین بے پایان چشمۂ داستان رنگین بیان کو صورت آب حیوان جاری کرتے ہین شعر چہ افسون بادل دیوانہ بیکرد ✤ کہ از ہر آشنا بیگانہ بیکرد ✤ شہزادہ نورالدہر نے اُسی تماشا گاہ مین دیکھا کہ ایک طرف کو بیابان ہی اُن تصویرات عجائبات کو دیکھتے ہی بیابان کی طرف چل نکلا تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ ایک سیاہی نظر پڑی جب وہان پہونچے تو دیکھا ایسی تاریکی ہی کہ زمین و آسمان کچھ نہین دکھائی دیتا راہ مطلق نہین سوجھتی ایسی سیاہی اور تاریکی کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی وہ اندھیرا اگر خضر بھی ہو تو راہ بھول جاے پیچھے پھر کے جو دیکھا تو وہ پردے بھی نہین تھے ہزارہا آوازین مہیب اُس ظلمات مین آتی ہین شاہزادہ خائف و ہراسان ہوا لوح کو اپنے تمام جسم پر ملا مگر کچھ نہ دکھائی دیا نہایت حیران و پریشان و ملیز خیال کیا ایسا نہو کوئی لوح لے لے یکایک ایک آواز کان مین آئی شہریار غافل کیون پریشان ہی لوح کو ہاتھ مین لیکر اپنے سامنے کر شاہزادہ نورالدہر نے لوح کو مقابل مین کیا نور لوح ایسا ساطع ہوا کہ دس قدم کے فاصلے تک جلوہ گر ہوئی اُسکی روشنی مین چلے دیکھا کہ سامنے سے ہزارہا بچھو اور بنڈیلے سور چلے آتے ہین اور قریب آکر شہزادہ پر حملہ آور ہوے مگر جو روشنی مین لوح کی آتا ہی جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہی شہزادہ بموجب حکم لوح

چلا جاتا ہی ان ریچھون مین ایک ریچھ زرد رنگ کا تھا کہ تمام موہاے بدن مقیش طلائی کے تھے اور روشنی مین لوح کی
نہایت تابندگی ہوتی تھی شہزادہ بحکم لوح جستجوے سنگریزہ کرنے لگا دیکھا کہ ہزارہا سنگریزے پکھراج و زمرد کے پڑے ہین
اور طول و عرض مین برابر ہین اور رنگ سب کا یکسان ہی شہزادہ حیران ہوا کہ کونسا سنگریزہ اٹھاؤن آخر اسم لوح
پڑھکر دم کیا دود سیاہ کی تاریکی ہر طرف ہوئی اور رنگ سنگریزون کا متغیر ہوا شہزادے نے دیکھا کہ ایک سنگریزہ
انشانی ہی کہ سفید نقطے اوپر اسکے بنے ہوئے ہین اُس سنگریزے کو اُٹھا کر اسم لوح پڑھا اور اُسپر دم کیا اور اُس ریچھ
پر کھینچ مارا پیشانی پر اُس ریچھ کے پڑا کاسہ سر پھٹا پچھڑ زمین پر گرکے مرگیا ایک غلغلہ اُٹھا ہنگامہ محشر برپا ہوا البعد او آزادی
کشتی مرا نام من خراس جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم شہزادے نے بموجب حکم لوح مغز سر
اُسکا اُٹھا کر آگے ہاتھ کیا رفتہ رفتہ اُس جگہ پہنچے کہ غول زاغان سیاہ کا بیٹھا ہوا تھا جیسے پہاڑی کوے ہوتے ہین
اور یہ ریچھ شہزادے کے پیچھے سے آئے جب ریچھ حد مین اُن کوؤن کے پہنچے ایک کوا بہت بڑا پہاڑی غول سے
جدا ہوا اور زمین پر لوٹ کر بھیڑیے کی صورت بنگیا اور جھپٹ کر ریچھ کو پکڑ کے پھاڑ ڈالا دوسرے ریچھ نے حملہ کیا بھیڑیے نے
اُسکو بھی لپیٹ کر پھاڑا اور نوچ کر کھا لیا اسیطرح چند کوے اور ریچھ لڑ لڑ کر کشتہ ہوئے شہزادہ کھڑا تماشا دیکھا کیا جب شہزادے
نے دیکھا کہ قطار کوؤن کی دو طرف بیٹھی ہی بیچ مین راہ خالی ہی نور الدہر نے مغز سر اُس ریچھ کا بیچ مین اُن کوؤن کے
ڈالدیا سب کوے مغز کھانے کیواسطے جھپٹ پڑے منقارون سے نوچ نوچ کر کھانے لگے بہت سے کوے کھاتے
ہی مرگئے شہزادہ آگے روانہ ہوا یہانتک کہ چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ دو سنگریزے پڑے ہین ایک سنہرا ایک سیاہ
ہر کنارے پر اُس چشمہ کے گڑے ہین شہزادے نے اُن سنگریزون کو اُٹھا کر اسم لوح پڑھا اور دم کیا کوؤن
کے غول پر پھینک مارا کوے خوش ہو کر راضی ہوئے سب مرے ہوئے کوؤن کو منقارون سے اُٹھا کر کنارے
پر چشمہ کے لائے ازبسکہ وہ چشمہ قد آدم عمیق تھا اور پانی اُسکا سفید دابدار مثل گوہر نایاب کے تھا مگر کوے اُڑکر
اُس چشمے مین غوطہ زن ہوئے اور منقارون مین اپنی پانی بھر کر لائے اور قطرہ قطرہ زاغ ہاے کشتہ پر چھڑکا سب
مرے ہوے کوے زندہ ہوگئے شہزادے کو دیکھکر حیرت ہوئی اور عقل سے معلوم کیا کہ یہ چشمہ چشمۂ آب حیات
ہی شہزادہ بھی راہ کی مسافت اُٹھاے ہوئے تکلیف گرمی کی سہے ہوئے نہایت پیاسا تھا کمال پانی پینے کی چاہ
ہوئی بہت خوش ہوا چاہا کہ کسیطرح پانی پیجیے دیکھا کئی ڈول طلائی اور کئی رسیان کلابتون کی اور پیالے زرین
کئی کنارے پر چشمہ آب حیات کے رکھے ہین مگر حکم امتناعی لوح کا پہلے ہی صادر ہوچکا کہ ای طلسم کشا ہرگز اُس
چشمہ کا پانی نہ پینا ہرچند تشنگی غلبہ کرے یہ پانی نہ پینا چاہیے لیکن شاہزادہ کا ادھر تو پیاس سے نڈھال اور
سامنے آب خوشگوار صاف و شفاف بسبب تشنگی کے شوق آبحیات مین ایسا محو ہوا کہ دل بیتاب ہوگیا حکم
لوح دل سے فراموش ہوا ڈول طلائی اُٹھا کر رسی مین باندھا اور پانی کھینچکر جام لبریز کرکے چاہا کہ پانی پیین ابھی
جام آب قریب لبون کے پہونچا پیا نہ تھا کسی کی آواز کان مین آئی ای شہریار ہرگز یہ پانی نہ پینا شہزادے نے
پھر کر دیکھا ایک پیر مرد سبز پوش عصاے زمردین ہاتھ مین ندا کرتا چلا آتا ہی ای شہزادے تھم جا بیقرار ہو مین آیا
جب وہ پیر مرد قریب آیا شہزادے نے پوچھا آپ کون ہین اور مجھسے کیا کام ہی اُس پیر مرد نے کہا منم خضر رہنما
ای فرزند یہ چشمہ سحر ہی اسکا ہرگز پانی نہ پینا اگر ایک قطرہ آب اس چشمہ کا حلق سے اُترا تمام جسم تیرا پانی ہوکر
بہ جائیگا شہزادے نے کہا مین نہایت پیاسا ہون اب تاب ضبط نہین اُس پیر مرد نے کہا کہ مین ابھی
پانی لاتا ہون یہ کہکے جیب سے ایک کوزہ پُر آب نکالا شہزادے کو دیا شہزادے نے وہ کوزہ منھ سے لگا کر پانی پی لیا

پیر مرد نے باواز بلند کہا نوش جان۔ پیتے ہی شہزادہ بیہوش ہو کر گرا پیر مرد نے لوح گلے سے شاہزادے کے
اتار کر اپنے گلے مین ڈالی اور شہزادۂ نور الدہر کو بزور سحر قید کر کے اٹھایا اور لیکر طرف دیحور جادو کے
روانہ ہوا ناظرین والاتمکین کو معلوم ہو وجہ شہزادۂ نور الدہر کے قید کرنے کی یہ ہے کہ جب شہزادہ نور الدہر
نے پردہ دار جادو اور خراش جادو کو مارا اور لاشین اُن دونون ساحرون کی سامنے سکلل خان جادو
کے گئین سکلل خان جادو مع ملک مروارید سامنے خداوند دیحور جادو کے فریاد و استغاثہ کرتے ہوے
آئے کہ طلسم کشا نے ایسے ساحران زبردست کو قتل کیا اب طلسم ٹوٹ جائیگا دیحور جادو نے اپنے
وزیر مدبر جادو کے کان مین کچھ چپکے سے کہا مدبر جادو چشمۂ آب کی طرف روانہ ہوا مدبر جادو نے
جام آب بیہوشی پلا کر شہزادۂ نور الدہر کو گرفتار کیا اور لوح لیکر آپ پہنی اور شہزادے کو لیکر سامنے دیحور
جادو کے آیا دیحور جادو نے حکم کیا کہ تمامی طلسم مین منادی ندا کرے کہ سب آدمی خرد و کلان اس طلسم مین
کل صبح کو آکر جمع ہون طلسم کشا جلایا جائیگا اور لوح لیکر اپنے گلے مین ڈالی اور شہزادے کو زندان مین قید کیا
نگہ مجزان اخبار و فرصیحہ تحریر کرتے ہین کہ جب مدبر جادو شہزادۂ نور الدہر کو گرفتار کر کے سامنے خداوند
دیحور جادو کے لایا دختر دیحور جادو ملکہ مغرور خود پسند پہلوے پدر مین بیٹھی تھی حسن و جمال
بیمثال شہزادہ نور الدہر دیکھتے ہی عاشق و فریفتہ ہو گئی اور ناوک عشق شہزادۂ نور الدہر نے ایسا جگر
و دل ملکہ مغرور خود پسند کو گھائل کیا کہ فوراً غش کر گئی خداوند دیحور جادو گھبرا گیا اسی وقت کیوڑا گلاب
منگا کر چھڑکا لخلخہ سونگھایا ہوا مین ٹھنڈی ٹھنڈی دین بڑی دیر کے بعد ملکۂ مغرور خود پسند کو ہوش آیا کنیزان
خاص بازو تھام کر قصر مین لائین ملکہ نے تمام اپنی کیفیت دایہ سے کہی کہ وہ ملکہ مغرور خود پسند کی ہمراز
تھی دایہ نے کہا بلالون واری جاؤن آپ کیون مضطر و بیتاب ہین آج ہی شب کو اسکو رہا کر کے لے آؤنگی
وہ تمام دن ملکہ کو فراق یار کی بیقراری مین گذرا جب شام ہوئی دایہ کہ تھی کہ نام اس دایہ کا سوسن جادو
تھا زندان خانہ مین آئی اور شہزادۂ نور الدہر کو رہا کر کے لے گئی شہزادۂ نور الدہر ملکہ مغرور خود پسند
کے سامنے آیا ملکہ خوش ہوئی اور برنگ گل شگفتہ کے باچھین کھل گئین اور شہزادے کو مسند جواہر نگار
پر بٹھایا دایہ یعنے سوسن جادو کو خلعت پر زر سے سرفراز کیا محفل عیش و نشاط آراستہ و پیراستہ
کی گلابیان شراب کی اور گزشتیان سامنے رکھی گئین ملکہ مغرور خود پسند نے جام بادۂ گلفام لبریز کر کے
پہلے شہزادۂ نور الدہر کے آگے پیش کیا شہزادۂ نور الدہر نے کہا مین تمھارے ہاتھ کی کوئی چیز
نہین کھا سکتا ہون نہ پی سکتا ہون اے ملکہ جب تک تم دین اسلام قبول نہ کرو گی مین ہرگز نہ تمکو ہاتھ لگاؤنگا
نہ تمھاری کسی چیز کو چھوؤنگا ملکہ نے فوراً بخوشی دین اسلام قبول کیا شہزادے نے ارکان دین اسلام اور
کلمۂ توحید تلقین کیا چند خواصین بھی مسلمان ہوئین جام شراب گردش مین آیا دورہ مے چلنے لگا ادھر ناچ
شروع ہوا طعنین اُڑنے لگین عجب کیفیت جشن تھی مگر ایک کنیز ملکہ کی کہ نام اُسکا چنیا تھا وہ مسلمان ہوئی تھی
عداوت طلسم کشا کو دل مین رکھکر دیحور جادو کے پاس آئی اور تمام کیفیت جشن اور دورہ بادۂ ارغوانی
اور رہائی طلسم کشا زندان خانے سے سب دیحور جادو کے سامنے بیان کی دیحور جادو آگ بگولا سنکر
ہو گیا اور چنیا کنیز ملکہ کو ساتھ لیکے قصر ملکہ مین آیا شاہزادے کو ملکہ کے پہلو مین پایا فوراً سحر کر کے دونون
کو گرفتار کیا اور بارگاہ مین اپنی لایا شب کو قید رکھا ہنگام سحر حکم کیا کہ میدان خونی تیار ہو دونون کو قتل

کرونگا فوراً میدان خونی بناکر آراستہ کیا ہزارہا خرد و کلان تماشا دیکھنے کو آئے گویا میلہ جمع ہوگیا دیجور
جادو نے جلادون کے دونون کو حوالے کیا جلاد لیکر میدان خونی مین آئے مجرمون کو نطعی پر بٹھایا دیجور جادو
کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوا اور تمام امرا و وزرا ساحران غدار آکر سیر دیکھنے کو حاضر ہوئے یکایک میدان خونی
مین ایک مقام پر زمین شق ہوگئی اور اُس مین سے پریان تخت لیے ہوے نکلین ایک پریزاد خوبصورت
تخت پر جلوہ آرا تھی وہ تخت سامنے دیجور جادو کے آکر اُترا پریون نے پہلے سجدہ کیا پھر کہا ای خداوند
دیجور جادو ملکہ مغرور خودپسند آپ کی دختر نیک اختر کو خداوند نمرود شاہ نے طلب کیا ہی کسواسطے
کہ آپ نے فرزند ارجمند زیور شاہ کے ساتھ ملکہ کو نامزد کیا دیجور جادو خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیا
پریون نے ملکہ کو اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اور پریان تخت لیکر روانہ ہوئین مگر چلتے وقت یہ کہا کہ خداوند نمرود شاہ
نے کہدیا ہی کہ جب ہمارا دست قدرت نکلے طلسم کشا کو اور لوح طلسمی حوالے کرنا ہم لوح معدوم کردینگے بعد
تھوڑی دیر کے زمین سے دست قدرت نمرود شاہ نکلا اور طلسم کشا کو بھی اُٹھا لیا آواز آئی کہ لوح دیدو کہ
ہم فوراً لوح طلسمی کو ایسا معدوم کرین کہ کوئی نہ پاسکے دیجور جادو نے لوح طلسم گلے سے اُتار کے دست قدرت
نمرود شاہ کے حوالے کی میدان خونی سے دیجور جادو خوش و خرم پھر کر دربار مین آیا اور صحبت عیش و نشاط
آراستہ کرکے جشن مین مشغول ہوا جام شراب گردش مین آیا بادہ ناب پی کر بدمست ہوگیا ادھر کا حال
سنیے کہ حرکات تیزی دست سحر سے شہزادہ بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوشیار ہوا اور آنکھ کھولی اپنے
تئین باغ مین مسند جواہر نگار پر برابر پہلوے ملکہ مغرور خودپسند کے پایا اور سامنے مسند کے ایک نازنین
زہرہ جبین کو دیکھا شہزادے نے پوچھا تو کون ہی اُس نازنین حور شمائل نے کہا مین بھی حضور کی کنیز دختر مہر جادو
ہون اور عاشق آپکا نقابدار شنجرفی پوش ہی آپ خاطر جمع رکھیے انشاء اللہ پہلے عقد آپکا نقابدار شنجرفی پوش
کے ساتھ کرونگی پھر اپنے ساتھ کرونگی یہ کہکر لوح گلے مین شہزادے کے ڈالدی شہزادہ بحکم لوح دروازہ شرقی
کے باہر آیا دیکھا کہ وہی چشمہ آب حیوان ہی جہان سے گرفتار ہوئے تھے پھر شہزادے نے چاہا کہ پانی پئین آواز
آئی ای شہریار غافل ایسی غفلت کیا کرتا ہی یہ پانی ہرگز نہ پینا ہرگز نہ پینا شہزادے نے دیکھا کہ وہی نقابدار
شنجرفی پوش شیر ببر پر سوار کہ آنکھین اُس شیر کی مانند مشعل کے تابان اور آدھا جسم شیر کا اور آدھا جسم غول
صحرائی کا اُس شیر کی آنکھ کی تجلی سے تمام میدان ظلمات روشن ہوگیا غرضکہ نقابدار شنجرفی پوش سامنے
شہزادے کے آیا اداب سلام بجالایا اور عرض کیا ای شہریار یہ کیا خلاف لوح آپنے کیا ہرگز قریب چشمہ
آب حیات کے نہ جانا اور مطلق اسکا پانی نہ پینا شہزادے نے کہا مین بہت پیاسا ہون نقابدار شنجرفی پوش
شیر پر سے اُترا زرین پوش کا فرش کیا اور دسترخوان سفید بچھایا طرح طرح کے طعام لذیذ چنے اور آب سرد و خوشگوار
کے جام پیش کش کیے اور خوشہ انگور لطیف و تازہ برائے قوت حاضر کیے اور کہا بسم اللہ ای شہریار نوش
کیجیے شاہزادہ نور الدہر نے خوب سیر ہوکے طعام لذیذ کھایا اور خوشہ انگور نوش کیے اور کئی جام آب
سرد و خوشگوار پی کر سیراب ہوئے شکر خدا بجالاے نقابدار نے کہا ای شہریار اس مقام پر بہت ہوشیار
رہیے گا آپ داخل طلسم پردہ عجائب ہوئے اور یہ شیفتہ قدیم اول سے آپکو سمجھاتا چلا آتا ہی لوح سے
نہایت خبردار رہیے گا شاہزادے نے کہا نام اپنا بتاؤ اور مقام کا پتا دو نقابدار نے کہا انشاء اللہ سب آپکو
ظاہر ہو جائیگا شاہزادہ ہر چند پوچھا کیا اور بہت مصر رہا مگر نقابدار شنجرفی پوش حیلہ حوالہ کرکے رخصت ہوا

اور چلا گیا شہزادہ نے لوح کو دیکھا بحکم لوح اسم پڑھ کر چشمہ پر دم کیا فوراً مینڈھک بڑے بڑے پیدا ہوئے
اور پشت اُنکی پتھر کی تھی مینڈھک شہزادے کو دیکھکر ہنسنے اور بلند ہونے لگے اسقدر بلند ہوئے کہ پشت
چشمے کے کنارے سے لگ گئی اور پاؤن شاہزادے تک پہونچے شاہزادہ بحکم لوح اُنکی پشت پر سوار ہوا اور
وہ مینڈھک پانی مین لیکر شاہزادے کو بیٹھے یہان تک کہ تہ آب پہونچے شاہزادے نے منھ اور آنکھین بند
کرکے سانس روکی دم کشی کرنے سے سنگ ہوگئے درمیان آب کے جو شاہزادے نے آنکھین کھولین دیکھا
گل نیلوفر کھلا ہوا کنول کے مانند بقدر سبد کلان پیدا ہوا شہزادہ اُس سبد گل نیلوفر پر جا بیٹھا خوشبو نے دماغ
معطر کرکے شہزادے کو بیخود کردیا وہ پھول لیکر شاہزادہ نورالدہر چشمۂ آب مین غرق ہوگیا

وہ کلمے داستان عالیشان شہزادہ نورالدہر کا چشمۂ حیات سے نکلکر پہونچنا کوہ کافور مین بیان ہوتے ہیں

رہروان غرق بحر چشمہ طلسم عجائب آشنایان سنگین طراز حکایات غرائب اُس داستان حیرت بیان کو یون
تحریر کرتے ہین۔ کہ جب شاہزادہ نورالدہر کو گل نیلوفر لیکر چشمۂ آب حیات مین غرق ہوا شاہزادے نے
آنکھین بند کرلین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے تئین صحرائے نورانی مین پایا اور وہ وقت صبح کا تھا لیکن
کثرت سرما اور شدت سردی کی اسقدر تھی کہ رنگ شہزادے کا نیلگون ہوگیا اور دانت سے دانت بجنے لگے
ہاتھ پاؤن مین لرزا پیدا ہوا شاہزادہ تھر تھر کانپنے لگا تحریک نزلہ اور زکام کی شدت ہوئی پہنے کافور سے تمام
صحرا اٹا ہوا تھا اور کوہ کافور مثل سفیدۂ صبح صادق کے نورانی تھا اور ایک فقیر چوٹی پر کوہ کافور کے بیٹھا تھا
لیکن نصف بدن اُس فقیر کا کوہ کافور مین غرق تھا اور نصف بدن باہر تھا مگر بالکل برہنہ جسم پر ایک پارچہ کا نام
بھی نہین اور غرق عرق اسقدر تھا کہ قطرے عرق کے مثل باران کے ٹپکتے تھے اور ایک درخت بہت بڑا سایہ
بیج کا قریب اُس فقیر کے ہے کہ سایہ اُسکا سر پر اُس فقیر کے ہے اور شاخین درخت کی گرد کوہ کے ایسی جھکی ہوئی
ہین کہ زمین پر بوسے لیتی ہین اور ہاتھ مین اُس فقیر کے دو پنکھے ہین وہ اپنے تئین پنکھا جھل رہا ہے اُسپر بھی گرمی
سے عرق ٹپک رہا ہے شہزادہ حیران ہوا کہ تمام صحرا گرد پہاڑ سردی سے اور خنکی سے کافور کی یخ ہو رہا ہے اور جس
فقیر کا یہ حال ہے کہ نصف بدن کافور مین غرق ہے اور اسقدر اُسکو گرمی کی شدت ہے کہ ہر وقت پنکھے جھل رہا ہے اور
عرق عرق ہوا جاتا ہے اور ہوا سے درخت فلفل سیاہ کو ایسی جنبش ہے کہ خوشے فلفل سیاہ کے گرکر جو ٹوٹتے ہین اُن
دانون سے فلفل سیاہ کے بگلے سفید و براق پیدا ہوتے ہین قطار در قطار ہزارہا بگلے اُڑ رہے ہین اور عرق جو
فقیر کے بدن سے مثل فوارے کے جاری ہے وہ آب عرق بہہ کر کوہ سے زمین پر گرتا ہے کوہ بھی اُس عرق کی حدت
سے پگھل کر جابجا شگافتہ ہوگیا ہے اُس آب عرق کے ساتھ جو ملکر کافور بہتا ہے وہ ایک چشمۂ شیر بہت بڑا گرد کوہ
کے موج زن ہے اور بگلے جو خوشۂ فلفل سے پیدا ہوتے ہین کنارے پر اُس چشمہ کے بیٹھ کر غوطہ لگاتے ہین
اور خوش فعلیان کرتے ہین اور پر و دن کو آب کافور مین تر کرکے اُڑتے ہین اور پہاڑ پر جھڑکتے ہین ہر قطرہ
قرص کافور کا شگافہاے کوہ مین پیوند ہوتا ہے اور کوہ بلند ہوتا جاتا ہے فقیر تو کوہ کو کم کرتا ہے اور ناقص بناتا ہے
اور بگلے آب کافور چھڑک کر درست و بلند کرتے ہین شہزادے کو باوجود اس سردی کے پیاس کی شدت ہے کہ
ہر بار جیتا بانہ بڑھتا ہے کہ پانی پیجیے مگر بھر رہ جاتا ہے کہ لوح یاد آئی اُٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے طلسم کشا زنہار اس
چشمہ کا پانی نہ پینا کہ یہ پانی سم طلسم و فریب ہے دام دغا صیادان طلسم نے بچھائے ہین پانی پیتے ہی تمام بدن
مثل برف کے ہوجائیگا ضبط کرکے کنظر بہ قدرت خدا کہ شہزادے کی خاطر جمع ہوئی اور ایک شاخ درخت

فلفل سیاہ کو دیکھا کہ لگی ہوئی ہی اور رنگ اُسکا زرد ہی اور کرم خوردہ نہایت کاہیدہ ہی اسم لوح پڑھکر اُس شاخ پر دم کیا اور ہاتھ سے وہ شاخ پکڑی شاخ درخت اسقدر بلند ہوئی کہ شاہزادہ کوہ سے اونچا ہوگیا دیکھا کہ مونے سر فقیر لینے جٹے سے خود بخود ایک لٹ بال کی جدا ہوئی اور ایک جانور مثل بلغ کے برنگ سبز اُسمین سے نکلا اور گرد شہزادے کے اڑنے لگا ہوا سے پرواز سے اُسکے دماغ معطر ہوگیا اُسکی خوشبو سے غنودگی سے شہزادے پر غلبہ کیا شہزادے نے اپنے تئین ہوشیار کرکے بحکم لوح اسم پڑھکر دم کیا جانور مثل توپ کے گولے کے ہوگیا اور سر پر فقیر کے جاکر گرا وہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا تمام میدان اور وسط کوہ مین تاریکی چھاگئی آندھی سیاہ اُٹھی باد تند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے جب روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من کافور جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم تگریکان کوہ کافور وغیرہ سے اور

تلاطم سحر سے شاہزادہ تو رال پر بیہوش ہوگیا

دوسری کلیجے داستان حیرت نشان حالات بیشہ نیرنگ کے بیان مین

راویہ پیمایان صحراے نیرنگ خیال ودشت نوردان طلسم بیابان وجبال داستان حیرت افزا کو یون مندرج کیفیت کرتے ہین کہ جب شاہزادے کو کافور جادو کو مارکر ہوش آیا اپنے تئین ایک صحراے عجیب وغریب مین پایا دیکھا وقت شام کا ہی ایک نقابدار شجرفی پوش آیا زین پوش کا فرش کرکے دسترخوان بچھایا کباب مرغ بریان نان روغنی آگے شاہزادے کے پیش کش کیے اور کوزہ آب سرد خوشگوار دیے شکرانہ کرکے شاہزادے نے کھانا نوش کیا اور کوزے آب سرد کے پیے ہاتھ منھ دھویا شکر خدا کیا نقابدار کھانا شہزادے کو کھلاکر چلا گیا شہزادے نے سامنے درخت مولسری کا دیکھا کہ ہر برگ اور ہر شاخ وبیخ درخت پر ہزارہا جگنو بیٹھے ہین اور تمام درخت جلوہ گر یک شب تاب سے روشن ہی گویا ستارے آسمان سے اُتر آئے ہین عجب کیفیت ہی کہ ایک طرف درخت چلتا ہی کبھی آہستہ سے کبھی دوڑتا ہی شہزادہ بھی اُسکے ساتھ چلا جاتا ہی ناگاہ ایک قریہ نظر پڑا دیکھا کہ فوج کم سن کم سن لڑکون کی کہ سات سات آٹھ آٹھ برس کے سن نصف بدن اُنکا نیچے کا سیاہ اور نصف بدن اوپر کا سفید سر سے پاتک برہنہ چلی آتی ہی وہان درخت مولسری کا قائم ہوگیا اور لڑکے گرد درخت کے دوڑنے لگے اور تالیان بجانے لگے آواز سے تالیون کے جگنو اُس درخت سے اُڑ اُڑکر ان لڑکون کے بدن مین لپٹ گئے فوراً وہ لڑکے مثل مشعل کے جلنے لگے آخرکار آتشبازی کیطرح جلکر خاک ہوگئے اور پھر شرار اُن لڑکون کے جسم کا جگنو ہوکر درخت مین لپٹ گیا صبح تک یہی تماشا شاہزادہ دیکھا کیا جوقت روشنی مہر نمایان ہوئی سب سامان غائب ہوگیا اور جابجا زمین شق ہوگئی اور دیوانہ ہاے گاؤسوار اُسمین پیدا ہوے اور ہر دیوانے کے بال سرخ وسفید اور درازی بالونکی کمر سے نیچے تک اور زنجیرہاے آہنین پاؤن مین سبکے بندھی ہوئی اور گلون مین زنجیرین طلائی پڑی ہوئی اور ایک سرا زنجیر کا ہاتھون مین بندھا ہوا اور ایسی نیل گاے کے اوپر سوار کہ جس گاے کی ہیبت سے شیر بھاگ جاے اور زنجیرون سے رگین گلے کی چھل چھل کر خون بہتا ہی وہ قطرے خون کے گرکر ہوا مین قائم ہوگئے ہین اُن خون کے قطرون سے لال جانور پیدا ہوتے ہین وہ لال جانور اڑاڑکے دیوانون کے سرون پر بیٹھتے ہین کاسہ سر نوچ نوچ کر کھاتے ہین جب بالکل کھالیتے دیوانہ مع گاؤ گرکر پتھر بن جاتا ہی وہ پتھر شگاف زمین کو برابر کردیتا ہی شہزادہ حیران ہوا دیکھا کہ دن کو کم چڑھا ہی مگر آفتاب بیچ آسمان پر پہونچا ناگاہ باد تند چلی دیکھا کہ ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہوا مین اُڑتا ہوا چار طرف سے چلا آتا ہی اور آکر میدان مین قائم ہوا اور ایک مقام شگافتہ ہوا

ایک تختی سنگ موسی کی کہ عرض اُسکا ایک فرسخ کا ہوگا درمیان سے کوہ کے نکلی اور اُس تختی پر ایک مہیب صورت
کہ قد اُسکا ایکہزار ساٹھ سوگز کا اور ایک دیونی مادہ اُسکی اسی قد و قامت کی پاس اُسکے بیٹھی ہی یکایک دیو دیونی سے
لپٹ گیا اور پچھاڑ کر مجامعت کرنے لگا دیونی غمزہ نخرہ کرتی جاتی تھی اتفاقاً اُسی وقت وہ دیونی حاملہ ہوئی بعد
نو دقیقون کے ایک پسر اور ایک دختر پیدا ہوئی اور دو ساعت مین وہ بڑھ کر جوان ہوئے پھر باپ نے بیٹی
کے ساتھ عقد کیا اور پسر نے مادر کے ساتھ رنگ جمایا پھر دونون حاملہ ہوئین اور دختر و پسر جنے غرضکہ اسی طرح
الٹ پلٹ کر کچھ دورے ہوئے اور چند دقیقون مین سبکے سب جوان ہوکے برابر مادر و پدر کے ہوکے اُس میدان مین ناچنے
لگے اور سب پسر اپنی خواہرون پر عاشق ہوئے آخر آپس مین سب لڑ کر مر گئے مادر و پدر باقی رہے دیونی نے دیو کو کھا لیا
اور آپ تخت پر بیٹھ غائب ہوگئی پھر وہ پہاڑ بھی غائب ہوگیا شہزادہ تماشا دیکھا کیا

دو کلمے داستان فلک نشان خیمہ ہفت رنگ کے بیان ہوتے ہین

استادگان خیام سخن و بلند کنندگان بارگاہ عبارت رنگین اس داستان فلک نشان کو زینت طراز صفحۂ قرطاس
یون رقم کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا کہ وہ دیونی مع لاشہاے دختران دلبران تخت پر سوار ہوکے غائب
ہوگئی اور پہاڑ بھی معدوم ہوا اور پہر دن باقی ہی شہزادہ حیران حیران چار طرف دیکھتا تھا کہ سامنے ایک پہاڑ اور
ہفت رنگ کا نظر پڑا کہ چار طرف پہاڑ پر گلہاے رنگا رنگ اور نہال ہاے تازہ و تر ہین یکایک ایک ابر ہمرنگ
کوہ ہفت رنگ پیدا ہوا اور ہر رنگ کوہ کے مقابل ہوا آسمان آئینہ بنگیا عکس کوہ آسمان مین نظر
آنے لگا اور بجلی کڑکنے لگی رعد گرجنے لگا برق کی تابندگی نگاہ خیرگی کرتی تھی رعد کی آواز سے کلیجے دہلتے تھے
ایک جوڑا سیمرغ کا بہت بڑا ابر سے پیدا ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر اڑ کر بیٹھا سر سے تا قدم نصف رنگ اُنکے سفید
اور نصف رنگ اُنکے سرخ اب ہر رنگ کے ٹکڑے ابر کے جدا ہوئے اور زمین پر گرے جب جھونکا ہوا کا چلا پھر
اُڑ کر بلند ہوئے سات خیمے انھین پارہاے ابر سے تیار ہوئے کہ رنگ اُن خیمون کے مختلف تھے اور طنابین
اُن خیمون کی برق کے مانند تھین اور جو مین اُنکی مرصع کار تھین میدان مین ساتون خیمے استادہ ہوئے اور
ایک خیمہ منجملہ خیمہ ہاے ہفت رنگ مثل بارگاہ شاہان اولوالعزم کے برنگ مخمل زرد زرین کار برپا ہوا اور فرش وغیرہ
مخمل زرد کا مرصع کار اور پردے بھی مخمل زرد کے کار مرصع سے آراستہ اور چلمنین طلائی اور سائبان زربفتی اور مسند
جواہر نگار بچھی ہوئی اور سامان میخواری جو بادشاہون کے لائق ہوتا ہی وہ سب موجود تھا اور آواز پریون کے
قہقہہ لگانے کی اور واہ واہ کی صدا پریزادون کی اور صداے خلخال پاے نازنینان برابر چلی آتی ہی اور پاندان کھلنے
اور بند ہونے کی آواز پیدا تھی اور قلقل مے کا ہر خیمہ مین شور تھا شہزادہ غور سے دیکھ رہا تھا کہ اکثر حسینان و نازنینان
چلمن سے جھانک رہی ہین اور سیمرغ کے جوڑے نے کوہ پر جھپکی کھائی اور مادہ نے فوراً انڈا دیا وہ بیضہ ہوا پر
اڑ کر تمام دو حصے برابر سے ہوئے اور دونون حصے دربارگاہ زرد پر گرے دونون حوض کی شکل تھے وہ زمین پر
قائم ہوئے اور زردی سے بیضے کی پانی حوضون مین زعفرانی رنگ کا بھر گیا اب پریزادان مرصع پوش بارگاہ سے
باہر نکلین اور سینیان طلائی اور خوان طلائی اور کشتیان طلائی ہاتھون مین تھین وہ سب میدان مین لا کر رکھدین
اور تورے پوش اور خوان پوش اُن پر سے اٹھا لیے اور منھ طرف آسمان کے کر کے منتظر ہوئین یکایک سیمرغ
نے جھپکی کھائی اور پہاڑ سے اُڑ گئے اور ہوا مین معلق ٹھہرے اور پر و بال نر و مادہ نے اور پر اپنے گرائے سرخ
پر اُنکے جدا ہوکے گرے اور سفید اُنکے جدا ہوکے گرے وہ سب پریزادون نے سینیون اور خوانون اور کشتیون مین

جن جن کر رکھے وہ جوڑا سیمرغ کا بالکل گوشت کا مجسمہ ہوگیا اور زمین پر گر پڑا کہ ایک اژدہا پیدا ہوا اور
اُن دونون کو نگل گیا اور پہاڑ پر جاکے غائب ہوگیا اُن پریزادون نے خوان و سینیان وغیرہ اُٹھائین اور حوض میں
لاکر رکھین اور اپنے دامنون سے ہوا دینے لگین یکایک شعلے اُن پرون سے نکلے اور سب پر جل کر خاکستر ہوگئے
سُرخ پرون کی خاک گلال بنگئی اور سفید پرون کی خاک عبیری اور سینیان وغیرہ اُس عبیر و گلال سے بھرگئین
ناگاہ نسیم سحر چلی نکہت نے گل خودرو کے دماغ بسائے اور وہ گلال و عبیر اُڑکر حوضون مین گرا حبابہائے خوشرنگ
پیدا ہوئے اُن حبابون کو پریزادون نے اُٹھالیا وہ قمقمہ ہولی کے معلوم ہوتے تھے پریزادون نے سب
عبیر و گلال اُن قمقمون مین بھر دیا اور کشتیون مین لگاکر تورے پوش ڈالدیے اور آپ خیمہ مین جاکر غائب
ہوگئین شہزادہ یہ تماشا دیکھکر نہایت حیران ہوا اور لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا یہ طلسم برخلاف اور
طلسمات کے ہی جسقدر تو نے مشقت اور محنت کی ہی اور رنج و الم اُٹھائے ہین اب جندے عیش کر اس
عیش و طرب مین کسی پریزاد حوروش سے ارادہ مقاربت اور مجامعت کا نہ کرنا کہ کام بنا ہوا بگڑ جائیگا
شہزادے نے بموجب حکم لوح اسم لوح کو کف دست پر پڑھکر اپنے منھ پر ہاتھ پھیرا کہ اُسکی برکت سے دشمن
بھی دیکھے تو عاشق و فریفتہ ہوجائے بعد اُسکے اسم حفاظت کا پڑھکر اپنے اوپر دم کیا اور دوسرا اسم پڑھکر
لوح پر دم کیا کہ لوح نظر سے دوسرے کے نہان ہوئی اور حکم لوح تھا اے طلسم کشا تیرے واسطے لوح خود بخود
ظاہر ہوگی جب تک تو خیمہ ہشت رنگ سے باہر نجائے گا

دو کلمے داستان عشرت نشان خیمہ چین اول کے بیان ہوتے ہین

نقاشان عجائبات دلپسند روزگار و مصوران طلسمات بہترین مانی و بہزاد و قار اس داستان نیرنگ
نشان کو زیب و زینت چین سے مقابلہ کرکے یون آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ جب شاہزادہ نور الدہر
کو لوح طلسمی سے دلجمعی ہوئی پھر بغور خیمہ ہائے رنگارنگ کی طرف دیدہ حیرت سے دیکھنے لگا کہ خیمہ اول جو
خیمہ چین سے مشابہ تھا گویا نگارخانہ سے نکال کر لائے تھے کہ جسکی نقاشی پر بہزاد و مانی اپنا کان پکڑکر
دنگ ہوتے تھے اُس خیمہ سے ایک پریزاد کہ وضع اُسکی اہالیان چین کی تھی باہر آیا اور باادب سلام کرکے
عرض کیا کہ حضور اس خیمہ مین تشریف لیچلین صاحب خیمہ آپ کے بہت مشتاق ہین شہزادے نے
کہا کہ صاحب خیمہ کون ہی اُسنے عرض کیا کہ حضور وہان چلین خود معلوم ہوجائیگا شہزادے کو اجازت
لوح تو ہوچکی تھی ہمراہ پریزاد کے در خیمہ پر آیا پریزاد نے بڑھکر پردہ اُٹھایا شہزادہ خیمہ مین داخل ہوا
کیا دیکھا کہ خیمہ باغ بہشت ہی ہر طرف گلہائے خوشبودار کھلے ہوئے ہین غنچہ رنگارنگ مسکراتے نہالہائے
تازہ ترجھوم رہے ہین طائران نغمہ سنج زمزمہ ساز ہین نہرین جاری ہین فوارے چھوٹ رہے ہین قطرون
سے فوارون کے ثبوت ہوتا ہی کہ تارے فلک سے ٹوٹ رہے ہین اتنا بڑا خیمہ عالیشان ہی کہ چند فرسنگ
تک باغ دلکش آراستہ و پیراستہ ہی اور نازنینان پری پیکر باغ مین مثل گلچینان چمن کے خرام ناز سے
سامنے بارہ دری بہت خوشنما سجی ہوئی مثل دلہن کے ہی ایک مسند جواہر نگار بصد زیب و زینت آراستہ
ہی اُسپر ایک مہ جبین مہر تمکین حور جمال پری تمثال بصد حسن و ناز رونق افروز ہی اور گرد اُسکے بہت حسینان
و نازنینان کچھ بیٹھی ہین کچھ کھڑی ہین گلابیان شراب کی اور کشتیان کباب کی رکھی ہین شاہزادہ
نور الدہر جاکر برابر اُس حوروش کے بیٹھا دورہ شراب شروع ہوا شہزادے نے کوئی جام شراب نہ پیا

وہ نازنینین پاس سے اُٹھ گئین تخلیہ ہوگیا وہ خورشید رو شاہزادے سے لپٹ گئی بوس وکنار ہونے
لگا مگر جب اُس پری پیکر نے جام شراب کی طرف رغبت کی شاہزادے نے تامل کیا اور جملہ اسباب علیش
ونشاط سے شاہزادے نے دل کو مسرور کیا۔ الغرض کہ تین شبانہ روز آٹھ پہر جشن عیش وعشرت مین مصروف
رہا روز چہارم قریب شام اُس مہ جبین نے شاہزادے سے کہا آج جی چاہتا ہی کہ سیر چمن کرین شاہزادہ
نور الدہر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اُس گل حدیقہ طلسم کا تھام کر گلگشت چمن کرنے لگا ایک باغبان نے لاکر ایک
گلدستہ گل شگفتہ کا دیا اُس غنچہ دہن نے اپنے ہاتھ مین لیکر سونگھا شہزادے سے کہا کہ تم بھی سونگھو کیا
بھینی بھینی خوشبو اس گلدستے سے آتی ہی شہزادے نور الدہر نے وہ گلدستہ لیکر جو سونگھا نکہت
گلہاے رنگین نے دماغ جان کو معطر کر دیا اور اُس گلدستے سے بوہاے لطیف دماغ مین ایسی بسی کہ
شہزادہ تڑاق سے زمین پر گر کے بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے اب جو آنکھ کھلی دیکھا خیمہ سے باہر
کھڑا ہون نہایت حیران و پریشان ہوا دلمین جمال جہان آراے نازنین مہ جبین کا جو خیال تھا صدمہ عظیم
ہوا اور اشتیاق اُسکے دیدہ کا ہوا

دو کلمے داستان مسرت نشان خیمہ دوم کشور روم کے بیان ہوتے ہین

آرائش نمایان طلسم عجائب وغرائب معدوم وزینت طرازان خیمہ عالی منزلت کشور روم اس داستان
رنگین بیان کو یون جلوہ آراے بزم ناظرین کرتے ہین۔ کہ جب شاہزادہ نور الدہر کو ہوش آیا
اور آنکھ کھولی دیکھا کہ سامنے دوسرا خیمہ بصد رفعت وشان بلند مکان استادہ ہی خیمہ اول نظر سے
غائب ہوگیا اس خیمہ پر تصویرات اور شکارگاہ قلم کار ایسی کھنچی کہ بہزاد و مانی بھی دیکھے تو دنگ
ہو جاے اسی طرح سے ایک خواص خاص پری چہرہ نازک ادا وضع اہل روم کی خیمہ سے نکلی اور
شہزادہ نور الدہر کو بلا کر اپنے ساتھ اُس خیمہ مین لیگئی جب شاہزادہ اندر خیمہ کے پہونچا دیکھا ایک
صحراے سبزہ زار دلکش روح افزا ہے اور درخت گنجان قریب قریب تر وتازہ ہواے بہار سے
نہال ہین طائران صحرائی جا بجا زمزمہ سازی مین مشغول ہین کہین غنچہ کہین گل خود رو کھلے ہوئے
پھول رہے ہین اور بہت سے نازنینان رومی وضع در در گوش مرصع پوش ہاتھون مین باز وجرہ
اور تیہو وشکرہ وغیرہ لیے شکار کھیلتے پھرتے ہین اور ایک ملکہ رومی نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین
تاج جواہر نگار زیب سر کیے ہوئے مرکب پری پیکر پر سوار باز ہاتھ مین لیے سامنے شہزادہ
نور الدہر کے آئی اور بہ کمال خلق و مروت سلام کیا اور ایک اسپ حور نژاد با ساز مرصع منگوا کر
شہزادہ نور الدہر کو سوار کیا شہزادہ بھی اُنکے ساتھ مصروف شکار ہوا دن بھر شکار کھیلا گیا شام
کو بارہ دری مین سب کے سب آئے شغل شراب وکباب جلسۂ عیش ونشاط مہیا ہوا بعد نصف شب
کے تخلیہ ہوا مشغول بوس وکنار اُس ملکۂ رومی سے رہے تین دن تک اسی طرح شاہزادے
نے عیش کیا چوتھے دن ملکۂ رومی شاہزادے کو ایک بنگلہ مین لیگئی وہان صحبت رقص اور
شغل شراب وکباب رہا ایک نازنین نے ایک آہو کو شکار کیا اور اُسکے کباب تیار کرکے لائی
ملکہ رومی اور شہزادہ نور الدہر نے وہ کباب کھائے شہزادہ کھاتے ہی اُن کبابون کے
بیہوش ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب ہوش آیا دیکھا نہ وہ خیمہ ہے نہ وہ بارہ دری ہی نہ وہ بنگلہ ہی

نہ وہ صحراے سبزہ زار ہی ایک میدان مین تن تنہا ہون اُن نازنینان پریچہرہ کا کہین نشان بھی نہین ہے

حیران حیران چار طرف دیکھنے لگا غزل
شاعر ہون مری سیر بھی مانند قلم ہی
جو دم ہی اثر مین کشش تیغ دو دم ہی
جز داغ جگر کچھ نملا سیم تمون سے
نالہ بھی مری طرح سے پامال ستم ہی
سجدے کے بہانے سے مٹاتا ہون شب رنج
اپناٹ ہی ظلمت ہی طول شب غم ہی
راز کیا ہمسے کھلینگے گلشن ایجاد کے
حرف تک ہین قید سے آزاد مجھ آزاد کے
ہاے کیا غفلت تھی وہ بھی جسگھڑی یان نہ دال
آسمان سے لپٹے ہین شعلے مری فریاد کے
یار کس پردہ نشین کی آگئی عصمت مجھے
حسنہاے زخم طلنے ہین مبارکباد کے
چھٹتے ہین پروردہ پہلو فراق یار مین
طور تھے روح روان مین نکہت برباد کے
قامت وچشم بتان کے وصف لکھتے ہین جو ہم
عید دیکھو لیس ماہ رمضان ہوتی ہی
ناز کرتی ہی زیادہ طلب بیجا سے
مجھسے کہتے ہین کہ تو اٹھو اذان ہوتی ہی

سوتا ہون عجب چین سے کیا خواب عدم ہی
صفحہ سر عالم ہی سخن نقش قدم ہی
تکلیف جراحت سے بڑھی ہمت انسان
اختر مرے طالع کا نگہ شکل درم ہی
لکھا ہو کسی دیدۂ پرآب کا مضمون
کچھ لوح جبین پر نگہ یار رقم ہی
ایضاً - آجتک بھولے نہین مجکو مزے بیداد کے
بلبل تصویر ہین قابل نہین فریاد کے
کب جفاکش ہین سبکرو عالم ایجاد کے
آگئے بیساختہ قابو مین ہم صیاد کے
نو اسیری جوش محرومی ہجوم اضطراب
آکے لب تک رک رہے نالے دل ناشاد کے
ہم شہیدان فنا کا دین وایمان اور ہی
روز و شب گرم سفر ہین قافلے فریاد کے
کون سنتا تھا لیس پوا زنالے رات بھر
مصرع موزون ہین اک تسلیم قابل صاد کے
اپنی خفت سے یہانتک ہون مین بار خاطر
زال دنیا مری خواہش سے جوان ہوتی ہی
میری شعرون مین کہان معنی نقطے تسلیم

آغوش لحد بھی مجھے آغوش صنم ہی
کچھ کم نہین قاتل سے مجھے عمر گریزان
ہر زخم شگفتہ کف ارباب کرم ہی
باقی نہ رہا حوصلۂ بوسۂ افلاک
گرداب الم دائرۂ حرف رقم ہی
کس بات سے امید سحر ہو مجھے تسلیم
او ستم ایجاد مین صدقے تری بیداد کے
دام کیا روکینگے مجکو عالم ایجاد کے
راہ چلنے مین قدم تھکتے نہین ہمزاد کے
ہجر کی شب یہ ہجوم جلوۂ اختر کہان
شب یہ عالم تھا کہ آنسو گر پڑے صیاد کے
جائزہ دربان نے مجکو ادبھی رسوا کیا
سجدے کرتے ہین ہمیشہ پانون پر جلاد کے
پھر نہ دکھلائی کبھی صورت نکلکر جسم سے
منھ سے نکلے قہقہے ہو کر مبارکباد کے
ایضاً - رنج سے صورت آرام عیان ہوتی ہی
بات جو منھ سے نکلتی ہی گران ہوتی ہی
شب وصلت مین نئی طرح سے ترسانے ہین
یہ تو کیفیت دل ہی کہ بیان ہوتی ہی

دو کلمے داستان حیرت نشان حالات خیمہ فرنگ کے بیان ہوتے ہین

ماہیت شناسان بحر مواج طبع رنگارنگ و غوطہ زنان قلزم کیفیت طلسم فرنگ اس داستان حیرت نشان کو بصد موج زلی فہم و زکایون لکھتے ہین کہ شاہزادہ نورالدہر میدان مین متحیر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ سامنے خیمۂ اطلس فرنگ بنا ہوا نظر پڑا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ جس خیمہ مین شہزادہ گیا اپنے جسم مین اُسی ولایت کی پوشاک اور وہی زبان متکلم شستہ اور رفتہ دیکھی جب بیہوش ہو کر خیمہ سے باہر آیا اپنے تئین میدان مین پایا وہی اپنا لباس جسم مین وہی اپنی زبان تھی غرضکہ شہزادہ متحیر کھڑا تھا کہ ایک نازنین حسین فرنگن اُس خیمہ سے باہر آئی اور شاہزادے کا ہاتھ پکڑ کر لیگئی جب شاہزادہ اندر خیمہ کے داخل ہوا دیکھا کہ ایک بحر زخار جاری ہے اور کوسون ترائی کہین کچھار کہین رتیا ہی اور اُس دریا مین ایک موج نیلگی روان ہے اور کشتیان ہر قسم کی ہین کوئی فیل چہرہ کوئی اسپ چہرہ کوئی پری چہرہ آتی جاتی ہین کسی طرف بجرے چھوٹے ہوئے ہین کسی طرف جہازون کی روانی ہی کوئی اگنبوٹ ہی کوئی بادی جہاز چلا جاتا ہی ہوا لگے زنجیر ناخدا نے جہاز کو ڈالدیا ہی کنارے دریا کے

اس طرف کو برابر سرتاسر عمارت سفید انگریزی طرح کی بنی ہوئی تھی کوٹھیان اور بنگلے اور مکانات انگریزی
کوت سے ہین کوئی زرد رنگ کوئی نیلی ہی کسی کا فاختئی رنگ ہی اسی صورت سے سب بنگلے بنے ہین ہر کوٹھی
اور بنگلے مین کوچ اور دنگل کرسیان میز لگی ہوئی ہی اسباب انگریزی مہیا ہی اور شیشہ آلات وغیرہ سے سب
آراستہ و پیراستہ ہین اور اُس طرف دریاے بے پایان کے بارہ پتھر کی حد ہی کہ وہان فوج انگریزی
گورے انگریز سکھ بنگلے ہندوستانی پلٹنین رسالے بارگون مین ہین ایک طرف توپخانہ ہی قواعدین
ہوتی ہین دھاوے کیے جاتے ہین نئے نئے جنگی ملازم سکھائے جاتے ہین بندوقون کی باڑھین چلتی
ہین توپون کی گرابین چلتی ہین کہین گھوڑدوڑ کا تماشا ہی ہزار ہا روپیے کی ہار جیت ہوتی ہی ادھر ملکی بندوبست
ہی ایک مقام پر کچہریان ہین کہین خفیفہ کہین ججی کہین فوجداری کی کچہری کہین رجسٹری کی کچہری کہین صفائی
کا کسی جا نزول کا محکمہ کسی طرف جنگل کا کسی سمت ٹکس کا محکمہ ہی ایک طرف کو ریل جاری ہی اسٹیشن عمدہ
عمدہ بنے ہوئے ہین شہر مین تھانے چوکیان ہین برقنداز مع تھانے دار وغیرہ اُن پر معمور ہین شاہزادہ
نور الدہر تمام ملک فرنگ کی سیر کرکے دنگ ہوا اب بنگلے اور کوٹھیون کی طرف جو آیا دیکھا ہر کوٹھی ہر بنگلہ
پر فرنگنین حسین خوبصورت گوری چٹی ساٹے نفیس پہنے ٹوپیان انگریزی طرح کی سر پر رکھے کرسیون
پر بیٹھی ہین دریا کی سیر کر رہی ہین ایک طرف کنارے دریا کے کوسون صحراے سبزہ زار ہی درخت ہر قسم کے
سڑکون پر دو رویہ لگے ہوئے ہین ایک طرف منزلون تک زراعت کی بہار ہی خربوزہ تربوز اور پونڈا وغیرہ
کھیتون مین عجب کیفیت دے رہا ہی اور کنارے پر دریا کے ماہی گیر جال پھیلائے ہوئے مچھلیان
پکڑتے ہین کہین گاذران خوش لہجہ چھوا چھو کرکے شست و شوے لباس انگریزی مین مصروف ہین غوطے خور
غوطے لگاتے ہین در و لعل و یاقوت پاتے ہین شناوران استاد پیر رہے ہین ایک بنگلہ عالیشان
و بلند مین ایک ملکہ فرنگ آفت جان بلاے بے درمان حسن غضب کا جوبن قیامت کا رنگ میدہ اور شہاب
سایہ عمدہ پہنے تاج سر پر رکھے کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہی اور چند انگریزنین حسین حسین کمسن گرد اُسکے
استادہ ہین اُس ملکہ فرنگ نے جو شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور چند قدم پیشوائی
کرکے شاہزادے کا ہاتھ تھام کر بنگلے مین لیگئی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اُسنے اسنے باتین انگریزی مین کین
شاہزادے نے بھی اُسی کی زبان مین جواب دیا بنگلے کو جو نگاہ سے چار طرف دیکھا جھاڑ کنول ہانڈیان
لمپ وغیرہ سے مزین ہی کوچ دنگل جواہر نگار لگے ہین اور کرسیان بھی مرصع کار ہین میزون پر گلابیان
شراب کی اور جام زرنگار اور قابین کباب کی چنی ہوئین ہین شاہزادے کو دو ایک جام بادۂ گلرنگ کے
پلائے دو چار جام آپ بھی پیے ناچ دیکھنے مین مصروف ہوئی بعد اُسکے تخلیہ ہوا بوس و کنار ہونے لگا
عیش و نشاط کا لطف دل اُٹھانے لگا تین روز یہان بھی بسر ہوے چوتھے دن وہ ملکہ فرنگ کشتی پر
ہمراہ شاہزادہ نور الدہر کو لیکر سوار ہوئی کشتی گرداب دریا مین پھنس گئی موج دریا نے کشتی کو ایسا طمانچہ مارا کہ
کشتی غرق ہوگئی شاہزادہ نور الدہر غرق محیط غفلت ہوکر بیہوش ہوگیا کچھ دست و پا کی خبر نہ رہی بعد ایک عرصہ دراز کے
جو آنکھ کھلی دیکھا کہ باہر خیمۂ چہارم کے کھڑا ہون نہ وہ دریا ہی نہ وہ زور زمین ہی نہ جلوۂ جمال باہر دیان ہی عالم حیرت کا سامان

اب دو کلمے داستان عجائب نشان ملک عجم کے بیان کیے جاتے ہین

معرکہ آرایان میدان طلسم پریزادان و قوت آزمایان معرکہ عجائبات ایرانیان اس داستان شوکت بیان

کو لطرزیون تحریر کرتے ہین کہ شاہزادۂ نورالدہر حیرت مین تھا کہ دیکھا سامنے ایک خیمہ عالی منزلت بلند رفعت
ہی گرد وہ خیمۂ نورانی مخمل کا شالی کا ہی اور تصاویر پریزادان فارسیان اور عجمیان اسپر بنی ہوئی ہین ایک نازنین
بصد ناز و غمزہ ایرانی وضع مرصع پوش جوانی کے جوش مین باہر خیمے کے آئی شاہزادۂ نورالدہر کا ہاتھ پکڑ کر
خیمے مین لیگئی شاہزادۂ نورالدہر جب خیمے مین داخل ہوا دیکھا کہ دورنگ میدان وسیع ہی اور بیچ مین ایک
بہت بڑا اکھاڑا ہی اور گرد اکھاڑے کے چمن بندی ہے پھول کھلے ہوئے ہین نہالہاے تازہ سبز و شاداب
ہین اور چند کشتی گیر چپٹ لنگوٹ باندھے ہوے خم ٹھوک کر شلنگین مار رہے ہین مشق کشتی کی کر رہے ہین و
ایک طرف امیرزادے اور وزیرزادے اور شاہزادے چوگان بازی مین مشغول ہین مگر سب ایرانی معلوم
ہوتے ہین اور ایک شاہزادہ لباس شاہانہ زیب جسم تاج سرپر رکھے اسپ قمر سبز پر سوار ہی اور ساتھ اسکے
ایک مرکب پری پیکر مرصع ساز کوتل استادہ ہی جیسے ہی شاہزادہ نورالدہر کو آتے دیکھا بکمال اخلاق
و اشفاق اور بصد ادب و آداب گھوڑا ایکر چند قدم آگے بڑھکر آیا اور شاہزادۂ نورالدہر کو سوار کیا
شاہزادۂ نورالدہر کو بھی چوگان بازی مین مشغول کیا تا شام مصروف اسی شغل لہو و لعب مین رہے
جب صبح ہوئی شاہزادۂ ایران طلسم کشا کو ہمراہ لیکر قصر شاہانہ مین آیا اور صحبت شراب و کباب اور
رقص و سرود مہیا ہوئی دن بھر شغل چوگان بازی اور کشتی وغیرہ مین رہے اور شب کو جلسۂ عیش و نشاط
مین خوش و خرم ہین تین شبانہ روز اسی کیفیت مین ہوے شاہزادۂ ایران نے پوشاک لی طلسم کشا
کی پوشاک بدلوائی آپ بھی عطر لگایا اور شاہزادۂ نورالدہر کو بھی عطر دیا جیسے ہی شاہزادۂ نورالدہر نے
عطر اپنے لباس مین ملا اور بوے عطر دماغ مین پہونچی ستواتر چند چھینکین آئین اور شاہزادہ نورالدہر
بیہوش ہوگیا کچھ خبر دست و پا کی نہ رہی اب آنکھ جو کھلی ہوش آیا وہ سامان عیش نہ پایا باہر چشمۂ ایران
کے اپنے تئین دیکھا مثل آئینہ حیران ہوا

اب دو کلمے داستان جرأت نشان چشمۂ سنجاب متعلقۂ ترکستان کے بیان کیے جاتے ہین

جرأت آزمایان لشکر طلسمات بے پایان و جائزہ ستانندگان افواج عجائبات ترکستان داستان شوکت بیان
کو زیر مشق کلک جواہر سلک یون کرتے ہین کہ شاہزادۂ نورالدہر عالم حیرت مین تھا کہ دیکھا سامنے خیمۂ
سنجاب ترکستان استادہ ہی اور ایک ترک پری نژاد بدستور قدیم بوضع ترکانہ باہر آیا اور شاہزادہ نورالدہر
کا ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لیگیا جب شاہزادۂ نورالدہر اندر خیمے کے پہونچا دیکھا طبقۂ زمین مصفا میدان
وسیع ہی اور موج موج جوق جوق سوار و پیادے مشق سلحشوری کرتے ہین اور لشکر بے پایان و دورنگ پڑا ہی
کثرتین حرب و ضرب کی ہو رہی ہین کہین چاندماری ہو کہین دھاوا ہو کہین تلوارین ننگی چمکتی ہین کسی جا نیزون
کی سنانین جھلکتی ہین کسی طرف تیراندازی کسی جانب خنجربازی ہی سب جری دہادر سوار و پیادے مشغلۂ سپہ گری
مین مصروف ہین ایک طرف کو قصر چہل ستون رفیع و وسیع واقع ہی نیچے قصر کے بہادران جنگ آزما و شجاعان
معرکہ آرا اپنے اپنے ہنر سپہ گری کے دکھلاتے ہین اور اوپر چہل ستون کے قصر عالیشان مین شاہزادہ بلند رفعت
بصد صولت و شوکت لباس ترکی زیب جسم انور تاج مکلل بجواہر بر سر کرسی زرنگار پر جلوہ گر ہی سامنے جائزۂ فوج
ظفر موج ہو رہا ہی ہر جری و دلبر اپنا اپنا ہنر اور کمال دکھا رہا ہی افسرون کو دوشالے اور سردارون کو خلعت ہفت پارچے
سپاہیون کو زر نقد بقدر مراتب سرکار سے مرحمت ہوتے ہین اور گرد چہل ستون یساولان و عہدہ داران ترکان

بادب استادہ ہین شاہزادۂ ترکستان نے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا بعد فخر و افتخار براے استقبال طلسم کشا
قصر سے اُترا اور شاہزادۂ نور الدہر کو ہاتھون ہاتھ قصر نورانی مین لیگیا اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا بہت
لطف و مدارات سے پیش آیا اور کشتیان خلعت کی اور توڑے روپیہ اشرفیون کے سامنے شاہزادۂ نور الدہر
کے چنوا دیے اور عرض کیا کہ حضور خلعت و انعام حسب و لیاقت فوج کے عنایت کرین اور متصدی حساب
کتاب کرتے جائین آپ تنخواہین فوج کی تقسیم کیجیے غرضکہ دن بھر اس شغل مین رہتے تھے شب کو جلسۂ عیش
و عشرت مشغلۂ ناو نوش اور صحبت رقص و سرود مین بسر کرتے تھے تین دن اسی عالم سرور و نشاط مین بعد
انبساط گذرے چوتھے دن کا ذکر ہی کہ قصر عالیشان بلند مکان مین شاہزادۂ ترکستان اور طلسم کشاے
ذیشان کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہین گرد سب ارکین دولت و سلطنت طلسم بادب استادہ ہین اور زیر قصر
تمام فوج پھیلی ہوئی اپنے اپنے ہنر سپہ گری دکھاتی ہی امرا و وزرا وغیرہ چوگان بازی کرتے ہین کہ ایک سوداگر
شگفتہ نافہ بیچنے کو لایا شاہزادہ ترکستان کو دکھایا شاہزادۂ ترکستان نے طلسم کشا سے کہا کہ مشک نافہ کو
دیکھیے اور پسند کیجیے اگر عمدہ ہو تو قیمت اسکی طے کرکے خرید لیجیے یہ سُنکر شاہزادۂ نور الدہر نے وہ مشک نافہ
ہاتھ مین لیا دیکھا ناک سے لاکے جیسے سونگھا دماغ مین بوے مشک نافہ نے جاکے مشام دل کو معطر کردیا
شاہزادۂ نور الدہر بیہوش ہوکر کرسی پر سے گرا چند ساعت کے بعد جب ہوش آیا دیکھا باہر خیمے کے پڑا
ہون کوئی آس نہ پاس نہ وہ فوج ہے نہ شاہزادہ نہ چوگان بازی گرد جھاڑکے زمین سے اُٹھا حیران ہوکر
چارطرف دیکھنے لگا۔

اب دو کلمے داستان شجاعت نشان احوال ہندوستان بیان کیے جاتے ہین

شاحان حصار طلسم خواب و خیال و طبع آزمایان معرکۂ عجائبات جدال و قتال شمشیر قلم دوزبان کو بعد شوکت و
شان یون جلوہ نما کرتے ہین کہ شاہزادۂ نور الدہر حیران و پریشان ہر طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک خیمۂ فلک قدر بزنگ
زنگاری استادہ ہوا اور ایک جوان رعنا مسلح اور مکمل بوضع سردار لشکر بادشاہ ہندوستان خیمے سے نکل کے آیا اور
شاہزادۂ نور الدہر کو بعد اعزاز و اکرام اپنے ہمراہ لیگیا جسوقت شاہزادہ نور الدہر خیمۂ زنگار گون مین پہونچا عجیب و
غریب معرکہ نظر پڑا تمام سامان اقلیم ہندوستان کا ہی فوج بیشمار مسلح و مکمل ہی اور قلعۂ عالیشان ایک طرف ہی اور
چہار جانب برج ہین اور گرد قلعے کے فوج جرار سرداران نامدار تلوارین کھینچے مرکبہاے یکمست و برنگ پر سوار حصار
کیے ہی اور ایک تاجدار بشکل ہندوستانی فیل پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین سپر پشت پر شمشیر آبدار ڈاب مین پڑی ہوئی
فوج کو ترغیب دے رہا ہی کہ اے بہادران اولو العزم و اے دلیران جگر دار جلد قلعے کو فتح کرو اور تلوارین کھینچکر دھنس پڑو
شاہزادہ نور الدہر جب قریب قلعے کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ بہت مستحکم ہی اور تمام فوج چہار طرف سے گھیرے ہوئے اور توپین
بڑی بڑی گرد لگی ہین گولے قلعے پر مار رہے ہین اور تیر و تفنگ تاک تاک کر لگا رہے ہین بہت سے سپاہی سیڑھیان
دیوارون پر قلعے کی لگاتے ہین کہ دیوارون پر چڑھکر قلعے مین جائین یہانتک اگر زبردست ہی نہین ٹوٹ سکتا
تو کیا مضائقہ ہر طرح فتح کرنے کی تدبیر لڑاتے ہین سامان قلعہ گیری بہت کچھ ہو چکا ہی یقین ہی بہت جلد قلعہ فتح ہو اور
اندر قلعے کے صداے آہ و زاری فریاد و نالہ بلند ہی اور آواز دعاؤن کی تا بفلاک جاتی ہی شاہزادہ نور الدہر کو قرینہ سے معلوم
ہوا کہ جو لوگ قلعہ بند ہین وہ مسلمان اور باخدا ہین اور باہر قلعے کے یہ سب فوج کفار چہار طرف بیحد و بیشمار ہی پھر دیکھا شاہزادے
نے کہ ایک پہلوان قوی ہیکل گرز آہنی ہاتھ مین سنبھالے ہوے کنارے پر خندق کے پہونچا اور پکارا باشندہ اے

اجل رسیدگان اہل قلعہ جلد قلعے کو کھولدو اور آکے مقابلہ کرو کہ سب مال قلعے کا میرے واسطے ہی یہ سُنکے اہل قلعہ
اور زیادہ خائف ہوے صداے دعا و استغاثہ اور زیادہ بلند ہوئی اور سب نے مارے ڈر کے ہاتھ جنگ سے
کھینچا وہ پہلوان کرگدن سوار کرگدن سے کود پڑا اور دامن کمر مین گردان کے جست کی خندق کے اُس پار آیا چاہا کہ
گرز گران سر مارے کر قلعے کا پھاٹک پاش پاش ہو شاہزادہ نور الدہر نے بڑھکر اُس سے پوچھا کہ ای پہلوان
یہ کونسا مقام ہی اور قلعہ کسکا ہی اور یہ فوج کسکی ہی اور کیا باعث جنگ و جدال کا ہی اُس پہلوان نے کہا کہ یہ ملک ہندوستان
ہی اور یہ شاہزادہ جو فیل سوار ہی یہ حاکم سراندیپ اور یہ سب فوج اسکی کفار بت پرست ہی اور سردار فوج شاروپ
تاجدار بربر نشوالط ہی پہلے اُس سے جنگ خدا پرستون سے ہوئی تھی وہ قلعہ عقاب مین پر قتل ہوا اور وہ پہلوان جو گرز
تمان کرد رقلعہ تک پہونچا ہی نام اسکا شنغار قوی فولاد بازو ہی اور گرز اُسکا سات سو من کا ہی درمیان معاف
دشمن اسکی ضرب سے بچ نہین سکتا اور شاریج کا قد ہی اور اس قلعے کا نام عنبر حصار ہی اور حاکم قلعہ ہومان بن جنج
خواہرزادہ جلیور شاہ ہندی اور قرابت لندھور بن سعدان کرد سے بھی رکھتا ہی اور جنگ و جدال فقط یہی
ہی اور شاروپ تاجدار بدلہ خون نشوالط کا چاہتا ہی اور ہومان زخمی ہو کر بھاگا قلعہ بند ہوا ہی یہ سب کیفیت
خدا پرستان و ظلم و جور کافران سنکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بصد خشم و قہر غصہ ہوا اور آتش غضب
سینے مین مشتعل ہو گئی ایک جوان لشکر کفار سے مسلح و مکمل پاس کھڑا تھا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُسکو اُٹھا لیا اور
چرخ دے کر زمین پر مارا وہ تڑپ کر فی النار ہوا سلاح جنگ اُسکے لیکر زیب جسم انوار کیے اور اُسی کے مرکب پر سوار
ہوا اور نعرہ جگر خراش کیا کہ تمام میدان لرز گیا قلعہ جنبش مین آیا بڑھکر پکارا باش او نابکار او بیحیا شاروپ
ستمگار خدا پرستون سے بر سر فساد و کینہ و عناد ہی معلوم ہوا تیری اجل سر پر کھیلتی ہی تو مجکو نہین پہچانتا نام نبیرہ امیر
کشور گیر زلزلہ قاف کو جاک سلیمان حمزہ عالیشان و تخم صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان یہ صداے نعرہ کوہ شگاف جو اہل قلعہ نے سنا ہر چند نام شاہزادہ نور الدہر کا نہین جانتے تھے مگر
حال فرزندی شاہزادہ بدیع الزمان سُنکر آگاہ ہوے طبل شادمانی قلعے مین بجنے لگے غل ہوا کہ خدا نے دعا ہماری
مستجاب کی ایسا ہماری مدد کرنے والا پروردگار نے بھیجا ادھر پہلوان شنغار قوی فولاد بازو نے پھر کر شاہزادہ
نور الدہر کو دیکھا کہ ایک لڑکا کوئی تیرہ برس کا سن حسن و جمال بے عدیل و بے مثال چہرہ آفتاب کے مانند تابندہ ہی کہ تمام
صحراے کارزار نورانی ہی اور سلاح جنگ کی زیبائش جسم پر ایسی ہی گویا تصویر کھینچدی ہی شنغار قوی نابکار نعرہ
نور الدہر نامدار سنکر بہت ہنسا اور کہا ای طفل کمسن کیا تو اپنے حسن و جمال پر مغرور ہی کہ ہم بہادرون و دلیرون سے
مقابلہ کرتا ہی مجکو تیرے حسن پر رحم آتا ہی اگر تجکو اپنی جان پیاری ہی تو آ اور لات اعلی اور منات معلی کو سجدہ کر کہ مین
تجکو سرخیل ساقیان شاہزادہ سراندیپ کردون شاہزادہ نور الدہر نے بصد خشم و قہر للکار کر کہا کہ مین لات و منات
پر لعنت کرتا ہون او تنک ظرف مین ساقی شراب اجل تیرا ہون الغرض بعد قیل و قال بسیار نوبت جنگ و جدال کی
پہونچی شنغار نابکار نے دل مین کہا کہ ایک طمانچہ مارونگا تو کام اُسکا تمام ہو جائیگا یہ دلمین خیال کر کے
دست جفا اُس بیحیا نے بڑھایا اور چاہا کہ مرکب سے اُٹھا لے کہ شاہزادہ نور الدہر نے بصد خشم و قہر ہاتھ
اُسکا جھٹک دیا اور ایک طمانچہ ایسا اُسکے رخسار نحس پر مارا کہ منھ اُسکا پشت کی جانب پھر گیا اور کرگدن سے
زمین پر گر کے کبوتر کی طرح پھڑکنے لگا شاہزادے نے تلوار کھینچکر مرکب بڑھایا اور ہاتھ شمشیر آبدار کا اُس
صفائی سے مارا کہ سر اُس بوم خصلت کا کٹ کر الگ جا پڑا بعد دونون پانون اُسکے پکڑکے مثل کرباین کنند

کے چیر کر پھینک دیا شاروب تاجدار دیکھ رہا تھا فوراً بدن بید خشک کے مانند لرزنے لگا دہشت سے عرق
عرق ہوگیا تاب مقابلہ باقی نہ رہی فوج کو اپنی اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو مار لو فوج کفار چہار طرف سے نرغہ کرکے شاہزادہ
نور الدہر پر گری نور الدہر سے تلوار چلنے لگی جسکو جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوا
آن واحد مین کشتون کے پشتے ہوے سرون کے انبار ہوگئے خون کے دریا جاری ہوے بالشت بھر سم اسپان خون
مین ڈوبے ہوئے تھے شاروب بدحواس و پریشان خائف و ترسان اپنے فیل کو ادھر سے ادھر دوڑاکے چھپتا پھرتا
تھا اہل قلعہ بالاے قلعہ سے تماشا لڑائی کا دیکھ رہے تھے شاہزادہ نور الدہر تلوار لیے بجلی کی طرح کوند رہا تھا اور
کفار پھٹ پھٹ کر ادھر ادھر ہٹتا تھا اس مردانگی و شجاعت و دلیری پر قلعہ دار مع اہالیان قلعہ مسرور و شاداب تھے
اور حسن و جمال بیمثال شاہزادہ بلند اقبال پر عاشق و فریفتہ تھے آخر قلعے کا دروازہ کھولکر ہومان زرین حیت
فوج لیکر کفار پر گرا اب تلوار گھمسان کی چلنے لگی شاہزادے نے جو دیکھا کہ قلعے سے ہومان خداپرست فوج لیکر نکلا
اور کارزار کرنے لگا اور زیادہ حوصلہ بڑھا دل قوی تر ہوا داد شجاعت ہومان پکار پکار کر دینے لگا شاہزادہ نور الدہر
فوج کو قتل کرتا ہوا علمداران لشکر کفار تک پہونچا علمدار کو ایک ضرب شمشیر آبدار سے مع مرکب چورنگ کیا علمہاے سیاہ
سرنگون ہوے اور سہراب جگر دون کو اور طارق آہن دل صبور اس خرطوم بینی و صیقلان خیر دل
وغیرہ کہ یہ سرداران نامی لشکر کفار نابکار مین تھے انکو بھی شاہزادہ نور الدہر نے قتل کیا فوج کے پاؤن اٹھ گئے آخر
شاروب تاجدار نے ہزیمت پائی فوج شکست کھا کر بھاگی پڑاو پر لشکر کفار کے فوج خداپرستان گری مال و اسباب
کافرون کا لوٹ لیا سرداران فوج ہومان نے اپنی طرف کی لاشین گڑوادین اور کفار کی جو لاشین پڑی رہگئین اٹھوا کر دو صحرا
مین پھنکوادین شاہزادہ نور الدہر کو تخت پر سوار کرواکے بفتح و فیروزی زر و جواہر لٹاتے اور نثار کرتے ہوے طبل و
دف و شہنائی شادمانی کے بجاتے ہوئے بشان و شوکت سے قلعے مین لائے ہومان ہرچند عالم زخمداری مین تھا مگر
اٹھکر استقبال کیا اور نہایت شکر گذار ہوا اور کہا کہ آپ کے سبب سے غلام کی اور اہالیان قلعے کی جان بخشی ہوئی
سرداران فوج ہومان نے شاہزادے کو نذرین گذرانین ہومان نے استفسار حال شاہزادہ نور الدہر کا کیا
شاہزادے نے کیفیت بیان کی پھر ہومان نے حکم کیا کہ وہ باغ جسکو فردوس ہند کہتے ہین جلد آراستہ کرو اور شاہزادہ
کو بآرام تمام لیجا کر رکھو اور اطاعت و فرمانبرداری سے شاہزادے کی غافل نہ ہونا غرضکہ شاہزادے کو باعزاز و اکرام
بڑی دھوم دھام سے گلشن فردوس ہند مین لیگئے وہ باغ نہایت آراستہ و پیراستہ تھا گویا حقیقت مین فردوس
کیطرح میوے گوناگون لگے ہوے گلہاے عنبر بو کھلے ہوے غنچہ ہاے نازک تبسم کنان نہالہاے سبز و تازہ و
شاداب طائران زمزمہ ساز شاخون پر نغمے کرتے تھے بلبلین چہک رہین تھین نرگس اشارہ بازی مین مصروف
سرو شمشاد بادب بحو تماشاے چمن ایک پاؤن سے استادہ لالہ چراغ دل کی روشنی دکھا رہا تھا عجب کیفیت کا باغ تھا
بہشت شداد کو اسکے نظارے کا کب دماغ تھا اس باغ کے بیچ مین قصر یاقوتی نہایت آراستہ و پیراستہ تمام شیشہ آلات
اور چھت پردون سے سجا ہوا التصویرات طرح طرح کی لگی ہوئین صحن قصر یاقوتی مین ایک حوض پر از آب صاف و شفاف مثل
گوہر آبدار فوارے چھوٹتے ہوے کیفیت بہشت عنبر سرشت پیش نظر تھی جب شاہزادہ بارہ دری مین داخل ہوا پوشاک
رزم اُتاری لباس بزم زیب جسم کیا دعوت و ضیافت کا سامان ہوا جلسۂ عیش و طرب و صحبت رقص و سرود رباب برپا ہوئی
جام کو گردش مین آیا ناو نوش ہونے لگا تماشے عجائب و غرائب ہوئے شاہزادہ بعد عیش و طرب اس گلشن فردوس ہند
مین رہنے لگا آٹھ پہر سامان جشن مہیا رہا انکو تو بس یہین چھوڑیے

اب دو کلمے داستان شکست نشان شاروب کفر پرست کے بیان کیئے جاتے ہین

ہزیمت رسایان فوج کفار طلسمات وشکست نمایان لشکر بت پرستان عجائبات اس داستان شوکت نشان کو معرکہ بیان
مین بہ تیز زبانی قلم شمشیر شیم یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاروب تاجدار بیحیاو نابکار مع فوج ضلالت شعار شمشیر زنی
شاہزادہ نورالدہر نامدار سے شکست کھاکے بھاگا دس فرسخ کے فاصلے پر قلعہ عنبر حصار مین ٹھہرا اور مقام کیا اور
تخلیہ مین بیٹھکر اپنے بھائی پر بہت رو رہا ناگاہ عیار اُسکا مقہور تندخرام آگیا بادشاہ کو جو روتے دیکھا گھبرا گیا کہا ای شہریار
آپ کسواسطے آہ وزاری کرتے ہین اگر حکم ہو تو اُس طفل آفتاب طلعت ماہ صورت کو مع ہومان ہندی گرفتار کرکے
لاؤن شاروب تاجدار نے مقہور تندخرام سے کہا اگر ایسا تو کرے اور اُنکو گرفتار کرکے لے آئے تو تجکو مین اپنا
وزیر کرون اور بہت سا زر و جواہر دون وہ ملعون و بیحیا زمین خدمت بادشاہ کو بوسہ دے کر پیچھے ہٹا اور اپنے مقام پر
آکے باسباب عیاری سے آراستہ ہوا اور پانچ شاگردون کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ عنبر حصار کی طرف چلا یہانتک کہ مقہور عیار
قریب باغ فردوس ہمشارہ کے پہونچا دیکھا کہ بڑا بندوبست ہی انسان کی کیا مجال طایر خیال کا بھی باغ مین گذر محال ہی مین
نقب زنی کی وہنہ نقب لاکے درمیان باغ کے نکالا مقہور مع پانچ شاگردون کے جب باغ مین داخل ہوا پہر رات باقی تھی دیکھا
کہ دارغۂ باغ اور سب باغبان پڑے سو رہے ہین اُن سب کو بیہوش کرکے بڑے بڑے تھالون مین درختون وغیرہ کے
ڈالدیا اوپر سے پتے درختون کے گرے ہوئے سوکھے ڈال کر ڈھیر کردیا کہ سب اُس خس و خاشاک مین چھپ گئے اور
آپ داروغہ کی صورت بنا اور اپنے شاگردون کو باغبان کی صورت بنایا اُنکے مقامات پر پڑا رہا صبح کو آراستگی باغ مین
مثل اُن باغبانون کے مشغول ہوا اور گلہاے شگفتہ و نیم شگفتہ و غنچہ ہاے سرسبز باغ سے گلچینی کرکے جمع کیے اور بہت
بدارو ے بیہوشی آغشتہ کیا اور گلدستہ بہت خوشنما بنایا اور باغبانون کی طرح سے بطور نذر سامنے شاہزادے کے
مسند کے پاس رکھدیا ہومان باغبانون کی صناعی پر بہت خوش ہوا انعام بہت سا دیا اور مہتر نیرنگ برق دم
کہ شاگرد وار اب گلبرگی عیار ہومان زرین چتر کا تھا وہ اُسوقت کشتیان زر و گوہر کی براے نذر شاہزادہ نورالدہر
بحکم ہومان زرین چتر بارگاہ کو لیجلا تھا اسوجہ سے مقہور تندخرام کی عیاری کارگر ہوئی ورنہ اُس باغ مین
دخل پاکے عیاری کرنا بہت مشکل تھا القصہ گلدستون کی خوشبو اُس بارہ دری مین ایسی پھیلی کہ سب مست ہوگئے اور
آپس مین کہتے تھے کہ یہ خوشبو کبھی اس باغ کو نصیب نہ ہوئی تھی فقط قدم میمنت لزوم شاہزادہ نورالدہر کی وجہ سے
تمام باغ اور بارہ دری مین ایسی نکہت گلہاے رنگا رنگ کی ہی یہ کہکر سب کے سب بیہوش ہوئے اور جملہ خدمتگار و اہل کار
وغیرہ جو جو کہ باغ مین تھے کسی کو مطلق ہوش نہ باقی رہا اُدھر شاہزادہ نورالدہر اور ہومان زرین چتر بھی بسبب
بوے گلہاے گلدستہ رنگین بیہوش ہوگیا مقہور تندخرام نے شاہزادے کا پشتارہ آپ باندھا اور ہومان کا پشتارہ
شاگردون سے بندھوایا اور دوش پر رکھکر اُسی نقب کی طرف سے بخوف نیرنگ برق دم جلدی روانہ ہوا جب
مہتر نیرنگ برق دم کشتیان زر و گوہر کی لیکر باغ مین آیا بوے بیہوشی در باغ سے دماغ مین پہونچی حیران ہوا فوراً
فتیلۂ رفع بیہوشی روشن کرکے ہاتھ مین لیا اور بارہ دری مین گیا شاہزادہ نورالدہر اور ہومان زرین چتر کو نہ دیکھا
اور تمام لوگون کو بیہوش پایا اور اسباب کچھ نہ نظر آیا عقل سے دریافت کیا کہ یہ کام کسی عیار کا ہی جب گلدستہ بیہوشی
دیکھا پہچانا کہ یہ کام مقہور عیار شاروب کا ہی اُسی وقت اہالیان باغ کو ہوشیار کیا اور آپ بتلاش شاہزادہ و
ہومان روانہ ہوا مگر مہتر نیرنگ برق دم ایک مدت مدید سے جو بیمار تھا ضعف و نقاہت اور لاغری بیحد تھی ہفتہ
عشرہ ہوا تھا کہ غسل صحت کرکے چلنے پھرنے لگا تھا لیکن جب یہ کیفیت دیکھی تاب نہ آئی باغ سے روانہ ہوا اور خدمت مین

دانادل وزیر ہومان کی آکے اُس سے تمام حال بیان کرکے باوصف ضعف وناتوانی مثل بادصبا کے اڑتا ہوا چلا جاتے جاتے دیکھا کہ سامنے مقہور مع شاگردون کے چلا جاتا ہی آگے آگے آپ ہی اور پیچھے شاگرد تمام مال و اسباب باندھے شاگردون کو اس سبب سے پیچھے رکھا کہ اگر کوئی تعاقب مین آئے بھی تو شاگردون سے مقابلہ ہو مین ایشارہ لیکر نکل جاؤن نیرنگ نے دیکھا کہ وہ بچا تو آگے ہی اور شاگرد اُسکے پیچھے ہین مگر نیرنگ تنہا تھا اور وہ پانچ آدمی تھے نیرنگ الگ الگ چلا شاگردون سے مُسکے کچھ آگے نکل گیا راہ مین ایک گلہ بان گوسپندین چرا رہا تھا اُسکو عیاری سے بیہوش کیا اور گڑھے مین چھپا دیا اور اُس چرواہے کی صورت بنکر اُسی کی کملی کاندھے پر ڈالی اور بکریون کو ہنکاتا اور غبار بیہوشی راہ مین ڈالتا چلا دیکھا کہ پانچون عیار شاگرد مقہور چلے آتے ہین مگر دو آگے ہین اور تین پیچھے ہین اور ہوشیاری سے چوکنا ہوکر ادھر اُدھر دیکھتے ہین کہ کوئی عیار تلاش مین عقب سے نہ آتا ہو وہ عیار جب قریب آ پہونچے نیرنگ نے بکریون کو مارکر دوڑایا اور گرد بیہوشی راہ مین ڈالدی جب غبار ہوا سے اُڑا دو عیار جو آگے تھے بیہوش ہوگئے اُن تینون نے دیکھا کہ ساتھ کے دونون عیار بیہوش ہوکر گرے اُن تینون نے ناک اپنی بند کرلی اور بکریون کو مارنا شروع کیا اور چرواہا یعنے مہتر نیرنگ برق دم عیار کسی گوشہ مین بھاگ کر چھپ گیا وہ تینون عیار نیرنگ کے پیچھے نہ گئے اور اُن دونون کو ہوشیار کرنے لگے دل مین خائف ہوے کہ مبادا ہمراہ اُسکے بہت سے عیار ہون ہم سب کو پکڑ نہ لین اُدھر نیرنگ چند قدم پوشیدہ ہوکر آگے نکل گیا اور دعا کرتا تھا کہ پروردگار تو مدد کر یہانتک کہ اسی راہ مین ایک کوہ واقع تھا اور راستہ نہایت تنگ تھا درمیان کوہ راہ نکل گئی تھی بسبب بلندی دونون طرف دیوار ہاے کوہ کے روشنی آفتاب کی نہ پہونچتی تھی اسیوجہ سے راہ مین تاریکی تھی نیرنگ وہین ایک جگہ پر پوشیدہ ہوکر بیٹھ رہا پہر بھر کے بعد وہ پانچون عیار پہونچے کہ سوائے اس راہ کے دوسری طرف راستہ نہ تھا جھجکتے ہوئے جاتے تھے ذرا سی آہٹ ہوئی ڈر گئے ادھر اُدھر چشم وا کرکے دیکھنے لگے یکایک ایک مار سیاہ بہت بڑا نظر پڑا کہ سر اُسکا گھڑے کے برابر تھا جب اُس سانپ کے قریب آئے پتھر مارے کہ سر اُسکا پھٹ گیا اور مغز سر سے اُسکے ایک صراحی نکلی اسمین سے غبار اُڑا کہ پانچون عیار بیہوش ہوکر گرے نیرنگ جھپٹ کر آیا اور پانچون کو اُٹھا کر علیحدہ علیحدہ گڑھون مین ڈالدیا اور اب تلاش مقہور مین آگے بڑھا چند قدم آگے چلا تھا دیکھا کہ مقہور دو پشتارے کاندھون پر رکھے چلا جاتا ہی اور ہر طرف نگاہ ہی نیرنگ نے للکارا کہ باش او عیار نابکار مین آ پہونچا مقہور نے پیچھے پھر کے دیکھا ہوش اُڑ گئے کہ نیرنگ نے ہفت حلقہ کمند ماری مگر مقہور تو نہایت چالاک اور بلاے روزگار ہی جست کرکے نکل گیا اور کہا کہ مہتر صاحب مین نے تو سنا تھا کہ آپ بیمار ہین آپ کے تو پھوڑے دنبل بدن مین ہین آپ تو اچھے تندرست ہین نیرنگ نے کہا کہ بخار آتا تھا دفع ہوگیا اچھا ہوگیا لیکن دنبل ابھی تک باقی ہین تجھسے تو دوغانہ کرونگا مگر تیرے شاگردون کو مین نے اسیر کیا مقہور حال شاگردونکا سنکر مغموم ہوا الا اس بات سے ذرا خوش کہ نیرنگ حالت بیماری مین ہی مجھسے اسکا کیا زور چل سکیگا یہ کہکر مقابلہ کرنے لگا پہلے کمندین چلین حلقہ ہاے کمند طرفین سے کٹ کر گری پھر پتھر کلہ گوپھن مین رکھکر دونون نے مارے وہ بھی رد ہوگئے پھر پیچھے دونون نے کھینچے وہ بھی چوٹین دونون طرف کی خالی گئین کوئی زخمی نہ ہوا مقہور نے خنجر کمر سے کھینچا اور کہا کہ اب تو خبردار رہنا کہ میری خنجر بازی کا شہرہ ہی تو نے بھی سنا ہوگا اسی خنجر سے تیرا کام تمام کرونگا اور قسم کھاتا ہون لات و منات کی سوائے خنجر کے دوسری عیاری نہ کرونگا نیرنگ نے بھی خنجر کمر سے لیا اور وار روک کر لگانے لگا مقہور جلد دست تھا اور خنجر بھی اُسکا مثل شعلہ جوالہ کے چمکتا تھا کہ نظر کام نہ کرتی تھی لیکن مقہور عیار کے دوسرے ہاتھ مین حلقہ کمند

چھپے ہوے تھے اور داہنے ہاتھ سے خنجر کا وار کرتا تھا نیرنگ کی نگاہ خنجر کی طرف لگی ہوئی تھی ناگہان
حلقۂ کمند مقہور نے پھینکے نیرنگ کے ہاتھ اور گردن پر پڑے نیرنگ اُلجھ کر گرا مقہور خنجر لیکر سینہ پر نیرنگ کے
چڑھ بیٹھا نیرنگ نے کہا ای مقہور تو نے بغیر میرے کہنے ہوے خود اپنے دین کی قسم کھائی تھی کہ سوائے خنجر کے
اور کوئی عیاری نہ کرونگا یہ قسم اور یہ دین تیرا کیسا ہی کہ دغا سے کمند ماری مقہور ہنسا اور کہا کہ عیاری اسی کا نام ہی
اس فن عیاری مین جھوٹھ بولنا عیب نہین دشمن کو اپنے جس طور سے چاہے گرفتار کرلے یہ کہکر آمادہ خنجر سے
سر کاٹنے پر ہوا نیرنگ نے کہا کہ خیر اختیار ہی تجکو مگر اتنا رحم کر کہ پانؤن سے اپنے سینہ میرا نہ دبا کہ سینے مین میرے
دنبل ہین وہ ٹوٹ جاوینگے مین بہت بیچین ہونگا مقہور نے کہا دیکھون کہان تیرے دنبل ہین یہ کہکر گریبان کھولا
دیکھا کہ واقعی سینے مین دنبل ہین اور زرد پانی اور ریم اُن دنبلون سے جاری ہی اور جو ثابت ہین اُنپر ورم ہی
مقہور نے کہا ای نیرنگ حقیقت مین تیرے سینے مین دنبل ہین اور تکلیف بہت ہوگی مگر مجکو تیری اذیت سے
کیا کام ہی اب تو مین تیرا سر کاٹتا ہون یہ بھی تیرے حق مین دوستی کرتا ہون کہ جملہ امراض کی تکلیف سے تجکو نجات
ہو جائیگی یہ کہکر غصہ سے سینہ اُسکا دبایا اور خنجر لیکر گردن کی طرف جھکا کہ سر کاٹ لون جیسے ہی زانو سے دنبل
سینہ کا دبا اور دنبل پھٹا آواز تراقے کی بلند ہوئی اُس دنبل سے دھوان اُٹھا مقہور کے دماغ مین پہونچا مقہور
بیہوش ہو کر گرا پھر مقہور کو کچھ خبر دست و پا کی نہ رہی نیرنگ نے جلدی سے حلقہ ہاے کمند توڑے اور سینے پر
مقہور کے چڑھ بیٹھا اور فتیلہ بیہوشی کا اور سنگھایا کہ زیادہ بیخبری رہے اور حلقۂ کمند سے اُسکی مشکین باندھین اور
پشتارہ شاہزادہ نور الدہر اور ہومان کا کھولا اور دونون کو ہوش مین لایا ہومان نے کہا ای نیرنگ
تو نے یہ کیا نمکحرامی میرے ساتھ کی نیرنگ ہنسا کہا ای شہریار واہ آپ کو گرفتار کرکے مقہور عیار شاروپ
لے بھاگا تھا مین نے آپ کو یہان آکر رہا کیا آپ کہتے ہین کہ تو نے نمکحرامی کی ہی ساری کیفیت اپنی عیاری کی
بیان کی ہومان نے چاہا کہ شاہزادے کو حلقۂ کمند سے رہا کرے شاہزادے نے خود حلقہ ہاے کمند توڑ ڈالے
اور اُٹھ کھڑے ہوے اور کچھ جواہر پاس تھا نیرنگ کو انعام مین بخشا شاہزادۂ نور الدہر نے کہا ای نیرنگ
مقہور کو مع اُسکے شاگردون کے گرفتار کرکے شہر مین پہونچاؤ اور زندانخانے مین قید کرو اور سلاح جنگ اور
مرکب ہم دونون کے واسطے جلد لاؤ کہ اسی وقت جاکر شاروپ کو مارونگا ہومان و نیرنگ نے منع کیا کہ مین
سمجھ لونگا آپ نہ جائیے مگر شاہزادہ کب مانتا ہی فرمایا کہ اگر سلاح و مرکب نہ آئیگا تو اسی طرح جاؤنگا اور سزاے سخت اُسکو دونگا
اس اثنا مین شاگردان نیرنگ بھی تلاش کرتے ہوے آپہونچے نیرنگ نے سب کے پشتارے باندھے اور عیارون
کے حوالے کیے اور اسباب جو مقہور لایا تھا وہ سب لیکر قلعے کی طرف جلد روانہ ہوا قلعے مین پہونچکر عیارون کو
تو قید کیا اور فوج کو حکم دیا کہ شاہزادہ تنہا بمقابلۂ شاروپ جاتا ہی جلد مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہو اور نیرنگ
اسپ و سلاح برائے شاہزادۂ نور الدہر و ہومان لیکر چلا جب کہ درمیان مین پہونچا شاہزادے کو اور ہومان کو اسپ و
سلاح جنگ دیے شاہزادۂ نور الدہر و ہومان مع چار ہزار سوار اور نیرنگ عیار کے روانہ ہوے پہر رات باقی تھی
کہ لشکر شاروپ پر مثل شبخون کے گرے چار غول کرکے چار طرف سے گھیر لیا اُدھر شاروپ منتظر تھا کہ مقہور
عیار شاہزادے کو اور ہومان کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا ناگاہ نعرۂ اللہ اکبر کی صدا آئی اور شاہزادۂ نور الدہر اور ہومان
کے للکارنے کی آواز سُنی کہ مارنا ان کافرون کو جانے نہ دینا فوج خداپرستان بھی تلوارین علم کرکے آپڑی فوج کفار مین
غلغلہ اُٹھا تمام چراغ اور مشعلین بجھادی تھین اُس اندھیرے مین یہ ہوا اسی سب پر چھائی کہ لشکر حریف جاکر اپنی فوج

ڈالدین

والون کو مارنے لگے بیٹے نے باپ کو قتل کر ڈالا باپ نے بیٹے کو قتل کر ڈالا بھائی نے بھائی کو تمام کیا شاہزادے نے بھی
فوج کو آواز دی کہ طناب ہاے خیمۂ شاروپ جلد قطع کرو بہت سے آدمی خیمے پر آ پڑے خیمہ کاٹ کر پھینکدیا شاروپ اس
شبخون سے نہایت بدحواس ہوا چاہا کہ سلاح جنگ لگا کر باہر خیمے سے نکلے کہ ناگاہ خیمے کی طنابین جو کٹین خیمہ سر پر گرا
شاروپ اسی طرح خیمے سے نکل کر بھاگا شاہزادے کی فوج کے گھوڑے خیمے پر آ پڑے پامال کرنے لگے شاہزادے نے
دیکھا کہ شاروپ بھاگا جاتا ہے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا فوج کفار تاب جنگ لا سکی ادھر ادھر
بھاگنے لگی مگر شاہزادے نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے ایک ایک کافر کو قتل کیا کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد فتح لشکر ہومان
اسباب لوٹنے لگا شاہزادے نے جب فراغت اس معرکے سے پائی نیرنگ سے کہا کہ روشنی لاؤ اور جاے آرام تجویز کرو
کہ کچھ تو راحت ملے مسافت راہ اور تکلیف تشنگی و گرسنگی سے طبیعت بہت کسلمند ہے اب طاقت نے کمی کی ہے یہ کہکر
مرکب کو دوڑایا کہ خیمۂ شاروپ میں جلد آرام کیجیے یکایک گھوڑے نے سکندری کھائی شاہزادہ زمین پر گرا بیہوش ہو گیا
اب وے کلمے داستان حیرت نشان حالات خیمۂ ہفتم شبیہ بارگاہ سلیمانی کے بیان کیے جاتے

ہین کہ جو پردۂ قاف مین بہ آرائش جلوہ نما ہے

رنگ اندازان رنگارنگ روزگار و طلسم نمایان فصل نوروز و ہولی بر رنگ گلنار عین بہار مین قلم ہفت رنگ کی پچکاری
بنا کر سطح کاغذ پر صفا مین نو کے حروف یون چھڑکتے ہین کہ جب شاہزادۂ نورالدہر کو ہوش آیا اور آنکھ کھلی دیکھا خیمے
کے پڑا ہون وہی حالت قدیم ابھی ہے نہ وہ معرکہ شبخون نہ ہومان نہ فوج ہومان نہ وہ عیار نیرنگ برق دم ہے مگر سامنے
ایک خیمہ نہایت بلند اور وسیع و خوشنما ہے یکایک اس خیمے سے ایک پریزاد نکلا کہ اسکو پردۂ کوہ قاف مین دیکھا تھا
کہ بیابان چشمۂ ماہیان زرخیز سلیمانی مین چہل خیمہ ہاے کلان پر کھڑا تھا شاہزادے نے دل سے کہا کیا عجب ہے
یہ وہی ہو غرضکہ وہ بہ تعجیل تمام آیا اور شاہزادے کو اپنے ساتھ خیمے مین لیگیا شاہزادہ جب داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ ایک
بارگاہ مثل بارگاہ سلیمانی برپا ہے اور پریزادان زن و مرد و جنیان و دیوان جابجا پھرتے ہین کچھ جانب بارگاہ جاتے ہین اور
کچھ آتے ہین شاہزادۂ نورالدہر نے جانا کہ یہ سب ملازم ہین اور مالک انکا بارگاہ مین ہے جابجا سامان ہولی کا ہے نہین تو
روز جشن کا ہے پچکاریان رنگ نایاب سے بھری ہوئی اور قمقمے رنگ کے ہاتھون مین لیے ہوے آپس مین سب رنگ کھیل رہے
ہین اور حوض اور ہنڈون رنگ کی برابر بھری ہین اور سوانگ لیلی مجنون اور شیرین فرہاد اور آزادون کے ہلکہ اور طرح
طرح کے بیشمار ہین شاہزادہ اس بارگاہ کا بہت مشتاق ہوا یکایک چند پریزادین بارگاہ سے نکلین اور شاہزادہ
نورالدہر کو اپنے ساتھ لیگئین جیسے ہی پردہ بارگاہ کا ایک پریزاد نے اٹھایا اور شاہزادے نے قدم اندر رکھا
دیکھا ایک نازنین حسین مہ جبین مہر تمکین آفتاب سا چہرۂ تابان و درخشان پوشاک شاہانہ زیب جسم دریاے جواہر مین
غرق تاج بر سر چار قب در بر مسند زرنگار پر بیٹھی ہے دیکھتے ہی شاہزادۂ نورالدہر کو فوراً اٹھی اور استقبال کر کے مسند
پر لا کر بٹھایا شاہزادہ تو تیر عشق حسن و جمال بمثال کا گھائل فراق خورشید لقا مین بیقرار تھا عاشق و فریفتہ ہو گیا
ملکہ شاہزادے سے لپٹ گئی گلے مین باہین ڈالدین بوس و کنار ہونے لگا کہ اتنے مین اور نازنینان پری بیکر
در رو گوش مرصع پوش رنگ مین ہولی اور نوروز کے ڈوبی ہوئی اور گلابیان شراب کی اور قابین کباب کی آگے
شاہزادے اور ملکہ کے رکھین دورہ جام شراب چلنے لگا طبیعت کا رنگ بدل گیا ملکہ شاہزادے کا ہاتھ تھام کر اٹھ کھڑی
ہوئی اور پچکاری مین رنگ بھر لا اور شاہزادے پر پچکاری ماری کہ شاہزادہ سر سے پا تک ڈوب گیا مثل گل کھلکھلا کر ہنس
پڑا شاہزادے نے بھی قمقمے خواصون سے لیے اور ملکہ پر مارے ملکہ بھی صورت غنچہ مسکرانے لگی پھر شاہزادے نے

عبیر وگلال رخسارہاے ملکہ پر ملا ملکہ او ہی اوہی کہکے پیچھے ہٹی شاہزادے نے گلے مین باہنین ڈالکر لپٹا لیا اور خوب بیار کیا غرضکہ اسی شغل مین تین دن گذرے کہ دن بھر تو سب کے سب رنگ کھیلتے ہین اور شب کو نہا دھو کر پوشاک فاخرہ بدلکر صحبت جشن وعیش وعشرت مین مشغول ہوتے ہین شرابین اُڑتی ہین کباب چکھے جاتے ہین ناچ دیکھ رہے ہین دن عید رات شب برات ہی شاہزادہ روز بروز عشق ملکہ خوبرو مین دیوانہ ہی اور عالم جوانی اور جوش وولولہ مین تمناے وصال ہی آخر ملکہ سے شاہزادۂ نورالدہر نے کہا کہ ای ملکہ عالم اگر سوال وصل قبول ہو تو بہا ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کرونگا ملکہ نے جواب دیا ای شہریار مجکو کیا عذر ہی مگر مین مسلمان ہون بغیر نکاح کے وصل میرا ممکن نہین شاہزادے نے کہا الحمدللہ ہم خرما وہم ثواب مین بھی مسلمان ہون مجکو عقد منظور ہی یہان یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا ایک مرد بزرگ باریش سفید عبا وقبا پہنے عمامہ سبز سر پر جب ما دام تلیغ ہاتھ مین اندر بارگاہ کے آئے اور عقد ملکہ کا ساتھ شاہزادۂ نورالدہر کے پڑھا شاہزادۂ نورالدہر حکم لوح سے ایسا غافل ہوا کہ بعد رخصت ہونے قاضی جی کے تخلیہ ہوگیا بوس وکنار اور مساس ہونے لگے سامان وصل کا بہم پہونچا صدف آرزو نے لنبوق گوہر بے بہا منہ کھولا شاہزادے نے قصد مقاربت کیا دست تمنا بڑھانا چاہا کہ جام شراب وصل ماہ رخسار سے سیراب ہو ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ ولولۂ جوانی اور جوش عشق تمنا واشتیاق تو بلاے روزگار ہو جب آگ سے خاشاک قریب ہوگی ضرور آتش شعلہ ور ہو کر جلا دیگی یہان آفتاب ولولۂ عشق لب بام آچکا تھا کہ ناگاہ وہی نقابدار شنجرفی پوش دور سے دکھائی دیا اور اُسکی صداے بلند کان مین آئی ای شہریار اسقدر غفلت ہوش باش ہوش باش حکم لوح فراموش کمن مین اسوقت آپکو ہوشیار کرنے کو جانبازی کرکے آیا ہون یہانتک آپکے واسطے سر اپنا ہتھیلی پر رکھکر پہونچا ہون یہ رہ مقام طلسم بلاخیز آفت انگیز ہی کہ یہان سواے طلسم کشا کے کوئی آکر سلامت نہین پھرتا بجز سننے اس کلام نصیحت انجام کے شاہزادے نے ملکہ سے کنارہ کیا اور دل پر سنگ صبر وجبر رکھکر ہاتھ گردن سے نکال لیے ملکہ نے ہاتھ زانو پر مارا اور ہتھیلی سے اتھا کوٹتا اور کہا یہ کون رفیق طلسم کشا ہی کہ طلسم کو برباد کرنے آیا ہی اسنے تمام محنت ہماری ضایع کر ڈالی پہلے علاج اس ناہنجار کا کرتی ہون بعد اُسکے طلسم کشا سے سمجھا جائیگا یہ کہان جائیگا میرے ہاتھ سے پہلے اسی کا کام تمام کرتی ہون اس عرصہ مین نقابدار شنجرفی پوش روانہ ہوتے ہی غائب ہوگیا ملکہ نے کہا ای شہریار یہ تیرا عشق مجکو بلا مین ڈالیگا اب مین رخصت ہوتی ہون مگر دعا سے فراموش نہ کرنا یہ کہکر ملکہ لوٹ پوٹ کر ایک طوطی کی صورت بنگئی اور پیچھے اُس نقابدار کے چلی شاہزادہ نقابدار کے واسطے نہایت غمناک خاموش فکر نقابدار مین بیٹھا تھا کہ یکایک باد تند ایسی چلی کہ خیمہ اوڑکر علیحدہ گرا اور قناتین پردے مثل پتون کے اُڑنے لگے پریزادان مہوش غائب ہوگئے شاہزادے نے شدت سے ہواے تند کی سر زانو پہ نیہوڑا لیا اور آنکھین بند کرلین خاک اُڑ رہی تھی

اب دو کلمے داستان عشرت نشان کیفیت برج فولاد کی اور ظاہر ہونا لوح کا اور باہر نکلنا بیشہ نیرنگ وآئینہ وبرگ شجر سے کہ طوطی ہوکر اڑنا اور حال ماضی واستقبال اور حال پیدا ہونا اور شعلہ ہونا بدیع الزمان کا شکار مین اور آنا فرامرز کا اور جنگ طہماس کی حمزہ سے اور بھاگنا لقا کا طرف زرایل کے و دیگر حالات

پلا بعد مدت کے ساقی شراب	کہ ہو آتش شوق سے دل کباب
نہ دکھلا مجھے اپنی نیرنگیان	کہ حیران ہون ساقی مین پیرمغان
ہو اب طوطی دل تشنہ پرواز کر	ذرا قبضہ بداس فسونساز پر
نہین حلبہ میخانے مین تیغ سے	کہ ہو روز مولود بنت العنب
ہو مدت سے اے دل ہین تیغ شکار	کرونگا کوئی کھیدہ مین گلندار
کوئی رزم مین ہوتی ہو جنگ عظیم	مرے دل مین مطلق نہین خوف وبیم

بھگا دونگا میدان سے مین بھاگیا | اگر حوصلہ کچھ تجھے ہو تو آ | سحر گر دلیری کا بھرتا ہی دم | ہٹے معرکے سے نہ ہرگز قدم

غزل — تاکی بہ بزم شوق غمت جا کند کسے
فرصت نمی دہد کہ تماشا کند کسے
دل بردہ است از من و انکار میکند
سودا چنان خوش است کہ یکجا کند کسے
خون را بجائے بادہ مینا کند کسے
از شاخ گل بہر طرفے جلوہ میکند
ترسم دراز دستے کہ بیجا کند کسے
در باغہائے خلد برین میتوان رسید
خوش گلشن است حیف کہ گلچین روزگار
این آن گناہ نیست کہ حاشا کند کسے
دنیا و آخرت بہ نگاہے فروختیم
قصاب اگر نہ یارت دلہا کند کسے بیت

نگارندۂ دفتر بیحساب + رقم کردۂ این داستان لاجواب + عندلیبان شاخسار گلشن طلسم کشائی و نغمہ سنجان بہارستان
عجائب و غرائب دلربائی جملہ کیفیات گلہائے رنگا رنگ کو شاخ قلم شگفتہ رقم سے گلدستۂ مضامین تازہ کے بین السطور
مین یون خیابانی دکھاتے ہین کہ طلسم گوہربار مین بعبارت فارسی کہ جس مین فقط لطیفے تھے اور نشانات ہر ایک طلسم و
عجائبات کے تھے الا اس ہیچمدان و بے سر و سامان حقیر پر تقصیر احقر العباد بے بنیاد اذل کونین تصدق حسین داستان گو
و مترجم نے موافق، بنی ہیچمدانی اور سج مج زبانی کے شاید اصل مطلب کو زیور تقریر و تحریر سے آراستہ کیا ہے یقین ہی
کہ ناظرین والا تمکین ملاحظہ فرما کر بہت محظوظ و مسرور ہونگے اور جہان کہین کوئی خطا اور سہو اس کمترین سے ہوگیا
اس سے چشمپوشی فرما کے الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کا مصداق فرمائین ع گر قبول افتد زہے عز و شرف + شعر
بیا بشنوی ہمدم ہمراستان + کہ یاد آمدم بر سر داستان + جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نامدار نے بعد عرصہ دراز
زانوے حیرت از انسے سر اٹھایا دیکھا نہ وہ خیمہ ہی نہ بارگاہ نہ لشکر ہی کوئی سہنین فقط آپ تن تنہا مین اور میدان لق و دق
ہی لیکن سامنے ایک برج فولادی صیقل کیا ہوا مثل آئینہ کے چمک رہا ہی اور لوح بھی اپنے گلے مین ظاہر ہوئی نورالدہر
نے جانا کہ اب حد بیابان بیشۂ نیرنگ سے نکل آیا ہون فوراً سجدۂ شکر درگاہ جناب باری مین بجالائے مگر نقاب دار
سنجرفی پوش کے واسطے نہایت پریشان تھے اور اُسکے لیے درگاہ قاضی الحاجات مین دعا کرتے تھے کہ پروردگار تو
میرے دوست صادق رفیق موافق کو زندہ و سلامت رکھنا وہ ملعونہ و علامۂ دہر میرے شیدا تک نہ پہونچے بعد اسکے
قریب برج فولادی کے آئے دیکھا کہ نہایت صفائی و لطافت ہی اور وسعت مین بہت بڑا ہی گرد و نواح اُس برج کے
پھر کر خوب سیر کی پھر اندر برج کے داخل ہوئے دیکھا کہ زنجیر طلائی چھت مین لٹکتی ہی اور سر زنجیر مین ایک آئینہ بہت بڑا
مثل سپر مدور بندھا ہوا لٹکتا ہی اور منھ اُس آئینہ کا مشرق کیطرف ہی اور ایک درخت نو دمیدہ اور سر سبز و شاداب
مقابل اُس آئینہ مدور کے ہی اور ایک شاخ اُس درخت سے پیدا ہو کر قریب آئینے کے آئی ہی اور ایک برگ زمردین
سر شاخ درخت سر سبز معلوم ہوتا ہی شاہزادہ نورالدہر مقابل مین اُس آئینہ کے آیا اور کھڑے ہو کر منھ اپنا دیکھا مگر
معلوم نہوا ہر چند ادھر اُدھر ہٹ ہٹا کر دیکھا ذرا بھی نہ دکھائی دیا شاہزادہ حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہی عکس درخت سر سبز کا
نظر آتا ہی مگر میرا منھ نہین دکھائی دیتا ہی اب جو خیال کر کے آئینے مین دیکھا تو عکس درخت کا آئینے مین ظاہر ہی اور طوطی
زرین بال شاخ درخت پر بیٹھی ہی یعنے عکس اُس برگ زمردین کا طوطی ہو گیا منقار سے پر و بال کو کریال کرتی ہی شاہزادہ
نورالدہر کو دیکھکر اُس طوطی نے کہا اے شاہ جوانان رعنا و اے جگر گوشۂ شاہزادۂ بدیع الزمان عالیشان اے صاحبقران
ابن صاحبقران و اے قاتل جادوگران و اے طلسم کشا السلام علیک ہنگام حیرت اور جائے تعجب ہی کہ تو کہان سے کہان
آکر پہونچا ہی اے طلسم کشا اب جو کچھ چاہے تو مجھسے پوچھ لے حال امنی کا بیان کرون یا استقبال کی خبر سن پیدائش تیری
ملک عجم کی ہی اور باپ تیرا سر فتنۂ ملک باختر شاہزادۂ بدیع الزمان فرزند حمزۂ صاحبقران ہی اور تیرا نام شاہزادہ
نورالدہر عالیشان ہی تیرا باپ شکار کو گیا تھا وہان مارا گیا بعد اسکے اور قصہ کچھ جھوٹھ سچ اُسنے بیان کیا

اور کہا کہ وہ نقابدار سیاہ پوش کہ فرامرز بن قارن عدو تھا اُسکے بعد جانا لندھور کا اور رشتہ ہونا دار ایسہ گلگون
وغیرہ کا بیان کیا بعد اُسکے جنگ القاش خون آشام کی کیفیت کہی پھر کچھ اور حالات کہکر جانا شاہزادہ نورالدہر
کا کوہ قاف تک اظہار کیا بعد اُسکے حال لشکر امیر کا توقیر وہ لڑائیان طہماس کی اور بھاگنا لقا کا طرف زرائیل
کے اور زخمی ہونا فرخ شہسوار ز قلمدیدر کا اور زخمی ہونا امیر کا ہاتھ سے طہماس کے کہ یہ کیفیتین بعد شاہزادے کے
واقع ہوئین یونہین طوطی بیان کرتی جاتی ہو شاہزادہ نورالدہر سُنسُنکر حیران ہوتا ہو جب وہ طوطی یہ سب بیان
کرچکی وہ درخت سرسبز و شاداب دفعتہً مع طوطی کے غائب ہوگیا اب آئینے مین عکس چہرہ شاہزادہ نورالدہر نظر
آیا آئینے نے آواز دی ای شاہزادے اب طرف گوشہ غربی کے جاکر ذرا آئینہ دیکھ کہ اُدھر کیا ہی کیفیت گوشہ شرقی
دیکھکر شاہزادہ نورالدہر بشکل آئینہ حیران ہوا اور گوشہ غربی کیطرف گیا اور پشت پر آئینہ طلسم کی جو دیکھا اُدھر بھی شیشہ
صیقل دار مثل آئینے کے تھا پشت دیکھی ہرچند شاہزادہ ہر طرف پھرا مگر پشت آئینہ دکھائی نہ دی گویا آئینے کو گرد
تھی جب گوشہ غربی مین دیکھا عکس آئینہ مین اپنی صورت نظر آئی اور قلعہ طلسم گوہر بار مع تاجدار اور نازنینان
گیسو دراز مرصع پوش چہرے مثل آفتاب و مہتاب کے منور دیکھے اور گرد قلعہ خندق مثل نہر پر از شیر وغیرہ اور
سامنے قلعے کے بالائے خندق شیر ایک تپلہ پشت گاؤ پر سوار ہو اور گاؤ آواز دیتی ہی یا سامری یا سامری اور
بہت سے بیلی آتے ہین اور شاہزادہ نورالدہر عکس یعنے شبیہ کو اپنی دیکھ رہے ہین کہ وہ سب اُسے دولھا بناتے ہین
اور کشتی پر لیگئے ہین بدستور اول جیسا کہ اس حقیر پر تقصیر مترجم نے داستان اول طلسم گوہر بار مین سنا مین عجائب
وغرائب تحریر کیے ہین اُسی طرح بیان بھی کیفیت ہی غرضکہ عقد نوشاہ یعنے شاہزادہ نورالدہر کا اُسی عروس پری پیکر کے
ساتھ کرتے ہین اور شب زفاف مین اشک عروس اسقدر بلند مثل دریا کے ہوئے ہین کہ تمام قلعہ غرق ہوگیا اور
شاہزادہ کو اسیر کرکے اُسی بادشاہ کے پاس لیگئے ہین اور وہی مشفق ہین طارجنی نے شبیہ شاہزادہ کو بیابان قمر سیر چاہ
آسیا مین قید کیا ہی اور شبیہ شاہزادہ نے حرف مطلب اور حوصلہ طارزان پاسبان پڑھکر اپنے تئین چاہ مین گرایا ہی
بعد اسکے شبیہ شاہزادہ سے اور دُردانہ گوہرپوش سے صحرا مین ملاقات ہوئی اور دایہ دُردانہ گوہرپوش کو شبیہ
شاہزادے نے مارا ہی اور کاسہ سر دایہ مین حروف تحریری سے نشان لوح پایا ہی اور شبیہ شاہزادہ نے فتح پاکر
جملہ مرحلے شکست کیے ہین جو معرکہ کہ شاہزادہ نورالدہر پر گذر چکا وہ سب شاہزادہ نورالدہر آئینہ مین دیکھا کیا
اور نقابدار شنجرفی پوش کا ہر جگہ آنا آئینے مین پیش نظر ہی اور کہیں کھلا نا نقابدار کا سامنے دکھائی دیتا ہے
چنانچہ پردہ عجائب مین پہونچنا اور طلسمات کوہ کافور سے صحرائے نیرنگ مین آنا اور تماشا کرنا مست شتاب
کا اور دیوانون کو دیکھنا اور سیر خیمون کی کرنا اور برج فولاد مین روبروے آئینہ طلسمی کے پہونچنا اور حال طوطی کا سُنکر
طرف گوشہ غربی کے آنا اُن سب کامون سے فرصت پاکے وہ شبیہ شاہزادہ نورالدہر سامنے شاہزادے
کے پاس آئینہ طلسمی مین آکھڑی ہوئی شاہزادہ نورالدہر ہنسا اور کہا ای شبیہ میری جو کچھ اس طلسم گوہر بار
وغیرہ مین مین نے کیا تو نے بھی کیا اسوقت تک تو کہان پوشیدہ تھی اب آمین اور تو دونون ملکر جدائی طلسم کے
مرحلے مین توڑین اور فتح کرین شبیہ شاہزادے کی ہنسی اور کہا ای شاہزادہ نورالدہر اب تو گوشہ شمال کیطرف
جا اور وہان دیکھ کہ کیا ہی کیفیت گوشہ شمالی شاہزادہ نورالدہر کلام شبیہ سُنکر گوشہ شمال کی طرف آیا
آئینہ طلسم بھی پھر گیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک بیابان وسیع مین ہجوم مردم خرد و کلان ہی اور نصف صحرا
مین زمین سے آسمان تک دن ہی کہ آفتاب عالمتاب درخشندہ ہی اور دھوپ کی تیزی بشدت ہے کہ جو

شخص اُدھر جاتا ہو مارے گرمی کے بیتاب ہو جاتا ہو اور سراپا پسینے مین عرق عرق ہو جاتا ہو اور نصف صحرا مین زمین سے آسمان تک رات ہو کہ تارے چھٹکے مین چاندنی کھلی ہو ماہ چاردہ کی عجب کیفیت و عجیب ہو شاہزادے نے دھوپ کی طرف خیال کیا کہ آفتاب گوشۂ آسمان پر ہو اسی سبب سے نصف طرف دھوپ ہو اور نصف طرف چاندنی جو لوگ کہ چاندنی کیطرف ہین وہ خاکی رنگ کے لباس پہنے ہین اور جو لوگ دھوپ کیطرف ہین وہ زرد رنگ کی پوشاک زیب جسم کیے ہین اور ایک تالاب خام پانی سے بھرا ہوا ہو اور سیکڑون برہمن پوتھی کھولے ہوئے چاند گہن کی یہ آواز دیتے ہین شگن ساعت کی خیر جان مال کی خیرات تمامی مردمان زر و غلہ خیرات کرتے ہین اور مسلمان گہن کی نماز پڑھتے ہین اور بعضے برہمن انگیٹھیان دہکتی ہوئی آگ ہاتھون پر رکھے پرستش کرتے ہین اور شرار آگ کے اُڑ کر مثل درون کے راہ مین پھیلتے ہین وہ تارے بنکر آسمان پر اُڑ جاتے ہین اور شب تاریک و شب ماہ کی یہ کیفیت ہو کہ اُدھر تو آفتاب غروب ہو گیا تمام تیرہ و تار ہو اُدھر روشنی چاندنی کی شفاف و صاف ہو اور کچھ لوگ مقیش کتر کر اُس چاندنی مین اُڑاتے ہین وہ ریزہ مقیش ستارے معلوم ہوتے ہین اور کچھ لوگ سفید پوش اور کچھ سیاہ پوش ہین کہ نصف تاریکی مین ہین اور نصف چاندنی مین ہین اور اُس جگہ بھی ایک تالاب ہو کہ اہل ہنود اُسمین نہا کر پرستش کرتے ہین اور لڑکے برہمنون کے خیرات مانگتے ہین مسلمان نمازین پڑھتے ہین اور ہنود خیرات دیتے ہین اور تاریکی مین جو قطرات شبنم گیاہ شجر پر گرتے ہین وہ مثل گوہر چراغ کے روشن ہین اور شبنم بکثرت گرتی ہو کہ لاکھون چراغ جلتے ہین بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ دن مع آفتاب شب کی طرف جاتا ہو اور شب مع ماہتاب دن کیطرف روانہ ہوتی ہو اور آدمی سب جو بیٹھے ہین وہ بیٹھے بیٹھے جو کھڑے ہین وہ کھڑے کھڑے ہمراہ دن کے چلے جاتے ہین اور آدمی شب کی طرف کے ہمراہ شب آتے ہین گویا زمین و آسمان سب گردش مین ہو شاہزادہ سب مقامات سے زیادہ اس جگہ نہایت حیرت مین ہوا ناگاہ عکس شاہزادے کا مقابلے مین شاہزادے کے آیا اور کہا اب تو جنوب کیطرف روانہ ہو اور وہان کا بھی تماشا دیکھ لے شاہزادہ گوشۂ جنوب کی طرف گیا آئینہ بھی اُسی طرف پھر گیا گوشۂ جنوب شاہزادے نے دیکھا کہ ایک میدان نہایت روشن ہو اور ایک چبوترہ جواہر ہفت رنگ کا بہت وسیع ہو اور اُسپر سات سردار کہ جنکی پیشانیون پر ستارے چمکتے ہین وہ ٹہل رہے ہین اور چبوترہ تین فرسخ مربع مین وسیع ہو اور اُس چبوترے کے سات زینے ہین اور ہر زینہ اُسیقدر وسعت رکھتا ہو کہ ہر ایک زینے مین ایک محلہ بہت بڑا آباد ہو اور ہر زینے پر ایک ایک بت جدا جدا خمیدہ کمر کھڑا ہو اور اُس بت کی پیشانی پر ایک ایک ستارہ علیحدہ علیحدہ روشن ہو زینۂ اول مین چاند روشن ہو اور چاندنی صاف و شفاف کھلی ہوئی ہو اور دریا اوپر اُس زینہ کے جاری ہو کہ پانی اُسکا زور شور سے بہتا ہو کہ پتھر کبھی جو دھارے پر آجاتا ہو کیسا ہی گران ہو وہ بھی بہا چلا جاتا ہو اور رنگ دریا کے پانی کا سبز ہو اور کشتیان زمرد نگار اُس دریا مین رواں ہین اور ہر کشتی تیزی کے ساتھ مثل تیر تیز دم کے پانی پر جاتی ہو اور پیک اور قاصد کشتیون کے اوپر دوڑتے ہین اور اُچکتے ہین دم بھر کسی مقام پر پاؤن اُنکے نہین ٹکتے ہین اور وہ سب لباس سبز پہنے اور جواہر زمرد مین ایسے تابالدے ہوئے ہین کسواسطے کہ قمر سریع السیر ہو اور یہ سب منسوب بقمر ہین اور رنگ قمر کا سبز ہو بلکہ اکثر اُن لوگون مین کچھ لوگ لنگ باندھے ہین مگر وہ لنگ بھی سبز رنگ کے ہین اور سامان تسخیر قمر مین مصروف ہین اور اُنگلی سے گنڈل کھینچ کے عزیمت تسخیر قمر پڑھتے ہین اور بخور تسخیر قمر کے انگیٹھیون مین مثل لوبان و گوگل وغیرہ کے جلاتے ہین شاہزادہ یہ تماشا دیکھکر متعجب ہوا اور دوسرے زینے کی طرف نگاہ کی زینۂ دوم جب شاہزادے نے دوسرے زینے کی طرف دیکھا تو بہت سے حوض آب نیل کے بھرے ہوئے ہین اور سب آدمی نیلے پوش ہین اور اُن نیلے

ستارۂ عطارد چمکتا ہی اور کچہریان دیوؤن کی بہت بڑی ہین اُسمین دبیر اور منشی اور متصدی اور محرر معروف تحریر
کاروبار ہین مگر سب نیلگون پوشاکین زیب جسم کیے ہین کسواسطے کہ رنگ عطارد کا نیلگون ہی اور ایک صحرائے سبزہ زار
ہی کہ اسمین گل نیلوفر او گل سوسن اور گل خودرو شگفتہ اور پر بہار ہین اور بعضے آدمی نیلی لنگیان باندھے ہوے
اور کنڈل اور حصار کیے ہوے بیٹھے ہین اور عزیمت تسخیر عطارد پڑھتے ہین اور نیلم کی زنجیرین دوش پر ڈالے ہین
اور بخور عطارد و لوبان وغیرہ جلا رہے ہین اور قلم نیلم اور دوات نیلم آگے اُنکے رکھی تھی کاغذ نیلگون پر کچھ نقوش
وغیرہ لکھتے ہین اور ایک دریاے آب نیل جاری ہی اُسمین وہ نقش لکھ لکھ کر ڈالتے ہین شاہزادہ متعجب ہوا اور
تیسرے زینے پر نگاہ کی۔ زینۂ سوم شاہزادہ نور الدہر نے تیسرے زینے پر دیکھا کہ بہت سے مرد اور لڑکیان
کمسن کمسن ناکتخدا ہین اور اُنکے رنگ سفید ہین اور لڑکیان نہایت شکیلہ اور جمیلہ ہین اور لباس سفید براق اُنکے
جسم ہین اور زیور گوہر و الماس سے از سر تا پا لدی ہوئی ہین اور دف و چنگ اور طبل و سارنگی وغیرہ اُنکے ہاتھون
مین ہین بجا بجا کر گاتی ہین اور ناچتی ہین اس مقام پر ستارۂ زہرہ درخشان ہی اور سواے گوہر و الماس کے زیور
کسی طرح کا دوسرا نہین پہنے ہین اور بعضی حوض کی پیڑیون پر بیٹھی ہین کہ وہ حوض چاندی کا ہی اور دودھ بہت
عمدہ لذیذ سفید و صاف و شفاف حوض مین بھرا ہوا ہی اور اُسی حوض کی پیڑیون پر بیٹھی ہوئی عزیمت پڑھ پڑھ
کے زہرہ کا تسخیر کر رہی ہین اور انگیٹھیون مین بخور سلگ رہا ہی اور مرد لنگ سفید باندھے ہوے عزیمت پڑھ کے
اور بخور کافور وغیرہ جلا کر زہرہ کو تسخیر کرتے ہین شاہزادے نے متحیر ہوکر چوتھے زینے کو دیکھا۔ زینۂ چہارم
چوتھے زینے پر کیفیت جداگانہ نظر آئی سب لوگ زرد پوش زیور طلائی اور یاقوت احمر و عقیق زرد کے پہنے ہین
اور لباس زعفرانی زیب جسم ہی اور کچھ زرد مسالہ مثل ہندوؤن کے پرستش کا بنا ہوا سب کی پیشانیون پر ملا ہوا ہی اور
ستارۂ شمس اس جگہ تابندہ ہی اور سب لوگ تسخیر آفتاب مین مصروف ہین اور صورتین اُنکی یہ ہین کہ ایک مکان دو رُخ
ہی کہ ایک رُخ اُسکا جو مشرق کی طرف ہی سونے کا ہی اور دوسرا رُخ اُسکا جو مغرب کی جانب ہی وہ پکھراج کا ہی وقت طلوع
آفتاب رنگ اُسکا سُرخ ہو جاتا ہی اور عکس آفتاب کا مشرقی دروازون پر پڑتا ہی اور تمام لوگ صبح سے دوپہر تک
لباس سُرخ پہنے ہوے اُدھر کے مکان مین بیٹھے رہتے ہین اور عزیمت تسخیر آفتاب کی پڑھتے ہین اور بخور نقش
شنجرف وغیرہ کے کھینچ کے جلاتے ہین جب ہنگام زوال ہوتا ہی اور آفتاب پر زردی چھا جاتی ہی عکس آفتاب کا
مغربی دروازون پر پڑتا ہی سب لباس زرد پہن کر پکھراج کے مکان مین آکر بیٹھتے ہین اور بخور زعفرانی جلاتے
ہین اور عزیمت پڑھتے ہین اور دو شیر سُرخ و زرد مشرق و مغرب مین کھڑے ہین اور آفتاب صبح سے دوپہر تک
شیر سُرخ پر سوار ہوکر اور دوپہر سے شام تک زرد شیر پر سوار ہوکر سیر کیا کرتا ہی اور اس زینہ پر نہایت گرمی ہی کہ
سب لوگ نہاے اپنے عرق جسم مین سراپا غرق ہین شاہزادہ دیکھکر بہت حیران ہوا اور زینۂ پنجم کی طرف نگاہ کی۔
زینۂ پنجم دیکھا کہ زینۂ پنجم مین مریخ جو جلاد فلک مشہور ہی نہایت تیزی کے ساتھ چمک رہا ہی اور سب لوگ مسلح
اور مکمل سُرخ پوش ہین اور وہ سب لوگ ترکی ہین ایک دوسرے سے خواہ مخواہ لڑتا ہی اور قصاب بہت ہین کہ
جانورون کو ذبح کر رہے ہین بعضے آدمی اپنے بازون پر خون ملے ہوے لنگیان سُرخ باندھے ہوے چھری ہاتھون مین
لیے ہوے ہنس ہنس کر لڑکون کو ذبح کرتے اور عزیمت تسخیر مریخ کی پڑھتے ہین اور بخور جلاتے ہین شاہزادہ متحیر ہوا
اور اُن لڑکون پر شاہزادہ بہت ترحم ہوا کہتا تھا کہ کیونکر وہان تک پہونچ کے ان لڑکون کی جان بچائے۔ زینۂ ششم
شاہزادہ نور الدہر اسی حیرت مین تھا کہ زینۂ ششم پر نگاہ پڑی دیکھا کہ ستارۂ مشتری چمک رہا ہی اور مرد سب

وہان کے عامل و کامل فاضل و عاقل ہین ریشین اُن سب کی دراز اور سفید مثل نبہ نب کے ہین اور جبہ اور قبا اور عبا رنگ صندلی و بادامی پہنے ہین اور مدرسے اور اسکول جابجا ہین مسمین طالب علم بڑے بڑے کاملین بقرر ہین اور باہم مباحثہ اور مناظرہ علم ریاضی اور ہیئت اور علم ہندسہ اور علم حکمت و نجوم وغیرہ کا ہورہا ہی اور تحاش بھی اُسکا ہوتا ہی یہان تک کہ آواز مباحثہ کی لفظ بلفظ شاہزادہ نورالدہر کے کان تک آتی ہی کہ مسئلہ ہاے دقیق اور مشکل حل ہوتے ہین اور مسندون پر عالم و فاضل صندلی پوشاک پہنے بیٹھے ہین اور شاگردون کو سبق دیتے ہین اور بعضے مدرسے مین فقرا اور صوفی لوگ تہمدین صندلی رنگ کی باندھے ہوے مریدون کو تعلیم اور تلقین مقامات اور کیفیت حقیقت اور معرفت و شریعت کرتے ہین اور اکثر جگہہ مثل عدالت کے قاضی اور مفتی بیٹھے ہین اور فتوے ہر طرح کے دیتے ہین اور مقدمات شرعی فیصلہ کرتے ہین اور بعضے لوگ چوب صندل کی مسجد مین لنگ صندلی رنگ کے باندھے ہوے کنڈل کھینچ کے روغن بادام آگ پر سلگاتے اور صندل کا برادہ براے تجور جلاتے ہین اور عزیمت تسخیر مشتری کی پڑھتے ہین شاہزادہ نورالدہر حیران ہوکر زینہ ہفتم کی طرف دیکھنے لگا زینہ ہفتم شاہزادے نے خیال کیا کہ زینہ ہفتم کا رنگ سب سے جدا ہی زحل اُدھر اُس زینے کے جھکتا ہی اور رنگ اس زینے کا سیاہ ہی کہ یہ زینہ لوہے کا بنا ہوا ہی اور تمام یہان کے آدمیون کے رنگ کالے ہین سب قوم حبشی و زنگی و ہندو معلوم ہوتے ہین اور سب کے لباس بھی سیاہ ہین اور سب ہاتھیون پر اور سورون پر سوار ہین اور کچھ لوگ گرگدن پر بیٹھے ہین اور زنجیرین آہنی پاؤن مین بندھی ہین اور سب مکار اور چور اور اٹھائی گیرے ہین اور عورتین یہان کی سب زیور آہنی زیب جسم کیے ہین اور اکثر مرد ساحر معلوم ہوتے ہین کہ سب نے اُن ساحرون کو اور تسخیر کرنے والون کو تہ خانے مین کہ وہان نہایت تاریکی ہی اور کسی کو قبر اور گڑھون مین بٹھایا ہی اور سور ذبح کرتے ہین اور خون خوک سے کنڈل کھینچ کے مس وغیرہ آہن مین شریک کرکے گلاتے ہین اور زیور براے قیدی سحر بناتے ہین شاہزادہ متعجب و حیران ہوکر دیکھ رہا ہی ناگاہ عکس شاہزادہ نورالدہر کا روبرو شاہزادے کے آئینے مین معلوم ہوا اور لوح مثل شاہزادے کے اُس عکس کے بھی ہاتھ مین تھی اور اُس لوح کو آئینے مین سے مقابل شاہزادے کے کیا شاہزادہ نورالدہر نے چاہا کہ لوح اپنی لیکر دیکھے کہ وہ آئینہ غائب ہوگیا اور برج بھی آنکھ سے اوجھل ہوگئے ایک دھوان سیاہ اُٹھا کہ شاہزادے کو کچھ نظر نہ آیا جب کچھ روشنی ہوئی اپنے تئین ایک صحرا مین دیکھا شاہزادے نے لوح اُٹھا کر ملاحظہ کیا لکھا تھا ای طلسم کشا اب نوبت ساحر کے قتل ہونے کی آپہونچی ہی یہ در سے آئینے تک سب یہی رنگ ہی اُسکے آگے چلا جا وہان ایک باغ ملیگا تو باغ کے اندر بسم اللہ کہکے داخل ہونا اور اسم اسمین جو لکھا ہی وہ اکیس مرتبہ پڑھکر اپنے اوپر دم کرنا تاکہ نظر سے سب کی غائب ہو تو اور جو کچھ معرکہ پیش نظر ہو بغیر دیکھے لوح کے دست اندازی نہ کرنا اور قدم نہ کھنا

اب دو کلمے داستان شگفتہ نشان جانا شاہزادہ نورالدہر کا باغ طلسم مین بیان کیے جاتے ہین

بیت۔ ای باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے ٭ لو بلبلو چلو کہ دن آئے بہار کے ٭ دیگہ بہار باغ آپہونچی خزان کا اب گیا موسم چٹک کر غنچے کہتے ہین چمن مین گل کی آمد ہی ٭ شاہزادہ نورالدہر بموجب حکم لوح عمل مین لایا دروازے پر اُس بلغ لالہ زار کے آیا دیکھا کہ پختہ دیوارین خشت اور چونے کی بنی ہوئی چہار طرف استرکاری اور رنگامیزی نہایت صناعی سے کی ہوئی ہی اور چہار طرف باغ کے ملحق دیوار باغ سے سہ منزلے و چومنزلے کمرے آراستہ بہت بلند عمارت عمدہ طور سے بنی ہوئی اور رسالے مین استرکاری کے برف اور آتش ملی ہوئی ہی برف سے آتش اور آتش سے برف ضایع نہین

ہوتی ہے جب باغ کے اندر شاہزادہ داخل ہوا دیکھا کہ نازنینان گل پیرہن غنچہ دہن جا بجا پھرتی ہین نصف جسم اُنکے سر سے
کمر تک آگ کے ہین اور کمر سے پانون تک برف کے ہین اور درخت تمام باغ مین میٹھے ہین مگر ہوا پر معلق ہین اور صحن باغ
مین وہی بت کہ جسکے سات سر تھے مع سات ستارون کے بیٹھا ہے اور سوا اُسکے کوئی سامان نہین ہے شاہزادہ نور الدہر
یہ تماشا باغ چہار عنصر کا دیکھکر بہت حیران ہوا لوح سے خاطر جمع کرکے ایک اسم لوح اُن سب نازنینون اور عمارت باغ پر
پڑھ کر دم کیا اور دوسرا اسم مشت خاک پر دم کرکے ہوا پر اُڑا دیا اور لوح اپنے پانون کے نیچے رکھکر بیٹھ گیا کہ ایکمرتبہ
آتش شعلہ ور ہوئی اور حرارت آتش سے برف سب پانی ہوگئی اور وہ پانی جو زمین پر پھیلا ایک طوفان عظیم پیدا ہوا
اور قمر و آفتاب اور مریخ اور سر اُس بت کا غائب ہوگیا اور درخت جڑ سے اُکھڑ کے ہوا مین اُڑنے لگے اُس
ہوا کے طوفان مین ستارہ زحل و مشتری و زہرہ و عطارد بھی اُڑ گئے پھر تمام باغ اُڑ کر بالاے ہوا غائب ہوگیا شاہزادہ
نور الدہر نے اسم دوسرا اپنی شمشیر آبدار پر دم کرکے اور ایک اسم لوح پر پڑھ کے دم کیا اور شمشیر آبدار کو اسی ہوا مین
حرکت دینا شروع کی جیسے کوئی حریف کو تلوار مارتا ہے بمجرد حرکت شمشیر غلغلۂ عظیم اُٹھا اور ہوا تھمی اور ایک ساحر نظر
آیا کہ چھ سر اُسکے موم خام کے ہین اور ایک اصلی سر ہے تخت پر سوار چلا جاتا ہے شاہزادہ نور الدہر نے لوح کو حرکت دی
بلکہ اُچھالدی لوح اُڑ کر مثل تخت کے برابر اُس تخت کے پہونچی جسپر وہ ساحر سوار تھا شاہزادہ نور الدہر نے تلوار
کو ہاتھ سے جلوہ دیا کہ ایک برق ہاتھ سے چمک کر گری اور اُس ساحر کو جلا دیا شور قیامت بلند ہوا زمین سے آسمان
تک تاریکی چھا گئی پہر بھر کے بعد ہوا صاف ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ زمین مین لاشہ ایک ساحر کا پڑا ہے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام من شعبدہ باز جادو بود افسوس مردم مطلب خود نرسیدم اب جو شاہزادہ نور الدہر نے
خیال کیا تو شام ہوگئی ہے اس عرصہ مین نقابدار شنجرفی پوش آیا اور بدستور قدیم دسترخوان بچھایا کباب مرغ اور نان تافتان
روغنی اور کوزۂ آب سرد پیشکش کیے شاہزادہ نور الدہر نے فرمایا اے نقابدار شنجرفی پوش الحمد للہ تجکو صحیح و سلامت
مین نے دیکھا مجکو اُسوقت سے نہایت تردد تھا اور مین دعا کرتا تھا کہ پروردگار اُس ملعونہ کے ہاتھ سے بچاے
اے عزیز یہ تو بتا کہ اُس ملعونہ کے ہاتھ سے کیونکر نجات ہوئی نقابدار شنجرفی پوش نے عرض کیا اے شاہزادے
مین اُسی وقت غائب ہوگیا تھا اُسکا مجھسے مقابلہ نہین ہوا شاہزادے نے پھر طعام نوش کیا پانی پی کر شکر خدا
بجا لایا نقابدار نے کہا آج حضور یہین استراحت فرمائین کل صبح کو یہ خادم پھر خاصہ حاضر کریگا شاہزادے نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا نقابدار سچ کہتا ہے آج رات کو اسی جگہ مقیم ہو شاہزادے نے نقابدار
سے کہا اے بہادر تو نے مطابق حکم کے کہا ہر چند تیرے پاس لوح نہین ہے مگر آگاہی طلسم سے رکھتا ہے یہ سنکر
نقابدار ہنسا اور آداب بجا لاکر رخصت ہوا شاہزادہ نور الدہر نے گرد اپنے حصار اسم لوح کھینچکر شب وہین
بسر کی جب صبح ہوئی نماز خدا بجا لاکر بیٹھا ہوا تھا کہ دیکھا نقابدار شنجرفی پوش سامنے سے چلا آتا ہے جب
قریب شاہزادہ نور الدہر کے نقابدار آیا آداب تسلیمات بجا لایا دسترخوان بچھا کر طعامہاے لذیذ سامنے رکھے
شاہزادے نے حال پوچھا کچھ جواب درست نہ دیا اپنے بلے کہکر چپ ہو رہا شاہزادے نے غافل ہو کر طعام کھانے
کو نوالہ اُٹھا کر ہاتھ سے چاہتا تھا کہ منھ مین رکھے کہ آواز آئی اے غافل یہ کھانا نہ کھانا شاہزادہ حیران ہوا اور آواز پر کان
کھڑے کیے نوالہ ہاتھ سے رکھدیا اور کھانے سے ہاتھ کھینچا نقابدار سے کہا اے عزیز یہ آواز تو نے بھی سنی نقابدار
نے کہا یہ ساحر آپکے دشمن جان ہین آرام نہین چاہتے ایک دم کی بھی آپ کی راحت انکو ناگوار ہے چاہتے ہین کہ بھوکے پیاسے
رہین آپ اب خاصہ تو نوش کیجیے شاہزادے نے پھر ہاتھ ڈالا ابھی نوالہ منہ تک نہ اُٹھایا تھا کہ پھر آواز آئی اے طلسم کشا

کھانا نہ کھانا اسمین زہر ملا ہوا ہی آپ بیتاب و مضطرب نہ ہو جیسے ہین آہو نجا شاہزادہ نور الدہر نے آواز کیطرف
منھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھا اس عرصہ مین وہ نقابدار اور طعام غائب ہوگیا تھا اب جو ادھر پھر کر دیکھا نہ دسترخوان
نہ نقابدار اور شور و غل کی آواز کان مین آنے لگی ناگاہ اب نقابدار شنجرفی پوش اصلی دسترخوان طعام لذیذ کا لیے ہوئے
آیا اور ایک ہاتھ مین کٹا ہوا سر ایک عورت کا تھا کہ رنگ روے نحس کا سیاہ مثل اُلٹے توے کے تھا نقابدار نے
آکر مجرا کیا اور وہ سر آگے شاہزادے کے رکھدیا اور عرض کیا ای شاہزادے یہی بیحیا ملعونہ تھی کہ اُس خیمے مین آپ
جس سے طالب وصل ہوئے تھے اسوقت بھی یہی میری شکل بنکر اور کھانے مین زہر ملا کر کھلانے لائی تھی مین آپکو
برابر آواز دیئے جاتا تھا کہ ای شہریار کھانا نہ کھانا اسمین زہر ملا ہی آپ تو بالکل غافل تھے خوب ہوا جو آپنے وہ کھانا
نہ کھایا ورنہ بڑا غضب ہوتا یہی بیحیا خواہر شعبدہ باز جادو ہی اور خلیشومہ جادو اسکا نام ہی شاہزادہ بہت خوش ہوا اور
کھانا نوش کیا بعد فراغ طعام شاہزادے نے نقابدار کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا ای نقابدار اب تجکو نہ چھوڑونگا
تو نے مجپر بڑے بڑے احسان کیے ہین اسوقت تو اپنے نام و نشان سے مجکو آگاہ کر نقابدار نے عرض کیا کہ ای شہریار
غلام کا حال حضور کو اب بہت جلد معلوم ہو جائیگا چندے عرصہ اور باقی ہی گھبرائیے نہین خاطر جمع رکھیے آج ہی
کل مین یہ راز مخفی منکشف ہوا جاتا ہی یہ کہکر آداب بجالایا اور شاہزادہ نور الدہر سے رخصت ہوا اب
یہان سے راویان اخبار برنگینی زبان خوش بیان یہ داستان شوکت نشان یون تحریر کرتے ہین کہ جب نقابدار
شنجرفی پوش شاہزادہ نور الدہر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا شاہزادے نے بھی ارادہ آگے چلنے کا کیا
یکایک ایک طرف سے تنق گرد اُٹھا شاہزادہ متعجب ہوا کہ شاید کوئی لشکر آتا ہی بعد دم بھر کے جب دامن گرد
چاک ہوا دیکھا کہ ایک جادوگر بڑے جاہ و تجمل سے لباس فاخرہ شاہون کے دربار کا پہنے اور تاج سر پر رکھے
ہمراہ تیس ہزار جادوگر سامنے شاہزادہ نور الدہر کے آیا اور قدمبوس ہو کر ملازمت حاصل کی اور عرض کیا کہ
یہ بندہ مطیع اسلام ہوا آئین دین اسلام تلقین فرمائیے شاہزادے نے فرمایا ای عزیز کچھ اپنا حال بیان کر تو کون ہی
اور مقام تیرا کہان ہی اسنے عرض کیا ای شہریار جب دیجور جادو کیفیت ملکہ سمن عذار جادو دختر بندہ سے
آگاہ ہوا مین نے یہ کام کیا کہ ملکہ کو اور شاہزادے کو لیگیا دیجور جادو نے مجکو ایسا زدوکوب کیا کہ غلام کو کوئی امید
زندگی کی نہ تھی بعد اُسکے طلسم سے نکالدیا اب غلام خدمت حضور مین پناہ لینے آیا ہی شاہزادہ نور الدہر
نے تسلی اور دلاسا بہت دیا اور اسکو مسلمان کیا اور وہان سے روانہ ہوے جب قریب قلعہ دیجور کے پہونچے اور
دیجور جادو کو خبر ہوئی دوسرے روز باہر قلعے کے آکر مقابلہ کیا میدان آراستہ ہوا تمام فوج ساحران جمع ہوئی
دیجور جادو میدان مین آکر سحر کرنے لگا شاہزادے نے اسم لوح پڑھ پڑھ کر سحر اُسکا رد کیا اور برابر اُسکے پہونچکر دعا
لوح دم تیغ برق دم پر پڑھکر دم کی اور تکبیر کہکے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار سر ساحر نحس پر پڑی سر سے تا ناخن پا نحس
ملعون کے دو ٹکڑے ہوئے تلاطم پڑگیا آندھی سیاہ اُٹھی برف باری آتش باری ہوئی شاہزادے نے اسم لوح
پڑھ پڑھ کر اُسکو دفع کیا جب میدان صاف ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من دیجور جادو بود افسوس مردیم و جاندادیم
و بمطلب خود نرسیدیم شاہزادے نے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ حکم لوح یہ ہی کہ اسی جگہ مقام کر کہ بادشاہ طلسم تیری ملازمت
کو آئیگا اور صلح کریگا وہ مرد شجاع صاحب عزت و حشمت ہی اُس بادشاہ کا تو بھی اعزاز و اکرام کرنا اور جا بجا جتنے طلسم
اور باقی ہین اُنکو ہمراہ بادشاہ کے فتح کرنا اور جو تحفہ جات نایاب اس طلسم مین ہین وہ کسی بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی
میسر نہین ہین وہ تجھے دینگے اور مشغول طلسم کشائی ہو باقی اسمائے لوح تمام ہین والسلام والاکرام شاہزادہ نور الدہر

عبارت لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر خوش ہوا اور اسی جگہ بیٹھ گیا یکایک جلوس سواری نظر پڑا دیکھا کہ سکلل خان
جادو تخت جواہر نگار پر سوار ابر مروارید سر پر گوہر باری کرتا ہوا چلا آتا ہے سکلل خان جادو نے دور ہی سے
تخت کو ٹھہرایا اور اتر کر پیدل دست بستہ تیغ بدندان سامنے شاہزادہ نور الدہر کے حاضر ہوا شاہزادہ اٹھ کھڑا
ہوا بڑی تعظیم وتکریم سے ہاتھ پھیلا کر بغلگیر ہوا بادشاہ آداب شاہانہ بجا لاکر ملازمت غلامانہ حاصل کرکے قدمبوس ہوا اور
گرد پھر العبد اسکے اپنے بیٹے شاہزادہ اولوس جنی سے ملازمت حاصل کروائی اولوس جنی کو شاہزادہ نور الدہر سے
کمال محبت تھی مژدۂ تہنیت اور مبارکباد دی اور سکلل خان نے شاہزادہ نور الدہر کو تخت پر سوار کیا اور تخت
اپنے کاندھے پر اٹھایا اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا ایوان شاہی میں لیئے لایا بڑی دھوم سے دعوت وضیافت کی اور
خزانے جواہر سلیمانی کے اور خرمن خرمن گوہر ہائے آبدار اُس طلسم کے اور تحفہ اثاث البیت شاہنشاہی اور
ایک بارگاہ ہزار ستون کی کہ نام اُسکا گوہر نگار سلیمانی تھا اور دس ہزار باغات کہ ہر باغ میں گوہر ہائے شاہوار
دیواروں میں نصب تھے اور بارہ دریوں میں پردے اور چھتیں جواہر نگار تھیں اور گوہر نگار رنگل آراستہ
تھے یہ سب تحفہ وتحائف شاہزادۂ نور الدہر کی نذر کیے اور ساٹھ ہزار سوار شاہزادے کو ایسے دیے کہ جنکی زرہیں
جواہر نگار اور خود گوہر آبدار کے اور اسلحہ میں مروارید بے بہا جیبدہ اور علمداروں کی بیرقیں گوہر نگار تھیں
اور شاہزادۂ نور الدہر کو وہ سلاح جنگ بادشاہ نے دیے کہ از سر تا پا مع خود وزرہ وغیرہ مثل گوہر شب چراغ کے
روشن اور خلعت مرصع کار جواہر نگار اور ایک اسپ قمر سیر کہ سازو یراق اُسکا سراپا گوہر نگار تھا اور اثر طلسم
سے گلہائے تازہ زیر پا اُس باد پا کے پیدا ہوتے تھے اور دو گلدستے گلہائے رنگین کے دیے کہ ہمیشہ گلدستے
دوش ہوا پر رہتے تھے اور خوشبو سے اُن گلدستون کی منزلوں عطر بیز ہو جاتا تھا اور ایک صندوق لباس و
آلات عیاری کا دیا کہ اُسمیں قلمتور سے اور پاتابے اور گوپھن اور جوڑی خنجر کی اور حقہ ہائے آتشبازی کمند ہائے
گوہر نگار اور گلہائے خوشبو دار تازہ ورنگین اُنمیں شگفتہ اور لاکھ صندوق زر سرخ کے ہر صندوق تین گز کا گہرا اور
تین گز چوڑا اور تین گز کا طول اور لاکھ توڑے گوہر بیش بہا کے اور ہزار نافے مشک طلسمی کے دیے اور ایک تیر
گوہر نگار اور ایک سپر آفتاب شکن دی شاہزادۂ نور الدہر نے تمام تحفہ جات عطیہ بادشاہ سکلل خان جادو
کے اپنے قبضے میں کیے سکلل خان نے عرض کیا کہ ای شہریار چار مرحلے طلسم کے اور باقی ہیں حضور اُنکو بھی فتح
کریں شاہزادۂ نور الدہر نے کہا ہمارا بھی بسر و چشم منظور ہے پھر شاہزادۂ نور الدہر نے سکلل خان کو عمو کا خطاب
دیا اور اسلام کیواسطے عرض کیا سکلل خان نے کہا کہ جسوقت تک دمامہ جادو اور شمشش جادو قتل نہو مجکو
معاف کیجیے بعد قتل ان جادوگرون کے بدل وجان مطیع اسلام ہونگا پھر شاہزادۂ نور الدہر نے حال نقابدار
شنجرفی پوش کا پوچھا اولوس جنی نے سر اپنا قدم میمنت لزوم شاہزادۂ نور الدہر پر جھکا دیا اور دست بستہ
عرض کیا ای شہریار وہ نقابدار یہ غلام اور خدمتگار سرکار تھا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا اور نہایت محبت و شفقت
سے پیش آیا اور کہا ای اولوس جنی تیرا میں بہت ممنون اور احسانمند ہوا اولوس جنی نے حلقۂ غلامی شاہزادۂ
نور الدہر گوش دل میں ڈالا اور عرض کیا کہ میں بچپنے سے شوق عیاری کا رکھتا ہوں اور مشق عیاری کیا کرتا ہوں آپ
اُمیدوار ہوں کہ حضور میری سعی اور سفارش خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے فرماویں کہ خواجہ عمرو مجکو اپنا شاگرد کرلیں
شاہزادۂ نور الدہر نے فرمایا کہ جب میں لشکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران میں جاؤنگا پہلے تمکو خواجہ کا شاگرد اچھی طرح
سے کراؤنگا اولوس جنی جب ہورہا شاہزادے نے کہا اگر تمکو جلدی منظور ہو تو میں ابھی ایک تمکو سفارشنامہ

لکھدون اور تحفہ و تحائف اور کچھ زر و جواہر دون تم خواجہ کو میری طرف سے دینا وہ تمکو فوراً بسر و چشم شاگرد کر لینگے مگر پہلے
میرے سامنے قسم کھاؤ کہ مین فتح طلسم کا حال نہ کہونگا اگر وہ پوچھینگے کہ نور الدہر کہان ہین تم کہنا کہ کوہ قاف مین
ملاقات ہوئی تھی اولوس جنی نے قبول کیا شاہزادہ نور الدہر نے ایک خط لکھکر دیا اور ایک خزانہ اور کچھ تحفے خواجہ
کو بھیجے اولوس جنی خط اور تحفے اور خزانہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا اسوقت اولوس جنی خدمت خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری مین پہونچا تحفے و تحائف وغیرہ پیش کیے اور نور الدہر کی طرف سے خط دیا خواجہ نے اولوس جنی
کو شاگرد اپنا کیا یہان جب شاہزادہ نور الدہر رخصت ہونے لگا تو سکلل خان نے کہا کہ آپ کو ملکہ غنطیہ جنیہ
زوجہ نے میری طلب کیا ہے شاہزادہ محل مین ہمراہ سکلل خان کے گیا غنطیہ جنیہ زوجہ سکلل خان نے شاہزادے
کو گلے سے لگایا اور تحفے بہت سے دیے نہایت اعزاز و اکرام کیا بعد اُسکے شاہزادہ نور الدہر نے اس مہم سے
فراغت کرکے تمام مال و اسباب کو سر بمہر سکلل خان کے سپرد کیا اور رسید مہری سکلل خان سے لے لی اور کہا اے
سکلل خان عمو یہ نامدار یہ سب اسباب آپ کے پاس امانتاً چھوڑے جاتا ہون جسوقت چاہونگا لے لونگا
سکلل خان نے عرض کیا اے شاہزادہ والا تبار یہ غلام حضور فیض گنجور کا خزانچی ہے سرکار کو اختیار ہے جسوقت
آپ طلب فرمایئے گا فوراً حاضر کرونگا بعد اسکے شاہزادے نے کہا وہ چار مرحلے طلسم کونسے ہین سکلل خان مع
تیس ہزار سوار کے ہمراہ شاہزادہ نور الدہر کے ہوا اور اُن مرحلات کو بھی فتح کیا اور وہان سے اپنے شہر کو
مع شاہزادہ نور الدہر مراجعت کی جب ایوان شاہی مین آیا بڑے اعزاز و اکرام سے دعوت و ضیافت کی اور جلسے
جشن تمام شہر مین تین دن تک رہا اور سکلل خان بجان و دل مطیع اسلام ہوا اب بادشاہزادے کو ملکہ دردانہ
گوہر پوش دختر ملک مروارید گوہر پوش کی آئی بادشاہ سکلل خان نے ملک مروارید کو طلب کیا جب
ملک مروارید گوہر پوش آیا اور رتبہ و جاہ و تجمل شاہزادہ نور الدہر کا دیکھا بہت خائف ہوا لیکن سامنے
نور الدہر کے حاضر ہوا شاہزادہ نور الدہر نے حال ملکہ دردانہ گوہر پوش کا پوچھا ملک مروارید نے کہا کہ
ملکہ دردانہ گوہر پوش آپکے عشق مین دیوانہ وار مضطر و بیقرار بہت رہتی تھی مین نے اُسکو دریائے طلسم مین
قید کیا ہے یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر نے کہا کہ بلواؤ اُسکو اُسی وقت جنیان گئین اور اپنے ہمراہ لائین شاہزادے نے
جو ملکہ دردانہ گوہر پوش کو دیکھا نہایت اُسکے حال پر تاسف کیا اور حمام کراکے پوشاک شاہانہ سے آراستہ
کرایا اور عقد کا سامان کیا غرضکہ ملکہ دردانہ گوہر پوش کا عقد ساتھ شاہزادہ نور الدہر کے ہوا صحبت جشن
برپا ہوئی بسامان عیش و عشرت کا برپا ہوا وصال ملکہ دردانہ گوہر پوش سے خوش و خرم ہوئے صدف آرزو سے
گوہر مراد پایا غنچہ دل شگفتہ ہوا چمن خزان رسیدہ مین بہار آئی شعر کیونکر نہ جی کو چین ہو جب دلربا ملے + معشوق
اپنا بچھڑا ہوا جبکہ آملے + اسی اثنا مین اولوس جنی بھی شاگردی سے خواجہ عمرو کی فیضیاب ہوکر کمال فن عیاری
حاصل کرکے آگیا اُسکا عقد ملکہ سمن عذار جادو کے ساتھ کیا کہ وہ بیٹی ہے عابر جادو وزیر دیجور جادو کی آ
شاہزادہ چند عرصہ تک رہا ایک روز شاہزادے نے بادشاہ سکلل خان سے کہا کہ عمو جان مجکو چند جنیون کے ساتھ
کوہ قاف مین دیو قہقہہ کے شہر مین پہنچوا دیجیے کہ اُس سے بدلہ اپنی عداوت کا لینا ہے کیونکہ وہ میرا دشمن ہے اور اسنے
دوبارہ پکڑ بلوایا تھا واسطے قتل کے وزیر نے اُسکے کہکر قتل سے مجکو باز رکھا مگر قید کیا اب مین جا کر اُس بیحیا کو سزائے
سخت دونگا سکلل خان نے کہا اے شہریار دیو قہقہہ سہ چشمی بڑا زبردست ہے آپ اُس سے مقابلہ نہ کیجیے فرمایا
اب مین اُسکو بغیر سزا دیے ہوئے کب مانتا ہون آخرکار سکلل خان نے جنیان چالاک و زبردست کو بلاکر کہا کہ

شاہزادے کو کوہ قاف مین بارگاہ مین دیو قہقہہ سہ چشمی کی پہونچا آؤ۔ جنیون نے تخت جواہرنگار لاکر حاضر کیا
شاہزادہ نورالدہر نے مسلح و مکمل ہوکر تیغ گوہربار سلیمانی کمر سے لگائی سپر آفتاب شکن مزین پشت کی اور تخت پر بیٹھ گئے
روانہ ہوئے جنیان تخت اُڑاتی ہوئی جانب کوہ قاف چلین ایوان دیو قہقہہ سہ چشمی پر تخت پہونچا شاہزادے
نے کہا تخت یہین اُتار دو اور تم علیحدہ کھڑی ہوکر تماشا دیکھو جنیون نے تخت وہین اُتار دیا اور آپ ایک گوشے مین
پوشیدہ ہوگئین شاہزادے نے وہین نعرہ کیا نعرہ نورالدہر نبیرہ حمزہ صاحبقران نجم و تہمتہ ستارہ حشم
شاہزادہ نورالدہر ہے یہ کہکر للکارا کہ یاش او بیحیا ابلیس پرست مین آپہونچا اب تیری اجل قریب ہی ہاتھ باندھکر میرے
سامنے آ اور اطاعت میری کر ورنہ سزا سخت پائیگا دیو قہقہہ سہ چشمی نے جو شاہزادے کو دیکھا برہم ہوکر ایک
دیو سے کہا کہ اسکو پکڑ لو وہ دیو مثل ہاتھی مست کے چنگھاڑ کر دوڑا شاہزادہ نورالدہر نے تیغ گوہربار سلیمانی کو
میان سے کھینچکر جلوہ دیا کہ آنکھون مین اُس دیو کی چکاچوند ہوا آنکھین اُسنے بند کرلین اور ہاتھ پکڑنے کو پھیلائے
نورالدہر نے تلوار ماری کہ دونون ہاتھ اُس خیرہ سر کے مثل خیار تر کے کٹ گئے وہ دیو منھ کھولکر دوڑا نورالدہر نے
ڈوب کر داہنی طرف سے ایک ہاتھ گوہربار سلیمانی کا کمر پر مارا دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا پھر دیو قہقہہ نے
حکم دیا کہ لینا سب دیو چار طرف سے نرغہ کرکے دوڑے شاہزادہ بجلی کی طرح کوندنے لگا تیغ گوہربار مثل برق کے
چمکنے لگی جسکو ہاتھ مارا وہ دو ٹکڑے ہوا غرضکہ دیوؤن کو مارتے ہوئے قریب دیو قہقہہ کے پہونچے دیو قہقہہ نے
دہن سے شاخین جھکائین شاہزادے نے تلوار پنجہ مین گانٹھ کے شاخین پکڑ کے جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بل گرا
نورالدہر نے پیچھے ہٹ کے جو ہاتھ تیغ گوہربار سلیمانی کا مارا گردن پر دیو قہقہہ کی پڑا سر کٹ کے اُسکا دور گرا
لاش تڑپنے لگی جو دیو زخمی پڑے تھے وہ رہ گئے جو باقی زندہ رہے وہ بھاگے میدان صاف ہوگیا کچھ دیو
ہاتھ جوڑکر قدمون پر گرے مطیع شاہزادہ نورالدہر ہوئے شاہزادہ ایک شب وہان قیام کرکے تخت پر
سوار ہوا اور جنیان تیزرو سے کہا کہ تم مجکو کوہ قاف مین ملکہ سلیمان پری کے پاس پہونچادو جنیان
تخت لیکر دوش صبا پر چلین چند ساعت مین درمیان کوہ قاف کے بارگاہ ملکہ سلیمان پری مین
تخت لیے ہوئے پہونچین شاہزادہ تخت سے اُترا سلیمان پری کو سلام کیا سلیمان پری نے جمال جہاں
شاہزادہ نورالدہر کو دیکھا خوش ہوئی اور گلے سے لگا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا ملکہ جواہر پری کو جو خبر
ہوئی ایسی خوش ہوئی کہ غنچۂ دل شگفتہ ہوا باغ خزان رسیدہ مین بہار آئی پھولون نہ سمائی تمام قاف
مین جشن کا حکم دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام شراب ارغوانی گردش مین آیا ناچ رنگ ہونے لگے بعد
شہزادہ اور ملکہ خوابگاہ مین آئے اسباب سامان صحبت وصل تر ملکہ جواہر پری سے بوس و کنار ہونے لگا صدف آرزو
طالب گوہر مراد ہوئی۔ شعر یون جو تڑپا کرے رویا کرے کیا ہوتا ہے + بچھڑے مل جاتے ہین جب فضل خدا
ہوتا ہے + القصہ دونون شراب وصل سے سیراب ہوئے نہال حسن جوانی نخل مراد ملکہ جواہر پری تر و تازہ
و شاداب ہوکر بارور ہوا پھولا پھلا فوراً ثمر لایا ملکہ جواہر پری حاملہ ہوئی بعد انقضائے مدت معینہ کے
آفتاب عالمتاب صاحبقرانی برج حمل سے طالع ہوا یعنے شاہزادہ ذیقدر والا تبار پیدا ہوا کہ جسکا ذکر
انشاء اللہ تعالے صندلی نامے اور ایرج نامے مین بھی گذارش کیا جائیگا یہان پرستان مین دھوم
ہوئی کہ جلوہ جل کے جلوہ نبیرۂ صاحبقران دیکھو اگر اس قمر لقا کے پیدا ہونے کی دھوم اور چھٹی کا
سامان اور جشن شادی تولد فرزند ارجمند نورالدہر بن بدیع الزمان مفصلاً اور شرح حا

تحریر کرون تو داستان کو طول ہوگا خلاصہ مضمون مسرت مشحون یہ ہے کہ شاہزادہ نورالدہر نے چندے وصل ملکہ
جواہر پری کے خوب مزے لوٹے ایک روز قریشیہ سلطان آئی شاہزادہ نورالدہر نے سلام کیا قریشیہ
سلطان نے شاہزادے کو گلے سے لگایا اور حال طلسم کشائی پوچھا شاہزادہ نورالدہر نے کہا فضل خدا سے
ساحرون کو مین نے جا کر قتل کیا اور طلسم گوہربار فتح ہوا پھر تمام کیفیت طلسم و عجائبات وغیرہ بیان کی اور دیو
قہقہہ سہ چشمی کی لڑائی کا حال کہا یہان یہ ذکر تھا کہ یکایک کئی دیو گھبرائے ہوئے آئے اور قریشیہ سلطان سے
عرض کیا کہ دیو گراب بن قہقہہ سہ چشمی اور دیو کبریت بن قہقہہ سہ چشمی یہ دونون بھائی نو لاکھ دیوون کا لشکر
لیکر ادھر آئے ہین اور شاہزادے کیطرف سے نہایت غضبناک ہین کہ شاہزادہ نورالدہر نے دیو قہقہہ سہ چشمی
کو قتل کیا اور بہت سے دیو مارے ہین تمام لشکر دیو نژاد برابر کوہ زہرہ کے آ پہونچا یہ سنکر قریشیہ سلطان
اٹھ کھڑی ہوئی اور لشکر کو حکم کیا کہ جلد تیار ہو کر کوچ کرو فوراً لشکر دیو نژاد مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ قریشیہ سلطان
کے روانہ ہوا اور ملکہ سلیمان پری اور شاہزادہ نورالدہر بھی ہمراہ قریشیہ سلطان کے ہوئے جب کوہ زہرہ
پر لشکر قریشیہ سلطان پہونچا مقابل لشکر کبریت و گراب بن سہ چشمی کے فرو کش ہوا اور خیمے برپا ہو گئے
دوسرے دن کبریت وغیرہ نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر قریشیہ سلطان مین بھی نقارہ رزمی بجا رات بھر
دیوان سرہنگ مین تیاری جنگ رہی صبح کو ملکہ قریشیہ سلطان اور ملکہ آسمان پری اور شاہزادہ
نورالدہر لشکر فراوان لیکر میدان مین آئے اور ادھر سے کبریت بن سہ چشمی وغیرہ نو لاکھ کا لشکر دیوان
لیکر رزمگاہ مین مقابل صف آرا ہوا جب طرفین مین صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب بھی نقابت کر کے
چلے گئے کبریت بن قہقہہ سہ چشمی میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا شاہزادہ نورالدہر نے ارادہ کیا کہ مقابلے
کو اس کے جائین قریشیہ سلطان نے منع کیا اور نہ جانے دیا اور آپ اسکے مقابلے کو گئی بعد گفتگوے بسیار
دیو کبریت نابکار نے وار شمشاد اٹھا کر قریشیہ سلطان پر ماری قریشیہ سلطان نے وار کو اسکے خالی دیکر
پنجہ سلیمانی کا ہاتھ مارا کہ سر پر اسکے پڑا تا جگرگاہ آ گیا کبریت دو ٹکڑے ہو کر گرا قریشیہ سلطان نے پھر مبارز
طلب کیا دیو سمنگال آیا اور زاغنول کا وار کیا قریشیہ سلطان نے باڑھ پر تیغ کی روکا زاغنول نصف
کٹ کر زمین پر گرا اور نصف اسکے ہاتھ مین رہگیا دیو سمنگال نے وہی نصف زاغنول جو ہاتھ مین رہگیا تھا
قریشیہ پر کھینچ مارا قریشیہ سلطان نے اسکو خالی دے کر تیغ کا ہاتھ کمر پر مارا دیو سمنگال بھی دو ٹکڑے
ہو کر گرا اسی طرح شام تک قریشیہ سلطان نے سترہ دیوون کو مارا اور طبل بازگشت بجا کر پھر گئی نورالدہر اور
آسمان پری مع لشکر ظفر پیکر خیمون مین داخل ہوئے گراب بن سہ چشمی وغیرہ بھی لڑکر اداس اور پریشان
خیمون مین آئے زخمیون کا علاج ہوا کشتون کے لاشے اٹھوائے گراب نے تمام سرداران لشکر کو بلایا
اور کہا کہ تم مین سے ایسا کوئی نہین ہے کہ جا کر ملکہ قریشیہ سلطان کو گرفتار کر لائے دیو اعتکاف کہ وہ
فن عیاری مین بھی بہت ہوشیار تھا اسنے کہا کہ اے گراب بن قہقہہ آپ خاطر جمع رکھیے مین آج شب کو
قریشیہ سلطان کو گرفتار کر لاؤنگا جب شب ہوئی لشکر قریشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا یہان کوئی ڈیڑھ
پہر رات گئی تھی کہ ملکہ قریشیہ سلطان کھانا وغیرہ نوش فرما کر خوابگاہ پر جا کے سو رہی دیو اعتکاف نے وہان
پہونچکر آسمان پر سے بیہوشی اڑائی جتنے نگہبان وغیرہ تھے سب بیہوش ہو گئے دیو اعتکاف اترا اور خیمے مین
ملکہ قریشیہ سلطان کے آیا قریشیہ سلطان کو بھی بیہوش کیا اور حلقہ ہاے کمند سے مشکین باندھکر

لیے ہوئے نکلا چلا گیا اور سامنے دیو گراب بن دیو قہقہہ سہ چشمی کے لایا دیو گراب نے حکم دیا کہ جلد سے لیجا کر
کسی مقام محفوظ مین قید کرو دیو اعتکاف نے قریشیہ سلطان کو لیجا کر قصر اخضر مین قید کیا یہان لشکر قریشیہ
سلطان مین صبح کو غلغلۂ عظیم ہوا کہ قریشیہ سلطان شب کو فرش خواب سے غائب ہو گئی آسمان پری سنکر بیتاب
مضطر و غمگین ہوئی اور شاہزادہ نور الدہر کو کمال رنج والم ہوا ہر چند سب دیو دوڑ دوڑ کر ڈھونڈھنے گئے اور تلاش کیا
مگر پتا کہین نہ پایا جب شام ہوئی اُدھر گراب بن قہقہہ نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر دی آسمان پری نے
بھی اپنے لشکر مین کوس حربی بجوایا رات بھر دونون طرف لشکر مین تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے کارزار
ہوئے جب صفین آراستہ ہو چکین گراب بن قہقہہ سہ چشمی آپ میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لشکر آسمان
پری سے سیامک سیاہ کلاہ مقابلے کو نکلا گراب نے کہا او سیامک تو میرا بھائی ہی ادھر آ کے مل جا دین
ابلیس اختیار کر مین تیری بڑی عزت و تکریم کرونگا ورنہ تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سیامک نے جواب دیا او گراب
نابکار مین نے ابلیس پرستی پر لعنت کی ہی مین ہرگز تیری اطاعت نہ کرونگا گراب یہ سنکر بہت برہم ہوا اور چقماق
چادر اُٹھا کر سیامک پر ماری سیامک نے وار شمشاد سے چقماق چادر کو کاٹا اور وار شمشاد گراب کو ماری اُسنے
وار شمشاد کو بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور پیچ مروڑ کر وار شمشاد چھین لی سیامک لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی گراب
نے پہر بھر کے بعد سیامک کا لنگر اُکھاڑا اور ایک ہاتھ سے اُٹھا کے چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر
مشکین باندھ لین اور لشکر مین دیوؤن کو دیدیا بعد سیامک کے کئی دیو لشکر آسمان پری سے نکلکر اُسکے
ہاتھ سے گراب کے مارے گئے گراب برابر مبارز طلب کرتا ہی اب کوئی دیو مقابلے کو نہین نکلتا ہی اُس وقت
شاہزادہ نور الدہر بصد خشم و قہر ملکہ آسمان پری کے پاس آیا اور عرض کیا کہ دادی جان اب مجکو تاب ضبط نہین
مین اس نابکار دیو گراب کو مارتا ہون اب وہ چند دیوؤن کو مار کر بہت غرور کے کلام کرتا ہی کہین ایسا نہو کہ
لشکر پر آ گرے آسمان پری نے سمجھایا شاہزادے نے نہ مانا ہرچند کہا ای فرزند تم نہ جاؤ دیوان لشکر سمجھ لینگے
مگر نور الدہر نے نہ مانا اور مرکب جمکا کے سامنے گراب بن قہقہہ سہ چشمی کے آیا شاہزادے کو دیکھکر گراب
بہت ہنسا اور پکارا او طفل آدم زاد تو مجھسے لڑنے آیا ہی کیون تیری شامتون نے گھیرا ہی مین تجکو مور ضعیف سے
کمتر جانتا ہون ایک انگلی کے اشارے سے تیرا کام تمام ہوگا شاہزادے نے کہا تو مجکو نہین جانتا مین سبط
صاحبقران ابن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان تو نے سنا ہوگا کہ تیرا باپ دیو قہقہہ سہ چشمی
کیونکر مارا گیا مین وہی جوانمرد نامدار کشندۂ دیو قہقہہ بدکردار ہون تجکو بھی اُسی حال خراب سے قتل کرونگا گراب نے
خشمناک ہو کر چقماق چادر سر پر گردش دے کر شاہزادے کو ماری نور الدہر نے دیکھا کہ کہین اسکے حربے سے
مفر نہین فوراً اُسکی ٹانگون کے بیچ مین نور الدہر گھس گیا چقماق چادر زمین پر گری وار خالی گیا خاک اُڑی
گراب پکارا ای آدم زاد افسوس تو خاک مین ملگیا مین نے تیرا گوشت بھی نہ کھایا نور الدہر نے للکارا او بھیا
تجکو خاک مین ملانے کو مین زندہ اور سلامت موجود ہون یہ سنکے گراب نے ہاتھ بڑھایا کہ شاہزادے کو پکڑ لے
نور الدہر ہاتھ سے گراب کے لپٹ گیا گراب بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کے بعد سر جو گراب کا جھکا نور الدہر نے
شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور شاخ کو پکڑ کے جھٹکا مارا کہ جڑ سے شاخ اُسکی اُکھڑ آئی نالا خون کا بہنے لگا گراب بدحواس ہو گیا اور
نور الدہر سے اپنے تئین چھڑا کر بھاگا دیوؤن سے کہا مجھے بچاؤ اور اسے مار لو لاکھ دیو ہجوم کر کے نور الدہر پر
دوڑ پڑے نور الدہر بھی تلوار کھینچکر اُن دیوؤن پر گرا ادھر سے آسمان پری نے اپنے دیوؤن کو کمک کیواسطے

بھیجا لڑائی ہونے لگی نور الدہر کی تلوار چلنے لگی دیووں کی دادین ارغنون راغنول کے حربے ہونے لگے دیو کٹ کٹ کے گرنے لگے کشتوں کے ڈھیر ایک دم مین میدان جنگ مین لگ گئے اُدھر کا حال سنیئے کہ قریشیہ سلطان کو جس روز دیو اعتکاف نے گرفتار کرکے قصر اخضر مین قید کیا تھا اُسی روز غلمان پری اُس قصر کی سیر کو آئی تھی اُسنے سُنا کہ ملکہ قریشیہ سلطان یہان قید ہی اپنے دیووں سے کہا کہ ان دیووں کو مارو غلمان پری کے دیو دیوان کفار پر حربے لیکر گرے لڑائی ہونے لگی قریشیہ سلطان نے بھی فوراً قید کو اپنی توڑ ڈالا اور لڑنا شروع کیا دیو اعتکاف سے سامنا ہوا ایک ضرب شمشیر سے اُسکے دو ٹکڑے کیے دیو اُسکی لاش کو لیکر بھاگے پاس گراب بدنہاد بن قہقہہ حشمی کے لائے قریشیہ سلطان اور غلمان پری اُنکے تعاقب مین چلے تو بہت میدان جنگ مین پہونچے کہ نور الدہر گراب کو زخمی کر چکا ہی لڑائی گھمسان کی ہو رہی ہی قریشیہ سلطان بھی تیغ سلیمانی بکف شریک جنگ ہوئی یہانتک دیووں کو قتل کیا کہ دیو کفار تاب جنگ نہ لا کے بھاگنے لگے قریشیہ سلطان اور شاہزادہ نور الدہر تعاقب مین چلے آئے لشکر کفار کے خیموں کو لوٹ لیا آخر کار سب دیو روسیاہ گراب کو تخت پر ڈال کے پردہ ظلمات کی طرف بھاگے قریشیہ سلطان اور نور الدہر اور آسمان پری اپنی فوج کو لیکر بفتح و فیروزی پھرے شاہزادہ نور الدہر کو بہت تحسین و آفرین کی کہا ای فرزند کیون نہو نبیرہ صاحبقران ہو پھر قریشیہ سلطان ملکہ غلمان پری کو ملکہ آسمان پری کے پاس لائی اور کہا کہ انھون نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ قید سے رہائی ہوئی اور یہ بھی ناموس دین بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیوقار کی آسمان پری نے غلمان پری کی نہایت خاطر و مدارات کی اور استفسار حال کیا غلمان پری نے کہا کہ مجکو خونریز جادو بادشاہ طلسم خونریز گرفتار کرکے لیگیا تھا مین طلسم مین قید تھی اور بادشاہ اسلام سعد بن قباد بھی گرفتار طلسم ہوئے تھے جب شاہزادہ بدیع الزمان رہا کرنے بادشاہ اسلام کو آئے اور طلسم کو فتح کیا مین قید سے چھوٹی یہ سُنکر نور الدہر بھی غلمان پری سے ملا اور سلام کیا غلمان پری بھی شاہزادہ نور الدہر کے صدقے ہوئی اور گلے سے لگایا اور حال لشکر اسلام کا بیان کیا کہ صاحبقران نے آکر القاش خون آشام کو پکڑ لیا مگر اب اندنون مین نمرود شاہ آیا ہوا ہی اُس سے مقابلہ ہو رہا ہی نور الدہر نے کیفیت لشکر اسلام اور احسان صاحبقران زمان کا سنکر عرض کیا کہ ای پھوپھی جان اب مین پردہ دنیا پر جاؤنگا مجکو جلد رخصت کیجیے آسمان پری نے بہت سے تحفے و تحائف شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ کیے اور تخت پر سوار کرکے دیووں کو ساتھ کیا شاہزادہ نور الدہر روانہ طرف لشکر اسلام کے ہوئے

اب دو کلمے داستان شوکت نشان صاحبقران زمان اور لقاے بے بقا کے بیان کیے جاتے ہین

پلا اب ساقی مے لالہ رنگ — کہ در پیش یاران معرکہ ہی جنگ
شراب مصفا کی ہر ایک لہر — نظر آئے ہر اک کو شمشیر قہر
صدا قلقل مے کی یون ہو بلند — کہ زخمی ہو جس طرح سے دردمند
سر کافران یون پڑے ہون تمام — گرین منقلب ہو کے جسطرح جام
ہو بارش لہو کی اُلٹ کر شراب — ہر اک برق شمشیر سے ہو کباب
یہ میخانہ ہو صورت رزمگاہ — ہو تلوار اسلام کی بے پناہ
غضب کی سحر جنگ در پیش ہی — کہ ہر ایک کافر جگر ریش ہی
دوستان چند کنم نالہ ز بیماری دل — کس گرفتار مبادا بگرفتاری دل
از شب شد من و سوداے تو زاری دل — باسگان سر کوے تو جگرخواری دل
غم زلفت نکند دام گرفتاری دل — کہ در موی تو نگنجد ز بسیاری دل
آمدہ باز غم او ہوا داری دل — بکن ای بخت تو از بہر خدا یاری دل
نہ رفیقے کہ شود در رہ گرفتاری دل — نہ طبیبے کہ کند چارہ بیماری دل
باز آمد شب ہجر منم و زاری دل — خواب را روز وداع است ز بیداری دل
روز عشق است من یار طلبگاری دل — ای نفس باغ نے بسر یاد داری دل

قید یکسین بار بی درد گرفتاری دل | یا رب اثبت کدام درد کن یاری دل
فرصت کو کہ کنم فکر بتاری دل | آخر عمر من و دادل بیماری دل
نیست اہو دل کہ من رہا کشم دام | از تو در سینہ خود پارہ آتش دارم
بیت نگارندۂ معنی بعید ل + نوشتندہ این داستان جلیل

شجاعان عرصۂ کارزار و بہادران فسونگار معرکہ آرائی قلم شمشیر شیم تیزی طبع نازک خیال کو بصد جاہ و جلال برنگینی یون تحریر کرتے ہین کہ زمرد شاہ مردود الہ لقاے بے بقا اپنے قیطوس پر بصد کبر و نخوت بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ دہشتہ ظلمات سے درقاے فیل پا اور آہن خوار فیل پا آپکی مدد کو آتے ہین یہ خبر سنکر لقاے بے بقا بہت خوش ہوا اور یاقوت شاہ سے کہا کہ جاؤ استقبال کرکے انھین لاؤ یاقوت شاہ ہمراہ بختیارک ضیغم خون آشام وغیرہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور پیشوائی کرکے انھین ساتھ لایا اُن کافرون نے آکر لقا کو سجدہ کیا اور بوسہ پایۂ تخت خدائی کو دیا لقا نے اُنکو خلعت سے سرفراز کیا وہ دونون خلعت پہن کر بارگاہ یاقوت شاہ مین آئے حال لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کہا کیا پوچھتے ہو حال کچھ قابل بیان کے نہین ہی جب وہ مصر ہوے بختیارک نے سب حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اُن دونون نے کہا خیر سمجھا جائیگا اتفاقاً امیۂ عیار نے شاہزادہ بدیع الزمان سے جاکر خبر دی کہ درقاے فیل پا اور آہن خوار فیل پا سات لاکھ فوج لیکر لقا کی مدد کو آئے ہین بدیع الزمان نے فضل بن گیا ہور خون آشام اور ہاشم تیغزن اور فرہاد خان یکضربی سے کہا کہ بہت دن ہوئے ہین بیٹھے بیٹھے ہاتھ پانون سست ہوئے ہین اب ذرا ہاتھ پانون ہلانا چاہیے اگر تمھاری صلاح ہو تو چلکر ان کافرون پر شبخون مارین سبھون نے بالاتفاق کہا بسم اللہ چلیے ہم سب آپ کے ہمراہ ہین یہ کہکے سر شام سے مسلح و مکمل ہوکر روانہ ہوے اور دو پہر رات گئے قریب لشکر کفار کے پہونچے شاہزادہ بدیع الزمان نام نامی اسم گرامی حمزہ صاحبقران کا لیکر لشکر کفار پر گرا اور فرہاد خان یکضربی نے للکارا منم رستم زمان لندھور بن سعدان فضل بن گیا ہور خون آشام مالک اژدر کا نام لیکر پکارا ہاشم تیغزن نے نعرہ کیا منم رستم پیلتن و پیلتن کشندۂ دو پیل ہندی کشندۂ کیتیان دنگی شعر علمشاہ رومی نشۂ فیل زور + کہ بر تخت عرزوق افگندہ شور + یہ نعرے کرکے چارون بہادر مثل شیر غضبناک تلوارین کھینچ کفار کو قتل کرنے لگے غل ہوا یارو ہوشیار ہو حمزہ نے آکر شبخون مارا سب پہلوان لشکر کفار کے اپنے اپنے خیمون سے مسلح و مکمل ہو ہوکر نکلنے لگے یہان ان چارون دلاورون نے پہر بھر خوب شمشیر زنی کی اور خون کے دریا بہائے اور صاف نکلے چلے گئے مگر تاریک شب مین کفار کو کچھ نہ سوجھا یگانہ و بیگانہ کو نہ پہچانا کہ اس ہجوم مین حریف کون کون ہی رات بھر آپسمین تلوار چلا کی ایک دوسرے کو حریف سمجھکر مارتا تھا جب صبح کی روشنی ہوئی آگاہ ہوے کہ اسمین حریف کوئی نہین ہی سب کے سب اپنے ہی لشکر کے ہین اور لاشونمین کسی حریف کا نہین ہی آپسمین ایک نے ایک کو قتل کیا ہی درقا نے کہا کہ حمزہ عجب دغا کی لڑائی لڑتا ہی بختیارک نے کہا حمزہ کا یہ کام نہین ہی حمزہ نے کبھی کہین شبخون نہین مارا مگر کچھ عجب نہین جو بدیع الزمان نے آکر شبخون مارا ہو درقا نے کہا کہ اگر آج شب کو آئیگا تو حال معلوم ہو جائیگا عمرو نے جو یہ حال سُنا آکر صاحبقران زمان سے کہا کہ آپنے تو خوب طریقہ نکالا کہ لندھور و مالک و علمشاہ کو ساتھ لیکر کفار کے لشکر پر شبخون مارا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ قسم ہی خدا کی مین نہ تھا یہ میرا شیوہ نہین کہ حریف پر شبخون مارون ہان اگر بدیع الزمان نے میرا نام لیکر شبخون مارا ہو تو عجب نہین عمرو سمجھا حمزہ سچ کہتے ہین عرض کیا کہ جاکر دریافت کرتا ہون اور دل مین اپنے خیال کیا کہ ملتمس ابدال پیر لقاے بے بقا کا ہی مال و اسباب اُسکے پاس بہت ہوگا چلکر لینا چاہیے القصہ عمرو وہان سے روانہ ہوا جب قریب تکیے کے پہونچا صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی ریش سفید منھ پر عمامہ سر پر تسبیح ہاتھ مین

کی یالقا یالقا جپتا ہوا تکیے پر آیا وہان دیکھا کہ بدیع الزمان وغیرہ بیٹھے ہین عمرو نے ملتمس ابدال سے صاحب سلامت
کی اور پکارا عشق اللہ ہو اسنے جواب دیا کہ سدا را عشق ہو آؤ بابا آؤ عمرو نے پاس جاکے آکر ہاتھ چومے اور کہا شاہ
صاحب مین بہت دور سے مشتاق تمھارا ہو کر آیا ہون مین نے سنا ہے کہ آپ بڑے حق رسیدہ ہین ملتمس ابدال نے
کہا بابا یہ سب تمھاری خوبیان ہین عمرو پاس بیٹھ گیا باتین کرنے لگا ملتمس ابدال نے پوچھا بابا نام تمھارا کیا ہے کہا
شاہ صاحب میرا نام آپ کیا پوچھتے ہین خاکسار کو جہ گرد درویش فنا مجھے کہتے ہین ملتمس ابدال نے عمرو کی دعوت
ضیافت کی دن بھر عمرو وہان رہا رات کو جتنے فقیر تکیے پر تھے مع ملتمس ابدال سب کو بیہوش کیا اور ہر ایک کا مال و
اسباب لیکر زنبیل مین ڈالا اور ملتمس ابدال کا مال و اسباب سب صندوقون مین سے نکال کر نذر زنبیل کیا اور
کنکر پتھر اُن صندوقون مین بھر دیے اور وہان سے راہی ہوا یہان جو صبح کو سب بیدار ہوے ہر ایک نے اسباب
اپنا نہ پایا اور درویش فنا کا بھی کہین پتا نہین ملتمس ابدال نے جو صندوق اپنے کھلوائے بجائے زر و جواہر کنکر پتھر
بھرے دیکھے مال و اسباب بالکل نہین ہے ملتمس ابدال نے پکارا کہ یہ درویش فنا کوئی عیار تھا کہ سب کو بیہوش
کر کے لوٹ لیگیا کچھ کسی کے پاس نہ چھوڑا بدیع الزمان نے ہاشم سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو کا یہان بھی گذر
ہوا یہ کام اُنھین کا ہے ہاشم نے کہا صحیح درست ہے ہرکارون نے یہ خبر لقا بے بقا کو پہونچائی کہ ملتمس ابدال
کا سب مال و متاع کوئی بیہوش کر کے چرا لیگیا لقا نے کہا کہ بیس ہزار روپیہ جلد اُسے پہونچاؤ اور کچھ لوگ نگہبانی
کے واسطے مقرر کرو یاقوت شاہ نے اُسی وقت بیس توڑے روپیون کے بھجوائے شاہ جی نے روپے اپنے
قبضے مین کیے اور اُسی وقت باورچیون کو بلوا کے پلاؤ زردہ دم کروایا اور سالن روٹی پکوایا عمرو نے جو سنا کہ بیس ہزار
روپیے ملتمس ابدال کو لقا نے بھیجے ہین اپنے دل مین کہا اللہ دے اور بندہ لے یہ روپیہ کون چھوڑے چلکر
اسکو بھی لیا چاہیے یہ سوچ کر عمرو چلا جب قریب تکیے کے آیا دیکھا کہ کھانا دم پخت ہو رہا ہے ایک سقے کی صورت
بنکر مشک کاندھے پر رکھی کھاروے کی لنگی کا ایک سرا سر پر ڈال لیا اور ڈول رسی لیکر پانی بھرنا شروع کیا جتنا
کھانا پک کر تیار ہوا بیہوشی آلود تھا جب شام کو سب فقیر جمع ہوے کھانا کھا کر بیہوش ہوے عمرو نے سب روپیہ
صندوقون سے نکالا داخل زنبیل کیا صبح کو سب ہوش مین آئے ملتمس ابدال نے دیکھا کہ صندوق سب کھلے پڑے
ہین جب صندوقون کے پاس آیا دیکھا ایک حبہ کسی صندوق مین نہین ہے بلکہ باورچیون کی دیگین بھی غائب ہین
سب حیران و پریشان ہوے وہ جو لوگ نگہبانی کو آئے تھے اُنکے ہتھیارون کا بھی پتا نہ تھا وہ سب نگہبان گئے
اور یاقوت شاہ سے تمام کیفیت بیان کی یاقوت شاہ نے لقا سے جاکر حال بیان کیا لقا بے بقا
نہایت برہم ہوا اور گردمرد عیار کو بلا کر حکم دیا کہ تو جا کر دریافت تو کر کہ کون ایسا چور ہے کہ فقیرون کا مال لیجاتا ہے
بختیارک نے کہا کہ سوائے مرشد کامل کے اور کسی کا یہ کام نہین گردمرد بولا کہ ملک جی تم سچ کہتے ہو سوائے
اُس دزد باریک گردن کے اور کوئی نہین لقا نے کہا اے گردمرد تو جا مین نے تقدیر کی ہے کہ عمرو کو مار لیگا گردمرد
سنکے بہت خوش ہوا بختیارک نے کہا اے گردمرد خواجہ عمرو سے مقابلے کو جلتے ہو مگر دیکھیے اب پھر تم ہمین
زندہ دکھین کہ نہ دکھین گردمرد چین بجبین ہوا اور وہان سے تلاش عمرو مین چلا تکیے پر آیا سب کو تو دیکھا مگر
عمرو کو وہان نہ پایا خیال گذرا کہ لشکر اسلام مین چلکر تلاش کیجیے اور وہین سے پکڑ لائیے یہ تصور کر کے روانہ ہوا قصہ کوتاہ
یہان عمرو جو اپنی صورت بدلے ہوے بارگاہ یاقوت شاہ مین گیا اُسوقت بختیارک یاقوت شاہ سے کہ رہا تھا کہ
گردمرد کی شامت اب آئی مرشد کامل کی گرفتاری کی فکر مین گئے ہین عمرو نے سنا اور دل مین کہا کہ آج اس بیچارہ کو

جہان ملجاے قتل کیجیے یہ خیال کرکے وہان سے تلاش مین گردمرد کی راہی ہوا ادھر سے تو عمرو جاتا ہی اور ادھر سے
گردمرد چلا آتا ہی اثناے راہ مین ملاقات ہوئی عمرو کے خیال مین گذرا کہ اسے لڑکر پکڑ لیجیے پھر سوچا کہ جنگ وگیر
و دار در اس مردود کو کاہے گرفتار کیجیے یہ دلمین کہکر چلا جدھر گردمرد جاتا تھا اُس طرف راہ مین ایک رومال سفید
ڈالدیا کہ وہ رومال عطر بیہوشی سے بسا ہوا تھا آپ کسی گوشے مین پوشیدہ ہوکر دیکھنے لگا جسوقت گردمرد وہان
آیا دیکھا کہ ایک رومال پڑا ہوا ہی سمجھا کہ کسی راہ گیر کا گر پڑا ہوگا اُٹھا لیا دیکھا کہ کچھ اشرفیان بھی رومال مین بندھی
ہوئی ہین اور کچھ نقل و میوہ بھی ہی وہ اشرفیان گردمرد نے کھول لین اور نقل و میوہ کھایا خوشبو عطر کی بھی
دماغ مین پہونچی چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہوگیا عمرو نے اُسکی چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور ہوش مین
لاکر پوچھا کہ کیا تو میرے قتل کی فکر مین چلا تھا دیکھا تو نے کہ مین نے تجھے کیونکر گرفتار کیا او بیحیا یہ تو جا آج تیرا
کیا حال کرتا ہون یہ کہکر خنجر کمر سے کھینچکر سر گردمرد کا کاٹ لیا اور لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے پھینک دیا بعد
اُسکے سر کو گردمرد کے اپنی صورت بنا کر ایک رومال مین باندھا اور آپ گردمرد کی شکل بنا اور یاقوت شاہ
کے سامنے آیا اور رومال یاقوت شاہ کے سامنے رکھکر کہا کہ مین نے اُس ساربان زادے کا سر کاٹ لیا
یاقوت شاہ گردمرد نقلی کو مع سر کے لقا کے پاس لیگیا لقاے بے بقا نے خلعت سے گردمرد نقلی کو
سرفراز کیا اور کہا کہ اے بندگان مین دیکھا تمنے کہ مین نے اُس بندہ بے ادب کے قتل کے واسطے کیا تقدیر
کی تھی کہ کام اُسکا تمام کیا اور حکم دیا کہ اس سر کو دروازے مین شہر سبائل کے لٹکا دو اُسی وقت ملازمون نے
سر عمرو نقلی کا دروازے پر شہر سبائل کے آویزان کیا ہرکارے جو لشکر اسلام کے لگے ہوئے تھے وہ سب
گریبان چاک آہ دردناک خاک اڑاتے ہوے خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوے اور رو رو کر کہا کہ
حضور عمرو گردمرد کے ہاتھ سے مارا گیا سر اُسکا دروازے پر شہر سبائل کے لٹکا ہوا ہی یہ سنکر حمزہ صاحبقران
زمان نے ایک نعرہ آہ دلخراش کیا اور فرمایا کہ ہاے میرا یار وفادار مارا گیا اور سر اُسکا در شہر سبائل پر آویزان ہی
مین سر اُسکا ضرور لاؤنگا یہ فرماکر اٹھ کھڑے ہوے اور بارگاہ سے باہر آئے مرکب پر سوار ہوکر جانب در شہر سبائل
روانہ ہوے سرداران نامدار ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے اور وہان جو خواجہ عمرو گردمرد کی صورت بنا ہوا
لقا کے پاس موجود ہی اب یہ فکر ہی کہ رات کو ان کافرون کو بیہوش کرکے مال و اسباب لیجیے اور راہی ہو جیسے اس
اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عمرو کے قتل کی خبر سنکر حمزہ صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان ادھر
آتے ہین نہین معلوم کیا ارادہ ہی لقا نے بمشورہ بختیارک یاقوت شاہ سے کہلا بھیجا کہ حمزہ اگر عمرو کا سر
لینے آئین تو لیجانے دینا مانع نہ ہونا اور اگر جنگ کا ارادہ کرکے آتے ہین تو مقابلہ کرنا فوج تیار ہی عمرو نے جو یہ
حال سنا دل مین اپنے کہا کہ اگر تو اپنے تئین اسوقت حمزہ تک نہ پہونچائیگا اور ظاہر نہ کریگا تو ناحق کشت و خون
ہوگا یہ سوچ کر قیطولون سے اُترکر چلا خدمت مین حمزہ صاحبقران کی آیا اور قریب پہونچکر پکارا کہ حمزہ یہ غلام
اور خانہ زاد آپ کا زندہ و سلامت موجود ہی آپ کیون مضطر و پریشان ہین مین نے گردمرد کو مارکر سر اُسکا اپنے
سر کی شبیہ بنا کر لقا کو لا کے دیا لقا نے دروازہ سبائل مین وہ سر آویزان کرایا ہی یہ کہکر قدمون پر صاحبقران
کے گرا حمزہ صاحبقران نے عمرو کو گلے سے لگالیا اور فرمایا کہ خواجہ ایسی عیاری نہ کیا کرو القصہ صاحبقران
زمان اثناے راہ سے عمرو کو ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ مین آئے اور خلعت گران بہا منگواکر عمرو کو عطا کیا اور
تمام سردارون سے بھی زر کشیدہ دلوایا ہرکارے لشکر کفار کے جو پرلے جاسوسی لگے ہوے تھے خبر لیکر لقا کے پاس

آکے اور بیان کیا کہ عمرو تو زندہ موجود ہے گردمرد کو مار کر سر اسکا اپنی شکل بناکر یہان لایا تھا یہ سنکے بختیارک نے
تو صلوٰۃ پڑھکر ناچنے لگا اور زبان سے اُچک اُچک کر کہنے لگا تادھنا تھئی تادھنا لقا یہ سنکر بہت رنجیدہ
خاطر ہوا خوردک بن گردمرد نے جو سُنا کہ گردمرد مارا گیا اپنا مال و اسباب سب لیکر رات کے وقت روانہ
ہوا صبح کو خدمت مین خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کی آیا اور قدمبوسی حاصل کی اور کہا کہ مین آپکا غلام ہون آپ
مجھے کسی سے سروکار نہین ہے عمرو نے اُسے گلے سے لگایا اور ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور
حال خوردک کا بیان کیا اور کہا کہ اسکو مین نے اپنا فرزند کیا تھا آج لشکر کفار سے یہ نکل آیا صاحبقران
بہت خوش ہوے اور خوردک کو خلعت دیا اور تنخواہ مقرر کی جاسوسون نے یہ خبر لقا کو پہونچائی کہ بیٹا
گردمرد کا جاکر شریک لشکر اسلام ہوا لقا نے غضب مین آکر حکم دیا کہ ابھی اُسکا گھر تاراج کرو لوگون نے کہا
کہ وہ رات کو تمام مال و اسباب اپنا لیگیا بختیارک نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ عمرو نے سابق مین خوردک
کو اپنا بیٹا کیا تھا ارمزاد بولا سچ ہے یہی گفتگو تھی کہ سہیل گاو پاے اژدرگیر بیٹھا ہوا تھا اُسنے کہا کہ
یاخداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین ان خداپرستون کو سرمیدان مارونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
لشکر اسلام مین جب خبر ہوئی وہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
معرکہ آراے نبرد ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کر گئے سہیل گاو پاے اژدرگیر لقا کو سجدہ
کرکے اور یاقوت شاہ سے اجازت لیکے میدان مین آیا چالیس صندوق اُسکے ساتھ تھے سرمیدان للکارا
ای خداپرستو جسکو تمناے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے یہ سُنکے رستم پیلتن علمشاہ رومی بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر سامنے سہیل کے پہونچے بعد نگاورزی اُس کافر نے ایک صندوق کھولکر اژدہا نکالا اور علمشاہ
پر چھوڑا علمشاہ اُس سے غافل تھے کہ اژدہا پھنکار مارکر علمشاہ کے قریب آیا اور چاہا کہ گھوڑے سے لیلے
علمشاہ نے جھک کر ہاتھ تیغہ کیتیان فرنگی کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا سہیل نے دوسرا اژدہا اور نکالکر
چھوڑ دیا علمشاہ نے اُسے تیر سے نشانہ کیا یہانتک کہ سہیل نے چالیس اژدہے صندوقون مین سے نکالکر
چھوڑے علمشاہ نے سب کو کشتہ کیا آخرکار سہیل خود مقابلے کو آیا اور آرہ پشت نہنگ مارا علمشاہ نے
آرہ اُسکا تیغے سے کاٹا اور وہی تیغہ کیتیان فرنگی کا ہاتھ بڑھکر مارا سہیل گاوپا اژدرگیر مع گینڈے
چار ٹکڑے ہوا ایک غلغلہ ہوا فوج کفار چار طرف سے ہجوم کرکے دوڑی علمشاہ رومی تیغہ پکڑکے اُنپر گرا ادھر
سے فوج اسلام کمک کو آئی جنگ مغلوبہ ہوگئی دن بھر کشت و خون ہوا کیا ہزارہا کفار واصل جہنم ہوے
تنون کے ڈھیر ہوگئے سرون کے جابجا انبار لگ گئے دریا لہو کا میدان رزمگاہ مین بہنے لگا شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنے خیمون مین گئے اب حال سنیے نمرود شاہ کا کہ اسنے زیورشاہ کو
بلاکر یہ کہا کہ ای نور خالص تم طبل جنگ بجواؤ اور ہمارے پہلوانون سے کہو کہ خداپرستون سے اور لقاپرستون
سے لڑین زیورشاہ قیطولون سے نیچے اُترا اور طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے
بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اور کہا کہ لشکر نمرود شاہ مین طبل جنگ بجا ہے بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ بفضل
ربانی ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے ادھر یاقوت شاہ کو خبر ہوئی اُسنے بھی نقارہ رزمی بجوایا چار پہر
رات تینون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو تینون لشکر عرصۂ کارزار مین آکر صف آرا ہوے بعد
آراستگی صفوف لشکرون کے تینون طرف سے نقباے بلند آواز نے نہیب دی داہنی طرف زیورشاہ کے

نقابدار زردپوش کھڑا تھا اور داہنی طرف نقابدار سیاہ پوش تھا نقابدار سیاہ پوش نے مرکب اپنا جھکا کر
زیور شاہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو مین جاکر خدا پرستون سے لڑون زیور شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے جاؤ جیتے
مجرا کیا اور گھوڑا دوڑا کر میدان مین آیا پہلے خوب سلحشوری کے بعد اُس کے مبارز طلب کیا علمشاہ رومی
بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو گئے پہلے وہ نگاورزن ہوا بعد استفسار نام ونشان نیزہ بازی
ہوئی علمشاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کردیا نقابدار سیاہ پوش نے غضبناک ہوکر تیغ کا وار کیا علمشاہ نے
وار اُسکا رد کرکے جو تیغہ گیتیان فرنگی کا ایک ہاتھ مارا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا علمشاہ نے
پھر مبارز طلب کیا نقابدار زردپوش مرکب جھکا کر سامنے علمشاہ کے آیا بعد نگاورزنی وشمشیر زنی تلوار چلنے لگی
دو گھڑی کے بعد عین معرکہ شمشیر زنی مین گھوڑے نے علمشاہ کے سکندری کھائی خود الٹ کر منھ پر
آپڑا اودھر نقابدار کی تلوار سر پر پڑی زخم کاری لگا نقابدار پکارا کہ ای خدا پرستو لیجاؤ اسے یہ جوان زخمی
ہوا یہ سنتے ہی لشکر اسلام سے تہمتن خان نکلا علمشاہ کو لوگون کے حوالے کیا آپ مقابلے مین آیا اُس سے
بھی تلوار چلنے لگی تہمتن خان نے کئی تلوارین نقابدار کو مارین اُسنے روکین ایک وار نقابدار نے تیغے
کا کیا سر پر تیغہ پڑا سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر آیا تہمتن خان کو لوگ لیگئے لشکر اسلام مین پہونچا دیا
شاہزادہ خاور سیاہ قاسم ذیجاہ نے چاہا کہ مقابلے کو مین جاؤن کہ نقابدار نے لشکر لقا کی طرف منھ کرکے
مبارز طلب کیا لشکر کفار سے تغول مرغ صورت مقابلے کو آیا بعد نیزہ بازی کے نقابدار نے ایک ہی وار
مین دو ٹکڑے کیے غرضکہ چار پہلوانون کو لشکر کفار کے نقابدار نے مارا شام کو طبل بازگشت بجا تینون لشکر
پھر گئے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوے مگر امیہ عیار بدیع الزمان بھی وہان خبر کے واسطے آیا ہوا تھا
اُسنے جاکر شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان سے تمام حال لڑائی کا بیان کیا شاہزادہ بدیع الزمان
اُسی شب کو مسلح ومکمل ہوکر مع ہاشم تیغزن وفرہاد خان یکضربی وفضل بن گیا ہور خون آشام
جاکر لشکر لقا پر گرے اور شبخون مار الکفار کو قتل کرنے لگے شور وغل لشکر کفار مین ہوا کہ خدا پرست شبخون آکر
گرے ہین یہ سنتے ہی ہر ایک خیمہ سے سردار جنگی تیار ہوکر نکلے اور رن مہتابین روشن کین کہ شب تاریک
روز روشن ہوگیا اُدھر بدیع الزمان کا حال یہ تھا کہ ہر طرف تلوارین مارتے تھے کبھی اس صف پر آکر گرے
کبھی اُس غول پر جا پڑے ہاشم تیغزن اور فرہاد خان یکضربی دونون داہنے بائین شمشیر زنی
کر رہے تھے اور پشت پر فضل بن گیا ہور خون آشام لڑ رہا تھا بھر رات رہے شاہزادہ بدیع الزمان
وغیرہ کفار کو قتل کرکے اور دشمنون کو مار پیٹ کر نکل گئے یہان صبح تک آپس مین تلوار چلا کی ایک دوسرے کو
حریف سمجھکر لشکر کفار مین مارتا تھا جسوقت صبح ہوئی دیکھا حریف کا کہین نام ونشان بھی نہین ہے ایک
دوسرے کو حریف جانکر قتل کر رہا ہے اُدھر لقا گنبد گیتی نما مین آکر بیٹھا بختیارک اور تمام سردار آکر جمع ہوے
لقا نے پوچھا کہ رات کو یہ غل کیسا تھا لوگون نے عرض کیا یا خداوند خدا پرست رات کو شبخون آکر گرے تھے
کہ ارمزاد بولا یا خداوند مین نے بیجا تھا رات کو بدیع الزمان اور اُنکے ہمراہیون نے شبخون مارا تھا بختیارک
نے کہا یا خداوند آپ نے اُنپر اسقدر شفقت کی مگر خدا پرست آپکے دوست نہ ہوے وہ دشمن جان
ہین اب وہ ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے یہ سنکر لقاے بے بقا بہت درہم وبرہم ہوا اور حکم دیا کہ خنظر
فیل گردن فوج اپنے ساتھ لیکر ملتمس ابدال کے تکیے پر جانے اور بدیع الزمان وغیرہ زندہ

ہاتھ آئے تو بہتر نہین تو سر کاٹ لائے اُسی وقت غنطر فیل گردن اپنے بھائی قاہر فیل گردن کو ساتھ لیکر
روانہ ہوا غوردک بن گردمرد نے شاہزادہ بدیع الزمان کو خبر پہونچائی کہ فوج کفار آپ کی گرفتاری کیواسطے
آئی ہی ملتمس ابدال یہ سُنکر بہت گھبرایا شاہزادہ بدیع الزمان نے کہا شاہ صاحب آپ کیا غرض ہی ہمکیسے
سے آگے بڑھکر لڑینگے یہان یہ ذکر تھا کہ تنق گرد اُٹھا معلوم ہوا کہ فوج کفار آپہونچی اور للکارا باش ولیسر حمزہ
خداوند لقا نے تجھے ایسی پرورش کی اور تونے شبخون لشکر خداوند پر مارے اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا مین
اسی واسطے آیا ہون کہ تجکو گرفتار کرون یہ کہکر فوج کو اشارہ کیا کہ لینا پسر حمزہ کو یہ سُنکر چارطرف سے فوج زغم
کرکے دوڑپڑی شاہزادہ بدیع الزمان اور ہاشم تیغزن اور فرہاد خان یکضربی اور فضل بن گیا ہور
خون آشام یہ چارون تلوارین پکڑکے کفار پر جاپڑے تلوار چلنے لگی غلغلۂ گیرودار بلند ہوا چارون بہادر دلیر شجاع
وجری لڑ رہے تھے لاش پر لاش گر رہی تھی خون کے دریا بہ رہے تھے عجب ہنگامہ برپا تھا ادھر بختیارک نے
لقا سے کہا کہ یا خداوند اور کچھ سردارون کو کمک کیواسطے بھیجیے کہ بدیع الزمان بلاے بے درمان آفت جہان ہی
جرأت مین وحید عصر ہی ایک دم مین سب کو کاٹ کر بکریون کی طرح ڈالدیگا لقا نے شمائیل خشت انداز اور سہیل
رومئین انداز کو دو لاکھ سوار ہمراہ کرکے روانہ کیا اور کہا کہ جہانتک ہوسکے پسر حمزہ بدیع الزمان کو گرفتار کرلاؤ
یہ دونون بھی برائے گرفتاری بدیع الزمان مع فوج کے چلے یہان بدیع الزمان کفار سے لڑ رہے ہین اور
فضل و ہاشم تیغزن اور فرہاد خان کی تلوارین بے پناہ چل رہی ہین کہ ایک مرتبہ غنطر فیل گردن للکارتا
ہوا بدیع الزمان کے برابر ہو بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا باش او گبر ناہنجار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے
غنطر فیل گردن نے غیظ مین آکر برابر سے تیغے کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کر
جو ہاتھ تلوار کا مارا تلوار حباب خود سے بجنس برمثل برق کے چمکی چشم زدن مین زیر تنگ جاکر زمین پر بوسہ زن ہوئی
غل ہوا کہ وہ غنطر فیل گردن مارا گیا ادھر قاہر فیل گردن ہاشم تیغزن پر حملہ آور ہوا ہاشم نے وار مکار رد
کرکے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمر پر مارا قاہر فیل گردن کے دو ٹکڑے ہوئے اس اثنا مین شمائیل خشت انداز اور
سہیل رومئین انداز بھی آپہونچے اور سُنا انھون نے کہ غنطر و قاہر دونون مارے گئے اپنی فوج سے کہا کہ
مارو ان خداپرستون کو اور دونون تلوارین کھینچکر جھپٹ پڑے فوج کا اور زیادہ ہجوم ہوگیا چارطرف صدائے
گیرودار بلند تھی قیامت کے آثار نمایان تھے اُدھر ہزارہا کفار ادھر چار خداپرست تلوارین کھینچے ہوئے لڑ رہے
تھے ہر ایک کے وار کا جواب برابر زبان شمشیر سے دے رہے تھے تمام دن لڑتے ہوئے گذرا رات ہوگئی ادھر
لندھور بن سعدان وغیرہ سے عمرو نے آکر کہا کہ بدیع الزمان اکیلا لڑ رہا ہی لندھور نے چاہا کہ بدیع الزمان کی
مدد کو جاؤن کہ صاحبقران نے فرمایا ای بہادر جو بدیع الزمان کی مدد کو جائیگا مین اُس سے بہت بیزار ہونگا
بلکہ وہ میرا دشمن ہی لندھور نے ناچار فسخ عزم کیا یہان شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ لڑتے لڑتے اب شل
ہوگئے ہین ہاتھ مرگ مرگ کے چلنے لگا کفار غلغلۂ گیرودار چارطرف سے کر رہے ہین ہزارہا تلوارین بجلیون کی طرح سے
گرد چمک رہی ہین کہ شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ نے بدرگاہ جناب باری التجا کی ای پروردگار عالم ای حلال مشکلات
اہم تو حافظ حقیقی ہی تو ناصر و مددگار ہی اب کسی کو حکم کر کہ اس حال پر ملال مین آکر حامی و مددگار ہو۔ نظم

ہی مدد کا وقت یہ ای خالق کون و مکان	چار بند دن پر ترے ہی یہ ہجوم کافران	ہاتھ ہی قابو مین ہی دلمین اب تاب و توان
کون ہی تیرے سوا ای دستگیر بیکسان	جلد اب یارب بچالے بندۂ ناچار کو	تیغ قہر آلود سے اب دے سزا کفار کو

ابھی شاہزادہ والا شان بدیع الزمان دعا کر رہے تھے ناگاہ بیابان کیطرف سے تتق گرد و غبار اُٹھا اور نقابدار
مرصع پوش چالیس ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا تمام لشکر کفار دیکھنے لگا وہین سے نقابدار مرصع پوش نے نعرہ کر کے
تلوار کھینچی برابر چالیس ہزار تلوارین کھینچکر علم ہوئین اور برقین چمکنے لگین نقابدار لشکر کفار پر آکر گرا تلوار چلنے لگی ہنگامہ
محشر برپا ہوگیا نقابدار مرصع پوش شمائیل خشت انداز کے برابر آکر للکارا باش او گبر ناہنجار میرے ہاتھ سے
بچکر کہان جائیگا شمائیل خشت انداز نے خشت زرین نقابدار پر ماری نقابدار نے ترچھے ہو کر خالی دی اور
برابر اُسکے پہونچکر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا مع گردن کے چار ٹکڑے ہوئے نہیل روئین انداز یہ دیکھتے ہی جھپٹ پڑا
اور وار تلوار کا کیا نقابدار نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا تین بار چرخ دے کر آسمان
کی طرف اُچھال دیا جب وہ کاذ گرنے لگا ہاتھ تلوار کا مارا مثل خیار تر کے دو پر کالے ہو کر زمین پر گرا پھر افسران
فوج کفار کو زیر شمشیر قضا نظیر دھر لیا جسکو ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے دم بھر مین فوج کا ستھراو کر دیا صفین سپاہ
ہو گئین پرے لوٹ گئے افسر جو مارے گئے پاؤن فوج کے اُٹھ گئے لشکر شکست کھا کے بھاگا دم بھر مین میدان
صاف ہوگیا نقابدار نے تلوار کو میان مین کیا اور بدیع الزمان کو سلام کر کے رخصت ہوا اور صحرا کا راستہ لیا
شاہزادہ بدیع الزمان مع ہاشم تیغزن وغیرہ بھی تکیے کی طرف چلے قضائے کار نمرود شاہ اپنے قیطون
پر بیٹھا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھ رہا تھا سامرہ جنی سے کہا کہ تو جا کر پسر حمزہ کو اُٹھا لا سامرہ جنی فوراً آیا
اور شاہزادہ بدیع الزمان کو اُٹھا لیگیا فضل وغیرہ حیران حیران دیکھتے تھے کہ پنجہ فضل کو بھی اُٹھا لیگیا ہاشم
تیغزن نے فرہاد خان سے کہا کہ یہ بلا کیسی نازل ہوئی یکایک دو پنجے اور پیدا ہوئے اور ہاشم تیغزن اور
فرہاد خان کو بھی اُٹھا لیگئے پہلے تو یہ چارون بیہوش ہو گئے تھے پھر آنکھ جو کھلی ہوش آیا اپنے تئین چارون نے
ایک مکان جواہر نگار مین پایا اور سامنے ایک گبر ناہنجار کو تخت مرصع کار پر متمکن دیکھا کہ بہت سے کافر ناحق
شناس اور اسد والقاش گرد تخت کے بیٹھے ہوئے ہین ان چارون نے بطریق اسلام سلام کیا اسد
والقاش نے جواب سلام دیا ہاشم و بدیع الزمان نے پوچھا ہمین کون یہان لایا ہے نمرود شاہ نے کہا
مین نے تمھین بلوایا ہے لو آؤ مجھے سجدہ کرو یہ کہنے لگے ہم تجھپر لعنت کرتے ہین نمرود شاہ نے نقاب منھ پر سے
اُٹھائی اور پکارا اے پسر حمزہ وغیرہ مصرع برین نگر برین نگر شاید کہ شناسی مرا + شاہزادہ بدیع الزمان وغیرہ نے
جو روے نحس اُسکا دیکھا اور وہ لعل کہ سحر کا تاج مین نصب تھا اُسپر نگاہ پڑی گرفتار سحر ہو کر نمرود شاہ کو
سجدہ کیا اور روتے ہوئے آکر قدمون پر گرے اور کہنے لگے یا خداوند خطا ہماری معاف کیجئے کہ ہمنے اب تک
نہ پہچانا تھا نمرود نے دست ناپاک اپنا اُنکے سرون پر پھیرا اور خلعت دے کر کرسیون پر بٹھایا بعد اُسکے حکم دیا
کہ طبل شادمانی بجے کہ پسران حمزہ نے مجھے سجدہ کیا نقارۂ شادمانی کی جو صدا بلند ہوئی ہرکارے خبر لیکے
خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے اور حال بدیع الزمان وغیرہ کے سجدہ کرنے کا نمرود کو بیان کیا امیر
با توقیر حمزۂ صاحبقران کشور گیر بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ بھی گرفتار سحر ہوئے ادھر لقاے بےبقا
کو خبر ہوئی بختیارک نے کہا یہ خداپرست کسی کو سجدہ نہ کرتے تھے مگر گرفتار سحر نمرود ہو کر نمرود شاہ کو سجدہ
کیا غرضکہ نمرود شاہ نے سامرۂ جنی سے کہا کہ تو لقا کو جا کر اُٹھا لا سامرۂ جنی فوراً چلا لقاے بےبقا
گنبد گیتی نما مین بیٹھا ہوا بختیارک سے باتین کر رہا تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور لقا کو اُٹھا لیگیا جب سامنے
نمرود شاہ کے زمرد شاہ باختری پہونچا نمرود شاہ نے کہا اے لقا مین نے تجھے اسواسطے بلوایا ہے تو دیکھ

سرداران حمزہ و پسر حمزہ نے مجھے سجدہ کیا تو بھی مجھے سجدہ کر لقا نے کہا او نمرود شاہ تو ایک شہر شنکا کیہ
کا بادشاہ ہی اور وہان کی خدائی کرتا ہی اسپر مغرور و متکبر ہی اور مین اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خداوند ہون
تجھے لائق و لازم ہی تو میری پرستش کر نمرود نے کہا ابھی تجھے خاک سیاہ کر دونگا لقا نے کہا مین اُسی وقت
تجکو مار ڈالونگا یہ کہکر نمرود شاہ سے لپٹا نمرود بھی لقا سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی لقا
کے ڈاڑھی کی جھلجھل نمرود کے ہاتھ مین نمرود کی ریش کا بجلا لقا کے پنجے مین کبھی لقا اوپر اور نمرود نیچے
اور کبھی نمرود نیچے اور کبھی نمرود اوپر لقا نیچے کبھی گھونسا چلا کبھی ٹکر چلی غرضکہ داڑھیان ایسی دونون
کی نچین کہ خون بہنے لگا کتون کی طرح دونون ہانپنے لگے سب لوگ خاموش کھڑے تماشا دیکھتے ہین کہ دو
خداوند آپس مین لڑتے ہین کون انکے بیچ مین دخل دے قول شیخ سعدی شیرازی بہت درست و صحیح ہی
قول ده درویش در گلیمے بخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند جب خوب دونون تھکے اور داڑھیان نچگئین
اور منھ زخمی ہوے نمرود شاہ چلایا ارے لقا مجھے مارے ڈالتا ہی تم لوگ کھڑے تماشا دیکھتے ہو اور
بچاتے نہین یہ سُنکے ادھر سے دیو افلاک دوڑا اُدھر سے دیو پرندہ کہ وہ بھی آیا ہوا تھا جھپٹا دونون کو
جدا کیا نمرود نے کہا ای لقا تو مجھسے لڑا ہی مین تجکو دوزخ مین ڈالدونگا لقا نے کہا تو میرا چھوٹا بھائی ہوکر مجھسے
برابری کرتا ہی مین دم بھر مین سب غرور تیرا نکالدونگا دیو افلاک اور دیو پرندہ نے کہا کہ تم دونون
خداوند آپس مین شرط کرو کہ جو خدا پرستون کو مٹا دے وہی خداوند برحق ہی الغرض یہ راے دونون
کی نمرود و لقا کو پسند آئی اور آپس مین صلح ہوئی دونون خداوند ایک تخت پر بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی
بعد اسکے لقا بے بقا دیو پرندہ پر سوار ہوکر اپنے قیطلون پر چلا گیا بختیارک سے جاکر تمام
حال بیان کیا بختیارک نے کہا یا خداوند آپ نمرود شاہ سے کہلا بھیجیے کہ جو تم عمرو کو گرفتار کرکے
قتل کرو تو مین تمھین سجدہ کرون لقا نے کہا ای شیطان درگاہ یہ کام تو کچھ مشکل نہین ہی وہ سامرہ جنی
بھیجکر پکڑوا بلوائیگا اور قتل کریگا بختیارک نے جواب دیا خداوند عمرو کا قتل کرنا بہت مشکل ہی اگر عمرو وہان
گرفتار بھی ہو تو نمرود کو مار ڈالیگا آپ کی خداوندی قائم رہیگی اور بالفرض عمرو مارا گیا تو ہم پھر سوتہ بیرون کے
خدا پرستون کا کام تمام کرینگے اور نمرود شاہ سے اور آپ سے صلح کرا دینگے الغرض لقا نے دیو پرندہ کے
ہاتھ لکھواکر رقعہ نمرود شاہ کو بھیجا جب نمرود شاہ مضمون رقعہ سے آگاہ ہوا سامرہ جنی کو بلاکر حکم دیا کہ
تو عمرو کو گرفتار کر لا سامرہ جنی عمرو کی گرفتاری کی فکر مین روانہ ہوا اتفاق کار خورک عیار قیطلون پر لقا
کی بصورت تبدیل موجود تھا اُسنے یہ سب حال جاکر خواجہ عمرو سے بیان کیا کہ بختیارک نے آپکے گرفتار بلا
ہونے کی یہ تدبیر ٹھہرائی ہی عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا اور اُسی وقت صورت اپنی بدلکر لشکر کفار کی طرف روانہ
ہوا بارگاہ مین یاقوت شاہ کی آیا دیکھا تمام کافر بیٹھے ہوے ہین باتین نمرود کی ہو رہی ہین جب دربار
برخاست ہوا اور بختیارک اپنے خیمے کو چلا عمرو بھی پیچھے اُسکے روانہ ہوا بختیارک خیمے مین داخل ہوا
اور کھانا مانگا عمرو جو بار بنکر باورچی خانے مین گیا تمام کھانا اپنے ہاتھ سے خوانون مین لگایا سب کھانا
بدار وے بیہوشی آغشتہ کر دیا خوان کھانے کے خیمے مین بختیارک کے لایا خدمتگارون نے دسترخوان بچھاکر
بختیارک کو کھانا کھلایا بختیارک کھانا کھاکر سو رہا جو کھانا بچا ہوا تھا وہ سب خدمتگارون نے کھایا وہ بھی
بیہوش ہوے عمرو نے بختیارک کو اپنی صورت بناکے شاگردون کے ہاتھ لشکر اسلام مین بھیج دیا اور شاگردون کو

سمجھا دیا کہ اسکو ساتھ حمزہ صاحبقران کے رکھنا اور اس سے کہدینا کہ اگر تونے افشاے راز کیا تو اسی وقت
مجکو سب ملکہ مار ڈالینگے اور عمرو آپ صورت بختیارک کی بنکر اسکے مقام پر سو رہا یہان نمرود شاہ نے حکم دیا
کہ طبل جنگ بجے زیور شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی بادشاہ اسلام نے فرمایا ہمارے لشکر مین
بھی بفضل ایزدی کوس حربی بجے بموجب حکم بادشاہ اسلام طبل سکندری پر چوب پڑی ادھر لشکر لقا مین نقارہ
رزمی بجا چار پہر رات تینون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو تین دریاے بے پایان میدان کارزار مین موجزن
ہوے ہر طرف صفین آراستہ ہوئین نقباے بلند آواز نکل کر نقابت کی صدا دینے لگے ای بہادرو میدان جنگاہ مین
آؤ ہنر جنگ دکھاؤ نام رستم و سام کا مٹاؤ بعد اسکے لشکر نمرود شاہ سے فوراً نقابدار زرد پوش زیور شاہ سے
اجازت میدان لیکر گینڈے کو اپنے جولان دے کر معرکہ کارزار مین آیا اور پکارا کہ جسکو تمناے مرگ ہو وہ آئے
اور مجھسے مقابلہ کرے لشکر اسلام سے فرخ شہسوار قلندر بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مرکب اپنا چمکاتے
ہوئے برابر نقابدار کے آئے نقابدار نگاور زن ہوا بعد ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے نقابدار نے
میل آہنی مارا کہ سر پر سے اچھل کر گھوڑے کے سر پر پڑا مغز پاش پاش ہوگیا فرخ شہسوار راہوار سے کود
پڑا دونون پیادہ ہوکر کشتی پر آمادہ ہوے آخر کار کشتی ہونے لگی قضاے کار یون فرخ کا موشخانے مین
جا پڑا فرخ شہسوار گرا ضرب سے گرنے کی ایسا صدمہ پہونچا کہ فرخ شہسوار بیہوش ہوگیا نقابدار نے اسی عالم بیہوشی
مین مشکین باندھ لین اور لشکر نمرود شاہ مین بھیجدیا بعد اسکے فرخ بخت سلطان مقابلے کو نقابدار کے آیا
بعد حرب و ضرب کے نقابدار نے اسے بھی گرفتار کرکے لشکر مین نمرود کے بھیجدیا اب یہ رن آیا ہوگا کہ نقابدار
نے لشکر لقا کیطرف مبارز طلب کیا ادھر سے سبہ فیل عاد آکر نقابدار کے مقابل ہوا بعد حرب ضرب گران کے
وہ ہاتھ سے نقابدار کے مارا گیا ابھی اور کوئی لشکر لقا مین سے نہ نکلا تھا کہ لشکر اسلام سے شاہزادہ خاور سیاہ
قاسم ذیجاہ نقابدار کے مقابلے کو آئے بعد تگاورزنی و ہمسخنی نقابدار نے میل فولادی مارا قاسم نے تیغہ
بلارک افراسیابی سے میل فولادی کو مثل نیشکر کے قلم کیا نقابدار نے تلوار ماری قاسم نے چاہا کہ زیر بغل
ڈوب کر ہاتھ تلوار کا مارین کہ تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا بے قابو ہوا قاسم گھوڑے کو سنبھالنے لگے کہ
تلوار نقابدار کی سر پر پڑی تا دو ابرو اتر گئی قاسم نے دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی مگر اسی حالت خماری
مین جو ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا مارا سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا نقابدار نے پیچھے سر اپنا کھینچ لیا
تیغہ سر سے نکل کر گینڈے پر پڑا گینڈے کی گردن قلم ہوئی نقابدار گینڈے سمیت زمین پر گرا فوج نمرود
کی دوڑ پڑی ادھر سے فوج اسلام کمک کو آئی تلوار چلنے لگی نقابدار کو اور قاسم کو لوگ اٹھا کر اپنے
اپنے لشکر مین لیگئے یہان تلوار چل رہی ہے دونون لشکر ملے ہوے لڑ رہے ہین لندھور و ارشیون
پریزاد نے ہزارہا نمرود پرستون کو واصل جہنم کیا ہاشم و بدیع الزمان وغیرہ نمرود کی طرف سے
لڑ رہے ہین اہل اسلام طرح دے رہے ہین کوئی انکا سامنا نہین کرتا ہے نمرود شاہ نے جو لندھور
و ارشیون پریزاد کو دیکھا کہ یہ بڑے بہادر ہین دیو افلاک سے کہا کہ ان دونون کو اٹھا لا لندھور او
ارشیون لڑتے ہوے چلے آتے ہین کہ دونون کو دیو نیچے اٹھا لیگئے اور بختیارک عمرو کی صورت
بنا ہوا لشکر اسلام مین کھڑا ہوا تھا عیارون کے ڈر کے مارے کچھ بول نہ سکتا تھا اور دل مین اپنے کہتا
تھا کہ خود کردہ را درمان نیست ای بختیارک جو کچھ کیا تو نے اپنے ہاتھ سے کیا نہ عمرو کے گرفتار کرانے کی

تو فکر کرتا نہ بلا مین خود گرفتار ہوتا بختیارک بصورت عمرو کھڑا ہوا یہ خیال کر رہا تھا کہ ایک پنجہ گرا اور اُسکو اُٹھا
لیگیا غرضکہ یہان شام تک جنگ مغلوبہ رہی اور غلغلۂ دار و گیر برپا رہا یکایک عین جنگ مغلوبہ مین نقابدار سبز پوش
بھی مع چالیس ہزار سوار کے آکر شریک لشکر اسلام ہوا اور لشکر کفار کو قتل کرنے لگا طاہر نمرودی ایک سردار
نمرود شاہ کا تھا وہ للکارتا ہوا برابر نقابدار کے آیا اور تیغہ نقابدار پر مارا نقابدار نے پشت شمشیر پر روک کر جو تلوار
کا ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے پھر طارق نمرودی سے سامنا ہوا اُسنے وار نقابدار پر تلوار کا کیا نقابدار
سبز پوش نے وار اسکا روک کے جو تلوار ماری وہ بھی مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوا پھر اُدھر سے ضحاک اژدر گیر
آکر نقابدار کے مقابل ہوا ایک اژدہا صندوق سے نکال کر چھوڑا نقابدار نے اژدہے کے دو ٹکڑے کیے
پھر ضحاک اژدر گیر کو بھی مارا غرضکہ نقابدار نے تھوڑی دیر مین بارہ پہلوان نامی کو قتل کیا جب بالکل شام ہو گئی
تاریکی چھا گئی طبل بازگشت بجا نقابدار سبز پوش مع چالیس ہزار سوار جرار کے صحرا کیطرف روانہ ہوا پھر تینون
لشکر اپنے اپنے خیمون کی طرف پلٹے یہان نمرود شاہ نے فرخ شہسوار اور فرخ بخت سلطان اور لندھور
بن سعدان اور ارشیون پریزاد کو سامنے اپنے بلایا اور کہا کہ دیکھو ان خدا پرستون نے مجھے سجدہ کیا کہ
تم بھی مجھے سجدہ کرو لندھور نے نعرہ کیا او گرز ناہنجار کیا جھک مارتا ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر لاکھ
لاکھ لعنت ہی نمرود نے برہم ہو کر کہا کہ معلوم ہوا تم جبتک اپنے خداوند کی صورت نہ دیکھو گے سجدہ نہ کرو گے
یہ کہکر نقاب منھ سے اُٹھائی اور پکارا کہ برمن نگر شاید کہ بشناسی مرا - لندھور وغیرہ کی جو نگاہ
اُسکے روے نجس پر پڑی سحر مین گرفتار ہو کر سجدے کو جھک گئے اور پکارے کہ تو خداوند برحق ہی ہم تجھے
بھولے تھے روتے روتے عجب حال کیا اور قدمون پر گرے نمرود نے دست نجس اُنکی پشت پر پھیرا اور
خلعت دیکر اپنے پاس بٹھایا سامرہ جنی نے بڑھ کر عرض کیا یا خداوند یہ غلام عمرو کو پکڑ لایا ہی حکم دیا کہ آج
قید رکھو کل لقا کو بلوا کر اُسکے سامنے عمرو کو قتل کرونگا سامرہ جنی نے عمرو نقلی کو قید کیا ادھر خواجہ عمرو
بختیارک کی صورت بنے ہوے بارگاہ یاقوت شاہ مین موجود ہین مسخری کی باتین کر رہے ہین ہرکارون نے
پرچہ اخبار گذرانا کہ لندھور و ارشیون پریزاد اور فرخ شہسوار قلندر و فرخ بخت سلطان اور عمرو گرفتار ہو کر
نمرود شاہ کے پاس گئے عمرو سمجھا کہ اب کل صبح کو ہنگامہ ہوگا آج یہان سے چلیے بختیارک نقلی نے یاقوت شاہ
سے کہا کہ آج مجھکو بڑی خوشی ہوئی کہ عمرو گرفتار ہو گیا یقین ہی کہ نمرود شاہ اُسے زندہ نہ چھوڑیگا آج مین جو ساقی
بنکر سبکو شراب ناب پلاؤنگا یاقوت شاہ نے کہا ملک جی تمھاری جو خوشی ہو وہ کرو بہتر ہی تمھین شراب پلاؤ عمرو
میخانے مین آیا تمام شراب مین دارو بیہوشی آغشتہ کر کے پہلے ٹہلے والون کو شراب اچھی اچھی تقسیم کی پھر
گلابیون مین تحفہ شراب بھر کر صحبت مین لایا اور تمام محفل کو جام لبریز کے پلایا پہر رات گئے عجیب و غریب حرکتین
کر کے سب بیہوش ہوے اُسوقت عمرو نے تمام صحبت کا مال و اسباب لیا اور سبکے منھ کالے کیے اور ایک رقعہ
لکھکر وہان ڈالدیا اُسمین یہ لکھا تھا ای کافرو آگاہ ہو مین عمرو ہون اور مین نے اپنی شکل بنا کر بختیارک کو
پکڑوا دیا اور مین تمکو لوٹ کر چلا گیا یہان مجھکو کون پکڑ سکتا ہی اور گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہو گیا صبح کو نمرود شاہ
نے دیو افلاک سے کہا کہ جا کر لقا کو بلا لا دیو افلاک جا کر لقا کو اُٹھا لایا جب لقا سامنے نمرود شاہ کے آیا
پکار کر کہا کہ سلام میرا اُسپر ہی کہ جو مجھے خداے برحق جانے جواب سلام کسی نے نہ دیا نمرود نے کہا ای لقا تو نے
کہلا بھیجا تھا جو تو عمرو کو گرفتار کرے تو مین تجھکو سجدہ کرون دیکھ عمرو کو تو مین نے پکڑوا منگوایا اب تجھکو لازم ہی کہ تو مجھے

سجدہ کر لقا نے کہا عمرو کہاں ہے لاؤ میرے سامنے نمرود نے سامرہ سے کہا کہ جا کے عمرو کو سامرہ عمرو نقلی
یعنے بختیارک کو سامنے دربار میں لایا نمرود نے لقا سے کہا کہ یہ موجود ہے چاہے تو اسے قتل کر چاہے بخش دے کے
مجھے اختیار ہے لقا نے دیکھکر عمرو کو کہا او ساربان زادے اب کہہ کیا حال تیرا کیا جاے تو نے کیا کیا حرکتیں کی ہیں
نمرود نے لقا کو اپنے پاس بٹھایا اور کہا بلاؤ جلاد کو عمرو کو قتل کرے اسوقت بختیارک پکارا ای نمرود شاہ بھلا
عمرو کو کون گرفتار کر سکتا ہے اور وہ کسکے ہاتھ آتا ہے ارے وہ بلاے بے درمان آفت جہان ہے مجکو عمرو نے اپنی
صورت بنا کر گرفتار کرا دیا میں بختیارک ہوں اور عمرو میری صورت بنا ہوا بارگاہ یاقوت شاہ میں موجود ہے اور کہا
کہ ای لقا تو بھی مجھے نہیں پہچانتا لقا نے کہا او دزد باریک گردن میں تیرے فریب میں کبھی نہیں آؤنگا ایک
جلاد حاضر ہوا اور ہاتھ پکڑ کر عمرو نقلی کا لیچلا بختیارک پکارا ای نمرود بس تیری خدائی معلوم ہوئی کہ تجکو نیک و بد میں
نہیں تمیز ہے ارے میرا کہنا اگر تجھے یاد نہیں آتا تو بختیارک کو بارگاہ یاقوت شاہ سے طلب کر ابھی وقت حال
کھلجائیگا نمرود نے یہ سنکر جلاد کو منع کیا کہ ابھی اسے قتل نہ کر اور سامرہ جنی سے کہا کہ جا کر بختیارک کو لا سامرہ
فوراً روانہ ہوا یہاں یاقوت شاہ وغیرہ صبح کو بیدار ہو کر اپنے حال خراب سے آگاہ ہوئے ہیں رقعہ پڑھکر معلوم
کیا ہے کہ عمرو نے یہ حال کیا اور صاف نکلا چلا گیا اس اثنا میں خبر پہونچی کہ لقا نمرود کے قیطون پر گیا اور بختیارک
کے مارے جانے کا سب افسوس کرنے لگے یہ ذکر تھا کہ سامرہ جنی بھی پہونچا اور کہا کہ تم میں سے بختیارک کون
ہے خداوند نمرود شاہ نے طلب کیا ہے یاقوت شاہ نے کہا ای سامرہ آگاہ ہو بختیارک عمرو کی صورت
بنا ہوا نمرود شاہ کے قیطون پر موجود ہے اور عمرو بختیارک کی شکل بنا ہوا یہاں رات کو تھا سبکو بیہوش
کر کے مال و اسباب لوٹ کر لیگیا اور دیکھ رقعہ لکھکر ڈال گیا سامرہ جنی یہ سنکر حیران ہوا اور وہ رقعہ لیکر سامنے
نمرود کے آیا اور کہا یا خداوند حقیقت میں یہ بختیارک ہے عمرو نہیں ہے دیکھیے اس رقعہ کو ملاحظہ کیجیے نمرود شاہ
نے وہ رقعہ آپ پڑھا اور لقا کو دیا جب مضمون سے آگاہ ہوا لقا پکارا ای نمرود میں نے ستر ہزار رب مشتری
تقدیر کی تھی کہ عمرو گرفتار نہوگا نمرود نے جواب دیا کہ عمرو کہاں جائیگا جہاں ہوگا وہاں سے گرفتار ہو آئیگا
القصہ بختیارک کو چھوڑ دیا بختیارک گرم پانی سے نہا کر بصورت اصلی بنکر آیا نمرود کے قدموں پر گرا اور کہا
یا خداوند عمرو کا گرفتار ہونا بہت دشوار ہے نمرود نے سامرہ کو بلا کر حکم دیا کہ عمرو جہاں ہو گرفتار کر لا سامرہ نے عرض
کیا خداوند میں اسی فکر میں ہوں جسوقت اور جہاں عمرو ملگیا میں فوراً اٹھا لاؤنگا لقا نے کہا ای نمرود تیری
تقدیریں جھوٹی ہونے لگیں نمرود نے جواب دیا کہ یہ جھوٹی تقدیریں تو ہی کیا کرتا ہے مگر یہ خراب خدا پرستوں کو غارت
کرونگا تو تجھے بلاؤنگا پھر دیو افلاک سے کہا کہ لقا اور بختیارک کو پہونچا آ۔ لقا نے کہا دیو افلاک کی مجکو
کچھ ضرورت نہیں ہے میرا فرشتہ قدرت موجود ہے اور دیو رہا پیادہ پر مع بختیارک سوار ہو کر اپنے قیطونوں پر آیا
تخت خدائی پر بیٹھا اور دیدار عام کا حکم دیا تمام دنیا میں جو لقا پرست تھا مشتاق دیدار ہو کر آنے لگا یہاں کا
حال سنیے کہ لشکر اسلام میں صاحبقران زمان نے کرب غازی سے کہا ای نظر کردہ شاہ ولایت یہ نقابدار
جو اس روز آیا اور شریک جنگ ہوا تھا کچھ عجب نہیں کہ یہ نورالدہر ہو تم جا کر کوہ و صحرا میں تلاش کرو اور اسے
ڈھونڈھ لاؤ کرب غازی نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر یکہ و تنہا تلاش نقابدار میں کرب غازی روانہ
ہوئے کہ حال اسکا انشاء اللہ بیان کیا جائیگا ادھر مہتر قران حبش نے جو سنا کہ خواجہ عمرو قیطونوں پر نمرود
کے گرفتار ہیں یہ چلا تھا اسواسطے کہ قیطونوں پر نمرود کے پہونچکر استاد کو چھڑا لائے کہ ایک دیو مہتر قران کو

اُٹھا لیگیا حال اسکا بھی انشاء اللہ بیان کیا جائیگا لیکن حال سنیے نمرود شاہ کا کہ اسنے بعد لقا کے جانے کے
دیو افلاک سے کہا کہ تو لشکر خدا پرستان پر آتشباری کر اور شیر و پلنگ برسا کہ خدا پرستون کا استیصال ہو
دیو افلاک نے کہا بہت اچھا آپ طبل قہاری بجوائیے اُسی وقت نمرود نے الور شاہ کو بلا کر حکم دیا کہ طبل قہاری
بجے جیسے طبل قہاری بجا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے پہلے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے بعد اسکے
عرض کیا کہ نمرود شاہ کے لشکر مین طبل قہاری بجا ہے رات کو آتشباری ہوگی اور شیر و پلنگ برسینگے فرمایا کہ
نمرود جھک مارتا ہے جو خدا ہمارے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا اور سر شام سے سجادۂ طاعت ایزدی بچھا بچھا کر
نمازین پڑھین اور دعائین مانگنے کو بیٹھے یاربا یا مستغیثا کی آواز لشکر اسلام مین بلند تھی اُدھر دیو افلاک
بہت سے شیر و پلنگ جا کر صحرا سے پکڑ لایا تھا اور ہزارہا گندے آتشین روشن کیے تھے بس دو پہر رات گئے
چالیس ہزار دیو اپنے ساتھ لیکر چلا اتفاق کار دیکھیے شان پروردگار ملاحظہ فرمائیے وہ حافظ حقیقی اپنے
بندگان خاص و عام کی حفاظت کرنے والا ہے ہر بلا و آفت سے وہی بچاتا ہے دیو افلاک مع چالیس ہزار
دیوون کے بخیال لشکر اسلام چلا اندھیری رات تھی درمیان صحرا کے آکر راستہ بھول گیا لشکر لقا بے لقا کیطرف
آنکلا وہان آتشباری شروع ہوئی اور شیر و پلنگ چھوڑ دیے سیکڑون کافر خاکسر آگ سے جل جلکر خاک ہوگئے
سیکڑون کو شیرون اور چیتون نے چیر چیر کر پھینک دیا تہلکہ عظیم برپا ہوا شور و غل اُٹھا تھا گویہ کیسی قیامت
آئی آسمان سے آگ برستی ہے اور آسمان سے شیر و پلنگ پیدا ہوکر گرتے ہین ہزارہا کفار واصل جہنم ہوئے
یاقوت شاہ بحکم لقا دوڑا گیا اور زیر قبطول نمرود پکارا یہ کیا غضب ہے کیسی غفلت ہے کہ خدا پرستون کا لشکر تو
حفاظت مین رہے اور لشکر لقا تباہ ہو نمرود شاہ نے اُسی وقت سامرہ جنی کو دیو افلاک کے پاس بھیجا
اور کہا کہ کہنا ای دیو افلاک یہ تونے کیا غضب کیا لشکر لقا کو کیون غارت کیے دیتا ہے دیو افلاک کے پاس
جب یہ حکم نمرود پہونچا دیو افلاک اپنے دیوون کو لیکر پھر آیا اور کہا یا خداوند شب تاریک تھی مین راستہ
لشکر اسلام کا بھول گیا تھا لشکر لقا پر جا پڑا خیر آج شب کو مین خدا پرستون کا لشکر جا کر غارت کرونگا پھر دیو
افلاک شیر و پلنگ پکڑ پکڑ کے جمع کرنے لگا یہان صبح کو صاحبقران کو خبر ہوئی کہ پروردگار نے لشکر اسلام کو تو
محفوظ رکھا ساری آفت لشکر لقا پر آگئی صاحبقران نے سجدۂ شکر کیا پھر خبر آئی کہ نمرود شاہ نے آج پھر طبل
قہاری بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خدائے پاک بزرگ است جو وہ بہتر جانیگا کریگا اور پھر شام سے تمام اہل اسلام
نے نمازین پڑھ پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور تضرع و زاری و دعائین مانگنے لگے دو پہر
رات گئے ایک غلغلۂ عظیم آسمان پر ہوا اور دو چار گندے جلتے ہوئے آگ کے لشکر اسلام مین گرے اور کچھ
شیر و پلنگ بھی آئے بہادران و غازیان شمشیر زن نے انکو مار لیا مگر کچھ خیمے آگ سے جلے کہ قضائے کار ادھر
سے قریشیہ سلطان صاحبقران کی ملاقات کو آئی تھی اور پہلے دیو تندک کو خبر کے واسطے بھیجا تھا اُسنے
آکر قریشیہ سلطان کو خبر دی تھی کہ آج رات کو دیو افلاک اپنے دیوون کو ساتھ لیکر لشکر اسلام پر جائیگا آگ
اور شیر و پلنگ برسائیگا قریشیہ سلطان نے کچھ دیوون کو لگا رکھا تھا جب دیو افلاک لشکر اسلام پر آیا
ادھر سے قریشیہ سلطان فوج دیوون کی لیکر پہونچی حکم دیا کہ ان بیچارون اور ناہنجارون کو مار لو اور یہی شیر و پلنگ
اور آگ کے گندے لشکر کفار پر چھوڑ دو یہ سنکے دیو قریشیہ سلطان کے جرّے پکڑ پکڑ کے دیو افلاک
کے ساتھ والون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا آسمان سے صدائے گیر و دار آنے لگی دیوون کے ہاتھ پاؤن

سر کٹ کٹ کے گرنے لگے پہر رات باقی تھی کہ دیو افلاک اپنے دیوؤن کو ساتھ لیکر بھاگا دیو قریشیہ سلطان
کے شیر و پلنگ لشکر کفار پر پھینکنے لگے ہزار ہا کافر مارے گئے دیو افلاک نے نمرود شاہ سے کہا معلوم
ہوتا ہی کہ حمزہ کے ساتھ بھی لاکھون دیو ہین مین اپنی جان بچا کر بھاگ آیا نہین مین بھی مارا جاتا اور میرے
دیو بھی سب قتل ہوتے اور اب بھی کئی ہزار دیو قتل ہوگئے نمرود شاہ جب ہو رہا صبح کو صاحبقران
نے اپنے سردارون سے کہا کہ دیکھا تمنے کیا افضال الٰہی شریک حال ہوا تمام لشکر اسلام اُس کافر کے شر سے
محفوظ رہا بلکہ لشکر نمرود کے لوگ بہت سے تباہ ہوئے یہی ذکر تھا کہ ملکہ قریشیہ سلطان تخت پر سوار
سامنے سے نمایان ہوئی۔ صاحبقران کو مجرا کیا اور قدمبوسی حاصل کی امیر با توقیر نے قریشیہ سلطان
کو گلے سے لگایا خلعت دیا خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ یہ مدد قریشیہ سلطان نے کی کہ دیو ساحر کو مارا اور دفع
کیا قریشیہ سلطان بولی ای امیر با توقیر مجھے خدا نے بروقت خوب بھیجا یا نہین تو دیو افلاک نے تمام لشکر اسلام
کو تباہ کیا تھا اور صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو دیوؤن کو خدمت سراپا برکت حضور مین چھوڑتی جاؤن
صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے کبھی دیو و پری کی مدد نہین چاہی ہرگز کوئی دیو میرے پاس نہ چھوڑنا اور اب
تمکو مناسب ہی کہ تم رخصت ہو کر روانہ جانب قاف ہو قریشیہ سلطان آداب بجا لا کر رخصت ہوئی اور اندر محل
کے گئی خواتین معظم سے ملاقات کر کے پردۂ قاف کی طرف روانہ ہوئی مگر یہان نمرود نے القاش
خون آشام سے کہا کہ تو نے بہت سے سرداران لشکر اسلام کو مارا ہی اب بھی جا کر ان خدا پرستون سے مقابلہ
کر اور جنگ و جدال کر کے سب کا خاتمہ کر القاش نے عرض کیا بہت اچھا مین موجود ہون نمرود نے ساحرہ
جنی کو حکم دیا کہ اسے تم قیطولون سے نیچے اُتار دو ساحرہ جنی القاش کو زیور شاہ کے دربار مین لایا القاش نے
زیور شاہ سے کہا کہ مین خدا پرستون پر شبخون مارونگا یہ سنکے زیور شاہ نے جواب دیا تجھے اختیار ہی مجکو مین کچھ
دخل نہین ہی القاش نے لشکر اپنا تیار کیا اور رات کو بارادۂ شبخون چلا قضائے کار راہ لشکر اسلام کی بھول گیا
لشکر لقا پر جا کر گرا شبخون مارا لقا مین ایک شور گیر و دار بلند ہوا ضیغم خون آشام غلغلہ سنکر خیمے سے نکلا اور
گھوڑے پر سوار ہوا اور روشنی مشعلون کی اپنے ساتھ لیے اور لڑتا ہوا چلا کہ دور سے القاش کو دیکھا اور یہ
للکارا او القاش یہ کیا کیا تو نے ہمارے لشکر پر شبخون مارا القاش نے کہا مین خدا پرستون پر جاتا تھا راہ
بھول کر ادھر آ پڑا اب مین پھرا جاتا ہون پہر رات باقی تھی کہ اُدھر سے پھر کر لشکر اسلام پر آ کے شبخون گرا خدا پرستون
کو قتل کرنے لگا یہان حمزہ صاحبقران زمان آرام فرماتے تھے کہ القاش خون آشام کے شبخون گرنے کی خبر
پہونچی اُسیوقت سوار ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے القاش کو چلے القاش لڑتا ہوا آتا تھا کہ صاحبقران سے
مقابلہ ہوا القاش نے تلوار ماری صاحبقران نے خالی دے کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دے کر تلوار چھین لی
اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اُٹھا لیا اور مشکین باندھ کر عمرو کے حوالے کیا فوج القاش شکست کھا کر
بھاگی میدان صاف ہو گیا صاحبقران زمان بالفتح و فیروزی پھرے صبح ہو چکی تھی بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی
مین آ کر جلوہ فرما ہوئے صاحبقران نے آ کر مجرا کیا اور دنگل شوکت پر بعد رخصت متمکن ہوئے عمرو سے فرمایا لاؤ
القاش کو عمرو نے القاش کو غل و زنجیر مین گرفتار سامنے حاضر کیا القاش نے بطریق نمرود پرستان
سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا دیکھا صاحبقران نے چہرہ القاش کا مسخ ہی صاحبقران نے پانی منگوا کر اسم اعظم دم
کیا اور کہا کہ اس پانی سے القاش کا منہ دھلاؤ جب القاش خون آشام کا منہ دھلایا القاش ہوش مین آیا

آثار سحر زائل ہوئے بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا ای القاش بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر پھر چند کلمات مذمت
نمرود پرستی اور مدح وثنا وحمد سپاس پروردگار عالم مین بزبان فصیح ارشاد فرمائے کہ زنگ کفر آئینہ دل القاش
سے زائل ہوا اور نور اسلام پیشانی پر جلوہ گر ہوا القاش پکارا ای شہر یار مین نے معلوم کیا کہ دین اسلام اور مذہب
اور آئین آپکا برحق ہی صاحبقران نے کلمہ طیبہ القاش کو پڑھایا القاش کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا بعد
القاش نے تمام فوج کو اپنی بلایا اور دائرہ اسلام مین لایا خبر نمرود شاہ کو ہوئی کہ القاش شریک لشکر حمزہ ہوا
نمرود نے کہا کہ یہ تقدیر مین سے نہ کی تھی بالائی تقادیر ہوئی اُدھر لقا کو خبر پہونچی کہ القاش مسلمان ہوگیا یہ سنکے نہایت
برہم ہوا مگر قہر بن سماک اژدر گیر نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین صبح کو میدان مین جاکر
القاش کو ہلکارونگا اور بتائید خداوندی اُسے مارونگا لقا نے کہا کہ مین نے بھی یہی تقدیر کی ہی القصہ اسی وقت
طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اُدھر نمرود شاہ کے لشکر مین نقارہ زری نواز
مین آیا رات بھر تیاری جنگ تینون لشکرون مین رہی صبح کو تینون لشکر میدان کارزار مین آئے طرفین سے صفین
آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے قہر بن سماک اژدر گیر سامنے لقا کے آیا اور عرض کیا کہ جو اجازت
میدان کی ملے تو جاکر خدا پرستون سے مقابلہ کرون لقا نے کہا کہ جا تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قہر بن سماک
اژدر گیر اجازت حرب لیکر گینڈا دوڑا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا اور کہا کہ کہان ہی القاس خون آشام آئے
میرے مقابلے کو القاش خون آشام مرکب اپنا اُڑا کر باجازت بادشاہ اسلام سامنے میدان مین قہر بن سماک
اژدر گیر کے آیا بعد تگاورزی حریفانہ گفتگو کی قہر بن سماک اژدر گیر نے نیزہ مارا القاش نے دو گھڑی کی
نیزہ بازی مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا قہر بن سماک اژدر گیر قہر و غضب مین آکر تلوار کھینچکر القاش پر جھپٹا اور
برابر آکے تلوار ماری القاش نے سپر پر روک کر تیغہ مارا سپر اُسکی کاٹ کر تیغہ سر پر آیا تا جگر اُتر گیا قہر بن سماک
اژدر گیر واصل جہنم ہوا القاس نے پھر مبارز طلب کیا سماک رعد انداز لقا سے رخصت ہو کر سامنے القاش
کے آیا بعد تگاورزی اور ہمسخنی کے سماک رعد انداز نے کہا کہ ای القاش تو نے بڑے بہادر کو مارا کہان اب جائیگا
میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار القاش پر ماری القاش نے پشت تیغ پر روک کر وہی تیغہ خون آلود جو اُسکی کمر
پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے لقا نے موج کو حکم کیا کہ اسے مار ہونے جانے نہ دو تمام فوج کفار نے القاش
خون آشام پر زغہ کیا القاش بھی تلوار تول کر اُن پر آ پڑا تلوار چلنے لگی بادشاہ اسلام نے فوج اسلام کمک
کے واسطے بھیجی جنگ مغلوبہ ہوگئی ایسی تلوار چلی کہ کشتون کے پشتے بندھ گئے دریا خون کا بہنے لگا شناوران بحر
شجاعت دریائے خون مین ہاتھ تلوار کے لگا رہے تھے کفار بحر فنا مین ڈوب رہے تھے صاحبقران لڑتے ہوئے
برابر علمدار کے پہونچے مع علم اُسکو قلم کیا جسوقت علم سرنگون ہوا فوج کفار شکست کھا کر بھاگی غازیان دیندار نے
تعاقب کیا ڈیڑھ پہر تک دریا خون تھمنے دیا وہان سے بھی فوج کفار بھاگی اہل اسلام غارت گری کفار پر آمادہ ہوئے
لوٹ شروع ہوگئی لقا بھاگ کر داخل شہر ہوا دروازے شہر کے بند کروا لیے اہل اسلام مال و اسباب کافرونکا لوٹ کر
مالا مال ہوگئے جتنے کافر مارے گئے تھے اُنکے سرون کے کلہ کے مینار بنوا لیے گئے لشکر ظفر اثر کو صاحبقران نے
حکم دیا کہ گرد سبائل کے اترو اور خیمے برپا کرو تمام لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا چار طرف سے سبائل کو گھیر لیا رسید
بند کر دین کہ جسمین آب و دانہ کا کفار پر قحط ہوا اب اس داستان کو یہین چھوڑ دیئے

اب وہ کلمے داستان شوکت بیان کرب غازی بیان ہوتے ہین

پلا ساقیا وہ شراب لطیف
وہ اک جام ساقی وہ دے ابکی بار
سحر دیدہ کا اسکے مشتاق ہی

کہ جاتا کوئی دیکھکر لب ظریف
نظر آئے بنت العنب کا سنگار
جو خورشید گیتی سے آفاق ہی

عطا کر مجھے وہ مے مشکبو
جو پوشیدہ گھونگھٹ مین جلوہ نما
اشعار دیگر

کہ ہی جستجو جسکی اور آرزو
بہت منتظر ہی دل شاد کام
تو وہ خورشید ہی گردون یکتائی وحدت کا

دو عالم ایک مطلع ہی ترے دیوان قدرت کا
ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا
کریگا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی
ہر اک شمشاد پر عالم ہی انگشت شہادت کا
ہماری حاجتون سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ثمرا

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا
تو وہ ہی نخلبند گلشن ایجاد دو صانع
تیرے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہی شفاعت کا
ملی نعمت سعادت کی تیرے در کی گدائی سے
ادا سے شکر کیسے آپ کی کس موقع عنایت کا

مجھے منظور ہی احسان لینا تیری رحمت کا
کرونگا روز پرسش عرض گستاخانہ آتی قہر
ریاض دہر گلدستہ ہی تیرے باغ صنعت کا
ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہما بھی اک مگس ران ہی مرے خوان قناعت کا
بیت　روان کردہ خامہ تیز دم

نمودند این داستان را رقم * نجستس کنندگان عبارت مسرت آگین و مشتاقان جمال پری تمثال شاہد مضامین نظم

گلدستہ رقم سے اس داستان شوکت نشان کو بعد طبع آرائی یون تحریر کرتے ہین کہ جب کرب غازی بتلاش نقابدار مرصع پوش لشکر اسلام سے چلے ہین صحرا و بیابان مین جو آیند و روند ملتا ہی اُس سے پوچھتے ہین کہ نقابدار مرصع پوش کو کہین پر دیکھا ہی کوئی پتا نہین بتاتا ہی بعد کئی روز کے ایک شہر مین پہونچے کہ نام اسکا شہر مرجانیہ ہی اور ملک مرجان سرخ پوش وہان کا بادشاہ ہی کرب غازی شہر مین داخل ہوئے اور سیر کرتے ہوئے چلے آتے تھے جب درمیان چوک کے پہونچے دیکھا ایک مقام پر ہجوم خلائق ہی اُسی طرف چلے جب قریب اس مجمع آئے دیکھا کہ بیچ مین ایک کمان اور بدرہ زر تخت پر ہی اور ایک شخص کرسی بچھائے ہوئے بیٹھا ہی کرب غازی نے آگے بڑھکر اُس شخص سے پوچھا کہ یہ کمان کیسی رکھی ہی اور کسکی کمان ہی اُسنے جو ایک جوان خوبصورت صاحب شوکت وشان کو دیکھا کہ دبدبہ شہریاری جبین متین سے ہویدا ہی اور مرتبہ سرداری و سالاری پیشانی سے پیدا ہی سمجھا کہ یہ کوئی نووارد ہی یہان کا رہنے والا نہین ہی اُس کرسی نشین نے پوچھا کرب غازی سے کہ آپ اس شہر مین کب سے آئے ہوئے ہین کرب غازی نے کہا آج ہی آیا ہون اُسنے بیان کیا کہ یہ کمان جہان پناہ فتاح سرخ پوش کی ہی اور یہان بازار مین اسواسطے رکھی ہی کہ جو شخص اسے کھینچے یہ بدرہ زر اُٹھالے اور اگر کسی نے ارادہ کمان کھینچنے کا کیا اور کمان اُس سے نہ کھینچی وہ قتل کیا جائیگا کرب غازی نے کہا کہ مین اسے کھینچونگا وہ کرسی نشین راغب ہوا کہ بڑے بڑے پہلوان اس کمان پر زور آزما چکے ہین اور خفت اُٹھائی ہی تم اسکو نہ کھینچ سکوگے ناحق کو ذلیل ہوگے بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلے جاؤ کرب غازی نے جواب دیا اگر مجھسے نہ کھینچ سکے گی تو جسطرح چاہنا مجھسے پیش آنا دار پر چڑھانا تیر باران کرانا اُس کرسی نشین نے کہا تمہین اختیار ہی اُسوقت کرب غازی گھوڑے سے اُترے اور کمان ہاتھ مین اُٹھائی اور ایک ہی زور مین گوشے سے گوشہ ملا دیا پھر ایک جھٹکا دیا کہ کمان کے دو ٹکڑے ہوگئے تمام مجمع عام مین غلغلہ بلند ہوا کہ اس جوان نے کمان توڑ ڈالی کرب غازی نے وہ بدرہ زر لیکر فقرا کو تقسیم کردیا جب فتاح سرخ پوش کو یہ خبر پہونچی کہ ایک جوان نے کمان کھینچکر توڑ ڈالی کہا کہ جلد اُسے ہمارے پاس لاؤ چوبدار کرب غازی کے پاس آئے اور کہا آپکو فتاح سرخ پوش نے بلایا ہی کرب غازی نے جواب دیا کہ اسکا مین نوکر نہین ہون مجھے کیا غرض ہی کہ اُسکے پاس جاؤن چوبداروں نے جاکر فتاح سرخ پوش سے اسی طرح کہا اُسنے چند سپاہیون کو بھیجا کہ اسے جاکر پکڑ لاؤ بیس پچیس سپاہی آئے اور کہا اے جوان ہمارے ساتھ چل

نہین تو زبردستی تجھے لیجلینگے کرب غازی نے کہا کیا مجال تمھاری جب تجھے خیر سے لیجاؤ اُن سپاہیون نے چاہا کہ
بلوا کرکے پکڑ لین کرب غازی تلوار کھینچکر اُن پر جا پڑا دم بھر مین دس بارہ کو مار لیا باقی بھاگ گئے جاکر فتاح
سُرخ پوش سے بیان کیا کہ اُسکے ہاتھ سے بہت سے آدمی مارے گئے فتاح نہایت برہم ہوا اور دو ہزار آدمی
اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا اور کہا کہ مین ابھی اُسے مار لونگا یہان کرب غازی تلوار کھینچے ہوئے کھڑا ہی اور لوگ
دور دور ہین مگر سب کہ رہے ہین کہ یہ عجب مرد جاہل ہی اب فوج آئیگی اور پکڑ لیجائیگی اس اثنا مین فتاح
سُرخ پوش بھی آپہونچا دیکھا کہ ایک جوان تیغہ خون آلود ہاتھ مین لیئے ہوئے کھڑا ہی سمجھا یہ وہی شخص ہی جسنے
کمان توڑی ہی حکم دیا کہ اسے بلوا کرکے پکڑ لو یا اسکا سر کاٹ لو سب لوگ چہار طرف سے دوڑ پڑے لینا لینا کا غل ہوا
کرب غازی تو مستعد جنگ کھڑے ہوئے تھے تلوار تول کر کافرون پر جا پڑے اور قتل کرنے لگے گھڑی بھر مین
سو دو سو آدمیون کو مار کر فتاح سُرخ پوش کے پاس پہونچے اور للکارا کہ او نامرد تو میرے مقابلے کو نہین آتا
اورون کو لڑنے بھیجتا ہی فتاح پکارا مین آیا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ
کہکے کرب غازی کو تلوار ماری کرب غازی نے پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ جو تلوار کا مارا مع مرکب اُسکے
چار ٹکڑے ہوگئے غل ہوا کہ فتاح مارا گیا یہ خبر ملک مرجان سُرخ پوش کو ہوئی کہ سپہ سالار فتاح سرخ پوش
مارا گیا ملک مرجان نے دوسرے سپہ سالار سے کہا کہ تو جا کر اُس سرکش کا سر کاٹ لا وہ پانچ ہزار سوار لیکر
مقابلے کو آیا اور کرب غازی پر زغنہ کیا کرب غازی اُسسے بھی لڑنے لگے جسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے
دو ٹکڑے ہوئے پہر بھر مین لاش پر لاش گرادی اور بڑھ بڑھ کر قاہر سُرخ پوش سپہ سالار ثانی کو للکارا او باش او
نابکار اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اُسنے تلوار کا وار کیا کرب غازی نے جو تلوار اُسکی روک کر اپنا وار کیا قاہر
سُرخ پوش کے بھی دو ٹکڑے ہوئے ملک مرجان کو فوراً خبر ہوئی کہ وہ بھی سپہ سالار قاہر سُرخ پوش مارا گیا
طیش غضب مین آکر گھوڑے پر سوار ہوا چالیس ہزار جرار لیکر کرب غازی کے مقابلے کو آیا اور آتے ہی چار طرف
سے کرب غازی کو گھیر لیا کرب غازی جسطرح کارزار کر رہے تھے اُسی طرح لڑتے رہے ایک شبانہ روز تلوار چلی ہزار ہا
آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوگئے دوسرے روز عیار ملک مرجان شاہ کا کہ عیار سُرخ اُسکا نام تھا اُسنے ملک
مرجان سے عرض کیا اگر آپ فرمائین تو مین ابھی اُسے گرفتار کرلون ملک مرجان نے کہا کہ فوراً اُسے گرفتار کر
سُرخ عیار نے چار سو عیارون کو ہمراہ لیکر حلقہ ہائے کمند پھینکر گھیر لیا چار طرف سے کرب غازی پر حلقہ ہے
کمند پڑنے لگے کرب غازی نے دس بیس حلقے کمند کے کاٹے اور دو چار کمند اندازون کو بھی مارا آخر کار حلقہ ہا
کمند مین گرفتار ہوکر گرے اوپر سے ہزار ہا آدمی ٹوٹ پڑے کرب غازی کو باندھ لیا اور آہنگرون کو بلوا کر غل و
زنجیر مین گرفتار کیا ملک مرجان نے کشتون کی لاشین اُٹھوائین زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے اور پھر کر
وہان سے آیا سہ پہر کو دربار کیا اور کرب غازی کو سامنے بلوایا اُس بہادر نے بےخوف و خطر بطریق اہل اسلام سلام
کیا تمام کافر مانند مردم کوفتہ کے بیہودہ ہوئے اور پکارے کہ ای خدا پرست رسّی جل گئی بل نہین جلا کرب غازی
پکارا کہ ای نامرد عیارون سے مجھے گرفتار کروایا ہی اور پھر یہ گفتگو کرتے ہو سبھون نے کہا کہ تم خدا پرستون کو جسنے
اسیر کیا ہی بتدبیر اسیر کیا ہی تم وہ بلائے بے درمان ہو کہ تم سے کوئی سر بکھ ہوکر نہین رہ سکتا ملک مرجان پکارا
ای خدا پرست تو اپنا نام و نشان تو بیان کر فرمایا مجھے کرب دلاور کہتے ہین مین بہ تلاش نبیرۂ صاحبقران نور الملک
بن بدیع الزمان نکلا ہون اس شہر مین پہونچکر گرفتار ہوگیا ملک مرجان نے کہا کہ تمھارے حق مین یہ بہتر ہی کہ

که دین لقا پرستی اختیار کرو نہین تو قتل کیے جاؤگے کرب نے جواب دیا جو کچھ تمسے ہوسکے تم تصور نکرو مین لقا پر
اور اُسکے پرستارون پر لعنت کرتا ہون ملک مرجان نے حکم دیا کہ اسے زندان خانے مین لیجاؤ کل صبح کو اِسے
قتل کرینگے اور میدان خونی تیار ہو یہ سُنکے چارجی نے چارج دیا کہ کل وہ خدا پرست قتل کیا جائیگا جسکا جی چاہے وہ تماشا
دیکھنے کو آئے تمام شہر مین غل ہوا کہ وہ خدا پرست جسنے دونون سپہ سالارون کو بادشاہ کے مارا ہے قتل کیا جائیگا
اور باہر شہر کے ایک جھیل کے کنارے میدان خونی تیار ہوا صبح کو ملک مرجان نے سُرخ عیار سے کہا کہ اس خدا پرست
کو تو لیجا کر قتل کر سُرخ عیار کرب غازی کو لیکر میدان خونی مین آیا اور کرب غازی کو زیر دار بٹھایا اُسوقت
کرب غازی نے بدرگاہ قاضی الحاجات یہ مناجات کی ای خالق عزوجل تو مجھکو اپنی قدرت کاملہ سے اس بلاسے ناگہانی
سے نجات دے اور کافرون کے شر سے بچائے ابھی تیر دعا ہدف اجابت تک نہ پہونچا تھا ناگاہ ایک نقابدار
سُرخ پوش مع چار سو نقابدارون کے پیدا ہوا اور اُسنے آکر پوچھا کہ اس جوان سے کیا خطا ہوئی ہے جو قتل کرتے
ہو اُن سب نے کہا کہ یہ خدا پرست ہے اور دو سپہ سالارون کو علاوہ فوج کے مارا بادشاہ کا حکم ہے کہ اسے قتل کرو
پوچھا نقابدار نے کہ لڑائی ہونے کا کیا سبب تھا سُرخ عیار نے تمام قصہ کمان کے کھینچنے کا بیان کیا نقابدار نے
کہا کہ یہ بیجا ہے کیون اُسنے کمان بازار مین رکھوائی تھی اسے چھوڑ دو مین اپنے ساتھ لیجاؤنگا قتل نہ ہونے
دونگا سُرخ عیار بولا کہ ہم بغیر حکم بادشاہ کے نہ جانے دینگے نقابدار نے تلوار کھینچی اور اپنے لوگون سے
کہا کہ اِن ناکارون کو مارو لوگ نقابدار کے تلوارین کھینچکر کفار پر آپڑے تلوار چلنے لگی طرفۃ العین مین
عیارون کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈال دیے کرب غازی نے بھی قید کو اپنی توڑ ڈالا نقابدار نے کرب کو
گھوڑے پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر صحرا کو روانہ ہوا مگر سُرخ عیار بھاگ کر ملک مرجان شاہ کے پاس آیا
اور حال کرب غازی کا بیان کیا کہ ایک نقابدار نے آکر اس خدا پرست کو قید سے چھڑایا اور اپنے ساتھ لیگیا
ملک مرجان حیران ہوا اور کہا کہ اس نقابدار کو جلد تلاش کرو کہ یہ نقابدار کون ہے اور کہان رہتا ہے سُرخ عیار
تلاش مین نقابدار کے چلا یہان نقابدار سُرخ پوش کرب غازی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے ایک باغ مین آیا اور
ایک بارہ دری مین بٹھایا اور کہا کہ مین ایک ضرورت سے جاتا ہون ابھی آتا ہون یہ کہکر سب نقابدارون کو
ساتھ لیکر چلا گیا مگر کچھ ترکنین اور حبشنین قلماقنیان وغیرہ وہان پہرے پر موجود تھین اور کچھ خواصین تھین مرد کا
کہین نام و نشان نہ تھا کرب غازی نے اپنے دلمین کہا کہ شاید یہ نقابدار عورت ہے ایک سے پوچھا کہ اس نقابدار
کا کیا نام ہے اُسنے کہا وہ آتے ہونگے خود بتا دینگے اور وقت شب کا بھی ہو چکا تھا تمام بارہ دری جھاڑ و کنول کی
روشنی سے نورانی ہو گئی تھی کرب غازی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک طرف سے روشنی پیدا ہوئی دیکھا کہ سو دو سو
فانوسین روشن اور بیچ مین ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب سا اور گرد اُسکے چار سو نازنینان پری پیکر چلی آتی
ہین جب قریب وہ نازنین آئی کرب غازی نے ایک ماہ آسمان حسن و خوبی کو جلوہ گر پایا کہ غرق از سرتا پا
دریاے جواہر مین ہے اور تمام ساتھ والیان دُر در گوش مرصع پوش لباس سُرخ پہنے ہوئے ہین یہ معلوم ہوتا
ہے کہ گرد ماہ تابان کے ہجوم سیارگان ہے کرب غازی دیکھتے ہی اُس نازنین کے عاشق و شیدا ہو گئے اپنے
دل مین کہا کہ یہی نقابدار بنکر تیرے چھڑانے کو گئی تھی اور یہ تو یقین نہین آتا کہ نقابدار نے اپنے ناموس کو تیرے
سامنے بھیجا ہو اسی خیال مین تھے کہ وہ نازنین مہ جبین پاس آئی کرب غازی اُٹھ کھڑے ہوئے تعظیم کی اُس
نازنین نے ہاتھ کرب غازی کا پکڑ کر مسند پر بٹھایا اور آپ بھی وہان بیٹھ گئی اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا گانا مین

سامنے آئین ساز بلنے لگے ایک خواص خاص نے جام شراب لبریز کرکے کرب غازی کو دیا کرب غازی نے
جام تو لیلیا مگر پیا نہین ہاتھ سے رکھدیا ملکہ نے کہا کہ تم جام کیون نہین پیتے کرب غازی نے جواب دیا
کہ پہلے آپ مجھکو اپنے حسب ونسب اور دین وآئین سے آگاہ کیجیے اس نازنین نے کہا شعر کیا پوچھتے ہو ملت و
مذہب کو مو کشتو + غرق شراب عشق جمال حضور ہین + کرب غازی نے کہا کہ یہ لقا دار بنکر کیا آپ ہی مجھکو چھڑا
لائی ہین اُس نازنین نے کہا حضور ہان یہ لونڈی باعث رہائی حضور ہوئی نام میرا ملکہ حمرانہ سرخ پوش ہے مین بیٹی
ہون ملک مرجان شاہ کی جس روز آپ گرفتار ہوے تھے اُسی دن مین حمام سے آتی تھی غلغلہ سنکر پردہ محافے
کا اُٹھاکر جو نہین دیکھا عاشق ہو گئی ہر چند ضبط کیا ضبط نہو سکا ساتھ والیون نے بہتیرا سمجھایا الیا ولولہ عشق تھا
کہ کچھ نیک وبد سمجھ مین نہ آیا آخر کار دل پر ٹھانی کہ یا تو جان دیدیجیے یا جلد اُس جوان رعنا کو چھڑا لیجیے اپنی جان
پر کھیل کر گئی اور تمکو چھڑا لائی اب اگر تمکو بھی مجھسے محبت ہو تو میرے پاس رہو نہین جہان جی چاہے جاؤ مین
تمھاری دامن گیر نہونگی جسطرح ہوگا صبر کرونگی اور دین میرا دین لقا پرستی ہے کرب غازی نے کہا اے ملکہ ایک تو تم
میری محسن کہ تمنے میری جان بخشی کی دوسرے یہ کہ تم ایسی معشوق کے پاس رہنے سے کون انکار کریگا مگر جو مجھسے
تمھین محبت ہے تو لقا پر لعنت کرو دین اسلام قبول کرو پھر کرب غازی نے مذمت دین لقا اور حمد وثنا
پروردگار جل وعلا بزبان فصیح بیان کی ملکہ نے کہا کہ صاحب مجھے لقاے بے لقا بڑوے موئے لونڈی کاٹے
سے کچھ کام نہین مین اُسپر لعنت کرتی ہون اور ابھی دین اسلام قبول کرتی ہون پھر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ صاحبو
اگر میرے ساتھ مسلمان ہو جاؤ وہ سب کی سب بولین کہ ہمین کیا انکار ہے کرب غازی نے سب کو کلمہ طیبہ تعلیم کرکے
مسلمان کیا اب جام شراب گردش مین آیا ملکہ حمرانہ سرخ پوش نے اپنے ہاتھ سے جام زمردین بادہ یاقوت رنگ سے
لبریز کرکے کرب غازی کو دیا اور کرب غازی نے ساغر الماس تراش شراب احمر سے بھرکر ملکہ کو دیا دونون عاشق و
معشوق بادہ گلرنگ نوش کرکے مشغول اختلاط اور سرگرم عیش ونشاط ہوئے پھر کھانا آیا دونون نے کھانا کھایا بعد اسکے
صحبت رقص وسرود آراستہ ہوئی دو پہر رات گئے سب اُٹھ اُٹھکر چلے گئے فقط کرب غازی اور ملکہ حمرانہ سرخ پوش رہگئے اب جوانیج
دونون نے تخلیہ پایا گردنون مین باہین ڈالکر بوس وکنار ہونے لگا ملکہ نے استفسار حال کیا پوچھا کہ صاحب تم اپنے لشکر
سے کیون نکلے تھے کرب غازی نے تمام سرگذشت بیان کی ملکہ نے پوچھا عجیل ماہ رو تمھارے کون ہین کرب غازی
نے کہا کہ حمزہ صاحبقران کے بھائی ہین اور میرے قبلہ وکعبہ ہین اے ملکہ تم کیا جانو عجیل ماہرو کو ملکہ نے کہا کہ یہان
بیابان قضا وقدر قریب ہے اور وہان کا بادشاہ ملک صاعقہ جنی ہے عجیل ماہرو زخمی ہوکر وہان پہونچے تھے لعل افروز
پری اُن کو بیابان قضا وقدر سے اُٹھا لائی تھی زخم اُنکا اچھا کیا وہ لعل افروز سے ہمصحبت تھے کہ ملک
صاعقہ جنی آگاہ ہوا عجیل سے آکر کہا کہ جو تم طلسم پریزادان کو فتح کرو تو مین لعل افروز کی شادی تمھارے
ساتھ کردون عجیل ماہرو بارادہ طلسم کشائی گئے اور گرفتار ہوئے بعد اُسکے لعل افروز بھی محبت مین عجیل
ماہ رو کے جاکر مبتلاے طلسم ہو گئی اب دونون تیر کے ہو کر رہ گئے ہین مگر زبان مین طاقت گویائی باقی ہے
باتین کرتے ہین کرب غازی نے کہا اے ملکہ مین طلسم کشائی کو اور عجیل ماہ رو کی رہائی کو جاؤنگا ملکہ پہلے
مانع ہوئی جب کرب غازی نے نہ مانا ملکہ نے کہا مین بھی تمھارے ہمراہ طلسم مین چلونگی یہان مجھکو اندیشہ
ہے کہ باپ میرا اگر میرے حال سے آگاہ ہوا تو خدا جانے کیونکر مجھسے پیش آئیگا کرب غازی نے ہر چند کہا کہ
تمھارا جانا صلاح نہین ہے مین تنہا جاؤنگا ملکہ نے کہا مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگی جسوقت کرب غازی نے

دیکھا کہ ملکہ کسیطرح نہیں مانتی چارو ناچار ملکہ کو ساتھ لیکر طلسم کی راہ لی آتے آتے جب صحرائے طلسم مین پہونچے
دیکھا کہ تمام صحرا سبزہ زار ہو گلہائے رنگا رنگ شگفتہ ہین درخت میوہ دار ہر طرف جھوم رہے ہین نہرین جابجا
جاری ہین طائران خوش الحان شاخہائے نخل تر و تازہ پر بزبان بے زبانی معروف حمد باری ہین اور زمزمے
انکے سننے والون کے دلون کو محو کرتے ہین ہوائے سرد چل رہی ہو صبا بے پانون آتی ہو نسیم اٹھکھیلیان کرتی ہے
کرب غازی نے ملکہ سے پوچھا کہ یہی صحرائے طلسم ہو ملکہ نے کہا ہان یہی ہو کرب دلاور نے پوچھا عجیل ماہرو کہان قید
ہین ملکہ نے جواب دیا کہ آگے وہ بھی ملینگے یہان یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی کہ اے ملکہ حمرانہ تونے کیون دین اپنا برباد
کیا اور اس خدا پرست کا کسواسطے ساتھ دیا کرب دلاور نے چہار طرف دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آتی ہو کہ پھر صدا
آئی اے حمرانہ تو چلی جا یہان سے نہین تو گرفتار ہو جائیگی کرب غازی نے دیکھا کہ ایک جانور سرخ رنگ درخت پر
بیٹھا ہوا یہ صدا دیتا ہو کرب غازی نے تیر بچر کمان مین پیوستہ کرکے مارا کہ بازو اُس جانور کا زخمی ہوا وہ جانور اُڑا
اور پکارا او خیرہ سر اب تجھکو معلوم ہوگا تیر مارنے کی سزا پائیگا کرب غازی نے چاہا کہ دوسرا تیر مارے کہ وہ جانور
غائب ہوگیا اور ایک پنجہ ملکہ حمرانہ سرخ پوش کو اُٹھا لیگیا کرب غازی چلاتے ہوئے دوڑے کہ مجھکو بھی
ساتھ ملکہ کے لیے جا کچھ آواز نہ آئی کرب دلاور غم مین ملکہ کے پریشان چلے آتے آتے دیکھا کہ اژدر آتش فشان
نمودار ہوا اور قلاب آتشین چھوڑکر دم کشی کی کرب دلاور نے یہ دیکھکے لنگر اپنا قائم کیا مگر نہ قائم ہوسکا لنگر اُکھڑ گیا
اور کرب غازی غلطان غلطان منہ کے قریب پہونچے اور وہان پہونچکر تلوار اژدہے کو ماری لیکن اُسپر خط بھی نہ پڑا
تلوار صاف اُچٹ گئی پھر جو اژدہے نے دم کشی کی کرب غازی کو نگل گیا اب اس داستان سعادت بیان کو یہین چھوڑ کے

دو قطعے داستان افسون نشان مہتر قران حبش عیار طرار کے بیان کیے جاتے ہین

کدھر ہو لا پلا ساقی شراب خاص عیاری
ادھر ترسا رہا ہو ساقیا تو بادہ خوارون کو
ملا اے دخت رز تو منہ سے اکدن منہ تو رندون کے
ارے جاتی ہو فصل گل ادر ہو چھائی ہوئی بدلی
نہ پائی زخم کی لذت ہوش دلمین ہی رہی کی
صراحی تھی سبو ہی بہر حلق خشک قاتل کی
کرستے جمال یار روشن شاید سکو بھی
ہر اک ساعت ہو آفت کی گھڑی ہر اک ہو مشکل کی

دکھا تو اپنی میخانے مین اب رندون کو تماشا
تماشا تھی کہ جھک کر خوب ہی سیر فلک کرتے
اسی حسرت سے ہی مین بیٹھنگے گردون مین رندون کے
سحر دکھڑے سے کیا حاصل اب آ کہ دائے مطلق
پڑی پیر سے بدن پر بجلی تیغ قاتل کی
چھری پھرتی ہو دم قتل پر مانع ہی لین
کبھی تو کام آ جگی لندھیری خانہ بدل کی
دکھیگے کمال شوق ہو دیدار یار تھوڑا ہی

فلک گردش دکھاتا ہو ادھر خنجر گذارون کو
ترنگ اکدم دکھائے نشہ کی اور تا دم پھر
کہا سب کچھ نہ پھر ساقی تری مطلق نگہ بدلی
ہو یہ بھی رند میخانہ یہ ظاہر ہوگیا سب پر
کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر
غضب ہوگی عدالت ہی حق مین نگاہ عادل کی
شب فرقت ہو شب فرقت مین دن تو ذر قیامت کی
زیادہ صبر ہو اور اختیار تھوڑا ہی

سحر کو غنچہ کھلا دو پھر نہ چلے سو کھا ⁂ عروج دو تقفہ خوش بہار تھوڑا ہو بیت درخشندۂ آفتاب تنیر و رقم گرد افسانہ بے نظیر
معبر کنند نجان سمند تیز گام عیاری و شہسواران شعبدہ پرداز میدان طراری و خنجر گذاری کمیت قلم جرات رقم کو عرصۂ
قرطاس فلک اساس پر یون جولان کرتے ہین کہ جب مہتر قران حبش عیار طرار و خنجر گذار بتلاش استاد عالیوقار شاہ
عیاران عیار خواجہ عمرو بن اسیہ نامدار روانہ ہوا راہ مین سے ایک پنجہ آسمان سے گرکے اٹھا لیگیا کہ ہوا مین پہونچکر
مہتر قران بیہوش ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی مہتر قران نے اپنے تئین ایک صحرائے سبزہ زار مین دیکھا کہ ایک
دیو عفریت نقش سامنے کھڑا ہوا خوش فعلیان کر رہا ہو اور ہاتھ اٹھا کر کہہ رہا ہو کیا خداوند المبین پر تلبیس کیا لقمۂ چرب
تو نے عنایت کیا ہو مہتر قران نے اُس دیو سے پوچھا کہ کیا تو ہی مجھے اُٹھا لایا ہو اُسنے کہا ہان پوچھا کیا سبب ہو کیونکر

اُٹھالایا ہی اُس دیو نے بیان کیا کہ مین دیو افلاک کے ہمراہیون مین سے ہون تو زیر قبول نمرود شاہ کھڑا ہوا
تھا میرا جی للچایا مین نے دیو افلاک سے کہا اگر حکم ہو تو یہ آدمی بہت فربہ ہی اسکو اُٹھا لاؤن اور کھا جاؤن
دیو افلاک نے کہا کہ اچھا کھا جا مگر اُٹھا کر اسکو دور لیجا مین تجھکو کھانے کیواسطے اُٹھا لایا ہون ای آدم زاد مین
منھ کھولتا ہون اگر تو چپکے سے میرے منھ مین کود پڑے تو نہ دانت لگاؤن نہ داڑھ سے چباؤن تر ککڑی کی طرح
نگل جاؤن مہتر قران نے کہا او نابکار مجھکو تو نے ایسا لقمہ نرم و تر سمجھا ہی اب مین بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا
کیا تو نہین جانتا ہی کہ حمزۂ صاحبقران زمان نے ہزارہا دیوؤن کو قتل کیا ہی مین بھی اُنھین کا غلام ہون دیکھ تو
تیرا کیا حال کرتا ہون دیو یہ سُنکر بہت برہم ہوا اور کہا مجھے تو ڈراتا ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ مہتر قران کو پکڑ کر منھ مین
رکھ لے جب ہاتھ دیو کا قریب مہتر قران کے پہونچا مہتر قران نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ دیو منھ کے بھل
سامنے زمین پر آیا مہتر قران نے گردن مین اُس دیو کے ہاتھ ڈالدیا دیو بھی مہتر قران سے لپٹ پڑا کشتی ہونے
لگی دو گھڑی کے بعد مہتر قران نے دیو کو پچھاڑا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ کر ایک لنڈھا مارا کہ سر اُسکا جسم سے
کٹ کے الگ جا پڑا لاش اُس دیو کی وہین تڑپتی ہوئی چھوڑ کے ایک طرف کو چل نکلا تھوڑی دور بڑھا تھا
کہ کچھ آدمی آتے ہوئے دکھائی دیے مہتر قران نے اُنسے صاحب سلامت کر کے پوچھا کہ کوئی بستی آبادی یہان
سے قریب ہی اُنھون نے کہا کہ یہان سے کئی ملک قریب ہین ایک جانب کو ملک قصوریہ باختری ہی اور ایک
طرف کو ملک اناطیہ ہی اور ایک سمت کو ملک مرجانیہ ہی اُسمین ایک بیابان قضا و قدر ہی کہ سحر و ساحری کا بالکل
سامان ہی مین اُسی طرف سے آتا ہون مہتر قران نے پوچھا کہ بیابان قضا و قدر کا کون حاکم ہی اُنھون نے کہا کہ
ملک صاعقہ وہانکا حاکم ہی ابھی تھوڑا زمانہ گذرا ہی کہ بھائی حمزۂ صاحبقران کا عجیل ماہ رو وہان طلسم
پریزادان کو فتح کرنے گیا تھا وہ گرفتار طلسم ہو کر پتھر کا بنگیا بعد اُسکے کرب غازی طلسم کشائی کو آئے وہ بھی سراپا
پتھر کے ہو کر رہ گئے بلکہ دونون کی معشوقہ بھی اُنکے ساتھ گرفتار طلسم ہو کر تصویرین سنگ کی ہو گئین ہین مگر جیتے
بولتی ہین باتین کرتی ہین مہتر قران نے پوچھا وہ طلسم کشا یہان سے کتنے فاصلے پر ہونگے اُنھون نے کہا یہان
بہت قریب وہ طلسم ہی اُسی کے بیابان مین وہ گرفتار ہین مہتر قران یہ سُنکر بہت حیران و پریشان اور غمناک ہوا
اور دلمین کہا کہ جلد طلسم کو فتح کیجیے اور عجیل ماہ رو کو اور کرب غازی کو رہا کیجیے پوچھا کہ طلسم پریزادان کا
راستہ کونسا ہی اُنھون نے کہا کہ دہنی طرف چلے جاؤ یہی طلسم کا راستہ ہی مہتر قران اُسی طرف روانہ ہوا دو
دن دامنہ کوہ مین پہونچا دیکھا عجیب کیفیت کا وہ درۂ کوہ ہی جا بجا آبشار پہاڑ پر سے گرتی ہی ہوا سرد چلتی
ہی ہر رنگ کے پھول کھلے ہوئے طیور جا بجا درختون پر چہکتے ہین مہتر قران سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک آواز پیدا
ہوئی کہ ای مہتر قران کہان تو آتا ہی جلد یہان سے پلٹ جا اور حمزہ صاحبقران سے جا کر کہ عجیل ماہ رو
اور کرب غازی طلسم پریزادان مین گرفتار ہین جلد اُنکی رہائی کی تدبیر کیجیے مہتر قران نے دیکھا کہ واقعی عجیل
ماہ رو پتھر کا بنا ہوا کھڑا ہی اور پاس اُسکے ایک نازنین بھی موجود ہی مگر مطلق حس و حرکت نہین ہی یہ دیکھا مہتر قران
پکارا ای شہریار مین آپکی رہائی کے واسطے آیا ہون عجیل ماہ رو نے کہا ای قران اس طلسم کا فتح کرنا بہت مشکل ہی
اور ابھی کچھ وقت نہین ہی یہان سے پھر جا سکتے ہو جلد چلے جاؤ مہتر قران نے نہ مانا اور آگے بڑھا تھوڑی دور
آیا تھا کہ کرب غازی کو بھی دیکھا کہ پتھر کے بنے ہوئے کھڑے ہین اور اُنکے بھی سامنے ایک معشوقہ مہ جبین
کھڑی ہی مہتر قران کو جو کرب غازی نے دیکھا پکارے ای برادر مہتر قران تم اس مقام پر بلا مین کیون آئے

مہتر قران نے کہا کہ اسواسطے آیا ہون کہ طلسم کو فتح کرکے آپکو رہا کرون کرب غازی نے کہا ہم بھی طلسم کشائی کو
آئے تھے مگر گرفتار بلا ہو گئے تم اس ارادے سے فتح طلسم کے باز رہو اور چلے جاؤ مہتر قران نے کہا ای بہادر اب تو
مین یہان آچکا پھر کر نہ جاؤنگا جو کچھ ہو سو ہو مصرع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد + کرب غازی نے کہا کہ ای
قران ایک اژدہا یہان پیدا ہوتا ہی کہ نام اسکا گنجور جادو ہی اس سے ذرا ہوشیار رہنا مہتر قران نے کہا مین کیا
ہوشیاری کرونگا توکل بخدا جاتا ہون وہی حافظ حقیقی بچانے والا ہی یہ کہکر آگے بڑھا چند قدم چلا تھا کہ آواز مہیب
پیدا ہوئی ای اجل رسیدہ پھر جا یہان سے کہان آتا ہی مہتر قران نے دہنے بائین دیکھا کسی کو نہ پایا نعرہ کیا او ڈرسا تو نہ
گیا تو بھے ڈراتا ہی سامنے تو آ حقیقت معلوم ہو جائیگا یک ایک اژدہا سامنے سے نمایان ہوا اور قلاب آتشین چھوڑکر
دم کشی کی مہتر قران کا لنگر قائم نہ ہو سکا اور زمین پر گرکے لوٹتا ہوا اسکے منھ کے برابر پہونچا جرات کرکے ایک لعبد اسکے
سر پر مارا مگر لعبد کارگر نہ ہوا صاف اچٹ گیا اور وہ اژدہا مہتر قران کو نگل گیا اس داستان مصائب بیان کو
یونہین چھوڑے اُن اسیران طلسم پر ثبات کا حال آگے بیان کیا جائیگا

دو کلمے داستان شجاعت نشان لشکر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران نامدار و نمرود شاہ بے ایمان کے بیان کیجاتے ہین

مگر ساقی جناب جواب و رنگ | لڑنے کی بلا ہو کہ ہو عزم جنگ | مقابل مین ہو ساقیا وہ حریف | کہ ہو جسکا دین اور ایمان کثیف
وہ بادہ پلا ساقیا جوش ہو | کوئی دو پیدوا اب مدہوش ہو | کوئی جام دے ساقیا غم کی خبر | کرون جنگ اسلام کی دم مین سیر
سحر ہو جو ہنگامہ کارزار | ہو تیغ سخن کی چمک آشکار | دگر کسی سے رخ کو چھپا رہا ہی کسی کو چہرہ دکھا رہا ہی + وہ شوخ

لڑنے اُٹھا رہا ہی لگا رہا ہی بجھا رہا ہی + کسی کو دولھا بنا رہا ہی کسی کی میت اُٹھا رہا ہی + کسی کو گردون ہنسا رہا ہی کسی کو ظالم رولا رہا ہی
کبھی سمان اُنکی وصل کا ہی فراق کا گاہ سلسلہ ہی + یہ رنگ گردون دکھا رہا ہی ہنسا رہا ہی رولا رہا ہی + دیگر تجھے ای دل جو مجھ روے
آشنا کہ ہوتا تھا + تو جل جلکر محبت مین کسیکی خاک ہوتا تھا + تجھے ای شہسوار حسن اگر سفاک ہوتا تھا + تو میرے سر کو پہلے بستہ فتراک
ہوتا تھا + پڑا رہتا ہی کیون اس تنگنائے دہر مین برسون + تجھے ای تو سن عمر روان چالاک ہوتا تھا - بیت نگارندہ ذوی لکشا
نوشتندہ این داستان باصفا + معرکہ آرایان میدان مضامین دل نشین و نبرد آزمایان عرصۂ نظم و نثر رنگین قلم دو زبان سے
داستان شجاعت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہین - کہ جب لقا سے بے بقا شکست فاش کھا کر قلعہ بند ہوا اور مقابلہ
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے اور نمرود شاہ سے ہوا چنانچہ بہت سے سردار نامدار نقابدار زرد پوش کے ہاتھ
سے زخمی ہوئے اور بہت سے سردارون نے سحر مین مبتلا ہوکر نمرود شاہ کو سجدہ کیا دوبارہ پھر نقابدار زرد پوش نے
طبل جنگ کا حکم دیا ہرکارے خبر لیکر صاحبقران کی خدمت مین آئے اور عرض کیا کہ نقابدار زرد پوش نے طبل
جنگ بجوایا ہی صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ رزمی بجے اور تمام سردارون سے ارشاد کیا کہ یہ
نقابدار زرد پوش بلائے بے درمان ہی جو اُسکے مقابلے کو جائے سمجھ کے جائے اور دس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر بآواز
بلند کہا کہ جو اس نقابدار کو ذلیل و خوار یا گرفتار کر لائے وہ دس ہزار روپیہ ہمسے لے یہ سنتے ہی عمرو کے منھ مین
پانی بھر آیا دوڑکر رقعہ اُٹھا لیا اور کہا کہ مین اُس نقابدار سے مقابلہ کرونگا اور سزا اسے معقول دونگا لیکن شرط یہ ہی
کہ پہلے روپیہ لیلونگا امیر با توقیر نے اُسی وقت روپیہ منگوا دیا عمرو نے روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اپنے خیمہ مین آیا
طبل جنگ بجوایا تمام شب دونون لشکر تیاری جنگ مین مصروف رہے صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف بستہ
ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال نقابدار زرد پوش زیور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد
بہت لاف و گزاف کے مبارز طلب کیا حمزۂ صاحبقران نے نظر بلند کی عمرو کو نہ پایا تمام لشکر مین تلاش کیا

مگر کہین بیانہ ملا اس اثنا مین سرہنگ مکی نے عرضی عمرو حمزہ صاحبقران کو دی اور عرض کیا کہ خواجہ عمرو پکڑے
گئے امیر با توقیر عرضی عمرو کی پڑھکر بہت برہم ہوے فرمایا کہ اُس سے کسنے زبردستی کی تھی کہ تو نقابدار زرد پوش
سے مقابلہ کر ناحق اُسنے طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور مجھکو ذلیل کروایا عمرو کا حال جو نقابدار نے سنا کہ عمرو غائب
ہوگیا اور زیادہ لاف وگزاف کرنے لگا اور کہا کہ وہ ساربان زادہ مجھسے کیا مقابلہ کریگا کسی جری کو میرے مقابلے مین
آنا چاہیے یہ سُنکے شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ نے ارادہ میدان کیا کہ یکایک صحرا کی طرف سے بگولہ گرد کا بلند
ہوا اور ایک مرد ضعیف لباس کہنہ پہنے ہوے مرکب لاغر پر سوار نمودار ہوا اور وہ لاغری مرکب کی کہ تمام ہڈی پسلیان
نکلی ہوئین ہوا کے جھونکے مین گرا پڑتا ہو اور تلوار جو پیرمرد کے پرتلے مین پڑی تھی چلنے مین وہ گھوڑے کی پسلیون
سے ٹکر کھاتی تھی آواز کھڑ کھڑاہٹ کی پیدا ہوتی تھی جب وہ مرد ضعیف نقابدار زرد پوش کے برابر پہونچا اور
للکارا کہ او نقابدار تو عمرو کا اس بے ادبی سے نام لیتا ہی اسکو تو نہین جانتا ہی کہ عمرو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہی اسکا
کسکی مجال ہی جو خواجہ عمرو سے مقابلہ کریگی ایک مین اسکا ادنی سا غلام ہون پہلے مجھسے تو سامنا کر دیکھ تو کیسی تجھکو
سزاے معقول دیتا ہون نقابدار پکارا او پیرمرد دور ہو میرے سامنے سے کیون قضا دامنگیر ہوئی ہی پیرمرد نے کہا او
نقابدار خاموش رہ کیون کتے کیطرح بھونکتا ہی تیری شامت آئی ہی مین تجکو بغیر سزا دیے یہان سے نہ جاؤنگا نقابدار
نے لشکر اسلام کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ مجھے اس پیرمرد کے قتل کرنے مین شرم آتی ہو تم لوگ اسکو فہمائش کرکے
میدان سے پھیر دو اس مرد ضعیف نے کہا کہ صاحبو یہ نقابدار مجھسے ڈر گیا جنگ مین حیلہ حوالہ کرتا ہی اگر یہ مجھکو جریانہ معقول
دے اور اقرار کرے کہ اب عمرو کو بُرا نکہونگا تو مین اسے چھوڑ دون نقابدار یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا باش او مرد
ضعیف مین ابھی تیرا غرور نکالے دیتا ہون یہ کہکر نقابدار نے نیزہ مارا اس مرد ضعیف نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا
بعد چند طعنون کے اُسکا نیزہ ہوائی کردیا نقابدار یہ حال دیکھ کے زیادہ برہم ہوا اور خبردار خبردار کہہ کے تلوار ماری
اُس پیرمرد نے گھوڑے کو ترچھا کرکے خالی دی اور ایک تھپڑ کا کلہ گو بیچ مین رکھکر ہاتھ تاک کر مارا کہ تھپڑ بازو پر نقابدار
کے پڑا تلوار ہاتھ سے نقابدار کے چھوٹ کر گر پڑی ہاتھ اُسکا زخمی ہوا کہ دوسرا تھپڑ اور کلہ گو بیچ مین رکھکر مارا سینہ پر نقابدار
کے پڑا سینہ بھی نقابدار کا زخمی ہوا اب گھبرایا پکارا یارو مجھکو اس بڈھے سے بچاؤ اور مرکب کو بھگا کر چلا بھاگتے مین اُس
بڈھے نے تیسرا تھپڑ اور مارا کہ پہلو پر پڑا نقابدار سخت عاجز آیا اور مرکب کو سرپٹ بھگایا اور پکارتا جاتا تھا کہ مجھکو اس
پیرمرد نے مار ڈالا نقابدار تو آگے آگے بھاگا جاتا ہی اور پیرمرد پیچھے پیچھے تھپڑ کلہ گو بیچ مین مارتا ہوا آتا ہی یہانتک
کہ نقابدار بیہوش ہوکر گرا اور ساتھ والے اُسکے دوڑ پڑے اور اُسکو اُٹھا کر لیگئے وہ مرد ضعیف اُدھر سے پلٹا اور بیچ مین
میدان کے آکر پکارا کہ ایہا الناس آگاہ باشید منم شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار دیکھا تم سب نے کہ اس نقابدار
کو کسطرح میدان سے بھگایا قضاے کار سامرہ جنی تو عمرو کے گرفتار کرنے کی فکر مین لگا ہوا تھا سُنتے جو سنا کہ یہ مرد ضعیف عمرو
ہی میدان سے اُٹھا کر لیگیا صاحبقران کو دیکھکر کمال رنج ہوا فرمایا کہ ضرور نمرود نے عمرو کو پکڑوا بلوایا دیکھیے کیونکر عمرو
سے نمرود پیش آتا ہی الغرض طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ مین داخل ہوے زیور شاہ نے نقابدار
کے زخم مین ٹانکے دلوائے جہان جہان چوٹ لگی تھی اُن مقامون کو خوب سینکا علاج مین نقابدار کے زیور شاہ
مصروف ہوا اُدھر سامرہ جنی عمرو کو لیے ہوے نمرود شاہ کے پاس پہونچا اور عرض کیا کہ یہ دزد باریک گردن حاضر ہی مُ
شکین عمرو کی بندھی ہوئی تھین نمرود پکارا کیون ای عمرو تجھکو یہ دن یاد نہ تھا جو تونے داڑھی میری مونڈی اب
کہہ تیرا کیا حال کرون عمرو پکارا یا خداوند بیشک مین گنہگار ہون آپ مجھے قتل کیون کرین مین نے ایسی ہی خداوند کے

ساتھ برائی کی ہو گئی یا خداوندا اتنا چاہتا ہون کہ جب تک آپ تقدیر نہین کرتے ہین کوئی امر کسی طرح کا وقوع مین
نہین آتا ہی نہین معلوم کیا مصلحت تھی کہ جو آپ نے داڑھی میرے ہاتھ سے مونڈوائی یہ کہکر سجدہ مین جھکا اور
دو انگلیون کی محراب بناکر زیر پیشانی رکھی اور کہا کہ وہ شخص آپکا بندہ ہی آپ کو اختیار ہی چاہیے قتل کیجیے چاہیے
خطا بخشدیجیے - شعر اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے + شہزادہ
بدیع الزمان اور لندھور جو مبتلاے سحر نمرودی تھے کہنے لگے یا خداوندا اب ایسی خطا عمرو سے نہ ہوگی بخشدیجیے
گنہ معاف کیجیے اور عمرو کو اوٹھاکر قدمون پر نمرود شاہ کے ڈالدیا نمرود نے سر عمرو کا پانون سے اوٹھاکر پشت
پر ہاتھ پھیرا اور کہا بیٹھو بار دگر ایسی خطا نہ کرنا اور گاؤ بجاؤ نمرود عمرو کے گانے بجانے پر ایسا عاشق تھا کہ خطا
عمرو کی معاف کی ہر چند سامرۂ جنی نے کہا یا خداوند یہ پھر دغا کریگا یہ بڑا مکار ہی نمرود نے اسکا کہنا سماعت مین نلایا
اور عمرو کو خلعت دیا عمرو نے اوسی وقت نے کمر سے نکالی اور بجانے گانے لگا نمرود بہت محظوظ ہوا غرض کہ عمرو
نمرود شاہ کے پاس رہنے لگا نمرود نے دیو افلاک کو خلوت مین طلب کیا اور کہا کسی طرح خداپرستون کا کام تمام
کرو دیو افلاک نے عرض کیا یا خداوند حمزہ تو مالک باطل السحر ہی میرا سحر اوسکے سامنے پیش نہین جاتا اور جو دیوون سے
کام لیتا ہون تو قرشیہ سلطان کے دیو لشکر حمزہ پر تعین ہین وہ دمبدم کی خبر بادشاہ قاف کو پہونچاتے ہین کچھ بن
نہین آتا مگر ہان ایک صورت ہی کہ میرے دو بھائی بہت بڑے جادوگر ہین اون کو جاکر لاتا ہون کہ وہ اسم اعظم حمزہ کا
بند کر دینگے پھر طرفۃ العین مین تمام خداپرستون کا استیصال ہو جائیگا نمرود نے کہا کہ جلد جاکر اونھین لاؤ دیو افلاک تو اپنے
بھائیون کے لینے کو چلا گیا یہان نقابدار زردپوش ایک ہفتہ مین اچھا ہوا اور بارگاہ مین زیور شاہ کے آیا زیور شاہ
نے پوچھا ای نقابدار کیا ارادہ ہی اوسنے جواب دیا کہ مین ایک عمرو سے تو سامنا نہ کرونگا اور سب سے لڑونگا زیور شاہ
نے کہا کہ عمرو تو یہان پکڑا آیا نمرود شاہ کو سجدہ کیا قیطولون پر موجود ہی نقابدار نے کہا تو پھر آپ طبل جنگ بجوائیے
زیور شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا جا بجا رات تیاری ہی صبح کو
دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوے صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب نہیب دے کر چلے گئے اوسوقت
نقابدار زردپوش زیور شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا شہزادہ خاور سیاہ تاب قاسم دیجاہ
لعل خفتان خون ریز خاوری نے اپنے مرکب کو جھکایا سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا مجرا کیا اجازت میدان کی چاہی
بادشاہ اسلام نے جام بیٹے کو عنایت کیا اور فرمایا جاؤ خدا تمہارا نگہبان اور حافظ و ناصر ہی قاسم عالیشان مرکب پر سوار
ہوکر اور اڑاکر مرکب کو سامنے نقابدار زردپوش کے آیا بعد تکاورزنی کے حریفانہ گفتگو کی اور نیزہ بازی ہونے لگی قاسم
نے نیزہ نقابدار زردپوش کا ہوائی کیا نقابدار نے تلوار ماری قاسم نے آسیب سپر روکی اور تیغہ کھینچا قاسم چاہتے ہین
کہ ہاتھ تیغہ بلارک افراسیابی کا نقابدار زردپوش کو مارین کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور رکاب قاسم کو اوٹھا لیگیا
نقابدار زردپوش نے پھر مبارز طلب کیا اب لشکر اسلام سے مالک اشتر صاحب نیزہ دو سر نقابدار کے مقابلے
کو آئے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی دو گھڑی کے عرصہ مین ایک بند باندھ کر چاہتے ہین کہ نیزہ سے اپنے نیزہ
نقابدار زردپوش کا ہوائی کرین کہ اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور مالک اشتر کو بھی اوٹھا لیگیا نقابدار نے پکار کر کہا ای
خداپرستو آؤ اور نمرود شاہ کو سجدہ کرو نہین تو تم سب پر غضب نمرودی نازل ہوگا اور اگر نہین سجدہ کرتے ہو تو میرے
مقابلے کو آؤ اوسوقت صاحبقران نے کسیکو میدان مین نجانے دیا اور آپ اشقر دیوزاد کو اڑاکر مقابلہ نقابدار زردپوش
میدان رزمگاہ مین آئے اور تکاورزن ہوئے تو قدم مرکب نقابدار زردپوش کا پیچھے ہٹگیا اور تین قدم مرکب صاحبقران

زمان لیسپا ہوا بعد گفتگو کے نقابدار نے تلوار کا وار کیا امیر کشور گیر نے تلوار م سکی خیال مین کرکے ایک تھپکی دی کہ تلوار م
بٹ پڑی صاحبقران نے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش کا ہونے لگا مرکب تاب نہ لائے آخرکار دونون نیچے مرکبون
سے اُتر کر سرگرم کشتی ہوئے چار پہر دن کشتی ہوا کی شام کو نقابدار نے چاہا کہ اب چلا جاے صاحبقران نے نہ جانے دیا
روشنی دونون لشکرون سے آئی مشعلین جلنے لگین لوگ تماشا دیکھنے کو قریب آکھڑے ہوئے رات بھر کشتی رہی دو
شبانہ روز اسیطرح دونون سرگرم رہے تیسرے دن صاحبقران نے کمر نقابدار کا توڑ کر ہاتھ سے اُٹھالیا اور سر سے
بلند کیا تین بار چرخ دے کر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور گلباد عراقی کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کیطرف گئے گلباد عراقی نے نقابدار کو غل و زنجیر مین اسیر کرکے زندان خانے مین
بھیجدیا ادھر زیور شاہ نہایت محزون و ملول ہوا اور نمرود شاہ کے پاس آیا اور کہا یا خداوند نقابدار کو حمزہ پکڑ لیگیا
نمرود نے کہا تو کچھ اندیشہ نہ کر مین اُسے بلوا لونگا اور سامرہ جنی سے کہا کہ قاسم و مالک کو ہمارے سامنے لاؤ سامرہ
جنی نے دونون کو لاکر موجود کیا قاسم و مالک نے بطریق اہل اسلام سلام کیا تمام نمرود پرست مثل ہوے آتش دیدہ
بل کھانے لگے نمرود پکارا اے خدا پرستو مجھے سجدہ کرو دیکھو کہ بدیع الزمان اور لندھور وغیرہ میرے آگے پرستار ہوئے
ہین قاسم نے کہا او نمرود بدیع الزمان دھوبی بچہ ہے اور باپ اُسکا رفیع گازر موجود ہے اور مین پوتا ہون حمزہ صاحبقران
کا ہرگز تجھے سجدہ نہ کرونگا بدیع الزمان پکارا او ننگ چشم تو یہان بھی ان باتون سے باز نہین آتا کیون شامت تیری
آئی ہے سامنے خداوند کے بچھاو سزا دونگا ادھر مالک و لندھور سے بحث ہونے لگی قریب تھا کہ انمین جنگ و جدل
ہونے لگے کہ نمرود نے بند نقاب کا کھولا قاسم و مالک کی جو آنکھ اُسکے روے نحس پر پڑی اور وہ لعل کہ جو تاج مین نصب تھا
اُس سے نگاہ لڑی بے اختیار سجدے مین جھک گئے اور پکارے کہ یا خداوند ہمنے تجھے ابتک نہ پہچانا تھا اب پہچانا
اور روتے ہوئے قدمون پر نمرود کے آگرے نمرود نے دست نحس اپنا اُن دونون کی پشت پر پھیرا اور دلاسا
دے کر بائین طرف اپنے پاس بٹھایا پھر بدیع الزمان سے بغلگیر کروادیا اور خلعت منگوا کر دونون کو پہنایا ادھر
صبح کو بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ تخت پر آکر بیٹھے صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہوئے تمام سردارون کا دورا
بندھا گلباد عراقی سے فرمایا کہ لاؤ نقابدار زرد پوش کو گلباد نے اُسی وقت لاکر حاضر خدمت کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ نقاب اسکے چہرے سے دور کرو گلباد نے بند نقاب کھولکر چہرے سے نقاب اُتاری سبھون نے
پہچانا کہ یہ تو ابرہا ہے دیو چنگال ہے صاحبقران نے فرمایا اے ابرہا یہ تجھکو کیا ہوا کہ تو کافر ہوگیا نمرود پرستی اختیار
کی ابرہا بولا کہ یا صاحبقران زبان سے مین نمرود پرست نہین ہون مگر دل سے ناچار ہون کہ زیور شاہ پر دل میرا
آگیا ہے ایک دم اُس سے جدا ہونے کو جی نہین چاہتا تھا مگر یا صاحبقران نمرود نے مجھے ایسے ایسے معجزے
دکھائے ہین کہ مین حیران ہوگیا ہون اور نمرود کی تعریفین کرنے لگا اہل دربار کو بہت بُرا معلوم ہوا القاش
خون آشام نے اُٹھکر ابرہا کو ایک لات ماری اور کہا کہ او تیرہ روزگار نمرود کی تعریفین کرتا ہے ابرہا کی آنکھون مین جہان
تیرہ و تار ہوگیا اور قید کو توڑ کر القاش سے دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی صاحبقران مع سرداران عالیشان
جلسے بیٹھے تماشا دیکھ رہے تھے القاش اور ابرہا کو پہر بھر لڑتے ہوا تھا کہ ابرہا القاش کو دبا بیٹھا یکایک دو
پنجے آسمان سے گرے اور ابرہا اور القاش کو اُٹھا لیگئے صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے دیو اور جن نمرود شاہ
کے مطیع ہین ہر ایک کو اُٹھوا منگاتا ہے دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ یہ عنایت ایزدی انجام
نیک ہوگا خواجہ عمرو وہان موجود ہین جسوقت قابو اپنا پاوینگے نمرود کو مارینگے یا پکڑ لاوینگے امیر با توقیر نے فرمایا

خدا ایسا ہی کرے جب ابرہا اور القاش دونون نمرود شاہ کے سامنے پہونچے ابرہا نے تو دو انگلیون کی
محراب بنا کر نمرود کو سجدہ کیا القاش چپکا کھڑا رہا نمرود پکارا ای القاش یہ کیا تو نے مجھے سجدہ کر کے برگشتہ ہوگیا القاش
پکارا مین نے عالم بیہوشی مین تجھے سجدہ کیا ہوگا اور معلوم ہی کہ تو ساحر زبردست ہی بزور سحر جس سے چاہے سجدہ
کرالے ورنہ تو قابل لعنت کے ہی نمرود نے منھ پر سے نقاب اٹھائی القاش مسحور بسحر ہوکر سجدے مین جھکا اور
روتا ہوا دوڑا اسکے قدمون پر رکھدیا نمرود نے اسے گلے سے لگا لیا بہت سا دلاسا دیا اور کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین نے تیری
تقصیر معاف کی القاش سلام کر کے بیٹھ گیا مگر نمرود حیران ہی کہ اب کیا کرون کسکو خدا پرستون سے مقابلہ کرنے کو بھیجون
یکایک دیو افلاک دونون جادوگرون کو لیے ہوئے آیا کہ نام اُن دونون کا جرمیوس جادو اور طہران جادو تھا دونون
نے نمرود کی ملازمت حاصل کی نمرود اُن دونون کو ساتھ لیکر پردے کے اندر چلا گیا اور اُن سے کہا کہ مین حمزہ
کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون جس طرح ہوسکے حمزہ کو مارا چاہیے طہران جادو نے کہا مین آج شب کو جاکر حمزہ کا سر
کاٹ لاؤنگا نمرود نے کہا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی اُسنے کہا کہ مین اُسے غافل کر کے مارونگا یا گرفتار کر لاؤنگا
یہ کہکے سر شام سے طہران جادو روانہ ہوا عقاب کی صورت بنکر تمام لشکر اسلام کی سیر کی دیکھا کہ فرسنگ در فرسنگ
لشکر اسلام اترا ہوا ہی اور سیکڑون شہر آباد معلوم ہوتے ہین وہ سیر کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی پر آیا دیکھا بارگاہ مین
بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہی برابر اُنکے حمزہ صاحبقران دنگل شوکت برشکن ہین تمام سردار گرد و اطراف مین
بیٹھے ہوئے ہین اُسنے پہچانا کہ یہی حمزہ ہین کچھ سوچ کر تامل کیا کہ دربار برخاست ہوئے جس وقت دربار برخاست ہوا
اور امیر بالتوقیر خوابگاہ مین آئے خاصہ کھا کر آرام فرمایا مقبل وفادار پاسبانی کیواسطے آیا خاص بردار چوکی پہرے
کے عہدے پر قائم ہوئے خدمتگاری چپی کرنے لگے مگر مقبل کی یہ صورت ہی کہ اٹھتا ہی کبھی چاروطرف پھرتا ہی اور پھر آکر بیٹھ رہتا ہی
قضاے کار مقبل کی نگاہ آسمان پر پڑی دیکھا کہ ایک جانور بڑا سا بروے ہوا قائم ہی اور ہر مرتبہ جھک کر صاحبقران
کو دیکھتا ہی خیال مین گذرا کہ یہ کوئی جادوگر ہی کچھ عجب نہین صاحبقران کو مضرت پہونچانے آیا ہو اسی وقت تیر بحر کمان
مین پیوستہ کر کے اُس جانور پر مارا طہران جادو اس فکر مین تھا کہ سحر کر کے سب نگہبانون کو بیہوش کیجیے اور صاحبقران
کو پکڑ لیجیے کہ تیر قضا جو سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار نکل گیا طائر روح طہران جادو کی قفس جسم سے پھڑک کر پرواز
کر گئی طہران جادو صورت مرغ بسمل زمین پر گر کے لوٹنے لگا ایک غل اور شور برپا ہوا بعد اُسکے صدا آئی کشتی مرا
نام من طہران جادو بود افسوس مردم و جان دادم و مطلب خود نرسیدم مقبل وفادار نے لاش اُسکی اٹھوا رکھی
صبح کو صاحبقران زمان سے حال بیان کیا صاحبقران نے مقبل کو خلعت دیا لاش اُس کافر کی پھکوا دی ہرکارہ
یہ خبر لیکر زیور شاہ کے پاس آئے اور حال تمام بیان کیا زیور شاہ نے جاکر نمرود سے کہا کہ رات کو ایک
جادوگر حمزہ کے قتل کی تدبیر مین گیا تھا مقبل نے اُسے تیر سے مارا جرمیوس جادو کو سنکر بڑا رنج ہوا جاکر لاش
طہران جادو کی اٹھا لایا بہت رویا پیٹا گریبان چاک کیا اور کہا کہ خیر اسکا عوض خدا پرستون سے مین لونگا اور تین
روز کے بعد اُسنے اسباب سحر منگوا کر ہوم کیا اور خون خوک سے نہایا بلکہ اُسی سے چوکہ دیا اور تھوڑا سا پی بھی لیا
اور ایک پتلہ موم کا بنا کر اُسکے منھ اور دل و جگر مین سوئیان چبھوئین اور ایک شیشہ مین اُس پتلے کو اتارا اور منھ
شیشہ کا بند کر دیا اور رات کو پڑھکے سو رہا صبح کو نمرود شاہ سے جاکر کہا کہ مین نے اسم اعظم حمزہ کا بند کر دیا
اب ایک دن مین کام خدا پرستون کا تمام کرونگا دوسرے دن جرمیوس جادو نے ایک ابر سرخ رنگ کا بنا کر ہوا
پر قائم کیا کہ ہردم پرکالہ ہاے آتش اُسمین نکلتے اور نمرود شاہ سے کہا کہ طبل قہاری بجوائیے کل خدا پرستون کو جلا کر

خاک سیاہ کردونگا نمرود شاہ نے طبل قہاری بجوایا ہرکارے خبر لیکر صاحبقران پاس آئے اور کہا کہ اسم اعظم آپکا بند کیا گیا ہی اور یہ ابر سرخ رنگ جو آسمان پر قائم ہوا ہی کل اس ابر سے آپ کے لشکر پر آگ برسیگی جسکے اوپر شعلہ آتش پڑیگا وہ جلکر خاک سیاہ ہوجائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ حافظ حقیقی ہمارا اور ہمارے لشکر کا نگہبان ہی جو وہ بہتر جانیگا سو کریگا اور طبل جنگ بجوایا سر شام سے بادشاہ اسلام اور امیر عالی مقام سب سردارون کو جمع کرکے نمازین پڑھ پڑھ کر دعائین مانگتے یہان عمرو نے نمرود شاہ سے کہا یا خداوند یہ عجب خوشی کی شب ہی ایسی شب کو تو بیداری مین بسر کیجیے اور قاسم و بدیع الزمان وغیرہ نے بھی نمرود شاہ سے کہا کہ یا خداوند آج شب کو عمرو کا گانا سنیے نمرود بولا کہ ہان یہی مین نے تقدیر کی عمرو نے کہا اگر حکم ہو تو مین صحبت کو آراستہ کرون نمرود شاہ نے کہا اچھا بہتر ہی عمرو پہلے میخانہ مین گیا اور تمام شراب کو ام غشتہ بہ داروے بیہوشی کیا اور پہلے تمام غلے والون کو شراب تقسیم کی بعد اسکے بادۂ انگوری گلابیون مین بھروا کے ساقیون کے حوالے کین اور خود نمرود شاہ کی صحبت مین سب اہل اسلام کو ایک جانب اور کافرون کو ایکطرف بٹھایا اور بیچ مین گلدستے گلہاے رنگین کے مزین صحبت کیے اور سر شام سے سب فانوسین جھاڑ کنول مردنگیان و لمبیت وغیرہ روشن کروادیے تمام صحبت کو خوب آئینہ بند کیا یہ مردود دیکھکر بہت خوش ہوا اور کارنمائی بہت پسند کی عمرو کو منگاکر خلعت دیا عمرو نے کہا یا خداوند آجکی صحبت مین اپنے سب دوستون اور رفیقون وغیرہ کو بھی بلاکر شریک کیجیے آج مین ایسا گاؤن بجاؤنگا اور ایک صحبت جماؤنگا کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا نہ سنا ہوگا نمرود پردہ اٹھاکر اندر گیا اور جزیوس جادو اور دیوافلاک سے کہا کہ آج تم بھی شریک صحبت ہو اور عمرو کا گانا سنو کیونکہ یہ صحبت بھی یادگار رہیگی ایسی ہمارے یہان کبھی صحبت آراستہ نہ ہوئی ہوگی ہمراہ نمرود کے وہ دونون بھی پردے سے باہر نکل آئے اور صحبت جشن مین باادب بیٹھے پہلے سب نے کھانا کھایا بعد اسکے ساقیان ماہوش نے بصد ناز و ادا ساقی گری کی جام بادۂ ارغوانی گردش مین آیا تمام محفل کو شراب پلائی جس وقت پہر رات آئی رقص و سرود شروع ہوا سازندون نے ساز ملائے عمرو نے ہرڑی ہفت پیوندی لی اور تفلیان درست کرکے بجانا شروع کیا اور یہ غزل عمرو نے گانا شروع کی غزل

بھلا گردن کسی کی تب ہو کیا جان نثارون مین
تو عاشق بھی نیا نکلے کبھی ہم سا ہزارون مین
گنہگارون مین مجھکو دیکھکر کہتا ہی وہ قاتل
گل اپنے رنگ پر رہتے ہین گو رہتے ہین خارون مین
بلاتا ہی تو دورے مین مجھے بھی جام دے ساقی
مدام اس امر کا چرچا ہی ہم بادہ خوارون مین
گھٹا اٹھی ہی چھلکا دے ہمارے جام کو ساقی
خدا جانے کہانکا حسن ہی ان ماہ پارون مین
مٹایا ہی فلک نے جنکو قاتل تیرے کوچے مین
کسی کے استخوان تک بھی نہین باقی مزارون مین
ادھر بھی اک نگاہ ناز معشوقانہ ہو جائے
جگر بسمل ہوئے جلتے ہین قاتل کے اشارون مین
نہین بعد فنا کوئی کسی کے یادگارون مین
کوئی تو جان پر کھیلے ہوئے ہم جان ہارون مین
یقین تو ہی کہ ان پھولون سے پھر بوے وفا آتی
جوانی پردے مین نہین اُن بادہ خوارون مین
نہو ایسا کہ وقت امتحان کچھ بھول پڑجائے
برس جائے ترا ابر کرم ہم بادہ خوارون مین
شب مہتاب یہ افشان لگاکر کون نکلا ہی
غبار اپنا بھی ملجائیگا اکدن اُن غبارون مین
یقین تو ہی کہ دخت رز پہ ٹپکے رال زاہد کی
کوئی میٹھا ہوا ہی اور بھی امیدوارون مین
ہم دل اپنا نہین رکھتے اگر وہ گلعذارون مین
اسی کی بیکسی رہتی ہی اُسکے غمگسارون مین
مہ و ان کی خو کبھی آتی نہین نیکون کی طینت مین
ہمارے داغ دل ہوتے جو اُس گلرو کے ہارون مین
پیا ہے جو پانی بھی تو لیکر نام ساقی کا
ہمارا نام بھی لکھ لیجیے گا جان نثارون مین
چمکتا جو نظر آتی ہی خورشید کو بھی سامنے جسکے
نمایان ہی یہ کسکا چاند سا رخ آج تارون مین
مٹے نام و نشان اسکندر و جمشید و دارا کے
کوئی دم بھی جو بیٹھے کے یہ ہم بادہ خوارون مین

خواجہ عمرو عیار ابن امیہ نامدار نے یہ غزل نایاب بحجاب ہو کر اس دھن مین ایسی راگنیون مین گا بجا کر گائی کہ تمام محفل بیخود ہو گئی اور سوائے واہ واہ کے کسی کی کچھ زبان پر نہ تھا اس بیخودی مین ہر ایک شخص روپیہ اشرفی جواہر اپنی لیاقت سے زیادہ خوشی مین آکر خواجہ عمرو کو

دینے لگا یکایک ساقیون کی بادہ پیمائی اور خواجہ عمرو کی ترنم سرائی نے ایسا اثر کیا کہ طرفہ رنگ لائے نمرود شاہ بیخود
اور مدہوش ہوکر عمرو کی تعریفین کرتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ مٹکا کر ناچنے لگا اور عمرو کے پاس آکر تالیان بجا کر اُنگلیان
مٹکا کر کہنے لگا ای عمرو اسوقت کیا خوب تو گایا بجایا ہی میرا دل تجھسے بہت خوش ہوا اب مین تجھے ہمراہ آسمان پر لیجاؤنگا جتنے
لوگ وہان بیٹھے تھے سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ یا خداوند ہمین بھی لیتے چلیے چند قدم سب کے سب چلے تھے کہ بمع نمرود
مرود بیہوش ہوکر گرے اور ایسے بیخبر ہوئے کہ اپنی حال اور مآل کی مطلق خبر نہ رہی خواجہ عمرو اُٹھے پہلے تو نمرود کو گرفتار
کرکے نذر زنبیل کیا بعد اسکے دیو افلاک اور جرمیوس جادو کو باندھکر زنبیل مین ڈالدیا اور آپ نمرود کی صورت بنکر
وہین سو رہا جب صبح کو بیدار ہوا سامرہ جنی کو بلایا اور حکم دیا کہ ان سب سردارون کو نیچے قیطولون کے بارگاہ زیور شاہ
مین لیجا سامرہ جنی نے سب کو نیچے قیطولون کے اُتار دیا سب سردار بارگاہ زیور شاہ مین جاکر بیٹھے بعد اُسکے نمرود نقلی نے
کہا ای سامرہ تمام ہمارا خزانہ جواہرخانہ توشکخانہ اوپر قیطولون کے لے آؤ وہ بموجب حکم کے سب جاکر اُٹھا لایا عمرو نے
سب نذر زنبیل کیا پھر حکم دیا ای سامرہ تو اپنے ہمراہیون کو ساتھ اپنے لیجا اور لشکر اسلام کی بازارون مین سے اور
ملک سایل سے جسقدر روغن زرد اور روغن سیاہ دستیاب ہوئے لا اور قیطولون پر ڈالدے کہ خوب تر ہوجائین
سامرہ جن نے روغن سیاہ اور روغن زرد مہیا کرکے بسقدر قیطولون پر ڈالا اور تر کیا جو ایک بوند بھی تیل کی اوپر قیطولون
کے پڑے تو ان قیطولون پر سے بہکر زمین پر گر پڑے اب مخبران اخبار دفتر فسانہ رنگین یون تحریر کرتے ہین کہ قیطول
نمرود شاہ کے کاغذ اور بانس سے بنائے ہوئے تھے اور چار طرف سے رسیون مین جکڑے بندھے ہوئے تھے
دیوان قیطولون کو بہروے ہولیے رہتے تھے اور خواجہ عمرو کو زبانی نمرود شاہ معلوم ہوچکا تھا کہ چارون
قیطول بانس اور کاغذ کے ہین غرضکہ جب سامرہ جن تمام قیطولون کو روغنون سے تر کر چکا آکر عرض کیا کہ بموجب حکم
خداوند سب قیطولون کو روغنون سے تر کر دیا ہی اُسوقت نمرود نقلی نے سامرہ جنی کو پاس بلایا وہ ڈرتا ہوا کانپتا ہوا
دست بستہ قریب آیا اور سجدہ کرکے عرض کیا میری کیا مجال جو خداوند کے نزدیک آسکون نمرود نقلی نے کہا کہ تو ڈر نہین
بیخوف ہمارے پاس چلا آ کہ تجھے آج اپنی خدائی کا تماشا دکھائین گے جب سامرہ جن پاس نمرود نقلی کے آیا
ہاتھ اُسکا پکڑکر کھینچا کہ تو ڈرتا کاہیکو ہی مین تجھپر سوار ہونگا اور اپنی خدائی کا تماشا دکھاؤنگا یہ کہکر سامرہ جن پر نمرود
نقلی سوار ہوا اور سوزن کلان سے سامرہ جن کی ناک چھید کر ایک رسن ریشمی اُسمین ڈالی اور مثل بیل بدھیے کے
ناتھ باندھی اور ہاتھ سے پکڑکر کھینچا سامرہ جن نے کہا یا خداوند یہ آپنے کیا کیا۔ کیا مجھکو بیل بدھیا یا بھینسا بنایا نمرود
نقلی نے کہا ہماری خدائی کا تماشا دیکھنا سہل نہین ہی اب مجھے تو آسمان پر لیچل سامرہ جن نمرود نقلی کو لیکر اُڑا جب
خوب بلند ہوا نمرود نقلی نے حقے آتشبازی کے اوپر سے قیطولون پر مارے دفعتہً آگ لگ گئی قیطول جلنے لگے زیور شاہ
نے اُسی وقت خیمہ اپنا قیطولون کے نیچے سے ہٹوایا دیکھا کہ پرکالہ ہاے آتشین چل رہے ہین سمجھا کہ دریاے آتش خداوند
جوشزن ہوا اُدھر بختیارک نے جو گنبد گیتی نما سے دیکھا کہ قیطولون مین آگ لگی لقا سے کہا یا خداوند مرشد کامل عمرو عیار
نے معلوم ہوتا ہی کہ قیطول نمرود کے جلا دیے وہ دیکھیے آگ لگی ہوئی ہی قیطول پھنک رہے ہین لقا نے کہا کہ مین نے
تقدیر کی تھی کہ قیطول نمرود شاہ کے جل جائین اُدھر حمزہ صاحبقران کو بھی ہرکارون نے خبر دی کہ قیطول نمرود شاہ کے
جلتے ہین آگ لگ گئی امیر باتوقیر نے فرمایا کہ یہ کام خواجہ عمرو کا ہی الغرض عمرو جب قیطولون کو جلا چکا سامرہ جن سے کہا
کہ تو مجھے لشکر حمزہ مین لیچل اب سامرہ کو خیال گذرا کہ شاید یہ عمرو ہو جواب دیا کہ مین لشکر حمزہ مین نہ جاؤنگا عمرو نے
وہ رسی یعنے نکیل اُسکی کھینچی کہ ناک سامرہ کی کٹنے لگی بیچین ہوگیا ناچار ہوکر لشکر اسلام مین لایا اور بارگاہ سلیمانی

پر لاکر ٹھہرایا عمرو نے آواز دی کہ ای حمزہ منم خداوند نمرود شاہ جلد بارگاہ سے باہر آؤ اور بہتر یہ ہی کہ مجھے سجدہ کرو نہین
تو بہت بری طرح پیش آونگا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان فوراً مع سرداران لشکر اسلام بارگاہ سلیمانی سے
باہر آئے اور فرمایا کہ لاکھ لاکھ تجھپر اور تیرے پرستارون پر لعنت ہی عمرو نے قلم دوات اور کاغذ زنبیل سے نکالکر ایک
رقعہ لکھا اور سامنے صاحبقران کے پھینکا یا صاحبقران نے اُس رقعہ کو اٹھاکر پڑھا اُس رقعہ مین لکھا تھا کہ ای حمزہ
مین عمرو غلام خاص آپکا ہون اگر نمرود کو باندھکر آپکی خدمت مین حاضر کرون تو کیا عنایت کیجیے گا امیر کشورگیر نے فرمایا جو
مانگو گے وہ پاؤ گے عمرو نے ساحرہ جن سے کہا کہ تو مجھکو اندر بارگاہ سلیمانی کے لیچل وہ ناچار و مجبور پنجے مین لیکر بارگاہ
سلیمانی مین داخل ہوا مگر عمرو نے ساحرہ جن کو نہ چھوڑا اور گرفتار کرکے مشکین باندھ لین ساحرہ جن نے کہا کہ خواجہ
سلامت مین نے غلامی آپکی اختیار کی اور دین باطل پر لعنت کی صاحبقران نے ساحرہ جن کو قید سے رہا کیا وہ
قدمبوس ہوا اور طوطی کیطرح کلمہ پڑھکر اسلام لایا اور ایک لمحہ کے بعد وہان سے غائب ہوا امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ نکالو
نمرود کو عمرو نے کہا کہ پہلے رونمائی عنایت کیجیے غرضکہ زر نقد لیکر خواجہ نے پہلے دیو افلاک اور جرمیوس جادو کو
نکالا اور اُن دونون کو باجازت حمزہ صاحبقران قتل کیا بعد اُسکے نمرود کو زنبیل سے باہر نکالا اور فتیلہ رفع بیہوشی دیا
نمرود کی آنکھ کھلی اپنی حالت کو دیکھکر پکارا کہ مین نے یہ کیا تقدیر کی ہی عمرو نے ایک طمانچہ مارا کہ او قرساق کیا بکتا ہی دیکھ اپنی
تقدیر کو مین تجھے گرفتار کرکے لایا اور تیرا کیا حال بنایا صاحبقران زمان نے فرمایا کہ او نمرود اب تو اپنے اعمال شنیع اور
افعال قبیح سے باز آ اور وحدانیت پروردگار عالم کا قائل ہو کہ وہ پیدا کرنے والا تمام عالم موجودات و غیر موجودات کا ہی
بس توبہ کر اور سجدہ بجالا درگاہ جناب باری تعالے مین ابھی تجھکو رہا کر دونگا اور جو کچھ طلب کریگا وہ دونگا اور مدام تیری
حمایت کے واسطے موجود رہونگا اور اگر تو اپنی گمراہی سے باز نہ آئیگا تو قتل کرونگا ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا اور جن ساحرونکا
تجھے بھروسا تھا اور جن دیوون پر تیرا اسرار دار و مدار تھا وہ مار ڈالے گئے قیطول تیرے عمرو نے جلادیے تیری خلد مین
آگ لگادی سب سامان گمراہی تیرا خاک مین فلک کجرفتار نے ملا دیا نمرود تیرا قصر نخوت و غرور ڈھ گیا یہ کلمات
نصیحت آیات حمزہ صاحبقران زمان سنکر وہ روسیاہ پرگناہ نمرود مردود اسی عالم گرفتاری مین برہم ہوکر پکارا
کہ ای حمزہ تو تیرے غضب سے نہین ڈرتا اور تیرے قہر خداوندی سے پناہ نہین مانگتا ابھی آسمان کو اشارہ کرون
تو تجھپر پھٹ پڑے اور زمین کو حکم دون تو وہ شق ہوجاے اور تو اُسمین تو سماجاے ای حمزہ تو مجھے کیا ایسا ویسا
سمجھا ہی اور اپنے اسم اعظم پر بھولا ہی بس اسی مین خیر ہی کہ شر سے باز آ اور مجھکو رہا کرکے سجدہ کر صاحبقران زمان
نہایت طیش مین آکر غضبناک ہوئے اور جلال آگیا آفتاب کی صورت چہرہ سرخ ہوگیا اور کلمہ کفر سُننے کی تاب باقی نہ رہی
تھرتھر کانپنے لگے اور فرمایا او کافر میرے سامنے ایسے کلمات نالائق و بیہودہ بکتا ہی او سگ ناپاک دور ہو سامنے
سے میرے پھر حکم دیا کہ ابھی میرے سامنے اس کافر نمرود مردود کو دار پر کھینچ کر تیرباران کرو اُسی وقت میدان مین
دار استادہ ہوئی شادی نے تمام لشکر مین ندا کی جسے تماشا دیکھنا ہو وہ آئے نمرود مردود حکم حمزہ صاحبقران نامدار
سے دار پر کھینچا جاتا ہی جو کافر ہو خواب غفلت سے بیدار ہو زیست ناپائدار ہی دار دنیا مین نتیجہ کفر پرستی کا اسی دار پر
دار و مدار ہی اُس بدکردار کیواسطے یہی ہوگا صاحبقران زمان مع سرداران عالیشان بارگاہ سلیمانی سے باہر تشریف لائے
اور قریب دار کرسیان بچھواکر سب بیٹھے اور تیر و کمان سبکے ہاتھون مین تھے حکم کیا کہ جلد اس نمرود مردود کا فرازلی و ابدی
کو دار پر کھینچو فوراً حکم محکم حمزۂ صاحبقران پانے ہی جلادون نے دار پر اُس بدکردار کو کھینچ دیا اور صاحبقران نے
مع سردارون کے تیر فقط کمانون مین پیوستہ کیے چاہتے ہین کہ نمرود مردود کو تیرباران کرین کہ دار کے نیچے سے ایک

پھیکا دھوئین کا دُم دار اُٹھا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا میدان خونی مین چار طرف اندھیرا چھا گیا اور زیر دار خبر دار کی آواز
آئی بعد گھڑی بھر کے جب سیاہی تاریکی کی دفع ہوئی دیکھا کہ نمرود مردود ولد برہنین ہو وہ بدکردار غائب ہوا حمزہ
صاحبقران کو کمال ملال ہوا عجب ہوکے رہگئے اور افسوس کیا کہ اگر مین جانتا کہ یہ کافر بہ زور سحر غائب ہو جائیگا
تو فوراً شمشیر آبدار کرتا وار پر اُس بدکردار کو نہ جیتا چھوڑتا عمرو نے کہا اے حمزہ معلوم ہوتا ہے کہ نمرود مردود کو کوئی ساحر
اُٹھا لیگیا کس مشقت و محنت سے مین نے اس کافر کو گرفتار کیا اور پھر زندہ ہاتھ سے نکل گیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے
آکر مجرا کیا اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ لشکر نمرود شاہ مین سرداران لشکر اسلام ہوش مین آئے اور نمرود مردود پر
لعنت کی اب لشکرے اور لشکر نمرود سے لڑائی ہورہی ہے تلوار چل رہی ہے صاحبقران زمان یہ سنتے ہی مع سردارون کے
اُٹھ کھڑے ہوئے اور فوج کثیر اپنے ہمراہ لیکر واسطے کمک اُن سردارون کے جو لشکر نمرود سے لڑ رہے تھے روانہ ہوئے ناظرین
والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ سارا تماشا اور سامان سحر و ساحری کا جو نمرود کے پاس تھا وہ سب دیو افلاک وغیرہ کا بنایا ہوا
تھا جس وقت دیو افلاک کو گرفتار کیا وہ گھر و ندامت گیا جب اُس دیو افلاک کو قتل کیا دیوار قصر سحر منہدم ہوگئی نمرود
مبتلائے قہر پروردگار ہوا سرداران لشکر اسلام کو ہوش آیا ایک نے دوسرے کیطرف دیکھا اور کہا کہ ہم بارگاہ کفار
مین کیونکر آکر بیٹھے نمرود پرستون نے کہا کہ تم سبھون نے خدائے نمرود شاہ کو سجدہ کیا ہے تم سب خدائے نمرود کے بندے
ہو یہ سنکر ہر ایک کو غیظ و غضب طاری ہوا اور تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑے اور للکارا او نابکارو کیسی نمرود پرستی
تم کیا بیہودہ بکتے ہو نمرود پر ہزار ہزار لعنت ہے اب ہم تمھین کیا زندہ چھوڑتے ہین ادھر سرداران نمرود مستعد بہ جنگ ہوکر
اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ لو اب تمنے نیا رنگ نکالا ہم کیا تمسے کم ہین القصہ تلوار چلنے لگی غلغلہ محشر انگیز قیامت خیز برپا
ہوا اُدھر قبطول تمام جلکر گر پڑے اور آتشبار بھی جرموس جادو کا غائب ہوگیا لقا اور بختیارک اور یاقوت شاہ
وغیرہ ملک سبائل کے فیل بند دروازے پر آ بیٹھے تھے دیکھا کہ نہ وہ قبطول ہائے نمرود مین نہ اُس ابر آتش بار کا پتا ہے
جو کہ جرموس جادو نے بنا کر آسمان پر قائم کیا تھا بس تلوار لشکر نمرود مین چل رہی ہے یکایک اُدھر سے حمزہ صاحبقران
عالیمقدار مع غازیان دیندار و بہادران تہور شعار و پہلوانان و سرداران نامدار جا پہونچے شریک جنگ ہوئے اب
دونون لشکر باہم مل گئے گھمسان کی تلوار چلنے لگی دوپہر کامل تلوار چلی بدیع الزمان برابر نقابدار زرد پوش کے پہونچا
نقابدار زرد پوش نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور مشکین باندھکر
اسیر کے حوالے کیا شہزادہ ملک قاسم لڑتا ہوا قریب زیور شاہ کے پہونچا زیور شاہ نے تلوار ماری ملک قاسم نے
بازو بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اُٹھا لیا اور مشکین باندھکر عیار کے
حوالے کردیا اُدھر لندھور بن سعدان اور مالک اشتر پہلوان نے بہت سے کفار قتل کیے آخر انجام یہ ہوا کہ غروب آفتاب
کا پیش آیا فوج نمرود کی شکست فاش کھا کر بھاگی تمام مال و اسباب اور خیمہ و خرگاہ وغیرہ لشکر اسلام نے لوٹ لیا
نقارے فتح کے بجنے لگے جتنے سردار لشکر اسلام کے نمرود پرست بہ زور سحر ہوگئے تھے وہ سب آکر قدمون پر صاحبقران
زمان کے گرے صاحبقران نے ہر ایک کو گلے سے لگایا ساتھ اپنے بارگاہ سلیمانی مین لائے اور خلعت فاخرہ سے
سرفراز کیا بدیع الزمان نے نقابدار زرد پوش کو بلایا اور قاسم نے زیور شاہ کو طلب کیا اور لاکر سامنے امیر کشور گیر
کے کھڑا کردیا صاحبقران نے فرمایا کہ آج ان کو زندانخانے مین بہت ہوشیاری اور چوکسی سے قید رکھو کل انکا مقدمہ
پیش کیا جائے کسواسطے کہ سب کے سب دن بھر جو لڑے ہین خستہ ہوگئے ہین صاحبقران یہ فرما دنگل شوکت سے
اُٹھ کھڑے ہوئے اور دربار نکیا جب رات گذر گئی صبح ہوئی اور دربار دُربار حمزہ صاحبقران زمان معمور ہوا صاحبقران

نے کہا سرداران زیور شاہ کو لاؤ اور نقابدار زرد پوش کو بھی بلاؤ اُسی وقت سبکے سب حاضر ہوئے صاحبقران
نے بہ کمال عزت و توقیر زیور شاہ کو اور نقابدار وغیرہ کو بٹھایا ساقی کو اشارہ کیا کہ جام شراب انگوری پلاؤ ساقی
نے ایک ایک جام لبریز کرکے سبکو دیا جام شراب سبھون نے پیا جوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صاحبقران سخن طراز
زیور شاہ کیطرف ہوئے اور سمجھانا شروع کیا اور وحدانیت و بزرگی پروردگار سے آگاہ کیا اور نمرود کا دین کفر اور
مجبوری اُسکی ظاہر کی اور فرمایا کہ کیون دیکھا تونے کہ نمرود کس ذلت و خواری سے گرفتار رہا اور قیطول اُسکے ایک
میرے عیار نے جلادیے تمام کارخانہ خداوندی نمرود کہ جو سحر سے آراستہ و پیراستہ کیا تھا طرفۃ العین مین مٹا دیا
اور برباد ہوکر تباہ ہوگیا نمرود مردود ہرگز قابل پرستش کے نہین ہی سزاوار پرستاری اور طاعت گذاری وہ
پروردگار عالم ہی کہ جسنے بیک اشارۂ کن دو عالم کو پیدا کیا اور زمین و آسمان کون و مکان لیل و نہار ثوابت و سیارے
مہر و ماہ شام و سحر ہویدا کیا اسقدر صاحبقران نے حمد و ثنائے پروردگار اور کفر نمرود بہ زبان خوش الحان بیان کی
کہ نقابدار زرد پوش نے ایکمرتبہ نقاب اپنے منھ پر سے اُٹھائی اور پکارا یا صاحبقران زمان مین حضور کا قدیم سے
سے غلام ہون فقط زیور شاہ کی محبت سے وہان پڑا ہوا تھا امیر کشور گیر نے اُسکو خلعت دیا اور قید اُسکی دور
کرادی بعد اُسکے زیور شاہ نے کہا ای شہریار مین نے بھی نمرود پرستی اور امورات باطلہ پر لعنت کی غلامی آپکی اختیار کی
لیکن امیدوار ہون کہ مین اور ابرہا ایک جگہ پر رہین امیر با توقیر نے فرمایا کیا مضائقہ ہی پھر جتنے زیور شاہ کے
ہمراہی تھے سب مسلمان ہوئے صاحبقران زمان نے سجدۂ شکر رب الارباب کیا کہ نمرود ایسے کافر پر تونے مجھکو
فتحیاب کیا بعد اُسکے جشن کی تیاری کی تمام لشکر مین ناچ و راگ و رنگ کی صحبت مہیا ہوئی ایک ہفتہ جلسۂ جشن اور
صحبت عیش لشکر اسلام مین ہوا کیا بعد اُسکے صاحبقران نے دربار عام فرمایا بارگاہ سلیمانی سرداران لشکر اسلام سے
معمور ہوا عمرو کیطرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ تم قلعہ گیر بے جنگ ہو اب کچھ تدبیر ملک سائل کے لینے کی کرو عمرو نے
عرض کیا کہ یا حمزہ صاحبقران یہ کام غازیون کا ہی کہ جان نثاری دکھائین قلعہ سائل کو اپنے قبضہ مین لائین فرمایا
ای خواجہ کبھی ہمنے یورش کرکے قلعہ نہین لیا اتنا ہم چاہتے ہین کہ اندر قلعہ کے بے جنگ و جدل ہمین پہونچا دو پھر کچھ تمھارا
کام نہین ہم سمجھ لینگے اور جو کچھ تم مانگو وہ تمکو دین عمرو بولا ای حمزہ اگر تم چاہتے ہو کہ قلعہ بے جنگ و جدال ہاتھ آئے
تو باغ بہشت لقائے بے بقا کا مجھے مرحمت ہو جاے مین تمکو مع سرداران لشکر اسلام داخل قلعہ کردونگا القصہ بعد
گفتگوے بسیار نوشتہ اس مضمون کا مہری اپنا عمرو کو دیا کہ اگر مجھکو تم بے جنگ و جدل اندر قلعہ کے پہونچا دوگے تو ہمنے تمھین
باغ بہشت لقائے بے بقا کا بخوشی دیا عمرو اُسی وقت سے فکر قلعہ گیری مین مصروف ہوا ہرکارون نے یہ خبر لقائے بے بقا
کو پہونچائی کہ عمرو نے دعوے کیا ہی کہ قلعہ سائل کو بے جنگ و جدل لے لونگا بختیارک بولا غضب ہوا اب قلعہ
ہاتھ سے نکل جائیگا لقا سے کہا یا خداوندا اگر میری راے پر شہر کا بندوبست ہو تو شاید کچھ دنون یہ قلعہ آپکے قبضہ
مین رہے اور عمرو نہ لے سکے لقا نے کہا کہ مین نے تجھے اختیار دیا تیرا جسطرح جی چاہے شہر کا بندوبست کر بختیارک
اٹھا اور تمام قلعہ مین پھرا اور جابجا چوکی پہرہ اپنے طور پر قائم کیا ایک ایک برج پر تاکید کردی اور چار دروازے
اندر رفت کے تھے اُنپر قرق کہا کہ بغیر ہماری اطلاع کے کوئی اندر قلعہ کے نہ آنے پائے یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ بختیارک کا
بندوبست قلعہ مین ہوا ہی عمرو نے کہا تو سہی عمرو میرا نام کہ اُسکے ساتھ قلعہ مین داخل ہون یہ کہکر خواجہ چلے اور چار طرف
قلعہ کے پھرے مگر کہین قلعہ کے اندر جانے کی راہ نہ ملی ایک روز کنارے دریا کے آئے اور وہان اتنا سراغ پایا کہ یہان
راہ شہر سائل کو گئی ہی مگر دریا دریا جانا ہوگا عمرو بہت خوش ہوئے اور جا کر صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور کچھ

سرداران کو ہمراہ لیجیے کہ بہ عنایت ایزدی قلعہ کے اندر جاتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ جن جن کو تمھارا جی چاہے
ہمراہ لے لو عمرو نے شہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ وغیرہ کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا چاہتے ہین کہ اُسی وقت ایک عیار
عرضی لیکر ملک صاعقہ کی پہونچا اُس عرضی مین یہ لکھا تھا کہ ای شہریار عجیل ماہ رو اور مکرب غازی او معتبر قران
حبش طلسم پریزادان مین گرفتار ہو گئے ہین جلد اُنکی خبر لیجیے نہین تو اب میعاد قید کی تمام ہوا چاہتی ہی وہ مار ڈالے
جاینگے امیر باتوقیر مضمون عرضی کا پڑھکر چپ ہوئے اور خلعت پرزر قیمتی گران بہا منگوایا اور دربار مین رکھوا دیا اور
فرمایا کہ ہی کوئی بہادر ایسا کہ اس خلعت کو زیب جسم دلیری کرے اور طلسم پریزادان کو فتح کرکے اُن تینون غازیون کو چھڑا
لائے یہ سنتے ہی شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ اپنے دنگل سے اُٹھے اور دست بستہ عرض کیا اگر حکم عالی ہو تو
مین طلسم پریزادان کو فتح کرون اور اُن بہادرون کو چھڑا لاؤن صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ بسم اللہ جاؤ فتح کرو عمرو
نے کہا ای شہریار طلسم کا فتح کرنا بہت مشکل ہی کچھ آسان نہین میری رائے یہ ہی کہ آپ خواجہ زادون کو بلوا لیجیے اور قرعہ پھکوا کر
احکام نکلوائیے اگر قاسم کے نام پر طلسم کشائی نکلے تو بسم اللہ انکو روانہ کیجیے نہین تو کیا فائدہ جو یہ بھی جاکر اسیر طلسم پریزادان
ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا ای عمرو سچ کہتا ہی صاحبقران نے اُسی وقت خواجہ بزرجمہر حکیم کے بیٹون کو طلب کیا سب
خواجہ زادے آئے مگر خواجہ امید نے زائچہ کھینچا اور قرعہ پھینکا اشکال مختلفہ نکلے خوب غور کی جو دیکھا احکام نکالکر
عرض کیا کہ اگر قاسم کے پاس اسباب صاحبقرانی ہوگا تو اُسکی برکت سے قاسم طلسم پریزادان فتح کرینگے صاحبقران
نے اُسی وقت تیغہ قمقام اور زرہ داؤدی قاسم کو دی ملک قاسم نے زرہ زیب جسم انور کی اور تیغہ قمقام کمر سے لگایا اور
اُسیوقت بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران زمان سے رخصت ہوکر مرکب پری پیکر پر سوار ہوئے اور جانب صحرائے
طلسم پریزادان روانہ ہوئے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ انشاء اللہ آگے انکا حال عرض کیا جائیگا بعد ملک قاسم
کے چلے جانے کے عمرو نے بشر اسّی سرداران نامی وگرامی اور پانچ سو عیار طرار اپنے ساتھ لیکر طرف ملک سائل کے
چلے اور وہان سے آکر ایک صحرا مین ٹھہرے وہان بہت سے صندوق پرتکلف تیار کرائے کہ پوششین اُنکی بانات سلطانی
اور مخمل کاشانی کی تھین اور ہر صندوق مین ایک ایک سردار کو بیہوش کرکے بٹھا دیا دارو بیہوشی کی اُنکے دماغ پر چڑھا کے
بند کیا اور صندوقون کو مقفل کر دیا اور آپ ایک پیر مرد کی صورت بنکر سوداگر کی وضع اختیار کرکے پانچ چار عیارون کو
اپنا گماشتہ مقرر کیا باقی سب عیارون کو صورتین مبدل کرکے ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور دریا پر پہونچکر پانچ جہازون پر
سبکو سوار کرکے ملک سائل کو چلے یہان بختیارک کو جو خبر ہوئی کہ عمرو فوج ساتھ لیکر ملک سائل کے قلعہ گیری کی
فکر مین غائب ہو گیا ہی بختیارک کے بدن مین رعشہ پڑ گیا کانپنے لگا اپنے دل مین کہا کہ عمرو مرشد کامل ہی جس طرح بنے گا ضرور
قلعہ مین داخل ہوگا مگر فوراً اُٹھا اور چہار طرف کے دروازون پر قفل جنگی ڈلوا دیے اور کنجیان اپنے پاس رکھین اور کہا
کہ بغیر میری اجازت کے کوئی دروازہ قلعہ کا نہ کھولے اور لقاسے بے لقاسے آکر کہا یا خداوند مرشد کامل قلعہ گیری کو آئے
ہین حتی المقدور اپنے تو مین آنے نہ دونگا آیندہ جیسا کچھ ہو لقاسے بے لقا نے کہا کہ مین نے یہ تقدیر نہین کی کہ عمرو قلعہ مین
آجائے یہان تو یہ گفتگو تھی وہان خواجہ عمرو سوداگر بنے ہوئے جہازون پر سوار چلے آتے ہین اثنائے راہ مین دو دربند مین
اول دربند ارالعیان پر جہاز آکر پہونچے یہان کا حاکم قارن شاہ دربندی ہی جب جہاز قریب دربند کے پہونچے اور
اسباب اُتارنا بھی شروع ہو گیا لوگ قارن شاہ کے آئے اور کہا کہ اسباب اپنا یہان نہ اُتارو حکم خداوند لقا کا ہی کہ کوئی سوداگر
اور کوئی صاحب فوج یہان نہ اُترے مگر ہان جس شخص کے پاس شقہ مہری خداوند لقا کا ہو اُسکے اُترنے کا مضائقہ نہین
اگر تم شقہ مہری خداوند لقا کا دکھاؤگے تو اترنے پاؤگے یہ خبر خواجہ کو ہوئی کہ مالک دربند کے لوگ اُترنے نہین دیتے شقہ

مُہری خداوند لقا کا طلب کرتے ہین خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ ان بیچاؤن کو مارو تمام عیار بیچے اور خنجر بران کھینچکر جوان پر
گرے دم بھر مین اُن دو تین سو آدمیون کو مار لیا کچھ لوگ بھاگ کر قارن شاہ کے پاس گئے اور حال بیان کیا کہ
ایک سوداگر اُترا تھا ہم مانع ہوئے اُس سے پروانہ طلب کیا اُسنے تمام نگہبانون کو قتل کیا اور دربند مین داخل ہو گیا
قارن شاہ نے اپنے بیٹے تربد خان سے کہا کہ جا کر اُس سوداگر کو پکڑ لاؤ یا قتل کرو تربد خان دو ہزار سوار لیکر
روانہ ہوا سرہنگ ملکی نے خبر آکر عمرو کو دی کہ تربد خان بیٹا قارن شاہ کا فوج لیے ہوئے آتا ہی اسی وقت عمرو
نے سردارون کو صندوق سے نکالا اور ہوشیار کر کے کہا کہ کفار آتے ہین ان کو مار لو سب سردار مستعد ہوئے کہ
اتنے مین تربد خان آپہونچا اور وہین سے للکارا ای سوداگر غضب کیا تنے کہ فوج بادشاہی کو مار لیا اب کہان بچکے
جاؤگے اور فوج کو اشارہ کیا کہ انھین مار کر مال انکا لوٹ لو لوگ تربد خان کے دوڑ پڑے ادھر سے سرداران اسلام
تلوارین پکڑ کر گرے قتل کرنے لگے لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتارے باندھ دیے رستم زمان علمشاہ نوجوان
لڑتا ہوا برابر تربد خان کے پہونچا اور تربد خان سے مقابلہ ہوا تربد خان نے تلوار ماری علمشاہ نے تلوار اُسکی
چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا مشکین باندھکر عیار کے حوالے کیا باقی سب جو فوج رہگئی شکست کھا کر بھاگی اور
قارن شاہ سے جا کر حال بیان کیا قارن شاہ نے کہا سوداگر بڑا زبردست ہی مین خود جاؤنگا اور اُسے مار لاؤنگا
یہ کہکر بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا یہان علمشاہ نے عمرو سے کہا خواجہ یہ تمنے کیا کیا ابھی ملک سبائل تک پہونچنے بھی
نہین پائے ہین کہ لڑائی شروع ہو گئی عمرو نے کہا او روحی تجھے کیا دخل ہی کہ اس اثنا مین قارن شاہ پہونچا اور
للکارا کہ ای سوداگر غضب کیا تو نے پہلے دریا کے نگہبانون کو مارا بعد اُسکے میرے بیٹے کو پکڑ کر قید کیا ادھر سے لوگون نے
جواب دیا کہ ای قارن شاہ یہ سوداگر مصاحب خاص زمرد شاہ باختری کا ہی اسکے پاس پروانہ مہری خداوند لقا کا موجود ہی
ہمیشہ سے یہ ملک باختر مین آتے ہین انھین کوئی نہین روکتا ہی اور نہ اُنسے محصول مال کا لیتا ہی اور اس سوداگر کے ساتھ
جو کوئی بے ادبی کریگا وہ خداوند لقا کا گنہگار ہوگا قارن شاہ نے کہا وہ پروانہ دکھاؤ کہان ہی کہا یہان تشریف
لائیے سوداگر صاحب آپ کو بلاتے ہین کبر سنی کے باعث سے اُن کو ضعف بہت ہی نہین تو وہ خود تمھارے پاس
آتے قارن شاہ نے افسران فوج کو ساتھ لیا اور سوداگرون کے قافلے مین آیا دیکھا کہ ایک مرد پیر نورانی شکل کا
لباس سوداگری پہنے ہوئے بیٹھا ہی قارن شاہ نے سلام کیا سوداگر نقلی تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا پاس اپنے
بٹھا لیا اور کہا کہ ارے کوئی حاضر ہی قارن شاہ کے بیٹے کو جلدی رہا کرو اور اسباب دعوت کا قارن شاہ کے سامنے
مہیا کیا اور صندوقچہ منگوا کر اُسے کھولکر پروانہ مہری نکالکر دکھایا قارن نے دیکھا کہ مہر زمرد شاہ باختری کی پروانہ پر
ثبت کی ہوئی ہی اور مضمون اُسمین یہ لکھا ہی کہ ای شاہان باختر خواجہ طوسی سوداگر ہمارا قدیم رفیق ہی کوئی محصول
اُس سے کسی شی کا نہ لے اور جہان جہان یہ جاے اسے کوئی نہ روکے یہ ہمیشہ ہمارے واسطے اسباب نفیس
لایا کرتا ہی اور جو کوئی اسے روکیگا وہ اسکے ہاتھ سے ذلیل ہوگا اور ہمارا غضب اسپر نازل ہوگا قارن شاہ یہ مضمون
پروانہ کا پڑھ کر کانپ گیا پروانہ خواجہ کے ہاتھ مین دے کر کہا کہ مجھسے بڑی خطا ہوئی معاف کیجیے اور خواجہ کو اپنے ساتھ لیکر
ایوان شاہی مین آیا اور تمام قافلے کی دعوت و ضیافت کی اور دو ہزار روپیہ نذر کے دیے دوسرے دن خواجہ وہان
سے آگے روانہ ہوئے دوسرے دربند کے قریب پہونچے کہ حاکم وہان کا رعد شر انداز تھا اور اُسکو لقا کا حکم
پہونچا تھا کہ کسی کو اپنے دربند کی طرف سے ملک سبائل کو آنے نہ دینا لوگ رعد شر انداز کے دریا کے کنارے
مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے تھے کہ جہازون کو جو آتے دیکھا سب نگہبان پکارے کہ جہاز ادھر نہ لانا اور سیطرف جہازون کو

یلماٹ لیجاؤ یہ خبر عمرو کو ہوئی کہ لوگ منع کرتے ہین عمرو نے کہا کہ چلو منع کرنا اُنکا نہ سنو یہانتک کہ قریب کنارے
کے پہونچے رعد شررانداز کی فوج نے تیر مارنا شروع کیے ادھر سے خواجہ نے بھی کہا کہ سنگ فلاخن اُن پر مارو
القصہ سوداگر نقلی مع قافلے کے در بند مین اُتر گئے رعد شرانداز کو خبر ہوئی کہ سوداگر اُتر آئے فوراً فوج ہمراہ لیکر چلا یہان
عمرو نے غازیان دیندار کو صندوق سے نکالکر ہوشیار کیا اور کہا کہ ان بیحیاؤن کو مارو تلوار چلنے لگی شاہزادہ بدیع الزمان
سے اور رعد شرانداز سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت پر روک کر جو تیغۂ افعی سلیمانی کا ہاتھ مارا
مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اہلکار اُسکے ہاتھ باندھکر سامنے خواجہ کے عذر خواہی کو آئے خواجہ نے رعد شرانداز کے
بیٹے کو وہان کا حاکم کر دیا اور آپ ایک روز وہان رہ کر ملک سبائل کو روانہ ہوا جب قریب ملک سبائل کے ہو چلا
قلعۂ ملک سبائل پر دیدبان بیٹھے ہوئے تھے اُنھون نے جو جہازون کو آتے دیکھا گولہ اندازون سے کہا کہ جہاز
سوداگران کے ادھر چلے آتے ہین جلد انکو اُڑا دو قلعہ پر سے گولہ پڑنے لگا خواجہ نے کہا گولے کی زد سے جہازون کو ہٹا کر
لنگر ڈالدو اسی وقت ناخدا جہازون کو گولے کی زد سے دور ہٹا لیگئے اور جہازون کا لنگر ہو گیا خواجہ نے ایک شخص کو چھوٹی
کشتی پر سوار کر کے قلعہ کیطرف بھیجا وہ شخص کشتی پر سوار ہو کر رومال ہلاتا ہوا چلا نگہبان قلعہ نے جا کر بختیارک سے کہا
کہ جہاز سوداگرون کے آتے تھے ہمنے قلعہ کے اندر نہین آنے دیے مگر ایک شخص اُنھین سے چھوٹی کشتی پر سوار ہو کر رومال
ہلاتا ہوا کچھ پیغام سوداگر کا لیکر آیا ہی بختیارک فیل بند دروازے پر آکر بیٹھا اور اُس شخص کو سامنے بلوایا احوال پوچھا
اُسنے کہا کہ ملک جی یہ سوداگر تمھارے باپ کا ملاقاتی ہی بلکہ اُنھین کے روپیے سے اسنے تجارت کی ہی کرورہا روپیہ کا
مال و اسباب نقد و جنس اسکے پاس ہی اور یہ تاجر اسواسطے آیا ہی کہ میرا وقت اخیر ہی مین یہ مال و متاع ملک جی کو سپرد
کر دون وہی اسکے مستحق ہین بختیارک نے جو یہ کلمہ سُنا خوش ہو گیا کہا کہ اچھا مین چلکر سوداگر سے ملاقات کرتا ہون
اور اُسی وقت دروازہ کھولکر کشتی پر سوار ہو کر جہازون پر آیا دیکھا کہ ایک سوداگر نہایت ضعیف پلکین تک سفید رعشہ
تمام بدن مین آنکھین بند کیے بیٹھا ہی لوگون نے پکار کر کہا یا خواجہ طوسی ملک بختیارک آپ کی ملاقات کو آئے
ہین خواجہ نے آنکھین کھولکر دیکھا بختیارک نے سلام کیا خواجہ نے اسے گلے سے لگایا اور کہا بیٹا تیرا بچپنا مجھے
یاد ہی کہ بارگاہ نوشیروان عادل مین تو اپنے باپ کے پاس بیٹھا رہتا تھا اور ہاے ملک بختک کیکر خوب دیا
بعد اُسکے اسباب دعوت مہیا کیا ایک نازنین سُرخ پوش اندر سے پردے کے باہر آئی اور اس نگاہ دلفریب سے
بختیارک کو دیکھا کہ بختیارک ہزار جان سے اُسپر عاشق و شیفتہ ہو گیا خواجہ طوسی سے پوچھا کہ یہ نازنین کون ہی
خواجہ نے کہا مین نے فلان شہر مین اسے مول لیا تھا نہایت خوش سیرت اور خوبصورت ہی ای بیٹا یہ نازنین اگر تمھارے
پسند خاطر ہی تو لو حاضر ہی اور مین تو یہ سب مال و متاع تجھے سپرد کرنے کو آیا ہون بختیارک نے کہا کہ خواجہ صاحب
پھر آئیے قلعہ مین تشریف لیچلیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا پہلے یہ سب مال و اسباب کی تم سیر کر لو اچھی طرح دیکھ بھال لو
بختیارک نے کہا کہ قلعہ مین چلکر دیکھ لونگا خواجہ طوسی نے کہا کہ پہلے یہ صندوق مال و اسباب کے قلعہ مین بھجوا دو
بعد اُسکے مجھے لیجاؤ الغرض جہاز برابر قلعہ کے آکر ٹھہرے اسباب اُتر کر کاروان سرا مین داخل ہوا جتنے صندوق تھے
ایک ایک صندوق کو دس دس بارہ بارہ آدمی پکڑا کر لیگئے بختیارک نہایت خوش تھا کہ بقدر مال خداوندان لات اعلی
اور منات معلی نے مجھکو دیا القصہ پہر رات گئے تک تمام مال و اسباب خواجہ طوسی کا کاروان سرا مین گیا بعد اُسکے
بختیارک کو خواجہ سوار کر کے کاروان سرا مین لایا کھانا بختیارک کے یہان سے آیا تھا خواجہ کو کھلایا بعد اُسکے تمام
قافلے کی دعوت ضیافت کی ڈیڑھ پہر رات گئے کھانے پینے سے مہلت ہوئی بختیارک نے خواجہ سے کہا اب آپ

آرام کیجیے مین صبح کو خدمت خداوندی مین آپ کو لیچلونگا یہ کہکر وہان سے چلا آیا خواجہ نے تمام سردارون کو صندوق سے
باہر نکالا فتیلہ رفع بیہوشی سبکو دیا سبب سے سب ہوش مین آئے دو چار جام بادہ سرور سبکو پلائے پھر کھانا منگوایا سبکو
کھلایا بعد فراغت آب و طعام عمرو نے کہا کہ صاحبو مبارک ہو کہ قلعہ سبائل مین تم سبکو مین نے لا کر داخل کر دیا اب صبح کو
اٹھکر تم سب تو مصروف جنگ و جدال ہو اور مین لندھور کو ساتھ لیکر دروازہ قلعہ شہر کا کھولتا ہون اور حمزہ کو مع فوج
لاتا ہون القصہ دو گھڑی رات رہے سے عمرو لندھور کو ساتھ لیکر قلعہ کے دروازے پر آیا اور قلعہ دار کو مار کر دروازہ
کھلوایا بعد اسکے عمرو نے سفید مہرہ بجایا کہ حمزہ جلد فوج لیکر آؤ مین داخل قلعہ ہوا اور دروازہ کھولدیا صاحبقران
زمان تو ہر روز اور ہر وقت گوش بر آواز منتظر رہتے تھے جیسے ہی سفید مہرے کی آواز کان مین پہونچی اسیوقت امیر کشور گیر
مع لشکر ظفر اثر سوار ہو کر چلے مگر بیان بختیارک جو صبح کو بیدار ہوا خیال گذرا کہ ای بختیارک تو نے بڑا غضب کیا اس
سوداگر کو قلعہ کے اندر لے آیا آنکھین اسکی بہت چھوٹی چھوٹی تھین ایسا نہو کہ مرشد کامل سوداگر بنکر اور صندوقون مین
سرداران لشکر اسلام کو بند کر کے لائے ہون ذرا چلکر دیکھو تو سہی فوراً گھر سے بختیارک چلا پھر خیال مین گذرا کہ ذرا لقا کے
پاس بھی ہوتے چلیے بختیارک ابھی قیطولون تک لقاے بے بقا کے نہ پہونچا تھا کہ آواز بدیع الزمان اور مالک کے
نعرہ کی بلند ہوئی اور متصل منم منم کی آواز آنے لگی سنتے ہی اس بیحیا ڈر ہو گئے کا تو متاب خطا ہو گیا بھاگا بدحواس لقا
کے پاس آیا اور کہا یا خداوند خدا پرست قلعہ کے اندر آ گئے جلد یہان سے کسی طرف کو بھاگ چلیے لقا نے کہا او بیحیا شیطان
مجسم ایک تو تو نے خدا پرستون کو قلعہ کے اندر بلا لیا دوسرے مجھے قلعہ سے بھگاتا ہے ارے کہین ایسا ہو سکتا ہے کہ زمرد شاہ
باختری خداوند لقا جو مشہور ہو وہ بندون سے کیونکر بھاگے دیکھ تو سہی مین ان سبکا استیصال کرتا ہون پھر تمام اپنے سردارون
کو ساتھ لیکر قیطولون سے نیچے چلا ہر چند بختیارک منع کرتا ہے سر پٹیتا ہے سمجھاتا ہے یا خداوند پیر اکہنا مانیے نجایئے بھاگ چلیے نہین
انجام برا ہوگا لقا نے بختیارک کا کہنا مطلق نہ مانا تاو پیچ کھا کر غصہ کی دھن مین چلا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
خداوند کی قضا دامنگیر ہوئی ہے پھر تو بختیارک نے اپنا مال و اسباب سنبھالنا شروع کیا اور لوگون سے کہدیا کہ بر وقت
لے بھاگنا ادھر کا حال سنیے کہ امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان داخل شہر سبائل ہوئے اور قلعہ کے پھاٹک پر
آ کے نعرہ کوہ شگاف کیا نعرہ حمزہ   امیر عرب ضیغم روزگار   بحکم خدا بستہ شمشیر چار   یکے تیغ قمقام و صمصام نام
یکے تیغ عقرب کے ذو الحجام   بن کافران از جہان پاک کرد   سر سرکشان جملہ در خاک کرد   بعد اور سردار نعرے کرتے
ہوے تلوارین کھینچے ہوے داخل ہوے ادھر سے نعرہ رستم زمان علمشاہ نوجوان کا ہوا کہ منم رستم پیلتن و پیلکش کشندہ
دو پیل ہندی و کشندہ کیتیان فرنگی شعر ارشد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + علمشاہ رومی
شہ نیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + ایک طرف سے سر فتنہ ملک باختر شہزادہ بدیع الزمان نامور کا نعرہ
ہوا۔ نعرہ بدیع الزمان۔ منم فخر سہراب و رستم وقار + بدیع الزمان صفدر نامدار + ایک طرف سے مالک اژدر کا نعرہ ہوا۔ نعرہ
مالک اژدر۔ منم مالک اژدر خشم گین + سپہدار در لشکر اہل دین + بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج
ایک طرف سے نعرہ دلخراش لندھور بن سعدان گرد کا ہوا۔ نعرہ لندھور۔ منم صاحب عمرو جانشین حمزہ و گردن
شہ ہندوستان رستم زبان لندھور بن سعدان + فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من + بفرمانم بود صد ہزار و ملک
ہندوستان + ایک طرف سے فرخ شہسوار قلندر کا نعرہ ہوا۔ نعرہ فرخ شہسوار قلندر۔ منم صفدر نامی و نامدار + شجاع و
جری فرخ شہسوار + ایک طرف سے نعرہ فرخ بخت سلطان کا ہوا۔ نعرہ فرخ بخت سلطان۔ جری و صفدر و غازی منم
تیغ زن نامم + ز فرزندان حمزہ اسم فرخ بخت سلطانم + ایک جانب سے نعرہ ہاشم تیغزن کا ہوا۔ نعرہ ہاشم۔ منم صفدر و غازی

صف شکن + شجاع وجری ہاشم تیغزن + ایک طرف سے نعرہ بہرام گرد بن خاقان چین کا ہوا۔ نعرۂ بہرام گرد منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین + ایک طرف سے نعرہ داراب شاہ کا ہوا۔ نعرہ داراب شاہ یل نامور شیر دشت وغا + شہنشاہ داراب کشورکشا + ایک طرف سے نعرہ فرامرز عاد مغربی کا ہوا۔ نعرۂ فرامرز عاد مغربی جہان پہلوانم یل نامدار + پسر خواندۂ شاہ اشقر سوار + بمیدان مردی چو رستم نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد + ایک طرف سے نعرہ جمہور جہان سوز کا ہوا۔ نعرۂ شہزادۂ جمہور نامم شدہ در سایۂ جوانان تہمتن جمہور جہانسوز شہنشاہ تیغزن۔ ایک طرف نعرہ پہلوان قہرش بن عنطر سوکیاسے طوفانی کا ہوا۔ نعرہ قہرش منم قہرش بن عنطر کہ جرار و دلیرانم + غلام حمزۂ صاحبقران شیر نیستانم + پھر جدا جدا نعرے پر نعرے ہوتے چلے گئے جو سردار اور لشکری دروازے مین قلعہ سبائل کے داخل ہوا نعرہ کرتا ہوا اللہ اکبر کرتا ہوا شمشیر بکف نیمچے بزن بزن کرتے ہوئے درانہ غول کے غول غٹ کے غٹ قلعہ مین ھنسے بعد اُسکے غول بیچ مین بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیمقام نعرہ کرتے ہوئے شمشیر آبدار تولے ہوئے پہونچے نعرۂ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شاہان فریدون حشم + بہار گلستان کاؤس وجم + چراغ شبستان صاحبقران فروزندہ تاج وتخت کیان + منم سعد فرزند قباد شاہ + شہنشاہ اسلام عالم پناہ + اب قلعہ مین تلوار چلنے لگی ہنگامہ محشر برپا ہوا سرداران نامی نامواران نے لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے باندھ دیے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے راستے بند ہو گئین کسی کی مجال نہ تھی کہ غازیون بہادرون کے منھ چڑھتا ایک ہلچل تمام قلعہ مین مچی ہوئی تھی لوگ بھاگ بھاگ کر گھرون مین چھپتے تھے کہین گوشۂ امن وامان کسیکو نہ ملتا اکثر آدمیون کی یہ ضرورت تھی کہ اپنے مکانون مین ساز سینگر کے باندھے ہوئے بیٹھے اپنے ناموس کی حفاظت کررہے تھے سرداران لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ جو سامنے آیا قتل کیا جو ذرا بھڑ گیا ایک ہی ہاتھ مین اُسکو چورنگ کیا کسی نے کسیکو نیزے پر چھید کر اُٹھا لیا کسی نے کسی کو گرز مارا کہ تمام استخوان اُسکے از سرتاپا چور ہو گئے کوئی دور سے تیر اجل کا نشانہ ہوا کسی کا جگر و پہلو خنجر سے فگار ہوا باپ کو بیٹے کی خبر نہ تھی بیٹا باپ کو چھوڑ کر بھاگا بھائی بھائی کا ساتھ نہ دیتا تھا۔

اشعار جنگ

لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
کسی پر پڑا نیزۂ جان ستان
کسی کے جو سنگ فلاخن پڑا
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
ہزارون کے لاشے زمین پر گرے
یراق عمودان سے رن بہہ چلا
چقاچاق خنجر سے کانپا فلک
رہے پھر نہ اُس دم کسی کے حواس

تگیرو بزن کی صدا سربسر
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان
وہ مردود گر کر تڑپنے لگا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
ہزارون کے منھ جنگ سے پھر گئے
ہر اک پہلوان خاک مین مل گیا
زمین کو رہا زلزلہ دیر تک
پڑی ایک بھاگڑ ہوا یہ سراس

چمکتے تھے نیزون کے پھل جابجا
کسی کے پڑا سینہ پر آکے تیر
تبر سے کسیکا ہوا سر شگاف
کسی کا کلائی سے ہاتھ اڑ گیا
کوئی ہاتھ پالٹ کا کھا کر گرا
بہا وان پہ دریائے خون اسقدر
روان خون کا دریا ہوا جابجا
ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے

ہوئے طائر تیر اُڑ کر ہوا
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بہ ناف
ہزارون کا منھ جنگ سے پھر گیا
طمانچے کی ضرب اک اُٹھا کر گرا
کہ گھوڑون کے سم ہو گئے تر بتر
کہ سر کٹ گئے جیسے بہ شکل حباب
کہ طائر اُڑے خوف سے

حمزۂ صاحبقران زبان پر کفار کو للکارتے ہین اور تلوارین مار کر دیر دیر نعرہ کرتے ہین شعر منم سرکش لشکر کافران + بہ شمشیر نگون شد سر کافران + برابر چہار طرف سے یہ صدائے تحسین و آفرین کی آتی ہوا ای ناصران دین اسلام مرحبا جزاکم اللہ خیرا تجزی تمنے قلعہ سبائل کو فتح کیا اب کہان کفار بھلا ٹھہر سکتے ہین شعر ترک خنجر دا نگر دون ہردم از چرخ برین + رزم آن سید بگفت آفرین صد آفرین + اُدھر کشتگان نجس و نحس کے واسطے در جہنم مالک نے کھول دیا اُدھر راہ فراریون نے دشت و صحرا کی لی صدہا ڈوب ڈوب کر دریا مین فنا ہو گئے اُس روز قلعہ سبائل تو

اس قیامت کی تلوار چلی دو رنگ خون کی ندیان بہین اور وہ جو دریا ملک سائل مین حائل تھا وہ خون بہہ بہہ کر دریا مین ملگیا
اس غدر مین بھاگڑ کی بدحواسی مین کفارون کی سپرین جو ہاتھ سے گرین معلوم ہوتا تھا کہ کچھوے دریا سے خون کی ندی مین
آگئے ہین اور منھ نکالے بیٹھے ہین تلوارین جو گری پڑی تھین غازی سمجھتے تھے کہ مچھلیان تیر رہی ہین گرز و تبر پر نہنگان دریا کا
شبہہ ہوتا تھا اس عالم اضطراب و بدحواسی مین جو خوفناک ہو کر کفار بھاگے تو ترکش الٹ الٹ کر تیر گرتے گئے وہ اس خون کے
دریا مین سیدھے زمین مین گڑ گئے گویا سبزہ بیگانہ باغبان اجل نے خون کفار سے سینچا تھا یہ دریاے خون کی طغیانی تھی کہ غازی
گھوڑے دوڑا کر کفار پر تلوارین مارتے تھے تمام خون کی چھینٹون سے پوشاک رزم انکی خون افشان ہوگئی تھی ؏ چقاچاق خنجر
بگردون رسید + کہ از باختر خون بجیحون رسید + ادھر عمرو کی یہ کیفیت تھی کہ کھارو ے کا تھان پھاڑ پھاڑ کر بیرقین بنائین جنھین ہر کان
پر جہاجون اور کوٹھیون پر ساہوکارون کی گاڑتا پھرتا تھا جو اہل اسلام مین سے لوٹنے کے ارادے پر آتا تھا وہ ان بیرقون کو دیکھ
پھر جاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہان خواجہ عمرو نے اپنا قبضہ کر لیا دست اندازی اس مقام پر بیجا ہے کسواسطے کہ اگر ہم ایک حبہ لینگے
تو خدا جانے خواجہ سلامت اسکے عوض مین کیا ہمسے لے مرینگے عجب غلغلہ اور تہلکہ او تلاطم تھا ادھر صاحبقران بہ
یاوری اقبال و شوکت و اجلال لڑتے ہوئے تلوارین مارتے ہوئے چلے آتے تھے اور ادھر سے لقاے بے لقا مع اپنے
سردارون کے لڑتا ہوا آتا تھا عین میدان خون ریز مین مقابلہ ہوا صاحبقران سے تلوار چلنے لگی کٹ کٹ کے سر کفار کے گرنے
لگے ایک چشم زدن مین ان سبکو مار کر برابر لقا کے پہونچے اور نعرہ کیا باش او گبر ناہنجار اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا لقا
پکارا او بندہ بے پیر مین صبر کیے ہوے قلعہ مین بیٹھا تھا تو نے یہان بھی چین نہ لینے دیا اب تجھکو شمشیر قدرت سے قتل
کرونگا یہ کہکر تلوار ماری امیر باتوقیر نے تھپکی دی اور ہاتھ اسکا مروڑ کر تلوار چھین لی لقا کچھ دست و پاچہ ہوا تھا کہ
صاحبقران نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اسکو اٹھا لیا اور بجاے سپر ہاتھ مین لیکر کفار سے لڑنے لگے اور کفار چار طرف
سے حمزہ پر ٹوٹے ہوئے تھے ہر بار چاہتے ہین کہ لقا کو چھڑالین مگر قابو نہین پاتے امیر باتوقیر مثل شیر غضبناک کے حملے
کرتے تھے جو سامنے آگیا وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا جسکا سر کٹ کے دھڑ سے گرا اسکے مثل ماہی بے آب کے خون کے دریا مین
تڑپنے لگا ادھر ہاتھ مین حمزہ صاحبقران کے لقاے بے لقا یون تڑپ رہا ہے جیسے پنجہ شہباز مین کوئی طایر شکار ہوکر
پھڑکتا ہو مگر صاحبقران زمان ہاتھ اپنا تانے ہوئے ہین اسکو چھوڑتے نہین یکایک بند کمر لقاے بے لقا کا ٹوٹا اور ضیغم
کے ہاتھ سے روباہ شکار کیا ہوا چھوٹا گرتے ہی زمین پر لوٹتا پوٹتا خاک و خون مین غلطان و پیچان جان بچاکر لرزان و ترسان
بھاگا امیر کشور گیر پھر للکارتے ہوئے جھپٹے ہزارون کفار بیچ مین حائل ہوگئے ادھر انسے تلوار چلنے لگی اور ادھر لقا پر
لقا کو اٹھا کر لے بھاگے بختیارک نے پاس آکر لقا سے کہا کیون خداوند میرا کہنا آپ کو باور نہ ہوا اب بھی غنیمت ہے
کہ تقدیر گریزکی کرو اگر ابکی صاحبقران کے ہاتھ آئے تو زندہ نہ چھوڑینگے فوراً قتل کرینگے لقا نے کہا ای شیطان
درگاہ ستر ہزار برس پیشتر یہی مین نے تقدیر کی تھی پھر ہمراہیون کو اپنے لیکر بھاگا اور دریا کی طرف کا دروازہ کھلوا کر
جہازون پر سوار ہوکر راہی ہوا یہان تین شبانہ روز حکم قتل عام رہا ہزارہا کفار غازیان دیندار نے قتل کر ڈالے آخر جب
بخوبی حمزہ صاحبقران زمان پر ثابت ہوا کہ لقاے بے لقا اس قلعہ مین نہ شہر مین نہ یہان کے گرد و نواح مین ہے
بھگوڑا دم دبا کے بھاگ گیا سگ نجس سے قلعہ خالی ہوگیا اسوقت کفار نے جو وہان باقی رہ گئے تھے اور رعایا وغیرہ نے
دہائی بادشاہ اسلام اور صاحبقران زمان کی دینا شروع کی چار طرف سے الامان الامان کا شور بلند ہوا صاحبقران
نے حکم امان دیا قتل عام موقوف ہوا رؤساے شہر آکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے حاضر ہوے اور سب نے کلمہ توحید
پڑھ کر دین اسلام اختیار کیا مسلمان ہوے نذرین گذرانی صاحبقران نے قیطولون کو لقا کے تڑولا باغ بہشت کا

مال و اسباب اور زر و جواہر عمرو کو دیا تمام لشکر اسلام لوٹ سے قلعہ سبائل کے مالا مال ہو گیا امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران زمان نے تمام سرداران گرامی کو اور افسران نامی کو اور سپہ سالارون کو اور فوج کے سب سوار اور سب پیدلون کو خلعت دیے اور چالیس روز کامل جشن عام کیا اور بڑی خوشی اور مسرت ہر ایک غازی اور دیندار و مجاہد کو فتح ملک سبائل کی حاصل ہوئی۔

اب دو کلمے داستان عجائب نشان شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا اب شراب طلسم
قضا و قدر کا تو سامان دکھا
تجھے حسن بنت العنب کی قسم
وہ بادہ ہو جام دل آویز مین

کہ لکھتا ہون مین فتحیابی کا اسم
پریزاد ہمشکل انسان دکھا
تجھے اپنے عیش و طرب کی قسم
پری دیکھ لون عکس گلریز مین

کوئی جام گلگون پلا ساقیا
سمان وہ دکھا جو کہ نایاب ہو
قسم ہے تجھے بادہ و جام کی
سحر روز و شب لکھوں ہیچ و تاب

عجائب کرشمہ دکھا ساقیا
ذرا خوب جو کبھی نایاب ہو
قسم تجھکو تصویر گلفام کی
کہ ہون جلوہ گر آب مہ آفتاب

اشعار گھرا ہے ابر جو ممکن شراب ہو جائے
تو چاندنی رخ مہ پر نقاب ہو جائے
مسافران عدم چلکے قبر مین ٹھہرو
جو مختصر بھی لکھون تو کتاب ہو جائے
وہ بدنصیب ہون جاؤن اگر مین دریا پر
یقین ہے دل سوزان کباب ہو جائے
بیان کرون عرق آلودہ ابرو انکا جو صنف
ادھر سے بھی ازلی کا جواب ہو جائے

ہمارا دل قدح آفتاب ہو جائے
فراق مین ہون اگر اشکبار دیدۂ تر
روا روی مین ابھی پر تراب ہو جائے
پلک جھپکتے ہی دنیا ہو درہم و برہم
یقین ہے آب مثال سراب ہو جائے
یہ بات کچھ نہین ہے جذب عشق مین تڑپون
تو اور تیغ زبان پر لعاب ہو جائے
بیت نمایند کہ آن عجائب نشان

وہ مہر بام پہ جو محو خواب ہو جائے
پہ جوش آب ہو گردون حباب ہو جائے
اٹھائے ہین جو تمہارے فراق کے صدمے
پھرے جو آنکھ تری انقلاب ہو جائے
فراق ساقی مہوش کی اشتعال کنے
ادھر بھی تو ذرا اضطراب ہو جائے
سوال انکی طرف سے ہے لن ترانی کا
رقم سیاہ کنندہ این بکلک از زبان

سیاحان وادی طلسمات حیرت آیات دشت نوردان میدان عجائبات و غرائبات وحشت سمات داستان طلسم پریزادان کو بطرز نو بیان تحریری سے ناظرین و شائقین کو مسرور کرتے ہین کہ جب شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم فلک جاہ اسباب صاحبقرانی یعنے زرہ داؤدی و تیغہ قمقام وغیرہ زیب جسم انور کرکے برائے طلسم کشائی طلسم پریزادان کی طرف روانہ ہوئے اور سیارہ بن عمرو کو اپنے ہمراہ لیا بعد قطع منازل بیابان و طے مراحل کوہستان صحرائے قضا و قدر مین پہونچے دور سے ایک باغ بہشت نظیر نظر پڑا سیارہ سے کہا کہ چلکر ذرا اس باغ مین آسائش کیجیے پھر طلسم پریزادان کی راہ لیجیے سیارہ بولا بسم اللہ چلیے مگر نہین معلوم یہ باغ کسکا ہے قاسم نے کہا کہ وہان چلکر معلوم ہو جائیگا غرضکہ باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا نہ کوئی حاجب ہے نہ دربان ہے سناٹا باغ مین نمایان ہے جب داخل باغ ہوئے طبیعت کو نہایت شگفتگی غنچۂ دل باغ باغ دیکھا کہ باغ بہشت سر سبز و شاداب ہے ہر ایک غنچہ و گل شاداب ہے پھول ہر رنگ کے کھلے ہوئے ہین اشجار گوناگون کے بار سے نہالہائے تازہ و تر جھوم جھوم کر زمین کا بوسہ لیتے ہین طائران خوش الحان کی زمزمہ سازیان دلکو محو کرتی ہین شہزادہ قاسم سیر چمن لالہ زار کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہین انسان کا نشان نہین سیارہ نے کہا اے شہریار یہ باغ کسی آدمزاد کا نہین معلوم ہوتا یا تو یہان کا مالک کوئی دیو یا پریزاد ہے طلسم سے اسکی بنیاد ہے قاسم نے کہا تم کہتے ہو مجکو بھی عقل سے ایسا ہی دریافت ہوتا ہے غرضکہ خرامان خرامان بارہ دری مین آکر پہونچے دیکھا فرش بہت تکلف کا ہے بیچ مین مسند مرصع کار بچھی ہے چھت پردون سے آراستہ ہے شیشہ آلات بوقلمون لگے ہوئے ہین ایک طرف گنگا جمنی ہے اور ایک سمت سنہری چاندی کی اور ایک جانب جھمجھماتے سونے کا

جواہرات بیش بہا یاقوت ہر سب کے جڑے ہوئے ہیں اور چادرین ریشمی منقش کی زر بندوں سے کسی ہوئی ہیں تکیے
سفید اطلس کے لگے ہوئے ہیں اور نیچے زربفتی پڑے ہوئے ہیں اور ایک سمت جو نظر اٹھا کر دیکھا کچھ خوان
طعام انبر کرنے کے بھرے مہرین کی ہوئی رکھے ہیں ایک سمت کشتیان شراب و کباب کی بھی رکھی ہوئی ہیں ایک طرف
جو شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عالیجاہ نے ملاحظہ فرمایا تو دیکھا آبدار خانہ ہے کہ چاندی سونے کی گھڑونچیان اور
لگن رکھے ہیں انپر کورے کورے گھڑے اور لوٹے مٹی کے آب سرد و خوشگوار سے بھرے ہوئے بھرے گنگا جمنی
انبر ڈھکے ہوئے رکھے ہیں اور گلاس بلور کے تھالی جوڑ رکھے ہیں اور لوٹے چاندی اور سونے کے آب سرد سے
بھرے ہوئے ہاتھ منھ دھونے کے واسطے رکھے ہیں علاوہ ان سب اشیائے نادرہ اور ظروفات بیش بہا کے تمام
اسباب ضروریات آرایش عیش و نشاط مہیا ہے مگر کوئی آدمی کہیں نہیں معلوم ہوتا ہے یہ معرکہ دیکھکر سیارہ بن عمرو
نے شاہزادہ ملک قاسم سے کہا اے شہریار والا تبار بیشک یہ باغ و بارہ دری کسی جن یا پری کی ہے یہ سنکر شاہزادہ
قاسم نے کہا کسی کا ہو ہونے دو ہم تو ایسی ایسی بلاؤن مین مبتلا ہونے کو یہان آئے ہیں ڈر اور خوف کس بات
کا ہے (مثل ہندی) جن ڈھونڈھا تن پائیان گہرے پانی بیٹھ + جو ڈرے ڈوبن کو رہے کنارے بیٹھ
ہ قدم جب عشق مین دھرتے ہین بسم اللہ کرتے ہین + متاع دل کو اپنے فی سبیل اللہ کرتے ہین + یہ فرما کے
شاہزادہ قاسم عالیشان مرکب باد رفتار سے اُترکے اندرون بارہ دری تشریف لائے اور مسند پر تکلف پر گاؤ تکیے سے
لگ کر بیٹھ گئے سیارہ بن عمرو نے شاہزادہ قاسم عالیشان سے دست بستہ عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جا کے خوانہا
طعام کی مہرین توڑ کے کھانا واسطے حضور کے لاؤن قاسم نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا ہے جا کے کھانا لاؤ ہم بھی کھاتے ہیں
تم بھی کھاؤ یہ سنکر سیارہ بن عمرو نے جا کر تمام خوانوں کی مہرین توڑ ڈالین اور مہرین توڑ کر اُن خوانوں مین سے
طرح طرح کے عمدہ عمدہ لذیذ کھانے نکال کر لایا اور سامنے شاہزادہ قاسم کے قاعدے سے دسترخوان بچھا کے
چن دیا شاہزادہ قاسم نے بسم اللہ کہکے کھانا نوش فرمایا آب سرد و خوشگوار پیا اور شکر خدائے عز و جل بجا لائے
بعد فراغت آب و طعام کے سیارہ بن عمرو سے فرمایا کہ اے عیار طرار جاؤ اور میخانہ سے شراب لاؤ سیارہ گیا
اور میخانہ مین سے ایک گلابی شراب کی اور ایک جام بلورین بہت جلد لیکر حاضر ہوا اور دو چار جام شراب کے
لبریز کرکے شاہزادے کو دیے قاسم نے وہ جام شراب سیارہ کے ہاتھ سے لیکر بے تکلف نوش فرمائے
بعد اسکے سیارہ نے کچھ کباب وغیرہ پیشکش کیے وہ بھی شاہزادے نے نوش فرمائے اور اُسی چھپر کھٹ پر آرام فرمایا
سیارہ نے بھی بعد آرام کرنے شاہزادہ قاسم کے کھانا کھایا اور کچھ شراب پی اور برائے محافظت شاہزادہ
والا تبار ملک قاسم عالیوقار صحن بارہ دری مین ٹہلنے لگا اور سیر کرنے لگا چار طرف دیکھتا جاتا تھا یہی خیال تھا کہ
شاید کوئی جن یا دیو پری نظر آئے تیغ ہاتھ مین لیے چار جانب نگران تھا سہ پہر کے وقت شہزادہ قاسم آرام کرکے
چھپر کھٹ پر سے اُٹھے اُٹھکر منھ ہاتھ دھویا وضو کیا سیارہ نے لا کر سجادہ بچھا دیا شاہزادہ عبادت خدا مین مشغول ہوا
بعد عرصہ دراز شاہزادہ قاسم نے نماز پڑھکر فراغت پائی جب وظیفہ شاہزادہ پڑھ چکا سیارہ سے فرمایا کہ اب یہان سے
طلسم پریزادان قریب ہے وہان چلو سیارہ بن عمرو نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ آج کی شب آپ یہین آرام
فرمائیے بوقت صبح طلسم کی طرف چلیے ملک قاسم نے کہا اب تک ہم یہان رہے مگر کوئی صاحب باغ نہ معلوم ہوا کہ اس سے
کچھ حال دریافت کرتے ابھی یہ باتین دونون مین ہو رہی تھین اور دن بھی چار گھڑی باقی رہگیا تھا کہ یکایک ہوا بہت
تیز و تند چلی سیارہ بن عمرو نے شاہزادے سے عرض کیا اے شہریار والا تبار ہوشیار ہو جائیے یہ ہوا نہین ہے یہ آمد

کسی دیو یا پری کی ہوا بھی یہ باتین سیارہ بن عمرو و ملک قاسم مین ہو رہی تھین کہ دیکھا آسمان پر ایک تخت نمودار ہوا جب وہ تخت قریب باغ پہونچا دیکھا کہ ایک پریزاد نہایت حسینہ جمیلہ شکیلہ سر سے پانک دریا سے جواہر مین غوطہ مارے ہوے تخت مرصع نگار پر بصد ناز و ادا جلوہ گر ہی شہزادہ قاسم اُس بت سیمین تن غنچہ دہن گل پیرہن کو دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئے اور محو ہو کے یہ غزل پڑھنا شروع کی۔ غزل

قدرت خدا کی درد سے ہے غمگسار دل
اک دل ہمارے پاس ہے سو خو اشکبار دل
پہونچا وہ کوے یار مین تو رہ گیا یہین
دل کیون دیا اگر نہ دیا اختیار دل
بے یار ہے یہ شکل اُحبا تو یک طرف
سینے کو جانتے ہین ہمارے مزار دل
نخچیر ہے وہی کہ جو کھاے نگہ کا تیر
مدت سے ہے جلال ہمین انتظار دل

پوچھین نہ دل کو صبر و شکیب قرار دل
گردون نے میری خاک سے بھی یہ کیا سلوک
قاصد ہزار جان گرامی نثار دل
اب مین نہ مانون لاکھ بھرین دوستی کا دم
دل مجھکو ناگوار ہے مین ناگوار دل
تیور درست صبح شب ہجر بھی نہین
صیاد ہے وہی کہ جو کھیلے شکار دل

ہر غمزہ اُس حسین کا ہے امیدوار دل
رکھا بنا کے باد صبا کا غبار دل
کہتا ہون تنگ آ کے یہ پروردگار سے
آیا ہے بزم یار سے کیا اعتبار دل
روتے ہین یاد کر دل مردہ کو حشر مین
اللہ رے اضطرار ہوا اس اضطرار دل
کب آ کے دیکھیے دل وارفتہ ہوش مین

شاہزادہ قاسم تو یہ غزل پڑھ رہے ہین اور وہ پریزاد تخت رواں سے اُتر کے بصد ناز و ادا ہمراہ خواصون انیسون جلیسون کے بارہ دری مین آئی دیکھا کہ ایک جوان آفتاب مثال نیر برج حسن و جمال بارہ دری مین مسند جواہر نگار پر جلوہ گر ہے کہ نور حسن و جمال سے تمام بارہ دری روشن و منور ہو رہی ہے دیکھتے ہی شہزادہ قاسم کو وہ پری ہزار جان سے عاشق و شیفتہ ہوئی اور برابر شہزادہ ملک قاسم کے مسند پر آ کر بیٹھ گئی اور بصد ناز یہ مخمس پڑھنے لگی۔ مخمس

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہے | سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہے | سحر سے شور یہی بار بار راہ مین ہے
ہواے دور سے خوشگوار راہ مین ہے | خزان چمن سے ہے جاتی بہار راہ مین ہے

ہزارون گل ہین یہین ایک خار راہ مین ہے | دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہے | غریبو آؤ یہی اب پکار راہ مین ہے
گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہے | بلند آج نہایت غبار راہ مین ہے

ہین اُسکو دیکھ کے بیہوش یوسف و عیسیٰ | خجل ہین روے منور سے اُسکے حور و پری | ابھی سے جان تصدق ہے اُسیہ سرا کی
شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی | ہنوز حسن جوانی پار راہ مین ہے

بشر کو خوب ہے تدبیر اوج پستی مین | رکھے تمیز ثواب و عذاب مستی مین | ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین
عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی مین | نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہے

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہے شرط | رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہے شرط | ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہے شرط
طریق عشق مین ہے دل عصا آہ ہے شرط | کہین چڑھاؤ کسی جا اتار راہ مین ہے

حسین ہین حور ہین خورشید مین تیرے رخسار | ہلال برق ہے اعجاز ہے تری رفتار | چلا تا مرگ سے ہے تو دم بدم ہزار ہزار
جگہ ہے مرحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار | شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہے

نہ فکر کھانے کی ہے اُسکو نہ آب کی خواہش | نہ زینت اُسکی ہے منظور اور نہ آرایش | قدم قدم پہ ہے نیرنگی اُسکی افزایش
سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش | عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہے

یہ راہ سخت ہے اسمین ہزار ہین کھٹکے | یہ مجھسے کہتے ہین جلتے ہین ہمنشین میرے | جواب مین یہی کہتا ہون مین تو اُن سب سے

	نہ رہنما ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے	فقط عنایت پروردگار راہ بین ہی	
کمال دھوپ تیزی دوپہر ہی گری گی	زیادہ اون بھی ہی دوپہر ہی گری گیا	زمین ہی آگ سا ابھی دوپہر ہی گری گی	
	نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گری گی	بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی	

بصد حسن و خوبی اُس ماہ رخسار نے بہ تبسم پھا اور رشک پری خواصین قسم پریزاد سے جو ہر قرائی تھین کچھ بیٹھ گئین و
کچھ دست بستہ سامنے کھڑی ہو گئین اُس پریزاد نے شہزادہ قاسم سے کہا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو ایسے
بیخوف ہو کر پرائے باغ مین چلے آئے اور مزے سے آکر بارہ دری مین عیش کیا اور کھانا کھایا تمکو یہ نہ اندیشہ ہوا
کہ صاحب باغ آکے کیا کہیگا یہ باغ طلسمی ہی یہان پہکا طائر بھی نہین آسکتا انسان کیسا شاہزادۂ قاسم نے کہا
مین نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی کوچک سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان ہون اور نام میرا ملک قاسم ہی مجھے کسی کا
کیا ڈر اور خوف ہی کئی عزیز میرے اس طلسم مین آکر گرفتار ہوئے ہین مین یہان اسواسطے آیا ہون کہ انکو
رہا کرون اور طلسم کو فتح کرون اُس پریزاد نے ہنسکر کہا کہ سبحان اللہ کیا طلسم کو فتح کرنا آسان سمجھے ہو مین تمھاری
بھلائی کے واسطے کہتی ہون کہ ہرگز طلسم مین جانے کا ارادہ نہ کرنا میرے دلمین تمھاری جانب سے محبت پیدا ہوئی
ہی اسلیے دوستانہ سمجھاتی ہون نہین تو مین خود تمکو گرفتار کرتی ملک قاسم نے کہا کہ نام تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ
مجھے دربان پری کہتے ہین قاسم نے کہا ای دربان پری ہم اولاد صاحبقران ہین جس کام کا ارادہ کرتے ہین
اُس سے پھرتے نہین ہین جو کچھ ہو سو ہو مصرع پر سر اولاد آدم ہرچہ آید بگذرد + مین ضرور طلسم مین جاؤنگا بموجب
مضمون شعر ع یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید + دست از طلب ندارم تا کار من برآید + دربان پری گفتگو
قاسم کی سنکر حیران صورت دیکھنے لگی کہا ای عزیز من مجھکو معلوم ہوا کہ تو بالکل جاہل ہی عقل سے بہرہ نہین رکھتا بھلا
یہ تو بتا کہ کسی نے کوئی طلسم بغیر لوح کے بھی فتح کیا ہی جو تو طلسم فتح کریگا ملک قاسم نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالی
ایزدی لوح بھی ہاتھ آجائیگی کوئی نہ کوئی راہ طلسم کشائی کی نکل ہی آئیگی الغرض شاہزادۂ قاسم دربان پری سے
سرگرم اختلاط رہے صبح تک دور بادہ نشاط رہا صبح کو قاسم نے وضو کرکے نماز پڑھی دربان پری سے کہا کہ اب
مین تم سے رخصت ہوتا ہون طلسم مین جانے کا ارادہ مصمم ہی اُسوقت دربان پری نے ایک اسم لکھکر دیا اور کہا کہ تم
باغ سے نکل کر سمت مشرق روانہ ہونا جب تھوڑی دور جاؤگے تو کچھ تصویرین پتھر کی نظر آئینگی اور تمھین آوازین دینگی اپنے
پاس بلائینگی تم ہرگز اُنکی طرف مخاطب نہونا جدھر جاتے ہو چلے جانا جب تم دریاے خون کے کنارے پہونچنا
اُسوقت یہ اسم ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آسمان کیطرف دم کرنا ایک جانور سفید رنگ کا پیدا ہوگا اور وہ تمھارے
سامنے آئیگا اور پوچھیگا کہ کیون مجھے بلایا ہی اور کیا کام ہی تم اُس سے کہنا کہ ای سدرہ پری مین طلسم کشا ہون تو
مجھکو جزیرہ احمر مین بگراس جادو کے پاس پہونچا دے کہ لوح طلسم اُس سے حاصل کرون وہ جانور تمکو وہان
پہونچا دیگا آیندہ بگراس جادو کا مارنا اور لوح حاصل کرنا یہ کام تمھارا ہی اگر لوح تمھارے ہاتھ آگئی تو پھر طلسم فتح
کرنا کچھ مشکل نہین ہی بہت آسان ہی ای عزیز جو حق دوستی کا تھا وہ مین نے ادا کیا جاؤ خدا حافظ و ناصر ہی مگر ہمین
بھولنا نہین یاد رکھنا یہ سنکر قاسم عالیشان دربان پری سے رخصت ہو کر دروازۂ باغ سے نکلکر مشرق کیطرف
چلے آدھ کوس چلے ہونگے کہ ایک آواز آئی ای قاسم ہم اس بلا مین گرفتار ہین درد عشق مین مبتلا ہین جلد آکر مدد
کرو قاسم نے جو نگاہ کی معلوم ہوا کہ عجیل ماہرو پکار رہی ہین قاسم نے قصد کیا تھا کہ اُسکے پاس جائین کہ یارو نے
منع کیا کہ ای شہریار کیا دربان پری کا کہنا آپ بھول گئے قاسم رک گئے اور جسطرف کو جانا تھا چلے ہرچند عجیل پکارا کی

قاسم نے پھر کے بھی نہ دیکھا تھوڑی راہ طی کی ہوگی کہ ایک صدا پیدا ہوئی ای شہزادہ خاور سیارہ تم کیون اس مقام
آفت خیز مین آئے ابھی کچھ نہین گیا ہی خیریت ہی جلد یہان سے پھر جاؤ قاسم نے اب جو دیکھا تو کوئی بیغاری پکار
رہا ہی چاہا کہ قریب جاکر کچھ اس سے گفتگو کرون اور تسلی و تشفی دون کہ مین تمھاری رہائی کو آیا ہون کہ ایک آواز
آئی ای عزیز بیٹے تجھکو تیرے عیار نے آگاہ بھی کیا اور تو نے نہ مانا پھر غافل ہوکے سمت قیدیان طلسم کے چلا خبردار
نہ جانا پچتائیگا یہ سنکر قاسم ٹھہر گئے چہار طرف دیکھا کہ یہ کسنے آواز دی کوئی نظر نہ آیا سیارہ نے کہا آگے چلیے یہان تک
قدم کو نہ روکیے یہ مقام ہولناک ہی اور دربان پری نے بھی آپکو منع کردیا تھا قاسم یہ سنکے آگے بڑھے چند قدم
چلے ہونگے کہ پھر ایک صدائے دردناک پیدا ہوئی کہ ای سیارہ میری خبر لے مین آیا تھا کہ طلسم کو فتح کرکے عجیل دیو کرب
کو چھڑادون مگر خود گرفتار بلا ہوگیا جلدی میری رہائی کی تدبیر کر سیارہ نے دیکھا کہ مہتر قران پکار رہا ہی سیارہ نے
چاہا کہ قران کے پاس جائے قاسم نے کہا ای سیارہ سمجھو تو تو روکتا تھا اور آپ قیدی طلسم کے پاس جاتا ہی مین
ہرگز جانے نہ دونگا سیارہ رک گیا ہر چند قران پکارا کیا سیارہ نے کچھ جواب نہ دیا اور جلدی قدم اٹھا کر قاسم و
سیارہ آگے بڑھ گئے غرضکہ اسیطرح صدائین آیا کین کبھی شور نالہ و فریاد کا بلند ہوتا تھا کہ ہم یہان قید ہین ہمین آکر
چھڑاؤ اور کبھی یہ غل ہوتا تھا کہ تم بھی ہماری طرح گرفتار بلا ہوجاؤ گے یہان سے جلدی چلے جاؤ قاسم و سیارہ
کسی طرف خیال نہ کرتے تھے القصہ آتے آتے کنارے دریاے احمر کے پہونچے دیکھا کہ دریا خون کا جاری ہی موجین
جوش زن ہین بلکہ خون مین ایسی سرخی اور چمک ہی کہ موتی بھی ایسا نہ چمکیگا قاسم کنارے پر دریا کے بیٹھ گئے اور
جو اسم کہ دربان پری نے دیا تھا اسے پڑھنا شروع کیا جب اسم تعداد معین کو پہونچا آسمان کی طرف دم کیا ایک دم
کے بعد ایک جانور سفید رنگ کا آسمان پر سے آیا اور سامنے قاسم کے آکر بیٹھ گیا اور آنکھ ملاکر کہا کیون مجھے طلب
کیا ہی قاسم نے کہا ای سیارہ پری مین طلسم کشا ہون مجھے تم جزیرہ احمر مین بکراس جادو کے پاس پہونچا دو
اسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ دربان پری تیری خیر خواہ ہوئی آؤ میری پشت پر سوار ہو مین لیچلون پھر قاسم نے سیارہ
کو مرکب اپنا دیا اور کہا ای سیارہ تم شہر سر خیوستان مین جاکر ٹھہرو ہم بھی طلسم کو فتح کرکے آئینگے سیارہ تو گھوڑا لیکر ادھر کو روانہ
ہوا اور قاسم اس جانور سفید رنگ پر سوار ہوئے یہ معلوم ہوا کہ جیسے ہودج مین بیٹھا ہون غرضکہ وہ جانور قاسم کو لیکر اڑا
یہانتک بلند ہوا کہ آسمان کے قریب پہونچ گیا ہوا کی تیزی سے آنکھین قاسم کی بند ہوگئین بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی ای شخص تو جزیرہ احمر مین آپہونچا ہوشیار ہو قاسم نے آنکھ کھولی دیکھا تو تمام جزیرہ سرخ ہورہا ہی زمین و آسمان
درخت و گیاہ سب سرخ ہین قاسم اس جانور کی پشت سے نیچے اترے وہ جانور تو اڑکر چلا گیا قاسم اندر جزیرہ احمر کے
داخل ہوے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک جادوگر کو دیکھا جسم اسکا برنگ لعل احمر سرخ ہی اور شعلے آگ کے بدن
سے نکل رہے ہین اور ایک درخت یاقوت نگار پر بیٹھا ہوا ہی جملہ اسباب سحر پاس اسکے رکھا ہوا اور ایک لوح مدور مانند
قرص قمر گلے مین اسکے پڑی ہوا اور چمک اسکی مثل آفتاب درخشان کے ایسی ہی کہ نظر نہین ٹھہرتی اور برابر وہ سحر خوانی
مین مصروف ہی قاسم اسکی پشت کی طرف سے چلا کہ قریب پہونچکر ٹوکتے ہی تلوار مارون پس نزدیک اسکے پہونچتے ہی
نعرہ کیا ہاش او بکراس جادو نا ہنجار منم طلسم کشا نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ملک قاسم ذیشان
ہوشیار ہو کہ مین تجھسے لوح طلسمی لینے کو آیا ہون یہ آواز جو کان مین بکراس جادو بدخو کینہ جو کے پہونچی گھبراکے پیچھے پھر کر
دیکھا ایک جوان رعنا حسین خوبصورت قوی ہیکل قوی بازو پاس کھڑا ہوا للکار رہا ہی بکراس جادو نے فورا گچھے
سرسون اور ماش کے اٹھائے کہ اسم سحر پڑھکر مارے ملک قاسم نے پھرتی سے تیغ قمقام کھینچکر ایک ہاتھ مارا

مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوکر گرا ایک شور و غل برپا ہوا کہ بکرا اس جادو مارا گیا چار طرف اندھیری چھا گئی آندھی
چلنے لگی قاسم نے جلدی سے پہلے لوح طلسمی اسکے گلے سے اُتار لی جس وقت وہ سب طوفان برطرف ہوا آواز آئی کشتی
مرا نام من بکرا اہل جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم قاسم نے سجدۂ شکر پروردگار بشارت آثار کیا اور
بسم اللہ کہکے لوح طلسمی کو دیکھا بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لکھا ہے ای طلسم کشا اگر قسمت تیری یاوری کرے اور لوح
تیرے ہاتھ لگے یہ اسم جو حاشیۂ لوح پر لکھا ہے تو اسے پڑھکر دریا پر دم کر ایک نہنگ سیاہ رنگ دریا سے سر اپنا باہر کریگا
اور تیری طرف دیکھکر منھ پھیلائیگا تو اس اسم کو پڑھتا ہوا اسکے منھ مین کود پڑنا پھر تو جہان جاے اور کچھ تجھکو نظر آئے
بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کرنا قاسم موافق لوح طلسمی کے عمل مین لائے جیسے نہنگ نے سر اپنا دریا سے نکالکر منھ
پھیلایا قاسم وہ اسم پڑھتے ہوئے اسکے منھ مین کود پڑے بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے تئین
اُس مقام پر پایا جہان وہ پتھر کی تصویرین تھین اور قاسم و سیارہ کو صدائین دے رہی تھین خیال مین گذرا کہ چلکر
پہلے عجیل ماہرو کو رہا کیا چاہیے کہ ایک طرف سے ایک اژدرِ آتش فشان نمودار ہوا اور قاسم پر دوڑا قاسم نے
وہین لوح کو دیکھکر وہی اسم تیغ بر مقام پر دم کرکے اس اژدہے کو ہاتھ مارا کہ اُس اژدہے کے دو ٹکڑے ہوے ایک
شور و غل بلند ہوا اندھیرا چھا گیا بعد رفع ہونے تلاطم کے ایک آواز آئی کشتی مرا نام من گنجور جادو بود افسوس
مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم جب بالکل روشنی ہوئی قاسم نے دیکھا کہ مین ایک شہر کے دروازے پر کھڑا ہون
بسم اللہ کہکر شہر مین داخل ہوئے دیکھا کہ تمام اہل شہر پریزاد ہین مگر قاسم کو جسنے دیکھا سلام کیا قاسم کسی کی جانب
مخاطب نہوے سیر کرتے ہوئے بازارون کی چلے جاتے تھے یہانتک کہ ایک قصر کے برابر پہونچے لوح کو دیکھکر اندر اس
قصر کے داخل ہوئے دیکھا کہ ایک باغ نہایت سبز و شاداب ثانی باغ بہشت ہر گلہاے رنگارنگ شگفتہ ہین طائر
خوش الحان چہک رہے ہین نہرین سلسبیل کے مانند جاری ہین اور چار طرف پریزادان طلعت کا ہجوم ہے تمام ساز
راگ رنگ کے بج رہے ہین گانا ہو رہا ہے ایک سمت عجیل ماہرو اور لعل افروز پری غل و زنجیر مین گرفتار ہین عجیل ماہرو
کی جو نگاہ شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم فلک جاہ پر پڑی پکارے ای قاسم ہم یہان اسیر ہین قاسم نے کہا اژدہے کو تو
مار چکا عجیل نے کہا وہ گنجور جادو تھا مین اُسکی بہن کی قید مین گرفتار ہون قاسم پکارے مین ابھی آپکو رہا کرتا ہون
عجیل نے کہا ای قاسم یہ زنجیرین نہین ہین مار سحر میرے بدن مین لپٹے ہین بغیر اس ساحرہ کے قتل کیے ہوے یہ قید
میری دور نہوگی یہ ذکر تھا کہ ایک آواز آئی ای شہریار وہ چھوٹ جائینگے آپ ادھر آئیے کہ مین کمال مشتاق ہون قاسم
نے پھر کر دیکھا کہ ایک پریزاد مہر جمال ماہ تمثال گلابی جوڑا پہنے ہوئے سراپا غرق جواہر کھڑی بلا رہی ہے قاسم دیکھتے ہی شیدا
مائل ہوگئے اور اُسکی طرف چلے جب قریب پہونچے اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور ایک قصر عالیشان مین لاکر مسند جواہر نگار پر بٹھایا
اور اسباب دعوت مہیا کیا گائین آکر موجود ہوئین گانا ہونے لگا قاسم نے اُس پریزاد سے پوچھا کہ تم کون ہو تمنے
کہا مین بیٹی ہون بادشاہ طلسم کی اور جب سے تم اس طلسم مین آئے ہو مین جمال جہان آرا دیکھکر تم پر عاشق ہوئی ہون
مین دعائین مانگتی تھی کہ جلد تمسے ملاقات ہو جب تم یہان وارد ہوئے آرزو میری بر آئی یہ کہکر جام پیشکش کیا اُسوقت نگاہ
قاسم کی لوح پر جا پڑی دیکھا اُسکو تو اُسمین لکھا تھا ای طلسم کشا یہ پریزاد نہین ہے گنجور جادو کی بہن ہے مکارہ جادو اسکا
نام ہے خبردار اسکے ہاتھ سے جام شراب نہ پینا اگر یہ جام تونے پیا تو تمام بدن مین آگ لگ جائیگی ایک دم مین جلکر خاک ہو جائیگا
بہتر یہ ہے جام شراب اسکے ہاتھ سے لیکر اور یہ اسم اُسپر دم کرکے اسی پر پھینک مار کہ یہ خود جلکر خاک سیاہ ہو جائیگی قاسم نے اُسوقت
جام شراب اُسکے ہاتھ سے لیکر اُسی پر مارا تمام بدن مین اُسکے آگ لگ گئی اور ایک دم بھر مین جل بھن کے خاک ہوگئی جو

اسکے قریب آیا کہ آگ بجھا کر اسکو بچالے وہ بھی جل گیا ایک شور و غل اٹھا آندھی سیاہ چلنے لگی تاریکی ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد
آواز آئی کشتی مرا نام من مکارہ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم جب وہ تاریکی برطرف ہوئی ایک
میدان لق و دق نظر آیا اور ایک احاطہ سامنے ہے قاسم بحکم لوح اندر اُس احاطہ کے گئے دیکھا کہ چار چمن شگفتہ ہین گلہائے رنگارنگ
کھلے ہوئے ہین طیور چہکتے ہین نہرین جاری ہین اور ایک طرف کرب غازی غل و زنجیر مین گرفتار کھڑے ہوئے ہین قاسم نے
کہا اے کرب غازی مین عنایت الٰہی سے طلسم فتح کرچکا ہون تمھین چھڑائے لیتا ہون کرب غازی نے کہا اے شہریار مین فرقوت
جادو کی قید مین ہون اور یہ زنجیرین نہین ہین سانپ سحر کے میرے بدن سے لپٹے ہوئے ہین ابھی قاسم کرب غازی سے کھڑے
باتین کر رہے تھے کہ ایکطرف سے ایک مرد پیر سیب بہت خوشرنگ ہاتھ مین لیے ہوئے اور ہمراہ اُسکے چند آدمی ڈالیان میوون کی
لیے ہوئے ہین اور وہ اسی طرف چلا آتا ہے قریب آکر قاسم کو سلام کیا اور وہ سیب ہاتھون پر رکھکر نذر دیا اور کہا کہ دیکھیے کیا اسکی بو اس ہے
نوش فرمائیے کہ ایسا سیب آپ نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ کھایا ہوگا قاسم نے اُسکے ہاتھ سے سیب لیکر کہا کہ مین بھوکا بھی ہون مگر خیال
مین گذرا کہ لوح کو پہلے دیکھ لیجیے اُدھر سے منھ پھیر کر مطالعۂ لوح مین مصروف ہوے لکھا تھا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہی فرقوت جادو
ہے خبردار یہ سیب نہ کھانا اور جو کھا لیا تو شکم مین آگ لگ جائیگی اور تڑپ کر مرجاؤ گے اب اسی سیب پر یہ اسم لوح دم کرکے
مارو کہ یہ ابھی تڑپ کر مرجائیگا اور جب جادوگر تجھکو پکڑنے یا مارنے کو دوڑین یہ جو حوض سامنے ہے اس مین کود پڑنا قاسم نے بموجب لوح
طلسمی اُسپر وہی سیب کھینچکر مارا اور اُسی حوض مین کود پڑے شور و غل کی آواز کانون مین آنے لگی جب پاؤن جاکر زمین پر ٹکے دیکھا نہ وہ
احاطہ ہے نہ مرد پیر ہے نہ کرب غازی ہے ایک صفاچٹ میدان ہے مگر سامنے ایک مکان اور نظر آیا بحکم لوح اُس مکان مین داخل ہوئے
دیکھا کہ مہتر قران اسمین قید ہے شہزادہ قاسم کو دیکھکر پکارا اے شہریار یہان سے چلے جائیے کہ دیو رضوان آتا ہوگا وہ بلائے درمان
اور آفت جہان ہے قاسم نے کہا اے قران مین تمام طلسم کو توڑ چکا ہون اور ساحرون کو مار لیا ہے تم گھبراؤ نہین اب رضوان دیو نابکار کو
مارونگا قاسم قران سے یہ باتین کر رہے تھے کہ نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ او مفسد یہان بھی تو آیا اگر ہزار جانین تیرے ساتھ آئی ہونگی
تو ایک کو بھی سلامت نہ چھوڑونگا قاسم نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو ہزار گز کا قد نہایت مہیب چلا آتا ہے قاسم اُس دیو کی طرف خود
بڑھے اُس دیو نے برابر قاسم کے پہونچکر دار شمشاد ماری قاسم نے خالی دی کہ دار شمشاد زمین مین درآئی خاک زمین کی بہت
سی اُڑی قاسم نے لوح کو دیکھا اور حسب حاشیۂ لوح تیغ قمقام برہم کرکے جیسے ہی وہ دیو جھک کر دار شمشاد زمین سے نکالنے لگا
ایک ہاتھ قاسم نے کمر پر اُسکی مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر وہ دیو زمین پر گرا دنیا تیرہ و تار ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین آندھی کالی
اُٹھی ہوائے تند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من رضوان جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب
خود نرسیدیم روشنی جو ہوئی دیکھا کہ ایک اژدر آتش فشان چلا آتا ہے شہزادہ قاسم بموجب حکم لوح طلسمی اُسکے منھ مین کود پڑے
آنکھ جو کھلی اپنے تئین ایک میدان مین پایا اور ایک میل عظیم الشان نظر آیا قاسم نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا یہ اسم
دم کرکے میل کو اُکھاڑ تو اُس مین ایک مہرہ نقب کا پیدا ہوگا تو اُس نقب مین داخل ہونا کہ دوسرا دہنہ نقب کا قلعۂ طلسمی کے سامنے
ہے قاسم نے اسم لوح دم کرکے میل کو اُکھاڑا مہرہ نقب کا دیکھا قاسم داخل نقب ہوے بعد تھوڑی دیر کے نقب سے دوسری
طرف باہر نکلے دیکھا کہ سامنے قلعہ فولاد تاب کا ہے یہ کھڑے ہوکر قلعے کو دیکھنے لگے کہ فوج ساحرون کی قلعہ سے باہر آئی بادشاہ طلسم
تخت پر سوار تھا قاسم پر تمام ساحران نے یورش کی قاسم نے اسم لوح پڑھکر لوح سے ایک دائرہ کھینچا اور اُسمین بیٹھ گئے تمام ساحر
چار طرف سے سحر کر رہے تھے مگر کسیکا سحر قاسم پر تاثیر نہ کرتا تھا جسوقت ساحر سحر کرکے تھک گئے قاسم تیغ قمقام میان سے
کھینچکر ساحرون پر گرے طرفۃ العین مین لاش پر لاش گرادی کشتون کے ڈھیر کردیے دریائے خون جاری ہوگیا قاسم ضیغمانہ
جنگ کرتے ہوئے برابر بادشاہ طلسم کے پہونچے وہ اژدہا بنکر قاسم کیطرف جھپٹا شہزادہ قاسم نے عکس لوح کا جو اُسپر ڈالا وہ بعجلت

اصلی ہو گیا ملک قاسم نے فرمایا او نابہنجار ذرا اپنی صورت تو دیکھ اُس بادشاہ طلسم نے دیکھا کہ ردسحر ہو گیا ہوش اُڑ گئے چاہا اُسنے کہ بزور سحر پر پرواز پیدا کرکے ہوا کے آسمان ہون اُڑکر بھاگ جاؤن کہ شہزادہ قاسم نے نعرہ کیا کہ باش او گبر نابہنجار ساحر نابکار مین آپہونچا اور جلدی سے ایک ہاتھ تیغہ قمقام قضا صمصام کا مارا کہ اُس سگ ناپاک کے دو ٹکڑے ہوگئے پھر تمام ساحرون کو بڑھکر للکارا کہ اسی مین بہتری ہے کہ تم سب اگر میری اطاعت کرو سبھون نے امان طلب کی اور کہا ہم سب آپکے مطیع و فرمانبردار ہین کہ اُس اثنا مین دربان پری اور سدرہ پری دونون آئین اور شہزادہ ملک قاسم کو سلام کیا اور مبارکباد فتح طلسم کی دی شہزادہ قاسم پریون سے باتین کر رہے تھے کہ ایک طرف سے ایک بادشاہ مع لشکر تخت پر سوار بڑے جاہ و جلال سے نمایان ہوا قاسم نے اُن پریون سے پوچھا یہ کون ہے سدرہ پری اور دربان پری نے کہا کہ بیابان قضا و قدر کا بادشاہ ہے اور ملک صاعقہ اسکا نام ہے ابھی وہ بادشاہ شہزادہ قاسم کے قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک بادشاہ اور نمودار ہوا کہ اُسکے ساتھ بھی فوج کثیر تھی شہزادہ قاسم نے کہا یہ کون ہے دربان پری نے کہا کہ یہ ملک مرجان سرخ پوش شہر مرجانیہ کا بادشاہ ہے غرض پہلے ملک صاعقہ نے شہزادہ قاسم کی ملازمت حاصل کی پھر ملک مرجان آکر قدمبوس ہوا بعد اُسکے سدرہ پری اور دربان پری شہزادے کو قلعہ طلسمی مین لائی تمام اہل قلعہ نے قاسم کو دیکھا ہر ایک قدمبوس ہوا شہزادہ قاسم ایوان شاہی مین آئے دربان پری کو خلعت بادشاہی دیکر تخت پر بٹھایا اور فرمایا کہ عجیل ماہرو اور کرب غازی اور مہتر قران حبشی عیار کو جلد بلواؤ اُسیوقت اہل طلسم ساکنان قلعہ تینون کو ہمراہ لائے شہزادہ قاسم نے عجیل ماہرو اور کرب غازی کی تعظیم کی اور بڑے اعزاز و اکرام سے بٹھایا اور سب مال طلسمی نکلوایا وہان ایک خزانہ بہت بڑا نکلا قاسم بہت خوش ہوئے بعد اُسکے دربان پری سے عقد کیا شب زفاف ہمبستری ہوئی بوس و کنار ہونے لگا دونون شراب وصل سے سیراب ہوئے اُسکے بعد سدرہ پری کو دربان پری کا وزیر کیا اور گنج و مال طلسمی سب دربان پری کے سپرد کیا بعد چندے کے پھر اُس سے رخصت ہو کر ملک صاعقہ کے ساتھ شہر قضا و قدر مین آئے اور عجیل ماہرو کا لعل افروز سے عقد کیا عجیل ماہرو اُسکے وصل سے کامیاب ہوئے صدف آرزو کو گوہر مراد ملا خورشید تابان برج حمل مین جلوہ افروز ہوا یعنے لعل افروز پری اُسی شب کو عجیل ماہرو سے بہرہ اندوز ہو کر حاملہ ہو گئی اور بعد مدت حمل کے شہزادہ پیدا ہوا کہ نام اُسکا سلیمان ثانی ہے اور خلاصہ حال آخر ایرج نامہ مین تحریر کیا جائیگا بعد اُسکے شہزادہ قاسم شہر مرجانیہ مین آئے اور عقد کرب غازی ساتھ ملکہ حمرانہ سرخ پوش کے کر دیا اور تمام شہر مرجانیہ کو اسلام آباد کیا پھر کرب غازی کو تو وہین چھوڑا اور عجیل ماہرو کو شہر قضا و قدر مین رہنے دیا آپ بصد جاہ و حشم مہتر قران حبشی کو ہمراہ لیکر خدمت بابرکت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران زمان مین وارد ہوئے

دو کلمے داستان مذلت نشان لقاے بے بقا کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادۂ دلفریب — کہ باقی نہین اب تو صبر و شکیب
ارے غدر کیا ہی میخانے مین — تلاطم ہے مو کو بھی پیمانے مین
یہ کیا ہو گیا کیسی بھگدڑ مچی — شکست آج کس نے ہے تجھکو دی
مین سمجھا کہو یا نہ مجھسے کہو — وہی صاحب اسم اعظم ہے جو
بہادر ہو اور صاحب عز و شان — لقب جس جری کا ہے صاحبقران
کیا اُسنے میخانہ دم مین تباہ — ملی بھاگنے کی نہ ساقی کو راہ
سحر زور اُس مین خداداد ہے — بہادر ہے کافر کا جلاد ہے

تحریر حالات لقا پرستان ذلیل و خوار و فراریان کفار نابکار کے

لکھتے ہین کہ جب وہ گبر نابہنجار لقاے بے بقا ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران زمان کے شکست فاش کھا کر دروازہ پشت قلعہ سے نکل کر مع اپنے پرستارون کے جہازون پر سوار ہو کر دریا کی راہ سے فراری ہوا بعد چند روز کے ملک زرائیل کے قریب پہونچا جہاز کنارے دریا کے لگائے لنگر جہازون کا ہو گیا وہان سے زرائیل بہت قریب تھا لشکر جہازون سے اُترا خیمے استادہ ہوئے لقاے بے لقا مع سردارون کے بارگاہ مین داخل ہوا دل ٹھکانے لگا خاطر جمع ہوئی کہ غازیان دیندار اور شجاعان ضیغم شکار کے ہاتھون سے جان بچی صحیح و سلامت زرائیل مین آگیا جب بادشاہ شہر زرائیل کو خبر ہوئی کہ نام اُس بادشاہ کا گیر تنگ شاہ زرائیلی ہے

اور پیغمبر نامرسل لقاے بے بقا مشہور ہی یعنے خداے باختر ہاتھ سے خدا پرستان کے شکست کھاکر یہان بھاگ آئے ہین اور کنارے دریا کے خیمے استادکراکے اُترے ہین گیرنگ شاہ کو یقین نہ آیا سنتے نسیم اپنے عیار کو بلاکر کہا تو جاکر خبر لا لوگ کہتے ہین کہ خداے باختر شکست کھاکر بھاگ آئے ہین نسیم عیار فوراً دریافت کرکے آیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور واقعی سچ ہے زمرد شاہ باختری خداوند لقا خداپرستون کے ہاتھ سے شکست کھاکر بھاگے یہان آکر جاے پناہ لی ہی بلکہ خشکی کی راہ بسبب لشکر اسلام کے نہین اختیار کی جہازون پر سوار ہوکر دریا کے راستہ سے آئے گیرنگ شاہ نے کہا ای نسیم سچ کہتا ہی نسیم عیار نے عرض کیا اگر جھوٹھ ہو تو جو چاہے سزا دیجیے یہ ذکر تھا کہ پرچہ اخبار اسی مضمون کا گذرا گیرنگ شاہ نے پرچہ اخبار پڑھا اور اسی وقت استقبال کیواسطے روانہ ہوا اور خدمت خداوند لقا مین آکر ملازمت حاصل کی اور اپنے ساتھ لیکر مع فوج لقاے بے بقا کو وہان سے چلا بعد کئی دن کے داخل شہر زرائل ہوا تمام شہر مین دھوم ہوئی کہ زمرد شاہ باختری شہر زرائل مین آیا تمام عالم اُسکا دیدار نامبارک دیکھنے کو چلا جسنے روے نحس اُس کا فرکا دیکھا لعنت کی گیرنگ لقا کو ہمراہ لیے ہوئے داخل ایوان شاہی ہوا لقا کو تخت شاہی پر بٹھایا آپ تخت پیغمبری پر بیٹھا بڑے دھوم سے لقا کی دعوت وضیافت کی تین روز تک جشن تمام شہر مین ہا ناچ اور راگ رنگ کی صحبت رہی بعد اُسکے گیرنگ شاہ نے پوچھا کہ یا خداوند کیا سبب ہوا کہ ملک سبائل چھوڑکر آپ یہان تشریف لائے لقاے بے لقا یہ سنکر رو دیا اور کہا ای گیرنگ شاہ مین نے کچھ بندے عالم مستی وخواب مین پیدا کیے تھے اور اُنکی تقدیرین کرنا بھول گیا تھا اُنکے ہاتھ سے شکست کھاکر یہان آیا اب اس مقام پر اطمینان سے خوب تقدیرین کرونگا اور اُن سب کو غارت کرونگا اور اُن بندگان خوابی کے حال سے میرا شیطان درگاہ خوب واقف ہی اس سے سب کیفیت بندگان خوابی کی پوچھ لو گیرنگ شاہ نے ایک مرد مضحک وضع کو دیکھا اور ہنسکر کہا ای ملک جی کچھ حال بیان کرو وہ کون لوگ ہین بختیارک نے کہا ای بادشاہ گیرنگ شاہ واے پیغمبر نامرسل خداے باختر آگاہ ہو کہ ایک فرقہ بندون کا ہی کہ وہ آسمان کے خداے نادیدہ کو مانتا ہی اور سواے اُسکے دوسو خداوندون کو پوچ اور ہیچ بلکہ بالکل باطل جانتا ہی خلاصہ یہ کہ بختیارک نے ازابتدا تا انتہا بناے فساد اور کیفیت جنگ وجدال سب بیان کی کہ خداوندی بیٹیون کو یون چھین لیا اور خداوند کو اسطرح ذلت وخواری سے شکست دیکر نکال دیا یہ سب کہکر بیان کیا کہ ای بادشاہ آج تک کوئی ایسا نہین پیدا ہوا کہ اُنپر غالب آتا گیرنگ شاہ نے یہ سب حال سنکر کہا ملک جی یہان اگر خداپرست آئینگے تو زندہ بچکر نہ جائینگے مین ابھی نامہ لکھتا ہون اور طہماس بن عنقول دیو پردر کو بلواتا ہون کہ وہ ستون بارگاہ خداوندی ہی کسواسطے کہ وہ بڑا زبردست ہی بہرام فلک بھی اُس سے اگر سامنا کرے تو عہدہ برآنہو سکے وہ کسی خداپرست کو زندہ نہ چھوڑیگا بعد اُسکے بتایا کہ وہ طہماس کا شاگرد ہی نام اُسکا مزربان بن گیرنگ شاہ ہی وہ سب کا استیصال کریگا بختیارک نے کہا ای گیرنگ شاہ مثل مشہور ہی مثل اندھا جب دو آنکھین پائے تو کیا چاہے ہم تو یہی چاہتے ہین کہ کوئی ایسا پیدا ہو کہ اس فرقہ خداپرستان کو خاک مین ملائے اب تم جلد نامہ لکھکر ستون قدرت کو بلاؤ —
گیرنگ شاہ نے پہلے نامہ اپنے بیٹے کو لکھا کہ ای فرزند ارجمند لقا خداے باختر ہاتھ سے فرقۂ خداپرستان کے شکست کھاکر یہان آیا ہی اور دشمن اُسکے تعاقب مین آتے ہونگے تمھین لازم ہی کہ جلد تم اپنے تئین یہان پہونچاؤ اور دشمنان خداوند کو قتل کرکے پھر خداوند کو لے چلکر قیطول خدائی پر بٹھاؤ بڑی ناموری تمھارے واسطے ہوگی گیرنگ شاہ نے یہ نامہ لکھکر نسیم عیار کو لیے دیا وہ اُسی وقت نامہ لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے دوسرا نامہ طہماس کو لکھا اُس نامے کا یہ مضمون تھا کہ ای ہیر بیشۂ کلنگان صف شکن سامطور گران ستون قدرت خداوند لقا طہماس بن عنقول دیو پرور آگاہ ہو کہ خداوند نے فرقۂ خداپرستان کی دست کرد سے نہایت تنگ آکر اور شکست فاش لشکر اسلام سے کھاکر اور حکومت ملک سبائل کی ترک کرکے شہر زرائل مین داخل ہوکے سکونت اختیار کی ہی اب عجب نہین کہ وہ فرقۂ خداپرستان یہان بھی آئے اور خداوند لقا کو ستائے ایسا نہو کہ خداوند لقا یہان سے بھی عاجز

و بیزار ہو کر کہین اور چلے جائین لہذا تمکو لکھا جاتا ہی کہ تم اس نامہ کے دیکھتے ہی فوراً یہان چلے آؤ اور خداوند لقا کی مدد کرو اور ان خدا پرستون کا استیصال کرو کہ موجب خوشنودی زمرد شاہ باختری خداوند لقا ہو گیرنگ شاہ نے یہ نامہ ملفوف کیے وسواس عیار کے ہاتھ طہماس کے پاس نوشاباد بیشہ کلنگان کو روانہ کیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ گیرنگ شاہ نے پہلے نامہ اپنے بیٹے مرزبان کو لکھا ہی لہذا اول اسکا حال بیان کیا جاتا ہی کہ جب تسنیم عیار شل باد تند کے نامہ لیکر خدمت مرزبان بن گیرنگ مین پہونچا مرزبان بن گیرنگ نے بسبب قربت طہماس نے اُستاد کے قریب نوشاباد بیشہ کلنگان کے ایک بیشہ نہایت سرسبز و شاداب تھا اُسمین ایک باغ روح افزا اور عمارت دلکش بنائی تھی اور اُسمین بصد خرمی و شادی رہا کرتا ہی تسنیم عیار شل باد خزان طرارے بھرتا ہوا گیرنگ شاہ کا نامہ لیکر اُسی باغ مین آیا مرزبان بن گیرنگ کو سلام کر کے نامہ دیا اور زبانی بیان کیا کہ خداوند لقا بد حواس و پریشان ہو کر خدا پرستون سے چھپ کر آئے ہین گیرنگ شاہ نے ایک نامہ آپکو لکھا ہی اور ایک نامہ طہماس بن عنقویل دیو پرور کو بھی لکھا ہی مرزبان نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور اپنے دل مین کہا اگر طہماس پہلے پہونچ گیا تو اُسی کا نام ہوگا کہ طہماس نے خدا پرستون کو قتل کیا بہتر یہ ہی کہ قبل طہماس کے پہونچنے کے اپنے تئین ملک زرائیل مین پہونچاؤ اور خدا پرستون کا استیصال کر کے تیری ناموری ہو بس یہ دل مین خیال کر کے جنگی فوج ساتھ لیکر اُسیوقت ملک زرائیل کیطرف روانہ ہوا اور جب قریب شہر زرائیل کے پہونچا اُدھر سے سرداران لقا اور برادران مرزبان بن گیرنگ شاہ استقبال کے واسطے آئے اور ساتھ اپنے خدمت مین لقا کی لیگئے مرزبان نے گیرنگ شاہ کو سلام کیا اور لقا بے لقا کو سجدہ کر کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا لقا نے دست نجس اپنا پشت پر مرزبان کی پھیر کر خلعت دیا مرزبان بن گیرنگ دنگل شوکت پر آ کر بیٹھا اور حال خدا پرستون کا دریافت کیا بختیارک نے سب کیفیت مرزبان سے بیان کی مرزبان نے لقا سے کہا یا خداوند خدا پرستون کو آنے دیجیے کہان جائینگے میرے ہاتھ سے اگر ایک ایک کو چن چن کے تہ تیغ نہ کرون تو نام اپنا مرزبان بن گیرنگ شاہ نہ رکھا لقا یہ تقریر مرزبان کی سُنکر بہت خوش ہوا اور بختیارک نے بھی مرزبان کی دلیری اور بہادری کو سُنکر پسند کیا کہا کیا عجب ہی کہ اس سے کچھ کار جنگ آزمائی بن پڑے کیونکہ جوان اچھا ہی اور بہت قوی ہیکل ہی اب اس مقام پر ان سب کا فرون کو مع لقا بے لقا عیش و عشرت مین مشغول رکھکر چھوڑ دینا چاہیے

اور حال حمزہ صاحبقران زمان اور لشکر اسلام کا بیان سنیے

دو کلمے تو داستان شوکت و نصرت نشان امیر گیتی ستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کے بعد ع و شان بیان کیے جاتے ہین - ساقی نامہ

دو دے ساقیا ہے جو جس کی امنگ | کہ نزدیک ہو ساعت نام و ننگ
فراری کی ہو غازیون کو تلاش | گئے ہین کہان بھاگ کر بد معاش
ارادہ ہو جائین تعاقب کنان | وہان بھی نہ دین دشمنون کو امان
ہیے سیل خونخوار ہون شل جبال | نہ کر دیر جلد لا جلد دے شراب
چمک برق شمشیر کی ہو عیان | نظر آئے ہر جام مین خون فشان
شجاعت کا زور جوش اب جوش پر | تو کیون ساقیا ایسا بیہوش ہے
علم کر سحر تیغ کلک رسا | طبیعت کا جوش و خروش دیکھ
غزل کیا رنگین ہون طلبگار ہے | مستون کو جوش جنون کا حال آ چکے
ہستی کو شل نقش کف پا مٹا چکے | عاشق لقا بشاید مقصود اٹھا چکے
کعبے سے دیر دیر سے کعبے کو جا چلے | کیا کیا نہ اس ادا سے مین ہم بھیجا چکے
ہوتی ہے تن مین جوش پیام اجل سے شاد | ورنہ سہ و صال کے نزدیک آ چکے
ہمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہین | ساقی مجھے بھی اتو پیالہ پلا چکے
اٹھی نقاب چہرہ زیبا سے یار کے | دیوار درمیان مین جو تھی اسکو ڈھا چکے
بیت - بجوش طبیعت عبارت نویس + نوشتست این داستان دلنشین

شہسواران عرصہ کارزار و بہادران میدان گیرودار کمیت صفحہ تکاور قلم شوکت رقم کو معرکہ تسخیر مضامین خوش آئین مین برائے آرائش صفحہ قرطاس حرف زنی کر کے یون جولان کرتے ہین کہ جسوقت امیر کشورگیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان

بعد جاہ و حشم قلعۂ مبائل مین جشن فتحیابی سے فراغت پاچکے خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری سے پوچھا کچھ تمکو معلوم ہو کہ یہ راندۂ درگاہ
ذوالجلال لقاے بے لقا و بدخصال یہان سے بھاگ کر کہان گیا ہی مین اس بدکیش و غا اندیش کو جبتک تخت سلطنت سے تختۂ تابوت
پر نہین کھینچتا ہون یا دائرہ کفر سے دائرۂ اسلام مین نہین لاتا ہون مجکو قرار و آرام نہ ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ ہان استاد ریاضت اختر
کہ لقائے بے لقا یہان سے بھاگ کر دریا کی راہ سے جہازون پر سوار ہو کر مع اپنے پرستارون کے ملک زرائل مین گیرنگ شاہ
زرائلی کے پاس پہونچا ہی اور گیرنگ شاہ نے لقا کو اپنی پناہ مین اپنے چھپایا ہی صاحبقران نے حکم دیا کہ جہاز و کشتیان
تیار ہون سامان سفر جنگ و جدل جلد درست کیا جائے مین وہین جا کر بفضل ایزدی اسکو مارونگا عمرو نے کہا اے حمزہ
آپ جانتے ہین کہ سفر دریا سے مین ڈرتا ہون کشتی کو بجائے ملک الموت تصور کرتا ہون اب مجکو تو آپ رخصت دیجیے کہ مین خانۂ کعبہ کو
چلا جاؤن امیر باتوقیر نے فرمایا تمھین روکتا کون ہی ابھی تشریف لیجائیے القصہ جب جہاز و کشتیان تیار ہو چکین اور تمام اسباب
لدچکا اور حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام و سرداران عالیشان و لشکر بیکران جہازون اور کشتیون پر سوار ہوے خواجہ عمرو
نے کمر باندھی دری کاندھے پر ڈالی اور لوٹا ڈوری دوسرے کاندھے پر رکھا تسبیحا ہاتھ مین لیکر صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ مین
رخصت ہوتا ہون مکہ معظمہ کو جاتا ہون جو کچھ آپ حاجیون کو بھجوائین میرے نام ہنڈوی ارسال فرمائین صاحبقران نے فرمایا
انشاء اللہ تعالے ایسا ہی ہوگا اور ایک عرضی تحریر فرما کے خواجہ سے کہا کہ یہ ہمارے پدر بزرگوار عالیمقدار خواجہ عبد المطلب
تامدار کو دینا عمرو یہ سنکر لپک جھپک کے چڑھ کر پانی مین اترا اور دوسرے ہاتھ بڑھایا کہ عرضی صاحبقران سے لیلون امیر باتوقیر نے ہاتھ
عمرو کا پکڑ کر کھینچا اور دم اٹھا کر جہاز پر بٹھا لیا اور کہا کہ واہ واہ خواجہ اس سفر وحشت اثر بلکہ بعبورت سقر مین ہمکو اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے
ہم تمھین ہرگز نہ چھوڑینگے ہر چند عمرو تڑپا چلایا اچھلا کودا اچلا غل مچایا کیا مگر امیر باتوقیر نے کچھ نہ سنا اور نہ ہاتھ عمرو کا چھوڑا عمرو
نے کہا اے حمزہ یہ کیا دغا بازی ہی کہ تمنے عرضی دینے کے فقرے سے بلا کر پکڑ بٹھایا مین دریا کے صدمے سے مر جاؤنگا صاحبقران
نے کچھ اسکے کہنے کی سماعت نہ کی اور حکم دیا کہ جہازون کے بادبان کھول کر لنگر اٹھا دو غرض جہاز چل نکلے عمرو تڑپ تڑپ کر
رہگیا جب جہاز دور نکل آئے اور کوئی ٹاپو تک آس پاس نہ دکھائی دیا امیر نے ہاتھ عمرو کا چھوڑا اور کہا کہ خواجہ اب جہان جی چاہے
تمہارا چلے جاؤ مین مانع نہین ہون عمرو جو چھوٹا جہاز کی چھت پر آکر دیکھا تو کنارہ دریا کا صد ہا منزل دور ہو گیا بلکہ دکھائی نہین
دیتا اب عمرو نے ادھر اُدھر دوڑنا شروع کیا اس جہاز سے اُس جہاز پر جاتا ہی اُس کشتی سے اس کشتی پر آتا ہی کہ کہین سے کنارہ
نزدیک ہو تو جست کر کے چلا جاؤن مگر اب یہ کنارہ کب پاتا ہی اور دور ہوتا جاتا ہی صاحبقران کے سامنے آکر بیہوش ہو کر گر پڑا
صاحبقران نے گلاب کیوڑا چھڑکوایا آنکھین کھولین ہوش مین آیا امیر باتوقیر نے دس ہزار روپیے منگوا کر عمرو کو عنایت
کیے اور کہا کہ خواجہ گھبراؤ نہین بہت جلد اب شہر زرائل مین پہونچتے ہین غرضکہ صاحبقران نے آب زر کے چھینٹے جو اس
لالچی کو دیے تو قدرے تسکین ہوئی صاحبقران نے فرمایا خواجہ تم دریا کی طرف نہ دیکھو آنکھین بند کر لو منھ پھیر کر بیٹھو اب
جہازون کا یہ عالم ہی کہ مثل تیر کمان زبردست چلے جاتے ہین ساتوان روز تھا کہ دور سے سیاہی نمودار ہوئی اور ہوائے تیز و
تند چلنے لگی ناخدا پکارا اے شہریار غضب ہوا وہ طوفان اُٹھا دوربا ندھتا ہوا چلا آتا ہی صاحبقران نے فرمایا کشتیون کو زنجیر
کر دو تاکہ کوئی کشتی بہ نجائے ملاحون نے کشتیان باندھ دین مگر آندھی جو چلی اور بارش باران ہوئی کشتیان آپسمین ٹکرانے
لگین ملاحون نے عرض کیا ایسا نہ ہو کہ کشتیان ٹوٹ جائین فرمایا کھول دو ادھر عمرو کا یہ عالم تھا کہ کمر سے صاحبقران کی
لپٹا ہوا تھا اور کہتا تھا کہ اے حمزہ مین اسیواسطے سفر دریا سے بھاگتا تھا کہ دریا مین ایسی آفتین بہت آتی ہین پہر بھر کامل
طوفان رہا جہاز کشتیان تلاطم مین پڑی رہین بعد اسکے ہوا موقوف ہو گئی مینھ بھی تھم گیا آفتاب عالمتاب بلند ہو کر چمکا روشنی
ہوئی کشتیون کو جو شمار کیا تو ستر کشتیان غائب تھین ایک کشتی شاہزادہ بدیع الزمان عالیشان کی دوسری کشتی ہاشم

تیغزن کی تیسری کشتی اسد شیر دل بن کرب غازی کی چوتھی کشتی ابرہا ہے دیو جنگال کی پانچوین کشتی
زیور شاہ کی چھٹی کشتی بہروم بروعی دیوانہ کی ساتوین کشتی بہرام گرد بن خاقان چین کی آٹھوین کشتی فرہاد خان مکفر لی
کی صاحبقران کو سنکر نہایت رنج والم ہوا اور فرمایا ای پروردگار عالم تو ہی حافظ و نگہبان اُنکا ہی مین نے تیرے ہی سپرد
کیا غرضکہ چند روز کے بعد جہاز کنارے پر پہونچے اور جہان لشکر لقاے بے بقا کا اُترا تھا وہین لشکر صاحبقران کا بھی
فروکش ہوا جب تمام و کمال لشکر اُتر چکا پہلے میر بحر جہاز نیز نے کو لایا صاحبقران نے اُسے خلعت دیا بعد اُسکے داخل بارگاہ
ہوے تمام سردار اپنے اپنے خیمون مین فروکش ہوے دوسرے روز اس گرد و جوار کے لوگون کو بلا کر پوچھا کہ یہان سے
ملک زرائیل کتنی دور ہی اُنھون نے کہا کہ سات منزل ہی اور اُنھین لوگون سے معلوم ہوا کہ پہلے لقا بھی یہین آکر اُترا تھا
صاحبقران نے پہلوان عادی کو بلا کر حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا ملک زرائیل کو لیجاو پہلوان عادی اُسیوقت بارگاہ سلیمانی
شتر و قاطر پر لدوا کر روانہ ہوا بعد اُسکے جانے کے عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا ای شہریار آپ جانتے ہین کہ پہلوان عادی
ہمیشہ کا آفت نصیب ہی اور مین نے سُنا ہی کہ بیٹا گیرنگ شاہ زرائیل کا کہ نام اُسکا مرزبان ہی بڑا زبردست اور قوی
ہیکل ہی اور وہ شاگرد ہی طہماس بن عنقویل دیو پرور کا ایسا نہ ہو کہ بارگاہ سلیمانی وہ آکر چھین لیجاوے مناسب یہ ہی
کہ کسی اور سردار کو بھی تعاقب مین پہلوان عادی کے بھیجیے کہ وہ ایسے موقع مین پہلوان عادی کا مددگار رہے صاحبقران
بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہی اُسی وقت جام کلہ عفریت اور خلعت منگا کر رکھوایا اور تمام سردارون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا
کہ ہی کوئی بہادر ایسا کہ پہلوان عادی کی مدد کو جائے اور بارگاہ سلیمانی کی محافظت کرے مالک اژدر صاحب نیزہ
دوسرا نیزہ دنگل بر سے اُٹھ کھڑے ہوے اور عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو تو غلام جائے اور یہ کہکر وہ جام اُٹھا کر پی لیا اور
خلعت پہنکر اسی ہزار عرب نیزہ دار ہمراہ اپنے لیکر روانہ ہوے ادھر ہرکارون نے آکر لقاے بے بقا کو خبر دی کہ لشکر حمزہ
صاحبقران کا آپہونچا اور پیش خیمہ پہلوان عادی لیے ہوے آتا ہی یہ سنتے ہی لقا کے چھکے چھوٹ گئے ہاتھ پاون کے طوطے اُڑ گئے
بدن مین سنسنی پڑ گئی چہرہ اُتر گیا بد حواس ہوا ڈر کے مارے کانپنے لگا جام شراب ہاتھ مین سے گر کر ٹوٹ گیا مرزبان بن گیرنگ
نے جو حال لقا کا دیکھا پوچھا یا خداوند آپ اسقدر مضطر کیون ہین لقا نے کہا ای مرزبان اس عرب کے ہاتھ سے مجھے اسقدر
ایذائین پہونچی ہین کہ نام اُسکا سُنکر کانپ جاتا ہون آئے ہوے ہوش و حواس گم ہو جاتے ہین مرزبان بن گیرنگ نے
کہا کہ آپ ہرگز کچھ اندیشہ نہ کیجیے مین نہیں موجود ہون اُسکو بخوبی سزا دونگا بختیارک بولا ای پہلوان دوران بارگاہ سلیمانی
بھی عجب بارگاہ ہی قابل خداوند کے بیٹھنے کی ہی اور جو شخص بارگاہ لیے ہوے آتا ہی وہ بہت بودا ہی اور زخم نصیب ہی مرزبان
بن گیرنگ اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ ابھی جا کر بارگاہ سلیمانی چھینے لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ لقا سے باہر آیا اور چالیس
ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا جو تھی منزل تھی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور علم زرنگاری نمایان ہوے اور زیر علم شیر ملک پہلوان
عادی کو دیکھا کہ مرکب پر سوار چلا آتا ہی یہ معلوم ہوا کہ دیو قالب انسان مین سمایا ہوا ہی اور چالیس بھائی اُسکے گرد و اطراف مین
ہین اور فوج پشت کے پیچھے چلی آتی ہی دل مین اپنے کہا کہ ای مرزبان بختیارک اسے بُزدلا اور زخم نصیب بتاتا ہی یہ تو عفریت
معلوم ہوتا ہی اگر خیر اسپر جو تو غالب ہوا تو تمام لشکر حمزہ پر غالب ہوا یہ سوچ کر اپنے لشکر کو صف آرائی کا حکم دیا اور آپ مرکب کو جھکا کر
آگے بڑھا اور للکارا ای خدا پرست یہ بارگاہ جو تیرے پاس ہی میرے حوالے کر کہ مین خداوند لقا کے واسطے لیجاونگا تو صحیح سلامت
یہان سے چلا جا پہلوان عادی نے جو یہ تقریر اُس کافر کی سنی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے آیا اور نعرہ کیا کہ او گبر نا ہنجار و کندہ ناتراش
یہ بارگاہ بادشاہ اسلام کی ہی کیا مجال کسیکی جو اس بارگاہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھے یہ سنتے ہی مرزبان بن گیرنگ آگ بگولا
ہوگیا اور کہا کہ تجکو مار کر یہ بارگاہ لیجاونگا یہ کہکر نیزہ پہلوان عادی پر مارا پہلوان عادی نے نیزے کو اپنے نیزے پر لیا

خوب نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنامین برچھون کی ناکارہ ہوگئین مرزبان نے نیزہ پھینک دیا اور تیغہ آبدار کمر سے
کھینچا اور باش کہکر وار کیا پہلوان عادی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر پڑا تا دو ابرو اتر گیا پہلوان نے
دستانۂ از تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر دریا خون کا سر سے جاری ہوا مرکب پر جھوم کر غش کر گیا یہ دیکھکر ذو الخمار عادی کو تاب
ضبط نہ باقی رہی دوڑ کر پہلوان عادی کو لوگون کے حوالے کر دیا اور آپ سامنا کیا اور آتے ہی تلوار کھینچکر مرزبان پر وار کیا
مرزبان نے دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار ذو الخمار کی چھین کے اور کمر بند میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور
مشکین باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا یہ دیکھکر بدست عادی مقابلے کو آیا اسے بھی مرزبان بن گیرنگ شاہ نے
اسیر کیا پھر دریا بار عاری اور ارجاسپ عادی وغیرہ مقابلے کو مرزبان کے آئے سب کو گرفتار و اسیر کیا پہلوان عادی کو
دس بھائیون کے اسیر ہو جانے کا نہایت صدمہ و ملال ہوا اور فوج کا وہشت مرزبان سے پتہ بند ہو گیا اب مرزبان
مبارز طلب کرتا ہے اور کوئی مقابلے کو نہین آتا آخرکار یہ ارادہ کیا کہ فوج پر پہلوان عادی کی جا پڑے اور سب کو مار کر بارگاہ
سلیمانی چھین بیٹھے ناگاہ دور سے گرد و غبار اٹھا مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر مع نیزہ داران جرار کے آیا دور ہی سے دیکھکر
نعرہ کیا کہ باش او گبر نابہنجار مین آپہونچا - نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر خشمگین + سپہدار در لشکر اہل دین + بیک نیزہ
گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج + فوج مالک کی شریک لشکر پہلوان عادی ہوئی اور مالک اژدر مرکب جھکا کر
سامنے مرزبان بن گیرنگ شاہ کے آئے پہلے کاوزین ہوے برابر سے گھوڑے دونون کے پسپا ہوے پھر مرکبون کو رانون
مین دبا کر ایک دوسرے کے مقابل ہوا اب گفتگو سے بسیار نیزہ بازی ہوئی مگر مالک نے نیزہ مرزبان کا ہوائی کیا مرزبان
نے تلوار کا وار کیا مالک اژدر نے وار اسکا روک کر تیغہ مارا مرزبان نے تیغہ مالک کا رد کیا اسی طرح دو گھڑی تلوار چلی کہ دھار تیغ
تلوارون کی آریان ہو گئین آخرکار تلوارین ہاتھ سے پھینک دین دست و گریبان ہوے گھوڑے انکے لنگرون کی تاب نہ لاسکے
بیٹھ گئے دونون مرکبون سے اتر کر سرگرم کشتی ہوے اور کشمکش کے زور ہونے لگے قبضے کار بازون مالک کا موشخانے مین جا رہا
اوپر سے مرزبان نے زور کیا کولا مالک کا اتر گیا مالک صدمے سے بیہوش ہو گئے مرزبان نے مالک کی مشکین باندھکر اپنے
لوگون کے حوالے کیا اور چاہا کہ فوج پر مالک کی جا پڑے یکایک آواز طبل اسکندری کی بلند ہوئی ہرکارون نے مرزبان بن
گیرنگ شاہ کو خبر دی کہ ہوشیار ہو جاؤ حمزۂ صاحبقران مع لشکر بیکران آپہونچے مرزبان نے اپنے لوگون سے کہا کہ
اب بارگاہ کا ہاتھ آنا بہت مشکل ہے پھر سمجھ لیا جائیگا اور مالک اژدر کو اور پہلوان عادی کے بھائیون کو گرفتار کر کے لیے چلا گیا
ادھر صاحبقران جو آکر اس مقام پر پہونچے پہلوان عادی کو زخمی پایا اور مالک اژدر کو وہان نہ دیکھا دریافت جو کیا
معلوم ہوا کہ مالک اژدر اور مرزبان بن گیرنگ شاہ سے کشتی ہوئی تھی اثنائے کشتی مین بازون مالک کا موشخانے
مین جا پڑا کولا مالک کا اکھڑ گیا بیہوش ہو کر گرا مرزبان نے باندھ لیا اور گرفتار کر کے لیگیا اور یہ بھی سنا کہ دس بھائیون
کو پہلوان عادی کے بھی پکڑ لیگیا امیر باتوقیر کو یہ سنکر نہایت صدمہ ہوا بڑا افسوس کیا اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
بادشاہ اسلام نے تخت پر جلوہ گری کی اور صاحبقران زمان دنگل شوکت پر متمکن ہوے سردار دق کا دورہ بندھا صحبت
عیش برپا ہوئی صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مجھے اشتیاق ہے مرزبان کے دیکھنے کا سنا ہے مین نے کہ نہایت جوان
خوشرو ہے جسطرح ہو سکے تم جا کر اسے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ یہ کام مجھسے نہ ہو سکیگا صاحبقران نے اسوقت دو ہزار روپیے کا رقعہ
لکھکر خواجہ عمرو کے آگے رکھدیا اور فرمایا اے خواجہ اگر مرزبان بن گیرنگ شاہ کو لے آؤ تو تمکو دو ہزار روپیے دون عمرو نے
عرض کیا کہ آپ مجھے مرزبان کو بھیجین جا کر لا دونگا یہ کہکر اسباب عیاری اپنے بدن پر آراستہ کیا اور شہر زرائیل
کیطرف روانہ ہوا یہان مرزبان بن گیرنگ شاہ مالک اژدر کو مع برادران پہلوان عادی کے لیے ہوے لشکر

بے لقا کے سامنے آیا اور ساری حقیقت لڑائی کی بیان کی بختیارک نے کہا ان خدا پرستون کو جو آپ گرفتار کرکے لائے
ہین پہلے انکو قتل کیجیے کسواسطے کہ جو خدا پرست کم ہووے وہی سہی تم اسکو غنیمت جانیے مرزبان نے کہا کہ ابھی مین انکو
قتل نکرونگا جبتک حمزہ کو گرفتار نکرونگا مگر تم بڑی تعریفین خدا پرستون کی کرتے تھے دیکھو مین نے ایک سپہ سالار
کو حمزہ کے باندھ لیا اور پہلوان عادی کو زخمی کیا اور اسکے بھائیون کو بھی اسیر کیا بختیارک نے کہا خداوند کس شیخی سے
آپ نے گرفتار کیا غرض یہی باتین دیر تک رہین یہانتک کہ پہر رات گئے دربار لقا برخاست ہوا مرزبان اٹھکر اپنی بارگاہ
کی طرف چلا عمرو بھی اپنی صورت بدلے ہوئے بارگاہ لقا مین موجود تھا جیسے ہی مرزبان بن گیرنگ اٹھا عمرو خدمتگار
کی شکل بنکر اسکے ساتھ ہو لیا مرزبان اپنے مکان مین آیا اور مسند پر بیٹھکر کھانا منگوا کر کھایا کیفیتان شراب کی آئین مے پرستی
بادہ خواری ہوا لیکن جب نشۂ شراب کی طغیانی ہوئی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور رونے لگا عمرو جو بصورت خدمتگار
بنا ہوا کھڑا تھا اسنے قدیم خدمتگارون سے پوچھا کہ مرزبان کیا کہین کسی پر عاشق ہے انھون نے کہا ہان یہان فلان
محلے مین ایک سوداگر بچی رہتی ہے اسپر عاشق ہے عمرو نے جو یہ سنا وہان سے علحدہ ہوکر ایک پیرزال کی صورت بنکر دروازے
پر مرزبان کے آیا اور کہلا بھیجا کہ مین فلان محلے سے آئی ہون کچھ کسی کا پیغام مرزبان کے پاس لائی ہون مرزبان کو جو
خبر ہوئی اسی وقت اندر بلا لیا پیرزال نقلی نے آتے ہی دونون ہاتھون سے چٹر چٹر بلائین لین اور ایک رومال عطر سے بسا ہوا
اور ایک ٹھوا بہت بھاری زربفت کا ڈلیون چھوٹی الائچیون سے بھرا ہوا مرزبان کو دیا اور کہا کہ یہ آپکے واسطے سوداگر بچی نے
بھیجا ہے اور کہا ہے کہ ہم تمھارے عشق مین شمع سان جل جل کے گھلتے ہین اور تمکو کچھ ہماری پروا نہین ہے ہم تو مجبور ہین
تمھین سب طرح کا اختیار ہے مرزبان یہ پیام معشوقۂ گلفام کا سنکر دل مین اپنے خوش ہوا کہ اب صورت وصل محبوب کی اچھی طرح
نکل آئیگی مرزبان نے پوچھا اے پیرزال تجکو اس سوداگر بچی سے کیا علاقہ ہے پیرزال نے کہا کہ بلائین واری جاؤن مین
اسکی دایہ ہون یہ سنکر مرزبان نے پیرزال نقلی کی بہت خاطر و مدارات کی کھانا کھلوایا اور ایک مالا مروارید کا گلے سے اتار کر
دیا اور کہا اے دایہ رات بہت آئی ہے کہان جاؤگی یہین سو رہو صبح کو چلی جانا رات کو تمسے باتین کرینگے ہمارا دل ہی بہلیگا
پیرزال نقلی نے کہا بہت اچھا جیسی خوشی آپکی مرزبان پلنگ پر جاکر لیٹ گیا پیرزال پلنگ کی پٹی کے پاس آ بیٹھی مرزبان
نے کہا اے دایہ کچھ ہماری معشوقہ کی باتین کرو دایہ جذبۂ عشق اسکا بیان کرنے لگی جب بڑی رات گئی تو مرزبان نے کہا
اے دایہ اب کوئی کہانی کہو کہ نیند آجائے دایہ نقلی یعنی عمرو نے ایک حکایت عاشقانہ بیان کرنا شروع کی کہ مرزبان سوگیا کچھ
خدمتگار اور حاضر دار ادھر ادھر جاگ رہے تھے پہلے عمرو نے انکو ڈلیان اور الائچیان کھلا کر بیہوش کیا بعد اسکے مرزبان
کو بیہوش کرکے پشتارے مین باندھکر لیگیا صبح ہوتے ہی بارگاہ سلیمانی مین پہونچا وہ وقت ہے کہ بادشاہ اسلام تخت پر
آکر رونق افروز ہو چکے ہین حمزۂ صاحبقران اور تمام سردار مجرا کرکے دنگلون پر متمکن ہوئے ہین کہ عمرو سامنے دکھائی دیا
صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا کارروائی کی عمرو نے مجرا بجا لا کر عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمایئے غلام مرزبان کو لایا
حسب وعدہ وہ روپیہ عنایت فرمایئے امیر با توقیر نے اسی وقت مقبل وفادار سے فرمایا کہ روپیے عمرو کو دیدو مقبل نے
روپیے عمرو کو دیدیے عمرو نے روپیے تو داخل زنبیل کیے اور پشتارہ مرزبان بن گیرنگ شاہ کا کھولا اور کمند صفاہانی
با صفا سے باندھکر ہوش مین لایا مرزبان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین اسیر پایا اور سامنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر
ہین اور حمزۂ صاحبقران دنگل شوکت پر متمکن ہین مرزبان حیران ہوا کہ یہ خواب ہے یا عالم بیداری ہے کہ عمرو پکارا اے
مرزبان مین تجھے تیری خوابگاہ سے اسیر کر لایا ہون حیران کیون ادھر ادھر دیکھتا ہے یہ بارگاہ حمزۂ صاحبقران
زمان کی ہے اب مرزبان کو معلوم ہوا کہ مین حقیقت مین گرفتار ہون بس اٹھ کھڑا ہوا اور چاہا کہ اس کمند کو زور کرکے توڑ ڈالے

مگر وہ کمند اعجاز پیغمبری اُس کافر کے توڑے سے کب ٹوٹ سکتی ہی ہر چند اُسنے زور کیا کچھ نہو سکا سخت حیران و ملول ہوا
کہا یہ کمند قیصہ آہن سے بھی زیادہ مستحکم ہو گئی صاحبقران نے جو مرزبان بن گیر نگ شاہ کو دیکھا بہت پسند کیا کہ جوان
رعنا خوبصورت حسین جمیل قوی ہیکل پہلوان زبردست ہی فرمایا ای مرزبان مین نے تجھکو فقط دیکھنے کے واسطے بلایا تھا
تو اپنے دل مین اور کسیطرح کا خیال نہ کر اور عمرو سے کہا کہ ای خواجہ کمند اسکے بازو کی کھولدو جلد رہا کرو عمرو نے اسی وقت
کمند کھول کے مرزبان کو رہا کیا مرزبان نے صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے مرزبان کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا
اور اسباب دعوت مرزبان کے سامنے مہیا کیا اور فرمایا کہ ای مرزبان تو جوان سعید ہی لقا پر لعنت کر وحدانیت پروردگار کا
قائل ہو مسلمان ہو جا مرزبان نے کہا یا امیر جسوقت آپ جگجو زیر کرکے غالب آئینگے مین پیشتر دین آپکا قبول کرونگا فرمایا
کیا مضائقہ ہی صاحبقران اس خلق و محبت سے پیش آئے کہ مرزبان غلام حلقہ بگوش ہو گیا اور جی اُسکا نہ چاہتا تھا
کہ صحبت سے صاحبقران کی اُٹھے مگر دو پہر کے بعد رخصت ہوا اور وعدہ کیا کہ مین طبل جنگ بجوا کر میدانداری کرونگا
امیر با توقیر نے مرکب پری پیکر سواری کیواسطے مرزبان کو عنایت کیا اور باعزاز و اکرام مرزبان رخصت ہوا یہان صبح
کو کفار مین غلغلہ ہوا کہ مرزبان بستر خواب سے غائب ہو گیا مہتر نسیم عیار گیر نگ شاہ نے بیترا عمرو کا پہچانا اور
گیر نگ شاہ سے کہا کہ عمرو عیار حمزہ کا مرزبان کو لیگیا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ مرزبان جوان خوبصورت ہی
حمزہ نے تعریف سنی ہوگی دیکھنے کو بلایا ہوگا کچھ تردد کا مقام نہین ہی وہ جلد چھوٹ جائیگا مگر ایک امر ہی کہ مرزبان اچھا
مسلمان ہو کر امیر کے پاس سے آئیگا القصہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ مرزبان خیر و عافیت سے ہی بارگاہ حمزہ مین کرسی
جواہر نگار پر بیٹھا ہوا ہی بختیارک نے کہا مین نے تو آپ سے پہلے ہی کہدیا تھا کچھ اندیشہ کی جگہ نہین ہی حمزہ نے فقط
دیکھنے کو بلایا ہوگا پھر ہرکارون کو خبر کیواسطے گیر نگ شاہ نے بھیجا غرضکہ شام کو مرزبان داخل بارگاہ لقا ہوا اور
حمزہ صاحبقران کی تعریفین خلق و مروت محبت کی دیر تک کرتا رہا اور وہان سے اپنے مکان مین آیا اسی وقت مالک
اژدر اور برادران پہلوان عادی کو قید سے رہا کرکے لشکر حمزہ مین بھیجدیا دوسرے دن صبح کو گیر نگ شاہ سے
مرزبان نے کہا کہ آپ لشکر قلعہ سے باہر نکالیے گیر نگ نے لشکر کو حکم دیا لشکر کفار قلعہ سے باہر ایک منزل آگے بڑھکر
اُترا اُدھر سے لشکر اسلام آیا بارگاہ استادہ ہو گئی خیمے برپا ہوئے تمام لشکر اسلام فروکش ہوا مرزبان نے طبل جنگ
بجوایا ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے وہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر جانبین مین تیاری جنگ رہی
صبح کو میدانداری ہوئی دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور میدان تیار ہو گیا
اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے مرزبان بن گیر نگ لقا سے رخصت ہو کر میدان مین آیا چند سرداران لشکر اسلام کو زخمی
کیا دوسرے دن علمشاہ رومی سے مقابلہ ہوا بعد تکاورزنی اور ہمسخنی کے نیزہ بازی ہوئی علمشاہ نے بعد دو گھڑی
کے نیزہ بازی مین نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالدیا مرزبان نہایت غضبناک ہوا تیغہ کمر سے کھینچکر علمشاہ پر وار کیا علمشاہ نے
تھپکی دیکر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لین ممکن نہوا زور ہونے لگا کمر مین ہاتھ پڑ گئے دونون نے لنگر جمارے
گھوڑے بیٹھ گئے آخر کار مرکبون سے اُتر کر سرگرم کشتی ہوئے اب بخوبی زور کشمکش کے ہونے لگے دن بھر کشتی رہی کوئی
کسی پر غالب نہ آیا شام ہو گئی مگر ایک دوسرے سے جدا نہوا دونون طرف سے روشنی آئی مشعلین چار طرف جلنے لگین
جسطرح لڑ رہے تھے اُسیطرح دونو لڑا کیے یہانتک کہ صبح ہو گئی غرضکہ تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھا دن ہوا پہر دن رہے
حمزہ صاحبقران اشقر دیوزاد کو دوڑا کر قریب آئے دونون کو جدا کیا مرزبان کی بہت تعریفین کین اور فرمایا کہ ای
مرزبان کیا خوب سبحان اللہ کیا لڑے ہو لو اب اپنے لشکر کو جاؤ آسائش کرو رات کو پھر طبل جنگ بجواؤ کل صبح کو ہمسے

تسے مقابلہ ہوگا مرزبان غنیمت سمجھکر میدان سے پھرا ادھر حمزہ صاحبقران علمشاہ کو ساتھ لیکر صفت وثنا کرتے
ہوئے داخل بارگاہ ہوئے جب مرزبان میدان سے پھر لقاے بے لقا کے پاس آیا بختیارک نے کہا اے
مرزبان کہو اس رومی کو کیسا پایا مرزبان نے کہا ملکسو جی علمشاہ بلاے بے درمان اور آفت جہان ہی بختیارک
نے کہا تم بچ کر آگئے غنیمت جانو سجدہ شکر کرو مرزبان بولا ملک جی کل حمزہ سے مقابلہ ہی اگر اسکو گرفتار کر لیا تو گویا
تمام لشکر اسلام پر غالب آیا یہ کہکر شرابخواری مین مصروف ہوا جب نشۂ شراب سے دماغ گرم ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ
بجے اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے ادھر بھی کوس حربی بجا رات بھر تیاری
جنگ رہی صبح کو دو دریاے لشکر دشت کارزار مین موجزن ہوے بعد آراستگی میدان جدال وقتال مرزبان سامنے
لقا کے آیا سلام کیا اجازت خواہ میدان رزم ہوا اور عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ زور بازوی خدائی کا آج مجھ مین حلول کر دیجیے
کہ مین حمزہ کو گرفتار کر دون لقا نے دست بخش بنا اسکی پیٹھ پر مارا کہ مین نے تجکو اپنا نظر کردہ کیا اور کہا تیری پیٹھ کوئی
زمین سے نہ لگا سکیگا مرزبان بہت خوش ہوا اور مرکب پر سوار ہو کر مثل برق کے چلا اور وسط میدان مین پہونچکر کہا
کہ ای خدا پرستو آج سواے حمزہ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے اسوقت عمرو نے کلاہ نمدی سر سے
اچھالی اور تمام لشکر کے علم جابجا گری پڑے حمزہ صاحبقران سامنے بادشاہ اسلام کے گھوڑے سے اتر کر آئے اور
رخصت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے جام کلاہ عفریت عنایت کیا اور فرمایا کہ خدا حافظ وناصر صاحبقران جام پی کر
اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور مرکب کو چمکا کر سامنے مرزبان بن گیر زنگ کے آئے وہ دوڑ کر کاوزن ہوا بعد گفتگو
نیزے ہاتھون مین سنبھالے نیزہ بازی ہونے لگی گھڑی بھر مین نیزہ مرزبان کا صاحبقران نے ہوائی کیا مرزبان نے
کہا یا امیر مین نے آپسے نیزہ بازی ناحق کی معلوم ہوتا ہی آپکو بہت دخل ہی خیر یہ تلوار برسون کے جھگڑے فیصل کرتی ہی
اب خبردار رہیے کا یہ کہکر تلوار ماری امیر باتوقیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب تلوار سپر کے قریب آئی علی بند سپر کا چھوڑ دیا
کہ پر پشت پر جھولی اور پنجہ قوی شیر گیر بڑھا کر تلوار کو نجکی دی کہ تلوار ریٹ پڑی ہاتھ قبضے پر ڈالدیا چاہا تلوار چھین لین مرزبان
لپٹ پڑا زور کشمکش کا ہونے لگا دیکھا کہ گھوڑے تاب لنگر کی نہ لاسکے مرکبون سے اتر کر سرگرم کشتی ہوے دن بھر کشتی رہی شام کو
مرزبان نے چاہا کہ پھر جائے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے ستیزندہ ناگریزندہ کہتے ہین بغیر حریف کو زیر کیے ہوے مین
میدان سے نہین پھرتا غرض کہ روشنی دونون طرف آئی عمرو نے چراغ سلیمانی زنبیل سے نکالکر روشن کیے کہ تمام میدان
روشن ہوگیا سب تماشا دیکھنے آگے بڑھ آئے کچھ لوگ بیٹھ گئے اور کچھ کھڑے رہے ایک میلہ سا میدان جنگاہ مین ہوگیا
القصہ چار شبانہ روز کشتی رہی پانچوین دن صاحبقران نے لنگر مرزبان کا توڑا اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا
بعد اسکے چرخ دیکر زمین پر مارا اور مشکین باندھکر عمرو کے حوالے کیا اسوقت طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ
مین داخل ہوے کئی دن کے تھکے ماندے تھے سب نے آرام کیا صبح کو حمزہ صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین آکر
جلوہ فرما ہوے جب دربار معمور ہو چکا صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ لاؤ مرزبان کو عمرو نے اسیوقت لاکر موجود کیا مرزبان
بن گیر زنگ مجرا بجا لایا صاحبقران نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی اور جام شراب تواضع کیا جب مرزبان جام شراب
پی چکا اور بادۂ ناب سے دماغ گرم ہوا صاحبقران نے فرمایا ای مرزبان لے اب ہمارے وعدے کو ایفا کر تونے اقرار کیا
تھا کہ اب مجھ پر غالب آئیگا تو مسلمان ہونگا اب تمکو کیا عذر باقی ہی اور یہ کہکر مذمت لقاے بے لقا کی اسکے سامنے
بیان کی مرزبان نے کہا کہ مین نے لقا پر لعنت کی اور پرستش سے اسکی کنارہ کش ہوا امیر باتوقیر نے کلمۂ طیبہ تلقین کیا
مرزبان از صدق اسلام لایا بعد اسکے فوج کو بھی اپنی بلایا اور سب کو مسلمان کیا ہرکارون نے یہ خبر لشکر کفار مین پہونچائی

بختیارک نے کہا کہ مین نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ مرزبان مسلمان ہو جائیگا گیرنگ شاہ بولا ملک جی مجکو مرزبان کے
اسلام لانے کا بڑا تعجب ہی اُسوقت لقانے دوسرا شقہ اپنی طرف سے طہماس کی طلب مین بھیجا طہماس مرزبان کے بلانے
سے رُکا ہوا تھا جب سُنا کہ مرزبان حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار ہو کر مسلمان ہوا اُسوقت تین لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر نوشاباد
سے کوچ کیا جب طہماس قریب ملک زرائیل کے پہونچا اور لقانے سُنا کہ طہماس آتا ہی حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور تمام سرداران
کو ساتھ لیکر گیرنگ شاہ زرائیلی استقبال کے واسطے طہماس کے پہونچا گمر طبل شادمانی کی آواز جو بلند ہوئی صاحبقران
نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ کیسا نقارہ شادمانی لشکر کفار مین بجا ہی کون آتا ہی عمرو لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا اُسوقت
پہونچا کہ تمام کفار استقبال کو طہماس کے جاتے تھے فوراً صورت اپنی بدل کر ایک سپاہی کی شکل بنکر اُنکے شریک ہو گیا کہ
طہماس بن عنقویل دیو پرور آتا ہی اُسکے استقبال کو یہ سب کافر جاتے ہین عمرو ساتھ اُن سب کے چلا کوئی دو کوس آئے
ہونگے کہ ایک گرد اُٹھی اور جلوس سواری کا نمایان ہوا بعد اُسکے عمرو نے طہماس کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل قوی بازو
اہرمن قامت دیو ہیکل چوراسی انچ کا قد تہمتن وقار گردن پر سوار چلا آتا ہی اور ارابے پر ساطور ساڑھے نو سو من کا لدا ہوا کہ
جس مین ساڑھے نو سو جوڑی بیل کی لگی ہوئی ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے طہماس کے اور تین لاکھ جوان قدآور ہر ایک جری اور
دلاور غرق دریاے آہن مین عمرو نے جو طہماس کو دیکھا اپنے دلمین کہا کہ یہ نہایت زبردست ہی پروردگار عالم اسکے ہاتھ سے
مسلمانون کو بچائے القصہ گیرنگ شاہ طہماس کو اپنے ساتھ لیکر خدمت لقا مین آیا طہماس نے لقا کو سجدہ کیا لقانے سرہن
بخس اُتار کر طہماس کو پہنا دیا طہماس نے بختیارک کی زبانی تمام حال اہل اسلام کا سُنکر لقا سے کہا یا خداوند اب تو مین آگیا ہون
آپکی عنایت سے سب خدا پرستون کو مار کر خاک و خون مین غلطان کرونگا آپ مطمئن رہیے اب کچھ اندیشہ نہین ہی یہ کہکے
رخصت ہوا اور تین کوس پر ملک زرائیل سے گیرنگ شاہ کا ایک باغ تھا کہ نام اُس باغ کا فرستان ہی اُسمین جا کر
اُترا اور شرابخواری مین مصروف ہوا یہان خواجہ عمرو پھر کر خدمت صاحبقران مین گیا عرض کیا اے شہریار طہماس بن
عنقویل دیو پرور لقا کی مدد کو آیا ہی مین نے طہماس کو دیکھا کہ عجب بہادر ہی حربہ اُسکا بہت بڑا ہی آجتک مین نے ایسا
کافر نہین دیکھا امیر باتوقیر نے فرمایا اے خواجہ خداے بزرگ ہست پھر صاحبقران نے اُسی وقت منشی عنبر قلم بیضا رقم
سیف ذو الیدین کو بلا کر حکم دیا کہ جلد نامہ گیرنگ شاہ کو لکھو کہ چور ہمارا تمھارے پاس آکر چھپا ہی اُسے باندھکر ہمارے
پاس لے آؤ اور دین لقا پرستی کو ترک کرکے دین اسلام قبول کرو نہین تو جو حال مین نے اور بادشاہان گذشتہ کا کیا ہے
اُس سے بدتر تمھارا حال کرونگا سیف ذو الیدین نے اُسی مضمون کا نامہ لکھکر پیش کیا صاحبقران نے اُس نامہ کو ملاحظہ
فرمایا اور چوکی پر رکھدیا اور سپر و شمشیر و خلعت و جام شربت منگوا کر چوکی پر اُسی نامے کے پاس رکھا اور تمام سردارون سے
خطاب کیا اے صفدران دیو بند و اے دلاوران گردن بلند کوئی تم مین سے ایسا کہ اس نامے کو گیرنگ شاہ کے پاس لیجائے
اور شرطین نامے کی ادا کرواکے نامہ اُسے پڑھوادے اور جواب باصواب لے آئے یہ بات سنتے ہی مرزبان بن گیرنگ شاہ
زرائیلی اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور آداب بجا لایا پھر دست بستہ عرض کیا اے شہریار اس بارگاہ مین بڑے بڑے صفدر نامی و
گرامی اور صف شکن و تیغزن ہین کہ ایک ایک نے ایسے ایسے کار نمایان کیے ہین کہ رستم و اسفندیار سے بھی نہین ہوسکتے ہین
اور غلام سے کوئی کام ابھی تک نہین ہوا ہی کہ غلام کا نام ہوتا لہذا امیدوار ہون کہ اس غلام تازہ کو حکم ہو تو یہ نامہ لیکر جاؤن
اور جواب اسکا لاؤن صاحبقران نے فرمایا کہ نامے کی شرطین تم جانتے ہو عرض کیا کہ دریافت کرلین ہین غلام سب شرطین
ادا کرواکر نامہ دیگا اور نامے کے ساتھ اپنی جان لگا دیگا نامہ نامی بے توقیر نہ ہونے پائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ لیجاؤ
خداے عز و جل تمھارا نگہبان ہی مرزبان نے جام شربت اُٹھا کر پی لیا خلعت کو زیب بدن کیا نامے کو اُٹھا کر سر سے باندھا

اور بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا صاحبقران نے دو ہزار روپیے عمرو کو دیکر خفیہ نویسی کو بھیجا مگر مرزبان آتے آتے
داخل لشکر کفار ہوا سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر پہونچا تمام آدمیون کو وہان کے ہٹوا دیا اپنے لوگون کو دروازۂ بارگاہ پر
قائم کیا آپ مرکب سے اترکر اندر بارگاہ کے گیا بطریق اسلام سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا سب کافرون نے مثل مار سر دم
گزیدہ کے بل کھایا مرزبان آکر اپنے دنگل پر بیٹھا طہماس بن عنقویل دیو برور اسوقت بارگاہ مین نہ تھا سیر باغ
نرگستان مین مصروف تھا مرزبان نے جو بطریق اہل اسلام سلام کیا لقا نے کہا او بندۂ بے ادب تجکو لحاظ و پاس
میرا بھی نہ آیا تو تو میرا پرستار تھا یا اب ایسا برگشتہ ہوا مرزبان نے کہا او گیر ناہنجار اگر تو خدا ہوتا تو بندون کے ہاتھ سے
کاہے کو بھاگتا گیرنگ شاہ یہ کلمہ سنکر للکارا کہ او بیپیر ناخلف اگر تو خدا پرست ہو گیا تھا تو یہان کیون آیا مرزبان نے کہا
او پیر ناہنجار تجکو سزا پہونچانے آیا ہون اور حمزۂ صاحبقران با اقبال کا نامہ لایا ہون گیرنگ شاہ نے کہا
لا نامہ میرے حوالے کر مرزبان نے کہا کہ جبتک شرطین نامے کی تو ادا نہ کریگا مین نامہ نہ دونگا گیرنگ شاہ نے
پوچھا وہ شرطین کیا ہین مرزبان بولا پہلے زر سرخ نامے پر سے نثار کر بعد اسکے استقبال کر پھر مین سلام با ادب کر کے
نامہ لے گیرنگ نے بختیارک کی طرف دیکھا بختیارک چاہتا تھا کہ گیرنگ شاہ کو منع کرے کہ ایک دھول سر
پر کی بختیارک سمجھ گیا کہ فرشتہ قاتل بھی یہان موجود ہین کچھ تیری نہ چلیگی بختیارک نے کہا اے گیرنگ شاہ
لقا نے بھی حمزہ کے نامے کی تعظیم کی ہے تو بھی اعزاز و اکرام کر الغرض گیرنگ شاہ نے کشتیان زر و جواہر کی منگوا کر
نامے پر نثار کین خواجہ عمرو نے جال الیاسی ان کشتیون پر مار کر سب زر و جواہر سمیٹ کر نذر زنبیل کیا وہان کسی کے
ہاتھ ایک حبہ نہ آیا بعد اسکے سات قدم گیرنگ شاہ نے استقبال کیا اور تین تسلیمین کر کے نامہ ہاتھ مین لیا اور
دبیر کو دیکر پڑھوایا دبیر با آواز بلند وہ نامہ پڑھنے لگا گیرنگ شاہ مضمون نامہ سنکر ایسا برہم ہوا چاہا کہ نامہ دبیر کے
ہاتھ سے لیکر چاک کر ڈالے فوراً مرزبان اٹھ کھڑا ہوا اور نامہ ہاتھ سے دبیر کے لیلیا مگر گیرنگ شاہ آگ ہو گیا
اور پکارا کہ او بدکردار تو ایسا خدا پرستون کا خیر خواہ ہو گیا اب کہان میرے ہاتھ سے بچ کر جائیگا یہ کہکر تلوار ماری
مرزبان نے سپر سے تلوار اسکی روکی اور تیغۂ آبدار کا ہاتھ جھکا کر گیرنگ شاہ کو مارا تیغہ سپر کو کاٹ کر سر پر آیا تا دو ابرو
اتر گیا زخم کاری سے بیہوش ہو کر گرا لوگ دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی فریاد زرائلی ایک سردار تھا اسنے دوڑ کر مرزبان
کو تلوار ماری اور کہا تو نے غضب کیا کہ پیغمبر مرسل لقا کو زخمی کیا مرزبان نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک کر جو ایک
ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا فریاد دو ٹکڑے ہو کر گرا اب مرزبان لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا اور بہت سے کفار کو قتل کر کے راہی
طرف لشکر اسلام کے ہوا ابھی چند قدم راہ طے کی ہوگی کہ اسطرف سے چھوٹا بھائی طہماس کا سیفور بن عنقویل آ رہا تھا
اسنے جو سنا کہ مرزبان ایلچی بنکر صاحبقران کی طرف سے بارگاہ لقا مین آیا تھا اور گیرنگ شاہ کو زخمی کیا فریاد زرائلی
کو جان سے مارا وہ گردن کو دوڑا کر للکارا کہ او مرزبان ٹھہر مین آ پہونچا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا اپنے
باپ کو تو نے زخمی کیا یہ کہتا ہوا برابر مرزبان کے پہونچا اور تیغے کا وار کیا مرزبان نے تیغہ اسکا خیال مین کر کے تھپکی
دی کہ تیغہ اسکا بیٹ پڑا ہاتھ مروڑ کر تیغہ اسکا چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر سیفور کا اٹھا لیا تین بار سر پر چرخ دیکر زمین
پر مارا کہ سیفور نقش زمین ہو کر رہ گیا فوراً اپنے مرکب سے اترا اور چھاتی پر چڑھکر بیٹھا اور کہا او سیفور دین لقا پرستی
کو ترک کر اور دین اسلام قبول کر سیفور نے کہا مین ہرگز دین لقا پرستی نہ ترک کرونگا اسوقت مرزبان نے سر اسکا پکڑ کر
اور چرخ دیکر جھٹکا دیا کہ دھڑ مین سے گردن اسکی کھنچ آئی غل ہوا سیفور مارا گیا اور مرزبان مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام
کیطرف روانہ ہوا ادھر لاش سیفور کی لیے ہوئے سب لوگ باغ نرگستان مین پہونچے طہماس اسوقت بیٹھا ہوا

شراب پی رہا تھا کہ لاش سیفور کی سامنے سے دکھائی دی طہماس نے پوچھا کہ اُسکو کسنے مارا لوگون نے تمام حال بیان
کیا کہ مرزبان بن گیر نگ شاہ ایلچی حمزہ کا ہوکر بارگاہ لقا مین آیا تھا گیر نگ شاہ کو زخمی کرکے فرہاد درز انگلی کو
مارا وہان سے پھر کر لشکر اسلام کو چلا کہ راہ مین سیفور نے ٹوکا اُسنے سیفور کے دھڑ سے گردن کھینچ لی طہماس نے جو یہ
کیفیت سُنی شرابخواری چھوڑکر اُٹھ کھڑا ہوا اور غیظ و غضب مین للکارتا ہوا چلا کہ اب مرزبان میرے ہاتھ سے بچکر
کہان جائیگا اگر اپنے بھائی کے خون کا عوض نہ لیا ہو تو نام اپنا طہماس نہ رکھا اور کرگدن پر سوار ہوکر بے آلات حرب
لگائے ہوئے غصہ مین بھرا ہوا تنہا یہان سے چلا رفیقون نے اسکے قصد کیا تھا کہ ہمراہ رکاب اُسکے چلین طہماس نے
منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آؤ غصہ سے کجاب مارکر گینڈے کو دوڑایا ادھر مرزبان ابھی لشکر اسلام مین نہ پہونچا تھا کہ
اثنائے راہ مین تھا کہ عمرو بشیر خدمت صاحبقران مین آیا اور حال مرزبان کی ایلچی گری کا بیان کیا امیر نے حکم
دیا کہ خلعت مرزبان کے واسطے لاکر رکھو مرزبان سامنے لشکر اسلام کے آگیا تھا علم و نشان لشکر اسلام کے معلوم ہوتے
ہین کہ طہماس کے نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ او مرزبان تھم جا تو چاہتا ہے کہ میرے بھائی سیفور کو مار کر زندہ نکل جائے
مین تجھے کب چھوڑتا ہون خبردار مین آپہونچا مرزبان نے دیکھا کہ طہماس آپہونچا اپنے دلمین کہا کہ اسکے کیا چارہ ہاتھ مین
اگرچہ خدا فضل کرے تو اُسکو بھی مارے ہر چند ساتھ والون نے کہا کہ بھاگ چلیے طہماس بلا بے درمان اور آفت جہان
ہے مرزبان نے نہ مانا عنان مرکب کی پھیر کر طہماس کیطرف چلا طہماس برابر اُسکے آپہونچا اور للکارا کہ کیون
مین نے تجکو فن سپہ گری اسی واسطے سکھائے تھے کہ تو میرے بھائی کو قتل کرے مرزبان نے کہا کہ وہ زبردستی
میرا سدراہ ہوا میرا اسمین کچھ قصور نہین ہے طہماس نے کہا کہ تو نے اُسکو تو گرفتار کر لیا تھا میرے پاس باندھکر بھیجدیا ہوتا
تو نے کیون مار ڈالا مین اُسکے خون کا عوض لونگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا مرزبان نے کہا اب جو کچھ ہوا سو ہوا
اُسکو بھی مارا ہے تجھے بھی قتل کرونگا یہ کہکر مرزبان نے تلوار ماری طہماس نے آتے ہوئے تلوار کو خیال مین کرکے
تھپکی دی کہ تلوار مرزبان کی پٹ پڑی بس قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر قاش زین سے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا طہماس گینڈے پر سے کود کر
چھاتی پر مرزبان کی چڑھ بیٹھا اور جسطرح سیفور کا سر مرزبان نے دھڑ مین سے کھینچ لیا تھا یونہین مرزبان کا سر
طہماس نے دھڑ سے کھینچ لیا اور اپنے لوگون سے کہا کہ یہ سر لقا کے پاس لیجاؤ اور آپ کرگدن پر سوار ہوکر باغ
نرگستان کیطرف راہی ہوا ادھر ساتھ والے مرزبان کی لاش لیے ہوئے بحال تباہ چاک گریبان کیے ہوئے خدمت
صاحبقران مین آئے یہان عمرو نے امیر با توقیر سے آکر تمام حال بیان کیا اور کیفیت ایلچی گری کی کہی امیر خلعت مرزبان
کے واسطے بھیجا چاہتے تھے کہ ناگاہ لاشۂ بیسر مرزبان کا آیا اور ساری سرگذشت بیان کی کہ یون طہماس کے ہاتھ سے
مارا گیا امیر نے نہایت افسوس کیا عمرو سے کہا کہ سر مرزبان کا کسی طرح آ سکے تو لاش مرزبان کی دفن کیجائے اور
دو ہزار روپیے عمرو کو دیے کہ سر مرزبان کا لاؤ عمرو اسیوقت لشکر کفار کیطرف روانہ ہوا یہان گیر نگ شاہ کے زخم مین
ٹانکے لگے ہین لاشین کفار کی اُٹھوائی گئین ہین ناگاہ کفار سر مرزبان بن گیر نگ شاہ کا لیے ہوئے دربار مین لقا
کے گئے اور عرض کیا کہ طہماس بن عنقول دیو پرور نے سر مرزبان کا بھیجا ہے لقا سے بے بقا سر مرزبان بن
گیر نگ شاہ کا دیکھکر بہت خوش ہوا اور طشت طلائین سر کو رکھوایا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ سر مسلمان کا ہے یہان
اسے نہ رکھیے کہین اور بھجوا دیجیے نہین تو کوئی زبردست خدا پرست آکر لیجائیگا بلکہ اس سر کے ساتھ بہت سے سر کٹ
کے جائینگے یہان یہ باتین بصلاحتین ہو رہی تھین کہ عمرو بصورت اصلی بارگاہ لقا مین آیا بختیارک کی طرف نگاہ غضب

دیکھکر پکارا او بے حیا یہان تو موجود تھا اور سر مسلمان کا رکھا رہا تو نے بھیج نہ دیا اب ہوشیار کہ پہلے تجھے قتل کرونگا
بختیارک نے کہا پیر و مرشد مین نے پہلے ہی یہان سب کو آگاہ کر دیا کسی نے میرا کہا نہ سُنا غلام کا کیا قصور ہے عمرو
یہ سُنکے آگے بڑھا کہ طشت طلا سے مرزبان کا سر اُٹھائے کہ بیرنگ زرین کلاہ سردار گیرنگ شاہ کا للکارا کہ
او ساربان زادے اپنی عیاری پر تو بھولا ہی اور تیری بھی یہ قدرت ہی کہ خداوند کے سامنے ایسے کلام کرے اور
یہ کہکر عمرو کو تلوار ماری عمرو نے خالی دیکر خنجر اُسکے سینے پر مارا پشت کے پار گذر گیا زمین پر گرا سُسل ماہی بے آب
تڑپنے لگا یہ دیکھکر اور لوگ دوڑے تلوارین کھینچین لڑائی ہونے لگی عمرو دو چار کو مار کر بختیارک کے قریب آیا ایک
ہاتھ اوچھا سا بختیارک کو بھی مار دیا وہ بھی زخمی ہوا اور سر مرزبان کا مع طشت طلائی اُٹھا لیا اور جست کر کے
نقارخانے پر پہونچا اور وہان سے دیوارون دیوارون کو دبھانے کے بازار مین آیا چہار طرف سے کفار چلاتے ہوئے
دوڑے لینا لینا جانے نہ دینا عیار بڑا دزد ہی سر مرزبان کا مع طشت طلائی لیے جاتا ہی لوگ دور ہی سے چلاتے رہگئے
کوئی پاس نہ آسکا عمرو وصاف سر مرزبان کا لیے ہوئے نکلا چلا گیا آتے ہی سر مرزبان کا حمزہ صاحبقران کو دیا اور
تمام کیفیت بیان کی امیر با توقیر نے سر مرزبان کا لاش سے ملا کر دفن کیا اُدھر ہرکارون نے طہماس کو خبر دی کہ
عمرو عیار صاحبقران دربار لقا مین آیا تھا اور لڑ بھڑ کر دو چار کو مار کر دس پانچ کو زخمی کر کے سر مرزبان کا مع طشت
طلائی لیگیا طہماس اُسیوقت سوار ہو کے بارگاہ لقا مین آیا اور کہا یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین ہون اور
یہ خدا پرست ہین دیکھیے تو کیا رنگ میدان رزمگاہ مین ہوگا لقا سے بے لقا نے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکارون
نے خبر حمزۂ صاحبقران کو دی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے فوراً نقارۂ سکندری پر
چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون مین تیاری ہوا کی صبح کو لقا سے بے لقا سوار ہو کر وعدہ گاہ مصاف مین آیا۔
گیرنگ شاہ ایک طرف اپنی فوج لیکر میدان مین کھڑا ہوا ایک طرف طہماس کی فوج اور ارابہ ساخو طہماس کا گرد آیا
ہوا عرصہ جنگاہ مین بھیجا اُدھر سے بھی آمد آمد لشکر اسلام کی شروع ہوئی پہلے سب سے رستم ہان لندھور بن سعدان
مع نو لاکھ سوار جرار ہندی کے دشت مصاف مین آیا طہماس نے بختیارک سے پوچھا کہ حمزہ یہی ہی بختیارک نے کہا
یہ سپہ سالار حمزہ کا ہی نام اسکا لندھور بن سعدان ہی یہ ذکر تھا کہ مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر اسی ہزار عرب جرار سے
نمودار ہوا گرد و پیش اُسکے سنانین نیزون کی مثل تارون کے چمکتی آتی تھین پھر طہماس نے کہا کیا یہ حمزہ ہی بختیارک نے
کہا یہ دوسرا سپہ سالار ہی نام اسکا مالک اژدر ہی ناگاہ رستم پیلتن علمشاہ رومی ساٹھ لاکھ سوار جرار فرنگیون اور رومیون سے
نمایان ہوا طہماس سمجھا کہ بقرر یہ حمزہ ہوگا کہ یہ نہایت شان و شوکت رعب وجلالت کا جوان عالیشان ہی بختیارک نے
کہا ای طہماس یہ ثانی حمزہ ہی نام اسکا علمشاہ رومی ہی اور بحال علمشاہ کا کچھ بختیارک نے طہماس سے کہا بعد اُسکے
سلطان سعد فوج یونان و فرنگ ہمراہ لیے ہوئے پیدا ہوا بختیارک نے اُنکی بھی تعریف کر کے نام بتایا پھر تو تمام سردار
دست راسی اور دست چپی ایک کے بعد ایک مع فوج ظفر موج میدان رزمگاہ مین آ آکر قائم ہوتے گئے اور بختیارک ایک
ایک کا حال اور نام و نشان بتاتا گیا یہانتک کہ بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیوقار بجاہ و حشم تخت پر جلوہ افروزی
فرماتے ہوئے اور آگے آگے تخت کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان اشقر دیوزاد پر سوار دکھائی دیے اور
عرصۂ جدال و قتال مین زیر سایۂ علم اژدر پیکر قائم ہوئے بختیارک نے کہا ای طہماس حمزہ یہ ہی جو بادشاہ کے تخت کے آگے ہی
آج تک اُسپر کوئی جن کوئی دیو کوئی پریزاد کوئی انسان غالب نہین ہوا جس نے اس سے مقابلہ کیا ہی اسکو اسنے زیر کیا
طہماس حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور کہا کہ اتنے سے قد و قامت پر اس نے ایسی قیامت برپا کر رکھی ہی

تحلیارک کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ مین تو سمجھا تھا کہ حمزہ کا قد ہزار اینچ سے کم نہو گا مگر کچھ بھی نہیں ہی غرضکہ جب
میدان مین دونون لشکر قائم ہوچکے بعد آراستگی صفوف قتال دو رستی عرصۂ جدال چاوشان بلند آواز نے للکار کر
آواز دی کہ کون نامی و نامدار وصفدر وجرار ہو کہ معرکہ کارزار مین آئے اور بہادری و دلاوری دکھائے اور نام رستم و سام
کا صفحۂ ہستی سے مٹائے یہ سنتے **طہماس بن عنقول دیو پرور** گینڈے کو اپنے جولان کر کے لقائے بے بقا کے سامنے
آیا اور سجدہ کر کے اجازت میدان طلب کی اُس کافر نے کہا کہ جا تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا طہماس پھر گینڈے پر سوار
ہوکر میدان مین آیا پہلے سر اپا میدان جنگ کا اور ہنر اپنے دکھائے پھر مبارز طلب کیا ادھر سے **القاش خون آشام** بادشاہ
اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد نگاورزی و ہمسخنی طہماس نے نیزہ مارا القاش نے نیزے کو نیزے پر لیا نیزہ بازی
ہونے لگی تین سو ساٹھ طعنین رد و بدل کی ہوئین مگر کوئی کسی پر غالب نہ آیا دونون نے نیزے ہاتھ سے پھینکدیے القاش
نے تلوار ماری طہماس نے تلوار اسکی رد کر کے ساطور مارا القاش نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر پر پڑا سپر کو قلم کر کے
تا دو ابرو اُتر گیا القاش نے دستانہ مارا کہ ساطور جھٹکا کر نکل گیا سر سے دریا خون کا جاری ہوا غش آگیا طہماس نے
مبارز طلب کر کے کہا کہ لیجاؤ القاش کو وہ زخمی ہوگیا لیث عرب رفیق مالک اژدر کا مقابلے کو آیا لیث عرب نے
آتے ہی متواتر دو ہاتھ تلوار کے مارے طہماس نے دونون رد کیے پھر طہماس نے ساطور مارا کہ لیث عرب بھی زخمی ہوا بعد ایکے
قشمشم یمنی لشکر اسلام سے نکلا دو گھڑی تک لڑا وہ بھی زخمی ہوا اب مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر خود مقابلے کو آئے بعد
نگاورزی و گفتگو طہماس کو معلوم ہوا یہ مالک اژدر ہے سوچا کہ اسکی نیزہ بازی کا بہت شہرہ ہے پہلے اس سے نیزہ بازی کیا
چاہیے بس اُٹھا کر طہماس نے نیزہ مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی دو تین گھڑی کے بعد مالک
نے طہماس کا نیزہ ہوائی کیا طہماس نے طیش کھا کر ساطور مارا مالک نے سپر پر روکا ساطور سپر کو قلم کر کے سر پر آیا تا دو
ابرو اُتر گیا مالک نے دستانہ مارا ساطور جھٹکا کر نکل گیا ایک دریا خون کا سر سے جاری ہوا اسی حالت زخمداری مین
چاہتا تھا کہ پھر تلوار طہماس کو مارین کہ غش طاری ہوا طہماس نے پھر حربہ نہ کیا اور طبل بازگشت بجوا دیا اور ہمراہ لقا کے
پھر القائے بے بقا طہماس پر سے زر سرخ نثار کرتا ہوا لیگیا ادھر حمزۂ صاحبقران زخمیون کو ساتھ لیکر بارگاہ سلیمانی
مین داخل ہوئے زخمون مین سب کے ٹانکے دلوائے ابھی مرہم پٹی سے زخمیون کے مہلت نہ پائی تھی کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ طہماس نے پھر آج طبل جنگ بجایا ہے صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی نوازش مین آئے
جانبین سے آواز طبل جنگی کی ایسی بلند ہوئی کہ زمین آسمان تک تزلزل ہوگیا شعر زغریدن کوس گردون شگاف +
زمین را در افگند بخش ثبات + رات بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ و جدال رہا صبح کو میدانداری ہوئی اُسی طرح
دونون لشکر معرکہ کارزار مین آکر صف آرا ہوئے یہ کثرت دونون لشکرون کی تھی کہ کوسون جنگل آدمیون کا معلوم ہوتا تھا ۔
شعر دو لشکر گریم دو دریائے خون + بہ بسیاری از ریگ صحرا فزون + جو وقت صفین آراستہ ہو چکین اور میدان تیار ہوا
طہماس لقا سے اجازت لیکر جنگگاہ مین آیا اور مبارز طلب کیا بس **عادل شیر دل** اور **فاضل شیر دل** بھانجے رستم ہند
لندھور بن سعدان کے مقابلے کو نکلے دونون مجروح ہوئے **لندھور بن سعدان** کو غصہ سے تاب نہ باقی رہی بادشاہ
اسلام سے رخصت لیکر ہاتھی کو ہولتا ہوا سامنے طہماس کے آیا طہماس گینڈے کو دوڑا کر نگاورزن ہوا تین چار قدم ہاتھی
لندھور کا پیچھے ہٹا اور اسیقدر طہماس کا بھی گینڈا ایسا ہوا لندھور اپنے ہاتھی کو ہولکر آگے بڑھا کے آیا طہماس نے گینڈے
کو کجاب مار کر دوڑا یا دونون مقابل یکدیگر ہوئے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ طہماس کے ہاتھ سے نکالدیا
طہماس بہت غضبناک ہوا ساطور اپنے پر سے اُٹھا کر لندھور پر مارا لندھور نے بڑھکر ساطور کو روکا پہل ساطور کا

پیچھے نکل گیا دستہ ساطور کا گرز پر لندھور کے پڑا گرز بھاری ضرب ساطور سے ہاتھی لندھور کا زمین مین دھس گیا
اور لندھور کی یہ حالت ہوئی کہ ضرب گرز صاحبقران لندھور کو یاد آگئی بیہوش ہوگیا لیکن دونون ہاتھون مین
جسطرح گرز قائم تھا اسیطرح رہا ایسی گرد اُڑی کہ لندھور اس برقع گرد مین پوشیدہ ہوگیا طہماس سمجھا کہ مین نے
لندھور کو مارا یہ سوچ کر لشکر اسلام کو آواز دی کہ لندھور کی خبر لو اور دوسرا جوان مقابلے کو بھیجو عیار لندھور
کے دوڑے اور اُسی حجاب گرد مین آکر لندھور کو پکارے کہ آنکھ لندھور کی کھلی ہوش آیا ہاتھی کو ہولکر گرد منھ کی
جھاڑتا ہوا پردہ غبار سے نکلا آتے ہی گرز گران سنگ دو ہتھی پکڑ کے طہماس کو مارا طہماس نے دستہ ساطور پر گرز کو
روکا گر دونون ہاتھون مین طہماس کے چوٹ تو نہ لگی مگر دھمک سے از پنجہ تا شانہ جھنجھناہٹ ہونے لگی اور کمر گینڈے
کی ٹوٹ گئی طہماس صدمہ گرز سے بیہوش ہوگیا ایسی گرد پہلے سے زیادہ اُڑی کہ طہماس گرد مین روپوش ہوگیا عیار لشکر
کفار سے آئے اور طہماس کو ہوش مین لائے جب طہماس کی آنکھ کھلی دیکھا کہ گینڈا مرگیا بس گینڈے سے کودا اور
غیظ وغضب مین آکر لندھور کیطرف جھپٹا قریب آکر ہاتھی کی سونڈ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ ساری سونڈ ہاتھی کی جدا ہوکر ہاتھ مین
طہماس کے رہگئی ہاتھی چیخ مار کر گرا لندھور ہاتھی سے کود پڑا طہماس بڑھ کر لندھور سے لپٹا لندھور بھی دست و گریبان
ہوا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو بھی وہ دونون جدا نہ ہوئے روشنی طرفین سے آئی دونون لشکر مصروف
تماشا ہوئے چار پہر رات کشتی رہی کوئی نہ مغلوب ہوا صبح کو بھی دونون اسی کیفیت سے چمٹے رہے اسی طرح چار شبانہ روز
طہماس ولندھور مین کشتی رہی پانچوان دن ہوا اور زیادہ جی توڑ توڑ کے دونون لڑنے لگے کبھی لندھور ریلکر طہماس
کو دوڑا لیجاتا ہے اور کبھی طہماس لندھور کو ریلکر دوڑاتا ہے ایک مقام پر طہماس لندھور کو ریلے لیے جاتا تھا اور لندھور
دلکشی کیے ہوئے قدم کے شمار پر چلا آتا تھا کہ قضائے کار پاؤن لندھور کا موشخانے مین جا رہا اور اوپر سے طہماس
نے زور کیا لندھور کا کولا اُتر گیا لندھور نے پھر بھی زور کو طہماس کے سنبھالا موشخانے سے پاؤن اپنا نکالا اور چاہا کہ طہماس
کو ریلے لیا درد کولے مین اُٹھا کہ تمام جسم لندھور کا مانند بید کے تھرانے لگا آخر بیہوش ہوگیا طہماس لندھور کو دبوچے
کھڑا رہا اور پکارا کہ آکر لندھور کو لیجاؤ اسکا کولا اُکھڑ گیا یہ بیہوش ہوگیا فوراً لوگ آئے اور پالکی پر سوار کرکے لندھور کو
لیگئے طہماس بھی طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اُدھر صاحبقران لندھور کو ہمراہ لیکر بارگاہ سلیمانی مین آئے اور لنگر طلب
کیے لنگرون نے آکر کولا لندھور کا چڑھایا زخمون کے زخمون مین ٹانکے دیے گئے دوسرے روز صاحبقران بارگاہ
سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے کہ ملک ترکستان سے عرضی زرہ خاقان کی آئی اسکا یہ مضمون تھا کہ یا امیر کشور گیر لولہ
قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ادام اللہ ظلکم وزیدکم اللہ اقبالکم واجلالکم بعد آداب تسلیمات کے خدمت
فیضدرجت حضور کیہان ظہور مین اس خادم خاص کی یہ عرض ہے کہ حضور نے قہرش کو یہان برائے مقابلہ سلسال
بھیجا تھا سلسال نے دغا سے قہرش کو گرفتار کرلیا اور اب قلعہ خاقان تاراج ہوا چاہتا ہے اور یہان کوئی اُس سے
مقابلہ کرنے کے لائق نہین ہے جلد کسی کو مدد کے واسطے بھیجیے کہ اگر سلسال کو سزائے معقول دے صاحبقران نے تمام
سردارون کیطرف دیکھ کے فرمایا کہ اے بہادرو تم مین سے ہے کوئی ایسا کہ قہرش کی مدد کو جاوے اور سلسال کو سزا دے
یہ سنکر القاش خون آشام اُٹھ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ غلام ابھی ترکستان کو جاتا ہے اُسیوقت امیر باتوقیر نے
القاش کو خلعت دیا القاش فوراً مع لشکر جرار ترکستان کو روانہ ہوا منزل در منزل برابر کوچ کرتا ہوا القاش
خون آشام ملک ترکستان مین پہونچا مقابل مین لشکر سلسال کے لشکر القاش بھی اُترا سلسال نے جو سنا کہ القاش
خون آشام مقابلے کو آیا ہے اُسی وقت طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے القاش کو خبر دی اُدھر بھی کوس حربی نوازش مین

آیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال نقیب نقارچی
کر گئے سلسال میدان مین آیا مبارز طلب کیا اور القاش اسکے مقابلے کو نکلا بعد تگادوزنی و مسخنی کے نیزہ بازی ہونے لگی
القاش نے نیزہ سلسال کو ہوائی کیا سلسال نے جھنجلا کے تلوار کھینچی اور القاش پر وار تلوار کا کیا القاش نے
جھٹکی دے کر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور زور کشمکش کے ہونے لگے آخرکار دونون اپنے اپنے گھوڑون سے اُتر پڑے اور کشتی
شروع ہوئی چار پہر دن کشتی ہوئی شام کو القاش نے سلسال کا لنگر توڑکر زمین پر دے مارا اور مشکین باندھ کے لایا
رات بھر لشکر مین اپنے سلسال کو قید رکھا صبح کو بلاکر سلسال کو تلقین بدین اسلام کیا سلسال بسبب خوف جان
طوطے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا مگر آئینہ دل کدورت دشمنی سے مکدر رہا سلسال نے القاش سے کہا کہ مین اپنے
لشکر مین جاتا ہون سب کو مسلمان کرونگا اور آپکی دعوت کا سامان کرونگا آپ مع سرداران وہین کھانا نوش
کیجیے گا سلسال نے کھانے بہت سے پخت کروائے اور بیہوشی کھانے مین ملادی شام کو القاش مع سردارون
کے لشکر سلسال مین آیا اور کھانا کھاتے ہی سب بیہوش ہوئے سلسال نے سب کو گرفتار کرکے قید کیا اور
زرہ خاقان مالع کو شکست دے کر قلعہ مین عمل کر لیا اور قہرش اور القاش وغیرہ کو زندانخانے مین بھیجدیا فقط اب
اس قصہ کو یہین چھوڑ دیجیے اور حال لشکر اسلام اور لشکر کفار کا سماعت فرمائیے کہ طہماس نے پھر طبل جنگ بجوایا
لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بجا رات بھر سامان جدال رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف
جدال وغیرہ طہماس میدان مین آیا اور سرداران لشکر اسلام سے مقابلہ ہونے لگا شام تک کتنے ہی سردار طہماس
کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اسیطرح کئی میداندارین مین بہت سے سردارون کو مارا اور بہت سے سردارون کو
زخمی کیا اور پھر طبل جنگ بجوایا ایک روز طہماس نے کہا کہ کل حمزہ سے سامنا کرونگا ہرکارون نے خبر صاحبقران
کو دی صاحبقران نے بھی فرمایا کہ کوئی بہادر اس گبر نابکار پر غالب ہوتے نہین معلوم ہوتا انشاء اللہ کل اس
ملعون سے مین خود مقابلہ کرونگا القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ وجدال رہی صبح کو معرکہ آرا
ہوئے اور صفین آراستہ ہوگئین طہماس بن عنقول دیو پرور لقاے بے لقا سے رخصت میدان لیکر جریگاہ
مین آیا مبارز طلب کیا اور پکار کر کہا کہ آج سوائے حمزہ کے کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے اسوقت امیر کشورگیر نے فرمایا کہ
خواجہ میدان کو قرق کرو عمرو نے فوراً میدان رزمگاہ کو قرق کیا تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے تب حمزۂ صاحبقران
زمان بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار عالیوقار سے اجازت لیکر اور سب کو رخصت کرکے اشقر دیوزاد کو اڑا کر میدان
مین بمقابلہ طہماس بداساس چلے طہماس نے جو حمزۂ صاحبقران کو آتے دیکھا دوڑکر نگادرزن ہوا چار قدم
اشقر ہٹ گیا اور سات قدم طہماس کا گیندا ایسا ہوا پھر مرکبون کو رانون مین دباکر دونون مقابلے کو آئے طہماس
نے کہا یا صاحبقران جو کچھ حربہ آپکے پاس ہو کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا یہ دستور نہین ہے ہم جنگ مین حریف پر
سبقت نہین کرتے یہ سنکر طہماس نے نیزہ مارا صاحبقران نے بند نیزۂ طویل ناخن شجاعت سے کھولدیا جب نیزہ
بازی خوب ہونے لگی چند طعن مین نیزہ طہماس کا امیر نے ہوائی کیا طہماس برہم ہوا اور ساطور گران سنگ ارابے پر سے
اٹھا کر ضرب امیر پر لگائی امیر باتوقیر نے ساطور سپر پر روکا کہ بجلی تو سکا پیچھے نکل گیا دستہ ساطور سپر پر پڑا بار ضرب
ساطور سے اشقر دیوزاد زمین مین غرق ہوگیا ایسی خاک اڑی کہ تیغ گرد وغبار مین صاحبقران روپوش ہوگئے تمام
صدمۂ ضرب سے امیر باتوقیر کو غش آگیا فوراً عمرو دوڑا اور گرد کے آکر چیخ مارا اور حمزۂ صاحبقران کو پکارا صدا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو کان مین پہونچی صاحبقران کی آنکھ کھل گئی مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ مرکب اس تیغ گرد

یک بیک طہماس نے پھر صاحبقران کو ساطور مارا امیر بانوقیر کا چہرہ گرد و غبار مین اٹا ہوا تھا آنکھین اچھی طرح کھلتے نہ تھین کہ طہماس نے وار کیا صاحبقران کا خیال چوک گیا سپر ہاتھ سے اُٹھائی مگر چہرے تک سپر آئی تھی کہ ساطور سر پر صاحبقران کے پڑا تا دوا برو اُتر گیا امیر نے دستانہ مارا کہ ساطور جھنجھنا کر نکل گیا رومال سے زخم باندھ کر تیغہ آبدار کا ہاتھ مارا طہماس نے سپر پر۔ روکا سپر کو کاٹ کے سر پر طہماس کے پڑا اچھا سا زخم لگا طہماس نے سر اپنا کھینچا تیغہ نکل کے گینڈے کے سر پر آیا گردن گینڈے کی قلم ہوئی طہماس مع گینڈا تہ و بالا ہو کر زمین پر گرا لقانے حکم دیا کہ حمزہ کو مار لو فوج چہار طرف سے تلوارین کھینچ کر آپڑی صاحبقران بھی کفار پر حملہ آور ہوئے تلوار چلنے لگی بادشاہ اسلام نے محابان تہور شعار اور نامداران دیندار کو بھی اشارہ کیا کہ لینا ان کفار کو یہ سُنکر سب بہادر گھوڑے اُٹھا اُٹھا کر کافرون پر جا پڑے اب لڑائی گھمسان کی ہونے لگی میدان کارزار عرصۂ قیامت ہوگیا صدائے گیرودار ہر طرف بلند ہو برابر سے تلوار چل رہی ہے ادھر طہماس بھی سنبھلکر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا زخم سر باندھ کر سرگرم کارزار ہوا عین گرمی جنگ مین طہماس سے اور علمشاہ رومی سے مقابلہ ہوا طہماس نے ساطور مارا علمشاہ کی سپر قلم ہوئی ساطور سر پر علمشاہ کے پڑا تا دوابرو اتر آیا علمشاہ نے زخم سر کو باندھ کر تیغہ کیتیان فرنگی کا ہاتھ مارا طہماس نے سپر پر روکا سپر دو نیم ہوئی طہماس نے سر اپنا بچایا تیغہ بائین شانے پر پڑا شانہ طہماس کا زخمی ہوا ہزار ہا کفار بیچ مین آگئے دونون علیحدہ ہوکر لڑنے لگے اب طہماس لڑتا ہوا برابر بادشاہ اسلام کے پہونچا بادشاہ اسلام کو ساطور مارا بادشاہ اسلام بھی زخمی ہوئے مگر اُسی حالت زخمداری مین طہماس کو جھٹ کر تلوار کا مارا دہنا ہاتھ طہماس کا زخمی ہوا طہماس کو عرصۂ کارزار سے کفار نکال لے گئے مگر لڑائی رات بھر ہوا کی امیر لڑتے لڑتے ضعف غالب ہوا زخم سر سے خون زیادہ بہا غش آنے لگا تلوار میان مین کی اور دونون ہاتھ گردن مین مرکب کے ڈالدیے اشقر دیوزاد امیر کو عرصۂ کارزار سے ایک طرف لیکر نکل گیا راوی بیان کرتا ہے کہ اس روز ایسے معرکے کی کارزار ہوئی اور وہ تلوار چلی کہ پناہ بذات خدا ترک فلک تھرا گیا لاکھ اہل اسلام بدرجۂ شہادت فائز ہوے اور ڈھائی لاکھ کفار جہنم مین پہونچے القصہ جب زیادہ رات گئی اور لڑائی ہوا کی طبل بازگشت بجا دونون لشکرون نے مراجعت کی بادشاہ اسلام اور تمام سرداران عالیمقام جب پھر کر آئے صاحبقران کو نہ پایا چہار طرف جستجو کی کہین سراغ نہ لگا عمرو نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ صاحبقران زخمی تھے خون بشدت جاری تھا اسی حالت مین غش طاری ہوا ہوگا مرکب اُنکو کسی طرف لیکر نکل گیا بادشاہ اسلام نے کو رآہر کارون کو چارون طرف دوڑایا اور فرمایا جلد صاحبقران کی خبر لاؤ اور آپ بارگاہ سلیمانی مین مع سردارون کے داخل ہوے اور اپنے زخم مین اور تمام زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگوائے ادھر طہماس مع لشکر کفار پھر گیا دربار مین لقا کے داخل ہوا لقانے طہماس کے زخمون مین ٹانکے دلوائے اس داستان کو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان طوفان نشان ہاشم تیغزن کے بیان کیے جاتے ہین

آشنایان امواج قلزم مضامین گہربار و غوطہ زنان بحر زخار طبع رسا متلاطم روزگار ماہیت آشنا رو داستان رنگین سے آشنا ہوکر دریاے مضامین کو بعبارت رنگین یون جاری کرتے ہین کہ جسوقت جہاز ہاشم تیغزن کا طوفان دریا سے بلاخیز مین تباہ ہوگیا بعد چندے کے شہر اختریہ مین آکر نکلا دور سے درخت سرسبز اور نشان آبادی کا دکھائی دیا قریب اُس شہر کے پہونچکر جہاز کا لنگر ہوا اور اُترنا جہاز پر سے شروع ہوگیا یہان حاکم شہر اختریہ کا اختران شاہ ہے اور دو بھائی اُسکے اور ہین ایک کا نام خورشید اختری اور دوسرے کا نام ناہید اختری ہے تینون بھائیون مین باہم نہایت موافقت و اتحاد ہے اور وہ تینون بھائی ملکر کاروبار سلطنت کا انصرام کرتے ہین یکایک ہرکارون نے خبر دی کہ ایک جہاز کا آج لنگر ہوا ہے

لوگ جہاز پر سے اُترتے ہین خورشید اختری نے سیارہ عیار کو بھیجا اور کہا تو جلد اس جہاز کا حال دریافت کر
سیارہ روانہ ہوا اور دریا پر آ کر بابت جہاز تمام و کمال دریافت کی اور آ کر خورشید اختری سے بیان کیا کہ
حمزۂ صاحبقران ملک سبائل سے ملک زرائل کو مع لشکر کثیر دریا دریا جہازون پر جاتے تھے راہ مین
طوفان آیا چند جہاز تباہ ہو گئے یہ جہاز ادھر نکل آیا اس جہاز پر شہزادہ ہاشم تیغزن فرزند جگر بند حمزۂ
صاحبقران زمان ہی خورشید اختری نے یہ حال سُنکر قرطاس زرین کلاہ کہ اُسکا سردار نامدار ہی اُس سے کہا
تو جا کر پسر حمزہ کو گرفتار کر لا قرطاس زرین کلاہ بارہ ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوا جب دریا کے کنارے پہونچا
فوج کو برابر صفین باندھ کر جمایا ادھر ہاشم تیغزن کو خبر ہوئی کہ فوج کفار گرفتار کرنے کو آئی ہی پانچ سو آدمی ہاشم
تیغزن کے ہمراہ جہاز پر تھے ہاشم تیغزن اسلحہ و مکمل ہو کر مع بہادران و دلاوران جرار کے جہاز پر سے اُتر آئے
اور کنارے دریا کے آکر صف آرا ہوئے قرطاس اپنے گردن کو آگے بڑھا کر پلکارا او پسر حمزہ جیں تجکو ہمارے
بادشاہ نے طلب کیا ہی بہتر یہ ہی کہ تو دین لقا پرستی اختیار کر نہین تو قتل کیا جائیگا ہاشم تیغزن بصد جلال
دہو کر جواب دندان شکن اُسکو دیتے ہوئے مرکب کو جھکا کر برابر اُسکے آئے کہا او کافر خاسر لقائے بے بقا
کیا مردود آفاق بانی کفر و نفاق ہی لائق سجدہ پروردگار عالم ہی اور او قرطاس تجکو شرم نہین آتی تو ایسے
بھگوڑے خداوند کی پرستش کرتا ہی وہ ابھی ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر ملک زرائل مین آیا ہی ہمنے تلوارین
مار کر قبطیون سے لقا کو بھگایا ہی قرطاس زرین کلاہ یہ کلام طعن آمیز ہاشم تیغزن کے سُنکر برہم ہوا کہا
او خدا پرست تو غضب خداوند لقا سے تباہ بھی ہرا اور پھر وہی بانکی ترچھی باتین کرتا ہی خیر ابھی حال معلوم
ہوا جاتا ہی اب جو کچھ حربہ پاس رکھتا ہو لا اور مصروف جنگ ہو کہ تجکو گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس لیجاؤنگا
ہاشم تیغزن نے کہا کہ خدا پرستون کا یہ نہین معمول ہے کہ حریف سے لڑائی مین سبقت کرین اُسوقت قرطاس
زرین کلاہ نے نیزہ مارا ہاشم نے نیزہ اُسکا چند طعن مین ہوائی کیا قرطاس نے غضبناک ہو کر تلوار کا وار کیا
ہاشم تیغزن نے تھکی دے کر تلوار اسکی چھین لی اور بند دست مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور پکارے کہ دین سلام
قبول کر نہین تو مارتا ہون کر ہو نہ خاک ہو جائیگا قرطاس نے کہا کہ مجکو معلوم ہوا کہ دین تمہارا حق ہی ہاشم
تیغزن نے اسے چھوڑ دیا وہ دوڑ کر قدمون پر گرا اور طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر خوف خان سے مسلمان ہوا ہاشم تیغزن
کو اپنے خیمے مین لیگیا دعوت و ضیافت کی اور کھانے مین بیہوشی دے کر گرفتار کر لیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے
خورشید اختری کی خدمت مین لایا جسوقت ہاشم سامنے خورشید اختری کے آئے اُس نے کہا او پسر حمزہ بہتر یہ ہی کہ
دین لقا پرستی اختیار کر ہاشم تیغزن نے کہا او نامرد دغابازی سے تو نے مجھے اسیر کیا اور ایسے کلام کرتا ہی لاکھ لاکھ
لعنت کرتا ہون لقا پر اور اُسکے پرستارون پر خورشید یہ سُنکے نہایت برہم ہوا اور قصد کیا کہ ہاشم کو قتل کرون
وزیر خورشید کا مانع ہوا کہ اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی قید رکھیے اور ایک عرضی لکھکر خداوند لقا کی خدمت مین
روانہ کیجیے جیسا جواب وہان سے آئیگا ویسا عمل مین لائیے گا خورشید نے ہاشم کو زندانخانے مین بھیجدیا اور
عرضی لکھکر خدمت مین خداوند لقا کے بھیجی اُسکا یہ مضمون تھا یا خداوند جہاز خدا پرستون کے تباہ ہو کر اُدھر کو آنے
ہاشم تیغزن کا جہاز میرے شہر مین آیا اُسے پکڑ کر مین نے قید کیا ہی اگر حکم ہو زندہ بھیجدون یا سر
کاٹ کے روانہ کرون جیسا ارشاد ہو عمل مین لاؤن یہ لکھکر سیارہ عیار کو دے کر روانہ کیا سیارہ عرضی لیے ہوئے
چلا جب قریب ملک زرائل کے پہونچا قضائے کار اسیہ عیار شہزادہ بدیع الزمان کا بالا دوی کو نکلا تھا

کہ آواز زنگولون کی کان مین آئی دیکھا کہ ایک عیار چست و چالاک بانے عیاری کے بدن پر لگائے چلا آتا ہی امیہ عیار نے
جلدی سے صورت وسواس عیار کی بنکر اس سے ملاقات کی سیارہ عیار نے پوچھا تم کون ہو امیہ نے کہا مین غلام
ہون خداوند لقا کا نام میرا وسواس ہی تم کون ہو اسنے کہا مین عیار خورشید اختری کا ہون سیارہ میرا نام ہی مین
عرضی بادشاہ خورشید کی لیے ہوئے خدمت مین خداوند لقا کی جاتا ہون پھر تمام حال ہاشم تیغزن کا بیان کیا
امیہ عیار اسکے ساتھ ہو لیا جب چند قدم کے بعد پیچھے ہٹ کر حلقہ ہائے کمند سیارہ پر مارے وہ گرا امیہ نے اسے باندھ لیا
اور خدمت مین بادشاہ اسلام کی لایا تمام کیفیت بیان کی اور عرضی خورشید کی حاضر کی بادشاہ اسلام وہ عرضی دیکھکر
مضمون سے آگاہ ہوئے سیارہ سے فرمایا اگر تو مسلمان ہو تو مین تجھے چھوڑ دون سیارہ نے عرض کیا کہ مین نے
آپکی غلامی اختیار کی پھر کلمہ پڑھ کر خوف جان سے اسلام لایا بادشاہ اسلام نے اُسے رہا کیا وہ کافر اُسی روز بھاگ کر
لقا کے پاس پہونچا سارا حال بیان کیا لقا نے اسکو خلعت دیا اور کہا تو شہر اختریہ کو جا مین ضیغم خون آشام
کو روانہ کرتا ہون ہاشم تیغزن کی قید حوالے کرنا سیارہ اُسی وقت راہی ہوا بعد اُسکے ضیغم خون آشام کو لقا
نے جانب شہر اختریہ روانہ کیا یہان ہاشم تیغزن شہر اختریہ مین قید تھے اور قریب قید خانے کے قصر ملکہ
حیات بانو دختر خورشید کا تھا اُس نے ایک روز جمال بے مثال شہزادہ ہاشم تیغزن کو دیکھا ہزار جان سے
عاشق ہو گئی اور فراق ہاشم مین بیتاب تھی ایکدن ملکہ نے حال اپنی دایہ سے بیان کیا اور کہا کہ صورت زندگی
کی نظر نہین آتی کسی طرح سے ہاشم کی ملاقات ہو تو بہتر ہی ورنہ مین زندہ نہ رہونگی دایہ نے سمجھایا اور کہا کہ وہ مسلمان
ہی اگر تیرا باپ سنیگا نہین معلوم کیا حال کریگا علاوہ اسکے چھوٹنا بھی اُسکا بہت مشکل ہی ملکہ نے مالا مروارید کا
اپنے گلے سے اُتار کے دایہ کے گلے مین ڈالدیا اور کہا کہ تو ایک مرتبہ کسی صورت سے اُس آفتاب مثال کو دکھا دے
ناظرین پر واضح ہو کہ یہ دایہ سیارہ عیار کی مان ہی جسوقت ملکہ سے مالا مروارید کا دایہ نے پایا خیال مین اسکے آیا
نقب زندانخانے تک لگائیے اور ملکہ کو اُسی نقب سے لیجائیے یہ سوچ کر اُس دایہ نے نقب کھودی اور وہ جگہ
نقب کا زندانخانے مین نکالا اور اُسی راہ سے ملکہ کو لیکر زندانخانے مین آئی اُسوقت ہاشم سر جھکائے ملول بیٹھے
تھے دیکھا طبقہ زمین کا پھٹا اور روشنی نمایان ہوئی اور زن چہل سالہ مشعل ہاتھ مین لیے ہوئے آگے آگے ہی اور
پیچھے اُسکے ایک نازنین مہ جبین ہی ہاشم دیکھتے ہی اُسکو عاشق ہو گئے مگر متحیر ہین کہ وہ رشک قمر بصد ناز و ادا ہاشم کے
پاس آکر بیٹھ کر صورت ہاشم کی دیکھنے لگی دایہ نے کہا بلاون اب چلو تمنے اقرار کیا تھا کہ ایک نظر دیکھکر چلی آونگی ملکہ
بولی ای دایہ اب اس شہریار کو چھوڑ کر کہان جاؤنگی جو حال اسکا ہی وہ میرا بھی ہونا چاہیے چاہے کوئی مجھے قتل کر
چاہے بخشے اور ہاشم سے کہا مین نے جب سے تمھین دیکھا ہی عشق مین مبتلا ہون اب تم مجکو اپنی کنیزی مین قبول
کرو ہاشم نے کہا تم اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو دایہ نے کہا ای شہریار یہ بیٹی ہی بادشاہ خورشید اختری کی ملکہ
حیات بانو اسکا نام ہی نہین معلوم تمنے کیا جادو کیا ہی کہ یہ تمپر عاشق ہو کر دیوانی ہو گئی ہی جان دینے پر آمادہ ہی
ہاشم نے کہا کہ مین بھی تو اسکے حلقہ گیسو مین اسیر ہون یہ کہکر ملکہ سے کہا کہ جو تمھین مجھ سے الفت ہی تو لقا پرستی پر لعنت
کرو دین اسلام قبول کرکے مسلمان ہو جاؤ ملکہ بولی مین تو تمھین سجدہ کرنے کو موجود ہون القصہ ہاشم نے ملکہ کو
کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ملکہ نے کہا ای شہریار مین سوہن لیتی آئی ہون غل و زنجیر کاٹ ڈالیے ہاشم نے کہا کچھ سوہن
کی ضرورت نہین یہ کہکر بقوت صاحبقرانی جھٹکا مارا سب قید آہن ٹوٹ گئی ملکہ اور دایہ دیکھکر حیران ہوئی ہاشم
تیغزن نے کہا ای ملکہ اب مین زندان کے پاسبانون کو مار کر تمھارے باپ کی طرف جاتا ہون یا تو اُسے قتل کرونگا

یا مسلمان کرونگا ملکہ اور دایہ شہزادے کے قدمون پر گر پڑین اور کہا ای شہریار پہلے ہمکو قتل کیجیے پھر قدم یہان سے
باہر نکالیے ہاشم نے کہا نہین پھر کیا منظور ہی دایہ نے کہا ہم آپکو راہ نقب سے باغ مین لیے چلتے ہین ملکہ اور آپ
عیش و عشرت مین مصروف رہیے ہاشم نے دیکھا اگر ملکہ کا کہنا نہین مانتا ہون تو ملکہ ہلاک ہو جایگی کہا خیر جو تمھا
تمھاری رائے بہتر ہی چلو پھر سمجھ لینگے غرضکہ نقب کی راہ سے ملکہ اور دایہ ہاشم کو لیے ہوے اپنے باغ مین
آئی اور دایہ نے جوہرہ نقب کا بند کر دیا ہاشم اور ملکہ عیش و عشرت مین مشغول ہوے ازبسکہ ملکہ حیات بانو
بالغہ بھی تھی اور مسلمان بھی ہو چکی تھی ہاشم نے صیغہ عقد پڑھ کر گوہر مقصود حاصل کیا ملکہ حیات بانو حاملہ ہوگئی
نو اُس سے خورشید ستارہ پرست پیدا ہوگا القصہ شہزادہ ہاشم تیغزن ملکہ کے باغ مین بعیش و عشرت
رہنے لگے اُدھر ضیغم خون آشام پانچ لاکھ سوار سے قریب شہر اختریہ کے پہونچا خورشید اختری استقبال کے واسطے
آیا ملازمت حاصل کی اور قلعہ مین لا کر دعوت و ضیافت کی اور عرض کیا کہ ہاشم تیغزن پسر حمزہ میرے پاس قید ہی
جو حکم ہو اُسکے حق مین کیا جائے ضیغم خون آشام نے کہا کہ اُسکو میرے سامنے بلواؤ خورشید نے ہاشم تیغزن
کو جو طلب کیا سنا کہ وہ زندانخانہ سے غائب ہو گیا خورشید سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ جلد تلاش کرو کون اُسے
ہماری قید سے نکال لیگیا لوگ تلاش کرنے لگے مگر ضیغم خون آشام نے کہا ای خورشید اختری مین اسواسطے
آیا ہون کہ جہان خدا پرست ملین گرفتار کرے جاؤن اُسنے کہا کہ آٹھ قلعہ ملک زرائل سے علاقہ رکھتے ہین
ایک یہ اور سات قلعے اور ہین مثل شہر نجمانیہ اور مرجانیہ اور غروبیہ وغیرہ کے ضیغم نے اُسی وقت سات خط
اس مضمون کے لکھوائے کہ آگاہ ہو حکم لقا مدلسے باختر کا ہی کہ جو سردار اہل اسلام سے تمھارے شہر مین جاوے
اُسے گرفتار کرکے ہمارے پاس حاضر کرو کہ ہم تم شریک ہو کر خداوند لقا کے پاس لے چلین کہ موجب خوشنودی
خداوند لقا ہی پس اُسی وقت ساتون نامے ساتون شہرون مین روانہ کیے ضیغم اختریہ مین رہا

دو کلمے داستان شاہزادہ بدیع الزمان کے بیان کیے جاتے ہین -

واقفان ماہیت دریاے بے پایان مضامین اعلی و جوہریان گوہر صدف بحر زخار سخنوری زیباد رشاہوار مضمون
بستہ بیان مین یون مسلسل کرتے ہین کہ جسوقت کشتی بدیع الزمان کی دربند سیقولیہ مین پہونچی سیقول شاہ
کو خبر ہوئی کہ خدا پرست کے جہاز تباہ ہو کر ملک زرائل سے ادھر آئے ہین چنانچہ بیٹا حمزہ کا شہزادہ بدیع الزمان
کا جہاز اس شہر مین آیا ہی اور چار سو آدمیون کی جمعیت اُسکے ساتھ ہی سیقول شاہ نے دو پہلوان ایکا نام ارشیون
دوسرے کا گاوشیون ہے دونون کو بارہ ہزار سوار سے بھیجا اور کہا کہ پسر حمزہ کو گرفتار کر لاؤ دونون پہلوان فوج
لیکر پہونچے اور بدیع الزمان کو جا کر گھیر لیا اور للکارے ای پسر حمزہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو دین لقا پرستی
اختیار کرو ہم اپنے ساتھ بادشاہ کے پاس لے جائین بدیع الزمان نے کہا ای کافرو لقا پر لاکھ لاکھ لعنت ہی وہ
بھگوڑا خود ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر شہر زرائل مین آیا ہی ارشیون اور گاوشیون یہ کلام سنکر غضبناک ہوے
اور حکم دیا کہ سب لوگ پسر حمزہ کو گھیر کر پکڑ لو چار طرف سے فوج کفار بدیع الزمان پر آ پڑی شہزادہ بدیع الزمان
تلوار کھینچکر اُن پر گرا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش کفار کی گرنے لگی کشتون کے پشتے باندھ دیے غلغلہ محشر انگیز
برپا ہوا وہ لوگ جو بدیع الزمان کے ہمراہ تھے سب لڑ کر شہید ہوے بدیع الزمان لڑتا ہوا برابر ارشیون کے
پہونچا ارشیون نے تلوار کا وار کیا شاہزادہ بدیع الزمان نے تلوار سپر پر رد کرکے ایک ہاتھ تیغ آبدار کا جو مارا
ارشیون کے سر پر پڑا دیر تک جا کر زمین پر بوسہ دیا گاوشیون نے جو دیکھا کہ بھائی مارا گیا ہاے بھائی کہتا ہوا

گریبان پھاڑ کر دوڑا اور آتے ہی بدیع الزمان پر وار تلوار کا کیا شہزادے نے تلوار اسکی رد کر کے ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا جو کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے لوگ اُن دونوں کی لاشیں لیکر بھاگے اور سیقول شاہ کے پاس آکر حال بیان کیا سیقول شاہ نے چالیس ہزار سوار لیکر خود آکر شہزادے پر غرغہ کیا شہزادہ بھی نعرہ کر کے سرگرم کارزار ہوا سیکڑوں کو قتل کیا آخر لڑتا ہوا برابر تخت بادشاہ کے پہونچا سیقول شاہ نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر کہکر اٹھا لیا اور فرمایا او سیقول شاہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی تجکو قتل کرونگا سیقول شاہ نے کہا کہ مین نے غلامی آپکی اختیار کی مجکو لقا سے کچھ کام نہین آخر شہزادے نے سیقول شاہ کو چھوڑ دیا وہ بخوف جان کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ بدیع الزمان کو شہر مین لیکر آیا دعوت کر کے بیہوش کیا اور اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجدیا۔

دو کلمے داستان جرأت نشان بہرام گرد بن خاقان چین اور ابرہا دیو چنگال کے بیان کیے جاتے ہین

افتادگان تلاطم امواج قلزم ذہن رسا و نہنگان ساحل حیرت طبیعت جانفزا اس داستان حیرت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب بہرام گرد بن خاقان چین اور ابرہا دیو چنگال کا جہاز تباہ ہو کر در اختران مین جا کر نکلا اختر اختران فوج لیکر آیا بہرام اور ابرہا دونون تلوارین کھینچکر فوج پر گرے اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا بہت سے کفار قتل کر کے برابر تخت اختر اختران کے پہونچے اُسنے تلوار ماری ابرہا نے اُسکی تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر تخت سے اٹھا لیا اور پکارا کہ بہتر یہ ہے کہ دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی قتل کرونگا اختر اختران طوطے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور شہزادے کو اور ابرہا کو ساتھ لیکر ایوان شاہی مین آیا اور دعوت و ضیافت کی اور شراب و طعام مین بیہوشی دیکر دونوں کو اسیر کیا

دو کلمے داستان شوکت نشان اسد شیر دل بن کرب غازی اور زنبور شاہ کے بیان ہوتے ہین

جوہریان دریاے دفتر بیمثال و لعل بخش بہاے داستان عدیم المثال سلک حروف آبدار کو بہ تسلسل یون جلوہ گر کرتے ہین کہ جب اسد شیر دل بن کرب غازی اور زنبور شاہ در بند غردبیہ مین پہونچا اور جہاز سے اُتر کر دونون دلگیر بنکر شہر مین داخل ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے دیکھا کہ شہر آباد ہے اور رعایا بہت شاد ہے جتنے آدمی ہین سب سیاہ فام ہین مگر نقشے سب کے درست ہین سیر کرتے ہوئے کاروانسرا مین آکر اترے صبح کو یہ غلغلہ سنا کہ رخان ستارہ حشم ایک پہلوان ہے وہ اپنے پہلوانون کو زور دلا ئیگا اسد و زنبور شاہ بھی تماشا کشتی کا دیکھنے کو گئے وہان پہونچکر دیکھا کہ ہجوم خلائق بہت ہے اکھاڑا آراستہ ہے ڈھول بج رہا ہے کانداروں کا نین لگائے بیٹھے مین سودا بیچ رہے ہین اسد شیر دل اور زنبور شاہ لوگون کو ہٹا کر اندر اکھاڑے کے جا کر کھڑے ہوئے دیکھا کہ ایک زنگی نہایت قوی ہیکل قوی بازو مانند فیل جنگی کے اکھاڑے مین کھڑا ہے اور بدن اسکا مانند شیشے کے چمک رہا ہے اور گرد اسکے سیکڑون شاگرد جٹ لنگوٹ باندھے خم ٹھوک رہے ہین پہلے اُس پہلوان زنگی نے خوب ورزش دور و قوت کی دکھائی ڈنڈ پیلے مگدر ہلائے اور نال اٹھائے بعد اسکے شاگردون کو زور دلانا شروع کیا دو دو چار چار کو برابر دے دے پٹکا الغرض بعد اسکے خم پر خم مارا اور پکارا کہ کہان ہے رستم دستان کہان ہے سام و نریمان اور کہان ہے بدیع الزمان اور کہان ہے حمزۂ صاحبقران کہ آکر حاقہ بگوش میرے ہون اسد شیر دل یہ کلمہ سنکر نہایت برہم ہوا زنبور شاہ نے کہا آپ کیون خفا ہوتے ہین یہ کافر اپنے منہ سے بکتا ہے بکنے دیجیے اسد نے کہا مین اسے ابھی سزا سے معقول دونگا مجھے یہ کلمے درشت نہین سنے جاتے یہ کہکر اُسی وقت جٹ لنگوٹ باندھ کر اسد اکھاڑے مین کودا اور رخان زنگی کو للکارا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے اور کن لوگون کا نام ساتھ بے ادبی کے لیتا ہے کہا حمزۂ صاحبقران کہان ہے آوے تو مجھسے پہلے مقابلہ کرے بعد اُسکے انکا نام لیوے اور کلاہ

کلّی کرکے لینا دخان ستارہ چشم نے دیکھا کہ ایک جوان دبلے دبلے ہاتھ پاؤن چھوٹا سا قد مگر چست و چالاک بیحد تر
حیران ہوکر کہا کہ ای جوان تجھے میرا کہنا کیون برا معلوم ہوا کیا تو خدا پرست ہی اسد شیر دل نے کہا اگر تو خدا پرست
تو اب ہون تجھکو اس کلمات ناشائستہ کی سزاے معقول دونگا دخان نے کہا ای جوان کیون تیری قضا آئی ہی بیشک
مار ڈالونگا اسد پکارا کہ ایہا الناس قضا اسکی خود سر پہ کھیلتی ہی غرضکہ بعد گفتگوے بسیار کشتی ہونے لگی بادشاہ
وہانکا قطران بن دودہ زنگی تھا وہ بھی یہ خبر سنکر آیا کہ آج ایک شخص نیا دخان ستارہ چشم سے سرگرم کشتی ہی اب
ہجوم اور زیادہ ہوا غرضکہ دو پہر کی کشتی مین اسد شیر دل نے لنگر دخان کا اکھاڑا اور ایک ہاتھ پر اُٹھا لیا اور
تین بار چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور پکارا کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مار ڈالونگا دخان پکارا ایہا الناس
یہ خدا پرست ہی اور مجھکو بھی خدا پرست کرتا ہی بادشاہ نے جو سنا لوگون سے کہا اسے مار لو یہ سنتے ہی اسد شیر دل نے
پہلے تو اُس کافر کو پکڑ کر چیر ڈالا بعد اُسکے اسد تلوار کھینچکر اُن کفار پر گرا زیور شاہ بھی اسد کے شریک ہوکر لڑنے لگا
مگر اسد تو نہایت چالاک ہی ایک سوار کو مار کر اُسکے گھوڑے پر سوار ہوا اور شمشیر زنی کرتا ہوا برابر قطران زنگی کے
پہونچا قطران نے تلوار ماری اسد نے وہ وار بچا کر قبضہ ہاتھ پر ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھا لیا اور کہا دین اسلام قبول کر نہین تو ابھی مار ڈالونگا قطران زنگی ڈرا کہ اگر اسکا کہنا نہ مانا تو بیشک مار ڈالیگا
بخوف جان طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور فوج کو پکار کر کہا کہ مین نے اطاعت اسکی اختیار کی کوئی اس سے
نہ لڑے اُسی وقت سب نے تلوارین میان مین کین قطران اسد و زیور شاہ کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا دعوت
و ضیافت کی تیسرے دن شراب و طعام مین بیہوشی دیکر اسیر کیا قضاے کار دوسرے روز جہاز ہردم بردعی
دیوانے کا اُسی شہر مین پہونچا چالیس ہزار سوار جنگی بہادر جری اُسکے ہمراہ کنارے دریا کے اُترے ہرکارون کو
خبر کے واسطے بھیجا کہ دریافت کرو یہ کونسا شہر ہی اور حاکم یہان کا کون ہی ہرکارون نے دریافت کر کے خبر دی کہ
اس شہر کو غروبیہ باختر کہتے ہین حاکم یہان کا قطران زنگی بیٹا دودہ زنگی کا ہی اُس نے اسد شیر دل اور
زیور شاہ کو دغا سے قید کر لیا ہی ہردم بردعی یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور کہا کہ اسد تو اسا صاحبقران کا
ہی اور میرا آقازادہ ہی مین ابھی جا کر اُسے رہا کرتا ہون یہ کہکر چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھ کر اُٹھا تمام رفیق
و افسران فوج ساتھ ہوے ہردم نے منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ہمراہ نہ آئے بلکہ وہ تنہا چلا جس وقت وہ دور نکل گیا
اُسوقت سب تعاقب مین اپنے مالک کے چلے یہ خبر قطران زنگی کو ہوئی کہ چند جہاز خدا پرستون کے آئے ہین حکم دیا
کہ لشکر ہمارا تیار ہو لیکن ہردم بردعی دیوانہ داخل شہر ہوا سیر کرتا ہوا چلا جو اُسے دیکھتا تھا حیران ہوتا تھا یہانتک
کہ ہردم ایوان شاہی کے دروازے پر پہونچا بخوف و خطر بارگاہ مین چلا آیا بطریق اسلام سلام کیا
قطران زنگی اور تمام اہل دربار حیران ہوکر پکارے او خدا پرست تو کون ہی جو بے اجازت داخل بارگاہ
قطران شاہ ہوا ہردم دیوانے نے للکار کر کہا ای کافر بیایمان تمنے نبیرۂ صاحبقران کو دغا سے قید کیا ہی مین انکو رہا کرنے
آیا ہون یا تو انکو چھوڑ دو یا ہاتھ اب جان سے دھو لو اسی مین خیر ہی کہ اسد کو رہا کرو ورنہ سب کو مار کر اپنے آقازادے کو
رہا کرونگا قطران نے اپنے لوگون سے کہا کہ اسے مار لو زندہ نہ جانے پائے یہ سنکر چار طرف سے فوج ہردم دیوانہ پر
ٹوٹ پڑی ہردم نے چوبدست لیکر مارنا شروع کیا جسکو چوبدست ماری اُسے پست کر دیا قطران غروبی کا ایک سردار تھا
اُسنے ہردم دیوانہ کو تلوار ماری ہردم نے چوبدست پر تلوار روکی تلوار اُسکی ٹوٹ گئی پھر ہردم نے چوبدست قطران
غروبی پر ماری مغز سر اُسکا پاش پاش ہوگیا اب ہردم لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر آیا چار طرف سے ہجوم ہوا قطران زنگی تخت پر

سوار دور کھڑا ہوا تھا لوگون سے کہہ رہا تھا کہ اس دیوانے کو مار لو غلغلۂ دار و گیر بلند ہی ہردم بردعی چوبدست بر چوبدست مار رہا ہی اور شیرانہ للکار رہا ہی اب دو چار ہزار آدمی ہردم بردعی کے کبھی آ گئے ہین گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہی دخان ستارہ چشم نے برابر آکے ہردم کو تلوار ماری ہردم نے وار اسکا رد کرکے چوبدست جو ماری دہنا ہاتھ دخان کا ٹوٹ گیا دخان بھاگا پھر یلدا نے قوی ترکیب سے مقابلہ ہوا اُسنے ارہ پشت پر مارا ہردم نے چوبدست پر روکا اور پلٹ کر وہی چوبدست جو یلدا کو ماری کمر اُسکی ٹوٹ گئی فیلان زنگی دوڑا اور کہا ارے تو نے غضب کیا یلدا کو مارا اب تو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری ہردم نے خالی دی اور پھر کر جو چوبدست جو ماری سینے پر اُسکے پڑی گر کر جہنم واصل ہوا اب ہردم کے کوئی منھ نہین چڑھتا لوگ بھاگتے پھرتے ہین ناگاہ زاغچہ عیار ملک دودہ کا آیا قطران کو سلام کیا قطران نے کہا ای زاغچہ مین اس خدا پرست کے ہاتھ سے نہایت تنگ آیا ہون کسی طرح اسکو گرفتار کر اُس نے کہا طبل بازگشت بجوائیے اور قلعہ کو پھر جائیے مین اسے اسیر کر لاؤنگا قطران نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہو گئے ہردم نے چاہا تعاقب مین جائے کہ زاغچہ عیار نے صورت اپنی مہتر قران کی بنائی اور پاس ہردم کے آیا اور کہا کہ آپ دن بھر لڑ چکے ہین اب کیون تعاقب مین جاتے ہین آپ فرودگاہ کو پھر چلیے آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا ہردم نے کہا ای قران مین جبتک اسعد کو نہ چھڑا لونگا نہ پھرونگا مہتر قران نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے مین اسعد کو چھڑا لاؤنگا ہردم نے کہا مین تمھارے کہنے سے پھرتا ہون یہ کہکر سب کو ساتھ لیکر مراجعت کی دریا کے کنارے آیا داخل بارگاہ ہوا قران نقلی بھی ساتھ تھا ہردم بردعی نے قران نقلی کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جب ہردم سو رہا زاغچہ نے دیکھا نفر خواب ہردم پابند ہوا دارو بیہوشی ہردم کے دماغ مین دے کر پشتارہ خیمے مین باندھ کر پشت پر لادا اور خیمے کی قنات چاک کرکے روانہ ہوا پھر رات رہے دروازے پر قلعے کے پہونچا آواز دی قلعہ دار نے پوچھا تو کون ہی زاغچہ نے کہا مین عیار دودہ زنگی کا ہون ہردم کو پکڑ لایا قلعہ دار نے دروازہ کھولدیا زاغچہ باغ مین آیا صبح کے وقت خدمت مین قطران زنگی کی پہونچا سلام کیا پشتارہ ہردم کا سامنے رکھ دیا قطران بہت خوش ہوا زاغچہ کو ایک توڑا اشرفیون کا اور خلعت دیا کہا کہ اسے ہوش مین لا زاغچہ نے پہلے آہنگرون کو بلا کر غل و زنجیر مین اسیر کیا بعد اُسکے ہوش مین لایا ہردم کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین قید مین پایا اُٹھ کر لطریق اسلام کیا قطران نے کہا ای خدا پرست قید مین تو ہی اور پھر وہی گفتگو کرتا ہی اب مین خداوند لقا کو عرضی لکھتا ہون جو کچھ حکم آئیگا وہ کیا جائیگا یہ کہکر ہردم کو بھی اُسی قید خانے مین بھیجدیا جہان اسعد و زرنور شاہ قید تھے چند روز گذرے تھے کہ نامہ اختر اختران کا پہونچا کہ اگر کوئی خدا پرست تمھارے شہر مین آئے اُسے گرفتار کرو اور ہمین بھی خبر دو کہ یہ دشمن خداوند لقا کے ہین قطران نے اختر اختران کو لکھ بھیجا کہ تین خدا پرست یہان قید ہین اُنکے بارے مین عرضی خداوند لقا کی خدمت مین بھیجتا ہون جو کچھ حکم ہوگا عمل مین لاؤنگا بعد اُسکے ایک عرضی لکھکر خدمت مین لقا کی روانہ کی اور وہ مضمون سے آگاہ ہوا کہ اسعد اور زرنور شاہ اور ہردم بردعی دیو انہ غروبیہ مین قید ہین لقا نے طاؤس شاہ اپنے سرکے سے کہا کہ تو جا کر ان خدا پرستون کو وہین قتل کر طاؤس شاہ روانہ ہوا

دو کلمے داستان جرات نشان فرہاد خان بلخصری کے بیان ہوتے ہین

داستان گویان شیرین زبان و قصہ خوانان خوش بیان داستان رنگین نشان کو قلم فرہادی سے یون تحریر کرتے ہین کہ جب فرہاد خان بلخصری کا جہاز شہر سنگ پارہ مین پہونچا بیس آدمی اُسکے ساتھ تھے جہاز سے اتر کر شہر کی طرف چلے تھے کہ سیارہ عیار کو آتے دیکھا فرہاد خان نے اُسے پہچانا اور بلا کر احوال قاسم کا پوچھا سیارہ

نے کہا کہ شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ طلسم پریزادان کو فتح کر کے تجمیل ماہرو کی شادی مین مصروف تھے اور مجھکو خبر کے واسطے سرداران لشکر کی بھیجا تھا اب یہ بتاؤ کہ لشکر اسلام کہان ہے فرہاد خان نے کہا کہ ملک سبائل فتح ہو گیا لقا سے بے بھاگ کر ملک نزرائل مین پہونچا حمزۂ صاحبقران اسکے تعاقب مین دریا کی راہ سے چلے تھے کہ طوفان آیا سب جہاز تباہ ہو گئے نہیں معلوم حمزۂ صاحبقران کدھر گئے مین اسطرف نکل آیا اب تم میرے ساتھ چلو دیکھین اس شہر کی کیا کیفیت ہے اور کیسی آبادی ہے سیارہ نے پوچھا آپکے ہمراہ فوج و لشکر نہیں ہے بس مناسب یہ ہے کہ صورتین بدلکر چلیے فرہاد خان کو راے سیارہ کی پسند آئی صورتین بدلکر داخل شہر ہوے سیر کرتے ہوے کاروانسرا مین آکر اترے سیارہ عیار پھر سیر کے واسطے نکلا اتفاق روزگار بادشاہ یہان کا ریحان شاہ ہے اور عیار اُسکا مہتر رنجور ہے وہ بھی ایک طرف سے سیر کنان چلا آتا تھا سیارہ کو جو دیکھا وضع سے اسکی پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے پیچھے پیچھے اُسکے چلا یہان تک کہ سیارہ پھرتا ہوا ایک نانبائی کی دُکان پر آکر پہونچا اور ایک معربہ جیب سے نکالکر اُس نان پز کو دیا کہ مین بھوکا ہون میرے واسطے کھانا لا رنجور عیار خدمتگار کی صورت بنکر کھانا اُس نانبز سے لیکر بیہوشی اُسمین ملا کر خوان لگا کر سامنے سیارہ کے لایا سیارہ نے کھانا کھایا ہاتھ دھونے اٹھا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا رنجور عیار نے مشکین سیارہ کی باندھ لین اُس نانبز نے کہا تو کون ہے جو اسکی مشکین باندھتا ہے اُسنے کہا مین مہتر رنجور عیار کوتوال اس شہر کا ہون یہ کوئی عیار خدا پرستون کا ہے مین نے اس سبب سے اسے گرفتار کیا کچھ حال اس سے خدا پرستون کا دریافت کرونگا وہ چپ ہو رہا رنجور عیار سیارہ کو گرفتار کر کے لایا اور ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا اور تازیانہ ہاتھ مین لیکر کہا کہ سچ بتا تو کون ہے نام تیرا کیا ہے اور مذہب تو کیا رکھتا ہے سیارہ نے کہا مین تجارت پیشہ ہون دین لقا پرستی رکھتا ہون ہر طرح رنجور نے سیارہ کو ڈرایا اور دھمکایا بلکہ دو ایک تازیانے بھی لگائے مگر سیارہ نے اپنا حال نہ بتایا یہی کہے گیا کہ مین تاجر ہون آخرکار سیارہ کو اپنے گھر مین لاکر کوٹھری مین بند کیا اور قفل دروازے مین دے کر چلا گیا سیارہ اُس کوٹھری مین بیٹھا تھا کہ کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آئی پکارا افسوس مین غریب الوطن مسافر تھا مجھکو ناحق گرفتار بلا کیا ہے یہ کہکر زار زار رونے لگا ریحانہ بانو دختر رنجور عیار نے جو آواز رونے کی سنی کوٹھری کے پاس آکر پوچھا اے تو کون ہے اور کیون روتا ہے سیارہ نے کہا مین غریب الوطن ہون رنجور عیار مجھے جبراً قہراً پکڑ لایا ہے اور قید کیا ہے ریحانہ بانو نے قفل کوٹھری کا توڑا اور دروازہ کھولکر دیکھا کہ ایک جوان صاحب وضع قطعدار لباس سوداگری پہنے ہوے مشکین بندھی ہوئی بیٹھا ہے ریحانہ بانو دیکھتے ہی سیارہ کو عاشق ہو گئی اور سیارہ بھی اُسپر فریفتہ ہو گیا ریحانہ بانو نے سیارہ کی مشکین کھولدین اور ایک مکان مین علیحدہ لاکر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا سیارہ نے اب اپنا حال مفصل بیان کیا کہ مین بیٹا ہون عمرو عیار کا اور سیارہ میرا نام ہے اگر تمھین مجھسے محبت ہے تو مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرو پھر گوہر وصل حصول کرو یہ سنکر ریحانہ بانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی سیارہ صیغۂ عقد کا برضا و رغبت ریحانہ بانو کے ساتھ پڑھ کر منعقد ہوا اور وصل سے اُسکے دل شاد کیا گوہر مقصود حاصل ہوا ریحانہ بانو حاملہ ہوئی کہ ایک دختر اُس سے پیدا ہو گی ذکر اُسکا انشاءاللہ ایرج نامے مین کیا جائیگا۔ القصہ سیارہ رات کو تو وہان رہا صبح کو ایک صندوقچہ اشرفیون کا رنجور عیار کے گھر سے لیکر راہی ہوا اور کاروانسرا مین آکر فرہاد خان سے تمام حال بیان کیا فرہاد خان نے کہا خوب تمنے اپنے پدر نامدار کا طریقہ اختیار کیا اور زن و دولت تمھارے ہاتھ لگے پھر فرہاد خان شہر کی سیر کو نکلا ایک جگہ پہونچکر دیکھا ایک کمان رکھی ہے اور

لوگون کا ہجوم جمع ہی فرہاد خان حال اُس کمان کا پوچھنے لگا کہ مفتوح کمانکش ایک طرف سے آیا اور اس کمان
کے پاس آکر کھڑا ہوا قضاے کار رنجور عیار بھی مفتوح کمانکش کے ساتھ تھا اُسنے فرہاد خان کو دیکھکر کہا یہ
خدا پرست ہی مفتوح پکارا تو کون ہی اپنا حال بیان کر فرہاد خان نے کہا کہ آگاہ ہو مین بیٹا ہون لندھور بن
سعدان دارائے ہند کا اور فرہاد خان یکضربی میرا نام ہی مفتوح پکارا کہ دین لقا پرستی اختیار کر نہین تو میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا فرہاد خان نے کہا لاکھ لاکھ لعنت کرتا ہون لقاے بے بقا پر اور اُسکے پرستاران مجہول غدار پر مفتوح پکارا
کہ مار لو اسکو جانے نہ دو لوگ سب تلوارین کھینچکر دوڑے فرہاد خان بھی تلوار پکڑ کر اُن پر گرا تلوار چلنے لگی مگر
فرہاد خان کا یہ عالم تھا کہ چارطرف شمشیر زنی کرتا پھرتا تھا سیکڑون کو قتل کیا کہ اظہر سرخ پوش ایک سردار تھا
اُس سے مقابلہ ہوا اظہر نے تلوار ماری فرہاد خان نے تلوار اُسکی روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا دو ٹکڑے ہو کے گرا
منظر سرخ پوش نے دیکھا کہ بھائی میرا مارا گیا للکارتا ہوا دوڑا فرہاد خان کے سامنے آیا دو مرتبہ تلوار اُس نے
فرہاد خان کو ماری فرہاد خان نے وار جھکا کر کے کمر پر اُسکی ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوے اب
ریحان شاہ بھی خبر سنکر فوج لیکر آگیا لڑنے لگا کفار کی یورش اور زیادہ ہوئی اور فرہاد خان کے ہاتھ ایک ستون
شل کوہ بے ستون کے آگیا جسپر فرہاد خان نے وہ ستون مارا انبار دہتی اُسکی شادی بادشاہ پکارتا تھا کہ اے
ایک شخص تن تنہا تمھارے ہاتھ نہین آتا او نامردو لعنت ہی سپاہ گری اور بہادری پر اہل فوج طعن تشنیع
سُن سُن کے ہر چند چاہتے ہین کہ فرہاد خان کو پکڑ لین مگر ممکن نہین ہی فرہاد خان ایسی ستون کی ضربین لگاتا ہے
کہ چرخ بے ستون الامان کی صدا دیتا ہی کوئی فرہاد خان یکضربی کے پاس نہین آتا دور ہی سے لیتا لیتا کرتے ہین فرہاد خان
بھی ہر چند چاہتا ہی کہ بادشاہ تک پہونچ جاؤن لیکن فوج کا اسقدر ہجوم ہی کہ راہ نہین ملتی دن بھر لڑتے گذرا چار گھڑی
دن باقی تھا کہ رنجور عیار آیا اُس سے ریحان شاہ نے کہا اے رنجور یہ خدا پرست آج صبح سے لڑ رہا ہی کسی طرح
ہاتھ نہین آتا اب خوف یہ ہی کہ اگر رات ہو گئی تو وہ برابر یہی ہو جائیگا مجھے مار ڈالیگا رنجور عیار نے کہا اگر آپ فرمائین
تو مین ابھی فرہاد خان کو گرفتار کرون ریحان شاہ بولا اگر اسے گرفتار کرے تو مین تجھے دولت دنیا سے نہال کر دونگا
اُسنے کہا آپ تماشا دیکھیے پھر چارسو عیار اپنے ساتھ لیکر چلا جیسے ہی فرہاد خان کے برابر پہونچا عیارون سے کہا
کہ اسپر تم سب ملکر حلقہ ہاے کمند مارو یہ سنکر سب مستعد ہوے چار سو حلقہ ہاے کمند پھینک کر فرہاد خان پر گئے اور
کمندین مارین فرہاد خان نے جو عیارون کو دیکھا پکار کر کہا اے نامردو تم پر لعنت ہو یہ کیا مردمی ہی کہ کہیں سے ہزارون
نہ لڑ سکے اب عیارون کو بھیجا ہی کہ دغا سے مجھے گرفتار کرین مگر وہان کون سنتا ہی سب حلقہ ہاے کمند مار رہے ہین
فرہاد خان حلقہ ہاے کمند قطع کر رہا ہی بلکہ دو چار عیارون کو مارا ہی مگر حلقہ ہاے کمند سے کچھ بس نہ چلا آخر فرہاد خان
گرفتار ہو گیا سیکڑون کمندین جو پڑین ہاتھ پاؤن گردن حلقون مین پھنس گئے زمین پر گرا اوپر سے ہزارون آدمی لوٹ
پڑے بلوہ کر کے پکڑ لیا اُسیوقت آہنگرون کو بلوا کر غل و زنجیر مین اسیر کیا اور سامنے رنجور شاہ کے لائے بادشاہ نے حکم دیا
کہ اسے زندانخانے مین لیجاؤ القصہ فرہاد خان کو زندانخانے مین قید کیا اور رنجور عیار نے بادشاہ سے کہا کہ مین نے
ایک عیار کو بھی اسیر کیا ہی وہ بھی خدا پرست ہی جا کر اُسے بھی لاتا ہون یہ کہکر اپنے گھر مین آیا دیکھا کہ کوٹھری کھلی ہوئی ہی بیٹی سے
پوچھا کہ مین اس کوٹھری مین ایک شخص بند کر گیا تھا کسنے اس کوٹھری کو کھولا اور اُس شخص کو کسنے رہا کیا بیٹی اُسکی بولی
یہ خطا مجھ بدبخت سے ہوئی وہ روتا تھا مجکو رحم آیا مین نے اُسے رہا کر دیا لیکن وہ ایسا بدذات تھا کہ میری نگاہ بچا کر صندوقچہ
تمھارا لیکر چلا گیا رنجور عیار اپنی بیٹی پر بہت خفا ہوا اور کہا کہ خیر جاتا ہون اُسکی تلاش مین وہ جہان ملجائیگا پکڑ لاؤنگا

یہ کہکر زنجور عیار سیارہ کی تلاش مین روانہ ہوا لیکن سیارہ نے جب دیکھا کہ فرہاد خان اپنی جہالت سے اسیر
ہوگیا اس نے شہر سے نکل کر لشکر اسلام کا راستہ لیا یہان شہر مین اور اطراف شہر مین چہار طرف خبر مشہور تھی کہ
پسران حمزہ اور سرداران حمزہ قید ہوگئے ہین اب اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان صعوبت نشان حمزۂ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین

محرران فسانہ عبارات دفتر رنگین و قصہ خوانان تلازمات داستان دلنشین بجودت طبع و برسائی ذہن و ذکا اس
داستان عالیشان کو یون قلم برداشتہ لکھتے ہین کہ معرکۂ جنگ و جدال مین اشقر دیوزاد نے صاحبقران زمان کو بسبب
زخمداری کے بیہوش پایا صفین لشکر کفار کی درہم و برہم کرتا ہوا طرارے بھرتا ہوا عرصۂ کارزار سے نکل آیا رات بھر
رہروی کی صبح کو قریب قلعہ نجانیہ کے لب دریا آکر پہونچا میدان سبزہ زار جو پایا چرا مین مصروف ہوا وہان سے گیاہ
سبز و نرم کھاکر دریا مین پانی پیا پلٹ کر چلا تھا کہ راہ مین پرمری لی صاحبقران زمان پشت زین سے بروے زمین
گرے اشقر دیوزاد اسی مقام پر چرنے لگا قضاے کار مادیان بحری دریا سے نکلی اشقر سے دیکھ کر دوڑا مادیان بھی
دریا مین چلی گئی اشقر بھی تعاقب کرکے دریا مین در آیا وہین مادیان بحری سے اشقر دیوزاد سے جفتی کھائی چنانچہ
کرہ بن اشقر اسی سے پیدا ہوتا ہے القصہ اشقر دیوزاد تو مادیان پر مائل ہوکر دریا مین پہونچا اور وہین تھا یہان
صاحبقران بیہوش پڑے ہوئے تھے کہ دونون بیٹے اختران شاہ کے جمعین اور نجم بن اختر شکار کیواسطے نکلے تھے
شکار کھیلتے ہوے وہان پہونچے کہ جہان صاحبقران بیہوش پڑے ہوے تھے اُن دونون نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت
حسین خوبصورت جمال بیمثال کی جلوہ گری مثل آفتاب درخشان کے ہی تمام میدان سبزہ زار روشن ہی عالم زخمداری مین
بیہوش پڑا ہوا ہی اُن پسران اختران نے اپنے سب آدمیون سے کہا کہ اس شخص کو اُٹھالاؤ نہین معلوم یہ کون ہی
اور کہان اس سے تلوار چلی ہی کہ لڑ بھڑ کر زخمی ہوا جب یہ ہوش مین آئیگا تو حال اس سے معلوم ہو جائیگا القصہ ملازم
بادشاہ صاحبقران کو قلعے مین اُٹھا کر لائے اختران شاہ نے جو صاحبقران کو دیکھا کہا اسکے زخمون مین ٹانکے دلواؤ
اُسیوقت جراح کو بلوا کر زخمون مین ٹانکے دلوائے علاج ہونے لگا تیسرے دن صاحبقران کی آنکھ کھلی اپنے تئین ایک
مکان عالیشان مین پایا اور کچھ لوگ اجنبی نظر آئے پوچھا تم لوگ کون ہو اور مجھے یہان کون لایا ہی لوگون نے کہا آپ کنارے
دریا کے زخمی پڑے ہوے تھے بیٹے بادشاہ کے آپکو یہان اُٹھا لائے ہین نے آپکے زخمون کا علاج کروایا ہی اب آپ اپنی
کیفیت بیان کیجیے کہ ایسی کہان تلوار چلی تھی آپ زخمی کس کے ہاتھ سے ہوے تھے صاحبقران نے بیان کیا کہ طہماس
بن عنقول دیو پرور سے تلوار چلی تھی مین نے اُسے زخمی کیا اُس نے مجھے زخمی کیا پھر مجھے خبر نہین ہی کہ مرکب میرا مجھے
لیکر کب عرصۂ کارزار سے نکل آیا چند باتین صاحبقران نے کی تھین کہ پھر بیہوش ہوگئے یہ خبر اختران شاہ کو ہوئی اُسنے
کہا مجھے معلوم ہوتا ہی یہ خدا پرست ہی ہاتھ مین اسکے مہر کی انگوٹھی ضرور ہوگی وہ انگوٹھی اسکے ہاتھ سے اُتار کر کسی کاغذ پر
چھاپکر نام دریافت کرو لوگون نے جو انگوٹھی اُتار کر کاغذ پر چھاپی تو معلوم ہوا کہ یہ حمزۂ صاحبقران ہی اختران شاہ کو
خبر پہونچی اختران شاہ نے بد اندیش وزیر سے کہا کہ اس امر مین تو کیا صلاح دیتا ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ دشمن ہی خداوند
لقا اسکے ہاتھ سے تنگ ہوکر قبطول خدائی کے چھوڑکر چلے آئے ہین جلد اسے قتل کیجیے اختران شاہ نے حکم دیا کہ میدان خونی
تیار ہو کل صبح کو یہ قتل کیا جائیگا وزیر بد اندیش نے تمام شہر مین ڈھنڈھورا پٹوایا کہ کل صبح کو حمزۂ صاحبقران قتل
کیے جائینگے جسکا جی چاہے تماشا دیکھنے آئے الغرض میدان خونی تیار ہوا صبح کو ارہ کش تسمہ کش جلاد مریخ خشم زحل ہیئت
آکر جمع ہوے سولیان کھڑی ہوگئین ادھر اختران شاہ جو شب کو سویا عالم خواب مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرمادہے ہین

ای اختران شاہ کیون دام ضلالت مین گرفتار ہی لقاے روسیاہ کی پرستش چھوڑ دین اسلام قبول کرکے کلمہ طیبہ پڑھ
پاک وطاہر ہو جا اور طریقے دین اسلام کے حمزہ صاحبقران سے سیکھ لے نہین تو بعد مرگ جہنم مین جائیگا یہ کہکر
اُن بزرگوار نے تمام کیفیت عذاب دوزخ کی اور فضا بہشت عنبر سرشت کی دکھائی اختران شاہ عذاب سقر دیکھکر
ایسا ڈرا کہ تمام بدن کانپا عرق عرق ہو گیا تمام بستر خواب پسینے مین تر بتر ہو گیا گھبرا کر آنکھ کھل گئی بیدار ہو کر اُٹھ
بیٹھا بداندیش وزیر کو اُسیوقت بلایا حال خواب کا بیان کیا اور کہا کہ مین نے لقاے بے بقا پر لعنت کی اور خدا
پرستی اختیار کی بداندیش نے کہا کہ یہ خواب آپکا شیطانی ہی اختران شاہ نے ایک طمانچہ بداندیش کو مارا اور
کہا اوکافر کیا بکتا ہی اور حمزہ صاحبقران کے پاس چلا چلے ایک چوبدار کو بھیجا کہ بہرام وابرہا کو زندان خانے سے
لے آؤ اور آپ صاحبقران کے قدمون پر آکر گرا اور بصدق دل اسلام اختیار کیا صاحبقران نے قید اپنی توڑ ڈالی
اور ساتھ اختران شاہ کے بارگاہ مین آئے اُدھر سے لوگ بہرام وابرہا کو لائے بہرام وابرہا نے قدمبوسی صاحبقران
کی حاصل کی اُسطرف بداندیش وزیر بھاگ کر جمعین ونجم بن اختر پاس گیا اور اُنسے کہا کہ اختران شاہ تو بہکانے
سے شیطان کے مسلمان ہو گیا حمزہ وقید سے رہا کر دیا اب اگر تم اپنے بزرگون کے دین پر قائم رہو تو چلکہ حمزہ اور
اختران شاہ کو مارو اور سرکاٹ کے خدمت لقا مین لیجاؤ تمکو وہان سے مرتبہ پیغمبری کا ملیگا یہ دونون بدکیش انسیے
وزیر بداندیش انسان فوج کو شریک کرکے بارادۂ جنگ آئے اور ایوان بادشاہی کو چار طرف سے گھیر لیا خبر اختران شاہ
کو ہوئی کہ بداندیش وزیر پسران اختر کو اغوا کرکے بقصد جنگ وجدال لایا ہی اختران شاہ یہ سُنکر بدحواس ہو گیا
صاحبقران نے فرمایا ای اختران شاہ تو کیون اسقدر پراگندہ ہوا خدا ہمارا نگہبان ہی بہرام بولا ای اختران شاہ
صاحبقران کرو سوار جرار کے لشکر سے تنہا لڑے ہین یہ چالیس پچاس ہزار فوج کی کیا حقیقت ہی القصہ حمزہ صاحبقران
زمان باقبال وجاہ وجلال اور بہرام گرد بن خاقان چین اور ابرہا دیو چنگال ایوان بادشاہی سے باہر نکلے اور
تلوارین علم کیے کفار پر جا پڑے کفار بھی مستعد کارزار ہوے تلوار چلنے لگی قیامت برپا ہوئی شور دار و گیر بلند ہوا پہلے تو
وہ خیرہ وسر بڑھ بڑھ کر آئے تھے کہ یہ تین آدمی ہین انکو مار لینگے اب جو برش تیغ آبدار دیکھی ہوش اُڑ گئے حواس جاتے رہے ہاتھ
پاؤن چھوڑے ساری فتنہ انگیزی بھولے غرضکہ ان تینون یکہ تازان عرصۂ شجاعت نے ہزارون کفار کو قتل کرکے کشتون
کے ڈھیر لگا دیے باقیماندہ پسپا ہوتے چلے جاتے تھے اور تعاقب مین صاحبقران و بہرام وابرہا تلوارین مارتے
تھے آخرکار پیچھے ہٹتے ہٹتے قریب دروازہ شہر کے پہونچے اور حمزہ صاحبقران تعاقب کنان بڑھتے آتے دشمنے اپنا
حمزہ کے بہرام وابرہا پشت پر اختران شاہ تھا اب ان شجاعان روزگار اور مردان عرصۂ کارزار کو تو یہین سرگرم جنگ چھوڑیے
دو کلمے داستان شوکت نشان شہزادہ بدیع الزمان عالیشان کے بیان ہوتے ہین
عندلیبان آشیانۂ شاخ نہال گلشن قصہ خوانی و ہمصفیران بہار گلستان خوش بیانی گلہاے داستان رنگین نثار کو
بہ اداے معشوقانہ وبہ ولولۂ عاشقانہ یون تحریر کرتے ہین کہ شہزادہ بدیع الزمان عالیشان شہر سیقولیہ مین قید تھے
قضاے کار ملکہ طور بانو دختر سیقول شاہ نے اپنے بام قصر سے جمال بیمثال شہزادہ خوشخصال دیکھا کہ اُس
قیدخانے سے قصر ملکہ طور بانو ملحق تھا فوراً عاشق ہوئی اور نگہبان زندان کو مٹھائی بیہوشی آلودہ کرکے بھیجی وہ سب
نگہبان بے حیا مٹھائی کھاکر بیہوش ہوے ملکہ طور بانو شہزادہ بدیع الزمان کو قید سے چھڑا کر لیگئی شہزادہ بدیع الزمان
پہلے طور بانو کو دائرہ اسلام مین لائے او طریقۂ عقد پڑھکر ملکہ کو منعقد کیا اور ہمبستر ہوے اور گوہر مقصود سے دامن
امید صدف بھرا ملکہ طور بانو حاملہ ہوئی چنانچہ تو رخ ماہ پرست اسی سے پیدا ہوتا ہی الغرض دو شبانہ روز ملکہ طور بانو

کے ساتھ بدیع الزمان عیش و عشرت مین معروف رہتے تیسرے دن ملکہ سے کہا کہ اب مین جاکر سیقول شاہ کو مسلمان
کرتا ہون ملکہ نے کہا ابھی کیا جلدی ہی اچھا چلے جایئے گا آپکو اختیار ہی بدیع الزمان جب ہو رہے شب کو ملکہ
طور بانو نے کھانے مین بیہوشی دے کر بدیع الزمان کو بیہوش کیا اور گھوڑے پر ڈالکر دوسرے گھوڑے پر آپ سوار
ہو کر رات کے وقت طرف صحرا کے نکل گئی تین چار کوس شہر سے نکل کر پہونچی ہوگی کہ ایک بہت تیز و تند ہوا چلی
بدیع الزمان کو گھوڑا لیکر ایک سمت کو وارہی ہوا ملکہ طور بانو بدیع الزمان سے جدا ہوگئی غرض رات بھر گھوڑا
چلا قریب صبح صحرا مین ایک مقام پر ٹھہر گیا اب بدیع الزمان کو بھی ہوش آیا اپنے تئین ایک صحرا مین پایا حیران
ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہوا ناچار ایک طرف کو روانہ ہوے پہر دن باقی تھا کہ شہر نگانیہ مین پہونچے وہان ایک ہنگامہ
کارزار دیکھا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران سرگرم معرکہ کارزار ہین یکایک نعرہ کیا نعرہ بدیع الزمان
منم آن پہلوان رستم شکوہ + بدیع الزمان شاہ انجم گروہ + اور تلوار کھینچکر کفار پر آپڑے شمشیر زنی کرتے ہوے اور جوہر
صف شکنی دکھاتے ہوے برابر نجم کے پہونچے نجم نے تلوار ماری شہزادے نے اسکا وار رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب
چار ٹکڑے ہو کر گرا ادھر جمعین سے اور ابرہا سے سامنا ہو گیا جمعین نے تلوار ماری ابرہا نے چوبدست پر تلوار اسکی
روک کر چوبدست کا وار کیا مع مرکب جہنم واصل ہوا بداندیش نے جو دیکھا کہ دونون بیٹے اختران شاہ کے قتل ہوے
بھاگا اختران شاہ للکارا کہ یہ نمکحرام وزیر نہ جانے پاے بہرام نے بہت تعاقب کیا بداندیش برج قلعہ پر چڑھ گیا
بہرام تعاقب مین بداندیش کے برج پر آیا بداندیش وزیر برج سے کود پڑا زمین پر سر کے بل گرا سر بیٹھ گیا گردن
پشت کیطرف پھر گئی تڑپ کر مر گیا بیٹا بداندیش کا کہ نام اسکا بداختر تھا بھاگ کر شہر اختر پیرین پہونچا خورشیام شہری
سے تمام حال بیان کیا ضیغم خون آشام نے کہا کہ جلکر مین ان خدا پرستون کو قتل کرونگا یہ کہکر لشکر لیکر روانہ ہوا
یہان بعد قتل ہو جانے جمعین اور نجم وغیرہ کے تمام سران سیاہ دست بستہ سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے
اور عذر خواہی کی اختران شاہ نے کہا کہ تم اس وزیر بداندیش نمکحرام کے بہکانے سے مجھسے پھر گئے اور
جنگ و جدال کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تقصیر تمھاری معاف کی الغرض تمام فوج اختران شاہ کی مسلمان ہوئی
اور شہر اسلام آباد ہوا بتخانے ٹوٹ گئے مسجدون کی بنا قائم ہوئی صداے اذان چار طرف سے آنے لگی دو دن پیچھے
ہرکارون نے خبر دی کہ ضیغم خون آشام لشکر لیکر آیا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا کچھ پروا کی بات نہین خدا ہمارا حامی و مددگار
ہی یہ کہکر چالیس ہزار سوار جرار ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آئے مقابل مین لشکر کفار کے خیمے ایستادہ ہوے ضیغم خون آشام
نے طبل جنگ بجوایا ادھر بھی کوس حربی نوازش مین آیا صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوے نقیب نقابت
کر کے چلے گئے ضیغم خون آشام اپنے گینڈے کو بڑھا کر میدان مین آ مبارز طلب کیا شہزادہ بدیع الزمان صاحبقران
سے اجازت لیکر اسکے مقابلے کو نکلے بعد نگاورزی اور ہمسنجی کے نیزہ بازی ہوئی شہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ ضیغم
خون آشام کا ہوائی کیا ضیغم خون آشام نے تلوار کا وار کیا شاہزادے نے وار اسکا رد کر کے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا
ضیغم خون آشام کی سپر کو قلم کر کے سر پر تیغہ پڑا تا دو ابرو اتر گیا ضیغم خون آشام نے سر اپنا پیچھے کھینچ لیا تیغہ سر سے
نکل کر گینڈے کی گردن پر آ پڑا سر گینڈے کا قلم ہوا ضیغم خون آشام مع مرکب گرا فوج کفار دوڑ پڑی شہزادہ بدیع الزمان
فوج پر آ پڑے صاحبقران بھی لگ شاہزادہ پہونچے بہرام و ابرہا بھی تلواریں پکڑ کر کفار پر گرے اختران شاہ بھی
مع چالیس ہزار سوار جنگی کے فوج ضیغم خون آشام سے لڑنے لگا وہ تلوار چلی کہ پناہ بذات خدا بدیع الزمان اور حمزہ
صاحبقران اور بہرام و ابرہا نے وہ شمشیر زنی کر کے فوج کفار کو قتل کیا کہ فوج تاب جنگ نہ لا سکی اور ضیغم خون آشام کو

زخمی اُٹھا کرکے بھاگے حمزہ صاحبقران بھی تعاقب مین آئے بڑا جو بیچ مین اُنکو ٹھہرنے دیا وہان بھی کشت وخون ہوا کفار
وہان سے بھاگے تمام مال و اسباب کفار کا اہل اسلام نے لوٹ لیا نقارہ فتح بجنے لگا بارگاہ صاحبقرانی اپنے مقام پر
برپا ہوئی ضیغم خون آشام کو جو کفار لیکر بھاگے دو منزل پر جاکے ٹھہرے ڈیرا ڈنڈا ڈالا خیمے استادہ کیے ضیغم خون آشام
کے زخم مین ٹانکے دیے جسوقت اُسے ہوش آیا ایک عرضی لقا کو اس مضمون کی لکھی کہ یا آپ نے کیسی تقدیر کی تھی
کہ مین یہان آکر حمزہ کے ہاتھ سے زخمی ہوکر ذلیل وخوار ہوا کسی اور سردار زبردست کو میری مدد کے واسطے روانہ
کیجیے وہ آکر حمزہ کو سزا دے الغرض جب وہ عرضی لقا سے بے لقا کے پاس پہونچی اور لقا عرضی پڑھکر مضمون عرضی
سے آگاہ ہوا قہرمان دیونژاد اور قمار زرین کلاہ کو دو لاکھ سوار سے روانہ کیا اس اثنا مین خبر لقا کو ہوئی
کہ طلماس نے غسل صحت کیا لقا نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے آوازین طبل شادمانی کی بلند ہوئین بادشاہ اسلام
نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خبر تو لاؤ کہ یہ کیسا طبل شادمانی لشکر کفار مین بجا ہی عمرو صورت اپنی بدل کر داخل لشکر کفار ہوئے
لوگون سے ملکر حال دریافت کیا کہ طلماس نے آج غسل صحت کیا ہی عمرو ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ مین داخل
ہوا دیکھا کہ طلماس بیٹھا ہوا ہی یہ چپکا کھڑا ہوکر باتین سنا کیا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ملک فرنگو شیہ سے
عیار مالک بن ملکوت شاہ کا عرضی لیکر آیا ہی لقا نے کہا بلا لو جب وہ عیار سامنے آیا لقا کو سلام کیا عرضی گذرانی
لقا نے عرضی کو پڑھوایا اُسمین یہ لکھا تھا کہ بھائی میرا خدا پرستون کے لشکر مین مسلمان ہوگیا ہی اگر وہ ہاتھ آئے
تو اُسے گرفتار کرکے میرے پاس بھجوا دیجیے گا لقا نے اُس عیار کو خلعت دیکر رخصت کیا بعد لمحہ بھر کے اور ایک
عیار نامہ لیکر آیا اور ہاتھ مین لقا کے دیا لقا نے پڑھکر وہ نامہ بختیارک کے حوالے کیا بختیارک نے پڑھا اور اُس
نامے کو پھاڑ کر گولی بناکر نگل گیا اور لقا سے کچھ کان مین کہا وہ بولا مین نے بھی یہی تقدیر کی ہی بختیارک نے
عیار کے کان مین کچھ کہا وہ عیار اُسیوقت روانہ ہوگیا عمرو نے اپنے دلمین کہا کہ خدا جانے یہ عیار کیسا تھا اور کیا خبر
لایا تھا کہ بختیارک نے ایسا چھپایا کہ نوشتہ کو پھاڑ کر گولی بناکر نگل گیا خیر سمجھا جائیگا اب تو اس عیار کو گرفتار کرکے
حال دریافت کرے یہ سوچکر تعاقب مین عیار کے روانہ ہوا جب تک وہ عیار درمیان لشکر کفار کے چلا کیا معلوم
کرتا رہا جسوقت لشکر سے نکل کے صحرا مین پہونچا پھر نہ معلوم ہوا کہ زمین اُس عیار کو نگل گئی یا وہ آسمان پر اڑگیا
ہرچند عمرو نے تلاش کیا کہین پتا نہ لگا حیران و پریشان خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا تمام حال بیان کیا
بادشاہ اسلام نے کہا ای خواجہ اسکا تو حال دریافت کرنا واجبات سے ہی پھر بادشاہ اسلام نے عمرو کو دو ہزار
روپیے دیے عمرو پھر لشکر کفار کیطرف بانے عیاری کے لگا کر روانہ ہوا دل مین اپنے یہ تجویز کرتا تھا کہ بختیارک
کو پکڑ کر اُس سے یہ حال دریافت کیجیے یہان بختیارک بارگاہ لقا مین بیٹھا تھا کہ رگ مادر بخطائی حرکت مین
آئی حیران ہوا کہ یہ رگ بے وقت کیون حرکت کرگئی ہی کیا پیر و مرشد خواجہ عمرو میرے پاس آتے ہین بس عمرو کا نام
لیکر جو ہاتھ رگ پر رکھا وہ رگ تھم گئی بختیارک نہایت پریشان ہوا دلمین اپنے کہا کہ یہان اگر تو بیٹھا رہیگا تو پکڑا جائیگا
عمرو کو آتے ہوئے کوئی نہ روک سکیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ چلکر اپنے خیمے مین بند و بست کرکے بیٹھ رہو اُسیوقت
دربار سے اُٹھ کر چلا آیا اور خیمے مین آکر اپنے لوگون سے کہا کہ کوئی غیر شخص میرے پاس نہ آنے پاوے اور اگر یہان آئے
تو فوراً پکڑ لینا الغرض بند و بست کرکے خیمے مین بیٹھا مگر از حد پریشان تھا پھر بیٹھے بیٹھے خیال مین گذرا ای بختیارک
مرشد کامل وہ بلاے بد ہین کہ یہان کسی کے روکے سے نہ رکینگے بہر صورت خیمے مین چلے آوینگے بس پلنگ پر ایک
تکیہ کو دوشالا اوڑھا کر لٹا اور خیمے کی قنات چاک کرکے نکل بھاگا آتے آتے جنگل مین آ پہونچا وہان ایک طولقت

اسکی آشنا تھی اُسکے گھر مین بے تحاشا گھس آیا اور چراغ بجھا دیا وہ طوائف سمجھی کہ کوئی چور آیا ہی چور چور کہکے غل مچانے
لگی یہ دیکھکر بختیارک اور بھی گھبرایا دلمین کہا کہ تو اب چور بنکر پٹے جلدی سے بختیارک اُس رنڈی کے پاس
آیا چونکہ اندر بیٹھا تھا اُس طوائف نے نہ پہچانا وہ اوہی اوہی کرکے بھاگی اور ڈر کے مارے پلنگ پر اوندھی ہو کر
گر پڑی بختیارک جلدی سے پلنگ پر آیا اور اُس طوائف کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے جان جہان ڈرو نہین مین تمھارا
قدیم آشنا ہون اُس طوائف نے بڑے ہی بڑے کہا دُر مونڈی کاٹے تجھ آشنا کو خدا غارت کرے چوری کرنے آیا ہی
اور آشنا بتاتا ہی بختیارک نے ہنسکر کہا بی چھمین جان وہ شخص ملک بختیارک شیطان درگاہ خداوند لقا ہے
باختر ہی کیا تم پہچانتی نہین ہو یہ سنکر اُس طوائف کی جان مین جان آئی اور اُٹھ بیٹھی ایک دو ہتھڑ بختیارک
کے مارا اور کہا کہ او شیطان موئے مونڈی کاٹے تو نے اسوقت مجھے بے موت مارا تھا یہ آج کیا تجھ پر بنی تھی جو تو نے
چورون کیطرح سے آتے ہی چراغ بجھا دیا اور مجھکو پریشان کیا کیا ہوا جو ایسا بدحواس ہی بختیارک نے کہا کہ عمرو
میری تلاش مین آتا ہوگا مین اپنی جان بچاکر یہان بھاگ کر آیا ہون وہ طوائف یہ سُنکر چپ ہو رہی بختیارک بھی
سناٹے مین بیٹھ رہا ادھر خواجہ عمرو کا حال سُنیے کہ عمرو نے پہلے تو بختیارک کو بارگاہ لقا مین آکر ڈھونڈھا وہان نہ
پایا خیمے مین اُسکے آیا دیکھا آج یہان خوب بندوبست ہی بس ایک سپاہی کی صورت بنکر پہرے والون مین
ملکر اور اُن سب کی نگاہ بچاکر اندر خیمے کے آیا دیکھا کوئی پلنگ پر سو رہا ہی دلمین اپنے عمرو نے کہا تو ادھر
اُدھر جستجو مین بختیارک کی پھر رہا ہی یہ یہان چین سے سوتا ہی عمرو نے ایک لات مار کر کہا اُٹھ او مردک تکیہ
دو شالے مین لپیٹ کر پلنگ کے نیچے گر پڑا عمرو سمجھا کہ بختیارک نے مجھسے عیاری کی کہین اور چھپا ہی تلاش کرنا چاہیے
چارطرف خیمے مین ڈھونڈھنے لگا دیکھا کہ قنات ایک طرف سے چاک ہی اسی راہ سے عمرو بھی خیمے سے باہر نکلا اور
فلیتہ روشن کیا نشان قدم کا دیکھتا چلا آتے آتے چکلے مین پہونچا بختیارک کے نشان قدم نے اُسی طوائف کا پتا
دیا جہان بختیارک چھپا بیٹھا تھا عمرو دروازے پر اُس طوائف کے پہونچکر چپکا کھڑا ہو رہا جاسوسی لینے لگا قضائے کار
اُس طوائف نے پوچھا ارے مسخرے تجھے کیونکر معلوم ہوگیا کہ عمرو تیرے پکڑنے کو آتا ہی بختیارک نے جھنجھلا کر کہا قطامہ
چپکی نہین بیٹھی رہتی کیا عمرو سے دھروائیگی ایسا ہو کہ عمرو میری آواز سُنکر پہچان لے اور گھر مین گھس کر پکڑ لیجائے
اسوقت تو مجھسے کچھ نہ پوچھ پھر کسی وقت تجھسے حال بیان کرونگا بختیارک نے جو اتنی بات اُس طوائف سے چپکے سے
کی عمرو نے آواز پہچانی کہ یہ بختیارک بولتا ہی عمرو نے صدائے نستعلیق سے پکارا کہ ملک جی صاحب ذرا تکلیف ہوگی
باہر تشریف لائیے کچھ مجکو عرض کرنا ہی نہایت کار ضروری کا سا سنا ہی بختیارک نے جو یہ صدا سُنی عمرو کی آواز پہچانی
بیتاب خطا ہو گیا پسینا مُنھ پر آگیا دل دھڑکنے لگا قریب تھا کہ دم نکل جائے اُس طوائف سے کہا کیون ارے لکاتہ ایسی
سی بات کرکے تو نے مجھے پکڑوا یا جو آج عمرو مجھسے بہ سختی پیش آیا تو تجھکو کل مار ڈالونگا یہ کہکر باچار و مجبور کانپتا ہوا
باہر گھر کے نکلا عمرو کو جھک کر سلام کیا عمرو وہان سے بختیارک کو ساتھ لیکر چلا اور صحرا مین پہونچکر خلقے کمند کے مارکر
بختیارک کو گرفتار کیا اور مشکین باندھکر ایک درخت سے جکڑ دیا اور پاؤن سے جوتا اُتار کر مارنا شروع کیا
بختیارک جب کئی جوتے کھا چکا گڑگڑا کر کہنے لگا پیرو مرشد غلام کی کیا خطا ہی حضور غلام کو کیون ایسی سخت
سزا دیتے ہین عمرو نے کہا او مردود آج مین تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا بختیارک بولا کچھ ارشاد تو کیجیے کسی طرح
بھی جان بچیگی یا نہین عمرو نے کہا ہان ایک طرح سے تیری جان بچ جائیگی ایک بات مین تجھسے پوچھتا ہون
اگر تو نے بتادی تو خیر ہی ورنہ تجکو زندہ نہ رکھونگا بختیارک سمجھ گیا کہ عمرو اُسی عیار کا حال پوچھیگا ای بختیارک

تو اگر اُس حال کو پوشیدہ کرتا ہے تو عمرو تجھے مار ڈالیگا اگر تو مر گیا اور لقا محجاب ہوا تو تجکو کیا اور اگر لقا
قتل کیا گیا تو از صدقہ با پوش مین دوسرا لقا اور پیدا کر لونگا یہ سوچ کر عمرو کو جواب دیا کہ پیر و مرشد آپ
پوچھیے جو راست راست ہوگا وہ عرض کر دونگا مین نے کبھی کوئی بات چھپائی ہے جو اب پوشیدہ کرونگا عمرو
نے کہا ملک جی فلان روز وہ عیار کہان سے آیا تھا اور وہ نامہ کسکا لایا تھا اور نامے مین کیا مضمون تھا سچ
سچ بتاؤ اور اگر جھوٹھ بیان کیا تو مارے جوتون کے فرش زمین کر دونگا بختیارک نے کہا کہ آپ اتنی سی بات
کے واسطے مجھے مارے ڈالتے ہین اب آپ بغور ملاحظہ فرمائیے سنیئے لقا نے ایک نامہ مالک بن زردہشت
جادو کے پاس عظلی آباد کو بھیجا تھا اور مدد طلب کی تھی وہان سے زردوان جادو بھائی مالک بن
زردہشت کا اور ملکہ جادو بیٹی مالک زردہشت کی تیس ہزار جادوگرون سے آتی ہے وہ عیار اسی
مضمون کی عرضی دینے آیا تھا کہ مدد کو آپکی زردوان جادو اور ملکہ جادو آتی ہین عمرو نے پوچھا کہ
لقا نے کیا کہلا بھیجا بختیارک نے کہا کہ لقا نے کہلا بھیجا یہان طہماس اہل اسلام سے لڑ رہا ہے تم حمزہ کو ڈھونڈھکر
کام تمام کرد کسواسطے کہ حمزہ یہان سے زخمی ہوکر کسی طرف کو نکل گئے ہین وہ عیار یہ پیغام لقا کا لیکر چلا گیا
عمرو نے کہا خیر معلوم ہوا اور بختیارک کو درخت سے کھولکر چھوڑ دیا اور جست و خیز کرتے وہان سے راہی ہوا
بختیارک صبح ہوتے لقا کے پاس پہونچا اور تمام حال بیان کیا لقا نے کہا او بے حیا یہ تو نے کیا غضب کیا
ہمارا پوشیدہ راز عمرو سے کہدیا بختیارک نے کہا میری جان پر بنی ہوئی تھی اگر نہ کہتا تو مار ڈالا جاتا لقا تاؤ
پیچ کھا کر رہ گیا یہان صبح کو عمرو خدمت مین بادشاہ اسلام کی آیا تمام حقیقت بیان کی بادشاہ اسلام نے فرمایا
ای خواجہ جلد جاکر صاحبقران کو تلاش کرکے اس امر سے آگاہ کرو اور پانچ ہزار روپیے منگوا کر عمرو کو
پھر دیے عمرو اسی وقت روپیہ لیکر تلاش مین حمزہ صاحبقران زمان کی روانہ ہوا ہر ایک سے پوچھتا ہوا
چلا جاتا تھا مگر کہین سراغ نہ پاتا تھا دوسرے دن ایک لشکر کمال زرق برق دکھائی دیا قریب جاکر دیکھا
تو وہ لشکر جادوگرون کا تھا عمرو ایک کلاونت کی صورت بنکر داخل لشکر ہوا اور ایک مقام پر بیٹھکر بانسری
بجانا شروع کیا اور تان مین لگاکر گانے لگا لوگ آس پاس آکر کھڑے ہوے اور گانا سُنکر روپیہ پیسا دینے
لگے یہ خبر زردوان جادو اور ملکہ جادو کو ہوئی کہ ایک کلاونت نہایت خوش آواز یہان وارد ہوا ہے
گانے بجانے مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے ملکہ جادو تو علم موسیقی کی عاشق ہے حکم کیا کہ اُس کلاونت
کو ہمارے پاس لاؤ چوبدار گیا اور عمرو سے کہا کہ ای کلاونت میرے ساتھ چل تجھے شاہ جادوان نے
یاد کیا ہے عمرو اُس چوبدار کے ساتھ وہان آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہر تمکین مسند ناز و ادا پر متمکن ہے چہرہ
مانند ماہ تابان کے درخشان ہے اور سر سے پاؤن تک غرق دریاے جواہر ہے اس پریرو کو دیکھتے ہی عمرو
کی یہ حالت ہوئی کہ ایک دل سے ہزار دل عاشق ہوکر خود رفتہ ہوگیا ہوش و حواس بجا نہ رہے دلمین کہا ای
عمرو اگر یہ ماہ وش اپنی خدمت مین رکھے تو تمام عمر اس سے جدا نہ ہون پھر دیکھا کہ ایک جادوگر سیاہ فام
زشت رو کریہ منظر اُسکے پاس بیٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قمر برج عقرب مین آگیا ہے حیران ہوا کہ یہ کون ہے اس
اثنا مین ملکہ جادو نے پکاری ای کلاونت تیرا نام کیا ہے عمرو نے کہا کہ نام میرا اشیدا ہے ملکہ نے کہا اچھا کچھ
گا بجا عمرو نے سازندون سے خطاب کیا کہ ذرا تم میرا ساتھ دو تو مین کچھ گاؤن بجاؤن سازندون نے
ساز ملائے عمرو نے رباب نکالکر بجانا شروع کیا اور تان مین لگاکر گانے لگا ایسا گایا بجایا کہ تمام محفل بیہوش و

مدہوش ہوگئی اور انعام واکرام ملنے لگا بعد اُسکے عمرو نے بانسری کمر سے نکالکر ساتون تقلیان اُسکی درست
کرکے کہا اَی ملکہ عالم ذرا سے بھی حضور سنیں ساز تو لیے ہوئے تھے عمرو نے بانسری بجانا شروع کی ایسا عمرو
لہک لہک کے گایا کہ تمام صحبت محو تھی اور ہر ایک کی آنکھون سے آنسو جاری تھے احسنت و مرحبا کی صدا
بلند تھی روپے اشرفی جواہر عمرو کو مل رہا تھا لیکن عمرو بھی جان توڑ توڑ کر گا بجا رہا تھا کہ شاید یہ نازنین تیری
سیرت ہی پر عاشق ہوجاے اور صورت تو تیری جیسی ہی بہت خوب ہی القصہ جب عمرو گا چکا اور سب ہوش مین
آئے زردوان جادو نے ملکہ جادو سے کہا اَی فرزند مین نے سنا ہی کہ عمرو عیار بلاے بے درمان آفت جہان
ہی کشندۂ ساحران مشہور ہی اور اُسنے اسی فن موسیقی مین ہزارون کو فریب دیکر مارا ہی مجکو معلوم ہوتا ہی کہ یہ
عمرو عیار ہی ملکہ جادو اسکے گانے بجانے پر فریفتہ ہوچکی تھی منظور تھا کہ یہ میرے پاس سے نہ جاے جواب
دیا کہ چچا جان مین اسکو قید کرکے اپنے پاس رکھونگی اور یہ کہکر ایک اسم پڑھکر دم کیا کہ پاؤن عمرو کے زمین
نے پکڑ لیے عمرو پکارا اَی ملکۂ عالم سبحان اللہ کیا خوب انعام آپ نے دیا کہ مجکو گرفتار بلا کیا زردوان جادو
پکارا کہ تو بیشک عمرو عیار ہی عمرو نے کہا واہ واہ خوب آپ پہچانتے ہین بھلا مین کہان اور عمرو عیار کہان یہ گمان
آپکا سراسر غلط ہی ملکہ جادو پکاری مین تجھے چھوڑونگی نہین عمرو تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کوئی ایسی شکل نکلے کہ مین اسکے
پاس رہون دم بھر جدا نہ ہون ورنہ عمرو تو ایسا چالاک ہی کہ جیسے زردوان جادو نے اسے پہچانا تھا صاف
جست وخیز کرکے نکل جاتا اور کسی کے ہاتھ نہ آتا الغرض ملکہ جادو نے عمرو کو پکڑکر قفس طلائی منگواکر بند کیا اور
ہر وقت اپنے سامنے رکھتی تھی ایک دن عمرو نے عالم تنہائی مین کہا کہ اَی ملکہ جادو حقیقت مین مین عمرو ہون
اور تمھارے قفس محبت مین گرفتار ہون اب تم چاہو مجھے قتل کرو چاہو رہا کردو اور اگر تم پر عاشق نہ ہوگیا ہوتا
تو کیا مجال تھی کسی کی جو مجھے پکڑ لیتا لقب میرا سر برندۂ جادوگران ہی مین نے ہزارون جادوگرون کو مار ڈالا
ہی شہر کے شہر جادوگرون کے خاک مین ملا دیے ہین ملکہ جادو نے کہا اَی عمرو عیار خبردار میری محبت کا کلمہ
پھر زبان سے نہ نکالنا نہین تو مین تجکو قتل کرونگی عمرو چپ ہو رہا پھر نہ کچھ منھ سے کہا القصہ زردوان
جادو خبر صاحبقران کی دریافت کرکے شہر نجمانیہ کی طرف روانہ ہوا۔

دو کلمے داستان اشقر دیوزاد کے بیان کیے جاتے ہین

تیزروان اشہب فلک سیر مضامین و عنان کشتان سمند بادیہ پیماے عبارت رنگین کمیت قلم برق دم کو میدان
صفحۂ قرطاس پر یون کاوہ زن کرتے ہین کہ جب اشقر دیوزاد مادیان بحری سے جفت ہوا اور مستی اُسکی
دور ہوئی اُس دریا سے نکلا دیکھا کہ صاحبقران نہین ہین تلاش کرتا ہوا حمزہ صاحبقران کو چلا اشقر دیوزاد
دوا دوی کرتا ہوا آتا تھا اتفاقاً لشکر ضیغم خون آشام کا ایک صحرا مین ملا اشقر سمجھا کہ میرے سوار کو ان لشکر والون
نے قید کیا ہی رات کا وقت تھا لشکر پر آیا اور ٹاپون سے مارنا شروع کیا اور دانتون سے کاٹنے لگا لشکر ضیغم خون آشام
کو یہ خیال ہوا کہ شاید خدا پرست شبخون آکر گرے مسلح و مکمل ہوکر خیمون سے نکلے ایک دوسرے کو حریف جانکر آپس مین
لڑنے لگے رات بھر لشکر مین تلوار چلا کی بیس ہزار کفار باہم لڑکر مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوے صبح کو معلوم ہوا کہ حریف
کوئی نہین ہی فقط گھوڑا صاحبقران کا ہی ضیغم خون آشام سوار ہوکر آیا اور حکم دیا کہ اس گھوڑے کو پکڑ لو لوگ اشقر
کے تعاقب مین چلے اشقر کا یہ عالم ہی کہ جو نزدیک آتا ہی اُسکا سر پکڑ کر دھڑ سے کھینچ لیتا ہی کبھی اگلی ٹاپ مین مارتا ہی کبھی دولتیان
چلتی ہین صدہا آدمی اشقر نے مار ڈالے دور دور سے کفار لینا لینا کرتے ہین پاس نہین آتے ہین مگر چار طرف سے

گھیرے ہوئے ہیں کہ قضائے کار ایک گردم تھی کرب غازی اور شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ اور مہتر
قران حبش کہ طلسم پریزادان کو فتح کرکے پھرے آتے تھے ملعونوں نے جو دور سے غلغلۂ دار و گیر سنا اور انبوہ کثیر
دیکھا مہتر قران سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ یہ کیا معرکہ ہے مہتر قران جا کر خبر لایا اور بیان کیا کہ لشکر ضیغم خون آشام کا
اشقر دیوزاد کو گھیرے ہوئے ہے اور اشقر نے ہزاروں آدمیوں کو مارا ہے ابھی تک کسی کے ہاتھ نہیں آیا ہے یہ سنکر
قاسم و کرب نے کہا کہ خدا جانے صاحبقران پر کیا گذری اور کدھر گئے جو اشقر دیوزاد اکیلا رہ گیا صلاح وقت یہ ہے
کہ ان کفار کو جلکر مارو حمزۂ صاحبقران کا بھی حال معلوم ہو جائیگا یہ کہکر تلواریں کھینچ لیں اور پہلے نعرۂ شہزادۂ
خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ نے کرکے باگ اسپ تیز رو کی لی نعرۂ قاسم - آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار
لال پوش خاوری + صاحب اقبال وجاہ و ذی حشم + صفدر نامم قاسم عالی ہمم + بعد اسکے کرب غازی نے
نعرہ کیا اور گھوڑا فوج میں ڈالا بالنعرہ کرب - کرب شہسوارم یل نامدار + نظر کردۂ شیر پروردگار + سب کے
پیچھے نعرہ شاگرد شاہ عیاران عیار طرار و خنجر گذار مہتر قران جرار کا ہوا اور بغدا تانکر چلا نعرۂ مہتر قران سے
سر تیغ السیر چون باد بہاری + جہان بر ہنگ در خنجر گذاری + بہ میدان اژدر آتش فشانم + منم مہتر قران شیر
ژیانم + تینوں دلاور شجاع و بہادر لشکر ضیغم خون آشام پر گرے اور قتل کرنا کفار کو شروع کیا تلوار چلنے لگی خبر
ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ قاسم و کرب و مہتر قران عیار لشکر پر آپڑے ہیں کفار کو قتل کر رہے ہیں فوج
کو اپنی للکارا کہ ان خدا پرستوں کو مارلو ہر چند قاسم و کرب کے پاس فوج تھوڑی تھی مگر لڑ رہے تھے دو گھڑی
جنگ کو گذری تھی کہ ایک طرف سے گردم تھی اور قہرمان دیو نژاد اور قہار زرین کلاہ آپہونچے ضیغم خون آشام
کے شریک ہوئے اُنسے بھی تلوار چلی قاسم لڑتے ہوئے برابر قہرمان کے آئے قہرمان نے للکارا اور تلوار کا وار
قاسم پر کیا قاسم نے پشت شمشیر پر روک کر ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا تیغہ سر کو کاٹ کر سرپر ہو نجار سے گذر کر زین تک
ہو کر زمین پر بوسہ دیا قہرمان مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر گرا کرب غازی سے قہار زرین کلاہ سے مقابلہ ہوا
قہار نے تلوار ماری کرب غازی نے تلوار اسکی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور آسمان کی طرف اُچھالدیا
گرتے ہوئے اُسکو ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ چورنگ ہو کر زمین پر گرا قاسم ذیجاہ اب لڑتے ہوئے ضیغم خون آشام
کے پاس پہونچے ضیغم نے تیغہ مارا قاسم نے سپر پر روک کر جو ہاتھ تیغۂ مبارک فراسیابی کا مارا ضیغم خون آشام کے
زخم کاری لگا کفار بیچ میں آگئے ضیغم کو اُٹھا لے گئے اُدھر کرب غازی سے اور خرغام سے سامنا ہوا اس نے
تیغہ مارا کرب غازی نے تیغہ کرنوس پر روکر جو ہاتھ تیغۂ کرنوش کا کمر پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلام
ضیغم خون آشام کا تھا کہ نام اسکا قیردان زنگی تھا اُس سے اور مہتر قران سے مقابلہ ہوا قران نے اُسکو للکارا قیردان
نے تلوار ماری مہتر قران نے تلوار اسکی رد کرکے جو بغدا مارا قیردان کے سر پر پڑا دونوں ٹانگوں سے گذر گیا وہ دو ٹکڑے
ہو کر گرا ان تینوں غازیوں نے وہ شمشیر زنی کی کہ چار طرف سے صدائے حسنت و مرحبا کی بلند تھی بلکہ شعر ترک خنجر از
گردون پر دم از چرخ برین + رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین + یہانتک کفار کو قتل کیا کہ لاشوں کے
انبار لگ گئے زخمیوں کا حساب نہ تھا ضیغم خون آشام بیہوش تھا سردار سب مارے جا چکے تھے آخر کفار بدحواس
و پریشان ہو کر بھاگے اور ملک زرائل کارکستہ یا بیان قاسم عالیشان اشقر دیوزاد کے پاس آئے از بسکہ تمام
اسباب صاحبقرانی پہنے ہوئے تھے اشقر نے قاسم کے سامنے سر جھکا دیا قاسم نے اُسکے گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ میں پوتا
ہوں صاحبقران کا یہ اسباب صاحبقرانی میں لیکر طلسم پریزادان کو فتح کرنے گیا تھا اے اشقر کچھ حال تو صاحبقران کا

تو بیان کرا اشقر نے سر ہلایا کہ مین نہین جانتا کہ اس اثنا مین مہتر قران نے کہا کہ مجکو خبر معلوم ہوئی ہی صاحبقران
شہر بجمانیہ مین ہین مگر فرہاد خان یکضربی شہر سنگ بارہ مین قید ہی پہلے اُسکو چلکر رہا کیجیے قاسم وکرب و
قران اشقر کو لیکر شہر سنگ بارہ کو روانہ ہوے جب وہان پہونچے ملک ریحان شاہ کو خبر ہوئی وہ لشکر اپنا
لیکر شہر سے باہر آیا دونون لشکرون مین طبل جنگ بجا رات بھر تو تیاری ہی دونون لشکر صبح کو میدان مین صف آرا
ہوے سہراب سرخ پوش نے میدان مین مبارز طلب کیا کرب دلاور اُسکے مقابلے کو نکلے بعد تگاور زنی او ر ہمسنخی کے
نیزہ بازی ہوئی کرب غازی نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا سہراب نے تلوار کا وار کیا کرب غازی نے تلوار اُسکی رد کرکے
تیغہ کرئیوس کا ہاتھ مارا تیغہ سر پر سہراب کے چمکتا معلوم ہوا تھا کہ زیر تنگ نکل کر زمین پر بوسہ دیکر مثل برق کے تابدہ
ہوا ریحان شاہ نے فوج کو حکم دیا کہ اس جوان کو مارلو فوج کرب غازی پر چار طرف سے آپڑی کرب بھی اُنپر تلوار علم کرکے
گرے قاسم کرب کی کمک کیواسطے تلوار کھینچ کر جھپٹے تلوار چلنے لگی دونون لشکر باہم ملکر ایک ہوگئے شعر دو لشکر جو باہم
در آمیختہ + قیامت زگیتی برانگیختہ + شور گیرودار چہار طرف بلند تھا ابر سے گھمسان کی تلوار چل رہی تھی شہزادہ خاور سیاہ
زرم وپیکار کرتا ہوا برابر تخت ریحان شاہ کے پہونچا بہت سے کفار کو مارکر ریحان شاہ سے مقابل ہوا ریحان شاہ
نے تلوار ماری قاسم نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پکارا ای ریحان لعنت کی لقاے بے لقا یہ
دین اسلام قبول کر نہین تو زمین پر مارتا ہون کہ ابھی پیوند خاک ہو کر ریحان بیچارہ شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا
اور طبل امان بجوایا دونون فوجین علیحدہ ہوئین ریحان شاہ نے تمام فوج کو اپنی مسلمان کیا قاسم وغیرہ کو اپنے
ساتھ شہر مین لیگیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بعد اُسکے فرہاد خان یکضربی کو زندانخانے سے بلاکر رہا کیا قاسم نے
فرہاد خان یکضربی کو حمام کروایا اب ریحان شاہ اُنسے بھی عزت و آبرو سے پیش آیا القصہ شہزادہ
خاور سیاہ دو روز وہان رہ کر شہر بجمانیہ کو روانہ ہوے اور کرب غازی و مہتر قران وغیرہ بھی ہمراہ چلے

دو کلمے داستان حمزۂ صاحبقران زمان کے بیان ہوتے ہین

کاتبان کتب فسانہاے رنگین و مترجمان اخبارات دفتر پیشین اس داستان رنگین نشان کو بہ جستجوے عقل و فہم
حرف بحرف بلیع آرائی سے بہ خوش بیانی و رطب اللسانی قلم برداشتہ یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ امیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران
زمان ملک بجمانیہ مین بصد عیش و فرح ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ساحران عنطل آباد ملک زردوان جادو
وغیرہ ادھر آئے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ خداے بزرگ است اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا شہر سے باہر نکلے بموجب حکم
لشکر امیر با توقیر کا باہر شہر کے مقابل مین لشکر جادوگران کے آکر اترا ملک زردوان جادو نے حکم طبل جنگ بجنے کا
دیا اسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ادھر لشکر صاحبقران مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر جانبین
مین سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکہ آراے جنگ ہوے بعد آراستگی صفوف جدال و پیراستگی میدان
قتال نقیبان بلند آواز نشیب و فراز کہکر چلے لشکر جادوگران سے قاریہ جادو میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے
بہرام گرد بن خاقان چین صاحبقران سے رخصت لیکر اُسکے مقابلے کو گیا حمزۂ صاحبقران نے دیکھا
کہ ایک تخت پر زردوان جادو سوار ہی اور دوسرے تخت پر ملکہ جادو شمن ہی مگر نہایت حسین و خوبصورت ہی
اور آگے اُسکے ایک قفس طلائی رکھا ہوا ہی خواجہ عمرو اُسمین مقید ہین صاحبقران کو نہایت حیرت ہوئی کہا کہ عمرو کیونکر
ان ساحرون کے ہاتھ آگیا غرضکہ قاریہ جادو نے جو بہرام کو آتے دیکھا ایک مشک آب جمالی اُسکے پاس تھی اسپر اسم سحر
دم کرکے سامنے بہرام کے ڈالدی وہ پہلے تو پھول گئی اُسمین سے ہوا نکلنی شروع ہوئی اُس ہوا سے بہرام کا منھ پھر گیا بہرا

سنبھلا اور گھوڑے کو تیز کیا قاریہ جادو نے پھر سحر کیا کہ ہوا اُس مشک سے تیز نکلنے لگی بہرام ہولگتے ہی آٹ گیا قاریہ جادو نے
چاہا کہ بہرام کو اسیر کرلے کہ بہرام نے سنبھلکر قبضے پر ہاتھ ڈالا قاریہ جادو نے دوسری طرح کا سحر کیا کہ زمین شق ہوئی
بہرام اُسمین سما گیا صاحبقران نے بدیع الزمان سے کہا کہ دیکھو اس جادوگر نے بہرام کو اپنے پاس آنے نہ دیا
اور سحر سے غرق زمین کر دیا بدیع الزمان نے عرض کیا کہ بتائید یزدانی و باقبال صاحبقرانی جاکر ابھی اس کافر کو
مارتا ہون یہ کہکر مرکب چمکا کر للکارتے ہوے چلے کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تو نے بہرام کو غرق زمین کر دیا اُس نے
سر اُٹھا کر دیکھا اور چاہا کہ اسم سحر پڑھ کر دم کرے کہ بدیع الزمان نے ایک تیر قضا نظیر چلہ کمان مین جوڑ کر مارا کہ سینے
پر اُس خطا شعار کے پڑا اور پشت کے پار گذر گیا مرغ روح اُسکا قفس جسم تیرہ سے پھڑک کر نکل گیا اُس ساحر کے مرتے ہی
بہرام نے بھی قید سحر سے نجات پائی جو طاقت زائل ہوگئی تھی پھر عود کر آئی بہرام کو بدیع الزمان نے لشکر مین بھیجدیا اور
مبارز طلب کیا اُدھر سے ہمدیگر جادو نکلا مگر اسم سحر کا اپنے اوپر دم کرتا ہوا آیا کہ ایسا نہو کہ تو بھی ناوک قضا کا ہدف
ہوجائے ہنوز برابر بدیع الزمان کے نہ پہونچا کہ بدیع الزمان نے اُسکو بھی ایک تیر مارا اُس نے جیسے کہ سحر کیا تیر اُسکے
قریب ہوگئے اور شعلۂ آتش اُس تیر سے پیدا ہوا تیر کو جلا دیا بعد اُسکے پھر اُس نے اسم سحر پڑھا کہ چند پرکالۂ آتش
نے بدیع الزمان کو گھیر لیا اور اُڑا کر آسمان پر لے گئے ہمدیگر جادو نے اور مبارز طلب کیا صاحبقران نے چاہا کہ خود
مقابلے کو جاؤن یکایک بیابان کی طرف سے گرد اُٹھی جب قریب آکر دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ قاسم و تجمیل باہر و
اور کرب غازی اور مہتر قران اور فرہاد خان یکفرلی چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے نمایان ہوے اور آکر
صاحبقران کی حال کی قاسم نے جو سُنا کہ یہ جادوگر جو میدان مین کھڑا ہے اُسنے بدیع الزمان کو گرفتار سحر کیا ہے قاسم نے
کہا مین جاتا ہون اُسکے مقابلے کو اور اس ساحر کو مارتا ہون صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر قاسم پر دم کیا اور
فرمایا کہ جاؤ تمھارا خدا حافظ و نگہبان ہے قاسم مرکب کو چمکا کر برابر ہمدیگر کے آئے اس ساحر نے سحر کر کے پرکالے آتش
کے اُڑائے اُنپر کامیابی نہوئی آتش نے کچھ تاثیر نہ کی قاسم نے قریب اُسکے پہونچکر ہاتھ تیغۂ پولاد رگ افراسیابی کا مارا
وہ ساحر دو ٹکڑے ہوکر گرا پھر اسی طرح کئی ساحر صفون سے نکلے قاسم نے انھین بھی واصل جہنم کیا زردوان جادو
نے ساحرون سے کہا کہ ایکبار سب کے سب اس خداپرست پر جا پڑو گھیر کر گرفتار کرلو تمام ساحرون کا ہجوم
ہوا قاسم بھی تیغہ پکڑ کے اُنپر جا پڑے ساحرون کو قتل کرنے لگے حمزۂ صاحبقران بھی اسم اعظم پڑھتے ہوے تیغہ کھینچکر
اُن ساحرون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا یہانتک قتل کیا کہ ساحر بدحواس ہوکے بھاگنے لگے زردوان جادو
گھبرا کے طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر صاحبقران بفتح و فیروزی داخل لشکر ظفر اثر ہوے لیکن مہتر قران نے جو
خواجہ عمرو اپنے اُستاد کا حال سنا تھا کہ ساحرون کی قید مین گرفتار ہین اُسی وقت خواجہ کی رہائی کیواسطے روانہ ہوا
اثناے راہ مین ایک مقام پر آواز زنگولون کی بلند ہوئی مہتر قران پوشیدہ ہوکر دیکھنے لگا کہ کون آتا ہے دیکھا کہ ایک
عیار جست و خیز کرتا ہوا چلا آتا ہے دل مین اپنے کہا کہ اس بے حیا کو گرفتار کیا چاہیے آگے بڑھ کر حلقے کمند کے خس پوش
کر دیے اور آپ ایک جھنڈی مین چھپ کر بیٹھ رہا وہ عیار جب وہان پہونچا اور پاؤن حلقہ ہاے کمند پر پڑے قران
شیر کی بولی بولا وہ عیار ٹھہر کر دیکھنے لگا قران نے جھٹکا دیا کہ وہ حلقہ ہاے کمند مین پھنس کر گرا مہتر قران جست کر کے
پہونچا اور اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور دشنہ نکالکر پکارا کہ سچ بتا تو کون ہے اور کہان سے آتا ہے کہان جائیگا اگر تو نے
خلاف بیان کیا تو ابھی تجھکو قتل کرونگا اُس عیار نے دیکھا کہ ایک حبشی قوی ہیکل قوی بازو دشنہ کھینچے ہوے قتل
کرنے پر مستعد ہے کہا مین راست راست بیان کیے دیتا ہون تو مجھے چھوڑ دے قتل نہ کر قران نے کہا اگر تو نے سچ بتا دیگا

تو بے شبہ تجکو رہا کردونگا قتل نہ کرونگا اُس نے کہا کہ تام میرا طاؤس عیار ہی مین رہنے والا غو بیہ باختر کا ہون
قطران زنگی نے اسد شیر دل اور زیور شاہ اور ہروم بردعی دیوانہ کو قید کیا اور ایک عرضی لقا کے پاس مضمون
کی بھیجی کہ یہ خدا پرست میرے پاس قید مین انکے واسطے کیا حکم ہوتا ہی چنانچہ وہ عرضی میرے پاس ہی مہتر قران یہ سنکر
اُسکی چھاتی پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور اُسکی مشکین باندہ کر خدمت مین حمزۂ صاحبقران کی لایا تمام حال سنایا
صاحبقران نے فرمایا کہ اسے قید کرو اور اسد وغیرہ کی رہائی کی تدبیر کرو مہتر قران نے عرض کیا اگر مجکو اجازت ہو تو حضور
کے اقبال سے اُن سب کو چھڑا لاؤن امیر با توقیر نے اُسیوقت مہتر قران کو خلعت دے کر روانہ کیا ادھر ملکہ جادو نے
زردوان جادو سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین صبح کو ان خدا پرستون کا استیصال کرونگی زردوان جادو
نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے فرمایا ہمارے بھی لشکر مین کوس حربی
بجے بحکم حمزۂ صاحبقران ادھر بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون میں سامان جنگ رہا صبح کو
دونون لشکر معرکہ آرائے کارزار ہوئے جسوقت میدان تیار ہوچکا اور نقیب بھی نقابت کرکے چلے گئے ملکہ جادو
زردوان جادو سے اجازت لیکر میدان مین آئی اور ایک گیند طلائی زمین پر مارا کہ وہ گیند زمین مین غرق ہوگیا اور
جہان حمزۂ صاحبقران اور تمام لشکر اسلام کھڑا ہوا تھا وہان کی زمین شق ہوئی اور شعلہ ہائے آتش نکلے وہ شعلے
جسکو لپیٹے زمین مین لے گئے صاحبقران نے جو یہ رنگ دیکھا اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ اُن شعلہ ہائے آتش کا
نکلنا موقوف ہوا اور آپ اشقر دیوزاد کو اُڑا کر مقابل مین ملکہ جادو کے آئے امیر نے دل مین اپنے کہا کہ یہ نازنین
نہایت حسین ہی بیشک عمرو اسپر فریفتہ ہوگیا ہوگا صاحبقران زمان نے کہا اے ملکہ جادو بہتر یہ ہی کہ دین اسلام
قبول کر اس نے کچھ جواب نہ دیا اور چند سحر کیے کہ پرکالہ ہائے آتش امیر کیطرف لپکے امیر با توقیر نے اسم اعظم پڑھکر
دم کیا وہ آگ افسردہ ہوگئی ملکہ جادو نے پھر سحر کیا کہ موجۂ آب طوفان خیز صاحبقران کے غرق کرنے کو چلا
اُس نہنگ بحر شجاعت نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ موجۂ آب غائب ہوگیا پھر تو ملکہ جادو خود اژدہا بنکر
دوڑی صاحبقران نے دیکھا کہ یہ اژدہا ادھر آتا ہی قلاب آتشین اسکے مُنھ سے نکل رہے ہین بس اسم اعظم
پڑھ کر آگے بڑھے اور جھک کر دم اُس اژدہے کی پکڑلی اور اُٹھا کر تین بار چرخ دیا کہ برکت سے اسم اعظم کے
ملکہ جادو بصورت اصلی ہوگئی امیر با توقیر نے فرمایا اے ملکہ جادو اب بھی تو اطاعت میری اختیار کر اور مسلمان
ہوجا نہین تو ابھی تجکو قتل کرونگا ملکہ جادو بولی کہ اے شہریار مین نے اطاعت آپکی اختیار کی اور شہر عظلی آباد
مین آپ کے کام آونگی مجھے چھوڑ دیجیے فرمایا کیا مضائقہ پھر ہاتھ سے ملکہ جادو کو چھوڑ دیا ملکہ جادو تو میدان
سے پھر کر زردوان جادو کے پاس آئی اور کہا کہ عموجان مین تو بہ فریب اپنی جان حمزہ کے سامنے سے
بچائی نہین تو قتل ہوجاتی حمزہ مالک باطل السحر معلوم ہوتا ہی کوئی اُس سے عہدہ برآنہ ہوسکیگا اُسپر سحر کارگر
نہین ہوتا زردوان جادو نے کہا کہ سچ ہی مجھے بختیارک نے کہلا بھیجا تھا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی خیر آج
مین اُسکا اسم اعظم بند کرتا ہون یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا امیر صاحبقران بھی مراجعت فرما کر داخل
بارگاہ ہوئے رات کے وقت زردوان جادو نے ہوم کیا اور ایک پتلہ موم کا بنا کر پیٹ مین اُسکے خوک کا خون
بھر دیا اور مُنھ پر اور دل پر اُس پتلے کے سوئیان چبھو کر شیشے مین بند کردیا القصہ رات گذری صبح کو دونون
لشکر پھر معرکہ کارزار مین آئے زردوان جادو اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر میدان مین آیا اور نعرہ کیا
کہ اے خدا پرستو اب تم میرے ہاتھ سے کہان جاؤگے اسم اعظم مین نے حمزہ کا بند کردیا ہی اب جو صاحبقران

اسم اعظم پڑھتے ہین تو مطلق یاد نہین آتا صاحبقران کی رنگت اُسوقت زرد ہو گئی مگر سب کی تسلی کیواسطے فرمایا
کہ یہ جھوٹا ہی اور اشقر دیوزاد کو بڑھاکر زردوان جادو کے مقابلے کو چلے زردوان جادو نے روئی کا پھل
جھولی سے نکالکر اُسپر سحر کیا وہ ابر سُرخ رنگ بنکر اُٹھا اور لشکر اسلام پر محیط ہوکر آتشباری کرنے لگا گرمی سے آگ
کی امیر بھی بیہوش ہوے اور تمام سردار مدہوش ہوکر گرنے لگے زردوان نے چاہا کہ سب کو اسیر کرے کہ عمرو
جو قفس مین سامنے ملکہ جادو کے موجود تھا پکارا ای ملکہ اب عمرو زندہ نہ رہیگا کسواسطے کہ حمزہ کا اسم اعظم
بند ہو چکا اور حمزہ اسیر ہوکر مارا جائیگا ادھر مین پھڑک پھڑک کر مثل طایر بے پروبال اپنی جان دونگا یہ کہکر
رونے لگا ملکہ جادو کہ عمرو کے گانے پر مایل ومبتلا ہی رونا عمرو کا نہایت ناگوار ہوا اُسوقت ایک صراحی سامنے
رکھی ہوئی تھی اُس مین سے پانی لیکر آسمان کی طرف اُچھالدیا اور اسم سحر کا پڑھ کر دم کیا کہ ابر اُس
ابر آتشبار کے آب برف برسنے لگا طرفۃ العین مین وہ سب آگ افسردہ ہوگئی زردوان جادو حیران ہوا کہ یہ
رد سحر میرا کس نے کیا اس اثنا مین ملکہ جادو نے پھر جو اسم سحر کا پڑھ کر ایک منقل آتشین پر دم کیا وہ منقل
زمین مین غرق ہوگئی اور جہان زردوان جادو کھڑا تھا گرد اُسکے شعلہ آتشین زمین سے نکلے کہ زردوان
کو لپٹ کر آسمان پر لے گئے اور وہان سے چھ ٹکرے اُسکی لاش کے ہوکر گرے صاحبقران کا اسم اعظم کھل گیا
کھینچکر تلوار اسم اعظم پڑھتے ہوے ساحرون پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا ملکہ جادو چھ ساحرون کو ساتھ لیکر وہان
سے بھاگ گئی یہان امیر نے جسقدر تھے سب کو قتل کیا اور شکست دے کر پھرے اُدھر ساحر بھاگ کر عنظلی آباد
کو روانہ ہوے ملکہ جادو ایک قلہ کوہ پر ٹھہری تھی عمرو کو قفس سے نکالا صحبت آراستہ کی رات بھر گانا سنا صبح کو کہا
کہ لو خواجہ اب تم اپنے لشکر مین جاؤ عمرو نے کہا ملکہ مین تمھارے قدمون سے جدا نہ ہونگا کسواسطے کہ بے تمھارے
زندگی میری دشوار ہو جائیگی ملکہ جادو بولی کہ خواجہ اگر تمکو عنظلی آباد مین لے جاؤنگی تو ساحر تمکو زندہ نہ چھوڑینگے
اس سے بہتر یہ ہی کہ اب تم جاؤ اور سنگ صبر چھاتی پر اپنی رکھو جب عنظلی آباد مین لشکر اسلام آئیگا اُسوقت ہمسے
تمسے ملاقات پھر ہوگی ہرچند عمرو نے نالہ وزاری کی مگر ملکہ جادو نے نہ سُنا اور بہ زور سحر پرواز پیدا کرکے مع اپنے
ہمراہیون کے اُڑ گئی عمرو ناچار ومجبور اُترکر پہاڑ سے روانہ ہوے اور لشکر اسلام کا رخ کیا یہان حمزہ صاحبقران
عمرو کے واسطے نہایت متفکر ومتردد تھے کہ عمرو نے آکر سلام کیا قدمون سے لپٹ گیا کان مین امیر کے چپکے سے
تمام حال ملکہ جادو کا بیان کیا امیر نے فرمایا کہ مجھسے اسلام لانے کا اقرار کر گئی ہی اور اُسی کے باعث سے اور بھی
جادوگرون پر فتحیاب ہوے ورنہ کون سی صورت جانبری کی تھی القصہ امیر کشورگیر نے بعد عزت وتوقیر چندے دن
وہان رہکر طرف ملک زرائیل کے کوچ کیا اور مع سرداران عالیشان وغیرہ روانہ ہوے

دو کلمے داستان جنگ نشان لقاے بے بقا کے بیان ہوتے ہین

فتح کنندگان کارزار معانی وقلعہ کشایان معرکہ نکتہ دانی اس داستان شکستہ نشان کفار طرفداران لقاے
بے لقا بردغا وبے حیا کو یون تحریر کرتے ہین کہ زمردشاہ باختری لقاے بے بقا تخت خداوندی پر بیٹھا تھا
کہ ضیغم خون آشام شکست کھائے ہوے بدحواس وپریشان آیا اور لقا سے کہا کہ یہ کیا خداوندی تیری ہی
کہ ایسی نالایق تقدیر تو نے کی تھی کہ مجھے شکست پرشکست خداپرستون سے حاصل ہوئی یا خداوند تو نے
تو کہا تھا کہ مین نے تقدیر کی کہ جاکر حمزہ کا سر کاٹ لا یہ کیسی اُلٹی پڑی مین لے جو حمزہ سے سامنا کیا ذلیل وخوار ہوا
لقا نے کہا ای ضیغم خون آشام مین بالفعل متردد بہت ہون قیطول خدائی چھین گئے ہین جب سے یہان آیا ہون

جو تقدیر کرتا ہون درست نہین پڑتی ضیغم بولا کہ خداوند تو اب بڑھا ہو گیا تجھسے کچھ نہین ہو سکتا لقا بولا یہ تو کیا واہیات بکتا ہی ضیغم تو لقا سے جلا ہوا تھا دوڑ کر لقا کی داڑھی پکڑی اور ایک طمانچہ مارا کہا او ناہنجار کس نے کہا تھا کہ ایسی تقدیرین تو کر لقا ضیغم سے دست وگریبان ہوا اور ایک گھونسا مارا کہا کہ خداوند پر تو حکومت کرتا ہی اب تو دونون مین لات مکی چلنے لگی اور اسکی داڑھی اُسکے ہاتھ مین اُسکی جھبل جھبل ریش کی اسکے پنجے مین کبھی لقا تلے ضیغم اوپر کبھی ضیغم نیچے لقا اوپر ہشت مست لشت ہو رہی ہی سب تماشا دیکھ رہے ہین کہ خداوند سے اور خداوے قدرت سے کشتی ہو رہی ہی کوئی دخل نہین دیتا ہی دونون کے دم چڑھ گئے ہین کتون کی طرح ہانپ رہے ہین مگر بختیارک اٹھکر آیا اور دونون کو چھڑایا اور سمجھایا لقا سے کہا کہ یہ آپکا خداوے قدرت ہی ذلت اُٹھا کر آیا ہی اسکی دلداری کیجیے ضیغم سے کہا کہ تم خداوند کے غضب سے ڈرو تمھین لازم نہین ہی کہ خداوند سے برابری کرو غرض دونون مین صلح ہوئی صحبت عیش برپا کی طہماس نے کہا یا خداوند آپ خاطر جمع رکھین مین ان خدا پرستون کو مارونگا اور یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہرکارون نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی ادھر بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا شب بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے چاؤشان بلند آواز نہیب دیکر چلے گئے طہماس اپنے گینڈے سے اترکر سامنے لقا کے آیا اجازت میدان طلب کی لقا نے کہا جا تیرے ساطور مین موت سب خدا پرستون کی تقدیر کر دی طہماس سلام کر کے سوار ہوا میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے طول زنگی بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر مقابل طہماس ہوا بعد تکاور زنی اور ہمسخنی کے نیزہ بازی ہونے لگی لقا نے کہلا بھیجا کہ طول زنگی مالک بن ملکوت شاہ کا بھائی ہی زندہ گرفتار کر لینا طہماس نے جواب دیا ایسا ہی کرونگا غرضکہ طہماس نے نیزہ طول زنگی کا نکال لیا طول زنگی نے تیغہ مارا طہماس نے باڑھ بچا کر قبضے پر ہاتھ ڈالا کشمکش ہونے لگی مرکب لنگر نہ اٹھا سکے بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کود پڑے دست وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی ہوئی شام کو طہماس نے اُسکا لنگر توڑا اور مشکین باندھ کر لقا کے پاس بھیجدیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر بادشاہ اسلام نے مراجعت کی لقا جو اپنی بارگاہ مین آیا طول زنگی کو سامنے بلایا اور کہا کہ تو مجھے سجدہ کر طول زنگی پکارا کہ لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر لقا نے کہا کہ اسکو زندانخانے مین قید کرو لوگ اُسکو زندان مین لے گئے طہماس نے رات کو طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام مین کوس حربی بجا رات گذر کر جس وقت صبح ہوئی دونون لشکر مقابل ہو کر معرکہ آرا و نبرد ہوئے طہماس اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فرخ شہسوار قلندر بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور مقابل طہماس ہوا بعد تکاور زنی اور ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے آخرکار نیزے ہاتھون سے پھینک دیے تلوارین کھینچ لین فرخ نے تلوار ماری طہماس نے آتی ہوئی تلوار خیال مین کر کے تھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا زور کشاکش کے ہونے لگے مرکب لنگر دن کی تاب نہ لائے بیٹھ گئے دونون مرکبون سے کود کر دست وگریبان ہوئے کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی دونون جدا نہ ہوئے روشنی آئی چار پہر رات کشتی رہی اسی طرح دو شبانہ روز لڑا کیے تیسرے دن شام کو طہماس نے لنگر فرخ کا توڑا اور اُٹھا کر سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھ لین اور خدمت مین لقا کی بھیجدیا اور آپ طبل بازگشت بجوا کر باغ فرنگستان کو چلا گیا بادشاہ اسلام اُداس و پریشان پھر کر بارگاہ مین آئے ادھر لقا نے فرخ کو اسیر وغل وزنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجدیا دوسرے دن اپنے سامنے طلب کیا فرخ نے آکر بطریق اسلام سلام کیا لقا نے کہا ای پسر حمزہ تم لوگون کی یہی شرط تھی کہ جو کوئی ہم پر غالب آئے اپنے دین مین لائے میرا بندہ حاضر طہماس سب تجھے سر میدان باندھکر لایا ہو تو مجھے

سجدہ کرین تجھے مرتبہ پیغمبری کا دونگا فرخ شہسوار نے کہا او کافر خدا نے ایک کو ایک پر غالب پیدا کیا ہو طہماس
بدبنگ مجھ پر غالب ہوا مین اُسکی اطاعت کرنے کو موجود ہون تجکو کب سجدہ کرتا ہون تجھپر اور تیرے پرستارون پر
لعنت کرتا ہون لقا یہ کلمہ سخت سنکر بہت برہم ہوا سامنے ڈالی انارون کی رکھی تھی اُس مین سے ایک انار اٹھا کر
فرخ پر کھینچ مارا اور کہا ادب سے یہ کیا گفتگو کرتا ہو وہ انار سینے پر فرخ کے جو لگا دنیا آنکھون مین تیرہ و تار ہوگئی ایک
جھٹکا دیا کہ زنجیر ہاتھ سے داروغہ زندانخانہ کے چھوٹ گئی ہتھکڑی اور بیڑیون کو زور کرکے مانند تار عنکبوت کے
توڑ ڈالا اور فرخ نے دوڑ کر لقا کی داڑھی پکڑ کے ایک طمانچہ منھ پر مارا لوگ چارون طرف سے ہان ہان کرتے ہوے
دوڑے تلوار چلنے لگی فرخ شہسوار بہت لوگون کو مارکر بارگاہ سے باہر نکلا اور ایک سوار کو مارکر اُسکے گھوڑے پر
سوار ہوکر چلا قضاے کار اُدھر سے طیفور بن سیفور برادرزادہ طہماس کا آتا تھا اُسنے سنا کہ پسر حمزہ بہت سے
لوگون کو قتل کیے ہوے جاتا ہو للکارتا ہوا دوڑا کہ او خدا پرست تو کہان جائیگا میرے ہاتھ سے مین آن پہونچا اور
برابر فرخ کے پہونچکر تیغہ مارا فرخ نے پشت تیغ پر روک کر جو ہاتھ تلوار کا مارا طیفور مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا یہان
طیفور دو ٹکڑے فرخ شہسوار نے انکو قتل کرکے راستہ لشکر اسلام کا لیا اتفاقاً طہماس باغ زرستان مین
شرابخواری کر رہا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی کہ فرخ شہسوار نے قید سے لقا کی چھوٹ کر آپکے برادرزادے طیفور
کو قتل کیا اور راہی لشکر اسلام ہوا طہماس برہم ہوکر بولا کہ وہ میری قید سے نکل گیا کہان جاتا ہو جہان ہوگا وہین
جاکر مارونگا فوراً گینڈے پر سوار ہوکر روانہ ہوا فرخ شہسوار سامنے لشکر اسلام کے پہونچ چکا تھا کہ سامنے سے طہماس
نے للکارا کہ باش او خدا پرست اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا فرخ ٹھہر گیا جب طہماس برابر پہونچا فرخ نے
تلوار بڑھ کر طہماس کو ماری طہماس نے تلوار ساطور پر روک کے وہی ساطور فرخ کو مارا کہ سپر کو قلم کیا فرخ نے
سر و گردن اپنا بچایا مرکب کی گردن قلم ہوئی فرخ مرکب سے کود پڑا طہماس کے مرکب پر دوڑا طہماس گینڈے سے
کود کے فرخ سے لپٹا کشتی ہونے لگی مثل زدہ راپہلوان زد- پہر بھر کی کشتی مین طہماس نے فرخ کو زیر کیا اور اٹھا کر
سر پر چرخ دیا اور زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر سر فرخ کا دھڑ سے کھینچ لیا اور سر فرخ کا خدمت مین لقا کی بھیجدیا
اور آپ سوار ہوکر باغ زرستان کو راہی ہوا اہل اسلام لاش فرخ کی اٹھا کر لشکر اسلام مین لے گئے بادشاہ اسلام
لاش فرخ کی دیکھکر رونے لگے بارگاہ مین ہنگامۂ محشر برپا ہوا سب خرد و کلان مشغول گریہ و زاری ہوے تین
دن تک تقریب ماتم پرسی کی لشکر اسلام مین رہی لاش فرخ کی صندوق مین بند کرکے سپرد زمین کی یہان کسر
فرخ شہسوار کا جو لقا کے پاس پہونچا لقا نے طہماس کو خلعت دیا اور بلا کر طول زنگی کو فرخ کا سر ہاتھ مین دیکر کہا
کہ اس ازرق چشم کو مع بارہ ہزار سوار کے ہمراہ کرکے فرہنگ و شیہ کو روانہ کردو اس داستان کو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان حیرت نشان مہتر قران حبش کے بیان ہوتے ہین

تجسس نسان مضامین نو آئین و کوشش کنندگان عبارت رنگین اس داستان عجائب نشان کو یون لکھتے ہین
کہ جب مہتر قران حبش اسد شیر دل و زیور شاہ و بہرہ دم بردعی کے رہا کرنے کو روانہ ہوا بعد قطع منازل
و طے مراحل کے شہر غروبیہ مین پہونچا دیکھا کہ شہر کے لوگ سیاہ فام ہین مگر نقشے درست ہین اسد و زیور شاہ
وغیرہ کو ہر طرف تلاش کرنے لگا اسی جستجو مین تھا کہ ایک عیار کو آتے دیکھا قران نے اپنے دلمین کہا کہ اس
عیار کو لیا چاہیے القصہ پیچھے اُسکے ہو لیا جب وہ جاتے جاتے ایک کوچۂ ویران مین پہونچا قران نے حلقے
کمند کے مارکے اُس عیار کو گرفتار کیا اور چھاتی پر چڑھکے کہا تیرا کیا نام ہو اس نے کہا کہ میرا نام مہتر سیاح عیار ہو

قران نے کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین ابھی تجھے مار ڈالونگا اُس نے کہا تو اپنے نام و نشان سے آگاہ کر مہتر
قران نے نام بتایا اور کیفیت بیان کی اُسوقت سیاح عیار کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا مہتر قران نے بخوبی
غور کیا کہ تاریکی کفر کی اُسکے آئینہ دل سے دور ہوئی اور نور اسلام چہرے سے درخشندہ ہونے لگا قران نے
اُسکو چھوڑ دیا اور کہا ای سیاح حال میرا سُن کہ چند اہل اسلام یہان قید ہین اُنکو مین چھڑانے آیا ہون سیاح قران
کو اپنے مکان مین لیگیا دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے صلاح ہونے لگی کہ کیا کیجیے کیونکر چھڑائیے سیاح نے کہا کہ اسد وغیرہ
تو قریب محلسرائے شاہی کے قید ہین اُنکا چھڑانا بہت دشوار ہی قران نے کہا ای سیاح ایک ترکیب سوچا ہون
مین خواجہ سرا بنتا ہون اور تو سوداگر بنکے مجکو بادشاہ کے ہاتھ بیچ ڈال پھر مین سمجھ لونگا سیاح نے کہا بہتر اُسیوقت
قران خواجہ سرا کی صورت بنا اور سیاح سوداگر بنکر خواجہ سرائے نقلی کو ساتھ لیکر دربار مین بادشاہ کے آیا قطران
زنگی کو سلام کیا نذر دی کرسی پر بیٹھ گیا خواجہ سرائے نقلی اُسکی پشت پر آکر کھڑا ہوا قطران نے پوچھا ای خواجہ
یہ کون ہی عرض کیا کہ یہ حبشی خواجہ سرا ہی نام اسکا عنبر ہی قطران نے کہا اسکو تو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال عرض کیا کہ
مین حضور ہی کے واسطے لایا ہون القصہ بادشاہ قطران نے دو ہزار روپے دیکر سوداگر سے نقلی عنبر خواجہ سرا کو
مول لیا اور خواجہ کو خلعت دیکر رخصت کیا قطران نے ہمراہ محلدار کے عنبر نقلی کو محل مین اپنی دختر ملکہ عنبر بانو کے
پاس بھیجدیا خواجہ سرائے نقلی جب محل مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین بڑی بڑی آنکھین چھوٹی چھوٹی بھوین سینہ پر
اُبھار غضب کا نمونہ قیامت سرو قامت بوٹا سا قد مایۂ ناز طاؤس طناز سن چودہ برس کا سن الھڑ پنے کے دن
مسند جواہر نگار پر متمکن ہی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوگیا ملکہ کو بآئین شائستہ شاہانہ سلام کیا ملکہ نے دیکھا
کہ خواجہ سرا نہایت معقول ادب قاعدے سے درست ہی پوچھا نام اسکا کیا ہی جو محلدار ساتھ اسکو لائی تھی اُس نے
کہا نام اسکا عنبر ہی اور نہایت صاحب سلیقہ ہی گانا بجانا بھی خوب جانتا ہی ملکہ سُنکر بہت خوش ہوئی محلدار کو انعام
دیکر رخصت کیا اور قران کو پاس اپنے بٹھالیا ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگی رات کو صحبت گانے بجانے کی ہوئی
قران خوب گایا ملکہ بہت محظوظ ہوئی اب رات کے وقت گانا سنتی ہی خوش آوازی پر اسکی فریفتہ ہی ایکدم اپنے
پاس سے جدا نہین کرتی ہی قران نے جو دیکھا کہ ملکہ مجھسے بہت مانوس ہی ایکدن ملکہ کو تنہا پاکر کہا اے ملکہ
عنبر بانو مجھسے تم واقف ہو مین کون ہون ملکہ نے کہا حال تمہارا ظاہر ہی کہ خواجہ سرا ہو سوداگر سے میرے باپ نے
تمہین مول لیا ہی مہتر قران نے کہا ای ملکہ جو کچھ تم سمجھین اُسکے خلاف ہی ملکہ نے کہا پھر واقعی تم اپنا حال بتاؤ
اگر دلمین ملکہ کہتی تھی کہ خدا کرے یہ مرد ہو تو حسرت دل بر آئے القصہ مہتر قران نے تمام و کمال کیفیت اپنی بیان کی
اور کہا کہ اگر تمکو مجھسے محبت دلی ہی تو دین لقا پرستی کو ترک کر خدا پرست ہو جاؤ ملکہ عنبر بانو اُسیوقت کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوئی اب مہتر قران نے کہا کہ ای ملکہ حقیقت حال تو یہ ہی کہ تمہارے باپ کی قید مین نواسا حمزۂ صاحبقران کا اسد
شیردل بن کرب غازی اور دو سردار لشکر اسلام کے اور گرفتار ہین مین انکی رہائی کے واسطے آیا ہون کوئی تدبیر
ایسی نکالو کہ وہ سب قید سے نجات پائین عنبر بانو نے کہا کہ وہ زیر محلسرائے شاہی قید ہین کیونکر رہائی کی صورت
ہوگی قران نے کہا کوئی مکان ایسا بتاؤ کہ وہان سے مین نقب لگاکر زندانخانے مین اپنے تئین پہونچاؤن اور انکو
چھڑالاؤن ملکہ نے کہا کہ بہتر ہی کوئی مکان تجویز کرتی ہون الغرض اُس شب کو قران نے ملکہ سے عقد کیا اور گوہر مقصد
حاصل کیا اُس سے جانسوز بن قران پیدا ہوتا ہی الحاصل صبح کو ملکہ نے اپنی صحبت والیون سے چند نفسون کو چھانٹکر
اور انکو پوشاک و جواہر بہت سا دیا اور حال اپنا اور مہتر قران کا بیان کیا اُن سبھون نے کہا بلا لین ہم آپکے شریک ہین

ہرگز افشاے راز نہ کرینگے چنانچہ دوسری شب کو سامنے مہتر قران نے ایک حجرے مین بیٹھ کے خنجر سے نقب کنی کرنا
شروع کی پہر رات باقی تھی کہ دوسرا سرا نقب کا زندانخانے مین نکلا قضاے کار نوک خنجر کی پانون مین اسد کے
لگی اسد نے پانون اپنا سرکا کر کہا کہ اب زمین بھی دشمن ہی وہ نہین چاہتی کہ ہم اسپر بیٹھین پانون مین کس نے کانٹا
افسوس صد افسوس کوئی لشکر اسلام سے ہماری خبر کو بھی نہ آیا یہین ہمارا خاتمہ ہوا یہ باتین حسرت و یاس کی اسد
شیر دل کر رہا تھا اور زیور شاہ تسلی دے رہا تھا ناگاہ طبقہ زمین کا ٹوٹا اور ایک شخص سر سے پانون تک خاک مین
آلودہ نمایان ہوا ایک ہاتھ مین خنجر آبدار اور دوسرے ہاتھ مین فتیلہ عیاری تھا اسد نے پہچانا کہ یہ قران ہی پکارا کہ ای
قران واہ بہت جلد تمنے خبر لی عرض کیا ای شہریار بمجرد آپکا حال سننے کے مین وہان سے روانہ ہوا اب جلد اسی راہ
نقب سے نکل چلئے پھر سوہن سے چاہا اسد وغیرہ کی قید کاٹے اُسوقت اسد کو غیرت آئی اور پکڑ کر قید کو جھٹکا دیا
کہ مانند ریسمان کہنہ کے توڑ کر پھینک دیا ہردم بردعی اور زیور شاہ نے بھی قید اپنی توڑ ڈالی قران نے
تمام حال اپنے آنے اور ملکہ عنبر بانو کے اسلام لانے کا بیان کیا پھر سب کو ساتھ لیکر ملکہ کے خانہ باغ مین آیا ملکہ نے
اسد وغیرہ کو سلام کیا اور مکان مخفی مین لاکر بٹھایا صبح ہو چکی تھی سب کھانا کھا کر سو رہے دوپہر ڈھلے بیدار ہوئے
وہان صبح کو زندانخانے کے نگہبانون نے کہا کیا سبب ہی جو قیدیون کی آواز نہین آتی پھر دروازہ زندان کا
کھولا نگہبان اندر آگئے دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان ٹوٹی پڑی ہین اور قیدیون کا نام و نشان نہین بہت حیران
ہوے جا کر سب نے قطران زنگی سے عرض کیا کہ رات کو قیدی غائب ہوگئے قطران بہت خفا ہوا اور زاغچہ عیار
سے بلا کر کہا کہ جا کر سراغ تو لگا قیدیون کو کون لے گیا زاغچہ پہلے زندانخانے مین آیا ازبسکہ مہتر قران مہرہ نقب
کا بند کر گیا تھا اور پیترا اپنا مٹا گیا تھا ہرگز سراغ نہ لگا ناچار و مجبور شہر مین تلاش کرنے لگا ادھر مہتر قران نے ملکہ
عنبر بانو سے کہا کہ اب تم میرے ہمراہ ہو اور سیاح عیار کے مکان مین چلکر رہو ملکہ عنبر بانو اسیوقت مع ہمنشیان
و جلیسان اُٹھ کھڑی ہوئی رات کا وقت تھا مہتر قران اسد و زیور شاہ اور ہردم بردعی اور ملکہ عنبر بانو
وغیرہ کو ہمراہ لیے سیاح عیار کے مکان مین آیا اُس نے سامان دعوت مہیا کیا اُدھر صبح کو محل مین قطران زنگی
کے غل ہوا کہ ملکہ عنبر بانو غائب ہوگئی ہرچند تلاش کیا کہین ملکہ کو نہ پایا قطران زنگی زاغچہ عیار پر خفا ہوا کہا دیدم
واخوب این گل دیگر شگفت - زاغچہ نے کہا کہ پیر و مرشد ابھی یہ لوگ شہر سے باہر نہین گئے ہین مین خانہ تلاشی
کرتا ہون جس کے گھر مین ہونگے معلوم ہو جائیگا پھر عیارون کو بلا کر تاکید بلیغ کی کہ تمام شہر کی خانہ تلاشی کرو
عیار تلاش کرنے لگے خواجہ سرا بھی اُنکے ساتھ ہوے ہر محلے مین گھر گھر ڈھونڈھنا شروع کیا سیاح عیار نے
قران سے کہا کہ اب میرے گھر مین بھی تلاشی کرنے کو لوگ آئینگے اسوقت کیا ہوگا اسد شیر دل نے کہا کہ ہم اپنی
مارینگے قران نے کہا کہ بیٹھے لڑکر اسیر ہو چلے ہو اس سے کچھ حاصل نہ ہوگا بہتر یہ ہی کہ شب کو قلعے سے نکلے ہوے
چلے چلو اسد نے کہا کہ اس طرح جائینگے تو فراری مشہور ہو جائینگے قران نے جواب دیا کہ بہادری یہی ہی کہ یہان
سے نکل چلو القصہ دو پہر رات گئے اسد و زیور شاہ و ہردم بردعی و مہتر قران و سیاح عیار و ملکہ عنبر بانو
وغیرہ سب کے سب گھوڑون پر سوار ہو کر روانہ ہوے پچھلے پہر قلعے کے دروازے پر پہونچے قلعہ دار کو تاکید
بلیغ تھی کہ کوئی خبردار قلعے سے کسی وقت نہ جانے پائے قلعہ دار اپنے ہمراہیون کو لیے ہوے بیٹھا تھا کہ ناگاہ
سم مرکب کی آواز بلند ہوئی اور کچھ لوگ آتے ہوے سامنے سے معلوم ہوے قلعہ دار نے آواز دی کہ تم کون
لوگ ہو خبردار ادھر نہ آؤ اسی طرف پھر جاؤ یہ لوگ کب سنتے ہین جسطرح آتے تھے چلے آئے قلعہ دار نے قریب

آکر دیکھا کہ دس بارہ آدمی مرکبون پر سوار ہین پکارا کہ تم جواب نہین دیتے ہو اسد نے کہا گھبراؤ نہین پاس آکر
بتلائے دیتے ہین اور تلوار میان سے لی قلعہ دار نے جو برق شمشیر کی چمک دیکھی تلوار کھینچکر مع ہمراہیون کے
دوڑ پڑا تلوار چلنے لگی قلعہ دار کے ساتھ کوئی دو سو پیادے تھے اسد وغیرہ کے ہاتھ سے سب مارے گئے کچھ بھاگ گئے
اسد نے قلعہ دار کو مار کر دروازہ قلعے کا کھولا سب کے سب باہر نکل کر روانہ ہوے وہ لوگ جو بھاگے تھے قطران
زنگی کے پاس پہونچے اور تمام حال بیان کیا کہ خداپرست یون آئے اور قلعہ دار کو مار کر نکل گئے کچھ عورتین بھی انکے ساتھ
ہین قطران نے کہا معلوم ہوا کہ ملکہ عنبر بانو انھین کے ساتھ ہوا اور یہ سارا فساد اسی خواجہ سرا کا تھا قطران کا ایک
سردار ہی کہ نام اُسکا سمندر ستارہ چشم ہی اُس سے کہا کہ تو جا کر ان خداپرستون کو گرفتار کر لا وہ اُسیوقت فوج
لیکر چلا یہان اسد وغیرہ سے ناکے پر شہر کے پھر تلوار چلنے لگی اس اثنا مین سمندر ستارہ چشم بارہ ہزار سوار سے پہونچا
اور حکم دیا کہ ان خداپرستون کو مارلو سوار چہار طرف سے آگر گرے اہل اسلام سے اور زیادہ تلوار چلنے لگی اسد و
زیور شاہ و ہر دم بر دعی لاش پر لاش گرا رہے تھے غلغلہ گیر و دار برپا تھا کہ تفرنگ زنگی اور گیسون زنگی
چالیس ہزار زنگیون سے پہونچے اور شریک جنگ ہوے اب کفار کی یورش اہل اسلام پر اور زیادہ ہوئی لیکن
اسد دلاور حملہ ضیغمانہ اور جنگ رستمانہ کرتا ہوا برابر سمندر ستارہ چشم کے آیا اور نعرہ کیا کہ او گبر ناہنجار اب تو میرے
ہاتھ سے کہان جائیگا سمندر ستارہ چشم بھی للکارا کہ او خداپرست پہلے بھی تو نے فتنہ و فساد برپا کیا تھا آخر گرفتار
ہوا آب پھر اسیر ہوگا یا مارا جائیگا یہ کہکر تلوار اسد کو ماری اسد نے تلوار اُسکی پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ
تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوا اُدھر تفرنگ زنگی سے اور ہر دم بر دعی سے مقابلہ ہوا ہر دم بر دعی نے چوبدست
ماری کہ سر اُسکا پاش پاش ہوا گیسون زنگی قران پر حملہ آور ہوا قران نے خالی دیکر بغدا کمر پر مارا گیسون
زنگی دو ٹکڑے ہوا جسوقت یہ تینون مارے جاچکے کہ تناور زنگی اور غرور زنگی اور طال زنگی ساٹھ ہزار زنگیون
سے آئے اب کوئی لاکھ زنگیون کی جمعیت ہوگئی اور قطران زنگی بھی تخت پر سوار تھا اور پکار رہا تھا کہ ان
خداپرستون کو مارلو سب گھیر کر گرد آگئے تلوار چلنے لگی کہ زیور شاہ سے اور تناور زنگی سے مقابلہ ہوا تناور
زنگی نے ارہ پشت نہنگ مارا زیور شاہ نے تلوار سے ارہ پشت نہنگ کو خم کر کے وہی تلوار تناور زنگی کو
ماری کہ شانے کو قلم کر کے زیر بغل اتر گئی راوی کہتا ہی کہ ایک شبانہ روز اہل اسلام کو لڑتے ہوے گذرا تھا دست
پاشل ہو چلے تھے اب ایک جگہ کھڑے ہوئے شمشیر زنی کر رہے ہین جو کافر پاس آتا ہی مارا جاتا ہی غلغلہ گیر و دار
چار طرف بلند ہی قطران زنگی چلا رہا ہی کہ اب تو خداپرست لڑتے لڑتے تھک گئے ہین اب انکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہی
ادھر اسد وغیرہ کو یقین ہوا کہ اب ہم گرفتار ہونے یا مارے گئے ہر ایک دعا مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم
ان کافرون کے شر سے ہمین بچا اس آفت و بلا سے نجات دے۔ شعر۔ چو عاجز رہا نندہ دانم ترا + ورین عاجزی
چون نخوانم ترا + ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ بیابان کی جانب سے گرد اُٹھی اور ہاشم تیغزن کوئی دس بارہ ہزار
سوار کی جمعیت سے آپہونچا یہ ہنگامہ گیر و دار جو دیکھا حال دریافت کیا بس اسد وغیرہ کا نام سنتے ہی تلوار کھینچکر
آپڑا کفار سے شمشیر زنی کرتا ہوا ہزارون زنگیون کو مارتا ہوا برابر قطران زنگی کے پہونچا اور تلوار قطران
زنگی کی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور تلقین بہ دین اسلام کیا قطران زنگی از دل سے ترک
اسلام لایا اور تمام فوج کو رزم و پیکار سے مانع ہوا جنگ و جدال موقوف ہوئی ہاشم نے خیمہ بنا دین
برپا کیا اسد و زیور شاہ و ہر دم بر دعی و مہتر قران ہاشم تیغزن سے آکر ملے

ہاشم تیغزن نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ایک مقام پر بیٹھے صحبت عیش آراستہ ہوئی دعوت بھیجی ایک دن ہاشم تیغزن رہے دوسرے روز شب کو ساتھ لیکر راہی ملک زرائل ہوئے مہتر قران بھی ملکہ عنبر بانو وغیرہ کو سپاہ عیار کے حوالے کر کے ساتھ ہاشم تیغزن کے ہولیا اور ملکہ سے کہہ گیا کہ تم تو یہیں رہو ہم تمہارے پاس آئینگے اور تمھیں لے جائینگے ملکہ عنبر بانو ناچار و مجبور اسی شہر مین رہ گئی اور وہ سب طرف ملک زرائل کے روانہ ہوگئے

دو کلمے داستان جنگ نشان ملک زرائل کے بیان ہوتے ہین

قلعہ کشایان کشور سخنوری و فتح کنندگان مضامین دفتری قلم جودت شیم سے صفحہ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جب فرخ شہسوار قلندر پسر حمزہ ناسور طہماس بدآساس کے ہاتھ سے مارا جاچکا اب پھر لعید نخوت و کبر طبل جنگ بجوایا ہی اور لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا ہی رات بھر جا بجا مین سامان جنگ و جدال رہا صبح کو دونون لشکرون سے میدان آراستہ و پیراستہ ہوا جب نقیب نشیب دے کر چلے گئے طہماس گینڈے سے اتر کے سامنے لقا کے آیا اجازت طلب ہوا لقا نے کہا جا تو سب خدا پرستون پر غالب آئیگا طہماس گینڈے پر سوار ہو کر لقا کو سلام کر کے میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے ہرمز بان خراسانی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد نیزہ بازی کے طہماس نے اسکو زخمی کیا پھر اور کئی سردار لشکر اسلام مقابلے کو آئے وہ بھی زخمی ہوئے طہماس برابر مبارز طلب کر رہا ہی سرداران لشکر اسلام مقابلے کو جاتے ہین اور زخمی ہوتے ہین ناگاہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور حمزہ صاحبقران زمان مع سرداران ذیشان نمایان ہوئے اول آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا حال معلوم ہوا کہ طہماس کے ہاتھ سے بہت سے سردار زخمی ہوچکے اور طہماس مبارز طلبی کر رہا ہی فوراً شہزادہ بدیع الزمان مرکب کو جھکا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکے مرکب سے اتر کر مجرا کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے جام پینے کو دیا اور فرمایا جاؤ تمکو سپرد خدا کیا شاہزادہ بدیع الزمان رخش سبک عنان پر سوار ہو کر سامنے طہماس کے آئے وہ تکاور زن ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے ساطور مارا بدیع الزمان نے آتے ہوئے خیال کر کے ٹھیکی دی کہ ساطور پٹ پڑا قبضے پر ہاتھ ڈالدیا ہر چند زور کیا کہ ساطور چھین لون مگر ناممکن ہوا انجام کار دونون دست و گریبان ہوئے زور جو کیے مرکب لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونون پیادہ ہو کر سرگرم کشتی ہوئے تا شام کشتی ہوا کی طہماس کو یہ خیال ہی کہ اگر پسر حمزہ پھر جائے تو مین بھی پھر دن اور بدیع الزمان اس فکر مین کہ طہماس کو کنارے کر لے جاؤن اس خیال مین ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوا رات ہوگئی طرفین سے روشنی آئی پیلے کی کیفیت میدان کارزار نے دکھائی دکانداز آکے دکانین لگانے لگے خوانچے والے آواز لگا لگا کر سودا بیچنے لگے کبوڑا کھنکنے لگا سودا لیکر لوگ چربن کھانے لگے ادھر صاحبقران بادشاہ اسلام و تمام سرداران عالیمقام سرگرم تماشا ہوئے ادھر لقا اور گرگ نگ شاہ وغیرہ سپر دیکھ رہے تھے رات بھر کشتی رہی صبح ہوگئی مگر دونون کا وہی عالم تھا کہ برابر سے کلہ لگا اور مشت مشت لڑ رہے تھے یہانتک کہ چار شبانہ روز کشتی رہی پانچوان دن ہوا پھر دن رہے عمرو نے کہا ای حمزہ کوئی ان دونون مین نہ غالب نہ مغلوب نہیں ہوتا مت جاکر دونون کو جدا کرنا ہون نہین تو ہلاک ہو جائینگے صاحبقران اشقر دیوزاد کو اڑا کر برابر طہماس و بدیع الزمان سے آئے اور بزور دونون کو صاحبقران نے علیحدہ کیا اور فرمایا ای بہادر مرحبا صد مرحبا خوب لڑے بس زور آزمائی ہوچکی جنگ موقوف کرو کہان تک لڑوگے قریب ہی کہ غش کھا کے گر پڑوگے اور طہماس سے کہا ای دلاور بغیر سمجھے جنگ و جدل کیے ہوئے فیصلہ نہ ہوگا پھر یہ مشقت بیکار رہی اب جاؤ آسائش کرو پھر سمجھ لینا طہماس وہان سے پھرا بختیارک نے کہا ای طہماس بڑے بدڈھب شخص کے ہاتھ سے آج تم بچکر

آئے غنیمت سمجھو الغرض لقا طہماس پر سے زر نثار کرتا ہوا لیگیا ادھر صاحبقران بدیع الزمان پر سے زر و جواہر
نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے دنگل شوکت پر بیٹھے گرد دورہ سرداران عالیشان بندھا مگر ازبسکہ پانچ
دن کے تھکے ماندے تھے زیادہ امیر نے دربار نہ کیا سویرے ہی برخاست کردیا سب اُٹھ اُٹھ کے اپنے اپنے خیمے کو گئے
صاحبقران نے بھی خاصہ نوش کیا آرام فرمایا صبح کو بعد ادائے فریضہ سحری بارگاہ مین آئے بادشاہ اسلام نے
مجرا کیا دنگل شوکت پر متمکن ہوئے تمام سردار آکر جمع ہوئے اتفاق کار نگاہ صاحبقران کی فرخ شہسوار قلندر کے
دنگل پر پڑی خالی پایا بے اختیار دل بھر آیا بادشاہ اسلام سے پوچھا کہ فرخ شہسوار کہان ہو شہنشاہ گیتی پناہ نے
آبدیدہ ہوکر حال فرخ کے مارے جانے کا بیان کیا اور فرمایا کہ سر فرخ شہر فرنگوشیہ کو لقا نے بھیجدیا لاشہ بے سر
اسکا ہمنے زمین مین سپرد کردیا ہی صاحبقران زمان یہ سُنکر خوب روئے زانو پر ہاتھ مار کر بہت افسوس کیا بعد اُسکے
فرمایا کہ ہی کوئی تم مین سے ایسا شخص کہ پانچ ہزار روپیہ ہمسے لے اور سر فرخ کا شہر فرنگوشیہ سے لائے کہ ہم سر کو
جسم سے ملاکر دفن کرین یہ کلام صاحبقران عالیمقام تمام نہ ہوا تھا کہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری مہتر والا گہر
خواجہ عمرو بن امیہ نامور نے کرسی سے اُٹھ کر مجرا کیا اور یون عرض پرداز ہوئے کہ غلام جا کر سر فرخ شہسوار کا
لائیگا اور دل مین یہ خیال کیا اے عمرو اثنائے راہ مین شہر غطلی آباد ہی وہان جلکر ملکہ جادو سے ملاقات بیجئے مطلب وہ
پانچ ہزار روپیہ اُٹھا لیے اور داخل زنبیل کیے اور اسباب عیاری بدن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا یہان طہماس نے
ایک روز تو تامل کیا دوسرے دن طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بجا شب تو سامان مین گذری
جسوقت صبح ہوئی دونون لشکر میدان جنگ مین صف آرا ہوئے طہماس لقا سے رخصت لیکر میدان مین آیا بعد
سلح شوری کے مبارز طلب کیا ابرہا ے دیو چنگال بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر طہماس کے مقابلے کو آیا بعد
نگاورزی و تمسخنی نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے طہماس نے ساطور اپنا آرا بے پر سے اُٹھایا اور خبردار خبردار
کہکے مارا ساطور ابرہا کی سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر گیا ابرہا نے دستانہ مارا ساطور نکلا خون جاری ہوا زخم سر کو
باندھ کر چیدست طہماس کو ماری طہماس نے ساطور سے اُسے قلم کیا ابرہا نے غیظ مین آکر دونون چنگال آہنی
طہماس کے سینے پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے مین در آئے دو فوارے خون کے جاری ہوئے طہماس نے پلٹ کر
رکابیہ ساطور مارا کہ شانہ ابرہا کا زخمی ہوا پھر ابرہا نے چنگال آہنی مارے کہ طہماس تو بچا مگر گینڈے پر چنگال
پڑے کہ مغز اُسکا پارہ پارہ ہوگیا طہماس مع گرگدن تہ و بالا ہوکر زمین پر گرا جوانان لشکر اسکے ابرہا پر دوڑ پڑے
ابرہا بھی اُن پر جا پڑا ادھر سے اہل اسلام کمک کے واسطے آگئے جنگ مغلوبہ ہوئی تلوار چلنے لگی شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر پھر گئے ادھر ابرہا کے زخم مین ٹانکے دیے گئے اُدھر طہماس کے زخم سیے گئے دونون کے زخمونکا
علاج ہونے لگا بعد ایک ہفتے کے طہماس نے غسل صحت کیا بارگاہ لقا مین مجلس شراب خواری کر کے ناچ دیکھنے لگا
جب خوب نشہ شراب مین بدمست ہوا لقا سے کہا آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین پھر خدا پرستون سے سامنا
کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بھی حکم دیا لشکر اسلام
مین بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر طرفین مین سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکۂ کارزار
مین صف آرا ہوئے صاحبقران زمان مع سرداران لشکر اسلام ہمراہ تخت بادشاہی کے معرکہ کارزار
مین آکر زیر علم اژدہا پیکر قائم ہوئے تخت بادشاہی قلب سپاہ مین ٹھہرا دست راست اور دست چپ
کی طرف سردارون کے پرے بندھ گئے اُدھر آمد لشکر کفر و ضلالت ہوئی لقا سے بے بقا تخت نجس پر

سوار بختیارک خواصی مین پیچھے پیچھے گرزنگ شاہ زرائلی مع لشکر جرار ادھر اُدھر تمام سردار ایک طرف طہماس
بن عنقول دیو پرور راوبھی بنا ہوا دریاے آہن مین غرق کرگدن پر سوار ایک طرف آرا بے پر ساطور ساڑھے
نوسوسن کا گرز گڑاتا ہوا القصہ دونون لشکر مانند صف مژگان کے مقابل آکر کھڑے ہوئے جسوقت صفین آراستہ
ہوچکین اور چاوشان بلند آواز نہیب دے کر چلے گئے طہماس لقا سے رخصت ہوکر میدان مین آیا سیار د
طلب کیا کئی سردارون کو مانند بہرام وغیرہ کے زخمی کیا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد وغبار کا تتق اُٹھا اور ایک نقابدار
سفید پوش زیر سایۂ علم سبز رنگ نمایان ہوا کہ اُس علم کے سامنے علمہاے کفار بہ حیلۂ سلامی جھک کر گر پڑے
ہرچند کفار نے علمون کو علم کیا مگر استادہ ہوکر بلند نہ ہوے کسواسطے کہ اُس علم پر کلمۂ لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ لکھا ہوا تھا غرضکہ وہ نقابدار آکر ایک سمت کو قائم ہوا کہ ایک گرد اور ایک طرف سے اُٹھی اور اُسمین سے
پانچ نقابدار مع چالیس ہزار سوار دلیر و جرار کے دکھائی دیے کہ اُنمین ایک نقابدار کبود پوش تھا اور دوسرا
نقابدار زرد پوش تھا اور تیسرا نقابدار سیاہ پوش تھا اور چوتھا نقابدار سرخ پوش تھا اور پانچوان نقابدار
سبز پوش تھا وہ بھی سب آکر ایک طرف میدان کارزار مین کھڑے ہوے کہ طہماس بدا ساس نے پھر سیار د طلب
کیا نقابدار سفید پوش کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے آواز کرنا و دم گا دُم نفیری شتری داموون کی بلند ہوئی
اور نقابدار مرکب کو جھکا کر سامنے طہماس کے آیا پہلے نگاوزن ہوا طہماس پکارا اے نقابدار کم نام تو کون ہے
کہ میرے مقابلے کو آیا ہے نقابدار نے جواب دیا کہ ملک الموت قابض ارواح کفار ہون نام میرا تجھپر ظاہر ہوجائیگا
طہماس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری تجھکو میرے مقابلے مین لائی نقابدار نے کہا کہ اب تجھے خود معلوم
ہوجائیگا کہ تیری اجل آئی ہے یا میری قضا مجھکو لائی ہے طہماس نے کہا جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا دار کر نقابدار نے
کہا یہ ہمارا دستور نہین کہ پیش دستی حریف پر کرین طہماس نے نیزہ نقابدار کو مارا نقابدار نے نیزے کو
نیزے پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی ستر طعن کے بعد نقابدار نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس آگ ہوگیا
ساطور آرا بے پر سے دو ہر کر اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر نقابدار کو ساطور مارا نقابدار نے بڑھ کر ساطور
کو روکا کہ پھل ساطور کا گذر گیا دستہ ساطور کا سپر پر پڑا کہ مرکب نقابدار کا زمین مین غرق ہوگیا اور گرد وغبار
کا تتق اُٹھا کہ نقابدار گرد مین پوشیدہ ہوگیا طہماس پکارا کہ نقابدار کی خبر لو دیکھو کیا ہوگیا عیار نقابدار
کا آکر گرد کے چرخ مارنے لگا اور پکارا کہ اے رستم زمان نقابدار سفید پوش عالیشان ہوئین زیادتی
کرتا ہے نقابدار یہ آواز سنکر مرکب کو جھکا کر برق کے مانند سحاب گرد سے نکلا اور گرز گران طہماس کو مارا۔
طہماس نے چاہا کہ گرز کو بڑھ کر روکے کہ پانون گینڈے کے موشخانے مین جا پڑے گینڈے نے سکندری
کھائی گرز ساطور پر سے اُچٹ کر شانے پر طہماس کے پڑا شانہ اُسکا اُکھڑ گیا اور گینڈے کا سر پاش پاش ہوگیا
طہماس مع کرگدن تہ و بالا ہوکر گرا جب دامن خاک چاک ہوا عیارون نے آکر طہماس کو بیہوش دیکھا لشکر
کفار نقابدار پر آپڑا نقابدار بھی لشکر کفار پر جا پڑا ادھر وہ پانچون نقابدار اپنے لشکر کو لیکر شریک جنگ
ہوے ادھر بادشاہ اسلام نے بھی لشکر اسلام کو براے مدد نقابدار بھیجا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی غلغلۂ
دار و گیر چار طرف میدان مین بلند ہوا قہار زرین کلاہ کو نقابدار سرخ پوش نے تہ شمشیر کیا عاد باختری
کو نقابدار سبز پوش نے مارا تحویل زرائلی کو نقابدار کبود پوش نے قتل کیا تحویل باختری کو نقابدار
زرد پوش نے مار لیا تحویل عقرب چشم کے نقابدار سیاہ پوش نے ایک ضرب تیغ سے دو ٹکڑے

گیے اس معرکہ جنگ مین بیس ہزار کفار جہنم واصل ہوے کوئی آٹھ دس ہزار اہل اسلام بدرجہ شہادت فائز
ہوے دن بھر لڑائی رہی شام کو طبل بازگشت بجا سب اپنی اپنی طرف کو پھرے امیر حمزہ صاحبقران
نقابدار سفید پوش کی تعریف کرتے ہوے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے شب کو آرام فرمایا صبح کو باعزاز و اکرام
دربار فرمایا تمام سرداران عالیوقار و پہلوانان نامدار آکر مجتمع ہوے

نقابدار سفید پوش یعنی حارث بن سعد کا علم دین محمد مصطفی لیکر صاحبقران کے پاس آنا اور پیغمبری محمد مصطفی کی خبر دینا اور صاحبقران کا پھر چارون نقابدارون کو یعنی ہاشم و اسد و ہرمز بردعی و قران کا آنا اور سبکا مع لشکر دین محمد قبول کرکے جشن کرنا اور اس علم پر کلمہ طیبہ لکھا تھا

خبر پہونچی کہ نقابدار سفید پوش علم سبز لیے ہوے آتا ہے اور اس علم ذی حشم پر کلمہ طیبہ و اسم مبارک جناب رسالتماب
صلے اللہ علیہ و آلہ لکھا تھا یہ خبر سنتے سے حمزہ صاحبقران و بادشاہ اسلام و جملہ سرداران عالیمقام بارگاہ سلیمانی
سے استقبال کو باہر نکلے اور آکر علم کے پھریرے کو بوسے دیے اور آنکھون سے لگایا اور بارگاہ مین لیکر آئے
نقابدار نے نقاب اپنے منھ پر سے اٹھائی دیکھا کہ حارث بن سلطان سعد ہے امیر نے علم کا حال پوچھا حارث
نے بیان کیا کہ مین نے طواف خانہ کعبہ کیا تھا جناب محمد مصطفی شفیع روز جزا مالک ہر دو سرا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم بن عبداللہ بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کو پیغمبری ہوئی ہے کہ وہ ختم المرسلین از جانب
رب العالمین ہوے ہین اور کلمہ انکا سینے پڑھا ہے مجھے فرمایا کہ تم یہ علم نصرت شیم لیکر لشکر حمزہ صاحبقران زمان
مین جاؤ اور سبکو جاکر یہ کلمہ پڑھاؤ کہ دین تازہ رواج پائے اور رونق اسلام زیادہ ہوے صاحبقران یہ سنکے نہایت
خوش ہوے کہ ابتک حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سب کلمہ پڑھتے تھے اب کلمہ محمد مصطفی پیغمبر خدا کا زبان پر جاری ہوگا اور امروز سے
کلمہ طیبہ یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام لشکر صاحبقران مین جاری ہوا
صاحبقران نے کرب غازی سے فرمایا کہ تم جاکر ان پانچون نقابدارون کو لاؤ کہ یہ کلمہ پڑھکر وہ بھی مستفیض ہون کرب
دلاور اسیوقت روانہ ہوے اور چارون نقابدارون کو ہمراہ اپنے لائے نقابدارون نے صاحبقران بادشاہ اسلام کو سلام کیا
اور صاحبقران سے قدمبوس ہوے صاحبقران نے حارث بن سعد سے بغلگیر کروایا اور کلمہ طیبہ سے مشرف فرمایا بعد
ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ حالات سے تمہارے آگاہ ہون چارون نقابدارون نے منہ سے نقابین چہرون سے اٹھادین اب
جو صاحبقران نے دیکھا تو ہاشم تیغزن اور اسد شیردل اور انور شاہ ہرمز بردعی بہتر قران حبشی ہین سب قدمبوسی کو پہونچے
صاحبقران نے گلے سے لگالیا اور بہت خوش ہوے بہتر قران نے سب حال انکی رہائی کا بیان کیا بادشاہ اسلام نے بہتر قران کو خلعت دیا
ابسہ لشکر نقابدارون کا آکر شریک لشکر اسلام ہوا صاحبقران نے تازگی دین کا جشن کیا عیش و عشرت مین مصروف ہوے ادھر
لقا طماس کے زخمون کے علاج مین مصروف تھا کہ ہرکارون نے آکر حال نقابدارون کے آنے کا اور کلمہ کے بدل جانے کا بیان کیا لقا
نے کہا کچھ پروا نہین پرستون قدرت اچھا ہوئے تو ان سبکو مار ڈالیگا یہ کہکر صحبت شرابخواری و جلسۂ رقص و سرود مین مصروف ہوے

دو کلمے داستان تعزیت نشان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان کیے جاتے ہین

تعزیت کنندگان غازی و دیندار حق شناس و غمزدگان برحال پر ملال خاصان حق پرستان نیک اساس این داستان
الم نشان کو باشک ریزی قلم اندوہ رقم صفحہ قرطاس مصیبت اساس کو یون تر کرتے ہین کہ مہر سپہر عیاری و قطب فلک
خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار گریان و نالان لشکر اسلام سے فرخ شہسوار کا سر بریدہ
لینے کو روانہ ہوے تھے دن بھر رہروی بعد تیز رفتاری کے شام کو شہر اشوس حصار مین پہونچے صورت اپنی ملک

کاروان سرا مین اُترے رات تو وہان بسر کی صبح کو شہر کی سیر کو روانہ ہوے ملک شماریہ اور عباملہ اور نوشا اباد کو
دیکھتا ہوا نواح عنطلی آباد مین پہونچا پل طلاے اترکر چمنستان مین آیا اور ایک قلعہ دیکھا کہ ہر برج اور ہر کنگرہ سے
شعلہ ہاے آتش نکل رہے تھے خیال مین گذرا کہ عنطلی آباد تو پہونچے لیکن ملکہ جادو سے کیونکر ملاقات ہو اسی تصور مین
چلا جاتا تھا کہ ایک آواز آئی ارے کھڑا رہ کہان جاتا ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ آواز کسکی ہی دلمین اپنے کہا کہ یہ مقام جادوگرون کا ہی
جلد یہان سے نکل چل جست و خیز کرکے چلا تھا کہ پھر آواز آئی ارے کیون بھاگا جاتا ہی عمرو کب کسی کی سنتا ہی سر پر پانون
رکھکر دوڑا بلکہ ہوا سی ہین گلیم عیاری بھی اوڑھنا بھول گیا کہ پھر صدا آئی کہ اب آگے نجا سکیگا عمرو نے دیکھا کہ زمین نے
پانون پکڑ لیے اور ایک جادوگر زشت رو کریہ منظر سیاہ فام سامنے دکھائی دیا اور چشم زدن مین برابر عمرو کے آگیا عمرو نے سلام
کرکے پوچھا اے شاہ جادوان آپکا کیا نام ہی اُسنے کہا مجھے شجرہ جادو کہتے ہین میرے گھر مین شادی ہی مجھے پانچ آدمیون کا
گوشت چاہیے ہی کہ مہمانون کو کھلاؤن انمین ایک تو ملا ہی عمرو نے کہا گوشت میرے بدن مین کہان ہی فقط پوست اور
استخوان ہی اور مین مرد افیونی ہون بہت سی افیون کھاتا ہون میرا گوشت استخوان شل ایلوے کے تلخ ہوگا اُسنے کہا کہ مین
افیون تجھے نہ دونگا اور فربہ کرکے کھاؤنگا ہر چند عمرو نے الحاح وزاری کی مگر اُسنے کچھ نہ سنا اور اسم سحر کا پڑھکر عمرو پر دم کیا
کہ عمرو ایک ہرن کی شکل ہوگیا شجرہ جادو نے کہا اب تو اس صحرا مین چند دن رہکر فربہ ہو لے تو تجھے لیجاکر کھاؤن یہ کہکر شجرہ جادو
پر پرواز پیدا کرکے اُڑا ہوا چلا گیا عمرو بصورت آہو اُس مرغزار مین پھرتا تھا اور روتا تھا قضاے کار ایک روز ملکہ جادو
شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو خمستان عنطلی آباد مین آئی گلشن جادو اور گلستان جادو یہ دو انیسین اور کچھ کنیزین وغیرہ
قریب ساٹھ ستر عورتون کے ساتھ تھین ایک مقام با فضا مین فرش کراکر بیٹھین اور گائنین سامنے آکر موجود ہوئین
بزم رقص آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آئے ملکہ جادو نے گلشن جادو و گلستان جادو سے کہا کہ اُسروز
کا عمرو کا گانا یاد ہی دونون نے عرض کیا بلا لون عمرو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ملکہ جادو آبدیدہ ہوئی کہا دیکھیے اب اُس سے
کب صحبت نصیب ہوتی ہی یہان یہ باتین ملکہ جادو انیسون مین اپنی کر رہی تھی کہ عمرو بصورت آہو گھاس چرتا ہوا وہان آپہونچا
اور ملکہ جادو کو دیکھکر دلمین کہا الحمد للہ کہ وقت اخیر مین اپنے معشوق کو دیکھ لیا اور قریب اُس جلسہ کے آیا ملکہ جادو نے دیکھا
کہ ایک ہرن آدمیون مین چلا آیا ملکہ سمجھی کہ یہ ہرن کسی کا پالو ہی یہانتک کہ عمرو بصورت آہو آکر ملکہ جادو کے قدمون پر لوٹنے لگا
ملکہ پیار کرنے لگی آہو وہین بیٹھ گیا صورت ملکہ کی دیکھنے لگا شراب کی گلابی سے منھ لگادیا ملکہ نے پوچھا شراب پیے گا
ہرن نے گردن ہلائی کہ ہان پیونگا ملکہ نے جام شراب بھرکر جو دیا وہ ہرن پی گیا اشارے سے ہرن نے شراب اور مانگی
ملکہ نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہی کہ یہ ہرن آدمی ہی کسی ساحر نے اسے جانور بنادیا ہی یہ بات ملکہ کی سنکر وہ آہو رونے لگا اُس
سردار غزالان حسن کو یقین ہوگیا کہ یہ ضرور انسان ہی حیوان اصلی نہین گلشن جادو اور گلستان جادو سے کہا کہ یہ آدمی ہی
کسی ساحر نے اسے ہرن بنادیا ہی آہو نے پھر سر ہلاکر اشارہ کیا کہ ہان سچ ہی گلشن و گلستان نے عرض کیا کہ بلا لون اری جادون
پھر اسے آپ آدمی بنائیے ملکہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکر اُس آہو پر دم کیا وہ آہو زمین پر لوٹنے لگا اور بعد تھوڑی دیر کے لوٹ پوٹ کر
بصورت اصلی یعنی آدمی بنگیا اب ملکہ جادو نے دیکھا کہ یہ تو عمرو ہی نہایت مسرور ہوئی پکاری کہ خواجہ تم یہان کہان اور کیا آفت
ناگہانی تم پر آئی یہ کس نے آہو تمکو بنادیا عمرو نے کہا ہی ملکہ مین ملک فرنگو شیہ کو جاتا تھا ادھر فقط تمھاری ملاقات کیواسطے
آیا تھا کہ شجرہ جادو نے مجھے اس حال کو پہونچا دیا گلشن و گلستان بولین کہ تمھارے آنے سے قبل ذکر تمھارا ہو رہا تھا ملکہ تمھین
بہت یاد کرتی تھین عمرو نے کہا کہ اپنے جان نثار کو کبھی یاد کرتے ہین غرضکہ ملکہ نے کھانا منگوایا عمرو کو کھلایا آپ بھی کھایا
بعد اسکے کہا خواجہ ہم تمھاری ذی نوازی کے کمال مشتاق ہین عمرو بولا مین موجود ہون ملکہ جادو نے حفاظت کیواسطے اسم سحر کا پڑھکر

گرد جو ترے کے دم کر دیا کہ ایک حصار شیشے کا بنگیا اور اُسمین شیشے تھے ہر شیشے مین خوشہ مروارید آویزان تھے غرضکہ عمرو نے
سازندون سے کہا کہ ساز ملاؤ اور رباب جوڑی ہفت پیوند کی نکالی اور قفلیان درست کر کے بجانا شروع کیا ایسا ایسا
بجایا اور ایسا ایسا گایا کہ طائر آشیانے چھوڑ کر محویت کے عالم مین عمرو کے برابر آکے سایہ فگن ہوے جلنے اہل صحبت تھے
بیخود تھے برابر تحسین و آفرین کی آواز چلی آتی تھی ملکہ جادو کا یہ عالم تھا کبھی اُف کرکے دل پکڑ لیتی تھی کبھی آنکھون مین آنسو
بھر لاتی تھی وہ دل نوازی نہ تھی گویا سحر سازی جادو طرازی تھی خواجہ عمرو نے صبح تک بجایا بعد اُسکے سب سو رہے دوپہر ڈھلے
ملکہ بیدار ہوئی اور سب بھی اُٹھے کھانا کھایا سیر و تماشے مین سبزہ زار کے مصروف ہوے رات کو پھر وہی صحبت رہا ہوئی دوسرے
روز ملکہ نے کہا کہ خواجہ اب تم اپنے کام کو جاؤ جب وہان سے پھرنا تو ہمسے ملاقات بھر کرتے جانا اور گلشن جادو سے کہا کہ خواجہ
کو سرحد عظلی آباد کے باہر نکال آؤ خواجہ بحال زار با چشم اشکبار وہان سے روانہ ہوا آذر کوہ اور قلعہ زر لقا اور شتری حصار
اور مرصع حصار اور شہر اختم کو طے کر کے پل نکیفل پر سے گذرا ملک فرنگوشیہ مین عمرو پہونچا صورت اپنی تبدیل کیے ہوئے
سیر کنان چلا آتا ہی کہ چوک مین ایک دُکان پر ہجوم خلائق نظر پڑا آدمیون کی بھیڑ ہٹا کر اُس مجمع کے برابر آیا دیکھا کہ
ایک طفل مہر طلعت چہرہ آفتاب کے مانند درخشان نو دس برس کا سن دریاے جواہر مین غرق مسند جاہ و جلال پر متمکن
خال سبز رخ پر رگ ہاشمی ہویدا ہی سب علامتین اولاد صاحبقرانی کی اُسکے چہرے سے پیدا ہین دیدبہ شان و شوکت
نمود عمرو دیکھکر حیران ہوا کہ اولاد صاحبقران یہان کہان عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہی اُسنے کہا کہ یہ
بیٹا ہی ملک التجار رخ باز کا انکا نام اسکا ملک ایرج ہی اور یہ مجمع خلائق سب دیکھنے کیواسطے ہی و لیکن اپنے کہا ہی عمرو
پاس اسکے جلکے بیٹھیے اور حال فرخ شہسوار کے سر کا بھی دریافت کیجیے القصہ وہان سے علیحدہ ہوکر ایک گوشے مین
آکر رنگ روغن عیاری نکالکر ایک تاجر کی صورت بنکر پوشاک فاخرہ پہنکر ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر اُس مجمع کے اندر
آیا دُکان کے پاس پہونچکر ایرج سے صاحب سلامت کی ایرج نے جو ایک شخص جلیل الشان کو دیکھا تعظیم کی اور بلا کے اپنے
پاس بٹھا لیا عمرو نے اب بغور دیکھا شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ذیجاہ کی صورت سے بہت مشابہ پایا بہت حیرت مین آیا
ایرج نے عمرو سے باتین کرنا شروع کین حال پوچھا کہ آپ کون ہین اور کب سے اس شہر مین آئے ہین عمرو نے کہا کہ مین
آج ہی آیا ہون اور جہاز میرے پیچھے آتے ہین اور کچھ جواہر بیش بہا اپنے پاس سے نکال کر ایرج کو دکھایا ایرج نے کہا کہ مین
جوہری کو بلا دونگا اور اسباب بھی اپنا آلینے دیجیے عمرو نے پوچھا مین نے سنا ہی کہ سر سپہ سالار حمزہ کا طول زنگی کے گلے مین
پڑا ہوا یہان آیا ہی ایرج نے کہا کہ ہان سر سپہ سالار حمزہ کا آیا تھا یہان کا بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ ہی اُسنے طول زنگی
کو چاہا تھا کہ دین نیر اعظم آفتاب تابان کا قبول کرے طول زنگی نے انکار کیا بلکہ کلمات سخت کہے مالک بن ملکوت شاہ
نے طول زنگی کو مع سر سپہ سالار حمزہ قلعہ آفتاب نما مین بھیجدیا طول زنگی وہان قید ہی الغرض عمرو حال دریافت کر کے
اُٹھا کہا اب مین جاتا ہون ایرج نے کہا آپ میرے یہان مہمان رہیے عمرو نے کہا کہ مین تردد مین ہون مال و اسباب
میرا آلے تو تمھارے یہان آکے رہونگا عمرو یہ کہکر چلا اور قلعہ آفتاب نما کا راستہ لیا جب قریب پہونچا دیکھا کہ قلعہ
بالاے کوہ ہی اور گرد اسکے دریا ہی اور کشتیون کا پل بندھا ہوا ہی اسی پر لوگ قلعہ مین آتے جاتے ہین عمرو بھی صورت
بدلے ہوئے پل پر سے گذر کر قلعہ مین پہونچا اور ایک گویے کی شکل بنکر دروازے پر قلعہ کے بیٹھکر رباب کو بجانا شروع کیا اور
گانے لگا آیندہ و روندہ کا ہجوم ہو گیا اور جسکو ممکن ہوا حسب وقت عمرو کو دینے لگا قضا کار بادشاہ اس قلعہ کا اپنے قلعہ پر
بیٹھا ہوا بیرون قلعہ کی سیر کر رہا تھا آواز سرود کی کان مین پہونچی گانے کی صدا سنکر بیچین ہوگیا چوبدار بھیجکر عمرو کو بلوایا جب عمرو
سامنے اُسکے آیا سلام کیا دعا دی بلیوت آفتاب پرست نے عمرو سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی اور کہان سے آیا ہی عمرو نے

کہا کہ مین کلاونت ہون نیر اعظم آفتاب تابان کا اور نام میرا مغنّی قدرت ہی از بسکہ تمھارے پاس خدا پرست کا رقیب مین ہی لہذا آفتاب تابان تمپر بہت مہربان ہی اور مجکو بھیجا ہی کہ میرے بندون کو جاکر محظوظ کر یموت آفتاب پرست نہایت خوش ہوا اور رات کو صحبت عیش برپا کی اور کہا ای مغنّی قدرت اب کچھ گاؤ مغنی قدرت مع سازندون کو شریک کر کے رباب بجایا اور گانا شروع کیا ایسا گایا بجایا کہ سب عالم محویت مین بیخود ہو گئے یموت آفتاب پرست بہت خوش ہوا اور انعام بہت کچھ دیا اور جتنے سردار بیٹھے تھے اُن سبنے قدرے قدرے دیا مغنی قدرت نے کہا ای بادشاہ اور کچھ کمال بھی میرا دیکھیےگا یموت نے پوچھا کہ اور کیا کمال تجھ مین ہی اُسوقت مغنی قدرت نے کہا اگر میخانہ میرے حوالے کر دیجیے تو کیفیت رقص غنا کی اور اس سے زیادہ عمدہ دکھاؤن اور ساقی گری بھی کرتا جاؤن لینے پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن ہاتھ سے جام شراب لبریز کرکے پلاؤن یموت نے کہا کہ میر میکدہ کو بلاؤ جب وہ سامنے آیا حکم دیا کہ سب میخانے مغنّی قدرت کے حوالے کردو یہ جو چاہے کرے عمرو نے میخانہ مین آکر تمام شراب کو بیہوشی آلودہ کرکے علٰحدہ کو پہلے تقسیم کی اور تحفہ شراب گلابیون مین بھر کر کشتیون مین لگا کر صحبت مین لایا جام لبریز کرکے ناچتا گاتا چلا اور پہلے بادشاہ کو لاکر پلایا بعد اُسکے تمام صحبت والون کو ایک ایک جام دیا ساری صحبت عمرو کی ساقی گری کی تعریف کر رہی تھی مگر جس نے وہ شراب پی لی از خود رفتہ و مدہوش ہوکر عجیب و غریب حرکتین کرنے لگا عمرو نے پہلے ہی حال طول زنگی کا پوچھ لیا تھا اسکو معلوم تھا کہ سامنے حجرے مین قید ہی جب تمام صحبت بھر مین کسی کو مطلق ہوش نرہا سب بیخود ہو گئے عمرو نے پہلے تمام مال و اسباب صحبت کا لوٹا اور یموت آفتاب پرست کی داڑھی مونڈی اور ایک رقعہ لکھکر مونچھ مین اُسکے باندھ دیا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای ملکوت شاہ آگاہ ہو کہ طول زنگی تیرے پاس قید تھا اور سر سپیر حمزہ کا اُسکے گلے مین پڑا تھا لہذا منم مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار عیار حمزہ صاحبقران عالیوقار گویا بنکے تیری صحبت مین داخل ہوا اور تجھے بیہوش کرکے طول زنگی کو مع سپر حمزہ کے لیگیا اور سُن او نابکار آفتاب پرست عمرو کا یہ قاعدہ ہی ہر کافر سے داڑھی کا خراج لیتا ہی جو اُسے داڑھی کا خراج دیتا ہی اُسکی داڑھی رہتی ہی ورنہ مُنڈ جاتی ہی اگر تو خراج دیگا تو داڑھی تیری رہیگی نہین تو منڈ جایا کریگی اور حجرہ کھولکر آیا طول زنگی کو کھانا کھلایا اور بیہوش کرکے زنبیل مین ڈالکر قلعہ کے دروازے کے اوپر ٹھہر رہا صبح کو جب دروازہ کھلا پہلے نکل کر عمرو راہی ہوا یہان صبح کو یموت آفتاب پرست مع اہل محفل ہوش مین آیا اپنا اور تمام اہل محفل کا حال خراب پایا دیکھا کہ مونچھ مین ایک کاغذ بندھا ہی اور داڑھی ندارد چہرہ صفا چٹ میدان ہی خس و خاشاک کا نام نہین کاغذ جو یموت شاہ نے پڑھا معلوم ہوا کہ عمرو یہ گت بناکر چلا گیا وہ گویا نہ تھا عمرو تھا بہت منفعل و خجل ہوا عمرو یہان سے چلا شہر غنطلی آباد مین پہونچا ملکہ جادو نے ساحرون کو لگا رکھا تھا وہ جادوگر عمرو کو ملکہ کے پاس لیگئے ملکہ نے شہر غنطلی آباد کی عمرو کو سیر کرائی عمرو صورت اپنی بدلے ہوے ساتھ گلشن جادو اور گلستان جادو کے تمام شہر غنطلی آباد مین پھرا رات کو ملکہ جادو کے پاس رہا خوب گایا بجایا صبح کو ملکہ نے وعدہ کیا کہ جب لشکر صاحبقران یہان آئیگا تو مین مدد کرونگی یہ کہکر عمرو کو سرحد غنطلی آباد سے باہر بھیجا عمرو وہان سے روانہ ہوا لیکن حال سنیے لشکر صاحبقران کا کہ رستم زمان شہزادہ علم شاہ نوجوان اپنے خیمے سے آتے تھے اور بارگاہ سلیمانی مین جاتے تھے کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا اور علم شاہ کو اُٹھا لیگیا یہ خبر صاحبقران کو ہوئی نہایت پریشان ہوے فرمایا تلاش کرو سرکاری ملازم اور سانڈنی سوار چہار طرف روانہ ہوے لوگ جستجو علم شاہ کی کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو سر فرخ شہسوار کا لیے ہوئے مع طول زنگی کے پہونچا صاحبقران کو اور بادشاہ اسلام کو سلام کیا اور سر فرخ شہسوار کا زنبیل سے نکال کر سامنے

رکھدیا صاحبقران نے سر فرزند کا اپنے سینے سے لگا لیا اور خوب روئے تمام سردار اشکبار ہوئے گویا غم فرخ
شہسوار کا تازہ ہوگیا الغرض بعد گریہ وزاری اور ماتم داری کے سر کو جسم سے ملا کر قبر مین دفن کیا قرآن خوان قبر پر مقرر ہوئے
بخورات ہونے لگے شامیانہ زربفتی قبر پر کھنچوا دیا اب ان سب کو تو ماتمداری مین شہزادہ فرخ شہسوار قلندر کے رہنے دیجیے

دو کلمے داستان حیرت بیان علم شاہ عالیشان کے تحریر ہوتے ہین

واقعہ خوانان شیرین زبان و منشیان خوش بیان مشاطہ کلک جواہر سلک سے اس داستان عجائب نشان کو یون
زیر قلم لاتے ہین - کہ جب رستم بیلتن و ملکن کشندہ دو ول ہندی و گیتیان فرنگی یعنے شہزادہ علم شاہ فرزند
جگر بند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو تخت اٹھا لیگیا اور کرہ ہوا مین بھینسکر صدمہ باد تند سے بیہوش ہو گئے بعد
تھوڑی دیر کے جو ہوش آیا اپنے تئین ایک صحرا مین دیکھا اور ایک دیو کو سامنے کھڑا ہوا پایا علم شاہ نے پوچھا
تو کون ہے اور کیون مجھے اٹھا لایا ہے دیو نے کہا مین تجھے قلعہ آتش حصار کو لیجاؤنگا لیکن اسوقت میرے خیال
مین آیا کہ مدت سے گوشت آدمی کا نہین کھایا اب کھانا چاہیے اسواسطے آسمان سے اتر کر یہان ٹھہرا ہون
اب مین منھ کھولتا ہون تو میرے منھ مین کود پڑ مین تجکو یونہین نگل جاؤن دانت نہ لگاؤن کہ تجکو اذیت ہوگی
علم شاہ نے کہا کہ اے تیرہ روزگار تو غافل پاکر مجھے میرے لشکر سے اٹھا لایا تو نے بڑا غضب ڈھایا اب مین
تجھے بے مارے نہ چھوڑونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جا سکیگا دیو ہنسا کہا کہ تو مجھے ڈراتا ہے یہ کہکر ہاتھ دوڑایا
کہ اٹھا کر منھ مین رکھلون علم شاہ نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور جھٹکا مارا کہ منھ کے بل وہ دیو سامنے آیا علم شاہ
نے بقوت تمام سر پر ایک گھونسا لگایا کہ مغز اسکا پھٹگیا گر کر واصل جہنم ہوا مگر علم شاہ مارکر اس دیو کو پچھتانے لگے کہ
اب خدا جانے کدھر جاؤن اور کہان سرگردان پھرون ناچار وہان سے ایک طرف کو روانہ ہوئے چلتے چلتے
دوپہر آگئی دیکھا کہ ایک چرواہا کچھ بکریان اور بھیڑین چرا رہا ہے پیاس کا غلبہ تھا اس گڈریے کے قریب
آکر جو دیکھا تو اس چرواہے کے چہرے سے آثار سرداری و سالاری ظاہر تھے دل مین اپنے کہا کہ یہ گڈریا
نہین ہے کوئی سردارزادہ ہے الغرض علم شاہ نے اس گڈریے سے کہا کہ مین بہت پیاسا ہون اسنے
جلدی سے ایک بکری کا دودھ دوہ کے علم شاہ کو دیا علم شاہ دودھ پیکر سیر و سیراب ہوئے اور اس سے
پوچھا کہ تو کون ہے حال اپنا بیان کر تو مجکو ہرگز چوپان نہین معلوم ہوتا ہے اسنے جو یہ کلمہ سنا رونے لگا
اور کہا کہ مین کیا اپنا حال بیان کرون عجب مصیبت مین گرفتار ہون اور آپ میرا حال سنکر کیا کیجیے گا علم شاہ
نے کہا تو بیان تو کر خدا چاہے تو تیری مصیبت دور ہو جائیگی چوپان نے کہا شاید آپ خدا پرستون مین سے
ہین علم شاہ نے کہا کہ مین بیٹا ہون حمزہ صاحبقران زمان کا ایک دیو میرے لشکر سے مجھے اٹھا لایا
تھا اس صحرا مین واسطے کھا جانے کے مجکو اتارا مین نے اس دیو کو مارا مگر تباہ و سرگردان پھر رہا ہون
اس وقت چوپان نے اپنی تمام مصیبت بیان کی کہا کہ اے شہریار یہان سے قریب ایک دربند ہے کہ اسکو
دربند خسروانہ کہتے ہین وہانکا مین حاکم تھا اور اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا اتفاقاً قرطاس یکغربی
سپہ سالار سعد سرخ مو حاکم سعد انیہ کا بھی اس نازنین کی محبت کا دم بھرتا تھا اور مجھسے وہ بہانۂ
رشک و حسد کرتا تھا چنانچہ سعد سرخ مو قرطاس یکغربی اپنے سپہ سالار کی خاطر سے
فوج لیکر آیا اور مجکو گرفتار کر لیا دربند میرا اپنی حکومت سے چھین کر قبض ہوا اور قرطاس یکغربی کی
شادی میری معشوقہ کے ساتھ کر دی بعد اسکے مجھسے کہا کہ تو میری بکریان چرایا کر نہین تو مین تجھے

مار ڈالونگا جب سے مین بنے چار ناچار چوپانی اختیار کی اور چند مدت سے یونہین اوقات اپنی بسر کرتا ہون علم شاہ نے
کہا ای خسرو اگر تو مسلمان ہوجا تو مین سعد سرخ مو کو سزا ے سخت دون اور تیرا دربند تجکو دلا کر حاکم سابق دستور
کردون اُسنے کہا ای شہریار جسوقت آپ اُسے زیر کرینگے اور مجھے حاکم شہر کر دینگے بیتاب اسلام لاؤنگا علم شاہ نے
کہا کہ تو مجھے راستہ شہر سعد انیہ کا بتادے خسرو نے نشان بتادیا وہان سے علم شاہ نے دربند خسروانیہ کا راستہ
لیا دوسرے دن صبح کا وقت تھا کہ ایک طرف سے گرد وغبار کا تتق اٹھا جب دامن گرد چاک ہوا علم شاہ نے دیکھا
کہ ایک جوان قوی ہیکل گرز گران سنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیے ہوئے پانچہزار سوار کے ساتھ چلا آتا ہی علم شاہ
ایک درخت کے سایہ مین کھڑے ہورہے اور تماشا دیکھنے لگے کہ ایک شخص کی نگاہ جو پڑی حسن وجمال بیمثال
اور جاہ وجلال وشوکت واقبال شہزادہ ملک خصال کا دیکھکر حیران ہوا قرطاس سے کہا کہ عجب ایک
جوان حسین زیر درخت کھڑا ہوا ہی آجتک ایسا جوان رعنا نہین دیکھا قرطاس نے کہا ہمارے پاس اُسے بلاؤ
ایک شخص علم شاہ کے پاس آیا سلام کیا اور کہا آپ کو قرطاس یکفرلی نے بلایا ہی علم شاہ نے پوچھا
کہ قرطاس کون ہی اور کہان سے آتا ہی کہان جائیگا اُسنے کہا کہ سعد سرخ مو کا سپہ سالار ہی کچھ تحفے
لیے ہوئے شہر آتش حصار کو جاتا ہی علم شاہ نے کہا کہ مجھے اُسکے پاس جانے سے کیا سروکار ہی اُسنے
عرض کیا کہ فقط ملاقات منظور ہی علم شاہ نے فرمایا کہ وہ خود میرے پاس چلا آئے اُسنے جاکر قرطاس سے
یہ سب گفتگو بیان کی قرطاس نے کہا کہ مین خود جاکر دیکھونگا یہ کہکر گھوڑا اپنا بڑھاکر قریب علم شاہ کے آیا
جسوقت چہرہ علم شاہ پر اُسکی نگاہ پڑی عجب دبدبہ اور شان وشوکت دیکھی کہ دنگ رہگیا پوچھا ای جوان
تو کون ہی حال اپنا بیان کر علم شاہ نے تمام حسب ونسب اپنا اور حقیقت یہان پہونچنے کی بیان کی اور کہا کہ
جاتا ہون سعد سرخ مو کی تنبیہ کرنے کو کہ اُسنے خسرو پر ظلم کیا ہی کہ ملک اُسکا چھین لیا ہی قرطاس یکفرلی
نے یہ سنکر کہا کہ ای عزیز تو اپنے تئین بڑا شجاع اور بہادر جانتا ہی سعد سرخ مو میرا بادشاہ ہی پہلے مجھسے سامنا
کر لے پھر سعد سرخ مو سے مقابلہ کرنے کو جانا علم شاہ نے کہا مین موجود ہون قرطاس نے کہا جو حربہ
رکھتا ہو لا علم شاہ نے جواب دیا ہم اہل اسلام ہین ابتدا سبقت کرنا ہمارا دستور نہین ہی قرطاس نے کہا
اچھا خبردار ہو اور نیزہ اُٹھا کر مارا علم شاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا چند طعن مین نیزہ قرطاس کے ہاتھ
سے نکال دیا قرطاس نے غضب مین آکر گرز گران سنگ مارا علم شاہ نے با آسیب سپر گرز کو رد کیا وہ گرز زمین
پر گر پڑا گرد اڑی کہ سب لوگ گرد مین ہوگئے علم شاہ اُس تتق گرد مین سے نکلے تھے کہ قرطاس نے دوسرا
گرز کا وار کیا وہ بھی علم شاہ نے رد کر دیا قرطاس نے تیسرا حملہ کیا ابکی علم شاہ نے کلمہ محمود پکڑ کر جھٹکا دیا
اور گرز اُسکے ہاتھ سے علم شاہ نے چھین لیا قرطاس نے جھپٹکر تلوار کا وار کیا علم شاہ نے ایک پھلکی دیکر
تلوار بھی چھین لی قرطاس علم شاہ سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کے بعد علم شاہ نے لنگر اُسکا توڑکر
اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور سینہ پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ دین اسلام قبول کر لقا پر اور اُسکے
پرستارون پر لعنت کر قرطاس یکفرلی نے کہا ای شہریار مین نے غلامی آپکی اختیار کی لاکھ لاکھ لعنت لقا
پر اور اُسکے پرستارون پر مگر ایک التماس ہی کہ میری زوجہ خسرو کو نہ دیجیے گا علم شاہ نے کہا تو خاطر جمع رکھ ایسا
نہین ہوگا۔ القصہ قرطاس نے اپنے ہمراہیون کو بلاکر کہا کہ مین نے دین اسلام اختیار کیا تم اسلام قبول کرتے ہو
کیا کہتے ہو سب نے جواب دیا کہ ہم آپکے ہمراہ ہین غرضکہ ساتھ والے بھی قرطاس یکفرلی کے مسلمان

ہوے قرطاس نے اسی مقام پر خیمہ برپا کیا علم شاہ کو خیمہ مین لیگیا دعوت وضیافت کی دوسرے دن علم شاہ
کوچ کرکے شہر سعد انیہ پر آئے یہ خبر سعد سرخ مو کو ہوئی کہ پسر حمزہ بارادہ رزم و پیکار آتا ہی قرطاس یکضربی نے
اُس سے زیر ہوکر دین اسلام قبول کیا اور اطاعت اختیار کی چنانچہ وہ بھی پسر حمزہ کے ساتھ ہی یہ سُنکر سعد سرخ مو لشکر
لیکر شہر سے باہر آیا مقابل مین لشکر علم شاہ کے خیمہ استادہ کرایا داخل بارگاہ ہوا ناچ دیکھنے لگا شراب خواری ہونے لگی
نشہ شراب مین آکر طبل جنگ بجوایا اُسوقت لشکر علم شاہ مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر جانبین مین
سامان جنگ رہا صبح کو عرصہ کارزار مین دونون لشکر صف آرا ہوے بعد آراستگی صفوف جدال نقباے بلند آواز نقیب
دیکر چلے گئے قاہر دربندی سعد سرخ مو سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا قرطاس نے چاہا کہ اُسکے مقابلے
کو نکلے علم شاہ نے اسے نجانے دیا آپ جاکر مقابلہ کیا بعد نکاورزنی اور رہم تختی کے قاہر نے نیزہ مارا علم شاہ نے نیزہ
اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری علم شاہ نے سپر پر روک کر جو ایک ہاتھ تیغہ کیتبان فرنگی کا مارا مع مرکب قاہر
دربندی کے چار ٹکڑے ہوے علم شاہ نے پھر مبارز طلب کیا سعد دربندی مقابلے کو آیا اور آتے ہی حملہ آور ہوا
علم شاہ نے حملہ اُسکا رد کرکے ہاتھ تیغہ کیتبان کا کمر پر مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے علم شاہ نے پھر مبارز طلبی
کی طاہر سرخ مو مقابلے کو آیا اور برابر آکے تلوار کا وار کیا علم شاہ نے تلوار اُسکی چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر
اُٹھالیا اور سر پر چرخ دیکر آسمان کی طرف اُچھالدیا اور گرتے ہوے کے ہاتھ تیغہ کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوکر گرا جب سعد
سرخ مو نے دیکھا کہ اُسنے تین پہلوان زبردست بہادرون کو مارا دل مین کہا کہ اس سے کوئی عہدہ برا نہوگا فوج کو
اشارہ کیا کہ مارلو اس خداپرست کو چالیس ہزار سوار چار طرف سے علم شاہ پر ٹوٹ پڑے علم شاہ بھی تلوار
پکڑ کے نعرہ کرتے ہوے فوج پر گرے خوب تلوار چلی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے اور دریا خون کا بہادیا
علم شاہ بھی لڑتے ہوے قریب اُس بادشاہ سرخ مو کے پہونچے رفقاے سعد سرخ مو جانبازیان دکھانے لگے
علم شاہ اُن سبکو مار کر برابر تخت سعد سرخ مو کے آئے سعد سرخ مو نے تلوار ماری علم شاہ نے تھپکی دیکر تلوار چھین لی
اور بند دست ہاتھ سے تھام کر تخت سے سعد سرخ مو کو اُٹھا کر اور سر سے بلند کرکے کہا کہ دین اسلام قبول کر اور لعنت
کرین لقا پرستی پر اُسنے کہا کہ ایک شرط ہی علم شاہ نے کہا وہ شرط کیا ہی بیان کر کہا کہ اگر شہر آتش حصار کو آپ فتح
کردین تو مین دین خداپرستی بصدق دل قبول کرون علم شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہی یہ کہکے سعد سرخ مو کو چھوڑ دیا
سعد سرخ مو نے پکار کر کہا کہ ای سرداروا لشکر یومین نے اطاعت اس شہریار کی قبول کی اب کیون لڑتے ہو
جنگ وجدل موقوف کرو سب تھم گئے تلوارین میان مین کین سعد سرخ مو علم شاہ کو ہمراہ لیکر شہر مین آیا
دعوت وضیافت کی علم شاہ نے پہلے خسرو دربندی کو بلایا اور سعد سرخ مو سے دربند کی حکومت خسرو کو دلوائی
بعد اُسکے کہا ای سعد سرخ مو ہم شہر آتش حصار پر جائینگے اور بتائید ایزدی اُسے بھی فتح کرینگے سعد سرخ مو نے کہا ای شہریار
آپ وہان نجائین مین بصدق دل اسلام لاچکا ہون علم شاہ نے فرمایا کہ ہم لوگون کا قاعدہ ہی کہ جس امر کا ارادہ کرتے
ہین جبتک اُسکو تا انجام نہین پہونچاتے ہین آرام نہین لیتے ہین تم اپنے شہر مین رہو مین وہان تنہا جاونگا سعد
سرخ مو نے کہا کہ ساحر وہان کے بڑے زبردست ہین وہان سب کارخانہ طلسم کا ہی آپ اُدھر نجائیے علم شاہ
نے نمانا اور چند آدمیون سے طرف شہر آتش حصار کے کوچ کرکے روانہ ہوگئے اس قصہ کو تو یہین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان جنگ نشان لشکر اسلام و لشکر کفار کے بیان ہوتے ہین

بہادران و دلیران میدان جدال وقتال و شجاعان صاحب اجلال و شوکت و اقبال معرکہ آراے سرداران لشکر اسلام

بعد صفدری و جوانمردی یون قلم برداشتہ تحریر کرتے ہین کہ طہماس بد اساس جب ہاتھ سے نقابدار سفیدپوش
کے زخمی ہوا اور وہ نقابدار سفیدپوش کون ہے حارث بن سعد ہے جو نشان دین محمدی کا علم کعبہ سے لیکر آیا ہی اسنے
طہماس کو زخمی کیا طہماس کے زخم کا علاج ہونے لگا بعد چند روز کے طہماس کے زخم اچھے ہوئے غسل صحت کیا
بارگاہ لقا مین آیا پہلے پرستندگی بجالایا پھر دنگل پر اپنے بیٹھا شراب خواری کرنے لگا جب خوب نشے مین چور ہوا
لقا سے کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوا دیجئے کل مین خدا پرستون سے معرکہ آرا نبرد ہونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا یہ خبر
لشکر اسلام مین ہوئی ادھر نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر جانبین مین تیاری جنگ کی ہوئی صبح کو میدان آرائی کا سامان
ہوا دونون لشکر مقابل ہوکر صف آرا ہوئے میمنہ و میسرہ آراستہ ہو النقیب نقابت کرکے چلے گئے طہماس لقا سے اجازت لیکر
میدان مین آیا مبارز طلب کیا اسد بن کرب غازی اپنے مرکب کو جھکا کر بادشاہ اسلام سے رخصت طلب ہوا بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ تم قصد جنگ نکرو اور لوگ مقابلہ کرنے والے ہین اسد شیر دل نے عرض کیا کہ کیا حضور مجکو ایسا نامرد جانتے ہین کہ رخصت
میدان حرب نہین دیتے آپ دیکھ لیجئے گا ایسی تلوارین مارونگا کہ تمام سرکشی اسکو بھلا دونگا بادشاہ اسلام نے ارشاد کیا
کہ تمکو اختیار ہے اسد شیر دل بن کرب دلاور بجلی کیطرح کوندتا ہوا برابر طہماس کے آیا طہماس نے بارادہ تگاورزنی کر گردن سیاہ
رنگ بڑھایا پہلے تگاورزن ہوا پھر حریفانہ لاف زن ہوا طہماس نے اسد کو للکارا اسد شیر دل نے نیزہ مارا طہماس نے
نیزہ نیزے پر رد کا نیزہ بازی ہونے لگی دونون برابر رہے اسد نے تلوار ماری طہماس نے رد کی اسد نے دوسرا وار کیا
اسنے پھر رد کیا اب اسد طہماس پر برس پڑا پیہم تلوارین مارنے لگا طہماس کا یہ حال کہ ہمہ تن چشم بنکر تلوار روکتا تھا
جب ہاتھ اسد کا تھک گیا اور سست ہوا طہماس نے جو مہلت پائی ساطور مارا اسد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
ساطور سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اترا آیا اسد نے دستانہ مارا ساطور سر سے نکل گیا چادر خون کی منھ پہ آپڑی
غش آنے لگا طہماس نے لشکر کیطرف دیکھکر پکارا کہ اسد زخمی ہوا لیجاؤ اسے اور کسی کو میرے مقابلے کو بھیجو شاہزادہ خاور
سیاہ قاسم ذیجاہ بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر اسپ سبک خیز کو جولان کر مقابلے کو آئے اسد کو لوگون کے ساتھ کرکے
پھیر دیا اب مصروف جنگ ہوئے بعد تگاورزنی اور ہم سخنی نیزہ بازی ہوئی قاسم نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس
نے ساطور مارا قاسم نے سپر آہنی کو چہرے کی پناہ کیا ساطور سپر کو دو نیم کرکے چار انگل سر مین اترا آیا قاسم نے دستانہ مارا
ساطور نکل گیا مگر اسکی حالت زخمداری مین تیغہ پلارک فراسیابی کا ہاتھ مارا تلوار سر پر پڑی طہماس نے سر پیچھے کو کھینچا
تلوار سر سے طہماس کے نکل کے گینڈے پر پڑی گردن گینڈے کی قلم ہوئی طہماس مع گینڈے زمین پر گرا فوج کفار
قاسم پر آپڑی قاسم بھی کفار پر جا پڑے ترک خاوری قاسم کی مدد کو آئے جنگ مغلوبہ ہوگئی دن بھر لڑائی رہی
شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خیمون مین داخل ہوئے زخمیون کے علاج ہونے لگے بعد دو ہفتے
کے طہماس نہایا بارگاہ مین لقا کی آیا لقا کو سجدہ کرکے دنگل پر مے آشامی کرنے لگا جو وقت نشے مین مست ہوا طبل جنگ کا
حکم دیا گیرنگ شاہ نے اسی وقت طبل جنگ بجوایا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آئے بعد دعا و ثنا کے عرض
کیا کہ طہماس نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آرا نبرد ہو بادشاہ اسلام نے کہا ہمارے بھی لشکر مین بفضل یزدانی
و بتائید ربانی نقارہ رزمی پر چوب پڑے بموجب حکم بادشاہ اسلام طبل سکندری گرجا میدان جدال و قتال کو بجنے لگا جا بجا رات
غلغلہ سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا نبرد ہوئے بعد آراستگی صفوف لشکر طہماس لقا کے سامنے آیا سلام کرکے
سجدہ کیا اجازت میدان چاہی اس کرتا مکار نے دست نجس اپنا پشت پر طہماس کے پھیرا اور کہا کہ جا تجکو مین نے نظر کردہ اپنا کیا اب کوئی
پیٹھ تیری زمین پہ نہ لگا سکیگا طہماس مجرا کرکے گینڈے پر سوار ہوا خوب سراپا میدان کا دکھایا پھر مبارز طلب کیا غازیان شیر دل و مجاہدان

تھور شعار نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران زمان نے سبقت کیا اور میدان کو قرق کر کے خود بادشاہ اسلام
کے سامنے آئے اور مجرا کر کے اجازت طلب کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بسم اللہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور جام کلاں عفریت
لبریز کر کے صاحبقران کو دیا صاحبقران نے نوش فرمایا اور اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر میدان میں سامنے طہماس
کے آئے طہماس گینڈا اور رکاب گاورزن ہوا دو قدم گینڈا طہماس کا پسپا ہوا اور تین قدم مرکب صاحبقران زمان پیچھے ہٹا
طہماس نے کچک مار کر گینڈے کو بڑھایا اور کہا کہ ای حمزہ ایکبار تو میرے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہے اور آج پھر مقابلے کو آیا ہے
بتائید لقائے خدائے باختر آج بے فیصلے کیے نہ پھرونگا یہ کہکر نیزہ کا وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے پر لیا تا سر طعنون
کے بعد نیزہ طہماس کا ہوائی گیا طہماس برہم ہوا اور ساڑھے نو سو من کا ساطور ارلبے پر سے اٹھایا اور خبردار خبردار
کہکر مارا صاحبقران نے سپر گشت پر روکا سپر میں پنجے پیدا ہوئے اور ساطور کو پکڑ لیا ہر چند طہماس نے زور کیا
ساطور نچھوٹا طہماس پکارا کہ ای حمزہ یہ عجب طرح کی سپر ہے کہ ساطور کو چھوڑتی نہیں امیر نے کہا ای طہماس میں اس سپر کو جب سے
کی بناہ نکرتا مگر منظور یہ ہے کہ نہ میں تیرے ہاتھ سے زخمی ہوں نہ تجکو میرے ہاتھ سے گزند پہنچے میں چاہتا ہوں کہ میرے تیرے
زور آزمائی ہو جائے جو جسپر غالب آئے وہ اسکو اپنے حلقہ اطاعت میں لائے طہماس نے کہا کہ میں موجود ہوں
اب صاحبقران نے سپر کے پنجے ڈھیلے کیے ساطور چھوٹ گیا طہماس ساطور کو ہاتھ سے رکھکر دست و گریبان ہوا مرکب
لنگروں کی تاب نلا سکے بیٹھ بیٹھ گئے انجام کار دونوں کو دپڑے کشتی ہونے لگی بختیارک نے لقا سے کہا اب طہماس میدان سے
نہیں آتا معلوم ہوتا ہے حمزہ دیو بند ہے اسکو باندھکر لیجائیگا لقا بولا کہ تو کیا واہیات بکتا ہے طہماس پر اس طرح قدرت ہی نہیں
کوئی اسکو گرا سکتا یہ ذکر تھا کہ گرد و غبار کا تموج اٹھا اور تیغہ اژگراز دندان اور تیغہ از خوک دندان دو لاکھ سوار کی جمعیت
سے آئے اور شریک لشکر کفار ہوئے پھر ایک گرد کا غبار اور اٹھا اور قاہر بن کہر باچشم چچازاد بھائی طہماس کا لاکھ سوار
سے آیا اور شریک لشکر طہماس ہوا یہاں صاحبقران سے طہماس سے کشتی ہو رہی ہے دن بھر خوب کشتی ہوئی شام کو
بھی جدا نہوئے دونوں طرف سے روشنی آئی تمام میدان روشن ہو گیا ادھر بادشاہ اسلام مع سرداران ذوی الاحترام
تماشا دیکھنے کو بیٹھ گئے ادھر لقا بھی مع کفار سیر کر رہا ہے چار شبانہ روز برابر کشتی رہی پانچویں روز کہ پھر دن باقی تھا طہماس نے
پکارا ای حمزہ اب ایک زور آخری تجھپر کرتا ہوں یہ کہکر ریلا کیا لیچلا کوئی ساتھ قدم لیجا کر جھٹکا دیا کہ پاؤں گھٹنا حمزہ صاحبقران
کا زمین سے آشنا ہوا صاحبقران نے جو لنگر یار انشت پائے صاحبقران زمین میں غرق ہو گئی طہماس نے ہر چند زور کیا
مگر اس کوہ وقار کے لنگر نے مطلق جنبش نہ کی آخرکار عاجز ہو کر ہاتھ اٹھایا اور کہا کہ مجھ میں جتنا زور تھا میں کر چکا اب جو کچھ
مجھسے ہو سکے قصور نکر صاحبقران اٹھ کھڑے ہوئے اور سینے میں طہماس کے سر رکھے دوڑے گیارہ قدم پر لیجا کر جھٹکا
دیا کہ دونوں زانو طہماس کے زمین پر ٹکے طہماس نے چاہا کہ لنگر مارے صاحبقران نے لنگر قائم ہونے دیا اور ہاتھ زنجیر
کمر میں ڈالکر نعرہ صاحبقرانی کر کے طہماس کو اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر پٹکا طہماس نقش زمین ہو کر رہ گیا صاحبقران
نے سینہ پر چڑھکر مشکیں باندھ لیں اور عمرو کے حوالے کیا پھر طبل بازگشت بجا کر میدان نبرد سے مراجعت فرمائی ادھر لقا
نہایت افسردہ پریشان و بدحواس پھر آگیا صاحبقران جو بارگاہ سلیمانی میں آئے دربار نکیا خاصہ نوش فرما کر آرام فرمایا صبح
کو بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے بادشاہ اسلام کو سلام کر کے دنگل شوکت پر متمکن ہوئے جب دربار معمور ہو چکا عمرو سے
فرمایا کہ طہماس کو لاؤ عمرو نے اسیوقت طہماس کو لا کر حاضر کیا طہماس نے بطریق لقا پرستان سلام کیا صاحبقران نے جواب
سلام تو نہ دیا مگر کمال عزت و توقیر سے پیش آئے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی جام زعفران تواضع کیا بعد اسکے پوچھا
ای طہماس ہمنے تمھیں کیونکر زیر کیا وہ بولا کہ مجکو آپ نے لفنوں سپہ گری زیر کیا فرمایا کہ اب شناخت پروردگار عالم میں تمکو

کیا کہتے ہو کسواسطے کہ ہمارے یہانکا دستور ہی کہ جب ہم اتمام حجت کر لیتے ہین تو اُسے اپنے دین کیطرف تلقین
کرتے ہین اگر اُسنے دین ہمارا قبول کیا تو وہ برادر ایمانی ہمارا ہی نہین تو ہم اُسے قتل کرتے ہین یہ کہکر کچھ کلمہ حمد و ثنائے
پروردگار عالم کے ارشاد کیے اور مذمت لقاے بے بقا کی بیان کی اور خوف نار دوزخ کا دلایا اور فرمایا ای طلماس اب بھی
باطل پرستی سے باز آ پرستش لقا کی ترک کر دین اسلام قبول کر طلماس نے کہا یا امیر جو کچھ آپ نے فرمایا سب میرے ذہن مین
آیا حقیقت مین لقا قابل پرستش نہین ہی جھوٹے دعوے خدائی کے کرتا ہی کاذب مطلق ہی دین آپکا برحق ہی لیکن آپ کے قتل
کرنے کا کلمہ زبان پر لائے تو بیشک مین اسلام قبول کرتا اور اب قتل ہونا مجھے قبول ہی اور دین آپکا اختیار کرنا منظور نہین ہی
کسواسطے کہ تمام زمانہ مجھکو کہیگا کہ یہ طلماس خوف جان سے مسلمان ہوگیا آپ مجھے شوق سے قتل کیجیے ہر چند حمزہ صاحبقران
نے اور جملہ سرداروں نے سمجھایا کہ دین اسلام قبول کر طلماس نے نمانا اور کہا کہ اب تو جو میری زبان سے نکلا وہ نکلا بقول تحول
مردان جاندارد مین اپنے قول سے نہ پھرونگا صاحبقران نے فرمایا مین تجھ ایسے بہادر کو قتل نکرونگا مگر قید مین رکھونگا اور
ارشیون پرنزاد سے کہا کہ تم اپنے یہان اسے لیجا کر قید مین رکھو ارشیون اسیوقت طلماس کو زندانخانے مین لیگیا ہرکارون
نے یہ خبر لقا کو پہونچائی کہ حمزہ نے ہر چند چاہا کہ طلماس دین اسلام قبول کرے مگر وہ مسلمان نہوا لقا نے کہا کہ وہ میرا بندہ
خاص الخاص ہی ہرگز مجھسے برگشتہ نہوگا یہ سنکر تیغدار گراز دندان نے کہا یا خداوندا آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین ان سب خدا برگشتونکا
کام تمام کرونگا لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر لشکر اسلام مین پہونچائی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر
سامان جنگ رہا صبح کو غلغلہ برپا ہوا کہ حمزہ صاحبقران فرش خواب سے غائب ہوگئے ہر چند تلاش کیا کہین سراغ نملا آخر
بادشاہ اسلام نے عمرو سے کہا ای خواجہ صاحبقران کی جستجو بلیغ کر عمرو ویسے خواجہ بزرگ امید کے پاس گیا اور کہا کہ
آپ علم نجوم سے دریافت کیجے کہ امیر کہان ہین اور مین کسطرف صاحبقران کو تلاش کرنے کو جاؤن انھون نے قرعہ پھینک کر
رمل مین دیکھکر دریافت کر کے کہا کہ ای خواجہ تم شہر آتش حصار کیطرف جاؤ اُسیوقت خواجہ عمرو لباس عیاری کے درست کر کے
اور کمر ہمت کو چست کر کے روانہ ہوئے مگر از بسکہ طبل جنگ بج چکا تھا دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوے بعد صفوف
آرائی و نقابت نقیباے بلند آواز کے تیغدار گراز دندان لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا قارن گردن
سوار اُسکے مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی قارن نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تیغہ مارا کہ سپر قلم کر کے سر پر پڑا تا دو
ابرو اُتر آیا اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ غش آنے لگا اُس کافر نے چاہا کہ قارن کو دوسری تلوار لگاکر شہید کرے کہ ابرہا
دیو چنگال دوڑ پڑا قارن کو پھیر دیا آپ سامنا کیا تیغدار نے وہی تیغہ خون آلودہ ابرہا کو مارا ابرہا نے تیغہ سپر پر روکا مگر
دونون چنگال مارے کہ سینے کو اُسکے زخمی کیا بعدہ اُسکے کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر بر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ تڑپکر مرگیا
فوج اسکی ابرہا پر حملہ آور ہوئی ابرہا بھی چوبدست پکڑ کر اُنکو قتل کرنے لگا اہل اسلام مدد کو ابرہا کی آپہونچے جنگ مغلوبہ
ہوگئی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر دلاون نے مراجعت کی بادشاہ اسلام ابرہا پر زر نثار کرتے ہوے لیگئے کہ ہرکاروں نے
آکر خبر دی کہ تیغدار خوک دندان نے طبل جنگ بجوایا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے رات بھر تیاری
جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین آئے بعد صف آرائی کے تیغدار خوک دندان سامنے لقا کے آیا اجازت میدان طلب
کی لقا نے کہا جا تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا تیغدار گینڈے پر سوار ہوکر عرصہ کارزار مین آیا پکارا ای خدا پرستو جسکو تمنا
مرگ کی ہو وہ آوے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ سنکے اژدر سبز کوہ پیکر بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر تیغدار خوک دندان کے
مقابلے کو آیا بعد تگاور زنی اور ہم سخنی کے نیزہ بازی ہوئی اژدر سبز نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری سپر کو اژدر سبز کی
دو نیم کر کے سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی اژدر سبز نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی اور زخم سر کو باندھکر شمشیر آبدار کا وار کیا

تیغدار نے خالی دیا آژدہ سبز کو نکان جو پہونچی غش طاری ہوا تیغدار نے چاہا کہ اژدہ سبز کو تلوار مارے کہ تہمتن خان
خاوری دوڑ پڑا اژدہ سبز کو پھیر دیا آپ سامنا کیا تلوار چلنے لگی وہ بھی زخمی ہوا الماس خان مقابلے کو آیا وہ بھی
زخمی ہوا جب کئی سردار تیغدار کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اُسوقت اُسنے مرکب تیز رفتار کی باگ لی جسے یکہ تاز عرصۂ
دلاوری کہتے ہین یعنی شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم ذبیحاہ لعل خفتان خونریز خاوری مرکب کو اُڑا کر برابر تیغدار
خوکہ نداں کے آیا بعد تکاورزی اور ہم سخنی کے وہی تیغہ خون آلود قاسم پر مارا قاسم نے سپر پر رد کیا اور تیغہ بلارک
افراسیابی کا ہاتھ مارا تیغہ خود پر جھکا تھا کہ زیر تنگ جا کر بوسہ زمین کو دیا بار اسپ سے دو پارا ہوا لقانے چاہا تھا کہ فوج کو
اشارہ کرے قاسم پر ٹوٹ پڑو لیکن تخجیارک نے منع کیا طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر پھرے بادشاہ اسلام قاسم
پر زر و جواہر نثار کرتے ہوئے لیگئے لقا بہت اُداس اور پریشان پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا صحبت عیش برپا
ہوئی پھر قاہر بن قہر کہربا چشم نے کہا کہ یا خداوند آپ اُداس ہنون طبل جنگ بجوا مین کل مین ان خدا پرستون کو
کو قتل کر دونگا لقانے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام مین خبر پہونچی ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون لشکرون
مین تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ آرائے کارزار دونون لشکر ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال قاہر بن قہر گینڈے پر سے
اُترکر لقا کے سامنے آیا سلام کیا اجازت میدان طلب کی لقانے کہا کہ جاؤ تمکو مین نے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا قاہر
بار دیگر گینڈے پر سوار ہو کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا چند رفیق بدیع الزمان کے اُس سے مقابلہ کرکے مجروح ہوے
دو پہر دن کے بعد بدیع الزمان نے خود مقابلہ کیا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بدیع الزمان نے چند طعن
مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا قاہر کو غصہ آگیا بڑھ کر تلوار بدیع الزمان کو ماری بدیع الزمان نے چاہا کہ تلوار اسکی
ہاتھ سے چھین کر اُسے گینڈے پر سے اُٹھا لین کہ گھوڑے نے سکندری کھائی خود بدیع الزمان کا سر سے
اُلٹ گیا ادھر قاہر کی تلوار سر برہنہ پر پڑی زخم کاری لگا لیکن بدیع الزمان نے اُسی حالت زخمداری مین
زخم سر کو باندھکر ہاتھ تلوار کا مارا قاہر نے تلوار رد کرکے دوسرا وار جو بدیع الزمان پر کیا شانہ شاہزادہ
کا زخمی ہوا رفقاے بدیع الزمان دوڑ پڑے بدیع الزمان کو لیگئے قاہر بھی طبل بازگشت بجا کر پھر گیا
اُدھر بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی مین آئے سب زخمیون کو لاکے ٹانکے دلوائے اُدھر قاہر جو آیا تو پوشاک
رزم اُتاری اور لباس بزم پہنا شرابخواری کرنے لگا جب خوب مدہوش ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُدھر
لشکر اسلام مین بھی نقارہ رزمی بجا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین آئے
صفین آراستہ ہوئین قاہر نے لقا سے اجازت لیکر گینڈے کو بڑھایا مبارز طلبی کی کئی سردار رفیقان شاہزادۂ
خاور سیاہ مین سے نکلکر میدان مین آئے زخمی ہوئے پھر قاسم ذبیحاہ خود مقابلے کو آئے خوب نیزہ بازی
ہوئی قاسم نے نیزہ قاہر کا نکالدیا قاہر نے غصہ مین آکر تلوار ماری قاسم نے مرکب کو دبایا کہ زیر بغل قاہر کے
آئے تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا بے قابو ہو کر چلا اوپر سے قاہر کی تلوار پڑی قاسم زخمی ہوئے مگر اُسی حالت
زخمداری مین تیغہ بلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا سپر قلم ہوئی قاہر نے سر گردن اپنی بچائی گینڈے کے سر پر تلوار پڑی
گردن گینڈے کی قلم ہوئی قاہر مع گینڈے کے زمین پر گرا للکار دوڑے قاسم سے تلوار چلنے لگی اہل اسلام قاسم
کی مدد کو آئے اس اثنا مین قاہر بھی گینڈے کے پیچھے سے نکل کر دوسرے گینڈے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا شام تک
جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے بادشاہ اسلام نے زخمیون
کے زخمون مین ٹانکے دلوائے قاہر جو بارگاہ لقا مین آیا تھا لقانے طہماس کے دنگل پر بٹھایا کہا تمکو مین اپنا سپہ سالار

کرونگا قاہر بہت خوش ہوا اور اُسیوقت طبل جنگ بجوایا ہرکارے نے خبر لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کی آکے حال
بیان کیا کہ قاہر کو آج لقا نے دنگل پر طہماس کے بیٹھایا ہی قاہر نے خوش ہوکر طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا ہمارے لشکر مین
بھی کوس حربی بجے بموجب حکم بادشاہ اسلام ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی لیکن طہماس نے جو سُنا
کہ میرا دنگل قاہر کو ملا جب ہو رہا بادشاہ اسلام سے کہلا بھیجا کہ کل معرکہ کارزار مین مجکو بھی دیجئیے گا مین بھی تماشا
دیکھونگا بادشاہ اسلام نے ارشیون پریزاد سے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی کل طہماس کو بھی لے چلنا القصہ رات
گذری صبح کو دونون لشکر میدان مصاف مین آئے اور صف آرا ہوے قاہر لقا سے رخصت لیکر میدان مین آیا
کئی سردارون کو اہل اسلام کے زخمی کیا دو ایک کو جان سے مارا اور پکارا کہ ای خدا پرستو مجکو طہماس نہ تصور کرنا کہ
اُسے تمنے پکڑ لیا اور قید کیا بہتر یہی کہ آکر لقا کو سجدہ کرو نہین تو آج تم سبکو قتل کر دونگا طہماس نے جو سنا کہ تجکو
قاہر بجھارت یاد کرتا ہی قید آہنی کو توڑکر اور کود کر ہاتھی پر سے دوڑا برابر قاہر کے پہونچکر پکارا او تیرہ روزگار
ایک تو تو میرے دنگل پر بیٹھا دوسرے مجکو بجھارت یاد کرتا ہی اب تجکو سزا اسے سخت پہونچاتا ہون قاہر بولا ای
طہماس اب تو میرے ساتھ لقا کے پاس چلا چل کہ وہ تیری بہت عزت کریگا طہماس پکارا کہ او نابکار بہادر
کسی کی قید سے بھاگتے نہین ہین فقط تجکو تنبیہ کرنے آیا ہون تجکو سزا دیکر پھر وہین چلا جاؤنگا قاہر بولا اگر تیرا
ارادہ لڑنے کا ہی تو آ جو کچھ حربہ رکھتا ہو لا طہماس نے جواب دیا مین پہلے تجپر حربہ نہ کرونگا تو اپنا حسرت قوت
قاہر نے تیغہ خون آلود طہماس کو مارا طہماس نے آتے ہوے تیغہ کو خیال مین کر کے جھکوا دی اور تیغہ اُسکے
ہاتھ سے چھین لیا پھر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھکر دھڑ سے سر
کھینچ کے میدان مین پھینک دیا لقا دیکھ رہا تھا پکارا ارے اس ظالم کو مارلو فوج کفار دوڑی طہماس کفار پر
گرا بادشاہ اسلام نے طہماس کی مدد کیواسطے غازیان دیندار کو بھیجا تلوار چلنے لگی دن بھر جنگ مغلوبہ رہی
شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے طہماس بارگاہ سلیمانی مین آیا اور بادشاہ اسلام سے عرض
کیا کہ مین آپکا قیدی ہون آہنگرون کو بلائیے کہ زنجیر آہنی مین سلسل کرین بادشاہ اسلام نے کہا
ای طہماس اب ہم تمھین قید نکرینگے طہماس بولا مین ہرگز نمانونگا اور خود آہنگر کے پاس جا کر کہا کہ تو مجھے
قید بہ زنجیر آہنی کر نہین تو تجھے قتل کر دونگا اُسنے ناچار ہو کر پاؤن مین بیڑیان ہاتھون مین ہتکڑیان
گلے مین طوق ڈالدیا پھر زندان خانے مین جا بیٹھا مگر قاہر کے مارے جانے سے لقا ایسا ملول ہوا اور ہول
وہراس اُسروز لقا پر چھایا کہ بھاگ کر قلعہ زراَئل مین چلا آیا اور قلعہ بند ہوا بختیارک نے لقا سے
کہا یا خداوند آج سے کل تک حمزہ نہین ہی طہماس کو زندان خانے سے بلوا لیجیے تو بہتر ہی وہ تمام خدا پرستون
کو ماریگا لقا نے وسواس عیار کو بلا کر کہا کہ تو لشکر حمزہ مین جا او طہماس کو لے آ وسواس اُسیوقت روانہ
ہوا جب قریب لشکر اسلام کے پہونچا صورت بدل کر داخل ہوا طہماس کو تلاش کرتا ہوا قریب زندانخانے
کے پہونچا پہلے نگہبانان زندان کو بیہوش کیا دو پہر رات گئے زندان خانے مین آیا دیکھا کہ طہماس غافل
سو رہا ہی وسواس نے فوراً بیہوشی طہماس کو دی اور چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر وہان سے لیکے نکلا
قریب صبح کے خدمت مین لقا کی پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور عرض کیا کہ یہ طہماس حاضر ہی لقا نے
کہا اسے ہوشیار کرو وسواس نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا طہماس کو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے لقا کے ہی اور
سردار اُسکے بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ خواب ہی کہ بیداری ہی لقا پکارا کہ ای طہماس مین نے تمکو بلوایا تھا

وسواس عیار تجھے لایا ہی یہ خبر سنو اٹھا اپنے دنگل پر بیٹھا طہماس اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا ای زمرد شاہ مین قیدی ہون خدا پرستون کا اور بہادرون کا یہ دستور نہین کہ قید سے نکلکر بھاگ آ مین لقا نے پوچھا ای طہماس تو نے اپنے بھائی کو مار ڈالا طہماس نے کہا کہ اُسنے لاف وگذاف بہت کی تھی مجھے سُنکے تاب نہ آئی مین نے غصہ مین اسے مار ڈالا لقا نے پوچھا کہ کیا تو نے میری پرستش سے ہاتھ اُٹھایا طہماس نے کہا جسطرح مین تیرے پرستارون مین تھا اُسیطرح اب بھی ہون حمزہ نے ہر چند کہا کہ اسلام اختیار کر مین نے اسلام نہ اختیار کیا یہ سُنکے لقا بہت خوش ہوا اور پکارا ای طہماس اب تو بے خوف میری بارگاہ مین رہ کسواسطے کہ جو تجھے گرفتار کر لیگیا تھا اُسے مین نے اپنے غضب مین گرفتار کیا ساحر آتش حصار پکڑ لیگئے بلکہ بیٹا اُسکا علم شاہ پہلے ہی سے جا کر مبتلاے بلا ہو چکا ہی طہماس نے کہا یا خداوند جبتک حمزہ اور اولاد حمزہ زندہ ہی مین خدا پرستون کا قیدی ہون آپ نے مجھے ناحق طلب کیا مین اب لشکر اسلام مین جا کر رہونگا گیر نگ شاہ زراتلی طہماس کی گفتگو سُنکر بولا کہ ای طہماس تو بڑا اگدھا ہی کہ خداوند کا کہنا نہین مانتا اگر تو نے عدول حکمی لقا کی کی تو تجکو بے مارے نہ چھوڑونگا طہماس نے کہا کہ یہ کیا بکتا ہی گیر نگ شاہ نے برہم ہو کر تلوار کھینچی اور جھپٹکر ہاتھ مارا طہماس نے تلوار اُسکی چھین کر بخبر کر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور دونون پانون پکڑکر چیر ڈالے اور دونون پارہ جسم آسمان کیطرف اُچھالکر پھینکدیے داماد گیر نگ شاہ مسعود زرین کلاہ یہ دیکھکر للکارا کہ باش ای طہماس تو نے بڑا غضب کیا کہ پیغمبر نامرسل خداوند لقا کو مار ڈالا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر تلوار ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین لی اور اُسے تلوار کا ہاتھ مارا مسعود زرین کلاہ کے دو ٹکڑے ہوے بعد اُسکے دربار لقا سے چلا لقا نے چاہا کہ اور سردارون سے کہکر طہماس کو روکین اور زندہ نجانے دین بختیارک نے منع کیا کہا اگر طہماس کو اسوقت روکا تو بڑا کشت وخون ہو گا اور خدا پرست اسکی مدد کو آجائینگے قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا بہتر یہ ہی کہ طہماس کو دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر نکالدو القصہ طہماس قلعہ سے نکلکر لشکر اسلام مین آیا بارگاہ سلیمانی مین پہونچا لندھور سے صاحب سلامت کی اور تمام حال دربار لقا کا بیان کیا کہ لقا نے مجھے بلوایا تھا مگر مین چلا آیا اب مجھے پھر قید کرو لندھور نے جواب دیا کہ کوئی تمھین قید نکریگا جہان جا ہو رہو طہماس نے کہا مجھے یہ منظور نہین ہی جلد ہتھکڑون کو بلاؤ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای طہماس معلوم ہوا کہ تجھے اندیشہ قتل ہی جو بار بار یہ کہتا ہی کہ مجھے قید کرو طہماس یہ سُنکر بہت برہم ہوا لیکن غصہ کو ضبط کرکے کچھ نکہا مگر بادشاہ اسلام کیجانب سے دلمین ملال ہوا اور بغض وکینہ رہا کہ حال اس کینہ کا آگے کھلیگا الغرض طہماس زنجیر آہنی پہنکر زندان خانے مین بیٹھ رہا مگر یہان بعد طہماس کے جانے کے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند آپکو معلوم ہی کہ مرشد کامل نے ملک سبائل کو کسطرح لیا تھا زراتلی کو بھی خدا پرست لیجاوینگے بہتر یہ ہی کہ مظفر ارمنوش کے پاس کہلا بھیجے کہ قلعہ کو اپنے آراستہ رکھے لقا نے اُسیوقت بموجب راے بختیارک کے شقہ لکھکر وسواس عیار کو دیا کہ جلد لے مظفر ارمنوش کے پاس لیجاؤ وسواس روانہ ہوا یہان مظفر نے عالم خواب مین ایک مرد پیر بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین ای مظفر تو نے اپنی عمر گمراہی مین بسر کی اب بہتر یہ ہی کہ دین اسلام اختیار کر ورنہ تو بعد مرنے کے جہنم مین جائیگا پھر اُسی پیر مرد جلیل القدر نے دوزخ وبہشت دونون مظفر کو دکھاے مظفر عقوبات دوزخ دیکھکر بہت ہولناک ہوا ایسا ڈرا کہ تمام بدن اسکا مثل بید کے لرزان ہو گیا اُسی وقت دین لقا پرستی پر لعنت کی اور بصدق دل اسلام لایا لیکن کسی سے حال اپنا بیان نکیا جب وسواس عیار نامہ لقا کا لیکر آیا

مظفر نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہ ہوکر لقا کو عرضی لکھی کہ یا خداوند آپ یہان تشریف لائین مین نے قلعہ کو خوب
آراستہ کر رکھا ہی اور اپنے دلمین ارادہ مصمم کیا کہ جسوقت لقا یہان آئے اُسکو پکڑکر قید کیجیے اور حمزہ صاحبقران
زمان کو نذر دیجیے القصہ وسواس عیار وہ عرضی لیکر زرائیل کو روانہ ہوا یہان بادشاہ اسلام کو طلماس کی زبانی
معلوم ہوا تھا کہ حمزہ صاحبقران آتش حصار مین قید ہین اُسیوقت جام کلاں خیل نما شربت خوش ذائقہ سے لبریز
کرکے چوکی پر رکھوایا اور فرمایا کہ ہی کوئی ایسا بہادر کہ جاکر آتش حصار کو فتح کرے اور حمزہ صاحبقران کو جاکر
رہا کرے یہ سنتے ہی فوراً شاہزادہ بدیع الزمان سرفتنہ باختر اپنے دنگل پر سے اُٹھے اور آداب بجالاکر بادشاہ
اسلام سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو غلام اس خدمت کو بسر وچشم بجالائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہی
جاؤ بائین طرف سے شاہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ اُٹھے اور عرض کیا کہ ای شہریار مین بھی اپنے باپ کی مدد کو
جاؤنگا اور شاہزادہ علمشاہ کو رہا کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بسم اللہ اُدھر مہتر قران نے عرض کیا ای شہریار
مین خواجہ عمرو کی مدد کو جاؤنگا بادشاہ اسلام نے اُسے بھی رخصت کیا القصہ یہ تینون بہادر تو یہان سے شہر
آتش حصار کو روانہ ہوے بعد انکے جانے کے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ لقا قلعہ بند ہی کیونکر قلعہ ہاتھ آئے خواجہ
عمرو ہوتے تو وہ کوئی تدبیر کرتے اگر ہم یورش کرتے ہین تو اہل اسلام مارے جائینگے اتفاقاً جب ملک سبائل کو
صاحبقران نے مسخر کیا تھا اور لقا وہان سے بھاگا تھا تو گہراسے اختر شناس نے آکر ملازمت بادشاہ اسلام کی حاصل
کی تھی اور بادشاہ اسلام نے عہدہ وزارت اُسکو دیا تھا گہراسے اختر شناس نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ تردد
نفرمائین مین آپکو بے جنگ وجدل قلعہ کے اندر پہونچادونگا ایک نقب اس قلعہ مین ہی کہ ایک سرا اُس نقب کا صحرا مین
اور دوسرا دہنہ نقب کا قلعہ کے اندر ہی جب فرمائیے آپکو قلعہ کے اندر لیجاؤن اور لے آؤن بادشاہ اسلام نے
فرمایا اس سے کیا بہتر ہی کلباد عیار سے کہا کہ تم گہراسے اختر شناس کے ساتھ جاکر نقب کا دہرہ کھدواؤ اور مٹی
نقب صاف کراؤ بحول وقوت الٰہی کل ہم قلعہ مین چلینگے القصہ جب نقب صاف ہوچکی بادشاہ اسلام مع غازیان
دیندار ومجاہدان عالیوقار سر شام سے روانہ ہوے صبح ہوتے ہوتے ایوان بادشاہی مین پہونچے اور ایک ایک
سردار نامدار مثل ہاشم تیغزن وفرہاد خان یکضربی واسد شیر دل بن کرب دلاور واسفندیار گیلانی
وغیرہ نے نقب سے سر باہر کیا اور نعرہ کرکے تلوارین کھینچ کھینچ کے چلے لقا کو تو بختیارک اپنے ساتھ لیکر مع
یاقوت شاہ وضیغم خونخوار آتشام وغیرہ دروازہ قلعہ کا کھولکر نکل گیا طرف قلعہ ارمنوس کے بھاگا یہان اہل اسلام
نے قتل کرنا شروع کیا اور دروازے کو قلعہ کے کھلوا دیا تمام فوج اسلام داخل قلعہ ہوگئی تین شبانہ روز قتل عام رہا آخرکار
چہار طرف سے آواز الاماں کی آنے لگی اور روساے شہر ارمنوش اپنے ہاتھ باندھکر خدمت مین بادشاہ اسلام
کی حاضر ہوے بادشاہ اسلام نے سبکو امان دی تمام اہل شہر کلمہ پڑھکر اسلام لائے لوٹ کا جتنا مال تھا اُسمین سے
دہ یکی نکالکر عمرو کا حق علحدہ کیا باقی غازیان دیندار نے آپسمین تقسیم کرلیا اور بادشاہ اسلام ایوان شاہی مین جاکر بیٹھے
اور تمام سردارون کو خلعت دیے اور حکم دیا کہ بتخانے کھدواے جائین مسجدون کی بنا ڈالی جاے چند عرصہ مین بادشاہ
اسلام نے ملک زرائیل کو اسلام آباد کرکے بندوبست اسلامیہ کیا ہر جگہ سے صداے اذان آنے لگی دین اسلام کا جھنڈا
گڑگیا اور سکہ نام پر بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا اُسی روز مین انجمن جشن فتح یابی ملک
زرائیل برپا رہی بعد اسکے بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ اب لقاے بے بقا کیطرف بھاگ گیا ہی کوتوال شہر
زرائیل نے کہا کہ لقا بھاگ کر قلعہ ارمنوش حصار کو گیا ہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہرکارے جاکر خبر لائین

جاسوسان لشکر اسلام اسیوقت روانہ ہوئے اُدھر کا حال سُنیئے کہ لقاے بے بقا مع بختیارک اور ضیغم
خون آشام اور یاقوت شاہ وغیرہ کے جو زرائل سے بھاگا دو شبانہ روز برابر رستہ چلا کہین نہ ٹھہرا
نہ دم لیا تیسرے روز ایک درہ کوہ مین پہونچکر قیام کیا تمام فوج کفار بھی بھاگی ہوئی وہان آکر جمع ہوئی جب تمام
لشکر جمع ہو چکا لقاے بے بقا اُس مقام سے کوچ کرکے آگے بڑھا بعد قطع منازل و طی مراحل قریب شہر
ارمنوس حصار کے پہونچا مظفر ارمنوسی اپنے سرداروں سمیت استقبال کے واسطے آیا قدمبوسی حاصل کی
نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کیا جس روز رقعہ خاص وسواس عیار کے ہاتھ میرے پاس آیا تھا اسی روز
سے مین قلعہ کی آراستگی مین معروف تھا اقبال خداوندی سے خوب قلعہ تیار ہوا ہی لقا بہت خوش ہوا مظفر
ارمنوسی کو خلعت دیا مگر بختیارک نے جو چہرہ مظفر ارمنوسی کا دیکھا نور اسلام اُسکی پیشانی پر ساطع و لامع
پایا کمال حیرت مین آیا دلمین کہا کہ اسکی کیا وجہ ہی کہ تیرگی کفر کی مظفر کے چہرے پر نہین پائی جاتی نور اسلام
ہویدا بالکل اثر خدا پرستی کا رخ سے پیدا ہی پھر دل سے بختیارک نے کہا کہ مظفر تو مرد سن رسیدہ ہی اس
سبب سے شاید آثار بزرگی پائے جاتے ہین ورنہ مظفر کو خدا پرستی سے کیا علاقہ اور دین اسلام سے کیا کام
بختیارک بڑی دیر تک اپنے دل سے یہ باتین کرتا رہا اور کشمکش و پیچ مین رہا لیکن مُنھ سے کچھ نکہا القصہ مظفر نے
لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اب آپ شہر مین تشریف لیچلیے لقا اُسیوقت سوار ہوکر ساتھ مظفر کے ہولیا مظفر ارمنوسی
دامن گردلتے ہوئے آستینین چڑھائے ہوئے اہتمام کرتا ہوا چلا آتا تھا اور لقا پر زر نثار ہوتا آتا تھا لقا مظفر سے
بہت خوش تھا یہان تک کہ ایوان بادشاہی مین لقا کو لیکر آیا اور تخت پر بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی جام گردش
مین آیا غرض کہ دن تو یون گذرا رات کو تمام کھانا آغشتہ بدارو بیہوشی لقا کے سامنے آیا لقا نے مع اپنے
ہمراہیون کے کھانا کھایا جب ہاتھ دھونے کو اُٹھا بیہوش ہوکر گرا تمام سردار لقا کے اُٹھانے کو دوڑے وہ بھی
گرے بختیارک آثار بیہوشی دیکھکر وہین بیٹھا رہا اپنے مقام سے نہ اُٹھا لوگون نے مظفر کے سبکی مشکین باندھ لین
بختیارک نے کہا ارے صاحبو مجھے کیون گرفتار کرتے ہو مین تو مدت سے مسلمان ہون مظفر نے حکم دیا کہ اس
مردود کو بکنے دو اسکی بھی مشکین باندھ لو یہ منافق دو رنگی ہی الغرض سبکو اسیر کرکے گرفتار غل و زنجیر کیا اور اسیوقت
مظفر فوج اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر آیا دو پہر رات گذری تھی کہ لشکر لقا پر شبخون مارا اور پکارا ای
کافران بیحیا بدانید و آگاہ باشید کہ منم مظفر ارمنوسی اب تم سب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤگے مین نے
لقا پرستی چھوڑکر دین اسلام اختیار کیا ہی اور لقا و بختیارک و ضیغم خون آشام وغیرہ کو گرفتار کیا لشکر
مین یہ سُنکر ایک غلغلہ عظیم برپا ہوا کہ مظفر کو مار لو جانے نہ دو اُسنے غضب کیا کہ خداوند لقا کو بلایا اور دغا
پیش آیا غرض کہ تلوار چلنے لگی مظفر ارمنوسی نے طرفۃ العین مین لاش پر لاش گرادی اور بہت سے کافر اسکے
ہاتھ سے قتل ہوئے آخرکار تمام کفار صبح ہوتے ہوتے فراری ہوئے مظفر نے مال و اسباب لوٹ لیا اور بفتح و فیروزی
پھر کر قلعہ مین آیا کھانا کھاکر سو رہا سہ پہر کو بیدار ہوکے حکم دیا کہ لاؤ لقا کو میرے سامنے چوبدار لینے کو روانہ ہوگئے
یہان لقا جو ہوش مین آیا اپنے تئین مع بختیارک و ضیغم خون آشام وغیرہ کے گرفتار بہ غل و زنجیر پایا ہنسے
کہا یا خداوند یہ کیسی آپنے تقدیر کی ہی لقا نے کہا کہ یہ تقدیر بالائی ہوئی ہی مین مطلق واقف نہ تھا بختیارک نے
کہا مین نے پہلے ہی مظفر کی صورت دیکھکر پہچانا تھا کہ خدا پرست ہو گیا ہی مگر ڈر سے کچھ نہ کہسکا کہ کسیکو یقین نہ آئیگا قید خانے
مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار آیا اور داروغہ زندان سے کہا کہ لقا کو لیچلو مظفر ارمنوسی نے یاد کیا ہی داروغہ

سرِ زنجیر پکڑ کر لقا کو مع بختیارک وغیرہ کے بارگاہ میں لایا لقا پکارا کہ سلام میرا اسیر ہی جو مجھکو خدا سے باختری جانے اور خدا جانے مظفر نے کہا او کافر خاسر لعنت ہی تیرے اوپر تیرے پرستارون پر توبہ کر اپنے اعمال قبیح سے اور افعال زشت سے نہین تو خدا پرستون کے حوالے کر دونگا کہ وہ تیری خوب درستی کرینگے لقا نے کہا او مظفر تو میرے غضب سے نہین ڈرتا اور مجھے سجدہ نہین کرتا مظفر نے لقا کو ٹکٹی سے بندھوا کر بہت سے کوڑے کھلوائے اور حکم دیا کہ آہنی پنجرے لاؤ اُسیوقت قفس آہنی آکر موجود ہوئے ایک قفس مین لقا اور بختیارک کو بند کیا اور ایک قفس مین یاقوت شاہ اور ضیغم خون آشام کو قید کیا اور دونون پنجرے عقابین مین لٹکوا دیے اور کچھ لوگون کو وہان نگہبانی کے واسطے مقرر کیا قضائے کار مظفر ارمنوشی کے دو بیٹے ہین ایک کا نام ناظر سرخ چشم اور دوسرے کا نام منظور سرخ چشم ہی اُن دونون نے کہا اے پدر بزرگوار زمرد شاہ خداوند لقا اٹھارہ ہزار عالم کا بادشاہ اور حاکم ہی آپ کو مناسب نہین ہی کہ اُسے اسطرح قید کیجیے اور ایسی تکلیف دیجیے کہین ایسا نہو کہ وہ کوئی تقدیر بلکہ بدے اور ہم سب تباہ و ہلاک ہو جائین مظفر نے کہا او ناہنجارو یہ کافر خاسر کیا تقدیر بدلیگا اسکی کیا حقیقت ہی دیکھو کہ خدا پرستون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا یہان آکر پہونچا وہ دونون چپ ہو رہے مگر آپس مین صلاح کی کہ ملک شمالیہ سے مدد طلب کیجیے اور حال خداوند لقا کا وہان لکھ بھیجیے اور مظفر سے اسکا انتقام لیجیے القصہ ایک خط حاکم شمالیہ کو تحریر کیا کہ آگاہ ہو لقا کو مظفر ارمنوشی نے قید کیا ہی لائق و لازم یہ ہی کہ آکر خداوند لقا کی مدد کرو یہ خط جو ملک شمالیہ مین بھیجا بادشاہ نے وہان کے مضمون خط سے مطلع ہو کر حاکم اناملہ کو خط لکھا حاکم اناملہ عادل شاہ جسوقت حال سے لقا کے آگاہ ہوا اُسنے ایک سردار زبردست سہیل خشت انداز کو لاکھ سوار کی جمعیت سے ارمنوس حصار کی طرف روانہ کیا اِدھر بادشاہ شمالیہ نے بھی کچھ سردار اپنے مع لشکر کے ہمراہ سہیل خشت انداز کے کیے اب اسکے ہمراہ کوئی دو لاکھ کی جمعیت ہو گئی القصہ جب قریب ارمنوش حصار کے پہونچا ہرکارون نے یہ خبر مظفر ارمنوشی کو دی کہ سہیل خشت انداز سپہ سالار عادل شاہ ملک شمالیہ اور اناملہ سے لقا کی مدد کو آیا ہی مظفر نے دروازے قلعہ کے بند کروا لیے تمام قلعہ کو آراستہ کیا گولہ اندازون کو توپون پر مقرر کیا اور ایک عرضی بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار کو لکھی کہ لقا ارمنوس حصار بھاگ کر آیا تھا مین نے اُس ملعون کا فر کو قید کیا ہی اور فوج اُسکی مدد کو آئی ہی حضور جلد میری مدد کے واسطے توجہ فرمائیے کسی سردار نامی کو جلد بھیجیے یا خود مع لشکر ظفر اثر تشریف فرما ہو جیے یہ عرضی خدمت مین بادشاہ اسلام کی پہونچی نہایت بشاش ہوئے اور طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اِدھر طبل بجے اور اُدھر فرمایا کہ سامان کوچ کا لشکر کے ہو ہمارا قصد شہر ارمنوش حصار کی طرف ہی اُسی وقت سامان سفر درست ہوا ہر ایک سر کمر ہمت کو چست کرنے لگا اب بادشاہ اسلام کو مع لشکر ظفر اثر آمادہ سفر رہنے دیجیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ وغزل
تصور ہی خورشید کے نور کا
تلاطم ہی یون آج کل آشکار
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے

کدھر ہی تو اے ساقی مہ جبین
پلا جام صہبائے انگور کا
وہ معشوق ہی ساقیا کس طرف
مدد کر مدد کر خدا کے لیے

پلا ساغر بادہ ہی دل حزین
سبب تو بتا ساقی روزگار
جو ہی صاحب شان اور ذی شرف
ارے ساقی بجنب۔ تند خو

مجھے دے مئے ناب جام و سبو
نئے سر سے ہو آج یون جلوہ گر
بجلی غرم سے ہووے مہر فلک
ہو نگاہ سے تند زیر فلک
جو ہون غیرت شمس و رشک قمر
بلا تو مجھے یون مئے مشکبو
یہ نہت بہتر کیا اسنے کیا اچھا کیا
تھا مریض عشق یہ دل اک مسیحا آپ نے
گاہ ماں چشم سے لب سے گئے اچھا کیا
خون دل کی کمی ہی تیرے واسطے اور ستم
پر پیم رمضا جان میری رات بھر کھایا کیا
عاشق و معشوق دونون جا عنصر سے بنے
پھر ششتن و پنج اسمین ہی دل اپنے کیسا کیا
درس عشق ابدل کیا تونے اگر اچھا کیا
تنگی زخم جگر نے توڑ پر اچھا کیا
آگئی تھی تیری شامت آہ سے کریا کب
آج جو دل لیچلا تیغ و تبر اچھا کیا
سخت دل نوک مژہ پر دیکھکر بولا وہ شوخ
رشک عیسی نے بسمل کو دیکھا اچھا کیا
گاہ دیر و گہ حرم مین گہ کلیسا بسکیا
اپنی آہ گرم نے زیر و زبر اچھا کیا
دیگی جہان مین سبھی ہی عشق شان بہت اچھا
مین دونگا عشق مین یہ امتحان بہت اچھا
دعا کے بدلے ملین گالیان مجھے شاباش
فلک ہمین دیا ضبط فغان بہت اچھا
کمر کو بال دہن کو عدم اگر کہیے
اگر کہو تو بجا ہی یہ ہان بہت اچھا
وفا کے بدلے یہ جور و جفا بہت اچھا
گلہ مین کیا کرون جو کچھ ہوا بہت اچھا

تصور ہی اس مہ کا ہر گھڑی
پری مجھکو شیشے مین آئے نظر
نہین آگاہ اس امر سے جزو و کل
سمعورا بنالا برائے گزک
کرین میرے کہنے سے اور عمل
لطف و عنایت نہو تر شرو غزل
قتل کے وعدے کی وعدہ خلافی آپ نے
گرنہین اچھا کیا اسکو بہت اچھا کیا
عشق کے مجرم تھے ہم مستوجب گردن زنی
دیدہ و دل سے مہیا ساغر و مینا کیا
یعنی اسکے روے روشن کے سبب مرغ سحر
بنے جو قابل تھا وہ اسکے لیے پیدا کیا
فرقہ معشوق کو زیبا ہی جو کچھ وہ کرین
گر کتاب عقل رکھی طاق پر اچھا کیا
کوچہ دلدار مین جو مین گرا بس گر گیا
تو نہ بولا وصل مین منع عدو اچھا کیا
کچھ غبار دامن خاطر نہ دھویا تونے آہ
نخل مژگان نے ترے پیدا ثمر اچھا کیا
چارۂ بیچارگان سے چارہ ناچار آپ نے
اس دل کا فرنے رسوا دربدر اچھا کیا
نامۂ عاشق کو بار دہ نہین کھولیگا ہان
وگر نہ کہنے کی ہی سب جہان بہت اچھا
کبھی تو قول کو تم فعل سے کرو سچا
بل یہ محکمہ لامہربان بہت اچھا
پھنسا یا لیکے سر زلف مین دل مجروح
تو کشمکش سے یہ بولے بیان بہت اچھا
یہ دیکھ عاشق سینہ سپر بھی حاضر ہی
تجھے ہی آفرین اور مرحبا بہت اچھا
یہ ہوگی داد طلب کسی معلے پر

ہی اس غم سے شیشے کی بجلی لگی
وہ ہون جام جنمین ہو اسکی چمک
پڑی تیری گٹھی مین ہی تندی عقل
سغنی بھی ہون چند وہ سیمبر
مرے رو برو گائے ہر اک غزل
آپنے جو وصل کے اقرار پر اچھا کیا
خیر بہتر کیا کہون جو کچھ کیا اچھا کیا
ہی حیات و مرگ عاشق کھیل آپ شوخ کا
جو رہی اسنے اگر ہمپر کیا تو کیا کیا
وصل کی شب تیرہ بختی دیکھیے گر وہ ملا
صبح صادق جان بیاری رات جلایا کیا
حسن معشوقون کو عاشق کے لیے اندوہ و درد
شکوہ معشوق عاشق آپ نے بیجا کیا
تیر مژگان پار ہو جاتا مگر رکھا اسے
ناتوانی نے مری کیسا اخر اچھا کیا
روز جاتا تھا تو پھر آتا تھا بے نیل مرام
تونے میرا کیا بھلا ای چشم تر اچھا کیا
حضرت عیسی مریض عشق سے مجبور تھے
دست چارہ سازی کھینچا چارہ گر اچھا کیا
چرخ آیا چرخ مین جنبش نہین ہی ساری تہی زمین
جو زبانی بھی کہا یہ نامہ بر اچھا کیا
کھڑے ہین آپ جو لیکر کمان بہت اچھا
ہمیشہ کہتے ہو بہتر ہی ہان بہت اچھا
نظارۂ رخ گل ہی نصیب بلبل کو
کیا علاج یہ غنچہ دہان بہت اچھا
کمر کو تار نظر اور دہن کو چشمۂ خور
جو اسکے قتل پہ باندھی میان بہت اچھا
یہ جان سفت گئی صدمہ ہای ہجران سے
اڑا تو خاک ہماری صبا بہت اچھا

بیان ہوتا ہی کہ جب امیر بستر خواب سے غائب ہوے یعنی ساحر آتش حصار کے اٹھا کے بارگاہ اکوان مین لائے جب آنکھ کھلی دیکھا سامنے تخت زرنگار پر ایک جادوگر یہ منظر تاج برسر بیٹھا ہی اور شعلۂ آتش تاج کے کنگرون سے نکلتے ہین اور چند ساحران

غدار گرد اُس ناہنجار کے بیٹھے ہین اور اُن ساحرون کی عجب عجب ہیبت ناک شکلین ہین کسی کے منھ سے شعلہ ہای
آتش نکل رہے ہین اور کسی کے کانون سے چنگاریان آگ کی گرتی ہین اور کسی کی ناک سے دھوان اُٹھ رہا ہی اور
کسی کی آنکھین بمثل چراغ کی بتی کے سُرخ ہو دیتی اور کسی کی اُنگلیان مانند شمع کافوری کے روشن ہین اور کسی کے
تمام جسم پر پھپولے ہین اور اُن پھپولون سے ہر دم آگ کے انگارے پھٹ پھٹ کر نکلتے ہین صاحبقران
بہت حیران ہوئے کہ یہ عالم خواب کا ہی یا بیداری کا یکایک اکوان جادو بادشاہ شہر آتش حصار پکارا ای حمزہ
تو کس فکر مین ہو یہ خواب نہین ہی عالم بیداری ہی مین اکوان جادو بادشاہ شہر آتش حصار کا ہون مین نے
تجھکو پکڑوا بلوایا ہی صاحبقران اُٹھے اور دیکھا کہ ہاتھ پانون زنجیر آتشین سے بندھے ہین آواز بلند فرمایا کہ
سلام میرا اُس شخص کو پہونچے جو پروردگار عالم کو خدا جانتا ہو اکوان جادو یہ سُنکر نہایت غضبناک ہوا اور
پکارا ای حمزہ تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے بھائی اردوان جادو کو مارا اور ملکہ جادو کو شکست دی اور
بہت سے جادوگر تیرے ہاتھ سے قتل ہوئے اب ان سبکا عوض تجھسے لونگا اسطرح تجھے مارونگا کہ مرغان
ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال پر روئینگے بہتر یہ ہی کہ خداوند زردہشت کو سجدہ کر مین ابھی تیری خطا
معاف کر دونگا امیر نے فرمایا او کبر ناہنجار و کندہ ناتراش جبتک خدا نہ چاہیگا ایک رونگٹا بھی بدن سے
میرے کم نہین کر سکتا پھر فرمایا او اکوان جادو۔ شعر۔ اگر تیغ عالم بجنبد ز جای ✤ نبرد رگی تا نخواہد
خدای ✤ یہ سُنکر اکوان جادو اور زیادہ غصہ ہوا اور کہا کہ اسے آج زندان خانے مین لیجا کے رکھو کل
حمزہ کو قتل کرونگا یہ سُنکر ایک ساحر صاحبقران کے پاس آیا اور چاہا کہ ہاتھ پکڑ کر حمزہ کا زندانخانہ مین
لیجائے حمزہ صاحبقران کے خیال مین گذرا کہ تم قید سحر مین مقید ہو اسم اعظم تو پڑھو یہ سوچکر اسم اعظم
پڑھکر اپنے اوپر دم کیا وہ قید سحر آہنی جسم سے سب دور ہو گئی اور اُس ساحر کا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ منھ اسکا
پشت کی جانب پھر گیا اور چکر کھا کر زمین پر گرا اور مرغ شکار رسیدہ کے مانند تڑپنے لگا ساحرون نے جو یہ رنگ
دیکھا صاحبقران پر آ پڑے صاحبقران بھی اُنکی طرف غصہ مین چلے ساحر سحر کرنے لگے کسی نے رائی
سرسون ماش کے دانے پڑھکر مارے کسی نے ناریل سحر کرکے پھینکا کسی نے مار و عقرب ڈالے کسی نے شیر
و اژدرہ دوڑائے کسی نے آگ برسائی کسی نے بجلی گرائی مگر حمزہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ پڑھکر دم کرتے ہین
اور وہ سب سحر رد ہوتے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے ہین غلغلہ محشر برپا ہی تین سو ساحرون کو صاحبقران
نے واصل جہنم کیا اور بہت سے زخمی ہوئے بھاگتے پھرتے ہین پاس نہین آتے ہین دور ہی سے سحر کرتے
ہین صاحبقران اسم اعظم پڑھکر رد کر دیتے ہین اکوان جادو حیران و پریشان اور بیٹا اُسکا شرارہ جادو
بدحواس ہی کوئی تدبیر نہ گرفتاری کی نہ قتل کرنے کے ملتی ہی اس اثنا مین وزیر اکوان جادو کا نام اُسکا
آذر جادو ہی وہ آیا اور یہ ہنگامہ قیامت دیکھکر گھبرایا اکوان جادو نے کہا ای وزیر حمزہ گرفتار ہو کر یہان
آیا تھا نہین معلوم کیونکر چھوٹ گیا اور اب سحر بھی کوئی اُسپر تاثیر نہین کرتا صدہا جادوگرون کو اسنے جان سے
مارا ہی بہت سے زخمی پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین آذر نے کہا مین اسے گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر صاحبقران
کی طرف چلا اور پکارا ای حمزہ تو نے بہت سے ساحرون کو قتل کیا ہی اب تجھے مین کب چھوڑتا ہون اور رسی
کا ٹکڑا نکال کر سحر کیا وہ مثل مار کے صاحبقران کیطرف دوڑا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا اور وہ مار
دفع ہو گیا پھر آذر نے مشت خاک اُٹھا کر سحر کرکے پھینکی وہ خاک غبار کا تتق بنکر صاحبقران کی طرف چلی گرا اُس

گرد و باد سے بھی کچھ نہوا طرفۃ العین مین اسم اعظم سے وہ بھی دفع ہوا اسیطرح اُسنے بھی بہت سے سحر کیے کسی نے اثر نکیا صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے قریب آذر جادو کے پہونچے آذر جادو نے دیکھا کہ سحر تیرا کارگر نہین ہوتا اب تو مارا جائیگا پکارا ای حمزہ اب مین تیری تدبیر کرتا ہون یہ کہکر وہان سے بھاگا اور تمام ساحرون سے کہگیا کہ اسے گھیرے رہنا جانے نہ دینا ساحرون نے پھر صاحبقران کو گھیر لیا اور سحر کرنے لگے دو گھڑی کے بعد آذر جادو چراغ زر دہشت کا لیکر آیا یہان یہ عالم تھا کہ ساحرون نے تھک کر سحر کرنا موقوف کیا تھا تلوار چل رہی تھی صاحبقران نے بھی اسم اعظم کا پڑھنا موقوف کیا تھا تلوار سے ساحرون کو قتل کر رہے تھے تین ہزار جادوگر جہنم واصل ہو چکے تھے ناگاہ آذر جادو چراغ زر دہشت لیے ہوئے پہونچا اور سامنے صاحبقران کے اُس چراغ کو روشن کیا جیسے ہی عکس اُس چراغ کا صاحبقران پر آکے پڑا بیہوش ہوکر گر پڑے اور بہت سے ساحر بھی بیہوش ہو گئے آذر جادو نے امیر با توقیر کو گرفتار کر لیا آہنگرون کو بلا کر امیر عل و زنجیر کیا اور اکوان جادو کے پاس لیگیا اکوان جادو نے چاہا کہ صاحبقران کو قتل کرے آذر جادو نے کہا ابھی اسکا قتل کرنا مناسب نہین ہی کسواسطے کہ عیار اسکا بلا سے بیدرمان آفت جہان ہی شہر کے شہر اُسنے جادوگرون کے غارت کر دیے ہین وہ مقرر اسکی رہائی کو آئیگا جسوقت عمرو گرفتار ہو جاے حمزہ کو پھر قتل کیجیے گا اکوان نے کہا بہتر آذر اسے اپنے پاس لیجا کر قید کر آذر جادو صاحبقران کو لیگیا اور بزور سحر حصار آہن بناکر اُسمین قید کیا اب حال سنیے خواجہ عمرو کا کہ یہ جو وہان سے روانہ ہوے تھے سامنے شہر آتش حصار کے پہونچے دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ فولاد ناب کا ہی اور ہر برج کے کنگرے سے شعلہ آتش نکل رہے ہین اور گرد قلعہ کے خندق ہی اُسمین بھی شعلہ آتش بھڑکتے ہین اور اُڑکے آسمان تک جاتے ہین اور دروازہ شہر کا کھلا ہی خلائق جاتی ہی اور آتی ہی عمرو ایک جادوگر کی صورت بنا اور ایک شخص سے حال صاحبقران کا دریافت کیا اُس شخص نے تمام حقیقت صاحبقران کی بیان کی عمرو کو نہایت صدمہ ہوا اپنے دلمین کہا کہ شہر مین چلکر صاحبقران کی رہائی کیجیے یہ سوچکر شہر کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا دروازے پر شہر کے پہونچا دیکھا کہ ایک بکری سنگ سبز کی بنی ہوئی تخت پر قائم ہی اور یہ بکری اُسی آذر جادو نے سحر کی بنا کر قائم کی تھی اور گرد اُسکے ساحرون کا ہجوم تھا جیسے ہی عمرو نے دروازے مین قدم رکھا وہ بکری مانند انسان کے گویا ہوئی کہ صاحبو دیکھو وہ عمرو ساحر کی شکل بنا ہوا آتا ہی ساحر دوڑے عمرو بھاگا گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک خوانچے والے کی صورت بنکر آیا جب قریب پہونچا وہ بکری چلائی پھر ساحر پکڑنے کو دوڑے عمرو پھر غائب ہو گیا کسی کے ہاتھ نہ آیا اسی طرح بہت شکلین عمرو نے شہر مین جانے کو بدلین مگر شہر مین داخل نہو سکا جب عمرو صورت بدل کر آتا تھا بکری چلاتی تھی عمرو غائب ہو جاتا تھا ایکبار عمرو کے خیال مین آیا کہ جال الیاسی مار کر اس بکری کو پکڑ کے زنبیل مین ڈال دیجیے بس گلیم عیاری اوڑھے ہوے قریب اُس بکری کے آیا اور جال الیاسی زنبیل سے نکالکر بکری پر مارا بکری چلائی کہ ارے عمرو مجھپر جال مارا چاہتا ہی اور قریب میرے کھڑا ہی تم لوگ اسے چار طرف سے گھیر کر کیون نہین پکڑتے ہو لوگون نے چارون طرف سے نرغہ کیا اور عمرو کو گھیر کر پکڑ لیا اور اسیر کر کے بادشاہ کے پاس لائے بادشاہ نے حکم دیا کہ عمرو کو قفس آہنی مین بند کر کے باغ زردہشتی مین طاق زرین پر رکھدو لوگون نے عمرو کو قفس آہنی مین بند کر کے طاق زرین پر رکھدیا بعد اسکے اکوان جادو نے لقا کو عرضی لکھی کہ مین نے عمرو کو اور حمزہ کو گرفتار کیا ہی جیسا حکم دیجیے وہ کیا جائے جاسوس عیار عرضی لیکر روانہ ہوا اب حال علم شاہ کا سنیے کہ یہ مع سعد

سُرخ مو اور قرطاس اژدر پوش چالیس ہزار سوار سے آتش حصار پر ہونچے خیمے استادہ کروائے رات کو
آرام کیا صبح کو سامنے آتش حصار کے آئے دیکھا کہ گرد قلعہ کے خندق مین شعلۂ آتش بھڑک کر فلک تک
جاتے ہین علمشاہ نے چاہا کہ تنہا اندر قلعہ کے جاؤن ایک مہیب آواز آئی کہ ای اجل رسیدہ حمزہ تو اگر
یہان گرفتار ہو چکا تو اپنی جان دینے کو کیون جاتا ہی علمشاہ نے اُس آواز کا خیال نکیا اور آگے بڑھے پھر
آواز آئی کہ معلوم ہوا تیری قضا آئی ہی علمشاہ نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم میرے ساتھ نہ آؤ مین اکیلا
جاؤنگا اگر مجھکو کوئی آفت آئے تو تم یہان سے چلے جانا یہ کہکر مرکب کو تیز کیا اور اندر قلعہ کے چلے کہ شہر کے
دروازے سے ایک جادوگر شیر آتشین پر سوار نمایان ہوا اور اُسنے نعرہ مارا کون ہی جو قلعہ مین آیا ہی تجکو
منع کرتے ہین اور تو نہین سنتا ہی علمشاہ نے کہا کہ حمزہ صاحبقران یہان قید ہین مین اُنکی رہائی کسواسطے
آیا ہون بغیر رہا کیے ہوے یہان سے نہ پھرونگا اور نام میرا علمشاہ رومی ہی مین بیٹا اُسی حمزہ صاحبقران
کا ہون اُسنے کہا کہ عمرو عیار بھی حمزہ کی رہائی کو آیا اُس سے کیا ہو سکا جو تو کریگا وہ بھی گرفتار ہو گیا
تیرا بھی یہی انجام ہونا ہی مین تجکو دوستانہ سمجھاتا ہون کہ یہان سے پھر جا علمشاہ نے کہا پہلے تجھی کو
مارونگا یہ کہکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا ساحر پکارا خیر تو جان میرا کہنا نہین مانتا نہ مان یہ کہکے آواز دی کہ ای
اژدر جادو لینا اسے اور آپ بزور سحر اُڑکر آسمان کی طرف روانہ ہوا علمشاہ آگے بڑھے کہ ایک اژدہا
آتش فشان خندق سے نکل علمشاہ کی طرف چلا علمشاہ نے بحرکمان مین تیر پیوستہ کرکے اُس اژدر
پر مارا تیر تو پڑا مگر اچٹ کر الگ جا پڑا اژدر نے قلاب آتشین منھ سے چھوڑ کر نفس کشی کی علمشاہ کا لنگ
اُکھڑ گیا منھ مین اژدہے کے جا رہے اژدہا علمشاہ کو نگل کر پھر خندق مین جاکر غائب ہو گیا سعد سُرخ مو
اور قرطاس اژدر پوش مع فوج سامنے شہر آتش حصار کے ایک دامنہ کوہ مین اُترے دوسرا دن تھا
کہ شاہزادہ بدیع الزمان وہان آکر پہونچے لشکر جو اُترے ہوے دیکھا ہرکارون کو بھیج کر دریافت
کروایا معلوم ہوا کہ یہ لشکر علمشاہ رومی کا ہی اُس روز تو بدیع الزمان نے وہان قیام کیا دوسرے
دن سامنے قلعہ آتش حصار کے آئے دیکھا کہ علمشاہ پتھر کے بنے ہوے کھڑے ہین بدیع الزمان علمشاہ
سے لپٹکر خوب روئے اور پکارے ای قبلہ و کعبہ ہم بھی جان دینے آئے ہین آپکا ساتھ دینگے یہ کہکر وہان سے
پلٹے اور خیمہ مین آئے اور سر شام سے بعد فریضہ مغرب و عشا نماز حاجت پڑھ کے بگریہ و بزاری بعجز و نیاز
دعائین مانگنے لگے کوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ایک مرغ زرین بال پیدا ہوا اور زانو پر بدیع الزمان کے
آکر بیٹھ گیا اور ایک تعویذ سامنے رکھدیا اور اشارہ کیا کہ اسے بازو پر باندھ لو اور قلعہ کی طرف جاؤ
اور ایک کاغذ دیا کہ اسے پڑھو بدیع الزمان نے جو اُس کاغذ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ جسوقت دروازے
پر قلعہ کے جاؤگے تو ایک اژدہا خندق سے سر نکالیگا تو اس اسم کو پڑھ کر اژدہے کو مارنا اور
جادوگرون سے لڑنا سحر تجھپر اثر نکریگا بدیع الزمان وہ کاغذ پڑھ کر بہت خوش ہوے وہ جانور تو
اُڑ گیا بدیع الزمان سو رہے صبح کو جب بیدار ہوے قلعہ کی طرف چلے دیکھا ہزارہا شعلہ آتشین قلعہ
آتش حصار سے اُٹھ رہے ہین آتے آتے قریب پہونچے کہ آواز آئی بدیع الزمان کہان آتا ہے یہ
حصار آتش ہی جو یہان آنے کا قصد کرتا ہی جلجاتا ہی بہتر یہ ہی کہ یہان سے چلا جا نہین تو جلا دیا جاویگا جیسے
تیرا باپ اور بھائی اور عمرو گرفتار ہو رہے ہین تو بھی مبتلاے بلا ہوگا بدیع الزمان نے چار طرف دیکھا

کہ یہ کسکی آواز ہی کوئی نظر نہ آیا بدیع الزمان پکارا کہ کیا پوشیدہ ہوکر ڈرانے کو بکتا ہی ذرا سامنے آ تو حقیقت
معلوم ہوجاے یکایک ایک اژدر آتش فشان سنے خندق سے سر بدر کیا اور بدیع الزمان کیطرف چلا بدیع الزمان
نے وہی اسم تیغ پر دم کرکے جھٹکر ایک ہاتھ مارا اژدہا دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور ہا ہو کی
صدا بلند ہوئی دیکھا کہ ایک دیو چلا آتا ہی جب قریب آیا دار شمشاد بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے
وہی اسم پڑھکر جو تلوار ماری دیو کے بھی دو ٹکڑے ہوے پھر ایک آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بدیع الزمان کو
کچھ نہ سوجھتا تھا بعد اُسکے پھر صداے مہیب آئی اور ایک جادو سامنے سے آیا کہ ہر موے تن سے اُسکے شعلہ ہاے
آتش نکل رہے تھے آتے ہی اُسنے سحر کیا کہ چند شعلہ آتش مانند افعی سرکش کے شاہزادے پر دوڑے لیکن پاس
پہونچکر غائب ہوگئے جادوگر نے دیکھا کہ سحر تیر از رہ ہوگیا بس ایک اژدہا بنکر دوڑا اور قریب بدیع الزمان پہنچے
پہونچا اور قلاب آتشین چھوڑ کر دم کشی کی بدیع الزمان نے وہی اسم پڑھکر تلوار ماری کہ اژدہے کے دو ٹکڑے
ہوے لاش سے اُسکی ایک دھوان نکلا زمانہ تیرہ ہوگیا بعد اُسکے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شرارہ جادو بود
افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دروازہ شہر کا دکھائی دیا بدیع الزمان
اُس طرف متوجہ ہوے دیکھا کہ ایک صورت سنگ سبز کی دروازے پر نصب ہی جب قریب پہونچے اُس
شکل نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان غضب کیا شرارہ جادو کو مارا اب اکوان جادو تجھے بہت بری
طرح سے مار ڈالیگا بدیع الزمان غضبناک ہوکر اُسکی طرف جھپٹا اور گرز گران پر اسم کو پڑھکر اُس
تصویر سنگی پر مارا وہ تصویر پیوند زمین ہوگئی پھر بدیع الزمان آگے بڑھے چند قدم چلنے تھے کہ غلغلہ
دار و گیر کا بلند ہوا کہ لینا لینا اس مفسد کو جانے نہ دینا دیکھا کہ ہزارہا دیو مختلف حربے ہاتھون مین لیے
ہوے چلے آتے ہین اور آتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان کو گھیر لیا ہنگامہ حرب و ضرب برپا ہوگیا شاہزادہ
تلوار کھینچکر اُنپر جا پڑا برابر قتل کرنے لگا لیکن دیکھا کہ کوئی اُنمین سے کم نہین ہوتا بلکہ دمبدم بلوا اور زیادہ
ہوتا جاتا ہی کہ اس اثنا مین احراق جادو نے سحر کے ناریل بدیع الزمان پر مارے جیسے توپ کا گولا آتا ہی یونہی
آیا مگر برابر بدیع الزمان کے آکر گر پڑا کچھ کارگر نہوا بدیع الزمان نے دوڑکر اُس ساحر کو تلوار ماری سر پر پڑی پر تاب
کاٹتی چلی گئی بھاگا اُسکا محروق جادو دوڑا سحر کرکے ہاتھ کو جنبش دی کہ پانچون اُنگلیون سے پانچ بجلیان
چمک کر شاہزادے پر گرین گرد پھر کے شاہزادے کے قدم پر آپڑین کچھ ضرر نہ پہونچا بدیع الزمان نے
برابر آکر ایک تلوار ماری کہ محروق کے دو ٹکڑے ہوے اب ساحرون کا چار طرف سے زغہ ہوگیا اور غلغلہ محشر برپا
ہوا تین شبانہ روز اسی طرح برابر لڑائی رہی تیسرے دن اکوان جادو تخت پر سوار ہوکر آیا اور پکارا کہ سب
ملکر اسکو پکڑ لو کسی کا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ پاس شاہزادے کے جاے اُسوقت اژدر جادو نے پھر چراغ زرد و بہشتی
روشن کیا اور اسم سحر کا پڑھا کہ وہ تعویذ بدیع الزمان کے بازو سے کھلکر گر پڑا اور بدیع الزمان بیہوش
ہوگئے لوگون نے گرفتار کرلیا اور سامنے اکوان جادو کے لائے اکوان شاہ نے کہا اسے لیجا کر حمزہ کے
پاس قید کرو القصہ بدیع الزمان کو بھی صاحبقران کے پاس قید کیا لیکن اب حال سنیے شاہزادہ خاور
سیاہ قاسم زیجاہ کا جسوقت قاسم قریب قلعہ آتش حصار کے پہونچے دیکھا کہ لشکر بدیع الزمان کا دامنہ
کوہ مین پڑا ہوا ہی حال جو دریافت کیا معلوم ہوا بدیع الزمان سے اور ساحرون سے خوب لڑائی ہوئی بہت سے
ساحرون کو مارا آخرکار گرفتار ہوگیا دوسری طرف اور ایک لشکر کو دیکھا دریافت ہوا کہ یہ علم شاہ کا لشکر ہی اور

سعد سرخ ہونے جو سنا کہ یہ بیٹا علم شاہ کا ہی قدمبوسی آکر حاصل کی قاسم نے سعد سرخ مو کو دلاسا دیا بدیع الزمان
کے رفیقون کو تشفی دی آپ شہر کیطرف متوجہ ہوا جب سامنے قلعہ کے پہونچا دیکھا حصار آہنی دکھائی دیا اور گرد اسکے
خندق آتشین پائی اور ایک آواز مہیب آئی کہ اے قاسم خبردار یہان نہ آنا قاسم نے چاہا کہ قدم آگے بڑھاؤن کہ ایک
شخص طبقہ زمین کا توڑکر پیدا ہوا اور ایک نقش دیا اور کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھو تو سحر ساحر کا اثر نکریگا قاسم نے
وہ تعویذ لیکر بازو پر باندھ لیا اور وہان سے آگے بڑھے پھر آواز آئی کہ تو چلا آتا ہی نہین مانتا قاسم نے دیکھا کہ ایک دیو
آسیا سنگ اٹھائے ہوئے چلا آتا ہی قاسم نے للکارا کہ تو کون ہی جو مجھے آنے کو منع کرتا ہی وہ پکارا کہ نام میرا دربان جادو
ہی مین بحکم خداوند زردہشت جادو تمام آتش حصار کی نگہبانی کیا کرتا ہون قاسم نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران
اور علم شاہ اور بدیع الزمان وغیرہ کہان قید ہین اُسنے کہا کہ بادشاہ نے اپنے مکان مین قید کیا ہی یہ کہکر آسیا سنگ
کا قاسم پر وار کیا قاسم نے خالی دیا آسیا سنگ زمین پر پڑا ایک تتق گرد زمین سے اُٹھا دیو دیکھنے لگا کہ آدم زاد کدھر
گیا اس اثنا مین قاسم نے تتق خاک سے نکل کر تیغہ بلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا کمر پر دیو کے پڑا وہ دیو دو ٹکڑے
ہوکر زمین پر گرا غل ہوا سیاہی پھیل گئی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من دربان جادو بود افسوس مردیم وجان
دادیم مطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دروازہ شہر کا دکھائی دیا قاسم اُسکی طرف چلے چاہتے تھے اندر شہر کے
قدم رکھین کہ ایک دیو سراپا شعلۂ آتش بنا ہوا سامنے نمود ہوا اور پکارا او غیرہ حمزہ تو نے غضب کیا دربان
جادو کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر سحر کیا کہ ایک دھوان زمین سے اُٹھا اور قاسم کی طرف چلا
مگر پاس آکر وہ دھوان غائب ہوگیا- قاسم برابر اسکے پہونچے دیو نے دیکھا کہ سحر تیر اردہ ہوگیا اُٹھا کر دار شمشاد مارنی
قاسم نے خالی دیکر تیغہ بلارک افراسیابی کا ہاتھ مارا وہ یوکے دو ٹکڑے ہوئے اب ساحرون کا قاسم پر چار طرف سے
ہجوم ہوگیا ساحر سحر کرنے لگے قاسم اُنھین قتل کرنے لگا کسی کا سحر اثر نکرتا تھا ہوش و حواس ساحرون کے گم تھے
صدہا ساحر قاسم کے ہاتھ سے مارے گئے بہت سے زخمی ہوئے اکوان جادو اور آذر جادو بھی آئے اور پکارنے
لگے کہ اس سفید کو بھی پکڑلو مگر کسی ساحر سے کچھ نہو سکتا تھا جو قاسم کے نزدیک آتا تھا وہ مارا جاتا تھا تین شبانہ روز
قاسم کو لڑتے ہوئے گذرے تھے کہ کمند اندازون نے چار طرف سے کمندین مارکر قاسم کو بھی گرفتار کرلیا اور آتش کدہ زردہشت
مین لاکر قید کیا اب حال مہتر قران کا سنیئے کہ جسوقت قران آتش حصار مین پہونچا دیکھا کہ لشکر علم شاہ اور لشکر
بدیع الزمان اور لشکر قاسم دامن کوہ مین اُترا ہوا ہی حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ جو جو یہان آیا تھا وہ گرفتار ہوگیا
نہایت افسوس کیا سامنے دروازہ شہر آتش حصار کے آیا دیکھا کہ گرد قلعہ کے شعلہ آتش سر بفلک کشیدہ ہین حیران
کھڑا ہوا تھا کہ کیا کیجیے کیونکر شہر مین جائیے اور سبکو چھڑائیے ناگاہ زمین سے ایک ریگ ماہی خوشرنگ پیدا ہوئی
اور بزبان گویا ہوکر مہتر قران سے پوچھا کہ تو کس فکر مین ہی اور تو اہل اسلام مین سے ہی یا کافر ہی اگر مسلمان ہی تو
میرا برادر ایمانی ہی قران نے تمام حقیقت اس سے بیان کی اُسنے رو کر کہا اے قران نام میرا علکہ جادو ہی مین بیٹی
ہون اکوان جادو کی اور اکوان آتش حصار کا بادشاہ ہی مین عالم خواب مین مسلمان ہوئی ہون اور جتنے
اہل اسلام یہان آئے اُن سبکی تائید مین نے کی مگر تقدیر سے ناچار ہون کہ کچھ نہو سکا سب گرفتار ہوگئے اب اگر
تو چاہتا ہی کہ داخل شہر ہو تو پہلے علاج آذر جادو کا کر کہ وہ برج حصار پر ایک طائر خوشرنگ بنا ہوا بیٹھا ہی اور
نگہبانی حصار کی کررہا ہی پھر ایک اسم دیا اور کہا کہ اسے یاد کرکے پڑھو کہ کسی ساحر کا سحر تجھپر تاثیر نکریگا یہ کہکر وہ برج
کاغذ اسم کا دیا نہو وہ کاغذ قران نے نہ لیا تھا کہ ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ او ننگ خاندان کیمو برید

آج معلوم ہوا کہ تونے ہی ان سب ساحرون کو ہاتھ سے خدا پرستون کے قتل کروایا ہو کہان جائیگی میرے ہاتھ سے
بچکر جبر دار مین آپہونچا قران نے دیکھا کہ ایک ساحر گربہ سیاہ پر سوار زشت رو کریہ منظر سیہ کار و بد کردار سامنے
آیا اور چند دلنے اسپند کے مارے کہ اُس ماہی مین سے ایک ماہ پیدا ہوا اور ماہ سے ماہی تک نور جمال سے اُسکے
روشنی ہو گئی یعنے ایک نازنین مہ جبین کو دیکھا کہ ایسی صورت زیبا اور طبیعت جہان آرا کبھی نگاہ سے نگذری تھی تعقبہ
اُس ساحر مہیب صورت نے اُس نازنین کو اسیر کیا اور وہ نازنین قران کو پکاری ارے بھاگ نگر مہتر قران کب بھاگنے والا
ہو وہین گربہ سیاہ کو اشارہ کیا کہ لے اسے جانے نہ دے گربہ سیاہ قران پر دوڑی قران نے لغدا مارا مگر کیا ہو سکتا
تھا گربہ نے قران کو پکڑ لیا آذر جادو قران اور ملکہ جادو کو گرفتار کیے ہوے اکوان جادو کے پاس لایا
اور تمام حال بیان کیا اکوان جادو سُنکر بہت غضب ناک ہوا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تجھے خدا پرستون
کی دوستی سے کیا کام اُسنے کہا کہ مین نے اپنی جان راہ اسلام مین نثار کی ہو خدا میرے قدم کو جادۂ ملت اسلام
مین قائم رکھے مین زردہشت و جمشید و سامری پر لاکھ لاکھ لعنت کرتی ہون جو کچھ تجھسے ہو سکے میرے
حق مین قصور نکر اکوان جادو نے اُسے باندھکر کئی تازیانے مارے کہ جسم نازنین اُسکا شق ہو گیا مان ملکہ جادو
کی بلبلاتی ہوئی دوڑی اور پکاری اے اکوان جادو میری تو یہی ایک اولاد ہی سواے اسکے نہ کوئی بیٹا ہی نہ بیٹی ہی
یہ اگر مرگئی تو مین کاہکو زندہ رہونگی یہ کہکر ملکہ جادو کو لیے ہوے چلی ہر چند ملکہ جادو نے کہا کہ اے امان جان
اتنو تہمت مجپر لگ چکی اب مجھے مرجانے دیجیے مگر اُسنے کچھ نہ سنا ہمراہ لیے چلی گئی مگر اکوان نے عرضی جولقا کو لکھی
تھی اُسکا جواب یہ آیا اے اکوان جادو جتنے لوگ خدا پرست تمہارے پاس اسیر ہین اُن سبکو قتل کرو اور جو خدا پرست
ہاتھ لگین اُنکو زندہ نچھوڑنا فوراً قتل کرنا اور سر اُنکے کاٹکر میرے پاس بھیجدو ہم تمہاری اس خیر خواہی پر بہت
راضی اور خوش ہونے اکوان جادو نے اُسیوقت آذر جادو سے کہا کہ تمام شہر مین ڈھنڈھورا پٹوا دو کل ہم باغ
آتشکدہ مین سب خدا پرستون کو لیجا کر قتل کرینگے جسکا جی چاہے تماشا دیکھنے کو آئے بموجب حکم کے ڈھنڈھورا
پٹا گیا اور برابر مُنادی نے ندا کی کہ حکم بحکم بادشاہ آتش حصار اکوان شاہ سردار جادو کا یہ ہی کہ کل تمام خلائق
آتشکدے مین آکر جمع ہو ہم خدا پرستون کو قتل کرینگے تمامی شہر مین یہ خبر عام ہو گئی وہان میدان خونی تیار ہوا اسباب
سیاست موجود کیا گیا صبح کو مرد و زن و خرد و کلان خلائق بیشمار براے سیر قتل خدا پرستان آئے اکوان جادو
پوشاک سُرخ پہنکر جلاد فلک بنکر آتشکدے مین آیا تخت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ لاؤ قیدیون کو داروغہ زندانخانہ قیدیوت
سبکو لایا حمزہ صاحبقران نے بطریق اسلام سلام کیا اکوان جادو نے کہا کہ اے حمزہ تجکو یہ دن فراموش
تھا ظلم فلک گجرفتار یاد نہ تھا تونے شہر کے شہر غارت کر دیے بڑے بڑے ساحران غدار کے نام کو مٹا دیا
بہتر یہ ہی کہ دین زردہشت پرستی اختیار کر نہین تو آمادہ مرگ مہیاے قضا ہو صاحبقران نے فرمایا اے
گبر نا ہنجار واے کندہ ناتراش ہزار ہزار لعنت ہی زردہشت پر اور اُسکے پرستاران بد کردار پر پروردگار
عالم قدم صراط مستقیم پر قائم رکھیگا اگر حیات مستعار باقی ہی تو تجکو مع تیرے ہمراہیان غدار کے مارونگا اور
اگر قضا میری آگئی ہی تو مرضی الٰہی مین کیا چارہ ہی یہ سُنکے اکوان جادو عمرو سے مخاطب ہوا کہ او ساربان
زادے تونے فریب سے تمام ساحرون کو مارا سبکا خون تیری گردن پر ہی اب تیرے گوشت کے کباب تیار
کر کے سب ساحرون کو کھلاؤنگا عمرو بولا او قرمساق مجھے تو کیا ڈراتا ہی مجھے مرنے کی عادت نہین ہی میرا
قدم جہان گیا وہ شہر کفار کا غارت ہوا اکوان بولا کہ خیر ابھی معلوم ہوا جاتا ہی بعد اُسکے علم شاہ اور

بہرج

شہزادہ بدیع الزمان اور قاسم و مہتر قران سے خطاب کیا کہا ای اکوان اگر ہم زندہ ہین تو تجھکو بغیر قتل کیے
کب چھوڑتے ہین غرض اکوان جادو نے کہا ای خدا پرستو تم کیون مفت مین جان دیتے ہو دین زردہشت کو کیون
نہین قبول کرتے ہو اُن سبنے نہ قبول کیا پھر کہا ای آذر جادو تمام ساحرون کو شہر کے جمع کرو کہ انکے کباب بناکر سبکو کھلاؤنگا
ساحر جمع ہونے لگے صحبت عیش برپا ہوئی ادھر صاحبقران مع فرزندان عالیشان دعائین مانگنے لگے ای
پروردگار عالم و عالمیان ان ظالمون کی شر سے تو ہمکو محفوظ رکھ کیا اسی جگہہ قضا آئی ہی جہان دفن و کفن تک
نصیب نہو القصہ یہان تضرع و زاری اور دعا و التجا مین اور اُودھر سامان قتل خدا پرستان اور صحبت عیش
مین تمام دن گذرا شام ہوئی یہانتک کہ پہر رات آگئی یکایک آسمان پر ایک برق چمکی اور ایک تخت زرنگار نمایان
ہوا جب وہ تخت قریب آکر اُترا دیکھا کہ ملکہ جادو بیٹی زردہشت کی تخت پر سوار گلشن جادو اور
گلستان مع چند جادوگرنیون کے چلی آتی ہی اکوان جادو اور جتنے ساحر وہان موجود تھے سب تعظیم کو ملکہ
جادو کی اُٹھے اکوان جادو نے ملکہ جادو کو برابر اپنے بٹھا لیا ملکہ جادو نے کہا مین نے سنا ہی کہ حمزہ اور عمر وغیرہ
تمھارے پاس قید ہین وہ میرے چچا زردوان جادو کے قاتل ہین اکوان جادو نے کہا کہ تم خوب وقت پر
آپہونچین وہ دیکھو حمزہ اور عمرو اور فرزندان حمزہ مقید بیٹھے ہین اب میرا قصد ہی کہ ان سبکے سر کٹوا کر لقا کے
پاس بھیجدون اور انکے گوشت کے کباب تیار کرکے ساحرون کو کھلاؤن ملکہ جادو بولی چچاجان ہمین لقا سے کیا
کام ہی ان سبکو شہر غنطلی آباد مین لیچلو وہان تابوت خداوند زردہشت کا ہی ان سبنے اگر تابوت خداوند
زردہشت کو سجدہ کیا تو فبہا ورنہ قتل کرنا اکوان جادو نے کہا کہ اچھا بہتر ہی پھر صحبت عیش مین ملکہ جادو وغیرہ کو بھی
شریک کیا اور گلشن جادو اور گلستان جادو سے کہا کہ تم اُٹھکر رقاصی کرو اور شراب بھی سبکو پلاؤ کہ تمکو ساقی گری مین
بھی خوب دخل ہی یہ سُنکر وہ دونون اُٹھین اور شراب کو آغشتہ بدارو بیہوشی کرکے ایک ایک جام سبکو پلانا شروع کیا
اور رقاصی بھی با تو تیغ بتاب دیکھکر کرنے لگین نشہ شراب کے جوش مین جب بیہوشی نے بھی اثر کیا سبکے سب بیہوش ہوگئے
ملکہ جادو نے اُٹھکر نعرہ کیا اور پنجہ سلیمانی کھینچکر اکوان جادو اور آذر جادو کو پہلے قتل کیا بعد اسکے سب اُنکے
ہمراہیون کو مارا اور صاحبقران اور خواجہ عمرو کو رہا کرکے قدمبوسی امیر کی حاصل کی اور عرض کیا کہ ای شہریار مین نے جو حضور کے
اسیر ہونے کا حال سُنا اُسیوقت غنطلی آباد سے روانہ ہوئی بارے وقت پر خدا نے مجھے پہونچایا امیر نے فرمایا ای ملکہ
جادو ہم تمھارے بہت ممنون ہوے یہ ذکر تھا کہ ساحران آتش حصار اکوان جادو کے قتل ہونے کی خبر سُنکر مجتمع ہوکر
آئے کہ ہم ملکہ جادو کو قتل کرینگے یہ کہکے ہر ایک نے سحر کرنا شروع کیا اور چہار طرف سے یورش کیا ملکہ جادو نے پہلے تو
حصار آہنی واسطے حفاظت اہل اسلام کے بنایا اور اُس حصار مین ٹھہرایا بعد اُسکے ایک پہل روئی کا نکالکر اُسپر کچھ پڑھکے تنکے
جھاڑو کے نصب کیے اور دم سحر کا دم کیا کہ وہ بلند ہوکر آسمان پر جاکر ابر سفید رنگ بنگیا اور اُسمین سے تیر ساحرون
پر برسنے لگے جسپر وہ تیر پڑا اُسکے جگر کے پار گذر گیا ہزارہا ساحر مارے گئے ہرچند رد سحر کرتے تھے ہرگز رد سحر نہوتا تھا
آخرکار ناچار ہوکر اطاعت ملکہ جادو کی اختیار کی تمام شہر مین ملکہ جادو کا عمل ہوگیا حمزہ صاحبقران آکر اکوان جادو
کے ایوان مین بیٹھے اور حکم دیا کہ جتنے قیدی یہان ہین سبکو لاؤ تمام اسیران آتش حصار آکر موجود ہوے جو اسلام لایا اُسے
چھوڑ دیا جسنے کفر پرستی نچھوڑی قتل کیا چنانچہ اُسمین ایک جوان نہایت حسین قید تھا امیر نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہی
اُسنے کہا ای شہریار مین بیٹھا ہون آذر جادو کا نام میرا رشید بلند آواز ہی اکوان جادو کی بیٹی جو ملکہ جادو ہی اُسپر عاشق
ہون وہ بھی مجھپر مائل ہی ایک دن مین اور ملکہ باغ مین صحبت آرا تھے کہ اکوان جادو کو معلوم ہوا مجھکو پکڑکے قید کیا ملکہ کو بھی

جلسے مین قید ہون امیر نے فرمایا کہ تو دین اسلام قبول کر تو تیرے معشوق کو تجھے دلوا دون وہ کلمہ پڑھکر از صدق دل مسلمان ہوا صاحبقران نے ملکہ جادو کا عقد اُسکے ساتھ کر دیا بعد اُسکے حاکم شہر آتش حصار کا رشید بلند آواز کو کیا عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مین بھی ملکہ عظلی آباد پر مدت سے عاشق ہون میرا عقد اُسکے ساتھ کر دیجیے امیر نے ملکہ جادو کا استمزاج لیا اُسنے کہا کہ اے شہریار عمرو کو تو خبط ہو گیا ہے بیوقوفی کی بات کرتا ہے مین شہر عظلی آباد کو جاتی ہون جب وہان آئیگا اور شہر عظلی آباد فتح کیجیے گا اُسوقت سمجھا جائیگا الغرض صحبت عیش کئی روز تک برپا رہی عمرو بھی خوب گایا اور بجایا اور بعد اُسکے ملکہ جادو رخصت ہو کر عظلی آباد کو چلی گئی اور حمزہ صاحبقران یہانکا بندوبست کرکے رشید بلند آواز کو ہمراہ لیکر ملک زرائل کیطرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین ایک لشکر کو دیکھا حال دریافت کروایا معلوم ہوا کہ لقا کو مظفر ارمنوسی نے قید کیا اور یہ لشکر شہر اناطلیہ اور شمالیہ سے لقا کی مدد کو آیا سہیل خشت انداز اور اشخاص اور اعراض ماریشانی لشکر کے سردار ہین حمزہ صاحبقران بھی مقابلہ لشکر کفار کے اُترے سہیل خشت انداز وغیرہ کو خبر ہوئی کہ حمزہ قلعہ آتش حصار مین قید تھے وہان سے رہا ہو کر اِدھر آئے ہین۔ سہیل خشت انداز نے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر حمزہ صاحبقران مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر جانبین مین تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر سے اشخاص ماریشانی میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے علم شاہ رومی اُسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی علم شاہ نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری علم شاہ نے تلوار اُسکی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا فوج کفار علم شاہ پر دوڑ پڑی علم شاہ نے اشخاص ماریشانی کی مشکین باندھلین اور سپارہ کے سپرد کیا اور آپ لشکر کفار پر گرا ادھر سے فوج اسلام اور حمزہ صاحبقران مع قاسم و بدیع الزمان کمک کو شاہزادہ علم شاہ رومی کے آئے کفار سے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ مین اعراض ماریشانی سے اور رشید بلند آواز سے کسامنا ہوا اعراض نے تلوار ماری رشید کی سپر کاٹ کے سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا حمزہ صاحبقران دیکھ رہے تھے تیار ہو کر چلے اعراض کو للکار رشید کو جاکے بچایا اعراض سے مقابلہ کیا اعراض نے وہی تلوار خون آلود صاحبقران کو ماری صاحبقران نے تھبکی دیکر تلوار اعراض کی چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالکر مرکب سے اُٹھا لیا سہیل خشت انداز شکست کھاکر بھاگا صاحبقران پھر کر داخل بارگاہ ہوئے اشخاص ماریشانی اور اعراض ماریشانی کو بلاکر تلقین بدین اسلام کیا اور کہا کہ لقا کو لعنت کرو وہ دونون دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوئے اور فوج کو اپنے ہرکارے بھیجکر تلاش کروا کر بلوایا وہ بھی از روئے پرستش اسلام لائے صاحبقران اشخاص اور اعراض کو ساتھ لیکر کوچ کرکے شہر ارمنوس حصار کو روانہ ہوئے بعد قطع منازل اور طے مراحل کے قریب ایک درہ کوہ کے پہونچے کہ وہ کوہ ارمنوس مشہور تھا اشخاص و اعراض نے دست ادب باندھکر خدمت مین حمزہ صاحبقران کی عرض کیا کہ جو حکم ہو تو ہم پہلے شہر ارمنوس حصار مین جائین اور مظفر ارمنوسی کو آپکے آنے کی خبر دین فرمایا اچھا جاؤ گیا مضائقہ ہے دونون کوچ کرکے ارمنوس کو روانہ ہوئے سامنے قلعہ ارمنوس حصار کے جب پہونچے دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہے گولا انداز مستعد توپون پر بیٹھے ہوئے ہین اشخاص اعراض نے کہلا بھیجا کہ ہم امیر کی خدمت سے آئے ہین یہ خبر مظفر کو ہوئی اُسنے کہا کہ دونون کو بلاؤ لوگ اندر لیگئے مظفر نے لقا کو دکھایا کہ عقابین پر چڑھا ہوا ہے بظاہر تو لقا پر بہت سے طعن و تشنیع کیے اور مظفر سے کہا تمنے خوب کیا جو اس خرس بادیۂ ضلالت کو قید کر لیا بعد اُسکے مژدہ صاحبقران کے آنے کا دیا کہ قریب آپہونچے ہین ملک مظفر نے کارگذارون کو حکم دیا کہ تمام شہر مین آئینہ بندی کرو اور سامان

دعوت وضیافت مین مصروف ہو ملازم سرکار بادشاہ ارمنوس سرگرم کاروبار آرائش ہوے دوسرے دن شخناص
واعراض نے ملک مظفر کی دعوت کی اور طعام وشراب مین بیہوشی دیکر ملک مظفر کو مع رفقا پکڑ لیا اور قید آہن مین گرفتار
کیا دونون بیٹے ملک مظفر کے ناظر ومنظور سرخ چشم شخناص واعراض کے شریک ہوگئے القصہ ملک مظفر کو قید کرکے
لقا کو عقابین چرے اُتارا اور قفس آہنی سے باہر نکلا تخت خداوندی پر بیٹھایا لقا اُسنے بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ لاؤ
ملک مظفر کو جب مظفر سامنے لقا کے آیا بطور اہل اسلام سلام کیا لقا پکارا کہ او بندۂ گستاخ تو نے اپنے خداوند سے
ایسی بیہودہ گستاخیان کین دیکھ میری خداوندی کو کہ مین نے انتقام نہین لیا وہ شخص دیر گیر ہے مگر سخت گیر ہی اور دیکھا
تو نے کہ کیا برجستہ تقدیر مین نے کی اور کیونکر قید شدید سے چھوٹا اب بہتر یہ ہو کہ مجھے سجدہ کر نہین تو بری طرح سے پیش آؤنگا
ملک مظفر پکارا کہ او گمراہ کن خلق مجکو خدا نے ہدایت کی مرحلہ کفر وضلالت سے نکالا لاکھ لاکھ لعنت ہی تجھپر اور تیرے
پرستارون پر ہزار جانین اگر ہون تو راہ اسلام مین نثار کرون یہ سنکر لقا نے حکم دیا کہ اس بندۂ گنہگار کو مارو اُسیوقت
تازیانے مظفر پر پڑنے لگے وہ ثابت قدم راہ اسلام مین کوڑے کھا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ صاحب جو میرے کلمہ کے شاہد رہنا
غرضکہ تازیانے یہانتک مارے کہ پوست پھٹ پھٹکر خون بہنے لگا اور بیہوش ہوگیا پھر قفس آہنی مین بند کرکے عقابین
پر مظفر کو چڑھا دیا اور دروازہ شہر کا بند کر دیا جو شخص کہ دین لقا پرستی پر قائم رہا اُسے تو چھوڑ دیا باقی سبکو قتل کیا بعد
اسکے ایک نامہ سہیل خشت انداز و سہیل خشت انداز کو لکھا کہ ہمنے یہان لقا کو قید سے رہا کیا اور مظفر کو اسیر کر لیا
اب تمھین لازم ہی کہ شبخون لشکر حمزہ پر مار کر ہمارے پاس چلے آؤ یہ موشک عیار لیکر روانہ ہوا بعد اُسکے ایک نامہ قبالہ
زرین کمر بادشاہ گیتخان کو بھیجا کہ ہمنے لقا کو رہا کیا ہی تم اُدھر سے آکر سہیل خشت انداز کے شریک ہوا اور شبخون لشکر
حمزہ پر مارو القصہ جب نامہ بادشاہ گیتخان کو پہونچا اُسنے اُسی وقت فضل حل مشیانی
اور طویل ابن فضل کو ساٹھ ہزار سوار سے روانہ کیا یہ دونون بعد قطع منازل قریب دہنہ شہر ارمنوس حصار کے
پہونچے اُدھر موشک عیار نے نامہ سہیل کو پہونچایا سہیل نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوا اور دو پہر رات گئے
آکر شبخون لشکر حمزہ پر مارا صاحبقران کو جب معلوم ہوا کہ کفار شبخون آکر گرے ہین بس مسلح ومکمل ہوکر بارگاہ
سے نکلے اور مع فوج ظفر موج نہایت عجلت کے ساتھ سوار ہوکر چلے کفار سے تلوار چلنے لگی صدہا کافر اہل اسلام کے
ہاتھ سے مارے گئے اور سیکڑون مسلمان بھی شہید ہوے پہر رات باقی تھی کہ بدیع الزمان سے اور فضل
گیتخانی سے مقابلہ ہوا اُسنے تلوار ماری بدیع الزمان نے روکر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر پر اُسکے پڑا زیر تنگ مرکب
جاکر بوسہ دیا علمشاہ لڑتے ہوے برابر سہیل خشت انداز کے پہونچے اُسنے خشت ماری علمشاہ نے خالی دیکر
جو تیغہ گیتیستان کا ہاتھ مارا سر کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر آیا کفار بیچ مین دوڑکے آگئے اُسکو بچا لیگئے غرضکہ لڑتے لڑتے
صبح ہوگئی اب کفار نہایت پریشان ہوے قریب تھا کہ بھاگین ناظر ومنظور سرخ چشم دونون بیٹے مظفر کے کفار
کی مدد کو آئے اور خرم زرین قبا بیٹا ملک قرتیا کو عقرب چشم لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا کفار قوی دل ہوے
وہ پریشانی دور ہوئی بجمعیت خاطر لڑنے لگے بہت سے اہل اسلام قتل ہوے لیکن صاحبقران نے سہیل
خشت انداز کو للکارا اُسنے برابر آکے خشت ماری امیر نے خشت کو ہاتھ مین روک لیا اور وہی خشت جھٹ
کر سہیل پر ماری سینے پر اُس سنگدل کے پڑی عمارت ہستی اُسکی خاک مین ملی تڑپ کر گر کر مر گیا اب صاحبقران
اور علمشاہ اور بدیع الزمان اور جہتر قران وغیرہ تلوارین مار رہے ہین مگر کفار کا بلوہ ہی اہل اسلام قلیل ہین
کفار کثیر ہین عالم ہراس مین بدرگاہ خدا دست بدعا ہوے ای پروردگار عالم ای چارہ کن بیکسان تو ہماری

مدد کیواسطے کسی کو بھیج اُسوقت ایک گرد صحرا کی طرف سے اُٹھی اور پہلوان عادی اور کرب غازی بافوج بیشمار
عین وقت پر آپہونچے کرب دلاور نے وہین سے نعرہ کیا نعرہ کرب - کرب شہسوار رمیل نامدار + نظر کردہ
شبر پروردگار + اور تلوار پکڑکر مع پہلوان عادی غیرہ کفار پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا لڑتے لڑتے برابر
انجیل بلند قامت کے پہونچے اُسنے میل فولادی مارا کرب غازی نے سپر پر روکا اور تیغہ کرینوس کا وار کیا ہانجیل
بلند قامت کے مع کرگدن چار ٹکڑے ہوئے پہلوان عادی نے فریدون کو للکارا اُسنے تیغہ مارا عادی نے
رد کرکے جو تلوار کمر پر ماری مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوا یکایک لقا بھی مع سردارون کے مدد کو لشکر کفار کی آیا ادھر
سے بادشاہ اسلام مع غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار بھی مدد کو اہل اسلام کی آپہونچے جنگ مغلوبہ ہو گئی بڑی
تلوار چلی دونون طرف سے لاکھون آدمی قتل ہوئے دن بھر لڑائی ہوا کی شام کو طبل امان پر چوب پڑی دونون لشکر
پھرے ادھر سامنے قلعہ ارسنوس حصار کے کفار کا لشکر اُترا ادھر مقابلے مین بارگاہ لقا کے بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی
امیر با توقیر مع بادشاہ اسلام وجملہ سرداران عالی مقام داخل بارگاہ ہوئے ہرکارون نے خبر دی کہ ملک منظفر کو
اشخاص بارپشانی و اعراض بارپشانی نے قید کرکے عقابین پر چڑھایا ہی امیر یہ سنکر کمال رنجیدہ ہوئے
پھر جو جو زخمی تھے اُنکے زخمون مین مرہم لگوائے دوائے بعد اُسکے دربار برخاست کیا آرام فرمایا دوسری صبح کو [illegible] شوکت بر
آکے بیٹھے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران نے حال طہماس کا پوچھا لندھور نے تمام کیفیت
ان کی کہ طہماس نے قید توڑکر اپنے بھائی کو مارا لقا نے عیار کے ہاتھ چرا کر منگوالیا تھا کہ طہماس میرے پاس رہے طہماس
لقا کے پاس نہ رہا اور وہان سے لوگون کو قتل کرکے چلا آیا اور پھر قیدی بنکر زندانخانے مین بیٹھ رہا صاحبقران
نے فرمایا کہ طہماس مرد مردانہ ہی اُسے ہمارے سامنے لاؤ اُسیوقت طہماس کو غل و زنجیر مین گرفتار سامنے صاحبقران
کے لائے طہماس نے بطریق لقا پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا صاحبقران نے باعزاز و اکرام طہماس کو
بٹھایا اور جام شراب ناب تواضع کیا طہماس نے سلام کرکے جام کو لیکر پی لیا بعد اُسکے صاحبقران نے فرمایا
ای طہماس تم دین اسلام قبول کرو اور لقا پر لعنت کرو طہماس نے کہا ای شہریار قول مردون کا ایک ہی ہوتا ہی مجکو مرنا
قبول مگر اسلام نہ لاؤنگا صاحبقران نے فرمایا ای طہماس مجکو تمھارا قتل کرنا منظور نہین میرا ہاتھ تجھ ایسے بہادر پر نہین
اُٹھتا جا مین نے تجھے رہا کیا جہان تیرا جی چاہے چلا جا پھر آہنگرون کو بلوا کر چاہا کہ قید طہماس کی دور کروائین اُسوقت
طہماس نے قید اپنی توڑکر پھینکدی اور صاحبقران کے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کی ای شہریار جبتک کہ آپکی اولاد اور
آپ زندہ ہین ہتھیار نہ باندھونگا اور فقیر بنکر کسی تکیہ پر بیٹھ رہونگا امیر با توقیر نے فرمایا تمھین اختیار ہی پھر خلعت دیکر
طہماس کو رخصت کیا طہماس نے سلام کیا اور بیشہ گلنگان کو روانہ ہوا یہ خبر لقا کو ہوئی لقا نے چاہا کہ طہماس کو بلوائیے
بختیارک نے منع کیا اور کہا یا خداوند طہماس نے حمزہ سے عہد کیا ہی کہ مین نے ترک دنیا کی اور کبھی اب ہتھیار نہ باندھونگا
جنگ وجدل سے کام نہ رکھونگا وہ ہرگز آپکے بلانے سے نہ آئیگا آپکا سخن ضایع جائیگا لقا چپ ہو رہا بعد اُسکے
بختیارک نے عرض کیا یا خداوند یہان کوئی سردار ایسا نہین معلوم ہوتا کہ سرداران حمزہ سے عہدہ برآ ہو موشک
عیار نے عرض کیا یا خداوند جو آپ تقدیر برجستہ میرے واسطے کرین تو مین سرداران حمزہ کو پکڑ لاؤن لقا نے کہا
مین نے تقدیر کی ہی تو جاکر عیاری کر اور قاسم اور بدیع الزمان کو پکڑ لا یہ کہکر موشک عیار کو لقا نے خلعت دیا
موشک اُسیوقت لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا ایک سپاہی کی شکل بنکر داخل لشکر اسلام ہوا تمام اردو کی
سیر کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی پاس آیا ایک گوشہ مین چھپکا کھڑا ہو کر دیکھا کیا اور باتین سنا کیا جب دربار برخاست ہوا [illegible]

اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے خیمون مین گئے بعد تھوڑی دیر کے قاسم و بدیع الزمان بھی بارگاہ سے نکلے موشاک اُنکے ساتھ
ساتھ چلا بدیع الزمان اپنے خیمے مین آئے قاسم اپنی خوابگاہ کو گئے موشاک پہلے قاسم کے پیچھے ہولیا قاسم سب
رفیقون کو اپنے رخصت کرکے داخل خیمہ ہوے کھانا کھاکر آرام کیا سیارہ عیار نے باہر نکل کر سب نگہبانون کو تاکید کی اور
ایک طرف کو چلا گیا موشاک عیار نے پہلے گرد خیمہ کے پھر کر دیکھا کہ تین طرف بہت ہوشیاری ہے چوتھی طرف دیکھا کہ
خیمے کا اُٹا دہرا ہے اور فراش بیٹھے ہوے شطرنج کھیل رہے ہین موشاک نے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اُڑائی کہ تمام فراش
بیہوش ہوگئے پس قنات کو چاک کرکے اندر خیمہ کے آیا دیکھا کہ دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین اور خدمتگار چپی کر رہے
ہین پروانے بیہوشی کے نکال کر شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے دھوئین سے اُنکے خاصبردار خدمتگار بیہوش ہوگئے
موشاک اندر آیا تمام روشنی گل کردی اور پلنگ کے پاس آکر چاہا کہ قاسم کو بیہوش کرے کہ قضاے کار سیارہ
آپہونچا باہر خیمہ کے دیکھا کہ تمام فراش بیہوش ہین اور قنات چاک ہے چپکے سے خیمہ کے اندر آیا دیکھا کہ ایک سیاہ پوش
قاسم کے پلنگ کے برابر بیٹھا ہے اور چاہتا ہے کہ قاسم کو بیہوش کرے سیارہ دبے پاؤن پیچھے سے آیا اور حلقہ ہاے
کمند مار کر جھٹکا دیا کہ وہ چت گرا سیارہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور مشکین باندھ لین یکایک قاسم کی آنکھ کھل گئی
پوچھا ارے کیا ہے خیمے مین اندھیرا کیسا ہے سیارہ نے کہا اے شہریار کوئی عیار آپ کے گرفتار کرنے کو آیا تھا مین نے
اُسے گرفتار کیا ہے قاسم نے کہا لاؤ ہمارے پاس سیارہ اُس اسیر دام بلا کو شہزادے کے پاس لایا قاسم نے کہا
تو کون ہے مفصل حال اپنا بیان کر دے مین تجھے چھوڑ دونگا اُسنے کہا لقا کے کہنے سے مین آپکو گرفتار کرنے آیا تھا
قاسم نے کہا اے سیارہ اس غریب کو تو چھوڑ دے اُسنے کہا بہت خوب مگر کچھ اسکو نشانی ضرور دینا چاہیے یہ کہکر
اُسکی ناک کاٹ لی اور چھوڑ دیا موشاک نکٹا ہو کر وہان سے بھاگا صبح کو لقا کے سامنے آیا اور کہا واہ خداوند
کیا خوب آپ نے تقدیر کی تھی کہ سیارہ نے ناک کاٹ کے چھوڑ دیا لقا نے کہا کہ تو خاطر جمع رکھ مین ناک تیری
درست کر دونگا لیکن تو اپنے کام سے غافل نہو یہ سنکر موشاک وہان سے بھاگا ناک کو بخیہ کروایا اور پھر لشکر اسلام کو روانہ
ہوا اور رات کو شہزادہ بدیع الزمان کے خیمہ مین آیا اور دو پہر رات گئے تمام نگہبانون اور خدمتگارون کو بیہوشی دیکر بدیع الزمان
کو بیخبر کرکے پشتارے مین باندھ کر چلا قضاے کار امیہ عیار بالا دوی کے واسطے نکلا تھا دیکھا اُسنے کہ ایک عیار
پشتارہ بدوش چلا جاتا ہے اور لشکر اسلام سے آتا ہے دل مین کہا کہ خدا جانے یہ کسے گرفتار کیے ہوے لیے جاتا ہے
اسکو لیا چاہیے آگے بڑھ کر حلقہ ہاے کمند زمین پر بچھا دیے اور آپ ایک جھنڈی مین چھپکے بیٹھ رہا موشاک
عیار جب اُس مقام پر آیا دونون پاؤن اُسکے حلقہ ہاے کمند مین پڑے امیہ نے دھڑکا لگایا موشاک تھم کر کہنے لگا
کو شیر کدھر سے نکلا بجز دھڑنے کے امیہ نے کمند کھینچی کہ موشاک گرا امیہ جست کرکے آیا اور چھاتی پر موشاک کی
چڑھ بیٹھا مشکین باندھکر پوچھا کہ سچ بتا تو کون ہے اور یہ پشتارہ کسکا ہے اُسنے کہا بحکم لقا مین بدیع الزمان کو گرفتار
کرکے لیے جاتا ہون امیہ نے بدیع الزمان کو پشتارے سے باہر نکالا اور ہوش مین لایا بدیع الزمان نے
آپکو بندھے ہوے پایا حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے امیہ نے حال بیان کیا کہ یہ عیار آپ کو پکڑ لیے جاتا تھا موشاک
اسکا نام ہے اب مین اسکو مارے ڈالتا ہون موشاک رونے لگا اور بیان کیا کل اسیطرح قاسم کے خیمہ مین گرفتار
ہوگیا تھا قاسم نے بھی مجھے چھوڑ دیا تھا بدیع الزمان نے کہا اے امیہ اسکے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا تم بھی
چھوڑ دو امیہ نے کہا بہت اچھا مگر کچھ نشانی دینا چاہیے یہ کہکر دونون کان اُسکے کاٹ کر رہا کیا موشاک بوچا
بنا ہوا بحال خراب لقا کے پاس پہونچا اور کہا یا خداوند یہ کیا آپ نے تقدیر کی تھی کہ کل ناک کٹی آج کان کٹے

لقا نے کہا کہ مین ان دنون مین بہت متردد ہون تقدیر برعکس ہوتی ہی تو جا اور اپنے کام مین معروف ہو مین اپکی
نوروز مین ناک اور کان دونون درست کردونگا موشاک چپ ہو رہا اور وہان سے چلا آیا بعد اُسکے ایک عیار
کیسکا نامہ لیے ہوے لقا کے پاس آیا سلام کیا نامہ ہاتھ مین لقا کے دیا لقا نے وہ نامہ پڑھوایا بادشاہ انا ملیہ
عاد شاہ نے لکھا تھا کہ یا خداوندا اگر آپ تاب تفا و سبب خدا پرستون کی نہین لا سکتے تو مین نے لشکر بے پایان
جمع کیا ہی اور پہلوان زبردست میرے پاس ہین آپ یہان چلے آئیے اور جو نہ آئیے تو مین نے ازرق دوندہ
کو اپکی خدمت مین بھیجا ہی جو کام مشکل ہو اُس سے لیجیے گا کہ یہ عیار بے بدل ہی زمرد شاہ نامہ پڑھکر خوش ہوا
ازرق دوندہ کو دیکھکر لقا نے کہا کہ ہو سکتا ہی تجھسے کہ جا کر عمرو کو پکڑ لا ازرق نے عرض کیا کہ اگر آپکی نظر مہربانی
ہوگی تو عمرو کیا چیز ہی حمزہ کو بھی پکڑ لاؤنگا اور مین نے بڑے بڑے عیارون کو زیر و زبر کیا ہی اُس ساربان زادے
کی کیا حقیقت بختیارک نے کہا ای ازرق عمرو بلاے بے درمان آفت جہان ہی جب سامنا ہوگا تو معلوم ہو جائیگا
ازرق بولا کہ لاف جی زیادہ گوئی سے کیا حاصل جب ہم کوئی کام کرینگے تو دیکھ لینا یہ کہکر روانہ ہوا لشکر اسلام کو چیلا
یہان حمزہ صاحبقران نے دبیر کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ لکھو ناظر و منظور سرخ چشم کو کہ کسواسطے تمنے اپنے باپ کو
قید کیا ہی جلد رہا کرو اور لقا ہمارا چور ہی اُسکو باندھکر ہمارے پاس لے آؤ اور دین اسلام قبول کرو اور جو حکم کے
خلاف کیا تو اسطرح مارونگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر رووینگے اور مجکو رحم نہ آئیگا دبیر نامہ
اس مضمون کا لکھکر لایا صاحبقران نے فرمایا کہ ہی کوئی ایسا بہادر جو اس نامہ کو لیکر جاے اور جواب باصواب
لائے یہ سنکر حارث بن سعد اپنے دنگل پر سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سامنے امیر کے آکر سلام کیا اور یون عرض کیا
ہوا کہ غلام اس خدمت کو بجا لائیگا جتنے سردار ہین سب نے کار نمایان کیے ہین غلام سے کوئی کام ابتک وقوع
مین نہین آیا صاحبقران نے فرمایا کہ ذرا نامے کو ذلیل نہ ہونے دینا اور پھر تمام شرطیں نامہ بری کی بیان کردین
اور خلعت دیکر رخصت کیا حارث بن سعد چالیس ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر راہی ہوا بعد اُسکے عمرو کو
صاحبقران نے پانچ ہزار روپیہ دے کر بطور ایلچی خفیہ نویسی کے واسطے روانہ کیا عمرو ایک خدمتگار کی
صورت بنکر ساتھ حارث کے عقب مین ہو لیا حارث داخل لشکر کفار ہوا علم بدعت جو افراشتہ تھے جہان
جونشان دیکھا گروا دیا اسی طرح دربارگاہ پر پہونچا اور کوڑے کھلوا کر جتنے پیادے اور سوار تھے سبکو ہٹوا دیا
میدان صاف کروا کر وہان اپنی فوج کو قائم کیا اور آپ تنہا اندر بارگاہ کے چلا دربارگاہ پر بختیارک نے قتال
ارمنوسی کو بٹھایا تھا کہ ایلچی آئے تو اُسے تھوڑی دیر دروازے پر کھڑا رکھنا قتال نے حارث کو آتے دیکھکر کہا
ای عزیز کھڑا رہ کسی جانے والے سے خبر تیری کہلا بھیجی جائیگی جب طلب تیری وہان ہوگی اُسوقت جانا حارث نے
پکارا کہ تو خود اُٹھکر خبر کر آ اُسنے کہا کہ مین اپنے عہدے پر بیٹھا ہون مین کیونکر جاؤن حارث نے کہا تو مین ٹھہرونگا
نہین بے تکلف چلا جاؤنگا حارث یہ کہکر چلا کہ قتال ارمنوسی نے اُٹھکر ہاتھ کمر مین ڈالدیا حارث نے
اُسکو ایک طمانچہ مارا کہ وہ تیورا کر گرا اور تڑپ کر مر گیا کسی نے اندر بارگاہ کے جاکر یہ خبر سنائی بختیارک تادھنا
تادھنا ناچنے لگا اور پکارا کہ مرگ تو مبارک باشد یہ ایلچی کی آمد ہی یہ صفائیان اُسی کی معلوم ہوتی ہین ناظر
و منظور نے پوچھا کہ ارے کون مارا گیا بختیارک نے کہا قتال ارمنوسی قتل ہوا اُسنے ایلچی کو روکا ہوگا جو
مارا گیا یہ ذکر تھا کہ حارث بن سعد اندر بارگاہ کے آیا بطریق اسلام سلام کیا جواب سلام کسی نے
نہ دیا بدلے جواب سلام کے کفار مانند مار کوفتہ بل کھانے لگے حارث نے جو دیکھا کہ کسی نے بات بھی نہ پوچھی

اور جگہ بیٹھنے کی بھی نہ دی کہا او بے حیا تو نمادہ بالکل آدمیت نہیں ہے جو کوئی اگلے پاس آتا ہے اُس سے یونہیں پیش آتے ہیں
مجاز جگہ دو کہ بیٹھ کر جواب و سوال کروں بختیارک بولا کہ پیر و مرشد یہاں جگہ بیٹھنے کی آنے والا آپ کر لیتا ہے حارث
یہ سنکر ادھر اُدھر کو دیکھنے لگا قریب تخت ناظر و منظور کے اعراض مار پیشانی بیٹھا تھا اسکے پاس جا کر کہا کہ تو ایک
لمحہ بھر کو ہٹ جا اور جگہ اپنی مجھے دے کہ میں بیٹھ کر دو باتیں کروں اُسنے کہا او طفل بیخبر دان سب میں مجھی کو
سب سے زیادہ ذلیل و حقیر سمجھا ہے جو دربار سے اُٹھائے دیتا ہے اور کسی طرف کو جا کر بیٹھ میں ہرگز نہ اُٹھونگا حارث
نے کہا میں بزور تجکو اُٹھا دونگا یہ کہکر ہاتھ بڑھا کر دنگل سے اُسے کھینچ لیا اُسنے لنگر مارا کہ چاروں پائے دنگل کے زمین میں نیم
غرق ہو گئے حارث نے ہاتھ کمر میں ڈال کر جھٹکا دیا کہ مع دنگل وہ دور جا پڑا گرد مذلت چہرہ پر ملتا اُٹھا اور تلوار میان سے
کھینچکر دوڑا اور قریب آکر ایک ہاتھ تلوار کا حارث کو مارا حارث نے تلوار اُسکی روک کر جو تلوار ماری اعراض مار پیشانی
کے دو ٹکڑے ہو گئے حارث آکر اُسکے دنگل پر بیٹھا سب سے آنکھ ملائی کسی نے آنکھ اُسکے سامنے نہ کی حارث نے کہا کہ
منیم نامہ دار صاحب وقار ہوں ناظر نے کہا کہ لا نامہ کسکا لایا ہے حارث نے کہا یہ نامہ ہے شہنشاہ گیتی پناہ خواتین سجدہ گاہ و فلک
مرتبت و عالیمقام بادشاہ اسلام کا پہلے شرطیں اسکی ادا کرے تو تجکو نامہ ملیگا اُسنے پوچھا کیا شرطیں ہیں حارث نے
کہا اول زر نثار کرنا ناظر پکارا لاؤ کشتیاں اُسی وقت اکیس کشتیاں زر و جواہر کی نثار کی گئیں مگر ایک حبہ کسی کے ہاتھ
نہ لگا سب خواجہ عمرو نے جال الیاسی میں کھینچ کر نذر زنبیل کیا بعد اُسکے حارث پکارا کہ سات قدم استقبال کر نامہ کا اور تین
تسلیمیں بجالا ناظر نے بختیارک سے آنکھ ملائی کہ تو کیا کہتا ہے وہ چاہتا تھا کہ منع کرے کہ کسی نے پیچھے سے دھول ماری کہ وہ
گھبرے وار پگڑی سر سے گود میں آرہی بختیارک سمجھا کہ مرشد کامل بھی یہاں موجود ہیں بختیارک نے کہا اے ناظر سرخ چشم خداوند نے
حمزہ کے نامہ کا استقبال کیا اور تعظیم دی تم بھی استقبال کر کے تعظیم کرو کچھ عیب نہیں ناظر نے اُٹھ کر سات قدم استقبال کیا
اور تین سلام کر کے دونوں ہاتھ پھیلائے اور کہا کہ لا نامہ حارث نے نامہ سر سے کھول کر حوالے کیا کہا خبردار اس پر جبیں
کاغذ پر غصہ نہ کرنا میرا سر اسکے ساتھ ہے ناظر نے نامہ لیکر دبیر کو دیا دبیر نے بآواز بلند پڑھا کہ مضمون سے نامہ کے تمام کافر مطلع
ہوئے منظور سرخ چشم نے کہا کہ حمزہ الیاز بردست ہے کہ تمام عالم کو زیر کریگا معلوم ہوا کہ اب دولت کا زوال
قریب پہونچا جلد آل ابراہیم تباہ ہو گی حارث نے جو یہ سخن سنا نعرہ کیا کہ او گبر نا ہنجار تو شاید اولاد منظور ارمنوسی
کی نہیں ہے نام حضرت ابراہیم کا بے ادبانہ زبان پر لاتا ہے تیری زبان جل جائیگی ہر شر کا کہ گدی سے زبان کھینچ لوں
منظور یہ کلمہ سنکر آگ ہو گیا اور پکارا او پسر اعرابی تجھے اپنی شجاعت کا بڑا گھمنڈ ہے یہ کہکر منظور سرخ چشم نے تلوار
کھینچکر ماری حارث نے سپر سے تلوار اُسکی روک کے ایک ہاتھ تلوار کا جو مارا برابر سے دو ٹکڑے ہوئے پھر تو تمام اہل بارگاہ
اُٹھ کھڑے ہوئے چار طرف سے غل ہوا اسے مارلو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تلوار چلنے لگی قاتل بن قتال نے پہلو پر
آکر تلوار ماری حارث نے پشت تیغ پر روک کر ہاتھ مارا سر پر پڑا زیر ناف کاٹ کر نکل گیا یاقوت شاہ حارث پر
حملہ آور ہوا حارث نے وار اُسکا روک کر تلوار ماری سپر کو قلم کر کے سر پر پڑی تا دو ابرو اُتر گئی یاقوت شاہ زخمی ہو کر
پیچھے ہٹ گیا فضل زحل پیشانی جو مقابل ہوا حارث نے اُسے بھی دو ٹکڑے کیا ہرمز پکارا ای نبیرۂ سجادہ مکہ
کیوں تیری شامت آئی ہے حارث نے للکارا او گبر بچے تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ مجھسے بات کرتا ہے ہرمز نے کہا کہ دادا
تیرا میرے باپ کی بدولت بادشاہ ہوا اور تو مجھسے برابری کرتا ہے یہ کہکر خنجر مارا حارث نے خنجر اُسکا روک کر تلوار ماری
کہ ہرمز زخمی ہوا لوگ اُسے بچا لیگئے حارث تلواریں مارتا ہوا چلا تھا کہ لقا نے کہا یہ اندر سے نہ جانے پائے
چار طرف سے کافروں کا ہجوم ہوا حارث کی شمشیر خونچکان مثل برق کے چمک چمک کر کافروں پر گر رہی ہے

لاش پر لاش کا انبار ہی دریاے خون بہرہا ہی کفار کو قتل کرتا ہوا تلوارین مارتا ہوا مع اپنے لوگون کے صاف نکلا ہوا
چلا گیا گو ہمراہیان حارث اہل اسلام بہت شہید ہوے ادہر عمرو نے جاکر صاحبقران کو خبر دی کہ حارث
ایلچی گری کیے ہوے آتا ہی اور ایسی ایلچی گری کی ہی کہ دوسرے سے نہ ہو سکیگی صاحبقران نے فرمایا کہ تمام سردار
استقبال کو حارث کے جائین سب سردار روانہ ہوے ادہر حارث تنہا مرکب کو اڑاے چلا آتا تھا خون مین
از سرتا پا تر پیاس کا غلبہ شمشیر برہنہ ہاتھ مین قضاے کار ازرق عیار ایک سقاے مشکدار کی صورت بنا ہوا ساتھ تھا اسنے
پانی آغشتہ بدارو بیہوشی حارث کو پلایا حارث بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرا ازرق حارث کا پشتارا باندھ کے
روانہ ہوا خدمت مین لقا کی لایا لقا نے حکم دیا اس پسر حمزہ کو جلد قید کرو آہنگر آگئے اور غل و زنجیر مین گرفتار کیا بعد اسکے
فتیلہ رفع بیہوشی دیا حارث کو ہوش آیا معلوم ہوا کہ کوئی عیار پکڑ لایا ہی اٹھ کر بطریق اسلام سلام کیا کفار پکارے
او پسر حمزہ سامنے خداوند لقا کے خداے نادیدہ کا نام لیتا ہی لقا نے کہا اے حارث اگر تو اپنی زیست
چاہتا ہی تو مجھے سجدہ کر حارث پکارا او گبر نا ہنجار تو ہمارے ہاتھ سے ملک بملک بھاگتا پھرتا ہی اور پھر دعوی خدائی
کرتا ہی کور کر و لعنت ہی تجھپر اور تیرے پرستارون پر لقا نے یہ کلام سنکر حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو اسے قتل کرنا چاہیے
سہیل خشت انداز نے کہا کہ یا خداوند عادل شاہ اسکے دیکھنے کا بہت مشتاق ہی مجھسے کہدیا تھا کہ اگر کوئی خداپرست ہاتھ
لگجاے تو میرے پاس بھیجدینا اگر حکم ہو تو مین اسے ملک اناطیہ کو بھیجدون لقا پکارا کہ مین نے بھی یہی تقدیر کی ہے
بختیارک نے کہا اے سہیل اسیوقت حارث کو اراہے پر ڈال کر دوپہر رات گئے روانہ ہوا ادہر امیر کو جو خبر ہوئی
کہ حارث پیلا آتا تھا اثناے راہ سے غائب ہو گیا خواجہ عمرو سے فرمایا کہ جلد دریافت کرو عمرو نے جاسوسون کو
بھیجکر دریافت کرایا معلوم ہوا کہ ازرق عیار اسے پکڑ لیگیا ہی عمرو نے صبح کو صاحبقران سے حال بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ ہی کوئی بہادر ایسا کہ جاکر حارث کو چھڑا لاوے یہ سنتے ہی شاہزادہ بدیع الزمان اپنے
دنگل پر سے اٹھا اور عرض کیا کہ غلام جاکر چھڑا لائیگا صاحبقران نے فرمایا جاؤ کیا مضائقہ ہی اسی وقت بدیع الزمان
روانہ ہوے اور بارگاہ لقا مین آئے تمام کفار بیٹھے ہوے تھے کہ بدیع الزمان نے نعرہ کیا۔ نعرہ بدیع الزمان
بدیع الزمانم کہ در روز کین * تو انم زدن آسمان بر زمین + اے کافران دغا پیشہ تمنے حارث کو گرفتار کیا ہی
مین رہا کرنے کو آیا ہون اگر تمنے حارث کو میرے حوالہ کردیا تو بہتر ورنہ بزور شمشیر تمسے لونگا جم زرین قبا
مقاتل کیخانی و سالم ارسنوسی وغیرہ بیٹھے ہوے تھے پکارے کہ اے خداپرست حارث یہان کہان مجھے
خداوند لقا نے ملک اناطیہ کو بھیجدیا بدیع الزمان نے کہا کہ مین اسکے عوض مین لقا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا
قاہر آہن پوش پکارا کہ او خداپرست کیا مجال تیری کہ خداوند کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے شہزادہ بدیع الزمان
تلوار پکڑ کر اسپر جھپٹا اور کہا کہ او کافر پہلے تجکو سزا دونگا قاہر آہن پوش نے تلوار بدیع الزمان کو ماری بدیع الزمان
نے سپر پر روک کے جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے ہرماس ارسنوسی نے برابر بدیع الزمان
کے آکر تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کے اسکو بھی ہاتھ تلوار کا مارا سر پر تا زیر تنگ مرکب
نکل کر بوسہ دیا مقاتل کیخانی بھی دوڑ کر آیا اسنے ساطور مارا بدیع الزمان نے ضرب اسکی رد کرکے جو تیغہ
جوالہ کو جلوہ دیا بالاے سر جھکا سپر کو کاٹ کے تا دو ابرو اتر گیا مقاتل نے دستانہ مارا تیغہ نکل گیا خون اسقدر بہا
کہ غش آنے لگا لوگ اسکو بچا لیگئے یکایک بدیع الزمان ہرمز کے پاس آیا ہرمز نے تلوار ماری بدیع الزمان
نے تلوار اسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور باندھ کر امیہ کو دیا کہا کہ اسے صاحبقران کے پاس پہنچاؤ اور

دیو لڑنے لگا کفار چار طرف سے گھیرے تھے کوئی صورت مفر کی نہ تھی کہ شہزادہ قاسم بھی پہونچا اور نعرہ کر کے
لشکر کفار پر گرا اب قاسم و بدیع الزمان دونوں لڑنے لگے ہزارہا کافر جہنم واصل ہوے نہایت عاجز و پریشان
تھے کہ یکایک ایک پنجہ آسمان سے گرا اور بدیع الزمان کو اٹھا لیگیا قاسم لڑتے ہوئے تلواریں مارتے ہوئے صاف
نکلے ہوئے چلے آئے ادھر امیر ہرمز کو لیے ہوئے خدمت صاحبقران میں پہونچا صاحبقران ہرمز سے بہ تکریم پیش آئے اور
تلقین بدین اسلام کی ہرمز از روے ترس اسلام لایا ہرمز کو صاحبقران نے خلعت دیا اور زیر دست بادشاہ اسلام کے
بٹھایا بعد اسکے حال حارث کا پوچھا ہرمز نے کہا کہ اُسے سہیل خشت انداز شہر اناطلیہ کو لیگیا اُسوقت صاحبقران نے فرمایا
کہ کوئی ایسا بہادر ہی کہ شہر اناطلیہ میں جاے اور حارث کو چھڑا لائے شہزادہ خاور سیاہ اپنے دنگل پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض
کیا کہ اگر حکم ہو تو میں جا کر حارث کو چھڑا لاؤں اور بدیع الزمان کو جو بلاے آسمانی لیگئی ہی اُسکی بھی تلاش کرونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم دونوں میری آنکھیں ہو اور نور بصر ہو بدیع الزمان اور حارث غائب ہوگئے تم تو میرے
سامنے رہو عرض کیا کہ بغیر شاہزادہ بدیع الزمان کے مجھکو ایک دم قرار و آرام نہ ہوگا جسطرح ہو حضور رخصت فرمائیں تجویز کی
صاحبقران نے فرمایا بخیر جاؤ خدا تمہارا حافظ و نگہبان ہی قاسم سیارہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا مگر ادھر فرامرز نے لقا سے
کہا کہ ہرمز تمہارا پرستوں میں گرفتار ہی کسی طرح یہاں آ نہیں سکتا لقا نے کہا ای ازرق تو جاکے ہرمز کو لشکر اسلام سے لا
ازرق نے عرض کیا میں جاتا ہوں لقا نے خلعت دیا ازرق روانہ ہوا صورت بدل کر داخل لشکر اہل اسلام ہوا ہر جگہ
تلاش کیا کہیں ہرمز کا خیمہ نہ پایا اسکا یہ سبب تھا کہ امیر ہرمز کو اپنے پاس رکھتے تھے اور کہہ چکے تھے کہ بعد لقا کے
قتل کرنے کے تمام لشکر کا ہرمز کو بادشاہ کرونگا غرضکہ ازرق نے ہرمز کا پتا نہ پایا حیران پھرتا ہوا شیرویہ کے خیمہ کے برابر
آیا اور بصورت عیاران لشکر اسلام بنکر لوگوں میں شیرویہ کے آبیٹھا معلوم ہوا کہ یہ بیٹا حمزہ کا ہی غرض سب نگہبانوں وغیرہ
کو بیہوش کر کے خیمہ میں آیا شیرویہ کو بھی بیہوش کیا اور پشتارہ باندھکے نکلا ادھر موشاک عیار علمشاہ کے خیمے میں پہونچا
سب کو بیہوش کر کے علمشاہ کے پاس آیا آنکھ علمشاہ کی کھل گئی نعرہ کیا کہ کون ہی موشاک قنات کو پھاڑ کر چلا تھا کہ ادھر
سے مہتر قران آتا تھا آواز نعرہ علمشاہ کی جو سنی اور ایک سیاہ پوش کو آتے دیکھا قران دوڑا موشاک سے تیغ و خنجر مار قران نے
نالی دیکر جافہ ہاے کمند مار کر اُسے گرفتار کیا اور پوچھا سچ کہہ تو کون ہی اُسنے کہا میں موشاک ہوں ازرق عیار کے ساتھ آیا تھا
وہ شیرویہ کو گرفتار کر کے لیگیا میں علمشاہ کے خیمہ میں گیا تھا علمشاہ کی آنکھ کھل گئی وہاں سے بھاگا آخرکار تیرے دام میں آیا
مہتر قران نے اُسے تو باندھ کر دریں ڈالدیا اور آپ شیرویہ کی تلاش میں روانہ ہوا قضا کار سوس عیار بھی لشکر اسلام
میں آیا تھا اُسنے دیکھا کہ موشاک بندھا ہوا پڑا ہی اُسی طرح اُسکو اٹھا کر لیگیا لیکن ازرق نے شیرویہ کو اپنے شاگرد کے حوالے
کیا تھا کہ تو اُسے ملک شمالیہ میں لیجا کسواسطے کہ اگر ملک اناطلیہ کو لیجائیگا تو قاسم حارج ہوگا غرضکہ ازرق کا شاگرد شیرویہ کو
لیکر شمالیہ کیطرف چلا اور ازرق پھر لشکر اسلام میں آیا لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہی سہیل خشت انداز کا کہ یہ حارث
کو لیے ہوئے خدمت میں عادل شاہ کی پہونچا عادل شاہ نے حارث کو اپنے سامنے بلایا حارث نے بطریق اہل اسلام
سلام کیا عادل شاہ نے کہا ای حارث باتو لقا پرستی تو قبول کر ورنہ آمادہ مرگ ہو حارث پکارا لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا پر اور اسکے
پرستاروں پر عادل شاہ نے یہ سنکر نہایت برہمی کی اور غصہ ہو کے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے جو نہیں جلاد کو بلانے
چلا تھا کہ وزیر نے عادل شاہ سے کہا کہ اسکا ابھی قتل کرنا مناسب نہیں ہی کسواسطے کہ یہ پسر حمزہ ہی اور حمزہ وہ بلا ہی کہ درندہ
آفت جہان ہی کہ جسکے ہاتھ سے لقا شہر شہر بھاگا پھرتا ہی ہاں اگر حمزہ گرفتار ہو تو اسکے قتل کرنے میں مضائقہ نہیں بالفعل
ابھی اسے قید رکھیے تو بہتر عادل شاہ کو راے وزیر کی پسند آئی اور حارث کو زندانخانے میں بھیجدیا جسوقت حارث کو

زندانخانے کی طرف روانہ کیا ہی بیٹی عادل شاہ کی ملکہ طرفہ بانو بھی قصر پر بیٹھی ہوئی تھی حارث کو جو دیکھا تیر عشق کا
جگر کے پار ہو گیا دل سینے مین بیقرار ہو گیا دایہ سے کہا مین اس جوان پر عاشق ہوئی ہون کوئی تدبیر اسکے وصل کی نکال
دایہ بولی کہ بیٹا تو خدا پرست پر مائل ہوتی ہی اگر تیرا باپ سنیگا تو بُری طرح پیش آئیگا ملکہ تو چپ ہوئی دایہ نے عادل شاہ سے
کہا کہ اس قیدی کا یہان رکھنا مناسب نہین کہ زندانخانے سے اور محل سے قربت ہی ایسا نہو کہ تیرے ناموس مین خلل آئے
عادل شاہ اُسیوقت گھر مین آیا اور ملکہ طرفہ بانو سے کہا کہ آج سے تم قصر پر نہ بیٹھنا ملکہ سنکے چپ ہو رہی عادل شاہ نے قید
حارث کی قلعہ افلاک مین عظیم کوہ بازو کے پاس بھیجدی کہا کہ اسکو حفاظت سے رکھنا مگر طرفہ بانو کو جو خبر ہوئی کہ اُس خدا پرست
کو قلعہ افلاک مین بھیجدیا حالت متغیر ہوئی دایہ کو تو دشمن جانتی تھی اپنے پاس سے نکالدیا اور آپ عشق حارث مین بیمار ہو گئی
حکیمون نے بادشاہ سے کہا کہ ملکہ کو خفقان ہی سیر باغ دلکش کرائیے عادل شاہ نے ملکہ طرفہ بانو سے کہا کہ تم باغ کی سیر کو جایا کرو
طرفہ بانو سوار ہو کر بفراغت تمام باغ مین سیر کو آئی دو تین روز وہان رہی ایک دن اپنی انیسون جلیسون کو پوشاک زرد پہنائی
اور زر و جواہر دیا اور حال اپنے عشق کا بیان کیا کہا کہ مین کچھ بیمار نہین ہون فقط عارضہ عشق جوش خدا پرست ہے اُن
سہیلیون نے کہا حضور ہم سب موجود ہین ملکہ اُسیوقت سوار ہو کر قلعہ افلاک کو روانہ ہوئی جب وہان پہونچی عظیم کوہ بازو
کو خبر ہوئی کہ ملکہ طرفہ بانو آتی ہی قلعہ سے باہر نکل کر آیا ملکہ کو استقبال کرکے لیگیا پوچھا آپ یہان کیون تشریف لائی ہین کہا
فوج اسلام شہر پر آتی ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑے مجکو پدر بزرگوار نے یہان بھیجدیا عظیم نے کہا کہ ملکہ تم میرے سر کے
ساتھ ہو کوئی اندیشہ نکرنا اور ملکہ کو لاکر محلسرا مین اُتارا ایک روز کا ذکر ہی کہ ملکہ سوار ہو کر حارث کے دیکھنے کو زندانخانہ
مین آئی موکلان زندان کو وہان سے ہٹا دیا اور کہا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید اس جوان کی دور کرین حارث نے جو دیکھا
کہ ایک نازنین تیرے رہا کرنے کو آئی ہی سمجھا کہ یہ بیشک میری شیدا ہی اُسیوقت قید آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور
ملکہ سے پوچھا ای نازنین تو کون ہی اور کیون مجھے رہا کرتی ہی اپنے حال سے مطلع کر ملکہ نے کہا مین بیٹی عادل شاہ کی
ہون اور تیرے عشق مین آوارہ ہو کر یہان آئی اور کچھ پاس رسوائی نہ کیا اب تیرا دامن ہی اور میرا ہاتھ ہی حارث نے کہا ای
نازنین یہ بندہ دو جہان بھی تیرے ہمراہ ہی ملکہ حارث کو اپنے ساتھ لیکر داخل محل ہوئی اور صحبت عیش آراستہ کرکے مصروف
بوس و کنار ہوئی یہ خبر عظیم کو ہوئی کہ ملکہ قیدی کو بادشاہ کے رہا کر لیگئی اور اسکے ساتھ مصروف عیش ہی عظیم کوہ بازو کہ
کوتوال شہر تھا اُسیوقت بارہ سو پیادے لیکر آیا اور محل کو گھیر لیا اور خود درانہ محل کے اندر چلا گیا اور نعرہ کیا کہ ای ننگ
خاندان معلوم ہوا کہ تو اس خدا پرست کے عشق مین یہان آئی تھی پہلے تو اس خدا پرست کو مار دونگا اور پھر تجھے قید کرکے
بادشاہ کے پاس بھیجدونگا یہ کہکر تلوار کھینچی اور جھپٹ کر حارث کو ہاتھ مارا حارث نے اٹھ کے پھینکی دی اور تلوار اُسکی
چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور پکارا کہ ہی شرط تجھے مارون کہ نقش زمین ہو جائے اب بہتر یہ ہے کہ
دین اسلام قبول کر عظیم کوہ بازو کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا حارث نے اُسے چھوڑ دیا وہ قدمون پر گرا اور کہا
کہ آپ ملکہ کے ساتھ عیش کیجیے مین شہر کا بندوبست کرتا ہون یہ کہکر وہان سے باہر آیا تمام رؤسائے شہر اور افسران
فوج کو بلا کر کہا کہ صاحبو مین نے پسر حمزہ کی اطاعت کی اسلام لایا جسے شہر مین رہنا ہو دین اسلام قبول کرلے نہین تو شہر
سے نکل جائے القصہ تمام شہر مسلمان ہوا بانگ صلوٰۃ چارطرف سے بلند ہوئی لیکن طوفان زرد چشم کہ داماد ہی عادل شاہ
کا طرفہ بانو ہی کے ساتھ منسوب ہی اُسنے سُنا کہ ملکہ طرفہ بانو نبیرہ حمزہ کے تصرف خدمت مین آئی اور قلعہ افلاک مین موجود ہی کہا مین جاکر
اُس سے مقابلہ کرونگا اور چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر قلعہ افلاک پر آیا خبر طرفہ بانو کو ہوئی حارث نے کہا مین جاکر اس سے مقابلہ
کرونگا طرفہ بانو نے کہا ای شہریار مین اُسے قلعہ مین بلاتی ہون جب وہ یہان آجائے آپ اُسے قتل کیجیے گا جب وہ آگیا تو

فوج بے سردار کے شکست کھا کر بھاگ جائیگی اور اگر قلعے سے باہر جا کر لڑیگا تو خدا جانے کیسی اُفتاد پڑیگی حارث نے
کہا اچھا کیا مضائقہ ہے طرفہ بانو نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے طوفان حارث نے عظیم کو گرفتار کر کے مسلمان کیا اور
مین حارث سے نفرت کیے ہون مگر بمجبوری اُسکی اطاعت کی ہے لہذا تم قلعے پر چڑھ آؤ مین دروازہ قلعے کا کھلوا کے دیتی ہون
تم اگر نبیرہ حمزہ کو قتل کرو اور مجکو یہان سے لیجاؤ القصہ یہ نامہ جب طوفان کو پہونچا مضمون سے آگاہ ہوا طرفہ بانو
پر تو مائل تھا نہایت خوش ہوا اور تین ہزار سوار اپنے ساتھ لیکر رات کو دروازہ قلعہ پر آیا یہان طرفہ بانو نے دروازہ قلعہ
کھلوا دیا تھا اور لوگ اپنے تیار کر رکھے تھے جیسے طوفان داخل قلعہ ہوا نعرہ کیا اے نبیرہ حمزہ اگر تجھے دعویٰ بہادری کا
ہو تو نکل کر سامنا کر حارث مسلح و مکمل ہو کر نکلا اور للکارا او گبر نابکار آیا مین یہ کہکر سامنے آیا یوسف زند و پوش بھائی
طوفان کا للکار کر دوڑا اور برابر آ کے تلوار ماری حارث نے تلوار اُسکی رد کر کے ہاتھ تیغہ کا یوسف زرد پوش کو
مارا سر پر پڑا زیر تنگ فرس جا کر پیوستہ ہوا طوفان یہ دیکھ کر ہائے بھائی کہتا ہوا دوڑا اور تیغے کا وار کیا حارث نے
پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو قلم کر کے سر پر طوفان کے تلوار پڑی تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا دستانہ
مارا تلوار تو سر سے نکل گئی دریا خون کا سر سے بہنے لگا سامنے سے حارث کے بھاگا حارث نے اُسکا تعاقب کیا اور بزور
شمشیر اُسکی فوج کو قلعے سے نکالدیا فوج طوفان شکست کھا کر طوفان کو لیکر کوہ اقوال کیطرف بھاگی حارث کے
ساتھ والے تمام مال و اسباب طوفان کا لوٹ کر پھرے حارث پھر ملکہ کے ساتھ عیش مین مصروف ہوا لیکن عطیان
کوہ پیکر سرحد باختر سے نقاکی مدد کو جاتا تھا جب حوالی قلعہ افلاکیہ مین پہونچا ہرکارون نے خبر دی کہ نبیرہ حمزہ حارث
بن سعد نے قلعہ افلاکیہ اپنے قبضے مین کر لیا ہے اور عظیم کوہ بازو بھی مسلمان ہوا ہے اور ملک عادل شاہ کی
تحت و تصرف مین ہے اور طوفان بھی شکست کھا کر بھاگ گیا یہ خبر سنکر عطیان نے کہا کہ پہلے اس خدا پرست کو
مار ڈالونگا پھر آگے جاؤنگا اور پچاس ہزار سے آ کر سامنے قلعے کے اُترا حارث نے جو خبر غطیان کوہ پیکر کے آنے کی سنی
بارہ ہزار سوار لیکر قلعے کے باہر آئے ہر چند طرفہ بانو نے کہا کہ صاحب قلعہ بند کر کے لڑو حارث نے نہ مانا غطیان نے
جو سنا کہ نبیرہ حمزہ مقابلے کو آتا ہے نشہ غرور مین طبل جنگ بجوایا لشکر حارث مین بھی نقارہ رزمی نوازش تین ایام تک
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صف آرائی میدان جدال غطیان میدان مین آیا مبارز
طلب کیا ادھر سے حارث اُسکے مقابلے کو نکلا بعد تگا ور زنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی نیزہ اُسکا حارث نے ہوائی کیا
غطیان نے غصہ مین آ کر تلوار ماری حارث نے تلوار اُسکی رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو قلم کر کے تلوار سر پر پڑی
تا دو ابرو اُتر گئی غطیان نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی زخم سر بند ہو کر پھر تیغہ مارا حارث نے پھر وار اُسکا روک کر تلوار
کا وار کیا پھر تلوار سر پر پڑی اور زیر تنگ مرکب نکل گئی غطیان دو ٹکڑے ہو کر گرا اتنے مین تمتاج سرخ شلیث کوہ
شمالیہ تک پہونچا ساٹھ ہزار سوار اُسکے ساتھ تھے اور پھر براق خونخوار پچاس ہزار سوار سے آیا پھر اشکش خونریز
اور سماغ بلند آواز ستر ہزار سے آیا پھر عادل شاہ لاکھ سوار سے پہونچا تلوار چلنے لگی کفار قتل ہونے لگے مگر کفار کا
ہجوم بہت ہوا حارث لڑتے لڑتے تھک گیا ہے یکایک قلعے سے ایک ایک نقابدار بادلہ پوش چار سو نقابدار سے
نکلا اور کفار پر آ گرا ایک ایک کو چن چن کے قتل کرنے لگا ناگاہ نقابدار سے اور براق خونریز سے سامنا ہوا
براق نے تلوار ماری نقابدار نے خالی دے کر جو ہاتھ تلوار کا مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے دن بھر لڑائی ہوئی
شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر حارث و نقابدار کے داخل خیمہ ہوئے حارث نے نقابدار سے کہا کہ نقاب رخ
سے ہٹاؤ چہرہ دکھاؤ اُسنے نقاب جو منہ پر سے اُلٹی حارث نے دیکھا کہ ملکہ طرفہ بانو ہے حارث بہت خفا ہوئے

کہ تم کیون لڑتے کو آئین عورتون پر جہاد حرام ہی اُسنے کہا کہ مین برج پر قلعے کے تماشا دیکھ رہی تھی تمکو نرغہ کفار مین
دیکھکر تاب نرہی جارت نے کہا اب خبردار ایسی حرکت دکرنا پھر ملکہ کو اندر قلعے کے بھیجدیا اور افسران فوج کو بلا کر
دلاسا دیا کہ تم نہ گھبراؤ اگرچہ فوج کفار زیادہ ہی خدا حامی و مددگار ہی انشاء اللہ تعالے ایک ایک کو مارونگا ادہر
عادل شاہ زخمیون کے علاج مین معروف ہوا

دو کلمے داستان جرائت نشان شہزادہ بدیع الزمان کے بیان سے کیے جاتے ہین

ترجمان دفتر دلکشائی و محرران عبارت خوش آرائی اس داستان رنگین بیان کو بعد حسن قلم تحریر کرتے ہین
کہ جب شہزادہ بدیع الزمان کو تخت اُٹھا لیگیا شہزادہ بیہوش ہوگیا جب آنکھ کھلی اور ہوش آیا بدیع الزمان نے پوچھا
تو کون ہی اور مجھکو کہان لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ مجھے دیو شبرنگ کہتے ہین بادشاہ عظلی آباد نے تمکو بلایا ہی الغرض دیو
شبرنگ نے لاکر بدیع الزمان کو بارگاہ مین مالک بن زردہشت کے اُتارا بدیع الزمان نے دیکھا کہ ایک جادوگر
زشت رو کریہ منظر تخت پر بیٹھا ہی گرد اُسکے بہت سے جادوگر مہیب صورت شتر سر و فیل سر و پلنگ سر بیٹھے ہین بدیع الزمان
نے بطریق اسلام سلام کیا مالک بن زردہشت نہایت برہم ہوا کہا اسے لیجاؤ سامنے تابوت زردہشت کے دیو شبرنگ
بدیع الزمان کو وہان لایا جہان تابوت زردہشت تھا دیکھا کہ ایک صندوق بروے ہوا قائم ہی اور دو جنور دونون
طرف بل رہے ہین اور کوئی جنور کا ہلانے والا نہین معلوم ہوتا اور سامنے اُسکے ایک تالاب ہی کہ آب شفاف سے بھرا ہی
اور جوڑا زاغ کلان کا کنارے تالاب کے بیٹھا ہی اور ٹکڑے کپڑے جفتی کھاتا ہی اور ہر بار ایک بچہ دیو پیدا ہوتا ہی اور ہولکتے ہی
بڑھ جاتا ہی بڑا گز کا ہو جاتا ہی اور آواز دیتا ہی یا خداوند زردہشت وہ بندہ تیرا بندہ ہی اور پھر ایک طرف کو اڑ جاتا ہی پس
دیو شبرنگ پکارا ای بدیع الزمان دیکھا تو نے قدرت خداوند زردہشت کو سجدہ کر تابوت معلق کو بدیع الزمان نے
کہا لعنت ہو اُسپر اور اُسکے پرستارون پر دیو شبرنگ برہم ہوا اور پھر بدیع الزمان کو مالک بن زردہشت کے
سامنے لایا حال بیان کیا کہ اسنے کرشمے خدائی کے دیکھے اور خداوند کو سجدہ نہ کیا کلمات ناسزا منھ سے نکالے مالک بن زردہشت
نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے حکم کے ساتھ ہی جلاد آیا اور بدیع الزمان کو نطع پر بٹھایا اور تیغہ کھینچکر
سر پر کھڑا ہوا جلاد تو منتظر حکم تھا اور بدیع الزمان درگاہ ایزدی مین دعا مانگ رہا تھا کہ اُسوقت ملکہ جادو آہو تخجی
سلام کرکے مالک بن زردہشت کے پاس بیٹھی اور کہا ای پدر بزرگوار یہ بیٹا ہی حمزہ کا اسکا قتل کرنا مناسب
نہین ہی چندے اسے قید رکھیے اب لقا خداے باختر یہان آیا چاہتا ہی اور حمزہ بھی لقا کے تعاقب مین آئیگا
پس اگر حمزہ خداوند زردہشت کو سجدہ کرے تو بہتر ورنہ اُسکو مع حمزہ کے قتل کیجیے گا مالک بن زردہشت نے
کہا کہ اچھا اسے لیجاؤ اور ابلیس دہلزن کے حوالے کرو کہ وہ اسے بحفاظت تمام رکھے ملکہ جادو نے کہا آپ
میرے حوالے کر دیجیے مین اپنے پاس اسے قید رکھونگی غرض ملکہ کے سپرد کرکے مالک نے کہا اسے بڑی حفاظت
سے رکھنا ملکہ بدیع الزمان کو لیکر آئی اور بہت تسلی اور دلاسا دے کر نہایت آبرو سے اپنے پاس رکھا انکو تو
یہان ملکہ جادو کے پاس چھوڑیے اب حال سنیے لشکر اسلام کا کہ ارزق عیار شیرویہ بن حمزہ کو ملک شمالیہ کیطرف
بھیجکر پھر لشکر اسلام مین آیا تھا کہ سعد بن قباد شہریار کو پکڑ لیجاے لیکن وہان قابو اُسکا نہ چلا اسد کے خیمے
مین آیا اور پاسبانون کو بیہوش کرکے اسد کو گرفتار کیا اور دوسرے شاگرد کے ہاتھ ملک شمالیہ کو روانہ کیا صبح کو امیر
آگاہ ہوے کہ اسد بستر خواب سے غائب ہوگیا عمرو کو بلا کر کہا کہ خواجہ تم ابھی غفلت کرتے ہو کہ اسد بن شیرویہ کو عیار لیگیا
آج اسد غائب ہوگیا عمرو نے کہا ای حمزہ جس شخص کا یہ کام ہی مین اُسکی فکر سے غافل نہین ہون آپ خاطر جمع رکھیے نو قبلہ

جب رات ہوئی ازرق صاحبقران کی خوابگاہ پر آیا دیکھا نگہبان پاسبان بیٹھے ہیں زنگ وغن عیاری کا نکال کر
عمرو کی صورت بنا اور اُن نگہبانوں مین آکر بیٹھا وہان شراب چل رہی تھی اسنے شراب مین بیہوشی ملا کر سبکو پلائی سب
بیہوش ہوئے ازرق اندر گیا خاصبرداروں اور خدمتگاروں کو کچھ میوہ کھلا کر بیہوش کیا اور پلنگ کی طرف صاحبقران
کے چلا کہ بیہوش کر کے باندھوں قضائے کار عمرو پھرتا ہوا اُس مقام پر آپہونچا تمام نگہبانوں کو بیہوش پایا فوراً
اندر بارگاہ کے آیا دیکھا ایک سیاہ پوش حمزہ کے پلنگ کے پاس بیٹھا ہے وہین سے نعرہ کیا کہ باش او بیحیا
توکون ہے ازرق نے جو عمرو کو دیکھا جست کر کے سراپردے کو پھاند کر بھاگا عمرو بھی جست وخیز کر کے اُسکے تعاقب
مین چلا اب آگے آگے ازرق اور پیچھے پیچھے عمرو آتے آتے خیمۂ بدیع الزمان کے پاس پہونچا اسیمہ نے جو
لینا لینا کا غل سُنا خیمے سے باہر نکلا دوڑا ازرق جست وخیز کر کے نکل گیا اسیمہ ہٹ گیا مگر عمرو نے اسکا پیچھا نہ چھوڑا یہانتک
کہ لشکر اسلام سے باہر نکل گیا صحرا کا راستہ لیا اب عمرو بھی اُسکے قریب جا پہونچا ازرق نے پلٹ کر خنجر مارا عمرو نے خالی دیا
ازرق نے دوسرا خنجر مارا کہ کھال ذراسی عمرو کی چھیل گئی عمرو ہائے کہکر گرا ازرق آیا کہ عمرو کی مشکین باندھ لون
عمرو نے ساتوں حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ ازرق گرا عمرو نے اُسی صحرائے ارمنوس مین ازرق کو ایک درخت
سے باندھ دیا اور سب کپڑے اُسکے بدن سے اُتار لیے اور کئی تازیانے اُسے مارے اور تمام اسباب عیاری اُسکا چھین لیا
بعد اُسکے اسباب ازرق کا دیکھنے لگا ایک ڈبیا جواہر کی نکلی اُسے جو کھولا غبار بیہوشی جو اُسمین سے اڑا عمرو بیہوش
ہو کر پڑا اُدھر تو ازرق بندھا ہوا کھڑا ہے ادھر عمرو سامنے اُسکے بیہوش پڑا ہے قضائے کار موشک عیار واسطے
بالادوی کے نکلا تھا اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ عمرو تو بیہوش پڑا ہے ازرق بندھا ہوا درخت سے کھڑا ہے موشک
نے ازرق سے استفسار حال کیا ازرق نے کہا پہلے عمرو کو باندھ لے پھر حال پوچھ موشک نے عمرو کی مشکین
باندھ لین اور ازرق کو کھول دیا اُسنے تمام حقیقت موشک سے بیان کی القصہ عمرو کو لیکر سامنے لقا کے آیا لقا
نے کہا اے عمرو تو نے کیا کیا برائیان میرے ساتھ کین اور مین نے تامل کیا تجھکو کچھ سزا نہ دی اب بتا کہ تیرا کیا حال کرون
عمرو بولا اے لقا جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کر مین چھوٹا اور تیری خدمتگذاری کی چھم زرین قبا بیٹھا ہوا تھا اسنے ایک
طمانچہ عمرو کو مارا عمرو طمانچہ کھا کر گرا ناک کا بانسہ پھر گیا کف منہ سے جاری ہوا آثار مرگ ظاہر ہوئے لوگ سننے لگے کہا
دبلا پتلا تو تھا کیا تعجب جو مر گیا ہو ہر چند نبض دیکھی سینہ پر ہاتھ رکھا دم نہ پایا سب پر ثابت ہوا کہ عمرو ملک عدم کو
راہی ہوا بختیارک نے کہا یارو عمرو زندہ ہے ہزار بار یونہین مر گیا اور پھر زندہ ہوا ہے فقط مکر کیا ہے کہ چھوٹ جاؤن
سب اُٹھ اُٹھ کر دیکھنے لگے کہ عمرو زندہ ہے کہ مر گیا مگر عمرو نے ایسی اچھی دم کشی کی کہ سب نے بالاتفاق کہا کہ عمرو
مر گیا لقا نے کہا لیجاؤ کسی مقام پر دفن کرادو غلام حبشی آئے اور چارپائی پر عمرو کو ڈالکر دفن کرنے لے چلے
عمرو نے ایک غلام کے چٹکی لی وہ دوسرے سے لڑنے لگا اب دو غلام ایک طرف ہوگئے اور دو ایک طرف ہوگئے
باہم کشتی ہونے لگی عمرو چپکے سے اٹھا اور چاروں حبشیوں کے کپڑے لیکر راہی ہوا اُن غلاموں نے آکر لقا کو خبر
دی کہ عمرو اثنائے راہ مین راہی ہوا یہ سنکر بختیارک نے صلواۃ پڑھی اور تا دھنا تا دھنا ناچنے لگا یہان
صاحبقران کو خبر ہوئی کہ مظفر ارمنوسی عقابین پر چڑھایا گیا صاحبقران کو بہت صدمہ ہوا اور آبدیدہ ہو کر
عمرو سے کہا کہ خواجہ پانچ ہزار روپیہ لو اور مظفر ارمنوسی کو رہا کرو عمرو نے کہا کہ قلعے کی لوٹ بھی معاف ہو جائے
صاحبقران نے کہا وہ بھی معاف کی عمرو نے کہا اب حضور گوش بر آواز بیٹھے صبح کو جب غلغلہ ہو اور مین سفید مہرہ
بجاؤن اسی وقت آپ چلے آئیگا یہ کہکر وہان سے روانہ ہوا اور کرب غازی کے پاس آیا اور کہا کہ مین تمکو اسیر کر کے

قلعے مین لیے جاتا ہون تم وہان قید توڑ کر کفار سے مصروف کارزار ہونا پہلے تمھارے قزاق تمھاری مدد کو آجائینگے پھر
لشکر اسلام پہونچیگا کرب غازی نے کہا مین موجود ہون عمرو و سواس عیار کی صورت بنکر کرب غازی کو بیہوشی
دے کر پشتارہ باندھ کر صبح کو دروازہ قلعہ پر لایا اور پکارا کہ مین وسواس عیار ہون داماد حمزہ کرب غازی
کو گرفتار کر کے لایا ہون لوگون نے کوتوال شہر بہرام کو خبر کی اُسنے جاکر ناظر سرخ چشم سے کہا ناظر نے کہا
جلد دروازہ کھول کر بلالو غرضکہ عمرو کرب غازی کو لیکر بارگاہ مین ناظر کی آیا اور سامنے پشتارہ کرب کا
رکھدیا ناظر نے کہا پہلے آہنگرون کو بلواؤ اسے قید کرو عمرو نے پہلے کرب کو اسیر غل و زنجیر کیا بعد اُسکے ہوش مین
لایا کرب نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ناظر سرخ چشم نے کہا کہ لقا کو سجدہ کر کرب نے جواب دیا کہ مین لقا اور اُسکے
پرستارون پر لعنت کرتا ہون وہ برہم ہوا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے کرب غازی نے کہا او نامرد مجھے عیار کے
ہاتھ پکڑوا بلایا اور یہ کلام لاطائل کرتا ہی کیا مجال تیری جو بدن سے میرے ایک رونگٹا گرا سکے شعر اگر تیغ عالم بجنبد
ز جاے * نہ برد رگی تا نخواہد خداے * ناظر سرخ چشم نے کہا دیکھون تیرا خدا تجھے کیونکر بچاتا ہی یہ کہکر تلوار کھینچ کر
کرب کی طرف چلا کرب نے غیظ و غضب مین آکر قید آہن کو جھٹکا دیا مانند کرباس کہنہ کے سب قید ٹوٹ گئی اور
قید توڑ کر اشخاص پر دوڑا اُسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اُسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور چرخ
دیکر زمین پر مارا کہ مردہ صد سالہ تھا لوگ کرب غازی پر دوڑے تلوار چلنے لگی ناظر سرخ چشم وہان سے بھاگا
کرب غازی کفار سے لڑتا ہوا تعاقب مین ناظر کے چلا عمرو بھی پیچھے پیچھے کرب کے ہو لیا ناظر بھاگ کر برج
پر قلعے کے چڑھ گیا کرب بھی برج پر چڑھ گیا دیکھا ناظر نے کہ ملک الموت آیا گھبرا کر برج پر سے کودا نیچے
پھل گرا مغز پھٹ گیا گردن ٹوٹ گئی واصل جہنم ہوا کرب نے دروازہ قلعے کا کھول دیا ساتھ والے کرب کے
جو دروازے پر قلعے کے موجود تھے وہ سب قلعے مین چلے آئے عمرو نے سفید مہرہ بجایا صاحبقران
گوش بر آواز بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی سفید مہرے کی آواز سُنی تمام لشکر کو ساتھ لیکر قلعے کے اندر آئے
قتل عام شروع ہو گیا عمرو نے ملک مظفر کو عقابین سے اُتارا قید اُسکی دور کی ملک مظفر استقبال کے واسطے
چلا قدمبوسی صاحبقران کی حاصل کی امیر نے مظفر کو گلے سے لگایا اور خلعت دیا ادھر لقا کو خبر ہوئی
کہ خدا پرست قلعے مین چلے آئے تلوار اہل قلعہ سے چل رہی ہی یہ بھی اپنا لشکر لیکر شریک اہل قلعہ ہوا اب خوب
تلوار چلنے لگی بہت سے سرداران نامی لقا کے مارے گئے دن بھر لڑائی ہوئی رات کو بھی موقوف نہ ہوئی آخرکار
دو پہر رات گئے لقا بختیارک کے مشورے سے ملک اناملہ کی طرف بھاگا یہان شہر ارمنوس حصار کی
تمام رعیت وغیرہ مسلمان ہوئی مظفر ارمنوسی سے صاحبقران نے فرمایا اے مظفر تمھارے دو بیٹے مارے گئے
تمکو بڑا رنج ہوا ہوگا اب تم ہمکو اپنا فرزند سمجھو مظفر نے کہا کہ آپ نے اس رتبے کو پہونچایا ہی کہ میری
لیاقت سے باہر تھا مین آپکا غلام اور خادم ہون یہ آپ کیا فرماتے ہین غرض تمام شہر کے بتخانے ٹوٹ گئے
مسجدون کی بنیادین پڑگئین سکہ تمام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہو گیا بانگ صلوٰۃ چارطرف بلند ہوئی
ملک مظفر نے صاحبقران کی دعوت و ضیافت کی صاحبقران نے جشن فرمایا بعد اُسکے حال لقا کا دریافت
کر کے تعاقب مین روانہ ہوے مگر لقا ملک اناملہ مین پہونچا عادل شاہ استقبال کر کے لیگیا تمام آداب
پرستندگی بجالایا ادھر قاسم آکر حارث بن سعد کے شریک ہوا اور آپس مین صلاح کی کہ آج شبخون چلکر لقا پر
مارے حارث نے کہا اچھا پھر اسی شب کو لشکر اپنا آراستہ کر کے دو پہر رات گئے لشکر لقا پر گرے کفار کو قتل کرنے لگے

ایک غلغلہ ہوا کہ خدا پرست شبخون گرے ہر ایک مسلح و مکمل ہوکر اپنے اپنے خیمہ سے نکلا تلوار چلنے لگی خوب لڑائی ہوئی
حارث لڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ سام ردمین انداز آیا اور تلوار حارث پر ماری حارث نے روکی اور ایک ہاتھ تلوار
کا مارا سام رومین انداز کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر قباله زرین کلاہ قاسم پر حملہ آور ہوا قاسم نے وار اسکا رد کرکے
جو تیغہ بلارک کمر پر مارا برابر سے دو حصے کیا غرضکہ دو شبانہ روز لڑائی ہوئی تیس ہزار کفار قتل ہوئے چار ہزار اہل اسلام
مارے گئے حارث نے عادل شاہ کے علمدار کو مارا قاسم نے لقا کے علمدار کو قتل کیا دونوں علم تلوار سے کاٹ کر
پھینکدیے لقا نے بھی شکست کھائی بختیارک لقا کو لیکر ملک شماریہ کی طرف لیکر راہی ہوا عادل شاہ بھاگ کر
ملک اناملہ کو چلا گیا جب قریب ملک شماریہ کے پہونچا گستہم زرین کلاہ بادشاہ ملک شماریہ کا استقبال کرکے
لقا کو شہر مین لیگیا اور دعوت و ضیافت کی ملک شماریہ سے بلشہ کالنگان قریب تھا لقا نے نامہ طہماس بن عنقوئیل
دیو پرور کو لکھا کہ ای ستون قدرت خداوندی مین خدا پرستون کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہون تم جلدی مدد کو آؤ
اور خدا پرستون کو مارو وسواس عیار نامہ لیے ہوئے طہماس کے پاس پہونچا دیکھا کہ طہماس فقیر بنا ہوا بیٹھا ہی
وسواس نے نامہ اُسکے ہاتھ مین دیا طہماس نے نامہ کا جواب لکھدیا کہ مین حمزہ سے عہد کرچکا ہون اُسکے لشکر سے
نہ لڑونگا مگر دو ہمشیرہ زادے میرے بہت زبردست ہین اُنکو مین آپکی مدد کو بھیجتا ہون اور اُسی وقت کرشست
کوہ بازو اور کلامین پرزور کو بلایا اور کہا کہ تم جاکر خدا پرستون سے لڑو لقا کی مدد کرو دونون بھانجے طہماس کے
اُسی وقت پچاس ہزار سوار ساتھ لیکر وسواس عیار کے ہمراہ روانہ ہوئے یہان کا حال سنیئے کہ صاحبقران نے
تمام شہر ارمنوس کو اسلام آباد کرکے عمرو سے حال لقا کا پوچھا عمرو نے عرض کیا کہ لقا پہلے بھاگ کر ملک اناملہ کو
گیا تھا وہان سے قاسم و حارث کے ہاتھ سے شکست کھاکر ملک شماریہ کو بھاگ گیا صاحبقران نے مظفر کو
ساتھ لیا اور ملک شماریہ کو روانہ ہوئے خبر لقا کو ہوئی کہ حمزہ آتا ہی ادھر بختیارک نے کرشست سے بارگاہ سلیمانی
کی بہت سی تعریف کی کرشست نے کہا مین جاکر بارگاہ سلیمانی چھینے لاتا ہون یہ کہکر وہ تیس ہزار سوار ساتھ لیکر
روانہ ہوا ادھر سے پہلوان عادی بارگاہ لیے ہوئے آتا تھا اثنا ے راہ مین مقابلہ ہوا کرشست پکارا ای
عادی اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو بارگاہ مجکو دیدے مین لقا کے واسطے لیجاؤنگا اور اگر یون نہ دیگا تو بزور شمشیر لونگا
عادی نے کہا کہ مین ایسا نامرد نہین ہون کہ اپنے آقا کی بارگاہ تجکو دیدون ای کرشست کیون شامت آئی
ہی کیا قضا سر پر کھیلتی ہی اسی مین بہتر ہی کہ جدہر سے تو آیا ہی اُسی طرف چلا جا غرضکہ بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی
عادی نے نیزہ کرشست کا ہوائی کیا کرشست نے تلوار ماری کہ سر کو قلم کرکے تا دو ابرو اُتر گئی عادی نے
دستانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی خون جاری ہوا غش طاری ہوا پھر ارجمند عادی نے کرشست کا سامنا کیا
وہ بھی زخمی ہوا پھر گئی بھائی پہلوان عادی کے مجروح ہوئے اب قریب ہی کہ کرشست فوج پر عادی کی
جا پڑے اور بارگاہ چھین لے اُسوقت قبہ دین ستون اسلام کرب بر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب
بارہ ہزار قزاقون سے آپہونچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کیا غضب کیا تو نے بارگاہ سلیمانی لیا چاہتا ہی نعرہ کرتا ہوا برابر
کرشست کے آیا اُسنے تیغہ مارا کرب نے وار اُسکا رد کرکے تیغہ کرنوس کا وار کیا کہ سر کو قلم کرکے تیغہ کر
کے سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر گیا کرشست نے دستانہ مارا تیغہ سر سے نکل گیا مگر دریا خون کا جاری ہوا لوگ
کرشست کے دوڑ پڑے اُسے اُٹھا لیگئے یہ خبر لقا کو ہوئی کہ کرشست بارگاہ سلیمانی لیجا چکا تھا کرب
نے اُسکو زخمی کیا لقا نے گستہم زرین کمر کو مدد کے واسطے بھیجا وہ چالیس ہزار سوار سے روانہ ہوا بختیارک نے کہا

یا خداوند کرب بلا سے بے دربان ہو گستہم سے کچھ نہو سکیگا لقا نے قرطوس خرطوم بینی کو بھی روانہ کیا بعد اُسکے
سلاسل مارہ پیچ اور سہم اژدہا صورت کو بھی بھیجا پھر جمجم زرین کمر سے کہا کہ تو بھی جا یہان کرب غازی کو شکست
کی فوج کو شکست دیکھا ہو کہ گستہم فوج لیکر پہونچا اور کرب کو للکارا برابر کرب کے پہونچکر گستہم نے تلوار ماری کرب نے
تلوار اُسکی رد کرکے تیغہ کرنوس کا وار کیا سپر کو قلم کرکے تیغہ سر پر پڑا زخم کاری لگا گستہم بیہوش ہو گیا فوج اُسکی لڑنے لگی
کہ قرطوس خرطوم بینی آ پہونچا کرب سے مقابلہ ہوا اُسنے دو تلوارین برابر مارین کرب نے دونون رد کین اور ایک ہاتھ
تیغہ کرنوس کا مارا سر پر پڑا کاٹتا ہوا زیر تنگ فرس نکلگیا چورنگ ہو کر مع مرکب گرا کہ سہم اژدہا صورت مع ساٹھ ہزار
سوار کے آ پہونچا کرب غازی پر یورش ہوئی ادھر جمجم زرین کمر بھی آیا للکار کر فوج اسلام پر گرا آگ اوڑ چلنے لگی عین جنگ مین
کرب سے اور جمجم زرین کمر سے سامنا ہوا اُسنے پڑہ باندھکر تلوار ماری کرب نے سپر پر روک کر جو تیغہ کرنوس کا وار کیا کمر پر پڑا دو
ٹکڑے ہو کر گرا ادھر خواجہ عمرو نے صاحبقران کو خبر پہونچائی کہ کرب پر ہجوم کفار ہی بہت سے سرداران کفار کو مارا
اور برابر فوج کفار کرب پر گرتی ہوئی چلی آتی ہی امیر نے مجاہدان دیندار سے فرمایا کہ جا کر کرب غازی کی مدد کرو یہان سے
شہنشاہ عراقی اور منہ پیل اصفہانی وغیرہ روانہ ہوے اور لشکر کفار پر جا کر گرے جنگ مغلوبہ ہونے لگی غلغلہ گردار
برپا ہوا لیکن از بسکہ کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم تھے ادھر سے اہل اسلام پہونچتے جاتے ہین ادھر سے کفار بھی آتے
ہین مگر لڑائی اہل اسلام کی بگڑی ہوئی ہی قریب ہی لشکر اسلام شکست کھا کے اُٹھنے مین مالک اژدر غلام بنی جا کر
حیدری نعرہ کرکے پہونچے اور کفار پر آ پڑے یہ دیکھتے ہی غنتر سرخ مو دوڑا کہ او خدا پرست کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اور
تیغہ مارا مالک نے تیغہ اُسکا رد کرکے نیزہ مارا سینے پر اُسکے پڑا پشت کے پار نکل گیا اب لڑائی جم کے خوب ہو رہی ہی دوپہر ڈھل
چکی ہی کہ لقا بھی اُدھر سے فوج لیکر آیا ادھر حمزۂ صاحبقران زمان مع بادشاہ اسلام با فوج جرار نمودار ہوے آٹھ پہر رات
دن تلوار چلی لاکھ کفار مارے گئے دس ہزار اہل اسلام شہید ہوے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے
خیمون مین آئے سرداران مجروح کی زخم دوزیان ہوئین بختیارک نے لقا سے کہا یا خداوند حمزہ اور سرداران حمزہ
سے کوئی لڑکر عہدہ بر انہوگا شہر عظلی آباد یہان سے بہت قریب ہی مالک بن زردہشت جادو سے مدد طلب
کیجیے ساحر آئینگے تو بیشک خدا پرستون کا استیصال کرینگے لقا نے اُسیوقت ایک نامہ مالک بن زردہشت جادو
کو لکھا کہ خدا پرستون نے مجھے نہایت عاجز و حیران اور بہت تنگ کیا ہی تم میری مدد کو آؤ اور شر سے ان خدا پرستون
کے نجات دو وسواس عیار نامہ لیکر مالک بن زردہشت کے پاس پہونچا اُسنے پڑھ کر اپنے سردارون سے کہا کوئی
تم مین ایسا ہی کہ جا کر لقا کی مدد کرے اور خدا پرستون کو مارے اُسوقت داماد مالک بن زردہشت کا مجمر جادو اُٹھ
کھڑا ہوا اور کہا کہ مین جا کر خدا پرستون کا کام تمام کرونگا یہ کہکر پچاس ہزار ساحر ساتھ لیکر روانہ ہوا اب حال سُنیے
ملک انامیہ کا کہ عادل شاہ قلعہ بند ہوا تھا قاسم و حارث نے چار طرف سے قلعہ گھیر لیا تھا دوسرے روز طبل جنگ
بجا کر یورش کی حارث بن سعد تمام گولون کو رد کرکے پاس دروازۂ قلعہ کے پہونچا چاہتا تھا کہ خندق کو پھاند کر
دروازہ قلعہ کا توڑے کہ عادل شاہ پکارا الامان الامان حارث رک گیا عادل شاہ دروازہ قلعہ کا کھولکر باہر آیا
حارث سے ملاقات کی کہا کہ اپنے لشکر مین آپ تشریف لیجائیے مین بھی خدمت والا مین حاضر ہوتا ہون اور اسلام لاتا ہون
حارث پھر کر چلا آیا اور قاسم سے بیان کیا دونون پھر کر داخل خیمہ ہوے سہ پہر کو عادل شاہ کچھ کشتیان تحائف کی لیکر
حارث کیخدمت مین آیا ملازمت حاصل کی کشتیان نذر کی گذرانین اور اسلام لایا اور دوسرے دن شہر کو آراستہ کرکے حارث
و قاسم کو اندر شہر کے لیگیا دعوت و ضیافت کی اور عقد طرفہ بانو کا حارث کے ساتھ کیا تمام شہر اسلام آباد ہوا ایک ہفتہ

حارث وقاسم وہان رہے بعد اُسکے عادل شاہ کو ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران مین آئے عادل شاہ سے نذر دلوائی
صاحبقران نے اُسے خلعت دیا بعد اُسکے سنا کہ طہماس نے لقا کی مدد کے واسطے اپنے دو بھانجون کو بھیجا ہی فرمایا کہ تعجب
ہی طہماس کی بہادری سے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ طہماس کافر ہو لقا کا طرفدار ہی حمزہ صاحبقران چپ ہو رہے مگر
فرمایا کہ ایسا کوئی بہادر ہی کہ جاکر عقوبل کو زیر وزبر کرے یہ سُنکر ایرہاے دیو چنگال اُٹھا اور عرض کیا کہ غلام اس مہم کو
سر کرنے جائیگا صاحبقران نے اُسے خلعت دیا اور رخصت کیا ایرہا مع لاکھ سوار جرار کے روانہ ہوا بعد اُسکے صاحبقران
نے فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ کوئی جاکر شیرویہ اور اسد کو ملک شماریہ سے چھڑا لائے لندھور نے عرض کیا حکم ہو تو مین جاؤن
فرمایا کہ یہ کام عیارونکا ہی سوائے خواجہ عمرو کے اور کسیکا یہ کام نہین ہی اگر خواجہ جائینگے تو چھڑا لائینگے عمرو نے عرض کیا ای
شہریار کیا مہربانی مجھ غریب کے حال پر ہی فرمایا او مکار مین تیرے حال پر ہمیشہ مہربان رہتا ہون عمرو نے کہا سبحان اللہ
کیا مہربانی ہی کہ مین ایک ایک جبہ کو محتاج ہون کپڑے بھی پھٹ گئے جوتی مین کئی سوراخ ہین مٹی چھن چھن کے آتی ہی
کنکریان چبھتی ہین صاحبقران نے فرمایا کبھی ایسا نہین ہوا کہ تو نے بے طمع کوئی کام کیا ہو عمرو نے کہا مفلس سے
کوئی کام نہین ہو سکتا الغرض پانچ ہزار روپیے عمرو کو دیے اور خواجہ روپیہ لیکر برلے رہائی اسد وشیرویہ ملک شماریہ
کو روانہ ہوے دوسرا دن ہوا کہ طہماس صاحبقران کی ملاقات کو آیا امیر نے سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجا اور
طہماس نے آکر قدمبوسی حاصل کی بادشاہ اسلام کو نذر دی کرسی جواہر نگار پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جب دماغ
طہماس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا صاحبقران نے فرمایا ای طہماس مین نہایت تجھسے شاکی ہون کہ تجھسے توقع تھی
کہ مین آپکے لشکر سے کبھی نہ لڑونگا اور پھر لقا کی مدد کے واسطے اپنے دونون خواہرزادون کو بھیجا اور در پردہ لڑائی
کا سامان کیا طہماس نے جواب دیا کہ ای شہریار لقا نے مجکو نامہ بھیجا تھا اور مدد کے واسطے طلب کیا تھا مجکو آپکی
مروت آگئی خود نہ گیا دونون بھانجون کو بھیجدیا جو قول آپ سے کیا ہی اُس سے تمام عمر باہر نہ ہونگا بقولے قول
مردان جان دارد - اور اگر آپ فرماین تو ابھی جاکر اپنے بھانجون کو وہان سے لے آؤن یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور در
بارگاہ سے نکل کر سوار ہو کر لشکر لقا کا راستہ لیا جب وہان پہونچا داخل بارگاہ لقا ہوا لقا کو سلام کیا اور دنگل پر بیٹھ گیا
بختیارک نے دیکھا کہ طہماس کی تیوری چڑھی ہوئی ہی منھ سُرخ ہی دل مین اپنے کہا کہ خدا خیر کرے یہ بگڑا ہوا آیا ہی خدا
جانے کیا کریگا لقا نے طہماس سے پوچھا کہ تو حمزہ کے پاس کیون گیا تھا جواب دیا کہ وہ مرد بامروت وشجاع ہی اور
دوسرے یہ کہ میرا محسن ہی کہ گرفتار کرکے مجھے چھوڑ دیا اسوجہ سے مین حمزہ کے پاس گیا تھا کہ ملاقات کرنا ضرور تھا
لیکن آپکا بندہ ہون آپ کی بندگی مین کبھی فرق نہ آئیگا یہ کہکر کرشت کی طرف دیکھکر کہا کہ مین بیشہ کلنگان
کو جاتا ہون تو میرے ساتھ چل کرشت نے پوچھا تو یہان کیون آیا تھا اور کیون پھر جاتا ہی طہماس نے کہا
کہ تجھے اس سے کیا بحث ہی کرشت نے کہا معلوم ہوا کہ تو حمزہ سے ڈر گیا آپ بھی جاتا ہی اور مجھکو بھی
لیے جاتا ہی مین حمزہ سے نہین ڈرتا ہون بغیر لڑے ہوے یہان سے نہ جاؤنگا طہماس نے کہا او نابہنجار مین تجھے
باندھ کر لیجاؤنگا کرشت پکارا کہ کیا طاقت تیری جو مجھے باندھ کے لیجائے طہماس برہم ہو کر اُٹھا کرشت
نے ایک خنجر مارا طہماس نے تھیکی دے کر خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سر چرخ دیکر
مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا پاؤن اُسکا دونون پاؤن کے نیچے دبایا اور دوسرے پاؤن کو ہاتھون سے پکڑکر جھٹکا دیا
مانند کرباس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا طاؤس شاہ نے نعرہ کیا اور تلوار طہماس کو ماری طہماس نے تلوار اُسکی چھین کے
ایک طمانچہ مارا بائین آنکھ حلقہ چشم سے باہر نکل آئی بیہوش ہو کر گرا سہم اژدہا صورت نے للکار کے سامنے خداوند

کے یہ کیا بے ادبی کرتا ہی اور تیغہ کا وار کیا طہماس نے تیغہ اُسکا رد کرکے جو ایک طمانچہ اُسکو مارا منھ اُسکا پشت کی طرف
پھر گیا اور تیورا کر گرا مر گیا غرضکہ جسنے طہماس کو للکارا اُسے طہماس نے مارا اور مانند شیر غضبناک اُسپر جھپٹ کے
آیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ طہماس کی دلداری کر نہین تو سبکو مار ڈالیگا لقا اُٹھ کھڑا ہوا اور طہماس سے لپٹ گیا دلاسا
دیا لاکر دنگل پر بٹھایا غصہ طہماس کا کم ہوا لقا نے کہا ای طہماس تو بے میرے تقدیر کیے ہوئے کیون ایسا کام کرتا ہی طہماس
یہ سنکر برہم ہوا کہا کہ تجھے طاقت تقدیر کرنے کی نہین ہی ایسی نالایق تقدیر کرتا ہی کہ جسنے تمام عالم کو خراب کیا تو اور یہ تقدیر کی
تیری قریب ہی کہ تجھے تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر کھینچین یہ کہکر بارگاہ سے باہر نکلا اور مرکب پر سوار ہوکر نوشاباد و بیشہ
کلگان کا راستہ لیا ہرکارون نے پرچۂ اخبار صاحبقران کو گذرانا صاحبقران نے پڑھکر وہ پرچہ فرمایا کہ طہماس مرد
مردانہ ہی اور بکمال خوش ہوے اب خواجہ عمرو کا حال سنیئے کہ یہ جو قلعہ شماریہ پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا بند ہی گرد پھرنے لگا
کہ کسیطرح داخل قلعہ ہو جیسے وہ قلعہ پہاڑ کے اوپر تھا وہان جانا سخت دشوار تھا ایک فقیر کی صورت بنا ہوا حیران کھڑا ہوا
دیکھ رہا تھا کہ ایک سیاہ پوش سامنے دکھائی دیا اور اُسنے پاس عمرو کے آکر پوچھا کہ تو کون ہی اور کیون گرد قلعہ کے پھر رہا ہی عمرو
بولا کہ مین ہون مکان میرا قلعہ مین ہی گانون مین گیا تھا چند روز وہان رہا اب جو آیا تو راستہ مسدود پایا حیران ہون کہ کیونکر اندر
قلعہ کے جاؤن اُسنے کہا کہ آ میرے ساتھ چل مین تجھے اندر قلعہ کے لیجاؤن عمرو بولا کہ خدا تمہارا بھلا کرے اور اُسکے ساتھ ہو لیا
وہ سیاہ پوش عمرو کو اندر لیگیا دروازہ بند ہوگیا سیاہ پوش نے نعرہ کیا ارے یہ عمرو ہی اسے پکڑو لوگ چار طرف سے عمرو کو
گھیرنے لگے اور لپٹ کر گرفتار کر لیا عمرو نے ہر چند گریہ و زاری کی اور کہا کہ مین عمرو نہین ہون کسی نے نہ سنا عمرو کو باندھ لیا اور
آہنگرون کو بلاکر عمرو کو اسیر غل و زنجیر کیا اور زندانخانے مین بھیجدیا یہان جتنے عیار ساتھ عمرو کے آئے تھے وہ آگاہ ہوئے کہ عمرو
قلعہ مین گیا تھا پھر نہین آیا عقل سے دریافت کیا عمرو شاید اسیر ہوگیا سیارہ و سرہنگ مکی و قافوکہ سمرقندی و امیہ چارون عیار
آئے اور گرد قلعے کے پھرنے لگے کہ کسی طرح داخل قلعہ ہون لیکن کسی طرف جانے کی راہ نہ پائی ناچار چارون نے صورت اپنی
گڈریون کی بنائی اور کچھ بھینسین لیکر انھین ہانکتے ہوئے قلعہ کے قریب آئے کہ ایک سیاہ پوش قلعہ سے باہر آیا اور انکو آتے
دیکھکر کہا کہ یہ گائے بھینسین کیسی ہین اُنھون نے کہا کہ گانون سے لائے ہین منظور ہی کہ قلعہ مین لیجاکر بیچین سیاہ پوش نے کہا کہ
میرے ساتھ چلے آؤ مین سب لیلونگا یہ چارون ساتھ اُسکے ہولیے سیاہ پوش دروازۂ قلعہ کا کھلوا کر اندر آیا اور فتاح کوتوال
سے کہا کہ یہ چارون عیار ہین انھین پکڑ کر گرفتار کرو پیادے فتاح کے عیارون پر دوڑ پڑے چارون عیار اُنسے خوب لڑے آخر
کو اسیر ہوے چارون کو عمرو کے پاس لاکر قید کیا قضاے کار چالاک نے سنا کہ عمرو قلعہ شماریہ مین چار عیارون سمیت اسیر ہوگیا
چالاک نے صورت ایک عیار لشکر کفار کی بنائی اور قلعہ کے پاس آیا اور گرد آوری کرنے لگا کہ ایک سیاہ پوش نمایان ہوا وہ
چالاک کے پاس آکر پوچھا کہ تجھے کچھ خبر ہی کہ عمرو اور اُسکے ہمراہی کہان ہین چالاک بولا کہ عمرو کون اور اُسکے ہمراہی کیسے مین
کیا جانون سیاہ پوش نے کہا کہ ای عزیز مین کوئی دشمن نہین ہون دوست ہون کوئی میرے شریک ہو جائے تو مین عمرو کو
اندر قلعہ کے ڈھونڈھون اور مین قلعہ کے اندر جا سکتا ہون چالاک نے پوچھا کہ تو کون ہی اپنے حال سے آگاہ کر سیاہ پوش نے
کہا کہ مین مرد مسلمان ہون چالاک اُسکے قریب مین آگیا اور حال اپنا بیان کر دیا کہ مین بیٹا ہون عمرو کا اور عمرو قلعہ کے اندر
قید ہی اُسکی رہائی کو آیا ہون سیاہ پوش نے کہا پھر میرے ساتھ چلے آؤ القصہ چالاک اُس سیاہ پوش کے ساتھ چلا
دروازہ قلعہ کا کھلوا کر اندر لیگیا جیسے ہی چالاک اندر قلعہ کے آیا دروازہ بند ہوگیا اور سیاہ پوش پکارا ای فتاح اسے بھی
گرفتار کر یہ عمرو کا بیٹا ہی کوتوال پیادون کو لیکر چالاک پر دوڑ پڑا چالاک نے بھی نیمچہ میان سے نکال لڑنے لگا بہت سے
پیادون کو مار ڈالا آخر کوتوال کے برابر آکر ایک نیمچہ کا ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر نیمچہ سر پر کوتوال کے پڑا تا دو ابرو اتر آیا کوتوال

زخمی ہو کر گرا سیاہ پوش نے دوڑ کر خنجر مارا چالاک نے بچالا کی تمام خالی دیا اور نیمچہ مارا کہ شانہ سیاہ پوش کا زخمی
ہوا چالاک لڑتا ہوا آگے بڑھا لیکن ہجوم عیاروں کا تھا سیکڑوں عیار اسے حلقے مین لیے ہوے تھے اور پیادے
بھی کوتوال کے سب نرغہ کیے ہوے تھے کہ چالاک بن عمرو پھر لڑتا ہوا اُس سیاہ پوش کے پاس آیا اور للکارا کہ
تجھے کب چھوڑتا ہون اور برابر اُسکے جست کر کے پہونچا سیاہ پوش پیچھے ہٹا پانون چالاک کا تختہ سنگ پر پڑا پیچھے جھکے
کنوان تھا چالاک چاہ مین گر پڑا عیارون نے جلدی سے منھ چاہ کا بند کر دیا اور چالاک کو اسیر کرکے عمرو کے پاس لے گیا

دوسرے داستان ابرہاے دیو جنگال بیان ہوتے ہین

شجاعان عرصۂ کارزار و معرکہ آزمایان میدان خنجر گذاری اس داستان جنگ نشان کو بمردی و دلیری بعبارت
رنگین تازہ آئین یون تحریر کرتے ہین کہ ابرہاے دیو جنگال بعد طے مراحل وقطع منازل کے نوشاباد پر پہونچا
عنقویل دیو پرور کو خبر ہوئی کہ ابرہا مجھسے لڑنے آیا ہو اُسی رات کو آکر لشکر ابرہا پر شبخون مارا ابرہا مسلح ہو کر خیمے
سے نکلا اور سرگرم کارزار ہوا بچھلی پہر رات باقی تھی کہ عنقویل اور ابرہا سے مقابلہ ہوا عنقویل نے میل فولادی ابرہا پر مارا
ابرہا نے میل رد کر کے دونون چنگال عنقویل پر مارے کہ زرہ کو توڑ کر سینے پر پڑے گوشت اُسکا تمام کھنچ گیا اور خون جاری ہوا
بیہوش ہوگیا قہرمان لشین عنقویل کا رفیق تھا اُسنے دوڑ کر تیغ ابرہا پر مارا ابرہا نے تیغ اُسکا رد کر کے جو تیغہ مارا قہرمان کے
دو ٹکڑے ہوئے غرضکہ رات بھر لڑائی رہی عنقویل تو پہلے ہی زخمی ہو چکا تھا فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگی ابرہا نے
بیس ہزار کافرون کے سر کاٹ کر خدمت صاحبقران مین بھیجدیے امیر بہت خوش ہوے اور خلعت ابرہا کیواسطے روانہ کیا
یہان طہماس نے جو یہ خبر سنی کہ ابرہا نے آکر عنقویل کو شکست دی طہماس کو بہت غصہ آیا مگر بپاس خاطر صاحبقران
تامل کیا لیکن ابرہا کیطرف سے اُسکے دل مین کینہ رہا لقا کو جو عنقویل کے زخمی ہونے کا حال معلوم ہوا سہم اژدر صورت
کو مدد کیواسطے عنقویل کی چالیس ہزار سوار سے بھیجا یہان عنقویل کا زخم دو چار دن مین اچھا ہوگیا تھا پھر لشکر کو آراستہ
کر کے مقابل مین ابرہا کے لایا اور طبل جنگی بجوایا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد صفوف آرائی عنقویل نے
میدان مین نکل کر مبارز طلب کیا ابرہا مقابلے کو آیا پہلے نیزہ بازی ہوئی بعد اُسکے تلوار چلی ابرہا نے دونون چنگال
عنقویل کو مارے کہ زرہ بکتر چار آئینہ کو توڑ کر سینے پر پڑے گوشت بالکل قیمہ ہوگیا عنقویل پھر زخمی ہوا اُس اثنا مین
سہم اژدر صورت آ پہونچا اپنے گینڈے کو اُڑا کر برابر ابرہا کے آیا عنقویل بیہوش ہوگیا اُسکو پھیر دیا آپ سامنا کیا
اور پشت پہنگ مارا ابرہا نے میل فولادی پر روک کر وہی میل جو مارا شانہ سہم کا نشانہ ہوا صدمے سے ضرب
کے غش کھا کر گرا فوج سہم اور عنقویل کی ابرہا پر آپڑی ابرہا کفار پر گرا تلوار چلنے لگی فوج ابرہا کی کمک کو آئی دن بھر
جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے عنقویل اور سہم اژدر صورت کے زخمون مین ٹانکے
لگے دونون ہوش مین آئے اس اثنا مین ازرق عیار آیا حال عنقویل اور سہم اژدر صورت کا دیکھا عنقویل سے
کہا کہ جو آپ فرمائین تو مین ابرہا کو پکڑ لاؤن عنقویل نے کہا کہ یہ تیرا کمال احسان ہوگا ازرق اُسیوقت روانہ ہوا
قریب لشکر ابرہا کے آیا صورت اپنی عمرو کی بنائی صبح کو ابرہا کے خیمے مین پہونچا ابرہا عمرو کو دیکھکر تعظیم کے واسطے
اُٹھ کھڑا ہوا پوچھا کہ خواجہ خیر باشد تم کہان آئے ازرق نے کہا کہ حمزہ صاحبقران نے تمھاری خبر کے واسطے بھیجا ہے
ابرہا نے عمرو کو اپنے پاس بٹھا لیا بہت خاطر و مدارات کی زر و جواہر دیا اور کہا کہ آج آپ یہین رہیے کہا اچھا
کیا مضائقہ غرضکہ رات کو یہ ملعون ابرہا کے خیمے مین آیا اور سبھلے کو بیہوشی سبکو دے کر ابرہا کو بھی بیہوش کیا اور باندھ
کے لے آیا صبح کو سامنے عنقویل کے آیا اور پشتارہ رکھدیا عنقویل نے مالامال کر دیا اور ابرہا کو غل و زنجیر مین

گرفتار کرکے ہوش میں لایا اور بہت سا عتاب و خطاب کرکے زندانخانے میں بھیجدیا اور لشکر برابرہا کے شبخون
مارکر شکست دی مال و اسباب ابرہا کا لوٹ لیا فوج ابرہا کی بھاگی ہوئی خدمت صاحبقران میں آئی احوال
بیان کیا صاحبقران کمال رنجیدہ ہوئے اور فرمایا ہی کوئی ایسا کہ جاکر ابرہا کو چھڑائے اور عقویل کو پکڑلائے
لندھور بن سعدان اپنے دنگل پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ میں جاتا ہوں امیر نے اُسے خلعت دے کر
رخصت کیا لندھور اُسیوقت کچھ فوج ہمراہ لیکر راہی ہوا بعد اُسکے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ جاکر طہماس کو لاؤ تو
خیر ہی ورنہ بہتر نہ ہوگا ایک سردار گیا اور طہماس کو پیغام صاحبقران پہونچایا طہماس اُسیوقت سوار ہوکر خدمت
صاحبقران میں آیا آداب و تسلیمات بجالاکر بیٹھا صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا فوراً ساقی گلابی اور جام لیکر
حاضر ہوا طہماس نے دو تین جام پیے اور نشہ ہوا صاحبقران سے عرض کیا حضور نے کیوں مجھے یاد فرمایا ہی جو حکم
ہو وہ بجالاؤں فرمایا کہ میں تمھارے باپ کو نہایت بہادر جانتا تھا مگر اُس سے عجب حرکت نامردانہ وقوع میں آئی
کہ ابرہا کو ازرق عیار کے ہاتھ پکڑوا منگوایا اور قید کیا اور میں نے ابرہا کو وہاں بھیجا تھا کہ عقویل کو سمجھا کر اپنے
ساتھ لے آئے اُسنے ابرہا کے ساتھ یہ سلوک کیا طہماس نے عرض کیا ای شہریار وہ بدر ہی میں اُسکے مقدمے میں کیا
دخل دوں اگر حضور پہلے میرے پاس کہلا بھیجتے تو میں جاتا اُسے سمجھاتا مگر اب مجھسے کچھ نہیں ہو سکتا ہاں اُسکی طرف
داری نہ کرونگا فرمایا کہ تم دو ایک روز یہاں رہو تمھاری دعوت ہی عرض کیا اُسنے کہ میں حاضر ہوں مجھے عذر کیا ہی بہت
اچھا مگر خبر طہماس کے آنے کی لقا کو ہوئی نہایت برہم ہوا کہا کیوں حمزہ پاس گیا بختیارک نے کہا یا خداوند وہ
حمزہ کا غلام بنا ہوا ہی سردار جو لقا کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے اُنھوں نے کہا یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیں ہم ابھی
طہماس کو باندھ لائینگے اور بہ سزا پہونچائینگے علی الخصوص زرین کلاہ بن قباد نے بہت سی لاف زنی کی کہ میں طہماس
کو مارونگا لقا نے دنگل طہماس کا زرین کلاہ بن قباد کو دیا کہ اس اثنا میں آذر کوہ پیشانی نے لقا سے کہا
یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے خبر ہرکاروں نے صاحبقران کو دی کہ لشکر کفار میں
طبل جنگ بجا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بالفضل ایزدی ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بجے یہاں بھی نقارۂ
اسکندری پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر معرکۂ کارزار میں صف آرا ہوئے بعد
صف آرائی جاؤشان بلند آواز نے نکل کر نہیب دی کہ کوئی بہادر ایسا ہی کہ میدان میں آئے اور نام رستم و
اسفندیار کا مٹائے آذر کوہ پیشانی لقا سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا عظیم کوہ بازو نے
بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر مرکب کو بڑھایا مقابلے کو چلا آذر کوہ پیشانی دوڑ کر نگاور زن ہوا بعد گفتگو
نیزہ بازی ہوئی دونوں برابر رہے آذر کوہ پیشانی نے تلوار ماری کہ سپر کو قلم کرکے سر عظیم کوہ بازو کے بڑی
تا دو ابرو اُتر گئی عظیم نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گینڈے کی سپر پڑی گردن اُسکی قلم ہوئی عظیم مع گینڈا تہ و بالا ہوکر
گرا اُس کافر نے چاہا کہ عظیم کو مارے عادل شاہ یہاں سے للکارتا ہوا دوڑا کہ او نامرد کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی
رہ جا میں تیرے مقابلے کو آتا ہوں یہ کہکر مرکب کو اور زیادہ چمکار کر برابر اُسکے آیا عظیم کو پھیر دیا آپ سامنا کیا
آذر نے کہا تو نے میرے صید زبون کو بچا لیا یہ کہکر وہی تیغۂ خون آلود عادل شاہ پر مارا عادل شاہ نے سپر پر
روکا اور خود ایک تیغۂ دم سکو ایسا مارا کہ فولادی سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا تا جگرگاہ اُتر گیا آذر کوہ پیشانی گرا اور گرتے ہی
فی النار ہوا حراسن تحریر ایک سردار تھا وہ للکارتا ہوا عادل شاہ کی طرف دوڑا او خیرہ سر کل تو لقا پرست
تھا آج بہشت لوٹنے آیا ہی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر برابر عادل شاہ کے آیا بعد حرب و ضرب کے

عادل شاہ کو زخمی کیا اور پھر مبارز طلب کیا قاسم مرکب کو جھپکا کر سامنے اسکے آئے خوب تلوار چلی یکایک کبب
کا پانون سوختانے مین جا رہا گھوڑے نے سکندری کھائی قاسم کے سر سے خود اُلٹ گیا سر برہنہ پر تلوار حرسن
کی پڑی تا دو ابرو اُتر گئی غرضکہ دو پہر تک پانچ بہادر زخمی ہوئے اب وہ کافر پکارا ای خدا پرستو مجھے طہماس سمجھا کہ
کہ تمھارے دام فریب مین آکر گرفتار ہوا اور کسی کو میرے مقابلے کو بھیجو طہماس نے جو یہ آواز سنی گھوڑے کو کداوا کر
سامنے اسکے آیا اور کہا او مردک کیا تو بکتا ہی مین تیری خدمت گذاری کو موجود ہون اُسنے وہی تیغہ خون آلود طہماس کو
مارا طہماس تیغہ اسکے ہاتھ سے چھین کر اُس سے لپٹ پڑا اور اُٹھا کر گھوڑے پر سے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر
قتل کر پاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا زرین کلاہ بن قباد نہایت غضبناک ہو کر سامنے طہماس کے آیا اور کہا غضب کیا
تو نے جو اسن تحریر کو مار ڈالا القصہ تجھے نہایت آزردہ ہی مجکو تیرے قتل کیواسطے بھیجا ہی یہ کہکر تلوار طہماس پر ماری طہماس
نے تلوار اسکی چھین لی اور اُٹھا کر گھوڑے سے زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ کر سر دھڑ سے کھینچ لیا اور میدان مین
پھینکدیا اور پکارا ای دشمنان حمزہ دیکھو یون دشمن صاحبقران کو قتل کرتا ہون تمام کافر طہماس پر دوڑ پڑے
کہ قتل کرین طہماس اُنپر گرا تلوار چلنے لگی امیر نے فوج اسلام کو مدد کے واسطے بھیجا خوب جنگ مغلوبہ رہی شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون مین پھر گئے لقا بارگاہ مین بیٹھا خبر ہرکارون نے دی کہ شہر عطلی آباد سے
مجمر جادو داماد مالک بن در دہشت کا آپکی مدد کو آتا ہی اور ساتھ اسکے عشرت جادو بھی ہی لقا نے سردارون کو
استقبال کیواسطے بھیجا مجمر جادو اور عشرت جادو نے آکر لقا کی قدمبوسی کی احوال اہل اسلام کا پوچھا بختیارک نے
از ابتدا تا انتہا بیان کیا مجمر جادو اور عشرت جادو نے کہا اب ہمین حال معلوم ہوا ہم ایک دن مین کام خدا پرستون
کا تمام کرینگے اور نشہ شراب مین بدمست ہو کر طبل جنگ بجوایا خبر صاحبقران کو ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین
آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابلے کو میدان مین صف آرا ہوئے نقیب نہیب دیکر چلے گئے صفر
زرد پوش ایک پہلوان زبردست رفیق مجمر جادو [illegible] اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ہاشم تیغزن بادشاہ
اسلام سے رخصت لیکر اسکے مقابلے کو آئے بعد از گفتگوے بسیار صفر نے نیزہ مارا ہاشم نے چند طعن مین نیزہ بوکا
کیا صفر نے غضبناک ہو کر تیغہ مارا ہاشم نے سپر پر روک کے ہاتھ تیغہ کا مارا سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا زیر تنگ فرس
جا کر بوسہ دیا بختیارک پکارا صلوۃ بر محمد جا لعنت بر لات و منات اس اثنا مین مجمر جادو خود مقابلے کو آیا اور
ہاتھ سے ہاشم کے زخمی ہوا اُسوقت عشرت جادو مین تاب نہ باقی رہی اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر
سامنے ہاشم کے آیا للکارا ای خدا پرست تو نے غضب کیا مجمر جادو کو زخمی کیا اور صفر جادو کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا مجھپر بھی حملہ اپنا کر ہاشم نے وہی تیغہ چاہا کہ مارے عشرت نے سحر کیا ہاتھ ہاشم کا خشک ہو کر
رہ گیا عشرت جادو ہاشم کی مشکین باندھ لیگیا پھر عشرت جادو نے مبارز طلب کیا اسفندیار گیلانی اُسکے
مقابلہ کو آیا تلوار کھینچکر عشرت جادو پر ماری عشرت جادو نے کوڑے سے روکی اور وہی تازیانہ جو اسفندیار
پر مارا اسفندیار اسکی ضرب سے بیہوش ہو کر گرا عشرت جادو نے اسفندیار گیلانی کو بھی گرفتار کیا
چوگان بن حمزہ تلوار کھینچکر عشرت جادو پر دوڑا اور آتے ہی برابر تیغ تلوارین مارین ایک بھی کارگر
نہ ہوئی عشرت جادو نے اسم سحر کا دم کیا کہ چوگان گھوڑے پر سے گرا اُسے بھی عشرت نے باندھ لیا غرضکہ
شام ہوئی گیارہ سردارون کو گرفتار کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے لقا عشرت جادو پر سے
زر نثار کرتا ہوا پھر بارگاہ مین آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا لقا نے عشرت جا

کی بہت سی تعریفین کین بختیارک نے کہا اے عشرت جادو لشکر خدا پرستون مین دو بلائین یہ ہین ایک تو حمزہ
کہ وہ مالک باطل السحر ہی کل تم میدان مین جانا تو ہوشیار ہو کر جانا کسواسطے جب حمزہ اسم باطل السحر پڑھتا
ہی کیساہی سحر ہو رد ہو جاتا ہی دوسرے عیار حمزہ کا عمرو بلاے بے درمان اور آفت جہان ہی کہ شہر کے شہر
ساحرون کے غارت کر دیے سرِ زندہ جادوگران اسکا نام ہی عشرت جادو نے جو یہ سُنا لبالب ہر تو کہا ملک جی
مین انکا علاج کرونگا اور دل مین خائف ہو کر سوچا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین مفت مین مارا جاونگا ابھی شہر
آتش حصار ہاتھ سے حمزہ کے غارت ہو چکا ہی یہ کہکر دو پہر رات گئے گیارہ سردار جو اسیر تھے انکو لیے ہوے
شہر عظلی آباد کو راہی ہوا صبح کو ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ عشرت جادو عظلی آباد کو چلا گیا
فرمایا افسوس سردارون کو میرے لیگیا پھر طہماس کو بلا کر تمام حال بیان کیا طہماس نے کہا اے شہریار غضب ہوا شہر
عظلی آباد بہت ہی سخت جگہ ہی سواے جادوگرون کے اور کوئی نہین رہتا صاحبقران نے فرمایا انشاءاللہ
اگر مانند شہر ام الجبال کے اسے بھی نہ لیا ہوگا اور اسلام آباد نہ کیا ہوگا تو نام اپنا صاحبقران نہ رکھا ہوگا
طہماس نے کہا اے شہریار اگر عظلی آباد کو آپ نے مسخر کر لیا تو تمام پردۂ ظلمات زیر حکم آپکے ہو جائیگا فرمایا خدا چاہیگا
تو ایسا ہی ہوگا یہ ذکر تھا کہ جام شراب گردش مین آیا جب نشۂ شراب طہماس کو ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور صاحبقران سے
عرض کیا اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون لقا کے پاس جا کر عذر و معذرت اُس سے کر کے بلیشۂ کلنگان کو جاونگا
بادشاہ اسلام نے فرمایا اے طہماس یہ دو رنگی اچھی نہین ہوتی اس کافر پرستی کو چھوڑ دے طہماس نے یہ سنکر نگاہ خشم آلود
سے بادشاہ اسلام کو دیکھا بادشاہ اسلام نے فرمایا تو یکسوئی کیون نہین اختیار کرتا طہماس نے کچھ جواب نہ دیا پیچ و تاب
کھاتا ہوا چلا گیا کینہ طہماس کے دلمین جو بادشاہ اسلام کی طرف سے تھا وہ دونا ہو گیا یہان بعد جانے طہماس کے
صاحبقران نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ شہریار آپ نے ناحق ایسے کلمے طہماس کو کہے اگر میرا لحاظ اُسے نہ ہوتا تو
بیشک کچھ فساد کرتا فرمایا کہ مجھے اسکے فساد کی کیا پروا ہی اور مین سچ کہتا ہون کہ طہماس بڑا کافر پرست ہی امیر نے کہا
وہ مرد یکرنگ ہی جانتا ہی کہ لقا قابل خدائی نہین ہی مگر اپنی وضعداری سے بجا لائی اُسے مانے جاتا ہی مجھے ڈر ہی کہ موقع
پا کر آپ سے بری طرح پیش آئیگا اور بہت بادشاہ اسلام کو سمجھایا کہ آپ ایسے کلمے طہماس کو نہ کہیے گا ادھر طہماس جو
صاحبقران سے رخصت ہو کر بارگاہ لقا مین آیا سلام کیا اذن پا کر بیٹھا لقا نے بہت سی خاطر و مدارات کی اور کہا
تو میرا بندہ خاص الخاص ہی طہماس نے کہا یا خداوند مین نے اسقدر سردار آپکے مارے مگر خدا پرستون کو میرا اعتبار
نہین آتا کہ یہ ہمارا دوست ہی بلکہ مجھپر طعنہ زنی کرتے ہین کہ تو خوف جان سے حمزہ کی اطاعت کرتا ہی یا خداوندا اگر حمزہ کا قدم
بیچ مین نہ ہوتا تو سب خدا پرستون سے اس کلمے کا عوض لیتا اور دیکھ لیجیے گا جس وقت حمزہ لشکر اسلام مین نہ ہوگا
مین بہت بُری طرح ایک ایک سے پیش آونگا اور بارگاہ سلیمانی چھین کر آپکے واسطے لاونگا ہان جبتک حمزہ یہان
ہی مجکو کچھ نہین بن پڑتا کسواسطے کہ حمزہ نے میری جان بخشی کی ہی مین اسکا بندۂ احسان ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا
اور سوار ہو کر بلیشۂ کلنگان کی طرف روانہ ہوا یہ خبر اخبار ہرکارون نے صاحبقران کو سنایا صاحبقران نے
پڑھکر بادشاہ اسلام کو دیا کہ ملاحظہ فرمائیے طہماس نے کیا کیا لقا سے کہا بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر بفضل الٰہی
کچھ اندیشہ نہین ہی بعد اُسکے صاحبقران نے خلعت اور جام لبریز کر کے صحن بارگاہ مین رکھا اور فرمایا
کہ کوئی بہادر ایسا ہی کہ شہر شماریہ کو جائے اور جتنے عیار وہان اسیر ہو گئے ہین انکو نجات دے فضل بن
گیا ہور خون آشام اور فرہاد خان یکفرنی اپنے دنگلون پر سے اُٹھ کر سامنے آ کے عرض کیا کہ جو ارشاد عالی ہو تو

رہم جاکر قلعہ شماریہ کو لین امیر نے دونون کو خلعت دیکر رخصت کیا وہ اُسیوقت قلعہ شماریہ کو روانہ ہوئے خبر لقا کو ہوئی
جمزرین قبا نے کہا اگر حکم ہو تو مین جاکر ان دونون کو سزا دون لقا نے کہا بس مجھے بھی تقدیر کی ہے القصہ جمزرین قبا سامنے شہر
شماریہ کے آیا مقابل مین لشکر فضل بن گیا ہو رخون آشام وغیرہ کے خیمہ اپنا استادہ کیا اور طبل جنگ بجوایا اُدھر
فرہاد کے بھی لشکر مین نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی صبح کو صف باندھ کر کھڑے
ہوئے بعد صف آرائی جمزرین قبا میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل اُسکے مقابلہ کو نکلا بعد گفتگو کے نیزہ بازی شروع
ہوئی فضل نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری فضل نے تلوار اُسکی روکر کے ضرب شمشیر لگائی سپر کو قلم کر کے تلوار
تا دوابرو اُتر آئی اُسنے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گینڈے کے سر پر پڑی سر اُسکا کٹ گیا جمزرین قبا لڑکھڑا کر مع گینڈا گرا
ساتھ والے جمزرین قبا کے فضل پر گرے فضل اُنپر گرا تلوار چلنے لگی لوگ جمزرین قبا کو قلعہ مین اٹھا لیگئے فضل بھی
حصار کے لڑتا ہوا پہونچا قضائے کار فرہاد فضل پر دوڑا کہا کہ مین جمزرین قبا کے مقابلے کو آتا تھا تو جلدی کر کے
چلا آیا اور فضل پر حملہ آور ہوا اور فضل اور فرہاد سے تو باہم مشورہ ہو چکا تھا فضل سامنے سے فرہاد کے بھاگا فرہاد کفار کو
قتل کرنے لگا مگر ضرب فرہاد کی بہت زبردست تھی ایک درخت کو اُسنے اُکھاڑ لیا تھا درخت سے مارتا ہے آٹھ آٹھ دس دس
اُسکے نیچے پس جاتے ہین یہانتک کہ کفار شکست کہا کر قلعہ کیطرف بھاگے فضل بھی انھین کے ساتھ لپٹ کر چلے
فتاح قلعہ دار نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا کہ لوگ جمزرین قبا کے اندر قلعہ کے چلے آئین فضل بھی انھین لوگون مین
ملا ہوا اندر قلعہ کے چلا گیا بلکہ لوگ بھی فضل کے ہمراہ تھے فتاح قلعہ دار نے چاہا کہ دروازہ بند کرے فضل نے
نعرہ کیا کہ او کافر ان تجھے ابتک کب چھوڑتا ہون اور تلوار کھینچ کر قتل کرنے لگا اسی اثنا مین فرہاد مع فوج داخل قلعہ
ہوا وہ عیار سیاہ پوش فضل پر حملہ آور ہوا تلوار ماری فضل نے تلوار اُسکی چھین لی اور ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اُسکے
زخم کاری لگا وہ سامنے سے بھاگا فضل نے اُسکا تعاقب کیا ادھر سے فرہاد آتا تھا ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ خون مین
ڈوبا چلا آتا ہے للکار کر دوڑا اُسنے خنجر مارا فرہاد نے خنجر اُسکا بچا کے ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تو کون ہے اُسنے کہا کہ مین عیار سیاہ پوش
ہون صنوبر میرا نام ہے فرہاد نے کہا کہ دین اسلام قبول کر نہین تجھے مار ڈالونگا وہ کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا اور
جمزرین قبا قلعہ سے نکلکر بھاگا الغرض قلعہ مین تین پہر تک قتل عام ہوا کیا بعدہ سب کے الامان کی آواز چار طرف سے
بلند ہوئی اور تمام اہل قلعہ رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے آئے سبکو امان ملی تمام قلعہ مسلمان ہوا عیار صنوبر فتاح
کوتوال کو لایا وہ بھی مسلمان ہوا بعد اُسکے عیار صنوبر نے مہتر قران اور خواجہ عمرو اور عیارون کو جو گرفتار تھے
سبکو قید سے رہا کیا اور شیرویہ اور اسار کو بھی رہا کر کے سامنے فضل و فرہاد کے لایا شہر اسلام آباد ہوا مگر لقا نے جو
خبر سنی کہ ملک شماریہ خداپرستون نے لیا ہے بختیارک نے کہا یا خداوند یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے طبل جنگ بجوائیے
اور رات کو اہل اسلام پر شبخون مار کر نکل چلیئے لقا نے کہا مین نے بھی تقدیر یہی کی ہے اُسیوقت طبل جنگ بجوایا ادھر
صاحبقران کو خبر ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا رات کے وقت لقا شبخون خداپرستون پر مار کر غنطلی آباد کو
روانہ ہوا حمزہ صاحبقران ملک شماریہ مین داخل ہوئے مسجدون کی بنیاد ڈالی بتخانے توڑ ڈھائے گئے بانگ صلوٰۃ
بلند ہوئی جب امیر نے شہر شماریہ کے بندوبست سے فراغت پائی حاکم شماریہ کا سپہدار دردر گوش بن عادل شاہ کو کیا
اور عظیم کوہ باز کو شہر انا ملہ کا حاکم کر کے وہان بھیجدیا بعد اُسکے غنطلی آباد کے جانے کے سامان مین مصروف ہوئے

دوم کلمے داستان جنگ نشان لندھور بن سعدان کے بیان ہوتے ہین

جراءت نمایان سپہدار لشکر خیالات و دلیری آزمایان سر افواج عبارات داستان جنگ نشان کو معرکہ بزم قدر شناسان کی

مین یون بیان کرتے ہین کہ لندھور بن سعدان شہزادہ ہندوستان جب نوشاباد کو روانہ ہوا بعد قطع مسافت نوشاباد
مین پہونچا ہوشناگ عیار نے خبر عنقویل دیو پرورد کو دی کہ لندھور آ پہونچا ازرق عیار موجود تھا اُسنے کہا جواب فرمائین تو
مین لندھور کو بھی پکڑ لاؤن عنقویل نے ازرق سے کہا اس سے کیا بہتر ہے ازرق وہان سے روانہ ہوا اور ایک فقیر
کی صورت بنکر داخل لشکر لندھور ہوا سیر کرتا ہوا دربارگاہ لندھور پر آیا دیکھا کہ لندھور اور سردار اُسکے بیٹھے ہین ناچ ہو رہا
ہے جام گردش مین ہے یہ دیکھکر ٹھہر گیا جب دربار برخاست ہوا سب سردار اُٹھ کر چلے گئے لندھور کھانا کھا کر سو رہا ازرق
نے گرداوری خیمہ کی شروع کی دیکھا سب طرف عیار نگہبان پاسبان ہوشیار بیٹھے ہین پھرتے پھرتے ایک جگہ جا پایا دیکھا
کہ ایک گڑھے مین پانی بھرا ہوا ہے اور وہان سناٹا ہے ازرق پانی اُسکا پھینک کر خنجر سے نقب کھودنے لگا قضا سے
الیاس ہندی لندھور کے خیمہ کے گرد پھر کر اپنے خیمہ کو چلا تھا آتے آتے اُس مقام پر پہونچا فتیلہ عیاری کا اُسکے
ہاتھ مین روشن دیکھا کہ مٹی تازی کھدی پڑی ہے تعجب کر دیکھنے لگا خیال کیا کہ ایک عیار خاک مین ملا ہوا اندر سے گڑھے
کے مٹی باہر پھینکتا ہے الیاس نے دلمین کہا کہ یہ عیار عنقویل کا ہے نقب کھودتا ہے کہ لندھور کے خیمہ مین جا گرفتار کرے
اسکو گرفتار کیا چاہیے جب مٹی پھینک کر اندر نقب کے گیا الیاس نے حلقے کمند بھرے پر نقب کے بیٹھا کر پوشیدہ کر دیے
جیسے وہ باہر نقب کے مٹی پھینکنے کو آیا الیاس نے کمند کو کھینچا ازرق اُلجھ کر گرا الیاس دوڑ کر اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا
اور مشکیں باندھ لین پوچھا سچ بتا تو کون ہے اُسنے کہا مین ازرق عیار ہون لندھور کے گرفتار کرنے کو آیا تھا الیاس
ہندی نے کہا اگر تو اسلام لائے تو مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے لعنت کی لقا پر الیاس نے اُسے کلمہ بتایا وہ
طوطے کیطرح کلمہ پڑھ کر خوف جان سے مسلمان ہوا اور کہا اب مجھے لندھور کے پاس لیچلیے مین ایسی ترکیب بتاؤن کہ عنقویل
بسہل و آسانی گرفتار ہو جائے الیاس ازرق کو صبح کے وقت لندھور کے پاس لایا سب حال بیان کیا لندھور نے
ازرق کو خلعت دیا اُسنے کہا کہ رات کو آپ میرے ساتھ چلیے مین سر پر عنقویل کے لیجا کر کھڑا کر دونگا لندھور نے
کہا اچھا اور دو پہر رات سے گئے چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر روانہ ہوئے مگر ازرق عیار نے ہوشناگ عیار سے کہلا بھیجا
تھا کہ تو جا کر عنقویل کو مطلع کر کہ مین لندھور کو لیے آتا ہون تم ہوشیار رہو ہوشناگ نے جا کر عنقویل سے کہا کہ ازرق
لندھور کو لیے آتا ہے عنقویل ہوشیار ہوا اور فوج کو تیار کر رکھا جیسے لندھور اُدھر سے آیا عنقویل للکارا کہ او ہندی
تجکو غافل سمجھا ہے اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا لندھور بھی نعرہ کر کے جھپٹا دو وزن تگاور زن ہوئے بعد اُسکے
نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ اُسکا چھین لیا عنقویل نے تیغہ مارا لندھور نے وار اُسکا رد کر کے جو تیغہ دو دستی کا
کا ہاتھ مارا سپر کو قلم کر کے سر پر پڑا دو انگل اُتر گیا عنقویل نے سر اپنا پیچھے کھینچا تیغہ گینڈے کی گردن پر پڑا سر قلم ہو کے
گرا عنقویل کود پڑا دوسرا گینڈا موجود تھا اُسپر سوار ہوا اور مسل فولادی گیارہ سو من کا لندھور پر مارا لندھور نے پیچھے
کی بچاو کیا مسل گرشہ سپر سے پھسل کر شانے پر لندھور کے پڑا شانہ ٹوٹ گیا اور وہان سے آکر مغز پر ہاتھی کے پڑا پاش پاش
ہو گیا لندھور ہاتھی سے کود پڑا مگر شانے کے زخم سے طاقت کھڑے رہنے کی نہ پائی بیہوش ہو کر گرا لوگ لندھور کو
اُٹھا لے بھاگے عنقویل نے تعاقب کیا لشکر پر لندھور کے گر اقتل کرنا شروع کیا فوج لندھور کی لڑنے لگی آخر کار فوج
لندھور کی شکست کھا کر بھاگی اب دامنہ کوہ مین جا کر پناہ لی عنقویل بعد شکست جو کچھ مال و اسباب ہاتھ لگا اُسے لیکر
پھر گیا مگر الیاس ہندی خدمت صاحبقران مین گیا حال لندھور کا بیان کیا صاحبقران نہایت رنجیدہ ہوے فرمایا کہ اس
ازرق عیار نے سخت عاجز کیا ہے بیچارا لشکر ہے اور یہ کہکر جام شربت کا اور خلعت چوکی پر رکھا اور کہا ہے کوئی ایسا کہ اس ازرق
عیار کو سزا دے اور عنقویل کو پکڑ لاوے عمر قران حبشی نے بیڑا اُٹھا لیا اور عرض کیا کہ جو حکم ہو تو غلام جائے اور ازرق کو سزا پہونچائے

امیر نہایت فرحان و شادان ہوئے اور قران کو خلعت دیکر روانہ کیا اور آپ بہ ارادہ صید افگنی نکلے ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا
ڈالکر روانہ ہوئے برابر ایک باغ کے پہونچ کر اُسے صید کیا اور چھری سے ذبح کر رہے تھے کہ قصر باغ سے آواز آئی ہمارا بھی حصہ ہمکو
بھی دیجیے صاحبقران نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا ایک نازنین مہر تمکین مانند ماہ تابان کے برج جنوبی مین جلوہ گر ہو رہی ہے کہنے لگی
مائل ہوئے اور کہا کہ یہ صید موجود ہے اور مین بھی حاضر ہون وہ بولی کہ آپ تشریف لائیے گھڑی دو گھڑی یہان ٹھہریے ٹھنڈی ہوا کا
لطف اُٹھائیے پھر چلے جائیے گا صاحبقران نے پوچھا کدھر سے آؤن اُسنے کہا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اُس طرف سے آئیے
صاحبقران اُسکے بلانے سے داخل باغ ہوئے وہ نازنین پیشوائی کے واسطے آئی اور ہاتھ پکڑ کر قصر مین لیگئی تمام اسباب عیش
سامنے لا کر مہیا کیا کنیزون سے کہا کہ انکے ہرن کے کباب کر کے لاؤ بعد اُسکے امیر نے کہا کہ تم اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو اُسنے
کہا کہ نام میرا صنوبر بانو ہے بیٹی ہون عنقویل دیو پرور کی بہن ہون طہماس کی آپکے نام سے واقف نہین فرمایا کہ مجھے صاحبقران
کہتے ہین شکار کو آیا تھا خود شکار گاہ عشق مین صید ہوا ہون اگر تمہین مجھسے محبت ہے تو لقائے بے بقا پر لعنت کرو کلمہ گو
مسلمان ہو جاؤ ملکہ صنوبر بانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اپنے ساتھ والیون کو مسلمان کیا القصہ صنوبر بانو القہ تقی صاحبقران
نے صیغہ عقد پڑھکر گوہر مقصود حاصل کیا دوسرے دن عمرو صاحبقران کو ڈھونڈھتا ہوا صنوبر بانو کے باغ مین پہونچا پہلے
گلیم عیاری کی اوڑھے ہوئے مذاق دل لگی ہر ایک سے کرتا رہا اور غائبانہ چہلین کرنے لگا کسی کو گلے سے لگا لیا کسی کے سینے
ہاتھ ڈالدیا اکثر چیزین غائب کر لین ایک غل و شور اُن نازنینون مین ہوا کہ کوئی جن اس مقام پر آیا ہو کسی آسیب کا دخل ہوا ہے جو سبکو
ستا رکھا ہے ملکہ بھی قصر سے سہمی ہوئی نکلی اُدھر صاحبقران نے نعرہ کیا ارے کیا عورتون کو ستاتا ہے سامنے آ تو حقیقت معلوم ہو
عمرو نے آواز دی کہ سامنے آئینگے تو کچھ نہ ہو سکیگا ہم تو تمام سحر مین خراب و خستہ پھر رہے ہین اور آپ صحبت عیش مین مصروف
ہین صاحبقران نے آواز عمرو کی پہچانی ملکہ سے کہا تم ڈرو نہین یہ میرا عیار خواجہ عمرو ہے پھر پکارے اے خواجہ ہمارے سر کی قسم
اپنے تئین ظاہر کرو عمرو نے اپنی گلیم عیاری اُتاری جسنے دیکھا وہ خائف ہوئی غرضکہ عمرو کو امیر نے صحبت مین بٹھایا عمرو ملکہ
کی وزیرزادی شعلہ رو پر عاشق ہوا پہلے ملکہ کی مذمت کی اور زر و جواہر ملکہ سے لیا بعد اُسکے منہ کر کے نوازی کی شعلہ رو بھی
عمرو کے گانے پر عاشق ہو گئی امیر نے عمرو کا عقد شعلہ رو کے ساتھ کر دیا عمرو بھی وصل سے اُسکے کامیاب ہوا ادھر ملکہ صنوبر کو
حمل رہا امیر حمزہ صاحبقران کے صلب سے داراب کشور کشا پیدا ہوا اور عمرو کے نطفہ سے فتاح کشوری عیار
داراب پیدا ہوا چنانچہ ان دونون کا ذکر ایرج نامہ مین آئیگا القصہ تین روز صاحبقران وہان رہے چوتھے روز ملکہ سے
کہا اب ہم جاتے ہین انشاء اللہ نوشاباد فتح کر کے تمکو اپنے پاس بلا لینگے یہ کہکر صاحبقران مع خواجہ عمرو وہان سے
روانہ ہو کر داخل لشکر اسلام ہوئے لیکن حال سنیے مہتر قران کا کہ یہ نوشاباد مین پہونچا لشکر لندھور مین آباد دیکھا کہ
لندھور کا علاج ہو رہا ہے قران نے لندھور کو بہت تسلی دی اور کہا کہ مین جا کر ازرق عیار کو سزا دونگا اور عنقویل سے
بھی اسکا عوض لونگا شب کو تو وہین رہا صبح کو لشکر عنقویل کیطرف چلا شام کو وہان پہونچا دو پہر رات تک اس فکر و تردد مین
رہا کہ عنقویل کو گرفتار کیجیے مگر قابو نہ چلا وہان سے پھرا ہوا آتا تھا کہ آواز زنگ کی کان مین آئی دیکھا کہ عیار مثل طائر تیز پر
اُڑتا ہوا چلا آتا ہے نہایت چست و چالاک ہے قران نے اُسے پہچانا کہ یہ ازرق ہے فوراً حلقہ ہائے کمند راہ مین بچھا دیے جب یہان
پہونچا قران نے شیر کی بولی بولا ازرق ٹھہر گیا کہا کہ شیر کہان سے آیا قران نے فوراً جھٹکا دیا کہ ازرق حلقہ کمند مین پھنس
گیا قران جست کر کے آیا اور ازرق کی چھاتی پر بیٹھا دستکین باندھ لین اور پکارا کہ او حرامی مین نے تجھے پہچانا کہ تو ازرق ہے
تونے بڑی بڑی مکاریان کین ہین اب ہاتھ آیا تو نے گرفتار کیا اور لندھور کو تو نے زخمی کروایا تھے شکست دلوائی اب بغیر مارے
تجھے نہ چھوڑونگا اُسنے کہا کہ خیر مین گرفتار ہو گیا ہون اگر لقائے مدد کی اور چھوٹا تو سمجھ لونگا قران نے درخت سے باندھ کر خوب

مار بعد اسکے تغدہ نکالکر ایک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہو گرا اس اثنا مین موشک عیار وہان پہونچا ازرق کو کشتہ دیکھکر بہت
برہم ہوا خنجر کھینچکر قران پر دوڑا کہا تو نے غضب کیا ایسے عیار کو مارا قران نے بڑھکر بھپکی دی اور خنجر اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور
کمر مین ہاتھ ڈالکر سر پر چرخ دیا اور زمین پر مارا کہ وہ بیدم ہو کر رہگیا قران اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا موشک پکارا مین غلامی کی التجا
کی اور لقا پر لعنت کرتا ہون میری جان بخشی کیجیے قران نے کچھ اُسکی فریاد نہ سُنی اور ایک تغدہ اُسکو بھی مارا کہ وہ بھی دو ٹکڑے
ہو کر رہگیا پھر دونون کے سر کاٹ کر لندھور کی خدمت مین لایا اور تمام حال بیان کیا اور کہا اب مین ابرہا کو چھڑانے جاتا ہون لندھور
نے مہتر قران کو خلعت دیا قران سلام کر کے بصورت مبدل لشکر عنقویل مین آیا ابرہا کی قید کا حال دریافت کیا معلوم ہوا
کہ ابرہا کوہ نوشاباد مین قید ہے قران صورت اپنی تبدیل کر کے ازرق عیار کی شکل بنکر وہان پہونچا جہان ابرہا قید تھا
جاکر پاسبانون مین بیٹھا اُن لوگون نے کہا اے ازرق آج تم کہان آئے کہا کہ لشکر اسلام عنقریب آنے والا ہے لہذا
حفاظت کے واسطے آیا ہون ایسا نہ ہو کہ کوئی عیاران خدا پرستون مین سے آکر قیدی کو چھڑا لیجائے غرضکہ اُن مین
شریک ہو کر بیٹھا اور شراب مین بیہوشی ملاکر سبکو بیہوش کیا اور تمام نگہبانان زندان کو قتل کیا اور ابرہا کو زندان مین سے
رہا کر کے لندھور کے پاس لایا لندھور نے ابرہا کو گلے سے لگایا قران کو خلعت دیا مگر عنقویل دیو پرور کو خبر ہوئی کہ صاحقران
ملکہ صنوبر بانو کے باغ مین آئے تھے اور صحبت آرائی کر کے چلے گئے یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور سوار ہو کر چلا کہ ابھی اُس ننگ خاندان
کو سزا دیتا ہون ادھر ملکہ صنوبر بانو کو خار جفا کا جو کھٹکا ہوا خوف سے اُس باغی کے برائے حفاظت گلبن فرح و غنچہ جان پژمردہ
مثل باد بہاری کے باغ سے نکل گئی اور گوہر آبرو بچانے کیواسطے دریا سے فرح آباد مین اُتری عنقویل باغ مین آیا اور مثل
صیاد ظالم کے چمن چمن گوشہ گوشہ ہر ایک آشیانہ اُس بلبل خوش نغمہ کو تلاش کیا لیکن کہین نہ پایا وہان سے پتہ لگا کہ دریا سے فرح آباد
پر خیمہ مین ہے اُسیوقت آیا داخل خیمہ ہوا صنوبر بانو صورت صیاد اجل باپ کی دیکھکر کانپ گئی جھک کر سلام کیا عنقویل نے پوچھا
حمزہ تیرے پاس آیا تھا ملکہ نے کہا مین حمزہ کے آنے کی خبر سنکر باغ سے چلی آئی تھی حمزہ کی صورت بھی نہین دیکھی عنقویل نے ملکہ کو
سوار کرا کر جلد نوشاباد کو روانہ کیا اور آپ بھی پھر آیا راہ مین سُنا کہ ابرہا کو مہتر قران چھڑا کر لیگیا اور اُسنے ازرق عیار اور
موشک وغیرہ کو اور پاسبانان زندان کو مار ڈالا اب لشکر خدا پرستون کا کوہستان مین ہے یکایک ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر
لندھور اور ابرہا کا آ پہونچا عنقویل بارگاہ مین آیا اور جام شراب پی کر مست ہوا طبل جنگ بجوا دیا ادھر لشکر لندھور
و ابرہا مین بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بعد
عنقویل گینڈے کو چمکاتا ہوا میدان رزمگاہ مین آیا مبارز طلب کیا ابرہا سے دیو چنگال مقابلے کو نکلا بعد تگادو کے
وہ سخت نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے عنقویل نے مثل فولادی مارا ابرہا نے روک کر دونون چنگال ابرہا سے کمر
کو توڑ کر چنگال لعنت مین در آئے دو چنگال اور مارے کہ گوشت بچ گیا عنقویل بیہوش ہو گیا فوج عنقویل دوڑ پڑی
ابرہا اُبھر گیا لندھور ابرہا کی مدد کے واسطے آیا تلوار چلنے لگی لشکر عنقویل نے شکست کھائی سب بھاگے ابرہا و لندھور
نے مال و اسباب لوٹ لیا طبل شادمانی بجاتے داخل خیمہ ہوئے دوسرے روز خبر سنی کہ کچھ کافر بیشہ مین چھپے ہین لندھور نے
آکر تمام بیشہ مین آگ لگا دی کافر بھاگ کر پہار پر چلے گئے ناگاہ دو نقابدار سفید پوش بارہ ہزار فوج لیے ہوئے نوشاباد کی طرف
سے پیدا ہوئے اور صف باندھکر سامنے کھڑے ہوئے اور نعرے کیے کہ او خدا پرستو تمنے عنقویل کو مع فوج کے شکست دی اور آگ لگا کر
سب جلا دیا اب کہان ہمارے ہاتھ سے بچ کے جاؤ گے آؤ بھلا میدان کارزار مین یہ کہکر میدان مین وہ نقابدار دونون آئے ادھر سے ابرہا
دیو چنگال اور لندھور بن سعدان نعرے کرتے ہوئے جھپٹے بعد تگادو رد و بدل نیزہ بازیان ہوئین پل بھر مین نیزے دونون کے
ہوائی کر دیے نقابدارون نے تلوارین کھینچین اور دونون نے برابر وار کیے ابرہا و لندھور نے تلوارین کھینچین در کمر دونون کے ہاتھ

مرکبون پر سے اُٹھالیا اور نقابین دونون کے چہرون سے نوچ لین دیکھا کہ دو جوان خوبرو کمسن ہین ایک آفتاب دوسرا مہتاب ہی ابرہا اور لندھور نے پوچھا تم کون ہو اُن دونون نے کہا ہم ہمشیرزادے عنقوبل دیو پرور کے ہین نام ہمارے شہماسپ اور گہماسپ ہین ابرہا اور لندھور نے کہا کہ لقا پر لعنت کرو اور اسکے پرستارون پر دین اسلام مین آؤ نہین تو جان سے ہاتھ اُٹھاؤ وہ دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے دین اسلام مین آئے اور شریک ابرہا و لندھور کے ہوئے اُدھر عنقوبل جو بھاگ کر نوشاباد کو گیا تھا وہان ملکہ صنوبر بانو نے عنقوبل کو بیہوش کیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کرکے ابرہا و لندھور کے پاس بھیجا بالندھور اور ابرہا نے نوشاباد کو ملکہ صنوبر بانو کے سپرد کیا اور آپ مع لشکر ظفر پیکر عنقوبل کی قید ہمراہ لیکر خدمت صاحبقران زمان مین روانہ ہوئے

دو کلمے داستان عذر نستان لقاسے بے بقا کا عظلی آباد مین آنا اور صاحبقران زمان کا مع لشکر فیروزی اثر تعاقب کرنا اور حالات وغیرہ کا بھی بیان کیا جاتا ہے۔

افسون طرازان سحر بیان سخن پرداز و سحر پردازان خوش کلام جادو انداز افسانہ طراز اس داستان عجائب نشان کو بعبارت رنگارنگ یون ہنگامہ آرائے جادو زبانی و انجمن پیرائے سحر بیانی کرتے ہین کہ لقائے بے لقا جبکہ ملک شمار پر سے بھاگا اور قریب شہر عظلی آباد کے پہونچا مالک بن زرد ہشت جادو نے خبر سنی کہ لقا ہاتھ سے خدا پرستون کے شکست کھا کر یہان آیا ہی ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ اور لقا کو استقبال کرکے لاؤ تمام ساحر گئے اور لقا کو بعد تعظیم و تکریم لائے مالک بن زرد ہشت بڑے اعزاز و اکرام سے پیش آیا اور اپنے سے بلند بٹھایا کمال آبرو اور عزت کی اور کئی روز تک دعوت و ضیافت مین مصروف رہا بعد اسکے ایک روز اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا تمام شہر کی سیر کرائی اور چمنستان عظلی آباد دکھائے پھر آکر بارگاہ مین بیٹھا بختیارک نے حال اہل اسلام کا بیان کیا کہ اے مالک خدا پرست بلائے بے درمان اور آفت جہان ہین ام الجبال اندرکوٹ چاہ ماران کے ساحرون کو مارا شہر صندل کو جلادیا کشمیر و کاشغر کے جادوگرون کو خاک مین ملادیا ابھی وہ یہان آئے نہین ہین آپ جلد تر انکا سد باب کیجیے اس مقام پر انکو آنے نہ دیجیے مالک بن زرد ہشت جادو ہنسا اور کہا کہ ملک جی تم گھبراؤ نہین یہان اور طرح کا کارخانہ نہین ہی جو خدا پرست اس مقام پر آئیگا مارا جائیگا یہ کہکر سات جادوگرون سے حکم دیا کہ تم جاکر ہفت درے کا بندوبست کرو کہ خدا پرست عظلی آباد مین نہ آسکین اسی وقت سات جادوگر اُٹھے اور ہفت درے کی طرف روانہ ہوئے اور نام اُن جادوگرون کے یہ تھے ابلیس دلیران جادو وشرع رود گردان جادو و ہلیل کاروان جادو و آبریز جادو و باد انگیز جادو و آتشبار جادو و غبار خاکشیرے جادو یہ ساتون جادوگر جب وہان پہونچے اپنا اپنا طلسم آراستہ کرکے سد باب کیا کہ پرندہ بھی اڑکر نہ آسکے اور درندے کی کیا مجال کہ قدم وہان رکھے پھر اُن ساتون جادوگرون نے مالک بن زرد ہشت سے کہلا بھیجا کہ راہ ہمنے ہفت درے کی بخوبی تمام مسدود کردی ہی آپ مطمئن رہیے مالک نے بختیارک سے کہا ملک جی اب خدا پرست کیونکر یہان آئینگے اور اگر آنے کا ارادہ کرینگے تو مارے جائینگے بختیارک نہایت خوش ہوا اور لقا کو مژدہ جان بخش دیا کہ یا خداوند اب آپ یہان چین سے رہیے بے خوف و خطر عیش و عشرت کیجیے یہ ذکر تھا کہ نخوت جادو نے آکر عرض کیا کہ مین جو خدا پرستون کو اسیر کرکے لایا ہون انکو کیا حکم ہوتا ہی بختیارک نے کہا انکو قتل کیجیے یہ سنکے مالک بن زرد ہشت حکم قتل دیا چاہتا تھا کہ ملکہ جادو سامنے سے آئی اور کہا اے پدر بزرگوار ابھی انکا قتل کرنا مناسب نہین ہی انکو قید رکھیے القصہ ہاشم تیغ زن اور بہرام بر دعی اور سفندیار گیلانی

وغیرہ کو جانور بنا کر صحراے عظلی آباد مین چھوڑ دیا اور لقا کو مع لشکر چمنستان عظلی آباد مین بھیجدیا کہ سیر بہار گل وغنچہ
کیا کرے لقا مصروف عیش وعشرت ہوا تمام دن گلگشت چمن مین گذرتا تھا اور تمام رات شراب خواری مین بسر
ہوتی تھی یہانتک کہ زمانہ آتش پرستون کی عیدکا قریب آیا تمام شہر کو مالک نے آئینہ بند کرایا اور کوچہ کوچہ چراغان کی
تیاری کی اور لقا کو ساتھ مقام تابوت زردہشت پر لیگیا دیکھا لقا نے کہ ایک احاطہ ہی اور چار دیواری طلائی ہی اور
اسمین ایک برج طلائی مثل آفتاب کے چمکتا تھا لقا اندر اوس احاطے کے گیا دروازے پر برج کے دیکھا کہ قسیس رہبان
بیٹھے ہوئے ہین گھنٹہ بج رہا ہی نوبت کی آواز بلند ہی جھانجھون کی صدا گوش زد فلک ہی ناقوس پھنکتے ہین یا خداوند
زردہشت کا غل ہی اور ایک صندوق معلق بہوا معلوم ہوتا ہی اور دونون طرف اوسکے خود بخود چنور ہل رہے
ہین مگر چنور ہلانے والے نہین دکھائی دیتے ہین اور اندر اوس برج کے ایک گاے چوتارا بجارہی ہی اور بار بار
شراب پیتی ہی اور چار طرف ایسی روشنی ہی کہ زمین سے آسمان تک وہ مقام شعلہ آتش معلوم ہوتا ہی سبھون نے اوس
صندوق کو سجدہ کیا کہ ایک آواز اوس صندوق سے آئی اے لقا ہمنے تجھے اپنا نائب کرکے باختر مین بھیجا تھا تو نے
جاکر اپنی خدائی وہان ظاہر کی اور ہمین بھول گیا چار دیو تیرے تابع فرمان تھے سات قیطول عظیم الشان تھے
کیا کیا کارخانے ہمنے درست کردیے تھے مگر تو نے جو ہمکو فراموش کیا اوس فراموشی نے تجھکو اس درجے کو پہونچایا نہ
تو ہمسے برگشتہ ہوتا نہ یون خراب وخستہ پھرتا اور دیکھ جنھے ہمسے گمراہی کی وہ عذاب ابدی مین گرفتار ہوا دیکھا لقا نے
کہ لات اعلی اور منات معلی تمام خداوندان باطل غل وزنجیر مین گرفتار ایک طرف کو کھڑے ہوئے توبہ توبہ
کرتے ہین اور لقا کو دیکھکر پکارے کہ ہم بھولکر خداوند زردہشت کو اس حالت خراب مین گرفتار ہوئے بہتر یہ
ہی کہ تو اس گمراہی سے باز آ اور عذر و معذرت خداوند کے سامنے لقا نے بختیارک سے کہا کہ کیا کہتا ہی تو وہ
بولا اسوقت سب کچھ جائز ہی اسکا محل وموقع ہی بقول شیخ سعدی شیرازی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن +
کہ جاہا سپر باید انداختن + غرضکہ لقا وبختیارک نے ہاتھ اوٹھاکر کہا یا خداوندا خطا ہوئی معاف کیجیے ہم بندے
اپنی نالائقی کی سزا کو پہونچے اب ہنگام مددگاری کا ہی دشمنون کو غارت کیجیے ہم آپ کو سجدہ کرینگے اوس صندوق
سے آواز آئی ہم جانتے ہین کہ بختیارک کے تعلیم کرنے سے تو نے یہ کلمے کہے ہین لقا یہ سنکر کانپ گیا اور کہا بیشک
تو خداوند برحق ہی وہ شخص بندہ تیرا ہی اب عفو تقصیر کا امیدوار ہی پھر آواز آئی کہ اچھا خیر یہ بھی تیری خاطر ہی
کہ تو بھاگ آیا ہی اور ہمارے دامن دولت مین پناہ لی ہی اور خدا پرستون سے خائف ہی اب ہمکو بھی چاہیے
ہی کہ تیری کمک کرین اور خدا پرستون کے غارت ہونے کا بندوبست جلد ہوا جاتا ہی پھر وہ آواز مالک کیطرف
مخاطب ہوئی کہ اسے خلعت سرفرازی دو اوسیوقت مالک نے خلعت زردہشتی لقا کو پہنایا اور مالک تن
زردہشت جادو وہان سے پھر کر لقا کو لیے ہوئے آب عبودیہ پر آیا کہ سامنے اوس احاطہ طلائی کے
ایک تالاب نہایت عظیم الشان تھا اور اوسکے کنارے پر ایک جوڑا زاغ سیاہ کوہی کا بیٹھا ہوا تھا اور یہ تماشا کرتا
تھا کہ بار بار جوش مستی سے جفتی کھاتا تھا اور ہر جفتی کے بعد ایک بچہ پیدا ہوتا تھا اور ہوا لگ کر دم بھر مین مثل
قد وقامت پدر ومادر کے ہوتا یہانتک کہ ہزار گز کا قد وقامت صاحب دفتر نے تحریر کیا ہی اوڑ اوڑکر صدا دیتا تھا
یا خداوند زردہشت پھر پرواز کرکے طرف آسمان کے چلا جاتا تھا لقا یہ تماشا دیکھکر بہت حیرتناک ہوا مالک
نے کہا اے لقا جسقدر پانی چاہو اوس تالاب مین سے صرف کرو کم نہین ہوتا ہی جتنا لبریز ہی اتنا ہی تالاب رہتا ہی لقا
متحیر ہوا اور پھر کر وہان سے چمنستان عظلی آباد مین آیا اور عیش وعشرت مین مشغول ہوا ہر صبح کو اوٹھکر ایک بادشاہ

لقا کو لیجاتا تھا اور دعوت و ضیافت کرتا تھا ناظرین پر واضح ہو کہ لقا تو عظلی آباد مین صحبت عیش و عشرت مین ہی
اور دعوت و ضیافت کھانے مین مصروف ہی لیکن بیان حال سنیے حمزہ صاحبقران کا کہ یہ شہر شماریہ کو مسخر
کرکے تعاقب مین لقا کے روانہ ہوئے تھے کوچ بکوچ منزل بمنزل چلتے چلتے قریب شہر عظلی آباد کے پہونچے
بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی اور تمام لشکر ظفر پیکر کے خیمے برپا ہوئے صاحبقران اور بادشاہ اسلام داخل بارگاہ
سلیمانی ہوے اور سرداران نامی وغیرہ ولشکریان ونامدارانے اپنے خیمون مین آئے دوسرے روز ہلکارون نے
آکر خبر دی کہ راہ شہر عظلی آباد کی ساحرون نے مسدود کی ہی ساتون درے بند ہین اسوقت صاحبقران نے
سات خلعت منگوا رکھے اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ سات بہادر دیندار ہفت درے کو پاک کرین اور
ساحران غدار کو ہلاک کرین یہ کلام شجاعت نظام صاحبقران عالی مقام سنکر مظفر ارمنوسی اور طول مست
بربری اور فضل بن گیا ہو رخون آشام اور فرہاد خان یکضربی اور پہلوان عادی اور کرب غازی اور
جمہور جانسوز یہ ساتون بہادر اپنی جگہون سے اٹھے اور سامنے صاحبقران کے آکر مجرا کیا اور یون
عرض پرداز ہوے کہ بتائید یزدانی باقبال صاحبقرانی ہم لوگ جاکر ان ساتون درون کو پاک کرینگے صاحبقران
نے ان ساتون بہادران دیندار کو خلعت دیے اور رخصت کیا ہر ایک نے ایک ایک درے کی راہ لی اول
ملک مظفر ارمنوسی کا حال بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جب درۂ اول پر پہونچا دیکھا تمام درہ کرۂ نار معلوم ہوتا ہی
ملک مظفر نے ذرا اندیشہ نہ کیا گھوڑے کو اسی آگ مین ڈالدیا چند قدم چلا تھا کہ ایک جادوگر دکھائی دیا کہ تمام بدن
سے اسکے شعلۂ آتش نکل رہے ہین اور وہ کھڑا ہوا اسم سحر کا پڑھ پڑھ کر دم کر رہا ہی آگ اور زیادہ بھڑک رہی ہی جب
آتشبار جادو نے ملک مظفر کو دیکھا کہ گھوڑا اٹھائے ادھر چلا آتا ہی آواز دی کہ خبردار اسطرف نہ آنا یہ راستہ
ہمارے مالک نے مسدود کرادیا ہی ادھر سے جانے کا حکم نہین ہی ملک مظفر للکارا کہ او کافر ہمارے آقا کا حکم ہی
کہ جو سد راہ ہو اسے مار کر درے کو پاک کرو اور اسی طرف سے عظلی آباد کو جاؤ تمہاری سحر و ساحری پر مغرور ہو تو نا
لاکھون جادوگر ہمارے آقا نے مارے ہین تجھکو بھی فی النار و السقر کرینگے یہ سنکر آتشباز جادو برہم ہوا اور چاہا کہ سحر
کرے مظفر نے تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا کہ اسکے سینے پر بڑا زخم کاری لگا مگر اسنے سحر کیا تمام زمانہ دھوئین سے
تاریک ہوگیا اور ہزارہا شعلۂ سرکش ملک مظفر پر دوڑے اور لپیٹ کر اسکو اسیر کرکے لیگئے بجلیان چمک چمک
کر لشکر مظفر کے گرین کہ سر انکے کٹ گئے بہت لوگ مظفر کے مارے گئے باقی بھاگ کر خدمت صاحبقران
مین روانہ ہوے اب حال طول مست بربری کا سنیے کہ یہ جو دوسرے درے مین پہونچا دیکھا دریا پانی
کا جاری ہی اور اسی دریا پر ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی پانی اس دریا کا جوش مار رہا ہی آبریز جادو نے جو
طول مست بربری کو دیکھا پکارا کہ خبردار ادھر آنے کا قصد نہ کرنا نہین تو گرداب بلا مین مبتلا ہو جائیگا
طول مست للکارا کہ او کافر ہم تجھی کو مار کر اسی راہ سے جائینگے اور چاہا کہ تیر اسپر مارے کہ ایک نہنگ سیاہ
رنگ اچھل کر طول مست کو نگلگیا اور مچھلیان اس دریا سے نکلکر لشکر پر طول مست کے گرین اور سبکو نگل گئین
کچھ لوگ انمین سے باقی رہگئے تھے کہ وہ بھاگ کر خدمت صاحبقران مین راہی ہوے اب کیفیت فضل بن
گیا ہو رخون آشام ملاحظہ کیجیے کہ یہ تیسرے درے پر پہونچا دیکھا کہ درہ کوہ مین سے اسقدر ہوا تیز آتی ہی
کہ گھوڑے کا قدم ٹھہر نہین سکتا بمشکل تمام فضل اندر درے کے پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگر مشک پھولی ہوئی
ہاتھ مین لیے کھڑا ہی اور ہر مرتبہ اسکی دم کشی ہاتھ سے کرتا ہی کہ ہوا تیز اسمین سے نکلتی ہی اور ہوا اسے اصلی

کو طوفان خیز کرتی ہے باد انگیز جادو نے جو فضل بن گیا ہو رو دیکھا للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا نہیں تو برباد
وتباہ ہو جائیگا فضل نے نعرہ کیا کہ او خیرہ سر مین تیرے ہلاک کرنے کو آیا ہون اور تلوار کھینچکر چلا اسنے سحر کیا کہ
ایسی ہولے تند اوس مشک سے نکلی کہ فضل مع فوج سحر کے گھوڑے سے گرا اور پھر اٹھکر چاہا کہ سوار ہو پھر گرا
پھر قصد کیا سوار ہو سر کا پھر گرا غرضکہ بیہوش ہو گیا باد انگیز جادو اژدہے کی صورت بنکر فضل کو نگل گیا
اور شعلہاے آتش فشان چھوڑ کر لشکر فضل کو پراگندہ کر دیا بہت سے اہل اسلام جلگئے باقی بھاگ کر وہان سے
نکل گئے اب حال فرہاد خان یکضربی کا سنیئے کہ یہ درہ چہارم پر پہونچا دیکھا کہ دریاے ریگ روان کا
شور ہے اور جوش مار رہا ہے فرہاد مرکب کو جھکا کر چلا دریاے ریگ مین چند قدم آیا ہو گا کہ مع فوج دھنس گیا
کچھ لوگ جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھاگ کر صاحبقران کی خدمت مین روانہ ہوئے آغور خاک غبرے جادو
فرہاد خان کو گرفتار کر کے لیگیا پہلوان عادی کی اب کیفیت بیان کیجاتی ہے کہ یہ جب پانچوین درے
پر پہونچے دیکھا کہ تمام پہاڑ لوہے کا ہے اور راہ کہین نہین ہے ہر چند داہنے بائین گیا راستہ نہ پایا چاہا کہ وہان سے پھرے
کہ ایک اژدہا پیدا ہوا اور قلاب آتشی چھوڑ کر دم کشی کی کہ پہلوان عادی کو نگل گیا اور شروع رود گران جادو
نے لشکر پہلوان عادی پر شعلہ آتش گراے کہ ہزارہا عادی جلگئے باقی بھاگ کر سمت امیر روانہ ہوے لیکن
کرب غازی درہ ششم پر پہونچے دیکھا کہ پہاڑ پتھر کا ہے اور راہ کہین نہین معلوم ہوتی کھڑے دیکھ رہے تھے
کہ آسمان پر سے پتھر برسنے لگے یہانتک سنگباری ہوئی کہ کرب غازی مع فوج پتھرون مین دبگئے کچھ لوگ جو حد حجر
باہر تھے وہ بھاگ کر خدمت صاحبقران مین راہی ہوے جمہور جہانسوز مع فوج ساتوین درے پر پہونچا
دیکھا کہ پہاڑ شیشے کا ہے اور راستہ کسی طرف سے نہین ہے ہمراہیون سے کہا کہ مین گرز مارکر راستہ اسمین سے پیدا کرتا ہون
یہ کہکر گرز پہاڑ پر مارا گرز نے اثر نہ کیا دو تین گرز اور لگایا سواے خاطر شکنی گرز کے کچھ حاصل نہ ہوا یکایک ایک آواز مہیب
پیدا ہوئی اور ایک ساحرہ کہ نام اسکا سنجل جادو تھا شیشہ ہاتھ مین لیے ظاہر ہوئی اور سامنے جمہور کے شیشے
کو گردش دی کہ جمہور اس شیشے مین اوتر آیا اور لشکر جمہور مثل ریگ شیشہ ساعت تہ و بالا ہو کر فراری ہو گیا
یہان حمزہ صاحبقران کو جو متواتر خبر ہوئی اور سردارون کے اسیر ہو جانے کا حال سنا نہایت غضبناک ہوئے
اور کوچ کر کے درہ آتش پر آئے دیکھا کہ صدہا جادوگر ہین اور ایک جادوگر کہ آگ اوسکے منہ سے نکلتی ہے کھڑا ہوا سحر
کر رہا ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھتے ہوے اوسی طرف چلے اوسنے ہر چند سحر کیا کچھ نہو سکا آخرکار صاحبقران
نے آتشبار جادو کو للکارا آتشبار جادو سامنے سے ہٹ گیا صاحبقران سامنے درہ آتش کے اترے ادھر
ساتون جادوگر ساتون سردارون کو اسیر کیے ہوئے مالک بن زردہشت کے پاس لائے تھا اور بختیارک
اہل اسلام کی گرفتاری کی خبر سنکر مالک کے پاس آئے ہوئے تھے اور بختیارک کہ رہا تھا کہ خداپرست
آپہونچے ہیں آپ نے انکے استیصال کا سامان کیا یا نہین مالک کہ رہا تھا کہ تم خاطر جمع رکھو دیکھو تو کس
عذاب سے انکو مارتا ہون یہی گفتگو تھی کہ ساحران ہفت درہ نے لاکر ساتون سردارون کو سامنے مالک کے
حاضر کیا مالک نے بختیارک سے کہا کہ دیکھا تمنے یہ کیونکر اسیر ہو کر آئے بختیارک نے کہا اسکو غنیمت سمجھیے جلد
انکو قتل کیجیے یہ ذکر تھا کہ ملکہ جادو مع گلشن جادو و گلستان جادو کے سامنے سے آئی مالک بن زردہشت
کو سلام کیا پاس آکر بیٹھی احوال سرداران اسلام کا پوچھا مالک نے کہا بیٹا یہ اسیر ہو کر آئے ہین بختیارک کہتا ہے
انھین قتل کیجیے ملکہ بولی اے پدر بزرگوار اسی کے صلاح و مشورے سے لقا کی خدائی برباد ہوئی آپ اسکے کہنے پر

نہ لیجیے گا جہان اور خدا پرست قید مین وہان انکو بھی بیجد بیجئے بعد گرفتاری حمزہ کے سبکو قتل کیجیے گا مالک نے
اُسوقت ساتون ساحرون کو حکم دیا کہ ساتون سردارون وجانورونہ بناکر صحراے عظلی آباد مین چھوڑ دو یہ حکم دیکے ملکہ جادو
تو چلی گئی اور نخچیارک نے لقا سے کہا کہ مجکو معلوم ہوتا ہو کہ ملکہ خدا پرستون سے ملی ہوئی ہو لقا نے کہا او بیحیا چپ رہ
کیا بکتا ہو کوئی سن لیگا تو اسقدر جوتیان پڑینگی کہ ایک بال تیرے سر مین نہ باقی رہیگا اب مالک کو ہرکارون نے خبر دی
کہ لشکر حمزہ کا درۂ آتش بار پر آکر اُترا ہی لقا سے کہا کہ تم فوج ساحرون کی لیکر یہان سے جاؤ اور اپنے سامنے خدا پرستون سے
لڑواؤ لقا لشکر ساحرون کا لیکر روانہ ہوا ادھر آتشبار جادو نے ملک منظر کو بصورت گرگ بنایا اور آبریز جادو نے
طول ست کو بشکل پلنگ بنایا اور خاکستو سے جادو نے پہلوان عادی کو بہ ہیئت جاموش کیا اور سماع
باد انگیز جادو نے جھبو کو ہرن کردیا اور شروع رود گردان جادو نے فضل بن گیا ہو رخون آشام کو کرگدن
بنایا اور چالاک جادو نے کرب غازی کو مانند شیر کے بنایا اور سبحنجل جادو نے فرہاد خان یکضربی کو اژدہا
بنایا اُن سبکو جدا جدا جانورون پر بناکر صحراے عظلی آباد مین چھوڑ دیا لیکن اب حال سنیے حمزہ صاحبقران کا کہ یہ
سامنے درۂ آتشبار کے اُترے ہوئے ہین کئی روز کے بعد ایک روز گھبراکر سوار ہوئے کہا کہ آج انشاء اللہ تعالے
درۂ آتشبار سے گذر جاؤنگا یہ سوچ کے قریب درۂ آتشبار کے پہونچے کہ کچھ ساحر علم و نشان ہاتھون مین لیے اژدہون
پر سوار دکھائی دیے اور ایک طرف کو آکر قائم ہوئے بعد اُسکے دیکھا کہ اور فوج ساحرون کی چلی آتی ہی سوار ساحرون
کے شیر و پلنگ و فیل آتشین اور کرگدن آتشین پر سوار ہین اور سب کے سب آکر درۂ آتشین پر اتر پڑے مگر لقا کا
حال سنیے کہ یہ پہلے تو تابوت زر وہشت جادو کے سامنے گیا سجدہ کرکے پکارا یا خداوندا اب دشمن سخت سر پر آپہونچا
اور یہ کہکر خوب رویا ایک آواز آئی ای لقا تو گریہ وزاری نکر خاطر جمع رکھ تمام دشمن تیرے مارے جاینگے تیرے لشکر
ساحران رہ لیکن یہان حمزہ صاحبقران بارگاہ مین بیٹھے ہوئے تھے کہ لندھور اور ابرہا عنقویل کو گرفتار
کیے ہوئے لائے ملازمت صاحبقران کی حاصل کی صاحبقران نے عنقویل کو سامنے طلب کیا عنقویل نے
اگر بطریق لقا پرستان سلام کیا صاحبقران نے اُسے بٹھایا جام شراب کا دیا اور فرمایا ای عنقویل لعنت کر لقا پر
اور دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا اُسنے کہا کہ آپ شہر عظلی کو مسخر کر لیجیے تو مین دین آپ کا اختیار کرونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اور عنقویل کو ابرہاے دولتخواہ کے حوالے کیا کہ اسے اچھی طرح رکھو ابرہا
نے عنقویل کو اپنے خیمے مین لیجاکر نظر بند کیا شراب و کباب اسکے واسطے مہیا کردیا ادھر ملک اخضر سبز پوش
نے طبل جنگ بجوایا خبر صاحبقران کو ہوئی فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل یزدانی کوس حربی بجے اور
نقارۂ رزمی نوازش مین آیا رات بھر دونون طرف تیاری جنگ رہی لشکر ساحران تمام رات اپنا اپنا سحر
جگایا کیا حمزہ صاحبقران زمان عبادت خانہ استادہ کراکر اُسمین داخل ہوئے نماز پڑھ کر دعائین مانگنے لگے
غرض چار پہر رات جانبین مین عجب ہنگامۂ عظیم رہا صبح کو ادھر سے بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران مع
سرداران عالی مقام فوج بے شمار بیک معرکۂ کارزار مین آکر قائم ہوئے ادھر سے لقاے بدکردار تخت نکہت
پر سوار تمام ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے کہ ہر ایک ساحر کے آگے ڈہرو بج رہے تھے اور ناقوس پھنک رہے
تھے تخت ملک اخضر برابر تخت لقا کے چلا آتا تھا میدان رزمگاہ مین مقابل لشکر اسلام کے قائم ہوا اور
ساحرون نے صف باندھی نقباے بلند آواز نے نہیب دی شروع رود گردان میدان مین آیا مبارز
طلب کیا شہزادہ خاور سیاہ قاسم عالیجاہ اُسکے مقابلے کو نکلے بعد گفتگو کے اُسنے چاہا کہ سحر کرے قاسم نے تیغ

بلارک فراسیابی کا ہاتھ مارا اُسنے اپنے تئین بچایا تیغہ ہاتھی پر پڑا سر ہاتھی کا قلم ہوگیا شروع رعد وگردان بیادہ
ہوکر اژدہے کی صورت بنا اور قاسم کو نگل کر فوراً وہان سے غائب ہوگیا پھر قیمشں اژدہا سرمیدان مین آیا مبارز
طلب کیا ابرہا سے دیو چنگال اُسکے مقابلے کو نکلا اور ایک میل آہنی اُسپر مارا کہ گینڈا اُسکا مارا گیا قیمش بھی ہوکے
آسمان کو چلا گیا اور لمحہ بھر کے بعد ایک پنجہ بنکر ابرہا کو اُٹھا لیگیا پھر زرجہر جادو اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین
آیا اور روغن کا پہل نکالکر ہاتھ سے اُسکو اُڑا دیا اور ہم سحر کا پڑھکر دم کیا وہ روغن کا پہل آسمان پر جاکر ابر سفید رنگ
بنگیا اور اُسمین سے اولے برسنے لگے اور ہوا سرد چلنے لگی سب اہل اسلام مارے سردی کے کانپنے لگے دانت سے
دانت بجنے لگے سبکی حالت بسبب سردی کے متغیر تھی اُسوقت علمشاہ نے مرکب اپنا چمکایا اور بڑھ کر ایک تیر ایسا
مارا کہ وہ ساحر زخمی ہوکر بھاگا علمشاہ تلوار کھینچکر دوڑے اور جادوگرون پر جا پڑے بہت سے جادوگرون کو
قتل کیا قضائے کار سماق بن زجاج بپشت پر سے علمشاہ کی آیا اور دیو کی شکل بنکر علمشاہ کو اُٹھا لیگیا
عقرب کوہ نشین جادو نے اژدہا اپنا میدان مین بڑھایا اور مبارز طلب کیا مالک اژدر مرکب کو بڑھا کر
سامنے اُسکے آیا اور بعد گفتگو کے مالک نے نیزہ مارا کہ شانہ اُسکا زخمی ہوا مگر اُسنے جو سحر کیا مالک بیہوش ہوکر گرا وہ
مالک کو گرفتار کرکے لیگیا شام ہوچکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے امیر عمرو سے کہتے آتے ہین کہ خواجہ
کوئی تدبیران ساحرون کے استیصال کی کرو عمرو جواب دیتے رہا ہے کہ حمزہ مین ساحرون کا کیا کرسکتا ہون یکایک
ایک پنجہ پیدا ہوا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا ہر چند عمرو چلایا کہ ارے تو غلطی کرتا ہے کسی اور کے دہوکے مین مجھے لیے جاتا ہے
مجھ مین گوشت نہین ہے فقط پوست و استخوان ہین یہ بکا کیا پنجہ لیے چلا گیا امیر باتوقیر متاسف و غمگین و ملول داخل
بارگاہ ہوئے اُدھر جادوگر جو سرداران لشکر اسلام کو اسیر کرکے لیگئے تھے مالک بن زرد ہشت جادو کے پاس پہونچے
اور حال بیان کیا بختیارک نے کہا حمزہ مالک یا طل السحر ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اسکو غنیمت جانو کہ یہ چند سردار اسیر
ہوگئے ہین جلد انھین قتل کرو اور جو خدا پرست ہاتھ لگتا جائے اُسکو قتل کرتے جاؤ مالک بن زرد ہشت جادو نے
اُسیوقت جلادون کو طلب کیا اور چاہا کہ اُن سبکو قتل کرے کہ ملکہ جادو سامنے سے آئی اور باپ کو سلام کیا پاس
بیٹھ گئی بختیارک نے لقا سے کہا بس اب انہین سے کوئی نہ مارا جائیگا حمایت کرنے والی انکی آگئی ملکہ جادو نے
اپنے باپ سے کہا کہ یہ سردار جو اسیر ہوئے ہین انکو ابھی قتل نہ کیجیے حمزہ اسیر ہولے تو سبکو سامنے تابوت
زرد ہشت کے لیجائیے گا اگر ان سبھون نے سجدہ کیا تو بہتر نہین تو اسی وقت قتل کیجیے گا ابھی بغیر اجازت
خداوند انکا قتل کرنا مناسب نہین ہے اور یہ سب حجت لاتے ہین کہ ہمارا مالک اطاعت کریگا تو ہم بھی کرینگے دوسرے
یہ کہ حمزہ بادشاہ جلیل القدر ہے شہر کے شہر جادوگرون کے اُسنے غارت کردیے ہین اگر یہان بھی غالب ہوا تو وہ
عوض مین سردارون کے ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا اور اُسوقت پھر یہ زندہ نہ ہوسکینگے مار ڈالنا سہل ہے اور زندہ
کرنا مشکل ہے یہ جو ملکہ جادو نے کہکر اپنے باپ کو سمجھایا مالک نے تمام سردارون کو تسخیر جادو کے حوالے کیا
اُسنے ایک گنبد سحر بناکر سبکو قید کیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ دیکھا آپ نے سب بچگئے کوئی نہ مارا گیا بیشک
ملکہ جادو خدا پرستون سے ملی ہوئی ہے لقا نے کہا او بے حیا چپ رہ تجھے ان باتون سے کیا کام ہے تو ناحق مینا
طوطے کی طرح ٹائین ٹائین کیے جاتا ہے اگر مالک بن زرد ہشت سُن پائیگا تو بہت بُری طرح پیش آئیگا
بختیارک چپ ہورہا القصہ ملکہ جادو وہان سے اپنے مکان مین آئی اور لوگون سے پوچھا کہ ہمنے گلشن
جادو کو عمرو کے لینے کے واسطے بھیجا تھا اُسے لائی یا نہین لائی لوگون نے عرض کیا کہ گئی ہوئی ہے ابھی

نہین آئی یہ ذکر تھا کہ کاش جادو عمرو کو لیے ہوئے سامنے سے دکھائی دی اور ملکہ جادو کے سامنے لاکر ڈالدیا
عمرو خواب بیہوشی مین پڑا تھا جب ہوش آیا اپنے تئین ملکہ جادو کے پاس دیکھا نہایت خوش ہوا سمجھا کہ اسنے
مجھے اٹھوا منگایا ہی عمرو نے ملکہ جادو سے کہا کہ ای ملکہ تمنے تو اقرار کیا تھا کہ مین مددگاری اہل اسلام کی کرونگی ملکہ
نے کہا خواجہ مین غافل نہین ہون برابر پیروی کر رہی ہون پھر بیان کیا کہ جو سردار صاحبقران کا اسیر ہوکر یہان
آیا اسے مین نے قتل نہین ہونے دیا اگر میرا قدم درمیان مین نہ ہوتا تو بختیارک نے سبکو قتل کروا دیا تھا مین نے
مالک بن زردہشت کو سمجھایا کہ ابھی انکا قتل مناسب نہین ہی اسنے میرے کہنے سے اُن سب سردارون کو
قید کیا ہی اور تم حمزہ صاحبقران سے کہنا کہ اسم اعظم سے بہت ہوشیار رہین غفلت نہ کرین یہ کہکر عمرو کو
پھر لشکر اسلام مین بھجوا دیا مگر یہان کا بعد ملکہ جادو کے جانے کے بختیارک نے مالک سے کہا کہ حمزہ کے اسم اعظم
بند کرنے کی تدبیر کرو مالک بن زردہشت نے مہائیل سحر بند جادو سے کہا کہ تم لقا کے ساتھ جاؤ اور
اسم اعظم حمزہ کا بند کرو اسنے کہا بہت اچھا بس مہائیل سحر بند جادو لقا کے ساتھ روانہ ہوا اور دوسرے
راوی کا یہ بیان ہی کہ عمرو کو ملکہ جادو لشکر اسلام سے نہین اٹھوا منگواتی ہی بلکہ جادوگر اسیر کرکے لاتے ہین اور لشکر سحر
جادو عمرو کو گنبد مین قید کرتا ہی ادھر مہائیل کو لقاے بے لقا ساتھ لیے ہوئے آیا داخل خیمہ ہوا ملک اخضر جادو
سے مہائیل نے کہا کہ مین اسم اعظم حمزہ کا آج بند کیے لیتا ہون اور جاکر سویرے سے اپنے خیمے مین بیٹھا اسباب
سحر سب آکر موجود ہوا ایک بچہ خوک اور وہ جانور جنپر سحر چلتا ہی ہُدہُد جھینگے کیڑے چیلین چیند وغیرہ پنجرون مین
بھر کر آئے ایک طرف موہن بھوگ تیار ہو رہا تھا قرابے شراب کے ہار پھول سیندور لوبان گوگل لونگ موم سفید موم
زرد ماش کا آٹا وغیرہ یہ سب اشیا منگوائے بنگالی ڈھیرو بجانے لگے مہائیل سحر بند نے بچہ خوک کو جھٹکا کیا
خون اُسکا تھالی مین لیا اور اُسی خون سے جو کا دیا باقی خون مین پانی ملاکر نہایا چوکے مین آکر بیٹھا بنگالیون نے
ڈھیرو بجانا شروع کیا مہائیل نے پہلے پنجرے مین سے جانور نکالکر اُنکی گردنین مروڑ کر خون انکا پیا بعد اُسکے بچہ خوک پر
سحر کیا ماش سرسون کے دانے مارے کہ وہ زندہ ہوا اُسکے ماتھے پر سیندور ملا گلے مین ہار پہنائے اگیاری دیکر لوبان
گوگل وغیرہ سلگایا اسم سحر پڑھنے لگا یہانتک کہ بچہ خوک منھ کھولکر اسکی طرف متوجہ ہوا موہن بھوگ وغیرہ سب
اُسے کھلایا اور سات قرابے شراب کے پلا دیے آنکھین اُسکی نشے مین ابل آئین دم کو راست کیا مہائیل اسم
پڑھنے لگا وہ بچہ خوک گرد چوکے کے پھرنے لگا سات چکر کیے مہائیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ ٹھہر گیا اور منھ
کھولا مہائیل نے موم اُسکے منھ مین دیدیا اُسنے منھ بند کر لیا پھر چکر لگانے لگا اکیس چکر کیے کہ مہائیل نے ہاتھ زمین
پر مارا بچہ خوک نے پھر منھ کھولا مہائیل نے اُسکے منھ سے موم نکال لیا بچہ خوک زمین پر گرکر مردہ صد سالہ ہوگیا
اب مہائیل نے اُس موم کا پتلا بنایا اور اسکے منھ مین سوئیان مارکر اجاری مین اُس پتلے کو اُتارا اور منھ پر کسکے
سکورا گلی رکھکر موم سے بند کر دیا اور بنگالیون سے کہا اب ڈھیرو نہ بجاؤ اپنے گھرون کو جاؤ اور خود بھی سو رہا
صبح کو اُٹھا وہ شیشہ لاکر ملک اخضر اور لقا کو دکھایا کہا دیکھیے مین نے اسم اعظم حمزہ کا بند کر لیا سبھون کو خوشی
حاصل ہوئی نقارہ شادمانی بجنے لگے یہ خبر ہرکارون نے صاحبقران کو پہونچائی کہ لشکر ساحران مین غل
ہی کہ اسم اعظم آپ کا بند ہوگیا صاحبقران نے جو خیال کیا تو بالکل اسم اعظم فراموش تھا ایک حرف نہ یاد آیا
بس صاحبقران کا رنگ زرد ہوگیا مگر ظاہر فرمایا کہ مجھے اسم اعظم یاد ہی ساحر جھک مارتے ہین ادھر ملک اخضر
نے طبل جنگ بجوایا کہ کل لشکر خدا پرستان کا استیصال کرونگا ادھر خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہان بھی نقارہ

رزمی پر چوب پڑی حمزۂ صاحبقران زمان سر شام سے وضو کرکے نماز پڑھ کے سجادے پر آ بیٹھے دعائین
مانگنے لگے چار پہر رات گریہ وزاری کرب وبیقراری مین بسر کی اور تمام اہل اسلام بھی مصروف مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات رہے ادھر ساحرون مین شرابخواری رہی اور سحر اپنا اپنا جگایا کیے دونون طرف عجب غلغلہ رہا صبح کو ادھر
سے بادشاہ اسلام اور حمزۂ صاحبقران مع سرداران عالی مقام کے میدان مین آگئے اور صف باندھکر کھڑے ہوئے
اُدھر سے لشکر کفار آیا لقا اور ملک اخضر ایک تخت پر سوار ساحران نامی گرد تخت کے آگے آگے دُہر بجتے ہوئے
ناقوس پھنکتے ہوئے گھڑیال کا گھڑی گھڑی جوش وخروش لاکھون ساحر پشت کے پیچھے مقابل مین لشکر اسلام کے
آکر کھڑے ہوئے طرفین مین صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نہیب دی پھر عقرب جادو اژدر شعلہ فشان
پر سوار میدان مین آیا اور پکارا اے خدا پرستو اگر خداوند زردہشت کو سجدہ کرو مطیع لقا ہو اسم اعظم بھی بند
ہو چکا اب کس بھروسے پر لڑوگے ور اگر میرا کہنا نہ مانوگے تو مارے جاؤگے ادھر سے اہل اسلام للکارے کہ
او خیرہ سر کیا واہیات بکتا ہے انشاء اللہ العزیز مانند شہرام الجبال کے عظلی آباد کو بھی مسخر کرینگے سب جادوگرون
کو مارینگے لاکھ لاکھ لعنت ہے زردہشت پر اور اُسکے پرستارون پر عقرب جادو یہ کلمات سنکر برہم ہوا اور للکارا
کہ جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے یہ سنتے ہی اسد شیردل بن کرب دلاور مرکب کو
جمکا کر بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر عقرب جادو کے سامنے آیا اور اُسنے جو ایک جوان حسین خوب شکل کو دیکھا
سمجھانا شروع کیا کہ اے ثمر باغ مراد پدر و اے بہار گلشن تازہ اپنی جوانی پر رحم کر میرے ساتھ چل کمال تیری عزت
وحرمت کرونگا اسد پکارا او بابوہ گو کیا بیہودہ بکتا ہے عقرب جادو نے مجبور ہوکر کہا کہ پہلے تو اپنا حربہ کر لے اسد
نے کئی تلوارین مارین اُسپر کارگر نہوئین عقرب جادو نے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ اسد گھوڑے پر سے
گرا اور عقرب جادو نے گرفتار کر لیا اور پھر مبارز طلب کیا یکایک صحرا کی طرف سے گرد وغبار کا تتق اُٹھا اور
نقابدار مرصع پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا اور نعرہ کیا او کافر مین تیرا حریف ہون خبردار ہو کہ مین آ پہونچا
راوی بیان کرتا ہے کہ جب نقابدار سرحد عظلی آباد مین پہونچا تھا تو لکہ جادو نے اپنے عیار کے ہاتھ
ایک ڈوپٹا نقابدار کے پاس بھجوا دیا تھا کہ اسکو اپنے بازو پر لپیٹ لو اور ایک ایک تار اسکا نکال کے تمام رفیق
اور سردار اور فوج کے بازو پر بندھوا دو کہ سحر کسی پر تاثیر نہ کریگا نقابدار مرصع پوش نے ایسا ہی کیا غرض جیسے ہی
نقابدار مرکب کو جمکا کر برابر عقرب کے آیا وہ حیران ہوا اور کہنے لگا کہ اے نقابدار گمنام تو کون ہے جو میرے
مقابلے کو آیا ہے شاید قضا تیری لیکر آئی ہے تو چلا جا یہان سے کہ مجھ سے تو اک خدا پرستون سے سامنا ہے یہ
سُنکر نقابدار للکارا اور کہا نام میرا ملک الموت کافران ہے اور مین بھی مسلمان ہون اور ادنی غلام بادشاہ
اسلام کا بغیر مارے تجھے نہ جاونگا یہ سُنکر عقرب جادو آگ ہوگیا اور کچھ عقرب موم کے بنا کر نقابدار کی طرف
پھینکے وہ عقرب نقابدار کے پاس پہونچکر موم ہو کر رہگئے عقرب جادو حیران ہوا اور دو ایک سحر اور کیے وہ بھی
رد ہوے یہان تک کہ نقابدار اُسکے برابر آیا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع اژدر چار ٹکڑے ہوگئے بھائی اسکا
عقرب کوہ نشین جادو مقابلے کو آیا اور کئی سحر کیے مگر نقابدار پر اثر نہوا اُسوقت اُسنے تلوار ماری نقابدار
نے رد کر کے جو ایک ہاتھ تلوار کا مارا عقرب کی کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہوکر گرا غرضکہ اسی طرح کئی ساحر نقابدار کے
مقابلے کو آئے اور نقابدار نے واصل جہنم کیے ملک اخضر نے ساحرون سے کہا کہ چار طرف سے گھیر کر
ان خدا پرستون کو قتل کرو چار طرف سے ساحران غدار نقابدار عالی وقار پر ٹوٹ پڑے اور سب سحر کرنے لگے

کسی کا سحر موثر نہوا نقابدار انکو قتل کر رہا تھا اور فوج بھی نقابدار کی ساحرون سے لڑ رہی تھی غضب کی تلوار چل رہی
تھی یہ دیکھا حمزہ صاحبقران زمان مع غازیان رینہ لر و سرداران عالیوقار کمک کیواسطے نقابدار کے آ پہنچے مگر
نقابدار کے ہاتھ سے چارسو ساحر مارے گئے تین پہر کامل تلوار چلی پہر دن باقی تھا کہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے
اپنے خیمون کیطرف پھرے نقابدار نے حمزہ صاحبقران کو سلام کیا امیر کو کمال محبت اس سے پیدا ہوئی مزاج پرسی
کر کے فرمایا کہ خوب وقت پر اگر تمنے مدد ہماری کی اب نام اپنا بتاؤ کہ کون ہو اسنے کہا کہ خدا جب نام مجھے عطا کریگا
اسوقت نام ظاہر کرونگا یہ کہکر نقابدار اپنی بارگاہ کی طرف چلا گیا حمزہ صاحبقران تعریفین نقابدار کی کرتے
ہوئے داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے ابھی امیر نقابدار کی مدح و ثنا کر رہے تھے کہ خبر ہوئی عیار نقابدار کچھ پیام
لایا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ بلا لو جب عیار نقابدار سامنے آیا سلام کیا اور کہا کہ نقابدار مرصع پوش نے
کہلا بھیجا ہی کہ آپ ان جادوگرون سے سامنا نہین کر سکتے ہین بہتر یہ ہی کہ تمام رسالہ صاحبقرانی مثل طبل سکندری
و بوق ترکی و نفیر جمشیدی و سنج کیومرثی و جھانجھ افراسیابی و علم اژدہا و بارگاہ سلیمانی و اشقر دیوزاد وغیرہ
مجھے بھیجدیجیے کہ اب صاحبقران مین ہون نہین تو بزور شمشیر آپسے لونگا یا جادوگر آپسے چھین لین گے
صاحبقران نے کہا کہ نقابدار سے کہدینا کہ دو جادوگرون کے قتل کرنے پر تمکو اسقدر گھمنڈ ہو گیا ہی کہ بانے
صاحبقرانی کے طلب کرتے ہو اور مین نے ہزارہا ساحران غدار و دیوان خونخوار کو تہ تیغ آبدار اور سیکڑون شہر
جادوگرون کے تباہ کر دیے اور بڑے بڑے اولو العزم و نامدارون کو زیر و زبر کیا کہ آجتک سکہ بادشاہ اسلام و
نام صاحبقران کا وہان جاری ہی خیر جسوقت جادوگر مجھسے یہ اسباب چھین لینگے تم انسے لے لینا نہین تو بعد
تسخیر عنطلی آباد کے مجھسے مقابلہ کرنا اگر مجھپر غالب آؤگے تو یہ اسباب اپنے قبضہ مین کر لینا یہ کہکر اس عیار کو خلعت
دیا اور پوچھا کہ نقابدار کہان کا رہنے والا ہی اور نام اسکا کیا ہی عیار نے کہا مجکو حکم بتانے کا نہین ہی جو نام و
نشان اس نقابدار مرصع پوش کا بتاؤن یہ کہکر عیار چلا گیا مگر ساحرون نے جو دیکھا کہ اس نقابدار پر کوئی سحر
اثر نہین کرتا اور کوئی جادوگر غالب نہین آتا جب میدانداری کرینگے وہی نقابدار آئیگا اور ساحرون کو قتل
کر دیگا بہتر یہ ہی کہ سب جادوگر مع نقا مالاک بن زرد ہشت جادو کے پاس چلین وہ جیسا کہے عمل مین لاوین
غرض تمام ساحر مالاک بن زرد ہشت جادو کے پاس گئے اور حال بیان کیا اسنے کہا کہ خیر اس نقابدار کی بھی
کچھ تدبیر ہو جائیگی بختیارک نے کہا اے مالاک مجکو معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر زبردست یہانکا خدا پرستون کے شریک
ہوا ہی قضاکار اسوقت وہان ملکہ جادو بھی بیٹھی تھی بختیارک کے اس کلام سے بہت برہم ہوئی مگر چپکی بیٹھی سنا
کی ادھر حمزہ صاحبقران کو بھی خبر ہوئی کہ وہ آتش صفات ہو سب جادوگر چلے گئے فرمایا خیر ادا کیا عبادتخانہ آباد
کرا کے سرشام سے اسمین داخل ہوئے اور فریضہ مغرب و عشا ادا کر کے بگریہ و زاری و بہ آہ و بیقراری دعائین مانگنے
لگے کہ اے پروردگار عالم اے حلال مشکلات اے سر کنندہ مہمات اہم سوا تیرے کوئی میرا مددگار نہین ہی مجھ ادنی مور ضعیف
کو تونے یہ مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا ہر جگہہ مین تیری تائید سے غالب آیا اب بھی امیدوار ہون کہ شہر عنطلی آباد پر
مجھکو فتحیاب کر اسی طرح صاحبقران کو دو شبانہ روز دعائین مانگتے اور الحاح و زاری مین گذر گئے تیسری شب کو
بخت خوابیدہ بیدار ہو گئے نیند آ گئی سو رہے عالم رویا مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہین اے برگزیدہ
خداوند جلیل کیون اسقدر پریشان ہو کر بہت الحاح و زاری کرتا ہی گھبرا نہین ایام سختی دفع ہو چکے ہین عنطلی آباد
پر فتحیاب ہوگا سب جادوگرون کو قتل تو ہی کریگا امیر نے انکے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا حضرت اسم اعظم

میرا بند ہو گیا ہی اُن مرد بزرگ نے ایک شیشہ دیا اور فرمایا کہ لو یہ شیشہ اسم اعظم کا ہی اسے توڑ ڈالنا اسم اعظم پھر
تمھین یاد ہو جایگا یہ کہکر وہ چلے گئے اب صاحبقران کی اس غلبۂ مسرت مین آنکھ کھل گئی بیدار ہوئے
دیکھا شیشہ رکھا ہوا ہی صاحبقران نے فوراً وہ شیشہ باطل السحر توڑ ڈالا اسم اعظم یاد آ گیا سبکو خوشخبری
دی اور حمد و سپاس پروردگار عالم بجا لائے اور عبادتخانے سے باہر آئے جو کچھ عالم خواب مین دیکھا تھا وہ سب
سنایا اور فرمایا مین اس درۂ آتش مین جاؤنگا اور اُس آگ کو بتائید یزدانی مانند آتش نمرودی کے بجھاؤنگا۔
الغرض اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر چلے تمام سردار ہمراہ ہوئے جب سامنے درۂ آتش کے آئے دیکھا کہ ایک دریا
آگ کا جوش مار رہا ہی ہر زبانہ آتش سوز درون کی شدت سے الامان پکار رہا ہی کہ ناگاہ اسد بن کرب غازی
مرکب کو چمکا کر چلا ہر چند صاحبقران نے منع کیا اسد نے نہ سُنا توسن دریا قدم اُس سمند ر آتش مین ڈالدیا سب
رفیق اسد شیر دل کے ابراہیم بن مالک وغیرہ اُسی دریائے آتش مین ساتھ اپنے سردار نامی کے کود کر غوطہ زن
ہوئے دیکھا صاحبقران نے کہ یہ سب کے سب طرفۃ العین مین چلے گئے بس صاحبقران کو تاب باقی
نہ رہی بیتابانہ اشقر دیوزاد کو دوڑا کر اُس آگ کی طرف چلے قریب آگ کے پہونچے کہ ایک لڑکا پندرہ سولہ برس
کا مثل شرارۂ آتش جست و خیز کرتا ہوا نہایت چست و چالاک سب ساز عیاری کے بدن پر آراستہ کیے
ہوئے سامنے دکھائی دیا پاس آ کر امیر کو سلام کیا اور ایک خط کمر سے نکال کر دیا صاحبقران نے اسے
پڑھا لکھا ہوا تھا کہ یا امیر با توقیر آپ کسی طرح کا رنج و ملال نہ کیجیے گا یہ جتنے سردار عالیوقار آپ کے گرفتار ہوئے
یا جل گئے ہین سب زندہ اور سلامت موجود ہین فقط گرفتار سحر ہین امیر نے پوچھا تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی
اُسنے کہا کہ مین عیار ہون ملکہ جادو کا نام میرا اسود تیز گام ہی اگر آپ چاہتے ہین کہ یہ درہ فتح ہو تو آتش بار
جادو کو قتل کیجیے اور یہ اسم پڑھتے ہوئے میرے ساتھ چلے آئیے امیر با توقیر اسود تیز گام کے ساتھ روانہ ہوئے
اُس سحر و طلسم کی یہ صورت ہی کہ امیر اسم پڑھتے چلے جاتے تھے اور دریائے آتش بجھا جاتا تھا اور امیر کو رستہ
کی راہ دیتا تھا جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچے دیکھا کہ ایک ٹیلہ آگ کا نہایت بلند ہی چہار طرف اُسکے شعلہ آتش
بھڑک رہے ہین اور اُس ٹیلے پر ایک جادوگر کھڑا ہوا ہی کہ تمام بدن اُسکا آگ ہی ہر بن موے تن سے شرارے
آگ کے نکلتے ہین اور وہ مثل آسیا کے چرخ زنی کرتا ہی مریخ فلک مذاق سے آواز دیتا ہی اور کھوم جا عقرب در جل
تالیان بجا کر پکارتے ہین واہ کیا آتشی رقص ہی اسود تیز گام نے کہا یا صاحبقران یہی سنقار آتش ریز جادو
ہی اسے قتل کیجیے دریائے آتش فنا ہو جائے امیر با توقیر تلوار کھینچکر اُسکی طرف چلے آتش ریز جادو نے جو امیر
کشور گیر کو شمشیر بکف آتے دیکھا اور آتش غضب اُسکے کانون سینہ مین شعلہ ور ہوئی للکارا کہ باش اے حمزہ معلوم
ہوا کہ کوئی ہم ساحرون مین سے تیرا شریک ہو گیا اور تجھکو یہان تک لیکر آیا ہی خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا پہلے
تجھے قتل کرون تو پھر تیرے حامی و مددگار سے سمجھون یہ کہکر سحر کیا وہ دریائے آتش امیر پر چلا صاحبقران نے
اسم پڑھکر دم کیا کہ آگ دونون طرف پھٹ گئی اور امیر با توقیر اُسکے پاس پہونچے وہ ساحر بدحواس ہو کر گھبرایا
چاہا کہ مثل دود آتش یہان سے نکل جاؤن اب صاحبقران زمان اُسے کب مہلت دیتے ہین ایک تیر
کمان مین پیوستہ کر کے مارا کہ سینہ پر کینہ کو توڑ کے اُس پار نکل گیا سنقار آتش ریز جادو واصل جہنم ہوا وہ
دریائے آتش ایک قطرہ سحاب بنکر اُڑ گیا راہ درے کی صاف ہوئی تمام لشکر اسلام وہان آ کر اُترا اسود
نے کہا یا امیر مین اب جاتا ہون اور آپ کو آگاہ کیے دیتا ہون کہ اس پہاڑ کے اُس طرف لشکر جادو گردون کا ہی

یہ کہکر اسود تیز گام تو چلا گیا اور امیر مع لشکر ظفر اثر دریے کے پار جاکر اُترے واقعی دیکھا کہ لشکر کفار سامنے ہی معلوم ہوتا ہی اُسطرف جادوگرون کو خبر ہوئی کہ نقار آتش ریز جادو مارا گیا اور لشکر خدا پرستون کا دریے کے اس پار آگیا ساحرون نے یہ حال جاکر مالک بن زرد ہشت جادو سے بیان کیا بختیارک نے کہا ای مالک تم غافل ہو کوئی شخص ہمین کا خداپرستون کے شریک ہوا ہی کہ خداپرست اُسکی مدد سے یہانتک آگئے مالک نے کہا ملک جی اگر کوئی شخص یہان کا خداپرستون سے ملا ہوا ہے تو معلوم ہو جائیگا یہ امر چھپے گا نہین مثل مشہور ہی کہ سو دن چور کے ایک دن شاہ کا یہ سُنکر زرد مہر جادو نے کہا کہ مین جاکر خداپرستون کا استیصال کرتا ہون اور ساتھ لقا و بختیارک کے روانہ ہوا اور وہان آیا جہان لشکر جادوگرون کا اُترا ہوا تھا رات کو اپنا سحر جگاکر ہوم کیا اور ایک زرسنگا موم کا بناکر تیار کیا صبح کو بارگاہ مین آیا اور لقا و ملک اخضر سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کل مین ان خداپرستون کو نابینا کردونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اسی وقت طبل جنگ بجا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی اسطرف بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونون طرف ایک عجب شور و غل برپا رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین زرد مہر جادو اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھاکر اخضر جادو سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا ای خداپرستو اگر اپنی زیست چاہتے ہو تو آکر خداوند زرد ہشت جادو کو سجدہ کرو نہین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا ادھر سے سرداران دیندار نے نعرے کیے کہ او نابکار کیا بکتا ہی لاکھ لاکھ لعنت ہی زرد ہشت پر اور اُسکے پرستارون پر یہ سنتے ہی زرد مہر جادو نے وہی زرسنگا بجایا ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور تیز و تند چلنے لگی اور خاک اُڑا اُڑا کر اہل اسلام کی آنکھون مین پڑی کہ سب اندھے ہو گئے جو لوگ بارگاہ سلیمانی مین تھے وہ بینا رہے باقی سارا لشکر اسلام نابینا ہو گیا صاحبقران نے فرمایا کہ یارو مین لشکر کفار پر جاتا ہون سب بولے کہ ہم آپکے ہمراہ ہین اور تلوارین پکڑ پکڑ کر لشکر پر آ پڑے غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا راوی لکھتا ہی کہ عنقوبل بھی علاقہ بارگاہ سلیمانی مین مقید تھا یہ بھی نابینا نہ ہوا تھا یا یہ کہ زرد مہر جادو نے ایسا سحر کیا تھا کہ فقط لشکر اسلام نابینا ہو لشکر کفار بینا رہے غرضکہ عنقوبل نے جو دیکھا کہ تمام اہل اسلام نابینا ہو گئے ہین دل مین اپنے کہا کہ یہی وقت ہی ان سبکو قتل کیجیے اسی وقت قید توڑ کر تلوار کھینچکر اہل اسلام پر گرا قتل کرنے لگا بادشاہ اسلام صاحبقران کے فرمانے سے بارگاہ سلیمانی مین چلے آئے تھے عنقوبل لوگون کو قتل کرتا ہوا بارگاہ سلیمانی کی طرف چلا جب قریب پہونچا مقبل للکار کر دوڑا او کافر خاسر کدھر آتا ہی یہ کہکر مقبل نے ہاتھ تلوار کا عنقوبل کو مارا عنقوبل نے رد کرکے جو تیغہ مارا مقبل کی سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا تا دو ابرو اُتر گیا لوگ دوڑ پڑے اور مقبل کو سامنے سے عنقوبل کے لیگئے اب عنقوبل بہت متصل بارگاہ سلیمانی کے پہونچ گیا بادشاہ اسلام مسلح و مکمل ہوکر عنقوبل کے مقابلے کو بارگاہ سے چلے مگر دعائین مانگتے جاتے تھے ای خالق اکبر اس کافر کی شر سے محفوظ رکھیو اور سب اہل بارگاہ دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تھے ناگاہ نقابدار مرصع پوش آ پہونچا اور نعرہ کیا کہ باش او گبر نابکار سرداران لشکر اسلام کو نابینا پاکر دغا سے لڑ رہا ہی اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا ہوشیار ہو کہ آیا مین عنقوبل یہ دیکھتے ہی نقابدار پر جھپٹا اور للکارا کہ او گمنام تو اگر آیا ہی تو میرا کیا کریگا یہ کہکر میل فولادی نقابدار پر مارا نقابدار نے تیغ سے میل اُسکا قلم کیا عنقوبل نے قلم میل کا پھینک کر تلوار کھینچی اور نقابدار پر وار کیا نقابدار نے دم شمشیر کو بچاکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر تلوار عنقوبل کی چھین لی اور کمر زنجیر تھام کر عنقوبل کو اُٹھا لیا اور مشکین باندھکر بادشاہ اسلام کے سپرد کیا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران سے کہدیجیے گا

اسباب صاحبقرانی بسہل و آسانی مجھے بھیجدیجیے نہین تو بزور شمشیر ہوگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عظلی آباد
کو فتح ہو جانے دو پھر سمجھ لینا اور اب تو حمزہ صاحبقران جادو گردن مین گھرے ہوے ہین نقابدار
نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے مین اُنکے دشمنون کو جا کر مارتا ہون یہ کہکر مرکب برق سیر کو چمکایا اور مع ہمراہیان
جادو گردن پر گرے تلوار چلنے لگی کفار قتل ہونے لگے اسقدر تلوارین مارین کہ ساحرون کو تہ و بالا کر دیا
لاش پر لاش گرا دی خون کے دریا بہہ گئے یکایک قہقہہ سیاہ اندام سے اور نقابدار سر مع پوش سے مقابل
ہوا اُسنے پہلے سحر کیا جب سحر کارگر ہنوا پھر تلوار کھینچی اور نقابدار پر وار کیا نقابدار نے پشت شمشیر پر روک کر
ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ قہقہہ سیاہ اندام کے دو ٹکڑے ہوئے بیٹا ملک اخضر کا سرخان ترہ چہرہ للکار کر نقابدار
پر آیا پہلے سحر کیا سحر نے اثر نقابدار پر نکیا تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تیغہ کمر
پر اُسکے پڑا دو ٹکڑے ہوکر گرا نقابدار مارتا ہوا آگے بڑھا علمدار لشکر کفار سے سامنا ہوا نقابدار نے اسکو
ایک ضرب شمشیر آبدار سے قتل کیا اور علم سیاہ پیکر کہ نشان لشکر کفار تھا اُسکو بھی مثل سیار سر کے قلم کر دیا
کفار شکست کھا کر بھاگے نقابدار رتا ہوا صاحبقران کے قریب پہونچا اور آداب سلام بجا لایا اور عرض
کیا کہ اب آپ بارگاہ کو تشریف لیجائین صاحبقران بارگاہ سلیمانی کو روانہ ہوے نقابدار نے بھی اپنے
فرودگاہ کی راہ لی جسوقت صاحبقران بارگاہ سلیمانی کے قریب آئے حیران تھے کہ تمام لشکر یا بنا ہی کیونکر اسنے
بنایا ہے اور سامنے ایک دریا موج زن تھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی سواے پانی کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا القصہ
شب تو وہان بسر کی اور صبح کو بعد نماز کے کنارے دریاے سحر کے آئے دیکھا کہ غضب کا دریا ہے ایک ایک موج
کوہ کوہ اُٹھ رہی ہے پانی دریا کا متلاطم ہے ہر گرداب نہنگ آفت زا ہے ہر موجہ آب مصیبت و بلا ہے اس تیزی سے
پانی بہتا ہے کہ اگر تنکا بھی گر پڑے تو تین ٹکڑے ہو جاے وہان نہ کوئی کشتی نہ کوئی جہاز وغیرہ ہے صاحبقران نہایت
مضطر ہوے کہ کیونکر اس دریاے سے عبور کیجیے اُسوقت ایک مچھلی اُسی دریا سے اُچھل کر سامنے حمزہ صاحبقران
زمان کے آپڑی اور زمین مین لوٹ کر آدمی بنگئی اب جو امیر باتوقیر نے دیکھا تو وہی اسود تیز گام عیار ملکہ جادو
ہے اُسنے سلام کیا اور کہا یا صاحبقران زر مہر جادو کہ جسکے سحر سے تمام لشکر اسلام اندھا ہو گیا ہے وہ پار دریا
کے کھڑا ہے اُسکو قتل کیجیے تو سب بینا ہو جائین اور یہ طلسم آبی بوزینہ ابر جادو نے بنایا ہے اب میرے ساتھ
چلیے کہ مین بوزینہ جادو کے سر پر آپ کو پہونچا دونگا امیر نے پوچھا اے اسود ملکہ جادو کہان ہین اُسنے عرض کیا
کہ خدمت گذاری مین شہزادہ بدیع الزمان کی مصروف ہین امیر یہ سنکر خوش ہوئے اور فرمایا کہ ملکہ ثابت قدم
راہ اسلام پر ہے پھر اُسی وقت صاحبقران ہمراہ اسود تیز گام کے روانہ ہوئے اسود تیز گام نے برگ
درخت کی زورق بنائی اور اسپر صاحبقران کو سوار کیا اور اسم پڑھتا ہوا وہان سے چلا وہ کشتی برگ درخت مانند
باد تند کے روانہ ہوئی آگے آگے اسود پانی کے اندر غوطہ مارے ہوئے چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے کشتی امیر
باتوقیر کی آتی ہے کوئی کوس بھر کشتی آئی تھی کہ ایک مقام پر چرخ کھا کر کشتی پانی مین غرق ہو گئی اور امیر بھی غرق
دریاے بیخودی ہو گئے پھر جو ہوش آیا دیکھا دریا سر پر بہہ رہا ہے اور جہانتک نگاہ کام کرتی ہے کشت زار نظر آتا ہے
اور فالیزین خربوزے اور تربوز کی اور کدو کی پھیلی ہوئی ہین اسود نے صاحبقران سے کہا وہ جو درخت
خشک ہے اور کدو اُسمین لگا ہے اُسکے اندر بوزینہ جادو بندر کی صورت بنا ہوا بیٹھا ہے ایک تیر دو
جاکر ماریے کہ وہ کدو شق ہو جاے اور اُسمین سے جو میمون نکلے بس اُسے قتل کیجیے صاحبقران نے جاکر

تلوار سے اُس کدو کو دوبارہ کیا ستون اُسکا زمین سے اُچھل کر دور جا کھڑا ہوا اور پکارا کہ باش او حمزہ معلوم ہوا
کوئی ہم میں سے تیرے شریک ہو گیا کہ تجھے یہانتک لایا نہیں تو کیا مجال کسی کی تھی جو اس مقام تک آ سکتا
خیر حال اُس شخص کا معلوم ہو جائیگا جو تیرا معین ہے وہ کہاں بھاگ کر چھپیگا یہ کہکر اسم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ اسود
کا تو غائب تھا ظاہر ہو گیا بوزینہ پکارا کہ باش او تیرہ روزگار آج منکشف ہوا کہ ملکہ جادو خدا پرستوں کی شریک
ہوا اور دوڑکر اسود کو پکڑا اور چاہا کہ پکڑ لے اُسے اُڑ جا کے صاحبقران نے کہا غضب ہوا اسود گرفتار ہوا
حال ملکہ کا کھلجائیگا بس تیر کمان میں جوڑکر قصد کیا جیسے ہی بوزینہ اُڑکر چلا تاک کر جو تیر مارا سینے کو توڑکر پار نکل گیا
اسود اُسکے ہاتھ سے چھوٹا اور بوزینہ تڑپکر گرا اور مرگیا زمانہ تیرہ و تار ہوا غلغلہ محشر انگیز برپا تھا تھوڑی دیر
کے بعد آواز آئی کشتی مرا نام من بوزینہ آبریز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم جب وہ
تلاطم موقوف ہوا اور روشنی ہوئی دیکھا امیر نے نہ وہ دریا ہے نہ موجوں کا تلاطم ہے نہ پانی ہے سامنے درہ پہاڑ کا معلوم
ہوتا ہے اسود نے کہا یا صاحبقران جس جادوگر نے کہ دریا حائل کیا تھا اُسکی کشتی حیات تو غرق ہو گئی اور جس ساحر
نے لشکر کو اندھا کیا تھا وہ اس درے کے اُس پار ہے اسود یہ کہکر غائب ہو گیا امیر با توقیر یکہ و تنہا درہ کوہ سے
باہر آئے زرمہر جادو بہت سے جادوگروں کو لیے ہوئے کھڑا تھا لقا اور ملک اخضر وغیرہ بھی موجود تھے
بختیارک نے کہا کہ وہ سامنے حمزہ تنہا کھڑے ہیں چار طرف سے ملا کر کے پکڑو کفار صاحبقران پر دوڑے
اور وہ نہنگ بحر شجاعت و شیر بیشہ جرات و ہمت تلوار کھینچ جھپٹا اور کفار کو قتل کرنے لگا لاش پر لاش گرا دی
ہوا خاک کہ صاحبقران زبان لڑتے ہوئے پاس زرمہر جادو کے پہونچے اُسنے کئی مرتبہ سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھکر رد کیا پھر بڑھکر ایک ہاتھ تلوار کا جو مارا زرمہر جادو کے دو ٹکڑے ہوئے پھر کفار نے ہلا کر کے پھر یورش کیا امیر
با توقیر یکہ و تنہا اور کفار لاکھوں جسقدر قتل ہوتے ہیں اُس سے زیادہ چلے آتے ہیں یکایک نقارہ دار مرصع پوش
اُسطرف سے پہونچا اور چالیس ہزار سوار سے آکر کفار پر اور ساحران خطا پر گرا ادھر زرمہر جادو کے قتل ہونے سے
لشکر اسلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں تھیں بادشاہ اسلام مع غازیان دیندار سوار ہوکر مدد کیواسطے صاحبقران
کی آئے الغرض ایسی تلوار چلی کہ کفار شکست فاش کھا کر بھاگے اور درہ سوم میں جا کر چھپے امیر کشور گیر فاتح و فیروز
داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے بادشاہ اسلام نے صاحبقران سے حال عفقوئیل دیو پر درکا بیان کیا اور نقارہ دار
کا پیام دیا صاحبقران نے فرمایا کہ مجھسے بھی نقارہ دار یہی کہتا تھا پھر عفقوئیل کو بلا کر کہا کہ اب بھی خیر ہے جو کچھ تو نے کیا
اچھا کیا بہتر یہ ہے کہ اب تو مسلمان ہو جا اُسنے کہا میں بغیر فتح عظیم آباد کے مسلمان نہ ہونگا بقول مقبول حرف
جان دارد مرداں جہاں جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں امیر نے کہا خیر سمجھا جائیگا پھر اُسے قیدخانے میں بھیجدیا اور
دوسرے دن کوچ کرکے درہ سوم کیطرف روانہ ہوئے جب سامنے درہ سوم کے پہونچے دیکھا کہ درہ کوہ سے
ایسی ہوا ایسی تیز و تند نکل رہی ہے کہ آدمی کیا ہاتھی کا بھی پاؤں قائم نہ ہو سکے امیر ہر چند اشقر کو بڑھاتے ہیں
پاؤں اشقر کا آگے نہیں بڑھتا صاحبقران حیران ہوئے کہ کیا کیجیے اُسوقت اسود قیر کام بھی آ پہونچا اور کہا اے شہریار
یہ درہ کوہ علاقہ رکھتا ہے سماع باد انگیز جادو سے اُسنے یہ طلسم باندھا ہے آپ اس اسم کو پڑھتے میرے ساتھ چلے آئیے
میں آپ کے ہمراہ ہوں صاحبقران اسم پڑھتے روانہ ہوئے چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچکر دیکھا کہ ایک بلندی
پر ایک جادوگر مشک پھیلی ہوئی ہاتھ میں لیے کھڑا ہے اُسنے امیر کشور گیر کو جو آتے دیکھا نعرہ کیا باش او خیرہ سر
دیکھو تجھکو بیان آیا کیا قضا تیری تجھکو لیکر آئی ہے یہ کہکر اس مشک پر سحر دم کرکے امیر کیطرف پھینکی کہ وہ مانند

رعد کے صدا دیتی ہوئی آئی امیر نے نیزہ اُس مشک پر مارا کہ وہ شق ہوئی اور اُسمین سے ہوا نکل گئی سماع
باد انگیز جادو سمجھا کہ مشک کوئی ساحر عظلی آباد کا ہے تو شریک ہی پکارا کہ اے حمزہ جو تیرے دوست ہین اور مجھکو
لیکر یہان آئے ہین حال اُنکا معلوم ہو جائیگا پہلے تجھے قتل کرلون تو پھر اُنسے سمجھ لونگا یہ کہکر صورت اژدہے
کی بنکر امیر پر حملہ آور ہوا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ صورت اژدہے کی مٹ گئی اور اپنی ہیئت
اصلی پر آگیا صاحبقران نے بڑھکر ایک تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوکر گرا شور و غل بلند ہوا تاریکی چھا گئی بعد
تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نامم سماع باد انگیز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب دل
نرسیدیم دفعتہً ہوائے تند موقوف ہوگئی صاحبقران باہر درے کے نکل آئے اور داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے
اور سامنے لشکر کفار تھا شمشیر جادو آکر شریک لشکر ہوا اور طبل جنگ بجوایا ادھر صاحبقران کے لشکر مین بھی طبل
اسکندری پر چوب پڑی رات تو سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر مقابل ایک دوسرے کے
صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال وقتال نقباے بلند آواز نہیب دیکر چلے گئے شمشیر جادو ملک خضر
جادو و ارلقا سے اجازت لیکر اژدر آتش فشان پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا اور للکارا کہ ای خدا پرستو تمنے
بہت جادوگرون کو مارا ہی اب بھی اگر خداوند زردہشت جادو کو سجدہ کرو تو شر سے میرے محفوظ رہوگے نہین
تو طرفۃ العین مین تم سب کا کام تمام کردونگا یہ سنکر ادھر سے بھی بہادران دیندار و غازیان تہور شعار نے نعرے
کیے کہ او نابکار کیا واہیات بکتا ہی ابھی ہم تجکو تہ تیغ آبدار کرتے ہین یہ سنکر شمشیر جادو نہایت غضبناک ہوا اور
موم کے کچھ سانپ اور بچھو بناکر لشکر اسلام کیطرف چھوڑے کہ وہ مار و عقرب اصلی بنکر ہر ایک کیطرف دوڑے
قریب لشکر اسلام کے پہونچے تھے کہ صاحبقران نے آگے بڑھکر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ سب نابود ہوگئے
اب صاحبقران مرکب بڑھا کر چلے اور برابر شمشیر جادو کے پہونچے اُسنے نارنج مارا کہ وہ توپ کے گولے کی آواز دیتا
ہوا برابر امیر کے آیا مگر برکت سے اسم اعظم کی سرد ہوکر گر پڑا پھر اُسنے ایک ہار پھولون کا نکالکر پھینکا اُس سے بھی کچھ
نہ ہوسکا پھر اُس سنگدل نے پتھر برسائے صاحبقران نے بہ برکت اسم اعظم وہ بھی دفع کردیئے اب شمشیر جادو سخت
عاجز ہوا اور ارادہ کیا کہ پر پرواز پیدا کرکے اُڑ جائے کہ صاحبقران نے جھپٹکر ہاتھ تلوار کا مارا شمشیر جادو قتل
ہوکر رہگیا اس اثنا مین اسود تیز گام جادو آپہونچا اُسنے ایک اسم سحر کا پڑھکر دم کیا کہ وہ ہمہ خشک بنگیا اسود نے
آگ سے اُسے جلا دیا اور تمام جادوگر صاحبقران پر حملہ آور ہوئے امیر باتوقیر تلوار لیکر آگے بڑھے تلوار چلنے لگی
لشکر اسلام کمک کیواسطے امیر کی آیا ادھر سے نقابدار مرصع پوش بھی آپہونچا خوب تلوار چلی ہزارہا جادوگر مارے گئے
آخر کو شکست کھا کر بھاگے صاحبقران بافتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے نقابدار مرصع پوش اُدھر کو
روانہ ہوا لیکن ادھر جو ملکہ جادو شہزادہ بدیع الزمان کے دیکھنے کو آئی کہا مبارک ہو کہ صاحبقران نے تین درے
فتح کیے اب جو تیسرے درے پر آئے ہین وہان کے بھی جادوگرون سے کچھ نہ ہوسکیگا امیر فتحیاب ہونگے بدیع الزمان
نے کہا ای ملکہ تمھاری مددگاری سے یہ درے فتح ہوئے میری بھی اعانت کرنے کی مگر اب یہ بتاؤ کہ مین کہانتک قید
مین بیٹھا رہون مجکو بھی رہا کردو ملکہ جادو نے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ ہاتھ پاؤن مین شاہزادے کے طاقت آگئی
ملکہ چاہتی تھی کہ بدیع الزمان کو لشکر اسلام کیطرف روانہ کرے ناگاہ ابلیس دلزن جادو آپہونچا اور نعرہ کیا
کہ او ننگ خاندان معلوم ہوا کہ تو خدا پرستون کی شریک ہی اور خانہ بربادی کی فکر مین لگی ہوئی ہی اب مین تجھے کب
چھوڑتا ہون یہ سنکر ملکہ جادو نے سحر کیا مگر اُسپر اثر نہ کیا اُسنے جو سحر کیا تو ہاتھ پاؤن ملکہ کے بیکار ہوگئے ابلیس نے ہاتھ

اُسے گرفتار کیا اور چاہا کہ کھینچا ہوا لیجائے کہ بدیع الزمان دوڑے ابلیس و ہلزن نے چاہا کہ سحر کرے
بدیع الزمان نے جھپٹ کر گلا اُسکا پکڑ کر گھونٹا کہ آنکھیں اُسکی نکل پڑین اور تڑپ کر مر گیا ایک غل و شور برپا
ہوا سیاہ آندھی آئی تاریکی چھا گئی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من ابلیس و ہلزن جادو بود دریغا و افسوس مردیم و
جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم ملکہ جادو نے اُس کا ذکر فرسے نجات پائی اور بدیع الزمان کو گھوڑا سواری
کے واسطے دیا بدیع الزمان سوار ہوکر روانہ ہوئے ملکہ جادو پھر اُسی گنبد مین آئی کہ جہان سب سرداران لشکر اسلام
قید تھے اُنکو خوشخبری دی کہ صاحبو بدیع الزمان تو رہائی پاکر روانہ ہوئے اور صاحبقران تین درے بفضل ایزدی
فتح کرکے چوتھے درے پر آئے ہین قاسم نے کہا اے ملکہ اگر ہم بھی اس قید سے نجات پائین تو جاکر ساحرون کو قتل کرین
یہان تو سرداران لشکر اسلام اور ملکہ جادو مین یہ باتین ہو رہی تھین کہ یکایک سیاہ تاب جادو آگیا اور
للکارا کہ باش اے ملکہ جادو تو چاہتی ہے کہ ان سب کو رہا کرون خبردار اب تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگی یہ کہکے
چاہا کہ کچھ سحر کرے مگر ملکہ نے جوڑے سے نکالکے ایک گیندہ طلائی مثل گل شگفتہ کے جو کھینچ مارا کہ وہ سیاہ تاب جادو
کے سینے پر پڑا اور ہڈیان توڑ کر پار نکل گیا اُس گیندے نے مثل لالۂ احمر کے داغ حسرتین کلیجے مین ڈالدیا سیاہ تاب
جادو تڑپ کر گرا اور گل حیات اُسکا پژمردہ ہوکر رہگیا شور و غل برپا ہوا تاریکی چھا گئی آواز آئی کشتی
مرا نام من سیاہ تاب جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو دیکھا تو
اُس گنبد سحر کا کہین پتا بھی نہین ہے سب سرداران لشکر اسلام قید سے رہا ہوگئے ملکہ جادو نے سبکو گھوڑے
اور ہتھیار دیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ کیا یہان صاحبقران زمان درۂ چہارم پر پہونچے دیکھا کہ دریائے
ریگ جوش زن ہے اور اشقر کا یہ عالم ہے کہ پانون تا زانو ریگ مین غرق ہوئے جاتے ہین امیر حیران ہوتے
کہ کیا ماجرا ہے کہ ایکبار گرد سرخ رنگ کی اُڑکر چار طرف چھا گئی اور آنکھین امیر کی بند ہوگئین اُسوقت اسود
تیزگام ملکہ جادو کو ہمراہ لیے ہوئے آ پہونچا ملکہ جادو نے امیر کو سلام کیا اور ایک اسم لکھا ہوا امیر کو تیر
کو دیا اور کہا اس اسم کو پڑھیے امیر نے اُسے پڑھکر خاک پر دم کیا اب جو دیکھا تو ایک ساحر سیاہ فام خاک
سے نکلا اور نعرہ کیا کہ پھر ایک غبار سرخ رنگ کا اُٹھکر محیط عالم ہوگیا امیر اُس اسم کو پڑھتے ہوئے اس ساحر
کی طرف تیغ بکف چلے اور برابر اُسکے پہونچکر تلوار ماری اُسنے خالی دی اور پکارا کہ حمزہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی تیرا ہمدم
سے تیرے شریک ہے یہ کہکر پھر سحر کیا کہ ملکہ جادو پاتو غائب تھی یا اب ظاہر ہوگئی دیکھتے ہی ملکہ جادو کے
اعور خاکشو سے جادو پکارا او ننگ خاندان برباد کن خانۂ ساحران معلوم ہوا کہ تینون درے تیری ہی مدد
سے فتح ہوئے ہین ورنہ کیا کسی کی مجال تھی جو یہان قدم ڈال سکتا یہ کہکے دوڑا کہ ملکہ جادو کو گرفتار کرے اُسوقت
مقبل وفادار نے ایک تیر تاک کر مارا کہ اعور خاکشو سے جادو کے سینے پر پڑا اور پشت کے پار نکلگیا وہ گرتے ہی
فی النار و السقر ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من اعور خاکشو سے جادو بود افسوس مردیم و جان
دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ میدان گرد و غبار سے صاف ہے اور ریگستان کا بھی
کہین نام و نشان نہین ہے صاحبقران نے شکر خدا کیا اور اُس پار درے کے جاکر قیام فرمایا ہنوز اچھی طرح
سے لشکر اسلام قیام پذیر نہوا تھا کہ ہزارہا شیر و پلنگ و گرگ پیدا ہوئے اور ایکہ ایک پر جھپٹے لیکن ملکہ جادو
امیر کے پاس آئی اور ایک اسم دیا کہ اسے پڑھکر انپر دم کیجیے یہ سب شیر و پلنگ و گرگ نہین ہین آپکے سردارون
کو جانور بناکر جادوگرون نے چھوڑ دیا تھا یہ وہی سردار جانور بنے ہوئے ہین امیر نے وہی اسم پڑھکر دم کیا

کروہ سب بصورت انسان ہوگئے اور لشکر مین آگئے اب دیکھا امیر نے کہ سامنے لشکر ساحرون کا صف باندھے
ہوئے کھڑا ہی ملکہ جادو نے کہا کہ یا امیر یہ خواہر اعور خاکستوے جادو کی ہو کہ لشکر لیے کھڑی ہی امیر اُسپر حملہ آور
ہوئے اور تیر مارنا شروع کیا مگر کسی پر تیر کارگر نہوا تمام ترکش خالی ہوگیا امیر حیران و پریشان ہوئے اور لوگ
صاحبقران کے گرفتار ہونے لگے اُسوقت صاحبقران نے دعا مانگنا شروع کی کہ آسمان سے لشکر دیو و پری
کا نمایان ہوا اور تیر ساحرون پر پڑے کہ لشکر ساحران کا کام تمام ہوا اور ایک نقابدار دکھائی دیا اُسنے بہن کو
اعور خاکستوے جادو کی خاک سیاہ کیا اور اُسکو قتل کرکے اسباب صاحبقرانی کی امیر با توقیر سے درخواست
کی امیر نے فرمایا کہ تم ابھی کیون گھبراتے ہو جب ہمپر غالب آؤگے اُسوقت یہ سب اثاثہ صاحبقرانی پاؤگے لیکن
صاحبقران کو ایک محبت نقابدار کی پیدا ہوئی غرضکہ نقابدار تو چلاگیا صاحبقران ایک روز وہان قیام
کرکے روانہ ہوئے ملکہ جادو نے کہا اب تین درے اور باقی ہین مین رخصت ہوتی ہون زیادہ اب ٹھہر نہین سکتی
ہون وہ جو سردار زندان سحر مین قید تھے وہ ابھی تک یہان نہین آئے ہین معلوم ہوتا ہی کہ اثناے راہ مین
کہین گرفتار ہوگئے اُنکی بھی جاکر خبر لیتا ہو دیکھون تو کہ اُنپر کیا گذری یہ کہکر ملکہ جادو صاحبقران کو آداب
بجالاکے چلی گئی اور صاحبقران بھی روانہ ہوئے اب اُدھر کا حال سنیے کہ قاسم و بدیع الزمان جو
بعد ملکہ جادو قید سحر سے رہا ہوکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے تھے آتے آتے وہان پہونچے کہ جہان لشکر
لقاے بے لقا کا پڑا ہوا تھا اسد شیردل نے بدیع الزمان سے کہا کہ ماموں جان مین تو ان کافرون کو
ضرور قتل کرونگا شہزادہ بدیع الزمان و شہزادہ قاسم نے ہرچند منع کیا مگر اسد نے نہ مانا اور تلوار کھینچ کر
نعرہ کوہ شگاف کیا اور لشکر کفار پر جا پڑا ناچار قاسم و بدیع الزمان بھی اسد شیردل کے شریک ہوئے
اور سب سردار نعرہ کرکے شمشیر بکف لشکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ایک محشر تازہ برپا ہوا کفار نے شور و غل کیا
کہ ارے خداپرست آگئے اور تسلیم خون آشام بدیع الزمان پر یہ کہتا ہوا جھپٹا ارے خداپرست یہ کیا
بے ادبی ہی کہ بندگان خداوند کو قتل کرتا ہی ادھر آ اور خداوند کو سجدہ کر بدیع الزمان پکارا کہ لعنت ہی لقاے
بے لقا پر اور تجھپر تسلیم خون آشام یہ سنکر غضبناک ہوا اور دوڑکر تلوار کا وار کیا بدیع الزمان نے سپر پر روک کر
جو ہاتھ تلوار کا مارا خود کو چیرتی زیر تنگ مرکب کے جاکر زمین کو بوسہ دیا وہ کافر مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر گرا پھر
سارنج خون آشام اور قاسم سے مقابلہ ہوا سارنج نے میل آہنی مارنے کو تانا قاسم نے پھرتی سے میل کو
قلم کیا اور ایک ہاتھ تیغہ پلارک افراسیابی کا مارا اُس کافر کی کمر پر پڑا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوگئے
اور اسد شیردل لقا پاس پہونچا لقا نے بڑھکر تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی رد کرکے جو ہاتھ شمشیر آبدار
کا مارا اسپر کو کاٹ کے سر پر پڑا دو انگل اُتر گیا زخم کاری لگا لوگ درمیان مین آکر لقا کو ہٹالیگئے غلغلہ برپا ہوا
سرداران لشکر اسلام کفار سے لڑرہے تھے کہ آسمان سے نعرہ ہوا سرداروں نے دیکھا کہ ایک نقابدار الماس پوش
فوج دیوون کی لیے ہوئے آیا اور دیوون سے کہا کہ تم علیحدہ کھڑے رہو تماشا دیکھو اور آپ تلوار کھینچکر کفار پر گرا خوب
کافرون کو قتل کیا اور لڑتا ہوا ملک اخضر کے برابر پہونچا اُسنے تلوار کئی سحر کیے مگر کچھ اثر نہوا آخر نقابدار کے ہاتھ
ملک اخضر بھی زخمی ہوا پھر نقابدار نے صدہا جادوگر قتل کیے آخرکار لقاے بے لقا اور ملک اخضر آتشی
عالم زخمداری مین ایک سمت کو بھاگ گے اور لشکر جو قتل ہونے سے بچ گیا تھا وہ ایک طرف کو فراری ہوا نقابدار
الماس پوش بڑی دور تک تعاقب کرکے کفار کا پلٹا اور سوے آسمان روانہ ہوا قاسم و اسد و بدیع الزمان

وغیرہ حیران ہوکر کہنے لگے کہ یہ کون نقابدار عالی وقار تھا کہ جسنے دم بھر مین لشکر کفار کا تہ وبالا کرکے بھگا دیا
غرضکہ سب سرداران اہل اسلام بھی لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوئے چند فرسخ چلے تھے کہ صحرا مین بہت سے
جانور مثل شیر و پلنگ و گرگ و گاو و گوسفند وغیرہ کے کھڑے ہوئے رو رہے تھے جب یہ سردار قریب پہونچے
ایک شیر اسمین سے آکر بدیع الزمان کے قدمون سے لپٹ گیا اور ایک پلنگ قاسم کے پاؤن پر آنکھین ملنے لگا
الغرض ہر ایک جانور ان جانورون مین سے آکر ایک ایک سردار کے پاؤن سے لپٹ کر چیخین مار کر رونے لگا
اور گرد اُن سردارون کے پھر پھر کر جادوون نے راستہ روکا جانے نہ دیا اب ان سردارون کو اسی صحرا مین
رہنے دیجیے اور حال حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ درۂ نجم پر پہونچے دیکھا کہ تمام پہاڑ لوہے کا ہے مگر بہت قد
ہے کہ چوٹی پر پہاڑ کی نگاہ نہین پہونچتی ہے اور ایک جادوگر اس چوٹی پر پہاڑ کی کھڑا ہوا دونون ہاتھ اپنے
مل رہا ہے کہ ٹکڑے لوہے کے اُسکے دونون ہاتھ سے گرتے جاتے ہین اور اسی پہاڑ مین وصل ہوتے ہین اور
وہ پہاڑ اور زیادہ بڑھتا جاتا ہے امیر با توقیر حیران حیران کھڑے ہوکے دیکھنے لگے کہ کسی طرف سے راہ نظر آئے تو پہاڑ
پر جائین کہین راہ نہ معلوم ہوئی کہ یکایک سامنے ایک سیاہ چیز کوئی آکر گری اور اُسنے صورت انسانی پیدا
کی امیر نے پہچانا کہ اسود تیز گام ہے اُسنے سلام کیا اور کہا یہ طلسم باندھا ہوا شروع رودگردان جادو کا ہے
آپ میرے ساتھ تشریف لائیے مین آپ کو پہاڑ پر لیچلون امیر اُسکے ساتھ پہاڑ پر پہونچے ساحر مذکور نے جو
امیر کو آتے دیکھا نعرہ کیا اے حمزہ معلوم ہوا جو تجھے یہان تک لایا ہے اور اسم سحر کا جو پڑھکر دم کیا اسود
تیز گام ظاہر ہو گیا بس شروع رودگردان نے اُسے پکڑ لیا اور چاہا کہ پرواز پیدا کرکے اُڑجائے
اور اُسے لیجائے کہ صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر جو تیغہ مارا شروع رودگردان کے دو ٹکڑے ہوے
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا اسود پکارا اے شہریار لشکر جا گردون کا لیے ہوئے بھاگی ملک بن زرد ہشت
کا کھڑا ہے یہ کہکر چلا گیا جب وہ تاریکی دور ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من شروع رودگردان جادو ہون
افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم امیر نے دیکھا کہ لشکر کفار صف باندھے کھڑا ہے اور ساحرون
نے جو صاحبقران کو دیکھا شور و غل کرکے دوڑے امیر بھی تیغہ کھینچکر اُنپر گرے پیچھے پیچھے امیر کے لشکر اسلام
بھی آیا تھا تلوار چلنے لگی امیر لڑتے ہوئے ملک اخضر کے پاس پہونچے اُسنے سحر کیا امیر نے اسم
باطل السحر پڑھا اور سحر اُسکا رد کرکے امیر برابر اُسکے آئے اُسنے تلوار ماری صاحبقران نے روکی امیر نے
وار کیا ملک اخضر نے خالی دیا اور سامنے سے مثل فراری کے ہٹ گیا اور طرف سے لڑنے لگا سلطان سعد
سے مقابلہ ہوا اور حملہ سلطان سعد کا رد کرکے اُنکو زخمی کیا پھر جمشید خراسانی سے مقابلہ کیا اور اُسکو بھی بزور
سحر زخمی کیا غرضکہ چار سو سردار اہل اسلام ملک اخضر کے ہاتھ سے زخمی ہوئے ملک اخضر جسوقت ہاتھ
کو جنبش دیتا تھا ایک برق چمک کر گرتی تھی ہر ایک سردار زخمی ہوتا تھا القصہ اسی طرح اُدھر سے ملک اخضر
لڑتا ہوا آیا اور اِدھر سے صاحبقران کفار کو قتل کرتے ہوئے پہونچے پھر امیر سے اور ملک اخضر سے
سامنا ہوا ملک اخضر نے پھر سحر کیا مؤثر نہ ہوا صاحبقران نے ایک ہاتھ تلوار کا سرسری اوچھا سا مارا۔
ملک اخضر زخمی ہوکر بھاگا قضائے کار اُدھر سے نقابدار مرصع پوش آتا تھا وہ للکارا کہ او کافر کہان
بھاگا جاتا ہے خبردار آگے قدم نہ بڑھانا مین آپہونچا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ نعرہ سنکر
ملک اخضر برابر نقابدار مرصع پوش کے آیا نقابدار پر وار تلوار کا کیا مگر نقابدار پر تلوار کا کچھ اثر نہوا اب

نقابدار نے جھکر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا ملک اخضر کے دو ٹکڑے ہوئے تمام ساحر حیران و پریشان ہو کر
بھاگے لشکر کفار کو شکست ہوئی نقابدار نے صاحبقران زمان سے پکار کر کہا یا امیر ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ
مین نے اخضر جادو کو کیونکر قتل کیا بہتر یہ ہی کہ اسباب صاحبقرانی آسانی مرحمت فرمائیے نہین تو بعد فتح
عظلی آباد کے آذر کوہ پر جلکہ جسطح ہو گا اثاثہ صاحبقرانی لے لونگا صاحبقران نے فرمایا کہ خیر
عظلی آباد سے فراغت تو ہو جانے دو پھر دیکھا جائیگا الغرض نقابدار تو چلا گیا صاحبقران با فتح و فیروزی
داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے اور صبح کو کوچ کر کے چھٹے درے کی طرف روانہ ہوئے جب سامنے درے کے
پہونچے دیکھا کہ تمام درہ پتھر کا ہی اور ابر گھرا ہوا ہی اُسمین سے پتھر برس رہے ہین یہ مجال نہین کہ پرندہ بھی
اُسطرف سے گذر جائے امیر کشورگیر نہایت حیران و پریشان ہوئے اور قریب اُس درے کے اُتر پڑے اب
پھر یہان سے حال سنئے قاسم و بدیع الزمان وغیرہ سردارون کا کہ وہ جانور جو گئے تھے اگر گرویدہ ہوئے تھے
وہ سب کے سب جادوگر تھے اور مفتوح بیشہ نشین اُن سبکا سرگروہ تھا القصہ مفتوح نے قاسم اور بدیع الزمان
وغیرہ کو بزور سحر گرفتار کر کے پھر جانور بنا کر صحرا مین چھوڑ دیا اور آپ مالک بن زردہشت جادو سے
اجازت لیکر درۂ سنگ پر آکر شریک اُن سب ہمنمان درے کے ہوا اور پتلے موم کے ہزارہا بنا کر تیار کیے
اور اُنپر سحر کیا کہ سب پتلون مین جان آگئی مفتوح بیشہ نشین جادو نے طبل جنگ بجوایا یہان امیر بیٹھے
ہوئے عمرو سے کہ رہے تھے کہ خواجہ ملکہ جادو نے ہمارے ساتھ بڑی دوستی کی اب مجکو فکر ہی کہ کئی دن سے نہ
خود آئی نہ اسود تیز گام کو بھیجا عمرو نے کہا اے حمزہ سبب اُسکا یہ ہی کہ وہ فقط میری محبت سے تمہارا کام کرتی
ہی اور تم مجکو کچھ نہین دیتے ہو اسوجہ سے وہ نہین آئی یہ ذکر تھا کہ ہلکارون نے آکر خبر دی کہ مفتوح بیشہ نشین
نے طبل جنگ بجوایا ہی امیر نے فرمایا بالفضل ربانی و بتائید یزدانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اسوقت
نقارۂ رزم پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے بلند
آراستگی صفوف جدال و قتال نقیبون نے نقابت کی بعد اسکے مفتوح بیشہ نشین جادو اپنے خوک وحشی
پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور اُن موم کے پتلون کو بھی ساتھ لایا اور پکار کر کہا اے خدا پرستو تم نے بہت سے
جادوگرون کو مار کیا کیا ظلم و ستم کیا اب اگر دین زردہشتی اختیار کرو تو تمہارے حق مین بہتر ہے نہین تو دم
مین تم سبکا کام تمام ہی ادھر سے غازیان دیندار و مجاہدان بہادر شعار نعرے کر کے کہنے لگے او گبر ناہنجار کیا
بیہودہ بکتا ہی جسطرح اور جادوگر مارے گئے اس سے بدتر تیرا حال ہو گا مفتوح یہ کلمے سنکر بہت برہم ہوا
اور اُن پتلون کو اشارہ کیا وہ پتلے سب لشکر اسلام کی طرف دوڑے اور تمام سردارون کو پکڑ لے آئے
فقط صاحبقران کہ اسم اعظم پڑھ رہے تھے اور بادشاہ اسلام کے پاس تھے اور مقبل وفادار بھی نزدیک
صاحبقران کے کھڑا تھا بس یہ تینون شخص فقط بچ رہے باقی سب گرفتار بلا ہو گئے مفتوح نے ہر چند
اشارہ کیا کہ انکو بھی گرفتار کر لاؤ پتلے گئے مگر قریب صاحبقران کے نجا سکے اور پتلون نے مفتوح سے آکر
کہا ہم حمزہ کے قریب نہین جا سکتے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہمکو کوئی جلائے دیتا ہی مفتوح نے حیران ہو کر طبل بازگشت
بجوایا اور سب سرداران امیر سحر کو لیکر پھر گیا سب سردارون کو قید کیا مگر ابکرب غازی اور فضل بن
گیا ہو رخون آشام بھی لشکر اسلام مین آئے مگر خیال تھا کہ ایسا نہو یہ بھی گرفتار ہو جائین اگرچہ نقابدار اُن
ہر صبح بوش ساتھ انکو لیگیا مگر جدا ہو کر چلے آئے الغرض مفتوح بیشہ نشین جب تمام اہل اسلام کو قید کر چکا

تو حال سب مالک بن زردہشت جادو سے کہلا بھیجا کہ مین نے سب خدا پرستون کو اسیر کر لیا ہی مگر حمزہ پر
میرا سحر کارگر نہ ہوا یہان مالک بن زردہشت بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا اور ملکہ جادو بھی اُسکے پاس موجود
تھی اور بختیارک باتین طعنہ آمیز کر رہا تھا کہ پیغام مفتوح کا پہونچا بختیارک نے کہا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہی
کوئی ساحر اُسکا کچھ نہین کر سکتا دوسرے یہ کہ حمزہ کے بڑے زبردست لوگ شریک ہین کہ حمزہ نے پانچ
دربے اُنھین کی مدد سے فتح کر لیے اب وہی مددگار حمزہ کے مفتوح کو بھی قتل کر ڈالینگے اور دربہ ہشتم و ہفتم بھی
فتح ہو جائیگا مالک نے کہا اے بختیارک تجکو حال اُن لوگون کا معلوم ہی کہ وہ کون ہین جو لوگ حمزہ کے
شریک ہین بختیارک نے کہا کہ مین نام اُنکا نہین لے سکتا اور اشارہ ملکہ جادو کی طرف کیا ملکہ جادو سمجھ گئی
کہ یہ آوازہ اور اشارہ تیری طرف تھا بس ملکہ جادو نے کہا اے پدر بزرگوار بختیارک مجھپر آوازے کرتا ہی مین
کہتی ہون کہ اسکی شامت آپ کے ہاتھ سے نہ آ جائے بھلا مجھ سے اور خدا پرستون سے کیا علاقہ ہی سبحان اللہ
غیر تو آپ کے دوست ہو گئے اور ہم دشمن ٹھہرے ہمکو تو اسنے خدا پرستون کا دوست مشہور کیا ہی خیر مین اب
جاکر مفتوح کی شریک ہوتی ہون اور سر حمزہ کا لاتی ہون ہرچند مالک نے روکا مگر ملکہ نے نہ مانا اُسی وقت روانہ
ہو گئی بختیارک نے دل مین کہا کہ اب مفتوح بیچارہ بھی مارا جائیگا غرضکہ ملکہ جادو خدمت مین صاحبقران
کے پہونچی اور سلام کیا خواجہ عمرو کے دیکھتے ہی جان مین جان آ گئی اور کہا اے ملکہ مین نہایت تمہارے لیے
متردد تھا ملکہ نے کہا اے خواجہ یہ بختیارک بُری طرح میرے پیچھے پڑا ہی خدا بچائیگا تو بچونگی امیر نے فرمایا اے ملکہ
جادو تمام سردارون کو مفتوح جادو اسیر کر کے لیگیا اپنے سحر کا تماشا دکھا دیا ملکہ جادو نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے
مین آج رات کو مفتوح بیشہ نشین کو ساتھ لیکر آؤنگی آگے آگے مین ہونگی وہ پیچھے ہوگا آپ اُسکو تیر قضا کا نشانہ
کیجیے گا صاحبقران نے فرمایا اچھا بہتر ہی ہم مستعد بیٹھے رہینگے اور مقبل سے کہا کہ تم بھی کمینگاہ مین بیٹھے رہو غرضکہ
ملکہ جادو وہان سے اُٹھکر پہاڑ پر آئی یہان حالات جادو اور مفتوح جادو دونون بیٹھے ہوے شراب خواری
اور ناچ و رنگ مین مصروف تھے حالات جادو کہ رہا تھا کہ مین اسم اعظم حمزہ کا بند کر دونگا مفتوح جواب
دیتا تھا کہ یہ کوئی کام دشواری کا نہین ہی مین تو ایک لمحہ بھر مین بند کر سکتا ہون یکایک ملکہ جادو پہونچی
دونون تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے بلا کر مسند پر بٹھایا پوچھا کہ ملکہ تم کیون آئین کہا اے مفتوح ہمکو لوگ
کہتے ہین کہ ملکہ جادو خدا پرستون کی شریک ہی مین آج رات کو جاکر حمزہ کا سر کاٹ لاؤنگی یا اپنی جان دونگی
مفتوح بولا اے ملکہ تم مالک ملک ہو جو تمھین بدنام کرتا ہی وہ نہایت بیوقوف اور گدھا ہی اور کل تو مین حمزہ کا استیصال
کرونگا ملکہ نے کہا صبح کو خدا جانے کیا ہو کیا نہ ہو مین آج ضرور دو پہر رات گئے ہنس پر سوار ہو کر جاؤنگی مین ہرگز تمھارا
کہا نہ مانونگی غرضکہ دو پہر رات شراب و کباب اور صحبت رقص و عیش و عشرت مین گذری جب نصف شب ہو گئی
ملکہ جادو اُٹھی اور سحر سے ایک ہنس بنا کر تیار کیا اور اُسپر سوار ہو کر چلی مفتوح نے حالات جادو سے کہا اے برادر یہ
ملکہ بیٹی بادشاہ کی ہی اسکا تنہا جانے دینا دشمنون مین مناسب نہین اور دشمن بھی وہ دشمن جو مالک باطل السحر
ہی خدا جانے کیا اُفتاد پڑے یہ صلاح کر کے دونون سوار ہو کر پیچھے پیچھے چلے ملکہ جادو نے جو دیکھا کہ یہ دونون ساتھ آتے
ہین دل مین بہت خوش ہوئی چلی آگے آگے چلی جاتی تھی جب سامنے بارگاہ سلیمانی کے پہونچی تو اُنسے جُدا
ہو گئی یہان صاحبقران اور مقبل وفادار تیر کمان مین جوڑے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ہی مفتوح جادو اور
حالات جادو کو آتے دیکھا امیر نے مقبل سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ وہ دونون نشانے آ پہونچے جب

دونون ساحر زد پر تیرون کی آئے مفتوح جادو کو تو صاحبقران نے تاکا اور حالات جادو کو مقبل وفادار
نے تاکا دونون کے تیر کمان بے امان سے برابر چلے ایک کا سینہ نشانہ ہوا دوسرے کا گلا ہدف بنا دونون ساحر
زمین پر گر کر تودہ خاک ہوگئے بیک اجل اس صفائی پر ہاتھون کی دونون کے ہزار جان سے قربان ہوا ابر چلا کر
غل وشور مچانے لگے تاریکی چھاگئی ہوائے تیز وتند چلنے لگی بعد تھوڑی دیر کے دو آوازین پیدا ہوئین ایک کی صدا
تھی کشتی مرا نام مِن مفتوح بیشہ نشین جادو بود او دوسری یہ آواز تھی کشتی مرا نام مِن حالات جادو بود افسوس
مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم ادھر ملکہ جادو آن دونون ساحرون کی لاشین لیکر بھاگی اُدھر تمام
سرداران لشکر اسلام قید سحر سے رہا ہوگئے اب جو صاحبقران نے دیکھا تو میدان صاف ہے نہ وہ پہاڑ ہے نہ وہ
سنگ سنگین ترین درہ کوہ شگاف ہے اسیوقت امیر کشور گیر وہان سے کوچ کر کے درہ ہفتم کی طرف روانہ ہوئے
وہان ملکہ جادو دونون کی لاش لیے ہوئے روتی ہوئی مالک بن زردہشت کے پاس پہونچی اور حال
بیان کیا بختیارک نے کہا سبحان اللہ تم اسے خیال کرو کہ ملکہ جادو تو آگے تھین وہ تو بچ گئین یہ دونون پیچھے
پیچھے تھے مارے گئے یہ عجب جنگ زرگری ہے ایسا معرکہ آجتک نہ دیکھا نہ سنا مالک بن زردہشت کو ملکہ
کی طرف اب گمان فاسد گذرا جب بختیارک نے اسقدر سمجھایا ملکہ جادو نے اپنے منھ پر دو ہتھڑ مارے اور خنجر
کھینچکر کہا کہ مین اپنے تئین ہلاک کرون گی مالک نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ملکہ تم کسی کے کہنے کا برا نہ مانو ملک کی
مالک تم ہو اول سے بختیارک تو جھک مارتا بیہودہ بکتا ہے جو تمہاری جانب بدگمانی کرتا ہے پھر مالک نے
بیٹی کو گلے سے لگایا تشفی ودلاسا دیا یہان صاحبقران درہ ہفتم پر پہونچے دیکھا کہ تمام درہ شیشے کا ہے اور
ایک شخص اس درے کے بنگلے مین بیٹھا ہے اور ایک شیشہ اسکے ہاتھ مین ہے بار بار اسم سحر اس پر پڑھکر دم
کرتا ہے امیر بھی حیران ہوئے اور اس تردد مین تھے کہ کیا کرین اور یہ درہ ہفتم متعلق بہ سجنجل جادو ہے اُسنے
جو صاحبقران کو آتے دیکھا اسوقت ایک فانوس شیشے کی ہاتھ مین اُٹھائی اور سامنے لشکر امیر کے وہ فانوس
اُٹھا کر گردش دی جلوہ فانوس سے تمام سرداران عالیشان اُس حصار آبگینہ مین آگئے اور مانند تصویر
کے چپ ہو کر رہگئے فقط صاحبقران برکت اسم اعظم سے محفوظ رہے اس لئے کہ سحر نے امیر پر اثر نہ کیا
سجنجل جادو سبکو گرفتار کیے ہوئے چلی مگر کہتی جاتی تھی اے حمزہ خیر تو بچ گیا میرے ہاتھ سے رہا تیرا
بھی نہ بیر کرتی ہون اور کہان جائیگا صاحبقران بیتابانہ اُس ساحرہ کے پیچھے دوڑے اب آگے آگے وہ
ساحرہ فاحشہ ہے اور پیچھے پیچھے صاحبقران ہین اور پکار کے کہتے جاتے ہین اے فتنہ روزگار ساحرہ غدار
اگر میرے سرداران عالیشان کو تو نے اسیر کیا ہے تو میرا بھی کام تمام کیے جا اُسوقت یکایک نقابدار الماس پوش
لشکر دیوون کا لیے ہوئے آپہونچا اور اُس ساحرہ سجنجل جادو کو للکارا کہ باش اے قحبہ کہان بھاگی جاتی ہے اور
ایک دیو کو حکم دیا کہ اس ساحرہ شتاح کو پکڑ لاؤ وہ دیو چلا جبتک سجنجل جادو اسم سحر پڑھے پڑھے دیو نے آکر
سایہ کیا اور فورا آگلا دبوچ لیا بلائے عقوبت مین گرفتار کر کے سامنے نقابدار الماس پوش کے لاکر حاضر کیا
نقابدار نے اس دیو سے کہا کہ اس آفت روزگار کو کھالے اسی وقت نسل کردہ دیو نے اسکے پوست واستخوان
بجنس کو جھپ سے منھ مین دھر گیا شور وغل بلند ہوا تاریکی چھاگئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام
مِن سجنجل جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب روشنی ہوئی دیکھا وہ حصار شیشے
کا مفقود ہوگیا اور ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر لشکر صاحبقران مین موجود تھا نقابدار نے

صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ یہ اثاثہ صاحبقرانی میرے حوالے کیجیے کہ اب صاحبقران میں ہون امیر نے
جواب دیا کہ ای نقابدار یہ اسباب مین نے بڑی جانکاہی سے پیدا کیا ہی اگر تو مجھپر غالب آئیگا تو یہ اسباب مین
تجکو دیدونگا نقابدار بولا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر جدھر سے آیا تھا اُسی طرف چلا گیا اور صاحبقران وہان سے
کوچ کرکے سامنے شہر عنطلی آباد کے آئے بارگاہ فلک اشتباہ استادہ ہوگئی خیام لشکر ظفر پیکر دور تک
برپا ہوے ایک طرف اردوے معلی لشکر امیر بادقیر کا آراستہ ہوا جابجا لشکریان جلوس فوج اسلام سے
اُترے بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار اور صاحبقران زمان داخل ہوئے اُدھر
مالک بن زردہشت کو خبر ہوئی کہ ملکہ سنجنجل جادو کا بھی شیشہ ہستی شکست ہو گیا حمزہ ساتون درے
فتح کرکے سامنے شہر عنطلی آباد کے آکے اُترے ہین مالک نے کہا یہ کیا غضب ہی کہ سب جادوگر نامی مارے گئے
بختیارک نے کہا ای مالک اگر حمزہ کا اسم اعظم بند نہ ہوگا تو اسی طرح سب جادوگر مارے جائینگے مالک نے تمام
لشکر سے کہا کہ تم تو مقابلے مین لشکر حمزہ کے خیمے اپنے استادگرو مین آج اسم اعظم بند کرتا ہون القصہ خیمہ مالک
بن زردہشت جادو کا شہر سے باہر آیا اور سامنے لشکر اسلام کے فوج ساحران اُتری اور مالک نے
ہوم کیا خون خوک سے پہلے نہایا اور پھر اسی کے خون سے چوکا ساحرون کا الیا دیا اور چوکے مین بیٹھکر اگیاری
کی اور گھی کا چراغ روشن کرکے لوبان کا فور بو نکین گوگل آگ مین ڈالا سیندور اور عبیر و گلال چھڑکا اور خون
خوک اُس اگیاری مین بھی ڈالدیا ایک چٹاخے کی آواز آئی اور ایک بوتل شراب کی اُس اگیاری مین بھی
ڈالدی آنچ ہونے لگی بھیر بنگالی آئے اور ڈہرو بجانے لگے ایک پتلا موم کا بشکل جانور کے بنایا اور اسم سحر کا
دم کرکے اُس جانور کو آواز دی اُسمین جان تازہ شیطانی روح آئی اور پھر کچھ پڑھکر دم کیا اور اُس جانور کو حمزہ
کیطرف اشارہ کیا وہ جانور اُڑکر چلا گیا یہان حمزہ صاحبقران زمان بارگاہ حشامی مین پلنگ پر لیٹے ہین دیکھا
کہ ایک جانور سرخ رنگ آیا اور تین بار گرد سر صاحبقران کے پھرا اور چلا گیا اور اسی چوکے مین مالک بن
زردہشت کے پاس پہونچا مالک نے اُس جانور کو پکڑکر شیشے مین بند کیا اور سکوراُس شیشے کے منھ پر رکھکر موم
لگا دیا بعد اُسکے تمام ساحرون کو رخصت کیا اور آپ نہا دھوکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا صبح کو وہ شیشہ لاکر لقا کے
بے لقا کے سامنے رکھدیا اور کہا حمزہ کا اسم باطل السحر مین نے بند کردیا اور طبل شادمانی کا حکم دیا خبر صاحبقران کو
ہوئی کہ اسم اعظم بند ہو گیا یہ بندوبست مالک بن زردہشت جادو نے کیا صاحبقران نے جو خیال کیا
بالکل اسم اعظم یاد نہ تھا لپا ہر فرمایا کہ مجھے یاد ہی وہ مردود جھوٹ کہتا ہی اور عمرو سے اشارے مین سب حال
بیان کردیا عمرو بھی یہ سنکر پریشان ہوا وہان ملکہ جادو کو جو معلوم ہوا نہایت مضطر ہوئی اور اپنی انیسون اور
جلیسون سے کہا کہ غضب ہوا اسم اعظم حمزہ کا بند کردیا گیا اگر حمزہ مارا گیا تو عمرو بھی اپنی ضرور جان دیدیگا پھر
مین بھی اپنے تئین ہلاک کرونگی میرا جینا بھی دشوار ہی مین اُسکی دوستی سے باز نہ آونگی اور محبت مین دیوانی ہوجاؤنگی
یہ کہکر اُٹھی اور مہرہ زردہشتی صندوق معلق سے نکالکر لائی اور وہان سے خدمت فیضدرجت
امیر بادقیر مین آئی دیکھا امیر بیٹھے ہوئے عمرو سے کہرہے ہین کہ رات کو ایک جانور سرخ رنگ آیا اور میرے
گرد پھرکر چلا گیا مین نے چاہا کہ اُسے پکڑلون وہ ہاتھ نہ آیا عمرو کہرہا ہی ای حمزہ وہی جانور تیرا اسم اعظم بند
کرگیا امیر بادقیر فرماتے ہین کہ خواجہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یکایک ملکہ جادو سامنے آئی اور امیر کو سلام کیا اور
پاس بیٹھ گئی امیر نے پوچھا ای ملکہ کچھ حال کہو ملکہ نے کہا آپ کا اسم اعظم بند ہوچکا مگر مین نے بھی اپنی جان

آپکے ہمراہ لگادی ہی یہ مہرۂ زردہشتی بڑی جانکاہی سے لائی ہون آپ اسکو اپنے پاس رکھیے کہ اسکے سبب سے
سحر کسی ساحر کا تاثیر نہ کریگا ای امیر اگر مین راہ اسلام مین کام آجاؤن تو مجکو حضور فاتحہ خیر سے نہ فراموش کرین
کسواسطے کہ اب مجھے اندیشہ اپنی جان کا ہی بختیارک بچیا میرے قتل کے بہت درپی ہورہا ہی اور میرے پدر
بزرگوار کو میرا دشمن جانی بنا چکا ہی جسوقت کوئی خبر اسکو تحقیق معلوم ہوئی فوراً وہ مجکو قتل کریگا صاحبقران
نے فرمایا کہ ای ملکہ اگر تمکو یہی اندیشہ ہی تو تم ہمارے پاس سے نہ جاؤ جو سبکا حال وہی تمھارا حال مثل مرگ انبوہ جشنے
دارد ملکہ نے کہا ابھی موقع نہین ہی میرا رہنا یہان غیر مناسب ہی یہ کہکر ملکہ آبدیدہ ہوکر وہان سے روانہ ہوئی
قضاے کار مالک بن زردہشت جادو کو ملکہ جادو کیطرف سے گمان بد تو گذرہی چکا تھا اور وہ یہ تو سمجھا
ہوا تھا کہ ملکہ خداپرستونکی طرفدار ہی اسی فکر مین رہا کرتا تھا کہ حال ملکہ جادو کا کسی صورت سے دریافت ہوجائے
اُس روز اتفاق سے ایک مگس کلان کی صورت بنا ہوا بارگاہ حشامی مین بیٹھا تھا اُسنے سب باتین ملکہ جادو
کی سنین اور یہ بھی دیکھا کہ مہرہ زردہشتی بھی ملکہ جادو نے صاحبقران کو دیا جب ملکہ جادو چلی مگس کلان
نے مہرہ سامنے سے صاحبقران کے اُٹھالیا اور اُڑکر آواز دی ای حمزہ معلوم ہوا کہ ننگ خاندان شوخ دیدہ
گیسو بریدہ تجھسے ملی ہوئی ہی دیکھ تو اسکا کیا حال کرتا ہون یہ آواز دیکر مہرہ لیے ہوئے چلا گیا امیر نے ہرچند
تعاقب کیا اور کئی تیر مارے مگر اسے نہ پایا عمرو نے حال اپنا تباہ کیا ای حمزہ یا تو مین نے اپنی جان دی یا ملکہ
جادو کو بچایا فقط آپ سے امیدوار دعا کا ہون یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور رہائی کیواسطے ملکہ جادو کے روانہ ہوا
یہان مالک بن زردہشت جادو جو پھر کر آیا آگ بگولا بنا ہوا تھا مارے غصے کے منہ سے شعلۂ آتش غضب
نکل رہے تھے ملکہ جادو بیٹھی ہوئی تھی آتے ہی ملکہ کا ہاتھ پکڑکر کھینچا اور کہا کہ مجکو بختیارک کا کہنا باور نہ آتا تھا
اب تو مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ تو نے مہرۂ زردہشتی حمزہ کو جاکر دیا ارے غضب ہوگیا تھا اگر یہ مہرہ حمزہ
کے پاس رہتا تو کسیکا سحر اثر نہ کرتا دیکھ وہ مہرہ مین لے آیا ملکہ نے جو مہرہ دیکھا رنگت زرد ہوگئی سمجھی کہ افشاے
راز تیرا ہوگیا اب کسیطرح تیرے بچنے کی صورت نہین معلوم ہوتی ملکہ پکاری ای مالک اب تو جو چاہے میرے
حق مین کر مین نے تو لقاے بے بقا اور اسکے پرستارون پر لعنت کی اور سامری و جمشید کو بھی لعنت ہزار
ہزار کرکے چھوڑا جان میری راہ اسلام مین نثار ہی یہ سُنکر مالک کو اور زیادہ غیظ آیا اور ملکہ کو باندھکر تازیانے
مارنا شروع کیے اور اسقدر کوڑے مارے کہ تمام جسم ملکہ کا شق ہوگیا اور خون کے فوارے بدن سے چھوٹنے لگے
ملکہ جادو پکار رہی تھی ای پروردگار عالم قدم میرا صراط مستقیم پر قائم رکھنا کبھی کہتی تھی ای صاحبو تم سب
میرے کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ کے شاہد رہنا کبھی زبان پر یہ جاری تھا کہ ای پروردگار تو حمزہ کو ان کافرون
پر فتحیاب کیجیو بس یہ کہتے کہتے بیہوش ہوگئی اتنے عرصے مین مان ملکہ جادو کی آئی اور کہا ای مالک ایک اولاد میری
اسکو بھی تو نے دشمنون کے کہنے سے مار ڈالا یہ کہکر ملکہ جادو کو کھولکر لیگئی اور چارہ سازی مین زخمہاے بدن
ملکہ جادو کے مصروف ہوئی مالک بن زردہشت جادو اسی غصے مین باہر آیا بختیارک نے دیکھا کہ
مالک کی آنکھین لال لال ہین تیوریان چڑھی ہین پوچھا بختیارک نے ای مالک خیر باشد آپکی اسوقت
طبیعت بگڑی کیون ہی مالک نے کہا ای بختیارک تو سچ کہتا تھا کہ ملکہ جادو شریک خداپرستان ہی آج
مین نے خود اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ اُس گیسو بریدہ شوخ دیدہ نے مہرۂ زردہشتی لیجاکر حمزہ کو دیا اور
چلی آئی مین وہ مہرہ زردہشتی حمزہ سے لے آیا اور اس ننگ خاندان کو باندھکر خوب مارا مین اسکو

بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑتا مگر کیا کرون کہ مان اسکی چھڑا کر لیگئی بختیارک نے کہا خیر اب تو آپ کو میرے کہنے کا یقین ہوا
اب ذرا ہوشیار رہیے گا اور غفلت نہ کیجیے گا مالک نے کہا کیا مجال کیا تاب و طاقت جواب خدا پرستون کو مہرہ
لیجا کرے یہ کہکر بارگاہ سے اندر محل کے آیا مگر نہایت پریشان کسی سے بات تک نہ کی کھانا بھی نہ کھایا اسی
عالم پریشانی مین بیٹھا ہوا تھا کہ دایہ اسکی فرتوتہ جادو آئی بلائین لین اور کہا اے بیٹا واری جاؤن تو نے ملکہ
جادو کو مارا اور اپنے تئین پریشان کیا اب جاکر اُسے دلاسا دے کہ تیرے دل کو بھی چین آئے اگر اولاد بھی ہو تو
ہے تو کوئی ایسا نہین مارتا جیسا تو نے ملکہ جادو کو مارا مالک نے کہا مین تو اُسے دلاسا دینے نہ جاؤنگا اُسنے کہا خیر نہ جا
تجھے اختیار ہے مگر کھانا کیون نہین کھاتا اب میرے کہنے سے کچھ تو کھالے یہ کہکر وہ گئی اور کھانا مالک کے واسطے
اپنے ساتھ لیکر آئی دسترخوان بچھایا اور کھانا طرح طرح کا اُسکے سامنے لگایا مالک کا ہاتھ منھ دھلایا اور جبراً قہراً بمنت
و سماجت کچھ کھلایا اور کہا کہ بیٹا تو بہت ہلکان ہوا ہے اب تھوڑی دیر سو رہ مالک پلنگ پر گیا اور لیٹتے ہی
بیہوش ہو گیا ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ دایہ اصلی نہین ہے بلکہ خواجہ عمرو بصورت دایہ مالک بن زردہشت
جادو بنکر آئے تھے غرضکہ جیسے ہی مالک بیہوش ہوا عمرو نے فوراً دہان مین سوزن دیا اور داخل زنبیل کیا اُسی وقت
آپ مالک بن زردہشت جادو کی صورت بنکر ملکہ جادو کے دیکھنے کو چلا جب وہان آیا دیکھا کہ ملکہ کے بدن پر تین
کوڑون کے نشان ظاہر ہین زوجہ سے مالک کی کہا کہ صاحب تمنے کچھ اسے سمجھایا یا نہین اُسنے کہا صاحب تمنے ایسا ذلیل
و رسوا کیا ہے کہ یہ جان دینے پر آمادہ ہے نہ کچھ کھاتی ہے نہ پیتی ہر وقت اپنے ہلاک کرنے کا اسکا ارادہ ہے عمرو نے
ملکہ جادو کو گلے سے لگایا اور دلاسا دیا اور چپکے سے کان مین کہا کہ اے جان جہان مین عمرو ہون مین نے مالک بن
زردہشت جادو کو پکڑ لیا ملکہ جادو یہ سُنکر نہایت خوش ہوئی بعد تھوڑی دیر کے عمرو تو باہر چلا گیا ملکہ جادو
نے مان سے کہا اے مادر مہربان آگاہ ہو یہ مالک بن زردہشت جادو نہین ہے خواجہ عمرو عیار حمزہ کا ہے وہ یہان
آپہونچا اور اُسنے مالک بن زردہشت جادو کو اسیر کر لیا اور آپ اُسکی صورت بنکر یہان آیا اور مجھنے ملاقات
کرکے مطلع کیا کہ مین نے مالک بن زردہشت جادو کو اسیر کیا اے والدہ ماجدہ اب آپ کو لازم ہے کہ سامری
و جمشید پر لعنت کیجیے اور راہ دین حق ہاتھ سے نہ دیجیے کہ دین حمزہ کا ہر دین و آئین سے بہتر ہے اور حمزہ ستون
دین اسلام ہے اسکی خدمت کرنا ثواب عظیم ہے یہ سنتے ہی زنگ کفر آئینۂ دل سے ملکہ کی مادر کے بھی دور ہوا اور
مسلمان ہوئی ملکہ نے جو کچھ طریقہ دین اسلام یاد کیے تھے وہ سب اپنی مان کو تعلیم کیے مادر ملکہ جادو کلمہ طیبہ
پڑھکر مسلمان کامل ہوئی اور پاک ہوکر خواجہ عمرو کے ساتھ خدمت صاحبقران زمان مین ملکہ کو لیکر چلی اسطرف
امیر کشورگیر نے بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے عمرو نے کچھ کارپردازی عمدہ کی ہے
کیونکہ اسم اعظم اب مجھے یاد آیا ہے اور ایک ساعت قبل اس سے بالکل فراموش تھا یقین واثق ہوا کہ خواجہ عمرو
نے مالک بن زردہشت جادو کو گرفتار کیا یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو اور ملکہ جادو اور مان اُسکی یہ تینون ہنستے ہوئے
سامنے سے آئے اور تینون نے سلام کیا صاحبقران بہت خوش ہوئے اور ملکہ کی طرف دیکھکر خواجہ عمرو سے
فرمایا اے خواجہ ملکہ جادو سے مالک بن زردہشت جادو کیونکر پیش آیا اور تمنے کیونکر ملکہ کو بچایا عمرو نے کہا
اے حمزہ مین نے مالک کو عیاری کرکے گرفتار کیا اور یہ کہکر مالک کو زنبیل سے نکالکر سامنے صاحبقران زمان کے
رکھدیا صاحبقران کمال مسرور ہوئے اور حکم دیا اسے زندان خانے مین لیجا کر اسیر کرو اور آپ سوار ہوکر شہر
عنظلی آباد کو چلے وہان پہونچے جہان سب سرداران صحراے لق و دق و سبزہ زار متعلقہ عنظلی آباد مین جاقیم

بنے ہوئے پھر رہے تھے جیسے ہی ان جانوروں نے امیر باتوقیر کو دیکھا سبکے سب دوڑے اور اپنے آقا اور مالک
کو پہچان کر قدموں سے لپٹ گئے عمرو نے کہا ای حمزہ یہ سب تمھارے سردار ہین سحر سے جانور بنے ہوئے ہین
صاحبقران نے پانی منگوا کر اسم اعظم پڑھا اور اُس پانی کو اُن سب جانوروں پر چھڑکا یا فوراً سب کے سب
بصورت اصلی ہوگئے لباس انسانی مین آئے صاحبقران اور بادشاہ اسلام نے سبکو گلے سے لگایا تمام
لشکر اُن سب سے آکر بغلگیر ہوا بڑی خوشی حاصل ہوئی لندھور نے کہا ای شہریار مین حصار عظلی آباد کو آگے
جاکر گراتا ہون امیر نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی لندھور مع سرداران اسلام آگے روانہ ہوا اور دروازہ
عظلی آباد پر پہونچکر گرز مارا کہ دروازہ ٹکڑے ہوکر گرا لندھور مع سرداران وغیرہ شہر کے اندر چلا سب نے
تلوارین میان سے کھینچ لین اور کفار کو قتل کرنا شروع کیا شہر مین ایک ہلڑ مچ گیا غلغلۂ عظیم برپا ہوا بزن بگیر کی
صدا ہر کوچے مین بلند ہوئی ادھر ہلکارون نے لقاے بے بقا کو خبر دی کہ مالک بن زردہشت جادو
اسیر ہوگیا اور خداپرست شہر عظلی آباد مین آتے ہین لقا نے کہا ای شیطان درگاہ بگو حالا چہ تقدیر کنم
بختیارک نے کہا یا خداوندا اب آپ بھاگیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی اب یہان سے گریز کے آذر کوہ
کو چلیے کہ مین نے کتاب نمذی مین دیکھا ہی کہ حمزہ پر آذر کوہ مین قران صعب ہی اور نجومیون نے بھی کہا ہی
کہ حمزہ مع اپنے سردارون کے آذر کوہ مین گرفتار بلا ہوگا یہ ذکر تھا کہ غازیان دیندار اور مجاہدان تہور شعار
کے نعرون کی صدا ئین بلند ہوئین بختیارک نے کہا یا خداوند وہ خداپرست آپہونچے اب جو ٹھہریے گا تو گرفتار
ہوجایئے گا اُسیوقت لقا اپنی فوج کو لیکر چلا ہمراہ بختیارک اور یاقوت شاہ و ضیغم خون آشام دروازہ
آذر کوہ کیطرف کا کھلوا کر لقاے بے بقا مع اپنے ہمراہیون کے بھاگا ادھر صاحبقران زمان نعرۂ شمشیر
زن کرتے ہوئے داخل شہر عظلی آباد ہوئے اور ساحرون کو قتل کرنا شروع کیا جو سامنے آگیا بس اُسکا کام تمام
ہوا بڑے بڑے زبردست ساحرون نے ہرچند سحر کیا مگر اسم اعظم کی برکت سے کچھ نہ ہوسکا القصہ مین شہر
عظلی آباد مین قتل عام ہوا آخرکار چہار طرف سے آواز الامان کی بلند ہوئی صاحبقران نے سبکو امان
دی سب کے سب مسلمان ہوئے بادشاہ اسلام ایوان شاہی مین آکر تخت پر جلوہ گر ہوئے صاحبقران مع
سرداران عالیشان کے دنگلون پر بیٹھے ناچ ہونے لگا جشن کے باجے بجنے لگے جام مے ارغوانی گردش مین آیا
جب دربار آراستہ ہوا اور جشن عام کا سمان بندھا فرمایا کہ لاؤ مالک بن زردہشت جادو کو اُسیوقت لوگ
لیکر مالک کو دربار عام مین بحضور بادشاہ اسلام و صاحبقران زمان حاضر ہوئے اُسنے دربار مین آکر بطرق کفار
سلام کیا امیر کشورگیر نے مالک کو کرسی پر بٹھایا اور فرمایا ای مالک تجھکو اپنی سحر و ساحری کا بڑا گھمنڈ تھا دیکھا
تو نے بفضل پروردگار عالم و عالمیان وہ ساحر زبردست تیرے کیونکر قتل ہوئے اور تو کسطرح اسیر ہوا تیرے
خداوند مردود زردہشت جادو و یا جمشید و سامری اور پونے دو سو خداوندون نے تجکو نہ بچایا اب
بہتر یہ ہی کہ ادیان باطلہ پر لعنت کر اور کفر پرستی چھوڑ دے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجا دین اسلام قبول کر مین تجکو اپنا
برادر ایمانی سمجھونگا اور ملک بھی تیرا تجھے دونگا اور اگر تو نہ مسلمان ہوگا تو قتل کیا جائیگا یہ کلمات پند و نصائح
صاحبقران زمان سُنکر مالک بن زردہشت جادو نے کہا ای شہریار مین اس شرط پر مسلمان ہونگا کہ
جسوقت یہ سب حال مجھپر آئینہ ہوگا صندوق معلق زردہشت جادو کا اور کیفیت گاے طلائی
کی کہ شراب پیتی جاتی ہی اور ساز رقص بجاتی جاتی ہی اور اس زاغ سیاہ کے جوڑے کی روئداد کہ ہر جفتی

مین ایک بچہ پیدا ہوتا ہی اور فوراً بڑھتا ہی اور خداوند کہکر اڑجاتا ہی اور اُس تالاب کا ماجرا کہ کبھی اُسکا پانی
خشک نہین ہوتا جسقدر چاہو صرف کرو جتنا ہی اتنا ہی باقی ہمیشہ رہیگا یہ سب کیفیتین اور بنائین انکی مجھپر
ظاہر کر دیجیے تو مین بصدق دل دین اسلام قبول کرون اور مطیع حضور کا رہون صاحبقران نے فرمایا
کہ اچھا ابھی یہ کہکر اُسیوقت مالک کو اپنے ہمراہ لیکر سوار ہوئے پہلے صندوق معلق کے پاس آئے
اُس گاے طلائی مین سے آواز آئی کہ حمزہ مجکو سجدہ کر اور دیکھ مین نے تجکو کیا مرتبہ دیا اور ابتدا سے انتہا
تک سب حال صاحبقران کا بیان کر دیا امیر باتوقیر نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تو شیطان ہی
اسمین سمایا ہوا بول رہا ہی امیر نے لندھور سے فرمایا کہ گاے طلائی کو ایک گرز مارو دیکھو تو کیا تماشا دکھائی
دیتا ہی یہ سنکر لندھور نے بڑھکر ایک گرز گران اُس گاے طلائی پر مارا اُس گاے کے ہزار ہا ٹکڑے
ہوگئے اور ایک بگولا دھوئین کا اُسمین سے نکلا اور اُس دھوئین سے صورت دیو مرید کی پیدا ہوئی اور
اڑکر بلند طرف آسمان کے ہوئی وہان جاکر آواز دی کہ ای حمزہ تو نے مجھے شہر فرنگ سے بھگایا مین یہان
آکر مقیم ہوا تو نے یہان بھی چین نہ لینے دیا خیر سمجھا جائیگا یہ کہکر غائب ہوگیا بعد اُسکے صاحبقران زمان
نے اسم اعظم پڑھکر صندوق معلق پر دم کیا کہ سحر جمشید سحر آفرین کا رد ہوا صندوق معلق
زمین پر دھم سے گرا جمشید نے ہر چند سحر صاحبقران پر کیا مگر برکت سے اسم اعظم کی کچھ موثر نہ ہوا آخرکار
جمشید بھی ہاتھ سے صاحبقران عالیشان کے مارا گیا وہ جوڑا زاغ سیاہ کا بھی بسبب سحر جمشید
کے بلند پروازیان کیا کرتا تھا فوراً وہ بھی نابود ہوگیا اور اُس تالاب مین جو پانی کبھی کم نہ ہوا کرتا تھا اُسکی
ماہیت یہ ظاہر ہوئی کہ ایک دریا بہت فاصلے پر اُس شہر سے تھا اُسمین نالی کھودکر بنے دیکر بطور نیا سوت
کے اس تالاب مین لائے تھے صاحبقران نے اُسکی جستجو اور کوشش اور تفحص بلیغ کرکے اسکو بند کرادیا
دریا سے پانی آنا موقوف ہوگیا اب پانی بھی اُسکا کم ہونے لگا تین دن مین آدھا تالاب خشک ہوگیا
صاحبقران نے مالک بن زردہشت جادو سے کہا کہ اب تجکو دین اسلام لانے مین کیا کلام ہی
بس اب بہتر یہ ہی کہ تو مسلمان ہوجا مالک بن زردہشت جادو ازبسکہ سیہ قلب کمال تھا خوف جان
سے مسلمان ہوا اور دل مین کینہ رکھکر طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کیا اب عمرو نے
صاحبقران سے کہا مین ملکہ جادو پر مدت سے عاشق و فریفتہ ہون آپ خوب جانتے ہین کہ عشق مین
اُسکے میری جان پر بنی ہی دم نکلتا ہی ہجر جانان اب بہت شاق ہی وصل معشوق حور لقا کا دل مشتاق
ہی امیدوار ہون کہ آپ میرا عقد اُس پریوش ملکہ جادو کے ساتھ کر دیجیے امیر نے فرمایا دیکھو مین سمجھاتا
ہون اگر ملکہ جادو راضی ہوگئی تو کیا مضائقہ ہی صاحبقران زمان نے ملکہ جادو کو کنج خلوت مین
طلب کیا جب ملکہ جادو آئی واسطے عقد ہمراہ خواجہ عمرو کے استمزاج لیا ملکہ جادو نے کہا ای امیر باتوقیر
مین حضور کی ایک ادنی کنیز ہون جو حکم حضور فرمائین مجھے کیا عذر مین بہرحال تابع فرمان حضور ہون مگر
ابھی تو بالفعل عقد کرنا مناسب نہین ہی بعد چند روز کے دیکھا جائیگا امیر بھی منشاء ملکہ جادو کا سمجھکر
خاموش ہو رہے پھر عمرو کو بفہمایش سمجھا دیا عمرو ارادہ عقد سے باز رہا بعد اُسکے تمام شہر کو اسلام آباد
کیا سکہ سیم و زر و اشرفی بنام بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار جاری ہوا ڈنکی دین اسلام کی
بجگیا جھنڈا گڑگیا بتخانے مثل دیرے شوالے وغیرہ منہدم ہوگئے مسجدین گلی کوچہ کو بنوائی گئین

شہر عظلی آباد مین ہر طرف سے صدائین کہین نعرۂ اللہ اکبر کسی جا شور اشہد ان لا الہ الا اللہ کا بلند تھا
غرضکہ حمزۂ صاحبقران نے چند روز وہان قیام کیا اور مالک بن رزدہشت جادو کو اپنی طرف سے
وہانکا پھر بادشاہ کیا بعدہ اُسکے لقاے بے بقا کا حال دریافت کیا کہ وہ مردود راندہ درگاہ معبود یہان سے
بھاگ کر کسطرف کو گیا لوگون نے بیان کیا کہ وہ بھیا لقاے بے بقا شہر عظلی آباد سے بھاگ کر مع اہالیان
کفار آذر کوہ کی طرف گیا ہی یہ سنکے امیر با توقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران زمان بادشاہ
اسلام سعد بن قباد شہریار مع سرداران لشکر اسلام وغیرہ کے کوچ کرکے آذر کوہ کی طرف روانہ ہوئے
اب حقیر پر تقصیر نے بفضل ایزد متعال یہ ترجمہ بالا باختر جلد سوم کو ختم کیا انشاء اللہ تعالے
ایرج نامے مین حالات مسرت آیات داستان شوکت نشان گذارش کیے جائینگے جو کہ گوش خاطر سامعین
والا تمکین مشتاق ہین بہت مسرور و محظوظ ہونگے فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بس از حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی اختر شماران شبہاے فراق محبوب اور محرومان باریابی بزم شاہد مرغوب
کی خدمت مین التماس ہی کہ غم غلط کرنے کا حیلہ اور پژمردگی خاطر کی فرحت کا وسیلہ مطالعہ قصص رنگین و
افسانہاے دلنشین سے بہتر کوئی نہین ہی۔ ایسے وقتون مین مطالعہ کتب کا مسئلہ تو مسلمات سے ہی بتخصیص
اُسکی کتب قصص سے موافق مذاق نوجوانان رنگین طبع کے ہی۔ اور حق بھی یہی ہی کہ جسقدر فرحت وری
مضامین حسن عشق کے سننے اور دیکھنے سے ہوتی ہی اور روح کو لذت ملتی ہی وہ اور مضامین سے ممکن ہی
نہین ہی سچ ہی ع ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ✢ اب رہی یہ بات کہ یہ سمجھنگی ہی کون قصہ سب قصون
سے بہتر اور فائق تر ہی بس تمام زمانہ اسکا مقر ہی کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران سے بڑھکر کوئی
قصہ ابتداے عالم سے تا ایندم نہوا ہی نہوگا۔ ضخامت اسکی ایسی کہ برسون مین بھی تمام نہو۔ دلبستگی ایسی کہ
سننے والا اپنے خواب و خور کو بھول جاے۔ واقع مین اس داستان کے اصول فارسی کے مصنف علامہ
شیخ ابو الفیض فیضی تاب ثراہ نے اس داستان کی تصنیف عجب خون جگر کھاکے فرمائی ہی جسکے نتیجے
مین آجتک یہ داستان ہر دل عزیز ہی یہ وہ داستان ہی جو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر
بادشاہ کے تصنیف کی گئی اور پسند عالم ہوئی۔ وسعت بیان قابل ہزاران تحسین و آفرین ہی کہ اس
داستان رفیع الشان کے بڑے بڑے آٹھ دفتر ہین اور چند دفتر کی متعدد جلدین اور بعض جلد بوجہ ضخامت
کثیرہ دو حصون پر منقسم ہی اس تفصیل سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر
ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم
طلسم ہوش ربا سات جلد مین۔ اور اسی دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی پانچوین جلد بوجہ ضخامت کثیرہ کے
دو حصون پر منقسم ہی دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم
لعل نامہ ایک جلد مین۔ الحق کہ اس داستان کا مثل و نظیر آج تک ہوا ہی نہ آیندہ ہوگا۔ تمام زمانہ واقف
ہی کہ اس داستان عظیم الشان کو سواے روسا و اُمرا کے علی العموم کوئی سن نہ سکتا تھا کیونکہ بجز داستان گویون
کے وسیلہ کے اسکا سننا ناممکن تھا اور اسمین ہزارون روپیہ کا صرف اور برسون کی مدت درکار تھی اب سب

حضرات کو مژدہ ہو کہ یہ شاہد دلفریب جو اب تک مہد ناز مین محو خواب غفلت تھا بہ کوشش بلیغ و بہ صرف زر خطیر
رئیس با اقبال زینت دہ مسند عظمت و اجلال اولو العزم عالی ہمت مشہور نزدیک و دور جناب منشی نولکشور
صاحب سی-آئی-ای- بیدار ہو کر آرائش طبع سے ہر ہفت اور منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوا- حقیقت مین جس طرح
سے یہ داستان کل افسانون کی سرتاج ہی ویسا ہی اسکے طبع و ترجمہ ہونے مین بھی انتظام مالا کلام ہوا ہی یعنی اس
رئیس ذی ہمم نے اپنی دریا دلی سے اتنی بڑی داستان کے کل دفترون کا ترجمہ بڑے بڑے نامی و نامور نثاران
داستانگو سے کرایا اور پھر طبع فرما کے کوڑیون کے مول مین اسکی سیر سے تمام اہل عالم کو شاد کام فرمایا چنانچہ
اس داستان کے دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی اول چار جلدون کا ترجمہ نثار بے بدل ماہر اکمل شاعر سخن
آگاہ منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخر کی تین جلدون کا ترجمہ لائق و فائق استادان سخندان
سرآمد نثاران منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے بڑی فصاحت و بلاغت سے مثل عبارت فسانہ عجائب مقفی
و مسجع ازجانب مطبع فرمایا- اور یہ جلدین مکرر طبع ہو کر نذر شائقین ہو گئین- باقی دفترون کا ترجمہ یعنی نوشیروان نامہ
ہر دو جلد و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ ہر دو جلد کا ترجمہ کمال عرق ریزی اور بڑی جانکاہی سے بزبان
اردوے معلی بتحریک منشی حامد حسین صاحب عذب البیان طلیق اللسان بے عدیل و بے نظیر منشی شیخ
تصدق حسین صاحب داستان گو نے فرمایا- واقع مین اس مترجم ہمہ دان نے بھی عجب ماغزوری
اور وفور لیاقت سے ترجمہ فرمایا ہی کہ لائق صد ہزار آفرین ہی- اس لائق مترجم نے اپنے ترجمہ مین یہ بڑی
صنعت رکھی ہی کہ کہین حشو و زوائد کا نام تک نہین رکھا اور فقط اصل مطلب سے کام رکھکر گویا دریا کو کوزے
مین بند کر دیا- اس مترجم ممدوح کے ترجمہ کیے ہوئے دفاتر مذکورۃ الصدر مین سے نوشیروان نامہ جلد اول
و جلد دوم اور ایرج نامہ جلد اول و دوم اور کوچک باختر اور صندلی نامہ ہر دو جلد و لعل نامہ و
توریج نامہ جلد اول چھپکر تیار ہو گئے اور ہاتھون ہاتھ بک رہے ہین اور توریج نامہ کے ترجمہ کا اہتمام
ہو رہا ہی انشاء اللہ تعالی بعد تیاری بہت جلد ملاحظۂ شائقین مین پیشکش ہو گا بس الحمد للہ کہ یہ دفتر سوم
داستان امیر حمزہ صاحبقران موسوم بہ بالا باختر ایک مرتبہ طبع ہو کر بہت جلد فروخت ہو گیا اور اب
دوسری مرتبہ بہ احسن انتظام و تصحیح تمام بعلو ہمتی منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع بمقام لکھنؤ
مطبع منشی نولکشور مین بماہ جنوری سنہ ۱۹۰۹ع حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر نذر شائقان ہوئی

قطعۂ تاریخ طبع از نتیجۂ طبع معرخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

عالمے از نقد جان شد مشتری	طبع شد چو این کتابے خوش سیر
سال ہجری پیش ارباب سخن	گفت عاقل نیک بالا باختر
	سنہ ۱۳۲۷ھ